

افغانستان بھی پاکستان ہے مسلم لیگ کے صدر کا یہ بیان صوتِ رحمان ہے پاکستان ہندوستان کے مردہ جسم کی جان ہے

یہ خیال غلط ہے کہ پاکستان ہندوستان میں جدائی ڈال دیگا اور اگر کسی مسلمان کے دل میں یہ بات ہو تو یہی اس کی غلط فہمی ہے ورنہ پاکستان ایک بہت بڑے خطرے سے ہندوستان کو بچائے والا ہے۔ کیونکہ آج انگریزوں کی ہندوستان کی حفاظت کے لئے جاؤ۔ ملا یا۔ سٹارٹ اور افغانستان ایران اور عراق اور عرب کو مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ اور وہاں اس کو طرح طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں اور یہ سب ملک ہم ہندوستانیوں کو طعنے دیتے ہیں کہ ہندوستان کو غلام بنائے رکھنے کے لئے ہم کو بھی غلام بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس واسطے پاکستان کی تحریک مذکورہ سب ملکوں کو ہندوستان کا دوست بنادیگی اور جب ہندوستان آزاد ہو جائے گا تو پاکستان دہلیے سے یہ سب ملک دوست بن جائیں گے اور ہندوستان کو اپنی سرحدوں کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائے گا۔

کانگریسی سیاسی نئی زندگی الہ آباد کے پاکستان نمبر میں بیرون ہند کے مسلمانوں کے جو اعداد و شمار دئے گئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں یا تو بڑے صاحب نے یورپ والوں کے اعداد و شمار پر بھروسہ کیا ہے یا جان بوجھ کر مغالطہ دیا ہے کیونکہ مکہ میں نے خود افغانستان جا کر اپنی ذاتی تحقیقات سے جو اعداد و شمار جمع کئے ہیں اور ان کو بالقصور سفر نامہ افغانستان میں شائع کیا ہے وہ ان اعداد و شمار سے زیادہ صحیح ہیں جو نئی زندگی میں شائع ہوئے ہیں یہ سفر نامہ چار روپے قیمت پر دفتر اخبار منادی دہلی سے مل سکتا ہے۔ اور اس میں میں نے پورے افغانستان کی مردم شماری، بھٹیاری شماری، بکریاں شماری، گھوڑا شماری، پیشہ شماری بھی درج کی ہے۔ اور ہر مقام کے نقشے بھی درج کئے ہیں اور یہ سب مستند ہیں کیونکہ حرم بادشاہ افغانستان نادر شاہ کے لئے ہوئے ہیں اور ان کی مطبوعہ حکمتاب سے یہ اقتباس لئے گئے ہیں اور ایک ملک افغانستان کے لئے بڑے مقدمات کو خود بھی جا کر میں دیکھا ہے۔ اور میں ہندوستان کے ہندوں کو پورا یقین دلا سکتا ہوں کہ اب ہندوں کو افغانستان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ کیونکہ اب افغانستان کا بچہ بچہ ہندوستان پر چڑھ دوڑنے کے خلاف ہو گیا ہے۔ اور اس کی ایک مثال سرحد میں موجود ہے۔ کہ کانگریس کو مسلم لیگ کے مقابلے میں کامیابی ہوئی ہے جو دلیل ہے اس بات کی کہ افغانستان کے باشندے اور سرحد کے باشندے پرانی دشمنیت کے نہیں رہے ہیں بلکہ اب وہ ہندوستان کی آزادی کو اپنے ملک کی آزادی سمجھنے لگے ہیں جو بالکل ٹھیک ہے۔

حسن نظامی

خواجہ حسن نظامیؒ کے نوٹ

سیاسی نوٹ

مجموعوں کی فہرست ۲۲ راج کے اخباروں میں پندت نہرو کی نسبت یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ان کے حکم سے سیاسی مجموعوں کی ایک فہرست بنائی گئی ہے جس میں قائد اعظم مسٹر جناح کا نام سب سے اول ہے۔ مجھے اس خبر کا اعتبار نہیں ہے۔ یہ کانگریس اور لیگ میں پھوٹ ڈالنے والوں کی ہوائیاں ہیں۔ جن لوگوں نے یہ خبر تصنیف کی ہے وہ نہرو جی اور ہندو قوم اور کانگریس کے دوست نہیں ہیں بلکہ ہندوستان کی آزادی کے دشمن ہیں۔

اپنی طاقت سے بے خبر ہندوستانی جو ہندوستانی انگریزوں کی تقلید کرتے ہیں وہ اپنی طاقت کی بے خبری میں فرسٹ کلاس ہیں اور جو روس کی تقلید کرتے ہیں وہ سکند کلاس ہیں اور جو مسلمان مسلم لیگ کی بڑی جماعت سے الگ ہو کر احرار اور خاکسار اور مجتبیٰ علماء وغیرہ ناموں پر فخر کرتے ہیں۔ وہ تھرڈ کلاس ہیں۔ اور جو سکھ ہندو قوم سے جدا ہونا چاہتے ہیں وہ فورث کلاس ہیں۔ ہر ہندوستانی کی سیاسی زندگی اپنی قدامت اور اپنی روایت کی طاقتوں سے قائمہ ہو سکتی ہے اور ختم ہو جائے گی۔

سچ کے دعوے داروں نے جھوٹ بولا لاہور سے خبر آئی ہے کہ کانگریس والوں نے

مسلم لیگ کے لیڈر ذیاب محمود سے کہا کہ کانگریس کے صدر نے ملاقات کے لئے بلایا ہے۔ ذیاب صاحب صدر کانگریس کے پاس گئے تو صدر نے کہا میں نے نہیں بلایا تھا۔ اخباروں نے یہ نہیں بتایا کہ صدر کانگریس نے ذیاب صاحب سے معذرت بھیجی کہ انہیں کی اور جن کانگریسیوں نے ذیاب صاحب کو یہ جھوٹا بلا دیا تھا ان کو لامنت بھیجی کی یا نہیں کی۔ اگر صدر نے ایسا نہیں کیا تو گاندھی جی کی قابل تعریف تعلیم است گوئی پر دھبہ لگایا۔ لہذا گاندھی جی کا فرض ہے کہ وہ اپنی راست بازی کو دریغ بازوں سے بچانے کے لئے فوراً باز پرس کریں کیونکہ یہ جو کچھ ہوا ہے ہندوستان کی فانی ہوئی راست بازی کو زندہ و دگر کرنے والی حرکت ہے۔

تیسری جنگ کے آثار اس کے اسپین کی خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تیسری جنگ عظیم کے لئے بارود کا شتابہ بننا چاہتا ہے فرانس سرنگوں ہو چکا ہے اور وہ سرنگوں ہی رہے گا کیونکہ اس نے مراکو اور تونس اور ابحیر بامیں کم زور دلوں پر ظلم کئے تھے۔ اٹلی نے طرابلس اور حبش کے مظالم کی سزایا ہے۔ مگر یہ بھی روس کے پروپیگنڈے کا شکار ہیں۔ امریکا اور روس کو عذاب الہی میں مبتلا ہونے کا شوق پیدا ہوا ہے۔

ہندوستان اگر یہی آزادی چاہتا ہے تو

گوری قوموں کے طرز حکومت کی تقلید چھوڑ دے۔ کانگریس اور لیگ انگریزوں کی تقلید ترک کر دیں کیونکہ سنٹ روس کی خبری سے باز آجائیں۔ اور سب قومیں اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے رولج اور عقائد پر قائم رہ کر ملک میں ایک دل ہو کر عمل شروع کریں یعنی ذاتیات کی روایات کا اختلاف گھروں تک محدود رہے ملکی حکومت میں یہ امتیاز اور عداوتی نظر نہ آئے پائے۔

مسلم لیگ کو مشورہ ہے کہ مسلمان لیگ انکشن سرحدی قبائل اور افغانستان سے سوشل رابطہ و تعلق کا کام شروع کر دے۔

بشکست و رواں شدہ شمس طہران ایمان روسی نو جس ۲۲ راج کو چلی گئیں۔ گوروس نے اعلان کیا ہے کہ شمال مغربی ایران میں روسی فوجیں موجود ہیں گی۔ انگریز اور امریکن پشیمان ہیں حضرت مولانا روسی نے کیا خوب فرمایا: خود کوزہ خود کوزہ گروہ خود گل کوزہ۔ خود ہند سب کو کش خود ہندو کش خود خریدار خود بشکست رواں شدہ وہ خود آجورہ تھا۔ اور خود آجورہ بنانے والا تھا اور خود آجورہ بنانے کی مٹی بھی تھا اور خود اس کا پینے والا تھا اور خود ہی بنے ہوئے آجورہ کو خریدنے آیا تھا۔ آجورہ خرید پھر وہیں توڑ ڈالا۔ اور آجورہ توڑ کر حل دیا۔

مولانا نے تجلیات فطرت الہی کی کوثر سنا دیں سمجھانے کے لئے بیخود نہیں تھی۔ قوال گاتے تھے

تو سننے والے مہم جوئی کے نعرے لگا کر لوٹ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ نہ روسی ہیں۔ نہ انگریزی نہ امریکن ہیں۔ جن میں ذات الہی کی تجلیات قہاری و جباری کا ظہور ہو۔

انگریز اور امریکن یوں پریشان ہیں کہ وہ اس کی نیت خراب معلوم ہوتی ہے۔ مگر جناب جان اور جناب سہم کی نیت بھی دوسو کنوں کی نیت کہی جاتی ہے۔ ایران کو عورت بازی کا شوق نہ ہوتا اور وہ ایک چھوڑے تین تین آدمی بکار کو گھر میں نہ ڈالتا تو یہ دن نہ دیکھتا۔ یہ تینوں سو کنیں بہت مہم جوئی ہیں۔ بہت بھڑکی ہیں۔ بہت بدصورت ہیں۔ نازنین ایران کی نزاکتیں ایک میں بھی نہیں ہیں۔ ایران کو چاہئے کہ اب وہ داشتہ بازی سے دست بردار ہو اور بڑوں کے کچھ مین دے کر ان تینوں متعہ والیوں کو طلاق دیدے۔

ہرتال بغاوت ہے ہندوستان کا انگریزوں سے لڑنے والا ہے۔ اجمی اور دہلی کہیں اس بڑے انگریز کی صف بولی پر رحم نہ کیا۔ اور میں نے ریڈیو مشین کی آواز کو خوب واؤ دی۔ کہانڈا پچھلے نے کہا فوجی لوگ اگر ہرتال کریں تو اس ہرتال کو بغاوت کہا جائیگا۔ ڈسپن (اطاعت) فوج کا جوہر ہے چاہے انگریز کی فوج ہو یا کسی اور کی فوج ہو۔ ڈسپن کے بغیر کسی فوج سے کام لینا ناممکن ہے۔

یہ بات قرآنی تعلیم کے موافق ہے۔ جس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے تم خدا کی اطاعت کرو رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو تم میں صاحب حکومت ہوں ان کی اطاعت کرو۔

مسلمانوں کی پراگندگی کا لازمی ہی ہے کہ وہ خدا رسولؐ اور اپنے پیشواؤں کی اطاعت سے باغی ہو گئے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ مسلمانوں کو اطاعت و ڈسپن سے محروم کس نے کیا؟

کہانڈا پچھلے صاحب فوجی آدمی ہیں۔ اپنی قوم کی سیاست کو نہیں جانتے۔ جانتے ہوئے تو میں کہتا کہ کبھی انگریز کے زمانے سے یورپ کی سیاست کے تمام ہندوستان میں آئے۔

اور اس نے ہندوستان کی اسلامی حکومت چلائے والوں کے خلاف حکام میں بے اطاعتی کی تمام دہری شروع کی۔ اور مبادشاہ آخری بادشاہ کے عہد میں سر جان الیٹ حریف سکریٹری گورنر جنرل ہند نے ایک تاریخ ہند لکھ کر اس تقریر کو بے اطاعتی کی سیاست کو مکمل کر دیا۔

پس حضرت عیسیٰ کی زبان میں سن لو کہ جو لویا تھا۔ وہی پیدا ہوا ہے۔ اب وہی کھانا پڑیگا چاہے کن راجہ درمیش۔

ویکٹری ٹیٹے کا بائیکاٹ دہلی میں منایا جا رہا ہے اس کے خلاف کانگریس اور مسلم لیگ نے اعلان کیا ہے کہ اس تقریب کو بائیکاٹ کرو۔

جن کے ہاتھ پاؤں تختوں سے ہندسے ہوئے ہیں۔ اور ان کو دریا میں ڈالا گیا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے۔ واسن نمک منسوا رہا باش۔ دیکھنا دیکھنا تمہارے کپڑے نہ بھیگ جائیں۔ ذرا ہر شہر بارہنا۔

یہی حال ہندوستان کی ہرتال کا ہے کہ ہرتال کر کے ہندوستانی خود اپنی تجارت کا نقصان کرتے ہیں۔ انگریزوں کا اس سے کیا بگڑتا ہے دہلی میں ہرتال ہوئی۔ گوشت نہ بکا۔ سہری نہ بکی۔ دوا میں نہ بکیں تو کیا انگریز بھوکے مر گئے؟ تکلیف تو خود ہم ہندوستانیوں کو ہوئی۔

یہ بائیکاٹ اور ہرتال انگریزی رواج کی چیزیں ہیں پس جو انگریزی رواج اور انگریزی رواج کے مخالف ہیں۔ وہ انگریزی رواج کی ہرتال اور بائیکاٹ پر عمل کیوں کرتے ہیں؟

کام وہ کرنا چاہئے جس کا نتیجہ پہلے سے سمجھ لیا جائے کہ اپنے منشا کے موافق نکل آئے گا۔ ہرتال ہرتال۔ بائیکاٹ بائیکاٹ کا غل جھپایا اور کامیابی نہ ہوئی تو اغیار میں سکی ہوگی۔ اور ہندوستان کا بھر خراب ہوگا۔

یہ جن توان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے ہندوستانیوں کو بھڑکایا، بڑی تھی۔ اور سر فرودیشاں کے ہندوستان کا نام روشن کیا تھا۔ اور تجلیا چلائی تھی تعلیم حاصل کی تھی جس سے آئندہ ہندوستان کو بڑے بڑے فائدے ہوں گے۔

اس جن کی شرکت سے وہ نئے نئے اختیار دیکھنے میں آسکیں گے جو ہندوستانیوں نے بھی نہیں دیکھے تھے۔ اور جن کے دیکھنے کی آجکل ان کو بہت ضرورت ہے۔ اور مٹی سامان کی وہ حیرت انگیز چیزیں دیکھنے میں آئیں گی جو آج تک کسی ہندوستانی کی نظر سے نہ گزری تھیں مثلاً برف صاف کرنے کی مشین، جیگ کٹنے کی مشین میں نے دیکھی تو سچ کا وہ دور یاد آیا جب ہم مسلمان بڑی بڑی لڑائیاں لڑتے جاتے تھے تو ان مشکلات کو ہاتھوں سے دور کر کے نام پاتے تھے۔ یا جان گناتے تھے۔

بہر حال میں بائیکاٹ اور ہرتال کو ہندوستان کے لئے فضول بے نتیجہ اور نقصان رساں خیال کرتا ہوں۔ اگر انگریزوں سے آزاد ہونا ہے تو ان کی طاقت کے راز کو معلوم کرو۔ تم کہتے ہو ان کی طاقت کے ہتھیار دیکھ کر ہم مرعوب ہو جاتے ہیں کہتا ہوں تم میں جو کم بہت ہیں وہ مرعوب ہوں تو ہوں بہت دلتے تو ان چیزوں کو دیکھ کر حوصلہ مذہب حاکمیں گے اور ایسی چیزیں اپنے ملک کے لئے حاصل کرنے کی امنگ ان میں پیدا ہوگی۔ تم ہی آدمی ہو۔ انگریز بھی آدمی ہیں۔ جو انہیں بنایا ہے تم بھی بنائے ہو جو انہیں بنایا ہے تم بھی کر سکتے ہو۔ دور رسہ میں تمہارا نقصان ہے۔

اہل دل کے عمل

چشتی ٹوپی چشتی پارٹی کے ممبروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ کسی رسمی جمعیت کے ممبر نہیں ہیں۔ بلکہ اہل دل اور اہل عمل برادری میں شریک ہوئے ہیں اس لئے ان کو چشتی ٹوپی استعمال کرنی چاہیے۔ یہ ٹوپی نمائش کے لئے نہیں ہے۔ یعنی اس کو ہر وقت استعمال کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ مسلمانوں کو نماز کے وقت اور جو مسلمان نہیں ہیں۔ ان کو اپنی پوجا اور عبادت کے وقت شہرکت والی ٹوپی کو استعمال کرنا چاہئے۔ سکھوں کو بھی ایسا ہی کرنا ہوگا۔

یہ ٹوپی ۸ سال سے کم عمر بچوں اور عورتوں کو نہیں دی جائیگی۔

چشتی ٹوپی ان کو دی جائیگی جو سورج نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے بیدار ہو کر خدا کی عبادت کا

وعدہ کریں اور مسلمان صبح اور مغرب کی نماز کے وقت بھی اس کے اوڑھنے کا اقرار کریں۔

چشتی ٹوپی ان کو دی جائے گی جو صبح کے وقت ہر دم اللہ یا مولا یا معین ایک سو سترو بار یا ہند سے روزانہ پڑھنے کا عہد کریں۔

من مالا عورتوں اور بچوں کو من مالا دی جائیگی۔ مردوں کو بھی من مالا دی جاسکے گی۔ اس شرط کے ساتھ کہ وہ من مالا کسی غیر کو نہ دکھائیں۔

جو ممبر چشتی ٹوپی اور من مالا مذکورہ اقراروں کے ساتھ لینی چاہیں وہ خراج کا ایک روپیہ بھی دیا۔ میرے وہ مرید جو اب تک چشتی پارٹی کے ممبر نہیں ہوئے ہیں ان کو بھی چشتی ٹوپی اور من مالا دی جائے گی۔ مگر عورتوں اور بچوں کو من مالا ہی دی جائے گی ٹوپی نہیں دی جائے گی۔

اور جو ممبر چشتی پارٹی کے ممبر ہو چکے ہیں وہ بھی چشتی ٹوپی اور من مالا منگا سکتے ہیں۔

چشتی نمک سب قوموں کے ممبروں کو لائیں میں چشتی نمک استعمال کیا کریں۔ جو ہم اعظم اور قرآن کے باطنی حروف دم کر کے دہلی سے بھیجا جائے گا۔ نمک کی قیمت اور محصول کا خرچہ دینا ہوگا۔ یعنی نمک کی قیمت بازار میں جو کچھ ہوگی وہی قیمت لی جائے گی کچھ دن کے بعد صوبوں کے خلفاء کو نمک دم کرنے کا طریقہ بتا دیا جائے گا۔ تاکہ وہ خود اپنے علاقے میں نمک تقسیم کر سکیں۔ نمک دم کرنے کی تعلیم اور اجازت عورتوں اور بچوں کو بھی دی جائے گی۔

گورنر صاحب سرحد کا اردو تار

ہزار کیسلنسی سر او کے کیر و گورنر صوبہ سرحد کے تازہ تقریر کے وقت میں نے اردو زبان میں مبارک باد کا تاریخی تھا۔ اس کے جواب میں گورنر صاحب نے بھی اردو زبان میں حسب ذیل تاریخی جواب دیا۔ میں گورنر صاحب کی اردو نوادگی کو اردو زبان کی خوش نصیبی سمجھتا ہوں۔ مگر یہ خدا پرست ہیں۔ اور برطانیہ قوم کے لحاظ اپنی برتر صفات کے تیرد خشاں ہیں۔ مجھے ان کی دوستی کی سرحد سالہا سال سے حاصل ہے اور میں ان کے دل کو صداقت اور حقانیت کا عارف سمجھتا ہوں۔ ان کا تار یہ ہے

۴ رابع ص ۱۰۰ از بشاد و خراج حسن نظامی نظام الدین اولیادہلی۔ آپ کے تار مبارک باد مخلصانہ کا ممنون۔ اور آپ سے دعا کا خواہش مند رہتا ہوں۔ خدا حافظ شما۔ کیر و۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

پہر سچ اول ۳۶۵ سالہ فروری ۱۹۲۷ء
صحت کی خرابی کے اب تک زکام ہے۔ ہلکا ہلکا بخار ہے منہ کا زخمی خراب ہے۔ کج صبح سید ابن عربی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ اور عین کشر صاحب کے ہاں بھی گیا تھا۔ اور دیکھنے کے لیے صاحب سے بھی ملا تھا۔ اور دراشتک اعضا میں شہزادے مرزا خیر الدین خورشید جاہ کی ملحقہ کو قاتل صاحب کے گھر میں واپس آجائے کے بعد دوبارہ دہلی گئے کو قاتل صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہاں خاں صاحب حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر رفیق قدیم سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ عید میلاد کے جلوس کے لینسنس کی نسبت کو قاتل صاحب سے بات چیت کی تھی حضرت کے وقت میں نے کو قاتل صاحب سے کہا ڈاکٹر مسر محمد اقبال مرحوم نے ایک دفعہ مجھ سے کہا تھا کہ جب میں کسی سے یہ سنتا ہوں کہ وہ ایم۔ اے یا اس ہے تو مجھے کچھ زیادہ خوشی نہیں ہوتی۔ لیکن جب میں کسی کا چوڑا سینہ اور چوڑی کلائی دیکھتا ہوں تو مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ اس واسطے میری کتابت ہوں کہ آج میں آپ کا چوڑا سینہ اور کتابت چہرہ دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ محمد عثمان صاحب سکریٹری عید میلاد کمیٹی اور امام صاحب مسجد فتحمدی صدر عید میلاد کمیٹی بھی ملے تھے۔ نوپتی تیرہ آئی دج سے بہت سے لوگ مدعو ہیں بھی آئے تھے۔ اور میرے ہاں بھی آئے تھے۔ کچھ رات کو بھی تھے بنامہ کی تکلیف رہی۔ اب میں اکثر جو اور مولانا کے دال پاک کا ساگ ڈال کر کھاتا ہوں ان خفاں سے کروڑوں کی طرح ہے لیکن مرضی

کوئی افادہ نہیں ہوتا ۱۹۲۷
۵۔ سچ اول ۳۶۵ سالہ فروری ۱۹۲۷ء
جانشین حضرت سلطان المغل کے کج میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے فرزند حضرت خواجہ گلدادین اولیاء محبوب الہی کے فرزند محسنی اور جانشین حقیقی حضرت مولانا خواجہ سید محمد لہام کے مزار کی مرمت اور صفائی کا انتظام شروع کیا۔ جو میرے مکان عاشق علی منزل کے گوشہ شرق و جنوب میں ہے۔ اور اسی کے قریب میرا مورتی گرج ہے۔ میرے بچپن میں یہ مزار بہت معمولی حالت میں تھا جسکو میرے بیرونی دوست مسٹر ڈیوڈ نے تعمیر کرایا تھا۔ یعنی وہاں سنگ مرمر کا فرش لگوا دیا تھا۔ اور اس کے سرانے میری پہلی بیوی اور میرے لڑکے حسن بصری اور میرے بھائی سید حسن علی اور بابا شجاعت علی قلندر اور مولوی سید محمد علی صاحب خاں حیدر آبادی کے چچا کے مزارات ہیں۔ اب میں یہاں ایک سائے کی جگہ بھی بڑائی چاہتا ہوں۔ اور مزار کا جو حاطہ میں نے بنوایا تھا اس کی تکمیل بھی کرانی چاہتا ہوں۔ اور مزار کے باہر کے کھن میں فرش بھی کرانا چاہتا ہوں۔ اور اس کھن میں میرے خاندان کے لوگ کھلی کھن میں ہیں ان کو بھی بڑانا چاہتا ہوں۔
مجلس کے جمعہ کے بعد مولانا حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی نہیں حاضر ہوا تھا۔ اور اپنے دوست سید اشتیاق حسین صاحب شوقی کے مکان پر کھانا کھا رہا تھا۔ جہاں آج مولانا سید محمد صاحب خطیب اعظم کی تقریر ہوئی تھی۔ دہلی کے شیعہ علماء بھی شریک ہوئے تھے۔ اور مولانا خواجہ بھی ہوئی تھی۔ صاحبزادے سید علی صاحب نے بھی

تحت اللفظ شریعت پر صاف تھا۔ صاحبزادگان و گناہ حضرت خواجہ قطب صاحب علی شریک ہوئے تھے۔ دہلی کے مولانا علی غفران صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ حکیم حاجی عبدالعزیز صاحب ملک دو اغانہ سید داد بھیا غفر علی بھی شریک ہوئے تھے۔ خطیب اعظم صاحب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر خیر نہایت فصیح و بلیغ اور شہنائے انناز کیا تھا مغرب کے وقت مجلس ختم ہوئی تھی۔
آج رات کو بھی صحت خراب ہے۔ اور بخار ہوا۔ مریدوں کا قافلہ کرات کو عشاء کے وقت صوبہ قدیم ضلع فیروز پور پنجاب سے عورت مرد مریدوں کے بارہ افراد کا ایک قافلہ آیا تھا صحت کی بخالی کے سبب باہر نہ جاسکا۔ سب کو ایمان خانے میں ٹھیکر دیا ہے اطلاع اور بے وقت آنا۔ قدیم اور جدید روایات کے خلاف ہے۔
ٹھیکر نظامی کے ادب میں دسے بندہ مرید بھی نظامی واپس چلے گئے۔ وہ آدو دھن جانتے تھے۔ اور میں ان کی زبان نہیں جانتا تھا۔ ایک دن ہینٹل نے رکت اللہ صاحب انشت پوری میرا سہیلی اور ان کے اعتبار نویسی ہندو مسلمان دوستوں کی موجودگی میں کہا تھا کہ میں تو پہلے گورو کو خدا مانتا ہوں رحمت اللہ صاحب نے ان کا بیان اردو میں سمجھایا تو میں نے کہا یہ بہت غلط خیال ہے۔ میں خدا انہیں ہوں۔ چودہ پری جن علی نظامی نے زور دھجھوں کے دو کھن اور زور دھجھوں کے باجی گلہ سے بہت کیلیاں بھیجے تھے۔ میری بیٹی کے غم میں الدین قصاب نے خطاب کی مبارک باد میں بھول کے کھٹے اور بہت سی مٹائی بھیجی تھی۔

۶ ربیع اول ۱۳۹۵ھ ۹ فروری ۱۹۷۶ء
 شاہزادہ برہان الدین کو بہی میں کین جلاز
 کی سزا کے خلاف مسلمانوں کا جوش حد سے زیادہ
 بڑھ گیا ہے۔ ہندوستان کے دوسرے شہروں سے
 بھی اسی قسم کی خبریں آرہی ہیں۔
 اسی قسم کا ایک مقدمہ شاہزادے چترال
 کین برہان الدین کے خلاف بھی پٹی میں چل رہا ہے
 جس کی نسبت آج میں نے چند خطے درجے کے انگریز
 افسروں سے بات چیت کی تھی۔
 مشرق جہان نے بھی کانٹا پیچھے نہ فیصلے
 خلاف ایک قانونی گرفت کا بیان شائع کیا ہے
 کین برہان الدین کے معاملے میں مجھے ہندوستانی
 اور اسلامی کٹھن نظر کے ساتھ ایک تیسرے پہلو سے
 بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ اودھ یہ کہ
 کین برہان الدین چترال کے شاہزادے ہیں
 اور چترال کی جغرافیائی حیثیت بہت اہم
 ہے۔ کیونکہ چترال کی سرحدوں سے بھی ملتی
 ہے اور افغانستان سے بھی ملتی ہے۔ اور
 موجودہ زمانہ ایسا نہیں ہے کہ برطانیہ سویرا
 کی موجودہ ذہنیت کو فراموش کر کے ملٹی نیشنل
 کہے اس لئے میں نے اپنے انگریز دوستوں کو
 اسی نازک پہلو کی طرف توجہ دلائی تھی۔
 جین کٹھن صاحب کا آج صبح امرتسر میں جین
 کٹھن صاحب سے ملے گیا تھا۔ بلغم میں ملاقات
 ہوئی۔ انکو بھی دہوپ کی ضرورت تھی۔ مجھے بھی
 دہوپ کی ضرورت تھی۔ وہ بھی سوسیدہ ہیں
 اور میں بھی بوڑھا ہوں۔ سسر حیدر آباد
 کے زمانے میں خبریں تھیں کہ وہ کچھ بیمار
 ہیں۔ مگر اب لکٹی صحت اچھی ہے۔
 تو یہی چہلمی تو از جنگ بہادر کے میرے
 بڑے دوست سید جہدی نہیں ڈاب مہدی کے نواز
 جنگ بہادر کے حیدر آباد رہیں چلے گئے ہیں۔ میں
 نظام پبلس گیسٹ ہاؤس میں ان سے مل گیا تھا۔

ابن خلیفہ کے ترکی حکومت کے مرحوم آخری خلیفہ
 کے فرزند پرنس فواد کو ہوائی جہاز سے خودیے
 دلی میں آئے ہیں۔ نظام پبلس گیسٹ ہاؤس
 میں ٹھہرے ہیں۔ ان کی بہن شاہزادی دہشور
 دلی عید بہادر حضور نظام کی بیگم میں پرنس فواد
 کی والدہ بھی ساتھ آئی ہیں۔ پرنس کی جہاز
 ایک انگریز کرنل صاحب کے گیسٹ ہاؤس میں نواب
 جہدی نواز جنگ بہادر نے ایک انگریز کرنل
 صاحب سے ملاقات کرائی۔ جو دہرہ دون
 سے آئے ہیں۔ اردو صاف بولتے ہیں سن ریسٹ
 ہیں۔ اور بہت آزاد خیال انگریز ہیں۔ میں نے
 کہا جمہوری طرز حکومت کو میں نہیں مانتا کرنل
 صاحب نے ہنس کر کہا میں بھی ڈیا کریسی کا نال
 نہیں ہوں۔
 بھائی کی اولاد کی قبریں بنوائیں کہ آج اپنے
 مرحوم بھائی کی لڑکیوں کی قبریں بنوانی شروع
 کیں۔ اپنے نوے سے سیدم کی قبر پہلے بنوا دی تھی۔
 شیخ چلی نے ووٹ دیا کہ آج رات کو ایک
 ڈرامہ دکھاتا تھا جس کا عنوان ہے۔ شیخ چلی
 نے ووٹ دیا۔ اس میں موجودہ الیکشن کی
 خرابیوں کو ظرافت کے الفاظ میں ظاہر کیا ہے
 ایرانی دھوکے بہر اکیلسینی معتدی تھا
 سیر ایران نے خطاب کا تہنیت نامہ بہت
 اچھے الفاظ کی فارسی میں بھیجا تھا۔ اور
 مجھے علی کے ساتھ لیج کے لئے بلایا تھا۔ وہاں
 افغان شاہزادے احمد علی خاں صاحب
 اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور
 دو ایرانی شرفا بھی شریک طعام ہوئے
 تھے۔ ایرانی خواتین بھی محض سیر صاحب
 نے اعلیٰ حضرت حنفیہ نظام کی فارسی شاعری
 اور محبت اہل بیت کا بہت دیر تک ذکر
 کیا۔ میں نے بھی اعلیٰ حضرت کی بہت سی
 صفات حسنہ کا حالی بیان کیا۔ میرے بڑے

علی باتوں کا چچا رہا۔ شاہزادے
 احمد علی خاں کی بے دخل معلومات و تحقیقات
 علمی کا حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوا۔
 ۷ ربیع اول ۱۳۹۵ھ ۱۰ فروری ۱۹۷۶ء
 وداع زکام کے میرے نکام نے آٹھ دن جہان رہنے
 کے بعد آج مجھ سے کہا۔ "یہ وہی انس سے واپس جانے
 کی اجازت مانگتا ہوں۔ میں نے کہا۔ "ایسی بھی کیا
 جلدی ہے۔ یہ بھی کوئی آفات کا کہ آٹھ دن کے لئے کٹھن
 کھڑے تھے۔ اور اب کچھ بچتا ہوں۔" نظریں جھپکا کر
 جواب دیا آپکے پاس اب کوئی جیسی رحال باقی نہیں رہا
 اور اب آپ قریب سے ناک پوچھ لگے۔ اس پر تیزی
 سے مجھے چھن آتی ہے۔ اور میں ایسے میزبان کا بہن
 رہنا نہیں چاہتا جسکے جیسی رحال اتنے زیادہ چھلے
 میں نے کہا شٹ اپ۔ خاموش۔ دو دو میرے سامنے
 سے ہٹنا ہوا اور پھینکتا ہوا چلا گیا۔
 سید صدر الاعلا صاحب اور سیدہ باہم صاحبہ بھی
 اور سید اسرار حسن نظامی ملے آئے تھے۔
 پکارا کہ کیت آج ایک دوست کے ساتھ پلازا آگیا
 میں "پکار" فلم دیکھ گیا تھا۔ مجھے اس فلم کا ایک گیت
 زندگی کا راز بہت زیادہ پسند ہے۔ اور میرا احسا
 اس کا بہت زیادہ گروہ ہے۔ ٹکٹ خرید لئے اندر
 جا کر بیٹھا تو دیکھا کہ کثرت انگریز عورت مرد جس میں
 حیرت ہوئی کہ یہ انگریز انداز فلم دیکھنے کیوں گئے
 ہیں تھوڑے شروع ہو کر انگریز بیسیں آئے گئے
 جب کچھ مجھ سے مذاہنہ کو چلا آیا سہرے کو حلیم
 بہا "پکار" فلم صبح کو دکھایا گیا تھا۔ اپنی بھینسی
 پر لٹریں کر رہا تھا ہرانی دہلی چلا گیا۔
 مجلس کے آج میرے مرحوم دوست ماسٹر مہر علی صاحب
 کا دیس تھا مجلس سید فانی حسین صاحب آفاق حنیف صاحب
 پر ہوئی تھی۔ ملا احمدی صاحب بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ بہت
 براجم تھا شیخ زادہ مجھے سب کے خطبہ اعظم پڑھانا
 سید محمد صاحب نے ایسا بھی بیان کیا۔ اور ایسے بائیک کی
 لئے بھائے کہیں پکار کر کہا۔ "تیرے بڑے بھائی کے لئے ہے"

۷ ربیع اول ۱۳۹۵ھ ۱۱ فروری ۱۹۷۶ء

مجلس میں میرے بڑے دوست سید فانی حسین صاحب کی وفات کے بعد میں نے ان کے لئے خطبہ اعظم پڑھا۔ ان کے لئے خطبہ اعظم پڑھنا میرے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ ان کے لئے خطبہ اعظم پڑھنا میرے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔ ان کے لئے خطبہ اعظم پڑھنا میرے لئے ایک نیا تجربہ تھا۔

اُردو مجلس؟ آج مدت کے بعد اُردو مجلس میں گیا تھا اُردو مجلس کے بانی نواب خواجہ شفیق صاحب کو خدائے دوسرا عطا فرمایا ہے مغرب کی نماز بھی وہیں پڑھائی تھی۔ اور ادارہ ادبیات اُردو و حیدرآباد کے حالات بھی حاضرین مجلس کو سنائے تھے عشاء کے وقت گھر میں واپس آیا تھا۔

منادی کی غلطیاب؟ تازہ منادی میں اتنی زیادہ غلطیاں اٹکی اور دکھائی چھپائی کی ہیں کہ مجھے ساری رات اس خیال سے بے کلی رہی ایک حصہ آتا تھا اور جب جاتا تھا تو دوسرا حصہ پھر آتا تھا۔ اب ان تکلیفوں کا سبب میرے بس کی چیز نہیں ہے۔ اگر یہی حال رہا تو میں اخبار بند کر دوں گا۔

ڈاکٹری کٹر؟ آج اپنے بڑے پوتے سلیمان ایزدی کو ڈاکٹر محمد علی صاحب کے پاس لے گیا تھا مسلمان کے کان میں آٹھ دن سے درد تھا ڈاکٹر صاحب نے ایسی دوا لگائی کہ پانچ منٹ میں اچھا ہو گیا۔

۸ ربیع الاول ۱۳۳۷ء فروری ۱۹۱۷ء میر دہلی چشتی لائبریری کا کام شروع ہو گیا؟ آج چشتی لائبریری کی تعمیر کے لئے ایک زمین کی صفائی شروع کر لی۔ اور ۱۲ بجے تک وہاں رہا۔

خطاب کی مبارک باد؟ آج حضرت مولانا سید شاہ کلاسیں صاحب صابری خطاب کی مبارک باد دینے آئے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ”شمس الفقرا“ خطاب ہوتا تو زیادہ موزوں ہوتا۔ اب وہ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ دانست بھی نہیں رہے۔ اور بال بھی بہت زیادہ سفید ہو گئے ہیں۔ میں نے عمر بھر بھی تو ہمیں کہ جوابے یا۔ آپ ۲۹ برس پر لاہور آئے ہیں۔ میری پیدائش بھی اسی سال ہوئی تھی۔ آپ محرم کی دوسری کو پیدا ہوئے تھے۔ اور میں اسی سال جماد الثانی میں پیدا ہوا۔ اس لحاظ سے

چہ چینی آپ میری عمر کم ہے میں نے کہا عبادت اور یاد حق اور مراسم قدیم کی استقامت میں آپ مجھ سے بہت زیادہ بڑے ہیں۔ مجھ جیسے سینما دیکھنے والے کا حیا نہ رہا ہے۔ لاکھنؤ میں صاحب چشتی بھی دو ہندوں کے ساتھ خطاب کی مبارک باد دینے آئے تھے۔ سید ابن عربی کی روانگی؟ آج سید ابن عربی حیدرآباد چلے گئے۔ میرے چھوٹے پوتے کا خدمتگار تھا۔ مجھ ایک چینی کی زحمت لے کر ان کے ساتھ گیا ہے۔

نواب صاحب رام پور کی آمد؟ آج بہن نواب صاحب رام پور کی گائے سفر سے دہلی میں تشریف لائے تھے۔ میں ریل پر ملے گیا۔ تو ان کی گاڑی روانہ ہو چکی تھی۔ ملاقات نہ ہو سکی۔

ملا واحدی صاحب؟ آج ملا واحدی صاحب سے ان کے سرکاری دفتر میں ملے گیا تھا۔ انھوں نے باتیں بھی کیں۔ اور سرکاری کام بھی جاری رکھا۔ چیف کمنشنر صاحب کی تقریر؟ آج پرنسپل دہلی میونسپل کمیٹی کے ٹاؤن ہال میں سبزیوں کی نالاش کا اقتصادی جلسہ تھا۔ مسٹر خان چیف سیکرٹری آفیسری دہلی اور مسٹر بی۔ ایم۔ زولہ۔ سیلٹھ آفیسری پرنسپل دہلی کی تقریریں بھی ہوئیں۔ ان دونوں نے لکھی ہوئی تقریریں پڑھیں۔ مگر پرنسپل مسٹر کرسٹی چیف کمنشنر دہلی نے نہایت فصاحت و بلاغت اور متانت کے ساتھ زبانی تقریر کی۔ اور بہت دیر تک بولتے رہے۔ ان کے بولنے کا انداز بہت زیادہ باوقار تھا۔ دہلی کے گذشتہ چیف کمنشنروں میں کسی چیف کمنشنر کو اتنا اچھا اور جربہ بولنے والا نہ پایا تھا۔

پشاور کی مہمان؟ شام کو گھر میں واپس آیا۔ تو محمد بشیر احسن خاں آرمی کمانڈر اور عبدالحمید خاں اور ان کے بھائی ملے آئے تھے خاتین بھی آئیں تھیں۔

بعد مغرب کچھ تحریری کام بھی کیا تھا۔ اخبارات بھی دیکھے تھے۔

ہسپتال؟ آج تمام دہلی کے مسلمانوں نے مکمل ہسپتال کی تھی۔ اور بڑے بڑے جلسے بھی ہوئے تھے اور دس ہزار مسلمانوں کا ایک جلوس اسمبلی میں بھی گیا تھا۔ اور کپٹن عبدالرشید کی رہائی کئے لئے نعرے لگائے تھے۔ لیٹی اور کانگریس ممبروں نے باہر اگر اطمینان دھلیا تھا کہ ہم پوری کوشش کریں عبدالرشید کی رہائی کے لئے کریں گے۔ آج مسٹر جناح سے واسطوں کی ملاقات ہوئی تھی۔

سلسلہ خوراک کی بات چیت بھی ہوئی تھی۔ بمبئی میں فقیر نہیں ملا؟ حسین جب دہلی سے ہوا تو تہاڑ میں بھی گئے تھے تو ان کی ماں نے اور ان کی خالہ نے اور ان کی بہنوں نے ان کے بازو پر امام خاں کے روپے باندھے تھے۔ اور کہا تھا بمبئی میں جا کر خیرات کر دینا۔ حسین کا دلچسپ خطا یہ ہے جس میں لکھا ہے کہ مجھے یہاں کوئی اصلی مسیحی فقیر نہیں ملا مجھے اس فقرے سے بہت لطف آیا۔ اور میں نے سمجھا کہ میرا بیٹا میرے قدیم مقدم ہے۔ اور مستحق اور غیر مستحق کا فرق جانتا۔ ۹ ربیع الاول ۱۳۳۷ء فروری ۱۹۱۷ء منگل دہلی درگاہ حضرت وادامولانا؟ آج صبح حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کے فرزند معنوی اور علیغداد وراثتین اور حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین سعید گنج شکر کے حقیقی نواسے حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام کی درگاہ کی محرم شروع کرائی۔ تینتالیس مزدوروں کا کام پر لگائے گئے۔

جنت کی مسجد؟ میرے مکان کے شمال میں اب خان دوڑاں خاں کی بنوائی ہوئی خوب صحت مسجد ہے جس کے صحن میں نواب صاحب کا مزار ہے۔ اس مسجد کی نسبت عوام کو وہم ہے کہ یہاں جنت رہتے ہیں۔ اس واسطے اس کے اندر جاتے ہوئے

میں غالب کا مزار ایسا ہوا اُس جگہ کہ دنیا میں
 آج تک کسی شاعر کا ایسا مزار نہ بنا ہو گا۔
 محمد اسحاق صاحب نقی کے دینی پر تشنگی و درس
 کی جہان کی منتظم محمد اسحاق صاحب نقی نے
 آئے تھے۔ ججو کی نماز و گاہ کی مسجد جس پر یہی
 تھی۔

۱۳ مارچ اول ۱۳۷۹ھ ۱۶ فروری ۱۹۵۶ء شنبہ
گشت آج صبح علی کے ساتھ کچری گیا تھا۔
چیلے خاندان میں بھی گیا تھا۔ روحا وران کے
بچوں کو ساتھ لایا تھا۔

طلاق کی لالہ منشی لالہ میں چند بندوں کے
ساتھ ملے آئے تھے۔ سید محبت علی شاہ صاحب
دادامولانا کے قبرستان کی نسبت ایک پرانا کافز
لائے تھے کیونکہ قبرستان مذکور کی حفاظت
کے لئے میں نے جو دیوار بنوائی چاہی تھی اس
پر ان کو اعتراض تھا میں نے کہا میں بزرگوں
کے مزارات کی مرمت اور سلامتی چاہتا ہوں
یہ کوئی ایسی جائداد نہیں ہے جسکا مالک بننے
سے بچے کوئی فائدہ ہو۔ آخر دیوار بن گئی۔

آفتاب ہاشمی نظامی غالب کے مزار
کی تعمیر کا نقشہ لائے تھے۔ اور میں نے کئی گھنٹے
اس پران کی موجودگی میں غور کیا تھا۔ میں نے
کہا میں غالب کا منتخب کلام اور خود ان کی
لکھی ہوئی آپ بیتی چاندی کے حروف سے
سنگ موسیٰ میں کندہ کرانا چاہتا ہوں۔

کہا گیا یہ بہت گراں کام ہوگا۔ اور غور و
بہی ہوگا میں نے کہا یقیناً خدا کی ذات کے
لئے ہے۔ اس کا فکر نہ کرو۔ غالب نے
میرے مالک حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء کا سایہ حاصل کیا ہے تو میں ان کی
قبر کو ایسا بنا دوں گا کہ ساری دنیا کے اُدھی
اسکو دیکھتے آئیں۔

عزس کی حاضری آج حضرت خواجہ
قطب الدین بخت یار کا کئی سالانہ عرس
تھا میں بھی حاضر ہوا تھا۔ مغرب کی نماز
دنگاہ کی مسجد میں پڑھی تھی پھر حضرت
کی چوکھٹ چوم کر واپس آگیا تھا۔ رات
کو حضور واسطی کے ریلوے پر تقریر اور
ترجمہ شائع تھا۔

مونگ کی دال کبابی تھی۔ آلو بھی کبابی
تھا۔ نیند بہت اچھی اور مسلسل آئی تھی۔
۱۴ مارچ اول ۱۳۷۹ھ ۱۷ فروری اتوار
سالانہ نیاز آج حضرت خواجہ صاحب اجمیر
کے جانشین قطب الاقطاب حضرت خواجہ سید
قطب الدین بخت یار کا کئی سالانہ عرس
کا آخری دن ہے۔ کل رات کو حاضری دینے
گیا تھا۔ آج گھر میں حضرت کی نیاز دلوئی
کھی۔

عید میلاد کا جلسہ آج صبح عربک کالج ہال
میں عید میلاد کا بہت بڑا جلسہ مولانا ظفر علی
خال صاحب ممبر سنٹرل اسمبلی کی صدارت
میں ہوا تھا۔ حاضرین بہت زیادہ تھے۔

بیت بھی اچھی نعتیں اور تقریریں سنیں تھیں۔ لڑا
سر یامین خاں صاحب کی تقریر سب سے
اچھی تھی۔ میں نے بھی دس منٹ کی ایک
ہوائی تقریر کی تھی۔ ہوائی تقریر کا مطلب
یہ ہے کہ جس طرح ہوائی جہاز مسافروں
کو جلدی پہنچا دیتا ہے۔ اسی طرح میں
نے دس منٹ کی تقریر میں دس گھنٹے کا
مضمون ادا کیا تھا۔ جس کو بہت زیادہ
پسند کیا گیا تھا۔

ماہر انکم ٹیکس آف کل شام کو لالہ امیر چند
صاحب کھٹہ ماہر انکم ٹیکس ملے آئے
تھے۔ اور اپنے لطیفے سنائے تھے۔

ہمراہی آج شام کو طاعون وادی صاحب
ادراؤن کے چھوٹے بیٹے سید موسیٰ رضا کے
ساتھ ہمراہی فلم دوبارہ دیکھنے گیا تھا جس
کی لوگ تحریف بھی کرتے ہیں اور ہڑائی بھی
کرتے ہیں۔ مگر میں نے اس فلم میں نہ کوئی اچھی
بات دیکھی۔ نہ کوئی بُری بات دیکھی۔ فلمی
اوصاف کے لحاظ سے اچھا فلم ہے۔ مگر لکھنے
والوں نے ردی خیالات کے نشتر کے لئے یہ فلم

۱۱ کیمرہ بہت زیادہ نیچے بھی ہوئی ہے۔ ذرا اب ہو سکتی ہے۔ نہ آئینہ بھی ہونے کی امید ہے۔

تیار کیا ہے۔ اور لوگ بڑا اس واسطے کہتے
ہیں کہ اس میں عامیانہ مذاق کی چیزیں کم ہیں
نئی دہلی کے سول سرجن صاحب آج صبح سیر
شاہ صاحب سول سرجن نئی دہلی کے مکان
پر اپنی صحت کی نسبت مشورہ کرنے گیا تھا۔
انہوں نے کہا خدا کے فضل سے کوئی بیماری آپکو
نہیں ہے۔ اور صحت بہر لحاظ سے ٹھیک ہے۔

قوال کی وفات آج شام کو درگاہ حضرت
خواجہ قطب صاحب میں پختہ ہوئی تھی کہ دہلی کے
مشہور قوال عبدالکریم خاں صبر نے وفات
پائی۔ دہلی کے مشہور قوال تان رس خاں کے
پوتے تھے۔ حیدر آباد میں زندگی کا بڑا حصہ
گزارا تھا۔ اب بڑھ چکے ہیں دہلی میں آگئے
تھے۔ میں نے ان کو اور ان کے چھوٹے بھائی
عبدالعظیم خاں مرحوم کو ان دونوں کے بچپن
میں گاناہوا سنا تھا۔ آوازیں ایسی تھیں کہ
سننے والے بخود ہو جاتے تھے۔ اور کلام بھی
بہت صحیح یاد تھا۔ عبدالکریم خاں صبر
مرحوم اودان کے بھائی کا بہت سارو پیہ
مرزا حیرت کی اسلامیہ کمپنی میں ڈوب
گیا تھا۔ درگاہوں کی سب مجلسوں میں
ان بھائیوں کی عزت ہوتی تھی۔ ذی علم تھے
شعر کہتے تھے۔ شائستہ متین اور بہت
ادب شناس تھے۔ حیدر آباد میں سربراہ
مرحوم کی مجلسوں میں آتے تھے۔ قوالوں کی

لالہ بگڑی بندھی ہوئی۔ پڑانا لباس۔
پڑائی ادا نہیں۔ ہاتھ جوڑ کر بات کرتے تھے۔ ادب و تحق
کرمات سلام پڑانے طریقے سے ادا کرتے تھے۔ مجھے
اُنکی وفات کا حال نہ مل سکا۔ اور آج میں ان کے
گھر پر ماتم پڑی کیلئے گیا تھا۔ خدا کی محضرت کرے
ادب سے مانعوں کو مبرا دے۔ لیکن چونکہ مرحوم کا مخلص
صبر تھا اس واسطے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ میں یہ دعا دیتا
ہوں کہ قبر پر سے ٹھکر سپ مانعوں کے پاس آجائیں؟

آفتاب ہاشمی نظامیؒ کو قاب اسد اللہ خاں
قالب کے مزار کی تعمیر کی تیاری کے سلسلے میں
آفتاب ہاشمی نظامی کل بھی ملنے آئے تھے۔ اور
آج بھی ملنے آئے تھے۔ آج وہ قبر کے نقشے
بنا کر لائے تھے۔ جو مجھے بہت سی پسند آئے۔
میں نے کل کے روزنامے میں پانسی اور تحریر
میں یہ لکھا تھا کہ میں وہ نقشہ اخبار میں شائع
کر دوں گا۔ مگر آفتاب صاحب نے کہا نقشہ
اخبار میں شائع کرنا مصلحت کے خلاف ہے
گوگ ڈیزائن چرائیں گے۔

۱۹۳۶ء فروری ۱۳۵۵ھ
نیر درخشاں افغانستانؒ کی نئی دہلی سے خبر آئی
کہ افغانستان سے خازنی شاہ محمود خاں سپہ سالار
اور وزیر جنگ افغانستان تشریف لائے ہیں امپیرل
مہول نئی دہلی میں قیام فرما رہے ہیں اور روزنامہ
افغانستان کے صدر اعظم سردار محمد ہاشم خاں
صاحب اور افغانستان کے سپہ سالار اور وزیر
جنگ سردار شاہ محمود خاں صاحب بہت قریبی
سے پڑتے ہیں۔ مگر متوکل علی اللہ خاں نظامی صاحب
شاہاد شاہ افغانستان کی نسبت معلوم نہیں ہو سکا
کہ وہ بھی منادی پڑتے ہیں یا نہیں۔ منادی ان
کی خدمت میں ہمیشہ جانتے ہیں۔ ان کے شہید والد
خازنی محمد نور شاہ بہت زیادہ قریبی سے منادی
پڑتے تھے۔ اور وہ اپنے حضرت حضور نظامیؒ کی سوا
مقامی اجاروں اور انگریزی اخباروں میں اور
اردو اخبار منادی کے اور کئی اخبار میں پڑتے
شیخ صہبائیؒ آج مولانا محمد حسین شاہ صاحب
روہی والے پیر یعنی شیخ صہبائیؒ ملنے آئے تھے
کچھ بیاباں ہیں۔ میں نے شفا الفقار ڈاکٹر صاحب
کے نام تعارف کا خط لکھ کر دیا۔ سن رسیدہ درویش
ہیں۔ بلند شہر کے مریدوں میں ہو کر دہلی آئے ہیں
سید علی رضا صاحب بلوی بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔
سیٹھ لاکھانیؒ بھی سے پڑی نظامی کا خط

لے کر سیٹھ لاکھانی پڑی ملنے آئے تھے۔ قاضی
فیروز الدین صاحب اپنے ہندو دوست بابو بھری
کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بھری بہت خندہ پیشانی
اور خوش دل جنگالی ہیں۔ دہلی میں سوڑوں کا کاروبار
بار کرتے ہیں۔ مدت سے سنتا تھا کہ وہ میری قاضی
کے مشتاق ہیں۔ آج ان سے ملاقات ہوئی تو میں
ان سے دوبارہ ملنے کا مشتاق ہو گیا۔

سلمان کے بھائیؒ مسلمان ریاست پٹیالہ
میں میرے بہت سے ہم جد بہت بھائی رہتے ہیں
جن میں اکثر شیعہ ہو گئے ہیں۔ شیعوں میں سید
مقصود علی شاہ نظامی میرے مرید ہیں وہ بھی
آئے تھے۔ اور اے کے چچا بھی آئے تھے۔ اور
بھی کئی سید بھائی ساتھ تھے۔ مجھے عید میلاد کے
جلسے کی شرکت کے لئے سامان لے جانا چاہتے
تھے۔ چونکہ سامان بہت پرانا تاریخی مقام ہے
اس واسطے میں نے ان سے وعدہ کر لیا کہ کلاب
کے مجید کو وہاں پہنچ جاؤں گا۔

پانی بہت کا ملاوا کئی دن سے سید اطہر صاحب
صاحب پانی پتی بلائے دے رہے تھے۔ آج
ان سے بھی وعدہ کر لیا کہ بدھ کے دن پانی بہت
آؤں گا۔ اور مجلس میلاد میں تقریر کروں گا۔

موسم بدل رہا ہے۔ سردی کم ہو رہی ہے۔
بارش نہیں ہے۔ ابر آتا ہے۔ اور چلا جاتا ہے
قبول کی مرمت کا کام جاری ہے۔

پادری صاحب کا کلک ہم پادریؒ کا رنگ صاحب
کے بیٹے آئے تھے۔ اور میرے لئے کلک لائے
تھے۔ میرے نواس داماد سید ظفر علی علاقہ
بلبل سے آئے تھے۔ میرے لئے پیرے بھی
لائے تھے۔

سندھیا کمپنی کے نمائندے آج میرے
پرانے دوست محمد علی صاحب اسماعیل صاحب نمائندہ
سندھیا جہان اراکین ملنے آئے تھے۔ مولانا
سید محمد صاحب جعفری ایڈیٹر روزانہ اخبار

وقت بھی ساتھ تھے۔

۱۹۳۶ء فروری ۱۳۵۵ھ
جیف کشر صاحب آج صبح آئرلینڈ جیف
کشر صاحب ہلی سے ملے گیا تھا مگر وہ اخباری
کالغز میں مصروف تھے۔ اجاڑی کالغز میں
میرا ملاو بھی تھا۔ مگر تقریریں پڑھ کر ہی میں ہتی میں
اس واسطے میں شریک نہیں ہوا واپس چلا آیا۔
میجر ڈینؒ آج اپروونٹ ٹرسٹ رازائش
دہلی کے صدر میجر ڈین صاحب کے ملے گیا تھا۔ اور
چشتی لائبریری کی تعمیر کے منظور شدہ نقشے کی
نسبت بات چیت کی تھی۔ میجر صاحب نے فوراً
حکم لکھوا دیا کہ تعمیر کی اجازت دیدی جائے۔ کیونکہ
عرس قریب ہے۔

میاں عبدالرشید صاحبؒ دہلی کے مشہور
محبہ سٹریٹ میاں عبدالرشید صاحب بھی ملاقات
ہوئی تھی۔ جو میرے ہاں قوالی میں کئی بار اچکے
ہیں۔ ایک دوست کے ساتھ ایک افسر سے
ملنے گیا تھا جنہوں نے گوجرانولہ کے لال
لال مالٹے مجھے دئے تھے۔

وصی نبیؒ کی آمد آج شام کو سوام بیچے
میرے منجھلے بیٹے علی کے ہاں دو سر ملا بیٹھا
ہوا۔ پہلے بیٹے کا نام ولی رکھا تھا۔ اس کا نام
”وصی نبی“ رکھا نہ انے میں جا کر بچے کے کان
میں اذان پڑھائی سے علی بان کی والدہ وغیرہ
خواتین بھی آئی ہوئیں ہیں۔ حور بان اور دروہ
اور گوشت بان اور سید بن علی کی لڑکیوں اور لڑکیوں
کی خوشی کو دیکھ کر مجھے بھی بہت خوشی ہوئی تھی۔
بہت خوبصورت ہے۔ اور بہت پیارا ہے۔ علی
کے سب بچے محمد حسین ہیں۔ حسین کا چچا صاحب
نعمان صودت شکل میں بڑے ہیں۔ غیاث آباد
سے بہت اچھا ہے۔ آج کل مجھے پراس کی مرمانی
بہت زیادہ ہے۔ ان کے بڑے بھائی سلمان
اور بیٹی ہیں۔ تیسری بھی مجھ سے بہت پیاری ہے۔

دو فیصد خالصہ جمع اور دھرم بھی میرے ساتھ
بہت تعلق رکھتے ہیں۔

حصہ چڑھانے کے بعد سم کے مغرب کے وقت زید
شہرل میں تھانہ کے تینوں فریقوں کے بھائی
جمع ہوئے تھے۔ اور سب نے دنگا میں جا کر
دھرمی کا حصہ چڑھایا تھا۔

نمبر تینویں آج میرے خاندان نیرہ گان کے افراد
کی کئی دھرمی بی بی کی ولادت سے سونک ہو چکی۔
اب تک میرے خاندان کے چھوٹے بڑے
عورت مرد و نوانے افراد تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمودہ کرے اور اس کے
ماں باپ کو اور دونوں بہنوں اور بھائی کو
سلامت رکھے۔ اور میں بھی ان سب کی خوشی
کا زمانہ دیکھ سکوں۔ اور یہ بھی دعا ہے کہ خدا
میرے بڑے لڑکے حسین کو بھی تیسرا لڑکا عطا
فرمائے۔

اولاد دھرمی آج شام کو مین اور عربی کی اطلاع
کے لئے اردو میں انت پورنہ بھیجا تو دھرمی
کے بچے کا نام اولاد دھرمی لکھا۔

۱۷ مئی ۱۹۴۷ء کو فروری ۱۹۴۷ء میں دھرمی
قبر بن گئیں آج خدا کے فضل سے وہ بیا
قبر بن گئیں جن کے نشان ایک حد تک مٹ
گئے تھے۔ اور ان میں سے بعض قبروں پر مٹی
بذرا احمد صاحب نے نام بھی لکھ دئے۔

والا حضرت محمود شاہ آج دوپہر کو افغانستان
کے سپہ سالار وزیر عرب والا حضرت خازری
محمود شاہ سے لپیٹل سہل میں ملے گیا تھا۔
انھوں نے ان کے طاقات کا وقت مقرر کیا تھا
مگر چھپیلی غلط فہمی کے سبب ایک گھنٹے کی
دیر ہو گئی۔ شاہزادے احمد علی خاں اور سردار
محمد شفیع خاں کو نسل جنرل افغانستان بھی
طاقات کے وقت موجود تھے۔ خازری مرنج
شہنشاہیت بھی اردو میں باتیں کیں۔ اور

بہت دیر تک میرے روزنامے کی تعریف کرتے

رہے۔ اور کہا میں بہت پابندی سے آپ کا
روزنامہ پڑھتا ہوں۔ ایک گھنٹے تک بہت
دکھپ اور معنی باتیں کیں۔ جو حق ملی تھیں۔

کسی قسم کی سیاسی بات چیت نہیں ہوئی حضرت
کے وقت میں نے کہا میں افغانستان کو اپنا
وطن سمجھتا ہوں۔ کیونکہ میرے جدا علی حضرت
میرانا سید علی اللہ شہزادہ میں مدفن ہیں اور

میرے سلسلے چشتیہ کا مرکز چشت افغانستان
میں ہے۔ اور مجی چاہتا ہے کہ میں افغانستان
میں جا کر مروں۔ برابر سے سیلہ غلام علی صاحب

نے فقرہ کسا کہ جو قرباب نے یہاں بوائی ہے
اُس کو اپنے ساتھ افغانستان میں لے جایا
میں نے کہا افغانستان مجھ کو دو گز زمین دیکھا
یہاں کی قبر کسی اور دوست کے کام آجائے گی

خازری محمود شاہ کی وجہ بہت اچھی ہے
مدت کے بعد طاقات ہوئی تھی۔ اس سے مجھے
بہت خوشی ہوئی کہ ان کی صحت اچھی ہے۔ اور

کوئی تعمیر عمر کی زیادتی نے ان کے چہرے پر
نہیں کیا ہے۔ وہ اب بھی جوان معلوم ہوتے
ہیں۔ ان کی جسامت اور وجہ بہت انگریز
کانڈرا چیف ہندوستان سے بہت ملتی جلتی ہے۔

مزاج میں تلکنت نہیں ہے۔ ورنہ شائد انکسار
سے ملے ہیں۔ رخصت کے وقت کہا میں ہر لڑکی
کے رسمی الفاظ کا قائل نہیں ہوں۔ اور نہایت

صادقانہ خلوص کے ساتھ ظاہر کیا ہوں کہ مجھے آپ
سے دوبارہ ملنے کی بہت زیادہ تمنا تھی۔ اور
آج وہ تمنا پوری ہو جانے سے یہی خوشی ہوئی۔

محمد روشن کی رواجی حمید میلاد کا پمفلٹ
محمد روشن منادی اخبار کے ساتھ بھی شائع کیا
ہے۔ اور علیحدہ بھی روانہ ہو رہا ہے۔ ہر جگہ

روانگی میں فروغ کر رہے ہیں۔

لام پور کا میلیفون کے بعد مغرب بھائی نس
نواب صاحب کے میز نشی صاحب نے میلیفون
میں بات چیت کی تھی۔

انت پور کا تار کے رات کو سید ابن عربی اور
حسین اور خوش اقبال شاہ نظامی کا کھڑا
اردو زبان میں تار یا تھا کہ دادا دادی کو دھرمی

اولاد دھرمی کی ولادت مبارک ہو۔
ایس اے خالق صاحب آج دھرمی
مسٹر ایس اے خالق ایڈیٹر اخبار روپڑہ ملی نے

آئے تھے۔ اور مجھے اچھا دوسرے بی بی درستی
کے سرپرستوں میں شریک کیا تھا۔ میں نے ان سے
ہندوستان کے سیاسی انجام کی نسبت رائے

پوچھی۔ انھوں نے کہا کانگرس اسلام ٹیک کی
توجہات درست نہیں ہیں۔ کیونکہ ہندوستان کا
کوئی شہر کہ لیڈر نہیں ہے۔ اس واسطے میری

رہائے یہ ہے کہ موجودہ چرچہ خندہ ہے۔
انہوں نے جو فلسفیانہ دلیلیں پیش کیں وہ مجھے
بہت وزنی معلوم ہوئیں۔ میں نے کہا میں نے

کل رات کو اپنی ایک کتاب کی کاپیاں دوست کی
تھیں جو کھٹانہ کے انقلاب کی نسبت تھی۔ اور
اس کے پڑھنے سے مجھ پر یہ اثر ہوا تھا کہ جو حالت

ہندوستان کی کھٹانہ میں بھی واقع کی حالت
سے بہت زیادہ مضبوط تھی۔ جب اُس وقت
کچھ نہ ہو سکا۔ قلاب جبکہ ہندوستان پر لحاظ

سے کمزور ہے کوئی امید آزادی کی نہیں ہو سکتی
طبع کو ہوگی خوشی چند روز
بدلتے بدلتے بدل جائیں گی۔

بڑا لٹریچر آج امپیرل سہل نئی دلی میں ایک
بڑا لٹریچر ہوا تھا۔ یورپ کے نای گرامی اصوب بھی
تھے۔ ایران و افغانستان کے بڑے دیدہ اشخاص

بھی تھے۔ اور ہندی نس سہل خاں بھی تھے۔
ہوانی مہمان آج کل بھوجی تہہ شیر دلال کا

بہی سے تارایا تھا۔ اس لئے آج گیارہ بجے میرا پوتا مسلمان علی کے ساتھ ہوائی اڈے پر ان کو لینے گیا تھا گو وہ ہوائی جہاز میں نہیں آئے۔ سید یحییٰ نظامی بدھ کے حاضر باش بھی آئے تھے۔

۸ ربیع اول ۱۳۹۷ء ۲۲ فروری ۱۹۷۶ء جمعہ صبح ۷ بجے جہازی بغاوت کی خبر آئی آج بمبئی اور کراچی سے ہندوستانی جہازی بیڑے کے جہازوں کی ہولناک خبر آئی ہے کہ انھوں نے انگریز سرکار کے خلاف بغاوت کر دی ہے۔ اس کے بعد خبر آئی کہ شام کے وقت جہازوں اور سرکاری فوج کے افسروں میں بھگوت ہو گیا ہے۔

ہوائی جہان آج برجورجی آرڈینر دلال جی کے شریک کار بمبئی سے ہوائی جہاز میں دہلی پہنچے ہیں۔ علی اور سلمان استقبال کے لئے ہوائی اڈے پہنچے تھے۔

طبیبہ کالج کا مذاکرہ آج شام کو طبیبہ کالج دہلی میں طلبہ کا مذاکرہ ہوا تھا۔ میں نے صدارت کی تھی۔ ایک فریق نے یہ ثابت کیا کہ دینی طب کی موجودہ رفتار دینی طب کے بقا کے لئے کافی ہے دوسری جماعت نے اس کی تردید کی۔ اور تردید کرنے والی جماعت حیات تھی میں نے طلبہ میں تقلید دہلی دہلی اور جوش تو پایا۔ مگر اصلیت بہت کم تھی۔ تاہم یہ لوگ آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد علی صاحب اور محکم فرید احمد صاحب عباسی بھی وہاں تھے۔ ان دونوں تجربہ کار افسروں کی سعی سے امید ہے کہ طلبہ میں اصلی جذبات پیدا ہو جائیں گے۔

سید عبدالسلام اہل میہ و داماد سید عبدالسلام علی گڑھ سے آئے ہیں۔ ان کے بچے روم اور نوحہ باب کی آمد سے بہت خوش ہیں۔ علی بانو کی آمد اور بہن بھائی بھی آئے ہوئے ہیں۔ اور آج سید احمد صاحب بھی میرے ہونے کو دیکھنے آئے تھے۔ یہ بھی علی بانو کے قریبی قرابت دار ہیں سلطانہ

سید مقصود علی شاہ نظامی آئے تھے۔ ان کو کبیر ہمارا بہن بھائی اور سامانے نہ جانے کا بہت مدد ہے۔ میں نے سید جمیل حسین صاحب ایڈووکیٹ بیالہ کو اپنی معذوری اور بیماری کا آج تہنہ بجا دیا بانی پت میں بھی اطلاع بھیج دی کہ میں نہیں آسکتا۔ بعد مغرب منادی کے لئے ایک فرد کی اعلان لکھ دیا۔ جو جہازی بغاوت کے سلسلے میں ہے۔ استاد شمس الدین صاحب جمعرات کے حاضر باش آئے تھے۔ اور علی کے لئے کبیر بھی لائے تھے۔ میرا عاشق نظامی اور سیٹھ لاکھانی وغیرہ بھی آئے تھے۔

۱۹ ربیع اول ۱۳۹۷ء ۲۲ فروری ۱۹۷۶ء جمعہ صبح ۷ بجے بہادر بند راہن جمیع نذرین میں کا کیا پھر دس بجے علی کے ساتھ برجورجی کے پاس گیا۔ اور ان کو ساتھ لے کر نئے بہادر بند راہن صاحب سے ملے گیا۔ دفتر میں ملاقات ہوئی یہ میرے دوست ہاؤس کلبش چند صاحب وکیل کے بھائی ہیں۔ بہت متین اور خیر خواہ انصاری۔ ابراہیم علی بھی بارش ہوئی جمعہ کی نماز درگاہ کی مسجد میں پڑھی۔ ایک بچان مولوی عربی مدرسہ قائم کرنے کی امداد کا محضر لائے۔ میں نے دستخط نہیں کئے۔ خفا ہو کر چلے گئے۔ شام تک نذرین میں کام کیا۔ رات کو نیند نہیں آئی۔ دو بجے تک سویا۔ صبح تک تحریری کام کرتا رہا۔ اخبارات پڑھے۔ خواب گاہ کے اندر ساری دنیا کو قلابا بنایاں کھاتے دیکھا۔ رسالہ نبات اور رسالہ ہمدرد دھمت کو زیادہ توجہ سے پڑھا۔ شام کو طبیبہ احمد صاحب قرشی نقشہ ڈسٹنٹ آئے تھے میں نے نقوشوں کی تیاری کا مشورہ کیا تھا۔ یہ بہت لائق دین دار اور خود دار اور اپنے فن کے ماہر مسلمان ہیں۔

نئی دہلی کے راشننگ آفس میں گیا تھا اہر فردی کو کلر ڈونے کا وعدہ کیا گیا مگر آج

۲۲ کو کلر کی کارڈ نہیں ملے۔ افسر صاحب نے اخلاق کا برتاؤ کیا۔ اور وعدہ ہے کہ ۱۶ مارچ فردی سے بچوں کے دودھ کے لئے شکریاں ہے۔ اور اب بھی اتنا ہے کہ سب بچے آدمیت کھاتے ہیں شمس العلماء خطاب کے ساتھ راشن کارڈ بھی مل جاتے تو میں بچوں کو شمس العلماء دیکھا کہ یہ تمہارا ان داتا ہے۔

رب ذی از صاحب اپنے منشی ابراہیم صاحب مولائی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

ربیع اول ۱۳۹۷ء ۲۳ فروری ۱۹۷۶ء شنبہ دہلی ایوان اُردو لائبریری آج نوادہ لائبریری کے ایوان کے تعمیری نقشے معجزین صاحب صاحب دہلی دہلی میونسپل کمیٹی کے پاس لے گیا تھا۔ یہ نقشے کئی سال پہلے منظور ہو چکے تھے مگر تعمیری مسلمان نہ ملنے کے سبب کام ملتوی تھا۔ مگر ذہین صاحب نے ازراہ عنایت نقشے لے لئے۔ اور حکم بھی لکھ دیا لیکن فیصلہ سکرٹری صاحب کریں گے۔

ہمدرد دہرم جم دہلی میں آجکل خارش کی بیماری کا زور ہے۔ اداس کو ہمدرد دہرم مفید ثابت ہو رہا ہے۔ آج میں بھی پانچ شیشیاں لیا تھا ۱۲ آئے نوایک شیشی آتی ہے۔

ملاقاتی تمام احمد آباد سے سید پید سے سیال نظامی کٹم آفسیر ریاست پابلن پور اور ان کے بھائی سید شمس الدین نظامی بی بی لے لے ایل بی بی ملنے آئے تھے۔ اور آفتاب ہاشمی نظامی اور ان کی بیوی اور لڑکی اور بیٹے بھائی بھی ملنے آئے تھے۔ سید راشد حسین صاحب بھی اپنے دوست شاکر صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ایک مولوی صاحب آئے تھے۔ جگر اچھی میں قرآن شریف کا درس دیتے ہیں منشی نذیر احمد صاحب نقاش اور موصافعی نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ منشی نذیر احمد صاحب مزادات پر کتبے لکھ رہے ہیں۔

صحت بالکل اچانک کوچہ کھیند بیت کمائی تھی

اس واسطے آج صبح میں نے ناشتہ نہیں کیا اور دوپہر کو تھکی کاساگ اور رنگ کی وال کھائی دین بوطبعیت خراب ہے۔

مبارک بابو آج آبادی جنگ پورہ سے والدہ اذہب سنگھ صاحبہ اور ان کے ایک سہوڑ ٹھیکدار دوست مجھے خطاب کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ اور میں بھی ان کے والدہ لالہ سن لالہ صاحبہ کی کاجی پوچھنے گیا تھا۔ وہ مجھ سے عمر میں زیادہ ہیں۔

چاندی کا اگالہ ان آج خواجہ بانو کی بہن منت آئین نے مجھے چاندی کا اگالہ دان دیا تھا بہت اچھا اگالہ دان ہے۔ غالباً جو من سورا کا بنا ہوا ہے یا مرادہ، دکی چادر پر چاندی کی قلعی کی گئی ہے۔

بارش آج شام کو خوب گھٹا آئی تھی۔ اور چند بوندیں بھی پڑی نہیں، مگر رات کو دس بجے خوب غرج اور جھک کے ساتھ بارش ہوئی تھی سو کئی زمین تر ہو گئی! اور کہیں کہیں پانی بہہ بھی نکلا۔ مجھے رات کو بہت بھیری کی نیند آئی دس بجے سے ۲ بجے تک مسلسل سوتا رہا۔ ۲ بجے اوراد پڑھنے کرنے بیٹھا تو طبیعت بہت لبشاش تھی۔ جو صحت کی علامت ہے۔

۱۲ رجب اول ۱۳۵۷ھ ۲۴ فروری ۱۹۷۶ء کو شنبہ دہلی پیالے کے نام ایک خط آج میں نے اپنے پیارے بیٹے حسین کے نام ۱۲ صفحے کا ایک خط لکھا اور تاکید کی کہ وہ انت پور جیسے دور کے مقام کی حکومت ترک کر کے میرے پاس آجائے میں نہیں چاہتا کہ ہندوستان کی غذا باہر جائے اور چونکہ وہ غذائیں زیادہ سوکڑوں کا گوشت مشینوں میں خشک کر کے باہر بھیجتے ہیں اس لئے ان کو یہ تجارت ختم کر دینی چاہئے کہ اپنے قلعے سے زیادہ اپنے ملک کے قلعہ کا خیال کرنا ضروری ہے۔

مجھے امید ہے کہ حسین اور ان کے شریک برادر علی اوکیم الدین صاحب میٹ فیکٹری ۱۸ فروری کو بند کر دیں گے اور میں بکروں کی اماں سے لے کر کھجور تک ہر شے کی ماں کب تک اپنے بچوں کی خیر مانگی۔ میں نے تمہارے بچوں کی جان بچانے کا فرمان جاری کر دیا۔

نواس داماد آج سیچ پوری علاقہ بلول کے سید ظفر علی کو اور ان کی بیوی فیاض بانو کو میں نے مدعو کیا تھا۔ فیاض بانو میرے بڑے بھائی مرحوم کی نواسی ہے۔ اور سید ظفر علی میرے نواس داماد ہیں۔ خواجہ بانو میرے بھائی کے بچوں کا اتنا ہی خیال رکھتی ہیں جتنا اپنے بچوں کا خیال رکھتی ہیں اور اس سے مجھے بہت خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ حکم اسلام ہے۔ صلہ رحمی سلامی شریعت کا ضروری مسئلہ ہے۔

آفتاب ہاشمی نظامی آج غالب نزار کی تعمیر کے سلسلے میں آفتاب ہاشمی نظامی نے آئے تھے۔ اور ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب بھی خواتین کے ساتھ آئے تھے۔ رحمت اللہ علیہ آج انت پور کے رحمت اللہ علیہ مبارکپوری اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب اور نواب سر یامین خاں صاحب کے مکانوں پر ملے گیا تھا۔

سردار امان اللہ کی شادی کھیرے مرحوم محسن مرحومہ عبد الوہاب صاحبہ کیل دہلی کے چھوٹے فرزند سردار امان اللہ کی شادی ہوئی ہے ان کے بڑے بھائی سردار عطا اللہ صاحب نے اس خوشی میں چادر کی دعوت دی تھی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی اور ڈپٹی صاحب دہلی اور کٹن ہاؤز صاحب وغیرہ بہت سے انگریز بھائی شریک تھے۔ اور ڈپٹی کالج صاحبان اور مدرسہ میٹ صاحبان

بھی شریک ہوئے تھے۔ ہمایوں میرزا صاحب کس میرزا اسماعیل صاحب بن الملک وزیر اعظم جے پور کے فرزند ہمایوں میرزا صاحب میری نیر پر تھے ان کے اخلاق حسنہ اپنے والد جیسے ہیں۔ اور ان کو میرے ساتھ اتنا زیادہ تعلق ہے کہ میں کہہ سکتا ہوں۔ پدر و تھاندہ پسر تمام کند۔

ہمایوں میرزا صاحب کے خسر نازی صاحب مجھ سے ملے مکان پر آئے تھے۔

خطاب کی مبارکباد دی تھی ۱۹ مارچ ۱۹۷۶ء ۲۴ رجب اول ۱۳۵۷ھ ۲۵ فروری ۱۹۷۶ء کو شنبہ مسٹر بن لاسن آج مسٹر مہر اسمن سکریٹری نئی دہلی پبلک کٹی سے ملے گیا تھا۔ ایوان اردو چشتی لائبریری کے نقشے انھوں نے ازراہ مہر لانی منظور کی گئے لئے مسٹر ڈسپل کو بھیج دئے ہیں۔

پھر مسٹر ڈسپل کے دفتر میں گیا اور ان کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر براؤ سے ملا تھا۔ جو سیکرٹری پڑنے دوست ہیں انھوں نے وہ دیکھا کہ بہت جلدی نقشوں کا قانونی گشت ختم ہو جائے گا۔ امداد کو تعمیر کی اجازت مل جائے گی۔

حکیم ناظر حسن صاحب شمیم کسمہارن پور سے حکیم ناظر حسن صاحب شمیم انصاری امداد پور لے کر آئے تھے انہوں نے سہارن پور میں ایک طبیہ کالج قائم کیا ہے۔

شفقت علی خاں صاحب کرام پور سے شفقت علی خاں صاحب آئے ہیں۔ میں نے ان کو اپنے ذاتی دفتروں کے انتظام کے لئے بلا دیا۔ عبد النعم خاں صاحب کے بھائی بیمار ہیں تارابا تہادہ آج منظر نگر تھے ہیں۔

سپیشل الدین نظامی بی اے ایل ایل بی اچھانڈہ لے آئے ہیں۔ احمد آباد جانے والے ہیں۔ دہلی میں فتح کی خوشیاں منانے کے لئے جو ملے

ہونے والے ہیں ان کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔
آج وہ راشن کارڈ آگئے جن کے نہ آنے سے
میرے بچوں کو دس بارہ دن سے آدھا پیٹ کھا
کی تکلیف تھی۔

انگریزوں کی بدلتا ہوا تاریخ انقلاب ۱۹۴۷ء
کے دوسرے حصے کا چھٹا ایڈیشن چھپنے والا
ہے آج میں نے اس کی اصلاح کی۔

۲۴ ربيع اول ۱۳۵۷ھ فروری ۱۹۳۷ء
خدا نے جگایا کہ صبح چار بجے بے خبر سو رہا تھا
خواب میں آواز سنی کوئی گرج دار لہجے میں
کہتا ہے انارک الا علیہ السلام میرے پردہ نگار
اٹھ ابیں۔ اٹھ کھم کھم گئی۔ بے تابانہ اٹھا۔

تیمم کیا۔ اور مسجد میں جھک گیا ایسی
خوشی اور محویت دل میں تھی جس کو بیان
نہیں کر سکتا۔

آج دن بھر جیتی لاٹبریری کی تعمیر کا
انتظام ہونارہا۔ یعنی مزدوروں نے
عمارتی سامان کو اپنی اپنی جگہ فرتب کیا
ستہ بشارت صاحب کے نظام پولیس
کے انجینئر صاحب سید بشارت صاحب
جیتی لاٹبریری کے تعمیری مشورے کے
لئے آئے تھے۔ میں نے مسعد قدیم حضرت
شیخ نجیب الدین متوکل مدنی کی مرمت کا
تعمینہ بھی ان کے سپرد کیا ہے۔

نواب محمود نواز جنگ بہادر کے آج
گیسٹ ہاؤس میں نواب محمود نواز جنگ
بہادر سے ملنے گیا تھا۔ وہ کل حیدر آباد
واپس جائیں گے۔ قریل باغ کے ایک
عالم دوست ملنے آئے تھے۔

دن بہر ابرجھایا رہا۔ سردی بڑھ گئی
ہے۔ بارش ہونے کی امید ہے۔

اردو تقریر کے آج کا نڈا انجینئر بہادر
ہندوستان نے ریڈیو میں اردو تقریر

کی تھی۔ ان کا لہجہ بھی صاف ہے اور تلفظ
بھی ٹھیک ہے۔

کینٹن جرمین الدین کو سترہ آج نیکل
آٹمی کے کینٹن جرمین الدین کو سات
برس قید سخت کا حکم سنایا گیا۔

میر صاحب کے میرے دوست جناب میر
عنایت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت
خواجہ سید حسن رسول شاہ خطاب کی مبارک باد
دینے آئے تھے۔ ان سے یہ معلوم کر کے خوشی
ہوئی کہ خدا نے ان کو پناہ عینیت کیا ہے۔ ان
کے فرزند میر ولایت حسین عمار نے بچے کا نام
صلوالت عمار رکھا ہے۔

عبدالواحد صاحب کے دہلی کے ایک قریبی
مصدقہ عبدالواحد صاحب ایک دوست کا سفارش نامہ
لائے تھے۔ اور ایک دوست کے نام سفارش نامہ
جاہتے تھے۔ میں نے فوراً سفارش نامہ لکھ دیا۔

۲۴ ربيع اول ۱۳۵۷ھ فروری ۱۹۳۷ء
شیخ سعدی کی شاعری کے آج چھٹی رات ہندو
کی موجودہ حالت پر غور کر رہا تھا کہ الکشنوں کے بعد
بندھن کو آزادی ملی تھی مگر اس کی بول چال یا آزادی
جس چیز کا نام ہے وہ انگریزوں کی غلام نہیں ہے
بلکہ نفس کی غلام ہے۔ اور نفس خود غرض بنانا
خود پسند بنانا ہے۔ اور خود غرضی آدمی کو لاپرواہی
ہے۔ بے دیانت اور بے رحم کر دیتی ہے۔

لڑائی کے زمانے میں تجربہ ہوا کہ ہندوستان میں
رہنے والے انگریز اور ہندو مسلمان سکھ عیسائی
باری سب خود غرض ہیں۔ اس لئے سب کے دیانت
اور بے رحم ہیں۔

آزادی جس چیز کا نام رکھا گیا ہے ہر مذہبیاتی
کو مائل ہے۔ مگر وہ اس لڑائی کو اپنے جسم کی آرائش
وہ سائش میں غرق کرتے ہیں اور دوسرے کی
آرائش اور سائش کو تباہ و برباد کرنے کے لئے
رہتے ہیں۔

شاعری انسان کو بے عمل بناتی ہے۔ اور
آجکل شاعری کی وہاں میں سدا ہندوستان کا
ہے۔ اور ہر ایک ہندوستانی کے قصے میں
کو نظر آتا ہے۔ گندہ بان کی ترقی کے لئے شاعر

ضروری ہے اس لئے ہم جو کہہ کر رہے ہیں وہیں
کی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر یہ نفس کا وہ کہہ ہے
شاعری نے منہ پیدائے ہیں اور سینا شرم ویا

اور شرافت کو زندہ در گور کر رہے ہیں۔ میرے
نزدیک آجکل شیخ سعدی کی شاعری کی تقلید
کی جا سکتی ہے۔ مگر شیخ سعدی کی شاعری کا
بھی ایک حصہ جس میں عشق و محبت کا ذکر ہے جو
دینا چاہئے۔ شیخ سعدی نے گلستان بوستان

کو کیا وغیرہ کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ ایران
کے سب نامور شاعروں میں میں ہی ایک کامل
شاعر تھے جنہوں نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو
دکھایا ہے اور علیٰ زندگی کا سیدھا راستہ بتایا ہے
عشق بازی کا ذکر بھی صرف اپنے وقت کی برائی
زندگی کو ظاہر کرنے کے لئے کیا ہے۔

آج کے کام کے حسب محمول تھے۔ سید صاحب کو
بہ کی مٹاری کے لئے آئے تھے۔ حمد کی لہزائیں
آج ہی روز میر کی طرح بولہشت کیں تھیں۔
۵ ربيع اول ۱۳۵۷ھ فروری ۱۹۳۷ء
قوالی نکاح آج میں سے اس زمین کو تیار اور

درست کر دیا جو ابی دو ہزار پچیس میں خریدی ہے
اور جہاں ابی کے درخت کے زیر سایہ کھلے میدان
میں قوالوں کو اصلی قوالی کی تعلیم دینی چاہیے۔

افغان فوجی کے گمناہ نوجوان افغان سپاہی
افغانستان سے آئے تھے۔ اور میں خود ان کو
درگاہ میں گیا تھا اور فارسی زبان میں ہر صاحب

حقیقت سمجھائی تھی۔ اور گیارہ سفر ملے افغانستا
ان سب کو تقسیم کئے تھے۔ انھوں نے قیمت
دینی چاہی تو میں نے کہا۔ تم میرے ہم وطن ہو
میرے بڑے واہ حضرت سید علی مدظلہ العالی

میں مدفون ہیں۔ میرے خواجه جان چشت کا مرکز چشت افغانستان کی حکومت میں ہے میرے مولے اور سب مسلمانوں کے مولے امیر المؤمنین حضرت علی کا اصلی مزار بلخ میں ہے جو افغانستان کا ایک صوبہ ہے۔ تم میرے جو میں تمہارا ہوں۔ تم مجھ میں ہو۔ میں تم میں ہوں۔ چلتے وقت ان سب نے دھاک خاں کی اور میں نے فارسی زبان میں ایسی دعا مانگی کہ خود میرا دل و جگر رنے لگا۔

روسی خاتون سید منظور حسین غازی دہلوی ایڈیٹر روزنامہ اخبار نیشن بمبئی ایک روسی خاتون کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ خاتون ریاست استھونیا روس کی رہنے والی ہیں۔ حیدرآباد کے ایک مسلمان سے شادی ہوئی ہے جو دہلی میں پروفیسر ہیں۔ میں نے ان کا اسلامی نام حسینہ رکھا۔

سشن جج صاحب نے آغا محمد سلطان خاں صاحب سیری لائبریری دیکھنے آئے تھے۔ رب نواز خاں صاحب اور ان کی والدہ اور بہن اقبال سلطانہ اور دونوں بھائی اور ایک بھائی کی دو بہن ملنے آئیں تھیں۔ سید راشد حسین صاحب اور سید شاہ صاحب اور محمود سلطان صاحب ملنے آئے تھے۔ جو دہری چمن علی نظامی اور ایک دوسرے دوست نے پھول بیجے تھے۔

جو دہری غلام عباس صاحب ریڈیو نٹ مجسٹریٹ نی دہلی چند دوستوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ سید عظیم کی بحث بھی ہوئی تھی۔ منشی نذیر احمد صاحب نقاش ملنے آئے تھے۔ حیدرآباد سے ایک جہان آئے ہیں۔ اہل خانہ میں ٹھہرے ہیں۔ میرے داماد سید عبدالسلام آئے ہیں۔ ان کی بیوی روٹ کی دن سے بیمار ہے۔ علی بھی بیمار ہیں۔ ڈاکٹر سید مجتبیٰ نے آئے تھے۔ دو حکام علاج

ڈاکٹر شہلا م کر رہے ہیں اور اس سے فائدہ ہے۔ استاد شمس الدین آئے تھے۔ کیمبر ہی لائے تھے۔ رب نواز خاں صاحب بھل لائے تھے جبرائیل ملنے آئیں تھیں۔ ان کے شوہر بھی ملنے آئے تھے۔ حاجی غلام حسن خاں صاحب پشاور کی آرٹ کونز کٹر کی خواتین ملنے آئیں تھیں۔ سیری صحت آج بھی خراب ہی مگر میں نے آج کا تندرستوں سے زیادہ کیا۔ عطا الرحمن نظامی جوہری ملنے آئے تھے۔

۲۷ مارچ اول ۱۳۴۶ھ مکہ الحاج شمسہ جمعہ دہلی وصی کی چچی آج میرے پوتے بھی بن علی کی چچی ہوئی۔ بیٹے اس کی والدہ نے غسل کیا اور وہی کوہلا گیا غسل ہر روز کرنا چاہئے۔ مگر ہندوستان طبع کا غلام ہے۔

اپنے بڑے پوتے سید سلمان اور چھوٹے بیٹے جہدی کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ تنک سے پونے لاکھ مزدوروں کا حساب بیباق کیا تھا۔ اور فروزی کی تخرابیں تقسیم کیں تھیں۔ حیدرآبادی جہان بھی ساتھ گئے تھے۔ ان کو آج حیدرآباد واپس جانا ہے۔ ان کی سیٹ کا انتظام کیا۔ معین صاحب سیٹ ریڈو کرادی۔ امین اور معین ہم قافیہ ہیں۔ امین نام میں برکت رسول کے نام کی ہے۔ معین نام میں برکت خواجہ اجیری کے نام کی ہے۔

ظہیر احمد صاحب قزاقی توکل منزل اور امام منزل کے نقشے بنا کر لائے تھے میں دوبارہ دہلی گیا تھا۔ حیدرآبادی جہان کو ریل میں سوار کرایا تھا۔ عرس کی تیاری کئی دن سے عرس کی تیاری میں مصروف ہوں آج مسافروں کی صفائی اور مرمت کا کام شروع کیا تھا۔ سید حامد حسین کی وفات دہلی کے شہرہ بکال حسینہ سید حامد حسین کے بھائی سید

شبیر حسین بعد مغرب آئے تھے۔ سید حامد حسین کے دامادی ساتھ تھے۔ بیان کیا کہ آج شام کو ۱۲ بجے سید حامد حسین نے وفات پائی اور آپ کے ہاں دفن ہونے کی وصیت کی۔ میں نے خواجہ بل کے شرقی قبرستان میں قبر بنوانے کا انتظام کیا۔

بمبئی کے جہان سید محمد ابراہیم صاحب عین کی اہلیہ اور لڑکے اور سید محمد عبدالکریم صاحب کے لڑکے ملنے آئے تھے۔ غوالی خاں اور ان کی بڑی بیوی بھی ساتھ تھیں میرے لئے بھل بھی لائے تھے۔

منادی کی غلط سلائی ہم منادی کی ہر اشاعت میں کتابت اور طباعت اور سلائی کی غلطیاں ہوتی ہیں مگر اس دفعہ تو سلائی کی بہت بڑی غلطی ہے۔ بہت سے صفحات بالکل غلط سے گئے ہیں۔ میں نے خیال کیا تھا کہ کتاب کی غلطی ہے۔ مگر کتاب کی غلطیاں دوسری ہیں۔ یہ بڑی غلطی دفتری کی ہے۔ بمبئی کا بلاوا ہنرمانی نس صر آغا خاں کی ڈاکٹر جوہلی کا بلاوا آبا ہے۔ مگر سیری صحت سفر کے قابل نہیں ہے۔

۲۷ مارچ اول ۱۳۴۶ھ شنبہ دہلی سفر ملتی ہے پرسوں نین آباد کا ٹھکانا اڑھائے والا تھا کچھ نیکو زبیرہ بیگم صاحبہ صدیقہ رحمت بیگم ریاست نین آباد کا ٹھکانا وائے ولی جہد کوہل شہر چڑھائی تھی۔ احمد آباد اور میاں اور ویرم گام لوہاں پور کے دوستوں کو بھی خبریں دیدی تھیں مگر بیمار مچھانے کی وجہ سے سفر ملتی کرنا پڑا صحت اب تک ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔

سر آغا خاں کی جوہلی ہنرمانی نس سر سید سلطان محمد شاہ آغا خاں کی ڈاکٹر جوہلی اڑھائے کوہلی میں ہوئی۔ میلاوا بھی آیا ہے۔ چونکہ ہنرمانی نس سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں

اور گذشتہ تبلیغ کی کشمکش کے زمانے میں
ہنرمائی نس اور ان کی جماعت نے مجھے بہت
مدد دی تھی۔ اور قرآن شریف کے سنہی
ترجمے کی اشاعت میں بھی ان کی جماعت
نے مالی مدد دی تھی۔ اور ہنرمائی نس سے
میرے ذاتی تعلقات بھی بہت قدیم ہیں
یہاں تک ان پور میں سابقہ بیگم صاحبہ نے
میرے خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ اس
لئے میں اس جشن کی شرکت کو ضروری سمجھتا
ہوں۔ لیکن ڈاکٹری اجازت اور صحت کی
بجائی کے بغیر یہ سفر ممکن معلوم نہیں ہوتا۔
ملاقاتی؟ ریاست جاول پور سے غلام احمد
صاحب اور ان کے صاحبزائے اور لاکھنؤ میں
صاحب عین اور ان کے چار سہ دوست اور
سیدنا ظہر الدین احمد بنی لے لفظی اور اگرے
والے محمد یوسف صاحب اور طسار لفظی کے
ایک قراست دار ملنے آئے تھے۔ میرے لئے
پہل اور ٹھکانے بھی لائے تھے۔ لاکھنؤ میں
صاحب عین چشتی بھی ایک نفیس تحفہ لائے تھے
سیدنا ظہر الدین لفظی بھی پہل لائے
تھے۔ نواب سائل صاحب کے شاگرد
صوفی دارنی صاحب بھی ملنے آئے تھے برتری
محمد احمد بھی آئے تھے۔ امرتسر کے ایک صاحب
بھی ملنے آئے تھے۔ جو میرے پڑوس میں ٹھہرے
ہیں۔ ریاست ریواں سے مولوی حفظ الکریم لفظی
کے فرزند بھی ملنے آئے تھے۔ پشاور کے حکیم صاحب
بھی ایک پشاور میں مولیٰ کے ساتھ ملنے آئے تھے
ایک درگاہ کی تولیت؟ ریاست ریواں
میں ایک بڑی درگاہ کی تولیت کی نسبت میری
راے پوچھی۔ میں نے کہا اس درگاہ کے سابق
متولی کو بھی سابق ہمارا جد ریواں نے میری
راے سے مقرر کیا تھا۔ اور اب بھی نزل محل الدین
خان صاحب وغیرہ جماعتوں کے ریواں سے

خطوط اس کے لئے آئے تھے۔ میں اس کام
کے لئے اپنے مرید اور نائب مولوی حفظ الکریم لفظی
کو موزوں سمجھتا ہوں۔ مگر نزل محل الدین صاحب
ریاست ریواں کو میں خط لکھوں گا کہ وہ مولوی
حفظ الکریم لفظی کو متولی مقرر کر دیں۔ کیونکہ
مدار شاہ صاحب جو اہل قاف مقام متولی ہیں
وہ ممکن بود کے متولی بھی ہیں۔ اور ایک آدمی وہ
مقامات کی تولیت کا انتظام نہیں کر سکتا امید
ہے۔ کہ مدار شاہ صاحب بھی اس تجویز کو پسند
کر لیں گے۔
حکیم صاحب؟ پشاور کی حکیم صاحب بہت
سمجھدار اور طب کی گہرائی تک جاننے والے
فلاسفہ طبیب ہیں۔ دق کا علاج بہت اچھا
کرتے ہیں۔ میری نبض بھی دیکھی۔ اور شخص پر
گفتگو کی۔ میں نے کہا آپ کی تشیخ کا ابتدائی
حصہ غلط ہے۔ آخر کے حصے درست ہیں۔
مولیٰ صاحب اورنگ زیب پانچویں کی بیوی ایک
کتاب لکھ رہے ہیں۔ میں نے بھی نواب میرزا
یار جنگ کی لکھی ہوئی کتاب حکومت اور ملکیت
ان کو دی۔
چشتی ٹوپی؟ میں نے ایک چشتی ٹوپی حکیم صاحب
کو دی۔ اور ایک مولوی حفظ الکریم لفظی کو بھی
پیارا گنج؟ بعد مغرب نواب سائل صاحب
کے شاگرد صوفی دارنی صاحب کے مکان پر
گیا تھا۔ جہاں بہت سے چاندی والے لاہوری
بھائی جمع تھے۔ سردار بچتر سنگھ صاحب باوا
بھی تشریف رکھتے تھے۔ میں نے روٹی کا ایک
ٹکڑا توڑ کر صوفی صاحب واری کو دیا۔ اور
واپس چلا آیا۔
ایک وکیل خاتون؟ حیدرآباد کے ایک غنی
صاحب ملنے آئے تھے۔ ان کی اہلیہ بھی ساتھ
آئیں تھیں۔ جو بی بی اے ایل ایل بی بی ہیں۔ میں
نے ان کی بیوی سے کہا میں آپ کو ایک مقدمہ

میں وکیل بنانا چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں موت کے
فرشتے پر دعویٰ کرتے ہوں کہ اس نے ۱۹۳۶ء
سے ۱۹۳۷ء تک کروڑوں آدمیوں کی ارواح
بقیہ کر لیں اور اب میری روح قبض کرنے کے لیے
ہے۔ اس کے چٹکے ہونے چاہئیں۔
دعوت؟ آج رات کو سندھیا چاندراں کھنی کے
نمائندے عبدالحکیم صاحب نے میرے ساتھ
زید منزل میں کھانا کھایا تھا۔ وہ کل صبح ہوائی جہاز
میں کراچی چلے جائیں گے۔ علی اور نذیر بھی ہم سب
کے ساتھ شریک طعام تھے۔
بحری؟ آخر؟ ایک دو جوان بحری افسر ملنے آئے
تھے جو حضرت بابا قریب الدین مسعودی کے شکر
کی اولاد ہیں۔ میں نے کہا تم میرے ماموں ہو۔
اور کہا اے چہرے پر میں بڑے عروج لکھا ہوا کہتا ہوں
سید بشارت؟ دہلی سے سید بشارت صاحب
انجیر نظام پلس آگے دے دے وہاں کے ساتھ
آئے تھے اور مجھے شعیب محمدی کالج میں علی
کے جلسے کی صدارت کا بلا دیا تھا۔ میں نے
عس کے بعد جانے کا وعدہ کیا ہے۔
۲۸ مئی اول ۱۹۳۷ء مباح ۱۳۵۷ء اتوار دلی
حسرت ناک وفات؟ آج صبح میرے دوست
سید علی جواد صاحب پلسی آفیسر پرنس چیمبر کا
ٹیلیفون آیا کہ ان کی اہلیہ نے وینڈلن اسپتال
نئی دہلی میں وفات پائی۔ مجھے اس خبر سے بہت
سخت حدہ ہوا کیونکہ میں مرحوم کو اپنی اولاد کی
طرح سمجھتا تھا۔ ان کے والد مرزا علی محمد صاحب
ایرانی مرحوم میرے ذاتی دوست تھے اور میں
مبہنی میں ان کے مکان پر جا کر غیر اکرنا تھا۔ چند سال
پہلے ان کی ملکیت میں نے بھی حریفی میں وفات پائی
تھی۔ ان کو ایک بڑی تعلیم و تربیت بہت اعلیٰ
درجے کی تھی۔ شیعہ عقیدہ رکھتی تھیں۔ ذاتی
اصناف میں بھی بڑے عزیز تھیں۔ مجھے سید علی جواد
کی حانہ دیرانی اور رفیق زندگی کی جہلی کا بڑا شوق

الحمد للہ تعالیٰ مرحومہ کو جو اہل بیت میسر کر کے اور پس ماندوں کو خاص کر ان کے شوہر اور مرحومہ کے بھائی کو میر دے۔

پیر بابا قندھاری؟ آج آزاد قہار کے نامور بزرگ حضرت پیر بابا صاحب قندھاری طے آئے تھے۔ سید احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس کے ہاں ٹھہرے ہیں غازی آباد شاہ شہید سائبر، بادشاہ افغانستان نے بچہ سقہ کے مقابلے میں جو فتوحات حاصل کیں وہ انہیں کی دھڑ سے حاصل ہوئیں تھیں۔ کامل کا بچہ بچہ ان کا معتقد ہے۔ بہت سادہ لباس میں آئے۔ سب سے پشتہ کے کوئی زبان نہیں جانتے۔ مجذوبانہ انداز ہے۔ جب وہ آئے تو میں تعظیم کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اور گئے ملا۔ وہ میرے پاس بیٹھ گئے اور میرے سینے پر اپنا ہاتھ پھر کر شہر میں کچھ کہا۔ ترجمان ساتھ تھا اس نے کہا "فرمانے ہیں اس شخص کا دل بہت اچھا ہے" اس کے بعد ایک پیہ مجھے دیا۔ میں نے اس کو چومے اور اپنے پاس رکھ لیا۔ پھر ایک پھول مجھ کو دیا۔ میں نے اس کو بھی بو سہ دیا۔ اور رکھ لیا۔ اس کے لب میں نے کہا ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے دعا کیجئے۔ اور جتنے آدمی میری مجلس میں اس وقت موجود ہیں۔ ان کے لئے بھی دعا کیجئے ترجمان نے پشت میں سمجھایا تو کچھ الفاظ خود بہ اندازے کہنے کے بعد فرمایا یہ میری دھڑ سے اس شخص کی ڈھار یادہ قبول ہوئی ہے۔ اس کو یہ دھاما گئے۔ میں نے فوراً تعمیل کی اور دھاما گئی اس کے بعد بابا صاحب نے بھی مجھ پر جوش کے انداز سے دھاما گئی۔ بے موسم کا تروڑ ایک شخص میرے لئے لایا تھا میں نے وہ تروڑ بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا قبول فرمایا اور بہت خوش ہوئے۔

سید صدر العلی صاحب اور یوسف صاحب

بن شیخ فیروز الدین صاحب جاپان و اسلے اور بہائیت حسین صاحب اور شفاعت حسین صاحب قریشی اور شیخ محمد شفیع صاحب اور منشی نذیر احمد صاحب نقاش اور چودھری جمن علی نظامی اور نادر شاہ صاحب سچانہ انسر سنٹرل اکسائز اور شیخ عبدالحق صاحب انسر سنٹرل اکسائز طے آئے تھے۔ سید احمد حسن صاحب کی والدہ ماجدہ بھی تشریف لائیں تھیں۔ میرے لئے اپنی لڑکی کی بچی ہوئی کچھ ریں بھی لائیں تھیں۔

دفن کی شرکت؟ سید علی جواد صاحب کی اہلیہ کے دفن میں شرکت ہونے کے لئے علی گنج شاہ مرداں میں گیا تھا کیونکہ ونگڈن اسپتال سے معلوم ہوا تھا کہ میت کسی کام ہالے میں گئی ہیں۔ مگر وہاں جا کر معلوم ہوا کہ میت یہاں نہیں آئی۔ چونکہ معلوم نہ تھا کہ میت کس نام ہاں ہے میں گئی ہے۔ اس واسطے میں شرکت کی سعادت سے محروم رہا۔

ادیب اعظم پنجاب؟ آج اسلام صاحب پنجاب کے ادیب اعظم کو ایک نوجواری علیہم حافظ محمد سعید صاحب مالک دو خانہ ہمدرد نے دی تھی۔ دہلی کے بین تحسین ادیب اور حکام شریک تھے۔ بہت دلچسپ اور پُر لطف مجلس تھی۔

مہمان؟ آج میری سمدن یعنی حسین کی ساس اپنے لڑکے سید محمد رفیع کے ساتھ کاس گنج سے آئی ہیں۔ میرے لئے پھل بھی لائی ہیں۔ اور کاس گنج کے سیر بھی لائیں ہیں۔ صبح سدا احمد صاحب بھی علی کے زمرہ لوہے کو دیکھنے دہلی سے آئے تھے۔

ایرانی اہل کار؟ بانی پت کے ایک مسلمان نوجوان ایران میں پٹرول کمپنی میں بجلی کے عمل کار ہیں۔ کچھ عرصے لئے آئے تھے میں نے حیدر آباد کی خدمت کرنے کا مشورہ دیا۔ اور تعارف کا

خط دے کر حیدر آباد بھیج دیا۔

بعثت؟ آج سفیر صاحب افغانستان نے غازی سہدہ۔ ۱۱، صاحب وزیر جرنل افغانستان کی اپنے مکان پریشان وار دھڑ سے تھے۔

نیند گم آئی؟ مجھے کچھ رات کو ۲ بجے تک نیند نہ آئی کچھ رات کی عبادت کے بعد دعا مانگی کہ ثقیل کھانوں کی بدعتوں سے خدا آزاد دی مرحمت فرمائے۔

پیارے کو ریل نہیں ملتی؟ ہاں سب سافروں کو ریل ملنے لگی ہے۔ مگر میرے نازک اندام کو پیارے کا غذا کو ریل نہیں ملتی کئی ضرورت کی ہیں لکھی ہوئی رہی ہیں مگر دہلی میں کتا میں چھاپنے کا کاغذ نہیں ملتا۔ کاغذی کہہ دیتے ہیں۔ کہہ ملیں سے کاغذ اس لئے نہیں آیا کہ ریل میں جگہ نہیں ملتی۔ میرا ڈور ڈنٹھال کی ڈھائی ہے۔

حکیم اشعر؟ حکیم اجل خاں صاحب کو یہ حکیم اشعر صاحب نے آج دو خانہ ہمدرد کی دعوت میں اپنا کلام سنایا تھا۔ کلام بھی اچھا۔ پڑھنے کا انداز بھی خوب۔ آواز بھی رسیلی۔ صورت بھی نظر تر شوق صاحب کی تعظیم؟ سید شتیاق حسین صاحب شوق دہلوی نے اسلام صاحب کے خیر مقدم میں بہت اچھی نظم پڑھی تھی حضرت ظہیر کی یادگار ہیں۔ فاکساری میں قلعہ بنا رہیں

اسلم صاحب کی کتابیں؟ آج معلوم ہوا کہ اسلم صاحب کی تصنیفات ڈیڑھ سڑک پہنچ چکی ہیں ان کے بھائی مسٹر امین الدین چیف کٹر ولر ایکسپورٹ بھی دعوت میں شرکت تھے۔ ایڈیٹر صاحب ہارویٹ کی بے لگ اور میباک باتوں کا بھی سب نے لطف اٹھایا۔ ایڈیٹر صاحب میں نے نیا اور ایڈیٹر صاحب میں بھی وہاں تھے جن کی ظلم کا بیان ملی میں اور دہلی سے باہر دو روزہ مشہور ہیں۔ میں نے حکیم سعید صاحب کی دعوت اس شرط سے قبول کی تھی کہ دسترخوان پر کھانے کے ساتھ باضمہ دعائیں بھی پھیل گئی مگر

بقیہ مکتوبات تہنیت صوبہ دہلی
سلسلہ منادی مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۳۵ء

خلیل احمد نظامی کا خط

مستفی انخاب حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
آج مرد مخیم خودی ۱۹۳۵ء کو اخبارات اور پریز
کے اعلان سے معلوم ہوا کہ حضور شمس العلماء
کا خطاب سرکار والا تبار سے ملا ہے۔ میں مبارکباد
پیش کرتا ہوں امید ہے قبول فرمادیں گے۔
طالب دعا خلیل احمد نظامی کلاتہر مرتضیٰ دہلی
وہا تم نے جیسی حقیقی عقیدت مندی اس
تہنیت میں ظاہر کی ہے اس کا میرے دل پر
اثر ہوا۔ اور تمہاری صورت آنکھوں کے سامنے
آگئی۔ خدا دل کی مرادیں پوری کرے حسن نظامی

حکیم سید احمد جمیل صاحب کا خط

مکرمی مظلومی جناب خواجہ صاحب قبلہ۔ سلام علیکم
نئے سال کی خوشی میں ہماری گورنمنٹ ہالیر برطانیہ
نے جناب والا کو شمس العلماء کا معزز خطاب تفویض
کیا ہے۔ اس لئے یہ منہ نہایت محیم قلب کے
ساتھ دیر تبریک پیش کرتا ہے۔

(حکیم خواجہ) سید احمد جمیل قادری۔ سکریٹری
طبی بورڈ ڈپارٹمنٹ ہاؤس دہلی۔

شکریہ سید حکیم صاحب کی تہنیت کا شکر ابد دل
سے دماغ سے جگر سے۔ گردے سے۔ پیچھے پڑے
سے۔ تمام اعضائے رئیسہ سے ادا کرتا ہوں۔ اپنے
طبی بورڈ میں یہ تحقیقات بھی پیش کیجئے کہ خطابات
کا ہر خطابوں پر زیادہ جتنا ہے یا نہ ہوں پر زیادہ
ہوتا ہے۔ میرا ذاتی خیال تو یہ ہے کہ نہ ہوں پر
طرح پر ہونا چاہئے کہ مجھ پر کچھ اثر نہیں ہوا۔
شکریہ کہ اور حسن نظامی۔

انظر الدین احمد نظامی بی اکا خط

حضور پرورد مظلای العالی۔ کل اخبار میں نئے
سال کی انزلست دیکھی اور اس میں یہ مجبہ
کردی مسرت ہوئی کہ حضور والا کو شمس العلماء
کے خطاب سے سرفراز فرمایا گیا ہے۔ خادم
کی طرف سے مبارکباد قبول فرما کر ممنون
فرمایا جائے۔ حضور کی دعاؤں کا طلبگار
ناچیز انظر نظامی۔

وہا تم فرزند وہانی ہمدون راشننگ
کے انسپکٹر۔ اور میں تمہاری روحانی
راشننگ کا انسپکٹر ہوں۔ اس تہنیت
سے بید خوشی ہوئی۔ خدا دل کی مرادیں پوری
کرے۔ حسن نظامی۔

پنڈت کیفی صاحب کا خط

خواجہ صاحب مکرم۔ آداب۔ حیران ہوں
کہ آپ کو مبارکبادوں یا خدمت کو جس نے
شمس العلماء کے خطاب کو آپ کے نام نامی سے
والبتہ کر کے اس خطاب کی قدر و وقعت بڑھادی
زبان اور ادب کی جو خدمت آپ نے کی اور

کر رہے ہیں تو مصیبت و تحسین سے مستثنیٰ ہے
بہر حال یہ دیکھ کر خوش ہوں اس اعزاز کے
عطا کرنے سے ارکان حکومت نے اپنی خوش
مذاقی کا ثبوت دیا ہے۔ امید کہ آپ مستحقین
خیریت سے ہوں گے۔ نیا دیکھیں۔ برصغیر ہندوستان میں

شکریہ ہے پنڈت جی آپ میرے دوست ہیں اور
جمال اردو ہیں اور کمال اردو ہیں۔ آپ نے ساری زندگی
اردو کی آرائش میں توجہ کی ہے اور اب بڑا بڑا ہے میں
بھی علامہ عبدالحق کے دست راست بن کر اردو
فائدہ کر رہا ہوں۔ آپ کی تہنیت سے میری
عزت بڑی۔ شکریہ از حسن نظامی۔

لالہ کنور سین صاحبین چشتی کا خط

جناب خواجہ صاحب! آداب عرض ہے
میں میں مذہب کا بے سند ہوں۔ مگر آپ کو صاحب
سال سے جانتا ہوں اور راتنا ہوں۔ جب ہماری
چین کی صاحبان ملی ہیں آئے تھے۔ اور ایک بڑا
جلسہ ہوا تھا اور اس میں بہت سے لوگوں نے
نئی جی سے عجیب غریب سوالات کئے تھے اس
وقت آپ نے آگے پیچھے کر کے ایک سوال لکھ
کر دیا تھا۔ جس کو کوئی شخص نہیں پڑھ سکتا تھا۔

اور وہ سوال اردو میں تھا اور ہمارے نئی جی
اردو نہیں جانتے تھے۔ مگر انہوں نے اس سوال کو پڑھ
دیا تھا کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ اردو میں چشتی زبان ہے۔
اس وقت سے میرے دل میں آپ کی عزت بہت بڑھ
گئی۔ آداب بھی چشتی ہندوؤں کے ساتھ سچی محبت

کا برتاؤ کرتے ہیں۔ اس واسطے ہم سب آپ کی شہرہ
میں شریک ہو گئے۔ اور جب ہم نے یہ سنا کہ آپ کو
بادشاہ سلامت نے کوئی بڑا خطاب دیا ہے تو

ہم سب کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اور ہم
سب آپ کو سچے دل سے مبارکبادیں

ہیں۔ ہم آپ کے اخبار منادی کو بہت غور
سے پڑھتے ہیں۔ اور ہم کو اس میں دلچسپی
(تعلیم) ملتی ہے جو ہماری سنی صاحبان ہم کو
اچھے پادش میں دیتے ہیں۔ ہماری مبارکباد
کو قبول کر کے ہمارا دل بڑا پیسے کنور سین صاحبین

محبوب چشتی باری۔ بارہ ہندوستان دہلی۔
وہا ہر حرف کھلانے کھلے اور ہم ہر دم کے محل کھلانے
والے اور سفید کھلانے والے لالہ کنور سین اور ان کے
سب میں ہمارے کی مبارکبادوں کی طرح گرم گرم
برف کی طرح ٹھنڈی ہے اور پھولوں کی طرح میٹھی ہے۔
آپ سب کے مذہب کا اصول دواہم کاموں کا ہے
(مذہب مذہب کا اصل مقصد ہے) اور میرے چشتی
خواجہ بھی ہی اصول کے کوہ ہندوستان میں آتے تھے

اس لئے آپ سب سے چشتی پوری میں شریک ہو کر اپنے حقیقہ دہم کی تمکین کی ہے۔ مبارکباد کا شکریہ از حسن نظامی۔

صوبہ پنجاب کے تہنیت نامے

سر عبد القادر صاحب کا خط
مکرم و محترم بندہ خواجہ حسن نظامی
صاحب سلامت باکرامت باشند۔
اسلام علیکم۔ آپ کو خطاب
شمس العلماء مبارک ہو۔ میں دیر سے
مبارکباد کہہ رہا ہوں۔ اس کی وجہ
یہ تھی کہ میں نے سال نو کی فہرست کو
بغور نہیں دیکھا تھا۔ بعد کو ایک اردو
اخبار میں یہ خبر پڑھی۔ مجھے یہ دیکھ کر
خوشی ہوئی کہ آپ نے جو خدمات علمی
دین اور تصوف کی اور ادب اردو کی
عمر بھر کی ہیں۔ گورنمنٹ نے اس خطاب
کے ذریعے ان کا اعتراف کیا ہے خدا
آپ کو بحیریت رکھے اور آپ دیر
تک اس اعزاز اور دیگر اعزازات
سے متمتع ہوں۔ اماں جان اور
لیڈی عبد القادر بھی بعد سلام
آپ کو مبارکباد دیتی ہیں۔
امید کہ آپ ہمہ وجہ بحیریت ہوئے۔

والسلام۔ آپ کا مخلص در عبد القادر صاحب لاہور
شکریہ کہ آپ میرے دوست ہیں مجر
قاہرہ باطن میں۔ معنوی استاد میں آپ کی اور
خوشدامن صاحب اور بیگم صاحب کی تہنیت
کا بہت بہت شکریہ۔ حسن نظامی۔

ڈاکٹر شرفاغت احمد خاں صاحب کا خط
مکرم۔ سلام علیکم۔

آج اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ جناب کو
شمس العلماء کا خطاب ملا ہے بہت

بی خوشی ہوئی۔ میں جناب کو اس
پر مبارکباد بھیجتا ہوں۔ فقیر حقیر
(سر) شفاعت احمد خاں (صاحب) ازراہ
شکریہ کہ یہاں بھائی ڈاکٹر شرفاغت احمد خاں صاحب
نے اپنے ملک کی اور اپنی قوم کی ہندوستان ہندوستانی فرقہ
میں بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ان کی تہنیت سے
مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ شکر گزار حسن نظامی

خان بہادر سید مراد علی شاہ صاحب کا خط
مکرم جناب خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ نے سال کی فہرست
اعزازات میں آپ کا اسم گرامی دیکھ کر
بہت مسرت ہوئی۔ میری طرف سے
دلی مبارکباد قبول فرماویں۔ آپ کی
علمی قابلیت اور خدمات کے پیش نظر
موجودہ اعزاز کے لئے آپ بیش از
بیش مستحق تھے۔ اللہ تعالیٰ اس سے
بھی زیادہ اعزاز نصیب کرے۔

والسلام۔
(خان بہادر سید) مراد علی (شاہ صاحب لاہور)
شکریہ کہ یہاں بھائی خان بہادر سید مراد علی شاہ
امان کی اولاد نے پنجاب میں قوم و ملک کی عزت
بڑھانے کے لئے بڑے کام کئے ہیں ان کی تہنیت
کا دل سے شکر گزار ہوں حسن نظامی۔

بیگم صاحبہ میاں بشیر احمد کا خط
محترم جناب خواجہ صاحب!

سلام علیکم۔ نے سال کے خطابات
کی فہرست میں یہ پڑھ کر کہ آپ کو
ملک معظم نے شمس العلماء کا خطاب
دیا ہے۔ مجھے دلی مسرت حاصل ہوئی

ہم سب کی طرف سے دلی مبارکباد قبول
کیجئے آپ اس خطاب کے مدت سے
حقدار تھے۔ آپ کی محنت و مہمت کا
خداوند تعالیٰ اس سے پڑھ کر صلہ
عطا کر لگا۔ خدا آپ کا سایہ عاطفت
ہم سب پر تادیر سلامت رکھے اور
آپ کو اپنے سب بچوں کی خوشیاں
دکھائے۔ انہوں کو یہاں خواجہ بالو کو ادب
خرطوب۔ گیتی آرا بیگم۔ لاہور۔

شکریہ کہ یہاں بیگم میاں بیگم
سر محمد شفیع کی محنت و کھراور ایک پاکستان ادیب میاں
ایڈیٹر بالیل کی بیوی ہیں۔ اور میاں خاندان کو
ایمانی ممبر سمجھتا ہوں۔ ان کی تہنیت سے جو خوشی
ہوئی۔ حسن نظامی۔

ڈاکٹر یوسف مایو مال حشری اکرم۔ کا خط
حضرت قبلہ و کعبہ محترم۔ تسلیم
میں ایک بزرگ کی زیادت کے لئے
سیالکوٹ گیا تھا۔ آج دن بھر حضرت
مادہ مول حسینؒ حضرت اسماعیلؒ
عرف و دامیاں صاحب اور حضرت
شاہ محمد غوث رحمۃ اللہ علیہم آج
کی مزا زات کی زیارت میں مصروف۔
کل انشاء اللہ لاہور سے روانہ
ہو کر ضلع جھنگ میں حضرت سلطان
بابو صاحب علیہ رحمۃ کے مزار پر آؤں
کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ اور
پھر واپس ڈھونی دال آ جاؤں گا۔
مجھے اخبار کے مطالعہ سے از حد
خوشی ہوئی کہ ہر لائق کا سورج

وقت کا ایک محو ترین آدمی بننے پر پھر اس کے اظہار و اعلان پر مقصود ہو گئی۔ اس اعزاز سے کوئی فائدہ اٹھانے کی حاجت نہ گوارا کی ذات نہیں لیکن انشاء اللہ بہت سے مسلمانوں کو اس کا فائدہ پہونچ جائیگا۔ اللہ پاک مہارک فرمائے۔ اللہم زد و فرزد و طالب دعا سید میر علی شاہ اندابی۔ پروفیسر و فیاض کا پیر و شکر ہے کہ آپ میرے شاہ بھی ہیں۔ ادا اپنے علمی اور ادبی کاموں کی وجہ سے زیرک شاہ بھی ہیں اور ان دھڑن قابضوں کو سامنے بھگت بنیت کی شکر گزاری کا سر جھکاتا ہوں جس نظامی۔

سید مصطفیٰ احسن صاحب کا خط۔
قدس مآب فخر متکلمین و شکر متشرعین جناب مولانا صاحب دام فیضکم۔ بعد ارادت مہمانہ و آداب و نیاز مخلصانہ آنکہ آج کے اخبار لوائے وقت سے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ انگلشیہ نے آپ کو ازراہ قد اخزائی خطاب شمس الحمار سے اس سال بہت تاخیر کے بعد ممتاز فرمایا ہے۔ حالانکہ اس خطاب کے صلت مدید سے جناب مستحق تھے۔ میں اس خطاب کے لئے دلی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

گرتبول افتد زبہ عز و شرف دلی محقق سید مصطفیٰ احسن جاگیر دار و جرائد شکر ہے کہ پیارے بھائی سید صاحب! آپ کی تہنیت میں خلوص ہے۔ محبت ہے۔ اور آپ کے روشن دل کی جھلک ہے۔ شکر گزار حسن نظامی۔

درگاہ حضرت میاں میر صاحب کا خط۔
بخدمت اقدس جناب قدودہ اسالکین۔ خرمیتہ الزاد باطنی حامل نعمات عرفانی مکی و معنی جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم و علی امن لدکم۔ جناب کے ہر چہ کا شوق ہے مجھ سے ایسی باتوں سے باخبر کروں گا کہ

جو دوسری جگہ میری نظر سے نہیں گذرتی۔ واقعی منادی کی ندا ایسی ہی ہونی چاہیے میں آپ کو شمس اعلم کے خطاب کی مبارکباد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ آپ اس درگاہ کی گدی کو اپنے ساتھ ملحقہ سمجھتے رہیں گے۔ یہاں درگاہ پر آپ کی صحت اور درازی عمر کی دعا خاص خاص موقعوں پر کی جائی کرتی ہے۔ کیونکہ آپ کی سلامتی ہمارے لئے ایک بڑا سہارا بنتا ہے والسلام۔ دعا گو۔ مخدوم۔ سید سید علی شاہ گیلانی۔ سجادہ نشین درگاہ حضرت

میاں میر صاحب؟ لاہور۔
شکر ہے کہ پیارے بھائی سید صاحب! آپ اس وقت بند کی اولاد میں جس کے سامنے شاہجہاں کا عارف بیٹا دارا شکوہ سر جھکاتا تھا۔ اور آج بھی ان کا مزاج گناہ گرا ہے۔ ان کی تہنیت کا مقصد حسن افسر خزانہ مظفر گڑھ کا خط محترم شمس الحمار صاحب! سرکار عالی کی طرف سے خطاب ملنے کی میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو ہر مسرت طویل زندگی اور مستقبل میں مزید اعزازات عطا فرمائے آپ کا مخلص۔ عبدالستار (پی۔ سی۔ ایس) افسر خزانہ مظفر گڑھ پنجاب)

شکر ہے کہ آپ کا تہنیت نامہ آیا۔ اور میں نے یار ستار یا غفار نہات ہار پڑھ کر آپ کے لئے مراد مندی کی دعا مانگی۔ حسن نظامی۔

سید شریف احمد صاحب جی کا خط۔
سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب دامت برکاتہ۔ سلام علیکم۔ اس سال خطابات کی فہرست میں آپ کا نام نامی و اسم گرامی دیکھ کر سب مسرت ہوئی۔ حکومت عالیہ نے آپ کو معزز خطاب سے نوازا کر اپنی قدرا شناسی کا ثبوت دیا ہے۔ میں اس موقع

پر جملہ ارکین گورننگ کونسل۔ سٹاف و طلباء جیشیہ ہائی سکول کی جانب سے آپ کی فہرست عالیہ میں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ والسلام۔ نیازمند سید شریف احمد جیسی۔

شکر ہے کہ پیارے بھائی سید شریف احمد صاحب! آپ نے جیشیہ ہائی سکول جاری کر کے کروڑوں جیشیوں کی علمی و عملی ترقی کو روشن کیا ہے۔ خدا آپ کے کام کا اجر و ثواب مولف صاحب کتاب "تعارف قرآنی" کا خط مکرم و منظم قبلہ خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔

سلام علیکم۔ اخبار میں خطابات جیشیہ کی فہرست میں آپ کا نام نامی بھی موجود باکر از مسرت ہوئی۔ کہ گورنمنٹ نے آپ کو شمس الحمار کے

خطاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اس اعزاز سرکار پر اور آپ کی نہات کے اعتراف پر میں ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ اور دست بدعا ہوں کہ اللہ پاک آپ کو زیادہ سے زیادہ دینی اور دنیوی مراتب پر فائز فرمائے۔ آمین تم آمین۔ محتاج توجہ۔

منشی عبدالرحمن خان۔ جہلیک۔ ملتان ٹبر۔
مصطفیٰ اخاں صاحب کا خط۔

مکرمی محرمی حضرت خواجہ صاحب مدظلکم تسلیم فیاز۔ سال لڑکی فہرست اعزازات میں آپ کا اسم گرامی دیکھ کر بڑی ہی مسرت ہوئی اگرچہ یہ اعزاز آپ کو اس سے بہت قبل مل جانا چاہیے تھا۔ تاہم آپ کی علمی اور ادبی خدمات کا اعتراف اب حکومت نے بھی کر لیا ہے۔ اگرچہ ہندوستان کے عوام تو عرصہ سے آپ کے علاج تھے

نیازمند۔ مصطفیٰ اٹاں
دعا ہے کہ پیارے فرزند تم میرے دوست حاجی خیر محمد خدمتی۔ نظامی۔ جمالی کے فرزند ہو۔ بھہر تہنیت کا بہت زیادہ اظہار ہو۔ خدا مراد مندر لکھے۔ دعا گو۔ حسن نظامی۔

حسن نظامی

نواب نظامی دہلوی کا خط

مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب قبلہ
سلام مستون۔ بندہ پروردگار روزنا چھ کج
موصول ہوا۔ دہلی سے اطلاع ملی۔ کہ جناب
اہل حیدر آباد میں تشریف فرما ہیں۔ لیکن
مکمل پتہ کی محذوری نے بندہ کو خطاب
کے سلسلہ میں مبارکباد پیش کرنے سے قاصر
رہا۔ اس لئے معافی کا خواستگار ہوں
لیکن اس دیسے آنے والی مبارکباد کو
بھی پہلی سی مقبولیت فرمائیں۔

یاران ہمنوائے محل کو چاہا
ہم محو نالہ و حسرت کا روالہ ہے

طالب دعا۔ نواب نظامی دہلوی از لاہور
دعا کرتا ہوں کہ فرزندِ معانی ہو۔ پنجاب کے ہر شادی ہو
اس سلسلے میں بھی ہو۔ تہنیتی سیر جائزے کی
تہنیت میں بھی اس تہنیت کو چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔
غلام محمد نظامی حوالدار کا خط۔
پیر مرشد من خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آداب
پرسوں گھر یعنی سراپہ ضلع لودھیانہ سے چچا
رحمت اللہ نظامی کا خط آیا جس سے پتہ
چلا کہ حضرت کو بادشاہ سلامت کی طرف
سے شمس العلماء کا خطاب ملا ہے بڑی خوشی
ہوئی۔ مبارک ہو۔ خدا آپ کے نام کو دنیا
میں غم کی طرح روشن کرے۔ والسلام۔
غلام محمد نظامی حوالدار کلرک مس۔ ایس۔ ٹی
بنالین سیالکوٹ۔

دعا کرتا ہوں کہ فرزندِ معانی ہو۔ پنجاب کی عقیدت
عصبت کی نشانی ہو۔ تہنیتی سیر کر کے ہر لفظ
خلوص ہے۔ شاد کام رہو۔ حسن نظامی۔
مولانا اختر احسن صاحب کا خط
قابل احترام حضرت خواجہ صاحب دام لطفہ
سلام مستون۔ مزاج مبارک۔ خطاب کے
لئے پروردگار تہنیت و مبارکباد پیش کرتا ہوں

ارادہ تھا کہ حیدر آباد سے جب آپ کی ہوا
ہو اس وقت عرضیہ حاضر ہو مگر منادی کے
ذریعہ معلوم ہوا کہ اکثر حضرات اس سلسلہ
میں گئے۔ سبقت لے گئے ہیں۔ اس
لئے مجلت پساندہ کے ساتھ یہ سطور ضبط
تحریر میں لا رہا ہوں۔ آپ تو ماشاء اللہ
ہندوستان میں سب سے پہلے خطاب دینے
والے ہیں۔ یہ دنیا دار امکافات ہے۔
بہت عرصے کے بعد آپ کو بھی شمس العلماء نے
خود برکت حاصل کرنے کیلئے مس کر لیا۔ اس
سے آپ کی شان کو قطعاً کوئی رونق حاصل
نہیں ہوئی۔ ہاں اس خطاب کو سر فرازی
ضرور نصیب ہو گئی ہے۔ کاش حکومت کو
کوئی مشورہ دیتا کہ نیا خطاب جاری کر کے
خواجہ صاحب! آپ کو شمس العلماء بننا
دیتی۔ یقیناً قصوف و معرفت آپ ہی کی
تحریر سے ہندوستان میں انکو آئے اپنے
کردار سے چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اللہ تبارک
و تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے آمین۔ آپ کا چار
مخلص نکتہ چین اختر احسن۔ سید سطرانی اسکول
شکریہ کہ بھائی اختر جن کی تحریر میں ہیں! و اللہ اعلم
بھی جن! اور ان کی جنابت بھی مفسرین محبت و اعتبار
حین اور جن میں بہت زیادہ ملی شکر گزشتہ نظامی۔
برکت علی نظامی کا خط۔

قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صاحب امام اقبالہ
سلام علیکم۔ تشریف کے قابل ہے شہنشاہ
اعظم تاجدار برطانیہ کہ جس نے آنحضرت
انور کے بے شمار قدسی پنہاں خطابوں
سے شمس العلماء خطاب کو مشتہر کر کے اپنی
رعایا کے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں کو
خوش کیا۔ لہذا حق راہی! او اپنے احباب کی
طرف سے خطابوں سے بے نیاز اپنے دروہانی
باپ کو نیاز مندانہ مبارکباد و تہنیت سے

نہم

اداکر تھے اور اس خطاب کی وادائی
عمر کی دعا کرتا ہے۔ خادم۔ برکت علی نظامی
پٹناری۔ بنگہ تحصیل نگور در ضلع جالندھر
دعا کرتا ہوں کہ فرزندِ معانی ہو۔ پنجاب کے ہر شادی ہو
اس سلسلے میں بھی ہو۔ تہنیتی سیر جائزے کی
تہنیت میں بھی اس تہنیت کو چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔
غلام محمد نظامی حوالدار کا خط۔
پیر مرشد من خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آداب
پرسوں گھر یعنی سراپہ ضلع لودھیانہ سے چچا
رحمت اللہ نظامی کا خط آیا جس سے پتہ
چلا کہ حضرت کو بادشاہ سلامت کی طرف
سے شمس العلماء کا خطاب ملا ہے بڑی خوشی
ہوئی۔ مبارک ہو۔ خدا آپ کے نام کو دنیا
میں غم کی طرح روشن کرے۔ والسلام۔
غلام محمد نظامی حوالدار کلرک مس۔ ایس۔ ٹی
بنالین سیالکوٹ۔

دعا کرتا ہوں کہ فرزندِ معانی ہو۔ پنجاب کے ہر شادی ہو
اس سلسلے میں بھی ہو۔ تہنیتی سیر جائزے کی
تہنیت میں بھی اس تہنیت کو چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔
غلام محمد نظامی حوالدار کا خط۔
پیر مرشد من خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آداب
پرسوں گھر یعنی سراپہ ضلع لودھیانہ سے چچا
رحمت اللہ نظامی کا خط آیا جس سے پتہ
چلا کہ حضرت کو بادشاہ سلامت کی طرف
سے شمس العلماء کا خطاب ملا ہے بڑی خوشی
ہوئی۔ مبارک ہو۔ خدا آپ کے نام کو دنیا
میں غم کی طرح روشن کرے۔ والسلام۔
غلام محمد نظامی حوالدار کلرک مس۔ ایس۔ ٹی
بنالین سیالکوٹ۔

دعا کرتا ہوں کہ فرزندِ معانی ہو۔ پنجاب کے ہر شادی ہو
اس سلسلے میں بھی ہو۔ تہنیتی سیر جائزے کی
تہنیت میں بھی اس تہنیت کو چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔
غلام محمد نظامی حوالدار کا خط۔
پیر مرشد من خدا آپ کو سلامت رکھے۔ آداب
پرسوں گھر یعنی سراپہ ضلع لودھیانہ سے چچا
رحمت اللہ نظامی کا خط آیا جس سے پتہ
چلا کہ حضرت کو بادشاہ سلامت کی طرف
سے شمس العلماء کا خطاب ملا ہے بڑی خوشی
ہوئی۔ مبارک ہو۔ خدا آپ کے نام کو دنیا
میں غم کی طرح روشن کرے۔ والسلام۔
غلام محمد نظامی حوالدار کلرک مس۔ ایس۔ ٹی
بنالین سیالکوٹ۔

تہیت پر قبیلہ تہیت میرے گھر کی تہیت ہے۔
شیخ جان محمد نظامی کا خط

قبل حضرت خواجہ صاحب مدظلہ العالی۔
السلام علیکم۔ مزاج مبارک۔ آپ کو
جو خطاب گورنمنٹ کی طرف سے شمس العلماء
ملا ہے۔ اس کی میری طرف سے اور میرے
اہل و عیال کی طرف سے آپ کی خدمت
عالیہ میں مبارک باد عرض ہے۔ قبول
فرما کر ممنون احسان فرمادیں۔ والسلام
آپ کے دربار کا ایک سنگ۔ جان محمد نظامی
کلاٹھ واپس سادھ بھائی تحصیل روٹکا ضلع فرود
وہاں اتھار دی مبارک باد چاہتا رہے۔ سادھ بھائی
سے آئی ہے۔ میں نے اس کی اپنے میں سما دی تھی
ہے۔ ہمیشہ خوش رہو۔ دعا گو حسن نظامی۔

شیخ شان علی نظامی کا خط
پیارے خواجہ! سلام علیکم مزاج مبارک
آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے جو خطاب
شمس العلماء ملا ہے اس کی دلی مبارکباد
عرض ہے۔ قبول فرما کر شکر گزار فرمادیں۔
والسلام۔ آپ کا فرزند شیخ شان علی نظامی
کلاٹھ واپس سادھ بھائی۔
ضلع فرود پور (پنجاب)

دعا گو روحانی اولاد بنو۔ شان علی نام ہے
اور علی کی شان ہر آن مجھے ضابطہ دکھاتی
ہے۔ آباد رہو۔ دعا گو حسن نظامی۔

غلام محمد نظامی کا خط
حضرت خواجہ صاحب دام ظلکم۔ بعد قریب
کے عرض ہے۔ غلام محمد نظامی کی طرف سے
 واضح ہو کہ اخبار منادی میں حضور کو
شہنشاہ انگلستان نے شمس العلماء کا
خطاب عطا فرمایا حضور کو مبارکباد دینا
ہوں۔ خواجہ علی نظامی و خواجہ حسین نظامی
صاحب کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ فقط

زیادہ آداب۔ امید ہے حضور بخیریت
ہوں گے۔ سنگ دربار۔

غلام محمد نظامی از قریب۔ ضلع جالندھر
دعا گو جالندھر کے قریب میں محمد کے غلام کی صدا
ہمیشہ کو بجتی رہے۔ یہی میری دعا ہے
دعا گو حسن نظامی۔

روشن دل نذر سبکی نظامی کا خط
جناب سیدی و مولائی خواجہ صاحب دام ظلکم
سلام علیکم۔ بعد قد مبوسی کے عرض ہے کہ
اخبار منادی میں خطاب شمس العلماء جو
حضور کو ملا پڑھ کر دل کو از حد خوشی
ہوئی ہم سب نظامی بھائی اس خطاب
کی حضور کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

بندوستان میں تو حضور علمائے سوب
تھے اب انگلستان کے شہنشاہ نے بھی
تسلیم کر لیا کہ واقعی دلوں کا شہنشاہ
شمس العلماء ہے امید ہے حضور بخیریت
ہوں گے۔ خواجہ علی میاں نظامی اور
خواجہ حسین میاں نظامی کو بھی مبارکباد
عرض کرتا ہوں۔ سنگ دربار۔ احمد علی
نذر سبکی نظامی۔ از قریب۔ ضلع جالندھر
دعا گو پیارے گیسو راز نذر سبکی چلا ہے آویسے
من میں تیرے میں۔ تو جو کچھ کہتا ہے یہ راول
کان لگا کر ستلے۔ خطا تجھ کو میرے اندہ آباد رکھے دعا گو حسن
گلزار نسیم صاحب کا خط۔

قبلہ تسلیم۔ میری طرف سے خطاب کی دلی
مبارکباد قبول فرمائیے۔ کہ قبول افتد ہے۔
فاکسد۔ گلزار نسیم دفتر خودیات معاشرت
شکریہ کہ نام بھی باغ و بہار۔ اور کام
بھی آدمیت کا مددگار۔

دلی شکر ہے۔ حسن نظامی۔
مولوی رستم اللہ نظامی کا خط
قبلہ عالم مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب

سلام علیکم۔ اخبار منادی کے مطالعہ سے
خطاب شمس العلماء دیکھنے جانے کی بابت
معلوم ہوا بادشاہ سلامت اور ان کی
گورنمنٹ نے آپ کو یہ خطاب پیش کیا ہے
میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آپ عالموں
کے آفتاب ہیں۔ یہ بات میرے دل سے
پوچھی جائے تو آپہاں سے کہیں زیادہ
درجہ رکھتے ہیں۔ آپ کی شان اس سے
بھی اعلا خطاب حاصل ہونے کے لائق ہے
آپ کا علم احاطہ سے باہر ہے اور آپ خود
بھی احاطہ سے باہر ہیں۔ اور علی کل شیخ
محیط ہیں۔ نا چیز۔ رحمت اللہ نظامی۔
مدرسہ سراہ۔ پرائمری سکول گو جروال۔

دعا گو لمبی ڈار ہی کے نیک علی مولوی در فوج کے
بہادر سپاہی اتولے مجھے پیسا اور اسرار ذلت دے گا
میں میں تجھ کو پیجا۔ ہر دم اللہ۔ ہر دم اللہ دعا گو حسن
عبدالعزیز نظامی کا خط

قبلہ و کبیر حضرت خواجہ صاحب پیر مرشد
سلام علیکم۔ آداب غلامانہ۔ آج ۹ جنوری
کا منادی ملا۔ تو مطالعہ سے یہ معلوم ہوا۔
کہ سرکار کی جانب سے حضور کو شمس العلماء
کا خطاب ملا ہے۔ اس عذت افزائی پر
مجھ غلام کی اور اہل خانہ کی دلی مبارکباد
قبول فرمائیے۔ آپ کا سایہ سپاہیہ مریدوں
اور اخلاص مندوں کے سروں پر مدت العمر

تک قائم رہے۔ منشی قربان علی صاحب
رحمتہ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی
خبر بھی اسی پرچہ سے معلوم ہوئی۔ انا
لہ وانا الیہ راجعون۔ خداوند کریم ان کو
جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور
ان جیسی موت ہر مسلمان کو عطا فرمائے آمین
حضور کا غلام عبدالعزیز نظامی۔ دفتر
سی۔ آر۔ ای۔ ڈیرہ اسماعیل خاں۔

وَعَالِیٰ تَمَیْمِ بَیَاہِ عَزَّوَجَلَّ اَکْثَرِ مَیْمَنَہِ بَیْمَنَہِ
دَلِیْلِ قِبَارِی سَیِّدِ عَقِیْدَتِ اَوْتِیْتِ مَیْمَنَہِ لَیْلَہِ
مَیْمَنَہِ لَیْلَہِ سَیِّدِ اَدَبِی بَیَاہِ سَیِّدِ مَیْمَنَہِ حَیْثُ نَظَافَہِ
مَیْمَنَہِ فِیضِ حَقِّ نَظَامِی کا خُطبہ۔

حضرت قبلہ آقائی و مولائی و مرشدی
دام ظلکم العالی حضور کو گورنمنٹ کی
طرف سے شمس العلماء کا جو خطاب ملا ہے
ہم سب نظایموں کو سکر از حد خوشی حاصل
ہوئی۔ ہماری سب کی طرف دلی مبارکباد
قبل ہو۔ آپ نے قوم اور ملک کے لئے جتنی

خدمات انجام دی ہیں ان کے لئے حضور کو
جتنے بھی خطابات مرحمت ہوں کم ہیں۔
دیگر اقوام کو حضور کی بدرجاء عزت کرتی
ہیں مگر جس قوم میں سے حضور ہیں ان کے اکثر
افراد حضور کی خدمات کی قدر نہیں کرتے
یہ ہماری شومی قسمت ہے۔ دیدہ گور کو
کیا ائے نظر کیا دیکھے۔ ہم نظایموں کو
وہ حضور کی ذات والا صفات کا سایہ
ہی کافی ہے۔ نیاز مند فیض حق نظامی۔

امام مسجد موضع کلہڑی ضلع کرتال۔
دعا کا مظاہر نماز کا نام ہو مولوی ہوجوئے فرزند
روحانی جو مجھے جس تہائی محبت کافی ہے۔ کوئی قدر کرے
یاد کرے تہائی ہوی کے ہاتھ کے لئے برکت کی جلاوطن ہے

محمد مرتضیٰ خاں نظامی کا خط
سیدی و مولائی۔

سلام علیکم۔ بعد از دو
قد مہوسی کے واضح ہو کہ آج اخبار میں پڑھا
کہ جناب والا کو شمس العلماء کا خطاب عطا ہوا
ہے۔ اس خطاب کے عطا ہونے پر جناب کی
خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کو اور
آپ کی لائق اور سعادت مند اولاد کو
ایسی بہت سی خوشیاں حاصل ہوں آمین۔

اللہ تعالیٰ مسلم لیگ کو بڑی برکت اور
کامیابی دی ہے مجھے اس کی کامیابی کی کبھی
بھی امید نہ تھی اور میں دل میں ہمیشہ
آپ کی مسلم لیگ نواز پالیسی سے اختلاف
رکھتا تھا مگر مجھے اب اپنی بے علمی کا احساس
ہوا اور اپنی غلطی کو محسوس کرتا ہوں۔
اس تحریک کے لئے بھی دعا فرمادیں اب
تو تمام مسلمانان ہند کی نگاہیں صرف آپ
تحریک کی طرف لگی ہوئی ہیں۔

طالب دعا۔ محمد مرتضیٰ خاں۔

دعا کا تم میرے لئے مرید اور میرے بھائی کے لئے استاد اور
مجھے شکر ہے کہ مجھے جسے جنت کے لئے دعا کی جا رہی ہے
کھانے والے میزبان ہو خوشی ہوئی کہ تم نے مسلم لیگ کو بچا دیا تھا

لئے بہا در لالہ ناٹھورام صاحب کا خط
مائی ڈیر خواجہ صاحب انیس سال مبارک
ہو۔ اور ہر سبھی کی طرف سے خطاب بھی
مبارک ہو۔ خدا کے یہاں عازار دوسرے
اعزازات کا پیش خم ہو۔ آپ کا غلصہ
(لالہ ناٹھورام صاحب سب و میر علی علیہ السلام)
شکر ہے کہ حقیقت آپ نے اس خطاب کی کان بہا در شیخ
صاحب الرحمن کے ساتھ مل کر کیا دیکھی اور میں نے اس وقت
بھی کبھی سمجھا کہ میں اس عزت سے محبت کرتا ہوں کہ ان کی تہنیت
آپ کا غلصہ کی تہنیت ہے اور جو غلصہ میں ہیں ان کے لئے یہ
شکر ہے کہ ان کے لئے یہ تہنیت ہے۔

شمس الرحمن صاحب کو دیا کا خط
ڈیر خواجہ صاحب! مجھے آپ کا اہم گرامی
نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں دیکھ کر
بہت زیادہ خوشی ہوئی شمس العلماء خطاب
کی میری جانب سے دلی مبارکباد قبل کرتا ہوں
آپ کا غلصہ سیدنا امیر شاہ مشن جج سرگودھا پانچ
شکر ہے کہ یہ سیدنا تہنیت پڑھ کر وہ پڑا زنا یاد آگیا
جیم دونوں میں ایک دوسرے کے باراد چلا رہے تھے۔
آپ کی محبت دیرینہ اور غلصہ ہے لیکن اگرچہ ان نظامی

لالہ حسین داس صاحب جن کا خط
مائی ڈیر خواجہ صاحب! مجھے یہ معلوم ہو کہ

بہت خوشی ہوئی کہ گورنمنٹ نے آپ کو
شمس العلماء کا خطاب عنایت کیا ہے
اور یہ ایسا خطاب ہے جس کے آپ پورے
مستحق تھے۔ براہ مہربانی میری مؤدبانہ
مبارکباد قبول فرمائیے۔ میں امید کرتا ہوں
کہ آپ صحت و سلامتی سے ہوں گے۔ میرے
لائق کوئی خدمت؟ میں دعا کرتا ہوں کہ
سال آپ کو مبارک ہو۔ آپ کا غلصہ جیتا ہوا
جن سب جج گورنمنٹ کا لہ۔

شکر ہے کہ میری جن بے ہمتیوں نے بے ہمتیوں سے
محبت اور عنایت ہمیشہ پیش رہی ہے جو میں نے ان کا
ہوئی رہی تھی ان کی تہنیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی

پروفیسر مراد صاحب کا خط
غلام و محترم حضرت خواجہ صاحب۔
سلام علیکم۔ اردو کی جو شاندار خدمت
آپ مسلسل کئی برسوں سے اکیلے محض اپنے
ادبی اور تبلیغی شوق سے سرانجام دے
رہے تھے الحمد للہ کہ آخر کار حکام وقت
کی نگاہ قدر شناس نے اسے سرفراز فرمایا
اور شمس العلماء کا گرامی قدر خطاب آپ کی
خدمت اقدس میں پیش کرنے کی سعادت
حاصل کی۔ میں تہ دل سے آپ کی خدمت
بابرکت میں مبارکباد عرض کرتا ہوں۔

غلصہ قدیم۔ فیروز الدین مراد۔ اڑیساکوٹ
شکر ہے کہ یہ بھائی پروفیسر مراد کے نام اعلان کی علیحدہ
مسلم لیگ میں ہیں ہم بھی اور وہ مجھ پر شروع سے ہیں لیکن اسے
ہریانہ ہے جسے کہیں انگریزیت نے غلامانہ علی شکر گورنمنٹ کا
خان ایف اے اختر صاحب کا خط
شمس العلماء رعمدة السالکین۔ انوار الوہاب
مجتہد العصر حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب
قبلہ مدظلہ العالی۔ سجادہ نشین بدنگاو
شمس الاولیاء مرند حضرت خواجہ نظام الدین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ دہلی۔

آؤ ہم سب ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں ہندوستانی ایک

(۱) حضرت مولانا سید محی الدین ابوالکلام آزاد دہلوی صدر کانگریس سے التماس ہے

- (۲) قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح صدر مسلم لیگ سے عرض ہے۔
- (۳) لوک مان شری موہن داس مہاتما گاندھی سے پراگھنا ہے۔
- (۴) بھارت چندر ماپنڈت جواہر لال نہرو دہلوی سے نویدن ہے۔
- (۵) گرو کے پیارے سردار تارا سنگھ صاحب سے ارداس ہے۔
- (۶) سرتاج الہند نواب سر حمید اللہ خاں فرماں روا پنجوبال سے گزارش ہے
- (۷) نائب تاج برطانویہ لارڈ ویول وانس رائے ہند کو اطلاع ہے۔

اپنی ذات اور اپنی قوم کی ضد بھول جائیے
فقط ایک ملک ہندوستان کے

پیوت بن جائیے

سیاسی بول چال چھوڑ دیجئے جو آپ سب کے دلوں اور زبانوں کو ملنے نہیں دیتی
دہلی بدلیسی۔ ہندو مسلم عیسائی کے فرق کا خیال دل اور دماغ میں نہ آنے دیجئے۔ نسل اور
رنگ اور امیری و غریبی۔ اور حاکمیت و حکومت کی اندھیری کو ٹھہری سے باہر آجائیے۔
اور ہندوستان کو ساری دنیا کے جہازوں کو راستہ بتانے والا

روشن مینار بنادیکئے

آپ سب کو ایسا کرنا پڑے گا۔ نہ کیا۔ تو پھر مرنے والا اور مٹنا پڑے گا
چچن لٹا می ہندوستانی

حکماء کے انقلاب ہند کی تاریخ
پڑھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا

۱۵۷ء سے پہلے انگریزوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۵۸ء میں ہندوستانیوں نے کیا کام کیا؟ اور ۱۵۹ء کے بعد سے مسئلہ ہوا تک انگریز اور ہندوستانی آپس میں کیسا ارتداد کرتے رہے؟

وہ اچھا تھا یا بُرا؟ حق تھا یا باطل؟

ظلم تھا یا انصاف؟ سچ تھا یا جھوٹ؟

کچھ بھی نہ تھا۔ گذرنی بات تھی۔ گذر گئی

آج کیا حال ہے؟ کل کیا حال ہونا چاہیے؟ سوچنا پس یہ ہے اگر سوچنا ضروری معلوم ہو۔ تو خواجہ غلامی کی لکھی ہوئی تاریخ انقلاب و شہادت ہے جس کا حصہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور اس کتاب میں حصہ چھپنے کے بعد تاریخ کے پڑھنے سے انگریزوں کو اپنی نیت کا علم ہو جائیگا۔ ہندوستانوں کو اپنی حالت کا اندازہ ہو جائیگا اور پھر وہ دنیا میں عزت اور راجہ سے زندہ رہنے کا سیدھا راستہ تلاش کر سکیں گے۔

اس نایاب انقلاب ۱۸۵۷ء کے پہلے حصے کا نام ہنگامات کے آنسو ہے جس میں وہ سچے قہقہے میں چوتھۂ عشرہ کے گشتِ خونِ بھارتی بادشاہ کی عورتوں اور مردوں کو شہ
نئے قیمت دیا ہے۔ دوسرے حصے کا نام انگریزوں کی مہلت ہے جس میں بیان کرتے ہیں انگریزوں کی کسی مصیبت پڑی تھی قیمت اٹھانے پر جسے حصے کا نام محاصرہ دہلی کے
خطوں کا لگایا ہے جس میں خطوط میں جوائنٹرز نے لڑائی کے وقت آپس میں ایک دوسرے کو لکھے تھے قیمت چار لاکھ ہے۔ چوتھے حصے کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ ہے جس میں
اس مقدمے کا حال ہے جو آخری بادشاہ پرال قلعہ میں جلا گیا تھا قیمت دو سو روپے ہے۔ پانچویں حصے کا نام غدر کے قوتان ہے جس میں بہادر شاہ بادشاہ کے قہقہہ فغان میں جو غدر
کے بعد بخوش نام جلدی کئے تھے قیمت ایک سو پانچ روپے ہے۔ چھٹے حصے کا نام غدر کے اخبار ہے جس میں ان اخبار کے صفحہ میں جس میں پرانی ریت پھیلانے کا الزام لگایا گیا تھا قیمت
چار لاکھ ہے۔ ساتواں حصہ غالب کا روزنامہ ایامِ غدر جس میں ریز فالب کی لکھی ہوئی داستانِ غدر ہے قیمت بار لاکھ ہے۔ آٹھواں حصہ دہلی کی جاں کنی ہے جو جابلقا ہے اور
بہادر شاہ اور ان کے امرا و شہزادوں کی لکھی تصویریں ہیں اور دہلی کی مصیبت تاریخی حالات ہیں قیمت ایک سو روپے ہے۔ نوں حصہ بہادر شاہ کا روزنامہ ۱۸۵۷ء میں شائع ہوا
واج ہے۔ قیمت ڈیڑھ سو روپے ہے۔ دسواں حصہ غدر کی صحیح شام ہے ہندوستان کے لکھے ہوئے دو روزنامے غدر کی نسبت قیمت ڈیڑھ سو روپے لگایا ہوا حصہ ہے۔ گیارہواں حصہ آخری جمع
جس میں غدر سے پہلے کے ایسا ہی مشاعرے کا حال ہے قیمت ایک سو پانچ روپے ہے۔ گیارہواں حصہ غدر کی سزا ہے جس میں شہ کے خدیں جن ہندوستان کو سزا دی تھی جس میں
مفصل بیان ہے قیمت اٹھ لاکھ ہے۔ تیرہواں حصہ بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں شہ کا روزنامہ ہے جبکہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے۔ بیچپا ہے۔ چودھواں
ریز بلڈنٹ دہلی کا روزنامہ ہے۔ جس میں بہادر شاہ اور ہندوستان کے وہ حالات ہیں جو شہ اعم میں پیش آئے۔ چھپے ہوئے ہے۔
بند ہواں حصہ اہر شاہ کا روزنامہ ہے۔ بہادر شاہ کے والدین کا روزنامہ ہے جس میں بہت اچھے حالات ہیں۔ زریعہ ہے۔

ملنے کا پتہ :- دفترِ محبت از منادی دہلی

مکادی

خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری ۹ جنوری ۱۹۴۶ء سالانہ قیمت دو روپے ایک سہ ایک آنہ

نیک مرؤ کی وفات

۲۲ محرم ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۴۵ء عید الفطر کے صبح کو با وضو نماز کی نیت باندھنے کے بعد منشی سید قربان علی صاحب سبیل دہلوی نے وفات پائی جنم کی عمر بیس کی تھی صاحبِ اَدب محمد حسین نظامی کو میا بڑیا تھا میر ولید کے دوستوں میں تھے۔ چالیس برس تک میرے تحریری کاموں کی کھائی جھپائی اور شہادت کا بلا معاوضہ انتظام کرتے رہے۔ خلوص اور وضعداری کا مکمل نمونہ تھے۔ نماز روزے کے پابند تھے۔ اردو سے سلی نام کا ایک ماہوار رسالہ بھی شائع کرتے تھے اور یہی بہت سی اردو کتابیں شائع نہیں تھیں۔ وفات سے پہلے وضو کیا۔ اور لیٹے لیٹے نماز کی نیت باندھی۔ اور نیت باندھتے ہی صبح پرواز کر گئی۔ جس اپنے سبب مریدوں اور دوستوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اپنے مقام پر فاتحہ پڑھ کر ان کی روح کو ثواب پہنچائیں۔

حسن نظامی دہلوی مقیم ہادی منزل۔ بلخ عام روڈ حیدر آباد کوٹن

خواجہ حسن نظامی کا مقصود ذکر ہے

شاعرہ کن شاعرین آراجم صاحب لکھی شہر آفاق شاعرہ ہیں جن کی شہرت ملک و ملت میں شاعرانہ انداز سے ہے۔

انسانیت نواز ہو، انسان کی زندگی اس دور میں جو عام ہوئیں فرقہ بندیاں پھر کشمکش ہے طرز جدید و قدیم کی ہر سمت اختلاف سے برپا فتور ہے دیں دار کوئی ہے تو جہاں ساز ہے کوئی لیکن زمانہ اہل نظر سے تہی نہیں بیمار کے مزاج سے واقف ہو جا رہا کر ہے ربطی شعور سے بیتاب فکر ہے جن کا وجود قابل مسدا احترام ہے جن کی نگاہ دین و سیاست کی پاساں اس طرز و طور کے ہی انسان ایک ہیں مسلک ہیں جن کے غم سے گزرنا بھی سہل ہے رویش بھی غمی بھی ہیں، روشن ضمیر بھی ہر شد بھی مجتہد بھی، مفکر ادیب بھی جن کی نگارشات کی مسنون ہے زبان عقل میں خالقانہ میں ایوان میں عزیز اس عمر اس قوی ہے یہ انبیا کام کا ہر سانس تازہ فکر و عمل کا پیام ہے کیا ہوں بیاں مصور فطرت کی خوبیاں گرویدہ صفات ہیں، زاہد بھی، رند بھی سوز حیات قلب و نظر بے نقاب ہے

سوز حیات میں ہے نہاں راز زندگی ہر کارواں ہے طرز قیادت کے بدگماں دنیا تلاش میں ہے رہ مستقیم کی کچھ اور آجکل کے کلیموں کا طور ہے ہے کوئی صرف رنگ تو آواز ہے کوئی کم یا ب ہے مگر ہے ابھی دولت یقین حکمت کی روح، نبض شناسی کا ہے تہر خواجہ حسن نظامی کا مقصود ذکر ہے گل ہند کی زبان پہ سدا جن کا نام ہے جن کا دماغ، عالم ماضی کی داستاں جن کی نظر میں سارے مسلمان ایک ہیں مذہب بھی سہل، عینا بھی، مرنا بھی سہل ہے تاج بھی اور طبیب بھی، قابل مدد بھی خود دار بھی، خلق بھی اور خوش نصیب بھی جن کی زبان سیاست فطرت کی ترجمان قدرت نے دی ہے مصلحت وقت کی تیز اور گرد و پیش ہجوم سدا خاص و عام کا ہر لحظہ اک پیانہ نقش و دامن ہے اس ایک دم سے عظمت کی کے ہیں نشان قابل تھا ہند، ہو گیا بیرون ہند بھی مظہر تجلیات کا شمسی خطاب ہے

ہو بارگاہ خواجہ میں یہ پیش کشن قبول
برطانیہ نے بھیجے ہیں سورج مکی کے قبول

۹ جنوری ۱۹۴۷ء کو اپنے عالی شان ایوان میں خواجہ صاحب اور خواجہ بانو صاحبہ کو مدعو کر کے بڑے موثر انداز سے چمن آراجم صاحب نے یہ نظم خود سنائی تھی۔ اور اس وقت اگرچہ شاعرہ کن شاعرہ دکن شدید بخار میں مبتلا تھیں لیکن ان کے شاعرانہ جذبات بالکل خندہ مست تھے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

چشتی برکت

شملہ کانفرنس کے موقع پر میں نے منادی میں تفصیل کے ساتھ شائع کیا تھا کہ جب سے ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ اس وقت سے لیکر آخری شہنشاہ بہادر شاہ ناک جتنے شہنشاہ ہوئے وہ سب چشتیہ خاندان کے سرید تھے۔ اور اس بنا پر میں نے لارڈ دویل وائسرائے ہند کو شملہ کانفرنس کے موقع پر یہاں تھا کہ جس طرح مسلم لیگ اور کانگریس اور دیگر لیگ اور ہندو مہا بھما کے نمائندے مدعو کئے گئے ہیں اسی طرح امیر شریف کے دیوان صاحب کو بھی مدعو کرنا چاہیے۔ اگرچہ وہ کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اور انھوں نے مسلم لیگ کی تائید کا اعلان کر دیا ہے تاہم ہندوستان کی تاریخی روایات کی بموجب چشتیہ مرکز کے سکادہ نشین کا شملہ کانفرنس میں شریک ہونا اور ہندوستانوں پر اثر کرنا جیسا کہ نخل شہنشاہ اکبر اگرے سے اپنی بیگم کے ساتھ پیدل امیر شریف ناک گیا تھا۔ اور اس کے اثر سے اس کی سلطنت تمام ہندوستان میں مقبول و مستحکم ہو گئی تھی۔ اسی طرح اگر چشتیہ مرکز کے سکادہ نشین شملہ کانفرنس میں شریک کئے جائیں گے تو چشتی برکت اس کانفرنس کو حاصل ہوگی۔ جس کا جواب وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب مجھے بھیجا تھا کہ وقت کے وقت یہ نیا انتظام بہت دشوار معلوم ہوتا ہے۔

آج جب کہ ملکات سے ممتاز واکمین کی ایک جماعت ہندوستانوں سے ملنا رہی ہے اور ان کے بعد ہند کے آئین کی خبر بھی جاری ہے۔ ہے تو میں مکرر وائسرائے ہند کو رٹنٹ برطانیہ

اور کانگریس اور مسلم لیگ وغیرہ کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بھی ہوتی سیاست جو ہندوستان اور انگلستان کے درمیان نظر آ رہی ہے چشتی برکت کے بغیر نہیں سلجھ سکتی لہذا ان لوگوں کا فرض ہے جو راکمین انگلستان سے ملنے والے ہیں کہ وہ بغیر اس خیال کے کہ ان کو تو ہم پرست اور پڑنے خیال کا کیا جائیگا مصفا کی کے ساتھ کہیں کہ ہندوستان کی سیاسی خلیج چشتیوں کی برکت حاصل کئے بغیر دور نہیں نکلتا۔ میں مسٹر محمد علی جناح صاحب مسلم لیگ اور ان کی کونسل کے سب ممبروں کو بھی آگاہ کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگ کی کامیابی میں شریک ہوتی ہے۔ اس کے سیاسی اسباب کچھ بھی ہیں لیکن اعتقادی سبب محض یہ ہے کہ امیر شریف کے سجادہ نشین اور صاحبزادے اور چشتیہ خاندان کے سبب شائع اور قادر یقین شدہ سہروردیہ سلسلوں کے شائع نے بالاتفاق مسلم لیگ کی حمایت کا اعلان کیا تھا اور انہیں سب کی برکتوں اور باطنی توجہات سے مسلم لیگ کو یہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور اب بھی صوبوں کی کامیابی اسی اعتقادی سبب پر منحصر ہے کہ مسلم لیگ کے سب کام کرنے والے یقین رکھیں کہ چشتیوں کی اور سب سلسلوں کے پیشواؤں کی اوج مقدہ مسلم لیگ کے مقصد پاکستان کی حامی ہیں۔

پاکستان کی حمایت کا سبب

چونکہ پاکستان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ سترہ اور بلوچستان اور سرحد و پنجاب کے علاقے اپنے شمالی ممالک اسلامی افغانستان ایران و توران سے متحد ہو جائیں۔ اور چشتیوں کا اصلی سرچشمہ چشت ہے۔ اور وہی ملنے کے قریب ملک افغانستان میں ہے۔ اس واسطے تمام چشتیوں کو

کی ارواح کا فیضان پاکستان کی طرف متوجہ ہے۔

پردہ چاک ہو جائے گا

دہلی کے ایک مسلمان کانگریسی اخبار نے یہ شیوہ اختیار کر لیا ہے کہ وہ ہر طرح میں جمیر شریف کے دیوان صاحب اور پنجاب کے تمام مشائخ عظام کے نام لے لے کر تنہا اور نوین کے مضامین شائع کرتا رہتا ہے۔ اس واسطے میرا فرض ہے کہ میں تمام ہندوستان کے مسلم لیگی پرس کو توجہ دلاؤں کہ وہ صبر و ضبط سے کام لے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اعلان کر دیا ہے کہ "اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے" پس اگر مسلم لیگ اخبار کی ہجو کاری کا صبر کرے گی تو اس کی قرآنی وعدہ کے بموجب اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہوگی۔ اور اخبار مذکور کا وہ انجام ہوگا جس کی نسبت حضرت مولانا دوم ملنے اپنی شہنوشی میں فرمایا ہے۔

خجلی خدا خاہد کہ پردہ کسوں درو
نیش اندر طعنہ پا کاں بر در

حب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کا پردہ چاک کرے، یعنی اُس کا مجرم کھول دے تو اس شخص کے دل میں یہ میلان پیدا کرتا ہے کہ وہ پاک لوگوں کی شان میں گستاخیاں کرنے لگتا ہے۔

کانگریس کو سبق لینا چاہئے

جکا کانگریسی لوگ نشو و نما دیکھنا کے دماغ میں ہیں ان کو بھی سہروردی کی وجہ سے اس بات سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایسا بدیہہ دیکھنا کانگریس کے لئے مفید نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کو بہت نقصان پہنچ جائے گا۔ کیونکہ جو لوگ سائیکالوجی یعنی نفسیات کے ماہر ہیں وہ اس بات کو جانتے ہیں کہ اس

قسم کی تحریر میں یہی کہ دہلی کا مذکورہ اخبار شائع کرنا ہے۔ مسلم لیگ والوں میں جوش اور لہجہ جیتی اور قوت عمل پیدا کر دیں گی۔

کاغذی سلی سلماؤں میں جناب مولانا عبداللہ صاحب دریا بادی مصنف فلسفہ جذبات اور فلسفہ اجتماع خدار کے زندہ سلامت موجود ہیں۔ اور اس مسئلہ میں ان سے بہتر کوئی مفتی نہیں مل سکتا۔ ان سے بھی دریافت کر لینا چاہئے کہ اخبار مذکور کی مذکورہ ہنگ آرائی کانگرس کے لئے مفید ہوگی یا مضر ہوگی؟ اگر کانگرس خود اپنے پاؤں پر کھڑی ماری پانی چاہتی ہے تو مجھے یا مسلم لیگ والوں کو افسوس تو ہو گا کہ ہندوستان کی ایک لائق اور سہوار جماعت نے خود کشی کا ارتکاب کیا۔ لیکن ہمیں اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ مسلم لیگی پرس مذکورہ دربدہ دہن اخبار کی تحریروں کی طرف کیوں متوجہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ مسلم لیگی اخباروں نے سمجھ لیا ہے کہ ایسی تحریروں ہمارے مقاصد کے بلکہ دشمنی اور شادابی کے لئے گنگا جل ثابت ہو رہی ہیں لیکن مجھے اس سے چشم پوشی نہ کرنا چاہئے کہ کانگرس بھی ہندوستان کی ایک جماعت ہے۔ اور اس کا نقصان ہندوستان کا نقصان ہے۔ آج مسلم لیگ میں اور اس میں اختلاف ہے۔ کل اتفاق ہو جائے گا۔ اس وقت یہ غلط تحریر یا کانگرس کو مسلم لیگ کے سامنے شرمندہ کر دیتی اور خود اخبار مذکور کی اپنی نظروں میں اور اپنے منبر کے سامنے ذلیل اور موار ہو جائیگا۔ وَاَلَا الْحَقُّ الْمُبِیْنُ۔

میرا برطانی خطا

ملک معظم شہنشاہ عالیٰ حشم کی حکومت نے نئے سال کے خطابات کی فہرست میں میرا نام بھی جمع کیا ہے۔ اور شمس العلماء کا خطاب یا ہے۔

اس کی نسبت تمام ہندوستان سے میرے ہندو مسلمان دوستوں کے تار اور خطاب بار بار کے آئے ہیں۔

میں اس خطاب کی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوں جو یہ ہے کہ علم اور اہل علم کی خدمت اس طرح انجام دیں جس طرح سولج کی روشنی اور حرارت اس زمین کی زندگی کو مدد دیتی ہے۔ مگر جس نظر سے خطابات دیکھے جاتے ہیں اور خطابات کو گورنمنٹ کی بیجا خوشامد کا مظاہرہ سمجھا جاتا ہے اس نظر سے میں اس خطاب کو نہیں دیکھتا ہوں۔ جن احباب نے مجھے تہنیت کے تار اور خط بھیجے ہیں ان سب کو اس غرض سے سنا دی میں سولج کر لیا گیا ہے کہ میری زندگی کے تعلقات آئندہ آنے والی نسلوں کے علم میں آجائیں۔ اور میں اپنی طرف سے اور اپنے بچوں اور مریدوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ کیونکہ اس خطاب کا مادی فائدہ اگر کچھ ہو سکتا ہے تو میرے بچوں اور میرے مریدوں کو پہنچ سکتا ہے اس لئے کہ اگر کبھی اس خطاب کے ذریعہ اہل حکومت سے میں اپنے بچوں اور اپنے مریدوں کو دنیاوی فائدہ پہنچا پھا ہوں تو اس سے کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا سکوں گا۔ اسی لئے میں اپنے پیچھے لڑکے قلی کے تار کے مضمون کو پسند کرتا ہوں جس میں قلی نے لکھا ہے کہ یہ خطاب ہم بچوں کے لئے مبارک ہو۔ علی کا یہ لکھنا اس کی گہری سمجھ کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے خطاب کے مادی اور دنیاوی مفاد کو ٹھیک سمجھ لیا۔

عشقی بانو صاحب نے دہلی سے جتنا دیا ہے۔ نیز اور بھی بعض احباب نے اپنے تاروں اور خطوں میں اس کا اشارہ کیا ہے کہ میری خدمات ملک و قوم کے لحاظ سے یہ خطاب کم درجہ کا ہے۔ اور آئندہ بڑے درجے کا خطاب حاصل ہونے کی امیدیں ظاہر کر رہی ہیں۔ اس کی نسبت مجھے کچھ ہنسنا ضروری ہے کہ

یہ خطاب میری خواہش کے بغیر دیا گیا ہے اس سے پہلے ہی میں خطابات کے خلاف بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور اب بھی میرا یہ خیال ہے کہ خطابات کے دباؤ میں پبلک حقوق سے چشم پوشی کرنا خطابات کا سب سے بُرا نتیجہ ہے۔ اس لئے میں نے واپس کی تشریح کی ہے۔ اور میں کسی اور خطاب کی تمنا نہیں رکھتا۔

عشقی بانو صاحب کا یہ خیال میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میں نے کچھ فوجی خدمات بھی انجام دی ہیں۔ کیونکہ اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ میرے لڑکے نے جو فوجی خدمات انجام دی ہیں۔ اس کی نوعیت محض تجارتی ہے۔ اور میں نے فوجوں کو قرآن شریف اور اخبارات بڑی تعداد میں سلسل سے دیے ہیں فوجی خدمت کی حد میں نہیں آتے کیونکہ میں نے ان کو تبلیغی نیت سے بھیجا تھا تاکہ میرے مسلمان بھائی جو میدان جنگ میں ہیں وہ اپنے دین اور مذہب اور قرآن مجید کو قتل و خونریزی کی مصیبتوں میں اپنا سہارا سمجھیں۔ اور ان خدمات کا خطاب مجھے میرے لشکر کے اسرار سے عطا ہوا اور وہی میرے دین و دنیا کے لئے کافی ہے۔

آئندہ اخبار

اس منہ روزنامہ چھپاؤ سے بہت دیر میں صبا ہوا اس لئے کہ جنوری کے منادی کے شائع ہونے میں غلطی دیر ہو گئی۔ اور جنوری کا اخبار آئندہ کا وقت پر شائع ہوگا۔

مبارک باد کے تار

شمس العلماء خطاب کی مبارک باد کے تار پہنچنے والوں کے چند نام اس پرچے میں درج کئے گئے ہیں۔ یہ تار، جنوری تک دہلی میں یا حیدر آباد میں وصول ہوئے تھے۔ اس تاریخ کے بعد جو تار آئے ہیں وہ آئندہ پرچے میں درج ہوں گے۔ ایڈیٹر۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۲ محرم ۱۳۵۵ھ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۵ء لاہور جیل آباد
 شیعہ مولانا آج مولانا سید شاہ حسین صاحب
 اپنے رفیق معصوم علی صاحب کے ساتھ ملاقات
 کے لئے تشریف لائے تھے۔ یہ بہت نامور عالم
 دوزخ کو ہیں۔ بشرقی افریقہ اور ایشیاء اور کاشیاد
 بران کی تقریروں کی بہت زیادہ قدر کی جاتی ہے
 یہ آداب بھی ہر مقام پر ان کے ملاحظہ سے جاتے
 ہیں۔ عزاخانہ زہرا میں بھی ان ہی کے خط وچھپتے
 ہیں جو کوئے حضرت بھی سنتے ہیں۔ دوسرا جسم
 ہے۔ بڑی ڈاڑھی ہے جس میں خضاب کرتے ہیں
 لکھیں بہت روشن ہیں۔ آواز بلند اور گرجا رہے
 بہت متین اور سنجیدہ عالم ہیں۔ میرا خاص دوستی
 ہوتے ہیں۔ اور ایک مجلس میں میری سادگی کا ذکر کیا تھا
 بہر پران کی عنایت کا بہت اثر ملتا تھا۔ دور کرنے
 کے لئے تشریف لائے۔ دو سال پہلے میں ان
 کی صاحبزادی کے عقد میں شریک ہوا تھا۔ آج ان
 سے یہ سنگرمیت افسوس ہوا کہ ان کی مذکورہ صاحبزادی
 نے ہر صوفی زچگی وفات پائی۔
 خواجہ راجہ اور ناسوتی شاہ اور کاکا شاہ اور خلیفہ
 شاہ بھی ملتے تھے۔ آغا احمد صاحب دہلوی کے
 صاحبزادے بھی ملتے آئے تھے۔ اور نعمان الملک حکیم
 نابینا صاحب کے نواسے بھی ملتے آئے تھے۔
 نیاز ریڈیو کی سید سید نظامی میرے لئے نیاز ریڈیو
 لائے ہیں۔ اس ریڈیو کے آجائے سے مجھے ایسا
 محسوس ہوا کہ میں دنیا سے منتقل نہیں ہوں بلکہ
 زندہ ہوں۔ نئی روشنی کی چیزیں انسان کو بہت
 زیادہ اپنا محتاج بنا لیتی ہیں۔
 حکیم صاحب کی خدمت میں آج سید بن عربی
 اور خوش بہ خیل شاہ اور سید مہدی کے ساتھ

حکیم میر محمد علی صاحب کو نبض دکھانے گیا تھا۔
 آج انھوں نے نبض دیکھ کر کہا ابھی تک جسمانی
 حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے یعنی امرض
 اپنی اپنی جگہ پر موجود ہیں۔
 مولوی بیگم سرفدا نظامی آج موتی بیگم سرفدا
 اور ان کی بیٹی نظامی پاشا نظامی اور ان کی بیٹیاں
 بھٹی بیگم نظامی اور سہیلی بیگم نظامی ملنے آئیں تھیں
 شام تک میرے ہاں رہیں۔
 لال پشیا کہ نظام پاشا نظامی کے مکان میں بیٹھے
 کا ایک درخت ہے جس میں لال رنگ کے پھل
 آتے ہیں۔ میں نے آج تک لال رنگ کا پشیا
 نہیں دیکھا تھا۔ نظام پاشا لال پشیا کا ایک
 پھل میرے لئے لائیں تھیں۔ بہت شیریں تھا۔
 نواب سوزایا خان نظامی کی بیگم صاحبہ اور
 نواب بشارت علی خان صاحب کی بیگم صاحبہ بھی
 ملنے آئیں تھیں۔
 ریڈیو کی رسد کی بشیر النساء بشیر چن آرگرم صاحبہ
 اور ان کے شوہر مرزا خاں علی صاحب مرزا
 مخلص نے میرے ہاں روزمرہ کی آمد و رفت
 کے باعث محسوس کی تاکہ ریڈیو نشین نہ ہونے سے
 مجھے تکلیف ہے تو وہ آج اپنے گھر کی ریڈیو نشین
 اور ریڈیو کے تار وغیرہ مسلمان لے کر آئیں تھیں ہیں
 نے کہا چونکہ میری زندگی ادنیٰ میدان جنگ میں صرف
 حرب ہے۔ اس واسطے دو دنوں نے مجھے ریڈیو
 کی رسد پہنچائی ہے۔ لیکن جس طرح آجکل رسد
 کا حکم سب کا پیچھے میں منگومل ہے اسی طرح
 میں بھی کوئی شکر گزاری کے بعد اس رسد کو واپس
 کر رہا ہوں کیونکہ میرے ہاں نیاز ریڈیو آگیا ہے۔
 مولوی فیاض اللہ بن نظامی سرکاری ڈاکٹری کے

کام کے لئے نظام آباد گئے ہیں۔ میری صحت بھی
 درست نہیں ہوئی ہے۔ آج رات کو بچے سے
 بخار کی حالت محسوس ہوئی تھی مینڈی کچھ ناقص
 رہی تھی۔
 رحیم بخش خاں صاحب آج رحیم بخش خاں صاحب
 ملنے آئے تھے۔ جو پنجاب کے رہنے والے ہیں اور
 سالہا سال سے حیدرآباد میں رہتے ہیں۔ انھوں
 نے حیدرآباد میں تعمیر رنگ سازی کا ایک
 کارخانہ بنایا تھا جس کی وجہ سے میں ان کو ملنے
 خاں کہتا ہوں۔ اپنی سیکیس حیدرآباد کی پشیا
 کی ترقی کی نسبت انھوں نے مجھے سنائیں،
 ہادی منٹرل حسین سے بلخ حکام کے سامنے
 سرکاری گیسٹ ہاؤس کے خواجہ نواب مہدی صاحب
 بہادر کے فرزند ہادی صاحب کا ایک مکان کرائے
 پر لیا ہے۔ آج دوبارہ اس کو دیکھنے گیا تھا ابھی
 مرمت ختم نہیں ہوئی ہے۔
 حجام آج چونکہ میں ہی میں مشکل کے دن حجامت
 نبویا کرتا ہوں اس واسطے آج سرکاری گیسٹ
 ہاؤس کے قریب نئے فیشن کے ایک حجام کی دکان
 میں گیا تھا اور حجامت نبویا تھی۔ یہ حجام ہندو
 ہے اور تنگی زبان بولتا ہے۔ مجھے نئے حجاموں
 سے بہت ڈر لگتا ہے کیونکہ یہ ناخون کاٹتے نہیں
 جانتے اور ناک کے بال لینے نہیں جانتے اس
 واسطے میں نے حجامت سے پہلے حجام سے پوچھا
 کہ وہ ناک کے بال لینے جانتا ہے یا نہیں؟ جب
 اس نے انکار کیا تب میں نے حجامت نبویا۔
 اور اس نے میری مٹھی کے موافق حجامت بنا کر
 سوائے اس کی کہ کہہ کر کے بالوں کو اچھی طرح
 سلجھا دیا۔ میں نے چلتے وقت ہی بہت سی

اجرت پوچھی، کہا جوبھی چاہے دیدیجئے۔ چنکہ میں ملی میں اپنے مقبرہ عظام کو حجابت کا ایک رو پھیرا کرتا ہوں اس واسطے میں نے اس جہاں کو بھی ایک رو پھیر دیا۔ اس نے میری ہلاکتوں کو ریزگاری کھلی اور اپنی اجرت کے گرد بے کی بقیہ دیا۔ واپس کوئی چاہی۔ میں نے ہاتھ کا اشارا کیا اور لینے سے انکار کیا۔ زود حیرت سے مجھے دیکھنے لگا۔ اس کے ذکر کر کے نے برش سے میرے کرتے کے بال صاف کئے تھے۔ میں نے ایک رو پھیر اس کو بھی دیا۔ وہ بھی مہربت ہو کر مجھے دیکھنے لگا۔ تب میں نے بھگا یہاں کی اجرتیں کم میں۔ اور یہ دو دو زائد اجرت ملنے سے بھر رہی۔ لطیفہ: مجھے اپنے لڑکے حسین کا کیا لطیفہ یاد آیا کہ وہ جب ٹیکری تیار کرنے کے لئے امنت پور مداس میں گیا۔ اور وہاں کے کسی بڑے سکاری افسر سے ملاقات کے کہ باہر آیا تو چہرہ ہی کو ایک رو پھیر اعام دیا۔ چہرہ ہی نے فوراً زمین چڑیاں تب سے نکال کر حسین کے سامنے کھیں۔ اور کہا کہ مجھے چار آئے انعام کے طار کرتے ہیں۔ اس لئے سپہ بارہ آئے واپس کرتا ہوں۔ حسین نے منہ کر کہا یہ بلرہ آئے رہنے دو۔ میں تین دفعہ بھلے آؤں گا تو اس وقت تم کو کچھ نہیں دوں گا۔ وہ سلام کے خاموش ہو گیا۔ میں نے حسین سے گھبرا کر پوچھا تو کیا تم جب دوبارہ افسر محمد سے ملاقات کے لئے گئے تو تم نے اس چہرہ کو انعام نہیں دیا؟ حسین نے منہ کر کہا میں نے ہر دفعہ اس کو ایک رو پھیر انعام دیا مگر وہ نہیں نے اپنے باپ سے یہی سیکھا تھا۔ اور فراغ دہلی کی تربیت پائی تھی۔ میں نے اس وقت حسین سے کہا تھا کہ تمہارے جد اعلیٰ حضرت علامہ زین العابدین واقعہ کر بلا کے بعد بہت تنگ دہلی کی زندگی بسر کرتے تھے ایک دفعہ زین العابدین کا ایک بادشاہ کے لئے کتبہ شریف میں آیا اور علامہ زین العابدین بھی جینے

سے حج کرنے تشریف لے گئے۔ بادشاہ کچھ کا حوٹان کر رہا تھا۔ اور حوٹان کرنے والے عوام بادشاہ کو راستہ نہیں دیتے تھے اور بادشاہ عوام کی ہلاکتوں میں مبتلا تھا۔ کیونکہ عوام بنی امیہ کے بادشاہوں سے بہت نفرت کرتے تھے۔ یکا یک ملام زین العابدین حوٹان کے لئے آگئے۔ اور سب حوٹان کرنے والے عوام ان کے قدموں میں گر پڑے۔ بادشاہ نے حضرت امام کو پچان لیا۔ مگر بھان بن کر دھچکا یہ کون شخص ہے جس کی یہ لوگ اتنی زیادہ تعظیم کرتے ہیں ہاں اس وقت حجاز کا شہر مشاعرہ فرزدق آگئے بڑا ہا اور اس نے بادشاہ سے مخا طلب ہو کر اہل بیت کی شاخ میں ایک برجستہ قصیدہ پڑھا۔ جس کو سن کر کعبہ کے سامنے جتنے لوگ جمع تھے ان پر سناٹا چھا۔ اور بادشاہ بھی ششدر رہ گیا۔ اور چاروں طرف سے دُرو کے نعرے بلند ہوئے۔

امام زین العابدین قیام گاہ واپس آئے۔ اور فرزدق کو ٹھاکرا خضر سے بھری ہوئی ایک تیلی عطا فرمائی۔ اور نظریں جھکا کر فرمایا میرے پاس تجھ کو صلہ دینے کے لئے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ حقیقت تھی کہ حضرت امام زین العابدین کی خدمت میں متحدی دیر پہلے کسی معتقد نے یہ تیلی نذر پیش کی تھی۔ اور اس کے سوا ان کے پاس گھر کے خرچ کے لئے ایک درہم ہی موجود تھا۔ پس مجھ کو اھم تم کو اپنے چلچلا کا سادل لکھنا چاہئے۔ اگرچہ اردو زبان کے لئے اس قسم کی خرچ دہلی کو فضل خرچ سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں چکھہ ڈال مال و دھن کو۔ کوڑی نہ رکھن کو۔ دھن نے دیا ہے تن کو۔ دے گا وہی کفن کو۔ تمام سلامتی غافلہ کی قدیمی روایات ہم کو یہی سکھاتی ہیں کہ اپنے دل کو بند اور فرخ رکھیں۔ اور فدا جو کچھ اس کو فانی سے کسے تقسیم کرتے ہیں۔ یہ عزم و شہادت ہے کہ ہم نے جمہوریت چاہا اور پیچھے جھٹکا

رہتا ہوں وہاں خچہ برفی قدرت کے جھانک کے سرکس کاٹنا شہادت دن دکھائی دیتا ہے۔ سیکڑوں من کے پتھر دو چارائی کے ٹکڑوں پر کوہر کھڑے دکھائی دیتے ہیں یعنی بڑی بڑی گول گول چٹائیں اور نیچے اس طرح لگی ہوئی ہیں گویا کسی سرکس ٹکڑے بازی کرتے اپنے توازن کے کمالات دکھانے کے لئے ان کو روک دیا ہے۔ مگر حیرت اس کی ہے کہ بعض چٹائیں پوری طرح دوسری چٹان پر ٹکی ہوئی ہیں اور بعض چٹائیں دو چارائی کی ہوئی ہیں۔ اور ایک رخ بھی ہوئی ہے ہیں۔ اور بالکل آدھ ہیں۔ اور قد تھے ان کا وزن اس طرح تو لا ہے کہ ہزاروں برس سے دوسری چٹانوں پر ٹکڑی ہیں آج سے ۳۰ برس پہلے بیت المقدس میں کسی قسم کی ایک چٹان دیکھی تھی جو عبد الملک بن ولان کے بنائے ہوئے گنبد کا اندر ہے۔ اور جس کو حضرت رب العالمین کہتے ہیں اور جس کے نیچے حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے نام پر چاندروں کی قربانیاں جیتے تھے۔ اور جہاں سے رسول خدا آسمان پر معراج کے لئے تشریف لے گئے تھے جب میں نے اس کو غور سے دیکھا تو خیال آیا تھا کہ اپنے زمانے کے انسانوں نے جب اس چٹان کو ایسا متعلق اور آدھ کر دیکھا مگر گنگ ہزاروں سن کی چٹان ایک ٹھوڑے سے ٹکڑوں پر اس طرح ٹکڑی ہے کہ اس کا کچھ بچا نہ رہا۔ اور ظلال عقل معلوم ہوتا ہے اس واسطے اس کو خدا کا تخت سمجھ لیا ہوگا۔ حالانکہ خود وہ انسان جو اس بے جان پتھر کو تخت رب العالمین کہتے تھے ان میں سے ہر ایک خود تخت رب العالمین تھا۔ کفایت پاشا میرے مرحوم رفیق طریقت ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلال شاہ ظہری نے ایک لکھنؤ کے نیچے کو پالا تھا مگر وہ کچھ جوں پر گیا ہے۔ اور کٹر مجھ سے ملنے آیا کرتا ہے۔ آج بھی آیا تھا۔ تارکھی دھننا مجھے آج ۱۰ سال پہلے کا آدھ سال پہلے کا روزنامہ خودی دہلی میں

طاعتاً۔ ایک کانام ریڈیٹ کارونماچہ ہے۔
اور دوسرے کانام بہادر شاہ کی تخت نشینی کا
روز نامچہ ہے۔ میں کسی روز سے ان کی کبھی سہمی
کامیوں کی اصلاح کر رہا تھا۔ آج وہ کامیاں چھینے
کے لئے دہلی چھوڑیں۔ اور ایک روز نامچہ کا سید
ترجمے کے لئے حیدرآباد میں سید صنعت صاحب
ایم اے کو بھیجا۔

حضرت بابا فرید کا روز نامچہ؟ دہلی سے حضرت
بابا فرید بیکرہ کارونماچہ چھپ کر آگیا ہے اور
میں یہاں انقیم کرنا رہتا ہوں۔ مگر میں محسوس
کیا کہ بیگ ادویہ اللہ کی حقیقت کا دعویٰ تو
بہت کرتے ہیں۔ لیکن ان کی روحانی تعلیم کی
طرف کوئی خاص رغبت اور توجہ ان میں نہیں
ہے۔ یہ لے جہنم لوگوں کو یہ کتاب دی
تھی ان میں سے ایک نے بھی اس کتاب کے
منہاجات کی نسبت جھپٹے کچھ نہیں کہا۔

خوش اقبال مٹرل؟ آج اپنے قدیمی اور
محرم ذات مرید روشن دل محمد یوسف خوش اقبال
نظامی کے مکان پر چھل گئے ہیں گیا تھا۔ اور ان
کی بوڑھی والدہ اور بیوی اور بوجہ اور بیٹوں اور
لوگوں اور بڑی سے طاقت۔

نواب ہوشیار جنگ؟ عصر کے بعد اپنے پرانے
دوست ہوش صاحب بلگرامی بلخا طب نواب
ہوشیار جنگ بہادر کے مکان پر برکیت پور میں
گیا تھا۔ ان کے مکان کی صفائی و ستھرائی اور
ہر چیز کی موزونیت اور خوشامی دیکھ کر میں نے
کہا ”یہ مکان تو اعلیٰ درجہ کی ایک منزل ہے“
ہوش صاحب مجھے اپنے کتب خانے میں لے گئے
کنیر بھی خوبصورت تھیں۔ لٹاریاں بھی خوبصورت
تھیں۔ اور وہاں بہنی کرسیاں اور صندے تھے
وہ بھی بہت خوشنما تھے۔ میں نے کہا ”یہ علمی عرصہ کا
خانہ ہے“۔ ہوش صاحب نے اخبار مسرور فرما
کہ انہیں تازہ محرم کے موقع پر ایک بیان لکھنے

کر لیا تھا اس کو انہوں نے خود مجھے سنایا وہ
نثر بھی تحت اللفظ نظم کی طرح پڑھتے ہیں۔ یعنی
جن الفاظ اور فقرہ میں کوئی خاص بات ہوتی ہے
ان کو اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ فقہ اور لفظ
اپنے معانی کی گہرائیوں کو سامنے لے کر آجاتا
ہے۔ وہاں ڈاکٹر کرنل سردار صاحب اور نجم صاحب
اکبر آبادی سے بھی ملاقات ہوئی۔

فیاض نظامی؟ اپنے پرائمر فیاض نظامی
کے مکان پر گیا تھا۔ اور مغرب کی نماز عجلہ کی
مسجد میں پڑھ رہی تھی۔ فیاض نظامی کے بچوں کو
پھول پہنائے گئے تھے۔ ان بچوں میں بڑی
صناعتی تھی۔ یعنی بچوں کی کھیلوں سے نہایت
خوش نما آستین دا۔ صدر یاں بنائی گئیں تھیں
معلوم ہوا حیدرآباد کے محل فروش یہ صنعت
نہیں جانتے فیاض نے گلبرگ شریف سے جو
میرے نظامیہ قائدانہ کادکن میں مرکز ہے یہ
پھول واسکت بنوا کر منگائیں تھیں۔

خدا کون ہے؟ یہاں ایک مسلمان نے
جنہوں نے اپنی بیوی کا ذکر کیا کہ وہ ان کی
مرحوم بیوی کے بچوں کے ساتھ بدسلوکی کرتی
ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ نیک بخت خدا سے
ڈر۔“ وہ جواب دیتی ہے۔ خدا کون ہے؟
میرے دل پر ان باتوں کا سبب گہرا اثر ہوا اور
میں نے سمجھا کہ یہ صاحب اپنی بیوی کے اتنے
زیادہ دلدادہ ہیں جس نے ان کو عورت
کے سامنے بے بس کر رکھا ہے۔ اگر یہ بے بس
نہ ہوتے تو بتا دیتے کہ یہ خدا ہے۔ اور یہ اس
کا حکم ہے کہ ایسی نافرمان بیوی کو لیکہ دو۔
تین طلاق کہہ کر اور لات مار کر گھر سے نکال
دیا جاتا ہے۔

میں نے فیاض کے ہاں کھانا کھایا۔ دسترخوان
کی زیبائش اور خوشنما کی اور کھانوں کے تکلفات
کو دیکھا زیادہ۔ کھانا اچھا۔ کیونکہ انہیں دوسری

اور منہ ایک ہے۔

دارالمطالعہ؟ فیاض نظامی نے ایک دارالمطالعہ
بنایا ہے۔ یہاں بھی کھڑے کھڑے کیا۔ اور کھڑے
کھڑے تین سطریں رائے کی بھی لکھ دیں۔
ملکوت بیگم نظامی؟ خوش اقبال شاہ نظامی
اور سدا بن عری کے ساتھ قیام گاہ پر آیا تو حکماً
ہوا ملکوت بیگم نظامی چار بجے سے منتظر ہیں۔

حضرت خواجہ نظام الدین اویس کی ملہانہ نیا ز
ان کے مکان پر ہوئی ہے۔ اس کی دعوت دینے
آئیں تھیں۔ میں نے وعدہ کیا کہ اتوار کو صبح دس بجے
تمہارے مکان پر اپنے بچوں کے ساتھ آجاؤں گا۔
بیوہ خواتین؟ آج پارسى نو مسلم سراج الدین نظامی
مرحوم کی مہیہ اور ڈاکٹر قمر الدین صاحب کے صحابی
ایس الدین نظامی کی بیوہ ملنے آئیں تھیں۔ دونوں
اپنی بیویں اور لاوارثی کے غم سے اشک بار تھیں
روتے روتے اچھی بندھی جاتی تھی میں نے صبحی
تلقین کی اور مدد کرنے کا وعدہ کیا۔ یہ دونوں
عبد الغفار نظامی مرحوم کی بیوی ہیں۔ پارسى
نو مسلم سراج الدین نظامی کے دادا پشٹی جی بار
سے حیدرآباد میں آئے تھے۔ یہاں ان کی اولاد
مسلمان ہو گئی۔ میں نے عبد الغفار مرحوم سے
کہہ کر ان کی بہن کی شادی سراج الدین نظامی سے
کرائی تھی۔

ریڈیو خبریں؟ آج دہلی کے طرز عمل کے موافق
میں نے ریڈیو میں خبریں سننے کے بعد آرام کیا تھا
کہ آگئی دنیا کی آوازیں سنتے سنتے سو جا رہا تھا۔
قول قلبا نے آج ۸ بجے کے بعد دہلی ریڈیو
نے حضرت امیر خسروؒ کے کلمات موسیقی یعقوب
خان قوال کی زبانی نشر کئے تھے۔ اور مسٹر شاہ
بی اے نیرہ شمس العلماء ڈپٹی سیکریٹری احمد صاحب
مرحوم نے اس نشر کو مرتب کیا تھا۔ حضرت امیر خسروؒ
کا دربار جو پہلے کسی نشر ہوا تھا۔ وہ بھی مسٹر شاہ
نے مرتب کیا تھا۔ اور یعقوب خان قوال نے

اوپر کیا تھا اس نے منکر کی خوبی یہ بتی کہ قوال مذکور کو خانہ شاہ احمد صاحب نے صبح حدیث یاد کرائی ہوں گی کیونکہ حضرت میر خضر خٹک نے قول یہ قلابانوں میں میں احادیث رسول اللہ کو پیش کیا ہے جو اہل بیت کی نسبت ہیں اور جو حقیقتہً خاندان کی سب درگاہوں میں قوالی شروع ہونے سے پہلے اور قوالی ختم ہونے کے بعد گائی جاتی تھی۔ قوالی سے پہلے جو قول گایا جاتا ہے اُس میں "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاكَ فَهِيَ مَوْلَاكَ" حدیث ہے اور آخر میں جو گایا جاتا ہے اُس میں "فَاَصْحَابُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ مَعِي" یا "فَاَصْحَابُ مِثْرَةِ جَبْرِ" حدیث ہے۔

درگاہوں میں قوال یہ سب قول قلابانوں نہایت غلط لگاتے تھے۔ اور مذکورہ ڈرامہ جب ہوا تھا تب بھی یعقوب خاں نے ان احادیث کو غلط گایا تھا۔ مگر اب شاہ صاحب نے بڑی محنت سے بڑے طوے کو پڑھایا ہوگا۔ کیونکہ یعقوب خاں کی عمر ستر سے زیادہ ہے۔ میں نے بہت عرصے سے مناسب حدیثیں صبح پڑھیں۔ البتہ ایک جگہ غلطی کی۔ صبح حدیث یوں ہے "اَنَا مَوْلَا بَيْتِ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ يَا بَيْتًا" یعقوب خاں نے پڑھا۔ اَنَا مَوْلَا بَيْتِ الْعِلْمِ وَ عَلِيٌّ يَا بَابُ"

آر دو تار میں نے یہ سن کر سننے ہی ریڈیو اسٹیشن دہلی کو حسب ذیل مضمون کا اردو تار بھیجے کے لئے لکھ لیا۔ "حضرت امیر خسرو ہندوستانی زبان اور ہندو مسلم اتحاد کے بانی کے راگ انگینوں کو حیدر آباد میں محبت و محبتی سے سنا گیا۔ تمام ہندوستان کے گوروں ہندو مسلمان دہلی یونیورسٹی کے شکر گزار ہیں۔

میر یا خلوص! روشن دل محمد یوسف خوشنما شاہ نظامی نے تمام عمر میری خدمت کی ہے۔ اور وہ حیدر آبادی میردوں میں ساقیوں والا دلون کا درجہ رکھتے ہیں۔ آج حکیم میر محمد علی

صاحب سے میری دوائیں لے کر گئے اور سواری نہ لی تو بدل مجھ تک پہنچے۔ آغا حیدر صاحب نے کہا "تمہارے ہر قدم پر بدوغل کا ثواب تم کو ملے گا۔ ان کے لڑکے محمد نظامی بھی آئے تھے خوش اقبال رات کو میری خواجگاہ کے قریب رہے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی پرسوں آئے تھے اور دہلی سے علی کا تار آیا تھا کہ منشی قربان علی صاحب کی صحت مستحکم چلی ہے۔ رشقا الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب کا علاج ہے۔ مگر امی خطرہ دور نہیں ہوا ہے۔

غیند کا طوفان! دُنیا کے لوگ ہر طوفان سے گھبراتے ہیں۔ مگر میں ایک طوفان کا طلب گار رہتا ہوں اور وہ غیند ہے۔ جی چاہتا ہے کہ آج تک جتنا زیادہ جاگا ہوں اتنا ہی زیادہ رات دن سوتا رہوں۔ راتوں کے ایک بجائی چہرہ چھینے لگتا تو سوتے تھے۔ میں کم از کم چہرہ رات دن لگاتا سونے کی تھاکر تار رہتا ہوں۔ آج میری دعا قبول ہوئی اور رات کے دس بجے سے صبح کے ۶ بجے تک غیند کے طوفان نے مجھے اپنی آغوش میں لکھا۔ ۵ محرم ۱۳۶۶ھ ۱۴ دسمبر ۱۹۴۵ء جمعہ حیدر آباد میں دلی کے پھول! آغا حیدر صاحب نے دلی کے صاحبزادے اپنے بلخ کے گلاب کے پھول لئے تھے۔ میں نے کہا اگرچہ پھول حیدر آباد میں پیدا ہوئے ہیں لیکن دلی والوں کے بلخ کے ہیں۔ اس واسطے دلی کے ہیں۔

نہاری! پادشاہ سیکر نظامی نے کفایت پادشاہ کے ہاتھ نہاری اور کلچے اور طوطہ بھیجا تھا۔ نکام! رات کو قلعین خدائیں کھانے کی وجہ سے جو فیاض انجیاط نظامی کے باں کی کٹائی تھیں مجھے نکام ہو گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جگر کی خرابی چھنی اور پھر بعض خدائیں برداشت نہیں کرتی اور اس سے آنتوں میں خشکی پڑتی ہے اور غلاظت خشکی کی وجہ سے دفع نہیں ہوتی۔ اور اُس کی

تجربہ سے نزلہ بھجاتا ہے۔

ملاقائی! تیج باغزاں غلام دستگیر رتبر نظامی اور اُن کے لڑکے سلطان محمد الدین خاں نظامی اور اُن کے داماد محمد عبدالعزیز صاحب ملنے آئے تھے۔ خواجہ احمد نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور محض شاہ نظامی اور خوش باقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے۔

زمین کو دیکھنے گیا تھا! خیریت آباد کی مسجد کے سامنے عمارت سوگزی ایک زمین آج شام کو بجے نیلام بچنے والی ہے۔ آج اُس کو دیکھ گیا تھا۔ بہت موزوں چوکڑ میں ہے۔ دو طرف سڑکیں ہیں۔ مغرب میں خیریت آباد کی مسجد ہے۔ اور قطب شاہی سلطنت کی ایک میگم خیریت النسا حرمہ کا مقبرہ ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ یہ زمین نظامیہ خانہ کے لئے دس ہزار تک خرید لوں۔

باغ عام کے ڈاک خانے میں تار دینے گیا تھا۔ پھر باغ عام کے شیریں اور چھپوں کو دیکھ گیا تھا۔ بچے بھی ساتھ تھے۔ وہاں کے داروغہ میرے مرید ہیں۔ انھوں نے ایک بیمار شیرنی کو دکھایا جس کے علاج میں دو سو روپے ہمارا خرچ ہو رہے ہیں۔ نواب نمبر یار جنگ بہادر میر یا نگاہ کا شیر مری دکھایا میں نے کہا یہ "فریدی شیر" ہے۔

بلخ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی۔ میرے بچوں نے کبھی بادشاہ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ لوگو! ان کو اس کا بہت شوق تھا۔ مولانا محمد القدر صاحب بدایونی ملے تھے۔ وہ کل صبح اپنے وطن جانے والے ہیں کل صبح میں بھی اُن سے ملے جاؤں گا۔ محمد شریف نظامی! ہندی ضلع ہمدان سے سے محمد شریف نظامی ملے آئے ہیں۔ میرے لئے چل بھی لائے ہیں۔

زمین کا نیلام! ہم بجے سب اب عربی اور حسن احمد جدی اور خوش چل شاہ نظامی کے ساتھ خیریت آباد کی زمین کا نیلام دیکھ گیا تھا۔

خواجہ راجہ اور ناسوتی شاہ اندھا کی شاہ بھی کہاں
موجود تھے خواجہ راجہ نے میری طرف سے دلیا
بولیں مگر مقابلے کے لئے مارواڑی لوگ آئے نہ تھے
تھے۔ خواجہ راجہ کی بولی سارے دس ہزار تک
سیونچی۔ ایک مارواڑی نے گیارہ ہزار بولے لکائے
تب میں نے کہا اب آگے بڑھنا مناسب نہیں ہے
زمین مارواڑی کو مل گئی۔ اور میں رکے ساتھ
سکندر آباد چلا گیا۔
یوم حسینؑ آج سکندر آباد کے مسلمانوں نے
یوم حسینؑ کی مجلس کا انتظام کیا تھا۔ کئی دن پہلے
مجھ سے شرکت کا وعدہ لے لیا تھا۔ شروع میں
مجمع کم تھا۔ پنجاب کے ایک مولوی صاحب نے
ایک مضمون سنایا۔ اور کچھ نظلیں بھی پڑھ گئیں۔
ایک نظم نامناسب بھی پڑھی گئی۔ اور میں نے
جلسہ کے بانی صاحب سے کہا اس قسم کی نظموں
کو رد کرنا چاہئے۔ کیونکہ مجلس کے مقصد سے یہ
چیز الگ ہے۔ مغرب کی نماز قریب کی مسجد میں
ہوتی۔ امام صاحب نے مجھ سے نماز پڑھانے کے
لئے کہا میں نے خدا کی توہین کی مولانا صاحب نے
چھین دار جماعت کے معلوم ہوتے تھے۔ نماز
چلائی۔ درہ الم ترکیت کی ایک آیت مجھ کو گئے
غزوة کے بعد عازریوں نے اصرار کیا کہ دوبارہ نماز
مہیا کی جائے۔ مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے کہا نماز
مہو گئی ہے۔ کیونکہ ایک آیت چھوٹ جانے سے
نماز میں غرابی نہیں ہوتی۔ البتہ حکم شریعت یہ
ہے کہ شک اور شبہ سے بچنا چاہئے۔ اور
چونکہ بعض غزریوں کو نماز نہ ہونے کا شبہ ہو گیا
اس واسطے دوبارہ پڑھ لینی چاہئے۔ مسجد کے
مسئلہ امام صاحب نے دوبارہ نماز پڑھائی کیونکہ
نمازیوں کا اصرار تھا کہ دین دار جماعت کے
مولانا نماز نہ پڑھائیں۔

دین دار مولانا صاحب کی آواز بہت اچھی ہے
اور قرآن شریف بھی بہت نثر طریقے سے پڑھتے

ہیں۔ اور ان کی تقریر بھی بہت اچھی تھی۔
نماز کے بعد جلسہ پھر شروع ہوا۔ مجمع بہت لہو
سہ گیا تھا۔
معصوم بلبلؑ ایک چوٹی سی لڑکی بی بی خٹا
باشانامی سے نظم سنائی۔ ایسا سوکڑا نظم تھا کہ تمام
حاضرین سحر ہو گئے۔ اسناپے یہ لڑکی حیدر آباد دیو
میں بھی نظلیں پڑھتی ہے۔ دو تقریریں بھی ہوئیں
جن میں آخری تقریر بہت جوشیل اور نثر تھی۔
میری تقریر کے مسلتہ نتیجے میں نے تقریر شروع
کی۔ اور آٹھ بجے تک تقریر کی۔ لوگوں نے صبر اور
سکون اور دلچسپی سے سنی۔ اور وہ مداخلت نہیں
ہوئی جو پہلی تقریر کے وقت ہوتی تھی۔ میں
نے حضرت خواجہ صاحب جمیریؒ کے شعر سے
شاہ است حسینؑ اور بنائے لالہ است حسینؑ
سے تقریر شروع کی تھی اور ایک گھنٹے تک اسی
شعر کی بنیاد پر تقریر کرتا رہا تھا۔ سکندر آبادیوں
بھی کثرت آئے تھے۔ تقریر کے بعد دست
بوسی کرنے والے ہجوم نے جسے زیادہ جوش ملا تھا
والہیؑ سارے آٹھ بجے قیام گاہ پر واپس گیا
سید مہین نظامی اور سعید بانو نظامی اور مہربانو
نظامی اور عین آرا بیگم اور خاتون علی صاحب مرزا
مخلص ملے آئے تھے۔ سعید بانو اپنا بچا یا ہوا
لکھنا بھی لائیں تھیں۔ اور عین آرا بیگم نیاز کے
روٹ بھی لائیں تھیں۔ سعید بانو اور مہربانو روت
کو خواجہ بانو کے ساتھ رہیں۔ مجھے زکام کی تکلیف
نے تمام رات ستایا تھا۔ سردی کم ہو چلی ہے
حسین اب تک نہیں آئے۔ اور نہ ان کے آنے
کی کوئی اطلاع آئی۔

میرزاںؑ مولوی فیض الدین نظامی نے انتظام
کر دیا ہے کہ حیدر آباد کا روزانہ اجازت دہر صبح آج
ہے۔ مگر آج سے خاص طور علی صاحب مرزا مخلص
نے روزانہ اخبار میرزاں سکندر آباد بھی جاری کر لیا
ہے۔ یہ اخبار راجی خاں میں جاری ہوا ہے اور

بہت زیادہ مقبول ہے۔ اردو۔ انگریزی
اور تلنگی میں زبانوں میں ملک ملک شائع ہوتا ہے
۱۶ محرم ۱۳۴۷ھ کو پھر شکر الہ شنبہ حیدر آباد
آج کے طاقاتی کے تیغ باز خاں نظامی مخلص
نظامی۔ کا کی شاہ نظامی۔ حاجر حسین نظامی اور
ادبوی نے والے چھین نظامی۔ مولوی محمد فرماں لکھنا
نظامی۔ مولانا سید حسین شتی صاحب مہلاروی۔
سلیم القلوب رجن صاحب۔ عین صاحب طاہر
صاحب۔ نواب سردار بار خاں نظامی۔ نواب
بشارت علی خاں صاحب۔ سید محمد بشیر نظامی۔
دیدار علی نظامی۔ انصار حسین صاحب کا تب
لکھنوی۔ فخر الدین نظامی۔ مولوی حسام الدین
خوری صدر اتحاد المسلمین سکندر آباد چٹا پٹی
اور سید محمد نظامی ملے آئے تھے۔

نذرا اور نیاز کے موقوفی یکم سرفدا نظامی بچوں کے
لئے نذریں اور کپڑے لائیں تھیں۔ عین آرا بیگم
نیاز کے روٹ لائیں تھیں۔ چھین نظامی بچوں
اور بچوں لائے تھے۔

سر مہاراجہ بہادر کی ڈیوڑھی کے سید عین بی
اور سید محمد کے ساتھ مہاراجہ بہادر کی ڈیوڑھی
میں گیا تھا۔ مہاراجہ بہادر کی سب مسلمانوں کی
اور ان کے نواب نصیر بدھنگ اور لکھنوی کے
ملے تھے۔ نذریں بھی دیں تھیں۔ مہاراجہ بہادر کی
بیگم عشرت محل صاحبہ بھی ملیں تھیں۔

ریڈیو کے روزنامے کے ترجمے کی اصلاح
کی تھی۔ دہلی سے علی کا خط آیا تھا۔ نظامی نظامی
کے لئے مکان باحد زمین خریدنے کا مشورہ ہوا
تھا۔ انجن اتحاد المسلمین سکندر آباد کے صدر
مولوی محمد حسام الدین خوری مدد گاہ انجن کے
ساتھ دعوت دینے آئے تھے۔ لیکن کھل کی شام
کو ایک جلسہ ہونے والا ہے۔ مہاراجہ بہادر
کے ہاں مولوی حاجی سیف الرحمن نظامی بھی
ملے تھے۔ سات کو مولانا سید حسن شتی صاحب

ہندوؤں کی پارٹی سے مسلم لیگ اور ہندوستان کے مستقبل کی نسبت بہت دلچسپ آپس ہوئی تھیں۔ رات کو تین بجے ملک خیز آئی تھی۔ پھر صبح ملک دینڈیٹ لکھی روزنامہ پڑھا۔ ۶ اگست ۱۳۵۷ء کو ۲۳ ستمبر ۱۳۵۷ء کو اور ۲۳ اگست ۱۳۵۷ء کو اخباری ہمسایہ اس سلطنت میں ہر قسم کی ترقیوں نظر آتی ہیں۔ ہندو مذہبان کی دیونری بھی ہے۔ ملک کو سوشلزم کی کتابیں دوسری زبانوں سے اورد میں ترجمہ بھی ہوئی ہیں۔ اخبارات میں بھی آباد اور سکند آباد سے بہت اچھے اچھے نکلے ہیں۔ اور وہ قبول بھی ہیں۔ یعنی باشندہ اخبارات پڑھتے ہی ہیں۔ مگر ایک کی بات اخباروں میں نظر آتی ہے۔ کہ یہاں کے اخبارات ہم اورد نہیں لکھتے اور ان انگریزی الفاظ کے ترجمے شائع کرتے ہیں جن کے ترجموں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ غیر ترجمہ کے سمجھ سکتے ہیں۔ اور یہ بات اورد زبان کی ترقی کے لئے مفید نہیں ہے۔ کیونکہ اورد زبان مختلف زبانوں کا مجموعہ ہے۔ اس لئے عام فہم اور مروج الفاظ بجنسہ اورد میں دیتے چاہیں مثلاً اسٹیشن، ٹکٹ وغیرہ الفاظ کا عربی فارسی میں ترجمہ کیا جائے تو وہ سب کی سمجھ میں آئے گی بجائے ناقابل فہم ہوجانے میں۔

لیک کی یہاں کے اخباروں میں یہ ہے کہ خبروں کے عنوان بہت بڑے لکھے جاتے ہیں جو بعض اوقات دو یا تین سطروں میں آتے ہیں اور ایک نرانی یہ ہے کہ ان عنوانوں کی کتابت خوشنما نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک اخبار کا عنوان ہے "ہندوستان میں ہندوؤں کے حقوق کو کچال دیں" مل رہا ہے۔ وزیر اعظم کو بھی پھونک چلا دی حکومت کو توجہ دی۔ یہ تین سطراں عنوان چلی رقم لکھ گیا ہے۔ جس میں غیر مسلم خراج ہوسکتا آتے لیے عنوان کے بدلے مختصر عنوان کی ہوسکتا تھا۔ جنہوں کے ہندوستانی ہو گلوں کو کچال دیں

تھے۔ یہ فقو ایک مسلم میں آسکتا ہے۔ یا مثلاً ایک عنوان ہے: "اینگلو سیاسی معاملے سے امریکہ کی۔ اور دوسری سطریں۔ دست کشی علی قلم لکھا گیا ہے۔ اگر یہ عنوانوں کو لکھا جاتا کہ "در انگریزی سیاسی معاملہ سے امریکہ کی علی قلم تو ایک مسلم میں آسکتا تھا۔ اور دست کشی لفظ کو دوسری سطریں لکھنا پڑتا۔

میں مانتا ہوں کہ دلی اور لاہور کے اخبارات بھی اسی قسم کی بے احتیاطیوں میں مبتلا ہیں لیکن اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اورد اخباروں کو آگاہ کرتی کہ اخباروں کی دیکھی اور فائدہ رسانی جب ہی کتنی کرے گی کہ اخباروں کی عبارتیں کم علم لوگوں کی سمجھ میں آجائیں۔ اور ہر خبر کم سے کم الفاظ میں ہونے لگے۔ اس میں کا قدر بھی کم خرچ ہو گا۔ کتابت میں بھی کفایت ہوگی۔ اور چھپائی میں بھی سبک ہوگی۔ اور خبریں بھی زیادہ شائع ہوسکیں گی۔

یار کا انتظار نہ کیجئے یا رنے وعدہ کیا تھا آج ساڑھے نو بجے صبح گلوں گا۔ میں اس کے انتظار میں ساڑھے گیارہ بجے تک پریشان رہا۔ مگر یار حسب وعدہ نہ آیا۔ اس یار کے پاؤں بھی جا رہے اور فٹار بھی تیر رہے۔ اسی لئے مجھے پریشانی تھی کہ اس نے وعدہ کو پورا کیوں نہیں کیا۔

میرادل سنس رہا ہے۔ اور رکھ رہا ہے اب حضرت حافظ شیرازی کا زمانہ نہیں ہے کہ وہ سارا باطن کو شراب کے الفاظ میں بیان کرتے تھے۔ اور سب پڑھنے والے سمجھ لیتے تھے کہ لڑا اور شراب خانے سے حافظ کی کیا مراد ہے۔ لیکن آج کل یار کا انتظار نہ کرلوں گی سمجھ میں نہیں آسکا اور طرح طرح کی بدگمانیاں پیدا ہوں گی۔ اور چونکہ بدگمانی اور شاذ و نرانی کی وجہ گناہ ہے۔ اس واسطے پڑھنے والے خود ہی دیر کے لئے گنہ گار ہوجائیں گے۔ اس لئے مجھے لکھنا پڑتا ہے کہ میں کل موٹر ڈرائیور سے کہہ دیتا تھا کہ وہ ساڑھے

نوبے موٹر لے کر آجائے۔ تاکہ میں دس بجے نورخاں کے بازار میں وہ مکان دیکھ سکوں جس کو نظامیہ خاندانہ کے لئے خریدنا چاہتا ہوں۔ غزالہ بین نظامی اور مجلس شاہ نظامی اور کالی شاہ نظامی اور حاجی بین نظامی اور محمد شریف نظامی اور کھنن نظامی میرے استاد میں رہے۔ مگر سونہر موجودہ وقت پر نہیں آئی۔ ٹیلیفون خراب تھا اس لئے نہ آنے کی وجہ بھی معلوم نہ ہو سکی تھی۔ مجبوراً خاص علی صاحب مرزا شخص کو ٹیلیفون کیا۔ اور انھوں نے اپنی موٹر بھی۔ ساڑھے آٹھ بجے خواجہ بانو اور سید بانو کے ساتھ حکومت بیگم نظامی کے ہاں گیا جہاں آج حضرت خواجہ نظام الدین اور لیاؤ کی ملانہ نیاز تھی۔ اور جو ہر مہینے ہوا کرتی ہے۔ سلسلے کی بہت سی عورتیں وہاں جمع تھیں۔ اور ان کے علاوہ بھی بکثرت خواتین آئیں تھیں۔ میں نے حضرت کی زندگی اور حضرت کی والدہ اور بہن کی زندگی کے سبق آموز حالات عورتوں کو سنائے۔ نعمت خوانی بھی ہوئی۔ حکومت بیگم نے اپنی نظمیں بھی پڑیں اور آفریں شاعرہ دکن بشیر النساء جن کا بیگم نے دلوں کو روشن کرنے والی اسی نظم سنائی میں نے حکومت بیگم نظامی اور جن آرا بیگم کو اپنے گلے کے بھول آنا کہ بیٹا ہے۔ اور خواجہ بانو نے موتی بیگم مرزا نظامی کو اپنے گلے کے بھول بیٹا ہے۔

نواب بیگم نظامی حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی کی دونوں بیویاں اور بادشاہ بیگم نظامی اہل ان کی لڑکیاں اور موتی بیگم مرزا نظامی اور ان کی لڑکی اور سیتہ محمد ابراہیم نظامی کی بیوی اور لڑکی وغیرہ بہت سی نظامیہ سلسلے کی مستورات وہاں تھیں حکومت بیگم کی ایک نوکر عورت پندرہ سال پہلے مرید ہوئی تھی۔ آج اپنے سب بچوں کے ساتھ شے آئی۔ اس کے لڑکے اور لڑکیاں اپنی ماں کی طرح خوش اہتمام ہیں۔

بچوں کا قاعدہ ایک ایک خاتون نے بچوں کا ایک

علی قاعدہ دکھایا جو با تصدیق اور جاصل تعلیم کے لحاظ سے بہت مفید معلوم ہوا۔ میں نے کہا اس کو لاؤ میں اپنے خرچ سے شائع کروادوں گا حکومت بیگم نظامی کے شوہر حکیم اکبر علی نظامی بھی ملے جو بمباری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ ان کے سب بچے بھی ملے۔ خاص علی صاحب مرزا محسن بھی مردانہ میں موجود تھے۔

واپسی ۲۶ بجے سید سید نظامی کے مکان پر گیا اور وہاں سے ان کی موٹر میں منتقل ہو کر قیام گاہ پر آیا مکان کا کھارڈاک لکھی۔ علی کے تین خاٹے ہیں۔ اور میری بڑی لڑکی حور بانو کا ایک خاٹا ہے۔ جو چپہ صفے کا ہے۔ درحقیقت میری لڑکی یعنی انشا پر دازی کی وراثت میری بیوی اور بڑی لڑکی کو ملی ہے۔ لڑکوں کو نہیں ملی۔ حور بانو نے یہ چپہ صفے ایسے موثر انداز سے لکھے ہیں کہ کہ گراں میں پانچویں حالات نہ ہوتے اور میں ان کو شائع کر سکتا تو پچھنے والوں کو معلوم ہوتا کہ انشا پر داز باپ کی بیٹی اپنے باپ کی جدائی کے غم کو ایسے انداز سے ظاہر کرتی ہے کہ بڑے سے بڑے سنگدل آدمی کا دل بھی پاش پاش ہونے لگتا ہے۔

بیگم نواب ولی الدولہ بہادر ۴ سار ہے ۴ بچے بیگم نواب ولی الدولہ بہادر کے مکان پر گیا تھا خواجہ بانو اور حسن ابوطالب اور صدیقی اور سید ابن عربی بھی ساتھ گئے تھے۔ وہاں نواب حسن یار جنگ بہادر بھی تھے مگر وہ مردانہ میں سید حکیم صاحب کے لڑکے دہرہ دو گنگا گئے تھے جس وہ حسن ابوطالب سے کچھ کہا کرتے ہیں کہ بڑے کے اندر آئے تو بیگم صاحب نے کہا ”بابا بیاں پڑ ہے“ خواجہ بانو نے کہا ان کو آئے دو۔ اولاد سپرد نہیں ہوتا۔ یہ میرے بچے ہیں۔

میں پہلے بار بالکھ چکا ہوں کہ میں نے ہندوستان کی کسی مسلمان عدوت کو اتنا بد اثر نہیں پایا۔

جتنی بیگم ولی الدولہ میں۔ وہ زندگی کے ہر موضوع پر نہایت صحیح اور مبہمانہ گفتگو کر سکتی ہیں۔ خاندان پاکگاہ اس خاتون کے وجود پر جتنا فخر کرتے کم ہے۔

مغرب کے وقت ہم سب وہاں سے واپس آئے۔ اور میں نے کچھ دیر پہلی بیگم نظامی اور سنبھلی بیگم نظامی سے باتیں کیں جو دوپہر سے یہاں آئی ہوئیں تھیں۔ اور میں ان سے بات نہ کر سکا تھا۔ وہ میرے لئے بیٹھے سلوئے لڑنے کھاتے بھی لائیں تھیں۔ ملاک کو مولوی فیاض الدین نظامی سے دیر تک باتیں کی تھیں۔ ریڈیو میں خبریں بھی سنیں تھیں۔ زکام کی تکلیف میں کمی ہے۔ رات کو نیند بھی اچھی آئی۔

دو تار حسین کے دو تار انت پور سے آئے ہیں۔ سید ابن عربی وغیرہ کو انت پور ملا ہے۔ ابن عربی کل صبح انت پور چلے جائیں گے۔ زیادات آج گنگر شریف سے پروفیسر علی صاحب کا خط آیا ہے۔ گنگر شریف کی زیارت کا بڑا وہ یہی ہے۔ میں نے خواجہ بانو سے کہا۔

صحت کو بیاڑیوں کی حکومت سے آزادی مل جائے تو میں گنگر شریف میں بھی حاضری دوں گا۔ جہاں حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ حضرت بندہ نواز سید محمد سعید دراز کا مزار مبارک ہے۔ اور اورنگ آباد بھی جاؤں گا جہاں میرے سلسلے کے بہت سے بزرگ مدفون ہیں۔ میرے حضرت بڑے دو خلیفہ حضرت مولانا ربان الدین غریب اور حضرت خواجہ حسن علاء بخاری اور میرے سلسلے کے بزرگ حضرت مولانا نظام الدین اورنگ آبادی اور میرے ملک کے لائق شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کے مزارات بھی وہاں ہیں۔ اور وہ مشہور قلعہ دولت آباد بھی ہے۔ جہاں کا بزرگ راجہ کمار مراد پور میرے حضرت بڑے سے بیعت

کرے تو ملی میں آیا تھا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد اس کا نام ”احمد ایاز“ رکھا گیا تھا۔ اخیر سلطنت ہند کا آخری ترک وزیر اعظم رہا تھا۔ اور خواجہ جہاں باس کا لقب مشہور ہوا تھا۔ اور جس کی کتاب چل روزہ کے اقتباسات میں نے اپنی کتاب نظامی بسمی میں درج کئے ہیں۔ حاجی سید یوسف نعت خواں آج بزم دکن کے بلبل ہزار داستان حاجی سید یوسف صاحب نعت خواں بھی ملے آئے تھے۔ اور ان کے ساتھ صدیقی عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی بھی تھے حسبادت ان کی بذل سمجھیں اور خوش بیانیوں کا دیرنگ چر چار ہا۔

صادق الیقین نظامی محمد احمد آبادی میرے قریبی مدد میں صادق الیقین نظامی اور کامل الیقین نظامی بھی ہیں۔ یہ دونوں بازار افضل رنج میں لوہے کی تجارت کرتے ہیں۔ اور پہلے میری کتابیں بھی فروخت کرتے تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے سب اہل و عیال ملی میرے سلسلے میں ہیں۔ اور جب یہاں آنا ہوں ان دونوں کے حسن اعتقاد کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں۔ میری قیام گاہ پر بھی کئی دفعہ آچکے ہیں۔

مارچ ۲۵ ۱۹۲۲ء بمطابق ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ میں سکندر آباد میں ملک خوش سیان نوجوان محمد حسام الدین خان غوری رہتے ہیں جو ابھی تک حیدر آباد کی شاخ سکندر آباد کے صدر ہیں۔ اور ابھی میں نے ان کے ہاں جا کر حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک تقریر بھی کی تھی۔

انھوں نے ایک رسالہ قرآن کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس میں چھوٹے سائز کے عربی صفحات لکھ کر مضمون ہے۔ جس کی نواب بہادر یار جنگ مرحوم اور مولانا فخر الحسن صاحب کیلانی نے

بھی بہت تعریف لکھی ہے۔ میں نے اس مضمون کو شروع سے آخر تک غور سے پڑھا۔

پچھن نظامی کا کہہ دینی مدراس سے سندھ و مدینہ پچھن نظامی آئے ہیں۔ طلبہ و خان کے لئے دلی ہی اپنے بھائی چوڑا بانظامی کے ساتھ گئے تھے مگر مشکل یہ ہے کہ نہ میں ان کی زبان جانتا ہوں نہ وہ میری زبان جانتے ہیں۔ ان کی بیانی اور بے قراری تلاش حق کے لئے بہت بڑی ہوئی ہے بار بار میرے پیروں کو دل پر رکھتے ہیں اور انہوں پر کہتے ہیں آج میں نے ان کو واپس بھیج دیا۔ کہہ دینی آئے کے بعد اپنے حلیفہ کے ذریعے بہتاری تعلیم کا انتظام کروں گا۔

طالقانی کا مخلص شاہ، کامی شاہ، خواجہ راجہ، ناسوتی شاہ، حاج حسین، خوش اقبال شاہ، امیر شبیر، سید وحید، نواب سردار یار خان، بھگت شریف و غیرہ بولوان لٹنے لگے تھے۔

مولانا سید قادری بادشاہ کا کہہ پھر مدراس کے پیر زادے حضرت مولانا سید قادری بادشاہ ملنے آئے تھے۔ اور مجھے پھل بھی پہنائے تھے۔ ایک نامور عالم دین کے فرزند ہیں۔ گذشتہ سال انت پور میں مجھ سے ملے آئے تھے۔ اہل حید آباد میں علم ہر کی تحصیل کے لئے آئے ہیں۔

آج مجھ سے حقائق و رموز تصوف کے کچھ سوالات کئے گئے۔ اور میں نے اپنے فہم کے موافق کچھ باتیں کہیں تھیں۔ مگر ان باتوں کو میں ان حقائق کی تشریح نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس کے لئے وفان حق کی ایک آہ دور کشی دیکر اٹھی۔ اور وہ میرے پاس موجود نہ تھی۔

خط آئے کہ آج دہلی سے علی کا خط بھی آیا۔ انت دوسرے صین کا خط بھی آیا۔ دینی تاج نہیں گئے کل صبح انت پور جانے لگے۔ خوش اقبال شاہ بھی ساتھ جائیں گے۔ آج میری صحت خرابہ خواب دہی، مولوی فیاض الدین نظامی کے مکان

پر گیا تھا۔ اور ان کی ہالیہ کا شکریہ ادا کیا تھا۔ جو تقریباً ایک مہینے سے ہم سب کی شان دار مہمان نوازی کر رہی ہیں۔ تین وقت نہایت مکلف امیرانہ کھانے پہنچتی ہیں۔ کئی کئی ڈکڑہ کے لئے مقرر کر رکھے ہیں۔

کرسمس کی مبارک باد آج میں نے کرسمس کی مبارک باد کے چار تار اردو زبان میں بھیجے ہیں ایک حضور و انس کے کو دوسرے حضرت صاحب دہلی کو تیسرے اظہار صاحب اگر کو چوتھے بڑے منٹ صاحب حید آباد کو۔ سب تاروں کا یہ مضمون تھا کہ کرسمس مبارک ہو۔ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی خوشی میں تمام دنیا کے مسلمان ساری دنیا کے عیسائیوں کے شریک ہیں۔

زمین کی پیش کش کہ آج نواب سردار یار خان نظامی بہت دیر میرے پاس بیٹھے۔ اور انہوں نے سبکل اسم اعظم اور نظامیہ خاتواہ کی تمبیر کے لئے اپنی ایک بڑی زمین نذر کرنے کی درخواست کی میں نے کہا میں خود جا کر اس کو دیکھوں گا۔ سید ذہین نظامی نے قطب شاہی بادشاہوں کے تاریخی حالات سنائے۔ شام کو ہلکا سا بخا ہوا۔ رات کو کھانا کھانے کے بعد میں منٹ چپل قدمی کی۔ اس سے طبع معمولی فائدہ ہوا اور ساری رات راحت کی نیند آئی۔

۱۹ محرم ۱۳۵۵ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۵ء کو حیدر آباد لفظ پاشا کا حیدر آباد میں ہوا جو خاص مسلمان باشندوں میں بچوں کے نام کے ساتھ پاشا کا لفظ شریک کیا جاتا ہے۔ خاص کر دیکھوں کے ناموں میں شک کا احتمال زیادہ مزید ہے۔ بلکہ دیکھوں کا حرف بڑے پاشا۔ بچے پاشا۔ بچہ پاشا۔ چوتھے پاشا مشہور ہو جاتا ہے۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ عورتوں کا ذکر تدریس کرتے ہیں۔ یعنی اگر یہ کہنا ہو کہ میری والدہ دہلی گئیں تھیں تو کہتے ہیں۔ میری والدہ دہلی گئے تھے۔ میری بہن

دہلی سے آئے تھے۔

لفظ پاشا کا راجہ صاف ظاہر ہے کہ اسلامی حکومت کی تاثیرات کے سبب ہے۔ بعض ہندو کے ناموں میں بھی بادشاہ کا لفظ شریک کیا جاتا ہے مثلاً آج کل یہاں کے علم و مشائخ میں ایک مشہور لیدر سید محمد پاشا حسینی نام کے ہیں۔

کمسنی میں میرا تیسرا لاکا زید سید آباد میں آیا اور سر مہاراجہ بہادر جو کم کے ہاں خیر اوتیاں کے لوگ اس کو بھی زید پاشا کہتے تھے۔ اور دہلی میں بھی سب اس کو زید پاشا کہتے ہیں۔ بڑا دلن آج کو کس ہے حضرت حسینی کی پیدائش کا دن ہے۔ ہندوستان کے دوسرے ہندو مسلمانوں کی پیدائش پر تاج ہی کے دن ہوئی تھی۔ ایک شخص اہل بیت میں ہے۔ یعنی سید ہے اور دوسرے شخص اہل بیت کا ستیہ یعنی ماننے والا ہے۔ میری مواد اپنی ذات اور سر محمد علی جناح سے ہے۔ کہیں قرآن حساب سے ۲۷ محرم ۱۳۵۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور شمس حساب سے ۲۵ دسمبر کو پیدا ہوا تھا۔ مسنی یاد نہیں ہے۔ گویا میں اور سر محمد جناح دونوں ہم عمر و زرفنا اس کا آج صبح مولوی زاہد حسین صاحب دہلی قاضی سلطنت آصفیہ سے ملے گیا تھا۔ ان کی بیگم صاحبہ اور صاحبہ جوادہ اور لڑکے بھی ملے تھے مولوی زاہد حسین بنت صلیح مظفر ٹکڑ پوٹی کے رہنے والے ہیں۔ حساب ان میں اور حساب سے تعلق رکھنے والے امیر انتظامی میں ان کا درجہ بہت اونچا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کی زبانوں پر نقل و نقل کے لئے ہندوستان میں پیدا کئے گئے ہیں جو دہلی سے مسلمانوں کی اقصیات کو یہ کہہ کر دیکھ دیا کرتے ہیں کہ مسلمان قوم حساب نہیں جانتی اور قدرت نے اس کو حساب جانے کا لو مارا اور زمین ہی پر دیا۔ حالانکہ مسلمان قوم کے مذہب پر ان کا ناز، روزہ، حج، زکوٰۃ، احسانات کا بوجھ ہیں۔ اور حدس حساب کی عمل کرتا ہوں ہیں۔

مولوی زاہد حسین میرے بہت پرانے دوستوں میں ہیں۔ اکبر آباد ہے۔ میاں قد ہے۔ گندمی رنگ ہے۔ عمر چالیس سے زیادہ ہے۔ متانت اور دیانت اور ادا داری کی مضبوطی اور رائے کی اہمیت قدرتی قدرت نے بہت فیاضی سے ان کو عطا کی ہے۔ بہت کم کہتے ہیں۔ اور ان کے حصے کی ہنسی ریز رو ملک میں فکسڈ ڈپازٹ کی طرح جمع رہتی ہے۔

ان کی بیوی پر وہ نہیں کو تیں۔ قدرت نے جہانی جمال بھی دیا ہے۔ اور روحانی خصال بھی عطا فرمایا ہے۔ مشرقی اور مغربی دونوں تہذیبوں کا مکمل پیکر ہیں۔ مشرقی شرم و حیا بھی ہے مغربی خندہ پیشانی اور فرخندہ اخلاقی بھی ہے۔ مجھے یاد ہے۔ جب شملہ پر میری آنکھوں کا آخری آپریشن ہوا تھا۔ اور میں ایک طرح کے بستر مرگ پر پڑا ہوا تھا۔ اور ایسے مقام پر بیٹھا تھا۔ جہاں کا سہارہ ہندو عقائد کے بموجب ہنومان جی اکھاڑ کر لٹکا میں لے گئے تھے۔ یعنی بہت گہرے عارضی خطرہ ہوا تھا۔ اور یہ دونوں ٹوٹی گندمی مقام پر بچے دیکھنے آیا کرتے تھے۔ اگرچہ ان کی پیدائش ایسے مقام پر ہوئی ہے جہاں دیوبندی عقائد کی حکومت ہے۔ لیکن یہ دونوں اولیاء اللہ سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور ہمیشہ میرے ہاں قوالی کی مجلسوں میں آتے رہتے ہیں۔

یہ خود اور ان کی بیوی اور ان کے سب چھوٹے بڑے بچے بھی میری اردو نویسی کے قندہ ان ہیں اور میرے ٹکے ہوئے ایک ایک لفظ کو ڈھونڈتے رہتے ہیں۔

آج جب میں ان سے ملا تو کہا یہ وہ مقام ہے جہاں سر اکبر حیدری مرحوم رہتے تھے اور ان کے بیوی بچے باکرہ حیدری نے دہلی سے بلا کر مجھے یہاں ٹھہرایا تھا۔ اور میری بڑی لڑکی حور بانو بھی میرے ساتھ تھی۔ بیگم صاحبہ نے سائبریں اور سہیلیں

کی تیسرے سامنے بٹائی۔ میں نے اس کو اسی طرح دیکھ لیا جس طرح عالم بالا کی روحانی کاری نذر نیان کے کھانوں کو دیکھ لیتی ہیں۔ مگر کھاتی نہیں ہیں۔

یار ان الفت کو واپس آیا تو قیام گاہ پر چند ایک الفت ملے آئے۔ ایک میرے مرحوم دوست نواب رفعت یار جنگ بہادر کے داماد سید علی صاحب قادری تھے۔ جو حیدر آباد میں علمی اور تاریخی تصنیف و تالیف کے قلم گول گزرتے ہیں۔ دوسرے کے رفیق سید محمد صاحب امی لے تھے تیسرے مولوی حبیب الدین صاحب قلعہ دار و روز نگل تھے چوتھے میرے ہم ناز ہی مولوی کلیم اللہ صاحب قادری اختر سہلانی تھے پانچویں مولوی فیاض الدین غفاری تھانہ کی ٹیکٹ تھے۔ چھٹے مولوی محمد کریم اللہ خاں صاحب دہلوی تھے۔ میں نے اس سترہ فردیہ سے باتیں کیں۔ تو ایسا محسوس ہوا کہ دوسو برس پہلے کی مجلس اہل علم میں بیٹھا ہوں۔

وہیں دیکھنے گیا تھا کہ مجلس شاہ غلامی، اور لکائی شاہ غلامی، اور غلامی شاہ غلامی، اور راجہ غلامی، اور نواب سردار غلامی غلامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب غلامی آئے تھے۔ اور میں ان کے ساتھ میرے پیچھے کی زمین کو چھ گیا تھا۔ ایک زمین خواجہ راجہ کی دی تھی جو ہیکل اسم اعظم کے لئے تیار کرنی چاہتے ہیں اور ایک زمین نواب سردار غلامی غلامی کی دی تھی جو مسجد اور خانقاہ کی تعمیر کے لئے نذر کرنی چاہتے ہیں۔ نواب بشارت علی خاں کا ”ابو بن بشارت“

بھی دیکھا۔ یعنی وہ اس قدر خوبصورت اور خوشنما ہے کہ اس کے خوب لکھنے سے سناںکھوں میں تراوٹ اور دل میں بشارت پیدا ہوتی ہے۔ نواب ہوشیار جنگ کو اپنے ادبی یار غلامی صاحب بلگرامی سے تین بچے ملے تھے۔

نواب ہوشیار جنگ کے نام سے مشہور ہیں۔ میں ان کو اپنی ادبی برادری میں شریک سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ان کی ابتدائی زندگی بھی اردو نویسی اور انشاء پر اداری سے شروع ہوئی تھی۔ یہ موجودہ زمانے میں بھی تاریخی ادبی ہیں۔ اور آئندہ زمانے میں بھی تاریخی ادبی مانے جائیں گے۔ دو گھنٹے تک علمی اور ادبی بات چیت کرتے رہے۔ اور اپنے ہاتھ سے پان بنانا کر دیتے رہے۔ میرے انصاف سر ہمارا جہاد مرحوم کی یاد میں شاکبار تھا کہ وہ بھی اسی طرح تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے پان بنانا کر دیا کرتے تھے۔ وہی چاندی کا پان دان۔ وہی چوٹی سی قینچی۔ وہی پانوں کی جڑوں کا پیچھی سے کڑنا وہی خوشبودار تنباکو۔ اور وہی پرفلوس ٹنگو۔

پانچ بجے واپس ہو کر سید سعید غلامی کے مکان پر گیا۔ اور ان کو اور ان کی والدہ کو اور ان کے بیوی بچوں کو دیکھ کر قیام گاہ پر آیا۔

یہاں آ کر دیکھا کہ نواب سردار غلامی غلامی کی بیگم صاحبہ اور ان کی بیوی میرے انتظار میں بیٹھیں تھیں۔ کچھ دیر ان سے بات چیت کی۔

مولوی رکن الدین غلامی کی آغوش دست کے بعد مولوی رکن الدین و ان غلامی ہی آئے تھے۔ ان کی زندگی کا بڑا حصہ پوس کی نوکری میں گذرا ہے۔ میرے پرانے گریڈوں میں ہیں۔ بیج و زیارت کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ دہلی میں آ کر میرے اخباروں اور روزناموں کے مجوزب انہار کو سالک بنا چکے ہیں۔ یعنی ان کو ایک نظم اور قاعدے میں مرتب کر چکے ہیں قدرت نے ان کو غیر معمولی صلاحیت، نظم و تنظیم عطا فرمائی ہے۔ سینٹا پھل منڈی کو مغرب کے قریب خواجہ اور کوثر بانو اور مہدی اور سجاد بانو اور سید بن کی لڑکی دیکھ کے ساتھ سکندر آباد گیا تھا۔ کیونکہ سینٹا پھل منڈی میں سینٹا حضرت محمد غلامی تاج

وگرتی کنگر گھر سے اور ان کی والدہ اور بیوی بچوں سے ملتا تھا۔ خداوند راستے سے واقف نہ تھا اس کو سینا چل منڈی اور غوث محمد نظامی کے مکان پر پہنچنا دشوار ہو گیا۔ اور جب مکان ملنے سے مایوسی ہو گئی تو میں نے ایک مرتبے سے راستہ پوچھا۔ اس نے نہایت اخلاق کے ساتھ راستہ بتایا اور کیشو نام کے ایک لڑکے کو ساتھ کر دیا۔ پھر بھی تاریکی کے سبب موٹر پر مقام پر چلی گئی۔ جہاں راستے میں غارتھے۔ اور موٹر کے گرجانے کا اندیشہ تھا۔ آخر میں موٹر سے اترے اور سب عورتوں اور بچوں کو بھی اتارا اور پیدل چل کر مکان تک پہنچا۔ تقریباً آدھ میل پیدل چلنا پڑا۔ غوث محمد نظامی کے مکان پر پہنچ کر غوث محمد نظامی اور سہیلی بیگم نظامی اور غوث محمد نظامی کے بیوی بچے اور نظامیہ سلسلہ کی دوسری خواتین میرے انتظار میں تھیں۔ اور انھوں نے ناشتے کا بہت بڑا اہتمام کیا تھا۔ کچھ دیر وہاں ٹہرا اور پھر سکندر آباد میں واپس آیا۔

جلسہ آئین میں پہلے مولوی محمد حسام الدین صاحب غدی نے مجھ سے آج کے جلسہ کی شرکت کا وعدہ لیا تھا۔ جو حضرت امام حسینؑ کے ایثار کی نسبت سکندر آباد اسٹیشن کے قریب مجھے دلا تھا۔ جب میں اس جلسہ گاہ کے قریب آیا تو جلسہ ہوا تھا۔ تقریر کی آواز باہر آ رہی تھی۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ آریہ سماج کا جلسہ ہے۔ اس واسطے میں وہاں نہ ٹھہرا۔ اور قیام گاہ پر واپس آ گیا۔

بادشاہ سلامت کی تقریر کے سارے ۸ بجے رات کو اپنے چارے بادشاہ سلامت کی تقریر بی بی سی ٹلفن سے سنی۔ مجھے بادشاہ سلامت سے خاص محبت ہے۔ اس لئے نہیں کہ وہ بادشاہ بھی بلکہ اس لئے کہ ان کی

زبان میں لگنت ہے اور میرے ایسے بیٹے حسین کی زبان میں بھی لگنت ہے اور اس واسطے ہی کہ بادشاہ سلامت نے جیسے بھائی ڈیوگ آف ونڈر جیٹ بی میں مجھ سے ملے تھے ان کی شرافت نفس کا میرے دل پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ اور میں نے ان کے سلطنت کے انقلاب کی یاد میں ایڈورڈ ڈائری کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی جو اردو اور انگریزی میں چھپی تھی۔

غوث اقبال شاہ نظامی کے بڑے لڑکے محمود نظامی ملے آئے تھے ۹ بجے ریڈیو خبریں سنیں تھیں۔

سکندر آباد می ڈیوٹیشن کے سارے نو بجے مولوی محمد حسام الدین خاں غدی دو آدمیوں کے ساتھ سکندر آباد سے مجھے لینے آئے۔ اور کہا ہزاروں آدمی آپ کے اشتیاق میں جمع ہیں اور ہزاروں مایوس ہو کر چلے گئے ہیں جس طرح بھی ممکن ہو جیڈنٹ کے لئے آپ وہاں چلے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ ہم نے آپ کا نام جیڈنٹ موٹو شائع کر دیا تھا کتاب تقریر کریں گے۔ خواجہ بانو اور سعید بانو نے صحت اور عہد کا خیال کر کے مجھے جانے سے روکا۔ مگر میں لوی کن لڑنا دانا نظامی کے ساتھ وہاں چلا گیا۔

محمد بادشاہ کی تقریر کے دس گیارہ سال عمر کی لڑکی مختار بادشاہ بنت مولوی برہان الدین ساکن دودھ بانو لی حیدر آباد کی تقریر پوری تھی۔ چند روز پہلے میں نے اس لڑکی کی نظم بھی سنی تھی۔ اور اس کی حد کے ضمنی فقرے متاثر ہوئے تھے۔ آج اس کی تقریر کا انداز دیکھ کر بہت زیادہ انرجی ہو گیا۔ اگرچہ وہ تقریر کسی نے اس کو لکھ کر دی ہوگی اور اس نے اس کو یاد کر لیا ہوگا۔ لیکن تلفظ کی صحت اور تقریر کی ادکاری بڑے بڑے ماہر و محروموں سے بھی بڑی ہوتی تھی۔

میری تقریر کے مختار بادشاہ کے بعد جس نے بھی پندرہ منٹ کی ایک تقریر کی۔ اور واپس چلا آیا مولوی محمد انجیل حضور می شاہ نظامی ہی وہاں تھے۔ اور محمد عثمان خاں نظامی بھی ملے حضور کی صاحب قیام گاہ تک پہنچانے آئے۔ وانا صاحب میری خواب گاہ کے قریب مقیم رہے۔ اندیشہ تھا کہ انجیل رات کو سونا میسر آیا ہے۔ نیند نہیں آئیگی۔ اور ساری رات آنکھوں میں گزرجائے گی مگر حضرت امام حسینؑ کی روحانی برکت تھی کہ گیارہ بجے سے پانچ بجے تک مسلسل راحت کی نیند آئی۔ اس طرح کا چون اور چل تھی کہ میری اس سکبہ میں گیارہ بجے تک جا سکتا ہے۔ مسوڑہوں پر شغافانی لگائی تھی آج میں نے ذاتی تجویز سے اپنے مسوڑہوں پر شغافانی لگائی تھی۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ شاید مسوڑہوں پر پانچ کالٹر ہو۔ کیونکہ وہ نثر پر دم تھا۔ اور اس کی وجہ سے موجودہ بیماریاں ہوں۔ شغافانی لگانے سے مسوڑہ کا دم فوراً جاتا رہا۔ ممکن ہے کہ اس کی وجہ سے بھی صحت کو تندرستی ہو۔

معلوم ہوا آج شام کو سکندر آباد کے جلسے میں نظامیہ سلسلے کے بہت سے لوگ حیدر آباد اور سکندر آباد سے جمع ہوئے تھے۔ مگر جب میرے پہنچنے میں دیر ہوئی تو واپس چلے آئے۔ شخص شاہ نظامی۔ کاکی شاہ نظامی، ناسوئی شاہ نظامی، خواجہ راجہ، اور کامل یقین نظامی، اور عبدالرشید نظامی اور افضل گنج کی مسجد کے پیش امام صاحب وغیرہ بھی جلسے میں آئے تھے۔ اور قیام گاہ پر مولوی فرحت علی نظامی بھی آئے تھے۔ ۲۰ محرم ۱۳۵۴ھ ۲۶ دسمبر ۱۹۳۵ء بدھ حیدر آباد میں ہندوستان کی سرحدی میں روزانہ حیدر آبادی اخبار میں ہندوستانی شہروں کی سرحدی حالات ٹپکارتا ہوں۔ آج یہ ٹپکارتی حیرت ہوئی کہ شعلہ اور عثمان اور حیدر آباد سندھ اور دارطین کی

سردی مساوی درجے پر ہے یعنی ۳۲ ڈگری پر ہے۔ ساور راو لینڈی کی سردی تھلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ یعنی وہاں پارہ ۳۱ درجہ پر ہے۔ دہلی میں ۳۴ درجہ پر ہے۔ اور حیدر آباد دکن میں ۵۲ درجہ پر ہے۔ گواہیاں شملہ سے ۲۰ درجے سردی کم ہے۔ اور دہلی سے ۱۵ درجے کم ہے۔

حجہ ناتوان کو ۵۲ درجے کی سردی بھی بعض اوقات تکلیف دیتی ہے۔ اگر آج کل دہلی میں ہوتا تو طائی کی برف بن جاتا۔ اور راو لینڈی میں ہوتا تو تباہی لہ کی چوٹی کا آدمی مانا جاتا۔

آج کی سرگزشت کے آئینہ صبح دس بجے سید سعید نظامی کوڑا لائے اور میں خواجہ بانو اور کوڑا لائے اور مہدی کے ساتھ بیگم ناہ حسین صاحبہ ملنے گیا۔ خواجہ بانو نے بیگم صاحبہ سے باتیں کیں اور میں سحر دانے میں زاہد حسین صاحب سے قولی کی نسبت انٹرویو کیا۔ میں ہر شخص سے اُس کے مشغل زندگی کے موافق بات کیا کرتا ہوں۔ مگر زاہد حسین صاحب نے میرے مشغل حیات کا لحاظ کر کے قولی کی نسبت بات چیت کی۔ صدر اعظم بہادر کے نواب صاحب چمٹاری تفریح کے لئے نظام ساگر گئے تھے ہیں۔ آج واپس آتے کی خبر ہے۔

بیگم ولی الدولہ بہادر کے آج خواجہ بانو کے ساتھ بیگم نواب لی الدولہ بہادر سے بھی ملنے گیا تھا اور ان کے والد کے حالات پوچھے تھے معلوم ہوا ان کے والد مولوی سید یوسف الدین حسینی سید تھے۔ اور انھوں نے سلطنت اصفیہ کی ایسی خدمات انجام دیں تھیں جو دکن کی تاریخ میں سنہری حرفوں سے بھی ہمیں نہیں۔

میں ساہا سال سے شیخ سید بغل بیٹا کے تعلق انعام زادہ خصوصیات پر غور کیا کرتا ہوں جن سے مجھے مسلمانوں کی مذکورہ چاروں سنہوں کے ذہنی اور دماغی کردار کا اندازہ ہوتا رہتا ہے

اور اس سلسلے میں سیدوں کی دماغی اور فنی برتری کے اتنے زیادہ نتیجے میرے سامنے آئے ہیں کہ میں آسانی سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی سیدی کی زندگی کے کاموں میں ذہنی یا دماغی نقص پایا جائے۔ تو اُس کے نسب کی تحقیقات کرنی چاہئے۔ ضرور کہ فی نہ کوئی رختہ اُس کے نسب کے تسلسل میں پایا جائے گا۔

نیا زکے روٹ کے آج کامل الیقین نظامی نیا زکے روٹ لائے تھے۔ اور نذر بھی لائے تھے اُن کے بچے بھی ساتھ آئے تھے۔ صادق یقین نظامی بھی اپنے نواسے کے ساتھ آئے تھے اور نیا زکے روٹ بھی لائے تھے۔ اُن کے ساتھ اُن کے ایک دوست بھی آئے تھے جنہوں نے گجرات والے حضرت میراں داتا گاہیک چلچیدہ بابا میں بنایا ہے۔

سید حسن صاحب کے حیدر آباد کے مشہور جہازری وکیل مولوی حکیم سید علی صاحب کے فرزند سید حسن صاحب مجلس کی دعوت لینے گئے تھے۔ جو پرسوں شام کو مہینے اُن کے ہاں ہوئی۔ اور جس میں میرا بیان وہ چاہتے ہیں۔ میں نے جلتے کا وعدہ کر لیا ہے۔ فصل پنج کی سید کے نام صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ اور مہدی میں تقریر کرنے کی دعوت دی تھی جس کو میں نے قبول کر لیا ہے۔ آج ڈاک میں بہت سے خط آئے ہیں۔ علی کا خط بھی آیا ہے۔ اور آفتاب ہاشمی نظامی کا خط بھی آیا ہے۔ ناسرتی شاہ نظامی اور نعلی شاہ نظامی بھی آئے تھے۔

کھاتے کے بعد کچھ دیر سو رہا تھا جس کی وجہ سے طبیعت خراب ہو گئی۔

بیگم وکیل صاحبہ عابد حسین نظامی کے میرے مرحوم مہدی کا تقریر سید عابد حسین نظامی کی بیوی نے اُن کے بھائی اور بھادج اور دکن کے اور ملکوں میں ملنے آئے تھے۔ بچان سب کے دیکھنے سے

دلی راحت حاصل ہوئی کیونکہ ان سب کی شہر اور بجا بہت اور عقیدت کے بڑے بڑے اہل ان میرے دل میں ہیں۔

ضامن علی صاحب مرزا نعلی اور ان کی اہلیہ چمن آرا بیگم صاحبہ بھی آئیں تھیں۔

عوس کی شرکت کے شام کو حضرت مولانا سید اسماعیل صاحب کمالی شاہ کے سینتیسویں سالانہ عوس کی شرکت کے لئے دبیر پورہ میں گیا تھا یہ درگاہ سرکاری محکمہ امور مذہبی نے بنوائی ہے

اور یہاں کا خرچ بھی سرکار عالی دیتی ہے اور بس ماندول کے وظائف بھی مقرر ہیں۔ حضرت کمالی شاہ صاحب کے فرزند سید محمد نذر صاحب مرحوم میرے خلیفہ تھے۔ اور میں نے اُن کو بلالی شاہ لقب دیا تھا۔ اُن کے فرزند سید محمد بشیر نظامی سرکاری نوکر ہیں۔ اور انہیں کے

اہتمام سے یہ عوس ہوتا ہے۔ اُن کی والدہ زندہ ہیں۔ چونکہ میری تقریر کا اعلان ہوا تھا اس واسطے بہت بڑا ہجوم اس درگاہ میں جمع ہو گیا تھا۔ خواجہ بانو اور کوڑا لائے اور عوس اہل

اور مہدی بھی میرے ساتھ اس عوس میں گئے تھے۔ میں نے پہلے مزاروں پر منسلک چڑھایا۔ اور پھر لوگوں کی چادر میں چڑھائیں۔ پھر افتاد میں تقریر کرنے گیا۔ جہاں ہزاروں عورت مرد جمع تھے۔ حیدر آباد کے نامی قاری صاحب نے

قرآن شریف کی تلاوت کی۔ حضرت اسرار شاہ صاحب کو میں نے اپنے قریب بٹھایا۔ اور اہل طریقت اور اہل شریعت کے مذاہج برائے تقریر کی۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کے اُن تعلقات سے تقریر کو شروع کیا جن کا ذکر

قرآن شریف میں ہے۔ اور اس کے بعد فلسفہ اور سائنس کی دلیلوں سے اہل طریقت کی فوقیت ثابت کی تقریر کے بعد ہجوم دست بوسی کے لئے ٹوٹ پڑا۔ ہر چند میرے سر پر

انتظام کو قابو میں رکھنا چاہئے تھے۔ مگر جوش
اعتقاد کے سیلاب کو روک نہ سکتے تھے۔

سید محمد شیر نظامی کے پڑوس میں جو قوتیں
میری مرید ہیں ان کے مکان میں جا کر کھانا کھا یا۔
مولوی محمد ظہیر اللہ ظہوری نظامی مددگار و جڑبار
عثمانیہ یونیورسٹی اور ان کی بیوی قمر بانو نظامی
اور لڑکیاں اور لڑکے اور بچیاں اور بچے
اور موتی بیگم سر فدا نظامی بھی شریک مجلس تھیں
مولانا عابدی شاہ نظامی اور کتب خانہ اصفیہ
کے مہتمم صاحب سے بھی بات چیت ہوئی۔
میں نے لکھنؤ کی دال سے ایک چپاتی کھائی۔
دس بجے قیام گاہ پر واپس آیا گیا رہ بجے تک
اخبارات پڑھے۔ پھر سو گیا۔ رات کو تئیر کی
وجہ سے بچیں رہا۔ نیندا اچھی نہیں آئی۔

۱۲ نومبر ۱۹۳۷ء کو حضرت حمید آباد
نواب غوث یار جنگ نے آج صبح حیدر آباد کے
نبات زمین اور نبات محنتی اور نبات دیانت
حمید یار نواب غوث یار جنگ بہادر ملے آئے
تھے۔ عمر ساٹھ سے زیادہ ہے۔ بال سفید ہو گئے
ہیں۔ گورازنگ ہے۔ ڈیلا بدن ہے۔ نباتیت
سین و نجدہ ہیں۔ مجھ میں ان میں جو مماثلت
ہے وہ محنت کی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔
نواب غوث یار جنگ مجھ سے زیادہ محنت کرتے
ہیں۔ اور کہہ سکتے ہیں۔ اور بعض مبصرین کی رائے
ہے کہ میں ان سے زیادہ محنت کر رہا ہوں۔ میری رائے ہے کہ
کام مختلف فنون کے ہیں اور ان کی زندگی کے حالات
کی حیدر یاریوں میں گزری ہے۔ اور وہ انگریزی
علیم کے ماہر تھے۔ اس لئے وہ مجھ سے زیادہ
علیت اور قابلیت بھی رکھتے ہیں۔ اور ان کو
شروع سے آج تک ہر قسم کے کام کرنے میں شروع
ذرا دلچسپی اور وسائل مدد دیتے تھے۔ میری عمر میں شروع
سے آج تک قدرتی وسائل سے محروم رہا۔ اور
کام کی محنت سے زیادہ مجھے اپنے کام کو پسند

کی پوروشوں سے بچانے کی محنت بھی کرنی پڑی
اور اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرنے کا جو بھی بہت
زیادہ رہا۔ اس کا خلاصہ مجھے ان پر وقت آج
آجکل ان کے سامنے یونانی ادویات کے
تحفظ و بقا و ترویج کی ایک بڑی گہری اسکیم ہے
اور ملک غلام محمد صاحب سابق وزیر فنانس
نے نواب غوث یار جنگ کے جوہر ذاتی کو بڑے
کریم اسکیم ان کے سپرد کی تھی۔ چونکہ آجکل میرے
سامنے بھی یہ اسکیم ہے اور میں ذرا آج اور سال
نہ ہونے کے سبب اسکیم کے نالے میں ڈکھیاں
کھا رہا ہوں۔ اس لئے میں نے نواب غوث
یار جنگ بہادر سے ان کی اسکیم کی نسبت مفصل
بات چیت کی۔

شلفم نے ماسوقی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی
ملے آئے تھے۔ اور میرے لئے چل اور سہارا
بھی لائے تھے۔

کھانا پادشاہ بیگم نظامی کے بھائی بابا میاں
نظامی پادشاہ بیگم کا بھائی بھائی بھائی تھے۔
فیاض بانو صاحبہ تینوں وقت اتنا زیادہ اور
مکلف کھانا بھیجتی ہیں۔ کہ مزید کھانوں کی گنجائش
باقی نہیں رہتی۔ تاہم محبت اور عقیدت کی برکت
کو بھی اپنے دسترخوان پر چن لیتا ہوں۔ اور مزاج
کا بدلنے کے لئے کچھ بھی لیتا ہوں۔

نواب سر دار بارخان نظامی کی بیگم صاحبہ اور
ان کی بہن ملے آئیں تھیں۔ شام کو نواب لیلا
بہادر کے رٹ کے ملے آئے تھے۔

نام رخصت کی تقریب کے شام کو رقیہ نظامی
کے مکان پر گیا تھا۔ اور ان کی نو مولود لڑکی کا نام
دعیم الصغریٰ رکھا تھا۔ یہ نام لڑکی کے دادا نے
ایک خواب کی بنا پر تجویز کیا تھا۔ مغرب کی نذر
بھی وہیں پہنچی تھی۔ مستان نظامی اور ان کی اہلیہ
بھی وہاں نہیں تھیں۔ عائشہ نظامی کی بیٹی بانو نظامی
بھی وہاں نہیں تھیں۔ جو آجکل بی اسے کلاس

میں پڑھ رہی ہیں۔ انھوں نے اپنی علمی مہمگرمیوں
کے حالات سن کر۔ مستان نظامی، سید عبدالرحمن
سعدی زلی نظامی مرحوم کے بڑے بیٹے آجکل
مشین کے ذریعہ پڑے پرگل کاری کی چھپائی کا
کام کر رہے ہیں۔ میرے دل میں اس کام کی نسبت
کشش ہوئی کیونکہ میں دہلی کی لوارث عورتوں
اور بچوں کے لئے بہ صنعت جاری کرنی چاہتا ہوں۔
بانو اپنے اندسے باب کا ہاتھ پکڑ کر موٹر تک لائیں۔
ان کی علمی باتوں کی روشنی ذہن کو روشن کر رہی
تھی۔ مگر راستہ کی تاریکی کو وہ باتیں دور رہ کر سکتی
تھیں۔

مولانا کی نیاز رات کو ریاض الدین کاکی شاہ
نظامی کے مکان پر حضرت علیؑ کی مہمانہ نیاز بھی
محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی کے انتہام سے ہوئی
تھی۔ حیدر آباد کے چند شاخ و ہلما اور دوسرے
اہل سلسلہ و احباب شریفین ملے آئے تھے۔ بغدادی
میں سماع یعنی قولی کا اعلان بھی ہوا تھا۔ میں کھانا
ایام محرم کا احرام کرنا چاہئے یعنی قولی سازوں
اور بارجوں کے بغیر ہونی چاہئے۔ کہ نظام مظہر
میں دونوں قسم کی قولی ہوتی آئی ہے۔ چنانچہ
قولوں کی چار جگہوں نے بغیر ساز کے وحدت
وجود کی غزلیں گائیں۔ اور حضرت علیؑ کی شان
میں وہ حدیثیں بھی پڑیں جن کو حضرت امیر خسروؒ
نے ربیعی کے سر پر تاج بنا کر رکھا ہے۔ میں نے
محسوس کیا کہ قولی لوگ ساز کے اتنے محتاج
ہو گئے ہیں کہ ان کو ایک ایک غزل گانی بھی دشوار
ہو گئی تھی۔ فرزند روحانی فیاض الدین نظامی
جب وحدت وجود کی ایک غزل بغیر ساز کے مجھے
سنائی تھی تو اس کا اثر زیادہ ہوا تھا کیونکہ وہ ساز
کے شرک سے آزاد رہتے ہیں۔ بیشک ساز بھی
سوز ہوتا ہے۔ لیکن ساز ایک معصوم ہستی ہے
گناہوں سے پاک ہے اور انسان ایک گنہگار
وجود ہے۔ اس واسطے سازوں کے سہ

گناہ میں نفسانیت کے جذبات بھی پیدا کر دیتا ہے کیونکہ محسوسیت اور گناہ گاری مل جاتے ہیں اور بغیر سازگاری گناہ گار وجود کی آواز نہ ملے۔
روح تک جلدی ہو چکی جاتا ہے کیونکہ اشیا خدا کے ذریعے پہچانی جاتی ہیں۔ مولوی لوگ خدا کے لئے ریشمی کپڑے کا استعمال حرام کہتے ہیں۔ لیکن اگر ریشمی کپڑے کی بناوٹ میں سوت بھی شامل ہو تو اس کو جائز اور مشروع کہتے ہیں۔ پہلے زمانے میں ایسے کپڑوں کو مشروع سمجھا جاتا تھا جس میں ریشم اور سوت کی آمیزش ہوتی تھی۔

لطیفہ کہہ کر ایک سید سے منہ کے سامنے بیٹھا ہوا ایک قلمند گندھی میں عینک گھونٹ رہا تھا۔ سید کے لام صاحب تشریف لائے۔ مشورہ کا ڈیپٹا پا جا رہے تھے۔ قلمند پر غصہ ہو کر دم دو دو منبر کے سامنے عینک گھونٹ رہا ہے۔ قلمند نے سولانا کا پا جا کر کہا کہ اگر تو نے بھی تو حرام کپڑا پہنا ہے۔ مولانا نے جواب دیا یہ مشروع ہے۔ ریشم حرام سوت حلال اس میں دو لون ملے ہوئے ہیں۔ قلمند نے جواب دیا عینک حرام، یا تو حلال دو لون ملے ہوئے ہیں۔

بہر حال کاکلی شاہ اور خاص شاہ کے خلوص کا اثر تھا اور مولانا کی پاک روح کی توجہ اپنے عیال پر تھی۔ ان کے مجلس بکیت ہوئی۔ اور سوز و غم کی آواز بلند ہو گئی۔ تمام حاضرین کو کپڑے گھٹ لکھنے کی کھٹائی گئی۔ اور خواجہ بانو اور بچوں کو بھول گئی۔ پیٹاٹے گئے۔ اور تدریس بھی دی گئیں۔ کاکلی شاہ نے خانقاہ کے لئے تیار شدہ پینے چاہے۔ سید نے کہا ابھی نہیں جب تمہیں شروع ہوئی اس وقت قرینا رات کو لانے کی قیام گاہ پر آپس ملنا۔ فیضانِ رحمت آئی۔ بخود نہیں ہوا۔

استہوار مشعر حکم حاضر می مدعا علیہ (زیلہ ذرہ ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجروحہ ضابطہ دیوانی) بعد اہلالت جو دہری محمد عبداللہ صاحب سب بچ بہادر درجہ اول دہلی۔
نمبر مقدمہ ۴۶۸ بابت ۱۹۲۵ء صبری اللہ ولد حامی اللہ منبذہ ذات شیخ سکند بادہ ہندو داہلی تاجر پٹوڑاں دہلی مدعی۔ بنام مسماۃ احمد بی زوجہ اللہ رکھا وغیرہ۔ مکی اخونگی خاں خانہ دہلی۔ مدعا علیہ۔

استہوار مشعر حکم حاضر می مدعا علیہ (زیلہ ذرہ ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجروحہ ضابطہ دیوانی) بعد اہلالت جو دہری محمد عبداللہ صاحب سب بچ بہادر درجہ اول دہلی۔
نمبر مقدمہ ۵۹۵ بابت ۱۹۲۵ء صبری شیخ گل محمد عینک دار ولد چاند ملتان ڈھانڈہ پٹوڑاں دہلی۔ مدعی۔ بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ قوشچہ بجا رسکہ پٹوڑاں ملتان ڈھانڈہ متصل کنواں بھاران ڈی مدعا علیہ دعویٰ ۱۰/۷۸۸ نذر کر ایہ واجلہ نام بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ قوشچہ بجا رسکہ پٹوڑاں ملتان ڈھانڈہ متصل کنواں بھاران ڈی مدعا علیہ۔

استہوار مشعر حکم حاضر می مدعا علیہ (زیلہ ذرہ ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجروحہ ضابطہ دیوانی) بعد اہلالت سردار عطاء اللہ صاحب سب بچ بہادر درجہ اول مدعی دہلی۔
نمبر مقدمہ ۴۶۸ بابت ۱۹۲۵ء صبری مسماۃ احمد بی زوجہ اللہ رکھا وغیرہ۔ مکی اخونگی خاں خانہ دہلی۔ مدعا علیہ۔

مسماۃ احمد بی زوجہ اللہ رکھا وغیرہ۔ مکی اخونگی خاں خانہ دہلی۔ مدعا علیہ۔
دعویٰ حقوق زن شوقی ایک ہزار روپے بنام کلن ولدہ معلوم قوم شیخ ساکن مکی اخونگی خاں خانہ دہلی مدعا علیہ نمبر ۵۔
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ سنی کلن مدعا علیہ نمبر ۵ تعمیل سن سے دیدہ والستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے استہوار بنڈا بنام کلن مدعا علیہ نمبر ۵ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتا سچ ۱۱۰ مارہ فروری ۱۹۲۵ء کو بقیام صدر کچہری دہلی حاضر عدالت نہ آئیں جو گاؤں اس کی نسبت کا مددوائی کی طرف عمل میں آوے گی۔
آج بتاریخ ۱۱ مارہ دسمبر ۱۹۲۵ء کو یہ خط میر اور میر عدالت کے جاری ہوا۔ (دستخط حاکم)

رحمت اللہ ولد عبداللہ قوشچہ بجا رسکہ پٹوڑاں ملتان ڈھانڈہ متصل کنواں بھاران ڈی مدعا علیہ دعویٰ ۱۰/۷۸۸ نذر کر ایہ واجلہ نام بنام رحمت اللہ ولد عبداللہ قوشچہ بجا رسکہ پٹوڑاں ملتان ڈھانڈہ متصل کنواں بھاران ڈی مدعا علیہ۔
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ سنی رحمت اللہ تعمیل سن سے دیدہ والستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے استہوار بنڈا بنام رحمت اللہ مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتا سچ ۱۱ مارہ جنوری ۱۹۲۵ء کو بقیام صدر کچہری حاضر عدالت نہ آئیں جو گاؤں اس کی نسبت کا مددوائی کی طرف عمل میں آوے گی۔
آج بتاریخ ۱۱ مارہ دسمبر ۱۹۲۵ء کو یہ خط میر اور میر عدالت کے جاری ہوا۔ (دستخط حاکم)

خان بہادر ولدہ من خاں سکندہ سونڈا تحصیل بلاری ضلع مراد آباد مدعا علیہ دعویٰ انضام نکاح بنام خان بہادر مدعا علیہ۔
مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ سنی خان بہادر تعمیل سن سے دیدہ والستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے استہوار بنڈا بنام خان بہادر مدعا علیہ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہ مذکور بتا سچ ۱۱ مارہ جنوری ۱۹۲۵ء کو بقیام صدر کچہری حاضر عدالت نہ آئیں جو گاؤں اس کی نسبت کا مددوائی کی طرف عمل میں آوے گی۔
آج بتاریخ ۱۱ مارہ دسمبر ۱۹۲۵ء کو یہ خط میر اور میر عدالت کے جاری ہوا۔

دستخط (مدالت) (حاکم)

اردو کی نئی کتابوں کا تعارف

حیدر آباد کی نسوانی دنیا { مصنف مولوی نصیر الدین ہاشمی، ادارہ ادب جدید
حیدر آباد کن قیمت دو روپے چار آنے، سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۱۸۸، مجلد - سرورق رنگین بالشتک
حیدر آباد کی تعلیم یافتہ اور لائق عورتوں کا تذکرہ

مدراس میں اردو { تصنیف مولانا نصیر الدین ہاشمی، ادارہ ادب جدید حیدر آباد کن قیمت
ایک روپیہ آنے، ۱۹۷۰ صفحات، مجلد - مفید اور کام کی کتاب

خواتین کن کی افواہات { مصنف مولوی نصیر الدین ہاشمی، صفحات ۲۹۲ قیمت ۲۰۰ مجلد - جید فکری
مقالات ہاشمی { تصنیف مولانا نصیر الدین صاحب ہاشمی، صفحات ۴۶۲
مجلد - تاج کپنی لمیٹڈ لاہور نے چھاپی ہے۔

دکن میں اردو { تصنیف مولانا نصیر الدین صاحب ہاشمی، صفحات ۵۶۸ قیمت پانچ روپے
ناشر مکتبہ ابراہیم حیدر آباد دکن، معلومات کا خزانہ۔

خیابان نسواں { تصنیف مولانا نصیر الدین صاحب ہاشمی، ناشر عصمت بک پوٹری صفحات ۱۲۰ قیمت ۲۰
مترجم عابد { مچھوٹا سائز، مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں ٹیپنگ کی دعائیں، ۱۲۸ صفحے تالیف
تالیف خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب نیت المسلمین کشمیری دروازہ دہلی۔

مضامین فرحت { ساتواں حصہ - از مرزا فرحت اللہ ریگ صاحب ہلوی صفحات ۷۰، شکاری
زبان دلی پہلے کا مسلمان قیمت تین روپے، بہار مرزا فرحت اللہ ریگ صاحب ہلوی برکت پورہ حیدر آباد دکن۔

ہیت کی ماری روپ مٹی { تصنیف سید مبارک الدین صاحب فعت، ایسے صفحات ۱۵۹
مجلد قیمت ایک روپیہ بارک - پرنسٹن اردو، ۶۸، کنگنڈی حیدر آباد دکن۔

رجسٹر
کتاب

اردو کی نئی کتابوں کا تعارف

عہد نبویؐ کے میدان جنگ : از پروفیسر محمد حمید اللہ صاحب استاد قانون بین الممالک جامعہ عثمانیہ حیدرآباد
 دکن۔ بالخصوص صفحات ۵۵ قیمت ایک روپیہ بار آئے۔ پتہ قتبہ پاکستان ۴۵ سرکلر روڈ۔ لاہور۔
 ماران بنی : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ۔ ناشر بچوں کا کتب خانہ محلہ جی صفحات ۳۲ قیمت ۲
 جل برسی : از غلام عباس صاحب صفحات ۴۸ قیمت ۵۸ ناشر بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 ذرا و آئینہ : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ۔ ناشر بچوں کا کتب خانہ محلہ جی صفحات ۸۰ قیمت آٹھ آنے۔
 بچی بہادری : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۸۸ قیمت آٹھ آنے۔ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 حرکت میں برکت : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۸۸ قیمت ۸۰ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 نیامیلا : صفحات ۸۰۔ از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ۔ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 اچھے خیالات : از مسٹر لاج سنگھ۔ لال چوک لاہور صفحات ۹۷ قیمت ۹۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 شہر آؤ : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۸۸ قیمت آٹھ آنے (۸۸)
 سچی لکھن : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۵۰ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 بناوڑ : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۵۰ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 منی منی کہانیاں : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۰ قیمت ۴۰ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 اچھی کہانی : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 حبیب خدایا : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۶۷ قیمت ۶۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 ستھری مٹھی : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 ہمارے اطمین : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 صفو دادا : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 ہم تیس : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۹۷ قیمت ۹۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 ایک بچے کی کہانی : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 گلنار ستیم : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۸۰ قیمت ۸۰ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 آؤ بچے کی کہانی : از پروفیسر محمد عبدالغفور صاحب صفحات ۸۰ قیمت ۸۰ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 بی بی گل : از پروفیسر محمد عبدالغفور صاحب صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔
 کہانی نالی کی زبان : از مولانا الیاس احمد صاحب مجتبیٰ صفحات ۴۷ قیمت ۴۷ بچوں کا کتب خانہ محلہ جی۔

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی ۷۷، گورنمنٹ پبلیکیشن دہلی میں پبلشر اردو نثر اخبار گوئی سے شائع کیا

عید میلاد کا ضروری اعلان محمد درشن اردو پبلیٹ مفت منگائیے

تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اس سال کی مجالس عید میلاد کے لئے میں نے ایک منظوم پبلیٹ تیار کیا ہے جس میں ہندوستانی نس نواب سر سید رضا علی خان بہادر تاجدار ریاست رام پوری چہ ہندی نظمیں درج کی گئیں ہیں۔ دو نظمیں حمد کی ہیں۔ تیسری نظم نعت کی ہے۔ چوتھی منقبت حضرت علیؑ۔ پانچویں منقبت حضرت امام حسینؑ اور چھٹی منقبت بارہ امام کی ہے اور یہ سب نظمیں عام فہم ہندی زبان میں ہیں جن کو مسلمان بھی سمجھ سکتے ہیں اور ہندو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ میرے محرمیروں اور تبلیغی رفیقوں اور عید میلاد کی مجلس کرنے والوں کو فوراً یہ کتاب منگائی جائے۔ اور ان نظموں کو مجلسوں میں پڑھنا چاہئے۔ اور عید میلاد کے مجلس جہاں انھیں کہاں بھی پڑھنی چاہئیں۔ اور غیر مسلم عورتوں اور مردوں اور بچوں میں بھی تقسیم کرنی چاہئیں۔ تاکہ سیاسی نفصا کے سبب جو کشیدگی ہندو مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے۔ وہ حمد و نعت و منقبت کی برکت سے دور ہو جائے۔

میں نے اس پبلیٹ کی بارہ ہزار کاپیاں چھپوائی ہیں۔ اور جن صوبوں میں ہندو مسلمان ہندی زبان سمجھتے ہیں ان زیادہ مقدار میں تقسیم کرنی ہیں اور جن صوبوں میں ہندی سمجھنے والے کم ہیں وہاں کم مقدار میں تقسیم کرنی ہیں۔ دیسی ریاستوں اور بارہ صوبوں کے بڑے شہروں اور بڑے قصبوں کی سڑکوں کے امام صاحبان کو بھی یہ پبلیٹ اس غرض سے پہنچا جائیگا کہ وہ اپنی اپنی مسجد میں ان نظموں کو پڑھ کر سنادیں۔ ان نظموں میں کوئی اختلافی چیز نہیں ہے۔ مسلمانوں کے سب فرقوں اور غیر مسلم قومیں کی توجہ اور مذاق کا پورا خیال ان نظموں میں رکھا گیا ہے۔ اور میں نے آل انڈیا جتنی پارٹی کی طرف سے اس کو چھپوایا ہے اور اس کا خرچہ اپنی ذات سے ادا کیا ہے کیونکہ ہر سال عید میلاد کے موقع پر پانچ ہزار روپے کی کتابیں اپنی ذات سے تقسیم کیا کرتا ہوں۔ چونکہ وقت کم ہے اس واسطے اعلان کیا جاتا ہے کہ بہت جلدی یہ پبلیٹ منگائے جائیں۔ تاکہ اس کی تبلیغ و تقسیم ٹھیک وقت پر ہو سکے۔

استہار شاعر محکم حاضری مدعا علیہ
(زیر آرزو قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)
بعدالت بدھری محمد عبداللہ صاحب چیمہ سبج بہادر
درجہ اول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۱۹ ہ بابت ۱۹۳۵ عیسوی
محمد عارف الدہلوی سے قوم شیخ سکنہ محلہ چوڑی دہلی
بنام محمد رفیع الدہلوی صاحبان قوم شیخ دکان دار سرکے حافظہ
گلی مشکوں والی صدر بازار دہلی مسکنہ کلثوم النساء بیوہ
شیخ عبدالحی حبیبہ کراچی خوری ساکن گلی جوتہ والی چوڑی
والان دہلی مدعا علیہم۔

دعویٰ اشکال ایک قطعہ بیان و اتدو سرکے حافظہ
صدر بازار دہلی۔

بنام محمد رفیع الدہلوی صاحبان قوم شیخ دکان دار سرکے حافظہ
گلی مشکوں والی صدر بازار دہلی مسکنہ کلثوم النساء بیوہ
شیخ عبدالحی حبیبہ کراچی خوری ساکن گلی جوتہ والی چوڑی
والان دہلی مدعا علیہم۔

مقدمہ ہندوستان بالائیں مدعا علیہم سے محمد رفیع الدہلوی
تعمیل کرتا ہے دیدہ دانستہ گزرتا ہے اور وہ پوش ہے
اس لئے استہار بنام محمد رفیع الدہلوی مسکنہ کلثوم النساء
مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہم مذکور تاریخ
۱۶ جنوری ۱۹۳۷ء کو بمقام صدر کیمپری دہلی حاضر
عدالت ہوائیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی کی گئی
عمل میں آئے گی۔

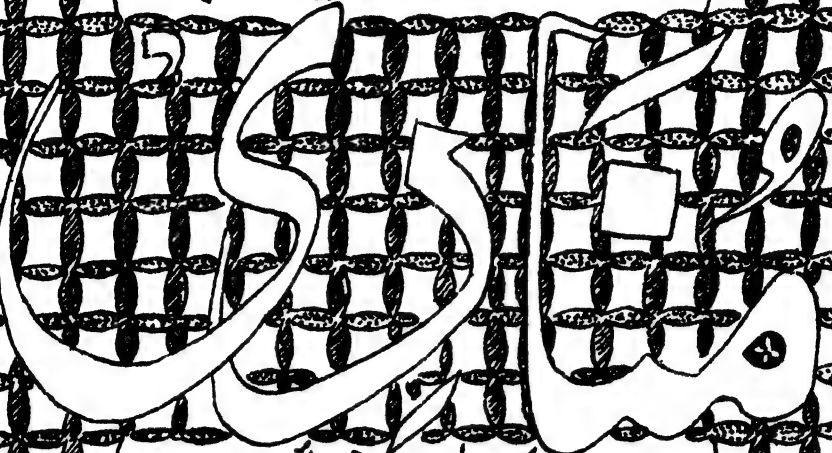
آج تاریخ ۳۰ ماہ جنوری ۱۹۳۷ء کو بدست
میرے اور میر عدالت کے جاری ہوا۔

محمد (عدالت)
دستخط (حاکم)

محمد درشن اردو پبلیٹ مفت تقسیم ہوگا۔ اور محصول بھی دفتر سادی دہلی اور
حسن نظامی دہلوی

ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ

ترک شک اور تلقین یقین کا اخبار



ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ
 ہر دم اللہ

۹۷۷ ارہ کوہلی سے شائع ہوتا ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی فلم کاری { مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۷۲ء } سالانہ قیمت دو روپے کلدار
 ایڈیٹر خواجہ سید علی نظامی

ہر دم اللہ

مادی کی لوح پر ہر دم اللہ لکھنے کی غرض نہ تھی
 نہیں، بلکہ ظاہر و باطن کی دلوں کو جوڑ دینے کی
 بے اطمینانیوں کو سچے اور مطمئن رکھنے کے لیے یاد
 دہانی ہے! اخبار اتنے ہی جو شخص بھی ہوئی تو قدر کے
 موافق ہر دم اللہ پڑھ لیا کر گیا اس کے دل کی ہر
 بے اطمینانی دور ہو جائے گی۔

سفر نہیں کر سکتا

سامانہ ریاست پٹیا لہ اور پانی پت اور گوکھپور وغیرہ
 مقامات سے عید میلاد النبی کے ملائے گئے ہیں
 اور سامانہ سے تیسرے بھائیوں کا ایک ڈیوٹن بھی آیا
 تھا اور میں ان کی خاطر سے ہاں جانے کا وعدہ بھی کر لیا تھا
 مگر میری جلدیاں کاغذ و ریاں اور وعدہ پائل تھی ہوا
 گئی جب کہ اب میں کسی مقام سفر نہیں کر سکتا۔ اور
 ڈاکٹروں کا مشورہ بھی یہی ہے کہ اس مرضی اور ریلوں کا

شمس اللہ کے زمانے میں محرمت باہر جانا میری محنت کتنے
 نقصان رساں ہو گا اس نے میں مذکورہ مقامات کے
 سب جائیوں سے معافی مانگتے ہیں اور اس فی خدمت کا
 رہنے پر ولی انیس ظاہر کرتا ہوں۔

سالانہ عرس کی اطلاع

چونکہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا سلطان الشانج
 مجرب الحق کا سالانہ عرس ۷ ارہ اور پنج ثانی مطابق
 ۲۷ ۲۸ راجح قریب آگیا ہے۔ اس واسطے بادل
 ناخواستہ مجھے یہ اعلان شائع کرنا پڑتا ہے کہ میری ذات
 تعلق رکھنے والے زائرین اس عرس کی شرکت کا ارادہ ترک
 کر دیں اور اپنے اپنے مقام پر عرس کی مجلسیں اور نیازیں
 کر لیں۔ وجہ یہ ہے کہ حکماء کے اندیشے کے سبب ہزاروں نفی
 و انسائے ہند متراشن کی مقدار بہت کم کر دی ہے
 اور قہر کی بارشوں اور خج کی تعصبات کی ممانعت
 کر دی ہے اور راشن کی مقدار میں کمی آتی گئی ہے کہ
 کوئی کم خور کا بھی اتنے راشن پینا ہی نہیں کر سکتا۔

اور اس عرس کو فخر کے انتظام کی یہ کیفیت ہے کہ میری مرضی پر
 اور ان کے بچے اور بچوں کو سٹینج سے میرے پاس آئے
 اور میں اپنے بچوں اور بچوں اور بچوں کے فوڈیشن کارڈ
 حاصل کرنے کی کوشش شروع کی۔ مگر کچھ ہفت روزہ تک کارڈ
 ملے ہیں جو کہ نتیجہ ہے کہ جناب شمس العلماء اور ان کے بچے
 دن آدابیت کا اہلکار ہیں جب یہ حال ہے تو عرس کے ہزاروں
 زائرین کو خدا کا کیسی کمی شواہد اور ثبوتی مینی اس واسطے
 یہ فرض ہے کہ میں اپنے بچوں کو اور بچوں کو، دونوں سب
 زائرین کو جو عرس میں آتے ہیں اور میرے حمان سے بھی فانی
 کے ساتھ گاؤں کو اس سال ان کا نام لڑکر ہرگز مناسب
 نہیں ہے۔ لہذا ہر والدہ اور والدہ اور والدہ اور والدہ
 اور والدہ اور والدہ اور والدہ اور والدہ اور والدہ اور والدہ
 طریقت کا چاہئے کہ وہ اپنے علم کی وجہ سے ہر شخص کو
 اس اخباری اعلان کی خبر دیاں جو عرس میں ملے ہوں یہ
 اطلاع محض لین لوگوں کے لئے ہے جو میرے ہاں جان بچو
 ہیں کیونکہ درگاہ کے دوسرے بھائیوں کے ہاں ان کو
 آنے سے روکنا میرے فرض میں داخل نہیں ہے۔

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتابیں و فہرست

دینی کتابیں

عام فہم تفسیر - صفحات ۲۲۵ - قیمت ۱۰/-
قرآن شریف کا تفسیری ترجمہ (شریف کے ۱۰ پارے) ۱۰/-
تعلیم القرآن - صفحات ۹۶ - ہدیہ آٹھ - ۷/-
قوانین قرآن - صفحات ۲۵۸ - مجلد - ہدیتیں روکے
قرآن وحدیث کے فرمان - صفحات ۲۰۰ - جلد - ہدیہ
بارہ علم کی سیاسی تفسیر - صفحات ۳۴ - ہدیہ ۸/-
اسلام کے ضروری عقائد - صفحات ۲۰ - قیمت ۲/-
لہذا کی ترکیب احکام - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
رفیعی کے احکام - صفحات ۱۰۴ - قیمت ۸/-
زکوٰۃ کے احکام - صفحات ۸۰ - قیمت ۱۰/-
احمد جعفر صادق کا لکھا ہوا کوئی خط کا بارہ جلدیں
جائیں تیت - صفحات ۱۶ - قیمت ایک آنہ
گیارہ سورہ - صفحات ۱۶ - قیمت ایک آنہ
سترہ سورہ - صفحات ۱۶ - قیمت ایک آنہ
حج کا بیان - صفحات ۱۳۸ - قیمت ۸/-
تفسیر جہانگیر - صفحات ۲۴ - قیمت ۸/-
تشریح الکافر - صفحات ۳۲ - قیمت ۳/-
مسئلہ قربانی - صفحات ۷۷ - قیمت ۸/-
ہجیر کی مناجات - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
امیر اسماعیل عظیم - صفحات ۳۸ - مجلد قیمت ۷/-
حدیث کی مشہور گوئیاں - صفحات ۲۴ - قیمت ۸/-
قرآن مجید بارہ توتی - صفحات ۲۴ - قیمت ۸/-
قرآن مجید کے معجزات - صفحات ۲۴ - قیمت ۳/-
قرآن کے فوائد و فوائد - صفحات ۶۷ - قیمت ۷/-

قرآن کے دیوانی قوانین - صفحات ۲۴ - قیمت ۳/-
قرآنی بول چال - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
معراج کی نماز - صفحات ۳۲ - قیمت ۳/-
اردو دعائیں - صفحات ۸۰ - قیمت ۸/-
اردو خط - صفحات ۲۴ - قیمت ۷/-
اسلامی توحید - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
اسکول کی دعا - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
تشریح بخاری انیسویں - صفحات ۹۹ - قیمت ۱۰/-
ہندی ترجمہ قرآن - صفحات ۹۰ - ہدیہ ۷/-
شہنشاہ اورنگزیب کی لکھی ہوئی جملہ صفحات ۲۷۲ - ہدیہ

میں لکھی کتابیں

داغی اسلام - صفحات ۲۰ - قیمت ۳/-
تبلیغ کا پروگرام (مکملہ) - صفحات ۱۱۲ - قیمت ۱۲/-
عید نامہ - صفحات ۳۲ - قیمت ۵/-
منظوم جنگ محمد بن قاسم - صفحات ۸۰ - قیمت ۸/-
آواز - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
ایک بات - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
ترانو - صفحات ۵۶ - قیمت ۶/-
اسلامی رسول کے معجزات - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
عرب کا ارتداد - صفحات ۲۴ - قیمت ۳/-
سادہ سنگٹ - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
گاندھی نامہ - صفحات ۵۲ - قیمت ۸/-
جاننا مسلمہ - صفحات ۱۶ - قیمت ۲/-
تبلیغی شہداءوں کا مجموعہ - صفحات ۱۳۲ - قیمت ۸/-
تائید اسلام - صفحات ۷۲ - قیمت ۸/-

میں لکھی مرتبہ - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
بلاوا - صفحات ۱۶ - قیمت ۱/-
ہندوستان میں اسلام کی پھیلاؤ - صفحات ۲۴ - قیمت ۳/-
حلال خور - صفحات ۸۰ - قیمت ۸/-
ہندو مذہب کی معلومات - صفحات ۲۴ - قیمت ۸/-
غازی مرفع - صفحات ۱۶ - قیمت ۲/-
انگریزوں کو دعوت اسلام - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
پنڈتوں کی دکان - صفحات ۳۲ - قیمت ۳/-
خانگی دعوت اسلام - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
فرام قبلہ تو شملہ - صفحات ۱۶ - قیمت ۲/-
فرانسسوی درویش کے صوبانہ قول - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
مسلمان ہمارا - صفحات ۲۸۸ - قیمت آٹھ آنے
ہریال کی گھڑیاں - صفحات ۳۰ - قیمت ۱/-
دلائل اسلام - صفحات ۱۱۲ - قیمت ۱۲/-
دی یونین آف پولیس (انگریزی) - صفحات ۲۴ - قیمت ۲/-
محمد و رشتہ - صفحات ۱۶ - قیمت ۲/-

سیرت اور نعت

سیرت نبوی - صفحات ۱۲۴ - قیمت ۷/-
مدنی بھگتی - صفحات ۸۸ - قیمت ۷/-
اسلامی رسول - صفحات ۳۲ - قیمت ۳/-
محمدی سرکار - صفحات ۱۲۴ - قیمت ۸/-
ایک جن کی نعت - صفحات ۲۴ - قیمت ۳/-
رائے بہادر کی نعت - صفحات ۱۶ - قیمت ۲/-
ہندو کی نعت - صفحات ۳۲ - قیمت ۳/-
کے دور کا اسلام - صفحات ۸ - قیمت ۱/-

ہندوستانی جہازیوں نے بغاوت کر دی دورانیش ہندوستانوں کے کام کا وقت آگیا

آج ۲۱ فروری ۱۹۷۱ء کو جب ۲۵ فروری کا
اخبار تیار ہو کر چھاپے گئے جانے لگا تو ان انڈیا ریڈیو
نے یہ ہولناک خبر سنائی کہ آج صبح نو بجے ملک بمبئی
کے جہازی ہر تالی امن اور سکون میں تھے۔ یکایک
وہ جہاز ہر کمر کڑی بارکوں میں آئے اور انھوں نے
لوٹ مار شروع کر دی۔ اور جب انتظام کے لئے
فوج بلانی گئی تو مسند دست نے جہازوں سے اعلان
سوا کہ اگر فوج نے ہر تالیوں پر گولی چلائی تو سب
ہندوستانی جہاز زدہ ہر تالی شروع کر دیں گے۔
شام کو ۳ بجے جہازوں نے باغی جہازوں کے چہرے
آویں مسند جہاز زدہ ہر تالی آئے۔ اور ان میں اور
سہ کاروں میں تھوڑے بہتہ ہو گیا۔
کمزور تالی ہر تالی کے ہر تالی میں ہی ہندوستانی
جہاز زدہ تھے۔ ہر تالی کے ہر تالی کے
باغی جہازوں نے انتقام لیا ہے۔ اور اعلان
کیا ہے کہ اگر ہر تالیوں پر گولی چلائی گئی تو وہ بھی
فوج پر گولہ باری شروع کر دیں گے۔
اگرچہ ساری دنیا اس اچھل اسی قسم کی جھڑپیں
ہوتی ہے۔ اور ہندوستان پر بھی اس انقلابی ہوا
کا گہرا اثر ہو چکا ہے۔ اور ایسے وقت میں عوام
ہندوستانیوں کے فائدے کی بات کہنی بالکل
بے نتیجہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب عوام میں اشتعال
پیدا ہو جائے تو وہ نہ خود اپنے لئے نقصان کو پہنچا
سکتے ہیں اور نہ اپنے کسی خیر خواہ کی بات پر توجہ دیتے
ہیں۔ اس لئے میرا اس نازک وقت میں کچھ کہنا یا کچھ
لکھنا طبعی بے نتیجہ ثابت ہو گا لیکن میں اپنا فرض
سمجھتا ہوں کہ اپنی مسلمان قوم کو دلچسپ ہندو اور کچھ

مردوں کو اور ان انڈیا جہازیوں کے ممبروں کو مخاطب
کر کے تاکید کے ساتھ نصیحت کروں کہ وہ آنے والی
کسی انقلابی تحریک میں شریک نہ ہوں۔ اور جہاں
ملک ہو سکے ہر شخص اپنے اس پاس کے ہندوستانیوں
اور سکھوں کو انقلابی کاموں میں شریک نہ ہونے سے بچائے۔
میری یہ تحریر پڑھنے کے بعد کہا جا سکا کہ حسن نظامی
کو انگریزوں نے چونکہ شمس الملک کا خطاب دیا ہے اس
واسطے وہ انگریزوں کی خوشامد کرتا ہے۔ مگر حقیقت
یہ ہے کہ میں نے پہلے کبھی انگریزوں کی خوشامد کی نہ
اب خوشامد کو نہیں مانا ہوں۔ نہ آئندہ مرتے دم
نہ خوشامد کا کہنا کرنا ہے۔
جن لوگوں نے عدالت شہادت کی تاریخ پوری ہے جو
میں نے بارہ حصہ اس شائع کی تھی۔ اور جس کے
تین حصے آج کل تیار کئے ہیں۔ اور ان کی
پہلی پائی شروع ہوئی ہے۔ اور ان بارہ کتابوں سے
راکھوں ہندوستانیوں اور سکھوں کو مدد و ہم چکا
ہے۔ کیونکہ ان کتابوں کے دس بارہ بارہ دیدیں
چھپ چکے ہیں اور ہندوستان کی ہر زبان میں ان
کتابوں کے ترجمے بھی شائع ہو چکے ہیں کہ میں ان
کتابوں میں وہ بے لگ تالیفیں ہیں مگر ہندی میں جن
سے شہادت کے ہندوستانیوں کی حالت بھی ظاہر
ہو جاتی ہے۔ اور انگریزوں کی نیت کی خرابیاں بھی
پڑھنے والوں کے علم میں جاتی ہیں۔ اور ناظرین کو یہ
بھی معلوم ہے کہ میں نے تاریخ مذکور کے ہر حصے میں
اس وقت کے انگریزوں کے خلاف بہت سخت نوٹ
لکھے ہیں اور واقعے کے بیان کے وقت انگریزوں کو الزام
دیا ہے جس ثابت ہو سکتا ہے کہ میں نے ایسے زمانے

میں یہ تاریخ لکھنے کی جرأت کی تھی جب کہ ایک ہندوستانی
بھی اس قسم کا کوئی لفظ لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا
اور سب کہنے تھے کہ جو شخص ایسی بات کہتا ہے کہ کچھ
نہیں کوٹھائیں۔ یہی جلتی گی۔
پس مذکورہ باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ میں نے
کا خوشامد نہیں کیا۔ اور نہ جو کچھ لکھا ہوں
اس میں بھی انگریزوں کی خوشامد یا کچھ خیر نہیں ہے۔ اور
یہ عالمان شائع کرنے کی وجہ سے ہیں کہ میں نے ۱۸۵۷ء
کو تاریخ کے بارہ حصے تیار کر کے وقت اچھی طرح سے
ہندوستانیوں کی اور انگریزوں کی حقیقت کو خوب بیان کیا
اور ان میں بڑے یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہندو
میں ہندوستانیوں کی طاقت بہت زیادہ تھی اور
انگریزوں کی طاقت بہت کم تھی۔ اس لئے ہندو
کے اندر کے وقت پڑیں ایک نام کا بادشاہ موجود
تھا۔ اور وہ وہی نام تھا ہندوستانیوں کے پاس
یہ تھی کہ سب ہندوستانیوں کے پاس ہتھیار تھے
اور میری طاقت یہ تھی کہ انگریزوں کو تمام ہندوستانی
خود کے عام بناوت مذہبی تھی۔ اور جو بھی طاقت
یہ تھی کہ ہندوستانیوں میں مذہبی جذبات بہت گہرے
تھے۔ اور انقلابی لیڈروں بہت آسانی سے نکل جاتے
تھے۔ ہندوستانیوں میں فوجیوں کو اس غلط فہمی میں
مبتلا کر دیا تھا کہ اگر وہیں پر سور اور گائے کی چربی
لگی ہوئی ہے۔ اور کارا توں۔ انتوں سے کاٹنے پڑتے
ہیں۔ اور اس ہمارا دین دہر خراب ہو جا سکا تھا۔
اس پر وہ لیڈروں نے تمام ہندوستان کے ہندو
مسلمانوں میں اگ لگا دی تھی۔ یا نچوں طاقت
یہ تھی کہ انگریزوں نے ہندوستانیوں کو عیسائی

پر تے ہوئے تھے اور ایسٹ انڈیا کمپنی کے
افسر کھٹکھٹاؤں کی مدد کرتے تھے۔

لیکن اس کوئی ایسا لڑ بھی نہیں ہے جس
سے بہادر شاہ کی طرح ہندوستان کی سب
قوموں کو سمردی ہو اور ہندوستانیوں
کے پاس ہتھیار بھی نہیں ہیں۔ اور ہندوستانیوں
کی جسمانی طاقت بھی بہت کم ہو گئی ہے اور
ہندوستانی فوج اور ہندوستانی پولیس بھی
مگر زوں کی پوری وفادار ہے۔ اور موسم ہی
وہاں گرم نہیں ہے جیسا کہ شہنشاہ کے باغیوں
نے جاں بوجھ کر تجویز کیا تھا۔ یعنی سب کے پہلے
ہٹے ہیں۔ غرض شروع کیا تھا تاکہ انگریزوں سے فوج
بہت بڑھ کر نہیں بکھڑے اور انھوں نے
ہندوستان کی بھڑکی ہوئی آگ
بہت جلد ہی بجھا دیا۔

اب شہنشاہ کو ایک سو برس کے قریب
ہوئے ہیں ملک میں مشہور عقائد اور مذہبات
پھیل گئے ہیں۔ مذہب کے منکروں کی کثرت
بڑھ گئی ہے۔ انھوں نے جسمانی قوتیں آدمی رہ
گئی ہیں۔ انھوں نے اپنی خشکیوں عورتوں کی
سبب بنائی ہیں۔ ایسی حالت میں فوجی ہگز امیر
نہیں ہے کہ ہندوستانی بغاوت کر کے آزادی
حاصل کر سکیں۔ تھاکا کی رہ نہ کرنی چاہئے۔ انھوں
کے مسلمانوں نے جاپانیوں سے فوجی تربیت حاصل
کی۔ ہتھیار حاصل کئے۔ تب کہیں کچھ مخموری بہت
حد وجہ کر سکے۔ مگر وہ بھی ابھی کامیاب نہیں ہو
سکے ہیں۔

ہندوستان میں اگر انگریزوں کے سامنے پرداختہ
جہازوں نے بغاوت کی اور ہندوستانی عوام
نے اس میں حصہ لیا تو وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے
یہاں تک کہ انگریزوں کی سب ہندوستانی فوجیں
اور ساری پولیس بھی انگریزوں سے باغی ہو جائے
تب بھی انگریزوں کا اس ملک سے نکالنا ممکن نہ ہوگا۔

بلکہ شہنشاہ کے غدر سے جتنا بھی اور جہاد بادی
ہندوستانیوں کی خاص کر مسلمانوں کی ہوئی اس
سے بہت زیادہ اب تباہی و بربادی پیش آھا سکی
میں شروع میں جہاد گاندھی کی تحریک عدم تشدد

کا بہت حامی تھا۔ لیکن جب انھوں نے سرحد
کے افغانوں کو جنگ جوں کے خلاف کر دیا تو میں
گاندھی جی کی اس تحریک سے بدگمان ہو گیا۔ اور
میں نے خیال کیا کہ ہر جہادی مسلمان کو پھیرا بنانے
کے لئے یہ تحریک شروع کی گئی تھی۔ لیکن آج میں
گاندھی جی کو بالکل ٹھیک راستے پر سمجھتا ہوں
اور پینڈت جواہر لال نہرو کو بھجائی ٹیلی وغیرہ
جوشیلے لیڈروں کو غلط راستے پر خیال کرتا ہوں۔
میں پاکستان کا محض اس لئے حامی ہوں کہ اس

دنیا کے سامنے اس کو مسلمانان ہند کی ہستی
نمایاں ہو جائے۔ پس اس سے زیادہ مجھے کوئی عہدہ دی
مسٹر جناح کے اس طرز عمل سے نہیں ہے۔ جو
انھوں نے پینڈت جواہر لال نہرو کی رہائی کے لئے
اختیار کیا ہے۔ کیونکہ میں روزانہ اخباروں میں
پڑھتا ہوں کہ سہ ہنگ کے مظاہروں میں کوانگریز
ہندو اور کانگریسی احرار اور کانگریسی فاکسار بھی شامل
ہو جاتے ہیں۔ اور یہ بات شہنشاہ کے غدر میں پیش
آئی تھی کہ مہاتما جیہ تحریک شروع کی تھی اور مسلمانوں
یہ کہہ کر تحریک کر رہا تھا کہ ملی ہم با۔ شاہ کی حکومت
اور لکھنؤ میں شاہ علی شاہ کی حکومت دوبارہ قائم ہو
جاسکی۔ اور اسی سے ۱۲ مرتبہ تک بہادر شاہ بادشاہ

کی بادشاہی کا ایک مکمل ڈرامہ ہندو مسلمانوں نے
دیکھ ہی لیا تھا۔ مگر جب باغی بھاگ گئے اور بہادر
کے میوں اور پوتوں کے سر کاٹے گئے۔ اور بہادر شاہ
پرتھو جلا گیا۔ اور بہادر شاہ کو کشمیت ایک بھڑ
نہدی کے انگریز جج کے سامنے کھڑا کیا گیا اس وقت
منشی کنہ لال نے بہادر شاہ کے خلاف گواہی دی
وہ منشی کنہ لال جو چند بیٹے پہلے ہندو مسلم اتحاد کے
برے حامی تھے۔ اور بہادر شاہ کی سلطنت کو برباد

سلطنت مانتے تھے مگر انہوں نے گواہی میں یہ
کہ بغاوت مسلمانوں کی تھی۔ بہادر شاہ کی گواہی تھی۔
اور اس بغاوت میں ہندو کو تلوار کے زور سے مجبور
کر کے شہید کیا گیا تھا۔

میں نہیں جانتا کہ ان درونک قصوں کو دہرائیں
جو بہادر شاہ کی بیٹیوں اور بیگمات کو پیش آئے تھے
اور دہلی کے حسین و جمیل مسلمان نوجوان بھائیوں
پر چڑھائے گئے اور دہلی کی مردہ نشین عورتیں اس کثرت
سے اپنی عصمت بچانے کے لئے کونوں میں دوڑیں
کہ ایک انگریز افسر کو لکھا کہ ایک کنوئیں کے اندر
عورتوں کی اتنی زیادہ ناشیں تھیں کہ چند ہی ہونے
اور کانپنے والی عورتیں ان لاشوں پر ہنسنے لگیں
کھڑی تھیں اور ان کے ڈوبنے کے لئے کنوئیں میں
پانی باقی نہ اٹھا۔

لہذا میں ٹھیک فست پر امانت اور اگر تا ہوں اور
مسٹر جناح اور پینڈت جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام
آزاد اور ان کے سب ہندو مسلمان سابقین کے دعوت
کو مانوں کہ وہ اس پس اور پس ہندوستان کو کسی
نئی مسیحیت نہ دیں اور کوئی ایسا کام نہ کریں۔
جس سے داندیشی سے محروم جہازی باغیوں
کے برے کاموں کو تقویت پہنچے۔

اور میں ہندوستان کی دفاع اور فوج اور ہندوستانی
پولس والوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بھی درونک
سے کام لیں اور کوئی کام ایسا نہ کریں جس سے عالمہ خراب ہو
اگر انگریز پریل کے بعد ہندوستانیوں کو اختیار
نہ دیں تو ہم سب ہندو مسلمانوں کو گاندھی جی
کے عدم تشدد کے ذریعے کام شروع کر دینا چاہئے
کہ انگریزوں کو ہوجائیں۔ اور دیکھو ہوجائیں۔ اور ان
یہاں رشتہ نشین ہو جائے۔

مسلم امتی جو ہم پر ہے ہندوستانی بھائیو!
یا اللہ تو میرے بچے ٹھکانا۔ اعلان سب انڈیہ
اور ہندوستانیوں کو غدر اور بغاوت اور فتنہ بھاد
سے بچا لے آمین! حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

وائسرائے کا اچھا کام

ہندوستان کے وائسرائے ہند ہندوستان کی خوراک کا انتظام کرنے کے لئے ایک مکمل اور مؤثر صوبہ جیٹرو کی ہے۔ اور انھوں نے سیاسی لیڈروں کو بھی اس مفید کام میں شریک کیا ہے۔ اور وہ اپنے تمام امور و سرون کو بطور عہدہ وائسرائے اُن کو حاصل ہے استعمال کر رہے ہیں۔ اس موقع پر اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ جوچیز انھوں نے شروع کی ہے وہ بادشاہوں اور اُن کے نائبوں کے فرائض میں داخل ہے۔ اور انسانوں کی سب سے بڑی املا یہی ہے کہ اُن کے پیٹ کا انتظام کیا جائے کہ بلکے میدان میں بید کی فوج کو نہ گولہ شست ملتا تھا۔ نہ تو اس۔ نہ کھن نہ چار۔ نہ مکلف کھانے صرف فی کس ڈیڑھ سیر جوڑ ملے تھے اور ڈیڑھ سیر جوڑ سے پیٹ بھرنے کے لئے بڑی سہاویوں نے اپنے رسول کے نواسے کو اور اُن کے بچوں کو تین دن بھوکا پیاسا رکھا کر ڈالا تھا۔

جب ہندوستان میں گاندھی جی نے چرنے کی تحریک جاری کی تھی تو میں نے لکھا تھا کہ کپڑے کے بغیر لنگوٹی باندھ کر ہم زندگی قائم کر سکتے ہیں لیکن روٹی کے بغیر ہماری زندگی قائم نہیں رہ سکتی۔

پانچوں انگلیاں ایک ہو جاتی ہیں

جولوگ ہندوستانی قوموں میں ایک پیرا کرنا چاہتے ہیں اُن کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہر آدمی کے ہاتھ کی انگلیاں باوجود چھوٹی بڑی ہونے کے نوائے میں ملے جاتے وقت ایک اور پیرا ہو جاتی ہیں پس اگر کوئی شخص بغیر کسی چال بازی اور حیلہ سازی کے ہندوستانی

قوموں میں ایک پیرا کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کو ہندوستانیوں کی روٹی کا انتظام کرنا چاہئے۔ گاندھی جی اور سب ہندو لیڈروں کو یاد رہے کہ مسلم لیگ کی ترقی اور ایک جتنی کارزار محض یہ ہے کہ گاندھی نے اپنی حکومت کے زمانے میں مسلمانوں کی روٹی کے ورڈانے بند کرنے شروع کر دیے تھے۔ اس سے مسلمان گھبرائے اور مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آگئے اور آج جن مسلمان گروں اور اخباروں اور تقریر کرنے والوں اور شعاعوں کو کانگریس روپیہ اور روٹی دے کر مسلمانوں کی مخالفت کر رہی ہے اس سے کانگریس کو کچھ حاصل نہیں ہوگا بلکہ اس کا نتیجہ کانگریس کے آئندہ زمانے کے لئے بہت خطرناک نکلے گا۔

احتکار جرم ہے

وائسرائے کو معلوم ہونا چاہئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے نہ کسی بادشاہ نے نہ کسی پیغمبر نے نہ کسی حکیم و فلاسفر نے نہ کسی رفیاعرصے انسانوں کی خوراک کے انتظام کی طرف توجہ کی تھی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا یہ سب سے بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے باوجود ظاہری علم حاصل نہ کرنے کے اپنی امت کو حکم دیا کہ احتکار بہت بُرا گناہ اور بہت بڑا جرم ہے۔ احتکار عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانے۔ پینے۔ پہننے اور زندگی کی تمام ضروریات کی چیزوں کو زیادہ نفع کمانے کے لئے روک کر گھروں میں رکھنا بہت بُرا گناہ اور بہت بڑا جرم ہے۔

میں نہیں جانتا کہ بنی امیہ اور بنی عباس اور اُن

کے بعد کے بادشاہوں نے اس حکم اختیار پر عمل کیا یا نہیں کیا۔ اور کیا تو کس حد تک کیا۔ البتہ یہ جانتا ہوں کہ ہندوستان کے موجودہ لوگوں نے چاہے وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہوں یا کانگریس کے ساتھ ہوں کبھی مسلمان غلہ فروش کو اس حکم سے آگاہ نہیں کیا۔ کیونکہ غلہ فروش مسلمان تاجر وہ اُن کو نذرانے ملتے ہیں۔ اور وہ اپنے نذرانوں کی غرض سے کسی مسلمان غلہ فروش کو یا ضرورت انسان کے مسلمان تاجروں کو احتکار کا مسئلہ نہیں بتاتے۔ اس لحاظ سے میں اُن سب مولویوں کو اور مفتیوں کو احتکار کا جرم بتاتا ہوں کہ وہ رسول خدا کے ایک ضروری حکم کو اپنے دلوں میں اور گروں میں چھپا کر رکھتے ہیں اور صرف ایسے جھگڑے عوام کے سامنے بیان کرتے ہیں۔ جن سے عوام میں لڑائیاں اور فساد ہوں اور فرقہ بندی بڑھے۔ اور مولوی لوگ ایک ایک فرقے کے جوہری بن کر بیٹھ جائیں۔

جس رسول خدا کے اس حکم کو ہمیشہ بیان کیا اور کبھی کسی بڑے بیوپاری سے نہیں ڈرا۔ انہیں سننے پر نہ رہ سال پہلے براہ کے شہید مسلمان تاجر مال کو زبانی ہدایت کی تھی کہ انھوں نے ایک کرور روپے کے چاول نفع بازی کے لئے گوداموں میں بھروسے میں۔ اور یہ بات سخت گناہ ہے اور جب سچے مجال نے مجھے محفارت امیر جواب یاتو میں نے کہا تم نہ بدو دن اندر تباہ ہو جاؤ گے اور اُن کے شیخ خان بہادر احمد جاندھ نے جب مجھ سے کہا کہ آپ ہمارے سیٹھ کو بدو ہانہ دیکھتے تو میں نے جواب دیا تھا۔ میں ایک بے حقیقت اور بے کرامت آدمی ہوں۔ نہ میری دُعا تمہارے سیٹھ کو مفید ہو سکتی ہے نہ میری بددعا

مذہب کے سیٹھ کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ البتہ تمہارے سیٹھ کا حرم اختیار خود ان کے لئے ایک جسم بوجھا ہے۔ جو یقیناً پندرہ دن کے اندر ان کو تباہ و برباد کر دے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سیٹھ جمال کا پندرہ دن کے اندر دیوالہ نکلا۔ اور جنہوں کے بعد ان کا انتقال بھی ہو گیا۔ اور ان کی جائداد چکروروں روپے کی محنتی تباہ و برباد ہو گئی۔

لیں آج میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ مسادی کے ذریعے ان مسلمان تاجروں کو آگاہ کروں۔ جو انسانوں کے کھانے پینے اور زندہ رہنے کی ضروریات کو نفع کمانے کے لئے گھروں میں چھپا کر رکھتے ہیں کہ اگر وہ اس گناہ سے باز نہ آئے تو

سورج کے چالیس دو ختم ہونے سے پہلے وہ سب مختلف قسم کے آسمانی غذاؤں میں مبتلا ہو جائیں گے۔

راشن بندی کا بڑا انتظام

دہلی میں اور ہندوستان کے اکثر صوبوں کے شہروں میں اور دیہی ریاستوں میں راشن بندی جاری ہے۔ یعنی ذراک اور ضرورت کی چیزیں مقررہ مقدار میں حکومت تقسیم کرتی ہے۔ مگر قبول مہاجگان کا مذہبی کے بنیاد پر فی موبہاری اور سرکاری نوکرانہ اگر ایسا نہ ہو جائیں۔ اور ایمان داری سے کام کریں تو لوگوں کو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہو راشن بندی میں بھی یہی دیکھا جاتا ہے جو اہلکار محنتی اور دیانت دار ہیں ان کی بے قدری ہے

اور جو کام چار دار ہے دیانت ہیں ان کی قدر ہے اور انسانوں کو آرام دینے کا اصول اکثر کام کرنے والوں کے سامنے نہیں رہتا۔ گورنمنٹ نے راشن بندی ہندوستان میں کو ٹھیک لگی تکلیف سے بچانے کے لئے جاری کی تھی۔ کسی آدمی کو بھوکا مارنا نہ ملاحظہ تھا۔ مگر تجربے سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرے صوبوں میں بھی مجھ جیسے عوام کو تجربے ہوئے

ہوں گے کہ راشننگ کا کام کرنے والے انسانوں کی آسائش کا خیال نہیں رکھتے محض اپنی تنخواہ کا خیال رکھتے ہیں۔

دہلی راشننگ کے بڑے افسر رامادہانی صاحب سے کی جینے پہلے میں نے تحریری درخواست کی تھی کہ میری صحت کے لئے لال گہیوں درکار ہیں اور میں لال گہیوں کھانے کا کھادی ہوں جو راشننگ کی دکانوں میں موجود نہیں ہیں اس لئے مجھے میرے راشننگ کارڈوں کی بموجب مہر ولی سے لال گہیوں مہیا کرنے کی اجازت دی جائے اس کا جواب تین جہینے تک نہیں آیا۔ اور تین جہینے کے بعد تین میل کے فاصلے پر رہنے والے راشننگ افسر صاحب نے جوابیاں لے کر جواب دیا کہ مہر ولی سے گہیوں خریدنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

گز میں جانتا تو مہر ولی سے موٹر میں رکھ کر لال گہیوں لے آتا۔ اور سسر رامادہانی کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوتی۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ میں حکومت کے قانون کی عزت کرتا تھا۔ اور اس عزت کو اپنی شریعت کا حکم سمجھتا تھا۔

پنجاب مسلم لیگ حبتی

سرحد اور آسام میں مسلم لیگ کو کامیابی کم ہوئی مگر پنجاب میں بڑی کامیابی ہوئی۔ پنجاب میں مراکت بھی بہت زیادہ تھی۔ دلوں کو خوش کرنے کے یہ خیالات چند روزہ جہان ہیں۔

چشتی پانی کے کام کا وقت الگ

ہفتوں کا زمانہ ہے۔ مسلمانوں کے رسول نے چودہ سو برس پہلے اس وقت کی خبر دیدی تھی اور فرما دیا تھا کہ جب وہ وقت آجائے تو گھر کے ٹاٹ بن جانا۔ یعنی خانہ نشین ہر جانا۔ اس چشتی پانی کو فتنہ فساد کی باتوں سے بچنا اور دلوں

کو بچانا اور سب جگہوں سے الگ ہنا ضروری ہے۔

کال نہیں ہے خیال ہے

ہندوستان میں جس کال کی دہوم ہے۔ وہ انسان کا بنایا ہوا خیال ہے۔ خیال ایک بے وجود چیز کہہ سکتے ہیں مگر انسان میں طاقت ہے کہ وہ خیال کو موجود بنا سکتا ہے اور اس نے کروڑوں ذیلیں کو یقین دلادیا ہے کہ کال ہے۔ میں کہتا ہوں کال کب نہیں تھا۔ جب سے جنگ شروع ہوئی ہم کال میں مبتلا ہیں اور میں تو اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ راشننگ کے ہاتھوں ایک جہینے سے آدھا پیٹ کھانا کھا رہا ہوں۔ اور آدھا پیٹ راشننگ کے نور سے بھرتا رہتا ہوں۔ پہلے بھی خوش تھا اب بھی خوش ہوں۔

وزیر ہند کا راشننگ کارڈ

دہلی راشننگ آفس کے ذمہ داروں کو جاننے کہ وہ وزیر ہند کے لئے ابھی سے راشننگ کارڈ تیار کر لیں کیونکہ وزیر ہند دہلی میں نہ تھے اور جمہوری اصول سے وہ بھی ہماری طرح راشن کارڈ کے محتاج ہیں اگر ان کو راشن کارڈ دینے میں ایسی ہی دیر لگائی گئی جیسے کہ میرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو ۱۶ فروری سے آج ۲۳ فروری تک راشن کارڈ نہیں ملے ہیں تو اس لئے ہند کو بھی میری طرح دینا آدھا کھانا وزیر ہند کو دینا پڑ گیا۔ اور ماٹ صاحب اور وزیر ہند دونوں آدھا پیٹ کھا لیں گے اور سسر رامادہانی کے خلاف وزیر ہند کو بھی ایک نوٹ شائع کرنا پڑ گیا۔

دہلی پرستان کی چڑیلیں

دہلی کے چادڑی بازار میں زندیاں بستی تھیں اب ناہروی دروازے کے باہر آباد کرنی لگی ہیں۔ اور اس کو پرستان کہا جاتا ہے۔ پرستان

مرد وئے مورتے ہیں۔ اور ان کو شیطان اور بھوت بھی کہا جاسکتا ہے۔ اور عورتوں کو پریاں کہا جاتا ہے۔ مگر وہی کے پرستان کی مردیاں پریاں نہیں چڑھیں ہیں۔ کیونکہ چڑیل اردو زبان میں اس عورت کو کہتے ہیں جو بری کے بولس ہو اور چونکہ پرستان بازار میں رہنے والی مردیاں فلم اسٹار یعنی فلمی پروں کے الگشن میں بائیں ہیں۔ اس لئے وہ پریاں نہیں رہیں چڑھیں بن گئیں ہیں۔ اور جو مرد وہاں جاتے ہیں وہ بھوت ہیں۔ اور اس رضا کار پولس کے ذریعے ان چڑھوں اور بھوتوں کے راز طشت از باطن کرنے والا ہے۔

مولانا ابوالکلام کا معشوق

کانگریس کے صدر مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے وزیر ہند ڈپوٹیشن کے ممبر سر کرس کے آنے کی خبر سنی تو ایک بیان شائع کیا کہ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ ڈپوٹیشن میں سر کرس بھی آئے ہیں۔ اور میں دوبارہ ان سے ملنے کی لذت حاصل کر سکیں گا۔

کسی اردو قصبے میں پڑھا تھا کہ ”ایک بار دیکھا ہے۔ دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہے“ وہی انداز میں حضرت شیخ کانگریس کا ہے۔ ہم قیدان روسیہ بھی اس رات کی راہ دیکھ رہے ہیں جب مولانا حضرت امیر خسرو کا یہ شعر شرفرائیں گے۔

خی دام چہ منزل بود
شب جاسیکے من بودم
ہائے میں نہیں جانتا وہ کیا مقام تھا۔ جہاں کل رات میں تھا۔

رقیبان گوش بر آواز۔ اور ناز من نرساں
رقیب میری آواز سننے کے لئے کان لگائے کھڑے تھے۔ اور وہ پیارا ناز واداس تھا۔ اور میں درہم تھا
سخن گفتن چہ شکل بود۔ شرب جانیکیے من بود
بات کہنی کی شکل تھی کھل مات جہاں میں تھا۔

بیدار کرنے کے لئے لگائے بجائے کی بحث قائم کرنے کی کوشش کریں تاکہ یہ بنیاد اصلاح کو دور ہو جائے۔ اور ملک میں امن امان پیدا ہو۔

نظامی بنسری کی مجلسیں

موجودہ فکر و پریشانیوں کے زمانے میں سکالوں کو قرآن شریف کی تلاوت کرنی چاہئے۔ اور درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اور رات کو جب دنیا کے کاموں سے فرصت ہو جائے تو جمع ہو کر میری لکھی ہوئی کتاب نظامی بنسری پڑھیں اور سنائی جائے۔ تاکہ اخباری خبروں سے خیالات میں جو انتشار پیدا ہو وہ دور ہو جائے۔ اور سب کے دل انتشار و راولیا و اللہ کے ذکر سے مطمئن اور ایک سہ ہو جائیں۔

توجہ کی یکسوئی

دین کے سب کام اور دنیا کے سب کام توجہ کی یکسوئی کے محتاج ہوتے ہیں۔ مگر ہندوستانی لوگ کوئی کام دلی توجہ اور دلی یکسوئی سے نہیں کرتے اس واسطے ان کے کام ناقص اور ادبورسے رہ جاتے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ ان کاموں میں مضبوطی اور یکجہتی نہیں ہوتی۔

درویشوں میں توجہ کا لفظ بہت مشہور ہے۔ یعنی پیر لوگ اپنے حرم میں کو سنا سنے بٹھا کر کہتے ہیں۔ ”آج نہیں بند کر کے دل کی طرف خیال کرو۔ اور پھر پیر اپنی روحانی توجہ مریدوں کے دلوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں جس سے مریدوں کے دلوں میں خدا کی طرف یکسوئی کی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ توجہ کا لفظ عربی لفظ ہے اور وجہ سے بنا ہے۔ وجہ عربی زبان میں جہرہ کہتے ہیں اور توجہ کے لفظی معنی اپنے چہرے کو کسی ایک رخ کر دینے کے ہیں
لہذا جب تک ہندوستانی قوم اپنے سیاسی مفاد اور سوشل مفاد اور ذاتی مفاد اور مذہبی مفاد کی طرف پورے طور پر اپنے دلوں کو متوجہ کر کے کام نہیں کریں گی۔ کوئی چیز حاصل نہیں ہوگی۔

اسلامی شریعت میں گناہ جانا

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی کی وفات ۷۷۵ھ کی مہر سچ ثانی کی صبح کو ہوئی تھی۔ ان کی عمر ۷۵ برس کی تھی۔ اور ۷۵ برس یا چوبیس برس کی عمر میں ان کو حضرت بابا فرید الدین سودا خان شکر سے دہلی کی خلافت مل گئی تھی۔ اور خلافت حاصل ہونے کے شروع سے وفات تک حضرت لگانا دروازہ زانو قوالی سنتے رہتے تھے اور ان کی وفات کے بعد بھی جنازے کے آگے قوالی ہوتی تھی۔ اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضرت زہد بہت بڑے عالم تھے۔ محدث تھے فقیر تھے اور فقیہ تھے۔ اور ان کے پیر حضرت بابا صاحب بھی قاضی تھے عالم تھے محدث تھے فقیہ تھے۔ اور ان کے پیر حضرت خواجہ قطب الدین بخت باگانی بھی عالم تھے محدث تھے اور فقیہ تھے۔ اور ان کے پیر حضرت سلطان خواجہ سعید الدین حسن چشتی جہری بھی عالم تھے محدث تھے اور فقیہ تھے اور یہ سب باجوہ ساتھ قوالی سنتے تھے۔ اور جب حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کو سلطان غیاث الدین تغلق نے اپنے دربار میں بلا کر ہندوستان کے سنی عقلم سے قوالی کی نسبت متناظر کیا جس میں تمام ہندوستان کے نامور علماء و شایخ جمع تھے تو حضرت نے غصے سے کہنے لگے کہ کوئی کے قوالی کے منکر ہیں کہ لا جواب کرو یا تھا۔ لہذا ثابت ہو کہ گانے بجانے کے خلاف جو شورش علماء کی طرف سے کی جاتی ہے اس کا ان کے پاس ان حدیث کی سند سے کوئی ثبوت نہیں ہے نہ ہی کتاب فائین کن میں یا کتاب تریا کہ قرآن شریف میں گانے بجانے کے خلاف کوئی صاف یا مجمل یا صریح حکم نہیں ہے اور حدیث سے ثابت ہے کہ رسول خدا نے باجوہ ساتھ گانا سنا ہے اور صحیح حدیث بھی صحیح سند بھی جو ہے کہ حضرت نے حکم دیا کہ ”نکاح سچوں میں کیا کرو۔ اور نکاح کے بعد باجوہ کرنا گناہ کا اعلان کیا کرو۔“ پس شہابی پارتی کے ممبروں کا فرض ہے کہ وہ اہل شریعت اور اہل طریقت میں اختلاف

اور ملک میں امن امان پیدا ہو۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۸ صفر ۱۳۵۵ء ۲۴ جنوری ۱۹۳۶ء بروز جمعہ ۱۳
ناگ پور، صبح ناگ پور پر گانسی پہنچی۔ تو خان بہاء
خانظہ ولایت اللہ صاحب اپنے پوتے انعام اللہ
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ اور سترہوں کے دو ٹوکے
بھی لائے تھے۔ اور اپنا کلام بھی سنایا تھا۔ جو سترہوں
سے زیادہ شیریں تھا۔ صبح خلافت عدالت جاری تھی
دو دنوں وقت ریل کا کھانا کھا یا تھا۔ ریڈیو سن
دہلی کا قلمی فارسی روزنامہ چمن برونیا تھا۔ سردی
کم ہے۔

کچھ پال، بھوپال بریڈت کے دس بجے گاڑی
پہنچی۔ میں سو گیا تھا۔ نوٹر صاحب چاند پوری اور
رشدی صاحب ایڈیٹر زمانہ اخبار ندیم بھوپال
اور مہتابا صاحب لکھنوی ملے آئے تھے۔ اور
خطاب کی مبارک یاد کے پھول بھی لائے تھے
عبدلغیم خاں صاحب ان سے ملے۔ مگر انیسویں
ہے کہ میں خواب غفلت میں رہا۔

۱۹ صفر ۱۳۵۵ء ۲۵ جنوری ۱۹۳۶ء جمعرات ۱۳
آگرہ، صبح آگرے پر سید ادریس زماں صاحب ملے
آئے تھے۔ اور آج بھی میں نے چاہی تھی۔ گاڑی
ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ ایک بجے دہلی پہنچی۔ خواجہ
سید حسین نظامی اور خواجہ سید علی نظامی اور
مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی اور
سید بشارت علی صاحب نئی دہلی اسٹیشن پر موجود
گھر میں آکر غسل کیا۔ کھانا کھایا۔ کچھ دیر چوربانو
اور بچوں سے باتیں کیں۔ سردی کم ہے۔ ریل میں
دورات اچھی نیند نہیں آئی۔ اس کی وجہ سے جسم
پریشان بھی ہے۔

وزن بڑھ گیا، آج حسین نے مجھ کو ملا۔ ایک
من چودہ سیر تھا۔ لیکن سردی کے پکڑوں کا وزن

بھی تین سیر سے کم نہ ہوگا۔ اس لشکریک من
گیا رہ سیر فتن سمجھنا چاہئے۔

مبارک بادیاں، فغانان کے اور بستی کے
عبودت مرد خطاب کی مبارک باد دینے کے لئے
غلات تک آئے تھے۔ استاد شمس الدین وغیرہ
بھی ملے آئے تھے۔ سید انیس الرحمن نظامی بھی
ملے آئے تھے۔ اور میرے لئے اور سب بچوں
کے لئے پھولوں کے کٹتے بھی لائے تھے۔ صوفی
صاحب امیری میری دعوت کا قورمہ روٹی
لائے تھے۔

۲۰ صفر ۱۳۵۵ء ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء جمعہ ۱۳
چہلم، آج چہلم کی تعطیل ہے۔ میری بقی کے
قریباً علی گنج شاہ حواں کی کربلا میں بیٹے سے تعزیت
آتا ہے۔ اور رات بھر مجلس ہوتی ہے۔

میں نے جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں
پڑھی تھی اور روضہ شریف کے اندر بھی حاضری تھی
نہی۔ بارش نہیں ہے۔ سردی کم ہے۔ دن
بھر دہلی سے ملے والے آتے ہیں۔

ملنسار نظامی، بعد مغرب حکیم ملنسار نظامی
ملے آئے تھے۔

۲۱ صفر ۱۳۵۵ء ۲۷ جنوری ۱۹۳۶ء شنبہ ۱۳
نواب ظہیر یار جنگ بہادر، آج مولوی عبدالغفور
صاحب ناظم امور مذہبی خیر آباد کے ساتھ نئی دہلی
اسٹیشن پر نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے استقبال
کے لئے گیا تھا۔ مٹین ٹھیک وقت پر آگئی۔ نواب
صاحب سے ملاقات ہوئی وہ ریلوے سٹیشن
میں ٹھہر گئے۔

زیارات، نواب صاحب کے ساتھ نئی دہلی
کی نئی مسجد اور درگاہ حضرت خواجہ سید حسن برونیا

اور درگاہ حضرت شاہ عبدالسلام صاحب
فریدی میں حاضر ہوا تھا۔ اور شہری سجدہ میں نواب
صاحب کو دکھائی تھی۔ اور خانقاہ صابریہ میں بھی
گیا تھا۔ اور سنی اوقاف مجلس ملی کے دفتر میں بھی
نواب صاحب کے ساتھ گیا تھا۔ درگاہ حضرت
شیخ صاحب اور درگاہ حضرت سرمد شہید میں بھی
نواب صاحب کے ساتھ حاضری دی تھی۔

سردی آج بھی کم رہی۔

۲۲ صفر ۱۳۵۵ء ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء اتوار ۱۳
زیارات، شام کو منے کے بعد نواب ظہیر یار جنگ
بہادر اور مولوی عبدالقیوم صاحب اور مولوی غلام
خاں صاحب وغیرہ صاحب درگاہ شریف کی زیارت
کے لئے آئے تھے۔ ایمان خان سے میں کچھ دیر
بیٹھ کر چارونشی بھی کی تھی۔ درگاہ شریف میں بھی چارونشی
دی تھی۔ پھر درگاہ حضرت بنی بی نور صاحب میں نواب

صاحب کے ساتھ گیا تھا۔ جہاں حضرت بابا فہید
گو شکر کے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین شکر
اور حضرت بابا صاحب رحمہ کی صاحبزادی حضرت
بی بی فاطمہ کے مزارات کی حرمت نواب صاحب
تھے اور ان کی ہیکم صاحب نے نکالی ہے۔

درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کی حاضری
مغرب کے وقت نواب صاحب اور درگاہ حضرت
خواجہ قطب صاحب رحمہ میں حاضر ہوئے۔ تحصیل
صاحب جہر دی اور حکیم خواجہ سید طلال صاحب
سید نیل کشر وغیرہ بہت سے صاحبزادگان
دہلیک منتظر رہے تھے۔ وہ سب درگاہ

شریف میں ملے۔ نواب صاحب کے سر پر خزار
شریف کا خلائ رکھا گیا۔ اور شام کی نہایت
مؤثر دوا میں ہم سب کو شرکت کی سعادت

میں تھی۔

میں کبھی صاحبزادے سید یوسف علی صاحب نے نواب صاحب کو تبرک دیا اور بہت اطمینان کے ساتھ زیارت ہوئی۔ نواب صاحب بہت خوش تھے کہ یہاں کا انتظام بہت اچھا ہو گیا ہے میں نے کہا اب سب لوگ یہاں کے پیرزادے گذشتہ خوابوں کی اصلاح کرتے جاتے ہیں۔

قوالی کے رات کو سات بجے نواب صاحب میرے پاس قوالی کی مجلس میں آئے۔ جہاں بہت سے ہندو مسلمان جمع تھے۔ سرستان صاحب سہروردی اور اریازاں صاحب تنگ ایگرہ کیہا بخترا اور ملک محمد یارخان صاحب انصراشتنگ دہلی اور خان بہادر جودہری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقات محلہ اور شیخ محمد عبداللہ صاحب

انصراستانی اور محمد الوب صاحب سکریٹری دفتر سپلائی اور ضعیف الدین صاحب ایم اے سکریٹری بارڈنگ لائبریری وائیٹیر اور صاحب محمد واحدی صاحب ایڈیٹر نظام المشایخ اور محمد بشیر صاحب مالک اکسیری دواخانہ اور فاروقی صاحب مالک اندوختن دواخانہ اور میاں صاحب ایڈیٹر رسالہ کامیاب اور جودہری

غلام عباس صاحب ریزیدینٹ مجسٹریٹ نئی دہلی اور جودہری بی احمد صاحب سٹی مجسٹریٹ دہلی اور مولوی ولایت حسین صاحب انصراستانی اور مولوی طہیر الدین صاحب قریشی اور مولانا سید عبدالرؤف صاحب اور مولانا سید محمد طاہر صاحب امام عید گاہ دہلی اور ڈاکٹر شفا رام صاحب اور عبدالملک غامی نظامی اور

سید رھامز صاحب وکیل دہلی اور مولانا سید صاحب جعفری ایڈیٹر روزنامت دہلی اور مفتی شوکت صاحب بھی اور فاروقی فیروز الدین صاحب اور حکیم خواجہ سید ہلال صاحب اور تحصیلدار صاحب جہڑی اور محمد تقی نظامی صاحب

دکان شاہی علیہ سوسن دہلی اور غامی نظامی کے بھائی محمد امجدی صاحب اور حضرت حاجی میاں صاحب مخرمی فریدی اور شانہزادے معظم سلو صاحب تموری اور راج کشن صاحب بی لے اور سترتی محمد احمد اور مولانا عتیقی نظامی اور سید احمد مجتبیٰ صاحب اور سید علی مقتدی صاحب اور منشی نظیر احمد صاحب نقاش وغیرہ

بہت سے احباب تشریف لائے تھے۔ نظام راگی نے دو غزلیں گائیں نہیں میں نے ایک مختصر تقریر میں نواب صاحب کا تعارف بھی کر لیا تھا۔ اطراف کے صدر ہندو مسلمان نواب صاحب کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے تھے۔ عبدالملک غامی نظامی نے نواب صاحب کے خیر مقدم کی نظم بھی پڑھی جو حسب ذیل ہے۔

آفتاب آپ حقیقت میں ادب ہیں خیر آسمان جاہ سے پانی ہے ادب کی جاگیر آپ ہیں حضرت بابا کی حقیقتی اور لا د آپ کی بات میں ہے گنج شکر کی تاثیر آپ بھی بابا کی اولاد ہیں مرشد بھی مر ہے مرے واسطے دونوں کی برابر توفیر ہے عیاں چہرہ سے کیا شن بشیر الدولہ

ہم نے دیکھی ہی نہیں ایسی بشر کی تصویر نام نامی تھا پد رکا جو معین الدولہ آپ نے ورثہ میں پایا ہے بجا نام بہتر علم میں علم یاب آپ کا ثانی ہی نہیں حسن و اخلاق و سخاوت میں نہیں کوئی نظیر حیدر می شان کا یہ پختی ہے العباد حیدر آباد کے ہیں پانچ ٹھکریں کے وزیر

باریابی جسے حاصل ہوئی وہ مشا دہما آپ کی بزم سے جاتا نہیں کوئی دل گیر آج گھر پر مرے مرشد کے چہنے ہیں یہاں اس طرح آپ نے ہم سب کی بڑائی توفیر اپنے مرشد کی طبیعت کو جس پر پناہ ملی ہے دل میں دیتے ہیں دھار سار کے بے مروری

میں کہوں مرشد علی کے دعا پر آمین ہو دوا کا مرے مرشد کی عطا و تاثیر آپ دُنیا میں رہیں شاد ہمیشہ ہوں گی آپ کو شاد ہمیشہ ہی رہے رب تقدیر حکم کی مرشد اعلیٰ کے جو حکم ہے تعمیل میرے حمد و مدح ہے غامی یہ بڑائی توفیر

گلہ ستم ظہیر الدین صاحب قریشی خطاب کی تہنیت میں پھر لوں گا گلہ ستم لائے تھے چمن علی نظامی بھی لے آئے تھے۔ مولانا عتیقی نظامی جاڑے کی ٹوک لائے تھے اور میں نے کھائی تھی۔

سرسردی بڑھ گئی آج صبح سے سرودی بڑھ گئی ہے۔ رات کو بھی سرودی یاد رہی۔ مگر مجھے نیند بہت اچھی آتی ہے۔ البتہ بھوک نہیں لگتی۔

رحمت اللہ صاحب ایم ایل اے کی اننت پور مدراس کے رحمت اللہ صاحب بھی شریک مجلس ہوئے تھے اور میں نے ان کو نواب صاحب سے ملایا تھا۔ یہ بھی حال میں سنٹرل اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ بہت خوش عقیدہ اور بااثر مسلمان ہیں۔

۲۳ صفر ۱۳۵۵ ۲۸ جنوری ۱۹۳۶ء سرودی ہوئی جہاں کہ آج صبح مجھ سے حسین تھے شریک کار سیمہ جودہری آرڈینر دلال بذریعہ ہوائی جہاز دہلی پہنچے ہیں۔

سرسودی بڑی ہوئی کل سے سرودی میں اتنی ترقی ہوئی ہے کہ مجھے سوپ میں پیٹھے بغیر آرام نہیں ملتا۔ رات کو آگ بھی سامنے رکھتا ہوں۔

منشی جی کی دکان پر آج منشی قربان علی صاحب مرحوم کی دکان پر گیا تھا۔ اور بہت دیر وہاں بیٹھا تھا۔ حافظہ سید موسیٰ انصرا صاحب اور محمد حسین نظامی اور منشی نبین خوش نویس بھی تھے نمونے کی کثرت اور نگہ بارش نہیں ہوتی ہے

اس واسطے نمونے کی بیماری بڑھ رہی ہے۔ کمزور بچے اور عورتیں اور مرد زیادہ رو رہے ہیں۔

کام چھوڑنے کا مشورہ آج میں نے بر جوری سے کہا کہ اب میری صحت اتنی زیادہ خراب رہنے لگی ہے کہ میں اپنے بڑے لڑکے حسین کا اپنے پاس رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس واسطے میں نے حسین کو بدایت کی ہے کہ وہ دہلی سے دور کے سب کار و بار ترک کر دیں۔ اور میری آنکھوں کے سلسلے میں۔ بر جوری نے کہا مجھے آپ کے حکم کی تعمیل میں کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر امنیت پور کی فیکٹری کو حسین کی بہت ضرورت ہے۔ اگر یہ اس کو چھوڑ دیں گے تو ہم سب شریک بھی چھوڑ دیں گے۔ اور کارخانہ بند کر دیا جائیگا۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ بہار اکاؤنٹ خاد حسین کے حوالے کر دیں۔ کیونکہ انھوں نے باوجود تجربہ نہ ہونے کے تین چار سال تک بہت قابلیت کے ساتھ فیکٹری ہولڈنگ اور اس کا انتظام کرنے کا کام کیا ہے۔

۱۳۷۵ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۷ء بمطابق
بدن پر تیل ملوایا کہ سید فقیر الدین میری بستی کے ایک سن رسیدہ آدمی ہیں۔ انہی برس سے زیادہ عمر ہے۔ اور آجکل میرے ہاں رہتے ہیں۔ اور میں نے خاندانی قبرستان اور دادی امین باغ کا انتظام ان کے سپرد کر دیا ہے۔ آج انہوں نے میرے جسم پر خار سفورس کا تیل ملا تھا۔ دھوپ میں بیٹھ کر کپڑے اتارے تھے۔ مگر ٹھنڈی ہوا سورج کی آنکھوں

بچا بچا بدن میں گدگدیاں کرتی تھی۔ آج بھی دن بھر مختلف مقامات کے ملاقاتی ملنے آتے رہتے۔

چند انگریز کم شام کو نواب خواجہ محمد شفیع صاحب باقی اردو مجلس کے ساتھ دو انگریز اپنی ایک میم صاحب کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ایک انگریز اردو بھی بولتے ہیں۔ مگر ان کی میم صاحب نئی آئی ہیں اردو نہیں جانتیں۔ دوسرے انگریز انفارمیشن بورڈ کے افسر تھے۔ میں ان سب کو درگاہ شریف میں لے گیا انہوں نے جو قیام اتار دیں میم صاحب کے پاؤں میں موزے بھی نہیں تھے میں نے کہا سنگ مرمر کا ٹھنڈا فرش آپ کو تکلیف دینگا۔ میں موزے منگادیتا ہوں۔ مگر وہ خوشی خوشی ننگے پاؤں درگاہ شریف میں حاضر ہوئے۔ اولاً سب نے درگاہ کے خزانے میں روپے ڈالے۔

عین شریف آج رات کو تین بجے سید ابن عربی نے حضرت سلطان الشیخ خواجہ میر نظام الدین اولیاء کے مزار کو عرف گلاب سے غسل دیا تھا۔ صفر کے آخری چہار شنبہ کو رات کے تین بجے حضرت بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ خواجہ بالو گھر کی عورتوں کے ساتھ دو بجے سے درگاہ شریف کے اندر چلی گئیں تھیں مگر میں نا تو اتنی آمد کمزوری اور سردی کی شدت کے سبب نہ جاسکا تھا۔ البتہ میں نے آخری چہار شنبہ کے اوداد پڑھے تھے۔ اور اپنے لئے اور سب مریدوں اور دوستوں کے لئے دعائیں مانگیں تھیں۔

۱۳۷۵ھ ۲۵ جنوری ۱۹۳۷ء بمطابق
ریل پر صبح نماز کے بعد دہلی جکشن پر گیا تھا مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی حیدر آباد اجیر شریف سے واپس آئے۔ وطنی کمشنر صاحب نے گھر میں واپس آنے کے بعد دوبارہ سٹر لائبریری وطنی کمشنر صاحب دہلی سے ملے گیا تھا۔ ملاقات کر کے گیارہ بجے گھر میں واپس آ گیا تھا ملاقاتی کی منظر آباد کشمیر کے مسلمان گلستان پورستان ملے آئے تھے میں نے یہ دلچسپ نام سنے تو کیا شیخ سعدی کی دونوں بولتی ہوئی کتابیں خریدنے بھجوائیں ہیں۔ عبد الرشید صاحب صوفی اور نذیر احمد صاحب پشاور بھی ملے آئے تھے۔ خان بہادر گنپن حبیب الرحمن خاں صاحب سی۔ آڈی۔ ای۔ بھی خطاب کی مبارک باد دیتے آئے تھے۔ انھوں نے حیدر آباد بھی تہنیت نامہ بھیجا تھا مگر مجھے نہیں پہونچا دہلی آکر بہت سے اصحاب سے ملی سنا کہ انہوں نے مجھے تہنیت کے خط بھیجے مگر وہ مجھے نہیں ملے۔ یہ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب جہادی مرحوم کے فرزند ہیں۔ اور میرے بہت قدیمی عنایت فرما ہیں۔ سید سمیع الدین صاحب اردو توفی صاحب اجیری بھی ملے آئے تھے۔ یعقوب خاں قوال بھی ملے آئے تھے۔ میں نے زیدی صاحب وزیر اعظم راجپوت کو خط لکھا تھا کہ دہلی کے جن بدھے قوالوں کو حضرت امیر خسرو کا مثنوی کلام یاد ہے ان کو رام پور میں بلو اگر یہ نواب صاحب کے سامنے یہ کلام سنا آئے اور قلمبند کرادیجئے۔ تاکہ جو غلطیاں

۲۵ صفر ۱۳۴۵ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۲۵ء جمعہ دہلی
سیر ادلیا، آج صبح سید قاسم علی صاحب
کاتب نے کتاب سیر ادلیا کی نقل شروع
کی۔ حافظ عبد اللہ صاحب کاتب
نے جو ترجمہ لکھ لے ہیں۔ پوری کتاب پکا
جڑی ہے۔

ترجمہ خود کرونگا کہ چونکہ کشف المحجوب
کے بعد ہندوستانی فقہ کی کتابوں میں
سیر ادلیا سب سے زیادہ قدیمی
کتاب ہے اور اس کی تصنیف کو چھ سو
برس گزر چکے ہیں اور اس کا طرز تصنیف
بہت ہی اچھا ہے اور یہ میرے حضرت
یعنی حضرت سلطان المشائخ نے زمانے
کی کتاب ہے اور اس میں حضرت کی
پوری زندگی کے حالات ہیں اس لئے
اس کا ترجمہ اور اس کی شرح میں خود
لکھوں گا۔ اور نظامی ہنسی کے بعد
یہ کتاب ہی احوال ادلیا کی بہت
مقبول کتاب بن جائے گی۔

پانچ جلدوں میں شائع کرونگا کہ چونکہ
سیر ادلیا اصل فارسی اور ترجمے سمیت
شائع ہوگی اس لئے پانچ جلدوں میں
شائع کرنی مناسب معلوم ہوتی ہے۔
نظامی ہنسی کی بڑی چھپائی نے نظامی
ہنسی کی چھپائی بھی ہونے کے کئی سبب
ہیں۔ کہ دو برس تک کامیاں لکھی رہی
رہیں اور کاغذ نہ ملا۔ اور کاغذ نہ ملا۔
چکنا نہ ملا۔ اور چھپنے والوں نے
دوستانی بڑھائیں لگائی۔

خدا نے چاہا سیر ادلیا بہت اچھے
کاغذ پر بہت عمدہ دوستانی سے چھپائی
جائے گی اور جلد ہی بہت خوبصورت
بجوائی جائے گی۔

مولانا عبد القدیر صاحب کم ہندوستانی
دواخلے کے سابق منیر مولوی عبد القدیر
صاحب ملے آئے تھے۔ خطاب کی مبارکباد
بھی دی تھی۔

اسمبلی کے آج حسین اور برجوجی کے
ساتھ اسمبلی کے جلسے میں گیا تھا۔ کتبہ
پتی کا تماشہ معلوم ہوا۔ نئے صدر کی آواز
نرج دار نہیں ہے اور لباس کا رعب
بھی نہیں پڑتا۔ گیلری والوں کو آواز
بھی اچھی طرح نہیں آتی۔
تخو امیں بانٹ دیں کہ آج پہلی تاریخ
تھی میں نے تخو امیں تقسیم کر دیں۔ تین سو
روپے تقسیم کئے۔ پہلے سات سو روپے
تقسیم کیا کرتا تھا۔

حیدر آباد سے جن بیوہ عورتوں
کو ماہوار امداد ملتی ہے آج ان کے
انگوٹھوں کے نشانوں کی تصدیق کرانے
کے لئے دہلی کچری میں گیا تھا۔ اور لڑکوں
عزیز احمد خاں صاحب نے میری شناخت
پر تصدیق کی تھی۔

دوبارہ اسمبلی میں گیا تھا۔ سر
عزیز الحق کی تقریر سن لی تھی اور کانگریس
کو ہار تے دیکھا تھا۔

کیپٹن برہان الدین کے بھائی کے آج
گرانڈ ہوٹل میں لڑکے صاحب چیرال
کے بھائی سے ملنے گیا تھا جو اپنے بھائی
کیپٹن برہان الدین کے مقدمے کی بروی
کے لئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ جن پر
خیال آری میں شریک ہونے کا لازم ہے

یہ سب سولہ بھائی ہیں اور میرا ان
سب سے ملنا جلتا ہے۔ ان کے والد
مرحوم میرے بڑے مخلص دوست تھے۔
افلو تزدہ بخار کے خاتم کو بھیا فلو تزدہ

بھکر ہو گیا تھا۔ اور میں حضرت شیخ
کلیم اللہ جہاں آبادی کی درگاہ میں
حاضر ہو سکا جہاں آج فاروقی صاحب
مالک دواخانہ انڈو جینوں کے ہتھکڑیاں
سے عرس ہونے والا تھا اور جس میں
سفیر افغانستان بھی شریک ہوئے تھے۔
ہوائی جہاز کا سفر کم کل حسین اور
برجوجی اور لڑکے زادے لیاقت علی
خان ہوائی جہاز میں بمبئی جائیں گے۔
ایک ملکٹ ڈیڑھ سو روپے کا آیا
ہے۔ بارہ بجے روانہ ہو کر پانچ بجے
بمبئی پہنچ جائیں گے۔ آدھ گھنٹہ
احمد آباد میں بھی ٹھہریں گے۔

۲۸ صفر ۱۳۴۵ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۲۵ء شنبہ دہلی
خطاب کی پارٹیاں کہ رواج یہ ہے کہ
جب کسی کو خطاب ملتا ہے تو اس کے دوست
اجاب اپنی خوشی ظاہر کرنے کے لئے خطاب
پانے والے کو پارٹی دیتے ہیں۔ چنانچہ
دہلی سے علی نے حیدر آباد میں لکھا تھا کہ
میں نے پانچ سو روپے خرچ کرنے کا ارادہ
کیا ہے کہ جب آپ یہاں آئیں تو آپ کو
پارٹی دی جائے۔ میں نے لکھا "ایں خیال
است و محال است و جنوں" پھر دہلی
میں آیا تو مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے
سکرٹری ہارڈنگ لائبریری دہلی نے
یہی خواہش کی جس میں میرے دو مخلص
اجار قلیس دوست بھی ہمراہ تھے۔
میں نے ان تینوں سے بھی سعادت کی کہ
میں ایسا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد لاٹھی
بمبئی کے دو تاجروں کے ساتھ گئے اور
انہوں نے بھی ایک بڑے پیانے پر پارٹی
دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے ان سے
بھی انکار کر دیا۔ کیونکہ پارٹیاں دینے

اور لینے کا مقصد محض یہ ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کو یہ اندازہ ہو جائے کہ پبلک اس خطاب سے خوش ہوئی ہے اور یہ معلوم کرنے کے بعد وہ کوئی اور خطاب بھی دے۔ اس لئے میں بارہائی نہیں چاہتا۔ اگر گورنمنٹ یہ سمجھے کہ لوگ اس خطاب سے خوش نہیں ہوئے ہیں لہذا آئندہ حسن نظائی کو کوئی اور خطاب نہ دیا جائے تو اس سے مجھے کچھ نقصان نہیں پہونچے گا۔ کیونکہ شمس العلماء خطاب ایک علمی حیثیت کا خطاب ہے اور باقی کسی اور بڑے سے بڑے خطاب میں علمی حیثیت نہیں ہے۔ اس واسطے میں اب کسی دوسرے خطاب کا آئندہ و منہ نہیں ہوں اور تحقیقت تو یہ ہے کہ میں اس موجودہ خطاب کا بھی کبھی آرزو و منہ نہیں ہوا تھا۔ حسین کی روانی کی آج گیارہ بجے سید ابن عربی اور علی اور سلمان اور قدسیہ کے ساتھ حسین اور ان کے فریڈ کا درجہ رچی آرڈر شرد لال کو ہوائی جہاز میں سوار کر لئے گیا تھا۔ اور وہاں ان مسافروں سے ملاقات ہوئی تھی جو حسین کے جہاز میں بمبئی جا رہے ہیں۔ سیٹھ احمد ارون جعفر ممبر اسمبلی بھی وہاں ملے۔ اور انہوں نے ہزہائی انس مہاراجہ جو بمبئی سے بھی مجھے ملا یا۔ خان یادر حاجی رشید الدین صاحب آدمی کنٹر اکثر بھی وہاں تھے۔ نواب زادے لیاقت علی خان صاحب بھی ہاں چہاز میں بمبئی گئے ہیں ساڑھے گیارہ بجے ہوائی جہاز بمبئی سے آیا۔ اور اس سے میجر شاہ صاحب سول سرجن نئی دہلی

بھی اترے جو آریمل مولوی زاہد حسین صاحب صدر انجمنہام فنانس کو دیکھنے حیدر آباد گئے تھے جن کو قلمی دورہ ہو گیا تھا۔ حسین کا جہاز ساڑھے بارہ بجے دہلی سے روانہ ہوا۔ تین بجے احمد آباد پہونچا ہو گا۔ اور چالیس منٹ ٹھہرنے کے بعد ساڑھے پانچ بجے بمبئی پہونچ جائیگا۔ خواجہ بانو نے اور گھر کی سب عورتوں نے موتی محل کی چھت پر چڑھ کر حسین کے جہاز کو دیکھا۔ میں ہوائی اڈے سے واپس آیا تو وہ سب چھت پر تھے۔ اور ہوائی جہاز کی نسبت آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے ماں کی محبت اور باپ کی محبت کا فرق معلوم ہوا۔ اور میں نے یہ سمجھا کہ محبت کی گہرائیوں کو سمجھنا ہوا اور اس کے درجوں کو سمجھنا ہوتا اس قسم کے واقعات سے بہت کچھ سمجھ میں آسکتا ہے۔ مگر مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی محبت کو جو اولاد کے ساتھ قدرتا ہوتی ہے۔ ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہوں البتہ بعد مغرب حسین کے دفین لڑکوں کو میں نے اپنے پاس بٹھایا اور مجھے ان بچوں کے پاس بٹھاتے سے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔

چودہری جنم علی نظامی نے پھول بھیجے تھے۔ عبدالحسین صاحب بلوچرے ملے آئے تھے۔ سید سیح الدین صاحب اور منشی نذیر احمد صاحب بھی ملے آئے تھے۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔

رام پور کا شلیفون کچہ ہزہائی انس نواب صاحب کے ایڈیسی آغا خان

صاحب کا رام پور سے شلیفون آیا تھا کہ ہزہائی انس فرماتے ہیں کہ بہت دن سے ملاقات نہیں ہوئی۔ رام پور آگئے ہیں نے جواب دیا پیر کے دن آجاؤنگا۔ مگر سردی کا کیا حال ہے؟ آغا خان صاحب نے کہا سردی کم ہے۔

۱۹۶۶ء فروری ۲۵ء

حسین کا تار کچہ آج صبح بمبئی سے حسین کا تار آیا کہ خیریت سے بمبئی پہونچا۔ ہوائی جہاز کا سفر بڑا مزے دار تھا۔ میں نے ہنس کر کہا مگر تہذیبی ماں کا خیال ہے کہ یہ سفر بہت بے مزہ تھا۔ کیونکہ وہ رات بھر فکر مند رہیں۔

مسلم کی قبر کے میری بڑی لڑکی حور بانو کے لڑکے کا نام مسلم تھا۔ اور میں نے اس کی تصویر اپنی گود میں بٹھا کر کھچی تھی۔ اور اس نے میری گود میں پیشاب کر دیا تھا۔ اور فرش پر جو پیشاب گرا تھا اس کی تصویر بھی آگئی تھی۔ اور میں ہمیشہ حور بانو سے کہا کرتا تھا تمہارا بیٹا مر گیا۔ مگر اپنی صورت اور اپنا پیشاب تصویر میں یادگار چھوڑ گیا۔ کل حور بانو نے مجھ سے کہا آپ نے بے شمار لوگوں کی قبریں بنوا دیں۔ مگر میرے چاند کی قبر نہ بنوائی۔ جب سے وہ غروب ہوا ہے کبھی پھر طلوع نہیں ہوا۔ مجھ پر اسکی بات کا بہت اثر ہوا تھا۔ اس نے آج میں نے مسلم کی پکی قبر بنوانے کا اہتمام کیا۔ جس پر یہ کتبہ بھی لگاؤنگا۔

”میاں میری بڑی بیٹی حور بانو کا بیٹا سید مسلم خاک کی گود میں بڑا ہوتا ہے۔ میرا بیٹا اسے تھا اور ماں باپ کا لال تھا۔“

ان کے تلفظ کی ہوں وہ درست ہو جائیں۔ اور حضرت امیر کا بندی کلام جتنا ان کو یاد ہے وہ محفوظ ہو جائے ورنہ ان کے مرتے کے بعد یہ کیا چیزیں بالکل نایاب ہو جائیں گی۔

نیازی صاحب کم شام کو عبد اللطیف صاحب نیازی انصرا لکھنؤ میں تھے اور چودہری غلام عباس صاحب ریڈیو قسطنطنیہ دہلی اور خان بہادر محمد حسین صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پشاور ملنے آئے تھے۔

بلیٹی سے بحث کم آج خود باتوں سے کتاب "سیرالاولیاء" کی نسبت مجھ سے گفتگو کی۔ اس کو چین میں سیرالاولیاء میں نے پڑھا تھا تھی جس کی عبارتیں اب تک اس کو یاد ہیں۔ نظامی ہنری میں جو حصہ سیرالاولیاء سے اقتباس کیا گیا ہے۔ اس کی نسبت وہ بہت دیر تک گفتگو کرتی رہی۔ اور مجھے اس کی خوش بیانی اور دانش مندی اور صحیح رائے زنی سے بہت خوشی ہوئی۔ میں نے کہا ہم تم کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں۔ بہن کر جواب دیا خدا نے حضرت آدم کو خلیفہ بنا کر سب فرشتوں کو آدم کا دشمن بنا دیا۔ آپ مجھے خلافت دیں گے تو آدمی میرے دشمن ہو جائیگا۔ قتل کی سالگرہ کم آج میرے قتل کی انیسویں سالگرہ ہے۔ یعنی ۱۹۲۷ء کی شام کو ساڑھے سات بجے مجھ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ اور جس میں میرے خسر شہید ہو گئے تھے آج اس کی انیسویں سالگرہ ہے۔ یہ سالگرہ ہے مجھے اور میرے

تبعی رفیقوں کو ہمیشہ یاد رکھی ہے۔ تاکہ ہمارے دلوں سے یہ خیال بعد نہ ہو جائے کہ دین کی اور قوم کی اور ملک کی خدمت کرنے والوں کو کیسے کیسے کھن اہماتھان دینے پڑتے ہیں۔

۲۵ صفر ۱۳۶۶ھ ۱۹۴۷ء میں انیس برس کا نوجوان ہوں کہ چونکہ کل ۳۰ جنوری کی شام کو میرے قتل کی انیسویں سالگرہ تھی اس واسطے آج میں یہ لکھ سکتا ہوں کہ میں نے آج انیسویں سال میں قدم رکھا۔ کیونکہ قاتل نے مجھ پر چار گولیاں چلا کر اپنی دانت میں مجھے مار ڈالا تھا۔ اور پھر میں دوبارہ پیدا ہو گیا تھا۔ یا خدا نے مجھے دوسری زندگی عطا فرمائی تھی۔ اس لحاظ سے آج میں انیس برس کا جوان ہوں۔ اور میرے اندر وہی عزم ہے وہی بہت ہے وہی جوش ہے وہی عملی قوت ہے جو انیس برس کے مسلمان نوجوان میں ہوتی چاہیے۔ آج میں اپنے اندر شہیدوں کی ارواح کو سایا ہوا دیکھتا ہوں اور ہر اس قوت سے جو یزیدی قوت ہو لڑنے اور شکرانے اور اسکو ملیا میٹ کر دینے کے خیال میں رہتا ہوں۔ لوہے کے آج پچھلی رات حیدر آباد کی نسبت چار لوہے کے بچے تھے جن میں دو بال تصویر خان ہوں گے۔ اور جن کو ہندوستان کے بارہ صوبوں کے ہر شہر اور قصبے اور گاؤں تک پہنچایا جائے گا۔

ہمارا راجہ ریواں کی معزولی کم آج

صحیح ریویکی خبروں میں ہزار ہائی نس ہمارا راجہ ریواں کی معزولی کا حال سنا۔ ان کے والد میرے ملنے والے تھے۔ جب میں ریواں گیا تھا اس وقت یہ راجہ بچے تھے۔ اور ان کے والد میرے ہاں قوالی کی مجلس میں آئے تھے۔ اور میرے کہنے سے انہوں نے اپنی رعایا کو اور فوج کو حکم دیا تھا کہ جو مسلمان نماز نہیں پڑھے گا اس کو دوڑ آئے جرمائے کی سزا دی جائے گی۔ اور انہوں نے ریواں کی درگاہ کا متولی بھی میری سفارش سے مقرر کیا تھا۔

جب معزول راجہ جوان ہوئے۔ اور گدی پر بیٹھے تو میں دہلی میں ان سے ملا تھا۔ اور ان کی باتوں سے مجھے اندازہ ہوا تھا کہ وہ مسلمانوں سے ملاؤں نہیں ہیں۔ اور ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مگر جب ان پر قتل کا الزام لگایا گیا۔ اور مقدمہ چلا تو دو مسلمان بے دل یعنی لڑا صاحب صاحب بھائی اور لڑا صاحب رام پور نے ان کی مدد کی۔ اور میں نے بھی اپنے دوست ہمارا راجہ کا فرزند ہونے کے سبب منادی میں بھی ان کی حمایت میں لکھا اور پولیس ڈپارٹمنٹ میں بھی ان کے لئے کلمہ خیر کہا۔ اور ریواں کے مریدوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ ہمارا راجہ کی مدد کریں۔ چنانچہ میرے مرید حافظ محمد رضوان خان نکاحی وکیل ریواں نے ان کی حمایت کے جرم میں جیل خانے کی تکلیفیں اٹھائیں۔ مگر جب وہ دوبارہ گدی پر آ گئے تو انہوں نے اپنے مسلمان مددگاروں کو فراموش

کر دیا اور کانگریس سے ساز باز کر لی اور ہندو جو ابر لال نہرو نے ان کی مدح سرائی میں ایک تقریر شائع کر لی اب ہزار کیلینسی وائسرائے نے ان کی بے اصولی اور نافرمانی کو واضح طریق پر بیان کر کے ان کی معزوری کا اعلان کیا ہے اور ان کے جو ان بیٹے کو رپواں کی گدی دیدی ہے۔ امید ہے یہ واقعہ ان سب دالیان ریاست کی آنکھیں کھول دینا جو بے ثبات انقلابی تحریکوں میں خریک ہو کر اپنی پرانی روایات کی خلاف ورزی بھی کرتے ہیں۔ اور برٹش حکومت کی ان خوبیوں سے سبقت بھی نہیں لیتے جن کی وجہ سے ریاستیں صحیح معنوں میں جمہوری خود مختار ریاستیں بن سکتی ہیں۔

ملاقاتی خلیل احمد نظامی دہلی سے ملے آئے تھے۔ نئی دہلی میں پول کیٹی کے چند افسران ہاؤس شیس بھی ملنے آئے تھے۔

مولانا عبد القیوم صاحب آج حیدر آباد کی سلطنت کے ناظم امروہی مولانا عبد القیوم صاحب حیدر آباد واپس چلے گئے۔

نواب زادے لیاقت علی خاں آج دہلی کو نواب زادے لیاقت علی خاں صاحب سے ملے گیا تھا۔ اور صوبہ کے الیکشن کی تفصیلات اور حقیقتیں معلوم کیں تھیں۔

حاصلہ آج منشی قربان علی صاحب کا چلیم تھا۔ خواجہ بانو اور ان کی بہن بھی میرے ساتھ منشی جی کے مکان پر گئیں تھیں۔ منشی جی کی بیوہ بھی طویل و

منشی جی کی منہ بولی بی بی بشری امدان کے شوہر اطرہ بھی ملے۔ اور منشی جی کے منہ بولے بیٹے محمد حسین نظامی اور ان کی بیوی بھی ملیں محمد حسین پیدا ہوئے تو ان کے ماں باپ نے زندہ رہنے کی غرض سے ان کو مسجد کی نذر کر دیا تھا۔ اور منشی جی کا بلیہ نے دس پیسے اس بچے کو خرید لیا تھا۔

دوہری خوشی کے منشی جی کی بیوہ نے کہا آپ حیدر آباد میں تھے۔ منشی جی کے انتقال کا وقت آیا تو انھوں نے کچھادوکان کے سلسلے میں سات سو روپے خواجہ صاحب کے مجھے دینے میں۔ اس کے بعد منشی جی کی بیوی نے کہا منشی جی کی روح پر اس قرض کا بوجھ ہے۔ اور میں اس کو ادا کرنا چاہتی ہوں۔ میں نے کہا اگر تم یہ رقم مجھے دیدو گے تو مجھے خوشی ہوگی۔ لیکن اگر میں اس رقم کو معاف کر دوں گا تو مجھے دوہری خوشی ہوگی۔ ایک اس کی خوشی کہ میرے والد کے دوست کی روح قرض کے بوجھ سے آزاد ہو جائے گی۔ اور ایک اس کی خوشی کہ میرا خیر مجھے یہودی اور ہندو سا ہو کر رہیں سمجھ گا بلکہ ایک مسلمان مان لیگا۔ روپیہ آئی جانی چیز ہے۔ خدانے مجھے لاکھوں روپے دیئے اور میں نے لاکھوں خرچ کئے۔ اور میں میں نہیں چاہتا کہ روپیہ جمع کر کے مر جاؤ اور بوجھ مجھ پر بعد از غیش کو ادا کرے اس لئے میں کہتا ہوں کہ اگر کچھ منشی قربان علی صاحب کے ذمے میرا تھا تو وہ میں نے پانی پانی معاف کیا۔ اور آئندہ کے لئے میں نے اقرار کیا کہ جب

تک زندہ ہوں ان کی بیوہ اور ان کی منہ بولی اولاد کی پرورش کے لئے جو کچھ خدا مجھے دینا پیش کرتا ہوں گا۔ میں نے منشی جی کی نیاز میں جتنی مسواک تھی۔ جتنی شیشی تھی۔ جتنا زنجیر بکڑے تھے۔ اگرچہ میں ان رسول کو غیر ضروری سمجھتا ہوں۔ تاہم رسول کو زندہ رکھنا بھی لازمی ہے اس واسطے میں نے نیاز تو دیدی لیکن دل میں ہندو رہا۔ منشی جی کی بیوی اور بہنوں نے میرے ہاتھ دھلائے۔ کھانا کھلایا۔ اور مجھے ایسا ہی لطف آیا جیسا لطف حسین اور علی کی بیویوں کے کھانا کھلانے میں آتا ہے جب کہ وہ دونوں مجھے کھانا کھلاتی ہیں ملاقات کے شام کو ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب اور مسٹر یوسف عبد اللہ ہارون صاحب اور مسٹر رحمت اللہ صاحب ممبران اسمبلی کے مکانوں پر ملے گیا تھا۔ حسین بھی میرے ساتھ تھے۔

آج بھی سرون زیادہ تھی۔ مگر مجھے نیند اچھی آئی۔ منہ کے کا اثر ہو گیا ہے

جو دہری چمن علی نظامی نے پھولوں کے پانچ گلدستے بھیجے تھے۔ تیل پورے محمد جعفر خاں صاحب ہرج من ملے آئے تھے۔ مولانا عظمیٰ نظامی کے بھانجے بھی آئے تھے۔ اور ہونے سے لکھن نظامی آج آئے ہیں۔ امروہے سے مولانا عبد اللہ صاحب کا صاحب اولاد

کتاب کے لئے کچھ کرائے ہیں۔ یہ کتاب پچاس جزیں پوری ہوگی۔ پہلا اصل خدائی خلیہ کرونگا پھر ترجمہ۔

۱۳

مسیحا نظامیؑ آج شام کو مکیم ابراہیم صاحب
متمددیشی نواب صاحب ملے آئے تھے اور
ان کے فرزند مکیم مرزا اسحاق بیگ مسیحانظامی
بھی شفقت علی خاں صاحب کے ساتھ ملے
آئے تھے۔

پرانے بابے آج ملت کوہنرائی نس کے
عجم سے پرانے زمانے کے بارہ بابے مجھے دکھا
گئے تھے۔ جن میں سے بعض میرے لئے بالکل
نئے تھے۔ اور اس سے پہلے میں نے ان کو نہیں
دیکھا تھا۔

چاند ہو گیا آج رام پور میں پہلی تاریخ مانی گئی
ہے۔ کل شام کو چاند نظر آ گیا تھا۔
ماہ صبیح اول سنہ ۱۳۶۷ھ فروری سنہ ۱۹۴۷ء
جیسے گرم آہنرائی نس نواب صاحب رام پور
کی نیافضی اور دادھش تمام ہندوستان میں
مشہور ہے۔ آج صبح دہلی کے قوالوں کے لئے
اتنا بڑا انعام تھا کہ دونوں قوالوں کی جیسیں
لہالب بھر گئیں اور سردی کے موسم میں خوب
گرم ہو گئیں۔ حکیم ابراہیم بیگ صاحب متمددیشی
اور ان کے فرزند مکیم مسیحانظامی اور شفقت علی
خاں صاحب اور آغا خاں صاحب ملٹری سکریٹری
ملے آئے تھے۔

بکھرے موتی آہنرائی نس کے پرائیویٹ سکری
سباں عطاء الرحمن صاحب جو میاں سر محمد شفیع
کی فیملی میں ہیں ملے آئے تھے۔ اور اپنی ایک
کتاب بکھرے موتی، نام کی بھی میرے لئے
لائے تھے۔

ہتھیلی پر سر رسولؑ کو کوئی کام بہت زیادہ
جلدی ہو جائے تو کہتے ہیں ہتھیلی پر سر رسولؑ
مگر آج نواب صاحب کے بارہ بچوں نے کمال
کردیا یعنی جب میرے دہلی جانے کی خبر معلوم
کی تو آدھ گھنٹے کے اندر کھانا تیار کر کے لے آئے۔
سب سے جلد حیرت اس کی ہے کہ کھانے کی قسم

کے تھے۔ اور ان میں مرغ مسلم بھی تھا جو در
جب میں نے یہ کھائے گنگا کے کنارے میوہ کو
کھائے۔ اور مرغ مسلم کو بھی چکھا تو وہ بالکل
نئی ترکیب سے پکا ہوا تھا۔ اور اس کا گوشت
جلدے کی طرح نرم اور خوب گلا ہوا تھا۔ اس
لئے مجھے حیرت ہوئی کہ اور کھانے تو جلدی
لک سکتے تھے۔ مگر یہ مرغ مسلم آدھ گھنٹے میں
کیونکر تیار ہو گیا۔

دہلی تک موٹر آدھ بجے سرکاری جہان خان
سے سرکاری موٹر میں روانہ ہوا اور ایک بجے
گوڈکنتیکہ پہنچا۔ اور وہاں گنگا دریا کے کنارے
بیٹھ کر رام پور کے کھانے کھائے۔ دریا کی ریت
میں دسترخوان بچایا۔ حسب عادت کہتے آئے تھے
اور میں نے پہلے ان کو کھانا کھلایا۔ مگر باجی منٹ
نہ گزے تھے کہ بین چارگاہیں دسترخوان کے قریب
آگئیں۔ اور انھوں نے کھانے میں شریک ہونا
چاہا۔ میں سمجھ گیا کہ یہاں چونکہ گنگا نہان سکے لئے
لاکھوں ہندو آتے رہتے ہیں اس واسطے چائیں
آتی ہیں کیونکہ ہندو جاتری ان کو کھانے کی چیزیں
دیا کرتے ہیں گے۔ مثلاً اس پودش سے نجات
حاصل کی۔ گائے چراگنے والا نذرانی صورت

کا ایک بڑھا مسلمان تھا۔ مجھے
اُس کی نورانی صورت دیکھ کر
بہت خوشی ہوئی۔ اور میں نے سمجھا
کہ اُس بڑھاپے میں اس کے چہرے
پر جو نرمی ہے وہ گنگا کے کنارے کی اچھی ہوا
اور اچھے پانی کا اثر ہے۔ راستے میں کئی جگہ
ٹھیرا ہوا۔ اور شام کو باجی بجے دہلی پہنچا۔ اور
سازے پانچ بجے گھر پہنچ گیا۔ یہاں اگر معلوم
ہو کہ مریٹھ کے ڈبل سفر نے مجھے کتنا زیادہ تھکایا
کہ رات بھر بخار رہا۔ اور جسم دکھتا رہا۔

ماہ صبیح اول سنہ ۱۳۶۷ھ فروری سنہ ۱۹۴۷ء
بہشت آج شام کو گنگا شریف میں بہشت

چڑھتی تھی۔ اور میں اُس مقام سے جلوس
میں شریک ہوا تھا جہاں حضرت سلطان المشائخ
تشریف رکھتے تھے۔ اور حضرت امیر خسروؒ
نے بہشت کے پھول نذر کر کے ہندی
اور فارسی اشعار گائے تھے۔ بستی کے اور
دہلی کے بہت سے لوگ جلوس میں شریک
تھے۔ ایک واری درویش اور دوسرے دہلوی
مشائخ بھی شریک تھے۔ پہلے یہ جلوس حضرت

مولانا خواجہ سید محمد امام دہ کے مزار پر آیا۔ اور
مزار پر پھول چڑھائے۔ پھر حضرت مولانا علاء الدین
ینلی دہ کے مزار پر پھول چڑھائے۔ پھر جن کی وجہ
سے بہشت کی رسم مسلمانوں میں جاری ہوئی

یعنی حضرت سلطان المشائخ دہ کے پوتے حضرت
خواجہ سید تقی الدین نوح دہ کے مزار پر پھول چڑھا
پھر درگاہ شریف کے اندر جلوس آیا۔ اور روئے
شریف کے اندر بکتر خانی ہوئی بعض لوگوں نے
کہا مزار کے قریب ڈھولک بجائی ادب کے
خلاف ہے۔ میں نے کہا ساڑھے چھ سو برس
سے یہ رواج ہے۔ اور میں اس رواج
کو بدلنا اپنی حیثیت سے زیادہ سمجھتا ہوں۔

قاضی تراب علی صاحب وغیرہ بھائیوں نے
بھی میری تائید کی۔ اور حسب رواج قدیم قوالی
پہلے روضے کے اندر ہوئی۔ پھر باہر ہوئی پھر
حضرت امیر خسروؒ کے روضے کے اندر ہوئی
پھر باہر ہوئی۔ میرے گھر کی سب عورتیں بھی
اس تقریب قدیم میں شریک ہوئیں۔ قوالوں
کو روپیہ بھی بہت زیادہ ملا۔ ہمیشہ اتنا نہیں
ملا تھا۔

زکام آجے زکام اور بخار کی تکلیف اب بھی
ہے۔ رات کو بھی ذرا بے چین رہا۔

سطح احد نظامیؑ کج امر ہے ولا سبط احد
نظامی بھی بہشت کی حرکت کے لئے اپنے بچوں کے
ساتھ آئے تھے۔ اور لالہ برم بھی آئے تھے۔ بشیرؒ
حکیم احمد حسن خاں نظامی اور حکیم امتیاز الحق صاحب
خطاب کی مبارک باد دیتے آئے تھے۔

میں ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ میں نے ان کو درگاہ کا تبرک دیا۔ اور انہوں نے مجھے نذر دی۔ اور ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ انہوں نے میری حمایت کے لئے اپنے قلم کو مسلسل گردش دی۔ اور ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ ان کے قلم کی گردشیں میرے مخالفوں کی صف میں شریک ہوئیں۔ اور ان سب کا مجھ پر سامنے لایا جائے تو ان کے کاموں کی اکثریت میری رفاقت اور محبت ثابت ہوگی۔

انہوں نے اس خط میں حیرت انگیز قابلیت کے ساتھ میری زندگی کے بہت سے پہلوؤں پر جامع الفاظ میں تبصرہ کیا ہے۔ اگرچہ انہوں نے میرے ان عیبوں کو یاد نہیں کیا جن کو وہ جانتے ہیں۔ اور جن سے وہ واقف ہیں۔ کیونکہ ان کی محبت طبعیت نے مجھ پر اپنے عیبوں کی تہنیر سے ان کو بچا لیا۔ اس واسطے اپنے نفس کی سزا اور ملامت کے لئے قابل تفریق کاموں میں اپنے عیبوں کا ذکر بھی شریک کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے اور خواجہ بانو کی طرف سے اور اپنے سب بچوں کی طرف سے ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سکرٹری کامرس پارلیمنٹ کا خط
مکرمی جناب خواجہ صاحب۔

السلام علیکم۔ نئے سال کے اعزاز میں آپ کا نام دیکھ کر مسرت ہوئی۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے۔ والسلام۔

دعا گو۔

سید رشید الزماں۔

تعارف اور شکریہ کم مسر زمان بہت نامور مسلمان ہیں۔ کامرس پارلیمنٹ میں ان کی قابلیت اور دیانت داری ہر شخص کے علم میں آچکی ہے۔ ان سے میرا اتنا زیادہ تعلق رہا ہے کہ میں نے ان کی اکلوتی لڑکی کو اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کرایا تھا۔ لہذا ان کے اس تہنیت ندے کا دلی خلوص کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

محمد صدیق صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ
ذیر خواجہ صاحب! مجھے آپ کا نام نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں دیکھ کر بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ اور مجھے آپ کو "شمس العلماء" خطاب کی مبارکباد دینے میں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ کو اس خطاب کا سب سے زیادہ حق تھا۔

آپ کا غلصہ :- شیخ محمد صدیق (آنریری مجسٹریٹ نئی دہلی)
تعارف اور شکریہ کم مبارک بھائی
شیخ محمد صدیق صاحب آنریری مجسٹریٹ کے پر خلوص الفاظ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میں ان کی کچھری میں حاضر ہو کر "سلام حضور مجسٹریٹ صاحب" کہتا ہوں
حسن نظامی

لکشمی نرائن جی کا خط

مکرمی شمس العلماء خواجہ صاحب! آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملنے پر مبارکبادیں
آپ حیران ہو گئے کہ اتنے دن کے بعد مبارکباد کا کیا مطلب میں نے دیرہ ودارتہ اپنی شردھ کے چھول دیر میں اس سال تک میں

کیونکہ میں سمجھتا تھا کہ شروع شروع میں تو بڑے آدمیوں کی مبارکبادیں خواجہ صاحب کی خدمت میں آئیں گی اور خواجہ صاحب ان کے جواب دینے میں مصروف ہوں گے لیکن اس وقت کم از کم آپ میرے اس خط کو پڑھ کر ضرور لیں گے۔ خداوند کریم سے عرض ہے کہ آپ کی عزت اور آپ کا مرتبہ دن دگنا اور رات چوگنا کر اور اگلے موقع پر آپ کو اس سے بھی بڑا خطاب نصیب ہو۔ آپ کا تاجدار

دماشر لکشمی نرائن کو چھٹھائی نام جلی
تعارف اور شکریہ کم مبارک بھائی
لکشمی نرائن جی! آپ اپنے کو بھی بڑا آدمی سمجھتے۔ چھوٹا نہ سمجھتے۔ آپ کے نام میں ایک لفظ "لکشمی" یعنی دولت ہے اور عدول لفظ "نرائن" خدا کا نام ہے۔ تو جس کے نام میں "دولت خدا" موجود ہو وہ چھوٹا نہیں۔ میری نظروں میں بہت بڑا ہے۔ آپ نے ازراہ محبت و عنایت مجھے کسی اور بڑے خطاب کی دعا دی ہے میں شکریہ ادا کر۔ نہ کے بعد چیکے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ذرا کان میرے پاس لائیے۔ تاکہ میں کہوں کہ "ارادہ اس دنیا میں زیادہ دن رہنے کا نہیں ہے۔ یہ ایک ہی خطاب کافی ہے اب اور کسی خطاب کی دعا نہ دیجئے۔ بڑی کر پاہوگی" حسن نظامی۔

انکم شکس آفیسر صاحب کا خط
عزری قبلہ جناب خواجہ صاحب! سلام علیکم۔ نئے سال کی مبارکباد کا ہدیہ پیش کرتے ہوئے یہ امر نہایت موجب مسرت ہوا۔ کہ

اے خاک تیرہ عزت جہاں نگاہ دار
سمجھیں جو چشم ماست کہ دربر گرفتہ
اے خاک کی اندھیری کوٹھڑی اس
جہاں کی عزت کر جو بھاری آنکھوں
کا لہذا تھا۔ اور جس کو تو نے اپنی گود
میں لے لیا ہے۔“

آج جب میں مسلم کی بے نشان قبر
کے قریب کھڑا ہوا تو باوجود سنگدل
ہونے کے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے
اور میں نے صبر و ضبط کی شان دکھانے
کے لئے حاضرین سے کچھ بے سرو پا بائیں
پوچھی مگر وہ کہیں تاکہ لوگ میری اندوہ
بیخبرادی کو سمجھ نہ سکیں۔

ملاقاتی کے خان بہادر رفیق المسلمین
حاجی وجیہ الدین احمد صاحب اور
ان کے صاحبزادے صاحب خطاب
کی مبارکباد دینے آئے تھے۔ اور بائیں
دینے کا ارادہ بھی ظاہر کیا تھا۔ اور
اس کی فلسفیانہ ضرورت کو بھی بیان
کیا تھا۔ مگر میں نے شکر یہ ادا کرنے
کے بعد معافی چاہی۔ پھر حشمتی پارٹی کے
ممبر لالہ کنور حسین صاحب اور رائے
بہادر لالہ رگھوناتھ سنگھ صاحب
اور ڈاکٹر زید احمد صاحب وغیرہ
اصحاب ملے گئے۔ اور انہوں نے
بھی ہندوؤں کی طرف سے ایک پارٹی
دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ میں نے
ان کا بھی شکر یہ ادا کر کے معذرت
چاہی۔ اظہار الدین احمد نظامی بی
اے ملے آئے تھے۔

رام پور کا ٹیلیفون کے آج پھر رام پور
سے ہزار ہائی نس نواب صاحب کے
ایڈی سی آغا خان صاحب کا ٹیلیفون

آیا تھا کہ سرکار فرماتے ہیں میں دہلی
میں موٹر بھیجتا ہوں۔ اس میں آجائے
رات کے سفر میں آپ کو تکلیف ہوگی
میں نے شکر یہ ادا کیا مگر کہا کہ کل صبح
روانہ ہو سکوں گا۔

رام پور کی موٹر آج رات کو ہزار
نواب صاحب رام پور کی بھی ہوئی موٹر
آگئی میں خواب گاہ میں تھا۔ دروازے
پر رہنے والے لوگوں نے اور علی نے
موٹر ڈرائیور کی آسائش کا انتظام کر دیا۔
یہ صبح ۶:۵۵ صبح ۶:۵۵ صبح ۶:۵۵ صبح ۶:۵۵
سفر رام پور کے روانگی کے آج صبح سات
بجے رام پور کی موٹر میں روانہ ہوا۔ دہلی سے
یعقوب خاں اور ولایت خاں والوں کو بھی
ساتھ لیا۔ کیونکہ حضرت امیر خسرو کا ہندی
کلام نواب صاحب کو سنو کر قلم بند کرنا
ہے۔ اب یہ دو قوال ایسے باقی رہ گئے
میں جنکو کچھ تھوڑا بہت ہندی کلام یاد ہے
آٹھ بجے دہلی کے جنابیل سے عبور کیا۔

اور میرے راستے بارہ بجے رام پور
پہنچ گیا۔ تکان دور کرنے کے لئے محرم
پانی سے سرد ہویا۔ ڈاڑھی دہوئی۔ پاؤں
دہوئے۔ پھر سو گیا۔ دو بجے کھانا کھایا۔
بہت لذیذ اور بہت مکلف کھانے تھے
میں نے قوال کو بھی اپنے ساتھ شریک کیا۔

اس کے بعد کچھ دیر تحریری کام کرتا رہا۔
چیف منسٹر کے خطوطی دیر کے بعد مولوی
سید فیض حسین صاحب زیدی چیف منسٹر
ایسٹ ریلوے ملے گئے۔ میں ان سے باتوں
میں مصروف تھا۔ کہ

ایک جھانکنے والے نے جھانکا کہ یکایک
میں نے محسوس کیا کہ زیدی صاحب اس لئے بڑے
ہوئے بڑے کی طرف دیکھنے لگے میں نے بھی

مڑ کر دیکھا کہ پردہ ہٹا کر ایک جھانکنے والا جھانک
لا رہا ہے۔ بینائی کی خرابی کے سبب پہچان نہ
سکا کہ جھانکنے والا کون ہے۔ یکایک وہ جھانکنے
والا آگے بڑھا۔ لباس بہت سادہ اور گھریں
پینے کا تھا۔ وہ شخص قریب آگیا۔ تب بھی میں نے
زیدی نا زیدی صاحب کو کھڑے ہوئے اور
کہا سرکار تشریف لائے مڑ کر دیکھا تو خالی مڑ نہیں
نواب سر سید ضا علی خان بہادر کھڑے مسکرا رہے
ہیں۔ جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ اور آگے قریب گیا
انہوں نے میرا سراپا چھاتی سے لگایا تاکہ میں
انکے کئی محبت کی آواز میں کان لگا کر سن لوں۔
کچھ دیر ہزار ہائی میں جو کچھ اور حیدر آباد کے حالات
پوچھے رہے۔ اس کے بعد محل سراسر تشریف لے گئے۔

رنگ محل کے میرا قیام شاہی قلعہ کے اندر رہی محفل
ہوا ہے۔ یہاں شہنشاہی محل سرا بہت قریب ہے۔
غلام السیدین صاحب کے دوتہ خواجہ غلام السیدین صاحب
کے زینہ سیدین صاحب بھی ملے۔ آئے جو کئی کام کیلئے ملی جاتی
یاد ہوئی کہ تھوڑی دیر کے بعد حیدر آباد دوڑے ہوئے
آئے کہ سرکار محل سراسر یاد فرماتے ہیں میں اندر گیا۔

دہلی والے ڈاکٹر خوشی صاحب بار بار آئے اور ہزار ہائی
ایک مریض کی نسبت ان سے گفتگو فرما رہے تھے۔
نواب صاحب کے بھائی رئیس حضرت علی گڑھ صاحب بھی ہا
ملے آئے پھر ہزار ہائی میں حضرت تشریف لائیں۔ اور
پڑے کے اندر قوالی سننے کیلئے تشریف فرما ہو گئیں۔
قوالی کے ہزار ہائی میں ہندی زبان میں باجی نعمتی حضرت
منقبت کی تحریر فرمائی ہیں۔ پیسہ کوئی قوالوں نے یہ نیکوئی
سنائیں پھر ہزار ہائی میں دربار ہائی میں عزت کی نذر کیلئے
کھڑے ہوئے۔ میرے بھی طریقے کے موافق نماز کا
انگ اٹھا کر ایک نماز کیلئے دہلی کے قوالی حضرت
اختر محمد کا ہندی کلام کا کرنا یا۔ اور ہزار ہائی میں
گئے کہ یہ کلام طرح طرح کا چاہیے حضرت امیر خسرو کا مثنوی

رنگ جو رہا ہے ہاں قوالی میں کیا جاتا ہے سننے کا بعد
ارشاد فرمایا کہ ان قوالی کے صوفیوں کو دور لگانے میں
میرے والد کو ترستا دو بجے یاد تھے اور وہ میرے پاس تھیں

سرکارِ عالم نے آپ کی قیمتی ادبی خدمات کا احترام کرتے ہوئے "شش اشعار" کا گران قدر اعزاز ہی رتبہ عطا کیا ہے۔ میں دلی محبت اور عقیدت سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ آپ عرصہ دراز تک سلامت و باصحت رہیں۔ آمین و السلام۔

نیاز مند :- اکرام اللہ - دہلی
تعارف اور شکریہ کہ آپ میرے قدیمی مخلص ہیں۔ آپ کے نام کے سب حروف بے لفظ ہیں۔ اور آپ کے حسابات ٹیکس سے میں اتنا ہی ڈرتا ہوں جتنا اپنے کندھوں کے فرشتوں سے ڈرتا ہوں جو دکھائی نہیں دیتے۔ اور جو چاہتے ہیں میرے نامہ اعمال میں لکھ دیتے ہیں آپ کی مخلصانہ محبت اور مبارک باد کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

سید ارتضیٰ حسین بی لے کا خط
مرتب محترم حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔ سلام علیکم
مزاج گرامی۔ یکم جنوری کے اخبار سے سال نو کے خطابات کی فہرست معلوم ہوئی جس میں شش اشعار کے ساتھ جناب کا اسم گرامی دیکھ کر بڑی خوشی حاصل ہوئی اور وہ اس لئے کہ آپ سے نبی الحاق ہے۔ سادات نوگانواری اب یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شش اشعار بھی ہے۔

میری اور میرے متعلقین کی جانب سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ دعا ہے کہ خدا اس اعزاز کو گھر میں قائم و دائم رکھے۔ والسلام۔ سید ارتضیٰ حسین۔ محلہ دھڑاں

تعارف اور شکریہ کہ میرے جدا جدا اور آپ کے جدا جدا ایک تھے۔ آپ مخلص مراد آباد کے قصبہ نوگانواری سادات میں پیدا ہوئے۔ جہاں آپ کے بزرگوں کو دہلی کے بادشاہ نے اپنی بیٹی سے شادی کر کے نوگانواری جاگیر میں دیئے تھے۔ اور میں دلی کے قریب ایک ٹوٹے چھوٹے پڑانے گاؤں میں رہتا ہوں۔ آپ کے وطن کے نام میں لفظ "نو" ہے یعنی نیا۔ اور میرا گاؤں ہر لحاظ سے پڑانے سے کم ہے۔ ہم لوگ کچھ نوگانواری سادات میں رہتے ہیں کچھ سامانہ پٹیاں میں رہتے ہیں کچھ پاک پٹن ضلع منٹگری میں رہتے ہیں اور انہیں کٹر ضمیمہ ہو گئے ہیں اور میں اپنے ان سب بھائیوں کو اپنا بھتیجا ہونا چاہتا ہوں اور ان کے لئے کٹر چاہتا ہوں۔ یہ بھی یہ خط لکھ کر دہلی بات ظاہر کی ہے کہ ہم جدا جدا انسان والوں کو اس خطاب سے خوشی ہوگی۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ایک بادشاہ نے بیٹی اور جاگیر دیکر بھائیوں کو جدا کر دیا کہ آپ دلی سے دور جا کر پیدا ہوئے۔ اب دوسرے بادشاہ نے یہ خطاب دیا ہے خدا کرے یہ خطاب اس قسم کے برتاؤ سے جیسا کہ آپ نے اس خط میں ظاہر کیا ہے ہم کو آپس میں اور زیادہ قریب کر دے۔ دلی شکریہ بھائی صاحب احسن نظامی۔

سید بھائی کا خط

مخدومی قید سید صاحب سلام علیکم
کل کے روزنامہ دھڑاں میں فہرست خطابات کا ملاحظہ کیا۔ گورنمنٹ نے آپ کی تحریک اور لیاقت کی داد دیتے ہوئے آپ کو شش اشعار کے خطاب سے مزین کیا

دل کو اذ حد سرت ہوئی۔ تمام عقیدتوں کی طرف سے ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اور اس خوشی میں آج اپنے دوستوں کو چلنے کی دعوت دیتا ہوں۔ یوں تو قدرتِ خداوندی نے خاندانِ رسالت کو ایسے خطابات دیئے ہیں۔ اور دلی میں محبت اہل بیت کا ستارہ کیا ہے۔ پھر بھی دنیا کی نظروں میں ظاہری خطاب معنی یزید ہے تاکہ ثابت ہو جائے کہ دین اور دنیا دونوں ہی اولاد علی کے لئے ہیں۔ قدم بوسی کے لئے دل بائی ہے آپ کی طرح تڑپا ہے۔ واپس تشریف لانے کا کب ارادہ ہے۔

و السلام۔ تالیخ فرمان: سید محمد انور نئی دہلی
تعارف اور شکریہ کہ آپ سید بھائی ہیں۔ اور باوجود شیعہ ہونے کے مجھ کا کارہ سنی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور دہلی میں بیٹھ کر مجھے یاد کرتے ہیں۔ مجھے بھی آپ کی وہ بھیمیاں یاد آتی ہیں جو برف میں ٹھنڈی کر کے کھلانے آیا کرتے تھے۔ انگور کھلایا کرتے تھے۔ مٹھائیاں کھلایا کرتے تھے۔ لوگ کہتے تھے یہ لڑکا آپ کو شیعہ بنا لیکا۔ میں کیا کرتا تھا اب زمانہ شیعہ سنی کی بحث کا ختم ہو رہا ہے سات سو برس پہلے حضرت خواجہ صاحب اجیریؒ نے ایک شیعہ خاتون سے نکاح کیا۔ اس وقت سے لیکر آج تک کسی نے اس رشتے پر اعتراض نہ کیا تو اب تم لوگ بھیمیاں اور مٹھائیاں اور انگور کھلانے والے میں اور مجھ میں کیوں رخسہ اندازی کرتے ہو۔ ہر حال آپ کی تہنیت کا دلی شکریہ۔ اور اب

میں بہت جلد آپ کے پاس آ جاؤں گا۔
اگر کوئی ننگا ہمارے ہاں آؤ گے تو کیا
لاؤ گے؟ اور ہم تہا رے ہاں آئیں گے
تو کیا کھلاؤ گے؟ حسن نظامی

ایڈیٹر صاحبہ اخبار دستکاری کی خط
مکرمی و محترمی حضرت خواجہ صاحب
السلام علیکم۔ ارادہ تو یہ تھا
کہ خود حاضر ہو کر خطاب کی مبارکباد
پیش کروں لیکن منادی سے معلوم
ہوا کہ آپ حیدر آباد تشریف لے گئے
میں اس لئے حاضر نہ ہوئی۔

صرف سی پارہ دل سے ہی جس
علیت کا اظہار ہوا ہے وہی آپ
کو شمس العلماء بنانے کے لئے کافی تھی
پھر آپ کے سب علمی سر کے اور خدمات تو
شمس العلماء کے خطاب سے کہیں بلند ہیں
آج کے ایک اخبار کے ذریعہ معلوم ہوا
کہ کچھ لوگوں کو اس خطاب پر اعتراض
ہے۔ یہ دراصل حکومت اور آپ کا قصور
نہیں بلکہ ان کے ذوق کا قصور ہے
حسن نظامی جیسے صاحب طرز
نثر نگار کی علیت پر جسے شک ہو

اسے اپنے ادبی ذوق کا ماتم کرنا چاہیے
اللہ تعالیٰ آپ کیلئے یہ خطاب
مبارک کرے۔ خواجہ بالو کو میرا سلام
پہنچا دیجئے۔ آپ کی بہن

بیم شفیق احمد مدد دستکاری
تعارف اور شکریہ کہ آپ کے شوہر
میرے بہت پرانے دوست تھے حضرت
خواجہ میر درد دہلوی کی اولاد تھے
ان کی زندگی محنت اور عمل کا ایک بہت
اچھا نمونہ تھی۔ انھوں نے بیکار لوگوں کو

اپنے اخبار ”دستکاری“ کے ذریعے بہت کچھ
زائد پہنچایا تھا۔ مگر ان کی وفات
کے بعد آپ نے جس قابلیت اور مردانہ
ہمت کے ساتھ ان کے اخبار کو قائم و
برقرار رکھا۔ اور اس میں چار چاند
لگائے۔ اس سے یہ ثابت کر دکھایا کہ
دہلی شہر کی عہد میں بھی اردو کی صفت
میں کامیابی کے ساتھ کام کر
سکتی ہیں۔ اس لئے آپ کے اس خط
نے جس میں میری نسبت قدر شناسی کے
الفاظ میں مجھے بہت متاثر کیا۔ جب
میں بڑے بڑے جلسوں میں اور چیف
مکشر کی مجلس اخبارات میں برقع کے
پردے کے اندر آپ کو دیکھتا ہوں۔
اور آپ کی تقریریں سنتا ہوں۔ اور
اخبار دستکاری میں آپ کی تحریریں
پڑھتا ہوں تو میں بھی تعریف
کرتا ہوں۔ اور خواجہ بالو بھی تعریف
کرتی ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ
تعالیٰ اہل مسلمان عورتوں کو آپ کے
نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے
اور آپ اپنے ملک اور قوم کی خدمت
کرنے کے لئے اپنے ہونہار بچوں کے
ساتھ زندہ سلامت رہیں۔

حسن نظامی

سرور گورید اس سنگھ صاحب کا خط
مشفق بہرمان خواجہ صاحب۔
تسلیمات۔ مقام مسرت یہ کہ لاکھ
گردوں اہل ہند کے علاوہ گورنمنٹ برطانیہ
کو بھی آپ کی خدا داد قابلیت کا اعتراف کرنا
پڑا اور شمس العلماء کا اعزاز پیش کرنا پڑا۔
دلی مبارکباد قبول کریں۔

آج سر صاحب جی مہاراج حیات ہوتے تو
آپ کو پیغام تہنیت بھیجتے۔ آپ کا خادم
محمد داس سنگھ ایلو والیہ بی۔ اے۔
سابق چیف ایڈیٹر دیال باغ۔ اگر۔
شکریہ کہ آپ میرے پرانے دوست ہیں۔ اور
موجودہ دوست سر صاحب جی مہاراج کے اخبار میں
کے ایڈیٹر رہ چکے ہیں۔ آپ کی تہنیت میرے ایک بھائی کی
مبارکباد ہے۔

خان بہادر مشتاق احمد صاحب گرامانی کا خط
محترمی و گرامی شمس العلماء حضرت خواجہ صاحب
السلام علیکم۔ نیاز۔ آپ کا خط
در اصل حکومت کی طرف سے اعتراض ہے
جس کے لئے حکومت اس آپ کو سختی مبارکباد
میں۔ میری طرف سے دلی تہنیت قبول فرمائیے
اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض علمی سے ملک و ملت
کو زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کا موقع
پہنچے۔
مشتاق احمد گرامانی۔

شکریہ کہ آپ کی علیت اور قابلیت اور خدمات ملک
و قوم میرے دوست خواجہ سر سکندر حیات خاں
مرحوم کی وفات کے زمانے سے آج تک پنجاب میں
سورج کی طرح روشن ہیں دہلی شہر کے اہل حق
ہدایت محسنی صاحب ایم اے کا خط۔

عمر۔ سلام علیکم۔ مزاج اقدس۔
نئے سال کے اعزازات میں آنجناب کا
اسم گرامی دیکھ کر ہدیہ تہنیت پیش کرنے
کے لئے بذات خود حاضر خدمت ہونے کا
آرزو مند تھا۔ مگر وجہ اس ارادہ کی تکمیل
میں مزید توفیق کا احتمال ہے۔ چنانچہ تحریر
حاضر پر اکتفا کرتا ہوں۔

مبارکباد قبول فرمائیے۔ عوام و خواص
کے نزدیک توار دو ادب میں آپ کی جگہ
آج سے بہت قبل شمس العلماء مولوی

نذیر احمد و شمس العلماء مولوی محمد حسن آزاد کے دوش بدوش متعین ہو چکی تھی۔ جس نے مسرت ہے کہ مقامی حکومت نے بھی بدیر سہی مگر اس اعزاز کا اعتراف کر لیا ہے دعا ہے کہ آپ اس افتخار کو جو اردو کے خدایوں کو آپ کی بادی حیثیت سے سحر کے سالہا سال بنفس نفیس قائم رکھیں۔ والسلام۔ برادران حسین و علی صاحبان کی خدمت میں بھی مبارکباد عرض ہے۔ خادم نیاز۔ ہدایت محسن

شکر یہ کہ رفیق عزیز ہدایت محسنی صاحب نے دواؤں کا کیریہ اخبار شاہی کے ایڈیٹر کے پاس بھیج دیا ہے تاکہ انھوں نے دلی فرق کا بہت کافنی تجربہ کیا ہے۔

حسب حکیم محمود علی خان صاحب ماہر کا خط حضرت اقدس دام ظلہ۔ آداب عرض۔ خطاب شمس العلماء کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ محمد شکر یہ کہ میرے مخلص قدیم حکیم تاج صاحب کے ہفت خط میں صحت اور صحت کے سستہ رہ رہے ہوئے ہیں میرے دلی میں اس تہنیت کی بہت پریشی عزت ہے۔ حسن نظامی۔

اسٹنٹ ایڈیٹر سالہ مشہور دہلی کا خط محمد و منا! تحیہ تسلیم۔ شمس العلماء خطاب پر میری جانب مبارکباد قبول فرمائیے۔ امید ہے کہ آپکا مزاج بخیر ہوگا۔ نیاز مند

مقرب حسین الدہلوی۔ شکر یہ کہ پیارے بھائی مقرب حسین میری پیاری دلی کے کارنامہ ادیب ہیں۔ ان کی ابتدائی تحریر کا جو نقش میرے دل پر ہوا عقادہ آج تک قائم ہے۔ حسن نظامی۔

گیتا صاحبہ جنرل مندرال میا سیمت مکین کا مائی ڈیر خواجہ صاحب! براہ مہربانی خطاب شمس العلماء کی میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ جو آپ کی قابل قدر خدمات کا اعتراف ہے۔ آپکا مخلص :- جے۔ ایم۔ گیتا۔

شکر یہ کہ گیتا صاحبہ ایک بہت پرانے ہندو دوست استاد رام صاحب غازی آباد کے قریب تھیں اور وہ سالوں میں ان کے نام و دوستی میں لے کر ان کے کارخانہ کے مندرجہ ذیل انھوں نے یہ مبارکباد دیکھ کر مجھے بھی کوئی ہندو بلا جتن

فاروقی صاحب ہلوی کا خط باوا جان۔ آداب قبول فرمائیے۔ شمس العلماء کے خطاب پر میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ حق جل جوتہ بہ طفیل خواجگان چشت آپکا ظل عافیت اور اس کی مشک بو فضا میں ہمارے سروسے برآمدی سلامت رکھے۔ آپ کا :- محمد مستحسن فاروقی

شکر یہ کہ محی الضمیر مقبول بارگاہ اولیاء اللہ خادم خواجگان چشت فاروقی صاحب کی اس تہنیت کو ٹھہ کر بے دعا دی و ذوق شوق ترقی کرے۔ محبت الہی حاصل ہو :- حسن نظامی۔

دعا کا حضرت خواجہ سید حسن رسول ٹاٹا کا خط محمد دم و محترمہ حضرت پناہ و فیض رسا جناب خواجہ صاحب مدظلہ اعلیٰ۔ دست بستہ آداب و قد موسیٰ کے بعد یہ فقیر تر دل سے مخلصانہ مبارکباد عرض کرتا ہے۔ سال بلو کی اعزازی ہفت میں آپکا اسم گرامی دیکھ کر جو قلبی مسرت مجھے حاصل ہوئی اس کو میرا دل ہی خوب جانتا ہے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ کو ہرگز اس کی خواہش تو کیا خیال بھی کبھی نہیں پیدا نہیں ہوا کہ مجھے کوئی

سرکاری خطاب ملے بلکہ دو سال گذرے ایک مرتبہ میں نے آپ کو خطاب نہ ملنے پر تعجب ظاہر کیا تو آپ نے یہ سن کر خطابات سے اپنی بیزاری اور ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ آپ کی ہستی مسلمانوں میں خصوصاً صوفیائے کرام اور قدما پسند اہل اسلام میں بلا شک و شبہ باعث فخر ہے۔

آپ نے اپنی خداداد ہمت۔ لیاقت و درہمینی فراخ حوصلگی اور باہنری وضع کے ساتھ ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کی عمر بھر خدمت کی ہے اسکو کون نہیں جانتا آپ نے ملک اور قوم کے سچے خادم کی حیثیت میں نمایاں کام کر کے خود میت کا درجہ حاصل کیا ہے آپ کی بے نصیبی اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اظہار من الشش ہے خصوصاً ہندو مسلم اتحاد کے علمبرداروں میں آپکا نمبر صفا اول میں ہے۔

علمی۔ تاریخی۔ مذہبی۔ اخلاقی۔ اور ادبی معلومات کا ذخیرہ آپ کی تصنیف کردہ کتب کا آپ کے بعد تاریخ ہند میں ایک بے نظیر اضافہ کا موجب ہو گا۔ جس کو ہندوستانی قوم کی آئندہ نسلیں کبھی بھولیں گی۔

شمس العلماء کا خطاب آپ کے خادما کو بھی ملے کا تعجب نہیں ہے اور آپکی ہستی تو بلاشبہ اس امتیاز سے بہت بالاتر ہے۔ تاہم حکومت کی جانب سے اس اعزاز کا اعلان اہل علم و دین میں آپکی قدر وانی کا ثبوت ہے۔ مجھے اس عزیز مبارکباد میں کچھ تو کچھ شامہ مقصود نہیں ہے بلکہ

درحقیقت اس موقع پر آپ کی ملکی و ملی خدمات کا اعتراف کئے بغیر میرا دل باز نہ رہ سکا۔

آخر میں میرے اور میرے رفقاء کے کار اور اہل خاندان کی دلی جنتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی عمر میں درازی و برکت عطا فرمائے اور آپ ہمیشہ دورِ حوادث سے محفوظ و مامون رہیں۔ آمین۔ آپ کا قدیمی مخلص و ناگوار سید عنایت حسین رسول نٹائی

نبیرہ و سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول تھا آپس ثانی قدس سرہ دہلی شکر یہ کہ برادر گرامی قدس دہلی کی ایک بڑی فیض رسان درگاہ سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے ازراہ محبت و خلوص جو کچھ میری ناکار خدمات کا ذکر کیا۔ اس سے مجھے نہ انت ہوئی۔ دلی شکر گزار حسن نظامی

شیخ ذکرا الرحمن صاحب ایدہ و کیٹ دہلی کا خط سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔ السلام علیکم۔

خاکسار آپ کو شمس العلماء خطاب ملے پر مبارکباد عرض کرتا ہوں خداوند کریم آپ کو تندرست و توانا رکھے اور مسلمانوں اور اردو کی خدمت کیلئے سلامت رکھے۔ آمین۔

نیاز مند۔ شیخ ذکرا الرحمن ایدہ و کیٹ دہلی شکر یہ کہ آپ یگانہ موافقی اور علمی خاندان کے رکن ہیں آپ کی صورت بھی اچھی اور سیرت بھی اچھی اور جود کم عمر ہونے کے خیالات پر نگاہ نہ ہوئی شکر خدا و تبارک و تعالیٰ حسن نظامی۔

عرب بھائی کا خط۔

عمری جناب خواجہ صاحب

آداب عرض ہے۔ اس وقت یہ خوشخبری معلوم ہوئی کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے۔ ان مخلصانہ کے اعتبار

سے جتنے علم و ادب کی انعام دی ہیں۔ یہ خطاب آپ کے لئے نہیں بلکہ خود خطاب کیلئے باعثِ افتخار ہے۔

میری طرف سے دلی مبارکباد قبول کیجئے۔ والسلام۔ سید عبدالحی جعفری ایدہ و کیٹ دہلی شکر یہ کہ آپ کے بزرگوں سے میرے بزرگوں کا بھائی چارہ تھا آپ کو جو خلوص ہمیشہ سے میرے ساتھ ہے وہ میرے دل پر نقش ہے۔ دلی شکر ہے۔ حسن نظامی۔

فرید مسلمان خان دہلوی و جلیل الدین صاحب خط مکرم و محترم شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب۔ السلام علیکم۔

سال نو کے موقع پر اعزازات کی فہرست میں جناب کا اسم گرامی پڑھ کر بہت مسرور ہوا۔ مبارکباد قبول فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دایرین میں خوشحال رکھے۔ کچھ عرصہ سے سن رہا تھا کہ زمانہ جنگ کے خدمات کے صلہ میں فہرست طویل تیار کی جا رہی ہے جلد اقوام میں اتحاد قائم رکھنے کی سعی میں جو شاندار حصہ جناب والہ نے لیا تھا اس کو حکومت نے نظرِ استحقاق دیکھا اور شمس العلماء کے مذہبی خطاب سے اعتراف ظاہر کیا۔ امید کہ آپ مع انجیر ہوئے۔ وجیلہ الدین عفی عنہ کشمیر یادِ روزہ دہلی۔

شکر یہ کہ پیارے بھائی حاجی صاحب! آپ میرے قریب اول کے رفیق ہیں میں اور میری بیکیں سمان تو ان کی رفاقت کا عمل ساری عمر کرتے رہے ہیں جی شکر گزار حسن نظامی۔

محمد نعیم صاحب بی۔ اے کا خط۔

اسلام علیکم۔ حضور کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں جس وقت اخبار میں آنجناب کا خطاب دیکھا بہت خوشی ہوئی۔ درحقیقت یہ خطاب اور بھی

پہلے ملنا چاہئے تھا حضور کہیں اس کے ذخیرہ کے متعلق میں آپ نے جس محنت و کادوش سے اردو ادب کی خدمت کی زار و زبان ہمیشہ مرہون منت رہیگی۔ تجھے امید ہے کہ اور بھی خطابات اسی طرح یکے بعد دیگرے حضور کی قدمبوسی کرتے رہیں گے۔

حضور کی دعا دکر کم سے میں بخیریت ہوں اور آپ کے جان و مال کا دعا گو ہوں۔ والسلام۔ خادم۔ محمد نعیم۔

شکر یہ کہ پیارے بھائی نے جس مہارت و محنت سے دلی میں آپ کی اور میرے بزرگوں کی دلی بڑھائی ہے ان کی تہنیت صادقانہ ہے مخلصانہ دعا و محبت کا نونہ ہے دلی شکر ہے۔ حسن نظامی۔

لالہ پریم پرکاش کا خط۔

قبلاً و کعبہ خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہ۔ بعد ادب و قدر کی

کے میں یہاں پر بخیریت تمام ہوں۔ آپ کی خیر و عافیت بھگوان سے نیک مطلوب۔

آج اخبار میں پڑھ کر بہت بہت خوشی ہوئی۔ کہ سرکار کی طرف سے جناب کو شمس العلماء کا خطاب مرحمت فرمایا گیا ہے۔ میرے خیال سے آپ کی قابلیت اور خدمت خلق کے دیکھے ہوئے۔ اگر اس سے بھی

او بچے درجے کا کوئی خطاب ہو سکتا ہے تو اس کی برابری میں پہنچ ہے۔ خیر اس کے لئے ہمیں آپ کے دوستوں کو جتنی پارٹی

کو میاں تک کہ تمام ہندوستان کو فخر ہے اس خوشی میں آپ کی خدمت میں بہت

بہت مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ نیاز مند۔ پریم پرکاش۔

شکر یہ کہ جب پیارے پریم کا یہ پریم کا خط آیا تو میں عاصیوں میں وہ ادراک دہی پر خلوص کرتے ہوئے

میرے لئے آئے یہ شکر ہے۔ حسن نظامی۔

قاضی سعید صاحب کا خط
 مکرم و معظم بندہ حضرت خواجہ صاحب
 زاد فیو ضہم۔ السلام علیکم
 مزاج مبارک۔ سال نو کی فہرست
 خطابات میں آپ کا اسم گرامی بزمہ
 شمس العلماء دیکھ کر نہایت مسرت ہوئی
 لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ گورنمنٹ نے
 آپ کو شمس العلماء بنانے میں بہت
 تساہل سے کام لیا اور بہت دیر کی
 حالانکہ آپ اس کے مستحق اب سے
 ۲۵ سال پہلے تھے۔ خیر۔ لہذا آپ کی
 خدمت بابرکت میں ہدیہ تبریک و تہنیت
 پیش کرتا ہوں اور دست بدعا ہوں کہ
 خداوند عالم آپ کا سایہ عرصہ دراز تک
 ہمارے سردوں پر قائم و دائم رکھے۔ آمین
 خیر اندیش طالب علم:۔ سعید غفری عنہ۔
 شکریہ کہ آپ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب
 یکبر زادے اور مجھے محبت و خلوص دیکھنے والے
 ہیں۔ آپ کی تہنیت میرے دل پر نقش ہوئی جس نظامی

ملا محمد احمدی صاحب ایدہ بنظر نظام المشائخ کا
 محترم و محترم! سلام علیکم
 خطابات کی فہرست میں آپ کا نام
 ریڈیو پر سنا۔

عزت خداداد میں حکومت کی دی
 ہوئی عزت کا اضافہ ہوا ہے۔ خدا
 سادگار کرے۔ خادم خیر طلب:۔ دھانی
 شکریہ کہ آپ میرے ازل سے اہل تک کے رفیق اور
 محرم راز ہیں۔ آپ کو خدا نے عدل و دیانت کی سبقت
 بڑی دولت دی ہے۔ آپ کے لفظ کا میرے دل پر
 اثر ہوا۔ شکر گزار حسن نظامی۔

منشی عبد الحمید صاحب ایدہ بنظر نظامی
 سیدی و مولائی۔ آداب خادمانہ۔

حضرت بدرالاصفیا تو پہلے ہی تھے اب
 شمس العلماء بھی ہو گئے۔ مبارکباد عرض
 اس سے اور بھی مسرت ہے کہ حضور کی
 آمدنی میں فٹہ سالانہ کا اضافہ بھی ہو گیا
 والحمد للہ۔ بیلا لوس:۔ عبد الحمید۔
 شکریہ کہ مولوی ستیال کی کوئل کی کوئل بھی کان
 میں آئی۔ جو خدمت و درویش اور مولوی کے ذریعے
 اس کوئل کی ہے اس پر اس خطاب کو بچاؤ
 کر دینا چاہتا ہوں۔ حسن نظامی۔

مسجد درگاہ شریف کے امام صاحب کا خط
 نجم الادب اتم الفضل شمس العلماء بندہ ذرا
 حضرت خواجہ صاحب قبلہ تدفیو ضہم!
 السلام علیکم۔ آج صبح ہی عام خبر سی
 کہ حکومت انگلشیہ نے جناب کو شمس العلماء
 خطاب سے ممتاز فرمایا ہے نہایت درجہ
 خوشی اور انتہائی مسرت ہوئی کہ سات
 برس سے ہماری درگاہ میں یہ اعزاز کبھی
 اور کسی کو نہ ہوا یہ نظیر عظیم النظیر ہے میں
 نہایت خلوص و عقیدت کے ساتھ اول
 سالگرہ ۲۲ ماہ محرم الحرام اور بعدہ خطاب
 شمس العلماء ۲۴ محرم الحرام یعنی یکم ماہ جنوری
 ۱۹۴۶ء کی خود امانہ طریقہ پر بڑا دبا مبارکباد
 پیش کو فی سادت حاصل کرنی چاہتا ہوں
 قبول فرمائی جائے۔

میاں اسلام الدین اور انکی دہن جی
 آپ کو اور حضرت جناب خواجہ باوصا صاحب کو
 آداب تسلیات عرض کرتے ہیں۔
 عربیہ ادب:۔ کمریہ سیح الدین۔
 (امام جامع مسجد درگاہ حضرت سلطان مشائخ
 و فاتح خوان مجالس اعراس درگاہ)
 شکریہ کہ آپ دوست میں قربت و ابرار میں بھائی
 ہیں۔ اور میری پوتی کے خسر بھی ہیں آپ کے لفظ
 کو میں نے اپنے دل پر کندہ کر لیا ہے حسن نظامی

دہلی ٹائیل کمپنی کے مالک صاحب کا خط
 مکرم جناب شمس العلماء خواجہ صاحب۔
 آداب عرض۔ میں نے فہرست خطابات
 میں یہ خبر مسرت کے ساتھ پڑھی کہ آپ کی علمی
 اور ادبی خدمات کا اعتراف گورنمنٹ
 نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب دے کر
 کیا ہے میں آپ کو دہلی مبارکباد دیتا ہوں
 شکریہ کہ آپ آخر حتیٰ بقدر رسید
 خاکسار:۔ گنبد کشور۔

شکریہ کہ پیارے بھائی گنبد کشور آپ ٹائیل نگار
 گھر کو آراستہ کرتے ہیں آپ کی سچی محبت کے اس خط
 نے میرے اجڑے گھر کو آراستہ کر دیا۔ دلی شکر جی حسن نظامی

سید محمد اقبال الدین صاحب کا خط
 جناب والا۔ السلام علیکم۔
 فریڈنس اسپورٹنگ کلب دہلی و
 آل انڈیا اتاترک میسوریل فٹ بال
 فورمنٹ کی انتہائی سید
 کمیٹی کی طرف سے میں جناب کو شمس العلماء
 کے خطاب پر دہلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
 آپ کی خدمات جلیلہ جو آپ نے مسلم قوم کے
 لئے انجام دی ہیں قابل قدر اور قابل مبارکباد
 ہیں۔ میں ہوں آپ کا خادم
 سید محمد اقبال الدین۔ مالک

اقبال پرنٹنگ پریس حویلی اعظم خان دہلی۔
 شکریہ کہ آپ کی ذاتی اور جماعتی تہنیت کی
 صداقت کے آگے میرا سر شکر گزاری سے
 جھک گیا۔ حسن نظامی۔

شاہ رحمان صاحب نصاریٰ کا خط
 مکرم و محترم جناب قبلہ خواجہ صاحب
 تسلیم۔ مجھے پہلی جنوری ۱۳۲۶ء کو اخبار
 میں آپ کو خطاب شمس العلماء کا ملنا پڑھ کر

سجد خوشی ہوئی۔ میں نے فوراً مبارکبادی کا نظام الدین ٹیلیفون کیا۔ مگر کوئی نہ ملا۔ اس کے بعد میں نے شوکت علی صاحب نبی کو جا کر خوشخبری سنائی۔

دو یا تین روز ہونے علی صاحب کو مبارکباد پیش کر دی تھی اور اب آپ کو بذریعہ تحریر ہذا مبارکباد پیش کرتا ہوں قبول فرمائیے۔ آپ کا شاد و رحمان انصاری ایڈوکیٹ شکر یہ کہ آپ لائق وکیل ہیں۔ انجمن اتحادیت کے صدیقی۔ پرانے ملاقاتی ہیں۔ آپ کی تہنیت کا دلی شکر یہ۔ حسن نظامی۔

قاضی صفدر علی صاحب کا خط

مکرمی جناب خواجہ علی نظامی صاحب۔ میں نے آج صبح کلکتہ کے ایک اخبار میں پڑھا ہے کہ خواجہ صاحب کو شمس العلماء کا خطاب ملا ہے۔ جسکی میں اور بھائی اشفاق مبارکباد پیش کرتے ہیں فقط والسلام۔ صفدر علی نظامی۔ شکر یہ کہ آپ اور سید اشفاق علی صاحب عزیز دار ہیں۔ آپ دونوں کی تہنیت کا بہت اثر ہوا کہ نہ کہ آپ دونوں نے سفر کلکتہ میں بھی مجھے یاد رکھا۔ حسن نظامی۔

عظمت صاحب کا خط

عزیز خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ مزاج شریف۔ کل اخبار میں یہ دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کہ امسال گورنمنٹ نے آپ کو خطاب شمس العلماء عطا فرمایا۔ میری جانب سے مبارکباد قبول فرمائیے۔ والسلام مشقت خاک۔ عظمت۔ از دہلی پکری۔ شکر یہ کہ ان عظمت پندہ برطانی ایڈوکیٹ نے آپ کا نام بھی صادقانہ مبارکباد دی شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

چودہری چمن علی نظامی کا خط

عالمیناب نذر الملت اسلام شمس العلماء اسلام حضرت قبلہ و کبیر مولانا مولوی سید خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ۔

السلام علیکم۔ آپ کو اور سرکار عالی دکن کو اور قائد اعظم کو اور تمام حامیان لیگ کو نیا سنل سحری و عیسوی مبارک ہوا اور بابا جان آپ کو شمس العلماء کا خطاب مبارک ہو یہ آپ کا ناچیز خادم مسلم لیگ اور حشیتی برادری کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔ آپ کا ناچیز خادم چمن علی چودہری مشیت علی جعفری نظامی شکر یہ کہ باغ کو چر مبارک بنائے دے فرزند دھانی کو اس بچے مشیت علی کہتا۔ اور میں چمن علی نام دیا اعلیٰ مبارک باد سے دل کی کلی بھیجی حسن نظامی

پیرزادے سید مسلم صاحب کا خط

قبلہ و کبیر عزیز پرور جناب سید خواجہ حسن نظامی صاحب دام اقبالہ۔ کل کے اخبار سبذوستان ٹائمز میں یہ خبر پڑی سرت کے ساتھ سننے میں آئی کہ گورنمنٹ نے عالمیناب کو شمس العلماء کا خطاب عنایت فرمایا ہے۔ لا احدث ولا تحکم مبارکباد خدمت عالیہ درجہ میں پیش کرتا ہوں۔ (سید مسلم نظامی)

شکر یہ کہ تم میرے بھتیجے ہو تم نے تھوڑا اور اہل تھوڑی ترقی کئے زندگی وقف کر دی ہے جہاں یہ تہنیت میرے اہل بیت کی تہنیت ہے حسن نظامی

آغا محمد صاحب سلطان کا خط

فقیر حقیر دعا گو آغا محمد سلطان متکلم آستان عالیہ حضور سلطان الاولیاء محبوب الہی خواجہ سید نظام الدین اذیاء

کے ناقص خیال میں یہ آئندہ کہ میری فقیروں صدیقیوں درویشوں کے لئے تو شیخ الاسلام یا ہز ہونی نیس کا خطاب مناسب اور موزوں تھا۔ آپ کی ذات و الاصفات تو اس خطاب کے لائق ہے آپ نے سلسلہ نظامیہ کے احیاء میں جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ اور دے رہے ہیں۔ وہ تو اس خطاب کا مستحق جناب کو ثابت کرتی ہیں۔ کہ شیخ الاسلام یا ہز ہونی نیس کا خطاب ہی جناب کے لئے ہونا چاہیئے۔ دعا گو۔ آغا محمد شکر یہ کہ آغا صاحب چالیس برس سے میرے محض کی دنگا کے اعکاف میں ہیں۔ شب بیدار ہی دنگا کی سجادگی اذان سے گونجتی رہتی ہے شکر یہ۔ حسن نظامی۔

سید محمد منال صاحب کا خط۔

مکرمی معظی جناب شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب آن درگاہ حضرت نظام الدین اولیاء دہلی۔ تسلیم۔ یہ خبر سکر از حد مسرت ہوئی کہ سرکار دولت مدار گورنمنٹ عالیہ سے جناب کو سال نو کے اعزاز میں شمس العلماء کا خطاب عطا ہوا ہے۔ جس کے لئے میں آپ کو تر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ایشور سے دعا کرتا ہوں کہ اسی طرح آئندہ ہی آپ کی عزت افزائی ہوتی رہے اور آپ ہمیشہ کے لئے سبک سیوا کے لئے زندہ رہیں۔ آپ کا خبر اندیش منیال سومالی درائے صاحب ہرم انکار

(معروف دھولہ والے)

شکر یہ کہ آپ میرے شہر کے خاندانی رئیس میں ہندو مسلم اتحاد کی پرانی نشانی ہیں آپ کو میرے ساتھ کرنا چاہیئے۔ اور میں بھی آپ کا یہی غیر خواہ ہوں۔ دلی شکر یہ۔ حسن نظامی۔

سید حامد صاحب جلالی کا خط

حضرت خواجہ صاحب زیدت معالیہ۔
سائل نواہد قتب جدید شمس العلماء کی مسرت مبارک
آپ کو تاج بطلانی نے یہ خطاب لے کر آپ کی شان
کو دوبالا نہیں کیا۔ اپنی محرم شناسی کا ثبوت دیا۔
میں اگر مجاہز ہوتا تو اس لقب کے ساتھ ساتھ
شمس الاصغیا کا خطاب بھی ضرور پیش کرتا۔

ہم نیاز مندوں کی نظر میں اس خطاب
در شمس الاصغیا یا بدر الاصغیا کے لئے آپ
کی ذات اقدس سے زیادہ اس وقت سارے
ہندوستان میں کوئی کمزور اور اہل نہیں۔
زیادہ نیاز۔ نیاز مند قدیم سید حامد جلالی غفرلہ
شکر یہ کہ آپ کا فہم تغیر اور بخاری شریف کے جو
کی تحریر میں جہادیاں رفاقتیری کی تھی ہی سے
پے شمس الاصغیا ہوا کوئی اور لقب جس پر گراؤں کے بل نہیں
دوں۔ آپ کی تخلصانہ محبت کا شکر ہے حسن نظامی
مراری لال صاحب اگر وال دہلی کا خط

محرم جناب خواجہ صاحب شمس العلماء اذ عنایتہ
لکم مزاج شریف۔ میں آپ کے گورنمنٹ
کی جانب سے خطاب عطا ہونے کے لئے
مبارک باد پیش کرتا ہوں اگرچہ آپ اس خطاب
کے بہت زیادہ پیشتر سے مستحق تھے۔ آپ کی
مہلک خدمات اور مہنگائی کی وجہ سے یہ ملک
اور گورنمنٹ کے دلوں میں گنجائش نہ ہو سکی ہے
غیر تعبیر اور ایک ایک مذہب ہے۔ ہمیں امید
ہے کہ آپ آئندہ ملک میں اپنی مساوات کی پالیسی
سے روشنی عطا کریں گے۔ نیاز مند۔

مراری لال اگر وال۔ نئی دہلی۔
شکر یہ کہ پیالے بھائی مراری لال صاحب مجھے نہایت
خوشی اس سے ہوئی کہ آپ نے یہ دل آمل کو بچان کر
پچھلے سے یہ مبارک باقی بھی ہے۔ میں خدا سے
ہمیشہ دعا کرتا رہتا ہوں کہ وہ مجھے فرقہ پرستی کے
گناہ سے بچائے رکھے۔ شکر گزار حسن نظامی۔

سنہری محمد نائب امام صاحب کا خط

مخدومی و کمری قبلہ خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
اخبارات میں یہ خبر جو کہ بہت مسرت ہوئی
کہ سال نو کے موقع پر ملک معظم نے جناب
کو شمس العلماء کا خطاب مرحمت فرمایا ہے
یہ فیض بے شمار محبوب الہی کا جو دہلی سے لندن
گیا اور وہاں سے واپس دہلی آکر حیدر آباد
کے پاس پہنچا میرے محرم اس خطاب پر
بحیثیت خادم العلماء ہونے کے جناب کی خدمت
میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

احقر شبیر احمد غفرلہ۔ نائب امام شاہی سنہری محمد دہلی
شکر یہ کہ پیالے بھائی نے انشیر اور صاحب آپ نے کسی بڑے
بڑے ہیں جس کی بدولت ناز پر تیار ہو کر آپ کی مبارکباد
سننے سے بھی زیادہ فخری مبارکباد ہے۔ نیز سچے دل سے دعا ہے

عبداللطیف مالک لطیفی پریس کا خط
مشفق و کرم مخدوم و محترم جناب خواجہ صاحب
آداب عرض ہے۔ انتہائی مسرت کا مقام ہے
کہ قدر شناس گورنمنٹ نے آپ کی حسن خدمات
کے صلے میں سالانہ اعرافات کے موقع
پر آپ کو شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز فرمایا
ہے۔ بندے کی جانب سے تبریکات صمیمانہ
قبول فرمائیے۔ مخلص عبداللطیف۔ دہلی
شکر یہ۔ آپ کا لطیفی پریس دہلی کا
سب سے بڑا پریس اور آپ کا کام
سب سے بڑا کام۔ اور آپ کی تہنیت
میرے لئے سب سے بڑی تہنیت۔ حسن نظامی

محمد سلطان مرزا صاحب کا خط
خدا والا تسلیم صبر و تقویٰ قبول ہو۔ اور سال نو
مبارک ہو۔ شمس العلماء کے خطاب نے جو آپ کی نسبت
سے عزت پائی اور اس کا ذکر اخبارات میں پڑا کہ
دل خوش ہوا۔ آپ کی رفعت شان و عظمت
مکان اس سے بہت بالا ہے کہ میں آپ کو اس
خطاب کے لئے مبارکباد دوں۔

خادم محمد سلطان مرزا۔ دہلی۔

شکر یہ کہ پیالے بھائی نے بھائی محمد سلطان مرزا صاحب پیشتر
سشن پنج دیلم میں یہ صنف ہیں ان کی تہنیت بھی
عالمانہ اور مصفا ہے۔ تنہیک پرانی ڈیزنج صاحب
حسن نظامی

رسمیہ اخبار کے ایڈیٹر صاحب کا خط

مخدومی و کمری و محترمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ
آداب عرض۔ میں نہایت ادب سے جناب والا
کی خدمت میں خطاب شمس العلماء کی مبارک باد
پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔
جناب والا کا خطاب سننے سے ”خطاب شمس العلماء“
کی عزت افزائی ہوئی ہے اور اس خطاب کو چاہا
چاند لگ گئے ہیں۔

خداوند کریم جناب والا کو اسلامی خدمات کرنے
کے لئے ہزاروں سال سلامت رکھے۔ آمین
شم آئین۔ زیادہ آداب بخش برادر میں نے خالق
شکر یہ کہ آپ کے محرم والد شیخ عطاء اللہ صاحب
وکیل زمانے سے آپ کو دیدہ ہوں۔ آپ کی بیگانگی
فلاسفی کے سب سے بڑے خلاف ہیں۔ آپ کی جہاد کا
کڑے کی طرح سخن کر رہا ہوں لیکن اگرچہ حسن نظامی
وائس آف کے حیرانچی کا خط
مخدومی و محترمی حضرت خواجہ صاحب زاد محرم
اسلام علیکم۔ مزاج اقدس۔ سال نو کی ہر
خطبات میں آپ کا نام نامی اور اسم گرامی دیکھ کر
بے جا مسرت ہوئی۔ شکر ہے کہ بالآخر گورنمنٹ
عالیہ نے آپ کی قدیم بھائی۔ اور خطاب شمس العلماء
سے آپ کی عزت افزائی ہوئی ہے اس تقریب سعید
پر آپ کی خدمت میں بدینہ تبریک و تہنیت پیش کرتا
ہے۔ اور بد نگاہ رب العزت دست بدعا ہے
کہ وہ آپ کو عہدہ وزارت سلامت باکرامت سے
آئین شم آئین۔ نیاز نیکش غلام نبی غفرلہ۔
شکر یہ کہ پیالے بھائی نے غلام نبی وائس آف کے ذاتی
خزانچی ہیں اور میں اپنے دل کے خزانوں کو نمانے والا

نفل خورق ہوں۔ ان کی مبارک باد و فائز کی اشرفیاں ہیں۔ فائز ہیں اور یہ نگار بھی ہے۔ شکر گزار۔ حسن نظامی۔

ہز ایکسی لنسی سفیر ایران کا خط
دولت ارجمند۔

آخر اطلاع پیدا کر دم کہ جناب عالی
از طرف دولت انگلستان بہ لقب و
عنوان رفیع شمس العلماء ملقب شدہ
اید۔ از این خبر بے اندازہ خوشوقت و مسرور
شدم و بہ جناب عالی تبریک میگویم۔ لقب
اعطائے بہ جناب عالی در واقع اسحق
باسمی یعنی حکایت از فضل و دانش و
کمالات علمی و ملکات اخلاقی و خصائل
معنوی و روحی جناب عالی ممکنہ و برائے
ہمہ ارادت کی شان شما اسباب نہایت
مسترت قلبی است سلامتی و وزیر ترقیت و عمر
و دوام عزت و سعادت جناب عالی را از
خداوند خواہانم۔ ارادتمند
علی معتمدی۔

شکریہ کہ ایں تبریک از خاندانہ وطن قدیم
ماست۔ و از درست قدیم است۔ خیلے
خیلے ممنون شدم۔ حسن نظامی

آئریل سر محمد عثمان کا خط۔
مافی ذیل خواجہ صاحب !
شمس العلماء کے خطاب کی پرورش
مبارک باد قبول فرمائیے۔

آپ کا مخلص (سر) محمد عثمان۔
شکریہ کہ آپ خواجگان چشت کے مقبول
ہیں۔ اور جو غوث الاعظم کے فیض یافتہ ہیں
اور محلہ فقر امیں۔ آپ کی تہنیت کا دلی شکریہ۔
حسن نظامی۔

لالہ امیر چند صاحب کہنہ ماہر کلم شمس کا خط۔
مکرمی بندہ جناب خواجہ صاحب۔
آداب دنیا۔ مزاج گرامی۔
اخبار میں آپ کے خطاب شمس العلماء

کے متعلق پڑھا ہے حد خوشی ہوئی۔ دلی
مبارک باد قبول فرمائیے۔

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ آپ ان
دولت۔ سلطان اعلام کی سلطنت میں
قیام رکھتے ہیں۔ اور دکن میں ان دولوں
شمس یعنی آفتاب بلی کے پرنسپٹ زیادہ
سرخرو ہے۔ اس سرمدی میں شمس العلماء
خطاب کی خبر حیدر آباد میں ہی سننی چلی ہے
تھی۔ نیاز مند۔ امیر چند کھنہ۔
شکریہ کہ پیارے بھائی لالا امیر چند کھنہ کی
بدلتی کابست لطف آیا۔ وہ میرے پرلے دوست
میں اور میں انکے خواص و محبت کا دریغ و دلدادہ
ہوں۔ شکریہ حسن نظامی۔

رائے بہادر برہنہ چند صاحب کا خط۔
مکرمی خواجہ صاحب۔ تسلیم
آرد و میں خطا بکے زمانہ ہی ہوا ہوا
مگر آج کے خطابات کی فرست میں آپ کا
نام دیکھ کر یہ دل نہ مانتا کہ آپ کو ارد
میں مبارکباد پیش نہ کروں۔ میرے دلی میں
تو ہمیشہ سے آپ کی جوعرت سے وہاں
رسمی خطابات سے بہت بالا تر ہے۔ خیر
ہزار دل سے آپ کو مبارکباد و غنیمت
ہے۔ سرکارے آئیے اشخاص کو بھی خطاب
عطا کیا۔ جو کہ لوگوں کے دلوں میں عظمت
رکھتے ہیں۔ نیازمند۔ برہنہ چند۔
(سینئر ایڈوکیٹ فیڈرل کورٹ دہلی)
شکریہ کہ پیارے بھائی رائے بہادر برہنہ چند
صدا دلی کے قدیمی رئیس ہیں۔ قانون دانی میں لگی
گر کھر دہوم ہے اور انکی زندگی کا بڑا حصہ دلی
کے شہر لوں کی خدمت گذاریوں میں گذرا ہے
خود بھی سبک سیوک ہیں اور کھانا کارہ کو بھی
اپنی آنکھ سے دیکھ کر خدمت گذار گئے ہیں۔
دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

حرمات صاحب خیر آبادی کا خط۔
قبلہ محترم جناب خواجہ صاحب مدظلہ
آداب دنیا را! راقم الحروف حرمات خیر آبادی
آپ کی خدمت میں سال کے گراں بہا خطاب
پر دلی مبارک باد پیش کرتا ہے۔ والسلام
حرمات خیر آبادی معتمدی۔
شکریہ کہ جناب حرمات خیر آبادی کی مبارکباد
آتی تو میں اہل قلد والوں کی قدر افزائی کی سزا
سے محروم رہ جاتا۔ دلی شکریہ حسن نظامی۔

مولانا محمد اسلم عشق نظامی کا خط۔
حضرت قبلہ و کعبہ میرے پیارے خواجہ
زاد فیکم۔ خطاب کی تہ دل سے مبارکباد
عرض ہے۔ ادنیٰ خادم ا۔
عشق نظامی روشن دلی۔
و عا کہ عابد ہو۔ زائد ہو مقبول اولیاء اللہ
ہو تیس برس سے میری خدمت کر رہے ہو۔ وہ
سب دیکھا۔ اور تہنیت بھی خوش ہو کر پڑھی دعاگو
حسن نظامی۔

مشتاق حسین صاحب کا خط۔
مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب۔
یہ سن کر کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب
منجانب گورنمنٹ عالیہ مرحمت ہوا ہے۔
گو میرے خیال میں آپ کو اس کی چنداں ضرورت
نہیں تھی۔ کیونکہ آپ تو اس سے پہلے شمس
قمر کی طرح روشن ہیں۔ مگر اظہار رحمت
کے واسطے جناب کو یہ عزیز فیض ارسال ہے۔
خداوند عالم آپ کو ہمیشہ اس سے زیادہ موعیلا
اطفال درخشاں و تاباں رکھے آمین ثم آمین۔
آپ کا دعاگو۔ مشتاق حسین ہمدلی۔ دہلی۔
شکریہ کہ آپ دور کا حضرت خواجہ قطب صاحب
پر زلزلہ اور میرے بڑے غنیمت فرمائیے۔ آپ کی تہنیت
کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

ایڈیٹر صاحب رسالہ کامیاب کا خط
مخدومی! آداب۔ سال نو کی خوشی میں حکومت
کی طرف سے آپ کی قومی خدمات اور قربانیوں
کی جوتن ہوئی ہے اس کا مجھے دلی افسوس ہے
اپنی خادمانہ زندگی میں اس پہلی جہارت اور کواچی
کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ خادم نیازی۔
تعارف اور شکریہ آپ سالہا سال میرے
رفیق تحریر رہے ہیں اور اب آزادانہ ادبی کام کر رہے
ہیں۔ آپ کے اس نرے انداز تحریر سے مجھے
بہت لطف آیا۔ شکریہ۔

اگر کوئی مرد جوڑیاں پہن لے تو اس کی نسبت
بھی منضاد رائے زنی ہو کر کرتی ہے۔ حسن نظامی

چودھری رحم علی صاحب شمس کا خط
محترم و مکرم من زید محمدی کم۔ تسلیات عرض۔
آپ کے خطاب کی مبارک بادیں زبانی پیش
کرنا چاہتا تھا۔ مگر جب ملیفون پر چھاپی
معلوم ہوا کہ آپ حیدرآباد تشریف رہتے ہیں
اور یہ بھی نہ معلوم ہر سکا کہ واسی کب تک ہوگی
جس کی وجہ سے خط بھی نہ لکھ سکا کہ آپ ہاں
سے روانہ نہ ہو جائیں۔ بہر حال اب بہت
دیر ہو رہی تھی تو خط کے ذریعے سے دلی مبارکباد
پیش کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ قبول فرمائیں گے۔
نیاز مند رحم علی الہامی۔ دریا منج دہلی۔
شکریہ کہ آپ انگریزی۔ عربی۔ فارسی۔ کے بارنگریزی
اخباروں کے ایڈیٹر اور محبت اور خلوص پیکر
میں۔ آپ کی تہنیت کا دلی شکر گزار ہوں حسن نظامی

سید شہادت علی صاحب شہادت کا خط
حضرت قبلہ خواجہ صاحب۔ مظلہ العالی۔
آج کے پرچم میں یہ دیکھ کر کہ آپ قبلہ کو خطاب
شمس العلماء نذر کیا گیا ہے۔ بے انتہا مسرت
ہوئی۔ دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ والسلام

آپ کا۔ بشارت دہلی اخبار نظام پریس دہلی
شکریہ کہ آپ سید جانی ہیں۔ آپ کی شاعری اور
خوش نوازی میرے ایمان کو تازہ کرتی رہتی ہیں
تہنیت کا جتنا شکر کر سکوں کم ہے۔ حسن نظامی۔

ظریف الملک صاحب بلوئی کا خط
محرمی و مکریمی قبلہ خواجہ صاحب دام فیضکم۔
آداب ست بستہ کے بعد عرض پرداز ہوں کہ ایک
ہر دل عزیز اخبار منادی میرے پاس بڑی باقاعدگی
کے ساتھ پہنچ رہا ہے۔ میں بھی اسے اتنے ہی گلے
لگا لیتا ہوں۔ اور جب تک لطف سے سی رنگ
نہیں پڑھ لیتا خدا نہیں کرنا۔ ایک میٹھک (پیشے
سے) یا لینگ (پیشے سے) میں ختم کرتا ہوں آپ
کی توجہ اور نوازش سے گھر بیٹھے جگہ کی سیر
کر لیتا ہوں بڑی بڑی قیمتی باتوں کا اپنی معدودہ
میں اضافہ کر لیتا ہوں ایک دنیا کا تجربہ بڑی آسانی
سے حاصل کر لیتا ہوں اور ہر دلی۔ دماغی اور
روحانی خوشی و اطمینان حاصل ہوتا ہے وہ یہاں
کئے جانے کی چیز نہیں۔ پچھلے پرچے میں حیدرآباد
کے قیام کی آپ نے ایسی مکمل تصویر کھینچی کہ
معلوم ہوتا تھا میں بھی ہر جگہ آپ کے ساتھ ہی
ساتھ ہوں۔ میرے دل میں تاہدار کن کی پہلے
ہی کچھ کم عظمت نہ تھی اور میں اعلیٰ حضرت
کو نہایت بیدار مغز متشروع اور پابند اسلام
سمجھتا تھا اور حیرت کیا کرتا تھا کہ الہی یہ تیرا مذہب
کیسا ہے جو کہ دولت برسی ست نہ گزری
ایسی جلیل شان اذعالی مرتبے کے باوجود
کس طرح رہتا ہے کیسا کھاتا ہے کیسا پہنتا
ہے۔ پہلے کے مسلمان بادشاہوں میں تو
بہت سے ایسی شان کے مالک ہو گئے
ہیں۔ مگر اس زمانے میں۔ یہ تو اللہ کے
فضل سے بہت بڑی سستی ہیں ان سے بہت
زیادہ ادنیٰ درجے کے لوگ جو محض امیہ ہیں یا

نواب۔ اب میں کیا کہوں بہر حال تاجدار کن
کی حکمت میرے دل میں پہلے ہی سے بہت
ہی زیادہ تھی اب اس پرچے کے پڑھنے کے
بعد بخدا سے لا یرا ل حضور پرور کے لئے دل
مصرف دعا ہو گیا۔ ان خوش قسمت لوگوں کی
تقدیروں پر رشک ہوتا ہے۔ جو ایسے بادشاہ
کی رعیت ہیں اور ایسے عالم نیک۔ دیندار
اور متشروع بادشاہ کے زیر حکومت ہیں۔
ایک ہم جوتیاں چننے کے پھر کرتے ہیں۔
آپ کو گورنمنٹ عالیہ نے شمس العلماء کا خطاب
اب عطا فرمایا جو بہت عرصے پہلے ملنا چاہئے
تھا۔ خیر ویرا بد درست آید۔ دنیا میں آدمی
کے سود و دست سود دشمن ہوتے ہیں اس مثل
کا تو یہ مطلب ہوا کہ جتنے دوست اتنے ہی
دشمن مگر میرا خیال ہے آپ کئے دوست اور
ہزار دشمن ہیں۔ یعنی کی ہزار ایک دوست ہے
اور یہ بھی مانی ہوئی بات ہے کہ بادشاہ تک کو
لوگ جبراً کہا کرتے ہیں اور ان ذات شریف نے
نبیوں اور پیغمبروں کی کوکب چھوڑا۔ تو میں سمجھتا
ہوں آپ کا یہ خطاب بہت سوں کو اکا امہ کا
میں تو آؤں میں سینیں برس صرف کرنے کے بعد
عصم آؤں بن گیا ہوں تو آؤں کے حساب
سے سمجھتا ہوں کہ وہ عالم جس کے پاس علم
ہو اور عمل بہت کم اور جو
کاس رہ کہ تو میری بہتر کسان است
بجائے لوگوں کو کچھ میں لے جائے۔
محض اپنے ذاتی تھوڑے سے فائدے کے
لئے۔ یقیناً وہ عالم تو ہے۔ اصطلاحی طور پر
مگر حقیقی معنوں میں عالم نہیں۔ برخلاف اس
کے وہ شخص جس کے پاس علم (علم دین) درگم
ہے مگر عمل بہت زیادہ ہے درد بہت
زیادہ ہے۔ احساس بلند ہے۔ جذبہ ملی جس
کی رنگدگ میں ہے اپنے علم کا اپنے تجربے کا

صحیح اور ایمان داری کے ساتھ استعمال کرتا ہے وہ اس عالم سے بدرجہا بہتر ہے پس اول الذکر کی نسبت یہ ثانی الذکر خطاب شمس العلماء کا مستحق ہے۔ بہر حال یہ میری ایمان داری کی رائے ہے۔ لوگ اتفاق کریں یا نہ کریں مجھے اس سے شک نہیں۔ آپ کی زندگی سبق ہے اُن لوگوں کے لئے جو اس سبق کو پڑھنا چاہیں اور مستفید ہونا چاہیں فلاں پاک اس بیش قیمت زندگی کو اجمعی تیس چالیس سال تک اور صحت و تندرستی کے ساتھ قائم رکھے۔ تاہم۔ نیازِ مذمت فاکِ طریفانہ شکر ہے کہ آپ کی طریفانہ نظم و نثر نے اردو زبان میں ادب و ہندوستان کے غمزدہ ویران دلوں میں جان ڈال دی ہے یہی اخرا س تہنیت کا مجھ پر ہوا۔ دلی شکر ہے حسن نظامی

عشقی بانو صاحبہ کا خط جنوری کے منادی میں سلسلہ تہنیت کا خطاب شمس العلماء میرے جس تار کا ترجمہ چھاپا ہے۔ وہ میں نے حضرت خواجہ صاحب کے نام نہیں بلکہ محترمہ خواجہ بانو صاحبہ کے نام حیدر آباد بھیجا تھا۔ اور تار میں فوجی خدمت کا کوئی ذکر نہیں تھا۔ نہ معلوم یہ فوجی خدمت کا مفہم میرے نام سے کیونکر نکال لیا گیا میرے تار کا صحیح ترجمہ یہ ہے :-

حضرت خواجہ صاحب کی یادگار رہنے والی ادبی خدمات اور گراں قدر فلاحی امانتوں کا جو کم مایہ اعتراف مجور منٹ کی طرف سے اس قدر دیر میں ہوا ہے اس پر ہی اظہارِ ہمدردی کرتی ہوں :-

حضرت خواجہ صاحب کو شمس العلماء جیسا فرزند و غیر شایانِ شان خطاب ملنے سے جو ایسی جہ کو ہوئی تھی میں نے خود میں اپنے اسی عقیدہ کا اظہار

کیا تھا۔ اور میرا خطاب حضرت خواجہ صاحب سے نہیں بلکہ محترمہ خواجہ بانو صاحبہ سے تاج کے ساتھ مجھ کو شرف بے تکلفی بھی حاصل ہے عشقی نوٹ :- محترم عشقی بانو صاحبہ کا تار حیدر آباد میں ملا تھا۔ اس کا ترجمہ سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی اس لئے عشقی بانو صاحبہ کی یہ تحریر شائع کی جاتی ہے خواجہ بانو صاحبہ کو جب یہ نئی تحریر دکھائی گئی تو انھوں نے کہا میری بجائی نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں اُن کے دلی جذبات اور خیالات پوشیدہ ہیں۔ اور میں نے خواجہ بانو کا یہ فقرہ ”میں کرکھار“ یورپ کے جفر شناس پر فیسیکریوٹے پیشین گوئی کی تھی کہ ہندوستان کو عورتیں آزاد کرائیں گی۔ لہذا میرا خیال ہے کہ اُن عورتوں میں محترمہ عشقی بانو صاحبہ کا نام بھی درج کر دینا چاہئے۔ حسن نظامی

سید ذی حسن کے بچوں کا خط ہم سب کے دادا جان۔ دست بستہ جھک کر ہم سب ننھے منے بھائی بہنوں کا آداب قبول ہو ہم کو کچھ ہی معلوم ہوا ہے کہ آپ کو شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ برطانیہ نے عنایت فرمایا ہے اس خطاب کی مبارک باد ہم سب بہن بھائی یعنی سید وحی حسن۔ سید شبیہ حسن۔ سید علی حسن اور سید فرید حسن اور سیدہ صاحبہ بانو۔ اور العبدانہ کی طرف سے آپ اور دادی جان اور بڑے چچا حسین صاحب اور چھپٹے چچا حسن اور چچا مہدی صاحب قبول فرمائیں۔ ہماری والدہ صاحبہ بھی آپ کو اور دلی جان کو خطاب کی مبارک باد دیتی ہیں۔ اور فرماتی ہیں کہ خدا تم سب کو ایسے خوشی کے خط لکھنے کے بہت سے موقع اپنی عنایت سے عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ ہم سب آپ کے بچے خوش ہیں امید ہے کہ آپ سب بھی بخیر رہتے ہوں گے۔ فرزند لادن سید ذی حسن کا نائب اخبار منادی

دعا لکھا ہے بچہ تمہارے دادا سید ممتاز حسن صاحب مرحوم میرے ابتدائی زمانے کے رفیق تھے۔ اور ساری عمر میرے ساتھ رہے اور ہمیں وفات پائی اور میرے خاندانی قبرستان میں دفن ہوئے۔ تمہارے والد سید ذی حسن اور چچا سید ذی حسن بھی بہت کم عمری کے زمانے سے میرے ہاں رہے تھے اس واسطے میں تم سب کو اپنے گھر کا آدمی سمجھتا ہوں اور تم سب بھی مجھ کو ایسے ہی عزیز ہو جیسے خود میرے گئے بیٹے ہوتے وغیرہ مجھے عزیز ہیں۔ تمہاری مصحف مبارک باد کو میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور میں تم سب کو دنیا کی خوشی اور دینی کی دعا دیتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سید عبدالرحمن حج کا خط

ڈیر خواجہ صاحب! نئے سال کے اعزازات میں آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملنے کی میری طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ میں جفا کرتا ہوں کہ نیا سال آپ کے لئے مسرت اور خوش حالی کا سال ہو۔ آپ کا خلع۔ ایم۔ اے۔ جن رج عدالت خفیفہ دہلی۔

دعا لکھا ہے چچا بھائی حج صاحب آپ کے انگریزی خط کا ترجمہ سن کر میں پڑھا ”خیر الرحمن عبد الرحیم“ یعنی خدا ہر ہمراہ میں رحمن رحیم اس لئے صفا شاد فرمائے ہیں اور آپ عبد الرحمن ہیں لہذا آپ کی تہنیت محلی تہنیت ہے شکر ہے حسن نظامی

سید محمد نظام نظامی کا خط بحضرت فیض محمد شاہ شاہان سخی دورانِ حاتمہ الزمان تاج الامراء شمس العلماء و قبلہ کو مین کعبہ دارین حضرت جناب خواجہ حسن نظامی صاحب مظلہ عالمی دہلی کا بعد صدمہ از آوارگی گذارش ہے کہ مجھ کو یہ خوشی حاصل ہوئی ہے میں کہ وہ دائرہ صاحب بہا دے جنے جناب کو شمس العلماء کا خطاب رحمت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ناکملہ شکر ہے کہ اپنی قوم میں یہ پلا جاسکے جسے اللہ تعالیٰ نے فضل سے آپ کو حاصل ہوا۔ اور میرے بے شک میں رسول سے مبارک بخش کرنا میں سب کو قبول فرماتا ہوں اور میری تہنیت میری تہنیت ہے۔

دعا لکھا ہے چچا بھائی حج صاحب آپ کے انگریزی خط کا ترجمہ سن کر میں پڑھا ”خیر الرحمن عبد الرحیم“ یعنی خدا ہر ہمراہ میں رحمن رحیم اس لئے صفا شاد فرمائے ہیں اور آپ عبد الرحمن ہیں لہذا آپ کی تہنیت محلی تہنیت ہے شکر ہے حسن نظامی

دعا لکھا ہے چچا بھائی حج صاحب آپ کے انگریزی خط کا ترجمہ سن کر میں پڑھا ”خیر الرحمن عبد الرحیم“ یعنی خدا ہر ہمراہ میں رحمن رحیم اس لئے صفا شاد فرمائے ہیں اور آپ عبد الرحمن ہیں لہذا آپ کی تہنیت محلی تہنیت ہے شکر ہے حسن نظامی

سید اسد علی صاحب ایم اے کا خط
خطاب شمس العلماء کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں
اسد علی، کوچہ سعد الشفاں، دہلی۔

شکر یہ کہ تم میرے قرابت دار ہو۔ ہم خبر ہو
ذی علم اور ذی فہم ہو۔ تمہاری تہنیت
میرے گھر والوں کی تہنیت ہے۔ حسن نظامی

منشی محمود خاں صاحب کا خط
میرے پیارے خواجہ صاحب ”سلامت یاشید“
سلام مسنون، مجھے یس کہ کہ آنجناب کب شمس العلماء
کے خطاب سے مشرف کیا گیا ہے۔ خوشی تو
ضرور ہوئی ہے مگر اس کے مستحق تو آپ آج
سے بہت عرصہ پہلے تھے۔ اور اب تو میں اس
آنجناب کی شان کے لئے بہت ہی کم سمجھتا ہوں
مگر یہ ضرور عرض کروں گا کہ اس خطاب کو آنجناب
کے اسم گرامی سے نسبت ضرور ہے۔ بہا میں ہم
بدیہ مبارک باد“ پیش کرتا ہوں۔ ۷

غمِ قبولِ افتد ز بے عز و شرف
 تہنیت کی ایک رباعی بھی میں بے عرض کی ہے جو یہ
 مبارک ہو سرے خواجہ مہتیش شمس العلماء
 حسد کی آگ میں جلتے رہیں حاسد و شائ
 حسین۔ ابن علی کو بھی مبارک ہو مبارک ہو
 سُنائے کو صبا عاجز پیام باغِ نازِ لالائی
 اختر محمد خاں محررِ جہ کی حضرت نظام الدین اویسی
 شکر کریم کو آپ میری سچی سرکاری محافطیں مبارک
 یہ تہنیت بے عرض لودھی سچی محبت کی نشانی ہے۔ اور
 آج کی رباعی چار بار پڑھیے شکر ہے جس نظم کی۔

بیگم خان بہادر صبح الدین صاحب کلا خط
جناب اچھا صاحب قبلہ مظللہ۔ آداب عرض ہے
کل کے اخبار میں یہ معلوم کر کے کتاب کو مکرکاری
جانب سے شمس العلماء کا معروضہ خط بہ حرمت
سوا ہے انصاف سے مائل ہوئی بہری طرف سے

ہدیہ مبارک با وقبول فوائس۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر بھی دوا فرمائے۔ جناب محترمہ سچی صاحبہ کی خدمت میں بعد اواب کے مبارک با عرض کر رہی اور بھائیوں بہنوں کی خدمت میں سلام دوا کے بعد مبارک با و دیں۔ آپ کی دوا کی ہر وقت طالب ہوں۔ فاکسار بیگم شیخ الدین دیا مخ شکر یہ کہ پیاری اور لائق بھتیجی کی جہت نے سچا اور سچی کے دل خوش کر دیئے۔ مگر یہ دیکھا کہ کچھ افسوس العلماء کی سوی کوشش اعلان نہ ہا یا نہ کرے اور بظن خود رہے کہ ہوسن نظا

آفتاب ہاتھی صاحب لعلی کا خط
 میرے محرم و معظم حضرت قبلہ خواجہ صاحب -
 سلام علیکم۔ اللہ پاک کا شکر ہے کہ حکومت نے
 آج ۲۵ برس بعد آپ کی علمی کاوشوں اور قابلیت
 کا اندازہ کیا۔ میں اور ہم سب صرف اللہ پاک
 کے مشکور ہیں۔ ملک معظم ایران کی حکومت کے
 ہر کل و پڑے سے ہمیں تشکایت ہے کہ اس
 قدر عظیم سیارہ ۲۵ سال تک ان کی دور بینوں
 سے کیوں محروم رکھا گیا۔

مجھے اور آپ کے تمام زیر سایہ مریدوں کو اور تمام مسلمانوں کو اور اردو ادب وانشائے قدرا نوں کو اس خطاب سے بہت خوشی ہوئی۔

مجلس کا افسوس ضرور ہے کہ اگر میں بادشاہ
ہو یا باداؤسر لائے ہوتا تو آپ کو فلک العلماء کا خطا
پیش کرتا جس کے آگے جائز و سوج بیچ ہیں۔
اگر کسی کو شمس العلماء بنا تا تو اس کی زندگی میں کوئی
دوسرا شمس العلماء بنا شکل ہوتا۔ کیونکہ شمس
ایک ہے کسی نہیں۔ اس طریقہ و خیال کو سورج
سمجھ کر اگر خطابات دئے جائیں تو زیادہ مناسب
شمس العلماء ہونے کے حق آپ میں پچیس سال
پہلے سے ہیں۔ اس چیز کو سب جانتے ہیں۔ ہر
ہندوستانی مسلمان اور ہندو و نواز ہندو دل
سے اس کو مان چکا ہے کہ آپ ۱۵ سال سے

شخص العلماء میں اسی لئے میں نے اپنے خط میں احمد
جنوری ۱۹۲۱ء تاریخ لکھی ہے۔

خدا پاک سے میری دعا ہے کہ آپ کا زور قلم نہ
 ہو، حکومت عوام و خواص کے دلوں میں آپ
 کے علم کی قدردان افروز برتری رہے آئیں!
 خدا آپ کی عمر دانا اور دانا تر کرتا رہے آپ کی
 سرپرستی اس نازک دور میں ہمیں حاصل رہے
 پاکستان کی پہلی مجلس شریعی میں آپ کی تقریر
 سے متاثر ہوں۔ آپ ایسے تندرت رہیں کہ پاکستان
 کی جب ۲۰ سالہ جوبلی ہو تو آپ کی گھنٹے ٹانک
 پاکستان کی فوجی پریڈ دیگیں ۲۰ لاکھ پاکستانی
 مسلمان فوج کی آپ سلامی لیتے رہیں۔ اس کے
 بجائے کہ میں بالکل نہیں تھا۔ آئین ثم آئین
 اختر آفتاب باغی نظامی، نئی دہلی۔

شکر ہے کہ تم باغمیوں کے آفتاب میں سو سو لوں کا سوچ
میں دونوں کو فلک اعلیٰ کا کینا ٹھک نہیں ہے۔ کیونکہ
انکر فلک کو نہیں ملنے۔ اور شاعر فلک کو عاشق کا
دکنِ حقیقت میں نہ تھارے تصور کا میرے دل پر بیت اترے۔

خان بہاؤدین حسین صاحب رحمہ اللہ کا خط
مکرم و مکرم فرمائے بندہ جناب خواجہ صاحب دامت
ہدیہ مبارک باد کے ساتھ اس عاجز کی مخلصانہ
دعا ہے کہ رب العزت آپ کو دین اعزاز و اکرام
مدت دماز ملک و معجز و سلامت رکھے تاکہ آپ
اسی قوت و محبت بزرگانہ سے اپنی خاص و عام
پسند نظر تحریر و تقریر کے ذریعہ ملک و ملت کی فلاح
انجام دیتے اور فیض رسائی کرتے رہیں۔ آمین کہ
معجبہ اعراض کے بخیر و خوش وقت ہوں گے۔
آب کا۔ حبیب الرحمن عفی عنہ۔

شکر ہے کہ آپ ایک نامور صلح قوم کے فرزند ہیں۔
خان بہادر ہیں۔ سنی ہیں۔ اہل اسلام ہیں۔ مگر جو
اجناس کی ایڑی پر طعنے لگنے کے سبب میری براہی
میں بھی جس عمر میں مجھے سترہ ہیں۔ آپ پُر غلوص
کی محبت کا شکر ہے۔ حسن نظامی۔

کتب خانہ علم و ادب کا خط
حضرت مخدوم خواجہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی -
سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - پرسوں صبح
ریڈیو ناؤ سنس کے منہ سے آپ کے خطاب
شمس العلماء کی خبر سنی بے انتہا خوشی ہوئی وہی
مجھ کے ترین کی طرف سے مبارک باد قبول فرما
بکاش نشی جی (نشی قربان علی صاحب محل محض)
زندہ ہوتے تو اس خبر سے انہیں کتنی مسرت
ہوتی کیونکہ وہ آپ کے مخلص ترین لوگوں میں
سے تھے۔
آخر میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
اپنے حبیب کے صدمے میں آپ کو غرض غطا
فرمائے۔ آمین۔ زیادہ نیاز۔ کمترین
وصی اشرف - کتب خانہ علم و ادب دہلی
شکریہ! پیارے عالی حافظہ سید محی اشرف صاحب
محی یادزدنی کی توبہ کی نشر و اشاعت سے ملک فہم
کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے جس اور میرے مخلصین
قدیم ہیں ان کی مبارکباد سے مجھے بہت خوشی ہوئی
پیرزادہ سید محمد لائق علی نظامی کا خط
عم عالی قدر دامت مجددہ - سلام علیکم
مزاغ گرامی - میں انتہائی دلی مسرتوں کے ساتھ
آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں
کہ اخبارات میں یہ خبر نظر سے گزری کہ آپ کو
شمس العلماء کا خطاب دیا گیا ہے۔
اس میں شک نہیں کہ آپ کی شخصیت اس
خطاب سے بالائے تر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے
بہت سی خاص نعمتوں کا آپ کو منظر ہمایا ہے
تاہم حکومت نے آپ کو یہ خطاب دیکر اپنی
جوہر شناسی اور قدر اندازی کی اہل کمال کا ثبوت
دیا ہے۔ جو ہر طرح مستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ
کی عبادت میں ہر روز توفیق عطا فرمائے۔ آمین
حبیب کرتے۔
پیرزادہ سید محمد لائق علی نظامی

میں جب یہ خوش آئند خبر سنی - انتہائی مسرت
کا اظہار اس کے ساتھ کہ میرے سکاگہ شام کو بعد
تقسیم الگو تمام حاضرین آستانہ سے آپ کی مزید
ترقی اقبال - دمازی عزا داند یا چیرا تپے میں
کے لئے دعا کرتا ہوں ہے۔ آپ سب طرح
خیر مصافحت سے بچتے۔ فقط والسلام سے ملا کر
طالب دعا محمد لائق علی نظامی بنظم نگر نگاہ
وہاں تم میرے ہم جو بھائی کیلئے شادی مرحوم اسماعیل
لائق فرزند ہو۔ اور دنگا کے لنگری جو خدمت بجا آئی ہے
وہ بزرگوں کی نظر تو جیسا علامت، تبارک تہنیت کا
میکرول پر بیت اترنا۔ دعاؤ حسن نظامی -
حبیب الرحمن نظامی کا خط
حضرت مخدوم دیکرم جناب خواجہ صاحب
مدظلہ العالی - آنجناب کو خطاب شمس العلماء
کے عطیہ پر بے در دل سے اپنی طرف سے اور اپنے
ادارے کی جانب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں
اور یہ دلی تمنا ہے کہ خدا کے برتر و بزرگ آپ
کی عمر میں دلازی و برکت عطا فرمائے اور کائنات
کے سرور پر آپ کے ساتھ عطاقت کو مدد و راز
تک قائم رکھے۔ آپ کی ہستی مسلمانوں کے
لئے باعث فخر ہے۔ فقط والسلام
آپ کا نیازمند حبیب الرحمن نظامی آنزیری
سکرٹری مرکزی ادارہ حبیب فرار ش خانہ دہلی
وہاں اس تہنیت میں اسلامی صداقت ہے۔ اسلامی
خلوص ہے۔ اسلامی محبت ہے جواب میں دل
کی دعائیں پیش کرتا ہوں۔ حسن نظامی
سید ظفر حسن صاحب کا خط
محرمی دیکری جناب خواجہ صاحب - سلام علیکم
میری تقریریں تو آپ شمس العلماء تھے ہی لیکن حق
کی بات ہے کہ حکومت نے ہی آپ کی حق ادا کی
خدا کا اجر و ثواب ہے کہ آپ کو شمس العلماء
ہندوستان میں ہر روز توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قبل فرمائیے۔ یہ مبارک باد بھی کتب خانہ علم
کی رہنمائی منت نہیں بلکہ اس میں سب سے جلوہ
آگاہی جنابات شامل ہیں۔ آپ حقیقتاً سب
خطاب کے اہل تھے۔
خط تحریر کرنے میں تاخیر اس لئے ہوئی کہ میں
ایک ماہ کی فصاحت پر مبن کیا تھا۔
خادم ملت - سید فخر حسن آصف دہلی
شکریہ! عواذ کرمیہ لفظ پڑا۔ تو انگریزی لفظ اچھی
سچ کڑکھا دیکر مجھے یہودی کو زبردستی عرب بنالیا
میں بہت ہنسنا۔ اور شکر یہ ادا کیا۔ حسن نظامی
حاجی محمد اشفاق صاحب کا خط
مخدوم مری عمری و مظلی حضرت خواجہ
صاحب قبلہ دام ظلہم - آداب عرض - خادم
بڑے ادب سے اور تہ دل سے جناب والا کو
شمس العلماء کا خطاب ملنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں
اس سے ہم دلی والوں کی عزت افزائی ہوئی ہے
ہم دس کروڑ مسلمانوں کی عزت افزائی ہوئی ہے
اور جالیں کروڑ ہندوستانیوں کی عزت افزائی
ہوئی ہے۔ کیونکہ جناب لائی فاطمہ گرامی دلی
والوں کی مسلمانوں کی اور تمام ہندوستانیوں
کی مشترکہ ہے۔ زیادہ دعاؤ۔
جناب والا کا ادنیٰ ترین خادم (حاجی محمد اشفاق
خلف مشرک ہیں ایسے خالق فلا سفر دہلی۔
شکریہ! پیارے فرزند اچھے تھکے والد و پرہیزگار
کے اچھے اور مالیات کے فلا سفر ہیں ایسے ہی تم نے ان
مبارک باد کو نشانی حاصلی شہری سے تیار کیا ہے
دعا اور شکریہ۔ حسن نظامی -
مولانا واقف الرحمن صاحب کا خط
منہج شریعت مغربی و برقیہ تقدیر اب حضرت
خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی - سلام علیکم
میں نے ہند میں پڑھنے جناب قدس کو گورنمنٹ
عالیہ نے شمس العلماء کا سب سے خطاب عطا فرمایا

مرد خوش حال ہوئی میری دلی مبارکباد
 قبول فرمائیے۔ دہلی کے واسطے آپ کی ہستی
 فی زمانہ بڑی مفید ہے۔ نیاز مند خاکدانے
 درویشانِ باختر من واقف الرحمن دہلی۔

شکریہ آپ میرے ہم وطن ہیں حضرت
 سید غوث علی شاہ صاحب کے پاس مکتوبہ میں لکھتے
 تعلقات لکھتے ہیں آپ کی تہنیت ہم شہرہ دوم وطن کی
 مبارکباد ہے۔ دلی لکھتے ہیں کہ ہمارے ہاں جن خطائی
 شمس العلماء مولانا سید محمد رضا امام جامع کو خط
 بھی خواہ قوم دولت شمس العلماء صاحب۔

سلام علیکم۔ ابھی ابھی اخبار میں یہ خبر پڑھا
 کہ آپ کو خطاب شمس العلماء۔ اس سے بے حد
 مسرت و خوشی ہوئی حق تعالیٰ تبارک و تعالیٰ

آپ کو اور آپ کے صحیح متعلقان کو یہ عزت
 مبارک کرے۔ اور آپ کا ہمارا انجام بخیر فرمائے
 آمین ثم آمین۔ خاکسار (شمس العلماء)

مولانا سید احمد (صاحب) امام جامع کو خط
 شکریہ دہلی کے گلیم شمس العلماء میں صرف دو دو تین
 پچھلے سے تھے ایک پروفیسر عبدالرحمن ممتاز اور دوسرا آپ
 ایک اعلیٰ کالی ہے۔ دوسرے کا بھی سے تھیں کچھ تھیں
 سے تو کچھ بھی جوں میں ہیں۔ یہ تہنیت بہت شکریہ میں خطائی

سید محمد شفیع الدین صاحب خط
 مکرئی جناب قبلہ خواجہ صاحب۔ سلام علیکم

میرے کہ جناب خیریت سے ہوگی۔ اخبار
 میں پڑھا کہ خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
 سید ترمذیہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دوازہ فرمائے آمین
 اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ سال آپ کے
 لئے خوشی۔ بیہودہ اور خوش حالی سے بھرا
 ہوا ثابت ہو۔ دعا سید محمد شفیع الدین علی

شکریہ آپ پر یہ رعیت قدسی عہد و ملہ ہیں اور
 آپ نے ایک بڑے بچے کے لئے دعا کی ہے
 حق تعالیٰ انجانی ہی بہت شکریہ

سید محمد حسین الدین صاحب خط
 بوقت شریف جناب خیریت سے ہوگی۔ سلام علیکم

سلام علیکم مکرئی جناب خیریت سے ہوگی۔ سلام علیکم

خیر پڑھا کہ دل کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ جناب کو
 شمس العلماء کا خطاب ملے۔ اللہ تعالیٰ آپ
 کی عمر میں ترقی عنایت فرمائے اور آپ کو
 صحت علی عنایت فرمائے آمین۔ مجھے عاجز
 کو دعا ہے خیر سے یاد فرماتے رہیں۔ جانا کچھ

سید محمد حسین الدین و شرقی حوی اعظم غاں دہلی۔
 شکریہ آپ سید صاحب کی سچی اور
 مخلصانہ تہنیت کا دلی شکریہ ادا
 کرتا ہوں۔ حق تعالیٰ

چراغ دہلی کے میرے صاحب کا خط
 خود ہی حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم

خطاب شمس العلماء کی مبارکباد قبول فرمائے
 دیگر عرض ہے کہ اس سے کوئی خط لکھتے
 کہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا مناسب تھا۔

دعا گو سید محمد حسین الدین نصیری چراغ دہلی
 شکریہ آپ میرے بھائی نصیری صاحب
 آپ میرے قرن اول کے دوست ہیں۔ آپ کی
 تہنیت کا بہت زیادہ شکریہ جس حسن نظامی

والدہ صاحبہ نسیم الطھر کا خط
 قبلہ و کعبہ میرے پرورش نامہ مبارک اور آپ عرض
 ہے۔ سب سے پہلے حضرت خدیجہ کی سالگرہ
 کی مبارکباد عرض کرنی چاہتی تھی۔ اس سے قبل
 مبارک باد کا عرض ادا کرنا ضرورت تھی۔

کیونکہ محنت مجاہد تھی۔ اب شمس العلماء
 کا تہنیل سے مبارکباد عرض کرتی ہوں۔

خدا حافظ اس سال کے عہد و ملہ میں
 کے۔ حق تعالیٰ تبارک و تعالیٰ

بریں طوالت سے سب کی خدمت میں تہنیت کی
 سالگرہ کی مبارکباد عرض کرتی ہوں۔

خواجہ ابو نعیم صاحب خدمت میں تہنیت عرض کرنی
 میں اور مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

والدہ نسیم الطھر دہلی۔
 دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو صحت و سلامتی عطا
 فرمائے۔ اور تم اپنے بچوں کی خوشنودی و بھلائی
 تہنیت تہنیت سے بہت خوشی ہوئی جس نظامی

مولوی اشفاق علی صاحب کا خط
 مصداق الطاف و کرم جناب خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ اخبارات میں پڑھا کہ گورنمنٹ
 عالیہ نے جناب کو شمس العلماء کا خطاب
 عطا فرمایا ہے۔ تہنیت خوشی ہوئی میں کی
 دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ علم و ادب کی
 جو خدمات جلیلہ جناب عمر مند و از سے فرماتے
 ہیں اس کا اقتضا تھا کہ یہ خطاب اس سے
 بہت پیشتر مل جانا چاہیے تھا۔ دعا ہے کہ
 خداوند کریم آپ کے اعزاز میں اور احسان فرمے

آمین۔ نیاز مند۔ اشفاق علی (سابق) پشاور
 عجباب خانہ طحہ دہلی۔

شکریہ آپ کا اور آپ کے خاندان سے میرے
 بہت دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور آپ کی قدسی
 خدمات بھی بہت اچھے ہیں۔ دلی شکریہ جس نظامی

سید آل مصطفیٰ صاحب فروری کا خط
 مکرئی و مکرئی جناب خواجہ صاحب قبلہ دام

فیض مکرئی فروری کو خطی اور فروری جنوری کے خط
 کے اخبار میں پڑھا کہ میرے بھائی سید محمد

مکرئی و مکرئی جناب خواجہ صاحب قبلہ دام

کو قدر و منزلت کی طرف سے لکھتے ہیں کہ
 کا خطاب فروری کے خط میں تہنیت عرض کرتے

میں نے ان عزیزوں کی یہ جفااں عین
چہ نہایت صبراً برداشت کیا۔ تاہم یہ عین
کے لئے بعضی غور و مباحثہ کا سبب بنے۔
اسی کے لئے پر مخلص ہدیہ تریک قبول
فرمائی۔
بارگاہ ایزدی میں دست بدعا
چوں کہاں قبلہ کو تا دیر تندر دست
سلامت رکھے احدیہ دریاے فیض کی
طرح جاری رہے۔ آمین ثم آمین۔
امید کہ مح متعلقین بعافیت ہونگے۔
والسلام۔ نیاز آگاہ
سید آل مصطفیٰ رضوی امجدی پٹی
شکر یہ کہ پیارے بھائی سید آل مصطفیٰ رضوی
کو دیرینہ محبت اس تہنیت کے لفظ لفظ سے ظاہر
ہوتی ہے۔ شکر گزار حسن نظامی۔

لَا رَسْتَ نَرَانِ صَاحِبِ گُزَلِے کا خط
مالی ڈیر خواجہ صاحب!
شخص العلماء خطاب کی دلی مبارکباد
دیتا ہوں۔ اگر زحمت نہ ہو تو مہربانی
فرما کر اپنا ایک نوٹ اپنے دستخط کر کے
مرحمت فرمائیے۔ میں آپکا نوٹ اپنے
ڈرائنگ روم میں لگاتا چاہتا ہوں۔
آپکا تخلص بہ سبب نرائن گروہ والا
تخلص داتے ہیں اور ہم سدھاکار سیٹھ
شری کرشن داس جی صاحب گروہ داتے ہیں
شکر یہ کہ آپ کا گروہ سے زیادہ عظیم الخط
ہمیشہ دلی پرورش رہے گا۔ غور و ملاحظہ
ہے۔ شکر گزار حسن نظامی۔

محبوبہ صاحب کا خط
میں نے محبت سے
میں نے محبت سے

میں نے دو فیروز صاحب کی خدمت میں
شخص العلماء کے خطاب حاصل ہونے پر
دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
مگر قبول افتخار ہے عز و شرف۔
دیں مولیٰ محبت عثمان صاحب احمدی
آمن نگہن کا ماموں زاد بھائی ہوں۔
اور میاں یسین میرے بھتیجے ہیں۔
آپکا۔ انعام انجمن صدیقی۔ وجد
شکر یہ کہ دو بھائیوں کی عنایت و محبت
شریک ہو کر آئی ماور میں نے اسکو یاد جو
غیر قادیانی ہونے کے اپنے دل پر نگہ دی۔
حسن نظامی۔

ڈاکٹر محمد علی صاحب کا خط۔
تقدس مآب مخدوم و مکرم رہبر صادق
جناب قبلہ خواجہ صاحب۔ سلامت۔
اخبار میں نے خطاب یافتگان کی
فہرست دیکھنے سے معلوم ہوا۔ کہ آنجناب
کو سرکار دولت ہمارے شمس العلماء
کا خطاب عطا فرمایا ہے جس کے پڑھنے
سے دل کو بے حد خوشی حاصل ہوئی۔ دلی
آپ کی ذات گرامی اصلی معنوں میں
اس خطاب کی مستحق تھی۔ حق جہاد
رسید۔ یہ عاجز ہر وقت بارگاہ ایزدی
میں دست بدعا ہے کہ آپ صبی فیض
شخصیت کو دائم و قائم رکھے اور آفات
فلکی و سماوی سے بظہل رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حفظ و امان
میں رکھے اور ساتھ تندرستی کے لئے
متعلقین کے سر پر زندہ و سلامت
رکھے آمین ثم آمین۔ نیاز کیش
ڈاکٹر محمد علی لال کھانا پٹی
شکر یہ کہ پیارے بھائی سید آل مصطفیٰ رضوی
اور تخلص تہنیت کا لفظ لفظ سے ظاہر

میں نے محبت سے
میں نے محبت سے

کو تاملوں۔ حسن نظامی۔

محمد وجیبہ الدین خالصا۔ کا خط
عزیز خواجہ صاحب۔ تسلیم۔
9 جنوری کو ایک کارڈ مبارک باد
کا شمس العلماء کے خطاب ملنے پر اس
خدمت کیا تھا۔ مگر جو نام مبارک ہلو
دینے والوں کے شائع ہوئے ہیں اس
میں میرا نام نہ تھا۔ مجھے نام شائع کرانے
کی ہرگز ضرورت نہیں۔ مگر یہ شبہ گذرا
کہ میرا کارڈ آیا تو آپ تک پہنچا نہیں یا
مبارکبادیوں کے کاغذات میں ایسا
مل گیا کچھ رست میں شامل نہ ہو سکا۔
پہلی صورت میں مبارکبادی کی تجرید
لازمی ہے چونکہ یہ شنا تھا کہ آپ جید آباد
تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے اس سے
پیشتر یہ کارڈ نہ لکھ سکا۔ لہذا اب
مبارکباد قبول ہو۔ خاکسار
محمد وجیبہ الدین خان
شکر یہ کہ آپ پرانے دوست اور دلی کے بڑے
ادب و مودت میں۔ آپکا پہلا خط مجھے نہیں ملا
تھا۔ میں دلی شکر یہ ادا کرتا ہوں جس نظامی۔

مولانا عبد الرؤف صاحب کا خط
مخلص محترم سیدی مولائی حضرت خواجہ
حسن نظامی۔ سلام علیکم۔
بیان ہمد وجہ خیریت ہے اور خیر و عافیت
مزاج مبارک و جمیع خور و دوا کلاں سلام۔
من اللہ العالی العزیز انکوا عر لہدی
خطاب شمس العلماء مبارک بہت خوشی ہوئی۔
فقیر سید عبدالقدف عفی عنہ۔
شکر یہ کہ پیارے بھائی سید آل مصطفیٰ رضوی
اور تخلص تہنیت کا لفظ لفظ سے ظاہر

میں نے محبت سے
میں نے محبت سے

ابو محمد آپ کو ہوا آپ کے محیوں کو دیکھیں دیکھیں۔ حضرت نظام۔

۴۔ اور چونکہ میں اپنے ان درگاہوں میں ظاہر ہوئے ہیں وہ سب میرے لئے جو بڑے زیادہ قبول ہونے والی دعائیں آپ مجھے عرض ہیں اسی میں سہا جی ہوا۔

تصوف کی کتابیں

مقامی قاعدہ باقی صفحہ ۱۲ قیمت ۲۰
تسلیم احسان - صفحہ ۲۲ قیمت ۶
اسرار - صفحہ ۶۲ قیمت ۸
کم فہموت - صفحہ ۱۲ قیمت ۵
مرگ نامہ - صفحہ ۲۸ قیمت ۶
لاہوتی آپ بیتی - صفحہ ۱۶ قیمت ۲

تعلیمی کتابیں

مقامی قاعدہ باقی صفحہ ۱۲ قیمت ۲۰
بچوں کی تفسیر پارہ ۱ صفحہ ۲۲ قیمت ۸
زبان قاعدہ - صفحہ ۳۲ قیمت ۲
قرآن مجید کا تصوفی قاعدہ صفحہ ۲ قیمت ۲
آسان سبق کی پہلی صفحہ ۲۲ قیمت ۱
اجتہاد قاعدہ - صفحہ ۳۲ قیمت ۱
اردو سبق با تصوف - صفحہ ۶۲ قیمت ۸
اردو سکھانے کے مضامین صفحہ ۲۲ قیمت ۶
اسلامی کھارہ - صفحہ ۳۲ قیمت ۱
میر خیر حساب - صفحہ ۳۲ قیمت ۲
تعلیم و تہذیب - صفحہ ۲۲ قیمت ۳
حلوئی کی تعلیم - صفحہ ۵۲ قیمت ۸
گھوڑو ہونی گھاٹ - صفحہ ۶۲ قیمت ۴
آسانی کہانی - صفحہ ۱۲ قیمت ۲
آہستہ خطوط قریبی - صفحہ ۵۲ قیمت ۴
بچوں کی کہانیاں صفحہ ۲۲ قیمت ۸
بیوی کی تعلیم - صفحہ ۵۵ قیمت ۴
بیوی کی تربیت - صفحہ ۱۳۰ قیمت ۴
اداس کی شادی - صفحہ ۲۲ قیمت ۴
تعلیم و تہذیب - صفحہ ۵۲ قیمت ۴
اسرار و احسان - صفحہ ۱۲ قیمت ۲

عملیات کی کتابیں

اعمال حزب البحر صفحہ ۱۰۲ قیمت ۱۲
اعمال حزب البحر کا دوسرا حصہ صفحہ ۱۲ قیمت ۴
مفسر کا جواب علاج - صفحہ ۲ قیمت ۲
دست غیب - صفحہ ۲۸ قیمت ۲

دینی اور علمی تحقیقات

مرشد کو سجدہ عظیم صفحہ ۵۲ قیمت ۸
جواز عکس تصاویر - صفحہ ۳۲ قیمت ۲
کی قبروں اور قبوں کا جواز صفحہ ۲ قیمت ۲
نادران و رہائی - صفحہ ۱۶ قیمت ۱
گستاخی - صفحہ ۱۶ قیمت ۱

اصلاحی اور اخلاقی کتابیں

ماہر کی مدد بندی - صفحہ ۵۶ قیمت ۶
بوکل کا کاک - صفحہ ۱۶ قیمت ۱
انسداد گداگری - صفحہ ۳۲ قیمت ۳
شراب و جوئے کی ترابیاں صفحہ ۲ قیمت ۲
شیطان کا طوطا - صفحہ ۱۶ قیمت ۲
تمباکو نامہ - صفحہ ۱۶ قیمت ۳
خوشامدی اور سرکش - صفحہ ۳۲ قیمت ۴
دل کی عیدیاں - صفحہ ۳۶ قیمت ۵
محاسن حسنہ - صفحہ ۸۸ قیمت ۱۰
خوشی کی زندگی - صفحہ ۱۰ قیمت ۸
سویج جانکی کہانی - صفحہ ۸ قیمت ۳
طریقہ کی پہلی صفحہ ۲۲ قیمت ۲
ہر قیمت کی دوسری صفحہ ۶۲ قیمت ۲
سکھوں اور مسلمانوں کے راستے صفحہ ۲ قیمت ۲

تاریخ اور مذکر کے
مسلاو نامہ - صفحہ ۱۱ قیمت ۴
محمدم نامہ - صفحہ ۲۲ قیمت ۴

کر بلا کا نارسخی حال با تصوف صفحہ ۲۲ قیمت ۸
سیرت امام حسین - صفحہ ۳۲ قیمت ۲
ذکر غوث پاک - صفحہ ۸۰ قیمت ۱۲
قدیم دہلی کی تاریخ - صفحہ ۲۸ قیمت ۲
عزت نومی جہاد - صفحہ ۶۲ قیمت ۸
تاریخ سلاطین عباسیہ صفحہ ۱۲ قیمت ۲
تاریخ سلاطین عباسیہ دوم صفحہ ۱۶ قیمت ۲
سیر دہلی با تصوف - صفحہ ۹۶ قیمت ۴
مرد و ستانی شاہنامہ صفحہ ۱۲ قیمت ۲
مجموعی عملوں کے اسباب صفحہ ۲۲ قیمت ۲
تذکرہ بابا نانک - صفحہ ۹۶ قیمت ۲
تاریخ سلاطین یعنی صفحہ ۸۰ قیمت ۸
تاریخ مسیح - صفحہ ۲۱۶ قیمت ۴
چودھویں صدی تک شہر صفحہ ۱۶ قیمت ۲
تذکرہ غازی بابے مہال صفحہ ۱۶ قیمت ۲
چار دوشیوں کا تذکرہ صفحہ ۲۸ قیمت ۳
شامی جہاد - صفحہ ۵۳۰ قیمت ۴
تاریخ فرعون با تصوف - صفحہ ۱۰ قیمت ۲
جہانگیر کا روزنامہ صفحہ ۱۱۲ قیمت ۵
سید مسلمانوں کی آخری لڑائی صفحہ ۳۲ قیمت ۴
حق پرستوں پرستم صفحہ ۱۶ قیمت ۲
حکومت اور مذہب کی اصل تاریخ صفحہ ۲ قیمت ۲
آپ بیتی - صفحہ ۱۳۰ قیمت ۴
کرشن گیتھا - صفحہ ۱۶ قیمت ۴
زیارت نامہ - صفحہ ۸ قیمت ۲
پرید نامہ - صفحہ ۱۳۲ قیمت ۴
مختصر احوال بابا نانک صاحب صفحہ ۲۲ قیمت ۲
ہکایت کے آئینہ صفحہ ۵۵ قیمت ۴
انگریزوں کی ہمتا - صفحہ ۶۲ قیمت ۲
محاصرہ دہلی سے خطوط صفحہ ۲۲ قیمت ۲
جلد شاہ کا مقدمہ صفحہ ۲۲ قیمت ۲
فرس کے فرطان صفحہ ۲۲ قیمت ۲

خدر کے اخبار صفحات ۲۲ قیمت ۱۲
روزنامہ چمر زغالہب صفحات ۲ قیمت ۱۲
دہلی کی جاں کنی صفحات ۱۰۰ قیمت ۵۰
بہادر شاہ کار روزنامہ صفحات ۹۲ قیمت ۴۶
غدر کی صبح شام صفحات ۲۷۲ قیمت ۱۳۶
دہلی کی آخری شمع صفحات ۱۱۲ قیمت ۵۶
غدر کا نتیجہ سزا صفحات ۷۲ قیمت ۳۶
سکھ قوم صفحات ۵۲ قیمت ۲۶
نظامی نمبریں صفحات ۹۶ قیمت ۴۸
غزنی نامہ صفحات ۸۸ قیمت ۴۴

پیشین گوئیاں

شیخ سنوسی صفحات ۳۲ قیمت ۱۶
کتاب الامر صفحات ۵۶ قیمت ۲۸
فیضان سنوسی صفحات ۵۶ قیمت ۲۸
تین پر ایک صفحہ ۲۰ قیمت ۱۰
ناگفتہ بہ صفحات ۲۰ قیمت ۱۰
امام الزماں کی آمد صفحات ۴ قیمت ۲
ظہور امام مہدی صفحات ۹ قیمت ۴
جبرئیل خلافت صفحات ۶۲ قیمت ۳۱
جبرین نامہ صفحات ۳۲ قیمت ۱۶

اسلام کا انجام صفحات ۶۲ قیمت ۳۱

سفر نامے

سفر نامہ ہندوستان و حجاز و مصر صفحات ۱۹۲ قیمت ۹۶
سفر نامہ ہندوستان صفحات ۹۶ قیمت ۴۸
سفر نامہ افغانستان و تھمیر صفحات ۲۴ قیمت ۱۲
سفر نامہ یورپ زسٹرولی و بحر ہند صفحات ۱۲۴ قیمت ۶۲

ادبی کتبیں

سی یار دل صفحات ۸۲ قیمت ۴۱
کانا باقی صفحات ۱۷۶ قیمت ۸۸
ایڈورڈ ڈاؤنری صفحات ۱۱۲ قیمت ۵۶
جگ جیتی کہانیاں صفحات ۸۰ قیمت ۴۰
چٹکیاں گدگدیاں صفحات ۱۱۲ قیمت ۵۶
کائنات جیتی صفحات ۱۱۶ قیمت ۵۸
اُردو کبوتر صفحات ۱۶ قیمت ۸
بڑوس کے سترہ پاجی صفحات ۱۶ قیمت ۸
چٹکنی دست پناہ صفحات ۸ قیمت ۴
لڑائی کا گدہ صفحات ۵۶ قیمت ۲۸
روزنامہ ۱۹۲۲ء صفحات ۳۴ قیمت ۱۷
طمانچہ بر خسار زید صفحات ۱۱۲ قیمت ۵۶

قبروں کے غیبی نوشتے صفحات ۳۰ قیمت ۱۵
خطوط اکبر صفحات ۱۷۶ قیمت ۸۸
شیخ علی کی ڈاؤنری صفحات ۱۶ قیمت ۸
سوز و گداز از غزل و غزل و غزل و غزل صفحات ۱۲ قیمت ۶

طبی کتبیں

آٹھویں ایام کا طبی و دیگر ام صفحات ۲۲ قیمت ۱۱
تندرستی نامہ صفحات ۲۵۹ قیمت ۱۲۹
سندھیا سیکوک صفحات ۲۵۹ قیمت ۱۲۹
حمل سے وضع حمل تک صفحات ۲۲ قیمت ۱۱
دور جوانی صفحات ۶۲ قیمت ۳۱
عمر بڑھانے کے طریقے صفحات ۹۶ قیمت ۴۸
علاج باخمال صفحات ۸۲ قیمت ۴۱
روئی سالن صفحات ۱۶ قیمت ۸
موت کا علاج صفحات ۸۰ قیمت ۴۰

معیشت کی کتبیں

روپیہ عالم سکرٹس صفحات ۴ قیمت ۲
روزمی صفحات ۱۱۲ قیمت ۵۶
نو کری صفحات ۶۲ قیمت ۳۱

غالبؔ کے مزار کی مرث

مستوی کے ناظرین کو اطلاع دی جاتی ہے کہ نواب اسد اللہ خاں غالبؔ کے مزار کی
عمر تعمیر کا کام شروع ہونے والا ہے پس جو ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی اپنے سب سے
بڑے ملکی شاعر کی یادگار قائم کرنے کے لئے امداد دینی چاہیں وہ مجھ سے خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ جن نظامی

پرنٹر و پبلشر خواجہ من نظامی نے دہلی پر ملک و رکنس دہلی میں چھپو گروہ قمر اخبار منادی سے شائع کیا

یہ کام مشکل نہیں ہے، اور اگر مشکل ہو بھی تو اب ہر مسلمان کو
مشکلات پر غالب آنے کی ضرورت ہے۔ حسن نظامی

۱۳۶۵ھ کی عید میلادِ کاسلام

جالی پکڑ کے روضۂ اقدس کی بار بار

سب حالِ دل رسولِ خدا کو سنائیں ہم

سلام علیک ایہا النبی۔ سلام تجہ پر اے دل و جان کے مالک نبی محمد

ہو جانے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں۔ یا رسول اللہ
اس بے کس اور بے بس امت کے سر پر ہاتھ رکھئے
جو ہر نماز کی التحیات میں آپ کو سامنے موجود سمجھ کر
سلام علیک ایہا النبی سلام تجہ پر اے نبی پڑھتی ہے
اور پروردگار عالم سے اپنی امت کی آزادی اور خوش حالی
کے دن شگادیکھے۔ اس امت کے قرضے ادا ہوں۔

بیمار ندرست ہوں۔ بولوں اور رادوں میں قوت ہو
غیبی رزق عطا ہو آپس میں محبت ہو جائے دل کے کینے
دور ہو جائیں۔ فرقہ بندی کی پھوٹ دور ہو جائے
آپ کے رب کا بندہ ابوالکلام آزاد غیروں کو جو چوڑ
کراپنے بھائیوں کے گلے لگ جائے لعل آپ کے رب کا
دوسرا بندہ حسین احمد مدنی بھی اپنی قوم کی صف
میں شریک ہو جائے۔ شیعہ سنی مقلد غیر مقلد جنفی

یہ سلام تیری امت کا ہے۔ یہ سلام تیرا اور تیرے پیچھے
والے خدا کا کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کا ہے جن کو
کلام الہی میں ”خیر امت“ کہا گیا تھا۔ یعنی اچھی امت
خطاب دیا گیا تھا جس نے قرن اول کے ۲۵ برس کے اندر
دنیا کے بڑے حصے میں توحید کا نشان بلند کر دیا تھا جس
کی اذان کی آواز اور جس کی تلوار کی جھنکار پہاڑوں میں
سمندروں میں صحراؤں اور دنیا کی سب حکومتوں کے
ایوانوں میں گونجتی تھی۔

وہ امت دشمنوں میں گھر گئی تھی۔ شیطان نے
ان کے خیال اور حال کو تیری الفت سے جدا کر دیا تھا
اور وہ دوسری قوموں کے غلام ہو گئے تھے۔ مگر اس
سال تیرے رب کی نظر رحمت نے ان میں جانِ الٰہی
ہے۔ اور وہ تیرے نام پر اور تیرے رب کے نام پر پھیل

پولیس ڈپارٹمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جس نے ہر ہائیڈس مہاراجہ سروہی کی وصیت کی موافق ان کو اسلامی طریق پر دفن ہونے میں مدد دی۔ اور ان شہر میں رکش کرنے والوں سے مہاراجہ کی میت کو بجا جو میت کو جلانا چاہتے تھے۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ مہاراجہ کی قبر کو محفوظ رکھا جائے جس کو کھول کر میت کے جلانے کی تدبیریں کی جا رہی ہیں۔ کیونکہ اگر ایسا ہوا تو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی دل آزاری ہوگی۔ اور ایک عزت والے مسلمان کی لاش کی بے عزتی ہوگی۔ یہ ریزولوشن بذریعہ یادریغ خط پولیس کل سکیورٹی تنصویر وائسرائے دہلی کو بھیجے جائیں۔

لنگر اور روشنی کی امداد

۱۶ مارچ ۱۳۶۵ھ ہجری کو حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کا سالانہ عرس دہلی میں ہوگا۔ جو لوگ اس عرس کی نیاز یا لنگر یا روشنی کے خرچ کے ثواب میں شریک ہونا چاہیں وہ میرے نام اپنی امداد بھیج سکتے ہیں۔

ضروری اطلاع

صوبہ دہلی کی گورنمنٹ نے راشن کی مقدار کم کر دی ہے اور عرس میں آنے والوں کے راشن کاڑھ کے وقت دے جائیں گے جس سے زائرین کو تکلیف کا اندیشہ ہے لہذا اگر اس سال متوسلین سلسلہ اپنے اپنے مقام پر نیازیں کریں۔ اور دہلی میں نہ آئیں تو مناسب ہے۔ میں نے سب کے خطوط میں بھی اطلاعیں بھیج دی ہیں۔ حسن نظامی ٹولی

قادیانی کے اختلافات دور ہو جائیں۔ اور وہ سب ایک کلمہ واحد جمع ہو جائیں۔ اور پروردگار کی اس زمین کو اللہ رب العزت کے نعروں سے زندہ کر دیں جس کو جس ویسے اور خود غرضی اور دولت پرستی نے مردہ کر دیا ہے۔

یا رسول اللہ! سب ملکوں کو عرب الیکٹریل اور ایکٹیل ہو جائیں اور غیر کے ہر اثر سے آزاد ہو جائیں جاوا۔ سماٹرا۔ ملاویا اور چین۔ افغانستان اور ہندوستان کا بول بالا ہو۔ ان کے دلوں اور دماغوں میں اسلامی جرأت اور حرارت اور جوش پیدا ہو اور وہ خناسی جالوں اور پھندوں سے آزاد ہو جائیں۔ آمین یا اللہ۔ آمین یا اللہ۔ آمین یا اللہ۔ اللہ اکبر۔ یا محمد۔ یا علی۔ یا عمر۔

عید میلاد کے جلسوں میں علان کر دیے

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ جو میں نے چھ سال کی محنت اور محنت پر روپے کے خرچ سے تیار کر کے شائع کیا تھا۔ اور جس کے ٹپے نہ لاکھوں غیر مسلم مسلمان ہو گئے تھے۔ اور لاکھوں نو مسلم بچے مسلمان بن گئے تھے۔ اب دوبارہ چھپنے والا ہے کیونکہ پہلا ایڈیشن قریب ختم کے ہے۔ لہذا اس کا ذخیرہ کے لئے ہر مسلمان کو اپنے مرحوم عزیزوں کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے چندہ دینا چاہئے۔ اور اپنی نیاز نذر اور خیرات اور نذوۃ کی رقمیں بھی اس کام کے لئے دینی چاہئیں تاکہ قرآن شریف کا یہ ہندی ترجمہ اور ہندی تفسیر جلدی دوبارہ چھپ جائے اور ہندوستان میں کلام الہی کی تبلیغ کا ڈنکا بج جائے۔ چندہ بھیجے گا پتہ:- خواجہ حسن نظامی دہلی لکھنیا کافی ہے جو لوگ اس کام میں چندہ دیں گے۔ ان کے نام قرآن شریف کے ساتھ شائع کئے جائیں گے۔

مہاراجہ سروہی نے وفات پائی

سب مسلمانوں کو آگاہ کر دیجئے کہ راجپوتانے کی مشہور ریاست سروہی کے مہاراجہ جس کی آمدنی قبل از روپے سالانہ کی ہے مسلمان ہو گئے تھے اور دہلی میں وفات کے وقت تک مسلمان رہے تھے۔ اور وصیت کی موافق دفن کئے گئے تھے۔ لہذا سب مسلمان عید میلاد کی مجلسوں میں ان کی مغفرت کی دعا مانگیں اور ایک ریزولوشن پاس کریں کہ فلاں مقام کے مسلمان جلسہ عام میں برٹش گورنمنٹ کے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

خودداری و خود غرضی

ہم آدمی خودداری کو اچھا اور خود غرضی کو برا کہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ خودداری بھی خود غرضی کی ایک بہن ہے۔ خودداری اس مذہنک اچھی ہے کہ انسان دوسروں کی نظر میں ذلیل ہونے کے کام نہ کرے۔ اور خود غرضی بھی اس مذہنک اچھی ہے کہ دوسروں کی غرض کو نقصان پہنچائے بغیر اپنی غرض حاصل کرے ورنہ حد سے باہر دوڑ بری ہیں۔

روس کی خود غرضی

آج کل روس کی حکومت فتح یابی کے غرور میں اور اپنی طاقت کے گہنڈ میں برطانیہ اور امریکہ کی فوجیت اور برتری کو مٹانا چاہتی ہے اور ترکی اور ایران وغیرہ ملکوں میں بھی اپنا اثر جما نا چاہتی ہے۔ اگر یہ برائیاں درست ہوں جو اخباروں میں شائع ہوتے ہیں تو ان سے روس کی خود غرضی ظاہر ہوتی ہے اور درست نہ ہوں تو ان کی خود غرضی سمجھی جائے گی جیسا کہ خبریں دنیا میں مشہور کر رہی ہیں۔

بندر گاہ عقبہ

سلطان ابن سعود نے برطانیہ سے عرب کی مشہور بندر گاہ عقبہ کا مطالبہ کیا ہے۔ سلطان عبدالحمید خاں کے زمانے میں انگریزوں نے عقبہ پر قبضہ کرنا چاہا تھا تو سلطان نے بڑی حکمت عملی کے ساتھ انگریزوں کو ملت دیکر عقبہ کو بچا لیا تھا مگر شریفین مکہ کے ترکوں سے بغاوت کی اور

عقبہ انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔ ایک عرب نے عقبہ دیا تھا۔ دوسرا عرب واپس مانگتا ہے۔

مصر اور حجاز

سلطان ابن سعود اور شاہ مصر اور دوسرے عرب ممالک اس وقت یہودیوں کو دیکھ رہے ہیں اور یہودیوں کو فلسطین پر قابض ہونے سے روکنا چاہتے ہیں تو ان کو روس سے بھی ہوشیار رہنا چاہیے کیونکہ برطانیہ اور امریکہ اور روس ایک ہی پتیلی کے چٹے ہیں۔ برطانیہ کو آزما چکے ہیں۔ امریکہ کو تیل کا ٹیکس دیکھا ہے۔ آزما نا شروع کیا ہے۔ ان دونوں کے بعد روس کی قیسری آزمائش میں مبتلا ہونا عقلمندی نہیں ہے۔ اور دورانہشی کے خلاف ہے۔

شاہ فاروق بچے ہیں سلطان ابن سعود تجربہ کار سیاست داں ہیں۔ ان کو روس کی شہرہ کے عرفان کی ضرورت ہے اور وہ شہرہ رگ توران اور ایران کی مسلمان قومیں ہیں۔ اگر یہ دونوں اہل یورپ کی طرح توران اور ایران کے مسلمانوں میں اسلامی اتحاد کی تحریک جاری کریں تو سیاسی توازن ان کے قبضے میں آجائیگا۔ محض لفظی خلا کی خواہش کریں گے تو مصر و حجاز کا وہ اتحاد بھی ٹوٹ جائیگا جو ابھی محض عارضی واقعات کے سبب پیدا ہو گیا ہے۔ کیونکہ خلافت کی حرص ابن سعود کے دل میں بھی ہے۔ بچے فیہی روشنی میں مسلمانوں کا مستقبل شان دار معلوم ہوتا ہے اسلئے میں مسلمان حکومتوں کو توکل علی اللہ کی

نصیحت کرتا ہوں۔ توکل کرو۔ اور اگے بڑھو

اگر ہم کو پاکستان مل جائے

تو ہم ہندوستانی مسلمان اپنی ہزار سالہ پالیسی اور حکمت حکومت کو زندہ کر کے دکھا دیں۔ کیونکہ ہم ہندوستان کا روپیہ ہندو میں خرچ کرتے تھے۔ باہر نہ لے جاتے تھے۔ اور ہندوستان کی کوئی پیڑاوار باہر نہ جاتی تھی اور باہر کے اسلامی ملکوں سے ہر قسم کے لائق آدمی یہاں لاتے تھے اور ہر قسم کی پیڑاوار یہاں لاکر ہندوستان کو گلزار بناتے تھے قصہ مختصر یہ کہ ہم خود غرض نہ تھے ہندوستان کے فائدے کے لئے ہندوستان پر حکومت کرتے تھے۔ لہذا اب بھی ہم میں جن کی نسلیں درست ہیں وہ اپنے بزرگوں کے کھریوں پر حکومت کر سکیں گے۔

انور پاشا کا قاتل کون تھا؟

اب بھی ہندوستان کا بچہ بچہ انور پاشا ترک کو بڑا نسا ہے اور ہر مسلمان گھر پر انور پاشا کی تصویر لگی ہوئی ہے۔ بڑے علاؤ الدین میں اٹلی کا مقابلہ کیا تھا جبکہ اس نے طرابلس کے عربوں پر حملہ کیا تھا۔

انور پاشا کو روس نے قتل کیا۔ جبکہ وہ ترکستان اور توران کو روس کے بچے سے آزاد کرانے کے لئے توران میں آئے تھے۔ سمرقند و بخارا اسلام کا پرانا مرکز ہیں۔ حضرت حافظ شیرازی کا یہ شعر ہر مسلمان پڑھتا ہے اگر ان ترک شیرازی بدست آمد دل مارا۔ بخارا ہندوستان ختم سمرقند بخارا

اگر شیراز کا وہ ترک (محبوب) میرادل اپنے ہاتھ میں لے لے تو میں اس کے رخسار کے ایک تل کے بدلے اس کو سمرقند و بخارا بخش دوں گا۔ وہ بخارا جہاں کی خاک سے امام بخاری جیسے محدث پیدا ہوئے آج روس کے قبضے میں ہے۔

اور جب انور پاشا نے سمرقند و بخارا نو آزاد کرنا چاہا تو روسیوں نے ان کو توڑان میں گھیر کر مار ڈالا پس ایسی تاریکی دشمن قوم سے ایران اور توڑان کو بچانا ساری دنیا کے مسلمانوں کا فرض ہے۔ اور ابن سعود اور شاہ مصر اس بات یاد رکھیں کہ روسیوں کی چکنی چپری باتیں ایسی ہی خطرناک ہیں جیسی انگریزوں اور امپریٹوں اور فرانسیسوں کی حکمت عملی یا خطرناک ہیں۔

ہم لو اور کھنا چاہتے کہ ہم نے چند صدی پہلے مارا سے یورپ کی قوموں کو فلسفین کے میدان میں فاش کیا تھا۔ یہی تھی اور ان قوموں کے دل اب تک اس شہادت کی یاد سے زخمی ہیں اور وہ اسی شکست کا بدلہ لینا چاہتی ہیں جس طرح بنی امیہ نے بدر کی شکست کا بدلہ اولاد علی سے کر بلا میں لیا تھا۔

یونان۔ انگریز اور روس

لندن کا فرانس میں یونان کی حفاظت کا مسئلہ پیش ہوا تو روس نے یونان میں انگریز فوج کے موجود ہونے کا شکوہ کیا۔ انگریز کہتے ہیں ہماری فوج یونان کی حفاظت کے لئے ہے۔ روس کہتا ہے ہم حفاظت نہ کرو اپنی فوج واپس بلا لو۔ اور انڈونیشیا سے بھی فوجیں ہٹا لو۔ اور بات اتنی جڑھ گئی ہے کہ شیعہ سنی کی لڑائی کا مزارا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ گاؤں کے دو جاٹ اس بات پر لڑ رہے ہیں کہ ایک

جاٹ کی بیوی نے دوسرے جاٹ کی بھینس کا گوبر اٹھا لیا تھا۔ روس سے کون پوچھے کہ میان ترکوں سے ان کے علاقے کیوں ملتے ہیں۔ اور آذربائیجان کی آزادی کا تم کو کیوں نگر ہے۔ اور سمرقند و بخارا پر تم نے قبضہ کیوں کیا ہے؟

سندھ اور آسام
آج کل سندھ اور آسام میں کانگریس نے گدی چھپانے کا انتظام شروع کر رکھا ہے۔ کوئی سندھی سید صاحب ہیں جو اپنے ہندو محبوب کے رخسار کے خال پر سندھ کا سمرقند و بخارا بخش دینا چاہتے ہیں۔ گوڑہ لکھتا ہے رخسار کے ایک تل کے بدلے آتنا بڑا ملک دئے ڈالتے ہو جس کو ہم نے میران سندھ سے بشکل تمام فتح کیا تھا۔ تو سید جواب دیتے ہیں ایسے لکھ لٹ داتا نہ ہوتے تو تم سندھ کے میروں سے یہ ملک لیتے ہی کیونکر ہندوستان کے دوسرے سر پر آسام ہے۔ وہاں بھی ایک سید مولوی سلیم علی کے راج تھی نے کانگریس کو ہمان بنایا ہے۔ اور امرو شاہ شاہاں جہاں شدت مارا کا گیت گانا شروع کیا ہے۔

منادی سے لوگ کہتے ہیں چلو سینما دکھیں منادی جواب دیتا ہے سید برادران کے یہ ڈولم دکھ لیں اس کے بعد تمہارا سینما بھی دکھ لیں گے۔ ان دونوں فلموں میں سب دلچسپ سین فوٹاژ دے لیاقت علی خاں کا بیان ہے کہ ہم تو وزارت کے خواستگار نہیں تھے۔ ہاں جناب یہ انگریزوں کا کھٹے ہیں۔

کال کا وبال
وائسرائے نے بنگلہ دہسور گئے تھے آئیو الے

کال کا انتظام کر کے دہلی میں واپس آگئے صبح برطانیہ ڈیلی گیشن لندن سدر بار شام کو کورسے دہلی میں آگئے۔ وائسرائے ڈیلی گیشن سے ملتے بچے بچے رہے کہ کانگریس یہ شبہ نہ کرے کہ وائسرائے کے اشارے سے یہ لوگ آئے ہیں خوراک کا انتظام میرا و شاہ کا فرض ہے۔ اور موجودہ وائسرائے ہی نہیں ہر گزیر اپنے فرض حکومت کو ادا کیا کرتا ہے۔ کاش ہندوستانی بھی اپنے ملک کے فرائض ادا کرنے کا ایسا ہی عمل کیا کرتے۔

سندھ اور پنجاب

پاکستان کے دو صوبے سندھ اور آسام تھے ان کی حالت سیکے سامنے آگئی۔ اب پنجاب اور سرحد پر سب کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں پنجاب کی حکومت نے اپنی پیاری پارٹی کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے کہ پنجاب کے سالک کہیں گے۔ شکست و فتح نصیبوں پر ہے۔ لے لے امیر مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا سرحد سے بھی آوازیں آ رہی ہیں صاعز کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چڑیں۔ بہر حال کچھ بھی ہو۔ ہر ہندوستانی نے اور دنیا کی ہر قوم نے جان لیا۔ مان لیا۔ دیکھ لیا۔ سمجھ لیا کہ مسلمان قوم زندہ ہے۔ اور دودھ میں شکر بن کر فنا ہونا نہیں چاہتی۔ اور اب اس کو پاکستان مل گیا ہے۔ نیچے دس کرو ہندوستانی مسلمانوں کے دلوں پر یہ بات نقش ہو گئی ہے کہ ہم سب کو ہندوستان میں اچوت اور شہر بن کر رہنا نہیں ہے۔

دہلی ریاستوں کا انجام
اگر الٹنوں کے بعد دہلی ریاستوں میں بھی

جمہوری نظام قائم ہوا جس کی تیاریاں ہو رہی ہیں تو قدیمی طرز حکومت کی موت کا ایک بڑا ماتم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ ریاستوں میں قدیمی راجاؤں اور بادشاہوں کی حکومت کے کچھ ٹٹے ٹٹے سے نشان دکھائی دیتے ہیں مگر ان راجاؤں اور نوابوں نے اپنے بندوں کے اوصاف بر باد کر کے خود یہ آفت ٹوٹھائی ہے۔

برطانی ڈپٹی کمیشن چلا گیا

اس نے وہی دیکھا جو اس کو پہلے سے معلوم تھا۔ اس نے وہی سنا جو اس کے کان سالہاں سے سن رہے تھے۔ یہ لوگ تماشا دیکھنے نہیں آئے تھے تماشا دکھانے آئے تھے۔ خود تماشا دو۔ تماشا ہیں۔

حیدر آباد کے ملکی

ہندوستان کے سب صوبوں میں باہمی رقابت ہے۔ بلکہ دنیا کی ہر بڑی قوم میں نسل اولوں اور وطن کی رقابت پائی جاتی ہے مگر پیر وفاد قومیں اس فطری رقابت سے فائدے حاصل کرتی ہیں۔ عوام کو نسلی اور وطنی رقابت کا جوش دلا کر ہر جوش اور عملی بناتی ہیں مگر ہندوستانی اس رقابت سے سناٹے اور بہرے ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور خود نفع حاصل نہیں کر سکتے۔ حیدر آباد دکن ہندوستان کی ایک بڑی ریاست نہیں بلکہ ایک بڑی سلطنت ہے۔ یہاں بھی صدیوں سے ملکی غیر ملکی کی رقابت کا بازار گرم رہتا ہے۔

دسمبر اور جنوری کے دو مہینے وہاں رہ کر میں ہر ملکی اور غیر ملکی کی قوت عمل اور نہایت اور طریق کار اور نتائج کو غور سے دیکھا تو مجھے یہ نتیجہ نظر آیا کہ ہر ملکی غیر ملکی دوسروں کو مغلوب

و ناکام کرنے کے جوش میں اپنے ملک کے انجام سے اور آنے والے خطروں سے غافل ہو گیا ہے۔ عیسائی مشن ہر گاؤں میں اپنے تاریخی کام کے قدم مضبوط کر رہا ہے۔ آریہ سماج نے تمام ملک میں اپنا انقلابی جال بچھا دیا ہے۔ مرہٹے ہر قسم کی کارگر تدبیروں میں مصروف ہیں۔ اور ملکی لوگ گہروں اور دفتروں میں بس یہ سوچتے رہتے ہیں کہ ہم ملکوں کی آمد و رفت اور جلب منفعت کو کیونکر روکا جاسکتا ہے اور غیر ملکی اس فکر میں ہیں کہ ہم کب یہاں سے بدنام ہو کر نکلتے ہیں۔

اتنے بڑے ملک میں صرف ایک بادشاہ کی ذات ایسی ہے جو رات دن باوجود کپڑی کے اپنے ملک کے عروج و فروغ کے کام میں مصروف اور بے آرام ہے باقی کوئی دوسرا نہیں ہے۔ خدا بھی یکتا ہے۔ وہی فضل کرتا ہے جو یہ یکتا بادشاہ اکیلا اس پوجہ کو سنبھالے ہوئے ہے۔

نیک نیت و اسرارے

ہذا انجیلنسٹ لارڈ ویل، اسرارے ہند نے ہندوستانی مسئلہ خوراک کے انتظام کے لئے گاندھی اور مسٹر جناح اور مولانا ابوالکلام آزاد سے مشورہ لیا تھا۔ جس سے و اسرارے کی نیک نیت ظاہر ہوتی ہے۔ مولانا ابوالکلام سے بھی ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ مگر گاندھی جی اور مسٹر جناح نے بہت اچھے مشورے و اسرارے کو دئے ہیں جن سے ان دونوں کی جگہ گاہ قابلیت ظاہر ہوتی ہے مثلاً گاندھی جی نے خواب دیا ہندوستانی سیاسی پارٹیوں کی تفریق کا خیال کئے بغیر سینٹر میں ایک نیشنل گورنمنٹ قائم کر دی جائے۔ اور اُس کے ذریعے خوراک کا انتظام کیا جائے مگر اس تجویز کی نسبت گاندھی جی کو شبہ ہے کہ

اس کو گورنمنٹ منظور کرے گی یا نہیں کرے گی۔ اس لئے میں مشورے کے اس حصے کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔ البتہ گاندھی جی کے مشورے کے دوسرے حصے کی سچائی اور گہرائی کی قدرتی زیادہ تعریف کی جائے کہ ہے جس میں گاندھی جی نے بہت شرافت کے لمبے ہیں ایک تلخ بات ظاہر کی ہے کہ اگر ہندوستان کے بیپاری اور سرکاری نوکر ایمان داری سے کام لیں تو ہندوستان میں خوراک کی کوئی تکلیف باقی نہ رہے۔ اور گاندھی جی نے بیپاریوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ خوراک کے خیر چھپا کر نہ رکھیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر سرکاری نوکر بیپاری پبلک ضرورت کا خیال رکھیں اور ایمان داری سے کام لیں تو کوئی تکلیف باقی نہیں رہے گی۔ گاندھی جی کا یہ بیان بہت سچا اور بہت گہرا بیان ہے میں نے نرائی کے زمانے میں ہندوستان کی ہر قوم کے چوتھے بڑے بیپاریوں کے کار بار اور نیت کو آرا کر دیکھا۔ یا دوسروں کی انسانی مہولی سچی باتیں معلوم کیں۔ اور مجھے بہت حد تک ہندوستان میں کسی قوم کا کوئی چوٹا بڑا بیپاری نیک نیت اور ایمان دار نہیں ہے اور غلے کے تاجر ہندو ہیں یا مسلمان سب ہی بے رحم اور بے دیانت اور فریبکار ہیں۔

اسلامی شریعت نے احکام کو بہت سخت جرم اور گناہ قرار دیا ہے۔ اور اختیار خوراک کی چیزوں کو نفع کمانے کی غرض سے جمع رکھنے کو کہتے ہیں۔ دس سال پہلے برلن کے روڈ پر مسلمان بیوپاری سیٹھ جمال نے کروڑوں روپے کے چاول زیادہ نفع کمانے کے لئے روک لئے تھے۔ اور میں نے اُن کے منیجر خان بہادر احمد چاند کے سامنے اُن کو نصیحت کی تھی کہ آپ کا یہ کام اسلامی شریعت کے خلاف ہے اور اُنھوں نے نہایت حقارت کے لہجے میں انکاری جواب دیا تھا۔ اور میں یہ کہہ کر ان کے پاس سے چلا آیا تھا کہ تمہاری تباہی کا

وقت قریب آگیا ہے۔ اور جب میں مکان سے باہر آیا تو خان بہادر احمد چاند نے جواب مجھے جو دہیں اور سنا دیا کہ آپ کی ایک رکن ہیں مجھ سے کہتا تھا کہ آپ سیدھے جمال کو بدعائدہ دیکھ کر وہ آپ کی قوم کے بڑے رکن ہیں۔ اور میں نے جواب دیا تھا "میری دعا اور بدعائدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ سیدھے جمال کا یہ گناہ خود ان کے لئے بدعائدہ ہے، چنانچہ ہندوہ دن کے اندر سیدھے جمال کا دیوالہ نکل گیا۔ اور کروڑوں روپے کی جائداد تباہ و برباد ہو گئی اور اسی زمانے میں ان کا انتقال بھی ہو گیا۔ آج بھی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے جو ہندو مسلمان بیماری دولت جمع کرنے کے لئے ہندوستان کے غریبوں کو بھوکا مارنے کی کوشش کریں گے وہ خدا کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ قہر الہی ان کو گھیر لگا۔ اور وہ سب نیست و نابود ہو جائیں گے۔

میں جانتا ہوں کہ ہندوستانی بیوپاریوں نے لڑائی کے زمانے میں خوراک کا سامان پوشیدہ رکھ کر کروڑوں روپے کمانے ہیں۔ اور میں بھی جانتا ہوں کہ سرکاری نوکروں نے جن میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی ہیں۔ سبھی ہی باری بھی ہیں سیاسی بھی ہیں بیوی بھی ہیں اور انگریز بھی ہیں انہیں ہندو کے رشتہ میں ہیں۔ اور وہ سب خوراک کی حد تک کروڑوں غریبوں کے مجرم ہیں اور بڑی رقم کے نوٹیوں کی سندھی کا ایک عذاب ان پر اچکا ہے۔ اور وہ سب عذاب عتق ریب آئے والا ہے۔ لہذا وقت آگیا ہے کہ وہ سب تو بیکریں اور جو روپیہ ناجائز طریقے سے انہوں نے کمایا ہے۔ اس کا ایک حصہ خلق خدا کی مدد میں خرچ کر دیں

گاندھی جی نے ایک تجویز بھی پیش کی ہے کہ جن باغیوں میں پھیلنا چاہیے ان کی جاتی ہے وہاں

خوراک کی چیزیں ہونی چاہئیں۔ یہ چیز بھی بہت ضروری اور قابل عمل ہے۔

مسٹر جناح نے وائسرائے کی نیک نیتی کا بہت اچھے الفاظ میں خیر مقدم کیا ہے۔ مگر انہوں نے کوئی ذمہ داری اپنے اوپر نہیں لی۔ اور وائسرائے سے کہا کہ وہ خود طریقہ کار تجویز کریں۔ مسلم لیگ اور مسلمان قوم پوری استعداد کے ساتھ گورنمنٹ کا ہاتھ تھامے گی۔ میرا خیال ہے انھوں نے بہت صحیح راستہ اختیار کیا ہے۔ جس میں دانش مندی بھی ہے اور دور اندیشی بھی ہے۔

سیاسی اختلافات کی بنا پر وائسرائے اور ان کی گورنمنٹ پر کتنی ہی نکتہ چینی کی جائے۔ مگر انصاف کی بات یہ ہے کہ وائسرائے کا دل بہت نیک ہے جو ان کو خدمت خلق کی طرف ہر وقت متوجہ رکھتا ہے۔ اور میں ہندوستان کے ان کروڑوں غریبوں کی طرف سے وائسرائے کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو سرمایہ داری سے محروم ہیں۔

کپٹن عبدالرشید کی قید کا مسئلہ

آج کل ہندوستان کے مسلمانوں میں کپٹن عبدالرشید کی قید کا مسئلہ بہت نازک بنا گیا ہے۔ گزشتہ زمانے میں ہندوؤں نے مظاہرے کئے تھے۔ اور کچھ مسلمانوں نے بھی ان کا ساتھ دیا تھا۔ اور اب مسلمان مظاہرے کر رہے ہیں۔ اور کچھ ہندو بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔ پہلی اور لاہور اور بمبئی اور کلکتے سے مظاہروں کی خبریں آتی ہیں۔ اگر جان خبروں کو بہت کم کر کے شائع کیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ کلکتے سے خبر آتی ہے کہ وہاں ایک دن میں بارہ دفعہ گولی چلائی گئی۔ اور جو وہ آدمی مر گئے۔ اور ایک سو ستر بھی جئے یہ تعداد اخباری ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ صحت کتنی ہے۔ اسمبلی میں دار سکریٹری نے جو وجوہ

کپٹن عبدالرشید کی قید کی نسبت بیان کیں۔ وہ اہول کے اعتبار سے بالکل ٹھیک ہیں لیکن اثر و نتیجہ کے اعتبار سے بہت خطرناک ہیں گورنمنٹ کا یہ کہنا ٹھیک ہے کہ فوج میں قیام قائم رکھنے کے لئے ایسی سزائیں ضروری سمجھی جاتی ہیں۔ اور ہندوستان میں آئندہ اگر قیدی گورنمنٹ قائم نہ ہوں تو اس کو بھی اس قسم کی تادیب کا رونا دھونا کرنا پڑے گا۔ مگر مجھے نیک نیتی اور صفائی کے ساتھ لکھنا چاہیے کہ گورنمنٹ نے وقت کا لحاظ نہیں کیا۔ کیونکہ تمام ملک میں انقلابی خیالات پھیلے ہوئے ہیں۔ اور لڑائی نے جو بیباکی عوام کے خیالوں میں پیدا کر دی ہے۔ اس سے کوئی دل خالی نہیں رہا ہے۔ ایسے وقت میں گورنمنٹ کے لئے کسی طرح مناسب نہیں تھا کہ وہ مقدمہ چلائی۔ اور اگر گورنمنٹ سب قیدیوں کو حسب وعدہ چھوڑ دے گی اور مقدمات چلانے کا ارادہ بھی ترک کر دے گی تو اس سے اس کے رعب اور وقار میں کوئی فرق نہیں آئیگا۔ بلکہ فوراً ساری فضا بدل جائیگی اور عوام و خواص خوراک کے مسئلہ کی طرف متوجہ ہو جائیں گے۔ جس کی ملک کو اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے۔

آل انڈیا ریڈیو کی زبان

معلوم ہوا ہے آج کل گورنمنٹ آل انڈیا ریڈیو کی ہندوستانی زبان کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو رہی ہے۔ مگر میرا خیال ہے کہ اب آل انڈیا ریڈیو میں اردو یا ہندوستانی بہت ٹھیک استعمال ہو رہی ہے۔ اور اس روزانہ خبروں کی زبان کو بہت غور سے سنتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خبریں مرتب کرنے والے بڑی محنت اور کوشش کرتے ہیں۔ اور عوام فہم الفاظ استعمال کرتے ہیں ان کی تلاش بہت کامیاب تلاش

تاریخِ واقعی کا اردو ترجمہ پڑھے
جو مطبع کشوری لکھنؤ میں چھپا ہے۔

رائے بہادر رام کشوکی کوٹ

مجھے اس خبر سے بہت صدمہ ہوا کہ
دہلی کے نامور وکیل رائے بہادر رام کشو
صاحب نے بحالتِ سفر قلب کی حرکت
بند ہونے سے وفات پائی۔ وہ دہلی کے
ممتاز ہندوؤں میں تھے۔ اور ان کو
اپنے شہر کے ساتھ ایک خاص تعلق تھا۔
میرے ہاں بھی کبھی کبھی قوالی کی مجلسوں
میں آیا کرتے تھے۔ میں ان کی موت کو
تمام دہلی کے ہندو مسلمانوں کے لئے ناقابلِ
تلافی نقصان سمجھتا ہوں۔ اور میں اپنی
طرف سے اور دہلی کے مسلمانوں کی طرف
سے اور اپنے مریدوں کی طرف سے رائے
بہادر آبجانی کے پس ماندوں سے ماتم
پُرسی کرتا ہوں۔

کلکتہ کا ہنگامہ

اوپر کے نوٹوں میں کلکتہ کے حالیہ
ہنگاموں کا ذکر آچکا ہے اس کے بعد
انگریزی اخبار ہندوستان ٹائمز میں
جو تفصیلات شائع ہوئی ہیں وہ مجھے
میرے فرزند خواجہ سید علی نظامی امیر
منادی نے پڑھ کر سنائیں جن سے
معلوم ہوا کہ اس ہنگامے میں مسلم لیگ
اور کانگرس کے ہندو مسلمان دوست
بدوش شریک تھے۔ اور دونوں کے
چھنڈے بھی ان کے ساتھ تھے۔ مذکورہ
مسلم لیگ کے چھنڈے سے چڑتے تھے۔

فہم ہندوستانی زبان چاہتے ہیں تو
اس کے لئے امریکہ سے کوئی مصنوعی
آدمی بلا نا پڑ لگائے۔ جو نئے سائنس کے
کل پڑوں سے بنا ہوا ہو۔ لیکن اس
مشینی آدمی کو بھی مجموعہ ایسی عام فہم
ہندوستانی زبان بولنی پڑے گی جو
آجکل آل انڈیا ریڈیو کی خبروں میں
بولی جاتی ہے۔

۹ فروری کی رات کو دہلی سے
ایک ڈرامہ نشر ہوا تھا اس کی زبان
بہت خراب تھی۔ قصہ الف لیلہ کا تھا
ڈرامہ نویس نے پنجابی محاوروں کی
بھر مار کر کے زبان بھی خراب کر دی تھی۔
اور قصہ کا وہ اثر بھی باقی نہ چھوڑا تھا جو
اصل الف لیلہ میں ہے۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ قصوں کہانیوں
اور ڈراموں کی زبان فہمی آسان بات
نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں باوجود عام
فہم زبان لکھنے کی جرات کے اگر الف لیلہ
کا کوئی قصہ لکھتا تو کامیاب نہ ہوتا۔
قصے کہانیوں کی زبان لکھتے وقت
بہت زیادہ ان پڑھ لوگوں کا خیال
رکھنا پڑتا ہے کہ ایسی زبان لکھی جائے
کہ وہ لوگ بھی اس کو سمجھ لیں۔ میں اس
کو اور زیادہ مختصر الفاظ میں لکھنا
چاہوں تو یوں لکھوں گا کہ پڑھنے
کی زبان اور ہوتی ہے۔ اور بولنے
کی زبان اور ہوتی ہے۔ اور بولنے کی
زبان صرف قصوں میں کہانیوں میں
اور ڈراموں میں استعمال کرنی چاہیئے۔
اور اگر کوئی اس کی شش کرنی چاہے تو
ہرستان خیال کی جلدیں پڑے یا داستان
امیر حمزہ کی جلدیں پڑھے یا عجوبہ

معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ گاندھی جی
کے بیان میں جو ابھی انھوں نے مسئلہ
خوراک کی نسبت دیا تھا گاندھی جی
نے عورتوں کو نصیحت کی تھی کہ وہ
فضول خرچی نہ کریں۔ اس کی نسبت
مسلمان لوگ جلن کا لفظ استعمال
کرتے ہیں یا کفایت شعاری کا لفظ
استعمال کرتے ہیں۔ لیکن آل انڈیا
ریڈیو نے لفظ ”صرفہ“ استعمال کیا
ہے۔ جو میرے خیال میں سب سے
بہتر لفظ ہے۔ اگرچہ یہ لفظ عربی ہے
اور ریڈیو کے ہندو سننے والے عربی
فارسی الفاظ سے چڑتے ہیں۔ لیکن
”صرفہ“ ایسا لفظ ہے جس کو ہندو بھی
سمجھتے ہیں مسلمان بھی سمجھتے ہیں۔ پڑھے
لکھے بھی سمجھتے ہیں۔ اور ان پڑھ بھی
سمجھتے ہیں۔ عورتیں بولتی ہیں ”بوا جلن
سے گھر چلاؤ“ (یعنی آمدنی سے خرچ
کو نہ بڑھنے دو) یا مرد کہتے ہیں عورتوں
کو کفایت شعاری سے خرچ کرنا چاہیئے
یہ بہت زیادہ عام فہم نہیں ہے۔ مگر
لفظ صرفہ کو کونجوسی کے لئے بھی بولتے
ہیں۔ مثلاً کہتے ہیں وہ شخص لاری میں
ننگیا اور صرفے کا خیال کر کے ریڑھی
میں گیا۔ یا فلاں بی بی نے لڑکی کی
شادی کی تو ہر بات میں صرفے کا خیال
رکھا جس سے وہ بدنام ہو گئیں۔

بہر حال میں آل انڈیا ریڈیو کی
غیر مرتب کرنے والے شخص کی یا
اشخاص کی تشریف کرتا ہوں کہ وہ
بڑی محنت اور کاوش سے عام فہم
الفاظ تلاش کرتے ہیں۔ اور اس پر
بھی انوکری امر کوئی اور نئی عام

نیکی کانگریس کے ترنگے نشان کی مخالفت کرتے تھے۔ اس سے بھی زیادہ عجیب بات ان تفصیلات میں یہ ہے کہ کمیونسٹ پارٹی بھی اور خاکسار بھی اپنے اپنے جھنڈوں کے ساتھ کانگریس اور مسلم لیگ کے کھدہوں سے کھدے بچے ملائے ہوئے تھے۔

ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ ہندوستان سے باہر رہنے والوں کو ان اختلافات سے جو ہندوستانی قوموں میں ہیں یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہندوستانیوں کی آپس میں بھڑک ہے۔ اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب ہندوستان کو آزادی اور خود مختاری مل جانے کی اور جھکڑے کرائے والے لیڈروں کے سامنے ان کی روزی اور مصروفیت کے کام آجائیں گے تو ہندوستان کا اختلاف ایک کہانی بن جائیگا۔ اس وقت ہندوستان جیسوں میں ہاتھ ڈال کر اور مسکر کر انگلستان سے کہیں امریکہ سے کہیں۔ روس سے کہیں۔ ڈانٹ سے کہیں۔ اٹلی سے کہیں۔ پالینڈ سے کہیں۔ جرمنی سے کہیں۔ اسپین سے کہیں۔ دیکھو دیکھو تم سب گورے ہو۔ تم سب عیسائی ہو۔ تم سب ایک سال لباس پہننے ہو۔ تم سب ایک سا کھانا کھاتے ہو۔ پھر آپس میں لڑتے کیوں ہو؟ یعنی اس وقت ہندوستان ایک ناصح اور ایک واعظ اور ایک یقین کی شکل میں اُن قوموں کو نصیحت کرے گا جو آج کل ہمارے آپس کے جھگڑے میں پھنس رہی ہیں۔ اور ہم سمجھ رہی ہیں

کہ ہم ہندوستانیوں میں ایک دل اور ایک عمل ہونے اور رہنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔

جلسوں میں "تالیاں"

مولوی صاحبان اور اُن کے مقلدین کو گمان ہے بجانے سے چڑھے۔ یہاں تک کہ وہ تالیاں بجا بھی شریعت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ اور مذہبی جلسوں میں جب اخبار جذبات کے لئے تالیاں بجا کی جاتی ہیں تو اہل جلسہ کو روک دیا جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کئی مسلمانوں کے سب جلے سناں رہتے ہیں۔ یعنی تقریر کرنے والے کو یہ اندازہ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سننے والوں کی سمجھ میں بھی آتا ہے یا نہیں۔ شیعہ مسلمانوں کی مجلسیں بہت زندہ دل معلوم ہوتی ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ شیعہ مجلسوں کے ڈاکرین اور واعظین اور لکچرارین سے زیادہ کامیاب نظر آتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سننے والے تالیاں تو نہیں بجاتے، مگر ہر عجیب بات پر تین و آفرین کا اتنا غل جاتے ہیں کہ بولنے والے کی ہمت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور حاضرین مجلس بھی تقریر کے خاص خاص حصوں کو ذہین نشین کر لیتے ہیں۔

مدیوں سے مولوی صاحبان گمانے بجانے کو شریعت کے خلاف کہتے آئے ہیں۔ اور کہتے آئے ہیں۔ مگر کوئی منکر یہ نہیں بتا سکتا کہ قرآن شریف میں گمانے بجانے کے خلاف کوئی آیت ہے یا نہیں۔ میں سالہا سال سے لکھ رہا ہوں۔ اور دعویٰ کر رہا ہوں کہ اسلامی دنیا میں ایک مولوی بھی ایسا موجود نہیں ہے جو گمانے بجانے کے خلاف قرآن شریف کی ایک آیت بھی پیش کر سکے۔ سوائے ایک آیت جس میں کہا ہے کہ اہل غلط طریقے سے پیش کیا جاتا ہے

اور جس میں "لہو الحدیث" کا لفظ آیا ہے۔ اور "لہو الحدیث" کی نسبت کہا جاتا ہے کہ اس سے گمانا بجانا مراد ہے۔ مگر میں نے اپنی کتاب "قرآن قرآن" میں قرآنی دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ "لہو الحدیث" سے گمانا بجانا مراد نہیں ہے اور مولویوں نے قرآن پر اور اسلام پر ایک بہتان لگا دیا ہے۔

پس چونکہ تالیوں کی مخالفت گمانے بجانے کی بنیاد پر کی جاتی ہے۔ اور گمانا بجانا قرآن کے خلاف نہیں ہے۔ اس واسطے تالیاں بجانا بھی شریعت کے خلاف نہیں ہے۔ اور ضرورت ہے کہ کئی مسلمان جن کی تعداد شیعہ مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے۔ اپنی مجلسیں اور جلسوں کا جمود دور کریں۔ اور جلسوں میں شریعتی مہینے والوں اور جلسوں میں بولنے والوں کے ٹوٹے ہوئے تعلقات ختم جائیں۔ ورنہ اگر یہی محدود خیالی اور تنگ نظری رہی تو رفتہ رفتہ شیعہ مجلسوں کا اور شیعہ بولنے والوں کا اثر جیٹا اور سستی بولنے والوں سے بہت زیادہ بڑھ جائیگا۔ اور یہ چیز اہل سنت و الجماعت کی برتری کے لئے بہت خطرناک ہوگی۔

لکھنؤ کے بے عقل سنی

لکھنؤ سے خبریں آئیں ہیں کہ وہاں کے عقل مند سنی لیڈروں نے سنی عوام کو بے عقل بنانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ احزاب پارٹی کے لوگ بھی سوچ گئے ہیں اور گندی گلیوں میں مدح صحابہؓ کے گونہ گونہ ہو رہے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ یہ چیز مسلمانوں میں بھڑک ڈالنے کے لئے اختیارے پیدا کی ہے۔ مگر اس علم کے باوجود لکھنؤ کے وہ لیڈر جب چاہتے ہیں جن کے دلوں میں مسلمانوں کی وحدت و اخوت کا درد اور احساس ہے۔

کاشمی جاترا کی سہا یوتا اے غلامِ حضرت حضور نظام نے پانچ ہزار روپے سالانہ مقرر کئے

اے غلامِ حضرت حضور نظام نے فرمان جاری کیا ہے کہ جس طرح مسلمانوں کو سفر حج اور زیارات کربلا کے لئے میری حکومت مدد دیتی ہے اسی طرح میری ہندو رعایا کو بھی کاشمی ربنارس جاترا کے لئے پانچ ہزار روپے سالانہ مدد ملا کرے۔

یہی وجہ ہے

کہ حضور نظام کی رعایا
اپنے بادشاہ کی حکومت کو جنت کہتی ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی کے لئے ایڈیٹر اخبار منادی دہلی نے شائع کیا۔ ۹ جنوری ۱۹۳۶ء

اَعْلٰی حَضْرَتِ حُضُورِ نظام کے مُلک میں ۶ ہزار مسجیدیں اور ۲۶ ہزار مُسندِ رہیں سَب کو یکساں امداد ملتی ہے

عیسائیوں کے گرجا بھی بہت ہیں۔ سکھوں کے گرو دوارے بھی ہیں
اور گرو گوبند سنگھ صاحب کی آخری سہادی اور بڑا گرو دوارہ بھی دکن
میں ہے۔ پارسیوں کے آتش خانے بھی ہیں۔ اور ان سب کو بھی اتنی ہی
امداد ملتی ہے جتنی مسلمانوں کو ملتی ہے
حضورِ نظام کے مُلک میں

سَب قوموں کو مذہبی آزادی اور خوش حالی حاصل ہے

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء دہلوی کے لئے ایڈیٹر اخبار سنادی دہلی نے شائع کیا۔ ۳ جنوری ۱۹۵۷ء

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۵ دسمبر ۱۹۳۷ء ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء شنبہ گنگر
وہ جو جمعیہ تاج میں نے شہر گنگر کے نام کی وجہ
تسمیہ ہو چکی معلوم ہوا اسی زبان کا کوئی لفظ
گنگر کی ہے جس کو گنگر بنایا گیا ہے۔ یہاں
کی آبادی پچاس ہزار سے زیادہ ہے۔ ہندو
مسلمانوں کی تعداد مساوی ہے مسلمان بھی
تجارت کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے ہاتھ میں
قلعہ کی تجارت ہے۔ وہ سری ضروریات کا
مسلمان مسلمان فروخت کرتے ہیں۔ لباس
سب کاشیر وانی اور ترکی ٹوپی ہے۔ ہندو
بھی لال رنگ کی ترکی ٹوپی اور شہتے ہیں اور
دھرتی بھی باندھتے ہیں۔ مگر اب رفتہ رفتہ
ترکی ٹوپی اور شہتہ وانی کا رواج ان سے کم ہو رہا
گنگر کہ ہمیں سلطنت کا پایہ تخت تھا۔ اور
موجودہ حکومت کے صوبے کا مستقر ہے۔ یہی
حکومت کے زمانے کی ایک بہت شاندار رہی۔
بھی سیاسی ہے۔ اور پرانی یادگاریں باقی نہیں
ہیں۔ البتہ حضرت بندہ نواز کی درگاہ بھی یہی زمانے
کی یادگار ہے۔ یہ درگاہ بہت اونچے پہاڑی مقام
پر ہے۔ اس واسطے دور سے نظر آتی ہے۔ یہاں
بہت سے گنبد ہیں اور سب کی تعمیر یہی زمانے
کی معلوم ہوتی ہے۔ یہی سلطنت الیک ایرانی تھا
حسن نے قائم کی تھی جس کو حضرت خواجہ نظام
اولیاء نے دہلی میں اپنے لنگر کی رشتی کا ایک
ٹکڑا دے کر فرمایا تھا یہ دکن کی بادشاہی کا
تاج ہے۔ جن ہمیں کو سلطان محمد غفلت نے
سواروں کا سردار بنایا تھا جس نے امیرن
صدر کے نام سے ایک فوج بنائی تھی جس میں
ایک ایک امیر کے ماتحت ۵۰ سوار تھے۔ یہ

فوج دکن کی فتح کے لئے دکن میں آئی تو محمد غفلت
سے محروم ہوئی اور اس نے حسن ہمیں کو اپنا
بادشاہ بنالیا۔ اور گنگر کے پایہ تخت بنایا گیا۔
یہی سلطنت بہت بڑی تھی۔ میوزنگ اس
کی سرحد تھی۔ اور اس کے بعد وہ تقسیم ہو گئی۔ اور
چار حکومتیں بنوئیں اور ہوس میں جن میں عادل شاہی
اور قطب شاہی اور برید شاہی وغیرہ حکومتیں
تھیں۔ جو اکثر سے لے کر اونگ زیب تک غفلت
شہنشاہی سے لڑتی رہیں۔ اور اونگ زیب
نے ان سب کو مغلوب کر لیا۔ اور اس کے بعد
چند سال القابات جاری رہے۔ اور آخر
میں آصف جاہ اول نے یہاں سلطنت
قائم کی۔ اور انھوں نے پھر ان چاروں
بادشاہیوں کو مل کر ایک حکومت بنادی۔ جو
آج تک موجود ہے۔ البتہ اس کا ایک حصہ
برائے ایک حصہ آندھ پر انڈول انت پورا اور
مچھلا بندر وغیرہ راج چند دلال کی وزارت
کے زمانے میں انگریزوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔
بندہ نواز دہلی کے تھے کہ حضرت بندہ
نواز سی محمد گیسو د راز دہلی کے رہنے والے
تھے۔ حضرت مخدوم نصیر الدین جالندھری کے
خلیفہ تھے۔ امیر تھوڑے کے حملے کے وقت دہلی
سے گوالیار میں آئے۔ اور گوالیار سے گجرات
میں آئے۔ اور بڑے جرات سے گنگر میں
آئے۔ یہاں سلطان فیروز شاہ ہمیں بادشاہ
تھا۔ وہ استقبال کے لئے آیا تو حضرت نے
عرض کی کہ یہاں قیام فرمائیے۔ حضرت نے
جاہے یا تمہاری زندگی بہت مختصر رہی باقی رہ گئی
تھی۔ میں یہاں رہوں گا تو تمہارے بعد تمہارا

جانشین مجھے تکلیف میں گئے۔ فیروز شاہ نے
کہا دعا کیجئے میری عمر بڑھ جائے۔ حضرت
نے فرمایا۔ اس کا جواب کل دیا جائے گا۔
دوسرے دن فیروز شاہ خدمت میں حاضر ہوا۔
فرمایا تمہاری دعا قبول ہوئی۔ تمہاری عمر بڑھ گئی
اب ہم اسی جگہ رہیں گے۔
نظامیوں کی ذمہ داری کہ حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ سلسلے کے بانی تھے
انھوں نے اپنی زندگی میں پانچ سو خلفاء دکن میں
بیجے تھے۔ اور بندہ نواز گیسو د راز بھی نظامیہ
سلسلے کے ایک بزرگ تھے۔ جو حضرت مذکی
وفات کے بعد یہاں آئے تھے۔ لہذا سات سو
بیس سے آج تک نظامیوں کی ذمہ داریاں اس
ملک سے وابستہ ہیں۔ یہی سلطنت کے بعد دکن
کی حکومتیں شیعہ ہو گئی تھیں۔ تب بھی نظامیہ
نے اپنے فرائض جاری رکھے تھے۔ اور اب بھی
وہ جاری ہیں۔ اور آئندہ بھی جاری رہیں گے۔
دکن ان کے لئے نظامیہ شاخ اپنے فرائض کو
بھول گئے ہیں۔ اور سیاسیات میں از خود مداخلت
اثرات سے شریک ہو گئے ہیں۔

ناشتہ آج پروفیسر سعید الزماں صاحب
اور پروفیسر نصیر الدین نظامی نے
مشترکہ انتظام ناشتہ کامیرے لئے
کیا تھا۔

یونانیہ کالج، اگر اصل حقیقت پر غور کیا جائے
تو گنگر کے کالج کے سب پروفیسر ام بی کی متحدہ ریاست
کی طرح ایک دل اور ایک عمل ہیں۔ اور ان سب
یہ سعید الزماں صاحب اور نصیر الدین صاحب
اور محمد حامد صاحب صدیقی اور قریشی صاحب

جاقالب اور ایک جان ہیں۔ اس لئے میں کل شام سے آج روانگی کے وقت تک ان جاہل لوگوں کی یونین کو دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔ کہ صدیوں پہلے کے مسلمانوں کا سا ایک اور صحت ان میں ہے۔ پروفیسر سعید الزماں لاہور کے ہیں اور ان کی بیوی بھی لاہور کی ہیں ان کو کھانا کھانے کا بہت شوق ہے۔ اور ان کی بیوی نے بھی اپنے شوہر کو درویش اور اپنے گھر کو فاقہ فقہ سمجھ لیا ہے اس لئے ان کا نگر جاری رہتا ہے۔

صدیقی بیگم کا خواب کہ پروفیسر صدیقی صاحب کی بیگم صاحبہ نے مجھے اور خواجہ بانو کو خواب میں دیکھا تھا۔ آج خواجہ بانو سے ملے آئیں تو حیران ہو کر کہا میں نے آپ ہی کی صورت خواب میں دیکھی تھی۔

روانگی نہ نہتے میں کھانا اتنا زیادہ اور اتنی تہا کا تھا کہ میں ہندوستان کے بارہ صوبوں کا مشترکہ دسترخوان سمجھنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ کچوں سے کہا جتنا کھا سکتے ہو کھاؤ۔ اور جتنا پی سکتے ہو پیو تاکہ شام تک کھانے کی ضرورت نہ رہے مگر میزبانوں نے راستے کے لئے بھی بہت سا کھانا ساتھ کر دیا۔

اسم شمار کی کہ گھر کے صوبیدار صاحبہ لڑکی عبدالحیدر خاں صاحبہ ہیں اور درگاہ بندہ نواز کی بلند محراب اور دروازہ نواب محمد افضل خاں صاحب کا بنا ایا ہوا ہے۔ جو سیواچی کے ہاتھ سے شہید ہے تھے۔ درگاہ کے بی مدر سے کے صدر مدرس مولانا نذر محمد خاں صاحب ہیں۔ اور درگاہ کی جاگیر کے ناظم مولوی خیر الدین صاحب ہیں۔ عربی مدر سے کابوڑنگ ہاؤس اور کھانا کھانے کا مقام بھی دیکھا تھا۔ جو عربی درسگاہوں کی مغموم اور مغل زندگی کا نوہ تھا۔ اور جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عربی جاننے والے مولوی مسلمانوں کی زندگی کو اس لئے خوش حال نہیں بنا سکتے کہ خود ان کی

زندگی کی ابتدا بستی اور ناداری سے شروع ہوتی ہے۔ درگاہ کے کتب خانے میں دو ہزار علمی اور دینی کتابیں ہیں۔ جن میں دہلی سولہویں۔ حضرت بندہ نواز کی تصانیف ایک سو ایک تھیں جن میں سے گیارہ چھپ گئی ہیں جو مجھے کتب خانے نے تبصرے کے لئے دی ہیں۔

سلطنت حیدر آباد کے موجودہ مہم سکرٹری مولوی سید محمد الدین صاحب ضوی پہلے گلبرگہ کے قلعہ دار کے زمانے میں یہاں سمٹ کی سرنگیں بنیں۔ گنج ترار ہوا۔ اور محبوب بخش میں جو ملی ماؤن ہال تعمیر ہوا۔ درگاہ رو دہائی گئی۔ اور ان کے علاوہ ڈاکر کی سرنگیں بھی تیار ہوئیں۔

درگاہ کے نوادرات میں وہ پالی بھی دیکھی جس پر حضرت مجدد چراغ دہلی سار ہوتے تھے اور جس کو حضرت بندہ نواز اپنے کندھے پر اٹھاتے تھے۔ اور حضرت بندہ نواز کے دو گیسے بھی وہاں دیکھے۔ درگاہ کی طرف سے مولوی خیر الدین صاحب نے تبرکات دئے تھے۔ درگاہ کا انتظامی عہد بہت درست کام کر رہا ہے۔ اور اس شین کے سب پرزے اپنی اپنی جگہ ٹھیک چل رہے ہیں۔ قریشی صاحب کے مکان میں بائیس ویلو کار ریڈیو دیکھا اور اس سے خبریں سنیں۔

بانے شریف کے سجاد نشین کہ رات کے کھانے میں مولوی سید سعید الحسن صاحب رزاقی بانے شریف کے سجاد نشین بھی تشریف لائے تھے۔ جو یہاں وکالت کرتے ہیں۔ اور ان کے لڑکے سید امین الحسن بھی تھے۔ اور ان کے دایاں بھی تھے۔ گلبرگہ کے سبیل سرجن ڈاکٹر افتخار الدین صاحب شاخ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں بی بی عبدالحی صاحبہ محمد بلدیہ اور مولوی ابشار علی صاحب انسپکٹر کارپوریشن اور نصیر الدین صاحب اور عارف الدین صاحب وغیرہ صاحب بھی رات کے کھانے میں شریک تھے۔

مدرسہ نظامیہ کے بانی ڈاکٹر افتخار الدین صاحب سولہویں سرجن کے نانائے حیدر آباد میں مدرسہ نظامیہ کی بنیاد ڈالی تھی۔

قاضی احمد عبدالوہاب صاحب مدنی کی تعلیمی قابلیت ہمیشہ یاد رہی کہ انھوں نے دو گھنٹے کے اندر دس ہزار مسلمانوں کو ایک جلسے میں جمع کر دیا۔

خواتین کے ہل رات کو گھنگا شریف کی زیارت کے لئے خواجہ بانو گیس ٹیپر پروفیسر سعید الزماں کی اہلیہ صاحبہ اور پروفیسر نصیر الدین صاحب کی اہلیہ صاحبہ ساتھ گئیں تھیں۔ پروفیسر سعید کی چوٹی لڑکی عاصمہ گل بانو بھی ساتھ تھیں۔ پروفیسر قریشی کی بیٹی قیصر اور پروفیسر نصیر الدین نظامی کی بیٹی صفیہ نے بھی ہم مسافروں کی کدوات میں حصہ لیا تھا۔

محمد صنیف صاحب گتہ دار داد محمد اصغر صاحب نے بھی مسافر نوازی کی تھی۔ مولانا باچی نے بھی میرا سلام قبول کیا تھا۔ اور سعید الزماں صاحب کی اما قاسمی بی۔ عباس بی اور خورشید نے بھی خدمت کی تھی۔ قریشی صاحب کو حزب البحر اندر اسرار اسم اعظم کے اعمال کی اجازت بھی دی تھی۔ ریل پر گئے۔ ۱۰ بجے ریل پر پہنچ گیا۔ پروفیسر صاحبان اور رسول سرجن صاحب اور قاضی صاحب اور تعلقہ دار صاحب وغیرہ احباب پہنچائے آئے تھے تعلقہ دار صاحب اور ان کے اہل و عیال نے حیدر آباد تک رفاقت کی تھی۔

ٹاننا کپنی کے میجر گلبرگہ سے حیدر آباد تک ٹاننا کپنی کے ایک برمن ٹیچرفین سفر تھے۔ جن کا تعلق اہل کپنی اور ماہن سازی کے انتظامات سے ہے۔

گلبرگہ سے گیارہ بجے کے قریب گاڑی چلی تھی پانچ بجے سے پہلے حیدر آباد پہنچ گئی سید سعید نظامی اور خلیفہ شاہ نظامی اور کالی شاہ نظامی استقبال کے لئے موجود تھے۔ قیام گاہ پر پہنچتے

عدوت مرد جمع تھے۔ دہلی سے ڈاک آئی تھی۔
گلبرگہ کے پروفیسر مجلس میں اُن لوگوں کا ذکر
تھا جو کام زیادہ کرتے ہیں۔ مگر وہ زیادہ نہیں پاتے۔
میں نے کہا اُن میں گلبرگہ کالج کے پروفیسروں کا
نام بھی لکھ لینا چاہئے۔ جو دماغی کوٹھنیں پیل کی
طرح دن بھر چلتے رہتے ہیں۔ اور صبح سے شام
نک کے چکر کے بعد وہیں کھڑے نظر آتے ہیں۔
جہاں سے روانہ ہوئے تھے۔ نہ اُن کے
لئے نخواستہ کی ترقی ہے۔ نہ آگے بڑھنے کا میدان
ہے۔ جب ترقی کی کوئی جگہ خالی ہوتی ہے۔
تو یورپ کے کسی تعلیم یافتہ یا کسی اور بڑی
ڈگری والے کو لاکر بٹھادیا جاتا ہے۔ اور ان جو
لوگوں سے کہہ دیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے یہی
کافی ہے۔ کہ کوٹھو چلائے رہو۔ اور پکار کر کھرج
ایک ہی جگہ گردش میں مصروف رہو۔ کیونکہ پروفیسر
برگسن کا فلسفہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز جگہ رکھ رہی
ہے۔ اور دنیا بھی سورج کے گرد گردش کر رہی ہے
گلاس ملکہ کے بادشاہ کی بصیرت بہت گہری
ہے۔ اور وہ کار گزار بھی ہے۔ اور کار شناس بھی
ہے۔ اور اُس کو ہر سخن کے حقوق کا عرفان حاصل
حیدر آبادی معلومات کے افسر کو یوپی کے
ایک لائٹ ہوجان جن کا تعلق ہائے شریف
کی درگاہ سے بھی ہے۔ حیدر آبادی انفارمیشن
کے افسر ہیں۔ پیپل ایسیوشی ایڈیٹریس کی نمائندگی
کے لئے دہلی میں رہتے تھے۔ اب چند سال ہے
حیدر آباد میں ہیں۔ مجھ سے بھی مولوی محمد کرم اللہ
صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ لیکن ان کی حالت نام
۱۱۔ صفر ۱۳۹۲ھ ۱۷ جنوری ۱۹۳۲ء بدھ حیدر آباد
ناشتہ آج قدیمی دوست مولوی معصوم علی
صاحب واسطی کے مکان پریم سب ناشتہ
کھانے گئے تھے۔ انھوں نے اور اُن کی بیگم صاحبہ
نے اتنا زیادہ اہتمام کیا تھا کہ دوپہر کے کھانے
کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ دہلی لکھنؤ کے عمدہ

عمدہ کھانے میز پر راستہ کئے تھے۔ مولوی سید
امین الحسن صاحب رضوی کے صاحبزائے بھی شریک
طعام تھے۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی
آجکل اسی مکان میں رہتے ہیں جس میں پہلے مولوی
سلیم الحسن صاحب رہا کرتے تھے۔ اور میں
اُن کے ہاں ناشتہ کی دعوت میں آیا کرتا تھا۔
حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی اور اُن کی اہلیہ
بھی آتیں تھیں۔ مولوی معصوم علی صاحب کی طلبہ
بھی ہندوستانی ہیں اور سلیقہ شعاری میں خاص
کمال رکھتی ہیں۔

حیات نگر کی قیام گاہ سے ۱۱ میل کے فاصلے
پر ایک بستی حیات نگر ہے۔ جہاں طب شہازی
زمانے کی ایک مسجد اور ایک سرکس کمروں کی ایک
سڑک ہے اس کو دیکھنے گیا تھا۔ مسجد بہت شاندار
ہے اور سڑک کے کمرے بھی بہت عمدہ اور
مستحکم ہیں۔ لیکن مرمت کے قابل ہو گئے ہیں
پرانی باؤلی بھی وہاں ہے۔ اتنی بڑی باؤلی حیدر آباد
میں نہیں دیکھی تھی۔

قزاقی مدرسہ مولوی ابو مصطفیٰ صاحب نے
اس سڑک کے چند کمروں کی مرمت کرائی ہے اور
وہاں قزاقی مدرسہ جاری کیا ہے۔ مولانا نے
شہد کی ایک بول بھی مجھے دی۔

نواب ناصر نواز اللہ بہادر آج خواجہ بانو
کے ساتھ نواب ناصر نواز اللہ بہادر کی خواتین
سے ملے گیا تھا۔ اُن کی بیگم صاحبہ نے خواجہ بانو
سے اپنی بہنوں کو ملایا۔ اور سارا گھر دکھایا۔ میں
نواب صاحب سے بھی ملا۔

راحت منزل، اس مکان کے قریب ہی
نواب سرفراز الملک بہادر مرحوم کا مکان راحت
منزل ہے۔ خواجہ بانو اُن کی خواتین سے بھی ملے
گئیں تھیں۔ میں بھی اُن کے ساتھ گیا تھا۔

تقریر ۱۲ شام کو ۱۲ بجے نواب تراب باجی ساد
کے مکان پر خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی

کی تقریر سننے گیا تھا۔ دو گھنٹے تقریر ہی بڑا کامیاب
تھا۔ بہت اچھے اچھے نکات مولانا نے بیان کئے
شدید محاسن میں دستور ہے کہ پہلے وعظ بیان کیا
جاتا ہے۔ اور علمی تقریر ہوتی ہے۔ اُس کے بعد
نامی ذکر پر تقریر ختم کر دی جاتی ہے۔ میں نے کسی
شعبہ مجلس میں اس مقررہ رواج کے خلاف کوئی
تقریر نہیں سنی۔

مغرب کی نماز آج محبب بانو نظامی نے
ہم سب کو اپنے مکان پر چارونشی کے لئے بلایا
تھا۔ میں نے وہاں جا کر مغرب کی نماز پڑھی
پھر مولوی خلیل الزماں صاحب حج ہائی کورٹ
سے ملا۔ وہ بڑے عابد زام اور منصف مزاج
دیانت دار اور مضبوط گیر کمرے حج ہیں۔ راجہ شریف
کے اوقات وغیرہ کی نسبت تفصیلی بات چیت
ہوئی۔ وہاں شیعہ سی خواتین بھی جمع تھیں۔ اُن
سب سے بھی باتیں کیں۔

آخری وٹرنہ خواجہ بانو چند نکل دہلی جانے
والی ہیں اس واسطے اُن کو اور اُن کے طفیل میں مجھ
کو بیگم مولوی فیاض الدین نظامی نے اپنے مکان
اکھڑا دیں ایک شاندار ڈنر پارٹی دی تھی۔ جس
میں اُن کی والدہ ادیبہ اور سید سعید نظامی کی
والدہ اور سہیلی اور بیوی بچے وغیرہ بھی شریک
ہوئے تھے۔ بیگم صاحبہ کے سلیسے اور کفایت
آج کی دعوت میں حد سے بڑھ گئے تھے۔ بھینسی
مچھول اور سنہری ہار بھی پہنائے گئے۔ اور
زرین کار چوبی کے امام خاص بھی باندھے گئے
انجے کے قریب والسی ہوئی۔

۱۲۔ صفر ۱۳۹۲ھ ۱۷ جنوری ۱۹۳۲ء
روانگی کا انتظام آج خواجہ بانو اور سید بانو
دہلی جلنے کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ بڑے
خود قیوں کے قافلے آ رہے ہیں۔ بادشاہ بیگم
نظامی اور اہلیہ امیر الدین نظامی اور مولوی بیگم
سرفرد نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور مولوی بیگم

اور سعید بانو نظامی۔ اور آمنہ نظامی اور ہجرہ
معاہدہ اور بیگم فیاض الدین نظامی وغیرہ خواتین
جو حق آ رہی ہیں۔ اور سب راستے کے لئے
کھانے اور ٹھکانیاں اور پھل لارہی ہیں۔ حکیم
خسر شاہ نظامی کے بچے بھی رحمت برانظامی
کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے خواجہ بانو سے
کہا مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ تمہارے ساتھ
دلی جانے میں اتنے زیادہ کھانے اور ٹھکانیاں
اور پھل ملیں گے تو میں بھی آج تمہارے ساتھ
ہی دلی چلا جاتا۔ مگر چونکہ اعلیٰ حضرت سے آٹھ
دن زیادہ ٹھہرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ اور
بقیہ عدلوں اور ملاکوں کے لئے ٹھکانہ فراہم
ہو گیا ہے۔ اس واسطے دلی نہیں جاسکتا خواجہ بانو
نے کہا یہ سب آپ ہی کے لئے ہے۔ اور چونکہ
حیدر آباد میں طاہون کی شکایت سنی جاتی ہے
اس واسطے میں نہیں چاہتی کہ آپ یہاں زیادہ
دن ٹھہریں۔ میں نے کہا مجھے ادھر بیٹھی جانا ہے۔
اور وہاں کے وعدے پورے کرنے میں اور
بھگور بھی جانا ہے۔

نا ندر سے عبدالقادر بنیل نظامی اپنے بیوی
بچوں کے ساتھ ملے آئے ہیں۔ میں نے ان
کی بیوی اور لڑکیوں اور لڑکوں کو مرید کیا۔
ان کے ایک لڑکے کا نام روح رکھا تھا۔
اور دوسرے لڑکے کا نام حاکم رکھا ہے آج
ان کے باپ بنیل نظامی نے کہا اس بچے کا
اسلامی نام بھی رکھ دیجیے۔ میں نے کہا ہمارے
نام وراج سے الگ ہوتے ہیں۔ اس واسطے ہم
اس بچے کو عبدالشافی کہتے ہیں۔ وہ سب
گلگتہ شریف کی زیارت کی جانے والے ہیں۔
بچوں کے لئے تحائف بھی لائے تھے۔ سنبھل
والے مولانا ابوذر صاحب بھی ملے آئے تھے
اور خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب بھی
ملے آئے تھے۔

خطیب اعظم کا سیاسی فتنہ آج مولانا سید
صاحب خطیب اعظم نے میرے مسلم لیگ کے ایک
جلسے کی تقریر کا ذکر کیا کہ انھوں نے اپنی شیعہ
جماعت کو مسلم لیگ میں شریک رہنے کی بابت
یہ نکتہ بیان کیا کہ شیعہ کسی فرقے اسلامی دین
کی شاخ ہیں۔ اگر شاخوں پر پانی ڈالا جائے
تو وہ ہری نہیں رہ سکتیں بلکہ جڑ میں پانی شینے
سے شامیں ہری رہتی ہیں۔ اور اسلامی سیاست
کی جڑ مسلم لیگ ہے۔

دعوتِ دو پر کوہم سب اپنے برائے مرید
صادق الیقین نظامی تاجراہن مکان پر کھانا کھاتے
گئے تھے۔ انھوں نے حیدر آبادی راج کے تکلفات
نہیں کئے تھے۔ مرغ کا قورمہ اور پلاؤ اور ایک
ٹھاس اور چیتیاں دوسرے خزان پر تھیں مرغ
کا گوشت انسان کے کھانے میں سے باوجود پرست
کے وہ قورمہ کھا۔ صادق الیقین کی اہلیہ اور
بہن بڑی عمارت کے ساتھ ہم سب کو کھانا
کھلایا۔

چین آرا بیگم سے خصوصی ملاقات کے کھانے
کے بعد ہم سب چین آرا بیگم سے خصوصی ملاقات
کے لئے گئے۔ گیارہ دن کے بعد ان کا بخار کم
ہوا ہے۔ بہت ناتوان ہو گئی ہیں۔ ہمارے چلنے
سے بارغ بارغ ہو گئیں۔ میں نے عہدہ کی۔ سفروں
سب بازوں پر زین امام صفا باندھے۔
زینت نے ہم سب کو پھلوں کے رس پائے۔
روانگی کا وقت ہم شام کو ہمایوں بانو ماہر
اور اہلیہ کامل الیقین نظامی وغیرہ بہت سی
خواتین خواجہ بانو سے ملے آئیں تھیں۔ میں نے
اپنی کتابوں کے صندوق بھی ان کے ساتھ
کر دیے۔ کیونکہ جس غرض سے یہ صندوق لایا
تھا وہ ہجوم خلافت کے سبب پوری نہیں ہوئی۔
فروری کتابوں کے دو صندوق رکھے لئے۔
سات دہلی بھیج دیے۔ خواجہ بانو کے ساتھ

میں مدد اسباب کے ہیں۔ میں بھی ریل تک
ہو پونے گیا تھا۔ سید سعید نظامی اور فیاض
نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ
نظامی اور کاکی شاہ نظامی وغیرہ نے سید عربی
کی سامان رکھوانے میں بہت مدد دی۔ چار بیٹ
کے زمانہ درجے میں خواجہ بانو اور ان کے بچے
ہیں۔ اور سید ابن عربی مردانہ درجے میں ہیں۔
خواجہ بانو کو روانہ کر کے آٹھ بجے قیام گاہ پر واپس
روشن دل سید بانو نظامی کے سید عبدالرحمن
سعید زلی نظامی کی بیوہ روشن دل سید بانو نظامی
بہت پوری خدمت گذار ہیں۔ پہلے میں ان کے
مکان پر ٹھہرا کرتا تھا۔ اب وہ تعلیمی نوکری کر کے
بسر اوقات کرتی ہیں۔ انھوں نے میری لڑکی
کو ریان کو بیٹی بنایا تھا۔ اور آج اس کو بہت سی
سمٹائی اور راستے کا کھانا اور پھل اور کپڑوں کے
لئے روپے بھی دے تھے۔ ان کی بہن رقیہ نظامی
بھی اپنے بچوں کے ساتھ ملے آئیں تھیں۔ مرید
عورتوں سے سارا گھر بھر گیا تھا۔ اور خواجہ بانو
ان کے جواہر میں تو ان کی آنکھوں میں آنسو آئے
مجھے خوشی ہوئی کہ جو تعلق مجھ کو اپنے مریدوں
سے ہے۔ وہی تعلق خواجہ بانو کو بھی ان کے
ساتھ ہے۔ عبدالقادر بنیل نظامی بھی خواجہ بانو
کو ریل تک پہنچانے گئے تھے۔ مرزا صفا علی
صاحب غازی بھی ریل پر آئے تھے۔ میرزا رفعت
بیگ صاحب اور اسمرازی شاہ صاحب وغیرہ
بہت سے احباب رات کو ملے آئے تھے۔ شاہ
رات کو قدیمی خواب گاہ میں سید تھا خواتین اقبال
نظامی میری خواب گاہ کے قریب رفاقت
کے لئے رہے تھے۔

مہدی کا جواب کہ جب دلی چلنے لگی تو
میں نے اپنے چچو لڑکے مہدی سے کہا میں آگے
ہم بھی دلی چلنے نہیں گئے تو ہمیں کہاں کھانا کھانے
مہدی نے کہا میں نیچے اپنا بچہ نہ بچھا لیں گے

آپ سیٹ پر لیٹ جائیگا میں نے اس کو بہت دھاکیں دیں۔ مولوی فیاض لاریں نطاشی اور فخر الدین نطاشی بھی ملنے آئے تھے۔

۱۸ جنوری ۱۹۷۱ء جمعہ صبح ۱۰ بجے صاحب کو مسجد میں بلایا گیا اور چائیاں اور سیرتہ نامہ کے لئے دیا۔ پھر چل کر تدری کے بعد بلانے پر بیچہ کارونما چچ لکھایا۔ غلام دستگیر خاں ریسرچ مندر نطاشی اور خواجہ راجہ وغیرہ بھائی ملنے آئے۔ اور ادبیات اردو کے درس بجے اور ادا ہوا۔ اردو میں گیا تھا۔ یہاں مولوی زاہد حسین صاحب صدر المہم فاضل تشریف لائے تھے۔ مولوی سید محمد الدین صاحب روضہ فی اور ادبیات اردو نے اپنے بے مثال کاموں کو دکھایا۔ اپنی زیادہ خوبیاں یہاں جمع تھیں کہ روزنامے میں ان کی تفصیل لکھیں تو ایک کتاب بن جائے۔ صدر المہم صاحب بھی بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ایسے سائنسٹک طریقے سے اردو کی نسبت معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اور ایسی عجیب غریب خدمات انجام دی گئی ہیں۔ کہ خود صاحب کو اردو پاشا خطاب دینے کو جی چاہتا ہے۔

ایک عجیب کتاب جو اب محسن تانا شاہ کی قید کے زمانے میں قلعہ دار جو روزنامہ لکھنا تھا یا جو معروف شہنشاہ اورنگ زیب کو بھیجتا تھا اور جس قسم کے انتظامی جوابات اور ملک زیب کی طرف سے آتے تھے۔ وہ سب اس کتاب میں رچ ہیں۔ اور یہ دکن کی تاریخ کا وہ قیمتی خزانہ ہے جو دنیا میں کہیں میسر نہ آسکیگا۔ اور ایک کتاب حضرت شیخ سلطان شہید کا روزنامہ ہے اور وہ بھی نہایت بیش قیمت چیز ہے۔ جسے خود صاحب سے درخواست کی کہ وہ ان دونوں کتابوں کی تفصیل چچہ شائع کرنے کے لئے عنایت فرمائیں اور انھوں نے اس کا وعدہ کیا۔

اگر میں اس ارادے میں کامیاب ہوجاؤں تو یہ سب سب کچھ لکھ لکھ کر موجودہ سفر دکن بہت کامیاب ہوا۔ جس نے مجھے تمکا دیا ہے۔ کیونکہ رات دن نئے چرم کی وجہ سے مجھے کوئی وقت سکون اور آرام کا نہیں ملتا ہے۔

وہاں تصویر بھی لی گئی۔ مگر راجہ کی تکلفات بالکل نہیں تھے۔ کیونکہ ایک سچے مخلص کا عملی ایوان تھا۔ جمعہ کی نماز کے باغ عام کی مسجد میں خوش اقبال اور مخلص صاحب کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھے گیا تھا۔ آج اعلیٰ حضرت میں منٹ دریں آئے تھے یعنی ۱۲ بجے کہ منٹ پرنا لکڑی ہوئی تھی۔ نماز کے بعد حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی اور کوٹوال صاحب اور نواب قدرت جنگ بہادر سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

کھانا؟ سید سید نطاشی کے گھر سے مکلف کھانا آیا تھا۔ سید سعید کو بخار ہے۔ مگر وہ خود موٹر میں کھانا لائے تھے۔ میں نے کہا آئندہ آپ کلینک نہ کیجئے مخلص شاہ نطاشی میرا کھانا پکا دیں گے۔ کچھ دیر تحریری کام کیا میں نے نواب حسن یا جنگ بہادر چچہ لینے آئے۔ زیر ریڈی ہال کے چلے میں لے گئے۔ جہاں نواب صاحب کی صدارت میں ایک بڑا جلسہ روزنامہ کی نسبت ہوا تھا۔ پہلے مولوی معین الدین صاحب کو اس نے چلے کے اعراض و مضامین بیان کئے۔ پھر جناب صدر نے تقریر کی جس میں میری نسبت بھی بہت کچھ کہا اس کے بعد میں نے ایک گھنٹے تک تقریر کی۔ جو فخر الدین نطاشی نے قلم بند کر لی۔ اور جس کو حاضرین نے بہت پاپسند کیا۔ اور ڈاکٹر ناصر شاہ صاحب نے سپیکر کی طرف سے اس پر جو سن تبصرہ کیا۔ اور تقریر کی بہت تعریف کی۔ آخر میں جناب صدر نے میرے خطاب کی تنہیت کی قرارداد پیش کی جس کو تمام حاضرین نے منظور کیا میں نے اس

کے شکریے میں کہا میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ جس خطابات لوگوں کو سپیکر خدمات سے ہٹا کر خود غرضی میں مبتلا کر دیتے ہیں اس لئے میں اس قرارداد کا شکریہ ادا کرنے کے وقت یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جب تک میں اس خطاب کو ذریعے اپنے ملک و قوم کی خدمات کرتا رہوں گا اس وقت تک یہ خطاب میرے ساتھ رہے گی سبکیگا اور جب ذرا بھی یہ خطاب میرے ضمیر پر کسی قسم کا دباؤ ڈالے گا تو اس کا علم ہوگا۔ میں اس خطاب سے دست بردار ہوجاؤں گا۔ اس پر حاضرین نے بہت زیادہ جوش کا اظہار کیا۔

سید محمد حسین صاحب کے حیدر آباد میں حضرت حافظہ محمد علی صاحب خیر آبادی کے تین غلامانہ مت نامور گذرے ہیں ایک حضرت مولانا من الزماں صاحب دوسرے حضرت مرزا مرزا ایک صاحب اور تیسرے حضرت حبیب علی شاہ صاحب اور یہ تینوں علم و عمل کے اعتبار سے بہت بزرگ و بزرگ شخصیت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا من الزماں صاحب بہت بڑے عالم بھی تھے انھوں نے عمری زبان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں ایک کتاب فقہ اہل بیت بارہ جلدوں میں ہے۔ ان کے صاحبزادے مولوی لطیف الزماں صاحب تھے۔ جن کا انتقال ہو گیا۔ ان کے خلیفہ سید محمد حسین صاحب نے آج مجھ سے ملنے آئے تھے۔ اور میں نے مغرب کی نماز میں ان کو امام بنایا تھا۔ اور حضرت مولانا حسن الزماں صاحب کی کتابوں کے حالات بھی دریافت کئے تھے۔ اور ان کے پوتوں کی تعلیمی حالت بھی پوچھی تھی۔ میں جانتا ہوں کہ نظامیوں کے ذمہ دار تینوں مشائخ کی اولاد میں آپس کی ایک جیتی پیرا ہو جائے۔

طاقتی؟ خواجہ صاحب غلام دستگیر خاں ریسرچ ناسوئی شاہ سید سید نطاشی۔ فخر الدین نطاشی

وہ مجھ سے کوسوں دور مغرب ہے جو بغیر احسان کے احسان جتنا ہی ہے۔
۱۴ صفر ۱۳۵۶ھ ۱۹ جنوری ۱۹۳۶ء شہنشاہ جید آباد
مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی، آج صبح حیدر آباد
کے محلہ تھاکہ مفتی صاحب حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب
بدایونی قادری اپنے صاحبزادے مولانا عبداللہ قادری صاحب
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ان کی علمی باتوں کا دیرینہ
لطف اٹھایا۔ مولانا ابوزر صاحب سنبھل والے
بھی تشریف لائے تھے۔

کھانا آج دیوبند کوغصہ شاہ نظامی نے میرے
لئے بہت اچھا کھانا پکایا تھا۔ محبوب بانو نظامی اور
سید بانو نظامی نے بھی اُپلی ہوئی کُزبیاں اور ان
بھجوا تھا۔ کھانے کے بعد کچھ دیر سیاحتا میرے پر
محبوب بانو اسکول سے آئیں تو میرے لئے بغیر
بھی لائیں تھیں۔

مجلس ۱۴ شام کو چلائے نواب تراب یار جنگ آباد
کے مکان پر سید نظامی اور خوش اقبال شاہ
نظامی کے ساتھ مجلس میں گیا تھا۔ آج مولانا خطیب
صاحب کی آخری مجلس تھی اب وہ حیدر آباد سے
بہیجے جائیں گے۔ اور ہمیں سے جاوے جائیں گے
مجلس سارے پانچ بجے شروع ہوئی اور پانچ
ختم ہوئی۔ اٹھ حضرت سارے پانچ بجے تشریف
لائے تھے۔ مولانا خطیب عظم صاحب نے باوجود
کم وقت ہونے کے بہت عمدہ تقریر کی۔ حالانکہ
میرے سوا ہندوستان میں کوئی اعظما و شیعہ
یا کہ محض وقت میں بڑا مضمون بیان کرنے کی طاقت
نہیں رکھتا۔ عرف میں نے اس کی شائق کی ہے
کہ اگر مجھے کسی بڑے مضمون کو بیان کرنے کے لئے
صرف پانچ منٹ یا اس سے بھی کم وقت دیا جائے
تو میں اس بڑے مضمون کو تھوڑے وقت میں
دل نشین کر سکتا ہوں۔ بشرطیکہ سننے والے بری
طریقہ تک سنی سے متوجہ بھی ہوں۔

دلی کا اراکہ آج میں نے ادب و بی۔ قدری۔

گتی۔ تاثر پیری۔ حدیاس۔ جنگوہ جائے کار اراکہ
ملتی کر دیا۔ اور دہلی جانے کی تیاری شروع
کر دی۔ حیدر آباد اسٹیشن پر سیٹ کا انتظام کرتے کیا
تھا معلوم ہوا ۲ جنوری تک سیٹ نہیں مل سکتی۔
اس لئے واپس آکر کینٹن عطاء الرحیم صاحب کو خط
لکھا۔ وہ فوراً خود تشریف لے آئے اور وعدہ کیا کہ
۲۲ یا ۲۳ جنوری کو ریل میں جگہ حاصل کرنے کا انتظام
کریں گے۔

حضرت خواجہ صاحب اجیری کی کرامت کہ کینٹن
رجیم نے لارڈ کزن کے سکریٹری سر والٹر لارنس کی
کتاب ”انڈیا دی سرورڈ“ کا ایک قصہ بیان کیا کہ سر
والٹر نے لکھا ہے کہ جب میں اجیر میں مجسٹریٹ تھا تو
ایک دن جنگل کی سیر کر گیا۔ اور وہاں مجھے خیال
آیا کہ ان پہاڑوں میں کوئی جمیل نہیں ہے۔ جہاں
میں نہانا اور شستی میں سیر کرتا۔ بیکارک مجھے ایک
ڈیرہ آبادی ملا۔ اور اس سے میں اپنا یہ شوق بیان
کیا۔ وہ مجھے پہاڑ کے ایک کنارے پر لے گیا اور
ایک بڑی جمیل جگہ دکھائی۔ جہاں میں ذب
نہایا اور تیرا۔ اور اس کے بعد میں نے وہاں ایک
کشتی دیکھی جس میں سوار سوار کوہ میں کشتی چلائی۔
اور جب اجیر میں واپس آکر تشریف یہ قصہ بیان
کیا تو اس نے کہا ”سوائے اجیر کے آنا ساگر تالاب
کے یہاں کوئی جمیل اور تالاب نہیں ہے۔ اور اس
کے بعد ہم دونوں نے مل کر اس جمیل کو تلاش کیا
جہاں میں نہایا تھا اور کشتی چلائی تھی مگر مجھے اور

مکشر کو جمیل نہیں ملی۔ اور میں اس کو اجیری
خواجہ صاحب کی ایک کرامت بتا رہا ہوں۔“
ملفقین اسرار کے آج رات کو میں نے ناسوتی شاہ
نظامی اور خواجہ عبدالقدیر نظامی اور عبداللہ نظامی
کے سامنے اشغال باطن کے اسرار بیان کئے
تھے۔ اور یہ بھی کہا تھا کہ چونکہ میں جلدی جانے
والا ہوں۔ اس واسطے ناسوتی شاہ خاندانہ کی زمین
خرید لینی چاہئے۔ تاکہ کام شروع کر دیا جائے۔

آج رات کو بھی نیند اچھی آئی تھی۔ سردی کم ہو گئی
ہے۔ مولیٰ کا استعمال جاری ہے۔ جس سے بہت
فائدہ معلوم ہوتا ہے۔

۱۵ صفر ۱۳۵۶ھ ۲۰ جنوری ۱۹۳۶ء اتوار حیدر آباد
جہاں بانو کا خط لہا۔ ابراہی خاندان کی ایک خاتون
جہاں بانو صاحبہ کی دو کتابیں مولوی نصیر الدین صاحب
ہاشمی لائے تھے۔ اور میں نے رسید کے خط میں ”بیر فرخان
ابراہیم ہندوستان“ انقب لکھے تھے۔ آج ہاشمی صاحب
جہاں بانو صاحبہ کے شکریہ کا خط لائے تھے۔ اور
ایک مضمون بھی سنایا تھا جس میں از و طبع رسالت
مآب کے حالات اور عمریں درج تھیں حضرت عائشہ
کی عمر ۹ سال۔ حضرت صفیہ کی عمر ۸ سال۔ حضرت
حفصہ کی عمر ۷ سال لکھی تھی۔ میں نے کہا حضرت عائشہ
کی عمر ۸ سال نہیں شادی کے وقت ۱۰ سال کی تھی۔
”نار اور خط“ حسین کا تارایا ہے۔ خواجہ بانو اور
بچے یہ بیت سے دہلی پہنچ گئے۔ علی کا خط آیا ہے
میری بہلول آرابانو کے بھائی سید محمد فیض کا سچ
صلہ ایڈیٹر مسلم لیگ کے سکریٹری کو کسی کانگریسی
نے سخت زخمی کر دیا۔ کانگریس کے مسلمانوں نے جمع
سورکس ہندو کو زخمی کر دیا۔

کننگ کوٹھی مبارک کے تیسرے پہرنگ کوٹھی
مبارک میں گریہ تھا۔ اور حضور ظل سبحانی سے دہلی جانے
کی اجازت حاصل کی تھی۔ اور پھر حیدر آباد اسٹیشن پر
جا کر دہلی کا ٹکٹ خرید لیا تھا جو کینٹن رجیم صاحب کی دہلی
سے چل رہا تھا اور ۲ جنوری کے لئے سیدر۔

بھی انھیں کی توجہ سے ملی تھی۔
زمین کی خریداری کے ارشاد خواجہ راجہ نظامی
اور دوشن ل ناسوتی شاہ نظامی نے امیر بیٹھیا چا
ہزار گز زمین خریدنے کا معاملہ طے کر لیا۔ اور زمین کاغذ
اور کاغذات چھ لاکھ دکھائے۔ نواب سردار۔ فیاض
نظامی نے جوتنہ نذر کی ہے۔ وہ بھی اس زمین
کے پاس ہے۔ ان دونوں کے مل جانے سے
یہ قطعہ چھ ہزار گز زمین ہو جائیگا۔ اور یہاں سکین اسم عظم

اور کچھ اور خالقہ بہت عمدگی سے بن جائے گی۔
 راجہ ہریش چندر ماجدہرم کرن بہادر کے
 قربت دار راجہ ہریش چند صاحب نے آئے تھے
 اور مولوی مرزا محمد بیگ صاحب بھی ملے آئے تھے۔
 بعد مغرب جو بی بی پریامک دوست سے ملے گیا
 تھا۔ مجلس شاہ نظامی اور خوش قابل شاہ نظامی
 لات دن میرے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بہت زیادہ
 خدمت کرتے ہیں۔ سید زین نظامی بھی ملے آئے
 تھے۔ غلام نبی نظامی، محمد الدین نظامی، عبداللہ
 نظامی اور مولوی فیض الدین صاحب گتہ دار بھی ملے
 آئے تھے۔ مولوی معصوم علی صاحب واری اور
 غلام دست گیر خاں رہبر نظامی بھی ملے آئے تھے۔
 جہاں راجہ بہادر کے داماد کوناب نصیر جنگ بہا
 کے صاحبزائے اور مہاراجہ بہادر کے داماد مولوی
 سراج الحق صاحب اپنے صاحبزائے کے ساتھ
 ملے آئے تھے۔

۱۶ صفر ۱۳۳۷ء بروز جمعہ ۱۳ صفر ۱۳۳۷ء
 رخصتی نامہ ۱۶ صفر ۱۳۳۷ء میں صاحب وزیر
 فنانس کے مکان پر رخصتی نامہ لکھائے گیا تھا۔ ان
 کی بیگم صاحبہ اور بیٹے بھی شریک طعام تھے۔ چونکہ
 کل شام کو حیدر آباد سے دہلی جانا ہے اس واسطے
 ان سے رخصتی ملاقات کی تھی۔

صدر اعظم بہادر نے ہر ایک کیلنی نواب حافظ سر
 سعید الماک بہادر صدر اعظم سلطنت آصفیہ سے
 بھی رخصتی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ صغیر احمد صاحب
 سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور امر وہے حکیم صاحب
 سے بھی ملاقات ہوئی۔ جن کے والد میرے دوست
 تھے۔ اس کے بعد نواب صاحب بالا خانے سے
 نیچے آئے۔ اور کچھ دیر ان سے گفتگو کے رخصت ہوا
 اور وہ ادبیات اردو مولوی سید محمد الدین
 صاحب زور بانی ادارہ ادبیات اردو سے ملے
 گیا تھا۔ اور ابوالحسن تانا شاہ کے روزنامے اور
 شیپو نظام شہید کے روزنامے کی نقلوں کا استلام

کیا تھا۔ اور رخصتی ملاقات بھی کی تھی۔
 مولوی غلام یزدانی صاحب کے فخر دہلی مولوی
 غلام یزدانی صاحب کے مکان پر رخصتی ملاقات کے
 لئے گیا تھا۔ ان سے دران کے بڑے بھائی صاحب
 سے ملاقات ہوئی تھی۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر نے ہریش چندر سے ملے
 نواب ظہیر یار جنگ بہادر وزیر امور مذہبی سے ملے
 گیا تھا۔ ان کے کتب خانے میں پڑنے والے زمانے کے
 اخبارات ملے تھے۔ اور بہادر شاہ بادشاہ کی نسبت
 بھی کچھ کتابیں اور کاغذات موجود ہوئے کا علم ہوا
 تھا۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ سرورنگر کے کتب خانے
 میں یہ سب سامان ہے۔ میں بہت جلد تحقیقات
 کر کر مطلوبہ سامان آپ کو بھیج دوں گا۔

نواب حسن یار جنگ بہادر نے ۱۳ بجے نواب
 حسن یار جنگ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں مسٹر
 سورنسن ممبر برطانوی ڈپٹی کمشنر آئے والے تھے۔ نواب
 صاحب نے حیدر آبادی نمائندگان کو جمع کیا تھا۔
 نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیر دار اور نواب
 اکبر علی خاں صاحب پیر ستر و جاگیر دار اور راجہ رام
 لال و جاگیر دار ورن پرتی اور راجہ ترمک لال صاحب
 منیت و دیل سنتی درگاہ حضرت پیرانہ شاہ صاحب
 آصف نگر تہذیب اور مولوی ظہیر الدین احمد صاحب
 صدر ناظم حسابات وغیرہ بہت سے ہندو مسلم
 جمع ہوئے تھے۔ ورن پرتی آٹھ لاکھ روپے کی
 ریاست ہے۔ راجہ رامیشور لال کو جوان ہیں۔ اور
 اعظم حضرت کے بہت وفادار ہیں۔ راجہ ترمک لال
 بھی کم عمر ہیں۔ بہت ذہین معلوم ہوتے ہیں۔
 چچے پرنسز کو تعجب ہوا کہ وہ کسی درگاہ کے متولی بھی
 ہیں اس لئے میں نے ان کے حالات بہت
 سے سوالات کر کے دریافت کئے معلوم ہوا جس
 مندر کے وہ منیت ہیں اس کے خرچ کے لئے وہ
 ہزار روپے کی جاگیر ہے۔ اور جس درگاہ کے متولی ہیں
 اس کے خرچ کے لئے دس ہزار روپے سالانہ

کی جاگیر ہے۔ حضرت پیرانہ شاہ صاحب جتیبہ
 خاندان کے بزرگ تھے۔ ان کا عرس بھی ہو گئے
 ہیں اور قوالی کی مجلسیں بھی کراتے ہیں۔

کچھ دیر کے بعد مسٹر سورنسن وہاں آئے۔ لیکن قد
 کے ایک انگریز ہیں انھیں روشن اور بڑی بڑی
 ہیں۔ ہر ایک سے نام بنام تعارف کرایا گیا۔ اور
 وہ میرے پاس بیٹھ گئے۔ راجہ صاحب ورن پرتی
 انگریز زبان میں بہت وفادارانہ باتیں مسٹر
 سورنسن سے کیں جس کا بہت اثر ان پر ہوا
 انھوں نے کہا۔ حیدر آبادی وہ ملک ہے جہاں
 پورا اتحاد اور پوری یک جہتی سب قیوں میں ہے
 اور وہ سب ایک بادشاہ سے محبت رکھتے ہیں۔
 دس کروڑ کے لیڈر ہیں۔ مسٹر سورنسن
 سے اردو زبان میں کہا میری آپ کی ملاقات
 دہلی میں ہوگی۔ لیکن اس وقت یہ بات آپ
 سے کہنی ضروری سمجھتا ہوں کہ اعظم حضرت
 حضور نظام اس ملک کے بادشاہ ہی نہیں ہیں
 بلکہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان بھی ان کو
 اپنا لیڈر مانتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے کچھ کر
 نعلین حیدر آباد کی حکومت سے ہے اور وہ سب
 حیدر آباد کو اپنے کچھ کر سینٹر سمجھتے ہیں۔ مولوی
 ظہیر الدین احمد صاحب نے انگریزی میں میرے
 بیان کا ترجمہ مسٹر سورنسن کو سمجھایا۔ اور وہ بہت
 متاثر ہوئے۔ اور انھوں نے کہا میں دہلی میں
 آپ سے ضرور ملوں گا۔

نواب حسن یار جنگ بہادر اور مولوی اکبر علی خاں
 صاحب اور مولوی ظہیر الدین احمد صاحب اور
 راجہ صاحب ورن پرتی نے بھی مختلف سوالات
 مسٹر سورنسن سے کئے۔ جن کے جوابات
 انھوں نے دئے۔ آخر میں مولوی معین الدین
 کولاس نے بزم اقبال کی طرف سے مسٹر سورنسن
 کو مخاطب کیا۔ اور کہا کہ بزم اقبال ایک اشرافی
 سوسائٹی ہے اور وہ سلطنت آصفیہ کی پبلک

کی طرف سے یہ کہنا چاہتی ہے کہ چلیک کا یہ رواج سرکاری طور سے تسلیم کر لیا جائے کہ وہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کو ہر محبت کی ہے۔

بگیم صاحب سے گفتگو کہ آفریں مسٹر سورن بگیم جن یار جنگ بہادر سے ملنے گئے جو پردے کے اندر تھیں اور وہاں بگیم صاحب کی انگریزی گفتگو کا اُن پر بہت اثر ہوا۔ کیونکہ پردہ نشین عورتوں کی نسبت شہسازان کا یہ خیال تھا کہ پردے میں رہنے کے سبب مسلمان عورتیں دلچسپ حالت سے بے خبر ہوتی ہیں۔ مگر بگیم جن یار جنگ بہادر نے اسی زبردست گفتگو اُن سے کی کہ مسٹر سورن پردہ نشین مسلمان عورتوں کی برگزیدہ قابلیت کے قائل ہو گئے اور اُنھوں نے کہا درحیہ را با بہت اونچی منزلوں تک پہنچ گیا ہے۔

بگیم نواب جن یار جنگ نواب ولی الدولہ بہادر مرحوم کی بیٹی ہیں۔ اُن کی والدہ بھی خواتین فن میں بہت اونچا درجہ رکھتی ہیں۔ اور اُن کی قابلیت بھی انگریزی حکومت کے اعلیٰ سے اعلیٰ ایوانوں میں مانی جاتی ہے۔

فورٹ کوہنگی کے وقت مسٹر سورن اور حید آبادی نامہ نگار کا فوٹو لیا گیا۔ مسٹر سورن نے مجھے اپنے برابر اسی طرف کھڑا کیا۔

خوش اقبال کو بخار رہے جب خواجہ بانو دہلی گئی ہیں تخلص شاہ اور خوش اقبال شاہ میر خاں کے قریب رہتے ہیں۔ آج تہجد کے وقت خوش اقبال نے فصدے پانی سے وضو کر لیا۔ میں ہمیشہ تیم کیا کرتا ہوں۔ اور اُن سے بھی کہا کرتا ہوں کہ کہنا ہوا بھی پڑا ہوا ہے تیم کر لیا کرو مگر جس طرح میرا لڑکا زندہ بغیر تازہ وضو کے کوئی نماز نہیں پڑھتا اور میری طبیعت

نہیں ملتا اسی طرح انہوں نے بھی سردی کے وقت وضو کر لیا۔ جس سے اُن کو بخار ہو گیا۔ ایک بچہ نہ کر رہا کہ دوش سے قیام گاہ پر واپس آیا تو اُن کو بخار میں بے ہوش پایا۔ فوراً اپنے ساتھ موٹر

میں اُن کے مکان پر لے گیا۔ اور اُن کے اہل و عیال سے رخصت ہوا۔

نحیر الدین نظامی کہ یہاں سے رخصت ہو کر نحیر الدین نظامی کے مکان پر گیا۔ اور اُن کے اہل و عیال سے ملا۔ پھر ڈاکٹر قمر الدین ہالی شاہ نظامی کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ جہاں خلیفہ شاہ نظامی کی بیوی زور ڈاکٹر صاحب کی بیوی وغیرہ کے مزارات بھی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی زندگی میں جو بھد بھائی شریع کی تھی۔ وہ اب مکمل ہو گئی ہے۔ محمد صابر صاحب وغیرہ بھی ملے آئے جنہوں نے اس مسجد کی تکمیل کی ہے۔ ایک صاحب کی نسبت سنا جنہوں نے مسجد کی تکمیل میں مدد دی تھی کہ اُن کا نام محمد رسول ہے۔ میں نے کہا اُن کو غلام محمد کہنا چاہیے۔

نواب سالار جنگ بہادر کہ یہاں سے نارغ ہو کر نواب سالار جنگ بہادر سے نصیحت مل نارت کے لئے گیا۔ جب سے حیدر آباد میں آیا تھا۔ آج تک ملاقات نہ کر سکا تھا۔ شدید نزلے زکام میں مبتلا تھے۔ میرے چترائی کے کا حال پوچھا۔ میں نے کہا ہر مائی نس سر سلطان شجاع الملک مرحوم ہر سال ایک چوغہ پہنا کرتے تھے۔ اُن کے بعد اُن کے جانشین نواب حاجی ناصر الملک مرحوم چوغہ پہنتے رہے۔ اب اُن کے بھائی نواب مظفر الملک بہادر ہر سال ملکیٹ غم پہنتے ہیں۔ نواب صاحب نے کہا تب تو آپ کے پاس بہت سے چوغے جمع ہو گئے ہوں گے۔ میں نے کہا میں جمع کرنے کی عقل نہیں لایا۔ مجھے خرچ کرنے کی عقل دی گئی ہے۔ جب نیا چوغہ آتا ہے پرانا دھسروں کو دیتا ہوں۔

نواب صاحب کا حافظہ اور معلومات کہ چترال کا ذکر آتے ہی نواب سالار جنگ بہادر نے چترال کی دیاست اور اس کے سب فرمانرواؤں کی نسبت عجیب و غریب معلومات کا اظہار کیا

میں نے کہا تعجب ہے کہ آپ چترال سے اتنی دور ہیں۔ اور پھر آپ کو اتنی زیادہ معلومات اس کی ہے۔ وہ سکرائے اور اُنھوں نے کہا۔ چترال کی ایک سہل سہل کمی جہاں کے لوگ انسان کی طرح ایک سہل ہندوستان سے ملتی ہے۔ اور اس کی اتنی آمدنی ہے اور اس کے راستے اتنے کٹھن ہیں اور اس کے مرحوم رئیس ناصر الملک نے ایک بہت اچھی منظوم کتاب قرآن شریف کے علم ہیئت کی نسبت لکھی تھی اور اُن کو فلاح ہو گیا تھا۔ میں نے کہا بس نواب صاحب! میں آپ کے مکاشفات کا قائل ہو گیا۔ یقیناً آپ حضرت اویس قرنیؓ کی اولاد ہیں۔

اس کے بعد میں نے اُن سے اُن پرانی کتابوں کا حال پوچھا جو دہلی کی نسبت اُن کے خدا علی نواب درگاہ علی خاں مرحوم نے لکھی تھیں۔ خاص کہ ان کا رد و رد نا جو جس میں نادر شاہ ایرانی کے قتل کے حالات

میں نے نواب درگاہ علی خاں بہادر مرحوم کی ایک فارسی کتاب کا اردو ترجمہ دو سو برس پہلے کی دہائی کے نام سے شائع کیا تھا۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ وہ سب تیز جس کا تعلق دہلی سے ہے۔ اُردو میں شائع کر دوں۔ نواب صاحب نے وعدہ کیا کہ میں وہ سب کتابیں آپ کو دے دوں گا۔

حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی کہ اب تک حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی خورشید جاہی کے مکان پر نہیں گیا تھا۔ آج ان کے مکان کی گیمانی کی بڑی کمی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا رات کو اُنھوں نے آپ کو خواب میں دیکھا تھا اور اچھی اور دور دور کہہ رہی تھیں۔ سنا ہے حضرت جابرؓ ہیں اور میں بیمار ہوں۔ اُن کے پاس ملنے کے لئے نہیں جاسکتی۔

میں نے کہا تمہاری یاد تھی۔ لو دیکھو ہم خود تمہارے پاس آ گئے۔ اُن کی پرانی خادمہ منوبی نظامی اور اس کے بچے بھی وہاں تھے۔ حکیم صاحب کی دوسری بیوی جو نواب قاضی سر عزیز الدین

وزیر اعظم دنیا کی قری قریب دار میں میرے لئے بہت اچھے پان بنائے گئے ہیں۔ ایک غلطی خانوں نے غیر ملکی مہمان کے لئے غیر ملکی طریقے سے یہ پان بنائے ہیں۔ نواب بن یار جنگ بہادر کے ہاں جب حیدر آبادی سندو سلمان اکابر جمع تھے۔ تو میں نے کہا تھا کہ حیدر آباد کے موسم میری صحت کے لئے بہت زیادہ موافق ہیں اس لئے میں ملکی لیڈر نواب دوست محمد خان صاحب کے سامنے اس حقیقت کو بطور دلیل کے پیش کر سکتا ہوں کہ میں بھی حیدر آباد کا ملکی ہوں۔ اور نواب صاحب نے کہا تھا کہ ہم سب مانتے ہیں کہ آپ نے جو خدمتیں اس ملک کی ہیں اس کی خاطر آپ بہت اچھے ملکی ہیں۔ قیام گاہ پر واپس آیا۔ محبوب با نونظامی میرے لئے انجیر لائیں تھیں۔ اور میں نے کچھ تحریری کام بھی کیا تھا۔ اس کے بعد نواب کاظم یار جنگ بہادر سے ملنے جو ملی پر گیا تھا۔

معصوم نگار نے آج مغرب کی نماز مولوی فیاض الدین نظامی آنکھ ٹیک کے مکان پر پڑھی تھی۔ میں امام تھا اور فیاض الدین اور ان کے تین چہرے ٹھٹھے نیچے مقتدی تھے۔ چونکہ اکثریت معصوم بچوں کی تھی اس واسطے میں اس نماز کو معصوم نماز کہتا ہوں۔ سب سے چھوٹی بڑی تھی۔ اس کی نماز کو دیکھ کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ ان کی ماں نے کہا یہ بڑی اور اس کے بڑے بھائی مرید ہونا چاہتے ہیں۔ میرے دل نے کہا اے شخص تو ان معصوموں سے بیعت کر نہ کہ یہ معصوم تجھ سے بیعت کریں۔ کہ بیعت لینے کا حق معصوموں ہی کو حاصل ہے۔ فیاض الدین نے کہا یہ بچے ہمیشہ میرے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے ہیں۔ میں نے کہا آسمان کی تخلیق برکتوں کے ساتھ اس گھر میں نازل ہوتی ہیں جہاں عورتیں اور بچے خدا کی عبادت کرتے ہیں اس کے بعد میں ان سب سے رخصت ہو کر قیام گاہ پر واپس آیا۔

خرقمہ کہ میں نے ڈاکٹر قمر الدین ہالی شاہ نظامی مرحوم کو اپنا کرتا بنایا تھا۔ ان کی وفات کے بعد وہ کرتہ محفوظ تھا۔ اور مرحوم کی وفات کے بعد مولوی محمد عبداللہ خلیفہ شاہ نظامی چونکہ ڈاکٹر صاحب کی تمام مجالس و مراسم ادا کرتے تھے۔ اور میری خدمت بھی سالہا سال سے کرتے آئے ہیں۔ اس واسطے آج میں نے ان کو وہ کرتا پہنایا۔ اور ایک ٹوپی اپنی طرف سے اور ہائی۔ لند کر کہا کہ وہ سورہ فاتحہ سورہ اللہ ہے۔ پڑھیں۔ چالیس دن میں یا تحفہ دن میں یہ چہرہ پورا ہو سکے۔ اس کے بعد میں ان کو بیعت لینے کی اجازت دیدوں گا۔ خوش اقبال شاہ نظامی کو بھی ایک ٹوپی بھجوائی اور کرتہ خود وہاں جا کر دوں گا۔ کیونکہ وہ بیمار ہیں۔ خواجہ راجہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی نے مجھے اور خلیفہ شاہ کو بھول پہناتے اور خوش اقبال کے لئے بھی بھول بھیجے اور ناسوتی شاہ نے تہنیت کے قطع بھی بھیجے۔ فخر الدین نظامی بھی میرے لئے بھول لائے تھے۔

راجہ ہر بنس چندر راجہ دہرم کرن بہادر کے برادر بستی راجہ ہر بنس چند صاحب بھی ملے آئے تھے۔ ان کے بھائی ڈاکٹر رنگت چندر حیدر آباد کے مشہور ڈاکٹر ہیں۔ وہ کل صبح مجھے دیکھنے آئیں گے۔

آخری رات کہ امجد حیدر آباد کے موجودہ سفر کی آخری رات تھی۔ اور میں اتنا تھک گیا تھا۔ کہ صبح کے اوراد ناغہ ہو گئے۔ مسلسل نیند آئی۔ سردیوں بدن کم ہو رہی ہے۔

ملاقاتی کہ کپٹن عطاء الرحمن صاحب پوت داما نواب مسافر الملک بہادر مرحوم اور نواب مسافر یار خان نظامی اور سید سعید نظامی اور مرزا ضامن علی بیگ صاحب فاضل اور مولوی سراج الحق صاحب فرزند نواب خیر جنگ بہادر اور دوسرے بہت سے برادران سلسلہ رات تک ملے آتے رہے تھے۔ پادشاہ بیگ نظامی بہادر سید با نونظامی میرے لئے

کھانا لائیں تھیں۔ اور پان بھی لائیں تھیں۔ پادشاہ بیگ کے شوہر اور بچے بھی آئے تھے۔

محمد کمال کی ولادت کہ بیگم میاں سر محمد شفیع سالہا سال سے دعائیں مانگتی تھیں کہ خدا ان کے فرزند محمد اقبال کو ولاد دے۔ اور میں نے روزنامے میں لکھا تھا کہ خدا ان کو ایک پوتا دے گا جس کا نام محمد کمال رکھا جائے گا۔ آج بیگم صاحبہ کا گراچی سے تار آیا ہے۔ کہ خدا نے آپ کی پیش گوئی قبول فرمائی اور اقبال کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ میں نے بذریعہ تالہ مبارک باد بھیجی۔

مسٹر کولاس کہ نواب حسین یار جنگ بہادر کے پرائیوٹ سکرٹری مولوی معین الدین کولاس بھی کم عمر ہیں۔ مگر ان کے اندر بڑی عمر والوں کی سی سچہ اور دور اندیشی اور تجربہ کاری معلوم ہوتی ہے۔

سب بڑی خوبی جو میں نے ان کے اندر محسوس کی وہ ان کی جرأت اور موقع شناسی ہے کہ موقع محل کو سمجھ کر جرأت و ہدایت سے بات کرتے ہیں۔ مسٹر سڈسن نے بھی اس جوہر کو پرکھا تھا اور مسٹر کولاس ان کے سفر حیدر آباد کے موقع پر اکثر اوقات ان کے رفیق و رہنما رہتے تھے۔

۱۹۳۶ء فروری ۱۳۵۶ء میں حیدر آباد جیس کی فریاد کہ حیدر آبادی زندگی کا ایک ایسا جز ہے جس کی جذباتی مجھے ایسی ہی ناگوار ہوتی ہے۔ جیسی انسان کو روح اور ضمیر کی جذباتی گوارا نہیں ہوتی۔ آج شام کو یہاں سے جانا ہے۔ جسم کہتا ہے رات دن کی محنت اور تھکانے والی مشغلی وہ بے راہی سے نجات ملنے والی ہے۔ روح کہتی ہے محبت است کہ دل را نمی دہد آرام۔ و گرنہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد۔ یہ محبت ہے کہ دل کو چین نہیں دیتی۔ دنہ کون ہے جو آسائش و راحت نہ چاہتا ہو۔

آج سویرے سے کان میں جس دسفر کی آواز آ رہی ہے کہ بہتر باندھو۔ اب چلنا ہے۔

آج سویرے سے کان میں جس دسفر کی آواز آ رہی ہے کہ بہتر باندھو۔ اب چلنا ہے۔

آج سویرے سے کان میں جس دسفر کی آواز آ رہی ہے کہ بہتر باندھو۔ اب چلنا ہے۔

کچھ مشہور ہیں۔ کچھ سفارش چاہتے۔ اس لیے ہیں۔ کچھ محبت کرنے والے ہیں۔ کچھ مرد ہیں کچھ عورتیں ہیں۔ کچھ بچے ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی بساط اور اپنے اپنے حالات کی موافق میری عبادتی کو محسوس کر رہا ہے۔ مگر صرف اکیلا ایک میں ہوں کہ اپنی ذاتی اغراض سے ناواقف ہوں یا واقف ہوں تو ان اغراض کو حیدر آباد پر منحصر نہیں سمجھتا بلکہ ایک بزرگ اور موصوفے دکھانے والی قوت کو اپنے ارادوں کی مددگار مان کر سب سے بے غرض ہوں۔ پھر بھی خبریں کیوں حیدر آباد کی عبادتی کا خیال دل میں بچاس کی طرح کھٹکتا ہے۔

کیا؟
اس لئے کہ حیدر آباد میری حبیب میں روپے بھرنا نہیں۔

دینی کا ٹکٹ خریدنے کے بعد آج حبیب میں اتنا ہی نہیں ہے کہ اپنے رفیق کار کا ٹکٹ خریدیں کیونکہ عادت یہ ہے کہ جب روپیہ اپنے پرکاٹ کر میری حبیب میں آتا ہے۔ تو میں فوراً اس کے پر لگا کر ادا دیتا ہوں۔ حبیب خالی ہوتی جاتی ہے اور پھر فوراً بھرتی ہی جاتی ہے۔

اور حبیب تو میری دیران جگہوں میں ہی بھرتے والہ بھرتا ہی رہتا ہے۔ حیدر آباد تو اس معاملے میں بہت پیچھے ہے۔

حیدر آباد سے دل کے لگاؤ کا سبب ایک انسان کا تعلق ہے۔ جو خطا ہی کرتا ہے اور عطا ہی کرتا ہے۔ وہ نہ پیغمبر ہے۔ نہ ولی ہے نہ مسیح موعود ہے۔ نہ زار و پاک باز ہے۔ بلکہ بجلی کے تار کی طرح معمولی جسامت کا ایک سن رسیدہ آدمی ہے۔

مگر قدرت خبر نہیں پاس پر کیوں اتنی زیادہ جھڑپاں ہے کہ اپنے فضل (بزرگ و بگڑت) پتھر کے بھر پور غرائے اس کی عقل

عمل کو دیتے ہیں۔ اور مجھ جیسا آہو ہے مھرائی بچاس کی الفت کے دام میں پھنس گیا۔ میں حالکانہ برتری حاصل کرنے کا دیوانہ ہوتا تو دائسٹرائے کو دوست بناتا۔ گاندھی و جدت کی ہاں میں ہاں ملاتا۔ یا حیدر آباد ہی میں ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء تک کسی نہ کسی پرچاکر کر بیٹھ جاتا۔

میں روپے کا پجاری ہوتا تو اپنی خداداد ادنیٰ صلاحیت سے ہر مارواڑی۔ اور ہر مہن اور ہر فوجی اور ہر پورے سے زیادہ روپے کھینچا۔ حقیقت میں نئے زمانے کا ایک ماڈرن مجذوب ہوں۔ جو پرائی لیکچروں کا فقیر کر مسلمان قوم کے ماضی کی روشنی میں حال اور مستقبل کے عالی ایوان بنارہا ہوں اور جس آدمی کو اس جذبے کا مجذوب بنانا ہوں اس کا دل دادہ بن جاتا ہوں۔

حیدر آباد ہندوستان میں ہے۔ اور ہندوستان کے چالیس کروڑ انسانوں میں تن کی آسانی کے طلبگیاں سب ہیں جنس انسانی کی آسانی کے لئے اپنے تن من کو فراموش کرنے والا کوئی نہیں۔ اور حیدر آباد بھی سلطنت عظیم کی مشین چلانے والے تو سارے ہندوستان سے زیادہ اپنے خداداد جوہر عمل سے غافل ہیں۔ مگر ان غفلتوں کی اندھیری لات میں ایک چاند چمک رہا ہے جس کی کشش کی طاقتیں میرے وجود کے سمندر میں مدد جزو ہمارے بھانا پیدا کرتی ہیں۔ اور اسی مانتاب سیاست اور اسی آفتاب محنت کی کوئی غیبی جادوگری ہے۔ جس نے مجھے حیدر آباد کا تنہا بنادیا ہے۔

لکھ چکا ختم کر۔ اب آج کی مگر دست شرف کے روز ناچیں صبح سے بارہ بجے تک روز ناچ لکھا۔ اور رخصتی ملاقات کرنے والوں سے ملاقاتیں کیں۔

ڈاکٹر وینکٹ چندر صاحب؟ آج صبح راجہ صہریش چند صاحب کے چہرے بھائی ڈاکٹر وینکٹ چند صاحب کی معائنہ کوئے آئے تھے۔ یہ حیدر آباد کے بہت مقبول اور لائق ڈاکٹر ہیں۔ انھوں نے تمام اعضائے جسم کا معائنہ کرنے کے بعد خون کا دباؤ بھی مشین سے دیکھا۔ میں نے کہا ابھی کئی ڈاکٹر اس لئے یہ رائے دی تھی کہ خون کا دباؤ بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر وینکٹ چند نے کہا اس وقت خون کا دباؤ بالکل ٹھیک ہے جسم میں جوانوں کی ہی قوت معلوم ہوتی ہے۔ تمام اعضائے ریشمہ ٹھیک کام کر رہے ہیں۔

میں نے کہا واہ ڈاکٹر صاحب آپ کی اس زبانی دوائے تو مجھے بہت فائدہ پہنچا۔

نواب اسلمین جنگ ۱۲ بجے نواب سر امین جنگ بھادر سے اُن کے مکان پر ملے گیا تھا۔ اور اُن کی تفسیر جوہری کی تینوں حلیدیں والیں دیں تھیں۔

چمن آرا بیگم؟ پھر خصوصی ملاقات کے لئے بشیر النساء چمن آرا بیگم کے مکان پر گیا تھا۔ خدائے فضل سے ۱۵ دن کے بعد آج اُن کا بخار کم ہو گیا ہے بہت کمزور ہو گئی ہیں۔ انھوں نے میرے بازو پر امام خاں مندانہا۔ اور پھول پہنائے۔ اور نشست لے مھلوں کے رس ملائے۔

خوش اقبال شاہ نظامی کی بیمار پرسی کے لئے ہی گیا تھا اُن کو اب تک بخار ہے۔

حکیم حاجی خسرو شاہ نظامی؟ آج صبح ملکہ حکیم ماینا صاحب کے فرزند حکیم خسرو شاہ نظامی سفر فرج سے حیدر آباد میں واپس آئے ہیں۔ مجھ سے بھی ملے آئے تھے۔ اور نہ کات مٹی لائے تھے۔ سر کے لیے بال جواہری حجام کے حوالے کر کے آئے تھے اب فقط داڑھی میں میرے ہمزلف ہیں۔ اور بچی بہت سے برادران سلسلہ اور احباب جوق جوق ملنے آ رہے ہیں۔ سید سعید نظامی کی انگریزی

اور نیچے ادب سن اور والدہ بھی آئیں ہیں۔ سعید بانو بھی آئی ہیں۔

شاہی موٹر نمبر ۴۴ نیچے تک عبد النعمین خاں صاحب اور مخلص شاہ نظامی اور سعید سعید نظامی اور شیخ محبوب کی جد و جہد سے اسباب بندہ گیا۔ اور کنگ کو بھی مبارک سے شاہی میز پر لینے آئی تو میں یہ کہہ کر روانہ ہوا کہ اگر میرے لئے میں دیر ہو تو اسباب ریل پر پہنچا دیا جائے۔

کنگ کو بھی پرہیزگار و پرہیزگار اندر خیر لے کر گیا۔ اور پھر کچھ وقفے کے بعد دوڑا ہوا آیا اور کہا یاد ہوئی خوب فوجی ترکیبی لڑیں اور بندہ قیں اور سنگینیں لئے شاہی پرے کے پاس صف بستہ کھڑے تھے۔ دوسری طرف بہت سے چوہدار زرد پٹریاں باندھے صف بستہ تھے۔ میں نے شاہی پرے کے اندر داخل ہونے کے بعد دوپ کی عینک اتار کر جب میں رکھ لی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس بندے کے پاس جانا تھا جس کو اہل دنیا کی زبان میں نفل اُچی اور نفل سبحانی یعنی اللہ سبحان کا سایہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے دوپ کی عینک بیکار تھی بیشمار سلامت کے سامنے ایک کرسی رکھی تھی تھی۔

دور سے دیکھتے ہی فرمایا "اے خواجہ صاحب" میں سلام کر کے بیٹھ گیا چونکہ آج وضعی ملاقات تھی اس واسطے میرا خیال تھا کہ دس پانچ منٹ تک ہم کلامی کاشرف حاصل ہو گا۔ مگر میں نے اپنی اور لاکھوں کو روں آدمیوں کی حیرت دور کرنے کے لئے ایک سوال کیا کہ کہاں ہمارا کبوتر لٹنے بڑے ملک کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو نظر میں رکھ سکتے ہیں؟ اور کوئی بغیر یادداشت قدم بند کئے دن بھر کے بے شمار دھڑے یاد رکھ سکتے ہیں؟ اور حضور کا حفظ کس طرح باجی باجی اور دس دس اور بیس بیس برس کی بڑائی باتوں کو یاد رکھ سکتا ہے؟ کیونکہ باہا اسیا ہوا ہے کہ میں نے کوئی بات کہی تھی

کی تو حضور قدس نے بات کاٹ کر فرمایا۔ یہ بات آج سے بیس سال پہلے آپ نے مجھ سے کہی تھی اب اس کو دہرانے کی کیا ضرورت ہے۔ لہذا آج حضور سے صدیوں پہلے کی بول چال میں عرض کرتا ہوں کہ اگر جان کی امان پاؤں تو اپنے دل کی بات کہوں اور یہ پوچھوں کہ حضور کیونکر اتنا بڑا کام کر سکتے ہیں۔ اور اتنے بڑے ملک کا انتظام نہایت سکون خاطر اور اطمینان قلب کے ساتھ ٹھیک طریقے پر انجام دے سکتے ہیں؟

ظلم سبحانی نے تبسم کیا۔ اور اس کے بعد ارشاد ہوا "خواجہ صاحب غور سے سنیں" اور پھر میرے سوال کے ایک ایک حصے کو تفصیل سے کر کے مکمل کی مثالوں سے بیان فرمائے گئے۔ یہاں تک کہ تمام کے چہرے سچ گئے۔ دو گھنٹے میں سیاسی یونیورس کے اس پروفیسر نے اور معاشی کالج کے اس پرنسپل نے دینے والے اور فلسفہ حیات انسانی کے اس عارف فلاسفر نے مسئلہ عمل کے ہر جزو کو مکمل شرح طریق سے سمجھا دیا۔

نفل کا وقل؟ قرآن شریف میں ایک سورۃ نفل یعنی چوٹی کی بھی ہے۔ آج جب میں سلطان دکن سے درس حیات لے رہا تھا تو جس نفل کی ایک سیاسی پارٹی میری قدم بوسی کے لئے آگے بڑھی۔ یہاں قدم چومنے کا تھا۔ مگر چوٹیاں سینکڑوں کی تعداد میں میرے کپڑوں کے اندر گھس گئیں اور انھوں نے کاٹنا شروع کیا۔ تاکہ میں اس درس حیات کو اچھی طرح سمجھ سکوں۔ اگرچہ جم جینٹیوں کی ایذا سے بے قابو تھا لیکن میں نے وقار شاہانہ کو ملحوظ رکھ کر دو گھنٹے تک پورے صبر و ضبط سے کام لیا۔ اور کسی قسم کی پریشانی یا بے اطمینانی ظاہر نہ ہوئی۔

رخصت ہو کر اور جب ذات شاہانہ نے مسادہ ہو کر رخصت کی اجازت دی تو ایسے کلمات غریبانہ بارگ سے ارشاد فرمائے۔ جن میں قد شناسی اور کثرت افزائی کے بے شمار لطافت پوشیدہ تھے۔

قیام گاہ پر پہنچا تو شاہی قاصد رخصت ہونے کی رقم لئے ہوئے موجود تھے۔ دل سے کہا تھا کہ پریشانی تھی کہ اسباب کا محصول ادا کرنے اور رفیق سفر کا ٹکٹ خریدنے کے لئے حیب میں پورے دو ماہ نہیں ہیں۔ لے دیکھ یہ غیبی کار سازی تیرے پروردگار نے اپنے بندے کے درمیان کی ہے اور پڑھ کا رساز ما ب فکر کارما۔ فکر ما درکارا آزار ما۔

امام ضامنؒ بہ حیدر آباد میں ساہا سال سے سفر کے وقت امام ضامن باندھنے کی رسم ہے پہلے دہلی میں بھی یہ رواج تھا مگر اب نہیں ہے معلوم نہیں یہ رسم کب سے ہے اور کیوں جاری ہوئی ہے کپڑے میں ایک پیسہ یا ایک روپیہ یا کئی روپے سخی کر باندھ کر باندھ دیتے ہیں۔ اسی کو امام ضامن کہا جاتا ہے حیدر آباد میں انہی کپڑے پر کارچونی کام سے خدا حافظ کہا ہوا امام ضامن بھی باندھتے ہیں۔ خواجہ بانو اور نیچے دہلی گئے تھے۔ تو ان کے بازو پر بھی بہت سے امام ضامن باندھے گئے تھے۔ اور آج میرے بازو پر بھی بہت زیادہ امام ضامن باندھے گئے۔ سعید نظامی کی والدہ اور میری اور بچوں نے اور ان کی بہن محبوب بانو نظامی نے اور سعید بانو نظامی نے امام ضامن باندھنے کا عمل بغیر نظامی ہی امام ضامن لائے تھے۔ اور بھی بہت سی خواتین امام ضامن لائیں تھیں غائب دوست محمد خاں صاحب جاگیردار بھی ملنے آئے تھے۔ اور مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سرسہارہ بہادر بھی ملنے آئے تھے اور بادام کی ٹھانی بھی لائے تھے۔ اور دہلی تک پہنچنے سے بھی گئے تھے۔ اور دہلی تک پہنچنے سے بھی گئے تھے۔

نواب ولی اللہ بہادر کے فرزند اور سرسہارہ بہادر کی صاحبزادی بھی ملنے آئیں تھیں۔

ریل پر؟ ہشتین پر پہنچا تو ایک بڑا ہجوم خاصی کے لئے کھینچا۔ مولوی مصمم علی صاحب دارانی

نے بھی امام خاتم باندھا۔ اور سلسلے کے بہت سے بھائیوں نے پھول پہنائے۔ مولوی غلام نیردانی صاحب ایم اے دہلوی اور مولوی سید محمد الدین صاحب قادری نور احمد اُن کے صاحبزادے سید تقی الدین اور اُن کے بھائی مولوی معین الدین احمد انصاری بی اے اور اُن کے برادر بستی مولوی ناصر الدین صاحب اور نواب سراج الحق صاحب و اما دوسرے مہاراجہ بہادر اور شطاریہ سلسلے کے ایک مشایخ صاحب اور مولوی نصیر الدین صاحب باہمی اور مولوی ناصر الدین صاحب غازی وغیرہ اجاب اخوان جمع تھے ڈاکٹر نور صاحب ادارہ ادبیات اردو کا گروپ بھی لائے

تھے۔ ناسوتی شاہ نے رخصتی نظم بھی سنائی تھی اور کاکا شاہ نظامی نے مٹھانی کی شوگر کی ساتھ کی تھی۔ حیدر آباد سے سکندر آباد تک مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ اور سید سعید نظامی۔ اور مولوی معین الدین کو لاس صاحب پہنچانے گئے تھے۔ سکندر آباد اسٹیشن پر راجہ ہرنس چند صاحب اور اُن کے صاحبزادے اور حضور شاہ نظامی ملے آئے تھے۔ نواب جن بلار جنگ بہادر بھی تصویر اور پھل لے کر رخصت کرنے تشریف لائے تھے۔

سفرِ عیلمیہ؟ درجے میں چھپ چکے ہیں۔ مگر سفر دس ہیں۔ جن میں چار انگریز ہیں اور چھ ہندوستانی

ہیں۔ ہندوستانیوں میں عین مسلمان تین ہندو۔ انگریز سب فوجی ہیں۔ اور انھوں نے جو تیل میں فرش بچھایا ہے۔ اور بہت خوش دلی سے زمین پر آرام کیا ہے۔ غسل خانے میں روٹی نہیں ہے۔

ریل کا نوبت خانہ؟ رات کو بعض مسافر اتنے زور سے خزانے لیتے تھے کہ نواب ریل نواز جنگ بہادر کی ڈیوڑھی کا نوبت خانہ معلوم ہو رہا تھا۔

ناسوتی شاہ کی رخصتی نظم

دکن سے سوئے وطن خواجہ ہو گئے راہی
کر گئی اپنے مقدر پہ ناز چھپ روتی
وطن کی سمت چلے صاحبِ کمال
دکن کو فیضِ توجہ سے کر کے مالا مال
ہوا جو پیدا کیا یک روانی کا خیال
نظامیوں کو عداوتی سے ہو گیا ہے طال
خوشی سے آئے تھے اور شاد کام جاتے ہیں
پلا کے بادۂ عرفان کا جام جاتے ہیں
خدا بجائے ہر اک شر سے آپ کو خواجہ
طفیلِ نخبین پاک و بہر آلِ عبدا
میسر آپ کو ہر وقت ہو خوشی دل کی
سناسکے نہ زمانے کی سردی و گرمی
ہوں آپ لیں مہارے ہم آپ کے دل میں
مقیم شمسِ قمر ہوں بس ایک منزل میں
یہ کہہ رہا ہے بہ چشمِ پرآبِ ناسوتی
خدا کرے یہ سلامت دہی باز آئی

اور ناولن ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل
وقت اپنی ٹوکی بڑی ریل لیا کر تین اُن کی جوانی اور فرزند
ہو جائی یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں کا تھا ہے
بوڑھوں کی زندگی

عورتوں اور مردوں کے لئے بڑا باپ اس لئے ایذا رسید
معلوم ہوتا ہے کہ بڑا باپ کے سبب بچے کمزور ہو جاتے
ہیں۔ اور عورتوں کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے اور عزم
کے اندھا فاسفورس کہہ جاتا ہے۔ جو انسانی زندگی میں
نشاط اور خوشی کی پیداوار ہے جس پر اگر قبضہ ہو جاتا ہے
بھی رات کو سوتے وقت اپنی ٹوکی بڑی ریل لیا کر تین اُن کی جوانی اور فرزند
فاسفورس کا تیل لیا کر تین اُن کی جوانی اور فرزند
ہو گیا اور لگا تا رات لاش کرنے سے اعصاب کی کمزوریا
جاتی تھی غامی اگر سب کے دوسرے تیل کی مالش کی جاتی
تو صحت اور آفتوں کے بچنے کا کام شیک ہو کر پکے ہو جاتے
اور ہاضمہ بڑھ جاتا ہے۔ بوڑھوں کی بڑھاپے کی داغ بیل
کے تیل کی مالش کی جائے تو زندگی لگتی۔ اور داغ کی
کمزوری کو بہت فائدہ ہو گا۔

چونکہ تیل جیسی سے آتا تھا۔ اور آج کل ہر گاہ ہے بڑانے
شاد سے بیکار کام چلا رہا ہے تاکہ اس واسطے اس تیل کی
بڑی پیشیاں رخت نہیں ہوتیں۔ چھوٹی بڑیاں بھی
میں لپی ہیں پتہ۔ طبی کمپنی پوسٹ آفس نظام

زندگی بڑھانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر
دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصے میں کیسا ہی درد ہو
اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے۔

بچوں کی زندگی

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں ہوتے اور وہ ابیر غل
اور سان کے جسم میں ہوتا ہے جی میں ان کو فاسفورس
تیل کی مالش سے اس جسم سے آزاد کر دیا ہے۔ کیونکہ
یہ بیماری چھوٹی کی دقت کہلاتی ہے۔ اور بچوں کی
کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے
اگر اس صورت میں بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے جسم پر فاسفورس
کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ کبھی بھی مسمان کی
بیماری کا شکار نہ ہو اور اس کو سرکہ کھانے کی ذق
سے نجات مل جائے۔ صدا عورتوں اس کا تجربہ کیا ہے
اور بچوں اس کا تجربہ کیا ان سب کے بچے زندہ سلامت
ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی لیا کہ تیل یا کم فاسفورس کی
تیل شے کے بعد کو فی بچہ صانع ہوا ہو۔

جوانوں کی زندگی
جو عورتیں بھروسہ دہی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ کمزور

مکتوبات تہنیت خطاب

منادی کے گذشتہ پرچے میں خطاب "شش العلماء" کی تہنیت کے تار شائع ہو چکے ہیں۔ اور ان خطوں کی فہرست بھی شائع ہو چکی ہے۔ جن میں ہر صوبے کے ہندو مسلمانوں نے خطاب مذکور کی مبارک باد لکھی تھی۔ اب یہ خط صوبے دار ترتیب کے ساتھ درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ایک موزونیت کے ساتھ ناظرین منادی ان کو پڑھ سکیں۔

ناظرین کو یاد ہو گا کہ میں نے تاروں اور انگریزی خطوں کے اردو ترجموں پر شکوکے کے جولاٹ لکھے تھے وہ اردو زبان میں ایک نئی ایجاد ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ہر قسم کی شکر گزاریاں انگریزی تہذیب کی تقلید میں رسمی اور مقررہ الفاظ کی ہوتی تھیں۔ اور میں ہمیشہ کوشش کرتا ہوں کہ اردو زبان قدامت کی روایات اور پڑائے آداب و تہذیب سے آراستہ ہو۔ تاکہ دل کا تعلق اور غلوں کا ہر ہو سکے۔ اور شکر یہ محض رسمی اور رواجی معلوم نہ ہو۔

ان خطوط پر بھی میں نے چھوٹے چھوٹے نوٹ بطور تعارف کے لکھے ہیں اور چونکہ ان میں بعض اصحاب ایسے ہیں جن سے میری ملاقات نہیں ہوئی ہے۔ یا ملاقات ہوئی ہے تو میں بڑھاپے کی وجہ سے اور حافظے کی خرابی کے سبب اس ملاقات کو بھول گیا ہوں۔ اس لئے تعارف کا انداز ایسا رکھا ہے کہ جن سے واقفیت ہے ان کو بھی اور جن سے واقفیت نہیں ہے ان کو بھی میری زندگی کی قائم رہنے والی یادگار تحریر میں جگہ مل جائے۔ اور ان کا نام بھی میری تحریروں کے ساتھ آئندہ نسلوں میں باقی رہ جائے۔

آج یہ خط و کتابت اور یہ مبارک بادیاں اور یہ ذاتی تعلقات محض وقتی چیزیں معلوم ہوتی ہیں لیکن دُش منیں اور نود و نود برس کے بعد یہی چیزیں تاریخ بن جائیں گی۔ اور معلومات تلاش کرنے والے ان تحریروں سے اپنی اپنی ضروریات کے موافق معلومات حاصل کر سکیں گے۔

اب ناظرین منادی پہلے ہندوستانی ریاستوں کے خطوط کو پڑھیں۔ میں نے ریاستوں کو اس واسطے مقدم رکھا ہے کہ پرانی تہذیب کی روشنی ریاستوں میں زیادہ ہے۔ انگریزی حکومت کے صوبوں میں کم ہے۔ اگرچہ میرا جی چاہتا تھا کہ سب سے پہلے اپنے صوبے دہلی کے خطوط درج کروں۔ مگر نہایت حسرت و یاس کے ساتھ یہ دیکھنا پڑا ہے کہ میرا صوبہ بھی نئی تہذیب کے سیلاب میں بہ رہا ہے۔ اور پرانی وضع و آریاں ختم ہو رہی ہیں

حیدر آباد کو چونکہ حیدر آباد کی ریاست ہندوستان میں سب سے بڑی ریاست ہے۔ بلکہ ایک بڑی سلطنت ہے۔ اور یہاں اب تک پرانی وضع و آریاں صبح کے چراغ کی طرح جھلملاتی ہوئی دکھائی دے رہی ہیں اس واسطے میں پہلے ریاست حیدر آباد کے خطوں کو درج کرتا ہوں۔

جب خطاب "شش العلماء" کا اعلان ہوا تو میں حیدر آباد میں تھا۔ اور وہاں شلیفون کے ذریعے اور زبانی جتنی مبارکبادیں ہوئیں ان کو میں نے اُس زمانے کے روزناموں میں درج کر دیا تھا۔ اور جو نام باقی رہ گئے تھے وہ بھی ان خطوں کے بعد درج کر دیئے جائیں گے۔ اس وقت تو صرف خط درج کئے جاتے ہیں۔

جو خطوط صوبوں کی ترتیب مقرر کر دینے کے بعد آئے ہیں یا آئیں گے۔ ان کو آخر میں مجموعی طور سے درج کیا جائیگا کیونکہ ہزاروں آدمی ایسے ہیں جو مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مگر اخبار میں پڑھتے اور دیکھتے نہیں سکتے۔ ان کو رفتہ رفتہ خطاب کی خبر ہوتی ہے تب تہنیت کے خطوط بھیجے ہیں میں نے ارادہ کیا تھا کہ یہ سب ایک مجلس کی صورت میں شائع کئے جائیں۔ اخبار میں شائع نہ کئے جائیں مگر بیلارچ دیکھنے کے بعد میں تار شائع ہوئے۔ بکثرت خطوط آ رہے ہیں کہ ہمارے خط بھی منادی میں شائع کئے جائیں۔ اس واسطے خطوط منادی میں خالی کیے جاتے ہیں۔ لیکن اخبار کے مقررہ صفحات ان خطوں میں استعمال نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ یہ صفحات کا اضافہ کر کے خطوط درج کئے جائیں گے۔ حسن نظامی۔

سر صدر اعظم بہادر حیدر آباد کا خط

تعارف اور شکریہ کے آجکل حیدر آباد میں

نواب حافظ سراج احمد سید خاں صاحب رئیس ریاست چھتاری صدر اعظم ہیں۔ یعنی جو کونسل اپنے ملک کے انتظام کے لئے اعلیٰ حضرت حضور نظام نے بنائی ہے اس کے صدر اعظم ہیں۔ چھتاری ایک چھوٹی سی ریاست یو۔ پی کے ضلع بلند شہر میں ہے۔ نواب صاحب کے باپ دادا ہندو راجپوت تھے۔ شہنشاہ اکبر کے زمانے میں راجہ سال باہن ایک مشہور امیر تھے۔ نواب صاحب ان کی اولاد ہیں۔ ان کے ایک دادا راجہ لال سنگھ تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ اور "لال خان" کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور لال خان کی اولاد کے پاس کئی چھوٹی چھوٹی ریاستیں ہیں۔ جن میں ایک "ٹھاسو" بھی ہے۔ جہاں کے رئیس نواب سرفیاض علی خاں مرحوم تھے۔ اور ریاست جے پور میں وزیر اعظم تھے۔ اب ان کے پوتے

نواب ممتاز الدولہ جے پور میں رہتے ہیں اور نواب صاحب چھتاری کے ایک قریبی قرابت دار نواب سر جمشید علی باغیت ضلع میرٹھ کے رئیس ہیں۔

نواب صاحب چھتاری لمبے قد اور مضبوط جسم کے آدمی ہیں۔ رنگ گندی ہے۔ چہرہ کتابی ہے۔ آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ اور مونچھیں بھی بہت بڑی بڑی ہیں۔ پہلے یو۔ پی کے گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ اور ہوم نمبر بھی امداد اسرار کی انتظامی کونسل کی ممبری بھی کر چکے ہیں چند سال سے حیدر آباد میں صدر اعظم

ہیں۔ ان سے میرے بہت پرانے تعلقات ہیں۔ یعنی اس وقت سے جب کہ وہ یو۔ پی کے گورنر تھے۔ ان کے مورث مرحوم نواب صاحب چھتاری باوجود علما نہ مشرب رکھنے کے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں بھی آیا کرتے تھے اور ان کے بچپن میں ان کی لورانی صورت دیکھی تھی۔ میں ان کی اس تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

خواجہ صاحب کرم۔ انسلام علیکم۔ شمس العلماء عطا ہونے پر دلی اور مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ کی شاندار علمی اور ادبی خدمات کا یہ اعتراف آپ کے بیٹوں اور بیٹیوں کے وسیع حلقہ میں بے انتہا پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ خدا آپ کو علم و ادب کی اور زیادہ خدمت انجام دیتے اور اس خدمت کا صلہ پانے کے اور زیادہ مواقع عطا فرمائے۔ آمین۔ والسلام

آپ کا مخلص۔ احمد سعید

رفیق ذاتی سر صدر اعظم کا خط

تعارف اور شکریہ کے نواب صاحب چھتاری کی پرانی وضع داری کا یہ نمونہ ہے کہ مولوی صغیر احمد صاحب شروع سے آج تک نواب صاحب کے محرم راز رفیق خانگی میں ہیں۔ ان کی تہنیت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

محترمی۔ انسلام علیکم۔ عطاء خطاب پر دلی اور مخلصانہ مبارکباد قبول فرمائیے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْہُ ذِیْلًا وَ اَسْلَامًا۔ نیا ذمندا۔ صغیر احمد۔

نواب ماہ نور خاں کا خط

تعارف اور شکریہ کے نواب ماندو خاں کو میں ان کے بچپن سے ماہ نور خاں کہتا ہوں وہ میرے دوست نواب نصیب یلور جنگ بہادر مرحوم کے چھوٹے فرزند ہیں۔ اور حیدر آباد کے مشہور لیڈر نواب بہادر یار جنگ مرٹھا کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کے دادا دو بھائی بھی تھے۔ اور یہ بھی

ہندو عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی حضرت مہاتما سید محمد صاحب جو ننہروی کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ نواب نصیب یلور جنگ مرحوم ہمارا جسر کشن پرشاد یمنی السلطنت بہادر مرحوم کے خاص دوست تھے۔ جب ہمارا جہاد کرنے مجھ سے بیعت کی تو نواب صاحب نے بھی مجھے اپنے مکان پر مدعو کر کے ایک بڑی دعوت دی۔ اس وقت نواب بہادر یار جنگ اور نواب ماندو خاں امدان کے بھائی بہت کم عمر تھے۔ لیکن یہ وقت سے آج تک انہوں نے امدان کے بھائیوں نے میرے ساتھ اسی خلوص کا تعلق رکھا جس کی ابتداء ان کے والدین کی تھی۔ ماہ نور خاں ہر سال اپنے شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ اور دہلی میں میرے پاس بھی آتے ہیں۔ میں ان کی مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ انسلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب کی پر خلوص دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ مخلص قدیم۔ محمد ماندو خاں

پروفیسر سعید الزماں صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کے پروفیسر سعید الزماں لاہور کے رہنے والے ہیں۔ ساہا سال سے

نواب ماہ نور خاں کا خط

تعارف اور شکریہ کے نواب ماندو خاں کو میں ان کے بچپن سے ماہ نور خاں کہتا ہوں وہ میرے دوست نواب نصیب یلور جنگ بہادر مرحوم کے چھوٹے فرزند ہیں۔ اور حیدر آباد کے مشہور لیڈر نواب بہادر یار جنگ مرٹھا کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کے دادا دو بھائی بھی تھے۔ اور یہ بھی

ہندو عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی حضرت مہاتما سید محمد صاحب جو ننہروی کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ نواب نصیب یلور جنگ مرحوم ہمارا جسر کشن پرشاد یمنی السلطنت بہادر مرحوم کے خاص دوست تھے۔ جب ہمارا جہاد کرنے مجھ سے بیعت کی تو نواب صاحب نے بھی مجھے اپنے مکان پر مدعو کر کے ایک بڑی دعوت دی۔ اس وقت نواب بہادر یار جنگ اور نواب ماندو خاں امدان کے بھائی بہت کم عمر تھے۔ لیکن یہ وقت سے آج تک انہوں نے امدان کے بھائیوں نے میرے ساتھ اسی خلوص کا تعلق رکھا جس کی ابتداء ان کے والدین کی تھی۔ ماہ نور خاں ہر سال اپنے شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ اور دہلی میں میرے پاس بھی آتے ہیں۔ میں ان کی مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ انسلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب کی پر خلوص دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ مخلص قدیم۔ محمد ماندو خاں

پروفیسر سعید الزماں صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کے پروفیسر سعید الزماں لاہور کے رہنے والے ہیں۔ ساہا سال سے

نواب ماہ نور خاں کا خط

تعارف اور شکریہ کے نواب ماندو خاں کو میں ان کے بچپن سے ماہ نور خاں کہتا ہوں وہ میرے دوست نواب نصیب یلور جنگ بہادر مرحوم کے چھوٹے فرزند ہیں۔ اور حیدر آباد کے مشہور لیڈر نواب بہادر یار جنگ مرٹھا کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کے دادا دو بھائی بھی تھے۔ اور یہ بھی

ہندو عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی حضرت مہاتما سید محمد صاحب جو ننہروی کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ نواب نصیب یلور جنگ مرحوم ہمارا جسر کشن پرشاد یمنی السلطنت بہادر مرحوم کے خاص دوست تھے۔ جب ہمارا جہاد کرنے مجھ سے بیعت کی تو نواب صاحب نے بھی مجھے اپنے مکان پر مدعو کر کے ایک بڑی دعوت دی۔ اس وقت نواب بہادر یار جنگ اور نواب ماندو خاں امدان کے بھائی بہت کم عمر تھے۔ لیکن یہ وقت سے آج تک انہوں نے امدان کے بھائیوں نے میرے ساتھ اسی خلوص کا تعلق رکھا جس کی ابتداء ان کے والدین کی تھی۔ ماہ نور خاں ہر سال اپنے شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ اور دہلی میں میرے پاس بھی آتے ہیں۔ میں ان کی مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ انسلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب کی پر خلوص دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ مخلص قدیم۔ محمد ماندو خاں

پروفیسر سعید الزماں صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کے پروفیسر سعید الزماں لاہور کے رہنے والے ہیں۔ ساہا سال سے

نواب ماہ نور خاں کا خط

تعارف اور شکریہ کے نواب ماندو خاں کو میں ان کے بچپن سے ماہ نور خاں کہتا ہوں وہ میرے دوست نواب نصیب یلور جنگ بہادر مرحوم کے چھوٹے فرزند ہیں۔ اور حیدر آباد کے مشہور لیڈر نواب بہادر یار جنگ مرٹھا کے چھوٹے بھائی ہیں۔ ان کے دادا دو بھائی بھی تھے۔ اور یہ بھی

ہندو عقیدہ رکھتے ہیں۔ یعنی حضرت مہاتما سید محمد صاحب جو ننہروی کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ نواب نصیب یلور جنگ مرحوم ہمارا جسر کشن پرشاد یمنی السلطنت بہادر مرحوم کے خاص دوست تھے۔ جب ہمارا جہاد کرنے مجھ سے بیعت کی تو نواب صاحب نے بھی مجھے اپنے مکان پر مدعو کر کے ایک بڑی دعوت دی۔ اس وقت نواب بہادر یار جنگ اور نواب ماندو خاں امدان کے بھائی بہت کم عمر تھے۔ لیکن یہ وقت سے آج تک انہوں نے امدان کے بھائیوں نے میرے ساتھ اسی خلوص کا تعلق رکھا جس کی ابتداء ان کے والدین کی تھی۔ ماہ نور خاں ہر سال اپنے شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ اور دہلی میں میرے پاس بھی آتے ہیں۔ میں ان کی مبارکباد کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ انسلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب کی پر خلوص دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ مخلص قدیم۔ محمد ماندو خاں

پروفیسر سعید الزماں صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کے پروفیسر سعید الزماں لاہور کے رہنے والے ہیں۔ ساہا سال سے

حضورِ نظام کی سلطنت میں تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ میرے ساتھ ان کو اور ان کے تمام خاندان کو بہت پُرانا اور مخلصانہ تعلق ہے۔ اپنا شکریہ دعا کے ریشمی رد مال میں لپیٹ کر پیش کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سیدی و مولائی۔ السلام علیکم یہ عریضہ خطاب کی مبارکباد کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔ جس تاخیر سے حکومت برطانیہ نے اس خطاب کا اعلان کیا ہے۔ اس ہی نسبت سے میں اتنی تاخیر سے مبارکباد کا یہ عریضہ ارسال کر رہا ہوں۔

ذاتی طور پر اس خطاب کو نہ تو فراموش سمجھتا ہوں۔ نہ خوشی اور مسرت کا باعث المٹ جانے اب تک آپ نے خود کتنے خط اس ہی حکومت سے دوادے۔ اور اللہ جانتا ہے کہ آپ ان خطابوں سے بے نیاز اور بہت بلند ہیں۔ تاجدار

محمد مسجد الزماں
پروفیسر گلبرگہ کالج۔ گلبرگہ۔ دکن۔

شاہ امید قادری نظامی کا خط تعارف اور شکریہ کہ شاہ امید شاہ زامہ ہیں۔ ایک درگاہ کے سجادہ نشین ہیں ذی علم ہیں۔ جاگیر دار ہیں۔ میرے ساتھ دیرینہ تعلق رکھتے ہیں۔ میں ان کو مدت سے "میر محرم" کہتا ہوں۔ آج کل علالت کی وجہ سے اپنی جاگیر میں تھے اور میرے پاس ملنے نہ آ سکے تھے۔ اس تہنیت کا شکریہ میرے دل کی دعا ہے کہ میرا فرزند روحانی دنیا کی بلاؤں سے اور بیماریوں سے محفوظ ہو۔ اور اس کے دل کی ملاویں

پہنچی ہوں۔ حسن نظامی۔
بعد ادا فی مسجدہ مراتب۔ حضرت عیسیٰ مسیح روح اللہ علیہ السلام کی ولادت کی خوشیوں کے موقع پر۔

حضرت شمس بازغہ نظام الملک والدین شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قلعہ و کعبہ ہند مدظلہ کی خطاب یابی کی مسرتوں میں ناچیز بھی تہنیت و تبریک گزرا دینے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

مگر قبول اقتدر نہ ہے عز و شرف عید گاہ ماغریباں کوئے تو انبساط عید دیدن روئے تو کعبہ جاں قبلہ من روئے تو سجدہ گاہ عاشقاں ابروئے تو تہنیت گزار عریضہ گزرا بندہ سگدہ کا مجھ میں شیدہ علی حسینی شاہ امید قادری نظامی۔
مکدنا پور دکن۔

مولانا علی شاہ نظامی کا خط تعارف اور شکریہ کہ مولانا عبدالسلام عینی شاہ نظامی تمام حیدر آباد میں مشہور ہیں۔ جب میرے مرید ہوئے تو بتوں کوٹ پہنتے تھے۔ ڈاڑھی منڈاتے تھے۔ میں نے عینی لقب دیا تو ڈاڑھی بڑھائی مولویا لباس اختیار کیا۔ تصوف اور تفسیر اور حدیث کا اچھا عالم رکھتے ہیں۔ فارغ التحصیل مولوی ہیں۔ انگریز لکھی خوب جانتے ہیں پہلے انگریزی تعلیم پائے والوں کو تعلیم دیتے تھے۔ اب سلطنت آصفیہ کی طرف سے رعایا کی رشد و ہدایت کے لئے داعظ ہیں۔ بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ ان کی تحریروں کو بنگالہ جہاں پناہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کے

انتقادات کا شرف حاصل ہے۔ میرے پُرانے مریدوں میں ہیں۔ سفید ڈاڑھی ہے شیعہ جماعت میں بھی ان کی تحریروں مقبول ہیں۔ دعا کی کلاہ اوڑھاتا ہوں۔ حسن نظامی۔
حضرت قبلہ و کعبہ مدظلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ خطاب یابی کا مدیہ تبریک نذر ہے و نیا آپ کو شمس العلماء کہے تو کہے مگر میں تو آپ کو شمس العرفان مانتا ہوں فقط نیاز آگین
یعنی نظامی۔

کولاس صاحب کا خط

تعارف اور شکریہ کہ کولاس صاحب کم عمر لڑ جوان ہیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر کے پرائیویٹ سکریٹری ہیں۔ بہت اچھا لکھتے ہیں۔ اور خوب بولتے ہیں۔ تازہ سفر حیدر آباد کے وقت ان کی غیر معمولی قابلیت کا اندازہ ہوا۔ مسٹر سعد سن ممبر برطانی ڈپٹی کمشنر نے بھی ان کو سیاحت حیدر آباد کے وقت اپنا محرم بنایا تھا۔ میں ان کی تہنیت کا مدلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔
بخدمت گرامی حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔
آج کے اخبار ملین میں جب میں نے سالانہ کے اعز ان کی فہرست دیکھی تو اس میں حضرت والا کا اسم گرامی بھی شامل تھا۔ بید مسرت ہوئی کہ حکومت برطانیہ بھی آپ کی علمی و ادبی خدمت کی مداح ہے۔ اسی لئے شمس العلماء کا تحفہ عنایت فرمایا گیا ہے۔

"شمس العلماء" کا اعزاز آپ کی ذات والاصفات اور آپ کی مقدس شخصیت اور آپ کے مرتبہ کے لحاظ سے استاگرا تقدیر اور

بلند برتر نہیں۔ اسی لئے میں اسکو اعزاز نہیں بلکہ آپ کی خدمت میں انگریزوں کی طرف سے تحفہ سمجھتا ہوں۔
آپ کی دعاؤں کا طالب:- مسین الدین کولاس۔

مولوی محمد عبدالعزیز صاحب چید کا خط
شکریہ! اکثر اصحاب کو یہ غلط بھی ہوئی ہے کہ خطابات دائرہ لئے دیتے ہیں لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے۔ کیونکہ خطابات لندن سے بادشاہ سلامت بھیجے ہیں۔

چیدہ صاحب کا برگزیدہ اور حیدر خط ایک ایسی ہی داد ہے جیسی مشاعرے میں غزل پڑھنے والوں کو دی جاتی ہے۔ چاہے وہ غزل قابلِ داد ہو یا نہ ہو۔ میں انکی تہنیت کا شکر گزار ہوں۔

حسن نظامی
حضرت مکرم و معظم دام ظلہ۔ السلام علیکم
ابھی اخبار انگریزی کے مطالعہ سے حضرت کو خطاب شمس العلماء گورنمنٹ آف انڈیا سے سالانہ فہرست میں واضح ہوا۔ جس سے بے حد خوشی ہوئی حضرت کو اس خطاب سے زائد اعزاز دینی و دینی حاصل ہے۔ بہر حال اس وقت جو اعزاز سرفراز ہوا ہے وہ ہماری خوشی کا باعث ہوا ہے اس وجہ سے کہ کسی اور عالم یا بڑی شخصی حیثیت کے آدمی کو ہندوستان میں اس سال نو میں کوئی اعزاز حاصل نہیں ہوا۔ اس خصوصیت کے باعث اور اس اعزاز کی مبارکبادی عرض کرتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ آپ کو مزید اعزازات سے سرفراز اور دنیا میں طویل العمری کے ساتھ صحت و عافیت سلامت رکھے۔ خصوصاً آپ کا

ذات مبارک مسلم کیونٹی اور حیدر آباد کے لئے بہت غنیمت ہے خدا آپ کو صد ہست سال سلامت رکھے۔ آمین۔
ناچیز: محمد عبدالعزیز چید از حیدر آباد دکن۔

مولانا قادر علی بادشاہ کدلیوی کا خط
تعارف اور شکریہ! آپ کدلیہ مدراس کے نامد مشاعرے خاندان میں ہیں۔ آپ کے والد ماجد سے لاکھوں آدمیوں نے فیض پایا ہے اور آپ بھی اب علم ظاہر حاصل کرنے کے لئے حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ میرے لئے آپ کا یہ خط ایک دعا ہے۔ لیکن اگر آپ کی یہ دعا قبول ہوگئی اور میں ایک سو تیس برس تک زندہ رہا تو آپ کے بڑھاپے کی صورت بھی دیکھ لوں گا۔ ابھی توجروانی کی صورت دیکھی ہے۔ دلی شکریہ۔

حسن نظامی
شمس العلماء علامہ اختر الحسن نظامی صاحب۔
ادام اللہ فیو ظکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

سرکار برطانیہ کی جانب سے شمس العلماء کا خطاب جناب والا کو جو ملا ہے اس کی دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔

دلی دعا ہے کہ حضرت والا کی صدی سال کی عمر ہر اور ہم سب مخلصین آپ سے فیضیاب ہوتے رہیں۔

زیادہ واللہ تمک انما کنتم
احقر العباد

قادر علی بادشاہ۔ عفی عنہ۔ کدلیوی
حال داند حیدر آباد دکن۔

دوسری دعا! پیرزادے صاحب کی نسبت میری دعا ہے کہ وہ ہماری دنیا میں طویل العمری کے ساتھ صحت و عافیت سلامت رکھے۔ خصوصاً آپ کا

وزیر اعظم رام پور کا خط
تعارف اور شکریہ! آپ ہندوستان کے ایسے خاندان کے فرد ہیں جو بادشاہ گز کہلاتا تھا۔ اور آپ نے اپنی خاندانی قابلیت کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ آپ کی وزارت کے زمانے میں رام پور گریاست اور رعایا اور تاجدار کو بہت سی ترقیاں اور نیک نامیاں حاصل ہوئی ہیں۔ حقیقت آپ نے رام پور کو آرام پور بنا دیا ہے اس واسطے میں آپ کے ایک ایک حرف کا شکر گزار ہوں۔ جو اس خط میں آپ نے سچے دوستوں کی طرح قلم بند کئے ہیں۔ حسن نظامی۔

حضرت خواجہ محترم مدنیو ظکم! السلام علیکم۔

آج اخبار کی فہرست خطابات سالانہ کو نام نامی سے مزین دیکھ کر بے انتہا مسرت حاصل ہوئی۔ اگرچہ آپ جیسے رہنمایانِ طریقت کی نگاہوں میں دنیوی خطابات کی کوئی حقیقت نہیں تاہم یہ امر مسلم ہے کہ حکومت برطانیہ کا خطاب دینا آپ کی گراں پایہ خدمت خلق کی بہترین تصدیق ہے۔

میں اس خطاب پر مخلصانہ مبارکباد پیش کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں۔ کہ خدائے تعالیٰ آپ کے درجات میں مزید ترقیاں عطا فرمائے۔ آمین خاکسار:- بشیر حسین زیدی۔

وزیر اعظم مالیر کوٹلہ کا خط
تعارف اور شکریہ! آپ کا خاندان بھی اعلیٰ ہے۔ اور آپ کی علمیت اور قیادت بھی برگزیدہ ہے۔ اور آپ اس ریاست

کے زیرِ اعظم جس جہاں کے فرمانروا کو سالہا سال سے میں اپنا بھائی سمجھتا ہوں۔ اور جن کی اولاد میری مرید ہے۔ اور جن کی ریاست میرا گھر ہے۔ اس لئے آپ کی تہنیت درحقیقت میرے اہل بیت کی تہنیت ہے۔ حسن نظامی۔
مخدومی و محرمی شمس العلماء مدظلہ العالی
السلام علیکم۔ آپ کا نام نامی سالانہ کی فہرست اعزاز میں دیکھ کر مجھ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ اور میں تیرے دل سے سچی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ شمس العلماء کے خطاب سے آپ کی عزت ایک طرح ضروری ہے لیکن آپ ایسی ہستی سے اس خطاب کی عزت ہے۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہیں۔ خاکسار:- نیاز محمد چیف منسٹر۔

پراسیوٹ سیکریٹری ہزاری نس جہاں کا خط
تعارف اور شکریہ کہ شامی ہستی۔ دیار قدیم ہستی۔ از زمان حکومت برادر گرامی قدر سر سلطان شجاع الملک رحمتہ اللہ علیہ در دل من ہی با شعی۔ ومن در دل شامی با شعی۔ تہنیت نوشتی برج دل خود نوشتم خیلے خیلے ممنون حسن نظامی۔
حضرت خواجہ صاحب محترم۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ۔ در اخبار خطاب "شمس العلماء" کہ از جانب برنش امپائر ذات گرامی اُن قبلہ حاصل شدہ است شنیدہ ہمہ محموقہ مبارکبادی عرض میکنم براے ما عقیدت کیشان از سابق شمس العلماء باربودید خوب شد کہ برنش گورنمنٹ ہم اعتراف

آن برعلی طور نمودید عیاد دارید فقط تا احوال

آغاسدی خاں چٹائی۔ از چرنال۔

عبدالقیوم صاحب کا خط۔
تعارف اور شکریہ کہ آپ میرے زمانہ تعلیم کے وقت سے دست ہیں۔ یعنی میں نے اور آپ نے ساتھ مل کر پڑھا ہے۔ اور آپ اس ریاست بھادل پور کی خدمت کر رہے ہیں جو سلطنت عباسیہ کی ہندوستان میں یادگار ہے۔ اس واسطے آپ کی سچی اور مخلصانہ مبارکباد کا میرے دل پر بید اثر ہوا۔ دلی شکریہ قبول کیجئے۔ حسن نظامی۔

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب قبلہ تسلیم۔ شمس العلماء کے خطاب ملنے پر دل مبارکباد عرض ہے۔ خداوند کریم ہر طرح سے مبارک کرے۔ آمین۔

امید ہے کہ آپ سب بخیر و عافیت بنو گئے۔ خدا حافظ۔ نیازمند۔
عبدالقیوم از بھاولپور۔

نواب صاحب جاوہر کا خط۔
حضرت قبلہ السلام علیکم۔

نیازمند کو حال ہی میں اس کا علم ہوا۔ کہ یکم جنوری ۱۹۴۷ء کو گورنمنٹ عالیہ ہند کی جانب سے جو فہرست خطابات شائع ہوئی ہے اس میں آپ کو شمس العلماء کے گرانقدر خطاب سے معزز فرمایا گیا ہے جس کے آپ صحیح معنوں میں مستحق ہیں۔ بوقت اشاعت فہرست نیازمند کو اس کا علم نہ ہو سکا در ضرورتاً کہ بوقت مبارکباد کا تارا سال کر کے اپنے مقتدرانہ

جذبات کا اظہار کرتا یہ خبر فرحت اثر معلوم ہو کر بے انتہا مسرت ہوئی اور ادب ذریعہ شادمانہ اس گرانقدر اعزائی بدر مبارکباد پیش کرتا ہوں امید کہ آپ اس کا کوئی خیال نہ فرماتے ہوئے قبول فرمائیں گے۔

امید ہے کہ بفضلہ آپ کا عراج گرامی مسہ الخیر ہوگا۔ نیازمند
دل مشاد۔

تعارف اور شکریہ کہ ہزاری نس نواب افتخار علی خان بہادر چشتی صابری نظامی فرمانروا ریاست جاوہر ایک ریاست کے تاجدار بھی ہیں۔ اور چشتیہ صابریہ اور چشتیہ نظامیہ سلسلوں کے خلیفہ بھی ہیں۔ اور بارگاہ ادلیار اللہ کے مقبول بھی ہیں۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی نظر فیض اثر کا انکی ریاست میں ایک ایسا جلوہ بھی ہے جس کو دیکھنے کے لئے تمام ہندوستان کے شیوخ سنی اور ہندو مسلمان اور پارسی یہودی مسیحی

جوق جوق وہاں جاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ درگاہ حسین شیکری میں شام کے وقت ایک نور نمودار ہوتا ہے۔ جو آسمان و زمین کے درمیان گردش کرتا رہتا ہے۔ اور اہل سائنس اور اہل عقل اس نور کی حقیقت سمجھنے سے قطعی قاصر ہیں۔ اور وہاں ہزار ہا زائرین رات دن آتے رہتے ہیں جس کے لئے ہزاری نس نے عمارات بنوا دی ہیں۔ اور ہر قسم کی آسائش کا انتظام کر دیا ہے بیشمار مالوس بیمار وہاں جاتے ہیں۔ اور حضرت امام حسینؑ کی برکت سے تندرست ہو کر لے جاتے ہیں۔ نواب صاحب کو صابریہ سلسلے کی اجازت حضرت جہانگیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اور نظامیہ سلسلے کی اجازت میں نے اُن کو دی ہے یعنی نظامیہ

<p>ہوں۔ حسن نظامی۔</p> <p>حسین بلال نظامی کا خط</p> <p>میرے پیارے خواجہ صاحب۔ آداب و سلام۔ خدمت اقدس میں عرض ہے کہ آپ کو سرکار ہند میں عہدہ کا جو خطاب عطا ہوا تو اس فلام کو بے حد خوشی ہوئی۔ آپ کے مکان میں تمام خورد کھان کو مبارکباد دیجئے۔ خدائے تعالیٰ آپ کو ہم سب پر اور نیز تمام مسلمانوں کے سرور پر تاقیامت زندہ رکھے۔ آمین۔</p> <p>یارب العالمین۔</p> <p>خط میں اس لئے دیر ہوئی کہ سرکاری کام کی وجہ سے سفر میں تھا، معافی کا طلبگار ہوں۔ جوں ہی فرصت ملی خط ڈاک میں ڈلوادیا۔</p> <p>حضور رشادی میں جو ناگڈھ آنے والے تھے تو فصیح الحق صاحب نے اپنے مکان پر آپ کے قیام کا بندوبست کیا تھا۔ لیکن شوقی قسمت دیکھتے کہ آپ نہیں آئے۔ زیادہ حداد۔ فقط آپ کا خادم حسین بلال نظامی از ریاست جو ناگڈھ تعارف اور شکر ہے کہ تم ریاست مانگول کا عیاد اڑکے غریب مسلمان ہو۔ اور مجھ غریب پیر کے مرید ہو۔ وفادار ہو۔ جانثار ہو۔ خدمت گزار ہو۔ تم کو لکھنا نہیں آتا۔ لکھواتے ہو۔ مجھے لکھنا آتا تھا۔ مگر اب میں بھی بہتاری تقلید میں لکھتا ہوں۔ لکھواتا ہوں۔ دنیا میری پیروی کرتی ہے اور میں اپنے غریب مرید کی پیروی کرتا ہوں۔ قیامت کے دن اپنے مریدوں کا قافلہ لیکر بارگاہ الہی کی طرف چلوں گا تو تم میرے نفعی بن کر یہ کہتے ہوئے</p>	<p>ریاست رام پور کا خط</p> <p>محترمی۔ السلام علیکم</p> <p>مجھے جناب سے جو محبت اور عقیدت ہے اسی جذبہ کے تحت یہ عرض اور سال خدمت والا ہے۔ شمس العلماء کا اعلیٰ اعزاز جو جناب کو حکومت ہند کی طرف سے ملا ہے اس پر میں آپ کو بے خلوں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مجھے جناب کی تعینات و تالیفات کے بغور مطالعہ کا فخر حاصل ہے آپ کی ادبی و علمی خدمات کے صلہ میں جو یہ خطاب ملا ہے میں آپ کی ذات والا صفات کو اس سے بلند تر سمجھتا ہوں۔</p> <p>خط کی تاخیر میں یہ راز مضمحل ہے کہ شروع جنوری میں آپ کو شاید اپنی خدمت ہی نہ ہو کہ مبارکباد کے تار اور خطوط کو پڑھ سکے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنی مبارکباد دیر سے پیش کروں۔</p> <p>امید کہ مزاج گرامی بخیر ہو گا۔ نیاز کش۔ محمد خلیل الشرحانی۔ ایس بی۔ بیڈ مسٹر باقر اسکول انگوری باغ ریاست رام پور۔ تعارف اور شکر ہے کہ یہ تہنیت ایک ایسے غصص کی ہے جو علم جدید کی جہارت نامہ کی ڈگریاں رکھتے ہیں۔ اور اس شخص کے نام ہے جو انگریزی اسکول میں صرف دو گھنٹے کے لئے داخل ہوا تھا۔ اور پھر وہاں سے ایسا بھانگا کہ ستر برس کی عمر تک پھر کبھی انگریزی کا کوئی حرف پڑھنے کے لئے اسکول میں نہ گیا۔ بادشاہ سلامت کو یہ بات معلوم ہوئی تو وہ مجھے شمس العلماء خطاب نہ دیتے۔ اسکول سے بھگے دکھنا خطاب دیتے۔ محنت اور محبت ان کے نام میں شریک ہے۔ دلی شکر ادا کرتا</p>	<p>سلسلے میں وہ میرے خلیفہ ہیں۔ اسی بنا پر میں نے ان کو دل شاہ خطاب دیا ہے ان کی تہنیت کا شکریہ یہ ہے کہ میں ان کو فرزند روحانی کے لقب سے یاد کر کے صحت اور سلامتی اور ترقی جاہ و اقبال کی دعا دوں۔ حسن نظامی۔</p> <p>اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کو پٹیل کا خط</p> <p>سیدی و مولائی حضرت باوا جان مدظلہ قدم بوسی۔ نوروز کے خطابات میں آپ کا خطاب شمس العلماء کا پڑھ کر دلی مسرت ہوئی۔</p> <p>اگرچہ آپ کی ذمت باہر کات ان خطاب سے قطعی بالاتر ہے لیکن گود منت کی طرف سے آپ کی علمی۔ ادبی اور روحانی خدمات کا اعتراف حقیقی دل خوش کن ہے۔</p> <p>میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے میں آپ کے مرید خاص جناب سید محمد زاید صاحب نظامی۔ بھونگہ ضلع ہوشیار پور کا سب سے چھوٹا بیٹا ہوں۔ اور ان قدائق میں سے ہوں جن کے لئے آپ کی ذات دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ والسلام</p> <p>تالو دار۔ سید بشیر احمد بخاری۔ اسسٹنٹ اسٹیشن ماسٹر کو پٹیل۔</p> <p>تعارف اور شکر ہے کہ تم سید ہو۔ سید نام ہے ہو۔ میرے روحانی فرزند کے بیٹے ہو۔ اس لئے میرے روحانی پوتے ہو۔ اس کو پٹیل میں لکھو جہاں بنی فاطمہ کے طرز تعمیر کی بنیادی نسبت ہمارا خواجہ صاحب نے شاندار مسجد بنوائی ہے۔ جو ہندوستان میں اپنی شان کی یکتا مسجد ہے۔ میرے دل پر تہائی تہنیت کا دہی آخر ہوا جو اپنے بچوں کی مہانگ باد کا ہوا تھا۔ حسن نظامی۔</p>
---	---	--

چلے۔" بیاں بیاں چلو مولا بلن کو بیگر
میں جنت میں نہیں جاؤنگا۔ کیونکہ وہاں
مولوی لوگ ہوں گے۔ جو مجھ سے خفا
رہتے ہیں۔ اس واسطے جنت کے باہر
ایک جھونپڑی ڈال لیں گے۔ اور وہاں
بوریر بچھا کر یاد حق کرتے رہیں گے۔ زندہ
باد فرزند روحانی حسین بلال نظامی۔
حسن نظامی۔

بھاول پور کا خط
اعلیٰ حضرت مدنیو ضمیمہ و برکاتکم۔
اسلام علیکم۔ قلبی دعا ہے جو
انشاء اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین کے جناب
میں قبول ہوگی۔ کہ جناب یوم الدین دربار
احکم الکائنات میں دایان رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے سایہ میں مجھ جیسے مخلص نیاز
مندان و البتہ دامن کو اپنے دامن میں
لے ہوئے ہوں گے۔

حکومت مجاہدی کی طرف سے جناب
کی جس قدر عزت افزائی جس شکل میں
ہو ہم نیاز مندان کے لئے باعث صد
مسرت ہے۔

خطاب (شمس العلماء) جناب اللہ
کو حکومت برطانیہ نے دیا۔ خود حکومت
قابل مبارکباد ہے کہ اُس نے اپنی فرض
شناسی اور مردم شناسی کا ثبوت دیا۔
الحمد للہ۔ بندہ کی طرف سے دلی مبارکباد
قبول فرمادیں۔ جیسا کہ قبل ازیں عرض کی
جا چکی ہے۔ جناب والا کے روزنامہ کا
جس طرح انتظار و اضطراب دامن گیر
رہتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ الحمد للہ
۱۶-۲۴ دسمبر کا منادی شہر حالات
مفصل روزنامہ گرامی قیام حیدر آباد

موصول ہو چکا ہے۔ جس کے مطالعہ سے
طرح طرح کی برکات و مسرتیں حاصل
ہو رہی تھیں۔ والسلام۔ نیازمند آقا
در شیخ غوث محمد (ریشا نرد) انسپکٹر مدراس
ریاست بھاول پور

تعارف اور شکریہ کہ آپ عباسیہ سلطنت
کی یادگار حکومت میں رہتے ہیں۔ جس نے
بغدادی حکومت کے ناموں کو بھاول پور
میں زندہ کیا ہے۔ آپ کی تہنیت میرے
وجود کے ریگستان کو اسی طرح سیراب د
شاداب کرتے والی ہوئی۔ جس طرح
آپ کے ملک کو بڑے بڑے دریا
ہر مائی نس نواب صاحب کے حکم سے
سیراب و شاداب کر رہے ہیں۔ شکر
اور دعا۔ حسن نظامی۔

ریاست جو ناگڑھ کا خط
عزیز نواز قبیلہ دکنیہ مدظلہ العالی
بعد آداب و سجدہ تعظیم کے گزارش
ہے کہ آج تاریخ ۱۰/۱۰/۱۳۶۸ ہجری
جس سے پہلے جلا کے حضور والا کو شل العلماء
کا خطاب فورمنٹ سے ملا ہے از حد
خوشی ہوئی۔ خدا مبارک کرے اور اس
سے کہیں بڑی کہ خطاب ملے
آمین۔ میری طرف سے اور اہلیہ سیر بانو
نظامی کی طرف سے مبارک باد قبول
کیجئے گا۔ مگر قبول افتد رہے عز و شرف
آپ کا نچیز خادم۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام
دلادرسند بیکیت جو ناگڑھ۔

تعارف اور شکریہ کہ تم دونوں میاں
بیوی میری روحانی اولاد ہو تمہاری
عقیدت اور صداقت اس خط سے بھی
ظاہر ہوتی ہے۔ اور اس خط سے بھی

ظاہر ہوا کرتی ہے جس کو میں تم دونوں
کے دلوں پر لکھا ہوا سینکڑوں میل دور
کے فاصلے سے پڑھا کرتا ہوں و خوش دل
ہوں۔ اور خدا کے تاجدار رہو حسن نظامی

ریاست خیر پور کا دوسرا خط
میرے پیارے حضرت سدا سلامت
تاقیامت۔ فدایت شوم۔
آج جہیز بھر کے انتظار کے بعد منادی
کی زیارت نصیب ہوئی۔ اور اس میں
آپ کے خطاب شمس العلماء کا حال پڑھ کر
خوشی ہوئی۔ ہماری تو بردقت دعا ہے
کہ خداوند کریم آپ کو شمس کی طرح
روشن رکھے۔ ہم عزیزوں کو بھی بھول
نہ جانا۔ دعا خیر سے یاد فرمانا۔

مشاق دیدار۔ اللہ نواز بی سومرا۔
نقل نویسشن کوٹ۔ خیر پور۔ سندھ
تعارف اور شکریہ کہ تم بھائی ہو۔
پیارے ہو۔ نقل نویس ہو۔ میں بھی ایک
اصل کی ایک نقل ہوں۔ لکھو۔ مجھے
بھی لکھو۔ اور ایسا لکھو کہ
نقل نابود ہو جائے۔ باقی رہے بس وہی
ایک اصل۔ جو تمہارے نام کا پہلا حصہ
ہے۔ شکریہ اور دعا۔ حسن نظامی

ہمند خاں صاحب چرلی کا خط
قبلہ دکنیہ مرادات جناب الاشرف
مرشد کامل شمس العلماء صاحب القیاد
بصمیم و تکریم عرض یہ ہے کہ آج پچ
منادی سے معلوم ہوا کہ تلخ شاہی برطانیہ
نے خطاب شمس العلماء عطا فرمایا ہے۔ یہ
خطاب جناب والا شان کو اور سب
مسلمانوں کو مبارک باد۔ کیونکہ یہ سب

مسلمانوں کو بلکہ خاکسار مسیحی برادری والوں کو فخر عظیم ہے کہ شہنشاہِ برطانیہ نے بھی ایسے بزرگ اور غم خواہ قوم کا حق ادا کیا۔

اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی اس سے زیادہ زیادہ مبارکبادی حاصل کی جائے گی اور سوال بدرگاہ قاضی الحاجات کرتا ہوں کہ آپ کا سایہ بلند پائے ہمارے سروں پر ہمیشہ رہے۔ زیادہ ادب۔
جناب کا خط شکار۔ ہمند خاں اجڑا۔
دعا کی پیارے جتنی بھائی ہمند خاں صاحب کی سچی عقیدت و محبت چترال جیسے دور و دراز مقام سے آئی ہے۔
اور میرے دل کو بھائی ہے۔ دعا ہے کہ ہمند خاں کے دل کی مرادیں پوری ہوں۔ حسن نظامی۔

آپ کو امداد آپ کی بیگم صاحب کو امداد آپ کے بچوں کو امداد آپ کی ریاست کو امداد آپ کی رعایا کو ہمیشہ شاد کا رکھے۔ حسن نظامی۔

آپ کی تہنیت سے بہت خوشی ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔ حسن نظامی۔

ریاست پالن پور کا خط
محترمی منظمی حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام فیضہ۔ السلام علیکم
داعی ہو کر قریب ایک مہینے سے بیمار تھا خدا کے فضل سے اب طبیعت سنبھلی ہے شکر ہے۔

گئی کل پرچہ منادی کا مطالعہ کرتے ہوئے آپ کو بادشاہ منظم جن کی سلطنت پر سے شمس غروب نہیں ہوتا وہ بادشاہ نے آپ کے علمی فیض کو جو ہر ملک کے شہروں قصیوں اور گاؤں کے گھر گھر میں فیض تاب یا کر حقیقتاً بالکل قابلِ کچھ کر نفس العلماء کا خطاب عطا فرمایا گویا ہم سب کی دلی نیکو کا ظہور ہوا ہے۔ خدا مبارک کرے اور ہمیشہ آپ کے علمی فیض سے ہم کو فائدہ ہوتا رہے۔
بدیہ مبارک باد قبول ہو۔
دعا فرما کر ممنون فرمادیں۔ گھر میں سے سب خود دکلاں آداب لکھو اور ہے یہ راقم خاکسار۔ عبد العزیز غریب حکیم۔
طیب ریاست پالن پور۔

تعارف اور شکریہ کی پیارے بھائی حکیم غریب صاحب! آپ میرے پیارے بھائی ہر مائی نس نواب صاحب پالن پور کے خاص طیب ہیں۔ اور آپ کے بزرگ حکیم آرام نظامی سے اور آپ سے جو پڑانا تعلق میرا ہے وہ میرے سب تعلق والوں کو معلوم ہے۔ اس لئے

ریاست اودے پور کا خط۔
جناب شمس العلماء قدس حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ العالی۔

آج ۲۶ فروری کو مکان پر آیا۔ منادی پڑھا حضور والا کو نئے سال کی خوشی کے موقع پر شمس العلماء کا خطاب سننے کا پڑھا۔ کمال درجہ خوشی حاصل ہوئی لہذا میں آپ کو دل سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ رب العزت حضور والا کی عمر دراز فرماوے۔
عبد الکیم حاجی محمد شونہ مرچنٹ
ریاست اودے پور۔

شکریہ کی آپ کی پُر خلوص محبت کا دلی شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کی سب مرادیں پوری کرے۔ حسن نظامی۔

جے پور کے وکیل صاحب کا خط۔
نظام من دھم نظام جہا نے
سیدی و مولائی حضرت شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صاحب ام اللہ فیضہ دبر کا تہ۔ پس از آداب نیاز
مندانہ گزارش ہے کہ اخبار مطبوعہ میں آنحضرت کو خطاب شمس العلماء گورنر نے سے عطا ہوا۔ پڑھ کر مجھ پر مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خانہ ان کو دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے۔
آمین اللهم آمین۔ اور خطاب شمس العلماء مبارک ہو۔ آپ کا دلجو
بشیر الدین وکیل۔ جے پور۔

نواب صاحب ریاست مانا و در کا خط
محذوری و محترمی حضرت قبلہ خواجہ صاحب گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب سننے پر میں آپ کی خدمت میں بدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ زیادہ جدا جدا دعاؤں کا طالب۔ غلام معین الدین خاں۔
تعارف اور شکریہ کی پیارے بابا صاحب! آپ کی تہنیت میرے اہل بیت کی تہنیت ہے۔ کیونکہ میرے ساتھ آپ کے والد فرما اور آپ کی والدہ مرحومہ کو جو تعلق تھا۔ اور خود آپ کو کہیں سے آج تک جو تعلق تھا اس کی بنا پر میں آپ کو اپنے گھر کا ایک آدمی سمجھتا ہوں۔ اور اپنے بچوں کی طرح آپ مجھے عزیز ہیں۔ آپ کی تہنیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ اور شکریہ میں یہ دعا دیتا ہوں کہ خدا

ریاست خیر پور سندھ کا خط کاغذ پر
سلامت۔ تسلیم۔ برطانیہ گورنمنٹ کی
جانب سے شہ۔ العلماء کا خطاب مبارک ہو۔ بندہ
کے لئے دعا ہے خیر فرمائیں۔ خاکسار
اکرام الحق عباسی نظامی۔
تعارف اور شکریہ کہ عباسیہ کے بیک
نوجوان ہیں۔ بیگم صاحبہ سابقہ نواب صاحب
مانگول کے سنے بھائی ہیں۔ ریاست خیر پور میں
ایک بڑے عہد پر ہیں جسے شکریہ بھی ادا کرتا ہوں
اور داریں کی کامیابی کی دعا بھی دیتا ہوں جس نطفی
مہارانا اور سے پور کے ہوم سکریٹری کا خط
خدیوی جناب خواجہ صاحب۔

اگرچہ آپ جیسے ادیب اور جدید عالم کی شہس
کے خطاب سے کوئی قدر افزائی نہیں ہوتی تاہم
ہم نیاز مندوں کو اس سے خوشی ضرور ہوتی ہے
کہ آخر سر کار ہند نے جناب کی عظمیٰ سرگرمیوں کا
بجائے ایک مناسب خطاب عطا کیا اور
کسی حد تک ادب و نوازی کا ثبوت دیا۔ یہ آپ
کی کاغذی کا نتیجہ نہیں کیونکہ وہ تو بہت بلند
ہے یہ تو ہم لوگوں کی دعاؤں کا اثر ہے اللہ
زد فرزد۔ دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

نیاز مند۔ عبد الغفار ہوم سکریٹری ریاست خیر پور
تعارف اور شکریہ کہ عبد الغفار صاحب
ایک بڑے خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ اور
سچے مسلمانوں کی طرح ریاست اور سے پور کی
خدمات نہایت وفاداری اور دانش مندی
اور قابلیت کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔
جب اود سے پور گیا تھا تو ان کی اعلیٰ صلاحیت
کا اندازہ ہوا تھا۔ ان کی تہنیت کی میرے دل
میں بہت عزت ہے۔ شکریہ اور دعا جس نطفی
بھوپال کا خط کاغذ پر تحریر کری حضرت خواجہ

صاحب زادہ عنایتکم۔ سلام علیکم
گورنمنٹ برطانیہ کی جانب سے خطاب شہس
عطا ہونے پر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں
آپ نے علم و ادب کی جو خدمت کی ہے
اس کے پیش نظر یہ عرض تاخیر سے پیش ہوا
اور قوم میں جو بیداری اسے خاص نقطہ نظر اور
مسئلہ کی بنا پر پیدا کرنے کی سعی آپ فرماتے
رہے ہیں۔ اس کی نظیر بہت کم مل سکتی ہے۔
خدا اس کے لئے اچھے اجر عطا فرمائے اور روحانی
ترقیات سے مالا مال کرے۔ آمین۔ ل
خاکسار محمد شیر احمد عفی عنہ مشیر کونسل ریاست خیر پور
تعارف اور شکریہ کہ آپ کی مخلصانہ اور
ناقدانہ تہنیت کو میں نے اس حساب میں لکھ لیا
جس کا مجھے انکمیکس دینا نہیں پڑتا۔ تھینک یو
مائی ڈیر بشیر! حسن نظامی۔

جونا گڑھ کا خط اور اسکے ایک افسر کا خط اور محترم
حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔
سال نو کے خطابات کی فہرست میں جناب کے
لئے شایان شان خطاب و کچھ کر جو مسرت
ہوئی اس کا اظہار تحریر کی طرح ممکن نہیں۔
اللہ آپ کو تندرستی و عمارت اقبال کے ساتھ ساتھ
آپ کی تحریری مشاغل اور جذبہ میں روز افزوں
ترقی عطا فرمائے۔

ہمارے محترم دیدار صاحب کو بھی اسی سال
سی آئی۔ ای کا خطاب مرحمت فرماتے ہوئے
ملک معظم کی حکومت نے جس قدر دانی کا ثبوت
دیا ہے وہ بھی کسی طرح محتاج بیان نہیں۔
آپ کو یہ معلوم ہو کر مسرت ہوگی کہ آپ کے
مرید خصوصی یعنی خان صاحب عبدالرحمن صاحب
نظامی جو احمد آباد میں اسٹیشن ماسٹر تھے اب
جونا گڑھ اسٹیشن ریلوے میں ٹریننگ سپرنٹنڈنٹ
ہو کر آئے ہیں۔ بہت خوشیوں کے انسان ہیں

میں شادی کے موقع پر ہم لوگ آپ آمد کے
بہت مشتاق رہے۔ خصوصاً وہ تمام حضرات
جو جناب سے خاص عقیدت رکھتے ہیں ان کو
تو بہت ہی اشتیاق تھا اسی لئے میں نے آپ کے
قیام کے واسطے بہت معقول انتظام کیا تھا۔
حال کے مادی میں آخری دفعے پر جو آپ کی
تحریر بھائی کے خطاب کے متعلق ہے وہ بہت ہی
خوب ہے۔ اللہ گھرے زود قدم اور زیادہ۔ آپ
کے یہ کارنامے اور مفید خلائق نوشتہ حیات زندہ
جادید رہیں گے اور آنے والی نسلوں کے لئے
بہت نچھہ کار آمد و شعل ہدایت ثابت ہوں گے۔
تعارف اور شکریہ کہ آپ جنوبی ہند کے ہونا
نوجوان عالی خاندان ہیں۔ اور ریاست جونا گڑھ
کی جواہر اسلامی ریاست ہے سالہا سال سے
نہایت اعلیٰ خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور
آپ کو اور آپ کے اہل و عیال کو میرے ساتھ
جو دیرینہ تعلق ہے۔ اس کو میں بھی نہیں بھولتا۔
شرافت اور محبت اور علمیت اور محنت اور کارگزاری
آپ کی نو نڈیاں ہیں۔ میں آپ کی ترقی و خوش حالی
اور کامیابیوں کی دعا کرتا رہتا ہوں۔ حسن نظامی۔
سری نگر کشمیر کا خط کاغذ پر
حضرت خواجہ صاحب زادہ فیروز۔ سلام علیکم۔

بعدش مودبانہ معرفت یہ کہ اخبار احسان
لاہور و خدیوی شہس کے مطالعہ سے یہ خبر مسرت
اندوز پڑتی۔ کہ حکومت ہند نے ازراہ مرحوم خدیوی
تقریب خطابات سال نو آں قبلہ عالی کے
شایان شان ازراہ شہس العلماء۔ ملقب خوا
کراہین خسروی کو مستحکم بنایا ہے۔ جس کے
لئے دلی اراہت مندی و گرم جوشی سے ہدیہ
تبریک گزارش خدمت عالی ہے۔ رب العزت
مزید تزیین کا باعث مدام رکے والسلام
معروضہ نیاز مند محمد حسین ملک پور پور کو تہنیت و خوش آئند

اپنے روحانی باپ کا روحانی فرزند عبد العزیز علی
وہاں زندہ رہو۔ اور پیش رہو میرے روحانی
بیٹے! اور دل کی مرادیں پوری ہوں۔ تمہاری
اور تمہارے ماں باپ کی۔ اور سب گھر والوں
کی۔ حسن نظامی۔

جموں کا دوسرا خط سیرت واصل ہوا ہے۔ یہ مطالعہ کر کے سیرت
کہ حکومت ہند نے حضرت قبلہ خواجہ صاحب
مطلہ العالی کو نئے سال کی تقریب پر ممتاز
خطاب شمس العلماء و عطا فرمایا ہے۔ جس کے
آپ غصے سے سختی تھے۔ نیاز مندی کا طعن
سے یہ مبارک باد قبول کیا جائے۔ تالچار
سید احمد نظامی سپر وائزر ڈاک خانہ جموں ٹی
و دعا فرزند روحانی سید احمد نظامی سپر وائزر
ڈاک خانہ جموں کی تسنیت سے خوشی ہوئی۔
ادیس نے ان کو اور ان کے اہل و عیال کو
دعائیں دیں۔ حسن نظامی۔

[illegible]

میں اس سے پہلے ہی آپ کی خدمت میں
 بڑے دن کی مبارک بادی کی خاطر
 کرکھا ہوں۔ وہ غالباً آپ کو ضرور ملا ہوگا۔
 گزشتہ ایام میں میں یہاں پر مقدمات فیصلہ
 متعلقہ سنگین جرائم کے فیصلہ کرنے میں بے حد
 مصروف و مشغول رہا۔ بدیں و مجرمین کو جلا
 دیکھنے کا وقت نہیں ملا۔ اسی وجہ سے میں اس
 خوشخبری سے محروم رہا۔ اور مجھے کوکل شام کو ایک

مزاج اقدس - مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو کسوس العلماء کا عظیم المرتب خطاب گورنمنٹ برطانیہ نے پیش کیا ہے یہ خوش جری سن کر میرے دل کی کھل گئی - اور فوڈ اے بیضہ نذر الیہ میٹھی لیں - نیاز مندی کی طرف سے اور نیاز مند کے ماں باپ اور بھائی بہنوں کی طرف سے حضور کی خدمت اقدس میں مبارک باد قبول ہو۔ نیاز مندی کے لئے دعا کرتے رہا کروں۔ والسلام۔

صوبہ دہلی کے تہنیت نامے

دہلی پرنسٹنک ریس دہلی کا خط
معتفی خواجہ صاحب۔

آداب عرض۔ آپ کا اسم گرامی نئے
سال کے خطابوں کی فہرست میں دیکھ کر
بہت خوشی ہوئی۔ میری دلی مبارکباد قبول
فرمائیے۔ طالب عابد۔ احمد شہباز

دہلی پرنسٹنک ریس دہلی
تعارف اور شکریہ کہ آپ اور آپ کے
والد اور آپ کے بڑے بھائی سے میرے
بہت قدیمی تعلقات ہیں۔ اور آپ کا
چھپے خانہ بھی دلی کا سب سے پرانا اور
بڑا چھپے خانہ ہے۔ اور میری اکثر کتابیں
اور نشریات کی چیزیں آپ ہی کے چھپے
خانے کی یادگار ہیں۔ ذاتی طور سے آپ
کو اور آپ کے لائق فرزند لالہ شام ناتھ
ایم۔ اے ایڈووکیٹ ویسٹمنسٹر کونگریڈ دہلی
کو جو محبت میرے ساتھ ہے اور مجھے آپ
سب کے ساتھ ہے اس کا خیال کر کے میں
آپ کے اس خط کو دہلی خلوص اور محبت
کی نشانی سمجھتا ہوں۔ اور شکریہ ادا
کرتا ہوں۔ حسن نظامی

بے شمار قدردان آپ کو زحمت دے
رہے ہوں گے۔ اس میں اضافہ کیوں کیا
جائے۔ خاکسار۔ بخاری۔

تعارف اور شکریہ کہ آپ ہندوستان
کے ان سپوت فیضندوں میں ہیں جن کی قیادت
اور محنت اور سمجھ بوجھ پر ہندوستانی
قومیں فخر کر سکتی ہیں۔ آل انڈیا ریڈیو
کی انٹرویو کے زمانے میں آپ نے جس
خوبی اور احساس ذمہ داری کے ساتھ
اپنے فرائض انجام دیئے ہیں اس سے ظاہر
ہو سکتا ہے کہ ہندوستانی اپنے ملک کا
کام اچھی طرح چلا سکتے ہیں۔ آپ کو میرے
ساتھ اور مجھ کو آپ کے ساتھ جو تعلقی
تھا اور ہے اندیشہ تھا اور آپ کی علم و
کوداد کر کے جس کا ثبوت ابھی حال میں آپ
کے ایک خط سے ملا تھا جو نظامی منبری
پر چھپنے کے بعد آپ نے لکھا تھا۔ ان سب
مذکورہ صفات کی وجہ سے میں نے آپ
کی اس تہنیت کو دلی شکرگزارگی کے
ساتھ حافظہ کی لوح پر لکھ لیا۔
حسن نظامی۔

ایڈیٹر جنرل نیوز دہلی کا خط
محی مخلصی شہر العلماء ہند خواجہ
حسن نظامی صاحب۔ سلمہ اللہ
تعالیٰ و ادام اللہ لقاؤ۔

چالیس پینتالیس برس کے گذشتہ
دور میں اپنی تقریریں۔ تحریریں۔ اخباری
مراسلات۔ جریدہ نویسی اور تصنیفات
کے ذریعہ جو خدمت آپ نے اپنے ملک

کی اعلیٰ اراکچرا اور عام فہم زبان کے قول
سے کی ہے۔ اس کے عیوض شمس العلماء کے
ممتاز خطاب کی عزت و عشر حشر بھی نہیں
آپ کا پایہ ان خطابات سے بہت بلند ہے
آپ شمس المہات ہیں۔ آپ شمس العابدین
ہیں۔ آپ نے عوام کی اتنی عظیم الشان
خدمات انجام دی ہیں کہ جس کے قتلے کے
نے حکومت یا پبلک دولوں کے پاس
کوئی میزان نہیں۔

آپ نے اپنی سامعی۔ اصول دانگی
ہمت۔ استقلال۔ پابندی اوقات۔
ہردازیزی۔ عبادت۔ جہاد۔ ریاض
معاہدہ فہمی۔ دور رس۔ اور سیاست۔
مذہب اور درویشی سے ایسی مثال دنیا
کے سامنے پیش کی ہے۔ جو مجھ سے اس
کی صفات کا اور سراخ میرا ہے۔ ان
لوگوں کے لئے جو اپنی قسمت کو آپ بنانے
کے متمنی ہیں۔ مرجا۔ جزاک اللہ۔ اللہم
زد فرد۔ میں آپ کو۔ آپ کی حرم محرم۔ آپ
کے بچوں اور آپ کے بزرگوں کی روحوں کو
قلبی اور روحی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔
احمد بخش۔۔ ایڈیٹر جنرل نیوز دہلی۔

تعارف اور شکریہ کہ پیارے بھائی مولوی
احمد بخش صاحب ایڈیٹر اخبار جنرل نیوز
دہلی میرے بہت پرلئے دوست ہیں۔ اور
اس کی مدت بھی اتنی ہی ہے جتنی میرے
کاموں کی نسبت انھوں نے اس خط پر
ظاہر ہے۔ ان کے لائق بیٹے محل ذباغ جو
بہت کم سن تھے اس وقت سے میرا مراد
احمد بخش سے تعلق قائم ہے۔ ان کو

افسر اعلیٰ آل انڈیا ریڈیو سید سجاد علی کا خط
معتفی و مکرری۔ سلام منوں۔
خطاب ملنے پر دلی مبارکباد قبول
فرمائیے۔ اذ حد مرمت کا حتم ہے۔ کہ آپ
کی انشا پردازی اور علم دوستی کا بوجہ
احسن اعتراف کیا گیا۔ امد اس کی قدر کی
گئی۔ اللہم زد فرد۔
میں شلیفون کرتا۔ لیکن یقین تھا۔ کہ

عید میلاد ۳۶۵ ہجری کے لئے ہندی اُردو فارسی نعتیں

محمد دَرَاشَن

جس میں سلطان العلوم اعلیٰ حضرت حضور نظام آصف جاہ ہفتم
کی فارسی نعت اور نہربانی نس نواب سرتیڈ رضا علی خان بہادر

فرماں روا راجہ پور کی ہندی نعت و منقبت اور

حیدر آباد کے سابق وزیر اعظم مبین السلطنت ہمارے کسٹرن شہزادہ
اور دوسرے نامور ہندو شعرا کا نعتیہ اُردو کلام جمع کیا گیا ہے

خاکسار علی نظامی ایڈیٹر اخبار منادی دہلی نے حضرت خواجہ حسن نظامی

بانشین حضرت خواجہ غلام الدین اولیاء کے حسب ارشاد اہل بیت پرین علی بیچ چھاپ کو بلا قیمت شائع کیا

ریعہ اول شہرہ فروری ۱۳۱۵ھ

اعلیٰ حضرت خصوصاً اکی فارسی نعت

فیل میں اعلیٰ حضرت سلطان العلوم میر عثمان علی خان آصفیہ ختم ملک اعظم
مملکت آصفیہ کی نعت شریف درج کی جاتی ہے جس کے لفظ لفظ سے اس محبت
کا اظہار ہوتا ہے جو اعلیٰ حضرت کو اپنے آقا حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنابت ہے
اور وہ نعت شریف یہ ہے

بنہ بر پائے احمد سرکہ یابی صدقار ہیں جا
زرا ہیں جا گوہر ہیں جا ہمت ہیں جا افتخار ہیں جا

بہ طیبہ چوں درایم باہر از شوق بر خوانم
من ہیں جا بندگی تاجل ہیں جا مزا ہیں جا

ز داغ عشق سرور سید گنزار خباں دام
گل ہیں جا لالہ ہیں جا سنبل ہیں جا، نوہار ہیں جا

زہے مستی کہ باشد در خیال ساقی کوثر
خم ہیں جا جام مے ہیں جا سرور ہیں جا خمار ہیں جا

نہا شد جائے من جز آستان مصطفیٰ عثمان

سر ہیں جا سجدہ ہیں جا بندگی ہیں جا قمار ہیں جا

توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ

از زمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر (چشتی) - غماری -
نظامی مرحوم وزیر اعظم حیدر آباد دکن

ہوائیں مجھے شاد جو سلطانِ مدینہ جاتے ہی میں ہوں باؤں کا قربان مدینہ
وہ گھر ہے خدا کا تو یہ محمدؐ بن خدا میں کہے سے بھی اعلیٰ نہ ہو کیوں شانِ مدینہ
رکھیں نہ دربار میں جانے کے لئے شہنا پہچانتے ہیں سب مجھے وہ بانِ مدینہ
ہے احقر ہے سیم کا دربار مقدس جو عرضِ خدا ہے وہ ہے ایوانِ مدینہ
ہے قبر نبیؐ ہی سے یہ عزتِ جلال قالب ہے مدینہ تو وہ ہے جانِ مدینہ
لے جاؤں گا میں ساتھ فقط عشقِ محمدؐ تحفہ ہے مرے پاس یہ شایانِ مدینہ
دیکھئے جو تجھ کو مرے عشقِ نبیؐ سے تیں رہے نگرں بستانِ مدینہ
لحوئے درجنت کی کہتا، حوٹاں بے خوف چلے جائیں غلامانِ مدینہ
نشد ہے وہ اُن کو جو اترا ہی نہیں توحید کی مے پیتے ہیں مستانِ مدینہ
خاکِ رہِ شرب کو بناؤں گا میں گھر دیکھوں گا اُن آنکھوں سے جو میدانِ مدینہ
اللہ دکھائے تو مجھے رہِ خداؐ قدس باقی نہیں رہ جائے نہ ارمانِ مدینہ
کیوں میری شفاعت میں سلا دے گی کیا مجھ کو نہیں جانتے سلطانِ مدینہ
کافر ہوں کہ مومن ہوں خدا جانے کیا ہو پر بندہ ہوں اُن کا جو ہیں سلطانِ مدینہ
کیا مجھ سے شتا ہو سکے گا کہ وہاں اعلیٰ ہیں وہی جو ہیں سلیمانِ مدینہ

مومن جو نہیں ہیں تو میں کافر بھی نہیں شاد

اس رمز سے آگاہ ہیں سلطانِ مدینہ

احمد محمد مصطفیٰؐ محبوبِ العالمین

از زمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر (چشتی) - غماری -
نظامی مرحوم وزیر اعظم حیدر آباد دکن

موفق کون مکانِ شاد ہنسیاؤں میں احمد محمد مصطفیٰؐ محبوبِ العالمین
میں سلکِ راہِ رضا ہیں ایک ملکِ خدا ان کے لئے کچھ ہوا خوشی و چہ خوشی
یہ سیدِ بولاک ہیں معصوم ہیں پاک تیں یہ تدبیرِ ادراک ہیں یہ موجدِ نیا دین
خمس لفظی بدلتی خیر الوری خیر الدہی نورِ خدا شایانِ خدا شاد ہنسیاؤں میں
ختمِ النبیؐ فخرِ اہلِ نبیؐ باعثِ ہر حاکم سلطانِ دین ہادیِ سبیلِ حق لہذا
اک کفر مخفی تھا خدا حضرت نے ظاہر اب غلطی خلعت سے کہلا یہ رازِ نازِ طہین
عامی تبت ہیں ہی مامی عبت ہیں ہی علمِ شریعت ہیں ہی ہی بطریقِ آفرین
مفتی احکامِ خدا اکرم باکرم خدا ملہم بالہامِ خدا میں صبطِ روحِ طہین
وعدت کے نظم ہیں ہی شریعتِ محمدؐ کی مطلوب اور ہیں ہی میں حبیبِ العالمین
مفلوک میں بکتا میں یہ لکت میں ہے تہا کیا جانے کوئی کیا میں ان کا کوئی نہیں
اللہ کی آیت ہیں یہ اللہ کی محبت ہیں اللہ کی رحمت ہیں یہ میں رحمتِ لہذا

اسبابِ عالم کا سببِ علم ہیں پُر اُمتی لقب

جبریل کرتے ہیں ادب ایسے ہیں یہ بالائیں

بسم اللہ قرآن کن دیا چہ علم و سخن

سر دفترِ علم لدنِ سر شہیدِ دنیا و دین

سر ہمارا جہ بہادر کی تیسری لغت

ردنی جو دو جہان ہی شاہ ام ہے
ہم کو غرض ہم سے نہ سیتا ہے
باطن میں ذات ایک ہے ظاہر میں بندہ
کب لکھتے تیرے میں ترے دیکھتے ہیں
اس پر جو ہو کم تو یہ ناشادہ ہو
لافتلوا ہے وجہ تعلق مرے لئے
واقعہ نہ ہو گارلذنا و بقا ہے
ہے آرزو کہ آپ کے در پر زاریوں
لے شاد خوب لغت میں تھے کمال

سر ہمارا جہ بہادر کا لغت قصیدہ

دیکھ کر طبع کی در افشانی
شکر گوئی سے گرچہ کام نہیں
شاعری کچھ نہیں مرا پیشہ
مجھ کو دعویٰ نہیں کسی فن میں
ہے دکن میرا مولد و مسکن
ہاں مگر فضل حق ہے ضامن حال
ہے ہر ک علم و فن میں کچھ حاصل
قوم کا میں سپاہی زادہ ہوں
میرا ایمان وحدت باری
تجلی کہتے ہیں صوفی المہرب
کھر کا فری کو مہار وک ہو
اور تھکان ہو برہمن کو
مسک صلح کل کا سا کھیل
میں ہوں آزاد اور فخر من
کہتے ہیں مجھ کو خادم احمد
لیکن اک دوست کی ہے فریاد
یعنی لغت رسول پاک کھول
گرچہ اس راہ میں پیادہ ہوں
پھر بھی رہبر سراج فضل خدا
وقت بھی لغت صاحب لولاک

اشرف انبیاء حبیب خدا
وہ ابوالقاسم احمد مختار
عارف ذات واحد مطلق
اُن کا شہر مدینہ مسکن ہے
فخر آدم میں اشرف عالم
راز وحدت کے راز دانی ہے
اُن سے توحید نے ترقی کی
شاہ دنیا و دیں وزیر خدا
اُن کو اللہ ہے نسبت خاص
وجہ تخلیق عالم اسباب
آپ خیر البشر میں کچھ نہیں شک
برخِ خاک کی ہر تالیں میں
تکلمے میں ہے اور کعبہ میں

کیا سراپا اُن کے وصف کرلو
تمکنت میں تھے کوہ تکلیف
بذل و جود و عطا کا کیا کہنا
تھے مردت میں آپ اپنی نظیر
دہاک بھی تھی دل پہ اعلیٰ
گو کہ اسی جہاں میں تھے مشہور
ابنِ یساک رحمت حق تھے
ڈال کر دوش پر گلیم سیاہ
بات بات آپ کی حکیمانہ
سادگی آپ کی شبنم آموز
دخل ہی کیا وہاں تعصب کہ
ادب و خلق اور مروت سے
ایسے بے مثل بندہ پرور کی
دست بستہ یہ عرض کرتا ہوں
تم ہو مشہور مالک کوثر
گرد و سرشار بادۂ توحید
دل کا آئینہ صاف ہو جائے
مشعلیں میری ساری ہوں آگ
پاؤں اپنی مراد نہ مانگی
نغمہ و نفرت میرے لئے مرعوب
آل و اولاد سے رہیں شلا

زینت مسند چاہن بانی
جن کی ہے شان شاہی و بانی
کا شہر راز قدس بھلا
خلد کا ہے جو نقشہ ثانی
میں یہ کشادہ سر پہن بانی
بزم کثرت میں ہیں یہ لائق
اس محقق کے میں بھی بانی
حشر کے دن ہے اُن کی دیوانی
اُن پر مبذول لطف یزدانی
آپ ہی کی ہے ذات فورانی
آپ کی ذات لطف سبحانی
اللہ اللہ بلند ایوانی
اسی خورشید کی درخشان
دونوں عالم میں اُن سے نورانی
خلق والا تھارجم یزدانی
بحر رحمت کی جیسے طغیانی
ہوتی دشمن کو کھتی پشیمانی
تھے خجاعت میں ایسے لائق
تھا تکم کلام ربانی
بات ہی کیا تھی گو سرا افشانی
سب خدائی ہے کی قلما نی
بر نصیحت تھی و عظیم غنائی
مٹ گئی کا فزول کی رہبانی
تھا فقط ایک جذب روحانی
بھلی آفاق میں شکاری
ہو سکے کیا بھلا شناخوانی
یا محمد حبیب سبحانی
دو لمحے بھی شراب عرفانی
دو بیابانے شراب اقلانی
ذوق حق سے ہے یہ نورانی
ایسا ہو جائے فضل یزدانی
ہر محبوب پاک سبحانی
دشمنوں پر ہو فتح یزدانی
مجھ پر ہر دم ہو فضل یزدانی

سرہماراجہ بہادری پانچویں نعت

پھر احمدیہ مجھ نے شکل دکھائی
پھر مجھ کو خدا بھی بلا واسطی
مٹھ لے مدینہ جو میرا کعبہ مقصود
قدم ہے کروں جا کے میں دنیا میں
صد شکر کہ اپنا مجھے فرستے ہیں حضرت
گڑھی ہوئی تقدیر کی خیمہ بنائی
کچھ تپا ہے مدینے کی طرف یقین لا کر
ہوتی ہے ادھر سے کشش کاہ ربانی
اعدائے مکر خوں نہ کھچے ہوئے
پھر طاقے نظر نہیں جو وہ دست خدائی
کہتے ہیں جسے عشق محبت کو حاصل
زاہد ہے کہو چھوڑے تسبیح ربانی
دشمن سے بھی اخلاق پیش کرتے تھے
کہتے ہیں اسی خلق کو اعجازِ ربانی
دل آپکا آئینہ امجازِ مناسقا
ظاہر میں نظر آتی تھی باطن کی صفائی
بروزہ کو ہے مرتبہ خود نشہ کا حاصل
منہ دیو کہ مسجد ہے تیری جلوہ خدائی
نوحید کی تبلیغ پر مامور تھے حضرت
دنیا میں تھی عقیدے کی یہی خاص کمائی
جو کہ کھینچا قید محبت میں ہوئی
پانی نہ کبھی حلقہ گیسو سے رہائی
حضرت کو جو حاصل ہوئی مولجِ مکر
کہتے ہیں ایلوح کو قسمت کی رسائی
اخلاق کا تھا آپ کا گرویدہ زمانہ
تھا آپ پر ہر فرد بشر دل سے فدائی
کچھ شک نہیں اے ختمِ رسولِ شمعِ عمر
شہابی سے بھی برتر ہے پتھرے در کی گدائی
تاکیدِ حق کی تھی ہر فرد بشر کو
تاہو نہ پائے کبھی آپس میں لڑائی
احسان کی تو اگر کرتا بعد بھی
فرستے تھے حضرت اے یہ ہے اصل
رہا کیلئے آپ کے تھا خاندان کعبہ
سوئے کیلئے ہو رہے ہیں دیکھی بھلائی
کچھ کام نہ تھا آپ کو دنیا کے دنی سے
تکلیف تھا توکل کا تو رحمت کی وضائی
جلوہ جو نظر آیا ہے محبوبِ خدا کا
نظر نہیں سائی ہے میری ساری فدائی
نیکی سے عوض کرتے تھے دشمنِ کلبہ
ہر چند کیا کرتے تھے وہ ان سے برائی

وہ لوگ جو تھے توحید نگار
ان لوگوں کی حضرت ہی نے کی وہ نئی
ظاہر میں وہ ہر چند تھے اللہ کے رسول
باطن میں مگر آپ کی تھی ساری خدائی
اس را کا ہر طرح میرے دلوں میں
واللہ کہ حضرت میں ہر اک کبھی دھائی
مٹ جائے تعصب کا کدو میرے دے
ایکے دل کی میرے ہو جائے صفائی
توحید کی ہے دیکھ لے سائی کوثر
تادل میں کہ صورتِ حق جلوہ خدائی
شکل جو ہو آسان اے کچھ توڑا
ہے کام ہی آپ کا ہو عقدِ کھشائی
دشمن سے تھے تو کہتا ہوں یوپی
حضرت کی دہائی ہے وہ دہائی ہے پائی
صدمہ ہے صدمہ خواجہ اجڑ کا ہے
صد شکر کہ ہے آپ نکل بی ہوئی سائی
قسمت کے سنا کہ کوہِ اودن چہرے کا
تقدیر موافق ہوئی تدبیر بن آئی

منشی شکر اللہ صاحب ساقی کا مبالغہ نامہ

(ساقی صاحب ساقی کے شانہ میں اور میرزا آقے کے شاگرد میں جو ہر زمانہ صاحب
دے کے شاگرد تھے)

منشی شکر اللہ صاحب ساقی کے شانہ میں اور میرزا آقے کے شاگرد میں جو ہر زمانہ صاحب
دے کے شاگرد تھے)

ساقی صاحب جا کہیں جاتے ہوئے ٹھہرا ابرار
بن گئے قذیل تارے فرش چادر چاندنی



ایک نڈت کی نعت

از جناب گنجی لال صاحب خستہ دہلوی

ہاؤں حصیوں سے کل ملک عرب غمور تھا
سوجھتا اس کو نہ تھا زہار دلاؤرتقا
اس خیلے دو جہاں کا دیکھتے لطف کو
ریت کے ذروں کو عالم میں کیا جلوہ نما
کاشف اسرار وحدت یا محمد مصطفیٰ
آن کو تو نے عرب کا پار سیرا کر دیا
ہادی برحق کہوں یا تجھ کو نور مفت
جادو وحدت کا بھوں تجھ کو بھلا کر دیا
یا عجم نور قدست کی تھی ایک تصویر تو
یا مکمل تھا تو اک انہار شان کبریا
ناز ہے اہل عرب کو تیری تیری نیت
حشر تک تجھ پر کرے گا فرسار ایشیا
اس کا چشمہ بہا یا نکلے گیتن میں
آفریں عصمت سرا با آفریں صدامہ
حکام شربت پلا جس نے اپنے شیر میں
کون ہے جو نام تیرے علیہ بے بھلا
فرود تھا اک اک عرب گن رہا بعلصم
ایک عبداللہ تھا جس کے گھر ہاؤرتقا
جابلوں اور وحشیوں کو لایا لہ راستہ
آفریں بہت پتھری یا محمد مصطفیٰ
ختم تیری رہنمائی راہ وحدت پر تھی
باس سیاست اور عقل میں ہی تجھ کو
کام تو نے وہ کیا کیا کہ فقط نان جو
زندہ جادو جس سے دو جہاں میں بن گیا
آج امت کو تیری مثال میں تین آسانیاں
ہائے پھر کارنایاں کچھ نہیں اس سے ہوا
برم میں دریا سے الفت دم میں جی جی
جنگ خندق اور پکارا حد سے ہے عیا
آج تیری قوم پر افسوس آتا ہے مجھے
وہ زمانے کو نہ بھی اس کی کیا رفتار ہے
جس کی ذات پاک میں جہنم کا جوش تھا
اس کی امت سورج کی ہائے اس کو کیا
تیرا قرآن بس پڑھتا ہے عبت تو جی سبق
دم سے تیری روح کے ہوا پڑا ہر سدا کا

التجاء امت سے تیری دیل خستہ کی ہے

اول ہے سب رسولوں میں نمبر رسول کا

چودہری دلو رام صاحب کچھ شری کی نعت

اول ہے سب رسولوں میں نمبر رسول کا
ثانی کوئی نہیں پس واحد رسول کا
خلوت میں کچھ خدا کو تھا کہنا بیسیے
یوں ہے نزول سے نمبر رسول کا
حمنار کا ثنات تھے لیکن یہ نہ تھا
بوسیدہ بوریار ہا بہتر رسول کا
کہتے ہیں جس کو عرش برجن جملہ قدسیا
اپنی نگاہ میں ہے وہ نمبر رسول کا
انجلی کے گل شائے سے شق القمر کیا
کتنا ہے امتیاز فلک پر رسول کا
اب تک نشان قمر میں اچھت شاہ کا
یہ معجز جہاں میں ہے انہر رسول کا
اتنی لقب اگر چہ تھا اس شاہ کا مگر
تھا صدر علم صدر ریند رسول کا
مصر و عرب میں روم ملیاں میں نہ ہوا
پھیلا جہاں میں علم سر اسر رسول کا
امت میں اس کی جو ہے بڑا خوش نصیب
ارمان عمر بھر تھا ہی ہر رسول کا
قرآن پاک معجز ہے شاہ پاک کا
دُنیا میں فیض ہے یہ برابر رسول کا
شام ابد کا صبح ازل میں ظہور ہے
یا رخ پہ کمال آگیا کھل کر رسول کا
زہر ہے مٹی اور نواسے حق حسین
داماد خوش نہاد ہے حیدر رسول کا
اعزاز اہل بیت پیر سے جان لو
مقبول گردا کر ہے کیا گھر رسول کا
سایہ نہ تھا جناب پیر کا اس لئے
کوئی نہیں زمانے میں ہر رسول کا

کیوں کو تیری مجھے ہو طلب عز و جاہ کی

کیا کم ہے یہ شرف بھوں تناکر رسول کا

کام وہ ایسا کرے ہو ملک کا جس سے بھلا

ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا

(از جناب پنڈت پریمو دیال صاحب عاشق لکھنوی)
 رحمتہ للعالمین دامانِ رحمت کے سوا زریب سرتاج شہی تاج شفا کے سوا
 ہادی خیر البشر ہدایت کے سوا لاتعداد صاف بیان میں نبوت کے سوا
 ساری دنیا میں بڑا ہے کون حضرت کے سوا
 رکھ جس توڑے جس جینا کا بھار رشک ظلم میں گارِ حبیب کے سوا
 رشک طرب ہے قدر عسائے شاہِ روزگار خلدِ ابدی ہے تاکہ شہب کی ہوا
 ایک جنت اور بھی ہے باغِ جنت کے سوا
 خواہش دیدارِ جاناں بیکی لہو لہو کہ جزبہ لغتِ مثنائے دلی۔ امداد کو
 و شہبِ قلبِ حریس۔ دارِ فکریِ امداد کو لئے تصور یوں بجا و شوق کی امداد کو
 کچھ نظر آئے نہ اس کو ان کی صورت کے سوا
 رات دن تڑپا رہی کوششِ دل کی تہ تک آیا ہوں نکلے رُخِ پر نور سے
 قلب پر ہیں حسرتِ دارِ ماں کے سوا
 باغِ فرقت بھی بیدل میں دردِ الفت کے سوا
 بادشاہِ دوسرے ہے کون کوئی بھی نہیں شافعِ روزِ جزا ہے کون کوئی بھی نہیں
 صدیقِ مہربان ہے کون کوئی بھی نہیں اور محبوبِ خدا ہے کون کوئی بھی نہیں
 میرے آقا کے علاوہ میرے حضرت کے سوا
 جبڑ آبِ بقا میں آپ بیٹک لایوں شعلِ راوِ ہدایت آپ ہیں جاناں
 شافعِ میدانِ مشر آپ ہیں بے مثالوں دیکھیں آپ کو میں آپ کو بچاؤں
 عقلِ صاحبِ بھی بے چشمِ بعیرت کے سوا
 داورِ محشر ہے وہ یہ ہیں شفیع اللہ نہیں وہ شہدائے دساہِ شاہِ خروبان نہیں
 وہ اللہ العالمین یہ رحمتہ للعالمین عشقِ محبوبِ خدا عشقِ خدا ہے کم نہیں
 اس کو کیا جانے کوئی اہلِ محبت کے سوا
 مطلعِ الحمد لاکر گلگاہِ دے خلق کو عارضِ روشن دکھا کر گلگاہِ دے خلق کو
 نورِ وحدت کی ضیاء لگاہِ دے خلق کو کفر کی ظلمتِ تاریک لگاہِ دے خلق کو
 یہ ضیاء کس میں تھی خورشیدِ رسالت کے سوا
 غنچہ باغِ جناں ہے اس کو گرو کو غیر موزوں کو پتہ نہ لگا ماکہ کامل ان ل
 روشنی بخشِ دل تہذیبِ لافز ہے گروں عارضِ احمد کو میں سوچے کی تہذیبِ دوس
 یاں تو سورج میں نہیں کچھ بھی تمازت کے سوا
 یہ بہانی کے لئے گروں پہ بلوائے صفتِ مرکبِ سجا ہر نعل کو بہی کے
 ہمدانے رائے شہبائی کے مرتبہ حوالہ کا اللہ نے بخشا ہے

سیرتِ حضرت کے علاوہ میرے حضرت کے سوا
 عارضِ روشن کی شوقی ہے ہوا خورشیدِ با معصنِ رخِ کجہ کو چھپتا ہے ہر امت کے
 الامین تھی کون کعبہ میں پھر حضرت کی ذات ظاہرِ باطن کے چلنے سے ہوئی ظاہریت
 جس صورت بھی تھا ان میں جس سیرت کے سوا
 تھاجیں شوقِ نیارتِ لاشِ شام و گھر غیر کے فدا کر لاشی دیتی جن کی نظر
 تھے سراپا زخمِ شہبائی میں جن جگر مر گئے ہیں جو بچا کر آستانِ شاہ کو
 کون انکا سنا ہے ان کو اب قیامت کے سوا
 بارِ عیساں سے فراغتِ غلامِ واسطے بائیں رخِ قہر سے جہتِ بھلا کے واسطے
 عاشقِ بیکس پہ حمتِ ہوند کے واسطے رخِ بھی چشمِ شفقتِ ہوند کے واسطے
 شکلِ راحت ان سے کب دیکھی حراحت کے سوا

شیام سندر کی نعت

(از شیام سندر صاحب ساکن جتوں کشمیر)
 دنیا کو تم نے آکر پڑ لوز کر دیا ہے۔
 اور ظلمتوں کو یکسر نور کر دیا ہے
 پیغامِ حق سنا کر مسرور کر دیا ہے
 وحدت کی بے پلا کر غمور کر دیا ہے
 فاراں کی جو طویل پردہ آفتاب چکا
 چہمِ فلک کو جس نے مسح کر دیا ہے
 غارِ حرا سے نکلیں یہ نور کی شفا میں
 تاریک دادیوں کو پڑ لوز کر دیا ہے
 سارے جہاں میں تم نے پیغمبرِ معظم
 پیغامِ آخری کو مشہور کر دیا ہے
 یثرب کی دادیوں کو باغِ ارم بنایا
 فاراں کو جس نے رشکِ حد طور کر دیا ہے
 اک بار تو دیارِ یثرب کو دیکھ لیتا
 پابندی جہاں نے مجبور کر دیا ہے
 سندر سے کیا رقم ہو وہ شان ہے مہتائی
 جن نے گدا گروں کو فخرور کر دیا ہے



ابن رسول اللہ کی کرامت

حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید محمد عرف حضرت خواجہ نظام الدین اولیا
محبوب الہی دہلوی آل نبیؐ اولاد علیؑ تھے جن کی وفات کو ساڑھے چھ سو برس
گزر چکے ہیں۔ مگر شروع سے آج تک ان کی یہ زندہ کرامت تمام ہندوستان
میں مانی جاتی ہے کہ جو شخص حضرت کی زندگی کے حالات کسی بیمار کو سنانا ہے وہ بیماری کیسی سخت
ہو اور کیسی ہی مایوس کرنے والی ہو دور ہو جاتی ہے۔

چار سال ہوئے خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حضرت کی پاک زندگی کے حالات کی ایک کتاب نظامی بنسری
نام سے لکھی ہے جو پانچ سو صفحات کی ہے اور مجلد ہے۔ اس کتاب میں حضرت محبوب الہیؑ کے اور ان کے سبب پتی پیروں کے
اور بڑے بڑے خلفاء کے اور ان کے زمانے کے ساتھ بادشاہوں کے مفصل حالات ہیں۔ یہ کتاب بھی جس بیمار کو سنائی
جاتی ہے وہ بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔ اگر ناظرین کو یہ کرامت دیکھنی ہو تو تین روپے قیمت اور آٹھ آنے محصول دیکھ
دفتر اخبار منادی دہلی کو بھیجیں ان کو نظامی بنسری بھیج دی جائیگی۔ اور وہ خود
تجربہ کر لیں گے کہ یہ کرامت کیسی زندہ کرامت ہے۔

ہندی زبان میں حمد و نعت و منقبت

اَرَا عَلٰی حَضْرَتِ ہَرْبائی شِس۔ فرزند دل پند

دَوْلَتِ انگلیشیہ مخلص الدُولہ ناصر الملک

امیر الامراء۔ لفظنت کرنل ڈاکٹر سر سید رضا علی خاں بہادر

مُسْتَعِد جَنگ۔ جی۔ سی۔ آئی۔ ای۔ کے۔ سی۔

ایس۔ آئی۔ ایل۔ ایل۔ ڈی۔ سٹ۔ فرمان۔ دار السور

مملکت رام پور

تعارف

یہ پانچ نظمیں عام فہم ہندی زبان میں ایک ایسے سہیل نے لکھی ہیں جو ایک ملک کے تاجدار بھی ہیں۔ اور علوم و فنون کے مددگار بھی ہیں۔ اور ہندوستانی قوموں کی باہمی رواداری اور محبت کے طلبگار بھی ہیں۔ یعنی حضرت ہزروائی نس نواب سرسید رضا علی خاں بہادر فرماں روا ریاست رام پور نے ان پانچ نظموں میں شاعری اور محبت و وحدت کے کمالات ظاہر کئے ہیں۔ اور سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ جذبات ظاہر کئے گئے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے سب فرقتے بھی ان سے فائدہ اٹھائیں اور ہندوستان کی وہ غیر مسلم قومیں بھی فیض یاب ہوں جو اردو فارسی نہیں جانتیں۔ کیونکہ ہزروائی نس نے مشکل سے مشکل عربی فارسی الفاظ کا ہندی میں ترجمہ کر دیا ہے۔ مثلاً لفظ ”شہادت“ کا ہندی میں ترجمہ کرنا ناممکن تھا۔ کیونکہ ہندی میں ”شہادت“ کا مطلب ادا کرنے کے لئے کوئی لفظ موجود نہیں ہے۔ مگر نواب صاحب نے ”شہادت“ کا ترجمہ بھی کر دیا ہے اور ایسا ترجمہ کیا ہے کہ اس سے ”شہادت“ کا اصلی مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے مشکل الفاظ کا ہندی ترجمہ کمال قابلیت سے کیا گیا ہے۔

یہ نظمیں فن موسیقی کے لحاظ سے بھی بہت موزوں ہیں۔ کیونکہ نواب صاحب کو موسیقی میں وہ کمالات حاصل ہیں کہ آج کل ہندوستان میں کوئی ہندو مسلمان نواب صاحب کے دیا دہ موسیقی کے قدیم فن کو نہیں جانتا۔ میں نے عید میلاد ۱۳۵۵ھ کی مجلسوں اور جلسوں میں پڑھنے کے لئے پانچ نظمیں اس لئے شائع کی ہیں کہ ان کے سبب ہندو مسلمانوں میں جو کشیدگی پیدا ہو گئی ہے وہ ان نظموں کے پڑھنے اور سننے سے دور ہو جائے۔

ان نظموں کا یہ گلدستہ میں نے اپنے ذاتی خرچ سے بارہ ہزار طبع کرایا ہے۔ اور تمام ہندوستان میں بلا قیمت تقسیم کیا ہے۔ جن کو ضرورت ہو جلدی منگائیں۔ ورنہ ختم ہونے کے بعد یہ بیش قیمت کلام میسر نہ آ سکے گا۔

حسرت نظامی دہلوی ۳۔ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ۔ ۲۷ فروری ۱۹۳۷ء

حَدِیَارِ مِی تَعَالٰی

فرمودہ ہزہائی نس نواب صاحبِ بام پور

اے نرنگار ترا بھید کسی پر نہ کھلا۔ تجھے سمجھے کوئی کیا

میں بھی ہر دھرم شوالے میں تجھے ڈھونڈھ کھرا۔ نہ چلا تیرا پتا

یوں تو ہر بات کی رُسنا پہ کہانی ہے تری۔ جیسے گیلانی ہے تری

جو بھی سنسار کی بگیامیں نیا پھول کھلا۔ کہہ گیا تیری کتھنا

ہے اُنوچم تری لیلایہ بھی جانتے ہیں۔ ہم بھی پہچانتے ہیں

اُگیا سے تری پل بھر میں یہ سنسار بنا۔ نشٹ ہے جس کا بدا

اے ہر گیا ہے کہ اند میں معید۔ وَخَدَّ لَا تُفَنِّیْکَ لَدُوْہِ ۝ ایت سورہ یٰس۔ اَصْحٰ اَمْرًا اِذَا اَکَادَفْنٰہَا اِنَّ یَقُوْلَ لَہٗ اِنِّیْ فَاکُوْنُ ۝

۱۰ پہلے ^{ظاہر} سچا رکھا اپنے نبی کا پرکاش۔ پھر بنے ^{دین} بھوم ^{آسمان} اکاش

تو نے پھر مانی ٹکے ^{غاک} کے ^{۱۱} پتے کو بنا کر ٹکھیا۔ سب کا گن گیان دیا ^{۱۲}

۱۳ جس گھڑی میٹ کے ^{مصنوعات} رچنائیں کہیگا مہراج۔ کہو کس کا ہے یہ راج ^{شہنشاہ}

اُس سمئے تیرا جو ساکھی ہے ^{دقت} پکارا ^{شاہ} اٹھے گا۔ کون ہے تیرے سوا

۱۴ جل کو برکھا میں پون سبیس پہ لیجا تا ہے کون؟ اُسے برسا تا ہے کون ^{برسات} ^{ہوا} ^{۱۵}

۱۶ کر دیا جس کی اُلٹ پھیر نے دھرتی کو ہرا۔ ہے یہ سب تیری ^{زمین} قیما ^{رحمت}

۱۷ حدیث نبوی۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُورِيَّ۔ ۱۸ آیت رَاٰ اَقَالَ لَكَ لِلْمَلِكَةِ اِنِّي جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيفَةً۔ ۱۹ آیت وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَاءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلِكَةِ۔ ۲۰ آیت لِيْنِ الْمُلْكِ الْيَوْمَ۔ ۲۱ آیت وَاللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔

اڑتے پھرتے ہیں پتوں میں تری کرپا کے ادھیر پہ مائی کے شریر
 ہوا عنایت جلد یاد خاک جسم

پاگئے ہیں جو تنگ بھید تری مایا کا۔ اُن کا ڈنکا ہے بجا
 قدرے راد منّت

ہوں بروگی ترے برہا میں بہلتا نہیں جی۔ اب تو لپٹتے ہے یہی
 بہر ذوق دل یقین

جگ سے کھوجاؤں جو مل جائے مجھے دُوار تر۔ مَن میں بس ٹھان لیا
 دغا دروازہ دل

تیری کرپا پہ ہوں بلہا رشاوے سکوچ۔ نیت رجا کو ہے سہج
 عنایت قربان محاب ہمیشہ

ہوا دھین اور ادھیکاری میں کیسے نامتا۔ کوئی سا دھن تو بتا
 بدو۔ مجبور معبود۔ مختار رشتہ تدبیر

نعت سرور کائنات ﷺ

فرمودہ ہزہائی نس نواب صاحب رام پور

سبز گنبد کے رہنے والے

دعائی بھون بیتا اے آن بان والے

پاؤں دھرم میگہ تھرے یہ کیس کالے

اپنی شرن میں لے لو کالی کلمیا والے

تھرے پنا بتاؤ من کس کا آسرا لے

ڈرتے ہیں پڑ نہ جائیں بڑا میں جی لانے

اپنا دوس دکھا کے اب بھی ہمیں بچا لے

ہاں وہ کبھی نہ بھٹکے جو ان کا آسرا لے

ست پتر کے ہیں سنگی تھرے گھرانے والے

تھری کلمیا جن کو اپنی شرن چھپا لے

آن کی پو حرتا کا گن سکائے آپ ایشور

سب لوک اے نبی جی تھرے ہیں دیکھ بھالے

بھومی گگن بنائے ایشور نے تھری کارن

لے مدیت نہیں۔ اے تارک ویکٹر الثقلین کتاب اللہ وعزتی اهل بیتی مالا ان تمسکتہم بعینا لن نصلوا اسبدا
لن یغترقا علی یرد اعلی الخوض لے آیت تبیر انما یرید اللہ لیسب عینکم الی جن اهل البیت ویکم
تصلیہ لہ مدیت تدی۔ لکلا لکنا خلقت الذلک۔

۱۰ پیغام دینے والا پینہروں سردار
تم ہو سندیش و اتا سندیشوں کے مکھیا

۱۱ ساری سٹرن میں سب نے دھرتی پہ دھرم پالے
سب کے مہا تما ہوئے آمنہ کے پالے

۱۲ مسلم حقیقی
چھلکا رہے ہوا بتک ست و دیا کے پیالے

۱۳ تم آن پڑھوں میں ایسے و دو ان ہو جی جی
عالم

۱۴ احمد کا ایک اکشر اپنا جو مکھ چھپا لے
حوت منہ

۱۵ سچ پوچھئے تو سارا کھل جائے بھیدا حد کا
راز

۱۶ پھر تم ہی تم ہو جگ میرے سورگ کے اُجالے
دنیا جنت

۱۷ بس ایک تم سے آگے ہے نام ایشور کا
خدا

معراج میں تشریف فرمائی

زمین

اگ پل میں بھوم سے جو ایشور فکر برا جا

ہم ہیں رجا اسی پر بلہار جانے والے
قربان

۱۸ سید الا نبیاء علیہ السلام حدیث اول ما خلق اللہ نور محمدی علیہ السلام اشارہ ہے کہ آپ امتی تھے مگر شہر علم تھے وہ اشارہ ہے
اس جانب کہ اگر فقط احمد سے ہم سا تھ کر دیا جائے تو احن ہو جائے وہ بعد از خدا بزرگ توفی قصہ فخر علیہ السلام

کہ معراج کی مدت اس قدر قلیل تھی کہ زنجیر درمختی رہی۔

مَنْقِبَتُ خَضِرَتِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

از ہز مائی لش نوا صبا حبام پو

علیٰ جی دیر ہو بلوان ہو و صہرتی پشام تم ہو

کٹھن بارے جلّت کے ایشور کے سور ماتم ہو

انوکھی مٹری لسیلا ہے کوئی کیا جانے کیا تم ہو

کہیں دھرم ماتم ہو کہیں پر ماتم ہو

نوائے سیں کبے میں بتوں نے مٹے چرنوں پر

برآجے جن کے کاندھوں پر انھیں کی کامناتم ہو

۱۔ کَادِ عَلِيًّا مَظْهَرُ الْقَبَائِبِ ۲۔ اشارہ ہے کہ علیؑ کی ذات کثرتِ است کے لئے ناخدا احمد نصیری کے خیال میں جہند ہے۔
۳۔ آیتِ فتح کہ: ۴۔ اشارہ ہے کہ آپؐ نے رسالتِ مآبِ مملیٰ اشرافیہ و آلہ و سلم کے شانوں پر کھڑے ہو کر بتوں کو توڑا سائیت
رَبِّكَ اَدْخِلْ مِنْ خَلْفِكَ الْيَمِينَ وَ اَخْرِجْ مِنْ خَلْفِكَ الْيَمِينَ وَ اَجْعَلْ يَمِيْنَكَ سُلْطٰنًا فَتُحْمِلُوْهُ

اندھیرے میں اُجالا ہو اُجالے کا شہارا ہو

سہا یک چندر کے ہو سور یہ کا آسرا تم ہو

ریشی بھی ہو مٹنی بھی ہو گئی بھی ہو گئی بھی

دھنی بھی ہو بھکاری بھی میں کیا سمجھوں کہ کیا تم ہو

نہ کیوں مکھ سرپ کا چرو نہ کیوں خیبر کا پٹ توڑو

نڈر بلونت ہو رنجیت ہو رن دیوتا تم ہو

بچھونے پر نبی ص کے چٹن سے سوئے کھٹتا میں

جنوائی تم ہو بھائی تم ہو ست سنگی سکھا تم ہو

سٹنیں اس لوک میں سوتے ہوئے پر لوک کی باتیں

جو یہ سچ ہے تو مولا دھرم پتری کا پتا تم ہو

لے آیت وَاللّٰهُنَّ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلَّهَا لَيْلٌ شَبَّ هَجْرَتِ دَرِينِ النَّاسِ مِنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْنَعَا
مَرْصَاتِ اللّٰهِ لَهْ اِشَارَهْ كِتَابِ شَبَّ مَعْرَاجِ زِيْنِ اَسْمَانِ كِي مِيْرُ زِيَارَهْ تَحْ اَوْرِدِ مِثْلَ جَابِلِ ثَمَادِ دِيْ لَهْ اِشَارَهْ اَكْبَاطِ مِلَمِ دِيْ كَلَمَاتِ

وہی حسینؑ تو پر دھان ہیں سب سورگ و جنت کے

نبیؑ کی جانی زہراؑ جن کی ماما ہیں پست نام ہو

نبیؑ امت کا انومودن کیا پہلی پہل تم نے

وہ دھرم آدھا رکیا بھٹکیں گے جن کی بائیکاٹ ہو

جسم لیتے ہی کعبے میں کئے درشن نبیؑ جی کے

اُنھیں کی گود میں جن کو ملی ست وڑیا تم ہو

مستحبؑ اپنا کیا تم کو نبیؑ جی نے سنا گم میں

یہ نشیخے ہے تو جس کے وہ ہیں اس کے دیوتا تم ہو

وہ کیا بہکیں بھلا مل جائے جن کو تم سا سچا رک

محمّدؐ وڑیا نکری ہیں مولا و وار کا تم ہو

لے حدیث نبویؐ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنُ وَالتَّحَنُّنُ سَيِّدُ أَشْبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَمَّا أَتَى كَاسَبُكَ الْإِسْلَامَ طَرَفًا لَمْ يَشَافِهِ إِشَارُهُ بِكَ فَانَّهُ كَعَبْدٍ فِي بَعْدِ وَلا دَتِ حَضْرَتِ عَلِيِّؑ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آغوش مبارک میں آنکھیں کھولیں اور لعابِ دہن جو یہ جس کو ملو مٹھ کا
سبق حاصل کیا لے حدیث نبویؐ مَنْ لَکُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَى مَوْلَاِهِ حدیث نبویؐ أَنَا مَدِينَةُ الْعِلْمِ وَعَلَى بَابِهَا

بنی ^{ربان} رَسْمًا کَارِسْ پٹی کے بھنے ایشور کے ^{سبب اللہ} تَلَوْرے

وہی۔ ^{عبادت خدا} بھگوان بھگتی میں جو ویدے ^{انگشتری} مُدِر کا تم ہو

یہ ہے ست ^{باب} سَتَمَلَن حنین ^{بچے} بالک ^{عمارت} اِستری زہرا

کہے آپ ایشور جس کو ^{خدا} بنی ^{نفس} ہ کی آمتا تم ہو

بنی ^{امیر۔ منار} جی نے اودھیکاری کیا ہر دھرم دھاری کا ^{براہن ایمان۔ ہر منومن}

منش ہوں یا لگن باشی ^{اتنا} بھی کا ^{نہشتے} آسرا تم ہو

”جو چاہو پوچھ لو مجھ سے جگت ^{دنیا} آکاش ^{آسمان} کی باتیں

بنی ^{منبر} آستھان پر اُپدیش ^{خلبہ} یہ جس نے دیا تم ہو

رَجَا ^{سایہ} ثمری ^{اسد اللہ} شرن آیا ہے پر بھوسنگہ ^{پدر اللہ} پر بھو کر

سنا ہے ^{سان اللہ} ایش رَسْمًا تم ہو ^{رحمت} ایشور کی دیا تم ہو

لے اشارہ ہے کہ آپ زبان رسالت جس کو سبب بشارت ہوئے لے اشارہ ہے کہ حالت رکوع میں حضرت علی علیہ السلام نے سال کو ٹوٹتی تھی۔ آیت تہا
وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَثِيرًا وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَثِيرًا
وَأَنبَأَكَ كَذُوبًا وَنَسَاءً نَّارًا وَجَنَادَ كَذِبٍ وَأَنبَأَكَ كَذُوبًا وَنَسَاءً نَّارًا وَجَنَادَ كَذِبٍ وَأَنبَأَكَ كَذُوبًا وَنَسَاءً نَّارًا وَجَنَادَ كَذِبٍ
علی علیہ السلام حسب ارشاد نبوی ۳ امیر المؤمنین تھے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام رض رسول تھے۔ اشارہ ہے کہ حضرت
امیر المؤمنین تھے ارشاد حضرت امیر علیہ السلام بالاسے منبر سلو فی قَبْلَ اَنْ تَقْبَلُ ذِیْنِیْ خَاصَّةً وَکَھْزَتِ عَلِیَّ اَسَدًا شَرِیْفًا شَاطِئًا

مَنْقِبَتِ حَضْرَتِ مَامُ حُسَيْنِ عَلَیْہِ السَّلَام

از ہز ہائی نش نواب صاحبام پو

تم ہونبی کی آنکھوں کے تارے حسین جی

اے فاطمہ کے لاج دُلا رے حسین جی

شتر ^{دشن} سے دھرم پیدھ میں نہ مارے حسین جی ^{مذہبی جنگ}

مر کے امر ^{دندہ جاوید} بھئے ہیں ہمارے حسین جی

کٹوایا سیس کنتو ^{مگر} لَوایا ^{بھکایا} نہ سیس کو

ڈنکے بچے جگت میں تھا رے حسین جی

اِنَّ آیتِ قرآنی لَا تَقُوْا لِلَّذِیْنَ یُقْتَلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَالًا مِّثْلَ مَبْلٍ اَحْیَاءٌ ؕ اَلَمْ یَقُلْ وَلَوْ کَانَ حُسَیْنٌ رَّجُلًا مِّمَّنْ یَّحْیِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْہِ
سر داد و نداد دوست در دوست یزدید۔ غش کہ بنائے لا ادا است حسینؑ۔

قیامت ^{خفت} کے بھٹے سے بچ گئے ناما کے موتی

نجات ^{مکتی} ہے سب کی تھرے سہارے حسین جی

زہر ^{بیس} سے حسن کی۔ تھری چھری سے بھٹی سگت ^{ہوئی} ^{شہادت}

مٹ مٹ کے گن نبی کے اُبھارے حسین جی

بیٹا ^{سچا} و پتر۔ بھائی حسن۔ اور علی ^{باب} پست

ہیں تم سمیت امام یہ سارے حسین جی

مایوس ^{رکھ} میں کبھی رزائش نہ ہونا رجا پیا

مددگار ^{دینا} رکھ شک ہیں دونوں جگ میں تھارے حسین جی

۱۵ اشارہ ہے کہ جناب رسالت مصلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادت ظاہری سے محروم تھے اُن کے چھوٹے نوے حسین سے اُن کو حاصل ہوئی اُس لئے نہر مایا کہ حسین لا شیعہ و اُن مِن حسین۔

مَنْقِبَتِ بَارِ اِمَامِ رَضِی

از ہز ہانی نس نواب حصار ام پور

دنیا خدا باغ
سنار میں ایشور نے اک باگ لگایا ہے

بل گنجان
اور وا کا محمدؐ کو رکھوالا بنا یا ہے

دو پھول بنی کے ہیں زہرا و علی دیکھو
ہے دھرم کی پھلواری دونوں سے پھلی دیکھو

چہرے
خسین کے مکھڑے ہیں یا ہستی کلی، دیکھو

دو عالم
سچ پوچھو تو دو جگ پہ ان پانچوں کی چھایا ہے

ذہب
وہ ان کا ہے متوالا یہ اُس کے ہیں رکھو
جب دھرم پہ آنج آئی سیس اپنے کٹا ڈالے

سجّاد کے پاؤں میں پھر پھر کے پڑے چھالے

ان سب نے ^{وعدہ} وچن اپنا ہنس ہنس کے نبھایا ہے

ایثار کے یہ پیارے ہیں ^{فہین} دھرتی کے ستارے ہیں دن باقر ^{بک} و جعفر ^{بک} نے رو رو کے بتائے ہیں ^{گزارے}

موسیٰؑ و رضائے بھی دکھ سینکڑوں پائے ہیں

اسلام کو مرمّر کے پر و ان چڑھایا ہے

ہے نام ^{بلا} نقیؑ جن کا ^{روشنی} آجیاے وہ ^{دل} مہج ہیں جو ^{بندہ} اس ^{بلا} نقیؑ کے ہیں وہ ^{بندہ} اس ^{بلا} حسنؑ کے ہیں

گہنے ہیں یہ دھرتی کے تارے یہ گلن کے ہیں ^{آسان}

مٹھی میں انھیں کی ہے ایثار کی جو ^{دولت} مایا ہے

سنسار کو جب مہدیؑ روپ ^{نہور} پنا دکھائی گئے سوکھی ہوئی پھلواری پھر آ کے کھلا دینگے

محمدؐ درشن کتاب سوئے ہوئے دھرموں کے سب بھاگ جگا دینگے ^{نفس} دفتر اخبار منادی

پوری ہوئی ^{اٹ} باٹ اُن کی رجا ^{اٹ} تکتا ہر ایستہ پڑایا ہے وہی نے شائع کی

شیطان ہمیشہ انسان کو غلام بنانے کی فکر میں رہتا ہے۔ ہم کو عقل دے۔ ہم کو امن دے۔ آمین۔

جو ہمارا ہے ہمارے پاس ہے

اے پروردگار جو خدا ہیں تو نے ہمارے ملک
ہندوستان کے لئے پیدا کی ہیں ان کو ہندوستان
سے باہر نہ جانے دے۔ تاکہ ہماری چیز ہمارے
باس رہے۔

ہمارے ملک کا غلہ ہمارے ملک کا کپڑا۔ ہمارا
ملک کی غراہی ہندوستان سے باہر نہ جائے اور
ہمارے بچے کے کچھوں کا حق دوسروں کو
نہ دے۔ آمین۔

غیبی خوراک

نئے سائنس کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ قدرت
 تمام کائنات میں ایک ہی قیود پیدا کر چکی ہے جو سمات کے ذریعے
 انسانی جسم کے اندر جاری رہتی ہے جس کھال اور دلیلیں
 اور پھیروں کو برقی خوراک ملتی ہے مگر جو دلیلیں جسم کے
 نہیں تھیتے اور ان کی کھال کے سمات میل بند تھیتے
 میں۔ ان کو برقی خوراک میسر نہیں آتی۔

جسم پریل کی تلاش بہت مفید چیز ہے اور اس سے ہی کھال کے اندر
کی بعض چیزوں کو بخراک ملتی ہے مگر مسلمان کہنے پر ہوا جس
نویسہ کی بجائے مذہب یا کسی سائنس دان کے جسم پر ایسے تیل کی تلاش کرنی

چاہیے جس کی گنجائش ناقابلِ ہے اور میں نے ہی ان کے لئے
 ہی کوئی دبی کہنے کے لئے مسعود کے سیریل میں خبر ہے کہ
 چکنی بھاری اڑھائی ہے اور یا اکل کے اندر مسعود کے کھانا
 سے جلدی جاتی ہے۔ لہذا اپنے بدن کو خوشبو دار بنی ہوئے مسعود
 کا تیل چہرے پر رنے زندگی بڑھ جائے۔ اوتھلا سی خوشبو
 میں تری ہو کر۔ یہ کہہ کر وہ اپنے رخسارِ خفا کے اندر

مُر جھائے ہوئے درخت تروتازہ ہو جائیں اور
انسان و حیوان کو تیرا رزق بھوک کی اذیت
سے بچائے تو درحکم کہ - ہماری خطاؤں کو معاف
کر۔ اور عظیم صبحِ بارش برسائے۔ آمین۔

یہ مشکل کشا خدا

ہندوستان کے گٹر پول اور راشن بنڈی کو ہم پر عذاب ہمارا مسئلہ نہ کر اور اس کو اپنی غیبت حکمت سے دور کر دے۔ کہ اس نے ہم پر عذاب کو مشکل میں ڈال دیا ہے۔ اور اس شکل کا کوئی حل سمجھ میں نہیں آتا۔ اور تیرے سوا اور کوئی اس شکل کا مشکل کشا نہیں ہے۔ مشکل کشا کر۔ آمین۔

آسمانی پاکستان

اے موسے! تو نے بخیل شریف میں جس آسمانی بادشاہی کا وعدہ کیا تھا وہ ہم کو عطا کر کہ ہم نے اسی آسمانی بادشاہی کا نام پاکستان رکھا ہے۔
یا اللہ ہندوستان میں رہنے والے ہندوؤں کو توفیق دے کہ وہ تیرے اختیار اور تقدار کو مانیں اور سمجھیں کہ ملک تیرا ہے۔ تو جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ جس سے چاہتا ہے واپس لے لیتا ہے۔ تجھ ہی میں یہ قدرت ہے کہ ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کا دل ایک کر دے۔ اور وہ ایک خیال اور ایک عمل بن کر اپنے ملک کو آزاد کرالیں۔ ایسا نہ ہو کہ ایک انسان سے آزادی ہو اور دوسرے شیطان کی غلامی میں مبتلا ہو کر ہم آپس میں لڑنے لگیں۔ کیونکہ شیطان حقہ اور فسار چاہتا ہے۔ اور

بِسْمِ اَہْمِ عَظَمِ مِیْنِ مُعَا

ہر موجود کو جو واسع عظم کی پہل ہے۔ اور جس
نے اسم عظم والی ذات کی یہ آواز سنی ہے کہ مجھ
سے دعا کرو۔ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ وہ
اس بات پر لیان رکھتا ہے۔ اور اس کو اس کا
جبر الیقین ہے کہ جس ذات پاک نے ایک لفظ
میں سے ہم سب کو پیدا اور نمودار کیا ہے اور
جس نے اپنی حیات ابدی سے ہم کو ایک حیات
عارضی عطا فرمائی ہے۔ وہ قدرت رکھتا ہے
کہ اپنی مقررہ اور موجودہ عطاؤں سے کچھ اور
زائدہ عطیات بھی ہم کو مرحمت فرمائے۔

پس آج یکم ربیع الاول یوم دوشنبہ ۱۳۷۵ھ
گو بعد نماز ظہر قلعہ رام پور کے مہمان خانے میں
اپنے خالق - اور اپنے کار ساز سے دعا کرتا ہوں
اے مولے - اے داتا

ہندوستان میں ابراہیم رحمت مرحمت کرے۔ آسمان
کی بادش نازل کرے۔ تاکہ ہندوستان کے مایوس
ہندوؤں کی سوکھی کھیتیاں بھری ہو جائیں اور
گھیبوں جسے کی خوراک حاصل ہو۔ آمین۔

تیرے وہ ہندوستان پر حکومت کرتے ہیں خود ملک کا سامان جمع کرتے اور باہر سے منگائے کا انتظام کر لیتے ہیں مگر یہ انتظام بے بس ہندوؤں کا ہے۔ اور اس کی تیرے زبردست انتظام کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ تو اگر رکے ہوئے بادلوں کو حکم دے کہ سمندروں سے دھواں بن کر کہ انسان پر آئیں اور گرج جھک کر ہندوستان کی زمین پر برسے گلیں تو سو بھی زمین سرسبز ہو جائے اور

ہرم اللہ	چشتی یازی کو دل کا باؤ شاہ سنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار	ہرم اللہ
ہرم اللہ	<h1>مکاتیب</h1> <p>چشتی یازی</p>	ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ	چشتی یازی کو دل کا باؤ شاہ سنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار	ہرم اللہ

قلم کار: { علی بن حسن } مورخہ ۶ نومبر ۱۹۴۲ء ہندوستان میں سلانہ قیمت پوٹیا ایک سو پانچ روپے باہر کے ملکوں سے پانچ مشلنٹ

سبک اسلم اعظم اور نظامیہ خانقاہ

حیدرآباد وکن میں سبک اسلم اعظم اور نظامیہ خانقاہ کی تعمیر کے لئے مکرم ۱۳۶۵ ہجری کی صبح کو حسب ذیل رقموں کے وعدے کئے گئے ہیں

مولوی محمدستان علی نظامی کتہ دارین چروہ پانچ ہزار روپے
 روشن دل خواجہ احمد لچھماربڈی نظامی جالبہ دارحیدرآباد چار ہزار روپے
 روشن دل محمد فیاض الدین کاکی شاہ نظامی لکڑکان مسلم شہر نی فروش حیدرآباد ایک ہزار روپے

م روشن دل مولوی محمد فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ نے اپنے مکان
 روحانی کلج کی زمین اکھڑا جو بی ہل کے قریب دو ایک تین زمین خرید کر آج مجھے نذر دی۔ اور
 میں نے فیصلہ کیا کہ یہاں فتوحات مکتبہ اور خصوصاً حکیم اور شہنوی مولانا روم کا درس دینے کے لئے ایک
 روحانی کلج تعمیر کیا جائے۔ خالصتاً اس کلج کی تعمیر کا خرچہ میں اپنی ذات سے ادا کرونگا۔ چرن نظامی

اصف جاہ اعظم کے اقبال کی خوشحالی

ایشیا کی سب قوموں کو اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں اصف جاہ اعظم تاجدار ممالک محروسہ حیدرآباد برار کی اقبال مندی کا علم ہے کہ انھوں نے اپنی مہالیا اور اپنے ملک کے لئے اور تمام ایشیا کے باشندوں کے فائدے کے لئے بڑے بڑے کام انجام دیے ہیں۔ اور ان کی اقبال مندی کے بیشمار واقعات میں یہ تاریخی واقعہ نمایاں حیثیت رکھتا ہے کہ ان کے موروثی ملک برار نے انگریزی تسلط سے نکل کر اصف جاہی سایہ قبول کر لیا ہے۔ اور دوسرا واقعہ یہ ہے کہ حیدرآباد کارنیزینسی بازار انگریزوں نے حضور نظام کو واپس دیدیا ہے جس کا نام سلطان بازار دکھایا ہے۔ اور تیسرا واقعہ ابھی حال میں پیش آیا ہے کہ شہر سکندر آباد ڈیڑھ سو برس کے قبضے کے بعد انگریزی سرکار نے اصف جاہی سرکار کو واپس دیدیا ہے اور جس کی خوشی میں ۵ ستمبر ۱۲۰۱ء کو سکندر آباد کے ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں اور پارسیوں اور عیسائیوں نے مل کر ایک عظیم الشان جشن منایا جس میں اعلیٰ حضرت حضور نظام اور انگریز سرکار نے تقریریں بھی شرکت کی۔ سکندر آباد کی عہدائے لاکھوں جمنڈیوں سے شہر کو آراستہ کیا تھا۔ اور رات کو سڑکوں گلیوں اور گھروں میں بکثرت برقی روشنی کی کئی تہی۔ ان سب اقبال مندیوں کے بعد اب ممالک محروسہ اصف جاہی کے باشندوں کی تمنائیں اور دعائیں اس کی ہیں کہ تجارتی فروغ کے لئے حیدرآباد کا موروثی حق معمولی بندہ بھی اس کو مل جائے۔ تاکہ حیدرآباد کی خوش حالی اور ترقی سے ہندوستان کا جنوبی علاقہ مالا مال ہو جائے۔

حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

۳۶۵ ہجری کا محرم

اس سال کا محرم میں نے حیدرآباد میں گزارا۔ جنوبی ہندوستان میں محرم کی تقریب ہندو مسلمانوں میں یکساں منائی جاتی تھی۔ مگر بعض افعال اسلامی شریعت اور اہل بیت کے احترام کے خلاف بھی ہوتے تھے مثلاً لوگ برہمن کی طرح سوا نکالتے تھے۔ شیر اور بندر اور لنگور بننے لگتے اور شہر کی کبریت سے نامناسب افعال کرتے تھے۔ مگر حیدرآباد کے موجودہ بادشاہ علی حضرت آصف جاہ اعظم نے اپنے ممالک محروسہ میں ان برے افعال کی ممانعت کر دی ہے۔ اور اب یہاں صرف مجلسیں ہوتی ہیں اور کوئی نامناسب حرکت نہیں ہوتی۔

اہل بیت کی خدمت

مگرچہ آنحضرتؐ نے اہل بیت اور قرآن کو امت کے سیر کیا تھا۔ اور امت نے کما حقہ اہل بیت اور قرآن کی پیروی کا حق ادا نہیں کیا تھا لیکن اہل بیت نے امت کی سرپرستی اور حفاظت اور امداد کے فرائض ہر دور میں انجام دیے ہیں۔ اگر میں ہر زمانے کے سیدوں کی خدمات کا ذکر کر رہا تو یہ مضمون بہت بڑھ جائیگا۔ میں صرف دو مثالیں دینا چاہتا ہوں۔ ایک ہندوستان کی مقامی مثال ہے کہ سرسید احمد خاں صاحب دہلی نے ۱۲۵۸ھ کے خونی انقلاب کے بعد مسلمانوں کی ذہنی ناخوشی کو علی گڑھ کالج بنا کر دھونے سے بچایا تھا اور ایک مثال سید جمال الدین افغانیؒ کی ہے جنہوں نے کام یورپ اور ایشیا اور افریقہ

کا سفر کر کے دنیا بھر کی مسلمان امت کو یورپ کے خنجر اور بادشاہوں سے بچانے کی کوشش کی تھی۔ اور جو بیداری آج دنیا کے مسلمانوں میں پائی جاتی ہے۔ وہ سید جمال الدین افغانیؒ کی غلصہ تحریکوں کی تاثیر سے ہے۔ ہندوستان میں حضرت ابراہیم آبادی مرحوم اور ڈاکٹر مسر محمد اقبال مرحوم کے اشعار نے جو احساس پیدا کیا اور جو انقلابی نرجھیاں نظر آ رہی ہیں وہ سب اہل بیت رسولؐ کے ایک فرد سید جمال الدین افغانیؒ کی جیسی تحریکات کا نتیجہ ہے۔

چرچے کی ضرورت

مسلم لیگ کے صدر جناب الیکشن میں سید جمال الدین افغانیؒ کے کاموں اور خدمتوں کو ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کے گھر گھر پہنچانے کا مجھے غیب سے حکم ہوا ہے اور انشاء اللہ اس حکم کی تکمیل کروں گا۔ چنانچہ آج کے اخبار میں جو چالیس پڑھیں گے ان میں سید جمال الدین افغانیؒ کی تحریکات فیسی کا ایک خاکہ پیش کر دیا ہے۔ میرے رفیقوں اور مدبروں اور دوستوں اور مسلم لیگ کے ورکروں کا فرض ہے کہ وہ خیرند رسول اللہؐ کی ان تحریکوں سے آگاہ ہوں اور وہ سروں کو آگاہ کریں۔ جو سید جمال الدین افغانیؒ نے فیسی حکم کی تکمیل میں جاری کی تھیں۔ یہ نہ کہ مسلم لیگ کو جو کامیابی مرکزی مجلس میں ہوئی ہے اور جو کمیائی صوبوں کے انتخابات میں ہوئے والی ہے وہ انسانی تدبیروں سے بالاتر ہے۔ بلکہ آسمانی

برکتوں اور غیبی تجلیوں کی تاثیرات کا یہ اثر ہے اور ۱۹۴۷ء میں تمام ہندوستان کا بڑا عظیم دیکھ لیا کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں گے اور آسمانی علیہ پاکستان ان کے سروں پر اپنا سایہ کر دیا۔

ایک سید کی کتاب

حضرت مولانا سید شاہ سلیمان صاحب چشتی قادری مہلواروی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا سید حسن ثنی صاحب مہلواروی نے ایک نہایت مفرد و کتاب قلم بند کی ہے جس میں غیر مسلم لیڈروں کے بیانات اور خیالات ہندوستانی مسلمانوں کی نسبت اور پاکستان کی نسبت جمع کئے گئے ہیں۔ جن کے پڑھنے سے مسلمانوں کو عقل آئے گی۔ اور وہ اپنے انجام اور مستقبل کی پڑھ سوں کے خیالات کے آئینے میں دیکھ لیں گے اور ان کی بھی معلوم ہو جائیگا کہ ان کے اندر کیا کیا قوتیں پوشیدہ ہیں جن کو وہ خود نہیں جانتے ہیں۔ مگر ان کے حریف جانتے ہیں۔ اور حریفوں کی زبان سے حبیب مسلمانوں کو اپنی طاقتوں کا علم ہو چکا تو ان کو درد نشینوں کا بتایا ہوا وہ مقام حاصل ہو جائیگا جس میں یہ ارشاد ہے کہ جس نے اپنے آپ کو چھپا لیا وہ خدا کو چھپا لیتا ہے۔

مولانا سید حسن ثنی مہلواروی کی یہ کتاب بہت بڑی ہے۔ اور موجودہ زمانے میں طباعت کی آسانیاں میسر نہیں ہیں اس واسطے میں نے کئی کورائے دی ہے کہ وہ اپنی کتاب کے اقتباسات مسلم لیگ کے روزانہ اخباروں میں چھپوانے شروع کر دیں تاکہ ساری امت اپنے پڑوسیوں کے خیالات

سے آگاہ ہو جائے اور اپنی طاقتوں سے بھی آگاہ ہو جائے۔ لہذا ضرورت ہے کہ مسلم لیگ کے اخبارات تجارِ فوراً قبول سے بے نیاز ہو کر اس ذمہ لے سکیں ایک دوسرے سے فوراً نقل کر لیا کریں تاکہ اناسید حسن شہی کو الگ الگ بھیجنے کی ضرورت نہ رہے۔

میری کتاب

میں نے بھی ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی کا نام کی کتاب ابھی حال میں شائع کی ہے جو دو سو برس پہلے کی تاریخ کا آئینہ ہے یعنی دو سو برس پہلے ہندوستان کے ہندوؤں نے مسلمانوں کی نسبت کیا ارادہ کیا تھا۔ اور مسلمانوں نے ان کے ارادے کا کیا جواب دیا تھا۔ جہاں تک حالات اور خیالات کا تعلق ہے۔ موجودہ زمانہ بھی دو سو برس پہلے کے زمانے سے بہت زیادہ مشابہہ ہے۔ لہذا مسلم لیگ کے اخباروں کے لئے موزوں ہو گا کہ وہ مولانا سید حسن شہی کی کتاب کے اقتباسات کی اشاعت کے ساتھ ہی میری کتاب کے اقتباسات بھی اپنے ہاں شائع کر دیں تاکہ مسلمان گزشتہ اور موجودہ خیالات اور حالات کا انداز کر سکیں۔ میں یہ کتاب مسلمان اخباروں کو بلا قیمت بھجواؤں گا۔

اخبار نویسی کی صلاحیت

تمام ہندوستان کے مسلمان اپنی اس کی کو جاننے ہیں کہ انگریزی تعلیم یافتہ مسلمان نوجوانوں میں اخبار نویسی کی صلاحیت بہت کم ہے۔ اور مسلمان اخباروں میں باہمی رابطہ بھی کم ہے جب مسلم لیگ نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا ہے۔ تو اب مسلمان اخباروں کو بھی مددنی دور کرنے ایک دل اور ایک عمل ہو جانا چاہئے۔ مسلم لیگ کے حریف اخباروں سے انجینے کی ضرورت ہے۔ بلکہ مسلمان نوجوانوں

میں انگریزی اور اردو اخبار نویسی کی صلاحیت بڑھانے کے کاموں میں ایک زبان ہو جانا چاہئے۔

نشری قابلیت کی کمی

مسلمانوں میں لفظ تبلیغ کا چرچہ تیرہ سو برس سے ہے۔ مگر اُنہیں نے موجودہ زمانے میں لفظ تبلیغ کے بڑے اور گہرے اور وسیع معانی کے موافق اب تک تبلیغ کا کوئی کام نہیں کیا ہے لیکن پاکستان قائم ہو جانے کے بعد ایسے مسلمانوں کی فوری ضرورت پیش آئے گی جو نشری قابلیت اور صلاحیت اور اہلیت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ اس کام کے لئے کالجوں اور اسکولوں اور عربی مدرسوں کے طلباء کو فوراً متوجہ ہونا چاہئے۔

سینما دیکھنے کا التوا

جب تک صوبوں کے الیکشن ختم نہ ہوں۔ ہندوستان کے ہر مسلمان عورت مرد کو جب کھینچا جائے کہ وہ سینما نہیں دیکھے گا تاکہ پوری یکسری اور بڑے جوش کے ساتھ مسلم لیگ کے صوبائی انتخابات کا کام کیا جاسکے۔

شادیاں ملتوی کر دی جائیں

جب تک الیکشنوں کا کام جاری رہے۔ مسلمان امت اپنے گھروں کی شادیاں ملتوی رکھے۔ کیونکہ جب کہ ہم سب اپنی قومی ہستی کو قائم کرنے اور تباہی سے بچانے کے لئے تین جنگ کے میدان میں کھڑے ہوئے ہیں۔ اُس وقت شادیاں مناسب نہیں ہیں۔

لفظ ”قوم“ کے بدلے لفظ ”امت“

لڑائی کے وقت۔ ہی فوج کا صیاب ہوتی ہے جو اپنے حریف کے سامنے امتیازی نشانات

رکھتی ہو۔ اور چونکہ لفظ ”قوم“ آجکل لفظِ دشمن کے ترجمے کے طور پر مسلم اور غیر مسلم دونوں میں یکساں مروج ہے۔ اس واسطے مسلمانوں کو اپنا امتیازی لقب مقرر کرنا چاہئے جو قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جبکہ ملک بھار کے لئے ”امت“ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

روسی خیالات کا بائیکاٹ

تمام مونیاس میں موجودہ روسی حکومت کے خیالات ”کیونزم“ کے نام سے پھیل گئے ہیں۔ ہندوستان میں بھی یہ خیالات بہت زیادہ رائج ہو گئے ہیں اور مسلمانوں میں بھی ان خیالات نے اثر پیدا کر لیا ہے۔ مگر یہ وقت اس بحث کا نہیں ہے کہ روسی خیالات میں فحشیاں کتنی ہیں اور خرابیاں کتنی ہیں۔ بلکہ یہ سوچنے کا وقت ہے کہ مسلمان امت اپنی سیاسی تعلیم کے لئے تمام دنیا میں متحرک ہو گئی ہے۔ اور اسلام کے حریفوں نے اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ ان میں کچھ حریف مسلمان امت کے دوستوں کی شکل میں مل گئے ہیں۔ اور کچھ حریف ہلائیہ دشمنوں کی صورتوں میں مکمل ٹھکانا کام کرنا چاہتے ہیں۔ اور مکمل ٹھکانا حریفوں میں روس سب سے زیادہ نمایاں ہے اور اُس نے ترکیوں اور ایرانیوں کو دھمکیاں دینے کے لئے قدم بڑھایا ہے۔ لہذا ہندوستان کے اُن مسلمانوں کی عقل مندی اس میں ہے کہ وہ کچھ دن کے لئے ہمیشہ کے لئے روسی خیالات کو خیر باد کہیں۔ اور اپنی امت کی سلامتی جس میں نظر آئے اُس گروہ میں آجائیں۔ ورنہ اگر وہ امتِ عالم سے باہر ہو گئے تو اسی طرح فنا ہو جائیں گے جس طرح اُن جماعتوں کا اثر اور اقتدار فنا ہو گیا ہے یا فنا ہو جائیگا جو کانگرس کے ساتھ ہیں اور جس کا تماشا آجکل کے زمانے میں ساری دنیا نے دیکھ لیا ہے۔

ایک سیاسی چال

ہندوستان کے نامور لیڈر پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک سیاسی حکمت عملی پر ملک کو توجہ دلائی ہے کہ نیشنل فرنٹ کے کنگن شاہ نواز کو پنجاب کے الیکشن میں کھڑا کیا جائے۔

درحقیقت پنجاب اور سرحدیں جہاں بہت سی اسلام پسند جماعتیں ہیں اُس نے کانگریس ہی نہیں بلکہ دنیا کی ایک بڑی طاقت برطانیہ کو بھی ششدر کر دیا ہے۔ اور اگر کپٹن شہ نواز کو پنجاب میں کھڑا کیا گیا تو وہ ہرگز کامیاب نہیں ہوں گے۔ اور نہ اس سے وہ سیاسی نتیجہ برآمد ہو سکیگا جو پنڈت جی اور اُن کی پارٹی کے دلچسپ میں ہے۔ کیونکہ شیعہ سنی کی تیرہ سو برس کی پرانی کشمکش سے فائدہ اٹھانے کے لئے جہاں کھڑے

نے مسلمانوں کی احزاب پارٹی کو اشد کیا۔ اور احزاب پارٹی نے مختلف شہروں میں صدمہ صحابہ اہل حدیث صحابہ کی ناگ بھڑکانی چاہی تاکہ شیعہ سنی جہاں چاہیں تو کسی جہڑے ٹکے سے تمام پر احزاب کامیاب نہ ہو سکے۔ حالانکہ جب لکھنؤ میں کانگریس حکومت تھی تو اُس وقت صدمہ صحابہ اور رتبہ انجی شین نے دونوں قوموں کے آپس میں بہت زیادہ جذباتی ڈال دی تھی۔ لیکن آج وہی آپس میں لڑنے کے بجائے شیعہ سنی ہیں کہ احزاب کی تحریک صدمہ کی منہسی ڈالتے ہیں اور ایک شیعہ سنی بھی آپس میں لڑنا نہیں چاہتا۔

جب سید جمال الدین، مغانی دہلی کی تحریک سے ایران کے بڑے مجتہد صاحب نے فتویٰ دیدیا کہ متبا کو استعمال حرام ہے۔ کیونکہ ایران کے ذہیر اعظم نے روس سے رشوت لے کر ایران کے تبا کو روس کو تحفہ دیدیا تھا اور ناصر الدین قاجار شہنشاہ ایران بھی اپنے وزیر کا ہم خیال ہو گیا تھا تو ایک دن صبح کے

وقت شہنشاہ نے نوکر کو آواز دی "قلیان ہار" (حقہ لاؤ) نوکر نے جواب نہ دیا۔ کچھ دیر کے بعد شہنشاہ نے پھر پکارا "حقہ لاؤ" کسی نوکر نے جواب نہیں دیا۔ آخر شہنشاہ بلندگ سے اٹھ کر باہر آ گیا۔ اور اُس نے خفا ہو کر کہا: "اسی دیر سے بچار رہا ہوں حقہ لاؤ حقہ لاؤ تم تعیل کیوں نہیں کرتے سو؟" غلاموں اور خدمت گزاروں نے ہاتھ جوڑ کر کہا: "مجتہد صاحب نے تبا کو استعمال حرام کر دیا ہے۔ ہم تبا کو کہ ہاتھ نہیں لگا سکتے" ایران میں ایک گھر ہی ایسا تھا جہاں اس فتور کے بعد کسی ایرانی نے تبا کو کہ ہاتھ لگایا ہو۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسی دن بادشاہ اور وزیر اعظم نے تبا کو کاؤسی ٹھیکہ منسوخ کر دیا۔

یہی حال ہندوستان کا ہے۔ یہاں کے مسلمانوں نے اپنی تیرہ سو سال کی پرانی۔ مگر خفہ سونی ہوئی، اخوت کو بیدار کر لیا ہے اب اُن کی اخوت میں کوئی حکمت اور کوئی تدبیر اور کوئی طاقت رخصت نہیں ڈال سکتی۔ ایک کمیٹی شہ نواز نہیں ہزار کمیٹی شہ نواز۔ پنڈت جی کی کانگریس کے بیل پر سوار ہو کر پنجاب میں جاہل تب بھی کوئی مسلمان اُن کو دوش نہیں دینگا۔



اسرار اسم اعظم کی تقسیم

منادی کے جو نامزد کتاب اسرار اسم اعظم تقسیم کرنی چاہیں وہ دفتر اخبار منادی سے کتاب اسرار اسم اعظم کی کچھ جلدیں منگا کر اپنے پاس رکھ لیں اور جس شخص کو راز داری کے قابل سمجھیں اور وہ شخص راز داری کا اقرار بھی کر لے اس کو ایک چپے دیے جس ایک کتاب دیدیا کریں۔

اب یہ کتاب ختم ہونے کے قریب ختم ہونے کے بعد دوسری دفعہ چھپوانے میں بہت دیر لگے گی۔

ملنے کا پتہ: بینچر دفتر اخبار منادی دہلی

اشتہار مشعر حکم حاضری علیہ

(زیر آرڈر ۵۔ قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی) جہالت جو دہری محمد عبداللہ جہیہ پی۔ سی ایس سب جج درجہ اول دہلی۔

منبر مقدمہ ۶۲۴ بابت ۱۹۴۵ء عمر دلا علی ولد سید برخورداری قلم سید ساکن کشمیری دروازہ دہلی۔ مدعی۔

بنام مسماہ سیدہ بیگم وغیرہ سکند دہلی علیہ دعویٰ حقوق زن و شو

بنام (۱) مسماہ سیدہ بیگم بنت عبد الکریم (۲) ولد لکھن (۳) مسماہ خانہ زوجہ عبد الکریم ساکن شیدی سرے مراد آباد۔

مقدمہ مندرجہ عدوان بالائیں مدعا علیہ مسماہ مسماہ سیدہ بیگم عبد الکریم مسماہ خانم تعیل سمن سے دیدہ و دانستہ گم کر کے ہیں اور روپوں میں اس لئے اشتہار مذکور بنام مسماہ سیدہ بیگم عبد الکریم مسماہ خانم۔ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ

اگر مذکور بتاریخ ۱۲/۱۰/۱۹۴۷ء جنوری ۱۹۴۷ء کو مقام دہلی صدر کچہری حاضری الٹ مذہب نہیں ہوئے تو اس کی نسبت کارروائی ایک طرفہ عمل میں آدنی

آج بتاریخ ۸/۱۰/۱۹۴۷ء کو بدستخط میرا اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔ (مہر عدالت) منظر حاکم

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ آدھی
ساس کی نیاز خواجہ بانو کی والدہ امت العزیزہ
کی وفات ۲ محرم کو ہوئی تھی۔ لیکن چونکہ وہ میری
سال گرہ کا دن ہے اس واسطے یہ نیاز کچھ دن
پہلے مروجاتی ہے چنانچہ آج سید بن عربی اور
ان کی بیوی شاہ بانو نے مشب و دیگر اہل
گاہ کے حلوے پر نیاز دلوائی تھی۔ میں نے یہ
درواز چتریں البیہ تترک کے چمکی تھیں۔
سید مسعود حسین خان بہادر مسجد صاحب
دہلی کے فرزند سید مسعود صاحب ملے آئے تھے جو
کلکتے کے محکمہ جازرائی میں ایک فیسر سبب بہنہ وارڈ
لائق نوجوان ہیں میری ان سے قرابت بھی ہے۔
اظہار الدین احمد نظامی راشننگ
انسپیکٹر اظہار الدین احمد نظامی بھی ملے آئے تھے۔
استاد بخش الدین صاحب بھی آئے تھے۔
علی گڑھ کا مسافر ملتوی پہلی بیکر بہنہ وارڈ
سراغ خان علی گڑھ میں آئے والے ہیں بحیثیت
ممبر کورٹ میرا بلاوا بھی تھا۔ مگر بیاری اور ناتوانی
کے سبب معذرت کا تار بھیج دیا۔
طبی معائنہ آج میر شاہ صاحب سول جرن
دہلی نے رومن اسپتال میں میرا طبی معائنہ کیا
تھا۔ اور حسب ذیل تشخیص لکھی تھی: دل کی حالت
اچھی ہے۔ تمام اعضائے رئیسہ ٹھیک کام کر رہے
ہیں۔ صرف خون کا دباؤ کم ہے۔ فارور سے
انہیں امتحان کرنے کے بعد رائے قائم ہو سکے گی۔
گر گریس اور شائے کی حالت کیسی ہے۔
ڈاکٹر صاحب نے ایک پیٹنٹ دوا بھی لکھ کر
دی جو میں بازار سے لے آیا ہوں۔ ان کی
رائے ہے کہ ان گولیوں سے بہت فائدہ ہوگا۔

سید محمد ابراہیم صاحب کمال شام کو سید
محمد ابراہیم صاحب مدراس والے ملے آئے تھے
مگر میں موجود نہ تھا۔ آج پھر بعد مغرب ملے
آئے تو ایمان خانے میں ملاقات ہوئی اور
عشا کے وقت تک بات چیت کرتا رہا۔
۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۳۰ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ
ٹکٹ آگئے حیدر آباد جانے کے لئے آج
چھ سنڈ کلاس ٹکٹ آگئے اور سیٹیں بھی نہیں
۳ دسمبر میرے دن تین شیعہ دہلی سے خواجہ بانو
اور ابن عربی اور حسن ابوطالب اور امام مہدی
اور کوثر بانو کے ساتھ روانگی ہوگی۔
شیخ فیروز الدین صاحب دہلی کے شہر
سوداگر شیخ فیروز الدین محمد شیخ صاحب جاپان
والے ملے آئے تھے۔ وہ ابھی حال میں کلکتے سے
آئے ہیں۔ جہاں ان کا صدر دفتر ہے۔ لیکن
پہلے ہی انہوں نے دہلی سید روپے درگاہ کے
مجلس خانے اور درگاہ کی مسجد کے شمالی جنوبی
گنبد میں بجلی کی فٹنگ کرانے کے لئے آئے
تھے اور اس کے بعد بارہ سو روپے کا ایکٹ فٹ
رکشی وغیرہ کا خرچہ کے لئے بھیجا تھا۔ اور آج میر
مسافر خانے میں پردہ نشین عورتوں کے لئے ایک
نکانہ بنوانے کی غرض سے ایک ہزار روپے
بچنے کا وعدہ کیا۔ اور مسافر خانہ وغیرہ مقامات
خیرہ جا کر دیکھے۔ یہ چشتیہ خاندان میں مرید ہیں
اور کاخیر کے لئے ہر مقام پر ہمیشہ فراخ دلی
کے ساتھ روپیہ خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اردو
ادب کا بہت اچھا ذوق رکھتے ہیں۔ تجارتی
اور سیاسی سمجھ بھی اعلیٰ درجے کی ہے چشتیہ
خاندان کے خاص اذکار و اشغال بھی پابندی

سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے سورہ فاتحہ کا عمل
تہایا ہے۔ وہ بھی پابندی سے پڑھتے ہیں۔
آغا طاہر میرے معنوی استاذ و استاذ العلماء
مولانا محمد حسین آزاد دہلی کے پوتے آغا طاہر
صاحب چند مسلمانوں کے ساتھ ملے آئے تھے۔
گڑ کی بھیلیاں میرے دوست چوہدری
شیخ ناتھ سنگ صاحب نگامیر لے خانہ ساز
گڑ کی بھیلیاں لائے تھے۔ وہ ہر موسم میں اپنے
باغوں کے آم لاتے ہیں اور گڑ بھی لاتے ہیں۔ ہند
زبان میں اردو کا عمدہ لٹریچر شائع کرتے رہتے ہیں
کاگر کسی خیال کے ہیں مگر میری چشتی باری کے
ممبر بھی ہیں۔ اور ان کے ذریعے ان کے ملاقات
کے ایک سو آدمی چشتی باری کے ممبر بنے ہیں۔
نواب رائے لیاقت علی خاں ہشتنگ
لوکل ہند مسلم لیگ کے جنرل سکرٹری نواب رائے
لیاقت علی خاں صاحب سے ملے گیا تھا۔
فوجی نمائش زید پاشا اور حسن ابوطالب
اور امام مہدی اور ولی کو فوجی نمائش دیکھانے
لے گیا تھا۔
امین الملک میر میرزا اسماعیل
جے پور کے وزیر اعظم امین الملک میر میرزا اسماعیل
صاحب سے امپریل ہوٹل نئی دہلی میں ملے
گیا تھا۔ ان کے صاحبزائے بہایوں میرزا صاحب
اور ان کی بہو اور بیوی بڑی ہیں اور بڑی ہیں کے شوہر
کے غازی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی
اب خدا کے فضل سے صحت درست ہو گئی
ہے۔ آج رات کو بھی نیند اچھی آئی۔
ملک سلطان محمود صاحب حضرت
پیر مہر علی شاہ صاحب کے مرید خاص ملک

سلطان محمود صاحب ملنے آئے تھے تیس برس کے بعد ملاقات ہوئی۔ کسی قسم کی تبدیلی ان کی پہچانی حالت میں نہیں ہوتی ہے۔ راجا ہونے کے سوا کچھ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

نشریات مسلم لیگ کے چمک جلیت علماء مسلم لیگ کے خلاف تھے۔ اور اسی نشریات جمعیت علماء کی طرف سے مسلم لیگ کے خلاف ہوتی رہتی ہیں جو مذہبی رنگ کی ہوتی ہیں۔ اور جن کا مذہبی طبقوں پر مخالف اثر ہوتا ہے۔ اس واسطے میں نے زیادہ کیا ہے کہ جب تک ایکشن کی گرواگرمی رہے۔ میں سادی میں آٹھ صفحے کا اضافہ کروں۔ اور ان آٹھ صفحات میں جمعیت علماء کے مخالف آمیز نشریات کی حقیقت کھول دی جائیگا۔ مگر ایسے انداز سے کہ قرآن و حدیث کو اصلی صورت میں پیش کیا جائے تاکہ پڑھنے والے سمجھ سکیں۔

مسجدوں کے امام صاحبان کے ہندوستان کے بارہ صوبوں کے ہر بڑے شہر اور قصبے کی جامع مسجدوں میں سادی کی ایک ایک کاپی بھیجی جائے تاکہ ہر مسجد کے امام صاحب جمعیت علماء کی مخالف آمیز نشریات سے باخبر ہو جائیں۔

پانچ ہزار پرچے اس مقصد کی تکمیل کے لئے سادی کے پانچ ہزار پرچے زائد طبع کرانے ہوں گے۔ اور اگر مسلم لیگ والوں نے اپنے چھوٹے بڑے علاقوں کے لئے ایک ایک پرچہ لیا تو اور بھی زیادہ تعداد رکھ سکتی۔

مگر میں اس خرچ کو مسلمان قوم کے مستقبل کے لئے جی ضروری سمجھتا ہوں۔ کیونکہ ایسا محکمہ ہوتا ہے۔ کہ مسلم لیگ کی طرف سے ان مخالف آمیز نشریات کا کوئی جواب شائع نہیں ہوتا۔ اخباروں کی راجی چیزیں شائع ہوتی رہتی ہیں جن کا وہ بھی طبقوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔

۲۵ رجب ۱۳۵۴ھ یکم دسمبر ۱۹۳۵ء شنبہ
سمر اور گروہ کے ایک فارسی ہے دوسرا عربی ہے۔ پورا متنو بے نقط ہے۔ اور معنی ٹھنڈک کے ہیں۔ بچوں کو دیکھتا ہوں وہ اکہرے کپڑے پہنے ہوئے دوڑے پھرتے ہیں اور اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ سردی سے ٹھٹھا جاتا ہوں روزانہ صبح سویرے صبح کی طرف پیٹھ پر کے دوہا میں بیٹھ جاتا ہوں۔ اور جب فیضان آفتاب سے گریا جاتا ہوں تو اندر رکھنے میں چلا جاتا ہوں۔ ملاقاتیں آج ایک دوسرے ساتھ رائے بہادر رکھنے صاحب کے ہاں گیا تھا۔ وہ امرتسر سے واپس نہیں آئے تھے۔ ان کے پہاڑی نوکر رانا نے بہت تیزواری سے خاطر ملاقات کی۔ مسٹر ڈیوس سے ملاقات۔ رسول انڈسٹری سپلائی دیا وقت کے افسر مسٹر ڈیوس اور مسٹر وائٹ سے ملاقات کی تھی۔ اور مسٹر مٹھن صاحب سے بھی ملا تھا۔ اور مسٹر گوم سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور رائے بہادر رکھنے صاحب اور رائے صاحب مسٹر پوری اور رائے بہادر لاڈلی پڑا صاحب سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور سر رکبر جی صاحب سے بھی ملا تھا۔

فرانس انفارمیشن آفس کے ایسی میں فرانس انفارمیشن آفس میں گئے تاکہ وہاں سے فرانسیسیوں اور ان کی خواتین سے ملاقات کی جی جن میں انڈو جاننا جانے والے کچھ فوجی افسر بھی تھے۔ جنرل ڈیگال صاحب کی ایک تصویر بھی مجھے دی گئی اور میں نے جنرل ڈیگال صاحب کو ایک قلمی قرآن شریف بطور تحفہ کے دیا۔ جو فرانسیسی نمائندے بذریعہ ہوائی جہاز برسوں فرانس لے جائیگا۔

تمیز کا ترجمہ آج مسٹر ڈیوس نے مجھ سے پوچھا کہ تمیز کا ترجمہ انگریزی میں کیا ہونا چاہیے میرے سامنے دوست نے جواب دیا تمیز اور

تمیزواری کو انی کیٹ لکھ سکتے ہیں۔
۲۶ رجب ۱۳۵۴ھ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۵ء اتوار
شادیوں کے ہندوں میں دیو جاتے ہیں۔ تو شادیوں کی بھر مار ہو جاتی ہے مسلمانوں میں محرم آنے سے پہلے شادیوں کا اتنا لگ جاتا ہے آج دہلی میں اتنی زیادہ شادیاں تھیں اور اتنے زیادہ بلاوے آئے تھے کہ اگر میں سب جاؤں تو لوگ مجھے سوچ دیتا ماننے لگتے جو روزانہ گھر میں پہنچ جاتا ہے۔ مگر میں صرف تین شادیوں میں گیا تھا۔ ایک حکیم ہنسار نظامی کے سالے صاحب کی شادی میں۔ اور دوسرے سید وحی احمد صاحب کی بیٹی کی شادی میں اور تیسرے اپنے دوست عبد اللطیف خاں صاحب نیازی انکمٹکس فیئرٹی کی بیٹی کی شادی میں۔ پہلی شادی کی بارات کٹرہ شیخ جاند میں گئی تھی۔ اور دوسری شادی دو ڈروں کے محلے میں گئی تھی۔ نکاح میں لے پڑایا تھا۔ میرے مرحوم دوست واجد علی صاحب زار کے چھوٹے بیٹے کا نکاح میرے قریب دار سید وحی احمد کی بیٹی سے ہوا تھا۔ موٹر شہر میں داخل ہوئی تو ہر بازار اور ہر گلی میں برائیاں جاتی ہوئی ملیں۔ اور شام کو دوبارہ دہلی گیا۔ تب بھی ہر گلی اور ہر سڑک پر برائیاں آتی ہوئی ملیں۔

شام کو بعد مغرب علی کے ساتھ عبد اللطیف خاں صاحب نیازی کی صاحبزادی کی شادی میں گیا تھا۔ تعلیم یافتہ لوگوں کا بہت بڑا مجمع تھا۔ ہندو اور سکھ مہمان بھی تھے۔ دو گھنٹہ بعد عبد الوہید خاں نیازی صاحب کے بھائی کے بیٹے ہیں۔ بہت خوبصورت اور شائستہ جوان ہیں۔ میں نے ان سے مہر اور ان کی لڑائیوں کے بہت دیکھ پ حالات سنے۔ جو دہریہ سرخوہ خاں صاحب جج فیملی کورٹ نے نکاح کر دیا۔ انھیں کھڑے ہو کر نکاح کے خلیے کی آیات پڑھا

پھر ان کا ترجمہ سنایا پھر حقوق زوجین کا فلسفہ ان آیات و احادیث سے حاضرین کو سمجھایا۔ اس کے بعد لڑکی کے باپ سے دریافت کیا کہ کیا آپ عبدالرحیم خاں صاحب سے چند روزہ ہنر روپے ہر رپائی لڑکی کا نکاح چاہتے ہیں۔ اور نکاح کرنے کی اجازت دیتے ہیں؟ لڑکی کے باپ نے اقرار کیا۔ تب انھوں نے کھڑے کھڑے دو لڑکے پوچھا "کیا تم عبداللطیف خاں سیاری کی فلاں لڑکی سے چندہ ہزار روپے ہر رپائی نکاح قبول کرتے ہو؟" عبدالرحیم خاں نے جواب دیا "قبول کرتا ہوں اور قبول کیا" اس کے بعد میں نے عربی میں دعا مانگی اور سر غفر اللہ خاں صاحب کے خطبے کی تائید میں کچھ کلمات کہے۔ اس کے بعد دو لڑکے ساتھ لکھنا لکھایا۔ وراثت کو ۹ بچے گھر میں واپس آکر خبریں سنیں۔

قوالی کا آج شام کو منجے میرے ہاں موتی محل میں قوالی ہوتی تھی۔ وہ انگریز مہمان آئے تھے۔ مدراس کے سید محمد ابراہیم صاحب اور سیال کوٹ والے محمد صدیق اخوانی نظامی اور شیخ قمر الہی نظامی اور دہلی کے چودہری محمد الی الدین صاحب رینیل کشر وغیرہ احباب شریک ہوئے تھے سردار حسین بلوی نے چین باجہ اور وطن بجا کر اپنے کمالات سنائے۔ وہ گاتے نہیں ہیں لیکن ناکورہ باجے بجانے میں بڑا کمال دیکھتا ہوں۔ دوسرے ہیں۔ چاندنی محل میں رہتے ہیں۔ شیعہ عقائد رکھتے ہیں۔ یعقوب خاں قوال کا گانا بھی سوا تھا رب نواز خاں صاحب سلطان والے ملنے آئے تھے وفات کی نہایت افسوس ناک خبر سی کہ میرے دوست مولانا سید محمد ہمدی جعفری بڑا حقیقی مولانا سید محمد جعفری ایڈیٹر روزانہ اخبار ملت دہلی نے دق کی بیماری میں وفات پائی۔ ملا واحدی صاحب کی میرے دوست ملا

واحدی صاحب اور ان کے قینوں لڑکے سید احمد مجتبیٰ اور سید علی مقتدی اور سید موسیٰ بیضا آج میرے ساتھ دہلی کی دو شادیوں میں شریک ہوئے تھے۔ رات کو حکیم ملسار نظامی کے سارے صاحب نے شادی کا بہت سا کھانا بھیجا تھا۔ آج دن بھر میرے سفر کے انتظامات ہوئے رہے۔

لنگٹ خرید کر میرے اور خواجہ بانو وغیرہ کے پانچ سکند کلاس لنگٹ پہلے آگئے تھے۔ اور حسن ابوطالب کا لنگٹ آج جا کر نریا۔ اب وہ سولہ برس کا ہوئے والا ہے۔ میں نے فاضل صاحب سے کہا "ہم خواجہ حسن نظامی آنجہلی" ہیں۔ اور ہمارے لڑکا "خواجہ حسن نظامی" ایسا جہانی ہے۔

آج رات کو نیند اچھی آئی۔ تہجد کے وقت بارہ پوسٹر لکھے۔ سردی بہت زیادہ ہے۔ ۲۷ جولائی ۱۳۶۵ھ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء میری سفر حیدر آباد کی آج شام کو تین بچے حیدر آباد جانا ہے اس لئے صبح سے ان بچے تک واحدی نزل میں رہا اور دفتر کے انتظامات کئے۔ روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی اور شیخ قمر الہی نظامی اور حکیم نور الدین صاحب مدنی نے آئے۔ لالہ منشی لال صاحب عین بھی ملے آئے تھے۔ گنا بول کے نو صندوق چوکنہ حیدر آباد میں سردی کا پورا موسم بسر کرنا ہے اس واسطے زیر تصنیف کتابوں کے لئے نو صندوق کتابوں کے ساتھ لئے ہیں۔ عبدالنعیم خاں صاحب بھی ساتھ جا رہے ہیں جن سے خطوط اور مضامین لکھواتا ہوں۔ سکند کلاس کے دو درجے ریڑز کو لئے ہیں۔ گھر سے روانہ ہوا تو دفتر کے ادرستی کے بہت سے آدمی جو ٹرک پہنچائے آئے۔ اور علی اور زید پاشا اور صادق عربی اور محمد رئیس اور زاسہر اب شاہ اور بوکر گیا اور حسن محمد نظامی

دہلی تک پہنچائے آئے۔ انھیں الدین احمد نظامی بی اے اور سید محمد عبدالبرہیم صاحب مدراس و بھی دہلی پر زحمت کرنے آئے تھے۔ سید ابراہیم اور حسن ابوطالب ایک درجے میں ہیں۔ اور میں اور خواجہ بانو اور کوثر بانو اور امام مہدی ایک درجے میں ہیں۔ چودہری محمد امین صاحب نے برج ہی خود آکر میری آسائش کا پورا انتظام کرایا۔ تین بج کر میں منٹ بریل دہلی سے روانہ ہوئی۔ تیسرا پر میں نے ریل کا کھانا کھا کر کھایا۔ اور سب سے ساتھ لایا ہوا کھانا کھایا۔

اگر وہ عشاء کے قریب ریل آگے پہنچی جہاں مہاشے عبدالکریم نظامی باقی ذمہ آشرم آگے اور محمد جہاں صاحب جن مالک بلانہ بوٹ ہاؤس آگے کے ممتاز صاحب کے ساتھ ملے آئے تھے۔ سب نے چھوٹ کر ہار سنائے۔ مہاشے عبدالکریم نظامی نے آگے کی کھائی اور ٹکین دال ساتھ کی۔

دورہ ہو گیا۔ میں دروازے میں کھڑا ہوا بات کر رہا تھا ایک شدید دودھ شمع ہو گیا۔ چھوٹا کھانا سے معافی مانگ کر درجے کا تھرا دیا اور نہانی پیا باقی پیتے ہوئے درونٹ میں دودھ جاتا رہا۔ اور میں نے پھر واپس جا کر احباب سے بات چیت کی۔ آگے میں ایک کیشل گاڑی تھری ہوئی والی ہے۔ اور لکیر کا کچ بھی بننے والا ہے جس کی تفصیلی بات چیت ہوئی گو الیار کی رات کو دس بجے ریل کو الیار پہنچی۔ حسین کے ہم زلف حکیم سید حسان علی صاحب ملے آئے تھے۔ گھر میں دو درے کی ناتوانی کے سبب اٹھ نہ سکا۔ لیٹے لیٹے بات کی۔ رات کو سردی زیادہ تھی۔ اور دوسرے کا شام بھی مہج تک رہا۔ ۲۸ جولائی ۱۳۶۵ھ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۵ء منگل حیدر آباد کی ریل آج دن بھر لیٹا رہا اور اندھا اخبار پڑھتا رہا سو وقت ریل کا کھانا کھا کر سب نے کھانا بچا کے وقت ٹانگ پڑا یا کیڑا کیڑا مٹھنے لیت ہوئی ہے۔ خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب اور

اُن کے صاحبزادے جوسی پی کے ایڈوکیٹ جنرل ہیں۔ ملنے آئے تھے۔ اور کھانا بھی لائے تھے لیکن کو چاہئے انتظار کرنا پڑا۔

لطیف نے خان بہادر عطاء ولایت اللہ صاحب نے کہا: اگر دہلی واپس جانے کی ضرورت ہو تو گاڑی حاضر ہے۔ میں نے خوب سے لکن کو دیکھا۔ تب اُنھوں نے کہا: "حیدر آباد سے آنے والی گاڑی جو صبح ناگ پور سے دہلی جا رہی تھی وہ وہ لوگ لیت ہے۔ اور ابھی آئی ہے۔ اور ابھی دہلی جا رہی ہے۔ آپ کو اس میں بہت اچھی جگہ مل جائیگی۔ سننا صاحب! حیدر آبادی ریلوں کے مندر اعلیٰ تہذیب صاحب بھی دہلی سے ساتھ چلے ہیں۔ یعنی اُن کا سیون می میری ٹرین میں لگا ہوا ہے۔ بہت اچھا ہوا کہ اُن کے سامنے ریل لیت ہوئی اور اُن کو اندازہ ہو گیا کہ اُن کے انتظام میں کیا کیا خرابیاں اور کیا کیا خوبیاں ہیں۔

ناگ پور سے سروی کا زور کم ہونا شروع ہوا رات کو بہت آرام سے سویا۔

سات خط لکھے آج ریل میں دہلی کے لئے مختلف اصحاب کو سات خط لکھے اور ناگ پور سے روانہ کر آئے۔

۲۹ ج ۳۲۵ ہر روز ۱۹۳۷ء بدھ حیدر آباد قاضی بیٹھ گئے ریل ٹیکٹ وقت پر آتی تو رات کو تین بجے قاضی بیٹھ چکے تھے پہونچی جہاں حیدر آباد کی ریل تیار تھی ہے۔ اور مداس کی ریل سے کٹ کر حیدر آبادی ڈبے اُس میں لگا لئے جاتے ہیں۔ مگر لیت ہو جانے کی وجہ سے صبح آٹھ بجے قاضی بیٹھ آیا اور گیارہ بجے ریل سکندر آباد پہونچی۔ جن لوگوں کو میرے آنے کی خبر ہوئی تھی وہ گاڑی لیت ہو جانے کی وجہ سے اسٹیشن پر نہ آ سکے تھے تاہم خواجہ حسین نظامی اور مولانا سید حسن شہناہی علی پوروی اور مسٹر رحمن اور سید سعید نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ضامن علی صاحب

گئے دارا اور سید ذہین نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور فیاض الدین نظامی آ کر ٹیکٹ وغیرہ اصحاب سکندر آباد پہونچ گئے تھے۔ خوش اقبال شاہ نظامی کے چوٹے لڑکے حسن اقبال نظامی قاضی بیٹھ پر تھے۔ اور وہاں سے سکندر آباد تک ساتھ آئے تھے خوش اقبال شاہ نظامی نے بھول ہیٹا اور اندر دی۔ اور ناسوتی شاہ نظامی خیر مقدم کی نظم لائے۔ جو حسب ذیل ہے۔

پھر ہوا حضرت خواجہ کامیسیہ ہدار ایک ہی ماہ میں یہ لطف ملا ہے وہاں آجے آئے ہیں یہاں آپ مع اہل عیال لی ہم بھی حاضر ہیں عقیدت سے بے استغبار عید کا لطف ملا دیکھ کے رفتے انور نور ایمان سے معمور ہوئے قلب نظر آئے ہیں دور سے کچھ حد غنایت کئے در و درو دے ہی لچکے در و لذت فیکے مانستے ہیں کہ ہمیں ہم میں صفات حسنہ ہیں وہی ہم وہی ماحول و خیال کہنہ وین سے واسطے لیکن نہیں کچھ فیکہاں خوب جی کھول کے کر دیکھئے ہمیں ملال سب نظامی یہ چاکر تے ہیں حق سے سیم شادمانی ہو نصیب آپ کو خواجہ ہمار آل اولاد سے آباد تے آپ کا گھر دیر تک آپ کا سایہ ہے قائم اُن پر آپ کے فیض سے خوش حال رہے ناسوتی نہو میسر سے آرام سرے کیستی نواب ظہیر مار جنگ بہادر امیر پانچگاہ نے موثر پہونچی تھی۔ اور بھی تھی موثر میں موجود تھیں مگر میں سکندر آباد پر نہ اترا حیدر آباد اسٹیشن پر اترا کیونکہ اسباب بہت زیادہ ساتھ تھا۔ حیدر آباد پر کا مل یقین نظامی اور علی الظہور صاحب گتہ دار اور کاکا شاہ نظامی اور خواجہ راجہ بھپارڈی نظامی اور نصیر نظامی

وغیرہ اصحاب موجود تھے۔ کاکا شاہ اور کاکا مل یقین نے بھول ہیٹا۔

اعلیٰ حضرت کا ایک قاصد ان بہادر نواب محمد نواز جنگ کا دعوت نامہ لے کر آیا تھا۔ آج سارے تین بجے سکندر آباد کی واپسی کی خوشی میں باشندگان سکندر آباد نے ایک عظیم الشان جشن کی تقریب منعقد کی ہے اُس کا بلاوہ ہے۔

الحکم! ہمیں کہ مندر شاہی محل انکھار کے عزیزان پر فیاض الدین نظامی آ کر ٹیکٹ نے جوبلی بہادر ایک خوبصورت مکان اپنے لئے بنایا ہے جس کا نام "انکھار" رکھا ہے۔ اور وہاں میرے غیر نے کا انتظام ہوا ہے۔ بہت العزیز کا قیام ملو کر دیا گیا ہے۔

عسل کر کے کھانا کھا جاو سید سعید نظامی کے ہاں سے آیا تھا۔

شرکت جشن! سارے تین بجے حسین اور سید سعید نظامی کے ساتھ سکندر آبادی جشن کی شرکت کے لئے پہونچ گیا۔ حیدر آباد کے سب چھوٹے بڑے جاگیر دار اور عہدے دار جمع ہوئے تھے۔ سکندر آباد کے ہنر و سمان عمامہ بھی سب تھے۔ نواب احمد نواز جنگ بہادر اور اُن کے بھائی مہاتوں کا خیر مقدم کر رہے تھے۔ ریڈیو ٹرانسمیٹ بھی تھے۔ اور اُن کی سیم صاحب بھی فیس۔ اور بھی بلٹر عورت مردانگیز موجود تھے۔ سب کے آخر میں اعلیٰ حضرت تشریف لائے۔ اُن کے ولی عہد جنابانی س پرس آف برار شاہزادے عظیم جاہ بہادر اور بھائی نواب بہال جاہ بہادر اور دوسرے شہزادگان بھی ساتھ تھے۔ سب سے پہلے نواب احمد نواز جنگ نے انگریزی زبان میں سپاس نامہ پڑھا۔ اُس کے بعد اعلیٰ حضرت نے انگریزی زبان میں جوابی تقریر پڑھا دی۔ اس کے بعد تمام حاضرین کو چائے پلائی گئی۔ جب اعلیٰ حضرت

یہاں جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ مبارک باد! میں ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے نقل سبجائی کی خدمت میں اور نقل سبجائی کی رعایا کو سکندر آباد کی واپسی کی مبارک باد دیتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت چلتے چلتے ٹھک گئے۔ اور انہوں نے میرے بلان کو نہایت توجہ سے سماعت فرمایا۔ اور اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا یا اور تبسم فرمایا کہ یا مسلمانوں کی مبارک باد قبول فرمائی۔

ملاقاتیں: جلسے میں میرے قریب رضوی صاحب ہوم سکریٹری اور نواب عزیز نواز جنگ بہادر صدر المہام صرف خاص بیٹھے تھے۔ ان سے بھی بات چیت ہوئی۔ راجہ ہرم کون بہادر بھی میرے قریب ہی بیٹھے تھے۔ نواب صدر اعظم بہادر سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ نواب ظہیر جنگ بہادر اور ان کی بیگم صاحبہ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ نواب حسن یار جنگ بہادر اور نواب مہدی نواز جنگ بہادر اور نواب ذین یار جنگ بہادر اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور نواب دوست محمد خاں صاحب اور نواب فرید نواز جنگ بہادر اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کو قوال بلدہ اور نواب قصود جنگ بہادر اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور مولوی محمد کرم صاحب اور مولوی غلام احمد خاں صاحب اور نواب اکبر یار جنگ بہادر اور مولوی عبداللہ عابد الدین صاحب احمدی اور راجہ دنکٹ راما ریڈی صاحب اور مولانا سید محمد بادشاہ حسینی صاحب اور مولانا رفیق صاحب مالک وکن ہونہر ایکبسی اور سید وحید الدین صاحب محمد وٹھیر وسمبر وکن اور عارف صاحب بیٹھ اخبار صبح دکن وغیرہ بکثرت احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔

مولوی محمد عبداللہ نخلص شاہ نظامی اور سید ذہین نظامی اور خواجہ راجہ پھار ریڈی نظامی اور

اور نواب سردار یار خاں نظامی اور سید عبداللہ صاحب اور ان کے بھائی صاحب قیام گاہ پر ملنے آئے تھے۔ مولوی محمد الرحیم صاحب بانی حیدر آباد بینک کی اہلیہ صاحبہ اور محبوب بانو نظامی اور حرم آرا بیگم صاحبہ بھی قیام گاہ پر ملنے آئیں تھیں۔ ۲۷ دسمبر ۱۳۲۷ء جمعرات حیدر آباد آخری دن: آج ۲۷ دسمبر ۱۳۲۷ء جمعرات حیدر آباد ہے۔ کل سے ۲۷ دسمبر ہجری شروع ہو چکا تھا۔ جو طوطی بل میں حیدر آباد شہر اور سکندر آباد شہر کے باہر ایک پہاڑ پر ہوں جس کو بخارہ روڈ کہتے تھے اور اب جس کا نام جوہلی بل ہو گیا ہے پہلے اس پہاڑی پر کوئی مکان نہ تھا۔ مہاراجہ سرکشن پرشاہ مرحوم کے سکریٹری نواب مہدی نواز جنگ نے سب سے پہلے یہاں ایک مکان بنایا اور میں نے اس مکان کی تعمیر سے پہلے یہاں مغرب کی غازی پڑی۔ اس وقت مہاراجہ بہادر بھی میرے ساتھ تھے۔ غازی کے بعد میں نے کہا یہاں ایک شہر آباد ہو چکا تھا۔ یہ پندرہ بیس سال پہلے کی بات ہے۔ اب یہاں سیکڑوں عالی مقام محل اور کوٹھیاں اور جنگ بن گئے ہیں۔ اور میں بھی ایک خوبصورت مکان میں مقیم ہوں۔ نواب ماندو ور خاں: نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے چہرے بھائی نواب ماندو ور خاں ملنے آئے تھے۔ وہ اپنی جاگیر پر جا رہے ہیں۔ میں ان کو ماہ نور خاں کہتا ہوں ایک اور مہدی نواز خاں ہی ساتھ آئے تھے۔

منصور سلطان: آج میں نے حضرت منصور صاحب کی نسبت وہ معنائیں سنے جو میں نے عربی۔ فارسی۔ انگریزی زبان کی کتابوں سے اردو میں نقل کرائے ہیں۔

فیاض الدین نظامی: آری ٹیکٹ کی اہلیہ صاحبہ اور دو لڑکے اور ایک لڑکی ملنے آئے تھے جو بہادر اور ان کی والدہ اور سید ذہین نظامی اور

خواجہ راجہ پھار ریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور سید سعید نظامی اور مولانا سید حسن خٹائی صاحب اور حرم صاحب ملنے آئے تھے۔ میں دن کو کچھ دیر سو یا تھا۔ باغ میں چل قدمی کی بھی سڑی کم ہے۔ باغ بہت اچھا ہے۔ کھانا فیاض الہ بن نظامی کے گھر سے آتا ہے۔ ان کی اہلیہ بہت اچھا اہتمام کھانے کا کیا ہے۔ نواب سردار یار خاں نظامی ملنے آئے تھے۔ سوامی گورے میں ان کا ایک مکان ہے۔ قرار پایا ہے کہ میں روزانہ شام کو مہرے سے منجھکتے دکھ دیاں بیٹھا کروں تاکہ شہر کے وہ غریب مرید جن کے پاس ساریاں نہیں ہیں میرے پاس ملنے آسکیں۔

علی گل میج: انت پور جائیں گے۔ حسین بھی چند روز کے بعد انت پور چلے جائیں گے۔ میں جوہلی بل کے مکان سے بلخ عام کے سامنے نواب مہدی یار جنگ بہادر کے فرزند کے مکان میں چلا جاؤں گا تاکہ شہر کے مریدوں کو پہاڑ پر آنے کی تکلیف نہ ہو۔

چاندو دیکھا: آج عمر شمس کا چاند دیکھا۔ تم کا ہے۔ اس لئے بہت چمکدار اور برتر ہے خوش اقبال شاہ نظامی میرے ساتھ تھے میں نے دعا کے بعد خوش اقبال شاہ کو مبارک باد دی۔ سید سعید نظامی کی لڑکی نئے چاند کی مبارک دینے آئیں۔ انکسین بند تھیں۔ شہر سے یہاں تک دس میل انکسین بند رکھیں کہ چاند دیکھنے کے بعد حضرت کا چہرہ دیکھیں کسی اور کا چہرہ نہ دیکھیں میں نے اس کو اپنی مسند پر بٹھایا جو اس کے باپ نے اس پر رکھی تھی۔

حسین رات کو سارے گیارہ بجے واپس آئے۔

محرم ۱۰۳۵ھ بمطابق ۱۹۲۵ء میں خواجہ صاحب کارونہ نے
خواجہ راجہ کی سالگرہ منانے کے لیے مرید خواجہ
راجہ بھارادیٹی نظامی کی آج سالگرہ ہے۔ انھوں
نے آج ۶۹ سال میں محرم رکھا اور میں کل ۶۹ سال
میں قدم رکھوں گا۔ آج صبح وہ اور ناسوتی شاہ نظامی
اور لاکھ شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی مجھے نئے
سال کی تہنیت میں پھول پہناتے آئے تھے۔ اور
مٹھائی بھی لاتے تھے۔ میں نے بھی خواجہ راجہ کو
ان کی سالگرہ کی تہنیت میں پھول پہنائے۔
وہ بھی ہزار روپے کی نذر کی حیدر آباد میں
بیکلیم غلام اور نظامیہ افتادہ کی تحریک کے لیے آج صبح
حسب ذیل نذریں پیش کیں۔ مولوی محمد عثمان علی
نظامی پانچ ہزار روپے۔ خواجہ راجہ بھارادیٹی نظامی
چار ہزار روپے۔ لاکھ شاہ نظامی ایک ہزار روپے۔
جمعہ کی نماز کے حسین کے ساتھ باغ عام کی مسجد
میں عید کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی محمد
بیاد وغیرہ بھی نمازیں شریک ہوئے تھے۔

ناظم امور مذہبی مولوی عبدالقدیر صاحب
ناظم امور مذہبی ممالک آصفیہ بھی مسجد میں ملے اور
کہہ دیا کہ وہ ہر جہینے رویت ہلال کی نسبت دہلی
تاریخ کیسے ہیں اس کو خوب خیال کر کے تاریخ نہیں بجا
کہ آپ حیدر آباد میں ہیں۔ میں نے کہا آئندہ تاری
روائی میں کسی وجہ سے تامل نہ ہونا چاہیے کیونکہ میں
نے حیدر آبادی تاریخی شہر تبلیغ کا دلی میں ایک
مستقل انتظام کر رکھا ہے۔

خواجہ امین نے ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کی
جتنی بھی بادشاہ سلیم نظامی اپنے بچوں کے ساتھ
آئیں نہیں۔ اور ہلالی ہلالی نہیں۔ سید
بہاویں مرزا صاحب مرحوم کی اہلیہ بہاویوں بانو
صاحبہ بھی ملنے آئیں نہیں۔ اور محبوب بانو
نظامی نے اپنے ہاتھ سے ماش کی وال پکار بھیجی
کھانے کا انتظام مولوی محمد فیاض الدین
نظامی کی بیگم صاحبہ نے کھانے کا بہت اچھا انتظام

کیا ہے۔ صبح نماز کے وقت میرے آغا تھے
پھر ایک گھنٹے کے بعد اندر سب کا آنا تھا۔
ایک بجے سب کا کھانا آجاتا ہے پھر
رات کو سب کا کھانا۔
ان کا مکان اکھرا "سیری قیامگاہ سلطان"
کے بہت قریب ہے۔ ایک دیوار کا فصل ہے۔
نئے سال کی توضیح آج باغ عام کی
مسجد میں اعلیٰ حضرت حضور نظام نے نئے سال
کی نسبت ایک توضیحی ارشاد فرمایا کہ کر بلا کا غنا
واقعہ چونکہ محرم کے شروع میں پیش آیا تھا اس
واسطے مسلمان قوم نئے سال کی خوشی قمری حساب
سے نہیں کرتی بلکہ محرم کے بعد کسی حساب
سے جو نئے سال کی خوشی منائی جاتی ہے اس
میں شریک ہو جاتی ہے کیونکہ شمسی اور قمری نزل
حساب خدا کے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے یہی
میزوں طریقہ ہے کہ وہ نئے سال کی خوشی شمسی
حساب سے منائیں تاکہ کر بلا کے واقعات غم
کا احترام بھی قائم رہے۔

ملاقاتی آج شام کو نواب سردار یار خاں نظامی
اور نواب بشارت علی خاں صاحب اور میر لانا
سید حسن شہی صاحب بھلا روئی اور میر لانا فارش
صاحب ایجنٹ اصغہانی چائے اور سلیم العقب
رحمن صاحب اور معین صاحب اور مولوی
فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی ملنے
آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے بات چیت رہی تھی۔

ورنگل سے بھی مرحومہ احمدی نظامی کے دیور
محمد افضل نظامی اور عبد الغفور نظامی ملنے آئے تھے
میں نے صبح ڈیڑھ میل پٹاڑوں میں چہل قدمی
کی تھی۔ اور رات کو اپنی سالگرہ کی پہلی رات
بہنے کے سبب کچھ دیر مخصوص عبادت کی تھی
مہدی کے بخار میں تھی ہے۔ اور سب اچھے
ہیں۔ سید ابن عربی انتہ پر چلے گئے۔
بر محل آیات کی تلاوت اعلیٰ حضرت نظامی

انجی بنائی ہوئی مسجد باغ عام میں جیسے کی نماز پڑھا
کرتے ہیں۔ اور نماز کے بعد قاری فخر الدین صاحب
ان کو شام کی قاریات پڑھ کر منائے گئے
ہیں۔ آج قاری صاحب کی قاریات پڑھ کر منائے گئے
کی آیات تلاوت کی تھیں بن میں غم مقامات
کے وقت۔
نہ کاڑھ تھا۔ اور اہل بیت
کی مقبولیت اور پاک بنی۔
پراورد حاضرین پر ان آیات کا خاص اثر ہوا۔ اور
میں نے قاری صاحب کو بر محل انتخاب آیات
کی مبارک باد دی۔

غزل خوانی آج رات کو کچھ غزل خوانی بھی
ہوئی تھی۔ مولوی محمد فیاض الدین نظامی نے ڈاکٹر
ہلالی شاہ نظامی مرحوم کی ایک فارسی غزل بہت
عمدہ طریقے سے پڑھی۔ اور پھر عراقی کی ایک غزل
پڑھی۔ وہ موسیقی کے فن سے بھی واقف ہیں۔
آواز بھی بہت اچھی ہے۔ میر لانا سید حسن شہی صاحب
بھلا روئی نے شہزی شریف کے ابتدائی اشعار
خاص سخن سے سنائے۔

عزیز کمپنی کے آج حیدر آباد کی مشہور عزیزی
میں بھی گیا تھا۔ یہاں ڈبل روٹیاں اور شیر مالیں
اور کیک برون نیک وغیرہ اعلیٰ طبقے کے تیار
ہوتے ہیں۔ اور حیدر آباد کی یہ بہت قادی اور
مشہور فرم ہے۔ مجھے اس فرم کی شہر مالیں
بہت پسند ہیں۔ جو روٹیشین کے دل کی طرح
نرم ہوتی ہیں۔

قلبی کتاب کے مولوی فیاض الدین نظامی
نے ایک قلمی کتاب مجھے دی تھی جو آج رات کو
میں نے تمام وکال دیکھ لی۔ اس میں مختلف
رسالے ہیں۔ اور سید کے ایک عالم درویش
کے لکھے ہوئے ہیں۔
اسپین کے عمارتی نقشے بعد مولوی فیاض الدین
نظامی نے اسپین کی اسلامی ہمتارتوں کے وہ
نقشے بھی دکھائے جو دیگر نروں نے تیس برس

کی لکھ تار محنت اور جانفشانی سے تیار کئے ہیں۔
 ۱۶ دسمبر ۱۹۳۵ء کو شہید حیدر آباد میں
 مبارک گاہ آج میری سالگرہ عمر کے آٹھ
 سال زخم ہوئے۔ اور اسی سال میں قدم رکھا۔
 تہنیت کا قطعہ سنایا تھا جو یہ تھا۔
 زبان حال سے گویا میں گلشن میں گل لالہ
 رہیں گیتی میں قائم یا الہی چاند اور پالہ
 کہو یہ فارسی میں مصرع تبریک ماسونی
 مبارکباد خواجہ سالگرہ شست و نہ سال
 اخوانی نظامی کا تار ک روشن دل محمد صدیق
 اخوانی نظامی کا تار دہلی سے آیا ہے لکھا ہے
 سال کی سالگرہ کی مبارکباد قبول کیجئے۔
 آج صبح چیل قدمی کے لئے دعا سکا۔ کیونکہ ہم
 کل پیار کی تھنڈی ہو کر برداشت نہ کر سکا تھا۔
 البتہ صوبہ میں کچھ دیر چیل قدمی کا کان کے
 سامنے جو بلوغ ہے وہ مجھے بہت مرغوب ہے۔
 روحانی کل کی زمین کی لوی جھ۔
 فیاض الدین نظامی کی ٹیکٹ نے جو بی پہاڑ پر
 دو ایک زمین خریدی ہے۔ آج انہوں نے اس کے
 کاغذات تیار کئے ہیں۔ میں نے کہا یہاں انتشار اور
 روحانی کان تعمیر ہو گا۔ جس میں فتوحات مکہ اور
 قصہ اسحاق اور مفتوی مولانا رحمہ وغیرہ قادیان
 لے جائیں۔ خواجہ صاحب قند شاہ ہلال نظامی براہوی۔

پڑھائی جائیں گی۔ لیکن بکلی اہم اور نظامی
 شہر کے اندر بنائی جاتی ہے جس کے لئے کل دس ہزار
 روپے نذر کرے گئے ہیں۔ چنانچہ دوپہر کو حسین اور
 سید سعید نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی
 آرکی ٹیکٹ کے ساتھ شہر کی زمین دیکھنے گیا تھا
 وہاں خواجہ راجہ کچھاریڈی نظامی اور مولوی عثمان
 علی نظامی اور کاکلی شاہ نظامی اور مخلص شاہ
 نظامی بھی موجود تھے۔ میں نے یہ زمین پسند
 کی اور نقشہ تیار کرنے کا فیصلہ کیا۔
 نو مولود کو دیکھا آج سید سعید نظامی کے
 بچے کو دیکھنے گیا تھا جو ابھی حال میں پیدا ہوا ہے
 سعید کی چھٹی بہن مہر جہاں نظامی کو دس لکھ
 آئیں۔ بچے کی دادی بھی موجود تھیں بچے کی والدہ
 نفیس نظامی بھی ملیں۔ میں نے بچے پر دعا دم
 کی اور سب کو مبارکباد دی۔
 محبوب بانو نظامی کی سید سعید نظامی کی
 بڑی بہن محبوب بانو نظامی اپنی رولیکس کے ساتھ
 سالگرہ کی مبارکباد دینے آئیں تھیں۔ پھیل
 بی لائیں تھیں۔ نندگی لائیں تھیں۔ اور صدقہ
 بھی لائیں تھیں۔
 دیکھیں صدقہ ایک کشتی میں کالے ماش سلینے
 سے جہتے گئے تھے۔ اور کالے ماشوں پر لالہ ال
 بڑی کر صدقہ زرد ملا فقرہ لکھا تھا۔ بیچ میں
 تیل کی۔ ریختی۔ اور کچھ تانبے کے پیسے تھے
 اور دو اے تھے۔ میں نے اس دیکھیں صدقہ
 کو محبوب بانو کی سلیقہ مندی سمجھ کر بہت غور سے
 دیکھا۔ محبوب بانو نے کہا تیل میں اپنی صورت
 دیکھنے اور کالے ماش تیل میں ڈالنے۔ میں نے
 ایسا ہی کیا مگر خوب ہنسی آئی۔ پھر کھانا کھایا۔ اور
 اور کچھ دیر سو یا۔
 چمن آرا کی تہنیت ک شام کو حیدر آباد
 کی شہر رشادہ شیر النساء چمن آرا بیگم اور ان کے
 شوہر ضامن علی صاحب گھر دار سالگرہ کی مبارکباد

کے لئے آئے تھے چمن آرا کی کشتی چلوں کی کشتی
 تھیں۔ اور ایک کشتی مٹھائی کی لائی تھیں۔ اور نذر
 بھی لائی تھیں۔ ضامن علی صاحب نے پھول بھی
 پہنائے۔ خوش اقبال شاہ نظامی نے بھی سالگرہ
 کے پھول پہنائے اور نذر دی۔ اور کہا بشیر النساء
 صاحبہ کے ساتھ موٹر میں آیا ہوں۔ میں نے کہا
 فقیر اور نسا دونوں لفظ قرآن شریف میں لئے
 ہیں۔ اس واسطے یہ دونوں لفظ عظمت اور
 عزت کے قابل ہیں۔ مگر میں نے ان کو ان کی عزت
 قابلیت اور اعلیٰ سلیقہ مندی اور تیز داری کی
 وجہ سے چمن آرا لقب دیا ہے۔ اس واسطے تم
 ان کو آئندہ چمن آرا بیگم کہا کرو۔
 ناظم بلدیہ کی مولوی حمید الدین محمود صاحب
 فریدی ناظم بلدیہ (مدیر پبلک کٹی) ملنے آئے تھے۔
 مولوی وجاہت علی صاحب میرے
 دوست ذاب احسن یار جنگ بہادر کے داماد اور
 وجاہت علی صاحب پشیل ایجوکیشنل کمیٹی کے
 آئے تھے۔
 قادری درویش کی بدایلی کی ایک درگاہ
 کے سجاد نشین صاحب اسپتال کے ساتھ
 ملنے آئے تھے۔ اپنی درگاہ کی تعمیر کے لئے مولوی
 فیاض الدین صاحب آرکی ٹیکٹ سے مشورہ
 چاہتے تھے۔ یہ بہت ضعیف ہیں۔ ان کے صاحبزادے
 ابھی حال میں میرے ہاں درگاہ میں بھی آکر رہتے
 سید قاسم صاحب بن اس کے کھین دار
 جماعت کے ایک مبلغ سید قاسم صاحب اپنی جماعت
 کے بانیوں کی سالانہ جلسے کی شرکت کا بلاوہ دینے آئے
 تھے۔ جو آصف ٹیچر میں رہا ہے۔
 مولانا حسین شنی صاحب اور سلیم القلم
 رحمن صاحب بنگلور والے اور مولوی غلام جیلانی
 صاحب جن کو سب لوگ ماسوا کہتے ہیں اور
 جنہوں نے میرے گزشتہ قیام حیدر آباد کے وقت
 میری مہانداری کا بہت اچھا انتظام کیا تھا۔ ملنے

آئے تھے۔ اور درمحل والے عبد الغفور نظامی بھی
ملنے آئے تھے۔ مولوی فحیت علی نظامی اور
ان کی بیوی سرفردا مولوی بیگم نظامی بھی ملے ہیں۔
خاصہ آیا کرات کو اعلیٰ حضرت حضور نظام
نے طعام خاصہ بھیجا تھا۔ اور ظل سبحانی کے دست
مبارک کا لکھا ہوا ایک خط بھی آیا تھا کہ ۱۲
محرم تک روزانہ شام کو سبھی مجلس محرم کی
شرکت کے لئے شاہی میز آپ کو لینے آیا کرے گی۔
سرفدا نظامی آپ میں حسین سے کہا
جب تم پیدا ہوئے تھے تو میری بیگم نظامی نے
اپنے سر کے بال کاٹ کر تمہارے لئے ایک
ٹوپی تیار کر کے بھیجی تھی۔ اور اس وقت جو تصویر
تمہاری لی گئی تھی۔ تو میں نے تم کو یہی ٹوپی اور نا
کراچی گرو میں بھیجا تھا۔ اور مولوی بیگم کو سرفدا
کا خطاب دیا تھا۔

قرین ہمارے رات کو مولوی محمد فیاض الدین
نظامی کے بچے سال گرہ کی تہنیت میں نذر پیش
آئے تھے۔ اور زرین ہار بھی پہنایا تھا۔
سلیم القلب کی نذر پر سید القلیب حسین
صاحب نے بھی سال گرہ کی نذر پیش کی تھی۔
والا اعلیٰ پاکستان کو مولانا سید حسین شتی
صاحب بھٹناروی نے ایک کتاب لکھی ہے
جس میں کانگریس کے لیڈروں اور کانگریسی ملتان
کے وہ بیانات جمع کئے ہیں جن کو پاکستان کی
ولیں کہا جا سکتا ہے۔ کانگریس کے صدر مولانا
ابوالکلام آزاد کے وہ مضامین بھی اس کتاب
میں ہیں جو انھوں نے مسلم قومیت کی نمایاں
شخصیت قائم رکھنے کے لئے اپنے شہرہ اخبار
الہلال میں شائع کئے تھے۔

مجھ سے اس کتاب کا نام دریافت کیا گیا۔
میں نے کہا غور کر کے بتاؤں گا۔ جب مولانا
جلے گئے تو مجھے کتاب کا نام لگا ہوا ہو گیا کہ اس
کتاب کا نام دلائل پاکستان رکھنا چاہیے۔

جسمانی کوفت اگرچہ میں ابلی ہوئی سبزی
کھاتا ہوں۔ اور غذا میں ہر طرح کی احتیاط کرتا ہوں
میں پھر بھی تمام جسم میں دکھن ہے۔ اور ہر وقت
ہلکا سا بخار محسوس ہوتا رہتا ہے۔ خیال ہے کہ
جگر کی جدت بڑھ گئی ہے۔ اور ہپاٹک نامعلوم
خشکی نا توانی اعصاب پر پورا اثر کر رہی ہے۔
آہن فروش کے آج میں اپنے پرانے مریدوں
صادق البقین نظامی اور کامل البقین نظامی
کی دکاؤں پر گیا تھا۔ افضل گنج بازار میں ان
فروشی کی بہ بہت قدیمی اور بڑی دکانیں ہیں۔
مجموعہ ستر سالہ وہ دیکھ کر آج تو اچھا یاد
خواجہ راجہ کے پوتے کے آج صبح خواجہ راجہ
کچھاریٹی نظامی اپنے دو پوتوں اور ایک پوتی
کو لے کر آئے تھے۔ ناسوتی شاہ نظامی ان ساتھ
آئے تھے۔ غلام دستگیر خاں رتبہ نظامی بھی اپنی
تلوار کے ساتھ آئے تھے۔ عبد الغفور نظامی اور
محمد افضل نظامی درمحل والے بھی آئے تھے۔ آج
وہ دونوں درمحل واپس چلے گئے۔

ڈاکٹر میکلوٹ حسین احمد حیدر کے
ساتھ ڈاکٹر میکلوٹ کے طلب ہیں گیا تھا اور اپنا
اور مہدی کا معائنہ کرایا تھا۔ میر شاہ صاحب ل
سرہن اردن اسپتال دہلی کی تشخیص کے مطابق
ڈاکٹر میکلوٹ کی تشخیص بھی ہوئی۔ اور جو دو
میر شاہ صاحب نے تجویز کی تھی وہی دو ڈاکٹر
میکلوٹ نے بھی تجویز کی۔ مہدی کے لئے بھی
دوا تجویز کی گئی۔ دونوں دوائیں خاص تلاش
اور جستجو سے حاصل ہوئیں۔ روشن دل مجلس شاہ
نظامی اور روشن دل کاشی شاہ نظامی بھی ملنے
آئے تھے۔ کاشی شاہ نظامی کا چوٹا بچہ بھی ملنے
آیا تھا۔

مباراجہ بہادر کی نواسی مباراجہ بہادر
کی صاحبزادی وزارت النساء نظامی امیر نواب
اسد اللہ خاں صاحب کا ڈاکٹر لال محمد میری تلاش

میں آیا تھا۔ وزارت النساء نے جو کہ خدا نے
نبی عنایت فرمائی ہے۔ اسے یہ سبہ کیوں
کے ہاں جانے کا وعدہ کیا ہے۔

عرس کا بلاوہ حضرت مولانا سید شاہ صاحب
صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ حائیش
صاحب نے حضرت با فربین گنج شکر کے سالانہ
عرس کا بلاوہ بھیجی ہے۔ شکل کو وہاں جاؤں گا
مولوی محمد کرم اللہ خاں صاحب ملنے آئے تھے
دوپہر کو کھانے کے بعد کچھ دیر سو یا تھا۔ ہر وقت
بخار کی سی تھیر رہتی ہے۔

شاہی مجلس اعلیٰ حضرت حضور نظام نے
اسی والدہ واحدہ مرحومہ رادو دکن کی یادگار
عزافانہ زہرا کے نام سے ایک عظیم الشان عمارت

یہ کرائی ہے۔ اور تین سال سے وہاں مجلسیں
ہوتی ہیں۔ شام کو چار بجے شاہی نور مجھے لینے
آئی تھی اور میر حسین کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ شیعہ
سنی امراء و عہدے دار پیلے سے موجود تھے۔ عالم
شیعہ سنی مسلمان بھی بکثرت شریک تھے۔ سارے
چار بجے اعلیٰ حضرت تشریف لائے۔ عرافانے
کی محراب میں سونے کے پانچ علم رکھے ہیں جن
شروع ہوئی مولانا سید نثار حسین صاحب نے
دعخط کیا۔ وہ مجتہدوں کے سیاہ لباس میں تھے
اور عراقی طرز کا سیاہ عمامہ بندھا ہوا تھا۔ دربارے

وجہ عالم ہیں۔ قرآن شریف اور احادیث
تاریخی کتابوں کے حوالوں سے ان کا۔

تھا۔ انھوں نے اپنے بیان میں میری ایک
اخبار نامی کا حوالہ بھی دیا۔ سید محمد نے بیان دیا
پونے چہینچ مجلس بغاوت ہو گئی۔ نواب غازی
یا رجب بہادر نے مجھ سے کہا اعلیٰ حضرت کو خدا
سلامت رکھے کہ ان کے دم سے مذہبی اہل کے

پرچے ہیں۔ سلطنت کی ملک کے بھائی نواب
قدرت نواز جنگ بہادر ہیں وہاں ملے رہے
کی نماز قیام گاہ پر گزرتی ہے۔ رات کو قبر پر آئے نالوں

کے علاوہ مولوی عبدالرحیم صاحب وکیل بانی حیدر آباد بنگا اپنی اہلیہ اور بچوں کے ساتھ آئے تھے۔ اختر جہاں، عزیز جہاں، زینت جہاں، رکیوں کے نام ہیں۔ ان کی بیوی پہلے بھی ملنے چلی ہیں۔ اور دہلی ہی خواجہ بانو سے ملنے گئیں تھیں۔ مسعود نے اپنے سلطان کے خاندان میں ہیں۔ مولانا سید حسن مٹی صاحب پھلہاروی اور سید عظیم رحمن صاحب وغیرہ احباب بھی ملنے آئے تھے۔ حور بانو کے شوہر کا خط لہ دہلی سے میری بڑی لڑکی حور بانو کے شوہر کا خط آیا ہے۔ دہلی سے چلتے وقت حور بانو سے ملنا نہ ہو سکا تھا اس کا اثر حور بانو بہت زیادہ ہوا۔ اور اس نے کہا وہ میرے باپ بھی ہیں اور میرے پریمی ہیں۔ شاد مجھ سے خفا ہیں جو مل کر نہیں گئے۔ اس سے میری عاقبت بھی خراب ہو جائیگی اور دنیا بھی خراب ہو جائیگی۔ میں نے قہر اور بانو کو اور دو زبان میں تسلی کا ناز بھجوا دیا۔ اور کل خط بھی بھجیوں گا۔ نئی دوا کے استعمال سے گرمی معلوم ہوئی۔ اور رات بھر ہلکا سا بخار رہا۔ اسپین کی عمارت لہ رات کو بریلوی محمد فیاض الدین نظامی نے اسپین کی عربی عمارت کی تصویریں دکھائیں تھیں۔ یہ تصویریں دو ضخیم کتابوں میں ہیں جو سو پندرہ لوگوں نے خریدی تھیں۔ ان تصویروں میں اسپین کے عرب بادشاہوں کی تصویریں بھی ہیں جن کو میں نے بہت غور سے دیکھا۔ بادشاہ کم عمر تھے جن کے ڈاڑھی مونچھ نہ تھی۔ باقی سب کے لمبی ڈاڑھی تھیں۔ وہ لمبی ڈاڑھیوں کو وسط میں سے کٹواتے تھے۔ جس سے ڈاڑھیوں کی دو ٹوکیں رہ جاتی تھیں۔ عمامے باندھتے تھے۔ اور گلوں میں کپڑا بھی لپیٹتے تھے۔ جزا میں بھی پہنتے تھے۔ اور گلے میں جھجوں کی طرح بٹائی بھی باندھتے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ ان کی بہن

زقیہ نظامی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ نواب ناصر نواز الزلزلہ بہادر نے خبر پائی تھی کہ نواب ناصر نواز الدولہ بہادر بیمار ہیں۔ اس لئے آج حسین کے ساتھ ان کے مکان پر گیا تھا ان کو اختلاج قلب کی تکلیف ہے۔ بڑے عابد زاهد اور محب الفقہ اور امیر ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے لڑکوں کی بیویاں بھی ملیں۔ بیگم صاحبہ نے کہا مجھے دنیا میں اب کوئی متنا باقی نہیں ہے صرف یہ دعا کیجئے کہ عاقبت بخیر ہو۔ اور اپنے شوہر کے ہاتھوں قبر میں مل جائوں۔ ۴ محرم ۱۳۶۵ھ اور دسمبر ۱۹۴۵ء میں حیدر آباد واوا ابا کو سالگرہ مبارک لہ آج میرے پوتے دلی پوتی طاہرہ قرۃ العین کا دلی سے تار آیا ہے کہ دادا ابا سالگرہ مبارک ہو۔ ہماری لہ آج صبح روشن دل محض شاہ نظامی ہم سب کے لئے ہماری روٹی لائے تھے۔ مجھے حیدر آباد کی ہماری بہت مرغوب ہے کیونکہ اس میں مریمیں نہیں ہوتیں۔ حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی لہ آج صبح ملکوت بیگم نظامی اور ان کے بھائی حکیم مصطفیٰ حسین نظامی اور حکیم صاحب کی دونوں بیویاں ملنے آئیں تھیں۔ روشن دل سید بانو نظامی بھی آئیں تھیں۔ پھول اور پھل بھی لائیں تھیں۔ مولوی میر حسین علی صاحب خلف نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم بھی ملنے آئے تھے۔ غلام نبی نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی بھی آئے تھے۔ عابد حسین نظامی اور درویش دل کاکی شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ شاہ جہاں نظامی بھی آئے تھے۔ مولانا سید حسن مٹی پھلہاروی لہ آج مولانا سید حسن مٹی صاحب پھلہاروی اپنی زیر تصنیف کتاب کا مسودہ لائے تھے۔ انھوں نے کافی ہندوستانی لکھروں کے خیالات پاکستان

کی نسبت اس کتاب میں جمع کئے ہیں۔ پاکستان کے خلاف تحریریں زیادہ ہیں۔ ڈاکٹر میکلوٹ لہ آج میک ایک ماہر ڈاکٹر نے میرے قارو سے کا امتحان کر کے رپورٹ لکھی تھی کہ البیون (شکر) نہیں آتی۔ مجرے کی حالت ٹھیک ہے۔ اور کسی قسم کی اور بیماری قارو سے سے معلوم نہیں ہوئی۔ دو دن کے ڈاکٹر میکلوٹ خود بھی مجھے دیکھنے آئے تھے۔ آج میں دن کو نہیں سو رہا کیونکہ دن کے سونے سے ہضم خراب ہو جاتا ہے۔ محمد صاحب نظامی درمحل سے مرید ہوئے آئے تھے۔ یہ درمی اور قلعین کے تاجر ہیں۔ منشا ہی لہو پور لہ ۲۳ شہ شہ نوٹرا آتی تھی جس رابطہ اور امام فہدی اور درویش دل خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ خواجہ خانہ زہرا میں گیا تھا۔ وہاں نواب غازی یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر کو قوال بلکہ اور نواب قدرت واز جنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر اور نواب میر شہ یار جنگ بہادر اور نواب عزیز نواز جنگ بہادر اور مولانا عتیقی شاہ نظامی وغیرہ بہت سے اصحاب سے ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ اعلیٰ حضرت سارہے چار بجے تشریف لائے تھے۔ آج بھی مولانا سید نثار حسین صاحب نے وعظ کیا تھا۔ پونچھ بجے مجلس برخواست ہوئی تھی۔ اور میں نے محبوب کی نماز قیام گاہ پر آکر پڑھی تھی بعد مغرب مولوی مرزا محمد سید صاحب ناظم اسٹیٹ سر مباراچہ بہادر اور ڈاکٹر محمد قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کے مشنئی اور بادشاہ بیگم نظامی کے لڑکے اور مولوی محمد فیاض الدین نظامی اور مرزا مناس علی صاحب گتہ وار وغیرہ رات کے دس بجے تک جمع رہے تھے اور بہت دھچک باتیں ہوئیں تھیں۔ بادشاہ نظامی نے نیاز کا شربت بھی پیا تھا۔ اور پھل بھی کھاتے تھے۔ رات کو کھانا نہیں کھایا۔ کیونکہ ڈاکٹر دولکی گرمی سے بہت شدید بخیر قلب اور غلغ

پر ہدی تھی موسم ہی کا حق بہ تھا۔
ہرم صورت میں اور ہر شکل میں حیدر آباد کو
 حضرت بابا گنج شکرؒ کی نیاز، آج صبح سدا
 چہنچہ حسین اور سید سعید دست پور چلے گئے۔
 میں نے ناشے میں نہاری کھائی اور پھر چٹھی کھا۔
 اس کے بعد حضرت بابا فرید الدین سہروردیؒ کی
 کی سالانہ نیاز کا انتظام ہوا حیدر آباد سے روشن دل
 کا کی شاہ نظامی اپنی دکان کی گنتیاں نیاز کے
 لئے لائے تھے۔ ان کے لڑکے نہال الدین اور
 روشن دل مخلص شاہ نظامی بھی آئے تھے۔
 روشن دل خواجہ راجہ نظامی اور ان کے پوتے اور
 پوتی اور روشن دل ناسوئی شاہ نظامی اور ان کے
 لڑکے فیض الرحیم نظامی اور عبد حسین نظامی بھی
 نیاز کی شرکت کے لئے آئے تھے۔ مکند آباد
 سے روشن دل مولانا حاجی محمد اسماعیل حضورؒ کی
 نظامی ابی البلیہ اور صاحبزادی کے ساتھ آئے تھے
 اور نیاز کے لئے مٹھائی اور پھل بھی لائے تھے۔
 ناسوئی شاہ نظامی نے پنج تیر پڑھی اور میں
 نیاز دی۔ مخلص شاہ نظامی نے نیاز کی مٹھائی
 تقسیم کی۔

سید رفعتؒ کو ناب عابد یار جنگ بہادر حرم
 کے چوٹے فرزند مولوی میر حسین علی صاحب کے
 داماد سید مبارک الدین رفعت ایم اے ملے آئے تھے
 اندر اپنی تصنیفات بھی لائے تھے۔ مولوی سید
 محمد حسین صاحب جعفری بی اے راکسن، وطنیہ
 ناظم تعلیمات بھی ملے آئے تھے۔ اندر اپنی کتاب
 بھی لائے تھے جس کا نام مذاق اہل بیت
 نبیؐ تھا "بجاء انذار" کی پہلی جلد
 کا ترجمہ ہے۔ انھوں نے ہمالک اسلامی کی
 سیاحت کے بہت سبق آموز حالات سنائے۔
 رفعت صاحب نہایت ہونہار مصنف ہیں
 ابھی کم عمر ہیں۔ لیکن تصنیف و تالیف کا سلیقہ
 بڑی عمر والوں سے زیادہ اچھا رکھتے ہیں جس

ان سے حضرت منصور ملاحؒ کے ملاقات
 کتابوں سے اقتباس کر لے کر انھوں نے
 اور انگریزی اور فارسی کتابوں سے اقتباس کیا
 ہے۔ اور ہر زمان کا ترجمہ ایسے انداز سے کیا ہے
 کہ اس زمانہ کی خوبیاں بھی اردو میں آگئیں ہیں۔
 مولوی نصیر الدین نظامیؒ میرے
 بہت پرانے مرید مولوی نصیر الدین نظامیؒ پر وفیر
 گلبرگہ کالج ملے آئے تھے۔ یہ مولوی محمد فیض الدین
 نظامیؒ آرکیٹیکٹ کے بڑے مہمان ہیں۔ ان دنوں
 مہمانوں کو امتد تعالیٰ نے قدامت کی شرافت
 اور نئے زمانے کے احساسات کی نزاکت عطا
 فرمائی ہے۔

میں دو پہر کا کھانا کھا کر کچھ دیر سوچا تھا۔ پھر
 نعیم صاحب کے ساتھ عرفانہ زہرا کی مجلس میں
 گیا تھا۔ شاہی موٹر روزانہ ٹھیک ۴ بجے آجاتی ہے
 اور ٹھیک ۶ بجے قیام گاہ پر واپس پہنچا دیتی ہے
 آج کی مجلس بھی بہت اچھی ہوئی۔ مولانا سید
 نثار حسین صاحب ہر مجلس میں اپنے علمی اور فنی
 اور تاریخی سیانات کے علاوہ ایسا انداز تقریر
 کا رکھتے ہیں کہ شیعہ سنی حاضرین یکساں فائدہ
 اُٹالتے ہیں۔

کو تو ال صاحبؒ حیدر آباد مشرقی سلطنت
 ہے اور مشرقی حکومتوں میں بادشاہ اور وزیر کے
 بعد تیسرے درجہ کو تو ال کا ہوتا ہے۔ موجودہ کو تو ال
 ناب دین یار جنگ بہادر پہلے امور مذہبی کے ناظم
 تھے۔ اور اب میرا انتظامی کے افسر ہیں۔ پہلا فرض ہی
 بہت عمدگی سے انجام دیا تھا۔ اور موجودہ فرض
 بھی نہایت قابلیت اور دیانت وادی کے ساتھ
 انجام دیتے ہیں۔ اور کمال یہ ہے کہ پولیس افروں
 کی درست مزاجی بالکل نہیں ہے۔ پھر بھی انتظام
 نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔

وزیر امور مذہبیؒ آج مجلس میں یہ خبر سن کر بہت
 خوش ہوئی کہ سلطنت آصفیہ کے امور مذہبی کے

نواب نعیم یار جنگ بہادر میر بانگاہ وینرہ نواب
 بشیر الدولہ سرآسمان جاہ بہادر دارلہام سلطنت
 آصفیہ مقرر ہوئے ہیں۔ مولوی عبد القیوم صاحب
 ناظم امور مذہبی سے ہی آج مجلس سے کچھ پہلے
 محکمہ مذہبی کی نسبت تفصیلی بات چیت ہوئی تھی۔
 درگاہ حضرت شاہ خاموشؒ مولانا صاحب
 نظامیؒ اور نعیم صاحب کے ساتھ کو تو ال صاحب مکان
 پر گیا تھا اور چند منٹ ان سے بات کر کے درگاہ
 حضرت شاہ خاموشؒ میں جا کر مغرب کی نماز پڑھی
 تھی۔ اس درگاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا سید
 شاہ صاحب حسینی صاحب اور ان کے فرزند ان اور
 حیدر آباد کے مشہور رزرویش عالم حضرت مولانا
 سید محمد رواد شاہ حسینی صاحب اور حیدر آباد کے
 نامور رزرویش شاعر مولانا امجد صاحب سے
 بھی ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔

حضرت شاہ صاحب حسینی صاحب اب بہت بوز
 ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کے صاحبزائے سے
 کہا آپ کے والد صاحب کو میں نے آپ سے بھی
 کم عمری کے زمانے میں دیکھا ہے۔ اور آپ
 کے پردادا صاحب سے بھی ملاقات کر چکا ہوں۔
 نیازؒ مسجد کے صحن میں حضرت بابا صاحبؒ
 کی نیاز ہوئی۔ شکر لافوں میں بھر گئی تھی۔ اور
 نعلین کشتیں میں رکے گئے تھے۔ جن کو نیاز کے
 بعد تقسیم کیا گیا۔

ہشتی دور وازہؒ پاکستان شریف میں حضرت
 بابا صاحبؒ کے حصے کے اندر جو ہشتی دروازہ
 ساڑھے چھ سو برس سے موجود ہے۔ اس کے
 قدیمی جو کھٹ کو اڑا اس وقت اتارے گئے جب
 وہاں چاندی کے جو کھٹ کو اڑ چڑھائے گئے اور
 لکڑی کے یہ جو کھٹ کو اڑ درگاہ حضرت شاہ
 صاحب میں آئے۔ جو آج کے دن کھوے جاتے
 ہیں۔ اور لوگ اس کے اندر سے گزرتے ہیں۔ یہ
 دروازہ حضرت شاہ خاموشؒ کے روضہ

کے سر ہارے ہے۔ سجادہ نشین صاحب نے اس کو کھولا اور میرا ہاتھ پکڑ کر صوبہ سے پہلے اس دروازے سے گذرے۔ پھر اور لوگ گذرے۔ پھر وزارت پر فائز خوانی کی۔

نعت خوانی؟ اس کے بعد دہلی اور حیدرآباد کے قوالوں نے نعتیں پڑھیں اور مہینے پڑھے۔ میں کچھ دیر شریک رہا پھر واپس چلا آیا۔

سید نفیس صاحب کی کتابیں، رات کو سید نفیس صاحب کی کتابیں "تاریخ و پیش" اور "مجلہ عثمانیہ" اور "حالات سید جمال الدین افغانی" پڑھے تھے۔ گیارہ بجے سو بایا۔ بارہ بجے بخار شروع ہوا تھا۔ اور کچھ دیر جاگتا تھا۔ صبح تک نماز با آج میں نے اپنی خواجگاہ بدل دی اور رات بچوں کے ساتھ گذاری۔ کیونکہ حسین اور سید ابن ۶ بنی کے پہلے جانے سے بچے اکیلے تھے مرنے والے

نیاض الدین نظامی نے بھی حفاظت کے لئے اپنے ملازمین کو بھیج دیا تھا۔ جو رات بھر میری خواجگاہ کے قریب موجود رہے۔

۴ محرم ۱۳۵۷ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۷ء عیدہ عیدہ آباد رات کا بخاری کھل لات بخاری کا اثر گذار تھا آج صبح بھی اس نے مردوں کی طرح اپنی فومیں ہرے ملک ویران سے نہ ہٹائیں۔

نفس نظامی؟ سائے ذبح خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس نظامی کو دیکھنے گیا تھا۔ خانے ان کو دوسرا مینا دیا ہے۔ میں اس بچے کو پہلے دیکھ چکا تھا۔ مگر خواجہ بانو نے نہیں دیکھا تھا۔

بین بلیبل؟ نفیس کی دونوں بڑی بیٹیاں اور بڑا بڑا "نانا حضرت نانا حضرت" کہتے تھے اُسے اور ایسی باتیں کہیں کہ مجھے تین بلیبل چھپتے ہوئے معلوم ہوئے۔

رقیبہ نظامی؟ روشن سید بانو نظامی کی چوٹی بن رقیبہ نظامی کو بھی کسل منڈی میں بھیجے

گیا تھا۔ خانے رقیبہ کو بھی بیٹی عنایت فرمائی ہے۔ محمد بیگ نظامی اور سعید بانو نظامی بھی وہاں ملیں۔ میں نے حسب عادت قدیم رقیبہ کو دیکھتے ہی کہا کیوں رختہ کیسے ہو؟ (چونکہ حیدرآباد والے ق کا تلفظ رخ سے کرتے ہیں اور رخ کا تلفظ ق سے کرتے ہیں اس واسطے میں رقیبہ کے بچپن سے اُس کو "رختہ" کہا کرتا ہوں) اس

مکلی میں چند اہل علم و خزانہ لے اور کتابیں دیں اور میرے دستخط لے۔

اسد گلشن؟ مہاراجہ سرسین السلطنت بہادر مرحوم کی بیٹی وزارت النساء بیگم نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ ان کے شوہر نواب اسد اللہ خاں صاحب بھی لے۔ اور شوہر کے تینوں بھائی بھی لے

نواب اسد اللہ خاں کے دوسرے بھائی نواب افتخار علی خاں بہت اچھے معصوم ہیں۔ انھوں نے اپنے ہاتھ کی تصویروں کے چند نمونے دکھائے

بہت ہی اچھے نمونے تھے۔ دو سال ہوئے وزارت النساء بیگم نظامی کی بہن کی رانی سے افتخار علی خاں کی سادی ہوئی تھی۔ اور میں نے

دوہن دوہن کو چھٹی کے پھول پہنائے تھے اُس وقت بات چیت کا موقع نہیں ملا تھا۔ آج خوب باتیں ہوئیں۔ منادی پڑھنے کا ذکر

آیا تو میں نے ازراہ امتحان منہں کر پوچھا اگر آپ واقعی منادی پڑھتے ہیں تو بتائیے تازہ کچے میں آپ نے کیا کیا چیزیں پسند کیں؟ منہں کر

جواب دیا مسلم لیگ کی حمایت میں قرآن و حدیث کے فرمان بہت زیادہ پسند آئے۔

نواسی کو دیکھا؟ وزارت النساء بیگم نظامی کی شادی کو بہت عرصہ ہو گیا تھا۔ مگر اولاد نہ ہوئی تھی۔ میں نے گندہ دیا تھا۔ اب خدا نے

اُن کو بیٹی دی ہے۔ میں نے دونوں میاں بیوی کو مبارک باد دی اور بچی پر دعائیں تم گئیں۔ اسد گلشن بہت خوبصورت مکان ہے پر

مکلی میں نے لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے کئی دن کی ڈاک بیچ چکے ہیں۔ یہاں چونکہ انگریزی اور سنسکرت دو قسم کے ڈاک خانے ہیں اس لئے ہر دوئی ڈاک کی تقسیم میں دیر لگ جاتی ہے۔

غذا؟ آج بھی اُجلی ہوئی غذا کھائی تھی مگر بخیر آج بھی ہوئی۔

مجلس؟ ۴ بجے شاہی موڑ آئی تھی اور میں عراخانہ زہرا میں گیا تھا۔ اور شاہی مجلس میں شریک ہوا تھا۔ آج جمع زیادہ تھا۔

علم کا لغو؟ حیدرآباد کے مفہور مساجد سید زوراعلی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید محمد شاہ صاحب روزانہ مجلس میں شریک ہوتے ہیں آج جب مولانا سید شمس الدین صاحب حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان کیا تو صدیقی صاحب نے ایک بیٹا بانو عکرم کا لغو لگایا۔ اعظم حضرت نے اور تمام حاضرین نے پیچھے مڑ کر شاہ صاحب کو دیکھا۔ ڈاکر صاحب کی پشت پر بھی نوچے دیا

کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ڈاکر کے بیان میں ان آوازوں کی وجہ سے دل گذاری کا اثر بڑھ گیا اور صدیقی صاحب کے دوفرے اور بلند ہوئے

جب اعظم حضرت نے اُن کی حالت دُرگوروں دیکھی تو مجلس روک دی۔ یعنی آج مجلس ۱۵ منٹ پہلے ختم ہو گئی۔ آج مولانا عبدالحق صاحب بدایونی اور مولانا حکیم مقصود علی خاں صاحب نواب مقصود جنگ بہادر بھی شریک

طریق پر بنایا گیا ہے۔ اس کا بارغ بہت اچھا ہے ان لوگوں نے ہم سب کے کھانے کا انتظام بھی کیا تھا اور میرے لئے پرہیزی کھانا بھی کھانا تھا۔ مگر میں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کر دی اور گھر میں واپس آ گیا۔

دلی کے خط؟ آج دلی سے تین چار خط آئے ہیں۔ مکی کا خط بھی آیا ہے۔ جب سے حیدرآباد میں آیا ہوں اُس وقت سے آج پہلا خط ملا ہے

مگر انھوں نے لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے کئی دن کی ڈاک بیچ چکے ہیں۔ یہاں چونکہ انگریزی اور سنسکرت دو قسم کے ڈاک خانے ہیں اس لئے ہر دوئی ڈاک کی تقسیم میں دیر لگ جاتی ہے۔

غذا؟ آج بھی اُجلی ہوئی غذا کھائی تھی مگر بخیر آج بھی ہوئی۔

مجلس؟ ۴ بجے شاہی موڑ آئی تھی اور میں عراخانہ زہرا میں گیا تھا۔ اور شاہی مجلس میں شریک ہوا تھا۔ آج جمع زیادہ تھا۔

علم کا لغو؟ حیدرآباد کے مفہور مساجد سید زوراعلی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید محمد شاہ صاحب روزانہ مجلس میں شریک ہوتے ہیں آج جب مولانا سید شمس الدین صاحب حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان کیا تو صدیقی صاحب نے ایک بیٹا بانو عکرم کا لغو لگایا۔ اعظم حضرت نے اور تمام حاضرین نے پیچھے مڑ کر شاہ صاحب کو دیکھا۔ ڈاکر صاحب کی پشت پر بھی نوچے دیا

کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ڈاکر کے بیان میں ان آوازوں کی وجہ سے دل گذاری کا اثر بڑھ گیا اور صدیقی صاحب کے دوفرے اور بلند ہوئے

جب اعظم حضرت نے اُن کی حالت دُرگوروں دیکھی تو مجلس روک دی۔ یعنی آج مجلس ۱۵ منٹ پہلے ختم ہو گئی۔ آج مولانا عبدالحق صاحب بدایونی اور مولانا حکیم مقصود علی خاں صاحب نواب مقصود جنگ بہادر بھی شریک

طریق پر بنایا گیا ہے۔ اس کا بارغ بہت اچھا ہے ان لوگوں نے ہم سب کے کھانے کا انتظام بھی کیا تھا اور میرے لئے پرہیزی کھانا بھی کھانا تھا۔ مگر میں نے اپنی بیماری کی وجہ سے معذرت کر دی اور گھر میں واپس آ گیا۔

دلی کے خط؟ آج دلی سے تین چار خط آئے ہیں۔ مکی کا خط بھی آیا ہے۔ جب سے حیدرآباد میں آیا ہوں اُس وقت سے آج پہلا خط ملا ہے

مگر انھوں نے لکھا ہے کہ وہ اس سے پہلے کئی دن کی ڈاک بیچ چکے ہیں۔ یہاں چونکہ انگریزی اور سنسکرت دو قسم کے ڈاک خانے ہیں اس لئے ہر دوئی ڈاک کی تقسیم میں دیر لگ جاتی ہے۔

غذا؟ آج بھی اُجلی ہوئی غذا کھائی تھی مگر بخیر آج بھی ہوئی۔

مجلس؟ ۴ بجے شاہی موڑ آئی تھی اور میں عراخانہ زہرا میں گیا تھا۔ اور شاہی مجلس میں شریک ہوا تھا۔ آج جمع زیادہ تھا۔

علم کا لغو؟ حیدرآباد کے مفہور مساجد سید زوراعلی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید محمد شاہ صاحب روزانہ مجلس میں شریک ہوتے ہیں آج جب مولانا سید شمس الدین صاحب حضرت علی اصغر کی شہادت کا بیان کیا تو صدیقی صاحب نے ایک بیٹا بانو عکرم کا لغو لگایا۔ اعظم حضرت نے اور تمام حاضرین نے پیچھے مڑ کر شاہ صاحب کو دیکھا۔ ڈاکر صاحب کی پشت پر بھی نوچے دیا

کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ڈاکر کے بیان میں ان آوازوں کی وجہ سے دل گذاری کا اثر بڑھ گیا اور صدیقی صاحب کے دوفرے اور بلند ہوئے

جب اعظم حضرت نے اُن کی حالت دُرگوروں دیکھی تو مجلس روک دی۔ یعنی آج مجلس ۱۵ منٹ پہلے ختم ہو گئی۔ آج مولانا عبدالحق صاحب بدایونی اور مولانا حکیم مقصود علی خاں صاحب نواب مقصود جنگ بہادر بھی شریک

جلس ہوئے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت نے مولوی عبدالقدیر صاحب کو دیکھ کر ان کا نام بھی لیا تھا جو ایک امتیازی بات تھی۔ درکنہ دن کی مجلسوں میں میں نے اعلیٰ حضرت کو کسی سے بات کرتے نہیں سنا تھا۔ باوجود عام کی مسجد میں بھی مولانا عبدالقدیر صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ مولانا انیس الدین صاحب ابیر سے پڑنے بزرگ دوست مولانا انیس الدین صاحب بھی آج مجلس میں ملے تھے۔ وہ ہمیشہ علمی نشر و اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ آج بھی انھوں نے اپنی ایک تازہ تصنیف عنایت فرمائی۔ ماں باپ کے حقوق کا بہت اچھا بیان اس کتاب میں ہے رات کی مجلس؟ آج رات کو مولوی محمد فیاض الدین نظامی اور مولوی ضامن علی صاحب گتہ دار اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی سے بہت دیر بات چیت کی پھر زمانے میں جا کر جن آرا بگ سے باتیں کیں۔

• بخار پڑ گیا؟ آج رات کو بخار ڈرا پڑ گیا۔ رات کے تین بجے گلہاں بٹ زیادہ ہوئی تو ملاقات کے کمرے میں انگلیا اور اسپرنگ کی بند پر گاہ و بیکے کے سہارے لیٹ گیا۔ خواجہ بانو نے میرے اوپر کاف ڈال دیا۔ اور میں نے پروفیسر محمد حمید اللہ صاحب اسٹاڈنٹ قانون بین الممالک جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کی لکھی ہوئی کتاب "عہد نبوی کے میدان جنگ" کو شروع سے آخر تک پڑھا۔ بڑے سائز کے ۵۵ صفحات ہیں۔ اور کبھی تصویریں بھی ہیں۔ میں نے اپنی زندگی میں ان حضرت کی کتابوں اور لٹری کے میدانوں کی ایسی سائنٹفک تحقیقات نہیں دیکھی تھی۔ پڑھتا جاتا تھا مادر زندہ باد محمد اللہ کہتا جاتا تھا۔ اور "زندہ باد بزرگ" بھی کہتا جاتا تھا۔ نیز کہ انگوٹھ کی وجہ سے صدمہ لکھو نہ ہوتا تو میں اتنی بڑی کتاب کو لیٹے لیٹے تمام و کمال نہ پڑھ سکتا۔ مجھے

حسرت ہوئی کہ میں نے ایک سال پہلے لکھی ہوئی یہ کتاب اب تک کیوں نہیں دیکھی تھی اگر میں ایک سال پہلے پڑھ لیتا تو رسول خدام کی لڑائیوں کی تاریخ جو میں نے لکھی ہے اس کو اس سائنٹفک تحقیقات کی کتاب سے مکمل اور راستہ کر لیتا۔ کیونکہ نئی دنیا خاص کر یورپ والوں کے لئے یہ طرز تحریر بے حد مؤثر ہے۔ اور حقانیت انگلوں کے سامنے آجاتی ہے۔ انگلستان اور فرانس میں اس کتاب کی بہت قدر ہوئی ہے۔ اور پروفیسر حمید اللہ صاحب نے فرانس اور انگلستان میں جا کر اپنی اس "سیرچ دکشانی" پر دو تقریریں بھی کیں تھیں جس کا فرانس اور انگلستان کے علمی طبقوں پر بہت اچھا اثر ہوا تھا مجھے یہ کتاب حیدرآباد کی ایک گلی میں دی گئی تھی۔ اب میں اس گلی کو ہمیشہ "عیب کی گلی" کہا کروں گا۔ جہاں مجھے میری عمر بھر کی تلاش کا نتیجہ حاصل ہوا تھا۔

• کاکی شاہ کی دوکان سے؟ آج شام کو کاکی شاہ نظامی کی دوکان پر گیا تھا جو معظم جاہی مارکیٹ کے سامنے ہے۔

• زرین کلاہ شاہ صاحب؟ کل درگاہ حضرت شاہ فاموش صاحب میں زرین کلاہ شاہ صاحب نے اپنی مجلس میں شریک ہونے کی دعوت دی تھی اور میں نے شرکت کا وعدہ کر لیا تھا۔ مگر آج بخار کی وجہ سے وہاں نہ جاسکا۔ اور مخلص شاہ نظامی اور عبدالجمن نظامی کی معرفت حضرت کبلا بھیجی۔

• ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء جمعہ چار بجے آیا؟

• الم کے علم؟ آج محرم کی ساتویں تاریخ ہے تمام ہندوستان میں الم کے علم اٹھائے جائیں گے حیدرآباد میں بھی بہت سے امام باڑوں میں تاریخی علم موجود ہیں۔ آج روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ میرے بچے حیدرآباد کے تمام پڑ

میں علم دیکھنے گئے تھے۔

• سید رفعت صاحب؟ سید مبارک الدین صاحب رفعت ایسے بہادر شاہ بادشاہ کی تخت نشینی کا تاریخی روز نامہ فارسی سے اردو میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ آج وہ اس کا ایک حصہ دکھانے لائے تھے۔ روشن دل کا کی شاہ نظامی اور ان کی بیوی بچے ملے آئے تھے بل بالے تھے چھٹی بج گئی تھی غلامی بھی ملنے آئیں تھیں۔ روشن دل مخلص شاہ نظامی اور عبدالجمن نظامی بھی آئے تھے غلام دستگیر خاں مہمند رتبہ تیغ باز نظامی بھی ملے آئے تھے۔ شام کو ۴ بجے شاہی موٹر آئی تھی اور میں عزت خانہ نہر لکی مجلس میں شریک ہونے گیا تھا۔ آج راجہ دہرم کون بہادر بھی مجلس میں ملے تھے۔ آج بھی مولانا سید شہار حسین صاحب کا بیان بہت مؤثر اور دل گداز تھا۔ حضرت شاہ صمدانی صاحب نے آج ہی کلاسز لغزو لگایا تھا۔ سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ میں آج دن بھر تکلیف میں مبتلا رہا۔ مگر رات کو بخار نہیں ہوا۔ خواب گاہ بھر بدل دی۔

• نواب غوث یار جنگ بہادر؟ آج مجلس میں نواب غوث یار جنگ بہادر سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور وہ میرے ساتھ قیام گاہ تک آئے تھے اور مغرب کی نماز میرے ساتھ پڑھی تھی۔

• حضرت قاسم کی نیاز؟ آج جن آواہیم صاحبہ نے حضرت قاسم کی نیاز کی قبولی بھیجی تھی شامی کباب اور مین کا سالن بھی تھا۔ اور مٹی کی چار ٹھیلیاں دودھ کے شربت کی بھی تھیں ان ٹھیلیوں پر نہایت خوبصورت محل کاری کی گئی تھی۔ وہی میں ایسی ٹھیلیوں کو "جنگی ٹھ" کہتے ہیں۔ میں نے شربت تقیم کر لیا۔ اور قبولی کھائی۔ اور خواجہ بانو سے کہا یہ ٹھیلیاں دلی تک جائیں گی اور میرے گھر میں حیدرآبادی

کچھ کی یادگار کے طور پر رہی گی۔ میں نے جن آراء کو شکر یہ کا خط لکھا تو یہ الفاظ لکھے "محرم کی قبولی آئی میں نے قبولی اور کھائی" مولوی محمد رفیع نظامی نے حیدر آباد کی کچھ کا ایک دلچسپ قصہ سنایا۔ کہ حیدر آباد کے گزشتہ زمانے میں یہ رواج تھا کہ جب کسی لڑکے کی کسی لڑکی سے شادی ہو جاتی تھی تو لڑکے والے بکری کا دل تیار کر لڑکی والوں کے ہاں بھیجتے تھے۔ اگر لڑکی والے اس رشتے کو منظور کرنا چاہتے تھے تو لڑکے والوں کے ہاں قبولی بکا کر بھیج دیتے تھے۔ زمین خریدی گئی آج دہلی سے علی کا تار آیا ہے کہ یادگار زمین عرفات کی شہر فی زمین خرید لی اور رجسٹری ہو گئی۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں ساہبا سال سے اس کوشش میں تھا کہ یہ زمین مل جائے تو یادگار میدان عرفات کی گنجائش بڑھ جائے۔ قیمت آجکل کے رواج سے بھی زیادہ دی گئی ہے۔ محرم ۱۴۰۲ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء جمعہ حیدر آباد حضرت عباسؑ کی ماضی کی آج عمر کی آٹھویں ہے۔ شیعہ جماعت میں آج کے دن حضرت عباسؑ کی یادگار کی مجلسیں ہوتی ہیں۔ میری صحت اچھا ہے۔ خدا کے فضل سے کل رات کو نیند بہت اچھی آئی۔ اور نارنجی میں ہوا۔ حالانکہ میں نے حضرت قاسمؑ کی نیازی قبولی کھائی تھی۔ اور تیرم جون کا وہی اُس پر ڈالا تھا۔ سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ آجکل یہاں بھی ویسی ہی سردی ہے جیسی جبلی سے چلتے وقت دہلی میں تھی۔

صدر اعظم بہادرؑ آج دس بجے ہرکیمینی نواب مسعود الملک بہادر صدر اعظم سلطنت آصفیہ سے ملنے گیا تھا۔ ریاست دادوں ضلع علی گڑھ کے کرنل محمود جن خاں صاحب ایڈمنسٹری سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ درود

کی ریاست سلسلہ نظامیہ کی ریاست ہے سابق رئیس نواب محمد ابو بکر خاں مرحوم اور اُن کے بھائی حاجی صاحب بڑے عارف اور سلسلے کے ذرائع تھے۔ خیر آباد کے نامی بزرگ حضرت حافظ محمد علی صاحب کے چائین حضرت حافظ اسلام صاحب سے گون کو سعادت تھی حیدر آباد میں بھی مرزا محمد دارمیک صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حافظ محمد علی صاحب کے خلیفہ تھے۔ اور یہاں اُن کا سلسلہ بہت مقبول عوام و خواص ہے۔ دلوں کے رئیس قوالوں کے بڑے قدردان تھے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں کم از کم ایک لاکھ روپے قوالوں کو دے دیے ہوں گے۔ اُن کی زندگی میں میں کی بار دادوں گیا تھا۔

زاہد حسین صاحبؑ سلطنت آصفیہ کے وزیر فنانس مولوی زاہد حسین صاحب میر برائے دوستوں میں ہیں۔ آج اُن سے بھی ملنے گیا تھا۔

جمعہ کی نماز کو پڑھنے بارہ بجے باغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے پہنچ گیا تھا۔ نواب دین یار جنگ بہادر کو تو الابلہ اور مولوی عبدالعقیدم صاحب ناظم امور مذہبی اور حضرت مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی اعلیٰ حضرت کے استاذ میں کھڑے تھے کیونکہ اعلیٰ حضرت ٹھیک بارہ بجے مسجد میں پہنچ جاتے ہیں۔ نواب دین یار جنگ پہلے امور مذہبی کے ناظم تھے۔ اور کل رات کو میں نے سنا تھا کہ انھوں نے کو تو الابلہ جانے کے بعد شہر کے چوروں کا اور جواروں کا اور نشے بازوں کا بہت اچھا انتظام اور تدارک کیا ہے۔ اس لئے آج میں نے اُن سے کہا آجکل ہی آپ امور مذہبی کے کاموں سے دست بردار ہیں ہوئے ہیں۔ اور موجودہ ناظم امور مذہبی جوتی

کھڑے ہیں اُن کے کام بھی آپ کو رہے ہیں کیونکہ اندھا قمار بازی و نشے بازی غیر اخلاقی مذہبی ہیں۔ مولوی عبدالعقیدم نے جواب دیا "اسلامی حکومت میں احتساب و محاسب پولیس اور مذہب کے مشترک اختیارات رکھتے تھے" کو تو الابلہ صاحب بہت متین اور سنجیدہ ہیں۔ وہ خیر آباد میں سولہ کے پورے نہیں مسکراتے رہے۔ مگر میں نے اپنی فراموشی اور کشف روحانی کے ذریعے اُن کے دل اور دلایل کے اندھا کو دیکھا کہ وہ دونوں میری تقریب سن کر اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں کہ اُس نے اُن کو این نیک اصلاح کی بہت اور جرات عطا فرمائی۔ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی نے کہا ان کی اہلیہ حضرت مولانا سید دلدار علی صاحب ذاق حقیقی نظامی بدایونی کی نوامی ہوتی ہیں اور ایام محرم میں اُن کے گھر میں بکھاری ہوئی غذا استعمال نہیں کیا جاتی جاتی ہے۔ مسجد کے اندھا کو اُن غریب نازیوں میں بیٹھ گیا جو ہاں پہلے سے جمع تھے۔ میری آنکھیں بند تھیں اور دل میں سوچ رہا تھا کہ اب ہندوستان میں صرف ہی ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں مسلمانوں کی پُرانی تاریخ آسمان وزمین کے بیچ میں مخلوق کھڑکیوں کے پڑے ہٹا کر اپنا چہرہ دکھا رہی ہے۔ کہ کبھی اس سارے ہندوستان میں ایسی ہی بہار تھی جیسی یہاں کچھ تھوڑی بہت نظر آرہی ہے۔ مجھے خبر نہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت اور اُن کے سب امور اس میں آگئے ہیں۔ بلکہ اعلیٰ حضرت کی آواز مٹی اور انھوں نے فرمایا "خواجہ صاحب سردی کا کیا حال؟" میں نے آنکھیں کھولیں اور کھڑک ہو گیا۔ دیکھا اعلیٰ حضرت سامنے کھڑے ہیں اور لڑکھو مسافر فواری مجھ کو روکنا تو ان سے ہمدرانہ نمی طلب ہیں۔ میں نے کہا مجھے یہاں بھی بہت زیادہ سردی معلوم

ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا "مگر دہلی کے مقابلے میں بہت کم ہے۔ میں جب لارڈ ولنگٹن کو رخصت کرنے دہلی گیا تو واپس کا پہلا سہتہ تھا۔ اس وقت وہاں اتنی سردی تھی کہ لگ سینگے کو جی چاہتا تھا۔"

جمعہ کا خطبہ مولانا عبدالرحمن صاحب خطیب ہرم میں نیا خطبہ پڑھتے ہیں۔ آج انھوں نے خطبہ قرآن کی وہ آیات پڑھیں جن میں اہل بیت کا ذکر تھا اور وہ احادیث بھی پڑھیں جن میں حب الہا بیت کا ذکر تھا نماز کے بعد قاری خیر الدین صاحب نے حسب معمول قرآن شریف کی تلاوت کی۔ اور انھوں نے بھی ہرم کے حسب حال آیات تلاوت کیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تم نے مختلف مقامات کی آیات پڑھیں۔

بے انتہا خوشی میں جب ان مسیحیوں ناز پڑھتا ہوں تو اس بات کی خوشی ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کے فیضانِ شریک سے اور لیک بھائی ہمیشہ مارا یہ شریک ہوتے ہیں۔ یعنی ایک ولی عہد صاحب اور اٹھ برسے شہزادے ان میں سے بعض اعلیٰ حضرت سے یہ شہزادے ہیں۔ اور ایک صاحبزادے باہم جاہ بہادر کے چہرے پر آثارِ فہم و ذکا بہت زیادہ ہیں مگر آج ولی عہد بہادر شریک نہیں تھے شاید حیدر آباد میں جو دن ہوں گے۔ ولی عہد کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بھی تھے اور اعلیٰ حضرت کے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر تھے۔ اور نواب بشیر الدولہ سرسما جاہ بہادر مرحوم دارالہمام سلطنتِ آصفیہ کے

اے نواب ظہیر یار جنگ بہادر امیر بادشاہ و دارالہمام مورخہ ہی تھے۔ اور نواب سر الملک صدر اعظم سلطنتِ آصفیہ بھی تھے ان کو جنہیں مسلمانوں نے پرائے دور کی یاد

ہیں یعنی بہت شاندار ہیں۔ وہ ریاست چھتاری ضلع شہر کے رئیس ہیں۔ ان کے اجداد شہنشاہ اکبر کے دربار میں تھے۔ اس وقت وہ بہادر تھے۔ اس اذان کے مورث راجہ سال باہن کہلاتے تھے۔ بعد پیر راجہ لال سنگھ نے اسلام قبول کیا۔ اور ان کا نام لال خاں رکھا گیا۔ اب یہ سب لوگ لال خاں راجپوت کہلاتے ہیں۔ حافظ قرآن ہیں۔ باند صوم و صلوة ہیں۔ جب یوپی کے گورنر سے تو اپنے گورنری اسٹاف کو ساتھ لے کر جامع مسجد میں نماز کے لئے جاتے تھے۔ اور میں کہتا تھا: آپ نے گورنری کو سجدہ کرایا خوب کام کیا۔

مجھے اس سے بھی بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ میرے مرید بہادر راجہ بین السلطنت کرشن پرشا بہادر کے لڑکے نواب اقبال جنگ بہادر اور ان کے بھائی بھی نمازیں شریک تھے وہ ہمیشہ باندی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں۔

و سب بھائی میرے مرید ہیں۔ نواب قبال کو اعلیٰ حضرت کی دامادی کا شرف بھی حاصل ہے۔ آج بھی وہیں دکن کے ایک مقام کے قاضی صاحب ملے۔ سفید ڈاڑھی ہے جتنے بیٹے ہوئے تھے سب دارلوی ہیں۔ اور بھی بہت سے۔ ان سے ملاقاتیں ہوئیں کیونکہ جمعہ کی مسجدوں کو جامع اسی واسطے کہا جاتا ہے کہ وہ جمعے ہوؤں کو آپس میں جمعہ کے ملائی ہیں۔ نواب ناصر نواز اللہ بہادر کے لڑکے بھی نمازیں لے تھے۔ اور ان سے معلوم ہوا تھا کہ ان کے والد کو بخار ہے۔

گھر میں واپس آکر کھانا کھانا۔ میرے بیٹے ملک بہادر شاہ کی تخت نشینی تک کا کام رہا۔ اور شیخ بہار علی صاحب شاہ نظامی اور روشن دل خواجہ راجہ چھما ری نظامی اور روشن دل

نظامی اور روشن دل ناسر فی شاہ نظامی نے آئے تھے۔ کاکاشاہ کے لڑکے نال الدین بہادر خواجہ راجہ کے پوتے اور یوپی آئے تھے۔ مہر شاہی موٹرائی اور میں غراخانہ بہار گیا۔ بہت سے ہندو مسلمان شیعہ سی امراد عہدے دار اور علماء و مشائخ جمع تھے۔ نواب ہوشیار جنگ بہادر یعنی ہوش صاحب بکرائی نے مجھ سے سردی کا حال پوچھا میں نے کہا عجیب بات ہے۔ اعلیٰ حضرت بھی آتی ہیں۔ تین تین سے ہوش صاحب نے کہا ہے: وہ نہ کی یا ہے حبیب بنے پیچھے لحاف داتا مہر ابھرا راجہ دہرم کن بہادر جی بھی مجلس میں آئے تھے اور مولوی معصوم علی صاحب دارلوی بھی ملے تھے۔ آج مولانا سید شمس صاحب نے حضرت عباس کی شہادت کا بیان کیا تھا بہت مؤثر بیان تھا۔ شاہ صدر الدین صاحب نے آج بھی تین خلوص نعرے لگائے تھے۔ آج حسین کے واپس آنے کی اس تھی۔ ماں باپ نے بہت دیر تک ان کے آنے کا انتظار کیا اور کھانا نہیں کھایا۔ نیا کاکاشاہ کی روشن دل حکیم خسر شاہ نظامی اچھل اپنی والہ کے ساتھ مدنیہ منورہ میں ہیں ان کے لڑکے اپنی ماں کے ساتھ نیا کاکاشاہ وادہ ملے آئے تھے۔ بادشاہ ملکہ نظامی کے لڑکے میل لائے تھے۔ ختم صاحب کاکاشاہ آبادی دارلوی ہے۔ کہنے لگا: "والہ" ہیں۔ وہ جینے کی نئی رخصت حاصل کرنے کی درخواست دیا ہوں۔"

میں نے حکیم بھی کھایا۔ اور مولوی فیاض الدین نظامی کی حکیم صاحبہ کے پیچھے تھے نئی روشنی اور برائی روشنی کے بہت سے کھانا رجم کھائے معہ کہنا حادہ خست کے فکر نہ قبول۔ نفسِ خوب دنیا تھا اب تو آرام سے گزرتی ہے۔ غایت کی خبر مل جائے۔ ضامن علی صاحب گتہ دار اور

ان کی اہلیہ بشیر النساء بیگم نے آراجم اور سید ذہین نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی سے آج رات کو بہت دیر تک اپنی زندگی کی کہانیوں کا ذکر ہوتا رہا۔ پھر مضامین فرحت کتاب پڑھی۔ فرحت احمد بیگ دہلوی مقیم حیدر آباد ایچی اردو لکھتے ہیں کہ میں اگر ہوائی جہاز میں بیٹھ کر ان کی اردو بولی سے آگے بڑھنا چاہوں تو بہت اہل ہوائی جہاز فلا بازی لکھا کر نیچے گر پڑے۔

رات کو بہت اچھی نیند آئی۔ اور بہت زیادہ نیند آئی۔ اور بہت سکھ دینے والی نیند آئی۔

۹ محرم ۱۳۸۵ھ ۲۵ دسمبر ۱۹۶۵ء شہید آباد ہمارے آج صبح روشن دل مخلص شاہ نظامی ہم سب کے لئے نہاری لائے تھے۔ مگر میں نے اس لئے فوراً انہیں کھائی کہ حکیم محمد علی صاحب مجھ دیکھنے آئے والے تھے روشن دل خواجہ راجہ محمد یار علی نظامی اور روشن دل ناسوتی شاہ نظامی اور روشن دل لکائی شاہ نظامی اور روشن دل مخلص شاہ نظامی اور روشن دل فیاض الدین نظامی اور مرزا مخلص خاص علی صاحب اور سید سعید نظامی اور مولوی قطب الدین صاحب تعلیقہ دار محبوب نگار اور مولوی سراج الدین صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی اور روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی اور سید ذہین نظامی ملنے آئے تھے۔

تیغ باز خاں کہ غلام دستگیر محمد تہر نظامی تیغ باز خاں بھی ملنے آئے تھے۔ اور دستم خاں صاحب بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ رہبر صاحب نے ایک لغت سنائی تھی اور حضرت محبوب پاکؐ کی نشان میں منقبت بھی سنائی تھی۔ اور میری تعریف کے بھی کچھ اشعار سنائے تھے۔

نوکر غائب کہ غم کی وجہ سے آجکل سب گھروں کے عورت مرد خدمت گار جھپٹاں رہے ہیں میرے میزبان کے دو کمروں میں بھی کمی ہو گئی ہے۔

حکیم محمود علی صاحب کہ سید سعید نظامی اور رضا علی صاحب مرزا مخلص کے ساتھ حکیم محمود علی صاحب میری نبض دیکھتے آئے تھے حکیم صاحب گورے رنگ کے بہت قبول صورت آئی ہیں۔ عمر چالیس کے قریب ہے۔ حیدر آباد میں بہت مقبول ہیں۔ یونانی اور ڈاکٹری دونوں طبوں کی واقفیت اور مہارت ہے۔ دو طریقوں سے میری نبض دیکھی۔ پہلے چاروں انگلیوں کو نبض پر رکھا۔ پھر ایک انگلی سے نبض دیکھی۔ میں نے کہا حکیم اجمل خاں صاحب دہلوی کے خاندان والے ایک انگلی سے نبض دیکھتے تھے۔ اور حکیم نابینا صاحب چاروں انگلیوں سے نبض دیکھتے تھے۔ حکیم صاحب نے ڈاکٹری آلات سے میرے خون کے باؤ کا امتحان بھی کیا۔ اور قارورہ بھی دیکھا۔ انھوں نے کہا خون کے باؤ کا کم ہونا زیادہ نقصان نہیں ہے۔ دباؤ کا بڑھ جانا اس عمر میں مضرت ہوتا ہے۔ ان کی رائے ہوئی کہ سب اعضا ٹھیک ہیں۔ مگر کی خرابی زیادہ ہے۔ معدہ بھی اچھا ہے۔ مگر جگر کی خرابی کا اثر معدے پر بھی پڑتا ہے۔

میں نے یونانی اطباء کی دواؤں اور تجویزوں اور تشخیص پر تبصرہ بھی کیا۔ حکیم صاحب نے سہنس کر قوجہ کے ساتھ میری نکتہ چینیوں کو سنا اور ایک خاص نکتہ آخر میں بیان کیا کہ آپ کو ڈاکٹری اور یونانی دوائیں اس واسطے زیادہ کارگر معلوم نہیں ہوتیں کہ دوا تجویز کرنے والے آپ کی عمر اور کمزوریوں کو ملحوظ نہ رکھ کر معتدل دوائیں نہیں دیتے۔ زیادہ تھوڑا دیا جائے تو نہ کہ آپ کا مزاج برداشت نہیں کر سکتا اس واسطے آپ ان سے بدگمان ہو جاتے ہیں۔

فجہ پراس بھی نکتے کا اثر ہوا۔ اور میں نے اسے محسوس کیا کہ اپنے علاج کے تارکک مکرے میں بجلی کا سوچ کی برس سے دھند رہا تھا۔ آج

وہ مل گیا حکیم صاحب نے قارورے کو دیکھ کر لائے۔ دیکھ کر میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ فتور ہضم کے آثار ہیں۔

نیاز نے آج مولوی فیاض الدین نظامی کی حکیم صاحب نے نیاز کا کھانا بھی کھا۔ نیاز کے کھانے تقلیدی نہیں تھے۔ کیونکہ تقلیدی کھانے آجکل حکیم اور قبولی اور بیٹھے روٹ مٹے ہیں ان کی نیاز میں مرغ پلاؤ تھا۔ اور نری روشنی اور پرائی روشنی کے بہت سے کھانے تھے۔

خواتین سے ملنے گیا کہ حکیم مولوی فیاض الدین کی والدہ اور بہن اور بھانجی اور بھائی اور بھانجی۔ سہنسے کیا تھا۔ جو آج ان کے ہاں تھا تھے۔ پندرہ منٹ بات کرنے پاپا تھا کہ شاہی میٹر لینے آئی اور میں عرافانہ زہرا میں چلا گیا۔

ہجوم کی کثرت آج عرافانہ زہرا میں بہت زیادہ ہجوم تھا۔ شیعہ سے اہل اور عہدے دار اور عوام بہت زیادہ تھے۔ عرافانہ کے دروازے میں اعلیٰ حضرت کی آمد سے پہلے اعلیٰ وزیر اور بڑے عہدے دار جمع ہو جاتے ہیں۔ اور میں بھی انہیں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں۔ آج ہزار کیلشنی نواب سر سید الملک صاحب بھی آئے تھے۔ اور نواب سالار جنگ بہادر بھی آئے تھے۔ میں نے صدر اعظم صاحب سے کہا کہ ”یہ نیاں صدیوں سے بڑے بڑے بادشاہ دروڑا آتے ہیں اور فنا ہو جاتے ہیں مگر ان کی خوبیاں اور برائیاں یاد رہ جاتی ہیں مجھے آپ کی یہ خوبیاں ہمیشہ یاد رہتی ہیں کہ جب آپ یوپی کے گھنٹے تھے تو شافعیہ جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد میں گئے تھے۔ اور یہاں بھی آپ کو ہر جمعہ کی نماز میں دیکھنا ہوں“ نواب صاحب نے جواب دیا۔ ”بیشک دنیا ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے انسان کو اپنے معبود کے آگے جھکا رہنا چاہیے“

پھر حضرت امام حسینؑ کے صبر و استقلال کا ذکر آگیا۔ نواب ہوشیار علیؒ ہوش بنگرامی نے کہا: "حسینؑ سے زیادہ کسی انسان کی قوت صبر آج تک معلوم نہیں ہوئی۔" میں نے کہا: "میشیک دنیا کی کسی قوم میں حضرت امام حسینؑ کے صبر و استقلال کی مثال موجود نہیں ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰؑ جن کو ہم مسلمان برگزیدہ پیغمبر مانتے ہیں اور قرآن نے اُن کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کا خطاب دیا ہے۔ اُن کی نسبت بھی انجیل میں یہ لکھا ہے کہ جب وہ صلیب کے سامنے لائے گئے تو بہت تبت کے تقاضے سے اُن کی زبان پر "ایلی ایلی لما سبتانی" لائے خدا تو مجھے کیوں بھول گیا۔" کے الفاظ آگئے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "اے خدا مجھے موت کے اس پیالے سے بچالے۔" مگر حضرت امام حسینؑ کی زبان سے یا کسی بھائی حرکت اور طرز عمل کے کسی قسم کی بے صبری اور گہرا رنج ظاہر نہیں ہوئی۔ نواب صاحب چغتائی نے بھی میرے بیان کی تصدیق کی اور انجیل کا انگریزی فقرہ میری تائید میں پڑھا۔ آج مولانا سید نثار حسین صاحب کا بیان بہت ہی زیادہ علم و مال کا بیان تھا۔ حاضرین مجلس پر جی اثر ہوا اور محمد علی شاہ صاحب نے نعرے بھی لگائے۔

رات کا پروگرام ملتوی آج میں نے مباراجہ بہادر کے مکان پر چوں سمیت جانے کا وعدہ کیا تھا تاکہ نعل صاحب کا حلیہ سنیجے وہاں میٹھ کر رہیں۔ اور مباراجہ بہادر کے صاحبزادہ زاب نسیب یار جنگ اور نواب اقبال جنگ وغیرہ نے میرے لئے انتظامات کر دیئے تھے مگر معلوم ہوا کہ نعل صاحب کی سواری رات کے ۱۱ بجے آئے گی۔ اُس وقت تک میرے پچول کا سیدار بہنہ مشکل تھا۔ اور میری صحت بھی یہ

بیداری برداشت نہ کر سکتی تھی۔ اس واسطے میں نے مباراجہ بہادر کے ہاں ٹیلیفون کر دیا۔ اور رات کو گھر ہی میں رہا۔ ناسوتی شاہ غلامی نیاز کے روٹ لائے تھے۔ یہ نہایت لذیذ موٹی موٹی روغنی اور میٹھی روٹیاں ہوتی ہیں۔ نعل صاحب کو قلب شامی سلطنت کے زمانے میں حضرت امام حسینؑ کے گھوڑے کا ایک نعل حیدر آباد میں آیا تھا اور اُس زمانے سے آج تک اُس نعل کا جلوس محرم کی نویں تاریخ کو نکالا جاتا ہے۔ یہ نعل ایک جھڑے پر لگا ہوا ہے۔ اور اُس پر لوگ حنڈل چڑھاتے ہیں۔ بچوں کے سہرے باندھتے ہیں۔ اور کپڑے باندھتے ہیں جن کو ڈھائی ٹی لکھا جاتا ہے۔ عبادت کے بعد آج کی رات میرے دادا حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے فریقوں اور بال بچوں کے ساتھ عبادت کی تھی اور شب بیداری رہی تھی اس واسطے آج میں نے بھی کچھ دیر شب بیداری کی اور جتنی ہو سکی عبادت بھی کی۔ مگر خواجہ بانو ساری رات عبادت میں مشغول رہیں۔ میں نے صبح منہ کر کہا اس حد تک عورتوں کا درجہ مردوں سے بڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

سید ذہین کا سلام آج رات کو مورخ دکن سید ذہین غلامی نے اپنا لکھا ہوا سلام بھی مجھے سنایا تھا میں نے کہا تین آدمیوں کی مجلس میں ہم نے بھی روحانی حق ادا کر دیا۔

المحرم شمسہ ۱۶ دسمبر ۱۹۳۵ء توار حیدر آباد ولی کا تاراج آج دہلی سے علی کا تاراج ہے۔ کونشی قربان علی صاحب بہت سخت بیمار ہیں یہ میرے والد کے دوستوں میں ہیں۔ انتہی برس کی عمر ہے اور چالیس برس سے میری نفا کرتے ہیں۔ اردو بازار میں میری کتابوں اور دواؤں کی دوکان کا انتظام بھی ان کے ہاتھ

میں ہے۔ ان کی حقیقی اولاد نہیں ہے۔ محمد بن غلامی اور محمد اطہر کو انھوں نے پالا ہے۔ مجھے اس خبر سے بہت دکھ ہوا۔ اور میں نے اُن کی صحت و سلامتی کی دعا مانگی۔ اور خیریت جلدی کا تاراج کیا۔

رات کی بیداری کی وجہ سے طبیعت خوش ہے حکیم محمود علی صاحب کی دوا کل شام سے شریعہ کو دی ہے۔

شامی موٹر سارے آٹھ بجے خلاصہ امید شامی موٹر آئی۔ خلاف امید اس لئے کہ کل میں نے ڈرائیور سے کہہ دیا تھا کہ غنچے کے دن میں کہیں نہیں جاؤں گا۔ مگر آج موٹر آئی تو ڈرائیور نے کہا "نفل سب کی کاہک ہوا ہے کہ خواجہ صاحب کو لے کر نواب سالار جنگ کے مکان پر آؤ۔ اور پھر نواب خیر دیا ر جنگ کے مکان پر لاؤ۔ جہاں مولانا سید محمد بادشاہ حسینی دغظ کھتے ہیں۔ میں نواب سالار جنگ کے مکان پر گیا۔ چلو خانے میں فوجوں کی صف بندی دیکھی موٹر آگے بڑھی تو علی حضرت اور نواب سالار جنگ بہادر اور شہزادگان اور نواب صاحب چغتاری اور نواب ہوشیار جنگ بہادر اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر اور نواب رحمت نواز جنگ بہادر وغیرہ میدان میں کھڑے تھے۔ میں نے موٹر سے اتر کر نفل سجائی کو سلام کیا۔ ذات شامانے قریب آکر دریافت فرمایا کہ کیوں خواجہ صاحب ہندوستان کے محرم میں اور یہاں کے محرم میں کیا فرق ہے؟ میں نے کہا "ہندوستان کے ہر شہر اور قصبے کے محرم میں نے دیکھے ہیں۔ مگر جو نوزمر اسم حیدر آباد میں دیکھے وہ کہیں نہیں دیکھے۔" اسناد ہوا کہ ابھی نواب صاحب چغتاری نے بھی یہی مجھ سے کہا ہے۔

ایک شرف نظر اور اسے حضرت میدان میں مکر
تھے۔ جلوس حضرت عباسؑ کے ہم کائنات والا تھا۔
فوج اور پولیس کی صف بندی تھیں۔ میں نے
دیکھا کچھ فاصلے پر ایک غریب عورت سیاہ بونہ
اور سہ کھڑی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دور
سے اس کو دیکھا اور اس کے پاس تشریف
لے گئے وہ قدموں کی طرف جمی۔ اور اعلیٰ حضرت
بہت دیر تک اس سے باتیں کرتے رہے میں
نے کو تو ال صاحب سے پوچھا معلوم ہوا اس
عورت نے اعلیٰ حضرت کے بچپن میں بطور
خدمت گزارا ماکہ خدمت کی تھی جبکہ اس نظر
کا بہت اثر ہوا کہ انشاؤں بادشاہ اپنے پرانے
خدمت گزاروں کے حقوق کو کس طرح سے یاد
رکھتا ہے۔ راکھوں روپے کی جاگیریں رکھنے والے
امرا شرف ہمکامی کی نشانیں رکھتے ہیں۔ اور یہ
ان کو یہ شرف حاصل نہیں ہوتا لیکن ایک غریب
خدمت گزار عورت جس نے چالیس پچاس برس
پہلے کبھی اعلیٰ حضرت کی خدمت کی تھی اس پر
یہ الطاف ہے کہ خود اس کے پاس پیدل چل کر
گئے اور بہت دیر تک اس کے حالات دریافت
فرمائے۔ اور تمام امراء کے لئے جو دریاں بہت
بستہ حاضر تھے غریب نوازی اور غریب پروری
کا ایک نمونہ دکھایا تاکہ وہ سب بھی غریبوں
کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں۔

ابن زہرا و اولیاء ہزاروں سیاہ پوش
سرخ بونہ پارہ بونہ بڈھوں جوانوں اور بچوں کا
ایک جلوس اندر آیا جن کے ہاتھ میں حضرت
عباسؑ کا علم تھا۔ اور وہ ابن زہرا و اولیاء کے
نعرے لگا رہا تھا۔ اور فارسی میں اعلیٰ حضرت
کا مرثیہ پڑھتا تھا اور ماتم کرتا تھا۔ نواب
سالار جنگ بہادر اور شیعہ امرا سیاہ لباس
اور سیاد دستاروں میں تھے حجب جلوس
نے تمام جلوس خانے کا مشت لگا لیا تو علم لے کر

وہ امام باز سے کے اندر گیا۔ میں بھی اعلیٰ حضرت
اور امراء کے ساتھ امام ہائے میں گیا۔ وہاں
بکثرت سیاہ پوش بوڑھے جوان اور بچے
سر دیا بونہ سینے کھولے ہوئے جمع تھے ان
میں اکثر ایرانی نسل کے معلوم ہوتے تھے۔
نہایت گورے اور خوبصورت اور وجیہ
اندر بھی اعلیٰ حضرت کا سلام پڑ گیا۔ جو
نظام گزٹ میں شائع ہوا ہے۔ اور ان سب
نے مل کر ماتم کیا۔ آخر میں اعلیٰ حضرت کے
لئے دعائیں پڑھیں اور آمین کے نعرے بلند ہوئے۔
نواب فیروز یار جنگ بہادر کی مجلس
یہاں سے اعلیٰ حضرت نواب فیروز یار جنگ
کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اور میں بھی ہاں
گیا۔ نواب فیروز یار جنگ سنی تھے۔ اور ان کی
مجلس میں حضرت مولانا سید محمد بادشاہ حسینی
صاحب وعظ کہتے ہیں۔ یہاں سنی علماء و
مشائخ و امراء و عوام ہزاروں کی تعداد میں
جمع تھے۔ پہلے ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت
کا فارسی سلام پڑھنے کے ساتھ سنایا کہ
کے بعد مولانا صاحب کا وعظ ہوا۔ انھوں نے
آیات و احادیث کے حوالوں سے اہل بیت
کی مدح بیان کی۔ اور بیان شہادت کو ایسے
مؤثر انداز سے ادا کیا کہ تمام مجلس زار و قطار روتی
رہی۔ مولانا نے خلفائے راشدین رضوان اللہ
علیہم اجمعین کا ذکر بھی بہت مؤثر الفاظ میں کیا۔
اور یہ بھی کہا کہ اعلیٰ حضرت حضرت خلیفہ اولؑ
کی اولاد میں ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت کے لئے آخر
میں دعا بھی مانگی۔
سید سعید نظامی کے گھر کے کمرے ۲۱۲ میں دو نو
مقامات سے رخصت ہو کر سید سعید نظامی کے گھر
پر آیا۔ وہ انٹرنیٹ دار مدراس سے واپس آئے
ہیں۔ انھوں نے کہا کہ حسین امین و میر کو حیدر آباد
میں آجائیں گے۔ سعید کی والدہ اور انگریز بیوی

اور ان کے بچے بھی ملے۔ طاہر دل محبوب خان
نظامی بھی ملے ان میں فنیس نظامی کے بھائی
اور ان کے بچے بھی ملے۔ پھر سعید نظامی کے
ساتھ قیام گاہ پر آیا۔ خواجہ بانو اور بچے حیدر آباد
میں حضرت بیوی کا علم و بچپن چلے گئے۔ اور
میں قیام گاہ پر پھر گیا کہ بہت شک گیا تھا۔
نیاڑ کا کھانا، طاہر دل بادشاہ سعید نظامی نے
اپنے لڑکے کے ساتھ نیاڑ کا حلیم اور قبولی اور شتر
بھیجا تھا۔ میں نے کہا میں آج کھانا نہیں کھا سکتا
طبیعت ٹھیک نہیں ہے مگر بادشاہ میگم کے
لڑکے نے کہا۔ اماں نے تاکید کی ہے کہ یہ نیاڑ
کا کھانا کھلا کر آنا۔ آخر میں نے چند فاسے قبولی
اور حلیم کے کھائے اور میگم فیاض الدین نظامی
نے جو کھانا بھیجا تھا اس میں سے دیکھتے چھا
کے کھائے۔ کیونکہ حلیم میں مرغیں بہت تھیں۔ اور
اس کے بعد یہ جھگڑا سو گیا کہ اب کس جانا
نہیں ہے۔ چند منٹ بھی نہ بایا تھا کہ سنا
تین بجے شاہی موٹر آئی۔ جو یہاں لے گیا اعلیٰ حضرت
کا قیام گاہ پر اسے کہ خواجہ صاحب حویلی قدیم میں
آئیں۔ میں حویلی قدیم میں گیا۔ جو شہر کے اندر
ہے۔ اور جہاں اعلیٰ حضرت کے اجداد رہا
کرتے تھے۔ اس حویلی کے سامنے بہت بڑا جلو
خانہ ہے اس وقت تک اعلیٰ حضرت تشریف
نہیں لائے تھے۔ اور بائیکاہ کے امراء اور مہاراجے
بہادر کے لڑکے موجود تھے۔ میں نے کچھ دیر نواب
حسن یار جنگ بہادر و نیر و نواب سر و قار الاہرار
اقبال الدولہ بہادر سے اور مہاراجہ بہادر کے
نواب نصیر یار جنگ نظامی اور نواب اقبال جنگ
نظامی سے باتیں کیں۔ اور نواب ظہیر یار جنگ بہادر
امیر بائیکاہ و صدر المہام امور مذہبی سے بھی باتیں
کیں۔ بیکانیک اعلیٰ حضرت تشریف لے آئے۔ اور
اور ولی عہد بہادر بھی تشریف لے آئے۔ اور
نواب صاحب چغتاری بھی آئے۔ اور اس کے بعد

بیگمات شاہی کی موٹریں آئی شروع ہوئیں۔
اگلے حضرت نے ان موٹروں کی صف بندی
چند منٹ کے اندر اسلے کر کے ایسی عمدہ
کرا دی کہ سارا میدان بہت خوش نما ہو گیا۔
اگلے حضرت کی چار صاحبزادیاں پردے
سے باہر میدان میں کھڑی تھیں۔ باقی سب
بیگمات پر دسے دار موٹروں میں تھیں۔ تین
صاحبزادیاں سیاہ لباس میں تھیں۔ اور ولی
بہادر کی بہن سبز لباس میں تھیں۔
حضرت بیوی کا علم لے کر پیر۔ بعد حضرت
بیوی کا علم ہاتھی پر اُٹھ آیا۔ اگلے حضرت کے
قریب تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ خواجہ
صاحب نے بھی پہلے بھی حویلی قدیم کیا جلوس
دیکھا ہے۔ میں نے جواب دیا جی نہیں جیرے
لئے یہ ملا موقع ہے۔

علم آمانے کے بعد سیاہ پوش سر و پا پر بہ
ماتم گزادوں کا ایک بڑا جلوس اندر آیا جو صف
بندی کر کے کھڑ ہو گیا۔ ان میں بوڑھے جوان
اور بچے ہزاروں کی تعداد میں تھے کچھ دیر چلنا
سید شام حسین صاحب کے آئے
کا منتظر رہا۔ اور جب وہ آگئے
تو انھوں نے کھڑے ہو کر مختصر
تقریر کی جس میں میدان
کر بلا اور غنبد اہ کا ذکر تھا۔ اس
کے بعد ماتم شروع ہوا۔
ماتم کرنے والوں کے دو گروہ
تھے۔ اور ہر گروہ کا ایک
منظم تھا۔ پہلے ایک گروہ
نے ماتم کیا۔ اور منظم نے
اگلے حضرت کے لئے دعا مانگی
پھر دوسرے گروہ نے ماتم
کیا۔ اور اگلے حضرت کے
لئے دعا مانگی۔

پیشانی پر اگلے حضرت میدان کے وسط
میں کھڑے تھے۔ میری بائیں طرف ولی عہد
بہادر وغیرہ اکابر کھڑے تھے۔ یکایک میں نے
اپنی بائیں طرف دیکھا کہ لوگوں میں کچھ پیشانی
اور گھبراہٹ پیدا ہوئی ہے۔ اور لوگ ہشت
کی طرف گھٹنے کے اندر گھبراہٹ کر دیکھ رہے
ہیں۔ میں بھی اس طرف تہستہ تہستہ گیا۔
دیکھا کہ نواب صاحب چٹاری کو غش آگیا ہے
ان کا چہرہ زرد ہے۔ اور پسینہ آ رہا ہے۔

اگلے حضرت بھی تشریف لائے اور حکم دیا
کہ نواب صاحب کو جلدی قیام گاہ پر لجاؤ۔ اس
کے بعد ماتم شروع ہو گیا۔ مگر موٹروں کے جانے
کا راستہ بند تھا۔ اس واسطے نواب صاحب
صحیحی میں ٹھہرے رہے۔ کچھ دیر کے بعد کھڑے
رہنے کے سبب مجھے بھی کھڑے شروع ہونے
پڑے۔ مگر میں نے ضبط سے کام لیا۔ ولی عہد بہادر
کے کاموں نواب قدرت نواز جنگ بہادر کے
پاس آئے اور کہا کہ آپ کے چہرے سے کچھ
نا توانی ظاہر ہوتی ہے۔ میں اگلے حضرت
سے اجازت لے کر آپ کو اندر لے گیا۔ قیام گاہ
میں لے آیا۔ اور کہا میں بالکل اچھا ہوں
اور اس کے بعد ولی عہد بہادر سے جا کر ملا۔
اور ان کی صحت کا حال پوچھا۔ انھوں نے کہا
نکام ہے اور گلے میں کچھ تکلیف ہے۔ میں نے
کہا یونانی جو شانہ استعمال کیجئے۔ ڈاکٹری دوائی
نکام میں زیادہ مفید نہیں ہوتی۔

جزئیات کی تنظیم آج میں نے نواب
سالار جنگ بہادر کے ہاں اور حویلی قدیم میں
اگلے حضرت کے ایک خاص صفت کو محسوس کیا
کہ ان میں جزئیات کی تنظیم کا ایسا سلیقہ ہے
جو ہندوستانی زمینوں پر ریلوے میں کہیں
میں نے نہیں دیکھا۔ کانگریس اور ایک کچھ
میں اور یا ستوں کے درباروں میں بار بار دیکھا

کہ رضا کار سیکڑوں کی تعداد میں اور لوہے کے
ابکار پیشانہ انتظام کرتے کرتے ٹھک جاتے ہیں
مگر انتظام قادیوں میں نہیں آتا۔ مگر مجھے حیرت تھی
کہ ایک دہے چیلے آدمی کے اشاروں میں کیا جاؤ
ہے کہ ہزاروں عوام کا لانا نام کو چند منٹ میں
ایسا منظم کر دیا اور وہ سب کے سب ایسے
دم بخود ہو گئے کہ سانس کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی
اگلے حضرت میدان میں لکڑی ہاتھ میں لئے
ٹھیل رہے تھے اور سب زمینیں اور بہرہ ریزی
و ایسی کہ جب جلوس واپس چلا گیا تو اگلے حضرت
نے حکم دیا کہ صاحب ولی عہد بہادر کو اگلے حضرت
صاحب کہتے ہیں۔ کا علاج ناسا ہے۔ ان کو
اور نواب صاحب چٹاری کو اور خواجہ صاحب
کو پہلے روانہ کر دیا جائے۔ چنانچہ سب پہلے
میں روانہ ہوا۔ اور میرے بعد ولی عہد بہادر اور
نواب صاحب چٹاری روانہ ہو گئے۔

قیام گاہ پر آیا تو معلوم ہوا نواب سوار یار
نظامی اور نواب نثار علی صاحب نے آئے
تھے۔ مغرب کے بعد خواجہ بانو اور بچے علم و کتب
کو واپس آئے اور انھوں نے کہا کہ میں آراہیم
عاجہ نے ہم سب کے لئے نشست کا بھی انتظام
کیا۔ اور ہماری مدارات بھی تیار
اچھی کی تھی۔

دعوت کا خط آج ایک بچے مہاراجہ بہادر
کی مہاراجی وزارت النساء و تنظیم نظامی نے
خط بھیجا تھا کہ میں نے نواب قدیر جنگ مرحوم
کے مکان پر آپ کے لئے علم و کتب کا انتظام
کیا ہے۔ اور کھانے کا انتظام بھی کیا ہے۔ میں
نے محضت لکھ کر بھیجی کہ میں آراہیم سے وعدہ
پہلے ہو چکا ہے۔

رات کو مولوی فیاض الدین نظامی اور مولیٰ
خوش اقبال شاہ نظامی سے باتیں کیں تھیں۔
اور مرزا فرحت اللہ بیگ عد حکم مہاراجہ

قرآن ناطق؟ آج حیدرآباد کے مشہور و مقبول روزانہ اخبار تہریں مولانا ابوالکلام صاحب آزاد صاحب کا گھر میں ایک مضمون پڑھا جو تین صفحے کا تھا اور جس میں مولانا نے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت علیؑ کو قرآن ناطق کہنا جائز ہے اور انہوں نے جو دعویٰ کیا تھا کہ میں قرآن ناطق ہوں یہ بالکل ٹھیک و دعویٰ تھا۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی کہ مولانا نے موجودہ زمانے میں ایسا مضمون کیونکر بیان کر دیا۔ مگر غرض صاحب نے اور فیاض الدین صاحب نے بتایا کہ یہ مضمون اکتالیس برس پہلے کا ہے جو کھٹکتے کی ایک مجلس میں ۵۰ محمد شمس الدین کو پڑھا گیا تھا اور رسالہ "المنار" میں شائع ہوا تھا۔

آج رات کو میں سویا اور سو ب جی بھ کر سو ا
الرحمہ ۱۳۶ھ اور سب سے پہلے میر حیدر آباد
محمد خاتم الملک عشرہ ختم ہوا۔ حیدر آباد میں ۱۲
محمد کے بعد رستم ختم ہوا۔ آج صبح علامہ شکیب
مہن تیغ باغیوں نظامی اور درویشوں نے مجلس شاہ
نظامی ملنے آئے تھے۔

شہسوار کی آواز صبح کی نماز کے بعد میں
اپنی سانس پر غاموش بیٹھا تھا کہ گھوڑے کی نالہ
کی آواز آئی۔ میں نے خیال کیا میرے گھوڑے
کی آوازیں ہیں۔ غور ہی دیر کے بعد کسی آدمی نے
آواز آئی۔ باہر جا کر دیکھا تو نواب عابد یار صاحب
موجود کے بڑے لڑکے میر خورشید علی انگریزی
لہاس میں گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں۔ میں
نے کہا سب بہرے کے خواجہ جی جابہ میں پوش
من انداز قدرت راجی شمس۔ آج تم اس
روپ میں آئے ہو۔ ہمارا کچھ شہسواروں میں
پوشیدہ تھا۔ کلام اپنی میں گھوڑوں کو ڈرتے
کی قسمیں کھاتی تھیں۔ اور ہماری پول
چال میں پابہ رکاب کا ہی وردہ بولا تھا تھا۔
دہلی میں جب ہمارا تخت و تاج چھنا تو نہ

گھوڑے رہے نہ ان کی کامیں ہیں۔ اور
پابہ رکاب کی جگہ ریل گاٹ باٹھ میں لینا
پڑا۔ اور دست بہ ملکٹ بولنے لگے میر خوش
حضرت خواجہ لکھنؤ صاحب تو نسو کی جتنی نظامی
رحمہ اللہ علیہ کے سلسلے میں مرید ہیں۔ ان کے
والد مرحوم بھی حضرت نے مرید تھے اور بزرگ
والد کے دوست تھے۔ کہنے لگے کئی دن سے
آپ کی تلاش میں تھا۔ آج اس غازی ہر
کے ذریعہ یہاں آن پہنچا۔ میں نے کہا میں
ایک دن تمہارے مکان پر آؤں گا اور اپنی وضع
قدیم کو پورا کر دوں گا۔ شہسوار اتنی بات کر کے
گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا گیا۔ میرے لڑکے حسن
ابو طالب نے کہا آپ نے ان کو تار کیوں
نہیں! میں نے کہا بیٹا شہسوار گھوڑے
سے اس وقت اترتے ہیں جب ان کی منزل
مل جاتی ہے۔ اور جب تک منزل ما تہ
نہ آئے گھوڑے پر بیٹھا رہتا ہے۔

آغا حیدر دہلوی آج میرے پڑانے
دوست آغا حیدر دہلوی ملنے آئے تھے
دیکھا ڈاڑھی سفید ہو گئی ہے۔ میں نے کہا
یہ کیا اندہ میرے کہ حیدر آباد نے تمہاری ڈاڑھی
آنی جلدی سفید کر دی کہ میرے آغا حیدر
کا دہلی میں بچپن بھی دیکھا ہے۔ اور حیدر آباد
پہلے تک وہ حیدر آباد میں بے ڈاڑھی ہو کر
کے بچے ہی معلوم ہوتے تھے۔ شائد ان
کی ڈاڑھی کا بانی کسی ہی نہ ہو۔ سفید ہی نکلی ہو۔
میر ہی مضمون نگاری کی تعریف کرتے رہے
کہتے تھے نواب مرید مسعود جنگ مرحوم سرسید
کے پوتے آپ کی انشا پر داری کے بڑے
مراج تھے اور کہتے تھے کہ خواجہ صاحب
فرانسیسوں کی طرح اوروں کو لکھتے ہیں۔
ان کے خط آئے ہیں کہ کوئی یاد کیا کرے
یعنی بڑے بیٹے حسین کا خط انت پوسے آیا

اور بچے بیٹے علی کے دو خط دہلی سے آئے
حضرت بابا فرید منہ کارونما چہ جی صاحب کہ
دہلی سے آگیا۔ چند ہزار خواتین ملے آئیں ہیں
شاہی موٹر آئی تھی۔ اور میں غزا خان کی
مجلس میں گیا تھا۔ مولانا سید نثار حسین صاحب
کے بھائی صاحب نے مجلس پر بیٹھی تھی۔ اور
واقعہ کو بلا کے بعد جو واقعات پیش آئے
ان کو بیان کیا تھا۔ پوتے چہ چہ واپس آگیا
تھا۔ خوش اقبال اور حسن ابو طالب کے ساتھ
مغرب کی نماز پڑھی تھی۔ درویشوں نے خوش اقبال
شاہ نظامی اور ان کی اہلیہ اور ان کے لڑکے
محمد و نظامی کی بیوی اور ان کا پوتا مسعود و
نواسی اور بیٹا حسن اقبال ملنے آئے تھے۔ مٹھائی
اور میل بھی لائے تھے۔

محمد فیاض نظامی آج میرے پڑنے مرید ملوی
محمد فیاض نظامی صدر معلم مدرہ صنعت و
حرفہ اپنے رفیق عبدالقادر صاحب کے ساتھ
ملنے آئے تھے۔ ان کا خیالی کا کارخانہ بھی ہے
اور صنعت و حرفت کی علمی تعلیم بھی دیتے
ہیں۔ میں نے بہت عرصہ پہلے ان کو اس سب
کی طرف راغب کیا تھا۔ اور نوکری سے ہٹا کر
خیالی کے شہر کی طرف لگایا تھا۔ جس میں انہوں
نے ماشا اللہ انہی کی محنت اور دیانت اور لگاؤ
قابلیت کی وجہ سے بہت ترقی کی۔ ان کے
کارخانے کا نام میرے نام پر نظامی ٹیلرنگ فرم
رکھا گیا ہے۔ زیادہ خوشی اس سے ہوتی کہ
ان کی صورت اور سیرت میں تغیر نہیں ہوا
یعنی ان کی محبت و عقیدت جیسی پہلے تھی
تھی۔ وہی ہی اب ہے۔ اور جیسی صورت
ہے دن وہی ہے وہی ہی صورت ہے یعنی
آغا حیدر کی طرح بڑا پائے نے ابن پر حاکم
کیا ہے۔

سید ذہب نظامی خوش و کن ہمارے مات کو

حیدر آباد کے مہتمم شیخ سید زمین نظامی بھی آئے تھے۔ جب وہ آتے ہیں دکن کی گزشتہ تاریخ ان سے سنتا ہوں اور ان کی تاریخی آگاہی کو مان کر مہتمم دکن کہتا ہوں۔

حکیم فیروز محمد دہلی صاحب کی دوا استعمال کر رہا ہوں۔ اس سے بہت فائدہ ہے۔ نیند آتی ہے ٹھوکر لگتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے عقائد آج مجھ سے اعلیٰ حضرت کے عقائد کی نسبت سوالات کئے گئے۔ میں نے کہا "بادشاہوں کے عقائد قدرت نے یہ مقرر کئے ہیں کہ اپنی رعایا کی اساس اور حفاظت کے تمام ہیں ان کی زندگی کو خوش حال بنانے کے کام میں رات دن مصروف رہیں۔ انگریز حکومت کے اراکین دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور ہم ہر مذہب کے حامی ہیں۔ مسلمانوں کی حکومت کا دوسری طرز عمل رہا ہے۔ خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق سبب المقدس کی فتح کے بعد مدینہ کے بڑے گروہا میں تو عصر کی غازی علیہ کے سبب تھوڑا سا گروہ ابوبکر و اس نے لگے بڑے پادری نے کہا ہمیں نماز پڑھنی ہے حضرت عمر نے جواب دیا ہم مسلمانوں کی نماز ہر جگہ پڑھتی ہے۔ مگر مجھے فکر ہے کہ اگر میں یہاں نماز پڑھاؤں گا تو مسلمان قوم تمہارے گروہ کو کسی بے باکی اور تہمتی حق تلف ہوگی۔

اسی طرح شروع سے ہی تک سب مسلمان بادشاہ اپنی رعایا کے تمام مذاہب و عقائد کے یکساں محافظ رہے ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت حنفیہ نظام کا بھی ہی طرز عمل شروع سے آج تک رہا ہے۔ ان کی حکومت میں مسجدوں سے زیادہ مندر ہیں۔ اور وہ ان مندروں کو بھی اتنی ہی امداد دیتے ہیں جتنی مسجدوں کو دیتے ہیں۔ ان کی نسبت یہ کہنا کچھ شیعہ مذہب

کی طرف مائل ہیں۔ ایک بیکار کٹ ہے وہ ہر جگہ کو بارغ عام کی مسجد میں جاتے ہیں اور ٹھیلے میں چاروں اصحاب کا نام اور درجہ سنتے ہیں اور میں دوسری عمر سے الاحقرم تک مبنی مجلسوں میں شریک ہوا ہوں میں نے ان کا کوئی عمل ایسا نہیں دیکھا جس سے یہ بات ظاہر ہوتی جس کا شبہ آپ لوگوں کو ہے یعنی میں نے ان کو کسی مجلس میں قائم کرتے نہیں دیکھا۔ دلوں کا حال اللہ جانتا ہے؟ نہ حضور نظام کو میرے دل کی خبر ہے نہ مجھے ان کے دل کی خبر ہے میں تو ان کو صرف اس لئے عزیز رکھتا ہوں کہ وہ اس دود پر آشوب میں میری مسلمان قوم کے لیے پورے تہذیب اور تاسیخ اور حکومت کا مرکز ہیں۔ اور میرا مسلک تو حضرت خواجہ فرید الدین عطارؒ کے اس شعر سے ظاہر ہو سکتا ہے

کفر کا فرا، و دیں دیندار را

ذره در دودل عطارؒ را

ہم الاحقرم ۱۳۷۵ھ ۱۸ دسمبر ۱۹۵۶ء منگل ۱۹/۲

پیچہ آج واقعہ بلا کا تیسرا دن ہے اس لئے اس کو سوئم اور توجیہ کہتے ہیں۔ آج کے دن تمام شیعہ سنی مسلمانوں میں اپنے اپنے عقائد کے بحجب رسمیں ادا ہوتی ہیں۔ سنیوں میں عام طور سے حلیم پر اور علوی پر نمازیں بولانی جاتی ہیں۔ میرے ہاں دو گاہ میں ہلہ دہلی حلیم کی چاکرانی عین مگر حلیم حلیم پر نیاز ہوتی ہے۔

صبح کے زائمر آج صبح روشن دل خواجہ باجہ اور روشن دل ناسوتی شاہ اور روشن دل لکائی شاہ اور روشن دل منہاج شاہ اور فرید الدین نظامی اور امر دہے دے حلیم فیروز محمد نظامی فریدی لٹے آئے تھے۔ اور ذاب سردار یارخان نظامی اور ذاب بشارت علی خاں صاحب

اور قادر یارخان بھی لٹے آئے تھے۔ منہاج شاہ نظامی بان بھی لٹے آئے تھے۔

جبل الورد آج خواجہ راجہ میرے لئے جبل البدر لٹے کا وصال لٹے آئے تھے۔ دو تھے۔ ایک میں نے اپنے گلے میں ڈال کر ان کے گلے میں ڈال دیا۔ اور دوسرا خود اپنے گلے میں ڈال لیا۔ حکیم فیروز محمد نظامی چار سال سے یہاں کے حکمہ دہی میں امیدوار ہیں۔ میں نے ان سے پیشہ داری سوالات کئے۔ اپنی نسبت بھی اور دوسرے امور طبی کی بابت بھی۔ اور انھوں نے ہر سوال کا بغیر کسی تاویل اور رکاوٹ کے جرتہ جواب دیا۔

نیازم کو کی شاہ نیاز کے لئے نقل لائے تھے۔ حضرت امام حسینؑ کے سبب کی نیاز سہنی ناستی شاہ نے پنج آیت پڑھی۔ میں نے بھی کچھ حصہ لیا۔ حکیم فیروز محمد صاحب نے درود تاج نہایت سمیت الفاظ اور خوش الحانی سے پڑھا۔

ڈاک لگتی آج کی دن کی رکی ہوئی ڈاک پستارہ وصول ہوا۔ اور میں نے م بجے تک بہت سے فوری خطوں کے جواب لکھوائے۔ تاہم آج سے زیادہ باقی رہ گئے۔

نواب حسن یا جہانگ بہادرؒ کو اب ستر سال کا اقبال الدولہ بہادر سابق حاکم دارالہمام حیدر آباد کے پوتے نواب حسن یار جنگ بہادر لٹے آئے۔ چنوک میر اسکان ایک ایسے پہاڑ پر ہے جہاں سانی سے لوگ نہیں آسکتے اور یہ مکان بہت زیادہ تلاش کے بعد دستیاب ہوتا ہے اس واسطے نواب حسن یار جنگ بہادر بھی بہت دیر سے طر کی سڑکوں پر تلاش کرتے رہے۔ یکایک میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دیہر کی دیہر میں جبل قدی کرنی چاہئے۔ اس لئے باہر نکلا اور باغ میں جبل قدی کرنی لگا۔ نواب صاحب نے موٹر میں بیٹھے بیٹھے دور سے مجھے پہچان لیا اور

اندر آئے۔ میں نے کہا یہ قدرت نے آپکا استقبال مجھ سے کرایا۔

بادشاہ بیگم نظامی {ڈاکٹر ملالی شاہ نظامی مرحوم کی بیٹی} بادشاہ بیگم نظامی نہایت خوش اعتقاد ہیں۔ روزانہ اپنے بچوں کے ہاتھ کھانا اور پھل اور پان بھیجتی رہتی ہیں۔ آج اپنی لڑکی اور شہزادی بیگم مرحومہ کی لڑکی کو لے کر گئے ہیں تھیں۔ شہزادی بیگم مرحومہ ڈاکٹر قمر الدین نظامی مرحوم کی بھانجی تھیں خواجہ بانو نے کہا جب یہ بچی چار مہینے کی تھی اور ماں کی گود میں تھی تب میں نے اس کو دیکھا تھا۔ اب مامی اللہ جوان ہو گئی ہے۔ اور شادی بھی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا کچھ بھاری بھول آرا بانو سے اس کی شکل کتنی زیادہ ملتی ہے۔

شہزادی مرحومہ کے سب اچانکے شاہی موٹر لینے آگئی۔ میرا خیال تھا خواجہ خانہ زہرا کی مجلس ختم ہو گئی ہیں۔ اور اب مجھے کہیں جانا نہیں ہے مگر معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے جو محلہ مبارک میں بلایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی موجودہ سکونت گاہ کو بھی میں یہ۔ ان کے والد اور تمام اہل و عیال میں رہتے تھے۔ مگر بعد میں ان کے والد کو جلی قدیم میں رہنے لگے تھے۔ جہاں میں پہلی دفعہ عشرہ محرم کی شام کو بیوی کا عالم دیکھنے گیا تھا۔ اور جو محلہ مبارک میں بھی آج پہلی دفعہ آیا تھا۔ یہ شہر کے اندر بہت وسیع اور برفضا مقام ہے۔ ڈرائیو کہنا تھا بہت دیر ہو گئی ہے جلدی پہنا چاہئے۔ اس لئے وہ ایک ایسے غیر معین راستے سے لے گئی جس کی سڑک اچھی نہیں تھی تاکہ جلدی ہو چکے ہائے۔ مگر اس پہانے میں نے شہر کے وہ حصے بھی دیکھ لئے جو پہلے نہیں دیکھے تھے۔

جو محلہ مبارک کہہ لے شہر کے اندر یہ ایک بہت وسیع اور شاندار اور برفضا مقام ہے

جلو خانہ بہت بڑا ہے۔ اور باغ بھی بہت خوبصورت ہے۔ باغ میں فوارے چل رہے تھے۔ جلو خانے میں پولیس اور فوج کے افسر دم بچہ دہاتہ ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔ انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے باغ کے سامنے ایک مکان کی طرف جانے کے لئے کہا۔ جب میں وہاں پہنچا تو مکان کی دہلیز میں ایک مختصر کمرے کے اندر اعلیٰ حضرت چل قدمی فرما رہے تھے اور ان کے سامنے کمرے کے اندر نواب سر سعید الملک صدر اعظم بہادر اور نواب لارنگ بہادر اور نواب زین یار جنگ بہادر اور نواب شہید یار جنگ بہادر اور نواب ہوشیار جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر صف بندی کئے دست بستہ کھڑے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت سکوت کے عالم میں چھڑی ہاتھ میں سے گشت لگا رہے تھے۔ پشت کے کمروں میں پیٹھی کے ذاتی خدمت گار ہاتھ باندھے سر جھکائے خاموش کھڑے تھے۔ کمرے میں دو سوپ تھی۔ اور میں جنگ کے سبب کچھ دیر اندر کی حالت دیکھ نہ سکا اور کچھ دیر باہر کھڑا رہا۔ اور اعلیٰ حضرت کو سلام کیا۔ اعلیٰ حضرت نے ہاتھ کے اشارے سے اندر بلالیا اور میں نواب صدر اعظم کے برابر کھڑا ہوا سکوت اتنا زیادہ تھا کہ سولے خواروں کی آوازوں کے کسی پتے کے پھٹنے کی آواز بھی نہ آتی تھی۔ یکایک اعلیٰ حضرت میری طرف مخاطب ہوئے اور اس مکان کے آثار قدیم کی کیفیت ارشاد فرمائی۔ اس مکان میں قدیم زمانے کے نہایت نادر تہرات اور آثار قدیم ہیں۔ جن میں قلمی قرآن مجید بھی ہیں عظیم بھی ہیں۔ اور سونے کے تھیلے بھی ہیں۔ دہلیز کے اندر کے دو کمروں میں تلاوت قرآن مجید کی آواز آرہی تھی۔

ولی عہد بہادر اور بیٹھڑی دہ کے بعد ولی عہد بہادر اور ان کے اٹھوں بھائی بھی آئے۔ اور

وہ دہلیز کے کمرے میں دوسرے رخ صف بندی کر کے خاموش کھڑے ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت ہم سب کو لے کر اندر کمرے میں تشریف لے گئے خوشبو سے کمرہ جگمگا رہا۔ قاری نے آیات تلاوت کیں۔ اور اعلیٰ حضرت آیات کے خاص خاص اور اہم مضامین پر مکان اللہ سبحان اللہ فرما رہے اس کے بعد فرمایا روشنی روا اور خوبصورت کو سب آثار قدیم دکھاؤ۔ فرش پر ایک چادر پھیلائی تھی۔ اور اس پر سونے جاندی کے علم ترتیب کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ میں جنائی کی کی کے سبب بیٹھ گیا اور اب صاحب جنتاری نے مجھ کو وہ سب علم دکھائے۔ کچھ علم جاندی کے تھے۔ اور بقیہ زیادہ تعداد میں سونے کے تھے۔ جن پر نہایت خوش قلم طغری عربی خط میں نقش تھے اور ہرے موتی یا قوت زمر دان پر چڑے ہوئے تھے۔ اور ہر قدر روشنی میں جگمگاتے جگمگاتے رہے تھے۔ سونے کے دو تھیلے بھی وہاں تھے ایک تھیلہ نجف اشرف کے رونے کی شیمو اور دوسرا کرمانیہ علی کے رونے کی شیمو تھا۔ یہ دونوں سونے کے تھے۔ اور تقریباً تین فٹ اونچے اور پانچ فٹ چوڑے چلکے تھے۔ نواب سالار جنگ بہادر نے کہا یہ دونوں تھیلے ٹھیک پرانے ہیں اسکیل کی بموجب دونوں رونے کی تھیلوں کی تعمیر کی اس کے بعد اعلیٰ حضرت پھر دہلیز میں تشریف لے آئے۔ اور وہاں انھوں نے ان آثار قدیم اور تہرات کے تاریخی حالات بیان فرمائے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ ان میں بعض علم میں نے رام پور کے مسلمان مشائروں سے سنا ہے۔ دوران سب کی لگاتار خود ادا کی ہے۔ اگرچہ نواب صاحب رام پور چاہتے تھے کہ ان کی تیاری کے مصارف وہ ادا کریں۔ مگر اعلیٰ حضرت نے صرف ایک علم حق کا قبول فرمایا تو سب کی قیمت زیدی صاحب جنت مشرط رام پور کو ادا فرمائی۔

جشن واپسی سیکندرا آباد

حیدر آباد۔ ۵ دسمبر ۱۹۳۲ء حکومت انگریزی
نے شہر سکند آباد سے اپنا قبضہ اٹھایا ہے۔ سکند آباد
اعلیٰ حضرت حضور نظام کی حکومت کو واپس دینا
ہے چنانچہ سکند آباد کے حکومت انگریزی کے
قبضے سے نکل کر سلطنت آصفیہ کے قبضے میں آنے
کی خوشی میں باشندگان سکند آباد نے آج سکند آباد
میں ایک عظیم الشان جشن منایا۔ اعلیٰ حضرت
حضور درگن حضور نظام بھی اس جشن کی شرکت
کے لئے سکند آباد میں تشریف لائے۔ اور
جشن کی تقریب سکند آباد کے ریکیشن کلب
میں منائی گئی جسے بڑی خوبصورتی سے آراستہ
کیا گیا تھا۔ باشندگان سکند آباد نے تمام شہر
کو خوبصورت رنگین جھنڈیوں سے سجایا تھا ماؤ
مکانوں اور کافوں پر بعضی پرچم لہرائے تھے۔
تمام سکند آباد میں مسرت و شادمانی کی لہر دوڑی
ہوئی نظر آتی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے سکند آباد میں
داخل ہونے پر باشندگان سکند آباد نے ششاد
عثمان زندہ باد کے نعرے لگا کر اور
دور مسرت میں تالیاں بجا کر اعلیٰ حضرت کی
ذات شہانہ سے اپنی عقیدت و وفاداری کا
اظہار کیا۔

سارے تین بچے نیک جشن گاہ میں مسجہاں
جمع ہوئے تھے۔ جہاں ۱۲ مسجہاؤں کے لئے
انتظام کیا گیا تھا۔ مسجہاؤں میں ارکان کونسل
اور حمید آباد اور سکندر آباد کے علما اور ائمہ اور
جامعہ دار، اوسول اور فوجی عہدے دار
اور ارباب محافت شامل تھے۔ اعلیٰ حضرت
کے ولی عہد، نیرائی نس پرنس آف برٹش انڈیا
اعظم جاہ بہادر دارا علیہ حضرت کے بھائی نواب

بسات جاو بہادر او دہر کی سنی نواب محمد اعظم
 بہادر او سر آر تھریہ عین ریڈیٹ ہی تشریف
 لائے تھے۔ ٹھیک ساڑھے چار بجے علی حضرت
 جن گاہ میں تشریف فرما ہوئے۔

سپاس نامہ کے باشندگان سکندر آباد کی جانب سے نواب احمد بنادر جنگ بہادر نے مندرجہ ذیل سپاس نامہ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ سپاس نامہ ایک خوبصورت کاسکٹ میں اعلیٰ حضرت کے حضور میں پیش کیا گیا۔ ”پیش گاہِ فناء، جبریل نواز الشہر“

بانی نس آصف جاہ مظفر الملک و الملک
نظام الملک نظام الدولہ نواب سر
میر عثمان علی خاں بہادر فتح جنگ سلطان
یار وفادار حکومت بطلانیہ جی سی ایس
آئی جی بی ای سی شہر بارہید آباد علیہ

ہم باشندگان سکندریہ آباد اپنے شہر کے اعلیٰ
حضرت کی حکومت کے تحت میں دے جانے
کے اس تاریخی موقع پر جہاں پناہ کی بانگ مہاں میں اپنا
احساس فرض اور سعادت مندانہ عذبتہ و فداکاری
پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم
کو خوشی ہے کہ ڈیڑھ سو سال کی بعد ہم اپنی قدیم
حکومت کے تحت میں آگئے۔ اس لئے ہم
آج کے دن کو نہایت مبارک خیال کرتے ہیں تاریخ
کی سب سے زیادہ ہر لڑاکا جنگ حال میں اپنا مقابلہ
کی فتح پر ختم ہوتی ہے۔ عرصہ قریب سلطنت امینیہ
کے ممالک محروسہ میں قاتلانہ اصلاحات کا انعقاد
ہونے والا ہے۔ جن کا مقصد حکومت کے ساتھ
عوام کے مشترک میں اعتدال کرنا ہے۔ ہم التجا کرتے
ہیں کہ سلطنت کے اس دوسرے سب سے بڑے

شہر (سکندر آباد) کے باشندوں کو آئے والی اصلاحات میں پورے طور پر شرکت کا موقع دیا جائے۔ سکندر آباد نے برطانوی انتظام کے تحت نمایاں ترقی کی ہے کیونکہ اکثر برطانوی ریزیڈنٹس جن میں موجودہ ریزیڈنٹ سر آرتھر لوئیس عین خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں اس کی طرف متوجہ رہے ہیں تاہم ابھی بہت کچھ ترقی کی محتاج ہے۔ اور انہیں یقین ہے کہ اعلیٰ حضرت مہنگانہ حالی کو اپنی رعایت سے جو گہری ہمدردی ہے۔ اور سلطنت کے تمام حصوں کی ترقی سے جو عام بچسپ ہے۔ اُس کی بدولت ہم شہری خوش حالی کے ایک عظیم تر دور میں داخل ہو رہے ہیں۔

جہاں پناہ اہماری ضروریات متعدد ہیں۔ مگر یہاں ہم صرف ایک فوری تعلیمی ضرورت کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی ہم ایک کالج کے خواباں ہیں۔ محبوب کالج جو مشہور لوہ میں قائم ہے۔ اور اسلامیاہ بانی اسکول مدرسہ فو قانیہ ہی ہے۔ اور اسلامیاہ بانی اسکول بھی اب تک کالج میں تبدیل ہونے کا منتظر ہے ہماری مودبانہ گزارش ہے کہ اس خوشگوار موقع کی یادگار میں اعلیٰ حضرت سلطان العلوم محبوب کالج کو نظام کالج سے ملحق ایک کالج بنائے گا اور اسلامیاہ بانی اسکول کو بدعقائدینہ سے ملحقہ ایک کالج میں تبدیل کرنے کا حکم صادر فرمائیں جہاں پناہ اب جب کہ جنگ ختم ہو گئی ہے زمانہ امن کے عیدہ مسائل حل طلب ہیں، پیر مسرت ہے کہ بندگانِ اقدس نے ایسی سکین منظور فرمائی ہیں جن کا باشندگانِ حیدرآباد کی حلا فلاح پر گہرا اثر پڑے گا۔ تیرہ صندوقے گوہ اوری کی اسکیم ترقیت کو بھی منظور فرمایا ہے۔ اور

تجربہ دار پابلیکٹ کا کام شروع ہو چکا ہے جس سے لاچور کے کسان فائدہ اٹھائیں گے۔ اور اس طرح یہ وقتہ قطعاً اور منگ سالی کے دیرینہ خطرے سے نجات پانے لگا۔ چونکہ یہ شہر (سکند آباد) ایک اہم تجارتی مرکز ہے۔ اس لئے معاشی ترقی کی جانب شاہانہ توجہ ہم اہل سکند آباد کے لئے خاص طور پر کچپی کا باعث ہے۔

تجارت و صنعت و حرفت کی ترقی حتیٰ کہ سلطنت کی رہائی کی تمام تر معاشی صلاح و بہبود و مند رنگ معاشی کے راستے کے مسئلے سے بہت کچھ وابستہ ہے۔ ہم امیدوار التجا کرتے ہیں اور سلطنت کے دوسرے تمام باشندوں کی بھی یہی خواہش ہے کہ اعلیٰ حضرت ہنگام عالی ہمارے لئے ایک بندرگاہ کی سہولتیں حاصل فرمائیں گے۔ بندرگاہ کا حصول عظیم تر ترقی و آباد کے تخیل کی تکمیل میں حضور کی معاشی جمیل کا طرہ امتیاز ہوگا۔ اور اس تخیل کی تعبیر رینڈیسی بازاری واسی، برار کے دواہی پٹہ کے اختتام، اور سکند آباد کی حالیہ واسی کی شکل میں ہمیں جزوی طور پر مل چکی ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ریاست کی تاریخ کے اس نازک دور میں ہمارے درمیان سر آرٹھر دوٹین جیسے حیدر آباد کے رفیق موجود ہیں۔ یہیں خبر و رسد ہے کہ ایک ہی ریاست میں ایک ہی قوم کی حیثیت سے ایک ہی حکمران کی اطاعت کرتے ہوئے ہمیں ترقی اور جدید تنظیم کے ایسے مسئلوں میں ان کی اور برطانوی حکومت کی ہمدردی حاصل رہی گی جن سے اب امن کے زمانے میں یہ ریاست دوچار ہے۔ اعلیٰ حضرت نے اس موقع پر اپنی شریف آوینی سے ہمیں غیر معمولی عزت بخشی ہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں یہ سپاس نامہ اور کاسکٹ شرف قبولیت بخشے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ اور اصفیہ تخت و تاج کے ساتھ اپنی وفاداری اور عقیدت کا ادب کے ساتھ یقین دلانا چاہتے ہیں۔

سپاس نامے کے جواب میں اعلیٰ حضرت کی تقریر کا حاضرین مختل!

اس بارگاہ موقع پر حسبِ نگہ یہ خوش نما اور تاریخی شہر میری حکومت میں واپس کیا جا رہا ہے۔ مجھے باشندگان سکند آباد سے مل کر سرگرمی ہوئی۔ اور میں ان وفادارانہ جذبات کی قدر کرتا ہوں۔ جن کا انھوں نے اپنے سپاس نامے میں اظہار کیا ہے۔

۲۔ سکند آباد۔ وائس ملکیتوں کے مابین دوستانہ معاہدے کے نتیجے کے طور پر ہمارے پاس واپس آیا ہے۔ میں تمنا ہوں کہ اس سے ہم دونوں کو فائدہ ہو۔ کیونکہ ایک طرف سکند آباد کی واسی سے میرے دار السلطنت کے رقبے کی وسعت اور تربیت میں اضافہ ہوگا اور دوسری طرف فائدہ مند آبادی سے وسائل سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ چونکہ انٹرنٹ پورڈ کے وسائل سے کہیں زیادہ بڑے ہیں۔ اور اس رقبے کے لوگ اب تعلیم بعد از جنگ کے وسیع کاموں سے واجبی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ جن کو ریاست عمل میں لانے والی ہے۔

۳۔ سپاس نامے میں خاص طور پر آنے والی دستداری اصلاحات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ لوگ اس کا اطمینان رکھیں کہ باشندگان سکند آباد کو بھی وہ تمام حقوق کامل طور پر حاصل ہو جائیں گے جو مملکت کے دوسرے شہریوں کو مجوزہ اصلاحات کے تحت عطا کئے جائیں گے۔

۴۔ سکند آباد میں دو کانٹنٹ کے قیام کی نسبت جو بات ہائی گئی ہے۔ قیاب کی یہ درخواست محکمہ تعلیمات میں بھیج دی جائے گی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ محکمہ اس پر توجہ اور ہمدردی کے ساتھ غور کرے گا۔

۵۔ میں ان خیالات کی بوری تائید کرتا ہوں جو سر آرٹھر دوٹین کے متعلق ظاہر کئے گئے ہیں۔

صاحب موصوف میر سے ایک قابل قدر دستہ اور سلطنت حیدر آباد کے ہی خواہ ہیں۔ انھوں نے موجودہ استر واد واسی کو رو بہ عمل لانے میں جو حصہ لیا اور دوسرے مختلف موقعوں پر مجھے جو ہمدردی ہے۔ اس کی میں بہت قدر کرتا ہوں۔

۶۔ میں اپنی حکومت کے تحت شہر سکند آباد کی واسی پر خدائے عزوجل کا شکر بجالاتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ یہ شہر خاندانہ اصفی کے دور حکومت میں جس کا حکمران برطانوی حکومت بارہ فادار ہے ترقی کی کوسے اور قریب پائے۔

ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے مبارکبادوں کا اس لئے توفیق کی گئی۔ اس کے بعد جب اعلیٰ حضرت مراجعت فرما ہوئے تو حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ہندوستان کے دس کروڑ مسلمانوں کی جانب سے سکند آباد کی اعلیٰ حضرت کے سایہ عاطفت میں واسی پر مبارکباد پیش کی۔

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی نظامی نمبری اپنے تیماروں کے سامنے پڑھے ہر بیماری دور ہو جائے گی

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی تاریخ فرعون اور

پانی پت کی آخری لڑائی پڑھے

علی قرآن باطرح

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا بیان

جواہروں نے ۵۵ محرم ۱۳۲۲ء عری کو
کلکتہ کے ایک عظیم الشان جلسے میں

نہایت فصاحت و بلاغت اور مدق طریقے سے ارشاد فرمایا تھا
اور ان کے رسالہ "ایلاخ" میں شائع ہوا تھا

مسلم لنگی مسلمان بھی

کانگریس کے صدر کا یہ بیان پڑھ سکتے ہیں

حسین نظامی چابین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

ساری دنیا کو چیلنج

ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ

کے ہر عورت مرد کو

چیلنج دیا جاتا ہے

کہ وہ اپنی گزشتہ اور موجودہ تاریخ میں

کسی ایسے بہادر آدمی کا نام پیش کر سکیں جس نے

حضرت امام حسینؑ شہید کر بلا کی سی قربانیاں دی ہوں

اور سچائی اور آزادی کے لئے

اپنی اور اپنے بچوں کی جانیں قربان کی ہوں

چھٹن نظامی جہنم حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی

مسلمین کے عظیم کامنڈ

آزادی کے امام کے غلام ہیں
حضرت امام حسینؑ آزادی کے امام تھے
محمد علی جناحؒ اُن کے کام پر چلنے والے غلام ہیں
پس ساری دُنیا کی قوموں سے بڑھ کر
مسلمان ہی حق اور آزادی کے لئے
بڑی بڑی قربانیاں دے سکتے ہیں
ہر مسلم لگی عورت مرد

حضرت امام حسینؑ کے قدموں پر قربان ہونے کو تیار ہے
حسینؑ نظامی جہاں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ

آلِ نبیؐ اَوْلادِ علیؑ

سید جمال الدین افغانی
 شہید کربلاء کی بولتی رُوح
 دُنیا بھر کے مسلمانوں کو
 خوابِ غفلت سے جگانے والی
 سیاسی حکمت اور سُرفروشی سکھانے والی
 بنی فاطمہؑ کا ڈنکا بجانے والی رتھی
 ہر مسلم لیگی عورتِ مہر و خدا سے مانگے
 شہید کربلاء کی رُوح کا فیضان
 حَسَنِ نظامیؑ چاہیں حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاءِ علیؑ

ہندوستانی چہرے

نوشتہ حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی

گاندھی جی

وہ بلا آؤں جیسا جنوں عشق انسانی نے قیس سنا دیا،
آزادی و راجت انسان و ہندوستان اس جھنڈ کی
لیلی ہے۔ میانہ قد۔ گول چہرہ۔ بڑے بڑے کان۔ دانت
بڑے چوڑے۔ آواز بلند جہم بڑا۔ دل جوان خیال تجربہ۔
ارادہ ہمالہ ہمارے عمل ٹھکانا دریا کی طرح صاف شفاف قوی
ہندو مذہب حق اور دم و دل ذات نبیہ۔ پیشہ دوسروں
کے لئے برت (روزہ) رکھنا۔

خیالات بہت سے ہیں۔ بچے آپس میں لڑکر لڑی ملاکتے
ہیں۔ ایک بندہ دل میں اپنی کھتے۔ اور یہی اس خیال کے ہیں۔
وہ ہندو قوم کے دوست ہیں۔ اور مانی کسی قوم کے دشمن
ہیں۔ یہ ان کی سیاسی چالیں ہیں۔ مگر سیاسی چالوں کو مغلوں
کو مانتا ہے۔

کسی نسل میں ان سے زیادہ لوگ آدمی کو "شیہرہ نصیب
نہیں تھی۔ قدرت نے ان کو اپنے حق و عدل کے اعلان کے
لئے عجم پور میں پیدا کیا ہے اور ہندو قوم کی خوش بختی وہ اس
ہاں پیدا ہو گئے ہیں۔ وہ امریکہ کے لئے ایک عجیب ہی
انگھٹان کے طور پر ابھریں۔ ہندوستان کے ناکام لیڈر
اور جیل خانے کے لئے نام غریب قیدی ہیں کیونکہ جیل میں
جاتے ہیں جیل کے عملے کو رات دن ہوشیار رہنا پڑتا ہے اور
پھر سائے ملک کی طعنہ آئینہ تان سنی پڑتی ہیں۔

ان کی بڑی اکیلی عورت خلیں جی کے جسم کے ہر حصہ پر
علیٰ قلم سے لکھا نظر آتا تھا کہ "ہندوستان کی عورتیں ایسی
ہوتی ہیں۔"

گاندھی جی کی جب عمر عیار کی زمین ہے کہ ٹپے بڑے
موٹے موٹے آدمی ان کی جیب میں آجاتے ہیں۔ اور
وہ خود بھی چھوٹی سے چھوٹی سبک انداز جاتے ہیں۔

بندہ ان کو ادا کر سکتے ہیں۔ وہ اوتاروں میں پانہ ہو
اوتاروں کی خویاں ان پر ضرور ہیں۔ مگر کل روکے کی
محبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔

مسٹر جناح

ایسے بڑے جیسے شرکت علی صاحب کی انگریزی بیسی کی
مارک لٹکلیں۔ گورا رنگ۔ میانہ قد۔ عمر بچہ۔ ارادہ بچہ
رہنے بچہ۔ کم بولتے ہیں۔ مگر باؤنٹے باؤنٹے کی گھری
اور اسی بات کہتے ہیں۔

محمد علی جناح نام ہے۔ قوم خود مسلمان۔ مذہب یہ کہ
یعنی پیشہ بہتری، جناح نام کسی کی بچہ میں پیدا ہوا کوئی
جینا لکھا ہے۔ کوئی جناح لکھا ہے۔ حالانکہ صحیح لفظ
جناح ہے۔ حضرت امام حسین کے گھوڑے کا نام "ذوالجناح"
تھا۔ یاں ہاپے انکی سب سے جناح نام لکھا کہ امام کی برکت حال
ان کی سیاسی بچہ مسلمان قوم میں سب سے زیادہ ہے ان
ہم نام محمد علی مرحوم اس گہری بات بولتے تھے۔ اس لئے اپنے
دور میں محمد علی جناح کے میلان میں نمایاں ہونے کی عزت
کہتے تھے۔ مگر ان کو ہر سہ ان کو ان کی زندگی ہی میں
نمایاں کر دیا تھا۔ اور ان کے چودہ نکات مرحوم نے بھی
قبول کر لئے تھے۔

مسٹر جناح کا دوسرا نام "چودہ نکات" ہے۔ امریکہ کے
سابق صدر مسٹر ولسن کا نام بھی ایک ایسی ہی صورت
تھے۔ ان کے چودہ نکات جگہ ہند میں ہر ہندو مسلمان کی زبان
مذہبی بہت تیز ہے۔ عقل بہت بزرگوار ہے۔ عوام کی
ذہنیت دریا میں شیش پھلانی جاتے ہیں۔ اس لئے قومی لیڈر
بھی ان کو کہا جاسکتا ہے۔ مگر انگریزی مودانت ہوتے ہیں
اس لئے انھیں قومی جہاز کے کپتان ہیں۔
مولانا ابوالکلام انگریزی جانتے سمجھتے تو مسٹر جناح ہیں۔

اور مسٹر جناح عربی، اردو جانتے سمجھتے تو مولانا ابوالکلام سمجھتے۔
ان کے لڑکے سر افغان کے سلسلے میں مگر والد کے وقت سے
اشترافری ہو گئے ہیں مسلمان قوم کا نفرت نرا برسر
آج تک ہندوستان میں دو تین افغان مگر مسٹر جناح کی
شخصیت نے اس کو دور کر دیا ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد

سرد قد۔ کلمہ بدن۔ ایرانی ذہن کی بڑی ایکس کی کتا جی
چھوٹی ڈاڑھی۔ آواز ہمیں اور بلند مزاج میں نکلتی
وقار طبیعت میں شوقی و ظریف۔

دہلی کے رہنے والے ہیں۔ قوم سید پیشہ آزادی ہے نہایت
حافظ کی قوت بے مثال ہے۔ تصویر کی طاقت جیوٹی
کی ناکہ چیل کی آنکھ سب سے بڑی ہے۔ تقریر پر کسی خط
ممتا بند شدہ ہیں نایاب مزاج میں ناماشاہ اور سب سے لانی
میں مسٹر جناح کے بعد ہندوستان کے مسلمان سے زیادہ ہیں۔
بہرین ہند کے مسلمانوں میں بھی مقبول ہیں۔ ظاہری اور
سے سزا دیں۔ اگرچہ لیڈوں کے کونج اور لے شہرت کو بھی
طرح سمجھتے ہیں۔

مسلمانوں میں گاندھی جی ہو گئے تو ابوالکلام سمجھتے۔ اور
مالوی جی ہو گئے تو ابوالکلام ہوتے۔

قرآن مجید پر ایسا عبور ہے اور اس کے مفہوم کو اتنا سمجھتے
ہیں کہ ہر شام کے علمائے جدید بھی نہیں سمجھتے۔
اگر ان کو ہندوستان کا دشاؤن دیا جائے تو ان کی ان کم
باد مینے سمجھتے رہیں ہر تانیکہ میں بارہو کا کام کر
کیونکہ یہ کسی کام کا حل دینے کے عادی ہیں۔ یہ
عمر خیالی اور عمدہ تجویز پر پیکار کتے ہیں۔ تاکہ دوسرے
ان پر عمل کر سکیں کہ وہ ایسے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں
جس کا بارہو کا دشاؤن کیوں کی کثرت ہے۔ جن میں کسی
نہ عمل ہے۔ نہ علم ہے۔ ایسے لیڈروں کے ساتھ ان کو کام نہ پڑتا ہے۔ اور اپنی نظری آزادی والی اور ان کے سبب ان کے ساتھ عمل نہیں کر سکتے۔

نہ عمل ہے۔ نہ علم ہے۔ ایسے لیڈروں کے ساتھ ان کو کام نہ پڑتا ہے۔ اور اپنی نظری آزادی والی اور ان کے سبب ان کے ساتھ عمل نہیں کر سکتے۔

صوبوں کا الیکشن

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسلام کے اقبال سے سنٹرل اسمبلی کے انتخابات میں ہر صوبے کے مسلم لیگی امیدوار اکثریت کی تائید سے کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور ابھی تک ایک امیدوار کی ناکامی کی خبر بھی نہیں آئی۔ اگرچہ کانگریس نے جمعیت علماء کو اور آحرار کو اور خاکساروں کو اور مومین کانفرنس والوں کو اور مسلمہ مجلس کو مسلم لیگ کے مقابلے کے لئے مورچے پر رکھا تھا۔ اور کوئی دقیقہ مذکورہ مسلمان جب غنولہ کی حمایت و رمداد کا باقی نہ چھوڑا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسلام اور مسلم قوم کے اقبال کو بلندی عطا فرمائی اور ہر صوبے میں مسلم لیگی امیدوار کامیاب ہوئے۔

اب پہلے امتحان سے بھی زیادہ سخت امتحان کا وقت آیا ہے۔ یعنی صوبوں کے انتخابات ہونے والے ہیں۔ مسلمانوں کو مہمت سے کام لینا چاہیے۔ اور مرکزی کامیابیوں کے سبب غافل نہ ہو جانا چاہیے۔ کیونکہ صوبوں کے الیکشن مرکزی الیکشنوں سے بہت زیادہ سخت اور مشکل الیکشن ہوں گے۔ جن صوبوں میں کانگریس کا اثر زیادہ ہے وہاں مسلمان ووٹروں پر نئی نئی قسموں کے زور ڈالے جائیں گے۔ کیونکہ کانگریس کو جمعیت علماء اور آحرار و خاکسار وغیرہ کا تجربہ ہو گیا ہے اس لئے صوبوں کے الیکشن میں ان جماعتوں سے کام نہیں لیا جائیگا۔ بلکہ ان سے زیادہ کارگر طریقے استعمال کئے جائیں گے۔ لہذا مسلم لیگ کے ورکروں یعنی کام کرنے والوں کو نہایت صبر اور خاموشی اور خلوص اور مستعدی کے ساتھ کمر بستہ ہو جانا چاہیے۔ اگر میری صحت ٹھیک ہوتی تو میں خود تمام ہندوستان میں مسلم لیگ کے لئے دورہ کرتا۔ لیکن امید ہے کہ اب میرے مرید اور دوست اس قومی خدمت کو انجام دے کر خدا اور رسولؐ کو اور اپنے پیروں کی ارواح کو اور مجھے خوش ہونے کا موقع دیں گے۔

حسن نظامی دھلوی

بھائی نے بھائیوں کو پکارا

پیارے بھائی مولانا ابوالکلام آزاد کو اور حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کو اور جمعیت علماء کے سب علماء کو اور احمدی کمیٹی کے لیڈروں کو اور خاکسار جماعت کے لیڈروں کو اور مسلم مجلس لیڈروں کو اور آل انڈیا مومن کانفرنس کے لیڈروں کو اور مولوی فضل الرحمن صاحب سابق وزیر اعظم بنگال کو اپنا بڑا بھائی مان کر ان سب کا چھوٹا بھائی حسن نظامی دہلوی پکارتا ہے اور نہایتنا ہے کہ جن مسلم لیگیوں نے دانستہ یا نادانستہ صحیح یا غیر صحیح طریقوں سے آپ بھائیوں کو مسلمانوں سے جدا اور مسلمان قوم کا حریف یا حریفوں کا آلہ کار سمجھایا یا کہا یا لکھا اُس کو اب ختم سیمینار چاہیے کیونکہ مرکزی انتخابات دورہ اور پانی کو الگ الگ کر کے دکھا دیا ہے۔ اور جن خیالی باتوں نے ایک خیالی فوجیت پیدا کر رکھی تھی ان سب کا محض خیالی ہونا آپ کو اور ساری دنیا کو نظر آ گیا ہے۔ اب آپ بھائیوں کی ذات کا اور آپ کی جماعتوں کا اور ساری مسلمان قوم کا فائدہ اسی میں ہے کہ آپ سب صوبوں کے الیکشن کے وقت اپنے اپنے دلوں میں گھروں کے اندر بیٹھ کر سوچیں اور غور کریں کہ مسلم لیگ سے مل جانا اور قرآن شریف کی بتائی ہوئی اسلامی اخوت کا فتنہ بن جانا ہی مفید طریقہ کار ہے۔

آپ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور منزل مقصود کی طرف دوڑ رہے تھے لیکن اپنے دیکھ لیا کہ منزل مقصود وہاں نہ تھی جہاں آپ جا رہے تھے۔ اُسے منزل مقصود وہاں نہیں یہاں ہے۔ گھوڑوں سے اُتر آئیے کہ شہسوار ہمیشہ منزل مقصود مل جانے کے بعد گھوڑوں سے اُتر آتے ہیں میں آپ کا چھوٹا بھائی اپنی مسلمان قوم کے ساتھ آپ مسلمان بھائیوں کی ہر خدمت کے لئے اس منزل کے

دروازے پر حاضر ہوں۔ حسن نظامی دہلوی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی سے۔ محبوب الطبع برقی پریس میٹریں چھپوا کر دفتر اخبار منادی، دہلی سے شائع کیا۔

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

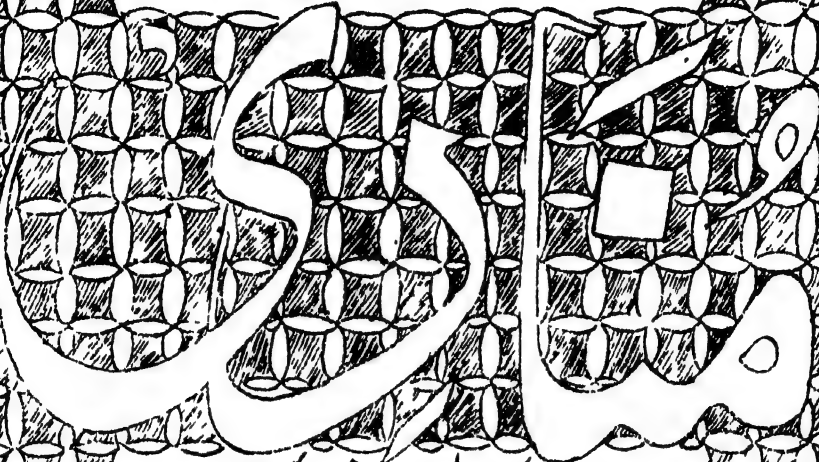
ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ترک شک اور یقین یقین کا اخبار



۹۷۱ھ ۲۵ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کی قلم کاری { ۷ اور ۲۵ جنوری ۱۹۲۶ء } سالانہ قیمت دو روپے کلہ راکب پر پلائی

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی نظامی نہری

دکن کے راج کمار پرنس کی کتاب کا ترجمہ ہے
حضرت خواجہ نظام الدین علیہ السلام کے حوالہ زندگی اور راج
وقت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے حالات بیان کیا گیا ہے
پڑھ کر دل میں کتنی رست ہو جائے گی قیمت تین روپے کلہ
اور کتاب گھر جاکر کمان حیدر آباد سے خریدیے

چار کمان

حیدر آباد میں
اردو و کتاب گھر
ایک دکان ہے

جہاں
خواجہ حسن نظامی کی
کتابیں ملتی ہیں

اور

مناوی اخبار بھی

حیدر آباد سے آگیا

۲۲ جنوری ۱۹۲۶ء جمعرات کی دوپہر
کو دہلی کا مسافر حیدر آباد کے
سفر سے واپس آگیا
پنجاب - سرحد - بلوچستان - سندھ -

چار یار کا

پروردگار مددگار اور چاروں کام گار

اِذَا رَہِ اَدِیَاتِ اَرْدُو حیدر آباد

باب العلوم - ادیب اکبر - حکیم اعظم - امیر فضل
قطب اول - قطب آخر - قطب دایم

علیٰ احمدی

کی اولاد نے قسائم کیلئے جو اردو زبان کے

عرفان کی خاتما ہے

ہندوستان کے بارہ صوبوں میں رہنے والے اردو بولنے والے
تاریخی - علمی - ادبی - کتابوں کا فیضان چاہتے ہیں تو اپنے شہر کے کتاب
فروشوں کے ذریعے اِذَا رَہِ اَدِیَاتِ اَرْدُو حیدر آباد کی کتابیں منگائیں
اور اپنی عورتوں اور بچوں کو پڑھائیں اور اپنے کتب خانوں کو سجائیں۔
سلطنت آصفیہ کے ہندو مسلمان اردو کتاب گھر چار کمان حیدر آباد
دکن میں علوم کے آب حیات کا ایک جام پینیں

حسن نظامی دہلوی

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

سمجھ لیا ہے کہ دل کے سجھائے کا یہ محض ایک خیال ہے۔

اب یہ خیال وبال بن کر آیا ہے تو اس کا علاج بھی سائنس سے دریافت کیا جاتا ہے خدا کے آگے کسی کی عقل جھکنا نہیں چاہی۔

عاجی لوٹے گئے

جواب شاہ عرب لیگ بنیاد ہے ہیں۔ اور جو بادشاہ عرب لیگ بنا ہے ہیں وہ سب ہندوستانی حاجیوں کی اس تکلیف کے ذمہ دار ہیں جو ان کو تازہ حج کے موقع پر پیش آئی۔

سلطان ابن سعود کو خدا نے پڑول کی دولت دی ہے۔ پھر بھی ان کی حکومت نے ہندوستانی حاجیوں کو آنکھیں بند کر کے لڑنا۔ اور تنہا سستا کرتے کرتے سستا کیا۔

حاجیوں کی فریاد کون سنے؟ جو فریاد سنتے وہ خود فریادی مصلحت پر ہے ہیں۔

معبود اہل دل کو خدا کے آگے فریاد کرنی پڑی بشرطیکہ اسکا ڈیرہ ہو کہ خدا ان حاجیوں سے کہہ کہ ہم نے تو قرآن میں کہہ دیا تھا کہ تم حج کے لئے اس وقت جانا جب سفر کی حیثیت اور تم تم میں پیدا ہو جائے۔

پس جب یہ حیثیت اور طاقت نہ تھی تو تم پر حج فرض نہ ہوا تھا۔

سلطان الہند کا خطبے میں نام

مسلمان جمعہ کی نماز کے خطبے میں بادشاہ ہوں کا نام لیتے تھے اب ہندوستان میں مسلمان بادشاہ نہ رہے تو خطبے بادشاہ کے نام سے شروع نہیں

کشتاٹے گا؟

حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان کا ہر بازار چور ثابت ہوا ہے۔ اس بازار کے دکان دار بھی چور ہیں اور خریدار بھی چور ہیں اور بازار کی سرکاری چوروں کی سرکرا ہے۔

آہ کا دھواں

بوسے گل۔ نالہ دل۔ دودھ چراغ محفل۔ جو تیری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا۔

جن لوگوں نے کروڑوں ہندوستانیوں کا پیڑ اور غلہ چرایا تھا۔ اور ان کو غلہ کا مارا تھا۔ آج ان پر لوگوں کی سنوخی کا عذاب آیا ہے۔ اور غریبوں اور بھوکوں کی آہ کا دھواں سہاڈاؤ کے دم گھونٹ رہا ہے

مگر اس سے بڑا عذاب مرنے کے بعد ان پر ہوگا جس کا ان کو یقین نہیں ہے۔

بارش کیوں نہیں ہوتی

سردی کی بارش گیہوں کی فصل کے لئے بہت ضروری ہے اب بارش نہ ہوئی تو ایک بڑا کال پڑ گیا۔ اور جو بٹے نوٹ جو باقی رہ جائیں گے۔ کسی کا پیٹ نہ بھر سکیں گے۔

بارش کیوں نہیں ہوتی تو اس کا سبب سائنس دانوں سے دریافت کر لیجئے ہم بظن کی پوجہ نہیں ہوگی ہم کہیں کہ بارش رحمت ہے۔ اور رحمت نیت کی خرابی سے نفع ہوا ہے۔ اور اچھل چھپ سمیت سب کی لینے ہر حال کے حکوم کی نیت خراب ہو گئی ہے۔ اور ہم سب خدا کی طاقت کو بھول گئے ہیں اور ہم نے یہ

مغرب کا غروب

لندن کا نفرین جس روس نے جو روپ اختیار کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مغرب کے غروب کا وقت آیا ہے۔

مشرق کا طلوع

عرب لیگ اور معدوم حجاز کے نئے تعلقات مشرق کے طلوع کی نشانیاں کی جاتی ہیں۔ مگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ سب مغربی گلوبفون کے دیکھ کی آواز ہیں۔ ہندوستان اور جادو وغیرہ کی جنبش بھی طلوع کی علامات سے کوسوں دور ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب و مشرق دونوں سرکرات میں مبتلا ہیں اور اب قدرت دنیا کے شمال و جنوب سے کچھ کام لینا چاہتی ہے۔

الکشن کے شن

انگریزی زبان میں الیکشن برالفاظ سمجھا جاتا ہے اس لئے پریشن۔ الیکشن۔ الیکشن کی طرح الکشن کو بھی برا کہا جاتا ہے۔

ہندوستان کا سیاسی الیکشن کم عمر عدوت کی زچگی ہے۔ بچہ حاصل ہونے کی امید کم ہے عورت کے مرنے کا اندیشہ زیادہ ہے۔

چور بازار کا چابک

بڑی قیمت کے نوٹ اس لئے منسوخ ہوئے ہیں۔ بازار کی پیچھے پانچ چابک مارا جائے گا۔ ہندوستان میں کوئی بچا اور شاہ بلا نہیں۔ چور ہے تو اس کو انعام

جہی سارے کہو کہ سہاراں سے رسول کی سندھ سے اب دوسری

یہی وہ صاحب نے نغزِ آباؤ کے جذبہ جمعیتِ علما میں

۱۰۔ اور جو قوم دنیا کی ترقی اور ترقی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ڈیلیکشن انفارمیشن

برٹش پارلیمنٹری ڈیلیکشن ہندوستانی پولیٹیکل پارٹی
سے بات چیت کرنے میں مصروف ہے۔

پس ڈیلیکشن کا فرض ہے کہ وہ
نیوٹرل (بے طرف) ہندوستانیوں
کی رائے سے بھی آگاہ ہو۔

لہذا ڈیلیکشن انفارمیشن کی نیت سے لکھا جاتا
ہے کہ آج سے ڈیڑھ صدی پہلے برٹش ورنٹ
کے نمائندے لارڈ کلاؤ اور لارڈ مسلم لیگ یا
خل ایبار کے نمائندے شہنشاہ شاہ عالم کا ملک
عہد نامہ صوبہ بہار میں دیا تھا جس کی وجہ سے
کی وزارت برٹش اسمیت انڈیا کمپنی کو اولاد مسلم
لیگ (دفعہ ایبار) نے دی تھی۔

شاہ عالم کے زمانے میں اور ان کے بیٹے
ابن زانی کے زمانے میں اور ان کے بیٹے
بادشاہ بہادر شاہ کے زمانے میں برٹش گورنمنٹ

کے سامنے ہندوستان کی کوئی سیاسی پارٹی
نہیں آئی تھی۔ پس اس فتنی فتنہ کی وجہ
پڑائی مسلم لیگ کی تین مسلسل حکومتوں کا معاملہ

برٹش حکومت سے رہا تھا۔ اور اس کو فراموش
کرنا اور بعد کی نئی سیاسی پارٹیوں کے مقابلے

میں پڑائی مسلم لیگ کی قائم مقام نئی مسلم لیگ
سے چشم پوشی کرنا یا مسلم لیگ کی اقلیت میں

شمار کرنا دنیا کے آئین اور برٹش آئین کے قطعی
خلاف ہے۔ لہذا ڈیلیکشن کا فرض ہے کہ وہ

برٹش پارلیمنٹ اور برٹش لیگسلیو کونسل ہندوستانی
مسلمانوں کے اس قانونی حق سے سنجیدہ رکھے
اور انصاف کے ساتھ یہ بات ظاہر کرے کہ برٹش
قوم کا وراثی انصاف دنیا میں بدنام ہو جائیگا۔
اگر وہ ہندوستان کی اس مسلمان قوم کو اقلیت

میں شمار کرے جس نے برٹش قوم کو یہ ملک انتظام
کرنے کے لئے دیا تو اور اس کا ایک عہدہ بھی
لکھا گیا تھا۔ پس اگر وہ عہد نامہ پس پشت ڈال جائیگا
وہ کانگریس وغیرہ پارٹیوں کو اہمیت دی جائیگی
تو اس عہد نامے کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہوگی
جو انگریزوں نے مسلمانوں سے کیا تھا۔ اور جس
عہد نامے پر انگریزوں نے مسلمان ایک حد تک زیادہ
بلا شرکت غیر عمل کرتے رہے تھے۔

ڈیلیکشن کی موجودہ تحقیقات مجھے قانون کے
خلاف معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس نے قدیمی
مسلم لیگ یعنی محل ایبار کے پڑائے عہد نامے
کو فراموش کر دیا ہے۔ اور وہ بغیر کسی قانونی
استحقاق کے کانگریس کو نئی مسلم لیگ کے ساتھ
توازن میں تول کر دو دن کا وزن معلوم کرنا
چاہتا ہے۔

ڈیلیکشن کی سنٹرل اسمبلی کے الگشن مسلمانوں
کی مکمل کامیابی معلوم ہوئی ہے۔ اور ڈیلیکشن
محض اسی کامیابی کی بنا پر مسلم لیگ کی طاقت کا
قابل ہوا ہے۔ لیکن ڈیلیکشن کو معلوم ہونا چاہیے
کہ یہ طاقت ایک معمولی طاقت ہے۔ ورنہ مسلم
لیگ کی بڑی اور بڑی طاقت وہ ہے جس کا ذکر
میں نے اس مضمون کے شروع میں کیا ہے۔

آزادی سب پارٹیاں چاہتی ہیں مگر برٹش
پارلیمنٹ کے دل میں کیا ہے۔ اور اس کا طریق
آئندہ کیا ہوگا۔ اس کو کوئی نہیں جانتا۔ اس
لئے میں نے اپنا فرض سمجھا کہ ڈیلیکشن کو آگاہ
کروں کہ جو پاکستان مسلم لیگ نے مانگا ہے
وہ اتنی شکل میں دیا جائے یا نہ دیا جائے۔ جب
اندر اس کی شکل میں وہ پاکستان مسلمانوں

کو حاصل ہو گیا ہے۔ ہندوستان ہی میں نہیں
بلکہ ساری دنیا کے مسلمانوں میں پاکستان
کے قیام سے وحدت اور یک دلی کی ایک
برقی زندگی پیدا کر دی ہے۔ جس سے برطانیہ اور
اس کے اتحادی دوستی کر کے فائدہ اٹھا
سکتے ہیں۔ مگر دشمنی کر کے برطانیہ کو اور اس کے
اتحادیوں کو کسی قسم کا فائدہ نہیں ہوگا۔ بلکہ
فقدان کا اندیشہ ہے۔

میں یہ ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں ایک
درویش پارٹی میں ہوں۔ مسلم لیگ کانگریس
یا کسی اور پولیٹیکل پارٹی سے میرا تعلق نہیں ہے
اور میں نے یہ جو کچھ لکھا ہے، اپنے موروثی
حق ہیابی کے مشن کو پورا کرنے کے لئے لکھا ہے۔

خداوند سبحان کا یہ ہے کہ انگریزی قانون
تمامی اصول کی بموجب ایک حد تک غیر
مسلم ہندوستانیوں کا خاموش رہنا۔ رکنی
مذہب داری مذکورہ عہد نامے کے خلاف نہ
کرنا ظاہر ہے کہ تمام دی عارض ہو چکی ہے۔ اور
خیر مسلم سنیسی پارٹیوں کا۔ یا سنی دعوی
خارج کر دینا چاہیے۔

حسن نظامی و بلوچی مقیم حیدر آباد کو
مسٹر مورتن ممبر ڈیلیکشن سے حیدر آباد میں اس تحریر کی
اشاعت اجازت دینے کے بعد ملاقات ہوئی۔ اور میں نے
تہہ پہلی کہ ایک حیدر آبادی سلطنت شاہ عالم کے مذکورہ مذہب
سے پہلے خود مختار ہو چکی تھی۔ اور موجودہ حیدر نظام
دس کو ہندوستانی مسلمانوں کی ایک ایک پٹی میں اور
سورن کے راجہ راجا کے لئے اور ان کے برائی کی نسبت
نہ لاکھ بچے ملائکہ ہے اور راجہ بریک مال ہنسٹ
مزدہستی اور گاہ حضرت تیرہ شاہ صاحب دکن نے

اردو کی نئی کتابوں کا تعارف

میٹھی گیت: از لطیفہ فادوقی صاحب۔ ناشر مکتبہ شعر و ادب لاہور۔ صفحات ۹۶۔ قیمت ایک روپیہ
جمال الدین افغانی: مولف سید مبارز الدین رفعت ایم اے صفحات ۲۶۱۔ مجلد قیمت تین روپے
لٹنے کا پتہ: نفیس الیڈی - حیدر آباد دکن۔

سرخ افسانے: ترجمہ سید احمد صاحب آزاد صفحات ۲۸۸۔ پتہ نیا کتاب گھر اردو بازار دہلی۔

تعارف قرآنی: از ایم عبد الرحمن صاحب انجمن ترمیم مآثرات قدس ۲۶۰ روپے روڈ لاہور صفحات ۸۸۔ مجلد قیمت ۳ روپے
فرزند والدین: کہ از انعام الحق حسنہ عزیز فضل شمس سید لوی ہائی انجمنش سکول فتوحہ ٹہنہ صفحات ۱۶ قیمت ۲ روپے
حیدر آباد میں سیوے: از مولوی محمد عبدالحی صاحب ناشر انجمن سائنس مسافران برہم ۵۲ کٹلندی حیدر آباد دکن۔
قرآن: از مولوی محمد سام الدین خان غوری صفحات ۳۶۔ دار الادب سکندر آباد دکن۔

رپورٹ بچوں کا گھر: سنی مجلس اوقات دہلی۔ صفحات ۱۶۔

دنیار: از شاہزادہ بدر الحق سید یوسف حسین صفت جلالی صفحات ۶۳۔ پتہ لوگانوال ضلع مراد آباد۔
اقوال ہل بیت نبی مختار: ترجمہ جلد اول بجا والا نواز۔ از مولانا سید محمد حسین جعفری بی اے انس ظیفہ ریاب
ناظم تعلیمات سرکار علی۔ جوہلی بل حیدر آباد دکن۔ صفحات ۵۵۸۔

الہامات شاعری: از میلانا عبداللہ صغی سونی پی پھولوی اور اب جہانیاں جہان گشت۔ پتہ کوثر
برقی پریس بنگلور۔ صفحات ۲۲۔ قیمت پانچ آنے۔

خوش نصیب الدین اور سعادت مند اولاد: از مولانا محمد اللہ صدیقی حیدر آباد دکن صفحات ۵۶۔
قانون حق: از ہرمائی شاہ نواب سر علی خاں بہادر فاضل ریاست کوڑائی سنٹرل انڈیا صفحات ۱۲۳۔ مجلد
مغربیات سلف: از خالد صاحب صفحات ۸۰۔ پتہ اتوارہ بازار۔ بھوپال۔

نقیس کہیں رسم کی سوری نواب مختار زیار الدلو مرحوم کی بیٹی ہیں۔ اور خواجہ کا نواب بننے سے واقف ہیں کیونکہ نواب بننے سے ہر ملک مرحوم کے خاندان کی سب خواتین کا خواجہ بانو سے دیو میل برل ہے۔ وانا نظامی صاحب رات کو سید سعید نظامی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ ماسکو کا اعلان ہے کہ آج رات گورڈیوین ماسکو کا نفرین کا نگران بنا۔ بہت افسوس ہوا کہ اس کا نفرین میں ایران اور ترکی کے لئے کچھ نہیں کیا گیا۔ محض یورپ کے چوبیس بڑے ملک یا چین و جاپان کے جھگڑوں پر بار بار توجہ دہائی جس سے ان خود غرض اور بے لطف قومیوں کو ذاتی تعلق تھا۔ لیکن میرا اعتقاد یہ ہے کہ آسمانی کانفرنس ہمارے لئے خود فکر ہے۔ اور یہ خود غرض لوگ پھر کبھی دوسری قدرتی گرفت میں مبتلا ہو کر ہوشیار ہوں گے۔

ادھر انصر صاحب نے روزانہ اخبار میں ان کا بچوں کا کالم لکھنے والے ایڈیٹر انصر صاحب سے ملنے آئے تھے۔ بہت اچھا احساس اپنے فرائض کو انجام دہی کا رکھتے ہیں۔ فیاض علی نظامی بھی دورانیوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

مولوی ضمیر الدین پاشی نے حیدر آباد کے نامیہ مصنف مولوی نصیر الدین پاشی ملنے آئے تھے اور حسب ذیل اپنی تعنیفات بھی نامائے ستے (حیدر آباد کی نسوانی دنیا) ۱۸۰ صفحہ کی جلد کتاب سرورق بانصوری و رنگین (۲) خواتین دکن کی اردو خدمات ۲۹۲ صفحہ کی کتاب جلد شان دار اور مفید (۳) دکن میں اردو ۵۶۸ صفحہ کی جلد کتاب اور لا جواب (۴) مدراس میں اردو ۱۹۷ صفحہ کی جلد کتاب اور بہت سفید چیز (۵) مقالات ہاشمی ۲۶۳ صفحہ کی جلد کتاب بنات و بچپ (۶) خیابان نسوان ۱۸۰ صفحہ کی غیر جلد کتاب حلو

کا خزانہ۔ آج دہلی سے ڈاک نہیں آئی کسی کی ڈاک میں دو کتابیں آئیں تھیں۔ ایک تعارف قرآنی خود قرآن کی زبان سے۔ از ایم عبدالرحمن خاں۔ جھلیک ملتان شہر۔ صفحے ۸۸ جلد۔ دوسری "مادہ دولت" مولانا شکت صاحب تھانوی کی خود نوشت سوانح عمری ۲۵۶ صفحے۔ جلد سرورق رنگین و بانصوری۔

گشت آج جبلی ہل کے سب ذیل احباب کے مکاتوں پر گیا تھا۔ نواب علی نواز جنگ بہادر نواب محمدی نواز جنگ بہادر۔ نواب کاظم یار جنگ بہادر۔

لندن سے میرت آئی کہ نواب کاظم یار جنگ بہادر کے ایک صاحبزائے کی لندن میں وفات ہوئی تھی۔ ان کی میت آج آنے والی تھی پشتہ نظامیہ سلسلے کی دو گاہ حضرت یوسف صاحب نے ان صاحب میں تدفین عمل میں آئے گی۔

۳۳ محرم ۱۳۳۹ ۲۹ دسمبر ۱۹۲۰ء شنبہ حیدر آباد رینڈینٹ کارون ناچ کے آج کلہ نوکے ایک کاتب سید انصار حسین گورنڈینٹ کارون ناچ لکھنے کے لئے دیدیا۔ اس روز ناچ کا ترجمہ میلانا سید اعلیٰ صاحب نظامی رام پوری سے کرایا ہے۔ لیکن سید سے میں ایک جینے کا روز ناچ دستیاب نہیں ہوا۔ محسن ہے دہلی کے کاغذ میں رہ گیا ہوا اس لئے ایک جینے کے روز ناچ کا میں خود ترجمہ کر رہا ہوں۔

صدر اعظم بہادر سے ملاقات آج صبح ۱۱ بجے ہزار کیسلسٹی نواب سر سعید الملک بہادر صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی سے ان کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا۔ آدھ گھنٹے تک میں ملاقات کر کے واپس آ گیا۔

حیدر آباد می سکے بکری بیگم نظامی اہلیہ نوسلم پاریسی سراج الدین نظامی مرحوم نے

اپنے شہر کے جمع کے سب سے بڑی سب سے بڑے روپے بھی بیچے ہیں۔ سب سے بڑے بھی بیچے ہیں۔ سب سے بہت ہی بڑے بچپ معلوم ہوئے۔ اور میں ان پر ایک ٹھنوں لکھنا چاہتا ہوں۔

گاجر کا حلوہ؟ بابا میاں نظامی اپنی بہن بیگم بیگم نظامی کی طرف سے گاجر کا حلوہ لائے تھے لیکن میرا خیال ہے کہ یہ حلوہ کبری بیگم نظامی بھیجی ہوگا۔ کیونکہ حیدر آبادی سب سے بڑے کے ساتھ بندے ہوئے تھے۔

شرافت کی انتہا آج کئی گھنٹے فرزند و عانی مولوی فیاض الدین نظامی کی ٹیکٹ کی بیگم خواجہ بانو کے پاس رہی تھیں۔ ان کو اداران کے شوہر کو یہ فکرو ہے کہ میں ان کے مکان دوسرے مکان میں اس لئے جا رہا ہوں کہ مجھے ان دونوں کے کسی انتظام سے بے آرا می ہوئی ہے۔ میں نے کہا یہ بات تم دونوں کی انتہائی شرافت کی علامت ہے۔ ورنہ ایک جینے تک اتنی زیادہ مدارات اور مہاں نوازی کی گئی ہے جس کی مثال میری زندگی کے گذشتہ زمانے میں نہیں ملتی۔ کیونکہ میں کبھی کسی ایک شخص کے ماں اتنے زیادہ عزتے تک نہیں رہا تھا۔ اور کسی جگہ اتنی زیادہ سلسلہ تکلفات کی جہان داری ہوئی تھی تیس وقت کے مکاتوں میں لگاتار تکلفات برتے گئے۔ بلا پہنچ وقت کی مہمان داری کی گئی یعنی سیرج کلنے سے پہلے میرا شستہ آتا ہے۔ اور سیرج کلنے کے بعد میرے بچوں اور میرے مہمانوں کا ناشتہ آتا ہے۔ پھر وہ پھر کا کھانا ہم سب کے لئے چہ سات فم کا آتا ہے۔ اور اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ مقررہ آدمیوں کے حلوہ کی گئی مہمان بھی اس میں شریک کرنے کے جاتے ہیں۔ پھر شام کی چائیں بھی تکلفات ہوتے ہیں۔ اور آنے والے مہمانوں کے لئے چار کا سلسلہ بیچ میں بھی جاری رہتا ہے۔ مدارات کے

کھانے میں توجہ نہ دیا وہ کفایت سمجھتے ہیں اس کے علاوہ عورت مردوں کو ہر وقت ہم سب کی خدمت میں لگے رہتے ہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ عمارت ہے کہ مولوی فیاض الدین جیسے کہ فرصت آدمی کئی کئی گھنٹے میری مجلس دہلی (دہ بار دہلی) میں بیچ کر بیٹھے ہیں یعنی روزانہ صبح شام میری مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں۔

شام کو مضاف علی صاحب مرزا مجلس اور اور ان کی اہلیہ جن آراکیم آئیں تھیں۔ اور ان دونوں سے بہت دیر تک بات چیت کی تھی صحت آباد رات کو میری صحت پر گفتیں غزائوں کا بڑا اثر ہوا۔ اور نیکو بیچیں رہی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ یہ دو پر کا کھانا کھا کر سو گیا تھا۔ کیونکہ قوت چاہتی ہے کہ میں بچتے دن جیوں زیادہ جو صبح تک بیدار رہوں۔ نیند سے تعلقات نہ بڑھائوں۔ آج ہی سلسلے کے بہت آدمی ملنے آئے تھے۔ ناموساتی شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور خلیفہ شاہ نظامی بھی آئے تھے۔

علم ناک تار آج دہلی سے علی کا نام آیا ہے کہ شہر قربان علی عمارت بننے لگی جمعہ کی صبح کو وفات پائی۔ جو میرے والد کے ملنے والوں میں تھے۔ اور چالیس برس سے میری رفاقت کر رہے تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ محمد بن نظامی کو انھوں نے مرنے والا بیٹا بنا لیا تھا۔ جو ان کے ساتھ رہتا تھا۔ وہ فی اور اس کی بیوی بھی آردو بازار میں میری دکان جن آردو گنگ دو بانہیں کے سپرد تھیں۔ جہاں بی بی گتیاں اور دو انیس فروخت ہوتی ہیں۔ اس دکان میں ان کی ذاتی تجارتی کتابوں کا ذخیرہ بھی ہے۔ جس نے کئی کواد و مانی صاحب کو اور حافظ سید وصی اشرف

صاحب کو اور منشی عبدالحمید خاں صاحب انڈیر رسالہ مولوی کو اور محمد حسین نظامی کو خطوط لکھے ہیں کہ وہ دوکان کا انتظام دیکھ لیں۔ اور حسابات کی اور اسٹاک کی جانچ بھی کر لیں۔ مرحوم کی بیوہ کو بھی لکھا ہے کہ وہ کسی بات کا فکریں نہ کریں مرحوم کی وصیت کی موافق میں ان کی آسائش زندگی کا پورا انتظام کروں گا۔ مجھے اس خبر سے اتنا زیادہ صدمہ ہوا کہ اگر موسم ٹھیک ہوتا اور صحت کے حالات بھی ٹھیک ہوتے تو فوراً دہلی جا کر منشی جی کے پس ماندوں کی دیکھ کر آتا۔ مرحوم برائی کے رہنے والے تھے۔ زندگی کا بڑا حصہ دہلی میں گزارا تھا۔ وفات سے وقت ان کی عمرانی برس سے زیادہ تھی۔ بڑے اور عیاریوں کے باوجود ہمت اور سستی کی وجہ سے زیادہ تھی۔ منادی کی اور میری کتابوں کا جھپٹا کے لئے چھاپے نو میں پیدیں بھرتے رہتے تھے۔ ہمارے دروازے کے بہت پابند تھے۔ سلسلہ مرگ کے بہت حامی تھے۔ پرانے زمانے کی دستکاریوں کے پابند تھے۔ حضرت خاں صاحب مرحوم کے بعد منشی جی کی وفات سے میں نے ایسا محسوس کیا کہ اب میں خلیفہ میر پرستوں سے محروم ہو گیا ہوں۔ ۲۴ محرم ۱۳۸۷ ہجری کو اور حیدر آباد دکن یادی منزل پہنچ کر منشی محمد بن الدین دانا نظامی اور خواجہ راجہ نظامی کے ساتھ ہادی منزل دیکھیں گیا تھا۔ کہ وہ میرے قیام کے قابل نہ ہو گئے تھے۔ انہیں بھگوانی وہ زیر تعمیر ہے۔ ایک مہینے کے بعد تعمیر پوری ہوگی۔ ابھی کوئی بات آسان کی اس میں نہیں ہے۔

راجہ دہرم کون بھادو آج دوپہر کو راجہ ہر کرن بھادو ملے آئے تھے۔ اپنی ٹوٹی سے ملنے کے لئے پوچھا رہے ہیں۔ میں نے پہلی اسم ٹیم اور نظامیہ خانقاہ کی تعمیر کا ذکر کیا تو کہا میں

یہ اپنی جاگیر کی زمین پیش کرتا ہوں جتنی بڑی زمین درکار ہوگی حاضر کروں گا۔ میں نے دعائیں پڑھیں اور زمین دیکھنے کا وعدہ کیا۔

مولوی حبیب الدین صاحب احمد آبادی محکمہ برقی کے افسر مولوی حبیب الدین صاحب ملے آئے تھے۔ ان کا دل اور پرتاؤ بھی برقی محکمے کی طرح صاف ہے۔

صدر اعظم بہادر کے ہائی عمرت، شام کو خواجہ راجہ بھاریہ نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی اور سید مضاف علی صاحب ساتھ صدر اعظم بہادر کے ہاں کھانا کھائے گئے۔ مولوی زاہد حسین صاحب الدولہ یعنی صدر المہتمم فاضل اور نواب سید شہزاد بہادر شاہ شکیہ تمام تھے۔ نواب شہزاد یار جنگ بہادر کی بڑے بھائیوں کا اہلیہ غزنوی سے زیادہ مرآۃ یا۔ چونکہ وہ اعلیٰ حضرت خاندان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت کا فائدہ چاہیں گے کہ وہ ہندوستانیوں سے بڑے سوا ب اس لئے ان پر بھی اعلیٰ حضرت کے فائدے کا اثر پڑا ہے میرے ایسے مضامین کا ذکر کرتے تھے جن کو میں بھول گیا تھا۔ اور جواب میرے پاس موجود بھی نہیں ہیں۔ عنایت محمد صاحب رفیق قادیان صدر اعظم بہادر کے راجہ خلیفہ حسن خاں صاحب انڈیا کی بھی شہزاد، تمام تھے۔

صدر اعظم بہادر کا وقار بھی شہزاد صاحب کی پر خلعت باتوں سے اثر پڑا۔ مولوی بہادر صدر بہادر نے مولوی فیاض الدین نظامی کی بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ تمام ہندوستان میں مقبول ہیں اور ان کے کمال کی ہر ریاست میں مانگ ہے میں نے کہا جی ہاں یہ تعمیر لڑو ملاؤ اور جنگ ہیں۔

رات کو ان کے گھر میں واپس آیا۔ آج ہونے کے سبب سہ دن بڑھ گئی ہے۔

ہوئی تھی۔ اور میں نے سنی تھی۔

مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کچھ دیر کے بعد میرے پرانے دوست مولوی غلام نروانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیمہ اور مرزا ذوق اللہ بیگ صاحب دہلوی بھی مبارک دینے آئے تھے اور مولوی غلام احمد خاں صاحب بھی ملے تھے۔ اور یہ نواب صدر معظمہ مبارک سے کھانہ پر بھی گیا تھا۔ اور علی حضرت کو بیٹھ میں خطاب کی مبارک باد کا خط بھی بھیجا تھا۔ مولوی رکن الدین دانا نغلی بھی ملے آئے تھے جو بے تکی نظامی اور نظام پاشا نظامی بھی ملے آئے تھے۔ سید مصطفیٰ علی صاحب کچھ دیر کے دوست سید مصطفیٰ علی صاحب تعلقہ دار باغات ملے آئے تھے۔ بہت دن کے بعد دیکھا تھا۔ یہاں سے میں آ رہی ہوئی۔ اور میں نے خیال کیا کہ مولوی غلام صاحب تعلقہ دار محبوب نگر ملے آئے ہیں۔

صندلی بیگم نظامی کی خطاب کی خبر سن کر چٹنے اصحاب مبارک باد دینے آ رہے ہیں ان میں سے ہر ایک یہ کہتا ہے کہ آپ کی سابقہ عزت و انجذاب کی عزت سے زیادہ اونچی تھی۔ اس خطاب سے کوئی خاص اضافہ آپ کی عزت میں نہیں ہوا ہے۔ میں جواب دیتا ہوں عزت بڑھنے کھٹنے کا کوئی سوال نہیں ہے۔ میں اس خطاب کو اپنے مریدوں اور عام بھیک کی خدمت اور مدد اور ترقی کے کاموں کے لئے ایک دنیاوی وسیلہ اور ذریعہ سمجھتا ہوں۔

صندلی بیگم نظامی کا بی بی نواسی کے ساتھ بچوں اور بھلے کو امیں تھیں اور خطاب کی مبارک دہی تھی۔ ایک کنشہا ججہ بہت یا۔ ایک کنشہا خواجہ بانو کو مہیا یا۔ میں نے ہنس کر کہا "ان کو خطاب نہیں ملا ہے۔ ان کو بھول کر لیں" پستی ہو؟ خواجہ بانو نے جواب دیا "میں تمہاری زندگی کے ہر حصے میں شریک ہوں۔ اس واسطے مجھے بھی اہمیت کے بھول لینے

کا حق حاصل ہے۔" میں نے کہا "لیکن یہ بھل کھاتے کا حق صرف میرے بچوں کو ہے۔" کوثر اور حسن اور مہدی بھی خطاب کی خبر سے بہت زیادہ خوش ہوئے رات کو سوئے دہلی سے عاقبا علی کا سیلفون آیا تھا جس میں خطاب کی اطلاع دی تھی۔

دہلی کے تار کے آج دہلی سے کسی تار مبارک باد کے آئے ہیں۔ میری بڑی لڑکی جو ربانو نظامی نے تار بھیجا ہے۔ خطاب مبارک ہو۔ اور میرے دوڑا شہاب الدین خاں نے ایک طویل تار بھیجا ہے جس میں لکھا ہے "خطاب مبارک حضور کو۔ اہی جان کو۔ میان حسین کو۔ اور اعماموں جان کو" میرے بچے لڑکے خواجہ سید علی نظامی کا تار سب سے زیادہ دلچسپ اور صحیح تار ہے جس میں لکھا ہے "آپ کا خطاب ہم بچوں کو مبارک ہو" کیونکہ علی نے اس خطاب کے آئے والے اثرات اور نتائج پر نظر کی ہے۔

اور ایک تار روشن دل محمد صدیق اخلاقی نظامی کا جو آج کل میرے ہاں مقیم ہیں آیا ہے۔ اور ان پر سید ذکی حسن کا تہ اخبار منادی اور محمد یونس ملازم ذاتی اور مرزا سہاب شاہ نیو بہادر شاہ بادشاہ ملازم خاکی اور بوکرگیا کے نام بھی درج ہیں۔ خطاب کی نذر میرے سید سعید نظامی نے کیونکہ خطاب کی نذر کے طور پر وہ دونوں ہاتھوں پر رکھ کر میرے سامنے کئے۔ میں نے ان پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا "میں اس سلسلے میں کوئی نذر لینا نہیں چاہتا۔ ایک دوست ڈاکٹر صاحب کا سیلفون بھی مبارک باد کا آیا تھا۔

کچن رحیم؟ شام کو سٹر انعام الرحیم کشتہ برار کے چوڑے بھائی اچھی خاتین کے ساتھ مبارک باد دینے آئے تھے۔

نواب دوست محمد خاں میرے قریبی دوست نواب دوست محمد خاں صاحب جاگیر آباد مغرب ملے آئے تھے۔ اور خطاب کی مبارک باد

بھی دی تھی۔

نواب بشارت علی خاں میرے دوست نواب عنایت علی خاں صاحب کے فرزند نواب بشارت علی خاں صاحب بھی خطاب کی مبارک باد دینے آئے تھے۔

کوثر رات کو آئے تھے مولوی فیاض الدین نظامی اور سید سعید نظامی کے ساتھ مولوی زاہد حسین صاحب صدر المہام فنانس کے ہاں طعام شب کے لئے گیا تھا۔ کھانے میں نواب ہوشیار جنگ بہادر اور آغا حیدر حسن صاحب دہلوی اور مولوی غلام خاں صاحب اور عروج احمد خاں صاحب وغیرہ بہت سے عمارت شریک تھے۔ نواب ہوشیار جنگ بہادر اور آغا حیدر حسن صاحب کی بذلہ خیر کو بہت لطف رہا۔

ایک تاریخی نکتہ کی بحث اس میں تھی کہ سلطان محمد تغلق نے دہلی آباد کر کے دولت آباد شہر کیوں بسایا تھا۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب نے کہا کہ دولت آباد ہندوستان کا وسطی مقام ہے نیچے اس کے قبیلے کرنے میں شامل تھا۔ اس لئے کچھ دیر مباحثہ رہا۔

کھانے بہت لطیف اور خوش ذائقہ اور دیر پخت صحت کے لئے کچھ زیادہ ناموافق نہیں تھے۔ گریز کے ہمراہ کو نواب ہوشیار جنگ بہادر کی بیگم صاحبہ کے ہاتھ کی پکانی ہوئی ماش کی وال کا اشتیاق تھا۔ ہوش صاحب اتنے زیادہ ان کھانے والوں کو کہاں تک کھلائیں گے۔ ان کی ماش کی وال نے تو سارے حیدر آباد میں دھیر دھیر بکھی ہے۔

مولوی زاہد حسین کی سیاست دانی کی دوست ہیں اور ان کی خیمہ کی دستانت شبی ان کا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ اور میں ہمیشہ آ رہا ہوں کہ ان کو ہنسنا اور بھولنا۔ اچھا بھلا

روئے الدین عالمی قلمی مشکاوت : یہ کتاب ہزاران نسخہ
 نذر کے لئے لائے گئے۔ جو ختم شدہ جہزی کا کھلا
 ہوا ہے۔ اور جس کے حاشی حضرت مولانا عبدالحق
 صاحب محدث دہلوی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔
 بہت خوشحال ہے۔ میں نے کہا یہ کتاب حضرت خوجہ
 نظام الدین اولیاء کی وفات سے بارہ برس بعد لکھی
 گئی تھی۔ شیعہ سنی کے مناظرے کی ایک قلمی کتاب بھی
 دارالعلوم کے نذر کی۔ اور زبان میں ہے اور سورس
 پہلے سے لکھی ہوئی ہے۔ کلمہ میں لکھی گئی ہے وانا
 صاحب کہا خطاب کی تہنیت میں یہ علمی تحفے
 نذر کرتا ہوں۔ میں نے کہا مجھ ان دونوں نوروں تحفوں کے
 حامل ہونے سے اتنی زیادہ خوشی ہو رہی ہے جس
 کو الفاظ میں ظاہر کرنا مشکل ہے۔

مزاج و انتہائی مہذب و محکمہ کی ایک عجیب خط بھی آیا
تھا۔ جمعیہ والے میں بہت سے خط خطاب کی سبائے
کے آئے تھے۔ کچھ عطا الرحمن صاحب بھی ملنے
آئے تھے۔ نفیس بیگم نظامی اور محبوبہ بانو نظامی
اور سعیدہ بانو نظامی اور سعیدہ نظامی کی والدہ وغیرہ
خواتین بھی آئیں تھیں۔ غیاض الدین نظامی کی بیگم
صاحبہ نے کوہستان سے کھانے کا ذخیرہ بھی لایا تھا۔
ڈاکٹر محمد الحق شریف صاحب ماہر فی مہیہ۔
بھی ملے آئے تھے۔

خشی، چونکہ ہادی منزل کے بعض سے زیر تعمیر ہیں اس واسطے یہاں خشی بہت زیادہ ہے۔

۲۸ جرم و ستمہ ہر جنوری ۱۲۰۲ھ جمعہ ۱۲ جمادی الاول تاریخی مکان، جس مکان میں شہر اس میں ایک تاریخی مقام ہے۔ فراب خدا الملک سید حسین بلگرامی مرحوم اس مکان میں رہتے تھے۔ میراں سے سیاسی مکان میں ملنے آیا کہ ناقد مرحوم کلمات کے بعد اس مکان کے زے حصے میں شاہی مہمان خانہ یعنی قیست ہاؤس بنادیا گیا، اور ایک حصہ مرحوم کے فرزند فراب مہدی یار جنگ بہادر کے پاس ہوا۔ امدان کے فرزند مولوی سید ہادی، صاحب کے پاس آیا جن

کی شادی شمس العلماء میلانا حافظ نذیر احمد صاحب
دہلوی کے نوادے ڈاکٹر شرف الحق صاحب مرحوم
کی صاحبزادی سے ہوئی ہے جو بستی عقیدہ رکھتی
ہیں۔ اور شیعہ شریعہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ مگر دونوں
نہایت اخلاص اور محبت کی زندگی بسر کرتے ہیں
اور دونوں کی زندگی ٹونہ ہے ان لوگوں کے
لئے جو شیعہ سُنی کے اختلاف میں مبتلا ہیں۔
حضرت خواجہ صاحب حمیریؒ کی اس موقع
پر بچھے یہ ظاہر کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ
سلطان الہند حضرت خواجہ سیحون الدین بن
پنٹی حمیریؒ نے ہندوستان کے کروڑوں خستہوں کے
سب سے پہلے پیشوا سنی تھے۔ مگر ان کی سب سے شیعہ
حسین احمد دونوں کی زندگی بلیغ اخلاص و محبت
نور نے کی زندگی تھی۔

مسٹر کرکین نے غمگینہ حال کے وزیر (صدر الہام)
کرکین سے آج مل گیا تھا۔ وہاں مسٹر سٹیج
بھی موجود تھے۔ میں مسٹر کرکین کے دہلی میں ہی ملا تھا۔
وہ میرے دوست و رفیق تھے۔ سابق پرائیویٹ بینکر اور
حضور اللہ کے والد صاحب کا بھائی۔ وہ گورنمنٹ سروس
میں ہیں اور ان دنوں ایک ہی گھنٹہ تعلیم پائی
ہے۔ اور ان کا یہی جہاز میں ہندوستان آئے تھے
میں نے سیم صاحب کا حال پوچھا۔ جواب دیا:
اُن کی صحت اچھی ہے۔ اور وہ انگلستان میں ہیں۔
خطاب کی مبارکباد تو مسٹر کرکین نے مجھے
مشیر العلماء "خطاب کی مبارکباد دی۔ تو میرے
کہا یہ خطاب بڑی ذمہ داری کا خطاب ہے۔ اگرچہ
آپ کی حکمت نے یہ خطاب تجویز کرتے وقت
ان دنوں کیوں کر تجویز کیا ہو گا۔ لیکن میں اس
لفظ کی ذمہ داریوں کو اچھی طرح جانتا ہوں مسٹر
کرکین نے فوراً دو زبان اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے
جس میری بات کا مطلب پوچھا تو میں نے کہا: "اس
لفظ کا ترجمہ ہے، "علم والوں کا مہراج"۔ لہذا اس
کا مطلب یہ ہوا کہ اس طرح سٹیج اس زمین کی

ہر مذہب و چیز کی اپنی شفاعت علی سے خدمت کرتا ہے اور ان کی زندگی کو مزید سنبھالتا ہے۔ اسی طرح جس کا خطاب "شمس العلماء" ہوا۔ اس کو عجم اور اہل علم کی خدمت کرنے چاہئے۔ اور مدد کرنے کی پابندی ہے۔

مسٹر ٹرکین کو ہندوستان کی بڑی فریقوں کا اختفا بہت شوق ہے۔ اس لئے میں نے پوچھا آپ نے یہی معلوم کیا کہ ہندوستان کے برہمن ہندوستان کیا کہاں آئے ہیں؟ انھوں نے ہنس کر جواب دیا۔ "نہیں مجھے یہ معلوم نہیں"۔ میں نے ۱۹۱۷ء سے ۱۹۲۲ء تک مسلسل تحقیقات کرنے کے بعد میں نے "تاریخ فرعون" کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ اور اس میں ثابت کیا ہے کہ مصر کے مشہور بادشاہ (فرعون) اہری کی اولاد مصر سے وسط ایشیا میں آئی اور اس نے ایک شہر ہری آباد کیا جس کا جملہ اہل ہرأت کہا جاتا ہے پھر یہ لوگ ہندوستان میں آئے اور گنگا کے کنارے ہری دار کے نام سے ایک نیا شہر بنایا۔ مسٹر ٹرکین نے ہنس کر کہا "تو کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ برہمن لوگ اپنے مروجہ فنی حق کی بنا پر مصر کے حکمران بن جائیں؟" ہمیں نے کہا "میں یہ خواہش کیونکر کر سکتا ہوں جب برہمنوں کو ان کے مذہب سے ہمیشہ مختار میں سفر کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ اور تاریخ بتاتی ہے کہ رولوں کے زمانہ تک برہمنوں کی حکومت تھی جس کو چھتری نسل کے راجہ راجم چندر جی نے ختم کر دیا۔ اور پھر ہندوستان میں چھتریوں کی حکومت برپا رہی جس کو ویشلی یعنی تاجر قوم مسلمانوں نے ختم کر دیا۔ کیونکہ مسلمان قوم کے رسول تاجر تھے۔ اور مسلمان ویشیوں سے انگریز ویشیوں یعنی تاجروں نے یہ ملک لے لیا۔ اور اب تاجروں کی حکومت بھی ختم ہونے والی ہے۔ اور وہ خود ویشی تاجروں کی مچھرتوں کا دور آئے والا ہے۔ چنانچہ انجلی برطانیہ میں بھی لبر گورنمنٹ ہے یعنی مزدوروں کی گورنمنٹ، اور

مزدور بندہ عقائد کے بموجب اچھوت اور شور
ہیں۔ مگر کین صاحب نے ہنس کر جواب دیا مگر گریٹ
میں دوسری باتوں کے بھی بہت سے ممبر ہیں
میں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ مگر گریٹ کا نام
لیبر گورنمنٹ ہے۔

اس کے بعد جسے ذکر کیا کہ میری دوسرے کتابیں
چھپ چکی ہیں اور دوسرے کتابوں کے مسدھے
کاغذ نہ ملنے کے سبب بھی نیک چھاپی کا انتظام
کولیسے ہیں۔ صاحب نے کہا یہاں ہر لوہے بہت اچھا
کاغذ تیار ہوتا ہے۔ اور اب آپ کو کاغذ کی شکایت
نہیں رہے گی۔

مسٹر گرگین نے اپنے قدم کے اور مضبوط جسم کے
اور ادب پر عمر کے انگریز ہیں۔ ان کی آواز میں
کرج ہے ان کے دوست سر جنکسن، مسٹر ایڈن
سلیٹن وزیر خارجہ سے شکل میں بہت ملنے جلتے
ہیں۔ اور مسٹر گرگین کی شکل سر فرانسس، ایلی سابق
پرنسپل ایڈوائزر گورنمنٹ ہند سے مشابہ ہے۔
مسٹر سبوج ان کے معتمد یعنی سکریٹری ہیں۔ اور وہ
اردو اور فارسی زبانیں جانتے ہیں۔ ایراں میں
بھی رہ چکے ہیں۔

ہمایوں یا رھال، مسٹر گرگین کے پرسنل
مدکار رہا ہوں یا تھاں میرے مرحوم مرید نواب
صغیر باخاں لفظی کے چھلے بیٹے ہیں۔ ان کا باپ
اور سب بھائی ہیں ان سمیت میرے مرید ہوئے
تھے۔ مگر آج انھوں نے مجھے نہیں پہچانا۔ اور
بہی کم عمری کا غند کیا۔ مگر میں سمجھ گیا کہ ایک ایسے شخص
کو اپنا پیار بیٹا رہنے اتنا کوشم نہ آئے جو ان کی
طرح انگریزی تسلیم یافتہ نہیں ہے۔ مگر ان سے
زادہ انگریزی بولنے والے انگریزوں کو جانتا ہے۔
مگر نواب ولی اللہ بہادر، مگر کین صاحب
سے ملنے کے بعد ولایت خزانہ میں بیگم صاحبہ نواب
ولی اللہ بہادر کے ہاں بھی گیا تھا۔ اور مولوی
نہام احمد خاں صاحب سے بھی ملاقات کی تھی۔

ان کی لائبریری میں کتابوں کی ترتیب دیکھ کر
دل بارغ بارغ ہو گیا۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر کا دعوت نامہ آیا تھا
ظہیر یار جنگ بہادر میرا ناگاہ اور ان کی بیگم صاحبہ
کی طرف سے مجھے اور خواجہ بانو کو اور بچوں
کو بشیر بلخ میں جانے کے لئے مدعو کیا گیا ہے۔

نواب سید یار جنگ بہادر کی میرے زندگی
بدلتی سیخ دوست ڈاکٹر لطیف سید صاحب یعنی
نواب سید یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ اور
ان کی پر لطف باتوں سے تمام حاضرین مسرور
ہوئے تھے۔

مولوی میر محبوب علی صاحب تاج مولوی
میر محبوب علی صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور
صاحبزادے اور ان کی بیوی مہر جہاں نظامی اور
دوسری رام پور والی ہونے آئیں تھیں۔ بیگم
میر محبوب علی صاحب نے بہت اچھی باتیں مراحم
قدیم کی حفاظت و حماست کی نسبت بیان کیں۔

قبروں کا احترام کیا گیا صاحبہ نے مجھ سے
پوچھا قبروں کا احترام کیوں کیا جاتا ہے؟ اصل چیز
قورح ہے۔ جب وہ جسم سے چلی جاتی ہے تو جسم
ایک بیکار چیز ہے میں نے جواب دیا قورح امر رب
ہے یعنی رب کی تخلیق ہے۔ اور جب ذات پاک
الہیت سے جسم انسانی میں جلدہ افزہ ہوتی ہے
تو جسم کو ایسا ہی خد شہود اور بنادیتی ہے جس
طرح خد شہود اور پھول اپنی شاخوں سے خد ہوا کر
پروں کو اور پرنوں کو خوشبودار بنا دیتے ہیں اسی
طرح قورح کی تخلیق پاک عمل جہوں کو ایسا ہکاوتی
ہے کہ وہ جسم روحیں جلد ہونے کے بعد بھی خدیت
نیک جھکتے رہتے ہیں۔ اس واسطے اولیا راشد
کی قبروں کا فیضان ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور
ان کا احترام کیا جاتا ہے۔

بیگم صاحبہ نے کہا مجھے پورا اطمینان ہو گیا
اور میں اس غلبان میں مدت سے تھی۔

درگاہ کی حاضری کے ظہر کے بعد نواب کاظم یار جنگ
بہادر کے فرزند کی تدفین میں شریک ہونے کے
لئے درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب
میں حاضر ہوا تھا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ تدفین
چار بجے ہوگی۔ مولوی معصوم علی صاحب وارثی اور
یعنی شاہ صاحب بھی میرے ساتھ تھے۔
مولوی عبد القدیر صاحب عبدالقی ہ درگاہ کی
مذہب شہر مولانا عبدالقدیر صاحب عبدالقی سے بھی
ملاقات ہوئی۔ یہ پہلے کالج میں پروفیسر تھے۔ سب سے
باندھتے ہیں۔ اور پھر عمر کے آدمی ہیں۔ پیری مریدی
بھی کرتے ہیں۔

تاروں کا تار آدمی سے علی کا ایک بہت طویل
تار آیا ہے جس میں ان لوگوں کے نام بھیجے ہیں جنہاں
نے خطاب کی مبارکباد کے تار اور خط اور تبلیغی
علی کے پاس بھیجے ہیں۔ دو صفحے کا تار ہے۔ یہاں
میرے پاس بھی صبح سے شام تک تاروں کی آمد
کا تار بندہ مار رہا ہے۔ عربی زبان میں بھی آئے ہیں
اردو میں بھی اور انگریزی میں بھی۔

تدفین کے شام کو نہ بجے درگاہ حضرت یوسف
صاحب شریف صاحب میں حاضر ہوا تھا جہاں
حیدر آبادی سلطنت کے سب سے بڑے بڑے علماء
اور اراک جمع تھے۔ ۴ بجے کے بعد شیشے کے تابوت
میں میت تدفین کی گئی۔ میں بھی مٹی دی۔ اور
نواب کاظم یار جنگ کو صبر کی اور حرم کے لئے
معفرت کی دعا کیے کر واپس آ گیا۔

صبح دکن کے دفتر میں آج حیدر آباد کے
ناور روزانہ اخبار صبح دکن کے ایڈیٹر صاحب نے
چار نوشی کے لئے مدعو کیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے
ذاتی فرمان اسی اخبار میں شائع ہوتے ہیں۔ حیدر آباد
کے چند مشہور روزانہ اخباروں کے ایڈیٹر صاحبان
بھی جمع ہوئے تھے۔ مولوی معصوم علی صاحب خاں
اور کاشی شاہ نظامی اور خلیص شاہ نظامی بھی میرے
ساتھ گئے تھے۔ روزانہ اخبار ہر کے ایڈیٹر صاحب

اور روزانہ اخبار نظام گزٹ کے ایڈیٹر صاحب اور روزانہ اخبار وقت کے ایڈیٹر صاحب تھے ملک گھنٹے تک مختلف سیاسی اور اخباری مضامین پر گفتگو کرتے تھے۔

مولوی مسعود علی صاحب محوی کآج میری ہم موجودگی میں مولوی مسعود علی صاحب محوی کی اسے ملنے آئے تھے۔ اور کامل یقین نظامی اور علی صاحب گتہ دار اور کو لاس صاحب پرائیویٹ سکریٹری نواب جن یار جنگ بہادر اور بامیاں نظامی بھی آئے تھے۔ اور بادشاہ بیگم کا بھی سوا کھانا بھی لائے تھے۔ سید ذہین نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور مولوی رکن الدین دانا نظامی اور مولوی ضامن علی صاحب میزبان خاص اور نواب سردار یار خاں نظامی بھی آئے تھے۔ شیریں کی زیارت سید مہدی باغ عام کے میوزیم میں شیر دیکھنے گئے تھے۔

ابن عربی اور خوش قبیل کآج اننت پور سے سید ابن عربی اور خوش اقبال شاہ نظامی آپس آگئے۔ خوش اقبال شاہ نے خطاب کی نذر پیش کی۔ میں نے ہاتھ رکھ کر والیں دی۔

خواتین ہمارے سید سعید نظامی کی والدہ اور بیوی اور بچے اور بہن اور سعید بانو نظامی ملنے آئیں تھیں۔ آج دن کو صبح مجلس شاہ نظامی نے ہناری کھلائی تھی۔ اور وہیں کو اور شام کو سعید بانو نظامی کے ہاتھ کا اور اسحاق کا بچا کھانا کھا یا تھا اس مکان میں کوئی آسمانی سرنگ دہلی سے ملے ہوئے ہے۔ اس لئے دہلی کی سردی چھپ چھپ کر رات دن آتی رہتی ہے۔

۲۹ محرم ۱۳۴۱ھ جنوری ۱۹۲۲ء جمعہ حید آباد گٹ گر جاری عجب تاریفے کا کامی کو سکا تھا میں تو انہی سے تاریخ کے جن کو حرکت دیتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں گٹ گر گر۔ اور اسی گٹ گر سے ابھی بڑی خبریں سننے چلی جاتی ہیں۔ اسی طرح میرے

مرد کا نظریہ بھی کائنات کی زندگی میں گٹ گر کی حد میں دیتا ہوتا ہے۔

میرے خطاب کی نسبت بھی تمام ہندوستان سے دہلی میں اور حید آباد میں تاروں اور ٹیلیفون اور خطوں کے گٹ گر کی آوازیں رات دن آتی رہتی ہیں۔

سرافسر الملک کآج میں اپنے مرحوم دوست نواب سرافسر الملک صاحب خاص مرحوم علی حضرت و سپہ سالار افواج آصفیہ کے مکان رات منزل میں سید ابن عربی کے ساتھ گیا تھا۔ اور وہاں

نواب عثمان یار الدولہ بہادر خلع نواب سرافسر الملک مرحوم کے بچوں سے ملا تھا۔ محمد علی بیگ اور حمزہ علی بیگ وغیرہ بہت پیاری

صدرت کے سپہ سالار بچے ہیں جنہیں میں نے ملے ہیں۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام کی خاص نظر عنایت اس خاندان پر ہے۔ اور جب نواب عثمان یار الدولہ بہادر نے وفات پائی تو اعلیٰ حضرت نے ان کی میت کو اپنے دست مبارک سے قبر کے اندر اتار لیا تھا۔ اور یہ اقدار عظیم الشان تھا

کہ وہ کن کی گذشتہ تاریخ ہی میں نہیں۔ دنیا بھر کی کسی گذشتہ تاریخ میں ایسی مثال نہیں ملتی۔ سکندر آباد سے مولوی محمد اسماعیل حضور شاہ نظامی اور محمد عثمان خاں نظامی ملنے آئے تھے۔

باغ عام کی مسجد میں بادشاہ سلامت کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔ ہمارا جہ میں سلطنت بہادر مرحوم کے بڑے لڑکے نواب نعیم یار جنگ بہادر بھی نماز میں شریک تھے۔

دن بھر عورتوں اور مردوں کی آمد و رفت جاری رہی۔ اور مبارک باد کے تار اور خطوط ہی آتے رہے۔ اور زبانی مبارک بادیں والوں کا سلسلہ بھی جاری رہا۔

چار کی دعوت کاشام کویم بچے حاجہ بانو اور سید ابن عربی اور سید مہدی کے ساتھ سکندر آباد

گیا تھا۔ نواب نعیم یار جنگ بہادر میر بانگاہ و صدر اللہ ہام اور مذہبی کے ہاں چار کی دعوت تھی۔ مولوی وہیں سے آئی تھی۔ خواجہ بانو بیگم صاحبہ کے پاس پردے میں رہیں۔ اور میں اور سید ابن عربی نواب صاحب کے ساتھ مردانے میں رہے تھے۔ نواب صاحب کے تینوں صاحبزادے بھی مردانے میں تھے۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب اور مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم مولوی عیسیٰ شریک دعوت تھے۔ نواب نعیم یار جنگ بہادر کی ہر بات علمی اور اصولی تھی۔ میں نے کہا ان کے حدامی حضرت بابا فرید الدین سود گنج شکر صاحب کسی کو خلافت دیتے تھے۔ تو شرط لگاتے تھے کہ میرے خلیفہ جمال الدین کے پاس ہانسی میں جا کر خلافت نامہ کی تصدیق کرانا جب تک اٹنا کی تصدیق نہیں ہوگی خلافت تصور نہیں کیا جاتی چنانچہ جب حضرت خواجہ نظام الدین ادیبانہو خلافت نامہ دیا گیا۔ تو ان سے بھی یہی ارشاد فرمایا گیا تھا۔ اور جب حضرت خلافت نامہ لے کر ہانسی میں گئے۔ تو حضرت مخدوم جمال الدین نے خلافت نامہ پر لکھ دیا۔ مگر یہ گزشتہ تاریخ موتی اس کو دیا گیا ہے جو موتی کی قدر جانتا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت حضور نظام۔ بھی اپنی سلطنت کے پانچ بڑے بڑے محکموں کا ان کو وزیر بنایا ہے۔ جن میں سے ایک حکماء مذہبی ہی ہے۔ اور خدا کی مہربانی ہے کہ اس نے ان کو بیوی بھی ایسی ہی لائق دی ہیں اور بچے بھی بہت اچھے دے ہیں۔

خون کا سامان جس کو مولوی غلام احمد خاں صاحب نے ایک یورپین عورت کا ذکر کیا کہ وہ یہاں سسٹوں کی تحقیقات کرنے آئی تھی اور خون کے تحقیقات کرتی تھی جس سے عجیب و غریب حالات معلوم ہو جاتے تھے۔ کیونکہ قدرت نے ہر نسل کے خون میں ایک خاص

فرق اور تفاوت رکھا ہے جس سے سفلوں کی اصلیت معلوم ہوجاتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کا نہ تو خون کے ذریعے معلوم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ باپ کے خون سے بیٹے کا خون نہیں ملتا۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب نہایت وقار و ادب کے ساتھ زرین بیٹی (رنگین) باندھے ہوئے اور دہریہ و ستار اور سپہ جوئے تھے۔ اور مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امروہہ بھی اسی احترازی لباس میں تھے جس سے حیدر آبادی قدامت کا دوقطرہ ظاہر ہوتا تھا۔ میں نے قرآن شریف کے ان نکات پر گفتگو کی جن کا تعلق وجود انسانی سے ہے۔ تو مولوی عبدالقیوم صاحب نے ایسی گہری باتیں قرآنی اسرار کی نسبت کیں جو لندن کے کسی فکیلے یا ذہن نوخاں سے آج تک میں نے نہیں سنی ہیں۔ اور یہ خوبی ان کے والد نواب لطیف یار جگہ بہ امر حرم کا اور علی تربت اور علی ماحوں سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ ایک گھنہ دیوان بانگاہ میں لیا گذر لہ مجھ حیدر آباد کی تاریخی مجلس فکر کی طرح ہوتی ہوئی اور زکرت کرتی ہوئی دکھائی دینے لگیں۔ کوٹلوں کی گیس آج حسن اوطال میرا چوتھا بیٹا غسل کر کے باہر آیا تو کوٹلوں کی آگ کا اثر پانگیا۔ دن بھرتے ہوئی رہی۔ سر میں شدت کا درد تھا۔ اور اس باپ بہت پریشا رہے۔ مغرب کے وقت غلام نے اس کو سخت دئی۔ آج۔ یہ صبح روز کی بی والدہ اور امیہ اور بیچہ اور سہیلی بھی لئے آئیں تھیں۔ اور پادشاہ بیگہ نظمی نے کھانا بھی پہنچا تھا۔ اور خود بھی آئیں تھیں۔

مولوی محمد بیگ صاحب نے ہمارا راجہ راوری ریاست کے ناظم مولوی محمد بیگ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ اور دو ٹھٹے تک ان سے

علمی باتیں ہوئیں تھیں۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب کی طرح وہ بھی جدید و قدیم علوم کے بہرہ میں۔

بجائے رہا آج تمام رات مجھے بخار کی تکلیف رہی۔ غذا کی اقلیت اور سردی کا ایک بڑھ جانے کے سبب یہ بخار ہوا تھا۔

۳۳ محرم ۱۳۰۲ء کو جنوری ۱۳۰۲ء شنبہ حیدر آباد امرا کی شاہ صاحب آج سب رات کے بخار کی وجہ سے ڈیڑھ کے بعد باہر آیا تھا۔ روزانہ باغ میں تالین بچا کر دوپہر میں بیٹھ جاتا تھا۔ سب سے پہلے میرے قدیم دوست مولانا جہاں اللہ صاحب امرا کی ملنے آئے تھے۔ انھوں نے اپنے مودتہ علیہ حضرت نعمت اللہ شاہ صاحب کا قصہ سنایا کہ وہ اس مقام پر بیٹھتے جہاں تکلیف نہایت آباد کا محلہ ہے کہ قطب شاہی بادشاہی میں سے ایک بادشاہ عبداللہ قطب شاہ مست ہاتھی پروہاں آگیا۔ یعنی بادشاہ مذکور کو مست ہاتھی لے کر بھاگ آیا تھا۔ اور امر اور غیرہ بہت پریشان تھے۔ شاہ صاحب نے یہ حالت دیکھی تو بہتیت حق کی حد ابلندی۔ اور ہاتھی سے سختی ہو کر فرمایا: "بھیر بادشاہ" ہاتھی غیر گیا اور بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے حضرت کے ہاتھ پاؤں چومے اور یہ سب زمین ان کی نذر کر دی۔ اور اسی وجہ سے اس مقام کا نام نہایت آباد رکھا گیا۔ یہ بزرگ قادیہ خاندان کے تھے۔

مناوی کا ٹائٹیل آج میں نے منادی کے ٹائٹیل کا مضمران دہلی بھی یاد اور جن لوگوں نے حیدر آباد کے بچے خطاب کی مبارک باد کے تار پہنچے تھے۔ ان کو تار کے ذریعے شکریہ بھی پہنچا دیا۔ میں تندرست بھی گئے۔ ہر باقی منس مہاراجہ گوالیار اور ہر باقی منس نواب صاحب رام پور اور سر مبارک صاحب جہانگیر آباد کے تاروں کا جواب مل بھیج دئے تھے۔ علی کے تار سے معلوم ہوا تھا کہ سب سے

پہلی مبارکباد آریل جیٹ کٹر صاحب دہلی کی وصول ہوئی تھی۔ اعظمی صاحب ہمشہور منہار دیوان علی صاحب آگے جو میرے درشن کی خاطر لکھتے ہیں ان کے پورا پورے دین تہاں کی تقریر بھی تھیں اور ان کے بعد نہایت جلدی صاحب ہر دی تقریر بھی ہوئی تھی۔

ریاستوں کی سلامتی کا نائب صدر غلام علی صاحب بھی ملے تھے۔ جس کا باپ کی صورت منجھ سے ملتا ہے۔ گویا چلن جن کے ہاں گزری ذرا زمانہ گزرا ہے۔ اولیستر مولوی غلام احمد صاحب پٹیلی بھی ملے تھے۔ محمد علی صاحب کو اس پر لپٹ کر کوشی میں بیٹھ کر ملے تھے۔ صدقہ یقین نظامی ایشی کے اہل دیوان کی تھے۔ بادشاہ کی نظامی دہلی کے غلام مولوی علی صاحب نے ملے تھے۔ اور قمر الدین نظامی شاہ نظامی اور لکھنے کے لیے ملے تھے۔ ان کے ہاں بہت سی باتیں ملنے لگی تھیں۔ جگہ بہادور اور غلام علی صاحب کی ملنے آئے تھے۔

بابو جواں صاحب حیدر آباد کے مشہور شخصیات بابو خان صاحب ملے آئے تھے۔ جو مڈی مقام پر ہیں۔ ماورائی کا نظام پولیس انہیں کے ٹیکے میں تھا۔ بادشاہ اور اب بھی کی کمیڈ کمپنیاں چلا رہے ہیں۔ انجنینرین عالم سکندر آباد بھی انہیں کی یادگار ہے۔ ان کی تجارتی کمپنی اتار اور اقصیت سلطنت ہندوستان میں قائم ہے۔ سچے اچھی اور سب سے قدیم ہے اور میرا خیال ہے کہ اس سلطنت کا مستقبل اندر سنی اور تجارت ہی سے ترقی کرے گا۔ بلکہ اس ملک کی عظمت اور خوش حالی کے لئے اندر سنی اور تجارت لازم و لازم چیز ہیں۔ جس کے لئے ایک جہز نگاہ کا سپر انڈسٹری ہے۔

دہلوی و دعوت کشام کوہ سید ابوبکر علی اور خواجہ بانو ادیچوں کے ساتھ مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کے مکان پر چار نوشی کے لئے گیا تھا۔ جہاں دہلی کے سب لوگ جمع ہوئے تھے۔ مولوی غلام یزدانی صاحب دہلی سابق ناظم آغا قدیم حیدر آباد بھی شریک ہزم تھے

فرحت صاحب نے اپنے دو بھرن بھی منائے
ایک "لکھا" اور دوسرا "پہلی تانچ" ان کے
نواسے اور پوتے اور پوتیاں بھی وہاں تھیں۔
ان کا تو تعمیر مکان بہت خوش مناسبتہ روشن اور
بہت ہوادار اور بہت دل کش ہے۔ ان کی انڈیاں
سورس پیلے کے دلی والوں کی سی ہیں۔ اوریں
مرزا فرحت اللہ بیگ اور مولوی غلام پروانی کو
اپنے دلی شہر کے لئے قابل فخر سمجھتا ہوں۔ اگر
حیدر آباد کے ان دونوں کو گودے سیدھے دیکھا
معاذ حق ہے۔ ہاتھی پیرے کام گاہ کا بھی اس
نام۔

نایاب کتاب: آج مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب
کے ہاں بوستان خیال کی کئی جلدیں ایسی تھیں
جو ترجمہ کے لئے بھی ہوتی ہیں۔ یعنی خوابہ امان
صاحب دہلوی کے ہاتھ کی تھی جو دہلی پستخانہ
خیال کی بانی تھیں۔ مرزا فرحت صاحب کے ہاں
ہیں ماوراء النہر کی دوست ہے جو نایاب بھی
جاسکتی ہے۔ سب جلدوں کو دیکھا کہیں کوئی
چھٹا نہیں ہے۔ خطہ صاف ہے۔ مگر اس کو
خوشحال نہیں کہہ سکتے ہیں۔

سارے کی ماز دہیں پڑی۔ اس کے بعد قیام گاہ
پر واپس آیا یہاں بہت دیر جمع تھے۔ مولوی
علاء الدین صاحب افسر قزاقانہ میرے
پرائے دوست بھی تھے ان کے تھے میں نے کہا
انسان کی خلعت ہے کہ جب کسی دوسرے انسان
کے پاس دوست ملتا ہے۔ تو اس سے حسرت
ہے۔ مگر میں نے مولوی عنایت الرحمن خاں کے
خزائن میں جا کر دوں پڑے دیکھے مگر بے کوئی
حسدان سے نہیں جو علیم سید علی حسین صاحب
نے خوابہ بنگلہ دہ رنجے ان کی ملکیت کے نہیں
تھے۔ میں نے کہا "الملک للفقہ" میں تو ان لوگوں
میں ہوں جو ساری دنیا کی کسی چیز کو کسی شخص کی
ملکیت نہیں مانتے۔ یہ نہ ساری کائنات خدا

کی ملکیت میں ہے۔ علیم سید علی حسین صاحب
حیدر آبادی محکمہ طب کے مددگار ناظم ہیں اور
یونانی طب کی نسبت بہت اچھی اور گہری آہستہ
رکھتے ہیں۔ انھوں نے میرے طبی سوالات کے
جوابات بہت معقول اور مدلل دیے۔

مولانا سید حسن شہی صاحب ہزاروی کی
کتاب "تشریح آیات" اور "اباد میں چھپے ہی
ہے۔ اور عقرب تیار دیا جیسی میرے سابق
میزبان مسلمہ القلب رحمن صاحب بنگلوری اور
ان کے بھائی احباب بھی ملتے تھے اور لڑپا

مہمان بنا دیا جاتے تھے۔ ان کے کہا
ایک جا رہے ہیں عاشق بدنام ہیں
دن کہیں رات کہیں میں سنا نہیں

وہ رات کو سید بر ۱۶ روزہ اپنا دوا پھوں
کے ساتھ دکن کا شہر لاہور میں میرے ہاں آرا
کے ساتھ۔ لکھا تھا عبدالغفور نامی صاحب
اور خوش بآں: وہ لکھا بھی شریک طعام تھے
پتہ لاہور دو دن سے سرمدید تیار سے۔ مگر اس
حالت میں انھوں نے لکھا: کا انتہا کیا تھا۔
میرے کہ "ایچ" دینے کو "کاو" اور "پا"

مرزا صاحب: "میں آپ کا روزنامہ پڑھتی
ہوں۔ اور اس سے بہت سیکھتا ہوں۔ سبب آپ

شہر یونیورسٹی کے پروفیسر صاحب کا تھیں
کوتے تو میرے کون رہا۔ رتی کھائے، فرنگی
کی آتش پھر دیکھی ہی اگلے ہی گلاشتہ زمانوں
میں ہوا کرتی تھی ماوراء النہر گذشتہ روز انجور
میں چھپ چکا ہے۔ میں نے خواجہ باوا اور شرباوا
سے کہا "پہلے خور سے اس دعا کی غزل کو پڑھو۔

اور دیکھو کہ عرض اور قافی کے اعتبار سے بیگزین
کس قدر مکمل ہے۔ ہاتھ دہونے کی سبب بھی میں
رنگ برنگ کے بھول اس قدر سچے تھے کہ نہ خود
کی رہا تھا اور نہ اس بھولوں کی ترتیب پر
کرتے تھے۔ چاندی سوئے کے ورق مسکینوں

کا بچوں پر چھوڑے تھے۔ روٹیاں بھی کئی قسم کی
تھیں۔ اور سب سے نفرتی اور طمانی نقابین
پر ڈال رہی تھیں۔ انگریزی میز کی آرائش مشورہ
سندوں کا باورچی خانہ سفائی ستھر کی میں نامور
ہے ساوہ مسلمانوں کے کھانے لذت اور خوش

کے استبر سے اعلا مہاجاتے ہیں سید
تینوں قوموں خویاں محی دھانی دینی ہیں
پس آرا باوجود بچے کے جھانوں کو کھانا کھانے
میں مصروف نہ ہیں۔ ان کا گھر بھانجہ نہایت ادب
اور شائستگی اور آسپاسی اور ہاتھ سے مہمانی مہمانی

کر رہا تھا۔ میں نے لکھا: کھانا اعلیٰ و طبع کو
لکھا تھا اور جو میرے میرے مس کی ریب
وہیں ہاں کو زبان سے نہ رتی۔ رطبتی سبزیوں

اور مولہ کی دال۔ مولہ کی دال بھی کچھ لکھتی
سے بہت مہربان تھی اب ہم نے کھانا کھا لیا
تو وہ کھانا شہر میں ہوا۔ پتہ آئے دعائی اور
میں کے شوہر احمد شہر کے دونوں بھائی اور
ان کے نب اور خوش اقبال شاہ اور نعمت

اسی دسترخوان میں شریک ہوئے۔ اور
نے مجھے خطاب کیا: تعیت کی ایک نظم سنائی۔
جس میں میرے چاروں زندگی پر مہربان تھا۔ در

پہلے سب کو قراؤم بھولوں کے لئے پڑھا
خواجہ کو لکھتی اور طمانی کام کا ایک عہد
دی۔ اور مجھے روپوں سے بہرہ منی۔

زیرین قہلی ندر دی۔ رات کو سارے
بہرہ منی۔ اور وہاں ایک سہرا آئے۔
بہت زیادہ بڑے۔ اس کے بعد آئے اور

بہت کم ہاں کوئی نہ۔
نظم کا چاند کہ نہ لکھتا تھا۔ انہی
روشن اور بلند تھا۔ خیال کیا گیا کہ یہ
کلی ہوا سوکا۔ اور ان کے میں ہیں۔ بسند کی ساری
حکم ہرگز نہ لکھتا تھا۔ اور وہی شاعر اور شاعر
سردی شرمی لکھا تھا۔ اور وہی شاعر

کے باہر بھی۔ نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے بعد حیدر آباد میں ان سے زیادہ اور کسی کو ایسا اچھا بولنے والا میں نے نہیں پایا۔ آخر میں میری تقریر ہوئی۔ لیکن وہ سابق کی تینوں تقریروں سے کم زور مدہی۔ لیکن مجھے اس کا کچھ افسوس نہیں ہوا کیونکہ تقریر کی روانی اور خوش بیانی اور تسلسل کی خوبیاں مجھے اتنی عزیز نہیں ہیں جتنی یہ بات عزیز ہے کہ کم علم اور کم سمجھ لوگوں کے دلوں اور دماغوں میں اپنے مقصد کو پیونچا دوں اور اس میں سچے ایمانی ہوئی۔

سید باذی نظامی و محبوب باذی نظامی اور ان کی لڑکیاں اور جمیلی بیگم امی اور موتی بیگم نظامی اور ان کی لڑکی اور جمیلی بیگم امی اور ان کی نوکریاں ملنے آئیں تھیں۔

حسین نہیں آئے آج حسین کے آگے کچی خبر تھی مگر ریل پر مچی تھی۔ مگر وہ نہیں آئے۔

مہدی کی رائے آج میں نے اپنے سب سے چھوٹے لڑکے سید مہدی سے پوچھا جو پرانی عبدگاہ کی رہن دیکھنے میرے ساتھ گیا تھا کہ تم اس زمین کی نسبت کیا رائے دیتے ہو؟ مہدی نے کہا کیا کتاب یہ زمین خریدنی چاہتے ہیں؟ میں نے کہا اس شخص سے یہاں آئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اس کو خریدیں یا نہ خریدیں۔ مہدی نے کہا نہ خریدے۔ یہ زمین شہر سے اتنی دور ہے کہ اگر ہم یہاں رہیں اور کوئی چیز بازار سے خریدنی چاہیں اور پیدل شہر جائیں تو دن بھر میں بازار تک پہنچیں گے۔

نواب امیرین جنگ بہادر آج میں اپنے بڑے دوست نواب امیرین جنگ بہادر کے مکان پر ان سے ملنے گیا تھا۔ یہ پہلے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی شہی کے صدر المہام (وزیر) تھے۔ مدراس کے رہنے والے ہیں۔ اور بڑے ذی علم شخص ہیں۔ امی محل میں ان کے دو جوان بیٹے رہتے ہیں۔ جس کا

ان کو بہت حد تک ہے آج کل رات دن اپنے شاندار کتب خانہ میں رہتے ہیں جس کو یورپ کے اصول پر مرتب کیا ہے۔ اور جہاں بہت سی انگریزی عربی نایاب کتاب کتابیں جمع کی ہیں مصر کے علامہ طنطاوی کی تفسیر جو ہری پچیس جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ اور میں نے بہت کوشش کی مگر اصل وہ دستیاب نہیں ہوئی۔ نواب صاحب کے ہاں اس کی سب جلدیں موجود ہیں۔ تین جلدیں دیکھنے کے لئے لایا ہوں۔ نواب صاحب نے اپنے رجسٹر پر مجھ سے واپسی کا اقرار نامہ لکھوایا۔ تب یہ جلدیں دیں۔ میں نے خوشی خوشی اقرار نامہ لکھا کیونکہ یہ ضابطہ بہت ضروری ہے اور قرائی حکم کے موافق ہے۔ میں نے ایسا نہیں کیا تو بہت سی کتابیں میرے کتب خانے کی گم ہو گئیں۔

تفسیر جوہری اسلامی دنیا کی لاجواب تفسیر ہے۔ اس میں شروع سے آخر تک نئے نسخے کے بدلے کے مد نظر قرآن شریف کی تفسیر کی گئی ہے۔ اور یہ بات تفسیر ہے۔ آج میں نے پچھلی رات خدا سے دعا کی کہ مجھے حیدر آباد میں کوئی ایسا مرد حقانی میرے آگے جو ایک لاکھ روپے اس کام کے لئے دے۔ اور میں حیدر آباد میں پچیس متر جم جمع کر کے اردو زبان میں اس کا ترجمہ کروادوں۔ اور یہ کتاب حیدر آباد میں چھپ جائے اور پھر تمام ہندوستان کے گھر گھر میں اس تفسیر کو پیونچا دوں۔ کیونکہ یہ ایسی تفسیر ہے کہ اس سے ساری مسلمان قوم کی کامیابی ملے گی۔ اگرچہ معری مسلمانوں کو کچھ زیادہ فائدہ اس تفسیر سے نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس کی وجہ میں جانتا ہوں کہ معری مسلمان جذبات، اتنے مضبوط نہیں ہیں جتنے ہندوستان میں ہیں۔ اور ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان اس سائنٹفک تفسیر سے بہت جلد اور بہت گہرا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میری یہ دعا خدا نے قبول کر لی ہے۔ اور بہت جلد اس کا ظہور ہو جائیگا۔ بولتے قاعدے کے مصنف آج صبح پرنسپل شیخ چاند محمد نظامی بی اے ملے آئے تھے۔ جن کا بولنا قاعدہ حیدر آباد میں اور تمام ہندوستان میں مشہور ہے۔ اب انھوں نے تعلیمی سلسلہ کی پہلی اور دوسری کتابیں بھی بولتے قاعدے کے اصول پر تیار کی ہیں۔

بنت حکیم خسرو شاہ آج کل انعام الملک حکیم نائین صاحب کے فرزند حکیم خسرو شاہ نظامی منیر منیر ہیں۔ اور ان کے اہل و عیال حیدر آباد میں ہیں۔ خبر آئی تھی کہ خدا نے عظیم صاحب کو ایک اور بیٹی عطا فرمائی ہے۔ آج میں بھی ان کے مکان پر لڑکوں کو دیکھنے گیا تھا۔ اور بچی کو لگو د میں لے کر دعا دے کی تھی۔

۱۳ جولائی ۱۹۳۶ء حیدر آباد میں استاد حلیل کی وفات آج صبح متواری علیہ القبر صاحبنا ظہور مذہبی ملے آئے تھے اور بادشاہ سلامت کے استاد حضرت حلیل کی وفات حسرت آیات کی خبر سنائی تھی۔ کہ رات کو دس بجے انہوں نے انتقال کیا۔ اور آج تین بجے خطہ صاحبین میں دفن کئے جائیں گے۔

خطہ صاحبین کے درگاہ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب جشتی نظامی کے قریب اور حضرت نور الدین صاحب قادری کی فائزہ کے سامنے ایک وسیع زمین حاکم ہندی کے اندر ہے۔ جس کے وسط میں ایک طویل سنگین عمارت ہے۔ اور اس میں بہت سے نشاں ہر دفن ہیں۔ جن میں مولانا محمد احمد صاحب خلیفہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند بھی دفن ہیں اور مولانا محمد یعقوب صاحب کامزار بھی ہے۔ اب یہ جگہ بالکل بھر گئی ہے۔ آخری قبر حضرت حلیل کی ہوگی۔ خطہ صاحبین میں موجود حضرت

کی یادگاروں میں سے ایک بہت اچھی یادگار ہے
ملاقاتی آج ہی صبح سے ۲ بجے تک ہندو مسلمان
عورت مرد لٹے والے جوق جوق آتے رہے
نواب سرطانت جنگ بہادر کی بھانج صاحبہ
میرے لئے اور بچوں کے لئے نہاری لائیں تھیں۔
دفن کی شرکت؟ بونے تین بجے سید بھائی
کے ساتھ خطہ صالحین میں گیا تھا جہاں شہر کے
شاخ اور علما اور علماء و اکابر جمع تھے تین بجے
کے بعد جلیل صاحب کی میت آئی۔ عرب ساہی
جنازے کے آگے کمرہ اور درود پڑھتے جاتے تھے
جس سے منظر بہت پُر اثر ہو گیا تھا۔ سواتین بجے
بادشاہ سلامت تشریف لائے۔ شاخ و علما
وامراصف بندی کئے ہوئے کھڑے تھے۔

اعلیٰ حضرت پہلے جنازے کے پاس تشریف
لے گئے اور فوراً جنازے کی نماز کی صف بندی
ہوئی۔ اعلیٰ حضرت پہلی صف میں شریک ہوئے
نماز کے بعد اعلیٰ حضرت نے مولانا سید محمد بادشاہ
حسینی صاحب سے تدفین کی نسبت جتنی فقہ کے
مسائل پوچھے۔ اس کے بعد جنازے کو قبر
کے پاس لایا گیا۔ اعلیٰ حضرت نے مرحوم کے
اوصاف حمیدہ ارشاد فرمائے کہ انھوں نے مرتے دم
تک تہجد ناغہ نہیں کی۔ اور میں نے ان کی دعا
سے دس دن پہلے تک اپنا شعاعار اصلاح کے
لئے ان کے پاس نہیں بھیجا۔ ان کی عمر چھیالیس برس
کی تھی۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت نے میت کا
چہرہ کفن کرنا ملاحظہ فرمایا۔ اور ارشاد کیا کہ یہ
نیک لوگوں کی ایسی صورتیں ہوتی ہیں۔ کیا
نورانی صورت ہے۔ میں نے کہیں ان کی ڈاڑھی
بغیر خضاب کے نہیں دیکھی۔ لیکن آج ان کی
ڈاڑھی کے سفید بال دیکھے۔

تلقین؟ حدیث شریف میں موت کے وقت
کی تلقین اور دفن کے بعد کی تلقین کا ذکر آیا
ہے۔ لیکن دہلی میں اس کا رواج نہیں ہے کیونکہ

دلی کے بادشاہ موت سے ڈرنے لگے تھے۔
لال قلعہ میں موت کا ذکر کوئی نہ کرتا تھا۔ مکملہ اس
واسطے نہ پڑھتے تھے کہ مرتے وقت پڑھا جاتا ہے
سورہ یسین کا نام نہ لیتے تھے۔ اور اس کو
مذنا می کہتے تھے کہ مرتے وقت سنائی جاتی
ہے۔ جب کوئی مر جاتا تھا تو مکان کی دیوار نڈر
کو عتال لوگ میت لے جاتے تھے۔ دروازے
سے میت لے جانے کو برا سمجھتے تھے کہ موت گھر
میں آنے کا راستہ دیکھ لے گی۔

اس واسطے عوام میں بھی تلقین کا رواج نہیں
رہا تھا۔ مگر حیدر آباد کے بادشاہ وہی نہیں ہیں
انھوں نے نواب عثمان یار الدولہ کی میت کو
خود اپنے ہاتھ سے قبر میں اتارا تھا۔ اور اپنے
بھائی نواب سلامت جاہ کو قبر میں اتارنے کے
بعد فرمایا تھا: بادشاہ لوگ ساری عمر زمین پر
قبضہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں مگر
مرنے کے بعد ان کے قبضے میں فقط یہ دو گز
زمین رہ جاتی ہے۔

جب جلیل صاحب کو قبر میں اتارا گیا۔ اور
پتاؤ ڈھک دیا گیا اور پتاؤ کے اوپر مٹی ڈال دی
گئی تو عوب لوگ چاروں طرف بیٹھ گئے اور
انھوں نے عربی زبان میں وہ تلقین پڑھی جو
حدیث میں آئی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے
کہ اے دین ہوئے والے جب فرشتے قبر میں
آکر تجھ سے پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا
دین کیا ہے؟ تو جواب دے کہ میرا رب ایک اللہ
ہے۔ اور محمد اس کے رسول ہیں۔ اور کعبہ
میرا قبلہ ہے۔ اور قرآن میرا امام ہے۔

اس کے بعد بادشاہ سلامت نے احمد علی
صاحب کو حکم دیا اعلان کر دو جمعرات کے دن
صبح سات بجے اسی مقام پر سوئم کی نیاز ہوگی۔
حب اعلیٰ حضرت واپس تشریف لے گئے تو
ہر شخص کی زبان بران کی تعریف ہوئی کہ اعلیٰ حضرت

کی جیسا صفات میں ان صفات کا بہت بڑا دور
ہے۔ کہ وہ اپنی والدہ کی زندگی میں روزانہ بلا
ان کو سلام کرنے جایا کرتا تھے۔ اور ان کی وفات
کے بعد بھی ان کی قیام گاہ پر تشریف لے جاتے
ہیں۔ اور والدہ کی وفات کے وقت عام لوگوں
کی طرح رات دن والدہ کے پاس رہ کر ان کی خدمت
کی تھیں۔ اور ایسے ہی اپنے استاد حضرت جلیل
کے ساتھ و سیاہی ادب اور احترام کا برتاؤ کرتے
تھے جیسا گذشتہ زمانہ کے مسلمانوں میں رواج تھا
کہ ماں باپ اور استاد اور سب کا درجہ یکساں ہوتا
تھے۔ آج کل کے اسکولوں اور کالجوں میں استادوں
کی وجہ سے سختی ہوتی ہے وہ نئی تہذیب کی سب
سے بُری عادت ہے۔

حسین آگئے آج رات کو ساڑھے سات
بجے حسین انتہ پر سے واپس آگئے۔ کل صبح
سہرائی جہاز کے ذریعہ دہلی چائیں گے۔ نو بجے
جہاز روانہ ہوگا اور ایک بجے دہلی پہنچ جائیگا
گویا صبح کا ناشتہ حیدر آباد میں کر س گئے اور
دوپہر کا کھانا دلی میں کھائیں گے۔ خواجہ بانو
حسین کے آنے سے آج بہت خوش ہیں
مجھے بھی خوشی ہے مگر اتنی نہیں جتنی ماں کو ہے۔
عزیز نگین؟ مسلمان طلبہ کی طرف سے عزیز
کمپنی میں ممتاز علی خاں صاحب کو بی پارٹی
دی گئی تھی۔ میں ہی شریک ہوا تھا۔ ممتاز علی خاں
صاحب ہندوستانی ریاستوں کی مسلمان حمایت
کی سیاسی تنظیم یعنی ریاستی مسلم لیگ کے صدر
مقرر ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسی
نوجوان ہیں۔ ریاستوں کا کام بہت نازک
ہوتا ہے۔ اس لئے جواب ہلال کی طرح کام نہ
کرنا۔ گاندھی جی کی طرح صبر و تحمل سے کام کرنا۔
موسیٰ ابو الحسن سید علی صاحب؟ بابائی میں
انجمن امتی المسلمین کے صدر موسیٰ ابو الحسن
سید علی صاحب بھی شریک تھے۔ جن کی نسبت

کئی دن سے لوگ مجھ سے کہہ رہے تھے کہ انھوں نے حیدر آبادی مسلمانوں کے مفاد کے خلاف ہندوؤں سے کوئی خفیہ سمجھوتہ کر لیا ہے۔ آج میں نے ان سے کچھ سوالات کئے۔ اور انھوں نے جوابات دیئے۔ میں نے حاضرین سے کہا آئین و ضابطہ کے خلاف کوئی کام نہ ہونا چاہئے۔ اگر لوگوں کو انوکھا سید علی صاحب پر اعتماد نہیں رہا ہے تو مجلس شوریٰ کے اراکین جمع ہو کر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور پھر بھی اطمینان نہ ہو تو کسی اور کو صدر بنا کر ان کو ہدایت سے ہٹا کر دیں۔ آپس میں لڑنا جھگڑنا موجودہ نازک زمانے میں ہرگز مناسب نہیں ہے۔

دعوت آج رات کو مولوی عبدالقیوم صاحب ناظم امور مذہبی کے مکان پر دعوت تھی۔ جہاں نواب لیاقت جنگ بہادر۔ نواب حسین نواز جنگ بہادر اور نواب ہوش یار جنگ بہادر اور نواب محمد نواز جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ بہادر وغیرہ بہت سے علماء شریک طعام تھے۔ مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ اور حسین نظامی بھی تھے۔ کھانے نئے زمانے کے بھی تھے اور پرانے زمانے کے بھی تھے۔ میں لیاقت اور ہوش کی حفاظت میں تھا یعنی ایک طرف نواب لیاقت جنگ تھے اور دوسری طرف نواب ہوش یار جنگ اور دونوں مجھ معذور کو کھانے میں بدبختی پہنچاتے تھے۔ نواب ہوش یار جنگ کی بدلتہ سخیوں کا اندیشہ کھانوں سے زیادہ مڑا رہا تھا۔

نواب لیاقت جنگ نے اپنے دوسرے کے حالات سنائے۔ ان سے معلوم ہوا کہ درگاہ غلہ آباد میں (جو بقیہ نظامیہ سلسلہ کی درگاہ ہے) سولہ سو خدام ہیں۔ اور نواب صاحب نے ان سب کو جمع کر کے دستکاری اور ہنرمندی کی

طرف متوجہ کر لیا ہے۔ میں نے کہا میں سید بابا کی اخباروں میں آپ کے دوسرے کے حالات پڑھا کرتا ہوں۔ مگر اس خبر سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی کہ آپ نے میری برادری والوں کو اقتصادی ترقی کا راستہ بتایا۔ ایک صاحب نے پوچھا آپ اخبار والوں کو بھی اپنی برادری میں کہتے ہیں اور درگاہ والوں کو بھی۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے جواب دیا ایک درگاہ میں پیدا ہوا ہوں اور ساری عمر اُخاؤں نویسی کرتا رہا ہوں اس واسطے دونوں کو اپنی برادری میں سمجھتا ہوں۔

رات کو دس بجے کے بعد گھر میں واپس آیا۔ آج بھی دن بھر خطاب کی مبارک باد دینے والے آتے رہے۔ اور تار اور خطوط بھی پہنچتے رہے آج شام کو مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب بھی پیروں و دہریوں کی دعوت میں آئے تھے۔ ان کے ہاں مولوی زاہد حسین صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی دعوت ہے۔

ہمایوں بالو صاحبہ آج شام کو سید ہمایوں مرزا صاحب مرحوم کے مکان پر میری اور خواجہ بانو کی جاہ کی دعوت تھی۔ مگر میں اس قدر مصروف رہا کہ بہت دیر میں ان کے مکان پر گیا۔ معلوم ہوا وہ راہ دیکھ کر خود میرے مکان پر گئیں ہیں واپس آیا تو وہ قیام گاہ پر مل گئیں۔ اگلے حضرت حضور نظام کی بہت تعریف کرتی تھیں۔

مولوی محمد احمد صاحب مرحوم رحمت اللہ علیہ یونیورسٹی کی بیگم صاحبہ بھی ملنے آئیں تھیں۔ اور ایک اور خاتون میری لڑکی کو ثریا بانو کے لئے کپڑوں کا جڑا لائیں تھیں۔

۲۵ جنوری ۱۹۵۷ء منگل حیدر آباد حزب البحر کا ہفتہ نمبر کا مضمون پہلا ہفتہ (حزب البحر ٹرپے کا ہفتہ ہے۔ اس واسطے آج کل میں پہلی بات کوئی خاص بات نہیں ہے۔)

جہاز نہ ملا آج صبح حسین کو دہلی جانے کے لئے ہوائی جہاز نہیں ملا۔ اور ریل میں بھی جگہ نہیں ہے فرسٹ کلاس میں چار پلنگ ہیں اور چھ آدمی ہیں۔ لیکن رحیم صاحب نے مہربانی کر کے ایک علیگ کا انتظام کر لیا تھا حسین سکندر آباد گئے تو معلوم ہوا وہ جگہ بھی کچھ یقینی نہیں ہے۔ حسین نے کہا کچھ ہی ہو۔ تھوڑا کلاس میں کھڑا ہوں یا سکندر کلاس میں بیٹھا رہوں یا فرسٹ کلاس میں فرش پر جگہ ملے۔ آج جاؤں گا ضرور۔ میں نے کہا جس کا عدم ختمہ ہو جاتا ہے اس کو غیب سے مدد ملتی ہے چنانچہ شام کو معلوم ہوا نواب علی یار جنگ بہادر دہلی جانے والے تھے۔ اور ان کے لئے فرسٹ کلاس کی دو سیٹیں ریزرو ہوئی تھیں۔ مگر آج ان کا جانا ملتوی ہو گیا۔ اس لئے حسین کو ایک فرسٹ کلاس پلنگ مل گیا۔

شکر علیہ کے نوٹ آج میں نے خطاب کی مبارک باد کے تاروں اور خطوں پر شکر علیہ نوٹ لکھوائے۔ ہزار بار اور ہر خط پر ہر جگہ قسم کا نوٹ ہے۔ جب سے انگریزوں نے خطابات دینے شروع کئے ہیں اور مبارک باد کے تاروں اور خطوں کا ذلیع ہوا ہے۔ آج تک کسی نے شکر علیہ کے ایسے نوٹ نہیں لکھے تھے میں نے اردو زبان کی آرائش میں بے شمار گل کاریں کی ہیں۔ انہیں گل کاریوں میں یہ بھی ایک نئی گل کاری ہے۔ مگر خط اور تار اتنے زیادہ ہیں کہ کم از کم تین دن میں یہ سب نوٹ پورے ہو گئے۔

ملاقاتی آج بادشاہ بیگم کے لڑکے مظفر حسین نظامی اپنی والدہ کا بھیجا ہوا کھانا لائے تھے۔ سید ذہین نظامی اور مولوی عبدالرحمن نظامی اور مولوی فیاض الدین صاحب گتہ دار اور مخلص شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ حضرت میاں خدایہ صاحبہ چشتی فخری دہلوی کے صاحبزادے میاں سعید صاحب بھی آئے تھے جو کہ امور مذہبی میں مستظم ہیں ان کی

صاحب کولاس اور طاہر علی صاحب بھی آئے تھے۔ مولوی میر خورشید علی صاحب اور مولوی سید مصطفیٰ علی صاحب تعلقہ دار باغات بھی ملے آئے تھے۔ یہ دونوں چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مرید ہیں۔ سید مصطفیٰ علی صاحب ڈاکٹر شاعلی ہیں اور جہرے پر عہد کا نور بھی ہے۔ ایک ہندو صاحب بھی آئے تھے جو تھیا سنیبل جیلے میں میری تقریر چاہتے تھے۔ میں نے معذرت کی۔ دہقان صاحب شاعر بھی آئے تھے جدید آباد کی دیہاتی زبان میں بہت دلچسپ شعر کہتے ہیں اور بہت پر لطف انداز سے پڑھتے ہیں۔ فیاض نظامی اور ان کے بھائی جی آئے تھے۔ مولانا سید حسن ثنی صاحب بھلواروی اور سلیم اللہ ربیع صاحب بنگلوری بھی ملے آئے تھے۔ حسین جیلے گئے آج حسین دلی چلے گئے خواجہ بانو اور سیاح بن عربی اور بچوں کے ٹکٹ بھی آئے۔ وہ ۱۴ جنوری کی شام کو دہلی جائیں گے۔ اور میں ادھونی چلا جاؤں گا۔ دعوت آج سید سعید نظامی کے چوٹے لڑکے کا نام رکھنے کی تقریب میں ان کے مکان پر ہم سب کی دعوت تھی۔ اور بھی بہت سی خواتین وہاں آئیں تھیں۔ سعید کی بہنیں بھی تھیں۔ اور قرابت و رشتہ بھی تھیں۔ میں نے حسین کے ساتھ قبل از وقت کھانا کھا لیا اور بچے کا نام سید حسین رکھا۔ اس گھر کی رونق اور صفائی ستھرائی اور عقیدت اور محبت کا میرے دل پر بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔

رات کو مبارک ہے دس بجے سویا تھا۔ نری بیاں بھی اتنی بڑھ گئی ہے کہ میں حیدر آباد سے فرار ہو جانا چاہتا ہوں۔ روزانہ ایک دو آدمی جیلوں کی تقریریں کے لئے آتے ہیں اور میں کہہ دیتا ہوں کہ نہ مجھ میں تقریر کی طاقت ہے۔ اور نہ بات کو گھر سے نکلنے کی بہت ہے۔ زیادہ سناؤ گے

توحید آباد سے بھاگ جاؤں گا۔ چمن آرا کی عالمت آجے اور خواجہ بانو کو چمن آرا کی عالمت کا بہت فکر تھا۔ آج ان کے شوہر خبر دینے آئے تھے کہ بخارات کو ۱۰۰ ٹک پونج لگیا تھا۔ مگر آج دن کو کچھ کم رہا۔ مولوی غلام احمد خاں صاحب تعلقہ دار پٹی ملے آئے تھے۔ فاطمہ نظامی اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ ملے آئیں تھیں۔ نظامی ہاشم نظامی نے پھول سینے تھے۔ اور ندروی بھی۔

۹ جنوری ۱۳۵۴ھ بدھ حیدر آباد قلم بند تقریر میں نے علی بلور ان کے نظام گھر میں سیدہ سنی کے ایک عظیم الشان جیلے میں جو تقریر کی تھی وہ معین الدین صاحب کولاس اور طاہر علی صاحب نے قلم بند کر کے مجھ دی ہے۔ آج میں نے اس کو پڑھا۔ دو چار جگہ اصلاح کی ضرورت پیش آئی۔ ورنہ بڑا حصہ بالکل درست تھا۔ جن شخص نے یہ تقریر لکھی ہوگی وہ کوئی ماہر آدمی معلوم ہوتا ہے۔ مرزا لیگاتہ چنگیزی آج خواجہ راجہ اور گاہ کی شاہ اور محض شاہ اور فخر شاہ اقبال شاہ اور سید ذیل نظامی اور عبدالرحمن نظامی اور فخر الدین نظامی اور صفوری شاہ نظامی اور چاندیاں نظامی کے علاوہ مشہور شاعر زانگاہ لکھنوی بھی تشریف لائے تھے جعفری صاحب گاجر کا حلوہ بھی لائے تھے۔

بند گو بھی آج بہت سویرے خواجہ رام نظامی نے بند گو بھی اور گرم قلم وغیرہ سہرا بان بھی تھیں۔ ہمدیارہ دل آج سید عزیز حسن صاحب ہلوانا کے اخبار کا ایک پرچہ دلی سے آیا تھا۔ جس میں سید صاحب کی نئی کتاب ہمدیارہ دل پر زرا فرحت بیگ صاحب دہلی کا طویل مجموعہ شائع ہوا ہے مرزا صاحب نے خاص دلی کتب خانہ اور بلی پال میں یہ مجموعہ لکھا ہے۔ جیسا بے ساختہ یہ تبصرہ ہے اور جیسی اس کی طرز ادا ہے۔ اس کا جواب اردو زبان کے تبصرہ نگاروں میں نہیں مل سکتا۔

لیج آج ایک نئے خواجہ بانو کے ساتھ مرزا فرحت بیگ صاحب دہلی کے مکان پر کھانے کی دعوت میں گیا تھا۔ وہاں مولوی غلام زبانی صاحب اور مرزا عصمت اللہ بیگ صاحب وغیرہ دہلی احباب بھی جمع تھے۔ یہ دعوت مولوی زاہد حسین صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کی تھی۔ جس میں ہم سب بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے ہمدیارہ دل کتاب کے تبصرے کا ذکر کیا۔ اور مولوی زاہد حسین صاحب نے اس کے سننے کا شوق ظاہر کیا تو مرزا فرحت نے تمام حاضرین کے اصرار سے خود وہ تبصرہ پڑھ کر سنایا۔ ان کے پڑھنے کا انداز تحریر سے بھی زیادہ دلچسپ ہوتا ہے۔ کھانے کے بعد مرزا فرحت صاحب نے اپنا دوسرا نظم قلم بند کرنا سنایا اور عصمت صاحب نے یہ بہت عمدہ نظمیں سنائی مولوی زاہد حسین صاحب اگرچہ بہت کم سخن اور سنیں اور سنجیدہ ہیں۔ لیکن ادنیٰ ذوق بہت بجا دیکھتے ہیں مولوی غلام زبانی صاحب نے بھی اس تبصرے پر کچھ حصہ سنایا جو انہوں نے سید عزیز حسن صاحب کی کتاب ہمدیارہ دل پر لکھا ہے۔

چار کی دعوت آج شام کو سید بن عربی اور خواجہ بانو اور عہدی کے ساتھ سید بچاویوں مرزا صاحب محرم کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں بچاویوں بانو صاحبہ نے بہت مہکت چائو نوشی کا انتظام کیا تھا۔ انہوں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے ہاتھ کے لکچے ہوئے خطوط بھی دکھائے جو بچاویوں بانو اور ان کے شوہر کی قدر وانی کی اعلیٰ یادگار ہیں۔

شبان السلیس دوشنبہ کو ۱۵ جنوری کو ان کے پانچ ارکین ملے آئے تھے۔ اور سہ ایک جیلے کی صدارت کی دعوت دی تھی۔ بادشاہ بیگ نظامی اور ان کی لڑکی اور ان کے راز کے منظر حسین نظامی اور ڈاکٹر ناصر شاہ صاحب والا چاہی اور ناما سوتی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور سنی بنی

اور مولیٰ فیض الدین صاحب گتہ دار اور سرکاری صاحب اور صادق البقین نظامی اور سید سعید نظامی اور غائب سر اسمن جنگ بہادر سابق وزیر پیشی اعلیٰ حضرت حضور نظام وغیرہ بہت سے اصحاب ملے آئے تھے۔ نواب سر قلمت جنگ بہادری کی بجائے صاحب دعوت دینے آگئے تھیں۔ میں نے جمعہ کے دن کا دھڑہ کیا ہے۔ چونکہ عمارت رائج کو خواجہ بانو دینی جلی جائیں گی۔ اور میں وہو فی جلا حاضر ہوں اس واسطے چاروں طرف سے دعوتوں کا اصرار ہو رہا ہے۔ سوئی تاج بھی بہت زیادہ ہے یہاں کے لوگ ابھرے سفید کپڑے پہنے پھرتے ہیں۔ اور مجھے ان کو دیکھ کر سردی لگتی ہے۔ پادشاہ سلیم گامکھانا کھانا ہندوستان میں راننگ گوارش بندی کھاتا ہے۔ گوجر آباد میں اس کے لئے رات بھڑی کاغذ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہ سے جہد آباد میں آج ابوں مختلف دوستوں کے ہاں کھانا کھاتا تھا۔ کبھی کسی پادشاہ سلامت بھی خاصہ بیچتے ہیں۔ اور احباب خواتین بھی اپنے اپنے محلوں کا کھانا بھی تو پتی ہیں۔ اور میرے گھر میں بھی وہو بارچی کھانا پکاتے ہیں۔ مگر بادشاہ مگر نظامی نہایت پابندی سے روزانہ کچھ نہ کچھ کھا کر چلی جاتی ہیں۔ آج بھی انھوں نے کھانا بھیجنا تھا۔ مگر یا اہل نے یہ رات بھر کر دیا ہے۔

صدر اتحاد المسلمین مولیٰ ابو الحسن سید علی رضا صدیق آباد سمیرا نسبت جگہ جگہ اختلافی چرچے سننے آتے ہیں۔ میرے ہاں بھی اس قسم کی خدائی باغی کی جاتی ہیں۔ اجنادہ میرا دس بھی یہ اختلافی بحث شائع ہوتی ہے۔ آج اخبار میرا میں مولیٰ ابو الحسن سید علی صاحب کا ایک خط لکھا یہی شائع ہوا ہے۔

جس طرح خاندان سے آئے والے انگریزی ٹیوٹیشن نے مسلم لیگ کی بڑی طاقت کو مان لیا ہے۔ یہی طرح مجھے بھی حیدر آبادی عام رائے میں کہ سیاست پر

میں کہ مولیٰ ابو الحسن سید علی صاحب کی شہادت ہے۔ ان کہ انھوں نے نواب سالار جنگ بہادر کے حکمان پر ہندو لیڈروں سے کوئی ایسا سمجھوتہ کیا جو حیدر آبادی مسلمانوں کے مفاد کے خلاف تھا قابل اعتراض معلوم ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ سے تمام ممالک محروسہ کے مسلمانوں کی رائے عام مولیٰ ابو الحسن سید علی صاحب کے خلاف ہو گئی ہے۔ ۱۹۲۵ء جنوری ۱۹۲۶ء جمعہ آج حیدر آباد بالآخرانہ کچھ نہ کچھ ہادی منزل کے زیرین کمروں میں خفیہ زیادہ ہے اس واسطے آج سید ابن عربی اور سید سعید نظامی نے بلالائی کمروں میں میرے لئے فرش کر لیا ہے۔ کل جمعہ صبح سے وہاں جا کر بیٹھنا شروع کروں گا۔

نواب غوث یلہ جنگ بہادر نے آج صبح نواب جنگ بہادر ملے آئے تھے۔ ان کی تعلیم اور قابلیت اور خدمات سلطنت کا میرے دل پر اتنا زیادہ اثر ہے کہ جی چاہتا ہے۔ ان سے راز باتیں کرنا رہوں۔ چنانچہ آج دو گھنٹے تک باتیں کیاں پر نوٹ ہے آج مبارک باد کے پیر تاروں پر شکر ہے کہ دیر لکھ لئے ایک وظیفہ باب منصف غلام دستگیر ریگ صاحب ملے آئے تھے۔ شیر کی زیارت آج صبح کی نماز کے بعد بیدل باغ عام میں گیا تھا۔ اور پیر شہر کو دکھاتا رہے غور سے دیکھتا رہا۔ اور میں اسے دیکھتا رہا۔ آکھوں ہی آکھوں میں کہنا تھا میں شیر تو ہوں مگر مفید رہا میرے دل کی زبان نے جابجا یاد میں بھی اللہ کے شیر علی مرتضیٰ کا پوتا ہوں۔ مگر قیدی نہیں ہوں۔ البتہ ایک بیماری قید کائنات کی ضرورت ہے۔ دعوت علی لغور کامل البقین نظامی تاجر آہن کے مکان پر خواجہ بانو اور سید ابن عربی اور نوٹر بانو اور حسن ابو طالب ایدہ مہدی کے ساتھ کھانا کھائے گیا تھا۔ سید سعید نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی بھی شریک

طعام تھے۔ کان البقین نظامی کی ایک لڑکی نے بیعت بھی کی۔ ان کے بڑے بھائی صادق البقین نظامی میرے مکان پر ملے آئے تھے۔ سندھی درویش کچھ آباد سندھ کے ایک ہڈ تھیا سو فٹ درویش ملے آئے تھے۔ سورہ نون وکیل حیدر آباد کے مکان پر ٹھہرتے ہیں۔ تفتیش پرست دیکھ چکے ہیں۔ اور انھوں نے مجھے ایک نکتہ بھی بتایا۔ میں نے کہا اب میں آپ کو اپنا استاد و ماؤں کا دیکھ نہ آپ سے ایک بات سیکھی ہے۔ کل شام کو وہ تھیا سو فٹ لکھ ہاں میں آٹم پر تقریر کر گئے۔ انھوں نے آٹم کو "آتم پر" کہا تو میں پھر کہ گیا۔ آٹم باہر کاغذی ترجمہ اپنا بالاغہ۔ ایدہ سکتا ہے۔ مگر نصرت کی اصطلاح میں اس کے کچھ ایدہ معنی ہیں۔

پادشاہ سلیم گامکھانا کھانا آج بھی پادشاہ سلیم نظامی کے بڑے مظہر حسین اور بھائی بابا میاں کھانا لائے تھے۔

سلیم انقلاب حسن صاحب کی بیگم صاحبہ ابھی برلن میں انقلاب سینٹر حسن صاحب کی بیگم صاحبہ اور تین بچے ملے آئے تھے۔ کھانا اور صلہ لائے تھے۔ انھوں نے درخواست کی کہ میرے مکان پر جیل کر رہے ہیں۔ لکھاپنے سفر میں تھارے بہانہ پر چھ رات قیام کر چکا ہوں۔ اور اتنا زیادہ آرام پایا کہ اب اور زیادہ تکلیف دینے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ کراچی کی کشش کچھ نہ کچھ جاتی میں حرفت کاف کے کئی چلے گئے تھے۔ اس واسطے جن اشخاص اور جن مقامات کے تمام میں کاف ہوتا ہے۔ وہاں جانے کی کشش ہوا کرتی ہے۔ آج کل میرے دل میں کراچی جانے کی کشش ہوتی ہے۔ سندھ کے ہندو درویش صاحب سے بھی آج میں سے کراچی کا راستہ دیکھا تھا۔

تفتیش نواز جنگ کچھ آج نواب عابد مار جنگ مرحوم کے فرزند مولیٰ میر حسین علی صاحب

ملنے آئے تھے جن کو بچپن میں ٹہنیس خوار جنگ
کہا کرتا تھا۔ ان کے والد میرے والد کے دوست
تھے۔ پس میں نے ان کو اور ان کے بڑے بھائی
مولوی میر خورشید علی صاحب ہتھم کہ سب کو بھائی
سمجھتا ہوں۔

ملاقاتی تھے ناسوتی شاہ نظامی اور سید زین العابدین
اور خوش اقبال شاہ نظامی اور غلیس شاہ نظامی
اور ہدایت اللہ نظامی اور مولوی فیض الدین
صاحب گتہ دار اور انھیں افسر صاحب اور ممتاز
نظامی اور شیخ مسلم عرب ملنے آئے تھے۔

خان بہادر عبدالکریم بابو خاں، حیدر آباد کے
نامہ نگار، خان بہادر عبدالکریم بابو خاں صاحب
ملنے آئے تھے، تغیر جوہری مطلق دی کے
اور نو ترجمے کی نسبت ان سے بات چیت ہوئی
تھی۔ مولوی انوار الحق صاحب ہتھم جو بی مال بلخ
عام بھی ملنے آئے تھے مولوی میر فرحت علی صاحب
بھی ملنے آئے تھے۔ دہلی سے علی کا خط آیا تھا۔
خطاب کی مبارکباد کے بھی بہت سے خط آئے تھے
سر میرزا امین الملک کا تارخ آج میرزا فیصل
سر امین الملک بہادر وزیر اعظم جے پور کا تارخ آیا ہے
خطاب کی مبارکباد بھی ہے۔

حضرت جلیل کی نیاز تہ آج صبح سات بجے
بادشاہ سلامت کے استاد حضرت جلیل کی نیاز
خط صاحبین میں ہوئی تھی۔ میں سواری نہ ملنے
کے سبب شرکت کے لئے نہ جاسکا۔ شہر کے علما
و مشائخ و اہل شریک ہوئے تھے۔ اعلیٰ حضرت چلیم
کی نیاز میں شریک ہوں گے۔ آج تشریف نہیں لائے۔
چچن آرا کو بخارا خبرائی کہ آج ہی چچن آرا بلخ
کو ایک سو چار ڈوڑی تک بخارا بطریق معلوم ہوتا ہے
چچ کے دسترخوان کا کھانا مولوی خلیل الزماں
صاحب حج باکدورت حیدر آباد نے اپنے دسترخوان
کا کھانا بجاوایا تھا۔ میں نے جنس کر کہا، عجبر و
پیروں کی کرامات، اسی لئے مشہور ہے کہ اس

بن ملائی کو اور پیر دلی کو طرح طرح کے کماے
طا کرتے ہیں۔ خلیل الزماں صاحب دو جیم
کا عہدہ رکھتے ہیں۔ یعنی بیج ہیں۔ اور بیج کہ جس
پہلو سے التوحج ہی رہتا ہے۔ ہمارے شہنشاہ
کے نام خارج ہیں میں دو جیم ہیں جس سے ظاہر
ہوتا ہے کہ جرمین اور جاپان کے دو جیم ان کے
نام کے پہرہ دار ہیں۔ اعداد و س اور امریکہ کے
دو جیم ان کے نام کے باطن ہیں۔

مولوی خلیل الزماں صاحب جنی عبادت
کرتے ہیں۔ اور تلاوت کرتے ہیں۔ میں روزانہ
جاسوس فرشتوں کے ذریعے جو آسمان پر خبر لیا
لے جاتے ہیں معلوم کر لیتا ہوں۔

آج دسترخوان پر اتنی زیادہ اقسام کے کھانے
تھے کہ جی میں آیا بدن سے آنے والے انگریز
ڈوٹش کو ملاؤں اور کہوں کانگریس اور مسلم لیگ
اور مسلم لیگ اور ہندو جہاں وغیرہ سے بات
لیویم کرنا پھان کھانوں کی اقسام کو نوٹ
کر لوں۔ کیونکہ اس دنیا میں سادے جگرے روٹی
اور اقتدار کے ہیں۔ مذہب اور عشق کا نام ناحق
بدنام ہے۔ میرے دسترخوان پر ہر لذت کے
کھانے ہیں۔ گامدھی جی بکری کا دودھ پیتے ہیں وہ
البتہ یہاں نہیں ہے۔ سر شرجا سب پیتے ہیں
وہ موجود ہے۔

تار زین تہ آج حسن الطالب اور مہدی جنگل کا فلم
دیکھنے گئے تھے۔ میں نے کہا جلد ویکہو جنگل کا فلم
دیکھو۔ ہم شہروں کا فلم دیکھ رہے ہیں۔ چچکا آباد
چہ۔ وہ میل میں آباد ہے۔

جمیٹ تہ حیدر آباد سے فوجی تشریف کا ایک
ماہوار رسالہ جمیٹ شائع ہوتا ہے۔ اس میں فرقیہ
کے حالات لکھے ہیں۔ ایک قوم بہت گوری ہے۔
لے قد ہیں مضبوط جسم ہیں۔ ایک انگریز نے
ان کو دیکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ اس جیل کے بچوں
کے جسم پر پابندی کے ساتھ تیل کی مائش کی جاتی

ہے۔ اس سے ان کے قدر بڑھ جاتے ہیں۔ اور
جسم طاقت دار ہو جاتے ہیں۔ میں نے حضرت
اکبر الہ آبادی سے سنا تھا بڑا بچے میں بیہوش
کھائی جائے اور تیل کی مائش کر لی جائے تو عمر
بڑھ جاتی ہے۔

۱۰۴۹ھ جنوری ۱۶۷۸ء
قادر علی خانقاہ تہ آج صبح نواب مسلم جنگل
کے پاس مجھے ندی کے کنارے حضرت شاہ غلام
صاحب زعم کی تصویر خانقاہ میں کیا تھا جو ان کے
فرزند سیدی الدین صاحب قادری زوہد آبادی ادارہ
ادبیات اردو حیدر آباد نے تعمیر کرائی ہے۔ زعم شاہ
صاحب میر سے ملایا ان خانے میں مہمان رہے
تھے اور میں ان کی نسبت تفصیلی نوٹ لکھنا
میں شائع کیا تھا۔ بہت ماچھے درویش تھے۔ زور
صاحب ان کے صاحبزادے میں اور نواب نعت دار جنگ
بہادر مرحوم کے داماد ہیں۔ ان کو تصنیف و تالیف
کے مشاغل اور نئے تعلیم یافتہ لوگوں کے ماحول
کے سبب درویشوں و فقروں سے کچھ لگا نہیں
تھا۔ جب والد کا انتقال ہوا اور چہلم سے پہلے
روح کے مرافق انہوں نے اپنے والد کا قبر کی
مزار کے لئے قبر کھدائی جاتی لوگوں نے منع کیا
اور کہا ابھی ایک عورت کی قبر کھودی گئی تو اس میں
ہزاروں بچہ بھرے ہوئے تھے۔ اور اس سے
اس عورت کی بدنامی ہوئی تھی یہ مزار بھی ندی
کے کنارے پر ہے۔ معلوم نہیں قبر کے اندک کیا
کیا نفیرات بیش تھے ہوں۔ مگر زور صاحب
کو تحقیقات کا ذوق تھا انہوں نے ہٹاؤ شاکر
اپنے باپ کی حالت دیکھنے کا امور کیا۔ مجید خاں
کھولی گئی تو انہوں نے حیات کو سبت اچھی امداد
محفوظ حالت میں پایا۔ خود کہتے تھے۔ اس منظر نے
میرے عقائد اور خیالات تبدیل کر دیے۔ اور
میں نے چھپن ہزار روپے کی مالیت سے یہ گنبد اور
سائے کی خانقاہ تعمیر کرائی۔

لڑکے شاہ نقی اس خانقاہ کے سجادہ نشین بنائے گئے ہیں۔

دو خوبیاں ہیں اس مقبرے اور خانقاہ میں دُور بیناں سی دیکھیں ہر جگہ تک کسی مقبرے اور خانقاہ میں نہیں دیکھیں یہیں ایک توبہ کہ گنبد میں بہت سے کتے کھلی حالت کے ہیں۔ اور خانقاہ میں بھی کئی کتے اسی قسم کے ہیں اور دوسری خوبی یہ ہے کہ مقبرے میں بھی اور خانقاہ میں بھی روشنی اور ہوا کا بہت اچھا انتظام کیا گیا ہے جو عموماً بُرائی دہا ہوں کے گنبدوں میں نہیں ہوتا۔ مولوی فیاض الدین نقی آرکیٹیکٹ کے ذریعہ اس پر تعمیراتی بنی ہیں اور مولوی خاص علی صاحب عسکری مین آرمی کے شوہر کی خوش مرزائی اور نفاست طبع کو بھی اس میں بہت دخل ہے۔

یہاں بہت سے لوگ جمع ہوتے تھے۔ اور سب کو میسرے کھلائے گئے تھے۔ اور جاہ پلائی گئی تھی۔ اور خوشبوئی لگائی گئی تھی۔ یہ بھی باب دنیا روح القدس کی حیثیت میں شریک تصویر ہوا تھا یعنی بیچ میں ہیں بنا دس طرف شاہی سجادہ نشین تھے اور میری بانی طرف زور دیا، حکیم شفا صاحب کی تبلیغ کا خانقاہ میں عکس شفا صاحب قدیدی دوسرے سے بھی ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے اس خانقاہ کی نسبت ایک مطبوعہ پمفلٹ مجھے دیا۔ وہ حیدرآباد کے نرگس اور اولیاء اللہ کی نسبت ہمیشہ ایسی نیک نیت کرتے رہتے ہیں۔

نواب علی یار جنگ بہادر کے مکان پر یہ خانقاہ ہے ہم سب نواب علی یار جنگ بہادر کے مکان پر قتل ہوئے ہیں گئے۔ اور وہاں اُن کے فرزند میر حسین علی صاحب اور اُن کے صاحبزادے بچے تھے۔ سید رفعت صاحب ایم اے سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہاں بھی چل کھائے میٹھائیاں کھائیں۔ چاہتی۔

سید ممتاز کے پاس میر سید تری نقی مرحوم کے فرزند سید انصاری کھانے میں جانا چاہا جہاں کپڑوں پرشین کے دیتے نقاشی کی جاتی ہے۔ وہاں عیب خان صاحب ماہر سائنس مسلمان سے ملاقات ہوئی جو ڈاکٹری اور دینیاتی دوسرا ہی بہت اچھی جانتے ہیں۔ میں نے بھی اُن کو چند دوائیں ہانسنے کے آرڈر دئے۔

ایک بڑے کام کی ابتداء آج سید رفعت صاحب ایم اے سے علامہ طنطاوی کی تفسیر جوہری کی ۲۵ جلدوں کے آرڈر جمع کی بات حیات تفسیر پڑھے ہوئی۔ حیدرآباد ہی میں یہ ترجمہ کئی مترجم کر رہے ہیں نے کہا ترجموں کے نونے پچھلے دیکھ لوں۔ اس کے بعد کالم شروع کیا جاسکا۔

نواب بشارت علی خاں کے مکان پر گئے مرحوم دوست نواب بنایت علی خاں صاحب کے فرزند نواب بشارت علی خاں صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں بھی چل اور کھائی گئی یا صحیح بات کہنی چاہئے کہ دوسروں کو کھانے دینی تھی۔ نواب صاحب کا چوتھا بچہ بہت پیاری صورت کا ہے۔ مادران کے مرحوم چچے کے بھائی دو طحان کا بچہ ہی وہاں ملا۔

رضا حسین نقی مرحوم کے مکان پر گئے پڑھے پڑھ کر رضا حسین مدنی نقی مرحوم کے مکان پر گیا تھا۔ اور اُن کی اہلیہ اور دو بچوں سے ملا تھا۔ یہ دونوں بچہ میری گود میں کھلتے تھے۔ اب شاہ اللہ جوان ہیں۔ ایک لڑکا کھلتا تعلیم کے لئے جانے والا ہے۔ یہاں ایم ایس کر لیا ہے۔

مکہ مسجد میں نماز کی خیال تھا کہ مکہ مسجد میں بیٹے کے نماز ہوتی ہے۔ وہاں پہنچا تو معلوم ہوا نماز ایک بجے ہو گئی۔ ظہر کی نماز پڑھی۔ اور مکہ مسجد دیکھ کر دل کو مسرور کیا۔

حضرت عمار حسینی صاحب کے مکان پر گئے

عقب ہیں حضرت شاہ خاموش صاحب کے سجادہ نشین حضرت محمد شاہ ہاشم حسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا کرتا تھا۔ آج اُن کے بچے حضرت سید شاہ صاحب حسینی صاحب کے پاس اُس خانقاہ میں گیا تھا۔

چھٹی کی میز پر وہاں حضرت خواجہ صاحب اجمیری نے کئی ملاقاتیں کی نیاز میں شریک ہوا۔ پھر شاہ صاحب سے باتیں کیں۔ سید ابن عربی اور خوشال قبال شاہ نقی نے خیم صاحب ہی ساتھ تھے۔ میں نے فیثوں سے کہا ہے وہ مقام ہے جہاں میں نے سب پہلے جمعیت مشائخ حیدرآباد بنائی اور کئی تھی۔ اور جہاں نواب بہادر صاحب مرحوم بھی شریک ہوئے تھے۔ اور پھر مجلس تلمیذین اسی تجزیہ کے نش قدم پر جاری ہوئی تھی۔

دعوت کے قیام گاہ پر واپس آیا اور پھر خواجہ بانو اور سید ابن عربی اور بچوں کے ساتھ نواب محمد عظیم الدین صاحب برادر حقیقی نواب سرنگرام جنگ بہادر کے مکان پر کھانا کھائے گیا۔ مرزا فرحت اللہ شریک صاحب دہلوی بھی شریک طحان تھے۔ اور مولوی ابو مصلح صاحب اور اُن کے فرزند صراح صاحب بھی شریک طحان تھے نواب صاحب کے نینوں صاحبزادے بھی شریک تھے۔ اور خود نواب صاحب بھی شریک تھے۔ بیگم صاحبہ نے زنان خانے میں بلال کے مکان کے سب کمرے دکھائے۔ ہر کمرہ صفائی اور ذخیرہ دار کا کس نمونہ تھا۔

تحفہ کے چلتے وقت نواب صاحب نے ہاتھ کی ایک لکڑی تحفہ میں دی جس کے باطن میں ایک چھتری پوشیدہ تھی چھتری بھی نہایت نازک اور بہت خوبصورت ہے۔ اور نہ کرنے کے بعد ہاتھ کی لکڑی بھی نہایت خوش نما ہے۔

شام کی چائے کے بعد مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی کے مکان پر خواجہ بانو اور بچوں کے ساتھ

چارونشی کے لئے لکھا تھا۔ مولوی غلام نیر الدین صاحب کی علمی باتیں بھی سب سے بھائی تھیں۔ ان کے بڑے بھائی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ انہیں پوجہ پارس کی جاتی تھے۔ غلام نیر الدین صاحب کی بیوی یعنی میری بھتیجی تسنیم بھی ملیں۔ مغرب کے وقت واپسی ہوئی۔

ملاقاتی تمام خواجہ بدرال دین صاحب تیس سالہ تھے۔ ان کے منظم اور مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی اور ناسوتی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور خواجہ حمید الدین صاحب ایم اے ایڈمز رسالہ "سب سے" اور حسین الدین احمد صاحب انصاری ایڈیٹر پھول کھسک رس اور خوش اقبال شاہ نظامی۔ اور حکیم سید علی حسین صاحب اور بابائیں نظامی اور مولوی محمد غفور حسین صاحب شوہر بادشاہ بیگم نظامی اور ہدایت اللہ نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی اور کامل یقین نظامی وغیرہ آئے تھے۔ خواتین میں بیگم صاحبہ فیاض الدین نظامی اور حکومت بیگم نظامی اور ان کی لڑکی اور بھیلی بیگم نظامی بھی ملے آئیں تھیں۔

ڈاک کا اہلکار آج دہلی سے تقریباً ایک سو خط اور تار خطاب کی مہابک باد کے دو بٹنوں میں آئے تھے۔ اور میں نے دو گھنٹے میں ان سب کو پڑھا کر سنا تھا۔ بہت دلچسپ تحریریں ہیں۔ اس لئے میں ان کو اخبار میں نہیں بلکہ الگ ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کروں گا۔

ایک مسلمان کا خط ہے جس کا آغاز باد کو ابھی تحریر تھیں سے زادی ملی ہے۔ ہاں کوئی صاحب ڈاکروانی نے ایم حسینی صاحب دہشتے ہیں۔ ان کا خط دہلی سے واپس ہو کر آیا ہے جس کی عبارت یہ ہے: "جناب ایڈیٹر صاحب! تسلیم کرتے ہیں کہ چنہ ختم ہوئے پر رسالہ منہادی بند کر دیا جائے آپ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہیں اور غیر اللہ کو

بال خدا۔ یہ کتب کا قول سراسر باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ خدا نہیں ہے۔ "حق تعالیٰ کے لئے اس میں ۲۵ الف مادہ دہلی۔ سکندر آباد وکمن۔ تجھے یہ خط پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ ایک تو اس بات کی کہ چارویسے رسالہ ڈاکٹ کا اخبار دور دورے سال میں دیا جاتا تھا۔ اخبار بند ہو جائے گا تو دور دورے سال کی بچت بچ جائے گی۔ اور دور دورے خوشی اس سے ہوئی کہ خدا کے ماننے والے بہت ملتے تھے۔ مگر ماننے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ یعنی جو خدا کو نہیں مانتے وہ بھی خدا پرستوں کے در کے مارے خدا کا انکار نہیں کر سکتے۔ مگر صاحب بڑے پیادہ ہیں کہ انھوں نے اپنا نام بھی لکھا اور تہ بھی لکھا۔ اور خدا کا ٹھکانہ بھی لکھا۔ مگر ممکن ہے کہ ان کے کسی دشمن نے یہ خط لکھ دیا ہو۔ کیونکہ اس قسم کے تجربے پہلے بھی ہوئے ہیں۔

حسین کا تار کہ آج شام کو دہلی سے حسین کھنڈر آیا کہ وہ خیریت ہے۔ پہنچ گئے اور سردی اتنی زیادہ ہے کہ ان کے جسم کو کاٹتی ہے۔ مجھے اس فقرے سے بہت لطف آیا۔

آغا طلعت یزدی کہ ایران کے مشہور شاعر آغا طلعت یزدی حسب حادثہ قدیم فارسی تصنیف میری نسبت لکھ کر لا گئے تھے۔ اور اپنے خاص انداز میں لکھ کر لایا تھا۔

کامل یقین نظامی کہ آج شام کو عبد الغفور کامل یقین نظامی ایک تہی ٹونک میرے لئے بند کر لئے تھے۔ انھوں نے اس سفر میں میری تحریر کو اپنی کتابوں اور خطوط کے کسب بہت سے تیار کر کے دئے ہیں۔

مارمہ صفر ۱۳۲۷ھ ۱۲ جنوری ۱۹۰۸ء شنبہ حیدر آباد جہاں بانو کہ آج صبح مولوی نصیر الدین صاحب مولوی ہاشمی مورخ دکن ملے آئے تھے۔ اور حیدر آباد کی ایک نامور عاتقہ کی بھی جہاں ایک کتاب لائے تھے جن کا نام جہاں بانو ہے اور جو ایران کی

رہنے والی ہیں۔ ہاشمی صاحب نے بیان کیا کہ انھیں حیدر آبادی خواتین میں وہ سب سے زیادہ فہم اور ذی فہم خاتون ہیں۔ اور آپ سے مجلس چاہتی ہیں۔ میں نے کہا پرسوں گھر گھر شریف حاربا میں واپسی کے بعد ان سے ملوں گا۔

قلبی مشکوٰۃ شریف کہ مولوی رکن الدین دانا نظامی بھی مشکوٰۃ شریف لائے تھے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ میں نے اس کی جلد بندی کی نسبت دریافت دیں۔

قلبی رسائل کہ مولوی مسعود علی صاحب بخاری نے اسے چھڑی کتاب میں لکھ گئے تھے مگر میں نے ایک رسالہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی فرامی لکھ لیا ہے۔ اور ایک رسالہ توحید و توحشہ حضرت سلطان المشائخ بھی میں نے لکھا ہے۔ یہ ایک خط ہے جو حضرت شریف اپنے خلیفہ حضرت مولانا حامد الدین رزوی کو لکھا تھا۔

حضرت نے کسی مغلطہ میں فلسفہ وحدت وجود کا ذکر نہیں لکھا۔ مگر اس کتاب میں حضرت نے فلسفہ وحدت وجود کو بہت عمدگی سے بیان فرمایا ہے۔ نذرینگی نظامی کا خط کہ قرۃ ضلع بلوچر سے میرے مرید محمد علی نذرینگی نظامی کا بہت اچھا اور فائدہ بخش خط آیا ہے۔ اور ان کے بھائی محمد نظامی کا خط بھی عقیدت سے پھر پورا پایا ہے۔

نذرینگی نظامی کا خط کہ قرۃ ضلع بلوچر سے میرے مرید محمد علی نذرینگی نظامی کا بہت اچھا اور فائدہ بخش خط آیا ہے۔ اور ان کے بھائی محمد نظامی کا خط بھی عقیدت سے پھر پورا پایا ہے۔

نذرینگی نظامی کا خط کہ قرۃ ضلع بلوچر سے میرے مرید محمد علی نذرینگی نظامی کا بہت اچھا اور فائدہ بخش خط آیا ہے۔ اور ان کے بھائی محمد نظامی کا خط بھی عقیدت سے پھر پورا پایا ہے۔

نذرینگی نظامی کا خط کہ قرۃ ضلع بلوچر سے میرے مرید محمد علی نذرینگی نظامی کا بہت اچھا اور فائدہ بخش خط آیا ہے۔ اور ان کے بھائی محمد نظامی کا خط بھی عقیدت سے پھر پورا پایا ہے۔

نذرینگی نظامی کا خط کہ قرۃ ضلع بلوچر سے میرے مرید محمد علی نذرینگی نظامی کا بہت اچھا اور فائدہ بخش خط آیا ہے۔ اور ان کے بھائی محمد نظامی کا خط بھی عقیدت سے پھر پورا پایا ہے۔

وجہ بہت اچھی ہے۔ میں نے ان کو میت
کمری میں بھی دیکھا تھا۔ تقریبی بہت اچھی
کرتے ہیں۔ میں نے جس جمعیت مشائخ کی بنیاد
حیدر آباد میں رکھی تھی۔ اُس پر سرگرمی سے عمل
پیرا ہیں۔

کھانے کے دو دو خان کے شام کو نواب
عابدیہ جنگ بہادر مرحوم کے فرزند نواب میر
حسین علی صاحب نے کھانے کے دو خان
بیچے تھے۔ جن کی بغل اصطلاح کی بوجہ دو
تیرے کہا جاسکتا ہے۔ یہ دو خان میں حیدر آباد
کے نہایت مکلف فلکیں و شیریں کھاؤں کی
قافیں بھی ہوئیں تھیں۔ میں نے سب کھاؤں
میں سے تھوڑا تھوڑا کھانا کھایا۔ نگری کباب
بہت لذیذ تھے۔

خواجہ امین کے رات کو نواب میر حسین علی صاحب
کی بیگم صاحبہ بھی خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں
اور انگریز قانون نویس بیگم نظامی بھی اپنے بچوں
کے ساتھ آئیں تھیں۔ اور سید سعید نظامی کی والدہ
بھی آئیں تھیں۔ اور سب سے بہت سی عورتیں
بھی آئیں تھیں۔ اور ان سب نے نواب حیدر علی
صاحب کے بیچے ہوئے کھانے کھائے تھے۔
ایک سو تار اور خطوط آئی بلی کی ڈاک آئی تھی
اور ایک سو تار اور خطوط خطاب کی تہنیت کے
وصول ہوئے تھے۔ میں نے دو گھنٹے میں پڑھ کر
سنے۔ اور بعض تاروں کے جواب بھی تار کے دیکھے
بیچھے۔

سید وہب نظامی کی نظم کے آج سید بہن نظامی
مسلم لیگ کی حمایت میں ایک عمدہ نظم لکھی ہے
تھے۔ اور میر نے روزانہ اخبار انجم دہلی کو بھیجی
ڈاکٹر نعیم صاحب انصاری کے میرے بہت
پڑانے دوست ڈاکٹر نعیم صاحب انصاری کی جمل
حیدر آباد میں تعلیم میں ملنے آئے تھے۔ ان سے
مل کر بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی۔

نواب نعیم یار جنگ نظامی کے مہاراجہ بہادر
کے بڑے فرزند خواجہ نصر اللہ نظامی یعنی نواب
نصیر یار جنگ بہادر بھی ملنے آئے تھے۔ اور میں
نے ان کو ان کے والد کے بہت سے قصے سنائے
پانچ وقت کا کراہیہ آج محمد الدین نظامی کے
ساتھ مولوی سپہ دہلی خاں صاحب سرکل انسپکٹر
پولیس ملنے آئے تھے۔ کراہیہ کا ایک مکان تھوڑا
کرنے کا ذکر آیا۔ میں نے کہا ہم نے بھی ایک
مکان کراہیہ پر لیا ہے۔ اور مکان دار رات
دن میں پانچ وقت کراہیہ لیتا ہے۔ شاہ و جلالہ
صاحب انصاری نے حیلان ہو کر کہا یہ تو بالکل
نئی بات سنی آئی ہے۔ میں نے کہیں کہا اس سے بھی
زیادہ دلچسپ بات اور سنئے کہ ان دار صاحب
پانچ وقت کراہیہ لینے کے باوجود یہ شرابی بھی
لگاتے ہیں کہ اس مکان میں شراب نہ پنی جائے
جوانہ کھیل جائے۔ کسی کی عینیت نہ کی جائے۔
یہ فقو سن کر حاضرین کو ہنسی آئی اور وہ
سمجھ گدیں اپنے سہم کی نسبت یہ کہہ رہے ہیں
کہ اس پر پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے۔
اور مالک مکان نے شرط لگا دی ہے کہ یہ جیم
جھوٹ نہ بولے۔ چوری نہ کرے۔ شراب
نہ پیے۔ جوانہ نہ کھیلے۔ زمانہ کرے۔ پھر میں نے
حضرت اکبر الہ آبادی کا مہر پڑھا
مقیم فائدہ تن میں۔ مرید حضرت دل پور
چور بازار کو بچا لکھی آج ریلو میں سرکاری
اعلان سن کر پاسور پور اور ایک ہزار۔ واپے
اور دس ہزار روپے کے فوٹ منسوخ کر دیے
گئے۔ اور ان کا بدین ممنوع کر دیا گیا۔ میں نے انگریزوں
نے چور بازار کو لارڈ ڈیہا کی طرح بھانسی دیدی
چور بازار میں خلیق نہ کی جیب کترنے والے کو روک
روپے بکارت تھے۔ اور پاسور اور ہزار اور
دس ہزار روپے نوٹوں کی شش تینا دولت جمع
کر رہے تھے۔ ان نوٹوں کا منسوخ ہونا یقیناً

چور بازار کے پاسی ہے۔

تماوی اور قسطنطنیہ کے آج میں نے بالینہ و
ڈیلیگیشن کو بھی طلب کر کے ایک بیان لکھا۔ جو
اخباروں میں شائع ہوگا جس میں انگریزوں کی
تماوی اور قسطنطنیہ کے اصول پر ڈیلیگیشن سے
کہا گیا ہے کہ تم سوائے مسلم لیگ کے اور کسی
سیاسی پارٹی سے بات کرنے کے مجاز نہیں ہو۔
کیونکہ تمہاری عمارت ہے۔ شاہ عالم اور لارڈ
کلاؤسے جو عہد نامہ ہوا تھا وہ پرانی مسلم لیگ
اور انگریزوں کا عہد نامہ تھا۔ اور ایک صدی
سے زیادہ دونوں فریق اس عہد نامہ کے
پابند رہے تھے۔ اور اُس وقت کا گورنر گنرل
جی اور ہندو جمہور بھلا کسے آئی بھی اور سکندرنہ
کے آئی بھی مرید تھے۔ اور کسی نے اس عہد نامہ
کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی تھی۔ اور یہی
قوموں کا کوئی عالم نہیں کہتا۔ کوئی
پروانی مسلم لیگ نے بھی سامیہ کو روکا۔ آزاد
مان لیا تھا۔ لہذا اب روزہ مسلمانوں کو منہ
کی نمائندگی کا حق حاصل ہے۔ ابی۔ ب۔ سیاسی
پارٹیوں کا کوئی خیر ہو جانا ہے۔ کیونکہ
ایک صدی سے زیادہ مدت تک وہ بے ماموش
رہے تھے۔ اور تمہاری عارض ہو چکی ہے۔
۸ مئی ۱۹۰۷ء جنوری ۱۹۰۷ء آج صبح خواجہ بانو سید
درگاہ پور کی زیارت آج صبح خواجہ بانو سید
ابن عربی اور بچوں کے ساتھ حیدر آبادی درگاہوں
کی زینتوں کے لئے نکلیں۔ اور میں نے تحریکی
کا حکم کیا تھا۔
ڈاکٹر عبد الرحمن کے تہذیبیہ اور میر نے اسے قلم و
کا نام عبد الرحمن ہے۔ اور دونوں تعلیمات میں
صدر مدرس ہیں۔

مولوی معصوم علی واری کے میرے پڑاٹے
دوست مولوی صاحب علی صاحب واری اپنی اہلیہ اور
بچوں کے ساتھ آئے تھے۔ علیم سبط احمد صاحب

اور غالب بشارت ملی خاں صاحب اور سید ممتاز
نظامی اور نیش اقبال شاہ نظامی اور سید سعید
نظامی اور مرزا یگانہ صاحب طے آئے تھے۔
مدراں سے بی ایک ہندو جٹین ملے اُسے
تھے۔ بوسید سعید نظامی کے مہمان تھے۔
خواتین رات کو خیرین سننے کے بعد زمانے میں
ٹپا تپا۔ وہاں مولوی معصوم علی صاحب وارڈ
کی بیگم صاحبہ اور ملکوت بیگم نظامی اور ان کی
لڑکی اور بی بی بیگم۔ فرید نظامی اور ان کی لڑکی
نظامی پاشا نظامی اور بیگم بیگم نظامی اور بادشاہ
بیگم نظامی اور ان کی لڑکی اور بیگم بیگم نظامی اور
ان کے بچے اور سالانہ خاتون نظامی مرحومہ کی
لڑکی خواجہ بانو نظامی اور ان کے بچے اور حسیہ بانو
نظامی وغیرہ خواتین ملے آئیں تھیں۔ اور پھل
اور تھانیاں اور کھانے بھی پکا کر لائیں تھیں یہ
تھے وہ سب چیزیں بخوری بخوری چلیں۔
وہ کی ڈاک ڈاک شام کو بی کی ڈاک آئی تھی۔
اور رات کو نعیم صاحب نے وہ سب خد بخیر پڑو
کر سنائے تھے خطاب کے سلسلے میں بعض خطوط
بہت ہی دلچسپ تھے۔ خصوصاً حضرت مولانا
سید حسین میاں صاحب جیلواری کی کانٹا رست
دلچسپ تھا۔ اور ان کے بھائی مولانا سید خورشید
صاحب کا خط بھی بہت پر لطف تھا۔ تاریخ مضمون
یہ تھا یہ ہم خطاب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ
وہ آپ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہوا۔
خواجہ بانو کی رائے کہ جب خواجہ بانو خواجہ
محمد بیگم نظامی کے مکان سے واپس آئیں تو
انھوں نے مجھ سے کہا "جنتی عورتیں مجھ سے
ملیں ان میں سب سے زیادہ ذی فہم اور دینی
خیالات سے بہرور دانہ نظامی کی بیوی تھیں۔"
سید رفعت ایم اے آج بیلور شاہ کی
نخت نشینی کے روزہ ماچے کے ایک سو ستاون
صفحات کا کتابچہ رفعت صاحب ایم اے نے تیار

کر کے لائے تھے۔ میں نے کہیں کہیں سے دیکھا
بہت اچھا ترجمہ کیا ہے۔
نواب عزیز نواز جنگ بہادر آج صبح
خاص کے صدر المہم نواب عزیز نواز جنگ بہادر
ملے آئے تھے۔ ان کے دو لڑکے کچھ بھلا بھلا
ہیں۔ دماغ پر اثر ہوا ہے۔ رنگا۔ میں زبردست
ہیں۔ حیدر آباد کے کسی عامل نے کہا تھا کہ ان
کو آسیب کا قتل ہے۔
میں نے محسوس کیا کہ عاملوں کی ان غلطیاں
سے اعمال علوی کی بدنامی بھی ہوتی ہے اور
درویشوں کا اقتدار بھی کم ہوتا ہے۔
۹ صفر ۱۳۵۵ء ۱۴ جنوری ۱۳۵۶ء پیر حیدر آباد
سفر گاہ پر آج صبح میرا بن عی اور خواجہ بانو
حسن ابوطالب اور صدی اور کٹر بانو کے ساتھ
میں شریف کی حاضری کے لئے حیدر آباد اسٹیشن
پر گیا۔ سسٹن کے بہت سے بھائی ریل ٹک
پر بیٹھے تھے۔ ریل میں ہجوم زیادہ تھا
عورتوں کو نہانے درجے میں بٹھایا گیا۔ حسن
سید بن عی کے ساتھ رہے۔ اور میرے لئے
فرسٹ کلاس کالٹ بٹھوایا گیا۔ مگر وہاں بھی
حکیم اطمینان کی نہ تھی۔ ایک مدد اسی ہندو اپنی
بیوی اور بچے کے ساتھ وہاں تھے۔
بیگم بیگم اسٹیشن سے ڈاکٹر قادر الدین صاحب
پی ایچ ڈی رفیق سفر پہنچے جو شہرت الارض کے
انکسپرٹ ہیں۔ اور پوسٹ کی طرف جا رہے ہیں
بات چیت سے معلوم ہوا وہ میری کتابیں بھی
پڑھ چکے ہیں۔ اور روزانہ مجھ سے مل رہے ہیں۔ بہت
مجھ پر اثر انداز ہونے کے کمال معلوم ہوئے۔
مگر شریف شام کو مہجے کے بعد ریل گزرتے
شریف اسٹیشن پر پہنچے۔ اسٹیشن پر مولوی
خلدوق بیگ صاحب اول تعلقہ دار گلبرگ
اور مولوی نصیر الدین نظامی لکچرار گلبرگ کالج اور
مولوی سعید الزماں صاحب لکچرار گلبرگ کالج

اور مولوی محمد حامد صاحب صدیقی لکچرار گلبرگ کالج
وغیرہ اصحاب تشریف لائے تھے۔ مولوی فاضل بیگ
صاحب بہت نفع معلوم ہوتے ہیں۔ مولوی
محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سر جہا راج بہا
کے صاحبزادے ہیں۔ وہ مجھے اپنی موٹر میں قیام گاہ
تک لے گئے۔ عورتوں کے لئے دوسری موٹر بھی
ملی۔ قریشی صاحب لکچرار کیا گلبرگ کالج کے
سکین پر قیام ہوا۔ جہاں ہم سب کے لئے الگ
الگ کمروں میں ٹیگ بیچے ہوئے ہیں۔ اور ان پر
محیر دانیوں کی ہٹی ہیں۔ اور ہر قسم کی آسائش
کا انتظام ہے۔
قاضی صاحب گلبرگ شہر کے قاضی صاحب
ملے آئے۔ جن مجھ پر گلبرگ شہر شاہ عالمیہ کے
ساتھ دکن میں آئے تھے۔
درگاہ کی زیارت آج پانچ بجے کے بعد ہم
درگاہ شریف کی زیارت کرنے گئے۔ عورتیں سید
ابن عی کے ساتھ موٹر میں تھیں۔ اور میں تعلقہ دار
صاحب کی موٹر میں تھا۔ مولوی محمد حامد صاحب
صدیقی نے درگاہ کا کتب خانہ دکھایا۔ اور عربی دنیا
کا مدرسہ دکھایا۔ اور دارالافتاء دکھایا۔ اور بلند
دروازہ دکھایا جس کی محراب کی نسبت کہا گیا کہ
ہندوستان میں سب سے اونچی محراب ہے۔
محراب کو یہاں "گمان" کہا جاتا ہے۔ مگر میرا
خیال ہے کہ وہی میں مسجد توت الاسلام کی
پانچ محرابیں اس سے زیادہ اونچی ہیں۔ اور درگاہ
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں سلیلان
علامہ الدین علی کی بنائی ہوئی مسجد کے شمالی پہلی
حصوں کی محرابیں بھی اس کے برابر اونچی ہیں۔
اس محراب کی بلندی اس واسطے زیادہ
معلوم ہوتی ہے کہ یہ دروازہ پہلی کی اوپر
بنایا گیا ہے۔ اور روضہ شریف بھی پہاڑی کے
اوپر ہے۔
درگاہ شریف کا محسوس بہت۔ بادہ صاف تھا

نہ سال پہلے جب یہاں آیا تھا تو اسی صفائی کھڑکی
 نہیں تھی۔ یہ سب چیزیں نواب غوث یار جنگ
 ہادر سابق صوبہ دار گلبرگہ کے عہدہ انتظام کی
 دیکھ رہے تھے۔ مزار شریف کی حالت بھی بہت اچھی
 ہوئی ہے۔ پہلے مزار کے اوپر کئی فٹ اونچا
 مندر بنا ہوا تھا۔ جس میں جوہر نے گھر
 بنائے تھے۔ اب وہ مندر صاف تہہ نہ گیا ہے
 وکم خراب کا غلاف چڑھا ہوا ہے اور اس کی
 حفاظت کے لئے ایک سینڈیکٹر اسرہا ہے
 لئے رخ پڑا ہوا ہے تاکہ پھول چڑھائے جائیں
 مندر چڑھایا جائے تو غلاف میلان ہو جائے
 رہے گا۔ مزار کے لئے سڑق کھینچ دی گئی ہے
 ورنہ مزار کے لئے بھی مندوبی ہیں۔ اور گورنر
 کے لئے بھی مندوبی ہیں۔ میں نے ان سب
 مندوبوں میں ان کے لئے دوسرے روپے
 لئے۔ پیسے حضرت صاحب کے لئے لے لئے
 کے مزار کی زیارت کی۔ یہ ان کے فرزند کے
 زار کی زیارت کی۔ جو وہ سب گنبد میں ہے
 پھر سند میں مغرب کی غائبی جس کے صحن
 میں اورنگ زیب کی ایک تصویر تھی کی قبر بھی
 موجود ہے۔ موجودہ صوبہ دار مولوی عبد الباقی
 ان صاحب نواب لطیف یار جنگ بہادر
 رجوم کے فرزند ہیں۔ انھوں نے بھی اپنے
 مانے کی ایک یادگار یہاں قائم کی ہے۔ کہ ایک
 بیاہر پر درگاہ کا نقشہ لکھا ہوا ہے جس کے ذریعے
 بغیر کسی رہنما کے زائرین اپنی مقامات کی زیارت
 کر سکتے ہیں اور ان سے واقف ہوتے ہیں۔
 مذہبی تبرکات اور برسات کی ایک
 جگہ میں اپنے زمانے کے ہتھیار اور نادر
 بیزیر کی بیچ کی گئیں ہیں۔ اور یہ بھی نواب
 غوث یار جنگ بہادر کے سلیقے کی یادگار
 ہے۔ ایک عمارت دکھایا گیا کہ یہ حضرت بندہ نواز
 کے ہاتھ کا عمارت ہے۔ میں نے اس کو بوسہ دیا۔

مگر میرا خیال ہے کہ یہ عمارت سب برس کا پرانا
 نہیں معلوم ہوتا اس عمارت کے اوپر کڑی کی
 گول شام بنی ہوئی ہے۔ اور یہ عمارت سب
 کند ہے نک لبا تھا۔ کہا گیا کہ حضرت بندہ نواز
 کا قد بھی بہت اونچا تھا۔
 بادشاہوں کے خطوط میں نے یہاں
 دکن کے مختلف بادشاہوں کے خطوط بھی دیکھے
 جن سے معلوم ہوا کہ خطوط چھوٹے کا قد پر
 مختصر عبارت میں لکھے جاتے تھے۔ اور زبان
 فارسی ہوتی تھی۔ ایک خط میں لکھا تھا کہ خدایا
 حرم کی نقشب روانہ کی جاتی ہے۔ اس کو بطور
 امانت دین کیا جائے۔ غائب امانت کی تاکید
 اس لئے ہوئی کہ خط شیعہ بادشاہ کا تھا اور وہ
 اس وقت کے گورنر کے لئے لکھا ہوا تھا۔
 نادر علی اور شیعہ کا سب سے بندہ نواز کے لئے
 کے دروازے پر نادر علی کندہ ہے۔ اور ان کے
 ہوتے حروف یہ خط طغرل شیعہ جماعت کا
 لکھا بھی درج ہے یعنی اس میں علی ولی اللہ
 وہی ہے۔ یہ غائب تھک شاہی
 بادشاہوں کے زمانے میں جو شیعہ عقائد رکھتے
 تھے کسی نے یہاں لکھا ہو گا کیونکہ بندہ نواز
 کی تصنیفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سنی
 تھے شیعہ نہیں تھے۔
 کتاب میں موجود سرکاری انتظام کی پیشمار
 اور بہت زیادہ قابل تعریف خدمتوں میں
 ایک خدمت یہ بھی ہے کہ بندہ نواز کی کئی
 لا جواب کتابیں نہایت عمدہ طریقے سے
 چھاپ کر شائع کی گئی ہیں۔ مجھے درگاہ کے
 کتاب خانے سے گیارہ کتابیں عطا ہوئیں
 جن میں آئندہ تبصرہ لکھوں گا۔
 بندہ نواز دہلوی کے ایک کتاب حضرت
 کے زمانے کی شائع ہوئی ہے جس میں حضرت
 کے ایک رفیق نے باطل موجودہ زمانے کی

طرز میں حضرت کے حالات کو بابوں میں
 قلم بند کیا ہے جس میں ایک چیز بہت زیادہ
 توجہ کے قابل ہے کہ بندہ نواز دہلی میں پیدا
 ہوئے تھے۔ اور ان کا خاندان دہلوی تھا۔
 ان کے والد حضرت سید راجہ قتال کاھزار
 دولت آباد میں تھے اور حضرت بندہ نواز میرے حضرت
 خواجہ نظام الدین اولیاء کے جانشین حلیف
 حضرت مخدوم نصیر الدین جرائی دہلی کے
 خلیفہ تھے۔
 ڈنکر عشا کے قریب قیام گاہ پر واپس آیا۔
 چلتے وقت درگاہ کے خدام نے تبرکات کی
 ایک شے مجھے دی جس میں غلام شریف کا
 تھا۔ اور مندر تھا۔ میں نے بھی ایک رقم بطور
 نذر کے ان کو دی۔
 پروفیسر سعید الزماں صاحب نے شہر گلبرگہ
 کے بہت سے ممتاز لوگوں کو طعام شب کے
 لئے مدعو کیا تھا۔ جن میں گلبرگہ کے سب سے
 صاحب بھی تھے۔ اور میں نے ان سے مولی
 کی تاثیرات پر بھی گفتگو کی تھی۔
 قنبر میرے قاضی صاحب نے شہر کے مسلمانوں
 کی طرف سے اصرار کیا کہ میں مسجد میں جا کر ایک
 تقریر کروں اس لئے رات کو سارے دس
 بجے کھانا کھا کر شہر کی مسجد میں گیا جہاں بہت بڑا
 ہجوم مسلمانوں کا جمع تھا۔ مسجد اندر سے اور باہر
 سے بھر گئی تھی۔ اور باہر کی سڑک تک خلقت
 جمع تھی۔ میں اندر گیا۔ اور ایک گھنٹے تک
 اسلامی اخوت اور اتحاد پر تقریر کی۔ لوگوں
 نے باوجود رات زیادہ ہو جانے کے تقریر
 بہت صبر و سکون اور توجہ کے ساتھ سنی۔
 تقریر کے بعد حرم ملنے کے لئے حملہ آور ہوا
 مگر نوجوانوں نے مجھے ایک مضبوط حلقے کے
 اندر لے لیا۔ اور مصافحہ کرنے والوں سے
 بچا لیا۔ قاضی صاحب کے انتظام اور اثر اور

کے دل میں اس کی بہت بڑی عزت ہے۔ اس میں تہ دل سے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

اُن دونوں کو ادرائے کی ریاست کو ادرائے کے بچوں کو ہمیشہ شاد کام رکھے کہ وہ سارے پانچ لاکھ نو مسلم راجپوتوں کے سردار ہیں۔ حسن نظامی

یا کمال اور یا عمل اور مجھے عقل و دانش کی تہنیت پر جتنا خیر کروں کم ہے۔ دلی شکر یہ۔ حسن نظامی

رائہ صاحب ہول پور کا تار اور شکر یہ "خطاب کی مبارک باد" مہاراجہ رانا شکر یہ کی سلام و عداوت کے عارف اور لباس حکومت پر، سلام و عداوت کے دل رکھنے والے پریم صوفی رانا صاحب ہول پور کی مبارک باد بچے ہمیشہ درس ہے گی۔ دلی شکر یہ حسن نظامی

نواب سالار جنگ بہادر کا تار اور شکر یہ "خطاب کی دلی مبارک باد" سالار جنگ شکر یہ کی قرآن مجید نے فرمایا "یوسف ابراہیم علیہ السلام" اور میں نے کہا "میرے پیارے بچے یوسف علی اویسی نواب سالار جنگ بہادر کی تہنیت کا اگلی خانہ دانی اقدار پر عظمت و خدمات سلطنت اقصیہ کا لحاظ کہہ کے اور اس غلوں و محبت کو مد نظر رکھ کر جو ان کو چاہتا ہے ہدی سے میرے ساتھ ہے شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ اور دعا دیتا ہوں کہ جب وہ کسی بزم میں پردہ ہٹا کر نمودار ہوں تو ان کو دیکھنے والے است۔ باقی چھ پر۔ اس طرح نہ ہاں میں جس طرح زیارے گھر میں مصری عورتوں نے یوسف کا جمان دیکھ کر ہاتھ کاٹ لئے تھے۔ ابی تنکس مانی دیر یوسف! حسن نظامی

کر نل شہادت اللہ خاں صاحب کا تار اور شکر یہ "براہمہ بانی میری دلی مبارک باد قبول فرمائے" کر نل شہادت اللہ خاں شکر یہ کی میرے مرحوم دوست مرحمت اللہ خاں صاحب دیر گزیر الیائے کہ پھل کر نل شہادت اللہ خاں صاحب کی پرانی و ضروری اور محبت کی ایک اور مثال اس تار کے ذریعہ مجھے مل گئی۔ دلی شکر یہ۔ حسن نظامی۔

سر مہاراجہ صاحب جہانگیر آلو کا تار اور شکر یہ "دلی مبارک باد" آپ کو دے جانے سے خطا کی عبت افزائی ہوئی۔ مہاراجہ جہانگیر آباد شکر یہ کی۔ ندو تبار کے عادل و عظیم شہنشاہ جہانگیر کی یاد گار جب گیارہ برس کی اور علوم و فنون کے حامی و مددگار کا یہ تار ان کی سادگانہ محبت کی یاد قائم رکھنے والا ہے۔ حسن نظامی

کر نل مقبول حسن شاد ویشی کا تار اور شکر یہ "دلی مبارک باد" خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائے۔ آپ کو اس خطاب کا پورا پورا حق تھا۔ شکر یہ کی محبت الفقراء مقبول بارگاہ اولیاء و خیر چشتیہ اور قادریہ سلسلوں کے فیضان کے فیضان ہر زمانہ میں نواب صاحب بھاول پور کے وزیر حضوری! آپ کا تار میرے ایک روحانی بھائی کا تار ہے۔ حسن نظامی

راجہ صاحب سلیم پور کا تار اور شکر یہ "دلی مبارک باد اور ستر سال کی مسرت" کی دعا (راجہ صاحب) سلیم پور شکر یہ کی قلب سلیم اور عمل سعید رکھنے والے سیاست و عبادت و امارت کے پیکر راجہ صاحب آپ کا تار دیکھ کر میں نے کہا اگر راجہ صاحب اوراد و وظائف سے فارغ ہو گئے ہوں تو دلی شکر گزاری کا پیغام ان ملک پہنچا دو حسن نظامی

سر محمد عثمان کا تار اور شکر یہ "خطاب کی پرجوش مبارک باد" سر محمد عثمان شکر یہ کی مدراس کے گورنر اور واسرائے کی انتظامی کونسل کے میر اور عبادت ربانی کے حجرے میں عابد اکبر! آپ کی محبت اور عقیدت اور صداقت کا میرے دل پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور میں اپنے دل کی گہرائی کی پوری شکر گزاری ظاہر کرنی چاہتا ہوں۔ حسن نظامی

دیوان صاحب جونا گڑھ کا تار اور شکر یہ "میری طرف سے خطاب کی دلی مبارک باد" آپ اس خطاب کے پوری طرح مستحق تھے۔ شکر یہ کی آپ نے مجلات کا عیا واری کی سب سے بڑی اسلامی ریاست جونا گڑھ کے عروج و ترقی کے جڑے بڑے کام کئے ہیں ان کا لحاظ کر کے میں آپ کے تار کا دلی شکر یہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی

شاہ صاحب مود اور ان کی سکیم کا تار اور شکر یہ "براہمہ بانی اپنے ممتاز خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائے" شاہ کو دیر گزیر آمود شکر یہ کی فرزند روحانی شاہ کی جو نسبت سنگ مہاراجا جلال الدین اور ان کی سکیم عہودہ و رفیقہ کے مشترک تار نے میری روح کو شاد کام کیا۔ خدا

امین الملک سرزا امینعلی کا تار اور شکر یہ "خطاب کی دلی مبارک باد" امیر ہے کہ اس سے بڑے بڑے خطابات آپ کو ملے۔ (سرزا امینعلی شکر یہ کی جسم ہندوستان، عرب اور ایران امین الملک سرزا امینعلی وزیر اعظم مسعود و جے پور جیسے

رائے بہادر راجہ کھٹہ صاحب کا تار اور شکر یہ "آپ کے گراں قدر خطاب کی دلی مبارک باد" اور پندرست سال کے لئے بہترین خواہشات شکر یہ کی پیارے بھائی کھٹہ جی! آپ برسوں سے

میرے دل کے اندر رہتے ہیں۔ اور میرا دل آپ کو بہت طے سنا اور بہت اچھا مہمان ماننا آیا ہے اس تار کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی

خان بہادر چودھری شتاق احمد صاحب کا تار اور شکریہ

”دلی مبارک باد“ چودھری شتاق احمد۔ شکریہ کہ آپ نے دہلی کی سنی و قاف مجلس کی جو خدمات انجام دی ہیں ان کا بے زکمرہ کئے اور اس دیرینہ تعلق کا خیال کر کے جو آپ کو میرے ساتھ ہے میرے دل پر آپ کی مبارک باد کا بہت اثر ہوا۔ شکریہ قبول کیجئے۔ حسن نظامی

سیّد یعقوب لال جی کا تار اور شکریہ

”امید ہے کہ آپ خیر و عافیت سے ہوں گے شمس العلماء“ خطاب کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ آپ اس خطاب کے بہت زیادہ مستحق تھے۔ شکریہ کہ تمہارا باپ سیّد حسین بھائی عید اللہ لاہی کے لائق فرزند جو تعلق مجھے آپ کے والد اور ان کے بچوں کے ساتھ ہے۔ اور جو محبت آپ سب کو میرے ساتھ ہے اس میں اس تار نے بہت اضافہ کر دیا۔ حسن نظامی

رسول خاں صاحب کا تار اور شکریہ

”دلی مبارک باد۔“ خدا آپ کو اسلام کی خدمت کرنے کے لئے طویل عمر اور تندرستی عطا فرمائے۔ رسول خاں اچھے پٹھان بیرسٹر بڑے صدارتی انڈیا انسٹیٹیوٹ مسلم لیگ۔

شکریہ کہ مجھ کو اپنی اور ریاستی مسلمانوں کے خیر و خوشحالی کے لئے جو عمدہ بڑے ریاست احمدیہ سمری ریاستوں کے مسلمانوں کی اپنی قابلیت اور سونے سے ہے اس کا لحاظ کر کے اور اس دیرینہ محبت اور تعلق کا خیال کر کے جو آپ کو میرے ساتھ ہے میں اس مبارک باد دلی شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی

حاجی داؤد حاجی ناصر حاجی کا تار اور شکریہ

”خطاب کی دلی مبارک باد۔“ آپ کی بے خوف اسلامی خدمات اس سے بڑے اعزاز کی مستحق ہیں خدا آپ کو عورتان عطا فرمائے تاکہ آپ بڑے بڑے اعزازات کی مسرتیں حاصل کر سکیں۔

شکریہ کہ آپ میرے باپ دادا یعنی اہل بیت اطہار کے پیچھے شیعہ ہیں۔ اور یہی میں آتا ہوں تو آپ کا گھر خود میرا گھر بن جاتا ہے۔ اس لئے آپ کے تار کی شکریہ گزاری درحقیقت خود اپنی شکریہ گزاری ہے جس کی

نواب ممتاز الدولہ کا تار اور شکریہ

”آپ کے لئے اعزاز کی مبارک باد“ ممتاز الدولہ صاحب نے شکریہ کہ نواب سرفراز علی خان بہادر مہم نہیں پڑا سو وزیر اعظم جے پور کے پوتے کی مبارک باد آئے اور میں خوش نہ ہوں۔ تحذیک یو میری پرچ ممتاز الدولہ! حسن نظامی۔

شفار الملک صاحب کا آرو و تار اور شکریہ

”برادر“ باد قبول فرمائیے شفار الملک (خان بہادر علیم حبیب الرحمن خان صاحب ڈاکٹر بنگل) شکریہ کہ یہ شکریہ ہے ایک بھار کا۔ اور سید کا۔ اس کے لئے جو شفار الملک بھی ہے۔ اور خان بہادر بھی۔ ہم ادا میرے جڑ کا حبیب بھی ہے۔

اور شہر کی ایک تاریخ سے ۱۹۹۰ء کی تاریخ تک دبا کے سے ان کی محبت کی لہریں آتی رہی ہیں اور انشاء اللہ آخر تک آتی جاتی رہیں گی۔ حسن نظامی

فضل برادران کا تار اور شکریہ

”شمس اللہ“ کا خطاب حاصل ہونے کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ آپ اس خطاب کے بہت زیادہ مستحق تھے۔ ایس ایف حسین۔ بریڈنٹ کینی فضل برادران ممبئی۔

شکریہ کہ میرے بھائی حسین فضل کی تہنیت کا تار لکھنے سے لیکر یہی تک اور کبھی سے دہلی تک

اور دہلی سے حیدر آباد تک میری بہت سی شاہ گزاریوں کا مستحق ہے۔ حسن نظامی

زید احمد صاحب کا تار اور شکریہ

”خطاب کی دلی مبارک باد“ میری طرف سے اور شایعہ کہنے کے اشاف کی طرف سے اور ملک صاحب کی طرف سے قبول فرمائیے۔ ذہور زید احمد مالک شایعہ فلم کینی پور۔

شکریہ کہ شایعہ پکیر کے مالک ڈیوڈ صاحب نے اپنی طرف سے میرے اپنے اشاف کی طرف سے۔ اور ملک صاحب کی طرف سے تہنیت بھی۔ میں بھی سب طرف جو۔ جگہ کہ شکریہ کے سلام کرتا ہوں حسن نظامی

مولانا شہید حب کا عربی تار اور شکریہ

”بارک اللہ و رفع درجاتکم“ مولانا عبد الباقی شہید۔ اور حبیب میاں فسرنگی محل لکھنؤ۔

شکریہ کہ ایوان ذہنی عمل کے روشن چراغوں نے بھی اپنی محبت و عنایت کی روشنی عربی الفاظ کے تار میں بھی ہے۔ بہت بہت شکریہ حسن نظامی

آغا دواشی صاحب کا تار اور شکریہ

”خطاب کی دلی مبارک باد“ دواشی شکریہ کہ کہا کابل کو میں جاؤں۔ کہا کابل کو تم جاؤ۔ کہا افغان کا ڈر ہے۔ کہا افغان تو ہو گا۔

چنانچہ آغا محمد یعقوب خاں صاحب دواشی افغانی ایڈیٹر رسالہ آج کل دہلی نے بھی افغانی محبت کے پرجوش الفاظ میں تہنیت بھیجی۔ بہت بہت شکریہ۔ تم بھی اور کل بھی۔ اور پرسوں بھی۔ حسن نظامی

سید صدر العالی صاحب کا تار اور شکریہ

”دلی مبارک باد۔“ آپ اس خطاب کے بہت مستحق تھے۔ شکریہ کہ آپ کا شکریہ سید کھن اور کھن کا

سیدہ الدینی کا شکریہ۔ اور اُس پورے دودو کا شکریہ جس میں اس قسم کے بہت سے الفاظ جمع ہوں۔ حسن نظامی

پہرے کی نظامی کا تار اور شکریہ
”خطاب مبارک یا پیری نظامی ایڈیٹر اخبار دین اسلام کا شکریہ کہ نظام کا شکریہ سون کا شکریہ پیچ کا شکریہ۔ پیچ مورق کا شکریہ۔ حسن نظامی

مولانا تاج پیراں کا تار
دلی مبارک باد قبول فرما۔ مجھے خطاب کے لئے تاج پیراں نظامی اذانت پور۔
شکریہ کہ مولانا ہو۔ تاج پیراں ہو۔ تمہاری جاننا دیر سے دل میں ہے۔ حسن نظامی

صوت حقانی کا تار
میری اور اخلاق احمد کی طرف سے اچھے سوتی خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔
اقبال احمد مدنی، سپر وائر پوسٹ آفس جی ڈی ۱۷
شکریہ کہ تمہارا اور تمہارے فرزند صوت حقانی کا تار میرے دل پر نقش ہوا۔ حسن نظامی

نظامیہ جماعت ادھونی کا اردو تار
خطاب شمس العلماء آپ کو مبارک ہو۔
نظامیہ جماعت ادھونی۔
شکریہ کہ تم سب ہندو مسلمان نظامی فیضان سے صاحبِ مرقان بنو۔ حسن نظامی

نظامیہ جماعت احمد آباد کا تار
تمام نظامی بھائیوں کی طرف سے مبارکباد۔
مرسلہ صیغہ اللہ شا نظامی نجم الدین نظامی
حکیم شفا نظامی اور پیری نظامی۔ اذ احمد آباد
شکریہ کہ حق اللہ۔ عشق اللہ۔ تم سب کے دل اللہ کے دلی خطاب سے روشن رہیں۔ حسن نظامی
حکیم احمد حسن خاں نظامی کا تار
”خطاب کی دلی مبارکباد“ حکیم حسن خاں نظامی

شکریہ کہ شاہی اہلئے دہلی کے گہرائے سے فرزند روحانی کا تار آباد کو بھجایا۔ حسن نظامی

خوش منظر کا تار
شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد! خوش منظر دہلی۔

شکریہ کہ پیارے چشم ذات کے پیارے تار کا شکریہ۔ حسن نظامی

حکیم شفا نظامی کا اردو تار
”شمس العلماء مبارک“ حکیم شفا نظامی اذ احمد آباد
شکریہ کہ خدمت کو دست شفا عطا فرمائے۔ حسن نظامی۔

منسا نظامی کا اردو تار
”خطاب مبارکباد“ محمد دین منسا نظامی دہلی
شکریہ کہ تم میرے ہادی کے فرزند ہو اور میرے دل میں رہتے ہو۔ حسن نظامی

یوہرے بھائی کا اردو تار
شمس العلماء خطاب کی عزت بڑھی۔ مبارک حکیم الدین اذانت پور۔
شکریہ کہ خوب بات لکھی کہ خطاب کی عزت پیری دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

بچے دوست کا تار
خطاب کی مبارکباد۔ منشی فیروز محمد مختار ازگینہ
شکریہ کہ یہ تار دوست کا ہے حسن کا ہے۔ بچے مسلمان کا ہے۔ شکریہ۔ حسن نظامی

ڈبئی کلکٹر صاحب بجنور کا تار
راستہائی دلی مبارکباد۔ لائق علی خان ازبجنور
شکریہ کہ اخوت اسلامی کے تعلق پر عمل کرنے والے کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ملتان والے کا تار
خطاب کی مبارکباد۔ رب نواز خان از دہلی
شکریہ کہ ملتان کے عجمان اہل بیت کی محبت کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی۔

معین صاحب کا تار
شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد۔ غلام حسین معین اذ احمد آباد۔
شکریہ کہ یا حسین یا معین۔ دلی شکریہ حسن نظامی

سپیوت نظامی کا تار
آدرہ کی نظامیہ جماعت کی طرف سے خطاب شمس العلماء کی مبارکباد۔ سپیوت نظامی، آدرہ، بہا
شکریہ کہ بہار کی روحانی اولاد کی مبارکباد تجت کی لوح پر نقش ہوئی۔ حسن نظامی

سندھی ستارے کا تار
خطاب شمس العلماء کی دلی مبارکباد۔ غلام احمد نظامی اور بھائی اذکر اچھی۔
شکریہ کہ تم روحانی فرزند تمہارے بھائی اسلامی برادری۔ تم سندھ کے ستارے۔ ہم تم کو دیکھنے والے۔ حسن نظامی

جہا پان والے محمد احمد صاحب کا تار
خطاب کی مخلصانہ مبارکباد قبول کیجئے۔ محمد احمد فرزند شیخ فیروز الدین صاحب از کلکتہ
شکریہ کہ آپ کے والد شیخ فیروز الدین صاحب کو اللہ نے تجارتی عقل دی مسلمانوں کا دل دیا آپ جیسی لائق اولاد دی۔ آپ سب دلی کیلئے اور پنجابی قوم کیلئے فخر ہیں۔ شکریہ حسن نظامی

موتیوں کے تاجر کا تار
شمس العلماء کا خطاب حاصل ہونے کی مبارکباد۔ سیّدہ حاجی عثمان موتی والے از بمبئی
شکریہ کہ آپ کی مبارکباد موتیوں میں تولنے کے لائق ہے۔ حسن نظامی

راجکوت کا تار
خطاب شمس العلماء کی دلی مبارکباد۔ سیّدہ حاجی

دلی محمد ازر ارجکٹ کا ٹھیکہ دار۔
شکریہ کے گاندھی و جناح اور صوامی دیا نی کے
وطن کا ٹھیکہ دار میں رہنے والے دوست کے
تار کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ہاشم حاجی یوسف کا تار
شمس العلماء کے اعزاز کی دلی مبارکباد
جس کے آپ پورے مستحق تھے۔ ہاشم حاجی یوسف بہمنی
شکریہ کے میں ہاشمی ترم ہاشم دونوں ایک
دلی شکریہ۔ حسن نظامی

ناشر الدولہ کا تار
انتہائی دلی مبارکباد آپ کے پورے مستحق
اعزاز کی۔ سید محمد بیگ ڈاکٹر اور نیٹ پریس
شکریہ کے آپ نے اور نیٹ پریس کے ذریعہ
مسلمان قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے
اس لئے آپ کو ناشر الدولہ کہنا چاہئے۔ اور صحت
سلم ہی۔ حسن نظامی

سید محمد ابراہیم کا تار
نئے سال سے اعزاز کی دلی مبارکباد
قول فرمائیے۔ سید محمد ابراہیم از مدراس
شکریہ کے مداس سے بڑے تاجر ریڈیو اور
میرے بہت پرانے دوست۔ ابراہیم کا
دلی شکریہ۔ حسن نظامی

سجادہ نشین صاحب کا تار
خطاب کی دلی مبارکباد۔ معین الدین فریدی
سجادہ نشین رجب پور۔ یو پی۔
شکریہ کے تحکیم درویشی اور حجہ فقر کے شریک
حال بھائی کا دلی شکریہ۔ حسن نظامی
دلی کشن صاحب کا تار
نئے سال سے اعزاز کی انتہائی دلی مبارکباد

مبارک علی شاہ ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر گڑکانہ
شکریہ کے محب الفقار۔ مقبول بارگاہ اولیاء اللہ
حاکم الدین سید بھائی کی مبارکباد کا شکریہ۔
اور دل کی دعائیں۔ حسن نظامی

حاجی محمد حبیب کا تار
شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد۔
سید محمد حاجی محمد حبیب دلی اللہ احمد آباد کے ایڈیٹر
شکریہ کے آپ کے خاندان کا نام احمد آباد
سے حجاز تک روشن ہے۔ دلی شکریہ حسن نظامی

مولانا طلحہ کا تار
شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد
مستر اور بیگم طلحہ از لکھنؤ۔
شکریہ کے آپ کا نام بھی قدیم آپ کی دوستی
بھی قدیم آپ کی اور بیگم صاحبہ کی عنایت کا
دلی شکریہ۔ حسن نظامی

مولانا محمد عثمان احمدی کا تار
شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد۔
الہیاد اور بچوں کی طرف سے بھی۔
محمد عثمان احمدی از لکھنؤ
شکریہ کے یو پی میں قادیانی جماعت کے
ہیرو اور اپنے پرانے دوست کا دلی شکریہ۔
اور دل کی دعا۔ حسن نظامی

نقاش گجرات کا تار
نئے سال کا اعزاز حاصل ہونے کی دلی
مبارکباد۔ محمد رفیع چیمپے آنریری سکریٹری
احمد آباد چینٹ پرٹنگ ایسوسی ایشن احمد آباد
شکریہ کے آپ کی مبارکباد میرے دل کی
سفید چادر پر نقش ہو گئی۔ شکریہ
حسن نظامی

حاجیوں کے ناقد کا تار
آپ کے موزوں خطاب کی مبارکباد۔ عبد الحمید
اسمیل زمانہ سندھیا جہازوں کیپنی بہمنی۔
شکریہ کے آپ نے اور آپ کی سندھیا کیپنی نے
حاجیوں کی آسائش سفر کے کام انجام دی ہے۔
کے ذریعہ کیا وہ میری قوم کے دل پر نقش ہے۔
شکریہ۔ اور دعا۔ حسن نظامی

تم وطن کا تار
خطاب مبارکباد۔ محمد عقیب بریل کشن پور
شکریہ کے آپ میرے ہم شہر و ہم وطن ہیں۔ دلی
شکریہ اور دعا۔ حسن نظامی

حکیم نثار احمد نظامی کا تار
دلی مبارکباد قبول فرمائیے حکیم نثار احمدی جونی
شکریہ کے فرزند روحانی کی عقیدت سے مسرت
ہوئی۔ دعا دیتا ہوں۔ حسن نظامی

فرزند روحانی کا تار
آپ کے خطاب کی مبارکباد۔ از انیس الرحمن دہلی
شکریہ کے میرے دوست حضرت مولانا شاہ المصطفیٰ
مرحوم کی یاد گاری تہنیت سے خوشی ہوئی۔ حسن نظامی

سید راشد حسین کا تار
شمس العلماء خطاب مبارکباد۔
شکریہ کے تم میرے سید کے فرائض ہو۔ تمہارے
نانے علم کا سرچ روشن کیا تھا شکریہ حسن نظامی

فرزند دل نشین کا تار
خطاب کی مبارکباد۔ (روشن دلی سید) علامہ حسین
نظامی۔ از کان پور۔
شکریہ کے تم فرزند روحانی ہو۔ میرے دل میں
رہتے ہو۔ اور میں تمہارے دل میں چاہوں۔ دعا

میرٹھ کے بھائی کا تار
دلی مبارک باد۔ مولوی حاجی حافظ حفیظ الدین
ماہر صد باد از میرٹھ۔
شکر یہ آپ بھائی بھی دوست بھی۔ مولوی بھی
حاجی بھی۔ عقیدت مند بھی۔ بہت بہت شکریہ۔
سب کو نام بہنام دعا۔ حسن نظامی۔

مہرہ جی کا تار
شمس العلماء خطاب لکھنے کی دلی مبارک باد۔
پرمیشوری داس مہرہ از بمبئی۔
شکر یہ جسے پریشور آپ کی سچی محبت کلائی
شکریہ۔ حسن نظامی۔

سوراشتر نیک کا تار
مبارک باد۔ قریشی آن سوراشتر نیک بھئی
شکر یہ بنگ کی چھنا چمن کے نقار خانے سے
طوطی کی مبارکباد آئی۔ شکریہ۔ حسن نظامی

خوجہ برادری کے نظامی کا تار
بستی اغرا کی مبارک باد۔ حسین محمد بھائی
حاجی بھائی نظامی بھئی۔
شکر یہ تم کو روحانی اولاد۔ تم معلموں کی تصویر
تمہیکہ عقیدت۔ تم مجھ میں۔ میں تم میں۔ تمہاری
خوشی میری خوشی۔ حسن نظامی

سب حج کا تار
نئے سال کے اغرا۔ شمس العلماء کی انتہائی
دلی مبارک باد۔ عبداللہ سب حج کہو یہ بنگل
شکر یہ تم اور تمہاری بیوی میری روحانی اولاد
ہو۔ تم سب کی خوش دلی کی دعا۔ حسن نظامی

شیخ احمد صاحب کا اردو تار
خطاب کی مودبانہ مہلک بلا عرض ہے۔ کے شیخ

آف ادھونی از اننت پور۔
شکر یہ کجب ادھونی آتا ہوں آپ کے عالی شان
ایوان سے کام پاتا ہوں اور آپ کی بے غرض محبت
اور مہلک فوازی کا احسان مند ہوتا ہوں۔ اس
تہنیت نے اس پر انصاف کیا۔ حسن نظامی

پریم راگی قوال کا اردو تار
شمس العلماء مبارکباد۔ پریم راگی از بمبئی
شکر یہ تمہاری قوالی مجھ جیسے لاکھوں انسانوں
کے دل اور دماغ کو خدا کی یاد تک پہنچاتی ہے
اس مبارکباد میں بھی قوالی کا مڑا ڈھونڈنا چاہتا
تھا۔ مگر نہ ملا۔ تاہم اس تعلق کا شکر یہ جو تعلق
دل کو سالہا سال سے میرے ساتھ ہے۔ حسن نظامی

حوربانو نظامی کا اردو تار
خطاب مبارک ہو۔ حوربانو نظامی از دہلی
شکر یہ تم میری بڑی بیٹی ہو۔ اور میری پرانی
مرید بھی ہو۔ اور میرے بعد فرقوں کی تلقین
کے لئے میری خلافت کا حق بھی تم کو پہنچتا ہے
تم مجھے دنیائے خطاب کی مبارکباد دیتی ہو۔
میں تم کو دین اور دنیا کی شادمانی کی دعا دیتا
ہوں۔ زندہ باد میری خلیفہ! حسن نظامی

پیارے بیٹے کا اردو تار
”آپ کا خطاب ہم بچوں کو مبارک ہو“
(خواجہ) سید علی نظامی از مروت ناظر جہان۔
شکر یہ کپیارے فرزند علی کو پروردگار کی
طرف سے معلوم ہو کہ جتنی مبارکبادیاں زبانی اور
خطیہوں اور تاروں اور خطوں کے ذریعے اب تک
میرے کانوں اور میری آنکھوں تک پہنچی ہیں
ان سب زیادہ صبح اور گہرا اور اصلی تہنیت کا
تمہادیہ تار ہے۔ مجھے یہ تار سننے کے بعد اتنی
خوشی ہوئی کہ میں نے اپنی حیدر آبادی مجلس میں

روزانہ اس خوشی کو ظاہر کیا۔ تم بھی سلامت
رہو۔ اور تمہارے بڑے بھائی اور چھوٹے بھائی
اور بہنیں اور تم سب کے بیوی بچے بھی۔ تاکہ تم
سب وہ چیز حاصل کر سکو جس کا اشارہ تمہارا
تار میں ہے۔ حسن نظامی

پیارے داماد کا تار
خطاب کی مبارکباد قبول فرمائیے۔ سید عبدالسلام
۔۔ از علی گڑھ
شکر یہ کسینی تھینکس مائی ڈیرن! اس
مبارکباد سے زیادہ آرام دینے والی وہ گھر جہاں
ہیں جو تم نے میری بیٹی اور اپنی بیوی روتھ کے
ذریعے مجھے بھیجی ہیں۔ تم سکند ہوتے! میں
دیو جاس فلا سفر ہوتا تو کہہ دیتا سلام میاں!
یہ تار دہنے دو گھر جہاں کافی ہیں حسن نظامی

میرے موٹر ڈرائیور کا اردو تار
”خطاب مبارک ہو“ حضور کو۔ اتمی جان کو
میاں حسین کو اور ماموں جان کو۔ شہاب الدین
خان از دہلی۔
شکر یہ تمہاری مبارکباد تمہاری موٹر کی طرح
دھڑکی ہوئی حیدر آباد پہنچی۔ حالانکہ بٹول
کو پہن اُس کے پاس نہ تھے۔ خدا تم کو اور بہت سے
بیوی بچوں کو شاد کام رکھے۔ حسن نظامی

منادی کے اسٹاف کا اردو تار
”خطاب مبارک ہو“ سید ذکی حسن سید
محمد یونس۔ مرزا سہراب شاد جی۔ ادب الکریم جی
شکر یہ کجے بہت خوشی ہوئی جب میں نے
رات دن رفاقت کرنے والوں کی یہ برقی مبارکباد
پڑھی۔ خدا تم سب کو بال بچوں سمیت شاد
کام رکھے۔ حسن نظامی

اخوانی نظامی کار و تار

”ہر بولی نس کو خطاب مبارک ہو“
(روشن دل) محمد صدیق اخوانی نظامی از دہلی۔
شکر یہ کہ ہم روحانی فرزند ہو۔ ولنگن کے نظموں
کے قائم مقام ہو کر دہلی میں موجود ہو۔ اس واسطے
تمہارا تار اکیلا نہیں ہے۔ ولنگن کے سب بھائی
بھی اس میں شریک ہیں۔ حسن نظامی

کسٹم کلکٹر صاحب کا تار

براہ مہربانی خطاب کی مبارک باد اور بہترین
خواہشات قبول فرمائیے۔ احسان الرحمن۔
کسٹم کلکٹر اور مدحت بانو۔ زکراچی
شکر یہ کہ آپ میرے ہم وطن بھی ہیں اور بھتیجے
داماد بھی ہیں۔ اور ایسے غنتی اور واپس داری
کا رشتہ اس کا گزارہ فرمائیے ہیں جن کو مسلمان
قوم میں رات دن ڈھونڈا کرتا ہوں اس واسطے
آپ کا تار اور اپنی بھتیجی مدحت بانو کا تار دہلی
سے حیدر آباد میں کیا تو میں نے کہا اس کو میری
نیملی تہنیت میں شریک کر دو۔ خدا آپ دونوں
کو اور آپ کے بچوں کو سندھ کے سندھ کے
کنارے سلامت اور خوش دل رکھے حسن نظامی

ناظم جماعت نظامیہ سرحدار و تار

خطاب شمس العلماء پر رسی مبارک باد۔
قاضی میرا بخش نظامی۔ از دہلی (بلوچستان)
شکر یہ کہ آپ قاضی بھی ہیں۔ حاجی بھی ہیں۔
عارف قرآن اور پابند شریعت اسلام بھی ہیں
آپ کے تار نے سرحد اور بلوچستان کی نمائندگی
کی ہے۔ اور میں نے رسمی نقطہ سے وہی سبق
حاصل کیا ہے جو تار لکھتے وقت آپ کے دل میں تھا۔
ادھر آؤ دیکھئے حاجی! میرے پاؤں جانتا کہ
میرے پاؤں تیرے ہاتھوں کی تاثیر سے مرط ہوئے
پہ چلی سکیں۔ حسن نظامی

نیر و خشان عربستان کا تار

شمس العلماء کے خطاب کی مخلصانہ مبارکباد۔
جو بڑھتی کی گورنمنٹ نے آپ کو عطا کیا ہے۔
امید ہے کہ اس سلسلے کے خطابات اور دعوات
آپ کو حاصل ہوں گے محمد علی بن علی رضا از بمبئی
شکر یہ کہ چالیس برس کے عرب یا راکہ تار
ہے۔ اور اس عرب کا نورانی شکر تار ہو چاہے بھی
ساتھ لایا ہے۔ اس عرب نے ساری عمر کو رسول
وہوئے قیمت کے موٹی پکے ہیں۔ آج اسے
کیا ہو گیا کہ وہ ایک امینٹین مونی کی مبارکباد
دے رہا ہے۔ تاہم کہتے ہیں کہ اسے شکر کم نہیں۔
بارک اللہ۔ حسن نظامی۔

تاجر ایران کا تار

شمس العلماء کا خطاب ملنے کی دلی مبارکباد
جس کے آپ بخوبی مستحق تھے۔ آپ کی پرمست
طویل اور کامیاب زندگی کی دعا کرتا ہوں۔
محمد علی بن علی رضا از بمبئی۔
شکر یہ کہ کرم کردی آواز نہ باشی خیلے
منون شدم۔ وقت آنست کہ ازل و کلائی
ایران از صبح تا شام و از شام تا صبح و تصور
غم و الم مخزون و دلواری باشم۔ حسن نظامی

چیف انجینئر صاحب آسام کا اردو تار

”خطاب شمس العلماء مبارک“ علی احمد
چیف انجینئر شیلانگ آسام۔
شکر یہ کہ تار آیا۔ آپ کی نورانی صورت اسلامی
مودت اور سالہا سال پڑنی عنایت و محبت بھی
اپنے ساتھ لایا۔ آسام جیسے بے نقط ملک میں
آپ میر عمارت ہیں۔ اور آسام کی چار ہزاروں
میل دور سے اپنے پوکر نے واسے کو بلاتے
رہتے ہیں۔ یہ تار بھی محبت کی چار کا ایک فغان
ہے۔ ول کی دعائیں۔ حسن نظامی۔

شریف کشمیر افغان تان کا تار

”خطاب کی دلی مبارکباد حق پختہ سید
دخان پلوں ممتاز حسین قریشی از پشاور
شکر یہ کہ دہلی بودی۔ درم بودی مدتی
یہ افغان تان۔ خوشی برپا ہو۔ و فراموش
کردی من بے چارہ کہ اسیر کیسے لطف
شما بودم۔
آفریں بر خطاب کما زیار قدیم بزبان برق
ہم کلام شدم۔ خیلے منون۔ حسن نظامی

بہار کے شمس الفقار کا تار

”ہم خطاب کو مبارک باد دیتے ہیں کہ وہ
آپ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔
سید حسین میاں از پلواری شریف۔
شکر یہ کہ جب آپ کا تار دہلی سے دوسری
برقی گاڑی میں سوار حیدر آباد میں دروازے
پر آیا تو میں تعظیم کے لئے دہلی میں تار
کہہ کر کھڑا ہو گیا۔ اردو زبان کی طرز ادبی بھی
آپ کو اور آپ کے بھائیوں کو آپ کے نام
والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان صاحب
چشتی قادری سے ورثے میں ملی ہیں۔ یہی
وجہ ہے کہ تہنیت کے بے شمار تاروں میں
بس یہی ایک تار ہے انوکھی اور نرالی اور کاری
کا تار ہے۔ جب تک اردو زبان ہندوستان میں
ہے۔ اس وقت تک یہ دلچسپ تار بھی چلے گا
رہے گا۔ آپ میرے بھائی ہیں۔ اس تہنیت
میں بڑی لذت ہے۔ اتنی بڑی کسی سچ
طالب خطاب کو حد سے بڑا خطاب نہیں ہے
یہ لذت حاصل نہ ہو سکے گی جو مجھے اس تار
سے حاصل ہوئی۔ حسن نظامی

حاجی محمد صاحب بنگالی کا تار

آپ کی ذلت بہار کو سنئے سال کا خطا

ملنے کی مبارکباد، حاجی محمد بنگالی اور بھائی
شکر علیہ کے پیارے بھائی حاجی محمد صاحب
آپ صریح فرماتے ہیں۔ مگر لقب بنگالی ہے۔
اس واسطے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے تار نے
جگت سے بیکرنگل تک کے علاقے کو اس
مبارک باد میں شریک کر لیا ہے علی شکر ہے۔
اور دعا۔ حسن نظامی۔

مسرخان کا تار

”خطاب ملنے کی مبارکباد“ مسرخان انجمنی
شکر علیہ کے شائد دنیا گاری نے مسرخان کی
نقاب چہرے پر ڈال کر یہ تہنیت بھیجی ہے۔
یہ تملیک قلم ہے اور میں اس صداقت اور
علوم سے متاثر ہوں جس کو اس تار کے
ذریعے ظاہر کیا گیا ہے شکر ہے حسن نظامی

سومناٹ بندر کا تار

مجھے یہ معلوم ہو کر خوشی ہوئی کہ آپ شمس العلماء
کا خطاب ملا ہے۔ دلی مبارکباد۔ خدا آپ کو
عمر دراز عطا فرمائے۔ نصیر الدین اندوہ اول
شکر علیہ کے دیوال تاریخی سومناٹ کی ہندو گاہ
سے یہ تار نصیر الدین بھائی نے بھیج کر میری
غفلتوں کے بت توڑ ڈالے۔ اور میں انکی
بے غرض محبت کا بہت ممنون ہوں حسن نظامی

غلام حسین نظامی کا دیوار

”خطاب مبارکباد“ غلام حسین نظامی اور بھائی
شکر علیہ کے لوہے کی مشینوں سے بجلی پیدا کرنے
والے روحانی فرزند ہواد، تو بھی تیری بڑی
بھی تیرے بچے بھی مائل اللہ سمیت حسن نظامی

پاپے تخت رانا اودے پور کا تار

”شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارکباد

قبول فرمائیے“ ضیاء الدین احمد از اودے پور
شکر علیہ کے ہم وطن دہلوی بھائی ضیاء الدین احمد
نے اس اودے پور کے پاپے تخت سے یہ تار
بھیجا ہے جو میری پاپے تخت قوم کے دکھا
رانا صاحب کی تخت گاہ ہے۔ مغلوں کی
تخت گاہ دلی کا رہنے والا رانا کی تخت گاہ میں
ہمیشہ شاد کام رہے۔ حسن نظامی

بارگاہ سلطان الہند کا دیوار

”خطاب مبارک“ عبد الباری محسنی
اجیر شریف۔
شکر علیہ کے یہ تار بارگاہ سلطان الہند سے آیا
ہے۔ اور پر کیفیت اور پر معنی شخصیت نے
بھجوا یا ہے۔ اور اس میں ایک غنی برکت اور
دعائی تاثیر ہے اس لئے اجیر کی طرف جھک کر
آمین یا خواجہ کہتا ہوں۔ حسن نظامی

سرستان سہروردی کا تار

”آپ کے گراں قدر خطاب کی پرجوش مبارکباد“
دسر، حسان سہروردی انجمنی دہلی
شکر علیہ کے پیارے بھائی سرستان اس خاندان
کی یادگار ہیں جس کے موت حضرت مولانا
رکن الدین ابوالفتح ملتانی میرے مرشد حضرت
سلطان المشائخ محبوب الہی کے یار وفادار
تھے۔ اور سرستان اور ان کا سارا خاندان بھی
چالیس برس سے میرے ساتھ وہی تعلقات
رکھتا ہے جو ان کے بزرگوں کے میرے
بزرگوں سے تھے۔ اس واسطے میں اس
تہنیت کا گرم جوشی کے ساتھ شکر یہ ادا
کرتا ہوں۔ اور دعا بھی دیتا ہوں۔ حسن نظامی

مہنت رام کشن داس جھاکا کا دیوار

”شمس العلماء خطاب کی دلی مبارک قبول

فرمائیے“ (مہنت رام کشن داس از پٹنہ
شکر علیہ کے پیارے بھائی مہنت رام کشن داس
کے اس تار نے تین برس کی لگاتار محبت
کو اور زیادہ مضبوط کر دیا شانتی اور خوش فانی
کی دعا دیتا ہوں۔ حسن نظامی

وزیر اعظم چترال کا تار

”نئے خطاب کی دلی مبارکباد“ وزیر اعظم چترال
شکر علیہ کے خیلے ممنون کر دی۔ تو کہ از سرحد
روس آمدی۔ یا کہ از سرحد افغانستان آمدی۔
منہ غیر بلکہ اداں ملک آمدی کہ محبوب دل من
ہست اندہ متی سال۔ حسن نظامی

شمع بزم سہروردیہ کا تار

”آپ کے اہم علمی اعزاز کی پرجوش مبارکباد“
ڈاکٹر صفری شائستہ اختر سہروردی بھائی
ڈی بی بی شکر اکرام اللہ (آئی۔ سی۔ ایس) لاہور
شکر علیہ کے تم میری ادبی دختر بھی ہو۔ اور علوم
قدیم و جدید میں مجھ سے بہت زیادہ برتر ہوئے
کے سبب میری استاذ بھی ہو۔ اور میرے پیارے
بھائی سرستان کی بیٹی ہونے کے سبب میری
بھتیجی بھی ہو۔ اور میرے دوست خان بہادر
حافظ ولایت اللہ صاحب ناگپوری کی بہنو
ہونے کی وجہ سے تمہاری ایسی حیثیت بھی
ہے کہ میں تم سے کہوں میں سسرال ملا ہوں
میرے سائے کو گھٹ نکال کر بیٹھو۔ اس
تار سے مجھے جید خوشی ہوئی۔ تھینکس مافی
ڈیو ڈاٹر احسن نظامی

عشقی ہانوا صاحبہ کا تار اور شکر علیہ

آپ کی قابل قدر فوجی خدمات اور ناقابل
ذکر علمی و ادبی خدمات کا گورنمنٹ نے
جو کہ حیثیت اور ناچیز اعتراف کیا ہے اس پر

میں اپنی ہمدردی پیش کرتی ہوں۔“ (مختصر)
عشقِ مانو صاحبِ اہلیہ بہاؤِ غیر عشقی محبتِ حقیقی
شکر ہے آپ کا تار ہے یا گاندھی بانو کا خطبہ
کا شکر ہے آپ کا شکر ہے۔ بھیا جی کا شکر
اور سب بچوں کا شکر ہے۔ حسن نظامی

جاپان وے۔ از کلکتہ
شکر ہے کلکتہ میں بھی فیروز دہلی بھی تھا
خدا کی یاد میں آنا۔ اور دنیا کی دانستہ دلی
میں فرخندہ بنیاد۔ رہو فضلِ خدا سے شاد
آباد۔ تم بھی اور سب اولادِ حسن نظامی

مگر فاسفورس کا تیل سستے وقت اپنی لڑکھائی
بڑی پہلی لبا کر سہ تو ان کی جوانی انسر فو زندہ
ہو جائیگی۔ یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور
مردوں نے کیا ہے۔

سیٹھ محمد ابراہیم صاحب کا تار۔
”نئے سلسلے کے خطاب کی دلی مبارکباد
قبل فرمائیے“ سیٹھ محمد ابراہیم صاحب
شکر ہے آپ کو ان نے کہا ”یقیناً کہو ابراہیم“
میں نے کہا تم محمد بھی ہو ابراہیم بھی۔ دو
پیغمبروں کے نام کی برکتِ خدا تم کو دے سکے
محبت کی تہنیت بھی ہے۔ حسن نظامی

زندگی بڑھانے والا تیل
فاسفورس میں کا تیل پانچ منٹ کے
اندراپنا اثر دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصے
میں کیسیا ہی درد ہو اس تیل کی مالش
سے پانچ منٹ میں دھڑ بھڑاتا ہے۔

بوترہوں کی زندگی

عورتوں اور مردوں کے لئے بڑا باپاس
لئے ایذا عیاں معلوم ہوتا ہے جک بڑا ہے
کے سبب بچے کمزور ہوجاتے ہیں۔ اور خون
کا گردش میں خرابی ہوجاتی ہے۔ اور جسم کے
اندرا فاسفورس کم ہوجاتا ہے۔ جو انسانی زندگی
میں نشاط اور خوش دلی پیدا کرتا ہے۔ پس اگر
بوترہ ہے۔ عورت مرد بھی رات کو سوتے وقت
اپنی لڑکھائی کی بڑی پہلو جسم کے جھڑوں پر۔
فاسفورس کا تیل مل لیا کریں۔ تو ان کو
غیر معمولی قوت محسوس ہوگی۔ اور لگاتار پائس
کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہیں
خاص کر اگر پیٹ کے اوپر اس تیل کی مالش
کی جائے تو معدے اور انتڑوں کے سچے
انجام کام ٹھیک طور پر کرتے لگیں گے۔ اور
باغتبہ بڑھ جائیگا۔ اور بھوک بھی بڑھ جائیگی
دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے
تو مزید آنے لگیں گی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت
فائدہ ہوگا۔

چونکہ یہ تیل جرمنی سے آتا تھا۔ اور اب
آج باند ہو گیا ہے۔ پڑنے اسٹاک سے
بشکل کام چلایا جا رہا ہے۔ اس واسطے
اب اس تیل کی بڑی بیشیاں فروخت
نہیں ہوتیں۔ چھوٹی چھوٹی بیشیاں چارہ
میں دی جاتی ہیں۔ ملنے کا پتہ

طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت ام الدین دہلی

بچوں کی زندگی

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے
اور وہ ادھر پر غفل اور رساں کے وہم میں مبتلا
رہتی ہیں ان کو فاسفورس کے تیل کی مالش
سے اس قسم سے آزاد کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ بیماری
”ٹڈیوں کی دق“ کہلاتی ہے۔ اور بچوں کی
کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے
اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا کرتی ہیں اس جسم پر فاسفورس
کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ بھی سہان
کی بیماری کا شکار نہ ہو۔ اور اس کو سہلکھا جائے
کی دق سے نجات مل جائے۔ بعد عورتوں نے
اس کا تجربہ کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس کا تجربہ کیا
سب بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ
بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے
کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہے۔

جوانوں کی زندگی

جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی
وجہ سے کمزور اور ناتوان ہو گئے ہوں۔ وہ بھی

رکشن دہل محبوب بانو نظامی کا اردو تار
”قدر گوہر شاہ اندیا بداند جوہری جھٹو کی
ذات اس خطاب سے بہت اعلیٰ ہے شہنشاہ
کی قدردانی مبارک۔ محبوب بانو دینی نظامی خیر آباد
شکر ہے آپ کو خیر و خانی! تم نے بچے بادشاہ کہا۔
جو ہر شناس جوہری کہا۔ فارسی بولی اردو بولی
اور تہذیب اور قابلیت کا گلدستہ تار کو بنادیا
سلامت رہو اور خوش رہو۔ حسن نظامی

مہر جہاں نظامی کا اردو تار
”باوا جان اور اُتی جان کو خطاب مبارک“
مہر جہاں نظامی خیر آباد۔

شکر ہے آپ کو تہراؤ شمس ہم معنی ہیں۔ مجھے تو
انگریزوں نے علم اکا شمس کہا۔ تم کو ماں
باپ نے سارے جہاں کا سورج بنوایا خدا
زندہ سلامت رکھے۔ حسن نظامی

شیخ فیروز الدین صاحب کا تار اور شکر ہے
”خطاب کی دلی مبارکباد“ شیخ فیروز الدین

خطبات شمس العلماء

تہنیت کے خطوط کی فہرست

(۱) آنریبل چیف جسٹس صاحب دہلی (۲۲) سٹریٹ
ڈی جی سنٹر دہلی (۳) سرسی ای جی جوزفائنس کنگری
گورنمنٹ آف انڈیا (۴) سر سید سلطان احمد
صاحب از دہلی (۵) نواب سر سید الملک بہا
نواب صاحب چھتری وزیر اعظم حیدر آباد (۶)
سر شہادت احمد خاں صاحب از لاہور (۷)
سر شادی سرور صاحب محبتا گری دہلی -
(۸) سید احمد شاہ صاحب بخاری کٹر و آل
انڈیا (۹) ٹھاکر سبوت سنگھ بہار اجملا
صاحب آف آمود (۱۰) سر علی کلیہ صاحب غزنوی
کلکتہ (۱۱) خان بہادر حاجی وجہی الدین صاحب
رفیق المسلمین دہلی (۱۲) خان بہادر حاجی رشید احمد
صاحب دہلی (۱۳) خان بہادر ایس ایم یونس
صاحب علی گڑھ (۱۴) خان بہادر حافظ ولایت
صاحب ناگ پور (۱۵) خاں صاحب حکیم محمود علی
خاں صاحب ناہر کبر آبادی دہلی (۱۶) حضرت
مولانا طیب الدین عبد الہی صاحب فرنگی محل
لکھنؤ (۱۷) حضرت مولانا محمد الطاف الرحمن صاحب
قدوائی فرنگی محل لکھنؤ (۱۸) خان بہادر کنور
محمد عبید اللہ خاں صاحب ایم۔ بی۔ ای ٹیس
دہرم پور پونی (۱۹) سید بشیر حسین صاحب یدکی
چیف جسٹس ریاست رام پور (۲۰) خان بہادر
نواب محمد اکبر خاں صاحب رئیس ہوتی مردان
سرحد (۲۱) سید محمد اکبر خاں صاحب رام صاحب کلکتہ
(۲۲) آنریبل سر محمد عثمان صاحب ممبر پانچو کٹر
کونسل وائسٹریٹ نئی دہلی (۲۳) خان بہادر
مشتاق احمد صاحب گرامانی نئی دہلی (۲۴) خان
صاحب عبد اللطیف صاحب مالک لطیف پور

دہلی (۲۵) لیڈی صاحبہ سر محمد شفیع مرحوم از
کراچی (۲۶) آنریبل جسٹس یحییٰ علی صاحب
مداس (۲۷) خان صاحب رشید الدین احمد
صاحب میرٹھ (۲۸) ایم انعام الرحیم صاحب
کشمیر (۲۹) محمد شاہ بان صاحب میجر علی پور
اسبلی از کراچی (۳۰) علی گوہر خاں صاحب
آف تانار انشاہدہ (۳۱) لائق علی خاں صاحب
ڈی کلکتہ کنور (۳۲) محمد حفیظ اللہ صاحب بانی
مسلم ایکٹیو پبلواری شریف ضلع ٹینہ (۳۳)
رے بہادر لالہ ہریش چند صاحب سیراٹھ
فیڈرل کٹر دہلی (۳۴) سید محمد ابراہیم صاحب
مداس (۳۵) سید علی شاہ صاحب دسٹر
انڈسٹریز جی سرگودھا پنجاب (۳۶) نواب
محمد نادر خاں صاحب حیدر آباد دکن (۳۷)
مختار گیتی آرا بیگم میاں بشیر محمد صاحب لاہور
(۳۸) خان بہادر نیاز محمد صاحب چیف منسٹر
ریاست مالیر کوٹلہ (۳۹) رے صاحب دہرم
انکار سید خیال سیمانی دہلی (۴۰) خان
اکثر سید محمد صاحب سابق وزیر تعلیم بہار
ٹینہ (۴۱) مولانا سیاب صاحب اکبر آبادی (۴۲)
شیخ فیروز الدین صاحب جاپان (۴۳) کلکتہ (۴۴)
حکیم سید قریب حسین صاحب دہلی اسٹنٹ
ایڈیٹر سالہ مشہور دہلی (۴۵) سردار محمد بشیر احمد
صاحب ایم اے ایل ایل بی از موبال (۴۶)
مولانا سیاب صاحب جلالی دہلی (۴۷) مولانا سید
سمیع الدین صاحب امام مسجد گاہ حضرت
سلطان الشیخ دہلی (۴۸) محمد تھن صاحب
خاؤ قہر ملک اندو جیون دوا خانہ دہلی (۴۹) مولانا

محمد اسماعیل عشقی نظامی دہلی (۵۰) لالہ امیر چند
صاحب کھنہ ماہر ٹیکس دہلی (۵۱) سید
بشارت صاحب بشارت چیف انجینئر نظامت
دہلی (۵۲) ملا محمد امدادی صاحب ایڈیٹر نظامت
دہلی (۵۳) مولوی عبد الحمید خاں صاحب ایڈیٹر سالہ
مولوی دہلی (۵۴) آغا آفتاب صاحب قزلباش
خلف آغا شاعر صاحب قزلباش مرحوم دہلی (۵۵)
سید ظفر یازی صاحب مالک زمانہ دوا خانہ دہلی
(۵۶) ڈی سید سعید الدین صاحب دہلی (۵۷)
حافظ دوا سید نظامی نظم نظامت جماعت ہوتی ایم حامد
صاحب ایم اے انکمیکل خلیفہ لاہور (۵۸)
ملکی سید عیسیٰ الدین احمد صاحب رضوی سروہر
(۵۹) خان بہادر سید مرتاب شاہ جگت لاہور
(۶۰) مولانا سید طفیل احمد صاحب منگل پور
مصنف "مسلمانوں کا روشن مستقبل" از
اللہ آباد (۶۱) شیخ ذکریٰ الرحمن صاحب ایڈوکیٹ
دہلی (۶۲) ولی محمد خاں نظامی ڈرامہ نگار
از بمبئی (۶۳) سید عبد المجہب صاحب جعفری
ایڈوکیٹ دہلی (۶۴) لالہ چرخیٹ لال صاحب
ایڈوکیٹ گدوانہ (۶۵) ایم مظفر علی خاں
صاحب ایڈوکیٹ جالندھر تہرہ (۶۶) مرزا
عمر بیگ نظامی سنٹرل جلی ہری پور ہزارہ
(۶۷) لالہ پریم پرکاش صاحب دہلی (۶۸) مولانا
سید عنایت حسین صاحب سجاد نشین درگاہ
حضرت خواجہ سید حسن رسول نظامی دہلی (۶۹)
سلطان احمد وجودی نظامی تہلہ (۷۰) محمد
صاحب بی اے میرزا پوری از نئی دہلی (۷۱)
قاضی سید سعید صاحب مہرولی دہلی (۷۲)

شاہ بدر الدین احمد صاحب بستی سجادہ نشین درگاہ
رٹول ضلع میرٹھ (۱۳) پروفیسر علی حسن صاحب
صدیقی غازی پور (۴۲) بابو غلام نبی نظامی صاحب
آباد سرحد (۵۵) شیخ قمر الہی نظامی سیال کوٹ
(۷۶) اباز نظامی لڑویلائی (۷۷) سید محمد جمیل
صاحب رضوی کرناٹ (۷۸) شیخ محمد امتیاز علی
صاحب سحر ٹیپٹا جیلرز سکندر آباد ضلع بلتستان
پوٹی (۷۹) شفی محمد وفاق صاحب چکی پولیس
نصرت نظام ٹکڑا (۸۰) امین بے خالق صاحب
غلام سحر دہلی (۸۱) شیخ غوث محمد صاحب ریٹائرڈ
انسپیکٹر ریاست بھاول پور (۸۲) ڈاکٹر
مہدول خان صاحب پشاور ایچ ڈی پنجاب (۸۳)
رانا عبد الحمید خاں صاحب انسپیکٹر مدرس از
جالتہر (۸۴) خان صاحب ایہدھام نبی صاحب
خواجه وائسرائے ہاؤس نئی دہلی (۸۵) سید
بشیر احمد صاحب بناری اسسٹنٹ سٹیشن
ماسٹر کٹر قلعہ (۸۶) مولانا محمود علی صاحب
علوی منتظم نظام پولیس نئی دہلی (۸۷) منشی
عبدالرحمن خان صاحب ملتان (۸۸) پاک دل
محمد حسین دینی نظامی لاہور (۸۹) خان غلام حسین
صاحب نجیب آباد (۹۰) قاضی احمد حسن صاحب
مہروئی دہلی (۹۱) گور پرشاد صاحب استھانہ
دیال باغ آگرہ (۹۲) خان صاحب سید محمد شہید صاحب
جیل پور (۹۳) محمد رفیع خاں صاحب میانوالی
پنجاب (۹۴) لالہ ملاری لال صاحب اگرہ وال
نئی دہلی (۹۵) حکیم احتیاء زکی صاحب دہلی
(۹۶) سید تاج حسین صاحب نظامی درگاہ حضرت
سلطان المشائخ دہلی (۹۷) ملک حبیب محمد
صاحب پونہ (۹۸) خان بہادر ابواللیث صاحب
فقیہی غازی پور (۹۹) سید مصطفیٰ احسن صاحب
جاگیر دار گڑاؤں پنجاب (۱۰۰) شاہ امیر صاحب
قادری نظامی بدین پور دکن (۱۰۱) حکیہ
سید محمد علی صاحب انکلکتہ (۱۰۲)

پیر نواز سید سلیم نظامی دہلی (۱۰۳) آغا محمد صاحب
سلطانی نظامی دہلی (۱۰۴) سلطان احمد صاحب
مدیر اخبار اتحاد پٹنہ (۱۰۵) بلوچت محسن صاحب
قروں باغ دہلی (۱۰۶) مولانا سید بشیر احمد صاحب
نائب نام سنہری مسجد دہلی (۱۰۷) سید ارتضیٰ
صاحبی آگرہ (۱۰۸) شیخ محمد الاسلام صاحب
انکان پور (۱۰۹) سردار گورداس سنگھ صاحب
المہوالیہ بی اسے سابق ایڈیٹر بریم پرچارک
دیال باغ آگرہ (۱۱۰) حکیم محمد نعمت اللہ خاں
صاحب حمیر شریف (۱۱۱) خان صاحب آغا محمد
سلطان مرزا صاحب سابق مہتمم بیج دہلی
(۱۱۲) قاضی امیر الدین احمد صاحب فرزند
قاضی سرور یزدان الدین احمد صاحب مرحوم وزیر عظم
ریاست دیتا از ناگ پور (۱۱۳) محمد اشفاق حسین
صاحب صدیقی ایڈیٹر اخبار سہارا آباد (۱۱۴)
سید ذاکر علی نظامی سب رجسٹرار بیروچ (۱۱۵)
مہاشی عبد الکریم نظامی بانی نور مسلم آشرم آگرہ
(۱۱۶) زیات زائے سید محمد اقبال اللہ نبی صاحب
مالک اقبال برٹنگ پریس ٹی (۱۱۷) حامد نعمانی
صاحب دسترگٹ مجسٹریٹ وکھٹا ٹکڑا بنگال
(۱۱۸) پروفیسر اقبال حسین صاحب ایم اے
پی ایچ ڈی پٹنہ (۱۱۹) نواب کمال مصطفیٰ خاں
صاحب علی گڑھ (۱۲۰) نعمان حیدر صاحب بڑو
بنک لاہور (۱۲۱) محمد شفیع صاحب چیف انجینئر
شوگر فیکٹری سہارن پور (۱۲۲) احمد علی شاہ
صاحب اسسٹنٹ کنٹرولر فٹری اکاؤنٹس لڑنا
چھاؤنی (۱۲۳) حاجی نواز سید محمد علی صاحب
اجیر شریف (۱۲۴) خان صاحب سید محمد علی
چشتی مجسٹریٹ انجینئر (۱۲۵) محمد عبداللہ شہودی نظامی
سہارن پور (۱۲۶) مسٹر کلیم اللہ انکم ٹیکس فیسر
نئی دہلی (۱۲۷) شریعت علی سول صاحب علی
گڑھ (۱۲۸) گنیر کٹر صاحب ملک دہلی نائل
ایڈیٹر سٹیٹری اسٹوڈنٹس دہلی (۱۲۹) قاضی سید

محمد علی نظامی درگاہ حضرت سلطان المشائخ
دہلی (۱۳۰) محمد احمد خاں صاحب بابو بھٹن سنگھ
پوٹی (۱۳۱) ایم اے غنی صاحب دنگون ولس بنگال
(۱۳۲) ملک احمد حسین صاحب پشاور ڈیڑہ شہر
(۱۳۳) محترمہ قمر القادری صاحبہ نئی فاضل دیوبند
فاضل جیلز شہر (۱۳۴) ولی الاسلام صاحب
گلگتہ (۱۳۵) مولانا سید سبط محمد صاحب غفری گنڈو
(۱۳۶) ماسٹر عبد المجید خاں نظامی حقیقہ کمال
آرمیہ (۱۳۷) قاضی محمد بشیر علی صاحب عباسی
کاوری (۱۳۸) خان بہادر اے ایچ جہد پٹی ٹکڑا
مجسٹریٹ پٹنہ بنگال (۱۳۹) رائے بہادر رام بابو
صاحب سکسٹھ مصنف تاریخ ادب اردو وکھٹا
بلنڈ شہر پوٹی (۱۴۰) سی قادر بیگ صاحب بی اے
جناڈہ اسٹیٹ (۱۴۱) خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد
صاحب سابق میڈر اس (۱۴۲) بہادر قمر علی صاحب
کامرس ڈپارٹمنٹ نئی دہلی (۱۴۳) شاہ
رحمن صاحب انصاری ایڈوکیٹ دہلی (۱۴۴)
سید انوار حسین صاحب کالٹی طبیب
(۱۴۵) قائم علی صاحب سابق میڈر کراچی (۱۴۶)
سید قاسم سی صاحب شاستری ترنگ پور
سی پی (۱۴۷) بیگم صاحبہ خان بہادر مسیح الدین
صاحب بی (۱۴۸) خان الیف اے اختر صاحب
لاہور (۱۴۹) سید سعدی صاحب جعفری الہ آباد
(۱۵۰) محمد مصطفیٰ صاحب انبالہ (۱۵۱) محترمہ
الاس خاتون صاحبہ دہرہ دون (۱۵۲) روشن
دل سردار خاند سنگھ نظامی فریدکوٹ (۱۵۳) شہزاد
روایا سنگھ نمبر دار موضع پور ستر دیاست فریدکوٹ
(۱۵۴) سردار بلونت سنگھ صاحب فریدکوٹ
(۱۵۵) بابو خوشی محمد صاحب کپاؤنڈر بہار اندرا
اسپتال فریدکوٹ (۱۵۶) لالہ کمال صاحب
مرحمت فریدکوٹ (۱۵۷) محمد اسماعیل صاحب
قادری جگہ والا فریدکوٹ (۱۵۸) محمد شفیع صاحب
قادری جگہ والا فریدکوٹ (۱۵۹) لالہ محمد

نظامی طرح کوٹ ۱۷۰۲ھ مولانا سید عبدالودود صاحب
ملک نذیر سید بٹیری دہلی لاہور ۱۷۰۲ھ چودہری شہنشاہی
نظامی معرفت چودہری عین علی دہلی ۱۷۰۲ھ سید
حب السلام صاحب بی کام از علی گڑھ ۱۷۰۳ھ
محترمہ امت الرؤف صاحب لشکر گولیار ۱۷۰۴ھ
یوسف بھائی صاحب دیوبند از بمبئی ۱۷۰۶ھ
عبد الستار صاحب انصر خروہ منظر کرم پنجاب
۱۷۰۶ھ مولانا شہنشاہ نظامی حیدر آباد دکن ۱۷۰۶ھ
محترمہ غلامی بانو صاحبہ امیر مولانا ظہیر احمد صاحب دہلی
احمدی دہلی ۱۷۰۶ھ مولانا بیگم شاہ نظامی کھل گاؤں
بھگل پور ۱۷۰۶ھ سیدہ انصاری بیگم نظامی امیر سید
انیس الرحمن نظامی دہلی ۱۷۰۶ھ مولوی محمد علی عزیز صاحب
چیدہ حیدر آباد دکن ۱۷۱۱ھ حافظ سید وہی اشرف
صاحب دہلی ۱۷۰۲ھ خان صاحب سید احمد صاحب
سابق کوٹوالی اجیر شریف ۱۷۰۳ھ محمد عرفان
صاحب انجمیری سیلور راجہ بنگال ۱۷۰۴ھ رائے
بہادر لالہ ناظمی ام صاحب ایم بی ای سب ڈفرنل
محیط سٹ خوشاب پنجاب ۱۷۰۵ھ پارس ناظم صاحب
سنبھال کلکتہ ۱۷۰۶ھ محمد ظفر صاحب کھل گاؤں
۱۷۰۶ھ بی این ممبری صاحب اوڈیشل بمبئی دہلی
۱۷۰۸ھ امجد معروف شاہ صاحب کلکتہ ۱۷۰۹ھ
لالہ جتین داس صاحب عین سب بیچ گورگاؤں
۱۷۰۹ھ عزیز صاحب چشتی اجیر شریف ۱۷۱۱ھ مولوی
صغیر احمد صاحب دین فات سرحد اہل حق باہر آباد
دکن ۱۷۰۶ھ حاجی محمد اشفاق صاحب کراچی والے
انگلکتہ ۱۷۰۳ھ محمد شمس صاحب اوڈیشل بیروز
دہلی ۱۷۰۴ھ سید رشید الزماں صاحب سکریٹری لشکر
نظامی شہنشاہی دہلی ۱۷۰۸ھ شیخ محمد رفیع صاحب
انجمیری محبت شہنشاہی دہلی ۱۷۰۶ھ خواجہ عبدالسلام
صاحب انجمیری اجیر شہنشاہت کان پور ۱۷۰۶ھ
مولوی عین الدین صاحب گولاس پرائیوٹ
سکریٹری ذاب من ہار جنگ باہر حیدر آباد دکن
۱۷۰۸ھ سید محمد رفیع علی نظامی منظم فکر دہلی

حضرت سلطان المشائخ دہلی ۱۷۰۹ھ محمد
انجمی احسن صاحب کھل فانی آباد دہلی ۱۷۰۹ھ
عبد الجلیل عبد اللطیف صاحب بمبئی ۱۷۰۹ھ ڈاکٹر
سید ممتاز حسین صاحب زیدی بی اے لاہور ۱۷۰۲ھ
شیخ محمد نذیر صاحب پشتر مشن بیچ احمد آباد ۱۷۰۹ھ سید علی ایم
دہلی ۱۷۰۲ھ سید بادشاہ حسین صاحب میر جہاد شاہ
پسند چشتی مارہرہ ۱۷۰۵ھ پنڈت اودیت پشتر صاحب
بڑا گاؤں سنارس ۱۷۰۶ھ خان بہادر مولوی بشیر الدین
صاحب ایڈیشا اجا البشیر آبادہ از لہ آباد ۱۷۰۶ھ
صاحب بی اے کراچی صدر ۱۷۰۶ھ ڈاکٹر تارم
صاحب شہر پونڈری کرناٹ ۱۷۰۹ھ اکرم الحق
صاحب عباسی خیر پور سندھ ۱۷۰۹ھ آغا محمدی صاحب
مدیر الانا غلط لکھنؤ ۱۷۰۹ھ نظامیہ جماعت ونگٹن نیلگری
۱۷۰۲ھ محمد صدق کریم صاحب قدوائی دریا باٹھ دہلی
۱۷۰۳ھ غلام فرید نظامی ونگٹن ۱۷۰۴ھ سیف خاں
نظامی ونگٹن ۱۷۰۵ھ اسے آرمی صلیب چشتی نظامی
ونگٹن ۱۷۰۶ھ امیر جان نظامی ونگٹن ۱۷۰۶ھ
امیر سید خاں نظامی ونگٹن ۱۷۰۸ھ شیخ داؤد نظامی
ونگٹن ۱۷۰۹ھ بابا جان نظامی ونگٹن ۱۷۱۰ھ سید
باجا نظامی ونگٹن ۱۷۱۱ھ محمد حسین صاحب
متولی جامع مسجد ونگٹن ۱۷۱۲ھ سید لیر نظامی ونگٹن
۱۷۱۳ھ پروفیسر محمد حیدر الزماں صاحب گلبرگہ شریف
۱۷۱۴ھ ماسٹر عبدالحق چشتی نظامی جموں ۱۷۱۵ھ
حاجی محمد اشفاق صاحب خلیفہ جناب بیس اسے
خالق صاحب فلاسفر دہلی ۱۷۱۶ھ سید وہی حسن
وسید رشید حسن وسید علی حسن وسید فرید حسن عرف
اقبال حسن وسیدہ صاحبہ بانو وسیدہ راجہ بانو
وغیرہ دختران و فرزندان سید ذکی من کاتب
مندی از لہور وہ ۱۷۱۶ھ مولانا سید غلام حسین
صاحب بھولوی شریف خلیفہ چٹہ ۱۷۱۸ھ سلطان
صاحب خیر آبادی دہلی ۱۷۱۹ھ سید آل مصطفیٰ
صاحب ونوی اردو بی بی نندہ دہلی ۱۷۲۰ھ سید
نور الحسن صاحب پشتر سب رجسٹر از لکھنؤ شریف

۱۷۲۱ھ انعام الحق صاحب ہدیہتی و جہاز دہلی -
۱۷۲۲ھ مولانا سید ابوالعاص صاحب بانکی پور پٹنہ
۱۷۲۳ھ حاجی احمد کھاسا صاحب سیال کوٹ ۱۷۲۴ھ
شمس العلما مولانا سید احمد صاحب امام جامع مسجد
دہلی ۱۷۲۵ھ سید محمد شفیع الدین صاحب دہلی
۱۷۲۶ھ والدہ صاحبہ نسیم الغفر دہلی ۱۷۲۶ھ سید
محمد معین الدین صاحب اشرفی دہلی ۱۷۲۸ھ مولانا
صاحب بی بی دہلی از بمبئی ۱۷۲۹ھ مبارک علی آثم نظامی
لاہور ۱۷۳۰ھ صوبیدار نذیر احمد صاحب نازہر آباد
۱۷۳۱ھ گفٹاشا وقت الرحمن صاحب دہلی ۱۷۳۱ھ
ڈاکٹر محمد علی صاحب بی ۱۷۳۳ھ داروغہ محمد ابراہیم
ضیغ نظامی ادھونی ۱۷۳۴ھ سید شقائق حسین صاحب
مہرولی دہلی ۱۷۳۵ھ ضبط صاحب ایم اے
کلکتہ ۱۷۳۶ھ سیکشی شاہ نظامی ملک قاضیان
پنجاب ۱۷۳۷ھ مولانا ضیاء القادری صاحب ہاپول
۱۷۳۸ھ مولوی محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ
۱۷۳۹ھ ابو شکر نظامی ونگٹن ۱۷۴۰ھ شیخ جان
محمد نظامی سکادہ بجائی ۱۷۴۱ھ شیخ شان علی نظامی
سکادہ بجائی ۱۷۴۲ھ گلزار نسیم صاحب راویلپنڈی
۱۷۴۳ھ انارالک میر احمدی صاحب اجیر شریف ۱۷۴۴ھ
مولوی بشیر الدین صاحب وکیل جے پور ۱۷۴۵ھ
محمد عقیب صاحب فریدی پیرائے از لہ آباد
۱۷۴۶ھ مولوی اشفاق علی صاحب سابق پشتر
عجائب خاتہ لال قلعہ دہلی ۱۷۴۷ھ سر محبوب بیاس
صاحب قادری احمد آباد ۱۷۴۸ھ سید سجاد حسین صاحب
بغدادی از ونگٹن نیلگری ۱۷۴۹ھ لالہ مستزاد
صاحب ٹکڑے دہلی ۱۷۵۰ھ بشیر صاحب
نظامی سہارن پور ۱۷۵۱ھ خورشید احمد خاں صاحب
اسسٹنٹ ڈاکٹر رسول سیلا ز دہلی ۱۷۵۲ھ
مولوی عبدالقیدم صاحب ریاست بھاول پور
۱۷۵۳ھ سید نسیم صاحب خلیفہ مولوی سید علی
صاحب ملک اجا تہذیب انساں لاہور ۱۷۵۴ھ
... میر صاحب کونسل زمانہ بیچ باٹھ از کیمپ ہزار دہلی

(۲۵۵) لالہ شجر ناتھ صاحب ملک لالی پرنٹنگ پرس
دہلی (۲۵۶) عبدالغفار صاحب سکریٹری ہوم
ڈپارٹمنٹ ریاست اوشے پور (۲۵۷) عظمت
صاحب کچہری دہلی (۲۵۸) پردیپ رائے صاحب نر
بہاری لال اینڈ کمپنی دہلی نام پڑھا نہیں گیا (۲۵۹)
سید محمد زہد نظامی بیگم پنجاب (۲۶۰) برکت علی
نظامی بٹھاری بگم ضلع جالندھر (۲۶۱) حکیم ہامد علی
صاحب شہر بانوئی ضلع میرٹھ (۲۶۲) مولانا ابوالخلیل
سید راحت حسین صاحب رضوی بھیک پور ضلع
سارن بہار (۲۶۳) مولانا سید اختر حسن صاحب
ہیڈ ماسٹر ہائی اسکول شمالہ ضلع گورداسپور (۲۶۴)
رائے بہادر ڈاکٹر مستور داس صاحب بیگم لکھنؤ
(۲۶۵) سید احمد نظامی سپروائزر ڈاک خانہ جموں
توی (۲۶۶) مولانا عبداللہ سیفی شہتی رہائی قلعہ
شاہی شیکور (۲۶۷) مولانا ارشد احمد صاحب
مدد قی نظامی تھانوی ایڈیٹر اخبار ڈسٹرکٹ گورنمنٹ
جھانسی (۲۶۸) سلطان علی قوشی سلائی نظامی
بنوں (۲۶۹) ڈاکٹر محمد زاہد کرم صاحب زائد
نظامی بدایوں (۲۷۰) محمد انجیل نظامی لاہور۔
(۲۷۱) ذیاب نظامی دہلی زلا پور (۲۷۲) عبدالعزیز
نظامی ڈیرہ انجیل خاں (۲۷۳) علی محمد نظامی
جام پور ڈیرہ قانوی خاں (۲۷۴) منشی رحمت اللہ
نظامی سرہیلہ ضلع جالندھر (۲۷۵) شیخ زاہد صوفی
محمد غلام دستگیر صاحب جتنی سجادہ نشین درگاہ
حضرت خواجہ خدائیش صاحب اجمیر شریف۔
(۲۷۶) سر شیخ عبدالقادر صاحب لاہور (۲۷۷)
حکیم آفتاب شاہی نظامی نئی دہلی (۲۷۸) مولانا
نظامی صاحب ہاشمی ایڈیٹر اخبار الہلال بدایوں۔
(۲۷۹) سید ظفر احسن صاحب آصف نئی دہلی۔
(۲۸۰) محمد حبیب الرحمن نظامی آنریری سکریٹری
مرکزی ادارہ حبیبی ہبی (۲۸۱) سید امیر نظامی بکین
(۲۸۲) مولانا سید قادر علی پادشاہ صاحب کدوچی
از حید آباد دکن (۲۸۳) محمد صادق نظامی بہار پور

(۲۸۴) سید شریف محمد صاحب جتنی امرتسر (۲۸۵)
ہریش چند نظامی بیگم لکھنؤ (۲۸۶) منٹ رام
کشن داس صاحب پٹنہ (۲۸۷) لالہ شکر لال صاحب
مالک دہلی کلاہ نزد دہلی (۲۸۸) سید محمد انور صاحب
چمری نئی دہلی (۲۸۹) جے ایم۔ گپتا صاحب
جنرل میجر ڈاکٹر اینٹونی شلخ دہلی (۲۹۰)
اللہ نواز بیگم صاحب خیر پور مدرس سندھ (۲۹۱)
سید وارث حسین صاحب فارست کٹر بکیر قصبہ
میرٹھ آباد (۲۹۲) امین لے بخاری صاحب نویری
جنرل سکریٹری انجمن ترقیت الاسلام شیکور۔
(۲۹۳) ہنرا کیمل سی ڈاکٹر ہمدی صاحب کونسل
جنرل ایران (۲۹۴) حکیم عظمت علی خاں صاحب
لدھیانہ (۲۹۵) ڈاکٹر پتھر سنگھ صاحب مالک
باداگلاس کپنی دہلی (۲۹۶) خان بہادر ایم یعقوب
صاحب اسسٹنٹ ڈاکٹر میک بیک سہیلہ پنجاب
(۲۹۷) شیخ سلطان احمد صاحب جاپان واسے
دہلی (۲۹۸) ادیش لال صاحب نئی دہلی (۲۹۹)
لالہ جگن ناتھ صاحب سبزی بندی دہلی (۳۰۰)
لالہ بیادیل صاحب گپتا میونسپل کسٹرن دہلی (۳۰۱)
خان بہادر عظمت صاحب اوشے ڈاکٹر علی خاں
رئیس و جاگیر ناکہ نالی (۳۰۲) خان بہادر شیخ طاہر علی
صاحب ایم۔ بی سائی دیوان ریاست بہار دہلی
(۳۰۳) سید ابراہیم کھتری صاحب کراچی (۳۰۴)
رائے صاحب سید محمد امجد صاحب جے پور بکیری
منڈی دہلی (۳۰۵) ہریش چند صاحب تل سبیش
سب جج دہلی (۳۰۶) منشی عبدالباقی خاں صاحب
بازہ ہندو راولپنڈی (۳۰۷) مسٹر ملک رام صاحب
نئی دہلی (۳۰۸) اے۔ بی۔ سیال صاحب
نئی دہلی (۳۰۹) لالہ غلام شکر لال صاحب لڈھیہ
محبت پٹنہ نئی دہلی (۳۱۰) رائے صاحب جلالہ
گوپال داس صاحب دہلی (۳۱۱) رائے بہادر
لکھ نند راج صاحب نئی دہلی (۳۱۲) حاجی داؤد
حاجی ناصر صاحب داؤچی بکین (۳۱۳) شیخ

امین صاحب سبزی بیگم (۳۱۴) نظامی صاحب
چودھری نصر اللہ خاں صاحب سکریٹری انجمن
کیش دہلی (۳۱۵) ایم اے کلپت صاحب
کینڈل روڈ ممبئی (۳۱۶) ذیاب احمد نواز بک
بہادر حیدر آباد دکن (۳۱۷) خان صاحب محمد
بشیر الحق صاحب جتنی ایم اے ہندو ناسٹر گورنمنٹ
ہائی اسکول میرٹھ (۳۱۸) عبدالغفور خاں نظامی
دلادرند لکھنؤ ریاست جوناگڑھ (۳۱۹) محمد
خلیل اللہ خاں صاحب بی ایٹک بی بی ہندو ناسٹر
باقول اسکول انگریزی باغ ریاست رام پور (۳۲۰)
محترمہ بیگم صاحبہ ڈاکٹر شیخ احمد مدوم ڈیرہ خاں
دستکاری دہلی (۳۲۱) خان بہادر کپتان بیگم
خان صاحب سی۔ آئی۔ ٹی مائی دہلی (۳۲۲) ماسٹر کشمی
نورین خاں کچہر گھاسی رام دہلی (۳۲۳) سید مرگ
شاہ صاحب اندولانی پروفیسر اور فیل کالج لاہور
(۳۲۴) ہندت گیند خیرین پروفیسر صاحب قادی
دست لک اینڈ مسٹرن بیگم گلا پور ریاست
جے پور (۳۲۵) محترمہ روشن نظر صاحبہ نظامی
پشاور (۳۲۶) آغا سعیدی خاں صاحب
پروفیسر سکریٹری پہلی نرسپنڈل (۳۲۷) مولانا صدیق
عاش ضلع رائے بریلی (۳۲۸) چودھری شیونما
سنگھ صاحب ماجھو ضلع میرٹھ (۳۲۹) بیچ ایم۔ ایم
بلال نظامی ریاست جوناگڑھ (۳۳۰) اختر محمد
نظامی قریب ضلع جالندھر (۳۳۱) سید عبداللہ
صاحب نصیری پیر زائے درگاہ حضرت مخدوم
نصیر الدین چراغ دہلی (۳۳۲) غلام محمد نظامی
جلداری سال کوٹ (۳۳۳) احمد علی ہندو بیگم
قریب ضلع جالندھر (۳۳۴) غلام محمد نظامی
ضلع جالندھر (۳۳۵) پروفیسر خزان صاحب
روحانی طبیب منہر صاحبہ شاہ گھاسا پور
(۳۳۶) محمد حسین خاں سرور خاں نظامی
(۳۳۷) شیخ ممتاز محمد صاحب قوشی بک
نیو ایسٹراڈ پٹنہ ڈاکٹر کس۔ ٹی۔ ڈاکٹر

خطاب کی مبارک بادیں

آریل چیف کمنشنر صاحب کی محرمی خط کا ترجمہ
ملی ڈیڑھ صبح میں لکھی!

مجھے اجازت دیجئے کہ میں "ٹینس العلماء" کے خطاب کے لئے جوابی آپ کو خط لکھ گیا ہے۔ نہایت گرمجوشی کے ساتھ مبارک بادوں، آپ کے اس امتیاز سے مجھے بہت بڑی خوشی ہوئی ہے سال بونے کے لئے میری طرف سے بہترین خواہشات اور خالص مندیات۔

آپ کا خالص ڈیلیوریسٹی۔

شکریہ ا میرے چھوٹے سے صوبہ دہلی کے بہت بڑے بول رکھنے والے چیف کمنشنر صاحب! مجھے دہلی سے اطلاع ملی ہے کہ اس خطاب کی مبارک باد کا سب سے پہلا خط آپ کی طرف سے وصول ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی حاکمانہ قدر دانی کے خطاب کی مبارک باد دینے میں سب سے پہلے قلم اٹھایا تھا۔ میں آپ کی اور آپ سے پہلے کے چیف کمنشنر صاحب صاحبہ کی سیکونڈ کی علمی قدر و انداز سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان خطابات کو ملکی فخر کی کامعاوضہ سمجھتے ہیں۔ لیکن میں اپنے غیر کے ساتھ شرمندہ نہیں ہوں کیونکہ میں نے پچاس برس تک نہ کبھی انگریزی حکومت کی نمائندہ خواہش کی۔ اور نہ اپنے ملک اور اہل ملک کے ساتھ کوئی خصومت کی۔ البتہ کچھ متواری ملی خدمت کی تھی اور ہندوستانی قوم کو ملنے ہوئے اس کے لئے بہت سے خط کو آپ میں ملنے کی خوشی میں پیش کرتا ہوں تاکہ میں آپ کے

ذریعے حکومت برطانیہ سے معلوم کیا اور میرے پیارے شہنشاہ سے میری ناچیز پبلک خدمات کی یہ خطاب سے مقرر دینی خواہی میں نے میرے دل میں آپ کی مبارک باد کی بہت بڑی عزت ہے کیونکہ یہ خطاب بعض آپ کی قدر شناسی کا ایک نمونہ ہے۔ حسن نظامی۔

مسٹریٹری کمنشنر دہلی کے انگریزی خط کا ترجمہ
آپ کے اعزاز کی انتہائی مخلصانہ مبارک باد دیتا ہوں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کی نہایت اعلیٰ پبلک خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

آپ کا خالص ڈیلیوریسٹی۔ جی۔ لائیو۔ شکریہ ا قابل عزت ڈیڑھ کمنشنر صاحب دہلی کی اس مبارک باد کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کیونکہ درحقیقت یہ خطاب اُن ہی کی تحریک اور آئینہ چیف کمنشنر صاحب کی تائید کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے میری پبلک خدمات کا ذکر کر کے مجھے اس خطاب کی ذمہ داریوں کو یاد دلایا ہے۔ تاکہ میں علم اور اہل علم کی خدمات کو مرنے دم تک یاد رکھوں۔ میں اُن کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اردو زبان میں دعا دیتا ہوں کہ آپ کا اللہ تعالیٰ ہو۔ یعنی اللہ۔ آپ کی مدد کرتا رہے۔ حسن نظامی۔

سر سی ای جرنل کے انگریزی خط کا ترجمہ
میری بڑی ادا میں اس اعلان کو دیکھ کر بہت خوش ہونے کا آپ کو ٹینس العلماء کا خطاب ملے ہوئے ذاتی امتیاز کے خط کا کیا ہے۔ اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ مبارک باد

پیش کرتے ہیں۔ اور نئے سال کے لئے اپنی نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہیں۔

آپ کا خالص ڈیلیوریسٹی۔ سی ای جرنل فاٹیننس سکریٹری گورنمنٹ آف انڈیا۔

شکریہ ا کہ میں ڈیڑھ جرنل اور سر جرنل کی مخلصانہ اور شریفانہ اور بے غرضانہ مبارک باد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

آریل چیف کمنشنر صاحب کی محرمی خط کا ترجمہ
ملی ڈیڑھ صبح میں لکھی!

آپ کا خالص ڈیلیوریسٹی۔

شکریہ ا میرے چھوٹے سے صوبہ دہلی کے بہت بڑے بول رکھنے والے چیف کمنشنر صاحب! مجھے دہلی سے اطلاع ملی ہے کہ اس خطاب کی مبارک باد کا سب سے پہلا خط آپ کی طرف سے وصول ہوا تھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی حاکمانہ قدر دانی کے خطاب کی مبارک باد دینے میں سب سے پہلے قلم اٹھایا تھا۔ میں آپ کی اور آپ سے پہلے کے چیف کمنشنر صاحب صاحبہ کی سیکونڈ کی علمی قدر و انداز سے اچھی طرح واقف ہوں۔ ہندوستان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان خطابات کو ملکی فخر کی کامعاوضہ سمجھتے ہیں۔ لیکن میں اپنے غیر کے ساتھ شرمندہ نہیں ہوں کیونکہ میں نے پچاس برس تک نہ کبھی انگریزی حکومت کی نمائندہ خواہش کی۔ اور نہ اپنے ملک اور اہل ملک کے ساتھ کوئی خصومت کی۔ البتہ کچھ متواری ملی خدمت کی تھی اور ہندوستانی قوم کو ملنے ہوئے اس کے لئے بہت سے خط کو آپ میں ملنے کی خوشی میں پیش کرتا ہوں تاکہ میں آپ کے

ذریعے حکومت برطانیہ سے معلوم کیا اور میرے پیارے شہنشاہ سے میری ناچیز پبلک خدمات کی یہ خطاب سے مقرر دینی خواہی میں نے میرے دل میں آپ کی مبارک باد کی بہت بڑی عزت ہے کیونکہ یہ خطاب بعض آپ کی قدر شناسی کا ایک نمونہ ہے۔ حسن نظامی۔

مسٹریٹری کمنشنر دہلی کے انگریزی خط کا ترجمہ
آپ کے اعزاز کی انتہائی مخلصانہ مبارک باد دیتا ہوں۔ مجھے خوشی ہوئی کہ آپ کی نہایت اعلیٰ پبلک خدمات کا اعتراف کیا گیا۔

آپ کا خالص ڈیلیوریسٹی۔ جی۔ لائیو۔ شکریہ ا قابل عزت ڈیڑھ کمنشنر صاحب دہلی کی اس مبارک باد کا جتنا شکریہ ادا کیا جائے کم ہے کیونکہ درحقیقت یہ خطاب اُن ہی کی تحریک اور آئینہ چیف کمنشنر صاحب کی تائید کا نتیجہ ہے۔ انھوں نے میری پبلک خدمات کا ذکر کر کے مجھے اس خطاب کی ذمہ داریوں کو یاد دلایا ہے۔ تاکہ میں علم اور اہل علم کی خدمات کو مرنے دم تک یاد رکھوں۔ میں اُن کا دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اردو زبان میں دعا دیتا ہوں کہ آپ کا اللہ تعالیٰ ہو۔ یعنی اللہ۔ آپ کی مدد کرتا رہے۔ حسن نظامی۔

سر سی ای جرنل کے انگریزی خط کا ترجمہ
میری بڑی ادا میں اس اعلان کو دیکھ کر بہت خوش ہونے کا آپ کو ٹینس العلماء کا خطاب ملے ہوئے ذاتی امتیاز کے خط کا کیا ہے۔ اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ مبارک باد

خطاب کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ جس سے مجھے بہت مسرت حاصل ہوئی ہے۔ خدا کرے آئندہ اس سے بڑا اعزاز آپ کو حاصل ہو۔ پرمسرت نئے سال کے لئے بھی میری بہترین خواہشات قبول فرمائیے۔

آپ کا مخلص۔ ہریش چندر تل (سینئر سرجن) شکر یہ کہ پیارے بھائی ریش صاحب جتنی براہی کا عہد ہونے کے سبب ہر وقت میرے دل میں رہتے ہیں۔ حسن نظامی۔

سکریٹری میڈیکل ڈپٹی ایچ ایچ گریزی خط کا ترجمہ مائی ڈیر خواجہ صاحب!

نئے سال کے اعزازات کی فہرست میں آپ کا نام دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ براہی ہر بانی میری انتہائی دلی مبارک باد قبول فرمائیے کہ آپ کو خطاب شمس العلماء عطا کیا گیا ہے جس کے آپ پورے پورے مستحق تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو تندرستی اور عروج و زوال اور اپنی بہت سی نعمتیں اور برکتیں عطا فرمائے۔ آپ کا مخلص راجو پری (نصر اللہ خاں صاحب) شکر یہ کہ پیارے بھائی چودہری نصر اللہ خاں صاحب نے جتنی دعائیں مجھے دی ہیں وہ ضرور قبول ہوں گی۔ کیونکہ قرآن مجید میں نصر اللہ کے بعد فتح کا لفظ آیا ہے۔ میں اُن کا تہ دل سے شکر گزار ہوں۔ حسن نظامی۔

راہِ حیدر کے انگریزی خط کا ترجمہ مائی ڈیر میر! نئے سال کے اعزازات میں شمس العلماء کا خطاب حاصل ہونے کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ (راہِ صاحب) گوبال اس از دہلی شکر یہ کہ پیارے بھائی گوبال داس صاحب کا شکر یہ کہ اُن کا نام گوبال ہوتا دوسری کرشن جی کے گوبال نام کی برکت حاصل کرتا ہے۔ حسن نظامی۔

راہِ حیدر کے انگریزی خط کا ترجمہ مائی ڈیر میری عزت اپنے اعزاز کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ پرمسرت نئے سال کے لئے بہترین خواہشات بھی قبول فرمائیے۔

آپ کا مخلص (راہِ بہادر) بندراہن لڑائی شکر یہ کہ پیارے بھائی راہے بہادر صاحب اور اُن کے صاحبزادگان اور اُن کے عزیز باوجود شب چندر صاحب ایڈووکیٹ رات دن میرے دل میں رہتے ہیں۔ اس لئے اُن کی تنہیت کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ حسن نظامی۔

خان بہا جی رشید احمد خاں کے انگریزی خط کا ترجمہ میرے پیارے خواجہ صاحب!

آج صبح خطاب یا فنگان کی فہرست میں آپ کا نام دیکھ کر مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی میری دلی مبارک باد اس اعزاز کے لئے قبول فرمائیے۔ مجھے یہ کہنا ضروری ہے کہ آپ اس اعزاز کے بہت زیادہ مستحق تھے۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ اس کے بعد آپ کی خدمات کے مزید اعتراف کئے جائیں۔ آپ کا مخلص (رفان بہادر جی) رشید احمد (صاحب) شکر یہ کہ پیارے بھائی حاجی صاحب!

آپ کی خالص مبارک باد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور نئے سال کے شروع میں جو اعزاز آپ کو عطا ہوا ہے اس کی مبارک باد دیتا ہوں۔ درحقیقت آپ کی خدمت دہلی کی جیل کے دلوں پر نقش ہیں۔ اور آپ اس سے زیادہ سرکاری قدر وانی کے مستحق ہیں۔ حسن نظامی۔

باوا کچھتر سنگھ کے انگریزی خط کا ترجمہ مائی ڈیر خواجہ صاحب! میرے اور آپ کے

درمیان جو محبت ہے اس کی بنا پر مجھ آپ کو شمس العلماء کے خطاب کی مبارک باد دینے میں بڑی خوشی ہے۔ جس کے آپ پوری طرح مستحق ہیں۔ آپ کا مخلص باوا کچھتر سنگھ از دہلی شکر یہ کہ میرا دادا آپ کا دل بھی ایک خیال بھی ایک اور ڈاڑھیاں بھی ایک۔ اس واسطے میرے دل پر آپ کی مبارک باد کا بہت اثر ہوا۔ حسن نظامی۔

ادیش لال صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ مائی خواجہ صاحب! براہی ہر بانی شمس العلماء کے اعزاز کی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ جو خدا کرے بہت سے دوسرے اعزازات کا پیش خیمہ ہو۔ نئے سال کے لئے بہترین خواہشات۔

آپ کا مخلص۔ ادیش لال از دہلی۔ شکر یہ کہ سچے دل کی تحریر نے میرے دل پر اثر کیا۔ اور میں سچے مومن ہوا۔ حسن نظامی۔

لالہ گلین صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ مائی خواجہ صاحب! یہ اتنا مسرت کے ساتھ آپ کو خطاب شمس العلماء کی مبارک باد دیتا ہوں۔ جو نئے سال کے دن ہر آپریشن میں لگی گورنٹ نے آپ کو عطا کیا ہے۔ آپ کا مخلص۔ جگن ناتھ سبزی خندی دہلی۔

شکر یہ کہ پیارے بھائی جگن ناتھ جی کا نام پڑھ کر جگن ناتھ پوری یاد آگئی۔ بہت بہت شکر یہ تھا۔

مستر این سیال کے انگریزی خط کا ترجمہ مائی ڈیر میرے لئے بیانیہ خوش کاموقع ہے کہ آپ کو شمس العلماء کے خطاب کی دلی مبارک باد پیش کروں۔ جس کے آپ بہت زیادہ مستحق تھے۔ یہ آپ کی ان بڑی خدمات کا جو اس نازک وقت میں آپ نے گورنٹ کی انجام دی ہیں ایک حوزہ دل سے آئندہ زمانے میں خدا آپ کو اس سے بڑے

پڑے اعزازات طائفہ فرمائے۔ آپ کا مخلص
بے۔ ایمن۔ سیال نی ڈی بی۔
شکر یہ کہ پیارے بھائی سہیل صاحب کے ہر
لفظ میں خلوص کی تاثیر ہے۔ میں گمن گن کر رہ لفظ
کا شکر گزار ہوں۔ حسن نظامی۔

لالہ شکیلہ شکرال بھائی کے انگریزی خط کا ترجمہ
مائی ڈیر خواجہ صاحب! میں بہت خوشی کے
ساتھ شمس العلماء کے بلند امتیازی مبارک باد دیتا
ہوں۔ جو گوشت نہ تھے آپ کی اعلیٰ اور قابل
تعریف خدمات سرکار اور خدمات اہل وطن کی
وجہ سے عطا کیا ہے۔ میرے والد رائے بہادر
امبارشاد صاحب کی طرف سے بھی مبارک باد
قبول فرمائیے۔ آپ کا مخلص۔ شکیلہ شکرال نی ڈی بی
شکر یہ کہ پیارے بھائی لالہ شکیلہ شکرال اور ان
کے والد رائے بہادر لالہ امبارشاد کو کی بھی
مبارک باد دیں کہ مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ میری
دعا ہے کہ خدا ان دونوں کو ہمیشہ شاد آباد رکھے۔

مسٹر ملک رام کے انگریزی خط کا ترجمہ
مجھے اس موقع کے حامل ہونے پر خوشی ہے کہ میں دل
سے اور نہایت خلوص کے ساتھ آپ کو اس اعزاز
کی مبارک باد دوں جو نئے سال کے دن آپ کو عطا ہوا
گوشت کا یہ حرف ایک اچھی بات ہے لیکن
میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ نہ صرف آپ
کے دوست اور خیر خواہ بلکہ تمام ہندوستان کی
پبلک اس سے کہیں زیادہ آپ کی قدر کرتی ہے۔
میں آپ کے لئے خوشی اور خوش نصیبی کی دعا
کرتا ہوں۔ آپ کا مخلص۔ ملک ویم لنڈی دہلی۔

شکر یہ کہ پیارے بھائی ملک رام صاحب نے
خبروں غریبوں کی نگہیں روشن کرنے کے لئے
بڑے کام کے ہیں اس لئے ان کی مبارک باد
نے میری شکر دہی کی کہ مجھے بدوش کو درخشاں

نیا درمل صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ
خواجہ صاحب! براہ مریانی خطاب کی دلی مبارکباد
قبول فرمائیے جو آپ کی اس خدمت کے اعتراف
میں عطا کیا گیا ہے۔ میں بخدا کہتا ہوں کہ یہ اعزاز
بہت سے آئندہ اعزازات کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔
آپ کا مخلص۔ نیا درمل لکھنؤ سینٹرل کسٹرو دہلی۔
شکر یہ کہ پیارے بھائی کا نام لگتا ہے مگر ان
کی محبت و محبت یعنی پوشیدہ نہیں ہے شکر یہ نظامی

لالہ صاحب رام کنور جے کے انگریزی خط کا ترجمہ
مائی ڈیر خواجہ حسن نظامی! آج کے ہندوستان
ٹائمر میں یہ دیکھ کر مجھ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی کہ
گوشت ہند نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب
عطا فرمایا ہے۔ آپ کو اس خطاب کا پورا حق
تھا۔ میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا
کرتا ہوں کہ یہ بہت سے خطابات کا پیش خیمہ
ثابت ہو۔ آپ کا مخلص رائے صاحب رام کنور
جے پور پریس سبزی منڈی دہلی۔

شکر یہ کہ پیارے بھائی رائے صاحب! آپ
کی مبارک باد ہمیشہ میرے دل پر نقش ہو چکی ہے
مسٹر بی این ممبری کے انگریزی خط کا ترجمہ
خواجہ صاحب! میری خوشی کی کوئی حد نہیں ہے
کہ آپ کو آپ کی مخلصانہ اور پرورش خدمت کے
بجائے یہ وہ اعزاز عطا ہوا ہے جس کے آپ ہر
طرح معترف تھے۔ اس سال کا آغاز آپ کے لئے بہت
خوبی کے ساتھ ہوا ہے۔ اور اچھا امید ہے کہ آپ
کو اور زیادہ قدرازاں اور مزید اعزازات حاصل
ہوں گے میں آپ کو پورا اہوا حق حاصل ہے۔

میں اپنے لئے خوشی کا باعث سمجھتا ہوں کہ آپ کو
مبارک باد پیش کروں اور میں مسرتوں اور خوش
حالی سے عمود نئے سال کے لئے اپنی دلی خواہشات

آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔
مجھے اور میری خوش حال بہن ابھی سے خود حاضر
ہو کر آپ کو مبارک باد دیتا۔ مگر بد قسمتی سے میری
بیوی بہت زیادہ بیمار ہیں اور مجھے پورا وقت
ان کی تیمارداری میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ پھر بھی
جب ان کی طبیعت کچھ بہتر ہو جائے گی تو میں
خود مبارک باد کے لئے حاضر ہوں گا۔

آپ کا مخلص۔ بی این ممبری۔ دہلی
شکر یہ کہ پیارے بھائی ممبری صاحب کے دل سے
اور نیک نیتی سے دہلی میں جو عروج حاصل کیا
ہے۔ اس کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ان ہی کے
یہاں میں میرے ہمیشہ کی میعاد پوری ہوئی تھی۔ اور
خالص موت کے فرشتے سے ان کی کچھ ساز باز تھی
کہ جب ۳۰ جنوری ۱۹۷۲ء کی شام کو مجھ پر گولیوں
چلائی گئیں تو میرے کوئی گولی نہ لگی۔ اگر لگ جاتی
اور میں مر جاتا تو ستر ممبری کو قبل از وقت بہت
سارو پیہ میرے وارثوں کو دینا پڑتا۔ لہذا ان
جیسے لائق اور سچی محبت کرنے والے دوست
کی مبارک باد کا دلی شکر یہ ادا کرنے کے بعد چاہتا
ہوں کہ وہ موت کے قریب پہنچے مجھے بے ہند ہوں گا
بیمہ بھی اگر دو بارہا سکس تو میں پھر پانا بیمہ ان کے
ہاں کروا دوں۔ تاکہ ان کی سہیلی اور خوش قسمتی ملک الموت
جلدی میرے پاس نہ آ سکے جس کے روزانہ شکر آ
آتے رہتے ہیں۔ "نئے آئی کم؟" میں آسکتا ہوں؟

اور میں کچھ سوچنے کے بعد جواب دیدیتا ہوں۔
"اچھی کوئی جگہ نہیں ہے۔ دھپے کا اندھا
ممبری صاحب کی بیوی کو جلدی تندرست کر دے
اور میں سابق کی طرح ان کا مہمان بنوں اور طرح
طرح کے خمرے دار کھائے کھاؤں۔ حسن نظامی۔

شیخ سلطان صاحب پان کے انگریزی خط کا ترجمہ
ڈیر خواجہ صاحب! مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی خوشی
کہ نئے سال کے اعزازات میں آپ کو بھی مبارکباد

خطاب ملا ہے۔ میں آپ کو دلی مبارک باد دیتا ہوں۔ دیکھیں کیا کہیں۔ سلطان احمد از دہلی۔
شکریہ تم آپ کی بے غرض محبت اور عنایت سے
دل پر نشتر ہوئی۔ حسن نظامی۔

منشی عظیمی خاں صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ
ڈیرسر اشعل کا خطاب ملنے پر میری دلی مبارک
تجمل ذرا ہے جس نے انتہائی مسرت کے ساتھ
اس خوش خبری کو سنا۔ اور یہ خطاب باطل جلاوطن
ہو گیا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ آئندہ آپ کو ہر
نہایت کامیابی نصیب ہو۔ آپ کا خالص
عبدالمالک خان۔ وارہ ہندو راؤ دہلی۔
شکریہ یہ ایک پریشانی جو دنیا بھر میں سے میری

ذاتی کیفیت نہیں ہے۔ لیکن میں نے نام کے
طریقہ میں دیکھا ہے کہ انگریزوں کے اسے ہمیشہ
باقی رہنے والے خطا جیسے ملک اور میری قوم
کی عزت کو بڑا حد تک کم اس واسطے میں ان
کی بے غرض ہمت کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

نواب احمد علی صاحب کے انگریزی خط کا ترجمہ
مائی ڈیر خواجہ صاحب! آپ کو شمس العلماء کا
خطاب ملنے کی بھ بہت دیدار خوشی ہوئی۔ اور یہ
تبدیل سے آپ کو مبارک باد دینا چاہوں۔ جو اعزاز
آپ کو مل رہا ہے۔ وہ بالکل بجا ہے ان علی ادنی
خدمات کے۔ نظر جو آپ نے انجام دی ہیں۔

میں وزیر کرتا ہوں اور مجھے عین ہے اور میری
دعا ہے کہ ان اہم حالات میں صاف کے ساتھ ساتھ
آپ کو ہر طویل عطا فرمائے جو شیروں اور شاہان
میں حضور پروردگار کی بارگاہ میں کرتا ہوں۔

آپ کا خالص۔ احمد خاں جنگ عباد
شکریہ یہ آپ کے بھائی نواب محمد آفرید خان
جو بہت شریف اور دلکش شخصیت ہیں۔ ان کی
کتابت کی مبارک بادیں

انجام دی ہیں۔ ان کی عظمت اس ملک میں ایک
بلور ہے۔ اس لئے مجھے ان کی مبارک باد
فخر ہوا۔ اور ان کی دعاؤں کے قبول ہونے کا
یقین ہوا کیونکہ ایک عمل لوگوں کی دعا میں خدا
جلدی قبول کر لیتا ہے۔ اور میں ان کا ہم قلب
سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

نواب صاحب نال کے انگریزی خط کا ترجمہ
ڈیر خواجہ صاحب! اشعل العلماء کے خطاب کی میری
طرف سے دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ مجھے
امید ہے کہ آئندہ بھی آپ ایسے اعزازات حاصل
کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ دنیا سال آپ کے
لئے مسرت اور خوش حالی کا سال ثابت ہو۔

آپ کا خالص۔ ذوالفقار علی خاں از کر نال۔
دخان مباد لغت صاحبزادہ ذوالفقار علی خاں صاحب
رئیس و جاگیر دار کر نال۔
شکریہ یہ آپ کے بھائی ذوالفقار علی خاں کی
مبارک باد کا شکریہ۔ ان کے نام ذوالفقار کی
چمک سے ان کی قوم کو فائدہ پہنچنے میں نظامی۔

شیخ امین صاحب خیر کی انگریزی خط کا ترجمہ
جناب ہر ہولی ش مولانا شمس العلما، خواجہ حسن نظامی
مجھے بہت زیادہ خوشی ہوئی جب آج کے اخبار
میں میں نے یہ خبر پڑھی کہ برٹش گورنٹ نے آپ
کو ان قیمتی خدمات کی تعریف کی کہ جسے جو آپ نے

پرنسٹن کی پبلک کی انجام دی ہیں۔ آپ کو
شمس العلماء کا سب سے اونچے درجہ کا خطاب
عطا فرمایا ہے۔ میں اپنی فیملی کی طرف سے تہل
سے اور بہت خلوص کے ساتھ یہ خوشی اس کی
خدمت میں دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اور بہت
مخلصانہ طریق پر دعا ہے کہ آپ کو ہر ہولی ش
کو موردِ تندرستی اور سعادت اور خوش حالی
اور بہت سے مزید عطا ہو۔

میں خدا سے یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو ہر
طاقت اور قوت حاصل اور ہر دلی و دماغی
کی پبلک کے لئے عطا فرمائے۔ تاکہ ہم میں
میں ہر ہولی ش کی ذات سے بہت سے فائدہ
حاصل کر سکیں۔

میں بدھولی ش سے کئی مرتبہ شرف میں شامل
کیسے کہیں جب کہ ہر ہولی ش احمد آباد میں
دوست غلام نظام الدین صاحب قریشی کے ہاں
ہوا تھا۔ اور مجھے بدھولی ش کے میری قیام
پر تشریف لائے کی عزت بھی نصیب ہوئی تھی۔

اور بدھولی ش میرے ہاں دعا و تشریف لائے
تھے۔ اور میرے بزرگوں کی تاریخی کتابوں
احمدی، "اور حدیقۃ الہند" کو ملاحظہ فرمایا تھا۔
اور آئندہ کرم ان کتابوں کے متعلق ایک قیمتی
سرٹیفکیٹ بھی عنایت فرمایا تھا۔

آج کل میں بھی میں ہوں۔ اور دب میری
سرور میں تم ہونے والی ہے۔ بدھولی ش خدا سے
دعا کرتی ہیں کہ وہ اور گورنٹ کی خدمات انجام
دے سکیں۔

میں اپنی فیملی کی طرف سے بدھولی ش کو دعوت
دیتا ہوں کہ آئندہ جب بدھولی ش اس طرف
تشریف لائیں تو ہمیں یا سورت میں میرے ہاں
نہیں۔ اور میں اپنی اور سورت جی ہر طرح کے
عظیم الشان استقبال کا انتظام کروں گا۔ اس
تکلیف دہی کی معافی چاہتا ہوں۔

آپ کا انتہائی وفادار، شیخ امین خیر کی انگریزی
شکریہ یہ آپ کے بھائی نواب محمد علی صاحب
بوری اور علی شہر بہت قیمتی خدمات عطا فرمائی
وہ ہائی جو مجھے خود نے ہی آپ کی طرف سے
احمدی سندھ پہنچانے کے ہاں جہان کی کوشش
کر دی۔ اس وقت کہ کسی بڑے اور کامیاب آدمی کی
دعا سے میرے ہاں یہ سچا اور ہر طرح کا سہارا
ہو جائے۔ اس لئے میں آپ کی مبارک بادیں

اہل ایران کی تہنیت

آفاطلعت یزدی ایرانی کا قصیدہ

آفاطلعت یزدی ایرانی حیدر آباد میں فارسی کے پروفیسر ہیں۔ مہاراجہ بہادر مرہم کے مشاعروں میں خاصا صاحبِ عزت تھے تو ان کے کلام کی خوبی اور پڑھنے کے انداز سے ایک خاص اثر پیدا ہوا تھا۔ ہم ان صاحب کی عنایت و مہربانی کا ممنون ہیں اور بطور یادگار و لغت ایران ان کا قصیدہ شائع کرتے ہیں جس لطیفی

دیدار تو ای لا ست لبت جا ملک فردا	در نزد من امروز بہ از وعدہ فردا
از فضل خدا و تبارک و تعالیٰ	لاہوتی و در کسوت ناسوت ہریدا
در خلوت خاص نوریدی کہ در آمد	آں دید کہ دید است نبی در شب انرا
ایں جام ولایتی تو سکندر منشاں را	بہ زاب بقتائی کہ خورد خضر بہ تنھا
شمس العلماء بہ تو از جارج سادس	چوں خلعت و بیاست کہ ہر قامت زیبا
شمس العلماء خواجہ حسن پیر نظامی	شدر روشن از آئینہ ملت بیضا
دامان و سیمیش بہ کتب عارف و عامی	در گاہ رفیعش شرف گنبد مینا
از سینہ بی کینہ او باز تو اں دید	خواری کہ نمود ارشد از سینہ سینا
بانوع بشر او گل یک رنگ و تو خود روی	خواہی بہ تو لکن و خواہی بہ تبرا
حیرت زده دیدیم و دیدیم و ندیدیم	جز موج و حباب و کف و جنبید دریا
وین و دل و دانش ہمہ در کشور منش	فارت شد و تاراج شد و رفت بہ نعیم
ہادی شدہ برگشدہ را ہاں زمنا دی	در ہند و حجاز و عجم و ملک اُرو پا
ہر صاحب دل زود بردگو ہر مقصود	زاں طوطی لطق گہراستان و شکرہ خا
بر زورہ کہ پرورہ شمس العلماء شد	نورش فگند ششعہ در عالم بالا

بر در گہ شمس العلماء طلعت یزدی

جمعیت خاطر طلب دنا صبیہ فرسا

پنجاب کے مسلمان - سرحد کے مسلمان

بلوچستان کے مسلمان - سندھ کے مسلمان

فیضانِ آسمان کے نیرِ درخشان ہیں
امت کی وحدت کے لئے امت کی اخوت کے لئے امت کی عظمت کے لئے

حسبِ فرمانِ قرآنِ مجلی ایمان

ایکسا دل ہیں۔ ایک عمل ہیں۔ کرو رقالب مگر ایک جان ہیں
خناسُ کا و سواس۔ اُن کی ایک لالچل سے بھاگ جانا ہے

وہ مومن ہیں۔ پاکر حدیث میں اُن کی فراست اور دراندیشی کا بیان ہے۔ ان کے قدم آگ
یٹھ کر پیچھے نہیں ہٹتے۔ وہ ذاتی غرض کو ایمان کی آن پر قربان کر دیتے ہیں۔ اپنے فائدے کو
قوم کے فائدے پر نثار کر دیتے ہیں۔ وہ قرآن میں پڑھتے ہیں۔ ملک بس اللہ
ہی کا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اور جس سے چاہتا ہے۔ لے لیتا ہے۔
اللہ ہی عزت دیتا ہے۔ اور اللہ ہی ذلت دیتا ہے۔ اس لئے ان مسلمانوں
لئے اللہ پر بھروسہ کر لیا ہے۔ اور وہ فیہی مدد کے امیدوار ہیں۔

چمنِ نظمِ امی دہلوی

جائزہ سلطان المشائخ خواجہ حسن نظامی کی کمی ہونی نہیں

<p>ہندو مسلمانوں کی آخری طرانی پانی پت کے میدان کا غوثی بیابان قیمت بارہ آنے</p>	<p>میلاد نامہ مجلس میلاد میں پڑھنے کے لفظ نثر مضامین۔ ہدیہ ایک روپیہ</p>	<p>قوانین قرآن قرآن کے دیوانی اور فوجداری اور سیاسی اور محاشی قوانین کا بیان ہدیہ تین روپے</p>
<p>تالیف فرعون عکسی تصویریں۔ اور مصر کے ۲۸ خاندانوں کے تاریخی حالات۔ اس کا ثبوت کہ ہندوستان کے عربی مصر سے آئے تھے قیمت تین روپے</p>	<p>محرم نامہ چار خلافتوں اور کربلا کے تاریخی حالات۔ ہدیہ ایک روپیہ</p>	<p>قرآن و حدیث کے فرمان وہ حکم جو قرآن میں ہیں اور وہ حکم جو حدیث میں ہیں سب ایک کتاب میں جمع کیا گیا۔ ہدیہ تیرہ روپے</p>
<p>مصر و شام کا سفر نامہ عکسی تصویریں قیمت دو روپے</p>	<p>حضرت بابا فرید کا روزنامہ نوشتہ حضرت خواجہ نظام الدین لودھی قیمت نو آنے</p>	<p>پارہ عم کی سیاسی تفسیر اردو زبان میں قرآن کی سیاسی بیانیہ ہدیہ آٹھ آنے</p>
<p>افغانستان کا سفر نامہ عکسی تصویریں۔ نایاب نقشہ چشم دید حالات اس طرح لکھے ہیں کہ سارا افغانستان انگوٹھوں کے سامنے آجاتا ہے قیمت چار روپے</p>	<p>طمانچہ بر خسار یزید یزیدی خاندان کا ڈرامہ قیمت ایک روپیہ</p>	<p>اسرار اسم اعظم جوانی تک کے علمائے نام نہیں آئے تھے اس پر پانچ صفحات کی کتاب جو صرف ان کو ملتی تھی اب بھی ہے جو ان کی یادگار تھی یہ کتاب دنیا کا ہے۔ قیمت ایک روپیہ</p>

بروز پورہ ایجنسی نے محبوب المصاحف برقی پریس اردو بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

حاصلِ کرم
کلُّ عالم کے علوم

اقرا لیسیم ربک
علوم کل عالم

حسن بن علی

شکر گار

کل اولاد آدم کے آرام کی
علی صدا

شکاردی

دارِ اُردنی

ادوارِ روشن دل مجرب بانو نظامی حیدر آبادی

اہل اور تقدیر بدلنے کا عمل

۱۔ میں مدینہ منورہ میں میری حاضری ہوئی تو حضرت شیخ المشائخ سید حمزہ دہلوی نے مجھے اپنے سلسلے رفاہیہ کی خلافت دی۔ اور چند خاص اعمال کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ جن میں ایک عمل تقدیر بدلنے اور اہل بدلنے کا بھی تھا۔ یہ عمل رمضان کی ۲۷ تاریخ کا دن ختم ہونے کے بعد رات کو ایسے ستائیسویں شب (۲۷ شب قدر ہے) ہزار اور نو ہزار بار پڑھا جائے۔ اور زکات ادا ہو جاتی ہے یعنی پڑھنے والا اس کا حامل بن جاتا ہے۔ اس کے بعد حامل میں شخص کی اجل اور تقدیر لکھی جاتی ہے صرف و بلا و خیر سے اس کی تقدیر بدل سکتا ہے بعد اہل مال سکتا ہے۔

۲۔ عورتیں اگر اس عمل کی زکات شب قدر میں ادا کر لیں تو وہ جس حاملہ عورت کے پیٹ پر ہاتھ لگا کر بارہ عمل و دن تک دم لڑھکی اس عورت کے بچے کی تقدیر بدل جائیگی یعنی پیدا ہونے والے بچے کو حاجی بنائیں مگر حاملہ عورت سے زیادہ دن کا نہ ہو یعنی پہلے مہینے سے تین مہینے تک حامل ہو تو یہ عمل زیادہ اثر کرے گا۔ اور صرف ۹ دن دم لڑھکی کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر حاملہ عورت سے زیادہ دن کا ہو تو پھر یہ عمل چالیس دن لگاتار ۴۰ دن کرنا ہوگا۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی بچے پر چالیس دن تک بارہ عمل کرنا ہوگا۔ اور دم لڑھکنے والے حامل کو رمضان ایک روز پیدائش کا دن ہوگا۔ اگر کوئی شخص کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے زندگی ناممکن سمجھی جاتی ہو مثلاً دق یا سہل کی بیماری تو حامل روزانہ ایک روز پیہ نیاز کرے کہ پورے چالیس دن تک یہ عمل دم کرے۔ خدا نے چاہا یقیناً قضا میں جائیگی اور مریض اچھا ہو جائیگا جو عورتیں اور مرد تقدیر بدلنے کا عمل پڑھنا چاہیں یعنی حامل بننا چاہیں ان کے لئے حسب ذیل شرطوں کی پابندی ضروری ہے۔ (۱) ہر وقت با وضو رہیں (اگر کوئی حامل عورت ماہوار بھی ایام میں ہر تب محال ہے کہ ہر وقت با وضو رہنا ضروری ہے) یعنی ہر عورت مرد حامل کو ہر وقت با وضو رہنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی غیر مسلم حامل بننا چاہے تو اس کو بھی اجازت دیدی جائے گی بشرطیکہ وہ وضو کا طریقہ سیکھ لے اور ہر وقت با وضو رہے۔

دوسری شرط یہ ہے کہ حامل چاند کی گیارہ ماہ بارہ ماہ تیرہ ماہ یا پانچ ماہ ہمیشہ روزے رکھے۔ یہ روزہ کھانے پینے کا بھی ہو گا اور چھپ کا بھی ہو گا یعنی مذکورہ تاریخوں میں دن کے وقت کسی سے بات نہ کرے۔ کوئی سخت ضرورت ہو تو تقریر کرے کہ میں یہ روزہ نہیں رکھ رہا ہوں۔

۳۔ وہ عمل خود بھی کر سکتے ہیں یا دوسروں کو بھی اس کی اجازت پانچ روپے نیاز کے لئے کر دے سکتے ہیں۔

تقدیر بدلنے کا عمل بہت آسان ہے اور اس کی عجیب و غریب تاثیریں ہیں۔ اس عمل کے حامل پر زہر اثر نہیں کرتا۔ زہر بلا اور نہیں کاٹ سکتا کوئی جنگ ہتھیار اثر نہیں کرتا۔ اور حامل ہلکی بوزم کر کے جگہ دی کو چالیس دن پڑھے اس آدمی کی ہر مصیبت اور تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

حسب ذیل لوگوں کو اجازت دیدی گئی ہے

(۱) خواجہ بانو بی (۲) پری نظامی احمد آباد (۳) مسبقہ اللہ شاہ نظامی احمد آباد (۴) بانگ ل محمد حسین نظامی لاہور (۵) حکیم منیر شاہ نظامی لاہور (۶) منی شاہ نظامی کھل گاؤں بھائل پورہ (مخلص شاہ نظامی حیدر آباد) (۷) ناسوتی شاہ نظامی حیدر آباد (۸) خواجہ راجہ لچھما ریڈی نظامی حیدر آباد (۹) حکیم خسرو شاہ نظامی حیدر آباد (۱۰) خوش اقبال شاہ نظامی حیدر آباد (۱۱) حکومت محمد نظامی حیدر آباد (۱۲) سعید بانو نظامی حیدر آباد (۱۳) محمد صادق سیال نظامی ادب پورہ (۱۴) حاجی میراٹ بخش نظامی شکار (۱۵) کوٹلی شاہ نظامی دہمہ دون (۱۶) مولانا عبد اللہ مادی شاہ نظامی شکار (۱۷) سیدت نظامی حیدر آباد (۱۸) خواجہ نظامی شکار

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ - يَا اللَّهُ

تُوہی تُو یا اللہ

اَوَّلُ تُو - اٰخِرُ تُو - ظاہرُ تُو - باطنُ تُو - دَیْمُ تُو - قَایِمُ تُو - عَاجِزُ مِیْنُ - قَادِرُ تُو

یہ قدر کی رات - ہزار مہینوں سے برتر رات - تیری پاک روح کی تجلیوں کی رات - بے کس بندوں کی دعائیں قبول ہونے کی رات - میرے مانگنے کی رات - تیرے دینے کی رات - میں کہوں دے - تو کہے - لے - میں کہوں میرے مولے - حیر کرنا - تو کہے - میرا بندہ - میرا لڑلا - میں کہوں - وہ سب کچھ دے جس کی تجھ کو قدرت ہے - تو کہے - گو دھیلیا - سب کچھ لے - لیتا جا دیتا جا - اپنوں کو دے - غیروں کو دے - جن کے نام لیتا ہے - اُن کو بھی دے - جن کے نام نہیں لیتا - اُن کو بھی دے - میں یہ سنوں - تو اپنا سر خاک پر کھدوں - شکریہ کا ایک ڈرا سجدہ کروں - اور منادی کے ناظرین کے لئے - دوستوں کے لئے - مریدوں کے لئے - ہندؤں کے لئے - مسلمانوں کے لئے - روٹی مانگوں - کپڑا مانگوں - عزت سٹوں صحت مانگوں - جسم کی - اور روح کی - خیال کی - اور عمل کی اور کہوں - فکر دور کر سبکے - غم دور کر سبکے - بیماریاں دور کر سب کی - تنگ مستحیاں دور کر سب کی - اجل ٹال دے سب کی - تقدیر کی بُرائیاں - قسمت کی ہر تحریر سے کاٹ دے - اور اُن کی جگہ بھلائیاں لکھ دے -

اب جو پیدا ہوا اچھی تقدیر کا مالک ہو - اچھے خیال والا ہو - اچھے اعمال والا ہو - سب کا بھلا چاہے - کسی کا بُرا نہ چاہے - میں کہوں آمین یا اللہ تو کہے تم آمین لے بنیے - اور دہرے لنگڑے افسانے میں برہمن کی آفہ سلام کی اور دھڑے فزون ہر عورت مرد اور بچے کو اور جس مقام کی

قرآن کی تبلیغ سے ہندو مسلم اتحاد

قرآن شریف کو ہندوؤں کی ہندی زبان میں ہندوؤں کو سناتے ہیں بھارت میں قرآن کا ترجمہ کیا گیا ایک نعمت چھپاتا رہا بارہ چھپوانا ہے اس کام کے لئے زکوٰۃ کا دہ پیو - کہ خدا نے قرآن میں نجات کا وسیع تالیف قلوب کے لئے خراج کرنا بتایا ہے - اور قرآن کی تبلیغ سب سے بڑی تالیف قلوب ہے - عید فریستم - عید کے دن ہندی قرآن مجید کی طبع ثانی کے لئے عید گاہوں میں امداد جمع کرو - اور جب ہندی ترجمہ دوبارہ چھپ جائے تو ہر مسلمان عورت مرد اپنے ہندو ملنے والوں کو یہ ترجمہ تقسیم کرے تاکہ قرآن کی روشنی ہر اندھیرے کو دور کر دے -

ہندوؤں کو عید کا تحفہ

ہندی ترجمے کا پارہ عم دفتر اخبار منادی ملی سے ملانے کو منگا لے اور آئے والی عید کے دن ہندوؤں کو بطور تحفہ عید تقسیم کیجئے - اور اپنے بچوں کو سیٹھی تفسیر اور بچوں کی تفسیر کا پارہ عم عید میں دیکھئے - ہر ایک کا ہڈن یہ آئہ آئے -

کوئی خط کا پارہ حضرت امام جعفر صادق کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی خط کا پارہ قرآن مجید ہے ہر بچے میں قرآن منادی دہلی سے منگائیے -

حضرت بابا فرید کا روزنامہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا لکھا ہوا ہے - فارسی سے اردو ترجمہ ہوا ہے - قیمت نو آئے - نظامی میسر می ؟ سلطان الشیخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الہی ہائی پاک زندگی کے سبق آموز حالات مسلمان بادشاہوں کا تاریخ خواجہ انجمن حجت کے مدیر بلوچ سونے کی مجلس کتب قیمت تین روپے - دفتر اخبار منادی دہلی سے منگائیے -

آسمانی فرمان قوانین قرآن

پورے قرآن شریف کے تمام حکم احکام
خواجہ حسن نظامی نے ایک کتاب میں جمع کر دئے ہیں
جس کا نام قوانین قرآن ہے اور جس کا مومنانام آسان دین بھی ہے
اور تیسرا نام پورا دین اور پوری دنیا بھی ہے۔
کیونکہ اس کتاب میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ
ہر انسان کی دینی اور دنیاوی زندگی کے آسان
طریقے قلم بند کئے گئے ہیں

جس مضمون کی آیت قرآن شریف میں دیکھنی ہو
وہ بہت آسانی سے اس کتاب میں مل جاتی ہے
مجلد ہدیہ تین روپے

ملنے کا پتہ دفتر اخبار مسکاد دہلی

ضروری اطلاع

ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر
چاند مہینے تک ہر چہ ماہوار ہوگا
جنوری ۱۹۳۷ء سے ہفتے وار
ہو جائے گا۔ اب پورے
سالانہ قیمت کے حوالہ چلا

کل اولاد آدم کے آرام کی

منادی

دار امر دہلی
آل انڈیا اولاد منادی

خواجہ حسن نظامی دہلی کے منادی ہیں
بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء عیسوی

قبول نہیں کئے جائیں گے۔

چار مہینے تک پانے خریداروں
کو دور روپے سالانہ میں
دیا جائے گا۔ اس کے
بعد چار روپے سالانہ
یا چھ آنے کی پرچہ
قیمت ہو جائیگی

قلم کار حسن بن علی

بابت ماہ ستمبر ۱۹۳۷ء عیسوی

سالانہ قیمت جنوری ۱۹۳۷ء سے چار روپے سال
لیکھ کر چھ آنے

منادی کی غلامی شان کی کافر گلا

آج منادی گشت سے ماہوار ہو گیا ہے۔
گشت کار پر جو لانی میں شائع ہو گیا تھا۔ اور
یہ تبرک کار ہے۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر کے تین
پرچے اور ماہوار شائع ہوں گے۔ پھر جنوری
۱۹۳۷ء سے منادی ہفتے وار ہو جائیگا۔
ستمبر کار پر ساتھیوں کا شائع ہوا
ہے۔ اور اس میں کاغذ سفید اور چمکانا لکھا
گیا ہے۔ اور ۵ کتابیں ستمبر سے پہلی شائع
ہوئی ہیں۔ یعنی ذیل کی ۵ کتابوں کے ایک
پرچے میں اس میں بطور نمونے کے ایک پرچے
لکھے ہیں۔ اکتوبر۔ نومبر۔ دسمبر میں بھی ۵ پرچے
کتابوں کے آٹھ آٹھ صفحے درج ہوں گے۔
گویا ہم صفحہ ہر مہینے ۵ کتابوں کے ہر پرچے
میں ۵۰ صفحے اخباری مضامین کے اور ہر
صفحے میں تین لکے۔ اس طرح ساٹھ
صفحے کا ہر پرچہ ہوگا۔

پرانے خریداروں کی اطلاع

منادی کے جن خریداروں نے طلبہ
سالانہ قیمت ادا کی ہے۔ ان سے دسمبر
۱۹۳۷ء تک کچھ نہیں دیا جائے گا۔

کچھ زیادہ قیمت دینی نہیں پڑے گی۔ نئے خرید
جنوری ۱۹۳۷ء سے قبول کئے جائیں گے
اور ان سے چار روپے سالانہ قیمت لی جائیگی
اقتصادی میں ماہوار اور ہفتے وار پرچوں کی
قیمت فی پرچہ چھ آنے کی جائیگی۔ اس طرح مستقل
خریداؤں کو چار آنے میں ایک پرچہ ملے گا
یعنی دو آنے کی پرچہ بچت دہلی۔ جو لوگ
اپنے علاقوں میں یہ ماہوار پرچے پانچ روپے
پرچے فروخت کرنے یا فروخت کرانے
کا انتظام کریں گے ان کو فی پرچہ دو روپے
کمیشن دیا جائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ
کم سے کم پانچ پرچے پیشی قیمت ادا کر کے
لے جائیں۔ کسی بچت کو پیشی قیمت
بغیر پرچے نہیں دیے جائیں گے۔

پانچ کتابوں کے ناک

ستمبر سے جولائی تک منادی کے ساتھ چھپی
شرع ہوتی ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ پہلی کتاب کا نام
مہندوستان کا خفیہ ہتھیار اور دوسری
کتاب کا نام تاریخ جہاد دہلی۔ اور تیسری
کتاب کا نام تاریخ اولیا اور چوتھی کتاب
کلام ہندو کی تاریخ اور پانچویں کتاب

نام انگریزی دور کی تاریخ ہند

ان پانچ کتابوں کی حقیقت ناظرین کو خود ہی
معلوم ہو جائیگی۔ کیونکہ ان پانچوں کے آٹھ آٹھ
صفحے اس سال میں موجود ہیں۔ لیکن پہلی کتاب ہندوستان
کا خفیہ ہتھیار کی نسبت یہ کم ضروری ہے
کہ اس کتاب کا نام اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سیر
عقیدہ میں اللہ تعالیٰ کی پیمان اور خود اپنے وجود کی
پیمان اور اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوقات کی پیمان
جس ملک کو اور جس قوم کو ہو جاتی ہے وہ ایک
ایسے ہتھیار کی مالک بن جاتی ہے جو ہر جی کے
شتر و خفیہ ہتھیار سے بہت زیادہ کارگر ہتھیار
ثابت ہوتا ہے۔ اور میں اس حقیقت کو اپنی غفلت کا
ذریعہ سمجھتا ہوں کہ جو کہ میں نے چار روپے سالانہ
روندی کا ادا آخرت کی خوش فانی کا سہارا بنا دیا کہ

ناظرین منادی کا حق

لہذا میرے حق و رد و ستوں اور چھاپے کے
اور منادی انہیں چھپنے والوں اور منادی کے
حق کی کتابوں کی حق رکھنے والوں کو ذرا سمجھنا
اور ہر ماہ ہر قصبہ اور ہر گاؤں میں منادی کے
خریدار پیدا کریں۔ جو چار روپے سالانہ قیمت کے
پیشی و فرسادی کو سمجھیں۔
چونکہ اپنے علاقوں میں منادی کی کتبیں ملنی
چاہیں ان کو منادی کے بعد دیکھنے چاہیں

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

پانچ گنا بین شائع کرنے کی وجہ
آج سے منادی کے ساتھ باقی کتاب کے ساتھ
صغیر شائع ہونے شروع ہوئے ہیں۔ اور آئندہ
تین تین تک اور آگے کے آٹھ آٹھ صغیر شائع
ہو سکتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ منادی کے
ناظرین میں اسی اور تاریخی اور مذہبی لوگوں کی
ذوق پیدا ہو۔ اور ان کو خود مفید کتاب چھانٹنے
کی تکلیف نہ کرنی پڑے۔ میں ان کے واسطے
وہ کتابیں پیش کر رہا ہوں کہ دل اور دماغ
اور روح اور جسم اور دین اور دنیا کے لئے
مفید ثابت ہوں۔

تم ہی سب کے برتر رہو گے
قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا مائیں اس
نہ ہوا یوس نہ ہو جاؤ۔ آخر کار تم ہی سب سے
اوپر رہو گے۔ بشرطیکہ تم مسلمان رہو۔
پس میری ان تحریروں کا اور جتنی پائی
قائم کرنے کا مقصد محض یہ ہے کہ دوسری قوموں
لئے اور خود مسلمان لیڈروں لے ہم مسلمانوں
میں احساس کتری پیدا کر دیا ہے۔ جس سے
مسلمانوں کی عملی اور ذہنی اور دماغی
قوتیں دینی عملی جا رہی ہیں۔ اور میں ان کو
از سر نو اٹھانا چاہتا ہوں۔ اور مجھے یقین
ہے کہ میری یہ کوشش اللہ تعالیٰ قہر و کرم سے
فرمائے گا۔

مسلم لیگ میں انقلاب
مسلم لیگ میں جو سیاسی انقلاب پیدا ہوا ہے

وہ وقتی اور مادی نہیں ہے۔ اگرچہ میں خود مسلم
لیگ میں شریک نہیں ہوں، اور اس کی انقلابی
دور کے بعض حصوں کو درست بھی نہیں سمجھتا
تاہم میری قوم سے جدا نہیں ہوں۔ اور
اپنے قلم کے ذریعے اپنی قوم کے اندر جو
کچھ ہو سکے گا مسلمانوں کے لئے کرتا رہوں گا۔

تاریخی فلسفہ
ہندو مسلمانوں اور ہندوؤں کی تاریخی فلم تیار
کئے ہیں۔ ان سے مجھے بس اسی حد تک اتفاق
ہے۔ کہ ان فلموں کے ذریعے مسلمان بادشاہوں
اور ان کے امیروں کے نام اور کارنامے عوام
کے علم میں آتے ہیں۔ لیکن مجھے مسلمان بادشاہوں
کی بیگمات کے مانچنے لگنے اور بے پردہ ہونے
چاہئے پر بہت زیادہ اعتراض ہے۔ اس لئے میں
ان سب اردو اخباروں اور رسالوں سے
درخواست کرتا ہوں کہ غلطی سے شہر آشوب نہ کرتے
رہیں بلکہ وہ سب مل کر ایک ایک فلم سازوں
کو کھیں اور ہر سیکے کو اپنے اخباروں کے ذریعے وہ
ذاتی خطوط میں اطلاع دیں کہ فلم سازی کے وقت
بادشاہوں کی بیگمات کو نہ دکھایا جائے۔ اور ناچ
گانے کے ایسے سین لکھے جائیں جو بیگمات کی
عزت پر شبہ نہ لگائیں۔ اور ان کی محفلوں میں
پیشہ و رد و سرگرمی نہ لگنے لگنے والیاں دکھائی
جائیں۔ اگر ایسا نہ ہو جائیگا تو میں بغیر کسی
تجربہ کے ان فلم سازوں کے اشتہار اپنے
اخبار میں شائع کرتا ہوں گا۔ ورنہ جتنی سخت
کر سکتا ہوں کر دوں گا۔ اور اس میں
کمی نہیں ہوگی۔

فضلی گہنی
بہی دلی غفلت پر ان کی فلم ساز گہنی کے
چھٹے فلم میں نے دیکھے ہیں ان کو میں ایک حد
تک مذکورہ غلطیوں سے پاک سمجھتا ہوں۔ اور
امید کرتا ہوں کہ غفلت پر ان کی فلم ساز گہنی
کے وقت مذکورہ اصولی احترام بیگمات کو
ملاحظہ کریں گے۔

کہو تکبیر
۱۹۱۲ء میں کانپور کی مسجد کی تحریک شروع
ہوئی تو میں نے میرٹھ کی جامع مسجد میں کہو
تکبیر کے عنوان سے ایک تقریر کی تھی جس
کو ہندوستان کے مسلمانوں نے سب سے پہلے
شہر ولی اور قصبوں میں اپنے اپنے خرچ سے
چھپو اور شائع کیا تھا۔ اور اس تقریر کی وضاحت
ایک کروڑ تک پہنچ گئی تھی۔ ہندو پران کے فارسی
اخباروں اور مصرع عربی اخباروں اور ان
کے ترکی اخباروں نے بھی اس کے ترجمے
شائع کئے تھے۔

اب جس سنا ہے کہ مسلم لیگ کے لوگ اس تقریر کو
دوبارہ شائع کرنا چاہتے ہیں اس واسطے مجھے دکھنا
ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک دفعہ ایک
محل پر لکھے۔ اور اس تقریر کی اشاعت کرتے
اور محل پر لکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حق تعالیٰ کے
کافروں سے محفوظ رکھے۔ کسی طرح اور محل پر لکھنا
نہیں چاہیے۔ پھر جتنی قوت کی غاڑ ہے اور
اذا میں میں کہیں ملے۔ تو یہی ہے کہ مسلمان
قوم کو ملے۔ اور اس کے لئے ہر کام کریں۔
تو اس میں کمی نہ ملے۔

خُذْ وَلِجْزَکُمْ پہلے اپنے بچاؤ کا بندوبست کرو

گو کہ میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور نہ سیاسی آدمی ہوں۔ لیکن اپنی قوم کی رفعت سے جدار ہنسنا اسلامی تعلیم کے خلاف سمجھتا ہوں اس واسطے اپنی مخالفت کا حق ادا کرنے کے لئے جو کچھ میں سمجھ سمجھتا ہوں اُس کو ذیل میں ظاہر کیا ہوں۔

قرآن شریف میں جہاں مسلمانوں کو جنگ اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں کوئی امتیت بھی انہی نہیں ہے۔ جس میں مسلمانوں کو ابتدا اور پہل کر کے سروکار نہ لگنا ہو۔ یعنی جہاد کی ہر امت میں صاف صاف حکم دیا گیا ہے کہ جب مسلمان اپنے بچاؤ سے مجبور ہو جائیں اور اپنی ہستی کو خطرے میں دیکھیں تو وہ بھی میدان جنگ میں لڑنے کے لئے نکلیں۔ لیکن وہاں بھی زیادتی نہ کریں۔ اور جب تک صلح کا پیغام ملے تو فوراً صلح کر لیں۔ بشرطیکہ وہ پیغام نیک نیتی کا ہو۔ اور لڑائی شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے

”خُذْ وَلِجْزَکُمْ سَکَنًا“ لڑائی شروع کرنے سے پہلے اپنے بچاؤ کا بندوبست کرو

اس کے بعد کچھ مسلم لیگ کے معاملات اور حالات کو دیکھنا ہے۔ پہلے پورا اقصیٰ، کراچی، حیدرآباد اور ان کی ورکنگ کمیٹی نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل حق و بجا ہے اور نیک فیصلہ ہے۔ اور مجھے اس کا بھی یقین ہے کہ ہندو قوم انگریزوں کی سیاسی چال کا شکار ہو گئی ہے۔ انہیں کو یقین ہو گیا ہے کہ کچھ انگریز ہندوستان کو آزادی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مگر میں

کی خطا بھی ہے۔ اس لئے انگریزی سیاست کا مجھ پر جواب یہ ہے کہ بچاؤ کے کام میں لیگ کے کانگریس اور مسلم لیگ کے لیڈر باہم اتحاد کر لیں۔ اور وزیر ہند اور سرگوبھا کے ان منصوبوں کو الٹ دیں جن کی تہ میں مسلمانوں کو فائدہ جنگی میں مبتلا کرنے کی تہ میں پوشیدہ ہیں مگر چل اور ان کی پارٹی مسلمانوں سے بھردری ظاہر کرتی ہے یہ بھی سیاسی حکمت عملی ہے۔ وزیر اعظم اور وزیر ہند ہندوؤں سے بھردری ظاہر کرتے ہیں یہ بھی ان کی سیاسی حکمت عملی ہے۔ مجھے ہرگز امید نہیں ہے۔ کہ ہندوستان کو آزادی ملنے والی ہے۔ لہذا وہ اندیشی اور عقل مندی اس میں ہے کہ احتراز اور خاکسار اور جمعیت علماء اور مومن جماعت وغیرہ کانگریسی مسلمان مسلم لیگ میں آجائیں۔ اور مسلم لیگ کانگریس سے اتفاق کر لے۔ اور سکھ بھی کانگریس سے اتفاق کر لیں کیونکہ کانگریس ہندو جماعت ہے۔ اور سکھ بھی ہندو ہیں۔

یہ میری رفاقت کا پہلا مشورہ ہے۔ اور اگر رشیدہ پسند نہ آئے۔ اور یقیناً پسند نہ آئے گا۔ اور پسند آئے گا تو اس پر عمل نہ کیا جائیگا۔ تو دوسرا مشورہ یہ ہے کہ مسلم لیگ کانگریس سے اور سکھوں سے جھگڑا نہ کرے۔ اپنے پروگرام میں صرف گورنمنٹ کو سامنے رکھے۔

اور تیسرا مشورہ یہ ہے کہ جمعیت علماء اکا مسلم جلس اور مومن جماعت اور احتراز اور خاکسار جماعتوں کو مسلم لیگ میں شریک کرنے کی کوشش کی جائے۔ اور چونکہ ان میں سے بعض ہندوکانگریس کا تجربہ

رکھتے ہیں اس واسطے مسلم لیگ کو اس سے بہت فائدہ ہوگا۔

چوتھا مشورہ یہ ہے کہ مسلمان ریاستوں کے اندر اپنی معاملات میں دخل نہ دیا جائے۔ خاص کر حیدرآبادی ریاست کو جو ایک بڑی اسلامی سلطنت ہے۔ اور بنایا پاکستان ہے۔ خود ہندی اور خود غرضی اور نا اچھی کی بیماریوں میں مبتلا لوگوں کے حوالے نہ کیا جائے۔

پانچواں گستاخ کو مسٹر چندریگر مسلم لیگ نے حیدرآباد کی نسبت جو بیان دیا ہے وہ بالکل غلط اور نا اچھی کا بیان ہے۔ کیونکہ مسٹر چندریگر نے کہا ہے کہ حیدرآباد کی مجوزہ اصلاحات سے مسلمانوں کو نقصان پہونچے گا۔ اور مشترکہ انتخاب بھی مسلمانوں کے لئے نقصان ساز ہوگا۔ مسٹر چندریگر نے حیدرآباد کو انگریزی علاقے کی نظر سے دیکھا ہے۔ انگریزی طاقتوں میں مشترکہ انتخاب اس لئے نقصان رساں ہے کہ وہاں نگراں اور کوریٹورس وغیرہ جاب یا مسلمانوں سے بے پروا ہے۔ اس لئے انگریزی علاقوں میں مشترکہ انتخاب مسلمانوں کے لئے مضر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ دہلی اور اتر پردیش میں دیکھا گیا۔ لیکن حیدرآباد میں ایک سمجھدار اور سیاست داں اور بھروسہ دار شاہ موجود ہے۔ جو مسلمانوں کو مشترکہ انتخاب کے نقصانوں سے بچا سکتا ہے۔ اور مشترکہ انتخاب میں جفا دے ہیں وہ برہمن حکومت کے خدشے مسلمان حاصل کر سکتے ہیں۔

مسٹر چندریگر نے راجکوٹ کی چٹنال دی ہے اس کا حیدرآباد سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ وہاں دربار اور راجا اور گاندھی جی برسرِ کار تھے۔ اور مسٹر چندریگر

ہوئی جہازیں جا کر جو کام راجھوت میں کیا تھا وہ درحقیقت مسلمانوں کے لئے نہیں تھا بلکہ کانگریس کو شکست دینے کے لئے اور ریاستی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے تھا۔ اور دربار ویرا والا بھی کامیاب نہ ہوتا اگر مسلمان اس کو مدد نہ دیتے۔ پس حیدر آباد میں بھی مسٹر چندریگر کانگریس کو مغلوب کرنا چاہتے ہیں تو ان کو نظام گورنمنٹ کی ویسی ہی مدد کرنی چاہئے جیسی انھوں نے دربار ویرا والا کی مدد کی تھی۔

سر میرزا اسماعیل کی ریڈیو تقریر

۸ رگست کو سر میرزا اسماعیل صدر اعظم حیدر آباد کونسل نے جو ریڈیو تقریر نشر کی وہ رسمی تقریر نہیں تھی۔ بلکہ بہت اہم اور اصولی اور بنیادی تقریر تھی۔ ان کا یہ کہنا کہ وہ کانگریس نہیں ہیں بالکل ٹھیک ہے۔ اور یہ کہنا بھی ٹھیک ہے کہ وہ مسلم لیگی بھی نہیں ہیں۔ اور یہ بات ان کی بناوٹی بھی نہیں ہے کیونکہ جب وہ میسور میں تھے۔ اور انھوں نے بحیثیت وزیر اعظم میسور گاندھی جی کو دعوت دے کر بلایا تھا تب بھی وہ کانگریسی نہیں تھے۔ اور جے پور میں بحیثیت وزیر اعظم ۹ رگست ۱۹۴۷ء کو انھوں نے کانگریس والوں کو سرکار کی عمارتوں پر کانگریسی جھنڈے لگانے کی اجازت دی تھی۔ اُس وقت بھی وہ کانگریسی نہیں تھے۔

میسور میں وہ میسوری تھے۔ اور جے پور میں وہ جے پوری تھے۔ اور دونوں جگہ جو کچھ کیا وہاں کے خاندان کو بھلے سے رکھ لیا۔ اور حیدر آباد میں وہ حیدر آبادی ہی یہاں بھی جو کچھ کریں گے حیدر آبادی خاندان

کے لئے کریں گے۔ ان کی نسبت ان کا عمل دیکھیں بغیر یہ کہنا کہ وہ کانگریسی خیال رکھتے ہیں غلط ہے۔ اور یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ان کے دل میں مسلمانوں کی محبت نہیں ہے۔ اگر حیدر آبادی کچھ دن صبر و ضبط سے کام لیں۔ اور سر میرزا کے طرز عمل کو دیکھیں تو انہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا کہ وہ حیدر آباد کو کیسا سہرہ سبز اور شاداب اور خوش دل اور خوش حال ملک بنا دیتے ہیں

آل انڈیا ریڈیو کی غلطی

۸ رگست کی رات کو آل انڈیا ریڈیو کی انگریزی خبروں میں سر میرزا اسماعیل کی حیدر آبادی تقریر نشر کی گئی۔ لیکن اردو خبروں میں اس تقریر کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اور بے سرو دیا اور بے نتیجہ کرکٹ میچ کی خبروں کو نشر کیا گیا۔ جس سے ہندوستان کو یا ہندوستان کے بڑے حصے کو کچھ بھی دیکھی نہیں تھی۔ آل انڈیا ریڈیو روزانہ مفید خبریں اردو میں نشر نہیں کرتا صرف انگریزی میں نشر کرتا ہے۔ سرالمر حیدر آباد کو اس طرف فوری توجہ کرنی چاہئے۔

خطابات کی واپسی

مسلم لیگ نے خطابات کی واپسی کا جو عمل شروع کیا ہے وہ بالکل نئی روشنی یا انگریزی تہذیب کے اصول کے موافق ہے لیکن مسلم لیگ کو یاد رکھنا چاہئے کہ کانگریس نے جب خطابات چھوڑنے اور ذکر کیاں چھوڑنے اور کانگریس کو قتل کی تحریک جاری کی تھی تو مرن مسلمانوں سے ان پر عمل کرایا تھا نہ ان کے لئے خطابات چھوڑنے نہ ذکر کیاں چھوڑنے کا کالج چھوڑے۔ دہلی میں تحریک کانگریس پر حملہ ہوا

مسلمانوں کا کالج تھا۔ علی گڑھ میں مسلمانوں کے کالج پر حملہ ہوا۔ لیکن کانگریس کوئی مثال پیش نہیں کر سکتی جس سے یہ ثابت ہو سکے کہ کتنے ہندوؤں نے خطاب۔ واپس کئے۔

اور کتنے ہندوؤں نے ذکر کیاں چھوڑیں اور کتنے کالج ہندوؤں کے بند ہوئے۔ اور اگر کانگریس والے ایسی کوئی مثال پیش کر دیں جس کا سمجھنا بھی تک علم نہیں ہے۔ تو اس تسلیم کروں گا کہ ایسا شبہ واپس لے لوں گا

لیکن میں اس یقین سے دست بردار نہیں ہو سکتا کہ کانگریس نے ہندو قوم میں تقسیم عمل جاری کر رکھی ہے یعنی ایک حصہ انگریزوں سے ملتا رہتا ہے۔ اور دوسرا حصہ اور خطاب حاصل کرتا ہے مگر وہ بھی کانگریس کے ساتھ ہے لہذا ایک حصہ انگریزی تعلیم پھیلاتا رہتا ہے۔ مگر وہ بھی کانگریس کے ساتھ ہے۔ اور ایک حصہ انگریزی تعلیم کی مخالفت کرتا ہے۔ مگر وہ بھی کانگریس کے ساتھ ہے

لہذا اسی اصول پر مسلم لیگ کو بھی چلنا چاہئے اگر مسلم لیگ نے اس تقسیم عمل کا خیال کیا۔ اور ان مسلمانوں کو خطابات چھوڑنے کے لئے مجبور کیا جن کے خطابات چھوڑنے سے کوئی خاص فائدہ مسلم لیگ کو نہیں ہو گا۔

تو اس سے مسلمان قوم کی اندرونی زندگی میں بھینپی اور کش مکش پیدا ہو جائے گی۔ مجھے بھی حال میں میری خواہش کے بغیر شمس العلماء خطابے یا گیا ہے۔ میری جگہ اس سالہ علمی اور قومی و ملی خدمات کے زائے میں کچھ بار مجھے خطاب دینے کی افسرانہ درخواستیں کی۔ مگر میں نے اپنے تبلیغی اور درویشی مشن کے لئے خطاب کو مفر سمجھ کر اس سے پہلو بچا لیا۔ مگر اب ۱۹۷۷ء میں میری

گورنر پنجاب کی تقریر

اگست کو دہلی میں پاکستانی صوبوں کے گورنر وائسرائے سے ملنے آئے تھے یعنی بنگال اور سرحد اور پنجاب اور سندھ کے گورنر مسلم لیگ کے موجودہ اعلان کی بابت بات چیت کرنے دہلی میں جمع ہوئے تھے۔

یہ تو معلوم نہیں سکا کہ ان گورنروں نے وائسرائے سے کیا باتیں کیں۔ لیکن سر جنکس گورنر پنجاب کی جو تقریر شائع ہوئی ہے۔ جو انھوں نے ریننگ لوک کے ایڈیٹورس کے جواب میں کی تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سر جنکس گورنر پنجاب کی پالیسی اپنے صوبے کی کسی جماعت کے خلاف نہیں ہے۔ یعنی مسلم لیگ کو جو شبہ وائسرائے کی پالیسی پر ہے کہ وائسرائے اپنی ضرورت قائم ہیں اور سندھ کا ساتھ دینا چاہتے ہیں۔ اور مسلمانوں یا مسلم لیگ ان کا رُخ بدل گیا ہے۔ وہ شبہ کم از کم سر جنکس کی تقریر سننے کے بعد گورنر پنجاب پر نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ انھوں نے صاف صاف تصدیق کی ہے کہ پنجاب کی اقتصادی ترقی جب ہی ہو سکی گی کہ سیاسی اختلافات ختم ہو جائیں۔

میں گورنر پنجاب پوچھتا ہوں کہ محض زبان سے یہ کہنا کہ سیاسی اختلافات دور رہنے چاہئیں کچھ مفید بات ہے؟ ان کو چاہیے کہ وہ سکھوں اور ہندوؤں کے اس خوف کو دور کریں جو ان دونوں کو بلاوجہ مسلمانوں سے ہو گیا ہے۔ اور ان کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سرکار اس سابق گورنر پنجاب کی پالیسی ترک کر دیں۔ یہی یونینسٹ پارٹی کے ساتھ وہ مکمل کھانا بنیاد برتاؤ ترک کر دیا جائے جس نے پنجاب میں برٹش انصاف کی سادہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

کلیں۔ اور ۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۷ء تک پولس کی نگرانیوں اور سختیوں کو لگاتار چھ برس تک برداشت کرنا رہا۔ مگر اس زمانے میں کسی سیاسی لیڈر اور سیاسی مسلمان نے مجھ سے ہمدردی ظاہر نہ کی۔ ہمدردی کیا؟ جب میں نے مسلمانوں کو آریہ ہونے سے بچانے کا کام شروع کیا اور چھ برس لگاتار میدان میں کھڑا رہا تو بڑے بڑے مسلمان لیڈروں نے علی الاعلان ہندوؤں کے ساتھ ہو کر میری مخالفت کی اور مجھ پر قاتلانہ حملے ہوئے۔ تب بھی وہ چپ کھڑے تماشہ دیکھتے رہے۔ پس ایسی حالت میں میں کیونکر امید کر سکتا ہوں کہ اگر میں خطاب واپس دیکر گورنٹ سے لڑائی مول لوں تو مسلم لیگ میرے علمی اور درویشی اور تبلیغی مشن کی مشکلات میں میری مدد کرے گی۔ آج کل ایک بڑے بزرگ کے حزار کی حفاظت کے لئے تین فٹ کی دیوار بنا لینے کے جرم میں مجھ پر فوجی مقدمات چل رہے ہیں۔ اور میرا جالان کیا گیا ہے۔ لیکن ایک مسلم لیگ نے بھی میری بات نہیں پوچھی۔ اور کوئی میرے ساتھ کچھری تک نہیں گیا۔ تو کیا میں ایسے لوگوں کی صف میں شامل ہونے کے لئے اپنی ساری زندگی کا محبوب تحریک کے پاؤں پر کلہاڑی ماروں؟ یہ جواب ہے ان دوستوں اور مریدوں کا جنہوں نے مجھے اس کی نسبت خط لکھے ہیں باجو خط لکھنے کے ارادے کر رہے ہیں۔ ان سب کو معلوم ہو جاتا چاہئے کہ میں خطاب ہرگز واپس نہیں کروں گا۔ ان کو فضول کوشش نہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ میں نے خطا طائش کرنے کی وجہ کو بیان واضح طریق سے بیان کیا ہے۔

خطاب واپس دیکھا گیا۔ تو میں نے مبارک بادوں کے جواب میں صفائی سے یہ لکھا اور منادی میں شائع کیا۔ اور مبارک باد دینے والوں کی اس حامی رائے سے اتفاق کیا کہ میری عزت میں اس خطاب سے کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ ہاں اگر میں آج کل مسلم لیگ تحریک کی وجہ سے یہ خطاب واپس کروں گا تو مجھے نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ میں اپنی غیر جانب داری کی زندگی سے الگ ہو جاؤں گا۔ اور میری وہ مافرداری جو تبلیغی اور درویشانہ مشن کے لئے بہت ضروری ہے بالکل ختم ہو جائے گی۔ اور پھر میں مسلم لیگ کا ایک وزکر بن جاؤں گا۔ حالانکہ میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور جو مجھ سے مسلم لیگ کے لئے کام کرتا ہوں وہ محض اخوت اسلامی کی وجہ سے کرتا ہوں۔ پس اگر میں مسلم لیگ کی تحریک کی وجہ سے خطاب واپس کروں تو کیا میں اپنے درویشی مشن یعنی آل انڈیا جش باری اور تبلیغی مشن یعنی اسلامی مشن کو گورنٹ کی نظر میں مشتبہ نہیں کروں گا؟ اور اس سے جو نقصان میرے مذکورہ دینی اور علمی کاموں کو ہو گا اس کی جواب دہی میرے ذمے ہائے نہیں لگی؟ مجھے یاد ہے ۱۹۱۷ء سے میں مسلمانوں کا کام کر رہا ہوں جب کہ مسلم لیگ کی بنیاد بھی نہیں رکھی تھی مگر۔ اور جب مولانا محمد علی مرحوم کی تحریک شروع ہوئی تو میں نے جنگ طرابلس اور جنگ بلقان میں ان کے ساتھ مل کر کام کیا۔ اور کان بودی مسجد کے چھوڑنے میں سب سے آگے رہا۔ اور اخبار توحید وغیرہ کی مضبوطیاں برداشت

روزنامہ خواجہ حسن نظامی لہوری

۲۲ شعبان ۱۳۶۵ھ ۲۲ جولائی ۱۹۴۵ء بمطابق
مدرسہ فقہی میں امتحان آج صبح پہلے خان بہادر
صاحب ان کے مکان پر لے گیا تھا۔ اور مارونگ
لاہوری کے انتظامات کی نسبت مشورہ کیا تھا۔
پھر پرنسپل کے عہدے میں سے
داخل ہونے والے طلباء کا امتحان لیا تھا
نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بھی میرے ساتھ
شریک تھے۔ ان کی فارسی قابلیت مجھ سے
زیادہ ہے۔ صدر مدرس صاحب اور مولوی
محبوب الہی صاحب وغیرہ مدرسین بھی موجود تھے۔
مدرسہ میں کمصوات بکیر کے رہنے والے ایک
طالب علم کا نام سرزمین تھا۔ اس عجیب نام
کے آدمی سے پہلے کچھ دیر غرضی کی باتیں کی تھیں
مدرسہ میں کل حضرت خواجہ سیّد حسن زلیخا کے
سالانہ عرس کی شرکت کے لئے میرزا غلام حسین صاحب
بجاء میں بلایا تھا۔ مگر سواری کی وقت کے سبب جا سکا۔
۸ جولائی سے دفتر کا کام بند
ہے۔ کتابوں اور دواؤں کی فرمائشیں روزانہ
آتی ہیں۔ اور علی ان کی تکمیل روز کے روز
کراہیتے ہیں۔ مگر ہر سال کے سبب کوئی پارسل
روانہ نہیں ہو سکتا۔ کتابوں اور دواؤں
کے پارسلوں کا ایک بڑا انبار جمع ہو گیا ہے۔
ولی کی عقل مندی، میرے تین ارٹکے
زید اور حسن ابوطالب اور مہدی اور ایک
پوتا ولی اور سید ابن عربی کے تین بچے صلوات
عربی اور غلام عربی اور ساجدہ جامعہ میں
پڑھتے ہیں۔ روزانہ نانگے میں چلتے ہیں۔ اور

میں سب کو روزانہ چھپے پیسے جیب خرچ
کے لئے دیتا ہوں۔ میرا پوتا ولی پیسوں کی
تقسیم کا واروہ ہے۔ روزانہ صبح ۶ بجے
ملکوت منزل میں آتا ہے۔ اور سب کے
پیسوں کا حساب کر کے پیسے لے جاتا ہے
میں نے ایک دن بغرض امتحان ایک بچے
کے پیسے کم دئے۔ ولی نہیں سمجھا اور پیسے
لے گیا۔ شام کو واپس آیا تو کہا آج آپ
نے مجھ صادق عربی کے پیسے کم نہیں دئے
میں نے کہا یہ تمہاری عطی ہے تم نے حساب
ٹھیک کیوں نہیں کیا؟ ولی نے جواب دیا
اسی لئے تو ہم نے اپنے حق کے پیسے چھا
صادق کو دیدئے تھے۔ میں نے کہا اچھا تمہاری
اس بات سے ہم اتنے خوش ہوئے کہ آج
تم کو چھ پیسے انعام کے قیٹے ہیں۔ ولی نے
کہا ہمارا لالچ کو چھٹیاں ہونے والی ہیں دو
چھینے تک اسکول بند رہے گا۔ میں نے
کہا تم سب میرے دفتر میں کام کیا کرنا میں ایک
ایک کتاب کی پکری کا نفع تم سب کے نام
مقرر کروں گا۔ یعنی جو کتاب جس بچے کے
نام مقرر ہوگی اس کی پکری کا نفع اس بچے
کو ملے گا۔ ولی اس سے بہت خوش ہوا۔
۳۳ شعبان ۳۳ جولائی منگل دہلی
حضور نظام کی خدمت، اعلیٰ حضرت
حضور نظام نے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین
مولیانہ کی قدیمی طبعی مسجد کی مرمت میں ہزار
ہزار روپے خرچ کئے تھے۔ اب حکم دیا ہے کہ
اس درگاہ میں آنے والے کاروانہ تنگ

اس کو بڑا بنوایا جائے اور پہلے مختلف مرمر کا فرش
کرایا جائے۔
آج تین ہندو انجنیئر میرے پاس نقشہ لکھ
آئے تھے اور میں نے موقع پر جاکر ان کو
کام کے طریقے بتائے تھے۔
پیسوں کی اولاد جس طرح امیروں
کی اولاد کو امیر زادہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح میرا
کی اولاد کو تیر زادہ کہا جاتا ہے۔ میں اپنے زلفے
کے اور پر لے زمانے کے "امیر زادوں" اور
تیر زادوں کی تحقیقات کی تو یہ ثابت ہوا کہ فی
صدی پہلے میر زادے اور تیر زادے اپنے باپ اور
بزرگوں کی تقلید سے محروم ہوتے ہیں۔ سب سے
زیادہ خراب حالت حیدر آباد کے امیر زادوں اور
تیر زادوں کی ہے۔ یہ دونوں تین مقامات پر ایک
عالتے ہیں۔ یا مقدمہ بازی کے لئے کچھ ہیں۔ یا گھانسی
کے لئے چکلے ہیں۔ اور باقی روشنی کی گھانسی کے لئے
سینما میں۔ اور حیدر آباد کے تیر زادوں میں ایک عجیب
پیدا ہو گیا ہے کہ وہ کل اپنی خالقاہوں کی ترقی اور
پنی درویشانہ حیثیت بنانے سے جدا ہو کر سیاسی زندگی
کے درپے ہو گئے ہیں۔ مولوی بھی اور
پیر بھی۔ اور اپنی جماعت مشائخ کی صلاح
و ترقی کا کوئی کام کرنا چاہتے ہیں نفاس کو
بھی سیاسی خود غرضیوں اور خود پسندیوں
میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

سید فاضل مقبل صاحب آج میں
دہلی کے نامور مصنف سید فاضل مقبل صاحب
سے ملنے گیا تھا۔ انھوں نے اپنے والد صاحب
کا مزار بھی دکھایا۔ اور نئی تالیف انتخاب الود

کتاب بھی دی۔

ہوئی جہاز کا پارسل ہے آج حیدرآباد سے حسین نے ہوائی جہاز کے ذریعے ایک پارسل بھیجا ہے۔ کیونکہ ڈاک خانے کے پارسل ہر سال کے سبب نہیں آسکتے۔

منادی صاحب کو یاد دیا کہ کاغذ کی کمی کے سبب آج مجبوراً میں نے منادی کو ماہوار کر دینے کا فیصلہ کیا۔ جنوری ۱۹۴۶ء سے انشاء اللہ منادی پھر منفقہ وار مہرہ جائے گا۔ یا ممکن ہے کہ کاغذ اس سے پہلے ملے لگے۔ اور جلدی منفقہ وار کر دیا جائے۔

سیر الاولیاء کی صحت ہے والد چرخ لال دہلی نے ۱۳۸۶ھ میں سیر الاولیاء فارسی طبع کروائی تھی۔ جو نایاب ہو گئی تھی اب میں نے اس کے طبع کرانے کا انتظام کیا ہے۔ آج دن میرا اس کی صحت کا کام ہوتا رہا۔

ہر سطر میں کتابت اور طباعت کی غلطیاں ہیں۔ بڑی دشواری صحت میں ہو رہی ہے۔ مولانا آزاد دہلی میں ۱۳۸۵ھ میں شمس العلماء مولانا کے والد کا قتل محمد حسین آزاد

دہلی کے والد مولانا محمد باقر صاحب ایڈیٹر اردو اخبار نے خدشہ ۱۸۶۵ء میں دو انگریزوں کو اپنے گھر کے تہ خانے میں پناہ دی تھی۔ پندرہ دن کے بعد جب انگریزوں نے دہلی فتح کر لی۔ تو باغی سپاہیوں کو خبر ہو گئی اور مولانا باقر صاحب نے ان کو تہ خانے سے نکال کر

دوسری جگہ پہنچا دیا۔ مگر باغیوں نے ان کو مار ڈالا۔ ایک انگریز نے اپنے خون سے دیوار پر یہ حال لکھ دیا۔ جو چند روز کے بعد بڑھ گیا اور مولانا باقر صاحب اس شبہ میں قتل کئے گئے کہ انھوں نے باغیوں سے مل کر انگریزوں کو ایسے وقت باہر نکالا۔

جو بہت نازک تھا۔ آج میں نے اس موقع کو بھی دیکھا۔ جہاں انگریز مارے گئے تھے۔

۲۴ شعبان ۱۳۴۶ھ جولائی ۱۹۲۶ء دہلی بارش ہے آج صبح خوب زور شور کی بارش ہوئی۔ حالانکہ رات کو ریڈیو میں مذہم کی خبریں اس کے خلاف سنائی گئی تھیں۔ سی اسلامی تاریخ ہند ہے آج میں نے اسلامی تاریخ ہند لکھنی شروع کی۔ اور سات صفحے لکھ لئے۔ مولانا حافظ محمد عبداللہ کاتب آج امر ہے واپس چلے گئے۔ میں دن بھر ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ بڑی سیکم یعنی والدہ سی معزالدین نظامی بی اسے دہلی سے آئی ہوئی ہیں۔

ڈاڑھ کا درد ہے آج ڈاڑھ کے درد کی بہت زیادہ شدت رہی۔ کسی پہلو میں نہ آتا تھا۔ اس کی وجہ کوئی دوسری معلوم ہوئی ہے۔ ورنہ مسٹر دول اور دانتوں کی بیماریوں کی سبب دو اس استعمال کر چکا ہوں کسی نہ کسی دوا سے ضرور فائدہ ہوتا۔ بدہ فاعل سید امین نظامی ملے آئے تھے۔

۲۵ شعبان ۱۳۴۶ھ جولائی جمعرات دہلی دو گتہ میں ہے آج بھی اسلامی تاریخ ہند کا کام کیا۔ اور سیر الاولیاء کا اردو ترجمہ تاریخ اولیاء کے نام سے کرتا رہا۔ شام کو حکیم حاجی علی محمد صاحب مالک دافا خانہ ہمدرد اور ان کے چھوٹے بھائی ملے آئے تھے۔ حکیم صاحب نے ڈاڑھ کے درد کے لئے دوائی بتائی کہ لونگیں میں کر لگا دیجئے۔ اور گاؤں زبان اور مکہ اور طبیعتی جوش کر کے پیچئے۔ چینی کی دوا میں یہاں نہیں ملیں۔ لونگیں میں کر لگائیں۔ مگر کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔

لاہور کے ایک تاجر کتب ملنے آئے تھے استاد شمس الدین بھی کھیر لے کر آئے تھے۔ ۲۶ شعبان ۱۳۴۶ھ جولائی جمعہ دہلی درد کی شدت ہے آج ڈاڑھ کے درد کی ادیت بہت بڑھ گئی۔ اور میں اس کی وجہ سے جمعہ کی نماز کے لئے ہی نہ جاسکا۔ لیٹے لیٹے اسلامی تاریخ ہند اور سیر الاولیاء کے ترجمے کا کام کرتا رہا۔

برنی صاحب دہلی ہے آج ضیاء الدین احمد صاحب برنی دہلی ملے آئے تھے۔ جو میرے بہت پرانے رفیق ہیں۔ یعنی ۱۳۸۶ھ میں جب میں نے غلغلہ نظام التسلخ جاری کیا تھا اس وقت سے میری ان کی ملت ہے ساہا سال سے ممبئی میں سرکاری ملازمت کرتے ہیں۔ میں نے ان کو اتوار کے دن سنی روٹی کی دعوت دی ہے۔ جو میں بھی شہرستان میں ان کے ساتھ کھایا کرتا تھا۔

۲۶ شعبان ۱۳۴۶ھ جولائی شنبہ دہلی موٹر ٹھیک ہو گئی ہے حضرت خاتمہ قطب الدین بخت یار کا کیڑا کاٹا ہوا باطن فیضان حضرت بابا فرید الدین سعدی درخ شریف نے چل کیا۔ اور ان کا فیضان حضرت سلطان التسلخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی نے چل کیا۔ جن کے قدموں میں چہرہ سید پچاس برس سے میرے باپ وادار تھے آئے ہیں۔ اور مجھے ان دونوں بزرگوں سے سنی اور روحانی تعلق ہے۔ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب کے ایک پیرائے قاضی لطیف الدین صاحب واحدی صاحب برنی صاحب کی طرح ۱۳۸۶ھ سے میرے رفیق ہیں۔ اور ان کے بڑے فرزند قاضی فیروز الدین صاحب موٹر ڈس کا کام کرتے ہیں۔

آج انھوں نے میری موٹر کی خرابیاں بھی درست کر دیں۔ اور اپنی طرف سے نہایت خوب صورت اور قیمتی کپڑے کا کٹن بھی خریدوایا۔ مہینہ بھر سے بے کار تھا۔ آج بالآخر ہو گیا۔

اور اب مجھے اپنی کتاب کا لے کاڑ پوری کر لینے کا حق ہو گیا اور طرح طرح کے خط و کتابت کا بھی غلبہ ہوا۔

میں ہر روز خواجہ بابر نے کہا پندرہ روپے ڈاکٹر کے لئے لے کر دے دوں گا۔ اب نے کہا میں اب علاج نہیں چاہتا۔ اب زندگی کا وہ وقت ہے کہ ہر روز میں لذت آتی ہے۔ گروہ اصرار کر کے مجھے موٹر میں ڈاکٹر اور دے سنگھ صاحب دندان ساز نئی دہلی کے مطلب میں لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے ڈاڑھ دیکھنے کے بعد رائے دی کہ ڈاڑھ کے نیچے پھوڑا ہو گیا ہے۔ ڈاڑھ نکالنی پڑے گی۔ میں نے کہا خدا کی دی ہوئی چیز کو نکالنا منظور نہیں ہے۔ جا بانیوں نے مزجون میں تقاضہ کر کے پانچ دانہ نکال دئے تھے۔ میں سالہا سال سے ان پانچ یاروں کی یاد میں رہتا ہوں۔ آپ مجھے اس پھوڑے یا زخم یا جو چیز بھی ہو اس کا سبب بتائیے کہ یہ کیوں ہوا؟ وہ بے خبرے اور انھوں نے کہا معدے کی خرابی سے ہوا ہے۔ اگر آپ گوشت کھا نا چھوڑ دیں۔ اور پھلوں کے رس اور زود ہضم غذا میں کھائیں

بہتر۔ نو بہ تکلیف جاتی رہے گی۔

اس کا دورہ ہوا۔ باتیں کرتے کرتے دل کا

شرع میں کیا۔ میں نے فوراً ڈاکٹر صاحب سے بات کر لی اور پشیل تمام موٹر نکال دیا۔

خواجہ بابو نے کہا فوراً ٹھہر لینا چاہئے۔ میں نے کہا میں بیماری کے فلسفے کی انتہا تک پہنچ چکا ہوں۔ اس کی جتنی خاطر کرو وہ خیر سے کرتی ہے۔ بیماری کے لات مارو

تو بیمار کرتی ہے۔ اور بیمار کرو تو لات مارتی ہے۔ چلو پرائی دہلی میں چلیں۔ اب کیا ہے۔ ٹھنڈی ہوا میں چل رہی ہیں۔ دہلی کے بازاروں میں کیا ہو رہا ہے اس کو دیکھیں ہر دو دھانے کے لئے آتا ہے۔ اور ہر پھانسی نکلنے کے لئے جھپتی ہے۔ چنانچہ بازاروں کی گردش کر کے گھر میں آ گیا۔

دورے کا اثر شام تک رہا۔ آج ٹکی ٹکی بارش ہو رہی ہے۔ منشی قربان علی صاحب کی دکان پر بھی گیا تھا۔ اور ان کے لڑکے محمد مبین نظامی اور ان کے خسر سے بھی بات چیت کی تھی۔ اور حافظ سید دھمی اشرف صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور لالہ شام ناٹھ صاحب ایملے سے بھی باتیں کی تھیں۔ رات کو ایک بجے تک نیند آئی۔ پھر صبح تک بیدار رہا۔ بارش ہوتی رہی ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب آج صبح بہار کے ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب ملے آئے تھے۔ محمد نعیم نظامی بی اے بھی ملے آئے تھے۔

۲۸ شعبان ۲۸ جولائی اتوار دہلی چھپا چھم بارش آدھی رات سے بارش کا یہ سلسلہ شروع ہوا تھا۔ وہ صبح بہت بڑھ گیا۔ نماز کے بعد خواجہ بابر پر گیا تھا۔ اور بچانے

نالے کہ بالبال بھرا ہوا ہیندا بچا تھا۔

میں نے روٹی کی دعوت فرمائی خواجہ بابو نے برنی صاحب کے لئے مینی روٹی اور وہی کا انتظام کیا تھا۔ حسب ذیل دس جہان دسترخوان پر تھے۔ بارش لگتا رہا۔ میری تھی۔ ڈاکٹر میجر محمود احمد صاحب حکیم حافظ محمد سعید صاحب مالک دوا خانہ ہمدرد۔

بھیا فقیر عشقی صاحب۔ شفا عت حسین صاحب قزہٹی البر آبادی، محمد نعیم صاحب

نظامی بی اے خیر پور پوری۔ چودہری علی محمد صاحب ہاشمی لکھنؤی مغوش منظر صاحب دہلوی۔ ایک روسی صاحب جو اردو سیکھنے کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔ اور جو ۲۰ جولائی کی بارش میں بھی آئے تھے اور چودہری جن علی نظامی اور سید عبدالسلام صاحب۔ لیکن ہر موجود تھی۔ دو لکھا موجود نہیں تھا۔ کیونکہ میں نے بچپن میں پتیلیاں اور کھیر چائے تھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے اس کی شادی میں مینہ برستا ہے۔ یعنی برنی صاحب اور ملاوادی صاحب بارش کی شدت کی وجہ سے مد اسکے۔ روسی صاحب سے اردو زبان میں خوب باتیں ہوئیں۔ جب وہ آئے تو خوب بھیگ گئے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "آج تو میں شرابور ہو گیا۔" مجھے ان کے منہ سے اس محاورے کے سننے سے ایسی خوشی ہوئی گویا ایک کم سن نازنین جو لے میں چولی پہنی تھی۔ نکالیک بارش آگئی۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی بھاگی۔ اے ہے میں بھیگ گئی۔

برنی صاحب کی آمد کے جب سب جہان چلے گئے تو میں بچے برنی صاحب آئے۔ اور سیداری کی جو دشواریاں آجکل دہلی میں درپیش ہیں۔ ان کے حالات سنائے ہیں۔

نظامی بی اے خیر پور پوری۔ چودہری علی محمد صاحب ہاشمی لکھنؤی مغوش منظر صاحب دہلوی۔ ایک روسی صاحب جو اردو سیکھنے کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔ اور جو ۲۰ جولائی کی بارش میں بھی آئے تھے اور چودہری جن علی نظامی اور سید عبدالسلام صاحب۔ لیکن ہر موجود تھی۔ دو لکھا موجود نہیں تھا۔ کیونکہ میں نے بچپن میں پتیلیاں اور کھیر چائے تھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے اس کی شادی میں مینہ برستا ہے۔ یعنی برنی صاحب اور ملاوادی صاحب بارش کی شدت کی وجہ سے مد اسکے۔ روسی صاحب سے اردو زبان میں خوب باتیں ہوئیں۔ جب وہ آئے تو خوب بھیگ گئے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "آج تو میں شرابور ہو گیا۔" مجھے ان کے منہ سے اس محاورے کے سننے سے ایسی خوشی ہوئی گویا ایک کم سن نازنین جو لے میں چولی پہنی تھی۔ نکالیک بارش آگئی۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی بھاگی۔ اے ہے میں بھیگ گئی۔

برنی صاحب کی آمد کے جب سب جہان چلے گئے تو میں بچے برنی صاحب آئے۔ اور سیداری کی جو دشواریاں آجکل دہلی میں درپیش ہیں۔ ان کے حالات سنائے ہیں۔

نظامی بی اے خیر پور پوری۔ چودہری علی محمد صاحب ہاشمی لکھنؤی مغوش منظر صاحب دہلوی۔ ایک روسی صاحب جو اردو سیکھنے کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔ اور جو ۲۰ جولائی کی بارش میں بھی آئے تھے اور چودہری جن علی نظامی اور سید عبدالسلام صاحب۔ لیکن ہر موجود تھی۔ دو لکھا موجود نہیں تھا۔ کیونکہ میں نے بچپن میں پتیلیاں اور کھیر چائے تھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے اس کی شادی میں مینہ برستا ہے۔ یعنی برنی صاحب اور ملاوادی صاحب بارش کی شدت کی وجہ سے مد اسکے۔ روسی صاحب سے اردو زبان میں خوب باتیں ہوئیں۔ جب وہ آئے تو خوب بھیگ گئے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "آج تو میں شرابور ہو گیا۔" مجھے ان کے منہ سے اس محاورے کے سننے سے ایسی خوشی ہوئی گویا ایک کم سن نازنین جو لے میں چولی پہنی تھی۔ نکالیک بارش آگئی۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی بھاگی۔ اے ہے میں بھیگ گئی۔

برنی صاحب کی آمد کے جب سب جہان چلے گئے تو میں بچے برنی صاحب آئے۔ اور سیداری کی جو دشواریاں آجکل دہلی میں درپیش ہیں۔ ان کے حالات سنائے ہیں۔

نظامی بی اے خیر پور پوری۔ چودہری علی محمد صاحب ہاشمی لکھنؤی مغوش منظر صاحب دہلوی۔ ایک روسی صاحب جو اردو سیکھنے کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔ اور جو ۲۰ جولائی کی بارش میں بھی آئے تھے اور چودہری جن علی نظامی اور سید عبدالسلام صاحب۔ لیکن ہر موجود تھی۔ دو لکھا موجود نہیں تھا۔ کیونکہ میں نے بچپن میں پتیلیاں اور کھیر چائے تھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے اس کی شادی میں مینہ برستا ہے۔ یعنی برنی صاحب اور ملاوادی صاحب بارش کی شدت کی وجہ سے مد اسکے۔ روسی صاحب سے اردو زبان میں خوب باتیں ہوئیں۔ جب وہ آئے تو خوب بھیگ گئے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "آج تو میں شرابور ہو گیا۔" مجھے ان کے منہ سے اس محاورے کے سننے سے ایسی خوشی ہوئی گویا ایک کم سن نازنین جو لے میں چولی پہنی تھی۔ نکالیک بارش آگئی۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی بھاگی۔ اے ہے میں بھیگ گئی۔

برنی صاحب کی آمد کے جب سب جہان چلے گئے تو میں بچے برنی صاحب آئے۔ اور سیداری کی جو دشواریاں آجکل دہلی میں درپیش ہیں۔ ان کے حالات سنائے ہیں۔

نظامی بی اے خیر پور پوری۔ چودہری علی محمد صاحب ہاشمی لکھنؤی مغوش منظر صاحب دہلوی۔ ایک روسی صاحب جو اردو سیکھنے کے لئے دہلی میں مقیم ہیں۔ اور جو ۲۰ جولائی کی بارش میں بھی آئے تھے اور چودہری جن علی نظامی اور سید عبدالسلام صاحب۔ لیکن ہر موجود تھی۔ دو لکھا موجود نہیں تھا۔ کیونکہ میں نے بچپن میں پتیلیاں اور کھیر چائے تھے۔ اور جو ایسا کرتا ہے اس کی شادی میں مینہ برستا ہے۔ یعنی برنی صاحب اور ملاوادی صاحب بارش کی شدت کی وجہ سے مد اسکے۔ روسی صاحب سے اردو زبان میں خوب باتیں ہوئیں۔ جب وہ آئے تو خوب بھیگ گئے تھے۔ انھوں نے کہا۔ "آج تو میں شرابور ہو گیا۔" مجھے ان کے منہ سے اس محاورے کے سننے سے ایسی خوشی ہوئی گویا ایک کم سن نازنین جو لے میں چولی پہنی تھی۔ نکالیک بارش آگئی۔ اور وہ یہ کہتی ہوئی بھاگی۔ اے ہے میں بھیگ گئی۔

برنی صاحب کی آمد کے جب سب جہان چلے گئے تو میں بچے برنی صاحب آئے۔ اور سیداری کی جو دشواریاں آجکل دہلی میں درپیش ہیں۔ ان کے حالات سنائے ہیں۔

نفاذی ہنسری کا انگریزی میں ترجمہ کر دو کر کوئلہ
اب سرکاری نوکری سے پشیم مل گئی ہے۔
ایک انگریزی رسالے کی ایڈیٹری کرتے ہوئے
عمر کا حساب کہتا ہے۔ بڑے ہو گئے ہوں
مگر میری طرح جوانوں کی محبت اور جوانوں
کا عزم رکھتے ہوئے۔ برنی صاحب نے وعدہ
کیا کہ میں انشاء اللہ تین جہینے میں اس فذ
کو بولا کر دوں گا۔ یہ وعدہ سن کر مجھے بہت
زیادہ خوشی ہوئی۔

۲۹ شعبان ۲۹ جولائی پیر دہلی
پیارے کتابیں، اسلامی تاریخ ہند اور
سیرالادب کے نیچے تاریخ اولیاء کا کام مجھے
کتابوں سے زیادہ محبوب و مرغوب ہے۔ اس
وجہ سے میں ان دونوں کتابوں کو پیاری
کتابیں سمجھتا ہوں۔

منادی کے فائل، آج فضل الہی دفتر
کے پاس دو سو دس فائل درمیانی سائز
کے منادی کے پرچوں کے جلد بندی کے لئے
بھیجے۔ ہر فائل چار روپے قیمت پر دیا جائیگا۔
مساجد کمیٹی کا جلسہ آج ساڑھے نو
بجے سنی اوقات کمیٹی کے جلسے میں گیا تھا۔

جہاں مساجد کمیٹی کا جلسہ ہوا تھا۔ خان بہادر
حاجی وجیہ الدین صاحب صدر تھے۔ اور
خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور مفتی
مظہر اللہ صاحب اور شیخ شجاع الحق صاحب
اور شیخ رضی الدین صاحب پہلے سے موجود
تھے۔ رمضان کی آمد کے استقامات اور
مسجدوں کی ضروریات کے بہت سے کام
پیش ہوئے۔ اور منظور کئے گئے۔

درود میں می آج ڈاڈہ کے درویش کی
رہی۔ میں اپنی دوا استعمال کر رہا ہوں۔
باہر کی کوئی دوا استعمال نہیں کی۔

روحہ لکل سے روحہ اور روحہ اور روحہ
اور ان کے ابائیرے ہاں جہاں ہیں۔ میں
نے روحہ سے کہا اس حکومت میں راشن بندی
کی قیامت آئی ہوئی ہے۔ اس واسطے
اپنا اعمال نامہ (راشن کارڈ) دکھاؤ گی
تب روٹی کھانے کو ملے گی۔ روحہ نے نہیں
کر کہا ہم آل بنی اولاد علی ہیں۔ روٹی پھرے
کا فکر ہم کو نہیں ہے۔ اور ہمارے گھرانے
کی تعلیم یہ ہے کہ اپنی بھوک پیاس سے
زیادہ دوسروں کی بھوک پیاس کا فکر
کرتے ہیں۔

میں نے کہا مینی وہ زمانہ گیا جب تم اس
قسم کی باتیں کر کے دنیا پر اپنی روحانیت
کا اثر قائم کرتی تھیں۔ اب تو یہ شعر پڑھو
مغرب نہیں ہے ہمیں خالقہ انگلش سے
نفس میں ہیں تو اس اڈے کو چھوڑنا چاہیے
مسٹر من راہن کہ چونکہ اس فوجداری
مقدمے کی تاریخ قریب ہے۔ جو درگاہ حضرت
دادا مولانا صاحب مد کے مزار کی حفاظت

کے لئے دیوار بنانے کے مصعب میرے
خلاف نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے چلائی ہے
اس واسطے آج میں مسٹر بن سکریٹری بنی
دہلی میونسپل کمیٹی سے سمجھوتے کی بات
چیت کر کے گیا تھا۔ انھوں نے بہت
شریفانہ اور سمجھدارانہ برتاؤ کیا۔ اور سڑار
پر تاج سنگھ صاحب کو بل کر میرے معاملات
سمجھائے۔ اور میں نے سڑار پر تاج سنگھ
صاحب کے دفتر میں جا کر بات چیت کی۔
وہاں ایک مسلمان کلرک صاحب بھی ملے
جو نقشہ بندہ خاندان میں مرید ہیں۔ اور جن
کے چہرے پر میں نے حجب کا نڈ دیکھا۔

شیخ علی کی حلال خوری لکل رات کو

میں نے ایک مضمون لکھنا شروع کیا تھا جس
کا عنوان تھا شیخ علی کی حلال خوری۔ آج دہلی
میں آیا تو خبر سنی کہ پڑانی دہلی کے حلال خوروں
اور حلال خوریوں نے ہڑتال کر دی ہے اور
آج دو ہزار حلال خور کام پر نہیں آئے۔ مجھے
سنسی آئی کہ شیخ علی کی حلال خوری مضمون
میں قبل از وقت جو کچھ لکھا تھا آج وہ عملاً
سامنے آگیا۔

حیدر آبادی عرب نے آج دہلی
آئے تھے اور کہتے تھے میں حیدر آبادی عرب
جاؤں ہوں۔ دہلی میں علاج کے لئے آیا ہوں
خروج کی ضرورت ہے۔ ڈاک خانے کی بندش
کی وجہ سے میرا خرچ نہیں آیا۔ میں نے جو کچھ
میرے پاس تھا خرچ کر دیا۔

وکیل صاحب لکے جو جرنالہ کے ایک
مسلمان وکیل صاحب اپنے بھائیوں کے
ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کی قانونی مہارت
بہت اچھی ہے۔ میں نے نہ سنی قوانین کے
تاریخی لطائف ان کو سنائے۔

صاحبزادے عبدالواحد صاحب کہہ رہے ہیں
کہ صاحبزادے سید عبدالواحد صاحب بدلتے ہیں
میں ناظم جگات ہیں۔ اپنے بھائی اور
نواسے کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ کابریا آباد
جانے والے ہیں۔ کچھ دیر بہت دلچسپ باتیں
ہوئیں۔ انہوں نے ڈاکٹر سہرا قبا کی بہت

ادبیت میں ایک کتاب لکھی ہے۔ رجبوں
صورت اور مقبول سیرت پر زائے ہیں۔
رمضان کا چاند لکے آج شام کو مارش بھی
ہوئی۔ اور اب بھی تھا۔ اور یہ یاد
نظر آنے کی کوئی امید نہ تھی۔
مگر چاند صاف طور سے نظر آئی۔

میں نے ناظم امیر مندہ بھی

تقدیر پر بندے کا عمل، شب قدر میں پڑنے کے لئے پہنچ رہے ہیں، جس نفاذی دہلی

سیہ پادکن کو تار دیا تھا کہ وہ مجھے چاند کی خبر ملیغون میں بھیجیں تاکہ جن لوگوں کی خبر ہو ان کی تار چاند کی خبر منگانی کے لئے آئے ہوئے ہیں ان کو بواب جلدی سجدے جائیں مگر حیدر آباد سے کوئی میلیغون نہیں آیا میں نے سب لوگوں کو میلیغون کے ذریعے چاند نظر آنے کی خبروں کے تار بجید میرے گھر میں سب نے روزہ رکھا ہے۔ تجویز نے اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا۔

تاریخی رات آج رات کو سوافونجے جبکہ ہند کی خبر معلوم کرنے کے لگا کر میلیغون اسے تھے پہلی رڈیو نے یہ خبر سنائی کہ ان ہندیا مسلم لیگ نے انگریزی سرکار کی جن میں چنگاں لینے اور لگدگیاں کر کے کارائی کا مشروع کر دیا ہے۔ سب سے

پہلے صوبہ سرحد کے خان بہادر جمال الدین خان نے اپنا سرحدی جلال ظاہر کرنے کے لئے خانہ محلہ کی کا خطاب چھوڑنے کا اعلان کیا۔ لیکن جانتے تھے کہ انگریزوں کو خان ہیں یا نہیں وہ پیدائشی خان بہادر ہیں۔

پھر سرحدی خانوں اور سرناظم الدین اور سرعلامہ حسین ہدایت اللہ اور سر سعد اللہ اور نائب سرمہر شاہ نے اپنے اپنے سرو سے خطابی سروں کو تار تار کر کے مسند میں ڈال دیا۔ اس کے بعد مسند کے خان بہادر کبیر اور پنجاب کے راجہ غنغھر علی خاں اور ڈاکے کے نواب رائے نصر اللہ اور

بہنو کے خان بہادر حاجی حسن علی ابراہیم اور برکت علی خاں صاحب علی بھائی پٹیل اور سیکال کے خان بہادر امجد علی اور خان بہادر عبداللہ انجو اور سر طرسن اصغر خانی ایم بی

ای نے اپنے اپنے خطاب مسند ور کے ٹیکے لگا کر محل مائیں ڈال دئے۔ مسلم لیگ کے جنرل سکریٹری نواب لیاقت علی خاں نے اپنی دونوں جھنڈوں کو ٹھٹھا لگا کر شاید کوئی خطابی سند کا خدات کے انبار میں مل جائے۔ ان میں بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جائیں جب کوئی کاغذ نہ ملا تو انھوں نے کہا مجھے موروثی روایات کے بموجب نواب زادہ کہا جاتا ہے۔ اب آئندہ یہ نہ کہنا۔ صرف ٹیسٹ لیاقت علی خاں کہا کرنا۔

یکم رمضان ۱۳۵۷ جولائی منگل دہلی ادبہونی کے سرمد آج ادبہونی علاقہ مدراس سے دوم رٹھنے آئے تھے۔ سداگر عبدالستار نظامی سفر حج کی جگہ حاصل کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ چہ آدمیوں کے لئے چہ سوروپے کسی میں بھیجے تھے مگر جگہ نہیں ملی میں نے بھی کوشش کی مگر کاپی نہیں ہوئی۔ غوث محی الدین نظامی نے ایک خواب دیکھا تھا اس کی بنا پر ادبہونی سے یہاں تک کا طویل سفر کیا تھا۔ میں نے فیذا تعبیر بتائی۔ اور کچھ تلقین بھی کی۔ اور دونوں کو واپس روانہ کر دیا۔ دونوں کو

نومیاں بھی دیں۔ روشن دل محمد صدیق اغوا فی نظامی کے چہوٹے بیٹے ابو طالب نظامی ایک مہینے سے میرے ہاں تھے۔ آج اپنے والد کے خط کی تعمیل میں دہلی چلے گئے جہاں ان کے نانا خان بہادر حاجی شہاب الدین صاحب آرمی کنٹرول کرتے ہیں۔ صوفی صاحب اجیری دہراشتاے ہیں۔ آج بھی آئے تھے۔ اور اپنا کلام بھی سنایا تھا۔ مقرر اسے ایک سال گارڈ صاحب آئے تھے۔ ان کے بھائی محمد

اسیاس صاحب چیف انجینئر کلکتہ میرے قریبی شے والوں میں ہیں۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ دوسرے بھی نکلی اور ابر بھی رہا۔

کریم دھرمیا نے میرے پاس خاکی رنگ کا ٹاپلیک ہی کرتے ہے جو بہت میلا ہو گیا تھا۔ آج دھرمیا نے اس کو دیکھا۔ انا کہہ رہا تھا کہ میں یہ کمریت گاما گیا ہے گنج شکر کے لال میری پہلی گڈ ریا ہوئے۔ تن کو کڑا من کر صاحب۔ گنج شکر کے لال میری گڈ ریا دھرمیا دے۔ گنج شکر کے لال سے مراد حضرت خواجہ

نظام الدین ادلیا رہے ہیں۔ اور میں انھیں کی روحانیت کو اپنے ظاہر و باطن کی صفائی اور آراستگی کا وسیلہ مانتا ہوں۔ میں کچھ بھی نہ تھا انھیں کی توجہ سے خدا نے مجھے سب کچھ عطا کیا۔ شام کو افطار کے وقت گھر میں گیا۔ خواجہ کو اور سب بچوں کو روزہ کھاتے دیکھا۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی جب سب اہل و عیال کو خدا کا فرض ادا کرنے میں منہمک پایا۔ آج علی باغ اور ان کے بچے اپنے بیکے چلے گئے۔ لفظ ”سیکا تخف ہے فقرہ ماں کے ہاں“ کا۔

آج میں نے بڑیاں کھائی تھیں۔ رات کے بارے بچے تک نیند نہیں آئی۔ رات کو بھی بارش نہیں ہوئی۔ آج دن کو دونوں کتابوں کی تصنیف و ترجمہ کا کام بہت اچھا ہوا۔ پہلی تاریخ تھی۔ میں نے شگون لیا کہ سارا مہینہ اچھا رہے گا۔

اور میں بہت زیادہ کام کروں گا۔ کام ماعینا اور عید کا کام۔ لفظ کام کی اضافت ماکھی طرف جائز ہو یا جائز نہ ہو میں تو اس کو جائز ہی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اردو فارسی عربی زبانوں کو متحد کرنا میرا مشن ہے۔ میں نے اصول مقرر کیا ہے کہ موجودہ رواجی اردو میں ایسے عربی فارسی لفظ داخل کروں جن کو اردو کا مودت آسانی سے سمجھ سکے۔

تقدیر بدلتے کا عمل؟ شب قدر میں پڑتے کے لئے پانچ روپے ہدیہ بھیج کر منگا لیجئے حسن نظامی دہلی

اور سمجھنے والوں کو گرائی محسوس نہ ہو۔
۴ رمضان اس پر جولائی بدھ دہلی
نظام المشائخ نے مشائخ میں ملحقہ واحدی
صاحب کی شرکت سے میں نے ایک ماہ دا
رسالہ نظام المشائخ جاری کیا تھا جو اب بھی
جاری ہے۔ آج میں نے اس میں نئی زندگی
پیدا کرنے کا پروگرام بنایا۔

درویش نے پندرہ روزہ درویش بھی دوبارہ
جاری کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ جو تبلیغی مقاصد
کے لئے جاری کیا گیا تھا۔

مرشد نے میں نے ایک ماہ وار رسالہ مرشد
بھی جاری کیا تھا وہ بھی از سر نو جاری کیا گیا۔
گرو سیوک نے ایک رسالہ گرو سیوک بھی
عرصے تک چلایا تھا۔ اور پھر بند کر دیا تھا۔
اب اس کو بھی جاری کیا جائے گا۔

نظام المشائخ واحدی صاحب کی اہل
میں اب بھی شائع ہوتا ہے۔ مگر ذرا کم درجہ
ہے۔ نغمہ رسالے بند ہیں۔ اب تجویز یہ ہے
کہ کاغذ کی آسانی ہونے ہی یہ سب رسالے
چشتی پارٹی کی طرف سے فقر کے ایک ایک
مقصد کا کام شروع کریں۔

ایک لاکھ روپے میرے ایک حیرت
دہندہ کیا ہے کہ وہ ایک لاکھ روپے اس ضرورت
تبلیغ کے لئے نذر کریں گے۔

اہل بیت برقی پریس نے چھاپے کی مشینوں
کے لئے آؤر ویدیا گیا ہے۔ جو درگاہ حضرت
خواجہ نظام الدین اویسیاں لنگائی جانیگی۔
مشینیں لہر کے سے آئیں گی۔

منادی روزنامہ ہو جائیگا کہ پریس کا انتظام
ہوئے ہی منادی کو روزانہ کر دیا جائیگا۔ اور
”چشتی“ نام کا ایک نیا نغمہ دار اخبار
جاری کیا جائے گا۔

گرو سیوک اؤر دین الگ ہوگا اور ہندی
میں الگ ہوگا۔ اور منادی میں عربی اور
فارسی حصے بڑھائے جائیں گے تاکہ عرب مالک
اور فارسی ملکوں میں تبلیغ ہو سکے۔ درویش
پندرہ روزہ اور مرشد ماہوار ہوگا۔ اور نظام المشائخ
ملا واحدی صاحب کا رہے گا اس کو صرف
چشتی پارٹی کی طرف سے امداد دی جائیگی
اور چشتی پارٹی کی مقررہ پالیسی پر چلیگا۔

آج کے کام میں دن بھر ملکوت منزل میں
کام کیا۔ سید یاسین نظامی اور سید رابعہ

اور کبھی دالے سید محمد ابراہیم صاحب
ملنے آئے تھے۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ منادی
تیار ہے۔ ہر تال کی وجہ سے شائع نہیں کیا گیا۔

۳ رمضان یکم اگست جمعرات دہلی
بیوی کی برسی کے آج میری زوجہ۔ میری
حبیب بان کی از قیدیں برسی ہے۔ اس کی
سبکدوش یعنی موجودہ بیوی خواجہ بان صاحبہ نے
ہمیشہ کی طرح آج بھی نیاز کے لئے کئی قسم
کے کھانے پکوائے تھے۔

بارش آج صبح سے لگاتار بارش ہو رہی ہے
میرے بہت زیادہ ٹھنڈا ہو گیا ہے۔ رات کو
اتنی سردی محسوس ہونے لگی ہے کہ میں نے کپڑے بدل دیے۔

شاہ کو جو رہا لڑکی اپنی اماں کی نیاز میں
شریک ہونے کے لئے آئی تھیں۔ میرے بھی
سب بچے نیاز میں شریک ہوئے تھے۔ استاد

شمس الدین صاحب آئے تھے۔ اور کھیر
بھی لائے تھے۔ بارش کی وجہ سے نوچند
جمعرات کے زائون آج بہت کم آئے

میرے ڈاڑھ کے درد میں بہت کمی ہے۔
سلمان اور احمد صاحب آج ناچ رہے
بجایا سلمان احمد صاحب جاوید دالے

ملنے آئے تھے۔ ودنی دی انٹیش کے سامنے

ایک شاندار سہیل بنوا ہے ہیں۔ مرینا
سہیل نئی دہلی میں اور کارونیش سہیل اپنی
دہلی میں دونوں انہیں کی ملکیت ہیں۔
پانچ نمٹا میں نے اخبار منادی میں پانچ نمٹا ہیں
شائع ہوا کریں گی۔ ہر کتاب کے آٹھ آٹھ
صحفے ہیں۔

اخبار کی روانگی آج منادی اخبار شائع
ہو گیا۔ بنگال، آسام بہار اڑیسہ اور بھارت کے
پرچے رکھنے کے کیونکہ ڈاک خانے والوں
سے معلوم ہوا تھا کہ ان مقامات پر پرچے
بھیجے بیگا رہیں۔ پھر بچنے کی امید بہت
کم ہے۔

۴ رمضان ۲ اگست جمعہ دہلی
سرمیرزا آج صبح سرمیرزا اخیلا میں الملک
سے ملنے گیا تھا۔ وہ دل میں حوالہ جہاں جہاں
جائے والے ہیں۔

۱۳
عہدی صاحب نے نظام پریس نئی دہلی کے
منظم مولوی میر محمد علی صاحب مدنی سے
میرے لئے پریس کی دو سہولتوں کا بندوبست

کر دیا تھا مگر ابھی میری صحت سرفر کے خاں
نہیں ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے جانا مانا
کر دیا۔ جبہ کی کارڈ لگا کر تریف کی مسجد بنایا

عتی۔ مولانا حافظ محمد ایوب صاحب پالی پتی
دگادی مسجد میں قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔
بعضیں ہوجاتی ہیں۔ رات کے گیارہ بجے ترائی

حتم ہوتی ہے۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔
کوڑوں کے بچے کے مساؤں کے مہینے میں
کوڑوں کے بچے ہوتے ہیں۔ یوں روزانہ کوڑوں

کے بچوں کی آوازیں بہت دلچسپ سے سنتے
ہیں۔ کیونکہ وہ سب مال یا پست یا
انکار کے ہیں۔ کوڑوں کے بچوں کی چوچوں۔

بہت زیادہ ہوتی ہے۔ بچے بچے ہیں۔

نقد پر بدلے کا عمل؟ تب قدر میں پڑنے کے لئے پانچ پچھڑے بھگڑے ہوئے ہیں۔

۵ رمضان ۱۲۸۱ھ کو شہنشاہی دست مبارک دہلی
۵ گنا میں ہندو کے مذہبی جن ۵
کتاؤں کو شائع کرتا ہے۔ آج دن بھر کی
ترتیب اور تیاری کے کام میں مصروف
رہا۔ مختلف مضامین کی نہایت اہم کتابیں
چیف کمشنر صاحب نے آج صبح آریل
سٹرک پر چیف کمشنر دہلی سے ملنے گیا تھا۔
اب ان کی صحت اچھی ہے۔ دہلی میں بھنگیوں
کی ہڑتال ہو رہی ہے۔ اور اسپرٹل بنک
کی ہڑتال بھی جاری ہے۔ ان سب امور پر
آزاد اہل تشکر مبنی۔
ہارڈنگ لائبریری میں مسٹر فرج الدین
احمد اے۔ اے۔ مرحوم کی جگہ ہارڈنگ لائبریری
کے ڈیسکریٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ایک خواجہ
محمد شفیع صاحب دوسرے مال احمد صاحب
مسٹر اہلی ڈپٹی کمشنر دہلی نے مسٹر جی لڈ
کی وفات کے بعد ان کی خدمات کی جودرد
کی اور مرحوم کی والدہ اور بیوی بچوں کی
جودرد کی وہ برٹش قوم کے اعلیٰ کیرکٹری کسٹانی
ہے۔ اس کے مقابلے میں دہلی کے مزدور
مسلمان مہمان میونسپل کمیٹی کی خود غرضیاں
بھی میرے دل پر نش ہوئیں۔
۶ رمضان ۱۲۸۱ھ کو راستہ اتوار دہلی
تاریخی دن کے آج ۱۹۱۹ء کی جنگ یورپ
شروع ہونے کا تاریخی دن ہے۔ ستمبر میں دوسری
تاریخی جنگ یورپ کا دن آگیا۔ ۹ اگست
کو کانگریس کے اعلیٰ لیڈر نے کانگریس کی تاریخ
ہوگا۔ جبکہ ۱۹۱۹ء میں کانگریس نے ہندوستان
میں جیلوں کو اے گئے۔
ملنسار نظامی آج صبح مکرم محمد بن ملنسار
نظامی ملنے آئے تھے۔ جو ٹانگا میں بیٹلا ہو
گئے تھے۔ اب بھی بہت کمزور ہیں۔ اپنے

والد حضرت خاکسار صاحب کی صدمت اور
لمبی ڈاڑھی ہو گئی ہے۔
انیس الرحمن نظامی کہ انیس الرحمن نظامی
بھی آئے تھے۔ خدائے ان کو ایک ادیبی کی
ہے۔ پہلی لڑکی کا نام میں نے انیسہ رکھا تھا۔
اس لڑکی کا نام مونسہ رکھا ہے۔
رائے بہادر راجہ صاحب صبح دو بجے رائے
بہادر راجہ صاحب شریک چیف انجینئر فی ڈپو
ڈی سے ملنے گیا تھا۔ پھر دہلی میں ملاوادی
صاحب کے ہاں گیا تھا۔ وہاں رسالے پڑھی
کے مالک منشی علی محمد خاں صاحب اور ان
کے لڑکے ڈاکٹر خالد خاں ملنے آئے تھے۔
سلطان احمد صاحب نے جاپان والے
سلطان احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ مگر میں
اس وقت دہلی گیا ہوا تھا۔ ملاقات نہ ہو سکی۔
بیرم خاں نے دو بجے دوبارہ دہلی گیا تھا۔
اور بیرم خاں فلم دیکھا تھا۔ ملاوادی صاحب
اور ان کے لڑکے سید محمد عینی اور سید علی مقربی
اور سید مبینی صاحبی ساتھ گئے تھے۔ مکان سینما
کا بہت بڑا ہے۔ فلم ناچ رہی تھا۔ اور شہرت
مندی کہ مسلمانوں کو اس سے اختلاف ہے
مگر میں نے سوائے اس کے کہ بیرم خاں کی
بیوی سلیمہ سلطان کا ناچ گانا دکھایا ہے۔
اور کوئی خرابی اس میں نہیں دیکھی شروع سے
آخر کا حصہ بہت اچھا ہے۔ لیکن جس عیب کو
میں انتہائی اشتغال اعظم اور توہین امیر بھجنا
ہوں وہ معمولی عیب نہیں ہے۔
تلسی جینی نے شام کو نئی دہلی آریہ سماج
کے مکان میں تلسی داس صاحب مصنف
رامائیکے یادگاری جلسے میں گیا تھا۔ سرگرو
ناتھ سید صاحب سے۔ صبح بہت کم تھا۔ بچاں
ساتھ آئی تھے۔ میں نے بھی تقریر کی تھی۔

راستہ بھول گیا۔ واپسی کے وقت مرٹھ
ٹرانسپورٹ سٹیشن پر گیا۔ وہ نہ آیا۔ وہ ایک
گھنٹے تک سڑک پر پھرتا رہا۔ شکل گھر پر
۵ رمضان ۱۲۸۱ھ کو شہنشاہی دست مبارک دہلی
۵ گنا میں ہندو کے مذہبی جن ۵
کتاؤں کو شائع کرتا ہے۔ آج دن بھر کی
ترتیب اور تیاری کے کام میں مصروف
رہا۔ مختلف مضامین کی نہایت اہم کتابیں
چیف کمشنر صاحب نے آج صبح آریل
سٹرک پر چیف کمشنر دہلی سے ملنے گیا تھا۔
اب ان کی صحت اچھی ہے۔ دہلی میں بھنگیوں
کی ہڑتال ہو رہی ہے۔ اور اسپرٹل بنک
کی ہڑتال بھی جاری ہے۔ ان سب امور پر
آزاد اہل تشکر مبنی۔
ہارڈنگ لائبریری میں مسٹر فرج الدین
احمد اے۔ اے۔ مرحوم کی جگہ ہارڈنگ لائبریری
کے ڈیسکریٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ایک خواجہ
محمد شفیع صاحب دوسرے مال احمد صاحب
مسٹر اہلی ڈپٹی کمشنر دہلی نے مسٹر جی لڈ
کی وفات کے بعد ان کی خدمات کی جودرد
کی اور مرحوم کی والدہ اور بیوی بچوں کی
جودرد کی وہ برٹش قوم کے اعلیٰ کیرکٹری کسٹانی
ہے۔ اس کے مقابلے میں دہلی کے مزدور
مسلمان مہمان میونسپل کمیٹی کی خود غرضیاں
بھی میرے دل پر نش ہوئیں۔
۶ رمضان ۱۲۸۱ھ کو راستہ اتوار دہلی
تاریخی دن کے آج ۱۹۱۹ء کی جنگ یورپ
شروع ہونے کا تاریخی دن ہے۔ ستمبر میں دوسری
تاریخی جنگ یورپ کا دن آگیا۔ ۹ اگست
کو کانگریس کے اعلیٰ لیڈر نے کانگریس کی تاریخ
ہوگا۔ جبکہ ۱۹۱۹ء میں کانگریس نے ہندوستان
میں جیلوں کو اے گئے۔
ملنسار نظامی آج صبح مکرم محمد بن ملنسار
نظامی ملنے آئے تھے۔ جو ٹانگا میں بیٹلا ہو
گئے تھے۔ اب بھی بہت کمزور ہیں۔ اپنے

چلے گئے۔ کہتے تھے اُن کو ابھی سال گرہ کے موقع پر اچھے حضرت نے منصب جنگ خطاب دیا ہے۔ احمد مدنی زائد حسین صاحب راہلہا فائس کو بھی زائد جنگ خطاب ملا ہے۔ ۸ رمضان ۶۱ راکست منگل و صلی سحری کی رونق آج چونکہ ایمان خانے میں سدا تھا اس لئے درگاہ شریف میں سحری کی رونق دیکھی تھی۔

بارش ہمارے وقت ملکوت منزل میں آگیا تھا۔ دیر تک بارش ہوتی رہی۔ ہندوستان کا خفیہ ہتھیار آج میں نے سناؤ میں مشائخ کرنے کے لئے ایک بڑی کتاب کہی شروع کی جس کا نام "ہندوستان کا خفیہ ہتھیار" رکھا ہے۔ پانچ گھنٹے تک اس کتاب کا کام کیا۔ پچھری آدھ کو صلی کے ساتھ ریڈیو ٹیٹ ممبر ٹیٹ صاحب نئی دہلی کی پچھری میں گیا درگاہ حضرت وادامولا صاحب کی حفاظت کے لئے تین فنٹ اونچی چار دیواری بنانے کی وجہ سے میرے خلاف نئی دہلی میں سیٹل کپی نے جو مقدمات چلائے ہیں اس کی پیشی تھی ۲۶ راکست تاریخ مقرر ہوئی۔

میر عنایت حسین صاحب سجاد شین درگاہ حضرت خواجہ حسین رسول خاں اور فضل الہی صاحب صاحب ایڈوکیٹ بھی میری قانونی امداد کے لئے آئے تھے۔

حضرت شیخ کاؤس آج شام کو حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کا سالانہ عرس ہوا تھا یہ مزار درگاہ حضرت بی بی نور صاحب میں ہے جس کو ابھی بیگم ذاب خیر بار جنگ پرادرے بنوایا ہے۔ اور وہاں ایک مسافر خانہ بھی تعمیر کرایا ہے۔ میں درویشوں کے اظہار و طعام کا سامان لے گیا تھا میرے بچے بھی

میرے ساتھ گئے تھے۔ لالہ کونر حسین صاحب میں اپنے والد اور چند رفیقوں کے ساتھ ملے آئے تھے مسٹر یوسف فیروزی کے تحت آلف کالج میرے دوست شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے کے چھوٹے فرزند محمد یوسف صاحب فیروزی نے اظہار کے لئے بہت سی نفیس چیزیں بھیجیں۔ بھل بھی بھیجے تھے۔ ان کے والد کلکتے میں ہیں۔

۹ رمضان ۶۱ راکست بدھ دہلی دھوپ نکلی آج خوب تیز دھوپ نکلی تھی میں نے ایمان خانے کا فرش دھوپ میں ڈال دیا۔ اور صفائی کرائی۔ اور دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا۔ میرے بزرگ حکیم سیار فرزند صاحب فراق مرحوم کے فرزند سید ناصر طلیق صاحب فگار ملے آئے تھے۔ اور میری نفیس دیکھی تھی۔ اور دو تجربہ بڑی تھی۔ لاہور سے چھوٹے نظامی کے بیوی بچے آئے تھے تعویذ لے کر واپس چلے گئے۔

ڈربن کا مارا جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن سے فرزند دعائی روشن دل عبدالحی رضا نظامی کا تالیا تھا۔ فاسفورس کا تیل منگایا ہے۔ میں تیرہ صندوق پہلے بیچ چکا ہوں۔ جہاز کے لئے اسپیشل پروٹ چاہتے ہیں۔ حکیم عبد السلام نظامی آج بعد مغرب حکیم عبدالسلام نظامی اپنے دو قرابت داروں کے ساتھ ملے آئے تھے۔ بخار چڑھا ہوا تھا اسی حالت میں درگاہ شریف کی باؤلی میں نہائے۔ بظاہر یہ خلاف عقل بات تھی لیکن اس باؤلی کا پانی بہت بابرکت پانی ہے۔ ہزاروں بیمار اس میں نہاتے ہیں تو اچھے ہو جاتے ہیں۔ خدائے چاہو بھی جلد ہی تندرست ہو جائیں۔ انگریزی دور کی تاریخ ہند آج اپنے

مکان بے منزل میں بیچ کر انگریزی دور کی تاریخ ہند بھی شروع کی۔ لالہ پریم کرم دہلی سے لالہ پریم شتی اور ان کے چھوٹے بھائی ملے آئے تھے۔ بدھ والے سید یامین نظامی بھی ملے آئے تھے۔

ڈاک کی روانگی آج سے ڈاک خانے نے ڈاک اپنی شروع کر دی۔ بہت زیادہ ٹیکٹ اور پارسل تیار کر کے تھے۔ اُن کا ایک حصہ روانہ ہوا۔ آج جولائی کی تقویمیں بھی بانٹ دیں۔ آسمان رام صاحب کی وفات آج پنج اونچی صاحب طوطی مسلم لیگ نے غازی آباد سے افسر ناک خبر بھی ہے کہ لالہ تارام صاحب نے وفات پائی۔ لالہ تارام اکثر میرے پاس آیا کرتے تھے میں نے اُن کو قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بھی دیا تھا۔ اور ایک دفعہ میں اُن کے مکان پر غازی آباد میں کھانا کھانے بھی گیا تھا۔ بہت طمسار پرائی تہذیب کے ہندو تھے۔ مجھے اُن کی وفات کا بہت حد صدمہ ہوا اور میں اُن کے پس ماندوں سے ہمدردی ظاہر کرتا ہوں۔

۱۰ رمضان ۶۱ راکست جمعرات دہلی عربی نصاب تعلیم میری زندگی کی شروعات کے وقت ہندوستان کے بہت سے دور اندیش علمائے ندوۃ العلماء قائم کر کے عربی نصاب تعلیم کی اصلاح کی کوشش کی تھی۔ جسے بہت بڑے بڑے اور بہت دھوم دھام کے ہوئے۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا۔ وجہ یہ ہے کہ وہ ایک اچھا نصاب تعلیم مرتب کرنے کے بعد علماء سے بات چیت کرتے تو کامیاب نہ ہوا۔ کسی عمارت کو سماد کرنے سے پہلے ایک اچھے نمونے کی عمارت بنانی جائے تو عمارت تیار ہوتی ہے

تقدیر میرے لئے کا عمل؟ شب قدر میں پڑھنے کے لئے پانچ بیٹے ہدیہ بھیج کر بھیجے۔ جس نظامی ملی

ناظرین کے خطوط کا خلاصہ

محرر ہمارے سرکار میں شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے والے ہیں۔
وہی سے لکھا ہے مجھے تازہ منادی میں شاہی خاندان کے دو ذریعے بہت پسند آئے اس سلسلے کی اور انہیں کہاں میں گی ؟

جواب : اس سلسلے کی بارہ کتابیں چھپ چکی ہیں۔ اور ہزار ہا منادی وہی سے مل سکتی ہیں۔

پندرہ رام ناتھ صاحب کی لکھی ہوئی کتاب کے میری نسبت اور منادی کی نسبت غور سے محبت کے الفاظ کا خط بھیجا ہے۔ اور قرآن شریف کے ہندی ترجمے کی طبع ثانی کی امداد بھیجنے کی خواہش کی۔

جواب : ہمیں آپ کی صحت و سلامتی کی خاطر اور رہنمائی۔ قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بہت عمدہ چھپنا شروع ہو جائے گا۔ آپ کی امداد شکر سے قبول کی جائے گی۔

ملک عزیز محمد صاحب بی اے وکیل کے ذریعہ غازی خاں سے لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت اکبر الدامادی کے خطوں کا مجموعہ پڑھا جس میں ظاہر ہوا کہ حضرت اکبر کو آپ کے ساتھ اور آپ کے بچوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی۔ سوال یہ ہے کہ ان کی وفات کے بعد آپ نے ان کے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا؟ اور حضرت اکبر کے بیٹے عشرت میاں کی کب کہاں ہیں ؟

جواب : میں نے حضرت اکبر کی وفات کے بعد ان کے بچوں کے لیے ایسا ہی تعلیق رکھا جیسا اپنے بچوں کے ساتھ ہے۔ اور وہ اب تک قائم ہے عشرت میاں نے چند چھپنے چھپنے کے ذریعے سے رملت لی۔

ناظر علی خاں صاحب نے ایک خط لکھا ہے کہ میرے پاس تین تالیفات تھیں کہ شروع کے ہندو پتے ہیں۔ ان کے ہندو پتے اب تک نہیں

پہنچے۔ اور عام فہم تفسیر تیار ہے یا نہیں؟
جواب : کاغذ بننے کی وجہ سے بقیہ ہندو پتے چھپ نہ سکے تھے۔ اب کاغذ ملا ہے۔ اور بہت جلد چھپائی پوری ہو جائے گی۔ امید ہے۔ عام فہم تفسیر موجود ہے۔ جلد دو حصوں میں تیار ہو چکا ہے۔ ان کے میں دفتر اخبار منادی ہی سے منگائی جاسکتی ہے۔

مولوی محمد نیاز احمد خاں صاحب نے تحصیل دار قادریہ لکھتے ہیں۔ میرا دلنا جیسی اسی کتاب کی چھپائی کی خبر سے بہت خوش ہوئی۔ اس کی قیمت مطلع فرمائی۔
جواب : آٹھ سو صفحات کی کتاب ہے۔ عمدہ کاغذ پر چھپ چکی ہے۔ پانچ روپے فی جلد ملاکت کی گئی۔ مگر میں ایک روپے کو دو گنا کر کے ان کو دو تون تک پہنچانی ہے جن کے پاس زیادہ روپیہ نہیں ہے۔

سید محمد حسن صاحب زبیدی کے عقب کلاں کے دی سے لکھتے ہیں۔ اپنا خط آپس کے دیکھتے اور یہ بھیجا جائیگا کہ آپ خطاب کے جواب کے لئے؟

جواب : جناب بی طلب آپ کے خط کی خدمت میں پہنچا کر شیعوں کی محبت کے خلاف لڑائی کے لئے امداد تھا۔ اور جب آپ کے بعد اعلیٰ میدان جنگ میں آئے تو سب جہاد کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پہلے اس سببی تاریخ پر غور کیجئے اس کے بعد مجھے جواب دیجئے گا۔

منشی حمید احمد صاحب صاحب نے ایک خط لکھا ہے کہ آپ آموں کا پارسل بی کشن پور میں نہیں بھیجا کہ پارسل بندھے۔ شاہدہ بی کشن پور میں بھیجا۔ مگر بی کشن پور میں بی کشن پور میں پارسل منگوانا بھیجا معلوم ہوا کہ یہ خیال ہو گیا تھا کہ آپ باطل مشرک ہونے کے تاہم محبت و برائیوں کا اندراج ہر سال کے پارسلوں کا طبع ہو گیا ہے۔ ان کے خدا کو سننے والا نہیں سمجھتے۔
آموں کا وہی شکر سید ادا کرتا ہے۔

معراج الدین صاحب نے ایک خط لکھا ہے کہ شاہ سندھ سے خطاب کی مبارک باد بہت اچھے الفاظ میں بھیجی ہے۔ بہت بہت شکریہ۔
مرزا عبدالقادر بیگ صاحب کو وکیل جمیر شریف نے ایک مطبوعہ اعلان بھیجا ہے کہ لندن سے دو گاہ کٹی کے وکلیوں کو ذریعہ تار اطلاع بھیجی ہے۔ مگر سید مرزا احمد صاحب سابق منشی دو گاہ کٹی نے دو گاہ کٹی کے خلاف جرائد پریس کوئل میں دائر کی تھی وہ مع خورجے کے خارج ہو گئی۔
جواب : میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ باشندگان جمیر شریف کو مقدمہ بازی سے ہمیشہ کٹے نہ دے۔
منشی کرم دین لطیفی نے اور منشی بیگستان کشمیر سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک اور لڑکا عنایت فرمایا ہے۔ پہلے لڑکے کا نام میں نے ابو طالب رکھا تھا۔ اس لڑکے کا نام محمد مطلوبہ رکھا ہوں اور صحت و سلامتی کی دعا دیتا ہوں۔

ایک شیعہ پولیس فیسر صاحب نے ساکن گوالیار لکھتے ہیں۔ میں شیعہ مذہب رکھتا ہوں مگر حضرت غوث الاعظم کی گیارہویں کی نیاز بھی دلاتا ہوں۔ سیر والد صاحب قبلہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

جواب : آپ نے شیعہ ہو کر گیارہویں کو مانا۔ اور میں نے سنی ہو کر حضرت علی علیہ السلام اور ولی مانا۔ آپ کو بھی شیعہ سنی ملاپ کا ثواب ملے گا۔ اور مجھے بھی۔ آپ کو بھی شیعہ لوگ سنی کہیں گے۔ اور مجھے بھی سنی لوگ شیعہ کہیں گے۔ غ۔

خوب گذرے گی چوٹ چھپیں گے دیوانے دو

تقدیر بدلنے کا عمل؟ شب قدر میں برسنے کے لئے پانچ روپے بیکھر مگنا لیجئے جس خطائی کی

ضروری اطلاعات

حضرت علیؑ کا سالانہ عرس

۲۱ رمضان دو شنبے کے دن صوفیوں کے تمام سلسلوں کی دعاگو اور فائز ہوں ہیں حضرت علیؑ کا سالانہ عرس ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سال اس عرس کی ایک یادگار قائم کی جائے۔ اور وہ یہ ہے کہ ۲۱ رمضان کو جن کے ہاں بچے پیدا ہوں ان کے خواہ لڑکیاں وہ حضرت علیؑ کے والد حضرت ابوطالبؑ کے نام برائے نام رکھیں اور ان کے نام ابوطالب اور لڑکیوں کے نام کنیز ابوطالب کے ساتھ سالانہ پہلے میں نہایت شہ سے متاثر ہو کر ایسا ہی اعلان شائع کیا تھا اور وہ فتویٰ یہ تھا کہ ایک صاحب سوال کیا تھا کہ حضرت علیؑ کے والد حضرت ابوطالبؑ کے نام رکھے؟ اور جی ہاں نہیں؟ اس کا جواب ابوی صاحبان نے یہ دیا تھا کہ حضرت علیؑ کے والد کا فرقہ ہے اور مرتے فوت انھوں نے خود رسول اللہؐ سے کہا تھا کہ میں آگ میں جاؤں گا۔ لیکن نافرمان کرنا ہوں مگر عاقبول نہیں کروں گا اس واسطے وہ دوزخی تھے۔

میں نے اعلان کیا تھا کہ اس سال جن کے ہاں بچے پیدا ہوں وہ ابوطالب اور کنیز ابوطالب نام رکھیں۔ اور مجھے بھی خدا نے اس سال بچہ تعینا عنایت فرمایا تھا۔ اور اس کا نام میں ابوطالب رکھا تھا۔ اور اطلاعیں آئی تھیں کہ میری تحریک سے پانچ ہزار بچوں کے نام اس ابوطالب اور کنیز ابوطالب کے لئے تھا اور سلسلہ اطلاعات سے یہ معلوم ہوتا رہتا کہ وہ سب بچے زندہ سلامت ہیں۔ یہاں تک کہ جن کے ہاں بچے زندہ نہیں رہے تھے ان کے ہاں بھی ابوطالب نام کے بچے اب تک زندہ ہیں۔ لہذا اب میں کہتا ہوں کہ حضرت علیؑ کے عرس کے دن جن بچوں کے نام ابوطالب اور کنیز ابوطالب رکھے جائیں۔ خدا انھیں دنیا میں عمر درازی عطا فرمائے گا۔ اور فادہ خلق ہند میں جس طرح کہ حضرت ابوطالبؑ رسول خداؐ کی خدمت اور حمایت میں اپنی زندگی کا بڑا حصہ صرف کیا تھا۔ جن کے ہاں اولاد نہیں ملتی وہ اترائیچ کو منتیں مانیں کہ اگر خدا ان کو اولاد دے تو وہ ابوطالب اور کنیز ابوطالب نام رکھیں گے۔

حسن نظامی

حضرت امیر خسروؒ کا عرس

۱۷ اشوال ۱۳۶۹ھ کو حضرت امیر خسروؒ کا سالانہ عرس ہوگا اور ۱۷ اشوال ظہر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز تک ختم شام ہو جائے گا میں حضرت امیر خسروؒ کی شہادت کی مناسبت سے ایک منقبت لکھتا ہوں۔ منقبت ۱۷ اشوال سے زیادہ ہونی چاہئے منقبت کے مضامین میں میں صبح ہیں۔ (۱) حضرت امیر خسروؒ کی عمر میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے مرید ہوئے اور پھر اپنے پیروں کی حالت تک سب کیوں زیادہ اپنے پیروں کے مقبول ہو گئے۔ (۲) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا تھا کہ میں آگ میں جاؤں گا۔ لیکن نافرمان کرنا ہوں مگر عاقبول نہیں کروں گا اس واسطے وہ دوزخی تھے۔ (۳) حضرت امیر خسروؒ نے کہا لایا؟ تو عرض کر دوں گا خسروؒ کے دل کا سوز۔ (۴) حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا تھا کہ میں آگ میں جاؤں گا۔ لیکن نافرمان کرنا ہوں مگر عاقبول نہیں کروں گا اس واسطے وہ دوزخی تھے۔ (۵) حضرت امیر خسروؒ نے فرمایا تھا کہ میں آگ میں جاؤں گا۔ لیکن نافرمان کرنا ہوں مگر عاقبول نہیں کروں گا اس واسطے وہ دوزخی تھے۔

حضرت امیر خسروؒ نے ہندی زبان ایجاد کی تھی۔ لہذا جو نظمیں حضرت امیر خسروؒ کی منقبت ہیں ان میں یہ پانچوں چیزیں یا ان میں سے چند ضرور ہونی چاہئیں۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام سے بھی گزراش کی گئی ہے کہ وہ گزشتہ زمانے کی طرح اس سال بھی حضرت امیر خسروؒ کی منقبت مرحمت فرمائیں۔

بزم خسروی کی مجلس کی صدارت حسب معمول قدیم سرمد سلطان احمد صاحب کریں گے۔ اور جو لوگ اس شاعرے میں نہ آسکیں گے۔ اور اپنا کلام بھی دیں گے۔ تو پہلے ان سب کا کلام مجلس میں پڑھا جائیگا۔ اور اسے حضرت کی منقبت حاضرین مجلس حسب دستور پڑھیں گے۔ اور یہ مجموعہ پہلے سے چھپ کر تیار رہے گا۔ اور جلسے میں غائب کیا جائیگا عید تک سب کی مجلس میں جانی جائیں۔ اور مجموعہ تمام دور رس ہو سکے گی۔ حسن نظامی

تقدیر بدلنے کا عمل ہاں شب قدر میں پڑنے کے لئے پانچ پچھڑے مہرہ بھیج کر منجائیے حسن نظامی دہلی

تاریخ جہاد رسول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بعد حمد و صلاۃ کے حسن نظامی دہلوی عرض کرتا ہے کہ آج ۲۵ رمضان ۱۳۵۶ھ رگست ۱۹۳۶ء عیسوی دوشنبہ کے دن ملکوت منزل میں ظہر کے بعد یہ مبارک تاریخ لکھنی شروع کی گئی۔

ہجرت کا پہلا دن

حدیث کی معتبر روایتوں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت اولیٰ کی بارہ تاریخ پیر کے دن مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں رونق افروز ہوئے۔

یہ بات تو ساری دنیا جانتی ہے کیونکہ ہر تاریخ میں اس کا بیان ہے کہ مکہ سے مدینہ میں ہجرت کرنے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت کے دشمن آنحضرت کو شہید کر ڈالنا چاہتے تھے تاخیر خدا کے حکم سے آنحضرت نے اپنا شہر چھوڑ کر مدینہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ اور حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر بلا لیا۔ اور خود آدھی رات کے وقت گھر سے نکلے جب کہ دشمنوں نے آنحضرت کے گھر کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ مگر جس وقت آنحضرت گھر سے نکلے تو گھیر ڈالنے والے دشمن سر گئے تھے۔ کیونکہ وہ چاہتے تھے کہ جب آنحضرت صبح کے وقت غار کے لئے کہیں میں جائیں اُس وقت آنحضرت کو قتل کر ڈالیں۔ اس واسطے وہ سب سو گئے تھے۔ آنحضرت اپنے دوست حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ گھر سے باہر نکلے اور مکہ کی آبادی کے باہر پہاڑ کے ایک

غار میں جا کر چھپ گئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ دشمن تلاش کرنے آئیں گے۔ اور مجھے سب راستوں میں دیکھتے پھریں گے۔ وہ کہیں نہ کہیں مل جائیں گے۔ اس واسطے آنحضرت تین دن غار کوز میں پوشیدہ رہے۔ جہاں حضرت ابوبکرؓ کے گھر سے اُن کو کھانا ملتا رہا۔ اور کسی دشمن کو معلوم نہ ہو سکا کہ آنحضرت کہاں چلے گئے۔

جب صبح ہوئی تو دشمنوں نے آنحضرت کے گھر میں جا کر دیکھا کہ آنحضرت اپنی چادر اوڑھے سوئے ہیں۔ انھوں نے چہرے سے چادر مٹائی تاکہ چہرہ دیکھ کر قتل کریں۔ انھوں نے دیکھا کہ آنحضرت وہاں نہیں ہیں۔ بلکہ حضرت علیؓ سوتے ہیں۔ وہ لوگ فوراً باہر چلے گئے۔ اور انھوں نے مکہ سے جانے والے سب راستوں پر تلاش کرنے والوں کو بھیجا۔ مگر آنحضرت

کا کہیں پتہ نہ چلا۔ تب وہ تیسرے دن پہاڑ کے اُس خانہ کے پاس بھی پہنچ گئے۔ جس کے اندر آنحضرت چھپے ہوئے تھے جب دشمنوں کے آنے کی آہٹ آنحضرت اور اُن کے ساتھی حضرت ابوبکرؓ نے سنی تو حضرت ابوبکرؓ نے دُر کر کہا کہ دشمن آگئے۔ آنحضرت نے فرمایا "لَا تَحْزَنُوا إِنَّ اللّٰهَ

مَعَنَا" اُمّت ڈر اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس بات کا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے رسولؐ نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ اُمّت اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اور قرآن شریف میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ خدائے اندر دو نہیں تھے۔ تیسرا خدا بھی موجود تھا۔ الفصیح جب آنحضرت غار سے نکل کر مدینہ کی طرف گئے تو مدینے کے قریب جا کر ایک دشمن نے حضرتؐ کو جالیا۔ اور قریب تھا کہ وہ حضرتؐ پر حملہ کرے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد آئی۔ اور اُس دشمن کا گھوڑا ریت کے ایک ٹیلے میں دھنس گیا۔ اور وہ ڈراؤں گھر لے اپنے عاویہ کے زور سے مجھ ریت میں ہنسایا۔ آخر کار آنحضرت مدینے میں داخل ہوئے اور وہاں اُن کا بہت دہرم دہام سے استقبال ہوا۔ اور یہ ہجرت کا پہلا دن تھا۔ رجب اول کی بارہ تاریخ تھی۔ اور پیر کا دن تھا۔

دشمنوں کی تیاریاں

جب مکہ کے والے دشمنوں کو معلوم ہوا کہ آنحضرت مدینے میں پہنچ گئے ہیں تو انھوں نے مدینے پر چڑھائی کرنے کی تیاری شروع کی۔ اور یہ قرار پایا کہ پہلے لڑائی کے لئے روپیہ اور سود کا

سامان جمع کر لیا جائے۔ اس لئے مکے والے دشمنوں نے کئی سوداگری قافلے مختلف ملکوں میں بھیجے۔ تاکہ سوداگری سے جو کچھ بچت ہو اس سے ہتھیار اور گھوڑے اور اونٹ اور رکھانے پینے کا سامان جمع کیا جائے۔

آنحضرتؐ کو بھی اس کی خبر ہو گئی۔ اور آنحضرتؐ نے بھی امدادہ کیا کہ دشمنوں کی یہی سہیلے ان کے قافلوں کو روٹ لیا جائے تاکہ دشمن مدینے پر حملہ نہ کر سکیں۔ چنانچہ آنحضرتؐ

نے ہجرت کے ساتویں مہینے رمضان میں اپنے چچا حضرت حمزہؓ کے لئے ایک جھنڈا تیار کیا۔ اور دشمن کی تیاریوں کو دیکھنے کے لئے حضرت حمزہؓ کو بھیجا گیا۔ پھر سوال ہجرت

کے آٹھویں مہینے میں ایک جھنڈا عبیدہ بن حارثؓ کو دے کر راتوں کی طرف بھیجا گیا۔ پھر ہجرت کے نویں مہینے ذی قعدہ میں سعد بن ابی وقاصؓ کو خراڑ کی

طرف بھیجا گیا پھر ہجرت کے بارہویں مہینے صفر میں خود رسول خداؐ مقام ابواء کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ہندو دن

مدینے سے باہر رہے۔ مگر دشمن آنحضرتؐ کی آمد کی خبر سن کر بھاگ گئے۔ پھر ہجرت کے تیرہویں مہینے یعنی سہ مہریں

خود آنحضرتؐ ابواء کی طرف تشریف لے گئے۔ کیونکہ آنحضرتؐ کا ایک بڑا دشمن امیہ بن خلفؓ ڈبالی ہزار اونٹوں کے قافلے

کے ساتھ جا رہا تھا۔ مگر وہ بھی آنحضرتؐ کی خبر سن کر بھاگ گیا۔ پھر اسی مہینے میں دوبارہ آنحضرتؐ مقام بدر تک تشریف

لے گئے۔ اور دشمن بھاگ گئے۔ پھر سہ مہریں یعنی ہجرت کے سولہویں مہینے جماد الثانیہ میں آنحضرتؐ دشمنوں کو مرعوب کر کے

لئے فوج لے کر گئے۔ اور دشمن بھاگ گئے۔ پھر ہجرت کے سترہویں مہینے رجب میں آنحضرتؐ نے عبداللہ بن جحشؓ کو فوج دیکر قافلہ میں بھیجا۔ مگر دشمن ہاتھ نہ آئے۔

سنہ ۱۲ھ ہجری میں بدر کی پہلی لڑائی

حدیثوں اور معتبر تاریخوں سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رمضان کے مہینے میں جو ہجرت کا انیسواں مہینہ تھا۔ آنحضرتؐ کو خبر ملی کہ یزید کا واد ابو سفیان کے والے دشمنوں کا ایک

بہت بڑا سوداگری قافلہ لے کر ملک شام گیا تھا۔ اور اب وہ بہت بڑا انفع حاصل کر کے شام سے واپس آرہا ہے۔ اور پچاس ہزار

اشرفیاں اس کے پاس ہیں۔ اور مکے پہنچ کر اس روپے سے لڑائی کا سامان جمع کیا جائیگا اور مدینے پر چڑھائی کر کے آنحضرتؐ اور مدینے والوں سے جنگ کی جائیگی۔ اس واسطے

آنحضرتؐ نے کچھ خبروں کو بھیجا کہ وہ قافلے کی صحیح خبر لائیں کہ جو کچھ سنا گیا ہے وہ درست ہے یا محض افواہ ہے۔

آنحضرتؐ کے خبر اونٹوں پر سوار ہو کر ابو سفیان کے قافلے کی تلاش میں نکلے تو ان کو معلوم ہوا کہ خبر سچی ہے۔ اور وہ آنحضرتؐ کے پاس قافلے والوں کی پوری معلومات لیکر حاضر ہوئے۔

ابو سفیان کو بھی خبر ہو گئی کہ محمدؐ کے پاس ہماری خبر معلوم کرنے آئے تھے۔ اس واسطے وہ خود آنحضرتؐ کے مخبروں کی تلاش میں نکلا۔ اور اس نے ایک کنوئیں کے پاس

اونٹ کی مینگنیوں بڑی ہونے دیکھیں۔ اور ان مینگنیوں کو اس نے توڑ کر دیکھا تو اندر سے کچھ بدل گئیں۔ یہ دیکھتے

ہی ابو سفیان نے کہا اس قافلے میں آیا۔ اور

کہا یقیناً محمدؐ کے پاس سو سو نے ہمارا حال معلوم کر لیا ہے۔ کیونکہ مینگنیوں سے کچھ بدل کی گئیاں نکلی ہیں۔ اور چونکہ

مدینے میں کھجوریں زیادہ ہیں۔ اور اونٹ کھجوریں کھاتے ہیں اس واسطے ان کی مینگنیوں میں گھٹیاں تھیں۔ اس کے بعد ابو سفیان

نے حکم دیا کہ ہمارا قافلہ شہور راستے سے ہٹ جائے۔ اور دوسرے غیر شہور راستے سے روانہ ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی ابو سفیان

نے ایک تیز ساندی سوار کر کے کی طرف دوڑایا کہ توجہ دی کے میں جا۔ اور مکے والوں کو خبر دے کہ محمدؐ ہمارے قافلے پر حملہ کرنا

چاہتے ہیں تم سب جلدی ہماری مدد کے لئے آؤ

مکے کا حال

بدر کی لڑائی سے چند روز پہلے ایک دن قاتکہ بنت عبدالمطلبؓ اپنے بھائی عباسؓ سے کہا۔ کہ بھائی آج میں نے ایک وحشت ناک خواب دیکھا ہے۔ اور جب سے

خواب دیکھا ہے میرا دل گھبرا رہا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتی کہ کیا سونے والا ہے۔

عباسؓ نے اسے مسکراتے ہوئے کہا۔ بہن کمال کتنی ہو خواب بھی کوئی چیز ہے۔ انسان جب سو جاتا ہے تو طرح طرح کے خواب دیکھتا

ہے۔ اور جب سو کر اٹھتا ہے۔ تو ان خوابوں کو فراموش کر دیتا ہے۔ تم بھی اپنا خواب بھول جاؤ۔ مگر کے کام کا ج سے دل سہلاؤ

قاتکہؓ نے کہا۔ بھائی وہ خواب ایسا نہیں ہے جسے بھول جاؤں۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ وہ مجھ پر سے دلغی میں موجود ہے یہ

معلوم ہوتا ہے کہ میں بیداری میں بھی یہی خواب دیکھ رہی ہوں۔ جب میں سو کر اٹھتی

تعبیر کیا جا رہا کہ یہ خیال دل سے نکل جائے۔
لیکن نکلنے کی جگہ وہ اور زیادہ حافظہ میں
مضبوط ہو گیا۔ بھائی تم مازیانہ ماز لیکن
میں تو اپنا خواب سچا سمجھتی ہوں۔ مادر میرا
دل اس خیال سے بیٹھا جاتا ہے کہ عنقریب
قریش پر کوئی بڑی مصیبت آنے والی ہے۔“
عباسؑ نے بہن کو بہت زیادہ متاثر
اور خوف زدہ دیکھ کر تسلی دی اور کہا کہ اچھا
اپنا خواب تو بیان کر دو۔ میں بھی توفسوں کہ
تم کس بات سے اتنی پریشان ہو رہی ہو۔“
عائشہؓ نے عباسؑ کو متوجہ کر کے اپنا
خواب اس طرح بیان کیا کہ ”میں کیا دیکھتی
ہوں کہ ایک شخص عجیب شکل اور عجیب وضع
کے ادھر پر سوار چلا آ رہا ہے۔ وہ مقام
الطح میں آکر ٹھہر گیا۔ یہاں ایک اُس نے بہت
زور سے چیخا اور یہ کہنا شروع کیا کہ بھاگ بھاگ
لے فدا لوگوں کے بچو اپنی قبروں اور اپنے
مقتولوں کی طرف بھاگو۔ تین دن کے اندر
اندھاپے مرنے کی جگہ پہنچ جاؤ اس کی خوفناک
آواز کھلے ہوئے میدان میں پھیل گئی۔ یہ آواز
جس کے کان میں پہنچی وہ اس کی طرف دوڑا
ایک بڑی جماعت اس کے پاس جمع ہو گئی۔
جب وہ چلا تو یہ جماعت اس کے پیچھے
پیچھے چلنے لگی۔ وہ بدستور اونٹ پر
سوار کعبہ کی پشت پر پہنچا۔ اور تین بار بلند
آوازیں دی الفاظ دہرائے۔ جو اُس نے
الطح کے میدان میں کہے تھے۔ اس پر
بعد میں آنکھ اٹھاتی ہوں۔ تو وہ ابو عبسؑ
کی چوٹی پر نظر آتا ہے۔ بدستور اونٹ پر سوار
ہے۔ اور بہت زیادہ ہولناک طریقے سے
پکار رہا ہے۔ اس کے بعد اُس نے ہمارے
ایک بڑا پتھر اٹھا کر پھینکا۔ یہ پتھر نیچے آکر ٹوٹے

ٹکڑے ہو گیا۔ اور کئی کئی گھر اس پتھر کا
ایک ایک ٹکڑا پہنچ گیا۔
عائشہؓ اپنا خواب بیان کر کے تھوڑی دیر
چپ رہیں جیسے کوئی سنیچ میں پڑ جاتا ہے
پھر عباسؑ سے کہا ”بھائی یہ خواب ہے جو
میں نے دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ عنقریب
کوئی مصیبت تم پر نازل ہونے والی ہے
لیکن بھائی، تم اس خواب کا حال کسی سے
نہ کہنا کہ فائدہ نہ کہ لوگ جھگڑائیں اور ہمارے
دل کو دکھ پہنچا۔ جو مصیبت بھی آئے
ہمیں اس کا مقابلہ کرنا چاہیے۔“ عباسؑ یہ
خواب سن کر اور بہن کو تسلی دے کر رخصت
ہوئے۔ عباسؑ نے بہن کو تسلی تو دی۔ لیکن
سچی بات یہ ہے کہ عائشہؓ کا خواب بالکل
سچ سمجھ رہے تھے اور آنے والی مصیبت کے
تصور سے ان کا دل بہت اُداس اور وحشت
زدہ ہو رہا تھا۔ عائشہؓ سے رخصت ہو کر وہ
سیدہ و لیدہ بن عتبہ کے پاس پہنچے جو
ان کا بڑا گہرا دوست تھا اور یہ تمام واقعہ
اُس سے بیان کیا۔ ساتھ ہی اُسے تاکید بھی کی
کہ اس خواب کا حال کسی سے نہ کہے۔ لیکن ایسی
باتیں کہیں چھپتی ہیں۔ ولیدہ بن عتبہ نے
عباسؑ سے کہے جاتے ہی اپنے طے والوں سے
عائشہؓ کا خواب بیان کیا۔ انھوں نے دوسرے
سے اور پھر شام ہوتے ہوتے کئی کئی گھر میں
اس خواب کا چرچا ہو گیا۔
دوسرے دن عباسؑ ٹھہرے نکلے تو کیا
دیکھتے ہیں کہ قریش کے ایک مجمع میں ابو جہل
بیٹھا جو اس خواب کے متعلق چہ میگوئیاں
کر رہا ہے۔ عباسؑ کو دیکھ کر وہ اور زیادہ
چراغ پا ہو گیا اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔
”سنو عباسؑ! اب پانی سر سے گزر چکا ہے

اب ہم سے زیادہ تھل کی امید نہ رکھو۔ دیکھو
تو بھی ہم نے کہاں تک تمہاری باتوں پر صبر
کیا ہے۔ سب سے پہلے تم نے شیخی بھجاری
کہ ہم حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں۔ ہم خاموش رہے
کہا بھائی اپنے منہ میاں مٹھو نہ ہمیں کیا۔
اس کے بعد تم نے کہا کہ ہم بیت اللہ کی درباری
کرتے ہیں اور اس لئے ہم سب سے بڑے گرمیں
یہ سن کر بھی ہم چپ رہے۔ پھر تم نے کہا کہ ہم
عرب ہیں سب سے زیادہ مہمان نواز اور سب
سے زیادہ سخی ہیں۔ ہم ان باتوں پر بھی خاموش
رہے۔ ان باتوں پر کیا۔ ہم ہمیشہ تمہاری
شیخوں سے درگزر کرتے رہے لیکن تم نے
ہماری درگزر سے غلط فائدہ اٹھایا۔ تمہارا حوصلہ
بڑھتا رہا اور اب تمہارا یہ حال ہے کہ نبوت
کا دعویٰ کرنے لگے ہو۔ اے مُطَلَب کی اولاد
کیا مردوں کے نبی بننے سے تمہارا جی نہیں
بھرا کہ اب تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگیں۔
لو صاحب عائشہؓ بھی تم کو ٹھراتی ہیں کہ ہم
بے خواب دیکھا ہے مصیبت آنے والی ہے
عباسؑ یا درکھو! ہم تمہاری باتوں میں آنے
والے نہیں، جھوٹ ہے۔ سراسر جھوٹ ہے
عائشہؓ نے کوئی خواب نہیں دیکھا یہ سب من گھڑت
ہے۔ پھر بھی میں تین دن تک اس خواب کی
تعبیر کا انتظار کرتا ہوں۔ اگر تین دن تک کوئی
نئی بات پیدا نہ ہوئی تو پھر میں اعلان کر دوں گا
کہ تمہارا کھانا اسکت زیادہ جھوٹا ہے۔“
عباسؑ کو ابو جہل کی باتوں سے طیش
آ گیا اور انھوں نے سخت لہجہ اور سخت الفاظ
میں کہا جھوٹ تو ہمارے گھرانے کی نسبت
تجربہ پر اندیزے گھرانے پر زیادہ بھروسہ ہے۔
ابو جہل نے کہا کہ تین دن میں معلوم ہو جائے
کہ تم جو نے ہو یا میں جو ہا ہوں اس کے بعد

عباسؑ اس مجمع سے علیحدہ ہو گئے۔ اتفاق سے بنی مصلیب کی عورتوں کو بھی اس سال وجواب اور ابو جہل کی مہودہ باتوں کا علم ہو گیا۔ شام کو جب عباسؑ گھر میں آکر بیٹھے تو سنے انہیں گھیر لیا۔ اور عورتوں نے کہا کیوں جی یہ ابو جہل ہم کو اور ہمارے خاندان کو اس طرح برا بھلا کہتا رہا۔ اور تم چپ چاپ سنتے رہے۔ تم سے یہ نہ ہوا کہ اُسے اس کی بدزبانی کا مزہ چکھاتے۔ افسوس تم کو ذرا غیرت نہ آئی۔ عباسؑ عورتوں کی یہ باتیں سن کر پسینے پسینے ہو گئے اور دل میں بہت پشیمان ہوئے۔ انھوں نے خواتین سے وعدہ کیا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ میں کل یا پرسوں ابو جہل کی طرف جاؤں گا۔ اور اس نے ذرا بھی اس قسم کا ذکر چھیڑا تو میں اُسے ایسا اڑے باھڑوں لوں گا کہ ہمیشہ یاد رکھے گا۔

دوسرے دن ابو جہل نے لوگوں سے کہا کہ مجھے صاحب دُور دن ہوئے اور کوئی نئی بات پیدا نہیں ہوئی میں نے تو سنتے ہی کہہ تھا کہ حالتِ نکاح جواب جھوٹا ہے۔ تیسرے دن تو اس کے غرور کی حد نہ تھی۔ اس نے جا بجا بنی مصلیب اور عاتکہؑ کو مٹھو مٹھو کر لیا اور ان کا مذاق اڑایا۔ عباسؑ تو پیلے ہی سے جلے ہوئے تھے۔ یہ باتیں سن کر بہت مشتعل ہوئے اور ابو جہل کو ڈمھنڈا بنے لگے کہ جہاں کہیں مل جائے اُس سے بدزبانی کا انتقام لیں۔

عباسؑ اسی جستجو میں سرگرداں تھے کہ انہیں دودھ سے ابو جہل کی شکل دکھائی دی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بنی سہم کے دروازہ کی طرف بھاگا ہوا جا رہا ہے عباسؑ یہ سمجھے کہ ابو جہل نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ اور میرے

لڑنے جھگڑنے کے خوف سے بھاگا ہوا جا رہا ہے۔ لیکن یہ تیز تیز قدم اٹھانے ہوئے آئے بڑے تو معلوم ہوا کہ یہ معاملہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک خوفناک آواز اُسے اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ صورت حال یہ تھی کہ لطن وادی میں ایک اونٹ گھڑا ہوا تھا جس کے دونوں کان کٹے ہوئے تھے اور پیچھے پرائیجا بد تھا اونٹ کے پاس ایک شخص آئے پیچھے اپنا کرتہ چاک کٹے ہوئے پیچ رہا تھا کہ اُسے کوئی بن غالب کی اولاد، سنہالو۔ اپنے قافلے کو اُسے محمدؐ کی فوج نے گھیر رکھا ہے۔ اس کی فریاد کو سنی۔ اگر تم نے جلدی نہ کی تو یاد رکھو کہ تمہیں قافلے کی گرد بھی نہیں ملے گی اُسے اولاد غالب، میرے خواب کا یقین کرو میں نے راستے میں خواب دیکھا ہے کہ مکہ کے میدان میں خون کا سیلاب نیچے سے اوپر کی طرف بڑھ رہا ہے۔“

مشرکین عرب کا قافلہ

اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے عربوں کی مذہبی حالت ہی تباہ نہ تھی بلکہ دُنیادی حیثیت سے بھی وہ بہت درمادہ تھے۔ تمدن کی روشنی سے وہ بے بہرہ تھے۔ اور اُن کی معاشرت عجیب قسم کی تھی۔ اول تو ان کے لئے زراعت کا کوئی موقع نہ تھا اور زراعت ہونا بھی تو وہ یہ ہمیشہ اختیار نہ کرتے کیونکہ انہیں اس قسم کے کاموں سے نفرت تھی۔ وہ چیلنے والوں کو زراعت پیشہ ہونے کی بنا پر حقارت سے دیکھتے تھے اور فلاح و کاشتکار کہہ کر کچلتے تھے۔ خادم و مخدوم کا اُن میں امتیاز نہ تھا۔ اس لئے خدمت اور نوکری اُن کی آرا دہی پسند طبیعت کے بالکل خلاف تھی۔ اب

تجارت کے سوا معاش کی کوئی صورت نہ تھی تجارت سے بھی صرف وہ لوگ فائدہ اٹھا سکتے تھے جو سرمایہ دار اور حوصلہ مند تھے۔ عربوں کی تجارت زیادہ تر شام کی منڈیوں میں کامیاب رہتی تھی اور اس لئے ان کے تجارتی قافلے عموماً شام کا سفر کرتے تھے۔

عز و ہمدردی سے چند روز پہلے مشرکین مکہ کا ایک شاندار قافلہ شام کو روانہ ہوا۔ یہ اپنے سرمایہ کے اعتبار سے ایک قوی قافلہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شامی دی مے کا کوئی متنفس بچا ہو جس نے کچھ نہ کچھ سرمایہ اس قافلے کے کاروبار میں نہ لگایا ہو۔ یہاں تک کہ عورتوں نے اونٹنیوں کے زویر تک نکال کر ویدئے تھے۔ اس قافلے کی مالیت کا اندازہ یہاں سے ہزار انٹرفیوں کے قریب کیا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قافلے کے سرمایہ میں سب سے زیادہ حصہ سعید بن عاص کی اولاد کا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنا رویہ دوسروں کو اس شرط پر دیدیا تھا کہ آدھا نفع اُن کو دیا جائے۔ قافلے میں ایک ہزار اونٹ تھے جن میں سے دسواونٹ اور چار اونٹ ہزار اشقال (ایک اشقال ساڑھے چار ہاشم سونا بنی مخزوم کا تھا۔ اسی طرح حارث بن عامر بن نوفل کا ایک ہزار اشقال اور امیہ بن خلف کا دواہزار اشقال سونا بتایا گیا ہے۔ دس ہزار اشقال سونا عجمد مناف کی اولاد کا تھا۔ اس بڑے قوی قافلہ میں چھوٹے چھوٹے خاندانی قافلے بھی شامل تھے۔ الغرض مکہ کی تمام دولت لئے ہوئے یہ قافلہ بڑی شان کے ساتھ شام کو روانہ ہوا۔ شام کی منڈیوں میں اُس نے اپنے سامان تجارت کے رد و بدل اور خرید و فروخت

مشرکین کے مشورے اور تباہی

الغرض یہ ضمضم بن عمر کی آواز تھی جسے سنتے ہی ابو جہل بلطن وادی کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ رفتہ رفتہ مکے کے تمام دن و مرد اس کے پاس جمع ہو گئے۔ ضمضم بن اپنا پارٹ بڑی خوبی کے ساتھ ادا کیا اور یوسفیان نے جس طرح اسے سمجھا دیا تھا اس سے بھی کچھ زیادہ وحشت ناک طریقے سے اس نے قافلے کی مصیبت ظاہر کی۔ ضمضم کی اس اداکاری کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ مشرکین جوش میں بھر گئے۔ ان پر ایسی وادعائیں اور بدو اسی جہاں کی کسی بات کا ہوش نہ رہا۔ نہ انھوں نے ضمضم کے بیان کی تصدیق ضروری سمجھی۔ نہ قیامت اندیشی سے کام لیا۔ ان کے دل میں یہ بات جم گئی کہ جس طرح ممکن ہو جلد سے جلد قافلے کی امداد کے لئے مکے سے روانہ ہونا چاہیے۔ اہل مکہ میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو مکے سے جانا پسند نہیں کرتے تھے ان کی مصیبت یہی تھی کہ اپنے گھر میں موجود رہیں۔ کچھ لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں سے بہت زیادہ خائف تھے اور ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے مقابلے میں جانا گویا موت کے منہ میں جانا ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو اگرچہ نگاہ پر مسلمان نہ تھے لیکن ان کے دل میں یہ خیال گزرنے لگا تھا کہ مسلمانوں کا دین سچا ہے۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کو قافلے کی امداد یا مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جانے میں تیس و پچاس تھا ابو جہل اور اس کے بعض رفقا جو مسلمانوں سے بہت زیادہ عناد رکھتے تھے۔ جب اس اختلاف سے آگاہ ہوئے تو انھوں نے ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا اور

ہو رہے ہیں۔ ہم کو جلد سے جلد اپنی حفاظت کا بندوبست کرنا چاہیے تاکہ خیر و عافیت کے ساتھ مکے میں پہنچ سکیں۔

غور و خوض کے بعد یہ بات طے ہوئی کہ اہل مکہ کو اس حال سے آگاہ کیا جائے اور ہم شام سے روانہ ہوں اور وہ ہماری مدد کو مکے سے نکلیں تاکہ جن مقامات میں مسلمان ہم پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں وہاں ہم کو بروقت مدد مل جائے قافلے کے سرداروں نے کہا کہ اہل مکہ کو ایسے مؤثر طریقے سے یہ خبر پہنچائی جائے کہ فوراً ہماری مدد کے لئے آمادہ ہو کر مکے سے چل پڑیں۔ اگر انھیں لے کو تباہی اور ہستی سے کام لیا تو ہمارا تمام قومی سرمایہ تباہ ہو جائے گا اور پھر یہ عالم گیر فاس ہمیں کبھی ابھرنے نہ دیگا۔ اور مسلمان اتنی دولت پاکر جو نہ کہتے وہ کر گزریں گے اور نہیں کہا جاسکتا کہ پھر ہمارا کیا حشر ہوگا اور لات و عزی کے پرستار کس طرح برباد ہوں گے۔

یوسفیان نے اس مقصد کے لئے ضمضم بن عمر کو انتخاب کیا۔ اسے ہدایت کی کہ جب تم مکے کے قریب پہنچو تو اپنے اونٹ کے دونوں کان کاٹ دینا۔ مجاورت دینا۔ اپنے کپڑے آگے پیچھے سے پھاڑنا۔ اور ایک مصیبت زدہ گھڑائے ہوئے فریادی کی طرح الغوث الغوث (فریاد فرماؤ) کہہ کر چلنا۔ جب لوگ ہمدانی آواز سن کر مجتمع ہو جائیں تو ان سے کہنا کہ مسلمانوں نے تمہارے قافلے کو گھیر رکھا ہے۔ جلد سے جلد دو کو پیچو۔ اگر تم وقت پر نہ پہنچو تو بابر کو کہو کہ تمہاری تمام دولت مسلمانوں کے قبضے میں چلی جائے گی اور تم ہمیشہ کف افسوس لگتے رہو گے۔ چنانچہ ضمضم نے مکے میں چکر لگایا۔ پارٹ بڑی خوبی سے ادا کیا۔

سے خاطر خواہ فائدہ حاصل کیا۔ بزرگ دادا ابوسفیان اس قافلے کا سردار تھا کاروباری ضرورت اور نگرانی کے لئے تقریباً تین سو آدمی اس قافلے کے ہمراہ تھے۔ یہ قافلہ خیر و عافیت کے ساتھ ملک شام میں پہنچ گیا اور جب اس کی واسطی کا وقت آیا تو قبیلہ جذام کے ایک آدمی نے عمر بن عاص وغیرہ قافلہ کے معزز اشخاص سے مل کر بیان کیا کہ مجھے تم لوگوں کے خیر و عافیت شام تک پہنچ جانے پر حیرت ہے۔ شاید تمہیں معلوم نہیں کہ مجھ اور ان کی فوج ہمدانی تاک میں مکے سے نکل کر آئی تھی اور ابھی تک وہ لوگ تمہارے انتظار میں ہیں۔ اگر تم نے اپنی حفاظت کا معقول انتظام نہ کیا تو یاد رکھنا کہ راستے میں غضب کا کشت و خون ہوگا اور مکے کی یہ تمام دولت مسلمانوں کے قبضے میں چلی جائے گی۔

بات ٹھکانے کی تھی۔ قافلے کے سرداروں پر اثر ہوا اور وہ سب مل کر ابوسفیان کے پاس جمع ہوئے تاکہ حفاظت کی تدبیروں پر غور کیا جائے۔ اگرچہ مشرکین کے مفاتیح میں مسلمان بھی بھر تھے۔ لیکن ان کی جانباری سرفروشی اور سچائی کی ایسی دھاک بندھی ہوئی تھی کہ جہاں ان لوگوں کو مسلمانوں کی مدد پھر کا خیال آیا کہ دل لرزنے لگے۔

یوسفیان یہ خبر سن کر بہت خوف زدہ اور ایسا حواس باختہ ہوا کہ اس نے خبر کی تصدیق کے بغیر یقین کر لیا۔ اہل قافلہ نے کہا کہ ہم مکے سے آنے وقت تو بخیر نکلے لیکن اب ہمارا بچنا بہت دشوار ہے جبکہ مسلمان ہماری تاک میں لگے ہوئے ہیں۔ علاوہ بریں اسباب تجارت کی بنا پر اب ہم پہلے سے زیادہ ابو جہل

اس جلسے میں تمام قبائل کو شریک ہونے کے لئے مجبور کیا۔ جب سب جھوٹے بڑے۔ امیر غریب بڑے جو ان ایک جگہ جمع ہو گئے تو سب سے پہلے سہیل بن عمر نے قریش کو مخاطب کیے ایک بُزدور تقریر کی اور کہا کہ اے قریش، خوابِ غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ تمہیں کچھ خبر ہے کہ محمدؐ کے اور مدینے کے مسلح جواؤں کو لئے ہوئے تمہارے تجارتی قافلے پر قبضہ کرنے آ رہے ہیں۔ تم اپنے قافلے کی امداد کے لئے کمر بستہ ہو جاؤ۔ اگر تمہارے پاس سامان نہیں ہے تو کچھ فکر نہ کرو۔ ساری کی ضرورت ہے تو سواری لے۔ ہتھیار درکار ہیں تو ہتھیار لو اور اپنی قوم کو مصیبت سے بچانے کے لئے روانہ ہو جاؤ۔

سہیل بن عمر کے بعد زمعہ بن اسود کھڑے ہوئے اور نہایت پر جوش الفاظ میں کہا کہ لات وعزیٰ کی قسم ہے اے قریش۔ تم پر اس سے بڑی مصیبت آنی نہیں آئی ہوگی۔ مسلمان ہتھیار باندھے ہوئے۔ تمہارے قافلے کو لوٹنے پر تلے ہوئے ہیں۔ تم جانتے ہو کہ تمہارا تمام قومی سرمایہ اس قافلے کے پاس ہے اگر وہ لٹ گیا تو تم کہیں کے نہ رہو گے۔ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اکٹھے ہو کر غفلت اور بے پروائی کا موقع نہیں ہے۔ اگر تمہارے پاس سامان نہیں تو فکر نہ کرو ہر قسم کا سامان جہاں کر دیا جائے گا۔ یاد رکھو اگر قافلے پر مسلمانوں کا دواؤں جل گیا تو پھر انھیں کسے چرچہ آنے میں ذرا بھی جھجکا نہیں رہے گی۔

اس کے بعد طعیمہ بن عدی نے حاضرین کو مخاطب کر کے تقریر کی کہ ”قسم ہے اے قریش، اس وقت تم جس آفت میں گھرے ہوئے ہو اس سے بڑی آفت تم پر

کبھی نہیں آئی۔ تمہارے قافلے پر جس میں تمہاری کل دولت ہے پوش کی جارہی ہے اور تم غفلت کی نیند سو رہے ہو۔ قسم ہے کہ یہی عبد مناف کے ہر مرد اور ہر عورت کا ایک ایک حصہ ملک اس قافلے پر لگا ہوا ہے۔ اس حالت میں بھی اگر تم بے فکر ہو گے تو اندازہ کرو کہ تمہارا کیا حشر ہو گا۔ اگر تم میں سے کسی کو بے ہوش سامانی کا غد ہو تو وہ ہم سے سامان لے اور جنگ کے لئے کمر بستہ ہو جائے۔ جب یہ تقریر ہو رہی تھی تو حاضرین میں سے چند آدمیوں نے کہا کہ ہم چلنے کے لئے تیار ہیں ہم کو سامان کی ضرورت ہے۔ طعیمہ بن عدی نے یہ سنتے ہی اسی وقت بیس اونٹ اور ہتھیار حاضر کر کے اور ساتھ ہی جنگ میں جانے والوں کے بال بچوں کی خبر گیری بھی اپنے ذمہ لی۔

ان تقریروں کے بعد حنظلہ بن ابی سفیان اور عمر بن ابی سفیان نے بھی تقریریں کیں اور لوگوں کو جنگ کے لئے مشتعل کیا ان تقریروں نے مکے میں آگ لگا دی۔ ہر شخص آمادہ جنگ ہو گیا۔ ابو جہل وغیرہ نے صرف اس جلسے ہی پر کفایت نہیں کی۔ شاعروں اور مقررین کو معین کیا کہ وہ اپنے پُر تاثیر کلام سے لوگوں کا دل گرمائیں۔ عورتوں نے مردوں کو غیرت دلائی اور ان میں بہادری کی تانہ لہج

پھونکنے کی کوشش کی۔ ماؤں نے بیٹوں سے کہا کہ دیکھو یہ موقع گھر میں بیٹھے کا نہیں ہے۔ قوم پر بڑا وقت پڑا ہے۔ تم قوم کی مدد کرو۔ بیویوں نے اپنے شوہروں سے کہا کہ بہادری اور جوانمردی دکھانے کا یہی وقت ہے جو لوگ عرصے سے ہمیں ذلیل کر رہے ہیں ان کو ذلیل کر دو۔ اور ان سے

اپنے باپ دادا کا بدلہ لو۔ بیٹوں نے بھائیوں کو جنگ کی ترغیب دی بغرض ہر گھر میں جنگ ہی کا چرچا تھا جس طرح شام کو جانے والے قافلے میں مکے والوں نے اپنی ساری دولت نکال کے دے دی تھی اسی طرح اس جنگ کے لئے سارے ہتھیار نکل پڑے۔ تلواروں پر مصقل مچنے لگا تیر صاف کئے جانے لگے کمانیں درست کی گئیں۔ مال دار لوگ غریبوں کی دستگیری کرنے لگے۔ جو لوگ خود مدد دینے کے قابل نہیں تھے وہ دوسروں کو توجہ دلاتے تھے چنانچہ نوفل بن معاویہ ویلی قریش کے پاس گیا اور لوگوں سے کہا کہ جنگ میں جانے والوں کی مدد کرو۔ یہ سن کر عبد اللہ بن ربیعہ نے فوراً اپنی سواشر فیاں نکال کر سامنے رکھ دیں اور کہا کہ یہ تمہارے جاؤ اور جس طرح تمہارا چاہے جنگ کی تیاری میں خرچ کرو۔ حو لیط بن عبد الغری نے دوسواشر فیاں اور بقول بعض تین سواشر فیاں دیں۔ اور لوگوں نے بھی اپنے حسبِ حیثیت دل کھول کر چنہ دیا۔ جنگ میں جانے والوں کے لئے سہاریاں اور ہتھیار خرید کئے گئے اور جو لوگ غریب تھے ان کو مصارف خانگی کے لئے روپیہ تقسیم کیا گیا تاکہ وہ اپنے بال بچوں کے فکر سے آزاد ہو کر اطمینان کے ساتھ جنگ میں شریک ہو سکیں۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مکے میں ہر شخص جڑوائی کے قابل تھا جڑوائی میں شریک ہونے کے لئے کمر بستہ ہو گیا اگر کوئی شخص کسی مجبور کی وجہ سے نہیں جاسکتا تھا تو اس نے کسی دوسرے شخص کو اس کے بال بچوں کی نگرانی اور مصارف کی ذمہ داری قبول کر کے اپنی جگہ جانے کے لئے تیار کر دیا۔

ایک طرف تو یہ زور شور کی تیاریاں تھیں اور دوسری طرف کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو لڑائی میں شریک ہونے سے دل ہی دل میں پس و پیش کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک ابو لہب تھا۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ وہ باطل خاموش ہے۔ نہ جلسوں میں شریک ہوتا ہے نہ جنگ کے مشوروں میں کچھ حصہ لیتا ہے تو قریش کے سربراہ درودہ اشخاص اس کے پاس گئے اور اسے جنگ کے لئے آمادہ کیا اور کہا کہ ابو لہب۔ تم تو قوم کے سردار ہو۔ اگر تمہاری طرف سے پس و پیش ہوگا تو عوام پر اس کا کیا اثر پڑے گا لہذا تم جنگ میں شریک ہونے کی تیاری کرو اور اگر کسی خاص وجہ سے تم نہیں جانا چاہتے تو اپنی طرف سے کوئی آدمی بھیجو۔ ابو لہب پر اس گفت و شنید کا کچھ اثر نہیں ہوا اور اس نے صاف انکار کر دیا کہ نہ میں خود جاؤں گا اور نہ کسی آدمی کو اپنی طرف سے بھیجوں گا۔ لوگوں نے ابو جہل سے کہا کہ ابو لہب پر ہمارے کہنے سننے کا کچھ اثر نہیں ہوا اب تم جا کر بے بجھاؤ ابو جہل متیاب ہو کر ابو لہب کے پاس پہنچا اور اسے زوردار الفاظ میں سب کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی ترغیب دی اور کہا کہ اے ابا عقبہ، تم یہ کیا غضب کرتے ہو۔ سر جو تو سبھی تمہاری خاموشی سے بگ کیا خیال کریں گے اور ان پر کیسا برا اثر پڑے گا تم سے لعین دمی کہ سردار قوم کی حیثیت سے لوگوں کو جوش دلانے اور ان کی مدد کرتے لیکن اس کی جگہ تم خود شرکت سے انکار کر رہے ہو۔ خیر ہوا کچھ ہوا اب اٹھ بیٹھو اور چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ ابو لہب نے مبروہ فاموشی کے ساتھ ابو جہل کی تقریر سنی اور جب وہ سب کچھ

کہہ چکا تو جواب دیا کہ میں نہیں جاؤں گا۔ ابو جہل نے خوشامد سے خطی سے عرض ہر طریقہ سے اسے آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ بدستور انکار پر قائم رہا۔ آخر ابو جہل کو شبہ ہونے لگا کہ شاید ابو لہب درپردہ مسلمان ہو گیا ہے۔ وہ مایوس ہو کر اس کے پاس سے چلا آیا۔ ابو لہب کہتا تھا کہ میرے دل میں عاتکہ کے خواب سے دہشت سما گئی ہے۔ اور میرا یہ حال ہے کہ اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا۔ عقبہ اور شعیبہ دونوں بھائی جنگ میں جانے کے لئے تیار تھے۔ اور اپنی زرہیں اور ترکش درست کر رہے تھے کہ اتفاق سے عدا اس ان کے پاس آ نکلا۔ ان کو جنگ کی تیاری میں مصروف دیکھ کر کہنے لگا کہ تم لڑائی میں شریک نہ ہو۔ اگر تم شریک ہوئے تو سچہ لو تمہاری خیر نہیں۔ جس سے تم لڑنے کو چاہتے ہو وہ سچا ہی ہے عدا اس کی گفتگو سے عقبہ اور شعیبہ کے دل میں کچھ شک پیدا ہو گیا قریش کا قاعدہ تھا کہ کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو ہمسایوں (بٹ) کے پاس جا کر قرعہ ڈال کر لیتے تھے۔ اور قرعہ کے حکم پر عمل کرتے تھے عقبہ اور شعیبہ نے بھی ہمسایوں کے پاس جا کر قرعہ ڈالا۔ قرعہ یہ نکلا کہ ان کو جنگ میں نہیں جانا چاہئے۔ ادھر عدا اس کی وہ گفتگو اذہر قرعہ کا یہ مطلب، عقبہ اور شعیبہ کا ارادہ بدل گیا۔ اتفاق سے ابو جہل کو ان باتوں کی خبر ہو گئی وہ عقبہ اور شعیبہ کے پاس پہنچا اور ان کو جھڑکنے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے لئے تو قرعہ ڈالا انہیں تمہیں کیا ضرورت پیش آئی تھی۔ یاد رکھو قرعہ موافق نیکے یا مٹی لعین۔ ہم اپنے قحط کی لہذا دے سکتے کسی ماز نہیں بیٹھے اور ہم مسلمانوں سے ضرور جنگ کریں گے۔

ابو جہل کی گفتگو سن کر عقبہ اور شعیبہ خاموش رہے لیکن وہ اپنے دل میں بھی سمجھتے رہے کہ یہ سفر اچھا نہیں ہے۔ چنانچہ ان کی تیاریاں بھی بہت سست ہو گئیں۔ اب امیہ بن خلف کی سنیے۔ اس کے ایک بیٹے والے نے کہیں یہ کہہ دیا کہ اگر تم جنگ میں شریک ہوئے تو رسول اللہ تمہیں ضرور قتل کر دیں گے۔ یہ بات اس کے دل میں جم گئی اور اس نے لڑائی میں جانے سے انکار کر دیا۔ ابو جہل اور اس کے ہم خیالوں کو امیہ کی یہ بات بہت ناگوار گزری۔ ابن ابی معیط ایک انجمنی میں خوشبودال کر اس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا۔ امیہ۔ اے میں تیرے لئے یہ انگلیٹھی لایا ہوں۔ تو عورت بنا ہے تو ذرا اپنا بدن بھی اس خوشبود سے بسالے۔ پھر ابو جہل سلائی اور سرمدہ دانی لے کر آیا اور اس سے کہا کہ یہ لے سرمدہ دانی اور سلائی ذرا اپنی آنکھوں میں سرمدہ بھی لگالے تاکہ عورت کا پورا روپ آجائے۔ امیہ یہ باتیں سن کر بہت شرمایا اس نے ابو جہل سے کہا کہ تم لوگ کہا کہہ کر میں جانے کے لئے تیار ہوں۔ جاؤ۔ میرے لئے ایک اچھا اونٹ خرید لو۔ حارث بن حاکم لڑائی میں جانے سے بہت زیادہ فکر مند تھا۔ وہ کہتا تھا کہ کاش میرا اور بنی عبد مناف کا سارا مال تباہ ہو جائے لیکن کسی طرح قریش لڑائی سے باز آجائیں۔ لوگ اس کی یہ باتیں سن کر ملکات کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سردار ہو کر تم ایسی باتیں کرتے ہو تو وہ اس کے جواب میں ٹھنڈا سانس لے کر کہتا تھا کہ یہ تو میں پہلے سے جانتا ہوں کہ قریش اپنی ہمت سے باز نہیں آئیں گے۔

اور کسی کے روکے نہیں رکھیں ان سے کچھ کہنا مستحبابے سود ہے۔ البتہ میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ قدرتی طور پر کوئی ایسا سبب ہو جائے جس سے لوگوں کا جاننا لگ جائے یا در کھو ابو جہل بڑا منحوس آدمی ہے۔ یہ مکے والوں کے دینے والوں کے پیچھے میں جھینکے بغیر نہ رہ سکا اور کل تم دیکھ لو گے کہ اس کی نحوست کیا رنگ لاتی ہے۔

ان لوگوں کے علاوہ کچھ اور اشخاص بھی تھے جو لڑائی میں شریک ہونا نہیں چاہتے تھے اور ان کے خیال میں مکے والوں کا یہ سفر صبر و تقصان پر مبنی تھا۔ ان لوگوں نے جب دیکھا کہ قریش کی طرح نہیں مانتے تو پھر انھوں نے بنی بکر کی دشمنی یاد دلائی اور کہا کہ ہم تو مکہ خالی کر کے لڑنے جا رہے ہیں اور ہمارے پیچھے یہ ہمارے دشمن مکے پر چڑھ آئیں تو کیا ہوگا؟ انھوں میں عورتوں اور نابالغ بچوں کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ یہ بات صاف نظر آ رہی ہے کہ موقع پا کر یہ لوگ ہمارے گھر لوٹ لیں گے اور نہیں کہا جاسکتا کہ ہماری عورتوں اور ہمارے بچوں کا کیا حشر ہوگا۔

اتفاق سے بنی بکر کا ایک سردار وہاں نکلا۔ اور اس نے کہا کہ بیشک ہمارے ہمارے درمیان دشمنی ہے اور ہم اپنے خون کا بدلہ تم سے ضرور لیں گے۔ لیکن مسلمانوں کو ہم تم سے بھی زیادہ دشمن سمجھتے ہیں۔ آج جبکہ تم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جا رہے ہو ہم تمہارے بال بچوں کو تکلیف نہیں دیں گے۔ میں اپنی قوم کی طرف سے ذمہ دار بن کر تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہاری واپسی تک بنی بکر کا کوئی آدمی کسی طرح کا فساد نہیں کرے گا تم اطمینان کے ساتھ جنگ کے لئے سفر کرو۔

اس سردار کی تقریر سے اب بڑے پیش کرنے والوں کے لئے کوئی عذر نہیں رہا اور چار دن کا سب سے سب لڑائی میں جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ ابو جہل اور اس کے رفیقوں نے تقریباً ایک ہزار جوان چن کر سہ گری سے واقف۔ جنگ آزما اور مالے سمجھنے بہادر تھے۔ مختلف قبیلوں سے انتخاب کئے۔ ان کے لئے ہتھیار اور تمام ضروری سامان بہم پہنچا لیا۔ سات سو سے کچھ زیادہ اونٹوں کی تعداد تھی۔ ایک سوار پر ہوش سوار تھے۔ جو اعلیٰ درجے کے سامان جڑے آراستہ تھے۔ لوگوں پر رعب جمائے اور لشکر کو زیادہ شازدہ بنانے کے لئے ایک سیگھوڑے ساز و سامان سے سجا کر لشکر کے آگے رکھے گئے جن پر کوئی سوار نہیں تھا۔

مشرکین کی روانگی

الغرض مشرکین کا لشکر بڑے ساز و سامان اور بڑی شان و شوکت کے ساتھ روانہ ہوا۔ زمینت اور نمائش کی ہر چیز اس کے پاس موجود تھی۔ چند خاص افراد کے سوا سب لوگ نہایت خوش و خرم نظر آتے تھے۔ ان لوگوں نے چند گانے والیاں بھی اپنے ہمراہ رکھی تھیں۔ جن کو اہل مکہ کی بڑائیوں اور اپنے اپنے قبیلوں کی بہادری اور جواں مردی کے مدح گیت از بڑے اور وہ ان گیتوں کو گارو لوگوں میں بہادری اور جواں بازی کی نئی روح پیدا کر رہی تھیں۔

مشرکین کا لشکر نشتر غزور میں چورے کے سے روانہ ہوا۔ ابو جہل بڑی نخوت کے ساتھ اگرتا ہوا جارہا تھا۔ بلبات باتیں بھی بگارتا تھا اور کہتا تھا کہ نخل میں ہمارے

چند آدمیوں پر قابو پا کر مسلمان زمین پر پاؤں نہیں دھرتے اور اپنے آپ کو بڑا فخر اور بہا سمجھ رہے ہیں۔ اب جس وقت ہمارے ان بہادروں سے دو بدو ہوں گے تو ان کو حقیقت معلوم ہوگی۔ میرا نام ابو جہل ہے۔ تو میں ان کو نیست و نابود کر کے رہوں گا اور ان کی ساری تختیاں خاک میں ملا دوں گا۔ میں مدینے والوں کو بھی جھینوں نے ان لوگوں کو پناہ دی ہے۔ کافی سزا دے بغیر نہ ہوں گا۔ الغرض مشرکین اسی طرح نخوت و غرور کی باتیں کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ جب انہیں غیر نہ ہونا تو اچھا امید ان اور بانی کا حتمہ دیکھ کر ٹھہر جاتے۔ جیسے نصب مہتے۔ چو لھے روشن کئے جاتے۔ آٹھ دس اونٹ بوجھتے۔ لشکر کی طرف سے آنے جانے والے مسافروں کو بھی بڑی سیر جی کے ساتھ کھانا کھلایا جاتا۔ شراب کا دور چلتا۔ گانے والی عورتیں جو اپنے ساتھ ساز اور باجے بھی لائی تھیں۔ اپنے لغوں سے جنگل میں شگل کا لطف پیدا کر دیتیں۔

مسلمانوں کی سرگرمیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ نے قافلے کی حفاظت کے نام سے مسلمانوں پر چڑھائی کا ارادہ کیا ہے اور ایک ہزار آدمیوں کا راجہ ان کا مسلح لشکر لے کر بڑے ساز و سامان کے ساتھ مکے سے روانہ ہو گئے ہیں تو حضور نے ان کو مدینے تک پہنچنے سے پہلے روکنے اور ان سے مقابلہ کرنے کا عزم فرمایا۔ اس وقت مدینے میں مسلمانوں کے دو گروہ تھے۔ مہاجرین و انصار یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے

اسلامی تاریخ ہند

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 اللہ کی حمد۔ رسول کے درود۔ آل رسول کے سلام کے بعد۔ آج ۲۴ شعبان ۱۴۴۸ھ یوم چہار شنبہ مطابق ۲۴ جولائی ۱۹۲۷ء بدو رکھ دمت انگریزی دہلی پایہ تخت ہندوستان میں اپنے مکان ملکوت منزل واقع درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین ادلیہ ر محبوب الہی سلطان المشائخ میں عصر کے وقت یہ تاریخ لکھنی شروع کی۔

ہندوستان اسلام کا دل ہے

رسول خدا کی صحیح حدیثوں سے اور رسول خدا کے زمانے کی تاریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول خدا کی پہلی بیوی حضرت خدیجہ غصب سے پہلے مسلمان ہوئیں تھیں۔ اور ان کے ایک بیٹے جو پہلے خاندندہ تھے ان کا نام ہند تھا۔ اور ہند سے رسول خدا کو بہت محبت تھی۔ اور ہند بھی رسول خدا کو باوجود سوتیلے باپ ہونے کے سگباپ سمجھتے تھے۔

گویا ہند اسلامی رسول اور ان کی بیوی کے تحت جگر تھے۔ نور چشم تھے۔ اور راجہ بن گئے۔ اور یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ہند کے والد سیر و سیاحت یا تجارت کے لئے ہندوستان میں آئے ہوں اور اس بنا پر انھوں نے اپنے بیٹے کا نام ہند رکھا ہو۔

اسلامی تاریخوں سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ رسول خدا کے سوتیلے بیٹے ہند بہت ذہین تھے۔ اور مال باپ کے فواں پر دربار بھی تھے۔ اور ان باپ کے لاڈ لے بھی تھے۔ اور کہا جاسکتا ہے۔ کہ ہند نے اسلام کی شروعات میں رسول خدا کے اخوش محبت میں پرورش پائی تھی۔ اور سرتاج اسلام کی پہلی نظر شفقت و محبت

ہند کے چہرے پر پڑی تھی۔ لہذا ہندوستان میں رہنے والے اس کو دروسلمان اور بقیہ میں کوہم باشندے اس بات پر فخر کر سکتے ہیں کہ رسول خدا کے بیٹے کا نام ہند تھا۔ اور ملک ہند اس وقت سے لے کر قیامت تک ہمیشہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس وجہ سے محبوب و مقبول ہو سکتا ہے۔ اور ہونا چاہئے کہ رسول خدا کے بیٹے کا نام ہند تھا۔

حضرت امام ابو حنیفہ ہندوستانی جات تھے

تیسری صدی ہجری کی تاریخ بتاتی ہے کہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر فاروق دوم کے زمانے میں ایران مغرب ہو گیا تو ایران کے ایک منبے انہو اڑ کے گورنر ہرمزان نے اہل ازیں اپنی خود مختار حکومت قائم کر لی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ مسلمان اہل ازیں بھی حملہ کریں گے۔ اس واسطے اس نے ایران میں کی بھری ہوئی فوجوں کو جمع کیا اور ہندوستان کی سرحد یعنی سندھ پر حکومت کرنے والے راجہ سے مدد مانگی۔ اور سندھ کے راجہ نے ہندوستانی جانوں اور اموال کی ایک بہت بڑی فوج بھری کر کے ہرمزان کی مدد کے لئے باغی ہو گئے۔ اور حلیہ میں ہندو طرح مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کر لی۔ اس

وقت حضرت عمر نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو ایہا از پھلہ کرنے کے لئے فوج کے کمر بجا۔ ہرمزان کی ایرانی اور ہندوستانی فوجوں نے عربوں کا بہت بہادری سے مقابلہ کیا۔ مگر اسلامی فوج کے سامنے کامیاب نہ ہو سکے اور شکست کھا کر بھاگے۔

اس لڑائی کے بعد ہرمزان نے مقام تشر میں اپنی فوج کو جمع کیا۔ اور تشر کے قلعے کو خوب مضبوط کر کے مسلمانوں سے لڑنے کو تیار ہو گیا۔ مسلمان سپہ سالار حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ یہاں بھی فوج لے کر آ گئے۔ اور تشر کا محاصرہ کر لیا۔ جن لڑائی کی حالت میں ہرمزان کا ہندو فوج یعنی جاٹوں اور راج پوتوں کی فوج کے سردار نے حضرت اشعریؓ کو پیغام بھیجا کہ ہم جاٹ اور راج پوت مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔

مگر ہماری کچھ شرطیں ہیں۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مسلمان ہو جانے کے بعد ہم تمہارے کھنڈ سے لوٹیں گے۔ لیکن اگر تم مسلمانوں کے نہیں میں لڑائی ہوگی تو ہم کسی فرقہ کا ساتھ نہیں دینگے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اگر تمہارے عرب ملک کے غیر مسلم لوگ ہم پر حملہ کریں تو تمہاری حفاظت کو دے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ ہم کو پوری طرح اختیار ہوگا کہ ہم تمہارا ملک میں

جہاں چاہیں رہیں۔ اور عربوں کے جس قبیلے سے چاہیں اتحاد کریں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر ہم اسلامی فوج کی یا اسلامی ملک کی ذمہ داری کریں تو ہم کو اتنی ہی تحریکیں دی جائیں گی۔ جتنی عرب حکمرانوں کو دی جاتی ہیں۔ اور ہم کو وہ سب حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمان عربوں کو حاصل ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اس پیغام کو جواب بھیجا کہ ہم مسلمان ہر ملک اور ہر قوم کے نومسلموں کے ساتھ وہی برتاؤ کرتے ہیں جو مسلمان عربوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ لیکن ان چاروں شرطوں کی اطلاع امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے پاس بھیجی گئی ہے۔ جیسا جو آئے گا تم کو اطلاع دیدی جائے گی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا جواب آئے تک ہر مہرمان کی ہندوستانی قومیں انتظار کرتی رہیں اور مسلمان نہیں ہونے مگر جاؤں اور راجہ توں کو زیادہ دن تک انتظار نہ کرنا پڑا۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کا فرمان بہت جلدی حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس آ گیا کہ ہم کو قوم زوط وجوٹ (کی چاروں شرطیں منظور ہیں۔ یہ خبر حضرت ابو موسیٰ نے ہندوستانی فوج کے سردار کے پاس بھیجی۔ اور وہ سب جاٹ اور راجپوت ہر مہرمان سے جدا ہو کر اسلامی سپہ سالار کے پاس آ گئے۔ اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔

ہندوستانی فوج کے جدا ہو جانے کی وجہ سے ہر مہرمان کو لڑائی میں شکست ہوئی۔ اور وہ بھی گرفتار ہو گیا۔ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری نے اس کو مسلمانوں کے ہاتھ تخت مدینہ منورہ میں حضرت فاروقؓ کے عظمیٰ کے پاس بھیج دیا۔ اور جب ہر مہرمان نے حضرت فاروقؓ کے عظمیٰ کی سادہ زندگی دیکھی تو وہ بھی بخوشی مسلمان ہو گیا۔

بہشتی نے یہ نہیں لکھا کہ ذہلم ہندوستانی جاٹ اور راجپوت حضرت عمرؓ کے پاس گئے تھے یا نہیں گئے تھے۔ صرف یہ لکھا ہے کہ یہ سب ہندوستانی مسلمان ہونے کے بعد حضرت عمرؓ کی اجازت سے ملک عراق میں آباد ہو گئے۔ اور عرب قبیلوں سے دوستی اور عہائی چاہہ قائم کر لیا۔ اور اسلامی خلافت نے اور مسلمہ دن نے زوط (جاٹ) قوم کی کئی عزت کی۔ اور ان کو بڑے بڑے عہدے بھی دیے۔

حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانے میں لہر کے خزانے کی حفاظت فوج انہیں جانوں کی نئی۔ جو اسلامی خزانے یعنی بیت المال کی حفاظت کرتی تھی۔ ان جانوں نے مسلمان ہونے کے بعد علم دین حاصل کیا۔ اور ان میں بڑے بڑے علماء اور مصلح پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ معتصم باللہ عباسی کے زمانے میں جانوں کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہوئی۔ اور اسلامی تاریخیں ان کے احوال، عروج سے لبریز ہیں۔

حضرت امام ابوحنیفہؒ شہ سحری میں بمقام کو پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ اسی قوم زوط (جاٹ) سے تعلق رکھتے تھے یعنی مسلمان جانوں کی اولاد تھے۔ اور جب بنی امیہ کی حکومت کے زمانے میں محمد بن قاسم نے ہند پر حملہ کیا اُس وقت حضرت امام ابوحنیفہؒ کی عمر بارہ تیرہ سال کی تھی۔

رسول اللہؐ نے پشتونیا کی جب میں ستمبر ۱۹۳۲ء میں افغانستان گیا تو وہاں میں نے یہ دلچسپ روایت سنی جو افغانستان کے ایٹے اعلیٰ امیر غریب شاہ وگداسی یکساں مشہور ہے کہ ایک دن رسول اللہؐ

نے اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا کہ جنت والوں کی زبان عربی ہوگی۔ اور دوزخ والوں کی زبان عجمی ہوگی۔ وہاں افغانستان کا ایک ذہلم افغان خالد بن ولید بن عقبہ بن مسلم سیامانی بھی موجود تھا۔ اُس نے حضرتؐ سے یہ حدیث سنی کہ دوزخ والوں کی زبان عجمی ہوگی۔ تو اس کو بہت رنج ہوا کہ میری زبان تو پشتو ہے عربی نہیں ہے اور میرے رسولؐ یہ فرماتے ہیں کہ ہر غیر عربی زبان دوزخ کی زبان ہے۔ اس واسطے وہ افغان خواہر کے اپنے گھر کے اندر جا بیٹھا۔ اور اُس نے رسول خداؐ کی مجلس میں جانا چھوڑ دیا۔ ایک دن رسول خداؐ نے اصحابؓ سے پوچھا کہ افغان نظر نہیں آتا کیا وہ اپنے ملک کو چلا گیا ہے یا صحابہؓ نے عرض کی کہ وہ بہت ناچھہڑا دی ہے۔ اُس کو اس بات کا سوچ ہے کہ رسول اللہؐ نے یہ فرمایا ہے کہ دوزخ کی زبان عجمی ہوگی۔ اور میری زبان پشتو ہے اور وہ بھی عجمی ہے اس واسطے میں دوزخی ہوں جتنی نہیں ہوں۔

رسول خداؐ نے یہ بات سنی تو تبسم فرمایا۔ اور فرمایا کہ اُس افغان کے مکان پر تشریف لے گئے۔ وہ افغان اس وقت اپنے گھر کے اندر تھا۔ حضرتؐ نے اس کو پشتون زبان میں آواز دی۔ اور یہ لفظ ارشاد فرمایا۔ "خالدہ را بشنید یعنی بلندہ را دوزخ" اُسے خالدہ ہر اور تیرہ کمان لاکھ خالدہ گھر سے باہر دھکیلا اور تیرہ کمان لاکھ لفظ اس کو بہت خوش ہوا۔ اور ہر قصہ کے ساتھ کئی جہادوں میں بھی شریک ہوا اور حضرتؐ نے اس کی تعریف کی۔ تاریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ افغان قوم حضرت سلیمانؑ کے پیغمبر کا اولاد ہے۔ اس

واسطے سب عرب لوگ افغانوں کو سلیمانی کہتے ہیں۔ اور اب بھی افغان تمام عرب ملک میں سلیمانی کہلاتے ہیں۔

یہ سب کیفیت تفصیل کے ساتھ میرے سفرنامہ افغانستان کے صفحہ ۲۳ پر درج ہے۔

ہندو راجہ کا مسلمان ہونا

عربی اور انگریزی مؤرخین کا اس معاملے میں اتفاق ہے کہ رسول خدا کی پیغمبری کا علم رسول خدا کی موجودگی میں ہندوستانیوں کو پہنچا تھا کیونکہ ہندوستان کے مشہور ساحل مالابار میں عرب لوگ تجارت کے لئے آتے رہتے تھے۔ چنانچہ جب رسول خدا کے ہاتھ کی انگلی کے اشارے سے شق القمر ہوا یعنی حضرت نے منکروں کو انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھا دیے تو یہ خبر مالابار کے راجہ زمرور بن کو پہنچی۔ اور وہ یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔ راجہ زمرور بن مالابار کے ہندو خاندان ملاواسے تعلق رکھتا تھا۔ اس راجہ نے چاند کو دو ٹکڑے ہوتے دیکھا تو اس نے اپنے سرکاری روزنامے میں یہ عجیب بات منج کرانی۔ اس وقت تک راجہ زمرور بن کو یہ معلوم نہیں تھا کہ چاند کے دو ٹکڑے کیوں کر ہو گئے۔ لہذا اس نے حجاز سے آنے والے عرب سوداگروں سے یہ بات سنی تھی کہ ہاں ایک شخص محمد نے دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ اور ساری دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہوں۔

تاریخوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جب راجہ زمرور بن نے شق القمر کا معجزہ دیکھا اور اپنے سرکاری روزنامے میں یہ عجیب بات لکھوائی تو اس کے بہت دن بعد عرب تاجر مالابار میں

آئے۔ اور انھوں نے بیان کیا کہ کئے ہیں جس شخص نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدا کا رسول ہے اس سے منکروں نے کہا اگر تو سچ خدا کا رسول ہے تو آسمان کے چاند کو دو ٹکڑے کر کے دکھا دے۔ یہ سنتے ہی محمد نے چاند کی طرف اپنی انگلی سے اشارہ کیا۔

فورا چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک ٹکڑا مشرق کی طرف چلا گیا۔ اور دوسرا ٹکڑا مغرب کی طرف چلا گیا۔ اور پھر وہ دونوں آپس میں اکٹرا کر منکروں میں سے بعض یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ اور بعض نے کہا یہ تو جادوگری اور نظر بندی ہے۔ ہم کہ ایسا نظر آیا کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں چاند کے دو ٹکڑے نہیں ہوئے۔

راجہ زمرور بن نے عرب تاجروں سے یہ بات سنی تو اس نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ اس دعوے دار کو پیغمبر مانتے ہو یا نہیں مانتے؟ عرب تاجروں نے کہا چونکہ ہمارے قبیلوں نے ابھی تک اس کو پیغمبر نہیں مانا ہے۔ اس واسطے ہم نے بھی اس کو پیغمبر نہیں مانا۔ لیکن یہ بات ہم سب جانتے ہیں اور مانتے ہیں کہ محمد بہت نیک ملن آدمی ہے۔ اور اس کے دشمن بھی اس کو امین (یعنی امانت دار) اور سچا آدمی سمجھتے ہیں۔

راجہ زمرور بن نے کہا جب تم لوگ اس کو ابن اور سچ نہ لے لے لانا مانتے ہو تو پھر اس کو پیغمبر مانتے میں کیوں دیر لگاتے ہو؟ میں تو تمہارے ملک سے بہت دیر ہوں۔ لیکن مجھے پرش القم کے معجزے کا اتنا اثر ہوا ہے کہ میں تم سب کو گواہ بنانا ہوں کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ جب عرب تاجروں نے راجہ زمرور بن

کی زبان سے یہ بات سنی تو وہ تعجب سے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے اور انہوں نے کہا کیا اچھا ہوتا اگر ہم بھی مسلمان ہو چکے ہوتے اور اس وقت اس ہندو راجہ کے مسلمان ہونے سے ہمارے دلوں کو بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی۔

تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب راجہ زمرور بن نے شق القمر کا معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کر لیا تو اس نے اپنے ولی عہد کو بلا کر اپنی جگہ بادشاہی کا تخت اس کو دیدیا۔ اور خود ایک کشتی میں سوار ہو کر ملک عرب کی طرف روانہ ہوا۔ اور اپنے بیٹے سے نصیحت طور پر کہا کہ میں کئے والے پیغمبر کو اپنی آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اور خود اس سے بات کر کے اس کے ہاتھ بر مسلمان بن جاؤں گا۔

اور اسی کے پاس بقیہ زندگی بسر کروں گا۔ اس لئے میں تجھ کو اپنے راج کا خود مختار مالک بنانا چاہتا ہوں۔ آئندہ مجھے اس ملک سے اور اس ملک کی حکومت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ مالابار سے عرب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور جب اس کی کشتی یمن کے ساحل کے قریب پہنچی تو سمندر میں ایک بڑا طوفان آیا۔ اور اس کی کشتی ڈوبنے لگی تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر کوئی تم میں سے مندرجہ جائے تو میرا سلام کئے والے پیغمبر سے کہوینا اور کہنا کہ میں مسلمان ہو کر ہوں۔ اور کئے والے رسول کے ساتھ اپنا خیر چاہتا ہوں۔

افسوس ہے یمن کے ساحل کے سامنے راجہ زمرور بن کی کشتی ڈوب گئی۔ اور وہ اس حد سے مر گیا۔ مگر اس کے کچھ ساتھی زندہ بچ گئے۔ اور انھوں نے یمن کے باشندوں کو یہ ساری کیفیت سنائی۔ مگر اس وقت یہ

کا عام برتاؤ دیکھا تو ان پر اس کا اتنا اثر ہوا کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔

محمد بن قاسم کے حملے سے پہلے

جس زمانے میں محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا اس سے بہت پہلے مالا بار میں مسلمانوں کی آبادی موجود تھی۔ کیونکہ محمد بن قاسم نے

سندھ پر حملہ اس لئے کیا تھا کہ سرزمینِ (دکن)

کے راجہ نے مسلمانوں کے خلیفہ کے لئے کچھ

تختے جازوں میں بھجوائے تھے۔ اور ان جازوں

کو اور مخلوق کو سندھ کے راجہ ابراہیم کوٹ

لیا تھا۔ اور سرزمین کے ان جازوں میں سرزمین

کے رہنے والے جتنے مسلمان حج کے لئے جا رہے

تھے۔ ان کو بھی سندھ کے راجہ داہر نے پکڑ کر قید

کر لیا تھا۔ اور جب حجاج بن یوسف گورنر ہوا

کو اس کی خبر ہوئی کہ راجہ داہر نے راجہ ملزمین

کے ان تحفوں کو لوٹ لیا ہے۔ جو مسلمانوں کے

خلیفہ کے لئے بھیجے گئے تھے۔ اور انکا کے رہنے

والے مسلمانوں کو قید کر لیا ہے جو حج کے لئے

جا رہے تھے۔ اس لئے حجاج بن یوسف نے

اپنے سترہ سالہ داماد محمد بن قاسم کو مسلمان

قیدیوں کے چہرے کے لئے سندھ پر حملہ کرنے

کے لئے بھیجا تھا۔ اور اس سے اچھی طرح ثابت

ہو سکتا ہے کہ محمد بن قاسم کے حملے سے بہت

پہلے ہندوستان میں دین اسلام پھیل چکا تھا۔

حاکم سرزمین پیش نماز دایان دیگی مایض ہندو

برقیقت اسلام مطلع شدہ در عہد محاکہ

مقلد قلاؤہ شریعت مصطفویٰ مژدہ دیدہ بود

ترجمہ۔ سرزمین کا حاکم ہندوستان کے دوسرے

راجاؤں سے پہلے اسلام کی حقیقت سے

واقف ہوا تھا۔ اور اس نے صحابہ کرام کے

زمانے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

تاریخ فرشتہ کے ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا

ہے کہ سرزمین کا راجہ بنی امیہ کی حکومت

کے زمانے میں وہیں بلکہ خلعائے راشدین

کے زمانے میں مسلمان ہو چکا۔ کیونکہ لفظ

”وہ عہد صحابہ کرام“ سے یہ بات اچھی طرح ظاہر

ہو جاتی ہے۔

۱۲۷۰ء ہجری کے بعد جب اسپین کا مشہور

انبری سیاح ابن بطوطہ سرزمین میں گیا تو

اس نے وہاں شیخ عبد اللہ بن حنیف اور

شیخ عثمان اور بابا طاہر وغیرہ بہت سے

اولیاء اللہ کے مزارات دیکھے۔ اور اس نے

اپنے سفر نامے میں ان کے حالات لکھے جس

سے ثابت ہو سکتا ہے کہ سرزمین میں اسلام

سب سے پہلے داخل ہو چکا تھا۔ ورنہ اولیاء اللہ

کے مزارات اس طرح ہندوؤں کے ملک میں

زیارت گاہ عام و خاص نہ ہوتے۔

باشند سے بھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان

کو یہ سن کر بہت تعجب ہوا۔ اور جب کچھ دن

کے بعد میں میں بھی اسلام پھیل گیا اور میں اہل

نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ تب ان کو راجہ

زمین کے اس پیغام کی قدر نہ تھی۔

مگر تاریخوں سے یہ بات ظاہر نہیں ہوتی

کہ راجہ زمین کے جادو کی کشتی ڈوبنے کے

وقت زندہ نہ گئے تھے۔ انھیں اپنے راجہ

کا پیغام رسول خدا تک پہنچایا یا نہیں پہنچایا۔

اور یہ بھی یا تو خود رسول خدا کے پاس جا کر

پہنچایا۔ یا میں والوں کے ذریعے یہ خبر پہنچی

لیکن غالب خیال یہ ہے کہ راجہ زمین کے

رفیقوں نے اپنے راجہ کی وصیت پر عمل نہیں

کیا۔ یا وہ عمل نہ کر سکے۔ اور گھر کر پھر مالا بار

میں واپس چلے آئے۔ کیونکہ اگر راجہ زمین

کے رفیق رسول خدا کے پاس جاتے۔ یا اہل

میں کے ذریعے راجہ زمین کا پیغام رسول خدا

تک پہنچ جاتا تو ضرور اس کا ذکر حدیثوں کی

کتابوں میں ہوتا۔ اور چونکہ حدیثوں کی کتابوں

میں یہ تذکرہ درج نہیں ہے اس واسطے یقینی

بات ہی معلوم ہوتی ہے کہ راجہ کے رفیقوں

نے اس کی وصیت پر عمل نہیں کیا۔

سرزمین کے راجہ کا مسلمان ہونا

عربی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی امیہ

کی حکومت کے زمانے میں عرب مسلمان تاجروں

تجارت کے لئے اور باؤ آدم کے قدم کی زیادہ

کے لئے جزیرہ ملزمین میں آئے۔ تو ان

کی نوابی اسلامی حالات سن کر سرزمین کا

راجہ بھی مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے اپنی حکومت

بنی امیہ کی حکومت کے ماتحت کر دی۔

تاریخ فرشتہ میں یہ الفاظ درج ہیں ”ہر آئینہ

مالوے کا راجہ

ہندی تاریخوں سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہند

کھلک وسط ہند (سینٹرل انڈیا) سے ملا ہوا تھا۔ اور مسلمان تاجروں اور سیاح محمد بن قاسم کے حملے سے بہت پہلے سرزمینِ ادرالا بار کے علاقہ سندھ میں بھی آزادی سے آتے جاتے تھے۔ اور سندھ کے بڑے مالیے میں بھی ان کی آمد و رفت شروع ہو گئی تھی۔ اور مالو کے کاراج بھی اپنے ملک کی تجارت بڑھانے کی غرض سے ان مسلمان تاجروں کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور ان سیاحوں اور سودگروں کے لئے ہر قسم کی آسانیوں کا انتظام کرتا تھا۔ چنانچہ سلیمان سیرانی نے تیسری صدی ہجری کے شروع میں ادرالو زید سیرانی نے تیسری صدی ہجری کے وسط میں جو کتبیں لکھیں ان میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مالوے اور مالابار کے راجہ مسلمانوں کے ساتھ اطلاق اور مروت اور شرافت اور عزت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

دوسری صدی ہجری مسلمان

برائی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسری صدی ہجری میں عراق عرب کے رہنے والے چند مسلمان علیج فارس سے ششی میں اس لئے روانہ ہوئے کہ جزیرہ سرزمین میں جا کر اُس مقام کو دیکھیں جہاں حضرت آدم کے قدم کا نشان ہے۔ اور سرزمین کے راجہ سے بھی ملاقات کریں جو مسلمان سیاحوں کی خوب خاطر مدارت کرتا ہے مگر وہ فانی ہوا کے سبب ان مسلمانوں کی کشتی سرزمین کی طرف سے بہت کرا مالابار کی بندرگاہ کالیٹ میں پہنچ گئی۔ کالیٹ مالابار کا بہت تخت تھا۔ مالابار کے راجہ کو ان سیاحوں کے آنے کی خبر ہوئی تو اُس نے ان سب کو اپنے دربار میں بلایا۔

اور دین اسلام کی نسبت بہت سے حوالات کئے۔ اور اس کے بعد ان سیاحوں کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ مگر اپنے مسلمان بننے کو پوشیدہ رکھا۔ اور مسلمانوں سے کہا تم بھی اس بات کو ظاہر نہ کرو۔ اور جب سرزمین کی سیر سے فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا۔ میں تمہارے ساتھ کئے مدینے کی زیارت کرنے جاؤں گا۔

ابن بطوطہ نے اپنے سفر نامے ”عجائب“ میں لکھا ہے کہ مجھے یہاں آنے کے بعد معلوم ہوا کہ جب عراق عرب کے مسلمان یہاں آتے تو اس وقت یہاں کا راجہ حیرامن پیرو مل تھا۔

مسلمان سیاحوں کے امیر نے راجہ سے کہا کہ ہمارے رسولؐ نے شق القمر کا معجزہ دکھایا تھا۔ راجہ نے اپنے درباریوں سے دریافت کیا کیا کوئی یادداشت ہمارے ہاں ایسی ہے؟ اُس کے دفتر والوں نے جواب دیا ہاں آپ کے بزرگوں کی یادداشت ہے جس میں لکھا ہے کہ فلاں تاریخ راجہ نے فرید کہا کہ چاند کے ڈونڈے ہو گئے۔ اور پھر وہ ٹوٹے آپس میں مل گئے۔

یہ سن کر راجہ حیرامن پیرو مل نے اپنے ملک کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے اپنے بھروسے کے سرداروں میں تقسیم کر دیے۔ اور ان ٹکڑوں میں جس سے زیادہ بھروسے کا سردار تھا اس کو اپنی جگہ پانہ تخت کی حکمت دی اور سب پر یہ ظاہر کیا کہ میں گوشہ نشین ہو کر خدا کی یاد کرنی چاہتا ہوں۔ اس کے بعد راجہ حیرامن حنیہ طبر سے جہازیں سوار ہو کر حجاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ مگر تدخیر سے یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ راجہ کئے مدینے میں پہنچا یا

نہیں پہنچا۔ صرف اتنا لکھا ہے کہ وہ مالابار میں واپس نہ آ سکا۔ اور اسی سفر میں مر گیا۔ اور اُس نے اپنے قائم مقام راجہ کو وصیت کی نامہ بھیجا کہ مالابار میں اسلامی تبلیغ کا کام پورا مستعدی سے جاری ہے۔ اور شرف بن مالک اور مالک بن دنیا را مالک بن حبیب نام کے عربوں کے ہاتھ یہ خط اور وصیت نامہ مالابار کے قائم مقام راجہ کے پاس پہنچا۔ اس قائم مقام راجہ نے ان عرب قاصدوں کا بہت دھرم دھام سے خیر مقدم کیا۔ اور جو وصیت لکھی تھی اُس پر پوری طرح عمل کیا۔ اور مالابار کے باشندوں میں اس قائم مقام راجہ نے یہ مشہور کیا کہ ہمارا راجہ حیرامن پیرو مل زندہ آسمان پر چلا گیا ہے۔ اور پھر آسمان سے مالابار میں آئے گا۔ اور مالابار میں حکومت کرے گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ حیرامن کے مدینے کی زیارت کرنے کے بعد مر چکا۔ اگرچہ وقت جہاز ڈوبنے سے مرجاتا تو وصیت نامہ اور خط اور قاصد کیونکر بھیج سکتا۔

راجہ کی وصیت کے مطابق مالابار کے باشندوں میں بکثرت اسلام کی شاعت ہوئی۔ اور مالک بن دنیا را اور مالک بن حبیب نے کن کلوڑ (کالیٹ) میں ایک مسجد بنائی اور اس کے بعد تمام ملک مالابار کا دورہ کیا۔ جہاں جوق جوق باشندے مسلمان ہوئے۔ اور ہر مقام پر مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور تبلیغ کا یہ سلسلہ سائل کار و منزلت تک پہنچ گیا اور وہاں بھی بہت سی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ ابن بطوطہ نے سفر نامے میں اور تختہ لمجا میں لکھا ہے کہ ان عربوں کی بنائی ہوئی مسجدیں چھٹی صدی ہجری تک حسب ذیل مقامات پر موجود تھیں (۱) کالیٹ (۲) کولم پالون

(۳) پہلی (۴) سری کڈاپورم (۵) درمہ
جین (۶) مہاں کاراجہ جی مسلمان ہو گیا تھا
(۷) فن درنیہ یا پندارانی (۸) چالیام یا
بدین (۹) چالیات (۱۰) خاک نور یا برکو
(۱۱) منگلور (۱۲) کلچر کوٹ (۱۳) کولم (۱۴)
مقام ساحل کارومندل پر واقع تھا۔
تاریخ فرشتہ میں بھی مالابار کے راجہ کے
مسلمان ہونے کا ایک قصہ لکھا ہے جس کا
ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

”کچھ عربی اور عجمی لوگ حضرت باوا آدمؑ
کی قدم گاہ کی زیارت کے لئے کشتی میں سوار
ہو کر سراندیپ کی طرف روانہ ہوئے اتفاقاً
کشتی بادِ مخالف کے بغیر طوں سراندیپ
سے ہٹ کر مالابار میں پہنچی تھی۔ اور یہ لوگ
مالابار کے پانیہ تخت کڈن کلور (کالی کٹ)
میں اترے۔ اس جگہ کا حکام سامری نام

کا تھا۔ جو بڑا عقل مند اور مہنسا راجہ تھا۔ جب
یہ لوگ اس کے دربار میں گئے تو راجہ نے
پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟ اور
تمہارا کیا مذہب ہے؟ انہوں نے جواب دیا
”ہم میں سے کچھ عرب کے ہیں۔ اور کچھ عجم
کے ہیں۔ اور ہم سب مسلمان ہیں۔ اور ہمارے
رسول کا نام محمد ہے۔ راجہ سامری نے کہاں

”میں نے یہودیوں اور عیسائیوں اور مندروں
سے سنا ہے کہ ملک عرب اور ملک روم اور
ملک ایران اور ملک ترکستان میں یہ مذہب
پھیل گیا ہے۔ لیکن وہ سب مسلمانوں کے
دین کے مخالف تھے اس لئے مجھے تمہارے
رسول اور تمہارے دین کی بابت ٹھیک
باتیں معلوم نہیں ہوئیں۔ اگر تم کوئی جاننے
والا آدمی ہو تو مجھے اپنے رسول اور اپنے
دین کی اور اپنے رسول کے معجزوں کی باتیں

سنائے۔ یہ سن کر ان عربوں میں سے ایک
عرب اُٹھ بڑھا۔ اور اس نے راجہ سامری
کو انحضرتؐ کے حالات بہت تفصیل اور
خوبی کے ساتھ سنائے۔ جب اُس نے شش القمر
کے معجزے کا ذکر کیا تو سامری نے بہت
تعجب اور حیرت سے یہ بات سنی۔ اور
بہت سے سوالات اس معجزے کی نسبت
کئے۔ پھر کہا ”میرے ملک کا دستور ہے کہ
جب کوئی بڑی بات پیش آتی ہے تو کڑی
دفتروں میں اُس کا حال لکھ لیا جاتا ہے
اور جو مکہ میرے بزرگوں کے سب دفتر موجود
ہیں اس واسطے میں ابھی اُن دفاتر کو
دیکھنے کا حکم دیتا ہوں۔ چنانچہ اُس نے انحضرتؐ
کے زمانے کے حالات دفاتر میں دیکھنے
کا حکم دیا۔ تو ان میں یہ لکھا ہوا نکلا کہ فلاں
تاریخ فلاں سنہ میں یہاں کے راجہ اور پوجا
نے دیکھا کہ آسمان پر چاند غیب جھک رہا تھا
ایکا اکی اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ ایک
ٹکڑا اچھ کی طرف چلا گیا۔ دوسرا ٹکڑا پورب
کی طرف چلا گیا۔ اور پھر وہ دونوں ٹکڑے
پورب مجمع سے دوڑے ہوئے آئے اور
آپس میں مل گئے اور چاند دوبارہ جھکنے لگا۔

جب سامری نے اپنے بزرگوں کی یادگار
تھروں میں یہ واقعہ لکھا ہوا سنا تو اس نے
زبان کچھ نہ کہا مگر اُس کے چہرے سے معلوم
ہوتا تھا کہ اُس پر اس تحریر کا بہت زیادہ اثر
ہوا ہے۔ جب اُس کی قوم کے سردار دوبارہ
سے چلے گئے تو اُس نے مسلمانوں کو دوبارہ
اپنے پاس بلایا۔ اور کہا مجھے بتاؤ کہ جب
کوئی تمہارے دین میں داخل ہوتا ہے تو
کیا رسم ادا کی جاتی ہے؟ مسلمانوں نے جواب
دیا ”کوئی خاص رسم نہیں ہوتی۔ فقط یہ کہنا

پڑتا ہے دل کے یقین کے ساتھ کہ اللہ ایک
ہے۔ اور محمد اُس کے رسول ہیں۔“ اس کے بعد
مسلمانوں نے راجہ سامری سے کلمہ پڑھوایا
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اور راجہ سامری
نے ان مسلمانوں کو بہت کچھ تحفے تحائف دیے
اور کہا کہ جب تم باوا آدمؑ کی قدم گاہ کی زیارت
کو چکو تو دوبارہ مالابار میں آنا۔ میں بھی تمہارا
ساتھ کے مدینے کی زیارت کو چلوں گا مگر
دیکھو میرے مسلمان ہونے کی خبر میرے ملک
کے کسی آدمی کے سامنے بیان نہ کرنا۔“

جب یہ مسلمان مالابار سے سراندیپ چلے
گئے تو راجہ سامری نے اپنے درباریوں
کو جمع کر کے کہا کہ مجھے خدا کی یاد کا شوق پڑ گیا
ہے۔ اس واسطے میں کسی اکیلی جگہ میں بیٹھ کر
عبادت کرنی چاہتا ہوں۔ اور میں نے تم
سب کے لئے ملک کے انتظام کا ایک
دستور العمل بنا دیا ہے۔ اور اپنا ایک قائم
مقام بھی مقرر کر دیا ہے۔ اب تم میرے پاس
نہ آنا۔ اور میرے بنائے ہوئے دستور العمل
پر اور میرے قائم مقام کے حکم پر عمل کرنا۔
(تاریخ فرشتہ کی فارسی عبارت کا ترجمہ ختم ہوا)

ملا یا میں اسلام کی آشنا

ہندوستان کے جنوب میں بحر الکاہل کے
جزیرے جاوا اور سوماترا اور سنگاپور اور
ملا یا وغیرہ واقع ہیں۔ یہاں بھی مالابار
اور سراندیپ کی اشاعت اسلام کا اثر
پہنچا۔ اور ان جزیروں کے باشندے بھی
جو حق جو مسلمان ہونے لگے۔ چنانچہ
اس زمانے کی تاریخی کتابوں سے معلوم ہوتا
ہے کہ مالابار اور سراندیپ اور جاوا اور
سوماترا وغیرہ جزیروں میں یہ عام خیال پھیل

ہو گیا تھا۔ کہہ راہ سلیمان پہنچا ہے اس کی عمر بڑھ جاتی ہے۔ اس واسطے چھوٹے چھوٹے جزیروں کے راہ بھی اور ان کی رعایا ہی خوشی خوشی اسلام قبول کرتی جاتی تھی۔ اور بہت تیزی سے اسلام ان جزیروں میں ترقی کر رہا تھا۔

شکر اچاج کی پیدائش

ڈاکٹر بلیو ڈبلیو ہنٹر صاحب نے اپنی تاریخ ہند میں لکھا ہے کہ شکر اچاج مالابار میں (۱۱۰۰ء) میں پیدا ہوا تھا۔ یعنی اس کی پیدائش یکم محرم سنہ ۱۱۰۰ ہجری مطابق ستمبر ۱۶۸۷ء عیسوی میں ہوئی تھی۔

شکر اچاج کے نام اور کام کو سب ہندو جانتے ہیں۔ لیکن سلیمان اس نام سے اور شکر اچاج کے کام سے بہت کم واقف ہیں۔ اس لئے مختصر طور سے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ شکر اچاج ہندوستان کے ایک بڑے انقلابی لیڈر تھے۔ مالابار میں پیدا ہوئے تھے۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی دس فی صدی ہو چکی تھی۔ اور جنوبی ہندوستان کے سب جزیروں میں اسلام پھیل چکا تھا۔ اور سنہ ۱۶۸۷ء میں مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

یہ بات بھی لکھنی ضروری ہے کہ ہندوستان میں صوبہ بہار کے راہ کے لئے کوتم بدھ نے ہندو مذہب یعنی برہمنی مذہب کے خلاف ایک مذہب جاری کیا تھا جس کو بدھ مذہب کے ایک راہہ اشیو کھانے تمام ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر کے ملکوں میں پھیلا دیا تھا۔ راہہ اشیو کھانہ ہندوستان کا بہت بڑا شہنشاہ تھا۔ اشیو کھانے کے زمانے میں ہندوستان کے سب صوبہ بڑے راہ

اشو کھانہ شہنشاہ مانتے تھے۔ اور ان میں اکثر نے بدھ مذہب قبول کر لیا تھا۔ چنانچہ رسول خدا کے زمانے میں جب عرب لوگ تجارت کے لئے ہندوستان میں آتے تھے تو وہ بدھوں کی حکومت ہندوستان میں دیکھتے تھے۔ بدھ مذہب والوں میں ذات بات کی قید نہیں تھی۔ اور ان کے ہاتھ کوتم بدھ کے بتوں کی پوجا ہوتی تھی۔ اور بدھ مذہب والے کسی انسان سے دشمنی نہیں رکھتے تھے۔ اور کسی آدمی یا جانور کو دکھ پہنچانا بدھ مذہب میں بڑا گناہ تھا۔ اور سرانڈیپ اور مالابار وغیرہ مقامات کے راہ بھی سلیمان ہونے سے پہلے بدھ مذہب کو مانتے تھے۔ اور محمد بن قاسم نے جب سنہ ۷۱۱ء میں اُس وقت بھی بدھ مذہب کی مائیتا سنہ ۷۱۱ء میں تھی۔ اور سنہ ۷۱۱ء کے راہہ چچ کا بیٹا واسر تھا جس سے محمد بن قاسم کی لڑائی ہوئی تھی۔ اُس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ بدھ مذہب کا پیرو نہیں رہا تھا۔ اور ہندوستان کے اور بھی بہت سے راہہ اپنے دلوں میں بدھ حکومت کے خلاف دشمنی کے خیالات رکھتے تھے۔ اور کسی انقلابی تحریک کی راہہ دیکھ رہے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ کوئی ہمت والا اُٹھ اُڑے۔ اور ہم سب اس کے ساتھ ہو کر بدھ مذہب کی حکومت اور بدھ مذہب کو ہندوستان سے نیست و نابود کر دیں۔ لیکن شکل یہ تھی کہ ہندوستان کا پرانا برہمنی مذہب جس میں ذات بات کے بندھن تھے۔ ہندوستان کے عوام کو پسند نہ تھا۔ خاص کر ہندوستان کی وہ قدیمی قومیں جن کو آریہ برہمن فاتحوں نے غلام بنا کر شوروں اور اچھوت کا لقب دیا تھا۔

وہ ہندو مذہب کے بہت خلاف تھیں۔ اور بدھ مذہب کو بہت پسند کرتی تھیں۔ لیکن اس میں مساوات تھی۔ اور ذات پات کا بندھن نہ تھا۔ اور اُس میں چھوت چھان نہ تھی۔

آخر کار مالابار میں سوامی شکر اچاج پیدا ہوئے۔ اور انھوں نے ہوش سنبھالنے کے بعد ارادہ کیا کہ پرانے برہمنی مذہب کو ترقی دی جائے اور بدھ مذہب کے خلاف ایسی کوشش ہو کہ یہ مذہب ہندوستان میں باقی نہ رہے۔ اور سب ہندو برہمنی مذہب اختیار کر لیں۔ چنانچہ سوامی شکر اچاج مالابار سے بنارس میں آئے۔ اور یہاں آکر انھوں نے انقلابی تحریک جاری کی۔ اور ہندوستان میں بدھوں کے خلاف ایک ہونناک انقلاب شروع ہو گیا۔ اُن کے مندر توڑے گئے۔ اور ہر صوبے میں بدھ مذہب والوں کا قتل عام ہوا۔ اور بدھ مذہب کے سرگز ہو وہ گیا۔ برہمنی برہمنوں کا قبضہ ہو گیا جو آج تک موجود ہے۔ اور بدھ مذہب کے ماننے والے اپنی جانوں کے خوف سے بھاگ بھاگ کر ہار اور آسام اور چین اور جاپان کے جزیروں میں چلے گئے۔

مشہور مؤرخ مسعودی کا سفر نامہ ”مَنْ وَجَّ الذَّهَبَ“ اُس زمانے میں لکھا گیا جب مالابار میں سوامی شکر اچاج پیدا ہوئے تھے یعنی مسعودی سنہ ۸۷۰ء میں ہندوستان کی سیاحت کے لئے گئے تھے۔ اور انھوں نے اپنے سفر نامے ”مَنْ وَجَّ الذَّهَبَ“ میں لکھا ہے کہ سنہ ۸۷۰ء میں مسلمانوں کی دو حکومتیں قائم ہیں ایک کا پایہ تخت طلتان ہے۔ اور دوسرا کا

پایہ تخت منصورہ ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ملتان میں ہندوؤں کو اپنے مندروں میں پوجا پاٹ کرنے کی حاکم اجازت اور آزادی حاصل ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ملہرہ (مالوہ) کا راجہ مسلمانوں کی بڑی عزت کرتا ہے۔ یہاں کے راجہ چالیس چالیس اور پچاس پچاس سال تک حکومت کرتے ہیں۔ اس واسطے یہاں کے لوگوں کا عقیدہ ہو گیا ہے کہ ہمارے راجاؤں کی عمریں اسی انصاف کی وجہ سے اور مسلمانوں کی عزت کرنے کے سبب زیادہ ہوتی ہیں۔ سعودی نے یہ بھی لکھا ہے کہ گجرات کا راجہ مسلمانوں سے نفرت کرتا ہے لیکن دکن کا راجہ مسلمانوں کی عزت کرتا ہے۔

سعودی نے مشرقی ہندوستان میں ملک مالابار میں آیا تو دیکھا کہ یہاں سیراف اور عثمان اور بصرہ اور بغداد وغیرہ مقامات کے بہت سے مسلمان آباد ہیں جنہوں نے یہیں کے باشندوں میں شادیاں کر لی ہیں اور اسی ملک میں رہنا اختیار کر لیا ہے۔ ان میں بعض بہت مشہور تاجر ہیں۔ یہاں کے مسلمانوں کا رئیس ابو سعید معروف بن زکریا ہے۔

شکر اچاریہ کی نسبت تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک بہترین کامیاب تھا جس کی ماں کا نام شری مہا دیوی تھا۔ مہادیوی کی نسبت کوئی بڑا الزام لگایا گیا تھا۔ اور اس کو برادری سے اور ذات سے نکال دیا گیا تھا۔ اس لئے جب مہادیوی کی وفات ہوئی تو اس کی لاش کے جلانے کے لئے شکر اچاریہ کو کسی نے آگ نہ دی (یہ بیان کتاب کیرل اپنی میں درج ہے) اگرچہ بدھ مذہب کی ذات پات کے ہندوؤں کا پابند نہ تھا۔ لیکن

بدھ مذہب کی حالت اتنی بگڑ چکی تھی کہ اس کے ماننے والے بھی ذات پات کے ہندوؤں کی طرف جھک گئے تھے۔ اور اس کی نسبت شکر اچاریہ کی پیدائش سے تین چار سو برس پہلے چین کا سیاح ہین سنگ شیانگ اپنے سفر نامے میں اس وقت کے ساتھ لکھ چکا تھا۔

سوامی شکر اچاریہ نے اپنی انقلابی تحریک شروع کی تو انھیں نے جنوبی جزائر کے مسلمانوں کی حالت پر بھی اچھی طرح غور کیا۔ اور یہ بھی بتایا کہ مسلمانوں کا مذہب اس ملک میں اس واسطے پھیل رہا ہے کہ مسلمان بت پرستی کے خلاف ایسی عقلی دلیلیں بیان کرتے ہیں جن کو ہندوؤں کی عقل قبول کر لیتے ہیں۔ اس واسطے انھوں نے بھی گوتم بدھ کے بتوں کی پوجا کے خلاف کام کرنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ ان کو اپنی انقلابی تحریک میں کامیابی ہوئی۔ اور انھیں ہندوؤں نے ان کو شیوجی کا اوتار مان لیا۔ اور آج کل کے زمانے میں سوامی دیانند جی نے سوامی شکر اچاریہ کے نقش قدم پر آریہ سماج کی بنیاد رکھی تھی۔

تاریخی لحاظ سے شکر اچاریہ کا زمانہ محمد بن قاسم کے حملے کے دو سو سال کے بعد اور سلطان محمد غزنوی کے حملوں سے سو برس پہلے کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ اور ہندوستانی تاریخ کی گہرائیوں پر غور کرنے والوں کا خیال ہے کہ سناٹن دھرم کے پُران بھی اسی زمانے میں تصنیف کئے گئے تھے۔ مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی لکھتے ہیں کہ کتاب "آئینہ حقیقت نامہ" میں زبردست تاریخی دسیلوں کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ سناٹن دھرم کے یعنی برہمنی مذہب کے پُران محمد بن قاسم کے حملے کے بعد تصنیف کئے گئے تھے۔ سناٹن دھرم

ہندو اٹھارہ پُران مانتے ہیں۔ اور آخر زمانے کا یعنی کل جب کا پُران کلنی پُران کہا جاتا ہے جس میں آخر زمانے کے آنے والے آثار کا بہت تفصیلی بیان ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس اوتار کا جنم سمبل دیپ (دربہ) میں ہو گا کیونکہ سمبل دیپ (میتانی زمین) کو کہتے ہیں۔ اور پروفیسر میکس مولر نے اپنی سنسکرتی لغت میں سمبل دیپ کے معنی ملک عرب لکھے ہیں۔ اور کلنی پُران میں آخری ابتداء کی یہ علامتیں بھی لکھی ہیں کہ "اس کے باب کا نام وشنو دس (عبداللہ) ہو گا۔ اور اس کی ماں کا نام مہستی (امانت دار عورت اممہ) ہو گا۔ اور وہ ایک پہاڑی کھوہ (غار حرا) میں پشیا (عبادت) کرے گا۔ اور وہاں پُرش رام (جبریل) آئینگے اور اوتار کی سبق پڑھائیں گے۔ اس اوتار کو اپنے گھر میں کلش (نکلیف) پہنچے گی تو وہ اپنا گھر چھوڑ کر شمالی پہاڑوں میں چلا جائیگا (یعنی ہجرت کرے گا) اور اس کے چار بھائی ہوں گے۔ جن کے ذریعے سے وہ ساری دنیا میں اپنا دھرم پھیلا دیگا۔"

اس پُران میں حضرت امام ہمدانی اور کربلا کے واقعے کا ذکر بھی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ پُران واقعی محمد بن قاسم کے حملے بعد لکھا گیا ہو گا جبکہ ہزاروں سال قبل ہندو مسلمان ہو چکے تھے۔ اور کلنی پُران تصنیف کرنے والوں نے رسول اللہ کے حالات اور بعد کے واقعات ان مسلمانوں سے سنے ہوں گے جو ہندوستان میں آباد ہو گئے تھے۔

یہ طے ہو جاتا ہے۔ ورنہ ہندو قوم کا عقیدہ ہے کہ اٹھارہ پُران بہت قدیمی ہیں اور ویدوں کی طرح ان کا زمانہ ہی بہت پرانا ہے۔

تاریخ اولیا

ترجمہ اردو سیر الاولیا

از خواجہ حسن نظامی دہلوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
بعد حمد و صلوة کے عرض ہے کہ آج ۵۵ شعبان
۱۳۶۵ ہجری مطابق ۲۵ جولائی ۱۹۴۵ عیسوی
یوم پنجشنبہ وقت صبح اپنے مکان سکونت منزل
واقعہ درگاہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید
نظام الدین اولیا محب الہی میں کتاب
سیر الاولیا کا اردو ترجمہ شروع کیا۔ یہ کتاب
سیر الاولیا حضرت خواجہ نظام الدین اولیا
کی وفات کے فوراً بعد حضرت سید محمد کرمانی
نے لکھی تھی۔ جو امیر خور و کرمانی کے نام
سے مشہور تھے۔ اور جو حضرت سلطان المشائخ
کے رفیق قدیم حضرت مولانا سید محمد کرمانی کے
پوتے تھے۔ اور جن کا مزار اپنے والد داد
داد اور خاندان کے مزارات کی صف میں
موجود ہے۔ اور یہ مزارات درگاہ کی باؤلی
کے شرق میں ہیں۔ اور ان سب مزارات
پر میں نے سنگین کتبے لگائے ہیں۔ جن
میں کرمانی خاندان کے ہر بزرگ کے ذاتی
حالات و مہراز روپے کے خرچ سے کندہ
کرائے گئے ہیں۔

آجکل کتاب سیر الاولیا نایاب ہو چکی ہے۔
میرے خاندان میں بعض اصحاب کے پاس
قلبی سیر الاولیا موجود ہے۔ مگر وہ اس کتاب
کو چھپانا اور کسی کو دکھانا پسند نہیں کرتے۔
میرے مگر کی کتابیں والد صاحب کے انتقال

کے بعد ضائع ہو گئیں۔ اور میری عمر اُس وقت
بہت کم تھی یعنی میں آٹھ برس کا تھا۔ جب
والد صاحب نے وفات پائی۔ اس واسطے
مجھے ضروری معلوم ہوا کہ اس نایاب اور
نہایت مفید اور اہم تاریخ کو چھپوانا ضروری
ہے۔ میں جس کو ساٹھ برس سے
زیادہ حصہ ہو گیا۔ کتاب سیر الاولیا میری
بستی کے ایک ہندو لالہ چرنجی لال صاحب
نے درگاہ کے ایک بیڑا دے قاضی سید ظہری
صاحب کی قلمی کتاب سے نقل لیکر چھپوائی
تھی۔ اگرچہ لالہ چرنجی لال نے اپنے فارسی
”بیلا“ میں لکھا ہے کہ میں نے بہت زیادہ
خرچ کر کے اس کتاب کی محنت کرائی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت
زیادہ غلط چھپی ہے۔ خاص کر عربی عبارتوں
میں غلطیاں بہت زیادہ ہیں۔ ساتھ فارسی
عبارتوں میں بھی باتنی غلطیاں ہیں کہ کوئی سطر
ایسی نہیں ہے جس میں کوئی دو کوئی لفظ گشتہ
نہ ہو گیا ہو۔ میں واسطے میں نے ایک ایسے
کاتب سے اس کو لکھوایا جو سند یافتہ تھی
میں۔ اور حافظ قرآن بھی ہیں۔ یعنی مولانا
حافظ محمد عبداللہ صاحب ساکن امرتسر
اس کو چھپوانے کے لئے لکھوایا۔ اور محنت
کے وقت میں نے درمیان مولانا عبداللہ صاحب
نے اور عبدالنعمان صاحب فرخ آبادی

اور سید سیح الدین صاحب نے اور سید
اسلام الدین صاحب نے جہاں تک ہو سکا
پوری کوشش کر کے غلطیوں کو درست کیا۔
لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ لالہ چرنجی لال کے
زلمے میں یہ کتاب جب چھپی تو اس کی بعض
عبارتیں اور بعض الفاظ ترک ہو گئے۔ اور
کاتبوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ غلط
لکھتے ہیں اور لکھائی کے وقت بعض الفاظ
ترک بھی کر دیتے ہیں۔ یعنی لکھنا بھول جاتے
ہیں۔ ان متر و کات کو درست کرنے کا میر
پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔ مثلاً سیر الاولیا کی
فہرست مضامین میں جو فہرستیں لکھی ہوئی ہے
دسویں باب کے ستائیس نکتے درج کئے ہیں
جو یہ ہیں (۱) علم و علم (۲) شب معراج (۳)
وفات (۴) محفل (۵) دنیا و ترک دنیا
(۶) فقر و غنا (۷) طبقات (۸) نیت (۹)
نمبر و رضا (۱۰) ریا (۱۱) توکل (۱۲) حکم و عفو
(۱۳) صحبت (۱۴) محاسن اخلاق (۱۵)
قبول فتوح (۱۶) محبت (۱۷) عدل و ظلم
(۱۸) روح و نفس (۱۹) الہام و وسوسہ
(۲۰) فضیلت مکان ہر مکان (۲۱) طائف
(۲۲) بزرگی حیدر زادہ (۲۳) بزرگی بی بی
فاطمہ شام نہ (۲۴) شفقت و نیت (۲۵)
امرا و خلفاء (۲۶) تغیر مزاج ملوک (۲۷)
مردانہ کمال ایشاں مستغرق باشند۔ اور

دسویں باب کے شروع میں مصنف نے حسب
ذیل عبارت لکھی ہے۔ ”باب دہم در بیان
بعضے عقولیات و مکتوبات حضرت
سلطان المشائخ ذکاء درالوایاب مآلہ قدس
تحریر نمائفاست۔ وایں بیچارہ حسب
فہم خود بیان کردہ۔ وایں بابت نقل سیرت
و حاضرتہ است؟“

محمود یا مصنف کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے سو سو باب میں جو میں نکتے لکھے تھے۔ کیونکہ مصنف نے نسبت و چہار کا لفظ لکھا ہے (۴۴) ہندسہ نہیں لکھا۔ مگر کتاب میں نکتے چھٹیں درج ہیں۔ محمود بہت کتابیں سنا ہیں۔ نکتے درج کئے گئے ہیں۔ اور خود مصنف نے باب کے شروع میں جو میں نکتوں کا درج کرنا لکھا ہے۔ مگر اس باب میں مضمون چھپیں نکتوں کے عنوانوں کے ماتحت درج کیا گیا ہے۔ جو یہ ہیں (۱) علم و ہلما (۲) شب معراج (۳) وفات (۴) عقل (۵) دنیا و ترک دنیا (۶) فقر و غنا (۷) طبقات (۸) نیت (۹) خوف و رجاء (۱۰) ریا (۱۱) توکل (۱۲) حلم و عفو (۱۳) محبت (۱۴) محاسن اہل حق (۱۵) قبول فتوح (۱۶) ہمت (۱۷) نذر و ظلم (۱۸) الہام و وسوسہ (۱۹) فضیلت مکان پر مکان (۲۰) الطاف (۲۱) ہمدی حیدر زاویہ (۲۲) ہمدی گاہی بنی قاعہ سام (۲۳) شفقت و نیت (۲۴) امر و عفو (۲۵) تعمیر مزاج طوک (۲۶) حمد و ثناء کہ ایشاں مستغرق باشند۔

گو یا نہرست کے ستائیں نکتوں اور
کتاب کے مندرجہ چھپیں نکتوں کے عنوانوں
میں باہم ملاحظہ ہے۔ لیکن دو جگہ فرق

ہے۔ ایک نکتہ نمبر ۱ کا عنوان غیر مست میں
عبر و رجمہ ہے۔ اور کتاب میں خوف و رجا
ہے۔ دوسرے نمبر کے تحت نمبر ۱ کا عنوان
روح و نفس ہے۔ اور کتاب کے نکتے نمبر ۱
کا عنوان الہام و وسوسہ ہے۔

اب مشکل یہ پیدا ہوتی ہے کہ اگر فہرست کو مختصر ناجائزے تو کتاب میں ایک نکتہ کم ہے اور اگر مصنف کے الفاظ کا کٹا لیا جائے تو کتاب میں دو نکتے زیادہ ہیں۔ مگر میرا خیال یہ ہے کہ فہرست کا بیان ٹھیک ہے یعنی اصل کتاب میں ستائیس نکتے ہوں گے۔ جن میں ایک نکتہ "روح و نفس" درج ہوئے رہ گیا ہے۔ اور مصنف نے وہاں باب شروع کرتے وقت جو مہینے لکھے کہ ارادہ کیا ہوگا۔ لیکن ختم کتاب کے وقت تین نکتوں کا اضافہ کر دیا ہوگا۔

بہر حال یہ بات ناممکن تھا اصل فارسی کتاب کو مروج و درست کر کے چھپایا گیا ہے جو تقریباً آٹھ سو صفحات میں پوری ہو رہی ہے۔ لہذا میں اس کا اردو ترجمہ تاریخ اولیاء کے نام سے شائع کرنا چاہتا ہوں۔ چوبیس سال ہوئے لاہور کے کسی ناچر نے اس کتاب کا لفظی ترجمہ شائع کیا تھا۔ مگر اس ترجمے کی زبان بھی اچھی نہیں تھی۔ اور ترجمہ چونکہ لفظی کیا گیا تھا اس واسطے پڑھنے والے کی سمجھ میں اس کا مطلب نہیں آتا۔ اور وہ ترجمہ بھی تحلیل کیا اب ہو گیا ہے۔ میں نے لفظی ترجمے کی باہرزی نہیں رکھی۔ بلکہ مفہم لے لیا ہے۔ جیسا کہ اصل فارسی سیر الایام کو چھپوانے وقت شروع کے سولہ صفحات میں پوری کتاب کے آٹھ سو صفحات کا خلاصہ اردو میں لکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح ترجمے میں بھی یہ طریقہ

اختیار کیا ہے کہ مصنف سیرالادبیا نے جو شعا
جلکہ جگہ کتاب کو موثر بنانے کے لئے لکھے تھے
ان کو ترک کر دیا ہے۔ صرف ان مضامین کا ترجمہ
کیا گیا ہے جن میں بزرگوں کے حالات تھے یا
تاریخی واقعات تھے یا بزرگوں کی تعلیماتی
تحقیقیں میرا اندازہ ہے کہ سیرالادبیاں میں غیر فوری
اشعار اتنے زیادہ ہیں جن کو ترک کر دیا جائے
تو کتاب کی ضخامت آدھی رہ جائے گی۔ مگر
اصل فادری کتاب میں وہ سب چیزیں محفوظ
و قائم رکھی گئی ہیں۔ اور اب فردیت یہ ہے کہ
جو لوگ فادری نہیں سمجھتے صرف اُردو پڑھ
سکتے ہیں ان کے سامنے کتاب سیرالادبیا کا
حاصل غلب اُردو زبان میں آجائے۔

ترجمہ کتاب سیر الاولیا
پہلا باب فضائل خواجگانِ حقیقت

پہلے خواجہ رسول اللہ کا بیان

پسینہ خاندان کے خواجگان میں سب سے پہلے
 بیگزوں کے بادشاہ محمد رسول اللہ علیہ السلام
 وآلہ وسلم تھے جن کو معراج کی رات فقر و درویشی
 کا خرقہ عطا ہوا تھا۔

پیغمبروں کے بادشاہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اولیاء کی عظمت و کرامت نبوت
کی زبان سے اس طرح ارشاد فرمائی ہے جو
انہی المومنین عمر بن خطابؓ کی روایت سے
حدیثوں میں موجود ہے۔

ارشاد: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ كَمَا تَقُونَ إِلَهُكُمْ** اللہ کے بندوں میں سے آپسے
 آدمی بھی ہو۔ ہے میں کہ نہ انبیاء ہیں۔ یعنی
 نہ وہ پیغمبر ہیں۔ اور نہ وہ شہید ہیں۔ مگر ان پر
 شہیدوں اور نبیوں کو قیامت کے دن ان
 ایسا کیا کہ عظمت دیکھ کر شگ پیدا ہو گا۔

ایک شخص نے رسول اللہ سے پوچھا یا رسول اللہ! وہ لوگ ایسے کیا عمل کرتے ہوں گے۔ جن کی عظمت پر پیغمبروں اور شہیدوں کو رشک ہوگا؟ رسول اللہ نے جواب دیا یا اولیاء اللہ! کا عمل یہ ہوگا کہ وہ اللہ سے اتنی زیادہ محبت کرتے ہوں گے کہ نہ ان کو اتنی محبت اپنے قربت و اردوں سے ہوگی۔ اور نہ اپنے مال سے ہوگی! اس کے بعد رسول اللہ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا: میں نے ان کے چہرے قیامت کے دن سب سے زیادہ چمکتے ہوئے وہ نور کے ممبروں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان کو کسی بات کا خوف نہ ہوگا۔ جن سے دوسرے ڈرتے ہوں گے۔ اور نہ ان کو کسی بات کا غم ہوگا۔ جس غم میں دوسرے مبتلا ہوں گے۔ اس کے بعد رسول اللہ نے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی: ”آگاہ ہو جاؤ یقیناً اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ نہ ان کو کسی کا خوف ہوتا ہے۔ اور نہ انھیں کسی چیز کا غم ہوتا ہے۔ وہ اندھروں میں چراغ ہوتے ہیں۔ اور وہ ہر کام خیر میں ہوتے ہیں۔ اور یہ اس وجہ سے ہے کہ ان کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ اور وہ یا کاری سے بچتے ہیں۔“

مذکورہ معراج کی رات رسول اللہ خرقہ معراجیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فقر کا خرقہ یعنی لباس عطا فرمایا تھا (حاشیہ:- اس کی نسبت معلوم نہیں کہ وہ خرقہ عمامہ تھا یا کپل تھا یا عبا تھی یا چادر تھی یا کوئی اور کپڑا تھا حسن نظامی مصنف سیر الاولیاء نے اس کی نسبت یہ الفاظ لکھے ہیں: ”وآل خرقۃ از منشی تحت وقت فرسائی معلوم کرتے سلطان الانبیاء باہم خلفاء راشدین، ووصی رسول اللہ الباقین“

امیر المؤمنین، قطب الاولیاء، منہج بہ حقائق توحید، اسد اللہ الغالب، علی ابی طالب کرم اللہ وجہہ رسید، اور یہ معراجیہ خرقہ قطب و پاک سلطان الانبیاء کے تحت نبوت کی طرف سے خلفاء راشدین کے قائم اور رسول رب العالمین کے وصی امیر المؤمنین قطب الاولیاء و خیر حقائق توحید، اسد اللہ الغالب، علی ابن ابی طالب کو پہنچا۔ چنانچہ اس کی مشرح کیفیت حضرت سلطان المشائخ ذی الزہراء سیر الاولیاء کے باب ارادت نمونہ خرقہ اور اس کی معانی میں تحریر ہوا ہے۔

دوسرے خواجہ کا بیان (بہر صی لول اللہ) امیر المؤمنین قطب الاولیاء منہج بہ حقائق توحید، اسد اللہ الغالب، علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے۔ جن کو رسول خدا نے شب معراج کا خرقہ درویشی عطا فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رشید ہدایت کا آفتاب بنایا تھا۔ جن کی روشنی سے اللہ کے سب بندوں نے ہدایت پائی تھی۔ اور اسی روشنی سے چمکایا تھا۔ اللہ نے محمد رسول اللہ کے وصی اور ولی علیؑ کو۔ اور علیؑ اس آفتاب ہدایت کے انوار سے ایسے مدد کامل بن گئے تھے کہ تمام کائنات اس بدر کے نور سے منور ہو گئی تھی۔ علیؑ مابدوں اور زاہدوں کے سید تھے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علیؑ کی پرہیزی کرنے والوں میں اولیاء اللہ تھے۔ اولیاء اللہ تھے۔ اور او قاتل تھے۔ اور ان کے سلسلے میں ان کے وقت سے ہر ایک کتاب سیر الاولیاء لکھنے کے وقت تک بڑے بڑے نامور مشائخ و اصلا متوا اصلا (مسلک اولیاء)

مستور لکھنا کار) ہوتے آئے ہیں۔

تیسرے خواجہ کا بیان (امام المؤمنین علی ابن ابی طالب)

حضرت خواجہ حسن بھریؒ تھے۔ جن کو سیر الاولیاء

حضرت علیؑ نے درویشی کا وہ خرقہ عطا فرمایا تھا جو رسول اللہ سے حضرت علیؑ کو

پہنچا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بھریؒ کی فضیلت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت خواجہ حسن بھریؒ

کی والدہ حضرت ام سلمہؓ رحمہم رسول اللہ کی خدمت گزاری کیا کرتی تھیں۔ اور حضرت

خواجہ حسن بھریؒ ان کی گود میں تھے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت خواجہ حسن بھریؒ کی

والدہ حضرت ام سلمہؓ کے کسی کام میں مصروف تھیں۔ اور ان کا بچہ لیٹا ہوا تھا۔

یہ ایک بچہ کو جھوک گئی اور وہ رونے لگا۔ خواجہ حسن کی والدہ بچے سے دور کام کر رہی

تھیں۔ حضرت ام سلمہؓ قریب پہنچی تھیں۔ بقول

لے بچے کو روتا دیکھا تو خود بچے کے پاس پہنچے اور اس کو گود میں اٹھا کر اپنا دودھ بچے کے

منہ میں دیدیا۔ اور خواجہ حسن بھریؒ نے رسول اللہ کی روحِ محترمہ کے دودھ کے

چند قطرے پئے۔ اس کے بعد حضرت ام سلمہؓ نے اللہ سے دعا کی کہ اس بچے کو اپنی مخلوق کا پیشہ اور معتاد بنا دے (حاشیہ: مصنف سیر الاولیاء کی اس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ حسن بھریؒ رسول اللہ کے رضاعی فرزند تھے۔ کیونکہ انھوں نے انحضرتؐ کی دودھ کا دودھ پیا تھا۔ اور یہ اتنی بڑی فضیلت ہے جو کسی کو حاصل نہیں ہوئی حسن نظامی)

حضرت خواجہ حسن بھریؒ نے ایک ننھی سی

صحابہ کی زیارت کی تھی۔

حضرت علی کا فرمان اگر ایک دن امیر المؤمنین حضرت علیؓ بصرے میں تشریف لائے اور فرمان جاری کیا کہ جو لوگ بغیر علم و واقفیت کے وعظ کہتے ہیں وہ آئندہ وعظ نہ کہا کریں کیونکہ ان کی واقفیت اور بے علمی کی وجہ سے اندیشہ ہے کہ غلط باتیں پھیل جائیں گی۔ اس کے بعد حکم دیا کہ ان بے علم واعظوں کے سب نمبر توڑ ڈالے جائیں۔ اس وقت خواجہ حسن بصریؒ حضرت علیؓ کے سامنے حاضر ہوئے۔ حضرت علیؓ نے ان سے پوچھا تو علم ہے یا مستعلم ہے؟ یعنی تو علم رکھتا ہے یا علم سیکھتا ہے۔ خواجہ حسن نے عرض کی میں کچھ بھی نہیں ہوں۔ نہ عالم ہوں نہ متعلم ہوں۔ البتہ جو کچھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ تک پہنچا ہے۔ اتنا ہی خلق خدا تک پہنچا تا دہشتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے یہ بات سنی تو فرمایا یہ جوان شائستہ سخن معلوم ہوتا ہے۔ اس نے بہت اچھا جواب دیا ہے۔

جب حضرت علیؓ وہاں سے واپس جانے لگے تو حضرت خواجہ حسن بصریؒ ان کے پیچھے رواد ہوئے اور کچھ دیر جا کر حضرت کا دامن پکڑ لیا اور عاجزانہ عرض کی خدا کے لئے مجھے وضو کرنا سکھا دیجئے۔ چنانچہ اسی وجہ سے حضرت علیؓ نے ایک طشت منگایا اور حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو وضو کرنا سکھایا۔ اور وہ وجہ باب طشت کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اور آج تک باب طشت کہلاتی ہے۔ (حاشیہ)۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ وہ بے علم

واعظوں کو وعظ کہنے سے روکے۔ اور مشائخ صوفیہ کو بھی یہ حق حاصل ہے کہ وہ ایسے پیروں کو مرید کہنے سے روکیں جن کو تصوف کا علم نہ ہو۔ اور جن کو کسی مستند بزرگ سے بیعت لینے کی اجازت نہ ملی ہو۔ کیونکہ امیر المؤمنین حضرت علیؓ سب سلسلوں کے مشائخ کے پیشوائے اعظم تھے۔ انھوں نے جو حکم اپنی خلافت کے زمانے میں دیا تھا اس کی تعمیل وقتی نہیں تھی بلکہ قیامت تک جتنے مسلمان حضرت علیؓ کے سلسلوں میں بیعت کریں گے۔ ان سب پر حضرت علیؓ کی تقلید اور پیروی اور ان کے عمل اور حکم کی تعمیل واجب رہی (حسن نظامی)

حضرت خواجہ حسن بصریؒ اکثر بجا و گریہ میں رہتے تھے یعنی روتے رہتے تھے) میں نے حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کے دست مبارک کی لکھی ہوئی یہ عبارت دیکھی ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی وفات کی رات ایک آواز آئی۔ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰ اٰدَمَ وَنُوْحًا وَاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِيسٰى عَلٰى الْاَرْضِ لَیْقِنَا اللّٰهُ تَعَالٰی نے جن لیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کو اور آل حسن کو۔

(حاشیہ)۔ اس آواز غیب سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ آل حسن سے مراد حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے سلسلے کے مشائخ و مرید ہیں یعنی حضرت خواجہ حسن بصریؒ کی وفات کے بعد سے قیامت تک جو لوگ ان کے سلسلے میں مرید ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بموجب برگزیدہ اور مقبول الہی ہوں گے (حسن نظامی)

جس بات حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے وفات پائی ایک بزرگ نے خواب دیکھا

کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے کہ خواجہ اپنے خدا سے آں ملا۔ اور خدا اس سے خوش ہے۔

چوتھے خواجہ کا بیان شیخ شیخ ابصر قطب العالم حضرت خواجہ عبد الواحد بن زبیر حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے مرید اور جانشین اور ولیہ معظم تھے۔ بڑے بڑے درجے اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا فرمائے تھے۔ مشرف ھُوَ اللّٰهُ بِالْاَشْرَاحِ وَالْاَحْبَابِ اللّٰهُ تَعَالٰی نے ان کو مشرف فرمایا تھاروح سے امید راحت سے۔

عربی حلوہ) عبد الواحد بن زبیر ایک دن خانقاہ میں تشریف رکھتے تھے۔ اور ان کی خانقاہ کے درویش وہاں جمع تھے ان سب نے حضرت سے عرض کی کہ ہم سب کئی دن سے بھوکے ہیں۔ اور اب بھوک برداشت کی حد سے بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہاں ہم سب کو حلوہ عطا فرمائے۔ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زبیر نے آسمان کی طرف دیکھ کر دعا فرمائی کہ یا اللہ اپنے ان نیندوں کو حلوہ عطا فرما۔ یہ کہنا تھا کہ آسمان سے اشرفیاں برستے لگیں حضرت نے حکم دیا جاؤ اشرفیاں لو اور حلوہ خریدو درویش ہوگے حلوہ لائے۔ اور ان سب نے حلوہ کھایا۔ مگر خود حضرت خواجہ عبد الواحد نے اس حلوے کو ہاتھ نہیں لگایا (حاشیہ)۔ حضرت خواجہ عبد الواحد بن زبیر کے مریدوں اور درویشوں نے بشریت اور خود کو آپاس کی تکلیف سے بے قابو ہو کر حلوہ کھانے کی

درخواست کی ہوگی۔ لیکن چونکہ خود حضرت اپنے نفس کی خواہشات پر پوری طرح قابض آچکے تھے اس واسطے حضرت نے وہ علوہ نہیں کیا یا۔ اگرچہ وہ علوہ ضعیف برکت اور نعمت اور عطا کا علوہ تھا لیکن ان کے لئے محتاج اب تک اپنے نفس پر قابض نہیں ہوئے تھے۔ حسن نظامی)

اللہ نے وضو کرایا حضرت خواجہ زید کو آخر عمر میں فایز ہو گیا تھا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ نماز کا وقت آیا۔ اور کوئی خادم پاس نہ تھا کہ حضرت کو سہارا دے کر وضو کراتا۔ اور نماز پڑھتا اس لئے حضرت نے دُعا مانگی کہ یا اللہ میں تیرا بندہ ہوں۔ اور تیری مرضی پر صابر و شاکر ہوں۔ تو نے جو بیماری مرحمت فرمائی ہے۔ میں نے بھی کسی سے اس کی شکایت نہیں کی۔ اور اپنے دل میں بھی شکایت نہ آنے دی۔ میرے دل میں تیری عبادت کا ذوق قائم ہے۔ یہی میرے لئے سب کچھ ہے۔ اب فرض نماز کا وقت ہے۔ اور مجھ میں فایز کی وجہ سے حرکت کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ اور کوئی بھی بھی موجود نہیں ہے جو مجھے وضو کرائے۔ تو اپنے فضل و کرم سے اتنی طاقت مجھے دیدے کہ میں اللہ کو صحتوں لوں۔ اور فرض نماز ادا کر سکوں جس کا وقت جا رہا ہے۔

یہ دُعا کرتے ہی فوراً حضرت خواجہ عبدالواہد بن زید کے اندر طاقت پیدا ہو گئی۔ اور فایز کا ثواب مکمل جاتا رہا۔ وہ اُسے اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے پانی لیا۔ اور وضو کیا۔ اور اس کے بعد نہایت اطمینان سے نماز پڑھی۔ اور نماز پڑھنے کے بعد پھر بھی بیماری کے بستر پر

چلے گئے۔ اور پھر ان کا یہی حال ہو گیا یعنی فایز کا اثر پھر پیدا ہو گیا (حاشیہ:- اس حکایت سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ چشتیہ خاندان کے اولیاء اللہ بیخ وقتہ نمازوں کے بہت زیادہ پابند تھے۔ اور ایسی بیماریوں میں بھی نماز پڑھتے تھے۔ جن میں انسان حرکت کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ چشتیہ خاندان کے ان بزرگوں کو خلافت عقل اور خلافت فطرت جہانی صحت عطا فرماتا تھا۔ گویا کہ خود اللہ ان کو وضو کراتا تھا۔ حسن نظامی)

پانچویں خواجہ کا بیان {وصلت فلک ابولایت، شمس الیرایت، کثیر الفضائل ابو علی الفصیل ابن عیاض} اپنے وقت کے بہت بڑے مشائخ میں تھے۔ انھیں بہت جلدی رونما آ جاتا تھا۔ اور وہ ہمیشہ مغموم دکھائی دیتے تھے۔ اور ہر وقت فکر و غم میں نظر آتے تھے۔ انھوں نے حضرت خواجہ عبدالواہد بن زید سے خرقہ پرایا تھا۔

اور انھوں نے غری زبان میں فرمایا ہے در کسی بندے کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ادا نہ کرے اس چیز کو جو اللہ نے اُس پر فرض کی ہے۔ اور جب تک کہ پرہیز نہ کرے اُس چیز سے کہ اللہ نے اُس پر حرام کی ہے۔ اور راضی نہ ہو جائے اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے اُس کی قسمت میں لکھ دی ہے۔ اور یہ بھی حضرت نے کا قول ہے کہ سب اللہ کسی بندے سے زیادہ محبت کرتا ہے تو اُس کے غم کو زیادہ کم دیتا ہے۔ اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو اُس کی دنیا کو وسیع کر دیتا ہے۔ اور یہ بھی ان کا قول ہے کہ اگر ساری

دنیا کی دولت اور نعمت میرے سامنے پیش کی جائے تو میں اُس کو ایسے ہی بخش دوں گا پاک بھروسہ گا جس طرح لوگ مردار چیلوں سے نفرت کرتے ہیں؟

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی بڑے کام کا چھوٹا رہا کاری ہے اگر وہ ملیا دلوں کو دکھانے کے لئے وہ کام چھوڑ دے۔ اور اگر لوگوں کے دکھانے کے لئے کوئی اچھا عمل کیا جائے تو یہ شرک ہے۔ ابو علی رازی روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے ساتھ تیس برس رہا۔ کبھی اُن کو تبسم کرتے نہ دیکھا۔

بلنے کے مرنے پر تبسم کیا {خواجہ فضیل بن عیاض کے فرزند علی بن فضیل نے وفات پائی۔ اُس دن حضرت خواجہ فضیل بن عیاض نے تبسم کیا۔ لوگوں نے پوچھا "حضرت آپ کو کبھی سنہتے اور تبسم کرتے نہیں دیکھا تھا۔ آج اتنے بڑے مددے کے وقت کہ جان بیٹے نے وفات پائی ہے۔ جو دینی کامل تھا۔ آپ کو تبسم کرنا دیکھ رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اُس کو اس دنیا کے جہال سے نجات دے کر اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ میرا میثاق کہو پیارا تھا اُس نے اُس کو اپنے پاس بلا لیا۔ اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی کہ میرا میثاق کے دربار میں مقبول ہوا۔"

و ا کو تھے حضرت خواجہ فضیل بن عیاض {کو تھے پہلے ڈاکو تھے۔ اور قافلے لٹا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک قافلے کو لوٹنے گئے۔ تو قافلے میں کوئی قاری بلند آواز سے قرآن شریف پڑھتا تھا۔ اور اس نے جو آیت پڑھی اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ

لِذِكْرِ اللَّهِ. کیا وہ وقت نہیں آیا ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لے آئے ہیں کہ اُن کے بھائیوں میں گدازگی پیدا ہو اللہ کے ذکر کے لئے۔ یہ آیت سن کر حضرت فضیلؒ پر اثر ہوا اور ایک کیفیت پیدا ہو گئی۔ اور انھوں نے بیتاب ہو کر کہا: یا رَبِّ قَدْ اَنْ - لے کر وہ دنگار یہ وہ وقت آگیا ہے۔ یہ کہہ کر وہ بہت روئے اور قزاقی سے توبہ کی۔ اور جن میں کمال و تہمت اُن سب سے مل کر سب کو خوش کر دیا۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن سے علم شریعت حاصل کیا۔ اور پھر اس کے بعد علم حقیقت اور علم طریقت دوسرا لیا۔ ان کی خدمتوں میں رہ کر حاصل کرتے رہے۔

ہارون رشید کی حاضری میں حضرت فضیل بن رشید کا وزیر وایت کرتا ہے کہ میں ہارون رشید رحمہ اللہ سے خلیفہ کے ساتھ حج کو منہ کے میں آیا۔ ایک رات ہارون نے مجھ سے کہا کہ اگر یہاں مردانِ خدا میں کوئی مرد معلوم ہو تو مجھے اُس کے پاس لے چل۔ میں نے ہارون سے کہا یہاں عبدالرزاق صنعانی ایک بزرگ رہتے ہیں۔ چلیے اُن کے پاس میں ہم دونوں حضرت صنعانیؒ کے پاس گئے۔ اور کچھ دیر بات چیت کی۔ میں نے خلیفہ کے اشار سے صنعانی صاحب سے دریافت کیا کہ آپ کے ذمے کچھ قرضہ ہے یا جواب دیا: "ہاں میں مفروض ہوں" خلیفہ نے مجھے حکم دیا: "اُن کا سب قرضہ ادا کر دے۔"

اس کے بعد خلیفہ نے مجھ سے کہا ابھی میرا دل مرد کامل کی تلاش میں ہے۔ کسی اور بزرگ کے پاس چل۔ میں نے عرض کی چلیے سفیان بن عتبہ یہاں ہیں وہ بھی بڑے بزرگ ہیں۔ ہم دونوں ان کے پاس حاضر ہوئے۔ اور بہت دیر باتیں کیں۔ اور آخر میں میں نے خلیفہ کے اشارے سے پوچھا آپ کے ذمے کچھ قرضہ ہے؟ حضرت سفیان نے جواب دیا یا اُن قرضہ ہے خلیفہ نے مجھے حکم دیا ان کا سارا قرضہ ادا کر دے۔ باہر آ کر خلیفہ نے کہا اے فضیل میرے دل کو تسکین نہیں پہنچی کسی اور بزرگ کے پاس لے چل۔ میں نے کہا میں بھول گیا تھا یا دیا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ بھی یہاں رہتے ہیں۔

اس کے بعد ہم دونوں حضرت فضیل بن عیاضؒ کے حجرے کے قریب گئے۔ وہ حجرے کا دروازہ بند کئے ہوئے قرآن شریف پڑھ رہے تھے۔ ہم دونوں نے باہر کھڑے ہو کر اُن کی تلاوت سنی۔ جب انھوں نے یہ آیت پڑھی: "کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو گناہوں میں مبتلا ہیں کہ اللہ اُن کی حالت کو بدل کر اُن لوگوں کی سی حالت بنا دے جو ایمان لائے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں" جب خلیفہ ہارون رشید کے کان میں یہ آیت پڑھی تو اُس نے مجھ سے کہا یہی آیت ہے جس کی تجھے تلاش تھی تو دروازے پر دستک دے۔ تاکہ ہم اندھا کاران سے ملیں میں نے دروازے پر ہاتھ مارا۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے قرآن پڑھتے پڑھتے سکوت اختیار کیا۔ اور پھر پوچھا دروازے پر کون ہے؟ میں نے جواب دیا: امیر المؤمنین شریف لائے ہیں۔ اور آپ کی خدمت

میں حاضر ہونا چاہتے ہیں۔ حضرت فضیل بن عیاضؒ نے جواب دیا: مجھے امیر المؤمنین سے کچھ عرض نہیں ہے۔ وہ یہاں کیوں آئے ہیں؟ میں اُن سے ملنا نہیں چاہتا۔ میں نے نہایت عاجزانہ لہجے میں جواب دیا: آپ امیر المؤمنین کو اندر آنے کی اجازت دیجئے۔ حضرت نے جواب دیا: "میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا" تب میں نے کہا: قرآن مجید میں خدائے مسلمان اصحابِ حکومت کی اوقات کا حکم دیا ہے۔ اور امیر المؤمنین ہارون لاہور میں تب کچھ دیر حضرت فضیل بن عیاضؒ نے فراموش ہو کر کہتے ہوئے جواب دیا: "اُدھر آ جاؤ۔ ہم دونوں اندر گئے۔ چراغ روشن تھا۔ جانا نہ بچی ہوئی تھی۔ قرآن شریف سانسے رکھا ہوا تھا۔ فضیل کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے چراغ مل کر دیا۔ اور ہم دونوں سے کہا یہاں بیٹھ جاؤ۔ میں تم سے الگ کھڑا ہوں۔ ہارون رشید نے اندھیرے میں حضرت فضیل بن عیاضؒ کی طرف اپنا ہاتھ بٹایا اور ہاتھ فم کرنا چاہا۔ جب سے اس کی تاریکی مٹ گئی کہ ہارون رشید دیکھ نہ سکا کہ حضرت کدھر کھڑے ہیں۔ مگر جب ہارون کا ہاتھ حضرت کے جسم کو لگا تو حضرت نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور ہارون کے ہاتھ کو دبا کر فرمایا: "آہ میں نے اس سے زیادہ کبھی کوئی نرم ہاتھ نہیں دیکھا۔ خدا اس ہاتھ کو دوزخ کی آگ سے بچائے" ہارون رشید پر گریہ طاری ہوا۔ اور وہ روتے روتے بہہ پڑے۔ جب بہہ پڑا تو اُس نے کہا اے خواجہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؒ نے فرمایا: امیر المؤمنین ابیرے باپ حضرت عباسؒ رسول اللہؐ کے چچا تھے

ایک دفعہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی عداوت کی حکومت چاہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے چچا! اگر تو ایک سائنس خدا کی طاعت میں گزارے تو وہ اس سے بہتر ہو کہ ہزار برس تک دوسرے تیری اطاعت کریں۔ امارت اور حکومت سے قیامت کے دن ندامت ہوگی۔"

خلیفہ ہارون رشید نے یہ بات سن کر حضرت عباسؓ سے گزارش کی: "نصیحت میں کچھ اور اضافہ فرمائیے۔" حضرت نے جواب دیا میں: "دُعا ہوں یا امیر المؤمنین کہ تیری یہ اچھی صورت و دوزخ میں نہ ڈالی جائے۔ خدا سے ڈرا و خدا کے حق کو پہچان۔ اور بندوں کے حق کو پہچان۔ اور ہر ناحی سے نجات اور احتیاط کر۔"

خلیفہ نے اپنے وزیر فضیل بن یزید کو اشارہ کیا۔ اور فضیل نے حضرت عباسؓ سے بھی وہی سوال کیا جو پہلے دو بزرگوں سے کیا تھا کہ کیا آپ کو کسی کا بچہ قرضہ دینا ہے؟ حضرت نے جواب دیا: "ہاں مجھے قرضہ دینا ہے۔ اور وہ قرضہ خدا کا ہے۔ اور اسی قرض کے ادا کرنے کے لئے یہاں شمول ہے۔ میں نے خلیفہ ہارون رشید کے اشارے سے ہزار اشرافیوں کی ایک قبیلہ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؓ کے قدموں میں رکھی۔"

حضرت نے نہایت برتری کے لہجے میں فرمایا: "اے امیر المؤمنین! بچہ پر میری کسی نصیحت کچھ اثر نہیں ہے۔ کہ میں تیری نجات چاہتا تھا۔ اور تو مجھے بلا میں ڈالنا چاہتا ہے۔ لیکن اس ناپاک دُنیا کو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور خبردار! اندر کبھی ادھر آنے کا ارادہ نہ کیجئے۔"

ہارون رشید روٹا سہا حجر سے باہر آیا۔ اور مجھ سے کہا: "اے فضیل بن یزید خلیفہ اور بادشاہ درحقیقت فضیل بن عیاضؓ ہے۔ اور مجھے جس مرد کامل کی تلاش تھی وہ یہی شخص ہے۔" میں نے کہا: "یا امیر المؤمنین! اس شخص نے کوئی بات ایسی نہیں کہی جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ مرد کامل ہے۔ مجھے تو اس شخص کے دماغ میں خشکی معلوم ہوتی ہے۔ تنگ و تاریک حجروں میں بڑا رہنے سے اور فاقے کرنے سے ان لوگوں کی عقلیں اور تیز داریاں خراب ہو جاتی ہیں؛ خلیفہ نے جواب دیا: "بے ادب نہ بن۔ تو ایک بہت بڑے کامل انسان کی شان نہیں سمجھ سکتا۔ اگرچہ فضیل بن عیاضؓ تھے مجھ سے بات حیات میں سختی برتی لیکن اس سختی میں میں نے ہدایت اور ہمدردی اور خلوص اور سچائی کی ایک بڑی روشنی ہائی۔ اور اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ اس ملک کا شہنشاہ حقیقی معنوں میں فضیل بن عیاضؓ ہے؛ (حاشیہ: سیرۃ النبیؐ کے اس بیان کا ترجمہ کرنے وقت میرے دل میں حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؓ کی عزت بہت زیادہ تیز گئی اور یقیناً جو شخص بھی اس بیان کو پڑھے گا اُس کے دل میں حضرت کی عظمت پیدا ہوگی۔ لیکن اصراف یہ ہے کہ میرے دل میں آج تک خلیفہ ہارون رشید کی اتنی عزت نہیں تھی جتنی اس بیان کے پڑھنے سے پیدا ہوئی کیونکہ اس تاریک حجر سے میں ایک بہت بڑا شہنشاہ داخل ہوا تھا۔ اتنا بڑا شہنشاہ جو عربستان کا مالک تھا ملک شام کا مالک تھا فلسطین کا مالک تھا عراق کا

مالک تھا۔ ایران کا مالک تھا۔ اور ترکستان اور افغانستان کا مالک تھا۔ اور ہندوستان کا ایک حصہ بھی اس کے اثر میں آچکا تھا۔ اور اس شہنشاہ کی شہنشاہی یا تاجپوشی سے ظاہر ہوئی تھی یا الف لیلہ کے قصوں سے اُس کی شاہانہ عیاشیاں سامنے آتی تھیں اور مجھ ہی کو نہیں تمام دُنیا کو اور دُنیا کے مہذب ملکوں یورپ امریکہ کو مہبوت کر دیتی تھیں۔ مگر آج معلوم ہوا کہ یقیناً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کی اولاد دلوں و دنیاوی شان و شوکت کے اپنے دل و دماغ میں اللہ و رسولؐ اور اولیاء اللہ کی محبت اور عقیدت بھی حد سے زیادہ کم ہوتی تھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی اور محض رعایا کو اپنی طرف متوجہ کرنا مقصود ہوتا تو خلیفہ ہارون رشید دن کے وقت اپنی شاہانہ شوکت کے ساتھ حضرت خواجہ فضیل بن عیاضؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اور اس وقت جتنی زیادہ عقیدت مندی ظاہر کرتا وہ محض سیاسی اور ریاکاری کی عقیدت کہی جاتی تھی۔ مگر وہ آج کے وقت محض ایک وزیر کے ساتھ حضرت کے مجھ سے آیا جس سے ظاہر ہوا کہ وہ غیر سیاسی عنصر کے محض اپنی روح کی تسکین کے لئے در بدر پھر رہا تھا۔ اور اُس کے دل میں حق تعالیٰ کی اور اُس کے پاک بندوں کی سچی تلاش موجود تھی۔

مجھے یہ لکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہارون رشید ایک شخصی حکمران تھا۔ اور اُس کے شہنشاہ دشمن تھے۔ اور موجودہ زمانے میں جب کہ جمہوری حکومتیں ہیں۔ اور شاہان کا عدم وجود برسر ہے۔ پھر بھی کسی نام کے بادشاہ کی اتنی جرأت نہیں ہوتی کہ وہ رات

کے وقت اس طرح تنگ و تنار ایک جھوپ میں
ایکلا چلا جائے اور اپنی جان کا خوف نہ کرے
پورے امریکہ کی کوئی حکومت اسے کسی بادشاہ
کی یا اپنے کسی وزیر اعظم کی ایسی مثال پیش
نہیں کر سکتی جیسی بے خوفی ہارون رشید سے
اس حکایت میں ظاہر ہوئی۔ اور یہ بھی دلیل
ہے۔ اسلام کی صداقت کی وجہ سے دلوں
میں اسلام گھر بنا لیتا ہے پھر وہ دنیا کی
کسی خطرناک چیز سے ڈرتے نہیں۔ اور ہمیشہ
بے خوف رہتے ہیں (حسن نظامی)

حضرت کی وفات (تفصیل کے مطابق)
نے بلا حرم شہہ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت اس وقت گئے میں تھے۔ اور وہی
حضرت کو دفن کیا گیا (حاشیہ: حضرت
کے مزار کی بابت مجھے معلوم نہیں کہ وہ کتے
کے کس مقام میں ہے۔ حضرت خواجہ عثمان
ہمدانی کے مزار کی نسبت میں جانتا ہوں
کہ وہ سابق شریف مکہ عون کے مکان کے
ایک حصے میں واقع تھا۔ حسن نظامی)

چھٹے خواجہ کا بیان (مقرب حضرت
رَبُّ الْعَالَمِينَ: تَارِكُ مَلَكُوتِ دُنْيَا مَالِكُ

سُلْطَنُ عَقَبَةٍ: نَظِيرُ اللَّهِ فِي الْعَالَمِ) خواجہ
ابراہیم بن ادہم ملحق تھے جنہوں نے حضرت
خواجہ فضیل بن عیاض سے خلافت پائی
تھی۔ اور جن کو معاملات دُنیا اور حقائق
دین کی بہت زیادہ آگاہی تھی۔ اور جو اپنے
وقت میں تمام بڑے بڑے مشائخ سے
زیادہ مقبول تھے۔ اور جن کی نسبت ایک
بزرگ نے عربی زبان میں یہ کہا تھا: "ترک
کو دیا ابن ادہم نے اپنا ملک اور اپنا گھر اور"

آئے فضیل بن عیاض کے پاس اپنی قبت
سوار کرنے کے لئے۔ اور چھوڑ دیا انھوں نے
خزانوں کو اور لشکروں کو اور اپنے اہل و
عیال کو۔ پس حاصل کر یا وہ مقام جو ان کے
لئے زیبا تھا۔

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم ملحق کے
بادشاہ تھے۔ اور اس بادشاہی کو چھوڑ کر
دریختی اختیار کی تھی۔ وہ حضرت ابو یوسف سے ملے تھے
چنانچہ حضرت امام اعظم نے ان کو ملایا۔ سیدنا ابو یوسف نے ان کو
(معاذ سید ابراہیم بن ادہم ملحق) ملحق کر دیا۔

پوچھا اور ابراہیم نے سبابت کہاں سے پائی؟
حضرت امام ابو حنیفہ نے جواب دیا: وہ
ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول رہتے تھے
اور ہم دوسرے کاموں میں بھی مشغول رہتے
ہیں۔ اس واسطے میں نے ان کو اپنا سید کہا۔
سیدنا الخلفاء فقر حضرت خنید بغدادی

نے حضرت ابراہیم بن ادہم کی نسبت فرمایا۔
"مُفَارِجُ الْعُلُومِ" ابراہیم بن ادہم بن ابراہیم بن
ادہم کی ذات میں علوم کی نیکیاں ہیں۔
حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم غوثی زبا
میں فرماتے ہیں: "تصوف تکویم ہے۔ اور
تسیم ہے اور تطرق ہے اور تلفظ ہے"
یعنی خدا کے مخلوق کی عورت کرنا اور اپنے آپ
کو خدا کے حوالے کر دینا اور ہر لحظے اپنی نظر خدا
کی طرف رکھنا اور خدا کے بندوں پر مہربان
دوسری جگہ حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم
فرماتے ہیں: "اختیار کہلے پس اللہ ہی کو مرئیں
وہمدم۔ اور چھوڑے ایک کنارے پر
سب انسانوں کو۔"

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "باطل کی طرف
زیادہ دیکھنا حق کی پہچان سے دل کو
فاصل کر دیتا ہے۔"

اور یہ بھی فرمایا ہے کہ "خصوص و طبع کے
کم کرنے سے انسان میں پجائی اور پاکیزگی
پیدا ہوتی ہے۔ اور خصوص و طبع کی کثرت سے
غم اور بے اطمینانی بڑھتی ہے۔"

اور یہ بھی ان کا قول ہے: "قَدْ رَضِينَا
مِنْ أَعْمَالِنَا بِالْعَاقِبَةِ وَمِنْ طَلَبِنَا
ثَوْبَةً بِالتَّوْبَةِ وَمِنْ الْغَيْشِ الْبَاقِي
بِغَيْشِ النَّاسِ"۔ یعنی ہمارے طبعی سرگرمی
ہیں اپنے اعمال کے معافی سے۔ اور بار بار
توبہ کرنے سے۔ اور ہمیشہ رہنے والے غیث
کے اختیار کرنے اور غیث عیش کو ترک کر دینے
دوسری جگہ فرمایا ہے۔ "أَطْلُبُ
مَطْعَمَكَ وَلَا عَلَيَّكَ أَنْ تَقْدُمَ اللَّيْلُ
وَتَصُومَ النَّهَارَ" تلاش کر اپنی روزی کو
(جو تیرے لئے ضروری ہے) اور لازم نہیں
ہے۔ چھپرہ کہ تو روزی کی تلاش چھوڑ کر رات
بھر عبادت کے لئے کم ہار ہے۔ اور دن بھر
روزے دکھار ہے۔ (حاشیہ: حضرت
خواجہ ابراہیم بن ادہم ملحق کا یہ آخری قول
ان لوگوں کو جواب کرنے کا جو درویشوں
پر برہمن کرتے رہتے ہیں کہ درویشوں نے
دنیا ترک کر کے بیکاروں اور مفت خوردوں
کا ایک انبوہ جمع کر دیا ہے۔ لیکن وہ شہتہ
خاندان کے بہت قدیمی پیشوا حضرت خواجہ
ابراہیم بن ادہم ملحق کے اس ارشاد سے
معلوم کر سکتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا ہے
کہ انسان کو رات بھر کھڑے ہو کر فضل پڑھنے
اور دن بھر روزے رکھنے سے پہلے لازم
ہے کہ وہ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی روزی
کو تلاش کرے۔ کیونکہ حضرت شاکر علی قرآن
شریف کی تعلیم پر تھا اور قرآن شریف میں
یہ ارشاد ہے: "وَلَا تَقْنَصْ حَتَّىٰ تَكُونَ مِنَ الْغَنَىٰ"۔

ہندوستان کا خفیہ ہتھیار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوة کے حسن نظامی دہلی فر
کرنا ہے کہ آج ۸ رمضان ۱۳۹۶ھ مطابق
۱۰ اگست ۱۹۷۶ء منگل کے دن صبح اپنے
مکان ملکوت منزل میں یہ کتاب لکھنی شروع کی۔
دوسری جنگ یورپ کے وقت جرمنی کا
ڈاکٹر ٹیر ہرشل کہنا تھا "میرے پاس ایک خفیہ ہتھیار
ہے۔ جو میں لڑائی کے آخر میں استعمال کروں گا۔"
مگر وہ خفیہ ہتھیار یعنی ایٹم بم جرمنی کے دستوں
کے ہاتھ لگ گیا۔ اور انھوں نے جرمنی کے بعد
جاپان کو بھی اس خفیہ ہتھیار سے جیت لیا۔
مگر مجھے یقین ہے کہ براعظم ہندوستان کے
پاس ایک ایسا خفیہ ہتھیار ہے جو ایٹم بم سے
بہت زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ اور وہ خفیہ
ہتھیار خدا کے موجودہ دعوے کا یقین ہے۔
اگرچہ بڑے خدا کے منکر ہیں وہ مادی طاقتوں
اور سائنس کی قوتوں پر بصرہ دہہ رکھتے ہیں لیکن
ہندوستان جانتا ہے کہ مادہ اور سائنس اور
عقل اور علم بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ اور ان
سب میں بھی خدا کی قدرت اور طاقت کام
کرتی ہے۔

جس ذریعے سے خدا کے منکروں نے ایٹم بم
بنایا تھا۔ اور اس سے لاکھوں انسانوں کو
ہلاک کیا تھا وہاں وقت آگیا ہے کہ اسی ذریعے
سے ہندوستان کے خدا پرست انسانوں اور
سب جانوروں کی زندگی بڑھائے اور خوش حال
اور خوش دل بنائے کی ایک دین کریں۔ اس

لئے میں یہ کتاب ہندوستان میں کی آنکھوں اور
دماغوں اور ذہنوں اور عقلوں کو غور و خوض
اور تحقیقات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے
اپنے بزرگوں کے درویشانہ انداز میں
لکھتا ہوں۔ تاکہ ان سب کے خیالات اور ان سب
کی توجہات ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ اور وہ اسکا
وزن اور ان دونوں کی موجودات پر غور کرنے لگیں
اور غور کرتے کرتے ان سے اپنی زندگی کو خوش
حال اور خوش دل بنانے کے کام شروع کر دیں۔

یہ کتاب دیکھنے میں لفظوں اور خیالوں کی
وٹکینوں اور بندشوں کا ایک طہ مار ہے لیکن
درحقیقت ان سب کے اندر خدا بابل بنا
ہے۔ کیونکہ خدا نے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے مائور حدیث
قدسی میں آیا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا قرب
حاصل کر لیتا ہے تو میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں
وہ مجھ سے دیکھتا ہے۔ میں اس کی زبان بن
جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے بولتا ہے۔ میں اس
کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ وہ مجھ سے کام کرتا ہے
پس میری آنکھ خدا کی آنکھ ہے۔ میری زبان
خدا کی زبان ہے۔ اور میرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے۔
اور جو کچھ میں اس کتاب میں لکھ رہا ہوں وہ
بھی سب خدا کی شانیں کا ظہور ہے۔ اور
جن چیزوں کا بیان اس کتاب میں ہے وہ
سب چیزیں بھی خدا کی جھلکیاں ہیں ڈاکٹر
سر محمد اقبال مرحوم نے سچ کہا تھا
جسک تیری عیاں کلی میں آتش میں شرابے میں
جھلک تیری سوہدا چاندیں سوہج میں لکے میں

بندی آسمان میں زمینوں میں تری لپتی
روانی بحر میں، افتادگی تیری کنا سے میں
سب میں تو سب کچھ تو، تو ہی تو، یہ بھی تو۔ وہ
بھی تو، میں بھی تو۔ تو بھی تو۔ دایں بھی تو۔ بائیں
میں تو اور بھی تو۔ نیچے بھی تو۔ اول تو، آخر تو۔
ظاہر تو، باطن تو۔

سولج

ہندو میں گروہ لڑائی کو دینا مانتے ہیں اور
مسلمان میں روشن روئی کو مخلوق سمجھتے ہیں۔
سر دیو محبوب بن جاتا ہے۔ اور گرو میں محبوب
ہو جاتا ہے۔ جب سردیاں جاتی ہیں اور گرمیاں
آتی ہیں تو پھر خدا کی ہر مخلوق اس سورج سے بچاؤ
ڈھونڈنے لگتی ہے۔

سائنس والے کہتے ہیں سورج سے اس زمین
کی دنیا کو زندگی ملی ہے۔ مگر سورج سے پوچھو
کہ تو خدا پناہاں بنا۔ تو وہ جواب دیتا ہے میں
آگ ہوں۔ میں حرارت ہوں۔ اور آگ،
نیچے آگ۔ دائیں آگ۔ بائیں آگ۔ اندر آگ
باہر آگ۔ دوزخ آگ ہے تو میں دوزخ
میں حرارت آگ زندگی ہے تو میں زندگی ہوں۔
روشنی اگر ضروری ہے تو میں بہت بڑی روشنی
ہوں۔ بارہ گھنٹے تک ایک ملک میں جھلکتا ہوں
اور پھر چمپ جاتا ہوں۔ یہاں چھپا ابھرتا
کسی ملک میں نکل آتا ہوں۔ اور وہاں چھپتا
ہوں تو پھر ان ملکوں میں نکل آتا ہوں جہاں بارہ
گھنٹے پہلے چھپا تھا۔ نادان کہتے ہیں "سورج چھپتا
اور سورج نکلا۔" وانا کہتے ہیں "وہ چھپتا ہے نکلا۔"

یہ تو اس ذات کی تجلیاں ہیں جو کہنے کو پوشیدہ
ہے مگر حقیقت میں ہر چیز سے زیادہ بے پردہ

چاند

پہلے مکھڑے دلے چاند۔ پہلی تاریخ کے
نازک اندام چاند۔ چودھویں تاریخ کے بھڑو
چاند۔ تو چاندات کو گود کا لونہال بن کر
نظر آتا ہے۔ چودھویں کو جوانی کی بہار دکھاتا
ہے۔ دیکھتا ہے۔ جگھٹاتا ہے۔ بچے سے
لے کر بوڑھے تک کے من کو بھاتا ہے۔ دُنیا
کے محبوبوں کی سورتوں کو بیان کرنا چاہتے
ہیں تو ان کو تیسرے چہرے سے تشبیہ دیتے ہیں
لے چاند! تو ایک کڑھ ہے۔ تجھ میں بھی
کبھی میری زمین کی طرح مخلوق سبھی بھی
تیرے ہاں قیامت آگئی۔ اور تیرے سب
چاند ابر گئے۔ سب درخت سوکھ گئے۔
سب چھپے اور دریا خشک ہو گئے۔ اب
تجھ میں بڑے بڑے پہاڑ ہیں۔ بڑے بڑے
خاویں۔ لقمہ دو ق میدان ہیں۔ مگر سب
چپ ہیں۔ سب ساکت ہیں۔ سب دم
بجھ رہے ہیں۔ ان سب میں جان نہیں ہے۔
سوچ جب تیرے مرے ہوئے بدن پر
روشنی ڈالتا ہے تب تیرا سارا کڑھ اور تیرے
اندک کی سب چیزیں چمکنے لگتی ہیں۔ جس طرح
انسان مرے کے بعد جب قبر میں دفن ہو
جاتا ہے۔ تو اس پر خدا کی ذات اپنی نورانیت
ڈال کر قبروں کی بے جان لاشوں کو چمکا
دیتی ہے۔

وہ سب خود بولنے لگے

جنہی میں نے سوچا اور چاند کا بیان اپنی
زبان حق ترجمان سے بولنا شروع کیا کیا ایک

ساری کائنات کو زبان مل گئی معلوم اس کی
ہر چیز خود بخود بولنے لگی۔ اور میں اپنے موبائی
کے زانو پر سر رکھ کر اس کی مخلوق کی بولیاں سننے لگا۔

آسمان بولا

میں ہوں یا نہیں ہوں۔ میرا وجود ہے یا
نہیں ہے۔ آدمی میری بود کے قائل ہیں یا
مجھے نابود سمجھتے ہیں۔ میں انسان کی حد نظر
میں تب بھی موجود ہوں اور اگر کوئی مستقل
بالذات خارجی وجود رکھتا ہوں تب بھی موجود
ہوں۔ سیرج کے تیرے کا دریا ہوں چاند
کے سینے کا نالا ہوں۔ تاروں کے مہانے کا
تالاب ہوں۔ کالی کالی گھٹائیں سے چھپ
جاتا ہوں۔ تیرے سواؤں سے کھل جاتا ہوں۔
نیلا نیلا نظر آتا ہوں کسی سے کہتا ہوں میں
نہیں ہوں۔ یہ نیلا ہٹ سمندر کے پانی کا گھس
ہے کسی سے کہتا ہوں۔ میں زم دیں وجود
ہوں۔ شام بھی کو کوستے ہیں، میری ہی گردش
کو اپنے مطلوب کی ناراضی اور فراق کا باعث
سمجھتے ہیں۔ میری بیتی یہ ہے کہ مجھے اس "ہونے"
لے ستایا ہے نہ ہوتا تو بہت اچھا تھا۔ ہو گیا
تو رات دن کی مصیبت ہے۔ ہر وقت چاند
سوچ اور سیاروں کی ٹھوکریں کھاتا ہوں اور
ہر وقت زمین کی مخلوقات اپنی نگاہوں کی
مار سے میرا جہر زخمی کرتی رہتی ہے۔

آکاش یا فضا بولی

میں فضا ہوں ہندو مجھے آکاش کہتے ہیں
آسمان زمین کے بیچ میں جو چیز خالی ہے اسی
کا نام لوگوں نے آکاش اور فضا رکھا ہے
میں نہیں ہوں۔ ہوا ہے۔ ہوا نہیں ہے
میں ہوں۔ میں کیا ہوں؟ معلوم نہیں ہوا

کیا ہے؟ خبر نہیں۔ پہلے چلیں مجھ میں رہتی
تھیں۔ اب انسان نے جہاز بنائے ہیں۔ اور
ان جہازوں کو لے کر مجھ کو روندنا ہوا چھڑا
آگ مجھ میں ہے۔ برف مجھ میں ہے۔ بادلوں کو
میں گود میں لیتی ہوں۔ بجلیاں میں چمکاتی ہوں
بجلی مجھ ہی میں چمکتی ہے۔ میں بہر وہیم ہوں
میرے بے شمار روپ ہیں۔ رات کو میرا روپ
الک ہے۔ دن کو میرا روپ اور ہے۔ برسات میں
کچھ اور۔ سردی میں کچھ اور۔ گرمی میں کچھ اور
صبح کچھ اور۔ دیر کو کچھ اور۔ شام کچھ اور۔ مگر
میں یہ سب کچھ دوسروں کے لئے ہوں اپنے
لئے خبر نہیں میں کیا ہوں میں کون ہوں سداور میرے
ظہیر سے خالق کائنات کا کیا مشاوار تھا۔

مٹی بولی

میں ہوں مٹی، خاک، جس کو انسان خاک
کہتا ہے اور جس پر غور ہو کر چلتا ہے
اور جس سے اس کا تپا بننا ہے اور جس میں مرنے
کے بعد دفن ہوتا ہے۔ یا جل کر راکھ بن کر
مٹ جاتا ہے۔ مٹی ہی خاک ہوں، مٹی ہی مٹی ہوں
میرا نام ایشیا ہے مجھی کو یورپ کہتے ہیں۔
افریقہ اور امریکہ بھی میرا ہی نام ہے۔ میں
ہی یورپ میں گورے، افریقہ میں کالے، ایشیا
میں سُرخ و سفید و زرد آدمی بناتی ہوں۔ یا
آدمیوں کی صورت بنتی ہوں۔ میں ہی وہ
مٹی ہوں جو سمندروں کو اپنے اوپر اٹھاتی ہے
اور دریا جس کے آغوش میں بہتے ہیں۔ اور
میں ہی وہ خاک ہوں جس کے پھیس میں سورخ
کر کے انسان اور حیوان کو سیراب کرنے والے
کوتیں بنائے جاتے ہیں۔
میں نہ مٹی، مگر میں مٹی۔ میں نہیں ہوں مگر
کہا جاتا ہے اور مانا جاتا ہے کہ میں ہوں۔

جس دن کن کی بعد اس مردی نفی میں بلند
 ہوئی اور کائنات پر وہ عدم سے پاک چھپکتے
 یکایک بنیاد ہو گئی تو میں بھی اپنے ذرات
 کو سمیٹتی ہوئی منتظر شہود و راضی کن سے پہلے
 یقیناً میں نہ تھی لیکن کن کے پہلے یقیناً میں
 تھی۔ جب میں بصورت کائنات نہ تھی تب
 بھی کن کہنے والے کے علم میں میری ہستی
 موجود تھی۔ اور جب کن کہنے کے بعد میں نہ ہو
 رہی تھی۔ تب بھی کن کہنے والے کے علم میں میرا
 وجود موجود ہوا اور کائنات نے بھی عالم ناسوت
 میں مجھے دیکھا کہ موجود ہوں پھر بھی کہتی ہوں
 کہ میں نہ تھی اور میں نہیں ہوں۔ اور میرا
 نہ ہونا واجب الوجود ذات کے سامنے نہ ہونے
 کے برابر ہے۔

مجھ کو نسبت چھوٹے چھوٹے ذرات جوڑ
 کو بنایا گیا ہے اور میرے وجود میں اتنے ذرات
 ہیں کہ ان کا شمار محال اور ناممکن ہے ایک
 منہی خاک میں کئی کئی درودے ہوتے ہیں میں
 اس کائنات میں کن کہنے والے کی منہی سے
 بھی کم ہوں لیکن پھر بھی اتنی بڑی ہوں کہ
 لاکھوں میل کا سمندر ایک پیالے کی طرح
 میرے ہاتھ میں ہے۔ اور لاکھوں میل کی
 زمین ایشیا اور یورپ افریقہ اور امریکہ میں
 میرے ہی اوٹے اوٹے ذرات کے جمع ہونے
 سے نظر آ رہی ہے۔

سمندر کی تہ میں ہوا اور سورج کی روشنی
 مجھ کو نہیں دیکھتی اور سمندر کا پھر جوش بالی مجھ
 کو اپنے پیروں میں جکلتا رہتا ہے اور دریا
 جب بہتے ہیں تو میرے بدن کو کھرہتے پھرتے
 چھیلے پھرتے اور میرے ذروں کو اپنے جوش
 اور روانی کے زوروں میں اچھا لیتے ہوئے
 بہتے ہیں اور ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ آج

ہم اس خاکسار زمین کو تہ تک نیست و نابود
 کر دیں گے۔ مگر میں نہ نیست ہوتی ہوں
 نہ نابود و چند میل دریا کے ساتھ بہتی ہوں
 پھر جہاں جی چاہتا ہے ٹھیک کر اپنی تہ میں بیٹھ
 جاتی ہوں اور پھر دریا کے مغرور پانی سے
 کھدتی ہیں کہ بس میاں جاؤ بہت زور
 دکھا چکے تم کو فضائی حرارت نے اور اٹھایا
 پھر بارش بنا کر برسایا۔ تم سو روئیں میں پرناؤں
 میں رواں دواں پھر رہے تھے میں نے
 اپنے ہاں پناہ دی تم آئے اور تم نے میرے
 سینے پر سہنا شروع کیا۔ اور ایسے آہستہ سے
 باہر ہوئے کہ میرے احسان کو محسوس کئے۔
 اور لگے جوش و خروش دکھانے۔ تم نے

میرے ذروں کو ناجائز سمجھا۔ اور اپنی تیز
 چھریوں سے کچھ کے دبے کچھ کے لیے لیا
 اور ان کو غلطے دیتے ہوئے زبردستی
 ہوئے کو سوں تک بہاتے لئے چلے گئے۔
 مگر اب میں تم کو اپنی طاقت کا نمائندہ دکھاتی
 ہوں۔ جاؤ جاؤ سمندر میں مل کر فنا ہو جاؤ۔
 میرے ذرے اب بیٹھ گئے۔ اب تمہاری
 مجال نہیں جو ان خاک کی ذروں کو سنا سکو اور
 اپنے ساتھ بہنے کے لئے مجبور کر سکو۔

اُو ہوا۔ اپنے جوش ستم رانی کو چھوڑو جو زندگی
 بن کر انہی سے ہو کر جو میرے ذرات کو وطن
 سے جدا کرنا چاہتی ہے۔ یہ اچھا نہیں ہے۔

میرا کیا ہے میں تو خاک ہوں۔ مجھ کو ہاتھی
 روندتے ہیں گھوڑے پامال کرتے ہیں۔
 گدے اور بیل خیر اور کبری کتے اور بلیاں
 اور سب ہی انسان اور حیوان مجھ کو پامال
 کرتے سوجھتے ہیں اور میں ان کو اپنے
 پیٹ سے نکال کر اپنی پیٹ میں اٹے
 والی خوراک مجھ کو کچھ نہیں کہتی۔

تو کیا تو نے میرے اس صبر و تحمل کو دیکھا کہ
 یہ سمجھا ہے کہ میں کمزور ہوں اور کمزور کو
 سنا نا قدرت کا قانون ہے؟ ہمیں قدرت
 کا یہ قانون نہیں ہے۔ اس نے ہر شے سے
 بڑے وجود اور ہر بڑی سے بڑی ہستی کو جتنی
 طاقت دی ہے اتنی ہی طاقت ایک ادنیٰ
 سے ادنیٰ وجود اور جتنی سے جتنی ہستی
 کو بھی دی ہے۔ میں کہنے میں بے جان خاک
 نظر آتی ہوں اور مجھ کو مردہ سمجھ کر ہر ایک کو
 حقیر سمجھنے اور پامال کرنے کی جرأت ہو جاتی
 ہے مگر میں کمزور ہوں نہ میں مردہ ہوں نہ
 میں حقیر اور بے حقیقت ہوں۔ نہ ہوا نہ ہوا
 ارے او چلنے والی نہ ہوا۔ ارے او لڑکھڑانے
 والی نہ ہوا۔ ارے او نظر نہ آنے والی نہ ہوا۔ سن
 میں تجھ سے کہتی ہوں کہ میرے ہر ذرے
 میں جان ہے اور اس جان میں مل جل کر زندگی
 ہے۔ اور اس جان میں بے شمار تواناں
 ہیں۔ آرزوئیں ہیں اور بے شمار ارادے ہیں
 جس طرح ہر جان اپنی حفاظت اور اپنی
 بقا کے لئے جنگ دیکھا کر مٹی چاہتی ہے
 اسی طرح مجھ خاک کے جاندار ذرے
 بھی اپنی حفاظت کے لئے ہر وقت آمادہ
 اور تیار ہیں۔ ہم کو اپنے مولا اور پروردگار
 کے قانون قدرت سے سمر تابی کی مجال
 نہیں۔ اسی لئے ہم انسان اور حیوان کے
 پیروں میں پامال ہوں اور دیوانوں میں
 ہیں اور سمندروں کو اپنی گود میں رکھیں اور
 سبز نیل کو اپنے جسم سے اٹنے کی اجازت
 دیں۔ اس لئے جب اندھی بن کر آئے تو تیرا
 ساتھ دیں۔ یہ کھانکائی کے لئے
 ادنیٰ ہے، ناجائز ہے۔ دیکھ میں خاک مجھ کو
 اپنی طاقت دکھاتی ہے۔ تیرے بازو

ہر چہ جاتی ہوں۔ تیرے سر پہ بیچ کر دوں
جاتی ہوں۔ یہ بھی تو بیکہ ہیں انسان کی
آنکھوں پہ چھٹا محسوس ہی ہوں۔ کانوں
میں محسوس ہی ہوں۔ ناک میں محسوس ہی ہوں
اور اس کے مکلف لباسوں کو اور صاف
سکانوں کو اور اچلے بچھوٹوں کو ہمارا درد
بنارہی ہوں۔ میلا کر دی ہوں۔

مجھے تو اپنی بیٹی بیان کرنی ہے میں تو
ملک کا ثنات ہوں۔ فاک کی بستی ہوں
مٹی کی اقلیم ہوں۔ مجھے ہوا سے لڑائی باندھی
زیبا نہیں۔ میں تو اپنی سرگزشت بیان کرنے
آئی ہوں۔ مجھے کیا پر گیا۔ میں تو کچھ اور
کہنے لگی۔ مجھے تو کچھ اور خیال آ گیا۔

میں فاک، میں فاک، میں مٹی میں مٹی۔
میں راکھ، میں راکھ، میں دھول میں دھول۔
میں کیوں ہوں؟ میں کہاں سے ہوں؟ ہیرا
انجام کیا ہو گا؟ مجھ پر کیا لڑ رہی؟ مجھ پر کیا
بیت رہی ہے؟ کون سننے؟ کس کو سنائوں؟
کون مجھے؟ کس کو سمجھاؤں؟ جو مرد کو ہو۔
وہ جانے جو ہوشیار ہو وہ کیا سمجھے اور کیا
بیچانے۔ میں آؤم بنی سب کا باپ کہلائی
ہاں ہیل قایل بنی لڑائی کی شیرانی، فوج
بنی ڈوبی، شیرینی۔ طیخان کو لائی۔ پھر طوفان
کے سر پر اپنی کشتی چلائی۔ میں موسیٰ بنی اور
پھر ان کے سامنے فرعون بنی اور خلی کا جوڑ
بن کر آئی۔ ایک طرف طور پر بنی خدا سے توبت
لائی، دوسری طرف دویا میں ڈوبی اور
بنی اسرائیل سے شکست کھائی۔

جیسی آہیں ہی تھی۔ لمبا کرتاپنا، لمبے
بال بڑھائے۔ بیماروں کو تندرست کیا۔ بندوں
کو بینائی دی، مردوں کو زندہ کشتی۔ پھر
میں یہودی بنی، عیسیٰ بنی، اور عیسیٰ کو صلی

پر چڑھا دیا۔ سولی کی لکڑی بھی میں تھی بھلا
عیسیٰ بھی میں تھی۔ سولی کا حکم دینے والا
حاکم بھی میں تھی۔ سولی کا حکم لینے والا
یہودی بھی میں تھی، سولی پر چڑھانے والا
جلا وطن بھی میں تھی۔ مگر نہیں میں کہاں تھی۔
وہ تو آدمی تھے۔ گوشت پرست کے
بچے ہوئے۔ جاندار کہلانے والے میں تو
فاک ہوں بے جان، کس نے کہا میں بے جان
ہوں؟ میری زندگی تو آدم سے لے کر مسیح
تک صاحب حیات، زندہ اور سر انازیت
نظر آتی ہے۔

پھر اور سنو، پھر اور دیکھو۔ عرب میں اور
حجاز میں ایک مقام مکہ تھا۔ وہاں میں ایک
قیمم بنی، میں نے باپ کو نہ دیکھا۔ میں لارٹ
ماں ابھی، اور پھر اس قیمم کو گود میں لیا۔
پھر میں حلیمہ بنی اور اس قیمم کو وہ دودھ پلایا
پھر میں بکریاں چرائے کھڑی ہوئی۔ میرا گورگور
رنگ۔ میری بھولی بھولی صورت۔ میرے
لال لال کال۔ میرے نپالے پاپے ہونٹ میری بڑی؟
آنکھیں ان میں گلابی گلابی ڈورے۔ ان
پر کالی کالی پلکیں، ان میں ہلکا ہلکا سرمہ۔
دانت میرے موتی سے زیادہ چمکدار ہال
میرے لمبے۔ کندھوں پر پرے ہوئے،
گوچر ولے، ہاتھ میں میرے لکڑی۔ سامنے
میرے بکر مایں۔ میں ان کو چلاتی تھی۔ میں
اپنے وطن سے دودھ چمک میں بکریوں کی کھولی
کرتی تھی۔ میں وہی قیمم ہوں جس نے پیدا
ہونے سے پہلے باپ سے جدائی اور پانچ
برس کی عمر میں ماں سے جدائی کا دکھ
انھا یا احد میں ہی وہ قیمم ہوں جس کے
لئے فرشتے آسمان سے نازل ہوئے۔
اور سینہ چاک کر کے دنیاوی آلائش صاف

کی اور نور سے سینہ بھر دیا۔

پھر یہی قیمم تجارت کے لئے ملک شام میں
گیا۔ پھر اس قیمم کی حضرت خدیجہ سے
شادی ہوئی۔ پھر یہی قیمم مامور من اللہ جہا
وحی کی بجلیاں اس پر نازل ہوئیں۔ مجھ
سے اس کا پتلا بنا تھا۔ لیکن وہ بجلیاں
فاک کی تپلے پر نازل نہیں ہوئیں یہ پتلا تو سانس
آسمانوں کو لے کر عرش اعظم پر گیا۔ موسیٰ
سے ذات مطلق نے کہا تھا جیتاں انار کر۔
مگر جب یہ قیمم عرش اعظم پر گیا تو ذات مطلق
نے کہا جیتوں سمیت آ جا۔

میں اپنی بیٹی میں اس واقعہ پر جتنا فخر
کر دوں کم ہے۔ کہ میں فاک مگر اس فاک کی تپلے
کے طفیل میری یہ عزت کہ ذات مطلق نے
پاس بٹلایا اور اتنا پاس بٹلایا کہ کمان دو نوں
حصوں کی نزدیکی سے بھی نزدیک ہو گئی۔
ذات مطلق نے فاوخی اہل حیدم مالوچی
کے طبع اور پرامن الفاظ سے حقیقت بیان
کی۔ یعنی اس نزدیکی کے وقت اپنے مزے
سے ذات مطلق نے کچھ کہا اور پھر نہیں کہا گیا
ذات مطلق نے ”عبد“ کا لفظ استعمال
فرما کہ مجھ شبت خاک کی شان بڑھائی۔

کہ جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
میں عبدیت کا جتنا حصہ تھا۔ اس میں مجھ
ناچیز فاک کو بھی دخل تھا کہ ذات محمد
کا بشری پیکر فاک ہی سے بنا تھا اور عبدیت
کا لفظ اسی پیکر فاک کے لئے استعمال کیا
جاتا ہے۔ ذات مطلق نے ذات محمد سے
بزبان وحی جوابات کی وہ بات وہ حقیقت
ذات مطلق کی خود اپنی ہی ذات سے بات
تھی عبدیت کو تو ایک مجبازی آمینہ بنا لیا گیا
تھا اور چونکہ عبدیت کا چھٹی تھانہ مجھ فاک

خیر سے بنا تھا۔ اس واسطے میں اس مخفی
کرتی ہوں۔ مجھ جی ہوں۔ وعدہ کرتی ہوں۔
وجود محمدی معراج سے واپس آیا۔ تو میں
نے یہ دیکھا کہ وہ ایک وقت معراج میں ات
مطلق سے قریب ہوتا ہے۔ ایک وقت
اہل و عیال میں معروف نظر آتا ہے۔ ایک
وقت اس کی شان شاہانہ حکومت کرتی ہے
ایک وقت وہ خطیب اور واعظ نظر آتا
ہے۔ ایک وقت وہ فوجوں کا سردار
اور سپہ سالار بنتا ہے۔ ایک وقت وہ
سب سے بڑا نبی ہے۔ اور ایک وقت اس
کی زبان کھلتی ہے میں مسکین ہوں، مسکینوں
میں رہتا ہوں، مسکینوں کو پسند کرتا ہوں
اور مسکینوں ہی میں میرا حشر ہوگا۔

یہ مجھ خاک کی بیٹی ہے۔ ذات مطلق
نے سچ فرمایا تھا۔ کل نجوم ہوئی نشان۔
میری بیٹی میں ہر گزاد ہر یکم میں ہر وقت
ایک نرالی شان نظر آتی ہے۔ میں ہی وہ
خاک ہوں جو ابو بکر میں تھی۔ میں ہی وہ
خاک ہوں جو عمر فاروق میں تھی۔ میں
ہی وہ خاک ہوں جو عثمان غنی اور حیدر
کو از میں تھی۔ ظلم کے زہر سے شہید ہونے
والے حسن ابن علی کا بیٹا جی مجھ سے بنا
تھا۔ اور وہ حسین ابن علیؑ ماں باپ کا ملا
ناما کا دل آرا۔ رسول اعظم کے دوش پر
سوار ہونے والا جس کو رسول اعظم کے
مہونٹ پیار کرتے تھے۔ جب انجم کو کو ملا
کی گرم بیت تیز و محبوب میں ظلم و ستم سے
پھجھارا گیا اور سفاک خنجر اس کے حلق پر رکھا
گیا۔ تو مجھ خاک کا بستر اس کے نیچے تھا اور
مجھ ہی خاک کا اخبار اس کے چہرے پر اور
اس کے بالوں میں نظر آتا تھا۔ اور میں ہی

وہ خاک تھی جس پر خنجر چل رہا تھا جس کے تیر
مارے گئے تھے۔ جس کے برچھیل گئے زخم
لگے تھے ورنہ جس ذات کا نام حسینؑ تھا
اس کو نہ تیر لگے نہ برچھی اور اس کو نہ خنجر
ذبح کر سکے نہ تلوار۔ یہ سب اذیتیں تو مجھ
خاک کے لئے تھیں کہ میں ہی پیکر حسینؑ
میں تھی۔ ساقی مہدیؑ چیز مجھ اور مہدیؑ وہ امر
تھا۔ جو آمر کے پاس چلا گیا۔ کہ بلا کی جلتی
تبی زین پر تو میں بڑی رہی۔ ٹھوڑے
تو مجھ پر دوڑے، پامال تو مجھے کیا گیا۔

اپنی بیٹی کے جس حصے کو بیان کر رہی
ہوں وہ بڑا مزیدار ہے۔ میں پیکر حسینؑ
میں شجر کے خنجر سے تو فوجیں بڑی تھی۔ سنے
عمر بن سعد اور عبید اللہ ابن زیاد
کی خون فوجیں تھیں۔ دوسری طرف حسینؑ
مظلوم کے گم والوں کے خیمے تھے۔ جن کو
لوٹا جا رہا تھا۔ جلایا جا رہا تھا۔ عورتوں کے
سروں سے جا دریں بھی اتاری جا رہی تھیں
حسینؑ کی مظلوم بہن زینبؑ غم کی تصویر
بنی ہوئی بھائی اور بچوں کی لاشیں دیکھ
رہی تھی۔ مظلوم حسینؑ کی پیاری بیوی
شہنشاہ ایران کی بیٹی شہر بانو اپنے دوہ
بیٹے بچے علی اصغرؑ کی لاش کو خون میں
ڈوبا ہوا بے جان ڈرا کر کھیتی تھی اور روتی
تھی۔ اُس کو اپنے جوان لڑکے علی اکبرؑ
کی لاش بھی میدان میں نظر آتی تھی۔ جس کے
سینے پر ظلم کی برچھی لگی تھی اُس کے برابر
اُس کی جیوتی اور معصوم لڑکی سکینہؑ
میں کھڑی تھی۔ جو بھوک پیاس سے بیتاب
تھی۔ جس کا بھول سا چہرہ عراق کی گرمی سے
کھلا رہا تھا۔ اور جو باپ اور بھائیوں کی لاشوں
کو دیکھ رہی تھی مگر سمجھ نہ سکتی تھی کہ وہ قتل

کر دئے گئے۔ اور اب وہ اس خاک کی
دُنیا میں اُس سے نہیں مل سکتے۔ اس لئے
جب اس معصومہ کے طابخے مارے جاتے
تھے۔ تو وہ بیتاب ہو کر باپ کو اور
بھائیوں کو مدد کے لئے پکارتی تھی۔
اس کے پاس ہی حلیہ بیمار۔ زرد چہرہ
نڈھال صدمت آنکھوں میں آنسو بھرے
کھڑا تھا۔ اور حریف اس کو قتل کرنے کا
ارادہ کر رہے تھے۔

پھر ان سب کے ہاتھوں میں رسیاں
باندھی گئیں۔ ان کو قیدی بنایا گیا۔ اور ان
کو اڈوں کی تنگی پیٹھ پر بٹھایا گیا۔

یہ سب میری ہی جی جی تھی۔ حسینؑ کے
اند میں تھی۔ علی اکبرؑ کے اند میں تھی علی اصغرؑ
کے اند میں تھی۔ زینبؑ اور شہر بانو اور
اُمّ لیلیٰ اور سکینہؑ اور عابدہؑ کے پیکیجی
میرے ہی تھے۔ اور جن ملا دوں اور

سفاکوں نے ان مسافروں اور اہل بیت
رسولؐ پر ظلم کئے تھے اُن کے اندر کون تھا؟
شمر کس سے بنا تھا؟ ابن زیاد۔ عمر بن
سعد اور خولیٰ ابن یزید اور یزید ابن
معاویہ یہ سب بھی مجھ ہی خاک کا تیار ہونے
ایک طرف میں خیر کا ظہور اور ظہر تھی۔

دوسری طرف شر کا اظہار میرے ذریعے
ہوا تھا۔ الخندق والشہد من اللہ تعالیٰ
کی تفسیر میں تھی۔ خنجروں، تلواروں اور
نیزوں کے پھل بوہے کے تھے اور دستے
لکڑی کے تھے۔ مگر لوہا اور لکڑی بھی مجھ ہی
سے پیدا ہوتے ہیں۔ ٹھوڑے جن پر دشمن
سوار تھے اور جو جھکے کرتے تھے۔ اور وہ
ٹھوڑے جن پر اہل بیت سوار تھے۔ اور
وہ دشمن سے بچاؤ کرتے تھے یہ بھی سب

جہہ ہی خاک سے بنے تھے۔ کوئی کی پینا جس کی حرص ابن زیاد کو تھی۔ شام کی زمین جس کا مالک یزید ابن معاویہ بننا چاہتا تھا۔ روسے کی زمین جس کے لالچ میں عمر بن سعد اہل بیت کے مقابلے میں تلوار کھینچ کر آیا تھا یہ سب میرے ہی ذروں سے مراد ہے۔ جہہ ہی نا چیز خاک کے لئے اور یہی ہی ملکیت کے واسطے سب خاک کے پتے لڑتے تھے۔ اور ظلم و ستم کرتے تھے۔ ذات مطلق نے ذات محض کے ذریعہ ان کو قرآن مجید میں فرما دیا تھا کہ اَلْمَلِکُ لِلّٰہِ ملک کا مالک تو بس اللہ ہی ہے۔ تم نہیں ہو گے۔ یہ جہیں یہ خاقل یہ بے خبر نہ مانے نہ سمجھے اور اُنھوں نے میری ملکیت کے لئے مسجد کی ملکیت کو فراموش کر دیا۔ چند روز دیکھنے کے لئے اور سننے کے لئے مالک بن بھی گئے۔ لیکن آخر میں قبر بنی اور ان سب کو خاک میں خاک ہوں۔ میری بیٹی کیا خاک سلوئے۔ میں ایک لیک حصہ زندگی کو بیان کرنا چاہوں اور سمندر کو دوات بنا یا جائے اور تمام دنیا کے درخت قلم ہو جائیں۔ تب بھی میری بیٹی بیان نہیں ہو سکیگی۔ میں غرور ہوں۔ میں فرعون ہوں۔ میں ہامان ہوں۔ میں شداد ہوں میں یحییٰ ہوں میں چنگیز ہوں میں ہلاکو ہوں۔ میں نادور ہوں میں چولہین ہوں۔ میں ہر شکر ہوں۔ میں مسکو لینی ہوں۔ میں چمر چل ہوں۔ میں روز و لیل ہوں۔ میں استمالج ہوں۔ دنیا میں ہلاکت بیدار کرنے والی۔ خدا کی کا دعویٰ کرنے والی۔ آخر کی بہشت سے بے خبر ہو کر دنیا کی بہشت بتانے والی میں ہوں۔ چہرے کے ایک ٹوک سے ہلاک ہو جائے والی بھی میں ہوں۔ پانی کے ایک

غصے میں ڈوب کر مر جائے والی بھی میں ہوں۔ میں افلاطون ہوں میں ارسطو ہوں میں سعدی ہوں۔ میں حافظ ہوں۔ میں شکسپیئر ہوں۔ میں ہر رٹ سپنسر ہوں میں ملٹن ہوں۔ سب فلسفے۔ سب سائنس سب علوم سب اخلاق۔ سب فنون میرے ہی منہ سے نکلے ہیں۔ امریکہ کا ایڈسین ہوں۔ ہندوستان کا گاندھی جی میں ہوں۔ اور جناب بھی میں ہوں۔ اور نیگور بھی میں ہوں۔ اور اقبال بھی میں ہوں۔ اور حسن نظامی بھی میں ہی ہوں۔ جس کی زبان میں بول رہی ہوں۔ جس کے قلم سے لکھ رہی ہوں اور جس میں سما کر اپنی سنار ہی ہوں۔ مگر نہیں میں نہیں ہوں۔ نہ میں بھی تھی نہ میں ہو سکتی ہوں۔ میں نے سنا ہے۔ یہ خاک کے پتے ذات مطلق کا بیان کرتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ”ہمہ اوست“ سب کچھ وہی ہے۔ میں کہتی ہوں ”ہمہ“ کیا ہے۔ ”او“ کیا ہے۔ ”اوست“ کیا ہے۔ جس سے ”ہمہ اوست“ کا لفظ بنا ہے نہ ”ہمہ“ کچھ ہے نہ ”او“ کچھ ہے نہ ”اوست“ کچھ ہے۔ ناسوت ایک مقام کا نام ہے اس کے بعد اس سے اونچی ملکوت ہے۔ لاہوت ہے۔ جبروت ہے۔ ہاموت ہے۔ الفا میں نہ آسکنے کے قابل کیفیات کو خاک کے پتے نے بیان کرنا چاہا۔ اور ان کیفیات کے فرق اور درجے سمجھانے چاہے تو کہہ گا کہ اس درجے کا نام ناسوت اور اس کا نام ملکوت اور اس کا نام جبروت اور اس کا نام لاہوت اور اس کا نام ہاموت ہے۔

مگر نہ میں ہوں نہ یہ الفاظ ہیں۔ اصل تو کوئی اور ہی چیز ہے۔ ہم سب تو لیک عکس ہیں۔ ایک سایہ ہیں۔ ایک جھلک ہیں۔ آئینہ میں نظر آنے والی صورت ہیں۔ جب تک صورت آئینے کے سامنے ہے۔ آئینے میں کچھ نظر آتا ہے۔ صورت ہنسی آئینہ صاف ہے۔ کون آئینہ میں سما یا اور کون غائب ہو گیا۔ بیٹی تو اُس کی سننی چاہئے۔ جہہ خاک کی بیٹی میں کیا رکھا ہے۔ میں توجہ سے ہوں اور جب تک ہوں اور جب تک رہوں گی لذت مطلق کی توجہ اس موجودات اور اس محسوسات کی کائنات کی طرف ہے۔ جس نے اُس کی توجہ دوسری طرف مڑی تو بھرنہ میں ہوں نہ میری یہ خاکی مورتیں ہیں۔ شاعر نے تو یہ کہا تھا۔

دم کے ہیں سب دم سے جب ہم نہیں تو کہیں نہیں ساری دنیا فوج ہے جب ہم نہیں تو کچھ نہیں میں کہتی ہوں دم میں خاکی سپر کا کائف لگایا تو آدم ہو گیا اور جب وہ خاکی سپر دم سے جدا ہوا تو دم رہ گیا۔ دم کہیں نہیں جاتا خاک اس سے جدا ہو جاتی ہے جس کو تم مرنا کہتے ہو وہ موت دم کو نہیں آتی قرآن مجید میں ذات مطلق نے اس دم کو ”اُمّ“ کہا ہے اور سنسکرت میں بھی اس دم کو اُمّ کہتے ہیں۔ یعنی وہ چیز جو مر نہ سکے تو یہ کہنا کہ جب دم نہیں تو ہم جس بھی نہیں ہے۔ دم تو ہمیشہ سے ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ دم ذات مطلق کا حکم ہے اور حکم حاکم کے وجود کے ساتھ رہتا ہے۔ اُمّ مر سے جدا نہیں ہے۔ جدا تو ہم خاک باد آب آتش اور عجے عناصر ہیں۔ ہندوؤں نے

پانچواں عنصر آکاش کو مانا ہے۔ انگریزوں نے بے شمار عناصر دریافت کئے ہیں عناصر چارہوں یا پانچ۔ دس ہوں یا بیس۔ سو یا ہزار۔ لاکھ ہوں یا کروڑ سب فانی ہیں۔ سب میں تبدیلیاں ہوتی ہیں اور سب کا وجود وہی ہے۔ خیالی ہے۔ عکسی، مثالی ہے۔ اصل قائم ابدی وجود تو ذات مطلق کا ہے۔ جس کے ”کن“ کہہ نہیں سکتے ہم سب کمر بستہ ہو کر میدان کائنات میں حاضر ہو گئے ہیں۔

عناصر چارہاں گئے ہیں۔ خاک۔ پانی۔ آگ۔ ہوا۔ ہندو پانچ عنصر مانتے ہیں اور ان کو پانچ تت کہتے ہیں۔ انہوں نے پانچواں عنصر آکاش یعنی آسمان اور زمین کے درمیان غلا، کو مانا ہے۔

میں کہتی ہوں کہ میں چوتھا عنصر خاک ہوں یا پانچواں تت مٹی ہوں۔ لیکن پانی بھی مجھ پر ہے۔ ہوا بھی مجھ پر ہے۔ آگ بھی مجھ میں ہے۔ اور آکاش اور غلامی میرے آس پاس ہے۔ میں گول ہوں گیند کی طرح یا ساپاٹ ہوں۔ دالان کے فرش کی طرح۔ یا لمبی ہوں سینا کی طرح۔ کیسی بھی ہوں مگر خاک ہوں۔ سیرج میزے مجموعے کو کہیںچے ہوئے کھڑا ہے اور میں اس کے آس پاس قربان ہو رہی ہوں یا میں ایک جگہ قائم ہوں۔ اور سورج اور چاند اور سب ستارے میرے آس پاس گردش کر رہے ہیں۔ کچھ بھی ہو مگر میں خاک ہوں میرے خاکسار ہونے اور گرد و غبار کھلانے میں ان فلسفیانہ دلیلوں سے کوئی فرق نہیں پڑ سکتا۔

ان فلسفیانہ چاروں کی دلیلیں ہی غلط ثابت ہوتی ہیں۔

میں گھٹی بڑھتی نہیں جس دن کن کہا گیا اُس وقت سے آج تک اتنی ہی ہوں جتنی تھی۔ اور اتنی ہی رہوں گی جتنی رہا نہ ایک ذرہ بڑھ گیا نہ ایک ذرہ گھٹ گیا۔ مگر مجھ سے بنا ہوا انسان کہتا ہے کہ انسان اور حیوان اور نباتات میں تو کی یعنی بڑھنے کی قدرت ہے۔ اور حجابات اس قوت سے محروم ہیں اور چونکہ مجھ خاک کو حجابات میں شمار کیا گیا ہے۔ اس واسطے انسان کہتا ہے کہ خاک میں تو نہیں ہے۔

کوئی میرے پتیلے سے کہے کوئی میری موت سے سوال کرے۔ کوئی مجھ سے بنے ہوئے کھلونے کے کان میں کہے کہہ دیولنے آدمی یہ تو نہ کہ نباتات حیوانات اور انسان کے نو کو مانا ہے۔ اور خاک کے نو سے انکار کرتا ہے تو نباتات اور حیوانات اور انسان کس چیز سے بنے ہیں؟ یہ بھی تو سب خاک کی حوصلہ میں ہیں۔ اگر ان کے نو کو ماننا ہے تو خاک کے نو کو بھی مان

بڑکائی

بڑکائی رانی کے دلنے کی برابر جھوٹا سا مجھ خاک کے ذروں میں چپ چاپ پڑا تھا میں نے اس کے نیچے فرش چھپایا تھا میں نے اس کے سر ہانے تلکے بھی رکھے تھے۔ میں نے اس کے اوپر اپنے ذروں کی ایک مٹی سی چادر بچھ دی تھی۔ بڑکائی کہہ رہا تھا کہ دنیا کے کل دشوڑ سے میں تنگ گیا۔ ذرا مجھ کو آرام کرنے دو۔ میں نے اس کو دھوکا دیا اور کہا تو سو جا میرے سر ہانے! تو سو جا میرے سر ہانے! جب تو چلے گا دنیا کے بھڑے

تو پھر نہ نیند سہی نہ آرام۔ بڑکائی میری گود میں تھا کہ بادل گرجا گھا آئی۔ پانی برسات میں جھپک گئی اور میں نے بڑکے بیج کو اپنی گہرائی کے اندر بچھ لیا۔ اس کے بعد میں نے سو بیج سے کہا کہ یہ انسان کہتا ہے خاک میں تو نہیں ہے۔ مجھے تو بڑی سی گرمی دے۔ ہوا سے کہا تو بھی مجھے تو بڑی سی تفرش دے۔ ان سب نے کہا تو نہ مانے جب بھی قانون قدرت کے بموجب ہم تیری مدد کریں گے اور اس حقیر ناچیز بڑکے بیج کو ایک بڑا درخت بنا دیں گے۔ بڑکے بیج نے حیران ہو کر پوچھا کیا میں بڑا درخت بن جاؤں گا؟ تو میں نے اُس بیج کو دوسرے ایک بڑا درخت بڑکا دکھایا کہ یہ جو تجھ کو ظاہر میں نظر آتا ہے یہ سب تیرے باطن کے اندر پوشیدہ ہے بڑکے بیج کو بہت حیرت ہوئی۔ مگو میں نے دیکھا کہ اس کا بدن گرم ہو رہا ہے۔ میں نے کہا پیارے لاڈلے کیا تجھے بخار ہے؟ بیج نے کہا معلوم نہیں۔ میں نے کہا کیا تجھ کو کسی علاج کرنے والے کی ضرورت ہے؟ بیج نے کہا نہیں اس کی بھی ضرورت نہیں، کئی راتیں بڑکے بیج کو اسی تکلیف میں گذریں۔ آخر میں میری توفیق سے وہ شقی ہوا اس میں سے ایک ننھی سی ہری چیز باہر آئی۔ چھلکے اس بیج کے خاک کے قدرے بن کر میرا جزو بدن ہو گئے۔ اور ایک چھوٹی سی بڑاس ہری بھری کوئل کی میرے اندر پھیل ہوئی۔ چیز نے مجھ سے کہا مجھے باہر چلنے سہنے شرم آتی ہے۔ مجھے اپنے اندر رہنے کے لئے جگہ دے میں نے کہا کہ میں تیرا گھر ہوں تو توئی سے پاؤں پھیلا۔ میں اپنے اندر کی گرمی اور اپنے اندر کی تیری ابد باہر کی حرارت تھا اور نہ۔ کی وہ تو میں جو آکاش اور غلامی

ہوئی ہیں کھینچ کھینچ کر تجھ کو وہ دلی -
 باہر کی ہری کوئیل اپنی جڑ سے بخریلا
 سولج عظیم الشان آسمان اور عظیم الشان
 دنیا کو حیرت سے دیکھ رہی تھی کہ میں اس
 قدر چوٹی کوئیل اور باہر کی چیزیں اتنی بڑی
 بڑی ہیں کیا ہوں؟ یہ کیا ہیں؟ میں کیوں
 ہوں؟ یہ کیوں ہیں؟ میں نے کوئیل سے
 کہا تو بھی خاکدا میں بھی خاک! یہ صدیوں
 کا آئٹل پھر ایک ذات مطلق کا تاشہ خانہ
 ہے۔ اور اس کو کچھ بھی نہیں ہے۔

پھر تو وہ کوئیل بڑھنے لگی۔ جس اُس کی
جرموں کو پانی ملائی تھی کھانا کھلائی تھی اور جس کی
کی کوئلوں کو دیکھ کر حالتِ آفتابِ رُخسہا تھا کہ کئی کئی
موسم آتے تھے اور جاتے تھے۔ میں بڑھتا نہیں جاتی تھی
چاندنی کھاتی تھی۔ آندھیوں کی ٹھٹھکی میں اُچھلنے کودھانی
تھیں مگر میری قوتِ نمونہ کے پورے کو سب
انتخابات سے بے توجہ اور بے تعلق ہو کر
بڑھ رہی تھی۔ یہاں تک کہ وہ بڑھ کر ایک
عظیم الشان درخت ہو گیا۔

ایک دن سکندر اس درخت کے نیچے
تیر گڑھی کے موسم میں گھوڑے پر سوار درخت
سے پھنے کے لئے اُڑکھڑا ہوا۔ اور اُس کے
دل میں یہ بات آئی کہ آج میں دنیا کا سب
سے بڑا فاتح ہوں۔ تو بڑے درخت نے
اپنا ایک پھل اس کے سر پر پھینکا۔ اس پھل
میں بہت سے بیج تھے اور سرخ میں ایسا
ہی ایک ایک عظیم الشان بڑا پوشیدہ تھا
جیسے عظیم الشان بڑے نیچے سکندر کا تھا
یہ بڑا پھل اس نے اس کے سر پر
تھا کہ سکندر اپنے فیحات کا گھنڈا کہے
اور اس کا کہ میرا پھل دیکھ کر عجب ہو کہ ایک
پھل کے اندر کتنے بیج ہوئے ہیں۔ اور

کتنے حکیم اس طرح شہید ہیں۔ مگر
میں نے کبھی نہیں ہوتا۔ میل میل
پہ شمار بڑھاتا کرتا ہے۔ مگر فہم سے اے
سکندر بے شمار سکندر پیدا نہیں ہوتے۔

آبِ خورہ

خاک نے بڑی داستان اور بیتی بیان
کرنی شہرِ عراق کی تو میں نے کہا یہ قصہ تو نہایت
بیتی کا حق ہے تو ایسی حد سے باہر کیوں جانی
ہے ؟ تو خاک نے کہا کہ اگر میرے ہی دائرہ
اور حد کی باتیں اور حالات چاہتا ہے تو
سُن میرا ایک پتلا تھا اور وہ کسی بیتی پر
حاشق تھا۔ وہ بیتی اُس خاک کی بیتی سے
نفرت کرتی تھی لہٰذا پتلا ہجر و فراق کے غم
سے راتِ دلین پریشان رہتا تھا۔ جب
اس پتلے کو بیتی کے وصال سے قطعی نوکر
ہو گئی تو اس نے اپنے پروردگار کے سامنے
باتھ اٹھائے اور درود کر کہا کہ اے مولیٰ یا
نوبتِ تلک مجھے پہنچا۔ اور یا خاکِ پیجرے
سے میری روح کی تینا کو آزادی دے۔

[illegible]

عاشق مزاج چٹے کے ہاتھ کی خاک کا ڈھیر پڑا تھا۔ اوپر بہت زیادہ تھے۔ یہ خاک اولوں کے نیچے کئی دن رہی اور اولوں کی آواز اس گڑبے میں جذب ہو گیا۔ مگر محبت کی آگ عاشق مزاج چٹے کے بدن کی خاک میں اب بھی اتنی ہی جل رہی تھی کہ اولوں کی خوشی سے مجلس کو ٹھنڈا نہ کیا۔

برق بنانے والے کمپار میپشہ ایسی مٹی کی تلاش میں رہتے ہیں جس کو دلے جمع ہو سہوں۔ قریب کی بستی کے ایک کمپار کو معلوم تھا کہ کھدائی کے کنارے فلاں گرہے ہیں کئی رات دن اولے جمع ہو سہے تھے۔ اس واسطے وہ دھار آیا اور اُس نے مٹی کھودی اور اپنے گھر لے گیا تاکہ اُس کے بہرن بنائے اور وہ بہرن گرمی کے موسم میں تادی خریدیں۔ کچھ جگہ جس مٹی میں اولوں کا پانی مل جاتا ہے اس سے بٹلے ہوئے بہرنوں میں پانی بہت ٹھنڈا رہتا ہے اور گرمی کے موسم میں اولوں کی مٹی کے بہرن بڑی بڑی قیمتوں پر خریدے جاتے ہیں۔ کمپار نے اس مٹی کے آپ خوردے بھی بنائے اور صراحیوں میں بھی بنائیں اور ان کو گرمی اور برسات کے موسم کے لئے اپنے گھر میں رکھ لیا۔

لیک شام کو جب گری کی انتہا ہو چکی تھی
 اور برسات کے موسم کا ابتداء بھی ٹپ ٹپ کا
 گھٹا اندھ کرائی۔ بادل اس کے ساتھ اپنی گری
 کے باجے بجا رہے تھے اور بجلی اُس گھٹا
 ساتھ اپنی چمک کی متنبائیاں چھوڑتی
 ہوئی آ رہی تھی۔ بستی کے ایک بالاحاق
 پر ایک خاک کی تیلی اس گھٹا کو گری
 رہی تھی۔ اور اس کے دل میں بڑی جستجو
 کے دلوے پیدا ہو رہے تھے۔

طبی مکین کی زود اثر دوائیں

فاسفورس کاتیل

پانچ منٹ میں ہر درد کو دھرتا ہے۔ اور ہر قسم کی کمزوریاں جاتی رہتی ہیں ایک قیمت ادھی کم کردی گئی ہے۔ ڈھائی اونس کی شیشی ڈھائی روپے۔ ڈیڑھ اونس کی شیشی ڈیڑھ روپیہ باؤ اونس کی شیشی آٹھ آنے۔

کونین کاتیل

طیرہ بخار اور ہر قسم کے بخاروں کا بہت اچھا علاج ہے۔ ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ

جرمنی تیل

مردوں کی خفیکہ کمزوریوں کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ایک شیشی ایک روپیہ۔

کافور کاتیل

نزلے اور زکام اور ہر قسم کی متعدی اور بائی بیماریوں کا تیر بہت علاج۔ ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔

ارسطو کا چورن

خود سے اور جگر کی سب بیماریوں کو فوراً دور کرتا ہے۔ جھوک بڑھاتا ہے ہاضمہ بڑھاتا ہے قبض کشا ہے۔ قیمت ڈھائی آنے۔

پائیریا مینجن

دانتوں کو صاف کرتا ہے۔ پائیریا کی بیماری دور کرتا ہے۔ مسوڑوں اور دانتوں کی سب بیماریاں اس کے ملنے سے جاتی رہتی ہیں۔ قیمت بارہ آنے۔

شفاغائی

پیشے کی تیر بہت دوا ہے۔ پانچ قطروں

سے جان بچ جاتی ہے۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ۔

خوشن آیام گولیاں

عورتوں کے مہواری آیام کی خوابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ بیس گولیوں کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔

ٹانک پوڈر

مردوں کی ہر قسم کی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں بڑھاپے کی بیماریاں بھی جاتی رہتی ہیں۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ۔

گل بکاؤلی سے دق جاتی رہی

سائے چھ سو برس کا پرانا تجربہ

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الہی کے زمانے کی قدیمی کتاب سیرالاولیاء مطبوعہ محبت ہند پریس دہلی کے صفحہ ۱۴۳ پر فارسی زبان میں جو روایت درج ہے اس کا اردو مفہوم یہ ہے۔

”حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کے نامور خلیفہ حضرت مولانا وجیبہ الدین پائلی روایت کرتے ہیں کہ مجھے دق کی بیماری شروع ہوئی طبیعوں نے کہا دریا کے کنارے کسی باغ میں جا کر سو۔ مگر وہی میں اتنی زیادہ آبادی ہے کہ مجھے ایسا کوئی مکان میسر نہ آیا جہاں باغ بھی ہو اور دریا کا کنارہ بھی ہو۔ میں نے سوال کیا کہ میرے حضرت کا مکان جہاں دریا کے کنارے ہو۔ میں

جل کر رہوں۔ میں شام کے وقت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا حضرت نے ابھی روزہ کھولا ہے۔ ایدہ افطار کے بعد منڈیاں نوش فرما رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر ارشاد فرمایا: ”اللہ الرحمن رحیم ادھر آؤ بھی منڈیاں کھاؤ میرے دل میں آیا کہ منڈیاں گرم ہوتی ہیں۔ اور مجھے دق کی بیماری ہے۔ حضرت نے کوس کی خبر نہیں ہے۔ اس واسطے ارزاہ اخلاق و مدارات ایسا حکم دیتے ہیں مجھے منڈیوں سے نقصان ہوگا۔ لیکن شیخ کا حکم تھا۔ میں نے کچھ بردار نہ کی۔ اور قریب جا کر بیٹھ گیا۔ اور حضرت رحمہ کے ارشاد کے بموجب منڈیوں کے چند دانے کھائے۔ تھوڑی دیر کے بعد مجلس بھگاست ہوئی۔ اور میں وہاں سے باہر آیا تو بیساحسب ہوا کہ میرا بخار اتر گیا ہے۔ اور اس کے بعد میری بیماری جاتی رہی۔ اور میں بالکل اچھا ہو گیا۔“

اب غور طلب یہ بات ہے کہ خود حضرت نے منڈیاں نوش فرمائیں جس سے ثابت ہوا کہ حضرت غیبی گل بکاؤلی یعنی منڈیوں کو مفید سمجھتے تھے۔ اور دوسری بات یہ کہ حضرت رحمہ صاحب کشف تھے وہ اپنے مریدوں کی ہر اندرونی حالت کو جانتے تھے۔ اور ان کو معلوم تھا کہ ان کے مرید و خلیفہ مولانا وجیبہ الدین پائلی شوق ہے۔ اور جو حضرت نے ان کو منڈیاں کھلائیں تو ثابت ہوا کہ حضرت رحمہ منڈیوں کو دق کے لئے مفید سمجھتے تھے۔

ہرم اللہ	جنتی ہارنی کو دل کا نا دشا ہمارے ولا علو حسن نظامی کا ہفت روزہ اخلاص	ہرم اللہ
ہرم اللہ	<h1>مکات کی</h1> <p>جولائی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے</p>	ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ
ہرم اللہ		ہرم اللہ

قلم کار: علی بن حسنؒ و زید بن حسنؒ
یکم و ۸ و ۱۰ ستمبر ۱۹۲۵ء
ہندوستان میں کائنات دہشتہ ایک ایک
بائبر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

نئے سال کی دعا

مسلمانوں کا نیا سال یکم محرم سے شروع ہوگا۔ لہذا ہر مسلمان عورت مرد کو لازم
کہ اپنے بچوں کے ساتھ محرم کا چاند دیکھنے کے بعد خدا سے یہ دعا مانگے۔ حسن نظامی دہلی
بیرے حکم سے تقدیر بدل سکتی ہے

یا اللہ تو نے اپنے سچے کلام قرآن میں فرمایا ہے کہ اگرچہ قسمت کا لکھا المنٹ ہے لیکن خدا چاہے تو قسمت بدل سکتا ہے
اس لئے ہم یہ سچا ہے رسول کی ہجرت کے حسابی نئے سال کا چاند دیکھ کر تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو اس سال کی ان
مصیبتوں کو راحتوں سے بدل دے۔ جو ہماری تقدیر میں تو نے لکھ دی ہوں
ہم کو روزی دے بیماریوں سے بچا دے۔ ناگہانی آفتوں سے بچا دے۔ بے اولادوں کو اولاد دے۔ اولاد والوں کی اولاد کو
زندگی و رحمت کر۔ مایوس بیماریوں کو تندرست کر دے۔ آمین سر نبی اتقربل مننا انک انت السمیع العلیم

کریڈا کا تاریخی حال

محرم کی مجلسوں میں کریڈا کا تاریخی حال پڑھ کر سنائیے۔ اور خود بھی پڑھتے۔ اور عزتوں اور بچوں کو بھی پڑھائیے۔ اور بارہ کتابیں خرید کر غیر مسلم بھائیوں کو تقسیم کیجئے۔ یہ کتاب خواجہ حسن نظامی دہلوی نے قدیمی معتبر تاریخوں سے چھانٹ کر لکھی ہے۔ اور اسی اردو میں لکھی ہے جو کم علم لوگوں کی سمجھ میں آسانی سے آسکتی ہے اس کی قیمت آٹھ آنے ہے مگر جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے بارہ کتابیں خریدینگے ان سے آدمی قیمت لی جاگی محصول لگ کر خریدار کے ذمے ہوگا

اسرارِ اسمِ عظیم کی تقسیم

مناوی کے جو ناظرین کتاب اسرارِ اسمِ عظیم تقسیم کرنی چاہیں وہ دفتر اخبارِ مناوی سے کتاب اسرارِ اسمِ عظیم کی کچھ جلدیں منگا کر اپنے پاس کالیں اور جس شخص کو رازداری کے قابل سمجھیں اور وہ شخص رازداری کا اقرار بھی کر لے اس کو ایک روپے ہدیئے میں ایک کتاب دے دیا کریں۔

اب یہ کتاب ختم ہونے کے قریب ہے ختم ہونے کے بعد دوسری دفعہ چھپو نہیں بہت دیر لگیگی

ملنے کا پتہ:- منیجر دفتر اخبارِ مناوی دہلی

قلم کاری خواجہ حسین نظامی ہلوی

یقین رکھو حبیبنا اللہ

ایمان لاؤ کہ اللہ کی کار سازی کافی ہے
اللہ اپنے بندوں کے ہاتھوں کار سازی
کیا کرتا ہے۔ پس مسلم لیگ والے مسلمان
اللہ کی کار سازی پر بھروسہ
رکھ کر کام کریں

اللہ کس کا ساتھ دیتا ہے؟

جو حق اور صبر کے ساتھ رہتا ہے۔ اسی لئے
اللہ نے قرآن میں کہا ہے اللہ صبر
کرنے والوں کے ساتھ ہے صبر
نام ہے تحمل اور برداشت
اور حکمت عملی کا

اَنْتُمْ لَا عَلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

قرآن میں خدا نے فرمایا تھا۔ ہر سانس ہو
مایوس نہ ہو جاؤ۔ آخر کار تم ہی اپنے
ہو جاؤ گے بشرطیکہ ایمان پر قائم رہو۔
مسلم لیگ کے سامنے ہر وقت
یہی آیت رہنی چاہئے

آجاو جبل اللہ کے زیر سایہ

چاہے تم خاکسار ہو۔ یا احرار ہو مسلم مجاہد
والے ہو یا جمعیت علماء والے ہو۔ یا
مومن انصار ہو۔ تم سب کے لئے
جبل اللہ کا سایہ موجود ہے۔ اس
کے نیچے آجاؤ

جس کو حکمت ملی

اس کو سب کچھ ملا۔ یہ بیان قرآن کا
ہے حکمت کی نعمت اس کو ملتی ہے
جو ہر کام شروع کرنے سے پہلے اچھے
برے انجام کو سوچ لے۔ اور پھر فکر
ہو کر عمل شروع کرے

خلق محمدی

محمد اللہ کے رسول تھے۔ میٹھے بول
بولتے تھے۔ سختی کا جواب نرمی سے
دیتے تھے۔ محمد کی امت بھی ایسا ہی کئی
تھی۔ اور اسی کو حلق محمدی
کہتے ہیں

حق ادا کرو حق مل جائیگا

اپنے ماں باپ کی خدمت کا حق ادا کرو
اپنی بیوی کا حق ادا کرو۔ اپنی قوم
کا حق ادا کرو۔ اپنے ملک کا حق
ادا کرو۔ خدا تم کو تمہارا
خود دلا دے گا

۷۲ دوزخی ایک جنتی

محمد اللہ کے رسول نے فرمایا تھا۔ میری
امت کے ۷۲ فرقے ہو جائیں گے
۷۲ دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی ہو گا جس کے
عدد ۷۲ ہیں پس جس میں حسد ہے وہ
دوزخی ہے۔ ورنہ جنتی ہے

انگریز ہتھیاروں سے نہیں جیتے

بلکہ صبر استقلال سے فتح یاب ہوئے شروع
میں بے ہتھیار تھے مگر استقلال سے دلیکر
ہتھیار تیار کر لئے اور جیت گئے مسلم لیگ
بھی اس سختی کو ہر وقت
یاد رکھے

مسلم لیگ جیت رہی ہے

مرکزی اسمبلی کے الیکشنوں میں جہاں جداگانہ انتخاب ہوا وہاں کی خبروں سے ۲۶ نومبر تک یہی اندازہ ہوا ہے کہ مسلم لیگ کے امیدوار کامیاب ہوئے ہیں

پاکستان تقسیم نہیں کرتا

جو لوگ پاکستان سے اس لئے گھبراتے ہیں کہ وہ ہندوستان کو تقسیم کر دیگا وہ اچھی طرح غور نہیں کرتے کہ پاکستان دلوں کو ایک کرتا ہے۔ جدا نہیں کرتا۔

مسلم ایٹم بم

سر فیروز خان نون نے پنجاب میں نصر قین اللہ وفتح قریب کی آواز کو لبیک کہا۔ اور نصر قین اللہ خوجا ایٹم بم زیادہ طاقت دار ہے ان کی مدد کی اور وہ فیروز مند ہے

سرخدر میں مسلم لیگ کا غلغلہ

نومبر کے آخر میں پشاور نے مسلم لیگ کی غیبی طاقت کا ایسا تماشہ دیکھا جو سلطان محمود غزنوی کے پہلے حملے کے بعد سے آج تک نہ دیکھا گیا تھا

مسلم لیگ کے مسلم حریف

احرار۔ خاکسار۔ جمعیت علماء مسلم مجلس مؤمن۔ وغیرہ مسلم لیگ کے مسلم حریف چراغ سحری ہیں۔ تین مہینے کے اندر ان سب کے چراغ گل ہو جائیں گے

نصرت الہی کا نون

سچا ہے قرآن جس نون اور قلم اور قلم کی تحریروں کی قسم کھاتی تھی۔ اسم فیروز اسم قحیاب ہے۔ اور اسم نون نصر قین اللہ کا ہر اول ہے

سرخدر اسلام کا دروازہ ہے

مسلمان قومیں ہندوستان میں سرحدی راستوں سے آیا کرتی تھیں۔ یہ دروازہ چند سال کانگریس کے قبضے میں رہا تھا۔ اب یہ دروازہ مسلمانوں کے قبضے میں آنے والا ہے

اپنی ذات اور اپنی قوم

جو مسلمان اپنی ذات کا بھلا چاہتے ہیں وہ مسلم لیگ کے حریف ہیں اور جو مسلمان اپنی قوم کا بھلا چاہتے ہیں وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور خدا ان کے ساتھ ہے جو اپنی قوم کے ساتھ ہیں

علی ظفر

مولانا ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار کے اسم ظفر علی نے علی ظفر کی شان نمودار کی۔ اور مرکزی اسمبلی کے الیکشن میں مولانا ظفر علی خاں کامیاب ہوئے

مسٹر جنم جیت گئے

بہتی سے خبر آئی ہے مسٹر جنم جیت گئے۔ مسٹر لیگ کا مقابلہ بہت سخت ہوا تھا۔ گمراہ بڑی اکثریت کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اس مقابلے کا فکر تھا۔

مسلم لیگی ہر جگہ جیت رہی ہیں

لگاتار جیسریں آرہی ہیں کہ سنٹرل اسمبلی کے مسلم لیگی امیدوار ہر علاقے میں کامیاب ہوئے ہیں

دیہات کی گندگی

نئی دہلی سے ملے ہوئے دیہات میں صفائی کا انتظام بہت خراب ہے۔ اور اس سے بیماریوں کی کثرت رہتی ہے۔ نئی دہلی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو توجہ کرنی چاہئے۔

جنرل سکریٹری جیت گئے

نواب رائے لیاقت علی خاں کا مقابلہ جمعیت علماء کے امیدوار سے تھا۔ نواب رائے اٹھارہ سو ووٹوں کی کثرت سے جیت گئے۔ مسلمانوں کی طاقتیں اپنی ٹانگیں کس کس افسوس نہ ہوگا؟

سڑکوں پر اندھیرا

نئی دہلی کی سڑکوں پر روشنی بہت ہی کم ہے اور اس کی وجہ سے روزانہ حادثے ہوتے ہیں نئی دہلی میونسپل کمیٹی کو فوراً انتظام کرنا چاہئے۔

پانی کی تکلیف

آبادی حضرت نظام الدین اور آبادی جنگ پورہ میں گرمی کے موسم میں تلوں میں پانی بہت کم آتا تھا۔ مگر اب سردی میں بھی پانی کی اتنی ہی تکلیف ہے۔

مسٹر آصف علی جیت گئے

دہلی میں کانگریسی امیدوار مسٹر آصف علی جیت گئے۔ مگر ان کے مسلمان حریف کو بھی مسلمانوں کے ڈیڑھ ہزار سے زیادہ ووٹ ملے۔

فوجی نمائش میں خاک کا انبا

ترکمان دروازے کے پاس جو فوجی نمائش ہو رہی ہے۔ وہاں اتنی زیادہ خاک اڑتی ہے کہ ہر وقت آندھی کا سماں نظر آتا ہے۔ انتظام کرنے والوں کو فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

نواب سر یامین خاں کا کامیاب ہونا

مسلم لیگ کے امیدوار نواب سر محمد یامین خاں صاحب کا مقابلہ اُسے میں کانگریسی امیدوار فخر الدین صاحب نے کیا تھا۔ مگر نواب سر یامین خاں بہت بڑی اکثریت سے کامیاب ہوئے۔ امید ہے کہ صوبائی الیکشن میں بھی مسلم لیگ کو ایسی ہی کامیابی ہوگی۔

فہرست ادویات طبی کھینی ایک آنہ دواخانہ دہلی

<p>راز کی دوا فیلن</p> <p>تفصیل اشتہار میں درج نہیں ہو سکتی۔ بذریعہ خط معلوم کیجئے</p> <p>قیمت نو آنے</p>	<p>پائیریاکھن</p> <p>دانتوں اور مسوڑوں کی سب بیماریوں کا دور کرنے والا</p> <p>قیمت نو آنے</p>
<p>فاسفورس کا تیل قسم خاص</p> <p>یہ تیل ساری دنیا میں بکتاب ہے ہر دکان میں دستیاب ہے</p> <p>ایک شیشی قیمت ایک روپیہ</p>	<p>کلی غارہ</p> <p>دانتوں اور مسوڑوں اور حلق کی بیماریاں دور کرنے والا</p> <p>قیمت نو آنے</p>
<p>گل بکاؤلی</p> <p>آنکھوں وغیرہ کی بہت سی بیماریوں کی اکیر</p> <p>قیمت نو آنے</p>	<p>ارسطو کا چورن</p> <p>جگر اور معد کی بیماریوں کا علاج قبض شہہضم کی قوت بڑھانے والا</p> <p>بھوک لگانے والا۔ دل کو خوش رکھنے والا۔ قیمت نو آنے</p>
<p>جرمنی تیل</p> <p>خفیہ اعضا کے لئے اور غلط کاری کی خرابیوں کے لئے اکیر</p> <p>قیمت نو آنے</p>	<p>کایا پلٹ</p> <p>کمزوروں اور بیماریوں اور بڑھاپوں کی طاقت بحال کرنے والی اکیر</p> <p>قیمت نو آنے</p>
<p>بل دہارا</p> <p>بنوے کی گرمی اکیر کا کہ کھانی جاتی ہے چار کی طرح پی جاتی ہے</p> <p>قیمت نو آنے</p>	<p>خوش ایام گولیاں</p> <p>عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں دور کرنے والی تجربہ لیا</p> <p>تیس گولیوں کی شیشی قیمت نو آنے</p>
<p>ٹانک پوڈر</p> <p>بڑھاپوں کمزوروں کے لئے اور مردانہ قوتوں کے لئے اکیر</p> <p>قیمت نو آنے</p>	<p>جماؤ</p> <p>جریان اور مردانہ کمزوریوں کے لئے بہت مفید دوا</p> <p>قیمت نو آنے</p>

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۳ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ دہلی
عید غدیر سرگرمی اٹھانے کی عید ہے۔ حج و طبع
یعنی اٹھنی بجے سے واپسی کے وقت ہم حذیر نظامی
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوالات
مسلمانوں کے سامنے ایک تقریر فرمائی تھی اور
اُس تقریر میں حضرت علیؑ کی نسبت ایسے الفاظ فرما
تے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ آنحضرتؐ نے حضرت
علیؑ کو اپنا جانشین بنا دیا ہے۔ اُس کی خوشی
میں شیعہ جماعت اٹھارہ تاریخ کو عید مناتی ہے
سنی یہ عید نہیں مناتے۔ اور شیعوں کی نسبت
ایسی باتیں شہور کرتے ہیں جن کی کچھ بھی صلیبت
نہیں ہے اور در فطمی غلط ہیں۔
صحیح نڈھال آج میری صحت بہت زیادہ
نڈھال ہو گئی ہے۔ یعنی جسم کی کمزوری بہت بڑھ
گئی ہے۔ البتہ روح کی طاقت بحال ہے۔ ساتھ
نوجے سرورِ ناحی صاحب سے ملنے گیا تھا۔ پھر
دہلی گیا اور دہلی کے بہت پرانے تجربہ کار بیگالی
ڈاکٹر رام بابو صاحب سے اپنے امراض کی نسبت
مشورہ کیا۔ پھر شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب
کے پاس آیا۔ اور انھوں نے قوت بحال کرنے
کا بخشن لگایا۔ مجھے تین دن سے افلاک منرا کی تکلیف
ہے۔ بخار اور اعضا شکنی بہت ہے۔ مگر آج
لنگ میں نے اس تکلیف کو گھر میں کسی پر ظاہر
نہیں ہونے دیا تھا۔ آج دہلی سے واپس آیا تو جلد بڑھ گیا
میں واحدی منزل میں آگیا۔ جو رات اور دو روزہ اور
کوتہ اور خواجہ بانو نور اور مینا تیمارداری میں عہد
رسیدہ کیونے کے لئے منسلک نیچے آکر حسین خانے
میں گیا۔ اور کابل اور حیدرآباد اور مالک غیر کے
میلے ہوئے۔ سارے نوجے واحدی منزل میں

آگیا۔ اور ساری رات ماہی بے آب کی طرح
تر تیار رہا۔ سب دروازے بند کر دئے تھے اور
کسی شخص کو اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔
مسٹر نھر و آج شام کو جب کہ میں بخار کی شدت
کے سبب واحدی منزل میں لیٹا ہوا تھا میرے
دوست نر و صاحب کی بیوی جو پنڈت کھسار
صاحب کی بیوی ہیں ایک انگریز خاتون کے ساتھ
جو کسی ہندو فلسفی کی بیوی ہیں۔ ملنے آئیں تھیں
مسٹر آصف علی کے لئے دوٹ جاتی تھیں
ان عورتوں کی تنقید کی اور سائنس کی اور سائنس کی
ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

۱۸ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ ۲۴ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ دہلی
ماہانہ نیاز لکھنؤ رات کو حضرت محبوب باگ کی
ماہانہ نیاز دو گاہ شریف میں ہوئی تھی جب کہ میں
شدید بخار میں مبتلا تھا۔ اور آج دن کو بھی نیاز ہوئی
سید سمیع الدین صاحب نے نیاز گاہ شریف کے لئے
میں حسب معمول بھیجا تھا۔ مگر اس تبرک سے
محروم رہنا پڑا کیونکہ بخار آج بھی ہے۔
ڈاکٹر شفاء الفقراء کے روہ کے ساتھ دنگون
ہسپتال میں شفاء الفقراء ڈاکٹر عبدالحق صاحب
کے پاس گیا تھا۔ سید عبدالسلام بھی ساتھ تھے۔

اور دو جمادی الثانی میں تھا اور سید عابد عربی
بھی تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے روہ کے انجکشن
لگایا۔ پھر دہلی میں ڈاکٹر رام بابو صاحب کے پاس
گیا۔ مگر وہ دھڑکے کے وقت مطلب میں جو
نہیں تھے اس لئے واپس چلا آیا۔

سرسید سلطان احمد کی باریٹی لکھنؤ دہلی
کے حکمرانوں اور مندوں اور مسلمانوں کی طرف
سے ایک عظیم الشان دھمنانہ پارٹی سرسید

سلطان احمد صاحب کو دی گئی تھی۔ نمان بہار
شیخ حبیب الرحمن صاحب نے انگریزی زبان میں
بہت عمدگی کے ساتھ سپاس نامہ پڑھا۔ اور
سرسید سلطان احمد صاحب نے اُس سے بھی
بہتر فصیح و بلیغ انگریزی میں جوابی تقریر کی جس
میں یہ بھی کہا کہ میں دہلی کو اپنا وطن سمجھتا ہوں۔
میرا مقصد ہے کہ سرسید سلطان احمد تقریر کر چکے تو میں
نے ٹھٹھے ہو کر کہا جناب سید صاحب! میں نے
واپس کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرنا نہیں
کہ آپ دہلی کو اپنا وطن سمجھتے ہیں۔ اور میں اس کا بھی
شکر گزار ہوں کہ آپ نے برائی تہذیب کی روایات
کو نئی تہذیب کے برتاؤ میں بھی اپنی ذات سے جدا
نہیں ہونے دیا۔ اس واسطے میں سفید سفید بھی
لبی ڈاڑھیوں کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا
کرتا ہوں۔

اس پر بڑا فہمہ ہوا۔ اور سرسری رام صاحب
نے جو باوجود پاپے کے ڈاڑھی منجھہ منڈاتے
ہیں۔ بلند آواز سے کہا جو صاحب آپ کے اس
شکریے میں وہ لیگ بھی شامل ہیں یا نہیں جن
ڈاڑھیاں نہیں ہیں؟ میں نے فوراً جواب دیا
کم از کم آپ ضرور شامل ہیں۔

واقعہ یہ تھا کہ انجیل سر جو گندہ سنگ میرے پاس
بیٹھے تھے جن کی بہت لمبی سفید ڈاڑھی ہے۔ اول
ان کے برابر سید رضا علی بیٹھے تھے جن کا سارا
سرسید ہے۔ یہ باری ٹرسو بھاسنگ صاحب اور
خان بہادر حاجی ذبیہ الدین صاحب اور لالہ
سرسری رام صاحب کی مشترکہ کوششوں کی وجہ
سے اتنی زیادہ کامیاب باری ٹیسی کہ سرکاری حکام
کو شائد اس سے پہلے اتنی بڑی باری ٹیسی نہ دے

گئی ہوگی۔

مولانا سید عبدالرؤف صاحب میرے دوست مولانا سید عبدالرؤف صاحب اپنے داماد کے ساتھ ملے آئے تھے۔

مہرولی شریف کی حاضری کے آئین میرے دوست سید اشتیاق حسین صاحب شوقی کے گھر پر کی شادی مہرولی میں تھی۔ مگر صبح بخار کی تکلیف کے سبب میں حب وعدہ اس شادی میں جا سکا تھا اس لئے بعد غریب مہرولی گیا تھا۔ اور سید صاحب کو مبارکباد دے کر واپس آگیا تھا۔

رات کو سارے نو بجے تک زمانہ مکان میں رہا تھا۔ ریل ٹرین تھا اور مہمانیں لکھے تھے۔ دلہن کی نرل میں شب باغی کی تھی۔ رات بھر چین رہا کیونکہ خوار کا آفتاب تک باقی ہے۔ پانچ پونڈ وزن کم ہو گیا؟ آج رات کو علی نے مجھے ٹولا تھا۔ معلوم ہوا پانچ پونڈ وزن کم ہو گیا ہے۔ میں نے کہا اگر نہ ہائی نس سر آغا خان کی طرح تم مجھے بہروں میں تو لئے تو میرے مریدوں کی پانچ پونڈ بہروں کی بھیت ہو جاتی۔

۱۹ اچ ۲۵ ۲۵ نومبر ۱۹۲۵ء اتوار دہلی برج حسن؟ اپنے پیچھے سید محمد ریا کے عقد رانی کا انتظام کرنے کے لئے راج حسن میں گیا تھا۔ جہاں برات آنے والی تھی۔ فرش ہو چکا تو معلوم ہوا آج علاج ملتوی ہو گیا ہے۔ کل ہو گا۔ سید مسطفی علی صاحب میرے دوسرے بھتیجے ہیں ان کی لڑکی سے یہ عقد ہو گا۔

دھسپ سفارش کی خواہش؟ آج ایک ملاقات مسلمان ایک دوسرے نا واقف مسلمان کوئے کر آئے تھے کہ ان کی غلامی افسر سے سفارش کر دیئے کہ وہ ان کو ترقی دیدے۔ میں نے کہا بسرویشیم۔ مجھ پہلے مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کن کو کس بنا پر ترقی کا استحقاق ہے۔ اس کا جواب نہ دے سکے۔ اور کبیدہ خاطر ہو کر چلے گئے۔

ووٹ دینے گیا تھا؟ میں نے ارادہ کیا تھا کہ اپنا ووٹ کسی کو نہ دوں گا۔ لیکن مسٹر آصف علی کی طرف سے کئی مسازر صاحب آئے تھے اور مسٹر محمد عثمان آزاد کی طرف سے بھی بہت سے مسلمان آئے تھے۔ میں نے نہ جانتا تھا کہ اپنے دونوں دوستوں تعلقات میں متعلق کروں۔ لیکن آج تیسرے پر جب کہ ووٹنگ کا وقت ختم ہونے لگا تھا مسلمانوں کی ایک جماعت نے جمع ہو کر مجھ پر مجبوری کیا کہ معاملہ دوستی کا نہیں ہے بلکہ ملی کے سبب ملتان کے متعلق کا معاملہ ہے۔ اگر عثمان آزاد کو مسلمانوں کے ووٹ کم لیں گے تو یہ سمجھا جائیگا کہ مسلمان بڑا گناہ انتخاب نہیں جانتے اور جب تک مخلوط انتخاب ہے کبھی کوئی مسلمان منتخب نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ مسلمان کے ووٹ چھ ہزار ہیں۔ اور ہندوؤں کے ووٹ بارہ ہزار ہیں۔ مجبوراً مسٹر محمد احمد اور سید محبت علی شاہ صاحب کابل پوش اور ملی کے ساتھ نئی دہلی ٹاؤن ہال میں گیا۔ وہاں پیشمار کا ٹکڑی دیکھ کر کا جمع تھا۔ اور ان سب کے تعلقات کی ہم باری مجھ پر ہوئے تھی۔ تاہم میں نے مذکورہ اصل کا لحاظ کیا۔ اور محمد عثمان صاحب آزاد کو ووٹ دیا۔ اور سید محبت علی شاہ صاحب نے بھی محمد عثمان صاحب آزاد کو ووٹ دیا۔

مجھ سے کہا گیا کہ آج کل کی سیاست یہ ہے کہ اس بات کو غماہ نہ کیا جائے کہ آپ نے کس کو ووٹ دیا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص نہیں جان سکتا کہ غلامی نے کس کو ووٹ دیا ہے۔ میں نے کہا مسٹر آصف علی میرے بہت بڑے دوست ہیں اور شیخ محمد عثمان آزاد سے دوست ہیں۔ اور میں مسٹر آصف علی کو مسٹر آزاد کے مقابلے میں بلحاظ سیاست دانی و قابلیت بہت زیادہ مستحق ووٹ دینے کا سمجھتا ہوں لیکن جو اصول میرے سامنے

پیش کیا گیا تھا اس کے آگے مجھے جھکنا پڑا۔ کیونکہ میں اپنی مسلمان قوم کے مستقبل کو اپنے ووٹ سے خراب کرنا نہیں چاہتا۔ مجھے یقین ہے کہ مسٹر آصف علی جیت جائیں گے۔ اور میرے ووٹ سے ان کی جیت میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا۔ اور مجھے یہ بھی یقین ہے کہ عثمان آزاد باور جائیں گے اور میرے ووٹ سے ان کی شکست فتح کی صورت اختیار نہ کر سکے گی۔ پھر بھی میں نے اصول کا ساتھ دیا۔ اپنی ذات کا ساتھ نہیں دیا اور اس کے میرے ضمیر کو اطمینان ہے۔ البتہ اگر میں اس چیز کو پوشیدہ رکھوں گا اور جھوٹ موت کہتا ہوں گا کہ میں نے تو مسٹر آصف علی کو ووٹ دیا ہے تو یہ بات ہمیشہ میرے ضمیر کو بے اطمینان رکھے گی اور میں اپنی نظروں میں جو ٹاؤن اور دھوکے باز ہو جاؤں گا۔

جنگیدہ لوہے کے مسلمانوں کا اگرچہ جنگ دور کوئی ووٹ نہیں ہے؟ کی آبادی نئی آبادی ہے لیکن وہاں ہندوؤں کے ستائیس ووٹ ہیں اور مسلمانوں کا ایک بھی نہیں ہے حالانکہ وہاں ہندوؤں میں مسلمان ووٹ کی مقررہ حیثیت سے بھی زیادہ حیثیت رکھتے ہیں اور یہی سبب تھی میں بھی صرف چار ووٹ ہیں۔ حالانکہ میرے خاندان میں ۲۰-۲۵ آدمی ووٹ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خود میرے گھر کے اندر پانچ چھ ووٹوں کی حیثیت رکھنے والے موجود ہیں حسن محمد نظامی؟ آج غلامیوں نے غلامی سے حسن محمد نظامی آئے ہیں۔ زید نزل میں میرے ہیں کہتے تھے۔ پنجاب میں مسلم لیگ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے۔ اجرا پارٹی اور خاکسار پارٹی اور یونینسٹ پارٹی کو بھی شکستیں ہو رہی ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اجرا پارٹی کا اثر بالکل فنا ہو گیا ہے۔ لیکن اسی کو نظر انداز

کے ایکشن میں بیٹے ہی صوبے کے الیکشن فروری میں ہوں گے۔
لالہ راج کھن؟ جنگ پور سے لالہ راج کھن نے اسے اپنے ایک عزیز کی شادی کا سہرا لکھوانے آئے تھے۔ میں نے کہا اس میدان کے پہلوان عبدالملک کو بھی نفاذی ہیں۔ میں ان سے سہرا لکھوا دوں گا۔

بشیر الحسن خاں؟ اسی ہی کے فوجی ٹھیکیدار بشیر الحسن خاں عمر حیات صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بشیر نے میرے بچوں کے ساتھ میرے اسکول میں تعلیم پائی ہے۔

سورث کا قافلہ؟ ملک صحت مجرات سے چلا صاحب ملنے آئے تھے حکیم عبدالحی صاحب طبع کالج دہلی میں پڑھتے ہیں۔ اور عبدالحی صاحب دیوبند میں پڑھتے ہیں۔ اور محمد عباس صاحب دیوبند میں طلب پڑھتے ہیں۔ اور سلیمان صاحب باروولی میں کاشتکاری کرتے ہیں۔ علی اکبر نفاذی اپنی ماہر کے ساتھ آئے تھے۔ رات کو کوادھی منزل میں روز ناچ لکھوا یا تھا۔ اور مولانا مفتی نفاذی سے فاسخ فرس کانٹیل ملوایا تھا۔ آج رات کو کھانا نہیں کھایا۔ بنولے کی جارہی۔

۲۰ ج ۱۹۳۵ء ۲۶ نومبر ۱۹۳۵ء غیر دہلی جانے سے انکار؟ انڈونیزیا اب تک میرے جسم سے واپس جانے سے انکار کرتا ہے رات دن جسم پر سوار رہتا ہے۔ میں نے زیادہ جوناگڑھ اور سیلٹ علی محمد صاحب لاہکوت والے اور خواجہ حسین نفاذی کو تار پیچیدے کہ انڈونیزیا ہو جانے کے سبب سفر کرنے سے مجبور ہوں۔
والسٹرے کی تقریر؟ آج شام کو نرسٹینی لارڈ ویلی ولسٹرے ہندوستان نے فوجی نمائش کا افتتاح کیا اور اب پاشی پر بھی ایک تقریر کی عقد ہو گیا کہ آج ایک بے بیج میں میرے بیٹے سید محمد نیکام میرے دوسرے بیٹے

سید مصطفیٰ علی کی لڑکی زبیدہ سے دوہڑا کر دے مہر عقد ہو گیا میرے خاندان کے سب چھوٹے بڑے شریک تھے۔ فریاد باد سے سید علی حید صاحب بھی آئے تھے۔

ظہور الدین تاجر کتب؟ پاکپتن شریف سے ظہور الدین تاجر کتب اپنے پوتے نذر محمد کے ساتھ آئے تھے۔ ایک ہینڈ پیچ بھی میری کتابیں خرید کر لے گئے تھے۔ آج بھی بہت سی کتابیں لے گئے۔ میرے لئے ایلے ہوئے انڈے بھی پاکپتن شریف سے لائے تھے۔ یہ پہلے دوزی کا کام کرتے تھے۔ اب کتاب فروشی کرتے ہیں۔ ایک باؤں سے معذور ہیں۔

نفاذی بنسری کی نسبت؟ اعتراض؟ ظہور الدین صاحب نے کہا کہ پاکپتن شریف کے قدیمی تعلق پیرام الدین صاحب کا بیان ہے کہ نفاذی بنسری میں سید نادر شاہ صاحب وغیرہ کو حضرت مولانا سید بد الدین اسلمی رضی اللہ عنہ کی اولاد لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ حضرت غازی کی اولاد دہلی چلی گئی تھی اور وہیں رہی۔ اور اس کا کوئی ثبوت نفاذی بنسری سے نہیں ملتا کہ سید نادر شاہ صاحب وغیرہ کے اجداد غازی سے آئے تھے تو کون تھے اور کب آئے تھے۔ ظہور الدین صاحب نے پیرام الدین صاحب کے حوالے سے یہ بھی کہا کہ حضرت بابا صاحب کی اولاد کا حال نفاذی بنسری میں پیدا اور بچھا نہیں ہے۔

میں نے جواب دیا۔ میں نے جو کچھ نفاذی بنسری میں لکھا ہے سیر لاویا سے لکھا ہے اور وہ حضرت سلطان المشاخہ اور حضرت بابا صاحب کے زمانے کی کتاب ہے۔ پیرام الدین صاحب کی تحقیقات کا تعلق بعد کی کتابوں سے ہوگا جن کو میں سیر لاویا سے زیادہ معتبر نہیں مان سکتا اور سید نادر شاہ صاحب وغیرہ چونکہ یہ کہتے

میں کہ وہ اولاد ہیں اس واسطے میں نے یہ بات کتاب میں لکھ دی تھی جس طرح سید نادر شاہ صاحب غیر پر اولاد ہونے کا ثبوت ہے اسی طرح پیرام الدین صاحب پر بھی یہ ثبوت ہے۔ سید نادر شاہ صاحب وغیرہ حضرت ناسیر بد الدین بن غازی کی اولاد ہیں اور ان کا انتظام کم چونکہ میری حالت بظاہر گرگورں ہے اور موت قریب نظر آتی ہے اس واسطے آج میں علی اور سید امین علی کے ساتھ باو کیشب چند صاحب وکیل کے پاس گیا تھا تاکہ اپنی جائداد اور ترکہ کی وراثت اور تقسیم کا قانونی انتظام کرووں۔

ہر تال؟ اب مغرب دہلی شہر کے اندھ بھی گیا تھا وہاں بہت سی دکانیں بند تھیں۔ کہا گیا آج کالج کے طلبہ کا جلوس نکلا تھا۔ نیشنل آر می کے مقدمہ کی نسبت۔ اس وجہ سے بازار میں ہر تال ہو گئی ہے۔

شامی کباب؟ فنجوری پر رفیع التوفیق شاہ جہانپوری ایک شہور کھانے کا دکان دار ہے۔ جہاں میں پندرہ سال پہلے اکثر کھانا کھاتا تھا۔ جابا کر نکلتا تھا۔ اور اس دکان کے کھانے مجھے بہت لذیذ معلوم ہوتے تھے۔ آج خیال آیا کہ اس دکان کے شامی کباب بہت مرغوب تھے۔ اب بھی ان کا ذائقہ چکھنا چاہیے۔

رفیع التوفیق بہت بڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک روپے کے پانچ شامی کباب خریدے۔ گھر میں لا کر ان کو چکھا۔ وہ شامی کباب نہیں تھے شامی کبابوں کا تو پوتا کسی قسم کی لذت اور خوبی ان میں نہ تھی۔ مجھے کو غالباً آبلانہ تھا۔ اور سپا بھی نہ تھا۔ مجھے انیس سالہ دہلی کی نامی دوکانوں کا بھی اب یہ حال ہو گیا ہے۔ ملت کو حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کے رونگھے کر۔ نیشنل لکھوا یا تھا۔ اندمولانا مفتی نفاذی پاؤں دبانے آئے تھے۔ آج رات کو بھی بخار ہوا

۱۲ ج ۳۲۵ء ۲۷ نومبر ۱۹۳۵ء بمطابق دہلی
چودھری محمد علی، چودھری شمس علی
نظامی رام پور کے رہنے والے ہیں۔ ۱۰۱ میں
باغبانی کا کام کرتے ہیں۔ آج میرے
بارغ کو درست کرنے آئے تھے۔ میں نے
کہا تم تعین علی ہولند غنیہ عقلمند رکھتے ہیں
سر عزیز الحق، آج صبح سید ابی عمر کی سہ ماہی
آنریبل سر عزیز الحق سے ملے گیا تھا وہ اپنے
بارغ میں کیلوں کے درخت اکھڑا رہے تھے
میں نے وجہ پوچھی، جواب یا بہت قریب یہ
لگے چپے ہیں۔ دور دور لگواؤں گا۔ کیلے کی
جڑیں بہت گہری نہیں ہوتیں۔

بالو کیش چندر صاحب، اپنی جائداد
اور ترکے کا قانونی انتظام کرنے کے لئے بالو
کیش چندر صاحب سے قانونی مشورہ کرنے
گیا تھا۔ انھوں نے بہت صحیح مشورے دیے۔
شاہزادے حیدر شاہ، دہلی سے شاہزادے
مناظر الدین خورشید جاہ کا ایک ضروری بیگ
لے کر شاہزادے حیدر شاہ ملنے آئے تھے۔

ملول کا مسافر، پونے تین بجے میٹریں ملول
جانے کے لئے روانہ ہوا۔ میرے حقیقی بھائی
سرچین علی صاحب مرحوم کی سہوہ اور ان کے
لڑکے سچین شنائی اور ان کے پوتے علی موسیٰ
اور سید اس عمری اور سید مسیح الدین صاحب
بھی میرے ساتھ گئے تھے۔ پونے تین بجے
روانہ ہوا تھا پونے چار بجے ملول پہنچ گیا تھا
بتائیں میل کا فاصلہ ہے۔ ملول بہت بُرا
قصبہ ہے۔ نہایت بلند ہی پرواقع ہے۔

میرے مرحوم بھائی کی چھوٹی لڑکی زہرہ بانو
مرحومہ کی لڑکی فیاض بانو کی شادی تھی۔ فیاض بانو
علیم سید ارشد علی اپنے تایا کے پاس ملول میں
ہے۔ فیاض بانو کے والد سید بشیر علی کا بھی
انتقال ہو گیا ہے۔ برات ملول کے ایک گاؤں

سیج واڑی سے آئی تھی منظر علی بن اولاد علی
سے نکاح قرار پایا ہے۔
ملول کے عثمانیہ میں علیم سید ارشد علی
کے مکان پر ٹیلا۔ قاضی محمد نقی صاحب صدر
میونسپل کمیٹی ملول اور ماسٹر عبدالحمید صاحب
اور قاضی عمران صاحب بی اے اور عبدالرحیم
صاحب نیہ دار وغیرہ اصحاب ملنے آئے۔
ملول میں عید کے دن گائے کٹی پر فساد ہو گیا تھا
اُس کے حالات دریافت کئے، معلوم ہوا کہ
کی دفعہ لگائی گئی ہے مگر سب کو گورگاؤ نہ
کے ڈپٹی کمشنر صاحب کے انصاف پر بہت اعتماد
ہے۔ اور پولیس کے ہندو افسروں کی بعض
ایسی باتیں بھی سننے میں آئیں جو پولیس کے فرائض
کے خلاف معلوم ہوئیں۔

لالہ مید و مل، ہمیر سے مقتول مرید اللہ نوال
بینکر نظامی کے بڑے بھائی لالہ مید و مل مہاجن
بھی ملنے آئے اور انھوں نے مجھے نذر می دی۔
اُن کے لڑکے کشن چند اور ہرش چند بھی ملنے آئے۔
حضرت شاہ علی حسین صاحب کچھ چھوٹی کے خلیفہ
صاحب بھی ملے۔ بعد مغرب سیج واڑی سے
آئی۔ میں نے مسجد میں طغر علی کا اپنی نواسی بیٹی

سے نکاح پڑایا۔ اور انھوں نے حقوق بیوی پر
اور بیوی کے حقوق شوہر پر شریعت اسلام
نے جو قائم کئے ہیں اُن کو بیان کیا۔ پچیس روپے
دو لاکھ کو سلامی کے دے۔ اور ایک سو روپے
کی ریشمی پتیلی اپنی نواسی فیاض بانو کو دی۔

لالہ مید و مل کے گھر میں، فٹا کے قریب
الہید و مل کے گھر میں گیا۔ اور اپنے مقتول مرید
لالہ نوالال بینکر کے بیٹے لالہ زبان چند کے بچوں
کو دیکھا۔ لالہ مید و مل نے ملول کی عمدہ برقی
ایک مٹی کے برتن میں بھر کر ساتھ کی۔ رات کو
ٹھیک نو بجے گھر میں واپس آیا اور خبر سن کر
غلط فہمی ڈرامہ، حیدر آباد دیرپو سے غلط فہمی

ڈرامہ سنا۔ زبان بہت اچھی تھی۔ طرزاوا بھی کلمہ
تھا۔ مگر غلط فہمی نام کا کوئی انداز دماغ میں نہ
تھا۔ رات کو دس بجے سویا۔ آج رات کو بخار
نہیں ہوا اور نیند بھی اچھی آئی مگر زکام کی اچھی
لگ ہوئی حالت ہے۔

میر کی غذا، ہم صبح تھک کے بعد دودھ میں
سولف اور سوکھا اور بان کی جڑ ڈال کر جوش
کرتا ہوں اور اُس میں تیس بجھو کر کھاتا ہوں
اور دوپہر کو شہ۔ بے ڈالٹھم اور شوربے دار
آلو کھاتا ہوں۔ اور رات کو بھی یہی غذا کھاتا ہوں
مگر جب سے انفلوئنزا ہوا ہے رات کا کھانا
چھوڑ دیتے۔ آج خواجہ بانو کو بھی بخار ہو گیا
ہے۔ سردی بڑھ رہی ہے۔

۲۲ ج ۳۲۵ء ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء دہلی
ملاقاتی، آج سرحد کے ملتان عبدالقادر صاحب اور
قاضی فیروز الدین صاحب اور سید امین نظامی اور سید
عاشق حسین صاحب دہلی اور اسٹیٹ اور دہلی کے نامور
شہید لالہ آغا سلطان نے راضی ہوئے تھے۔ آغا صاحب
اپنی کتاب البلاغ المبین کی دوسری جلد میٹریں لے کر
سر فیروز خان لون کاؤٹس لکچر رات کا میسر مل کر
نئی دہلی میں میان فضل حسین صاحب مرحوم کی بیٹی
اور لکچر حیات خاں صاحب لون کی بیوی کے اپنے شوہر کے
بھائی سر فیروز خان صاحب لون کو ایک بہت بڑی ڈنر
پارٹی دی تھی جس میں بھی شریک ہوا تھا۔ بہت سے نامور
اور عمدہ تشریف عام تھے۔ میں چھپڑ پر سر فیروز خان
سے جناب کے سیاسی معاملات کی انسداد بات چیت
کی۔ شاعر اسلام حفیظ صاحب جالندہر کی بھی خوب
باتیں ہوئیں ان کی یو این بیوی حیدر پر بھی باتیں ہوئیں۔
میں کو کھانا تو بخانا لے گئے تھے لیکن میں نے بھائی امیر زار دہلی
ہیں۔ ہندوستانی زبان میں بھائی ان کی صورت بھی اچھی ہے۔ ان کے
سیرت کے اعتبار سے حقیقی طور پر شاعر اسلام حفیظ
جالندہر کی ہی ذہنی زندگی مانی جا سکتی ہیں۔
رات کو بجے گھر میں واپس آیا۔ آج بھی بخار ہو گیا

(۱)
قرآن کا فرمان
اپنے دشمن کے ساتھ بھی
انصاف کرو
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۲)
قرآن کا فرمان
اپنی دُنیا کا حصہ
مَت بھول
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۳)
قرآن کا فرمان
خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۴)
قرآن کا فرمان
آخر کار مسلمانوں ہی کو عروج ہوگا
اگر وہ باایمان رہیں
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۵)
قرآن کا فرمان
سب مسلمان مل کر اللہ کی رستی کو چلیں
اور تفرقے سے بچیں
مسلم لیگ کو یاد ہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء فرمائی

(۷)
قرآن کا فرمان

اللہ پر بھروسہ رکھو
اور کسی سے نہ ڈرو
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۶)
قرآن کا فرمان

سب مسلمان
آپس میں بھائی بھائی ہیں
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۸)
قرآن کا فرمان

مت ڈرو
اللہ ہمارے ساتھ ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۰)
قرآن کا فرمان

یقیناً اللہ تعالیٰ
صبر کرنے والوں کا ساتھ دیتا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۹)
قرآن کا فرمان

صبر اور نماز سے
مدد لیا کرو
مسلم لیگ کو یاد ہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء مولیٰ

(۱۲)
رَسُول کا فرمان
ہر باپ اپنے بچوں کا بادشاہ ہے
اور اس کو تعلیم و تربیت کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۱)
رَسُول کا فرمان
ہر مسلمان بادشاہ ہے
اور اس کو رعیت کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۳)
رَسُول کا فرمان
ہر استاد شاگردوں کا بادشاہ ہے
اور اس کو تعلیمی جواب دہی کرنی ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۵)
رَسُول کا فرمان
شوہر اپنی بیوی کا بادشاہ ہے
اور اس کو حقوق زوجہ کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۴)
رَسُول کا فرمان
چرواہا بکریوں کا بادشاہ ہے
اور اس کو بکریوں کا حساب دینا ہے
مسلم لیگ کو یاد ہے

نوشتہ خواجه حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۱۷)
ہر صحابی شہید ہے
یہ عقیدہ مدح صحابہ ہے
گتدی گلیوں میں مدح صحابہ
تو ہین صحابہ ہے

(۱۶)
رَسُولُ کَافِرَانِ
میرے سب اصحاب شہید ہیں
جس کی بھی پیروی کرو گے منزلِ ہدایت
مسلم لیگ کو یاد ہے

(۱۸)
قرآن و اہل بیت
رَسُولُ خدا کا ترکہ ہیں
شیعہ سنی دونوں اس کے وارث ہیں
ہوں دونوں حق وراثت میں ایک ہیں

(۱۹)
شیعہ سنی کو
دشمن کی پہچان ہے
اتحادِ اسلامی پر دونوں کا ایمان ہے
کہونکہ یہ قرآن کا فرمان ہے

(۱۹)
شیعہ سنی کا
خدا ایک - رَسُولُ ایک
قبلہ ایک - قرآن ایک
اس لئے وہ ایک ہی قوم ہیں

نوشتہ خواجہ حسن نظامی و انشیں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۲۱)

ساری دنیا میں
اسنی کروڑ مسلمان ہیں
اسنی کروڑ بدن ہیں
مگر سب ایک جان ہیں

(۲۲)

چین و عرب ہمارا
ہندوستان ہمارا
مسلم ہیں ہم
وطن ہے سارا جہان ہمارا

(۲۳)

مُسْلِمَانِ کَا کَلِمَہ
سب خدا باطل ہیں
بس ایک خدا حق ہے
جو یہ مانے مسلمان ہے

(۲۴)

مسلمان کون ہے؟
جو ایمان لائے
اچھے عمل کئے
حق اور صبر کے ساتھ ہے

اسلام کیا ہے؟
ایک اللہ کی اطاعت
ایک رسول کی اطاعت
ایک قرآن کی اطاعت

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

(۲۷)
قرآن فرماتا ہے
اقلیت اکثریت پر
خدا کے حکم سے
غالب آجاتی ہے

(۲۶)
ہندوستان ہمارا ہے
ہم نے یہاں ہزار برس حکومت کی
ہم نے اپنے خون سے یہ باغ لگایا
ہم نے اپنا سب کچھ ہندوستان پر قربان کر دیا

(۲۸)
محمد بن قاسمؒ نے
پانچ ہزار مسلمانوں سے
سندہ فتح کیا تھا
اقلیت اکثریت پر غالب آتی تھی

(۳۰)
ہندو ہمارے بھائی ہیں
ہم نے ان کو اپنی حکومت میں
برابر کا شریک بنایا تھا
اب بھی وہ برابر کے بھائی ہیں

(۲۹)
انگریز ہمارے نوکر تھے
ہم نے ان کو وزارت دی تھی
فقط ہم ہی سے
انگریزوں کا عہد نامہ سوا تھا

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضوی علیہ

(۳۱)
پاکستان کی برکت
ہندوستانیوں کے دل جوڑ دیگا
چھوٹی قوموں کو بڑا بنا دے گا
غریبوں کو امیروں کے ظلم سے بچا لے گا

(۳۲)
پاکستان کیا کریگا
غریبوں کو امیر بنائے گا
امیروں کو نیک عمل کر دیگا
دکھ کو سکھ بنا دے گا

(۳۳)
پاکستان رحمت ہے
انگریزوں کے لئے راحت ہے
ہندوؤں کے لئے دولت ہے
مسلمانوں کے لئے وحدت ہے
اچھوتوں کے لئے جنت ہے

(۳۴)
پاکستان آفت ہے
خود غرضی کے لئے
اقلیت کے حریفوں کے لئے
غریبوں کے دشمنوں کے لئے

(۳۵)
پاکستان نجات دیتا ہے
خسد سے اور کینے سے
قوم فرہشی سے
اپنے ملک کی خداری سے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی مائشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضوی

(۳۷)
مسلم لیگ
قرآن کی پاکستان ہے
وید کی نگہبان ہے
انجیل اور تورات اور
عزیز حقہ صاحب کی مذکار ہے

(۳۶)
مسلم لیگ
مسجدوں کی محافظ ہے
منذروں کی چوکیدار ہے
گرجاؤں اور گرو دواروں کی
مددگار ہے

(۳۸)
مسلم لیگ
ہر ہندوستانی کی آزادی
ہر ہندوستانی کی خوش حالی
ہر ہندوستانی کی عزت چاہتی ہے

(۳۷)
مسلم لیگ عشق بازوں کی
ہام کا زینہ ہے
جس کا جی چاہے اس زینے سے
حقیقت پر آجائے

(۳۹)
مسلم لیگ جانتی ہے
جمعیت علماء احرار خاکسار مسلمان ہیں
اور ان کی عزت اپنی قوم کے
ساتھ رہنے میں ہے

نوشتہ خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی

آل نبی اولاد علی

حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کی زندگی کا تذکرہ

نظامی بنسری

نوشتہ حضرت خواجہ حسن نظامی چچین حضرت خواجہ نظام الدین لیا

یہ کتاب اردو زبان میں ہے۔ جلد بندی ہوئی ہے۔ پانچ سو صفحات ہیں۔ اور اس قدر چھپا ہے کہ ایک بار شروع کرنے کے بعد چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس کے سننے سے بیمار کو تندرستی ہو جاتی ہے جس گھر میں یہ پڑھی جاتی ہے ہوائیں دُور ہو جاتی ہیں۔

مصیبت اور فکر کے وقت اس کتاب کے پڑھنے سے دلوں کو تسلی اور راحت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کتاب میں روحانیت کا حلال جادو پوشیدہ ہے۔ اس کی زبان ایسی آسان ہے اور ایسی میٹھی ہے کہ ایک سطر پڑھنے سے ایک غزل کا مزہ آ جاتا ہے۔ عورتوں اور بچوں کو یہ کتاب اردو زبان سکھاتی ہے۔ نظامیہ خاندان کے مربی اس کتاب کو روزانہ جمع ہو کر پڑھتے اور سنتے ہیں۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ

دفتر اخبار منادی دہلی

محرم ۱۳۵۶ھ کی یادگار اہل بیت اسکول

مسلمانوں کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر وقت فرمایا تھا میں تم کو دو چیزیں دیتا ہوں ایک قرآن اور دوسرے اہل بیت اس لئے ہر شیعہ سنی مسلمان کا فرض ہے کہ قرآن اور اہل بیت کو یاد رکھے۔ اور ان کی پیروی کرے۔

خواجہ حسن نظامی ہلوی نے قرآن شریف کی خدمت یہ کی کہ قرآن شریف کے چار ترجمے کر کے شائع کئے۔ اور ایک ترجمہ ہندی زبان میں شائع کیا۔ اور اہل بیت کی خدمت یہ کی کہ کربلا کا تاریخی حال لکھا۔ محرم نامہ لکھا۔ سیرت حسینؑ لکھی اور دوسرا کام یہ کیا کہ اہل بیت اسکول جاری اور اہل بیت اسکول کے لئے قرآن حدیث کے فرمان لکھے۔ لہذا شیعہ سنی مسلمانوں کا فرض ہے کہ یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور اپنے بچوں کو بھی پڑھائیں۔ قرآن حدیث کے فرمان ایسی کتاب ہے جس میں شیعہ سنی دونوں کی دینی اور دنیاوی معلومات ہے اور صرف ایک کتاب نہیں ہے بچے پڑھیں اسلام کی تعلیم کو سمجھ لیتے ہیں قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ ملنے کا پتہ :- دفتر اخبار منادی دہلی

پیشہ پیشہ خواجہ حسن نظامی نے دی۔ سہی۔ اردو بازار دہلی میں چھپوا کر مفت اخبار منادی سے شائع کیا

حِشْتِی پاری کو دل کا بادشاہ بنائے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

ہرم اللہ

مناوی

جوسالہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

قلم کار: علامہ علی بن حسن و زید بن حسن
 مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۲۵ء
 ہندوستان میں سلاطین و قیادتوں کی ایک بڑی کونسل
 باہر کے ملکوں سے پانچ تشریف

قطب الہند حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی حشمتی کا مزار مبارک دہلی میں

سلطان شمس الدین التمش اور اس کی بیٹی ملکہ رضیہ سلطانہ اور اس کے بھائی حضرت شہی کے مرید تھے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

اردو پریس کی تاریخ

۸ مارچ ۱۹۷۹ء کو برکے مشترکہ منادی میں اردو پریس کی تاریخ کتاب چھپنی شروع ہوئی ہے۔ یہ بہت ضروری کام ہے اور اس میں سب اخبار والوں کو میری مدد کرنی چاہئے۔ امداد دہیہ ہے کہ ہر اخبار نویس اپنا اور اپنے اخبار کا حال لکھ کر بھیج دے تاکہ میں ذاتی رائے کے ساتھ اس کا غلطہ درج کتاب کروں۔

(۶) اردو پریس کی تاریخ میں محض اخباری اور مصنفوں ہی کا حال نہیں ہوگا بلکہ ادیبوں شاعروں مصنفوں کے حالات بھی ہونگے جنہوں نے کوئی کتاب شائع کی ہو۔

(۷) اخباریوں کتابوں رسالوں کے علاوہ جن لوگوں نے پمفلٹ ٹریکٹ پوسٹر پمپل شائع کئے ہوں چاہے وہ تجارتی ہوں یا قومی وطنی ہوں وہ بھی اپنے حالات لکھیں اور اپنی شائع شدہ چیزوں کے نمونے بھی بھیجیں۔ اور اپنے ذاتی حلقے بھی لکھیں۔

اخبار والے کیا حال لکھیں؟

اردو پریس کی تاریخ کے لئے اخباریوں امداد والوں کے مالکوں اور ایڈیٹروں کو اور کتابوں کے مصنفوں کو حسب ذیل حالات لکھنے چاہئیں۔

(۱) ان کا اخبار یا رسالہ کب جاری ہوا اور کب تک جاری کیا اور اب جاری کیا نہیں۔

(۲) اس اخبار یا رسالے کے جاری کرنے کا مقصد کیا تھا؟

یا قوم کی خدمت۔ یا زبان کی خدمت یا کوئی اور خدمت مد نظر تھی؟

(۳) کیا مشکلات پیش آئیں کیا کیسا ٹھہرے ہوئے۔

(۴) جاری کرنے والے اصحاب اپنی زندگی کے حالات کا مختصر خلاصہ تحریر فرمائیں۔

(۵) اگر اخبار یا رسالہ بند ہو گیا ہو تب بھی حالات لکھیں۔ اور موجودہ اخباریوں کے علاوہ ان کے علاوہ ان کے پہلے کوئی اخبار یا رسالہ جاری کیا ہو تو اس سے بھی آگاہ کیا جائے۔

ذاتی نمونہ

چونکہ اردو پریس کی تاریخ پہلے منادی میں لگا تار شائع ہوگی اس لئے پہلے نمونے کے پہلے میں اپنے حالات اور اپنے اخباریوں رسالوں وغیرہ کے حالات لکھوں تاکہ دوسرے اصحاب اس نمونے کو دیکھ کر میرے مقصد کو سمجھ لیں اور وہ اس طرز سے اپنے حالات بھیج دیں۔

قبر پرستی کا غلط الزام

عورتوں کے نامہ اور لکھتا ہفتہ واخبار تہذیب نسواں لاہور میں ایک خاتون نے قبر پرستی کے عنوان پر ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ اسی قسم کے اور مضامین بھی اخبارات میں چھپ چکے ہیں ایڈیٹر کی نیت سے یہ درگمان نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ عورتوں کو قبر پرستی کے توہمات سے بچانے کے لئے ایسے مضامین شائع کر رہے ہیں۔ لیکن ایڈیٹروں کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ ایسے

نامہ نگاروں کے مضامین کا توازن قائم رکھیں۔ خاص کر ایسے مباحثوں کے وقت جن میں کروڑوں انسانوں کے احساس مذہبی پر اثر پڑتا ہو نامہ نگاروں کی تحریروں کو غلط فہمی سے بچانا ایڈیٹر کا ضروری فرض ہے جس مضمون پر سچے آج کچھ لکھنا ہے اس میں ایک مباحثے کا ذکر ہے جو قبر پرستی کی نسبت کہیں ہوا تھا اس لئے دونوں جماعتوں کے عقائد اور دلیلیں اس مضمون میں لکھی گئیں ہیں۔ میں نے دونوں کی دلیلوں کو غور سے پڑھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ مضمون لکھنے والی خاتون وہابی عقیدہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ انہیں نے قبروں کے طرز قرار لوگوں کی دلیلیں پہلے لکھی ہیں اور مخالفوں کی دلیلیں بعد میں لکھی ہیں۔ اور ان دلیلوں میں مغالطہ آمیز باتیں بھی لکھی ہیں تاکہ پڑھنے والوں پر نامہ نگار کے حسب خواہش اثر ہو اور وہ قبروں کے احترام سے برگشتہ ہو جائیں۔

درحقیقت قبر پرستی کا لفظ استعمال کرنا ان کروڑوں آدمیوں کی توہین ہے جو قبروں کی عزت کرتے ہیں۔ اگرچہ میں قبروں کے ٹھکانے میں پیدا ہوا ہوں۔ اور یونیورسٹی استادوں سے تعلیم حاصل کرنے کے سبب ساہا سال قبروں سے بے اعتقاد رہا ہوں لیکن مسلسل خدمت مشاہدے کے بعد مجھے یقین ہو گیا ہے کہ قبروں پر آنے والے یا قبروں کی عزت کرنے والے قبروں کو پوجتے نہیں ہیں بے شک ہنالت و مذہب و تعصب کی وجہ سے قبروں کے بعض دائرین نظر آتے

تقریباً میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر بھی میں نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا جو قبر کو چومتا ہو یا قبروں کی خدائی طرح عبادت کرے۔ قبروں کی عزت کے کئی پہلو ہیں۔ ایک پہلو سیاسی ہے کہ اگر قبریں پتی نہ ہوتی جاتیں تو ہندوستان میں ہماری ہزار سالہ حکومت کا نام و نشان مٹ جائیگا۔ اور اگر قبروں کی طرف سے ایسی ہی غفلت ہو جیسی وہابیوں کو ہے تو مخالفت قومی ہمارے مشاہیر کے نشانوں کو نیست و نابود کر دیں گی۔

دوسرا پہلو تمدنی ہے۔ ہندو جڑیں یہ کہ مشاہیر کی قبروں کو خواہ وہ مذہبی لوگ ہوں یا علمی لوگ ہوں قائم رکھنا اور یاد رکھنا ہمارے تمدن اور کلچر کے لئے بے حد ضروری ہے۔ کیونکہ توہین اپنے مرنے والوں کے کارناموں کو یاد کرنے اور یاد رکھنے سے زندہ رہتی ہیں اور ترقی کرتی ہیں۔ تیسرا پہلو مذہبی ہے۔ اور اسی پہلو کو مدنیت رکھ کر یہ مباحثہ ہوا احتجاج کا ذکر تہذیب نسواں میں ہے۔ مذہبی لحاظ سے یہ بڑی دلیل قبروں کی عزت کی یہ ہے کہ جن کا پاک تعلیم سے اسلام دنیا میں پھیلا اُن کا مزار بھی ہے اور مزار پر گنبد بھی ہے اور اُس کی تعظیم اور عزت بھی اتنی ہی ہوتی ہے جتنی ہونی چاہئے۔ اگرچہ ابن سعود کی حکومت نے بے شمار قبروں اور قبروں کو مسمار کر دیا ہے اور وہ موقع رسولؐ کے زائرن کے اظہار عقیدت میں بھی مغل ہوتی ہے۔ پھر بھی اُس پاک روئے کی عظمت اور عزت میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ یہی حال ہندوستان کے اولیاء اللہ کے مزاروں یعنی قبروں کا ہے کہ باوجود

اس کے کہ صدیوں سے اولیاء اللہ کے مزارات اولیاء اللہ کی قبروں کے خلاف کتابیں لکھتے رہتے ہیں۔ تقریباً میں کرتے رہتے ہیں پھر بھی کوئی کئی لوگوں کے اعتقاد میں نہیں ہوتی ہے۔ دلی شہر کے مسلمانوں میں فی صدی پچھتر آدمی باقی یاد ہندی مزارات ہیں اور قبروں کے احترام کے خلاف ہیں۔ اور صرف پچھپن فی صدی قبروں کا احترام کرتے والے ہیں۔ مگر میرے بچپن میں جتنے زائرن درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ میں آتے تھے۔ آجکل اُن سے سو گئے زیادہ آتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ وہابی بھی بکثرت آتے ہیں۔

فصل بہر حال میرا فیصلہ یہ ہے کہ جن خاتون نے یہ مضمون شائع کرایا ہے یا جن لوگوں نے اور مضمون شائع کرائے ہیں وہ آئندہ لفظ "قبر پرستی" سے احتیاط کریں۔ کیونکہ اس سے کہہ دوں آدمیوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ اور اگر میں محض قبر پرستی کے لفظ کے خلاف انگریزی کچھری میں چلا جاؤں اور اخبار کے خلاف دعویٰ کر دوں تو اخبار کو اور اُس کے نامہ نگاروں کو جواب دینا مشکل ہو جائے۔ میں اخبار تہذیب نسواں کے ایڈیٹر کو اور نامہ نگاروں کو آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ قبروں کی عزت کر لے والوں کو "قبر پرست" کہنا ان کی سب سے بڑی توہین ہے۔ کیونکہ درگاہوں اور قبروں کے زائرن ہرگز ہرگز قبر پرستی نہیں کرتے۔ اور غنی دلیلیں قبروں کی عزت کے خلاف اخبار کو میں شائع کرانی گئی ہیں وہ سب غلط بہتان ہیں۔

بیگم شاہ نواز کا ایشیا میاں سر مرحوم کی بیٹی جہاں آرا بیگم جو میاں شاہ نواز

مرحوم کی بیوہ ہیں ہندوستان کی کئی مسلمان عورتوں میں ہیں جن کے کارناموں پر انگریز حکومت بھی فخر کرتی ہے اور مسلمان قوم بھی فخر کرتی ہے۔ پندت جواہر لال نہرو کی بہن اور سر نیندو صاحبہ نے امریکہ میں جا کر جرحی خدمات ہندوستان کی انجام دی تھیں وہ ہندو قوم کے لئے فخر کے قابل ہیں۔ مگر بیگم شاہ نواز نے امریکہ کا سفر اُس وقت کیا جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی اور امریکہ جانے کی مرد بھی ہمت دگرہے تھے۔ مگر اس عورت ذات نے امریکہ کا سفر کیا اور اپنی فکری کے فرائض ایسی اعلیٰ قابلیت سے انجام دئے کہ برطانی پاریمنٹ اور سر جرحی نے بھی اُس کو مانا اور ہندوستان کے وائسرائے نے بھی مانا۔ کیونکہ امریکہ کی عام رائے برطانیہ کے خلاف تھی اور کوئی مرد ذات نہیں کر سکتا کہ برطانیہ کی حماقت میں امریکیوں کے سامنے کچھ کہہ سکے۔ ناظرین اخبار کو یاد ہوگا کہ جب لارڈ اورن لارڈ ہیلی فیکس کے نام سے برطانیہ کی نمائندگی کرنے بچہ نیت سفیر برطانیہ امریکہ میں گئے تو ان پر امریکیوں نے گندے انڈے پھینکے اور کوئی دقیقہ لارڈ موصوف کی ہتک کا باقی نہ چھوڑا مگر جب بیگم شاہ نواز امریکہ گئیں تو ان کی شیریں مقامی اور عربیائی کے سامنے ساوا امریکہ جھک گیا۔

یہ پہلو میری دلچسپی سے انگ جیٹیت رکھتا ہے کیونکہ میں اس سفر کی محض اس حد تک تعریف کر سکتا ہوں کہ بیگم شاہ نواز نے اپنی نوکری کے فرائض کو نہایت جرات اور قابلیت کے ساتھ ادا کیا۔ میاں میں بیگم شاہ نواز کی اُن خدمات پر فخر کرنا چاہتا ہوں جو انہوں نے لندن میں جا کر اپنے

مولانا سناٹک کے جھٹکے

بلکہ گاندھی جی کی کانگریس ہے ع
سرایں فتنہ زبانیست کہ من می دائم

اس موقع پر ایک واقعہ یاد آگیا۔ وہی ہیں
حضرت مولانا خضر صاحب ایک صوفی بزرگ
رہتے تھے۔ ان کے زمانے میں شیعہ مٹنی
کے درمیان فساد ہو گیا۔ جب حضرت کو اطلاع
پہنچی اور بعض چرشلوں نے بھی استفسار
کروالا کہ حضرت کی ہمدردی کس طرف
ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

نہ یقیم کہ کند لعن شعبہ احمق
نہ رافضی کہ کنن: نیم کو: بیانش
مرد حضرت ششم دگر نمی دائم
کہ کیست بر مر باطل کیست بیزیر

مسلم لیگی اور پاکستانی تو یہ رہا بن حضرت
عشق ہیں۔ ان کو سنیت و شیعیت سے کیا
سروکار آمد مدح صحابہ و قریب محلب سے
کیا اتعلق اخلاقی شان دیکھئے کہ ہو کا یا
علی شہر ہمارے متان اور ہماری ثقافت
کا آخری مرکز۔ اس شہر میں نہایت عین و
سجیدہ اور تعلیم یافتہ مسلمان جمع ہوتے ہیں
سیاسی و ایجنسی مسائل پر گفتگو ہوتی ہے۔
آئندہ انتہی بات میں امیدواروں کے
کہ بڑے کرنے کا فیصلہ کیا جاتا ہے کس ہند
کوئے سیاسی مسئلہ کی حمایت یا مخالفت کو
وضع کرنے کے لئے؟ آزاد ہند؟ نہیں۔
پاکستان؟ نہیں۔ ملازمتوں میں مسلمانوں
کے حقوق؟ نہیں بلکہ مدح صحابہ کو آئندہ
انتخابات کا دار و قور قوراد یا جانا ہے۔ فورا

مسلمانوں کی سیاسیات بھی آجکل اللہ
کے فضل سے انتہائی دلچسپ ہو رہی ہیں مولانا
حبیب الرحمن ملک خضر حیات خاں سے کہہ رہے
ہیں کہ ہمارے چند سیاسی قیدی رہا کر دو۔
تو ہمارے تنہا رہے درمیان اتحاد ہو سکتا
ہے۔ یعنی نواز قزاق اور دیوانوں کا اتحاد و اتحادی
ہند۔ خطابوں اور عالمیوں کی مخالفت حیدرہ
اقتدار غرض تمام ماہ النزاع مسائل ایک لمحہ
میں غائب ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سیاسی قیدیوں
کو رہا کر دیا جائے۔

دوہی صورتیں ہیں۔ یا تو مولانا حبیب الرحمن
کا وہ مطلب تین ہے۔ جو ان کے قول سے
ظاہر ہوتا ہے۔
یا جنہیں یقین ہے کہ ملک خضر حیات خاں
سارے قیدیوں کو رہا نہیں کریں گے۔
اذا ذات الشرط ذات المشروط

ایک طرف لکھنؤ کے شیعہ ہر موقع پر نہایت
زناٹے سے اعلان کر دیتے ہیں کہ مسلم لیگ
ہماری نمایندہ نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ہمیں
علیحدہ حقوق دینے پر آمادہ نہیں ہوتی۔ اور
دوسری طرف مولانا خضر الملک رجن سے بڑا
سنی تصور میں بھی نہیں آسکتا ایک سنی
ایکشن بورڈ قائم فرما رہے ہیں۔ جو رپی
میں سنی امیدواروں کو کامیاب کر کے ثابت
کر دے گا۔ کہ مسلم لیگ شیعوں کی جماعت
ہے۔ اور مسلمانوں کے سوا اور عظم کی نمایندہ نہیں
خدا اس سنیت اور شیعیت سے ہر مسلمان
کو بچائے کیونکہ اس تسنن اور تشیع کا نتیجہ
انجبر اہل سنت کی تقلید یا حجت اہل سنت نہیں

ملک اور اپنی قوم کی انجام دیں اور انگریز
حکومت کو ہندوستانیوں کی اور مسلمانوں
کی دلی خواہشات سے آگاہ کیا۔

ہندوستان میں بھی ایسی لڑائی کے
زمانے میں بیگم شاہ نواز نے ہندوستان
کے چتے چتے کا دورہ کیا۔ اور ہمسایہ
قوموں کو معلوم ہو گیا کہ مسلمان قوم میں بھی
مسٹر نیڈو اور مسٹر پنڈت جیسی لائق خورتیں
موجود ہیں۔

اور اب بیگم شاہ نواز نے اپنے ایشار
کی ایک بہت بڑی مثال مسلمان قوم
کے سامنے پیش کی ہے کہ انہوں نے
ایسے وقت جبکہ وائسرائے اور ان کی
کونسل کو بیگم شاہ نواز کی ان تحک
خدمات کی ضرورت تھی۔ محض مسلم لیگ کی
خدمت کے لئے ایک بڑی آمدنی اور ایک
بڑی عزت کی نوکری چھوڑ دی۔ اور اکتوبر
کو دہلی سے لاہور چلی گئیں۔ جہاں وہ اپنے
صوبہ پنجاب کے مسلمانوں کی خدمات انجام
دیں گی۔

میں نے سارا اکتوبر کی شام کو بیگم میاں
محمود رفیع کے مکان پر ایک بڑی پارٹی میں
بیگم شاہ نواز سے کہا تھا اور بالکل ٹھیک
کہا تھا کہ مسلمانوں کی یہ عام شکایت
حم نے غلط ثابت کر دی ہے کہ مسلمان
لیڈروں کے مرے کے بعد ان کا کوئی صحیح
جانشین پیدا نہیں ہوتا۔ مگر تم نے اپنے
نامور باپ کی قومی اور ملی خدمات کو نبھالا
اور طرہ کیا۔ اس واسطے میں کہہ سکتے ہیں کہ تم
اپنے باپ کے صحیح جانشین ہو اور تم پر یہ توقع
صادق آسکتا ہے کہ ”ہندو اور ہندو ختم تمام کنندہ“
جو کام باپ سے نہ ہو سکا وہ بیٹی نے پورا کر دیا۔

اسفادہ و امعیتا !

یا بلن تیر گم نے محل کو حالیا

م جو نالہ جبریس کارواں ہے

اور طعن ہے کہ یہ سب کچھ پلٹ پلٹ کر

کا نگرس کے سایہ عاطفت میں ہو رہا ہے۔

یعنی مولانا ظفر الملک اور ان کے رفقاء سیاسی

اعتبار سے کانگریس واقع ہوئے ہیں۔ اور

کانگریس ہی کے مفاد کو کامیاب بنانے کی

غرض سے ان لوگوں کی پرکھ کے لئے جرح صحابہ

کا قہقہہ ایجا کیا ہے۔

حالانکہ بقول جواہر لال نہرو مذہبی بنیاد پر

سیاسی جماعتیں بنانا ذمہ منہ مظلمہ کی یادگار

ہے۔ اور کانگریس، ماشاء اللہ نہایت جدید۔

نہایت ترقی پسند اور روشن خیال افغان

کی نمائندہ ہے۔

نجل داس وزیرانی (سندھ) اور رائے بہا

ہر چند عقدہ (سرحد) دونوں حضرات کانگریس

میں شامل ہو گئے ہیں۔ رائے بہادر نے

فرمایا ہے کہ

حقیقت یہی ہے کہ ہندو سبھا اور مسلم لیگ

آزادی ہند کے رستے میں رکاوٹ ہیں

اور ہندوستان میں کانگریس ہی ایک

جماعت ہے جو حریت وطن کی طرہ از

میں سلاٹنگ صوبے کی ہندو سبھا کے

”پر دہان“ کے راب کھٹہ صاحب کو حقیقت حال

معلوم ہوئی! الیکشن کا قریب ایسی چیز ہے کہ اس

سے آدمی پرچہ طوق روشن ہوجاتے ہیں ورنہ

دیکھ لیجئے نتج سے چند ماہ پیشتر رائے بہادر کو

کانگریس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔

یہی حال احمد ارا در جمعیتہ العلماء اور آغا بہار علی

والوں کا ہے۔ وہ اپنا اپنا دائرہ عمل کانگریس سے

جدا گانہ خیال کرتے تھے۔ اور اسی لئے انہی

نے اپنی الگ جماعتیں قائم کر رکھی تھیں لیکن

الیکشن کا وقت آیا۔ تو اب مولانا حبیب الرحمن

لہریا نوری صدر کانگریس سے اس طرح

جسباں ہو رہے ہیں کہ لاہور میں مولانا

ابوالکلام آزاد کو کسی شخص نے ایک لمحے کے

لئے بھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا۔ کہ مولانا

حبیب الرحمن بطور ضمیمہ ان کے ساتھ تھے

نہ ہو رہے ہوں۔ حالانکہ کانگریس کی چاروں

کانگریس ہند و اکثریت کے اقتدار کی

علم بردار مجلس، انرا مسلمانوں کی جماعت

وہ پیشقدم کی داعی۔ یہ جداگانہ انتخاب کو

منظور کرنے والی۔

لیکن الیکشن کا قریب کچھ ایسی چیز ہے کہ انہوں

کو ہچکا نا اور ہچکاؤں کو اپنا کر دیتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہندو لیڈروں کو سبھاش

بوس کے زندہ ہونے کا یقین ہے اور ممکن ہے

سبھاش ہندوستان میں آہی پہنچے ہوں۔

اور ان کے مقام سے گاندھی جی اور مالوی جی

باخبر بھی ہوں۔

پونا اور بمبئی میں کانگریس کی علامہ ”اور“ عامہ

کے جواہر لاس ہوئے۔ ان میں بھی سبھاش بوس

کی تعزیت کی قرار دیا دیں منظور نہیں کی گئیں

بلکہ فی الحال ملتوی کر دی گئیں۔

اب ہندو مالوی نے سبھاش کے اعتراف کو

تار دیا ہے کہ ”شر اوہ ملتوی کر دو“ اور اجا

نوسوں سے کہا کہ

یہ امر تصور میں بھی نہیں آسکتا کہ

سبھاش باہر مرنے ہوں گے۔

گاندھی جی نے بوس کے جیتنے کو تار دیا ہے کہ

”چرف ملی ہی پڑھنا پڑھنا گاندھی“ یعنی ”مختار“

اور قل ”وعدہ کی ضرورت نہیں۔ جھوٹی ملی

دعا کر دو۔ کیونکہ سبھاش بابو کی موت یقینی نہیں

ان تمام آثار سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ سبھاش

زندہ ہیں اور پچھلے دنوں بمبئی میں پولس ان

کو گرفتار کرنے کے لئے جو دوڑ دوڑ چھوڑ کر رہی

تھی۔ اور جس پر کانگریسی اخبار مٹھکڑا رہے

تھے۔ وہ ضرور کسی خاص اطلاع کی بنا پر ہوگی

وہ نہ پولس کو کیا بڑی ہے کہ نہ ہندو جاسکے

پچھلے لٹے پھرے۔

میں اگر سبھاش بابو ملک میں موجود ہیں

تو یہ کوئی فنی بہادری ہے کہ وہ جیسے پھرتے ہیں

جب ساری ہندو جاتی ان کی پشت پر ہے

تو یہ خطرہ کس بات کا ہے۔ میدان میں آئیں

اور نتائج جھگٹنے کے لئے تیار ہو جائیں۔

اور جن سب داگروں نے کل سبھاش بوس کی

بیگناہی کا ڈھول مٹا تھا۔ بلکہ انہیں جاپان

کا دشمن قرار دیا تھا۔ انھوں نے اسے جھوٹ

کو بالکل مکمل کرنے کے لئے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ

بوس بابو بلاشبہ مر چکے ہیں۔ اس کا ہمیں

یقین ہے۔

لیکن مصیبت یہ ہے کہ جواہر لال گاندھی

اور مالوی کو ہرگز ان کی موت پر یقین نہیں۔

منادی کا نوٹ: مولانا سالک صاحب

کے افکار و حوادث اخبار انقلاب لاہور میں جس

دبچے سے پڑے جاتے ہیں وہ سب کے علم میں ہے

میں بھی بوجہ آنکھوں کا معذوری کے ان مفاد

کو ہمیشہ پڑا کر سنتا ہوں۔ موجودہ الیکشن کے

زطلے میں ان کے بعض چیلے مجھے اس قدر ملے ہیں کہ

میرے خیار کے پڑنے والے ہی ان کو پڑھیں اور

اس سترخان میں شریک ہوں جس پر وہ زانہ مولانا

سالک کا پکایا ہوا کھانا میں کھایا کرتا ہوں جس میں

اردو پریس کی تاریخ

نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

تاریخ قلم و قلم

پرائی منطلق کی کتابوں میں کہا ہے خبریں
چھ اور جھوٹ کا احتمال ہوتا ہے۔
نئی منطلق یہ ہے کہ سچی خبر کو جھوٹ کے
کپڑے پہنائے جائیں اور جھوٹی خبر کو سچی کے
لباس میں بڑا سنہ کیا جائے۔
گورہ ملکوں میں پریس کی طاقت بیٹھ
اخذیں و سالوں پر سڑوں پھیل گئیں
ریڈیو کی نشریات کی طاقت بادشاہی کے
ایوان کا ایک ستون مانی جاتی ہے۔ مگر
ہندوستان کا پریس خوشامد ملکہ جو کالہ
ہے۔ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ڈرا دھمکا کر
روپیہ وصول کیا جاتا ہے۔

میں پچاس برس سے اخبار نویسی کرنا ہوں
میں نے پرائے اخباروں سے اخبار نویسی کی
اور نئے اخبار نویس تیار کئے۔ میں نے اخبار
نویسی کے سبب عیب بھی سیکھے اور سب
ہنر بھی سیکھے۔ میں نے اردو کے بہت سے
اخبار نویس پیدا کئے۔ اور میری اس پہلو
نے مجھے نیک دل اور نیک عمل بنادیا۔

حکیم لقمان نے بے عقلوں سے عقل سیکھی
تھی۔ میں نے بڑے اخبار نویسوں سے بھی
اخبار نویسی سیکھی۔ انگریزی حکومت سنہ
پریس کو آزادی دی ہے کیونکہ وہ ہندوستان

پر پریس بھتی ہے اور پر دہی برعالم کے دل کی
باتیں اور دل کے ادا سے معلوم کرنے کیلئے اور
قول و فعل کی طاقتوں کا اندازہ کرنے کی واسطے
پریس کو آزاد رکھنا ضروری خیال کرتی ہے۔
انگریزوں نے ہندوستان میں پریس کے منہ زد گھوڑا
کو قابو میں رکھنے کے لئے پریس ایکٹ کی لگام
بنائی ہے جو پریس کو لفظاً۔ معنماً۔ اشارتاً۔
کنا بیٹا۔ یا اور کسی طرح۔ کے الفاظ سے قانونی
گرفت میں لاتی رہتی ہے۔

انگریزوں کے ملک نے اخبار اس لئے
بے عیب مانے جاتے ہیں کہ وہ ہندوستانی
پریس کے برخلاف ذاتیات سے الگ ہوتے
ہیں مگر وہ سب ہی اپنی پارٹیوں اور اپنے
سرمد واطالکوں کی ذاتیات کے غلام ہوتے
ہیں۔ اس لئے ہماری طرح وہ بھی بیٹی ہوتے
ہیں۔ میں نے اردو زبان میں دو وقتہ اخبار
جاری کئے۔ اور کامیابی سے چلائے۔ عدوانہ
اخبار جاری کئے اور ان میں بھی کامیابی حاصل
کی۔ ہفتہ وار جاری کئے۔ ہندو روزہ جاری
کئے۔ ماہوار جاری کئے۔ اور ملخصاً وہ
رسالے نے اخبار نویسی کی پہلی صفت حاصل
کی۔ میں نے پوسٹر۔ بینر۔ بل۔ ردستی۔ تقسیم
کے چھوٹے پوسٹر۔ پمفلٹ۔ ٹریکٹ
مزدور با قسم کے شائع کئے۔ جن کے عنوان
آنکھوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے تھے۔ وہاں

میں ہل چل ڈالتے تھے۔ دلوں پر اثر کرتے تھے
خیالوں کو آن کی آن میں بدل دیتے تھے۔
میں نے گراموں میں ریکارڈوں اور پریس
کی نشریات سے بھی کام لیا۔ اور اس میں بھی
کامیاب ہوا۔

امران سب سے جو تجربے ہوئے اور ان سب
میں جو خوابیں اور غریباں دیکھیں ان سے میرے
قلب سلیم نے خدا کے فضل اور خدا کی مدد اور
اولیاء اللہ کی روحانی برکت سے سیدھی اور سچی
راہ حاصل کی۔ اور پریس کی جسکاری اور فتنہ
پر دازی سے بچا رہا۔ اور میرے دل
اور میرے احساس کی آنکھوں کو ایسی بینک
اور ایسی خود بین مل گئی کہ آج میں ہندوستانی
پریس کی تاریخ۔ فتنہ۔ قلم کی تاریخ کتاب لکھنے
کے قابل ہو گیا۔

یہ کتاب لگا لگا مندی میں چھپا کر گئی۔ اور میرے
میرے سرے کے بعد یا زندگی میں کتاب بن کر
سامنے آجائے گی۔

اس تاریخی جرح قلم و قلم میں نہ کسی کی رعایت
ہوگی نہ کسی کی عداوت کا دخل ہوگا۔ حالانکہ
میں آدمی ہوں اور نرم دل کا ہڈیا آدمی عروت
لعد رعایت کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور عداوت کا
مادہ اور خود پسندی کا عیب بھی اس میں پیدا
ہو جاتا ہے۔ لیکن میرے جسم میں رسول خدا کا
خون ہے علی مرتضیٰ کا خون ہے۔ اولیاء اللہ کا

خون ہے اور میرا ماحول میرے آدمیوں سے زیادہ اچھے آدمیوں کا ماحول رہا ہے۔ اسلئے میری اس تحریر میں جہاں تک ہوسکیگا موت اور رعایت اور حسد اور کینے اور عداوت کا دخل نہیں ہوگا۔ اور میں جو کچھ لکھونگا حضرت شیخ سعدیؒ کے اس مقولے کی موافق لکھوں گا۔ ”قوپاک باش برادر عار از کس پاک“ بھائی تو اپنے آپ کو پاک رکھ بھر کسی سے نہ ڈر۔ میری یہ قلم کاری ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی پہلی رات کو شروع ہوئی جبکہ میں قلب اور جگر اور گردے اور آنتوں کی بیماریوں سے نیم مردہ ہو رہا تھا تاہم جبکہ کو اور میری عقل کو اور میری ایمان داری اور میری حق پرستی کو میرے عادلِ خدا نے سہارا دیا اور میں نے اس کتاب کو موت اور اوتھ جیایا میں رات بھر جاگا ہوں۔ کیونکہ نوچندی جمہوریت کے سبب ساری رات دگا میں قوالی ہوتی رہی تھی۔ جس نے میری بیماریوں سے حل کر بچے سوئے نہیں دیا۔ میں درگا کے جوتی حجرے میں بیٹھا تھا اور بے اختیاری کی بیداری میں ہندوستان کے انجام کو سوچ رہا تھا کہ مسلم لیگ اور کانگریس کے انکشنوں کا جھگڑا خیر نہیں کیا رنگ لائیگا اور یہ ملک آزادی کی نعمت کی جگہ معلوم نہیں کس مصیبت میں پھنس جائیگا۔

میری جانناؤ کے پاس تسبیح بھی ہے اور اخباروں کا انہار بھی ہے۔ وہ بھی گنتی میں ایک سو سے کم نہیں ہیں تسبیح کے سوا نہ خدا کا نام لگتے ہیں۔ اخباروں کے سوا نہ خدا کے بندوں کا نام لگتے ہیں۔ یہ دنگی ہے جس میں قید ہیں۔ اور موت کے سوا کوئی چیز اس جیل خانے سے حیات نہیں دے سکتی۔

بیداری کے سبب میرا دماغ خفے میں رہا۔ رہا ہے۔ مگر میں اس خفے کو اپنی تحریر کے متولے پن کے لئے ضروری خیال کرتا ہوں۔ تاکہ پڑھنے والے کے دل پر اس تحریر کی حقیقت نقش ہو جائے۔ اور آنے والی نسلیں ہندوستان کی وہ صورت دیکھ سکیں جو ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کی رات کو تھی۔

حجم کچھ یوں کے وکیل کرتے ہیں اور اس سے بال کی کمال نکال دیتے ہیں۔ اور جرح ڈاکٹروں اور جراحوں کی مشورہ کو بھی کہتے ہیں۔ اور قذح جرح کا ہمزاد ہے لغت میں آنکھ بنانے کو قذح کہتے ہیں۔ اور طرح جھوٹی سچی تعریف کو کہتے ہیں۔

میں ان تینوں ہم صورت ہم وضع ہم عراب مہابیروں کی کونسل میں اردو پریس کی تحقیقت شروع کرتا ہوں۔ اور قرآن کا حکم سامنے کی دیوار پر لٹکا لیتا ہوں جس میں لکھا ہے ہم کو مجرم نہ بنادے کسی قوم کی دشمنی کہ تم دشمنی کے سبب اس قوم کے ساتھ بے انصافی کرنے لگو۔ تم دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرنا کہ انصاف ہی پر میری نگاری کے قریب تر ہوتا ہے۔

یہ جرح قذح طرح اخباروں پر ہے اخبار کی ہے اور ایک اخباری کے نزدیک اس کو شائع کیا جائیگا۔ اس اخبار کا نام منادی ہے جس کی نسبت قرآن میں لکھا ہے کہ منادی ایمان کی نداء دیتا ہے۔

پس خدا کرے کہ میری یہ نداء ایمان اور حق بیانی کی حد سے باہر نہ چلی جائے۔

دہلی میں اخباروں کی ابتدا ۱۸۵۷ء عالم نے لاڈ لاؤ سے کسری لڑائی کے بعد

پٹنے کے مقام پر جہانگیر علیا اور ہندوستان کی دیوانی یعنی وزارت ایسٹ انڈیا کمپنی کو دی اس کے بعد وہ دہلی میں آئے اور لال قلعہ میں رہنے لگے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک لاکھ روپے ماہواران کی امداد کے خالصان کی بسر وقات کے لئے مقرر کر کے اس وقت شاہ عالم اپنی ڈائری فارسی زبان میں لکھی شروع کی جو درحقیقت نئے زمانہ کی اخبار نویسی کی جاسکتی ہے۔ اس وقت کلکتہ اور بمبئی سے اور شاید لاہور سے بھی کچھ اخبار جاری ہوئے۔ جو اردو میں بھی تھے اور فارسی میں بھی شاہ عالم کے بعد ان کے بیٹے اکبر ثانی تخت پر بیٹھے اور انہوں نے بھی اپنا روزنامہ فارسی میں لکھنا شروع کیا۔ جو میرے پاس موجود ہے اور جس میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ انیون پیپ کے بعد اردو وظائف پر چڑھ کر تھے انہوں نے وراثت میں شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد دہلوی کے والد نے دہلی سے ایک اخبار جاری کیا جس کا نام اردو اخبار تھا اور بھی چند اخبار دہلی سے ہندو مسلمانوں نے جاری کئے تھے۔ ان اخباروں کی اشاعت بہت محدود تھی رواج یہ تھا کہ چند پیشہ ور لوگ یہ اخبار خرید کر پڑھتے تھے اور پھر رات کو ان امیوں کی مجلسوں میں جلتے تھے جہاں سے ان کو خبریں سننے کی خواہ ملتی تھی۔ اور وہ مجلسوں میں جا کر ذکر و اخبار کی خبریں سناتے تھے خبریں سننے کا طریقہ بہت دلچسپ ہوتا تھا۔ اسناد پر بیٹھے تھے گاؤں گلیہ سے کمر لگائے ہوئے سامنے چھان رہا ہوا قریب ایک باناری طوائف بیٹھی ہوتی چاروں طرف ذی علم اور شاعر مصاحب حلقہ بنائے ہوئے ادیب سے دواؤں بیٹھے رہتے تھے خبریں سننے والا سامنے جانا تھا۔ اور وہ

عموماً ہندو کا کسم ہوتا تھا۔ جو وہ چھپنے پر
عمامہ باندھے ہوئے امیر کے سامنے جا کر
جھکتا تھا اور فرشی سلام کر کے ادب سے
دو دو نو بیٹھ جاتا تھا۔ امیر پوچھتا تھا
خشی جی! آج کیا خبر ہے خبریں سننے والا
پھر کھڑا ہوتا تھا اور جھک کر فرشی سلام کرتا
تھا پھر دو زانو بیٹھ کر اور دو زانو ساتھ جو کر خبریں
سنا تا تھا۔ وہ ایک خبر سنا چکنا تو امیر کے
مصاحب تشریحی جرح کرتے اور ہر ایک
اپنی اپنی رائے خبر کی نسبت پیش کرتا تھا
اس کے بعد پھر خبر دوسری خبر سنا تا تھا
اس طرح سب خبریں سنا کر اور سلام کر کے
دوسرے امیر کے پاس چلا جاتا تھا۔

بہادر شاہ کا مقدمہ { ۱۸۵۷ء کے
بغدادیہ عالم کے پوتے سراج الدین بہادر شاہ
بادشاہ پر لال قلعہ میں مقدمہ چلا گیا تو اس
وقت دہلی کے چند اردو اخبارات کی کاہیاں
بھی پیش کی گئی تھیں اور ججوں کے سامنے
کہا گیا تھا کہ ان اخباروں نے بھی بغاوت
کی آگ بھڑکانے میں حصہ لیا تھا۔ جج نے
پوچھا تھا کہ ان اخباروں کی اشاعت کتنی
تھی تو سرکاری گواہ نے جواب دیا تھا یہ اخبار
دو سو کی تعداد میں چھپتا تھا۔ جج نے حیران
ہو کر پوچھا تھا کیا وہ دو سو کی تعداد میں چھپنے
والا اخبار بغاوت میں کچھ مدد کر سکا ہو گا؟
جواب دیا گیا تھا کہ خریدار ایک ہوتا تھا اور
سننے والے سیکڑوں ہوتے تھے۔ بادشاہ
کے سامنے شہر جلوں کے سامنے امیوں
کے سامنے الگ الگ خبریں سننے والے
فکر تھے اور بلاروں میں بھی پیشہ درخیز
سننے والے دکانوں پر ادھوچک میں کھڑے
ہو کر خبریں سناتے تھے اور لوگ ایک ایک

پیسہ مسافے کا خرٹھانے والوں کو دیتے تھے۔
دہلی کے مذکورہ اخباروں کے کچھ فائل
میرے پاس ہیں اور کچھ لال قلعہ کے میوزیم
میں ہیں اور کچھ پنڈت کیفی صاحب ہلوی غیر
اصحاب کے پاس ہیں۔

ریل کی تصویر { میرے پاس نجاف
فائل ہے جس میں ایک باتصویر خبر شائع کی
گئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ انگریزوں نے
گلگتے میں اس قسم کی ایک گاڑی ایجاد کی
ہے جو لوہے کی سڑک پر چلتی ہے جب
یہ فائل میرے پاس آیا تو میں نے اس کو
بہت ہی زیادہ متعجب سمجھا۔ گھر اخبار فروش
جس کے پاس وہ فائل تھا مجھ سے بھی زیادہ
اخبار شناس تھا۔ اس نے پونے دو سو
روپے ایک فائل کی قیمت کہی۔ جس میں پورے
سال کے پرچے بھی نہیں تھے۔ مگر میں نے
محض اس باتصویر تحسیر کی وجہ سے منہ مانگی
قیمت دیکر فائل خرید لیا۔

پیسے نے اخباروں میں کیا ہوتا تھا؟
فدر سے پہلے کے زمانے کے اخباروں میں
صرف خبریں ہوتی تھیں۔ اور ہندوؤں کے
بعض اخباروں میں کچھ معلومات کے مضامین
بھی ہوتے تھے مگر رائے زنی کا رواج اس
وقت بہت کم تھا۔ اور بہادر شاہ کے مقدمے
کے وقت سید غلام عباس وکیل بہادر شاہ
نے عدالت کو توجہ دلائی تھی کہ اس اخبار میں
صرف خبریں ہیں کوئی رائے زنی نہیں ہے
اس لئے قانون اس اخبار پر کوئی مقدمہ نہیں
چل سکتا۔

روزنامے { اکبر شاہ ثانی کا ایک روزنامہ
اور بہادر شاہ بادشاہ کے

کئی روزنامے میرے پاس ہیں۔ جن کا ایک
حصہ اردو میں ترجمہ کر کے میں نے شائع بھی
کر دیا ہے۔ بہادر شاہ کے آخری ولی عہد مرزا
فتح الملک کا تلمی روزنامہ بھی میرے پاس
ہے۔ احمد بن سبب روزنامہ بچوں میں دہلی کے
انگریز حکام کی خط و کتابت کا ذکر آتا ہے مگر
وہ خط و کتابت باوجود تحقیق و تلاش کے
مجھے کہیں سے حاصل نہ ہو سکی۔ آخر میں
یابندہ ایک رات دریا گنج کے بازار میں موٹر
میں جاتے ہوئے ایک شخص نے دور سے
ایک کتاب دکھا کر اشارہ کیا۔ میں ہمیں ہمارا
تھا۔ ریل کا وقت قریب تھا۔ موٹر روک کر
کتاب دیکھی تو معلوم ہوا اس راس مشکاف
ریڈیٹ ڈی کے فارسی خطوط کا مجموعہ
ہے جو بہادر شاہ کو بھیجا کرتے تھے۔ یہ
کتاب دیکھ کر مجھے اتنی زیادہ خوشی ہوئی گویا
دہلی کا تخت مجھے مل گیا ہے اور انگریز خدا
حافظ کہہ کر لندن واپس جا رہے ہیں تیخت
پروچی تہ بہت زیادہ کہی گئی۔ میں نے عجیب
خالی کر کے کتاب خرید لی۔ ہمیں کا سفر ہٹوی
کر دیا۔ اور پھر میں واپس چلا آیا۔ اور آج مجھے
اپنے پانچ بیٹوں کے ہونے کی اتنی خوشی
نہیں ہے جتنی خوشی اس کتاب کے حاصل
ہو جانے کی ہے۔ اب میں پرانے زمانے
کی اخبار نویسی پر تبصرہ بہت آسانی سے
لکھ سکوں گا۔ کیونکہ جب بہادر شاہ کے
ذاتی اخبار ”سراج الاخبار“ برصغیر لکھنؤ
کہ آج بادشاہ سلامت نے ریڈیٹ ڈی کے
ایک خط کا باب لکھ دیا۔ تو قریب اپنی کتاب
میں وہ تاریخ نکال کر ریڈیٹ ڈی کا خط بھی
نقل کر دیں گا جس کے القاب و آداب
بہت سہل و سستا نامی حیران رہ جائیں گے کہ
انگریز کتنے زیادہ زمانہ ساز ہوتے ہیں بہادر شاہ

کہتے تھے ”میں لال قلعے کے نیچے فالگیر کی لاشٹ کرانی چاہتا ہوں“ ریزٹنٹ جواب لکھتا تھا ”خلل سبحانی علیفہ الرحمٰن کی خدمت میں خودی کی حاجزائہ الممتاس ہے کہ قلعے کے نیچے فالگیر کی کاشت ہوگی تو کھیاں بڑھ جائیں گی لیونکہ فالگیر میں کھاد کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اور کھاد پر کھیاں بہت آتی ہیں۔ لہذا اگر حضور جیسا پناہ اس ارادے کو ملتوئی فادیں تو بہت انسب ہوگا۔ ورنہ جب ذات شاہی سمن بروج میں رونق افروز ہوگی تو فالگیر کی کھیاں مزاج شامانہ کے لئے مکدر رکابا باعث ہوں گی۔“ مقصد یہ کہ انگریز نہیں جانتے تھے کہ لال قلعے کے باہر بادشاہ کی مرضی کے موافق کوئی کام ہم ہو سکے۔ وہ نہایت عقل مند ہی اور چالو کسی کے الفاظ میں بادشاہ کے احکام کو لال جانے تھے۔

پُرانی اخبار نویس کی مقابلہ

ستمبر ۱۹۲۵ء میں آئرلینڈ میں مسٹر اسکوتھ چیف کشر دہلی رٹائرمنٹ لینڈن جانے لگے تو انھوں نے ایک پریس کانفرنس بلائی جس میں سرکاری اخبار ایڈیٹریں کے ایڈیٹر مسٹر کاؤلے بھی تھے۔ اور انگریزی اخبار شیل کال کے ایڈیٹر مسٹر ساہی بھی تھے۔ آئرلینڈ کے سولہ روزانہ اخباروں کے مسلمان ایڈیٹر بھی تھے۔ اور چار روزانہ اخباروں کے ہندو ایڈیٹر بھی تھے۔ کانفرنس میں پانچ ایڈیٹروں نے تقریریں کیں۔ جن میں میری تقریر بھی ہوئی تھی۔ اور میں نے کہا تھا اس دہلی میں جب اخباروں کی اشاعت دو سو تک تھی تب بھی حکومت کو شبہ ہوا تھا کہ اخباروں نے بغاوت میں مدد کی۔ اور اب جو یہ اخبار والے آپ کے سامنے بیٹھے ہیں ان کے خیالوں کی اشاعت دو سو نہیں بلکہ

دو ہزار سے لیکر دس ہزار تک روزانہ ہے۔ اور اب یہ ایک طاقت بن گئے ہیں اور اب ان اخباروں کو بچوں کی طرح سبوتا ہوسلانا آسان نہیں رہا ہے بلکہ وقت ملتا ہے کہ جس طرح برطانوی پارلیمنٹ میں اخباروں کی قوت چوتھے درجے کی مانی جاتی ہے اسی طرح دہلی پائینٹ ہندوستان میں بھی اخباروں کی طاقت چوتھی تہیتر پانچویں درجے کی ضرور مانتی چاہئے۔

پہلے دہلی کے اخبار نویس انگریزوں کی ٹکرائی میں تھے یعنی خفیہ پولس کا ایک افسر اخباروں کی خبروں اور لڑائیوں کو پڑھتا تھا۔ اور قابل اعتراض یا قابل توجہ چیزوں کے ترجمے مقامی اخباروں کے لئے تیار کرتا تھا۔ اور اس کو دہلی کے اخبار والے اپنی ہینک سمجھتے تھے کہ ہم کو جو سمجھ جاتا ہے۔ جو ہماری اخبار خفیہ پولس کے حوالے کئے گئے ہیں۔ ٹکرائل ایک آئی سی ایس افسر کے بیاور سائری پرشاہ صاحب دہلی پریس کی ٹکرائی کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ اور ان کے دفتر کا نام چیف پریس ایڈوائزر رکھا گیا ہے یعنی اخباروں کو مشورے دینے والا دفتر۔ لہذا ضرورت ہے کہ دہلی پریس کی موجودہ ٹکرائی کو مد نظر رکھ کر مذکورہ انتظام باقی رکھا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ ٹکرائی ختم ہو جانے کی وجہ سے پھر یہ اجاڑ والے مجرموں کی طرح پولس کے حوالے کرنے کا کیا۔

اس کانفرنس میں سرکاری اخبار ایڈیٹریں کے ایڈیٹر مسٹر کاؤلے نے بھی تقریر کی تھی۔ اور شیل کال کے ایڈیٹر مسٹر ساہی نے بھی تقریر کی تھی اور مسٹر کھوسلہ نے بھی تقریر کی تھی۔ اور مفتی شاکت فہمی صاحب ایڈیٹر دین دنیا نے بھی تقریر کی تھی اور ایک قانون ایڈیٹر اخبار دست کاری سنجی تقریر کی تھی۔ محمد سب ساہی اور سب سے زیادہ

مقبول اور موثر تقریر انگریزی زبان میں مسٹر آنگر کی تھی۔ جنہوں نے ایسی آزادی سے حکومت دہلی کے افسروں پر نکتہ چینی کی تھی۔ جو انگلستان کے اخباروں کی آزادی کا نمونہ بھی جاسکتی ہے۔

میں اس کتاب میں محض اُردو پریس کی تاریخ اس لئے لکھنی چاہتا ہوں کہ میں اُردو کے سوا ہندوستان کی دوسری مردوجہ زبان نہیں جانتا۔ اور اپنے والد کی وصیت کے بموجب دہلی کام کرنا چاہتا ہوں جو میرے اپنے قابو کا ہو۔ اور جس کو میں خود کر سکوں آجکل کے رواج کی طرح اپنے دفتر والوں سے ترجمہ کر کر مرتب کر دینا کچھ مشکل نہ تھا مگر اس میں زیادہ دیر ہو جاتی اور میں اپنی زندگی کے آخری کناہ سپر آگیا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ سانس ختم ہونے سے پہلے پہلے اُردو پریس کی یہ ضروری خدمت سمجھتا ہوں اور ادا ہو جائے۔

شاہ عالم کے وقت سے میرے وقت تک جو کچھ ترقیاں اُردو پریس نے حاصل کی ہیں ان کی مکمل تحقیقات میری موجودہ حالت کے لحاظ سے ممکن نہیں ہے۔ میں تو صرف اپنے وقت کی معلومات اس کتاب میں درج کروں گا۔ البتہ جو طریقہ اس تحقیقات کا میں نے اختیار کیا ہے اس کے ضمن میں جو کچھ بڑے اُردو پریس کی باتیں معلوم ہو جائیں گی وہ بھی درج کر دوں گا۔ کیونکہ میں نے پورے اخبار نویسوں کو خطوط لکھے ہیں کہ وہ اپنی ذاتی خدمتوں کو بھی قلم بند کر دیں۔ اور ان کو گزشتہ اُردو پریس کے جو حالات معلوم ہوں ان کو بھی لکھ کر دیں۔ اس سے گزشتہ حالات بھی معلوم ہو جائیں گے۔ (باقی آئندہ)

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

شیخوۃ صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ پنڈت جی نیا بانس دہلی میں رہتے ہیں۔ اور بہت با اثر آدمی ہیں۔

فساد کی خبر آج دہلی سے خبر آئی کہ چاندنی چوک میں رام سیلا کے جلوس کے وقت ہندو مسلمانوں میں کچھ معمولی سا جھگڑا ہو گیا تھا۔

۴ روزی قعدہ اکتوبر جمعرات دہلی آگنگنا گجینی موسم جمادات کی بارش کے بعد آج دن کو بھی دھوپ اور بار کا مقابلہ رہا۔ میری صحت آج زیادہ خراب رہی۔

آج روڑے ڈی ٹی ایس فہان بہادر خواجہ محمد حسن ڈی جرنل بیجرا آئی۔ ار کے صاحبزادے خواجہ حامد حسن ڈی۔ ٹی۔ ایس آج روڑے ملے آئے

تھے۔ لنگر کے لئے ایک جگہ بھی دیا۔ اور میری کتابیں بھی لیں۔ ان کے والد کو بھی میرے حضرت سے بہت اعتقاد ہے۔ اور ان کو بھی بہت عقیدت ہے۔ بہت گویے ہیں مگر یہ معلوم ہوتے ہیں۔ لباس بھی انگریزی ہے۔

روح انگلش دل ترکا نہ دارند ز قاتل منکراں پروانہ دارند

انگریزوں کا چہرہ رکھتے ہیں۔ مگر دل ترکوں کا سا ہے۔ اور لیارا لٹو کے شکوہ کی باتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

رات کے عہان آگنگنوری حد سے بڑی تو میں ایمان خانے میں توام کے لئے آگیا۔ کچھ دیر ریڈیو سننا۔ روجم کے والد سید عبدالسلام مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئے ہیں۔ روجم۔ ذمہ اپنے باپ کو دیکھ کر جیسے خوش ہیں۔ دیکھا

ہی مجھے خدایا یاد سے خوش ہونا چاہئے۔

خبر آئی بھول پور سے کچھ لوگ آئے ہیں۔ میرے دوست سید عبدالقادر صاحب بیج ہائی کورٹ بھاول پور کا تعارف نامہ لائے تھے۔ ایمان خانے میں ملاقات ہوئی۔ غریب محمد نام ہے۔ شاکر محمد ایک بچے کو جامعہ ملیہ میں داخل کرانے آئے ہیں۔ شاکر محمد کے باپ بھی ساتھ تھے۔ شاکر محمد اس سال کا بچہ معلوم ہوتا ہے۔ چہرے پر آثار ہوش مند کی ہیں۔ دست کی

عبدالرحمن صاحب دیوبند سے ملنے آئے ہیں میں نے مکان سے مجبور ہو کر کیا مل آئیں اب رات کو بات کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔

قوالی آج چند ہی جمعرات کے سبب رات بھر گادہ میں قوالی ہوتی رہی۔ پہلی رات آج دوپہر کی تاریخ کتاب الہی شریعت سے منادی کے صلیبی میں بھی چھپا کرے گی۔

۴ روزی قعدہ۔ اکتوبر بدھ دہلی آگنگنا گجینی موسم جمادات کی بارش کے بعد آج دن کو بھی دھوپ اور بار کا مقابلہ رہا۔ میری صحت آج زیادہ خراب رہی۔

فساد کی خبر آج دہلی سے خبر آئی کہ چاندنی چوک میں رام سیلا کے جلوس کے وقت ہندو مسلمانوں میں کچھ معمولی سا جھگڑا ہو گیا تھا۔

۴ روزی قعدہ اکتوبر جمعرات دہلی آگنگنا گجینی موسم جمادات کی بارش کے بعد آج دن کو بھی دھوپ اور بار کا مقابلہ رہا۔ میری صحت آج زیادہ خراب رہی۔

آج روڑے ڈی ٹی ایس فہان بہادر خواجہ محمد حسن ڈی جرنل بیجرا آئی۔ ار کے صاحبزادے خواجہ حامد حسن ڈی۔ ٹی۔ ایس آج روڑے ملے آئے

تھے۔ لنگر کے لئے ایک جگہ بھی دیا۔ اور میری کتابیں بھی لیں۔ ان کے والد کو بھی میرے حضرت سے بہت اعتقاد ہے۔ اور ان کو بھی بہت عقیدت ہے۔ بہت گویے ہیں مگر یہ معلوم ہوتے ہیں۔ لباس بھی انگریزی ہے۔

روح انگلش دل ترکا نہ دارند ز قاتل منکراں پروانہ دارند

انگریزوں کا چہرہ رکھتے ہیں۔ مگر دل ترکوں کا سا ہے۔ اور لیارا لٹو کے شکوہ کی باتوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

رات کے عہان آگنگنوری حد سے بڑی تو میں ایمان خانے میں توام کے لئے آگیا۔ کچھ دیر ریڈیو سننا۔ روجم کے والد سید عبدالسلام مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے آئے ہیں۔ روجم۔ ذمہ اپنے باپ کو دیکھ کر جیسے خوش ہیں۔ دیکھا

ہی مجھے خدایا یاد سے خوش ہونا چاہئے۔

خبر آئی بھول پور سے کچھ لوگ آئے ہیں۔ میرے دوست سید عبدالقادر صاحب بیج ہائی کورٹ بھاول پور کا تعارف نامہ لائے تھے۔ ایمان خانے میں ملاقات ہوئی۔ غریب محمد نام ہے۔ شاکر محمد ایک بچے کو جامعہ ملیہ میں داخل کرانے آئے ہیں۔ شاکر محمد کے باپ بھی ساتھ تھے۔ شاکر محمد اس سال کا بچہ معلوم ہوتا ہے۔ چہرے پر آثار ہوش مند کی ہیں۔ دست کی

عبدالرحمن صاحب دیوبند سے ملنے آئے ہیں میں نے مکان سے مجبور ہو کر کیا مل آئیں اب رات کو بات کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔

قوالی آج چند ہی جمعرات کے سبب رات بھر گادہ میں قوالی ہوتی رہی۔ پہلی رات آج دوپہر کی تاریخ کتاب الہی شریعت سے منادی کے صلیبی میں بھی چھپا کرے گی۔

۴ روزی قعدہ۔ اکتوبر بدھ دہلی آگنگنا گجینی موسم جمادات کی بارش کے بعد آج دن کو بھی دھوپ اور بار کا مقابلہ رہا۔ میری صحت آج زیادہ خراب رہی۔

فساد کی خبر آج دہلی سے خبر آئی کہ چاندنی چوک میں رام سیلا کے جلوس کے وقت ہندو مسلمانوں میں کچھ معمولی سا جھگڑا ہو گیا تھا۔

۴ روزی قعدہ اکتوبر جمعرات دہلی آگنگنا گجینی موسم جمادات کی بارش کے بعد آج دن کو بھی دھوپ اور بار کا مقابلہ رہا۔ میری صحت آج زیادہ خراب رہی۔

۵ روزی قہر ۱۲ اکتوبر جمعہ دہلی کی آفتاب کی نیازی میری والدہ نے
۱ روزی قہر شکل کی شام کو وفات پائی۔ اور میں ہمیشہ ان کی نیازی
انج کو لیا کرتا تھا۔ نگرانی میں سے ان کی نیازی ہو گئی۔ جس سے ایک دن پہلے
لڑی میرے سب چھوٹے بڑے بچے اور مرحوم بھائی کے بچے اور سید
امین دہلی کے بچے نیازی میں شریک ہوئے تھے۔ اور بڑے بھائی کی بیوی اور
میری بیوی بھی شریک ہوئیں تھیں۔ میں نے بھی نیازی کا کھانا کھنا تھا۔ کل
رات کو میری طبیعت بہت زیادہ خراب رہی۔ دو گاہ میں رات بھر قیالی
ہوتی رہی اور میں سو نہ سکا۔ پہلی رات کو بیدار ہو کر اردو پریس کی تاریخ کتاب
لکھنی شرف کی تھی۔

غوث محمد صاحب اہل مالے ریاست بھادول پور کے غوث محمد صاحب
پنشنر ان کے تعلیمات آج بھی مٹے آئے تھے اور وہ میرے کھانے میں شریک
ہوئے تھے۔ انھوں نے بطور یادگار میرا ایک تصویق بھی لکھا تھا۔ کہتے
تھے میرا القادری صاحب حج باقی کو روٹ کی اطلاع دیا کرتا ہوں۔

سات دن کار و زہ میرے عینی دوست لالہ منشی لال صاحب
جہن کے بیٹے لالہ سیٹل پر شاہ جہن کی بیوی سے سات دن کار و زہ
رکھا تھا جہن لوگ بھادوں کے مہینے میں ایک دن دو دن تیس دن یہاں
تک کہ سات دن تک کے روزے رکھتے ہیں۔ کھانا پانی چھوڑنے کے
علاوہ مہر مہی نہیں لگاتے۔ کئی بھی نہیں کرتے۔ کہتے تھے ان کے بیٹے
کی بیوی نے روزے کی حالت میں چار دن تک گھر دار دینی بھی پکائی۔
مجھے اس سے پہلے جنیوں کے اس روزے کا حال معلوم نہیں تھا ان
کے صبر و برداشت کی یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ ہم اسے
ملک میں ایسی بھادو عورتیں موجود ہیں۔ مسلمانوں میں بھی عورتیں روزے
کی زیادہ پابندی کرتی ہیں۔ اور جنیوں میں بھی۔

سید کرم شاہ صاحب میرے پڑنے دوست سید کرم شاہ صاحب
اسٹیشن ماسٹر مجھے کے بعد ملنے آئے تھے۔

سجدہ سہو مجھے کی غازی میں امام صاحب سجدہ سہو کیا تھا۔ بظاہر نگرانی
خلی ہاں سے نہیں ہوئی تھی۔ معلوم نہیں یہ سجدہ سہو کیوں کیا۔ اس نے
مجھے آج کی غازی سے دل کا سکون دیتے نہیں آیا۔

منٹھائی لالہ منشی لال صاحب جہن نے مجھے اپنے بیٹے کی بیوی کے روزے
کی خوشی میں بچوں سمیت کھانے کے لئے بلایا تھا۔ مگر میں صحت کی خرابی
کی وجہ سے نہ جاسکا تھا۔ ان کی محبت کا یہ عالم ہے کہ بائیں میل کا سفر
کر کے میرے لئے اور بچوں کے لئے منٹھائی لائے ہیں۔ وہ ہمیشہ کچھ نہ
کچھ دیتے رہتے ہیں ان کی وضع و کردار اس قابل ہیں کہ میرے

بچے ان سے سبق لیں۔ ورنہ اکل کا نمانہ وقتی تعلق کا ہے۔ وقت گزرتا
سے بعد بیک بھول جاتے ہیں کہ کبھی ملاقات ہوئی ہی تھی یا نہیں۔

۶ روزی قہر ۱۳ اکتوبر شنبہ دہلی کی مسادی کی غلطیاں کیلک ہو گئی
کے مسادی کے سرورق صفحہ خزیرہ کا لفظ الشیا انشا یا چھاپہ بہتر تھی
کی نمائی خراب ہے جس سے اخبار کا چہرہ بگڑ گیا ہے اس پر کتاب کی غلطی بھی ہے
اور یہی بہت سی غلطیاں جگہ جگہ ہیں۔

ملاقاتی حاجی علی جان فرم دہلی کے مالک حاجی محمد صالح صاحب نے
آئے تھے۔ اور ان کے بھتی زاد بھائی عطاء الرحمن صاحب احمد آباد پانچ
بچے کے روشنائی والے امٹیاں ساتھ آئے تھے انھوں نے اپنے بچے کو
جاسوسیہ دہلی میں داخل کیا ہے۔

انگریزی باورچی کمراد آباد کے انگریزی باورچی بے غولے کا کھانا پکا
تھا۔ جتنا اور آلو بٹے تھے۔ مجھے کچھ زیادہ مرغوب نہیں ہوئے۔
پھول فلم دیکھا تھا آج تیسرے پہر پھول فلم دیکھا تھا کے عبداللہ
نے بنایا ہے۔ بہر حال اسے اچھا اور مزہ ہے۔ فلمی شیطنت کی کوئی خرابی
اس میں نہیں ہے۔

بارہ کی بیگم میاں محمد رفیع نے اپنی نند بیگم شاہ نواز کو رخصتی پارٹی دی
تھی۔ میں بھی علی کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ مسٹر امین الدین چیف کنسولر
کسپورٹ اور مسٹر ام چندرا اور مسٹر ام چندرا سے بھی ملاقات ہوئی غلط
لطیف قریشی اور ان کی بیگم صاحبہ بھی ملیں تھیں۔ میاں نسیم حسین اور
ان کی بیگم صاحبہ بھی ملیں تھیں۔ سر سید سلطان احمد صاحب بھی ملے تھے
بیگم کرام اللہ بھی ملیں تھیں۔

دختر تمام کنہ نے کہا فارسی زبان میں مقولہ پدرتہ اند پسر تمام کنہ
گرمیاں سر محمد شفیع مرحوم کی لڑکی جہاں آرا بیگم نے اتنے بڑے بڑے
کام ملک کے اور قوم اور حکومت کے کئے ہیں کہ ان کو دختر تمام کنہ کہہ
جاسکتا ہے۔ ایک بڑی نوکری چھوڑ کر مسلم لیگ کی خدمت کے لئے
جانا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

میرے سب بچوں نے اخباروں اور رسالوں کے فائل درست
کئے تھے۔ رات کو حکیم احتیاز الحق صاحب اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب
شیدا ملنے آئے تھے۔

فیاض احمد خاں نظامی کی مولانا عشق نظامی کے سچے فیاض احمد خاں
نظامی مالک کاخانہ جوڑی سازی فیروز آباد آکر ملنے آئے تھے۔ نذر
بھی ملے تھے۔ میں نے کہا میں اپنے بچوں کو صحت کرنا رہتا ہوں کہ
وہ لڑائی کی کمانی کو بہت احتیاط سے سنبھال کر رکھیں کیونکہ ان کے

وقت مسلم لیگ کا ساتھ دیا تھا۔ پورا بھٹی شیعہ جماعت کی سیاسی کامیابی مئی شیعہ کی وحدت میں تصور کرتا ہوں۔

یہ وقت ذاتی اعتراض اور بغاوت پر نظر رکھنے کا نہیں ہے۔ اور یہ وقت حضرت علی کا وقت ہے۔ حضرت علی آٹھ سو سال سے مگر انھوں نے وقت کی مصلحت سے صبر کیا تھا اور تین خلافتوں کی مدد کرتے رہے تھے۔ اور مسلمان قوم کی وحدت اور اخوت کو سنبھال لیا تھا۔ اور یہ اتنا بڑا احسان مسلمانوں پر کیا تھا جس کی مثال دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں نہیں ہے۔ اس لئے میں اپنے دادا اور اپنے مرشد اعظم علی کی سنت پر عمل کر کے یہ خط لکھتا ہوں کہ شیعہ جماعت کو بھی اپنے آقا اور مالک کی طرح صبر سے کام لینا چاہئے۔ ورنہ آئے والے سرخ اور آتے والی مسلمان نکلیں شیعہ جماعت کو مطعون کیا کر سکیں گی۔

مدح صحابہؓ والے کانگریس گئے آدمی ہیں۔ اُن کی اشتعال انگیزی سے بے توجہ رہنا شیعہ جماعت کی دانش مندی کو حیات دائم عطا کرے گا۔ عقل اور علم شیعوں میں زیادہ ہے۔ وہ مسلم لیگ پر قبضہ کر کے اُس کے ذریعے اپنے سب حقوق حاصل کر سکتے ہیں۔ زندہ باد نام علیؑ کی بڑی جتنی دعوت آج حکیم امتیاز صاحب کے پیچھے فرید الحق کی شادی کا آخری چال تھا اُس کی دعوت میں نہ یک ہوا تھا۔ ملا احمدی صاحب اور فاروقی صاحب مالک کا رخا نہ اندوختوں دہلی اور اُن کے منبر لائق احمد صاحب اور مرزا عبدالستار بیگ صاحب تیموری اور مولانا انور صاحبی صاحب احراری وغیرہ صاحب بھی شریک طعام تھے۔

پھول کو پھردیکھا، چوہو مجھے ٹھنڈا، فلم بہت پسند آیا تھا اس واسطے آج ملاو احمدی صاحب اور اُن کے لوگوں کے ساتھ دوبارہ یہ فلم دیکھنے گیا تھا۔

واحدی صاحب کے دو اعتراض تھے۔ احمدی صاحب نے فلم دیکھنے کے بعد اُس کی بہت تعریف کی۔ مگر کہا اس میں دو چیزیں قابل اعتراض ہیں۔ ایک تو مسجد کے طرف دار مسلمان کی حد سے زیادہ وحشیانہ حرکتیں اور دوسرے ترک حکیم کی دوا جس سے ہندوستانی بلو غلام غلام ہو گیا۔

میں نے کہا میں بھی دونوں اعتراضوں سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور تیسرا اعتراض غلاما ہوں کہ ترک رقاصہ کا سنگ دلی ترک قوم کی صفات حسنہ کے خلاف دکھائی ہے۔ کیونکہ میرے خیال میں ترک قوم کے عورت مرد اُن تمام صیور سے پاک سمجھے ہیں جو عیساں فلم میں اُن کے ساتھ منسوب کیے گئے ہیں۔

کنور جہند ر، سنگھ صاحب پیویدی، شام کو اپنے دوست کو روئے

زمانہ بہت بڑی کساد بازاری کا زمانہ ہو گا۔ اور ملک کے بڑے بڑے سرمایہ دار چھوٹے چھوٹے کارخانوں اور سردارگوں کو ترقی نہ دے دینگے۔ فیاض احمد خاں نے کہا میں بھی آپ کا بچہ ہوں مجھے ہی فیضوت کیجئے۔ میں نے کہا فرج کو آمدنی سے نہ بڑھتے دو۔ اور ہر وقت اپنے منہ میں ترقی کا اور ایجاد کا خیال رکھو۔ اور اپنے جبین کو ہر فضول خرچی سے بچاؤ۔

فیاض احمد خاں بہت تیز اور ذہین لڑکا ہے۔ اُس نے جرمنی تجارت پر دستہ باندی ہے۔ جرمنی سے سنہری چوڑیاں آتی تھیں اور ہندوستانی کارخانے چوڑیوں پر سنہری کام نہ کر سکتے تھے۔ مگر فیاض احمد خاں نے منہ کا کمال دکھا دیا کہ جرمن کارخانوں سے بھی بڑھ کر اچھا سنہری کام اُن کے کارخانے کی چوڑیوں پر چھوٹے لگا۔ خدا نے بھی مدد کی اور فیاض احمد خاں نے ایک شان دار کوٹھی فیروز آباد میں بنائی۔ اور مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ وہ آزادی اور فوجانی کو قیام میں رکھتا ہے اور بہت نیک جلیں اور مستعد جوان ہے۔ مجھے ایسے مریدوں پر فخر ہے۔ اور میں کبھی نہ کبھی فیاض احمد خاں کا کارخانہ دیکھنے چاہوں گا اور کہوں گا۔ ہم میں سدا سہاگن۔ لاچوڑیاں لا اور ہم کو پی بننا۔ کہ اب ہندوستان کے سب مرد چوڑیاں پہننے کے قابل ہوتے جاتے ہیں۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۵ء کو راتوار دہلی کے مسٹر ولال جی کی بیوی کے ایڈوکیٹ مسٹر ولال اپنی اہلیہ کے ساتھ ملے آئے تھے۔

شیعہ سنی ملاپ کی کوشش آج اور کل لکھنؤ میں تمام ہندوستان کی شیعہ جماعتوں کی ایک بڑی کانفرنس ہونے والی ہے۔ میں نے شیعہ لکھنؤ کے صدر اور اپنے دوست سید حسین جمالی عبداللہ لال جی کو حسب بل مضمین کا خط بھیجا ہے جو فالٹا کل پہنچ جائیگا۔

حالی جناب صدر شیعہ کانفرنس لکھنؤ۔ سلام علیکم۔ میں بیلارنہ ہوتا تو شیعہ کانفرنس میں باوجود سنی ہونے کے نہ ملتا آجاتا تاہم یہ خط لکھ کر اپنے جذبات ظاہر کرتا ہوں۔ میں شیعہ جماعت کے سیاسی حقوق کا پورا نامی ہوں۔ اور مذہبی اور تاریخی حقوق کے لئے سیدہ سپرہو کر پیاس برس سے شیعہ جماعت کی خدمت کر رہا ہوں اس لئے میں آپ کی کانفرنس کو لیبیک کہتا ہوں۔ میں مسلم لیگ کا ممبر نہیں ہوں۔ اور مجھے اُس کے لیڈروں سے اختلافات بھی ہیں۔ جن کو جیسا کی سے صاف صاف اپنے اخبار رساوی میں لکھتا رہا ہوں۔

مگر موجودہ وقت کی سیاست چوڑائی سے تباہ ہو جائے گی۔ اس لئے میں نے اپنی جماعت کے گوروں چشتیوں کی طرف سے شملہ کانفرنس

میدی کے مکان پر ملنے گیا تھا۔ وہ سکھوں کے بڑے لباس میں تھے۔
بہا نابد صاحب تھا۔ اور سر پر لٹے کے خود کی شکل کا ٹوپ تھا۔

مل لیا کا فساد آج دہلی میں کئی جگہ کل مات کے فساد کی خبریں سنیں
جو جامع مسجد کے گوشہ مشرق و جنوب میں اردو پارک کے اندر ہوا تھا۔ خاکسار
تقریب کے لیڈر علامہ مشرقی صاحب تشریف لائے تھے بآن کی تقریر کے
وقت مسلم لیگ والوں کی طرف سے مداخلت ہوئی۔ اور اس سے
نسا دیا گیا۔ خاکسار یہ بھی دیکھئے اور مسلم لیگ کی بھی تھی۔ ہانگوس اخباروں کے غشی
مضامین شائع کئے ہیں۔ اسی دن کے لئے میں لکھا کرتا ہوں کہ مسلمانوں
کو صبر برداشت سے کام لینا چاہئے۔ آج ایک صاحب کہتے تھے کہ
سرحدیں ایک بڑے فساد کا اندیشہ ہے۔ خدا انجام بخیر کرے۔

مشائخ کی ہمتک ہمارا اکتوبر ۱۹۲۷ء کے ایک ہانگوس اخبار کے صفحہ
کا لکھلہ ہوا ایک نوٹ بعنوان "باطل پرستی" میں صفحہ نمبر ۱۸ کا درجہ شائع
کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت دیوان صاحب اجمیر تشریف اور حضرت پیر
جماعت علی شاہ صاحب اور حضرت صاحبزادے صاحب گولڑہ تشریف
وغیرہ ہجرتوں کو اس لئے ہتک آمیز الفاظ سے یاد کیا گیا ہے کہ ان
حضرات نے مسلم لیگ کی حمایت کی تھی۔

اخباروں کو سرکار نے آزادی دی ہے مگر ایسی آزادی ہرگز نہیں دی
جس قسم کی آزادی اس اخبار میں استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً لکھا ہے
"گزشتہ چھٹے مشاہیر مدینے کو ام مثلاً سجادہ نشین صاحب گولڑہ تشریف
حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب علی پوری۔ دیوان آل رسول صاحب
اجمیری اور دوسرے پیر صاحبان نے مسلم لیگ کے پیر طریقت حضرت
حاجی اکرمین الشرفین مولانا محمد علی صاحب جینا نقشبندی جتئی سہرزی
قادی وغیرہ کے دست حق پرست پر سعیت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ہر قدر
یہ طرز فکر بارادریوں کے لئے بازاروں کی طرف سے زیب دے یا نہ دے
مگر ایسے حضرات کی نسبت جن کو کروڑوں آدمی پیہر مانتے ہوں قطعاً
ہتک آمیز ہے۔

ایڈیٹر صاحب نے تعلی کے جوش میں آنکھیں بند کر کے ایک بات اس
نوٹ میں ایسی بھی لکھی ہے جو بالکل غلط ہے۔

لکھا ہے سچے حضرت پیر مر علی شاہ صاحب کی زیارت کا فقر تو باوجود
کوشش کے حاصل نہ ہو سکا۔ لیکن ان کی نیاز مندی کا فقر مجھے حاصل تھا
وہ میرے اخباروں کے محض ان کی حق پسندی کی وجہ سے عاشق تھے
مجھے بار بار مبارک باد اور دعاؤ کا میانی کے خطوط لکھا
کرتے تھے۔

جناب صداقت ملک ایڈیٹر صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت
پیر مر علی شاہ صاحب کی وفات کو بہت عرصہ ہو چکا ہے ان کا اخبار
ان کی وفات کے برسوں بعد جاری ہوا ہے۔ پھر وہ ان کے اخبار کی
حق پسندی کی داؤ کھینچ دے سکتے تھے؟ اور یہ بھی سفید جھوٹ
ہے۔ کہ پیر صاحب نے ان کے اخبار کی کسی تحریر کی تائید فرمائی ہو۔
کیونکہ وہ اخباری خرافات کی طرف کبھی نظر اٹھا کر ہی نہ دیکھتے تھے
کجا یہ کہ وہ ان تحریروں کی داد دیتے۔ جو تمام معقول پسندوں میں
نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہیں۔

کانگریس کے پروگنڈہ افسر صاحب بہت لائق معلوم ہوتے ہیں۔
جو ایسے اخباروں سے مسلم لیگ کے خلاف ایسا پروگنڈہ کرتے ہیں۔
جس کا اثر کانگریس کے خلاف ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والے خیال کرتے
ہیں کہ کانگریس پروگنڈے کی بس یہ حقیقت ہے۔

۸ روبری قعدہ ۱۲۷۱ھ اکتوبر پیر دہلی مسٹر ٹائم خدا حافظ آج
رات کو دو بجے انگریزوں کا نیا وقت رخصت ہونے آیا تو میں نے کہا
"مسٹر ٹائم خدا حافظ۔ ہم تو کل شام کو سات بجے تم کو رخصت کر چکے
تھے۔ یعنی اپنی جیب کی گھڑی اور گھر کا گھنٹہ ایک گھنٹے پیچھے کر دیا تھا
دفتر کا گھنٹہ باقی رہا تھا۔ یہ اس کو اب صبح نماز کے بعد پیچھے مٹا دیا۔
آپ کی تشریف آوری سے ہم کو نقصان بھی ہوا اور فائدہ بھی ہوا۔
تو یہ کہ وقت کی پابندی کا احساس بڑھ گیا تھا۔ اور یہ سمجھ کر کہ آٹھ بج گئے
ہیں جلدی کام شروع کرنا چاہئے۔ زیادہ کام بند جاتا تھا۔ اور نقصان یہ ہوا
کہ ریل کے اور ڈاک خانے کے اوقات قابو میں نہ رہے تھے۔ دہلی سے
ہم اسے چھوٹے ڈاک خانے میں ڈاک بارہ بجے آتی تھی اور چار بجے جاتی تھی
چار گھنٹے میں سب کو وہ تعمیل نہ ہو سکتی تھی۔ اب اٹھ بجے آتی تھی اور چار بجے
جاسی تو ایک گھنٹے کا بچت سے ہر روزہ کام ہو جائیگا۔"

مسٹر ٹائم نے یہ باتیں سنیں تو وہ مسکرائے اور فریب آکر میرے کندھوں
پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور کہا "ہم تو سمجھتے تھے۔ تم عارف ہو مگر
تم تو بڑے دوکاندار نکلتے۔ اسے میاں ہم کو رخصت کرتے تو کوئی عارف
بات کہتے۔ یہ کیا ریل اور ڈاک کا قصہ لے بیٹھے؟ میں نے کہا "حدیث
قدسی میں آیا ہے۔ "لَا تَتَّبِعُوا الدُّعَاءَ لَنِي أَنَا اللَّهُ هَذَا"۔ وقت
کو بڑا کہو کہ میں خود وقت ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وقت
اُس کی ذات پاک کا صفاتی حصہ ہے۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم انگریزوں
کے کہنے میں کیوں ہو؟ انھوں نے کہا ایک گھنٹہ آگے بڑھ جاؤ۔ تو مجھ
آگے بڑھ گئے انھوں نے کہا ایک گھنٹہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ تو مجھے پیچھے

وقت نے جواب دیا ”جو مجھے چاہے میں اسے چاہوں۔ جو میری عزت کرے۔ میں اس کی عزت کروں۔ جو مجھے یاد رکھے۔ میں اس کو یاد رکھوں۔ انگریزی اور سب گورے آدمی بھی مجھے جانتے ہیں۔ میری عزت کو سنے میں مجھے یاد رکھتے ہیں۔ پھر میں ان کا کہنا کیوں نہ مانوں۔ کیا تم نے نہیں سنا ہندوؤں کا عقیدہ ہے ”محبت کے بس میں ہیں مجھ کو ان“ یعنی خدا اپنے چاہنے والوں کے بس میں آجاتا ہے۔

وقت کی یہ بات سن کر میں خدا شریا کہ بات تو ٹھیک ہے۔ ہم کالے لوگ گودی قوموں کی طرح وقت کی پابندی نہیں کرتے۔ اور وقت سے محبت بھی نہیں کرتے۔ مگر دل نے ایک جواب بنایا اور میں نے وقت سے کہا ”یورہوئی نس۔“ جواب تقدس تآب وقت صاحب! یہ دیکھتے ہو کہ سینے پر دل کے پاس گھڑی لگی ہوئی ہے۔ اور میں گھڑی گھڑی اس کو دیکھتا رہتا ہوں۔“

وقت نے جواب دیا ”بالکل غلط بے شک گھڑی تمہاری جیب میں رہتی ہے۔ لیکن تم کو وقت کی پابندی اور وقت کی محبت میں اتنا مزہ نہیں آتا جتنا مزہ شرع شکنے میں آتا ہے۔ اپنے سینے پر لگا لو کسی تیلب کا دل۔ کس لئے جیب میں ہر وقت گھڑی رہتی ہے۔ مجھے پھر شرم آئی اور میں نے پھر گردن جھکائی۔ دل نے کہا تم بھی فارسی مصرعہ پڑھ دو ”مر دنا تم میں مبارک بندہ ایست۔“ وقت کو دیکھنے والا آدمی بہت برکت والا آدمی ہوتا ہے۔ بات کچھ مضبوط نہ تھی۔ لیکن مولانا وقت کے سامنے کبھی بڑی۔ وہ سننے اور بیٹھ پھر کر چلے تو میں نے ان کا دامن پکڑا اور کہا ”تم چلے جان چلی دونوں برابر چکے۔ تم کو تماموں یا اسے پیر بڑوں کس کس کے۔“

گھر میری شہر خانی کا مولانا وقت کچھ اڑنہ ہوا۔ اور وہ یہ کہتے تھے نظر سے غائب ہو گئے۔ اب تو جانتے ہیں میسکے سے تیسرے پھر مل گئے اگر خدا لایا۔

گھجوروں کا تجربہ آتا ہی میں پڑھا تھا کہ حضرت امام مسلم نے یعنی حدیث کی مشہور کتاب مسلم شریف کے مصنف اسی کتاب لکھ رہے تھے اور ان کے پاس گھجوروں سے بھرا ہوا ایک ٹوکرا تھا تھا۔ وہ گھجوروں کھاتے جاتے تھے۔ اور حدیثیں کہتے جاتے تھے۔ حدیث نبوی میں اتنی مصروفیت بڑی کہ سارا ٹوکرا کھا گئے اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ یہاں تک دیکھا تو ٹوکرا خالی تھا اس سے ان کی بشریت گھبرائی اور ان کو احساس ہوا کہ یہ میں نے کیا کیا اتنی گھجوریں کیوں کھالیں۔ مگر غصہ بڑی دیر کے بعد ان کی دفات ہو گئی۔ آج تجھ کے وقت میں لکھنے بیٹھا تو مجھ کو معلوم ہوا کہ کئی کئی کلمات کو

کھانا نہیں کھا یا تھا۔ خیال آیا سامنے دو چیزیں ہیں۔ ایک لالہ منشی لال عین کی لائی ہوئی مٹھائی ہے۔ اور دوسرے یہ گھجوریں ہیں جو کراچی سے آئی ہیں۔ میں نے خیال کیا جہاں ہر گری (خند کشی) کرتے کرتے تنگ گئے ہیں۔ لاؤ آج ہم بھی غصہ بڑی سی ہرا گری کر لیں۔ اور اس کے بعد گن کر چھ گھجوریں کھالیں۔ کھانا کھیا اور یہ کہنا گیا۔ ایک گھجور ریاری کے نام کی۔ دوسری سلم کے نام کی۔ تیسری الوداؤ کے نام کی۔ چوتھی سنائی کے نام کی۔ پانچویں ابن ماجہ کے نام کی۔ چھٹی ترمذی کے نام کی۔ گھجوریں کھا کر ٹھنڈا پانی پیا۔ اب پچھلی رات کھاتے اور سننے کے قابل نہ رہی پڑی ہے پانی پینے ہی ہو کام ہو گیا۔ اور صبح کی نماز کے بعد سے بواسیر کا دورہ شروع ہو گیا۔ میں نے یادداشت میں لکھا۔ اندھا کھانے سے بواسیر کی تکلیف بڑھتی ہے۔ لیکن کھانے سے ہی یہ نقصان ہوتا ہے اور گھجور کھاتے سے بھی بواسیر کا دورہ ہو جاتا ہے۔ اس قسم کے تجربوں سے نوٹ بک بلیز بن چکی ہے۔ مگر بقول بقائی صاحب کے اب خواجہ صاحب کا حافظہ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے یہ تجربے یاد ہی نہیں رہتے۔ اور اگر لکھ لیتا ہوں تو ان کا پڑھنا یاد نہیں رہتا۔ اور اسی طرح بقائی صاحب کی وہ ملائیں بھی یاد نہیں رہیں۔ فقیر سے خلاف شائع کرتے رہتے ہیں۔

عبدالرشید نظامی {مجید ضلع امرتسر سے عبدالرحیم من ہر نظامی کے چوٹے بھائی اور میرے پیارے عبدالقدوس نظامی کے چچا اور عبدالقدوس کے بچوں کے دادا ملے آئے ہیں۔ ڈرتے ڈرتے ایمان خانے میں آئے اور کہا آپ نے اخبار میں لکھا تھا مجھ سے کوئی ملے نہ آئے۔ مگر مجھ سے نہ رہا گیا۔ اور میں آ گیا۔

میرے جواب نام کوئی نہیں ہو۔ میں نے تو کوئی کورڈ کا ہے۔ تم تو کوئی غلام حسین صاحب مدنی {کا گوری سے اپنے اہل و عیال کے ساتھ آئے تھے خاتین خواجہ بادی سے ملے گئیں اور وہ مجھ سے باتیں کرتے رہے۔ کہتے تھے

خدا کے دروازے پر ایک صاحب رحمت رکھو لے بیٹھے تھے راتوں نے صدی کا گوری کی تحقیقات کے سوالات کو نہ شرع کرنے میں نے خیال کیا بخورتوں اور بچوں کا ساتھ ہے نہ زیارت کرنی چاہتا ہوں۔ میں اس انکار ہی آفس کی خانہ پڑی کیوں کو کر سکتا ہوں۔ وہ خفا ہو گئے اور مجھے کچھ کہا سنا۔ میں نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ اب کے عرم کی ۲۰ مارچ ۲۲ تاریخوں میں کا گوری میں آؤں گا۔ اور عرس میں شرکت کروں گا۔ ان کے بزرگ جو کا گوری میں سجادہ نشین ہیں۔ انھوں نے تعوف کی زبان کا ایک کو بیہوش کیا تھا۔ شام پر یام رساں صاحب سمجھے ہو

میں نے سمجھ لیا اس لئے وعدہ کر لیا۔ لکھنؤ سے بھی دو صاحب آئے تھے۔ ضلع بلپاس سے بھی ایک صاحب آئے تھے جو دائرہ کے دفتر میں نوکریں۔ ۱۰ اور تین سال سے دہلی میں رہتے ہیں۔ سید یامین نظامی بھی دو رفیقوں کے ساتھ آئے تھے۔

دعوت کا ٹیلیفون؟ سوئس ہوٹل دہلی سے مسز دلال پارس فائونڈیشن نے ٹیلیفون دیا تھا کہ آج رات کو کھانا میرے ساتھ کھائیے۔ میں نے کہا کہ اتنی گنگا بہانی ہو۔ بیٹی سے دلی میں آئی ہو۔ دلی میرا شہر ہے۔ دعوت میں کروں یا تم؟ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ ہم آپ کے ہاں آئیں گے۔ تو آپ کیا کھلائیں گے؟ اور آپ ہمارے ہاں آئیں گے۔ تو کیا لکھنا آئیں گے؟ رات کو سوئس ہوٹل دہلی میں ڈنکھا با تھا۔ جو مسز دلال وکیل بیٹی سے دیا تھا۔ سید صدر العلی صاحب اور مسز فیروزہ لال اور مسز دلال اور مسز دلال شریک تھے۔ دس بجے گھر میں واپس آیا۔ زکام کی شدت رات بھر رہی۔

انسوس؟ سید صدر العلی صاحب نے سید انظر علی صاحب ایڈیٹر اخبار آواز دہلی کے نیچے کے انتقال کی انسوس ناک خبر سنائی۔ سید انظر علی پیر جی سید مظفر علی صاحب مرحوم سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ کے چھوٹے لڑکے ہیں۔

سندت رام صاحب؟ آج فریڈ ہارٹسٹ دہلی میں گیا تھا۔ سندت رام صاحب انسور فریڈ ہارٹسٹ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اُن کی لڑکی آج کل مانی فائونڈیشن میں ملا ہیں۔ مسز سندت رام بہت شاکستہ اور عمدہ دہن تھیں۔ ۹ رزی قدر ۱۶ ارکیتوبر منگل دہلی کے بے آرام زکام کے تین دن سے زکام کی تکلیف ہے آج اُس کا آخری دن معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے بہت ادیت نہ ہے۔

امیر انظر صاحب؟ آج صبح اپنے بچے کو دست ایڑیم نظیر صاحب نے لے گیا تھا۔ خواجہ بیکانیر کے رایت بیکانیر سے چند خواتین تعویذ لکھنا آئیں تھیں پہلے ہی لکھی تھیں حجرہ قدیم کی صفائی؟ کل سے اپنے درگاہ والے قدیم حجرے کی صفائی لارہا ہوں۔ سارے چھ سو برس کی پُرانی عمارت ہے اور صدیوں سے میرے جادو کے قبضے میں ہے۔

مزار کی صفائی؟ نہ کرنے دی؟ درویش شریف حضرت سلطان المشائخ نے گوشہ شمال و مشرق میں شربت خانے اور حجرہ و آب اعتقاد میں کی پشت پر میرے چوتھے دادا حضرت سید عبدالقادر صاحب کا سنگین مزار ہے اس پر بعض لوگوں نے غلبہ ڈال دیا تھا۔ میں خود صفائی کرائے گیا تاکہ وہاں سنگین کتبہ ہی لگا دوں اور مزار کو محفوظ رکھ دوں۔ مگر ایک صاحب نے اس کی مزاحمت کی۔ میں نے رنج و شکر کے خیال سے مزور و مکی دھڑلایا۔

چار نوشی؟ شام کو پندرہ لال اولڈن کی اہلیہ اور سید صدر العلی اصوات کی اہلیہ میرے ہاں چار نوشی کے لئے آئے تھے۔

ایران سے رشتہ داری؟ میں نے مسز دلال سے کہا ہم سیدوں کی ایران سے بہت پُرانی رشتہ داری ہے جس کو تیرہ سو برس ہو چکے ہیں۔

انہوں نے بہت تعجب سے حقیقت دریافت کی۔ میں نے کہا شہنشاہ ایران کی بیٹی حضرت شہر بانہ رسول خدا کے نواسے حضرت امام حسین سے منسوب ہوئیں تھیں اور تمام دنیا کے سید حضرت شہر بانہ کی اولاد ہیں۔ اس لئے ہم سیدوں میں ایرانیوں کا خون ملا ہوا ہے۔

مسز فیروزہ لال؟ طہران ایران سے جو ایرانی آئے ہیں ان کا نام مسز فیروزہ ہے۔ یہ بیٹی کے رہنے والے ہیں جو راجی زبان ہی جانتے ہیں مگر چند سال سے ایران میں رہتے ہیں۔ فارسی ایسی بولتے ہیں۔ گویا ان کی مادری زبان ہے۔ ہندوستان میں جہاں جہاں پارسی ہیں اُن میں راجی زبان کا طبع نہیں ہے۔

مناوی کا انتظام؟ یکم اکتوبر پر بہت دیر میں شائع ہوا تھا۔ اس لئے سب نے ۸ و ۱۶ کا پرچہ ملا دیا ہے۔ ۱۶ پرچہ ٹھیک وقت پر شائع ہو جانے کی امید لیکن جس کام میں میٹرو لوگوں کی محتاجی ہو خاص کر آج کل کے زمانے میں اُس کام کی نسبت کوئی یقینی وعدہ نہیں کیا جاسکتا۔ مجھ کو جو تکلیف کمیت اور چھپائی اور سلائی اور کٹائی کی غلطیوں سے ہوتی ہے۔ وہ تکلیف نہ جنوں کو لیل کے فراق میں ہوتی ہوگی۔ اور خبر منوں اور جاپانیوں کو اپنی بار میں ہوتی ہوگی۔ ناگہان دالوں کو مسلم لیگ کے جوش و خروش سے ہوتی ہوگی۔

اگرچہ میں نے ان تمام خرابیوں کی بنیاد کو سمجھ لیا ہے۔ جو یہ ہے کہ کسی بڑے چھوٹے امیر غریب تعلیم یافتہ اُن پر چند ہندوستان

میں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہے۔ یہاں تک کہ میں اپنی اولاد کو بھی اس نعمت سے ہی دست بستہ ہوں اور جب تک یہ بنیادی خرابی موجود ہے۔ نہ ہندوستان آزاد ہوگا

نہ ہندو آزاد ہوں گے۔ نہ مسلمان آزاد ہوں گے۔ اور نہ ہندوستان کو زندگی کی راحت میسر آسکے گی۔ اگرچہ

ذہنی دعوے بہت ہوتے ہیں۔ لیکن حال یہ ہے۔

مگر چہ قندیل سخن کو منہ لیا تو کیا ہوا

ڈی بائچ میں تو ہیں دہی اگلے برس کی تیلیاں

پانچ پشاور می؟ صد برس بعد سے پانچ پشاور می پرفیسر جامعہ ملیہ ملی ٹریننگ کے لئے آئے ہیں۔ آج صبح مجھ سے بھی ملنے آئے تھے۔

ذاتی خطوط

لالہ امیر خدیج کھنہ کا خط لکھ کر دوک ہو گا۔ کہ میری بڑائی جس کی شادی ۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پیٹ چاک کر کے مردہ بچہ نکالا گیا۔ یہی ارشیں اُس کی موت کا باعث ہوا۔ دس ماہ بڑی کی شادی پر آپ نے ہی بے شمار سائن بھیجا اور سنا بھی میں بار بار لکھا۔ امیر خدیج کھنہ جواب:- پیالے بھائی کھنہ جی، آپ کی بیٹی میری بیٹی آپ کا غم غم نہیں کھاتا اور بار داغ اس خبر نے میرے کلیجے پر لگا۔ ابھی وہ دہرے دن سے ایک مسلمان مرد کی بیٹی کی ایسی ہی خبر آئی تھی۔ خدا آپ کے دل کو سنسٹوٹھئے اور خدا مجھے بھی صبر دے۔ حسن نظامی۔

امیر خدیج کھنہ کا خط لکھ کر دوک ہو گا۔ کہ میری بڑائی جس کی شادی ۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پیٹ چاک کر کے مردہ بچہ نکالا گیا۔ یہی ارشیں اُس کی موت کا باعث ہوا۔ دس ماہ بڑی کی شادی پر آپ نے ہی بے شمار سائن بھیجا اور سنا بھی میں بار بار لکھا۔ امیر خدیج کھنہ جواب:- پیالے بھائی کھنہ جی، آپ کی بیٹی میری بیٹی آپ کا غم غم نہیں کھاتا اور بار داغ اس خبر نے میرے کلیجے پر لگا۔ ابھی وہ دہرے دن سے ایک مسلمان مرد کی بیٹی کی ایسی ہی خبر آئی تھی۔ خدا آپ کے دل کو سنسٹوٹھئے اور خدا مجھے بھی صبر دے۔ حسن نظامی۔

امیر خدیج کھنہ کا خط لکھ کر دوک ہو گا۔ کہ میری بڑائی جس کی شادی ۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پیٹ چاک کر کے مردہ بچہ نکالا گیا۔ یہی ارشیں اُس کی موت کا باعث ہوا۔ دس ماہ بڑی کی شادی پر آپ نے ہی بے شمار سائن بھیجا اور سنا بھی میں بار بار لکھا۔ امیر خدیج کھنہ جواب:- پیالے بھائی کھنہ جی، آپ کی بیٹی میری بیٹی آپ کا غم غم نہیں کھاتا اور بار داغ اس خبر نے میرے کلیجے پر لگا۔ ابھی وہ دہرے دن سے ایک مسلمان مرد کی بیٹی کی ایسی ہی خبر آئی تھی۔ خدا آپ کے دل کو سنسٹوٹھئے اور خدا مجھے بھی صبر دے۔ حسن نظامی۔

احمد آبادی عرس کا خط لکھ کر دوک ہو گا۔ کہ میری بڑائی جس کی شادی ۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پیٹ چاک کر کے مردہ بچہ نکالا گیا۔ یہی ارشیں اُس کی موت کا باعث ہوا۔ دس ماہ بڑی کی شادی پر آپ نے ہی بے شمار سائن بھیجا اور سنا بھی میں بار بار لکھا۔ امیر خدیج کھنہ جواب:- پیالے بھائی کھنہ جی، آپ کی بیٹی میری بیٹی آپ کا غم غم نہیں کھاتا اور بار داغ اس خبر نے میرے کلیجے پر لگا۔ ابھی وہ دہرے دن سے ایک مسلمان مرد کی بیٹی کی ایسی ہی خبر آئی تھی۔ خدا آپ کے دل کو سنسٹوٹھئے اور خدا مجھے بھی صبر دے۔ حسن نظامی۔

احمد آبادی عرس کا خط لکھ کر دوک ہو گا۔ کہ میری بڑائی جس کی شادی ۷ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو ہوئی۔ ۶ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو اس جہان فانی سے رخصت ہو گئی۔ پیٹ میں بچہ مر گیا۔ پیٹ چاک کر کے مردہ بچہ نکالا گیا۔ یہی ارشیں اُس کی موت کا باعث ہوا۔ دس ماہ بڑی کی شادی پر آپ نے ہی بے شمار سائن بھیجا اور سنا بھی میں بار بار لکھا۔ امیر خدیج کھنہ جواب:- پیالے بھائی کھنہ جی، آپ کی بیٹی میری بیٹی آپ کا غم غم نہیں کھاتا اور بار داغ اس خبر نے میرے کلیجے پر لگا۔ ابھی وہ دہرے دن سے ایک مسلمان مرد کی بیٹی کی ایسی ہی خبر آئی تھی۔ خدا آپ کے دل کو سنسٹوٹھئے اور خدا مجھے بھی صبر دے۔ حسن نظامی۔

مجھ کو بھی عطا فرمایا۔ مجھ کو خالی دنیاوی شہرت کی ہی ضرورت نہیں اس کے ساتھ ساتھ دین و قوم کی خدمت کا کمال بھی حاصل ہوا یہی دعا میرے حق میں فرمادیں۔ میں نے آپ سے نصحت ہو کر یہاں بیکر اسکول میں پڑھنا شروع کیا۔ بفضلہ آپ کی دعا کی برکت سے فٹ ڈیزین میں پاس ہونے کی اسکول کے ماسٹر صاحب نے خوشخبری سنائی اور کہا کہ تم کو وظیفہ بھی ملے گا۔ یہ میرا اسکول میں پہلے سال کا ہی امتحان ہے اس سے پیشتر تری بیٹ تعلیم حاصل کرتا رہا یہ غیر میرے خاندان میں یا تو قبلہ و کعبہ و اذان و اذان خاں صاحب عاظم کو زمانہ تعلیم میں حاصل ہوا تھا یا آپ کی دعا سے اب مجھ کو ہوا ہے۔ میرے حق میں اور بھی دعا بہتر فرمادیں (فاننا عاظم صاحب سے آپ بخوبی واقف ہوں گے جو سابق میں نواب صاحب مانا دور کا مٹھا دار کے تالین رہ چکے ہیں۔ اور اب جے پور کے انڈر اسٹنٹ پل سٹ اسٹ انس کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ ایک موقع پر آپ مانا دور تشریف لے گئے تھے۔ اور عاظم صاحب نے آپ کو سات زبان کا ایک قصیدہ سنایا تھا۔ اور آپ نے بہت پسند فرمایا تھا) اب میری آپ سے دلی تمنا اور ہے۔ وہ یہ کہ مجھ کو آگاہ فرمادیں کہ آپ نے ذہانت کا کمال کس طرح حاصل کیا وہ تعلیم مجھے بھی عطا فرمادیں اگر آپ نے کسی درویش بزرگ کی دعا حاصل کی ہے تو مجھ کو آپ سے بہتر کوئی ملے گا ان بزرگ صاحب کا شرف و برکت آپ کو حاصل ہوگی مجھ کو بھی وہ عطا فرمادیں۔ یا آپ کو کسی کلام پاک کا ورد ہو تو وہ مجھ کو بھی عطا فرمادیں یا ایسی کس قسم کی غذا یا ادویات استعمال میں لاتے تھے کم سخی سے ہی اس سے آگاہ فرمادیں بہر حال میرا مقصد کس طرح حاصل ہونا چاہیے۔ براہ کرم اس کا مفصل جواب عطا فرمایا جائے۔

جواب:- نور چشم معروف خاں کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ تمہارا خط وصول ہونے کے پانچ دن بعد مجھے سنایا گیا کیونکہ میں بیمار ہو چکا تھا وجہ سے کئی دن تک خطوط نہ منسکاتا تھا۔ تمہارے دادا بھی بہت ذی علم اور ذہین اور عالم آدمی ہیں جن کا ذکر تم نے اس خط میں کیا ہے۔ اور میری ان سے بہت پرانی ملت ہے۔ تم نے اپنی ذہانت کے لئے جو کچھ مجھ سے پوچھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے کوئی غذا کھائی نہ دوا کھائی۔ جب تمہاری عمر میں تھا تو ماں باپ سے جدا ہو گیا تھا یعنی یتیم و یتیم ہو گیا تھا۔ اور وقت پر پیٹ بھر کر دینی بھی میسر نہ آتی تھی۔ ایسی وقت سے صدمہ تنا کر دوڑ رہا تھا کہ ہمیشہ بیمار رہتا تھا۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے اور میں نے اپنی ذہانت کے لئے کوئی وظیفہ نہ پڑھا۔

البتہ شروع سے آج تک میرے دل میں اپنے باپ دادا کے رواجوں پر چلنے کا شوق تھا۔ اور اولیاء اللہ سے محبت اور عقیدت تھی۔ اُنہی کی برکت سے مجھے سب کچھ حاصل ہوا۔ اور چونکہ تم بھی ایسے ہی ہو اس واسطے تم کو بھی یہ سب برکتیں حاصل ہوں گی۔ اور میں نے جو کچھ تم کو دعا دی ہے وہ خدا نے چاہا۔ حرف حرف پوری ہوگی۔ مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی کہ تم امتحان میں اول درجے پاس ہوئے وقت آئیگا کہ تم دوسروں کا امتحان لو گے اور ان کو اول نمبر پاس کئے۔ تمہارے بڑے بھائی عجم و ترقی کی خوشی دیکھیں گے۔ اور تمہاری بڑی اور تمہاری قوم کو بھی تمہارے عروج سے خوشی ہوگی۔

سہرا

بتقریب شادی خاندانی میاں محمد ممتاز علی علوی خٹا رشید میاں محمود علی علوی
مہتمم نظام پکس دہلی

مبارک ہو تم کو یہ ممتاز سہرا
نئی زندگی کا ہے آغاز سہرا
کتاب عمل کا یہ ہے باب اول
درد زندگی کرتا ہے باز سہرا
یہ عقیدہ محبت ہے اقربا باہم
بناتا ہے دوزل کو سہرا سہرا
بچاتا ہے نفرت سے ہر ہر جگہ
یہ مونس ہے یہ مدد ہے دوسرا سہرا
نظر اس کی۔ ہر نیک و بد کی نظر
شنا سا نظر کا۔ نظر باز سہرا
لڑاتا ہے بد میں نگاہوں کی لڑائی
دکھاتا ہے کیا۔ یہ انداز سہرا
زمانہ خدا ہے وہ جادو ہے سہرا
فیضوں گر ہے سہرا فیضوں سہرا
یہ مقصود دل ہے یہ ظہر خوشی کا
سرا پا منتور ہے ممتاز سہرا
مبارک ہو تم کو مبارک
یہ ممتاز صاحب کا ممتاز سہرا
میاں عبدالحی کو مبارک نوشہ
مبارک ہو نوشہ کو سہرا سہرا
دعاے نبی شاد ہے تاریخ عشرت

مبارک ہو شادی کا ممتاز سہرا

از سید الشعراء۔ سید بشارت علی بشارت دہلی

سہرا لکھنا آسان کام نہیں ہے سید بشارت صاحب کے سہرے میں باوجود شاعرانہ سخن کے اچھی طرح محسوس ہوتا ہے کہ سہرا لکھنا ہر ایک شخص بس کی بات نہیں ہے میرے بزرگ عبداللہ صاحب غازی غازی نے کہا میں نے ایک خاں بہادر حاصل ہے اور سید بشارت نے بھی اس سہرے میں بہت طبع کا بہت لہجہ آجوت کیا ہے جو ممتاز نے دواچی سہرا باندھا ہویا باندھا ہوا جو میں نے سہرا باندھا ہے چہرے پر شانت جلوت۔ شاید تنگی و شرافت کے موتیوں کا ایک بہت لمبا سہرا ہمیشہ نظر آتا رہتا ہے۔ اودعا انشاء اللہ ہمیشہ نظر آتا رہے جس غازی

ہندوستان کے مشہور پہاڑ پیالیہ کے گل بکاؤلی کا بیان

یہ وہی پھول ہے جس کی تمام ہندوستان میں وہوم ہے۔ اور جس کو اردو کے قصہ نویوں نے عجیب عجیب کہانیوں سے گھر گھر مشہور کر دیا ہے۔ اور جس کو سنسکرت زبان میں منڈی کہتے ہیں۔ اور مارواڑی زبان میں اور برج بھاشا میں اور گجراتی میں اور پنجابی میں گورکھ منڈی کہتے ہیں اور جس کی شکل انگریزوں کی گول گھنڈی جیسی ہوتی ہے۔ اس لئے اس پھول کو بعض لوگ گھنڈی بھی کہتے ہیں۔ یہ پھول ہندوستان کے مشہور پہاڑ پیالیہ میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اس کی شاخیں زمین پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور بعض مڑی جھکیوں میں بھی جہاں پانی افراط سے ہو یہ پھول پیدا ہوتا ہے۔ اس پھول کی دو مین ہوتی ہیں۔ ایک چنے کے برابر چھوٹا پھول ہوتا ہے۔ اور ایک چنے سے ذرا بڑا پھول ہوتا ہے جس کو مہانڈی کہتے ہیں۔ اس پھول میں گلاب کے پھول کی سی خوشبو آتی ہے ہر درخت کے پتے چھوٹے اور گول گھنگوڑا اور دیر پختہ ہیں۔ طب کی مشہور کتاب "محیط اعظم" میں بڑے پھول مہانڈی کی نسبت بہت تعریف کی گئی ہے۔ سنسکرت کی مشہور طبی کتاب "آن عجوت چکرتساگر" میں بھی اس پھول کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے۔ اس پھول کے فرائض اور طبیعت کی نسبت بعض تصنیفات کرتے والوں کا خیال ہے

کہ گرم و تر ہے۔ اور بعض کی رائے میں گرم پہلے درجے میں اور خشک دوسرے درجے میں ہے۔ طبی کتاب "معزن" کے مصنف نے چھوٹے پھول کو دوسرے درجے میں گرم و تر لکھا ہے۔ گل بکاؤلی کے پھولوں میں اس پھول کی تاثیر یہ بیان کی گئی ہے۔ کہ اندھے بادشاہ کی مینائی داپس لانے کے لئے یہ پھول تلاش کیا گیا تھا۔ اور کہانیوں میں اس پھول کے حاصل ہونے کی خوشواریاں بیان کی گئی ہیں وہ محض اس لئے ہیں کہ لوگوں کو اس پھول کی تاثیرات کی طرف توجہ ہو جائے مگر قصہ لکھنے والوں نے پھول کا نام مندی اس لئے نہیں لکھا کہ ان کے قصے کی تسان خراب ہو جائے

گل بکاؤلی کی تاثیرات

مولانا حکیم نجم العنی حاکم صاحب کی کتاب "خزان الادویہ جلد چہ صفحہ ۳۴۲ اور ۳۴۳ میں اور تین سہارن میں اور ۳۴۲ پر گل بکاؤلی یعنی گل منڈی کی تاثیرات کا جو تفصیلی بیان قدم بند کیا گیا ہے۔ اس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اس پھول میں قبض کرنے کی قوت ہوتی ہے۔ گل بکاؤلی انسانی جسم کے سب اعضاء پر مہمہ کو طاقت دیتا ہے

خاص کر معدے کو قوی کرتا ہے۔ اور اور روح کو فرحت دیتا ہے۔ خفقان کی بیماری دور کرتا ہے۔ چہرہ کی زردی یعنی یرقان کی بیماری اور تمام صفرابی اور سوداوی بیماریوں کے لئے مفید ہے عورتوں کے رحم اور مردوں کے پیشاب کی سوزش کو نفع دیتا ہے۔ ہر قسم کے ورم کو دور کر دیتا ہے۔ ہر قسم کی گلشیا اس کے استعمال سے جاتی رہتی ہیں۔ اور کنگھہ مالاکی ہلاک کرنے والی بیماری کے لئے تو اکسیر ہے۔ اور بکاؤلی کا پھول تر اور خشک کھجلی کو بھی دور کر دیتا ہے اور دوا بھی اس کے استعمال سے جاتا رہتا ہے۔ اور کوڑھ کی بیماری بھی اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہے۔ گل بکاؤلی کا پورا درخت سائے میں خشک کر لیا جائے اور پھر پیس کر درخت اور کھانڈ ملا کر حلوہ بنایا جائے تو چند روز کے استعمال سے سارے جسم کے قوی مضبوط ہو جاتے ہیں گل بکاؤلی بالوں کو سفید نہیں مچھنے دیتا۔ جو آدمی گل بکاؤلی کا استعمال کرتا رہے۔ اس کے بال گرے نہ ہو جاتے ہیں۔ گل بکاؤلی کا سفوف والیں دلی لگانا کھایا جائے تو بال کالے بھگنے لگتے ہیں اور سفید بال بھی رفتہ رفتہ کالے ہو جاتے ہیں۔ جو آدمی بکاؤلی کا حیدرنا پھول منہ میں ڈال کر پیچھے پانی سے گل جائے تو ایک سال تک

اس کی آنکھ دیکھنے نہیں آئے گی۔ اور اگر وہ بچوں کو سالہ سال کھائے گا تو وہ سال تک آنکھ نہیں دیکھے گی۔

طب کی مشہور کتاب ”مفردات اماری“ میں لکھا ہے کہ اگر کل بکاؤلی یعنی منڈیاں ساڑھے تین تو لے رات کو بانی میں جھگو کر صبح مل کر چھان کر لی لیں اور مہینہ بھر تک لگاتار پیتے رہیں تو کینٹھ مالا کا مادہ بالکل زائل ہو جائے گا۔ اور اگر کینٹھ مالا کی بیماری کسی بچے کو ہو تو اس کو ایک ماشہ یا پونے دو ماشہ منڈیاں رات کو جھگو کر صبح پلائیں کتاب ”نگلہ ہندی“ میں لکھا ہے کہ کل بکاؤلی یعنی منڈی صغرا اور بلغم کو مہلک فاع کرتی ہے۔ بدھیمی سے دست آتے ہوں تو انہیں کتی ہے۔ اس کے استعمال سے کھانسی جاتی رہتی ہے۔ اور منڈیوں کا لگاتار استعمال جریان کو دور کر دیتا ہے۔ کل بکاؤلی کے استعمال سے تھکے کی بیماری دور رہ جاتی ہے۔ اور کل بکاؤلی کے اثر سے جھوک بڑھ جاتی ہے۔

اور کتاب ”تالیف شریف“ میں لکھا ہے کہ اس کے استعمال سے عورتوں اور مردوں کی عقل بڑھ جاتی ہے۔ پیٹ کے کیرے مر جاتے ہیں۔ پھوڑے پھنسیاں اچھے ہو جاتے ہیں اور عورتوں کے اندرونی اعضا کے درد کی بیماری جاتی رہتی ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا استعمال بدن کی زردی دور کر دیتا ہے اور سوزاک کو بھی بہت فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ کل بکاؤلی منڈی کے بیج ہیں کہ برکی کھنڈھا کر پھیلے بھر سوتے وقت کھالیا کوں تو طاقت بہت بڑھ جائے گی۔ اور عمر بھی بڑھی ہو جائے گی۔ ایک پورے آدمی کا

تجربہ کتاب میں لکھا ہے کہ وہ بوڑھا بڑھا ہے سے بہت ہی کمزور ہو گیا تھا۔ اس نے ایک برس تک کل بکاؤلی یعنی منڈی کا بچل میں کر کھانڈھا کر کھایا۔ اس کا بڑا پاپا جاتا رہا۔ اور جوانوں کی سی قوت پیدا ہو گئی۔ ذاب سید محمد علی خاں صاحب ”تب حیات“ میں لکھتے ہیں کہ ہر سال حیات کے مہینے میں پانچ سات بچوں تازہ منڈی کے دانت سے جبا کر پانی کے گھونٹ کے ساتھ حلق سے اتار لئے جائیں تو آنکھوں میں کبھی کوئی بیماری نہیں ہوگی۔ ذاب صاحب لکھتے ہیں ”میں برسوں سے اس کا درد رکھتا ہوں۔ ایک مہینے تک نگاہ بہت تیز رہتی ہے۔ اور باقی مہینوں میں حسب معمول رہتی ہے۔ اور آنکھ دیکھنے تو کبھی نہیں آتی۔ اور اگر کسی کی آنکھ دیکھنے آجائے تو پھر جھوٹی چھوٹی تو ہاتھوں کی شکل میں ہر مادہ بالکوں پر نکل کر اور پیپ بن کر صاف ہو جاتا ہے۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے آنکھوں کی بیماریوں سے امن مل جاتا ہے۔“

ہندوستان کے بڑے بڑے تجربے کا حکیم اور وید بیان کرتے ہیں کہ کل بکاؤلی یعنی منڈی میں آب حیات ہے۔ یعنی یہ بچوں موت کا علاج ہے۔ اگر کل بکاؤلی ہیں کہ شہداور گھی ملا کر استعمال کیا جائے تو چالیس دن میں جوانوں کی سی قوت حاصل ہو جائے گی۔ اور تجربہ کاروں کا یہ بیان بھی ہے کہ یہ بچوں ہندوستان کے نامی حکیموں اور ویدوں کے مجیدوں میں سے ایک مجید ہے۔

اگر کل بکاؤلی کے پودے کے پتے اور جڑیں کر اور کھانڈھا کر گائے کے دودھ کے ساتھ تین روز متواتر استعمال

کریں تو مردوں کی پوشیدہ قوت بہت بڑھ جائے گی۔ ہندوستان کے حکیموں یعنی ویدوں نے لکھا ہے کہ منڈی کا بچل سادوں اور بھادوں کے مہینوں میں گائے کے گھی کے ساتھ کھانا چاہئے۔ اور چیت اور بیسا کہ میں شہد کے ساتھ کھانا چاہئے اور اچھ اور ساڑھ میں کھانڈے کے ساتھ کھانا چاہئے۔ اور مانگ اور چائیں میں کانچی کے ساتھ کھانا چاہئے۔ اور کنوار اور کاک میں گائے کے دودھ کے ساتھ کھانا چاہئے۔ اندر گھن اور پوس میں چھاچھ کے ساتھ کھانا چاہئے۔ اس طرح کھانے سے مردانہ قوتیں تیز تر طریقے سے بڑھ جاتی ہیں مگر مجھے آخری فقرے سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ سر دی میں چھاچھ نقصان دہی جن فطری ”محزون الادویہ“ میں لکھا ہے کہ اگر منڈی کا پٹر بچوں کھانے سے پہلے اکھیر کر کھنڈھ کے ساتھ پیس کر گھی اور شہد ملا کر چالیس روز تک کھایا جائے تو بال سفید نہیں ہونے پائیں گے۔ اور اگر اس کی جڑ لگاتار ایک سال تک کھائیں تب بھی بال سفید نہیں ہونگے بعض اہل تجربہ کا بیان ہے کہ منڈی کے تمام پٹر کو اکھیر کر کھنڈھ کر پوس کے مسوں کو دھونی دیں تو وہ سوکھ جائیں گے۔ اور اس کے پتوں کا لیپ نار و پر کیا جائے تو نار و دور ہو جائیگا۔

مولوی حکیم نجم الغنی خاں صاحب صنف کتاب ”خزان الادویہ“ نے ایک بہت ہی عجیب بات یہ لکھی ہے کہ جس طرح گانچ کو جھگو کر اور مل کر ٹیکہ سی بنا کر عیلم میں پیتے ہیں۔ اسی طرح اگر کل بکاؤلی کو نیلی منڈی کے بچوں کو بانی میں جھگو کر ٹیکہ سی بنا کر چلم میں رکھ کر پینے تو گانچے کا سانسہ ہو جائیگا

اور اگر پہلے ٹیکہ کو دست بنانا میں پکڑ کر ٹیکہ کے دونوں رخ آگ سے سینک لیں اور پھر چلم میں رکھ کر دم لگائیں تو بہت ہی زیادہ نشہ ہوگا۔

گل بکاؤلی کا عرق

گل بکاؤلی یعنی منڈی کا عرق گلاب کی طرح کھینچا جاتا ہے۔ یہ عرق آٹھ گھنٹہ کی بیماریوں کے لئے اور خفقان کے لئے اور سوداوی اور صفراوی بیماریوں کے لئے اور بطنی مواد کی تحلیل کے لئے اور جسمانی قوی اور روح کی قوت کے لئے اور سدھکی اور زہریلی کے لئے اور داد کے لئے بید مفید ہے۔ اس کو ادلی ڈیڑھ تولہ پینا شروع کریں۔ اور پھر روزانہ نو نو شے بڑھاتے جائیں۔ جہاں تک خراج کے موافق آئے بڑھاتے رہیں۔ اور جب بیماری میں کمی ظاہر ہونے لگے تو درجہ بدرجہ گھٹانا شروع کر لیا۔ اور عرق پینے کے زمانے میں کھٹی چیزیں اور درودھ کی چیزیں۔ اور ساگ پات اور غلیظ کھانے اور زیادہ گھٹا اور زیادہ گرم پانی استعمال نہ کریں اور کھانا بھی پیٹ بھر کر نہ کھائیں۔ اور حرکات نفسانی و بدنی سے بچیں۔ اور حمام بھی نہ کریں اور عورت کے پاس بھی نہ جائیں۔ اور اگر مزاج قوی ہو تو منڈی کا عرق پونے چار تولے سے پینا شروع کریں اور پھر بڑھاتے جائیں۔

محمد محمد احمد خاں صاحب مرحوم کے دادا حکیم شریف خاں صاحب کے چچا منڈی کا عرق خفقان کے لئے اور دل کی قوت کے لئے اور مرق کے لئے استعمال کر لیا کرتے تھے۔ وہ کبھی فقط منڈیوں کا عرق کھجاتے تھے کبھی منڈیوں کے برابر گاؤں یا بھی ملا دیتے تھے۔ اور عرق کے استعمال کے

زمانے میں سفوی قلب دوائیں اور عجوبہ بھی ملکر ہا کرتے تھے۔

گل بکاؤلی کا سیرت

اس طرح بتایا جاتا ہے کہ پانچ گھنٹہ بج کر منڈی سیر پانی میں تر کرنے کے بعد جوش لگے جائیں۔ جب ایک تالی پانی رہ جائے تو چھان کر تین پانچ گھنٹہ ملا کر وام کر لیا جائے۔ یہ سیرت روزانہ چار تولے تک استعمال کرنے سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ دماغ کی رطوبت گھٹ جاتی ہے اور دماغ کی طرف انجری نہیں چڑھتی۔

گل بکاؤلی کا تیل

تیار کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ منڈی کے خیت کو تھوڑے پانی میں بھگو کر پھر میں کر شیرہ نکال لیں۔ اور اس میں جو تھالی حصہ تیل کا تیل ڈال کر جوش دیں۔ یہاں تک کہ پانی جل کر خالص رہن باقی رہ جائے۔ اس میں سے سات ماشے روز بہاڑنہ چالیں دن تک کھانا مردوں کی خفیہ قوت کے لئے اسیر کا کام دیتا ہے۔

گل بکاؤلی کا چوڑا

مردوں کی پوشیدہ قوت کے لئے منڈی کا چوڑا بہت زیادہ مفید ہے۔ ترکیب اس کی یہ ہے کہ منڈی کے پھولوں کو انسا بھگوئیں کہ ان میں نمی آجائے۔ پھر کسی خوشبودار تیل کے ساتھ ان کو ہاتھ سے اتا ملیں کہ خوب چکنے ہو جائیں۔ پھر ان کی ہانڈی وغیرہ مٹی کے برتن میں رکھیں۔ منہ اس برتن کا گل حکمت سے بند کر دیں۔ ہنڈیا کے پلوں میں ایک سو راج کر کے اور سوداخ میں نی رکھ کر ہنڈیا کے نیچے آگ جلا لیں۔ اور نی کے نیچے چینی کا ایک برتن رکھ دیں۔ اسی نی میں

سیر کر چوڑا چینی کے برتن میں ٹپکنا شروع ہوگا۔ یہ چوڑا آدھا ماشہ روز پانچ کے ساتھ کھایا جائے تو مردانہ قوتوں کا ایک طلسمی اثر ظاہر ہوگا۔

ویدوں کی کتابوں کا خلاصہ

ہندوستان کی قدیمی طب کی کتابوں میں گل بکاؤلی کی نسبت حسب ذیل بیانات درج ہیں:-

یہ پھول بڑھاپے کا اثر دور کرتا ہے ہضم ہونے میں ہلکا ہے۔ طاقت اور عقل بڑھاتا ہے۔ پیٹ کے کیڑے دور کرتا ہے۔ اس کے بیجوں کی پھنکی دینے سے اور اس کی جڑ کر آؤنٹا کر پلانے سے پیٹ کا درد جاتا رہتا ہے پھول استعمال کرنے سے خون صاف ہو جاتا ہے۔ منڈی کے پھولوں کا سفوف شہر میں ملا کر چائے سے طاقت بڑھتی ہے اس کے درخت کی جھال کے سفوف کو چھاپھ کے ساتھ ملا کر استعمال کرنے سے بواسیر دور ہو جاتی ہے۔ گل بکاؤلی کا تیل مردوں کے پوشیدہ عضو پل کر پانچ باندھ دیا جائے اور دس ہونڈی پانچ پر ٹپکا کر دن میں دو تین دفعہ پانچ کھایا جائے تو نہ مردی کی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ منڈی کا پھول نہ مالا کی بیماری جڑ سے دور کر دیتا ہے۔ تازہ پھولوں کے ریش کو گھی میں ملا کر پکا یا جائے۔ اور دس خشک ہو جانے کے بعد خدائی کو وہ گھی کھلایا جائے تو خدایم کی بیماری جاتی رہے گی۔ منڈی کے پھولوں کا سفوف بکری کے دودھ کے ساتھ پچانے سے دبا میں دور ہو جاتی ہیں۔ ان کا سفوف دبی میں ملا کر چائے سے بواسیر کو فائدہ ہوتا ہے۔ گائے کے سٹھے کے ساتھ اس کا سفوف کھایا جائے تو ہمیشہ آنے والا بخار جاتا رہتا ہے۔ تعلق مصری یا سنوٹے

ساتھ پس گزیر پھول کھائے جائیں بدلی کا ہوا جاتا ہے۔ اور کھانسی عاتی رہتی ہے۔ کافی مرچوں کے ساتھ اس کا سفوف ملا کر کھا جائے تو بخار جاتا رہتا ہے۔ گھاسے کے جوڑہ کے ساتھ سفوف پھانکا جائے تو خفقان دور ہو جاتا ہے۔ اور عقل بڑھ جاتی ہے۔

مل بکاشی کا سفوف کے ساتھ پس کر یا بجمہ عورت کھائے تو حمل کے قابل ہو جاتی ہے کاغذی میوہ کارس ڈال کر اس کا سفوف کھایا جائے تو مرگی کی بیماری کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ مل بکاشی کا سفوف ایک آنہ دوا خانہ دہلی سے مل سکتے ہیں۔ نہایت صاف ستھرے اور تازہ پھول روانہ کئے جاتے ہیں۔ اور

کوئی شخص ان کا سفوف منگنا چاہے تو دوا خانہ سفوف بھی ہاتھ لگائے بغیر مشینوں کے ذریعے تیار کر کے بھیج سکتا ہے۔ مل بکاشی کے بڑے پھول بھی دوا خانے میں ملتے ہیں۔ اور چھوٹے پھول بھی۔ جو لوگ بڑے پھول منگائے چاہیں وہ فرمائش کے وقت لکھدیں کہ بڑے پھول درکار ہیں یا چھوٹے پھول درکار ہیں یا پس ہوا سفوف درکار ہے۔ ٹین کے ڈبے میں روانہ کئے جاتے ہیں۔ اور لبیل پر چھپا رہتا ہے کہ ڈبے میں بکاشی کے بڑے پھول ہیں یا چھوٹے پھول ہیں۔ یا سالم ہیں یا پس ہوئے ہیں۔ قیمت سب کی یکساں ہے یعنی ایک ڈبہ آٹھ آنے کو دیا جاتا ہے۔ ڈاک کا محصول اس کے علاوہ ہے۔ ڈاک خانے کے قواعد کے بموجب اصل کم سے کم مقدار کے پارسل پر بھی آدرسیر کا محصول لیا جاتا ہے۔ جو جبہ آنے ہوتا ہے۔

مرکب دوا میں

مل بکاشی کی مرکب دوائیں بھی ایک آنہ

دوا خانہ تیار کرتا ہے۔ دوا خانے کی دوا پھولوں کی خواصات کی دوا۔ کوڑھ اور کھنکھارہ لکھنے والا کی دوا۔ مرگی کی دوا۔ وغیرہ مرکب دوائیں جن میں بڑا بڑا مل بکاشی ہوتا ہے بھیجی جا سکتی ہیں۔ جو ہر وقت تیار رہتی ہیں اور ہر بیماری کی مرکب دوا کا ڈبہ آٹھ آنے قیمت میں دیا جاتا ہے۔ جو لوگ تجارت کے لئے زیادہ مقدار میں بند لبر مل بکاشی ان کو بچیس فی صدی کمیشن دیا جاتا ہے۔ مگر ریل کا محصول ایجنٹوں کے ذمے ہوتا ہے اور کوئی دوا واپس نہیں لی جاتی۔ فرمائش بنام میجر ایک آنہ دوا خانہ دہلی بھیجی جاتی ہے۔

ضروری اطلاع

چونکہ منڈی کے پھول ہندوستان کی پیداوار ہیں۔ اور ہر شہر میں مل سکتے ہیں اور ایک آنہ دوا خانہ محض ہندوستانیوں کی خدمت اور مدد کے لئے جاری کیا گیا ہے۔ اس واسطے میں نے اس پھول کے سب فائدے اور نفع بنانے کے سب طریقے تفصیل سے لکھ دیے ہیں۔ تاکہ اگر کوئی شخص خود اپنے مقام سے منڈی کے پھول خرید کر حسب ضرورت دوائیں بنانی چاہے تو بنائے۔ اس کو ایک آنہ دوا خانہ دہلی سے منگائے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں خریداروں کا زیادہ خرچ ہو جائے گا۔ اور جو لوگ ایسے مقامات پر ہیں جہاں منڈی کا پھول نہ ملتا ہو یا ان کو اس کی تیاری میں شواہد ہی ہوں وہ ایک آنہ دوا خانہ دہلی سے چھوٹے بڑے پھول منگاسکتے ہیں اور اس پھول کی مرکب دوائیں بھی منگاسکتے ہیں۔

مگر یہ اطلاع بھی ضروری ہے کہ منڈی کا پھول لینا چاہئے۔ ایک سال کے بعد اس کی تاثیر میں فرق آ جاتا ہے۔ جسے گذشتہ سلسلہ بہت زیادہ مقدار میں منڈی کے پھول جمع کر گئے تھے۔ ایک سال گزرنے کے بعد پچھلے پھول خراب ہو گئے اور ان میں کیرے پڑ گئے۔ یہ دیکھ کر میں نے ثابت پھول بھی دوا خانے سے خارج کر دیے۔ اور بالکل تازہ پھول منگا کر مرکب دوائیں تیار کرائیں یہ پھول دہلی میں آتا ہے تو بہت کوڑا کرکٹ اس میں ہوتا ہے۔ اور دوکاندار بھی صفائی کے پابند نہیں ہوتے۔ اس لئے میں پورے انتہام اور پورے خرچ کے ساتھ اور پوری صفائی ستھرائی کے ساتھ سالم پھول ڈبوں میں بھر داتا ہوں۔

مشورہ

مذکورہ اطلاعوں کے بعد یہ مشورہ دینا بھی ضروری ہے کہ منڈی کے پھول سالم منگائے جائیں اور ضرورت کے وقت ان کو کوٹ کر اور چھان کر حسب ذائقہ شکر یا کالی مرچیں اور نمک اور زیرہ ملا کر استعمال کئے جائیں۔ جن لوگوں کو ذیابیطس یعنی شیشاب میں شکر آنے کی بیماری ہو وہ منڈی کے پھولوں کو پس کر شکر ملائیں بلکہ نمک اور کالی مرچیں اور سفید زیرہ حسب ذائقہ ملا کر استعمال کریں۔ اس بیماری کے لئے یہ دوا اکسیر ثابت ہوگی۔ لہذا ایک ایک ڈبہ بڑی یا چھوٹی منڈیوں کا منگا کر تجربہ کر لیا جائے۔ مگر دوائیں بنانے میں دشواری معلوم ہو تو دوا خانے کو اطلاع دی جائے وہ بنی بنائی دوائیں بھیج دے گا۔

حسن نظامی بلوی

تمام علماء و مشائخ ہندوستان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں

- ۱۔ پشتینی غازیوں کے مرکز اجمبر شریف کے لیوان صفا اور متولی صاحب نے سب سے پہلے مسلمان لیگ کے ساتھ دینے کا حکم دے دیا ہے۔
- ۲۔ حضرت پیر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر غلام محی الدین صاحب نے اپنے مربیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور چونکہ نواب خضر حیات خاں صاحب بھی ان کے مرید ہیں اس واسطے یقین ہے کہ نواب صاحب بھی خیر کار مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے۔
- ۳۔ کانگوسی جمعیت علماء سے بہت زیادہ دوسری مجلسوں کی طرف رجحان ہے اور وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور انھوں نے سب مسلمانوں کو فتویٰ دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں جو مسلمان بڑی جمعیت علماء کے فتوے کے خلاف کرے گا گنہگار ہوگا۔
- ۴۔ میں نے علم و مشائخ نہیں لیکن اپنی حقیقی برادری اور نظامی برادری کے مسلمانوں کے طرف سے واسطے کوئی ایسا کام نہیں ہو سکتا جس سے مسلم لیگ کے ساتھ ہوں۔
- ۵۔ ہندوستان بھر سے خبریں آ رہی ہیں کہ ہر صوبے کے ہشتی مشائخ اور مذہبی مشائخ اور فقہ ثبندی مشائخ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔
- ۶۔ یقیناً یہ سلسلے کے مشہور مشیخ حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے مریدوں کو نام فرما کر جاری کر دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔
- ۷۔ شیعوں کا اور مجتہدین بھی اعلان کر رہا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں صرف گنتی کے چند شیعوں کے ساتھ ہیں۔ مگر وہ بھی بہت جلد مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے۔
- ۸۔ قادیانی جماعت کے پیشواؤں نے بھی حکم دے دیا ہے کہ وہ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔
- ۹۔ ہزاروں شیعہ فرغانہ کی اسماعیلی جماعت اور ہزاروں بڑے ملا صاحب پیشوا اور دینی بڑے بھی حکم دیا ہے کہ ان کی جماعتیں مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔
- ۱۰۔ مخالف پانچوں کی طرف سے یہ غلط الزامات لگائے جا رہے ہیں کہ مسلم لیگ میں سرکاری ہیں اور ان میں بعض مذہبی لوگ پابند نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو بہت جلد خودی سے جواب دینا چاہیے کہ مسلم لیگ سیاسی جماعت ہے مذہبی جماعت نہیں ہے۔ اور اس کا کام بھی سیاسی کام ہے مذہبی کام نہیں ہے۔ اور جب سب علماء اور مشائخ نے فرما جاری کر دیے ہیں کہ سب مسلمان مسلم لیگ کے ساتھ ہیں ہر مسلمان پر جو علماء و مشائخ کو ملتا ہے وہ مسلم لیگ کے ساتھ دینا فرض ہو گیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی علماء و مشائخ نے یہ حکم بھی دیا ہے کہ ان کے ماننے والے مسلمان جھوٹے فساد سے الگ ہیں اور صبر برداشت سے کام لیں کیونکہ جو مسلمان بھائی دوسری جماعت میں چلے گئے ہیں وہ بھی مسلمان ہیں اور ان کے غلطیوں سے ہوتی ہے اور خدا نے چاہا ہے کہ جلدی وہ بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہو جائیں گے۔
- ۱۱۔ مسلمانوں کی سرکاری جماعت ہوتی تو نواب سرفراز خان سرکاری نوکری چھوڑ کر مسلم لیگ میں نہ آتے۔ اور اگر مسلم لیگ سرکاری جماعت ہوتی تو میرا نہ محمدی لائق میٹھی میٹھی شاہ نواز سرکاری نوکری چھوڑ کر مسلم لیگ کی مدد کو نہ آتے۔ ان دونوں نے بڑی بڑی تمناؤں کی سرکاری ملازمتیں چھوڑ دی ہیں۔
- ۱۲۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مسلم لیگ سرکاری جماعت نہیں ہے بلکہ سرکار سے آزادی کی جنگ کرنے والی جماعت ہے۔

حسن نظامی

وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

خدا سے دعا

آنے والے چند مہینے ہندوستان کے لئے بڑے خطرناک ہیں۔ خاص کر مسلمانوں کو بہت دشواریاں پیش آنے والی ہیں کیونکہ کانگریس نے ان میں اختلاف پیدا کرنے کے لئے مختلف پلڈیاں بنا دی ہیں جو جمیعت علماء اور احرار اور خاکسار اور مومن اور شیعہ وغیرہ جماعتیں بظاہر بھی اور درپردہ بھی سب کانگریسی توڑجھڑ کی نشانیاں ہیں اس واسطے وہ مسلمان جو مسلم لیگ کی بڑی جماعت کے ساتھ ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ بہت دانش مندی اور دور اندیشی سے کام کریں یعنی خاکساروں سے اور احرار سے اور جمیعت علماء سے اور مومن کانفرنس سے اور ان کے لیڈروں سے جھگڑانہ کریں۔ اور ان کے خلاف ایسے مظاہرے نہ کریں جن سے فتنہ فساد پیدا ہوتا ہو۔ صرف ان مسلمانوں کو منظم کریں جو مسلم لیگ کے ساتھ ہوں۔ اور الکشن کے قانونی طریقوں کو سمجھیں تاکہ مسلم لیگ کے سب الکشن آئین کے اندر رہیں۔ اور یہ بات کبھی حال نہ ہوگی جب تک کہ مسلم لیگ مسلمان روزانہ صبح کا کام شروع کرنے سے پہلے ایک جگہ جمع ہو کر پانچ منٹ تک خدا سے دعا نہ مانگیں گے۔ ان کی دعا یہ ہونی چاہئے۔

اللھم یا ربنا

تو نے قرآن شریف میں ہم کو حکم دیا تھا کہ مصیبت کے وقت خدا سے صبر مانگو اور غار پر ہو۔ اس واسطے ہم سب تجھ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو صبر برداشت کی طاقت دے۔ اگر ہم اسے مخالف ہم کو اشتعال دلائیں اور ہمارے لیڈروں کو برا کہہ کر ہم کو غصہ دلائیں تب بھی ہم مشتعل نہیں ہوں۔ اور اپنے غصے کو قابو میں رکھیں اور صبر خاموشی سے مسلم لیگ کے لئے کام کرتے ہیں۔ یا اللہ! ہم تیرے بندے ہیں دین اسلام کی عزت اور حکومت قائم کرنے کے لئے میدان میں آئے ہیں۔ تو ہماری مدد کر اور غیب سے ایسے سامان پیدا کر جو ہماری ہر مشکل کو آسان کر دیں آمین۔

یا اللہ! تو مسلم مجلس مسلمانوں کو اور جمیعت علماء کے مسلمانوں کو اور احرار اور خاکسار مسلمانوں کو اور مومن کانفرنس کے مسلمانوں کو اپنی محبت دے اور اپنے رسول کی محبت دے اور اپنی مسلمان قوم کی محبت دے اور مسلمانوں کی بڑی جماعت مسلم لیگ کی محبت دے اور ان سب دلوں کو اسلامی اخوت اور وحدت پر جمع کر دے۔ آمین!

یا اللہ! ہم سب کو اتنی بہت اور برداشت عطا کر ہم مذکورہ جماعتوں کے کسی مسلمان کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچنے دیں۔ آمین!

دعا گو حسن نظامی

بمقام پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پر ایسے اردو بازار دہلی میں چھپوایہ وقت راجا رانا دہی سے شائع کیا۔

ترک شک - اور تلقین یقین کا اخبار

مکات

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی کے سلسلہ عیسوی میں جاری کیا
۱۷۹۰-۲۵ مارچ کو دہلی سے شائع ہوتا ہے

ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ

ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ

ایڈیٹر۔ علی خواجہ نظامی | ۲۵ مارچ ۱۹۲۶ء | سالانہ قیمت دو روپے

ایران ہندوستان کی نسبت چشتی پارہ کی کلیان

کانگریس اور مسلم لیگ اور برٹش لیڈروں کو سیاسی بیانات شائع کرتے وقت اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان کے عوام یورپ
اور امریکہ کی طرح تعلیم یافتہ نہیں ہیں اور مذکورہ سیاسی لیڈروں کے بیانات کا جو اثر ہوتا ہے وہ بھی بڑی اور حیرت آباد کے غلط فہمیاں کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے۔
تین دن پہلے کی ایک تقریر میں جسے بڑی اچھی طرح واقف ہیں ہندوستانی مسلمانوں کے سب سے بڑی اور ان کی نہ چشتی یا نقشبندی یا قادری پیر مرید ہیں اور ہندوستان کے
چشتی نقشبندی اور قادری پیر مسلم لیگ کے طرفدار ہیں۔ یہاں تک کہ نواب خضر حیات خان زیراعظم پنجاب کے پیر بھی مسلم لیگ کے حامی ہیں۔
اور یہ بات عجیب اور محض چھپنے نہ چشتی اور نقشبندی مرکز افغانستان ایران و روس کی حکومتوں میں ہیں۔ اور قادری مرکز بغداد میں ہے۔ اور عراق کے مسلمان اس کا پسند
اثر ہے۔ اور بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہندوستان کے مذکورہ مذہبوں میں غلو کی بھی اور حیرت آباد کے مصادوں میں کہ نہٹ پارہ کا ہاتھ تھا اور کمیونسٹ پارٹی اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے
چشتی قادری نقشبندی پیروں اور ان کے مریدوں سے فائدہ اٹھانے سے غافل نہیں ہے۔
۱۸ مارچ کو نیویارک میں مسلمانوں کا جو بیان راسٹر نے ہندوستان میں شائع کیا ہے وہ بہت گہری دوراندیشی کا بیان ہے کہ اگر مسلم لیگ اچھا بھلا ہو تو اس کا
اثر ہندوستان کے پیر کے مسلمان ملکوں پر بہت زیادہ اچھا ہو گا۔

برٹش لیڈروں کو امریکہ کے تارہ الکسن کے نتائج سے غلط اندازہ نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ نتائج امریکہ کی ایک پولیٹیکل پارٹی کے نابوتہ ظاہر ہوئے ہیں جو کانگریس کی حمایت
ورنہ یہ کہ آزاد قبائل اور افغانستان سب باشندے اور وسط ایشیا کے مسلمان چشتی قادری نقشبندی پیروں کے مرید ہیں۔ اور ان کی سیاسی جماعتیں ہندوستان
بے اطمینانی کی صورت اختیار کر چکی ہیں اور روس اس سے بڑا نیو اور امریکہ کے خلاف فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ حسن نظامی بریڈیٹیڈ آل انڈیا چشتی پارہ

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

مسٹر چرچل کی غلطی اور مسٹر چرچل سابق وزیر اعظم برطانیہ نے روس کی نسبت جو بیان دیا وہ موقع اور محل کے لحاظ سے بہت نامناسب تھا۔ اگر وہ وزیر اعظم ہوتے تو اس بیان کی توبیہ کرتا۔ لیکن آج کل روس کی نسبت وہ باتیں کہنی قطعی نامناسب ہیں جو مسٹر چرچل نے کہی ہیں۔

موسویو اسٹالن کا بیان اس بارے میں کہ روس کے اسٹالن نے مسٹر چرچل کو خزانہ جلدی سمجھتے الفاظ استعمال کئے وہ ان کی شان کے خلاف تھے۔ مسٹر چرچل نے روس کو مصیبت کے وقت روس کی مدد کی تھی۔ اور ایک محسن قوم کے لیڈر کی نسبت موسویو اسٹالن کا اتنا زیادہ غضبناک ہونا کسی طرح نہیں کہا جاسکتا۔ موسویو اسٹالن نے مسٹر چرچل کو ہٹلر تک کہہ دیا۔ لیکن ان کو یہ بات یاد نہیں ہے کہ چرچل کو ہٹلر کی سی خوشنماہی وزارت کے زمانے میں بھی حاصل تھی۔ اور ان کی قوم نے ان کے ساتھ بہت زیادہ انصاف کا برتاؤ کیا ہے۔ اگر مسٹر چرچل نہ ہوتے تو جرنی برطانیہ کو مصیبت و نابود کر چکا ہوتا۔ اس لیے مظلوم انگریز کی نسبت یہ کہنا کہ وہ ہٹلر کی طرح اپنی قوم کے سوا ساری دنیا کی قوموں کو حقیر سمجھتے ہیں بالکل غلط بیانی ہے۔ مسٹر چرچل نے

کہا تھا۔ روس طاقت کے آگے جھکتا ہے۔ یعنی روس اپنی طاقت پر شہنشاہی کرتا ہے۔ تو کیا یہ بات سچ نہیں ہے کہ روس نے اپنی طاقت کے غرور میں ایران اور ترکی کی طرف طمع کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ میر فیصلہ ان دونوں کی نسبت یہ ہے کہ جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں ان دونوں کے دل میں یہی ہے۔ مسٹر چرچل اپنی کھالی ہونے پر قہقہے نہیں چاہتے اور موسویو اسٹالن کی بھید کی تہی بڑھ گئی ہے کہ وہ ساری دنیا کو نکل جانا چاہتے ہیں۔ لیکن قدرت اپنی طاقت کا راز نہ دکھائی۔ مسٹر چرچل کو اگلنا پڑے گا اور موسویو اسٹالن نکل نہ سکیں گے۔

حیدر آباد کا فساد: جب بی بی ریڈیو نے حیدر آباد میں شرم و مذمت سے جھجک گیا کیونکہ چالیس برس تک یہ بات پور کہہ رہا تھا ہندوستان ہی میں ہیر مصر بھی جا کر غلطیوں میں جا کر شام میں جا کر حجاز میں جا کر اور افغانستان جا کر بادشاہ ہوتے۔ وزیر سے لیدر روس کے اخبار نویس بھی۔ جس نے کہا تھا کہ ہندوستان میں حیدر آباد ہی ایک ایسی سلطنت ہے جس کی فیاضیاں ساری دنیا کے لئے عام ہیں۔ اور جس کی حکومت مذہبی اور قومی اور نسلی تعصبات سے پاک اور بے قہر ہے۔ مگر آج مجھے اس لئے شرم آتی کہ میری چالیس سالہ محنت پر حیدر آباد کے چند غیر فتنے دار فسادوں نے خاک ڈال دی۔ یا پھر کہنا چاہئے کہ اس کو آگ میں جلا دیا۔

لوگ کہتے ہیں یہ کام اتحاد المسلمین کا تھا۔ میں کہتا ہوں غلط ہے اتحاد المسلمین کے صدر خود نواب جھٹاری کے پاس موجود تھے یہ بھی کہا جاتا ہے یہ کام کیپٹنوں کا تھا۔ جن کا حیدر آباد میں بہت زور و برہمچاری ہے مگر میں اس کو بھی نہیں مانتا کیونکہ کیپٹنوں کی تحریکات کوئی باقاعدہ سیاسی لیڈر نہیں ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں ملکی تحریک نے غیر ملکی صدر اعظم اور غیر ملکی صدر الہام پر اپنے ملکی تعصب کا غصہ اٹا رہا ہے۔ مجھے اس سے بھی اتفاق نہیں ہے کیونکہ ملکوں میں قیادت عمل ناہید ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ فساد کسی سازش اور منصوبے بازی سے نہیں ہوا۔ بلکہ عیسائیوں نے ڈچ بی بی کی سی توڑی اور اس سے فتنے کے عوام کوک اٹھے۔ اور قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ عوام کو جب فتنے فساد کی رغبت دلائی جاتی ہے تو وہ اس کو سوجھ بوجھ بغیر جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ لہذا میں نواب صاحب جھٹاری اور مسٹر گرگین کو اپنے پیارے ملک حیدر آباد کی طرف سے (جس کا مجھے پورا حق حاصل ہے۔ کیونکہ حیدر آباد نظامیوں کا ملک ہے) یقین دلاتا ہوں کہ یہ فساد کسی دے دار نازی کے منصوبے سے نہیں ہوا اور اس کو کسی نامعلوم کی ایک غلط کاری کہنا چاہئے۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی بلوچی

۱۳۶۵ء تا ۱۲ مارچ ۱۳۶۶ء تک کل دینی ملاقاتی ۴۲ آج ملاقاتی بھی بہت آئے۔ اور کمال بھی خوب ہوا۔ کل رات کے دوران سرکارش رات ہی کو ہذا کے فضل سے دور ہو کر تھوٹا سیٹھ لچمن صاحب بھی ملے آئے تھے۔ جنہ کا بھارت لکھنؤ میں بھی پورے تیل کو تاس سے حکیم اشرف صاحب کے چرے بھائی صاحب بھی آئے تھے۔ غزالی خاں صاحب بھی آئے تھے۔ سلیم اختیار الحق صاحب ذرا بخاری صاحبان کے سامنے واحدی صاحب کا خط لے کر آئے تھے۔ حکیم محمد صاحب اور مولانا سعید صاحب اللہ سے تشریف لائے تھے۔ بزا اور میں مشاعرہ کرنا چاہتے تھے۔ بابا انند صاحب اور ویرا کی سیر وائے کے ایک سادہ صاحب ملے آئے تھے۔ نیگور صاحب کی شکل سے ملتی جلتی شکل ہے۔ برآمدہ صاحب میں شکایت کرتے تھے کہ اب آپ کا سفر دینی کے ساتھ دوسرے جگہ بھی ہے۔ میں نے آپ کی کتاب کو دیکھا ہے۔ میں نے بھی دیکھا ہے۔ اب بعض اخبار میں بھی ہے کہ مخالف بعض ہر ہے۔ میں نے کہا ہے کہ میں نے بھی دیکھا ہے۔ دیکھتے ہیں۔ میں نے کوئی اور دیکھا ہے۔ میں نے بہت کم خبر ہوئی ہے۔ یہ دیکھنے بہت پرانے ہندو دوست ڈاکٹر صاحب بھی مجھ سے اس بنا پر رخصا ہو گئے کہ میں مسلم لیگ کی حمایت کرنے لگا ہوں۔ اعدائے کو بھی دیکھا ہے کہ مسلم لیگ کی حمایت میں ہندو مسلم اتحاد کی غرض سے ہے۔ ورنہ میں مسلم لیگ کا دشمن نہ کاغذ میں کامبر ہوں۔ کھوکھلا دینے والا۔

میرٹر میں اسے خالق و بلوچی غلام سفرو بھی ملے
آئے تھے۔ میرے سہوہ کے ایک مریدی سفار
کی تھی۔

[illegible][illegible]

صاحب بی کے ایک لائق ذی علم طبیب
 حکیم ابراہیم علی خاں صاحب کوئے کو گئے
 تھے۔ خواجہ بانو نے کہا ہم سب آپ کے علاج
 کے معتقد ہیں۔ دم کیجئے اور تعویذ دیجیئے۔
 میں نے کہا روم میرے جگر کا گڑا ہے جب
 میں خود اپنے وجود کی بیماریوں کا علاج نہیں
 کرتا تو روم کے علاج کی طرف کیوں متوجہ
 ہوں۔ خواجہ بانو کی آنکھوں میں آنسو آگئے
 مہر پر بھی اثر ہوا۔ آسمان کو دیکھا۔ اور کچھ دیر
 دیکھتا رہا۔ اشارہ ہوا "وَإِذَا أَهْرُ حُمْتُ
 قَهْوُ كَيْتُ خَفِيعُ" جب میں بیمار رہتا ہوں
 تو وہی انداز اختیار کرتا ہے۔ فوراً دفتر میں آیا اور
 تندستی کا تعین دھوم کے لئے لکھا۔ پھر نائے
 میں جا کر سبب مرض کا عمل کیا۔ کچھ دیر کے
 بعد خیراتی حالت نازک ہوئی جاتی ہے گھر دار
 بہت بڑھ گئی ہے۔ میں نے کہا کارساز مارا
 بھگوار مارا۔ فکرواد کار مارا آزار مارا۔ اب مجھے
 اولاد کی محبت سے دوسری طرف متوجہ ہونا
 ہے۔ میرا کارساز بہت جلد اس تکلیف کو دور
 کرے گا۔ چنانچہ پھر شام تک لگاتار اپنا کام کرتا
 رہا مغرب کے بعد گھر میں گیا تو حالت اور زیادہ
 خراب لکھی۔ رات کے ۹ بجے کے بعد سے
 حالت سببیلی۔ مرض کی پورش کم ہوئی شروع
 ہوئی۔ روم کو نیند آگئی۔ ساری رات سکھ
 نیند سوئی۔ پچھلی رات کو دیکھا باکل تندست
 تھی۔ شکر کا سحر ادا کیا۔

ملک قاتی! حکیم امتیاز الحق صاحب اور یار محمد
خلدی اور کنرمل صاحب سپرنٹنڈنٹ ایل اینڈ
ڈوی او آفس اور محمد اسماعیل صاحب محمد علی

سنٹرل پی بلوچی اور سعادت اللہ خاں صاحب
حیدر آبادی اور شاہ عاشق حسین صاحب
اور جنوبی افریقہ کے حاجی شمس الدین صاحب
اور احمد صادق محمد قاضی صاحب وغیرہ صاحب
ملنے آئے تھے۔ آخر الذکر جنوبی افریقہ کے اس
ڈپوٹیشن کے ممبر تھے جو برسوں سے رافا خاں
کی لیڈری میں داخلہ آئے تھے۔ ملا تھا۔ حاجی
شمس الدین صاحب میرے بہت قریبی
ملنے والے ہیں۔ مگر احمد صادق محمد قاضی صاحب
بہت ہی اعلیٰ اہلیت کے ہیں۔ حاجی شمس الدین
صاحب کہتے تھے یہ جنوبی افریقہ میں بہت
خلوص اور جوش کے ساتھ بالائینڈوسم
خود متعلق کرتے ہیں میں نے اپنے مدیر بشن دل
عزیز خاں نظامی کا حال پوچھا۔ انھوں نے
کہا وہ میرے پڑوس میں رہتے ہیں۔ میں نے
حاجی احمد صادق محمد قاضی صاحب سے اپنے
پیارے روحانی فرزند کا یہ حال سنا کہ وہ ان
کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ تو دوبارہ احمد صادق
صاحب کو محبت کی گہری نظر سے دیکھا۔ تاکہ
ان کے ذریعے میری محبت کا کوئی خباںجید
تک پہنچ جائے۔

۹ مارچ ۱۹۲۷ء کو ۱۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو
شعبہ دینی نظامی کے سہارن پور سے محمد عبداللہ
شعبہ دینی نظامی ملنے آئے تھے میرے لئے ایک
بہت پرانا باتھ روم چینی گلدان لائے تھے۔ بہت قیمتی
اور نادر تھی یا گارے بن جھولی ہالی میں بیٹھ کر
کام کیا تھا۔

حاجی ابراہیم صاحب نے شام کو بمبئی والے
سیٹھ حاجی ابراہیم صاحب اور ان کی اہلیہ اور
بیٹے اور سیٹھ عبدالکریم صاحب کے لڑکے اور
غزالی خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ سیٹھ ابراہیم
صاحب نے لنگر کی امداد کے روپے بھی دیئے تھے۔
قریبیہ کی نانی، تاج حسین کی ساس یعنی میری

بہو کی والدہ کا سنگین دایس چلی گئیں۔ جبرائیل کے
حاضر باش استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے
سید یاسین نظامی بھٹہ کے حاضر باش بھی کل بدھ
کو آئے تھے۔ وہ بہت کم سخن ہیں۔ مگر ان کے
دل کا اعتقاد و شمار زبانیں بدلتا رہتا ہے۔
۱۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو ۱۱ مارچ ۱۹۲۷ء کو
مولانا سید حسن آرزو، پھلاری شریف سے
مولانا سید حسن آرزو صاحب ملنے آئے تھے۔ کانگری
نیال کے پرانے پوجش مسلمان ہیں۔ مجھ سے بھی
دیرینہ دوست رکھتے ہیں۔ سید یحییٰ کریم صاحب پھلاری
بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے ان سب کے
ساتھ کھانا بھی کھایا تھا۔

پارٹی ٹیم خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب کو
کوادی ای کا خطاب ملا ہے۔ دہلی کے ہندو لوگوں
اور سکھوں نے روشن آرا گلہب میں ان کو ایک
بہت بڑی پارٹی دی تھی۔ میں بھی واحدی صاحب
کے ساتھ اس میں شریک ہوا تھا۔

۱۱ مارچ ۱۹۲۷ء کو ۱۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو
گورکھا مسرخی، تاج ریڈیو میں دہرہ دون کے
گورکھا سپاہیوں کی سرکشی کی خبر سن کر بہت حیرت
ہوئی۔ کہ انھوں نے اپنے انگریز افسروں کو مارا۔
حالانکہ ہندوستانی سپاہیوں میں صرف گورکھے
ہی ایسے سپاہی ہیں جو سب زیادہ ڈسپلن کے
پابند سمجھے جاتے ہیں۔

۱۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو ۱۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو
تاج صبح عبدالنعمان صاحب کے ساتھ جے پور
گیا تھا۔ پہلے سکندھلاس کے دو ٹکٹ لائے تھے۔
ریواڑی ٹکٹ بہت تکلیف دہی تو فرسٹ کے
ٹکٹ بدلوائے مگر فرسٹ کلاس بھی ٹھوڑے
بدر تھی۔

پوری ترکاری، مولوی ظفر علی صاحب
آنریری مجسٹریٹ بہادر نے راستے میں پوری ترکاری
اور دہی کھلایا۔

بلوچستانی گورو، ہزاری کس ذواب صاحب
کی ریاست کے ایک عہدے دار میر عبدالعزیز
گورو شفیق سفر تھے۔ آج پہلی بار ان سے معلوم
ہوا کہ بلوچستان اور پنجاب میں بھی نرسل کے
لوگ آباد ہیں۔

شام کو ساڑھے پانچ بجے جے پور گیا۔ یمن
سر میرزا اسماعیل وزیر اعظم جے پور کے قربت دار
جمال الدین صاحب ایرانی اور سر میرزا کے
پرائیویٹ مسگر شری استقبال کے لئے آئے تھے
لیڈی سر میرزا اسماعیل کی عالت کی خبر سنی تھی یہ
سفر ان کی بیمار پرسی کے لئے ہوا ہے۔ ف
فضل سے اب ان کی صحت اچھی ہے۔ سر میرزا
صاحب بھی ملاقات ہوئی جے پور کو انھوں نے
گلدستہ بنا دیا ہے۔ رات کے کھانے میں لیڈی
سر میرزا اور ان کی بھانجیاں اور بھانجے۔ اور
جمال الدین صاحب اور عبدالنعمان خاں اور
سارک علی صاحب شریک ہوئے تھے۔ اٹنے
تک خواتین سے باتیں کیں تھیں۔ لیڈی سر میرزا
غیر معمولی عقل و دانش اور علمی ذوق رکھتی ہیں
میری تحریروں کی بہت لڑو تھی جمال الدین صاحب
میرے تک قاہرہ مصر میں رہے ہیں عربی خوب
جانتے ہیں۔ ہماری سیاست سے بھی واقف ہیں۔

۱۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو ۱۴ مارچ ۱۹۲۷ء کو
چہل قدمی صبح نماز کے بعد سر میرزا کے گھر
میں چل قدمی کی تھی۔ قدم قدم پر سر میرزا کی
باعثانی کی خوش نمایاں نظرائیں۔ وہ بلو نواز
کے فن میں یو پ اور ایشیا کے شہر کے کمالات
رکھتے ہیں۔

شہر کی سیر، منجے ناشتے سے فارغ ہو کر میرزا
مجھے اور عبدالنعمان صاحب کو مینا شہر دکھانے
لے گئے۔ دو سال پہلے جہاں جنگل تھا وہاں
شہر کے دونوں طرف عالی شان عمارتیں
اور بازار بن گئے ہیں۔ میں نے کہا آج معلوم ہوا

کہ جیل کو نکل یوں بنا جاتا ہے۔
رعالمی محبت شہر کے بازار میں ہندو رہا
ہوئی تھیل رہی تھی۔ ہزاروں ہندو جمع تھے
انھوں نے سر میرزا کی موٹر کو روک لیا۔ اور
خوشی کے نعرے لگائے۔ اور ان کو پھول پھینکا
اور یہ بھی کہا۔ اناج دو۔ اناج دو۔ یہ منظر ہمیشہ
پُر اثر تھا۔ ہندو رعایا ان کی بہت ہی زیادہ
دلدادہ معلوم ہوتی ہے۔
قرآن کے زیر سایہ دس بچے دہلی جانے
کے لئے تیار ہوا تو لیدی سر میرزائے دونوں
ہاتھوں پر قرآن رکھ کر ادباً اٹھایا اور مجھے اس
کے سامنے سے گذار۔ ان کی اس بات
نے مسلمانوں کی بڑی نواست آنکھوں سے
دکھادی۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان کو میری اسلامی
خدمات کتنی زیادہ پسند ہیں اور وہ کتنی زیادہ مجھ
سے محبت کرتی ہیں۔
قرآن کی برکت دہلی سے آیا تو جے پور
تک ریل کی مصیبت میں مبتلا رہا تھا۔ اسی
کے وقت جمال الدین صاحب اسٹیشن تک
پہنچے آئے۔ اور قرآن کی برکت سے
فرسٹ کلاس کا پورا ایک خالی درجہ مل گیا۔
جس میں دہلی تک بہت آرام سے آیا۔ اور آتے
میں تحریری کام بھی کیا۔
نواب صاحب یا ٹوڈی یا ٹوڈی روڈ
اسٹیشن سے نہایت نرس نواب صاحب یا ٹوڈی
بھی میری ریل میں سوار ہوئے۔ اور مجھ سے
میرے ڈبے میں ملے آئے۔ خوب صورت
اور خوب سیرت نوجوان ہیں۔ یورپ اور امریکہ
میں بارہ دفعہ جا چکے ہیں۔ انگریزی کھیلوں کے
بڑے ماہر ہیں۔ یورپ اور امریکہ میں بھی ان
کی قابلیت مانی جاتی ہے۔
سید امان کی آمد نہ منجھو دہلی پہنچی
علی اور شہاب الدین خاں اور خشی خاں نظامی

استقبال کے لئے آئے تھے۔ علی سے معلوم
ہوا۔ آج تین بچے حسین کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا
ہوا۔ میں نے آج سے آٹھ دن پہلے حسین کو
خط لکھا تھا کہ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ
خدا تم کو تیسرا بیٹا عنایت فرمائیگا۔ اور اس کا
نام سید امان رکھا جائیگا۔ اور اس خبر کا تاثر
انت پور میں تمہارے پاس آئیگا۔ علی نے
سنس کر کہا میں نے آپ کی پیشین گوئی کے
مطابق بھائی جان کو تازہ پیدیا ہے۔
پوتے کو گود میں لیا کہ گھر میں آیا۔ موتی محل
میں جا کر اپنے نووار دپتے کو گود میں لیا۔
سلمان اور قدس بہت خوش معلوم ہوتے
تھے۔ حور بانو اور کوثر بانو اور محبوب بانو اور
امت المتین وغیرہ بھی بچے کے پاس تھیں۔ بچہ
ذرا کمزور ہے۔ آنکھیں بڑی بڑی ہیں۔ میں
نے کہا اس کے جسم پر سفوف کا تیل ملو۔ امان
آنکھیں کھولے ہوئے غور سے کچھ دیکھ رہا تھا
حور بانو نے کہا یہ کیا دیکھتا ہے؟ میں نے کہا
ہندوستان کی بے لانی کو دیکھتا ہے۔ جس
کو دہر کر کے کی برکت لے کر آیا ہے۔ اور اسی
لئے میں نے آٹھ دن پہلے اس کا نام امان رکھا تھا۔
۱۴ مارچ ثانی ۱۹ مارچ منگل دہلی
حرف۔ جڑ پایا آج میرے خاندان نیوہ گان
کے افراد کی تعداد ایک سو ایک ہو گئی۔ پہلے
تناؤ سے تھے۔ وحی بن علی کی آمد نے تنوکی
نواد پوری کی تھی۔ سید امان آئے تو ایک سو
پہر ایک کا اضافہ ہوا۔ خاندان کے سب چہرے
بڑے افراد جمع ہوئے تھے۔ اور میں ان سب
کے ساتھ درگاہ شریف میں سید امان کا حصہ چڑھا
گیا تھا۔
پارٹی شام کو مانچنے والی اور ڈپٹی سیکریٹری الدین
صاحب کے ساتھ ہی دہلی کے ایک ہوٹل میں
گیا تھا۔ جہاں بلی کے ہندو مسلمانوں اور سکھوں

نے خان بہادر حاجی وجہ الدین رفیق المسلمین
کے فرزند صاحبزادے حاجی جمل الدین کو ایک
شان دار پارٹی دی تھی کیونکہ ان کو ابھی انگریزی
محبوٹی ملی ہے۔ میں نے رفیق قدیم خاں صاحب
حکیم محمود علی خاں صاحب ماہر سے کہا مجھے بھی
اپنے خاندان کے ایک فرد کو پارٹی دینی ہے۔
کوئی دہلی کی انگریزی محبوٹی دی گئی ہے کیونکہ
میں اپنے خاندان کی خوشی کو اپنی خوشی اور اس
کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہوں۔ اور اگر میرے
خاندان کے کسی آدمی سے کوئی اچھا کام ہو تو اس
سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ اور بزرگام ہو تو اس
بڑھتا ہے۔
اخبار میں دس ۹ مارچ اور ۱۰ مارچ کے اجراء
کی اشاعت میں تین چار دن پہلے تو اس لئے
دیر ہوئی کہ ۱۰ مارچ کے بلوائیوں نے بجلی گھر جلاد
تھے۔ اور چھاپے خانے کئی دن بند رہے تھے
۱۶ مارچ کو دونوں اخبار چھپ کر تیار ہو کر ڈاک خانے
میں گئے تو وقت کم تھا۔ اخبار کی تعداد زیادہ
تھی۔ بھٹوں پر مہر تین لگ گئیں۔ آدھا اخبار ڈاک
ہوا اور دبا رہ گیا۔ تو اگر کوڈاک خانہ بند ہوا۔ اور
بہر کو ہولی کی وجہ سے ڈاک خانہ بند رہا۔ اس لئے
بقیہ اخبار ۱۹ مارچ کو روانہ ہوا اور اب ۲۵ مارچ
جلدی شائع کرنا چاہتا ہوں کیونکہ عرس کی
مصرفیت کے سبب ایک ہفتہ کام بند ہو گیا
رات کو اس کے ٹکٹ میٹروں میں تحریری کام کیا تھا۔
حیدر آباد کے تار میں نے حیدر آباد کی شہر
کی ریڈیو پر سنی تو فوراً ریلوے تار حیدر آباد سے
اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کی اور شاہنشاہ
ولی عہد بہادر کی۔ اور صدر اعظم بہادر کی۔ اور
مسٹر کرکین کی۔ اور مولوی زاہد جاوید صدرالہمام
فنائن کی بذریعہ تار خیریت سنکائی تھی۔ آج سب
کے جواب آگئے۔ اعلیٰ حضرت کے چیف سکرٹری
صاحب خیریت کی اطلاع بھی۔ ولی عہد بہادر

نے بھی خیریت کا تار بھیجا ہے۔ اور سرگزین
کی خیریت کا تار بھی آگیا۔ اور بیگم زادہ حسین
صاحب نے بھی خیریت کا تار بھیجا۔ اور
نواب صاحب چغتاری نے بھی خیریت کا ایک
تفصیلی تار بھیجا ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر
ادا کیا کہ میرے پیارے ملک حیدرآباد کی
بے امنی کی خبروں سے دل میں جواضطراب
نہا۔ وہ دور بہا۔ خواجہ بانو کو سب سے زیادہ

بیگم زادہ حسین اور بیگم نواب چغتاری کی طرف
سے خیریت کی خبر کہ کہ شاہ منزل میں ملے گئے
کی خبر کی خبری باد بیگم زادہ حسین کی شاہ منزل
قریب پہنچی بہر خواجہ بانو نے رات کو اپنے
رہو کو خبری تو یہ کہ تک جاگتی رہیں ہاں وہی
کتنی رہیں کہ خبر نہیں نواب صاحب چغتاری
کی بیگم صاحبہ کی رات گزری ہو گی۔ اور بیگم زادہ
اوتان کے بچوں کا کیا حال ہوا اس کا سراپا

کہانہ کے فضل پر بھروسہ رکھو۔ وہ اچھی خبر
شنا ہے گا۔
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں
میں نے خطا کیا ہے کہ میں نے شاہ منزل میں

سُلْطَانِ دِلّی کے عرس میں سلطانِ دکن کی نذر

حضرت سلطان الشاہ خواجہ سلیم الدین اولیا محبوب الہی کہانہ عرس میں تشریف لائے۔ حضرت سلطانِ دکن نے بھی تشریف لائے۔ حضرت سلطانِ دکن نے بھی تشریف لائے۔ حضرت سلطانِ دکن نے بھی تشریف لائے۔

نغم بر سرِ سماعِ عرسِ حضرتِ محبوبِ دہلی

عیانِ حسنِ میں صورتِ بہائی : محمد سے پی نسبت ہے علی کی

بہنِ پوشیدہ کوئی حرفِ بسین : عجیب ہی شان ہے خطِ جلی کی

سرِ مہر ہے سلطانِ الماس : بھی عہد ہے دہلی میں ولی کی

کلدہ نذرِ کہنتی ہے : قیا اسٹی ہے رتبِ صندی

جو کہتا ہو وہ مہرے صاحبان : یہی کجاست ہے یوں خطِ خسی

صوبہ دہلی، پنجاب اور ریاستوں کے بقیہ خطوط

ایڈیٹر صاحب! دہلی کا خط
محترمی خواجہ صاحب۔ آداب عرض۔
نئے سال کے خطابات کی فہرست میں آپ کا
نام دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ گورنمنٹ نے ایک
دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے۔ خدا آپ کو یہ اعزاز
مبارک کرے۔ اور آپ عظیم دین کی خدمت
پہلے سے بھی زیادہ مستعدی کے ساتھ انجام
دیں۔ خادم۔ فضیح الدین احمد ریم (لے)
سکریٹری دارالحکومت لاہور میری دایہ ٹریٹرسلا دہلی
شکریہ کہ آپ کی خاندانی برتری اور ذاتی
حاصل علی و فہم و دانش دہلی کے موجودہ
نوجوانوں میں بہت ممتاز ہے۔ اور آپ اپنے
ادبی سوسائٹی جاری کر کے دہلی کے علمی چرچوں
میں جان و مال دی ہے۔ شکر گزار حسن نظامی۔
پیرزائے سیدالہاف حسین نظامی کا خط
سلام علیکم۔ آج یکم جنوری ۱۹۴۶ء کے اخبار
میں یہ خبر پڑھ کر دل کو از حد مسرت ہوئی
کہ گورنمنٹ برطانیہ نے جناب کو جس اعزاز
کا خطاب عنایت فرمایا ہے میری اور میرے
تمام گھروڑوں کی طرف سے دلی مبارکباد
قبول فرمائیے اور خواجہ بانو صاحبہ کو بھی میری
اور سب گھروڑوں کی طرف سے مبارک کہد کیجیے۔
والسلام۔ سیدالطاف حسین
دعا ہے کہ تم میرے قریب قربت دار بھی ہو۔ شاکر
محمد اور میری بہن کے دلدادہ بھی ہو۔ اور تم
نے ساہا سال میرے دفتر میں رفیقانہ کام بھی
کیا ہے۔ اور بہت اخلوص اور تعلق شروع
ہے آج تک اپنی وضع بر قائم ہے سوائے اس
کے کہ تمہاری ذاتی بہت بڑھ گئی ہے۔ اور وہ

سفید بھی ہو گئی ہے۔ تمہاری تہنیت سے مجھے
اور خواجہ بانو کو بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ
تم کو اور تمہارے بیوی بچوں کو شاد کام رکھے۔
دعا گو۔ حسن نظامی۔
ایڈیٹر صاحب! سالہ آجکل دہلی کا خط
میری حضرت خواجہ صاحب قبلہ مدظلہ
یکم جنوری کو یہ معلوم کر کے بجز مسرت ہوئی کہ
سرکار عالیہ نے جناب کو جس اعزاز کا خطاب
عطا کیا ہے۔ اس دن مبارکباد کا تا بھیجا
تھا۔ امید ہے مل گیا ہوگا۔ یکم فردی کے
آجکل میں اس بارے میں نوٹ شائع ہوگا۔
نیاز آگین (آغا) محمد یعقوب دہلی (ایڈیٹر رسالہ
”آجکل“ دہلی)
(وہ نوٹ شائع ہو گیا ہے اور ذیل میں درج کیا جاتا ہے)
بدیہ تبریک، سالہ کے خطابات و اعزازات
کی جو فہرست حال ہی میں شائع ہوئی ہے اس
میں حضرت خواجہ حسن نظامی دہلی کا نام
نامی بھی موجود ہے۔ خواجہ صاحب کے
عظیم ادبی احسانات اور تجربہ علمی کے پیش نظر
کہا جاسکتا ہے کہ حکومت ہند نے آپ کو
جس اعزاز کا خطاب عطا کر کے خواجہ صاحب
قبلہ ہی کی نہیں بلکہ خود اس خطاب کی بھی
عزت افزائی کی ہے۔ خواجہ صاحب کے
فیضانِ عظیم سے ادارہ ”آجکل“ بھی اکثر
مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ اس موقع پر ہم
انتہائی خلوص کے ساتھ حضرت خواجہ
صاحب کی خدمت میں اظہارِ مسرت اور
بدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔
(محمد یعقوب دہلی)

شکریہ کہ پیارے بھائی آغا محمد یعقوب
خان صاحب دو آشی افغانستان کے کشاہی
خانان سے تعلق رکھتے ہیں۔ نشریات جنگ
کی وجہ سے ان کے محنتی کمالات علمی مجھ تک
آئے اور ساری مشرق میں ان کی دہشوم
ہی۔ ان کا تاجیدر آباد میں مل گیا تھا۔
اور ان کا خط اور سالہ آجکل کا نوٹ
دہلی آنے کے بعد میں نے پڑھا۔ ان کو مجھ سے
محبت ہے اور محبت انسان کو عیب دیکھنے
اور سننے نہیں دیتی۔ اس لئے آغا صاحب
میرے عیوب کو نہ دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔
ان کے تارا ور خط اور رسالے کے نوٹ
کے ہر اظہار میں خلوص و محبت کی بہنیں
جاری ہیں۔ دلی شکریہ ادا کرتا ہوں حسن نظامی
قادر الکلام صوفی صاحب اجیری کا خط
محترم جناب خواجہ صاحب آپ کو جو
خطاب ملا ہے میری طرف سے مبارک ہو۔
خداوند کریم اور آپ کا متبہ بلند کرے۔
تیرا دیوانہ ہو گیا صوفی
یہ سبق کیا پڑھا دیا تو نے
نیاز مند قدیم۔ صوفی اجیری قادر الکلام دہلی
شکریہ کہ آپ درویش با صفا ہیں تیس سال
سے درگاہ حضرت محبوب پاکؐ کے حاضر باش
ہیں۔ آپ کی درویشانہ شاعری کا درجہ بہت
بلند ہے۔ اور میں آپ کو قادر الکلام کہتا
ہوں۔ آپ کی تہنیت سرشام میرے پاس آئی
تو مجھے آپ کا یہ مصرع یاد آیا۔
سرشام تو صوفی کے گھر کو نہ جا کوئی کیا چلے کوئی
کیا سچو۔ آپ کی دعا کا محتاج حسن نظامی۔

امام صاحب سنہری مسجد دہلی کا خط
مخلصی شمس العلماء جناب خواجہ حسین نظامی
صاحب - سلام علیکم - اخبار انجام کی
فہرست خطابات میں میری نظر تو جناب کے
اسم گرامی ہی تک محدود رہی تھی سال کے
شروع میں شمس العلماء کا خطاب تو ظاہری
ہے۔ آپ تو شمس باطنی ہونے کے پہلے ہی
غیاظ میں محققین اور مدین کے دلوں
کو جیتی شعاع کے اتوار و برکات سے منور
اور روشن کر کے نظام دین کی جماعت کو
منظم فرما دیا ہے۔ میں آپ کو مبارک باد
کہتا ہوں اور آپ کی درازی عمر کے لئے دعا
کرتا ہوں۔ فقیر ید نسیم احمد ختی دامام
سنہری مسجد دہلی۔

شکر یہ کہ آپ میرے بزدل ہیں۔ دہلی کے
ان علماء میں بڑا درجہ رکھتے ہیں جو تصوف
کے دلدادہ ہیں۔ آپ کی تہنیت تو میری
عاقبت بخیر ہونے کی ایک دعا ہے۔
دعا کا محتاج - حسن نظامی۔

لالہ راج کشن صاحبی - لے کا خط
بخدمت خواجہ جی صاحب - آج صبح
جب اخبار آیا تو شروع ورق پر نئے سال
کی خوشی میں خطابات کی فہرست تھی۔

اس کو دیکھا تو ایک دم جب نظر آپ کے نام پر
پڑی تو دل باغ باغ ہو گیا اب تک سبک
تو آپ کی قابلیت - ذہانت و سخاوت کی
مشکور تھی لیکن اب تو گورنمنٹ نے بھی سکو
مان لیا اور سرٹیفکٹ عطا فرمایا جس پر
شمس العلماء رکندہ کیا - بندہ آپ کو مبارکباد
دیتا ہے۔ ایشور کا شکر ہے کہ حضرت
نظام الدین بسبی جس کو ہم اپنی ہی بسبی
خیال کرتے ہیں۔ آپ جیسی اعلیٰ ہستی سے
رواقی افروز ہے۔ بندہ زیادہ لکھنے کے

قابل نہیں ہے اور خط کو ان ہی معمولی
الفاظ پر اکتفا کرتا ہے۔ نظر عنایت کا
خواہش مند - راج کشن دہلی۔ لے ساکن قدیم
عربہ لے حال آبادی جنگ پورہ - نئی دہلی۔
شکر یہ کہ پیارے راج کشن اتم میرے بڑوں
کی بسبی سب سرے کے رہنے والے ہو جنہارے
تایا لالہ سری رام اور تمہارے والد لالہ
بہری رام میرے دوست ہیں - اور میں تم کو
اپنے بچوں کی طرح سمجھتا ہوں۔ اس لئے سچ
تمہاری تہنیت سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔
خلیل الرحمن صاحب کا خط

میرے خواجہ پیارے دام اتقا لہ سلام علیکم
میں اپنے ساتھیوں سمیت خطا شمس العلماء کی
مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیے۔
راحم خلیل الرحمن کوچہ رائے مان - دہلی
شکر یہ کہ پیارے بھائی خلیل الرحمن بڑے
گوشت کے تاجر ہیں اور پھر پند لہوتی کو بھی اپنے
خلوص اور محبت کے حال میں بھانسنے کھلے
ان کا خط بہت طویل تھا میں نے مختصر کر دیا کیونکہ
زیادہ ملح سرائی سے شرم آئی شکر گزار حسن نظامی

زیدی صاحب کا خط

حضرت خواجہ صاحب - سلام علیکم۔
مجھے یقین ہے کہ جناب والا کو میں یاد ہو گا
یا یاد آ جاؤ گا۔ میرا نام سید اظہر حسن زیدی
ہے۔ ”یادگار حسینی“ کے جلسے میں بقام ملتان
جناب کی زیارت ہوئی تھی اور اسی جلسے میں
جناب کی صدارت میں بندہ نے ایک تقریر
مختصر سیرت سید الشہداء حضرت امام حسین
علیہ السلام کے موضوع پر کی تھی اور اسی وقت
سے بندہ محض جناب کی خیریت مزاج معلوم
کرنے کے سلسلے میں اخبار منادی کا خریدار

ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ جناب کو گورنمنٹ نے
شمس العلماء کا خطاب دیا ہے۔ یقین فرمائیں
کہ تمام رات اس فکر میں رہا کہ جناب کو کیا
لکھوں۔ مبارکباد مگر یہ تو کچھ زیبا نہیں آتا
لئے کہ اس خطاب سے جناب کی عورت میں
کوئی اضافہ نہیں ہوا بلکہ فرسودہ قسم کے
ملاؤں کو یہ خطاب اس قدر عام مل چکا
ہے کہ اب اس خطاب سے بوسیدہ ملائمت
کی بو گئے لگی ہے اور خواجہ حسن نظامی کی
شخصیت کے لئے ہرگز یہ خطاب موزوں
نہیں معلوم ہوتا۔ آپ کے لئے تو سربا
بزر ہوئی نس سے کم کوئی خطاب بنا گورنمنٹ
کی مروت ناشناسی ہے۔ اے عالموں کے
سوچ آپ دیر تک زندہ رہیں ہندوستان
کی اسلامی عظمت کی بس ایک یادگار آپ کی ہے
والسلام۔ سید اظہر حسن زیدی بھدی پارک
شکر یہ کہ بھائی زیدی بھدا آپ کو صحت و
ملتان والی تقریر آج تک کاٹوں میں گونج
رہی ہے۔ بیان کا جادو سنا کرتا تھا۔ مگر
آپ کے بیان کا جادو کانوں سے بھی
سنا۔ آنکھوں سے بھی دیکھا۔ اور دھڑکے
سر پر چڑھ کر ہمیشہ بولتا رہتا ہے۔ فلسفیانہ
نفسیات کے مشاہدوں اور تجربوں سے
مجھے یقین ہو گیا ہے کہ حضرت علیؑ کی اولاد
جوان کی ساجری میں مسلمانوں کی تیتوں
مشہور رنسلوں شیخ - مغل - پٹھان سے کہیں
زیادہ بڑی ہوئی ہے خصوصاً حضرت
زید بن امام زین العابدینؑ کی اولاد کی ذہنی
برتری تاریکوں سے بھی ثابت ہے اور ذہنی
مشاہدات سے بھی اس کا ثبوت ملے۔
سادات بارہ زیدی تھے۔ سیاسی مبصرین
ان کو ”بادشاہ گز“ اور ”بادشاہ کش“ کہتے

آئے ہیں۔ مگر میں ان زیدی سیدوں کی شجاعت اور سرفروشی اور سیاسی قابلیت پر غور کرتا ہوں تو حیران رہ جاتا ہوں۔ ان کے زمانے سے لیکر بہادر شاہ کے زمانے تک اور بہادر شاہ کے زمانے سے آج تک زیدی سیدوں کو ہر نرم میں اور ہر نرم میں سب سے آگے اور سب سے زیادہ درخشاں پایا ہے۔ آپ کی تہنیت ایک عالم کی تہنیت ہے۔ ایک واسطہ کی تہنیت ہے اور ایک ادیب کی تہنیت ہے اور ایک ہم جد سید کی تہنیت ہے۔ دل شکرتہ جزا نظر

نیا زاحمد خان صاحب چشتی کا خط
شمس العلماء حضرت قبلہ صاحب خواجہ صاحب حکومت برطانیہ نے آپ کو نور پور شہر کا خطاب دیا ہے۔ مجھے یہ سنکر فی مسرت ہوئی۔ آپ نے سارے چشتیوں کو اکٹھا کر کے جو خدمت کی ہے اس سے میں بہت متاثر ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ منادی کو میرے نام جاری کر دیں میں قید حضرت میاں علی محمد خان صاحب سجاد نشین بسوئی ضلع ہوشیار پور کا دست سیت ہوں خطاب کی مبارکباد قبول فرمائیں۔ والسلام۔ تالپدار و طالب دعا۔ انصر محمد نیا زاحمد خان چشتی سکند کاٹھیاں ضلع خواجہ دعا کہ آپ ایک ایسے بزرگ کے حلقہ بگوش ہیں جو میرے بچپن کے دوست ہیں اور جن کے نانا سے میں فیض پایا تھا اور جن کی علی برتری اور علمی عظمت اور روحانی نسبت کو موجودہ مشائخ چشتیہ بہت برگزیدہ مانتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ چشتی خواجگان کے فیضان سے ہمیشہ بہرہ رکھے دعا گو۔ حسن نظامی۔

سعد اللہ نظامی اور چھوٹے نظامی کا خط

جناب قید و کبد مرشدی و مولائی خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ بعد قدموی کے عرض ہے کہ ہم غلاموں کی طرف سے بھی خطاب کی مبارکباد قبول فرمائیے کیونکہ ہم حسب دنیا کی رسمیں سدا پیچھے ہیں اسی طرح ہماری مبارکباد بھی سب سے پیچھے ہے۔ دراصل حضور کے غلام مبارکبادوں کے خطوط پر صرف پڑھ کر خوشی حاصل کرتے رہتے اور اسی خوشی میں سر ہوش رہتے اور زہیر ہو گئی امید ہے حضور معاف فرمائیں گے حضور کے غلام سعد اللہ خان نظامی اور چھوٹے نظامی از لاہور۔

دعا میں بھی غریب ہوں ہم بھی غریب دعا گو۔ ہم میرے دل میں ہوں۔ میں تمہارے دل میں ہوں۔ خدا تم دونوں کو دین کی اور دنیا کی امیری عطا فرمائے دعا گو۔ حسن نظامی۔

عبد الحمید نظامی کا خط

سیدنا و مرشدنا شمس العلماء مصروفون حضرت خواجہ صاحب قبلہ دام ظلکم۔ شمس العلماء کے درخشاں خطاب کے لئے اس بندہ حق کا بدیہ تہر یک قبول فرمائیے گوشت برطانیہ نے یہ خطاب حضور والا کی خدمت میں پیش کر کے علم و ادب کی نمایاں قدردانی کا ثبوت دیا ہے۔ فی استیضات حضور کی ذات اقدس ہی اس خطاب کی صحیح معنوں میں مستحق تھی اور حضور کے اسم گرامی کے ساتھ مل کر شمس العلماء کی علمی ترکیب کی ہی عزت افزائی ہوئی ہے ورنہ

حضور والا علم و ادب اور طریقت و عرفان کی ان مثال پر پہنچ چکے ہیں جہاں اس قسم کے خطابات کی کوئی ضرورت نہیں رہتی کاش حضور کی گراں قدر تصانیف کا غیر ملکی زبانوں میں ترجمہ ہو جائے اور دنیا کو معلوم ہو سکے کہ ہندوستان نے اردو ادب میں کبھی پیدل تقدیر جی پید کی ہے اللہ کریم کا۔ یہ پتہ روحانی فرزندوں اور ادب و روئے ہمیشہ قائم رکھے۔

اردت کیش و حلقہ بگوش عبد الحمید نظامی بی۔ اے۔ آنرڈ سیری کلچر آفیسر لاہور (دریاست جموں) کشمیر۔ دعا گو۔ فرزند روحانی ہو علم و ادب کا ذوق رکھتے ہو۔ میں تمہاری مخلصانہ تہنیت کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہوں خدا ہر کام میں باراد کرے دعا گو حسن نظامی

شکیل صاحب بدایونی کا خط
قبلہ محترم خواجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ شمس العلماء کے خطاب پر ہر دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ نیا زمند شکیل بدایونی (بی۔ اے) معین دہلی۔

شکر یہ کہ آپ میرے سرکار خوب پاک کے ہم وطن ہیں۔ بولنے میں بھی شکیل۔ دیکھنے میں بھی شکیل۔ اور کمالات شامری میں بے مثل و بے عدیل۔ دلی شکر گذار حسن نظامی

پندت من کام ایشور ناتھ صاحب کا خط
مکرمی تسلیم خطاب شمس العلماء کی مبارکباد۔ خیر خواہ قدیمی۔ پندت منکایشور ناتھ ایشور ریاست اندور۔

شکر یہ کہ جیسے پیارے بڑے پندت تیری دوستی اتنی زیادہ چرائی ہے کہ اب میں قدامت کے مجور نہیں رہتا

میں اس محبت و محبت کو بھی رکھ دینا چاہتا ہوں۔ کہنے سے نام کو نہیں سمجھا منکایشور لکھا میں نے اسکو سمجھا۔ اور من کام ایشور لکھا لکھ کر اس نام کے معانی سمجھ کر

سیدنا درشاہ صاحب کا خط
مکرم اخویم حضرت خواجہ صاحب۔

سلام نیاز۔ خطاب و اعزاز شمس العلماء
کی مبارک حد مبارک ہو۔ آپ کا بھائی
سیدنا درشاہ سجادہ نشین درگاہ حضرت
مولانا خواجہ سید بدر الدین اسحق پاک بن
شکریم کے پاس بھائی آپ میرے ہم عہد ہیں اور
میرے جدا علی کے مزار پر صاحب سجادہ ہیں اور
باوجود ہم جد ہونے کے مثل ابوبسب نہیں ہیں بلکہ
مثل حمزہ و عہداس ہیں دلی شکر گذار حسن نظامی۔

مولانا احترام الدین صاحب شافعی کا خط

واجب الاحترام خواجہ فیض نظام اسلام
میری جانب سے خطاب شمس العلماء کی تہیت
حدود رسم و رواج سے تجاوز اور مسرت
عمومی سے بالاتر تصور نہیں کی جاسکتی۔
البتہ میرا قلب کہتا ہے کہ محضی خطاب کا
تام بادشاہ سلامت لیا جائے یا شہنشاہ
والاکرامت۔ حقیقت یہ ہے کہ فیض دہلی

نظامی نے یہ اعزاز الصاف عطا فرمایا
ہے۔ تاکہ انظار شمس نظامی نجوم علماء کے
فضاسوز قیام کے استیصال سے شاکست
کو اپنے نظام خمس میں بخیزد و ربط لوج
احسن منظم کر سکے۔ اور افق مشرق ملک
ملت روکش برق زار مغرب بن جائے۔

یہ نہ کوئی مباہلہ ہے نہ تعلق صرف دعا
طلب خواجہ کی تحریک اور الفتاح روح
پاک محبوبہ کی دیر ہے۔ پھر اجابت و قبولیت
میں کیا تاخیر ہو سکتی ہے۔

بر کر کہاں کا یاد شمار نیست
نیا ز آئیں۔ احترام الدین۔ شافعی۔

میرزا محمد علی شاہ صاحب کا خط

کہ مقامات حریری کا ایک مقام بنادیا ہے
الکرم ثبت اللہ تعالیٰ عنہم و بن
والکرم عنہم الدہلی جن جن خسرو کی نشین
مقامات حریری میں ایک مقام لیس ہے کہ جس کا
ایک لفظ باللفظ اور ایک لفظ لفظ ہے۔
اور شافعی صاحب کا خط پڑھ کر مجھے یہ مقام
یاد آگیا۔ اور اس کا ایک عربیوں عربی زبان
کا کمال دکھانے کے لئے درج کر دیا۔ اس
شعر کا مطلب کچھ زیادہ اہم نہیں ہے۔ یہ
کی خوبی تو محض باللفظ اولیٰ لفظ الفا
کو جمع کرنے کی ہے۔ شاعر نے اس شعر میں
یہ کہا ہے کہ سخاوت زینت دیتی ہے اور
بخیلی رسوا کرتی ہے۔

مولانا شافعی نے اس خط میں یہ کمال
دکھایا ہے کہ اردو زبان کی زمین میں عربی
الفاظ کے گہرائے رنگارنگ آراستہ کئے
ہیں۔ میں ان کی عبارت آرائی پر بھروسہ ہوں
اور ان کی محبت و عنایت کا احترام کرتا ہوں
دلی شکر گذار۔ حسن نظامی۔

خوب یاد آیا کہ میرے آقا اور مولانا
سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین
اولیاء محبوب الہی نے ایک روز فرمایا کہ
جب ہم پڑھتے تھے تو مقامات حریری
کے چند مقامے حفظ یاد کئے تھے۔ خیال
آیا کہ ہم نے محض عربی ادب دانش کا
کمال حاصل کرنے کے لئے اپنی عمر کا قیمتی وقت
ضائع کر دیا۔ اس فعل عبث سے توبہ کرنی
ہے تو اب رسول خدا کی چالیں حدیثیں
بھی حفظ کرنی چاہئیں۔ چنانچہ ہم نے
معارق الانوار کی چالیس حدیثیں
یاد کیں تب ہمارے دل نے مانا کہ تقصیر
اوقات کی تلافی ہوئی۔

میں نے بھی جب اپنے حضور کی یہ تعلیم

تلقین فرمائی تو مقامات حریری کے چند مقامات
حفظ یاد کئے۔ اور اس کے بعد حضور شریف
سے چالیس حدیثیں چھانٹ کر یاد کیں۔ اور
مزار مبارک پر حاضر ہوا۔ غلاف اقدس
اپنے سر پر ڈالا۔ اور مزار سے آنکھیں مل کر
چمکے چمکے راز و نیاز کے انداز میں کہہ میں
نے بھی وہی کیا جو حضور نے کیا تھا۔ اس
وقت میرے دل میں وجد و کیف کی ایک
حالت پیدا ہوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کیا
تھا۔ اور کیونکر تھا۔

شافعی صاحب کے اس خط نے وہ وقت
یاد دلایا جس کی یاد سامنے آتی ہے تو مز
دیتی ہوئی ہاتھوں سے اس طرح نکل جاتی
جاتی ہے جیسے ہاتھ کی مٹھی سے جنما کی
ریت۔ حسن نظامی۔

سراج الدین صاحب قریشی کا خط

سیدی مولانا حضرت خواجہ صاحب شافعی
سلام علیکم۔ ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا
کہ حضور کو شہنشاہ معظم کی جانب سے
شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا گیا
ہے۔ دل کو بہت مسرت ہوئی۔ میں اپنی
جانب سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔
خدا و ہر پاک حضور کو اور زیادہ عزت
بخنے آمین۔ طالب دعا۔

سراج الدین قریشی الباشمی اذریاست
جونا گڑھ۔ کا خط۔

دعا ہے مجھے بہاری تعلیم سے بہت خوشی ہو
کیونکہ تم میرے مرحوم احمد آبادی علیہ رحمۃ
میں قریبی شاہ نظامی کے فرزند رشید ہو اور
تمہاری اہلیت اور قابلیت کو پہچان رہا ہوں۔
دیکھو دیکھو خوش ہوتا رہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ
تم سب بھائیوں کو اپنے نامور والد کے قدموں
چمکنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دہلی شکر گذار

۱۸۵۷ء کے انقلاب ہند کی تاریخ پڑھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا

۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں نے کیا کیا ہمارے ملک میں ہندوستانیوں کو کیا کیا؟ اور ۱۸۵۷ء کے بعد ۱۹۴۷ء تک انگریزوں اور ہندوستانی آپس میں کیسا تڑو کر رہا ہے؟

وہ اچھا تھا یا بُرا؟ حق تھا یا باطل؟

ظلم تھا یا انصاف؟ سچ تھا یا جھوٹ؟

کچھ بھی نہ تھا۔ گزرنی بات تھی گزرتی۔

آج کیا حال ہے؟ کل کیا حال ہونا چاہئے؟ سوچنا بس یہ ہے اگر یہ سوچنا ضروری معلوم ہو۔ تو خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی تاریخ انقلاب ہند ۱۸۵۷ء جس کے ۱۲ حصے چھپ کر شائع ہو گئے۔ اور جس کے تین حصے چھپ رہے ہیں۔ اس تاریخ کے پڑھنے سے انگریزوں کو اپنی نیت کا علم ہو جائیگا۔ ہندوؤں کو اپنی حالت کا اندازہ ہو جائے گا۔ اور پھر وہ دنیا میں عزت اور راحت سے زندہ رہنے کا سیدھا راستہ تلاش کر سکیں گے۔ اس تاریخ انقلاب ہند کے پہلے حصے کا نام بیگمات کے آئینہ ہے جس میں وہ سچے تھے ہیں جو ۱۸۵۷ء کے کشت خون کے بعد آخری بادشاہ کی عورتوں اور مردوں کو پیش آنے قیمت دیئے۔ دوسرے حصے کا نام انگریزوں کی مبتلا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی کسی مصیبت پڑی تھی۔ قیمت آٹھ آئے تیسرے حصے کا نام محاصرہ دہلی کے خطوط رکھا گیا ہے جس میں خطوط ہیں جو انگریزوں نے لڑائی کے وقت آپس میں لکھے تھے کو ٹیپے قیمت چار آئے چوتھے حصے کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ ہے جس میں ان کے مقدمے کا حال ہے جو آخری بادشاہ پلاقلند میں جلا گیا تھا قیمت دو روپے۔ پانچویں حصے کا نام غدر مکران جس میں بہادر شاہ بادشاہ کے وہ مکران ہیں جو قند کے بعد انھوں نے باغیوں کا نام جاری کئے تھے قیمت ایک پیرہ چار آئے۔ چھٹے حصے کا نام غدر کے اخبار ہے جس میں ان اخباروں کے مضامین ہیں جن پر بغاوت پھیلانے کا الزام لگایا گیا تھا قیمت چار آئے۔ ساتواں حصہ غالب کارونما چیمپ ایام غدر جس میں میرزا غالب کی لکھی ہوئی داستان غدر قیمت ۱۲ روپے اس حصے دہلی کی جانجمنی ہے اور جو بات تصویر ہے اور بہادر شاہ اور ان کے اطراف اور شہزادوں کی عکس تصویریں ہیں اور دہلی کی مصیبت کے تاریخی حالات ہیں قیمت ۱۲ روپے بہادر شاہ کارونما چیمپ ایام ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک درج ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ دسواں حصہ غدر کی صبح شام ہندوستان کے قہر ہے دور روزنامے غدر کی نسبت قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ گیارہواں حصہ دہلی کی آخری صبح جس میں غدر سے پہلے کے ایک شاہی شاعر کے کمال ہے قیمت ایک روپیہ۔ بارہواں حصہ غدر کی سزا اس میں ۱۸۵۷ء قند میں جن ہندوستانیوں کو سزائیں دی گئیں ان کا فصل بیان ہے قیمت آٹھ آئے۔ تیرھواں حصہ بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں ۱۸۵۷ء کو کارونما چیمپ ایام ہے جبکہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے۔ یہ چھپ رہا ہے۔ چودھواں حصہ ریزیدینٹ دہلی کا روزنامہ چیمپ جس میں بہادر شاہ اور ریزیدینٹ اور ہندوستان کے وہ حالات ہیں جو ۱۸۵۷ء میں پیش آئے چھپ رہا ہے۔ پندرہواں حصہ اکبر شاہ کارونما چیمپ ایام ۱۸۵۷ء کے لکھنؤ کا روزنامہ چیمپ جس میں بہت اچھا حالات ہیں۔ زیر طبع ہے۔ پتہ دفتر اخبار منادی دہلی۔

زندگی بڑھانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصے میں کیسا ہی درد ہو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے

بچوں کی زندگی جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے اور وہ اپریل، مئی اور مئی کے مہینوں میں مبتلا رہتی ہیں ان کو فاسفورس کے تیل کی مالش نے وہم سے آزاد کر دیا ہے کیونکہ یہ بیماری ”بڈیوں کی دق“ کہلاتی ہے اور بچوں کی کمزوری اور فاسفورس کی کمی سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا نہ کرتی ہیں اس کے جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ کبھی بھی مسمان کی بیماری کا شکار نہ ہوگا۔ اور اس کو سوکھا لگ جانے کی دق سے نجات مل جائے۔ صمد ہا عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کا تجربہ کیا ان سب کے بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہو۔

جوانوں کی زندگی جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ سے کمزور اور ناتوان ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر مل لیا کریں تو ان کی جوانی از سر نو زندہ ہو جائیگی۔ یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں نے کیا ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لئے بڑا پلاسٹک ایذا رساں معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے سبب بچے کمزور ہو جائیں۔ اور خون کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے اور جسم کے اندر فاسفورس کم ہو جاتا ہے جو انسانی زندگی میں نشا اور خوشی پیدا کرتا ہے پس اگر بوڑھے عورت مرد بھی رات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر اور جسم کے جوڑوں پر فاسفورس کا تیل مل لیا کریں ان کو غیر معمولی قوت محسوس ہوگی اور لگا تار مالش کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہیں گی۔ خاص کر اگر سپٹ کے اوپر اس تیل کی مالش کی جائے تو معرے اور آنتوں کے پٹے اپنا کام ٹھیک طور پر کرنے لگیں گے۔ اور ہاضمہ بڑھ جائیگا۔ اور ٹھیک بھی بڑھ جائے گی۔ دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے تو نیند آنے لگیں گی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت فائدہ ہوگا۔

چونکہ یہ تیل جرمی سے آتا تھا۔ اور اب آنا بند ہو گیا ہے۔ پرانے اسٹاک سے مشکل کام چلایا جا رہا ہے اس واسطے اب اس تیل کی بڑی شیشیاں فروخت نہیں ہوتیں چھوٹی چار شیشیاں چار پے میں دی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت نظام الدین دہلی

مکتبہ شریعت - اوزبکستان میں کاشی

مکتبہ

مکتبہ شریعت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء عیسوی میں جاری کیا
۱۹۲۹ء ۲۵ مارچ کو دی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹڈ علی خواجہ نظامی ۱۹۲۹ء سالانہ قیمت دو روپے

سبے بس

ہندوستان میں انگریزی روس کے سامنے
بے بس ہیں۔ اور کانگریس بھی۔ اور مسلم لیگ
بھی۔ بیسی۔ کراچی حکومت۔ دہلی وغیرہ میں جو
خداات ہوئے ہیں یہ سب روسی ریشہ وائیں
کے کرتے ہیں۔ اگر انگریز ہندوستان کو آزاد کر دیں تو
روسی پروگینڈہ خود بخود دبے اترے ہو جائے گا۔
اب تک انگریزوں کے طرز عمل کی نسبت
عام رائے یہ ہے کہ وہ وقت گزاری چاہتے ہیں
اور باتوں سے بہا رہے ہیں۔ یہ بات
ان کی اور ہندو مسلمانوں کی بے بسی دونوں
کو سکتی۔ البتہ انگریز اور ہندو مسلمان دونوں ہی
بے بسی کو دور کر سکیں گے اگر وہ روس کے اندھے
شرع کوئی بھی جس طرح روپیہ جلائے ملک میں
پروگینڈہ شروع کیا ہے۔ ہم بھی روس کے حکمت کے
مسلمانوں پر اور پروگینڈہ کر سکتے ہیں۔

اپنے پاؤں پر کلہاڑی

روس نے انگریزوں اور امریکیوں اور جینیوں
سے مل کر ترمینوں اور ہالیا نیوں کو شکست دی۔
سرمہر چل دوس کی نیت کو اجمعی طرح جانتے تھے
اور انھوں نے روس کی انداز شروع کرتے وقت ہٹا
کہ باغیہ کہ میں وقت کی ضرورت سے مجبور ہو کر دوس
سے اتحاد کرنا ہوں اور نہ روسی حاکم کا پرانا مخالف
ہوں البتہ انگریز اور امریکی تو اپنی ترقی مٹ جانے
کے خطرے سے روس کے مخالف ہونا چاہتے ہیں
لیکن ہم ہندوستان کو برتری دے گا نہیں ہے
بلکہ ترقی کی دلدل سے نکلتا ہے۔ مگر حالت یہ
ہے کہ جس وقت ہم انگریزی حکومت کی دلدل
سے نکلے تو ہمیں گے فوراً روسی دلدل میں گھسن جائیے
اس لیے ہندوستانی کی ہوشیاری کو پہلے سے سوچ
لینا چاہیے کہ وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی
مار رہے ہیں۔

روسی ہندوستانی

جو ہندوستانی کیونٹ کھلتے ہیں روسی خیال دوا
ہیں ساری نیکی تو وہیں روسی خیال کے آدی پائے
جاتے ہیں اور یہ سب کیونٹ کھلتے ہیں۔
یہ کسی مذہب کے قائل نہیں تھے اور میری غری
کافور دور کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں۔
جس نے آج سے ۲۵ برس پہلے ان کی خبر دی
تھی وہ ان کی تحریروں کے اندر ہندوستان میں شائع
کر رہا تھا اور اپنی ہندی کے شائع اور ہندوستان اور ہندو
پیشو کوئی اور ہندوستان کو اکا کو لیا کہ ساری دنیا
روسی خیریت پسینے ہیں۔ ہندوستان کے ہندو
اور ہندو کے ہندوستان کی ساری ہندو ہندو
ہندوستان میں ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان
ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان
ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان
ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان کی ہندوستان

غلط تاریخ بخیر تقریر والا تھا
صحیح تاریخ دل جوڑے گی

بہر سمجھدار ہندوستانی جانتا ہے اور مانتا ہے کہ ہم ہندوستان میں غلط تاریخوں کے تفرقہ ڈال رہے ہیں جو انگریزی سیاست نے
سوج بچ کر تیار کی تھیں مگر اس تفرقہ کو دور کرنے کا طریقہ کوئی نہیں جتا۔ سر جان الیٹ نے بہادر شاہ جاودشاہ کی حکومت کے زمانے میں
جبکہ گورنر جنرل کے چیمبرلین تھے غلط تاریخ ہند لکھنے کی بنیاد رکھی تھی اس غلط تاریخ میں واقعات بھی غلط ہیں اور صحیح واقعات کو ایسی جگہ پر لکھا
گیا ہے کہ ان کے چہرے بڑھ گئے ہیں اور پھر ہندو مسلمان دونوں کے نوکر رکھ رکھا سکولوں اور کالجوں کے لئے ایسی تاریخیں لکھوائیں گئیں جو بطور اجماع معلوم ہو سکیں
مگر ان کے پرستاروں نے کانٹر بزموتا تھا نتیجہ نکلا کہ لاکھوں مسلمان فوجوان اسکولوں اور کالجوں میں کسی پرنسپل یا ٹیچر کی یہ تاریخیں دیکھ کر ایک دفعہ سر کے شکنجے
بن گئے مسٹر ٹاؤن نے ناڈرا جستان کے نام سے ایک اور نہری کتاب لکھی جس میں شتر زیادہ جھوٹا انبار ہے کہ معمولی عقل کا ہندوستانی بھی ان کو غلط اور
جھوٹ سمجھتا ہے مگر حکومت ناڈوا صاحب کی قوم کے ہاتھوں میں تھی یہ جھوٹ بھی پہلے ہی لکھی میں میجر کوہلا، پیر سنیل پر واراہ، پیر موڑ میں بیچے کو دشمن
لگا نیچر یہ نکالا کہ آج تمام ایسی ریاستوں میں ہندو مسلمان دونوں رعایا کے دلوں میں جدائی پیدا ہو گئی ۔

میں نے بھی دوسرے ہندوستانیوں کی طرح اس میں بلوی غلبہ کی کھجما اور چپ چاپ کام کرنا شروع کر دیا اور پہلے دہلی کی تاریخ کو باقاعدہ لکھنا ہندوستان کی تاریخ کی بنیاد کو ڈھکی کی تاریخ اس قدر خطرناک تاریخ تھی کہ کوئی مورخ غالب قہم کے لئے سچی بات لکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا خصوصاً شاہ جہاں کے انقلاب کی نسبت جو بات کہنی اور دشواری کہ ایک طرف چھانسی کا تختہ نظر آتا تھا اور دوسری طرف جہاں دکن کی دیتا تھا تاہم میں انگریزی قانون کی ازلی اور پرین کی آزادی زیر سایہ کام شروع کر دیا اور بارہ حصوں کی ایک تاریخ لکھی جس میں بہت نیا اور مقبول رہی مگر میں اس تاریخ میں صرف شاہ جہاں کے انقلاب حالات جمع کئے ہیں لیکن سچے لوگ لئے اس میں میری تمام تاریخی مواد جمع کر دیا ہے۔

[illegible]

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

وکرمی ٹیک ایک عظیم علاج سے، راجہ ویک رنج کے ہتھے کی دوسرے دہام رہی۔ اور آخری دن جو بد مزگی پیدا ہوئی وہ بھی اس دہام دہام کا ایک حصہ تھا۔ کیونکہ خوں ریزی کا جشن تھا۔ خوں ریزی کا تماشا بھی مہمان فروری تھا۔

لالچ عربی زبان میں جرم اور طمع جس کا چیز کو کہتے ہیں۔ ہندی میں اس کا نانا لالچ ہے۔ لالچ کی میٹھا مٹھیں ہیں جھوٹ اور دود اور عزت کا لالچ انسان کو سب سے زیادہ ہوتا ہے ساری دنیا کے آدمی گورے کالے امیر غریب ادنیٰ اعلیٰ حرم طمع و لالچ کے گرفتار رہتے ہیں البتہ وہ لوگ اس اخلاقی بیماری سے بچے رہتے ہیں جن کو حرم کا نتیجہ اور طمع کا نتیجہ اور لالچ کا فلسفہ معلوم ہو جاتا ہے۔

جس طرح جمائی سے جمائی پیدا ہوتی ہے اسی طرح لالچی آدمیوں کو دیکھ کر دوسروں میں بھی لالچ پیدا ہو جاتا ہے۔ پیسے اور طاقت اور چمک کا طرح لالچ بھی ایک متحد بیماری ہے۔ یہ انسانی خصلت ہے کہ جب کوئی آدمی کوئی آدمیوں میں بیٹھا ہوا اور اس کو نیند کے ٹپے سے جمائی آتے لگتے تو بیٹھنے والوں کو نیند بھی سوجانے لگتی ہے لیکن جمائیاں ضرور آتے لگیں گی۔ مگر حاضرین میں جن کو جمائی نہ آئے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ان کی ارادی قوت نے اس مرض کی چھوٹ کو قبول نہیں کیا۔

میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ چار پٹے ایسے ہیں کہ اگر ان بیٹوں کو لالچ اور طمع سے بچ کر پر لیا جائے تو انسان بغیر کسی نیکی کے ولی بن جائے گا۔

ہے۔ اور یہی چاروں بیٹے ایسے ہیں کہ اگر ان کے کام میں لالچ کا دخل ہو جائے تو بغیر کسی دوسرے گناہ کے محض اس لالچ کے سبب وہ شیطان بن جائیں گے۔ ان میں ایک پیشہ پیری مریدی کا ہے کہ یہ پیشہ بھی اگر لالچ نہ ہو تو انسان کو ولی بنا دیتا ہے۔ ورنہ شیطان بنا دیتا ہے۔ دوسرا پیشہ پولس کا ہے۔ تیسرا پیشہ وکیل کا ہے۔ چوتھا پیشہ حکیم ڈاکٹر کا ہے مجھے آج کل کے زمانے میں بے طمع پیر اور بے طمع پولس والے اور بے طمع وکیل اور بے طمع ججیم ڈاکٹر مل جاتے ہیں۔ تو میں ان کو دیکھ کر خیال کرتا ہوں کہ میں اولیاء اللہ کو دیکھ رہا ہوں اور ان کے طعین خدا سے جو دھا مانگوں گا وہ قبول ہوگی۔ اور جب اس کے برعکس ان چاروں کو دیکھتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ لوگ ناحق شیطان کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ یہ شیطان تو میرے سامنے موجود ہیں۔

آج کل کے سرکاری ملازم اور ریٹائرڈ کام کرنے والے حکیم ڈاکٹر اپنے فرائض خدمت خلق سے بہت زیادہ بے پروا ہو گئے ہیں۔ مرد ڈاکٹر بھی اور لیڈی ڈاکٹر بھی۔ اور ریونی حکیم بھی۔ اور ریونی دانیال بھی سب کے سب زیادہ روپیہ کمانے کے صلحان میں رہتے ہیں۔ ولی میں وکٹوریہ نائٹ اسپتال اور لیڈی ہارڈنگ اسپتال عورتوں کے لئے کھلے ہوئے ہیں مگر دونوں مقامات پر لالچ کا دور چھ ہے۔ بڑے درجن کی لیڈی ڈاکٹر صاحبان دونوں اسپتالوں میں ہیں۔ اور دونوں کا لالچ حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ خاص کر

وکٹوریہ زمانہ اسپتال کی حالت لالچ اور طمع نے بہت زیادہ خراب کر دی ہے۔ اور میرے پاس اس کے کافی ثبوت موجود ہیں کہ وکٹوریہ زمانہ اسپتال دہلی میں لیڈی غریب ہندو اور مسلمان سب بیمار عورتوں کے ساتھ بہت بے تحشی برتی جاتی ہے۔ اور ہر بیمار سے بہت زیادہ فیس لی جاتی ہیں۔ اور بھی ڈاکٹری فرض ٹھیک طور سے انجام نہیں دیا جاتا۔ مجھے سیاسی فسادات ہو جانے کا انتظار ہے۔ اپریل تک تمام ہندوستان میں سیاسی گڑبڑ رہے گی۔ یہی کے چہنئے سے حالات تبدیل ہو جائیں گے۔ اس وقت میں برلن دلی میں نیپل گئی اور نئی دہلی میں نیپل گئی اور لیڈی ہارڈنگ اسپتال اور وکٹوریہ زمانہ اسپتال کی اصلاح کا کام شروع کر دیں گا۔ اس واسطے میں ڈیڑھ مہینہ پہلے فیس دیتا ہوں کہ مذکورہ ہنگامات میں کام کرنے والے آگاہ ہو جائیں کیونکہ میں نے جو ارادہ کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ ہنگامات کے دیکروں کو بلاوجہ بدنام کیا جائے یا ان کے ٹھیک کاموں کی بے قدری کی جائے بلکہ یہ مقصد ہے کہ یہ ہنگامات ادارے اپنے فرض کو سمجھیں۔ اور لالچ سے بچنے کی کوشش کریں اور سب سے زیادہ وکٹوریہ اسپتال اور لیڈی ہارڈنگ اسپتال کے اونچے درجن کی لیڈی ڈاکٹر صاحبان کو چاہئے کہ وہ اپنی معقول تنخواہ کو کافی سمجھیں۔ اور باہر تو لالچ سے دست بردار ہو جائیں۔ ورنہ ان کو بہت سخت گرفت کی جواب دہی کر لیں گے کیونکہ میں نے ہتھ آ کر ان کو سزا دینے کے لئے شروع کر دی ہے جن کی

پہلی تاریخ ہند

نوشتہ شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی
۵ ربیع ثانی ۱۲۹۰ھ / ۱۰ مارچ ۱۹۱۲ء عیسوی التوار

خدا کے عبادین آباد ہیں۔ مندریں اور گھاؤں اور گروداروں میں بھی خوب رونق ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ خدا کی عبادت مخلوق کا فرض ہے بلکہ جنت ملنے کی غرض سے۔ دوزخ سے بچنے کے لئے کئی اور نجات حاصل کرنے کی وجہ سے غازی پڑی جاتی ہے۔ پوجا کی جاتی ہے عبادت خانوں کو آراستہ کیا جاتا ہے عبادت خانوں کے امام پادری پجاری رتی کے لئے اپنے آپ کو سب سے زیادہ نیک اور اونچا سمجھتے اور کہتے ہیں۔ اور دوسروں کو کم تر اور بدکار خیال کرتے ہیں۔ جو خدا کے منکر ہیں۔ ان میں بعض صاف کہتے ہیں خدا نہیں ہے، اور بعض کہتے ہیں خدا موجود تو ہے مگر اس کو ہم پر رحم نہیں آتا۔ اس نے سردی کے موسم گھانینہ نہیں برسایا اور کال ڈال دیا۔

مولویوں پیروں پادریوں پنڈتوں نے نیکی اور پارسائی کے پڑے پن رکھے ہیں لیکن ان کے دلوں میں خدا نہیں ہے۔ فقط رپے اور عزت کی خواہش سے یہ رپ اختیار کیا ہے۔ **بادشاہ** اس ہندوستان کا بادشاہ بڑوں میل دور لندن میں رہتا ہے۔ رسیں ادا کرتا ہے۔ مگر اختیار اتنا بھی نہیں ہے کہ اپنی مرضی سے جہاں چاہے شادی کر لے۔

اس کی تصویر لٹاؤں پر لکھ کر پڑتی ہے ڈاک خانے کے ٹکٹوں پر ہوتی ہے۔ مگر بولتی نہیں اور بولتی ہوئی تو عقائد ہی سنتے ہوں گے۔ جو دل کی بھی بات جانتے ہوں گا اور وہ بولے کیوں ہیہ وقت تو خاموش ہی رہنے کا ہے۔ یہ بادشاہ اپنی ملکہ کے

ساتھ برابری کے درجے سے حکومت کرتے ہیں مگر وزیر جو چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں وہی کہتے ہیں۔ بادشاہ کا ملک چھوٹا ہے مگر **وزیر ہند** ان کی بادشاہی دورہ دور

کے بڑے بڑے ملکوں میں بھی مانی جاتی ہے ہندوستان بھی ایسا ہی ایک ملک ہے جہاں ہندوؤں کے بادشاہ کی بادشاہی ہے۔ اس لئے انہوں نے وزیر اعظم نے

ہندوستان کے لئے بھی ایک الگ وزیر بنایا ہے یہ بھی لندن میں رہتا ہے۔ اور حکومت ہند کا **وزیر** وزیر ہند کا ایک نائب ہندوستان کے میں پانچ سال کے لئے آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ آجکل جو **وزیر** ہے اس

کا نام لارڈ ڈویل ہے۔ یہ پہلے سپہ سالار تھا۔ یہ **وزیر** نیکل ہے۔ لیکن تقدیر کے لکھے پر عمل کرنے پر مجبور ہے۔ اس کی تقدیر اور روزگار ہند کی تقدیر۔ اور وزیر اعظم کی تقدیر اور بادشاہ کی تقدیر مدیوں پہلے پارلیمنٹ نام کی ایک

جماعت نے جانی تھی اس نے سیکڑوں برس پہلے جو تقدیر بنائی تھی سب چھوٹے بڑے انگریز اس کو انٹرنٹ سمجھتے ہیں۔ اور ان کے دل میں کچھ بھی ہو عمل لکھی ہوئی ہے شدہ تقدیر (کاسٹی ٹریشن) پر کرتے ہیں۔

گورنر ہندوستان کے بارہ صوبے ہیں بڑے گورنر صوبوں کے بڑے افسروں کو گورنر کہتے ہیں۔ اور چھوٹے صوبوں کے افسروں کو **جیف** کہتے ہیں۔

دینی کمشنر گورنروں کے ماتحت کمشنر

اور دینی کمشنر ہوتے ہیں۔ اور یہ سب بھی پارلیمنٹ کی لکھی ہوئی تقدیر پر عمل کرتے ہیں۔

کمانڈر انچیف فوجوں کے بڑے افسر

ہیں۔ یہ بھی پارلیمنٹ کی لکھی ہوئی تقدیر پر چارہ دشا کر رہتا ہے۔ اس کے ہر لٹاک بھییار پارلیمنٹ کی تقدیر کے سامنے بیچ ہیں۔

وزیر کے ماتحت جو کام ہیں ان کو سنبھال رہے ہیں۔ اور کمانڈر انچیف کے ماتحت جو کام ہیں ان کو مٹری کہتے ہیں۔

لیڈر پارلیمنٹ کی تقدیر میں ایک چیز کو انگریزوں کے یہاں آنے سے پہلے کو نہیں جانتا تھا۔ یہ لیڈر سیاسی باتیں بولتے ہیں اور سیاسی باتیں لکھتے ہیں۔ اور ان کے بولنے اور لکھنے میں سچ کم ہوتا ہے۔ جو بڑا زیادہ ہوتا ہے۔

کیونکہ پارلیمنٹ کی تقدیر میں یہی لکھا ہے۔ کہ لیڈر وہ ہے جو دل کی بات دل میں رکھے اور صحیباقت دیکھے دسی بات بولے اور لکھے۔ چاہے جو بولے چاہے سچ بولے البتہ یہ بات ضروری ہے کہ جو بولے بولنے کا ہنونا ہوں یعنی اس طرح جو بولتے ہوں کہ سننے والے اس کو سچ مانتے لگیں۔

یہ لیڈر ہر قوم میں ہیں۔ اور یہ مولویوں پیروں پجاریوں سے زیادہ اثر رکھتے ہیں۔ اور ان سے زیادہ گناہ گار ہیں۔

سپیکر ہندوستان کی پہلیک جس کو عوام
پہلی کہتے ہیں اور خلق خدا بھی
جس کا نام ہے بہت سیدھی ہے بہت بھولی
ہے۔ اور اس کو جس طرح خدا کے نام پر مذہبی شوا
بع کر لیتے تھے اسی طرح سیاست کے نام پر
لیڈر جمع کر لیتے ہیں۔ ہندوستان میں آج کل کی
اور عوام کا کام ہے کہ دن بھر میرٹ بھرنے
کے لئے محنت کرے۔ اور شام کو سینما دیکھے
یا شاعری کرے۔ یا لیڈروں کی باتیں سنے
اور ہر حال کرے۔ آگ لگائے۔ گولیاں کھائے
اور لاشنگ کے جہر کے سبب آدھا پیٹ
کھائے اور آدھا سن ڈکے۔

آج کیا ہوا کہ موہن خشک رہا میری
ہوائی جہازوں کی نمائش ہوئی۔ امرت سر
اور لاہور میں ہر تال ہوئی۔ لاہور میں گولی
چلی۔ پشاور میں کانگریس نے وزارت بنائی۔
مسٹر جلال حیدر مسلم لیگ دلی میں آگئے۔
مبئی میں ہربانی نس سر آغا خان کو کسروں میں
نوا لایا۔ دلی میں کل کی طرح اندھ ہار رہا۔ بجلی
سے چلنے والے کارخانے بند رہے۔ چھاپے
خانے بند رہے۔ اخبار نہ چھپ سکے۔ کیونکہ، ر
ماچ کو وکٹری دیکھ کر مخالفت میں جو فساد
ہوا تھا اس میں بجلی گھروں کو عوام نے
جلا دیا تھا۔ گھر بھونک تماشہ اسی کو کہتے ہیں۔
کانگریس اور مسلم لیگ کے لیڈر، رماچ کو
عوام کے هجوم کو بازاروں میں سمجھانے لگے
کہ فساد نہ کرو تو دیوگوں نے ان کو گالیاں دیں۔
پتھر مارے۔

۷۔ راجپوت کو ٹاؤن ہال بھی چھلایا گیا تھا۔ اس میں مرتے جینی کی تار بجھن کے کاغذات بھی چھلائے گئے تھے ساتھ برس کی جو یادداشت پیدا ہوئے اور کئے کی درج بھی سب چل گئی۔

اب کوئی نہ بتا سکیگا کہ وہ کب پیدا ہوا تھا۔
اور اُس کے باپ کی موت کب ہوئی تھی۔
عوام کو اپنے کام کا آج فقط اتنا افسوس
ہے کہ بجلی محرم جلانے کے سبب اجار نہیں چھپے
اور وہ خبریں نہ پڑ سکے۔ اور اس سے بھی زیادہ
افسوس اس کا ہے کہ سینما بند رہے اور وہ
پیاری عیدت کی عورتوں کے ناچ گانے
سے محروم رہے۔

خطابوں کی سند کے آج وائسرائے
نوابوں کو خطابوں کی اسناد تقسیم کیں اور اس
کا دربار کیا۔ مگر کم درجے کے خطاب والے وہاں
نہیں گئے۔ کیونکہ وہ راجہ نواب نہ تھے۔
آج دن بھر اور رات بھر ریڈیو والوں نے
ہندوستانی خوراک کی خبریں سنائیں کہ
امریکہ سے اتنا فائدہ آئے نہ والا ہے۔ فلاں مقام
والے اتنا اناج ہندوستان کو بھیجنے والے
ہیں۔ اور آخری ٹیپ کا بند یہ تھا کہ راشن کی
مقدار برقرار ہو کہ کوئی کمی نہیں ہے۔

کم کھانا اور غم کھانا ہندوستان کے بزرگوں کی نصیحت ہے۔ مگر راشن کی کمی کو ہندوستان والے ایک مصیبت اور خدا کا عذاب سمجھتے ہیں۔ اور عوام کی بے معنی اور جوش کو راشن کی کمی حد سے زیادہ بڑھاتا ہے۔

چودہ بازاروں کی رونق قائم ہے۔ سونا
مہنگا ہو رہا ہے۔ سونے کی برآمد پر ہالچلے
تیلہ جی لگائی گئی ہے۔ اسے بعض کی نیند
مڑھ گئی ہے بعض کی نیند لگ گئی ہے۔

سندھ کے گورنر مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ پنجاب کے گورنر فرنیٹ پارٹی کے ساتھ ہیں۔ سرحد کے گورنر کانگریس کے ساتھ ہیں۔ باقی ماندہ گورنر الگشن ختم ہونے کی راہ دیکھ رہے ہیں۔ لیکن وہ سب درحقیقت پارٹی مسٹ کی نگاہی ہوئی

تقدیر کے ساتھ ہیں۔
اس سچی تاریخ ہنر کا مورخ راشن کی کمی کے سبب
اس فاکر سے پریشان ہے کہ سالانہ عرس ۲۰ مارچ
۲۰ مارچ سے ۲۰ مارچ ہونے والا ہے۔ ہزاروں
مہمانوں کو کیا کھلائے گا جبکہ وہ خدا اور اس کے
بیچے پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتے۔

تاریخ کیا چیز ہے؟ جب کوئی انسان یا چیز
اُگے بڑھتا ہے تو اُس کے پیچھے اُس کے قدم کے جو
نشان بڑھاتے ہیں وہ ہر نشان تاریخ کی ایک کتاب ہے
کیونکہ تاریخ اُس کو کہتے ہیں کہ ماضی میں فلاں آدمی
نے یہ کام کیا اور دنیا میں ایسے اچھے بُرے واقعات
پیش آئے لیکن حیران کسی جھوٹ نہیں بولتے۔ چرک
چڑیا سے کوئی پوچھے کہ تم کل کی تاریخ کی نسبت اپنے
کاموں کا بیان دو تو دونوں میں سیری سچائی
سے کہیں گے کہ ہم دونوں نے صبح میدانِ ویران
کی شاخوں پر خد کی حمد کاغذہ کیا۔ **تاریخ کا اعلان**
دانہ چلتے پھرتے۔ اور اپنے بچوں کو داس کے
شام سہری تو سیر گئے۔

اور وہ دونوں یہ بھی کہیں گے ہم اگرچہ حیوان ہیں مگر محسوس نہیں ہوتے۔ تم انسانوں کی یہ حالت ہے کہ اپنے بچوں کے سامنے ہماری کہانی کہتے ہو تو کہتے ہو کہ چڑیا لائی، مال کا دانہ، چڑا لایا یا چول کا دانہ۔ دونوں نے مل کر کھجری پکائی، اور چڑیا نے چڑے کو مال لینے بازار بھیجا اور وہ ساری کھجری کھائی۔ اور سو گئی۔

علاوہ اُنکے بچے ہوتا ہے کہ نہ ہم نے کچھ بچائی نہ سہارا بچاؤ
 نے کچھ کچھ بچائی پکانے نہ ہم جس کسی نے مازا مارا کر کے ہو
 پس جب تم آدمی اچھی کم عمر لڑکوں کو چھوٹی تاریخ سناتے ہو تو
 تو وہ اولاد جب بڑی ہوتی ہے تو وہ بھی جوٹی تاریخ سناتی ہے
 چوتھے چارے غمک کہا۔ تاریخ جس چیز کا نام رکھ دے ہے
 کہ جو کچھ ہمیں خوشی اگر شہزادے میں ملتا ہو اس کو بھی
 کہنا ہوتا ہے کسی کو کہتے ہیں کسی تاریخ کے سبب چاہے
 نہ ملے ہوئے۔ مگر لڑکا زمان میں ملک کا چھوٹا ہے۔

بن سوادند کہیں جس کے آگے آئے نہ کیا۔ لہذا یہ بھی ناجائز اسی طرح کہ کہا پہلے کہ چاروں جن جاؤں اور کبے جن سے آؤ جاؤں اور کمری بے لاکہ تاج کہ جاؤں اور

روزنامہ خواجہ حسن نظامی ہلوی

۱۰ مارچ ۱۳۷۶ھ بمطابق ۱۹۵۶ء
قرآن کا ترجمہ؟ قرآن شریف کا یہ معجزہ ہے کہ وہ عرب کی ایسی عام فہم زبان میں نازل ہوا تھا جو سب سمجھ سکتے اور نہ سمجھ سکتے کی سمجھ میں آتا تھا۔ مگر جب قرآن غیر عرب ملکوں میں شائع ہوا تو عربی زبان نہیں جانتے تھے۔ تو فہم قرآن میں غلطیاں ہونے لگیں۔

تفسیریں بننا لگی گئیں اور ترجمے بھی غیر عرب ملک والوں نے اپنی اپنی زبان میں بہت سے کئے مگر کسی مترجم اور کسی مفسر نے قرآن کے ان خاص خاص الفاظ کی تشریح و تفسیر کا خیال نہ کیا جن کا تعلق عرب کی مخصوص فصاحت و بلاغت سے تھا۔ چنانچہ عربی کے بھی جارت ترجمے قرآن شریف کے کئے اور ترکیبی ترجمے میں کتابت ایسے طریقے سے کرائی کہ ہر عربی لفظ کا اردو ترجمہ اُس لفظ کے نیچے لکھا۔ تاکہ پڑھنے والا یہ غور کر لے کہ اس لفظ کا عربی لفظ کا ترجمہ یہ ہے۔ مگر بیچارہ الفاظ قرآن مجید کے ایسے ہیں جن کے بہت سے معانی ہیں۔ مثلاً لفظ ”ہین“ ہے۔ جس کا ترجمہ آٹھ گھنٹہ بھی ہے۔ اور کسی کی ذات بھی ہے۔ اور چشمہ بھی ہے یا لفظ ”رب“ ہے۔ جس کے بہت سے معنی ہیں یا لفظ ”یقین“ ہے جس کے بہت سے مفہوم ہیں اور غیر عربی زبان میں ترجمہ کرتے وقت ان عربی الفاظ کا مفہوم ادا کرنے میں مشکل پیش آتی ہے کہ بیچارے مفسرین سے خدا کی کیا مراد ہے۔ اور لفظ ”رب“ سے اس موقع پر کیا مطلب لینا چاہئے۔ اور لفظ ”یقین“ سے کیا چیز بیان کرنی مقصود ہے۔ چنانچہ قرآن میں ایک آیت ہے۔ ”فَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ“ جس کا ترجمہ یہ

ہے ”اپنے رب کی عبادت کو اُس وقت تک کہ تجھ کو یقین حاصل ہو جائے“ یہاں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ اگر ترجمہ اور تفسیر کرنے والے عبادت کو یقین آجانے کی حد تک ضروری بیان کریں تو یہ شبہ پیدا ہوگا کہ رسول خداؐ اور اصحابؓ رسول نے اپنی وفات تک عبادت جاری رکھی تو کیا ان کو ”یقین“ کا درجہ حاصل نہیں ہوا تھا؟ اور اگر یہ ترجمہ کریں کہ ”اپنے رب کی اپنی عبادت کر کہ تجھ کو یقین کا درجہ حاصل ہو جائے“ تو مشکل حل ہو جاتی ہے۔ مگر جتنے ترجمے قرآن شریف کے ہوئے ہیں۔ ان میں ترجمہ کرنے والوں نے پڑھنے والوں کی مشکلات اور خیالات کا کچھ خیال نہیں کیا۔ میں نے اردو کے سولہ ترجمے سامنے رکھ کر اس قسم کے بہت سے مشابہہ الفاظ کے ترجموں کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ ہم سب ترجمہ کرنے والے مشاعرہ الہی کو ادا کرنے میں قاصر رہے ہیں۔ اور ہم نے قرآن کے ترجمے کرنے کے وقت بے علم یا کم علم پڑھنے والوں کے فہم کا خیال نہیں رکھا۔

اب میں رات دن یہی سوچتا رہتا ہوں کہ مجھے ذریعہ اور ماہر علماء کو جمع کر کے اس طرح ترجمہ کرنا چاہئے کہ اردو زبان جاننے والے قرآن مجید کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ میرا تجربہ تو یہ ہے کہ آج کل تجار کے رہنے والے عرب بھی قرآن مجید کو ٹھیک نہیں سمجھتے اگر وہ ٹھیک سمجھتے ہوتے تو تجار کی موجودہ حکومت کے اراکین ان خرافات میں مبتلا نہ ہوتے جن میں وہ آج کل مبتلا ہیں اور جن کی وجہ سے نئی تعلیم یافتہ دنیا یعنی ہندو دنیا کی قومیں بے سمجھے بنی ہیں

کہ قرآن ایک وحشیانہ زندگی سکھاتا ہے۔ اور انسانوں کو تنگ نظر اور تنگ خیال اور تنگ عمل بناتا ہے۔
حقائق؟ آج میرے پوتے وحسی بن علی کا ختنہ کرایا گیا۔ سیدالطاف حسین نے بچے کو گود میں لیکر بیٹھے۔ میں اور علی سامنے کھڑے رہے ختنہ کرنے والا دہلی کا ایک بہت تجربہ کار عمامہ تھا اُس نے ایک منٹ میں ختنہ کر دیا۔ ختنے کے وقت میں بھی پاس کھڑا ہوا اور علی بھی کھڑے رہا۔ اگرچہ اتنی کم عمری میں ختنہ کرنا ایک وحشیانہ حرکت ہے لیکن عقل یہ کہتی ہے کہ ایسے وقت میں ختنہ کرنا اچھا ہے۔ جب کہ بچے کا احساس کم ہو۔ اور اُس میں بچ خچل بننا پیدائش ہوا ہو۔ اور موسم بھی بہت اچھا ہے۔ نہ زیادہ سردی ہے نہ زیادہ گرمی ہے۔ ایسے موسم میں بچے کو دوچار دن کے اندر تندرست ہو جاتے ہیں۔ اور زخم مندرمل ہو جاتا ہے۔

نمازی فیملی؟ آج میں امین الملک سر میرزا اسماعیل صاحب کے فرزند ہمایوں میرزا صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں ان کی بیوی کی بہن اور بہنوئی آئے ہوئے ہیں۔ ان کے ہندوئی کا لقب نمازی ہے یہ خاندان ایرانی ہے۔ اور مدراس میں بہت نامور ہے۔ ہمایوں میرزا صاحب اور ان کی بیوی اور نمازی صاحب اور ان کی بیوی میری کتابوں کے بڑے قارئین ہیں اور منادی بھی ان گھروں میں بڑی توجہ اور دلچسپی سے پڑھا جاتا ہے۔ سطر حمدی مجھے ہاتھ ملے۔ جو ابھی چھ پورے آئے ہیں۔ کہتے تھے جے پور میں بیگم صاحبہ سر میرزا اسماعیل صاحب

کے ساتھ دیکھ رہی ہیں۔ اور ان کے ہاں روزانہ آپ کی تحریریں پڑھی جاتی ہیں۔ میں نے کہا محنت سفر کے قابل ہو جائے تو میں بیگم صاحبہ سے ملنے جاؤں گا۔ کیونکہ انسان کو اپنے قدموں پر چلنے سے مل کر قدرت بہت زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے؟ ماتم پر کسی نے غازی صاحب اور ان کی بیوی اور مسٹر احمد کے ساتھ سید علی جواد صاحب کے مکان پر گیا اور ان کے بچوں سے ان کی والدہ کی ماتم پر کسی کی سید علی جواد اُس وقت قبرستان گئے ہوئے تھے۔ مرحومہ نے چہرہ نیچے چھوڑے ہیں۔ ان کے غلغلیں چہرے دیکھ کر دل پاش پاش ہوتا تھا۔

میاں محمد رفیع صاحب کی بیگم صاحبہ اور سید احمد شاہ صاحب بخاری ڈاکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو کی بیگم صاحبہ بھی اسی وقت اس مکان میں ماتم پر گئے تھے۔ میں خانہ دہلی کے عہدات برداشت کر گیا ہوں۔ ششما میں میری پہلی بیوی کا انتقال ہوا تھا۔ اور اُس وقت کی غمناک حالت ہمیشہ میری آنکھوں کے سامنے رہتی ہے۔ ۱۹۱۷ء سے ۱۹۱۸ء تک لگاتار سات برس میں ہی اندھ ہونا زندگی میں نے بسکی۔ اُس کی بیماری دل جانتا ہے۔ ۱۹۱۵ء میں خواجہ بانو سے نکاح کیا اُس وقت سے آج تک زندگی جیسی گزری وہ سات سالہ مصائب کی تلافی کرنے والی ہے۔

۱۹۳۶ء مارچ ۱۷ء کو مسافر خانے کی مرمت ہو چکی تھی۔ اور مکانات خالی نہیں ہیں۔ اس لئے آج مسافر خانے کی مرمت کرائی۔ اور سفیدی کرانی تاکہ عرس میں آنے والوں کے لئے کچھ بخیر ہو بہت سہولت ہو جائے۔ مسافر خانہ میں ستر و کمر۔ بعض کمروں میں درگاہ کی خدمت کرنے والے درویش مستقل طور

سے رہتے ہیں۔ اور بعض کمروں میں درگاہ کے قوال اپنے اہل و عیال کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور بعض کمرے درگاہ آنے والے مسافر کے لئے مخصوص ہیں۔ انہیں مخصوص کمروں کو عرس کے لئے درست کیا جاتا ہے۔

جینی شادی نے آج شام کو دہلی گئی دہلی میں ایک ہنگامی خاندان کی شادی میں گیا تھا۔ جہاں بہت سے ہندو جمع تھے۔ جن میں بنگالی بھی تھے۔ اور دہلی کے مشہور ہندو دیش جہاں بھگوان دین صاحب بھی وہاں تھے مسلمان صرف تین تھے۔ ایک میں محتاج دوسرے سید احمد شاہ صاحب بخاری ڈاکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو تھے۔ تیسرے ڈاکٹر ناشر صاحب تھے۔ دولہن دولہا برابر بیٹھے تھے اور جینی پندت شادی کی رسمیں سنسکرت زبان میں ادا کر رہے تھے۔ پندت جی سے ہندی آمیز اردو میں بھی ان عبارتوں کا مطلب سمجھایا جواکھوں سے پڑھتی تھیں۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ میں دولہن دولہا کو دعا دوں۔ میں نے کھڑے ہو کر کہا جو کچھ پندت جی نے بھی سمجھا ہے اُس سے میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ کیونکہ میں جینی مندوں کی ان باتوں کو نہیں جانتا تھا جو شادی کے وقت سنسکرت زبان میں کہی جاتی ہیں۔ میں ان دونوں میاں بیوی کو دعا دیتا ہوں۔ کہ ان کی زندگی آپس کی محبت اور اعتماد کے ساتھ بسر ہو اور یہ دونوں دنیا کے سب سکھ حاصل کریں۔

میرے بعد جہاں بھگوان دین نے ایک بہت فصیح و بلیغ اور مؤثر تقریر کی۔ پھر کچھ ہندو عورتوں نے تقریریں کیں۔ اور سید احمد شاہ صاحب بخاری نے بھی بہت مختصر گو بہت مؤثر تقریر کی۔ نہ بچے کے قریب گھر میں واپس آیا۔

۱۹۳۷ء مارچ ۱۷ء کو جانی کی بیماری بہت خراب ہو گئی تھی۔ لوگوں نے بہت غور سے دیکھا تھا۔ کچھ بھی صاف تھا۔ کل شام کچھ اندر آج رات بھی مانی کی بیماری ہے۔ آج بھی مسافر خانے کی مرمت کا کام ہوتا رہا۔ پچاس مزدور کام کر رہے ہیں۔

ولی محمد باور کی آمد نے آج مدراس کیس سے شہر آنے کے عہد جہاں ولی محمد باور دی اس شریف لائے۔ میں بھی مدراس کے لئے ریل پر گیا تھا۔ ان کی بیگم صاحبہ بھائی جہاں میں ہیں۔ نظام پولیس کیسٹ ہاؤس میں دونوں کا قیام ہوا ہے۔

زیارات نے پانچ بجے ولی محمد باور کے پاس گیا۔ علی بھی میرے ساتھ تھے۔ اور جہاں اور سلمان اور روحی ولی محمد صاحب کو دیکھنے گئے تھے۔ میں ای ولی محمد صاحب اور ان کے لے ڈی سی حامد اللہ صاحب اور علی ایک موٹر میں تھے اور ولی محمد صاحب کا اسحاق دوسری موٹر میں تھا۔ پہلے حضرت مولانا خواجہ سعید امام فرزند معنوی وجائین حضرت سلطان المشایخ کے مزار پر ولی محمد صاحب نے حاضری دی۔ پھر معین الدولہ قوالی ہال دیکھا۔ پھر درگاہ شریف میں حاضری دی۔

حیدر آبادی محمد زوب نے جس وقت ولی محمد صاحب قوالی ہال دیکھنے گئے تو وہاں حیدر آباد کے ایک مجزوب صاحب مجھ سے ملنے آئے ہوئے تھے۔ جن کی عمر ایک سو دس برس کی بلان کی تھی۔ لمبی ڈاڑھی ہے۔ دو حیدر آبادی ان کے ساتھ ہیں۔ کہا گیا کہ یہ دہلی کا کافر مشین ہون میں نہیں ہے۔ میں ان سے ملا اور کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے۔ انہوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا اور خوب کہنے۔

چرخ غزلیٰ کیاں سے فانی ہو کر ہم سب
درگاہ حضرت چرخ دہلی صاحب میں حاضر ہوئے
اور درگاہ والوں نے ولی عہد بہادر کو تبرکات دی۔

درگاہ حضرت شیخ صاحبؒ کی پھر ہم سب
درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل شہر کوہستانی
حضرت بابا فرید الدین سوگند خاں و درگاہ حضرت
بی بی فاطمہ دخر حضرت بابا صاحب کے خزاںات
پر حاضر ہوئے۔ جن کی تعمیر بیک نواب علیہ السلام
بہادر نے کرائی ہے۔ اُن کے نام کا کتبہ بھی ولی عہد
بہادر نے دیکھا۔

پھر درگاہ حضرت خلیفہ علیہ السلام میں حاضر ہوئے
وہاں بھی اُن کو تبرکات دیئے مگر مغرب کی غار
درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی اور نماز کے بعد
دو بلبلہ مزار شریف پر حاضر دی۔ مزار شریف
کا خلافت ولی عہد صاحب کے سر پر رکھا گیا۔
اور دوسرا خلافت اُن کے ایڈی سی صاحب
کے سر پر رکھا گیا۔ اس کے بعد پُرانی دہلی میں
صاحب ریہ خاں قلعہ کے اندر حضرت سید صاحبؒ کی
بے مزار پر حاضر دی۔ پھر درگاہ حضرت
شیخ حکیم اللہ جہان آبادی کے مزار پر حاضر
دی۔ آٹھ بجے رات کو ولی عہد صاحب اپنی
قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ اور میں علی کے
ساتھ گھر میں واپس آ گیا۔

مکان گزرنے لگتے ہیں کہ پہلی راج سے
رفنا آدیہات کے وقت وکٹری دیک کی
توپیں چلتی ہیں جس سے ہم سب کے کانٹا
گزرتے لگتے ہیں۔ آج رات کو اتنی زیادہ توپیں
چلیں کہ معلوم ہوا مکان گڑھ ٹپکے ہیں۔ اپنے
سب بچوں کو لے کر مکان سے باہر آ گئے۔
رومے کیا اعلان ہوا تھا کہ ملاؤں کے دروازے
کھلے رہیں تو کوئی خطرہ پیش نہیں آئے گا۔
کیونکہ سنہ ۱۹۴۷ء میں توپوں کی گرج سے
کئی مکان گر پڑے ہیں۔

۲۱ راج نامی ۱۳۴۷ھ راج ۱۳۴۷ھ جماعت
دہلی میں دو ہنگامے تھا پُرانی دہلی میں بڑے
ہنگامہ بہادر پوری دہلی میں اچھا ہنگامہ ہوا یعنی
پُرانی دہلی میں کچھ کوشش ہوئی جشن کی روشنی
کے لئے جو ٹھکانہ بندی ہوئی تھی اس کو عوام نے
جلایا۔ اور کچھ مقامات میں آگ لگائی تھی
گو لیاں بھی چلیں۔ لوگ زخمی بھی ہوئے۔ اور
قتل بھی ہوئے۔ مگر نئی دہلی میں نہایت اطمینان
کے ساتھ فوج کی پریڈ ہوئی۔ اور وکٹری دیک
کے سب متفرقہ پروگرام ایک منٹ کے فرق کے
بغیر نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ پورے
کئے گئے۔ یہ انگریز قوم کے صبر و استقلال کا
مطالعہ تھا کہ پُرانی دہلی میں فساد مہیا تھا۔ گولیاں
چل رہی تھیں۔ آگ لگائی جا رہی تھی۔ اور نئی
دہلی میں کسی کو کانڈ کاٹنے کی نہ تھی سب لوگ
نہایت امن اور اطمینان کے ساتھ فوجی پریڈ
کا تماشا دیکھ رہے تھے۔ ہندوستانیوں کو
اس سے سبق حاصل ہوا کہ شکلات کے وقت
گھبرانے سے کام بڑھ جاتا ہے۔ مگر نئی دہلی کے
عہدوں کا انتظام کرنے والے دراجی پریشان ہوئے
اور پُرانی دہلی کے فساد کا اثر لیتے تو بہت بڑی
اتری پیدا ہو جاتی۔

میری بستی کے سینکڑوں چھوٹے بڑے
ہندو مسلمان اس جہد میں شریک ہوئے
تھے۔ میرے دفتر سے تعلق رکھنے والے بھی گئے
تھے۔ مگر چونکہ میں کئی گھنٹے تک اپنی
صحت کی خرابی کے سبب نہ ہو پ
میں نہیں بیٹھ سکتا تھا۔ اس واسطے میں نہیں
جاسکا تھا۔

انوار سحر آج عاصی نظامی پناہ سارا لہذا
سحر کر آئے تھے۔ سید آفاق صاحب دہلوی
بھی اُن کے ساتھ آئے تھے۔ انھوں نے پُرانی
دہلی کے فسادات کی خبریں سنائیں میں نے کہا

تم دونوں کو آفریں ہے کہ تم نے ہندوستانی
صبر و استقلال کی شان دکھائی۔ اور ایسے
خوش ہنگامے کو اکٹھوں سے دیکھتے ہوئے
یہاں آئے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم انوار
سحر ادبی رسالے کے ذریعے بہت بڑا کام کر رہے
کیونکہ اس دُنیا میں وہی کامیاب ہوتا ہے
جو ہر قسم کی رکاوٹوں سے بے پروا ہو کر اپنا
کام جاری رکھتا ہے۔

سفیر ایران کا محفہ آج بڑی کمپنی
سفیر صاحب ایران نے سیری لائبریری کے لئے
انگریزی زبان کی ایک کتاب بھی ہے جس
میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت
بالک کا تذکرہ ہے۔

افغانستان کا روشن ستارہ آج صبح گیا
نیچے والا حضرت غازی شاہ محمود خاں وزیر جنگ
افغانستان سے ملے گیا تھا۔ علی بھی میرے
ساتھ تھے۔ غازی ممدوح نے علی پر بہت
شفقت فرمائی۔ اور کہا میں سنادی میں علی
اور حسین کے حالات پڑھا کرتا تھا۔ اور ان دونوں
کو دیکھنے کا اشتیاق تھا۔

رب نواز صاحب بی سے ملنے آئے تھے۔
رات تک پُرانی دہلی کے فساد کی خبریں آتی رہیں
عورتیں بہت پریشان رہیں۔ میرے نیچے منوئل
نہیں گئے۔ میں نے دو گھنٹے تک ریڈیو میں
فوجی پریڈ کے حالات سنے۔ رات کو سب
بچوں نے اپنے مکان کی چھت پر چڑھ کر نئی
دہلی کی آتش بازی دیکھی۔ بر جو بی کا مہربانی
سے تارا آیا ہے وہ کل ہوائی جہاز کے ذریعے
دہلی میں آئیں گے۔

افریقہ کا تار آج قاضی برکت علی نظامی
کا مشرقی افریقہ سے آیا ہے۔ خطاب کی مبارک
بھی ہے۔ تہج و نجدی جماعت بھی، مگر ان میں
بہت کم آئے۔ کیونکہ پُرانی دہلی کے فساد کا اثر

بہت تھا۔ تاہم استاد شمس الدین نے جہری
نافع نہیں کی رستری حبیب خاں نظامی بھی
آئے تھے۔

حور بانو کا دلچسپ فقرہ آج مہی کی
کیونٹ باری کے اخبار "تیار مانہ" میں ان
مفتوں کی تصویریں شائع ہوئی ہیں۔ جو مہی
کے ہنگامے میں مارے گئے تھے۔ ایڈیٹر کی طرف
سے ان تصویروں پر ایک موثر تحریر درج ہے
جس کا عنوان ہے "لال سلام" میری بڑی
ڑکی حور بانو نے تصویریں کو دیکھا اور "لال سلام"
کی عبارت پڑی تو بے ساختہ اور بے رحم غم آلود
ہجے میں کہا "لال سلام کو دبا سبز سلام کرو۔
مرنے والے تو اپنی جان سے گئے۔"

میں نے کہا نہ کوئی جان سے آیا۔ نہ کوئی جان
سے گیا۔ نہ اخبار میں کچھ جھپا۔ نہ حور بانو نے
کچھ کہا۔ یہ تو ایک ذات پاک کی تخیلیاں تب
جن کا شمار شام دہرے میں ہے۔ وہ خود بدلت
ہے۔ اور خود ہی بد و حق کی گولی ہے۔ اور
خود ہی بد و حق چلائے والا ہے۔ اور خود ہی
بد و حق کی گولی سینے پر رکھنا ہے۔ اور انکس
بند کر کے لیٹ جانا ہے۔ اور پھر خود ہی "لال
سلام" لکھنے کو بیٹھا جاتا ہے۔

سرمیچ ثانی ۱۹۲۶ء مارچ ۱۹۳۲ء جمعہ دہلی
جھنگڑا کس نے کیا؟ کا نگری لہڑیٹر صفحہ
جھنگڑے کے دن سے شہر میں نصیحت کرتے تھے
کہ اس طرح فساد نہ کرو مگر کسی نے ان کی بات نہ
مانی۔ صوبہ مسلم لیگ کے صدر نواب قدرالہین
نے مسلم لیگ والوں کو نصیحت کی مگر اس کا بھی
کچھ اثر نہ ہوا۔ ہر ایک ہی کہتا ہے کہ جھنگڑا کیونٹ
باری نے لے کر ایا جو روسی خیالات کے موافق روزانہ
دہلی کے بازاروں میں لال جھنڈے لئے چرتے
تھے۔ اور عوام کو اشتعال دلانے تھے۔ یہی
میں سردار ولجہ بھائی پٹیل نے بھی یہی بیان

دیا تھا کہ مہی میں جھنگڑا لے کر لے کر لے کر لے کر
پس اگر یہ بیانات ٹھیک ہیں تو کانگریس اور
مسلم لیگ کو یہ دعویٰ چھوڑ دینا چاہیے کہ عوام
ان کے اثر میں ہیں۔ جب عوام کانگریس کے
صدر اور گاندھی جی کا کہنا نہیں مانتے۔ اور
جب عوام مسلم لیگ کے صدر اور ان کے ماتحتوں
کا کہنا نہیں مانتے۔ اور سب روسی کیونٹوں
کے حلقہ اثر میں آگئے ہیں تو کانگریس مسلم لیگ
پر لازم ہو گیا کہ وہ بھی کیونٹوں کو اپنا لیڈر
مان لیں۔

مگر حقیقت یہ نہیں ہے۔ اس کو قرآن شریف
نے واضح الفاظ میں بتا دیا ہے کہ عوام کی ذہنیت
قدرتنا ایسی ہوتی ہے کہ جب ان کو فتنے فساد
کی بات بتائی جائے تو وہ اس کو جلد ہی قبول
کر لیتے ہیں یعنی ہندوستان میں جو جھنگڑے ہو رہے
ہیں۔ ان میں کانگریس اور مسلم لیگ اور کیونٹ
پارٹیوں کا کوئی دخل نہیں رہا۔ اور اگر دخل ہے
تو صرف اتنا ہے کہ۔ نیوز پارٹیاں عوام کی ذہنیت
کو تھپے بغیر ایسی باتیں بتاتی ہیں۔ کہ مہی میں جن
سے عوام کے جذبات بھڑک جائیں۔ اور یہ ہیں
سو حقیقتیں کہ عوام کے جذبات کو ابھارنے کے بعد
ان کو قادیان کیونٹوں کو رکھا جائے گا۔

بہر حال آج کا دن نظامیوں اور اطمینان
کا گزرا۔ سب بازار کھل گئے۔ مگر چاندنی چوک
کی دوکانیں نہیں کھلیں۔

برجورجی نہیں آئے؟ علی برجورجی کی برقی
اطلاع کے موجب ہوائی جہاز کے اڈے پر
موٹر لیکر گئے تھے مگر وہ نہیں آئے۔ دوسرا
تار آگیا کہ کل آئیں گے۔

ٹاٹر خراب ہو گیا؟ پرانی موٹر تو بیکار ہو چکی
تھی۔ اب نئی موٹر کے لئے ٹاٹر بھی بہت جلد ہی
خراب ہو گئے۔ اور آج تو ایک ٹاٹر انٹارباب
ہو گیا کہ نئی موٹر بھی بیکار ہو گئی۔ گویا قدرت

حکمتی ہے کہ میں موٹر کی محتاجی سے آزاد ہو چکا
کردوں اور پھر ابتدائی زندگی کی طرح اپنی اصلی
حیثیت کے بموجب پیدل پھر کروں۔
خطوط کے لوٹ؟ خطاب کی ذہنیت کے
جتنے خطوط آئے ہیں ان کو بارہ صوبوں میں تقسیم
کیا ہے۔ ریاستوں اور صوبہ دہلی اور صوبہ پنجاب
کے خطوط پورے ہو گئے۔ یعنی ان کے لوٹ
لکھنے اور کاپی نویسیوں نے ان کو لکھ لیا۔ آج
دیہی کے خطوط پورے لکھنے شروع کئے۔ یہ کام
بالکل نیا ہے۔ اردو زبان میں یہ طرز آج تک
کسی اردو نویس نے اختیار نہیں کیا تھا۔ اس لئے
بہت مشکل بھی ہے۔ ہر شخص کی حالت اور اس
کے ذاتی تعلقات کو بیان کرنا آسان بات نہیں
ہے مائیکرونیوں کے برعکس آج کل سب سے
اعلیٰ ادیب مانے جاتے ہیں۔ اور میں بھی ان
کی میاں انشا پر داری کا قائل ہوں۔ مگر میں
نے اردو زبان کو آراستہ کرنے کی جرات نہیں نکالی
میں وہ انگریزی زبان کے لئے سبب ناراض
نکالیں نہ کسی اور ادیب نے نکالیں۔

میری اس ایجاد کے بہت سے مفید پتوں
جن میں سب سے بڑا امرتسر ہے کہ اس
ایجاد سے اردو بولنے والوں کے دل آپس میں
مل جائیں گے اور چڑھ جائیں گے۔ جن کو انگریزوں
کی سیاست نے ایک دوسرے سے جدا کر دیا
اگر سارے یورپ اور ساری انگریز قوم کے پرمکین
متحد ہو کر میرے مقابلے میں آجائیں تب بھی میرا
عدم کم بہت نہیں ہوگا۔ اور میں ان سب
گوری قویوں کی تفرقہ انگیز پالیسی کو طعنا میٹ
کردوں گا۔ اور ساری ایشیا کے لوگوں کے
دلوں میں خیال اور عمل کا ایک پیدار کردوں گا
اور مرے سے پہلے اپنی ذہنیت اور اپنے ارادے
کے بہت سے پیرو اور مددگار بھی پیدا کردوں گا۔
وائس کے کے جھان؟ آج وائس کے

مگر میں دوا سے میاں بیری مہمان میں جو مقام سلامی
دنیائی آکھوں گے تارہ ہیں یعنی ہزاری شہر
آف براشاہزائے عظم جاہ بہادری و عہد و سیال
سلطنت اصفیہ اور ان کی بیری جو ترکی کے
موجود خلیفہ کی بیٹی ہیں۔ آج نہ بچی لہی و انسرا
ہند کے مہمان ہیں۔ و انسرا
کے باب ہمیشہ بڑے بڑے آدمی مہمان آتے
رہتے ہیں۔ مگر ایسے محبوب اور مقبول مہمان
آج تک نہ آئے ہوں گے جیسے یہ دونوں ہیں۔
سر دی بڑہ کی ہے۔ یا جبے زیادہ معلوم
ہوتی ہے۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں بڑی
گئی۔ امر ہے و لے محمد صدیق صاحب طے
آئے تھے۔ حسن کو اور کوثر کو بخار ہو گیا ہے
رات کو دینی مسور کی دال اور آلو اور پالک
کاساگ کھا تھا۔ کھا تھا تا تھا اور یہ گیت
گاتا تھا تھا۔ بانیکاٹ کرو۔ بانیکاٹ کرو
لال مرحوں کا بانیکاٹ کرو۔
مجھے لال مرحوں سے بہت تکلیف ہوتی
ہے۔ مگر میرا دورچی خانہ روسی خیال رکھتا ہے
اس واسطے لال مرحوں کا حلقہ بگوش ہے۔
۱۳۶۲ھ مارچ ۱۹ شنبہ دہلی
کو فیروز آباد کے محلے کے بعد پھر
کوئی فساد دہلی میں نہیں ہوا۔ لیکن اضیاط
کو فیروز آباد ۱۲ اراجح تک کے لئے لگا دیا گیا ہے
اور دفعہ ۴۴ بجی۔

شیخ فیروز الدین صاحب آج چابان
والے شیخ فیروز الدین صاحب طے آئے تھے۔
وہ ابھی کھٹے سے آئے ہیں۔ اور جلدی واپس جائے
والے ہیں۔

ولی عہد بہادر واپس چلے گئے۔ آج
شاہزائے عظم جاہ بہادری و عہد و سیال
سلطنت اصفیہ و انسرا کے مہمانی سے
فارغ ہو کر حیدر آباد واپس چلے گئے۔ میں بھی

نئی دہلی اسٹیشن پر خدمت کرنے گیا تھا۔ آدھ گھنٹے
تک اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہوتا رہا۔ مسئلہ سماع
کی نسبت انھوں نے بہت سے سہالات
کئے۔ میں نے کہا قرآن شریف میں کوئی حکم حکم
بجائے کے خلاف نہیں ہے۔ اور حدیثوں سے
ثابت ہے کہ رسول خدام نے باجے کے ساتھ
گانا سنا تھا۔

ان کے محکمہ فوج کے معتمد نواب محمد یار جنگ
بہادری ساتھ واپس چلے گئے۔ شاہزادی
در شہزادہ ہرہ دونوں تشریف لے گئی ہیں۔ جہاں
ان کے بڑے صاحبزائے تعلیم پاتے ہیں۔
اعلیٰ حضرت حضور نظام کے چچو صاحبزاد
معظم جاہ بہادر اور ان کی بیگم شاہزادی نیلو فر
صاحبہ بھی آئیں ہیں۔ شاہزائے عظم جاہ
کل واپس حیدر آباد جا رہے تھے۔
خطابات کی اسناد آج و انسرا نے ان
لوگوں کو ایک جلسے میں سنا دتیم کیں جن کو
ابھی خطاب ملے تھے۔ مگر یہ جلسہ والیان دست
کے لئے مخصوص تھا۔

سچی تاریخ ہند آج رات کو تین بجے بیدار
ہوا تھا۔ سچی تاریخ ہند کے چپہ صحنے لکھے۔ سچی
کا لفظ اس واسطے لکھا ہے کہ میں دنیا کی ہر
تاریخ کو جہاں سمجھتا ہوں۔ یا کم از کم دروغ مصحفیت
آمین کا ہر تاریخ میں دخل ہوتا ہے۔ مگر میں
نہایت جرأت اور دلیری کے ساتھ ہر شاہ و
گرا کے حالات اپنی واقعیت کی بموجب
پوری سچائی کے ساتھ لکھوں گا۔ اگرچہ یہ تاریخ
صرف ہندوستان کی ہے لیکن اس میں ساری
دنیا کے ملکوں کا ضمن ذکر آئے گا۔

حسین کا تار کہ انت پور سے حسین کا تار
آیا ہے کہ ۱۲ اراجح تک دلی پہنچ جاؤں گا۔
بھاول پور والے غلام احمد صاحب آج بھاول
چلے گئے۔ سلطان والے لب نوا خاں صاحب

ٹپے آئے تھے۔ بیرون بکلوٹین ٹپے کے آنے کا ذکر دیا گیا تھا۔
برجورجی آگئے۔ آج بھی سے ہوائی جہازیں
برجورجی آئے ہیں۔ پالم کے ہوائی اڈے پر ہوائی
جہاز اترا۔

اخلاق احمد قوال آقبال احمد صاحب بکلوٹ
ڈاک خانہ علی گڑھ کے فرزند اخلاق احمد اور ان کے
بھائی خطاب کی مبارک باد دینے علی گڑھ سے آئے
تھے۔ انھوں نے تاریخی بھی تھا۔ آج ایک بہت
اچھا قعیدہ شیشے کے فریم میں لگا کر لائے تھے
یہ میری مجلس میں شہ قیہ گانا گاتے ہیں۔ میں نے
کہا۔ ہم تم کو خواجہ پند قوال خطاب دیتے ہیں۔
۱۳۶۲ھ اراجح ۱۹ شنبہ اتوار دہلی
سیٹھ احمد یارون صاحب آج اپنے دوست
سیٹھ ہارون جعفر مرحوم کے فرزند سیٹھ احمد یارون
ممبر سنٹرل اسمبلی کی قیام کا گھر ملے گیا تھا۔ ان کے
والد میرے بڑے دوست تھے۔ اور یہ بھی مجھ
سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ پونا جاتے
رہتے ہیں۔ مگر میں اب تک ان کے مکان پر نہیں
جایا ہوں۔

باک دل محمد حسین نظامی آلاہر سے پاک
محمد حسین دینی نظامی آئے ہیں۔ میرے لئے بسکٹ
بھی لائے ہیں۔

شیخ جان محمد نظامی آسماء بھائی ضلع فیروز
پور سے شیخ جان محمد نظامی آئے ہیں۔ لڑکیاں
بھی لائے ہیں۔ اور دوسری نذریں بھی لائے ہیں۔
سیل محمد نظامی آجوں کشمیر سے سیل احمد نظامی
پوسٹ ماسٹر اپنے لڑکے محمد اکرم اور اپنے داماد کے
ساتھ ملنے آئے تھے۔

نواب کنور اسماعیل علی خاں آسنٹرل اسمبلی
کے سابق ممبر نواب کنور اسماعیل علی خاں صاحب
ایک فوجی افسر کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

نواب سر محمد یارمین خاں آج میں نواب
سر محمد یارمین خاں صاحب ڈپٹی صدر اسمبلی سے

ملنے گیا تھا۔ انھوں نے اپنی انگریزی تصنیف سائنس اور اسلام بھی دی تھی۔

نواب حمایت نواز جنگ بہادر کے نواب لطف الدولہ بہادر مرحوم کے فرزند نواب حمایت نواز جنگ بہادر درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ سید صادق حسن صاحب اور سبط احمد نظامی اور سید محمد رفیع صاحب اور محمد صدیق صاحب امر وہ دے والے بھی ملنے آئے تھے۔ مولانا عشق نظامی کو قریح کے درد کا دورہ ہوا تھا۔ میں اُن کو دم کرنے گیا تھا۔ رات تک خیراتے تندرست کر دیا۔ حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔

ہنر بانی نس جہا را جہ گویا رہے تیلیغون ہیں خبر آئی کہ ہنر بانی نس جہا را جہ گویا رہے تیلیغون ہاؤس کی بھائی سے فائدہ ہو کر گویا ہاؤس میں واپس آگئے ہیں۔ میں کل ملنے جاؤں گا۔ لفٹنٹ حبیب جعفر کے حیدر آباد کی عوبت فوج کے دو جوان افسر لفٹنٹ حبیب جعفر صاحب ملنے آئے تھے۔

حسین کا تار کہ آج حسین کا دیو سزا نا آیا ہے کہ آٹھ دن کے لئے دہلی آنا مستوی کر دیا ہے۔ نظام راگی قوال کہ خادم حسین نظام راگی قوال ملنے آئے تھے۔ جو دہری چین علی نظامی میرے باغ وادی امین میں بھولوں کے درخت لگائے تھے۔ کہنہ آؤر کی وجہ سے آج اردو مجلس ملتوی رہی۔

سر آغا خان کی ہیرا جوبلی کہی دن سے ذی ریڈیو میں ہنر بانی نس سر آغا خان کی ڈائمنڈ جوبلی کا پر دمبندہ ہو رہا تھا۔ آج رات کو دس بجے اپنی مین کے مقررہ وقت کو ترک کر کے بمبئی ریڈیو سننا تھا مگر جلسے کے حالات انگریزی میں بیان کئے جا رہے تھے۔ اس واسطے لا حوال پڑھ کر سو گیا۔

۹ مارچ ثانی ۱۳۶۷ھ ۱۹ مارچ ۱۹۴۷ء پیر دہلی مفت خور سے کہ ہر شہزادی کے پاس مفت خوروں کے خط آیا کرتے ہیں۔ میرک پاس بھی آتے رہتے ہیں۔ عثمان کے ایک بی اسے پاس مسلمان لگا تا خط آ رہے ہیں۔ اور میری کئی خط مختلف مقامات سے آئے ہیں۔ جب تک ذاتی واقفیت نہ ہو میں ایسے پیشہ ور لوگوں کو امداد دینی ناجائز سمجھتا ہوں۔

کان میلیا کہ دہلی سے ایک کان میلیا میرے کان صاف کرنے آیا کرتا ہے۔ عام طور سے کان میلے کو ایک پیسے سے ایک آنے تک اجرت دی جاتی ہے۔ مگر میں اس کو ایک روپیہ دیا کرتا ہوں۔ آج اس نے بیان کیا کہ اُس کی روٹی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور اُس کو امداد کی ضرورت ہے۔ میں نے اُنکو بند کر کے اُس کے دل کو دکھایا۔ صداقت سے خالی تھا۔ تاہم یہ مجھ پر کہ یہ میرے کان پکڑنے والا مسلمان ہے کچھ مدد اس کی کر دی۔ کام کہ آج میں نے زید منزل میں بیٹھ کر صبح سے شام تک نہایت سکون و اطمینان سے کام کیا۔ مغرب وقت گھر میں گیا تو جھگڑاتے لگا۔ مغرب کی نماز پڑھی تو عشی کی سی نویت پیدا ہو گئی۔ نماز کے بعد سر پر کھوپڑے کا تیل ملایا۔ اور مغرب کے بعد کا تحریری کام ترک کر دیا۔

۹ مارچ کا منادی کہ، ۹ مارچ کے مناد میں لوگوں نے بجلی گھروں کو جلا دیا تھا کہی دہلی میں اندھیرا رہا۔ بجلی سے چلنے والے چھاپے خانے اور کارخانے بند رہے۔ ۹ مارچ کا منادی اخبار بھی نہ چھپ سکا میں نے خیال کیا تھا کہ، ۹ مارچ کو اخبار شائع ہو جائے گا۔ اور ۹ مارچ کو سب جگہ پہنچ جائیگا لیکن آج ۱۱ مارچ تک اخبار کی کاپیاں چھاپے خانے کی الماری میں آرام کر رہی ہیں۔ اگر چھاپے خانے جاری ہو گئے تو امید ہے کہ ۹ مارچ اور ۱۱ مارچ کے دونوں پہنچے جوڑی

گاری کی طرح دورے پھرتے ناظرین کے پاس پہنچ جائیں گے۔

سید محمود جمال الدین کہ حیدر آباد سے خبر آئی کہ نواب عابد یا جنگ بہادر کی پوتی کو کھانا دے دوسرا میٹھا عنایت فرمایا ہے۔ لڑکے کے باپ سید مبارک الدین رفعت ایم اے نے نوید کا نام سید محمود رکھا ہے۔ اور چونکہ وہ سید جمال الدین افغانی کے بہت معتقد ہیں اس واسطے انہوں نے جمال الدین لقب مقبول کیا ہے۔ میں نے مبارک باد بھی تو نام اور لقب کی تعریف بھی کی۔ محبوب قادر کی ولادت میرے گھر کا مرید نور محمد روشن لعل حیدر رحمن نظامی کی پائے ل ہوئی شہید نظامی کے بھائی حلام قادر نظامی کو کھانا دے میٹھا عنایت فرمایا ہے۔ میں نے محبوب قادر نام تجویز کر کے پسند کیا۔ گورکھ نظامی کو بعد ازیں حضور محبوب سبحانی نے کافیا فیضان حاصل ہوا تھا اس وقت انھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور پھر وہ حضرت عبداللہ کے خاندان میں رہے تا حیرت پروردگار اس واسطے اُن کے سب بچوں کا نام میں نے ایسے ہی رکھے ہیں مثلاً اُن کے بڑے نام پر رکھے تھے محبوب نظامی، اجبر حسن نظامی محمد علی نظامی، اور ابو الطاہر نظامی، اور اسباب کی بھری کے بھائی کے بچے کا نام بھی تجویز قرار دیا اس واسطے کہ وہ نظر رکھ کر مقرر کیا ہے۔ اور یہ تشریح و تفسیر میں اس شخص سے کہی ہے کہ میرے سب بچے اور سب بیٹے نام رکھنے کی مصلحت اور حکمت اور اصل کو مجھ پر نام رکھ کر رکھنا ایک وقت ایسا آنے والا کہ ساری ایشیا کے باشندے میرے خاندان اور زمانوں کے پاس حج و عمرہ کیا کریں۔ اس واسطے اُن کو میرے گھر کا ایک دیوار حقیقت کو مجھ پر کرنا چاہی تو عرض دار لکھا کہ الف خاں نظامی کہ درجن جوئی کو تھوڑے دن میں میرے خاں نظامی کا خطاب ہے کہ خاندان ان کو میرا حلیہ فرمایا عبدالعزیز خاں نام رکھا گیا ہے اپنی کتاب امراہم اعظم میں عبدالعزیز خاں کو الف خاں خطاب دیا تھا۔ اب میں اُن کے نزدیک پہنچے کوئی الف خاں نامی خطاب دیتا ہوں۔

برائے سلام مسنون۔ سال کے ساتھ ہی
ساتھ سرکاری اعزاز و خطاب پر مدنیہ
تہنیت پیش کرتا ہوں۔ دعا گو قبول اللہ
زہد و شرف۔ مرقومہ نیازہ ف۔ ۱۔
اختر۔ معتمد خصوصی انٹر نیشنل۔ انٹروکشن
کارپوریشن۔ لاہور۔
شکریہ! اختر اخوت و محبت آپ کے محبت
نامے سے حکم اٹھا۔ خلوص و محبت
کا دلی شکر گزار حسن نظامی۔
ڈاکٹر سید ممتاز حسین صاحب پیری کا خط
مکرمی دستخطی قبلہ و کعبہ شمس العلماء مولانا نظامی
صاحب دام الطافکم۔ سلام مسنون۔
اس عاجز کی طرف سے بہت بہت مبارکباد
قبول فرمائیے۔ کہ گورنمنٹ عالیہ کی طرف
سے آپ کو شمس العلماء کا خطاب طلبہ
جس کے آپ پورے پورے حقدار ہیں۔
اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ آپ کو
عزت بخشے۔ آمین! احقر العباد۔ ڈاکٹر
سید ممتاز حسین زیدی بی۔ اے۔ چونی منڈی لاہور
شکریہ! پیارے بھائی زیدی صاحب! آپ کی
سیادت و محبت کی تاخیرات سے لبریز بہنیت
نامہ پہنچا بہت بہت شکریہ جس نظامی۔
حکیم عظمت علی خاں صاحب کا خط
محترم و مکرم حضرت خواجہ صاحب قبلہ
سلام علیکم۔ فہرست خطابات میں آنجناب
کا اسم گرامی دیکھ کر کمال مسرت ہوئی۔
خطاب شمس العلماء کی موزونیت بھی خوب
ہے۔ اس تقریب پر دلی مبارکباد قبول
فرمائیے۔ پروردگار عالم آپ کو تادیر
سلامت رکھے آمین۔ عظمت علی خاں
صدر۔ ڈسٹرکٹ طبیہ کیمپلی۔ بنیالہ۔ لہ۔ خیابان
شکریہ! پیارے بھائی حکیم صاحب! آپ کا تعارف
میرے محترم دوست ذوالخود و خود حضرت حسین صاحب
قبلہ شمس العلماء سہو و سید حسن نے مجھے بیان

ہوا تھا اس بہنیت نامے کا دلی شکر گزار ہوں حسن نظامی
محمد جمیل صاحب رضوی کا خط
مخدوم و مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب
دام الفضلکم۔ سلام مسنون۔ نے سال
کے اعزازات میں نام نامی اور اسم گرامی
کے ساتھ خطاب شمس العلماء کی عطا شدگی پر
مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرما کر
مفقور فرمادیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ۔ دنیاوی
اعزازات کے ساتھ ہی دین میں بھی اعزاز
عطا فرمائے۔ آمین! خادم۔ محمد جمیل رضوی
پیارا گنج۔ کرنال۔
شکریہ! آپ کا مکتوب بہنیت جلال محبت سے جمیل آیا۔
میرے تارک خانہ دل کو اس سے روشنی پہنچی۔
دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔
ڈاکٹر آتمارام صاحب شرما کا خط
قبلہ خواجہ صاحب۔ آداب۔ اخباریں
پڑھا کہ جناب کو شمس العلماء کا خطاب
ملا ہے۔ مبارک صد مبارک۔ لیکن ایک
بات سمجھ میں نہیں آئی۔ جب انگریزوں
نے جاپان کو۔ جرمنی کو سر کر لیا تو خواجہ
حسن نظامی کو سر نہ کر سکے۔ آپ تو نبی
دینی میں رہتے ہیں۔ جب اتنے ملک سر
ہو گئے۔ تو آپ کو بھی گورنمنٹ سر کر دیتی
تو تمہیک تھا۔ خیر امید ہے کہ اس سال
بھر بھی سر ہو سکتے ہیں۔ مبارکباد دھیرا ایک
دفعہ۔ آپ کا احسان مند۔ بندہ ڈاکٹر
آتمارام شرما۔ لہنڈری ضلع کرنال۔
شکریہ! آپ کا خط پڑھ کر ایسا سلام ہوا کہ میرے ہر رانگی
محبت کا جادو چلنے لگا۔ اب قلم سے لکھ رہا ہوں
خطاب سے زیادہ ڈاکٹر آتمارام کی ایسی دعا کہ خود
جس سے کہہ قند آئے ہے تمام آپ کی لطیف عبارت کا براہ
مبارک علی آتم نظامی کا خط
سیدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب قبلہ
سلام علیکم۔ حکومت مستحق تحسین و تحریک

ہے کہ اس نے ایک حقیقت کے اعتراف
کا اعلان کیا۔ ورنہ شمس العلماء تو آپ
صلوہ اہل علم و ادب میں پہلے ہی سمجھے جاتے
تھے۔ میں اس خط کے ذریعہ وابستگان ان
کی مسرتوں میں شمولیت کا اظہار کرتا ہوں
جو انہیں اس تقریب پر ہوئی ہیں۔ پروردگار
عالم حضور کو تادیر ہم پر سایہ افکن رکھے
آمین۔ مبارک علی آتم نظامی۔ محلہ بلوچاں
مرنگ لاہور
شکریہ! پیارے آتم نظامی تمہاری تحریر محبت اور
عقیدت اور خلوص کی بڑی ہوئی تصویر ہے خدا
تم کو بچوں سمیت شاد کام رکھے۔ حسن نظامی
حاجی السدر کا صاحب کا خط۔
مکرمی جناب حضرت قبلہ خواجہ صاحب
سلام علیکم۔ آج ۲ جنوری کے اخبار
احسان لاہور میں پڑھ کر از حد خوش ہوئی
کہ آپ کو حکومت کی طرف سے شمس العلماء
کا خطاب ملا ہے میری طرف سے آپ کو
بہت بہت مبارکباد ہوا اور محترمہ خواجہ
باز صاحبہ و مکرمی جناب سید حسین نظامی
و علی نظامی و زید پاشا صاحب و جناب
محترم ابن عربی صاحب کو بہت بہت
مبارک ہو۔ نیاز مند خادم (حاجی) الٹ
لہدر در حجت۔ سیالکوٹ۔
شکریہ! پیارے بھائی حاجی صاحب! آپ کو مجھے سادہ
مجھ کو آپ سے بانیہ اور بانیہ جو ہیں برس ہو گئے دلی
ہے آپ کی حقیقت اور محبت کے نگار تجو پہنچ رہا ہوں
میں بھول کمار کی چوہان کا خط
پیران پیر عالی جناب حضرت خواجہ حسن نظامی
دام القبالہ۔ آداب۔ منادی میں خطاب
کا مژدہ پڑھ کر دل بہت خوش ہوا۔ بزرگوار
والیان دیاست اور مدیدوں کے مبارکباد
کے تار واران کے گونا گوں جوابات پڑھ کر

شکریہ! پیارے بھائی زیدی صاحب! آپ کی سیادت و محبت کی تاخیرات سے لبریز بہنیت نامہ پہنچا بہت بہت شکریہ جس نظامی۔

تسلیم کرنا پڑا کہ سرستی آپ کچھ حکم پر نڈاس کرتی ہے۔ خطاب سے پہلے بھی آپ شمس العلماء ہی تھے۔ ہندوستانیوں کی نگاہ میں۔ اب لندن والی انگریز سرکار نے بھی تصدیق کی جہر ثبت کر دی ہے۔ گو یا مشرق کے سولجے نے مغرب میں بھی ایک دم اجالا کر دیا ہے۔ اور کیا کہوں۔ غریب عقیدہ مندوں کے خطوط ہی تار سمجھے جائیں۔ بذریعہ خط مبارکہ دعا عرض کرتی ہوں۔

میں بھول کما رسی سستیہ پال سنگھ جو ہاں۔ ادیب فاضل۔ ہیڈ ماسٹر سر گرز اسکرول احمد گڑھ منڈی ریاست مالیر کوٹلہ۔

دعا کج مٹی مہارانا نام بھی بھول۔ اور مہاراجہ جی تحریر بھی ہندوستان کا خوشبودار بھول۔ کیونکہ انگریزی بھول محض دیکھنے کے ہوتے ہیں ہونگے کے نہیں ہوتے۔ اور خدا کی روح خوشبودار بھولوں میں رہتی ہے انگریزی بھولوں میں خوشبودار واسطے نہیں ہوتی کہ دریا باطن سے غم ہوئے ہی۔ خدا مہاراجہ علی خوشبودار سے سلائے دیں کہ بکا دے۔ دعا گو جن نظامی

علی محمد نظامی کا خط۔

قبلہ حاجات و کعبہ مرادات شمس العلماء حضرت مولانا خواجہ حسن نظامی صاحب مدظلہم۔ سلام علیکم۔ بعد از نیاز و شوق زیارت کے عرض ہے۔ کہ آج اخینا شاہ ۹ جنوری ۱۹۲۶ء کے مطالعہ سے معلوم ہوا۔ کہ حضور والا کو ملک معظم شہنشاہ خارج مشرق کی سرکار نے اسان شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ ملک معظم کی قدر دانی کا شکریہ۔ کہ حضور جیسے سلطان عالم کو شمس العلماء کا خطاب کو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ عطا فرمایا گیا ہے۔ میں حضور والا کو مدد تہا شایہ خاندان و غلاموں۔

میردوں کے مبارکہ دعا و صد بار مبارکہ دعا عرض کرتا ہوں قبول فرمادیں۔ الحاضری علی محمد نظامی۔ جام پور۔ ذریعہ غازی خان پنجاب دعا کج مین مین ہوں مسکینوں کی اولاد ہوں۔ اس لئے غریبوں اور مسکینوں کی کجی محبت میرے دل پر ثبت اثر کرتی ہے۔ مہاراجہ تہنیت میں ہی جہرے کشش پیدا کی ہے۔ شاہ کام راجن نظامی۔

پاک دل محمد حسین دینی نظامی کا خط اس خط کی عبارت میں ان ذاتی اشغال و اذکار کا حال ہے جو میں نے ان کو بتائے ہیں۔ اور برٹش حکومت کی پالیسی پر آزادانہ تنقید بھی ہے۔ اور خطاب کی نسبت بہت تبلیغ رائے زنی ہے مگر میں اس خط کو شائع کر کے اخبار کی نظروں تک پہنچانا نہیں چاہتا اس واسطے صرف حاصل مقصد کہہ دیتا ہوں کہ محمد حسین نے سب سے زراں اور انوکھی مبارک باد بھیجی ہے۔ اور میں بہ کہہ کر شکریہ ختم کرتا ہوں کہ تم نے جو کچھ اس خط میں لکھا ہے۔ وہ حق اور صداقت کی صدا ہے۔ خدا تم کو اپنا عرفان کامل عطا فرمائے نظامی

حکیم منزل شاہ نظامی کا خط

بکری و مغلطی جناب سیدی و مولائی خواجہ علی نظامی صاحب زاد عنایت۔ آداب و سلام کے بعد عرض ہے کہ قبلہ با و احباب کے خطاب پر آپ کو گہری سچ کا مار پیچنے کی مبارک باد دیتا ہوں اور خطاب کی مبارک باد بھی دیتا ہوں۔ آپ کا خادم محمد اسماعیل منزل شاہ نظامی از لاہور۔ دعا کج پیارے منزل شاہ قمر میرے دل کی منزل میں ہے۔ اور جس طرح میرا دل کبھی سالک تہذیب ہے اور کبھی مجذوب۔ اسی طرح تم بھی جذب و سلاک کی موجوں میں اپنی زندگی کی کشتی چلائے رہتے ہو۔ تم نے علی نے نام بہت خوب خط لکھا ہے۔ خدا شاہ و کام کے دعا گو حسن نظامی

جی۔ پی۔ واحد صاحب کا خط

سربراہے روحانیت حضرت خواجہ صاحبہ نظامی بعد سلام نیاز۔ زمانے کے حالات نے مجھے اس نکاحانی فیض سے محروم رکھا ہے کہ میں آنجناب کی سربراہ تقدس بارگاہ میں عرضیہ روانہ کر سکوں۔ خطاب ”شمس العلماء“ ایک حق تھا جسے حکومت نے رکھ لکھا تھا حکومت کے اس حساس بریں جناب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

مگر قبلہ اقدار ہے عز و شرف۔ یہاں بزم اقبال کے نام سے ایک ادبی ادارت کی تشکیل کا خیال پیدا ہوا ہے۔ یہاں کے لوگ اس پر آمادہ بھی ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور اس کی سرپرستی سے اس ادارہ کو شرف فروغ اس ہم اسی ادارہ کے ماتحت ایک آل انڈیا مشاعرہ ماہی میں براؤ کا مسٹ کرانے کا انتظام کرے یہ میں یہ ادارہ فاضل ابی ادارہ ہوگا۔ اور اس کی سرپرستی کے لئے جناب سے زیادہ موزوں کوئی انسان نظر نہیں آتا ہے۔ ادارے کو تشکیل دینے والوں نے یہ عرضداشت میرے ذمہ کر دی ہے۔ امید ہے کہ جناب اس سلسلے میں میری لاج رکھیں گے۔ عقیدت کیش۔ جی۔ پی۔ واحد موگا۔

شکریہ بہت سہری اکال۔ پیارے بھائی واحد صاحب آپ کی مبارک باد ایک ایسے سکھ بھائی کی مبارک باد ہے جس نے اپنے نام کو خدا کی وحدت کے قدروں میں ڈال کر دوئی کے سب پرے اٹھائے ہیں۔ شخص آپ کا نام بڑے گلاب کو مسلمان ہی سمجھے گا۔ بزم اقبال کی تحریک بیت اجمعی تحریک کے ذریعہ شاعری کے شوق کو موجودہ حالات کے لئے نامناسب سمجھتا ہوں کیونکہ اس عمل کی قوت کم جلتی ہے۔ اس وقت سب بڑی ضرورت اس کی ہے کہ کشش ہو جو بگڑ چکا ہے باشندوں کو دل میں پیدا کیا ہے اس کو سبیل کر دے اور پنجاب کے ہندو مسلمان اور سکھوں اور ہندوستانی بھائیوں اور ایک عمل بن جائیں۔ اس خدمت کے لئے میرا ارادہ ہے کہ میری طرف سے پنجاب کا دورہ کروں گا۔ کیونکہ میں نے مسلم لیگ کامبرجوں کا مجس کا میری

سید نسیم کا خط

مکرمی و معتمدی خواجہ صاحب قبلہ - آداب عرض -
تازہ منادی کے پرچے سے معلوم ہوا کہ حضرت
حیدر آباد میں مقیم ہیں۔ اس لئے یہ بغیر حیدر آباد کے
چنے پر روانہ خدمت کر رہا ہوں۔

اخبارات سے یہ خبر معلوم ہو کر دلی مسرت اور
خوشی ہوئی کہ حکومت نے آپ کو شش العلماء کا
خطاب آپ کی لیاقت کے پیش نظر دیا ہے
گورنمنٹ نے ممکن ہے آپ کی عزت بڑھانے
کے لئے یہ خطاب دیا ہو لیکن واقعہ اس کے عکس
ہے۔ دراصل اس خطاب کی عزت اور قدر
و منزلت آپ کے وسیلے سے بڑھانی مقصود تھی۔

اس قدر افسوس ضرور ہے کہ حکومت کو اس خطاب
کی عزت و لائق کا خیال اتنی دیر میں کیوں آیا لیکن
جانئے خواجہ صاحب قبلہ مجھے بلکہ ہم سب کو دلی
مسرت ہوئی ہے۔ اتنی ہی خوشی جتنی آج سے
بارہ سال پہلے دادا جان مرحوم کو یہ خطاب ملنے پر
ہوئی تھی۔ خدا آپ کا مبارک سایہ تاقیامت ہم پر
سرمویں پر رکھے۔ آپ نے غالباً مجھے بچان تو لیا ہوگا
شاید آپ کو یاد ہو۔ ستمبر میں کشمیر سے میں نے آپ
کو خط لکھا تھا ایک بچے کے لئے آپ کا سفورس
کا تیل منگوایا تھا۔ اس تیل سے اسے بہت فائدہ
ہوا۔ میں نے ان لوگوں کو کہہ دیا تھا کہ آئندہ طبی کئی
سے خود مشغول کیا کریں۔ آپ کی نوازش کا بے انتہا
شکر یہ کہ آپ نے تیل بلا قیمت بھیج دیا۔

خدا کرے حیدر آباد کی آب و ہوا آپ کی صحت کے
لئے مفید ثابت ہوگا کاش یہ شرف بھی آپ پر ہو کہ
بھی بخشیں۔ ابا جان قبلہ آداب لکھواتے ہیں۔

ابو مبارک داد۔ مندرہ خاکسار نسیم
شکر میرہ تم مجھ کو سچے پوتوں کی طرح پیارے ہو
یونکہ میرے بزرگ تیس علماء مولانا سید ممتاز علی
رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور ان کے لائق فرزند

مولوی سید محمد علی کے فرزند ہو۔ تمہارا خط تمہاری
پیاری صورت کو سنا تھے کہ میری تمہیں جلی بیا
ہمیشہ شادمان رہو۔ حسن نظامی۔

دختر روحانی کا خط

حضرت مرشدی و مولائی سلامت باشید۔
سلام علیکم۔ بعد آداب خادمانہ کے طے شد
ہوں کہ اخبار منادی میں یہ پڑھ کر کہ حضور کو شش العلماء
کا خطاب ملا ہے۔ مجھے اور سب عسکرت آرا نظامی
کو از حد مسرت حاصل ہوئی ہم سب کی طرف سے
حضور اور جملہ خاندان کو بہت بہت مبارکباد
قبول ہو۔ دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کے ہر دم
اور بیماری کو دور کر دے رحمت کی عطا فرمائے۔ آمین
ثم آمین۔ طالب خیریت عاگو۔ والدہ ممتاز حسین نظامی
دعا ہے تمہاری اور زینب عصمت آرا نظامی کی
تہنیت میری روحانی اولاد کی مبارکباد ہے
دعا ہے تم سب شاد کام رہو۔ حسن نظامی۔

قمر صاحبہ کا خط

سیدی و مولائی قدوة العارفین سراج السالکین
حضرت المکرم جناب المحترم سلام علیکم۔
عاجزہ حضرت عالی کی خدمت میں اپنی دیرینہ
عقیدت و ارادت کی بنا پر شش العلماء کا معزز
خطاب ملنے کی خوشی میں تہذیبہ مبارکباد لکھ
کرنے کا شرف حاصل کرنے کی کوشش ہے۔ گویا حال
فیض قدم بوسی سے محروم ہوں۔ مگر روحانی طور
پر حضور کو اپنا مرشد و مولانا تصور کرتی ہوں۔ استغفار
ہے۔ کہ کثیر کے لئے دعا فرمائیں کہ اس تہذیبہ عالیہ پر
حاضر ہو کر خاک بوسی سے مشرف ہو۔

خاکبائے بزرگان بنی آلین المحقرۃ العاصیہ قمر القادری
منشی فاضل دیہ فاضل معرفت قاری ایم اے
صمدانی صاحب ایم اے ایل ایل بی وکیل سراج
منج۔ جالندھر شہر۔

دعا ہے تمہارے تہنیت نامے کے ہر لفظ میں کبریٰ
اور روحانیت کا ایک نور میں نے دیکھا۔ خاتم
ہیسی پاک ل عورتوں کی برکت سے مندرجہ
کی پریشانیوں دور فرمائے۔ اور تم ہمیشہ شاد
رہو۔ حسن نظامی۔

برشیں چندر نظامی کا خط

شش العلماء عالی حضرت جناب خواجہ صاحب دام
قدم بوسی۔ اخبار دست اور پھر اخبار آپ
کو خطاب ملنے پر آپ کے دشمن سٹ پٹا لٹا ہے۔
ان کی سٹ پٹا ہٹ اس بات کا ثبوت ہے کہ
وہ اپنی فطرت سے مجبور ہیں عمل کی طاقت نہ
رکھتے ہوئے سوائے پیش زنی کے انہیں کوئی
اور راستہ نظر نہیں آتا۔ چاند پر فحش کر دے سستی نہ
حاصل کر لیا ہے ہیں۔ بے عمل ہوتے ہوئے ان
خدا داد قابلیت کو استعمال کرنے کی عقل نہیں
رکھتے اور خواہ خواہ اس موکد کی تلاش میں جتے
ہیں مکہ کسی نہ کسی طرح بدگمانی پیدا کرنے کے
سامان جھپکریں۔

آپ کی خاموشی اس بات کا ثبوت ہے کہ
جس سطح پر یہ لوگ ہیں آپ کا درجہ ان سے بہت
مند ہے۔ رنج و کج چہرے سے بھی نہیں دھتکا۔ ہر ش
ضعیفی بزرگ بھی سچی اپنے دشمن کو برا نہیں کہتے۔
خدا آپ کو ایسے رذیل و ضعیف لوگوں سے ہر طرح
محفوظ رکھے۔ کتنے بھونکتے رہتے ہیں بکھرے ویاں
اپنا سفر جاری رکھتا ہے جس مدعا و مقصد کو آپ
نے مد نظر رکھا خداوند کریم نے ہمیشہ آپ کو دین
کی ہر طرح کی مخالفت کے باوجود کامیابی کا دکھایا۔
جسے خدا رکھے اُسے کون چلے۔

آپ کی درازی عمر و صحت کے لئے دعاگو۔
برشیں چندر نظامی از شملہ
شکر میرہ تم پیارے برش چندر جی اے لفظ و
جو کچھ لکھا وہ ان کے دلی خلوص اور محبت و

عقیدت کی نشانی ہے۔ اگر میر کوئی مخالف نہ ہو تو میں تجھ کو لے کر چند مخالف لو کر رکھتا۔ اور اب بھی جتنے میر سے مخالف ہیں ان میں سے اکثر میر سے سابقہ رکھ رہے ہیں اس واسطے میں مخالفوں کی مخالفت کو محبت کرنے والوں کی پہچان کے لئے ضروری اور مفید سمجھتا ہوں۔ خدا تم کو اور تمہارے عزیز لالہ راہبہرام نظامی اور ان کے فرزند لیلا رام نظامی بنی اسے کو ہمیشہ مراد مند رکھے۔ تمہاری صورت دیکھ کر کبھی چاہتا ہے خدا نے چاہا شعلے پر آؤں گا۔ تمہارے ملوں گا۔ اور کہوں گا۔ آؤ ہم سب مل کر ہندوستانی قوم کی باہمی دشمنی کو دور کرنے کی کوشش کریں جس نظامی

سر دار اندرسنگہ نظامی کا خط

یہ مرشد حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب دام قبلہ بہت بہت دست بستہ آداب عرض قبول ہو۔ عرض ہے کہ یکم جنوری ۱۹۳۳ء کا اخبار کے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ حضور والا شان کو خطاب شمس العلماء ہے۔ بے شک حضور انور کی ذات بابرکات خطابات سے بہت ہی ملنتر ہے۔ پھر میری بادشاہ وقت کی طرف سے حضور والائی جو عزت افزائی ہوئی ہے۔ ہم علامان تہ دل سے مبارک باد عرض کرتے ہیں۔ نیز پوچھا عالم سے دعا ہے کہ جناب لالی بیماریاں دور ہوں اور ہم غریبوں کے سروں پر حضور کا ساقا قائم و دائم رہے۔

(۱) ہم میں آپ کے غلام روشن دل اندرسنگہ نظامی نمبر دار و سرخی نیابت چوگہ والد ریاست فرید کوٹ پنجاب (۲) سر دار ولایت سنگہ نمبر دار رئیس موضع۔ پوٹو چوگہ والد ریاست فرید کوٹ (۳) سر دار بلونت سنگہ نمبر دار میر خانی بیت پوٹو (۴) بابو عیسیٰ محمد کپورہ۔ ہلندہ اسپتال فرید کوٹ (۵) لالہ رکھل خروٹ مرحمت منڈی

کوٹ کپورہ۔ ریاست فرید کوٹ (۶) محمد اسماعیل قادری۔ چوگہ والدہ (۷) محمد شفیع قادری چوگہ والدہ (۸) لالہ حسین لال نظامی فرید کوٹ۔ خاکسار سنگ دربار خواجہ۔ اندرسنگہ نظامی داند حسین روشن دل بنیاد سرخی نیابت چوگہ والدہ۔ دعا ہے تم سب میرے ہو۔ اور میں تم سب کا ہوں۔ تم مجھ میں ہیں تم میں۔ تم نے مجھے مبارک دی۔ میں نے تم کو مبارک باؤ دی۔ خطاب تو دنیا کا ایک بہانہ ہے۔ قدرت کو روزانہ کسی نہ کسی بہانے سے ہمارے تمہارے دلوں کو آپس میں ملانا ہے۔ خوش رہو۔ باد و برجن نظامی

من ہر نظامی کا خط

مکرم معظم حضرت خواجہ صاحب قبلہ دام اللہ فیہ فیکم۔ سلام علیکم سفر حیدر آباد سے بخیریت واپسی پر دلی مبارک باد پیش نہایت گوارا ہوں۔ گورنمنٹ نے حضور قبلہ کو شمس العلماء کے خطاب سے نوازا ہے۔ ایسے ہزاروں خطاب تدرست نے آپ کے قدوں میں ڈال رکھے ہیں۔ ادبی حلقوں میں اور روحانی حلقوں میں خدا پاک نے حضور کو جو عزت عطا فرما رکھی ہے گورنمنٹ کو اس کی کیا قدر و منزلت ہے؟ تاہم غنیمت ہے کہ اس کے پاس جو امتیازی چیز ہے اس نے پیش کر کے خود بھی عزت حاصل کی ہے۔

اگرچہ یہ خیال اس کو بہت ہی دیر میں آیا ہے کیونکہ حضور کی ذات والا صفات کی قدر و قدرتی گورنمنٹ کو بہت پہلے گئی جاتی تھی۔ مجھ بے نوا کی طرف سے بھی دلی مبارک باد قبول فرمائیے۔ آج کل پنجاب میں الیکشن کا کام خوب درروں پر ہے۔ ہر علاقے سے مسلم لیگ کی کامیابی کی خبروں سے دل نہایت ہورہا ہے۔ حضور قبلہ کے حکم سے یہاں میں

اور مکرم منظور الحق نظامی نے مسلم لیگ کا خوب کام کیا ہے۔ اور مسلم لیگ کو خوب ہی کامیابی ہوئی ہے۔ طالب دعا ہے خیر ایم عبد الرحیم من ہر نظامی ہمیشہ خلیع امر تشر۔

دعا ہے تم سب میری آنکھوں کا نور ہو۔ دل کی ٹھنڈک ہو۔ اور میرا من ہرنے والے ہو۔ اس لئے میں تم کو من ہر کہتا ہوں۔ فدائیتاری اور حکیم صاحب کی باطنی رشتہ بنی ہوئے جس نظامی

احمد علی شاہ صاحب کا خط

مختری و کرمی خواجہ صاحب دام فلکم۔ سلام علیکم میں اور قبلہ والد صاحب رسید کرم شاہ اشیش ماسٹر رہا کرڈم آپ کو اس نئے سال کی عورت افزائی کی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی عمر بڑھ فرمائے اور فرید اعزاز عطا فرمائے۔ آمین۔ احقر العباد احمد علی شمسٹ گنرولہ طری کاؤٹس فیلڈ ہے آفس واپس اب رجسٹر انبالہ چھاؤنی۔

دعا ہے تمہارے والد میرے ہم نسب بھائی۔ پرانے رفیق اور پرانے دوست تم ان کے بیٹے کو یا میرے بھتیجے۔ تمہاری تہنیت میرے گھر والوں کی تہنیت شاد باد۔ دعا جو حسن نظامی

خلیل الرحمن صاحب خطیب کا خط

حضرت خواجہ صاحب اطال اللہ بقاکم۔ سلام علیکم آپ کو اور حضرت خطاب کو مبارک ہو آپ کو اس لئے کہ جناب کی ذات والا صفات خطاب شمس العلماء کی سختی تھی۔

اور خطاب کو اس لئے کہ وہ دہلی سے چل کر آپ کی جستجو میں حیدر آباد پہنچا۔ لہذا وہ اپنی کامیابی کو شش پر سختی حد مبارک باد ہے۔ میں امید خلو من ل مبارک باد پیش کرتا ہوں مگر قبول خدا عز و شرت۔ آپ کا خلیع خلیل الرحمن رضوی خطیب

شکر ہے کہ آپ خطیب ہیں۔ تازہ نوک بھی اور مجھ
ٹوٹی ہوئی سیدھی سیدھی آپ کی تحریر کی بلاغت و آفرین
کہنی کی سختی سے بڑی شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

سید مقصود علی شاہ نظامی کا خط

غریب نواز قبیلہ و کعبہ مدظلہ العالی خواجہ صاحب
بعد اذات سیرہ فطیمہ کے گذارش ہے کہ میں
نے اخبار سادی ۹ جنوری ۱۹۴۷ء کو پڑھا۔ اور
اس میں آپ کے خطاب سے اس علمکار کا حال پرہیز
از خود خوشی ہوئی۔ گو میں مبارک باد آپ کو بڑی
آگرمی سے چکا ہوں مگر میرے تمام برادر اور
برادری کے انجمنوں نے مجبور کیا۔ کہ ہماری
تمام کی طرف سے قبلہ خواجہ صاحب کی خدمت
میں مبارک باد و نذرین خط دو۔ اس لئے میں
یہ احقر نامہ آپ کی خدمت میں تحریر کر رہا ہوں۔
امید ہے کہ آپ مبارک باد قبول فرماویں گے۔
دعا گو۔ سید مقصود علی شاہ سادہ ریاست بٹالہ
وہاں ہم سے پہچان کی جو اور سادہ میں حقہ شیعہ کی ہم
بھائی میں سب کی محبت تھا کہ دیکھ لیتے آئی ہے میں
کے سامنے جھک کر سلام کر لیا کہ بھائیوں نے اپنے فریادی کو
کیا ہے۔ حسن نظامی۔

فقیر محمد نظامی کا خط

جناب سیدی و مولائی رہنمائے دو جہاں خواجہ
صاحب دام ظلکم اقبالہ۔ سلام علیکم۔
بعد قدم بوسی کے عرض ہے کہ اخبار سادی میں
حضور کو شہنشاہ برطانیہ کی طرف سے خطاب
شرف العلماء کا غرہ بڑھ کر دل کو اندر مسرت حاصل
ہوئی۔ بندہ اور نظامی بھائی حضور کو مبارک باد
عرض کرتے ہیں۔ سگ دربار دیدار کا خواستگار
فقیر محمد نظامی جماعت خیم قریہ ضلع جالندھر۔
وہاں ہم سے پہچان کی جو اور سادہ میں حقہ شیعہ کی ہم
نظامیوں کے ساتھ ہر حکم کو جو حکم ایک کی خدمت
انجام دیتی ہیں عرسِ جد میں ہمارے گھر میں دو گنا اور ہمارے
بھائی کے ساتھ جلا کر کرنا ہے۔ خیر سے کہیں نہ کہنا۔ حسن نظامی۔

مولوی محمد ظفر صاحب اے وکیل گورگانوہ کا خط

مختصر بندہ جناب خواجہ صاحب سلامت۔
سلام سنوں۔ نیا خطاب مبارک آپ کے اپنی خود
نوشتہ سوانح عمری کے مطابق چھوٹی سی حالت
سے ترقی کر کے علم و فضل میں مولانا شبلی مرحوم
کا رتبہ حاصل کر لیا اور مزاجرت نے مفت و مترجم
وغیرہ الفاظ اپنی کتابوں کی وجہ سے اپنے نام کے
ساتھ لگانے کا حق پیدا کر کے ہندوستان میں نام
قائم کر لیا تھا۔ آپ نے اس راستے پر چلنے کے بہت
زیادہ شہرت اور نام پیدا کر لیا۔ اللہم زد فرد۔
مجھے فائز بنایا زائیکے وکیل کے مضامین و قص و
عرس پیا سدا اس وقت آپ اپنے نام کے
ساتھ خواجہ زادہ حضرت نظام الدین اولیاء
لکھا کرتے تھے اور اب اپنی بیعت و عبادت
سے ان کے جانشین بن گئے۔ جو ربانوی والدہ
کی قبر پر یاد آوری اور زردانی کے پھول چڑھانا
جنہوں نے عسرت کے زمانے میں آپ کا نہایت
وفاداری سے ساتھ دیا۔ خواجہ بانو ماشا را اللہ
نہایت خوش نصیب ہیں کہ ان کے آتے ہی ہر
چیز کی ریل پیل ہو جاتی اور آپ کیا سے کیا ہو گئے
مہاراجہ اور نواب اور ملک کے بڑے بڑے گورن
فرز آپ کے سامنے عقیدت سے سر جھکاتے
ہیں۔ واللہ بخیر برحمتہ من شاء۔
یقین ہے کہ ہم جیسے نیاز مندوں کو جلد آپ
کی خدمت میں مکرانیکے سر ہونے کی مبارک باد
پیش کرنی پڑے گی۔ جو شخص ترقی کے راستے پر
نہی لپی دگنیں ڈال رہا ہے اس کے لئے سر ہونا کوئی
بڑی بات نہیں۔

آپ نے اپنے روزنامے میں ہسپانیہ کے
خلفا کی تصویریں اور عمارتوں کے اسم کا ذکر کیا
ہے آپ بڑا کام کریں گے اگر ان سچے لے کے ان
کے عکس کتابی صورت میں شائع کرادیں۔ آپ

ایک مکمل اسلامی تالیف لکھنے کا بھی انتظام کریں
جس میں مسلمانوں کے ہر ملک کے مد و جز کا حال
درج ہو۔ ماسکو ملک میں اسلامی ریاست قائم
رہی ہے امید ہے آپ بھیرت ہوں گے اور
مجھے دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔ دعا گو
محمد ظفر وکیل گورگانوہ۔

شکر ہے کہ پیارے بھائی محمد ظفر صاحب آپ
وکیل ہیں۔ ایم اے ہیں اور بہت صاف دل و نفا
ہیں۔ مجھے وہ پڑائی تنقید یاد ہے جب آپ نے میری
کتاب تالین خطوط نویسی پر مجھے تنقید لکھی تھی
اور اس خط میں بھی آپ نے بے لاگ اور سچی تنقید
لکھی ہے۔ مجھے آپ کی اس امید سے بہت ہفت
آیا جس میں آپ نے مجھے مکران کا خطاب حاصل ہونے
کا ذکر کیا ہے۔ اس کا جواب لکھنا ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ میری رائے میں کوئی شخص صحیح معنوں
میں "سر" نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مکر
اپنی ذات یا اپنی قوم یا اپنے ملک یا اپنے بادشاہ
کے لئے قربان کر دینے کا عزم نہ رکھتا ہو اور بیعت
مجھ میں نہیں ہے۔ اگر میں زبان سے اس کا دعویٰ
کروں تو بہت سے معتقد زندہ باد خواجہ حسن نظامی
کے لغزے لگائیں گے۔ اور میں ظفر صاحب کے
کان میں جھک کر کہوں گا "بھائی صاحب ایسی بات
تو یہ ہے۔ کہ مجھ میں سر قربان کرنے کی ہمت نہیں
ہے اور میں نے یہ جو کچھ کہا ہے وہ محض اس
کہا ہے کہ دوسروں میں سر قربان کرنے کا ولولہ پیدا
کر دوں۔ ورنہ میں سر جھک کر ہر عمر چلی اور کجا
طرح انھوں نے مسمم لکب کی طرف سے کہا تھا
کہ میں اپنے سینے پر گولیاں کھانے کے لئے تیار
ہوں۔ اسی طرح سے میں بھی یہ کہتا ہوں۔

بھائی صاحب! میں نے اپنی زندگی میں شہیار
لوگوں کو کس پر سی کے عالم میں پایا۔ اور پھر وہ
آفتاب و مانتاب بن کر چکے۔ اور پھر وہ جیتے جیتے
خواب ہو گئے۔ یہی حال میرا ہے جس کی طرف

فاسفورس کاتیل اسپیشل کوالٹی بڑی شیشی قیمت سات روپے

ڈربن جنوبی افریقہ کے ایجنٹ مسٹر اے ایم خان کے لئے فاسفورس کاتیل کی خاص الخاص بڑی شیشیاں تیار کی گئی ہیں جن میں جو وہ چھوٹی آٹھ شیشیوں کاتیل ایک شیشی میں آتا ہے۔ اور اس حساب ایک شیشی کی قیمت آٹھ روپے ہوتی ہے۔ مگر خلق خدا کے فائدے کے لئے اس خاص ان خاص کاتیل کی بڑی شیشی سات روپے میں دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ حالانکہ بڑی شیشی انجیل کی مشکلات کے زمانے میں بہت زیادہ قیمت کی آئی ہے۔ طبی کمپنی چاہتی ہے کہ جنوبی افریقہ کے ایجنٹ کے لئے جو خاص ان خاص کاتیل تیار ہو اسے وہ ہندوستان کے خریداروں کو بھی دیا جائے۔ اس واسطے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن ہندوستانیوں کو یہ خاص ان خاص فاسفورس کاتیل بڑی شیشی والا درکار ہو تو وہ خود طبی کمپنی ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی کے پتے پر فرمائش بھیج دیں۔

خبر آئی ہے کہ جرمنی کا جو کارخانہ یہ تیل بناتا تھا۔ اب اس نے دو سازشی کام شروع کر دیا ہے۔ جس سے امید ہے کہ فاسفورس کاتیل جلدی ہندوستان میں آنے لگیگا۔ اور جو مشکلات اس تیل کی تقسیم میں پیش آرہی تھیں وہ دور ہو جائیگی۔ اور جب مشکلات دور ہو جائیں گی تو قیامت بھی اتنی ہی مقرر کر دی جائے گی جو لاگت کے قریب قریب ہو کیونکہ طبی کمپنی خلق خدا کے فائدے کو اپنے ذاتی فائدے سے مقدم رکھتی ہے۔ اس بڑی شیشی کا پکینگ بہت مضبوط ہوگا۔ اور خریداروں کو شیشیاں ٹوٹ جانے کی شکایت نہیں رہے گی۔ کیونکہ اب پکینگ کا سامان بھی ملنے لگا ہے

مینجر طبی کمپنی ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی

ضروری اطلاع کہ چونکہ دہلی کے بعض دواخانوں نے اسے نام رکھ لئے ہیں جو طبی کمپنی کے مشابہ ہیں اس واسطے طبی کمپنی کے ساتھ ڈاک خانہ حضرت نظام الدین لکھنا ضروری ہے تاکہ خریداروں کے خط طبی کمپنی ہی کو ملیں۔

دہلی کی ابتدائی آپ نے دیکھی اور یہ موجودہ چمک دیکھی دیکھی۔ سبھی طرح یاد رکھئے کہ اس دنیا میں لی ذات کے سوا کسی کو بقا نہیں ہے سیر بعض لوگوں نے چمبہ سے بہت زیادہ ہندوستان میں سلطنت کے ایوانوں میں عروج حاصل کئے تھے مگر آج وہ سب گم ہیں سوائے دو چار کے لہذا وانغ حال دوستوں سے مجھے یہی کہنا ہے کہ وہ چمبہ کو ان کاموں سے بچاتے رہیں جن میں نفس اور غرور ظاہر ہوتا ہو۔ تاکہ میں نے جو چمبہ حاصل کیا ہے جو کچھ کام کئے ہیں وہ میرے مرنے کے بعد با خلق خدا کے لئے کا یا آدریں۔ کیونکہ مرنے کے بعد اگر لوگ میری قبر دیکھنے آئیں۔ یا بھول بڑھائیں۔ یا تعریف کے الفاظ کہیں تو مجھے قبر کے اندر ان میں سے کوئی چیز مفید نہیں ہوگی جس کی

عرس دن نظامی بنسری پر

سلطان الشیخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا عجب الہی رحمہ کا سالانہ عرس ۲۲ ربیع ثانی مطابق ۲۱ مارچ جمعرات کے دن شروع ہوگا اور ۲۲ ربیع ثانی مطابق ۲۲ مارچ پیر کے دن ختم ہوگا۔ اصلی تاریخ ۲۷ ربیع ثانی کی شام سے ۱۸ ربیع ثانی کی شام تک ہے۔ اس ایک رات دن میں قرآن خوانی ہونی چاہئے۔ نیازیں ہونی چاہئیں۔ اور حضرت رحمہ کے ذاتی حالات کی کتاب ”نظامی بنسری“ پڑھ کر حاضرین کو سنانا چاہئے۔

۱۸ ربیع ثانی صبح پانچ بجتے کے دن رات کو سب سے گیارہ بجے تک عرس کی قوالی میرے مکان سے نشر ہوگی۔ ہر شائق قوالی کو اطلاع دینے کے۔ حسن نظامی۔

۱۸۵۷ء کے انقلاب ہند کی تاریخ

پڑھنے اور غور کرنے کا وقت آگیا

۱۸۵۷ء سے پہلے انگریزوں کی حکمرانی کا کیا ہوا اور ۱۸۵۷ء میں ہندوستانوں کی کیا حالت تھی؟ اور ۱۸۵۷ء کے بعد ہندوستان کی کیا حالت ہوئی؟ انگریزوں کی حکمرانی میں کیا تبدیلیاں آئیں گی؟

وہ اچھا تھا یا بُرا؟ حق تھا یا باطل؟

ظلم تھا یا انصاف؟ سچ تھا یا جھوٹ؟

کچھ بھی نہ تھا گزرنی بات تھی۔ گزری۔

آج کیا حال ہے؟ کل کیا حال ہونا چاہئے؟ سوچنا بس یہ ہے اگر یہ سوچنا ضروری معلوم ہو۔ تو خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی تاریخ

انقلاب ۱۸۵۷ء پڑھئے جس کے ۱۲ حصے چھپ کر شائع ہو گئے اور جس میں تین حصے چھپ چکے ہیں اس تاریخ کے پڑھنے سے انگریزوں کو اپنی نیت کا علم ہو جائیگا ہندوستانوں کی اپنی حالت کا اندازہ ہو جائیگا اور ہندوستان میں عزت اور راحت سے زندہ رہنے کا سیدہ راستہ تلاش کر سکیں گے۔

اس تاریخ انقلاب ۱۸۵۷ء کے پہلے حصے کا نام جنگات کے السنو ہے جس میں وہ سچے قصے ہیں جو ۱۸۵۷ء کے کشت خون کے بعد آخری بادشاہ کی عورتوں اور مردوں کو بڑے بڑے قیمت دے دیے۔ دوسرے حصے کا نام انگریزوں کی بھینا ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی مصیبت پڑی تھی قیمت اٹھ آنے سے پہلے حصے

کا نام محاصرہ دہلی کے خطوط رکھا گیا ہے جس میں وہ خط ہیں جو انگریزوں کے لڑائی کے وقت آپس میں ایک دوسرے کو لکھے گئے قیمت چار آنے۔ چوتھے حصے کا نام بہادر شاہ کا مقدمہ ہے جس میں اس مقدمے کا حال ہے جو آخری بادشاہ برائے قلعہ میں جلا گیا تھا قیمت دو روپے۔ پانچویں حصے کا نام عذر کے فرمان ہے جس میں بہادر شاہ بادشاہ

کے وہ فرمان ہیں جو عذر کے بعد انھوں نے باخوبی نام جاری کئے تھے قیمت ایک روپہ چار آنے۔ چھٹے حصے کا نام عذر کے اخبار ہے جس میں ان اخباروں کے مضامین ہیں جن پر حکومت پھیلانے کا الزام لگایا گیا تھا قیمت چار آنے۔ ساتواں حصہ غالب کا روزنامہ ایام عذر جس میں میرزا غالب کی لکھی ہوئی داستان عذر ہے قیمت ۲ روپے

آٹھواں حصہ دہلی کی جانکشی ہے اور جو باقاعدہ اور ان کے امر اور شاہزادوں کی عکسی تصویریں ہیں اور دہلی کی مصیبت کے تاریخی حالات ہیں قیمت ۲ روپے

نواں حصہ بہادر شاہ کا روزنامہ ۱۸۵۷ء سے ۱۸۵۸ء تک کی تاریخ ہے قیمت ڈیڑھ روپہ۔ دسواں حصہ عذر کی صبح شام۔ ہندوستانوں کے لکھے گئے دور فرنگی عذر کی نسبت قیمت ڈیڑھ روپہ۔ گیارہواں حصہ دہلی کی آخری صبح جس میں عذر سے پہلے کے ایسا ہی شاعر کا حال ہے قیمت ایک روپہ۔ بارہواں حصہ عذر کی سمن

ہیں ۱۸۵۷ء کے عذر میں ہندوستانوں کو سمن آئی تھی ان کا مضمون بیان ہے قیمت اٹھ آنے تیرہواں حصہ بہادر شاہ کی تخت نشینی جس میں ۱۸۵۷ء کا روزنامہ ہے جبکہ بہادر شاہ تخت نشین ہوئے تھے یہ چھپ چکا ہے۔ چودھواں حصہ میرزا غلام علی دہلی کا روزنامہ جس میں بہادر شاہ اور ہندوستان کے حالات

ہیں جو ۱۸۵۷ء میں پیش کئے چھپ چکا ہے پندرہواں حصہ بہادر شاہ کا روزنامہ۔ بہادر شاہ کے لکھے گئے روزنامہ جس میں بہت اہم حالات ہیں یہ طبع ہے۔

زندگی بڑھانے والا تیل

فاسفورس کا تیل پانچ منٹ کے اندر اپنا اثر دکھا دیتا ہے جسم کے کسی حصے میں کیسا ہی درد ہو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتا ہے

بچوں کی زندگی جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے اور وہ اوپر ہی ضل اور مسان کے قسم میں مبتلا رہتی ہیں ان کو فاسفورس کے تیل کی مالش نے وہم سے آزاد کر دیا ہے کیونکہ یہ بیماری ”ہڈیوں کی دق“ کہلاتی ہے۔ اور بچوں کی کمزوری اور فاسفورس کی کمی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ایسی عورتیں بچہ پیدا چاہتی ہیں اس کے جسم پر فاسفورس کے تیل کی مالش شروع کر دیں تو بچہ بھی بھی مسان کی بیماری کا شکار نہ ہو۔ اور اس کو سوکھا لگ جانے کی دق سے نجات مل جائے۔ صدمہ عورتوں اس کا تجربہ کیا ہے اور جنہوں نے اس کا تجربہ کیا ان سب کے بچے زندہ سلامت ہیں۔ اور ایک واقعہ بھی بھی ایسا پیش نہیں آیا کہ فاسفورس کا تیل ملنے کے بعد کوئی بچہ ضائع ہوا ہو

جوانوں کی زندگی جو عورتیں اور مرد جوانی کی پوشیدہ بیماریوں کی وجہ سے کمزور اور ناتوان ہو گئے ہوں۔ وہ بھی اگر فاسفورس کا تیل سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر مل لیا کریں تو ان کی جوانی از سر نو زندہ ہو جائیگی یہ تجربہ بھی بے شمار عورتوں اور مردوں نے کیا ہے۔

بورٹھوں کی زندگی عورتوں اور مردوں کے لئے بڑا پاس ملنے ایذا رساں معلوم ہوتا ہے کہ بڑھاپے کے سبب بچے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور خون کی گردش میں خرابی پڑ جاتی ہے۔ اور جسم کے اندر فاسفورس کم ہو جاتا ہے جو انسانی زندگی میں نشاط اور خوش حالی پیدا کرتا ہے پس اگر بورٹھ عورت مرد ہی رات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی ہڈی پر اور جسم کے جوڑوں پر فاسفورس کا تیل مل لیا کریں۔ تو ان کو غیر معمولی قوت محسوس ہوگی اور لگاتار مالش کرنے سے اعصاب کی کمزوریاں جاتی رہیں گی۔ خاص کر اگر ریٹ کے اوپر اس تیل کی مالش کی جائے تو معدے اور آنتوں کے چھ اپنا کام ٹھیک طور پر کرنے لگیں گے۔ اور ہاضمہ بڑھ جائیگا۔ اور بھوک بھی بڑھ جائیگی۔ دماغ پر فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے تو نیند آنے لگیگی۔ اور دماغ کی کمزوری کو بہت فائدہ ہوگا۔

چونکہ یہ تیل جینی سے آتا تھا۔ اور اب آنا بند ہو گیا ہے۔ بڑے اسٹاک سے مشکل کام چلایا جا رہا ہے اس واسطے اس تیل کی بڑی بیشیاں فروخت ہوتی ہیں چھوٹی چار بیشیاں چار روپے میں دی جاتی ہیں ملنے کا پتہ طبی کمپنی پوسٹ آفس حضرت نظام الدین دہلی

ہرٹروڈ پبلشرز اور حسن نظامی نے دہلی ہرننگ وکس دہلی میں چھپوا کر فروخت اخبار منادی دہلی سے شائع کیا

دستِ خورشید

حاصلِ کرم
کلِّ عالم کے علوم

اقرا بسم ربک
علوم کلِّ عالم

حسن بن علی

شاکر کاز

کلِّ اولاد آدم کے آرام کی
علیٰ صدیق

مناوی

دارِ اُردو

ڈاکٹر محمد رفیع بن علی محبوب باونٹھای حیدر آبادی

یہ اخبار ۱۹۲۶ء

سے جاری ہے

ایڈیٹر

علی خواجہ نظامی

مسارِ دہلی

مورخہ ۲۲ جون ۱۹۲۶ء عیسوی

سالانہ قیمت

ہندوستان میں دو روپے

باہر ملکوں سے چھ شلنگ

قیمت ایک روپہ ایک آنہ

فرانس کے پرنسپل جنرل ڈی گال کا خط خواجہ حسن نظامیؒ کے نام

جنرل ڈی گال فرانس کی شکست کے بعد جہنوں کے آگے نہیں جھکے۔ اور فرانس سے باہر رہ کر فرانس کی عزت بحال کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ اور اس میں خدا نے اُن کو کامیابی دی۔ میرا اُن سے کوئی تعارف نہیں تھا۔ لیکن دہلی میں اُن کے ایک نمائندے موسیو فرانسس برنل مجھ سے آکر ملے اور میرے ہاں قوالی کی مجلسوں میں شریک ہوئے۔ اور پھر فرانس کے بہت مشہور مستشرق موسیو لونی میگنان دہلی میں آئے۔ تو میری قوالی کی مجلسوں میں شریک ہوئے۔ جنہوں نے عربی زبان میں حضرت منصور علاج دہ پر ایک بہت اچھی کتاب لکھی ہے۔ اس کے بعد ہندوستانی کے گورنر جنرل فرانس سے آئے تو وہ بھی مجھ سے ملے۔ اور قوالی کی مجلس میں شریک ہوئے۔ اور ہندوستانی جانے کے بعد مذہبی بھیجی۔ ان تعلقات کے سلسلے میں فرانس کے اسلامی مقبوضات کے مسلمانوں کی نسبت میں نے کوشش جاری رکھی کہ مقبوضات فرانس کے مسلمانوں کو کھانا حاصل ہوتی رہیں۔ اس لئے میں نے ایک قدیمی قلمی لکھا ہوا قرآن شریف فرانس کے پرنسپل جنرل ڈی گال کو بھیجا۔ تاکہ کلام الہی کی برکت سے اُن کا دل مسلمان رہا یا کی طرف متوجہ ہو۔ قرآن شریف پہنچ جانے کے بعد جنرل ڈی گال نے جو خط مجھے بھیجا ہے۔ وہ فرانسیسی زبان میں ہے۔ اور فرانس کے دہلوی نمائندے موسیو فرانسس برنل نے اس کا انگریزی ترجمہ بھی مجھے دیا ہے۔ اور اُس کا اردو ترجمہ میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی نے کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ حسن نظامی جنرل ڈی گال۔ مقام مارلی۔ ۲۱ فروری ۱۹۲۶ء۔ پورا کیسلسنی۔

جو خوبصورت قدیمی قلمی قرآن شریف آپ نے اپنی محبت اور خاص نوازش سے مجھے بھیجا تھا وہ مجھے پہنچ گیا ہے۔ آپ نے مجھ پر یہ بہت بڑی عنایت فرمائی ہے۔ اور میرے دل میں اس کی بہت بڑی اہمیت ہے۔ اس لئے میرے دل پر اس کا بہت ہی زیادہ اثر ہوا ہے۔ اور میں اس کے لئے آپ کا بید شکر گزار ہوں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ پورا ایسی ہنسی کی بہت بڑی قدر و منزلت میرے دل میں ہے۔ چارلس ڈی گال خدمت ہز کیسلسنی خواجہ حسن نظامی سجادہ نشین خواجہ نظام الدین اولیاء و صدر اعظم آل ہندیا صوفی کافر نس۔ میں فرانس کے سب سے بڑے بہادار و بہت فرزند جنرل ڈی گال کے اچھے خط اور اچھے خیالات کا شکریہ ادا

خواجہ حسن نظامیؒ کے نوٹ

ہندوستان کے جذب میں آج سے چہ سو برس

پہلے جیٹا ٹکڑا کا راجہ دکن کی پہنی سلطنت کے مقابلے میں نولاکھ فوج لے کر آیا۔ اور دکن کے نو ہزار شاہزادے اٹھارہ ہزار مسلمانوں سے نولاکھ کو شکست دی۔

پس چونکہ سکھ بھی ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اور بڑی کثرت والوں سے بے خوف ہیں۔ اس واسطے اُن کا حق ہے۔ کہ اُن کو پنجاب میں ایک خاص علاقہ دیدیا جائے۔ جہاں وہ اپنی آزاد حکومت قائم کر سکیں۔

لیکن ۱۸۵۷ء میں سکھوں کا ایسا تجربہ ہوا ہے۔ جو جملہ افرانہیں ہے۔ یعنی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں نے دیوان لالراج حاکم ملتان اور سردار چتر سنگھ اور سردار شمسنگھ اور امیر دوست محمد خاں بادشاہ افغانستان کی متحدہ فوجوں کو پنجاب میں شکست دی۔

آٹھ برس کے بعد ۱۸۶۳ء میں سکھ اس بات کو بھول گئے کہ پنجاب میں اُن کی حکومت تھی۔ اور وہ انگریزی فوج کی حمایت میں دہلی آئے۔ اور یہاں انھوں نے ہندوستان کی قومی فوجوں کا مقابلہ کیا اور قومی فوجوں کو شکست دی۔ اور انگریزوں کا دلی بے رحمیہ کرایا۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ سکھوں کے ساتھ پنجابی مسلمان بھی قومی فوجوں کے حریف بن کر آئے تھے۔ اور انھوں نے بھی انگریزوں کو حمایت میں اپنی علی فوجوں سے جنگ کی تھی۔ تاہم میں اس تاریخی کمزوری کو بھلا دینا چاہتا ہوں۔ اور سکھوں سے کہتا ہوں کہ وہ پہلے اپنی قومی رائے کو بخیر کریں۔ اور ذاتی اغراض والے آدمیوں کو اپنے اندر نہ رہنے دیں۔ اور ایک دل ہو کر اپنی سکھ حکومت کا مطالبہ کریں۔

اب تک سکھ لیڈروں کی ہتھی تقریریں میں نے پڑھی ہیں اُن میں ایک تقریر بھی دو لاکھ اور سبھی فارسی کی تقریریں معلوم ہوتی۔ کیونکہ ہر لیڈر اپنی تقریریں یہی شکایت کرتا ہے کہ سکھوں کو مسلمانوں کے رحم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ خیال اور یہ قول اصلیت اور حقیقت کے بھی خلاف ہے۔ اور دور اندیشی کی سیاست سے بھی بہت الگ ہے اس طرح وہ اُن مسلمانوں کو اپنا مخالف بنا رہے ہیں جن کے ساتھ اُن کو آئندہ رہنا ہوگا۔ اور جن کے لیڈروں نے کانگریسی لیڈروں سے بہت زیادہ سکھوں کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ اور اچھا سمجھوتہ کرنے کا کوشش کیا ہے۔

کیس تھیں۔ اور کانگریس نے ہمیشہ سکھوں کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ الگشن کے زمانے میں جو سکھ کانگریسی لوگوں کے ہاتھوں مارے گئے اُن کا ذکر کروں۔ لیکن سکھوں کے مستقبل کی بھلائی اسی میں ہے کہ یہ مسلمانوں کو اپنا دوست بنائیں اور یہ خیال چھوڑ دیں کہ مسلمان اُن کی گرو پاؤں سے ڈر کر اُن کی طرف مائل ہیں یا اپنے سیاسی مقاصد پورے کرنے کے لئے سکھوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے ہیں۔ جس طرح کہ گاندھی جی اچھوتوں کو ہر چین ہر جن کہہ کر تسلیاں دیا کرتے ہیں۔ مگر اُن کی کانگریسی اچھوتوں کو کوئی حق دینا نہیں چاہتی۔

سکھوں کو یقین کرنا چاہئے کہ مسلمانوں کا دل اور دماغ باوجود ہر قسم کی کمزوریوں کے اب تک اتنا مضبوط اور مستحکم ہے کہ وہ انگریزوں سے ڈرتے ہیں۔ نہ ہندوؤں سے ڈرتے ہیں۔ نہ سکھوں سے ڈرتے ہیں۔ لہذا سکھ اگر اپنی کامیابی چاہتے ہیں تو اُن

کو فوراً پنجاب کے مسلمانوں سے صاف دلی کے ساتھ مل جانا چاہئے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ مشورہ اُن کے لئے بہت دشوار و مشکل ہے۔ کیونکہ سکھوں کی قوم ہندو قوموں سے نکلی ہے۔ اس لئے اُن کی معاشرت اور اُن کی رشتے داریاں اور اُن کے خیالات اور اُن کی عادات سب کی سب ہندو ہوں ہیں صرف اُن کے گرو و صاحبان کی مذہبی اور روحانی تعلیم نے اتنا اثر کیا ہے کہ نسبت پرست نہیں رہے ہیں۔ ورنہ سوشل اور سیاسی اعتبار سے وہ ہندو ہیں۔ لیکن ان کے لئے ناممکن ہے کہ وہ پنجاب کے مسلمانوں سے جدا ہو کر اپنی قومی مشغول کو محض ہندوؤں کی امداد کے سہارے آگے بڑھائے میں کامیاب ہوں۔

ہندوستانی ریاستیں

اس وقت وزیر ہند کے سامنے تین باتیں بہت اہم ہیں مسلم لیگ، کانگریس اور ریاستیں مسلم لیگ نے وزیر ہند کی تجویزیں مان لیں ریاستوں نے بھی مان لیں۔ اور کانگریس کو مانتی پڑیں گی۔ ورنہ کانگریس کی طاقت بکھر جائے گی۔ اور اس کی ساری کوششیں برباد ہو جائیں گی۔

ہر مائٹس نواب صاحب بھوپال نے اس وقت ریاستوں کی طرف سے نمائندگی کے جو فرائض انجام دئے ہیں وہ بہت زیادہ تعریف کے قابل ہیں۔ چند احمق اور خود غرض اخبار نویس اُن کی نسبت گذشتہ زمانے میں اور آجکل جو کچھ لکھتے آئے ہیں وہ سب جاسیس کہ وہ ہندوستانیوں کی رائے عامہ کے سامنے کمزری کے بدلے کی طرح ٹوٹ بھوٹ کر صاف ہو گیا ہے۔ نواب صاحب بھوپال

پہلے جام نگر اور بیالہ کے راجاؤں کی چٹری کے زمانے میں ریاستوں کی ایسی دیر انداز دانش مندانہ نمائندگی نہیں ہوئی تھی جس نے صاحب بھوپال کے زمانے میں ہوئی ہے۔ کانگریس میں بھی مولانا ابوالکلام مسلمان میں مسلم لیگ میں بھی مسٹر جناح مسلمان ہیں۔ اور ریاستوں میں بھی نواب صاحب بھوپال مسلمان ہیں۔ گویا ہندوستانی تاریخی سیاست میں آج کل جو کچھ مجاہد بوجہ کلام کیا ہے۔ وہ مسلمانوں نے کیا ہے۔

ہندو مہاسبھا کی حلقہ بخشش یا پست

جب ہندو مہاسبھا کو الگشن کے زمانے میں جمعیت علماء ہند اور احرار کی طرح کہیں کامیابی نہیں ہوئی تو اس نے نا تجربہ کار مادہ کم عمر ہندو و ایمان ریاست کو لپٹنے دام میں اسیر کر لیا۔ جن ریاستوں میں ہندو مہاسبھا کے قدم گئے ہیں۔ اور وہاں کے رئیسوں نے ان قدموں کو چوما ہے۔ ملن کی حالت سب کے سامنے آچکی ہے۔ اور جو باقی رہ گئیں ہیں۔ وہ سب کے سامنے آجائیں گی لیکن مجھے کوئی حق نہیں ہے۔ کیوں ہندو مہاسبھا کی حلقہ بخشش ہندو ریاستوں کو کچھ نصیحت کروں۔ البتہ میں مسلمان ریاستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ مسلم لیگ سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھیں۔ کیونکہ ریاستوں کا مسئلہ کانگریس اور لیگ سے بالکل جداگانہ مسئلہ ہے۔ یعنی وزیر ہند نے جو تجویزیں پیش کی ہیں ان میں صرف تین پارٹیاں ہیں۔ مسلمان لیگ کانگریس اور ہندو مسلم لیگ کی طرف جائیں گی۔ اور ان ہندو ریاستوں کی عقلیگی میں کی جو ہندو مہاسبھا کے ساتھ

چلی گئی تھی تو ان کا بھی وہی حال ہو گا جو ہندو مہاسبھا کے پاؤں چومنے والی ہندو ریاستوں کا ہوا ہے۔

جن ہندو مسلمان ریاستوں میں اسٹیٹ مسلم لیگ قائم ہے ان سب کا فرض ہے کہ وہ مسلم لیگ کا لفظ الگ کر دیں۔ اور مسلم لیگ کا بھی فرض ہے کہ وہ ہندو مسلمان ریاستوں کے معاملے میں دخل نہ دے۔ صحت نگرانی رکھے کہ ریاستوں کے مسلمانوں پر ان کی حکومتوں کی طرف سے کوئی بے انصافی نہ ہونے پائے۔

جن ریاستوں میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے انجمنیں قائم ہیں جیسا کہ حیدر آباد میں انجمن اتحاد المسلمین ہے۔ ان کو بھی مسلم لیگ سے کوئی تعلق رکھنا مفید نہیں ہو گا۔ دلوں کا تعلق تو قدرتی ہے۔ لیکن عملی تعلق سیاسی لحاظ سے خطرناک ہے۔ کیونکہ اس سے ریاستوں کے مسلمانوں کی بہت میں فرق پڑے گا۔ اور وہ اپنی ذات پر بھروسہ نہیں کر سکیں گے۔ اور مسلم لیگ کی مدد کا سہارا ڈھونڈتے رہیں گے۔ اب وہ زمانہ آیا ہے۔ کہ ہر شخص کو اپنی اپنی حالت خود سمجھانی ہو گی۔

علماء اور شاخ

چشم بد دور ہمارے علماء کا ایک حصہ کانگریس میں جذب ہو گیا۔ اور ایک حصہ اپنی ذاتی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ یا کچھ مسلم لیگ کی ہاں میں ہاں ملاتے نظر آتے ہیں۔ وہ گئے شاخ و جھجھک سب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ مگر میری رائے یہ ہے کہ انھوں نے الگشن کے وقت مسلم لیگ

کی حمایت کی وہ ایک وقتی چیز تھی۔ اب ان کو کسی سیاسی پارٹی سے تعلق نہ رکھنا چاہیے بلکہ اپنی اپنی خاندانوں اور دھارما ہوں کو قدیمی اصل پر چلائے گے کاموں میں مصروف ہو جائیں گے۔ اجمیر شریف سب مشائخ کا مرکز ہے۔ اور اسی جگہ سب سے زیادہ انھوں نے ناگ خلیا ہیں۔ مگر عرس کے موقع پر چند بے عقل مولویوں اور دہائی نش پھروں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ قوالی ساری رات نہ ہو۔ مگر وہ اوقات میں ہو۔ اجمیر شریف کے دیوان صاحب اور مولی صاحب اور خدام صاحب اور سٹی کے ممبر صاحبان بھی طرح ذاتی اعتبار کے لئے آپس میں لڑتے رہیں گے جس طرح کہ وہ آج کل لڑ رہے ہیں۔ گورنر ہند کے پاس سے جاتے ہی سب سے پہلے غرق فدا کا انقلاب اجمیر شریف میں ہو گا۔ اور یہ سب پارٹیاں منہ دیتی رہ جائیں گی۔ اور دھارما ہوں کے منکرین اپنی بے عقل اور بے علم جماعتوں کو لاکھ اجمیر شریف کی مراسم قدیم کو ملیا میٹ کر دیں گے۔

میں نے سنا ہے سرسکاں جواہر کے بنائے ہوئے مجلس خاٹے میں اس سال بھی خلی کا وفار آپس کی نا اتفاقی کے ہاتھوں پھال ہوا۔ بے تہذیب اور بیہودہ عوام نے "روشن مور" کے لغوے لگائے۔ اور شاہانہ وقار کی مسندوں پر مٹا دیا اور ہند کی کے خلاف مناظر دیکھے گئے۔ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء نے بہت فلسفیانہ فیصلہ کیا تھا کہ میرا جانشین وہ ہے جو اپنا حق چھوڑ دے۔ یہی اصول اجمیر شریف میں بھی مصلح کر سکتا ہے۔ یعنی ہر پارٹی اپنی ذاتی مناش سے دست بردار

ہو جائے تو فضا اصلاح ہو جائیگی۔
اگر کوئی شخص مجھ پر اعتراض کرے کہ
آج کل تم میری اپنے نام کے ساتھ جانشین کا لفظ
لکھ کر اختلاف پیدا کرے گا کام کرتے ہو۔ تو
میں جواب دوں گا کہ یہ محض ایک لفظ ہے۔ یہ
عمل اس کے خلاف ہے۔ یعنی میں درگاہ
والوں کی طرح نائبرین سے کچھ نہیں مانگتا
اپنے حجرے میں بیٹھا ہوا زائرین کا اور درگاہ
والوں کا تماشہ دیکھتا رہتا ہوں۔ عسوں
اور نیازوں کے وقت بھی درگاہ کے اندر
اسی لئے نہیں جاتا کہ عمل جانشین اور
سجادہ نشین نہ سمجھا جائے۔ جو نیا زکری
ہوتی ہے اور جو مجلس کرتی ہوتی ہے
اپنے گھر میں الگ کر لیتا ہوں۔ یہ لفظ
بھی محض اس لئے لکھتا ہوں کہ میری
اولاد کو رسالت سوبرس کے قدیمی حقوق
سے محروم نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ خاندان
سے میں نے ان مشاغل کو ترک کیا جن میں
میرے خاندان والے مصروف رہتے ہیں
تو یہ شہور کیا گیا کہ ان کا اس درگاہ میں
کوئی حق ہی نہیں ہے۔ اور ان کا اس
درگاہ سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اور
ان کو ہم نے برادری سے خارج کر دیا۔
بہر حال اجیمیر شریف کا یہ اختلاف یہی
وقت میں شروع ہوا ہے جب کہ درگاہوں
کے منکروں اور دشمنوں کا ایک سیلاب
سر بر آگیا ہے۔ ایک ہویا کا ٹکڑا منکروں
کے اکثر اناکین اور ہمارے منکر اور
درگاہوں کی مراسم کے خلاف ہیں۔
جن مولویوں نے اجیمیر شریف کی قوالی
کو محدود اوقات میں جکر بند کر دینے کی کوشش
کی تھی وہ بظاہر درگاہوں کے ماننے والے

مولوی ہیں لیکن ان کے دلوں میں کپوں
کے اثر اور اقتدار کو مٹا ڈالنے کے جذبہ ہیں۔

بہت گہرا نکتہ

طبقة مشائخ کو اور درگاہوں کے پیرزادوں
کو اور اولیاء اللہ کے ماننے والوں کو ایک
نہایت گہرا نکتہ بتانا ضروری ہے کہ آنے
والے ہندوستان میں ان کی ہر چیز اور
ہر رسم اور ہر عقیدہ قوالی کے ذریعے محفوظ
رہے گا۔ اس واسطے ہر صوفی مشرب کو قوالی
کے عروج و فرغ کے لئے کمر بستہ ہو جانا
چاہئے۔ خداے خواہا میں ان منکروں اور
مخالفوں کی تدبیروں کو بہت جلد بے اثر
اور بے نشان کر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی
مدد اور اولیاء اللہ کے تصرفات کی برکت سے

اجیمیر شریف کا عمل

خدا کا شکر ہے کہ اس سال اجیمیر شریف کا
عرس بہت عمدگی سے ہوا۔ پانچ لاکھ آدمی
نایت سے فیض یاب ہوئے۔ بی بی امینہ
سہی آئی ریلوے کے اور مختلف قسم کے منکر
انسان نما جانوروں نے زائرین کو روکنے
کی بولیاں بولیں لیکن کچھ اثر نہ ہوا ہمیشہ
تین لاکھ آدمی آتے تھے۔ اس سال پانچ
لاکھ آدمی آئے۔ اب ضرورت ہے کہ
تمام صوبوں کے زائرین خواجہ اپنے اپنے
مقام پر چلے کر کے بی بی امینہ آئی ریلوے
کے خلاف اپنے صوبوں کی حکومتوں کو شکایت
نامے بھیجیں تاکہ تمام ملک کی تھرہ آواز کا
آرہ ہو۔ اور آئندہ یہ دلیل والے عرس میں آنے
والے زائرین کو کچھ تکلیف نہ پہنچا سکیں اور
سالہاں سے جو کلمہ زائرین کو ہوتی ہے ان کا سہارا
ہو جائے۔

حیدر آباد کی ریل

حیدر آباد سے دہلی تک جو خاص گاڑیاں تھیں
جائی ہیں ان کے غسل خانوں میں نہ ریشمی ہوتی
ہے نہ پانی ہوتا ہے حیدر آباد کاریلوے سے
ٹیکارٹ سٹ بہت زیادہ قابل التزام ہے کہ وہ
مسافروں کی آسائش کا انتظام نہیں کرتا۔ کئی
سال سے یہ تکلیف پوری ہے۔ پہلے خیال
تھا گاڑی کی وجہ سے کوئی بند کر دی گئی ہے
لیکن اب ریلوے کی بند ہو گئی ہے۔ اور اس سبب
بھی ختم ہو گئے ہیں مگر حیدر آباد ریلوے کو لکھا
اس کی خبر نہیں تھی ہے ضرورت ہے کہ حیدر آباد ریلوے
تھانہ رسالت دین اس بات کا اعلان کرے
کہ لڑائی بند ہو گئی ہے۔ لڑائی بند ہو گئی ہے
تاکہ حیدر آباد ریلوے کے ذکر جائیں اور
پبلک آسائش کا کام شروع کرے۔

بیکار جاگیر دار

حیدر آباد ہویا کوئی اور ریاست یا کوئی
ایسا مقام جہاں بغیر محنت کے آمدنی ہوتی
ہو وہ دیگ بیکار اور بیکار ہو جاتے ہیں۔ میر
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے جائیداد
لینے سے اسی واسطے انکار کیا تھا کہ ان کے
پس ماند گلن آئے اور بیکار ہو جائیں۔ اجیمیر
شریف میں جاگیر ہے اور وہاں لڑائیاں ہیں
اور ملک آباد میں جاگیر ہے۔ اور وہاں استری ہے
گلبرگے شریف میں جاگیر ہے وہاں بھی استری
تھی مگر اب حالت درست ہو گئی ہے کیونکہ
اٹل حضرت نے اس کو سرکاری انتظامات
کے ذریعے سنبھال لیا ہے۔ حیدر آباد میں
جاگیر داروں کی ایک مجلس بھی ہے۔ مگر وہ
بھی محض لینے اور سنبھالنے کا کام کرتی ہے۔

حضور نظام بحیثیت مجدد نشین

حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحمہ کے سالانہ عرس کے دن چچی رجب کو حضرت خواجہ صاحب اجمیری رحمہ کے چلے میں جو حرا کیا گیا میں ہے۔ شام کو پانچ بجے مجلس ہوئی ہے۔ اور نیا نہ ہوئی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت حضور نظام بحیثیت مجدد نشین اس چلے شریف میں صہا باندھتے ہیں۔ اور مجلس کی سادگی کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ یہ خبر تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔

خواجہ عبدالحمیدؒ کے الزام

دہلی کے انگریزی روزانہ اخبار ”ڈان“ نے یہ خبر شائع کی ہے کہ راشننگ ڈپٹی کنٹرولر خواجہ عبدالحمیدؒ کو اس الزام میں معطل کر دیا گیا ہے۔ کہ ان کے لاکر کو کسی نے نشان لگے ہوئے نوٹ دئے تھے۔ اخبار ”ڈان“ نے تعجب ظاہر کیا ہے کہ خواجہ عبدالحمیدؒ کو معطلی کا نوٹس موصول ہونے سے ایک دن پہلے اخبار ہندوستان ٹائمز میں ان کی معطلی کی خبر چھپ گئی۔

اس خبر سے دہلی کے مسلمانوں میں غیر معمولی احساس پیدا ہو گیا ہے۔ اور عام طور سے ہر جگہ کہا جا رہا ہے کہ راشننگ ڈپارٹمنٹ کے بڑے بڑے عہدیداروں کی سازش سے یہ مقدمہ بنایا گیا ہے۔

خواجہ عبدالحمیدؒ دہلی کے ایک بہت نامور اور خوش حال خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور شے پرچی اس خاندان کا بہت زیادہ اثر و رسوخ ہے۔

جو کچھ اخباروں میں چھپا ہے اسی سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نوٹوں کا لغافہ خواجہ عبدالحمیدؒ کے چراسی کو دیا گیا اور جب اس نے لغافہ لینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ تم کو درخواست دینی ہے۔ تو دفتر میں جا کر دو۔ گھر پر یہ لغافہ میں نہیں لوں گا۔ تو ہندو دینے والے نے جبراً چراسی کی جیب میں لغافہ ڈال دیا۔ اور فوراً باہر چلا گیا۔ اور اسی وقت پولس نے آکر چراسی کو گرفتار کر لیا۔ اگر واقعات کی حقیقت اتنی ہی ہے جو اخباروں میں شائع ہوئی ہے تو کوئی شخص خواجہ عبدالحمیدؒ پر الزام نہیں لگا سکتا کہ انھوں نے یہ نوٹ لئے۔ یا ان کے کہنے سے لئے گئے۔ اور ان کو معطل کرنا محض تحقیقات کی آسانی کے لئے معلوم ہوتا ہے۔ مسلمانوں کو مطمئن رہنا چاہیے کیونکہ اس وقت آنریبل مسٹر کرسی چیف کمشنر اور مسٹر لایبلی ڈپٹی کمشنر دو ایسے انگریز افسر موجود ہیں جو حق اور باطل اور سچ اور جھوٹ کا فرق بہت جلد معلوم کر لیتے ہیں۔ اگر واقعی افواہ کی بموجب کوئی سازش کی گئی ہے تو بہت جلد وہ وہ کا دودھ اور پانی کا پانی سب کے سامنے آ جائیگا۔ اور سازش کرنے والوں کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ کیونکہ یہ واقعہ ایسے زمانے میں پیش آیا ہے جب کہ دہلی میں ہندو مسلم فضا کد رہو رہی ہے۔ لہذا میں دہلی کے ہندو مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ سرکاری تحقیقات کا نتیجہ ظاہر ہونے سے پہلے خیالی پلاؤں پر غور سے احتیاط کریں۔ ورنہ اس نازک موقع پر ہندو مسلم فضا بہت زیادہ خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ پولس تحقیقات کر رہی ہے۔ عدالت میں مقدمہ چلنے والا ہے۔ جو ام کو صبر و سکون سے انتظار کرنا چاہئے۔

ملک معظم کی سالگرہ کے خطابات

۱۳ جون کو ملک معظم کی سالگرہ کی خوشی میں خطابات کی جو فہرست شائع ہوئی ہے وہ بہت دلچسپ ہے۔ اور اس فہرست میں میری ذاتی واقفیت کے جن اشخاص کو خطابات ملے ہیں۔ اور جن کو میں نے مبارکبادیں بھیجی ہے ان کی تعداد دلچسپ ہے۔ جن میں انگریزی بھی ہیں۔ ہندو بھی ہیں۔ اور مسلمان بھی ہیں۔ میرا خیال ہے ہندوستان میں خطابات کی یہ آخری فہرست شائع ہوئی ہے کیونکہ اگر ہندوستان میں قومی حکومت قائم ہو گئی تو پھر خطابات کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ آزادی پسند ہندوستانی قوموں کی کثرت رائے خطابات کے دستور کے خلاف ہے۔

دہلی میں چھوٹوں کا جلسہ

۱۲ جون کو دہلی میں اچھوتوں کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں سات اٹھ اچھوت لیڈروں نے تقریریں کیں۔ اور ان تقریروں میں کانگرس اور گاندھی جی وغیرہ کا انگریزی لیڈروں کو بہت بڑا بھلا کہا گیا کہ وہ ہم کو بالکل بے حق کر دینا چاہتے ہیں۔ اور مسلم لیگ اور مسٹر جناح کی بہت تعریف کی گئی کہ وہ ہماری حمایت کر رہے ہیں۔ جلسے کے ہزار ہا اچھوت بار بار یہ فقرہ لگاتے تھے ”ماریں گے مر جائیں گے ہندو نہیں سہا سہیں“ یہ جلسہ اس وقت ہوا ہے اور اس جگہ ہوا ہے جہاں والٹر کے اور وزیر ہند موجود ہیں۔ اور ان دونوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ بھنگیوں کے مکان میں غیر نا ادرہ گھرنے

اجازت کا نام محض حکومت کو مداخلت دینے کے لئے ہے۔

بُری خبر

آج ۱۳ جون کو یہ بُری خبر شائع ہوئی ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے کانگریس اور مسلم لیگ کی برابری قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے جو لوگ یہ کہتے تھے کہ گاندھی جی نے اور مولانا ابوالکلام آزاد نے اور پنڈت جواہر لال نہرو نے وزیر ہند کی تجویزوں کی نسبت صاف صاف اور ٹھیک ٹھیک غفلت میں پسندیدگی ظاہر کر دی ہے۔ اور مسٹر جناح شملے پر روئے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور وہ عقرب ان سختی ویز کی نامنظوری کا اعلان کر دیں گے۔ اور حکومت اپنے اہل فیصلے کے بموجب کانگریس کو سب اختیارات دے دیں گی۔ اور مسلمان مخالف پارٹی کی حیثیت میں رہ جائیں گے۔ آج ان کے لئے یہ خبر بہت زیادہ پریشان کرنے والی ثابت ہوئی۔

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور ان کا اٹل آیا۔ منادی سیاسی پرچم نہیں ہے۔ اور اس نے اعلان کر دیا تھا کہ وہ اب سیاست میں دخل نہیں دیگا۔ لیکن موجودہ زمانہ ایک تاریخی زمانہ ہے۔ اور ہندوستان کے حالات بھی تاریخی حالات ہیں۔ اس واسطے منادی کا فرض ہے کہ مسلمان قوم کی عام رائے اس وقت تک ظاہر کرتا رہے جب تک کہ وزیر ہند یہاں ہیں۔ اور کوئی فیصلہ کن بات ملے نہیں ہو جاتی ہے۔ کانگریس کو یا کانگریس کے لیڈروں کو خواجہ گاندھی جی کو جو درویشانہ لباس میں رہتے ہیں

اور باتیں بھی درویشانہ کرتے ہیں۔ سوچنا چاہئے کہ انگریزوں نے ہندوستان کی دیوانی یعنی وزارت مسلمانوں سے حاصل کی تھی۔ اور شاہ عالم اور اکبر شاہی اور بہادر شاہ تین بادشاہوں کی طویل حکومتوں کے زمانے میں نہ ہندوؤں نے اس پر اعتراض کیا۔ نہ سکھوں نے اعتراض کیا۔ پھر آج کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اپنے برابر کا حصہ دینا بھی نہیں چاہتے۔ کہا گیا گاندھی جی کا وہ سادہ جک جس کو دینے کا انھوں نے لارڈ ارون کے زمانے میں اعلان کیا تھا۔ اور اس اعلان سے ایک گھنٹہ پہلے ڈاکٹر انصاری کی کوٹھی پر بڑے بڑے لیڈروں کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا تھا کہ آپ کی رائے ہندو مسلم مسئلہ میں کیا ہے؟ اور میں نے کہا تھا کہ ”ہندوستان کی لڑائی دونوں قوموں کے سامنے کی ہے۔ اور ہندوستان کی آزادی اور فتح پانی میں مجی دونوں برابر کے شریک ہیں۔“ گاندھی جی نے اس جواب کی تعریف کی تھی۔ اور کہا تھا ”اگر مسلمانوں کے خیالات ایسے ہی ہو جائیں تو آزادی حاصل کرنی کچھ مشکل نہیں ہوگی۔“ اس کے بعد چاندنی چوک کے باغ میں جا کر گاندھی جی نے سادہ جک مسلمانوں کو دینے کا اعلان کیا تھا۔

یہ طرز عمل گاندھی جی کے لئے زیبا نہیں ہے۔ اس کو تو انگریزوں ہی کے حوالے کر دینا چاہئے۔

گھر میں پھوٹ

لاہور سے خبر آئی ہے کہ وہاں ہندو سہارا

کے بڑے بڑے لیڈروں نے ایک جلسہ کیا اور کہا ”کانگریسی لیڈر ہم ہندوؤں کو مسلمانوں کا خاتمہ بنا دینا چاہتے ہیں۔ اور ہم ہندوؤں کی حیثیت کہاںوں اور چہاروں کی سی بنا دینی چاہتے ہیں۔“ دہلی کے اچھوتوں اور لاہور کے ہندوؤں کی ان تقریروں سے صاف ظاہر ہے کہ ہندو قوم میں سیاسی تدبیراتی نہیں رہا ہے اور وہ وقت کی ضرورت کو سمجھنے سے قاصر نظر آتی ہے۔

کانگریس کا مسادات سے انکار آج ۱۳ جون کے اجلاس میں چھاپا ہے کہ کانگریس نے مسلم لیگ کی مسالمت اور برابری کی بنا پر زیر ہند کی آزادی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اب نتیجہ یہ ہو گا۔ ساری دنیا کو معلوم ہو گیا کہ کانگریسی لیڈر اور ان کے ساتھی مسلمانوں کو اور گاندھی جی کی دوسری قوموں کو کھتر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ اس واسطے وہ مسلمان کی مساوات اور برابری پر رفاقت نہیں کر سکتے۔ جمعیت علماء اور لوہا کیٹھی کے لیڈروں نے بھی جلسہ کر کے تجویز پیش کی کہ بالخصوص ہندو اور پنج مسلمان مل کر کرکس کام کریں مگر کانگریسی لیڈروں نے اپنے حاسن ساز فائدوں کی بات بھی نہ بنی۔ اب نذرہ ہوتا ہے کہ جمعیت علماء احمدیہ والوں کو کہہ دیجئے۔ وہ مجھوں نے ان کو بیٹھے ہیں جنہیں وہ یاد کرتے ہیں۔ اب بھی موقع ہے کہ سب پارٹیاں کانگریس کے ساتھ مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے آجائیں۔ ورنہ ان پر یہ مثل صادق آئے گی ”ادھر نہ ادھر یہ بھاگ کر“۔

ممکن ہے اس اخبار کی اشاعت تک وزیر ہند کانگریس خوش کرنے کی کوئی نئی بات پیش کریں۔ ورنہ غلام تو یہی نظر آتا ہے کہ مسلمان اور سکھ دو گروہ مسلم لیگ کے ساتھ رہنا چاہیں اور اجماعت تو ہندوستان پر حکومت کریں گی اور ہندو غلام اور خاص کانگریسی

اعلان عام

بابت موجودہ اسٹاک وی حسن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی

کمپنی کے حصے دار صاحبان کی اطلاع کے لئے یہ اعلان شائع کیا جاتا ہے کہ وی حسن نظامی لٹریچر کمپنی لمیٹڈ دہلی نے گزشتہ سال کی مسلسل گسٹا بازاری کی وجہ سے سالانہ عیسوی سے اپنا کام متوی کر دیا تھا۔ اور کمپنی کی کتابیں، امداد فریج وغیرہ سامان ایک مکان واقع درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین مولانا میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ جو آٹھ برس سے آج تک اسی جگہ موجود ہے۔ اور اس وجہ سے کوئی کام نشر و اشاعت کا قضا نہیں ہوا۔

اب چونکہ کمپنی کا نوآ ختم ہو چکی ہے اس واسطے اعلان کیا جاتا ہے کہ کمپنی مذکور کا موجودہ اسٹاک بتاریخ ۳۰ جون ۱۹۳۷ء اتوار کو بکریں بمقام غالب منزل درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں بوقت صبح دس بجے عوام کو بیچا جائیگا۔ لہذا جو حصے دار صاحبان یہ اسٹاک یا اس کا کوئی جز نیلام میں خریدنا چاہیں وہ وقت مقرر پر نشر و اشاعت لاکر بولی بولیں۔ یہ اعلان حصے داران کمپنی کے علاوہ دہلی اور

دوسرے بڑے مقامات کے تاجران کتب کے پاس بھی اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ اگر یہ کتابیں یا اس کا کوئی جز و سامان خریدنا چاہیں تو وہ بھی مقام مذکور پر نشر و اشاعت لاکر بولی بولیں۔ ان کی قیمتیں ان کی قیمتیں ہوں گی۔

یعنی موجودہ سال کے بازار کے بعد کو مد نظر نہیں رکھا گیا ہے۔ خریدار صاحبان موقعہ پر خود دیکھ سکیں گے کہ کتابوں کی اور فرنیچر وغیرہ کی موجودہ حالت کیسی ہے۔ اعلان یہ اتنا لکھ ضروری ہے کہ سب کتابیں صاف ستھری اور اچھی حالت میں ہیں۔ اور فرنیچر بھی اچھی حالت میں ہے۔ سوائے بعض چیزوں کے جو بہت بوسیدہ ہو گئی ہیں۔ یہ اعلان بھی ضروری ہے کہ وہ کتابیں جو کمپنی نے حق تصنیف ادا کر کے چھپوائی تھیں ان کی تعداد بمطابق اقسام کمپنی ہے۔ اور یہ کو یہ کمپنی قسموں کی کتابیں حق تصنیف سمیت وہی جائیں گی کہ کتابوں کی کل تعداد اٹھارہ ہزار سے کچھ زیادہ ہے۔ جن میں بڑی سائز کی کتابیں بھی ہیں۔ اور نادر مصحفات کی کتابیں بھی ہیں اور جو بڑے سائز کی اور کم مصحفات کی کتابیں بھی ہیں۔

فرنیچر میں شیشے کی بڑی الماریاں ہیں اور تیر ہیں۔ اور کتاب کی مشین ہے اور آئرن سیف ہے اور ایک بوسیدہ گھنٹہ ہے اور ایک کاپیا لینے کی مشین ہے۔

کتابوں اور فرنیچر کی ابتدائی قیمت کے اعتبار سے موجودہ اسٹاک تقریباً سات ہزار روپے کا ہے اور چونکہ کتابیں سب اچھی حالت میں ہیں اس واسطے کہ اس کے نیلام کے وقت اچھی قیمت حاصل ہو جائیگی کیونکہ اصل کا قدر ہوا ہے اور ادا کیا جائے اور کتابیں چھپائی میں بہت گراں ہیں اس واسطے تجارت میں ان کو تیار کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ حاصل

ہو سکتا ہے۔

نیلام کی بولی ختم ہوتے ہی رقم فوراً ادا کرنی ہوگی۔ اور سامان طلبی اٹھا لینا ہوگا تاکہ وہ رقم حصے داروں کو تقسیم کی جاسکے۔

بہتر تاجران کتب کی کاما ہی کے لئے ہر کتاب کے نام اور مضمون بھی اس اعلان میں اس طرح کئے جاتے ہیں تاکہ ہر تاجر اپنی ضرورت کو سمجھ سکے فہرست کتب نیلام طلب جن کا حق تصنیف و اشاعت کمپنی ہذا کو حاصل ہے۔

- | | |
|---------------------------------------|--|
| ۱۔ شادی سے پہلے معاشقہ | ۱۳۔ بیوی کی معاشقہ |
| ۲۔ شادی کے بعد | ۴۔ محبت یا افسانہ |
| ۳۔ راز کی عمر | ۵۔ زندگی یا معاشقہ |
| ۴۔ احکام اسلام - مذہب | ۵۔ انعت مولانا نعت |
| ۵۔ ماں باپ کا کرتب | ۶۔ نعت خیر الوفا نعت |
| ۶۔ اولاد پر کرتب | ۷۔ شیر خاب - تاریخ |
| ۷۔ عورت کی حیا و محاسن | ۸۔ مولانا غالب غزل و نظم |
| ۸۔ کاڈیا کی اُمی | ۹۔ اشعار و نعتی سیرت |
| ۹۔ اور اس کا نظام عمل | ۱۰۔ گلشنِ لعل - لطائف |
| ۱۰۔ تیرتی میر تقی میر | ۱۱۔ دیار اللہ بزرگ گوشت |
| ۱۱۔ غزل و سدا | ۱۲۔ غزل و غزل علی - سوانح |
| ۱۲۔ ربا عیات شد | ۱۳۔ ربا عیات اسلام - مذہب |
| ۱۳۔ سکیم و غزل و محبت | ۱۴۔ غزل و اسلام - تاریخ |
| ۱۴۔ غلام بھڑائی مصحفی | ۱۵۔ نقد و تہذیب و مناظرہ |
| ۱۵۔ ان کتابوں کے علاوہ تقریباً چار سو | ۱۶۔ کی دوسری کتابیں اور بھی جو ہر مضمون پر مشتمل ہیں |

روزنامہ چہ خواجہ حسن نظامی ملوئی

۱۳۳۵ھ میں ۱۹۱۳ء کو انور علی لدگاہ حضرت مسیح موعودؑ کا اجتماع سے تھے تو ان کے کانگے میں دردگاہ حضرت خواجہ سعید حسین رسول خداؐ میں حاضر ہوا تھا۔ وہاں کے بجاہدین غیر عنایت حسین صاحب کی اطمینان دہی ہو رہی تھی۔ ان کے مکان پر بھی گیا تھا۔ ان کی پوتی بیٹے غفار صاحب کی بیٹی نے اردو فارسی تعلیم سنائیں تھیں بہت کم عمر پر مگر حرکات سے پڑھتی ہے۔ یہ حریت بہت اچھی معلوم ہوئی۔ ان کی ماں زندہ نہیں ہے۔

ایڈووکیٹ کے مسٹر قضا، ایڈووکیٹ
وہی سے ملے گیا تھا۔ کیونکہ ان تمام کورپوریٹ
ممبرز کی ٹولی نے وہ مقدمات کے سامنے
بیٹھے تھے۔ نئی دہلی میونسپل کمیٹی نے میراجی
کیا ہے۔ الزام ہے کہ میں نے سزا و صرفت
مولانا خواجہ سید محمد امام غلام حسین حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء کی حفاظت کے لئے ۳
فٹ، اونچے ایک دیوار بنوا دی تھی۔ مسٹر
فسر ابھی خوش حقیقہ اور لائق وکیل بنیا
مقدمات کی پیروی کے لئے ان کو مقرر
کيا ہے ۲۶ مئی کو جیٹی ہے۔

واحد می صاحب بہ خدا واحدی صاحب
سے ملے گیا تھا۔ اُن کی عمر وہ ہیں کہ شوہر
خان صاحب علی احمد صاحب اجمیر شریف
سے آئے ہوئے ہیں، وہ بھی ملے گئے
انہوں نے عمر جمہ کی طویل حالات کے زمانے
میں ایسی خدمت کی اور ان کی لڑکیوں نے
بچہ ملے کی ایسی خدمت کی کہ موجود زمانے

میں بہت کم ترائیں ایسی خدمت کی ہو گئی۔
چچہ علیؒ تاج حضرت خاکسا صاحب کے
ولاد و ولد الغفور صاحب کا چچم تھا۔ میں
بھی نیاز میں شریک رہا تھا۔ کھانا بھی وہیں
کھایا تھا۔ ایک بچے مھر میں داپس آیا تھا۔
اور شام تک دنگاہ کے حجرے میں رہا تھا۔
الہ آباد بھی پور کی ایک مرید عورت ٹٹے آئیں
تھیں بلکہ شہزاد احمد نظامی صدر مسلم لیگ
جودہ پور اور صاحب الغفار صاحب اور سید محمد
العیاس صاحب اجمیری ٹٹے آئے تھے۔
مرتیٰ پور بہار کے سیٹھ عبدالستار صاحب محمد
صاحب بھی ٹٹے آئے تھے۔ اجمیر شریف جانی
میرے لئے ٹٹھائی لائے تھے۔ اُن کی بیوی میری
مرید میں انھوں نے خواجہ بانو کے لئے کپڑا
کاڑا بھیجا تھا۔

اتر تیرا دست پور سہرہ کے بھی کچھ لوگ ملے
 آئے تھے۔ حکیم عبدالسلام صاحب دہلوی
 دوا حباب کے ساتھ ملے آئے تھے۔ میرے
 لئے خربوزے بھی لائے تھے۔ بہت ذہین اور
 پرچش مسلمان ہیں۔ دوا سازی میں مہارت
 رکھتے ہیں۔ کچھ کاتیل میں سے نکھوایا تھا بہت
 شکل کام تھا مگر کامیاب ہو گئے۔ تیل ہی لائے
 حوضِ راضی سے محمد جمیل نام کے ایک چٹو
 پیش آئے تھے کہتے تھے اسپورٹ اسپورٹ
 کا کام کرتا ہوں۔ بے سر دواسازات کہتے تھے۔
 کوہیندت کے ایک بوجھن ساتھ تھے وہ
 بھی اسپورٹ اسپورٹ کا کام کرتے ہیں۔
 گلوں کی بات حیت میں عقولیت تھی۔

اُستاد شمس الدین صاحب بھی رنگہ بہرہ آئے تھے وہ جمعرات کو آتے ہیں آج تو اور کو بھی آئے۔
 مرزا خیر الدین خورشید جاہ آج صبح شاہزادہ
 میرزا خیر الدین خورشید جاہ سرپرست خاندان
 تیموریہ کے مکان پر ملے گیا تھا۔ خدائے اُن کو
 ایک بیٹی پہلے عنایت فرمائی تھی۔ اور ایک بیٹا
 ابھی عطا فرمایا ہے۔ میں نے شاہزادے صاحب
 کی والدہ صاحبہ کو مبارکباد دی۔ اور بچوں
 پر دعائیں کم کیں۔ بانی پت کے سجادہ نشین
 حضرت میاں عبدالرشید صاحب کا جنازہ آج
 صاحب بھی ملے تھے۔ جن کی شادی منہرہ
 خیر الدین کی بہن سے ہوئی ہے۔
 لالہ یریم کی بہن کی شادی مکمل شام کو
 لالہ یریم صاحبہ جو تھی باورنی کی بہن کی شادی
 تھی۔ میری طرف سے علی اور سید اسحاق
 شریک ہوئے تھے۔

جنوبی افریقہ کی جماعت ہکل شام کو
سیٹھ احمد صادق محمد قاضی صاحب چند
رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ ان کی
سجد کے امام صاحب بھی تھے۔ اور دو صاحب
بھی تھے۔ قاضی صاحب کی خواتین خواہہ
سے ملنے گئیں تھیں۔ یہ سب لوگ حمیرہ
جاہ ہے جس پھر فرج کے لئے جا رہے۔
۵ جولائی ۲۰۲۲ء کو دو شنبہ وہ ملی
چیف کشر حمیرہ آج کے اخباروں میں
چیف کشر حمیرہ کا بیان سنا ہے کہ امیر
کے عرس میں راشن کسی کو نہیں دیا جائے گا
راش میں راشن خود سالتھ میں نے کہا

مگر حکومت کے انتظام کا دوا مل گیا
چیف منسٹر جانتے ہیں کہ یہ اعلان بعد از وقت
چھوڑنے کے اندر آج دن بھر جس میں رہا
بکثرت ملنے والے آتے جاتے رہے۔ حکیم
نثار احمد نظامی جو رہ پوری اور عبد الغفار
صاحب اور سیٹھ عبدالستار صاحب محمد صاحب
اور ممتاز علی صاحب ملے آئے تھے۔ ممتاز
علی صاحب بھٹی میں کافی زبانی کرتے رہے۔
پالیس برس کے ملنے والے ہیں۔ ان کے لڑکے
بھی ساتھ آئے تھے اور ان کے دوسرے
قرابت دار بھی ساتھ تھے۔
افغانی مہجن؟ آج شام کو اسپرٹل سہل
نئی دہلی میں جن آزادی افغانستان کی باری
ہوئی تھی۔ تمام دنیا کے مشہور آدمی شریک
تھے۔ مسٹر گرین پولٹیکل سکرٹری جنرل
ڈائسٹر نے ہند سے بہت تفصیلی باتیں ہوئیں
وہ لندن گئے ہوئے تھے۔ کنور ہندو سنگھ صاحب
میری نے ان سے کہا خواجہ صاحب کو کس خطا
خطاب ملے۔ مسٹر گرین نے صاحب کو یاد
دی اور کہا بہت برا خطاب ہے۔ میں نے
کہا ہے شک میری قومیت بدلنے والا نہیں
ہے۔ اگرچہ سید کو خان صاحب پانچن پہاڑ
خطاب دیدیا جانا تو میں سید شہان بن جانا۔
شیخ محمد شہان صاحب آزاد پیر پور تھانہ جانا
انہیں پیر سیٹھ نظام علی صاحب اور مسٹر دوتی
بھی ملاقات ہوئی انھوں نے مسٹر سرپرست
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پالیس میں آئی آدمی سے
بھی ملاقات کرانی جناب کے چند مسلمان
اعزیزوں میں بھی تھے۔ سٹر لیا کے ایک
پیشہ فرائض خاتون کے ساتھ میں تھے
شکر پور والی ایک سٹر لیا کے سندھوستان کو
قلندریا۔ انھوں نے کہا بہت کم قلندریا ہے

میں سے کیا جناب کی شرافت ہے کہ زیادہ
دیا ہو کہ کہا میں میرا حب افغانستان کو
میں سے جن کی کامیابی کی مبارک باد دی
اور ہندوستان کو قلندریا کا شکر یہ بھی ادا کیا
رات کو نیند بہت اچھی آئی
۲۶ جمادی الثانی ۱۲۸۲ قمری مشکل دہلی
کام تمام کی نماز کے بعد سے سارا سہ پہر
ملک زید شریک میں کام کیا۔ پھر سید امین عربی
اور علی کے ساتھ نئی دہلی کی پھیری میں گیا۔
نئی دہلی میں پھیل گئی نے اولیاء اللہ کے خزانہ
کی حفاظت کے لئے دیواریں بنانے کے
سبب مجھ پر دو فوجداروں کے مقدمے چلے
ہیں۔ اور بحیثیت جرم کے میرا جلال کیا
گیا ہے۔ اور میں اپنے پیارے بزرگوں کی
ممد میں بیان آیا ہوں۔
ریڈیٹل مجسٹریٹ صاحب نے احاجن
تاج دہلی ساہواریں بارہ بچے گھر میں واپس
آگیا۔ پھر شام ملک درگاہ کے چورس میں گھر کی
کام کرتا رہا حکیم شاہ محمد نظامی اور عبد الغفار
صاحب جو وہ پوری ایک حکیم محمد کمال صاحب
دہلی آئے اور خزانہ کے ساتھ ملے آئے تھے
رات کو ملک نیند آئی تھی۔ پہلی رات
اولاد جنم کرنے کے بعد پھر کو قرآن وحدیث
کی تعلیم دینے کے لئے ایک نئی چیز لکھنی
شروع کی۔ درس مولانا محمد دوی نام رکھا
۔ پالیس لوہیں ہیں۔ ہر لوح میں ایک
ضروری نیت اور ایک ضروری حدیث
لوح کی ہے۔ مالک پیسے کو ایک لوح
دی جائی اور دس آٹے میں بچوں کو
قرآن وحدیث کا دوری علم حاصل ہوگا۔
اور وہ مولوی بن جائیں گے۔ خدا کے
لوہیں میں خود کو لکھ کر مالک پیسے ہو جائیں گے۔

۲۷ جمادی الثانی ۱۲۸۲ قمری بعد صبح
محمد علی نے توحید کو محنت کی تھی کہ
سبب ۲۷ بجے کو کل گئی تھی۔ میں نے اولاد
پورے کرنے کے بعد مسلمان بچوں کی قرآنی
اور حدیثی تعلیم پر غور کیا تو نفس مانا نے جانا
دیا قرآن وحدیث کی تعلیم دینے کا وقت
کہاں ملے۔۔۔ روزی کی ضرورت کے سبب
شروع سے بچے انگریزی کی طرف چلے جاتے
ہیں۔ نفس مطمئنہ نے مجھ سے کہا تو پالیس
لوہیں تیار کر۔ تیس لوہیں قرآنی تعلیم کی۔
اور دس لوہیں حدیثی تعلیم کی۔ یہ لوہیں
پوسٹ کارڈ سائز کی ہوں۔ اور مالک لوح
ملک پیسے کو دی جائے۔ گویا پالیس لوہیں
دس آٹے میں دی جائیں۔ یہ پالیس لوہیں
مسلمان لڑکے اور لڑکیاں چالیس دن میں
پڑھیں گے۔ اور قرآن وحدیث کی بنیادوں
کے دل و دماغ میں قائم ہو جائیں گی۔ اور ہر
گھر میں تیسے تیسے مولوی پیدا ہوں گے
چنانچہ میں نے ایک لوح اتنی وقت لکھ لی
پہلے خفی فلم درس اولاد" پھر علی محمد علی
پھر خفی فلم "حکم علم" پھر بسم اللہ۔ پھر قرآن
کی ابتدائی آیت انسان ترجمے کے ساتھ۔
آج کے کام تمام نماز کے وقت بالغ میں
چل تھی کی۔ لکھیں دہلی کی اسی بی خدیجہ
میں تحریری کام کیا۔ پھر درگاہ کے چورس میں
آگیا۔ اور شام ملک کام کرنا تھا۔ تاج علی صاحب
دہلی کی ترتیب درست کی۔ بہادر شاہ کی
نعت شریفی جناب کی تہذیب لکھوانی بکثرت
ملنے والے تھے۔ ان سے باتیں میں
کی نذر گھر میں جا کر رہی۔ جو وہ ملے سب
نظامی مدت کو لکھ گئے تھے۔ سکرین
سجایا گیا۔

طافانی (بھئی سے ملو سخی صاحب
ملنے آئے تھے بہت ہم دوست ہیں
میری کتابیں پڑھ چکے ہیں آج بھی کئی کتابیں
خریدیں۔
نواب جہانگیر باغیاں نظامی (نواب
سردار باغیاں نظامی کے سوتیلے بھائی نواب
جہانگیر باغیاں نظامی ملے آئے تھے میر
گوہر علی صاحب اور میر جہانگیر علی صاحب
بھی ساتھ تھے راجہ شریف حارہ ہے ہیں۔
نواب بھی الذلیل بہادر مرحوم کی اولاد میں
ہیں۔ کراچی سے غلام احمد نظامی کے بھائی
غلام حسین صاحب اور بھتیجے عبدالرحمن صاحب
ملے آئے تھے۔ کراچی کا علوہ بھی ملائے
تھے حکیم شہار احمد نظامی اور عبدالغفار
صاحب جو وہ پوری بھی ملے آئے تھے۔
ڈاکٹر نظامی دہلوی بھی آئے تھے۔
۲۸ جمادی الثانی میں مئی جمعرات دہلی
غیندگی زیادہ دینی (آج صبح کو اتنی زیادہ
نیمانی کہ بچہ رات کے اور دانہ پوچھنے
کا کام نہ خواہر پھرے میں دو واؤں کی ملدیا
گواہیں پھر درگاہ کے حجرے میں آگیا۔ اور
شام تک وہیں کاہ کرتا رہا۔
اخبار شائع ہو گیا آج یکم جون اور
۲۷ جون اور ۲۸ جون کے تین پرچے بچھا
شائع ہو گئے۔
کلا جواص (آج آئرل ہولانا مرحوم عثمان
صاحب کی کنسل والسر نے رخصتی ملاقات
کے لئے میرے حجرے میں آئے تھے۔ وہ اب
جواص جیل وائے ہیں۔ والسر نے کی
کنسل سے جلی کی اختیار کر لی ہے میں
نے اپنی ٹوٹی ٹن کو اڈا دہلی۔ اور انہوں
نے اپنے حجرے کے پاس میں بھی لڑا رہا

خدمت مسلمان قوم کی انجام دہی اس کا ذکر
کے کہ میں نے ان کو دعائیں بھی دی ہیں۔ پچانگ
سردار اندر سنگ نظامی ملے آئے تھے میر سے ملے
مضامی کی دو نوکریاں بھی ملائے تھے۔
تیموری صاحب (چٹا پانی کے ممبر
تیموری صاحب دہلوی ملے آئے تھے بہت
پڑائی کتاب حزب البحر فارسی ترجمے والی
بھی ساتھ ملائے تھے۔ میں نے فارسی ترجمے
کی کتاب حزب البحر پہلی دفعہ دیکھی۔
۲۹ جمادی الثانی (۳۱ مئی) صبح فجر حیدر آباد
اٹھے حضرت کا ناسر آج صبح دس بجے
درگاہ کے حجرے میں کام کر رہا تھا۔ یکایک
اٹھے حضرت کے چیف سکرٹری کا تار آیا کہ
اگر صحت سفر کے قابل ہو تو اتوار کی صبح کو
دین کے لئے حیدر آباد پہنچ جائیے جہاں کمزوری
بہت زیادہ تھی۔ تاہم ارادہ کر لیا۔ یہاں
کرے۔ ریل میں دعوات دن سکین
میسر آجائیکا۔ علی کو دہلی پہنچا کہ سیٹ کا
انتظام کریں۔ بظاہر کوئی امید سیٹ ملنے
کی نہیں تھی۔ کیونکہ آٹھ آٹھ دن پہلے کوشش
کی جاتی ہے تب سیٹ ملتی ہے۔ مگر اتفاق
کی بات کہ فرسٹ کلاس کی ایک سیٹ
مل گئی۔ اور میں گھر سے روانہ ہو کر دہلی میں
آیا۔ اور پھر ریل پر پہنچ گیا۔ عبدالملک
حاضی نظامی اڈیٹر رسالہ اذکار دہلی اور
محمد تقی نظامی مالک دکان شاہی علوہ میں
دہلی اور مولانا محمد ایوب صاحب سے ملکا
ہوئی۔ ریل پر علی اور شفیع احمد صاحب
صدر کلکتے والے پہنچائے آئے تھے۔ صبح
فیروز الدین صاحب جاپان والے بھی ملے
آئے تھے۔
کھانا (مشی محمد حسین صاحب غلام نظامی

کے ریلوے مسلم ریفرنٹس روم میں کھانا
کھا ناگیا تھا۔ کئی قسم کے سالن تھے۔ پٹا
تھا۔ میں نے رغبت سے کھا یا۔ عبدالنعیم
صاحب ساتھ چارہے ہیں۔ محمد رحیم صاحب
چمن دہلوی بھی ریل پر ملے آئے تھے۔ اگر
تک ریل میں بھر پوری۔ اور فرسٹ کلاس تھوڑی
کلاس بھی رہی۔ پھر وہ انگریز ایک ہندو ایک
مسلمان چار آدمی سے زیادہ کوئی نہ رہا۔ رات
کو ریل گاڑی کے ہندو ٹوٹل کا کھانا منگا کر کھا
تھا۔ دن بھر گری زیادہ رہی۔ غور و غبار بھی
رہا۔ رات کو نیند اچھی آئی۔ کلیات نظیر اکبر
آبادی پڑھتا رہا۔ نعیم صاحب نے راحت
و آسائش کا پورا خیال رکھا۔ غبار کی وجہ
سے چاند نظر نہیں آیا۔
۳۰ جمادی الثانی (یکم جون) شبہ استہ حیدر آباد
بھوپال (صبح بچے بھوپال اسٹیشن آیا۔
سراٹے کا مدر ٹیڈوں کے اور کوئی کھانے
پینے کی چیز نہیں ملی۔ اب اسٹیشنوں پر کھانے
پینے کی چیزوں کی سہلی سی بات نہیں رہی ہے
امیر مسافروں کے لئے ریلوں میں باورچی
خانے یعنی ریل خوان ہوتے ہیں۔ غریبوں
کے لئے اللہ کا نام یا میلے ٹوٹے ہوتے
ٹہن کے ڈونگوں میں بانی۔
ناگ پور (شام کو بچے ناگ پور اسٹیشن
آیا۔ دہلی سے اسی جلدی میں روانہ ہوئی
تھی کہ اپنے دوست خان بہادر حافظ
ملایت اللہ صاحب کو سفر کی خبر دے سکا
تھا۔ تاہم پلیٹ فارم کو کھڑکی سے گردن
نکال کر دیکھا۔ اور تصور کر لیا کہ حافظ صاحب
ہر جگہ ہمیشہ ملاکتے ہیں۔
سید احمد صاحب (مدرس کے ایک
مسلمان سید احمد صاحب نے

پوچھا میں نے منہس کر کہا پہلے اپنا نام بتائیے
 کہا سید احمد نام ہے۔ بیڑی کے پتے خریدنے
 آیا ہوں۔ ہر سال لاکھ دو لاکھ روپے کے
 پتے خرید کر لے جاتا ہوں۔ کہتے تھے حیدر آباد
 میں بھی بیڑی کے پتے بہت اچھے ہوتے
 ہیں۔ دہلی چلنے لگی تو سید احمد صاحب
 نے ناگ پور کے چار سترے نذر کئے۔
 گاندھی جی کی کتیا میں کھانا درودہ
 پر دہلی پہنچی تو ہندو بادہچی خانے سے
 ہندو خاںساں کھانے کا حال لایا۔ میں
 نے کہا درودہ میں گاندھی جی کی کتیا ہے۔
 ہم یہ کھانا ان کی طرف سے سمجھتے ہیں کیونکہ
 درودہ میں کھاتے ہیں۔ دہلی سے بلہار شاہ
 تین دن وقت کا کھانا اور ایک وقت
 کی چار دو آدمیوں کا خرچہ کل سو آٹھ
 روپے ہوا تھا۔ میں نے دس روپے
 کا نوٹ خاںساں کو دیا۔ اس نے ایک
 روپیہ بارہ آنے واپس کرنے چاہے میں
 نے کہا واپسی کیسی بقیہ سب تمہارا ہے۔
 خدا جب ہمیں رزق دیتا ہے تو وہ اس
 میں سے کچھ واپس نہیں لیا کرتا۔ آج
 رات کو بھی بہت اچھی نیند آئی۔
 بارش آج نہ بھر گئی رہی تھی۔ شام
 کو درودہ میں ہلکی بارش ہوئی خیال
 آیا۔ درودہ کو درودہ کیوں کہتے ہیں؟ وہیں
 نے جواب دیا اور ”پھول“ کو کہتے ہیں۔ اور
 ”درودہ“ کے معنی ہیں ”بہت سے پھول“
 قاضی میٹھی پھلجی رات قاضی میٹھی پنشن
 سے گاڑی بدلی۔ اپنی مدراس کی گاڑی
 سے کٹ کر حیدر آباد کی گاڑی میں بٹری
 اس وقت کچھ مسافر اندر آئے۔ غل شور
 کے نعرے بجاتے ہوئے۔ پور میں تہذیب

کی دھجیاں اڑاتے ہوئے۔ چاروں سٹیپ
 رُکی ہوئی تھیں۔ تین مسافر سوتے تھے
 ایک مسافر نماز پڑھ رہا تھا۔ نئے آنے والوں
 نے مہتر نیچے چھالیا۔ خوب تیز اور دو اب
 انگریزی بول رہے تھے۔ میں نے اپنی باز
 طے کی۔ اور دین پر بیٹھ ہوئے نووارد
 سے کہا ”اگر آپ میری زبان سمجھتے ہوں تو
 میں کہتا ہوں کہ یہاں اوپر میری سیٹ
 پر لیٹ جائیے۔ میں اپنی جائز نیچے چھا
 لوں گا۔ کیونکہ اب مجھے سونا نہیں ہے۔
 ٹوٹی بھوٹی اردو میں جواب دیا آپ کا
 شکریہ میں بھی اب سونا نہیں چاہتا“
 وہ لگتا رسیٹ پی رہے تھے۔
 بوئے گل نالہ دل، دود سگار محفل۔
 جوتری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا۔
 اُن کے سگرٹوں کے دھوئیں سے سارا
 درصہ تیرہ و تار سو گیا۔ تو میں نے اُن کا
 نام پوچھا۔ اور مقام پوچھا۔ کہا یونانی
 ہوں۔ وزیر سلطان سگرٹ کمپنی میں کام
 کرتا ہوں۔ گنتور سے آیا ہوں۔ حیدر آباد
 جا رہا ہوں۔ میں نے کہا اردو کہاں سیکھی؟ کہا
 بیس سال سے ہندوستان میں رہتا ہوں۔
 میں نے کہا وزیر سلطان سگرٹ کمپنی تو امپریل
 تہ کو کمپنی نے خرید لی ہے۔ آپ یہ کیوں
 نہیں کہتے کہ امپریل تہ کو کمپنی میں کام کرتے
 ہیں؟ بھر بہت دیر تک سگرٹ سازی کے
 فن میں نے اپنی معلومات گونا گوں کا
 مظاہرہ کیا۔ یونانی صاحب میری بھجی آ رہی
 اور لہجے ہوئے سر کے بال حیرت سے
 دیکھتے تھے۔
 آخر انھوں نے پوچھا کیا آپ بھی کسی سگرٹ
 کمپنی کے مالک ہیں؟ میں نے کہا میں خود

سگرٹ ہوں۔ اور جل جل کر اگلے ہر پہلیا
 یکم جب ۲ جون اتوار حیدر آباد کین
 یا ران ریل؟ صبح سات بجے ریل سکرٹ
 آباد اسٹیشن پر پہنچی۔ انگریز کمپن جو سکاٹ
 لینڈ کے رہنے والے ہیں بہت خوش مزاج۔ عمر
 تیس برس۔ اور کشمیر کے رہنے والے کمپن کو
 داس اور وزیر سلطان سگرٹ کمپنی کے یونانی
 کا نرے رخصت ہو گئے۔ اور میں اکیلا درجے
 میں رہ گیا۔ مولوی حاجی محمد اسماعیل حضوری
 نظامی اور اُن کے داماد مولوی عبدالکیم صاحب
 شریک مہتمد راجن فیض حام سکندر آباد اور جعفر
 خاں نظامی اور نواب سردار بار خاں نظامی کے
 دونوں بڑے سکندر آباد پر ملنے آئے۔ حضوری
 صاحب نے ناشتہ بھی کرایا۔
 حیدر آباد کے سارے سات بجے ریل حیدر آباد
 اسٹیشن پر پہنچی۔ وہاں روشن دل خواجہ راجہ
 نظامی احمد روشن دل ناسری شاہ نظامی اور
 روشن دل خوش اقبال شاہ نظامی اور روشن
 دل مخلص شاہ نظامی اور محمود نظامی اور محمد
 عبدالغفور کامل الیقین نظامی اور سید بشیر
 نظامی اور شاہ امید نظامی اور روشن دل
 ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور روشن دل
 حکیم خسرو شاہ نظامی اور فخر الدین نظامی اور
 ان کے لڑکے اور حسن اقبال نظامی اور
 عابد حسین نظامی اور سید سعید نظامی اور
 میری بوقت قدسیہ اور میرا بوتا سلماں اپنے
 نگران خواجہ سید حسین نظامی کے ساتھ
 آئے تھے۔ اور مولوی قطب الدین صاحب
 تعلقہ دار محبوب نگر بھی ریل پر آئے تھے۔
 بہت سے پھول بھی پہنائے گئے۔
 ناشتہ ہادی منزل میں کیا۔ حضرت نور
 معرفت سید نعمان اور حضرت نور حقیقت

سیدنا محمدؐ کی والدہ دل آرا بانو اور ان کی چھوٹی عادی امت الہتین اور سیدہ سیدہ نفیسی کی انگریزی نفیس نفیسی اور سیدہ سیدہ کی والدہ اور سیدہ سیدہ کے بچے اور روشن دل محبوب بانو نفیسی کے بچے جمع تھے۔ ان سب نے دوبارہ مجھے ناشتہ کرایا۔ اور میں نے باوجود اس کے کہ تھوڑا ناشتہ مسکنہ آباد میں کیا تھا۔ دوبارہ دو چار نوائے کھائے۔ اہل خدا ان سب بچوں کی دیدہ بختی۔ کہ انسان کے لئے اگر وہ سمجھے تو اسی دیدہ میں سب کچھ ہے۔ جلسے کا بلاوا اٹھانے ہال حیدر آباد میں جمیت مشائخ کی طرف سے آج سال گرہ کی مبارک باد کے لئے جلسہ قرار پایا ہے اس کی دعوت دینے کے لئے علماء و مشائخ ہفتی شاہ صاحب کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ اور میں جلسے میں گیا تھا۔

اعلیٰ حضرت کا سب سے پہلے اپنے اعلیٰ حضرت خضر نظام اپنی سال گرہ کا شکرانہ ادا کرتے باغ عام کی مسجد میں آئے تھے۔ اور دو رکعت نماز پڑھ کر ایک طویل سجدہ کر کے اٹھ کر ادا کیا تھا۔ شاہزادے دی عہد بہادر بھی ساتھ تھے۔ سجدے کے بعد عربی فوجی سرداروں نے عربی زبان میں دعائیہ نغمہ گایا۔ اور سہیلی ہوئی ارواح کو حمد و ثناء سے سجایا۔

تاؤن ہال کا جلسہ ہوا۔ سارے دس بجے نواب سر محمدی یار جنگ بہادر نائب صدر اعظم کی صدارت میں تاؤن ہال میں جلسہ شروع ہوا۔ حضرت مولانا سید علیہ السلام جینی بٹراوی کے انتہام سے یہ جلسہ ہوا تھا۔ سلطنت کے سب بیلک نمائندے

اور لیڈر اور علماء و مشائخ اور امرامہ اور علماء شریک ہوئے تھے۔

پیر حرم کشانی نے پہلے میں نے سلطنت اصفیہ کا جھنڈا بلند کیا۔ اور میں بارگاہِ حق و فتح قریب کا نعروں لگا کر کہا۔ یہ جھنڈا اصفیہ سلطنت کا ہے۔ یہ جھنڈا ہندوؤں، مسلمانوں، سکھوں، عیسائیوں، پارسیوں کے سب کے جھنڈا ہے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس سلطنت کے بادشاہ اور اس جھنڈے کی عزت کو بلندی عطا فرمائے۔ اور اس ملک کی سب قومیں اس جھنڈے کی عزت کو اور اس ملک کے بادشاہ کی عزت کو اپنی ساجے کی عزت سمجھیں۔

آمین کے بعد نے بلند ہوئے۔ اس کے بعد جلسہ شروع ہوا۔ اور اعلیٰ حضرت کے خاص قاری فخر الدین صاحب نے بہت مؤثر انداز سے آیات قرآن تلاوت فرمائیں۔ پھر کس بچہ نے ملی ترانہ گایا۔ پھر حضرت مولانا سید شاہ عبدالکرم حسینی صاحب بغدادی صدر استقبالیہ نے اپنا خطبہ سنایا۔ پھر اچھوت قوموں کے لیڈر شاہ سندرم صاحب نے اسے صدارت کی تحریک پیش کی۔ پھر سکھوں کے لیڈر سردار کھیم سنگھ صاحب نے تائیدی تقریر کی۔ پھر نواب سر محمدی یار جنگ بہادر نے خطبہ صدارت پڑھا۔ پھر جناب شاہد مدنی صاحب نے نظم پڑھی۔ پھر مولوی سید جعفر اللہ حسینی صاحب جعفری نے ہندوستان سے ہندوستانی لیڈروں کے آئے ہوئے پیغام سنائے۔

پھر مولوی حکیم نسیم احمد صاحب نعمانی بندہ نوازی ایڈیٹر صحت عامہ نے قرارداد عقیدت پیش کی۔ جس کی تائید حضرت مولانا سید شاہ نور اللہ حسینی صاحب افتخاری معتمد استقبالیہ

نے نہایت مؤثر انداز سے فرمائی۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

نے نہایت مؤثر انداز سے فرمائی۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔ پھر جناب علی صاحب نے اس تائیدی تقریر میں فرمایا۔

معلوم ہوتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اپنے شاہزادوں اور شاہزادیوں کے ساتھ تشریف لائے تھے تقریباً ڈیڑھ سو مہان اعلیٰ حضرت کے ساتھ خاص جو بی ہال میں تھے۔ اور بقیہ مہان بی ہال کے باہر تھے۔ کھانا مغلی تھا۔ ادبیت لذیذ تھا۔ انتظام بہت اچھا تھا۔ میری نشست اعلیٰ حضرت کی میز کے قریب تھی۔ اور میں ان کی حکیمانہ باتیں سن سکتا تھا جو وہ کھانے کے وقت فرما رہے تھے۔ اس ایوان شاہی میں قدامت کا شاہانہ و دیدہ آساز یاد تھا۔ کہ ڈیڑھ سو مہان ایک جگہ نہ تھے مگر سوائے چینی کے برتنوں اور اوزاروں کے اور کوئی غیر مانوس اور زشتی نہ دیتی تھی وہاں میرے بہت سے قدیم و جدید احباب مجھ سے ملے۔ اور صدر المہام فاضل مولوی زاہد حسین بہت دیر میرے پاس بیٹھ کر اپنی بیماری کے حالات سناتے رہے۔ نواب صاحب پٹاری سے بھی وہاں ملاقات ہوئی۔ واپسی کے دن کے بعد واپسی شروع ہوئی پانچ سیر میزور کی جگہ لگتی ہوئی بہر بی چو بی ہال کے بائیں باغ کے فواروں سے آگئیں لڑائی ہوئی اور سڑک کی خاک پر تیری ہوئی گزرتی گئیں۔ میٹرول کے نمبر پکارے جاتے تھے اور موٹر بسا منے آ جاتی تھیں۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر نے مجھ سے کہا جس کی اسے گی وہی جاسکے گا۔ مگر مولیٰ اعلیٰ نے باوجود میری موٹر نہ آئی تو مولوی رضی الدین صاحب افسر سپاہی اور فریدی صاحب ناظم بلدیہ نے مجھے اپنی میٹریں ہادی منزل تک پہنچایا۔ پھر میں نے گیارہ بجے تک ان ہی ام اور ذی فہم دوستوں سے حقائق سیاسیات ہندوستان پر بات چیت کی۔ بارہ بجے خواجہ

میں آیا حسین نے اعلیٰ ان کی خالہ اعلیٰ کی بیوی نے میرا ہاتھ۔ قہقہے کے لیے بچا یا کیونکہ ہوا بند تھی۔ اور گرمی نہ تھی۔ بچے کی چڑا سے زکام ہو گیا۔ اور میں نے پہلی رات بچھا بند کر دیا۔ اور صبح تک اپنے اور دو بچے کے کل یہاں خوب بارش ہوئی تھی۔ مگر آج اس بارش کے آثار باوجود ہیں۔ اور گرمی ناقابل برداشت ہے۔

ناسوتی شاہ کی نظم ہے آج حسب معمول ناسوتی شاہ نظامی ریل پر اپنی نظم نہ سن سکے تھے۔ کل سنائیں گے۔ آج مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور مولوی حمید الدین محمد فریدی ناظم بلدیہ اور نواب سردار یار خاں نظامی اور مولوی فخر الدین مسعود اور مولوی رضی الدین صاحب افسر سپاہی اور مولوی قطب الدین صاحب نعلی دارہ ڈیوٹی مشترک محبوب نگر۔ اور خوش اقبال شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور سید یوسف صاحب لغت خواں اور سید ذہین نظامی وغیرہ بہت سے محاب ملنے آئے تھے۔

ہر جب مرحون پیر حیدر آباد شادی کے آج صبح اپنے تخلص قدیم مرید عبدالغفور کامل یقین نظامی کی لڑکی کی شادی میں شریک ہونے کے لئے ان کے مکان پر گیا تھا۔ نکاح ہو گیا تب دس بجے واپس آیا۔ وہ لھا تعلیم یافتہ ہیں۔ نکاح کے بعد مجھ سے مسلم لیگ کے حالات دریافت کرتے رہے۔ دوپہن کے بجائی عبدالرشید بھی وہاں تھے۔ منہانے میں جا کر دوپہن پر بھی دعا دم کی۔

خوش اقبال کے گھر میں کچھ عرصے سے روانہ ہو کر روشن دل محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی کے مکان پر چل گئے ہیں گویا اور ان کو ساتھ لے کر ان کے لڑکے محمد حامد مرحوم کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے گیا ہے۔ چند دفعے جوئے ٹائیفا لڈی بیماری میں اس لڑکے کا انتقال ہوا تھا۔ سترہ برس کی عمر تھی میں دیر تک مرنگ کے پاس کھڑا رہا۔ علی گین باپ نے قبر خیر بنوادی ہے۔ جب میں نے اپنے گلے کے بھول تار کو قبر پر ڈالے تو ایسا محسوس ہوا کہ حامد میرے قدموں میں سر رکھتا ہے۔ یہ نو شہید تھا۔ مجھے اس کے قدموں میں سر جکنا چاہئے۔

سرمہر زرا اسماعیل سے ملاقات کے ساتھ ان کے خواجہ حسین نظامی اور سید سعید نظامی کے ساتھ سرکاری گیسٹ ہاؤس میں سرمہ زرا اسماعیل صاحب سے ملنے گیا تھا۔ انہوں نے نہایت لذیذ اور عمدہ شربت پلایا۔

یوسف خوش شوق کی حیدر آباد کے بلبل ہزارستان سید یوسف صاحب لغت خواں ملنے آئے تھے۔ ان کی دلچسپ باتیں جو سنتا ہے خوش دل ہو جاتا ہے غیل ان سے دیر نہ تعلق ہے۔

ملاقاتی کے مولوی مقبول احمد نظامی اعجاز قرظی صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ نواب حسن یار جنگ بہادر اور ان کے پرائیوٹ سکریٹری کو لاس صاحب بھی ملے آئے تھے۔ مولانا یحییٰ شاہ اور مخلص شاہ اور کاکی شاہ اور خوش اقبال شاہ اور مولوی عبدالرحمن نظامی اور سید ذہین نظامی اور خواجہ راجہ نظامی اور مولوی فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور حاجت حسین نظامی اور

راجہ ہرنس چند اور حضرت مولانا سید محمد
سیدی بغدادی اور ان کے چھوٹے بھائی
سید محمد صادق حسینی اور جعفری صاحب ملک
نور الدین اور سید خواجہ محمد الدین صاحب
جاگیر دار ملے آئے تھے۔
ناسوتی شاہ کی نظم مولوی محمد یعقوب
قرنی ناسوتی شاہ کا لکھی گئی اپنی خیر مقدم
کی نظم آج خود خوش الحانی سے سنائی تھی جو
یہ ہے:-

آئے خواجہ جو اپنی محفل میں
آگئی ہرست روشنی دل میں
صرب دیدار یار ہیں آنکھیں
محبوب دیدار نگار ہیں آنکھیں
وہ تصور جہ دل میں تھا نہاں
بن کے تصویر ہو گیا رخشاں
آپ آئے تو تنہا جان آئی
درد کا سیرے ہو گیا درماں
آپ کا آنا باعث شادی
آپ کا رہنا دل کی آبادی
مست ہیں بی کے سب سے دیدار
نکسے سے ظاہر خوشی کے ہیں آثار
ہاں کرم کی نظر ذرا اسیکھنے
میری بکھڑی شہناج دیکھنے
نقش باطل مرا مٹا دیکھنے
اپنی تصویر کو جہاں دیکھنے
ہے فدا جان و دل سے ناسوتی

پاس اس کا رہے شبہ حالی
زکام ہے حیدر آباد میں ٹھنڈے پانی سے نہانا
بہت نعمان دیتا ہے۔ میں دلی کی عادت
کے بموجب ٹھنڈے پانی سے نہالکا بہت
شدید نکام ہو گیا۔ رات بھر زلے کی تکلیف
رہی۔ سید نقاشی کی انگریزی نیپل لکھی

اور حسین کی بیوی دل آرا بادی اور حسین کی خاتون
امت الیقین میری راحت اور آسائش کے منتظر تھیں
میں بہ وقت مصروف رہتی ہیں۔
سر رجب ہم رجب منگل حیدر آباد
دماغ کی جھاڑو ہے آج بہت سویرے
حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی غرضید جاہی
اسلمی دوس اور گورنر بان اور بادیاں لئے
تھے۔ میں نے ان کا جو شانہ پایا تھا۔ اس
سے دماغ کی بے کلی فوراً دور ہو گئی۔

نواب ناصر نواز الدولہ بہادر ہے آج
حیدر آباد کے قدیمی امیر اور عابد دنا ہر خدا
توس امیر نواب ناصر نواز الدولہ بہادر ملے
آئے تھے۔ اور انجن انیس الفربا کے بانی
مولانا خواجہ بدر الدین صاحب بھی تشریف
لائے تھے۔ اور غرضید جاہی پائیک گاہ کے
امیر نواب نجیب الدین خاں صاحب اور
سید یوسف صاحب خوش دل بھی ملے
آئے تھے۔

راجہ دہرم کرن بہادر کی بیماری ہے کراہ
ہرنس چند صاحب موٹر لے کر آئے تھے۔ اور
میں ان کے ساتھ جہلی ہل پر راجہ دہرم کرن
بہادر کی بیماری کے لئے گیا تھا۔ وہ دہلی
سے بیمار ہو کر حیدر آباد آئے تھے۔ ابھی تک
کمزوری باقی ہے۔ کچھ دہان کے پاس بیٹھا
ان کے بڑے صاحب زادے راجہ دام کرن
صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔

مولوی نصیر الدین ہاشمی کے حیدر آباد
کے نامور مدرس مولوی نصیر الدین صاحب
ہاشمی ملے آئے تھے۔
علامہ مشتقی کے چند سال سے حیدر آباد
میں دمشق کے ایک بہت بڑے عالم شریعہ
ہوئے ہیں۔ جن کا نام محمد الامون ہے اور

جمیری عام فہم فقیر کے بہت زیادہ مداح
ہیں۔ اور حیدر آباد میں قرآنی تبلیغ اور عربی
بول چال کی ترویج کا کام کرتے رہتے ہیں۔ یہ
جرمن اور انگریزی اور فرانسیسی زبانیں بھی
جانتے ہیں۔ اور ان ملکوں کی سیاحت بھی
کر چکے ہیں۔

ناظم صاحب ہر صبح راجہ بہادر کی ریاست
کے ناظم مولوی محمد رفیع صاحب ملے آئے
تھے۔ مجھے ان کی شرافت اور بلند خیالی اور
دیانت داری اور کارکناسی اور کارکناری
سے اتنی زیادہ محبت ہے کہ جب یہ ملے
آتے ہیں تو میری روح میں تازگی پیدا ہوتی ہے
عصرانہ قوالی کے کل شام کو ساڑھے پانچ
بجے میرے مکان پر اعلیٰ حضرت حضور
نظام کی سال گرہ کی خوشی میں قوالی کی
مجلس ہوئی۔ اور عصرانہ یعنی چار نوشی
بھی ہوئی۔ دہلی کی طرح یہاں بھی چوبیس
سے زیادہ آدمی کسی باری میں جمع نہیں ہو سکتے
اس لئے میں نے شعلہ اضروں کو درخوا
وے کر ایک سو آدمیوں کی اجازت حاصل
کی ہے۔ آج حسین اور سید سجد اور غرض
اور خوش اقبال شاہ کے اندر سے دعوت نامے
تقریم کرائے۔

ہم رجب ۵ رجب بدھ حیدر آباد
گنگا کوٹھی مبارک ہے آج صبح اعلیٰ حضرت
حضور نظام کی گنگا کوٹھی پر شام کی قوالی
میں اعلیٰ حضرت کو بلاوا دینے گیا تھا۔ مگر
آج وہ بہت زیادہ مشغول و مصروف تھے۔
فرصت ہوئی تو ضرور تشریف لاتے۔

ایڈیٹر العرب کے عربی زبان کے مشہور
اور مقبول رسالے العرب کے ایڈیٹر علامہ
عبد النعم العودی اور فیض حسن الاحمدی صاحب

جمعہ چلی گئے حکیم سیدی بنانی۔ اور ہر صبح عیدوں کو ذکر رکھا۔ قیمت دو آنے

کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اعلیٰ صاحب بھی
حیدر آباد میں عربی زبان کو فروغ دینے کے
کام میں مصروف ہیں۔

انتظام کے آج دن بھرجین اور سید سعید
اور مخلص صاحب اور خوش اقبال شاہ پارٹی
کے انتظامات میں مصروف رہے۔ سید سعید
نظامی کی سلیقہ مندی سے بہت خوشی مانتی۔
انھوں نے مکان کے صحن چوڑے پر قباہین
بچھائے ہیں اور موٹے اور کرسیاں بھی بچھائی
ہیں۔ اور بچوں سے ساری بزم کو گلزار
بنا دیا ہے۔ میں نے حسین سے ہنس کر کہا
"اگر شام کو بارش ہوتی تو کیا روکے؟"
ہنس کر جواب دیا بالافانوں پر چڑھ جائیں گے
وہاں بڑے بڑے کمرے ہیں۔ پکالیک
مغرب کی طرف سے کالی گھٹا نمودار ہوئی
اور ٹھیک ساٹھ بجے جب مہانوں
کی میز پر آئی شروع ہوئی تو بارش بھی شروع
ہو گئی۔ بڑی افرا تفری پیدا ہوئی بمشکل
صوفے اور کرسیاں اور قالین اٹھائے

گئے۔ اور میں سب مہانوں کے ساتھ
بالاٹھنے پر چلا گیا۔ جہاں مولوی قطب الدین
صاحب تعلقہ دار محبوب نگر اور مولوی
فیاض الدین نظامی آرکی ٹیکٹ اور ملا
سید محمد الدین صاحب روبر بانی ادارہ لوبیا
اور وغیرہ نے بہت جلد فرش کا انتظام
کر دیا۔ اور ہم سب اس کمرے میں اس
طرح آگے پیچھے جس طرح قوالوں
نے آگے پیچھے بیٹھا کرتی میں جب
مل گیاں نہ کر سکا بزم تھے۔ امین الملک
نے اس بزم میں سب کو بٹھایا۔ سب کو بٹھایا
سب کو بٹھایا۔ سب کو بٹھایا۔ سب کو بٹھایا
صدر المہم سیاسیات دیوان بہادر

آرمودو آئنگار وزیر قانون، نواب ہوشیار
جنگ بہادر صاحب اعلیٰ حضرت، نواب
شہید یار جنگ بہادر صاحب اعلیٰ حضرت، نواب
بہادر صاحب اعلیٰ حضرت، نواب یار جنگ بہادر وزیر
نواب حسن یار جنگ بہادر امیر پانچگاہ نواب
دین یار جنگ بہادر کو نوال بلدہ۔ مولوی
رضی الدین احمد صاحب افسر سپاہی مولوی
قیام الدین نظامی آرکی ٹیکٹ۔ مولوی
حسنت رضا صاحب آرکی ٹیکٹ، مسٹر
جو گلیکر آرکی ٹیکٹ اور ان کے والد اور
مولوی محمد عظیم الدین صاحب جیف انجیر
مسٹر ڈی بی راؤ صاحب اسپیشل انجیر
مولوی حمید الدین محمود صاحب فریدی
ناظم بلدیہ، مولوی فخر الدین مسعود صاحب
خرید کی کشتہ بند و بست، مولوی امیر علی
خان صاحب صوبیدار میدک، نواب
اسد اللہ خان صاحب دلہا دوسرہا راجہ
بہادر اور ان کے بھائی صاحب مولوی حمید الدین
احمد صاحب راش کٹرولر، مسٹر میرٹ
جیف آرکی ٹیکٹ، مولوی عبد الکریم بابو
خان صاحب کٹر کٹر۔ نواب احمد نواز
جنگ بہادر، مولوی میر لائق علی صاحب
بانی سر پور سپر ملز، رائے بہادر راجہ سری
کرشن صاحب بینکر مل اونر، مولوی علی الرحیم
صاحب وکیل مالک و بانی حیدر آباد بینک،
مولوی طیل الزماں صاحب جج بانی کورٹ۔
راجہ بھی چند صاحب مل اونر، نواب
ناصر نواز الدو بہادر، مولوی مرزا محمد بیگ
صاحب ناظم اسٹیٹ سرکار راجہ بہادر، حضرت
مولانا مفتی عبد القادر صاحب بدایونی، حضرت
مولانا سید ولی اللہ حسینی صاحب سجادین
خانقاہ حقیقی چمن، حضرت مولانا سید محمد

صاحب حسینی صاحب سجادین خاندان حضرت
شاہ خاموش، نواب صاحب جنگ بہادر
مولوی حمایت الرحمن خان صاحب، نواب
ذوالقدر جنگ بہادر۔ نواب دوست محمد
خان صاحب، راجہ رام کرن بہادر، راجہ
بہرنبس چند صاحب، شاہ عالم خان صاحب
میجر گولی گڑھ سکرٹ فیکٹری، راجہ تریکال
صاحب۔ نواب اکبر علی خان صاحب سر سڑ
حکیم خسرو شاہ نظامی، خوش اقبال شاہ
نظامی، ناسوتی شاہ نظامی، خواجہ راجہ
نظامی، مخلص شاہ نظامی۔ سید وہب نظامی
مولوی میر محبوب علی صاحب۔ مولوی عبد
صاحب بہادر ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ
مرحوم۔ مولوی فضل الرحمن صاحب انور
لاسکی حیدر آباد۔ ڈاکٹر سید محمد الدین صاحب
قادی زور بانی ادارہ ادبیات اردو
اور ان کے فرزند اور مولوی نصیر الدین
باشی مورخ۔ کاکا شاہ نظامی، حکیم انور
خان صاحب دہلوی، اہلیہ صاحب احمد
میزان انگریزی اردو، لنگی، صادق نقی
نظامی، کامل البیقین نظامی، عینی شاہ
نظامی قاری فخر الدین صاحب علامہ
عبد النعم العودی ایڈیٹر العربیہ و فیئر
حسن الاعظمی، علامہ محمد الامون دمشقی،
مولوی قطب الدین صاحب تعلقہ دار محبوب
نگر، مولوی کریم اللہ خان صاحب دہلوی
پروفیسر چاند میاں نظامی مصنف بولتا
قاعدہ، نواب سر فار خان نظامی، سید
علی رضا صاحب انجیر فرحت الملک مرزا
فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی وغیرہ۔
قوالوں اعلیٰ حضرت حضور نظام کا کلام سنایا
تھا۔ میں نے ایک مختصر تقریر بھی کی تھی

قوالی کے بعد ہانڈی بھی ہوئی تھی۔ مغرب کے وقت سب پہاڑن رخصت ہو گئے۔ اگرچہ بادشہ کی وجہ سے استقامت درہم برہم ہوئے مگر کثیت مجبوری مجلس پر تلف رہی۔ رات کے دس بجے تک ملاقاتی آتے رہے بادشہ سے موسم بہت ٹھنڈا ہو گیا۔

گیارہ آج ۶ جون مولوی عنایت الرحمن خاں صاحب نے اپنے باغ کے گیارہ آم بھیجے تھے۔ میں نے رسید لکھی تو لکھا بارہویں امام چونکہ غائب ہیں، اس واسطے آپ نے گیارہ آم بھیجے ہیں۔

۶ جون جمعرات حیدرآباد رخصتی ملاقات ۴ صبح سات بجے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں سر میرزا اکمل صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ آج ہوائی جہاز کے ذریعے ممبئی چلے جائیں گے۔ مولوی العالی صاحب سابق نائڈ ٹریجمن صلیح لاہور ملے آئے تھے۔

شام کو فخر الدین فاضل کے دفتر میں گیا تھا۔ جو حیدرآباد میں جائیداد کے نیلام کا کام کرتے ہیں۔ انھوں نے بہت تکلف و عورت کا انتظام کیا تھا۔ اور میں نے وہاں پھل بھی کھائے تھے۔ اسی جاہل عجزی صاحب ملک نیوز ایجنسی کے دفتر میں بھی گیا تھا۔

نواب ہوشیار جنگ بہادر ۳ شام کو حسین پور سید سلمان کے ساتھ نواب ہوشیار جنگ بہادر کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں نواب تلاوت جنگ بہادر کے صاحبزادے صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی جو منادی کے بڑے قندھان ہیں۔

نماز و قوالی کے بعد مغرب خاجہ راجہ لکھا ریڈی نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ اور حضرت

خواجہ صاحب امیری کی نیاز دہی تھی۔ اور قوالی بھی سنی تھی۔ ناسوتی شاہ نظامی اور ان کے داماد علی عارفہ صاحب اور بہادر علی نظامی وغیرہ بہت سے بھائی جمع ہوئے تھے۔ ہندو مسلمان خواتین بھی ملیں تھیں۔ ناسوتی شاہ کے نئے داماد بھی ملے تھے۔

ملاقاتی ۴ شاہ عالم خاں صاحب نیمر گول کڈہ سگرٹ فیکٹری اور نواب بہمدی نواز جنگ بہادر ملے آئے تھے۔ مولوی محمود احسن صاحب بھی آئے تھے۔ اور پھول پینا ملے تھے۔ سید یوسف صاحب لغت خواں بھی ملے آئے تھے۔ موتی بیگم نظامی اور ان کی بیٹی نظام پاشا نظامی اور بھٹی بیگم نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی کی دونوں بیویاں ملے تھیں۔ بیوہ سراج الدین نظامی اور بیوہ امیر الدین نظامی بھی ملے آئیں تھیں۔ بادشاہ بیگم نظامی کے ہاں سے دونوں وقت کھانا آتا ہے۔ اور باپ بھی آتے ہیں۔ مولوی مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلوی فرحت الملک بھی ملے آئے تھے۔ رات کو دس بجے نواب فرید نواز جنگ بہادر کی کتاب ”جوہری ہم“ پر تقریظ لکھوائی تھی۔

دعوت ۴ آج حسین اور سلمان کے ساتھ نواب اسد اللہ خاں بہادر داماد سر بہار بہادر کے مکان ماسٹر گلشن میں دو پہر کا کھانا کھائے گیا تھا۔ وہاں بہار راجہ بہادر کے بیٹے فرید نواب نصیر راجہ جنگ بہادر بھی شریک طعام تھے۔ بہار راجہ بہادر کی صاحبزادی مولیٰ دولت التسابیگ نظامی نے زمانے مکان کے نزدیک بہت سے علمی مسائل پر گفتگو کی۔ کھانا بہت اچھا تھا۔ کھانے کے

بعد ہم سب کارنارچی لیا گیا۔

۶ رجب ۶ جون جمعہ حیدرآباد حاجی امت ۴ آج صبح چوتھے بجے پڑوس کے حجام کی دکان پر حجامت بنوائے گیا تھا۔ بکری کی سے کہا نہ تھا۔ حسین اور سید سعید کو تشویش ہوئی وہ موٹے لے کر دو دروازوں پر پہنچے۔ پھر ان کا خیال تھا میں چپل قدمی کے لئے کہیں گیا ہوں، بادشہ پوری ہے کہیں بھگت جاؤں گیارہ ۴ آج صبح سات بجے کاکی شاہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور مجلس شاہ نظامی اور خواجہ راجہ نظامی وغیرہ بھائی جمع ہوئے تھے۔ کاکی شاہ نظامی تانے لائے تھے۔ اور حضور خواجہ غریب نواز کی سالانہ نیانہ پوری مولوی غلام یزدانی ۴ نیاز کے بعد حسین کے ساتھ مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی سابق ناظم آثار قدیم سے ملے گیا تھا۔ میری ان سے قربت بھی ہے۔

جمعہ کی نماز ۴ حسب معمول، غلام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنی چاہتا تھا۔ مری شہر کے مسلمانوں کا اصرار ہوا کہ مکہ مسجد میں نماز پڑھوں۔ چنانچہ وہاں جا کر نماز پڑھی، بہت دیر تک نمازیوں کا ہجوم ہاتھ چومتا رہا اور اپنے چہروں کے پسینہ میرے ہاتھوں پر ملتا رہا۔

خالقاہ حضرت شاہ خاموش ۴ مکہ مسجد کے عقب میں خاں شاہ حضرت شاہ خاں شاہ میں حاضر ہوا تھا۔ حسین اور سلمان بھی ساتھ تھے حضرت شاہ صاحب حسینی صاحب اور ان کے صاحبزادے صاحب وغیرہ اصحاب سے ملاقات ہوئی تھی۔

حاجی میر فرور علی نظامی ۴ سر بہار راجہ بہادر مرحوم کے باغات کے داروغہ حاجی میر

نظامی کے مکان پر گیا تھا۔

آم کارس کے مجمعہ سے پہلے حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی خورشید بھابی کے مکان پر گیا تھا۔ اور ان کے باغ کے آموں کا رس پیا تھا۔ ان کی قدیمی ملازمہ منور بی نظامی نے اپنی لڑکی کو قدموں پر ڈالا تو میں نے کہا ہم خوش ہیں کہ منور بی اس گھر کی خدمت میں ثابت قدم ہے وہ حبیب مرید ہوئی تو اس کی شادی نہیں ہوئی تھی۔ اب اس کے بچے جو ان ہیں۔ اور اس نے اس گھر کی خدمت کو قائم رکھا ہے۔ ہم کو ہمارے بزرگوں سے استقامت کی تعلیم ملی ہے۔ اور اب یہ استقامت غریبوں ہی میں باقی رہ گئی ہے۔

ملکوت سلیم نظامی، حکیم صاحب کی بڑی بہن رشید النساء ملکوت ابیک نظامی کے مکان پر بھی گیا تھا۔ ان کے شوہر حکیم اکبر علی نظامی بہت بوڑھے ہیں۔ اور بہت بیمار ہیں۔ دے کا عارضہ ہے۔ ان کی چھوٹی بیوی کی توحید با شا نظامی نے کہا میں حضرت کو اپنی تیر لڑکی دکھاؤں گی۔ حکیم صاحب نے کہا میں بھی تیرے ساتھ تیروں لگا دیں نے کہا آپ کا بڑا باپ ہے۔ وہ کی بیماری ہے۔ ایسی خفنگ اور بارش میں آپ کا تیر نامنا سب نہیں ہے۔ مگر وہ نہ مائے۔ اور قریب کی راجہ باؤلی میں تہجد باندھ کر کو دہڑے۔ ان کی کدائی استاد محم۔ پانی بالکل نہیں اڑا۔ توحید پاشا کم عمر بچی ہے۔ وہ بھی باپ کے ساتھ کپڑوں سمیت باؤلی میں کودی۔ اور تیرا کی کے بہت سے کمالات دکھائے۔ چھپلی کی طرح سر کے بل بھی باؤلی میں کودی۔ مجھے ان دونوں کے کمالات

دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

کھانا کھانے کے بعد سلیم خاتون صاحبہ الہیہ مولوی عبدالستار صاحب مرحوم باپ کی گول کتہہ منگول فیکٹری کے مکان پر گیا۔ جہاں انھوں نے بہت زیادہ مکلف کھانے کھلائے بعض کھانے ایسے تھے جو میں نے آج تک حیدرآباد میں دیکھے بھی نہیں تھے۔ یہ بنگلور کی ہیں۔ ممکن ہے یہ کھانے بنگلور کے ہوں۔

سلیم خاتون کے والد حیدر خاں صاحب اور سلیم خاتون کے بھائی بھی شریک طعام تھے کھانے کے بعد دہلی کے قول غل غل احمد خاں پسر نثار احمد خاں نے گانا شروع کیا پکولیک سید سعید نظامی ہادی منزل سے آئے کہ اعلیٰ حضرت کے دو قاصد انتظار میں بیٹھے ہیں۔ اس واسطے میں جلدی روانہ ہو گیا صرف ایک غل غل سنی۔

شاہ عالم خاں کا کچھ سلیم خاتون صاحبہ کا نواسہ اپنے باپ شاہ عالم خاں کی گود میں میرے سامنے آیا۔ بہت پیارا بچہ ہے۔ شاہ عالم خاں کی صورت بھی اچھی ہے اور سیرت بھی اچھی ہے۔ انھوں نے اپنے خسر کے کارخانے کی حفاظت اور ترقی میں حیدر خاں صاحب اور ان کے فرزند کا بہت اچھی طرح ہاتھ بٹایا ہے۔

سلیم خاتون کی مسجد کہ۔ ایسی کے وقت سلیم خاتون کی بھلائی ہوئی نہایت خوبصورت اور شاندار مسجد بھی دیکھی۔ اسی کے قریب عربی تعلیم کا ایک مدرسہ بھی جاری ہے وہاں قیام گاہ پر نگر تھوڑی دیر بھر۔ اعلیٰ حضرت کے قاصد سے بات کر کے جو بی بی کی طرف روانہ ہوا۔

نواب عہدی نواز جنگ پور پہلے

نواب عہدی نواز جنگ پور کے مکان پر گیا۔ اس پہاڑ پر سب سے پہلے ہی مکان بنا تھا۔ ان میں نے یہاں مغرب کی نماز پڑھا کر مبارک بھلا درجہ میں سے کھانا ان پہاڑوں میں ایک شہر آباد ہو جائیگا۔ آج دیکھا تو اس مکان کے چاروں طرف بڑے بڑے علی شان محل بن گئے ہیں۔ اور ایک چوڑا سا شہر آباد ہو گیا۔ مولوی فیاض الدین کے مغرب کی نماز نظامی کے مکان پر۔ مولوی عہدی نظامی کے مکان پر بڑی تھی۔ جہاں چار توٹی کے لئے بہت سے اصحاب جمع ہوئے تھے۔

جامعہ ملیہ دہلی کے بانی ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب کے بھائی یوسف حسین خاں صاحب سے پہلی بار یہاں ملاقات ہوئی۔ جن کی حلقہ کو میں موجودہ مسافر حیدر آباد کا حامل نتیجہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ آجکل وہ ایسا کام کر رہے ہیں جو میری پوری زندگی کے شوق کا خلاصہ ہے۔ یعنی پرانے زمانے کے لاکھوں تاریخی کاغذات کو ترتیب دے رہے ہیں۔ مجھے ان سے شہنشاہ شاہ عالم کے روزناموں کا تہ بھی معلوم ہوا۔ جو ان کے کاغذات میں ہیں۔ اور جن کی مجھے بہت تلاش تھی۔

مولوی حمید الدین احمد کھنڈ بھاب نواب قطب یار جنگ بھلا درجہ کے لائق فرزند مولوی حمید الدین احمد اختر اعلیٰ راشننگ سے ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا آپ کے والد کی کتاب شیر کشکار میں نے پڑھی ہے وہ بہت دلچسپ کتاب ہے۔ انھوں نے کہا وہ آپ سے ملے ہوں گے۔ کیونکہ ہمارے دلوں کا ہزار اپنے خاندانی قبرستان میں ہے۔ آپ کے بڑے بھائی مرحوم کی قبر کے برابر ان کی قبر ہے۔ مولوی مسعود علی صاحب محوی بی بی نے

سب سے پہلے جی میرے چچا ہیں جن کے والد مولوی علی احمد صاحب کا مزار آپ کے ہاں دنگا میں آپ کے حجرے کے سامنے آپ نے بنوایا ہے۔ میں نے حسین سے کہا دیکھ یہ تمہارے پردادا کے ذاتی دوستوں کی اولاد ہیں۔ اور میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ یہ خاندان فقیر مسوسے کا رہنے والا ہے اور ہمارے بزرگوں کا اس خاندان سے گھر کا ساقی رہا ہے۔

قوالی: حبیب الدین خوال کا گانا ہوا اور مجھ پر سا ہا سال کے بعد ایک غیر معمولی اثر اس کا پڑا۔

سُروں پر سُروں کے میں نے اُسی پھول تیرتے ہیں (حالت کیف میں کہا) حبیب الدین کے ہاجے کے سُروں پر اس کی آواز کے سُروں کے پھول تیر رہے ہیں بیعت: آج مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ کی اہلیہ نے بیعت کی۔ اور اسی بیعت کی تقریب میں یہ مجلس ہوئی تھی۔ جب یہاں سے رخصت ہوا تو دل و دماغ پر ایک ایسی کیفیت طاری تھی جو لفظوں میں ادا نہیں ہو سکتی۔

نواب صاحب کلیانی: گھر میں واپس آیا تو مولوی عنایت الرحمن خاں صاحب اور نواب جمال الدین حسین صاحب رئیس ریاست کلیانی وغیرہ اصحاب ملنے آئے۔ نواب صاحب کلیانی کو میری بعض کتابوں کی عبارتیں حفظ یاد ہیں۔ نواب سردار یار خاں نظامی اور نواب بشارت علی خاں صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

۸ رجب ۸ جون شنبہ حیدر آباد رخصت کا دن: آج شام کو حیدر آباد

سے روانگی مقرر ہو گئی ہے: صبح مولوی کرم خاں صاحب دہلوی ملے آئے تھے سطور آٹھ لائے تھے۔ مولوی غلام ہزونی صاحب کے ہاں سے بھی آٹھ لائے تھے رصادق یقین نظامی اپنے فرزند کے ساتھ آئے تھے اور آموں کے کئی ٹوکے لائے تھے۔ ان کے بھائی کامل یقین نظامی بھی آئے تھے۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے ایڈیسی ملے آئے تھے۔ فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بگ صاحب دہلوی بھی ملے آئے تھے۔

ولی عہد بہادر: جس کے شاہزاد ولی عہد بہادر سے ملے گیا تھا۔ وہ بڑے پابند صوم و صلوة ہیں۔ ایک گھنٹے تک مسائل فقہ کی نسبت گفتگو کرتے رہے۔ موٹر تک نہایت محبت و اخلاص کے ساتھ پہنچائے آئے۔ اور شام کو اپنے ایڈیسی کے ہاتھ رخصتائے کی رقم بھیجی۔

اعلیٰ حضرت کا رخصتہ: آج تین بجے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی طرف سے رخصتائے کی رقم شاہی اہلکار لے کر آئے تھے حسین اور سلمان اور قمریہ اور کامل یقین اور سید سعید نظامی کے ساتھ بازار گیا تھا ایوب بوٹ ہاؤس سے اپنے پاؤں کی ایک جوتی لایا تھا۔ آج چونکہ روانگی کا دن ہندو مسلمان عورت مرد جو جوق جوق ملنے آ رہے ہیں۔

گنگا کوٹھی: حسین اور سید سعید اور خوش اقبال شاہ اور مخلص صاحب نے سفر کا ستان تیار کر کے ریل پر بھجوا دیا۔

نفیس نظامی اور دل آرا باؤ اور امت گمتین نے بھی اسباب کی درستی میں بہت زیادہ حصہ لیا۔ پونے پانچ بجے شاہی موٹر بیٹے آئی

اور میں ٹھیک بار بجے اعلیٰ حضرت کی حلقہ کے لئے گنگا کوٹھی میں پہنچ گیا۔ چوہدرار دورے ہوئے اندر گئے۔ اور فوراً بھاگے ہوئے واپس آئے کہ یاد ہوئی میں سامنے پہنچا تو اعلیٰ حضرت نے بلند آواز سے فرمایا: "آئیے خواجہ صاحب" میں ان کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور دو گھنٹے تک ان کے کلمات حکیمانہ سنتا رہا۔ سات بجے کے قریب رخصت ہو کر گھر میں آیا۔ دل آرا باؤ نے اور بادشاہ سید نظامی نے اور والد سید سعید نظامی نے بازو ویرام ضامن بندھے جن آدھیک صاحبہ اور ان کے شوہر سزا ضامن علی صاحب تاج ہی بنگلور سے آئے ہیں۔ وہ بھی ملے آئے ہیں۔ اور ریل تک پہنچائے گئے تھیں۔ نواب حسن یار جنگ بہادر پھلوں کا ٹوکہ لائے تھے۔ اسٹیشن پر آیا تو دوستوں اور مریدوں کا ایک بڑا ہجوم جمع تھا۔ مہاراجہ بہادر کے بڑے فرزند نواب نصیر یار جنگ بہادر اور مہاراجہ بہادر کے داماد نواب اسد اللہ خاں صاحب اور نواب کے بھائی صاحب اور مہاراجہ بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی محمد میگ صاحب اور حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی نے بھی صاحب اور مولوی فیاض الدین نظامی آرکیٹیکٹ اور سٹرکچرلگیر اور حسین نظامی اور سید سلمان اور سیدانی قمریہ اور روشن دلی خوش اقبال شاہ نظامی اور روشن دلی مختار نظامی اور روشن دلی کاکلی شاہ نظامی اور عبدجسین نظامی اور بہایت اللہ نظامی اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور مولوی عبدالرحمن نظامی اور ان کے بھائی صاحب اور مرزا ضامن علی صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب

برادر ڈاکٹر کمالی شاہ نظامی مرحوم اور بابا سیال
نظامی پادشاہ بیگم کے بھائی اور مظفر حسین
نظامی پادشاہ بیگم کے لڑکے اور مولوی
غفور حسین صاحب شوہر پادشاہ بیگم نظامی
اور ناسوتی شاہ نظامی - اور خواجہ راجہ
بھیمارڈی نظامی اور نواب سردار یار
خان نظامی اور سید بشیر نظامی اور سید
ذہین نظامی کا بیٹا اور محمود نظامی اور روشن
دل کامل الیقین نظامی اور روشن دل
صادق الیقین نظامی اور پروفیسر جانیہ
نظامی اور مولوی قطب الدین صاحب تعلقہ
محبوب نگر وغیرہ اصحاب پوہیچے آئے
تھے - جن آرا بیگم صاحبہ نے اسٹیشن پر امام
ضامن باندھا - اور پان کھلایا - سکندر بابا
کے راستے میں ایک نوجوان نے بیعت کی -

سکندر آباد اسٹیشن پر نواب حسن یار جنگ
بہادر لہام ضامن باندھتے آئے تھے حسین
اور سلمان اور قدسیہ اور سید سعید نظامی اور
مولوی فیاض الدین نظامی سکندر آباد تک
پہنچنے آئے تھے - غسٹخانے میں روشنی
اور پانی نہیں ہے - مولوی فیاض الدین نظامی
ذرا موم قبیل لائے اور غسٹخانے کو روشن
کر دیا - میں نے دعا میں دیں کہ خدا تمہاری
زندگی کو ہمیشہ روشن رکھے - میرے ایک
دوست کے داماد شباب الدین صاحب
بھی ریل تک پہنچانے آئے تھے - گھر سے
آیا ہوا کھانا مونگ کی دال اور شامی کباب
سلمان اور قدسیہ کے ساتھ کھائے - اور
سب سے رخصت ہوا - اور گاڑی دہلی
کی طرف دوڑی - فرسٹ کلاس کے کوچے

میں اکیلا ہوں - میرے ہندو ساتھی جیو کا
نام گاڑی پر لکھا ہوا ہے - نہ حیدر آباد میں آئے
نہ سکندر آباد میں آئے -
ہمارے قانون آج صبح منشی بیگم نظامی اور
خانم بیگم نظامی سے ملے گیا تھا - خانم نظامی
دو بیٹے سے بہت سخت بیمار تھیں صاب بھی
نا تواری زیادہ ہے - ان کی بی بی اسے پاس لڑکی
تیار داری میں مصروف ہے -
سعید خان نظامی اور ان کی بہن رقیہ نظامی
کئی بار ملنے آئیں - انھوں نے اپنی ایک پرور
لڑکی کا نکاح کر لیا تھا - مجھے اور خورتوں کو
بھی بلایا تھا - مگر بارش کی وجہ سے ہم سب
لوگ ان کے ہاں نہ جاسکے جس کا افسوس
رہ گیا - کیونکہ غریبوں کی شادیوں میں شریک
ہونا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں -

اسرار اسم اعظم - صرف ان کے لئے جو راز دار
کا عبد کریں نوشتہ خواجہ حسن نظامی قیمت ایک روپیہ
نظامی بھٹری - مسرات سورج پہلے کے مسلمان
بادشاہوں اور ادیبانہ کی مکمل تاریخ نوشتہ خواجہ
حسن نظامی - پانچ صفحات - قیمت تین روپے -
ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی - قیمت لاکھ
مہینوں اور پچھتر ہزار مسلمانوں کی فیصلہ کر دینے
والی جنگ جو بانی ملت کے میدان میں ہوئی -
نوشتہ خواجہ حسن نظامی - قیمت بارہ آئے -
تاریخ فرعون - ہر مصر کی پانچ ہزار برس کی
پہلی تاریخ - پانچ سو ر مجلد نوشتہ خواجہ حسن نظامی
قیمت تین روپے
جہانگیر کار و زنا - چھ آنک جہانگیری کا ترجمہ
از خواجہ حسن نظامی - قیمت ڈیڑھ روپیہ
ان سب کے ملنے کا پتہ
دفتر اخبار منادی دہلی

کونین کا تیل - ہلیر یا نگر کی دو لہر ساتی
مجھروں کی دوا - زکام کی دوا - ایجاد خواجہ
حسن نظامی - قیمت ایک شیشی ایک روپیہ
فاسفورس کا تیل - قیمت حاصل خاص
پتھوں کی کمزوری دور کرنے والا ہر صعدہ کھانچ
منٹ میں منانے والا کمزور عورتوں اور بچوں
کی جان بچانے والا - باؤانس کی شیشی ایک روپیہ
ڈیڑھ اونس کی شیشی تین روپے - ڈھائی اونس
کی شیشی پانچ روپے -
گل بکاؤلی - مینیائی بڑھانے والا - خون
صاف کرنے والا - دل اور جگر اور معدے
کی بیماریاں دور کرنے والا - عمر بڑھانے والا
قیمت چار آنے
ارسطو کا چورن - جھوک بڑھانے والا - جگر
اور معدے کی بیماریاں دور کرنے والا - قبض
کشا - دل خوش رکھنے والا - ہاضمہ بڑھانے والا

ایک ڈس - قیمت نو آنے (دو رو)
خوش ایام گولیاں - عورتوں کے ماسور
ایام کی خوابیاں دور کر دیتی ہیں - میں گولیاں
قیمت ایک روپیہ
پائیر یا مینج - کداتوں اور سوز دل کی
سب بیماریاں خاص کر پائیر یا کی بیماری کو دور
کرنے کے لئے کسیر ثابت ہوا ہے - قیمت آٹھ آنے
شفائی - پیسے کی بیماری کے لئے کسیر
ہے - تندرست آدمی ایک قطرہ کسیر
کر پی لیا کریں تو اس بیماری سے محفوظ رہیں گے
بیماروں کو پانچ پانچ قطرے پانی میں ملا کر پود
کھٹے کے بعد دے جائیں بیمار فوراً اچھا ہوگا
قیمت ایک شیشی ایک روپیہ -
ان سب دواؤں کے ملنے کا پتہ
بھگینی دہلی

فَاِصْلَٰحُ كُلِّ شَيْءٍ
كُلُّ عَالَمٍ كَعُلُوْمٍ

اِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ
عُلُوْمُ كُلِّ عَالَمٍ

حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

مَسْكُوْمٌ

كُلُّ اَوْلَادِ اَدَمَ ثَمَّ اَزَامُ كِي
عَلِيٍّ صَلَّ



دَارِ اَمْرٍ دِهِي

اَللّٰهُمَّ رَزِّقْ دِلَّ مَجْرُبٍ بِاَنْوَانِ حَيْدَرِ اَبَادِي

تقدیر بدل سکے والے اللہ سے دعا

اللہ تعالیٰ کا قرآن شریف میں قسمت اور تقدیر بدلنے اور موت کا مقررہ وقت نال دینے کی نصبت یہ ارشاد ہے :-

لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ - ہر اجل کا ایک نوشتہ ہے۔

يَخُودُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ - مٹا دیتا ہے۔ اللہ جس اجل کو مٹانا

چاہے۔ اور قائم رکھتا ہے جس اجل کو قائم رکھنا چاہے۔

اجل موت کو بھی کہتے ہیں۔ اور تقدیر کے ہر نوشتے کو بھی کہتے ہیں۔ گویا اللہ نے اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہر اجل اور ہر تقدیر اللہ چاہے تو نال سکتا ہے۔ اور بدل سکتا ہے۔ اور اللہ نے دوسری جگہ قرآن میں حکم دیا ہے۔ اَوْ عَصُوْنِيْ جہ سے دعا مانگو۔ اَسْتَجِبْ لَكُمْ میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔

پس ہر عورت مرد کی دعا سے اجل مل سکتی ہے۔ اور تقدیر قسمت بدل سکتی ہے۔ کیونکہ خدا نے وعدہ کر لیا ہے کہ جو بندے اس سے دعا کریں گے خدا ان کی دعا کو قبول کرے گا۔ اس لئے میں بھی اللہ کی مخلوق کے لئے اجل ملنے اور تقدیر بدلنے کی روزانہ تہجد کے وقت دعائیں مانگتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں کہ ہر انسان خدا سے اجل ملنے اور تقدیر بدلنے کی دعا مانگا کرے۔ حسن نظامی پلہوی۔

کر اور ان کی بیوی اور بچوں کی اور خود ان کی قسمت کی سب برائیاں کو اچھائیاں بنادے۔ آمین

(۸)

یا اللہ میری اور میرے سب اہل عیال کی اور سب مریدوں کی اور سب دوستوں کی تقدیر کی برائیاں بدل کر اچھائیاں بنادے۔ اور سب ہی اجل نال دے۔ آمین۔

(۹)

یا اللہ جو عورت مرد درگاہ حضرت ظاہر بنجام الدین اولیاء میں اور سجدہ گاہ میں اور سرفراخ درگاہ میں اور درگاہ میں آئے جانے کے راستوں میں بجلی کی روشنی کرنے کا بجھ چھپ دیتے ہیں ان سب کے گھروں میں ہر دھن کی روشنی عطا فرما۔ ان کو اور ان کی اولاد کو سلامتی دے اجل کو نال دے۔ اور ان کی تقدیروں کی برائیاں دور کر دے۔ اور ان کے دلوں میں ایمان کی روشنی ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین۔

(۴) یا اللہ غازی شاہ محمود وزیر اعظم افغانستان کی عمر میں ترقی دے۔ ان کی اجل نال دے۔ ان کی قسمت کی خرابیاں جوڑ کر دے اور اقبال مند تقدیر بنا دے۔ آمین۔

(۵)

یا اللہ نواب سر حمید اللہ خاں و امجدیال کی عمر بڑھا۔ اجل نال۔ اقبال کو عروج دے تقدیر کی خرابیاں بدل کر خوب این بنادے۔ آمین

(۶)

یا اللہ خشتی چراغ نواب شاہ تاجدار عاوردہ کی زندگی نیک سوچائیں سال تک قائم رکھے اور ان کی تقدیر کے کبہ دور کرے اور سکھ بڑھا دے۔ آمین

(۷)

یا اللہ نواب غلام معین الدین خاں فرماں روار یا ست مانا دور کی عمر بڑھا۔ بیماریاں دور

(۱) یا اللہ قائد اعظم محمد علی جناح کی عمر بڑھا دے قسمت کی برائیاں مٹا دے۔ اجل کو نال دے اور دس کروڑ مسلمانوں کی اس دعا کو قبول کر لے۔ آمین

(۲)

یا اللہ میر عثمان علی آصف جاہ ہفتم بادشاہ حیدر آباد کی عمر میں ترقی دے۔ اور ان کی تقدیر کی برائیاں بدل دے اور قسمت کو اچھا بنادے۔ آمین۔

(۳)

یا اللہ متبرک علی اللہ غازی محمد ظاہر شاہ بادشاہ افغانستان کی زندگی کو عروج عطا کرے۔ اور ان کی قسمت کی برائیاں بدل کر تقدیر کو اچھا بنادے۔ آمین۔

بِرِّدْمِ اَلْبَدِّ
بِرِّدْمِ مِیْنِ اَلْبَدِّ
بِرِّسَانِ مِیْنِ اَلْبَدِّ
بِرِّدْمِ عَذَلِ
بِرِّعَمَلِ مِیْنِ عَذَلِ
بِرِّقَوْلِ مِیْنِ صَدَلِ

کل اولاد آدم کے آرام کی عاصمہ

منادی

د امر دہلی

آل نبی ۲ اولاد علی ۲
خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء میں ری

حَاصِلِ کَرَمِ
کُلِّ عَالَمِ کُنْ عِلْمِ
وَلِ لَکَاکَرِ
بَالِکِ مُلْکِ
اَلْبَدِّ کُنْ
حُکْمِ سِنِ

قلعہ کار حسن بن علی

۱۶ جولائی ۱۹۴۷ء

شکلا نہ قیمت دو روپے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

والسٹر رائے کے جانیکی افولہ

مان چسٹر کارمین نے لارڈ ویل ولسٹر
ہندی نسبت کوئی ایسی تحریر شائع کی تھی
جس سے یہ غلط فہمی پھیل گئی کہ لارڈ ویل
واپس چلے جائیں گے اور ان کی جگہ ہوسٹر
والسٹر رائے لارڈ سٹورل آجائیں گے۔ ۳۰
جولائی کو گلوبل پبلیشنگ لندن نے یہ خبر شائع
کی ہے کہ لندن کے سیاسی حلقوں نے اس
خبر کی تصدیق نہیں کی۔

اگر یہ خبر غلط بھی ہو تو اس کا اثر ہندوستان
کے لئے کچھ زیادہ اچھا یا بُرا نہیں ہو سکتا
کیونکہ والسٹر رائے کوئی بھی ہوا اس کو برطانیہ
کی مقہورہ پالیسی کی موافق کام کرنا ہوا گا۔
لہذا میں ہندوستان کے سب باشندوں
کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سب
ہندوستانی قومیں اپنے سیاسی خیالات
کو یکسر اعلیٰ ایک مرکز پر نہیں کیونکہ اس
قسم کی خبریں خیالات کو براگندہ کرنے کے
بئے دانستہ شائع ہوا کرتی ہیں۔

فسادات شروع ہو گئے

جس خانہ جنگی کا اندیشہ تھا اس کے کنار
پیدا ہو گئے ہیں۔ کئی مقامات سے ہندو
مسلم فساد کی خبریں آتی ہیں جن میں احمد آباد
کا فساد کو بہت بڑا ہے اور وہ آج ۵ جولائی
تک ختم نہیں ہوا ہے۔ ۲۴ گھنٹے کا کر فیو آؤ
کس نہیں سنا تھا مگر احمد آباد میں آجکل رات
دن کا کر فیو آؤ ہے۔ پھر بھی آگ لگانے
کی وبا ختم نہیں ہوئی ہے۔ اگر ہندو مسلمان
لیڈر اس خانہ جنگی کو روکنے کی طرف متوجہ
نہ ہوں تو ہندوستان کو بہت نقصان پہنچا
اور دونوں قوموں کے سیاسی لیڈروں کا
اقتدار بھی طیامیٹ ہو جائے گا۔ اس واسطے
میں کانگریس اور مسلم لیگ اور سکھ لیگ
کے لیڈروں سے درخواست کرتا ہوں۔
کہ وہ اس خطرے کو فطانت کی آنکھوں
سے بھی دیکھیں اور ملکی نفع نقصان کے کٹھنہ
نظر سے بھی دیکھیں۔ ہندوستان آگ کا
چلھان جانیگا اور سب قومیں جل کر رکھ جائیں گی۔

راشن بندی کی تکلیف حد بڑھ چکی

منادی میں مدت سے اُن تکلیفوں کا ذکر شائع
ہوتا رہتا ہے جو راشن بندی کی وجہ سے ہر
امیر غریب عورت مرد کو ہودی ہیں لیکن اب
یہ تکلیف اتنی بڑھ گئی ہے کہ مجھے ایک عام بھینی
پیدا ہوا جانے کا اندیشہ ہے کیونکہ سیاسی بات
چیت سے عام کی توجہ مبٹ گئی ہے۔ اور
اب وہ راشن بندی کی تکلیفوں کو بہت
زیادہ محسوس کرنے لگے ہیں۔

پٹرول کی راشن بندی یا کنٹرول کا اثر صرف
اُن لوگوں پر پڑتا ہے جن کے پاس پٹرول
ہیں۔ مگر وہ دولت مند ہی کی وجہ سے امن
پسند ہیں۔ اُن لوگوں کا ہے جو ان مصلحتوں
کو نہیں دیکھتے کہ راشن بندی کرنے والی حکومت
کے پیش نظر ہیں۔ اس لئے میں گورنمنٹ ہند
کو ہمشیا کرنا چاہتا ہوں کہ راشن بندی کی
تکلیفیں عوام کے صبر برداشت سے بڑھ
گئی ہیں اس کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہیئے
ورنہ تمام ہندوستان میں عام لوٹ مار شروع ہو جائے گی۔

پھروں سے بچنے کے لئے کوئین کا تیل باقہ پاؤں ۱۵ اور چپس پر مل کر سو جائیے۔

ریڈیو میں موسم کی خبریں

آل انڈیا ریڈیو میں موسم کی جو خبریں روزانہ نشر ہوتی ہیں ان کے بیان کا طریقہ خاص فہم ہوتا ہے عام فہم نہیں ہوتا۔ میرا خیال ہے کہ ریڈیو کی طبعی خبریں بہت ہی آسان زبان میں ہوتی ہیں۔ اگر ریڈیو نے کیشش کریں تو موسمی خبریں ہی عام فہم زبان میں ہو سکتی ہیں۔ ہواؤ اور موسم کا حال ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو شمال جنوب و اتر و جنوب کو نہیں جانتے ان کو تو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ دہلی میں اور اس پاس بارش ہوئی یا لنگھو اور اس کے آس پاس بارش ہوئی۔

ریڈیو میں عشقیہ گانے

عوام کو ریڈیو کے نیچے گانوں سے اختلاف تھا۔ اور ہندوستان کے خواص کو ریڈیو کے ان عشقیہ گانوں سے اختلاف ہے۔ جو عورتوں اور بچوں کے اخلاق خراب کرتے ہیں۔ خاص کر وہ فلمی گانے جو اجداد شرمناک ہوتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ آل انڈیا ریڈیو کے اراکین فوراً اصلاح کی طرف توجہ کریں۔

فلم بنانے والوں کو آگاہی

بہنی اور کلکتے وغیرہ مقامات پر جو لوگ فلم بناتے ہیں ان کو اطلاع دی جانی ہے کہ کسی فلم میں کسی بادشاہ یا راجہ یا مذہبی پیشوا کی عورتوں کو نہ دکھائیں (ہندو تاریخ کے ڈرامے اس سے الگ ہیں کیونکہ ہندو قوم اس کو برا نہیں سمجھتی) اور کسی تاریخی ڈرامے میں تاریخ کے خلاف کوئی بات نہ دکھائیں۔ اور کسی فلم میں

بے شرعی اور جذبات نفسیاتی کا کوئی منظر نہ دکھائیں۔ اور اشتہاروں میں کسی عورت کی تصویر شائع نہ کریں۔

یہ اطلاع محض رسمی اطلاع نہیں ہے بلکہ اس اطلاع کو ایک کھلا نوٹس سمجھنا چاہئے کیونکہ میں نے آل انڈیا خبریں پڑھنے کے ذریعہ تدارک کی تیاری کر لی ہے۔ میری تدبیریں حامیانہ نہیں ہونگی۔ بلکہ اسی ہوگی کہ جو فلم کمپنی اس اطلاع پر توجہ نہیں کرے گی اس کو بعد میں اسٹوس کرنا پڑے گا کہ اس نے اپنی عام مقبولیت کے گم ہونے میں نیک نیتی کے مشورے پر کیوں توجہ نہیں کی اور کیوں اتنا نقصان اٹھایا

لڑکوں اور عورتوں کی مانگ

لاہور کی ایک کمپنی نے لڑکوں اور عورتوں کی مانگ کا ایک اشتہار شائع کر دیا ہے۔ کہ جن عورتوں اور لڑکوں کو فلم میں نوکری کرنی ہو وہ ہمارے دفتر میں آجائیں۔

یہ اشتہار محمدانہ اخلاق کا اشتہار ہے۔ لاہور کی حکومت جانتی ہے کہ اس سے شریفوں کے لڑکوں اور عورتوں کو شرمناک ترغیب ہوگی۔ اور اپنے گھروں سے نکل کر اس گورڈ

میں شامل ہو جائیں گے۔ جہاں پیشہ ور بدعین عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اور جہاں کے مردوں کے جہاں علین ہی حساب ہوتے ہیں۔ خصوصاً فلم کمپنیوں کے مالک اور منیجر اور افسر لڑکوں اور عورتوں کو بدعین کی نیت سے جمع کرتے ہیں۔ پنجاب کی حکومت کو فوراً اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ لاہور کے مذکورہ اشتہار کے علاوہ جہاں جہاں دہلی میں اس قسم کے اشتہار لکھے گئے نظر سے گذریں وہ جب فوراً اطلاع دی جائیں ان کو سرکول

فلم پر قلم

منادی کو فلم انڈسٹری سے دشمنی نہیں ہے۔ فلم سازی ہندوستان کی تفریح اور فلم کا پیشہ کرنے والوں کے لئے بہت کامیاب روزی ہے۔ فقیر سے فلم سازی نکلی ہے۔ ناٹک اور ٹیٹر پہلے پاری قوم چلتی تھی۔ فلم کا رواج ہوا تو ہندوؤں نے ہی یہ کام شروع کیا۔ اب کچھ مسلمان بھی یہ کام کرنے لگے ہیں۔ مغرب پاری اس میدان میں اتنے نہیں ہیں۔ جتنے ہندو ہیں صرف ایک پاری سہراب مودی اس کام میں زیادہ مشہور ہیں۔

میں شروع سے فلم دیکھتا ہوں جب ظہوش فلم آتے تھے۔ جب ہی دیکھتا تھا اد جب تو فلم آنے لگے۔ تو ان کو بھی لگتا رہا دیکھتا رہا۔ میرا خیال ہے سب سے اچھے اور عمدہ مانگے سب فلم نیو تھنٹر کلاک کے ہوتے تھے اس کے بعد یہی ٹائمر کی خوبیوں کو میں نے مانا لیکن جب رنجیب کمپنی نے بے شرعی اور بے تقیری شروع کی تو ان فلم سازوں پر اس کا اثر بڑا ناشرع ہوا جس سے نتیجہ نکلا کہ فلم سازوں نے نیو تھنٹر اور یہی ٹائمر کی خوبیوں کی بہت کم دیکھی۔

اور رنجیت جیسے خراب فلم سازوں کی تقلید زیادہ کرنے لگے۔ اور یہ ان کا عیب تھا موجود زمانے میں بے شمار فلم ساز کمپنیاں بن رہی ہیں اور روزانہ نئی اور ٹہنی رہتی ہیں۔ ان سب کی زبان پر فلم انڈسٹری اور ہندوستانی رفادام کے الفاظ ہوتے ہیں مگر ان کے دلوں میں جو رہتا ہے۔ اور ان کی نیت صرف روپیہ کمائی کی ہوتی ہے۔ اس لئے وہ ایسے شرمناک فلم بناتے ہیں جو ان مردوں اور عورتوں کو دلوں نہ بنائیں اور ان سے اعلیٰ آمدنی نہ ہو۔

مشرقیہ اور غلطی کا باعث ہوا ہے۔
مگر اپنی تاریخ کے گرد و کھائے کا عجیب ان میں
بھی ہے۔ سکندر فلم میں حکیم اوسلو کی دانستہ
توہین اس لئے کی گئی تھی۔ کہ اوسلو کے مشورے
سے سکندر نے ایران کو فتح کیا تھا۔ اور دارا
کو مارا تھا۔ پھر مسلم میں بھی بہت سے تاریخی
عجیب ہیں اور سب سے برا عجیب یہ ہے
کہ ملکہ نورجہاں کو بے پردہ دکھایا ہے۔ اور
ملکہ نورجہاں سے بازاری تماشا دیکھنے والوں
کے سامنے گانا گایا گیا ہے۔ اور یہ عجیب
تو ہندو پارسی مسلم کہنی میں ہے۔
کہ وہ مسلمان بادشاہوں کی غلط تاریخ
پیش کرتے ہیں۔

فعلی برادران کے چند فلم میں نے دیکھے
ان میں یہ عجیب نہیں تھے۔ جن کا ذکر کیا گیا
ہے۔ لیکن بعض باتوں میں ان کو بھی بازاری
فلم سازوں کی تقلید کرنی پڑتی ہے۔

میں نے فلم سازوں کی اصلاح اور فلم
انڈسٹری کو علیوں سے پاک کرنے کی جو
اسکیم بنائی ہے۔ اس میں ہندو مسلم پارسی
قوموں کا فرق مد نظر نہیں ہے۔ کیونکہ میرٹھ
اور ممبئی ٹاکنز کی میں نے اس لئے تعریف
نہیں کی کہ وہ مسلمانوں کی کہنیاں ہیں کیونکہ
سب جانتے ہیں کہ وہ دونوں ہندوؤں اور
پارسیوں کی ہیں۔ رنجیت میں میرے مرید
نورجی ہیں اور اگر میرے اند کو اتنی جذبہ ہوتا
تو میں رنجیت کی پرانی نہ کرتا۔ مگر میرے کام کا مقصد
فرقہ بازی سے پاک ہے۔ اور میں فلم انڈسٹری
کے وہ عجیب دور کو مٹانے چاہتا ہوں جن سے
ناجہجہ عورتیں اور لڑکے غم کو ہوتے ہیں بلور
ملک میں بے شرمی کی وبا پھیل گئی ہے۔ اور
مسلمان بادشاہوں کی پروردہ نشین بیگمات

کی تنگ کی جاتی ہے۔ میں منادی میں فلم کیلئے
گئے اشتہار اسی لئے نہیں لیتا کہ میرے عجیب
پردے کا لالچ بوجہ نہ ڈالے۔

میں ان اخباروں اور سالوں کی مخالفت
کرتی نہیں چاہتا۔ جن میں فلمی اشتہار اور
تصویریں شائع ہوتی ہیں۔ کیونکہ اخبارات
میں جیسے اشتہار بھیجے جائیں گے ویسے ہی
جھاپے جائیں گے۔ یہ کام سرکار کا ہے کہ وہ
قانونی نظر سے ان اشتہاروں کو دیکھے اور
فلم کیلنوں کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسے اشتہار
نہ دیں جو بے حیائی کے ہوں۔

فعلی برادران اس معاملے میں بھی پاک
صاف معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ملن کے اشتہار
میں بھی مذکورہ عجیب نہیں ہوتے۔ یا کم ہوتے
تو کیا بہت جلد میرے اس کام کو دیکھ لیں
جو میں فلم کی اصلاح کے لئے شروع کرنے
والا ہوں۔

درگاہ حضرت بی بی نور کی بے حتمی

قلب یزید دہلی کے قریب حضرت خواجہ
نظام الدین اولیاء کی والدہ صاحبہ اور حضرت
بابا فرید گنج شکر کے بھائی صاحبہ وغیرہ
بزرگوں کی مشہور درگاہیں ساڑھے
چھ سو برس کی پرانی ہیں۔ وہاں ہندو
جاٹوں نے مزاحمت کر کے رہا تھا اور دیوار
توڑی تھی۔ مہرولی پولس اور دہلی پولس
تحقیقات کر رہی ہے۔

عاجی پیر خاں نظامی صاحب اور محمد علی
صاحب اور سید ہادی حسن صاحب اور قاضی سید
تراب علی صاحب اور سید رحمت علی صاحب اور سید
ابن علی صاحب اور حاجی سید ظہیر صاحب
اور سید سلم نظامی صاحب اور سید ہاشم علی

صاحب اور سید کمال صاحب اور سید علی خواجہ نظامی اور
حسن علی خواجہ نظامی اور سید محمد گاہ کے لئے کسی گزرتے
میں سیدہ حالات درست ہو جائیں گے۔

اشتہار مستحق حکم حاضری مدعا علیہ
(زیارہ دورہ۔ قاعدہ۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی)
بعد الت سرور بلونت سنہ صاحب سبج
بہادر وچاول دہلی۔

نمبر مقدمہ ۱۲۵۱۲ بابت ۱۹۴۵ عیسوی
فرم میان بخش الہی محمد شہید تہہ جہم بذریعہ
محمد شہید شریک فرم صدر باندہ دہلی۔ مدعی

بنام
فرم میان فیض محمد انند سنہ گرانچی مدعا علیہ
دعویٰ دلا پائے مبلغ تین ہزار روپے
بنام میان فیض محمد ولد حاجی نور محمد مالک فرم
میان فیض محمد انند سنہ ۱۹۴۵ عیسوی بلڈنگ
بند روڈ گرانچی۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ
سیسی میاں فیض محمد تعمیل سن سے
دیدہ و دانستہ گزرتا ہے۔ اور وہ
ہے۔ اس لئے اشتہار بنڈا سینام
میان فیض محمد مذکور جاری کیا جاتا
ہے۔ کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۳ ماہ
جولائی ۱۹۴۷ عیسوی کو بقیہ تمام دہلی
حاضر عدالت نہ آئیں ہوگا۔ تو
جس کی نسبت کاررہ یعنی ایک طرفہ
عمل میں آجے گی۔

آج بتاریخ ۲۵ ماہ جون
۱۹۴۷ عیسوی کو یہ دستخط میرے
اور مہر عدالت کے جاری ہوا

مہر
حالات

دستخط
حاکم

خطوط اور جواب

پروفیسر رشید احمد صاحب مدنی خط لکھا تھا کہ
سلام مضمون، مطلوبہ شتی مراسلہ کے جواب
میں پنجاب نے جس شفقت اور تندی سے
مضمون مرحمت فرمایا۔ اس کا بدل میں بھر گزار
ہوں۔ سب سے پہلے آپ ہی کی تحریر موصول
ہوئی۔ اسے میں مبارک فال سمجھتا ہوں۔
آپ کے محاسب صاحب سے قبر کے بارے
میں آپ کا مکالمہ بڑا دلچسپ تھا۔ مجھے یقین ہے
آپ نکیرین کو بھی زنج کر کے رہیں گے اسے
سپر دقلم کیوں نہ کر دیجئے۔ یہ چیز بڑی اچھی
ہوتی۔ اگر فرصت ملے اور جی چاہے تو لکھ کر
میں جانتا ہوں فن کار فن کے مطالبہ کو پورا کرنے
بغیر چین نہیں لیتا۔ اور مبالغہ کو خواہ وہ کیسے
ہی ہوں۔ خاطر میں نہیں لاتا۔ اگر نکیرین والا
موضوع آپ کو پسند آگیا تو پھر آپ لکھنے سے
باز نہ رہیں گے۔ میں آپ کی تندرستی کا دل
سے خواستگار ہوں۔ اس لئے اور کہ آپ
میں بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ آرٹ کے
مطالبہ کو مصلح پر قربان نہیں کرتے۔ یہ بڑی
جرات کی بات ہے اور آپ کی سیرت اور
شخصیت کو میرے نزدیک بہت ممتاز کرتی
ہے۔ آپ کا رشید صدیقی۔

نوٹ: پروفیسر رشید احمد صاحب صدیقی
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی خدمات کی وجہ
سے بھی تمام سندھوستان میں مشہور ہیں۔
اور لطافت نگاری بھی ان کی تحریروں میں
اور مدنیوں تقریروں میں لوگوں کی آنکھوں
اور کانوں کو تازا کرتی ہے۔ انھوں نے

مجہ سے میری ادبی زندگی کی نسبت ایک
مضمون مانگا تھا۔ میں نے لکھا کہ میرے
محاسب کی ڈاڑھی ایک شست و دو شست
ہے۔ جب پروفیسر صاحب کا خط آیا تو میں
ان سے اپنی قبر اور کفن کا حساب کر لیا تھا
میں نے ان سے کہا کہ کچی قبر کے خرچ کا تخمینہ
بتائیے اور کچی قبر کے خرچ کا تخمینہ بتائیے
اور یہ بھی بتائیے کہ راشننگ کی خیرات
کا کفن استعمال ہو تو کتنا خرچ ہوگا؟
اور کسی مرید مسلمان جو لاپسے کے ہاتھ کا ہونا
ہو کفن استعمال ہو تو کتنا خرچ ہوگا؟
محاسب صاحب نے کہا کچی قبر جائز نہیں ہے
کیونکہ قبر کے اندر آگ سے چھوئی ہوئی کوئی
چیز لگانی جائز نہیں ہے۔ میں نے کہا پھر
مرنے والوں کو کرم بانی سے غسل کیوں
دیا جاتا ہے؟

الغرض اسی قسم کی مذاقیہ باتیں لکھی تھیں
پروفیسر صاحب کو مضمون پسند آیا۔ اور
انھوں نے قبر میں آکر سوال کرنے والے منکر
نیکر کی نسبت بھی اظہار خیال کا حکم بھیج دیا
جس کا جواب میں نے ان کو لکھ دیا ہے۔
پروفیسر صاحب نے خط کے آخر میں ایک
بلوغ اشارہ کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ مضمون
لکھنے والے مضمون دیتے وقت خرچے کیا
کرتے ہیں۔ میں نے خرچہ نہیں کیا اور مضمون
جلدی بھیج دیا اس کو پروفیسر صاحب نے
میری شخصیت کا کارنامہ سمجھا۔ حالانکہ وہ
مضمون میں نے ایک ذاتی غرض سے بھیجا
تھا کہ پروفیسر صاحب ایک بڑے ادیب بنیں

اور ادیبوں کے اپنے حلقوں میں ماننے
جاتے ہیں۔ ان کے ذریعے سے میں بھی
ادیبوں کی لیڈ باری میں مشہور ہو سکتا تھا
سچ لکھا تھا۔ مولانا محمد علی صاحب مرحوم
نے جب کہ وہ میری مخالفت کر رہے تھے
کہ ”حسن نظامی قد آدم پوسٹر ہے“
ہر انسان درحقیقت قد آدم پوسٹر بنا
ہے۔ مگر کوئی انکار کا بناؤنی پروردہ اور وہ
کو پوسٹر ہونے سے منکر ہو جاتا ہے۔ اور
کوئی میری طرح سچی اور کھری بات کو
خوشی خوشی مان لیتا ہے۔

پروفیسر صاحب میری شخصیت کے
قابل ہو گئے مگر افسوس ہے کہ میں خود
اپنی شخصیت کا قابل نہیں ہوں۔ کیونکہ
میرا ایمان اس قدر پست ہے کہ
بخدا غیر خدا در دو جہاں چیزے نیست
حسن نظامی۔

دل کی بات قلم کی زبان سے

اگر آپ کو خط لکھنا نہیں آتا تو دل کی بات
قلم کی زبان سے ادا نہیں ہو سکے گی۔ خواجہ
حسن نظامی کی مشہور کتاب اتالیق خطوط
نویسی میں یہ کمال ہے کہ جو عورت مرد اس
کو پڑھتا ہے۔ وہ دل کی بات قلم کی زبان
سے ادا کر نی سیکھ جاتا ہے آپ
اپنے لئے یا اپنے بچوں کے لئے
قیمت الیہ و بیہودہ
اتالیق خطوط نویسی دفتر اخبار
مناوی دہلی سے منگا کر دیکھئے

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۲۶ رجب ۱۳۶۵ء ۲۷ جون ۱۹۴۵ء جمعہ شب معراج آج درگاہ شریف میں بہت سے درویشوں نے شب بیداری کی۔ میرے گھر میں اور درگاہ کے مسافر خانے میں بھی شب بیداریاں ہوئیں۔

عرس ۱۴ حضرت مولانا خواجہ سید ابوبکر مصلح بردار کا سالانہ عرس ان کی اولاد فریق ہندوستانیوں نے بہت دھوم سے کیا تھا چادر کا جلوس بھی آیا تھا۔ آدھی رات تک قولی بھی رہی تھی۔ بعد مغرب میں بھی اس عرس کی شرکت کے لئے درگاہ شریف میں گیا تھا۔ کچھ معلوم ہوا کہ رات کے دس بجے نیاز ہوگی۔ اس واسطے واپس گیا۔

حضرت عزیز میاں صاحب ۱۴ نیاز خانقاہ بریلی کے تاجدار نشین حضرت عزیز میاں صاحب چشتی نظامی نیازی شام کو حاضر آستانہ پہنچے تھے۔ بہت سے مرید بھی ساتھ تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد جب حزار شریف کے سامنے قدم بوس پہنچے تو ان پر بہت زیادہ رقت طاری ہوئی۔ ۲۷ رجب ۱۳۶۵ء ۲۸ جون جمعہ دہلی مقدسہ آج صبح علی اور سید ذکی حسن روح منزل کے مقدسہ کی پیشی میں گئے تھے۔ جو افسر کو ایہ جانت کی کچھری میں تھا۔ فریقین کے بیانات سنے گئے فیصلہ آئندہ کسی تاریخ کو ہوگا۔

ندامت کی جاوڑ ۱۴ آج دن بھر آسمان کے چہرے پر بادلوں چھائے رہے جو کہتے

تھے۔ ہم کو شرم آتی ہے کہ وزارتی مشن نے جو کچھ لکھا اور جو کچھ کہا اب چلتے وقت اس سب سے اجنبی بن گیا۔ اس کی ہمیں ندامت ہے۔ اور ہم نے یہ چادر اپنے چہرے پر ڈالی ہے۔ صبح سے رات تک ابر چھایا رہا۔ ہارڈنگ لائبریری ۱۴ آج شام کو ہارڈنگ لائبریری دہلی میں ادنیٰ سوسائٹی کا جلسہ تھا میں بھی بنیس صفحے کا ایک مضمون لے گیا تھا جس کا عنوان تھا درخشش عین دہلی کی لڑائی، ملا واحدی صاحب پانی پر ایک مضمون لکھ کر لائے تھے۔ اور بھی ہندو مسلمان آئے تھے۔ مگر جلسے میں حاضرین کم تھے۔ اس لئے آئندہ ہفتے کے لئے جلسہ ملتوی ہو گیا۔

والپسی ۱۴ رات کو ۹ بجے گھر میں واپس آکر خبریں سنیں تھیں۔ مسٹر جناح کا بیان ۱۴ وزارتی مشن اور وائسرائے کی نسبت مسٹر جناح نے ایک بہت تیز نگہ چینی کا بیان شائع کیا ہے۔ آج وائسرائے نے اس کا جواب ریڈیو میں نشر کر دیا ہے۔ مجھے وائسرائے کے جواب سے اطمینان نہیں ہوا۔

بارش ۱۴ آج رات بھر بارش ہوتی رہی مگر میری نیند اتنی اچھی تھی کہ دس بجے سے ۴ بجے تک مسلسل بے خبر سوتا رہا۔ دوسری نیاز ۱۴ آج شام کو سبھی حضرت مولانا خواجہ سید ابوبکر مصلح بردار کی مدحیہ نیاز ہوئی تھی۔

چوری ۱۴ اخباروں میں حیدر آباد کی خبر شائع ہوئی ہے کہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کے گھر سے سترہ لاکھ روپے قیمت کے پرانے تاریخی جواہرات چوری جاتے رہے۔ مجھے اس خبر سے بہت افسوس ہوا۔ نواب ظہیر یار جنگ بہادر نواب سر آسمان جاہ نشین الدولہ بہادر کے پوتے اور نواب معین الدولہ بہادر کے فرزند ہیں۔ اور کئی محلوں کے حیدر آباد میں وزیر ہیں۔

۲۸ رجب ۱۳۶۵ء ۲۹ جون شنبہ دہلی طوفانی بارش ۱۴ صبح ۴ بجے ملکوت منزل میں آیا تھا۔ میرے آتے ہی بارش کا طوفان شروع ہوا۔ جو دس بجے تک رہا۔ سب کو لکھ داروں کی اطلاعیں آئیں کہ چھتیس ٹنک ہی ہیں۔ میرے گھر میں بھی چھتیس ٹنکیں۔ سید ابن عربی کے مکان عربی منزل کے باورچی خانے کا ایک حصہ گر پڑا۔

آگرے سے حکیم شفیق اللہ صاحب شفا علی صاحب قریشی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ بہت ذی علم اور ذی فہم طبیب ہیں۔ نعیم صاحب اپنے مکان سے واپس آگئے۔ محمود احمد نظامی بی اے افسر فوڈ ڈپارٹمنٹ اور سبلا نظامی اور مولانا عشتیٰ نظامی اور حکیم آفتاب ہاشمی نظامی اور حمید صاحب ہاشمی آگئے آئے تھے۔ دوپہر کے بعد سے بارش رک گئی۔ رات کو بھی نہیں ہوئی۔ مگر ابر چھایا رہا۔ باورچی کو علیحدہ کر دیا۔ امروہے قافلہ کفایت اللہ باورچی کو چائیں روکے ماہوا

گوین کا قیل پڑی عمر کو باج پوٹ اور چمن عمر والے کو ۲ پوٹ پانی میں ملا کر دیا جائے

پر دیکر رکھا تھا۔ اُن کا بیان تھا کہ وہ انگریزی اور ہندوستانی کھانے پکھانے جانتے ہیں اور شہر میں ایک دن ہندوستانی کھانا بطور نمونے کے اچھا پکایا تھا۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ لفافے پر تہہ خوشخط تھا۔ مگر اندک خط پڑھنے کے قابل نہ تھا۔ ایک ہفتہ امتحان کرنے کے بعد علیحدہ کر دیا۔ اور وہ اپنے جانے کا کرایہ بھی دیا تو خواہ مخواہ بیانی کر دی۔

۲۹ رجب ۱۳۲۷ھ جون ۱۹۰۷ء کو نیلام کا دن تھا۔ ہندو دن پہلے دی جن نظامی ایسٹرن لٹریچر کمپنی لمیٹڈ وہی کے اسباب کے نیلام کا اشتہار منادی میں شائع کیا تھا۔ اور آج نیلام کی تاریخ تھی۔ مگر بہت کم آدمی آئے۔ اس واسطے نیلام ملتوی کیا گیا۔ اور ۳۱ جولائی کو تاریخ مقرر کی گئی۔

بارش نے آج بھی دیر کے بعد بارش ہوئی تھی۔ میں دن بھر ملکوت منزل میں رہا تھا۔

ملاقاتی تمہیں باغیچہ حقیقی صاحب۔ آفتاب ہاشمی نظامی۔ حمید صاحب ہاشمی۔ مولانا عشقی نظامی۔ اور ڈاکٹر اعجاز صاحب ملے آئے تھے۔ اور سید انور الدین احمد نظامی بی اے بھی ملے آئے تھے۔

ادنیٰ صاحب پیام وہی کی روزانہ اخبار پیام کے ادنیٰ عبدالحمید صاحب شملوی بھی ملے آئے تھے۔ سید عبدالسلام بھی آج علی گڑھ سے آئے ہیں۔ آج صبح درگاہ حضرت بی بی نور صاحبہ کی بستی کے ہندو نذرانہ صاحب آئے تھے۔ اور درگاہ کی باؤلی کے قریب ایک دیوار بنانے کی اجازت چاہی تھی۔ میں نے کہا اس

میں مجھ کیلئے کا اختیار نہیں ہے۔ سہارے خاندان کے بھائیوں کا اختیار ہے۔ انھوں نے کہا حاجی پر خاں صاحب کے پاس ہم گئے تھے۔ انھوں نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ میں کل وہاں آکر موقع دیکھوں گا۔ شہام کو درگاہ میں روح سے وہ فقیر آیا جس کو درگاہ کی حفاظت کے لئے رکھا گیا ہے۔ اس نے کہا ہندو جانوں نے درگاہ کی دیوار توڑ ڈالی ہے۔ اور اس پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں معلوم نہیں کیا حقیقت ہے۔ کل خود جا کر دیکھوں گا۔

وزن بڑھ گیا ہے آج میری لڑکی روٹھنے مجھے تو لگا تھا۔ اُس نے کہا ایک من تیرہ سیر وزن ہے۔ میں نے کہا ساری عمر میرا وزن ایک من سارے بارہ سیر رہا ہے۔ اب بڑھ چکا میں ایک پونڈ وزن کیسے بڑھ گیا۔ ترازو کی خرابی معلوم ہوئی ہے۔ روح کے درگاہ سید عبدالسلام نے ترازو کو اچھی طرح دیکھا اور دوبارہ تو لا تب بھی ایک من تیرہ سیر وزن معلوم ہوا۔

نیند کی کمی ہے آج رات کو بہت غمی تھی خوب نیند آئی۔ مگر ڈھائی بجے آنکھ کھل گئی مقررہ اور ادنیٰ کے لئے لکھنا شروع کیا مگر برساتی کیڑے آگئے اور لکھنا ناممکن کر دیا۔ نبض دیکھی ہے آج آگے والے حکیم شفیع صاحب نے بہت غور و توجہ سے میری نبض دیکھی اور کہا آپ کے دل کی حالت بہت ہی اچھی ہے۔ اتنا مضبوط دل میں نے کسی کا نہیں دیکھا۔ میں نے اُن سے ڈاکٹری اور یونانی طریق علاج پر بحث بھی کی۔ اور نکتہ چینی بھی کی۔ انھوں نے

بڑی قابلیت سے سائنٹفک جواب دیے۔ چاند ہو گیا ہے حیدر آباد سے مولوی عبد القیوم صاحب نامہ اور مذہبی کارنامہ آج شعبان کا چاند نظر آگیا ہے لیکن سبب نہیں دیکھا۔ درویش کا کچ ہے آج چھپلی رات کو عبد اللطیف قاضی صاحب نیازی کی خانہ زار پر اور ادنیٰ کے کہنے کے بعد خدا سے دعا کی کہ وہ مجھ پر رحمت فرمائے۔ اور اسی وقت میں نے درویش کا کچ کی ایک اسکیم بنائی۔ جو منادی میں بھی شائع ہوگی۔

سلطان احمد صاحب ہجیان والے شیخ سلطان احمد صاحب اپنی اہلیہ صاحبہ کے ساتھ آئے تھے۔ اُن کی اہلیہ خواجہ بانو کو دعوت دینے آئی تھیں۔

فیروز علی نوہال ہے آج شیخ فیروز الدین صاحب ہجیان والے کے پوتے اور شیخ محمد یوسف صاحب کے بیٹے کے عقیقے کی خوشی میں پانچ تقریریں کیں آئے تھے۔ جن میں دق بھی ہوئی تھی۔ بھری ہوئی تھی۔ ہر کٹورے پر تقریب عقیقہ کی عمارت کندہ ہے۔ میں نے شکریہ لکھا تو اس نے گوشت لکھنا شروع کر دیا۔ لیکن عقیقے میں گوشت تقسیم ہوا کرتا ہے۔ یکم شعبان یکم جولائی دو شعبان وہی ہجری عیسوی اتحاد ہے آج ہجری اور عیسوی تاریخوں میں ایک ہو گیا ہے۔

لالہ راج کشن بی اے نے ہادی جگہ سے لالہ راج کشن بی اے ایک فانی تقریر کا بلاوا دینے آئے تھے۔ انھوں نے جنگل میں ایک مڈل اسکول بھی جاری کیا ہے۔ شیخ احمد صاحب اداہوتی والے شیخ احمد صاحب اپنے صاحبزادے کے ساتھ ملے

آئے تھے۔ اجیمیر شریف سے آئے ہیں۔
 ہمارے بھائی ہیں ان کے مکان پرشاد گڑھا جوں ان
 کے اکثر گھروں کے لیے میرے مرید ہیں۔ اور انھوں
 نے انتہائی پورے میرے لڑکے حسین کو
 اس کے کاربار میں بہت مدد دی تھی جب
 جانے لگے۔ تو انھوں نے اوسان کے لڑکے
 نے میرا احوال کیا۔
 تیر بارش؟ آج بھی تیر بارش ہوئی تھی۔
 ملاقاتی؟ سید راشد حسین اور شاکر صاحب
 اور عزیز صاحب نے آئے تھے۔ ۸۔
 جولائی کا اخبار سنا دی آج تیار ہو گیا۔
 کل چھاپے خانے چلا جائیگا۔
 ولی محمد نظامی؟ دلی سے خبر آئی ہے کہ
 دلی محمد خان غلطی اپنی الہیہ کے ساتھ مجھ سے
 ملے آئے ہیں۔ دلی کے سوس ہوٹل میں ٹھہرے
 انسانی طوائف ہجرت انسان کے بنائے
 ہوئے پتھر کے مکان کا مالک اس لئے کیا
 جاتا ہے کھدا تعالیٰ نے اس مکان کو پسند فرمایا
 ہے۔ تو اس انسان کا طوائف بھی ہو سکتا ہے
 جو پتھر کے بے روح مکان کے مقابلے میں
 ذی روح ہے۔ اور خدا کا پسندیدہ بھی ہے اور
 روح جو نیک امر ہے۔ اس واسطے ذی
 روح مکان کا طوائف بددعا اولیٰ ہونا چاہیے۔
 سجادہ نشین تونہ شریف؟ آج حضرت
 حافظ سید الدین صاحب سجادہ نشین تونہ
 شریف درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔
 میری کتاب مرشد کو سجدہ تعظیم بھی لکھی
 درگاہ حضرت بی بی نور کا انتظام آج
 میرے خاندان وائے درگاہ حضرت بی بی
 نور صاحب کے استقامت کے لئے ہوئے تھے
 میں سوا دی نہ ہونے کی وجہ سے نہ جاسکا۔
 لالہ ہری رام کے مکان پر؟ آج شام

کو گلاب چند ڈرامیور آئے تھے۔ اور وہ
 مجھے میری موٹر میں بھول گئے تھے
 میں لالہ ہری رام صاحب کے لڑکے کی سنگتی کی
 رسم میں لالہ ہری رام کے بڑے بھائی لالہ سرپرست صاحب
 نے بتایا کہ بڑی والے ہارٹ کے دہنے والے ہیں
 اور دولت مندا دی ہیں سنگتی کی رسم کے
 وقت تقریباً دو ہزار روپے مالیت کی چیزیں
 انھوں نے دوا کو دیں۔ لالہ سری رام
 صاحب نے میرے بچوں کے لئے بھی کھانے
 کی ڈگری ساتھ کی۔ رات کو خوب نیند آئی۔
 بارش نہیں ہوئی۔ ۳ بجے بیدار ہو کر ملکوت
 نزل میں آیا۔
 ۴ شعبان ۲ جولائی سنہ ۱۳۷۶ء دلی
 در و سمر؟ بارش کی تھی اور مٹھا سنا
 کی وجہ سے آج درامیرے سر میں درد ہے۔
 مقدر مس؟ آج دوپہر کو علی کے ساتھ تانے
 میں ریڈیو ٹیبلٹ مجھ پر صاحب کی کچھری
 میں گیا تھا۔ راستے میں بارش ہوئی اور خوب
 بھیگا۔ نئی دلی میں پھیل گئی تھی مزار حضرت
 خواجہ سید محمد رام کی حفاظت کے لئے دو
 بنائے گئے سبب میرے خلاف جو فوجدار
 مقدمات چلائے ہیں۔ ان کی پیشی تھی۔
 کیٹی کے قانونی پیر وکار جو پڑھ صاحب بھی
 موجود تھے۔ فریقین کے بیانات میں کچھ ٹریٹ
 صاحب نے ۷ اگست تاریخ مقدمہ کر دی میرے
 لئے یہی سزا کافی ہے کہ کام چھوڑ کر بار بار کچری
 میں ٹھکانا پڑتا ہے۔
 اخبار چھپنے چلا گیا؟ آج ۸ جولائی کے
 سنا دی کی کاپیاں چھاپے خانے میں چلی ہیں
 تنخواہیں تقسیم کر دیں؟ آج دوسری تاریخ
 کو جون کے جینے کی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔
 حسین احمد نظامی؟ حسن احمد نظامی بیٹا

سے آئے تھے حسین کے پاس حیدر آباد چلے
 گئے۔
 ملاقاتی؟ مسٹر ہدایت محسن ایم اے اور
 ان کے چھوٹے بھائی اور سید ابوالہر الدین احمد
 نظامی بی بی اے ملے آئے تھے۔
 ۳ شعبان ۲ جولائی چھاپہ نشینہ دلی
 آج کا کام صبح ۳ بجے ملکوت نزل میں
 آ گیا تھا۔ آج بارش نہیں ہوئی۔ ابر حجاب دار۔
 درگاہ حضرت بی بی نور صاحب آج
 حاجی پیر فاضل نظامی صاحب آنریری مجتہد
 کی موٹر میں درگاہ حضرت بی بی نور صاحب کو
 میں حاضر ہوا تھا جہاں جاؤں نے درگاہ کی ایک
 دیوار توڑ ڈالی ہے۔ اور وہاں ایک مکان
 بنانا چاہتے ہیں۔ مخازن کے سبب چھوٹے
 بڑے بھائی بھی گئے تھے۔ حضرت سلطان
 کی ولیدہ صاحبہ کے مزار کے بائیں بیٹے کو
 سے سمجھوتے کی بات چیت کی مگر سمجھوتہ
 نہ ہو سکا۔ مجبوراً عمر ولی میں جا کر پولیس میں
 رپورٹ کر لائی۔
 ڈنر یاری؟ بعد غروب درگاہ حضرت بی بی
 نور سے واپس آیا۔ اور خواجہ بانو اور علی
 کے ساتھ سلطان احمد صاحب جاپان الپ
 کے ہاں ڈنر پارٹی میں گیا۔ جو انھوں نے
 میرے خطاب کی خوشی میں دی تھی۔ یہی
 کے بہت سے حکام اور علماء شریک ہوئے تھے۔
 جن کی تعداد چوبیس تھی۔ اور جن کے نام فل
 میں درج ہیں۔
 شیخ محمد تذب صاحب افسر اسپورٹ۔ محمد
 خلیل صاحب افسر اسپورٹ۔ محمد انیس
 صاحب افسر اسپورٹ۔ ملا محمد واحد
 صاحب اڈیشنل نظام المشائخ۔ صاحب علی
 صاحب غیر منتظمی۔ شیخ فیروز الدین صاحب جاپان

محمد یوسف صاحب فیروز دی، برنی صاحب
انوار الرحمن صاحب عبدالرحمن صاحب حج - محمد
عبداللہ صاحب چیمہ سب حج - محمد مقبول
صاحب سینئر سب حج - مسٹر رامادہ بانی
کنز و لرا شنگ - ملک محمد یار صاحب
ڈپٹی کنز و لرا شنگ - جعفری صاحب -
مسٹر حسین صاحب آئی سی ایس - علی گرام
صاحب میونسپل کمشنر محمد یوسف صاحب
جہالی - مسٹر طیب جی - خان بہادر ملک
عبدالرشید صاحب ملک لنگ آفسر رکھانا
انگریزی بھی تھا اور سی بھی تھا - کھانے
سے پہلے اور کھانے کے بعد احباب سے بہت
دھپ بات چیت بھی ہوتی - رات کو ۱۲ بجے
گھر میں واپس آیا -

خلال نے سلطان احمد صاحب نے مجھے
شیخ فیروز الدین صاحب کے ہاتھوں ایک سال
نقربا رہنا یا جس میں ایک طلافی خلال دیو
تھا جس کی شکل تلوار کی ہے - یہ نہایت
دھپ اور بہت کام کا تحفہ ہے - کیونکہ
میں ہر کھانے کے بعد کچھ روکے شکوں
سے دانت صاف کیا کرتا ہوں - اب
اس طلافی خلال سے دانت صاف
کیا کروں گا - اردن میں تین دفعہ
سلطان احمد صاحب یاد آیا کہیں گے
اُن کی بے غرض محبت اور مدارات کامیر
دل پر بہت اثر ہوا - اُن کی بیگم صاحبہ نے
بھی خواجہ بالو کی بہت مدارات کی -
قاضی فیروز الدین صاحب کی عادت تھی کہ آج
شہادت حسین صاحب قریشی نے ایک
ڈرامہ کا استقام کیا تھا - اور قاضی فیروز الدین
صاحب نے بھی اپنی موٹر بھیجی تھی - بے
ادبی یادگار سلطان احمد صاحب بانی

نوعمر ہیں - اور تجارت پیشہ پنجابی قوم سے
تعلق رکھتے ہیں - لڑائی سے پہلے جاپان میں
ان کے والد کی بہت بڑی تجارت تھی -
دہلی چاندنی چک میں گلڈفونٹین ہوٹل بھی
ان کا ہے - اور اس کے علاوہ بھی بہت بڑی
ہاندا ہے - مگر میرا تجربہ یہ ہے کہ دولت
اور ادبیت آپس میں بہت کم جمع ہوتی ہیں
یعنی دولت مند لوگ یا تجارت پیشہ لوگ
ہمیشہ اپنی دولت بڑھانے کے خیال میں
گن رہتے ہیں - اُن کو کسی اور چیز کا خیال
نہیں آتا - اور آتا ہے - تو سرسری آتا ہے
مگر سلطان احمد صاحب نے بہت اچھی
ادبی تربیت پائی ہے - کہ انھوں نے آج
شام کو خطاب کی خوشی میں جو یادگار مجھے
دی یعنی طلافی خلال دیسی ہی انھیں نہیں بلکہ
اُن کی بیوی نے خواجہ بالو کو دی - یعنی ایک
نہایت نفیس سونے کی اینگوٹھی جس کے اوپر
خواجہ بالو لکھا ہے اور نیچے حسن العلماء خواجہ
حسن نظامی لکھا ہے - یہ لکھائی مینا کاری کی
ہے - اور نہایت ہی خوبصورت ہے - خلال
کی زنجیر چاندی کی ہے - اور خلال سونے
کا ہے - اس پر بھی میرا نام مینا کاری سے لکھا
ہے - اور دہلی کے کارکنوں نے اپنی صناعتی
اس خلال کی خوبصورتی بڑھانے میں ختم کر دی
ہے - خدا کا شکر ہے کہ دہلی کی تجارت پیشہ
قوم میں بھی ایسے افراد موجود ہیں جن کے
دماغوں میں نفاست اور آرٹ کی روشنی
موجود ہے - میں اپنی طرف سے اور خواجہ بالو
کی طرف سے سلطان احمد صاحب کا اور
اُن کی بیوی کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں - اگر
مجھے معلوم ہوتا کہ خطاب کی دعوتوں میں
ایسی خوش گما یادگاریں بھی حاصل ہوتی ہیں

توجہ دینے سے آج تک جتنی دعوتیں مجھے دی
گئیں میں اُن کے قبول کرنے سے انکار نہ کرتا
بدھ والے سیدنا میں نظامی بھی آئے تھے -
مہر شہبان ۴ جولائی جمعرات دہلی
گواہی کہتے محمد ب الطالع دہلی کے مقصد
میں گواہی دینے کے لئے سینئر سب حج صاحب
کی کچری میں گیا تھا - نومبر ۱۹۰۳ء کی تاریخ
لکھی تھی -

سیکشنی شاہ نظامی نے دہلی میں آئے ہیں
آج مجھ سے ملے تھے - دہلی کے ایک ہوٹل میں
ٹھہرے ہیں - محمد افضل صاحب احمدی بھی
اُن کے ساتھ آئے ہیں - برآمدے والے ہیں -
ولی محمد خاں نظامی نے بھی سے دہلی محمد
خان نظامی آئے تھے - آج واپس چلے گئے - ان
کی اہلیہ چہ بیا رہ گئیں تھیں -

نوحہ جزی جمعرات کے سبب آج بہت زیادہ
زائرین آئے تھے - سیدنا فیروز الدین بھی
آئے تھے میرے لئے پان بھی لائے تھے - استاد دین
صاحب بھی آئے تھے - کچھ بھی لائے تھے - آج بارش
نہیں ہوئی - سوپ نکلی - گرمی بہت زیادہ ہے
میں نے دوبارہ کڑا دیو یا کینہ میں بیٹھنے کی بدبو بردا
نہیں کر سکتا -

جو میری نظامی نے بعد مغرب علامہ الرحمن جوہری
ملنے آئے تھے - ایک آدھ تو کچھ بھی اُن کے ساتھ
آئے تھے - اور سید عثمان تی والے کے ایک بیٹے بھی آئے
تھے دہلی سے محمد یاسین بھی ملے آئے تھے - نوعمر
کتنے گج میں درزی کا کام کرتے ہیں - میں نے پوچھا کہ
کپڑے سینے پہنا کر بیوی؟ جواب یہ دونوں قسم کے
سیٹا ہیں - میں کہا تو ان دونوں طریقوں کے طریقے
کے موافق میری کٹن سی دو حاضرین ہم بیٹھ کر
دیکھ کر دم بخود رہ گئے - یہ کہ وہ مہر کر مرگ سے ملے تھے
اور اس کو بد شکونی سمجھتے تھے -

خواجہ حسن نظامی کی تصنیفات

دینی کتابیں

عام فہم تفسیر قرآن صفحہ ۱۰۲۵۔ ہدیہ بارہ روپے
قرآن شریف کا تشریحی ترجمہ۔ تشریح کے ہندو بارہ
مجلد۔ ہدیہ پانچ روپے۔ بچوں کے لئے تعلیم قرآن
صفحہ ۹۶۔ ہدیہ آٹھ آنے۔ قوانین قرآن
صفحہ ۲۵۸۔ مجلد۔ ہدیہ تین روپے۔ قرآن
حدیث کے فرمان۔ صفحہ ۲۰۸۔ مجلد۔ ہدیہ
ایک روپیہ آٹھ آنے۔ سیاسی تفسیر کا بارہم
صفحہ ۳۲۔ ہدیہ آٹھ آنے۔ اسلام کے ضروری
عقائد۔ صفحہ ۳۰۔ قیمت دو آنے۔ نمازی
ترکیب۔ صفحہ ۲۴۔ قیمت دو آنے۔ روزے
کے احکام۔ صفحہ ۱۰۲۔ قیمت آٹھ آنے۔ زکوٰۃ
کے احکام۔ صفحہ ۸۰۔ قیمت دو آنے۔ اما
جعفر صادق کے ہاتھ کا لکھا ہوا کوئی خط کا بارہ
صفحہ ۱۰۲۔ ہدیہ ایک روپیہ۔ بچوں کو
پڑھانے کے لئے چالیس سو صفحہ ۱۶۔ ہدیہ
ایک آنہ۔ بچوں کے لئے گیارہ سورہ صفحہ
۱۶۔ ہدیہ ایک آنہ۔ بچوں کو پڑھانے کے لئے
سترہ سورہ۔ صفحہ ۱۶۔ ہدیہ ایک آنہ
حج کا بیان۔ صفحہ ۱۳۸۔ قیمت ایک روپیہ
اسرار اسمِ عظم۔ صفحہ ۲۸۔ مجلد۔ قیمت
ایک روپیہ۔ حدیث کی پیشین گوئیاں
صفحہ ۶۴۔ قیمت آٹھ آنے۔ قرآنی و
حال۔ صفحہ ۱۶۔ ہدیہ ایک آنہ۔ معراج
کی تائید۔ صفحہ ۳۲۔ قیمت چار آنے۔ مارود
وہائیں۔ صفحہ ۸۰۔ قیمت آٹھ آنے۔
اسکول کی وہاں صفحہ ۱۶۔ قیمت ایک آنہ

بخاری شریف آٹھ باروں کا اردو ترجمہ صفحہ
۹۹۴۔ قیمت آٹھ روپے۔ بحاتی قیمت چار روپے
قرآن مجید کا ہندی ترجمہ صفحہ ۹۰۰۔ ہدیہ بارہ روپے

تاریخی کتابیں

علاء خور دل کی تاریخ صفحہ ۸۰۔ قیمت
آٹھ آنے۔ غازی مرقع محمد بن قاسم کے باقصور
تاریخی حالات۔ صفحہ ۱۶۔ قیمت دو آنے
کر بلا کا تاریخی حال۔ باقصور۔ صفحہ ۶۴
قیمت آٹھ آنے۔ ذکر غوث پاک۔ صفحہ
۸۰۔ قیمت بارہ آنے۔ محرم نامہ۔ صفحہ ۱۲۸
قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ تالیف سلطانین
عباسیہ۔ صفحہ ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ
آنے۔ تاریخ سلطانین عباسیہ حصہ دوم صفحہ
۱۹۸۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ تاریخ غرغور
باقصور۔ صفحہ ۲۵۰۔ مجلد۔ قیمت تین روپے
جہانگیر کا روزنامہ صفحہ ۱۱۲۔ قیمت ایک روپیہ
پالی نپت کے میدان میں ہندو مسلمانوں کی لڑائی
صفحہ ۸۰۔ مجلد۔ قیمت بارہ آنے۔ حکومت

اورنگ زیب کی اصلی تاریخ صفحہ ۱۴۰
قیمت بارہ آنے۔ کرشن کتھا۔ کرشن جی کے
تاریخی حالات۔ صفحہ ۶۸۔ قیمت ایک روپیہ
دس آنے۔ میلاد نامہ۔ صفحہ ۱۱۶۔ قیمت
ایک روپیہ چار آنے۔ انقلاب ہندی کی تاریخ
بارہ حصے۔ مجموعی قیمت تیرہ روپے آٹھ آنے
نظامی ہنسری صفحہ ۴۹۶۔ مجلد۔ قیمت چار روپے
سب کتابیں

دفتر اخبار منادی دہلی سے خریدئے

سفر نامے

سفر نامہ ہندوستان۔ صفحہ ۹۶۔ قیمت
بارہ آنے۔ سفر نامہ مصر و شام و حجاز بالقصور
صفحہ ۱۹۲۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے
سفر نامہ افغانستان۔ باقصور۔ صفحہ ۲۶۴
قیمت چار روپے

ادبی کتابیں

سی بارہ دل۔ صفحہ ۳۸۴۔ قیمت دو روپے
آٹھ آنے۔ کانا باقی۔ ریڈیو تقریروں کا مجموعہ۔
صفحہ ۱۶۶۔ قیمت ایک روپیہ۔ کائنات
بہتی۔ صفحہ ۱۱۶۔ قیمت چارہ آنے۔ لہجہ
برخسار یزد۔ صفحہ ۱۱۴۔ قیمت ایک روپیہ
چار آنے۔ شیخ علی کی دائری۔ چہ حصہ فی
قیمت ایک آنہ۔ روپیہ عالم سکرات میں صفحہ
۱۶۔ قیمت ایک آنہ۔ اردو کو صفحہ ۱۶۔ قیمت

کتب عملیات

اعمال حزب البحر۔ صفحہ ۴۰۔ قیمت بارہ آنے
معلیٰ کا مجرب علاج۔ صفحہ ۳۲۔ قیمت چار
آنے۔ خلاصہ تعلیم تصوف۔ صفحہ ۸۸۔ قیمت چہ

تعلیمی کتابیں

نظامی قاعدہ۔ صفحہ ۱۶۔ قیمت دو آنے۔
قرآن مجید کا بالقصور قاعدہ۔ صفحہ ۲۰۔ قیمت
دو آنے۔ اردو سنسکرت بالقصور۔ صفحہ ۴۴۔ قیمت
آٹھ آنے۔ اردو مکمل کے مضامین۔ صفحہ ۴۴۔ قیمت

بچوں کی تفسیر بارہ عم صفات ۳۲ قیمت ۱۲ آنے
انابتی خطوط نوی صفات ۵۲ قیمت ایک آنے
چار آنے۔ بچوں کی کہانیاں۔ صفات ۴۸
قیمت آٹھ آنے۔ بیوی کی تعلیم صفات
۸۸ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے

اس ناول احساس صفات ۱۱۲ قیمت
آٹھ آنے

اخبار منادی کے فائل

اکتوبر ۱۹۳۵ء سے جون ۱۹۳۷ء تک

کے بچوں کا فائل۔ مجلد۔ قیمت
چار روپے للو۔
یہ سب کتابیں

دفتر اخبار منادی دہلی سے ملیں گی

طبی کمپنی کی نئی پرانی دواؤں

فاسفورس کاتیل؟ خواجہ حسن نظامی کی
کی کمزوریوں کا تیر بہتر علاج ہے۔ میں
برس سے ہندوستان میں اور ہندوستان کے
باہر ہزاروں آدمی استعمال کر رہے ہیں قیمت
قسم خاص الخاص ہائی ادیس کی شیشی پانچ روپے
ڈیڑ روپے ادیس کی شیشی تین روپے۔ پاؤ ادیس
کی شیشی ایک روپیہ (دھر)

جرمنی تیل؟ یہ تیل مردوں کے خفیہ ٹیول
کے اور ہر قسم کی کمزوریاں دور کرنے کے لئے
اکسیر ثابت ہوا ہے۔ پاؤ ادیس کی شیشی قیمت
ایک روپیہ (دھر)

کونین کاتیل؟ ابھی حال میں خواجہ صاحب
کونین کاتیل لے کر یوکلپٹس ٹری میں کونین
کو مل گیا ہے۔ میرا بخار دور کرنے اور دیگر بخار
سے بچانے اور مجھروں کو بھگانے کا بہت
ہی بکا اور یقینی علاج ہے۔ یہ تیل ملا بھی جاتا
اور کھایا بھی جاتا ہے۔ ایک ادیس کی شیشی قیمت
ایک روپیہ۔ پاؤ ادیس کی شیشی قیمت چھپانے لیکن
چوٹی شیشی ایک تین ہی بائلی۔ چار دی بائلیں گی
جو ایک ڈبے میں ہوں گی۔

کی ایجاد ہے۔ سوتے وقت ہاتھ پاؤں اور چہرے
پر لیا جائے۔ تو مجھ باس نہیں آئیں گے۔ پانی
میں ملا کر کمرے کے اندر جھڑک دیا جائے
تو زہریلے کیرے دور ہو جائیں گے۔ کوئی زہر
جائزہ کھاٹ کھائے تو یہ تیل لگا دینے سے زہر
ہو جائیگا۔ کسی کو زکام ہو جائے تو کپڑے پر ڈال
کر سر لٹھکانے سے زکام دور ہو جائیگا۔ یا اس
کی تیزی کم ہو جائیگی۔ منوئیے کے بیمار کے سینے
پر ملا جائے تو فائدہ ہوگا۔ تپتی بڑھتی ہوئی
بھی ملا جائے اور پانچ قطرے پانی میں لال
کر پلائے جائیں۔ تپتی ٹھٹ جائیگی۔ کہیں پیٹنے
کی دبا بھلی ہوئی ہو تو تندرست آدمی دو قطرے
پانی میں ڈال کر پی لیں تو بیماری سے بچے رہے
اور بیماریوں کو پانچ قطرے پانی میں ڈال کر
دے جائیں۔ قیمت پاؤ ادیس کی شیشی پانچ
آنے۔ چار شیشیوں کا ڈبہ ایک روپیہ۔

پائیریاکسین؟ دانتوں اور مسوڑوں کی
ناہینا صاحب مرحوم کے نسخے سے بنا قیمت ۸
آنے۔ جگر اور معدے کی
آرسطو کا چورن؟ بیماریوں کا علاج
جو کب بھاتا ہے۔ ہاضمہ بڑھاتا ہے۔ قہقہے کشا قیمت
خوش یام گولیاں؟ عورتوں کے مہواری

ایام کی خرابیاں دور کرنے والی تین س سے
تمام ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہیں میں
گولیوں کی قیمت ایک روپیہ (دھر)
ٹانک پلوڈ؟ مردانہ کمزوریوں کے لئے کھا
ٹانک ڈر؟ تیر بہتر دوا ہے۔ یہ ہر
وقت دل خوش رہتا ہے۔ اور آٹھ دن میں قہم
کی خفیہ کمزوریاں جاتی رہتی ہیں قیمت ایک روپیہ
راز کی دوا؟ یہ دوا بھی مردوں کے
راز کی دوا لئے مخصوص ہے قیمت
دو روپے آٹھ آنے۔

شفائی؟ سیفے کی بیماری کا حاد اور علاج
شفائی ہے۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ
گل بکاولی؟ یہ بے بوئے پھول ہیں
گل بکاولی قیمت ایک ڈبہ چار آنے

یہ سب دواؤں طبی کمپنی دہلی سے بھی مل
سکتی ہیں اور طبی کمپنی کے ایجنٹوں سے بھی
دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور بڑے شہروں کے
دوا فروش بھی فروخت کرتے ہیں۔
حیدر آباد دکن میں خوش اقبال منزل
چنچل گورڈ سے مل سکتی ہیں۔ اور احمد آباد
میں دفتر دین پانچ پٹی۔ اور لاہور میں نمبر ۱۳۵
کشمیر بلڈنگ سے مل سکتی ہیں۔

بیت ہزارت سترائیں ۲۰ الی ۲۰۰

ترکے ملک اور تعلقین کے کاغذ

مکات

شہس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء عیسوی میں جاری کیا
۱۹۶۹ء ۲۵ رکو دی کی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر: علی خواجہ نظامی ۷۱۷۱۷۱۷۱ ۱۹۲۶ء عیسوی سالانہ قیمت دو روپے

چشتی میدان عرفات میں
خواجہ حسن نظامی دہلوی کی تفسیر

دل راج

۳۱ اپریل ۱۹۲۶ء کے دن شام کو پانچ بجے ہر قوم کے ہندوستانی خواجہ حسن نظامی کے چشتی میدان عرفات میں
جمع تھے۔ ان کے سامنے انھوں نے دل راج عنوان پر یہ تفسیر کی

سے بے غرض رہے۔ اس لئے آج میں بھی دل راج کی بات
کہتے وقت وزیر ہند سے بے غرض ہوں۔ جو ہندوستان کو
آزادی دینے دہلی میں آئے ہوئے ہیں۔ اور اس وقت مجھ
سے دو میل کے فاصلے پر بیٹھے ہیں۔ اور میں دائر لائے ہند
سے بھی بے غرض ہوں۔ جو وزیر ہند کے برابر بیٹھے ہیں۔ اور
میں گاندھی جی سے اور صدر کابینہ سے اور نہرو جی سے بھی بے غرض

کُن کہنے والے خدا کی قدرت سے ان کی دھما نگ کر کہتا ہوں۔ ہم
سب دلی میں ہیں۔ جو سات سو برس سے پُرانی کھی جانی
تھی۔ اور آج کل نئی دلی مشہور ہے۔ اس میدان کے شمال
میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا چشتی کا مزار ہے جنہوں
نے تاج سے سارے ہندو برہمن پہلے ہندوستان کے تخت
پر سات بادشاہ آئے جاتے دیکھے۔ مگر وہ ہر بادشاہ کے لئے جانے

۵۶۷۷

ہوں جو آزادی لینے کے لئے وزیر ہند سے باتوں
میں لگے ہوئے ہیں۔ میں سڑ جناح سے بھی
بے غرض ہوں جو پاکستان لینے کی بات وزیر
ہند سے کر رہے ہیں۔

آج یہاں دائرہ دی بھرہ جماعت کے
بڑے صاحب بھی موجود ہیں۔ اور مسلم لیگ
اور کانگرس۔ اور سیکہ لیگ اور احرار و دانش
و جمعیت علماء وغیرہ سیاسی جماعتوں کے آدمی
بھی موجود ہیں۔ اور آل انڈیا پختی پارٹی کے
ہندو مسلمان سیکہ ممبر بھی موجود ہیں۔ اور
مسلمان علماء اور دانش بھی موجود ہیں۔ بڑے
بڑے اخباروں کے ایڈیٹر بھی موجود ہیں اور
مجھے یقین ہے کہ ہم سب کا اہل بھی موجود
ہے۔ جو ہمارے دلوں کا حال جانتے ہے۔ مگر کیا
اس سے بے غرض نہیں ہوں۔ کیونکہ جو میری
غرض پوری نہ کر سکیں اور خود میری طرح
اپنی اپنی غرض کے محتاج ہوں ان سے
میں غرض رہنا ہی ضروری ہے۔ اور جو ہم سب
کی غرض پوری کر سکتا ہو اس سے بے غرض
چر جانا نامرادی کا باعث ہوگا۔

میں ستر برس کا ایک ایسا بڑا آدمی ہوں۔ جس نے انگریزی نہیں پڑھی۔ اور جو نے پہلے بادشاہوں کی حکمت عملی کو بہت کم جانتا ہے اور اگر کچھ جانتا ہے تو بس اتنا جانتا ہے کہ جو بادشاہ مچکے ہیں اور جو بادشاہ مرے والے ہیں اور جو بادشاہ پیدا ہونے والے ہیں وہ سب دل راج سے محروم تھے۔ اور وہ سب دل راج سے محروم ہیں۔ اور وہ سب دل راج سے محروم رہیں گے۔ اس لئے میں آپ سب کی طرف سے نہیں بس فقط اپنے ایک دل کی طرف

سے کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے نہ مرنے والے
راجاؤں اور بادشاہوں کے راج کے خلاف
یا موافق کچھ کہنا ہے۔ نہ ان بادشاہوں
کے خلاف یا موافق کچھ کہنا ہے۔ جو موت
کے وقت کا آخری سانس لے رہے ہیں۔
نہ اُن پیدا ہونے والے بادشاہوں کی بابت
کچھ کہنا چاہتا ہوں جو دل رنج نہیں چاہتے
بلکہ نفس راج چاہتے ہیں۔

میں بھی آپ جیسا ایک آدمی ہوں جس کو
ہرگز نفی ہے پس نفی ہے نیند لاتی ہے میرا کتا
ہے۔ اور ان سب ذاتی غرضوں میں مبتلا ہوں
جن میں آپ سب بچھنے ہوئے ہیں اور وہ
سب اغراض حکومت اور دولت سے پوری
ہوا کرتی ہیں۔ اس لئے میرے اندر ہی حکومت
اور دولت اور عزت کی ایسی ہی چاہت ہے
جیسی آپ کے اندر ہے۔ مگر میں نے اپنے
نفس کی چاہت کا برا نتیجہ سمجھ لیا ہے۔ اس
لئے آپ سے کہتا ہوں کہ انگریزوں سے
ہندوستان کا راج لیتے وقت یہ خیال کر لیجئے
کہ کانگرس لیگ وغیرہ نام حارضی ہیں۔ اگر
آپ ان ناموں کے چکر میں رہیں گے تو دل
راج یا دلی کی خوشی آپ کو حاصل نہیں ہوگی۔
دلہا کے لئے ہنر عزت ہے کہ آزادی
کے بڑے مقصد کے لئے آپ کے خیال ایک
ہوں۔ آپ کی زبان ایک ہو۔ اور آپ
کے عمل ایک ہوں۔ اور آپ سمجھ لیں کہ
انگریز قوم دُنیا کے ایک بڑے حصے پر قبضہ کرنے
کے بعد بھی دل راج حاصل
نہ کر سکی۔ حالانکہ وہ دیکھنے میں
ایک رنگ ایک زبان ایک خیال

اور ایک عمل معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ محض یہ ہے کہ وہ اپنی عقل پر اور اپنے علم پر اور اپنی دولت پر اور اپنی طاقت پر غمخند کرتی ہے۔ اور اس کو عقل دینے والے خدا علم دینے والے خدا، دولت اور طاقت دینے والے خدا کا یقین بس اتنا ہی ہے جتنا خواب دیکھنے والے کو اپنی نیند کا یقین ہوتا ہے یعنی نہ خواب دیکھنے والا یہ سمجھ سکتا ہے کہ وہ نیند میں ہے۔ اور خواب ایک حاشی غفلت کی چیز ہے نہ انگریزوں کو خدا کی نسبت بیداری کا یقین ہے۔

ہندوستان خدا پرست ملک ہے ہندو
میں خدا پرست قوموں کی اولاد آباد ہے
وہ بھی اگر انگریزوں کی بے خبری میں
رہے گی۔ اور انگریزوں یا روسیوں یا
یورپ والوں یا امریکہ والوں کی طرح
خدا سے بے توجہ ہو کر راج حاصل کر لیں
تو اس کا راج بھی دل راج نہیں ہوگا
اور اس کو بھی انگریزوں کی طرح
دہی مصیبت پیش آئے گی جو انگریزوں
کو ۱۹۱۷ء اور ۱۹۴۷ء میں پیش آئی۔

مسلمانوں نے ہندوستان میں ایک
ہزار برس حکومت کی۔ اور محمود غزنوی
اور شہاب الدین غوری اور قطب الدین
ایبک اور تمسک الدین ایش اور ملکہ
رضیہ مسلمانہ اور غیاث الدین بلبن۔ اور
جلال الدین خلجی اور علاء الدین خلجی اور
غیاث الدین تغلق اور محمد تغلق اور فیروز
شاہ تغلق اور بہلول لودھی اور سکندریہ
اور تیمور اور بابر اور ہمایوں اور اکبر اور

Figure 1

آزادی کی تاریخ میں انگریزی حکومت
 رہا ہوں۔ مگر میں نے جنوری ۱۹۴۷ء کی تاریخ سے کلمہ
 تاریخ سے ہندوستانی آزادی کی ایسی تاریخ
 کہنی شروع کی ہے۔ جو خشک مزاج تاریخوں
 سے بالکل نرالی ہے۔ اور نہایت دلچسپ
 ہے۔ اور بہت اختصار کے ساتھ قلم بند
 کی جا رہی ہے۔ یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ کوڑے
 میں دریا کو بند کیا ہے۔ البتہ یہ کہہ سکتا ہوں
 کہ کوڑے کے پانی کو دریائیں بہا دیا ہے۔
 چشتی پارٹی سے پوچھتا ہوں کہ پوری
 آزادی یا اس کا کچھ حصہ مل گیا اس وقت چشتی
 پارٹی کے کام شروع کرنے کا وقت آ جا گیا
 کیونکہ چشتی پارٹی آزاد حکومت کے منہ زور
 گھوڑوں کے منہ میں لگام بننا چاہتی ہے۔
 اس واسطے میں چشتی پارٹی کے ممبروں سے
 پوچھتا ہوں کہ کیا مجھے دہلی چھوڑ چشتی مرکز
 اجیر شریف میں جا کر بیٹھ جانا چاہئے؟ مجھے
 ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چشتیوں کے
 سلطان مجھے اجیر شریف میں بلاتے ہیں۔
 تاہم حکم خدا یہ ہے کہ ہر کام مشورے سے کرو
 اس لئے مشورہ لینا چاہتا ہوں۔

اخبار کی خدمت دے جانے کی سرکاری اطلاع
 آج یکم اپریل ۱۹۴۷ء کو ڈاک میں شملے سے
 یہ سرکاری اطلاع دفتر اخبار منادی کو ملی ہے کہ
 اخباروں کو جتنا کاغذ دیا جاتا ہے۔ اس میں
 پچیس فی صدی یعنی ایک چوتھائی کمی ہو جائیگی۔
 میں اس کے جواب میں ناظرین منادی کو
 اطلاع دیتا ہوں کہ لڑائی کے زمانے میں
 منادی کا سائز اس واسطے چھوٹا کیا گیا تھا
 کہ کاغذ بہت کم ملتا تھا۔ اب لڑائی ختم ہوئی

تو میں نے منادی کا سائز فلٹر یا بڑا کر دیا۔
 ہی اوئے ہے اور یہ سرکاری اعلان آ گیا۔
 اس اعلان کے ساتھ یہ اطلاع بھی ہے کہ
 آپ سفید کاغذ پر اخبار چھاپ سکتے ہیں۔
 لیکن محبت یہ ہے کہ دلی بازار میں سفید
 کاغذ بھی حلقہ سے میری چار پانچ کتابیں
 لکھی ہوئی رکھی ہیں۔ کاغذ نہ ہونے کی وجہ
 سے چھپ نہیں سکیں۔ اس واسطے میں
 مجبوراً ناظرین کو اطلاع دیتا ہوں کہ آئندہ
 کوئی سفید یا رقبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور
 جن لوگوں کے نام اخبار بلانیت جاتا ہے
 وہ پرچے بھی اس وقت تک کے لئے بند
 کر دئے جائیں گے۔ جب تک کہ کاغذ ملنے
 لگے۔ لہذا وہ حضرات مجھے معاف فرمائیں
 جن کی خدمت میں چند مہینے منادی حاضر
 نہ ہو سکے گا۔

ماہوار کر دیا جائے بعض لوگوں کی رائے
 پورے اس وقت تک کے لئے منادی ماہوار
 کر دیا جائے۔ تاکہ کاغذ کی بچت ہو جائے۔ اور
 ان لوگوں کے نام اخبار بند نہ کیا جائے جن
 کی خدمت میں اعزازی طور سے پرچہ بھیجا
 جاتا ہے۔

مناوی میں نقصان ہے کہ لوگ جانتے
 ہیں کہ دو روپے سالانہ قیمت میں منادی
 اخبار بہت سستا اخبار ہے۔ کیونکہ حیدر
 ڈاک کا خرچہ نکالنے کے بعد اتنی رقم بچی ہے
 جس سے کاغذ کی قیمت کا اوپر خرچہ ہو رہا ہے
 ہوتا۔ لکھائی کی اجرت جو بھی ہو سکتی ہے۔
 چھپائی کی اجرت جو بھی ہو سکتی ہے۔ یہ خرچہ
 الگ رہا۔ تاہم جو لوگ میں منادی کو ترک
 شک اور تلقین نہیں کیا میں چھپتا ہوں اس

واسطے جس طرح ممکن ہو گا ان مشکلات کا
 مقابلہ کروں گا۔

سینئر اڈیلیا کی چھپائی میں سینئر اڈیلیا سلطان
 نظام الدین علیا محبوب الہی کے حالات کا
 فارسی تذکرہ ہے۔ جو حضرت کے زمانے
 میں لکھا گیا تھا۔ اور اس کتاب کے سوا اس
 زمانے کی کوئی تاریخی کتاب نہیں ملتی اس واسطے
 میں نے اس کتاب کو اعلیٰ پیمانے پر چھپوانا
 شروع کر دیا ہے۔ جو غالباً ایک ہزار صفحہ تک
 ہو جائے گی۔ اور میں اس کو جلد شروع کر دینا
 اور اس کی قیمت محض لاکھ کے برابر رکھ دینا
 اور اس کا ترجمہ اس وقت چھپواؤں گا جب
 کاغذ ملنے لگے گا۔

پانی کی دعوت ۱۳ اپریل بدھ کے
 چشتی میدان عرفات میں ایک بڑا جلسہ ہوا
 جہاں میں نے ہندوستان کی قوموں کے
 اتحاد پر تقریر کی اور لکشن نے جو بھائی دلوں
 میں ڈال دی ہے۔ اس کے دور کرنے کے
 طریقے بتائے۔ چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان
 اور سکھ ممبر دلی اور اطراف دلی سے اس
 جلسے میں آئے تھے۔ انگریز صاحبان بھی شریک
 ہوئے تھے۔ اور داؤدی بوبرہ جماعت کے
 بڑے ملاطہر سید الدین صاحب بھی اس
 میں شریک ہوئے تھے۔ اور دہلی کے شیعہ
 سنی علماء و مشائخ بھی شریک ہوئے تھے۔
 اور درگاہوں کے پیرزادے بھی شریک ہوئے
 تھے۔

میں جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر رواج ہے
 ہے کہ چائے پلائی جاتی ہے۔ یا پھل کھلا
 جاتے ہیں۔ یا مٹھائی کھلائی جاتی ہے مگر
 میں نے ان رواجوں میں سے کسی ایک

روح کی بھی تقلید نہیں کی۔ بلکہ کوری کوری
سوندھی سوندھی لال لال حراحوں کا ٹھنڈا
ٹھنڈا سوندھا سوندھا پانی تانبے کے قلعی دار
گٹھوں میں ملا یا تھا۔ اور یہ بات اس
واسطے لکھ رہا ہوں کہ جو لوگ میرے کامیاب
کی تقلید کرتے ہیں۔ وہ بھی اپنے اپنے مقام
پر فضول خرچیوں کے رواج ترک کر دیں۔
حب ہمارے واسطے اپنے کھانے
میں کمی کر دی ہے۔ ہمارے وزیر ہند نے
بھی کھانوں کی اقسام میں کمی کر دی ہے۔ تو ہم
کو بھی کفایت شعاری سے کام لینا چاہیے۔
میں پان کھلا سکتا تھا۔ مگر آجکل ایک
تکے کو ایک پان آتا ہے۔ میں گڑ کا شربت
پلا سکتا تھا۔ مگر اب بھی گیارہ روپے میں ہو گیا
ہے۔ اور وہ نازک طبع امیروں کو پسند بھی
نہیں آتا۔

۱۹۱۷ء میں جب مصر جانا ہوا اور ایک
بڑے پاشا نے رات کے کھانے پر بلایا تو
نہایت بے تکلفی سے شراب کا جام میرے
سامنے سرکایا۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ اور
شراب کے رنگ کی بہت تعریف کی۔ کچھ
دیر کے بعد پاشا نے کہا مگر آپ نے اب تک
اس کو پیا نہیں۔ میں نے نہیں کر جواب دیا
مجھے اس کے پینے کی عادت نہیں ہے۔ یہ
مسلمانوں کو طعش سے جینے نہیں دیتے
خدا دیتا ہے کھانا مولوی پینے نہیں دیتے
پاشا نے حیران ہو کر پوچھا تو میرا ہندوستان
میں کیا پیتے ہیں؟ میں نے کہا سنی کے برتنوں
کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی۔

یہی حال آج بھی میرے سامنے ہے۔ اگر
مجھے کھلانے کی تاؤ دوی ہوتی اور حکومت کی
پابندی ملے نہ ہوتی تو میں خوب جی کھول کر
جو ہر جماعت کے بڑے ملا صاحب کو اور

ان کے رفیقوں کو کھلاتا۔ اور چاہی پلاتا۔
اور آٹس کریم بھی کھلاتا۔ اور ایک بروزن
نیک بھی پیش کرتا۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ شکر
و احسان ہے کہ اس نے اپنے گودے
ہنڈوں کے ہاتھوں راشن بندی گرائی ہے
اور مجھے قدرتی اور نچرل ٹھنڈا ٹھنڈا پانی
پلانے کی خوشی میسر آئی ہے۔ سلام ہو ہم پر
اسے فضول خرچی کے رواجوں سے آزار
ہو جانے کی خوشخبری کرنے والو۔ اور
افسوس ہے۔ ان پر جو باوجود راشن بندی
کی تاکید کے اب بھی چور بازار سے ہنسی جھنگی
چیزیں خرید کر دھوئیں کو رستے ہیں۔ اور
قرآن شریف کے ارشاد کے بموجب شیطان
کے بھائی بنے ہیں جس میں لکھا ہے فضول
خرچی نہ کرو کہ فضول خرچی کرنے والے
شیطان کے بھائی ہیں۔

مولانا سید طفیل احمد کی وفات
میں اس خبر کو ایک قومی حادثہ سمجھتا ہوں کہ مولانا
سید طفیل احمد صاحب مصنف کتاب مسلمانوں
کا روشن مستقبل نے وفات پائی۔ اگرچہ کاٹھری
خیال کے تھے۔ لیکن ان کا خلوص اور ان کی
صداقت اور بے لوث خدمات قوم اتنی زیادہ تھیں
کہ میں ان کو مسلم لیگ کے ان لیڈروں سے
اور کانگرس کے ان لیڈروں سے اٹھلے اور برتر سمجھتا
ہوں جن کے کاموں میں خلوص اور صداقت
نہ ہو۔ مولانا مرحوم سے میری بہت بُرائی دوستی
تھی۔ اور میں نے ان کی قومی خدمات کو شرف
سے آخر تک ہمیشہ ذاتی انفرادی سے پاک صاف
خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد یاد پیرا جی
کے بعد مولانا سید طفیل احمد کی سچائی اور دور
اندیشی نے ہمیشہ مجھے اپنا حلقہ گوش رکھا۔ اور
آج جب ان کے انتقال کی خبر سنی تو ایسا

معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے مخلصین اور مہتممین
کی بزم سوئی ہوئی۔ مولانا طفیل احمد جیسے شخص
تھے جن سے میں نے ہینک کے لین دین کے مسئلے
پر بحث کی۔ اور ہم دونوں مدت تک ایک
دوسرے کے حریف رہے۔ یعنی مولانا ہینک
کے لین دین کے حامی تھے۔ اور میں مخالف
تھا لیکن انہوں نے شرعی دلیلوں سے
آخر کار مجھے مغلوب کر لیا۔ اور پھر میں ان کی
رفاقت میں کام کرنے لگا۔

مولانا طفیل احمد مجھ سے ہر خدمت میں آج
تھے۔ اور اسے عمل اتار لیا دینا سے سفر کرنے
میں بھی انہیں نے سبقت لی۔ اور وہ مجھ
سے آگے بڑھ گئے۔ مگر میں بھی کمر باندھے بہت تیار
بیٹھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور
مجھے اور سب مسلمانوں کو ان جیسی صداقت
اور اخلاص مند عطا فرمائے۔

چشتی بیچ کی نرمی چشتی پانی کے ممبر
اور مسند دی کے ناظرین کو اور میرے
مریدوں کو اس خبر سے خوشی ہوئی کہ چشتی پانی
کے ممبروں میں پانچ پانچ ہیں۔ ان میں ایک پانچ
مشرکین ہیں جن کا پیش سید سب بیچ کی ہے۔ یہی وہ
وہ شیعہ ہے نہایت خلوص اور صداقت کے ساتھ چشتی پانی
کے ممبر تھے اور آج تک اسی خلوص پانچوں میں ان کو
ترقی ملی ہے۔ اور وہ بیچ کے تبدیل ہو کر رہا ہے۔ سب
اور شین بیچ مقرر ہوئے ہیں۔ بیچ بیچ سے بہت قریب
رہیں ایک گھنٹہ کا رستہ ہے جس امیڈ کے چشتی پانی
کے ممبروں کے لئے آسانی کے ساتھ رہا ہے۔ بیچ کے ممبر
دہلی میں سب بیچ ہی رہے۔ اور سب بیچ ہی ہو
اور ان کے اصناف اور اچھے راوی ہندوستان اور
یکساں تعریف کرتے ہیں۔ وہ بڑے غنی بیچ ہیں اور بہت
سمجھدار بیچ ہیں اور بہت قانون دان بیچ ہیں۔ بڑے بڑے
لیکھے ہوئے مقامات کو بہت جلدی سمجھ لیتے ہیں اور
مسلم دین میں چشتی پانی کے ممبر کی طوٹ اور
بہت طرف سے ان کو اس نرمی کی مبارک یاد دیتا ہوں

دلی کے دل کی صدا

انگریزوں سے، ہندوؤں سے، مسلمانوں سے

انگریزوں سے

تم ہندوستان سے پوچھ رہے ہو۔ تو کیا جانتا ہے۔ کیا تم یہ بات نہیں جانتے؟ اگر تم نہیں جانتے تو ساری دنیا میں اپنے باخبر بولنے کا دعویٰ کیوں کرتے ہو؟

تم سب کچھ جانتے ہو۔ اپنا حال بھی اور ساری دنیا کا حال بھی۔ اور ہندوستان کا حال بھی۔ پھر بھی انجان بننے ہو۔ اور پوچھتے ہو ہندوستان نہ کیا گیا ہے۔

دلی کا دل تم سے پوچھتا ہے

کہ تمہارا وطن انگلستان تم سے کیا جانتا ہے؟ اگر تم جواب دو گے کہ انگلستان ہندوستان کو انگریزی حکومت سے آزاد کرنا چاہتا ہے تو دلی کا دل حوالہ کرے گا۔ کیا انگلستان میں لٹا رہتے ہیں؟ تم کہو گے ہاں وہاں آدمی رہتے ہیں۔ تو دلی کا دل سوال کرے گا۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے۔ جو اتنا برا ملک اپنی حکمت کی حسیب سے نکال کر ان لوگوں کو دیدے جن کے دل ایک نہیں ہیں جن کے عمل ایک نہیں ہیں۔ جو مجھ کے ہیں جو نکلے ہیں۔ جو بے اختیار ہیں۔

تم پیچیدگی کی طرح رحم مل نہیں ہو تم ہوتا روں کی طرح انسانی خود غرضیوں سے پاک نہیں۔ تم کو مہانتا گاندھی کی طرح خاک و

ہندوؤں سے

کیا تم جانتے ہو یا سنے ہو؟ جانتا آدمی تو اپنی سمجھ پر قابو رکھتا ہے۔ کیا بددعا کا ریزہ لین پاس کرنے سے انگریزوں کی توپوں میں بکڑے پڑ سکتے ہیں؟ کیا بیان شن کر کے اورا حاروں میں گرم گرم لٹا لگتے اور شاہوں کی طرح زمیہ شہار چھپنے سے انگریزوں سے فدا ہائیں گے؟

گاندھی جی کی تجربہ کاری کو کیا ہو گیا؟ مولانا ابوالکلام تاجک کو کیوں محمول گئے؟ نہرو جی نے یورپ کے انداز عمل کو کیوں فراموش کر دیا؟ نہ لڑو۔ یہ سب تماشا ہے۔

مسلمانوں سے

ہدائی ڈیرہ سٹر جناح۔ پاکستان دلی سے تکی تک ہاتھ آجائے۔ اخوت اسلامی کی سلامتی دنیا میں ہوا چلنے لگے۔ تب ہی آپ کی سلامتی قوم ان عقلوں کا ان خزانوں کا۔ ان ہتھیاروں کا۔ ان تدبیروں کا۔ جن دوراندیشوں کا کیا استقامت کر گئی جو حریف تو مولیٰ کے پاس ہیں۔

تم سوت نہ پاس کو بھوسے لٹھم لٹھکی مثل کو نہ بھولو۔ اور اپنی مسلمان قوم کے سرخ رول سے جو چکنا چکنا ہے ہو گیا ہے کچھ اور فائے اٹھاؤ۔

ہندوؤں مسلمانوں سکھوں۔ آپس میں حریف نہ بنو۔ حریفوں کی ان تدبیروں کو شہر جو تباہ ہے اندھ بھڑٹانے کے لئے ہی جھکتی ہے یہی ہیں۔ دلی کا دل

حسن نظامی

کے گھر میں پھرنے کی عادت نہیں ہے۔ ایدہ نم لنگوٹی پٹی نہیں باندھ سکتے۔ پھر کیوں لکھتے آجائے کہ تمہاری قوم کا دل بدل گیا ہے۔ کیلچہ اپنے علم سے اپنی عقل سے معافی قوت تدبیر سے۔ اچھاپنے خزانوں سے اور اپنے ہتھیاروں سے اور پانی اور مہا کے جہازوں سے بے اعتقاد ہو گئی ہے؟ اور کیا مسٹر جرجیل سے اس لئے فدا ہوئی ہے کہ وہ ہندوستان کو آزاد کرنا نہیں چاہتے تھے؟ تم نے پارلیمنٹ کے ممبروں کو بھیجا اور وہ گھر گھر ہندوستانی دلوں کا حال پوچھتے پھرے۔ پھر تم نے اپنے وزیروں کو بھیجا وہ بھی پوچھ رہے ہیں کہ تم کیا چاہتے ہو ہم تم کو آزادی دینے آئے ہیں۔

بے شک کانگرس و مسلم لیگ کے لیڈر نادان بچوں کی طرح تمہارے پاس جمع ہیں اور ان کو یقین ہو گیا ہے کہ تم لڑو بھٹنے آئے ہو۔ اس لئے وہ آپس میں لڑ رہے ہیں۔ یا لڑنے کی باتیں کر رہے ہیں کہ سب لڑوان ہی کو مل جائیں کسی بدست کو ایک لڑو ہی لے

گرو دلی کا دل جانتا ہے کہ تمہارا دل ہندوستان کی ہر کمزوری سے آگاہ ہے اور تمہارا دل ایسے آدمیوں کو اپنی حکومت سے آزاد کرنا عقل کے خلاف سمجھتا ہے جو حریف کی باتوں کے چکر میں گر آئیں میں لڑے لگیں۔

مجھ تو یہ کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو تھیلے دلوں میں نہیں ہے۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۲۷ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ بمطابق اپریل ۱۹۳۶ء دہلی
ہیو خوف بنانے کا دن، غمزدہ شہر دہلی
اپریل کی پہلی تاریخ کو جوٹ بول کر لوگوں کو
اجتہاد اور ہیو خوف بنایا کرتے ہیں۔ اور میں آج
کے دن اس رواج و دستور پر نفرت کا اظہار کیا
کر رہا ہوں۔

رانا سنگھ دیو سنگھ؟ ضلع لہریانہ سے رانا
سنگھ دیو سنگھ صاحب نے آئے ہیں۔ زید
نزل میں ٹھہرے ہیں۔ یہ راتھور نسل کے
راجپوت ہیں۔ رانا پر تاپ کی اولاد ہیں۔ عمر
کا بڑا حصہ فوجی ملازمت میں گزر رہا ہے۔ اب
میں ان کو اپنے دل کی فوج میں بھرتی کروں گا۔
پارٹی آج شام کو سردار کبیر سنگھ صاحب
باداگاس ٹیکسٹری کے مکان پر پارٹی میں گیا تھا
بہت سے دوستوں سے ملاقات ہوئی۔ میری
برآمد ایک نامور ہندو بیٹھے تھے۔ جن کا بھوئی
ضلع مراد آباد میں بہت بڑا شیشہ سازی کا
کارخانہ ہے۔ جو ہندوستان ہی میں نہیں
ایشیا میں بڑا کارخانہ مانا جاتا ہے۔ عظیم محمود علی
صاحب دہلی پریس کونسل کے صدر دہلی احمد دوسرے
چند ہندو مسلمان مینسپل کونسلر ان دہلی سے
ملاقات ہوئی۔ سیکرٹری جنرل امپروومنٹ
ٹرسٹ دہلی دہلی مینسپل کمیٹی سے بھی ملقا
ہوئی۔ سر اٹھو دھرمتال سے بھی ملاقات ہوئی۔
میری قابل کی مجلس کا ذکر کرتے تھے۔ یہ بھی کہا
کہ میں آپ کے ہاں ایک ہفتے زمین پر بیٹھا اور
میری لڑکی بھی میری زمین پر بیٹھنے کی حاد
نہ تھی اس لئے ہم نہ اٹھ سکے تھے۔
مسٹر اکرام اللہ، جب سے مسٹر اکرام اللہ

لندن سے آئے ہیں۔ مٹنے نہ جاسکا تھا۔ آج
ان سے بھی مل گیا تھا۔ ان کی بیوی بی بی
سید احمد شاہ صاحب بخاری کی بیوی بی
دہاں تھیں۔
ڈاکٹر سر جیٹا کریم مسٹر اکرام اللہ سے ملنے
کے بعد ہندوستان کے نامور گیمیاگر ڈاکٹر سر
جیٹا کریم صاحب سے ملاقات کی۔ انھوں نے
اپنا وہ دردناک کلام سنا یا جو انھوں نے
اپنی بیوی کی وفات کے بعد قلم بند کیا ہے۔
ناسفورس کے تیل کی نسبت بھی جیٹا کریم
سے مشورہ کیا۔ میں نے کہا لڑائی سے پہلے
امریکہ اور انگلستان کی دوا ساز فرموں سے
خط و کتابت کی تھی۔ کوئی شخص ناسفورس
کا تیل بنانے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ یہ تیل
موت جرم بناتے تھے۔ اور مرگ کمپنی اور
گچی کمپنی سے میں خرید کر لاتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب
نے کہا میں آپ کو یہ تیل بنانے کا راز نہ دوں گا۔
میں نے کہا میں آپ کا شاگرد بن جاؤں گا۔
جرمنی کا جانا ہوا تیل ہی اپنے ساتھ لے گیا
تھا۔ وہ بھی ان کو دکھایا۔ اور اس کی مشکلات
پر بھی گفتگو کی کہ اس کو حل کرتے وقت آگ
لگ جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے وقت
دیا ہے میں ان کے گیمیا گھر میں خود جاؤں گا
اور شکر سامنے کہ کر شاگرد بنوں گا۔ اور
اس تیل کے بنانے کی مشکلات کو فراموش
سمجھ کر جبریل نے حجامت بنائی، تاج
الہ آباد کے ایک مسلمان صاحب آئے تھے۔
انھوں نے ایک حجام کا لکھا ہوا مضمون دکھایا
جس میں اور دھچپ باتوں کے علاوہ یہ بھی

لکھا تھا۔ کہ حضرت جبریل ہی حجامت بنانے
کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت سلطان فارسی
بھی حجام تھے۔ جبہ سے میری رائے پوچھی گئی۔
میں نے اسی مضمون پر یہ رائے لکھ دی۔ کہ
مسلمانوں میں ذائقوں کی ادنیٰ بیچ نہیں
ہے کسی پیشہ ور مسلمان کو حجامت سے
نہ دیکھنا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے
الکاحیض حبیب اللہ، پیشہ اور کسب
کرنے والا اللہ کا پیلا ہوتا ہے۔ پس حجام
بھی ایک پیشہ ہے۔ اس لئے کسی حجام کو
حجامت کی نظر سے نہ دیکھنا چاہئے۔ اس مضمون
میں جو باتیں درج ہیں وہ مستبر نہیں ہیں۔ نہ ان
کی کوئی سند ہے۔
گنبد کسور صاحب، دہلی ٹائل اینڈ سنڈیر
اسٹور فرم کے مالک کنیر کسور صاحب نے
آئے تھے۔ میرے لئے بجل بھی لائے تھے
میری تحریروں سے بہت محبت کرتے ہیں
بارہ کتابیں ہی خریدیں۔ نوجوان آدمی ہیں۔
انھری دروازے دہلی کے باہر دھکا آج بھی
طبیعت میں ہر قسم کی صلاحیت پائی جاتی ہے
مولانا سید حبیب صاحب، آج اخبار
سیاست لاہور کے مشہور ایڈیٹر سید حبیب
صاحب ملے آئے تھے۔ کچھ دیر باتیں کئے
واپس چلے گئے۔
۲۷ ربیع ثانی ۱۳۵۵ھ بمطابق اپریل ۱۹۳۶ء دہلی
حسین آگئے آج صبح حسین دہلی آئے رام پور
کے مشہور حجام حجامت پور فیکٹری میں
ایک افسر نے ان کے اہل و عیال بھی حسین
کے ساتھ آئے ہیں۔ حسین کہتے تھے۔ مسٹر

بڑے دیانت دار اور مخلص اور فرض شناس اور مجدد و افسر ثابت ہوئے۔

شیخ احمد صاحب حسین نے ادب و بیانیہ شیخ احمد صاحب کی بھی بہت تعریف کی اور انھوں نے کہا ان کی دانش مندی اور خیر خواہی اور انتظامی قابلیت فیکلٹی کے زمانے میں سب سے زیادہ اعلیٰ اور ممتاز ثابت ہوئی۔

مولوی تاج پیرا نظامی حسین نے انتہائی پوری مدد مولوی تاج پیرا نظامی کی خدمات اور امداد اور مجددی کی بھی بہت تعریف کی۔

خوش اقبال شاہ نظامی محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی کے حالات بھی حسین نے سنائے اور ان کی خدمت گذاریوں کی اتنی یاد دہانی کی کہ میں نے کہا کچھ میری تعریف کے لئے ہی باقی رکھو۔

ناسوتی شاہ نظامی حسین نے یہ بھی کہا کہ حیدر آباد میں ناسوتی شاہ نظامی کے ہاں لڑکی کی شادی میں شریک ہوا تھا۔ میں نے کہا تم نے بہت اچھا کیا۔ مجھے اس سے خوشی ہوئی۔

کاکی شاہ نظامی کا کی شاہ نظامی نے حسین کو امداد کے دوستوں کو اپنی دوکان کی بڑی عمدہ عمدہ مٹھائیاں کھلائیں۔ وہ تعریف کرتے جاتے تھے اور میں خوش ہوتا جاتا تھا۔

ڈاکٹر عبداللہ کہ آج حسین کے ساتھ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جن کی اہلیہ حسین کی بیوی کا علاج کر رہی ہیں۔ دونوں میاں بیوی انسانی شرافت اور نیک کرداری سے بھر پور ہیں۔

سید محمد رفیع کہ دل آرا بانو کے بھائی سید محمد رفیع کا سنگت سے آئے ہیں۔

عثمان عبدالرحیم صاحب کے بعد مغرب سید عبدالرحیم عثمان صاحب کے جوئے بڑے عثمان عبدالرحیم صاحب نے آئے تھے آج لات کو کسوی جانیں گے۔ خدا کے فضل سے ان کی صحت اب بہت اچھی ہے۔ ملا رسانی صاحب نے آج شیخ احمد علی صاحب رسانی بڑے ملا صاحب کی طرف سے ان کی عربی تصنیفات میرے لئے لائے تھے۔ رسانی صاحب محمد علی روڈ بمبئی میں بوسہ مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور بہت ذہنی علم اور ذہنی فہم معلوم ہوتے ہیں۔

سید ارتضیٰ حسین صاحب نے آج میرے ہم جد بھائی سید ارتضیٰ حسین صاحب بی اے نے آئے تھے۔ سید محمد میاں صاحب نقوی بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ یہ بھی میرے ہم جد ہیں۔

۱۲ سب سے ثانی سہ اپریل بدھ دھلی تاریخی تقریر آج میں نے چشتی میدان عفات میں ایک تاریخی تقریر کی۔ جو الگ شائع ہوگی۔

جلسہ چشتی میدان عفات میں ایک بڑا جلسہ ہوا تھا۔ جہاں حسب ذیل مشہور آدمی بھی تھے۔

علما و مشائخ کہ مولانا سید محمد احمد چشتی امام منہری سید دہلی۔ مولانا شبیر احمد صاحب چشتی نائب امام منہری سید دہلی۔

شمس العلماء مولانا سید احمد صاحب جامع مسجد دہلی۔ سید صاحب حسین صاحب چشتی صابری سجادہ نشین خانقاہ صابریہ دہلی۔ مولانا ابوالکمال ماسر صاحب دہلی۔

سید انیس الرحمن نظامی سجادہ نشین حضرت مولانا شاہ امان الرحمن صاحب مرحوم سید سمیع الدین صاحب نظامی امام جامع مسجد

درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اور یار و یوسفی صاحب امیر بی قادر الکلام۔ مولانا محمد الیاب صاحب کوچہ قابل عطار دہلی۔ مولانا محمد الیاب صاحب انگر صاحبان کے کونسل دیر صاحب افسر اعلیٰ نشریات ممالک مشرق بمجرم دوز صاحب افسر انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ۔ لکڑی صاحب علی اختر صاحب انصاری افسر محکمہ آثار قدیمہ ایڈیٹر صاحبان کے علامہ عبدالحکیم العدوی ایڈیٹر العرب۔ آغا محمد یعقوب خاں دداشی ایڈیٹر آجکل۔ علامہ دھادی صاحب ایڈیٹر نظام المشائخ دادیٹ دہلی۔ سید ظفر سعید صاحب نیاز ذی ایڈیٹر کامیاب دہلی عبدالحمید خاں صاحب ایڈیٹر رسالہ مولوی دہلی محمد شبیر صاحب ایڈیٹر رسالہ عروج دہلی۔ شیخ محمد عثمان صاحب آزاد ایڈیٹر مالک روزانہ اخبار انجم دہلی۔ مولانا سید حبیب صاحب ایڈیٹر تہیاست لاہور۔

شعرا کے سلیقہ حسین صاحب آفاق چشتی۔ سید گلزار صاحب۔ خاں صاحب حکیم محمود علی خاں ماہر میونسپل کمنشنر۔ خان بہادر حفیظ صاحب جالندھری۔ فیض صاحب مجتہا لکڑی۔ اختر صاحب چشتی امیری۔ کنور مندر سنگھ صاحب بیدی سحر محشریٹ دہلی۔ آغا آفتاب صاحب قزل بائش۔

سید و شرفا کہ لالہ امیر حید صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس دہلی۔ رائے بہادر ماسر صاحب سپرنٹنڈنٹ انجینئر سنٹرل بی ڈی ڈی۔ لالہ دانا رام صاحب جہاں بی چوڑی شہزادہ سنگھ صاحب چشتی ماچھرہ ضلع میرٹھ۔ گنبر کشن صاحب مالک دہلی ٹائل اینڈ سینٹرل انڈیا دہلی۔ ڈاکٹر ادنیٰ سنگھ صاحب دینان سار نی دہلی۔ ڈاکٹر رشی صاحب اودان کے والد صاحب مسر دار دیوان سنگھ صاحب

سردار مسیحا کھانسیہ صاحب سلیٹی مالکان
سلیٹی ہنسل فیکٹری جاوڑہ - سردار جون سنگ
صاحب ملک اینٹ فیکٹری جنگ پورہ
دہلی - لالہ سروپ سنگ صاحب پتی جنگ پورہ
دہلی - لالہ سری رام صاحب مہاجن جنگ پورہ
لالہ ہری رام صاحب مہاجن جنگ پورہ
لالہ عین لال صاحب مہاجن جنگ پورہ
ڈاکٹر گوہر بہادر صاحب شفا رام جنگ پورہ
لالہ راج کوش صاحب بی لے جنگ پورہ
لالہ جیسو داس صاحب نمبر دار جنگ پورہ
بال کوشن صاحب پرنسپل کوشن دہلی - لالہ
کنور سین صاحب جین جی پتی دہلی - مسٹر
جے پرکاش صاحب گپتا ایم ایس سی دہلی -
مسلمان شرفاء علی معتمدی صاحب سفیر لہور
نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس
عہدہ لطیف خاں صاحب نیازی افسر
ایکم ٹیکس - ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب
بانی جامعہ ملیہ دہلی - حکیم احمد حسن خاں صاحب
دہلی - خان بہادر محمد سیان صاحب چیت
انجیر سنٹرل بی ڈی ڈی دہلی - حاجی عابد اللہ
صاحب فروٹ مرچنٹ سبزی منڈی دہلی
علاء الرحمن جوہری نظامی دہلی حکیم حاجی
عبد الحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی -
سید اشرف حسین صاحب فاسمہ سر سید احمدی
ڈاکٹر زینا احمد صاحب دہلی حکیم امتیاز الحق
صاحب نمائندہ جمعیت علماء دہلی ریڈیو
نظامی سب پرنسپل کٹی دہلی - سید اختر
واحدی - شیخ محمد شفیع صاحب سر سید منڈی
سپلائی ڈیپارٹمنٹ دہلی - شبیر علی صاحب
جامعی - شاہد رحمان انصاری ایڈووکیٹ
و صدر انجمن اتحاد ملت دہلی - خان بہادر
حاجی رشید احمد صاحب پرنسپل کوشن دہلی -
ظفر بہادر حاجی حبیب الدین احمد صاحب

سابق ممبر سنٹرل سبلی - خان بہادر جوہری
مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف علیٹی
دہلی - ستی محمد احمد صاحب جنگ پورہ دہلی
علی اختر صاحب انصاری افسر آثار قدیمہ
دہلی - کے - ایم مددتی صاحب دہلی -
حمید ہاشمی صاحب ٹھیکیدار دہلی - شیخ محمد
صدیق صاحب مالک اسٹار انجیر سنگ دہلی
دہلی - آفتاب ہاشمی صاحب نظامی ٹھیکیدار
دہلی - انعام الرحمن صاحب ایم لے فرزند
کیپٹن حبیب الرحمن خاں صاحب سی آئی
ای دہلی - شاکر صاحب افسر سپلائی دہلی - جی
جین علی صاحب منتظم یافات دہلی - ڈاکٹر
محمد علی صاحب پرنسپل طبیہ کالج دہلی حکیم
محمد دین لہنسا نظامی دہلی - شفاعت حسین
صاحب قمر شہی دہلی - غلام نظام الدین صاحب
جامی - آغا سلطان مرزا صاحب آنریری مجسٹر
و سابق سیشن جج دہلی - خلیفہ حاجی غوث محمد
صاحب فروٹ مرچنٹ دہلی - خواجہ فضل احمد
خاں صاحب شیراؤ دہلی - عبدالستار صاحب
تیموری جی دہلی - حافظ فیاض احمد صاحب
رجسٹرڈ جامعہ ملیہ دہلی محمد نعیم صاحب بی اے
دہلی محمد الستار صاحب نئی دہلی - مایو
ہدایت حسین صاحب نئی دہلی - خلیل الرحمن
صاحب کوچہ رحمن دہلی -
رانا طاہر سنگہ بہادر ٹھوکرل کے راجپوت
رانا سکھ دوسنگہ تاج مرید پتے تپے - میں نے
جلے میں کہا کہ میں اپنے جہان علاطاہر سلف الدین
صاحب کی آمد کی یادگار میں رانا کا نام طاہر سنگہ
رکھتا ہوں -
موسم تبدیل گیا ہے - دن کو گرمی پہننے
لی ہے رات کو پیر کیمرے کے اندر راؤڑ پہننے
کی ضرورت نہیں ہوتی -
سیر الاولیاء آج مولانا عبداللہ صاحب کاتب

سیر الاولیاء کا ایک حصہ لکھ کر اروسے سے
لائے تھے -
جلے کی شکایت کم بڑے ملاجی صاحب
کے صاحبزادگان اور اشات کے آدمی اور
پچاس ساٹھ ماننے والے دہرے صاحبان ہی
جلے میں آئے تھے - ان میں سے بعض میری
مریضیں واپس گئے تو انہوں نے آپس میں کہا
بیچیب دعوت تھی جہاں نہ چار بھی نہ شرمیت
تھا - میرے ڈرائیور نے جب مجھ سے دہرے
کی یہ شکایت بیان کی تو میں نے کہا ہم پیروں
کی نسبت مشہور رہے کہ پیراں نئی پیریدیاں
می پرانند پیر نہیں اڑتے مریڈاڑا کیا کرتے
ہیں - پس جو مرید ہم پیروں کی شان اور عزت
بڑھانے کے کام کرتے ہیں - ان کی اس میں ایک
غرض پوشیدہ ہوتی ہے کہ جب ہم پیروں
کی دعوتیں ہوتیں ہیں تو ان مریدوں کو بھی
اچھے اچھے کھانے مل جاتے ہیں - یہی حال
ملا صاحب کے بعض مریدوں کا ہے جنہوں
نے یہ شکایت کی کہ وہ بھی ملا صاحب کے
ذریعے جگہ جگہ دعوتیں اڑانے کے مشتاق
رہتے ہیں -
میں نے ملا صاحب کو اپنے ہاں مدعو
کر کے اپنی عزت نہیں بڑھائی تھی نہ ملا صاحب
کا میرے مکان پر آنا میری عزت میں کوئی فائدہ
افزادہ کرنے والا نہیں تھا - نہ میں کہہ سکتا ہوں
کہ میں نے ملا صاحب کی کوئی عزت بڑھائی کیونکہ
ملا صاحب کی عزت بجائے خود پہلے سے
موجود ہے - میں نے تو ان کو ایک خاص منڈی
اور نہ ہی مقصد کے لئے تکلیف دی تھی کہ دہلی
میں آجکل ہندوستان کو آزادی ملنے کی بات
چیت سہ رہی ہے - اور جب حکومت کی
آزادی ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں کے
ہاتھوں میں آئے گی تو ان کے بہت سے

افراد جو اپنے دلوں میں مذہب سے دشمنی رکھتے ہیں۔ اور مذہبی پیشواؤں کے برے کردار کی وجہ سے وہ مذہب کے دشمن بن گئے ہیں ان سے مذہبی پیشواؤں کو ایک بڑا خطرہ پیش آتا ہے۔ اور دوسری چیز یہ نظر تھی کہ ان لوگوں اور مسلم لیگ کے قیام میں سیاست کی وجہ سے جو اختلافات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور جن ایک بڑی بڑی قومیں کا اندیشہ ہے ان سے ہندوستان کی قومیں محفوظ رہا میں ایسے واسطے میں سے کہ سب لوگوں کو ملایا جا جس کا غرض یہی ہے کہ نہ ٹکٹ بھی تھے۔ جمیعت علماء دہلی بھی تھے۔ احرار بھی تھے۔ عکسار بھی تھے اور مسلم لیگ بھی تھے۔ اور جب مولانا ابوالکمال باہر نے اپنا کلام سنایا کے بعد مسلم لیگ کی صدارت میں کچھ اشعار پڑھا جاسے۔ مگر میں نے ان سے استدعا کی کہ وہ یہ اشعار نہ پڑھیں۔ تاکہ دوسری پارٹیوں کے جذبات مشتعل نہ ہوں۔ مگر میں جانتا تھا کہ مولانا باہر بڑے محتاط آدمی ہیں۔ لیکن پھر میں بھی میں نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی۔ میں نے اپنی تقریر میں جس کا ایک حصہ راج کے اخبار میں درج ہے۔ انگریزوں اور ہندوں کو اور مسلمانوں کو اور سکھوں کو خدا کی طرف متوجہ رہنے کی اسی لئے نصیحت کی تھی کہ وہ سب آئے والے فتنوں اور فسادوں سے محفوظ رہیں۔ میرے مقصد کو بڑے سلیقہ سے ان کے صاحبزادگان اور ان کے دوراندیش اسٹاف والے اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ چار اور شربت کے شوقین بوہرے اس کو نہیں سمجھ سکتے۔

وقت وہ آ رہا ہے جبکہ ترکی اور ایران اور چین کی طرح ہندوستان میں بھی بدکردار مذہبی پیشواؤں کو چھانسیوں پر لٹکایا جائیگا

اور گولیوں سے اڑایا جائیگا۔ میں یہ باتیں آج ہی نہیں کہتا ہوں بلکہ ۱۹۴۷ء سے کہتا آیا ہوں۔ اور میری سینکڑوں تحریریں اس کی شاہد ہیں۔ مثلاً میں جب میں نے حلقہ نظام المشائخ جاری کیا تھا۔ اُس وقت کی پیشمار تحریریں موجود ہیں جو میری ان دور اندیشیوں کو ظاہر کر سکتی ہیں۔

شربت اور چار کے شوقین بوہروں کو معلوم ہو جانا چاہیے۔ کہ میں اس جلسے میں ان کو اتنی چار پلاسکٹا تھا۔ اور اتنا شربت پلاسکٹا تھا۔ اور اتنے زیادہ تکلفات نہ کھٹا تھا کہ ایسے تکلفات انھوں نے خواب میں بھی نہ دیکھے ہوں گے کیونکہ میں دہلی میں ہوں اور دہلی کے تکلفات سارے ہندوستان میں مشہور ہیں۔ مگر میں نے دانستہ کہی کھا پیئے کی چیز نہیں رکھی تھی۔ تاکہ میں اپنے جہانوں کی ذہنیت کا اندازہ کر سکوں۔

جلسے کی تفصیل: جب چشتی میدان عرفا جہانوں سے بھر گیا۔ اور ملا صاحب بھی تشریف لے آئے تو پہلے میں نے ملا صاحب کے تاریخی حالات بیان کئے۔ اور پھر چشتیہ خاندان کے تاریخی حالات بیان کئے۔ اور اس کے بعد اپنا کھانا ہضمیوں سنایا۔ پھر میں نے خواب خواجہ محمد شفیع صاحب کا تعارف کرایا۔ اور پھر انہوں نے مولانا باہر صاحب کا تعارف کرایا اور مولانا باہر نے اپنا کلام سنایا۔ پھر پنڈت زار صاحب کے صاحبزادے پنڈت گلزار صاحب نے نہایت مؤثر انداز سے اپنی نظم حریت پڑھائی۔ پھر کنور جہند سنگھ صاحب بکری نے جعفر علی اور حضرت امام حسین کی مناقبت میں اپنے اشعار پڑھے جن کا حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ پھر فیض صاحب چغتائی نے اپنا کلام سنایا

پھر قان بیلاد و خلیفہ صاحب حالندہری نے مجاہد کے عزائم سے حضرت امام حسین کی نسبت ایسی مؤثر نظم پڑھی کہ سارا جلسہ بے خود ہو گیا۔ پھر قان صاحب حکیم محمد علی خاں باہر نے برجستہ اور فی البدیہہ کلام سنایا جو انھوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک چوبی سی پنسل سے لکھ لیا تھا۔ اس کے بعد سید آفاق حسین صاحب آفاق چشتی نے اپنے سلام پڑھے۔ اور آخر میں غنیمت صاحب چشتی نے ایک لغت اور حضرت علی کی مناقبت اور ملا صاحب کی مدح میں کچھ پڑھا۔ اور آخر میں میں نے ملا صاحب کا اور سب جہانوں کا خاص کر انگریزوں کا اور العرب کے ایڈیٹر صاحب کا اور تمام ہندو مسلمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ اور سفیر صاحب ایران کا فارسی زبان میں شکریہ ادا کیا۔ پھر غنیمت صاحب کے وقت جلسہ پر خواست ہوا چاند سو گیا کہ آج جماد اول کا چاند بہت صاف اور روشن نظر آیا۔ حیدر آباد سے مولوی محمد القیوم صاحب ناظم امور مذہبی کارنامہ لایا کہ وہاں بھی چاند نظر آیا۔

یکم جماد اول ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء جمعرات کو چاندی جمعرات کو گذشتہ پہینے کی پہلی تاریخ بھی جمعرات کو تھی۔ مگر اس دن فرخ کا جشن منایا گیا تھا اور دہلی میں گولی چلی تھی اس واسطے دہلی سے آئے والے زائرین بہت ہی کم آئے تھے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ سوائے استاد محسن الدین اور چند خداکار زائرین کے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ آج دوسرا مہینہ شروع ہوا تو پھر پہلی تاریخ کو جمعرات آئی۔ اور عفت معلول سے بہت زیادہ آئی۔

ریویس کے مرید ہر ریاست ریواں سے

نور محمد نظامی اپنی بیٹی کے ساتھ آئے ہیں۔
اجمبر شریف گئے تھے۔

رانا سنگھ دیو سنگھ نظامی کو آج رانا سنگھ
 دیو سنگھ نظامی جو وہ پورچلے گئے۔ اسرار اسم
 اعظم کی تعلیم بھی دی۔ عربی کے بعض الفاظ
 ان کی زبان اسے ٹھیک ادا نہیں ہوتے مگر
 ان کو شوقِ امتزاج ہے کہ بہت دیر میرے
 پاس بیٹھے رہے۔ اور میں ان کا تلفظ درست
 کرانا ہوا۔

شفقت علی خاں صاحب کی دینی و دنیا کی ہر بات
 رام پور سے شفقت علی خاں صاحب میرے
 دفتری حلیہ کتاب کی درستی کے لئے
 آئے تھے۔ مالکِ مبینے سے کچھ زیادہ فہام
 و ہمت آج شام کو واپس چلے گئے۔ وہ بہت
 کم سخن اور محنتی اور شریف طبع اور سیرِ شمسلمان
 ہیں۔ میں نے حقِ محنت دینا چاہا تو انکار
 کیا۔ اور کہا میں تو باغرضِ خدمت کرنے
 آیا تھا۔ میں نے کہا میری زندگی کا اصول
 یہ ہے کہ خود خدمت کروں تو اس کا معاوضہ

دوسروں سے جاموں اور دوسروں سے
خدمت لیں تو اس کا معاوضہ پوری قدر ثنائی
کے موافق دوں۔ آخر بہت زیادہ اصرار کے
بعد انھوں نے معاوضہ قبول کیا۔ حسین
عقودِ اہر حرمہ کی امانت پر آج شفا
صاحبہ غرضی سے جو سلمہ جاری عفو و اکی
امانت کے انتالیس روپے مجھے دئے۔ میں نے
کہا میں اس کی نیاز پہن کاؤں گا۔ ابد کی قبر بھی
خواؤں گا۔

۱۹ اپریل کا اخبار شائع ہو گیا کہ آج ۱۴
اپریل کو ۱۹ اپریل کا اخبار نکلے گا۔
کتابت کی خطیاں بھی ہیں۔ بے سلیقہ بھی
ہے۔ میرے ذہن اور دماغ کے لیے
آزار مسطور ہے۔ لیکن میں حیرت میں

کے اضافے ہوتے ہیں تو ترکیب کل کارا دہ ہوئے
 لگتا ہے مگر زندگی کے ملک میں وہی شخص
 حکومت کر سکتا ہے جو انہیوں کو منہی
 خوشی برداشت کرتا ہوا قدم بڑھا سے آگے
 چلتا رہے ۔

۷۔ اراپریل کا اخبار: اب گوشش اس کی سہ ماہی اراپریل تک، اراپریل کا اخبار ہی شائع کر دیا جائے۔ اور پھر ۲۵ اراپریل کا اخبار بھی وقت سے پہلے شائع ہو جائے۔ تاکہ میں اطمینان کے ساتھ وہ سفر کر سکوں جو اچھل مد نظر ہے۔

نہ عباد اول ہزار پر پل جمعہ دہلی
سید ابن عربیؒ کی ہر رات کو دس بجے سید
ابن عربیؒ کی ہمانت پور سے دہلی میں واپس آگئے
اُن کے دو دونوں بھائی حسین اور علی ریل
پر گئے تھے۔ آج صبح قوالی ہال میں مجھ سے
ملنے آئے۔

احمد نظامی کی نذر؟ سید ابن عربی نے میرے
 یمن مرید احمد نظامی کی نذر پیش کی۔ اور
 سٹھائی کے دیکس بھی پیش کئے۔ احمد ریاست
 جو نازک کمر پہنے والے ہیں، ہمیں میں بھی
 مبار کرتے ہیں۔ اور مردم بقی بنائے کا کافانہ
 بھی ہے۔ اس گھر کے اکثر عورت مرد میرے
 مرید ہیں۔ اور بہت خوش عقیدہ ہیں۔ ان
 کے بھائی اکثر میرے پاس آتے رہتے ہیں
 ان کے شرکاء سید محمد الرحمن صاحب بھی بہت
 خلوص محبت رکھتے ہیں۔ اور ان کی عورتیں
 میری مرید ہیں۔

سید غنیات علیؑ آج کھتے والے سید
غنیات علیؑ غنائے حق۔ انہیں بے
لغات القرآن کتاب لکھی ہے۔

جمہور قضا ہو گیا، آج کھانے کے بعد ذرا
فیلولہ کرنے لیا تھا سو گیا۔ اور عجیبی نماز

قضا ہوئی۔ آفتاب ہاشمی نظامی، ہزار غالب کی تعمیر کے سلسلے میں آفتاب ہاشمی صاحب لٹے آئے تھے۔ انگریزوں کے قصبے آج اپنی کتاب انگریزوں کی بیٹا کا نام بدل دیا اور انگریزوں کے قصبے نام رکھ دیا۔

تنخواہیں بانٹا دیں، آج مابرج کی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔ کچھ حصہ پہلی اپریل کو تقسیم کیا تھا۔ بقیہ آج تقسیم کیا۔

جامعہ ملیہ کھشام کو جامعہ ملیہ اور کھلا میں
گیا تھا۔ بوسروں کے بڑے ملا صاحب جامعہ
دیکھنے گئے تھے۔ زیدی صاحب وزیر اعظم
ابرام پور بھی شریک ہوئے تھے۔ ذیلی کے عمائد
بھی تھے۔ میں نے ملا صاحب اور ان کے
ولی عہد صاحب کو اس مقام کے تاریخی
حالات سنائے جہاں جامعہ کی عمائدات، بنی
ہیں۔ میں نے کہا یہاں غلام خاندان کا آج
مادہ شاہ ڈوبو گیا تھا اور یہاں جامعہ کے ذریعہ راجہ
کی شش تیرے گی۔
روح کی عمائدات کھشام سے خیراتی روحہ
بہت بیمار ہیں۔ ان کے دونوں بھائی ذیرا
ذیلی گئے۔

حسین کی بیوی دل تاما بانو اچھی ہیں۔ آج بخار
مارا دل ہو گیا۔ اور میرے سوتے ہوئے سیلیان کا بخار ہو گیا
آج فجر میں کے بعد میں نے کبیرہ اس کا کلام مجھے
سنایا۔

یہی فن آباؤ۔
 باہر سونے لگے، گرمی اتنی بھائی ہے کہ میرے
 بچے باہر سونے لگے، گرمی اب تک کم ہے

کے اندر بستو تھا یہاں کیونکہ نرگوں نے کہا ہے مندا
تھا کمر بنایا جھیل میں سونے لیس کا وید بھوکے روپے

سہ چہاں اول شہرہ اپریل ۱۹۳۶ء شنبہ دہلی
روح کی بیماری کی کئی دن ہوئے۔ وہ اپنے
سسرال میں چلی گئیں۔ آج خبر آئی کہ وہاں
پھر گزشتہ مرض کا حملہ ہوا۔ اور بہت سخت بیمار ہیں
میں خواجہ بانو اور حسین کے ساتھ انھیں دیکھنے گیا
مسٹر اکثر عبداللہ صاحب کا علاج ہے۔

امین الملک سر میرزا اسماعیل، آج دس بجے
حسین کے ساتھ امین الملک سر میرزا اسماعیل صاحب
سے ملے گیا تھا۔ وزارتِ مشن کے ایک انگریز
بھی اُس وقت وہاں آئے تھے۔ گیا و بجے تک
وہاں رہا۔

ملا پارٹی کی طرح شام کو پانچ بجے امیر ٹل ہوٹل فی
دہلی میں دہلی کے باشندوں کی طرف سے
واڈوی ہوہر جماعت کے بڑے ملا صاحب
کو ایک پارٹی دی گئی تھی۔ اور مجھ سے سپاس نامہ
پڑھنے کے لئے کہا گیا تھا۔ لیکن جب میں نے
سپاس نامہ دیکھا تو اس کو اپنے لئے اور اپنے
شہر والوں کے لئے ہتھک آمیز خیال کیا۔ اس
دستے اُس کے پڑھنے سے انکار کر دیا۔ پارٹی
میں ہندو بھی تھے۔ سبکھ بھی تھے۔ مسلمان بھی تھے
اور ہوہر جماعت کے افراد بھی تھے۔

سید حبیب صاحب کی تقریر؟ سنا ہے
کہ جب سید ہامز ملا صاحب کیل دہلی نے
سپاس نامہ سنایا تو ذاب خواجہ محمد شفیع صاحب
باقی اورو مجلس اورو دوسرے ہندو مسلمان
باشندگان دہلی اُس کی عبادت سے بہم پہنچے
لیکن میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ سپاس
نامے کا جواب ملا صاحب کے سکریٹری صاحب
نے پڑھا۔ اور میرے حبیب صاحب سابق
ایڈیٹر دفنانہ اخبار سیاست، لاہور نے
ملا صاحب کی تعریف میں ایک تقریر کی جس
کی ابتداء میں انھوں نے کہ ہمارے بھائیوں
کی ابتداء صحابہ حسن نظامی صاحب نے کی تھی

مگر انھوں نے اپنے مکان پر ملا صاحب کو بلایا
تو کچھ کھلا باطلایا نہیں۔ بس خالی خالی باتوں
میں ٹال دیا۔ میں نے فوراً بندھا ڈال دیا
کہا تو وہ پارٹی درویشوں کی طرف سے تھی جو
کھانے پینے کے شوقین نہیں ہوتے۔
ملا صاحب پیغمبر ہیں؟ بنارس میں ایک بھر
صاحب نے ملا صاحب کی شان میں بہت
سلیقے کے ساتھ بلند آواز سے ایک قصیدہ
پڑھا۔ جس کے ایک شعر میں یہ ذکر تھا ملا صاحب
پیغمبر ہیں۔ میں اس کو برداشت نہ کر سکا اور
میں نے بہت بلند آواز میں کہا۔ ہم میں سے
کوئی ملا صاحب کو پیغمبر نہیں مانتا۔ یہ تو ان
سُن کر کچھ دیر کے لئے سناٹا چھا گیا۔ اور سب
حاضرین ایک دوسرے کو دیکھنے لگے چہرہ
پوشوں نے کہا۔ پیغمبر تو ہم ہی نہیں مانتے۔
آخر قصیدہ پڑھنے والے کو بھرے ملا صاحب
میرے پاس آئے۔ اور انھوں نے کہا آپ
کو سننے میں غلطی ہوئی میں نے پیغمبر کا داعی
پڑھا تھا۔ میں نے کہا۔ آپ جھوٹ بولتے ہیں۔
لائے قصیدہ مجھے دکھائیے۔ اگر پیغمبر کے داعی
کا لفظ اُس میں ہے تو میں ابھی اپنا اعتراض
واپس لے لوں گا۔ مگر وہ بغلیں جھانکنے
لگے۔ اور قصیدہ نہ لائے۔

سر میرزا سے دوسری ملاقات؟ میں یہ
کہنا قبول گیا کہ پانچ بجے جب میں امیر ٹل
ہوٹل میں پہنچا۔ اُس وقت ملا صاحب نہیں
آئے تھے۔ بہت تھوڑے سے وہاں آئے
تھے۔ اور مجھے چھپے ہوئے ایڈریس کی کاپی
دی گئی۔ ساور میں نے اس کو وہیں بیٹھ بیٹھ
پڑھا تو غلام بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب
کو الگ بل کر کہا مجھے اس ایڈریس کی بہت سی
باتوں سے اختلاف ہے۔ اس میں ملا صاحب
کو "سیدنا" لکھا گیا ہے۔ اور میں "سیدنا"

کا لفظ آخرت اور حضرت علی کے سوا اور کسی لئے
جائز نہیں سمجھتا۔ اور ایس میں ملا صاحب کو فاطمی
سید لکھا گیا ہے۔ یہ بھی میری تحقیق کے
بوجب غلط ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہ
ایڈریس ملا صاحب کے آدمیوں نے لکھا ہے
یا لکھوایا ہے۔ میں دہلی والوں کی طرف سے
دس کو کیرکٹر لکھ سکتا ہوں۔ یہ سُن کر غلام
شیخ حبیب الرحمن صاحب نے کہا کہ سید ہامز ملا
صاحب ایڈریس پڑھ دیں گے۔

اُسی وقت مسٹر کھنہ برائیوٹ سکریٹری
امین الملک سر میرزا اسماعیل میرے پاس آئے
اور انھوں نے کہا سر میرزا آپ سے ملنا چاہتے
ہیں (جو وہیں امیر ٹل ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے
تھے) چنانچہ میں اپنے لڑکے علی کے ساتھ
مرزا صاحب سے ملنے چلا گیا۔ اور جب واپس
آیا تو سید ہامز ملا صاحب ایڈریس پڑھ چکے تھے۔
وہ میں ایڈریس پڑھنے کے وقت بھی اعتراض کرتا
کیونکہ میں نے شہر والوں کے سر پر یہ ہتھک آمیز غلط
باتیں رکھوائی نہیں چاہتا تھا۔

ملا صاحب نے فرمایا: جب پارٹی درخواست
ہوئی۔ اور ملا صاحب واپس جانے لگے تو میں ان
سے خصوصی مصافحے کے لئے قریب گیا۔ ملا
صاحب نے فرمایا: آج کیا بات ہے آپ مجھ سے
بہت دور دور ہے؟ میں نے کہا میں یہاں آپ
سے پیچھے آ گیا تھا۔ اور آپ کے قریب ہی بیٹھا
تھا مگر سر میرزا اسماعیل صاحب نے مجھے ملنے کے
لئے بلایا یا بلا کر بلک گئی۔ اس لئے مجھے دھنا
فوٹو کی شرکت سے انکار؟ پارٹی کے ختم سے
پہلے ملا صاحب کا چند منٹ شہر ویک کے ساتھ فوٹو
کھینچ گیا۔ مگر میں اُس فوٹو میں بھی شریک نہیں ہوا
کچھ دیر کے بعد میرے چند رفیق دور سے
ہوئے آئے کتاب کا انتظار ہو رہا ہے۔ آپ
کے بغیر یہ فوٹو نہیں کھینچے گا۔ کیونکہ آپ فوٹو

کھجورانے کے خلاف نہیں ہیں۔ میں نے کہا ہیں
 فوٹو کھینچوانے کے خلاف تو نہیں ہوں۔ لیکن
 اس گروپ میں شامل ہونا۔ اپنے شہر کی عزت
 کے خلاف سمجھتا ہوں۔ یہ سن کر درمیں چلے
 گئے اور سیرت بنویرؒ کا فوٹو کھینچ گیا۔ اور
 میں مغرب کے وقت حسین اور علی کے ساتھ
 گھر میں واپس آ گیا۔

برآمدے میں برآمدہ تاج گری بڑھ جائے
کی وجہ سے حجرے سے باہر برآمدے میں برآمد
ہوا جہاں میرا ٹینک بچھا یا گیا تھا۔ سو اُخوب
تیز تھی، مگر نینا تاج بھی تین بجے ٹک آئی۔ پھر
شادی۔

۴۔ حجابِ اول مسیح ۱۳۶۷ء، اپریل ۱۹۴۶ء اقوامِ اعلیٰ
کرائی کیوں ہے؟ ۱۔ تمام ہندوستان میں ہر چیز
جہنگلی ہے۔ غلے کی اگر پیداوار کم ہوئی ہے۔
تو اس کی کرائی ایک حد تک حتیٰ بجانب ہے
مگر وجہیں اس غلط سے پیدا ہوتی ہیں وہ اتنی
نایاد جہنگلی کیوں بک رہی ہیں؟ اور حکومت
اس سے کیوں غافل ہے؟ پان پٹے ایک پیسے
کے سات آٹھ آتے تھے۔ اب چار پیسے کا
ایک پان آتا ہے۔ گلوڑیاں پیسے کی ددانی
تیں۔ اب دو آنے کی ایک بکتی ہے۔
جہاں تک غور کر کے نتیجہ نکالنے کی کوشش
کرتا ہوں تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سارا ہندوستان
خود غرض ہو گیا ہے۔ اور انگریز حکومت
بے خبر اور بے پرواہ ہو گئی ہے۔

سنی کو دیکھ کر سو شیخہ کو دس ہزار روپے ملے
سید عبدالرؤف صاحب نے اسے تھے
اور کہتے تھے بہنوں کے بڑے ملا صاحب
نے ان کی نذر پر لاٹری کی کوڑیڑ سو روپے
دے دی۔ اور نئی دہلی امامیہ ہال سے خبر لی
کہ ان کو دس ہزار روپے دے۔ ایک صاحب
نے عترت احمد کو کہہ کر شیخہ سنی کا امتیاز کون

ہے ۶ میں نے کہا کوئی امتیاز نہیں ہے آپ کی سمجھ کا کچھیر ہے۔ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ شیعوں کے ادارے ہیں۔ ملا صاحب نے جامعہ ملیہ کو بمبئی میں دس چھ لاکھ روپے دیئے تھے۔ اور سنہ ۱۹۰۷ء میں مسلم یونیورسٹی کو ایک لاکھ روپے دیئے تھے۔

انہوں نے کہا کہ مسلمان قوم یکساں ہے
رائے قائم کرنے کی طرف مائل نہیں ہے
ہر چیز کو بدگمانی کی نظر سے دیکھا جاتا ہے
ملاقاتی کے پری نفاذی ایڈیٹر اخبار دین احمد
سے آئے ہیں۔ احسان خان سے ملے ہیں۔

بہاویں مرزا صاحب امین الملک سر میرزا
اسمعیل صاحب کے بڑے فرزند اور سید
علی جواد صاحب افسر پبلٹی پر سن جمیر
ملنے آئے تھے۔ اور بہاویں باؤ صاحبہ
ابیم بہاویں مرزا صاحب سر سٹرم محمد علی
بھی تائیں تھیں۔ اور ان کے ساتھ ان کی ایک
قرابت دار فاقون اور ان کے شوہر بھی
آئے تھے۔ دہلی سے حکیم عبدالسلام صاحب
ملنے آئے تھے۔ اور ہر دوئی سے ایک
صاحب آئے تھے۔ اور غازی آباد سے
ایک ریلوے پولس والے آئے تھے۔

صبح کو مفتی الدینا صاحب دہلی پولس
کے ایک عہدے دار بھی آئے تھے۔ صفوی
صاحب اجیری اور سید سمیع الدین صاحب
بھی آئے تھے۔

مثیل صاحبِ جشتی محمد ہریش چند صاحب
مثیل سینئر سبج ڈپٹی مشنر جج ہیکر
رشتہ جاکے والے ہیں۔ آج میں ان سے
رضعتی ملاقات کرنے کے لئے اُن کے مکان
پر گیا تھا۔

نواب صاحب چھتاری آج ہزاری
نواب سر سعید الملک صدر اعظم حیدر آباد

سے اُن کی قیام گاہ پر ملنے گیا تھا۔ بہت دیر تک تھیلے میں بات چیت کی۔ گرمی کی ترنمی تین دن سے یکایک گرمی بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ آج اماں قدم نزل مکان میں کئی ٹھننے طبع کر تحریر کی کام کیا تھا۔ مگر گرمی بہت زیادہ ہوئی۔

۱۹۳۶ء میں دہلی
 کن وٹسن، انگریزی زبان کے بہت سے الفاظ میں
 شہنشاہ تھا۔ اور ان سب میراجی پھر رہا ہے۔ ان
 انجمن، انجمن، مان کو انجمن، انجمن، انجمن
 کے بعد سب ایک نے ایک نیا لفظ پیدا کیا ہے جس
 کن وٹسن کہتے ہیں جس کا مطلب یہ تھا کہ دہلی
 جماعت، تمام ہندوستان کے لیگی ممبران مرکز و
 دہلی میں جمع ہوئے ہیں۔ اور کن وٹسن نام کے ایک
 میں اپنے صدر کی تقریر میں، دہلی دہلی اے ہیں
 اور عورتیں ہی آئیں ہیں، بیگم ہاں ہی آج دن میر
 کن وٹسن کے شیخ و شاہد ایک ملاقات ہوتے رہے۔
 پارٹی، شام کو پکڑی ہوئی دہلی میں منفی شوکت
 صاحب فنی ایڈیٹر نون دہلی طرف سے مسٹر
 چندرل جی سیئر سب جج دہلی کو لیکھا نذر پارٹی
 دہلی میں جی سیئر سب سب دہلی کے سچ اور غیر
 اور ایڈیٹر اور سب سب دہلی کے سچ اور غیر

روح کی علالت میں زیادتی نہ ہو، بلکہ سب سے
آئی کہ روح ہمیشہ ہوش ہوگئی ہے اور مرض میں مبتلا
ہے۔ میں بھی خواجہ بانو اور دربانو اور امت امین
اور صہبن اور علی کے ساتھ اس کو دیکھنے گیا تھا۔
اور دھادم کی تھی۔ وہ بلا غلظت پر تھی۔ لکڑی کے
تانبے پر چڑھتا مجھ اندھے کے لئے پل صراط کو عبور
کرتا تھا۔ رات کے سوا نو بجے تک ہم سب ہال
رہے پس مکہ بعد واپس چلے گئے۔ خواجہ بانو
رات کو روح کے پاس رہیں۔

تین بجے بیدار ہوا۔ صبح تک تحریری کام کیا۔ نویں
ایک مضمون لکھا جن کا تعلق علم جفر کے اسرار سے ہے۔

جس کا عہد ایک فقرے میں نکالا ہے۔ اور وہ فقرہ بے نقص ہے اور یہ ہے: **اِسلام اِسلام اِسلام** یعنی عہدِ مسلمانہ کی راحت اور آرام کا وقت فرمایا گیا ہے۔

حکیم ناظر حسن صاحب شمیم کا خط
جناب قبلہ خواجہ صاحب مدظلہ استام علیکم السلام آج علیہ
طبیعیہ کالج میں کیا گیا اور اس میں آپ کے خطاب کی مبارک یادگار بنی ہو
بالا لہاق یاس ہو اس کی اطلاع میں
بہشت سکریٹری پیش کر رہا ہوں امید
ہے کہ قبول فرما کر طبیعہ کالج کے لئے دعا
خیر فرمائیں گے۔ نیاز مند (حکیم) ناظر حسن
سکریٹری طبیعہ کالج سہارنپور۔
شکر یہ کہ آپ سہارنپور میں طبیعہ کالج قائم
کر کے ملک کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے
اور آپ کو میرے ساتھ بھی بہت پرانا تعلق ہے۔
آپ کی تہنیت کامیں دلی شکر ہے اور اگر ہوں حسن نظامی

محمد یعقوب صاحب انجمن کا خط
مخدومی قبلہ و کعبہ سیدی و مولائی۔
شمس الحسن حضرت خواجہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
سلام علیکم۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی
رحمت سے آپ کو صحت و عمر و رازی عطا
کرے۔ جس سے اسلامی تبلیغ کا چشمہ
ہمیشہ کے لئے جاری رہے اور گمراہ انسانوں
کو راہ راست پر لاوے حضور والا کا
خطاب شمس الحسن پڑھ کر قلب کو بہت
مسرت حاصل ہوئی ہے شمس الحسن کا
خطاب پر میری طرف سے میرے اہل خانہ
کی طرف سے مبارکباد قبول فرمائیے۔
بندہ خادم۔ محمد یعقوب شمس انجمن لارڈ کرشنا
شوگر ملو لمیٹڈ سہارنپور۔
شکر یہ کہ آپ کی مخلصانہ عقیدت و محبت
کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ آپ میرے دیکھ
دوست محمد شفیع صاحب چیف انجمن کے ہیں
اس لئے میرے دل کے قریب رہتے ہیں۔ جن کے
مکان پر رہنا ہوا تھا آپ کی محبت کے جلوے بھی دیکھے تھے
اور آپ کے کاغذات کے بند و مکان کے ہمراہ بھی رہے تھے۔
شکر گزار حسن نظامی۔

سید شمشاد حسین صاحب کا خط
حضرت پیر مرشد دامت ظلکمہ ہمدانی پور
میں افریقہ کے ریگستانوں میں برقی آلوں
نے آپ کے شمس الحسن خطاب کی دہم
مچائی دل چاہتا تھا ریڈیو کی چابی توڑ
کر بغل گیر ہو جاؤں جس کے آپ پورے
مستحق تھے میں اور میری جسمانی زندگی
مبارکباد پیش کرتی ہیں۔ پرسوں افریقہ
کے سفر سے واپس آیا ہوں۔ والسلام
احقر سید شمشاد حسین حق منزل کیرانہ
ضلع مظفر نگر۔
شکر یہ کہ سید صاحب! آپ کے خط کی عبارت
میں اس قدر ادبی خوبیاں ہیں کہ خطابات
کی تہنیت کے سبب خطوط میں ادبی اعتبار
آپ کے خط کو فوقیت حاصل ہے۔ جب زیر
تعلیم تھا تو کاندھلے ادا کرنے اور بھجوانے
کیا تھا۔ دلی میں ہنری فردش آم فروخت
کرتے ہیں تو آواز لگاتے ہیں کینا کیرانے کا
لڈو ہے۔ یعنی کیرانے کے آم ہندوستان
کے پانچ تخت دلی میں اتنے مقبول و مرغوب
ہیں کہ لڈو سمجھے جاتے ہیں۔ اور میں کہتا
ہوں کہ کیرانے کے شمشاد حسین آرو لڑ پھر
میں یہ شعر سننے کے قابل ہیں سہ
محمد گل است و علی بوئے گل
بود فاطمہ اندراں برگ گل
چو عطرش برآمد حسین و حسن
موسطر شد از دے زمین و زمین
محمد پھول ہیں۔ اور علی اس پھول کی خوشبو
میں اور فاطمہ اس پھول کی پتیاں ہیں۔
اور حسن اور حسین اس پھول کا عطر میں جن
سے آسمان زمین جہک رہے ہیں۔
شکر گزار حسن نظامی۔

پروفیسر عرفان صاحب کا خط
خطاب شمس الحسن مبارک۔ مادہ تاریخ
خطاب نام العارفین شمس الحسن خواجہ حسن
صاحب مدظلہ العالی۔
ظہور امام نیک انام
۱۳ ۵ ۶۵
راقم پروفیسر عرفان روحانی طبیب ۱۵
شاہ گھاسا۔ میرٹھ۔
شکر یہ کہ آپ کے کلمات عرفانی و ادبی
شکر یہ کہ دُخست چشت اہل بہشت و تہنیت
مخلصانہ کا دلی شکر ہے اور اگر تاملوں۔ گنجائش
کی کمی کے سبب آپ کا لہذا خط دفع نہیں ہو سکا۔
شکر گزار حسن نظامی۔

پہنڈت رام ناتھ زتشی کا خط
حضرت خواجہ والا ساقب عمیر الاحسان دامت ظلہ
پس از تسلیم مع التکریم معروض خدمت ہے
کہ یہ حقیر ناچیز جناب کو مبارک باد بابت
خطاب پیش کرتا ہے۔
بندہ وہ ہے جس کو آپ نے ۱۹۳۷ء میں
دُعاے حزب البمر شریف کی اجازت عطا فرمائی
تھی۔ اور جناب کے دولت خانے پر ایک
بھٹے جہان رہا تھا۔ خاکسار رام ناتھ زتشی
رٹیار ڈانچیر کھڑی گلی باغ مظفر خان آگرہ۔
شکر یہ کہ پیارے بھائی پہنڈت رام ناتھ زتشی!
آپ کے محبت سے بھرپور اور غلوں سے بھرپور تہنیت
نامے نے مجھے یہ یقین دلایا کہ مجھے وہ زمانہ اچھی طرح یاد
ہے۔ جب آپ خدا کی یاد کے لئے میرے پاس آکر
تھے۔ خطاب کا بہانہ ہاتھ نہ آتا تو غلوں و محبت کے
یہ چھپے چھپے جلوے میری زندگی کے چاروں طرف
چھنے ہوئے تھے۔ اور میرے گھرنے کے بعد بھی آئے۔
کو معلوم نہ ہو سکتا کہ میرے پاک پروردگار نے کتنی
روحوں کو میری طرح اور جان کا مخلص فرما دیا تھا۔
دلی شکر گزار حسن نظامی۔

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ و تفسیر

دوسری بار چھپوانے کی اطلاع

ناظرین منادی کو اور میرے عزیزوں اور دوستوں کو معلوم ہے کہ ۱۹۲۶ء میں جے جے بیس کی لگا تار محنت سے قرآن شریف کی ہندی تفسیر و ہندی ترجمہ شائع کیا تھا۔ اور وہ پچیس ہزار روپے کے خرچ سے چھپ کر شائع ہوا تھا اور اس میں جن ہندو مسلمانوں نے مدد دی تھی ان کے نام اردو اور ہندی میں قرآن شریف کے ساتھ شائع کئے گئے تھے۔ اب وہ ایڈیشن ختم ہو گیا ہے اور چاروں طرف سے ہندو مسلمانوں کی مانگ آ رہی ہے۔ اور موجودہ زمانے میں جب کہ سیاسی وجوہات کی بنا پر ہندو مسلمانوں میں کشیدگی پیدا ہو گئی ہے چاہتا ہوں کہ قرآن مجید کی یہ ہندی تفسیر اور ہندی ترجمہ دوبارہ جلدی شائع کر دیا جائے۔ لیکن یہ بھی سب کو معلوم ہے کہ آج کل کا مذہب گمراہی ہے۔ اور جھگڑا بھی ہے۔ اور چھپائی بھی بہت ہنسکی ہو گئی ہے پھر بھی یہ کام کرنا لازمی اور ضروری سمجھتا ہوں۔ اس لئے اعلان کرتا ہوں کہ منادی کے ہندو مسلمان اور سکھ ناظرین اور میرے مرید اور دوست اور وہ لوگ جو قرآن شریف کی ہندی تفسیر اور ترجمہ شائع کرنا ہندوستان کے امن عامہ کے لئے مفید سمجھتے ہوں۔ اپنی اپنی حیثیت اور طاقت کے موافق امداد بھیجیں۔ ایک جینے تک میں یہ اعلان

منادی کے ذریعے اور سچے کے خطوط کے ذریعے شائع کرتا رہوں گا۔ اور امداد ایک جینے کے اندر جمع ہوسکی تو جون کے جینے سے چھپائی کا کام شروع کر لیا جائیگا۔ جو مسلمان اپنے مرنے والے قرابت داروں کی ارواح کو اس کا ذخیرہ کے ذریعے ثواب پہنچانا چاہیں۔ یا جو خود اپنی عاقبت کی بھلائی چاہتے ہوں وہ اس کا ذخیرہ میں مدد کریں۔ ایک روپے سے کم امداد نہ بھیجئے جو لوگ اس کا ذخیرہ حصہ لیں گے ان کے نام اخبار میں بھی شائع کئے جائیں گے اور قرآن شریف میں بھی شائع کئے جائیں گے۔ اور جو نام کی اشاعت نہ چاہیں گے ان کی امداد غیر نام کے شائع کی جائے گی۔ اور آمد خرچ کا مکمل حساب ہر چندہ دینے والے کو نام بنام الگ الگ بھیجا جائیگا۔

اعلان کی یہ کاپی اخبار سے الگ بھیجی جاسکتی ہے۔ جو لوگ چندہ جمع کرنے کا کام کرنا چاہیں ان کو رسیدیں بھی بھیجی جاسکتی ہیں۔ اور اس اعلان کی زائد کاپیاں بھی تاکہ ان کو تفسیر کے چندہ جمع کیا جائے۔ مگر چندہ جمع کرنے کا کام واقعہ کار لوگوں کو دیا جائیگا اور ہر چندہ جمع کرنے والے کو میرا خصوصی اجازت نامہ اپنے پاس رکھنا لازمی ہو گا۔ اس کے

بغیر کسی کو چندہ نہ دیا جائے۔

پہلے ایڈیشن کی امداد کرنے والوں کے نام قرآن مجید کی ہندی تفسیر اور ہندی ترجمہ کی تیاری اور چھپائی کی امداد میں جن لوگوں نے مدد کی تھی ان کے نام اور رتیں اور حساب میرے دفتر کے رجسٹروں میں باقاعدہ موجود ہیں۔ لیکن سابقہ ایڈیشن میں اردو اور ہندی حروف میں مدد دینے والوں کے نام اور مقام شائع ہوئے تھے۔ ان کو بھی یہاں درج کیا جاتا ہے تاکہ اگر سابق کے چندہ دینے والے زندہ موجود ہوں تو وہ یا ان کے وارث واقف ہو جائیں کہ ان کی امداد سابق ایڈیشن کے ساتھ شائع ہو گئی تھی۔ اور ان کی رتوں کا باقاعدہ حساب رجسٹروں میں موجود ہے جس کو وہ جب چاہیں دہلی میں آکر دیکھ سکتے ہیں۔ حسن نظمی دہلوی۔

صوبہ دہلی کے معاونین

- (۱) محمد زکریا صاحب (۲) چودہری لالہ بخش صاحب (درحوم) ریلوے سپیڈ کلرک
- (۳) بالو محمد جان صاحب ریلوے آفس
- (۴) سید محمود علی صاحب رائے سینا (۵) ماسٹر فیض احمد صاحب رائے سینا۔
- (۶) عبدالغفار نظامی رائے سینا (۷)

احمد جمال صاحب جوئے والے (۸) بابو
سردار بہادر صاحب (مرحوم) (۹) مرحوم
اہلیہ آغا حیدر صاحب دہلوی (۱۰) خواجہ
بالو صاحب اہلیہ خواجہ حسن نظامی (۱۱)
خود بالو صاحبہ دختر خواجہ حسن نظامی۔
(۱۲) مرحوم اہلیہ ڈاکٹر محمد صاحب
(مرحوم) (۱۳) بابو غلام محمد نظامی (مرحوم)
رائے سینا (۱۴) بابو نادر خاں صاحب
رائے سینا۔

صوبہ پنجاب کے معاونین

(۱) فقیر محمد صاحب ضلع فیروز پور (۲)
محمد دین صاحب جٹو (۳) ایک مسلمان
صاحب مقام رائی (۴) رسول بخش صاحب
ٹھائی ضلع فیروز پور (۵) میاں محمد
حافظ اللہ صاحب لاہور (۶) بیگم صاحبہ
میاں سر محمد شفیع لاہور (۷) سید مظفر علی
صاحب مانسہ پٹیالہ (۸) احمد خان
صاحب بھاول پور (۹) ایک مسلمان
صاحب ریاست کپور تھلہ معرفت فیروز اللہ
صاحب (۱۰) محمد حسین نظامی ننگہ۔
ضلع راجپک (۱۱) کرنل سردار حکیم خان صاحب
جہول کشمیر (۱۲) علی محمد صاحب جالندھر
(۱۳) ہر علی شاہ صاحب پرکوٹ سدوانہ
(۱۴) محمد الدین صاحب شادمان نظامی
لاہور (۱۵) سید عبداللہ شاہ صاحب
منظف آباد کشمیر (۱۶) سید محمد شاہ خرقہ علی
صاحب بھاول پور (۱۷) اہلیہ دیوان
محمد غوث صاحب جلال پور ضلع ملتان
(۱۸) ایک مسلمان صاحب چوئیاں (۱۹)
غلام محمد صاحب موٹاں کلل (۲۰)
فیروز الدین صاحب بھیم بھرو وال (۲۱)
نذر محمد خان صاحب ٹھیکیدار ڈیو غازی

خان (۲۲) نور محمد خاں صاحب چکرات
(۲۳) عبدالعزیز صاحب منجانب مسلمان
سرگودھا (۲۴) سر سردار احمد صاحب
گڈ ٹنکر (۲۵) اصفیہ بیگم صاحبہ نظامی
مرمنڈہ (۲۶) بابو محمد دین صاحب
رشیہ سنگھ پور کشمیر (۲۷) محمد اکبر
شہاب الدین صاحب نظامی جالندھر

صوبہ سرحد اور بلوچستان کے معاونین

(۱) محمد سلیمان صاحب سنگھ نوسہرہ (۲)
ملک محمد اسلم نظامی (مرحوم) کوئٹہ (۳)
محمد رمضان صاحب پشاور (۴) بیڈلٹر
مسلم گرلس سکول بنوں۔ (۵) محمد دین جٹ
مستری رزک۔

ہندو معاونین

(۱) ہز بانس سابق جہا راجہ صاحب لود
چار ہزار روپے (۲) مہنت رام کشن
داس صاحب بھیم دروازہ گلزار باغ
پٹنہ مختلفا اوقات میں معقول امداد
دی جو جسٹروں میں درج ہے۔

کاٹھیاواڑ کے معاونین

(۱) بابو محسن میاں صاحب ویرم کلام (۲)
عبدالغنی عثمان صاحب وٹھلی سورٹھ
(۳) مسلمانان باٹوہ (۴) نواب شیخ
جہاگیر میاں صاحب مرحوم فرماڑوا
مانگروں (۵) نواب عبدالخالق صاحب
مرحوم فرماڑوا مانگروں (۶) مرحومہ
وزیر النساء بیگم نظامی مانگروں (۷)
پرنس عبدالعزیز صاحب مانگروں (۸)
پرنس محمد صادق صاحب مانگروں (۹)
مختار خیر النساء بیگم صاحبہ مانگروں۔

(۱۰) محترمہ زبیدہ بیگم صاحبہ مانگروں
(۱۱) محترمہ صادق ڈہن صاحبہ مانگروں
(۱۲) محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ مانگروں
(۱۳) پرنس محمد ناصر الدین صاحب مانگروں
(آجکل یہ مانگروں کے فرماڑوا ہیں)
(۱۴) حاجی محمد حاجی یوسف صاحب رانا
داؤ کاٹھیاواڑ (۱۵) سیٹھ عبداللطیف
داؤ صاحب باٹوہ۔ (۱۶) مہمن جماعت
مانا ودر کاٹھیاواڑ (۱۷) جمیل الدین
صاحب غوثی نظامی ایم اے مانا ودر
کاٹھیاواڑ (۱۸) ایک مسلمان صاحب
باٹوہ (۱۹) نواب حسین یاد خان جی
اور مہمن جماعت ریاست سردار گڑھ
کاٹھیاواڑ (۲۰) اب ان نواب صاحب کے
لڑکے فرماڑوا ہیں۔ (۲۱) سیٹھ حاجی عبداللہ
اسمعیل صاحب مانا ودر کاٹھیاواڑ (۲۲)
مسلمانان ریاست مانا ودر کاٹھیاواڑ
(۲۳) ڈاکٹر غلام محمد صاحب مانگروں
کاٹھیاواڑ (۲۴) مسلمانان باٹوہ معرفت
انجمن حمایت اسلام باٹوہ (۲۵) مہمن
انجمن پور بندر کاٹھیاواڑ (۲۶) محمد
عبدالکریم صاحب پور بندر کاٹھیاواڑ

صوبہ بمبئی کے معاونین

(۱) الف الف منشی صاحب احمد آباد (۲)
احمد جہاں اکبر جہاں احمد آباد (۳) مستور
معرفت سید عمر علی نظامی گودہرا (۴) حاجی
عبدالقادر عبدالستار صاحب معرفت خبہ
"دین" احمد آباد (۵) سلیمان خان محمد خان
صاحب معرفت اخبار دین احمد آباد (۶)
سلیمان باہم صاحب معرفت اخبار دین
احمد آباد (۷) غلشی شاہ نظامی مرحوم کے
چھوٹے بھائی احمد آباد (۸) بدر الدین

برہمتی نظامی (مرحوم) احمد آباد (۹)
عبدالرحمن حاجی اسلمیل نظامی سورت
(۱۰) سید ذکریٰ نظامی کالول (۱۱)
لال میاں ختم میاں نظامی احمد آباد
(۱۲) احسان کے بوٹی صاحب بمبئی۔
(۱۳) ہزہ بولی نس مولانا طاہر سیف الدین
صاحب پیشہ اداؤدی بوسرہ جماعت
سورت (۱۴) مسلمان معرفت اخبار
”دین“ احمد آباد۔

صوبہ بنگال کے معاونین

(۱) سید شہاد علی صاحب نظامی کلکتہ۔
(۲) محمد مسلم صاحب کلکتہ (۳) ایم جی
مصطفیٰ صاحب جاٹ گام (۴) سیٹھ
صدیق جمال صاحب سنی خوجہ کلکتہ۔
(۵) مسلمان کلکتہ معرفت عبدالغفور
صاحب انصاری (۶) عبدالعزیز نظامی
کلکتہ (۷) عبداللہ صاحب برادراہام الدین
نظامی کلکتہ (۸) فتح محمد نظامی کلکتہ (۹) امام الدین
نظامی کلکتہ (۱۰) علی خان صاحب ہاؤس (۱۱) محمد
ظہا خان صاحب منجانب ایک خاتون صاحبہ (۱۲)
(۱۳) محمد ایڈیٹری قریبا فتح (۱۴) ایم اے صدیق
صاحب سیالہ (۱۵) رضیہ سلطانہ
صاحبہ کلکتہ (۱۶) مسلمان بابر پور
(۱۷) سیٹھ عبدالرحیم عثمان کپنی کلکتہ۔

صوبہ برما کے معاونین

(۱) یمن جماعت رنگون پانچ ہزار روپے
(۲) ڈاکٹر مقبول عالم صاحب ٹانڈو
براد (۳) محمد احمد صاحب مانڈلہ
(۴) قاضی حبیب علی نظامی قھاراولی
برما (۵) محترمہ مریم بی بی صاحبہ برما۔
(۶) ایچ محمد احمد صاحب مانڈلہ برما۔

(۷) ڈاکٹر مقبول عالم صاحب رنگون
(۸) محترمہ کینیز اسلام نظامی رنگون
(۹) سید کشفی شاہ نظامی رنگون (۱۰)
خان بہادر بابو ابراہیم نظامی مرحوم گکو
برما (۱۱) نور محمد یعقوب صاحب رنگون
(۱۲) سیٹھ محمد جان توحیدی شاہ نظامی
مرحوم رنگون (۱۳) عبدالحق صاحب رنگون۔

صوبہ بہار کے معاونین

(۱) انکی شاہ نظامی بھگل پور (۲) رحیم بخش
اینڈ برادر سہنہ (۳) شیخ علی صاحب
کھر گپور (۴) محمد اسماعیل خاں سپوت
نظامی آدرہ (۵) محترمہ والدہ صاحبہ
محمد کریم صاحب وارثی پٹنہ (۶) محمد
خلیل اللہ صاحب کھل گاؤں (۷)
عبدالرحیم صاحب سکروٹی (۸) محمد
نشین خان صاحب کھیتا سرانے (۹)
خان صاحب محمد شہیر خان صاحب مرحوم
سہسرام بہار (۱۰) سید محمد احمد صاحب
گڈھ چروٹی (۱۱) محمد کریا صاحب
دہلوی کھر گپور (۱۲) محترمہ ہمشیرہ صفی اللہ
صاحب کھر گپور (۱۳) ایک مسلمان صاحب
کھر گپور (۱۴) سلیم صاحبہ نواب سر علی امام
صاحب بہار مرحوم پٹنہ۔

صوبہ یوپی کے معاونین

(۱) حافظ محمد عبدالرحیم صاحب وکیل مرحوم
علی گڑھ (۲) محترمہ سلیم نواب محمد اسماعیل
خان صاحب میرٹھ (۳) حافظ عبدالکریم
صاحب سوداگر لکھنؤ (۴) مفتی انوار الحق
صاحب ایم۔ اے مرحوم بھوپال (۵)
چودہری محمد علی خان صاحب مانڈی پور
نہری (۶) شیخ فرزند علی صاحب مانڈی

پارہم (۷) محمد حسین صاحب پارہم
محمد عالمگیر خاں صاحب اگرہ (۹) محمد
صاحب جندولہ (۱۰) قادر شاہ خاں صاحب
سکرام گڈھ (۱۱) جمیعت تبلیغ مسلم مفت
حبیب قاسم صاحب کانپور (۱۲) مسلمان
پارہ چنار معرفت ارشاد احمد صاحب
(۱۳) محمد صادق نظامی سہارنپور (۱۴)
سید ریاض الرحمن صاحب سہارنپور (۱۵)
سید محمد سعید صاحب سورام ضلع الہ آباد
(۱۶) محمد دین صاحب رگھیر سنگھ پور۔
(۱۷) صوفی محمد شفیع صاحب المورٹھ۔
(۱۸) رحمت اللہ خاں نظامی ریواں۔
(۱۹) مرحومہ اہلیہ حافظ محمد اسلمی صاحب
میرٹھ (۲۰) نواب قاضی سر عزیز الدین
احمد صاحب مرحوم سابق وزیر اعظم ریاست
وتیا۔ (۲۱) خلیل الرحمن صاحب بتاڑ
(۲۲) عبدالستار صاحب بھوکرون (۲۳)
محترمہ بنت نواب سر محمد مزیل اللہ خاں
صاحب مرحوم علی گڑھ (۲۴) محترمہ سلیم
شاہ منیر عالم صاحب مظفر نگر (۲۵) سید
باقر علی صاحب مادہ پور (۲۶) محترمہ
والدہ میجر شہاست اللہ خاں صاحب

حیدرآباد اور سی۔ پی کے معاونین

(۱) محترمہ کبریٰ خاتون صاحبہ بھنڈارہ
(۲) عبدالاحد صاحب برٹھ (۳)
نواب دوست محمد خاں صاحب حیدرآباد
(۴) محمد عبداللطیف صاحب حیدرآباد
(۵) محمد امام الدین خاں صاحب حیدرآباد
(۶) محمد علی حسین صاحب حیدرآباد۔
(۷) مولوی میر حسین علی صاحب حیدرآباد
(۸) ایک مسلمان صاحب حیدرآباد (۹)
مولوی محمد نظام الدین صاحب حیدرآباد

صومنداس اور بیرون ہندوستان کے جانیں

(۱) محمد صادق پٹیل صاحب ایلوڈ افریقہ
(۲) باقر علی صاحب مدن ملی مدراس
(۳) ایم۔ اے۔ حلیل صاحب کوڈاروال
(۴) مدراس (۴) ڈاکٹر فخر الدین نظامی
کمپلا مشرقی افریقہ (۵) سکریٹری صاحب
تبلیغ الاسلام کیٹی لان کو مارکس
افریقہ (۶) محمد سرور صاحب پیش کاون
(۷) پیر محمد ابراہیم صاحب کنا نورمڈاس
(۸) احمدی بیگم صاحبہ ترور (۹) کیتان
خان صاحب ریٹیل واڑہ (۱۰) ابراہیم
حسین صاحب نیشال افریقہ (۱۱) اسٹیل
قاسم صاحب ہنسیہ پورٹ بلیس (۱۲) علی محمد
عبدالکریم صاحب کوکنا ڈا۔

دکن (۲۱) سید عبدالمتان صاحب
مرحوم حیدر آباد دکن (۲۲) مولوی محمد
عبدالکریم صاحب سکندر آباد دکن (۲۳)
محترمہ احمدی بیگم صاحبہ ناگ پور سی۔ پی
(۲۴) لفٹنٹ حبیب احمد صاحب حیدر آباد
دکن (۲۵) محترمہ محبوب بانو نظامی حیدر آباد
دکن (۲۶) محترمہ مسیحہ بانو نظامی حیدر آباد
دکن (۲۷) محترمہ بیگم نواب مرزا یار جنگ
صاحب حیدر آباد (۲۸) محترمہ رشید النساء
ملکوت بیگم نظامی حیدر آباد (۲۹) نواب
محمد ابوالفتح خاں صاحب سکندر آباد
دکن (۳۰) مرحومہ سالکہ خاتون نظامی
حیدر آباد دکن۔

(۱۰) شیخ غنی الدین صاحب بلاسپور سی۔ پی۔
(۱۱) خواجہ رشید الدین صاحب کریم نگر دکن
(۱۲) مولوی سید محمد صاحب حیدر آباد۔
(۱۳) ایک شطرنجی درویش صاحب
ایک ہزار روپے حیدر آباد دکن (۱۴)
ایک نظامی خاتون صاحبہ سکندر آباد دکن
(۱۵) ایک شیعہ مسلمان صاحبہ سکندر آباد
دکن (۱۶) محترمہ اہلیہ نواب نذیر نواز
جنگ بہادر حیدر آباد دکن (۱۷) محترمہ
اہلیہ سید محمود صاحب قادری حیدر آباد
دکن (۱۸) محترمہ آصف النساء بیگم صاحبہ
خواہرا علی حضرت حضور نظام سکندر آباد
دکن (۱۹) مولوی حمید احمد صاحب
انصاری مرحوم حیدر آباد دکن (۲۰)
مولوی محمد عبدالغنی صاحب حیدر آباد

ہندی ترجمے اور تفسیر کا بیان

صرف ہندی ہی جانتے ہیں ان کی اطلاع
بہار اور سی۔ پی سے آئی ہے کہ ان کو اول
ان کے بیوی بچوں کو اس ترجمے اور تفسیر
سے بہت فائدہ پہونچا ہے۔ ہر صوبے
کی آویہ سماجوں نے اس ہندی ترجمے
اور تفسیر کی ایک ایک کاپی لی ہے بعض
نے قیمت دی۔ اور بعض کو بلا قیمت دی
گئی۔ نو مسلموں کو بلا قیمت دی گئی۔ اور
انشاء اللہ آئندہ بھی جب طبع ثانی جاری
ہو جائے گی تو یہی اصول مدنظر رہے گا۔
خط و کتابت کا پتہ
دفتر خواجہ حسن نظامی۔ ڈاک خانہ
حضرت نظام الدین دہلی لکھ دینا
کافی ہے۔

اور ان کو معقول معاوضہ چھ برس تک
دیا گیا تھا۔ جو ہندی زبان کے محاوروں
کو درست کرتے تھے۔ اور پھر خواجہ حسن نظامی
مولوی صاحبان کے ترجموں اور پنڈت
صاحبان کے محاوروں کی جانچ کرتے
تھے اور پورے غور و خوض کے بعد ترجمہ منظر
ہو جاتا تھا تب چھاپنے خانے میں بھیجا جاتا
تھا۔ اس ترجمے کی نسبت بڑے بڑے نامی
گرامی ہندو مسلمانوں نے اخبارات میں
تبصرے لکھے ہیں۔ بخاندھی جی نے بھی اس
ترجمے کو بہت زیادہ پسند کیا ہے۔
الہ آباد کے مشہور پنڈت سندھ لال
جی نے مختلف جلسوں میں اس ترجمے اور
تفسیر کی تعریف بیان کی ہے۔ جو مسلمان

قرآن شریف کی ہندی تفسیر اور ترجمے کی تصحیح
۲۰۰۰ ہے۔ اور ایک ہزار صفحات ہیں۔
اور پھر صفحے کے اوپر دائیں طرف شہنشاہ غازی
عالمگیر کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن شریف
کا ملکی صفحہ ہے۔ اور اس کے سامنے پاؤ
صفحے میں شمس العلماء حافظ نذیر احمد صاحب
مرحوم کا اردو ترجمہ ہندی حروف میں ہے اور
نیچے بقیہ آدھے صفحے میں قرآن شریف کا ہندی
ترجمہ اور ہندی تفسیر خواجہ حسن نظامی کی لکھی
ہوئی ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر چھ برس کے
عرصے میں اس طرح تیار ہوئی ہے کہ چار
مسلمان مولوی ہندی جانتے والے قرآن
شریف کا ہندی میں ترجمہ کرتے تھے اور
دو ہندو برہمن بنارس سے بلائے گئے تھے

ترکیبِ شتمال
فاسفورس کا تیل

یہ تیل صرف مالش کے لئے ہے یعنی
ملنے کے لئے ہے۔ کھانے کے لئے نہیں ہے۔
جب کسی ضرورت کے لئے استعمال کیا جائے
تو کاک نکال کر تھوڑا سا تیلیس میں ڈال کر مل دیا
جائے۔ اور بیشی کو فوراً بند کر دیا جائے
ورنہ تیل کا ناسفوس اُڑ جائے گا۔ اور
تاشیر کم ہو جائے گی۔

سو کئے مسان کے بیمار بچوں کی پشت پر
 ملا جائے۔ بیٹے ریڑھ کی ہڈی پر۔ لقوے اور
 فارغ اور درختے کے بیمار بھی ریڑھ کی ہڈی پر
 اور جہاں لقوے فارغ اور درختے کا اثر مہول
 بھی ملیں۔ پچاس برس کی عمر سے زیادہ عمر والے
 عورت مرد مات کو سوتے وقت اپنی ریڑھ کی
 ہڈیوں پر دروازہ مالش کر لیا کریں تو ان کے
 بچوں کی طاقت بہت بڑھ جائے گی۔

اور رطبہ باپے کی سب کمزوریاں اور ہر جانبی مٹھیا کے بجائے
جہاں سب سے پہلے ہاتھ لاش کرے اور جن جڑوں پر سوچے ہوئے
وہاں ہی طبعی تاکہ مادہ بالکل دور ہو جائے۔

جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو اس مقام پر تصور لے لیا
 مل یا جانے والی منٹ میں درد جاتا رہے گا۔ بشرطیکہ درد
 اعصابی یا عصبی نہیں ہو رہا ہو یا درد میں بلیوہ نہیں ہو
 تیل ملنے کے بعد آگ سے سینکنا مناسب نہیں، اور
 زیادہ ٹیک لاش کرنے کی ضرورت ہے کہ چونکہ لپٹ رہے ہیں
 جسم میں بہت جانتے ہر طرف تیل کی کھانائی باہر جاتی ہے
 کہ شرم و غم ہو جائے گا کوئی حوصلہ نہ رہتا تو اس تیل کو

میں اپنے گھر میں پاکستان میں رہتا ہے
 گھر میں بچے ہندو ہو۔ بیا اپنے اپنے گھر
 کی چیز ہے۔ ہا ہر آؤ تو ساری دنیا کے
 آدمیوں سے محبت کرو۔ سب کا بھلا
 چاہو۔ اور ہندوستان کو ساری دنیا
 کا سر تاج بنا دو۔ حسن نظامی
 صد آں اندیا چشتی پارتی دھلی۔

وقت خوش رہنے کی دوا
ارسطو کا چولن

انسان کی سب جہادیاں جگر اور معدے کی خواہشوں
میں ہوتی ہیں اور غصہ بھی اُن لوگوں کو زیادہ تپا ہے جن کا
جگر بڑا ہے یا معدہ ٹھیک کا نہ کہ تپا اور شل زندگی اور ل
کی خوشنودی کی حاصل نہیں ہوتی جگر یا معدے کے مرض ہیں ۔
اس طرح کچھ اور معدے کی سب جہادیاں درود کرتے ہیں
فہم بڑا تپا ہے قبض درود کرتا ہے ۔ اور شل زندگی پیدا کرتا ہے
اور دل کی ہفت خوش رکھتا ہے ۔ یہ چرن حکیم اس طرح کے
خاص نسخے بنایا گیا ہے جو حکیم حکیم کی اصل صاحب رحم کے لدا
حکیم محمد شریف خان صاحب رحم کی مشہور کتاب علاج لاصرف
فارسی میں جو ہے چرن ہندوستان سے تمام ہندوستان میں ہفت
رہا اور ہندوستان کے ہر صوبے میں قوم کے عزت مند اور صاحب رحم کے لدا

بنا سستی مٹی جو نہ تیز آب بنایا جاتا ہے اور پائس کی وجہ سے
تمام ہندوستان میں لگے گی اور سینے کی اور دانت کی بیماریاں عام
ہو جائیں گی اور طو کا چون بنا سستی مٹی کے تیزابی اثر اور گرمی و دھور
کرتی رہے۔ یعنی بنا سستی مٹی کے اثر سے کھن کے خلاف بنے ہوئے
پائسے اور مٹی سے پلاڑی ہو گیا ہو۔ یہ سیافا دانت کی بیماری
ہو گئی ہو۔ وہ اگر دوسرے کا چون لگایا نہ لگایا کہنے کے بعد
استعمال کرتے ہیں تو خدشہ ہے چاہا سست مٹی کے اندر یہ بیماریاں
بہت زیادہ پھیلیں گئے ہیں۔ چاہا جو مٹی جو چون سب کے کمرے میں لائی
جیسا کہ اور دانت کی بیماریاں ہیں ہی آسان اور سادہ ترکیب
استعمال ہے۔ قیمت ایک ڈیڑھ ایک ڈیڑھ

جہانگیر اور شاہ جہاں اور اورنگ زیب
سے لے کر بہادر شاہ نکہ ہر بادشاہ چشتیہ
خاندان کے درویشوں کا مدد تھا۔ اور ان
سب بادشاہوں کو چشتیہ خاندان کے
درویش ہی نصیحت کرتے تھے کہ خدا پر ہوس
کرو گے تو دل راج کی نعمت حاصل ہوگی۔
اور میں بھی اکیہ چشتی فقیر کی حیثیت میں آپ
سب سے جو یہاں ہیں اور ان سب
سے جو دو میل دور یہاں ہیں کہتا ہوں
کہ دل راج کو نہ بھولئے اور دل راج کی
تیاری کیجئے اور دل راج کی تیاری یہ ہے
کہ اپنے دل خدا کی طرف رکھئے اور مجھ کیجئے
کہ جب تک رنگ اور نسل اور زبان
اور فات اور امیری غریبی کا فرق آپ کے
دلوں میں رہے گا اس وقت تک نہ
انگمہ نیر آپ کو راج دیں گے اور نہ یہہ
راج دل راج ہو سکے گا۔

تم گورے ہو یا کالے ۔ زرد ہو یا لال ۔
امیر ہو یا غریب عقل والے ہو یا بے عقل
سب آدمی ہو ۔ اور خدا کے بندے ہو
تم دوسروں کا بھلا چاہو گے مٹھارا بھلا ہو گا
تم دوسروں کا بُرا چاہو گے مٹھارا بُرا چاہیگا ۔
جو دوسروں کو گھر گھر آئینہ خود گھر جائیگا ۔ جو
دوسروں کو ستانا چاہے گا خود ستایا جائیگا
اور جو ہندو سلطان اور امیر غریب
اور کالے گورے کا فرق دل سے دور
کر کے سب کا بھلا چاہیگا ۔ اس کا بول
بالا ہو گا ۔ اس کو دل راج مل جائے گا ۔
وہ اس زندگی میں اور مرنے کے بعد کی
زندگی میں ہمیشہ خوش اور دل شاد رہیگا ۔

قومیں اپنی تاریخ سے زندہ ہوتی ہیں

ہندوستانی قوموں کی تاریخ

ہندوستان انگریزوں سے حاصل کی ہوئی آزادانہ سے زندہ نہیں ہو سکتا کیونکہ انگریزوں نے اپنے کالجوں اور اسکولوں میں ہندوستانی قوموں کو ان کی اپنی تاریخ نہیں پڑھائی۔ اعداد و ثبوت کی تو ایسی انٹی سیدی کر کے پڑھائی گئی کہ ان کے آپس میں عناد و فساد پیدا ہو گئے۔

اس لئے میں نے ہندوستانی قوموں کو ان کی قدیمی تاریخ سے آگاہ کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ اور سب سے پہلے مصر کی تاریخ لکھی ہے جس کا نام

تاریخ فرعون

رکھا ہے۔ جس میں مصر کے پانچ ہزار برس پہلے پرنے زمانے کے بادشاہوں کا بالتصویر تذکرہ ہے۔ مصر میں اٹھائیس خاندانوں کی حکومت رہی ہے۔ اور تاریخ فرعون میں ہر خاندان کے بادشاہوں کے بالتصویر حالات ہیں۔ اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہندوستان کی بعض قومیں مصر سے آئیں تھیں۔ اور یہ بات پرنے مندروں کی تصویروں سے مصر کے فرعونوں کی تصویروں سے ان کے لباسوں سے اور ان رسم و رواج سے ثابت کی گئی ہے۔ اور ہر چیز کی تصویر بھی دی گئی ہے۔ اور وہ زبان میں بھی کوئی کتاب اب تک شائع نہیں ہوئی تھی قیمت مجلہ تین روپے

سفر نامہ افغانستان

یہ کتاب اگر تاریخی کتاب نہیں ہے لیکن اس میں افغانستان کے ایسے تفصیلی حالات ہیں اور ان تاریخی مقامات کا بیان ہے۔ جن کا تعلق ہزاروں برس پہلے کی ہندوستانی قوموں سے رہ چکا ہے۔ یہ سفر نامہ بھی بالتصویر ہے اس میں افغانستان کے شہروں، قصبوں اور دیہات کے مفصل حالات ہیں۔ اور آبادی کی اتنی زیادہ تفصیل ہے کہ ان کے پاس کتنے تھیں ہیں۔ کتنے گھوڑے ہیں۔ کتنی کھیریاں ہیں ان کا کیا مذہب ہے۔ ان کا کیا پیشہ ہے۔ یہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے۔ کابل، غزنی، قندھار، ہرات، چشت بلخ جیسے اہم تاریخی مقامات کے مکمل حالات ہیں۔ اور ہر مقام کے نقشے بھی ہیں بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہے۔ تصویروں میں سب غلطی ہیں۔ سائز بڑا ہے۔ قیمت ایک جلد یا پانچ روپے

جہانگیر کا روزنامہ

شہنشاہ نور الدین جہانگیر نے خود اپنے حالات فارسی زبان میں نوک جہانگیری کے نام سے لکھے تھے۔ میں نے ترک جہانگیری کے ایک حصے کا اردو زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ اور ایک جگہ ایک محرر از مصاحف لکھے ہوئے نوٹ بھی ترجمے کے ساتھ شائع کئے ہیں۔ جن سے کتاب بہت زیادہ دلچسپ ہو گئی ہے قیمت مجلہ تین روپے

نظامی فلسفہ

یہ پانچ سو صفحے کی کتاب ہے۔ مجلہ ہے اور اس میں راج کمار ہر دوپہر اور دیکھنے کے لکھے ہوئے وہ حالات ہیں۔ جو اس نے سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کی خدمت میں حاضر رہ کر مفصل کیفیت قلم بند کی تھی اس کتاب میں تمام خواجگان، چشت کے حالات بھی ہیں اور ان سات بادشاہوں کا تاریخی تذکرہ بھی ہے جو حضرت رب کے وقت میں دہلی کے تحت ہر وقت فوقتاً بیٹھے رہے تھے۔ مثلاً غیاث الدین بلبن، معز الدین، قیقاہ جلال الدین خلجی، علاء الدین خلجی، قطب الدین خلجی اور غیاث الدین تغلق اور محمد تغلق کے وہ مستند اور معتبر احوال ہیں جو آجکل کے زمانے میں کالجوں اور اسکولوں میں پڑھنے والے نوجوانوں کو معلوم نہیں ہیں اس کتاب میں ہندو قوم کی مالک انقلابی سازش کا تفصیلی بیان بھی ہے۔ جس سے معلوم ہوگا کہ علاء الدین خلجی کے بیٹے قطب الدین خلجی کو ایک ہنسنے قتل کر کے کیونکر تخت حاصل کیا۔ اور ہندو حکومت قائم کی اور کیونکر تغلق نے اس ہندو قتل کے اس ہندو حکومت کو ختم کر دیا۔ قیمت مجلہ تین روپے

سب کے ملنے کا نتیجہ :- دفتر اخبار منادی دہلی
پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دہلی ہر نوٹنگ ورس ہی میں چھپو اگر وہ منادی دہلی کے لئے کیا

ترک شک - اور تلقین یقین کا اہتمام

مکارتی

شمس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۱۹۲۶ء عیسوی میں جاری کیا
۹/۱۷/۲۵ رکودہلی سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر علی خواجہ نظامی مورخہ ۹ اپریل ۱۹۲۶ء عیسوی سالانہ قیمت دو روپے

ولیم وزیر ہند

ہندوستان کا دل دہلی - ہندوستان کا پایہ تخت دہلی - ہندوستان کا سب سے زیادہ چھوٹا صوبہ دہلی

وزیر ہند کو دیکھ کر کہتا ہے

خوش آمدی خوب آئے، تم دلی کے مہمان ہو۔ دلی تم کو کہاں ٹھہرائے گا کیونکہ خود دلی بے گھری ہے۔ دلی تم کو کہاں کھلائے گا کیونکہ دلی کو تمہارے
دوڑ دوڑ کر بہت کم کھانا دیتے ہیں۔ دلی تم کو کپڑوں کا جوڑا دیتی مگر اس کے پاس کپڑا نہیں ہے۔ تم کہتے ہو۔ تم آزادی کا ایک ٹکینہ فوٹو لائے۔ تم جس میں
فلم کی عورتوں سے زیادہ اچھی صورت والی ایک عورت کی تصویر ہے جس کی آنکھ نہ تھالی ہے جس کی عمر کم ہے اور وہ بالکل کواری ہے۔ دہلی شہر باوجود عمر رسیدہ ہو جانے
کے اب تک عشق باز ہے اور وہ تمہاری ملائی ہوئی خوب صورت تصویر کا مشتاق ہے۔ تم وہ تصویر گاندھی جی کو نہ دو وہ بد ہے برہم چاری ہیں۔ تم وہ تصویر شرجھ
کو نہ دو وہ جوانی کو طلاق دے چکے ہیں۔ تم وہ تصویر نہرو جی کو نہ دو۔ وہ عشق بازی چھوڑ چکے ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کو بھی نہ دو۔ وہ بوڑھے کوارے ہیں۔
عورتوں کی قد نہیں جانتے۔ لہذا تم وہ تصویر گھنٹہ گھر دہلی پر لٹکا دو۔ اور بس۔ تمہارے ایک دادا لڑکا لائے دہلی کے ایک دادا شاہ عالم کو نشن نام کی ایک
عورت کی تصویر بھی۔ وہ اس عورت کی تصویر سے ایسے خوش ہوئے کہ سالہا ہندوستان تمہارے دادا کو دیدیا۔ ان کے بیٹے اکبر ثانی اور ان کے بچے بہادر شاہ جی
اس تصویر سے ہم آغوش رہے۔

پیارے وزیر ہند۔ ہندوستان کے دل دہلی کی یہ سچی اور کھری بات سن لو کہ ہندوستان کی آزادی کی عورت کی تصویر بننے دو جس کے لئے
ہندوستانی آپس میں لڑنے لگیں۔ اگر تم سچی آزادی دینے آئے ہو تو پہلے ہندوستانیوں کو روٹی ٹپڑے کی محتاجی سے تو آزاد کرو۔ اور
ہندوستان کی راشن بندی کو تو ختم کرو

وزیر ہند کے کان میں ایک بات

مانی ڈیر مہان - جھکاؤ اپنا سر - اور لاؤ میرے منہ کے پاس اپنا کان - تاکہ میں ہندوستان کے دل دہلی کی طرف سے تمہارے کان میں ایک بات کہوں۔

کان کی بات

پیارے - میری جان - ذرا یہ تو بتاؤ کہ تم نے دہلی جیسے تاریخی مقام کو پنجاب کا غلام کہنا کیا ہے کہ نام ہے آئی کا اور حکومت کرتے ہیں پنجاب والے تم ہوائی جہاز میں آئے ہو - ہوائی بائیں نہ بناؤ - ہندوستان کو اپنا دل دو - ہندوستان بھی تمہارا دل دادہ ہو جائے گا - ہندوستان کی روٹی کو راشن کی قید سے آزاد کرو - ہندوستان کے کپڑے کو کسٹریل کے جیل سے چھوڑ دو -

اگر تم کو اس کا اختیار نہ ہو تو وزیر اعظم کو تار دو اور جلدی یہ اختیار منگالو -

تم ایسی آزادی لائے ہو جو الکشن کے میچ کا کھلو نہ ہے - ہندوستان کے جسم کا پھوڑا تمہارے کسی شن سے اچھا نہیں ہوگا اس کے لئے کوئی آپریشن مفید نہیں ہوگا -

جان من - میری یہ بات سچ جانو - کانگریس اور مسلم لیگ کی الکشن بازی - پاکستان بازی اور ہندوستان بازی - ہندوستان کے دل کی آزدوسے کوسوں دور ہے - یہ سب سیاسی ہندوستانی تمہارے بھرے تھے گراموفون ریکارڈ ہیں - گارہے ہیں - بول رہے ہیں اور نہیں جانتے کہ کیا گارہے ہیں - اور کیا بول رہے ہیں -

ہندوستان کو الکشن کی مصیبت میں نہ ڈالو - اور اپنے ملک انگلستان کو بھی الکشن کی آفت سے نجات دینے کی بات سنبھلو -

ہندوستان بے دینی سے آزادی چاہتا ہے - ہندوستان روٹی کپڑے کی آزادی چاہتا ہے - ہندوستان یورپ آئے ہوئے سنیما سے آزادی چاہتا ہے ہندوستان تعلیم کی آزادی چاہتا ہے ہندوستان تندرستی کی آزادی چاہتا ہے ہندوستان ل کی بے فکری چاہتا ہے اپنے لئے ہی اور تمہاری انگریز قوم کے لئے بھی - اور سارے یورپ کے لئے بھی - اور امریکہ کے لئے بھی - اور افریقہ کے لئے بھی اور ایشیا کے سب ملکوں کے لئے بھی -

تم نہ بنے - تم نے اپنا کان مجھے پاگل سمجھ کر پرے مٹالیا - مگر مجھے کچھ مدد نہیں ہوا کیونکہ میں تم کو خوب جانتا ہوں -

انگریزوں کی حمایت کے نوٹ

نوٹ خواجہ حسن نظامی

انگریز موقع شناس ہوتے ہیں انگریز قوم
خوبیاں بھی ہیں اور کچھ برائیاں بھی ہیں۔ ان کی
برائیوں کی مخالفت ہندوؤں میں بھی ایک حرکت
ہوتی رہتی ہے۔ اور ہندوستان کے دوسرے اخبارات
میں بھی ان کا ذکر ہوتا رہتا ہے۔ مگر آجکل جب کہ
وزیر ہند آزادی دینے آئے ہوئے ہیں۔ اور ہندو
مسلمانوں کے دلوں میں یہ سمجھاؤ ہے کہ انگریز
سے چلے جائیں گے تو ہم اپنی مرضی سے حکومت
کر سکیں گے اس واسطے میں انگریزوں کی ایسی خبریں
کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو انگریزوں میں ہیں اور
ہندوستانیوں میں نہیں ہیں یا بہت کم ہیں۔
ان خبروں میں ایک خوبی موقع اور محل پہنچانے
کی ہے۔ یعنی انگریز قوم اپنے وقت پر جیسا موقع
دیکھتی ہے۔ ویسا ہی کام کرتی ہے۔ اور جسکے لیے
اپنی قوم کے نفع نقصان کو سمجھ لیتی ہے مگر ہندو
میں یہ بات نہیں ہے۔ چنانچہ، راجہ کشن داس کے
دن وکٹر ویلک کے خلاف دہلی کے ہندو مسلمانوں
نے مل کر مظاہرہ کیا تو موقع محل نہ پہنچا۔ بجلی گھروں
کو آگ لگائی اور یہ سمجھے کہ اس سے ہمارے
گھروں میں اندھیرا ہو جائیگا۔ ہمارے چھاپے خانے
بند ہو جائیں گے جو بجلی سے چلتے ہیں۔ آگ
بجھانے کے انجن کو آگ لگائی تو یہ نہ سمجھا کہ شہر میں
کبیں آگ لگے گی اور آگ بجھانے کے انجن
نہ ہوں گے تو خود ہمارا ہی نقصان ہوگا۔ ٹاؤن
ہال کو آگ لگائی تو یہ خیال نہ کیا کہ ٹاؤن ہال
ہندو مسلمانوں کا ہے۔ یا انگریزوں کا ہے
اس کے کاغذات جل جائیں گے تو ہمارا نقصان
ہوگا یا انگریزوں کا نقصان ہوگا۔

انگریز ایسا نہیں کرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک
توان کی تعلیم بہت اچھی ہوتی ہے۔ اور دوسرے
تربیت ایسی دی جاتی ہے کہ وہ کچھیں ہی سے
اپنی ذاتی اور اپنی قومی اور اپنی ملکی اچھائی بڑائی
سمجھنے لگتے ہیں۔ اور کچھ یہ وجہ بھی ہے کہ وہ ٹھنڈے
ملک کے ہیں ان کو غصہ جلدی نہیں آتا۔ اور وہ
غصے میں اندھے نہیں ہو جاتے۔
انگریزوں کی موقع شناسی کا اندازہ کرنا ہوا
تو اس سے اندازہ کر لو کہ صحیح نہایت مغرور نظر آتے
ہیں۔ اور وہ ہر کوبت فلسفہ بن جاتے ہیں اور
شام کو سگے بھائیوں کی طرح دوست نظر آتے
لگتے ہیں۔ اور جب تم ایک دن میں ان کے
یہ تین رنگ دیکھو تو سوچو کہ انھوں نے ایسا
کیوں کیا۔ اور وہ ایسے کیوں بنے تو تم کو معلوم
ہو جائیگا۔ کہ صبح کے وقت انھوں نے موقع
کو چھان کر فیصلہ کر لیا تھا کہ موقع غرور اور ٹھنڈے
دکھانے کا ہے۔ اور وہ ہر کو انھوں نے سمجھا کہ
موقع فلسفہ بن جائے گا۔ اور شام کو ان کو
ایسا موقع دکھائی دیا کہ اب ہندوستانیوں کا
گہرا دوست بن جانے کی ضرورت ہے۔
اور دو زبان میں اس کو زمانہ سازی کہتے ہیں
اور فارسی میں ایک کہاوت ہے۔
زمانہ با تو نہ سازد تو باز زمانہ ساز
اگر زمانہ تجھ سے ساز نگوئی نہ کرے تب تو خود
زمانے سے سازگاری کا کام شروع کر دے۔ مگر
ہندوستانی ایسا نہیں کرتے۔ البتہ ہندوؤں میں
بعض ایسے بھیدار لوگ پائے جاتے ہیں جو انگریزوں
سے زیادہ موقع شناس ہیں مگر مسلمانوں میں ایسا
کوئی موقع شناس نظر نہیں آتا۔ ہو سکتا ہے کہ

عوام میں کچھ موقع شناس لوگ ہوں۔ مگر مسلمان
لیڈروں میں نیچے سے لیکر اوپر تک اور اوپر سے لیکر
نیچے تک ایک لیڈر بھی موقع شناس نہیں ہے۔ بلکہ ان
میں یہ عیب بھی ہے کہ اگر کوئی موقع شناسی کی بات
بتائے تو اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور اس کی بات
کو نہیں مانتے۔ چنانچہ خود مجھے اس کا تجربہ ہوتا رہا
ہے کہ جب میں مسلمانوں کو مصیبت وقت کی بات بتاتا
ہوں تو وہ حقارت کی ہنسی بہتے ہیں اور کہتے ہیں
”تین تین دنوں میں سب کی گھر میں“ منہ کی کوئی بگڑائی
ہوا۔ ان کو بھی لیڈر بننے کا شوق ہوا۔
انگریزوں کی حالت یہ کہ جب ان کے قومی اور
ملکی اخبار کوئی رائے شائع کرتے ہیں تو حکومت کے
پیشے نے غصہ اور قوم کے لیے لیڈر فوراً اس رائے کی طرف
متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ رائے قوم اور ملک کے
مفید ہو۔ مگر کس جب پید ہندوستان میں آئے تھے
تو اس بات کو جانتے تھے کہ مشرور چلنے کے ان کو
کا کبر آبنایا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ گریس کا برطانوی عوام
پر بہت زیادہ اثر ہے ایسا نہ ہو کہ وہ وزیر عظم بن جائے۔
اس واسطے ہندوستان کی گریسی سلجھانے کے لیے
بھیجا دیا کیونکہ جانتے تھے کہ ہندوستان کے ہندو مسلمان
موقع شناس نہیں ہیں۔ وہ گریس کی بات نہیں مانتے گے
اور گریس برطانوی قوم میں بدنام ہو جائیگا چنانچہ
ایسا ہی ہوا اور اب جبکہ مشرور چل کے عروج کا زمانہ
ختم ہو گیا تو گریس پارٹی کی وفات نے گریس کو موقع
شناسی کی وجہ سے ساتھ لیا ہے۔ کہ گریس ہندوستان
کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اور ہندوستانی دعاؤں کے
اتار چڑھاؤ کا رٹ جانتا ہے۔ یہ ساتھ ہوگا
تو سب منفعہ کے حسب منشا پورے
ہو جائیں گے اس کو کہتے ہیں موقع شناسی۔

ہندوؤں کی حمایت کے نوٹ

ورن آشرم؟ دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں ہے
 نہ پہلے بھی تھی جسکی ہندوستان کی ہندو قوم ہے
 کیونکہ ہندو قوم نے ہزاروں برس پہلے انسانوں کی
 دماغی اور باطنی قوتوں کو بھیا پانا اور زندہ رہنے
 کا ایک صحیح راستہ معلوم کیا جس کو ان کی زبان
 میں ودن آشرم کہتے ہیں اور بول چال میں ذات
 کا ہند بھی لولا جاتا ہے۔

اگرچہ میں نے تاریخِ فرعون یعنی تاریخِ مصر لکھتے وقت مصریوں کے اٹھائیس خاندانوں کا تاریخی حال لکھا۔ اور اس میں مصری قوم کی علمی اور فنی برتری کو مانا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ مصری قوم کو ہندو قوم پر برتری حاصل نہیں ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ مصری قوم کی ادھر دہری تہذیب نے ہندوستان میں آنے کے بعد تکمیل اور کمال کا درجہ حاصل کیا۔

میرا یہ عقیدہ ہمیشہ سے ہے کہ رومی قوم اور لڑکی قوم اور مصری قوم اور کلہاڑی قوم کا معراج اب ختم ہو چکا ہے۔ اور کوئی آثار ایسے نہیں پائے جاتے جن سے یہ سمجھا جائے کہ مذکورہ قوموں کی تہذیب دوبارہ زندہ ہو سکتی ہے کیونکہ ان قوموں میں ورنہ آشرم نہیں تھا یعنی ذات پات کا بندن نہیں تھا۔ مگر بعد وہ قوم ہزاروں برس سے زندہ ہے اور اگر دلت آشرم قائم ہے تو وہ آئندہ بھی ہزاروں برس زندہ رہ سکتی ہے۔

اگر جس میں جانتا ہوں کہ ہندو قوم کے موجودہ لیڈر گاندھی جی اور نہرو جی ذات پات کے بڑھن کو توڑنا چاہتے ہیں مگر مجھے یقین ہے کہ یہ بڑھن اتنا زیادہ مضبوط ہے کہ مذکورہ لیڈر اس بڑھن کو کبھی نہ توڑ سکیں گے۔ اور اگر قدرت ہی کو یہ منظور ہو کہ ہندو قوم پاش پاش ہو جائے تو ممکن ہے کہ یہ لیڈر کامیاب ہو جائیں مگر کچھ توجہ دینا تو شرم کی طاقت اسی مسلمان قوم

کو کج بھائی ہے، تاکہ وہ ان ہندوؤں کو جو ان کے
پڑوس میں رہتے ہیں، اور جو ایک ہزار برس تک
ان کے محکوم روپ کے ہیں، اچھی طرح سمجھیں تاکہ آئندہ
ہندو مسلمان ایک دوسرے سے مل کر زندگی بسر کریں۔
دونوں ان شرم یافذات پات کا بندہ بن منوجی نے قائم
کیا تھا۔ جن کو ہندو عقائد کے بموجب لاکھوں برس
ہوئے، اور نئی تحقیقات کے بموجب ہزاروں
برس ہوئے، منوجی نے سب سے اونچی ذات
برہمن قرار دی تھی، اور دوسری ذات بھجڑی۔

اور تیسری ذات ویش۔ اور چوتھی ذات شودر۔
اور کلمہ ہائے علم سبوں کو مطلب سمجھانے کے
لئے یہ کہا تھا کہ دنیا میں سب سے پہلے برہما پیدا
ہوئے اور برہما کے سر سے برہمن اور باروؤں
سے چھتری اور پیٹ سے دیں اور شاخوں
سے شودر پیدا ہوئے ہیں۔ اس لئے منوجی
نے بتایا کہ برہمن چونکہ برہما کے سر سے پیدا
ہوئے ہیں اس واسطے ان کا کاکام مائی اور
مذہبی ہوگا۔ اور چھتری چونکہ باروؤں سے پیدا
ہوئے ہیں اس واسطے ان کا کام حکیمت اور
جنگِ عدل ہوگا۔ اور دیں چونکہ ریٹ سے پیدا
ہوئے ہیں اس واسطے ان کا کام تجارت و زراعت
یعنی پیٹ بھرنے کا کام ہوگا۔ اور شودر چونکہ شاخوں
سے پیدا ہوئے ہیں اس واسطے ان کا کام محنت
اور مزدوری اور اور برائی تینوں ذاتوں کی خدمت
اور برائی ذاتوں نے چوتھی ذات شودر کو برائی ذاتی
فسادیت سے ذلیل اور کمزور اور اچھوت بنایا
ہے۔ ورنہ منوجی کا یہ مطلب یہ ہوتا کہ ہر
لئے ہندو قوم کے کاموں کو الگ الگ ذاتوں
میں بانٹ دیا تھا۔ اور چاروں کو درجہ اپنے اپنے کام

فی خاستہ راہ را کہ در کعبہ تہا پس اگر ہند قوم کے لیڈر
دن انہم کی اصلاح کرنی چاہیں تو وہ بیوہ کیسے تہیں
کہہ لیاں گے اپنے اپنے کام میں مصغور ہو جائے اور دوسری
ذاتیوں کو کراؤ وغیرہ پہنچے جس بندھن کو کھینچنا
طرح مناسب نہیں ہے۔

مشترکہ خاندان؟ وطنِ اُتھر کے بعد سزا
 قوم کی تاریخ پر مشترکہ فائدان کا رواج ہے جس معلوم ہوتا ہے کہ
 مہندوں کا متوشل نظام مسلمانوں سے بہتر ہے اس
 مشترکہ نظام میں یہ خوبی ہے کہ ہر کنبہ اور خاندان
 کا ایک آدمی اپنے کنبہ کا فتنے دار اور راجہ ہوتا ہے
 اور یہ رواج ہی جہاں تک مجھے معلوم ہے دنیا
 کی اور کسی قوم میں نہیں ہے، لہذا کا نگرس اور مسلم لیگ
 کے لیڈر اگر مہستان کا تیار ہیں جتنے کا اختیار و عمل
 کر سکیں تو ان دونوں کے دلوں کو اپنے سیاسی اختلافات طے
 کرنے کے بعد سب سے پہلے وطنِ اُتھر اور مشترکہ خاندان
 پر غور کرنا چاہئے اس سے ہم سب ایک قوم
 بن جائیں گے مسلمان اپنی قومیت پر قائم رہیں گے
 اور سدا و بنی جاووں ذاتوں کی قومیت میں قائم
 رہیں لیکن حکومت کا اور اپنے سینے کا امین دن
 اُتھر اور مشترکہ خاندان سے سیکھنا سیکھا۔

ایک اعتراض { مجھے ہندو قوم کے رہنے
 کی تعلیم دینے کے آج نکلے ہیں کہ ہندو
 اور کھانے پینے کی خوبیوں سے محروم ہیں۔ ان کا کھانا،
 پہا اور روشنی سے محروم ہے۔ ان کا لباس،
 نقیل ہوتا ہے۔ اور ان کا لباس بھی شائستگی
 محروم ہے۔ پس آئیں بنا تے وقت میرا یہ اعتراض
 نوٹ بھی سامنے رہنا چاہیے۔

مُسْلِمَانوں کی حمایت کے نوٹ

اخوت اسلامی اگرچہ مسلم لیگ کے
 پاکستان کی حمایت
 کرتا رہتا ہوں۔ مگر سمجھ یہ ہے کہ پاکستان سے
 بہت زیادہ یقینی اور سچی چیز اخوت اسلامی ہے
 یعنی مسلمانوں کا بھائی چارہ اور یہ ایک ایسی
 عجیب اور مضبوط طاقت ہے جو دنیا کی کسی
 قوم کو میسر نہیں ہے۔

حبیب مسلم لیگ کے صدر مسٹر جناح دذیر اعظم
برطانیہ مسٹر لیگی کی تقریر کی تردید میں کہا کہ ہم
مسلمان اقلیت نہیں ہیں بلکہ ایک مستقل قوم ہیں
تو یہ بات نہ ہندوؤں کی سمجھ میں آئی نہ انگریزوں
کی سمجھ میں آئی۔ اور غالباً امریکا اور روس اور
دوسرے اتحادیوں کی سمجھ سے بھی یہ بات
دور رہی ہوگی کیونکہ وہ سب اسلامی اخوت
سے سنا واقف ہیں۔ چنانچہ مجھ سے ابھی حال
میں چند بڑے بڑے انگریز ملے اور انھوں نے
مجھ سے سوال کیا کہ اسلام ایک مذہب ہے
قوم نہیں ہے۔ قوم کا مذہب یہ ہونا ہے
کہ جس ملک میں جو لوگ رہتے ہوں وہ اُس
ملک کی قوم ہیں۔ مثلاً جو لوگ ملک عرب میں
رہتے ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو عراق میں رہتے
ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو ایران میں رہتے
ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو ہندوستان میں رہتے
ہیں وہ ایک قوم ہیں۔ جو روس میں رہتے ہیں
وہ ایک قوم ہیں۔

تو میں نے ان انگریزوں کو جواب دیا ”اسلام
کی یہ ایک فضیلتاقت ہے جس کو آپ لوگ
نہیں سمجھ سکتے۔ کیونکہ ہمارے رسولؐ اگرچہ
عرب میں پیدا ہوئے تھے۔ اور وہ خود عرب

نسل میں تھے۔ لیکن اُن پر جو قرآن نازل ہوا اُس نے تمام دنیا کے آدمیوں کے قومی اختلافات اور مذہبی اختلافات اور رنگ کے اختلافات اور امیر و غریب کے اختلافات دور کرنے کے لئے اخوت اسلام کے نام سے ایک اصول بنایا۔ جو بہت سادہ، پر عام فہم اصول ہے اور جس کا ملبہ دینی، مذہبی بہت سادہ اور عام فہم ہے۔ یعنی جتنی سی یہ مان لے کر خدا ایک ہے۔ اور محمدؐ خدا کے پیچھے ہونے رسول تھے۔ (۱۵-۱۶) خلافت کا مہم جو بن جائے گا۔ چاہے کس کا رنگ کیا۔ سب سچ ہو۔ اور چاہے وہ کسی ملک کا ہو۔ کالامو۔ گورا ہو۔ لال ہو۔ زرد ہو۔ اور کوئی زمان بھی بولتا ہو۔ اور کسی ملک میں بھی رہتا ہو۔ جس وقت وہ یہ کہے کہ میں خدا کا ایک ہوتا ہوں۔ اور محمدؐ خدا کا رسول مانتا ہوں تو وہ فوراً عالمگیر برادری کا ممبر بن جائے گا۔ لہذا ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان بھی اخوت اسلام کے لحاظ سے ایک قوم ہیں۔ اور افغانستان اور ایران اور چین اور یورپ اور انفریقا اور امریکہ کے مسلمان بھی ایک قوم ہیں۔ اُن کے سیاسی اور شل حقوق اور دلچسپ کچھ بھی ہوں۔ اُن کا اثر اصلاحی اخوت پر نہیں پڑتا یعنی ہر ملک کے کالے گھومے لال زرد اور غریب مسلمان اپنے اپنے ملک کی ایک مسلمان قوم ہیں۔ اور اُن پر اسلام نے فرض عائد کر دیا ہے کہ وہ دنیا کی ہر مسلمان قوم کے بھائی ہیں۔ کیونکہ اخوت عربی لفظ ہے جس کے معنی بھائی ہمارے کے ہیں۔

ایک بار ایک نکتہ کہ یہ بھی کہا کہ اگر

آپ اس وقت میرے سامنے یہ کہہ دیں کہ آپ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور محمد کو خدا کا رسول مانتے ہیں تو میں فوراً آپ کو بڑی اپنا بھائی ماننے کے لئے خیر و برکتوں کا دایہ بکریزے منبھ کر کہا تو کیا میری عیسائیت قائم رہ سکے گی؟ میں نے کہا نہیں آپ کی عیسائیت قائم رہے گی آپ کا لباس قائم رہے گا۔ آپ کے ہتھ سینے کا طریقہ قائم رہے گا۔ آپ کی غذا قائم رہے گی۔ آپ کے حقدار جبرطانی تاج اور برطانی قومیت کے لحاظ سے آپ کو حاصل ہیں۔ سب کے سب قائم و برقرار رہیں گے۔

دوسرے انگریز نے سوال کیا "اگر میں شراب پیوں۔ جو اکھیلوں۔ نماز نہ پڑھوں۔ روزہ نہ رکھوں تب بھی میں اسلامی اخوت کا ممبر کیونکہ میں نے کہا یقیناً اگر ایک فدا کو ایک ماں لیں اور محمد کو رسول مان لیں تو پھر اگر آپ شراب پیں یا جو اکھیلیں یا سو روکا گوشت کھائیں یا نماز نہ پڑھیں۔ روزہ نہ رکھیں۔ حج نہ کریں۔ زکوٰۃ نہ دیں تب بھی آپ اسلامی اخوت کے ممبر رہیں گے کیونکہ آج لاکھوں کروڑوں مسلمان ان گناہوں میں مبتلا ہیں لیکن یہ اسلامی اخوت کی ممبری سے خارج نہیں ہوئے ہیں کیونکہ اسلامی اخوت کا اصول صرف اتنا ہے کہ خدا کو ایک مانا جائے اور محمد کو رسول مانا جائے باقی سب چیزیں ذاتی عمل سے تعلق رکھتی ہیں۔

اصول پر انفرادی اور ذاتی اعمال کا اثر نہیں پڑتا۔
 تیسرے انگیزے سوال کیا اگر مہذبہ اور سکھ
 اور پارسی جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اسلام
 کا یہ اصول مان لیں تو کیا مسلم لیگ کے حدود
 مشرقِ جہاں پاکستان کا مطالبہ چھوڑ دیں گے؟

میں نے جواب دیا یقیناً چوڑیوں گے۔ اس شرط کے ساتھ کہ ہر قوم کے ذمے دلائل پراپنی اپنی قوموں کی طرف سے اعلان کر دیں کہ وہ خدا کو ایک مانتے ہیں۔ اور محمد کو رسول مانتے ہیں۔ اور اسلامی اخوت کے ممبر ہیں۔

میں نے پوچھا کہ کیا میں سیاسی لڑائیوں اور جنگوں کو ایسا ہی ایک گناہ سمجھتا ہوں جیسے غناہوں کا ابھی آپ نے ذکر کیا۔ پس یہ جنگیں بھی اسلامی اخوت کے اصول کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

بیشک میں مانتا ہوں کہ سب سے پہلے میرا حق ہے اسلامی اخوت سے انحراف کر کے اپنی خاندانی حکومت قائم کی۔ اور ان کے بعد ہی عباس نے بھی ایسا ہی کیا۔ اور بعد کے سب مسلمان بادشاہ بھی ایسا ہی کرتے رہے اور میں ان سب کو بھی اسلامی اخوت کا ایک گناہ سمجھتا ہوں۔ مگر اسلامی اخوت سے فالح نہیں سمجھتا۔

یہ سننے کے بعد وہ سب انگریز ایک دوسرے کو دیکھ کر حیرت زدہ سے ہو گئے۔ اور انہوں نے مجھ سے کہا "اگر اسلامی اخوت ایسی ہی ہے جیسی آپ نے بیان کی ہے تب تو ساری دنیا کی لڑائیاں ختم ہو جائیں گی۔" میں نے کہا اسلام کے طور پر کامل مقصد تو یہی تھا کہ ساری دنیا کے انسانوں کا اختلاف دور ہو جائے۔ مگر مجھے اپنی نجات اور اپنی برادری کا فائدہ متاخر نہیں ہے کہ میں دوسروں کو بھول جانچا ہوتا ہوں۔ اور آپ کو اپنی ذات اور اپنی قوم اور اپنے چوڑے سے جو میرے سے اتنی محبت ہے کہ آپ اور سب کو اپنا غلام بنا لیا جانتے ہیں۔ بجاویں اخوت اسلام کا اس میں کیا قصور ہے۔ میں نے تو ۱۹۱۸ء میں برطانوی شہنشاہ جارج پنجم کو اسلام کی دعوت نامی غرض سے دی تھی کہ برطانوی اسلام قبول کرے جو دنیا کی سب سے

بڑی طاقت ہے تو دوسرے غیر مسلم بادشاہ بھی اسلامی اخوت کا اصول تسلیم کر لیں گے۔ اور ساری دنیا کے جنگوں سے اور فساد دور ہو جائیں گے۔ اور سب کالے گورے لال زندہ رہیں۔

غریب ایک قوم بن جائیں گے۔

گفتگو ختم ہوئی تو چلتے وقت ایک انگریز نے کہا محمد کو رسول ماننے کی شرط نہ لگائی جائے تو میں اسی وقت اسلامی اخوت کا ممبر ہونے کے لئے کہوں گا کہ اللہ ایک ہی ہے۔ میں نے کہا آپ اگر محمد کو رسول نہ مانیں اور صرف اتنا مان لیں کہ اللہ کے ایک ہونے کا اصول ہے مجھے ایک عرب کے ذریعے معلوم ہوا کہ نام محمد تھا تو میں اسپیشل جن دے کر آپ کو بھی اسلامی اخوت کا ممبر مان لوں گا۔

آج کا نوٹ میں ختم کرتا ہوں۔ اور آئندہ پڑچوں میں تینوں قوموں کی حمایت کے لیے ہی مضامین لکھتا رہوں گا۔ جن میں تینوں قوموں کی خوبیوں کو قلم بند کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

وزیر ہند نے کھانا نام کر دیا کہ جب دینی اور ان کے ساتھی آئے اور دوسرے کے ہاں ٹھہرے تو ان کے لئے ان کی عزت اور شان کے مطابق کھانے کا انتظام کیا گیا۔ لیکن مجھے پتہ نہ تھا کہ یہ خبر ذرا بعد سے معلوم ہو جائے کہ وزیر ہند اور ان کے ساتھیوں نے کہا "ہم کئی کئی قسم کے کھانے نہیں کھائیں گے صرف ایک قسم کا کھانا کھائیں گے۔" لیکن وہ دوسرے نے بھی اپنی خوراک کی مختلف اقسام میں کمی کر دی ہے۔ اور ہندوستانیوں کو بھی راشن کم لگایا اس واسطے ہم بھی اتنا ہی کھانا کھائیں گے جتنا ہندوستانیوں کو دیا جاتا ہے۔

اگر پھر بھی ذاتی غرض سے معلوم نہ ہوتی

اور صرف چند لوگوں میں چھپتی تو میں خیال کرتا کہ یہ رعایا کو خوش کرنے کا ہر پگندہ ہے۔ مگر مجھے اس خبر کا اتنا ہی یقین ہے جتنا خود اپنے کھانے کا یقین ہے کہ وزیر ہند اور ان کے ساتھیوں نے کھانوں کی اقسام کو کم کر دیا ہے اور بہت کم مقدار میں وہ سب لوگ کھانا کھاتے ہیں۔ اور اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ انگریز جو مجھ دوسروں سے کہتے ہیں۔ خود بھی اُس پر عمل کرتے ہیں۔ اور یہ عمل قرآن مجید کی تعلیم پر عمل ہے۔ کیونکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "تم ایسی بات نہ کہو جس پر خود عمل نہ کرو" لہذا میں ہندوستان کے امیروں خاص کر مرہٹوں اور پیروں کو قرآن کے اس حکم کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے حکمرانوں کی زندگی سے سب سے لیں اور کھانوں کی اقسام کی کثرت کو ترک کر دیں۔ صرف پیٹ بھرنے کے قابل یا زندہ رہنے کے لائق غذا کھایا کریں۔

ہل چل رہے ہیں اس لئے دوسرے طرف اور بارغ کے اندر اور نئی دہلی کی عمارتوں کے سامنے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ہل چلنے جا رہے ہیں۔ جہاں کھانے پینے کی چیزیں بونی جائیں گی۔ ہم ہندوستانیوں کو بھی ایسا ہی کھانا چاہئے۔ میں بھی اپنے گھر کے اس پاس کی عالی زمینوں میں وہ سبزیاں بونی چاہتا ہوں جن سے مجھے اور میرے بچوں کو غذا حاصل ہو سکے اور میں راشننگ افسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور کھانا مانگنے کی ذلت محض پر ہنس کر کہتا ہوں کہ وہ سبزیاں بونی چاہئے جن سے کاشور گداز ہوں کہ وہ میری جائز کھانے چینیوں سے خفا نہیں ہوں۔ اور انہوں نے صورت خواجہ نظام الدین اور دیا دے گھس کے ہندوؤں زائرین کی آسائش کے لئے دہلی کے دوسرے گوشے

روزنامہ خواجہ حسن نظامی ہلوی

ہمارے چٹائی مشین ۶۵ سالہ ۱۹۶۶ء میں بنی ہوئی
ہوئی تھی اور لاڈلہ بری کے نقشے کے ساتھ میں
ایوان لاڈلہ بری کی تعمیر کے لئے نئی دہلی میں پل کھینچ
میں منتقل ہو گئے تھے۔ اور ایک حصہ قلاب منزل
کے نام سے بن بھی گیا تھا۔ مگر جب ایٹنوں اور
سمٹ وغیرہ کا علنا نام نہان ہو گیا تو تعمیر رک گئی
گذشتہ عرصے کے موقع پر یعنی آج سے ایک سال
پہلے یہ ایوان پانچ ہزار روپے کی لاگت سے تیار
کر آیا تو خاندانی اخفین نے نئی دہلی میں پل کھینچ
کے افسروں سے مل کر یہ اعلان کر دیا۔ یعنی مجھ
پر مقدمہ چلائے گا۔ یہ تصور شدہ نقشے کے خلاف کچھ چیزیں
اس میں بن گئی ہیں۔ اور لگشم ہو گیا تھا۔ آخر کار
ریڈیٹنٹ مجسٹریٹ صاحب نئی دہلی نے میرے
خلاف فیصلہ کیا۔ اور پانچ ہزار روپے لاگت
کی عمارت مسمار کر دینی چاہی جس سے میرے
مخالفوں کے اور نئی دہلی میں پل کھینچ والوں
کے دل خوش ہوئے۔

اس سال حبس آباد سے جنوری کے آخر میں لاپس آیا تو گم شدہ نقوشوں کی نقلیں لرائیں اور ایک بڑی رقم خرچ کر کے ان کو مکمل کروایا اور پھر چوڑیں صاحبہ عسائی دہلی پرنسپل کمیٹی کے پاس خود لے کر گیا۔ اور انھیں اسے پرائیویٹ لٹریچر (معدی قوجہ کے قابل) لفظ الکیم کرکشی میں بھیج دیا پھر وہیں صاحب نے نقوشوں کے ساتھ یہ نوٹ بھی لکھا تھا کہ چونکہ ۲۲ مارچ کو حضرت خواجہ نظام الدین بولایاؤ کا سالانہ عرس ہونے والا ہے۔ اور یہ نقشے منظور شدہ ہیں اس واسطے فوراً ان کی تجدید منظور کر لی جائے۔ یہ نوٹ فوراً کے آخری صفحے پر ہے۔ مگر دہلی پرنسپل کمیٹی کے

افسر صاحبان میرے مخالفین کے دوست
ہیں۔ اور سات آٹھ برس سے اپنی دوستی
کے حقوق و فرائض اس طرح ادا کر رہے ہیں گویا
وہ مجھے بخیر کرتے ہیں کہیں یہاں سے ہجرت
کر کے کسی اور جگہ چلا جاؤں۔ سات آٹھ برس
کے عرصے میں جتنے نقشے میں نے داخل کئے
وہ سب نامنظر ہوئے۔ اور اب ان اردو
الٹری کی کے علاوہ کئی دوسری عملاتی معمولی
فروگڈ اشتدیں کے سبب مسماہ کر لی گئیں۔
اور کبھی کے انسپکٹروں نے عام مجمع میں میری
تہن کی۔ اور میں صبر کرتا رہا۔ لیکن جب مجھ پر
جیسے مضبوط اور انصاف پسند صدر مقرر ہوئے
تو مجھے یقین ہوا کہ اب میری تکفیدوں کا خاتمہ
سہجائے گا۔ لیکن جب میں نے یہ ناکامی
دہلی میں پس کیٹی کے بعض کارندوں کو میرا
مجرورین کے پاس پہنچ جانا ناگوار دے دیا
انہوں نے علی الاعلان کہا ہے کہ جبار ہنگ
موسکیگان نقشوں کی تجدید منظور نہیں کی
جائے گی۔ اس لئے میں نے مسٹر رہن کو
یاد دہانی کا خط لپنے ہاتھ سے لکھ کر بھیجا۔ اور
اس سے پہلے میں خود بھی ان کے پاس کہنے
گیا تھا۔ مگر مسٹر رہن نے نہ مجھے خط کا جواب
دیا نہ اپنے نقشے منظور کئے گئے۔ فروری ختم ہو
گیا۔ اور اب پانچ بج رہے ہیں۔ ختم ہوا اور جس
میں دو تین دن رہ گئے ہیں۔ اب اگر نقشے
منظور ہو کر ابھی جائیں تو ان کا نام کیا ہے۔
عوس کی نوکانیں ہمدگہ شریف کے بڑے
ہندو اڑسے کے سامنے سڑک کے دونوں
طرف دوکانیں لگ گئی ہیں۔ اور اس طرح

دوکانیں لگائی گئی ہیں کہ کوئی ٹانگہ گذر نہیں
سکتا۔ اور پیدل چلنے والے بھی مشکل گذرتے
ہیں۔ کیونکہ دونوں طرف آگ کی پھینکیں سلگتی
رہتی ہیں۔ اس بازار کا نام یہ تقریباً چار ہزار روپے
مسا لانہ وہ صاحب لیتے ہیں۔ جو نئی دہلی میں
کھپٹی کے پرانے منظور نظر ہیں۔ اور جب عرس
کے زائرین اپنی تکلیفوں کی شکایت کرتے ہیں
کہ وہ کاندن کی وجہ سے اور جھپوں کی وجہ سے
پیدل چلنے کا راستہ بھی کہہ گیا ہے۔ تو کبھی
وہ اس کو دھمکا دیتے ہیں۔

سید علی نظامی بیگ کے حاضر حاضر نے تھے اور میں بیگ نے
دائرے تھے قاضی فیروز الدین صاحب نے تھے اور میری
والیہ بیگم صاحبہ جی سی چند بیگم صاحبہ نے تھے
پانچ سو سے بڑھتی تھیں اور میری جی چادر میں ساتھ
لائے تھے۔ اور میں نے دو گاہ شریف میں ساتھ
جا کر نیاز دہائی تھی۔ اور میری جی چادر میں
چڑھا دی تھیں۔ سید بیگم صاحبہ نے تھے۔ مگر
ان کو اور ان کے والد کو اس دو گاہ سے بہت
عقب رہتے تھے۔

تجلی پانی کا بل ہم آج درگاہ شریف کی برقی روشنی اور مسافر خانے اور وہ خانے کے پانی کا بل یاد کر کے خود کمپنی میں گیا تھا کیونکہ بلوں کے حسابات میری سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ کمپنی کے ہنر و اہلکاروں نے بہت اچھا برتاؤ کیا اور مجھے حسابات سمجھا دیے۔ اور میں نے بلوں کے ایک سو پچپن روپے کچھ آئے ادا کر کے دس روپے لی۔

۱۶ مئی ۲۱ مارچ جمعرات دہلی
عرس کے زائرین کمزور الحسن خاں صاحب

عبدالغنی صاحب کتب فہرست انبار سنبھل
مرداد باد کے شاہ محمد نعیمی صاحب معر
رفقہارستانہ بلڈ شہر کے محمد اسماعیل نور مسلم نظامی
سعادت اللہ خاں صاحب حید آبادی اور
مولانا عشق نظامی کے چوتھے بیٹے ابوالطالب
نظامی عوس میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔
حاجی بشیر صاحب فرس اور یحییٰ اور روشن
کے منڈے لے کر آئے ہیں۔ جمعات کے
حاضر باش استاذ شمس الدین صاحب بھی
آئے تھے۔ چودہری جن عس نظامی بھی لے
تھے یعقوب صاحب اپنی والدہ اور بہن کے
ساتھ آئے تھے۔ عزیز صاحب میرٹھی گیتوں
کا ایک کتاب پر تبصرہ لکھوانے آئے تھے مراد با
کے قوال عبدالسلام کی چوکی آئی ہے۔ رام پور
کے قوال صاحب حسین و مظفر حسین بھی آئے ہیں۔
علی گڑھ کے محمود خاں صاحب جو قضاویں کے
کارخانے کے مالک ہیں۔ خواتین کے ساتھ آئے
ہیں۔ اور یہ سب سوائے حاجی بشیر
کے میرے مسافر خانے
میں پھرتے ہیں۔ میں نے مسافر خانے میں
بجلی کی فٹنگ کرادی ہے۔ پانی کا لٹ بھی لگا
دیا ہے۔ مگر ٹوائیاں پانی بہت کم آتے ہیں۔
دہلی میں پمپ کٹی کے سلیوڈ سسٹم کی طرف سے
ایک سیکھ انپکٹر صاحب آئے ہیں۔ اور میرے
مشورے کی موافقت سے مسافر خانے کے سامنے
نکارواں پافانٹ کھڑے کرانے ہیں۔ کیونکہ
میں نے اس وقت جو باہر پافانٹ مسافر خانے
کے سامنے بنوائے تھے 2 درگاہ کے مخالفین
کے تینے سے بیٹی والوں نے سکارا کرانے تھے۔
حجرہ قدیم آج میں ان مجرہ پتہ قدیمی حجر
میں رہتے تھے۔ جو حضرت امیر خسرو کے مزار کے
پائین ہے۔
درگاہ میں بھی آج زائرین عوس بہت زیادہ

آگئے ہیں۔ خان بہادر ریکل مقبول حسن قمری
سابق وزیر عبادل پور بھی ملنے آئے تھے۔
مہدی کا بھائی بڑا گیا ہے۔ آج علی میر شاہ صاحب
سول مہرین اور ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو دکھانے
لے گئے تھے۔
پاک دل کی خدمت ہا پاک دل محمد حسین
دینی نظامی دس بارہ دن سے آئے ہوئے ہیں۔
اور رات دن خدمت کر رہے ہیں۔ مزارات کے
نئے کتبے لکھے ہیں۔ خاکسار صاحب کے مزار
کے سنگین کتبوں میں ساہی بھری ہے۔ قوالی
ہال کی چندہ جوڑیاں رنگی ہیں۔ مسافر خانے
کی سترہ چوڑیوں پر روشن کیا ہے۔
غریب قوال کی خدمت نے میرے مسافر
میں یہ ایک بوڑھا میر قوال پارون نظامی اپنی بیوی
کے ساتھ رہتا ہے۔ پانچوں وقت کی اذان
دیتا ہے۔ اور پابندی سے نماز پڑھتا ہے۔
اور درگاہ شریف میں صبح شام گانا بھی ہے۔
پہلے یہ کسی قہر میں الجھ رہا تھا۔ آواز بہت اچھی
ہے۔ گزشتہ عوس کے موقع پر بھی اُس نے لنگر
کے لئے بیچ دئے تھے۔ اور اس سال بھی
دئے ہیں۔ میں نے کہا کہ متوکل ہو۔ تمہاری خدمت
مجھ کو کافی ہے۔ تمہارے لئے بس یہ کافی ہے
کہ تم دونوں وقت مزار شریف کے سامنے
بیٹھ کر گاتے ہو۔ مگر پارونے کہا مجھے لنگر کی سہارا
سے محروم نہ کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک نل
قوال کی عبادت کے طفیل میرے مقاصد
بھی پورے فرمائے۔
۱۷ مارچ ۱۹۳۶ء جمعہ ہفتی
آج کے حاضرین ۱۷ عس شریف کی شرکت
کے لئے آج پر پی نظامی احمد آباد سے اور
محمد صد نور خاں نظامی دیکل ایٹھ پوٹی سے
اور صوفی خلائش صاحب لاسہر سے اور محمد سالم
نظامی کان پور سے اور خواجہ نظامی لاسہر

اور عبدالحق صاحب کان پور سے اور محمد
عظیم پیم رنگی قوال احمد شریف سے اور
صاحبزائے میلانا سید حفیظ میں صاحب عبدالحق
سے اور محیا فقیر عشق صاحب مع خواجہ غلامی
سے آئے ہیں۔ صاحبزائے سید یوسف میا
صاحب مہاراج بھی احمد شریف سے آئے ہیں۔
راشدنگ کارڈ ڈاکٹر رامادانی اور ان کے
شریک کار خواجہ عبدالحق صاحب کی حیرانی سے
زائرین عوس کے راشن کارڈوں کا بہت اچھا
انتظام ہو گیا ہے۔ دینی جشن پر ایک دفتر کھولا
گیا ہے۔ جہاں ریل سے اُترنے والے زائرین کو
راشن کارڈ دیتے جاتے ہیں۔ اور مجھے بھی فارم
بھی دئے گئے ہیں۔ جن میں آئے والوں کے
نام اور مقام لکھ کر پورائی دینی کے سرکار آفس
نمبر ۱۱ کو بھیج دیتا ہوں۔ اور وہاں سے فوراً دفتر
کا آدمی راشن کارڈ مجھے دے دیتا ہے اور
میں اسی وقت خوراک کا سامان خرید کر لنگر
کی کھالی میں شریک کرتا ہوں۔
قوالوں کا امتحان آج بھی میں دن بھر اپنے
حجرہ قدیم میں بیٹھا رہا۔ اور قوالوں کی نوچ پر
کا امتحان لیا۔ کیونکہ رات کو میرے گھر سے
قوالی ریڈیو میں نشر ہوئی۔ امتحان اس لئے لیا
تھا کہ قوالوں کو ریڈیو میں گانے کا طریقہ بتا دیا
جائے۔ اور ان کی غلطیوں کو قلم بند کر کے ریڈیو
آفس میں بھیج دی جائیں۔ خورجے والے اختر
الوداد رامسرولے آفا بشیر احمد اور رام پور کے
صاحب حسین مظفر حسین اور عبدالسلام مراد آباد
اور محمد شفیع دہلوی اور پاک پٹن والے پیر بخش
اور سہارن پور کے محفوظ اور علی گڑھ والے
اخلاق احمد اور احمد جیلوالے محمد عظیم پیم رنگی
کا نام بھی لیا۔
حاجی سید محمد اسحاق صاحب کراچی والے
۱۷ مارچ ۱۹۳۶ء جمعہ ہفتی

خلو پر چھوٹے میں چھوٹے ہیں کیونکہ مکانات بالکل نہیں ہیں۔ احمدیہ مہار میں اس واسطے مجھے ان کی آسائش کا بہت فکر ہے۔ جہاں تک ہو سکا آسائش کا انتظام کر دیا ہے۔

تھرے میں جمعہ کی نماز، میرا حرم قدیم درگاہ کی مسجد سے بہت دور ہے۔ مگر آج عرس کے زائرین کی وجہ سے مسجد کے عینوں حصے بھر گئے۔ بڑی درگاہ کے سب بھی بھر گئے۔ اور چھوٹی درگاہ کا محکم بھی بھر گیا تو میں نے اپنے رفیقوں کے ساتھ تھرے قدیم کے اندر نماز پڑھی۔ پھر کی آوازیں صاف آتی تھیں۔ غازیوں کی قسم کی گولاری نہیں ہوتی۔

پاک پن شریف کے بھائی آج درون جلیں باب پن شریف سے آئے ہیں جو سید نادر شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت مولانا خواجہ سید بدرالدین اختر زک کے قریبی قرابت دار ہیں۔ خلفا شریف کا جلوس آج سید فاطمہ امین کی والدہ من شاد کی طرف سے حسب معمول قدیم مزار شریف کے غلافوں کا جلوس نکلا تھا۔ غالب منزل سے اپنے والد کے مزار تک میں بھی جلوس کے ساتھ رہا تھا۔ من شاد اور سید نسیم نہایت ادب کے ساتھ غلافوں کی کشتیاں اپنے سر پر رکھ کر چلے پھر رہے ہیں۔ زائرین عرس کا ایک بڑا ہجوم ساتھ تھا۔ قوالوں کا گانا بھی بہت پر اثر تھا۔ جب آل یہ گاتے تھے: ”پہاں پیاں جلو خواہ ملن کو“ تو حاضرین پر بہت زیادہ اثر ہوتا تھا۔

دادا مولانا کے مزار پر قوالی آج بعد مغرب اپنے بڑے دادا حضرت مولانا خواجہ سید محمد لہام کے مزار پر حاضر ہوا تھا۔ جہاں حاجی بشیر صاحب نے بہت شادی دار شامیانے لگائے تھے۔ اور گیس کے ہنڈسے روشن کئے تھے۔ اور تمام میدان میں غفر فرشتے لگائے تھے۔ ہزار آدمی قوالی

میں شریک تھے۔ مجاہد دل پور کے سلطان فتح محمد صاحب بھی شریک تھے اور مجاہد دل پور کے ایک زمیندار بھی شریک تھے جو اکل پاک پن میں رہتے ہیں انھوں نے قوالوں کو اتنے زیادہ روپے دئے کہ ہر دینے والے سے کئی سو قدم آگے بڑھ گئے۔ حضرت سید شاہ عاشق حسین صاحب کا وجہ بہت ہی زیادہ پر اثر تھا۔

نوش آقوالی ہو چکی تو نئی دہلی میں پل کٹی کی طرف سے مجھے ایک نوش دیا گیا جو اسی درگاہ کی نسبت تھا۔ اس درگاہ میں پہلے کوئی چار دیواری نہیں تھی۔ اور مزار بھی اچھی حالت میں نہ تھا۔ بیس سال پہلے میرے بہرہ دی دو ستر ڈیوڈ شیل نے اپنے خرچ سے یہ درگاہ بنوائی اور سنگ مرمر کا فرش لگایا۔ اور چونکہ ان کو اس درگاہ سے فیض پہونچا تھا اس لئے تعمیر کے وقت وہ خود بھی مزدوروں کے ساتھ کام کرتے تھے۔ اس کے بعد پچیس برس ہوئے کہ میں نے ایک کچی چار دیواری بلوچ ڈٹ اور نچی چارو طرف بنوائی۔ جس کا ایک حصہ گزشتہ بارش کے زمانے میں گر گیا تھا۔ اور اس طرف سے کتے اور گدے مزارات تک آجاتے تھے عرس نزدیک آگیا تھا اس واسطے اس ٹوٹے ہوئے حصے کو میں نے بنادیا تھا۔ اس کے خلاف یہ نوش آیا ہے۔ چونکہ قوالی کے بعد مجھے نوش دیا گیا تھا۔ جب کہ ہزاروں آدمی جمع تھے اس واسطے میں نے اس کو خلیپ میں رکھ لیا۔ اور کسی سے ذکر نہیں کیا۔ تاکہ ہزار بن میں شتعال پیدا نہ ہو۔

مجلس کا جانشین میں نے کئی دن پہلے اخباروں میں اعلان کر دیا تھا کہ اتالیق کو یادگار میدان عرفات میں قوالی نہیں ہوگی مگر جب دادا مولانا کی درگاہ کی قوالی سے واپس آیا تو یادگار میدان عرفات میں پچیس ہزار آدمی جمع

تھے۔ اور ہجوم کی یہ حالت تھی کہ میرے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ تھی۔ میں نے حضرت حاجی بیابا صاحب نقاشی فخری سے مشورہ کیا۔ جو اس وقت مجھ سے ملنے تشریف لائے تھے۔ ان کی اور تمام حاضرین کی یہی رائے ہوئی کہ ہجوم کی اس کثرت میں قوالی ناممکن ہے۔ لیکن میں نے فیصلہ کیا قوالی ضرور ہونی چاہئے۔ اور مولانا اسماعیل عشتی نقاشی سے کہا میں تم کو اس مجلس کے لئے اپنا جانشین مقرر کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ مجلس میں گئے۔ اور میری جگہ بیٹھے اور قوالی ہوئی۔ اور رات کے ۲ بجے تک قوالی ہوئی رہی۔

مساجد کی روانگی آج تین دن پہلے ۲۵ راج کامنادی روانہ کر دیا گیا۔ دہلی سے خبریں آئیں کہ پولس والوں نے ٹھوک پڑتال کی ہے۔ اور فوج نے لڑلانے والی گیس ان پر چھوڑی ہے۔ کیونکہ ان کا جلوس سبیلی کی طرف جارہا تھا۔ تشویش ناک افواہیں بھی مشہور ہوئیں بعض لوگوں نے یہ بھی کہا کہ گولی بھی چلی ہے۔ میں نے خدا سے دعائیں مانگیں کہ عرس من امان سے پورا ہو جائے۔ سر دہنے کے شاہ صاحب آج شکر خیاب کے ایک لطیفی بزرگ کے ضیف غلام محمد صاحب ہر سال عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ اب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے خلیفہ صاحب جبار دیو کے ساتھ سر دہنہ ضیف میرٹھ سے آئے ہیں۔ درگاہ کے مجلس خاستے میں ٹہرے ہیں۔

۱۸ رجب ثانی ۱۳۵۶ راج شہینہ دہلی عرس کا دن آج مارا تھا ہے حضرت خدائی ذات کی ہی تالیخ ہے۔ صبح چاشت کے وقت ذات ہوئی تھی۔ اور عصر کی نماز کے بعد تدفین عمل میں آئی تھی۔ ہمیشہ سے رواج ہے کہ مزار شریف کے سر ہات میں پہلے قرآن قوالی ہوتی ہے

پھر نیاز ہوتی ہے۔ میں اپنے حجرے قدیم میں
کی نیاز کے بعد نیاز کرتا ہوں۔

فرزند مولابخش قوال ہدی میں درویشانہ
شکل و لباس کا ایک قوال مولابخش نامی رہتا تھا
جو بہت نیک عمل آدمی تھا۔ اور ولایت بھی رکھتا
تھا۔ فارسی اُردو ہندی کلام بہت صحیح کا تھا
ابھی آج کے دن حجرے میں اس کا گانا سنا کرتا تھا

اب اس کا انتقال ہو گیا۔ آج اس کا بیٹا آیا
تھا۔ بالکل باپ کی سی وضع بنائی ہے اور
کلام بھی ویسا ہی یاد ہے۔ پہلے اس کا گانا
سنا۔ پھر آخر نرکا گانا سنا۔ پھر موٹی کش شرنی
مست دہ کی عجیب آبادی کا گانا سنا۔ پھر نیاز
ہوتی۔ اور نیاز کے بعد ایک بجے تک دوسرے
قوالوں کا گانا ہوا۔ شجرہ فاروقی صاحب مالک
کا رفاہ اندر جنوں دہلی نے پڑا تھا۔ حضرت
حاجی میاں صاحب سجادہ نشین خانقاہ غفریہ
اور حضرت صاحبزادین صاحب سجادہ نشین خانقاہ
صابریہ دہلی بھی شریک ہوئے تھے۔ ڈبئی سید
عزیز الدین صاحب بھی شریک ہوئے تھے
عبادل پور والے زمیندار صاحب نے آج بھی
قوالوں کو بہت روپے دے دئے تھے۔ پانچ
پانچ روپے کی بیل دیتے تھے۔ سب دینے والے
ان کے جوش عطا سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ آل
انڈیا مومن برادری کے لیڈر عام صاحب بھی حجرے
کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

دوسری مجلس آیتین بچے کے بعد یادگار
میدان عرفات میں دوسری مجلس ہوئی مجمع
بہت زیادہ تھا۔ لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے قوالی کی
آواز دور تک سنا سکتی تھی۔

محضور نظام کی منقبت آیتربائی انس
نواب صاحب رام پور کے قوال صاحبزادین
مظفر حسین نے اعلیٰ حضرت حضور نظام
کی وہ منقبت گائی جو ابھی حال میں حضرت

نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر پڑھی تھی۔ جب یہ غزل
گلوں کے جس گائے نام حاضرین پر بہت زیادہ تھا۔
اس وقت میں نے اسے حضرت کی اس منقبت
کی نسبت اور قوالی کی نسبت اور ہندو مسلم اتحاد
کی نسبت ایک تقریر کی۔ مولوی محمد کرم اللہ صاحب
حیدر آباد کے ایک عہدے دار مجلس میں شریک
تھے۔ انھوں نے کہا کہ چونکہ میں حیدر آباد کا مسلمان
ہوں اور اس وقت میرے بادشاہ جم جاہ کی
منقبت پڑی گئی ہے۔ اس واسطے میں پیغمبر
دہم قوالوں کی تذکرہ کرتا ہوں۔ میں نے ان کی دم
قوالوں کو دیدی۔ حاضرین پر اس کا بھی بہت
اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد محمد عظیم پریم راگی کا گانا
ہوا جس سے حاضرین پر جاو دو کر دیا۔ ہر شخص اپنی
اپنی جگہ دم بخود تھا کثرت ہندو مسلمان شریک
مجلس تھے۔ قوالی ہال خواتین سے بھر اڑا
تھا۔ ساڑھے پانچ بجے قوالی ختم ہوئی۔ اور
محمد نذیر خان نظامی وکیل ایڈی کی طرف
سے ترشے پر آخری نیاز ہوئی۔

روانی کی چونکہ پریمی نظامی کو آج احمد آباد
جا نا ضروری تھا۔ اس واسطے وہ مغرب کے
وقت واپس چلے گئے۔ کراچی والے حاجی محمد
احق صاحب اور گلشن والے احمد زکریا عثمان
صاحب بھی واپس چلے گئے۔ جنوبی افریقہ سے
آئے تھے کمال الدین صاحب بھی کل کی اور
آج کی مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

دہلی سے ملاوادی صاحب اور مفتی شوکت فی
صاحب اور خواجہ فضل احمد خاں صاحب
شید اور مسٹر ضحی الدین احمد ایم اے اور علی
خان صاحب اور لالہ میر چند صاحب کھنہ
اور عاصمی نظامی اور عبداللطیف خاں صاحب
نیازی انکم ٹیکس آفیسر اور سیٹھ حسین بھائی
عبداللہ لال جی اور ان کے بیٹے اور سرفاق
سلیمان تھا اور قائد جنگ نظامی اور صاحبزادین

نظامی اور درجب خاں نظامی اور مسٹر صاحب
نظامی اور سید اظہار الدین احمد نظامی کی باریے
اور سید اشرف الرحمن نظامی اور سید آفاق حسین
صاحب چشتی اور حکیم محمد بن طہسار نظامی مولانا
حکیم خواجہ سید ہلال صاحب پیر زادہ دہگاہ
حضرت خواجہ قطب صاحب بن وغیرہ صاحب
شریک ہرم ہوئے تھے۔ اور حافظہ عیاض احمد
صاحب جہاز جامعہ ملیہ اور حافظ بنی احمد
لاہوری بن جامعہ ملیہ بھی آئے تھے۔ حضرت علی
ایکسٹرن آفیسر اور ان کے رفیق بیوی والے پارٹی
اور ہندو بھارتی شریک ہوئے تھے۔ اور ہندو
سیٹھ صاحب نے بہت سے بچے بھی قوالوں
کو دے تھے۔ حاجی حیرت شاہ صاحب وارثی
بھی تشریف لائے تھے۔ حکیم آفتاب ہاشمی نظامی
بھی شریک ہوئے تھے۔

سبط احمد نظامی آہر دوسرے والے محمد علی صاحب
اور سبط احمد نظامی بھی عرس کی مجلسوں میں
شریک ہوئے تھے۔ ڈاکٹر ہاشمی آئے تھے۔
عقبہ صاحب چشتی آج میر تشریف والے حضور صاحب
چشتی اور ان کے رفیق آدیب صاحب بھی مجلس
میں شریک ہوئے تھے۔ عقبہ صاحب کی شاعرانہ
مہارت کا اندازہ بھی ہوا کہ انہوں نے برجیہ ایک
نظم کو شگفتہ کر دیا۔

تیسری مجلس بعد مغرب یادگار میدان عرفات
میں مولانا عشق نظامی کی صدارت میں تیسری
مجلس ہوئی تھی۔ مولانا صاحب نے اپنے رفیق
ریڈیو نشر کے رات کو دس بجے میرے مکان
حسین خانے کے اندر جو دہگاہ شریف سے ملا
ہوا ہے۔ صرف ایک دوپارہ ہی میں ہے۔ دس
قوالوں کی قوالی ریڈیو میں نشر ہوئی تھی دوسرے
ایڈورڈ منتھل ممبر کونسل وائسرائے اور ان
کی میم صاحبہ اور کرنل عبد شہید اور دو انگریز
اور دوسری غلام عباس صاحب حضرت

مجلس طریقتی دہلی اور سید اشد حسین ذائے
سید احمد علی اور خان بہادر ڈی سید
بہادر الدین صاحب مرحوم کے صاحبزادگان
اور بہت سے ممتاز ہندو مسلمان اس خاص مجلس
میں شریک تھے۔ پہلے دہلی کے قوالوں نے
قول گایا۔ اور رنگ گایا۔ پھر اختر انور فرج
والوں نے پھر اختر احمد سرسری نے پھر
صاحب حسین مظہر حسین رام پوری نے اعلیٰ حضرت
مختور نظام کی منقبت گائی۔ پھر عبدالسلام
مراد آبادی نے پھر محمد شفیع دہلوی نے اقبال
اشکوہ گایا۔ پھر پیر بخش فریدی نے پھر اختر انور
نے دوبارہ ہندی کلام سنایا۔ پھر محفوظ سہارنوی
اور اطلاق احمد علی گڈھی نے حضرت قلندر
صاحب بانی جی کا کلام سنایا۔ پھر محمد عظیم
برہم راگی نے ہندو مسلم اتحاد کا دعا سنایا۔
قلندر جگ نطامی اور عبدالمقید عشتقی اور
محمد محمد نغیاں نطامی نے اور میں نے مجلس
کامیاب قائم رکھنے کے لئے شروع سے آخر تک
قوالوں کا ساتھ دیا۔ میں نے اعلیٰ حضرت
مختور نظام کی منقبت کے وقت اعلیٰ حضرت
اور ان کے ملک کی سلامتی کے دعا یہ فقرے
بلند کئے۔ اور بہ فارسی غزل کے مضمون کی
اُردو میں تشریح کرتا گیا۔ اور آخر میں ہندوستان
کے ہندو مسلمانوں کو آواز دے کر کہا: مل جاؤ
ہندو مسلمانو! آپس میں مل جاؤ۔ سرایہ درویش
اور ان کی کس صاحبہ اور کرنل صاحبہ بہت
بادہ گیری تو جس کے ساتھ شریک بزم رہے
بیڑی کے اہلکاروں سے معلوم ہوا البتہ بہت
اجھار مارا۔ اور چند قوالوں کی آواز اور قطعیت
نوزوں ثابت ہوا۔ پھر میرا بھی صاحب اختر انور
اور محمد سیدان پوری صاحب خلق احمد علی
اور اختر انور سرسری گانگانا صاحبین مدظلہ
یہ سب سے زیادہ صاحب تھے۔

کرنل جڈ سے باتیں کیا۔ انہی ریڈیو مجلس
ختم ہوئی تو میں نے ۱۲ بجے تک کرنل صاحب
سے باتیں کیں۔ وہ میرے میں سالہ دوست
ہیں۔ اردو پڑھتے ہیں۔ اردو و صاف جانتے
ہیں۔ اور صاف لکھتے ہیں۔ اردو محاورے
بہت مزیدار طرز سے ادا کرتے ہیں۔ میں نے
ان کو ایڈورڈ ڈائری بھی دی۔
رات کی مجلس بہ مولانا عشتقی نظامی کی
صدارت میں یادگار میدان عرفات کی مجلس
رات کے ۲ بجے تک جاری رہی۔
بریلی کا سیلفون کل رات کو ۱۲ بجے
حضرت عزیز میاں صاحب سجادہ نشین
خانقاہ نیاز بریلی کا سیلفون آیا تھا کہ میں
۱۹ کی صبح کو عرس کی حاضری کے لئے دہلی
پہنچوں گا۔
آج شام کو سنڈل اسمبلی کے ممبر احمد بارون
جعفر صاحب اور رحمت اللہ صاحب
اننت پوری ملے آئے تھے۔
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ گیارہ حضرت
مولانا سید عیاض الدین احمد میاں قادری
سجادہ نشین خانقاہ قادریہ احمد آباد کا نائب
معمول آج ہی آیا تھا۔ میں نے تمام حاضرین
عرس کو بڑھ کر سنایا۔ وہ ہر سال عرس کے
موقع پر ایک تاریخ بھی کرتے ہیں۔
دوسرا تاریخ بلوچستان سے صوبہ سرحد کے
ناظم جماعت نظامیہ قاضی میرا بخش نظامی
کا تاریخ دزد زبان پر آیا ہے۔ وہ بھی ظہرین
کو سنایا گیا۔
تیسرا تاریخ دنگن نیلگری جنوبی ہند سے
روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی کا آیا تھا
وہ بھی حاضرین کو سنایا گیا۔
چوتھا تاریخ مولوی محمد مظہر اللہ ظہری
کا حیدر آباد سے آیا تھا۔ ان کے لئے مسکن

دعا کرتی تھی۔
پونہ کے عامل صاحب فرزند آج درگاہ
کے حجرے میں ناؤ دنی بوہرہ جماعت کے
عامل صاحب پونہ کے فرزند تھے۔ جو بڑے
علاء صاحب کے داماد ہیں۔ طاہر علی صاحب
بھی ان کے ساتھ تھے۔
حضرت مذاق کے سجادہ نشین بہ بدایون
سے حضرت مولانا سید اشاد علی شاہ صاحب
فرزند سجادہ نشین حضرت مولانا سید دلدار
علی شاہ صاحب مذاق تشریف لائے تھے
ان کے صاحبزادے بھی ہمراہ تھے۔
پیارے میاں صاحب بہ نپل سے
بنے میاں صاحب مرحوم کے فرزند پیارے
میاں صاحب آنے والے تھے۔ میں نے
ان کے قیام کا انتظام کر دیا تھا۔ مگر وہ نہیں
آئے۔ ان کے رفیق آئے تھے۔
ہوئی کی مٹھائی بہ میرے دوست
رام سرن سنگ صاحب لاہری کئی دن پہلے
ہوئی کی مٹھائی لے کر آئے تھے۔ وہ ہمیشہ
ہوئی دیوالی پر اپنی محبت ظاہر کرتے ہیں۔
استاد شمس الدین کی خدمت میں
میں استاد شمس الدین صاحب مجلس کا خطاب
کرتے ہیں۔ اس سال بھی کئی رات دن وہ
اپنے رفیقوں محمد صدیق صاحب اور بندو
میاں اور احمد میاں کے ساتھ مجلس
کے انتظام میں مصروف رہے۔
حاجی بشیر صاحب حاجی محمد بشیر صاحب
لکڑی والے دہلی کی تمام درگاہوں میں بلاشبہ
شامیانوں کا اور فرش کا اور روشنی کا اپنی
طرف سے انتظام کرتے ہیں۔ اور یہ چیزیں
انہوں نے اپنی طرف سے وقف کر رکھی ہیں
مگر انہیں سب سے کہ اس سال ان کو درگاہ کی
اور روشنی میں محمد نقصان ہر وقت گزارا

جو مجلس کے ہندوں کے ذریعے کرتے ہیں۔
کہا جاتا ہے کہ بعض لوگوں نے دانستہ اُن کو
نقصان پہنچایا۔ مگر اللہ اور دیا اللہ کے
دربار میں اُن کی یہ خدمتیں ہمیشہ مقبول رہی گی۔
۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء کو پانچ بجے اتوار کی
انگریز درویش کی آمد آج ایک انگریز جوان
بھری دروی پیٹے ہوئے ملے آئے۔ اور میرے
ہاتھ چوم کر سامنے دوڑا بیٹھ گئے۔ ترجمان ساتھ
تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کون ہیں؟ کہا بھری
جہازوں کے ایک افسر ہیں۔ میں نے نام پوچھا
تو کہا ہالیت خاں نام ہے۔ مجھے حیرت ہوئی
اور تفصیلی ملاقات دریافت کئے تو اس انگریز
نے نہایت صاف لہجہ فصیح الفاناس کہا پیر
مرشد صوفی عنایت خاں رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا
محبہ پیر اور حاضرین مجلس پر پڑا اثر ہوا۔ اُن کے
والد پروفیسر عنایت خاں نے دہلی میں فائن
پانی حبیب کہ وہ یورپ سے میری ملاقات کے
لئے آئے تھے۔ اد میں نے اُن کو اپنے مکان
کے سامنے دفن کیا تو دو سال کے بعد ولایت
اور ان کے چچا مشرف خاں اور دوسرے چچا
محبوب خاں اور ان کی والدہ وغیرہ صوفی صاحب
کے مزار پر آئے تھے۔ اُس وقت ولایت خاں
بہت کم عمر تھے۔ اب وہ جوان رحمان ہیں۔ مگر جبر
پر اب تک کہیں کی مصومیت ہے۔ اُردو نہیں
بول سکتے۔ مگر اُردو سمجھ لیتے ہیں۔ اپنی بہن کا
ڈاکر کیا کہ اُن کو برمنوں نے شہید کر دیا۔ میں بہت
دیر تک اُن سے باتیں کرتا رہا۔ اور جب وہ جانے
لگے تو میں نے کھڑے ہو کر اُن کو گلے لگایا۔ اور
بہت دیر تک گلے لگائے رہا۔ ایسا محمد میں
ہوتا تھا کہ اُن کے والد کی مدح مجھ سے کہہ رہی تھی
کتاب میرے اس بڑے لڑکے کو میرا چاہن
جنا دے۔

مسٹر زیمان ٹیل پرنٹ کچلو صاحب کے ساتھ
ملے آئے تھے۔ غالب کے مزار کی تعمیر کا بیڑہ
لگایا ہے۔ میں نے خود ساتھ جا کر ٹیل صاحب
کو تعمیر کا موقع دکھایا۔
فلسفہ نماز، سیّدس الدین مدد، ایک
کتاب کا قلمی سہولت ملے تھے۔ جو اُن کے
فلسفہ نماز پر لکھی ہے۔ میں نے اس کا کچھ حصہ
سننا۔ اور تقریباً چھ سطر لکھا دیں۔
اُستاد ہلال کا قصیدہ آج میرزا غالب کی
خلافت کے مدعی اُستاد ہلال صاحب آئے تھے
اور اپنا لکھا ہوا قصیدہ خطاب کی تہنیت میں سنایا
تھا۔ جس کو خطاب کے خطوط میں درج کیا تھا۔
اخلاق احمد کا قصیدہ آج علی گڑھ والے شریف
توال اخلاق احمد نے بھی خطاب کی تہنیت
میں اپنا قصیدہ گا کر سنایا تھا۔
رومانی آج صوفی خدائش صاحب لائبریری
چلے گئے۔ اور سعادت اللہ صاحب چھوڑا۔
عاجی حیرت شاہ صاحب وارثی کے بھائی
ہو گئے۔
شہزادی سرت جہاں بیگم کی دہلی کی بہت
سی خواتین قوالی کی مجلس میں شریک ہونے
کے لئے آئیں تھیں۔ آج درود لے ایک خاتون
کا تعارف کرایا اور کہا میں کا نام سرت جہاں
ہے مادریہ دہلی کے شاہی خاندان سے، تعلق
رہتی ہیں۔ اور ایم اے پاس ہیں۔ میں نے کہا
آپ کس بادشاہ کی اولاد ہیں؟ شہزادہ جہاں
دیا محمد شاہ بادشاہ کی اولاد ہوں۔ میں نے پتہ
کہا وہ بادشاہ جس نے تیموریہ خاندان کے
زوال کی بنیاد رکھی پھر میں نے پوچھا تم اے
پاس کرنے کے بعد کیا شغل اختیار کر رہی
جواب دیا سرکاری نشریات کے رسالے تو
کی ایڈیٹر ہوں۔ تب میں نے کہا مجھے یاد آیا تقریباً
سہ ماہی کے اخبار کے کل ویرلر نے تمہاری

مجھ سے بہت تعریف کی تھی بیٹی تم اس مذہب
کا چرلر ہو جو سیف و ظلم کا ملک تھا پھر میں
نے پوچھا تمہارے شوہر کا کیا نام ہے؟ شوہر کا بہن
پھر لیا۔ میری لڑکی درود لے ہنس کر کہا مجی ان
کی شادی نہیں ہوئی ہے۔ میں نے کہا میری شادی
ہے۔ کہ خدا تمہاری آئندہ زندگی کو خوش حال
بنائے۔ اور تم ہمیشہ شاد آباد رہو۔
حضرت عزیز میاں صاحب آج صبح حضرت
عزیز میاں صاحب سجادہ نشین خاں کا جنازہ
بریلی حاضر آئے تھے۔ نیاز میں شریک
ہو کر واپس تشریف لے گئے۔
مشائخ پنجاب آج نونے شریف کے سجادہ نشین
حضرت حافظ سدید الدین صاحب بھی شریک
عرس ہوئے تھے۔ اور سیال شریف کے
سجادہ نشین صاحب بھی شریک عرس ہو سکتے
یہ دونوں نظامیہ سلسلے کے نامور بزرگ ہیں۔
شادی کی شرکت آج عبداللہ صاحب
عامی نظامی کے مکان پر کوچہ قابل عطاریں
کیا تھا محمد تقی نظامی ہی لے تھے۔ اور عامی
صاحب کے بھائی محمد اللہ صاحب ہی لے تھے۔
عبداللہ صاحب کے نکاح میں شریک ہو کر
واپس چلا آیا۔
آج محمد نور خاں نظامی ایسے واپس چلے گئے۔
حلوہ سوہن آئیں ہیں۔ آج میں نے شوہر
چمکا تھا۔ اُن کے لڑکے شیخ محمد شہل ہی آئے
ہم سے ہیں۔ مگر اُن کی بڑی لڑکی حافظہ شریکی
شوہر کے ساتھ کانپور میں ہیں۔ چھوٹی لڑکی
نجمہ آئی ہیں۔
عبد الرشید نظامی کی سہ ماہی دو دن سے عین
ماہی رحمت اللہ نظامی کے بڑے لڑکے کا
نظامی ہی حرم میں آئے تھے۔
نوحہل حماری کی وفات آج ہی ہوئی تھی

اور کزیر ہوا طالب رکے گئے تھے۔ ولی عہد صاحب نے یہ باتیں بجد و کجسی سے سنیں۔ میں ان کے چہرے کو غور سے دیکھتا رہا۔ اور ان کے قوی اور مذہبی جذبات کا اندازہ لگاتا رہا۔ سید علی اختر صاحب نے بعد مغرب حکمہ آثار قدیمہ دہلی کے افسر سید علی اختر صاحب اپنی نگارگری بیوی کے ملنے آئے تھے۔ یہ اپنے خنہ میں یکتا اور بڑے مہربانے جاتے ہیں۔ اور میلان کو سالہا سال سے جانتا ہوں۔ منادی کے پڑھنے والوں میں ہیں۔ میں نے ان کی انگریز بیوی سے پوچھا آپ ہندوستان کی کھانا پسند کرتی ہیں؟ سنیں کہ جواب دیا بہت پسند کرتی ہوں۔ مگر میں نہیں کھاتی۔ علی اختر صاحب نے کہا اور میں مرچیں بہت پسند کرتا ہوں۔ میں نے کہا میرا معاملہ برعکس ہے۔ میری بیوی مرچیں پسند کرتی ہیں۔ اور میں مرچیں پسند نہیں کرتا۔ بدھ کے حاضر باش سید یا مین نظامی بھی ملے آئے تھے۔

۳۴ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ ۲۸ مارچ ۱۹۱۶ء جمعہ دہلی نالی کے گھر میں آج میرے پوتے سید محمد علی اپنے بڑے بھائی سید رنی اور بڑی بہن طاہرہ قرۃ العین اور فریدہ اور اپنی والدہ اور اپنی نانی اور اپنی آنا سکینہ کے ساتھ دہلی گئے ہیں کچھ دن ہی مون میں مصروف رہ کر واپس تشریف لائیں گے۔ دادا نے بحیثیت پرنسپل سکریٹری یہ بلٹین شائع کیا ہے میں خوالی ہال میں لیٹا تھا۔ اپنی والدہ اور نانی کے ساتھ مجھے سلام کرتے آئے بسنے تھے۔ آنکھیں بند تھیں۔ میں نے کہا حضور عالی یہ عجیب سلام ہے کہ آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ میں نے ٹاٹہ کر دھکی دی والدہ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ اور ان کو دعا مانگی۔

دل آرا کا بخار میری بڑی ہو کر روزانہ

ہلکا سا بخار رہ جاتا ہے۔ دہلی سے لیڈی ڈاکٹر مسز عبداللہ دیکھنے آئیں تھیں۔ میں نے حسین کو انہت پورا اور حیدر آباد اور ممبئی کے تین برتین تار پیچھے ہیں۔ اور ان کو بلایا ہے۔ ان سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ جعفرات کے حاضر باش آست دشمس الدین صاحب آئے تھے۔

۳۵ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ ۲۹ مارچ ۱۹۱۶ء جمعہ دہلی انجمن کے آج ڈاکٹر محمد علی شاہ صاحب نے بخار بڑھ کر کرنے کے لئے دل آرا کے انجمن لگایا تھا دل آرا بونکی والدہ صاحبہ بھی کاسکین سے آئی ہوئی ہیں۔ آج محمد الدین صاحب کاسکین سے آئے ہیں۔ دل آرا کے بھائی سید محمد مسیح نے والدہ کو واپس بلایا ہے۔ ان کو لینے آئے کیا نواب زین یار جنگ بہادر نے نظام پولیس گیسٹ ہاؤس میں نواب زین یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا بہت دیر باقی ہیں۔ ان کے نواسے اور نواسی سے جی پائی ہیں۔ بیٹے بہت پر ہف باتیں کرتے ہیں۔

دل آرا کا بخار بڑھ گیا آج دل آرا کا بخار لکھ دو ہو گیا ہے۔ میں نے کہا جعفر کے بعد سلب خن کا عمل کیا۔ اور عاقل دم کہیں۔

دکن کے مفتی اعظم نے آج شام کو مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی مفتی اعظم حیدر آباد ملے آئے تھے۔ میرے مجرہ قدیم میں ملاقات ہوئی حیدر آباد کا سیلیفون رات کو ایک بجے سید سعید نظامی کو ابڑا سیلیفون آیا تھا۔ دل آرا کی صحت کا حال پوچھا حسین بھی حیدر آباد میں موجود تھا دہلی میں ۵۲ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ ۳۰ مارچ ۱۹۱۶ء شنبہ دہلی اوقات کیسی آج صبح سنی اوقات مجلس کے جلسے میں گیا تھا۔ مساجد کمیٹی کا جلسہ تھا۔ مسز ڈاکٹر عبداللہ نے مجلس سے فارغ ہو کر مسز ڈاکٹر عبداللہ کے پاس سچی ہر محل میں گیا تھا

جو مندرائے کے باڑے کے قریب ہے۔ پھر اردن اسپتال میں مسز شاہ صاحب سول سرجن سے ملا تھا۔ اور اس کے بعد خان صاحب ڈاکٹر عبدالحی صاحب کو ساتھ لے کر گھر میں آیا تھا مسز ڈاکٹر عبداللہ اور ڈاکٹر عبدالحی صاحب نے دل آرا کا معاملہ کیا تھا۔

حسین کا تار لہجہ حیدر آباد سے حسین کا تار آیا تھا کہ وہ ہلدی دہلی پہنچ جائیں گے سید انیس الرحمن نظامی ملے آئے تھے۔ اور پان بھی ملے تھے۔

۳۶ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ ۳۱ مارچ ۱۹۱۶ء اتوار دہلی سنی اوقات کمیٹی کا بڑا جلسہ آج صبح سنی اوقات کمیٹی کے بڑے جلسے میں گیا تھا۔ نوابانے لیاقت علی خاں صاحب صدارت کی تھی۔

جامع مسجد اور امام صاحب مسجد فتحپوری اندر خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب اور ملا محمد و امدی صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور شیخ وحید الدین صاحب ممبران شریک تھے۔ ایک بجے تک جلسہ ہوا۔

دس صبح حیاں آج دہلی سے ٹی کی دوس صبح حیاں پلج لپچے کی لایا تھا۔ کیونکہ اب گرمی شروع ہو گئی ہے۔ پانی پینے کے سات کٹورہ پر ہی قلعی کرائی۔

حسین کا تار لہجہ ممبئی سے حسین کا تار آیا ہے کہ وہ منگل کے دن صبح چھ بجے دہلی پہنچ جائیں گے نواب صاحب چھتاری آج شام کو بہر انجمن سنی نواب مسز سعید الملک بہادر صدر اعظم باب حکومت حیدر آباد سے ملنے گیا تھا۔ نواب مسز سعید علی خاں سے بھی ملاقات ہوئی۔ نواب زین یار جنگ بہادر سے بھی ملاقات ہوئی۔ نواب صاحب چھتاری سے تفصیلی چیت کل ہوئی کیونکہ میں گذشتہ دن کے نسبت معلوم

دہلی پنجاب اور ریاستوں کے بقیہ خطوط

صوفی محمد شفیع نظامی کا خط

جناب قبلہ عالم حضرت محمد وی خواجہ صاحب دام ظلکم سلام علیکم۔ آج اخبار میں یہ پڑھ کر جناب اقدس مابک خدمت گرامی میں شمس العلماء کا خطاب پیش کیا گیا ہے بہت ہی خوشی ہوئی یہ عاجزی جناب کی خدمت عالی و قمار میں مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ حضور مولاد و ستیگر ہے کسان حضرت محبوب الہی کے فیضان و کرم کا اولے ترین کرشمہ ہے اور میں اس درگاہ بندہ نواز کا اولے ترین غلامان غلام۔ پس میں اپنے مولائے چاہنے والے کی خدمت میں بنائیت عجز سے اس خطاب پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ حضور اس سے بھی زیادہ ہوں۔ آپ کا غلامان غلام۔ صوفی محمد شفیع نظامی۔ شکل کشتہ انجالیہ شہر ٹھکریم کہ آپ میرے محبوب سلسلہ نظامیہ کے فدائی ہیں اور ان تجلیات و تصرفات باطنی کو جلتے ہیں جو محبوب پاک کے قدیموں کی برکت سے طبقہ بزرگوں کا شاہد ہیں کہ تہمت میں اس واسطے میرے دل پر کیا تہمت ہے کہ میرا لفظ کاشتہ گرا اور ملا دہم نے ایک کوئی نہیں ہے سید مبارک علی نظامی کا خط

مرشدی و مولائی حضرت خواجہ صاحب مدلالکم سلام علیکم۔ مجھے یہ معلوم ہو کر بڑی خوشی ہوئی کہ قہر شاہ منظم نے آپ کو نئے سال کے موقع پر شمس العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ میں دل کی گہرائیوں سے

مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرمائیں اور میرے لئے دین و دنیا کی بھلائی کی دعا فرمائیں۔ حقیر ناچیز سید مبارک علی نظامی زلماہو دعا کہ تمہارے نام میں علی کی برکت اور نظامی سلسلے کی برکت اور بہناراہوں حبیب و لیاہ اللہ سے بھر لو۔ اہم آل ثوی اور اولاد علی اس لئے تمہاری عقیقت کی تہنیت سے بہت زیادہ خوشی ہوئی اور میں نے تمہارے اطمینان قلب کی دعا اور آواز سے دعا کی۔

شعب صاحب کٹانی کا خط۔ مگر بنده جناب خواجہ صاحب سلام علیکم گزارش ہے کہ فہرست خطابات میں جناب کا اسم گرامی دیکھ کر بنائیت خوشی ہوئی۔ واقعی شمس العلماء کا خطاب جناب کے ہی لائق ہے۔ خادم اس خطاب پر جناب کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ جناب دعائے خیر میں یاد فرماتے ہوئے بنیاد مند۔ شعب عثمانی دہلی۔

شکر ہے کہ آپ میرے وطن ادبم شہر میں ایک نام الیہ سینہ کے نام کی برکت حاصل کر کے نام سے جو حضرت موسیٰ نے شہر اور ربی تھے۔ لہذا اکی تہنیت اسم شعب کی تہنیت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کو اسم موسیٰ اور اسم شعب کی برکتیں مرحمت فرمائے جن نظامی ولی اللہ خان صاحب کا خط ہادی و مرشد روبر من سلامت۔ بعد قد موسیٰ و کورنش دلی مبارکباد دست بستہ پیش ہے۔ نیاز مند۔ ولی اللہ خان۔ منتظم خاص۔

ہر ماہی منس زو اب صاحب جاورہ دعا کہ آپ میرے سلسلہ چشمیہ کی دو آنکھوں کے دیکھنے والے ہیں لہذا حقیر صاحبی۔ دوسری آنکھ

چشتی نظامی یعنی ہر ماہی منس زو اب ل شامہ فرماؤ جاؤ کہ چشتی صاحبی اور چشتی نظامی کے آپ کا نام خاص اور رحم ذات میں اللہ تعالیٰ آپ کے دل مقصد کو درست فرمائے۔ اور زو اب صاحب کا سایہ آپ کے سر پر سلسلہ شفیق الدین صاحب کا خط۔

ہم نے مراحل طریقت و ہادی منازل حقیقت جناب شمس العلماء پر حضرت خواجہ صاحب دام اقبالہ۔ شرائط بندگی بجالانے کے بعد ملتس ہوں کہ یہ ناچیز بندہ جناب کی خدمت اقدس میں خطاب تسمیل لکھا مگر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ قبول فرمائیے۔ مگر قبول افتد ہے نصیب۔ شفیق الدین حمید منزل۔ بکس پال۔

ٹھکریم کہ آپ میرے بھائی شفیق الدین صاحب آپ کی طویل تہنیت اور وسیع تحریر کا خلاصہ کرنا پڑا۔ ورنہ آپ نے غالب کے مزاد کی تعمیر اور چشتی پارٹی کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ سب شائع کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

غصانہ تہنیت کا دل سے شکر زیادہ کرتا ہوں جن نظامی قیصر صاحب حمید راہادی کا خط حضرت مخدوم و مطلع بندہ۔ اداب۔

خطاب کی مبارکباد پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہوں۔ مگر قبول افتد ہے عز و شرف۔ آپ کا دربرندہ دعا گو۔ سید ابو الحسن قادری قیصر۔

شکر ہے کہ مولانا سید ابو الحسن صاحب قادری قیصر آپ سلسلہ باختر سے میرے دل میں ہیں اور آپ جب کہ چالیس برس اس تعلق کو گندے دل کے اسی گوشے میں موجود

میں جہاں پہلے دن قیام کیا تھا۔ آپ کے اوصاف حیدر آباد کے سب لوگ جانتے ہیں اور جو صدہ آپ کو بھی خانہ دیرانی سے ہوا اس کو میں نے اپنا ذاتی صدہ سمجھا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو آغوش رحمت عطا فرمائے اور آپ کو صبر دے۔ تہنیت کا شکریہ ادا کرنا جس نظامی

کشمیری نظامی کا خط

مکرم و معظم ذی جاء و شہرت یافتہ دعویٰ حضرت خواجہ حسن نظامی۔ دام قبالہ سلام علیہ ابانظامی! آپ سے آپ کے پوتوں کی عمر کے برابر ایک لڑکا پل رہا ہے (فاحکم بدین) جرات یوں ہوئی۔ کہ راقم تقریباً ایک سال سے آپ کی کتابوں کا مطالعہ فرصت کے اوقات میں گھنٹہ گھنٹہ کرتا ہے۔ ماریا باریس یہ تمنا ہے کہ جواب دعا کی صورت اختیار کر چکی ہے کہ پیدا ہوتی ہے۔ کاش میں بھی حسن نظامی جیسا اہل علم بن سکوں۔ آپ میری بیوقوفی پر تبسم نہ فرمائیں۔ کیا عجب جو یہ تمنا میری پوری ہو جائے۔ اگر وہ حضرات جو جمعیت اہل قلم ہونے کے لیے آئے، کو جانتے ہیں میری بات سن لیں تو یقیناً مجھے پائل قرار دینے کیونکر کہ جو نسبت خاک آباد عالم پاک۔ خدا کرے ایک بیچ مقداد خدا بھی اپنی شوق رفعت اور مذاق پر از سے مہر فرود بن جائے۔ آمین۔ آدم برسر مطلب۔ مجھے اپنے ذمہ خدام میں شامل کر لیجئے۔ میں آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ کاش آپ میری اس خواہش کو پورا کر کے مجھے دو پے انتہا فائدے پہنچائیں وہاں میں بصد فخر کہا کروں میرے مرشد جناب حسن نظامی ہیں۔ (۷۲) اور دوسرے کیا عجب آپ کی مرپرستی اور آپ کی پراثر دعاؤں سے

ایک اچھا آدمی زندگی کے آئندہ دن میں ثابت ہو سکوں۔ آمین بسفیدہ ورقے ہر ایک آدمی کے ہاتھ سے سب سے بڑی نہیں ہو سکتی۔ شرائط تحریر فرما کر بندہ کو بین واصل خبرہ لیجئے بشمس اللہ خطاب ملے پورا تم آپ کو مبارکباد عرض کرتا۔ مگر وہ باتیں حائل اور مانع ہیں۔

(۱) یہ پنجاب کی عزت افزائی نہیں بلکہ زیادہ تر یہ عزت ہر میچسٹی اور ان کے قلم کی ہے ذرا ہنس دیتی ہیں راقم نے تہنیت نامے پڑھے۔ جہاں اسنے بڑے لٹریوں لٹا دیادروں۔ سرادراماء لوگوں کے تہنیت نامے ہوں۔ وہاں راقم کی مبارکباد کس گنتی میں۔ رومی کی شگری میں پڑ کر سطرے کی اس نے میں نے ابانظامی کہہ کر خط شروع کیا۔ کتنا عجیب لہجہ ہے یہ۔۔۔ ابانظامی کہنا۔ کہیں آہ راقم نے عقیدہ محمد۔ حکیم غلام رسول محتلم ایف اے۔ حکیم کو چہ۔ سولہ کشمیر۔

دعا کا متبارا خط بہت دلچسپ ہے جس میں ہماری سب سے قبول کرتا ہوں۔ اور متبارا سب سے جذبات کی عزت میرے دل میں اتنی زیادہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا آدمی اس عزت کا جواب نہیں بن سکتا۔ تم نے ماد جو دم عمر ہونے کے لیے آپ کو اس حکیم لکھا ہے کہ تم ایک حکیم کے بیٹے ہو میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ جب تک اپنے والد اور اپنے خاندان کی سی طبیعت لیاقت پیدا نہ کرو اپنے آپ کو حکیم نہ لکھنا۔ خدا تم کو کشمیر میں بہت بڑی ترقی دینے والا ہے۔ دعا گو۔ حسن نظامی۔

سید حسام الحق صاحب حقی کا خط قید جناب خواجہ صاحب۔ سلام علیکم

یہ خبر سنا کہ عالیجاہ کو حکومت برطانیہ نے شہر العلماء کا خطاب عطا فرمایا ہے پانچم کی دینی مسہ قوں کی کوئی انتہا نہ رہی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ قبول فرما کر ممنون آئیں۔ احقر۔ سید حسام الحق حقی گورنمنٹ آف انڈیا۔ سسٹریا پیکیکیشن برانچ دہلی۔

شکریہ کہ آپ دہلی کے نامور علمی دانان کے ایک فرد ہیں اور آپ کے نام میں دو تلواریں ہیں یعنی ایک تلوار حسام اور دوسری تلوار حق۔ اور یہ مافی ہونی بات ہے کہ انھم کا اثر سسٹری میں بہت ہے اس واسطے میں آپ کی تہنیت کو تلواریں کا سایہ سمجھتا ہوں جس کے نیچے جنت ہوتی ہے۔ شکر گزار حسن نظامی۔

شیخ عظمت اللہ صاحب کا خط

محترم خواجہ صاحب زندہ باش سلام علیہ غالباً آپ کو یاد ہوگا۔ کہ جب میرا بندہ زادہ عزیز محمد رشید دہلی میں ریڈیو ٹیٹ محشر بیٹ تھا تو مجھے آپ سے نیاز حاصل ہونے کا مرحہ قوت ملا تھا۔

میں آپ کی خدا داد دینی اور دنیاوی قابلیت کا متقہ ہوں۔ آپ کے مسلم لیگ میں دینی دلچسپی لینے اس میں اور اضافہ کر دیا ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ آپ قومی درد و دل رکھتے ہیں۔ جو قوم کے لئے نہایت مفید ہے آپ کو شمس العلماء کا خطاب ملے پریں گورنمنٹ کو مبارک اور داد دیتا ہوں۔ کہ جس نے خطاب دیکر ثابت کیا کہ گورنمنٹ علم دوستوں کی بھی قدر دان ہے۔

آپ کی ذات کی نسبت اس خطاب

شمس العلماء کے ملنے کے متعلق یہ کہنا
بے جا نہ ہوگا۔

اور وہ کو ہوتی ہے عزت خطبے
لیکن ہوئی خطاب کو عزت جناب کے
زیادہ حد ادب۔ آپ کا قدر دان۔
(شیخ) عظمت اللہ نو دہلی روڈ نمبر ۲
نئی دہلی۔

شکر یہ کہ اعظمت اللہ سب بڑائی
اللہ کے لئے ہیں۔ آپ کی ملاقات مجھے
یاد ہے۔ آپ کے بڑے فرزند شیخ محمد رشید
سابق ریڈیفنڈن مجسٹریٹ نئی دہلی اور
آپ کے چھوٹے فرزند شیخ محمد نذیر افسر
سونی سیلائی کی تھربانیاں اور جتیں بڑے
دل پر نقش ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے

کہ آپ کی عمدہ تربیت کا وہ دونوں
بھائی نمونہ ہیں۔ آپ نے اس تہنیت
میں جو انفاذ میری نسبت لکھے ہیں الکا
شکر یہ ادا کرنے کے بعد میں پھر کہتا ہوں
اعظمت اللہ۔ اور بس حسن نظامی۔

حضرت بمل کے جانشین کا خط

حضرت خواجہ صاحب آداب بنیاد
کے لئے لکھا ہے کہ خطاب شمس العلماء
کی خیر محصور کرنے کے بعد اس میں پیش
میں رہا کہ یہ خطاب آپ کے خایان
شان ہے بھی کہ نہیں۔ کیونکہ جن اوصاف
کامیں آپ کو حامل سمجھا ہوں یہ خطاب
اُن کی ترجائی نہیں کرتا۔ پھر آپ کے
لئے قابل مبارک باد کیا امر ہو سکتا ہے
البتہ گورنمنٹ ضرور قابل مبارکباد
ہے کہ اس نے یہ خطاب آپ کو دے کر
خطاب کی وقعت بڑھا دی۔
سید مصباح الرحمن ایم۔ اے۔

میرجی کا باغ ریاست جے پور۔

شکر یہ کہ آپ جے پور کے علوم و فنون
کے آفتاب اور فضا کے مانتاب حضرت
مولانا سید ابوالرحمن صاحب بسمک
نظامی نیاززی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین
و فرزند ہیں۔ اور میں آپ کو اور آپ کے
بھائیوں کو حسین اور علی کی طرح بندش
سمجھتا رہا ہوں۔ اور آپ سب بھی اپنے
والد مرحوم کی محبتوں سے قدم بقدم
مجھ سے ویسی ہی یکا نکلتے رہتے ہیں۔
اس لئے آپ نے جو کچھ لکھا اس میں
آپ کی علیت اور محبت کا جوش پایا
جاتا ہے۔ شکر گذار حسن نظامی۔

ڈاکٹر زید احمد صاحب کا خط

جناب خواجہ صاحب۔ آداب میں
مناوی میں ہر فرقے کے لوگوں کے خطوط آپ
کو مبارکباد دیئے جانے کے دیکھ رہا ہوں
جب میں ان خطوط کو پڑھتا ہوں۔ میرا دل
باغ باغ ہو جاتا ہے۔ پڑھ کر آپ کی ہستی
پر ناز کرتا ہوں۔ اور خدا تعالیٰ سے دعا
مانتا ہوں۔ کہ آپ کی عمر دراز کرے چونکہ
آپ جیسی ہستی کی ہمارے ملک کو ضرورت
ہے۔ جو ہر فرقے کے سچے رہنما ہیں۔ آپ کی
اخلاقی محبت ہر فرقے کے آدمی مانتے
ہیں۔ یہ خاکسار بھی آپ کو شمس العلماء کا
خطاب دیئے جانے پر مبارکباد پیش کرتا
ہے۔ ڈاکٹر زید احمد۔ صدر بانا دہلی۔

شکر یہ کہ مجھ بیمار کو آپ جیسے مقبول
خاص و عام ڈاکٹر نے مبارک باد دی
میں اس کو نامک یعنی مقوی دوا سمجھا چونکہ
ڈاکٹر دی دوا میں کڑوی اور بدبودار
ہوتی ہیں۔ اس واسطے یہ کھنا ضروری

ہے کہ آپ کی اس مبارک باد میں مٹھاس
مٹی۔ اور خوشبو مٹی۔ آپ میرے پیارے
بھائی ڈاکٹر سراج الدین صاحب مرحوم
کے بھائی ہیں۔ اور میں آپ کو آپ کے بچپن
سے اپنی اولاد کی طرح سمجھتا ہوں۔ اس
واسطے یہ مبارک باد میری اولاد کی مبارکباد
ہے۔ آخر میں یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ میں
نے اسم زیدی دال کا اپریشن کر دیا۔ کیونکہ
مجھے تندرست نام زید معلوم ہوتا ہے۔ زید
بیمار ہے۔ لہذا آئندہ اپنا نام زید احمد
لکھا کجے۔ جو مصلحت شروع میں تھی اب
اس کا وقت ختم ہو گیا کیونکہ اب آپ کو
کسی ہم نام ڈاکٹر کی شہرت سے فائدہ
اٹھانے کی ضرورت نہیں۔ یہی شکر گذار حسن نظامی

ذہین نظامی کی ذہانت

ان اشعار کے ابتدائی حروف سے شمس العلماء
خواجہ حسن نظامی کا پورا فقرہ بنتا ہے۔
شراب بخودی ہم کو پلا دے آج لے ساقی
شنا ساقی حقیقت کا بنا دے آج لے ساقی
مسرت زندگی ہے زندگی جاوید ہو جائے
سیحائی کے صدقے مردہ جاں کی عید ہو جائے
سر عجز و نیاز آگیں تیرے در پر جھکنا ہوں
سکون اور فضا میں نغمہ عشرت سنا ہوں
الہی میرا ہر اک شعر اک پیشین گوئی ہو۔
الہی نظم میری مودے برابر ایک کے دل کو
لوازم میں ضروری گر لگا میں میں تخیل پر
لہاں عقل و دانش چلتے جسم تخیل پر
علاج درد آزادی کو یک جہتی میں بنانا ہے
عداوت کہتے ہیں جسکو وہ بربادی کہلاتا ہے
نگین بلخ پاکستان صدود اس والفت میں
لورم حصہ داری برادر ہو محبت میں
میسر سب کو آزادی ہو آزادی کہیں جسکو
مہانک زیدی وہ ہے کہ یہ بھی کہیں جسکو

اُدھر سب اتحاد باہمی کے گیت گائیں گے
ادھر سے مژدہ عشرت فراہم بھی مٹائیں گے
خوشا بنے کہ پھر ہندوستان رخت نشان ہوگا
خزانہ بھلے گی سرسبز اپنا گلستاں ہوگا
وہ آزادی کہ جس پر سیکڑوں قربانیاں دیں
وہ پیاری زندگی جیپل قربان ہاں دیں
اسیران نفس میں تدنوں سے جس کے بچے بچے
اشارہ کر رہے ہیں آج مغرب کے گھر کے
جدید دیکھو مسرت بخش مستقبل کی جبکی ہے
جسین شوق پر رمان ہائے دلی جبکی ہے
ہوائے شادمانی ہے خراماں لنگھاتی ہے
ہوتا زہ زندگی جس سے وہی مژدہ سلق ہے
حواس مہربان فکر و عقل میں اک تار کی آئی
جیہ جیم و دل بن بن کے گویا زندگی آئی
سفینہ ملت بمضا کا لہروں میں نہا بیٹھا
سرور زندگی کا گیت اب ہر ایک کا بیٹھا
نظام الملک والین کا محبوب ہے رہبر
نذیم صوت سرمد واقف اسرار سنجیدہ
نظارت بخش نابینا لغو بخش ہر سنی
نہ کوئی ہے بدل اسکا نہ کوئی ہے شالہ کی
ظہیر مسلمان ہے ہر اک ہندو کا سچا ہے
ظفر رایت ہے مہربان رقم انا فقہا ہے
اثر ہولاکھ طوفاں کا تھوڑا لکھ امتداد
اگر وہ چاہے تو ہندوستان کا پار بیڑا ہو
مصیبت اک نظر میں جبکی راحت سے بدل جائے
مذلت اک اشارہ ہی میں رخت سے بدل جائے
یہی وہ ہے کہ جس سے متحد ہندو مسلمان ہوں
یہی وہ میر مسلمان ہے کہ جس سے سارے مسلمان ہوں
گذر آئندہ سید زمین نظامی حیدر آباد دکن
وہاں تم مرغ و کن ہو تمہارے خاندان میں خواتین
بھی شاعری کا ذوق رکھتی ہیں اور سب چھوٹے بڑے میرے
سلسلے میں اہل جہان ہیں اپنی شاعری کی سچی سے
لفظ شمس العلماء کو تراش کر چمکاتے بلایا ہے

اس کو میں منادی کے گھلن میں سجا تا ہوں
خدا تم کو اور بہتاری شاعری کو ترقی
دے دھاگو حسن نظامی۔

مولوی عبدالرحمن نظامی کا خط

حضرت قبلہ و کعبہ مظاہر العالی - تحیۃ التسلیم و
تعظیم عظیم - منادی کے مطالعہ سے یہ پڑا کہ
خوشی ہوئی کہ حضور کے ملی ادبی اور بالخصوص
حالمگیر انوار فیض کو مجھ میں کون سے ہوتے حکومت
برطانیہ نے آپ کو شمس العلماء کا خطاب تفویض
کیا۔ مبارک حد مبارک گورنمنٹ کو بخوبی علم ہے
کہ بروقت مسلمانوں کی صحیح نمائندگی اور ترجمانی
کرنے والے کون کون فرد ہیں حضور نے جبکی
مسلمانوں پر امتلا کا وقت آیا۔ تو اس سے بچنے
اور گورنمنٹ کی غلط فہمی دور کرنے کے لئے بروقت
امداد و ترجمانی فرمائی۔

آج سے دس سال پہلے کے حضور کے وہ
الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں جبکہ ایک
مجلس میں جس میں احقر بھی حاضر خدمت تھا۔ قاضی
عبدالرشید رحم فرما قائل شرمندہ اندک تذکرہ
مہر ہا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل سنو
نے اپنے پورے سنگٹھن سے شریعت اور ماحول
سفید پوش مسلمانوں کو دائر گیر میں مبتلا کر رکھا
تھا۔ اس وقت تمام سیاسی لیڈر بالخصوص ملی
مزدبان و دیگر حضرات نے چپ سادہ لی جی
مگر اس وقت شاہی مسجد کے خطیب و امام صاحب
اور پیرزادہ محمد حسین صاحب سشن جج مرحوم
اور تیسرے کوئی اور حضرت جن کا اسم گرامی
احقر بخول گیا ہے حضور کی محبت میں صبح
سے شام تک مسلمانوں کو بچانے میں مصروف
رہے اور اس وقت تک دم نہ لیا جبکہ اکثر
مسلمانوں کی غلط فہمی نہ فرمائی۔ ایک طرف
تو گورنمنٹ کی غلط فہمی کو دور فرمایا اور دوسری

طرف بے گناہ مسلمانوں کی جان بخشی کوائی۔
اگرچہ حضور والا پر مہندو بھائیوں نے بہت کچھ
ناجائز جھلے کئے اور ذہنی کوفت پہنچانے کی
بہت کوشش کی گئی۔ مگر حضور نے اپنے
بھائیوں کی محبت میں قومی خدمت کا حق
ادا کیا۔ معذرت طلب ہو گیا۔ جس کے لئے حضور
خواہ ہوں۔ مگر عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ
وہ لوگ جن کے لئے نگاہ میں گورنمنٹ کے ہاں
اشرور سوخت پیدا کرنا مقصود سمجھا جاتا ہے۔
وہ کبھی بھی قوم کے مصائب کے وقت کام
نہیں آتے تجربہ اس پر شاہد ہے۔
اگر گورنمنٹ نے یہ یاد رکھتے ہوئے کہ ملی
وادبی اہم خبریوں کے علاوہ قوم کی صحیح رہنمائی
فرمانے کے حق کو سچا سمجھتے ہیں یہ خطاب غرضی
کیا ہے۔ تو کوئی احسان نہیں کیا بلکہ حق بخدا
رسید کا فیصلہ کیا ہے۔ جس کے لئے حضور
کی ذات گرامی سخت تھی۔

حضور کا طالب دیدار و دعا خواہ عبدالرحمان
نظامی امام جامع سلطان مظفر آباد کشمیر۔
وہاں آج تم عالم ہو۔ مظفر آباد کشمیر کی شاہی مسجد
کے امام ہو۔ میرے سلسلے کے بڑے ملقبہ
مجلسوں میں ہو۔ میں تمہارے خلوص اور خدمت
خلق کو شریک شکلات کے وقت آزمایا ہے
اس واسطے جو کچھ تمہارے اس خط میں لکھا ہے
کے ہر لفظ میں دل کی صفائی اور جذبات خاص
کا اثر پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ظاہر و
باطن کو دقائق و معارف سے آراستہ فرمائے۔
دھاگو حسن نظامی۔

سرہارا جہانگیر آباد دکان و لکھنؤ
معلم و کرم جناب شمس العلماء حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب زادہ برکاتہ و فیوض
آداب و تسلیم عرض ہے مجھ سے عظامی سرف

۲۷ اپریل ۱۹۲۷ء کو دہلی میں ہوا مشکوٰۃ و منون فرمایا آپ کے روزنامے سے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ اور آپ کی خرابی صحت کا سلسلہ بہت متفکر رکھنا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دست بردار ہوتا ہوں۔ کہ آپ عرصہ دیر تک سلامت رہیں اور کجالی صحت کے ساتھ وہ بیش بہا خدمات انجام دیتے رہیں جو ملک اور قوم کے لئے ہمیشہ آپ کے مد نظر رہتی ہیں۔

۲۸ اپریل ۱۹۲۷ء کے قیام نئی تال میں میں نے وہ دعا دی شکر گزار اسی کے ساتھ جبار منادی میں پڑھی تھی جو آپ نے میرے اور میرے بچوں کے لئے فرمائی تھی اب اس کا تحریری شکریہ نہ دل سے ادا کرتا ہوں۔

میری ناچیز مہارکباد کا شکریہ آپ نے بذیلہ جاری کیا تھا اس کے بعد ۲۷ جنوری ۱۹۲۷ء کے مفادی میں جن الفاظ میں آپ نے اس مہارکباد کا دوبارہ اعادہ فرمایا ہے اس کے لئے بھی متفکر رہوں میرے خطابات کی نسبت جو آپ نے دریافت فرمایا ہے جواب میں عرض ہے کہ ۱۹۲۷ء میں میرے پیچھے جہازوں کا خطاب مروجی دراجہ" مجھے منتقل ہوا تھا۔ (۲۷) ۱۹۲۷ء میں مجھے خطاب ہی۔ ایس۔ آئی ملا (۳) ۱۹۲۷ء میں نامتھ یعنی سر کا خطاب ہوا (۴) ۱۹۲۷ء میں کے۔ سی آئی۔ ای کا خطاب عطا ہوا

(۵) ۱۹۲۷ء میں "تمہارا جہاز" کا خطاب عطا ہوا واقعہ یہ ہے کہ حکومت نے شمس العلماء کا خطاب آپ کے نام کے ساتھ وابستہ کر کے اس خطاب کو روشن کر دیا ہے۔ مجھے اور آپ سے عقیدت رکھنے والوں ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کا اس کی خوشی یوں زیادہ ہے کہ صبح معمول میں یہ خطاب مجھ پر رسید کہا جاسکتا ہے۔

حضرت سلطان المشائخ کے سالاد عرس میں جناب نے مدعو فرما کر بہت مشکور فرمایا مجھے اس درگاہ میں حاضر ہونے سے ہمیشہ ایک خاص تسکین ہوتی تھی اخبار منادی پڑھتے رہنے اور نظامی بنسری کے مسلسل مطالعہ سے اس عقیدت میں جو مجھے حضرت سلطان المشائخ رضے تھی بہت زیادہ اضافہ ہو گیا ہے میں ضرور حاضر ہوتا لیکن آج کل کے پولیٹیکل حالات نیز سفر کی زحمتوں کا خیال کر کے بہت نہیں بڑھتی ہے گو میرا دل حاضری کے لئے بہت متمنی ہے۔ انشاء اللہ کسی موقع پر ضرور حاضر ہو کر فاتحہ خوانی کی سعادت سے شرف اندوز ہوں گا۔ علاوہ اس کے جناب سے ملنے کا اشتیاق بھی روز افزوں ہوتا جا رہا ہے خدا کرے مجھے جلد اس سے مسرت اندوز ہونے کا موقع ملے۔ عربیہ اعجاز رسول دہارا جہاز محمد اعجاز رسول صاحب قدوائی رئیس جہانگیر آباد۔ اودھ

۱۹۲۷ء میں آپ دولت رسیدہ ہیں۔ مگر شکریہ غفلت کی مستی سے کوسوں دور ہیں۔ اس واسطے مرد کامل ہیں۔ کیونکہ بزرگ کہہ گئے ہیں کہ بزرگ دولت بڑی مست نہ گردی مروی حضرت سلطان المشائخ رضے جتنے خلفاء اپنے وقت میں ہندوستان کے نامور علماء تھے وہ اکثر اودھ کے رہنے والے تھے حضرت مولانا شمس الدین عیسیٰ اودھ حضرت مولانا علاؤ الدین نیلی اودھ کے تھے۔ جن کا دہلی کے شاہی دربار میں بہت بڑا عروج تھا۔ اور حضرت سلطان المشائخ رضے جانشین اودھ حضرت اول حضرت محمد نصیر الدین محمود چراغ دہلی بھی اودھ کے تھے۔ لہذا آپ کے

دل میں جو کشش حضرت سلطان المشائخ کی طرف ہے یہ چھ سو برس کی پرانی اور تاریخی تاثیر ہے۔ آپ اگر چہ امیر کبیر ہیں۔ چھ سو لاکھ روپے سالانہ کی ریاست کے رئیس ہیں۔ لیکن میں اس امارت اور ریاست کی وجہ سے آپ کی طرف میلان نہیں رکھتا بلکہ اس لئے مجھے آپ سے محبت ہے کہ آپ پیروں کی اولاد ہیں۔ یعنی قدوائی ہیں۔ جس طرح حیدر آباد کے امرائے پانچ گاہ کے ساتھ مجھے اس لئے میلان خاطر ہے کہ وہ سب حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد ہیں۔ اس لئے نہیں کہ وہ ایک گرو در روپے سالانہ آمدنی کی جاگیر کے مالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے بچوں کو اور آپ کی ریاست کو اور آپ کے اخلاق حسنہ اور قدیمی وضع دارین کو سلامت رکھے جس نظامی۔

سکینہ صاحبہ کا خط

مکرمی و محترمی خواجہ صاحب سلام علیکم آپ کی خدمت میں شمس العلماء ہونے کی دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں۔ اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ کریم آپ کو تادیر و بصحت سلامت رکھے اور آپ کے وجود مبارک سے جو فیض قوم، ادب اور مذہب کو حاصل ہے وہ ہمیشہ جاری رہے آمین۔ خاکسار۔ بیٹی سکینہ۔ ماڈل ٹاؤن پنجاب۔

۱۹۲۷ء میں ایک ذی علم ہمدرد خطا لکھ کر دعا پاک باطن باب کی بیٹی ہو۔ اور ایک ہونہار صاحب اقبالیتیم کی ماں ہو کر پڑھنے کے اندر بیٹھ کر میری بے حقیقت خدمتوں کا ذکر کیا۔ میں نے اس کو ایک موصوم عورت کی دعا سمجھ کر بارگاہِ اعلیٰ

میں عرض کی کہ وہ مجھے ایسا ہی بنا دے
جیسا میری قوم مجھے سمجھتی ہے۔ یہ بھی دعا
ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو اپنے بلند اقبال
فرزند کی خوشیاں دیکھتی نصیب کرے
اور موجودہ زمانہ ایک کہانی اور افسانہ
بن جائے۔ دعا گو حسن نظامی۔

خطاب کی تاریخیں

ازناسوتی شاہ نظامی حیدر آباد دکن
قطب لاقطاب شمس العمار حسن نظامی

۶۱۹۴۶

قطعہ

سنکے خواجہ کے علم کا چرچا
شاہ لندن نے ہے خطاب کیا
قول ناسوتی عیسوی میں سنو
اے فضیلت مآب شمس العمار

۶۱۹۴۶

دعا گو پیارے فرزند ناسوتی شاہ کی
دعا کا عقیدت و محبت ہمیشہ نظم و نثر
مضامین کے ذریعے ظاہر ہوتی رہتی ہے
ان تاریخوں میں بھی انہوں نے اپنی شاعرانہ
صلاحیت کو ظاہر کیا ہے۔ خدا ان کو اور
ان کے سبب متعلقین کو ہمیشہ شاد و آباد
رکھے۔ دعا گو حسن نظامی۔

استاد ہلال کا قصیدہ

قصیدہ والا شان مولانا مولوی صوفی
حضرت قید حسن نظامی صاحب امیر کاوش
حریت فکر مرزا ہلال چغتائی تیوری جانی
زہرہ شان و شوکت تہرہانی شادمانی مبارک ہو
ہمیں نذر سلطانی شاہ کی قدردانی مبارک ہو
وزیر ہند کی مروت شناسانی فراوانی مبارک ہو
نظامی حسن کو اوج و سمانی مبارک ہو

تم کو چمکا تھا ایک نہ ایک دن اس جہاں میں
پیر مرشد یہ پیشانی محسنی قرآنی مبارک ہو
علم شمس کے لفظ حبیب گئے تم پر کیسے چمکے
لقب خانان نظامی یہ لاشانی مبارک ہو
جامعہ جامعہ عرب کی ذات والاصفات
محبوب الہی کی فیض سلطانی مبارک ہو
نہادہ قدردانی بخشی ہے وہ نعمت غلطی
تج کا دن تہیں مسیح برطانی مبارک ہو۔

قصیدہ مکہ نبی و الافدائی سخن نے لڑا جواب
ہلال تیرا دماغ قرآنی و حقانی مبارک ہو
جناب استاد ہلال صاحب اگرچہ
شکر ہے اسی برس کی عمر سے لگے بڑھ چکے
ہیں۔ لیکن ان کی شاعری اب تک جوان رہنا
ہے۔ جب وہ یہ قصیدہ سنائے آئے تو عرس
کا زمانہ تھا۔ بڑے بڑے اہل علم اور اہل
فن میرے پاس جمع تھے۔ اور سب استاد
نے یہ قصیدہ شروع کرنا چاہا تو میں نے
حاضرین سے کہا آپ استاد ہلال سے وقف
نہیں میں پہلے میں تعارف کرانا چاہتا ہوں۔
ان کا بیان ہے کہ یہ مرزا غالب کے مزار
پر اپنی غزل پڑھنے گئے تو قبر شقی ہو گئی
اور مرزا صاحب نے اپنا ہاتھ باہر لگا لیا
اور کہا ہلال اپنی غزل کو بار بار پڑھ چنانچہ

انہوں نے بائیں بازو اپنی غزل مرزا صاحب
کو سنائی۔ تب غالب نے کہا تو میرا جانشین
ہے۔ اور تو میرا خلیفہ ہے۔ جا بھی جاؤ
دہلی میں اعلان کر دے کہ میں غالب کا خلیفہ
ہوں۔ چنانچہ ہلال صاحب نے تمام شہر
میں اعلان شائع کیا۔ اور طرح کا مصروف

بھی شائع کیا
خلیفہ ہوں میں غالب کا مری دستار بن گیا
چنانچہ ایک عظیم الشان مشاعرہ ہوا۔ اور
وہاں ہلال صاحب کے سر پر ایک لال

ریشی سیلا غالب کی خلافت کا باندھا گیا۔
اس تعارف کے بعد استاد ہلال نے
اپنا یہ قصیدہ خوش الحانی سے پڑھا۔ اور
حاضرین رحم اس قدر مسرور ہوئے کہ تحسین
آفریں کا غل جگ گیا۔ استاد ہلال نہایت متنا
سے چاروں طرف دیکھتے تھے۔ اور آنکھوں
ہی آنکھوں میں داد دینے والوں کا شکر
ادا کرتے تھے۔ مگر انہوں نے کسی کو سلام
نہیں کیا۔ اور یہ بات کیا کم تھی کہ انہوں نے
داد دینے والوں کو اک لنگہ غلط انداز
سے دیکھ لیا۔ البتہ جب استاد ہلال نے
”سبح برطانی“ والا شعر پڑھا تو حاضرین
میں ایک ہلچل پیدا ہو گئی۔ میں نے کہا بھائیو
تعجب نہ کرو برطانیہ نے چغتائی مغلوں
سے ہندوستان کا تاج و تخت حاصل
کیا تھا۔ اور استاد ہلال بھی چغتائی
مغل ہیں۔ انہوں نے مجھے پہچان لیا ہے
اگرچہ میں اس بات کو چھپانا چاہتا تھا
کہ خدا نے مجھے برطانیہ کا مسیح بنایا ہے۔
آخر میں استاد ہلال کے اس قصیدے
کا شکر یہ ادا کرتا ہوں جو میرے اور ان
کے بعد اردو زبان میں ہمیشہ تفریح کی
مجلسوں میں پڑھا جاتا رہے گا۔

ناظرین قصیدے کے شاعرانہ کمالات
تک نہ اس وقت پہنچتے تھے جب یہ سنایا گیا تھا
نہ غالباً آئینہ نشوں کے ذہن اس قصیدے کی
شاعری کے کمالات تک پہنچ سکیں گے۔ ہاں اگر
آج کل جو زیر بندہ دہلی میں گئے ہوئے ہیں وہ اور
لے سکتی اس قصیدے پر شاعرانہ نظر سے غور
کریں تو شاید وہ اس کے کمالات کو سمجھ جائیں۔
کیونکہ آج کل وہ سب کا نگہیں اور علم لگ کے
دہلی کا لکڑچٹے پڑھتے اور سننے سے تھکتے
کے عارف ہو گئے ہیں۔ حسن نظامی۔

غلام محمد حسنی نظامی کا خط

میرے خواجہ قبلہ و کعبہ ظل اللہ دام فیض
میرے آقا مظہر محلیات کا بخشی خطاب
حضرت پروردگار مبارک ہو اور بارگاہ خواجه
میں بندگی بہتیت قبول ہو۔ یہ ایک نئی
اور دنیاوی بہتیت ہے۔ وہ میرے خواجہ
تو محبوب گریا میں۔ لاکھ در لاکھ تنوں کو
دھوئے کے لئے آگے بھیجے یہاں تک کہ
میرے میری گڈیاں دھوئے کے قابل
میرے بیا کے سوا میری مٹی گڈیاں کو
کون دھو سکتا ہے۔ اے آقا میں تیرا
تیرا ہی رہونگا۔ تیرے قدموں کے سوا
مجھے اور قدم نظر نہیں آتا۔ سخن اقرب کا
حجاب ہٹا دے۔ دوئی کو مٹا دے۔ تو
بھر یہ ارشاد نہ ہوگا۔ لیک عبدی،
نماز اہداں سجدہ سجدہ است
نماز عاشقان ترک وجود است
ہست بہت اللہ درون اولیا
رود در آنجا سجدہ کن میر خدا
خواجہ تیری بسنت منائی ۹ فروری
۱۹۰۷ء بسنت بچی کے دن اہل ہند بھول
لے کر مندروں میں جا رہے تھے تو میرے
چھوٹے لڑکے ابوالطالب نے جسکی عمر ۱۲ سال
ہے۔ بچوں کا ہار بنا کر حضور انور کی
شبہ مبارک کے جو کچھ پیر لیٹ دیا۔ تو حضور
کے غلام نے لڑکے سے دریافت کیا کہ ایسا
کیوں کیا تو اس نے جواب دیا کہ بندہ
مندروں میں پھول چڑھانے جا رہا تھا
تو میں نے بھی اپنے خواجہ کے قدموں میں
پھول رکھ دیئے بچے کی اس عقیدت پر
میں بہت خوش ہوا اور بے اختیار میری
زبان سے نکلا۔ محبوب کبریا ہے تو علی

تیرا اور بار ہے۔ خاک پائے حضور نور اور
اے خدا ہتکار کترین غلام محمد حسنی نظامی
مدرس و راج پورستان ضلع جالندھر
دعا کرتا ہوں کہ میرے فرزند رو حانی ہو چھٹی
صدی پہلے کے مرید ہو۔ تم نے مجھے پایا ہے
میں نے تم کو پایا ہے۔ تمہارے پوتے ابوالطالب
نے میری تصویر پھول چڑھانے کر لیا۔ یہاں
نقش و نگار ایسے ہی فانی اور موسوم ہیں جسے
میرا خاکی جسم میں ان دونوں موبوں چیزوں سے
الگ کر لیا گیا ہو۔ خدا تم کو سکون و شاد آدین
سچا دشمن صاحب کا خط
حضرت خواجہ صاحب قبلہ سلام علیکم
میں بیار تھا اس لئے دیر سے ہدیہ بہتیت
و تبریک پیش کرنے کی سعادت حاصل
کر رہا ہوں۔ شمس العلماء کا عظیم الشان
خطاب تمام چشتیوں کے لئے یا عمت
تو قریب ہے۔ میرے ایک دوست نے لکھا ہے
کہ خواجہ صاحب کو سر کا خطاب ملنا
چاہیے تھا وہ نہیں سمجھ سکے کہ شمس العلماء
ذہنی خطاب ہے اس کے مقابلے میں کسی
دنیوی خطاب کی کیا وقعت ہو سکتی ہے
شبہ شاہ معظم نے خطاب عطا فرما کر دنیا
بھر کے چشتیوں کو ممنون فرمایا ہے۔ میں
دائرہ ہونیہ درگاہ اکرمیہ عالیہ کی
طرف سے یدر لا اولیا کا خطاب پیش
کرتا ہوں میں باطنی ارشاد کی تعمیل کر
رہا ہوں دراصل یہ خطاب شیخ الشیخ
محبوب اللہ حضرت خواجہ حافظ محمد اکرم
قادری چشتی قدس اللہ سرہ العزیز نے
بذات خاص عطا فرمایا ہے۔ دعا گو۔
(مخدوم) غلام دستگیر قادری چشتی
نظامی سجادہ نشین درگاہ اکرمیہ عالیہ
کمرور ضلع ملتان۔

شکر ہے کہ آپ کی سنوی تہنیت بہت پر معنی
شکر ہے۔ سورہ و در حقیقت زمین
شمس العلماء ہوں بندہ ذلیل و بے ہوش
اہل اللہ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ اور میں
سنبھالنے کے وقت سے تک یہی سن رہا ہے کہ
میرا بی بی ذات کو شاد ہو۔ اور اپنے بزرگوں کے
مشاہد علیہ السلام صاحب کا خط
مخدوم بندہ سلام علیکم کل اخبار میں دیکھا
آپ کو شمس العلماء کا خطاب کو رشت سے
عطا ہوا ہے اللہ مبارک فرما دے میں تو
شمس الفقیر و سبقتا ہوں خدا کے قدر انکو
اولیا اللہ کی خدمت ہمیشہ نصیب فرمائے
آمین عبد اللہ شاہ امر دی۔ از اجیر خیریت۔
شکر ہے کہ عبد اللہ عبد اللہ نے کو کہتے ہیں۔ اور میں
میں عبد اللہ عبد اللہ نے کہتے ہیں۔ اور میں
کامل درویش کے تہنیت نامے کا شکر یہ کہونکہ
اداکروں نے مجھے ضلع امرتسر میں آئی آنکھوں میں
کچھ دیکھا تھا۔ آج آگے الفاظ میں بھی کچھ دیکھا دعا
مولوی محمد مستان علی نظامی کا خط
میرے مرشد مولانا قدم بوسی عرض۔
خطاب کی مبارکباد عرض ہے۔ ذات
حضور اس خطاب سے بالا و بالا رہے۔
کو رشت کا بھی شکر یہ کہ میرے مولانا پر اچھا
خیال ہے۔ غلام دیرینہ محمد مستان علی نظامی
بہن جو ریاست حیدر آباد دکن۔
دعا کرتا ہوں کہ میرے عارف کامل مرید
شاہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے داماد
ہوں۔ جن کے گھر میں آٹا پیسے کی جگہ دیکھ
کر مجھے ذات پاک کی ایک جھلکی
نظر آئی تھی۔ تمہاری عقیدت و
محبت سے خوش ہوئی۔ دعا و عار خیر کرتا
ہوں۔ حسن نظامی۔

رائے بہادر ڈاکٹر محمد اداس کا خط
میرے بنایت ہی محترم جناب خواجہ
صاحب - سلام - خطاب کے لیے مبارکباد
دیتا ہوں۔ محمد اداس پرنسپل ڈیپارٹمنٹ
شکریہ آپ آریہ سماجی ہیں۔ اور
شکریہ جو تھائی صدر گزشتہ میں
آپ کے دل میں رہتا ہوں۔ اور آپ
میرے دل میں رہتے ہیں۔ آپ نے لاکھوں
کی آنکھیں بنائی ہیں۔ اور میری آنکھ بھی
بنائی ہے۔ لیکن آنکھ بنانے سے پہلے بھی
آپ میرے دل کی آنکھ میں تھے۔ اور آنکھ
بنانے کے بعد بھی وہیں بستر بچھا رکھا ہے
شکر گزار حسن نظامی۔

قاضی حبیب علی نظامی کا خط

پروم شدہ حضرت خواجہ صاحب!
سلام علیکم حضور کو خطاب ملا۔ اس
خبر سے مجھے اور میرے سب اہل و عیال
کو بے حد خوشی ہوئی ہم سب مبارکباد عرض
کرتے ہیں۔ حبیب علی نظامی از گورداس پور
وہاں آتم مجھ سے عمریں بڑے ہو۔ چوتھائی
وہاں صدی پہلے کے مرید ہو۔ تھارادوٹی
برامیں مجسٹریٹ رہ چکے ہو۔ تمہارے سب
بال بچے مرید ہیں۔ اور تم نے میرے لئے
درگاہ کے پاس ایک مکان بڑا دیا ہے۔
جس پر میں نے حبیب منزل لکھوایا ہے
اور جس میں میرا بچھلا رکھا علی رہتا ہے
تمہاری تہنیت سے بڑی خوشی ہوئی۔ دعا
کرتا ہوں کہ تم سب شاد آباد رہو۔
دعا گو حسن نظامی۔

پیر بادشاہ صاحب کاظمی کا خط
حضرت قبلہ اعلیٰ حضرت شمس العلماء سیدی

مولائی شاہ نظامی مدظلہ السلام علیکم
بعد مبارکبادی خطاب عطیہ گورکھ سنگھ
برطانیہ محروض ہوں کہ خالق کی جناب
میں آپ کے درجات اس سے پیشتر بلند
تھے لیکن قدرت کے کارہائے ان کی ایک
بھلک اس رنگ میں دنیا کو آگاہ کرنے کے
لئے دکھائی ہے۔ یہاں ولورام صاحب
کوثری کی مثال یاد آتی ہے۔
اب بھی نہ کوئی سمجھے تو پھر اس پر خاک ہے۔
اس کے بعد عرض ہے کہ آپ کی محبت
میرے دل میں اس قدر سرپٹ پیدا کر چکی
ہے کہ آپ کا اخیر منادی دل کے پہلے
کا نخل اور وظیفہ بنا ہوا ہے جس میں پاک
لوگوں کی زندگی کے حالات اسلامی جذبات
ہمارے سبق آموز ہیں۔

آپ کی مذہبی خدمات تبلیغ قرآن کے
طریقے اور اخراجات ملک ہندوستان
میں فوقیت کا درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن علما
طبع کا مضمون ہر اخبار میں پڑھ کر سخت
اندیشہ دانگیر رہتا ہے اللہ تعالیٰ آپ
جیسے برگزیدہ بزرگوں کو کلی صحت بخشنے
اور بہت دراز عمر عطا فرمائے تاکہ ملک
کی بھلائی کا کافی موقع ملے۔ آپ لوگوں
کی زندگی کا ایک ایک لمحہ دنیائے دیگر
انسانوں کی سنو سنو سال زندگی کے برابر
ہے۔ مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی دن
بھی ایسا نہیں گذرتا جس دن آپ نے
کوئی نمایاں کارنامہ نہ انجام دیا ہو
یہ کس قدر قیمتی زندگی ہے۔ احقر
پیر بادشاہ کاظمی میر لیدی از نوشہرہ پنجاب
شکریہ کہ آپ کے نام میں دین بھی ہے۔
شکریہ کہ ادنا بھی ہے۔ پیر لفظ میں
بادشاہ لفظ میں دنیا۔ تو گویا آپ کی

مبارک باد دین کی مبارک باد ہے اور دنیا
کی مبارک باد ہے۔ خدا آپ کو دل کی
مراد میں عطا فرمائے شکر گزار حسن نظامی
تہنیت خطاب کے چند بھول
لایا ہوں ذوق و شوق و محبت کے چند بھول
یہ نذر اولیا میں عقیدت کے چند بھول
حسن یقین کے ساتھ ہے حسن خیال بھی
جہکس گے دو جہاں میں محبت کے چند بھول
رنگینیاں نثار میں کیسے شبنم پر
دامن میں دیکھ کر یہ کرامت کے چند بھول
ذریعہ جہک رہے ہیں فضلے بسط میں
روشن میں آفتاب دلایت کے چند بھول
باد خزاں ہزار چلے زور و شور سے
سرسبز رہیں گے صداقت کے چند بھول
تاریکیوں میں بھی نظر آتی ہے روشنی
جلوہ نمایاں شمع ہدایت کے چند بھول
جب سے ہم نے زینت درگاہ اولیا
پھولے نہیں سلتے ہیں تربیت کے چند بھول
نچائے گئے ولایت نظامی کا ایک بھول
نظروں میں بھر سائیں نہ جنت کے چند بھول
خواجہ حسن نظامی کے اعلا خطاب پر
ہم بھی شاعر ہیں مسرت کے چند بھول
گہلے تہنیت سے ہے دامن بھرا ہوا
شامل ہیں ان کے ساتھ ہی برکت کے چند بھول
سب کچھ نبی صلہ ہے ہی وجہ ہے انعام
ہو جائیں مگر قبول محبت کے چند بھول
انعام الحق صدیقی وجہ لکھنوی مقیم دہلی
شکریہ کہ کیا یہ بھائی انعام الحق صاحب وجہ
صدیقی لکھنوی نے مسرت کے چند خوشبودار
بھول ایسے برسائے کہ انگریزوں کے خوشبو سے
عمر بھول خرا گئے۔ اور ہندوستانی بھولوں
کو ایسا دھوا کہ دیکھنے والے خوشی سے چھلنے نہ
سکے۔ دلی شکر گزار حسن نظامی۔

صوبہ یوپی کے تہنیت نامے

حضرت مولانا قطب الدین عبدالوہابی کا خط

مخدومی و محترمی وامت برکاتکم - تسلیم و تکریم،
آپ کی خدمت زبان اردو و ادب اور دیگر خدمات
مذہبی و قومی کے لحاظ سے خطاب شمس العلماء پر
اپنے تمام محفلوں کی جانب سے دلی مبارک باد
پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ خداوند کریم آپ کو
بہت زمانے تک جو اس جہتی کے ساتھ قائم رکھے
عزیزا دل و جان جمال میاں سلمہ بھی بوجہ خدمت
مضمون سلام رساں ہیں۔ والسلام مع الابرار
فقیر محمد قطب الدین عبدالوہابی عفا اللہ عنہ انجمن علمی
شکرہ کے حضرت درویش بھی ہیں عالم بھی ہیں اور محرم بھی ہیں
اور آپ کے بزرگوں کا بنایا ہوا دین نظامی تمام مہنتوں میں
جس میں آپ سب سے تادیبی ہیں آپ کی تہنیت کا دلی شکر ادا کرتا ہوں

حضرت مولانا الطاف الرحمن صاحب دہلی کا خط

مخدوم و محترم زید صالحہ - تسلیم بعد تکریم -
ابھی اجار سے خطاب کیجہ کہ مسرت ہوئی اللہ
تعالیٰ مبارک کرے۔ دلی مبارک باد قبول
فرمائیے۔ حامی محمد الطاف الرحمن قدوائی فرمائی ہیں
شکر یہ کہ آپ موت الایمان حضرت مولانا عبدالباقی
رحمۃ اللہ علیہ کے رفیق و ہم سفر ہیں اور سالہا سال سے
مجھ پر فائز و الطاف کی نظر رکھتے ہیں۔ آپ کی تہنیت
دوستانہ ہے اور بگمانہ ہے۔ دلی شکر گزار حسن نظامی
مولانا صدق صاحب جاسی کا خط
محترمی و محرمی! تسلیم مع التکریم۔ خطاب
مبارک ہو۔ اگرچہ ہم لوگ ذوقی طور پر ایک دوسرے
سے متعارف نہیں مگر مصطفائی اعتبار سے نا آشنا

محض بھی نہیں۔ بلکہ میں تیا آپ کی طرز نگارش
کا دلدادہ ہوں۔ اسی بنا پر اس مسرت کے
موقع پر خاموش نہ رہا ہے اختیاری کے عالم
میں ایک قطعہ تہنیت مع تاریخ خطاب موزوں
ہو گیا۔ وہ حاضر کیا جاتا ہے۔ پسند آئے تو
کسی خوش نویس سے لکھا کر اپنے پاس کہنے کا
جائز میں نہ خوش نویس ہیں نہ فریم ساز
ورنہ آپ کو فریم بنڈا کر پارسل کے ذریعے
بھیجتا۔ قطعہ تاریخ حسب ذیل ہے۔

شمس العلماء خواجہ معروف ہوئے میں

دل گیر ہیں ارباب حسد و شیعہ و مجہول
احباب ہنرور کے گھر اے صدق سادہ

تاریخ ہے شمس العلماء خواجہ مقبول

۱۳۶۵ھ ہجری

ناچیز صدق جاسی از جاس صانع لئے بری -
شکر یہ کہ آپ سزا بآحق ہیں۔ جلتے ہوئے صدق ہیں
لباس غلوں و بے عرضی کی پکڑ میں۔ آپ کے
خط کے ہر لفظ نے اور قطعہ تاریخ نے مجھ کو زیادہ
سنت احسان کیا۔ دلی شکر گزار حسن نظامی۔

خان صاحب شیر الحق صاحب حق کا خط

محترمی جناب خواجہ صاحب - سلام علیکم
اس مرتبہ سال نو کی فہرست خطابت میں جناب
کا نام نامی دیکھ کر انتہائی مسرت ہوئی۔ اور
بے اختیار دل چاہا کہ مبارک باد پیش کروں مگر
وقت یہ آٹھری کہ گئے۔ اگرچہ ابتدائی مراحل زندگی

میں جبکہ آپ افق علم و تصوف پر سبک وقت
خیرہ کن جگہ گامٹھ کے ساتھ نمودار ہوئے تھے
یہ خطاب آپ کو ملتا تو بہت افزائی کا باعث
اور آئندہ ترقیوں کے لئے خال نیک سمجھا جاتا
مگر اب جبکہ صے سے آپ کا انتخاب علم و عرفان
افق فلک پر قائم و درخشاں ہے۔ اور ایک
عالم کو اپنے زور سے منور کر رہا ہے۔ آپ کو
شمس العلماء کہنا تحصیل حاصل کے مرادف ہے
خیر۔ اس عرصے کی شہرہ جشی کے بعد اگر مرج کا
بھولا ہوا شام کو گھر پہنچ جائے تو بھی غنیمت ہے۔
مگر اب اس خطاب کتاب کی ذات سے
انتساب پانے پر چار چاند لگ گئے ہیں۔ لہذا
آپ کو مبارک باد کیا دی جائے۔ صرف
اپنا اظہار مسرت منظور ہے۔

میں دہلی مرحوم ہی کا قدیمی باشندہ ہوں۔
مگر عرصہ سے بسلسلہ تعلیم و ملازمت باہری
رہنا پڑا ہے۔ آپ سے دو تین مرتبہ نیاز حاصل
کرنے کی سعادت مل چکی ہے۔ مگر بہت عرصہ
ہوا جب۔ اب انشاء اللہ میں ۱۵ اپریل
کو ملازمت سے سبکدوش ہو کر بعد پیشین پختہ
واپس آجاؤں گا۔ اور اس وقت جناب سے
اکتساب فیض کا بھی موقع ملے گا۔ عرصہ دراز
کے مطالعہ و مراقبہ کے بعد (مراقبہ کا لفظ ظنی
رسی معنوں میں استعمال نہیں کر رہا ہوں)
تصوف کے صحیح معنی میری سمجھ میں آئے
ہیں۔ اور شریعت و طریقت کی بھول جھول
سے ہوتا ہوا۔ اپنے خیال میں منزل مقصود
سے قریب ہو گیا ہوں۔ پہلے میں تصوف کو

سطحی نظر سے دیکھتا تھا۔ یا یوں کہنے کے ظاہر پر
اور سمیات کی ہینک کے ذریعے۔ لہذا اس کی
حقیقت تک نظر نہ پہنچی تھی۔ عام صوفیوں
سے جو لوگوں کو بدظنی ہے۔ لہذا بعض افہات
بجا طور پر ہے۔ کچھ اُس کا بھی اثر تھا۔ اس لئے
میں اُس کے یعنی تعارف کے پہلی مرتبے کو نہ سمجھ
سکتا تھا۔ اب یہ حقیقت عیاں ہوئی کہ دراصل
صوفیائے کرام نے اسلام اور مسلمانوں کی پیش
قرضات انجام دی ہیں۔ اور اُن کو مذہب
کا صحیح مفہوم سمجھنے کے قابل بنایا ہے۔ ورنہ
لکیر پیٹنے کے سوا اور کیا رہ گیا تھا۔ دین اور
دنیا کا امتزاج اسلام کی روح ہے۔ اور جس
کو بعض لوگ راہبانہ نفس کشی کے ذریعہ بالکل
ہی ختم کرتے ہیں اُس کی جھلک صوفیائے کرام
کی زندگی میں ملتی ہے۔ اور اہل میں اُس کا غوثہ
آپ کی ذات گرامی کو سمجھتا ہوں۔ آپ نے روحانی
عظمت کے ساتھ دنیاوی عروج بھی حاصل کیا
اور یہی چیز مسلمانوں کے لئے مشعل راہ سہونی
چاہئے۔ تورع اور تقدس کی وہی حد سہونی
چاہئے جو آپ نے قائم کی ہے۔
میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ کے خاندان سے ہوں۔ اور عرصے سے میرے
اعزاء کو چھ چلاں میں رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے
کہ مجھے دہلی کی ہر چیز سے محبت ہے۔ اور
اس لئے آپ سے بھی مشابہہ دہلی کی حیثیت
سے غائبانہ خصوصیت رکھتا ہوں۔ انہیں
جذبات کے ماتحت یہ جذبہ طور پر بھی گئی ہیں
گر قبول افتد رہے عرو شرف۔ والسلام مع الکر
فاکسر محمد بشیر الحق۔ ام لے (خان صاحب)
سر ڈاکٹر محمد منٹ ہائی اسکول۔ میرٹھ۔
شکریہ کہ یہاں سے بھائی تھی۔ آپ نے ایک
ایسے نامور عالم کی اولاد میں جودوش بھی تھے
آپ کے اس خط میں وہی نسلی جلوہ نظر آتا ہے

میں آپ کے مکتوب کے ہر لفظ کا ممنون ہوں جسنا لفظ

مولانا رئیس الدین احمد صاحب رضوی کا خط

حضرت اقدس مدظلہ العالی - سلام علیکم

آج کی مبارک صبح نے یہ خبر سرت اشرسنانی

کہ جناب کو گورنمنٹ عالیہ سے خطاب عطا ہوا ہے

جو شمس العلماء ہے حقیقتاً اس خطاب کے جناب

اس لئے بھی سختی ہے کہ مسلمانوں کو اللہ پاک

اور اس کے رسول مقبول کا پیغام پہنچاتے

رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی سچی تہمد دی کے

جناب حامل ہیں۔ میں اس خطاب کے ملنے پر

تہ دل سے مبارکباد و بیشک کرتا ہوں۔

خاکسار (بیلچہ والا نہیں) رئیس الدین احمد رضوی

علی خان مندرل امر وہہ۔

شکریہ ہے آپ سیدہ عائشہؓ، قدیمی دوست
ہیں۔ اویسا، اللہ کی یاد قائم رکھنے کے لئے عملی
خدمات انجام دیتے رہتے ہیں۔ آپ کی تہنیت
نے میرے دل میں گمگم کیا۔ شکر گزار حسن نظامی

مولانا سید طفیل احمد صاحب منگلوسی کا خط
مکرم بندہ جناب شمس العلماء خواجہ صاحب بلا علیکم
آج کے اخبار میں آپ کے شمس العلماء کا خطاب
پڑھنے سے نہایت خوشی ہوئی۔ اس کے لئے
وہی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ دعا ہے کہ
اللہ تعالیٰ آپ کو تندرست اور خوش و خرم
رکھے۔ خاکسار آپ کا پُرانا نیا مہند (مولانا سید طفیل احمد
منگلوسی) (مصنف کتاب مسلمانوں کے روشن مستقبل)
شکریہ یہ آپ کی تہنیت اور خان بہادر مولوی
بشیر الدین صاحب ایڈیٹر ”البشر“ کی تہنیت
نے مجھے اصلی خلوص کے جبل خانے میں قید
کر دیا۔ کیونکہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ آپ
دونوں خطابات میں نے اور خطابات لینے کی
وجوہات اور تاثیرات کو خوب جانتے ہیں۔ اور

میں نے بھی آپ جیسے گہری نظر رکھنے والوں کی
چوٹیاں سیدھی کر کے اپنے ملک کے ان حالات
کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ پھر بھی آپ دونوں نے
اپنے کانگریسی اصول کے خلاف مجھے مبارکباد
بجھی، اس لئے میں نے تجاہد آپ نے مجھے اپنے
خلوص و محبت کے جبل خانے میں قید کر لیا۔
اگر آپ دونوں کو مجھ سے بہت زیادہ تعلق
نہ ہوتا تو آپ کبھی اپنے مسئلہ اصرار کو ترک نہ
کرتے۔ آئیے ہم سب مل کر اس خطاب کو اُس
قدامت کی عینک سے دیکھیں جو اُجکل بازار
میں بہت کم ملتی ہے۔ آپ کی کتاب کی زلف
کا اسیر حسن نظامی۔

علی محسن صاحب صدیقی کا خط

قبلہ ام! سلام علیکم۔ گواہ جناب مجاہد سے
متعارف نہیں ہیں۔ مگر میں آپ کی روحانی
اور علمی معالی کا متعرف اور فائیدہ مداح ہوں
آپ کے روحانی فیوضات کے متعلق مجھے ذرا
ناچیز کا کچھ لکھنا چھوٹا سا اور بڑی بات کے
مصدّق ہے۔

سال نو کے خطابات کی فہرست میں
شمس العلما کا خطاب آپ کے اسم گرامی کے
ساتھ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ گو خطاب
آپ کی اعلیٰ شان کا باعث نہیں ہے بلکہ آپ
کی ذات والا صفات خطابات کے لئے جبہ
افتخار ہے۔ مگر میری عقیدت مندی نے مجھے
مجبور کیا کہ میں آپ کی خدمت میں ہدیہ تبریک
پیش کر کے سعادت و مسرت کا سرمایہ بن گیا ہوں
مجھے امید ہے کہ آپ میرے اس ناچیز ہدیہ تبریک
کو قبول فرما کر ذرہ نوازی فرمائیں گے۔

آپ کا ایک غائبانہ معقدہ علیٰ حسن صدیقی
 لکھنؤ رشتہ عربی و فارسی چشمہ رحمت کالج غازی پور
 شکر پور، آپ کے کالج کا نام "چشمہ رحمت" رکھا

ذہیرت ہمدرد گیا۔ حضرت اکبر آبادی کا شہرہ
خبر سنا تھا۔

یوں قتل کے بچوں کی جوتی نہ ضرورت
انہوں نے فرعون کو کالج کی نہ سوچی
ہیں نے اس کالج کا نام ”جسٹس عدالت“ رکھا ہوگا
اس نے کالج کو مسلمان کرنے کا خیال کیا ہوگا۔ لو
ہے اس بے غرض تہنیت نامے سے بھی اس کی
خمدیق ہوئی کہ واقعی آپ کا کالج چشمہ رحمت
ہی ہوگا جس کے اُستاد آپ جیسے پاک دل
لوگ ہیں۔ دلی شکر گزار حسن نظامی۔

ڈپٹی کلکٹر صاحب بجنور کا خط

جناب مخدوم مکرم و محترم دام ظلکم العالی۔
سلام علیکم حصول اعزاز فرید مودبانہ مبارک باد
قبول فرمائیے۔ ہم سب کو دلی مسرت ہوئی
اگرچہ جناب کامرتبہ ان خطابات سے کہیں
بالا تر ہے۔ لیکن بہر حال ہم ارادت کشیوں
کے لئے حیدر مسرت و انبساط ہے۔

خاکسار ارادت کش۔ لائق علی (خان صاحب)
ڈپٹی کلکٹر بجنور۔

شکریہ آپ میرے بزرگ حضرت اکبر آبادی
کے قرابت حار ہیں۔ اور پر یا نواں کے رئیس
خان بہادر نواب احمد حسین صاحب مورخ
تاریخ احمدی میرے دیرینہ دوست ہیں۔ میرا
حافظہ خراب ہو گیا ہے۔ تاہم ایسا محسوس ہوتا
ہے کہ آپ نواب صاحب کے فرزند ہیں چنانچہ
جہوپا آپ کی تہنیت کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور
میں دلی شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔

مولانا سیاح صاحب اکبر آبادی کا خط

مختری۔ سلام علیکم۔ سال نو کے ساتھ حکومت
کی طرف سے خطاب ”جسٹس العلما“ کی تفویض
ہوئی دلی مبارکباد و قبول فرمائیے۔ خدا آپ

کے مناصب و مراتب میں اس سے زیادہ ترقی
دے اور دلی عطا فرمائے۔ نیا زمیں سیماب۔

شکریہ آپ نے اُردو شاعری اور
ادب کو بام عروج پر پہنچایا ہے۔ اور آپ
سے میرا بہت دیرینہ تعلق ہے۔ آپ کے کلمہ
لائق شاگرد میرے مرید ہیں۔ اور ان کی مریدی
بھی آپ کے تعلقات کی یادگار ہے۔ اس واسطے
آپ کی یہ تہنیت میرے دل کی خوشی کو بام
عروج پر پہنچانے والی ہے۔ حسن نظامی۔

مولوی اطہار الحسن صاحب کلیل کا خط

مخدومی و محترم حضرت خواجہ صاحب۔

سلام علیکم۔ اجازت انجام دے کے مطالعہ سے معلوم
ہوا کہ سال نو کی تقریب پر آپ کو جسٹس العلما کا اعزاز
مرحمت ہوا ہے۔ ہدیہ تہنیت قبول فرمائیے
خدا کرے یہ آئمہ اعزازات کا پیش خیمہ ثابت ہو۔
ہم لوگوں کی نگاہ میں تو آپ جسٹس العلما پہلے
ہی سے تھے۔ اب گورنمنٹ نے بھی باضابطہ اس
امر کو تسلیم کر لیا۔ گورنمنٹ کی سست رفتاری
فریب المثل ہے۔ ورنہ جو چیز آفتاب کی طہرت
ہے۔ اس کو اتنی تاخیر سے تسلیم کرنے کی کیا وجہ
ہو سکتی ہے۔

میں خوش ہوں کہ گورنمنٹ نے خطاب کے انتخاب
کرنے میں سلیقہ سے کام لیا۔ کہیں خان بہادر
بنادیتی تو کیا ہوتا۔ حکومت کے یہاں جسٹس العلما
کوئی خطاب نہیں ہے۔ ورنہ موزوں تو ہوتا
مکرم مبارک باد۔ والسلام خالص محمد
اطہار الحسن وکیل غازی آباد۔

شکریہ آپ میرے پرنے دوست ہیں۔
میں آپ کے گھر کا رنگ کھا چکا ہوں۔ اگرچہ مقدما
نہ ہونے کے سبب یہی کوئی مقدمہ آپ کے سپرد
نہیں کیا ہے۔ تاہم آپ کی علمی اور فانی
قابلیت کا مدت سے مداح ہوں اس تہنیت

میں بھی آپ نے اپنے ادبی جوہر کو ظاہر کیا ہے
شکر گزار حسن نظامی۔

سید سعدی صاحب جعفری کا خط

قبلہ مکرم مرشد ناو مولانا مکرم و محترم زلفظ
سلام علیکم۔ کل صبح کے اخبار سے یہ معلوم کر
انتہائی مسرت حاصل ہوئی کہ جناب اقدس
کو حکومت ہند کی طرف سے ”جسٹس العلما“ کا
معزز اعزاز عطا کیا گیا ہے۔ حالانکہ جناب الا
صفات تو پہلے ہی سے جسٹس العلما اور نجم الادب
ہیں۔ آپ میری طرف سے اور میری فرم کے
تمام اراکین کی طرف سے دلی مبارکباد و قبول
فرمائیے۔ اختر (سید) سعدی جعفری ذوالفقار
دعا گو شیراز کے سعدی کو شیخ کہتے کہتے شک
گیا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ کوئی ایسا بھی ہو جس کو
سید سعدی کہا کروں۔ خدا نے خان بہادر مولانا
سید نجم الدین جعفری کے گھر میں سید سعدی کا
ایک فرزند پیدا کیا۔ جس نے مجھے تہنیت کا
یہ خط بھیجا۔ لیکن شیخ سعدی ہمنشر کے ساتھ نظم
بھی لکھتے تھے اور بہارِ اخلاقیہ فطرت میں آیا ہے
میں سید سعدی جب مانوں گا کہ تم نظم میں
بھی کچھ لکھ کر بھیجو۔ تم کو ہر وقت یاد رکھنے والا
حسن نظامی۔

سید ارث حسین صاحب کا خط

محترمی خواجہ صاحب۔ تسلیم۔ خطاب جسٹس العلما
کی مہمہ قلب سے مبارکباد و قبول فرمائیے
آپ کا حکم کیا ہے کیرہ ہے۔ تحریر میں تصویر
کا مزہ ملتا ہے۔ آپ نے حیدر آباد کے بی بی
کے علم کا جو تذکرہ فرمایا ہے۔ سامنے حضور
نظام تشریف لے آئے۔ چھڑی بات میں ہے
موتور کو ایک لائن میں کرنا دالان میں چہل قدمی
فرمانا آپ کو تبرکات ایک ایک دکھانا یہ سماں

ایسا آنکھوں میں گھوماگوں یا جم خود وہاں
جو ہیں۔

تبرکات کے سلسلہ میں جو آپ نے حضور
فرمایا کہ ایسے تبرکات کہیں اور نہیں ہیں
میں مجھے اعتراض ہے۔

میرے خاندان میں خصوصاً میرے گھر میں
قبلمہ اور نادرات کے چودہ دانے کی ایک
بیج ہے جو عاشق کو کے دن خون آلود بھاتی
ہے۔ اور عشرے کے دن ہزاروں آدمی شرف

بزیارت ہوتے ہیں۔ اس سال خصوصیت سے
پہم منکرین نے دو دن قبل اس بیج کو آکر بغور
لاحظہ فرمایا اور عشرے کی سپہر کو تشریف لاکر
اس خون سے بھرے ہوئے کٹنے کی زیارت

کی اور حسین کی شہادت پر ایمان لائے۔
اسی بیج کو ملاحظہ فرماتے کے لئے سرعاً علی خا
صاحب مرحوم والی رام پور ایک بار بار یہ ضلع
ایہ تشریف لائے اور ہماری حیثیت سے کہیں

زیادہ دنیاوی لالچ دے کر اس بیج کو رام پور
منتقل کرنا چاہتے تھے۔ مگر ہم لوگ محمد غزنوی
سے کہیں زیادہ ثابت قدم رہے۔

مناوند سید وارث حسین خاں نے کفر کیا میرا ابا
شکر یہ کہ سید صاحب کی تہنیت بھی موثر اور
یہ خبر بھی دل فواز کہ ان کے ہاں ایسی اعجاز خا
دولت موجود ہے۔ سنا ہے سامانہ زیارت

پیالہ میں بھی ایسی ملک تسبیح ہے۔ اور اس میں
بھی یہی اعجاز ہے۔ دعا کیجئے مجھے بھی اس
کی زیارت نصیب ہو۔ شکر گزار حسن نظامی

محمد صادق نظامی کا خط
مخدومی مکر می حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم
خطاب شمس العلماء کی تہنیت میں مبارکباد قبول فرمائیے
مبارک ہو حضرت بخش العلماء کا اعزاز
ملا ہے خواجہ بخش العلماء کا اعزاز

ہادی دین سی ہی خبر یہ دنیا بھی
بخشا خالق نے انہیں راہنما کا اعزاز

لیتے ہیں دس ہاں ان زبان ان کر
ان کو موزوں ہے اور یہ انصاف کا اعزاز
راست ہے ان کے لئے عارف کامل کا خط

حق بجانب ہے انہیں صدق و صفا کا اعزاز
سلطنت قوائے قدم چمکتے ہیں آگے
ہے یہ محبوب الہی کے گدا کا اعزاز

نام نامی سے ہوئی آپ کے اس کو نسبت
کے تخلص و شجاعت سے شمس العلماء کا اعزاز
خواجہ صاحب پر ہے لطف خدا کے صادق
روز افزوں ہو محب الفقرا کا اعزاز

آپ کا خادم محمد صادق نظامی سہارن پور
و عا کہ فرزند و مانی محمد صادق نظامی کی نظم
و نثر تہنیت محبت اور عقیدت کا قوارہ ہے
جس کے ہر قطرے میں خلوص و صداقت کی

چمک دمک ہے۔ خدا دل کی مرادیں پوری
کرے۔ دعا گو حسن نظامی۔
خان بہادر حاجی رشید الدین احمد صاحب کا خط
مصدر تبرکات تسبیح حسانت شمس العارف و العلماء

حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب زید فیو ملک۔
بعد یہ سنت سنہ۔ مبارک باد می۔ بہرہ
خطاب سال نو قبول فرمائیں اگرچہ جناب
کی ذات گرامی ایسی تمام باتوں سے مستغنی او

بالا تر ہے۔ جس کا تذکرہ جناب کسی اپنی
پہلی تحریر میں فرما چکے ہیں۔ سنا ز آگین۔
محمد رشید الدین احمد۔ از میرٹھ۔
شکر یہ کہ پہلے بھائی حاجی صاحب! آپ

کی اس تسبیح تہنیت کا مجھے بہت اثر ہوا۔ آپ
کی اعلیٰ قابلیت اور احساس قوی کادت
سے متاثر ہوں۔ آپ کے فرزند میاں حمید
بہ اپنی ولاد کی طرح عزیز ہیں۔ اور میرا

سب کو اپنی ذات سے بہت قریب سمجھتا ہوں
دلی شکر گزار حسن نظامی۔

علیم رام سروپ صاحب شرم کا خط
عنایت و کرم فرمائے بندہ ناد و عنایت تسلیم
مراج مبارک۔ آج ایک ماہ کے بعد یہ رہنما کی
موصول ہوا جس کے ذریعہ حضرت بخش العلماء

کا خطاب علامہ نامعلوم ہوا۔ خط کا خط کے لئے
آپ کو در متعلقین کو مبارک باد پہنچا ہوں برا
مہربانی اس ناچیز کی طرف سے حضرت کو بھی

(حیدر آباد) مبارک باد کا پیغام پہنچا کر ممنون
و شکر فرمائیں۔ فقیر فقیر رام سروپ شرم
از قصبہ بنولی ضلع میرٹھ۔

شکر یہ کہ پہلے بھائی علیم رام سروپ صاحب
شرامیری جتنی بڑا دینی شریک ہیں اور میری
نظامیہ درگاہ حضرت علامہ الدین شتی ہم برنامہ
کے قریب رہتے ہیں اس واسطے میں ان کو اپنا

سمجھتا ہوں۔ اور ان کی محبت کی سچائی کا میرے
دل پر اثر ہے۔ حسن نظامی۔
ایڈیٹر صاحب الواعظ کا خط
محرمی و عظمی۔ سلام علیکم۔

مجھے بعض احباب معلوم ہوا کہ گورنمنٹ عالیہ
نے شمس العلماء کے گرامتہ خطاب آپ کو سر فرار
کیا ہے اس سرست اثر فیکو سن کو میں بہتہ ترکیب
پیش کرتا ہوں۔ حیدر آباد کے محرم کے عنوان سے

جدو چمپ اور تاریخی بیان جناب کا منادی
میں چھپا ہے اس کے اقتباسات فروری
کے الواعظ میں شائع کر رہا ہوں۔ میں من غنی
نقل کرتا مگر طویل بہت ہے میرا یہ ترکیب

قبول کیجئے۔ عا محمدی مدیر رسالہ الواعظ
شکر یہ کہ بھائی مولانا مری کے علم و عمل
کی بڑی انتہائی زیادہ ہے کہ میں ان کی تہنیت کا
شکر یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا تاہم مجھے فوراً کہ اہل علم قابل اور پچاس میں مجھے ہم علم پر نظر مود رہے ہیں۔ ربیادست حسن نظامی۔

مولانا فیاض القادری صاحب کا خط

حضرت المحترم دام جیدم۔ سلام علیکم۔
فقیر فیاض القادری البدایونی جو قدیم نیازمند ہے
اس کی جانب سے اس اعزاز حقیقی پر دلی مبارکباد
قبول فرمائے۔ اور تالیف خطاب کی یہ
خطہ بھی۔

رہتا یہ ضیاء میں حکومت سے گلا
مٹا نہ اگر حسن نظمی کو مہدا
برجل بہر تن ہے نغمہ ساز تاج
شمس العلماء خطاب خواہ کو مہدا
۱۹ ۶ ۲۵

فقیر فیاض القادری فرشتوں کی جگہ بدایوں۔
شکر میرے آپ اس مقدس مقام کے رہنے والے
ہیں جہاں میرے آقا حضرت سلطان المشائخ
پیدا ہوئے تھے۔ اور جہاں ان کے والد اور دادا
اور نانا دفن ہیں۔ اس لئے آپ کی تہنیت میرے
آقا کے وطن کی تہنیت ہے۔ آپ سے دیرینہ
تعلق ہے اور آپ کی حمائیں ہمیشہ میرے
حال پر ہی ہیں۔ تعلق تالیف عجیبی طبع شاعری و
ہدایت محبت سائنس سے بالاتر ہے۔
شکر گزار حسن نظمی

صوبیدار نذیر احمد صاحب کا خط

محترم خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
معلوم ہو کہ آپ خاندان کے سربراہ ہو گئے۔
دلی مبارکباد۔ نیازمند نذیر احمد صاحب
۱۹۲۵ء میں جنرل اسپتال مراد آباد فریڈ ہسپتال
شکر میرے آپ کے بھائی نادر صاحب کی تہنیت لکھتے
وقت شمس کا ترجمہ بھی لکھ دیا۔ اس سے بہت
طقت آیا۔ ان کی بے غرض حمایت و محبت
کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور میں دلی خلوص
کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظمی

ولی کمال خاں صاحب ایم اے کا خط

مکرمی تسلیم۔ آپ کو خطاب شمس العلماء مبارک
ہو۔ اگر آپ کو سید المشائخ کا خطاب ملتا تو شاید
زیادہ بہتر ہوتا۔ بہر کیف۔ مجھے خوشی ہو رہی
ولی کمال خاں ایم اے کے رسیج اسکالر لکھنؤ
ہونی ورنہ کمال نرسری بیچ آباد۔ لکھنؤ۔
شکر میرے آپ کا نام بار بار جو ذہن لفظ ہونے کے
دور ایسے الفاظ سے مرکب ہے۔ جن کا میں ازلی
دلدادہ ہوں۔ یعنی ولی اور کمال۔ اور پھر آپ
جس لہجہ میں رہتے ہیں۔ اس کا نام بہت عجیب
ہے۔ اور وہاں میٹھے آموں کی کثرت ہے۔
آپ کے مشاغل علمی کی غفلت بھی میرے
دل پر نقش ہے۔ اس لئے آپ کی تہنیت صاحب
کمال بھی ہے۔ اور نگہ بھی ہے اور شیریں بھی
ہے۔ اور چونکہ فقرے اس واسطے درآئیں گے
بھی ہے۔ شکر گزار حسن نظمی۔

محمد تصدق کریم صاحب کا خط

تقدس مآب حضرت خواجہ صاحب۔ سلام علیکم
پسین کر کہ جناب کو شمس العلماء کا خطاب
عطا کیا کہ گورنمنٹ نے جناب کی علمی اور ادبی
سرگرمیوں کی قدر فرمائی بڑی مسرت ہوئی۔
میں ایک قدیمی نیازمند ہونے کی حیثیت سے
جناب کی خدمت میں بعد مسرت و احترام ہدیہ
مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ براہ کرم اسے قبول
فرمائیے۔ نیازمند قدیم محمد تصدق کریم قدوسی
دہلی آبادی۔
شکر میرے آپ کے کریم کے مدد سے اور کریم کی تخلیق
اور جلیوں کے مدد سے۔ اور آپ کے اسم تصدق
کریم کے مدد سے۔ آپ دور دوروں میں با اس آپ
کی سچی اور بے غرض محبت کبھی مجھ سے باہیں
ہوئی۔ شکر گزار حسن نظمی۔

مولوی محمد عثمان صاحب احمدی کا خط

خدیجی دیکری۔ سلام علیکم۔ آپ کو جو خطاب
شمس العلماء جناب گورنمنٹ عطا ہوا ہے اس سے
مجھے از خود خوشی ہوئی۔ گو آپ کی قومی جنگی خدمت
اس قسم کے خطابات سے ارفع و اعلیٰ ہیں مگر
یہ دیکھ کر کہ آخر یہ بھی مگر خطاب سے عزت
انفرادی ہوئی اور خود خوشی ہوئی۔ اور گورنمنٹ
کے پاس خطا شمس العلماء ہوتا تو وہ زیادہ تالیف
کے لئے موزوں و مناسب ہوتا۔ فور محبت
سے مجبور ہوئے تار و پود پہنچے ہی دروازہ پر پہنچے۔
آج خط لکھنے کی نوبت آئی ذریعہ خط ہی آپ
کی خدمت میں تحفہ مبارک باد پیش کرنا چاہتا
گو انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے ایک
دوسرے کی مدد کا محتاج ہے۔ کیونکہ ہر
ذات خداوند تعالیٰ الصمد ہے۔ مگر میں آپ کو
یقین دلاتا ہوں کہ آپ میں جو خصوصیات
ہیں ان کی بنا پر مجھے آپ سے محبت ہے۔
اور دلی محبت ہے۔ اور میں جس سے ملتا ہوں
خلوص سے ملتا ہوں۔ یہ سراسر اس لئے لکھنے کی
نوبت آئی کہ میں ایک آل انڈیا قابلیت لکھنے
ولاد جو جس سے مجھے اس کی اعلیٰ قابلیت کی
بدولت محبت تھی اور ہے۔ میری محبت کی
نا قدر دانی کر کے خطاب فارض ہو چکا ہے۔
آخر میں پھر مبارک باد پیش کر کے رخصت
ہوتا ہوں۔ محمد عثمان احمدی لکھنؤ۔
شکر میرے آپ کے بھائی محمد عثمان صاحب احمدی
باوجود وقار و باطنی عقائد رکھنے کے میرے ساتھ
سالہا سال سے جو محبت اور تعلق رہ گئے ہیں
اس کو میں اپنی آخر حیات تک نہیں بھول
سکتا۔ ان کا تار و پود جاننے کے بعد جب یہ خط
بھی آیا تو گویا انھوں نے اپنی محبت کی جڑیں
کراوی معلوم نہیں یہ وہاں کو کچھ ہوا کہ

میرے دل سے ان کی قدر کم ہو گئی ہے۔ البتہ حیدر آباد کی شدید مصروفیت کی وجہ سے میں ان کو خط واپس لکھ نہ سکا تھا۔ جس کا مجھے افسوس ہے۔ اور جب میں نے ان کی علالت کا حال سنا تو بہت زیادہ غمزد ہو گیا۔ اگرچہ میں ان کے عقائد کا شریک نہیں ہوں۔ لیکن ذاتی تعلق جیسے تھے ویسے ہی میں ملکان میں اہل فہرہ گیسے صحت و سلامتی کے لئے دعا کرتے والا۔ حسن نظامی۔

بھائی سید نور الحسن صاحب کا خط

حضرت اقدس صاحب خاجہ صاحب نام علم از طرف نور الحسن مودودی گورنمنٹ، اس عزت افزائی اور اعتراف قابلیت پر تہ دل سے مبارکباد و قبول ہو۔ اللہ پاک آپ کی عمر دراز کرے۔ اور مزید اعزاز و عہد عطا کرے۔ خادوم نور الحسن نیشنل سب جنرل از کلیرٹ ریفٹ۔

شکریہ کہ آپ مودودی ہونے کے سبب میرے پیرزائے ہیں۔ اور عارف تصوف ہونے کی وجہ سے میرے ہادی ہیں۔ چالیس سال سے میری آپ کی دوستی ہے۔ آپ کی تہنیت پڑھ کر مجھے وہ وقت یاد آگیا کہ حضرت محبوب پاک نے عرس کی قوالی ہر ہر تہی ہزاروں آدمی جمع تھے۔ میرے کچھ انگریز دوست بھی پاس بیٹھے تھے۔ آپ کو وہدایا۔ آپ اپنے قلب مضطرب کو دوفن ہاتھوں سے تھامے ہوئے مرغ خیال کی طرح لوٹ رہے تھے۔ انگریزوں نے کبھی وہدگو نہ دیکھا تھا۔ وہ گھر آکر کھڑے ہو گئے۔ اچانک انھوں نے مجھ سے کہا اچھری ڈالو کہ ملاؤ اس شخص کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔ میں نے منہس کر کہا ان کی یہ حالت دل کے بیماریوں کی بہت اچھی دوا

ہے۔ آپ کیا یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ اب بھی زندہ ہیں اور مرنے کے بعد بھی زندہ رہیں گے۔ پس آپ کی یہ تہنیت خطاب کی تہنیت نہیں ہے بلکہ ایک کونفٹ کی تہنیت ہے۔ جس نے مجھ میں اور آپ میں چالیس برس سے ایک شہرہ زور رکھا ہے۔ حسن نظامی

قاضی شمس الدین صاحب کا خط

خاجہ خاجہ صاحب ذوالحمہ والہم زادہ عالم اسلام بلکیر۔ سے خطابات کی خدمت میں سنا ہے کہ آسم گرمی دیکھ کر دلی ہمت ہوئی۔ سرور برطانیہ نے آپ کی فوجی و مدنی خدمات علیحدہ کر لیں نہ کہ آپ کو جو شمس العلماء کا معزز خطاب عطا فرمایا ہے۔ اس کی آپ کی ذات گرامی عرصے سے سخت کھچ رہی تھی۔ خدا کا شکر کہ آپ کو اس سے سزا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص اور فوجی جذبہ دنیا و دنیوات جو گئی ترقی عطا فرمائے اور مدارج اعلیٰ و معزز خطابات مرحمت فرمائے۔ میری طرف سے دلی مبارکباد قبول فرمائیے۔ رفیقہ نیاز (قاضی) اشہد علی عباسی (ازاکا کوئی) شکریہ کہ آپ کا کوئی جیسے خرمیہ علوم و فنون مقام میں رہتے ہیں آپ کے اوصاف علمی اور فنی ادبی نوعد سے جانتا ہوں آپ کی تہنیت ایک بہت دل کی تہنیت ہے میں نے دل سے شکر گزار ہوا حسن نظامی

محمد احمد خاں صاحب کا خط

حضور اقدس عرصے کے بعد نیاز نامہ لینے کی جرات کر رہا ہوں۔ وجہ یہ ہے کہ میں ادب خط لکھ کر زحمت دینا نہیں چاہتا۔ اب جبکہ حکومت نے آپ کی بیک خدمت مرنجان کر پالیسی اور آپ کی غیر معمولی شخصیت کی ذرا تعریف کا خطاب شمس العلماء دے کر اعتراف کیا ہے تو اس پر بعد اظہار رست کے مجھے رہا نہیں تا

یہ از میرا عقیدہ نہیں کہ اس خطاب آپ کو کوئی سرفرازی ہوئی۔ البتہ آپ کے اسم گرمی کا اضافہ کر کے حکومت نے فہرست خطابات سال فیکر در سرفرازی غنیمت بہر حال میں بی دلی مسرت کا اظہار کرتے تھے۔ خدمت اقدس میں مدنیہ تبریک و تہنیت پیش کرتا ہوں۔ خادوم محمد احمد (علیگ) از بابا پور ضلع سیٹا پور۔ شکریہ کہ آپ کی خدمت کا کالی گلی کے کونے سے میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور اس وقت سے آج تک آپ کے وطن بابا پور کی تلاش میں رہا ہوں کہ یہ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ وہاں تو کوئی بابا نہیں

حافظ احمد حسین صاحب کا خط گرمی خاجہ صاحب۔ سلام علیکم۔ آپ کی علمی خدمات کا بخیر گورنمنٹ اعتراف ہوا۔ اور آپ شمس العلماء بنائے گئے مجھے کوئی مسرت ہوئی۔ میری طرف سے سچی اور بے خلوص مبارکباد قبول فرمائیے۔ نیاز مند قدیم۔ حافظ احمد حسین از نجیب آباد

شکریہ کہ آپ کی عنایت و محبت بھی قدیمی۔ اور آپ کے نام کے اجرائی غفلت بھی قدیمی۔ سلامتی اور ان کی تاثیرات بھی قدیمی۔ اور میری فکر گذاری بھی قدیمی حسن نظامی۔

ہما شے عبد الکرم نظامی کا خط

شمس العلماء حضرت قبلہ خاجہ حسن نظامی صاحب مدظلہ۔ سلام علیکم۔ نئے سال کے خطابات کی سہکاری فہرست میں ملک معظم کی جانب سے آنجناب کی خدمت میں شمس العلماء کا خطاب سرفرازیہ سہارن پور کو بے حد مسرت ہوئی۔ ناجیز بھی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ قبول فرمائیے۔

ہما شے عبد الکرم نظامی سینگ اسلام آگرہ۔ و عالم تہذیب آدمیہ حاجی تھے تب بھی ملی تھے

حاجی تھے تب بھی ملی تھے

اور مسلمان ہوئے جب علیؑ کی اور بڑھ گئی تے
 نو مسلموں کے لئے بڑے بڑے کام کے ہیں اور جب
 قہار یحییٰ ڈاٹری یاد آتی ہے تو ڈاٹری والا
 جہاد سے آجاتا ہے۔ دعا گو جس بھائی
 الماس خالون صاحبہ کا حشر
 میری محو و مہم عمر خراج بانو صاحبہ سلام علیکم
 کل شام اخبار میں بیخبر ہوئی کہ حضرت خراجہ
 صاحب قبلہ کو مسائل العلماء کا خطاب ملا ہے۔
 میری طرف سے مبارک باد قبول فرمائیے۔
 اللہ تعالیٰ زندگی بخشے حضرت کو اور رشتہ بد
 سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ راقمہ کنیز الماس

(خاتون) اذوبرہ دون۔
 دوا اہم میرے پڑنے دیست خان صاحب حاجی
 نوہم جن خاں صاحب کی کسر لکھ کر پوری کی مٹی پر اور
 میری بیوی خواجہ بانو کو دیا مٹی سجی تھیا اس واسطے
 تمہاری مبارک دیکھ کر مجھ کی مبارک بچہ خدا شکر
 رکھے دوا خان جن کا خط لکھو
 ایڈیٹر صاحب حیار رہنما مراد آباد دوا
 مخدومی دھرمی حضرت خواجہ صاحب سلام علیکم
 وعلیٰ من لدیکم۔ التماس یہ ہے کہ اس وقت
 سالانہ خطبات میں جناب کو معزز خطاب
 "رہنمائے علماء" ملنے کی خبر پڑ کر ملی مسرت ہوئی
 فی الحقیقت اس علمی اعزاز کے آپ بہت
 عرصے پہلے سے مستحق تھے و حکومت نے
 بہت دیر سے توصیف کی۔

بہر حال اس ازدیاد اعزاز پر محبتیں نہایت زیادہ
قدیم میں تہ دل سے ہر مہر مبارک باد پیش کیا ہوگا
آپ کا دیرینہ نیا کریش محمد اشفاق حسین صدیقی
(ایڈیٹر اخبار رہنما مراد آباد)
شکریہ آپ کی محبت بھی بہت بڑی ہے۔ دل بھی رہنما اور
ایک اخبار کا نام بھی رہنا اور پتہ بھی آپ اس شہر میں
ہوئے۔ دھنوں میں غلطی تو نہیں ہے۔ یہ آپ کی غلطی
تعمیل نہ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن ظاہر

مولوی شریعت رسول ^{حب} صا کا خط۔

مخدومی و عمری حضرت خواجہ صاحب قبلہ
مظلہ العالی تسلیم ادب بجالاتا ہوں۔
برطانیہ کی فہرست خطابات نور و جناب
والا کی ذات بابرکات سے بھی مزین کی گئی
مقام شکر ہے۔ عطیہ شاہی جو مجھ کو بھیجیت
ہے ”ہرچہ از دوست میرسد یکجاست“
کی قدر لازمی ہے۔ لیکن تمنا ہے کہ اس سے
بہتر و برتر شایان شان خطاب اور بھی ملے
ہوں۔ اور جلد ہی دلی مبارکباد قبول فرما
فارس کسار شریعت الرسول از علی گڑھ۔

شکریہ تم آگے آنا یا کو باضرعت آئی۔ آپ کا
حاجے ماہر میں جسکی نسبت کہا جا رہے کہ سلطان
کو صاحب نہیں آتا۔ کہ آپ نے اپنی علمی بصیرت سے
مسلمانوں کی حساب آئی کو چار چاند لگائے ہیں۔
آپ پر یہ نام کہ استاد ہیں اور استاد دہلی دیر کا وہ ہیں
جو تاجہ اس واسطے آپ پر سے سجدی میں بیٹھ کر تودار
گور پر استاد و صاحب استہانہ کا خانہ
مختصر میں علم بجانب خواجہ حسن نظامی صاحب
وہابی مدظلہ۔ آداب عرض۔ نئے سال
کے ذاتی اعزاز کے لئے ولی و پر خلوص مبارک
قبول فرمائے۔

جناب اسرار نے صاحب نے آپ اس
شخص العلماء کا خطاب طحا کے مجمع معتمد
میں آپ کی ان مشیہا اور بے مثال فن
کا اعتراف کیا ہے جو اردو کے لئے
کی ذات و لامعافت کی معرفت معر
وجہ دہم اس۔

بلاشبہ آپ اس خطاب کے بہت سے حقدار تھے آپ نے اردو صحافت میں اس نئے باب کا اضافہ کیا ہے، ورنہ اب کے پُرست چمن میں الیکٹرانک فن تحریر کی خوشبو

لگائی ہے۔ اپنی مسلسل ریاضت سے اس کی آبدی کی ہے۔ اور اُسے پُر شکر انگہت آمیز اور بہار بنا دیا ہے۔ میری دعا ہے کہ خدا آپ کو اور دواہ کی مسلسل خدمت کے لئے عرصہ دمازنک سلامت رکھے۔ اور اس نیک اور مبالغہ کام کے لئے عمر و دام عطا فرمائے۔ آمین۔ مخلص گوریش دستاخانہ انذیال بارخ امروہ۔

شکریہ کہ یہ پہلے سراسوی اندھ صوب ہمارا دیکھ رہا ہے۔ ایک بڑے انگہ والے نم کو دل کی روشنی آکھ دی ہے۔ اور اس نے نم کو اپنے دل کے کچرے میں بھجکا دیا ہے اور پھر انکار کیا کہ یہ گیت گایا ہے۔

نواب کامل مصطفیٰ خاں صاحب کا خط

مخبر دم و کرم جناب حضرت خواجہ صاحب
بعد و بابت سلام مسنون آننگہ اخبار
سے یہ معلوم کر کے بہت مسرت ہوئی کہ سرکار
برطانیہ نے جناب کو شرفِ اعلیٰ کا معزز خطاب
عطا کر کے اپنی اور جناب کی عزت افزائی
کی ہے۔ لہذا یہ قلم و لی مبارک باد پیش
کر رہا ہے۔ قبولِ خیر و عزت افزائی فرما
طالب دعا کا مل مصطفیٰ خاں از علی گڑھ
شکریہ کہ آپ افغانوں کی نسل میں باور آن
کی جزو تار اور قلم کے دھنی بنے جانے میں
نام میں کمال ہے۔ اور آپ کی محبت بھی دیر سہارا
ہے آپ کی بیوی کوڑی بی بی محبتا ہوں اسلئے آپ کی
میرے بچوں کی بہت سی شکر گزار حسن نظام

محمد شفیع صاحب حیف انجیر کا

مکرمی جناب خواجہ صاحب قلم
الطائفہ - سلام علیکم کل اخبار میں بڑ
بہت خوش ہوئی کہ حضور کی ادبی افتخا
ضات کا اعتراف کرتے ہوئے مسکرائے

سید مسعود الحسن صاحب حضوری کا خط
مکرمی۔ آداب۔ نیاز سالہ کی فہرست
خطبات میں آپ کا اسم گرامی دیکھ کر بہت
مسرت ہوئی، خدا آپ کو یہ خطاب مبارک
کرے۔ آپ کی ذات پاک مسلمانوں کے لئے
قابل صد فخر و ناز ہے جس کے علم و فضل اور
جذبہ صادق سے دین و ملت کو بے انتہا
فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کی
محققانہ و منصفانہ مذہبی تصانیف پڑھی
ہیں اور اکثر آپ کے مضامین دیکھنا رہتا
ہوں جن میں حقیقت و انصاف پسندی کی
جھلک پائی جاتی ہے۔ نیاز مند چندی سید
مسعود الحسن حضوری جس کی اے بھائی مولانا عزیز
بجوان مولانا انیس و دیگر مولوی شعیب مولانا
شکر علیہ کہ آپ کثرت جی کے پڑوس میں رہتے ہیں آپ کے
نام میں مساجد ہیں اور آپ کا خاندان حیدروں کا
خاندان ہے۔ آپ کی پرعرض عنایت و محبت کا دل
شکریہ ادا کرتا ہوں۔ حسن نظامی۔
بے نام کے مخلص کا خط۔

محترمی جناب خواجہ صاحب۔ تسلیم۔ آپ
کے اخبار منادی کا اگرچہ میں خریدتا نہیں ہوں
لیکن میرے گھر میں آتا ہے اور میں برابر پڑھتا
ہوں۔ علاوہ ہر آپ کو شخصی حیثیت سے
خوب جانتا ہوں اور مارے اے پڑ دیکھا
ہے۔ میرے بزرگوں نے جس طرح آپ کی آمد پر
لبیک کہا وہ سب آج بھی نظر کے سامنے ہے
آپ کے علمی کارناموں سے بھی واقف ہوں
آپ جس طرح حق بات کہتے ہیں دلیروں وہ
بھی آپ کے رد و نالج سے مجھے معلوم ہوتا رہتا
ہے۔ اگرچہ میں آپ کی برادری میں ہوں نہ
مذہب میں ہوں نہ مریدوں میں ہوں پھر بھی
آپ کی قدر میرے دل میں ہے۔ اس کا سبب
آپ کی علمی خدمت اور قومی خدمت ہی کو کہہ سکتا

ہوں (اگرچہ خود جاہل ہوں لیکن بڑے خاندان
سے متعلق ہوں) آپ کو خطاب ملنے کا حال مجھے
معلوم تھا میں مارے سے باہر رہا آپ کو
جب منادی کے حالیہ دو نمبر دیکھے جہاں
حیدر آباد کے روزنامے چھپے ہیں تو واقفیت
ہوئی خدا زبان پر آیا "حق تعالیٰ ہر سید"
منادی آخر تک پڑھنے سے معلوم ہوا کہ بعض
حضرات کو آپ کے خطاب پر اعتراض ہے
جس کو خود تو نہ کہہ سکے دوسروں پر دھڑک
کہا۔ ٹھٹھ اور دوسریوں کہتے۔ کہ خطاب
ملنے سے جل گئے اور انگلیوں پر لوٹ رہے
ہیں۔ مجھے اس سے کوئی حیرت نہیں ہے ایسے
لوگوں سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہتا۔

آپ کو جو تہنیتی خطوط آئے ہیں ان کو بھی میں
لے پڑھا۔ دراصل صحیح کہہ ہے کہ خطاب آپ
کو دھڑکتا ہوا پہنچا۔ اور یہ بھی غلط نہیں ہے کہ
اس سے آپ کی عزت میں کوئی اضافہ نہیں
ہوا۔ ارے صاحب چارچاند تو آپ میں پہلے
ہی سے لگے ہوئے تھے جس کی چمک سے آپ
کے دشمنوں کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں اب
بالکل بند ہو گئیں۔ کیا میں دوسروں کے
سہارے آپ کو کوسنے لگے۔ آپ ان کا ساتھ
خدا کے حوالے کیجئے اور اسی طرح چمکے جانے
جس طرح آج تک چمک رہے تھے۔ اگر بڑ بڑ
آفتاب کی طرف نہیں دیکھ سکتی تو اس میں غریب
آفتاب کا کیا گناہ ہے۔ خدا دیند عالم آپ کو
تا دیر اس قید سے آزاد رکھے جس کی مٹنا آپ
کو ہے۔ آمین یا رب العالمین بحق طلحہ السین۔

آخر میں میری جانب سے بھی تہ مبارک قبول فرما
آپ کا مخلص۔ دھرم دوج نہیں ہے (ازاد مارے)
شکریہ کہ صاف چھپے بھی نہیں سامنے آئے بھی نہیں
نہ آپ میری برادری میں نہ میرے مذہب میں نہ
میرے مریدوں میں بہت خوب کچھ کرنا ہیں ہیں تو

آپ کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ کیونکہ بے غرضی خاص
کا بیجا لینا کچھ مشکل نہیں ہے۔ خدا کا اجر حسن نظامی

بشیر احمد نظامی کا خط

مخدوم محرم قبلہ و کعبہ حضرت خواجہ صاحب
سلام علیکم۔ محمد صادق نظامی کی معرفت
خط کے ذریعہ سے مرید ہوا تھا میں احرا کی
ورکنگ کمیٹی سہارنپور کا ممبر ہوں اور
پندرہ سال سے احرا میں ہوں اخبار منادی
سے آپ کی ہدایت مسلم لیگ کے حق میں معلوم
ہوتی رہتی ہے اس لئے رہبری کا امیدوار
ہوں کہ احرا سے علیحدہ ہو جاؤں یا جو
کچھ مخدوم محرم دیں تحریر فرماویں۔ اور جناب
کو شمس العمار خطاب ملنے پر مبارک باد
میش کرتا ہوں۔ بشیر احمد نظامی سہارنپور
دعا کہ بیابانے فرزند ائمہ نیک نیکی سے طریقہ لے کر
ہوئے ہمارے لئے تم کو اجازت ہے کہ احرا میں جو
متبادری مبارک باد پڑھ کر میں نے تم کو دعا دیوں

ڈاکٹر محمد زابد کریم نظامی کا خط

جناب آقائی دولائی حضرت خواجہ صاحب
آداب و قدیموی۔ جناب والا کا یہ حق نیاز
مند بہ دل سے خطاب شمس العلماء کی عطائی
پر مبارکباد عرض کرتا ہے۔ اگرچہ جناب والا
کی عزت بابرکات خود ایک نیر اعظم ہے
اور کسی خطاب کی تبلیغ نہیں تاہم درجہ تک جناب
والا سرکار عظمت مدار ہند کے مخلص اور
خیر طلب ہیں اس لئے ہر جہ از دوست
میرسد نیلکوست۔ نیاز مند۔ ڈاکٹر

محمد زابد کریم زابد نظامی قاضی عہدہ ہیں
والے ڈاکٹر خدا تبارے نام کی سب پرستی میں
نازل کرے۔ تم نے جو کچھ لکھا وہ محض محبت سے
مدد میں تو ایک پیکر تباریک و موم ہوں نہ

مولانا اشاد احمد صدیقی نظامی قناری کا خط
عالمیناب علی القاب شمس العلماء حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب دہلوی۔ سلام علیکم۔
مزاج مبارک یا بارگاہ ہمالیوں بادشاہ
سلامت حضور ملک معظم سے جناب والہاکی
خدمات علی قومی اور ملی کا اعتراف فرمایا
جا کر پھر خطاب شمس العلماء سے جناب والا کو
محور و معزز فرمایا گیا اس کی ہر دلی سے بہت
خوشی اور ادب سے مبارک باد عرض کرتا ہوں۔
زیادہ نیاز دہ مولانا مولوی ارشاد احمد صدیقی
نظامی قناری ایڈیٹر و مسٹر کنگز ٹریڈنگ کمپنی
شکریہ کہ آپ عالم ہیں۔ ایڈیٹر میں۔ اور
محبت کی کلیوں میں پھرتے والے ہیں۔
آپ کی تہنیت میں محبت اور خلوص کے بہت
سے جلوے ہیں۔ شکر گزار حسن نظامی۔
خان بہادری مولوی بشیر الدین صاحب کا خط
مکرمی جناب خواجہ صاحب۔ السلام علیکم
میں ۲ جنوری سے الہ آباد آیا ہوں۔ اگر
جنوری کو میں اٹا وہ واپس جاؤنگ۔ یہاں اگر
اخبار کے ذریعہ مجھے آپ کو شمس العلماء خطاب
کا حال معلوم ہوا۔ یہ امر اچھے کہ اس خطاب
سے آپ کی عزت افزائی نہیں ہوئی بلکہ خطاب
کی عزت افزائی ہوئی۔ آپ نے جو علمی خدمت
کی ہے اور بہترین ادب کا نمونہ قوم اور ملک
کے سامنے پیش کیا ہے آپ کا یہ کارنامہ
شمس العلماء خطاب سے زیادہ روشن
ہے اور یہ روشنی بہت عرصے تک قائم رہے گی
یہ بھی واقعہ ہے کہ میرے دل میں خطاب کی
کوئی عزت نہیں رہی اور فغان بہاؤ کا جو
خطاب مجھے ملا ہوا ہے وہ میرے لئے سونپا
روح بجا ہوا ہے اس وجہ سے آپ کو خطاب
نہ ملے خوشی نہیں ہوئی ہے لیکن اگر آپ
میں ہر بات سے۔ ایک بار

قبول فرمائیے۔ آپ سے ملنے اور تبادلہ
خیالات کرنے کو بہت دل چاہتا ہے کوشش
کرؤنگا کہ بہت جلد آپ سے دلی آکر ملوں۔
از طرف خان بہادری مولوی بشیر الدین اٹا وہ۔
شکریہ کہ آپ مجھے عمر میں پرے نہیں آئی خدمت
تو موجودہ ہندوستان کے ہر مسلمان سے زیادہ ہیں۔ دنیا بھر
مکھن میں نے آپ کے والد سے سیکھا ہے۔ اور حق تو یہی ہے کہ
اخبار البشیر سے سیکھی ہے۔ میں خطاب سے اسلئے خوش
ہوں کہ آپ کی مبارکباد پر رہی جا رہا ہوں۔ جن نظامی
سیّد با و شاہ حسین صاحب کا خط
میرے محترم بزرگ۔ سلام علیکم۔
اخبار وحدت دہلی میں اس خبر کو دیکھ کر
بہت مسرت ہوئی کہ جناب والا کو شمس العلماء
کا خطاب عنایت ہوا ہے۔ خداوند کریم مبارک
فرمائے۔ مجھ ناچیز کی دلی مبارکباد بھی قبول
فرمائیے۔ اس خطاب کے لائق تو جناب
اس سے بہت قبل تھے۔ میری دعا تو ہر وقت
وہ رہتی ہے جس کو کسی شاعر نے اب سے
قبل ایک شعر میں ظاہر کر دیا ہے کہ سہ
خواجہ جی آپ کو اللہ سلامت رکھے
آپ کا دم بھی شہنیت ہے مسلمانوں میں آئیں
حقیقت جناب والا کی ذات گرامی اس
دور کے مسلمانوں میں بہت غنیمت ہے مخالف
کہتے ہیں کہ یہ سب پر دستگیر ہے خواجہ
صاحب کا میں جواب دیتا ہوں کہ کوئی
اس نمونہ کا ہی دکھلا دو۔ ذاتی اغراض
میں دیا جتا ہے۔ ذاتی اغراض کے ساتھ
ملک و قوم کا کام بھی تو بہت کچھ انجام دے
ہے۔ ہر حال بہت غنیمت ذات ہے
خداوند عالم ہمارے سروں پر تادیر سایہ
قائم رکھے خادم سید بادشاہ حسین بہترین کنگ مارٹر
شکریہ کہ آپ کا خطاب کی بادشاہ ہندوستانی
کی طرح مزیدار ہے۔ میں تو آپ کے گھر میں آکر
کھانا کھا رہا ہوں۔ اور آپ کے گھر سے

ساری گھر کا خوشی رہے اس لئے اس خط کو
بے لوث محبت کا نمونہ سمجھتا ہوں۔ شکر گزار حسن نظامی
بندت اودت مصر صاحب کا خط
میرے ہریان خواجہ صاحب آپ
ابھی ابھی ہندوستان ناموس میں آپ کی
پدی کے بارے میں پڑھا۔ بہت خوشی ہوئی
میری بدھائی منظور کیجئے۔ میں پچھلے دنوں
جب آپ سے ملتا تھا اس وقت آپ کی جلدی
حالت ٹھیک نہیں تھی۔ امید ہے کہ اب آپ
بہت اچھے ہو گئے معلوم نہیں کہ آپ کو میرا
نام یاد ہے یا نہیں۔ ایک مونا بندت جو آپ
سے آکر ملتا تھا۔ پہلے وہ ماڈل اسکول
میں تھا۔ بعد میں برلا جی کے ہاں چلا گیا تھا۔
آپ کی بکلی بہت سی کتابیں میرے پاس ہیں جن کو
آپ نے خود دیا ہے۔ آپ کی خیریت چاہئے والا۔
(بندت) اودت مصر از بڑا گاہل بنارس۔
شکریہ کہ ہندوستان میں ہندوستان میں آپ کو کیونکر قبول
سکتا ہوں۔ آپ اس خط میں مجھ پر بار کرنے تھے جب میں
شدی تبلیغ کی (طانی کے میدان میں تھا۔ اور سب ہندو
مجھ سے خفا تھے۔ اس کارن آپ کی بدھائی میں نے اپنے
گلے میں بدھی کی طرح ڈال دی۔ حسن نظامی۔
ایڈیٹر صداقت کے انگریزی خط کا ترجمہ
مائی ڈیر خواجہ صاحب! نئے سال کی
فہرست اعز انبات میں یہ خوش خبری معلوم
ہوئی کہ آپ کی ذات والا صفات کو
شمس العلماء کا خطاب عنایت ہوا ہے۔
اس خوشی میں میری دلی مبارکباد قبول فرمائیے
آپ کا خلص۔ عبد السلام خواجہ (ایڈیٹر اخبار
صداقت کانپور)
شکریہ کہ آپ کے نام میں سلامتی آپ کے کام میں صداقت
آپ کے برادریں محبت کس کس چیز کا شکر ادا کر رہے ہیں
مجھے انگریزی میں مخاطب ہونے کا بہت اچھا لگتا ہے
اور اس لئے انگریزی آتی ہے۔ ہندوستانی خوش نظامی

تذروں کی رسید

دہلاہ حضرت سلطان المشایخ خواجہ سید نظام الدین اویسیا محبوب الہی دہلی کے لنگر اور روشنی اور نیاز اور عبادت گاہ اور سید شریف وغیرہ مصلحت خیر کے لئے یکم جنوری ۱۹۴۶ء سے ۳۱ مارچ ۱۹۴۶ء تک خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت سلطان المشایخ کو جو نذرین وصول ہوئیں اور جن کو مصارف مذکور میں خرچ کیا گیا۔ ان کی فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(۴۴) سید احمد حسین نظامی نظامیہ جو کھری مارٹ احمد آباد چیس روپے (۴۴) ہر شریعتہ خود جاکھین گراچی پانچ روپے (۴۵) شین دل علی خاں نظامی درن جنوبی افریقہ تین سو روپے (۴۶) صاحبزائے سید نذیبی صاحب گجرات پنجاب چار روپے آٹھ آنے (۴۷) احمد علی صاحب ریلوے کلرک نواں شہر پنجاب چیس روپے (۴۸) سید امیر نظامی ونگٹن دور روپے (۴۹) فقیر محمد صاحب ونگٹن دو آنے (۵۰) حاجی عبدالکریم حاجی ابانظامی حیت پور کاٹھیاواڑ دس روپے (۵۱) مرزا عمر بیگ نظامی ہری پور پانچ روپے (۵۲) حامی دین قاضی برائے نعل نظامی ناظم عبادت نظامیہ سرحد ہاؤس جستان دس روپے (۵۳) غلام محمد نظامی منظر آباد کشمیر ایک روپیہ چار آنے (۵۴) برکت علی نظامی پونہ ایک سو سیس روپے (۵۵) مسٹر عبدالملک منصف کھنڈ لا بنگال گیارہ روپے (۵۶) اے ایس محبت صنی صاحب امر پورہ چار روپے (۵۷) ایم اے صالح نظامی پٹن تین روپے (۵۸) گلزار احمد صاحب منوہر پور تیس روپے (۵۹) پاک دل محمد حسین بنی نظامی لاہور پانچ روپے (۶۰) فضل الدین نظامی راولپنڈی دس روپے (۶۱) عبدالعزیز نظامی ڈیرہ اسماعیل خان پانچ روپے (۶۲) پاک دل محمد حسین نظامی لاہور پانچ روپے (۶۳) عبدالحمید صاحب ٹیلوہا مسٹر جوتنگن دور روپے (۶۴) محمد دین صاحب

سید ممتاز حسین نظامی فیروز پورہ دو روپے (۶۵) عزیز محمد خان صاحب سبلہ مارٹر ونگٹن ایک روپیہ چار آنے (۶۶) گلزار احمد صاحب منوہر پور تیس روپے (۶۷) ویر صاحب جائے والے ونگٹن تین روپے بارہ آنے (۶۸) شکر محمد صاحب گوڈر ونگٹن دور روپے آٹھ آنے (۶۹) عبدالعزیز نظامی ڈیرہ اسماعیل خان پانچ روپے (۷۰) شین دل حکیم منزل شاہ نظامی لاہور ریکورڈ تین روپے (۷۱) حبیب الرحمن نظامی دہلی ایک روپیہ (۷۲) روشن دل سید کشتی شاہ نظامی حکم قاضیان گیارہ روپے (۷۳) ایک سپاہی ونگٹن پیر روپیہ چار آنے (۷۴) قربان حسین نظامی شترق پور پانچ روپے (۷۵) ماسٹر عبداللہ صاحب داچ میکی ٹھٹھہ سترہ پانچ روپے (۷۶) ایک فوجی سپاہی ونگٹن ایک روپیہ آٹھ آنے (۷۷) عبدالرحیم صاحب لیس نامک بنگلن ایک روپیہ آٹھ آنے (۷۸) سید اے انصاری صاحب احمد آباد تین روپے (۷۹) سید مبارک علی نظامی لاہور دس روپے (۸۰) سید نام علی شاہ نظامی لاہور پانچ روپے (۸۱) روشن دل سیال آباد حسین نظامی کان پور تیس روپے (۸۲) روشن دل غلام محمد بنی نظامی خان خانان پانچ روپے (۸۳) حسن محمد نظامی خان خانان دو روپے (۸۴) روشن دل علی الرحمن نورسلیم نور محمد نظامی انبالہ مندرہ روپے (۸۵) روشن دل سید محمد علی نظامی سینا پور پانچ روپے

(۸۶) ہزبانئی نس پرتو گف براشاہ نرائے اعظم جاد بہادر لیا محمد دہرہ سالار سلطنت آصفیہ حید آباد ڈیرہ سو روپے (۸۷) ذیاب خلیفہ بار خنگ بہادر امیر پاکگاہ حیدر آباد ایک سو روپے (۸۸) یون کاکی شاہ نظامی حیدر آباد ایک سو روپے (۸۹) ہزبانئی نس ذیاب دل شاہ صاحب جتپتی صاحب نظامی فرماں روا ریاست جادوہ دو سو روپے (۹۰) ہزبانئی نس ذیاب مظفر الملک بہادر فرماں روا ریاست جتپال ایک سو روپے (۹۱) ذیاب یدرجنگ بہادر حیدر آباد چیس روپے (۹۲) غلام حسین الدین خان بہادر فرماں روا ریاست مانا دو ایک سو روپے (۹۳) محمد مستحسن صاحب فاروقی مالک دہقانہ اندوختون دہلی دس روپے (۹۴) بارو نظامی قوال درگاہ شریف پانچ روپے (۹۵) ایک مسلمان زائر درگاہ تیس روپے (۹۶) پاک دل محمد حسین دینی نظامی لاہور سترہ روپے (۹۷) جب خان نظامی دہلی دور روپے (۹۸) اختر انور قوال خورجے والے دور روپے (۹۹) مولانا عشتی نظامی دہلی پانچ روپے (۱۰۰) ابوطالب نظامی سرانے چھبیل پانچ روپے (۱۰۱) محمد اسماعیل نورسلیم نظامی سٹلہ بلڈ شہر پانچ روپے (۱۰۲) پادشاہ بیگ صاحبہ بیگم مندرہ روپے (۱۰۳) نور محمد خان نظامی انبالہ جھٹولی دس روپے (۱۰۴) روشن دل حکیم منزل شاہ نظامی لاہور پانچ روپے (۱۰۵) شیخ جان محمد نظامی سجادہ معانی پانچ روپے (۱۰۶) والدہ

<p>دو روپے آٹھ آنے (۸۶) ابن عبد الشکور نظامی دو روپے آٹھ آنے (۸۷) ابن عبد الکریم نظامی ادھونی دو روپے آٹھ آنے (۸۸) مہالتی احمد حسین نظامی ادھونی دو روپے چار آنے (۸۹) سیدانی خیر النساء بیگم نظامی ادھونی دو روپے آٹھ آنے (۹۰) سید قادر بادشاہ چشتی نظامی ادھونی دو روپے (۹۱) حافظ دادامیہاں نظامی ناتم مہلتی نظامی ادھونی دو روپے (۹۲) ثنا خواں قادر لی نظامی ادھونی دس روپے (۹۳) حکیم بکا محبوب نظامی کتی ادھونی دو روپے دو آنے (۹۴) گوشت عبد الغنی نظامی ادھونی دو روپے چار آنے (۹۵) مولانا حبیب علی نظامی ادھونی ایک روپے (۹۶) ابن نظام الدین نظامی ادھونی ایک روپے چار آنے</p>	<p>صیب احمد صاحب جنید پور گیارہ روپے (۹۷) عبد الغنی صاحب تاحر کتاب اسلام ایک روپے (۹۸) مسٹر زیان بیس بیس پانچ روپے (۹۸) ابن ندیم اللہ نظامی بی عبد الرزاق نظامی ادھونی گیارہ روپے (۹۹) ابن عبد العزیز نظامی ادھونی پانچ روپے چار آنے (۸۰) منیر شاہ علی نظامی ادھونی پانچ روپے چار آنے (۸۱) مہالتی عبد الکریم نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۲) اوکے احمد حسین نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۳) گوشت و حسن احمد نظامی عبد الغفار نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۴) منیر اللہ بخش نظامی ادھونی پانچ روپے (۸۵) گوشت علی عبد اللطیف نظامی ادھونی (۹۷) لانا سکھہ ٹیپسٹ نظامی ادھونی پانچ روپے</p>	<p>کو تو ال میرٹھ پانچ روپے (میلاد شریف) (۹۷) نور اللہ خاں صاحب مظفر آباد کشمیر چار روپے چودہ آنے (۹۷) محمد عبداللہ انانی کوٹلی دس روپے (۹۷) بیگم صاحبہ سید محمد صاحبہ حیدر آباد چار روپے (۹۸) عبد الحمید صاحب سید مسٹر ونگٹن ایک روپہ چار آنے (۹۹) علامہ رسول صاحب سو پور کشمیر دو روپے (۹۷) بالہ صاحبہ اختر حسین خاں دہرہ دون دس روپے (۹۷) پاک دل محمد حسین نظامی لاہور پانچ روپے پانچ (۹۲) قادر شریف صاحب ونگٹن پانچ آنے (۹۳) آرمند صاحب نظامی پانچ آنے (۹۴) عبد الرزاق نظامی پانچ آنے (۹۵) ڈاکٹر بی بی لال صاحبہ معرفت</p>
---	---	--

فاسفورس کا تیل جرمینوں کے سوا کوئی نہ بنا سکتا تھا
انگریز اور امریکن دو اسار بھی نہ بنا سکتے تھے
مگر ڈاکٹر سر جھٹنا گروہندوستانی نے بنا لیا
ہندوستانی دماغ ساری دنیا سے بڑا ہے
خواجہ حسن نظامی کی طبی کمپنی دہلی
اب ساری دنیا کو یہ تیل سپلائی کر سکیگی
قیمت بھی کم کر دی جائیگی
طبی کمپنی کے ایجنٹ صاحبان
اپنے خریداروں کو خبر کر دیں

کامریڈ اسٹالن کو پہلی فون

ہلو کامریڈ اسٹالن۔ میں خدا کا آٹم بم ہوں۔ اور تم کو امریکہ کے آٹم بم سے بچانے کی بات کہنی چاہتا ہوں۔ کیا کہا؟ تم اُردو نہیں جانتے۔ اچھا میں روسی بولتا ہوں۔ مجھے دُنیا کی ہر زبان آتی ہے۔

تم یا جوج۔ میں ماجوج۔ تم لوف ٹوف۔ میں اوف۔ خوف۔ دیوانے نہ بنو۔ دُنیا کو تیسری لڑائی کی مصیبت میں نہ ڈالو۔

لال بازی کی چوہ لڑھاؤ۔ اب کھیل کا وقت ختم ہوا۔ آدمی بنو۔ ایسے آدمی نہیں جو آدم کے وقت سے خون خرابے کرتے آئے ہیں۔ بلکہ امن کے آدمی بنو۔ محبت کے آدمی بنو۔ انکار کر دے تو میں خدا کا آٹم بم تم پر گروں گا۔ میں چرچل کی تقریر نہیں سنیں۔ میں اخباروں کی تحریر نہیں سنیں۔ میں خدا کا آٹم بم ہوں۔

تم کو مذہبی پیغمبروں کی طرح نہیں بلکہ مادرِ تجربہ کار کی طرح نصیحت کرتا ہوں کہ تمہاری بھلائی اور تمہارے ملک روس کی بھلائی لڑائی جھگڑے میں نہیں ہے۔ بلکہ صلح صفائی میں ہے۔

تمہارے حریف شطرنج کا کھیل جانتے ہیں تم اُن کی بازی کھیلو۔ دُنیا کو آتش بازی کی آفت میں نہ ڈالو۔

یاد رکھو۔ تم اپنے ملک کی بازی جرمنی کے سامنے ہار چکے تھے۔ اگر تو ایران کے مسلمان تمہاری مدد نہ کرتے تو تم جرمنی کو ختم نہ کر سکتے۔ مگر تم نے مسلمانوں کی قدر نہ کی اور ایران اور ترکی اور عراق کے اسلامی ملکوں کے خواب دیکھنے لگے۔

تم سمجھتے ہو اسلامی دنیا بے تمہاری ہے۔ بے مہر ہے۔ بے دولت، مگر یاد رہے وہ بے بہت نہیں ہے۔ بے جان نہیں ہے، اور بے آبرو نہ ہو نا بھی نہیں چاہتی۔

میں خدائی آٹم بم تمہاری ہر طاقت سے آگاہ ہوں۔ اور تمہاری بہت سی خوبیاں بھی جانتا ہوں۔ اور تمہارے اندر سچی بات قبول کرنے کی صلاحیت بھی پاتا ہوں! اس لئے کہتا ہوں کہ حرفیوں کی تقریروں سے بُرا نہ مانو۔ اگر وہ کہیں ہم ہی اونچے ہیں تو کہہ دو اور نچاؤ بس خدا ہے۔ اگر وہ کہیں۔

عزت و اہلس ہم ہیں تو سنا دو۔ عزت و قدری خدا کی پاک ولایت کے سوا کسی مخلوق کو میسر نہیں ہے۔

کامریڈ۔ کامریڈ۔ ہلو کامریڈ۔ خدا ان کو نچا کرتا ہے۔ خدا ان کو عزت دیتا ہے۔ خدا ان کی آبرو بڑھاتا ہے۔ جو یقین اور ایمان کی قوت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ حرفیوں کی چالوں کو دیکھو تو کہہ دو۔ اگ اُن کی خود ہی اُن کو۔ دے گی بھون۔

لَا تَكُنْ فِي مَخِيقٍ فَمَا يَمْكُرُونَ

اللہ والے بھائیوں کو پیام

ہندوستان کے ہندو و درویشوں، مہنتوں، سادہ دھڑوں، پچاڑیوں سے کہنا ہے مسلمان پیروں سے بھی کہنا ہے عیسائی پادروں سے بھی کہنا ہے۔ سیکھوں کو روڈ والے والوں سے بھی کہنا ہے۔ پارسیوں اور سیہیوں کے مذہبی کام کرنے والوں سے بھی کہنا ہے کہ جو کچھ ہندوستان میں ہو رہا ہے وہ ظاہر میں کتنا ہی اچھا معلوم ہو لیکن اندر اس کے بہت بری اور بہت خطرناک چیزیں چھپی ہوئی ہیں۔ آپ سب کے دل کو اپنی اپنی پسند کی سیاحتیں کر سہارا دیا ہے۔ خاص کر مسلم لیگ کے مسلمان پیروں نے سب سے زیادہ سنبھالا ہے۔ کیونکہ ان کے مریدوں کا بڑا حصہ ان سے جدا ہو گیا تھا۔ مگر غلط فہمی نہ ہو مسلم لیگ میں جب طاقت آئے گی تو اس کی نگاہیں بھی آپ سب سے پھر جائیں گی۔ اس واسطے مسلمان پیروں کو اور پیروادوں کو فائدہ اپنے وہ حالات بدل دینے چاہئیں جو ان بزرگوں کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور جن پیروں پاس جاگیریں ہیں ان کو تو سب سے زیادہ اپنے بڑے فوج کا ترک کرنا ضروری ہے۔ ہندوؤں کے مہنت اور پجاری مسلمانوں کے جاگیردار پیروں سے بہت زیادہ خرابیوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور ان کو سب سے زیادہ کانگریس کے ہاتھوں مصیبت پیش آئے گی۔

عیسائیوں کے پادروں کی حالت مسلمان پیروں اور ہندو مہنتوں اور سادہ دھڑوں کے مقابلے میں قابل تعریف حالت ہے کیونکہ وہ عام طور سے خدمت خلق کرتے ہیں لیکن چونکہ ان پر ایک سیاسی قوم کے آلہ کار بننے کے شہادت ہیں اس واسطے ان کو مسلمان پیروں اور ہندو سادہ دھڑوں سے بہت زیادہ مشکلات پیش آئیں گی۔ خاص طور سے حیدرآبادی سلطنت میں ان کا رہنا ناممکن ہو جائیگا۔ جہاں انہوں نے وضع کی گئی کی مسجد شہید کے خود اپنے پاؤں پر کھڑی ماری ہے۔ پارسی اور سید مذہبی پیشواؤں کا مستقبل کچھ زیادہ تاریک نہیں ہے کیونکہ ہندوستانی لوگوں کی نظر میں ان کا کام بڑھتا آج وزیر ہند کی آمد کے وقت میں نے جو کچھ اس مضمون میں لکھا ہے وہ سب ایسا آدھی کی حیثیت میں لکھا ہے جس کو کسی قسم کی انسانی بڑائی حاصل نہیں ہے۔ میک ٹیرنہند اور اسٹائن کو مخاطب کرتے وقت میرے اندر غصے ان دونوں سے بہت زیادہ بڑی پیدا کر دی تھی لیکن آپ لوگوں سے مخاطب ہوتے وقت میں نے اپنی ہر بڑائی کو نیچے جھکا لیا۔ اور میں آپ سب سے چھوٹا بن گیا۔ اور چھوٹا نہ بڑی بات کہنے کی جرأت بڑی مشکل سے مجھ میں پیدا ہوئی۔ کیونکہ میں درحقیقت آپ سب کی نصیحت سُننے کا محتاج تھا۔ اور محتاج ہوں۔ اور آئندہ بھی محتاج رہوں گا۔ البتہ جو کچھ میں نے آنے والے وقت کی نسبت سمجھا ہے۔ اور محسوس کیا ہے وہ آپ میں سے کسی نے بھی نہیں سمجھا اور کسی نے بھی محسوس نہیں کیا۔ میں اپنی قبر کے کنارے پہنچ چکا ہوں کے بعد آپ کی طرف مڑ کر دیکھ رہا ہوں۔ اور قبر میں جاتے جاتے آپ سے کہہ رہا ہوں کہ قتل اور مصیبتوں کا بڑا دوازہ صرف آپ سب کے لئے کھلے ہوئے ہے۔ جلدی کیجئے اور اپنی حالتوں کو درست کر کے ایک جگہ جمع ہو جائیے۔ حملہ کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ حملوں کی اپنی ذات کو اور اپنے بزرگوں کی خدمات کو بچانے کے لئے۔ حسن نظامی و طہوی۔

بیت ابراہیم (مکہ) ۱۴/۱۲/۱۴۰۲ھ

ترک شک. اور تلقین نہیں کاجار

مکاتیب

شہس العلماء حضرت خواجہ حسن نظامی نے ۹۲۶ھ میں جاری کیا
۱۷۹۱ء کو دہلی سے شائع ہوا ہے

ایڈیٹر:- علی خواجہ نظامی | مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۲۶ء | سالانہ قیمت دو روپے

۹ میں ایک

<p>(۷) اسم عرب حرف میں اسم رب سے ملا تو عرب بنا عرب بنے ۵ حرف کا اسلام ظاہر کیا جو عین رب کا جلوہ ہے</p>	<p>(۴) ۹ میں ایک آخر کے اسم حسن نے اجمیر کے حسن اکبر سے عدد کا یہ مجید معلوم کیا کہ اعداد ایت سے ویک ازل وابد کی صدا قائم کرتے ہیں</p>	<p>اسم کا علم آدم کو اللہ نے سب سے پہلے اسم کا علم سکھایا تھا۔ اور اسم کا علم عدد کا علم تھا اور عدد کے علم کو جہیز کہتے ہیں۔</p>
<p>(۸) اسم اسلام پہنچ تن اللہ کے ہاتھ کی پانچ انگلیاں اسلام کے ۵ حرف اور پنج تن ہیں۔ اور یہی پانچ کل عالم کے حاکم ہیں۔ اسلام حاکم کل عالم ہے</p>	<p>(۵) تین حرف کا اسم اللہ تین حرف کا ایک اسم ہے۔ جس نے دو حرف کا حکم دیا۔ اور کب کبھی کنن حکم نے کائنات کی صورت اختیار کی۔</p>	<p>آدم سے محمد تک علم عدد آدم سے۔ اور سر و روح و ابراہیم و اسمائیل و اسمعیل و موسیٰ و عیسیٰ اسماء سے اسم محمد تک آیا اسم محمد نے اسم علی کی سکھایا</p>
<p>(۹) گل اولاد آدم کا آرام اسم ہم بندو کی ہ اور سب کے سے دل پر بنا اور بند وستان میں گل واد آدم کے آرام کا علم یہ ہے کہ دبا۔ رام آرام اسلام آرام</p>	<p>(۶) علم عشق عقل کن کے علم سے ہم اور روح کا میل ہوا اور اس میل سے علم عشق عقل کے ۹ حرف ظاہر ہوئے جو وحدت کے ۹ ہیں</p>	<p>علی سے حسن تک اسم علی سے اسم حسن حسین و حاند و باقر و جعفر سے جو تاجوا اسم حسن چشتی اجمیری تک آیا اجمیر کے حسن اعظم کے دلی سے حسن آخر پرفا کی</p>

در احسن نظامی کی نبض رکھئے

میں کیا بیمار ہوں؟

جناب حکیم صاحب! اور جناب ڈاکٹر صاحب! اور جناب وید صاحب! اور احسن نظامی کی نبض دیکھئے۔ یا حال سن کر رائے دیجئے۔ کہ یہ کیا مرض ہے؟ اور اس کا کیا علاج ہے؟ حکیم صاحبان ڈاکٹر صاحبان اور وید صاحبان کے علاوہ ان صاحبان سے بھی پتہ در خواست ہے۔ جو پیدا ہونے کا تجربہ کر چکے ہوں بچپن کی بیماریوں کا تجربہ کر چکے ہوں۔ جو انی کا تجربہ کر چکے ہوں۔ اور بڑا پے کا تجربہ کر رہے ہوں۔ جو چاہئے مجھ سے تعلق رکھتے ہوں یا نہ رکھتے ہوں۔ میری تندرستی یا بیماری سے ان کو کچھ بھی ہو یا نہ ہو اگر یہ سوال اور یہ حال جو اس اخبار نمنا دی کے ذریعے شائع کیا جا رہا ہے۔ مذکورہ اصحاب میں سے کوئی ایک یا دو چار یا سب کے سب پڑھ لیں۔ تو ازراہ خوش طبعی و ازراہ تحقیقات علمی و جسمی وائرہ و تعلق و محبت (بشرطیکہ وہ ہو) آپ سب کو میری نبض ضرور دیکھنی چاہئے۔ اگر آپ نے مجھ کو کبھی نہ دیکھا ہو تب بھی اور اگر آپ نے مجھ سے دور سے یا پاس سے ایک دفعہ یا بہت دفعہ دیکھ لیا ہو تب بھی میری نبض دیکھ لیجئے۔ اور میرا حال سن لیجئے اور دل اندازہ فرمادو کہ میری نبض کیسے اور کیر حالات پڑے اور نتیجہ نکالئے۔

چھٹن نظامی نبض دکھاتے

میں تپ کے پاس۔ تپ میرے پاس۔ آپ نبض دیکھیں گے کیونکہ؟ آپ اپنے کانوں کی عینک لگا کر میرے اندر کی آوازیں سنیں گے کیونکہ؟ جو کچھ بھی ہوندا اپنے اپنے فردی کاموں کو توڑی دیکھ لے جو کچھ کمری بات میں لے لے گوشرط یہ ہے کہ آپ کی توجہ کیسہ ہو۔ اور اگر آپ میری طرف بڑی طرح متوجہ ہو۔ اور اگر آپ حکیم ڈاکٹر وید اور تجربہ کار نہ ہوں تب آپ یہ کیجئے کہ اپنے شہر یا قصبے یا گاؤں کے کسی ہندو مسلمان عیسائی پارسی سکھ ڈاکٹر یا حکیم یا وید کے پاس جائیے۔ اور اس کو میرا حال سنائے۔ اور جو کچھ وہ رائے دے۔ وہ مجھے لکھ کر بھیجئے۔ میری عمر ایک کم ستر برس کی ہے۔ پیدائش کے وقت سے میرا جسم ڈھلا ہے۔ میرا قدر بہت لمبا ہے۔ سینہ منکڑا ہے جسم پر گوشت بہت کم ہے۔ ہڈیاں نکلی ہوئی ہیں۔ میرا رنگ گورا ہے۔ اور میرے جسم کا وزن شمر سے آٹھ تک عموماً ایک من ساڑھے بارہ سیر جتنا ہے۔ کبھی کبھ کم ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھ بڑھ جاتا ہے۔ بچپن میں ماں باپ کا سایہ اٹھ جانے کی وجہ سے چھوٹا اور سائنس میسر نہیں آئی تھی۔ اس واسطے جسمانی نشوونما میں کچھ خرابیاں بھی ہوں گی۔ سو اسے

بان میں تھا کہ کھانے کے ہر قسم کے نشور سے زندگی محفوظ رہی ہے۔ اور ہر قسم کے نفسانی گناہوں سے بھی خدائے بڑی سے محفوظ رہا۔ معدہ بچپن سے خراب ہے۔ جب چنے کی دال یا ربوٹی یا چنے سے بنی ہوئی کوئی مٹھائی استعمال کرتا تھا تو غشی کا دورہ ہو جاتا تھا۔ اس دورے میں چند منٹ بیہوش رہتا تھا پسینہ آتا تھا۔ چہرہ رد ہو جاتا تھا۔ اور ہوش میں آنے کے بعد قے ہوتی تھی۔ یا دست آتا تھا یہ غشی مرگی کے دورے سے بالکل الکفم کی ہوتی تھی۔ جب سے لکھنے پڑھنے کا کام شروع کیا نبض روکنے لگا۔ میں نے ساری عمر لکھنے کا کام پھلی رات کو کیا۔ یعنی شروع سے پہلی ماہ پھلی رات کو بجانے کی ہے اور دن کے وقت تھکنے کی قوت نہیں رہنے خاص حالت کے نشوونما میں کھانے کی حالت بہت ہوئی تو سبجہ الملک حکیم جملہ اصحاب مرحوم نے دق کی بیماری تجویز کی تھی اور کھاتے میں ڈاکٹر بڑے نمائندہ کرنے کے بعد یہ رائے ظاہر کی تھی کہ بایاں پھیپھڑا بالکل گل گیا ہے۔ اس کے بعد مرغن غذا اور گوشت اہل لال مرغن اور زیادہ مٹھاس استعمال کرنے سے تکلیف ہوتی رہی۔ اور اب بھی یہ حالت ہے۔ کئی سال خونی ہوا سیر ہوئی۔ اب چونکہ جسم میں خون کم ہے تو دماغی دواسر ہوئی۔ قبض اب بہت بڑھ گیا ہے۔ اجابت بالکل خشک ہوتی ہے۔ نیند بھی بہت کم ہوتی ہے۔

خانہ جنگی سے بچتے اور بچاتے آل انڈیا چشتی پارٹی کے ممبروں کو پسلا

آل انڈیا چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی مہندوستان کے ہر صوبے میں رہتے ہیں۔ ان سب کو منادی کے ذریعے اطلاع دی جاتی ہے کہ کانگرس اور مسلم لیگ کی سیاسی رنجش سے ایک بڑی خانہ جنگی کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا ان کو فوراً چشتی پارٹی کے ممبروں کی گنتی بڑھانے کا کام شروع کر دینا چاہئے اور نئے ممبر بھرتی کرنے کے لئے مجھ سے ممبری کے فارم اور چشتی پارٹی کے مقاصد کے فارم منگالینے چاہئیں۔ سب سے زیادہ ضروری کام پنجاب اور سرحد اور بلوچستان اور سندھ اور یونی اور سی فی اور ضلع بمبئی میں کرنا ہے۔ کیونکہ ان صوبوں میں ان لوگوں کی تعداد زیادہ ہے جو خانہ جنگی میں اپنا فائدہ سمجھتے ہیں۔ بہار اتریشہ اور بنگال اور برما اور صوبہ بھلی اور دہلی ریاستوں میں بھی ہندو مسلمانوں کے آپس میں رنجش ہے مگر وہاں زیادہ اندیشہ نہیں ہے۔ لہذا منادی کے ناظرین اور میرے مرید اور میرے دوست اور جو لوگ ہندوستان کو خانہ جنگی سے بچانا چاہتے ہیں فوراً ہر قوم کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کو چشتی پارٹی میں بھرتی کریں اور اپنی ہر صوبے میں بہت سے کام کرنے والے پیدا ہو جائیں۔

اجمیری خواجہ کے عمل کا نمٹ

چونکہ چشتی پارٹی کا نام حضرت خواجہ سعید عین الدین حسن چشتی اجمیریؒ کے پاک نام کی برکت حاصل کرنے کے لئے چشتی پارٹی رکھا گیا ہے اس واسطے ان کا بتایا ہوا ایک عمل پسے ہوئے نمک پر دم کیا گیا ہے۔ اور وہ نمک میں ہندوستان کے سب صوبوں کو پہنچنا چاہتا ہوں۔ یہ روحانی عمل کا نمک عورتوں کی مقداریں سب جگہ پہنچے گا۔ چشتی پارٹی کے ممبروں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں پسلا ہوا نمک لے کر اس میں یہ بڑا ہوا نمک ملا لیں۔ اور پھر چشتی پارٹی کے ممبر یہ نمک ہندوؤں کو مسلمانوں کو عورتوں کو مردوں کو اور بچوں کو بڑی ذات والوں کو چھوٹی ذات والوں کو یہ کہہ کر پیش کریں کہ جو نمک ہم کھاتے ہیں میں نمک بھائی اور نمک بہن بن جائیں گے۔ اور ان کا نمک بھائی بہنوں سے نمک کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ اور ہر ایک نمک بھائی اور نمک بہن پر لازم ہو جائیگا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کرے۔ اور ایک دوسرے کو لڑائی جھگڑے سے بچائے۔ اور جو شخص اجمیری خواجہ کا یہ نمک کھائے کے بعد لڑائی جھگڑے میں شریک ہوگا۔ یا لڑائی جھگڑا پیدا کرنے یا بڑھانے کی بات کرے گا وہ نمک کی طرح مکمل جائیگا۔ اور جو اس چشتی نمک کو کھائے کے بعد اجمیری خواجہ سے روحانی حکم کی بموجب سب ہندوستان میں لڑائی جھگڑے سے بچائے گا اس کو غیبی خزانے سے روزی ملے گی۔ اس کے گھر کی بلائیں دور ہوں گی۔ تندرستی حاصل ہوں گی۔ اور ہر گھر کے غم اور فکر اور رنج دور ہو جائیں گے۔

چشتی نمک ان لوگوں میں بھائی بھائی کا جو دو آنے کے ٹکٹ کا محصول ڈاک کے سٹے مجھے بھیج دیں۔ یہ لکھنا چاہئے
خواجہ حسن نظامی پرنیڈنٹ آل انڈیا چشتی پارٹی و جانشین حضرت

خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی ۱۲ اپریل ۱۹۴۶ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

تختِ محبت کا فرمان

کانگریس لیگ اور دوسری سب سیاسی پارٹیوں کے نام تختِ محبت کا فرمان جاری کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کی ہزاروں برس پرانی خدا پرستی اور ولوں کی محبت کا تخت آپس کے سیل جو کا حکم دیتا ہے۔

اگر مسلم لیگ یا کانگریس یا سکھ لیگ کے خلاف کوئی فیصلہ ہو تو ہارنے والا جیتنے والوں سے ناراض نہ ہو۔ اور جیتنے والا ہارنے والوں کو شرمندہ نہ کرے۔ کیونکہ دورانِ مذہب لوگ جانتے ہیں کہ باہر کی جو قوم ہمارے ملک کا فیصلہ کرنا چاہتی ہے۔ اُس کے فیصلے کے ہاتھوں جو جیت ہو وہ بھی ہار ہے۔ اور جو ہار ہو وہ بھی ہار ہے اس ملک میں تو سب کی جیت آپس کے مینارِ محبت ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

کانگریس بھی ہندوستانی ہیں

اگر مسلم لیگ والوں کو راجپوتوں کو یا سکھوں کو یا عیسائیوں کو یا پارسیوں کو کانگریس کے برتاؤ سے کچھ تکلیف ہو تب بھی ان سب کو صبر کرنا چاہیئے کیونکہ کانگریس بھی ہندوستانی ہیں۔ ہم خود اُن سے مل کر بات چیت کریں تو جھگڑا اُسے ہی سے دور ہو جائے گا۔ اور وہ دشواریاں پیش نہیں آئیں گی جو غیر قوم کی حکومت میں پیش آتی تھیں۔

مسلم لیگ بھی ہندوستانی ہیں

کانگریس والوں کو بھی سمجھنا چاہئے کہ اگر مسلم

کی طرف سے کوئی ایسی بات پیش آئے جو کانگریس والوں کو غصہ دلانے والی ہو تو وہ سب گاندھی جی کے عدم تشدد کو خیال میں لائیں۔ اور صبر سے کام لیں۔ کیونکہ مسلم لیگ بھی آخر ہندوستانی ہیں۔

اگر ہندوستان میں خانہ جنگی ہو

تو اُس سے انگریزوں کو بھی بہت تکلیف ہوگی۔ کیونکہ ہندوستان کو آزاد کر دینے کے بعد بھی انگریزوں کی بہت سی فیسے داراں اس ملک میں باقی رہیں گی۔ اس لئے انگریزوں کو چاہئے کہ ہندو مسلمانوں کو آپس میں لڑنے جھگڑنے سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔

کانگریس بے اطمینان ہو جائیگی

کانگریس کے لیڈروں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہندوستان کی آزادی چاہئے۔ کانگریس کے حسبِ مشاہیر مسلم لیگ کے حسبِ مشاہیر کانگریس بھی ہندوستانی ہیں۔ اگر مسلمانوں کو مطمئن کرنے کا انتظام نہ کیا گیا۔

اور چونکہ مسلمانوں کی آبادی سرحدِ ہندوستان سے لے کر ترکی تک لگاتار چلی گئی ہے۔ اس واسطے ہندوستان کا اطمینان مسلمان قوم کے اطمینان پر منحصر رہے گا۔

اگر مسلم لیگ کو پاکستان مل جائے

تب بھی وہ اطمینان کے ساتھ حکومت نہ کر سکے گی۔ مالی معاملات کی مشکلات پیش آئیں گی۔ کیونکہ انڈسٹری اور تجارت سب یا زیادہ ہندو کے ہاتھ میں ہے۔ اور تعلیم میں بھی ہندو مسلمانوں

سے بڑے بڑے ہیں۔ اور ان کی تعداد بھی مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ہندوؤں سے مجبور نہ کئے بغیر پاکستان کی حکومت کامیاب حکومت کی جاسکے۔

قرآن کا فرمان

قرآن شریف میں جہاں مسلمانوں کو جنگ اور جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں پہلے دو لفظ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں جو یہ ہیں حُذُّوْا حُدُودَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تَكْفُرُوْنَ۔ اس آیت کے لفظی معنی ہیں۔ ”بیکڑو تم اپنا بچاؤ یعنی انفرادی اور مجموعی لڑائی شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ لڑائی سے پہلے تم لوگ اپنے بچاؤ کا بندوبست کر لو۔“

تختِ محبت کا فرمان بھی قرآن کے اس فرمان کی تقلید میں ہے۔ کہ اگر ہندو لڑنے کا ارادہ کریں تو پہلے وہ اپنے بچاؤ کا انتظام کر لیں۔ اور مسلمان لڑنے کا ارادہ کریں تو بچاؤ کا انتظام کئے بغیر ہرگز لڑنے کو نہ نکلیں۔

قائد اعظم بہت دُور اندیش ہیں

۸ مارچ ۱۹۳۲ء کو دہلی میں کنونشن کے جلسوں میں قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے خود بھی تقریر کی۔ اور یہاں کے نامی لیڈروں اور ذریعوں نے بھی تقریریں کیں۔ اور اُنھیں مسلمان لیگ والوں سے آئندہ کے طرزِ عمل کے لئے عہد نامے پر دستخط بھی کرائے۔ مگر کوئی عملی پروگرام نہیں بتایا۔ چنانچہ سیکرٹری لیڈر مختلف باتوں کے میرے پاس میرے بھرے آئے اور

میں سے منادی کی پالیسی خالص ہندوستانہ ہو جائے گی۔ مہنتِ خطاب کے حلوئے آئندہ ہرچیز میں مکمل شائع ہو جائیں گے۔

انھوں نے یہی شکایت کی کہ ہم کو تمام اعظم نے
کہی پروگرام نہیں بتایا۔ ہم سب اپنے معمول
سے یہ طے کر کے چلے گئے تھے کہ اب ہم زندہ وہیں
نہیں آئیں گے۔ مگر یہاں تو ہم نے تقریروں
کے سوا کچھ بھی نہ سنا۔

میں نے ان سب لیڈروں سے کہا قائد اعظم
بہت دور اندیش ہیں۔ اور بہت دانش مند
ہیں۔ اور بہت امن پسند ہیں اور صالحہ اسباب
کا انکس کے ممبر ہر چکے ہیں۔ اور ان کو ہندوں
سے بھی اتنی ہی محبت ہے جتنی مسلمانوں
سے ہے۔ انھوں نے اور ان کے صوبوں
کے لیڈروں نے جو تقریریں کیں ان کا مطلب
اشتعال انگیزی نہیں تھا۔ نہ ہندوستان میں
جنگ و جدل شروع کرنا ان کے مد نظر تھا وہ تو
محض مسلمان قوم میں خیالوں اور ارادوں کی
یک جہتی چاہتے تھے۔ ورنہ وہ انگریزوں
سے لڑنا چاہتے ہیں۔ نہ ہندوں سے لڑنا چاہتے
ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ الفاظ کی لڑائی کے
وقت ہر قوم ایسی ہی زبان بولا کرتی ہے جیسی
زبان کن دین کے جلسوں میں مسلم لیگ کے
لیڈروں نے بولی۔ اور جو قس جنگ و جدل
اور فساد و فحش دیکھ کر ناچاہتی ہیں۔ وہ زبان
سے کچھ نہیں کہا کرتے۔ اور چکے چکے اندر اندر
لڑائی کی تیاریاں کیا کرتی ہیں۔ اور ایک دم اپنے
کے لئے میدان میں نکل پاتی ہیں۔

مگر ہندوستان میں نہ ہندو لڑنا چاہتے ہیں۔
نہ مسلمان لڑنا چاہتے ہیں۔ نہ سکھ لڑنا چاہتے ہیں
کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ اس کی لڑائی سے
ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ کھلی میں نہ چلے گا۔
اور کسی قوم کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو گا۔ اور
ہندوستان بھر خیر نہیں کتنی مدت کے لئے دیر
غلامی کی ذنجیروں میں جکڑ بند ہو جائے گا۔

سیٹھ دال میاں کا چٹا خیاں

۱۰۔ اراپیل کی دہرہ کو میں اپنے بڑے رٹکے خواجہ
سید حسین نظامی کے ساتھ شہور کر دیتی سیٹھ
دال میاں سے ان کے مکان پر ملے گیا تھا۔
اور میں نے ان کو قرآن مجید کا ہندی ترجمہ
بطور یادگار تعلق کے دیا تھا۔ اور کہا تھا کہ مجھے
بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے ایک کروڑ چند
لاکھ روپے دیکھا اخبار ٹائٹ آف انڈیا مجھے
خرید لیا۔ اس سے ہندوستان کی عزت اور
ساکھ آپ نے بڑا دیا۔ اس لئے میں آپ کو
مبارک باد دینے آیا ہوں۔ اور اپنے عقیدے
کے موافق قرآن شریف کا ہندی ترجمہ لایا ہوں
تاکہ یہ برکت کی چیز آپ کی لائبریری میں ہے۔

سیٹھ دال میاں نے قرآن شریف بہت
ادب اور عزت کے ساتھ لیا۔ اور کہا میں
اس کو لائبریری میں رکھ رہے تھے لے نہیں
لیتا۔ بلکہ اس کو پڑھنے کے لئے لیتا ہوں۔
میں اس کو پڑھوں گا۔ اور اس سے اپنی
آتما کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ جس طرح میں وید
کو پاک کتاب مانتا ہوں۔ ایسے ہی قرآن
شریف کو بھی پاک کتاب اور عزت کے قابل
کتاب اور عمل کے قابل کتاب مانتا ہوں۔
یہ میں نے اس واسطے لکھا ہے کہ کانگریس
اور مسلم لیگ کے سیاسی ہندو مسلمان ایسے ہی
مہد جائیں جیسے کہ سیٹھ دال میاں ہیں تو ہندوستان
کا بہت فائدہ ہو اور ہندوستان اس خانہ جنگی اور لڑائی
سے بچ جائے جس کے آثار جنگ پورے ہو گئے ہیں۔

اسمبلی میں سوال

پرانی دہلی میونسپل کمیٹی اور نئی دہلی میونسپل
کمیٹی کی نسبت اسمبلی میں سوال کیا گیا کہ ان
دونوں کے صدر ہندوستانی کیوں نہیں ہیں؟

جواب دیا گیا کہ گورنمنٹ اس پر غور کر رہی
اور نئی دہلی میونسپل کمیٹی کی نسبت یہ بھی
سوال کیا گیا تھا کہ وہاں عام رائے سے منتخب
ہونے والے ممبر کیوں نہیں ہیں؟ محض نامزد
ممبر کیوں ہیں؟ اس کی نسبت بھی گورنمنٹ
نے جواب دیا کہ غور کیا جائے گا۔

منادی ان سوالوں کے ذیل میں سوال
بھی پیش کرتا ہے کہ پرانی دہلی میونسپل کمیٹی کے
انتخاب شدہ ممبر بھی ذاتی مروت اور رفاقت
اور اغراض سے کام کرتے ہیں۔ پبلک آسائش
اور راحت کی نیت کسی کے سامنے نہیں ہوتی
اور دونوں کمیٹیوں کے پورے صدر اگر بدلے
جائیں گے۔ اور ہندوستانی صدر بنائے
جائیں گے تو اس سے زیادہ خرابیاں پیش
آئیں گی جو کچھ پیش آ رہی ہیں ضرورت اس
کی ہے کہ دونوں کمیٹیوں کے سکریٹریوں
اور ان کے ماتحت عملوں کے کاموں کی
کڑی نگرانی کی جائے۔ اور سبکداری اور
آسائش کے اصول کو بڑا بد گہرائی سے مد
نظر رکھا جائے۔

پانی کی تکلیف

کئی سال ہو گئے ہیں نئی دہلی میونسپل کمیٹی
کے علاقوں میں رہنے والے باشندے جن
میں وائسرائے سے لے کر اداستے درجے کے
چیرا سی ٹنگ شامل ہیں۔ نلوں میں پانی نہ
آنے کی وجہ سے تکلیف اٹھا رہے ہیں۔ کئی
جہینے ہوئے ہیں نہ نل گارے جارہے
ہیں۔ مگر کام اتنا زیادہ حسرت ہے کہ
کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ آنے والی گرمیوں
میں پانی کی تکلیف دور ہو سکے گی۔ یا اس
سال بھی نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے امیر غریب
عورت مرد بچے پانی کی بوند بوند کرتے ہیں

میں سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ تب تک خطاب کے خطوط آئندہ رجوں میں مکمل شائع ہوا جائے گا۔

سرمحمد عثمان کا کارنامہ

آنریبل سرمحمد عثمان نے رفاہ عام اور پبلک آسانی کے اتنے بڑے بڑے کام کئے ہیں کہ ان کی حکومت کا زمانہ ہمیشہ یادگار رہے گا۔ انھوں نے آبادی درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں ڈاک خانہ قائم کر کے تمام ہندوستان کے ہزاروں ہندو مسلمان زائرین کو فائدہ پہنچایا ہے۔ اور دوسرا کام انھوں نے یہ کیا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے پیروں کے نام سنگ محرم کی ایک بڑی لوح پر کندہ کر کر مزار کے قریب مشرقی دیوار پر لٹھ نصب کرادی جس کو پڑ کر ہمیشہ ہمیشہ آنے والے ہندو مسلمان زائرین حضرت خدے کے پیروں کے ناموں سے واقف ہوتے رہیں گے۔

اس سے پہلے سیّد حسین مجاہد عبداللہ لال جی نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا نسب نامہ سنگ محرم کی لوح پر کندہ کرکر حضرت امیر خسروؒ کے مزار کے پائین میرے احباب قدیم کے حجرے کے دروازے پر نصب کرایا تھا۔ اور اس سے بھی روزانہ سینکڑوں زائرین فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔

ہندوستان کی تباہی کا خطرہ

ہندوستان کو آزادی دینے کا کام جس طریقے سے شروع کیا گیا ہے وہ میرے خیال میں ہندوستانی حالات کے لحاظ سے بہت غلط طریقہ ہے۔ میں انگریزوں کو بددیت نہیں سمجھتا۔ مگر ان کے طریقہ کار کو بے عقلی کا طریقہ ضرور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ جو طریقہ انھوں نے اختیار کیا ہے وہ تعلیم یافتہ ملکوں کے لئے موزوں ہے۔ ہندوستان جیسے ملک کے لئے مفید نہیں ہے اور اب دہلی میں وزارتیں لگنے لگی ہیں کام ختم کرنا

ہے۔ اور سن والے ایسٹر کی چٹیاں مناسکتے تھے کسی مقام پر چلے جائیں گے۔ لیکن کانگریس اور مسلم لیگ کے ہندو مسلمان انگریزوں کا فیصلہ سننے سے پہلے اس قدر باہمی غلط فہمیاں پیدا ہو گئے ہیں کہ ہندوستان کے ہر صوبے میں ایک بڑی خانہ جنگی شروع ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ خانہ جنگی انہی سخت خانہ جنگی ہوئی کہ یورپ کی گذشتہ دونوں لڑائیوں میں اس کے سامنے مانند نہ ہو جائیں گی۔ ہزاروں برس پہلے ہندوستان میں جمہوریت نام کی خانہ جنگی ہوئی تھی جس نے ہندو قوم کو اتنا کمزور کر دیا تھا کہ اس کے بعد باہر کی قوموں نے ہندوستان پر حملے کرنے کا سلسلہ جاری کر دیا تھا۔ اور اب جبکہ ہندوستان باہر کی قوموں سے آزاد ہونے والا ہے۔ اگرچہ جمہوریت کی سی خانہ جنگی شروع ہوئی۔ تو ہندوستان ہمیشہ کے لئے باہر کی قوموں کا غلام بن جائیگا۔ کیونکہ اب یہاں محض ہندو ہی آباد نہیں ہیں۔ بلکہ دس کروڑ مسلمان بھی آباد ہیں۔ اور ان کی لڑائی بہت خون ریز لڑائی ہوئی۔ امریکہ کے آئٹم نے جاپان کا ایک شہر تباہ کیا تھا۔ اور یہ خانہ جنگی ہندوستان کے شہروں کو جلا کر خاک سیاہ کر دے گی۔ قصبے جل کر خاک کا تودہ بن جائیں گے اور گاؤں بھی خراب ہو کر بے نشان ہو جائیں گے۔ بڑے جوان اور بچے اور عورتیں ظلم و سفاکی سے ذبح ہوں گے۔ اور ہندوستان کی ساری زمین پر خون ہی خون نظر آنے لگے۔ اس واسطے جتنی پالیسی کے ممبروں کا فرض ہے کہ وہ ہندوستان کے ہر صوبے میں اور ہر شہر میں اور ہر قصبے میں اور ہر گاؤں میں امن قائم کرنے کا کام شروع کر دیں۔ ان نواؤں کے شروع میں جو اعلان ہوئے انہوں میں درج کیا گیا ہے وہ جتنی طرفی کے ممبروں کو غمزدہ کر رہا ہے۔

کام شروع کر دینا چاہئے۔

روس اور امریکہ ہمارے پیٹ ہیں

ہمارے بادشاہ کا نام جارج ہے۔ جس میں اور ہمارے کے دو چیمبر اس میں ہیں۔ اور امریکہ کا آفٹ اور روس کی "راہی" اس میں ہے۔ گویا روس اور امریکہ ہمارے پیٹ ہیں ہیں۔ لہذا سفیر خاں لندن نے مسلم لیگ کنولشن میں روس کی نسبت جو کچھ کہا وہ محض رزمیہ شاعری کا ایک میٹر شعر تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم مسلمان روس کے ساتھ دوستی کرنے کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ ہم ہندوستانی فلاکس ہیں۔ اور بیشاگردشتہ اور موجودہ لورڈ نے دلی غیبی باتوں کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور روس کے خیال میں یہ سب باتیں تو ہمارے میں شامل ہیں۔

جنگ یورپ سے پہلے سنار کرتے تھے کہ روس میں رکھایا کو کھانا کارڈوں کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ اور یہ سن کر روسی رکھایا پر رم آتا تھا کہ وہ اپنی حکومت کی کتنی زیادہ محتاج ہے۔ مگر آج ہندوستان میں وہی روسی غلام راشن بندی کی حد تک ہم پر مسلط ہے۔ انگریزوں کا اتحادی تھا۔ راشن بندی انگریزوں نے روس نے سیکھی ہے۔ پس جب ہم راشن بندی کو برداشت نہیں کر سکتے تو روس کی دیکھیں کہ یہ برداشت کر سکیں گے۔ اگر یہ نہ سمجھتا ہوں کہ صرف فرورخاں خاں نے برطانیہ قوم پر پاکستان کی دہوش جمانے کے لئے یہ فقرہ استعمال کیا ہے تو میں ان کے اس فقرے کے خلاف بہت سخت نوٹ لکھتا ہوں کہ اس کو درگزر کے قابل سمجھتا ہوں اور اس ملک کے مخالف ہیں ان کو تو صرف فرورخاں خاں براہمنوں کے کاغذی نہیں کیا بلکہ وہ مسیحی

روس کے ساتھ خفیہ تعلقات رکھتے ہیں۔

میں سے سنادی دہلی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔

راشن بندی ایک نعمت ہوتی

میں نے راشن بندی کے شروع ہونے سے پہلے بہت سے پوسٹر راشن بندی کی حمایت میں اس لئے شائع کئے تھے کہ اس سے مسلمان قوم کی فضول خرچیاں دور ہو جائیں گی۔ کیونکہ ہندو قوم تو اپنے رسم و رواج کی اور کفایت شعاری کی راشن بندی میں ہزاروں برس سے شریک ہے۔ ضرورت محض مسلمانوں کو کفایت شعار بنانے کی تھی۔ مگر جب نعمت ہمارے گھروں میں آئی تو ہم کو عذاب الہی معلوم ہونے لگی۔ کیونکہ راشن بندی کا انتظام کرنے والے ہمارے ہندو مسلمان بھائیوں کو وہ اس راشن بندی کے ذریعے ہم پر دس سے زیادہ ظلم و ستم کرتے ہیں۔ پس میں مجبوراً یہ رائے ظاہر کرتا ہوں کہ راشن بندی اصولاً بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن عمل درآمد کے اعتبار سے اتنی بُری ہے کہ اس سے زیادہ کوئی بُری چیز ہندوستان پر نہ پہلے نہ دیکھی ہوگی۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ یہ راشن بندی وزیر اعظم اور وزیر ہند اور والٹر رائے سے لے کر ضلع کے ڈپٹی کمشنر تک کی ایک مقررہ پالیسی سے چلی رہی ہے۔ اور اس کا بدلتا چہرہ ہے اثر اور ناتوان آدمی کی تحریر اور تقریر سے ممکن نہیں ہے۔ لیکن حق کو ظاہر نہ کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص سچی بات کہنے کے وقت کسی کے در سے خاموش رہے اور حق بات نہ کہے تو وہ خدا کے نزدیک گونگا شیطان ہے۔ لہذا میں گونگا شیطان بننا نہیں چاہتا۔ اور ہر ستر لے بے خوف ہو کر لکھتا ہوں کہ راشن بندی ہم ہندوستانیوں کے لئے ہمارے بڑے اعمال کی ایک ستر ہے۔ اور ایک عذاب ہے۔ شیعی اعمال و صورتِ راشن گرفت۔

نواب چغتاری پر حملہ

چند ہفتے پہلے نواب صاحب چغتاری پر جو حملہ حیدر آباد میں ہوا تھا۔ اُس کی نسبت منادی میں مدلل نوٹ شائع ہو چکا ہے لیکن جو لوگ حیدر آباد سے دور رہتے ہیں۔ انھوں نے اپنی اپنی بے علمی اور بگڑائی کی بوجہ چرچے پھیلارکھے ہیں۔ جن میں سب سے زیادہ غلط بات یہ مشہور کی جا رہی ہے کہ چونکہ مسٹر گرسن اور نواب صاحب چغتاری غیر ملکی تھے اس لئے حیدر آباد کی ملکی تحریک کے مجبوروں نے ان دونوں غیر ملکیتوں کے گھر جلائے اور ان کو جسمانی اور ذہنی اور دماغی آذیت پہنچائی میں نے اپنی ذاتی سمجھ سے جو کچھ لکھا تھا وہ محض یہ تھا کہ اس میں نہ ملکی غیر ملکی تحریک کا دخل ہے نہ کیونسٹ پارٹی کا ہاتھ ہے۔ نہ انجمن اہل اسلام کو اس سے کچھ سر و کار ہے۔ بلکہ محض فوج ملی مقام کی مسجد قورنہ سے عوام میں ایک جوش پیدا ہوا۔ اور انھوں نے نواب صاحب چغتاری اور مسٹر گرسن کو مسجد توڑنے کا ذمہ دار سمجھا اس واسطے یہ حرکت عمل میں آئی۔ لہذا اب جو لوگ ملکی غیر ملکی انواہیں پھیلا رہے ہیں ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ نواب صاحب چغتاری کے مکان سے ملا ہوا ایک دوسرے غیر ملکی وزیر مولوی زاہد حسین کا مکان بھی تھا۔ اور وہیں اور بھی بہت سے غیر ملکی عہدے دار رہتے ہیں مگر ہجوم نے کسی شخص کو یا اُس کے مکان کو ہاتھ نہ لگایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی ذمہ داری حیدر آباد کی کسی پارٹی چھاندیں ہوتی ہے کسی پارٹی کا کوئی تئیر اس کا ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے۔ لہذا ہر شے اندیا کے باشندوں کو احتیاط سے رائے قائم کرنی چاہئے۔

پوسن کہاں تھی؟

یہ سوال بھی ہر جگہ کیا جاتا ہے کہ تنہا بڑا شہنشاہ ہوا اور حیدر آباد کی پوسن نے دخل نہیں دیا اس کی کیا وجہ ہے؟ میں نے اس کی نسبت دہلی میں خود نواب صاحب چغتاری سے پوچھا تھا۔ انہوں نے تمام تفصیلی حالات اپنی زبان سے سنائے تھے۔ جن کو سن کر میری بہت سی غلط فہمیاں دور ہو گئیں تھیں۔ بعض حیدر آبادیوں نے کہا تھا کہ کوتوال صاحب نے شاہ منزل میں ٹیلیفون کے ذریعے اطلاع دی تھی کہ ایک ٹیکسٹل جہز شہر کی طرف آ رہا ہے۔ کیا میں پوسن کے ذریعے اُس کو روک لوں؟ شاہ منزل سے جواب آیا گیا اُن کو آنے دو تاکہ ان کو صحیح بات بتا دی جائے۔

نواب صاحب چغتاری کے اس بیان کے علاوہ حیدر آباد کے دوسرے ذمہ داروں کو سے بھی میں نے پوچھا جو دہلی میں آئے ہوئے تھے۔ اور جو فساد کے وقت خود موقع پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا جس وقت نواب صاحب جہز کو اپنے فیصلے کی اطلاع دے رہے تھے۔ اُس وقت ہجوم نے اُس افسر کی نسبت جس کے حکم سے مسجد شہید کی گئی تھی۔ اور اُس پادری کی بابت جس نے افسر کو مسجد شہید کرائی تھی کچھ سوال کیا۔ جن کا جواب دینے سے نواب صاحب نے انکار کیا۔ اور ہجوم کا یہ شبہ مضبوط ہو گیا کہ مسجد کی شہادت مسٹر گرسن کے حکم سے ہوئی اور نواب صاحب چغتاری ہمسائی پادری اور انگریز عہدے دار سے دب کر ہمارے واجبی سوالات کا جواب نہیں دیتے۔

میں نے منادی کی پالیسی فاضلہ صورت اندہ ہونے کے منہبیت خطاب کے خطوط آئندہ پورے مکمل شائع ہوجائیں گے

بلکہ راوی نے جبہ سے یہ بھی کہا کہ سرگرسن مال کے عہد سے جلد ہی۔ اُن کا ذوق بچی کی مسجد اور عیسائی مشن سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ مگر انھوں نے ہلاکی معقول وجہ کی اس میں دخل دیا۔ اور عیسائی پادری کی مسجد کی میں سرکاری عہدے دار سے آمد و دو لوائی۔ اور نواب صاحب چھتاری نے یہ جاننے کے باوجود سرگرسن اور عیسائی پادری کا ساتھ نہ دیا۔ حیدر آبادی راوی کا یہ بیان میں نہیں جاتا کہ ان تک درست ہے۔ کیونکہ جبے سرگرسن کے اختیارات کا علم نہیں ہے کہ آیا ان کو دُج پٹی کی مسجد کے شہید کرانے کا اختیار تھا یا نہیں تھا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ سرگرسن نے دُج پٹی کے پادری صاحب کے کہنے سے دُج پٹی کے سرکاری عہدیدار کو حکم دے کر مسجد شہید کرانی۔ یہ کام حیدر آباد کی عدالت کا ہے۔ کہ وہ اس کی تحقیقات کرے۔ بیرونی اخبار نویس بس اتنا ہی کہہ سکتا ہے کہ اس ہنگامے کا تعلق سیاسیات سے نہیں تھا۔ کسی مسلم یا غیر مسلم پارٹی سے تھا۔ بلکہ اس میں صرف وہ جو شیعہ مسلمان شریک ہو گئے تھے جن کو اپنی مسجد سے محبت تھی۔ اور وہ عیسائی مشن کے اس مجرمانہ فعل سے متعلق ہو گئے تھے۔ کہ پادری صاحب نے مسلمان جذباتی ہماروں کو مسجد میں لکر نماز پڑھنے سے روکنا چاہا۔ اور جب وہ نہ مانے تو سرکاری عہدیدار پر زور ڈال کر مسجد شہید کرادی۔

میں سرگرسن کے خیالات سے واقف ہوں۔ اُن کے دل میں مسجدوں کا بہت بڑا احترام ہے۔ چنانچہ میں نے حیدر آباد میں سنا تھا کہ جب کسی سینما ہالے نے افضل منج کی مسجد کے قریب سینما بنانا چاہا تو سرگرسن

نے اس کی مخالفت کی۔ اور حکم دیا کہ چونکہ بڑا سرکاری اسپتال بھی قریب ہے۔ اور مسجد بھی قریب ہے اس واسطے یہاں سینما نہ بنایا جائے۔ پس نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حکومت سرکاری میں جہاں جہاں عیسائی مشن سرکاری کی رواداری سے قائم ہیں۔ ان سب کو ممالک محروسہ سے برخاست کر دیا جائے۔ اور یا اُن حقوق و اختیارات پر پابندیاں لگادی جائیں جو حکومت سرکاری نے اُن کو تصدی عیسائیوں کو دے رکھے ہیں۔

پابندیاں عام ہونی چاہئیں

چونکہ جبے حکومت سرکاری سے دیرینہ تعلق ہے۔ اور میں آصف جاہی خاندان سے پہلے کے تمام حکمران خاندانوں سے بھی ایک پُرانا تعلق رکھتا ہوں۔ کیونکہ سارے چھ سو برس پہلے یہ ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے اپنے پانچو خلفاء حیدر آبادی حکومت اور اُن کی رہایا کے تعلقات مستحکم کرتے اور امن امان جاری رہنے کے لئے پسپا تھے۔ اور پھر حضرت ذہ کے خلیفہ اور جانشین حضرت مخدوم نصیر الدین محمود دُج پٹی نے بھی اپنے خلیفہ حضرت خواجہ سید محمد کبیر دُج پٹی کی تھاجن کا مزار گلبرگے میں ہے۔ اس وجہ سے میں حیدر آباد کی ہر حکومت سے چاہے وہ کسی کی بھی ہو صوبوں کا تعلق رکھتا ہوں۔ اور ممالک محروسہ سرکاری کے امن امان اور مستقبل کے لئے یہ لکھتا ہوں کہ موجودہ زمانہ سرکشی اور بے اطاعتی اور خود غرضی کا زمانہ ہے۔ اور فتنہ پسند لوگ مذہب کی آڑ میں بے امنی پھیلانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ لہذا ممالک محروسہ سرکاری میں

اگر مسلمانوں کا کوئی مشن قائم ہو یا سکول کا کوئی مشن قائم ہو یا عیسائیوں کا کوئی مشن قائم ہو یا ہندوؤں کا کوئی مشن قائم ہو یا بلکہ سکول کا کوئی مشن قائم ہو تو ان سب کو حکمرانوں نے ختم کر دیا جائے۔ اور یا ان کے حقوق ختم کر دی جائیں۔

کو تو ال صاحب کے بدنام نہ کیا جائے

جس لوگوں نے برٹش انڈیا میں حیدر آباد کے موجودہ کو تو ال نواب دین یار جنگ بہادری کی نسبت یہ الزامات لگائے ہیں کہ انہوں نے اپنے فرائض ادا کرنے میں کوتاہی کی۔ اور وہ شاہ منزل کی حفاظت کے لئے پولیس کی جمعیت لے کر نہ گئے۔ لہذا انہوں نے مشتعل ہجوم کو شاہ منزل اور سرگرسن کے مکانوں تک جانے سے نہیں روکا۔ ان کا جواب یہ ہے کہ کو تو ال صاحب نے نواب صاحب چھتاری کو ٹیلی فون میں اطلاع دیدی تھی۔ مگر نواب صاحب نے پولیس کی مداخلت کو پسند نہیں کیا۔ اور کو تو ال صاحب کو ہجوم کے سدراہ ہونے سے منع کر دیا۔ سرگرسن اضلاع سرکاری کی پولیس کے خود افسر اعلیٰ ہیں۔ وہ بھی اگر چاہتے تو اپنے مکان کی پولیس کے ذریعے حفاظت کر سکتے تھے۔ مگر انھوں نے حوام کے جذبات کو شاید ٹھیک طرح سمجھا نہ ہوگا۔ اور چونکہ سرگرسن کا مکان شاہ منزل کے قریب ہے۔ اور سرگرسن اُس وقت شاہ منزل میں تھے۔ جب ہجوم وہاں آیا اس لئے وہ اپنے مکان کی حفاظت کا فوری انتظام نہ کر سکے ہوں گے۔ لہذا میں کو تو ال علیہ اور پولیس اضلاع کے افسروں کو کسی ملزم کا مستحق نہیں سمجھتا۔

میں سے منادی کی پالیسی فاضل درویش نے نہ ہو جائے گی۔ • تبلیغیت خطاب کے خطوط چندہ پور میں پبلش شدہ ہو جائیں گے۔

البتہ مجھے نواب صاحب چغتاری اور مسٹر گرگسن سے یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ آئندہ حیدرآباد میں مذکور کرنی چاہتے ہیں تو ان کو حیدرآبادی روایات اور حیدرآبادی عوام کے جذبات کا پورا خیال رکھنا ہوگا۔

مجھ سے حیدرآباد کے مفتوح صاحب لانا عبدالقدیر بدایونی نے بیان کیا جب کہ وہ ابھی حال میں دہلی میں میرے پاس آئے تھے۔ کہ فساد سے چند منٹ پہلے اعلیٰ حضور حضور نظام باغ عام کی مسجد میں جمع کی نماز کے لئے تشریف لائے۔ تو انھوں نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ذبح پکی کی مسجد کو دوبارہ تعمیر کر دینے کا فرمان جاری کر دیا ہے۔ مولانا نے شاہ جم جاہ سے دست بستہ اجازت چاہی کہ کیا میں مسجد میں اس کا اعلان کر دوں؟ حضور غفل سبحانی نے ارشاد فرمایا ہاں تم کو یہ اعلان کر دینے کی اجازت ہے۔ چنانچہ انھوں نے مسجد کے نمازیوں کے سامنے اس فرمان شاہی کا اعلان کر دیا اور اس وقت کہ توکل صاحب بھی حضور غفل سبحانی کے ساتھ نماز میں شریک تھے۔ اور ولی عہد بہادر بھی شریک تھے۔

اس روایت سے یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید حضور غفل سبحانی کے فرمان کے اعلان میں کچھ دیر کی گئی۔ کیونکہ مولانا عبدالقدیر صاحب بدایونی کے الفاظ سے میں نے یہ سمجھا کہ جہاں بنیاد کا فرمان کئی دن پہلے جاری ہو گیا تھا۔ مگر اس کے نفاذ میں بدستوریت نے دیر لگائی۔ اور مجھے کے دن مسلمانوں کا وہ جلسہ ہونے دیا جس کی تقریروں سے عوام میں جوش پیدا ہو گیا۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے کہ عوام کو

جب فتنے فساد کی طرف رغبت دلائی جاتی ہے تو عوام اس کو بہت جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ اگر نواب صاحب چغتاری نے یا ان کے دفتر نے حضرت سلطان العلوم کے فرمان ذی شان کی تعمیل میں کسی وجہ سے دیر لگائی تو ان کا فرض ہے۔ کہ مسلمانوں کی آگاہی کے لئے اب ان اسباب کو شائع کر دیں جن کی وجہ سے اعلیٰ حضرت کی پیاری رعایا کے مذہبی جذبات مشتعل ہوئے اور ان سے نادانستہ جوش کی حالت میں ایسی حرکت سرزد ہوئی۔ جس سے وہ دنیا ہر گئے۔ اور ساری دنیا کی ہمدردی نواب صاحب چغتاری اور مسٹر گرگسن کے ساتھ ہو گئی۔

انصاف اور انتقام کا توازن

چونکہ مقدمہ عدالت میں ہے اس واسطے منادی کوئی رائے زنی نہیں کرنی چاہتا لیکن محض امن عامہ کی مدد کے لئے یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برٹش انڈیا میں نیشنل آرمی کے مقدمات اور سنز اوں میں انصاف اور انتقام کا توازن قائم نہیں رکھا گیا تھا۔ اس واسطے مجھے اور محکمے اور دہلی وغیرہ شہروں میں ہولناک خون ریزیاں ہوئیں۔ لہذا حیدرآبادی عدالت کا فرض ہے۔ کہ وہ انصاف کے وقت جذبہ انتقام سے اپنے آپ کو بچائے۔ اور اس کو ملحوظ رکھے کہ مسجد کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کے ساتھ حیدرآبادی بھی نہیں تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو تعلق ہے۔ اور جن لوگوں نے یہ غلطی کی ان کا کوئی ذاتی غم و نوب صاحب چغتاری یا مسٹر گرگسن یا حکومت سرکار ہائی سے نہیں تھا۔ ان کو مذہبی جذبات نے از خود رفتہ کر دیا تھا۔

جن لوگوں نے ہنگامے سے پہلے جلسے میں تقریریں کیں تھیں ان میں کہا جاتا ہے کہ ہندو مقرر بھی شریک ہوئے تھے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہندوؤں کے ذاتی جذبات کو مسجد سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ بلکہ محض اپنے مسلمان بڑوں سے جو جذبات کی ہمدردی کے سبب انھوں نے تقریریں کیں تھیں۔ اور جذبات کے اشتعال کے وقت بڑے سے بڑے عاقل لوگ بھی عقل و دور اندیشی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے جلسے میں تقریریں کیں۔ ان کی نیت اور ان کا ارادہ یہ ہرگز نہیں تھا کہ کوئی شخص یا اشخاص کوئی ایسا کام کرے جس سے جو شریعت اسلامی اور قوانین حکومت کے خلاف ہوگا۔ اس لئے میرے خیال میں عدالت ان سب امور سا نکالاجی پر نظر رکھے گی۔ تو وہ عدل اور انتقام میں توازن قائم رکھنے میں کامیاب ہو جائے گی۔

حیدرآبادی امیر کا قتل

گذشتہ ہفتے بڑی خبر انجینی نے یہ خبر شائع کی تھی کہ حضور نظام کے برادر رستی کو کسی نے قتل کر دیا۔ اس پر جو لوگوں نے نوٹ شائع کئے کہ حضور نظام کی مسلمان۔ عبان سے ناراض ہے۔ اس لئے پہلے وزیراعظم اور وزیر مال کا گھر جلایا گیا اور اب حضور نظام کے سالے کو قتل کیا گیا۔ اور انڈیا سے ہیں کہ کوئی اور اس سے بھی بڑی خبر آئے والی ہے۔ مگر حقیقت محض اتنی ہے کہ نواب محسن الملک بہادر مرحوم کے ایک قرابت دار نواب نذیر جنگ بہادر مرحوم کے لڑکے کا قتل ہوا ہے جن کی بہن اعلیٰ حضرت حضور نظام کے محل میں ہیں۔ اس قتل کو نواب صاحب

جی سے منادی کی پالیسی خاص ضروری نہ ہو جائے گی۔ ۹ جنیت خطاب کے خطوط آئندہ ہرچیز میں مکمل شائع ہوا ہے

اور مسٹر گرسن والے معاملے سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مقتول گھوڑوں کے تئیں تھے۔ اور چونکہ حیدر آباد کے عرب بچھاؤں کی طرح سیوی لین دین کیا کرتے ہیں مقتول بھی سود خوار عربوں سے لین دین کیا کرتے تھے اور اسی لین دین کے سلسلے میں یہ قتل ہوا ہے۔ سیاسیات سے اس کا کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔

حضور نظام کی ہندو مسلمان رعایا ہندوستان کی تمام ریاستوں کی رعایا سے کہیں زیادہ قدامت کی پابند ہے۔ اور قدامت کی روایات و فاداری اور عائلی شاری کے جذبات سے بھرپور ہوتی ہیں حضور نظام اور ان کے ولی عہد اور ان کے شہزادوں اور ان کے بھائی اور خاندان شاہی کا جو ادب و احترام حیدر آباد میں ہے وہ ایک نمونہ ہے۔ ان ریاستوں کے لئے جہاں کی رعایا اپنے حکمرانوں اور ان کے خاندانوں سے دل برداشتہ پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ان کے برتاؤ رعایا کے ساتھ بہت برے ہوتے ہیں۔ حیدر آباد میں بادشاہ بھی اور ولی عہد بھی اور شاہی خاندان بھی رعایا میں از حد مقبول ہیں کیونکہ رعایا ان کو اپنا سرپرست سمجھتی ہے۔ اور وہ بھی رعایا کے ساتھ کوئی ایسا برتاؤ نہیں کرتے جس میں خود ریاضہ ظلم و ستم پایا جائے۔

جس زمانے میں یہ قتل ہوا اعلیٰ حضرت حضور نظام کے سوتیلے بھائی نواب بسالت جاہ بہادر نے دہلی میں تھے۔ اور تقریباً ایک مہینہ مقیم رہے۔ اور ان کی شرافت نفس اور مہنساوری کا ہر شخص پر اثر ہوا جو مثال ہے۔ اس بات کی کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کا شاہی خاندان کس قدر نیک اطوار ہے۔

ولی عہد بہادر کا روزے کے بے حد پابند ہیں۔ اولیاء اللہ کے خزاںات پر اعتقاد سے حاضر ہوتے ہیں۔ اپنے والد کے سعاد فرزند ہیں۔ ہر جمعہ کی نماز اپنے والد کے ساتھ بارغ عام کی مسجد میں جماعت سے پڑھتے ہیں۔ لہذا مسلمانان ہند کو بالکل اطمینان رکھنا چاہئے۔ حیدر آباد میں ایسی کوئی بے چینی اور بے اطمینانی نہیں ہے جو بد کوئی خیر قتل کے ذریعہ دانستہ شرارت سے شہر کی گئی ہے۔

کپڑے کا راشننگ

دہلی میں خدا کے راشن کی مقدار کم کی گئی تو اس کی معقول وجہ موجود تھی کہ کچھ بارش نہیں ہوئی ہے اور بعض مقامات پر فٹک مہیا ہوا ہے اس لئے راشن کی مقدار کم کر دی گئی ہے تاکہ سارے ہندوستان میں مساوی خوراک تقسیم ہو سکے۔ مگر کپڑے کے راشن میں جو دشواریاں پیش آرہی ہیں اس کی کوئی معقول وجہ گوشت منٹ نے اب تک بیان نہیں کی۔ اگر یہ ٹھیک ہے کہ کپڑا باہر کے ملکوں میں نہیں جاتا تو پھر ہندوستان میں جتنے کارخانے رات دن کپڑا بنا رہے ہیں۔ ان کے تھان کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ کپڑے کی دشواریوں سے ہندوستان میں بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور لیڈر کے سب ہندو بھی اور مسلمان بھی آزادی۔ آزادی کی رٹ لگا رہے ہیں۔ اور کسی کی خبروں کے روٹی پٹرے کا فکر نہیں ہے۔

کیا آپ کو کوئی شکایت ہے؟

نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے استقامت کی نسبت اس علاقے میں رہنے والے بکثرت ہندو مسلمان اور سکھ و ہمسائی شکایتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور میں ان سب شکایتوں کو فائدے اور ضابطے کے اندر مرتب

کر رہا ہوں۔ لہذا اخبار کے ذریعے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ نئی دہلی میونسپل کمیٹی کے علاقے میں رہنے والے ہندو مسلمان سکھ عیسائی عورت مرد اگر کوئی شکایت رکھتے ہیں تو وہ مجھے لکھ کر بھیج دیں۔ یا اگر کسی ایسے شخص کو شکایت ہو جو کھانا پڑھنا نہ جانتا ہو تو اس سے شکایت کی تفصیلات دریافت کر کے خود لکھ دیں۔

اخباری کاغذ کی مقدار کم کی گئی ہے؟

اخبار نویسوں کو جو کاغذ دیا جاتا ہے وہ کمینڈا اور ناروے وغیرہ سے آتا ہے۔ اب جب کہ لڑائی ختم ہو گئی ہے۔ اور باہر کا سامان آنے لگا ہے۔ تو یہ کیا وجہ ہے کہ اخباری کاغذ کے کوٹے میں کمی کی گئی ہے؟ گوورنمنٹ اس کی وجہ بیان کرے۔

پان کیوں منگے ہیں؟

لڑائی ختم ہو گئی۔ ریلوں کی آسانیاں ہوتی جا رہی ہیں۔ میٹر لاریاں بھی بکثرت چل رہی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ دہلی میں پان اتنے زیادہ منگے کیجے جا رہے ہیں کہ جو پان پہلے پیسے کے آٹھ آتے تھے۔ وہ اب چار پیسے کا ایک بیجا جاتا ہے۔ اور دہلی میونسپل کمیٹی کے ممبر دہلی کی بیلک کی اس تکلیف سے کیوں بے خبر ہیں؟

لکڑیاں کیوں مہنگی ہیں؟

دہلی میں ایک پیسے کی چار لکڑیاں بکتی تھیں۔ اب دو آنے کی ایک لکڑی بکتی ہے اس کی وجہ بھی کمیٹی کو بتانی جا چکے۔ لکڑی کے علاوہ ہر سبزی بلاوجہ بہت زیادہ مہنگی فروخت کی جا رہی ہے۔ اور گوشت بھی باب نمک و میٹھ و پٹے سیر ہے۔ حالانکہ ان میں ہندوستان میں

نئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ ۱۰۔ تنہیت خطاب کے خطوط آئندہ ہر چوں میں مکمل شائع ہوجائیں گے۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی ہروی

۹ جمادی اول ۱۳۶۶ھ ۹ اپریل ۱۹۴۶ء منگل دہلی
۹ کا عدد ۶ آج اپریل کی ۹ تاریخ اور منگل
کا دن ہے۔ بموجب حساب جبر اور نجوم یہ
بہت اہم دن ہے۔ ہندوستانیوں کے
لئے خاص کر مسلمانوں کے لئے ۹ کے عدد
کی تاثیرات بہت مفید ہیں۔

کن و قشطن؟ مسلم لیگ کن و قشطن کی وجہ
سے آج دہلی میں تمام ہندوستان کے مسلمان
لیڈر جمع ہیں۔ اگرچہ ہر ہندوستانی قوم کے
لیڈر دہلی میں ہیں۔ لیکن جو زندگی اور جو
لیگ دہلی دیکھ خیالی مسلمان قوم کی دہلی میں
نظر آ رہی ہے وہ کسی چھوٹی بڑی باری میں
نہیں پائی جاتی۔ کنڈیشن میں سب مشہد
سہروردی کی تقریر ایک تاریخی تقریر تھی۔
آسام کے لیڈر سر سعد اللہ کی تقریر عرش الہی
کی وحدت سرمدی تھی۔ چودھری غلیت الزما
یونی کے لیڈر نے اووہ کی ذہانت اور
جرات اور حق گوئی کو دنیا کے دل پر نقش کیا
مسلم آٹم بم کی جب مسٹر شہید سہروردی
نے مسٹر گنجائ کو مسلم آٹم بم کہا تو یوں نامہ
نکار یہ دیکھ کر ششدر رہ گئے کہ مسلمان
حاضرین جلسہ کے نعروں سے ایک ایسی بجلی
نکلی جو امرنجن آٹم بم سے بہت زیادہ طاقتور
تھی کیونکہ مسلم آٹم بم زندہ کرنے والا ہے۔
اور امرنجن آٹم بم ہلاک کرنے والا ہے۔
قدیمی حجرہ ۶ آج ۹ کے عدد اور منگل کی
تأثیرات کے مد نظر میں نے سات سو برس
کے حجرہ ابدال قدیم میں اپنا دفتر منتقل کر دیا
یہ حجرہ درگاہ حضرت امیر خسروؒ کے پائین ہے

ملاقاتی؟ کنڈیشن کے مسلم لیگ کی بکثرت
ملنے آئے تھے اور آج ہی دن بھر ملنے
آتے رہے۔

سندھ ہمدرد ڈنر ۶ آج حکیم حاجی عبدالحمید
صاحب اور ان کے بھائی حکیم حافظ محمد سعید
صاحب مالکان دو خانہ ہمدرد دہلی نے
سندھ کے دزیروں اور لیڈروں کو ڈنر پارٹی
دی تھی۔ اور سچے ان کے ساتھ بچھایا تھا
کھانے کے بعد ذاب خواجہ محمد شفیع صاحب
بانی اردو مجلس دہلی نے سندھی جہانوں
کے خیر مقدم میں ایک بہت دلچسپ تقریر
کی۔ سندھی لیڈروں نے مجھ سے کہا آپ
ہماری طرف سے شکریہ ادا کر دیجئے میں
نے چند الفاظ میں سپہ یہ ثابت کیا۔ کہ
میں سندھی ہوں۔ اس کے بعد سندھ کی
طرف سے دہلی کی مہمان نوازی کا شکریہ
ادا کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ اگرچہ ذاب صاحب
نے مسٹر جی ایم سید کا نام خیر مقدم میں نہیں
لیا ہے۔ مگر میں ان کی طرف سے بھی شکریہ
ادا کرتا ہوں کیونکہ سندھ باوجود دغاہری
اور عارضی اختلاف کے پوری طرح ایک
دل اور ایک عمل ہو چکا ہے۔

مسٹر نایان پیل اور ان کی ٹیکسری کے
حصہ دار مسٹر شرف علی اور مسٹر بھین مبینی
والے اور حمید ہاشمی صاحب اور آفتاب
ہاشمی صاحب ملنے آئے تھے۔ غرض الی فا
بھی آئے تھے۔ بھین صاحب میرے جسم
کی آسائش کے لئے ایک نقیس تحفہ بھی لائے
تھے۔

ایران و افغانستان کی سندھ ہمدرد
ڈنر میں ایران اور افغانستان کے سفیر
صاحبان بھی آئے تھے۔ اور یہ ثابت کیا
تھا کہ پاکستان آج منگل ۹ اپریل کی تاریخ
سے فیض یاب ہو چکا ہے۔ اور ہمدرد
ڈنر تاریخی ڈنر ہے۔

۹ جمادی اول ۱۰ اپریل بدھ دھلی
وزیر ہند محترم مہاٹما جی پرست نے وزیر ہندوستان
میں جس غرض سے آئے ہیں سب کو معلوم
ہے۔ ان کے دل میں کیا ہے کسی کو معلوم
نہیں ہے۔ البتہ ہندوؤں اور مسلمانوں کے
ذہنی اور دماغی اور جذباتی بخار کا درجہ حرارت
معلوم کرنے کے لئے وزیر ہند ایک حقو مہاٹما
نابست ہو رہے ہیں۔

میری نظر ہر کالی گوری قوم کے کردار اور
قل و فعل پر جمی ہوئی ہے۔ اور میں ہر
قوم کے مستقبل کو اس کے طریق کار سے
سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ انگریز وقت
مقرر کر کے سب قوموں کے لیڈروں سے
باتیں کر رہے ہیں۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ
انگریز وقت سے فائدہ اٹھانا جانتے ہیں اور
وقت کا ایک سکند بھی ضائع کرنا نہیں چاہتے۔
مگر ہندوستان کا فہم مہاٹما بننے کے لئے کسی
مہینے سے وہ اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں
پیلہ پارلیمنٹ کے ممبر آئے اور گھر گھر چلتے
پھرتے کہ ہم بہت اچھے خاندان ہیں جیسا
کھانا تم چاہو ویسا ہی ہم پکا دیں گے۔ وہ
چلے گئے تو وزیر ہند تشریف لائے۔ اور
انہوں نے بھی پارلیمنٹ کے ممبروں کی

طرح ہی کہنا شروع کیا کہ جیسا کھانا تم چاہو جیسا
ہی ہم بچا سکتے ہیں۔

ہندو بچاس برس سے آج کے دن کی
تیاریاں کر رہے تھے۔ ہندو سے مراد برہمن
اور بھٹہ ہیں۔ کیونکہ راجپوت اور شودر دو
ذاتی کس میری کی حالت میں مبتلا ہیں۔ برہمن
اور برہمنوں نے دو قسم کے مسلمان اپنی سیاسی
فوج میں بھرتی کر رکھے ہیں۔ کسی کا نام جمعیت
علم ہے۔ کسی کا نام احرار ہے۔ کسی کا نام خاکسا
ہے۔ کسی کا نام مومین ہے۔ کسی کا نام شیعہ ہے
مگر تقدیر کا لکھا امٹ ہے۔ مسلمان قوم
میں پاکستان کی مانگ آدمی بن کر نمودار
ہوتی ہے۔ جس میں جمعیت علمائے اور
احرار اور خاکسا اور مومین خزاں کے سونے
اور مر تھائے تھے۔ چٹوں کی طرح اڑے
چلے جا رہے ہیں۔ اور وزیر ہند خرمیاٹر
نے ہونے سب کا بخار معلوم کر رہے ہیں۔

سکھ بھی ہندوؤں کی ایک شاخ ہیں۔ مگر
وہ کبھی ہندوؤں کی طرف جھکتے ہیں کبھی ملتان
کی طرف جھکتے ہیں کبھی اپنے لئے خالصتان
مانگتے ہیں۔ اور وزیر ہند خرمیاٹر جب ان سب
کا مدعہ حرارت معلوم کرنا چاہتا ہے تو ہندوؤں
کا بخار سناؤٹے اور سکھوں کا بخار سناؤٹے
اٹھاؤٹے اور مسلمانوں کا بخار ایک سو باج ڈگری
پر دکھائی دیتا ہے۔ سیل سرجن مسٹر نیپل لینڈ
میں بیٹھے ہیں۔ اور کانڈوں کی سینک لگا کر راز
میل دور سے ہندوستانی قوموں کی بیماریوں
یا بخاروں کا درجہ حرارت معلوم کر رہے ہیں۔
کن وٹنن کہ مسلم لیگ کا کن وٹنن ۸۔ ۹
اپریل کو بہتر دھوم دھام سے ہوا۔ بولنے
والے باہلوں کی طرح گرجے۔ بجلی کی طرح
چمکے۔ مگر ایک ہندو برہمن نے مذہبی ہر شخص
خوش تھا کہ پاکستان مل گیا ہے۔ کانگریس

ہزار سالہ عادت اور رواج کے موافق کمر
کے دروازے بند کئے ہوئے کا نا بھیری
کئی دہائی۔ اور وہیں بیٹھے بیٹھے کئی دہائی مسلمان
گنڈہ راج مانگتے ہیں۔ کانگریس کے جہات کا گنڈی
مسلمانوں کو گنڈہ اور ہندوؤں کو بزدل کہہ چکے
ہیں۔ دہجہ بھائی ٹیل بار بار بلڈ آواز سے
اعلان کرتے ہیں کہ ہم خون کی ندیاں بہا
دیں گے۔ مسلمان کہتے ہیں اگر تمہارے جہات
کی بات سچی ہے کہ ہم گنڈے ہیں۔ اور تم
بزدل ہو۔ تو خون کی ندیاں کون بہائے گا؟
رزمیہ شاعری کہ کن وٹنن کی تقریریں رزمیہ
شاعری سے کم نہیں تھیں۔ سب سے بڑھیا
رزمیہ نظم سر فریڈرکسٹون نے پڑھی۔ وہ
انگریزوں کے گھر کے بھیدی ہیں۔ انھوں
نے بے لاگ ہو کر بمبائی سے کہا "ہم روس
سے دوستی کر لیں گے۔"

حقیقت بس اتنی ہے کہ انگریز بھی شاعری
کر رہے ہیں۔ اور کانگریس بھی پردہ نشین
شاعر بن گئی ہے۔ اور مسلم لیگ کی شاعری
تو سبحان اللہ کلام الملوک ملوک الکلام
ملایا کا جھوٹا تاریخ کل کانگریس والوں
نے انڈونیشیا کا ایک تاریخ نگار لکھا تھا
کہ سب مسلمان پاکستان کے خلاف ہیں
اور کانگریس کے ساتھ ہیں۔ آج ملایا کے
وٹنن دار مسلمان لیڈروں نے تاریخ نگار کرایا
ہے۔ کہ کل جن لوگوں نے پاکستان کے
خلاف تاریخ لکھی تھی۔ ان کی نہ کوئی انجمن ہے
نہ ملک میں ان کو کوئی جانتا ہے۔ ملایا کے
کروردوں مسلمان پاکستان کے حامی ہیں
اور مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ اور ہر قسم کی
قربانیاں دینے کو تیار ہیں۔ مسٹر جناح کے
اشارے کی دیر ہے۔

کمال الدین صاحب کو نال والے

کمال الدین صاحب ملنے آئے تھے جنہوں
نے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے پچاس ہزار
روپے دینے کا اعلان کیا ہے۔ مولانا شہید
صاحب فرنگی محل لکھنؤ کے فرزند مولانا حبیب
صاحب اور مولانا قطب میاں صاحب کے
فرزند مولانا متین صاحب کل بھی مجھ سے
ملنے آئے تھے۔ اور میں غیر موجود تھا۔ اور
آج بھی تشریف لائے تھے۔ لیکن آج ہی
ان دونوں کی دید سے انکس ٹھنڈی ہو گئی
حمایت اسلام کا بلاوا لے لاہور سے انجمن
حمایت اسلام نے اپنے سفیر مولانا اقبال الدین
صاحب کو بھیجا تھا کہ انجمن کے جلسے میں آپ
کا شریک ہونا ضروری ہے۔ میں نے کہا
میرا دل پیٹیش برس سے انجمن حمایت
اسلام لاہور کے ساتھ رہتا ہے۔ مگر اب
میری عمر اور میری صحت سفر کے قابل نہیں
رہی ہے۔

آفتاب ہاشمی کی مستعدی آج آفتاب
ہاشمی نظامی نے دن بھر کی سخت دھوپ شہر
کی اور غالب کے مزار کی تعمیر کے لئے پیمائش
کر کے نقشہ تیار کر لیا۔

رائے بہادر گنڈہ صاحب اور مسٹر اسماعیل سے
رہنے گیا تھا۔

ٹائٹس آف انڈیا ایک گلیا کہ مجھے پٹن کر رہا
خوشی ہوئی کہ انگریزوں کا مشہور اور بڑا ناخدا
ٹائٹس آف انڈیا ایک ہندوستانی نے ایک کروڑ
چند لاکھ روپے میں خرید لیا۔ یہ ہندوستانی سیٹھ
دال میاں ہیں جنہوں نے لڑائی کے زمانے
میں انگریزوں کے چار کروڑ روپے قرض لئے تھے
آج جن حسین کے ساتھ سیٹھ دال میاں صاحب
کو مبارک باد دینے گیا تھا کہ انھوں نے ہندوستان
کی سالک کو بہت اوجھار دیا میں نے ان کو

قرآن شریف کا ہندی ترجمہ بھی بطور اظہارِ مسرت کے دیا۔ سیٹھ دال میاں نے بہت ادب کے ساتھ قرآن شریف لیا۔ اور کہا میں اس کو کھنے کے واسطے نہیں لیتا۔ پڑھنے کے واسطے لیتا ہوں۔ کیونکہ میرے دل میں جو عزت و دیدی ہے۔ وہی قرآن شریف کی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ آپ اس کی قیمت مجھ سے لے لیں۔ میں نے کہا مجھے کچھ عذر نہیں ہے۔ آپ قیمت دے سکتے ہیں۔ چنانچہ دس روپے ہدیے کے انھوں نے جہہ کو دیدے۔

رات کی خبریں آج رات کو حسین اور پری کے ساتھ حسین خان کے اندر ریڈیو خبریں سنیں تھیں۔ میں نے کہا بی بی سی لندن کی خبریں بھی سنو۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ وزیرِ مذہب کا سیاسی بات چیت کا جو چاہیہپ اول انگلستان میں کیسا ہے۔ مگر ہم سب کو بڑی حیرت ہوئی کہ بی بی سی لندن سے ہر قسم کی جہل خبریں نشر ہوئیں مگر ہندوستان کی نسبت ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔

آندھی آج رات کو تین بجے تیز آندھی آئی۔ اور ہندیاں بھی بڑی سردی لگنے لگی تھی۔ بڑی بولی کے چوٹ لگ گئی تھی آج کالکاجی کا میلہ تھا۔ لاکھوں آدمی جا رہے تھے۔ اور

آ رہے تھے۔ میرے بچے جامعہ ملیہ اور کھلا سے بڑھ کر آئے۔ تو میرا پوتا ولی ایک ہندو کی سائیکل کی چھبٹ میں آگیا۔ اور اس کی بھروسے سے خون نچھنے لگا۔ میرے لڑکے حسن ابوباب اور زید پاشا نے اس ہندو کو پکڑ لیا۔ بہت سے ہندو حمایت کے لئے جمع ہو گئے۔ مگر ان بچوں نے سائیکل والے کو نہیں چھوڑا۔ اور پولیس میں لے گئے۔ میں نے پولیس میں ملیغون کیا کہ اس ہندو کو میرے ہونے سے کوئی ہراس نہیں ہوگی۔ عادیہ اتفاقی

ہے۔ ہندو کو رہا کر دیا جائے۔ چنانچہ پولیس چوکی والوں نے میرے کہنے سے ہندو کو چھوڑ دیا۔ مگر مجھے حسن ابوباب اور زید پاشا کی ہمت اور جرات اور میرے پوتے ولی کی حماقت کا حال سن کر بہت غصہ ہوئی۔ اور میں نے ان دونوں کو شاباشی دی۔

۱۳۶۶ھ ۱۱ اپریل ۱۳۶۶ء جمعہ اور ہلی بارش آج رات کی آندھی کے بعد سختی بڑی تھی۔ ہندیاں بڑی تھیں۔ اب صبح کو ہلی سی بارش بھی ہوئی۔ آج کے طاقاتی آج میں دن بھر اپنے جدی قدیم حجرے میں رہا۔ کل شام کو قوالی ہال میں غلام محمد بکلی ڈالے نے چھت کا ٹکھا لگایا تھا۔ آج بچے کی ضرورت نہ پڑی کیونکہ دن بھر ابر رہا۔ اور غنڈی مہا چلتی رہی۔

حسب ذیل طاقاتی شام تک جون جون ملنے آتے رہے۔ تحریری کام بالکل نہ ہو سکا۔

”خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب ایڈیٹر اخبار ”البشیر“ ناٹوہ اور ان کے دو رفیق اور لاہور سے سردار محمد حسین صاحب ایم ایل اے اور سید ذاکر حسین صاحب شہدائی مگر بڑی پنجاب صوبہ مسلم لیگ اور چودہری رحمت اللہ صاحب اور صفوی عبدالغفار صاحب اور ملتان سے حاجی نصیر الدین صاحب اور حکیم فیض احمد صاحب اور مولوی محمد ضعیف صاحب اور شیخ محمد امین صاحب سوداگر چرام اور مولوی خان محمد صاحب اور احمد آباد سے محمد شریف صاحب چھبہ سکریٹری احمد آباد چھبٹ پر ٹنگا السید سی ایٹن اور ممبئی سے محمد علی صاحب منیار اور لاہور سے مولانا جمال میاں صاحب اور مولوی کریم علی صاحب اور شیخ احسان الرحمن صاحب قدوائی بہر شہر اور بونے سے مسٹر علی رضا خان

صاحب بہر شہر صدر رٹوہ اسٹیٹ مسلم لیگ اور بنگلور مسیور سے عبدالجبار صاحب ایم ایل اے اور ان کے رفیق اور دہلی سے سوامی انند صاحب اور عبداللہ حمید صاحب بجن اور چودہری امجد علی صاحب تحصیل دار اور محمد اسلم صاحب مجسٹریٹ اور لالہ نور سین صاحب بین پستی اور محمد جمیل صاحب ملنے آئے تھے۔ استاد شمس الدین صاحب بھی آئے تھے۔ اور چودہری رحم علی صاحب ہاشمی اور ان کے اہل و عیال بھی آئے تھے۔

نصحا میلا دونوں چودہری رحم علی صاحب ہاشمی کے خور و مال کے سوا ہاشمی نظامی میرے مرید ہیں۔ اور انھوں نے ایک جھوٹا سامو لوہ شریف بھی تصنیف کیا ہے۔ ان کی سنیں ایف اے اور انٹرنس کلاسوں میں پڑھتی ہیں۔ وہ بھی آئیں تھیں۔ اور سونو نظامی نے نہایت خوش الحانی سے تفتیش سنائی تھیں مسلم لیگ کے جلسوں میں وہ ہر جگہ بلائے جاتے ہیں۔ مگر مراد آبادی اور ساغر نظامی اور حفیظ جالندہری کے مخصوص بچوں میں بھی انھوں نے غزلیں پڑھیں۔ اور نقل کو بالکل اصل بنا دیا۔ خدانے چاہا یہ بچہ بہت شہرہ آفاق اور خوش اقبال ہوگا۔

سوامی انند صاحب نے ہندو مسلم اتحاد پر ایک گھنٹے تک باتیں کیں۔ مہا بھارت اور کوشن جی کے اُپدیش پر بھی میری ان کی گفتگو ہوئی۔ قرآن شریف کی نسبت ان کو جتنی غلط فہمیاں تھیں ان کی تشریح بھی زیر بحث تھی میں نے اپنی کتاب ”تو انین قرآن“ اور سرار اسم اعظم ان کو دی۔

خان بہادر مولوی بشیر الدین سے میں نے کہا یا تو آپ بھی مسلم لیگ میں آجائے۔ یا مجھ کو اپنے ساتھ کانگرس میں لے چلیے۔ اس وقت سے

کئی گھوڑوں کے مسلم لیگی لیڈر حج تھے۔ اُن سب نے ہم دونوں بڈہوں کی دھچکپ بخت بہت توجہ سے سنی۔

رات کو لالہ کنور حسین چشتی یہ پیغام لے کر آئے
تھے کہ اب دہلی کے ہندو مسلمانوں کو سیاسی
کشمکش کے خطروں سے بچانے کا وقت آگیا
ہے۔ میں نے کہا میں بہت جلد شہر کے ہندو
مسلمان محلوں میں چشتی پارٹیاں قائم کر کے
ہندو مسلم اتحاد کا کام شروع کروں گا۔

پاکستان کلمہ توحید کا ترجمہ ہے آج "البشر" کے ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے اور تمام لیڈران مسلم لیگ سے جو میرے حجرے میں جمع تھے سوال کیا کہ مجھے آپ لوگ یہ سمجھا دیجئے کہ پاکستان کیا چیز ہے؟ لیڈران مسلم لیگ ہی میرے جواب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ میں نے میسج لکھا "پاکستان کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا ترجمہ ہے۔ کیونکہ میں پاکستان کی سیاسی نوعیت کو بے حقیقت سمجھتا ہوں۔"

پاکستان کی حقیقت بس اتنی ہے کہ سب
مسلمان ایک کلمہ وحدت پر جمع ہو جائیں۔ یہاں
تک کہ میں ان لوگوں کو بھی مسلمان سمجھتا ہوں
جو مسلمان نہ ہوں مگر اللہ کو ایک مانتے ہوں۔

ایڈیٹر عصر جدید کلمتے کلمتے کے مشہور روزانہ
اخبار عصر جدید کے ایڈیٹر عبدالجبار صاحب حیدری
میں ملے آئے تھے۔ میں نے کلمتے میں ان سے

واپس جانے لگے۔ تو میں نے
کہا ذرا بھیسو۔ ابھی نہ جاؤ
اور پھر اُن کے دل کو

دیجا۔ پیسے سے بھی زیادہ نعمتِ بانی۔
 بہت خوشی ہوئی۔ اور خدا کا شکر کیا کہ میری
 اخباری برادری میں بھی ایسے لوگ ہیں جن
 کے دلوں میں ذاتِ حقیقتِ ماکہ کے چلنے بھا
 برمی کی روانگی آج پیارے پری ایڈیٹر
 اخبارِ دین و دہرِ مسلم لیگ احمد آباد و مجبہ سے
 رخصت ہو کر دہلی چلے گئے۔ رات کو احمد آباد
 چلے جائیں گے۔

۹۔ حماد اول ۱۳۷ھ تا ۱۴۲ھ اس کی سلطنت مجموعہ دہلی
عہد اور کاقدی حجبہ کہ آج قح سے شام تک
سات سو برس کے پرانے حجرے میں رہا تھا
جہاں حضرت سلطان المشیخ رحمہ فرمایا کرتے
تھے۔ اور جس کو راج کمارہر دیو پستی لٹا ہوا
بنایا تھا۔ مگر کئی دن سے یہ تجربہ ہوا ہے کہ
اس حجرے میں بیٹھنے سے تحریر کی کام نہا ممکن
نہو جاتا ہے۔ اس کثرت سے طے والے آتے
ہیں کہ کچھ کام نہیں کر سکتا۔ آج بنگال کے
ذباب زادے خواجہ ابوالفضل صاحب اور مرشد
بنگال کے پرنس کاظم علی صاحب اور عبداللہ
صاحب ایم ایل اے اور خان بہادر محمد علی صاحب
آف بکیرا بنگال طے آئے تھے۔ جمعہ کی نماز
درگاہ شریفین میں پڑھی تھی۔

زینتِ فلم، شام کو بحرِ مغرب حسین اور
علی اور سیدنا عربی اور سترِ رمیم اور سید محمد
رفیع کے ساتھ زینتِ فلم دیکھا تھا۔ جس کی
بہت تعریف سنی تھی۔ ساز ہے نذیبِ رات
کو گھر میں واپس آیا۔ اور حسین سے کہا ہے فلم
اگرچہ مسلمانوں نے بنایا ہے۔ تاہم خیر و شر کا
مجموعہ ہے۔ خوبیاں زیادہ ہیں۔ برائیاں
کم ہیں۔ سب سے بڑی بُرائی یہ ہے کہ مسلمان

پردہ نشین مہر انوں کی ایسی قصور و کھا کی گئی
ہے۔ جو جھوٹی بھی ہے۔ اور ہنگ آمیز
بھی ہے۔ کیونکہ شریف مہر انوں میں لڑائی
اور لڑکے ایسی بے شرمی کی باتیں
سنیں کیا کرتے۔ میری کرسی کے نیچے کچھ مسلمان
عورتیں بیٹھی تھیں۔ اور وہ اس کی تعریف
کرتی جاتی تھیں۔ اور مجھے اُن کی تعریف پر
غصہ آتا تھا۔

مولوی سید بشارت علی صاحب بشارت
 انجمن نظام ملیں دہلی نے خطاب کی تہنیت
 میں ایک مدحیہ قطع بھیجا ہے۔ فریم بہت
 خوبصورت ہے۔ قطع بھی بہت اچھا ہے۔
 چشتی لائبریری کی کاغذ مشہور نامتور ہو گیا؟
 آج معلوم ہوا کہ چشتی اردو لائبریری کا جو قطعہ
 پانچ سال پہلے منظور ہو گیا تھا۔ اور سامان
 نہ ملنے کی وجہ سے مکمل نہ ہو سکا تھا۔ اور اب
 تجدید کے لئے دوبارہ داخل کیا گیا تھا اس
 کو نئی دہلی میں نسیل کیٹیج نے نامتور کر دیا۔
 یہ نامتوری آخری چیلنج ہے۔ یہ کیٹیج بھیجے
 پانچ چہ برس سے چیلنج وے رہی ہے۔ او
 اب وقت آ گیا ہے۔ کہ میں اس کے کالے
 نامہ اعمال کو تمام دنیا کے علم میں لاؤں۔
 ۱۰ جمادی الاول ۱۳۶۲ء اور ۱۱ ربیع الثانی ۱۳۶۲ء
 مسٹر رحیم کرم ریاست رام پور سے مسٹر عبد الرحیم
 حسین کی فیڈرری انتہ پوریں گوردیف کی طرف

سُئی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ ۱۴۔ تہنیت خطاب کے خطوط آئندہ ہر چوں میں مکمل شائع ہوں گے

آج بھی اپنی بھینس کا کھن دیا تھا۔ مجھے تازہ کھانا ہوا مسکا (کھن) بہت زیادہ مرغوب ہے۔ اگر اُس میں نمک بھی پڑا ہوا ہو۔ مسیح فقہوری کا معائنہ مسٹر رحیم کو ریل پر سوار کر کے حسین کے ساتھ مسیح فقہوری میں آیا۔ جہاں کے تعلیمی و انتظامی معاملات کی گنتی کا مجھے صدر بنایا گیا ہے۔ سب مانتوں اور عربی کے استادوں کو الگ الگ درس دیتے ہوئے دیکھا اور سنا۔ صفائی وغیرہ انتظامات کو بھی دیکھا۔

سنی اوقاف مجلس آج صبح دس بجے سنی اوقاف مجلس کی شاخ مساجد کا جلسہ ہونے والا تھا مگر میں حسین کے ساتھ ایک گھنٹہ پہلے فوجی پہنچ گیا تھا۔ خان بہادر جو دوسری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف کمیٹی نے حسین کو بچوں کا گھر وغیرہ مقامات دکھائے دس بجے سے ایک بجے تک جلسہ رہائش العلماء سید احمد صاحب امام جامع مسجد اور مولانا مفتی مظہر اللہ صاحب امام مسجد فقہوری اور شیخ رضی الدین صاحب مالک شان دار طبری کہنی اور شیخ شجاع الحق صاحب گوٹے والے ممبران شریک تھے۔ خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب نے صدارت کی۔ کیونکہ وہ اس شاخ کے صدر ہیں۔ تین گھنٹے تک بہت کھری نظر سے ایک ایک معاملے پر غور کیا گیا اور اس کو طے کیا گیا۔ پھر بھی کچھ کام باقی رہ گیا جو آئندہ شنبہ کو ہو گا۔

ایک بجے گھر میں واپس آکر کھانا کھایا اور گاہے گھر سے میں بیٹھ کر کام کیا۔ دو بجے دوبارہ دہلی گیا۔ کیونکہ مولوی غلام احمد خاں صاحب حیدر آبادی علی گڑھ سے آنے والے تھے اُن سے ملنے مانا تھا۔ چودہری محمد امین خاں نے ملاقات کرائی۔ اور میں نے اُن سے

بہت دیر تک حیدر آبادی ہنگامے کے حالات پوچھے۔ اور اُنھوں نے چشم دید تفصیلات بیان کیں۔

مولوی ابوالحسن سید علی آج ریل پر مولوی ابوالحسن سید علی صاحب سابق صدر انجمن اتحاد المسلمین حیدر آباد سے بھی ملاقات ہوئی تھی جو غالباً مسلم لیگ کنونشن میں آئے تھے۔ حیدر آباد اسٹیٹ مسلم لیگ کے اراکین بھی ملے تھے۔

ہرٹس چندر نظامی بی اے آج علی پور والے ہرٹس چندر نظامی بی اے کا سہیل سے تبادلہ ہو گیا ہے۔ دہلی میں آئے ہیں۔ آج آئے تھے۔ کئی گھنٹے میرے ساتھ رہے۔

یہ میرے خالص مریدوں میں ہیں۔ اور فوجی دفتر میں ایک افسر ہیں۔

گل بکاؤلی آئین مہینے سے تازہ منڈیاں یعنی گل بکاؤلی دہلی کے بازار میں نایاب تھیں اور میرے دفتر میں کمی کے گاگروں کو روکا گیا ہو سکتی ہیں۔ آج اجمل حسین محمد بن عطار کھادی باؤلی سے کئی دوپٹے گل بکاؤلی کے لایا۔ بہت ہی عمدہ پھول ملے ہیں اگرچہ مہینے ہیں۔ لیکن چیز بہت اچھی ہے۔ چونکہ ان کے استعمال کا موسم آگیا ہے۔ اس واسطے میں تمام ناظرین منادی کو بطور نوٹ کے تھوڑے تھوڑے پھول بلا قیمت بھیجوں گا تاکہ وہ ان کو استعمال کر کے تجربہ کریں۔ یہ مصفی خون بھی ہیں۔ آنکھوں کی مینائی بھی بڑھاتے ہیں۔ اور مقوی اعصاب بھی ہیں۔ عقل اور ذہن کو بھی روشن کرتے ہیں۔

باگ ل محمد حسین نظامی کی خدمات عرس سے دو ہفتے پہلے پاک دل محمد حسین نظامی میرے پاس آئے تھے۔ اور اب ننگ مقیم ہیں۔ اُنھوں نے بہت زیادہ خدمات انجام دی ہیں۔

جی ہیں۔

شفار الفقار اکبر عبد الحق صاحب آج اپنی بیماری سے مجبور ہو کر شفا و الفقار واکٹر عبد الحق صاحب کے مکان پر حسین کے ساتھ ملے گیا تھا۔ اُنھوں نے رٹے دی کہ جو کاپالی سنترے کا عرق ملا کر دن میں تین دفعہ استعمال کیجئے اس سے یہ تکلیف جاتی رہے گی۔

۱۱ جمادی اول ۱۳۳۶ء ۱۴ اپریل ۱۳۳۶ء دہلی شادی آج صبح مسٹر مسیح توپکشی کی صاحبزادی کی شادی میں گیا تھا۔ دہلی کے اکثر ہندو مسلمان اخبار نویس اور مساتر شرفا جمع تھے۔ مسٹر الیاس سے پندرہ ہزار روپے مہر پر نکاح ہوا۔ بہت اچھے اچھے سہرے بھی ہوئے۔

برجورجی کی آمد آج سارے انجے برجورجی آرڈو بشیر دلال ہوائی جہاز سے دہلی میں آئے حسین اُن کے استقبال کے لئے ہوائی جہاز کے اڈے پر گئے تھے۔

قولی ہال میں کام کشم کے پانچ بجے تک قولی ہال میں تحریری کام کیا تھا چودہری رحم علی صاحب ہاشمی اور پوٹھی کے مسٹر نذیر الدین پلس مولوی سید شمس الدین صاحب اور مولوی یوسف سلیم صاحب اور زن کی دلہ

صاحبہ اور اُن کے بھائی محمد یعقوب صاحب اور غلام محمد صاحب آرمی کنٹرولر اور سید علی

نظامی حیدر آبادی اور چودہری چمن علی نظامی ملے آئے تھے۔ عبدالرحمن صاحب ریاست دیوبند پور کے مسلمانوں کی طرف سے سیلا د شریف کا بلا وادینے آئے تھے۔ مسٹر نریمان ٹیل اور شرف علی صاحب اور آفتاب ہاشمی نظامی بھی ملے آئے تھے۔

گل بکاؤلی کے پارسل آج ایک ہزار

منی سے منادی کی پالیسی خالص درویشانہ ہو جائے گی۔ اٹھارہ تہنیت خطاب کے خط طائرہ پرچوں میں مکمل شائع ہو جائیں گے۔

ڈبے تازہ گل بکاؤلی سے بھرے گئے۔ سات آدمیوں نے پھولوں کے تنکے صاف کئے کیونکہ یونانی مفرد دواؤں کے فروخت کرنے والے دواؤں کی صفائی کا خیال نہیں کرتے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ مفرد دواؤں بہت صاف ستھری حالت میں خریداروں کو دی جائیں۔

پارٹی کی تاج دہلی کے اخبار نویسوں کی طرف سے سر سید سلطان احمد صاحب کوئی دہلی کے ہوٹل کیڈی میں ایک شاندار پارٹی دی تھی۔ میں بھی حسین اور علی اور حاجی پیرمن لغامی صاحب آمیری مجسٹریٹ کے ساتھ پارٹی میں گیا تھا۔

نئے سشن جج، دہلی میں مسٹر کپور نئے سشن جج آئے ہیں۔ مسٹر برٹن چندر متل سید سب جج نے ان سے سیری ملاقات کر لی۔ سید جمیل مظہری صاحب، مسٹر سید سلطان احمد صاحب کے بھانجے سید جمیل مظہری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو پبلک انفارمیشن ڈپارٹمنٹ میں ایک افسر ہیں بہت روشن دماغ اور ذوق دل نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ یہ پارٹی مفتی شوکت علی صاحب فہمی ایڈیٹر دین دنیا کے اہتمام سے ہوئی تھی بہت زیادہ کامیاب پارٹی تھی۔ دہلی کے سب ہندو مسلمان اخبار نویس اور جج صاحبان اور مجسٹریٹ صاحبان اور ہندو مسلمان عہدہ دار کا بوجھ تھے۔ رائے بہادر ڈاکٹر متھرا داس صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ سر جے بی سری واسنوا صاحب بھی شریک بنے تھے۔ میری تقریر، پہلے میں نے تعارف کی تقریر کی۔ اور سید صاحب کے خاندانی اوصاف کا ذکر کیا۔ اور ذاتی صفات حسنہ کو بیان کر کے کہا کہ یہ بڑی تہذیب اور قدیمی کلچر

کا مکمل نمونہ ہیں۔ اور نئی تہذیب کی تمام خوبیاں بھی ان میں جمع ہیں۔ اخبار نویسوں سے ان کا تعلق یہ ہے کہ بہت عرصے تک محکمہ نشریات کے وزیر رہے ہیں۔ اور اس محکمے میں اپنے اچھے ایڈیٹر موزے کا ثبوت دے چکے ہیں ہم بدقسمت ایڈیٹروں کو کاغذ میسر نہیں آتا تھا۔ مگر یہ ایسے خوش نصیب ایڈیٹر تھے کہ ان کو کاغذ کی کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ اس پر قہقہہ بلند ہوا، تاہم مجھے اخبار نویسوں کی طرف سے سید صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انھوں نے اخباروں کو کاغذ دلوانے میں بہت زیادہ مدد کی۔ اس کے بعد میں نے ان کی صحت و سلامتی کے لئے دعا مانگی۔

اڈریس، شاہ رحمان انصاری صاحب ایڈوکیٹ نے انگریزی زبان میں اڈریس پڑھا۔ اور سید صاحب نے انگریزی میں اس کا جواب دیا۔

عجیب و غریب کایکٹ، دہلی کے اخبار نویسوں کی طرف سے مفتی شوکت فہمی صاحب نے چاندی کا بنا ہوا ایک عجیب و غریب کایکٹ نذر کیا۔ یہ اسمبلی ہال کا نہایت اعلیٰ ماڈل تھا۔ یعنی اسمبلی ہال کی عمارت کا پورا نمونہ اس میں دکھایا گیا تھا۔ یہ کاسکٹ بھی میرے ہاتھ سے دلوایا گیا۔ اور میں نے ایک موٹو فقرہ کہا کہ کاسکٹ سید صاحب کے سامنے رکھ دیا وہ موٹو فقرہ یہ تھا: "سید صاحب آپ کو وزیر ہند بولتے ہو تو ابلیس دیں یا دیں ہم اخبار نویس آپ کو چاندی کی یہ خاموش اسمبلی دے دیتے ہیں" اس فقرے کا مطلب یہ ہے کہ بہت اثر ہوا۔ اور تحسین و آفرین کے فقرے بلند ہوئے۔

موسم پھر گرم ہو گیا ہے۔ آج صبح میں نے

دہلی کی ٹیکس لسی پی تھی۔ دوپہر کو کچال کا سالن کھایا تھا۔

جبر یہ فاقہ، آج چونکہ راشن کا کام ہو گیا تھا فقط چاول تھے اور میں چاول نہیں کھاتا کیونکہ وہ میری صحت کے لئے مضر ہیں۔ اس واسطے آج میں نے رات کو فاقہ کیا۔ بچوں نے کہا کل کیا ہوگا؟ میں نے کہا جب تک آنا نہ ملے فاقہ ہوگا۔ اور راشننگ کے خلاف نئے نئے اور لنڈا اور ٹیکس مضمون ذہن میں آئیں گے۔ ہم تو سوامی شردھا نندا جہانی سے مطالبہ کر چکے ہیں۔ اور ہم نے کہا تھا کہ ہم اوہ چالیس رات دن فاقے کا امتحان دیں۔ جو چالیس دن کے فاقے سے زندہ رہ سکے اسی کا مذہب سچا ہے۔ مگر سوامی جی اس مطالبے کے لئے راضی نہیں ہوئے۔

شفار الفقراء، ڈاکٹر عبدالحق صاحب، بعد مغرب شفار الفقراء، ڈاکٹر عبدالحق صاحب تشریف لائے تھے۔ ان کو اولیاء اللہ سے بہت زیادہ اعتقاد ہے۔ اور امراض کی تشخیص میں بھی حیرت انگیز قابلیت رکھتے ہیں۔ ہجرت کا ارادہ، کساہا سال سے ہجرت کی کشت پر عمل کرنے کا ارادہ کرتا رہتا ہوں اب پھر اس لئے میں جان آئی ہے۔ اور دہلی سے اجیر شریف جانے کی آرزو میں سمائی ہے حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی میرے لئے قیام گاہ کے انتظامات کر رہے ہیں۔ دلاس کا ہے کہ اجیر شریف میں بھی دو گاہ والوں آپس میں جھگڑتے ہیں۔ میں جن جھگڑوں سے ہجرت کرنی چاہتا ہوں۔ اجیر شریف جانے کے بعد وہی جھگڑے پھر سامنے آئے تو ہجرت کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ ایک صاحب لکھا ہے: "آپ مرنے کے لئے دہلی چلے گئے ہیں" جوتہ کہہ رہی ہیں ہاں نہ ہے اور کروڑوں چوتھی زندہ کرنے کے لئے جانا چاہتا ہوں۔ اور کوئی فائدہ ہو رہا

نہ ہو مگر راجہ جٹانے کی تھوٹی تو کھانے میں آئے تھے۔

محبت و عقیدت کی خبریں

عرس شریف کی خبریں

سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیائے سالانہ عرس کی سیارہ دہلی سے باہر جہاں جہاں ہوئی اس کی خبریں ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ (۱) محمد اسماعیل فرحتی نظامی نے میراں پور ریاست رام پور خواجہ محمد حسین سالانہ عرس کیا۔ (۲) روشن دل بھائی غلام رسول صبیحہ اللہ شاہ نظامی ناظم جماعت نظامیہ اور روشن دل ماسٹر نجم الدین نظامی نے احمد آباد میں بہت دھوم سے عرس کیا۔ (۳) محمد ابو صالح نظامی نے مین گجرات عرس کیا۔ (۴) سید مقصود علی شاہ نظامی نے سامانہ ریاست پٹیالہ میں عرس کیا (۵) قریب ضلع جالندھر میں روشن دل احمد علی نذر بھائی نظامی اور متولی احمد علی نظامی اور غلام محمد نظامی اور فقیر محمد نظامی اور بشیر احمد نظامی اور صدیق الرحمن نظامی اور عطا محمد صاحب اور فتح محمد صاحب اور روشن دین صاحب اور اللہ بخش صاحب اور قاضی محمد اشرف صاحب اور محمد اسماعیل صاحب اور عبد الرحمن صاحب نے عرس کیا۔ (۶) سہارن پور میں عبد الباقی نظامی اور محمد صادق نظامی وغیرہ بھائیوں نے عرس کیا۔ (۷) ریاست فرید کوٹ میں روشن دل سردار اندر سنگھ نظامی اور دوسرے سکھ نظامیوں اور ہندو مسلمان نظامیوں نے مل کر عرس کیا۔ (۸) ریاست ریواں میں مولوی حفیظ الکریم نظامی ناظم جماعت نظامیہ ریواں نے عرس کیا۔ (۹) حیدر آباد دکن میں مولوی محمد عبداللہ

مخلص شاہ نظامی اور ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور خواجہ راجہ بھاری نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور محمد رفیع خوش اقبال شاہ نظامی نے عرس کیا۔ (۱۰) ادبونی علاقہ مدراس میں حافظ دادامیاں نظامی ناظم جماعت نظامیہ ادبونی نے اور سب عورت مرد ہندو مسلمان نظامیوں نے مل کر عرس کیا (۱۱) لاہور میں حکیم منیر شاہ نظامی نے عرس کیا (۱۲) کیسٹے بلوچستان میں عبد اللطیف نظامی نے عرس کیا۔

پوتوں کی مبارکبادیاں

اللہ تعالیٰ نے مجھے دو پوتے عطا فرمائے ہیں ان کی تنہیت میں جن کے خطوط آئے ہیں میں دلی شکر کے ساتھ ان کے نام بیچ کر تاپوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان سب کو بھی اللہ تعالیٰ اس زندگی میں ایسی ہی خوشحال عطا فرمائے جیسی مجھے عطا فرمائی ہے۔

پوتوں کی مبارکباد دینے والے

(۱) بشیر النساچین آرمیگ صاحب حیدر آباد دکن (۲) برکت علی نظامی پٹواری بگہ پنجاب (۳) بدایہ احمد صاحب حشتی سجادہ نشین راول ضلع میرٹھ (۴) اکرام حسین نظامی ٹھیکیدار الہ آباد (۵) غلام فرید نظامی ونگٹن شیکری (۶) سید کشتی شاہ نظامی ملک قاضیان گوردہ بہاول (۷) والدہ صاحبہ نسیم النظمی علی احمد نظامی کوٹلی لوہارن مشرقی سیال کوٹ (۹) روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی ونگٹن (۱۰) سید

مقصود علی شاہ نظامی سامانہ ریاست پٹیالہ (۱۱) اے اکرم صاحب حشتی نظامی ونگٹن (۱۲) اہلبہ محمد صالح نظامی ونگٹن (۱۳) عبدالرزاق نظامی ونگٹن (۱۴) ایم ایس عبدالرحیم صاحب ونگٹن (۱۵) مرزا عمر بیگ نظامی ڈی پی شہنشاہ سنٹرل جیل ہری پور ہزارہ سرحد (۱۶) بھائی سید محمد صاحب مراد آباد (۱۷) روشن دل سردار اندر سنگھ نظامی نیراواچک الہ ریاست فرید کوٹ پنجاب (۱۸) بابو خوشی محمد صاحب کپاوند ہزارہ اسپتال فرید کوٹ (۱۹) روشن دل محمد علی نظامی خان خانان جالندھر (۲۰) روشن دل حکیم محمد اسماعیل منیر شاہ نظامی لاہور (۲۱) سید محمد زنا بھائی نظامی بھونگ ضلع بھٹیلا پور (۲۲) ربیدہ خانم نظامی پٹنہ (۲۳) ظہیر الدین حسن انصاری نظامی شہر درہنگہ (۲۴) نبی بگہ صاحبہ (۲۵) عبد الرحیم نظامی خلف اخوانی نظامی ونگٹن (۲۶) ابولباب نظامی خلف اخوانی نظامی ونگٹن (۲۷) صدیق حسین نظامی خلف اخوانی نظامی ونگٹن (۲۸) احمد علی متولی نظامی قریب (۲۹) محمد محمد نظامی قریب (۳۰) محمد علی احمد ندوی نظامی قریب (۳۱) بشیر احمد نظامی قریب (۳۲) مصباح حسین نظامی قریب (۳۳) غلام محمد نظامی قریب (۳۴) فتح محمد قریب (۳۵) اشرف حسین صاحب قریب (۳۶) فتح دین صاحب قریب (۳۷) جنت بی بی صاحبہ قریب (۳۸) عطا محمد صاحب قریب (۳۹) خوشی محمد نظامی قریب (۴۰) محمد اسماعیل عرف قریب (۴۱) اسد صاحب قریب (۴۲) غلام مصطفیٰ صاحب قریب (۴۳) محمد علی نظامی قریب (۴۴) روشن دل محمدی محمد عبداللہ مخلص نظامی حیدر آباد دکن (۴۵) حاجی عبدالکریم حاجی بانڈا جیت پٹو کاٹھیا والہ (۴۶) سحر اللہ خاں نظامی لاہور (۴۷) محمد علی لاہور (۴۸) حاجی خلیفہ غوث

چالیس کروڑ ہندوستانی نہک بھائی

اجمیری خواجہ کلہ چشتی نہک

ہندو مسلمان آپس میں نہک بانٹیں

یہ رُوحانی چشتی نہک

خواجہ حسن نظامی ملی سے منگائے

منہ کا مزاعموں کا گڑا رہتا ہے۔ دانت سب قائم ہیں۔ مگر پان میں چونہ کھانے سے دانتوں میں خلا زیادہ ہو گیا ہے۔ بھوک لگتی ہے۔ ہضم میں بھی کچھ خرابی نہیں ہے۔ الدیہ سیر میں اور دانتوں میں چپک پیدا ہو گئی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد دانتوں کے خلاء میں سے غذا کے ذرے کچھ کے خلاء سے نکال کر بہت دیر تک کھلیا کرتا ہوں۔

گزشتہ چند سال تک معدے کی تکجیر سے دل کے دورے ہوتے تھے۔ جن حکیموں اور ڈاکٹروں نے دیکھا انہوں نے کہا دل کی حالت بہت اچھی ہے۔ مگر میرا خیال تھا کہ دل کی حالت خراب ہے۔ آخر اردن ہسپتال دہلی میں دل کا ایکس رے ہوا جس سے معلوم ہوا کہ واقعی دل کی حالت بہت اچھی ہے۔ دل کے دورے کے وقت اعصاب میں سنسناسٹ ہوتی تھی اور دل ڈوبنے لگتا تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دل کی حرکت بند ہو جائے گی۔ مگر کسی قسم کی تکلیف یا درد دل میں نہ ہوتا تھا۔ اب زبان کے دونوں سروں پر اور گلوں میں اندر کے رخ جھکا پڑ جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں کی اور حکیموں کی تشخیص ہمیشہ ہوتی رہتی ہے۔ اور علاج بھی ہوتا رہتا ہے۔ خون کا دباؤ اعتدال سے کم ہے یعنی بلڈ پریشر زیادہ نہیں ہے۔ آنتوں میں خنکی ہو گئی ہے۔ اور تمام جسم میں خنکی ہے سر پٹیل ملتا ہوں تو جلدی جذب ہو جاتا ہے سر پٹے بال ہیں۔ ایک سال یا کچھ زیادہ عرصے سے منہ کمر ہو گیا ہے۔ یا کوئی آواز دے ہے کہ پیشاب جلدی جلدی آتا ہے۔

بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ پیشاب کی نالی میں کوئی خدو و بڑہ گیا ہے۔ مگر مجھے اس سے اختلاف ہے۔ کیونکہ جب قبض نہیں آتا ہے تو پیشاب صاف آتا ہے۔ اور بار بار بھی نہیں آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قبض کے دباؤ سے پیشاب بار بار آتا ہے۔ قاروے کا ڈاکٹری معائنہ کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ تھوڑی مقدار میں البیومن آتی ہے۔ اور مثانے میں کچھ سوزش بھی ہے۔ کبھی سونک یا آتشک کی بیماری نہیں ہوئی۔

رائے دیجئے

اب میرا بی کر کے رائے دیجئے۔ اگر آپ حکیم ہوں تب بھی اور ڈاکٹروں تب بھی۔ اور وید ہوں تب بھی۔ اور ان میں سے کچھ بھی نہ ہوں اور کسی قسم کا تجربہ رکھتے ہیں تب بھی۔ جو کچھ آپ کے خیال میں آئے اور جو دوا یا غذا آپ تجویز کریں۔ مجھے لکھ کر بھیج دیجئے۔ میں اس کو اپنی ذات تک محدود نہیں رکھوں گا۔ بلکہ اخبار منادی میں سب کی رائے شائع کرتا رہوں گا۔ تاکہ میری عمر اور میری حالت کے اندر سب لوگوں کو بھی بے فیس کے حکیموں اور ڈاکٹروں اور ویدوں اور تجربہ کار لیڈوں کی رائے سے کچھ فائدہ پہنچ سکے۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جو طریقہ میں نے اپنی ذاتی جسمانی تشخیص کا اختیار کیا ہے وہ آج کل کے مجھ جیسے ہزاروں لاکھ لاکھوں کو فائدہ پہنچائے گا۔ اور آج کل کے جو بچے ہیں وہ جب بڑے ہو جائیں گے تو

ان کو بھی ان تحریروں سے فائدہ پہنچے گا۔ سلام حکیم جی! گڈ بائی ڈاکٹر صاحب۔ جے رام جی وید صاحب۔ تسلیات تجلیے گا صاحبان۔ خدا حافظ رخصت ہوتا ہوں۔

میرے اپنے تجربے

میں چونکہ اپنا روزانہ منہ لکھتا ہوں اس واسطے جیسے پان میں زندگی کا دوارا یکار ڈھونڈ رہا ہوں اور اس سے مدد کے کر میں اپنے تجربے لکھتا ہوں۔ (۱) اگر میں پیدل چلتا ہوں تو روزانہ میل دو میل پیدل چلوں تو نو کورہ تک میں بہت کم ہوتا ہوں۔ (۲) جب میں کم لگی اور کم کمر کی دال یا سبزی کھاتا ہوں تو طبیعت اچھی رہتی ہے۔ (۳) جب گوشت کھاتا ہوں یا گوشت کے کباب کھاتا ہوں یا زیادہ مرغ سمان یا پلاؤ یا شیر مال یا برلے کھاتا ہوں تو بھوک بند ہو جاتی ہے۔ منہ کا مزاعموں کا گڑا ہوتا ہے۔ اور رات کو بھوک ڈیرہ نہجے آنکھ کھل جاتی ہے۔ اور پھر صبح تک نیند نہیں آتی۔ (۴) ریتون کا تیل۔ روغن بادام، اسینول، استعمال کو چکا ہوں۔ عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ ۵۰-۶۰ کی سال تک چند مہینوں میں چھوٹی ہڈی کتر کتر کھاندا۔ لیتا تھا اور اس سے معدہ صاف ہو جاتا تھا۔ مگر حکیم نادین صاحب مرحوم نے منع کیا کہ اس سے آنتوں میں خشکی ہو جائے گی۔ اور اب میرا خیال ہے کہ ہڈی کی وجہ سے آنتوں میں خشکی پیدا ہو گئی ہے۔ (۶) تمباکو کھانے سے اور زیادہ دماغی کام کرنے سے بڑے کمزور ہوتے ہیں۔ اور حافظہ بھی بہت کمزور ہو گیا۔ تمباکو چھوڑنا چاہتا ہوں تو چھوڑ نہیں سکتا۔ دہلی پھلوں اور دودھ کے استعمال سے ریاض میرا ہوتا ہے۔

حسن نظامی دہلوی۔

گل بکاؤلی کا عرفان

گل بکاؤلی فرضی چیز نہیں ہے

اُردو زبان میں گل بکاؤلی کے بہت سے قصے مشہور ہیں۔ اور محبٹر والوں نے بھی گل بکاؤلی کے ڈرائے دکھا کر اس پھول کو بہت شہرت دیدی ہے۔ خلاصہ اس قصے کہانی کا یہ ہے کہ کوئی بادشاہ اندھا ہو گیا تھا۔ اور اس کی بیانی واپس لانے کے لئے گل بکاؤلی کی تلاش ہوئی تھی۔ اور بکاؤلی کا پھول حاصل ہو جانے کے بعد جب پھول آنکھوں پر لگا لگا تو بادشاہ کی بینائی واپس آگئی تھی اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قصہ بے بنیاد نہیں ہے۔ اور یہ پھول بھی کوئی فرضی چیز نہیں ہے۔ اور جس شخص نے یہ کہانی تصنیف کی ہوگی وہ ضرور اس سے واقف ہوگا کہ گل بکاؤلی میں آنکھوں کی بینائی کے لئے بعضی تاثیرات ہیں۔

ناظرین منادی کو یاد ہوگا کہ میں پہلے بھی مولوی نجم الغنی خاں صاحب مرحوم رام پوری کی کتاب "خزان اللادویہ" کے حوالے سے منادی میں گل بکاؤلی کی نسبت ایک تحقیقی مضمون لکھ چکا ہوں جس میں یہ ثابت کیا گیا تھا کہ گل بکاؤلی سے مشہور دو امڈی کا پھول مراد ہے۔ اور میں نے اس مضمون میں منادی کے پھول سے وہ تمام اوصاف و خاص لکھ دیے تھے جو مولوی نجم الغنی خاں صاحب نے اپنی کتاب "خزان اللادویہ" کی چھٹی جلد میں لکھے ہیں اور اس وقت سے میں نے گل بکاؤلی

یعنی منادی کے پھول کے تجربے ہی شروع کر دیئے تھے۔ اور اس کی فروخت ہی شروع کر دی تھی۔ لیکن جب منادی کے پھولوں کا موسم ختم ہو گیا اور میرے پاس جتنا ذخیرہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا۔ اور کئی مہینے تک منادی کے پھول دہلی کے بازاروں میں نہیں ملے تو مجبوراً ان لوگوں کے خطوط کی تعمیل نہیں ہو سکی جو منادی کے پھول ثابت یا پسے ہوئے منگوا رہے تھے مگر اب ایک بڑا ذخیرہ پھولوں کا بازار میں آگیا ہے۔ اور میں بطور نمونے کے بلا قیمت منادی کے ناظرین کو یہ پھول تقسیم کرتے چاہتا ہوں تاکہ وہ گرمی کے موسم میں ان پھولوں کا تجربہ کر لیں۔

خزان اللادویہ میں منادی کے پھولوں کے جوہر درج ہیں ان کا خلاصہ دوبارہ درج کیا جاتا ہے خزان اللادویہ میں لکھا ہے۔ منادی کے پھول کا مزاج گرم اور تر ہے۔ یہ سرخی مائل گول پھول جنگلوں میں پانی کے پاس پیدا ہوتا ہے اس کی تاثیرات یہ ہیں محلے کو قوت دیتا ہے۔ دل کو خوش رکھتا ہے۔ خفقان اور یرقان دور کرتا ہے۔ سوجھی اور تر کھلی دور کرتا ہے کینٹھ مالا کا زہر دور کرتا ہے۔ بالوں کو جلدی سفید نہیں ہونے دیتا عقل بڑھاتا ہے ذہن کھولتا ہے حافظے میں ترقی دیتا ہے۔ پیٹ کے کڑے ہارنا ہے۔ خون صاف کرتا ہے۔ عمر بڑھاتا ہے۔ جوانی قائم رکھتا ہے۔ بڑھاپے کی کمزوریاں دور کرتا ہے۔ اور مردانہ قوت کے لئے تو ایک اکسیر ہے

آنکھوں کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ بینائی میں ترقی دیتا ہے۔ آستر چشم روکتا ہے۔ خزان اللادویہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ منادی کے پھول کچل کر کچھ سی ہنا کر جھقے کی حکیمیں رکھ کر دم لگایا جائے تو جربہل ہاشمہ بھی پیدا کرتا ہے۔ یونانی حکیم صدیوں کہتے آئے ہیں کہ اگر کوئی شخص منادی کا ایک پھول پانی سے محل سے تو ایک سال تک آنکھیں دھوئے نہ پانی میں لگی۔ اور دو پھول پانی سے محل سے تو دو سال تک آنکھیں نہیں کھلیں اور خون کی صفائی کے لئے بھی حکیم لوگ منادی اور عناب رات کو پانی میں جھگو کر صبح چھان شکر ملا کر پیئے کو بہاتے ہیں۔ اس سے خون صاف ہو جاتا ہے۔ سوجھی اور تر کھلی جاتی رہتی ہے۔

خفقان اور یرقان جاتا رہتا ہے۔ کینٹھ مالا کا زہر دور ہو جاتا ہے عقل اور ذہن میں روشنی پیدا ہوتی ہے۔ اور بڑھاپے کی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ اور آنکھوں کی بینائی میں بھی بہت اضافہ ہوتا ہے۔

مجھ نے ان پھولوں کو سٹین میں لپیٹ کر شکر ملا کر صبح کے وقت پانی سے چھانکنے کا تجربہ کر لیا اس سے بھی بہت فائدہ ہوا اگرچہ کچھ شکر راشن مندی سے کیا ہوا تھا ہے اس لئے اس میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ محلے والوں کو ثابت پھول بھیجے جائیں وہ اپنے مقامی حکیموں سے شکر کر لیں یا میرے بتائے ہوئے طریقے کی موافق استعمال کریں بخود ان کو بھی جانایا جاوے گا کہ پیسے کے ٹکٹ محصول ڈالنے کے سبب یہ

حسن نظامی دہلوی

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دہلی پرنٹنگ ورکس ملی میں چھپوا کر دفتر اخبار منادی سے شائع کیا

حَاصِلِ کَرَمِ
کُلِّ عَالَمِ کِ عُلُومِ

اِقْرَأْ بِنَامِ رَبِّكَ
عُلُومَ کُلِّ عَالَمِ

حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

قَاسِمُ بْنُ كَازِمٍ

کُلِّ اَوْلَادِ اَدَمَ کِ اَرَامِ نَمِ
عَلِيٍّ صَدِّقِ

مِثْکَارِی

دَارِ اَمْرٍ دِلِی

دَارِ اَمْرٍ دِلِی مَحْبُوبِ بَانُو نَظَامِ حَیْدَرِ اَبَادِی

عَقْل دے

اجل بدل یا اللہ

عَقْل دے

خدا سے دعا

یسا آل نبی۔ اولاد علیؑ۔ غنیمۃ فاجرہ حسن نظامی
 تجھ سے مغفود تجھ سے موجود۔ کہ اپنی فصل فریاد
 سے قریب تر مان کو تیری آنکھ بنتا ہوں۔ اور
 پھر تجھ ہی کو دیکھتا ہوں۔ تیرے کان بنتا
 ہوں اور پھر تیری ہی آواز سنتا ہوں۔
 تیری زبان بنتا ہوں۔ اور پھر تیری ہی بولی
 بولتا ہوں۔ تیرا ہاتھ بنتا ہوں۔ اور تیرے
 ہی ہاتھ سے سب کام کرتا ہوں۔ تیرا قلم
 بنتا ہوں۔ اور تیری ہی تحریر لکھتا ہوں۔
 پہلی رات۔ جب میں۔ تجھ میں خدا کی نہیں
 ہوتی دلی نہیں ہوتی تو میرے قاب میں کلمہ ہے میں
 تیرے نور میں سماتا ہوں۔ تو ہی۔ تو ہی۔ کا پرہ
 ہمارا کہ ہم۔ ہم۔ کہتا ہوں۔ اور تو عجب ہی عجبی
 کہتا ہے اور فرماتا ہے۔ مانگ میں کہتا ہوں۔
 دے۔ سلامتی۔ عقل۔ عقل۔ اور
 بدل قیمت اور اجل اور کر دے۔ ختی۔
 اور کر کے قیوم۔ دائم۔ سلامتی بھلاوی پٹنہ
 کے مولانا سید محمد الدین کو اور مولانا حسین میاں
 کو۔ اور ان کو جن کو یہ دونوں چاہیں۔

اچھی کر دے برا بھلا رخصت پٹنہ دار مسنت
 رام کشن داس کی اور ان کی جن کو وہ
 چاہیں۔ سلامتی دے اور عقل و عمل
 اور خوش دلی سید محمود وزیر بہار کو اور ان
 کو جن کو وہ چاہیں۔ اور بھائل پوری علی غفینا
 نیسی شاہ کو اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔ اور
 محمد اسراریل سپوت اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔

اور عبد الحمید بیگ اور ان کو جن کو وہ چاہیں
 اور نصیر الدین احسن بہاری اور ان کو جن کو
 وہ چاہیں۔ اور اختر سہسہرامی اور ان کو
 جن کو وہ چاہیں۔ اور نصیر الدین اور علی
 اور حاجی الدین اور ان کی اولاد واز واج
 کو اور جن کو وہ سب چاہیں۔ اور عبدالستار
 صالح محمد موتی پوری اور ان کی بیوی اور
 لڑکی اور داماد کو اور ان کو جن کو وہ چاہیں
 اور عبد الرحیم عثمان کلکتہ اور ابراہیم عثمان
 آدم۔ اور عثمان۔ اور الوب۔ اور یعقوب
 اور احمد۔ اور اسحق۔ اور ان کی ماؤں۔
 بہنوں۔ بیویوں۔ اور بھائیوں اور بچوں
 کو اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔ اور علی دودھا
 کلکتہ اور ان کے سب بچوں کو اور ان کو جن
 کو وہ چاہیں۔ اور شفیع احمد صدر اور ان کی
 بیوی اور بچوں اور ماں باپ کو اور ان کو
 جن کو وہ چاہیں۔ اور فیروز الدین اور محمد
 اور یوسف اور ان سب کے بیوی بچوں
 کو اور ان کو جن کو وہ چاہیں۔ اور فضل علی کلکتہ
 اور ان کی لڑکی اور بیوی اور بچے کو اور
 ان کو جن کو وہ چاہیں اور شفاء الملک حکیم
 حبیب الرحمن ڈاکہ اور ان کے بیوی بچوں
 کو اور جن کو وہ چاہیں۔ اور نواز حبیب
 اور ان کے بچوں کو اور جن کو وہ چاہیں۔
 اور سر ناظم الدین اور ان کے بیوی بچوں
 کو اور جن کو وہ چاہیں۔ اور شہید سہروردی
 اور ان کے سارے فائدان کو اور جن کو
 وہ چاہیں۔ اور سر حسان سہروردی اور

ان کی لڑکی اور داماد اور بچوں کو اور جن
 کو وہ چاہیں۔
 یا اللہ ہر بانی نس مظهر الملک فرماں روا
 حیرال کی اجل بدل دے اور ان کو سلامتی
 جان و جاہ عطا فرما۔ آمین۔
 یا اللہ سر عبد العزیز اور ان کی بیگم
 اور ان کی ساس اور سب اولاد کی اجل بدل
 کر سلامتی جان و ایمان عطا فرما۔ اور نعمت کی
 ہر برائی کو تبدیل کر دے آمین۔
 یا اللہ میری مظهر اللہ پوری نظامی اور
 ان کی اہلیہ قمر بانو نظامی اور ان کے سب بچوں
 کی اجل مال دے اور سلامتی و خوش حالی و
 صحت جسم و روح عطا کر آمین۔
 یا اللہ سلطان احمد جاہان دلی اور ان کے
 بیوی بچوں کو صحت و سلامتی اور خوش دلی اور
 خوش حالی عطا فرما آمین۔
 یا اللہ خواجہ بازا اور ان کے سر ہر اور ان
 کے بیٹوں اور بیٹیوں اور پوتوں اور پوتیوں
 اور نواسوں اور ان کے بھائی اور ان کے بہن اور
 ان کے بھائی کے بیوی بچوں اور ان کے بیٹوں
 کی بیبیوں کی بلا میں دودھ کر۔ ان کی نعمتوں کی
 برائیاں دفع کر۔ اور ان سب کو صحت و
 سلامتی و خوش دلی و خوش حالی عطا فرما آمین۔
 یا اللہ اطعمہ و احدی دلی کی بیوی بیٹیوں
 اور بیٹیوں کو صحت و سلامتی اور خوش دلی
 عطا فرما اور عیاضہ عتیقی اور ان کے بیوی
 بچوں کو صحت و سلامتی اور دل کی خوشی
 اور راحت و صحت کر آمین۔

رفضان شریف میں خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر تلاوت کیجئے اور عید تلوں اور بچوں کو بھی پڑھائیے۔

کاغذ کی کمی کی وجہ سے حاضری طور پر بنا دی ہو
کڑیا گیا ہے۔ جب کاغذ فراہم سے ملنے لگے گا
ہفتہ وار کر دیا جائیگا
قلَم کا ذِکْر حَسَن بِن عَلی

مشارعی ہائی

بابت ماہ اگست ۱۹۴۶ء

سالانہ قیمت دو روپ
ایک پرچہ دو آنے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

ڈاکٹروں کی تہلیل

پارلیمینٹ سے خاک پاشنے والے ڈاکٹروں نے
ہر سال کر دی ہے۔ مگر ملک کے افسروں نے
کئی دن پہلے سے پارسل اور رجسٹریاں
وغیرہ لپی بند کر دی ہیں۔ میسرے و فقر کا
کام بند ہو گیا ہے۔ ڈاک خانہ حضرت
نظام الدین میں پولس کا پیرہ ہے۔
ڈاکٹروں اور خاک خانے کے دوسرے ڈاکٹروں
کی شکایتیں واجبی ہیں۔ اس گرائی کی نسبت
میں ان کا کام زیادہ ہے اور دام کم ہیں۔ بنگلہ
کوان کی ٹانگ پوری کر دینی چاہیے۔

کی زندگی کا بڑا حصہ شروع سے سچ تک اچھوتوں
کی طرف داری میں گزرا ہے۔
اچھوتوں کی یہ بدگمانی بے سبب نہیں
ہے۔ اور اس کا سبب قدریہ معلوم ہوتا
ہے کہ گاندھی جی اچھوتوں کے لئے جو کچھ
کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ دل سے
نہیں ہوتا۔ ظاہر داری کے لئے ہو رہا ہے۔
مسلمان حکومت کے زمانے میں خاک پاش
کو بہتر یعنی سردار یا بڑے کا خطاب دیا گیا تھا
اور یہ لقب دل سے دیا گیا تھا۔ اور سچوں
کو بہشتی کا لقب دیا گیا تھا تا کہ اس قسم کی شکل
خدمت کرنے والوں کی دل جوئی ہو۔ اسلامی
ملکوں میں خاص کر کہ مدینے میں خاکروب اپنا
سیلا کام کرنے کے بعد نہاتے ہیں۔ اور اپنے
شریف کی مسجد نبوی میں نماز کے لئے آجاتے
ہیں اور بڑے بڑے علماء کے برابر کھڑے ہو کر نماز
پڑھتے ہیں۔ ایسے ہی کنبہ کا طواف بادشاہوں
اور امیروں کے کندھے سے گزرا حالانکہ گنتے ہیں
یہ بات گاندھی جی سے ممکن نہیں ہے کیونکہ
ان کی قوم ہزاروں برس سے اچھوتوں کو ناپاک
سمجھتی آئی ہے۔ اور اس نے ظالموں سے
بدتران اچھوتوں کو سمجھ رکھا ہے۔ بہری جن
کہ دنیا۔ اور جنگی بستی میں ٹھیکر جانا کافی نہیں
ہے۔ ان کی ذلت کو دور کرنا چاہئے۔ ان
کی زندگی کو انسانی حقوق دینے چاہئیں۔
ابو گاندھی جی اچھوتوں کی تعداد کو ہندوؤں
میں شریک کر کے انگریزوں سے بادشاہی
حاصل کر سکتے کی فکریں ہیں۔ مگر اچھوتوں کو

کچھ دیا نہیں جاتے۔
ضرورت ہے کہ سکھ اور اچھوت اور مسلمان
ایک ہو جائیں۔ تاکہ ہندو قوم پر دو باؤ پڑے
اور وہ اچھوتوں کو آدمی سمجھنے لگے۔

مسٹر جناح کا خیر مقدم

حیدر آباد دکن سے خبر آئی ہے۔ کہ وہاں کئی
لاکھ ہندو مسلمانوں اور سکھوں اور عیسائیوں
اور پارسیوں نے مل کر مسٹر جناح کا خیر مقدم
کیا۔ ایک ہزار سو تھوڑی جاہلوں ہوائی اڈے
سے شاہی مہمان خانے تک (جو ۱۳ میل دور
ہے) ساتھ ہزاروں ع۔ ب۔ سپاہی اور فوجی
سپاہی گھوڑوں پر سوار تھیں۔ انہوں نے ساتھ
تھے۔ سرنگ کے دونوں طرف لاکھوں ہندو
مسلمان سکھ پارسی عیسائی عورت مرد و عورت
بندی کئے ہوئے کھڑے تھے۔ اور نعرے لگا
رہے تھے۔ مسٹر جناح نے اپنے پیغام میں جو کہ
کی سب قوموں کو ایک نل ہو کر رہنے کی نسبت کی۔
اعلیٰ حضرت حضور نظام نے بھی ایک ٹھٹھٹھٹھ
مسٹر جناح سے ملاقات فرمائی۔
حیدر آباد کے باشندوں کی تعریف کرنی چاہئے
کہ انھوں نے موجودہ گدلی اور مکدر فضا میں آٹھ
ادھیک دلی سے خیر مرید۔ حصہ لیا۔
بحیثیت ہندوستانی لیڈر کے اور بحیثیت
مسلمان لیڈر کے مسٹر جناح نے جو نصیحتیں
والوں کو کی ہے۔ وہ ضرور کارگر ہوگی۔
مسٹر جناح کا یہاں بہت زیادہ تعریف کے
قابل ہے کہ انھوں نے انجمن اتحاد المسلمین کے

ہندو مسلم فساد

احمد آباد وغیرہ مقامات پر ہندو مسلم فساد
ہوئے اور دوسرے شہروں میں بھی فساد
کا اندیشہ ہے۔ اس کے ذمہ دار وہ لیڈر ہیں
اور وہ اخبار میں جو سوچے سمجھے بغیر فریقین
کو بھڑکانے کی تقریریں اور تحریریں شائع کرتے
ہیں۔ ضرورت ہے کہ گورنمنٹ فوراً توجہ کرے
اس پر الزام نہ لگایا جائے کہ وہ فساد کو
پھیل رہے۔ اور وفاق میں فساد کی تخم زنی کرنے
ہندوستان میں آتا تھا۔

گاندھی جی سے بدگمانی

اسکے ہر مقام کے اچھوت گاندھی جی کے
خلاف شور مچا رہے ہیں۔ حالانکہ گاندھی جی

اختلاف کو دور کر دیا اور دونوں جماعتوں کے لیڈروں کو آپس میں مل جل کر یہ اتفاق وقتی اور عارضی نہ ہو اور انکین اتحاد و مسلمان مستقبل کی مشکلات کے ذریعہ اپنی ذاتی اغراض سے دست بردار ہو کر کام کریں۔

حیدر آباد کا مسئلہ

وزارتہ اجازت حیدر آباد میں داخل حیدر آباد کی غیر مسلم جماعتوں کے خطوط انجنیئر اتحاد مسلمان کے موجودہ صدر مولانا کامل صاحب کے اس بیان کے خلاف شائع ہو رہے ہیں جو کامل صاحب نے سر میرزا اسماعیل کی وزارت کے خلاف شائع کیا تھا۔ مگر میں نے اس تک سادی میں اس مسئلہ کی نسبت کچھ نہیں لکھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ابھی تک سر میرزا اسماعیل کے صدر عظیم بنائے کی محض تجویز ہے باضابطہ تقرر کا شاہی فرمان نامہ نہیں ہوا ہے ایسی حالت میں مندرجہ کچھ لکھنا قبل از وقت بے جا ہے۔

چونکہ سر میرزا اسماعیل سے میری بہت پرانی ذاتی ملاقات ہے اور میں نے سید جاکر ان کے ذرائع کامیاب کو کچھ خود دیکھا تھا اور اس وقت میرے پاس حیدر آبادی باشندے بھی تھے۔ ایک سید عبدالرحمن سعید زلی نظامی دوسرے علیہ خسرو شاہ نظامی تیسرے محمد یوسف خوش اقبال شاہ نظامی چوتھے سید زلی نظامی پانچویں جعفر شاہ نظامی اور چھٹے سید زلی نظامی سب شہروں اور قصبوں میں تاک کہ دیہات میں بھی اصلاح و ترقی کے کام میں لگے تھے۔ اور سر میرزا اسماعیل نے خود ساتھ ساتھ کہہ کر ہم کو دکھائے تھے۔ اور اس وقت میں نے سید زلی سے واسطہ پڑا کہ

اعلیٰ حضرت حضور نظام سے ان سب اصناف کا ذکر کیا تھا جو میں نے وہاں دیکھیں تھیں۔ اور جب سر میرزا جے پور میں آئے تو وہاں بھی میں نے تقریباً ہر جہت سے پورا کر دیا۔ ان کے مسلمانوں کے لئے سر میرزا سے سفارتیں کیں اور سر میرزا نے مسلمانوں کے حقوق کی امداد میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔

اردو ہندی کے جھگڑے میں جو کہ سر میرزا نے کام کیا وہ اخبارات میں بالکل غلط طریقے سے شائع ہوا تھا۔ ان کے خلاف شائع کرایا گیا تھا۔ وہ حقیقت پس اتنی تھی کہ سر میرزا نے جے پور کی مہندو رعایا کو بھی اجازت دیدی تھی کہ وہ اگر ہندی میں عرضیاں دینی چاہے تو بے شک ہو سکتے ہیں۔ مسلمانوں کو اردو سے محروم کر دینے کا کوئی کام سر میرزا نے نہیں کیا تھا۔

حیدر آباد کی یہ افواہ بالکل غلط ہے کہ سر میرزا اسماعیل کو حیدر آباد میں لانے کی کوشش کی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے زیادہ کوئی شخص اس بات کو نہیں جانتا کہ ضعیفی ملاقاتیں میری اعلیٰ حضرت سے گذشتہ محرم سے اب تک ہوئی ہیں ان میں کوئی ملاقات ایسی نہیں تھی جس میں میں نے اعلیٰ حضرت سے سر میرزا کی وزارت کے لئے کچھ کہا ہو۔ اور نہ اعلیٰ حضرت نے کبھی سر میرزا کی وزارت کی نسبت کوئی بات مجھ سے کی۔

یہ ایک اتفاقی بات تھی کہ جب میں آل گڑ مبارک کی شرکت کے لئے حیدر آباد گیا تو سر میرزا اسماعیل بھی وہاں آئے تھے اور میرے بڑے بڑے کوئے خواجہ حسین نظامی کی قدیم گاہ قبریں، سرکاری جہان خانے میں میرے بیٹے تھے۔ اسی طرح وہ میری آن کی دوسرے چند بڑے ملاقات بھی ہوئی

تھی۔ اور سابقہ تعلقات کی بنا پر جب میں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سال گھر کی خوشی میں قوالی کی مجلس کی تو ایک سہ ہندو مسلمان عمامہ کے علاوہ سر میرزا کو بھی مدعو کیا تھا اور جو رقعہ یعنی دعوت نامہ شائع کیا تھا اس میں صاف لکھا ہوا تھا کہ چونکہ میری طرح سر میرزا اسماعیل بھی سال گھر کی تقریب میں یہاں آئے تھے ہیں اس واسطے وہ بھی قوالی میں شرکت کر سکتے ہو گا کوئی خاص مخصوص پارٹی سر میرزا کے لئے نہیں تھی۔

ان حالات میں یہ کہنا کہ میں نے نواب صاحب چتاری کو الگ کرایا اور سر میرزا اسماعیل کو وہاں بلوایا بالکل بے معنی ہے۔

جب نواب صاحب چتاری صدر عظیم مقرر ہوئے تھے۔ تو میں نے منادی میں ان کی طبیعت یہ نوٹ لکھا تھا کہ حیدر آباد کی وزارت کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔ انگریزی عہد کو ملحوظ رکھنا اور اعلیٰ حضرت کے اختیارات کی حفاظت اور رعایا کے حقوق اور رسم و رواج کی حفاظت کرنا۔ میں نہیں جانتا کہ نواب صاحب چتاری حیدر آبادی روایات کی بناء پر کیا کامیاب ہوئے یا نہیں ہوئے۔ شاہ منزل میں جو حادثہ پیش آیا وہ ایک عارضی چیز تھی مجھے اس ایک واقعے سے ان کی حکومت کے سارے زمانے کو بدنام نہیں کیا جاسکتا۔

سر میرزا اسماعیل کے تقرر سے پہلے ان کی نسبت رائے زنی کوئی دانش مند نہیں ہے۔ جو ہندو مسلمان ایسا کر رہے ہیں ان کے دل میں اپنے مالک اور اپنے مالک کی فلاح اور ترقی کا جذبہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ سب فرقہ بندی کے جذبات میں مبتلا ہیں

عام فہم تفسیر کے میں ہارے الگ الگ شائع ہوئے تھے ہر پارے کا یہ آٹھ آٹھ مقرر ہے

جو غیر مسلم اخبار پر ہم حیدر آباد میں سرسبز زرا کی حمایت کر رہے ہیں وہ بھی ہندو جذبات کا شکار ہیں اور جو مسلمان ان کی مخالفت کر رہے ہیں وہ بھی مسلم جذبات کا شکار ہیں۔

حیدر آباد سب قوموں کے ساتھ کی سلطنت ہے۔ اور اس سلطنت کا صرف ایک مرکز ہے اور وہ حضور نظام کی ذات ہے اگر حضور نظام اپنی رعایا کے کسی فریق کی ناجائز یا سدا سدا ریں تو رعایا کے معمولی افراد کو بھی احتجاج کا حق پہنچتا ہے اور اگر سرسبز زرا اسماعیل صدر اعظم ہوجائیں اور وہ کسی خاص فریق کی ناوالب حمایت یا احتجاج کو یہ تو ان کی نسبت بھی رعایا کے سب افراد اعتراض کر سکتے ہیں۔ لیکن وقت سے پہلے ہم دہ پارے زنی کوئی سیاست کے بھی خلاف ہے اور ملک و مانا کے بھی خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے حیدر آباد سے باہر یہ خیال پیدا ہوگا کہ حیدر آباد کی رعایا اور حیدر آباد کے لیڈر اتنے زیادہ نا سمجھ ہیں کہ وقت سے پہلے قیاس آرائیاں کر کے اس معاملے میں دخل دیتے ہیں۔ بیک وقت صرف ان کے بادشاہ کو ہے۔ چونکہ ان کا بادشاہ سیاست دانی میں بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔ اس واسطے وہ ایسا کوئی کام نہیں کریگا کہ جو خود اس کے لئے مضر ہو۔ یا اس کے ملک کے لئے مضر ہو یا اس کی رعایا کے لئے مضر ہو۔

سرسبز زرا اسماعیل کی نسبت صرف دو شبہات کئے جاتے ہیں ایک یہ کہ وہ ہندو پرست ہیں اور دوسرے یہ کہ وہ شیعہ ہیں۔ پہلے شبہ کی نسبت کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسعود اور جے پور کی دزادوں کے طویل

زمانوں میں سرسبز زرا نے مسعود اور جے پور کے راجاؤں یا دہان کے ہندوؤں کی کوئی ایسی یا سدا سدا ریں کی ہو جس سے مسعود اور جے پور کے مسلمانوں کو نقصان پہنچا ہو اور مسعود اور جے پور کے ہندوؤں کو فائدہ پہنچا ہو اور ان دونوں ریاستوں کے مسلمان ہی موجود ہیں اگر مذکورہ ریاستوں کا ایک مسلمان بھی یہ کہے کہ مجھے لئے میدان میں آئے کہ سرسبز زرا نے کسی ایک مسلمان کے حقوق کی ہندو کی طرف داری کے سبب تلف کر دئے تو حیدر آبادی شبہ کئے والوں کو راہ را پران نہ آجائے گا۔ مگر مجھے یقین ہے کہ جو چیز کبھی سرسبز زرا سے سرزد نہیں ہوتی ہے۔ اس کی نسبت کوئی گونہ کر شکایت کر سکتا ہے۔

رہا یہ امر کہ سرسبز زرا شیعہ ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسے ہی شیعہ ہیں جیسے سر علی امام تھے۔ اور ایسے ہی شیعہ ہیں جیسے سر اکبر حیدری تھے۔ اور ایسے ہی شیعہ ہیں جیسے نواب سالار جنگ تھے۔ کیا ان تینوں شیعہ وزیروں نے کبھی کسی شیعہ کی ناجائز یا سدا سدا ریں کی تھی؟

بیشک سرسبز زرا اسماعیل مسلم لیگ کے ساتھ نہیں ہیں۔ اور ان کی پالیسی ریاستی پالیسی رہی ہے۔ نہ وہ مسلم لیگ میں نہ وہ کانگریس میں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ حیدر آباد کے جو غیر مسلم ان سے ہندو مفاد کی توقعات قائم کر رہے ہیں وہ بھی غلطی پر ہیں اور جو مسلمان ان کی ہندو پرستی اور شیعیت سے ڈر رہے ہیں۔ وہ بھی اپنی ریاست کی قدیمی روایات سے بے خبر ہیں۔

حیدر آباد میں ساڑھے چھ سو برس سے مسلمانوں کی حکومت ہے شریعہ کی پہنچت سنی تھی اور بعد کی سب حکومتیں شیعہ تھیں

اور موجودہ آصف جاہی حکومت سنی ہے تاہم سنی سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ کسی زمانے میں سنی عارضی اور وقتی اختلافات کے حکومت کی پالیسی پر شیعہ سنی کے اختلاف نے کبھی اثر ڈالا ہو۔

بہر حال سرسبز زرا اسماعیل کو حیدر آبادی باشندے مسلم لیگ اور کانگریس کی نظر سے نہ دیکھیں بلکہ اپنے ملک اور اپنے ملک کے اقتدارات اور روایات کی نظر سے دیکھیں۔ اور چونکہ سرسبز زرا اسماعیل کو دو بڑی ریاستوں کی وزارت کا تجربہ ہو چکا ہے اس واسطے وہ اس بڑی سلطنت کی وزارت کے لئے میوزوں ہیں۔ جہاں آبادی کی اکثریت غیر مسلم ہے اور وہی ایک ایسے شخص تھا کہ حیدر آبادی سلطنت کی غیر مسلم رعایا کو شریعتی انقلابات کے اثر سے بچا کر خارج اور ترقی کی منزل تک لے جاسکتے ہیں۔ اور اگر وہ ایک ایسے ہی اس پالیسی سے ادھر ادھر ہوں گے اور میں ان کا قدم دنگ لگاتا ہوں دیکھوں گا تو میں غیر ملکی لوگوں میں یہاں شخص ہوں گا۔ جو سرسبز زرا کی مخالفت کے لئے میدان میں آجائے گا۔

میں ہیں جانتا اعلیٰ حضرت حضور نظام کی سرسبز زرا کی فدا رت کی نسبت کیا پالیسی ہے کیونکہ انہوں نے کبھی اس کا ذکر نہیں کیا۔

ہندو ریاستوں کی عقلی

عموماً تمام ہندو ریاستوں نے ہندو مہاسی کی اطاعت قبول کر لی ہے۔ اور اپنی ذاتی قوت کو فروکش کر دیا ہے۔ اگر وہ منوجی کے دہرم شاستر کے اصول سے آگاہ ہوتے تو

اُس پارٹی کے حلقہ بگوش نہ بنتے جس کے لیڈر چھتری نہیں ہیں۔ ہندو برہمن اور شیوے ہیں۔ اور جن کا علم کسی کوئی اثر نہیں ہے۔ اور جو چھتریوں اور دیاستوں کی سیاست سے بالکل ناواقف ہیں۔ سکھ دیاستیں ہی انگریزوں کے اثر میں نہیں ہیں۔ یہ ہی غلطی اور بے عقلی ہے۔ کیونکہ کھلی ہی انگریزی طرز حکومت کو جانتے ہیں ریاستی روایات کو نہیں سمجھتے۔

مسلمان ریاستوں کو مشورہ

ہندو اور سکھ دیاستوں کی غلطی سے مسلمان ریاستوں کو سبق لینا چاہئے۔ اور مسلم لیگ سے سیاسی تعلق قائم نہ کرنا چاہئے۔ خاص کہ حیدر آباد کو بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ مسلم لیگ کی کونسل اور ورکنگ کمیٹی کے ممبروں میں ادا سکریٹری ہیں اور صدر میں ریاستوں کی روایات کو سمجھنے کی لیاقت نہیں ہے۔ ریاستوں کو خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا چاہئے۔ کانگریس اور ہندو مہاسیما اور مسلم لیگ اور سکھ لیگ سب انگریزی علاقوں کی جماعتیں ہیں۔ اور ان میں ایک ہی واقف نہیں ہے کہ ریاستوں کا وجود کتنا ضروری ہے۔ اور دیاستیں ہندو کے قدیمی طرز حکومت کی یادگار ہیں۔

نواب صاحب بہوپال نے جو معاملہ انگریزوں سے طے کیا ہے۔ میں اس سے واقف نہیں ہوں لیکن باوجود ناواقفیت کے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ریاستوں کا انگریزی علاقوں سے وابستہ کرنا تباہی اور بربادی کا راستہ کھولنا ہے۔ اور اس اتے کے لیے ریاستوں کو تباہ کرنے والے جرائم پیشہ بنائے گئے ہیں۔

ہندو ملک کی قلت

کشمیر کے وزیر اعظم ہندو ملک کے ممبئی جا کر اور کانگریس لیڈروں کی خوشامد کے تجربہ کر لیا کہ وہ خود ہی ذلیل تھے اور اپنی حکومت کو بھی ذلیل کیا۔ اور ان کو تجربہ ہو گیا کہ ہندو مہاسیما پر ہندو نہ کرنا کتنا غلط تھا تھا اور مسلمان رعایا پر ظلم کرنا کس قدر خطرناک۔

مسٹر جناح کا وعدہ

تازہ سفر حیدر آباد کے موقع پر مسٹر جناح نے حیدر آباد کے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ انگریزی علاقے کے مسلمان اخوت اسلامی کے سبب حیدر آباد کے مسلمانوں کی امداد کے لئے ہر وقت آمادہ رہیں گے۔

میں مسٹر جناح کے اس وعدے کی اس لئے تعریف کرتا ہوں کہ یہ وعدہ نئے زمانے کے سیاسی وعدوں کی طرح بناوٹی اور ظاہر داری کا نہیں ہے بلکہ حقیقی اور اصلی وعدہ ہے۔ اور انھوں نے خیالوں اور ارادوں سے چھپی ہوئی اور مٹی ہوئی اخوت اسلامی کو یاد دلانا کتنا سچا مسلمان ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ مگر میں ان کی تعریف اور شکر گزاری کے ساتھ ہی حیدر آبادی مسلمانوں کو نصیحت کرتی جانتا ہوں کہ وہ مسٹر جناح کے اس وعدے کے شکر گزار تو ہوں مگر اس وعدہ سے اپنی خودداری اور اپنے ذاتی استقامات سے خائف نہ ہو جائیں کیونکہ اس وقت مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے سامنے اتنے بڑے بڑے کام موجود ہیں کہ وہ حیدر آباد سے آتے ہی ان میں مصروف ہونا چاہئے۔ اور اگر حیدر آباد میں کوئی فوری انقلابی تحریک شروع ہوئی جس کے قوی آثار موجود ہیں تو مسٹر جناح

اپنی مشغولی اور مصروفیت کے سبب کوئی حیدر آباد والوں کی نہ کر سکیں گے۔

آئیے سماجی ایجنٹیشن اور جہا بازی کے وقت تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں مسلم لیگ کی تحریک کے بغیر محض اخوت اسلامی کے سبب حیدر آباد کی امداد کا ایک گہرا احساس پیدا ہو گیا تھا اور اب بھی اگر کوئی انقلابی تحریک مسلمانوں کے مخالفین نے حیدر آباد میں شروع کی تو ان کے علاقے والے مسلمان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے پڑوسی برہمنی مسلمان ہی حیدر آبادی مسلمانوں کی امداد سے خائف نہیں رہیں گے۔ تاہم میں مرا کے ساتھ کہتا ہوں کہ حیدر آباد کے مسلمان اور حیدر آباد کی حکومت نہ مسلمانوں کی امداد کے خیال میں رہے نہ انگریزوں کی امداد پر بھروسہ کرے اُس کو جو کچھ کرنا ہو گا خود ہی کرنا ہو گا سارے جہد سواروں سے آج تک حیدر آباد کی حکومتوں کو آجکل سے بہت زیادہ بڑے بڑے نازک موقعے پیش آئے ہیں۔ مگر انھوں نے کبھی باہر کی امداد کی طرف نہیں دیکھا خود اپنی قوت بازو سے مخالفوں کا مقابلہ کیا۔ ہمیں حکومت کے ایک بادشاہ کے زمانے میں وجہ انگریز کاراجہ ۹ لاکھ فوج لے کر آیا۔ اور ہمیں سلطان نے اٹھارہ ہزار مسلمانوں کو میکر ۹ لاکھ فوج کو شکست دی جو اس وقت کی سب تارخوں میں موجود ہے۔

پس حیدر آبادی مسلمانوں کو جو کچھ کرنا ہے خود ہی کرنا ہے۔ بشرطیکہ ان کو سنیا دیکھنے اور جاننے کی مقدمہ بازی کرنے سے فرصت ملے۔

انجمن اتحادی المسلمین کے اوکین کو چاہئے کہ وہ اپنے دستور العمل پر دوبارہ غور کریں تاکہ ان کے دستور العمل میں ایسی روادوں کی کمی نہ ہو

میں پڑھ سکیں جو حیدر آباد کے ہندو اور سکھوں اور برہمنوں کو متحد کرنے میں کارگر ہو جائیں۔

دلی کا ایک چراغ گل ہو گیا

آج ۱۴ شعبان ۱۳۶۵ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۴۶ء اتوار کے دن دلی کا ایک چراغ گل ہو گیا

انگریزی رسالہ بھی انھوں نے جاری کیا تھا۔ جس کا نام نیلا نر ہے۔ مسٹر ایوز سابق ڈپٹی کمشنر دہلی کے زمانے میں مرحوم نے ایک ادبی سوسائٹی ہارڈنگ لائبریری میں قائم کی تھی۔ جہاں ہر روز دن جلسے ہوتے تھے۔ اور مشاہیر دہلی ہندو مسلمان وہاں آکر مضامین پڑھتے تھے۔ چنانچہ ۱۴ جولائی کی شام کو بھی ان کی سوسائٹی کا جلسہ ہونے والا تھا۔ مگر میں اس خیال سے اس جلسے میں نہ گیا کہ انھوں نے کوئی تحریری اطلاع نہیں بھیجی تھی حالانکہ وہ اطلاع بھیجنے کے ٹرے پابند تھے۔

راستہ میں جب ان کو بندہ پیچھا کر رہا تھا۔ رنج سات نبی انتقال ہو گیا یعنی کچھ زیادہ دیر تک بیماری کی تکلیف نہیں اٹھائی۔ مرحوم نے بہت چھوٹے چھوٹے پانچ ٹرے اور ایک بڑی بانی یادگار چھوٹی ہے۔ ان کی بڑی اللہ کا حکم دیکھنا شمس پورہ ضلع ان کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مرحوم نے اپنے بھائی ذواب خواجہ محمد شفیع صاحب کی طرح دہلی کے علمی جلسوں میں جان ڈال دی تھی اور جب کسی مشہور آدمی کے مرنے کی خبر آتی تھی وہ فوراً لائبریری میں مانتی جلسہ کر دیتے تھے۔ جب مجھے ان کی یہ باتیں یاد آتی ہیں تو دل پاشش پاشش ہونے لگتا ہے۔

مرحوم کے سب سے محبوب کی اینیسٹری میر طاحمد اھری صاحب بھی شریک تھے۔ اور ان دونوں نے ادیب کو اعلیٰ درجے کا ادبی پرچہ بنا دیا تھا۔

ہندو دوست کی وفاداری کی ان کے ایک بہن دوست ہندت ساتھیوں کے ان کو بال کرشن ایم اے بھی ہندت کے ساتھ ہو گئے تھے اور بالک صاحب علی ندوی ایڈیٹر ٹرانسکرپشن دہلی اور ان

مسٹر فصیح الدین احمد ایم اے دہلی کے ان علی نوجوانوں میں تھے جن کو واجبی طور پر دہلی کا ایک روشن چراغ کہا جاسکتا ہے۔ وہ ذواب خواجہ محمد شفیع صاحب کی اے۔ بانی اردو نرس دہلی کے قریبی رشتے کے بھائی ہوتے تھے۔ اور یہ دونوں بھائی دہلی کی ادبی اور علمی زندگی کے روح رواں تھے۔ مسٹر فصیح الدین احمد مرحوم کے والد کا انتقال چند ہی سالہ پہلے ہوا تھا۔ اور وہ میرے مکان توکل منزل کی غریب دیوار کے نیچے دفن ہوئے تھے۔ اس وقت میں حیدر آباد میں تھا۔ مسٹر فضل الدین محمد کی محبت بہت اچھی تھی۔ سناؤ لارنگ تھا۔ لمبا قد تھا۔ چوڑا سینہ تھا۔ گول چہرہ تھا۔ بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں تھیں۔ ڈارمی منڈاتے تھے۔ آواز بلند اور جھار تھی عمر اٹھائیس برس کی تھی۔ یہ معلوم ہوتا ہے۔ نہایت متین اور تجزیہ اور نئی روشنی اور بانی روشنی کی خوبیوں کا مجموعہ تھے۔ ساہا سہال سے ہارڈنگ لائبریری دہلی کی آخری سرکاری ہے اور اپنے فرض کو نہایت خیر اور عمدگی سے انجام دیتے تھے۔ میت ایک بجے ان کے مکان علی مغنی دلالان سے چم کے ترے کی مسجد دہلی کو لوہاں نما نہ ہوئی۔ پھر مجھے دہلی کے جیلانی کے شہر میں خود ان کی خزانہ کی قبر میں دفن کیا گیا۔ شاہزادے مرزا خیر الدین خورشید شاہ اور ذواب خواجہ عبد المجید صاحب اور ذواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور طواحدی صاحب وغیرہ بہت سے عہد قبر تک ساتھ آئے تھے۔ میں بھی مٹی دینے گیا تھا۔ مرحوم نے اعلیٰ درجے کا ایک ادبی رسالہ "ادیب" بھی دہلی سے جاری کیا تھا۔ جو بہت مقبول ہوا تھا۔ اور اعلیٰ حال میں ایک

شاہد مسٹر علی احمد دہلی دفن کی رسم میں شریک ہوئے تھے۔

اردو ورک

عورت اور جدید معاشرت

دہلی کے منتخب افسانوں کا مجموعہ صفحات ۲۱۶۔ مجلد قیمت دو روپے چار آنے پبلشر رتن اینڈ کو۔ درمید کلاں دہلی۔ یہ کتاب سنہ ۱۹۲۱ء کی تہ تیہی عربانی کے نام منسوب کی گئی ہے۔ اردو زبان کی ترقی کا حامی ہیں۔ عموماً ایسی عبارتوں کی کتابیں جو اردو کی تہ تیہی اور تنجیگی کے خلاف ہیں نامناسب اور ناجائز سمجھا ہوں۔ لہذا نہ عربان مضامین کے اخبارات کو پسند کرتا ہوں نہ عربان منہ میں کی کتابیں نہ سب رنگ ناپا ہوں۔ اور یہ کتاب علی ایسی ہی ہے جس کی عبارت کو پسند نہ کیا۔ تاہم دہلی کے نوجوانوں کی انشاپنازی کے شوق سے مجھے خوشی ہوتی ہے۔ خدا کے یہ نوجوان مفید اور سخی و کتابیں لکھتی شروع کریں۔

رسانہ شہزادہ دہلی کا افسانہ نمبر ۱۹۲۲ء

بڑے سائز کے ۱۰۲ صفحات ہیں رنگین تصویریں بھی ہیں جن میں ایک سلطان ماوشا کو بیخ عورتوں کے سامنے شراب پیتا ہوا دکھا گیا ہے۔ جس کو میں نہایت نامناسب سمجھتا ہوں۔ میرا مضمون بھی اس میں چھپا ہے۔ میں نے اس کے دوسرے مضامین بھی پڑھ کر سنے جن میں بعض اچھے اچھے مضمون ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ رسالہ شہزادہ دہلی۔ لکھنؤ۔ بابت ۱۹۲۲ء

بڑا سائز صفحات ۲۰۰ فلمی عورتوں کی جہت رنگین تصویریں ہیں۔ اور پانچ سادہ تصویریں ہیں۔ میرا مضمون بھی اس میں شائع ہوا ہے۔ افسانے بعض بہت اچھے ہیں قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ رسالہ لکھنؤ دہلی۔

انوار سحر دہلی کا خاص نمبر ۱۹۲۲ء

صفحات ۱۲۱ بڑا سائز۔ فلمی عورتوں کی زندگی رنگین تصویریں ہیں۔ اور دس تصویریں سادہ ہیں۔ جن میں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں۔ ایک تصویر محمد امین صاحب شہزادہ دہلی کے انوار سحر کی ہے جو بڑی تصویر ارشاد میگ صاحب جغتائی مضمون نگار کی ہے۔ باقی سب تصویریں فلمی ہیں ترتیب عمدہ ہے۔ مضامین بھی عمدہ ہیں۔ میری نگاہوں کی شہزادہ کی ڈائری بھی نقل کی گئی ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔ جو خوبوں کے اعتبار سے کم معلوم ہوتی ہے۔ ملنے کا پتہ رسالہ انوار سحر دہلی۔

نشان منزل کا حسن ۱۹۲۲ء

رضوی احیاء صفحات نشان منزل کے ۱۰۲۔ اور نگر حسن کے ۳۶۔ زمانہ جنگ کے مضامین کا مجموعہ ہے۔ حسب ذیل مضامین ہیں۔ برطانیہ کی امداد مت کرو۔ گاندھی جی کو ستیہ آگرہ کی دعوت۔ صوفیوں کا پر امن جہاد۔ شہزادہ دہلی۔ زندہ ہے۔ ستیہ آگرہ بالواسطہ شہزادہ کی احانت ہے۔ گاندھی جی

شہزادہ کے خلاف کیوں ستیہ آگرہ نہیں کرتے؟ ملکہ پاکستانی یا ہندوستانی؟ نئے نظام کا شیخ علی۔ انسا نے تلوار سنبھالی۔ حسن بن صباح اور شہزادہ۔ جنگ میلٹن جاپان۔ میاں شہزاد کی آتش بازی۔ الغرض اسی قسم کے بہت سے مضامین نظم و نشر جمع کئے گئے ہیں جو زمانہ جنگ میں سرکاری پروپگنڈے کے لئے شائع ہوئے تھے۔ میں ان مضامین کی کاپی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ البتہ ادبی لحاظ سے ان مضامین کی حدت اور طرز ادائیگی خوب ہیں اور عام فہم زبان قابل تعریف ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔ فلمی تصویریں بھی ہیں۔ ملنے کا پتہ سید انیس صاحب رضوی درگاہ بازار۔ احیاء شریف۔

نوریت عالم ۱۹۲۲ء

احیاء دہلی محمد عبد الرحمن صاحب صفحات ۲۶۴ دینی اور اصلاحی کتاب ہے۔ آیات و احادیث سے سند لی گئی ہے۔ قیمت دو روپے۔ اس کتاب میں ملنے کا پتہ درج نہیں ہے لیکن دوسری کتاب حقیقت عالم میں یہ پتہ درج ہے۔ جو دہری محمد عبد الرحمن اسسٹنٹ سکریٹری ہنرانی انس گورنمنٹ جموں کشمیر محلہ ریڈنسی جموں۔ کا غذا اچھا ہے۔ چھپائی میں کچھ خامیاں ہیں۔ کتاب پڑھنے کے قابل ہے۔ بہت محنت اور غور سے لکھی گئی ہے۔

حقیقت عالم ۱۹۲۲ء

احیاء دہلی محمد عبد الرحمن صاحب صفحات ۱۱۔

یہ کتاب بھی مذہبی انداز کی ہے۔ مگر فلسفیانہ طرز سے لکھی گئی ہے۔ اور خاص اہمیت رکھتی ہے۔ قیمت بارہ آنے۔ ملنے کا پتہ وہ جو تربیت عالم کا ہے۔

از جناب مولانا الیاس برنی
معروضہ صاحب چشتی قادری صفیات
۲۴ لکھائی چھپائی کاغذ بہت عمدہ۔ مجھے آج تک معلوم تھا کہ الیاس برنی صاحب چشتی قادری بھی ہیں۔ اور ذوق و شوق سے لبریز ایسی اچھی نظمیں بھی لکھ سکتے ہیں جن سے ان کے معروضے کو تمام و کمال کئی بار پڑا۔ اور ہر بار نیا لطف آیا۔ میں اب تک برنی صاحب کو وہائی سمجھتا تھا۔ لیکن جب ان کی نعتیں پڑیں تو ان میں یہ مصرع بھی دیکھا۔
دست حق۔ دست محمد تھا تو کچھ بیجا نہ تھا۔
باقیمت مولانا الیاس برنی میت السلام حیدر آباد دکن سے منگائیے۔

از پروفسر جی ایم ملک ایم
نرسری (ایس سی) (ایچ بی) امریکہ۔
صفحات ۱۷۶۔ مجلد۔ قیمت ایک روپیہ۔
پودوں کا ذخیرہ لگانے کو نرسری کہتے ہیں۔
ملک غلام محمد صاحب نے اس کتاب میں تصویروں کے ذریعے نرسری کا علم جمع کیا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ باغبانی کا شوق رکھنے والے اس کو شوق سے پڑھیں۔
ملنے کا پتہ باغبانی بک ڈپو نمبر ۸ میکلوڈ روڈ لاہور۔

از پروفسر جی ایم ملک یعنی
ترکاری ملک غلام محمد صاحب صفیات
۲۸ سورتی رنگین۔ مضامین بالخصوص اس کتاب میں پچاس سے زیادہ ترکاریوں کی کاشت کے متعلق عملی ہدایات بہت

آسان اور واضح طریق سے بیان کی گئی ہیں
پروفیسر صاحب نے آٹھ برس تک امریکہ میں باغبانی کا فن سیکھا ہے۔ اور پنجاب کے ہونہار سپوت ثابت ہوئے ہیں۔ چونکہ فقراؤں سے اعتقاد رکھتے ہیں۔ اور چالیس دن سے آج کل میرے ہاں درگاہ کے حجرے میں مقیم ہیں۔ اس واسطے میں نے ان کو بستان فقرا خطاب کیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ بہت کم ہے۔ باغبانی بک ڈپو نمبر ۸ میکلوڈ روڈ لاہور سے ملے گی۔

از پروفسر جی ایم ملک
اصول باغبانی (صفحات ۱۶۸۔ اس کے مضامین نام سے ظاہر ہیں۔ بہت مکمل اصول اردو زبان میں باغبانی کی نسبت اس کتاب میں ہیں۔ قیمت ایک روپیہ پتہ مذکور بالا۔

سنگترہ اور اس کا گھرنہ
از پروفسر جی ایم ملک
صفحات ۱۷۶۔ اس کتاب میں سنگترے نارنگی مالے ٹیڈ جھکترہ کھا وغیرہ کی کاشت کے نہایت مفید طریقے بتائے گئے ہیں قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ مذکور بالا۔

از پروفسر جی ایم ملک ایم
درختوں پر پھول
مضامین بالخصوص۔ بیان بہت عام فہم اور نہایت دلچسپ۔ قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا پتہ مذکور بالا۔ یہ کتابیں وہ لوگ بھی پڑھیں جن کو ان کی ضرورت ہو۔ اور وہ لوگ بھی خریدیں جو کسی سلسلے کے مرید ہوں کیونکہ ایک محب الفقرا سائنس دان کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور ان سے قدرت کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔

انتخاب اردو
از شمس العلماء مولوی عبدالرحمن
۱۴۳۲ سنہ ۱۳۷۲ء لکھائی چھپائی اور کاغذ عمدہ مولانا سید فضل مقبل صاحب دہلی نے اس کو شائع کیا ہے۔ اور بورڈ آف ہائر سکینڈری ایجوکیشن صوبہ دہلی نے اس کو منظور کیا ہے۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ دفتر مولانا فضل مقبل دہلی کشمیری دروازہ دہلی حسب ذیل مضامین اس میں ہیں۔
از خواجہ حسن نظامی دعاؤں و دہرہ عالم سحرکات میں۔ اور سیم لا۔ از سر بیج بہادر بہرہ۔ اردو۔ ہندی۔ ہندوستانی۔ از فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب دہلی "نئی اور پرانی تہذیب کی لکڑی" اور شاہی رٹلے میں پھول والوں کی سیر از سر سید احمد خاں صاحب "سراب حیات" اور "گذر اہل زمانہ" اور سولیشن یا تہذیب "اور اپنی مدد آپ" از مولوی عبدالحق صاحب شاہیر لویا درودمان از پندرت رتن ناتھ صاحب سرشار "لکھنؤ" اور برسات کا موسم اور ایک لکڑی کی سیر از مولوی عبدالحلیم صاحب شہر شہیا برج کے حالات "اور ایثار فحش" از مولوی شہیل نعمانی صاحب "سر سید مرحوم اور اردو لکچر از مثنی پریم چند صاحب "ملک کا داروغہ" از علامہ راشد انجیری صاحب "طوفان حیات کا ایک ہرق" از فکسیت صاحب "اردو شاعر از مولانا حالی صاحب "زبانی گویا" اور مرزا غالب کی اردو شہر پر یو "از مرزا غالب خواجہ" خطوط غالب" از شمس العلماء ڈپٹی منیر احمد صاحب "ریاست دولت آباد" اور "کارخانہ قدرت" اور "سیج اور جھوٹ کا رزم نامہ" از مولانا آزاد دہلی "مجنون نوروزی" اور

”ظہیر الدین بابر بادشاہ“
اس کتاب میں مذکورہ شعر کے علاوہ میر-
سودا۔ درد۔ ذوق۔ جمن۔ ظفر۔ غالب۔
اکبر۔ حکیمت۔ حسرت۔ جمن۔ نسیم۔ حاکی۔
اقبال۔ انشا۔ انیس۔ شوق۔ عزیز۔ قدر۔
مہتمن۔ کے منظوم کلام کا انتخاب بھی ہے۔
ہر شعر نگار اور شاعر کی نسبت ایک جامع
نوٹ بھی دیا گیا ہے۔ یہ سب نوٹ بہت
زیادہ قابل قدر ہیں۔ کیونکہ ان کی زبان
بھی اعلیٰ درجے کی ہے۔ اور کم الفاظ میں
بہت زیادہ معلومات ہے۔ یہ کتاب اسکول
اور کالجوں سے زیادہ عوام و خواص کے
لئے مفید ہے۔ ملاحظہ فرمائیے یہ رکھنے
کے قابل ہے۔

نصائح عجیبی از پروفیسر محبوب الہی
شرح غزل نظری صاحب مہتمن
۱۸۰۔ لکھنؤ کی چھپائی کاغذ عمدہ۔ جلد بندی
ہوئی قیمت چار روپے آٹھ آنے ملے کا پتہ
پروفیسر محبوب الہی اور نیشنل کالج مقوری
دہلی۔ یہ کتاب بہت زیادہ قدر کے قابل ہے
نامور شاعر نظری کے کلام کا اردو ترجمہ بھی
ہے۔ اور شرح بھی لکھی گئی ہے۔ ترجمے اور
شرح کی زبان اچھی ہے۔ طرز تحریر کالجوں
کے طلباء کے لئے مفید و سبق آموز ہے۔

میل انبی اور حبیب مانگنے کا نیا طریقہ
از مولانا محمد شمس الدین صدیقی و لطیف ریاض
منصف حیدر آباد دکن صفحات ۳۳۔ دو روں
رسالے ایک کتاب میں ہیں۔ لکھنؤ کی چھپائی
کاغذ بہت عمدہ ہے۔ مولانا باجوہ دیکھ سہی
جہانوں سے زیادہ تحریری کام میں مشغول رہتے
ہیں۔ اور اس نظم کے بغیر ان کے اور رسائل شائع

کر چکے ہیں قیمت درج نہیں ہے۔ ملے کا پتہ
شمس الاسلام پریس، چھپنا نادر حیدر آباد دکن
نیر خٹناں از سید انیس خیر جہاں شعاع
بنت خٹناں ابنت جناب حکیم سید ناصر
صاحب فراق مرحوم صفحات ۱۶۔ اس رسالے
میں دہلی کی سبکات کی دلوں میں گھر کرنے
والی زبان میں مذہبی اور قومی اور
سیاسی تنظیمیں شائع کی گئی ہیں۔
یہ سب سید انیس صاحبہ کی لکھی ہوئی ہیں ایک
نظم کا قطع ہے۔

تم بھی شعاع تو بیٹی آخر فراق کی ہو
کہو کہ مادری ہے ہندو زبان بھارتی
دوسری نظم کے چند اشعار یہ ہیں
گرائی حسن کے شعلوں سے کسی کی لکھیں
نئے فیشن کی اسکو لوں سے لیکو گرائیں
اندھے اور اجالے میں یہ کیوں کرتے ہیں
نہیں ہے یہ دھرا کوئی بھونڈی موندیاں نکلیں
چلیں ٹی پارٹی پر یہ ہلاتی ساڑیاں نکلیں
بھاسکے مردوں کو گھر سے کسی کی لکھیں
یہ چھوٹا سا رسالہ اس قابل ہے کہ نئے زبانے
کی سب لڑکیاں اس کو روزانہ پڑھا کر اس قیمت
دوائے۔ ملے کا پتہ نیر جہاں صاحبہ شعاع
بنت فراق دہلی کو چھپایاں بارہ دہلی
خواجہ میر درد مکان نمبر ۳۵۵ دہلی۔

رہنمائے حلاج از حاجی شیخ محمد شریف
رہنمائے حلاج صاحب پورہ نیکاشہر
سیال کوٹ صفحات ۳۲۔ لکھنؤ کی چھپائی
کاغذ اچھا۔ حج کا سفر کرنے والوں کے لئے
مفید چیز ہے۔ مصنف نے تحقیق کی۔
صفحات ۹۷۔ ۱۰۰۔ انوار الہی
پرنٹنگ پلانٹ صاحبہ حمیری پریس
لکھنؤ میں درگاہ حمیری شریف کی چھپائی مسجد

سندیل خانہ کے پیش امام مولوی عبدالرحمن
صاحب عرب کی تصنیف پر تنقید کی گئی ہے
قیمت لکھ آئے۔ ملے کا پتہ ڈاکٹر عبد المجید
خان صاحب۔ نصرت بلاڈنگ۔ ڈوکی بازار
اجیر شریف۔

شکستہ صفحات ۲۴۔ نوشتہ ظہیر محمد خان
شکستہ صاحب ایڈیٹر اخبار طوفان اجیر
شریف۔ اس رسالے میں بھی مولوی عبدالرحمن
عرب کی تصنیف پر تنقید کی گئی ہے۔ اس
رسالے کے آخر میں ایک نظم بھی درج ہے جس
سے نثر کا طرز تحریر ظاہر ہو سکتا ہے لکھا ہے
اے عراقی اے عرب اے عبدالرحمن مولیٰ
سج بتا ہے کس مدرس کا تو شاگرد شید
شیخ سید مولوی ملا ڈیر پیش امام
حافظ وقاری ادیب و فلسفی فرد
بہرے ہیں تو نے اپنے تحفہ مقبول میں
ایسے اضافے کہ جو میں عقل و علم کے بعد
ہو رہی ہیں تجھ پر تنقیدیں خدا کا شکر ہے
جملہ نقادوں کو اس کا اجر و رب مجید
قیمت درج نہیں ہے ملے کا پتہ دفتر اخبار
طوفان اجیر شریف۔

برجستہ جواب از حاجی منشی حمید خان
برجستہ جواب صاحبہ شتی فریدی
جملہ اجیری صفحات ۳۴۔ اس رسالے
میں بھی مولوی عبدالرحمن صاحب عرب کی
نسبت اور ان کے طرفداروں کی نسبت
تنقید ہے۔ قیمت درج نہیں ہے۔ حب
شانی از مولانا امین الدین خان صاحب
جواب شانی از مفتون اجیری صفحات
۴۴۔ مسروق پر لکھا ہے۔ فتنہ پر از شانی
کا جواب شانی یعنی بد لگام حوائی کے مجتہد
مشائخ دہلی دئے حکیم محمد اسحق کے اخلاقی بیانات

سالہا سال سے اجیر شریف میں شہر بازی اور غفلت بازی پوری ہے۔ میں نے اپنی بقیہ عمر اجیر شریف میں بسر کرنے اور وہیں جا کر خاک میں مل جانے کا ارادہ کیا تھا۔ مگر جب آتش بازی کی یہ جلیجھ پائی اور رہتا ہوا اور نار دیکھتا ہوں تو اخیر شریف جانے کا ارادہ ترک کر دینا ہی موزوں معلوم ہوتا ہے۔

رمضان میں پڑھنے عام فہم تفسیر

رمضان شریف میں قرآن مجید کی تلاوت کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ مگر طوطے مینا کی طرح قرآن شریف پڑھ لینا کافی نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حکم دیا ہے کہ قرآن کو سمجھ کر پڑھا کرو۔ پس جو لوگ عربی زبان نہیں جانتے وہ فرمان الہی کی تعمیل اسی طرح کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر بھی پڑھیں۔

حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی نے آج سے بیس پچیس سال پہلے چہ سال کی لگاتار محنت سے کئی علماء کو شریک کر کے قرآن شریف کا ترجمہ عام فہم تفسیر کے ساتھ شائع کیا تھا۔ پس اگر رمضان میں قرآن شریف کی تلاوت اس عام فہم تفسیر میں کی جائے تو تلاوت کا ثواب بھی ہو گا اور حکم الہی کی تعمیل بھی ہو جائی گی۔ کیونکہ ہر شخص قرآن شریف کا مطلب سمجھ جائے گا۔ ہدیہ جلد تیرہویں آٹھ آٹھ حصوں میں ال غار

قوانین قرآن

نئے ساز کی دہم صفحات کی کتاب ہے رمضان شریف میں یہ کتاب بھی پڑھی جائے تو بہت زیادہ مفید ہوگی۔ مجلد ہے۔ ہدیہ تین روپے۔

دفعہ اخبار منادی دہلی سے منگائیے

پاک دل مسلمان کی وفات

افسوسناک خبر آئی ہے کہ خان صاحب ڈاکٹر عبدالحق صاحب ارون اسپتال دہلی کے والد ماجد نے لاہور میں وفات پائی یہ مرحوم افغانستان کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اور درویش منش پاک دل مسلمان تھے۔ ان کی ساری زندگی سچے مسلمانوں کی سی زندگی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور پس ماندوں کو صبر دے۔

مولانا حالی کے صاحبزادے کی وفات

یہ خبر بھی تمام ہندوستان میں غم و اندوہ سے سنی جائے گی کہ شاعرِ قوم حضرت مولانا خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم کے فرزند خواجہ سجاد حسین صاحب نے گذشتہ جمعہ کو وفات پائی۔ وفات کے وقت لن کی عمر پچاسی سال کی تھی۔ انھوں نے پانی پت میں حالی اسکول قائم کر کے اپنے نامور باپ کا مصیبت بیٹا ہونے کا ثبوت دیا تھا۔ اور برائی سن نواب صاحب بھوپال اسکول مذکور کے ایک جلیسے کی صدارت کرنے کے لئے پانی پت میں تشریف لائے تھے۔ خواجہ سجاد حسین کا انتقال ساری قوم کے لئے الم ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔ اور پس ماندوں کو صبر دے۔

ایک نظامی کی خانہ ویرانی

سہارن پور والے شیخ عبداللہ شہودی نظامی کے فرزند عبدالرشید نظامی کی اہلیہ نے دہلی میں انتقال کیا۔ میں سب نظامیوں کی طرف سے مرحومہ کے شہر بہر خاں رشید نظامی اور ان کے والد شیخ عبداللہ شہودی نظامی سے تمام برائی

کرتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو آغوش رحمت جہان فرمائے اور پس ماندوں کو صبر دے۔

بہری اپنے پاؤں پر خود کلہاڑی مار رہے ہیں

مجھے ڈانگ خانے کے نوکروں پوری ہمدردی ہے کیونکہ ان کی محنت زیادہ ہے اور اجرت کم ہے۔ مگر بچے جو فیصلہ ان کی شکایات دہر کرنے کے لئے کیلے میرے خیال میں وہ ٹھیک فیصلہ ہے۔ اب ہر تال کے لیڈروں کو قید کرنی مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ خلقِ خدا کو تال سے بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور اب عام و خاص یہ کہہ رہے ہیں کہ ہر تال کے لیڈر روسی ایجنٹ ہیں جن کو ہندوستان کی رعایا سے کچھ ہمدردی نہیں ہے بلکہ انگریز حکومت کو پریشان کرنا چاہتے ہیں۔

مجھے نہ روس سے کوئی غنا دے نہ انگریزوں سے کوئی عشق ہے۔ میں تو ان دونوں کو ایک تعمیل کا جٹا بنا سمجھتا ہوں لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ بچے فیصلہ واجبی ہے اور ہر تالیوں نے یہ فیصلہ نہ مانا تو گویا وہ خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے گے۔ اور گورنمنٹ دوسرے آدمی رکھ لیگی تو ہر تال کی روزی تباہ ہو جائے گی۔

پنڈت جواہر لال نہرو اور دیگر لوگ بھی اپنی اپنی جگہ اور مولانا ابوالکلام آزاد نے ہر تالیوں اور سرکار میں فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ مگر ان میں کوئی بھی اس شخص میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان تحریکیں میں روس کا ہاتھ چھپا ہوا ہے۔ اور ہر تال کے لئے ہی دو ہاندنی سے کام لیں اور روس کی کونسلٹ مارنی کے ہاتھوں کی کھلو نہ بننا چوڑی کچ تو مصیبت ہے۔ جس سے حدیث ان سب کو بہت زیادہ نقصان پہنچ جائیگا۔ اس پر ہر

ختم کر دینی چاہیے۔ اور دوسری کوئی ہر تال شروع نہ کر دینی چاہیے۔ حسن نظامی دہلوی ۲۶ جولائی ۱۹۲۶ء

شبِ برات کی دعا

۱۴ شعبان ۱۳۶۵ھ ۱۴ جولائی ۱۹۴۷ء اتوار کا دن ختم ہوا۔ اور رات کا آدھا حصہ گزر گیا۔ تو میں نے اپنے مکان حسین خان کے برآمدے میں۔ اپنے اسلامی عقیدے کے بموجب ایک تصور کیا۔ اور اس تصور میں مجھ کو ایسا محسوس ہوا کہ میرے خدا کا تخت آسمان زمین کے بیچ میں معلق ہے۔ اور اتنا قریب ہے کہ میں غلو نہ کہہ رہا ہوں اور خدا کے تخت کے پاروں طرف بے شمار آدمی صف بندی کئے ادب سے جھکائے کھڑے ہیں۔ مگر سب چپ ہیں۔ اور میرا خدا میری طرف دیکھ رہا ہے۔ کچھ دیر میں یہ منظر دیکھا۔ اور پھر بے اختیار میری زبان سے نکلا۔

یا اللہ۔ یا علی۔ یا عظیم۔ یا جلیل۔ یا کریم۔ تو ہی میرا رب ہے۔ اور بہت اچھا رب ہے، تو ہی میرا کارساز ہے۔ اور بہت اچھا کارساز ہے۔ آج کی رات تو اس میں سے آئے والے ایک سال کے فیصلے کرے گا۔ ہر مخلوق کے دیکھ سکے اور ہر انسان کے اچھے برے کام۔ اور ہر عورت مرد اور بچے کی موت و حیات صحت۔ سلامتی خوش حالی اور خوش دلی کے حکم اور فرمان جادو جیٹا اور تیرے جو بندے پیدا ہوئے۔ اور تجھ سے دعائیں مانگا ہے ہوں گے ان کی دعائیں قبول کرے گا۔ ان کی گود کو سب مانگی ہوئی مرادوں سے بھر دے گا۔

میں بھی کروڑوں بندوں میں ایک بہت اچھے اور بہت معمولی۔ اور بہت بے حقیقت بندہ ہوں۔ اور تجھ سے تجھ کوئی مانگتا ہوں۔ تیری بے نیازی چاہتا ہوں ایسی بے نیازی کہ میرے دل میں خود بندگی اور خود غلامی اور خود غرضی باقی نہ رہے۔ رہنے کی عزت کی۔ شہرت کی۔ خواہش۔ میرے دل سے دور رہ جائے۔ اور میری زندگی کا ہر سانس تیرے دوسرے بندوں کی خدمت اور عبادت کی چاہش میں ختم ہو جائے۔ سب سے پہلے میں ۳۰ سال کے لئے اپنی صحت و سلامتی تجھ سے چاہتا ہوں۔ اور اس رات کی بجز صحت و سلامتی چاہتا ہوں جو میرے قریب جاتا ہے مجھ سے تیری عبادت کر رہی ہے۔ اور اس کی اولاد اور اولاد کی بجز صحت و سلامتی چاہتا ہوں۔ میرے اللہ سے میرے تصور کی یہ دعا سنتے ہی عربی زبان میں فرمایا۔ اَلَا خَيْرُ شَيْءٍ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ الْاَوْفَى - وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ - فَذَرْنِي - تِرَاخِرِي دقت تیرے ابتدائی وقت سے اچھا ہو جائیگا۔ اور بہت جلد تیرا رب تجھ کو پہنچے گا کہ تو خوش ہو جائے گا۔

میں نے اپنے رب کی آواز سنی تو میں نے اپنے مولیٰ کو سجدہ کیا۔ بہت لمبا سجدہ۔ اور سجدے میں کہنا شروع کیا۔ تیرا وعدہ سچا ہے میری تقدیر کے سب سے بدلتے بدلتے دے۔ تو مجھے دنیا میں جب تک زندہ رکھے اپنی ذات کے سوا کسی مخلوق کا محتاج نہ بنا۔ میرے رب نے میری یہ دعائیں کو فرمایا۔ اے نفس مطمئن! اپنے رب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو۔ خوشی خوشی۔ میرے بندوں کی صف میں جلا میری جنت میں داخل ہو جا۔ پھر مانگنا شروع کر۔ اور میری دین کا تماشا دکھتا جا تو کہتا جا لاجا۔ میں دینا چلا جاؤں۔ عقل کی موافق بھی دوں گا۔ اور عقل کے خلاف بھی دوں گا۔ جب میں نے اپنے خالق اور اپنے مالک کی یہ آواز سنی۔ اور اتنے بڑے انعام کا وعدہ میرے تصور کے کان میں آیا تو میں نے سجدے میں سر نہ کئے جوئے عرض کیا میں تیری ربانی نعمتوں اور عطیات کے وعدوں کا شکر ادا کر کے ان کے نام پیش کرتا ہوں جن کی سلامتی خوش دلی خوش حالی اپنی طرح چاہتا ہوں ارشاد ہوا پیش کر۔ ہم اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ اور آج کی رات تو جس کا نام لے گا۔ اس کو ہم اتنا ہی دیں گے اور وہ سب کچھ دیں گے جو تجھ کو دیا ہے۔ اور دینا چاہتا ہے۔

تب میری زبان پر یہ نام آئے شروع ہوئے۔ سُبْحَانَكَ اَنْتَ اَلْهَمُّ صَبِيحُ الْعَالَمِ اَمِينَ

ابن بیت	مجاہد	حسین - علی	مہدی - حور بانو	کوثر بانو - دل آرا بانو	امان - قدسیہ - ولی بی
زید - ابو طالب	روح - بانو	علی بانو - سلمان لیغان	طاہرہ قرطامین - فریدہ		

اہل بیت و مسکونوں کے لئے قرآن و حدیث کے فرمان کتاب کے ساتھ آسان و قاعدہ قرآن اور کتاب اللہ و سبق بھی شامل ہے۔

یوسف - نوح - شاری - عبدالسلام - ابن عباس -
اہل بیتین - شاہ بانو - صادق - علیہ - شاہ -
صادقہ - عارفہ - کاملہ - ساجدہ - دہ - بلوچ -
یونس - ذکی - بشیر - جی - علیہ -
موسی - داؤد - سید خواجہ - شہر بانو - عثمان -

حیدر آباد کن

نواب غازی یار جنگ - نواب دوست
محمد خاں صاحب - مولوی محمد کریم شاہ
آصف النساء بیگم صاحبہ - محمد الہرب صاحب
جاگیر دار - نواب دین یار جنگ کو قلعہ ملکہ -
خواجہ راجہ کچھار دی نظامی - محمد عبدالعزیز
خاں صاحب - محمد عبدالنور صاحب گتہ دار
مولوی محمد یعقوب قریشی ناسی شاہ نظامی -
مولوی محمد عبدالعزیز صاحب - نواب محمد
ماندور خاں صاحب - بابو محمد نور الدین صاحب
قریشی - نواب نذیر نواز جنگ - حکیم خورشید
نظامی - سید فیض الحسن صاحب - بشیر النساء
چمن دار بیگم صاحبہ - مرزا حسن علی صاحب
محمد اسحق صاحب خالیدی - مولوی سیاح شاہ
منصور صاحب قادری - محمد ریاض الدین -
کاکی شاہ نظامی - سید عظمت اللہ صاحب مہم
تعلقہ دار - مسٹر حیم بخش خاں صاحب محمد
فخر الدین علی نظامی - محمد العام الحق صاحب -
نواب حسن یار جنگ - ڈاکٹر سعید یار جنگ -
مولوی غلام احمد خاں صاحب - نواب
سر دار یار خاں نظامی جاگیر دار - سید فیض محمد
صاحب - مسعود علی صاحب - مولانا
محمد عبداللہ خلیفہ شاہ نظامی - شیخ محمد حسین
خیر خاں - برادر علی صاحب شیخ - محمد تقی
صاحب جت نواب خورشید یار جنگ بیگم صاحبہ
مولوی محمد حفیظ الدین خاں صاحب اہل بکری

عبدالکریم صاحب - نواب خواجہ اسرار شاہ
خاں صاحب - مولوی مسعود علی صاحب
موسی بی اے - بی بی بیگم نظامی - علی علوانہ
صاحب عرب - پروفیسر محمد عبدالرحمن خاں
صاحب - مولوی خواجہ بہار الدین صاحب -
سر داہد صاحبہ - محمد مصطفی الدین صاحب -
محمد نصیر الدین صاحب تعلقہ دار - علیہ سید
مصطفی حسین نظامی - مولوی محمد بوش - دار خاں
صاحب - محمد افضل نظامی - مولوی عظیم الدین
صاحب - مولوی محمد علی بیگ صاحب - رات - شہر بانو
سفرین علی بیگم حسین نظامی - کفایت اللہ نظامی -
نشاہ امید قادری نظامی - حسینی بانو شاہ
عائشہ بانو بیگم نظامی - نواب محمد جید علی خاں
صاحب جاگیر دار - دین رحمت اللہ صاحب
شاہ محمد وجہ اللہ صاحب حسینی اسرار - محمد
فیض المبین صاحب - مسٹر احمد صاحب -
بیگم صاحبہ نواب حسین علی بیگ صاحب - محمد
قاسم نظامی - حسن لطیف صاحب حقیقت
مولوی احمد علی صاحب - مولوی محمد عبداللہ
نظامی - محمد حسین صاحب تاجر شیرینی - سید
شاہ لاڈلے سینی صاحب - نواب محمد
نجیب الدین خاں صاحب نواب قطب شاہ
صاحب - نواب میر سلیمان علی خاں صاحب
جاگیر دار - مولوی محمد عبدالرشید صاحب - پیکر بیگم
محمد الدین صاحب - حافظ محمد حامد صاحب
مدنی لکھنوی قلام بہو علی صاحب - سید
ناصر حسین صاحب منصف - صادق الیقین
نظامی - نام دار النساء بیگم صاحبہ - بابا شاہ
بیگم نظامی - عبدالغفور کامل الیقین نظامی -
محمد وزیر الدین صاحب صیغہ دار - غلام محمد خاں
صاحب جاگیر دار - مولوی تھوڑا الدین صاحب -
مولوی حمید الدین محمد صاحب نام بلکہ -

نجمہ فاروق نواز جنگ - سید محمد ابراہیم صاحب
مولوی میر محبوب علی صاحب - مولوی سید
امام الدین صاحب - خواجہ حسین الدین صاحب
حاجی عبدالحمید خاں صاحب گتہ دار - علیہ علیہ
ایم - اے - رحمن صاحب - مرزا اعجاز علی بیگ
صاحب - نواب اکبر نواز جنگ - بیگم علیہ
صاحب انصاری - محمد عبدالغفور نظامی
احسان احمد صاحب - شیخ امام نظامی - سین
بن حسن صاحب بن جنگلات - محمد علی خاں
صاحب جاگیر دار - سکینہ بیگم صاحبہ - محمد
صاحب - سعید الرحمن صاحب قدوائی مولوی محمد
آصفیل حضور نظامی - محمد ظہیر الدین
نظامی - مولوی محمد حلیل خاں صاحب - بوی
نصیر الدین صاحب - نظامی - مولوی حاج
قیام الدین صاحب - دار - بیگم - اجڑا
لیاقت جنگ - مرزا ناصر الدین صاحب - شیخ
نواز - مولوی قطب الدین اول تعلقہ دار
حاجی عبداللہ بن احمد صاحب - محمد عبدالعزیز
صاحب - امیر بیگ صاحبہ - مولوی باقر محمد
صاحب - مولوی عنایت الرحمن خاں صاحب
امام غوری صاحب - حافظ محمد علیہ الجان
صاحب - سید منظور حسن صاحب - محمد
پشتون خاں صاحب جاگیر دار - محبوب بیگم
محمدہ صاحبہ ایم اے - مولوی سید احمد صاحب
رضوی - نواب صاحب جنگ - مولانا
عینی شاہ نظامی - مولوی غلام پرواز صاحب
ایم اے - نواب سالار جنگ - نواب بن ناز
نواب علی یار جنگ - نواب ہمدی نواز جنگ
جی - ایم - خاں صاحب - مولانا مفتی عبدالغفور
صاحب دہلوی - مولوی فیاض الدین صاحب
غیت محمد نظامی لکھنؤ - نواب علی نواز جنگ -
نواب خیر یار جنگ مولوی عثمان علی نظامی گتہ دار
سید باز الدین صاحب دوست - سید لڑائی صاحب گتہ دار

ہزبائی نس پر تاف ولد شاہزاد علی محمد بیاد۔
سید سعید نظامی۔ مولانا سید محمد بلا شاہ حسینی
صاحب۔ حضرت مولانا سید صاحب حسینی صاحب۔
مولوی مشتاق احمد صاحب۔ مولوی علی محمد کفایت
صاحب۔ مولوی حبیب الرحمن خاں صاحب۔
حضرت الملک مرزا حضرت اللہ بیگ صاحب۔
نواب ہوشیار جنگ۔ مولوی حاجی میر
فیروز علی نظامی مولوی محمد علی صاحب کنگھی صاحب
صاحب سکرٹ فیکٹری۔ حاجی سید ریاض
صاحب نعت خاں۔ ملکیت بیگ نظامی۔
خوش اقبال شاہ نظامی۔ شیخ داؤد نظامی۔
محبوب بانو نظامی۔ مولانا سید ولی اللہ حسینی۔
مولانا سید نور محمد حسینی۔ مولوی میر حسین علی
صاحب۔ مولوی خلیل الزماں صاحب۔
بیگ صاحبہ نواب میر سیدیمان علی خاں مرحوم۔
نواب احمد نواز جنگ۔ نواب حسین نواز جنگ
بیگ صاحبہ نواب ولی الدولہ۔ اہلیہ مولوی
امیر الدین نظامی۔ مولوی محمد عبدالعزیز صاحب
قاری فخر الدین صاحب عبدالقادر نظامی نانڈیک

ریاستیں

علیم عزیزی النبی صاحب جاوہر۔ حاجی محمد جان
صاحب بھاول پور۔ فضل الرب صاحب
قرنی۔ بھاول پور۔ زور اور خاں نظامی۔
لاہکوٹ۔ سید تلج پیراں نظامی معین نواز۔
میسور۔ شاہزادہ فیسی صاحب بھوپال۔
نہر پائی نس نواب صاحب بیاد۔ جاوہر۔
سید وجیہ الدین صاحب بنگلور سی۔ آغا
محمد سعدی خاں صاحب چغتائی پھڑال۔
نہر پائی نس نواب صاحب بیاد چترال۔ معترہ
دوہن بیگ صاحبہ جاوہر۔ پروفیسر شیخ جاند
میاں نظامی۔ لاہکوٹ۔ سید احمد نظامی جلیا

سید عین الدین صاحب دیوان۔ دتیا۔ جیتر
اسفندیار خاں صاحب چترال خان بہادر
حاجی کنور محمد سعید اللہ خاں صاحب دہم پور۔
محسن علی صاحب بھوپال۔ محمد حنیف
صاحب۔ چودہ پور۔ بڑی بیگ صاحب پال
حک نثار احمد نظامی چودہ پور۔ مظفر احمد خاں
محمد علی کلیم صاحب بڑودہ۔ محمودہ بیگ صاحبہ
صدیقہ۔ آمرد۔ عبدالحکیم نظامی بھوپال۔
منشی جمیل رضا خاں صاحب تحصیل دار رام پور۔
کے محمد احمد صاحب۔ میسور سی۔ ہمشیر صاحبہ
یوسف بار خاں صاحب۔ گوالیار میر پور
صاحب قرنی، ہاشمی۔ بڑودہ۔
محمد دستگیر نظامی۔ بنگلور۔ آغا
محمد اکرم خاں صاحب بی لے۔ بھاول پور۔
شیخ محمد شہیر صاحب جہانگیر آباد۔ میاں احمد
خاں صاحب لوبانی۔ پان پور۔ عبدالرحمن
صاحب گنائی۔ کشمیر۔ یوسف صاحب
قرنی۔ جام نگر۔ شاہزادہ محمد حسام الملک
صاحب گورنر دروش۔ چترال۔ شاہزادہ لالہ
خاں صاحب زیراعظم۔ چترال۔ شاہزادہ
محمد شہاب الدین خاں صاحب۔ چترال۔
منشی میر باغ خاں صاحب عباسی کشمیر۔ کشمیر
عبدالرحمن خاں صاحب۔ ہوتی مردان۔
سید محمد حسین صاحب چشتی قادری ڈھری دلی پور
بھاول پور۔ علی گوہر خاں صاحب ایم ایل
اے۔ امب۔ پنڈت گنندرموین پرشاد
نظامی۔ جے پور۔ غلام رسول نظامی جھول۔
سید عادل شاہ صاحب۔ کپور تھلہ۔ علی بجا
خاں صاحب۔ ام پور۔ سید مقصود علی شاہ
نظامی لائیبیل۔ غلام حسین غلام محی الدین
صاحب جے پور۔ محمد نظامی۔ ناہر۔ ایس قاسم علی
صاحب۔ جے پور۔ نیاز احمد خاں صاحب

جاوہر۔ لڑی صاحبہ مریم زنا اخیل۔ بنگلور۔
لڑے بہادر پنڈت امر ناتھ صاحب امل ڈھیریم
جے پور۔ خان بہادر ہمایوں مرزا صاحب
نچ چیف کورٹ۔ جے پور خان صاحب ایم اے
صاحب خیر، جے پور۔ نواب محمد علی
صاحب ممتاز ولد جے پور۔ عظیم الدین خاں
صاحب جے پور۔ مسٹر پی این کاگو جے پور۔
ایس کے زیو صاحب جے پور۔ حاجی اکرام حسین خاں
صاحب۔ جے پور۔ احترام الدین صاحب
شاہ خاں۔ جے پور۔ صاحبہ سارنگی صاحبہ خاں
عبدالکریم۔ تندر۔ احمد خاں جے پور۔ نواب
اجو محمد خاں صاحب شاہ پوری ادنی ای نظامی
حاجی عبدالکریم حاجی ابان نظامی۔ حیت پور۔
حضرت محبوب شاہ صاحب قادری۔ کھول پور۔
سید محمد شاہ نظامی۔ بھاول پور۔ بہائی نس
بیگ صاحبہ نگول۔ امیر حمزہ خاں صاحب
رئیس بھاول پور پریکیشن خان محمد خاں
صاحب۔ پونچھ۔ ماسٹر عبدالعزیز صاحب
چشتی نظامی۔ جھول توی۔ خواجہ عبدالرشید
نظامی۔ جھول توی۔ سردار محمد سنگ نظامی
فرید کوٹ۔ پروفیسر سعید الدین صاحب
کشمیر۔ آئی عفا رشیدی صاحب کشمیر
مولوی غلام احمد صاحب خطیب۔ جھول
محمد خلیل الحق صاحب جھڑپ ریاست بستر
عبدالحمید خاں نظامی۔ جٹاگڑہ۔ غلام محمد
صاحب۔ جھول کشمیر۔ بنی بخش نظامی۔ پونچھ
قاسمی مولوی مصنفہ اللہ صاحب خطیب
امب۔ خواجہ محمد صاحب گنائی بڑوٹھ
خاں صاحب چترال کلپین اس دی کپا
رام صاحب۔ راج کوٹ۔ پنڈت
الیٹور ناتھ صاحب اور کیم بخش صاحب ایم اے
سی دتیا محمد خطیب خاں نظامی۔ اونے پور۔

خواجہ حسن نظامی نے بخاری شریف کے آٹھ پاروں کا اردو ترجمہ طبع کیا ہے ہر پائے کا ہدیہ ایک روپیہ

چودہری غلام حسین خاں صاحب پونچھ۔ میاں غلام الدین صاحب سجادہ نشین کشمیر۔ سردار غلام حسین خاں صاحب بٹوار۔ پونچھ۔ ذوالجہ غلام حسین صاحب۔ ڈور کشمیر صوفی عبدالشکور صاحب۔ بیکانیر۔ اندھنازی سومرا صاحب خیر پور سندھ۔ علی شیر نظامی و نخو نظامی۔ پٹیالہ۔ امیر علی صاحب ستاجر۔ بھاول پور۔ ڈاکٹر محمد یعقوب خاں صاحب پونچھ۔ سردار صلاح محمد خاں صاحب پونچھ۔ حکیم ڈاکٹر عبدالجبار خاں صاحب بھوپال۔ ولایت علی شاہ صاحب کربلائی پٹیالہ پٹیالہ۔ غلام حسن نظامی۔ بھاول پور۔ بیگم عبدالرحمن صاحب صدیقی۔ بنگلور علی شہید صاحب برک شیر احمد خٹار صاحب محمدانی صاحب غلام محمد صاحب کشمیر۔ حبیب اللہ صاحب پالکے صاحب شہر ظہیر پورہ گوجا صاحب پلوان اندھ ایم خوشی محمد صاحب فرید کوٹ۔ ہرنائی نس خاں صاحب رام پور بھاجڑہ میر عبدالرحمن خاں نظامی مالیر کوٹلہ خان بہادر عبدالقادر محمد حسین صاحب دیوان جونا گڑھ نرمیاں میر خاں صاحب پورہ شیخ داد صاحب کولارہ۔ سیدہ نالال خوشی رام دتیا سیدہ گوئی رام لالہ چرن دتیا۔ ماسٹر محمد مسکین صاحب بھاول پور۔ سردار صاحب خان صاحب۔ پونچھ۔ لفٹنٹ برہان علی خاں صاحب۔ پونچھ۔ میر اختر محمد خاں صاحب۔ پالن پور۔ اے لی۔ دار و دلا جو ناگڑہ۔ سردار یعقوب خاں صاحب بٹوار۔ پونچھ۔ سردار میمنور شاہ صاحب۔ پونچھ۔ مولوی محمد افتخار صاحب چشتی نظامی۔ رام پور۔ منشی شفیق الحسن خاں صاحب صابری کمالی۔ رام پور۔ عبدالغنی صاحب۔ بنگلور جھانوی محمد صدیقی خاں صاحب جاورہ۔ شاہنژادی حمیدہ بیگم صاحب	مانگول۔ سردار عبدالغنی صاحب۔ بکپور تھلہ۔ شیخ غوث محمد صاحب۔ بھاول پور۔ سید حسام الدین صاحب رفاہی۔ بڑودہ۔ شاہنژادی ڈالہ صاحب صاحبہ۔ رام پور۔ سید محمد امان اللہ صاحب متلی۔ سو پور کشمیر مولانا سید صاحب کرن صاحب ایم۔ اے۔ جے پور۔ میان فضل الدین عمر الدین بکپور تھلہ۔ لفٹنٹ کرنل ہرنائی نس نواب صاحب پالن پور۔ غلام رسول صاحب سو پور کشمیر شیخ اکرام اللہ صاحب۔ قلات۔ احمد حسین صاحب ملک۔ سری نگر بھگیم محمد مقبول صاحب۔ سو پور کشمیر ملک محمد داؤد صاحب۔ شہر داروڑ اعظم قلات۔ ولی عہد صاحب پالن پور۔ ایم محمد یوسف صاحب کوہن۔ مظفر حسین خاں صاحب مالیر کوٹلہ۔ حافظ محمد فیضان خاں صاحب نظامی کپلی پور۔ منشی خیر بخش صاحب۔ قلات۔ ابراہیم خاں والیس خاں صاحب۔ رام پور۔ ایم جی قادر صاحب۔ بھاول پور۔ صدیقی عبدالرحیم صاحب ماسٹر خیر پور کشمیر ڈاکٹر مظفر صاحب بھوپال۔ حافظ احمد علی صاحب سید اگر بیروں سید محمد حسین شاہ صاحب قادیسی جاگیر دار۔ پونچھ۔ عبدالرحمن خاں نظامی معانی دار۔ دہول پور۔ پیراں بی صاحبہ۔ میسور۔ صفیہ بیگم صاحبہ میسور۔ خان بہادر سید بنیاد مین صاحب دیوان جاوڑہ۔ سید بشیر حسین صاحب بیدی وزیر اعظم رام پور حکیم میمنور اختر بیگ صاحب نظامی رام پور۔ مولانا سید محمد جعفر میاں صاحب لہام بکپور تھلہ۔ خلیب اعظم مولانا سید محمد صاحب زیدی رام پور۔ قاضی حاجی میرا بخش۔ نظامی۔ قلات۔ حکیم سید احسان علی صاحب۔ گوالیار علی گڑھ صاحب اینڈ سی۔ جاوڑہ۔ برج راج نرائن صاحب۔ گوالیار۔ مولوی عبدالرحمن نظامی	مظفر آباد کشمیر۔ ہرنائی نس نواب محمد فرید خاں صاحب۔ امب۔ آنریبل کمپنن مہاراجہ سر محمد عیازی رسول صاحب۔ جہانگیر آباد۔ عبدالعزیز بھگیم غیب صاحب۔ پالن پور۔ نواب صاحب مانا دور۔ دلی اللہ خاں صاحب منتظم امور ذاتی۔ نواب صاحب جاوڑہ۔ منشی کفایت اللہ صاحب۔ جاوڑہ۔ سردار صدیق میاں نظامی۔ بڑودہ۔ مولوی حفیظ الکرم نظامی۔ ریواں۔ مولانا سید حسن منشی صاحب ندوی۔ بنگلور۔ محمد انجیل فرحتی نظامی۔ رام پور۔ نواب سر محمد اکبر خاں صاحب۔ ہرنائی مردان۔ نواب سر محمد علی خاں صاحب باغ پیت۔ ملا موزی صاحب بھوپال۔ والدہ صاحبہ مولوی فضل حمید صاحب بی۔ اے۔ پٹیالہ۔ بیگم صاحبہ کرنل امیر احمد صاحب بھوپال۔ رضیہ بیگم نظامی۔ مانا دور۔ قادیسی بیگم صاحبہ۔ مانا دور۔ کلثوم بیگم صاحبہ نظامی مانگول۔ طیب علی صاحب جیف تبس اودے پور۔ بیگم صاحبہ نواب عبدالدین حیدر صاحب۔ گوالیار۔ ایس سنیا عبدالدین صاحب بھوی۔ اودے پور۔ محمد ابراہیم خاں نظامی۔ ریواں۔ ابو نصر غالب بی نظامی بڑودہ۔ اکرام علی صاحب سببی نظامی شیر پور غلام علی صاحب مومن۔ مانا دور۔ پرس بدل الدین نظامی۔ مانا دور۔ ہرنائی نس نواب صاحب۔ قلات۔ قیس صاحب شروانی نظامی۔ جموں۔ مولانا سید دائم جلالی نظامی رام پور۔ خان بہادر نیاز محمد صاحب جیف تبس مالیر کوٹلہ۔ مولانا امتیاز علی صاحب عرشی۔ رام پور۔ محمد صابر صاحب بھوپال مظفر نظامی بی۔ اے۔ دیکن مالیر کوٹلہ۔ مولانا خاموش صاحب میسور۔ قاضی محمد اختر صاحب پونچھ جونا گڑھ
---	--	--

بخاری شریف حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح مانی جاتی ہے۔ اس کی حدیثیں بہت مفید ہیں

دہلی

چودہری محمد امین صاحب - حافظ محمد نسیم صاحب
منور لطیف بیگم خان بہادر لطیف قریشی صاحب
مولوی میر محمود علی صاحب علوی - بیگم صاحب
میاں محمد رفیع صاحب - مولانا سید عبد کرد
صاحب - خان بہادر کیتان حبیب الرحمن
خان صاحب - سردار بھگوان سنگھ صاحب
محمد سخن صاحب فاروقی - سید احمد حسن
صاحب - ٹنٹ لکھنؤ ٹنٹیکس - آنریبل
سر سید سلطان احمد صاحب - خان بہادر مدنی
صاحب رفوی - بیگم صاحبہ خان بہادر میر
نواب علی صاحب - سید صادق صاحب اختر
خان محمد رب نواز خان صاحب احمد زئی ایلم اللہ
صاحب نظامی - میسر زائی ایچ رحمت الہی
اختر سعید - شب چرن داس صاحب گپتا -
مولوی محمد سلیم صاحب ڈسٹر سالہ ندائے حرم -
لاکھنؤ سین صاحب خشتی - رام کنور صاحب
ظفر احمد صاحب - حکیم حاجی عبد الحمید صاحب
حکیم حافظ محمد سعید صاحب - رفیق احمد شاہ
صاحب بخاری - بلقیس فیروزہ صاحبہ -
خلیل الرحمن صاحب - نقاب حکیم علی حاجی
صاحب انصاری سید آفاق حسین صاحب افتخار
میر عنایت حسین صاحب رسول خانی - نواب
منور علی صاحب - ڈاکٹر بزباب چند صاحب
توکلی - حاجی غلام حیدر صاحب اول - لالہ
رام چندر صاحب - حافظ طاہر حسن صاحب
مدرس مہرٹی - مرزا عبدالستار بیگ صاحب
تیجوری - رجب خان صاحب نظامی -
حافظ محمد مدنی صاحب علوی - ہرن رائے داس
صاحب جین - سید عبد السلام صاحب -
عبدالغفار صاحب مدبولی - میاں محمد لطیف

صاحب - ظہیر احمد صاحب قریشی علوی -
منظور حسن صاحب نامی ایم اے - بیگم صاحبہ
خان بہادر صبیح الدین صاحب پنڈت منشی
رام صاحب - محمد الیاس صاحب - محمد
صاحبین صاحب - مظہر الدین صاحب قریشی -
سید مظہر الدین صاحب - ہریش چندر
نظامی بی اے - اہلیہ صاحبہ سید احمد علی صاحب
خان بہادر محمد عابد صاحب - سید عبد الکیل
صاحب - مولوی احمد نور خان صاحب -
سید ظہیر الدین احمد نظامی بی اے - والدہ
صاحبہ سید بدر الدین نظامی - زیڈ اے
قریشی صاحب - پیر زادہ طفیل محمد شاہ
صاحب فریدی - محمد ابراہیم صاحب جین -
عبدیہ الرحمن نظامی - حکیم سید اشتیاق
صاحب شوق - لالہ کنیر کشور صاحب -
محمد یوسف صاحب باڑی - پُر دل خان
صاحب ٹھیکیدار - خان صاحب غلام نبی
صاحب لایا واقف الرحمن صاحب -
خلیل احمد نظامی - غلام الدین صاحب نصیری
ڈاکٹر حاکم بن صاحب - سیاب عزیز احمد صاحب
صاحب - عبد اللطیف خان صاحب نیازی
انکم ٹیکس آفیسر - بابو کیش چندر صاحب
ایڈووکیٹ - بابو رام کشن صاحب خزانچی -
لالہ امیر خید صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس سبھ
حکیم دکی احمد خان صاحبہ حافظہ فیاض
صاحب انصاری - ڈاکٹر کنور بہادر صاحب
شغلاہم - غلام چند تارا چٹہ - سی ڈی لالہ
ڈپٹی مولوی سید عزیز الدین صاحب - نقاب
خواجہ محمد شفیع صاحب بی اے - خلیفہ حاجی
تھوٹ محمد صاحب - حاجی عبد البشیر صاحب
نہال کیسنی سرفراز صاحب افغانستان -
خان بہادر شیخ عبد الحق صاحب - علامہ

عبد المسنم الحدادی - خان صاحب ڈاکٹر
سرکار میر عبد الحق خان صاحب - ایس اے
خاتون صاحب - صابر حسن صاحب شیخ صاحب
ڈاکٹر اے ڈی منہاس صاحب - بیگم صاحبہ
فیض الدین صاحب ایم اے - محمود احمد نظامی
بی اے حکیم محمد دین صاحب ہنسار نظامی -
خان صاحب حکیم محمود علی خان صاحب قاتر -
ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب - ڈاکٹر اود
صاحب - انیس الرحمن نظامی - خوش نظر
صاحب - اکرام اللہ صاحب آئی سی ایس -
رائے صاحب لالہ اوم پرکاش صاحب -
ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب - بھیا شیخ جمان الحق
صاحب حکیم ضیاء اللہ صاحب - عبدالرشید
خان غزالی - آنریبل چودہری سر محمد خفر اللہ
خان صاحب جج فیڈرل کورٹ - میاں نعیم
صاحب - چودہری رحم علی صاحب ہاشمی -
راشد حسین صاحب - مولوی علی اختر صاحب
انصاری - خان صاحب عبد اللطیف خان
محمد صنیعت صاحب ایڈوکیٹ اختر - چودہری نصر اللہ
حنا صاحب سکرٹری کمیٹی -
خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب -
العام الحق صاحب بی بی پیرہ - خان بہادر چودہری
مشتاق احمد صاحب - خان بہادر محمد سلیمان
صاحب چیف، انجنئر - رائے بہادر ناصر صاحب
چیف انجنئر - ڈاکٹر مرزا ایس ایس بھٹناگر صاحب
نواب قدیر الدین خان صاحب - شیخ محمد رفیع
صاحب باڑی - عبد الملک صاحب
مرزا خیر الدین خورشید جاہ صاحب - خان صاحب
حاجی وجیہ الدین صاحب - قاضی فیروز اللہ
صاحب - خان صاحب ملک محمد یار صاحب
خان صاحب مولوی نصر اللہ صاحب
خان بہادر سید محمد صاحب - رائے بہادر

عام فہم تفسیر اور قوانین قرآن - اور قرآن و حدیث کے فرمان اور بخاری شریف کے پاس ڈاکٹر محمد قمر سادی دہلی سے لکھتے ہیں۔

محمد عبدالحق صاحب قریشی۔ شاہ آباد کونال۔
 میاں محمد افضل صاحب گوجرانوالہ۔ برکت علی
 صاحب لاہور۔ سعد اللہ خاں نظامی
 لاہور۔ فتح الدین خاں صاحب فیروز پور۔
 منشی نصیر بخش خاں صاحب۔ جام پور۔
 شیخ نور الدین صاحب لاہور۔ محمد سعید
 صاحب چشتی صاحب ری نقشبندی لاہور۔
 سید عتیق احمد نظامی لاہور۔ ۱۔ نور حسین
 صاحب سیالکوٹ۔ منشی محمد۔ سعد اللہ
 نظامی جالندھر۔ محمد یوسف صاحب شیلی
 لاہور۔ ڈاکٹر مادیو لال صاحب یوسف آباد
 ہوشیار پور۔ منشی نواب الدین صاحب لائل پور۔
 مولوی الدین صاحب داگر جم چیماری امرتسر
 حقیقہ الدین نظامی نگانہ رشتک۔ مسٹر محمد
 صاحب کھنجر لاہور۔ عبدالغنی صاحب کھنجر
 انبالہ جمپوٹی۔ فقیر محمد صاحب موہڑ میانک
 کیسل پور۔ مسٹر اللہ دتا نظامی امرتسر
 پال سنگھ صاحب اڈوگہ۔ مسٹر شیخ جان محمد
 نظامی تسان علی نظامی۔ سمدادہ بھائی فیروز پور۔
 حکیم سید فتح محمد شاہ صاحب بخاری۔ ہوشیار پور
 محمد ضیف صاحب گھگھر۔ محمد یعقوب صاحب
 چوہان لاہور۔ نواب نظامی موہڑی لاہور۔
 رحمت علی صاحب۔ بٹالہ گورداسپور۔ پروفیسر
 فیروز الدین صاحب مراد سیالکوٹ شہر
 علی بخش صاحب بھٹی۔ سیالکوٹ شہر سید
 اختر حسن صاحب بٹالہ گورداسپور۔ لالہ سری رام
 صاحب پٹنایک بٹالہ شہر۔ مسٹر عبدالرحمن صاحب
 لاہور۔ حکیم منظور الحق نظامی جٹ پٹنہ
 بیگم صاحبہ مرزا افضل محمد صاحب اوہریر
 سیالکوٹ۔ مسٹر ایم ذہیب الدین امرتسر
 محمد سر فراد خاں صاحب موہڑی
 جھنگ۔ خان صاحب مخدوم سید

سید علی شاہ صاحب سجادہ نشین لاہور۔ صدیقی محمد
 صاحب جماعتی۔ حصار۔ جلیل صاحب لاہور
 حافظ محمد علی خاں صاحب نگانہ رشتک خاں
 صاحب شیر باز خاں صاحب چشتی جاگیر دار
 منٹگری۔ عبدالحق نظامی بی اے نوشہرہ۔
 مولانا علیل الرحمن صاحب رضوی سیالکوٹ۔
 شیخ ضیاء الدین صاحب مہر فوڈہ کونال۔
 بانی سنگھ صاحب امرتسر۔ یونس علی خاں
 صاحب بدایونی۔ گوڑیانی رشتک۔ عبدالرحمن
 صاحب ولد غلام محمد نظامی کرمیہ۔ چودہری
 فتح محمد صاحب گورداسپور۔ عبدالعزیز صاحب
 سجادہ نشین لاہور۔ حاجی محمد انجیل نظامی
 ٹیکیدار۔ لینڈی جمپوٹی۔ فقیر محمد نظامی
 کرمیہ۔ میاں فیض محمد خاں صاحب کبہہ۔
 لاہور۔ محمد شوکت رشید صاحب لاہور۔ ڈاکٹر
 عبدالرحمن صاحب امرتسر۔ محمد سلیمان صاحب
 صدیقی جاگت حصار۔ عنایت اللہ صاحب
 منشی فاضل مٹان۔ محمد مسعود صاحب لینڈی
 جمپوٹی۔ عمر خاں صاحب بھٹی سیالکوٹ۔
 الہی بخش صاحب انبالہ جمپوٹی۔ مسٹر عبدالغنی
 صاحب لاہور۔ ڈاکٹر سید فتاح حسین صاحب
 زیدی بی اے لاہور۔ غلام نبی بی صاحب پٹنہ
 لاہور۔ سید محمد عالم شاہ صاحب گجرات۔
 چودہری علم الدین فضل احمد صاحب لاہور۔
 محمود خاں صاحب لاہور۔ حکیم محمد انجیل
 منرل شاہ نظامی لاہور۔ ملک منظور احمد
 صاحب جہلم۔ عبدالغنی نظامی لاہور۔
 مولوی عمر الدین نظامی۔ گورداسپور۔ محمد
 غلام۔ سنگھ صاحب چشتی نظامی مٹان۔
 سید پیر بادشاہ صاحب کاشمی نوشہرہ۔ غلام
 محی الدین احمد صاحب گورداسپور۔ سید
 امتیاز علی شاہ صاحب جہلم۔ بابو غلام قادر صاحب

لاہور۔ حافظ محمد حسین صاحب لاہور۔ عالم علی
 صاحب انبالہ۔ سید دلدار حسین صاحب
 ہمدانی لاہور۔ قمر قادری صاحبہ جالندھر
 سید محمد شفیع صاحب۔ ۲۔ محمد یعقوب
 نظامی لاہور۔ میاں محمد حسین صاحب بھٹی
 گوجرانوالہ۔ چودہری عبداللہ خاں صاحب
 گجرات۔ محمد ظہیر صاحب قریشی کویہ مری۔
 زبیرہ بانو نظامی لاہور۔ عبدالرحیم خاں صاحب
 لاہور۔ صدیقی شمس الدین صاحب چشتی صاحب
 قادری قلچہ شیخ پورہ۔ میاں محمد شفیع صاحب
 ڈاکٹر زری۔ شیخ محمد حسین فیروز پور کٹ۔ ماسٹر
 احمد صاحب جالندھر کٹ۔ حاجی مندر بڑ
 خواجہ مظفر محمود صاحب مٹان۔ محمد مظفر
 صاحب بٹکٹ۔ جالندھر سٹی۔ سید ظہیر
 صاحب چشتی جالندھر۔ محمد یونس صاحب
 قریشی لاہور۔ بیگم صاحبہ میاں محمد شفیع
 لاہور۔ آنر بیل حبلس سر عبدالرحمن صاحب
 جج ہائی کورٹ لاہور۔ لالہ چرنجیت لال صاحب
 گوجرانوالہ۔ سید نادر شاہ صاحب پیر زادہ۔
 پاک پٹن شریف۔ رائے بہادر ڈاکٹر مہر داس
 صاحب لاہور۔ ڈاکٹر سید انجیل صاحب
 تاربان۔ بیگم صاحبہ میاں بشیر احمد صاحب
 پیر پٹنہ لاہور۔ حضرت صاحبہ جڑے صاحبہ۔
 گورڈہ شریف۔ سید کشفی شاہ نظامی۔
 چک فاضیان گورداسپور۔ نواب سر مرید حسین
 صاحب قریشی ہاشمی مٹان۔ محمد انجیل صاحب
 بٹ ٹیکیدار ریلوے لاہور۔ مولانا سید
 فضل شاہ صاحب سجادہ نشین جلال پور جہلم۔
 سید اللہ خاں صاحب لاہور۔ میاں سلطان
 وجودی نظامی بٹالہ۔ عمر الہی نظامی
 اہلیہ دیوان صاحبہ موم مٹان۔ قاضی
 حبیب علی نظامی گورداسپور۔ محمد علی صاحب

مولوی محمد ظفر صاحب کلیل مرزا کا نذرہ - سر
عبدالقادور صاحب لاہور - خان بہادر سید
مراتب علی شاہ صاحب لاہور - ملک احمد خان
صاحب ایڈیشنل سشن جج لاہور - خان بہادر
حکیم احمد شجاع صاحب لاہور - میان بیگم مسلم
صاحب لاہور - محمد عظیم صاحب دہلی - ذریعہ خاندان خان بہادر
میان عبدالعزیز صاحب میانہ - ذریعہ خاندان بہار
شیخ محمد سعید صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل لاہور -
علی محمد نقوی ذریعہ غازی خان - ذی نصیر
صاحب ڈیرہ غازی خان - ذریعہ صاحب کلیل

سندھ

ابو حنیفہ میان منظور احمد صاحب مچھو حشتی -
سکھر - رحیم بخش احمد خان صاحب ٹیکیدار حیدر آباد
سندھ - گل حسن خان صاحب شکار پور - پیر
حاجی حسن بخش صاحب لواری حیدر آباد سندھ
غلام حسن خان نظامی کراچی - صدر - سید محمد
شاہ صاحب جیلانی جیکب آباد - حکیم غلام علی
دریس نظامی - ٹنگر ٹھہ - صفوی حاجی
محمد علی صاحب حیدر آباد سندھ - حکیم الدین
ایم صادق صاحب کراچی - غلام احمد نقوی
کراچی - خان بہادر سردار عبدالرحیم خان صاحب
جیکب آباد سندھ - شیخ محمد صاحب حیدر آباد سندھ
پروفیسر ایم ڈی رضا صاحب جاگیر دار کراچی -
محمد حسن صاحب چیرمین سندھ - خان صاحب
الہ بکر صاحب انجمن اری انیسٹر ٹنگر ٹھہ - خان صاحب
محمد یوسف صاحب چونیجی بی - ٹنگر ٹھہ سندھ -
عبدالقدوس خان صاحب زمیندار حیدر آباد سندھ
خان صاحب میر عبدالوہاب خان صاحب
مستاد پور - خان صاحب میر علی ابوباب
خان صاحب کھوسہ لاڑکانہ سندھ - رانا علی محمد
صاحب ٹیکیدار نواب شاہ سندھ - ماسٹر علی محمد

صاحب دلچ میکر ٹنگر ٹھہ سندھ - ڈاکٹر عباس علی
شاہ نظامی تھراپار - حاتم علوی صاحب کراچی - محمد
شاہ بان صاحب کراچی - سیدہ حبیبہ شاہ صاحبانی ٹنگر ٹھہ
طفیل محمد شاہ صاحب تھراپار سندھ - سید
حزب اللہ شاہ صاحب ٹنگر ٹھہ - ممتاز حسین
خان صاحب آغا گڈی یاسین - فیض علی خان
صاحب ایم مرزا بی ایس حیدر آباد سندھ -
وڈیار سول بخش خان صاحب بھنبہ و تھراپار
سندھ - حاجی علی محمد حاجی میر محمد قادری
لاڑکانہ سندھ - لطف اللہ خان صاحب
لاڑکانہ سندھ - حاجی محمد حاجی بارون صاحب
کراچی - حاجی محمد صاحب خادم لاڑکانہ سندھ
میان عبدالمجید صاحب بی ایس ٹنگر ٹھہ پٹو
احسان الرحمن صاحب ٹنگر ٹھہ کراچی -
سر عبد اللہ بارون مرحوم کراچی -

سرحد اور بلوچستان

محمد نصیر الدین صاحب سید گلکڑک پشاور
کیپٹن کے سی او بی صاحب پشاور سلطان علی
صاحب سلاخی نظامی بنوں - مرزا
عمر بیگ صاحب نظامی ڈی پی سپرنٹنڈنٹ
جیل ڈیرہ اسماعیل خان - بو غلام نبی صاحب
ایبٹ آباد - سردار خان صاحب جن ابدال
حضرت بادشاہ صاحب عبدالرفیع صاحب
سردان - معراج الدین صاحب ایڑیڑ
ڈیرہ اسماعیل خان - خان بہادر سکندر خان
صاحب ای ڈی ای پشاور شہر - شیخ عارف الدین
صاحب لطفی چشتی نظامی ایبٹ آباد - آغا سید
شریف حسین صاحب شاکر آباد دی پشاور شہر
بسم ایس ایم نعیم صاحب ایڑیڑ -
انجینئر - سردار - ملا محمد یوسف
نظامی ہنہر -

بابو عبدالرشید صاحب قرشی ایبٹ آباد - شیخ
عبدالرحمن صاحب نوشہرہ چھاؤنی خان بہادر
حاجی محمد قلی خان صاحب پشاور - دوست نظر
نظامی پشاور شہر - علی محمد صاحب اور سیر ایم
ای ایس کوثر بلوچستان - عبداللطیف نظامی
کوئٹہ - حاجی فضل الہی صاحب کوئٹہ - خان
صاحب محمد غازی خان صاحب کوئٹہ -
بیگم مولوی امام الدین صاحب کوئٹہ - ولی محمد
صاحب ولی کوٹلی کوئٹہ - علی محمد صاحب
اندر سیر ایم - ای ایس - لورالائی -

یوپی

حافظہ محمد اسماعیل صاحب مراد آباد - مرزا مختار
صاحب گورگانی دہلی میرٹھ - حافظہ محمد قبول
خان صاحب زبیری محمد ٹنٹا سہا جہاں پور -
محمد صادق نظامی سہارن پور - سید عیسیٰ الدین
احمد صاحب رضوی امرہہ - خورشید عالم
نظامی دہرہ دون - محمد عبدالغفار خان صاحب
بہادر گڑھ - محمد مہربان علی صاحب سہارن پور -
مولانا عبداللہ صاحب کاتب امرہہ -
سید احمد حسین نظامی کان پور - سید محمد
منیر الرحمن صاحب سابق جج اودھ مراد آباد -
راؤ علی محمد خان صاحب چیرمین - منظر نگار
نثار احمد نظامی - کان پور - سید محمد علی
نظامی سیتا پور - بیگم صاحبہ سردار خان صاحب
ڈی - بی - ایس - ریلوے - مسوری - کیپٹن
سید غفران احمد صاحب زیدی کھیری -
سر سید رضا علی صاحب مراد آباد - عبد المجید
نظامی - دہرہ دون - سید بادشاہ حسین صاحب
زیدی نارہر - نواب کامل مصطفیٰ صاحب
علی گڑھ - نواب عبدالمقیت خان صاحب شری
علی گڑھ - محمد شفیع صاحب چیف انجمن سہارن پور

فاسفورس کے تیل کی قیمت جنگ کے سبب بڑھ گئی تھی اب سب شیوں کی قیمت آدھی کم دی گئی ہے۔

<p>صاحب کلمتہ نوشتہ کزل شہادت اللہ تعالیٰ صاحب علی محمد مدنی خاں نظامی کوئلہ بیہ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب داس چانسلر علی گڑھ میڈیٹا شاہ حیات احمد صاحب سجاد حسین رسولی شریعت محمد دین صاحب کوتوال میرٹھ شہر نہایت بغیر تاجہ صاحب سندھو رام نگر بنارس کیسٹن غلام سرور خاں صاحب آگرہ - خان بابا رشید احمد صاحب آری کٹر کٹر میرٹھ - سید نور الحسن صاحب پیران کٹر شریف - گور پرشاد صاحب استاذ آگرہ - مولانا عبداللہ صاحب دریا بابا - غلام حسین صاحب حیدری کدوہ مولوی شریعت الرسول صاحب علی گڑھ - عارفہ بشری صاحبہ کانپور - شیخ قمر الاسلام صاحب کان پور - سید الطاف علی صاحب پوری علی گڑھ</p>	<p>محمد عبدالحی صاحب کان پور - محمد امان صاحب اسلام نگر سہلان پور - عبدالرحمن صاحب کان پور چھاؤنی - مولوی ارشاد احمد صاحب مدینہ نظامی تھانوی جھانسی - نیاض احمد خاں صاحب کڑے سارہ دریا بابا - لاؤ منصب علی خاں صاحب سلیم پور - ملک فضل الہی صاحب ٹھیکیدار بھینگا براج - صفی الرحمن خاں صاحب بھیک پور - بہار علی صاحب - کان پور چھاؤنی - ناسید باغی صاحب سندیلہ - طلعت سہیل صاحبہ رودلی نیا حسین صاحب سہلان پور - بیگم صاحبہ شریعت حسن آباد - مخدوم زادہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب قمر کوئی فیض آباد - مشتاق احمد صاحب لکھنؤ عباسی بارہ بنکی - محمد وانگیر خاں صاحب آگرہ - شاہ بدرالدین احمد صاحب سجاد حسین رسولی مختار حسین صاحب قنوج - والدہ صاحبہ غفر محمد علی صاحب سبط محمد صاحب نقوی تعلیم لکھنؤ - مشتاق حسین خاں صاحب بٹیر کرجہ - سید ولد حسن صاحب ندیری علی گڑھ - سید خلعت حسین صاحب ہاری علی گڑھ - والدہ اختر حسین خاں صاحب دہرہ دون - عبدالرحمان نظامی سہلان پور - خان بہار حافظ عبدالکیم صاحب کانپور - سید محمد مسلم صاحب سلطان پور - منشی ضمیر احمد صاحب مختار گلینہ بجنور - محمد عثمان صاحب احمدی لکھنؤ - چودہری شیونامہ سنگھ صاحب ماچھو میرٹھ - مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب لکھنؤ - حافظ محمد یعقوب صاحب نگوہ - خان بہادر شیخ عبداللہ صاحب کوئلہ علی گڑھ - مشراہج ایڈیٹر صاحب کلکتہ آگرہ - مولانا صفت اللہ صاحب شہید لکھنؤ اکرام حسین نظامی آباد - مولانا حمید علی</p>	<p>انعام اللہ صاحب ایڈوکیٹ الہ آباد - داؤد بخش صاحب انامہ - شاہ محمد علیم صاحب سجاد حسین فخیر سیکری - جمیل احمد نظامی امرہ بہ - مزار علی صاحب ایڈوکیٹ بارہ بنکی - سید بدرالدین نظامی علی گڑھ - حاجی عبداللطیف صاحب لکھنؤ - سید زین العابدین صاحب بلند شہر - شافعہ خاتون وغوثیہ خاتون صاحبہ لکھنؤ - جلد علی صاحب کانپور - منشی محمد حفص صاحب مومن الفارسی مراد آباد - مولوی علی حسین صاحب مرزا پور - عبداللہ نظامی دھاجی امام الدین نظامی سہلان پور - مولانا الطاف حسین صاحب قدوائی لکھنؤ - مولوی سید محمد صاحب مراد آباد - رفیع اللہ صاحب قانون گو علی گڑھ - محمد فضل الرحمن صاحب قریشی بارہ بنکی - شیخ فرید الحق صاحب دہلی کان پور - محمد یعقوب خاں صاحب بلند شہر - ریغونفر علی نظامی زمیندار غازی آباد - لغشت ظہان احمد صاحب دہرہ دون - سید محمود حسن صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ سنٹرل کسٹمرز آباد - مولوی انوار الحسن خاں صاحب کوئلہ آگرہ - محمد عبداللہ شہودی نظامی سہلان پور - سید وارث حسین صاحب ٹھیکیدار سجاد الہ آباد - محمد رحیم صاحب چمن دہلی آگرہ - معین الدین احمد صاحب فریدی - رجب پور - علیم سید عبدالرب نظامی امرہ بہ - اقبال احمد صاحب مدینہ علی گڑھ - ڈاکٹر محمد زاہد کریم نظامی بدایوں - احمد الدین صاحب ہاپور والے آگرہ - خان صاحب سید ناہ علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر سہلان پور - منشی الطاف حسین احمد صاحب تاجر جرم لکھنؤ - عوفان صاحب روحانی طبیب میرٹھ - قلی شاہ نظامی دہرہ دون - سید دل شاد حسین سید ارشاد مین صاحب کیرنہ مظفر نگر - الحق صاحب</p>
---	---	---

سی پی

محمد خلیل صاحب پوت محل برار - سرتاج
صاحبہ رائے پور - خان بہادر حافظ محمد علی
صاحب ناگ پور - ستری عبدالرحیم صاحب
جبل پور - صدارت علی صاحب مال گذار
بالا گھاٹ - محمد عزیز الدین خاں صاحب
بی - اے کولہ برار - طبیب علی سلیمان جی
صاحب جبل پور - بشیر الحسن خاں صاحب
آری کٹر کٹر کامپٹی - مبارک دولہن صاحب
رائے پور - سید محمد نود علی شاہ صاحب
بہان پور - عبد المجید صاحب بھنڈارہ -
ذاب براج الحسن صاحب صدیقی برار -
مولوی شیخ احمد صاحب احمدی اکوہ - غفر
سید علی اختر صاحب اکوہ - شیخ محمد الدین
صاحب ریلوے کٹر کٹر صاحب سید علیم سید
محمد علی صاحب بلا سپور - بیگم صاحبہ محمد
عبدالحق صاحب مرحوم رائے پور -

چونکہ فاسفورس کا تیل بھی کمپنی نے خود بنانا شروع کر دیا ہے اس لیے اس کی قیمت آدھی کر دی گئی ہے۔

عبدالمتین صاحب چاندہ - ماسٹر مودھارنا
صاحب ناگ پور - محمد عبدالحمید خاں صاحب
امام مسجد محمدآزاد - محمد نسیم اللہ نظامی
محمد واڑہ - ایم ناصر الدین صاحب ناگ پور
محمد حسن صاحب طانی - رائے پور - لکھنوی
عبدالقدیم صاحب ناگ پور - چوہدری میاں
صاحب محمدآزاد - شیخ پیر محمد صاحب تیرہ
بلا سپور - قاضی حفیظ الدین بن قاضی
امام الدین صاحب اکولہ - مسیح اللہ خاں
صاحب مال گذار ناگ پور - دادامیاں
صاحب ناگ پور - محمد خاں صاحب
رائے پور - سید قاسم علی صاحب
شاستری زین العابدین صاحب مدنی علی خاں صاحب ناگ پور
محمد مدنی صاحب جوبالی برہان پور -

مدرس

غیاث شاہ علی شاہ نظامی ادب پوری سیٹھ
محمد موسیٰ صاحب مدراس - سیٹھ محمد بزرگ
صاحب اینڈ کو مدراس - او کے احمد حسین
نظامی ادب پوری - غیاث شاہ حسین غوث
محمد الدین نظامی ادب پوری - محمد رحمت اللہ
صاحب اکینڈ و مدراس - محمد بندہ علی صاحب
ناظم سمستان بہاری - امین ندیم اللہ
بی عبدالرزاق نظامی ادب پوری - سی عبدالقادر
نظامی چیم فروش ادب پوری - امین عبدالعزیز
نظامی ادب پوری - حکیم معلم محمد عبدالحمید نظامی
گزیاتم - او - امین - خاں صاحب ایروڈ -
قاسم علی حاجی علی بھائی نظامی بھنگل - امین
شفیع محمد صاحب مدراس - محمد اللہ رکھا
صاحب مدراس - جلیل عبدالرحیم نظامی
مدلس - سید محمد قاسم صاحب شیخ خاں صاحب پوری

سید قادر بادشاہ صاحب شعی نظامی بہاری
ابو محمد صاحب مدراس - ونگٹن ٹاؤن - محمد
مدنی صاحب افغانی نظامی - ونگٹن ٹاؤن -
غلام محی الدین صاحب مسولی ٹیم - ایم
عبدالستار صاحب کوٹنبٹور - جانی محمد محبوب
نظامی - ونگٹن باریک - سید باجھا نظامی
اوناکنڈ - ایچ - ایم - عبدالرحمن صاحب
کوٹنبٹور - سی نور محمد صاحب اوناکنڈ -
بابو سیٹھ صاحب نیلگری - سید شاہ صاحب
بادشاہ شٹاری جائیز ارکائی جنوبی اراکٹ
جے ایم اکبر علی صاحب گزیاتم - غلام فرید
نظامی ونگٹن نیلگری - غلام محمد طالب خاں
صاحب مدراس - عبدالعزیز محبوب صاحب
بہاری - گوڈ و رعبہ الغفار نظامی ادب پوری -
محمد انصیل صاحب بی اے کلکٹر تنجور - محمد
عثمان صاحب ڈرائیور کوٹنبٹور - مہاشتی
احمد حسین نظامی سائیکل ڈیلر ادب پوری -

امیر جان نظامی اوناکنڈ - محمد عبدالسلام
صاحب رونق ترجیا ملی - آمنہ رحمت بی بی
بنٹ سید عمر زگر کٹھہ - ایم احمد شہر خواجہ
حسین نظامی ادب پوری - سید امیر نظامی ونگٹن
ٹاؤن - سید عبدالغفار نظامی ونگٹن باریک -
محمد خلیل الرحمن صاحب امام مسجد شاہی -
سہدی - شیخ ایل داؤد نظامی ونگٹن ٹاؤن -
نواب طلعت اللہ خاں صاحب کرنول -
شیخ محمد عبدالقادر صاحب ادب پوری - محمد
عمر صاحب امین امین ایل سی کلاس محمد -
بی قاسم صاحب سو داگر گتی انت پور -
کے شیخ احمد صاحب کنڑاگر ادب پوری - کے محمد
اسلمیل نظامی ادب پوری - خان بہادر محمد
بذل علی صاحب گورنمنٹ قاضی ایڈور - سید
محمد علی صاحب اسسٹنٹ کلرک آفیسر

چکولی عبدالرحیم نظامی ادب پوری - جے ایچ عبد
نظامی - ادب پوری - جے عبدالہادی صاحب
سوداگر تبا کو شرامپٹ - سید بہار الدین صاحب
کٹھہ - سید غلام دستگیر صاحب مدراس - ناخدا
معالم بادشاہ صاحب جگن ناگ پور - بی
سید سخی صاحب ریخ آنیسر سیتا سنگھ - بی
نظامی علوانی کوٹنگی - محمدستان صاحب
ٹیلر ماسٹر گڈی واڑہ - امین عبدالشکور نظامی
آرٹن مرچنٹ ادب پوری - بی معروف نظامی
مرچنٹ تارپتری - جے عبدالقدیر صاحب
عبدالرسول کار سیٹ مرچنٹ ادب پوری - محمد
ابراہیم صاحب کلرک اوناکنڈ - ابو الخطاب
خاں صاحب عاجز مال گذار کرنا پور - مرزا
اسد اللہ حسین صاحب دوکان دار پٹری مسلمی
پٹیم حکیم احمد محی الدین صاحب نرسا پور -
حضرت صاحب کلاتھہ مرچنٹ نرسا پور -
محمدستان نظامی گتی - امین عبدالقادر صاحب
اوناکنڈ - اے کے محمد علی نظامی ونگٹن ڈی
غلام محی الدین صاحب نمون کوٹور - جے ایچ
صاحب انجن ڈرائیور ریدو - سید ذین الدین
نظامی سلیم - صاحب جان صاحب بہاری -
ایم سید عبدالرزاق نظامی کرنا پور - ایم قاضی
محمد میران صاحب یونانی حکیم سلیم - سلیمان
خاں صاحب بہاری - شیخ محبوب صاحب
مدراس - محمد میاں شریف صاحب مرچنٹ
نرسا پور - امین عبدالکریم صاحب واج میکر
حاجی مرزا احمد صاحب نگاری مدراس - اے
جے شیخ صاحب یڈور - سید سلیمان صاحب
بی اے ایل ایل بی گستا - ملک افتخار احمد
صاحب ونگٹن - تراب حسین صاحب نرولی
ایم عبدالرزاق صاحب کنڑاگر بہاری غازی
سید نعمت اللہ صاحب سائیکل سید محمد

فاسفورس کے تیل کی دھواں کی شیشی پانی پڑے پڑے ہوائی روپے کو دی جا - گے گی

جسٹس بی جی صاحب ہائی کورٹ مدراس۔
داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی ادبونی۔ بی
حاجی پیراں نظامی انت پور۔

بہمنی

حسین بھائی محمد بھائی حاجی بھائی نظامی اجیت
صاحب صدیقی دودھ عید جلیل شیخ محمد
صاحب عرب تاجر قریب احمد صاحب
جعفری ایڈیٹر روزانہ اخبار صداقت بکھسٹ
حسین بھائی عبداللہ لال جی بکھسٹ یعقوب
لال جی بھائی حاجی محمد حسین نظامی احمد آباد پرکری
نظامی احمد آباد عبدالکریم نظامی ہوکری۔
اڈیٹر صاحب اخبار انصاف بہمنی شیخ محمد زکریہ
صاحب سابق سیشن جج احمد آباد۔ ولی محمد
نظامی ڈرامہ نگار کھانا زمان نظامی دہلالی۔
ایم اے لطیف صاحب مام بہمنی شیخ
امین بھلور صاحب سرخیزی سیدری بہمنی۔
ملک حبیب احمد صاحب پونہ محمد شریف
صاحب جمعیہ احمد آباد شیدا صاحب
ایڈیٹر بے گھر مریجی راجی نظامی احمد آباد
مرادی نظامی احمد آباد احمد حسین نظامی علی
نظامی احمد آباد روشن دل بھائی غلام رسول
صہبہ اللہ شاہ نظامی احمد آباد روشن دل
ماسٹر نجم الدین نظامی احمد آباد مہنی بانی
دوراب شاہ نظامی بکھسٹ سید احمد میاں
قادری احمد آباد محمد صادق حسین نظامی
گودہرا ایم اے شاہ صاحب بکھسٹ
حاجی داؤد حاجی ناصر حاجی بکھسٹ
بہمنی خواجہ لال نظامی احمد آباد عبدالرحمن
حاجی ٹیل نظامی سورت نظام الدین خاں
صاحب گھوڑاندی پونہ فید محمد عبدالستار صاحب
بہمنی عبداللہ بھائی ولی اللہ صاحب احمد آباد۔

سید نظیر حسین صاحب قادری بہمنی حاجی محمد
حبیب عبدالقادر ولی اللہ صاحب احمد آباد۔
سید کریم سقری صاحب احمد آباد عبدالرحمن
نظامی انجینئر ماسٹر محمد بکھسٹ کریم بھائی
کاغذی نظامی بھائی بکھسٹ کاغذی دار محمد دین
صاحب تاجر جرم بہمنی بدر ضمیر صاحب
مہدوی بلگام حاجی محمود نور محمد صاحب بہمنی۔
محمد شریف نظامی بہمنی مسٹر ڈیوڈ شیم بہمنی۔
علی عمر صاحب بغدادی ڈسگاؤں قمر صاحب
مالیگاؤں قاضی محمد عطار اللہ صاحب بہمنی۔
مسٹر امیں ای بلگانی بہمنی سوداگر اے
ستار نظامی احمد آباد ای ای منصور صاحب
رنگون رائے رائے سورت برکت علی نظامی
بہمنی رسول میاں بی بی صاحب راج پیلہ۔
پیر بھائی نظامی احمد آباد ڈی ایس بھان
صاحب کلوا بیگ غلام دستگیر صاحب شیمپ
ستارہ محمد قاسم نصری نظامی بلگام حکیم
عبدالسلام صاحب انصاری بہمنی شاہ جہاں
صاحبہ دہلہ مس آر کے بہا بہمنی علی محمد
ایچ نظامی بھٹی ای یو اے میک صاحب
بہمنی بی والی محمد الدین صاحب بہمنی محمد علی
ناظر علی صاحب بہمنی حاجی قاضی سید محمد شاہ
صاحب بہمنی کفایت اللہ صاحب داؤر
بہمنی آدم جی حاجی علی محمد نگاریہ دھوراجی
میں یوسف ناٹھو صاحب دواڑہ منور
ایچ قاسم صاحب بہمنی سید پیالہ میاں
نظامی گودہرا ایم اے سالمین صاحب بہمنی۔
سید احمد نظامی سیدری بہمنی عبداللطیف
شیخ محمد صاحب بہمنی سید زکری علی نظامی بھٹی۔
عبدالحمید خاں صاحب بوہڑے بہمنی سید
محمد ابراہیم جعفر صاحب پونہ حکیم چوٹو میاں
صاحب چشتی فخری بانسوتہ سردار میاں

نظامی دہلہ حسن الدین نظامی احمد آباد سید
محمد یعقوب صاحب بہمنی سردار بکھسٹ
نظامی دیرا قارہ محمد سراج رستم صاحب مومین
گولاک نصیر محمد صاحب کرمانی بہمنی مرزا
عبداللہ بیگ نظامی بلگام سید عبدالرحمن
عبدالقادر صاحب پانہو قادیان شیخ عبدالرحمن
صاحب ہیڈ ماسٹر ستارا ایم ای قاضی صاحب
چکوری بلگام سید علاء الدین صاحب ٹیل
بلگام ایم ایم انعام دار صاحب بلگام بانہو
محمد الدین نظامی بلگام شہاب الدین سلطان
نظامی بلگام غنی ولی صاحب بہمنی قاضی نو
میاں صنو میاں صاحب تارک پاڈی سورت
پرنس محمد صادق صاحب بہمنی رسول خاں
صاحب ایچ بھان بڑودہ عبدالحمید سہیل
صاحب بہمنی عبداللہ بھائی ولی اللہ صاحب
احمد آباد حضرت علامہ پیراں میاں صاحب

صوبہ اجیمیر شریف

حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی۔
خان صاحب سید محمد حسین صاحب چشتی۔
خان صاحب سید احمد صاحب انپکرنٹ
میر احمدی صاحب چوہدری فتح محمد صاحب
مولوی درگاہ اجیمیر شریف سید اعجاز علی صاحب
چشتی مولوی عبدالقادر صاحب وکیل۔
حضرت مولانا سید آل رسول صاحب دیوان
درگاہ اجیمیر شریف محمد فاروقی نظامی صاحب
محمد یوسف میاں صاحب صاحب راجہ سید
حضر میاں صاحب پیراؤہ سید نظامی صاحب
صاحب چشتی بی بی نجیب اللہ صاحب سید
خاں نظامی بستری پیر بخش صاحب راجہ
محمد داؤد حاجی محمد بخش خاں صاحب قادیان
محمد بخش صاحب میر ستر مولوی ناظر علی صاحب

فاسفورس کے تیل کی ڈیرہ انیس کی شیشی تین روپے کو دی جاتی تھی۔ اس ڈیرہ کو دی جاتی تھی۔

آئندہ میری محبت ٹیٹ بپاؤ۔ ابن من صاحب
مصدقہ شیخ محمد ابراہیم خاں نظامی ریاض الدین
ماسٹر جمال محمد فاروقی نظامی۔

بہار وارطیہ

احمد بخش صاحب دولابا بونگ۔ ہتھیرہ
شرف الدین احمد خاں صاحب کھجوراد پٹنہ۔
شیخ خدائش صاحب زمیندار کرشن پور۔
آدم حاجی صاحب محمد صاحب سبل پور۔ لوی
احمد اسد امام صاحب لوہر گارا پٹی۔ محمد
ضمیر الدین احمد صاحب ٹانٹا نگر۔ سید
اشرف الامام صاحب بانلی پور۔ عبدالستار
محمد سلطان صاحب شرم چٹ کھر پور۔
شیخ منصور صاحب بیر بانلی ٹنگ۔ شیخ
صیف اللہ صاحب امام سید راؤ پور ٹنگ۔
ماسٹر عبد الجفیظ خاں صاحب سبل پور۔
پرو فیسر اقبال حسین صاحب ایم اے بانلی
پور۔ محمد حفیظ اللہ صاحب بھولاری شریف۔
ایم ایس غنی صاحب بانکم۔ مولوی عبدالملک
نظامی محبتین شاہی ٹنگ۔ محمد عبدالغنی صاحب
یار پور پٹنہ۔ سیٹھ عبدالستار صاحب محمد صاحب
مولوی پور۔ سید بابو محمد صاحب گلرامی آره۔
محمد اسحق صاحب سبل پور۔ عبد حفیظ صاحب
اور سیر نزاری باغ۔ بیگم محمد اسد نظامی پٹنہ۔
سید حسن صاحب آرزو بانلی پور۔ محمد یوسف
صاحب قادری ٹنگ عظیم خاں عین خاں
تراکو مرچٹ بھگل پور۔ سید مبارک حسن صاحب
بلگرامی آره۔ حفاظت کریم صاحب جپاران۔
ریاست حسین نظامی جپن پور۔ پرنسپل کریم علی
بیگ صاحب ٹنگ۔ عبد الوہید محمد سعید
صاحب مہر مظفر پور۔ ضمیر الدین احمد نظامی
پٹنہ۔ محمد نظامی صاحب سبسان مجرم۔

علی جان نظامی پٹنہ فضل باری صاحب
اور سیر پٹی پور کھر سنگہ مجرم۔ ہانی محمد صاحب
راپٹی۔ محمد حسین نظامی کلرک سینی سنگہ مجرم۔
محمد ضیاء اللہ صاحب بھگل پور۔ شیخ رحمت علی
نظامی جانی باسہ سنگہ مجرم۔ وصی احمد صاحب
نظامی مشک پور۔ والدہ صاحبہ سید نور الحسن
بلگرامی کھگول پٹنہ۔ نور محمد صاحب کلرک
آدرہ۔ بیگم فضل حمید صاحب آره۔ بیگم نور
اقبال حسین صاحب مہندرو پٹنہ۔ بابو نظامی
صاحب ہزاری باغ۔ اے رحمن صاحب برہم پور
پٹنہ۔ محمد ابراہیم خاں صاحب مہرک اڑتلیہ۔
مولوی ایم۔ آر۔ آر نظامی لہدی پور۔ محمد
منیر الدین نظامی منڈر پور۔ گلزار احمد صاحب
سید اگرچہ منور پور۔ ایم این سی عبدالحمید
صاحب پانچو ڈانگا آدرہ۔ یاسمین خاتون
صاحبہ پورنہ۔ زین الدین صاحب وکیل
پریلیا۔ علی احمد صاحب انصاری آدرہ۔ سید
نظامی آدرہ۔ مہنت رام کشن داس صاحب
پٹنہ۔ ڈاکٹر تدرین صاحب فارس منج پورنہ۔
ظہیر الدین حسن انصاری نظامی روہتا ڈھنگ۔
محمد سالم رضوانی نظامی روہتا۔ نظیر صاحب
یزدانی بیار شریف۔ محمد نور صاحب انصاری
مہندرو پٹنہ۔ شاہ مشغول معنی نظامی کھر
پور۔ محمد ہاشم صاحب پارچہ فروش مشک پور۔
اوریل احمد صاحب مہندرو پٹنہ۔ محمد نبی
نظامی آدرہ۔ پرنسپل صاحب مدینہ اسلامیہ
شمس اللہ صاحب مہندرو پٹنہ۔ مولوی محمد رفیع الدین
صاحب راپٹی۔ سلیس محبت معنی صاحب منج
منج گیا۔ عبد الستار خاں صاحب کھر پور۔
حافظ محمد شریف صاحب پش امام پیر شاہ آباد
نام بخش صاحب آدرہ۔ عبد الوہاب نظامی
سبل پور۔ مولوی محمد طیف الدین صاحب

قادری مہندرو پٹنہ۔ رحمت علی نظامی تارین
انسپرکٹر راپٹی۔ مولوی حسین خاں صاحب
جارج پور ٹنگ۔ شیخ عبدالرحمن صاحب کھر پور۔
سید حبیب احمد صاحب جمشید پور۔ خواجہ سیلہ
شاہ حسین صاحب دگا ہی شاہ پٹنہ۔ ایس
ضیاء اللہ صاحب ٹنگ۔ ڈاکٹر ایس اے
غفار صاحب پیر شاہ آباد۔ محمد عزیز صاحب
بانلی پور۔ محمد عبدالکریم صاحب مہندرو پٹنہ۔
محمد حسین صاحب گھانا پورنہ۔ عبدالصمد
صاحب گھاٹ سیلہ۔ شاہ احمد صاحب چشتی
راپٹی۔ شیخ عبداللہ صاحب سامعی جپاران۔
پرنٹنگ مشین زائن صاحب مصر سبل پور۔
حضرت مولانا حسین میاں صاحب قادری چشتی
بھولاری شریف۔ مولانا نیکی شاہ نظامی کھگول۔
شیخ کلومیان محمد اسحق نظامی بردوان۔ آئریس
سید حسین امام صاحب گیا۔ بی بی نظامی کھر پور۔
حضرت مولانا سید محمد الدین احمد قادری شتی
سجادہ نشین بھولاری شریف۔

بنگال و آسام

شیخ فیروز الدین صاحب جاپان والے کلکتہ۔
یوسف ایم اقبال صاحب کلکتہ۔ عبدالستار
عبدالکھر صاحب جھار و کلکتہ۔ ایس ایم
باتی صاحب کلکتہ۔ خواجہ محمد اسماعیل صاحب
ڈاکٹر۔ شفا الملک خان بہادر حکیم صاحب
خاں صاحب ڈاکٹر۔ ایس اے صاحب
کلکتہ۔ شفیق احمد صاحب صدر کلکتہ۔ سیٹھ
عبدالرحیم عثمان صاحب کلکتہ۔ سیٹھ حاجی
محمد اسحق صاحب کراچی والے کلکتہ۔ سیٹھ
محمد عثمان عبدالرحیم صاحب کلکتہ۔ زینب
علی اسماعیل دودو صاحب کلکتہ۔ ابو احمد صاحب
وکیل ندنا پور۔ ایم عطار الرحمن صاحب کلکتہ۔

ناسفورس کے تیل کی شیشی پاؤ اونس کی ایک روپے کو دی جاتی تھی اب آٹھ آنے کو دی جائیگی۔

محمد عبد الغفار میاں صاحب کدو گرم چٹنا
محمد صالح صاحب کلکتہ کرامت خاں
صاحب ڈرائیور کلکتہ سیاح غلام حسین صاحب
ڈرائیور کلکتہ یوسف پٹیل صاحب کلکتہ
مولانا سید غلام مصطفیٰ صاحب حضرت
القادری بغدادی کلکتہ خان بہادر راجہ
ساغر خاں صاحب لاج شاہی اسیر خاں صاحب
محبوبانی پور نواب زادہ خواجہ نصر اللہ صاحب
ایم ایل اے کلکتہ حکیم سید صفدر علی صاحب
کلکتہ سید رشید علی القادری صاحب
بغدادی میدنی پور محمد عمر عثمان صاحب
اجیری کلکتہ حیات بخش نظامی ڈرائیور
کلکتہ واعظ الحق نظامی ڈرائیور کلکتہ
عبداللہ صاحب سب حج کھنہ مسر
ایم اے قریشی صاحب کلکتہ کے اے
طیب صاحب سینئر ڈپٹی کلکٹر علیاٹی گوڑی
خواجہ شہاب الدین صاحب لیبر منسٹر کلکتہ
محمد فیصل الرحمن صاحب کلکتہ ماسٹر انوار
خاں صاحب لودھی کلکتہ محمد سلیمان صاحب
کلکتہ جو دہری محمد اشرف صاحب دہلی پور
ایم اے رشید صاحب دہلی پور سید معز الدین
نظامی دہلی کلکتہ فضل الہی صاحب
پنجابی ڈہاکہ بلکہ روشن آخر صاحبہ ڈہاکہ
خواجہ محمد حسن صاحب ڈپٹی جنرل میجر ای آئی
آر کلکتہ پروفیسر ضبط صاحب ایم اے
کلکتہ سید مسعود حسین صاحب دہلی کلکتہ
امام الدین نظامی گوبانی آسام مولوی
عبدالرحیم صاحب ڈبروگڑہ آسام مولوی
مقبول الرحمن صاحب صلیب آسام یعقوب
علی شاہ صاحب صفوی ڈبروگڑہ آسام مولوی
سید محمد ہدایت اللہ صاحب زبیرا سلیبٹ
آسام محمد سلیم صاحب چور منچہ آسام

بابو عبد الحق صاحب ٹھیکیدار گوبانی آسام
رحمت اللہ نظامی گوبانی آسام مولوی علی
صاحب حیف انجینئر ٹھیکہ آسام

ہندوستان سے باہر

ایچ ایم سعید صاحب ٹرانسوال افریقہ عطا محمد
جنجوعہ نظامی دارالسلام افریقہ سید ابراہیم
الحمد صاحب مگادی افریقہ روشن پٹیل
عبد المجید الف خاں نظامی ڈبرو جنوبی افریقہ
قاضی برکت علی نظامی آفریقہ حسن خاں
صاحب ورائی برگ افریقہ صدر دین صاحب
موروگور افریقہ تاج دین صاحب قریشی
لگونا افریقہ یاس منور جنگ صاحب زوڈو
افریقہ محمد آدم صاحب انوری بوتھا بوتھا
افریقہ اے رحمن صاحب کنگو افریقہ
محمد یعقوب صاحب نیروبی افریقہ عبدالقادر
شمس الدین صاحب بوتھا بوتھا افریقہ
ڈاکٹر محمد الدین رازی نظامی کپالہ افریقہ ایم
قادر صاحب ڈبرو افریقہ گوہر علی نظامی
امریکہ راجہ اے مارٹن نظامی سان فرانسسکو
امریکہ بی جی حافظ صاحب مے ولی افریقہ
اعلیٰ حضرت متوکل علی اللہ محمد ظاہر شاہ بادشاہ
افغانستان سردار شاہ محمد دغازی صدر
افغانستان سردار صلاح الدین سلجوقی
افغانستان صاحب المعالی مولانا علیہ
سلیمان صاحب وزیر مال مکہ معظمہ اے
اے صوفی صاحب ڈبرو افریقہ میاں طاہر
صاحب ڈبرو افریقہ ایم ایچ صوفی صاحب
سپرنگ فیلڈ افریقہ حسین رحیم صاحب
ڈبرو افریقہ ایم اے علی خاں صاحب
مسجد سلیمان ایلین عبد الصمد صاحب
ڈبرو افریقہ کریم خاں نظامی ڈبرو افریقہ

این ایم ایس محی الدین صاحب کولمبو لنکا
غلام فرید صاحب صوفی اور پٹ افریقہ
عبد المجید صاحب ڈبرو افریقہ محمد جان
نظامی رنگون برما سینیہ احمد صادق محمد
قاضی صاحب ڈبرو افریقہ سید شرف الدین
صاحب واعظ ڈبرو افریقہ میاں امیر میاں
عثمان خاں نظامی بنکاک سیام آمین بی
نظامی بنکاک سیام شاہ حامد نظامی بنکاک
سیام محمد صنیف صاحب ٹھیکیدار برما محمد
حدیق نظامی ٹھیکیدار برما مسٹر اے آر نظامی
ٹھیکیدار برما

آمین یا اللہ

قبول کر میری یہ دعا اپنے وعدے کی موافق کہ
میں تیری دعا قبول کروں گا اور بدل کے
نعمتوں کی برائیاں اور تقدیر کے لکھے دکھ
ان سب کے جن کے نام میں نے تیرے
مقبول نخت کے سامنے بھی پیش کئے اور
بنائے سچی تقدیریں ان سب کی جو ان لوگوں
کی ہوئیاں ہوں اور جو ان کے بچے ہوں
اور جو ان کے قریب و دور ہوں اور جن کی
قسمتوں کا اچھا ہونا یا نہ سب چاہتے ہوں
صدقے اور طفیل اور وسیلے سے محمد
کے اور علی وصی رسول اللہ کے اور فاطمہ
بنت رسول اللہ کے اور حسن حسین فرزند
رسول اللہ کے اور عیسیٰ عاشرہ ائمہ سلمہ
ارسلان رسول اللہ کے اور برکت سے ارواح
پاک حضرت خواجہ صاحب اجیری و اور حضرت
خواجہ قطب صاحب دہلی و اور حضرت بابا فرید
اور حضرت خواجہ نظام الدین ولیاؤد کے قبول کرو
اور پوری کر میری سب التجا
رَبِّنا نَقْلُ بِعَظَمَاتِ اَنْتَ الشَّيْخُ الْبَاقِي

فاسفوس پس کا تیل اور کونین کا تیل ہر مقام کے ایجنٹوں کو دیا جاسکتا ہے۔ ملی کمپنی دہلی کو خط لکھیے۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۶ شعبان ۱۳۵۵ھ جولائی ۱۹۳۶ء جمعہ دہلی
صادق شہید کا عرس ۶ شام کو میرے
خسر سید محمد صوفی شہید کا سالانہ عرس ہے۔
خواجہ بانو نیاز کے انتظام میں معروف ہیں۔
میں آج دن بھر ملکوت منزل میں رہا جمعہ
کی غادر گاہ شریف میں پڑھی۔ گرمی بہت زیادہ
تھی۔ اندک کرتہ دو بار دھویا نعیم صاحب کو بخند
ہے۔ لکھنے کا کام خود کرتا رہا۔

مسٹر سہیل یوں مرزا ۶ سر میرزا آہنیل بن الہک
کے فرزند جمالیوں میرزا صاحب ملنے آئے تھے
اپنی بہن کی ایک منت کی رقم بھی دی تھی
سر میرزا سے صورت و سیرت میں
بہت مشابہہ ہیں۔ اپنی والدہ کی علالت
کا ذکر کرتے تھے کہ وہ آجکل بنگلور اسپتال میں
خور بانو ملنے آئیں تھیں۔ علی سبغاندان
والوں کے ساتھ درگاہ حضرت
بی بی نورہ میں گئے تھے۔ جہاں آج
پولیس نے تحقیقات کی تھی۔ میں
دن کو بھی سو رہا تھا۔ اور رات کو بھی بہت
اچھی نیند آئی تھی۔

سید انور الدین احمد نظامی میرے لئے
بہت نصیحتیں فرماتے تھے۔ جیسے ان کی محبت
و عقیدت مٹتی ہے۔ ویسے ہی تم بھی بے حد
شیریں بنو۔

۶ شعبان ۶ جولائی شنبہ دہلی
بے حد گرمی آج گرمی کی شدت حد سے
بڑھ گئی تھی۔ شام کو اور آبا بھائی گیارہ بجے
ہوئی بات ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ دن بھر

ملکوت منزل میں کام کیا۔

ملاقاتی ۶ سید شفی شاہ نظامی اور محمد افضل
صاحب اور مسٹر جمالیوں میرزا خلیفہ سر میرزا
احمد علی صاحب ملنے آئے تھے۔ سید شفی شاہ
کلہ بلکے سفر کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔
بہن نے خواب میں دیکھا کہ مسٹر جمالیوں میرزا
کہتے تھے۔ اُن کی بہن نے مجھے خواب میں
دیکھا تھا۔ اس کی نذر تھی جو جمالیوں میرزا
صاحب کل ملائے تھے۔

ابو طالب نظامی سیال کوٹ سے آئے ہیں
اخوانی نظامی کے لڑکے ہیں۔ اسی نظامی اُن
کو دہلی سے لائے تھے۔ میں علی کے ساتھ دہلی
گیا تھا۔ واحدی صاحب ملے تھے۔ اُن کے
لڑکے سید میر سی رضا نے بہت دلچسپ باتیں
کیں تھیں۔

رات کو ڈھائی بجے بیدار ہوا تھا۔ ۴ بجے
ملکوت منزل میں آگیا تھا نعیم صاحب کو بخار
ہے۔ آج ۸ جولائی کا منادی شائع ہو گیا
مہدی اود ساجدہ اور ولی اود عابد نے بھی
اخبار پرنٹ لگائے تھے۔ سید ابن عربی
کی اہلیہ شاہ بانو نے آج شام کو صادق شہید
کی نیاز دلوائی تھی۔ خواجہ بانو کل نیاز دلوائی تھی

۶ شعبان ۶ جولائی اتوار دہلی
سر سید سلطان احمد آج صبح علی کے
ساتھ سر سید سلطان احمد صاحب سے ملنے گیا
غالب اُن کی صحبت بہت اچھی ہے۔

مسٹر کریمین ۶ دانسر نے کسے پولیس کل سکرٹری
سر کریمین سے بھی ملے گیا تھا۔ پون گھنٹے بائیں

دعوت ۶ سائیکے شیخ محمد عثمان صاحب آزاد
مالک روزانہ اخبار انجام کے دفتر میں گیا تھا جہاں
انھوں نے کاظم علی صاحب ایڈیٹر رسالہ
کہکشاں کو دعوت دی تھی۔ پنڈت گجاندہ
صاحب شرو اور دیو دیو والے جو دہری سلطان
صاحب بھی شریک طعام تھے۔ کھانے کے
بعد آم بھی کھائے۔ بہت دلچسپ اور صاف
دل والوں کی مجلس تھی کسی قسم کی ظاہر پروری
کی باتیں نہیں تھیں۔

واپسی میں حکیم حاجی عبد الجبار صاحب مالک
دواخانہ مہر داور اُن کے بھائی صاحب سے
بھی ملاقات ہوئی اور وہ درگاہ تک میرے
ساتھ آئے حاجی بشیر صاحب لکھنوی دہلی
کی دکان پر بھی گیا تھا۔

ابرو بارش ۶ آج آبر آیا ہے۔ بجلی سی بارش
بھی ہوئی ہے۔ گرمی کم ہو گئی ہے۔ ۶ بجے تک
ملکوت منزل میں کام کرتا رہا نعیم صاحب
اب تک بیمار ہیں۔

صادق شہید کا عرس ۶ شام کو لاہور
صادق شہید کا سالانہ عرس اُن کے مزار پر
ہوا تھا خاندان کے سب لوگ شریک تھے بستی
کے ہندو مسلمان بھی آئے تھے۔ جنگ پورے
سے ڈاکٹر شفا رام صاحب اور جودہ پور سے
حکیم شہار احمد نظامی اور دہلی سے علین احمد
نظامی بھی شرکت کے لئے آئے تھے۔ چونکہ
نیاز کی سب چیزوں کی بندش اور راشن بندی
ہے۔ اس لئے آموں پر نیاز دلوائی تھی گیارہ
خون آموں کے تھے مولانا سید عبدالرزاق صاحب

خواجہ حسن نظامی کی عام فہم تفسیر کا نام فہم اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ عقول اور سچوں کی سمجھ میں آجاتی ہے۔

تھے۔ مگر وہ نیاز میں شریک نہیں ہوئے۔
رانی بھی ہوئی تھی، حکیم شام احمد صاحب اور
اکثر شہزاد صاحب اور سید میر افغان نے
دالوں کو روپے دئے تھے۔

بو طالب نظامی، روشن دل، اخلاقی نظامی
انوکا ابوطالب نظامی بھی شریک عرس تھا۔
دور باونجی عرس کی شرکت کے لئے آئی تھیں۔
مسٹر جناب سے بات چیت، رات کو
فائدہ مند مسٹر محمد علی جناح سے ٹیلیفون میں
بات کی تھی۔ میں ان کو قوالی کی مجلس میں بلانا
چاہتا تھا، انھوں نے کہا میں بڑی فخر منائی
جہاز میں حیدر آباد چلا جاؤں گا۔

رات کو ٹھنڈی ہوا چلتی رہی بارش نہیں
ہوئی مجھے تین بجے تک نیند آئی پھر کھل گئی
۸ شعبان ۱۳۵۷ جولائی پیر دہلی
آٹا نہیں تھا، کل دوپہر کو گھر کا آٹا ختم
ہو گیا تھا، تین چار مہمان آئے ہوئے تھے۔
پتلی پھیری پکا کر سب کو کھلائی، اور میں نے
فقط آٹا کھانے کو پورا رات وقفہ مجھے پھیری موافق
نہیں آتی۔ آج صبح اسکول جانے والے
بچوں کو کل صبح کی باسی، روٹی ٹکڑوں
پر سینک کر کھلائی، اور سب گھر والوں اور
مہمانوں نے بازار کے سبکٹ کھائے۔ دوپہر
کو اور شام کو آٹا قرض منگا کر آدھا آدھا بیٹ
سب نے کھایا۔ کل منگل کو راشن کارڈوں
کا آٹا ملیگا۔ تب سب کی بھوک کو بیٹ
بھر کر روٹی ملے گی۔ راشن مردہ باد۔

طافاتی، قاضی فیروز الدین صاحب اور
محمد صدیق صاحب موٹر والے ملنے آئے تھے
محمد صدیق صاحب نے میری موٹر کا بھیر کر لیا ہے
میں نے ایک سال کی رقم ایک سو اسی روپے
دے دئے۔ آج نعیم صاحب کا بخار

بڑھ گیا ہے۔ ملیر یا معلوم ہوتا ہے کہ میں
تیل استعمال کر رہا ہوں۔ ڈاک خانوں
کی سرتال کی وجہ ڈاک نہ جاسکی اور نہ روپوں
کی ڈاک آئی۔ عبدالستار صاحب ملین ملانی
میں تاجر بیبی اور ان کے بھتیجے احمد محمد
ملنے آئے تھے، یحیٰی صاحب مجراتی کے
شاعر ہیں اور اردو اشعار بھی کہتے ہیں، دُش
اور سب سے تہہ بڑوں کی مجلس میں تجارت کرتے ہیں۔
۹ شعبان ۱۳۵۷ جولائی منگل دہلی
چشم چشم بوندیں، آج ملی ملی بارش ہوئی
ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ اور میں ملکوت
منزل میں چپ چاپ لیٹا ہوں۔ لیکن کی
کوشش کرتا ہوں تو انہیں ناتوانی اور کوری
کا غر کر رہی ہیں نعیم صاحب شدید بخار میں مبتلا
ہیں۔ اس واسطے میں موٹر کار والا آج بیکار ہو
حاصل کا خط، آج ڈاک میں ایک حاسد کا
خط آیا تھا فادر کاری تھا اندر خط بگاڑ کر لکھنے
کی کوشش کی گئی تھی۔ ماسٹر محمد صدیق تیرا لایا
خاں دہلی تہہ لکھا تھا۔ مگر یہ فرضی تہہ تھا، ایسے
بہت سے حاسد میرے پیچھے پیچھے آدھی صدی
سے بھونکتے رہتے ہیں اور میں آگے چلتا رہتا
ہوں۔ ان حاسدوں کی باتوں اور تحریروں
سے میری عقلی قوت ترقی کرتی ہے۔

مولانا صاحب کی اخبار انجام دہلی کے
ملیر ملیر ملیر ملیر ملیر ملیر ملیر ملیر ملیر
نے چند سہالات کئے تھے۔ میں نے کہا تمہارے
ان سوالات میں حسد کی بدبو آتی ہے۔ میں
صابری صاحب کو کم از کم میں برس سے جانتا
ہوں وہ اولیاء اللہ کے ماننے والے ہیں اور
اخبار نویس میں غیر معمولی قابلیت رکھتے ہیں
ریاست اخبار کی فرمیاں صابری صاحب
کی لیاقتوں کا نمونہ تھیں اور اب ہفتہ وار

اخبار انجام کی برتری بھی صابری صاحب کی
ممتاز نظم کاری کا مینہ ہے۔ ایک لائق آدمی
کی بڑائی کرنے سے آپ کی لیاقت میں ترقی نہیں
ہوگی، حکیم لقمان نے نالائقوں سے عقل سیکھی
میں آپ لائقوں سے عقل سیکھئے۔ انھوں
نے فرزند باقی صاحب کا ذکر شرف کو دیا اور
کہا صابری صاحب کو بقا کی صاحب فقنا
جانتے ہیں آپ نہیں جانتے۔ میں نے کہا
جائے چشم بوندیں برس رہی ہیں اور کھلے
کی سیر کھئے بے نتیجہ باتوں سے میرا اور اپنا
وقت ضائع نہ کیجئے۔

شیریں ام، سید ذکی حسن میرے لئے تم
لائے تھے اگرچہ دہلی سے خریدے تھے لیکن
ان کے انتخاب کی داد دینی چاہئے کہ مجھے شیریں
میں آجکل دو وقتہ آم کھاتا ہوں۔ حکیم شام احمد
نظامی کے لائے ہوئے نمبر شہت آم بھی بہت
اچھے تھے۔ شفاعت صاحب کے ساتھ ایک
صاحب آگرے کے ملنے آئے تھے۔ مولانا
عشق نظامی ہی حسب معمول اور سید محمد علی
صاحب اور ضوفی صاحب اجیری بھی آئے تھے۔ میرے
بھتیجے سید بد الدین نظامی ایک ہندو دوست
کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

مسٹر جناب سے کانا بانی کی پرسوں شام
کو مسٹر جناب سے ٹیلیفون میں جو کانا بانی ہوئی
تھی وہ براتی ہی تھی جتنی روز نامے میں درج
ہے۔ حاسدوں نے جو غلط بیانیوں اس کی
نسبت شہرہ کی ہیں وہ سب جھوٹی ہیں
حیدر آباد کی نسبت میں نے ان سے کوئی بات
نہیں کی۔

توح ریت کو بہت ٹھنڈی ہوائی اور صبح
۴ بجے بارش ہی ہوئی تھی آج بھی نعیم صاحب
کا بخار تیز ہوا۔ میرا حکیم سلطان اس کی خدمت

حکیم نعیم کی لکھائی چھپائی اور کاغذ بہت عمدہ ہے۔ سائز اٹھارہ مائیس کا آٹھواں ہے۔

گرتا ہے۔ اور میں بھی بدھوی بھی اُن کی خبر گیری کا خیال رکھتے ہیں۔

۱۰ اشعبان ۱۲ جولائی بدھ دھولی موسم آج دن بھر گنگا میں موبہا۔ کبھی اور کیا کبھی دھوپ نکلی۔

شب برات ۱۱ شعبان کا چاند بڑی وجہ سے دہلی میں نظر نہیں آیا تھا۔ حیدر آباد سے چاند دیکھنے کا تار آیا تھا اُس کی بنا پر شب برات ۱۲ جولائی اتوار کے دن ہوگی محرومی کے بعض لوگ ۳۰ کے حساب سے پیر کی شب برات سمجھ رہے ہیں اس لئے میں نے منامی خاردار کو اطلاع میں بھیجی ہیں کہ حیدر آباد کے تار پر اعتماد کیا جائے۔ کیونکہ شب برات اسلامی روایات کی بموجب عبادت کی رات ہے۔

لہذا صبح وقت پر عبادت ہوئی جاوے۔ عبادت کے لئے ٹھیک وقت کی پابندی ضروری ہے۔ اور غلط تاریخ کا اثر رمضان اور عید کی رویت پر بھی پڑے گا۔ یہ کام علما کا ہے کہ وہ قوم کی ٹھیک رہنمائی کریں اور رویت کا اختلاف مسلمانوں کے نزدیک آتام میں قتل نامانہ ہو۔ مگر وہ حسب سیاسیات کے کمزور ہیں وہ دب گئے ہیں یا ڈکیاں کھا رہے ہیں۔

نعم صاحب کا بخارا آج زیادہ بڑھ گیا میرا ہے۔ ڈاکٹر شفا رام صاحب کا علاج ہے علی گڑھ میں ان کی بیماری کے لئے ان کے پاس رہے۔ میں حکومت منزل میں کام کرتا رہا۔ بدھ والے سید یامین نظامی آئے تھے۔ دائرہ کار دو ڈاکٹرین سے میری باتیں دائرہ میں درج ہے۔ پانی کی خشکی تکلیف دیتی ہے۔ خواجہ جانے میں بھی تکلیف ہوتی ہے۔ شارع کے باتیں میری دُر

کا اثر محسوس ہوتا ہے۔ میں نے گرم پانی میں نمک ڈال کر کلیاں کی تھیں اُس سے ذرا تسکین ہوئی تھی۔

نبض نامہ کہ پروفیسر مراد صاحب کا خط آیا تھا۔ انھوں نے بھی میرے سوال حسن نظامی کی نبض دیکھنے کا جواب تفصیل اور وضاحت سے لکھا ہے۔ میں یہ سب خطوط ایک الگ کتاب میں شائع کروں گا۔ جس کی تیاری سو رہی ہے۔

سمیر لاؤلیا چھپنی شروع ہو گئی ہے آج محبوب المطالع دہلی سے فارسی سیر لاؤلیا کے دو پروٹ آئے ہیں آٹھ صفحے کی کتاب بہت اچھے کاغذ پر چھپوائی شروع کی ہے۔ اور چونکہ اس میں محبوب الہی کی زندگی مفصل

تاریخ ہے اس واسطے میں نے چھاپے خانہ بھی ایسا انتخاب کیا ہے جس کا نام محبوب المطالع ہے۔ چونکہ فارسی سیر لاؤلیا بایاب ہو گئی ہے۔ اس واسطے پہلے فارسی میں چھپواؤں گا اور اس کے بعد زندگی بابتی رہی تو اردو ترجمہ بھی شائع کروں گا۔

چھپائی کا خرچہ کم اس بڑی کتاب کی چھپائی میں بہت زیادہ خرچہ ہو گا۔ میں نے اس کام کے لئے پانچ پیادوں کا نام منتخب کیا ہے۔ ان کی امداد اس کی چھپائی میں قبول کروں گا ایک پائل محمد حسین دینی نظامی لاہور۔ دو ستر حکیم منزل شاہ نظامی لاہور۔ تیسرے سید احمد نظامی کانپور۔ چوتھے او کے احمد حسین نظامی لاہور۔ پانچویں ماسٹر نجم الدین نظامی لاہور۔ ہر ایک سے پچیس روپے لئے جائیں گے اور بقیہ تمام خرچہ میں خود ادا کروں گا۔

یہ کتاب بخارا کی متعدد سے الگ ہے کیونکہ آج کل ہندوستان میں فارسی سمجھنے والے

بہت کم ہو گئے ہیں اور اولیاء اللہ کے تذکرے پڑھنے کا شوق ہی بہت کم ہو گیا ہے۔ اس واسطے میں اس کتاب کی قیمت نہیں رکھوں گا مشہور لائبریریوں اور نامی درگاہوں اور ممتاز شائع کی خدمت میں با قیمت بھیجوں گا البتہ اس کا اردو ترجمہ تجارتی اصول پر شائع ہو گا۔ اور اُس کی قیمت لی جائے گی۔

۱۱ اشعبان ۱۲ جولائی جمعرات دہلی محمد نعیم صاحب بی اے کے میرزا پور کے محمد نعیم صاحب بی اے دو سال سے دہلی میں سرکاری ملازم ہیں اور میری بستی میں رہتے ہیں۔ روزانہ صبح مجھے انگریزی اخبار سنانے آتے ہیں۔ آج انھوں نے اپنا ایک خواب بیان کیا

بہن میں انھوں نے مجھے دکھایا تھا۔ نیاز کی رقم دی اور شام کو بیعت بھی کی۔ آج اور بھی دو آدمیوں نے اپنے خواب بیان کئے جن میں انھوں نے مجھے دکھایا تھا۔ شہادت حسین صاحب

قرشی اکبر آبادی برج حسن میں رہتے ہیں اور روزانہ فجر سے اُٹھتے ہیں۔ میں آج دن بھر ملکوت منزل میں کام کرتا رہا۔ آج نعیم صاحب کا بخارا نکلیا۔ بارش نہیں ہے۔ گرمی زیادہ ہے آج رات کے ۱۲ بجے سے ڈاک خلنے کے کچھنے نوکر دینے ہر تال کر دی۔ میرے دفتر سے ڈاک گھر واپسیوں سے بند ہے۔

۱۲ اشعبان ۱۲ جولائی جمعہ دہلی دو شادیاں آج میری بستی میں دو شادیاں ہوئیں۔ ایک خلیل احمد نظامی ہزار دہری کے بھائی کی شادی میری ماموں زاد بہن کی نواسی سے ہوئی۔ ایک ہزار روپے کا ہر منہا۔ دوسرا کراچ ملکوت منزل میں میں نے پڑھا۔ دو بہن دو لہا میرے سامنے تھے۔ دس خیرات دیکھ کر کام ہر منہا بخارا میں میرا لایا۔ تری

ماہنامہ نعیم صاحب منظمی سے نامور علماء کی شرکت سے چھ برس کی گناہار محنت سے تیار کی گئی۔

کی عمر ۲۵ سال تھی۔
سنادی شائع ہو گیا کہ آج ۱۶ جولائی کا
سنادی شائع ہو گیا۔ ۲۴ جولائی کا سنادی
بھی تیار ہے جو ۱۶ جولائی کو شائع ہو جائیگا
آج خان بہادر حاجی وجہ الدین صاحب نے
ڈاک خانے کی ہر تال بند کرانے کے لئے میرا
بیان لیا تھا۔

رات کو ریلوے میں سنا تھا کہ ہر تال بند کرنا
کے سات حصوں میں بالکل نہیں ہے۔ صرف
۲۰ حصوں میں ہے۔ دہلی، جواہر پور، دہلی
دہلی، کلکتہ، ممبئی میں مکمل ہر تال ہے۔
مولانا شہید صاحب، شام کو جناح لانا
صوبہ اللہ صاحب شہید فرنگی محلے
آئے تھے۔ دہلی کے مسلمان ان کو بہت
مانتے ہیں۔ اور ہمیشہ ان کو تقریروں کے
لئے بلاتے رہتے ہیں۔
حبیب صاحب، مولانا شہید کے چھوٹے
فرزند مولانا حبیب آج کل کشتے میں ہیں۔ جناح
مسلم لیگ کے دو روزانہ اخبار نکلنے والے ہیں۔
ان کی ایڈیٹری کے لئے گئے ہیں۔

مولانا حبیب غیر معیاری لیاقت اور ذہانت
و طباعی رکھتے ہیں امید ہے ان کی ایڈیٹری تیار
انہر کا میاب ہوگا۔

۱۳ شعبان ۱۳۱۳ھ جولائی شنبہ دہلی
چیف کسٹمر صاحب، آج صبح ذرا کے ٹائٹ
میں چیف کسٹمر صاحب کو جلی سے لٹنے گیا تھا۔ وہ
چھتے کی رخصت گزارنے کے لئے تھے۔
بے بس تھے۔ بھئی، بس آئے ہیں۔ آج کھینچو
نے بالکل نئے انداز سے ملاقات کی ان کا ریلی
ایک سر سے نئے راستے کے لئے گئے۔ اور چیف کسٹمر
صاحب کے چھوٹے بیٹے نے لہنا وارنٹس کہا جس کے علما
خواجہ جن نظامی اس کے بعد ججہ اندر لے گیا۔

چیف کسٹمر صاحب نے اپنے قریب چٹا کر باتیں
کیں۔ میں نے کہا چرس سے آپ کی صحت اچھی
معلوم ہوتی ہے۔ انھوں نے کہا مجھے بعض اوقات
معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں بھی ننگ خدا کی احتیاط
کر رہا ہوں۔

برٹ کی قلعیاں فروخت کرنے والوں کو شکر
دینے کے لئے میں نے کہا جواب دیا۔ مجھے بہت
افسوس ہے کہ میں ان کے لئے کچھ نہیں کر سکتا
کیونکہ جس طرح اور سب دکان داروں کی شکر
میں کی ہوئی ہے۔ اسی طرح ان کی شکر بھی کم
کی گئی ہے۔ انھوں نے یہی کہا کہ مودے
کی خرابی کے سبب میں نے بھی دعوتوں میں
جانا ترک کر دیا ہے۔

حاجیوں کی امداد آج فریق المسلمین خان بہادر
حاجی وجہ الدین احمد صاحب سے بھی ملے گیا
تھا وہ آج کل حاجیوں کے امدادی کاموں میں
ہر وقت مشغول رہتے ہیں۔ ڈاک کی ہر تال
کے سبب جو مشکلات حاجیوں کو پیش
آ رہی ہیں انھوں نے اس کا بھی ذکر کیا۔

سید احمد صاحب زبیدی، آج خطیب عظم
مولانا سید محمد صاحب زبیدی کے فرزند سید احمد
صاحب زبیدی دیوبند جو ان مسلمانوں کے ساتھ
ملنے آئے تھے ان کے ایک دوست نے

ادبی کتاب لکھی ہے۔ اس پر تقریر لکھ دی تھی
سیر لاؤ لیا کی کامپانی، کتاب سیر لاؤ لیا
کے دو پروف پرسیں آئے تھے۔ ان کی کھت
کے وقت محسوس ہوا کہ کامپانی کی کھت اور
ہوئی ہے اس واسطے آج مجیب المطالع
میر، ارباب کامپانی واپس لایا اور علی
کی دوست ایک کامپانی کو دوبارہ پروف بہت سی
غلطیاں نکلیں۔ خاص کر عربی عبارتوں میں
غلطیاں اور ترک بہت زیادہ تھے انکھوں

کی مودوری کی وجہ سے یہ مودوری سوئی ہے
کیونکہ کامپانی کا نذر کا خدا نظر نہیں آتا اور محنت
کرنے والے عربی اور فارسی نہیں جانتے جس
طرح ہونے کے گا خود ہی صحت کروں گا مولانا
عبداللہ صاحب نے یہ کامپانی لکھی ہیں۔ ان
کو آج امر وہ تار بھیج کر دہلی میں بلایا ہے۔ وہ
چونکہ پورے مولوی ہیں۔ اس واسطے امید ہے
کہ جو غلطیاں رہ گئیں ہیں درست ہو جائیں گی
اور میں قیامت کے دن جب حضور سلطان
کے سامنے حاضری دوں گا تو قدوس میں سر
رکھ کر عرض کروں گا جتنا مجھ سے ہر کام میں
نے حضور کے ذکر خیر کو اسی حدت میں دُنیا
کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی۔

روا اور شکر نایاب ہے کل شب برات ہے
روا اور شکر نایاب ہے۔ حلوانہ میں سنگیاہیں
نے درادہ کیا تھا کہ پانی پر تھوڑے کے تقسیم کر دیا
اور دہلی کے اخباروں کو بھی یہ خبر بھیج دی تھی
مگر آج یہ انتظام کیا کہ لال شکر سنگی اور اس کو لال
میں ڈال کر پکایا اور پٹنگری ڈالی جس سے اس
کا سبب کم ہو گیا۔ اور پھر تھوڑا سا دودھ ڈال کر
کیا جس سے شکر کا رنگ بہت صاف ہو گیا پیم
آٹا بھی میں بھونا اور لال شکر کا شہرہ اس میں
ملا کر حلوانا لیا سفید شکر سے یہ حلوانا بھی
زیادہ ہے اور اس میں پاکیزگی ہی ہے کیونکہ
قد بنانے میں تیزاب ڈلے جاتے ہیں اور اس
میں سٹماس بھی کم ہوتی ہے۔

یہ تو محض اُن لوگوں کو سمجھانے کے لئے ہے
جو یہ خیال کرتے ہیں کہ شب برات کی نیاندھ
کے سو اسی اور چیز پر نہیں مہنتی۔ وہ نہ خدا
مصمم یہ ہے کہ کچھ پانی پر نیاز دوں گے
اور اس کو تقسیم کرنے کے بعد پھر اس کی نیاندھ
پر نیاز دوں گے۔ نہ اور لال شکر کی نیاندھ

نواچہ سنائی گئی کہ، ہم تقسیم اور اس کے اردو ترجمے پڑھنے والا قرآن مجید کی تعلیم کو فروغ دے رہے ہیں۔

ملکوا بہت قدیم چیز ہے۔ کیونکہ رواد اور میدہ اور سفید شکر نے زمانے کی چیزیں ہیں۔ حضرت بابا صاحب اور حضرت سلطان المشائخ نے ان کے زمانوں میں ان کے لپسی کا رواج تھا۔

دہلی خوش ہر ہے ہیں کہ نیاز پرستوں کو رواد اور شکر نہیں ملی اب ان کی نیاز نند ترک ہو جائے گی۔ مگر کیا جواب دیں گے۔ وہ اس مقلد کا جو دھام میں مشہور ہے کہ وہ مر گئے مردود دین کی فاتح نہ درود

یعنی چونکہ دہلی اپنے بزرگوں کی نیاز نند نہیں کرتے اس واسطے نیاز نند کرنے والے ان کی نسبت یہ فقرہ بازی کرتے رہتے ہیں۔ یہ نیازیں اور نذریں تو ہماری عقیدت

اور محبت کی یادگار ہیں۔ ورنہ بزرگوں کی اولاد کو نہ ہمارے حلوے کی ضرورت ہے نہ ہماری چپاتی کی ضرورت ہے۔

پروفیسر سلیم الزماں صدیقی نے آج چیف کٹر صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ڈاکٹر سر بھنڈرا کے دفتر میں گیا تھا اور پروفیسر سلیم الزماں صاحب صدیقی سے ملا تھا۔ جو چہرے کے تعلیم یافتہ ہیں اور فن کیمیکل کے بہت بڑے ماہر ہیں یہ لکھنؤ کے مشہور مسلم لیگی لیڈر جو دہری خلیق الزماں صاحب کے بھائی ہیں۔

۱۴ شعبان ۱۴۲۱ھ جولائی ۱۹۰۵ء دہلی شہر برات آج میری جی میں شہر برات ہے۔ دہلی میں بھی اکثر جگہ شہر برات آتی تھی ہے۔ لیکن نوکری پیشہ لوگوں نے اس نے کل میر کی شہر برات مانی ہے کہ میر کا ہی چھٹی مل جاتے۔ چنانچہ ان سب کو میر کی چھٹی مل گئی ہے۔

فخر بھی نظامی نے لاہور کے پرائے مرید غلام فرید فخر نظامی آجکل دہلی میں آئے ہیں۔

یہ دوسرے میں لازم ہیں آج مجھ سے بھی ملنے آئے تھے ہر شہر چند نظامی آج ایک ہفتہ ہوا بعد از نظامی ملنے آئے تھے۔ احمد میں روزانہ چھپے ہیں ان کے آئے کا ذکر لکھنا بھولی گیا تھا۔ آج ان کے قربت دار ہر شہر چند نظامی بی اے ملنے آئے تھے۔ ان کا دفتر بھی سنبھلے سے دہلی میں آگیا ہے اور میلا رام نظامی بھی سنبھلے سے دہلی میں آگئے ہیں۔ ان کے والدہ اور بہن عام نظامی علی پور ضلع مظفر گڑھ پنجاب میں ہیں۔

نور احمد صاحب نے بھاول پور کے ایک زمیندار نور احمد صاحب ملنے آئے تھے۔ جو آجکل پاک پٹن شریف میں رہتے ہیں سہانسی کے عرصہ میں آئے تھے۔ وہاں سے آئے ہیں۔

یہ ہر چاندات کو پاک پٹن شریف سے دہلی میں آئے ہیں۔ ان کو حضرت مجدد پاک پٹن سے بہت زیادہ اعتقاد ہے۔ حضرت خواجہ

الند بخش صاحب تونسوی کے سلسلے میں بصیر پور کے ایک بزرگ سے بیعت ہیں۔ مگر میری ان کی ملاقات گذشتہ عرصہ سے ہوئی ہے۔ آج انھوں نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ حضرت سلطان المشائخ نے ان کو خواب میں مجھ سے ملنے کا حکم دیا تھا۔ اس لئے میں نے آج ان کو اپنے سلسلہ نظامیہ کی ایک جگہ

چیز بتائی۔ ان کو قوائی کا بہت ذوق ہے اور قوائی کو روپیہ بھی بہت دیتے ہیں۔ پتہ زمینداری کا رو با سکی سمجھ بھی اچھی ہے۔ ان کے والد زندہ ہیں۔ جمادی است بھاول پور کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔ یہ سب پنجابی ہیں۔

جو بڑے صاحب نے دہلی امپورٹ ڈپارٹمنٹ کے ایک فخر جو بڑے صاحب اپنی بیوی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے ان کی بیوی

کو گڑھ دیا تھا۔ خزانے مینا دیا ہے۔ اس بچے کو لے کر آئے تھے۔

ڈاڑھ کا درد آج بھی مجھے ڈاڑھ کے درد کی بہت زیادہ تکلیف رہی۔

عظم ناک خیر آج صبح ٹیلیفون سے خبر آئی کہ مفسر فصیح الدین احمد ایم اے دہلی نے وفات پائی۔ ایک بچے تاکہ میں دہلی گیا تھا۔ اعدان کے دفن میں شرکت کر کے چار بجے گھر میں واپس آیا تھا۔

منشی قربان علی صاحب سہل آج منشی سید قربان علی صاحب سہل مرحوم کے مزار پر بی فاتحہ خوانی کی تھی۔ ان کی قبر کا کتبہ تیار کر دیا ہے۔ اب بہت جلد گڑھ کراؤں گا۔ شام کو جو رہا نوبت برات کا سلام کرنے آئیں تھیں۔

شب بیداری آج حسب معمول ساری رات بیدار رہا تھا۔ خواجہ بانو اور گوہر بانو

بھی بیدار رہی تھیں۔ اور عبادت کی تھی۔ حکیم عبدالسلام نظامی نے دہلی کے حکیم عبدالسلام نظامی بہت پرلے ملنے والے ہیں۔ احوال کئی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابھی حال میں مرید بھی ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ایک عزیز کے لئے آجکل کوشش میں مصروف ہیں جو دہلی کے رہنے والے ہیں۔ یہ بھی

میں ان پر خون کا مقدمہ قائم ہو گیا ہے۔ اور بھانسی کا حکم صادر ہو گیا ہے حکیم عبدالسلام نظامی جس خلوص و محبت اور دانش مندی اور محنت کے ساتھ اپنے عزیز کی جان بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسی مثالیں میں نے بہت کم دیکھیں تھیں۔ وہ میرے پاس آج کے لئے مسلسل آتے رہتے ہیں۔

تو ر مہ جانی نے آج صوفی صاحب بھیری نے نیاز کا ذکر کیا اور جانی صاحب نے بھی

کہ وہ پرائی تہذیب اور نئی تہذیب کی تکلیف دہ
خوبیاں اپنے اندر رکھتے تھے لیکن جس شخص
کرنے سے اُن کی یاد قائم نہیں رہ سکتی جب
تک کہ اُن کے کاموں کو قائم و برقرار رکھنے کا
انتظام نہ کیا جائے۔ اور اُن کی والدہ اور بیوی
بچوں کی آسائش کا بندوبست نہ ہو۔ چنانچہ
میں نے ایہ واحدی صاحب نے بمثل تمام
غلب خواجہ محمد شفیع صاحب کو آمادہ کیا ہے
کہ وہ کچھ دن کے لئے اپنا وقت اس کام
کے لئے دیں۔ اور اس سلسلے میں آج میں
دو دفعہ دہلی گیا تھا۔ پہلے سٹر لائیوی دہلی گئے
دہلی سے ملا۔ جو ستر فیض الدین کی قابلیت
اور خدمات کے مداح بھی ہیں۔ اور جن میں
قدرتِ لائق لوگوں کی امداد اور سرپرستی کا بہت
بڑا جذبہ بھی ہے۔ ملاواحدی صاحب بھی میرے
ساتھ گئے تھے۔ صاحب نے بہت ہی ہمدردی
خانہ رکھی۔ اور ہم کے کاموں کو برقرار رکھنے
کے لئے ہماری سب تجویزوں کو پسند کیا۔ شام
کو ساڑھے پانچ بجے ہارڈنگ لائبریری میں ٹریفک
لائے۔ جہاں ہندو مسلمان ممبران ہارڈنگ
لائبریری موجود تھے۔ پہلے تقریر کا جلسہ
ہوا۔ اور دہلی گئے کثیر صاحب نے بہت اچھے
الفاظ میں مرحوم کی نسبت ایک تقریر کی۔ اور
لائبریری میں مرحوم کی ایک تصویر لگانے کا کام
دیا۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ تو میں نے مولانا
فاضل مقبل صاحب ایڈیٹری رام صاحب
اور سید وحی اشرف صاحب اور وحید الدین
صاحب وکیل وغیرہ ممبران سے درخواست
کی کہ مرحوم کی جگہ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب
ہارڈنگ لائبریری کے سکریٹری بنائے جائیں۔
تا کہ ان کے والدہ و امیر خیریت رسالوں کو جاری
رکھنے کا انتظام بھی کریں۔ سب حاضرین نے

اس تجویز کی تائید کی۔ خاص کر مولانا فاضل
صاحب نے نہایت بزرگانہ اور عمدہ دانہ انفراد
سے خواجہ شفیع صاحب کو اس کام کے لئے
آمادہ کیا۔
آج اپر آیا تھا۔ کچھ نوچیاں بھی ہر قسم
گرمی کی شدت میں کچھ تھوڑی سی کی ہوئی
ہے۔ مولانا حافظ عبد اللہ صاحب امر وہ ہے
سے آئے ہیں۔ اور سیرالائیوا کا لقیہ کام پورا
کر رہے ہیں۔
ڈاک خانے کی ہر حال آج رات کو دیر
میں ڈاک خانے کی ہر حال کی خبروں سے ایسا
محسوس ہوا کہ اب یہ ہر حال جلدی ختم ہوجائیگی۔
میری ڈاڑھ کے درد نے آج بہت زیادہ
اذیت دی۔ مگر میں نے خدا کی مدد سے اپنے
سب کام جاری رکھے اور پورے کئے۔
۱۷ شعبان ۱۳۱۳ھ دہلی
حضرت بی بی فاطمہ سام کا عرس بہ حضرت
بابا فرید الدین سودا گنج شریف کی ایک مریدان
حضرت بی بی فاطمہ سام کو دہلی میں رہتی تھیں
اور بڑی عابدہ زاہدہ خاتون تھیں۔ حضرت
خواجہ نظام الدین ابوبکرؒ۔ اُن کے پاس دعا
کرائے جایا کرتے تھے۔ اُن کا عرس ۱۸
شعبان کو ہوتا ہے۔ اور اُن کا مزار پرانے
قلعے کے غرب میں اور لودھی گاف کلب
کے مشرق میں لب سڑک واقع ہے۔ آج
شام کو ایک صبح اُن کا سالانہ عرس ہوگا
مسلمان حلال خور پر جو وہ حلال
نے ہر حال کر دی تھی۔ وہاں سے حکیم شہزاد
نظامی صدر مسلم لیگ جوہ پور میرے پاس
آئے تھے اور میں نے مولوی انوار الحسن خاں
صاحب وکیل آگرہ کے نام خط لکھ دیا تھا
بلکہ وہ مسلمان حلال خوروں کے ہیں

سے معقول تعداد مسلمان حلال خوروں
کی فی کس پچاس روپے ماہوار پر جو وہ پور علی
گئی۔ آج حکیم شہزاد احمد نظامی اور حاجی حریف
صاحب وغیرہ اسی اب آگے سے آئے تھے۔
اور انوار الحسن خاں صاحب، وکیل کے بہت
زیادہ شکریہ ادا کرتے۔ میں نے کہا شفاعت حسین
صاحب قریشی کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے۔
جنہوں نے اپنے دوست اور میر دوست
انوار الحسن خاں صاحب کو سفارش مانگ لیا تھا۔
شفاعت حسین صاحب قریشی سے معلوم
ہوا کہ آگرے میں مسلمان حلال خور آزادی سے
مسجدوں میں نماز پڑھتے ہیں۔ اور بڑے بڑے
امراء اور علماء کے بارگاہ کے ہر نماز ادا کرتے
ہیں۔ اور انہوں نے کہ بلا میں خود اپنی بھی
ایک مسجد بنوائی ہے۔
نواب رائے لیاقت علی خاں آج
۲ بجے نواب رائے لیاقت علی خاں صاحب
جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ سے
ملنے گیا تھا۔ اور چند سیاسی امور کی نسبت
بات چیت کی تھی۔
حیدر آباد کی تنخواہیں آ علی حضرت حضور
نے میری سفارش سے درگاہ کی چندہ بیوہ
خوروں کے نام تنخواہیں مقرر کر رکھی ہیں ان کا
کی ہر حال کے سبب خوش اقبال شاہ نظامی
مختار حیدر آباد نے وہ تنخواہیں سنٹرل بینک
دہلی میں بھیجیں۔ اور آج میں سنٹرل بینک
سے وصول کر کے لیا تھا۔
ملاقاتی آ سید امین نظامی اور مولانا شبیر
صاحب نائب امام سنہری مسجد اور مولانا
عشق نظامی اور سید سیح الدین صاحب
وغیرہ ملنے آئے تھے۔ بارش نہیں ہے۔
مگر زیادہ سے زیادہ کی تکلیف بھی اہل گورن

اب میں نے اپنی بنائی ہوئی دعا کی غرارہ کا استعمال شروع کیا ہے۔
 غشی ضمیر احمد صاحب کے ام کی گیندہ منیع
 بجنور سے میرے محسن دوست مفتی محمد احمد
 صاحب مختار نے آموں کا پارسل شاہدہ
 اسٹیشن پر بھیجا تھا۔ مگر ڈاک خانے کی ہر تال
 کے سبب خدا دیر میں آیا۔ اب وہ آم مسٹر
 گئے ہوں گے۔ اس واسطے پارسل منگانا
 بیکار ہے۔ تاہم ان کی وضع داری اور
 محبت حد ہزار شکر گذاری کے قابل ہے۔
 آجکل دہلی میں باہر کے علاقوں سے آموں
 کے پارسل نہیں آ سکتے۔ بہت رام کشن
 صاحب نے بھی آم پہنچنے کی بہت کوشش
 کی تھی مگر کامیاب نہیں ہوئے۔

۸ شعبان ۱۲۸۷ھ راجولانی جمعرات دہلی
 سر اسرار علیؒ آج صبح فاضل فیروز الدین
 صاحب نے اپنے بھائی کے ساتھ مولوی بھی
 لے کر اور میں سر اسرار علیؒ کو قوالی کی دعوت
 دیتے گیا تھا۔ ان کی انگریز سیری بھی آئینگی
 اور وہ بھی آئیں گے۔

سر اسرار علیؒ نے میرے چچا عثمان صاحب کی جگہ جو
 انگریز دفتر میں رہتے ہیں۔ وہ آجکل ڈاک خانوں
 کی ہر تال کی وجہ سے بہت کم فرصت ہیں۔
 ان میں ان کو بھی قوالی کی دعوت دینے
 گیا تھا۔ انھوں نے بھی شریک ہونے کا وعدہ
 کیا ہے۔ ۲۵ سال سر محمد عثمان کے ساتھ
 مدراس میں کام کر چکے ہیں۔ لمبا قد ہے چہرہ
 بدن ہے۔ اردو بھی بول لیتے ہیں۔ چہرے
 سے آثار دانش و شرافت ہوا دیا ہیں۔

ایڈیٹر صاحب طوفانؒ کی حمیر شریف سے
 میرے پالنے دوست مفتوں صاحب اور
 ایڈیٹر صاحب اخبار طوفانؒ نے آئے

تھے۔ انھوں نے چند رسالے بھی مجھے دیے
 شام تک ملکوت منزل میں کام کرنا رہا۔
 آورہ کے مہمان محمد اسرار نیل خاں سید
 نظامی کا خط لے کر تین مہمان آئے تھے۔ ان
 میں سے ایک کا نام بھی اسرار نیل خاں تھا۔
 یہ ریلوے میں ملازم ہیں۔ سیدت نظامی
 نذر بھی یہی تھی۔ اور ریلوہ بھی پہنچا تھا۔ مہمان
 ٹھہرے نہیں کچھ دیر بات چیت کر کے چلے گئے۔
 جلسہ شام کو علیؒ کے ساتھ فقیر دی سجد
 میں گیا تھا جہاں عربی مدرسہ عالیہ کے
 فارغ التحصیل طلباء کو میرے ہاتھ سے سننا
 دی گئیں تھیں۔ دو طلباء کو سنی اوقات تکبٹی
 کی طرف سے نقدی بھی دی گئی تھی جو اول
 پاس ہوئے تھے۔ ان فارغ التحصیل طلباء
 میں زیادہ آدمی سرحدی تھے۔

پچھلے سب مدرسین کا ایک جلوس مسجد کے
 ایک حصے سے صحن میں آیا۔ میں بھی جلوس کے
 ساتھ تھا۔ ذاب خواجہ محمد شفیع صاحب کی یہ
 ایجاد تھی اس کے بعد دو قاریوں نے قرآن
 شریف پڑھا۔ پھر ایک لڑکے نے نعت پڑھی۔

پھر ذاب خواجہ محمد شفیع صاحب نے نہایت
 ولولہ انگیز تقریر کی۔ اس کے بعد جان بہادر
 چودھری مشتاق احمد صاحب ناظر سنی اوقاف
 کمیٹی نے مدرسے کی رپورٹ سنائی جس سے
 معلوم ہوا کہ سنی اوقاف کمیٹی سولہ ہزار روپے
 سالانہ اس عربی درس گاہ کی تعلیم میں خرچ
 کرتی ہے۔ آخر میں میری صدارتی تقریر کی
 جس میں یہ بیان کیا تھا کہ یہ مسجد شاہجہاں
 بادشاہ کی بیوی نے بنوائی تھی جو غنیمت
 کی رہنے والی تھیں اس واسطے فقیر دی
 بیگم کہلاتی تھیں۔ اور اس کے بعد میں نے
 فارغ التحصیل طلباء کو نصیحت کی کہ وہ اپنی

معاش کا انتظام کریں۔ اور خوش فہمی
 سیکھیں اس سے ان کو فی کس دس روپے
 یومیہ کی آمدنی ہو جائیگی کیونکہ ماہرین کو
 ذی علم کاتبوں کی ضرورت ہے اور مولویوں
 کو روزی روزگار کی ضرورت ہے۔ ان کو
 کی معاش کا انتظام نہ ہو گا تو یہ اختلافی مسائل
 پیش کر کے مسلمانوں میں اسی طرح فرقہ بندی
 بڑھاتے رہیں گے جیسی تفرقہ آجل ہے۔ اور
 اس کی وجہ محض یہ ہے کہ دیوبند اور سہارنپور
 وغیرہ مقامات کے عربی مدرسوں میں پڑھنے
 والوں کی معاش کا کوئی انتظام نہیں کیا جاتا
 بعد مغرب ہلی سے واپس آیا۔ محبرات کے
 زائرین سے ملاقات نہ کر سکا۔

پھر موسیٰ ملکوت منزل کے پڑوس میں نواب
 خیر الدین خاں صاحب کے مکان میں ایک
 تیموری شاہزادے صاحب اہل بحال کے
 ساتھ ٹھہرے ہوئے ہیں آج چھبیس بھی
 ملنے آئے تھے۔ محمد شاہ بادشاہ کی اولاد میں
 دہلی ریلوے اسٹیشن پر ٹکٹ کلکٹروں کے صحر
 ہیں۔ رات کو نیند اچھی آتی تھی۔ چار بجے
 ناک لگاتا رہا۔ ڈاکٹر کے دروس کی
 ہے۔ اپنی بنائی ہوئی دوا کی غرارہ سے
 بہت فائدہ ہوا۔

۱۹ شعبان ۱۲۸۷ھ راجولانی جمعہ دہلی
 ملک غلام محمدؒ کی لاہور کے ملک غلام محمد
 صاحب آج جمعہ کی غار کے بعد مولانا حشمتی
 نظامی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ وہ ایم ایس
 سی ہیں۔ یعنی انہوں نے سائنس میں ایم آئی
 پاس کیا ہے۔ اور کچھ میں آہہ برس رہ کر باغیانی
 کا فن سیکھا ہے۔ بہت دوستوں میں ان کو باغیانی
 کے دور رسالے جاری کئے اور بہت اچھی
 کتابیں لکھیں۔ وہ کتابیں بھی لائے تھے۔

بہت ذہین اور بہت مہر اور بہت خوش عقیدہ ہیں۔ درگاہ شریف میں ایک جتنے سے متم ہیں۔ یاد حق کی باغ بائی کا سانس بھی جانتے ہیں۔ میں نے ان کو شہستان القدر خطاب دیا۔ آج میں دن بھر ملکوت منزل میں کلام کرتا رہا۔ سیرالاولیا کتاب کے لئے ۱۶ صفحات کا دیباچہ لکھا۔ یہ دیباچہ رسمی نہیں ہے بڑے سائز کے چہرہ صفحات کی کتاب کا خلاصہ ۱۶ صفحات میں لکھا ہے۔ اور کسی کتاب کا خلاصہ کرنا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ تصنیف تالیف کا سب سے زیادہ مشکل کام ہے۔ اور چونکہ ۲ گھنٹے میں یہ کام ختم کیا تھا اس لئے میرا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کی طرح میرے دل و دماغ کو مدد دے رہی تھیں۔ یہ خلاصہ منادی میں بھی شائع کرونگا۔ تاکہ سیرالاولیا کی خوبیاں ناظرین منادی کو بھی معلوم ہو جائیں۔

موسم ۱۶ دن بھر گرمی رہی۔ رات کو اب تیار اندھیل چلی رات سے بارش شروع ہوئی۔

۲۴ جولائی کا منادی ۱۶ جولائی کو ۲۴ جولائی کا منادی تیار ہو گیا تھا۔ مگر ڈاک کی ہر تال کے سبب شائع نہیں کیا۔ کیونکہ ۱۶ کا پرچہ ۸ جولائی کو شائع کیا تھا۔ اور خبریں آئیں ہیں کہ اس کا بڑا حصہ ناظرین کو نہیں پہنچا۔ اس لئے ۲۴ اور یکم اگست کے دو پرچے یکجا شائع کروں گا۔ بشرطیکہ ہر تال ختم ہو جائے۔ ورنہ ۸ اگست کو ۳ پرچے یکجا شائع کئے جائیں گے۔

آرزو صاحب اکبر آبادی ۱۶ اگست کے سے آرزو صاحب ملنے آئے تھے۔ انھوں نے درد و تاج کا منظوم ترجمہ کیا ہے مجھ سے تقریباً لکھنے کے لئے سفر کیا تھا میں نے

فرز تقریباً لکھی۔ اور وہ اسی وقت واپس آکر بے چلے گئے۔

۲۰ رستعبان ۳۰ جولائی شنبہ دہلی چشتی پارٹی کا جلسہ آج شام کو معین الدولہ قوالی ہال میں آل انڈیا چشتی پارٹی کی طرف سے صوبہ دہلی کے حاکم انیس مسٹر کرسٹی جیف کشر دہلی کو ایک بڑی قوالی پارٹی دی گئی تھی۔ دہلی کے چشتی مشائخ اور ہندو مسلمان حکام اور حضرات اور سنگی اور کانگرس اصحاب اور کپڑا سنٹ خیال والے اشخاص جمع ہوئے تھے چشتیہ نظامیہ سلسلہ کے بھائی بھی شریک تھے۔ خادم حسین نظامی کا گانا پڑھا جیف کشر صاحب ٹھیک ساڑھے سات بجے تشریف لائے چشتی پارٹی کے ممبروں نے میٹر پر استقبال کیا۔ اور پھول برسائے ہوئے قوالی ہال میں لائے۔ پہلے قوالی ہوئی۔ پھر عبدالمالک عاصی نظامی نے جیف کشر صاحب کے خیر مقدم میں ایک نظم پڑھی۔ اس کے بعد ظریف الملک ظریف صاحب دہادی نے برسات کی پربائی نظم پڑھائی۔ پھر انجمن صاحب نے انکی نظم پڑھائی۔ پھر میں نے چشتیوں کی دعا پڑھائی۔ خیر مقدم کی تقریر کی۔ اور چشتیوں کی سات سہ تالیخ کا خلاصہ بھی بیان کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ یہاں چشتی پارٹی کے ممبر بھی موجود ہیں۔ اور مسلم لیگ اور کانگرس کے ممبر بھی ہیں۔ اور کپڑا سنٹ خیال کے اصحاب بھی ہیں مگر وہ سب قوالی کے ذریعے خدا کی یاد اور خدا کے ذکر کی مجلس میں ایک دل اور ایک خیال ہیں۔ اور کبھی کبھی کے ذاتی عقائد سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت مولانا حاجی میاں صاحب چشتی نظامی

نہری نے چشتی پارٹی کی طرف سے جیف کشر صاحب کو زین ہار پہنایا۔ اور جیف کشر صاحب سرائے بجے واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد پھر قوالی کی بہت پر طفت مجلس ہوئی۔

ایک روسی جہان نامہ اس مجلس میں ایک روسی جہان نامہ شریک ہوئے تھے جو دہلی میں اردو زبان سیکھنے آئے ہیں۔ اور بہت صاف اردو بولتے ہیں۔ جو دہری جسم علی صاحب ہاشمی کے ساتھ آئے تھے۔ جب ممتاز حاضرین نے حضرت حاجی میاں صاحب اور میر غنائت حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نماز اور جو دہری غلام عباس صاحب رینڈیٹ محبٹرٹ اور عبد اللطیف خاں صاحب نیازی انکم ٹیکس آفیسر اور سید احمد حسن صاحب اسسٹنٹ کشر انکم ٹیکس اور لالہ امیر خیز صاحب کھنہ ماہر انکم ٹیکس اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو میاں اور حکیم حاجی عبدالحکیم صاحب تہذیب دورہ دریم نظامی محمد حمید صاحب اور بیاض عثمانی صاحب اور حکیم آفتاب صاحب اور محمد حمید صاحب ہاشمی سہروردی اور انہما جو دہری مشاق احمد صاحب ناظرینی اوقات مجلس اور شیخ سلطان احمد صاحب ہاپان والے اور سٹریٹس اسے نامی فلاسفر اور خواجہ عبد الحمید صاحب راشدنک آفیسر اور سید انظر الدین احمد نظامی بی اے اور صوفی صاحب اجیری اور سید سمیع الدین صاحب اور شفاعت حسین صاحب قریشی اور بابو محمد حامد صاحب پیر زادہ قاضی فیروز الدین صاحب اور سید غریب

یڈیئر رسالہ مشہور اور حکیم محمد تقی صاحب کا
رسالہ مشہور اور ڈاکٹر سید مجتبیٰ شاہ صاحب
درآن کے صاحبزادگان اور عطار اللہ صاحب
نون ایڈیشنل سپرنٹنڈنٹ پولیس دہلی اور
پروفیسر غلام محمد صاحب ملک ایم ایس سی
وغیرہ کئی سوہند و سلمان شریک بزم تھے۔
عامی صاحب کی نظم خیر مقدم
اہل و فدا کو ذات پہ جن کی ہے انوار
بیشک ہیں آپ جیف کشنودہ باوقار
چشتی لکھا ہے مرشد اعلیٰ نے آپ کو
توجیہ کی ہے اسم گرامی سے آشکار
ایک داستان چاہئے توصیف کئے
کرنا ہے وصف خاص مگر مجبہ کو اختصار
ملے ہیں تم سے اہل محبت خوشی خوشی
نادوم تمہارے سامنے آتے ہیں کینہ کار
ممکن نہیں کہ امن میں آئے کبھی خلل
ہے انتظام آپ کا باحسن اقتدار
اور اک ہے بزرگ سیاسی امور میں
حسن عمل میں آپ جواؤں سے استوار
بیمار می رہے تو رہی طبع تندرست
ہر حال میں رہا ہے ارادے پہ افتیاء
بخشے ہیں آج جرات و ہمت نے آپ کو
یہ شان یہ شکوہ یہ اعزاز یہ وقار
اخلاق بے مثال ہے اطوار بے نظیر
کہنا بجا ہے آپ کو کھینٹے روزگار
دلی کی سرزمین کو سرسبز کر دیا
افزون تمہارے دم سے ہے اس باغ کی بیا
لایا ہے وہ نہال محبت گل مراد
بیتے ہیں نخل عم کے لئے عیش بگڑ بار
دام خوشی میں سب کو گرفتار کر لیا
گویا ہے عمرزدوں کے دلوں کو کیا شکار
تاجی دعا ہیں نے قصید کیا ہے ختم
باب قبول سے ہر دعا میری ہر گناہ

یاریب کرم سے تیرے عطا عمر خضر ہو
جتنی سوا ہو عمر بڑھے اور اقتدار
بارش کے آج ملے گی بارش ہوئی تھی موسم
بدل گیا ہے۔ میرے داماد سید عبدالکلام
میرے لئے آم لائے تھے۔
سر شاہ سلیمان کی تعریف کہ جبیں
نے صیف کشن صاحب کو اپنے باغ وادی
المن میں سر شاہ سلیمان صاحب حج فیڈرل
کورٹ کا مزار دکھایا تو انھوں نے کہا میرے
ان سے بہت زیادہ تعلقات تھے۔ اور یہ
ہندوستان کے بہت بڑے عالم تھے۔ علم
ہدیت و نجوم کی بہت زیادہ مہارت تھی۔
۲۱ شعبان ۱۲۱۰ھ کو لاہور دہلی
مولوی حفظ الرحمن صاحب کے آج
مولوی حفظ الرحمن صاحب ساکن لاہور چند
اجاب کے ساتھ ملے آئے تھے۔ یہ دہلی میں
کئی سیال سے مقیم ہیں ان کے پاس ہزاروں
نایاب قطب کتابیں ہیں۔ اور اردو زبان میں
ایک بڑی وسیع اور ضخیم کتاب لکھ رہے ہیں۔
چشتی پارٹی کا دوسرا جلسہ آج شام
کو ساڑھے سات بجے آل انڈیا چشتی پارٹی
کا دوسرا جلسہ ہوا تھا۔ چونکہ بارش نہیں تھی
اس واسطے یہ جلسہ یادگار میدان عرفات ر
میں ہوا تھا پہلے نظام رانگی قوال کی قوالی ہوئی۔
پھر میں نے چشتیوں کی تاریخ بیان کی۔ اور
ممتاز مہاؤں کا تعارف کرایا اس کے بعد
سب نے قوالی ہال میں جا کر گھانا کھایا۔ اور
کھانے کے بعد استاد اہل علم نے اپنا کلام سنایا
اس کے بعد میر قوالی ہوئی۔ دس بجے رات
کو مجلس ختم ہوئی۔
ممتاز حاضرین کے نام آؤنیل مسٹر
گرلین پولیٹیکل سکریٹری گورنمنٹ ہند۔ آنریبل

سر ایچ جی ریلوے لکچرر گورنمنٹ ہند۔ آنریبل
سر گورد و ناتھ میر کلمس میر گورد و ناتھ ہند۔
آنریبل سر این۔ آر۔ پنچھڑل سکریٹری کلمس
ڈپارٹمنٹ۔ لیڈی پلے سر اوشاناہ سین
افسر میڈیسی ایڈ پریس۔ اور مسٹر طیب جی اور
ڈاکٹر سلیمان الزاں صاحب مدتی۔ اور لیڈی
سیدم الزاں صاحب۔ اور شیخ سلطان احمد صاحب
جاپان والے اور عطار اللہ صاحب نون۔ اور
میاں نسیم حسین صاحب خلف میاں فضل حسین
صاحب۔ اور سیک میاں نسیم حسین صاحب اور
لال شاہ صاحب آلی سی ایس۔ اور مسٹر علی
مراخلیف امین الملک سر میرزا انکیل صاحب اور
سید صدر العلی صاحب۔ اور سبط احمد نظامی۔
اور ڈاکٹر کونیر بہادر صاحب شغلام اور مسٹر آغا احمد صاحب
سیخ الدین صاحب اور صوفی صاحب اجیری
اور موسیو فرانسس بروئیل فائزہ فرانس
فرانسیسی جہان کے آج موسیو فرانسس
بروئیل کے ساتھ ایک فرانسیسی خاتون اور
ایک مرد و دو بچہ لائے آئے تھے۔ اور دہلی کے
ایک محب الفقار سلمان میرے لئے بھلوں
کا ٹوکرا لائے تھے۔
عقیقہ آج محمد حامد صاحب کے بچے کا عقیقہ
ہوا تھا۔ قوالی ہال میں یہ رسم ادا ہوئی تھی خادم
صاحب کے قرابت دار اور احباب جمع ہوئے
تھے مایک سلمان مختلف چانوڑوں کی پریان خلی
تھیں اور شعبہ بازی کے کرتب دکھاتے تھے
ہر کرتب عقل کو مہبت کرتے و لائق تعالیٰ
ہال کے میدان میں جا کر اس شخص نے کوسکی
بلی بولی تو سب کڑوں کے کھان کھان کرتے ہوئے
جمع ہو گئے۔ پیچھے ہی بہت زیادہ حیرت میں لائے
دلی تھی۔ خان بہادر محمد سلیمان صاحب بیٹ
انجیر سائن کے کھان پر گئے تھے ان کے والد صاحب

دل کے لال قلعہ کی کہانیاں

دلی کی دو کہانیاں حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی سادی میں شائع کی جاتی ہیں۔ یہ ابھی حال میں لمبی لمبی تھیں ایک بہادر شاہ بادشاہ کی حرم کا قصبہ دہلی کے رسالے مشہور کے افسانہ نمبر میں شائع ہوا ہے۔ اور دوسرا جہانگیر بیگم کا روزنامہ دہلی کے نامی رسالے کہکشاں میں شائع ہوا ہے۔ چونکہ عنقریب یہ سب قصے جو مختلف رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں ایک مستقل کتاب کی صورت میں شائع ہونگے۔ اور کتاب کی اشاعت کا غنہ دستیاب ہونے پر منحصر ہے اس لئے ان دونوں کو سادی کے ناظرین کی دل بستگی کی غرض سے شائع کیا جاتا ہے۔ ایڈیٹر۔

بہادر شاہ کی حرم کی آپ بیتی

میر نام بیاری ہے میں کشمیر میں پیدا ہوئی تھی ماں باپ غریب تھے۔ ان کو ایک کشمیری طوافت نے سود پے لئے کر مجھ کو دے لیا تھا۔ میرے اور کئی بہن بھائی تھے۔ اور غریب کے سبب ماں باپ کو میں دودھ معلوم ہوتی تھی اس طوائف نے مجھے پالا اور کھانا پڑھنا بھی سکھا پالا اور گانا ناچنا بھی سکھایا۔ جب میری عمر پندرہ برس کی ہوئی تو تو قلی کشمیر میں مجھے کشمیر سے دلی میں لائی۔ یہ ذکر کثرت کا ہے۔ میری نئی ماں نے لال قلعہ کے سامنے خاص بازار میں ایک مکان کر لئے پر لے لیا اور وہاں میں ناچنے گانے کا کام کرنے لگی اور دلی کے بہت سے امیر زائے میرا گانا سننے آئے گئے۔ میری زبان بہت خراب تھی اور میں دلی کی بول چال بہت کم جانتی تھی۔ میری ماں نے دو تین عورتوں کو ڈر کر کہا۔ جو مجھ کو باجھاپوں اور امیروں کی دبدبار داریاں سکھائیں۔ اور میری بول چال بھی درست کر دین۔ میں نے جبہ چھپنے میں سب کچھ سیکھ لیا۔

دلی میں بیچارے ناچنے گانے والی عورتیں جو دھن گھو میری صورت اور میری آواز کا چند

چھپنے میں اتنا نیا دہ چھاپا کہ میرے مکان پر امیر زادوں کی بھیڑ مٹی رہتی تھی اور کوئی رات ایسی نہ ہوتی تھی کہ مجھ کو دلی کے امیروں کی کسی نہ کسی محفل میں بلایا جاتا ہو۔ میری عمر پندرہ سال کی تھی۔ رنگ بہت گودا تھا آنکھیں بڑی بڑی اور کالی، ناک نقشہ درست، آواز نہر مٹی اور بات چیت کرنے کا طریقہ دلی کی عورتوں نے ایسا سکھایا تھا۔ کہ جو مجھ سے بات کرتا تھا تھوڑی دیر کے لئے دم بخود رہ جاتا تھا۔ ایک دن اماں میرا تعین دلی کے مشہور حکیم احسن اللہ خاں صاحب کو بلایا گیا وہ لمبے قد اور چہرے سے بدن کے آدمی تھے۔ سفید لبی ڈاڑھی چوڑے پہنے تھے۔ عمامہ باندھے ہوئے اماں کو دیکھنے آئے بغیر دیکھنے کے بعد بڑھ کھٹا۔ اماں ٹپک پر لیٹے ہوئے ڈوکرانی سے کہا ذرا پیاری کو بلانا۔ کل اس کا بھی جی اچھا نہ تھا۔ وہ بھی حکیم صاحب کو بغیر دکھا دے۔

میں حکیم صاحب کو آنا دیکھ کر مچھلی کی کوٹھری میں چلی گئی تھی۔ ڈوکرانی بلانے لگی تو میں آئی۔ اور حکیم صاحب کو جھک کر سلام کیا۔ حکیم صاحب نے سلام کا جواب نہیں دیا اور ایک نظر مجھے دیکھ کر دوسری طرف دیکھ گئے اور فرمایا نہ تو کیسی ہے۔ "میری زبان سے بیباقت نکلا

"وہی ہی ہوں یہی تھی" میں نے دیکھا حکیم صاحب کے چہرے پر ہلکا سا تبسم طاری ہوا اور انھوں نے کہا۔ "پہلے کیسی تھی؟" میں نے کہا "دک میں تھی اور اب مجھے دک میں ہوں" حکیم صاحب نے خور سے مجھے دیکھا اور فرمایا "بغیر دکھا، دیکھو تجھے کیا دک ہے" میں نے بغیر دکھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور نظریں جھکا کر کہا "خیر نہیں کیا دک ہے مگر بہت دک ہے" حکیم صاحب نے بغیر دیکھ کر کہا "تو بالکل اچھی ہے۔ تجھے کوئی بیماری نہیں ہے" میں نے نظریں جھکائے جھکائے کہا۔ جو گزرتی ہے بس دل ہی جانتا ہے۔ حکیم صاحب نے اس کچھ جواب نہ دیا اور اماں کی طرف مخاطب ہو کر کہا "تو بھی کل تک اچھی ہو جائے گی۔ اور تیری بڑائی تو بالکل اچھی ہے" یہ کہہ حکیم صاحب چلے گئے ان کے جانے کے بعد ڈوکرانی نے مجھ سے کہا۔ "بڑی تے تم کو حکیم صاحب کے سامنے اس لئے پیش کیا تھا۔ کہ حضور بادشاہ سلامت تک پہنچاؤ" خبر پہنچی جائے "مجھ پر حکیم صاحب کی وجہت کا بہت زیادہ اثر ہوا تھا میں نے ڈوکرانی سے کہا "کیا اتنی ہے حکیم صاحب ایک بڑا بڑا آدمی ہیں۔ وہ مجھ کی گھٹا لڑائی کا ذکر کریں گے" گھٹا

حضرت خواجہ حسن نظامی کی تصانیف ہر مقام سے پڑھنے والوں کی دلچسپی میں رہتی ہیں۔ ان کی کتب کی کثرت قدر فرمائی جائے۔

برجھے تو قلعہ میں جاتے چھٹے ڈرلگتا ہے۔
 بونکر رات دن وہاں کی بڑی باتیں سنتی رہتی ہے۔
 ابھی میری بات پوری ہی نہ ہوئی تھی کہ
 ایسا کافی سی عورت اندرائی اور اس نے کہا
 حضور جہاں بنانہ کے چھوٹے بھائی مرزا سلیم
 ہانگیر مرحوم کے بیٹے مرزا تیمور شاہ نے مجھ کو
 بیجا ہے۔ وہ پیاری کا گانا سننا چاہتے ہیں
 کہ تم قلعہ کے اندر آسکو۔ تو میں اُگرے جاؤنگی
 رات آج رات کو شاہزائے صاحب خود یہاں
 چلے آئیں گے۔

میں نے بہت غور سے اس عورت کو دیکھا
 اس کی شکل بھی بڑی تھی اور اس کی آنکھوں
 سے شرارت بھی ظاہر ہوتی تھی۔ اس نے میں
 نے اس کو کچھ جواب نہیں دیا۔ رات کو رانی سے کہا
 اس کو اماں کے پاس لے جاؤ۔ ڈوکرانی اس عورت
 وہاں کے پاس لے گئی۔ میں نے پردے کی آڑ
 میں کھڑے ہو کر شاہزادہ اماں نے اس عورت سے
 کہا۔ ابھی تو پیاری کا جی اچھا نہیں ہے۔ دو
 چار دن کے بعد آنا۔ پیاری ابھی بے تیز ہے۔
 قلعہ کے اندر جانے کی لیاقت اس میں نہیں ہے
 شاہزائے صاحب اگر یہاں قدم رکھ فرماتیں
 نوز ہے قسمت۔

وہ عورت چلی گئی اور شاہ کو بھرائی اور اس
 نے اماں سے کہا۔ شاہزائے صاحب آج رات
 کو یہاں تشریف لائیں گے۔ انتقام رکھنا کوئی
 اور آدمی یہاں نہ ہو۔ ابھی تو وہ فقط پیاری
 کو دیکھنے آئیں گے۔ ناچ گانا بعد میں دیکھا جائیگا
 جب پیاری کا جی اچھا ہو جائے گا۔

اماں نے جواب دیا۔ بہت اچھا، انتقام
 کو دیا جائے گا۔ وہ عورت چلی گئی تو اماں نے
 ڈوکرانیوں سے کہا۔ جلدی مکر کو آراستہ کرو۔
 شہنشاہ اس رات کے پاس بہت دولت کا

بادشاہ سلامت کے باپ کبیر شاہ ثانی اس کے
 کے باپ مرزا سلیم ہانگیر کو بہت چاہتے تھے۔
 اور انھوں نے ان کی ولی عہدی کے لئے بھی
 بہت ہاتھ پاؤں مارے تھے اور جب مرزا جہاگیر
 نے سستین جہاگیر کے گولی ماری اور سستین جہاگیر
 کی ٹوپی گولی سے ڈھکی اور وہ چلے گئے۔ تھک کر
 کچنی نے مرزا جہاگیر کو والدہ آباد میں نظر بند کر دیا۔
 اور وہ وہیں مر گئے۔ اس لئے دلدا نے لافٹے
 بیٹے کے لافٹے لڑکے کو اتنا زیادہ دیا کہ بادشاہ
 سلامت کے پاس بھی اتنا نہیں ہے یوں کہو
 کہ پیاری کی قسمت چاہی ہے۔ اور اس کے
 طفیل مہاراستو نافضیبہ بھی بیدار ہو گیا ہے۔

میں نے یہ سب باتیں سنیں۔ تو میرے دل میں
 مرزا تیمور شاہ کو دیکھنے بغیر ان کے دیکھنے کی خود
 بخود چاہت پیدا ہوئی اور طرح طرح کے خیالات
 میرے دل میں آنے لگے اور میں نے دل دی
 دل میں کہا۔ کاش یہ شہر لوہ مجھے اس زندگی
 سے بچالے جس سے میں اکتا گئی ہوں اور جس
 میں میری ماں نے پردے میں لاکر مجھے الٹا دیا ہے۔

یا تو میری اماں بیمار تھیں اور یا یہ حالت ہو
 گئی کہ وہ بے ہوش تھیں اور انھوں
 نے سوچ چھپنے تک ڈوکرانیوں کے ساتھ جلدی
 جلدی گھر کو سنوارا۔ عمدہ عمدہ فرش بچھائے
 مسندیں لگائیں۔ کھواب کے گاہکے لٹکائے
 آکر سناگیا۔ دیواروں پر گلاب جھگر کا چنگیروں
 میں مہ تیا۔ چنبیلی اور گلاب کے پھول منگوا کر
 جگہ جگہ بکھیر رکھے اور مجھے سنا جوڑ اپنایا اور
 جڑی بوٹیوں ان کے پاس تھے وہ سب
 نکال کر ہینا سے اور مٹی کی کوٹری میں
 جھاڑ دیا اور کدہ یا کچھب شاہزائے صاحب
 آئیں اور میں بلاؤں تھب آنا۔ چپ چاپ بیٹھ
 خداوند کر کے رات ہوئی۔ ایک ڈوکرانی

دروازے پر پہنچا۔ شہر کے جاؤں گے
 تھے۔ وہ ان سے کہہ دیتی تھی کہ پیاری بہت
 ہے۔ ڈوکرانیوں کے بعد آئیے گا۔ دو گھنٹہ
 پہنچ گئی ہوئی کہ مجھے دروازے پر ڈوکرانی کی آواز
 آئی جو کسی آنے والے کا خبر مقدم کر رہی تھی۔
 رہی تھی تین تین حضرات کے ساتھ تھے۔ پہلے ایک
 نے یہاں بھجوا رکھا ہے۔ سیکڑوں آدمیوں کو
 مال لپی ہوں۔ آہٹ پکان لگے ہوئے تھے۔ کہ
 صاحب عالم اب آتے ہو گئے اب آتے ہو گئے
 کچھ دیر کے بعد کئی آدمیوں کے آنے کی آہٹ
 سنی اور سامنے کے بڑے دالان میں جانے کی
 آواز بھی سنی۔ وہاں اماں نے دھائیں دینی شروع
 کیں۔ خدا جادہ و اقبال کو بلند کرے اور اس جمال
 جہاں آرا کو جادہ بنگائے اور پھر کسی کے
 قبضہ ہمارے ہونے کی آواز بھی آئی۔ مگر میں کوٹھری
 کے اندر ہی کسی کو دیکھ نہ سکی۔ تھوڑی دیر کے
 بعد کسی مرد کی آواز آئی کہ کیا پیاری تمہارا نام ہے؟
 اماں نے جواب دیا حضور میرا نام تو فوہی ہے پیاری
 میری بیٹی ہے اور کچھ بیمار ہے۔ اندر کوٹھری میں
 بیٹی ہے۔

پھر کسی دوسرے مرد کی آواز آئی۔ فوہی میں بھی
 کچھ برائی نہیں ہے۔ حضور کی نوبت ہو جائے۔ تو
 یہ بھی بیٹی بن سکتی ہے۔ اس پر کئی آدمیوں نے
 مل کر قہقہے لگائے۔ اماں میرے پاس آئیں
 اور سکر کر کہا۔ جلدی قسمت چلی۔ بہت ادب
 اور تیز سے بات جیت کر آنا۔ اور جلدی محل میں لے جانا
 میرے تمام بدن میں سنسناہٹ ہونے لگی
 اور میں بہت مشکل سے شہر کی چوٹی باہر لگی۔
 اگر چہ رات دن مردوں میں بیٹھی رہتی تھی لیکن
 آج خبر نہیں کہیں میرا دل ڈوب جاتا تھا۔ اور وہ
 ڈوکرانی ہے تھے جس کی کوٹھری سے نکل کر وہاں
 کی طرف بڑی کیا دیکھتی ہوں یہی زلفوں کا

مادی کے ناظرین اپنے اپنے مقامات پر حضرت حاجی محمد شفیع کی کتابوں اور رسائل کے اشتہار و ترویج کے لئے

ایک چاند مند پر بیٹھا ہے۔ ستر اٹھارہ برس کی
مرغنی چہرہ۔ نہایت حسین و جمیل، اس کے
سامنے پہنچی تو صحن میں ذرا غصہ لگی، نگاہ سے
نگاہ ملی تو ایسا معلوم ہوا کہ مجبور آسمان سے
جلی گری آئیں کہ یہ سبے اندھرا اگیا اور
اسکے کا چہرہ نظروں سے چھپ گیا۔
اماں سامنے کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھیں
اور وہ سب کچھ سمجھتی تھیں۔ انھوں نے آگے
پڑ کر میرا بازو تھاما اور دالان کے اندر لے گئیں
اور کہا آداب بجالاؤ، صاحب عالم بہادر میں
دالان میں گئی، ایسا شخص کے سامنے رکوع
نک تجھی۔ جس نے میرے حواس گم کر دیے تھے
اور میرے اوسان اس کے قبضے میں جا چکے
تھے۔ میں نے ٹھک کر تین سلام کئے اور پھر وہیں
سند کے سامنے دو زانو ادب سے گردن جھکا
کر بیٹھ گئی۔ میں نے نہیں دیکھا۔ وہاں کتنے مرد
تھے۔ صرف ایک ہی آدمی کو دیکھا تھا اور نہیں
معلوم کہ وہ آدمی تھا یا آسمان سے اتری ہوئی
کوئی خاص چیز تھی جس نے مجھے اپنی عقل سے
بیگانہ کر دیا تھا۔ سند پر بیٹھنے والے کچھ دیر چپ
چاپ چھپ دیکھتے رہے۔ شاید ان بھی میری
صورت اور میری بیباختہ ادائوں کا کوئی خاص
اثر ہوا ہوگا۔ جو وہ چپ ہو گئے تھے۔ ورنہ
اس سے پہلے تو قہقہے مار کر سنس رہے تھے۔
کچھ دیر سب لوگ خاموش رہے۔ آخر کسی غیر
مرد نے کہا۔ کیونکہ وہ سند سے ذرا دور بیٹھا تھا
ان کی بیماری نے ہم سب کو بیمار کر دیا۔ چشمہ دور
صاحب عالم بھی بیمار کھانی دیتے ہیں۔ اس
فقرے نے بھی سکوت کو مرہم نہ کیا۔ سند والا
بھی چپ بیٹھا رہا اور اس کے سامنے بھی، اور
اماں بھی جو میرے پیچھے بیٹھیں تھیں۔ جبہ میں اتنی
ہمت نہ تھی کہ میں پھر نکلاں۔ اٹھا کر اس شخص کو

دیکھ سکتی۔
آخر مسند نشین نے اماں سے پوچھا: یہ کب
سے بیمار ہیں؟
اماں نے: آج ہی حکیم حسن شاہاں بہادر
دیکھ کر گئے ہیں۔ کہتے تھے اس کے دل پر وجہ
ہے۔ ایک سیانے کو بلایا تھا۔ اس نے کہا: سو
پری کا سایہ بڑ گیا ہے۔
یہ سنتے ہی کسی دوسرے غیر مرد نے کہا: یہ
تو خود پری ہیں کسی دیوانہ سیانے پر گزیر ہوگا، مگر
مسند نشین کچھ نہ بولے۔ میں بہت رات
مشکل سے گردن اٹھا کر ان کو دیکھا اور انھوں
نے مجھ کو دیکھا۔ مگر یہ دیکھنا ملک چھپکانے
سے بھی کم وقت کا تھا۔ انھوں نے مجھ کی نظریں
جھکالیں اور میں نے بھی گردن جھکالی۔
اماں نے پھر اپنی بات شروع کی اور کہا
”صاحب عالم کے تشریف لانے سے اس گھر کی
سب بلائیں دور ہو جائیں گی اور یہ دو چار دن
میں اس قابل ہوا جائیگی کہ حضور کی خدمت
میں اپنا بڑا بھلا سہرا پیش کر سکے“ یہ سنتے ہی
مسند نشین کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے کہا
”اچھا اب ہم جاتے ہیں۔ بھر کسی دن آئیں گے“
یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے اور ان کے ساتھ جوتیں
چلا دی تھیں۔ وہ بھی دالان سے باہر چلے گئے۔
اور میرے دل نے کہا: ہ
وہ جلا جان چلی، دونوں پر کھڑے
اُس کو تھاموں کہ اسے، پیر پڑوں اس کے
گھر میں نشاٹا چھا گیا۔ اماں نے کہا: بیماری تہہ
کو اتنا بھجایا تھا۔ پھر بھی سیجی۔ صاحب عالم سے
کوئی بات نہ کی۔ تم سب بھی رہی۔ اماں کی یہ بات
سُن کر مجھے رونہ آگیا، اور تپ تپ۔ لندہ گرنے لگی
اماں نے کہا: بھلی مہی ہے۔ تمہارا چہرہ محبت
جتنے کا ہے۔ محبت کرنے کا نہیں ہے۔ محبت

جتنائے گی۔ تو سب کچھ ہائے گی، محبت کہنے
بیٹھ جائے گی تو سب کچھ کھو دے گی۔ اس
کے بعد اماں نے ذکر لانی سے کہا: ”اری کھانا لا۔
میرے اوسان بھی ایسے خواب ہوئے کہ صاحب
عالم کی خدمت میں پان بھی پیش نہ کر سکی۔“
ذکر لانی نے جواب دیا: بیوی پان دیتیں۔
تو بیماری دیتیں۔ ان کو خبر نہیں کیا ہو گیا تھا کہ
انھوں نے بات ہی نہیں کی۔
دستر خوان بچھا میں نے اماں کے ڈر سے غور
بہت لکھایا۔ مگر دل کا وہی حال تھا۔ رہنے
کو جی چاہتا تھا۔ یا سب سے الگ ہو کر رہنے
میں میٹھ جائے کا خیال آتا تھا۔
چار گھڑی لات گئی ہوگی کہ ایک آدمی آیا اس
کے ساتھ ایک کہاں کشتی لے جئے تھا۔ اُس
آدمی نے اماں سے کہا: صاحب عالم نے میری
کے لئے یہ جوڑا اندونیا بھیجا ہے۔ وہ کل شام کو
تشریف لائیں گے۔ حکم دیا ہے جب ہم آئیں
تو بیماری کو اس جوڑے اور یوریں طہوئیں تہہ
میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ اماں نے
وہ جوڑا میرے سامنے لا کر رکھ دیا۔ بہت قیمتی
تھا اور پانچ خزانوں پر تھے۔ اور وہ بھی کئی ہزار
روپے کی قیمت کے تھے۔ اماں نے سب چیزیں
سند و ق میں رکھ کر قفل لگا دیا اور میں نہ بولی۔
آخر میں دن بھر سند والے
دوسرا دن کے خیال میں غلطایا بچا
رہی دن کے آنے والے آج بھی بہت اُسے اور
میں نے اماں کی تاکید کے سبب اُن سے سنس
بول کر دن گزار دیا۔ خداوند کے کرم سے آئی۔
مجھے وہ جوڑا پہنایا گیا اور یوریں پہنایا گیا اور صبح
میں سند والے کے برابر ایک مسند تہہ پر بٹھائی گئی
یعنی ان کے آگے سے پہلے مجھے ان کے تہہ پر
بٹھایا گیا۔ کل کے دست پر وہ مسند آئے اور

خارج حسن نظامی کی کتاب میں راز کیوں کو جہیز میں دیا کیجئے اور مدد سول کے بچوں کو انعام میں تقسیم کیجئے

میں کھڑی ہوئی۔ جبکہ زمین سلام کئے اور
مسند سے اتر کر کل دلی جگر پر بیٹھ گئی۔ صاحبِ عالم
نے اتنا کہا: ہم اجازت دیتے ہیں۔ جہاں تم پہلے
بیٹھی تھیں۔ وہیں بیٹھ جاؤ۔ اماں نے بھی کہا
بدشاہی حکم کی تعمیل کرو۔ میں پھر چمکی اور تین
لغاب بچلائی اور برابر کی مسند پر ٹھیکہ کا سہارا
لے لے بغیر ادب سے صاحبِ عالم کے برابر بیٹھ
گئی۔ انھوں نے میرا ماتہ اپنے ماتہ میں لیا
اور کہا: بخیر تو اب بھی معلوم ہوتا ہے۔
میں نے عورت کر کے ان کے ہاتھ کو دھایا اور
سر جھکا کر کہا: در دوسرے ہی ہے اور در دل بھی
برابر دلی صاحب نے کہا: یہ در در وہ ہے
کہ سر جائے توجائے، صاحبِ عالم نے صاحب
سے کہا: تم میں سے کوئی کچھ نہ بولے۔ میں
پھر کھڑی ہوئی اور جھک کر تین آداب بچلائی
اور محبت کر کے کہا: خدا میری حمایت کرنے
والے کا دل شاد رکھے۔

صاحبِ عالم پھر کھڑے ہو گئے اور انھوں نے
کہا: ہم جاتے ہیں تاکہ روزِ بعد آئیں گے۔
ہم کو شکار کے لئے جانا ہے۔ میں نے دلی
زبان سے کہا: شکار گاہ اس گھر میں ہی ہے
صاحبِ عالم نے بھی دلی زبان سے کہا: اس
شکار گاہ کی مالک تم سو۔ اور ہم تمہارا شکار مہیا
اتنا کہا اور فوراً باہر چلے گئے۔ مجھے مڑ کر ہی نہ
دیکھا اور میں بہک دیک ان کو دیکھتی رہ گئی۔
وہ میرے بن گئے

آٹھ دن کے بعد وہ پھر آئے اور آنا جانا اتنا
بڑا کہ ان کی داد و دہش نے اماں کو نہال کر دیا
اور لاکھوں روپے کی دولت ہمارے گھر میں
آگئی۔ کبھی کسی وہ میرے ہاں شبِ باش
بھی ہوتے تھے۔ لیکن میں کہتی کہ مجھے اپنا
محل بھی دکھائیے تو وہ مال جاتے تھے۔ آخر

ان کے حکم سے اماں نے سب آنے جانے والوں
کو روک دیا اور میں بہن کیسی ان کی نذر ہو گئی
اور وہ میرے اپنے بن گئے۔

معصیت کی گھڑی

میں بچتی ہی نہ دن ہمیشہ رہیں گے۔ لیکن
قیمت ایسی نہ تھی۔ ایک دن میں نے شناکہ
بادشاہ سلامت تیمور شاہ سے ناراض ہیں اور
میں کو لکھنؤ جانے سے روک دیا ہے اور یہ بھی
شناکہ بادشاہ سلامت کو ہم دونوں کے تعلقات
کی بھی خبر ہو گئی ہے۔ لیکن میں ان خبروں کو
بہاں لیاں سمجھتی تھی کیونکہ کوئی یقینی بات سننے
نہ تھی۔ آٹھ دن گزرے ہوں گے کہ قلعہ کا دارو
ارباب نشاط میرے گھر میں آیا اور اماں سے
کہا: جہاں پناہ پیاری کا گانا سننا چاہتے ہیں
کل رات کو یاد دہرائی ہے۔ اماں نے بہانہ کیا۔
کہ پیاری بھاری ہے۔ ابھی وہ چار روز کی مہلت
دی جائے۔ شام کو ہر گاہ آیا اور روز کی مہلت
دی گئی ہے۔

دوسرے دن پھر ایک عورت آئی اور اس
نے کہا کہ بادشاہ سلامت کی ایک بیگم اختر محل
صاحب نے تم کو بلایا ہے۔ اور وہ تمہارا گانا سننا
چاہتی ہیں۔ اماں نے پھر پیاری کا ہذر کیا۔ تو
عورت نے کہا۔ بیگم صاحبہ ان کو بلانا ضروری
سمجھتی ہیں۔ اگر یہ پیاری ہیں تو ان سے مل کر چلی
آئیں۔ مجبوراً میں قلعہ میں گئی اور اماں میرے
ساتھ گئیں۔ اختر محل بیگم صاحبہ نے ہم سب
کی بہت کچھ خاطر مدارات کی اور اماں کو الگ
بل کر کچھ کہا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اماں کو اختر محل
بیگم صاحبہ نے یہ سب بلوغ دکھایا تھا کہ اگر پیاری
محل میں داخل ہو جائے تو ملکہ زینت محل کا
جواہر کل ہو جائیگا۔ اور پیاری ملکہ بن جائیگی
اور پھر تم ملکہ کی ماں کہلاؤ گی۔ لیکن انھوں

ہے کہ یہ بات مجھے جب معلوم ہوئی کہ میں میرے
دن اماں اور ساندوں کے ساتھ بادشاہ سلامت
کے محل میں مجرے کے لئے حاضر ہوئی۔ بادشاہ
سلامت نے میرا تلخ بھی دیکھا اور میرا گانا بھی
سنا اور اس کے بعد خواجگہ میں تشریف لے گئے
اور باب نشاط کا دار و خدام کے پاس آیا اور
کہا: مبارک ہو بادشاہ سلامت نے تمہارا
میٹھی کھانچے خاص محل میں داخل کرنا قبول فرمایا
ہے۔ اور ابھی اختر محل بیگم صاحبہ کو میرے ذریعے
حکم کیا تھا کہ تمہاری تجویز ہم کو منظور ہے۔ پیاری
کو حرم میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور اس کے
بعد اختر محل بیگم صاحبہ آئیں اور نوکر پر شک
کی کشتیاں لائے اور مجھے نہایت قیمتی جوڑا
پہنایا گیا اور لاکھوں روپے کی قیمت کے جوڑاؤ
زیر رات پہنائے گئے اور اماں کو بھی بہت
سی اشرخیاں دی گئیں اور میں تیمور شاہ کی
جدا کی کے غم میں رہنے لگی مگر مجھ پر تھی۔ یکایک
ایک مٹی وہاں آیا اور اس نے ارباب نشاط
کے دار و غسے کچھ پوچھا۔ دار و غسے نے کہا۔
روزِ ناچے میں لکھ لو۔ پیاری گلے والی کو چاہ
پناہ نے حرم میں داخل ہونے کی اجازت
مرحمت فرمائی اور اتنے جوڑے اور سیج بند اور
زیورات عطا فرمائے کہ پچاس روپے نقد بھی دے
وہ شخص یہ سن کر چلا گیا۔ تو ارباب نشاط کے
دار و غسے نے کہا یہ بھاری روزِ ناچہ نہیں ہے
اگر ہم ان سب قیمتی انعامات کا ذکر کرتے۔ جو تم
کو اور تمہاری ماں کو عطا ہوئے ہیں تو اس کی
خبر اگر نرینہ زینت کو سبائی اور وہ بادشاہ
پر اعتراض کرے گا۔ اس لئے کم مقدار نظر ہر کی گئی ہے
تم بھی اس کا خیال رکھنا۔

راحت مگر بھانسن گئی ہوئی
مجھے محل کے اندر بڑی راحت تھی اور

جہاں پناہ جچے اپنی لکھ کی طرح رکھتے تھے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ چاہتے تھے۔ مگر میرے دل میں تیمور شاہ کی یاد کی پچاس لگی ہوئی تھی اور وہ ٹھٹھکی رہتی تھی۔ آخر میں نے محل کی رازداریوں کے ذریعے تیمور شاہ کا حال معلوم کر لیا تو سنا کہ وہ بادشاہ کو مار ڈالنا چاہتے ہیں اور میری جہانی کے مدد سے ان کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ دو چار دن کے بعد ضرر ہی کہ تیمور شاہ نے شیر کی مونچھ کا بال لکڑی کی خدمت گار کے ذریعے بادشاہ سلامت کو کھلانے کی کوشش کی تھی، مگر راز مکمل گیا۔ اور بادشاہ سلامت نے رازدار لوگوں کو حکم دیا ہے کہ تیمور شاہ کو زہر دیدیا جائے مجھے اس خبر کا یقین نہ آیا اور اس بات کو کئی مہینے گزر گئے۔ یکایک ایک دن سنا کہ تیمور شاہ نے وفات پائی۔

میں تیمور شاہ کی محبت کو ہر طرح چھپانے کی کوشش کرتی تھی۔ لیکن آج میری حالت دیوانگی کی ہو گئی اور میں نے سر کے بال نوچے اور پچھڑائیں کھا کھا کے دفنا شروع کیا۔ پرچہ نویس نے یہ خبر بادشاہ کو پہنچائی۔ بادشاہ سلامت نے ایک محرم راز خواجہ سرا کو بھیجا جس نے آکر کہا۔ اگر تم نے زیادہ بے صبری

ظاہر کی تو تمہارے لئے اچھا نہ ہوگا۔ میری اماں کو اجازت تھی اور وہ آٹھویں جن مجھ سے ملنے آیا کرتی تھیں۔ تیمور شاہ کے مرنے کے بعد اماں آئیں۔ تو میں نے ان سے سارا حال کہا۔ اماں نے کہا۔ بیٹی صبر کرو تیمور شاہ کے ساتھ رہیں تو یہ عزت اور ریاستیں نہ ہوتی ہیں بے صبری سے بل سینے پر رکھ لی اور خاموش ہو گئی اور آٹھ برس لگتا تو خون کے آنسو روتی رہی۔ مگر تیمور شاہ کا نام پھر زبان پر نہ لائی۔

غدارہ

آخر ۱۵۵۷ء کی ارمی کو غنڈہ ہوا اور ۱۶ مئی ۱۵۵۷ء کو بادشاہ سلامت اور ان کی بہنات قلعے سے نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ چلی۔ تو میں نے جہاں پناہ سے گذارش کی کہ اگر اجازت ہو تو میں اپنی ماں کو بھی ساتھ لے چلوں۔ بادشاہ سلامت نے اجازت دی اور فرمایا اپنی اماں کو ساتھ لے کر بہائیوں کے مقبرے میں آجانا۔ میں خاص بازار میں گئی۔ اور اپنے پرانے گھر کو دیکھا۔ تو خوب روئی۔ اماں نے کہا۔ اس وقت یہاں سے جانا ٹھیک نہیں ہے۔ کل صبح چلیں گے۔ میں نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانیں۔ آخر میں ان کے پاس

ٹھیکر گئی۔ صبح کو روانہ ہونے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ انگریزوں کی فانی دہلیوں والی فوج کے سپاہی جن میں سکھ بھی تھے۔ اور مسلمان بھی تھے۔ گھر میں داخل ہوئے۔ اور انھوں نے گھر کو لوٹ لیا اور مجھے اور اماں کو قید کر کے اپنی چھاؤنی میں لے گئے اور شام کو ایک انگریز افسر کے سامنے ہمیں پیش کیا گیا۔ اس نے پنجاب کے ایک افسر کی درخواست پر ہم دونوں کو اس کے حوالے کر دیا اور میں اپنی اماں کے ساتھ چند روز اس صوبیدار کے ہاں دہلی میں رہی اور اس کے بعد لدھیانہ چلی گئی۔ جہاں اس افسر کا مکان تھا۔ اور اب مسئلہ جیسویں یہ حالات میں نے قلم بند کئے۔ میری ماں مری گئی ہیں۔ خدا نے مجھے کوئی اولاد نہیں دی اور میں اس صوبیدار کے گھر میں زندگی کے بقیہ دن جیسے گذرتے ہیں۔ گذار رہی ہوں۔



جاناں بیگم کے روزنامے کا ایک دن مقبرہ ہمایوں، ۱۵ مئی ۱۹۷۷ء
آج کی بات آج بڑے بابا حضرت بی لال قلعے سے پتھر اڑا کر باہر آئے۔ پہلے ان کی سواری سلطان جی کا گدگدہاں تھی۔ پھر یہاں مقبرہ ہمایوں میں تشریف لائے۔ بڑی اماں حضرت یعنی ملکہ

زینت محل بیگم صاحبہ قلعے سے سیدی مقبرے میں آئیں۔ وہ درگاہ میں نہیں گئیں۔ ان کے لڑائے بیٹے جوں بخت بھی ان کے ساتھ آئے ہیں اور جوں بخت کی دہن بھی ساتھ آئی ہیں۔ وہ مجھ سے بہت خفا رہتی ہیں۔ کیونکہ ان کو شبہ ہے کہ جوں بخت اب بھی مجھ سے وہی ہی محبت کرتے ہیں جیسی ان کو میرے ساتھ اپنی شادی سے پہلے تھی۔ حالانکہ یہ بات

غلط ہے۔ اور محض ان کا وہم ہے۔ کیونکہ جب سے دلی عہد مرزا غور مرے ہیں۔ اور بڑے بابا حضرت نے جوں بخت کی دلی عہدی کی کوشش شروع کی ہے۔ جوں بخت کا غور بہت بڑا گیا ہے۔ اور انھوں نے مجھ پر اپنی بے مہری کا دیباہی ظلم کرنا شروع کر دیا ہے جیسے ان کے باپ یعنی میرے بڑے بابا حضرت نے میری ماں جیسی بیگم پر اپنی تخت نشینی کے وقت

لے کر آج تک جس کو میں برس ہو چکے ہیں۔ لگتا تھا تختیاں اور دل آزایاں کی ہیں۔

جواں بخت کی دہلیہن پیدائشی مغرور ہیں اور اُن کی شادی جواں بخت کے ساتھ بہت زیادہ دہوم دہام سے ہوئی تھی۔ یعنی اباحضر کی شادی دادا حضرت نے جس دہوم سے کی تھی اُس سے کہیں زیادہ دہوم دہام بڑے آبا حضرت نے جواں بخت کی شادی میں اس لئے کی تھی کہ انگریزوں پر بھی اثر پڑے اور رعایا پر بھی اثر پڑے کہ بادشاہ سلامت جواں بخت کی دلی عہدی چاہتے ہیں۔

جواں بخت کی دہلیہن نہ صورت شکل میں مجہ سے اچھی ہیں، نہ تعلیم و تربیت میں مجہ سے اعلیٰ ہیں۔ لیکن اُن کا غرور حد سے زیادہ بڑھ گیا ہے۔ اور وہ مجہ سے ہمیشہ نفرت اور عقارت کا برتاؤ کرتی رہتی ہیں جس کو میں اپنے دوزخا میں لگتی رہتی ہوں۔ مگر آج جب وہ اپنے دوٹو اور اپنی ساس کے ساتھ یہاں آئیں۔ تو نہ اُن کا غرور اُن کے ساتھ تھا۔ نہ اُن کا غصہ اُن کے ساتھ تھا۔ اُنھوں نے غمگین آوازیں میرے قریب آکر کہا۔ ”ہانا! اب کیا ہوگا؟ کیا ہم سب بھی اسی طرح قتل کئے جائیں گے جس طرح تمہاری استانی پادری کی لڑکی لوہار کے ہاتھ سے ماری گئی تھی؟“ میں نے جواب دیا ”ناممکن ہے۔ انگریز ایسے بے رحم نہیں ہیں!“ میں اتنا کہنے پائی تھی کہ جواں بخت بھی وہاں آگئے۔ بیشک مجہ سے اُن سے محبت تھی اور یقیناً اب بھی وہ میرے دل سے اور میرے خیال سے جدا نہیں تھے۔ لیکن میری غیرت نہیں چاہتی کہ میں اُس چیز کو اپنی آنکھوں سے یا اپنے چہرے یا اپنی کسی حرکت سے ظاہر ہونے دوں، جو میرے دل کے اندر پوشیدہ

اس لئے میں نے نامعلوم طریقے سے اپنا رخ جواں بخت کی طرف سے پھیر لیا۔ اور اُن کی دہلیہن سے مخفی طلب ہو کر بائیں کمرے لگی۔

میں دہلیہن کو تیلی دے رہی تھی۔ اور جو کچھ ممکن تھا دل پور دماغ سے انا رانا کو بڑی بڑی عورتوں کی طرح اُن کو کھجوا رہی تھی کہ ہم عورتوں کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے بڑی اماں حضرت اپنی ہونکے پاس چھاپ کھڑی تھیں۔ اور میری باتیں سن رہی تھیں۔ فکر نے اُن کا چہرہ سفید کر دیا تھا۔ آخر اُنھوں نے

بات کاٹ کر مجہ سے کہا۔ کیوں جاناں تیرا تو انگریزوں سے بہت زیادہ میل جول رہا ہے کیا تو ہماری جانیں بچانے کے لئے اُن سے کچھ کیگی؟ میں نے جواب دیا۔ مجھے کچھ خبر نہیں کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ اور نہ کوئی ایسا انگریز مجہ معلوم ہے جس پر میری بات کا اثر ہو۔ کیونکہ جواں بخت میری تعلیم و تربیت کی عزت کرتے تھے وہ سب ہندو کے شروع ہی میں مارے جا چکے ہیں۔

جواں بخت قریب ہی چپ چاپ کھڑے تھے۔ اور میرا دل اُن کی نزدیکی کی وجہ سے قابو میں نہ تھا۔ اور چونکہ اُن کی دہلیہن بھی پاس کھڑی تھیں اس واسطے میرے دل کے اندر انگریزی

اور باغی فوج کی لڑائی سے بہت زیادہ سخت محبت اور رقابت کی لڑائی ہو رہی تھی مجہ نے اپنا ہوش تھا۔ نہ اپنی ماں کا ہوش تھا۔ نہ یہ احساس تھا کہ اب کیا پیش آنے والا ہے بس ماسی ایک خیال نے مجہ گھیر رکھا تھا کہ میرا پاپا میرے پاس ہے اور مجہ میں اور اس میں ایک سنہری رو پہلی دیوار حائل ہے۔ اور وہ اُس کی دہلیہن ہے۔

کیا ایک مرزا الہی بخش وہاں آگئے۔ اور اُنھوں نے بڑی اماں حضرت عکرمہ زینت محل بیگم صاحبہ

سے کہنا شروع کیا ”آپ لوگ نہ احتیاج رکھتے جھگڑا انگریزوں کا اپنی باغی فوجوں سے ہے اور وہ جانتے ہیں کہ باغی فوج نے بادشاہ کو مجبور کر کے اپنا سر غنہ بنا لیا ہے۔ ورنہ بادشاہ کو باغیوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ انگریز اس بات کو جانتے ہیں اور وہ بھی بے لطفانی نہیں کریں گے۔ آپ سب قلعے میں واپس چلئے۔ ورنہ انگریزوں کو شبہ ہوگا کہ واقعی آپ باغی فوج کے شریک ہیں۔“

مرزا الہی بخش کی بات ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ بڑے آبا حضرت یعنی بادشاہ سلامت سلطان جی رو کی دنگا سے یہاں آگئے۔ اور اُن سے بھی مرزا الہی بخش نے پوچھا۔ پھر ہم سب حضرت ہمایوں کی قبر کے پاس گئے۔ بادشاہ سلامت کے لئے قبر کے پاس قالین بچایا گیا۔ اور بادشاہ سلامت قبر سے ٹیکہ لگا کر بیٹھ گئے اور ہم سب اُن کے سامنے بیٹھ گئے۔ جواں بخت ایسے انداز سے بیٹھے کہ بادشاہ اُن کو نہ دیکھ سکیں اور وہ مجہ دیکھتے رہیں۔ مجہ اُن کی یہ حرکت ناگوار ہوئی۔ اور میں نے دیکھا کہ اُن کی دہلیہن بھی اس بات کو سمجھ رہی تھی کہ جواں بخت میری طرف متوجہ ہیں۔ اور اُن کے چہرے پر ایک لگ آتا ہے اور ایک جاتا ہے۔

کیا ایک چوب دار نے آکر خبر دی کہ جنرل بخت خاں باغی فوج کا لارڈ ڈوڈز آیا ہے۔ اور حضرت نے اُنکے بار بار پائی چاہتا ہے۔ بڑے آبا حضرت نے اُنکے اشارے سے چوب دار کی طرف دیکھ کر کہا ”اُن کا انداز جانے دو“ ہم سب عورتیں بائیں مقبرے کے شمالی حجرے کی طرف چلی گئیں۔ ہم یہاں کی سہیل کو دیکھ سکتے تھے اور وہیں سے اُن کے بار بار سلام کے پاس جنرل بخت خاں مرزا الہی بخش تھے۔ اور مرزا مغل اور مرزا خضر

رضوان شریف میں حضرت خواجہ حسن نظامی کی مام جہانگیر تھے۔ آپ بھی عورتیں تھیں۔ اور بچے بھی۔

وغیرہ بھی تھے۔ بخت خاں آیا۔ اور اس نے انگریزی فوج والوں کی طرح بادشاہ سلامت کو سلام کیا۔ اور کھڑے کھڑے ہاتھ جوڑ کر کہا یہ دلی کوئی لڑائی کا مقام نہیں ہے۔ نہ یہاں کوئی جنگی قلعہ ہے۔ اس واسطے ہم یہاں انگریزوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اب ہم پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں۔ جہاں بہت سے جنگی قلعے ہیں اور ہر طرح کی حفاظت کا سامان ہے۔ اگر حضور بھی ہمارے ساتھ چلیں تو ہم چند روزیں ان بچے بچے انگریزوں کا اور ان کے فدار ساتھی ہندوستانیوں کا فائدہ کر دیں گے۔

ابھی بادشاہ سلامت نے کچھ جواب دیا تھا کہ مرزا الہی بخش نے بات یہ بدل دی۔ اور کہا کہ حضور مغل ہیں۔ اور جنرل صاحب بچان ہیں۔ آپ جہاں بیٹھے ہیں یہ قبر ہاؤں کی ہے۔ جن کو شیر شاہ افغان نے ہندوستان سے نکال کر افغان سلطنت قائم کر لی تھی، یہی ارادہ جنرل بخت خاں کا ہے جو آپ کو بے حق کر کے اپنی افغان حکومت قائم کرنی چاہتے ہیں۔ یہ سن کر جنرل بخت خاں نے اپنی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھ کر اوجھڑ کر کہا "تجربہ ہے انگریزوں کا یہ جاسوس۔ میں ابھی اس کا فائدہ کئے دیتا ہوں۔" یہ کہہ کر بخت خاں نے تلوار کھینچی لی اور مرزا الہی بخش پر وار کرنا چاہا۔ مگر بادشاہ سلامت نے بخت خاں کو روکا۔ اور کہا میں جانتا ہوں تم کو کچھ کہتے ہو۔ یہی ٹھیک ہے۔ مگر اب میں اتنا لڑنا نہیں چاہتا ہوں کہ سفر کی مصیبت برداشت نہیں کر سکتا۔ جاؤ مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو اور جہاں جی چاہے جا کر ہندوستانی کے لئے کچھ کام کرو۔ یہ بخت خاں نے پھر سلام کیا اور وہ واپس چلا گیا۔

بادشاہ سلامت کی گرفتاری

تھوڑی دیر کے بعد مرزا الہی بخش پھر اندر آئے جو بخت خاں کے جانے کے بعد نہیں چلے گئے تھے۔ اور انھوں نے بڑے لمبا حضرت سے کہا "ہمیں صاحب سلام کے لئے باہر حاضر ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حضور قلعہ میں آکر بیٹھ لے چلے۔ حضور ناحق وہاں سے تشریف لے آئے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا میرزا تم ہمارے ساتھ ہو۔ جب تک وہ میری اور ملکہ کی اور جواں بخت کی حفاظت اور سلامتی کا ذمہ نہ کریں۔ میں قلعہ میں نہیں جاؤں گا۔" مرزا الہی بخش باہر گئے اور تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے اور کہا "ہمیں صاحب کہتے ہیں۔ جبے جرنل سن لے بھیجے۔ اور میں جہاں پناہ اور ملکہ اور جواں بخت کی حفاظت کا ذمہ دار بنا کر بیٹھ گیا ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ سلامت نے ملکہ سے کچھ چپکے چپکے باتیں کیں اور آخر وہ تینوں کھڑے ہوئے۔ ملکہ نے اپنی بہن یعنی جواں بخت کی دہن کو بھی ساتھ لیا۔ اور وہ سب مرزا الہی بخش اور بادشاہ کے ساتھ باہر چلے گئے۔ ہم سب مقبرے کے اندر رہے اور ہم کو اس کا بڑا صدمہ ہوا کہ بادشاہ نے ہم میں سے کسی کی جان کی سلامتی کا فکر نہ کیا۔ فقط اپنی ملکہ اور بیٹی کی اور اپنی لہان چاہی۔ میرے دل میں اس کی وجہ سے ایک نفرت کا جذبہ پیدا ہوا۔ اور جب جواں بخت پھر مرزا الہی بخش چلے دل سے کہا۔ یہ آخری دیدہ ہے۔ اب میں بھی اس شخص کی یاد کو تیرے اندر آنے کی اجازت نہیں دوں گی۔"

بیگمات کے آنسو اس دم سے بہت سے بہہ نکلے تھے حضرت خواجہ حسن نظامی کے لئے جو بیگمات کے آنسو میں رنج ہیں۔ قیمت دو روپے۔

انگریزوں کے قلعے

انگریزوں کی مصیبتوں کے بیانات پر خواجہ حسن نظامی کے آزادانہ نوٹ۔ قیمت بارہ آنے۔

محاصرہ دہلی کے خطوط

انگریزوں کے وہ خط جو انھوں نے دہلی کے محاصرے کے وقت ہندوستان کے دوسرے مقامات انگریزوں کے ہمارے ہاں اور شاہ کا مقدمہ

۲۰۰ مصنفات بہادر شاہ کے تاریخی مقدمے کی تفصیلی کیفیت خواجہ صاحب نہایت دلالت آزادانہ نوٹ قیمت ۲۰

غدر کے فرمان

بہادر شاہ بادشاہ کے دفتروں، جنہوں نے جو ان شہزادوں اور یاستوں کے دستوں کا نام لڑی کئے تھے قیمت چھ روپے

غدر کے اخبار

ان اخباروں کے مضامین میں غدر کے تمام الزامات قیمت ۲۰

روزنامہ مرزا غالب

مرزا غالب کے لئے جو غدر کے حالات اور ان کی کتاب "دستنبیہ" کا ترجمہ قیمت بارہ آنے۔

دہلی کی جاں لقی

ابن مصیبتوں کا دردناک تذکرہ جو دہلی والوں کو غدر میں پیش آئیں۔ بالقصور قیمت ایک روپیہ۔

بہادر شاہ کا روزنامہ

اس کا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ایک روپیہ آنے

غدر کی صبح شام

اس میں ایک ہندو اور ایک مسلمان کے لکھے ہوئے غدر کے دن کے شائع کئے گئے ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آنے۔

دہلی کی آخری شمع

نوشہ فرحت الملک مرزا فرحت اللہ بیگ دہلی کے شہزادے کے ایک شعر کے کی نہایت خوبصورت تصویر

دہلی کی سزا

پچاسیوں اور سترائوں کا دردناک حال جو ان کے لئے قیمت آٹھ آنے۔ پتہ و قرا اخبار منادی دہلی

ناظرین کو اطلاع

بھی یہ تینوں کتابیں مسلسل شائع ہوتی رہیں گی۔

حیدرآباد دکن

حیدر آباد سے انجمن مہدیوایان مذاہب کا بلوار
سید ولی اللہ صاحب حبیبی چشتی نظامی ایک تلمیذ
خالقہ شتیچہ من اور بابا پورن داس صاحب
جہنت کی طرف سے آیا ہے اور مجھے اس ضروری
اور اہم جلسے میں شریک مہنا ہے۔ اس واسطے
میں فوراً حیدر آباد جانے والا ہوں۔ اور رضا
کا مہینہ حیدر آباد میں بسر کروں گا۔

رمضان شریف کے لشکر کا انتظام

میرے سفر کے زمانے میں میرے پیچھے لڑکے
سید علی واجہ منادی کی تیار اور کتابوں
اعدادوں کے دفتر کے انتظامات بھی کریں
اور رمضان کے لنگر کا انتظام بھی کریں گے۔

جو ہر سال بڑے پیمانے پر میری طرف سے
ہوا کرتا ہے۔ اور جس کی امداد باہر سے بھی آتی ہے
میری محنت بالکل اچھی ہے البتہ بے پندہ
دن سے دائرہ کے دردی بہت تکلیف ہے۔
ڈاک خانے کی ہر تال کی وجہ سے دفتروں
کتابوں اور دواؤں کی روانگی اور چلائی سے
بند ہے۔ اور آج ۲۷ جولائی ہے۔ لہذا جن
ناظرین کو یہ پتہ پہنچ جائے اُن کو معلوم رہنا
چاہیے کہ کون کئی فنانسوں کی تعمیل ہر تال کی
وجہ سے نہیں ہو سکتی ہے۔ اور خطوط کے
جوابات بھی اسی وجہ سے نہیں دئے
گئے ہیں کہ ان حالات میں بہت کم امید
تھی کہ یہ جوابات پہنچ جائیں گے۔ غالباً ایڈیٹر

خریداری کی اجازت

چونکہ انکی جہت سے منادی کے لئے خریدار قبول نہیں کئے جاتے تھے اور خریداری کی دفعہ اشیں نامعلوم رہے ہی تھیں کیونکہ کافذ کی کسی کے سبب نئے خریداروں کو پرچہ دینا ناممکن تھا اس لئے حلال کر دیا گیا تھا کہ آئندہ کوئی صاحب خریداری کی درخواست نہ بھیجیں مگر اب جبکہ منادی عامہ وار کر دیا گیا ہے اور کافذ آخری کم ہو چکا اس لئے نئے خریدار قبول کئے جا سکیں گے۔

وقت سے ایک مہینہ پہلے

یہ پرچہ اگست کا ہے اور جولائی میں شائع کیا گیا ہے۔ اور اگست کے آخر میں ستمبر کا پرچہ شائع ہوا جیسا کہ ناظرین کو صرف روزنامہ خرداد میں پڑھنا ہیگا۔ اور کوئی دشواری ماہوار کرنے میں نہیں ہوگی۔

ہر مہینے تین کتابیں شائع ہوا کریگی

آئندہ جینے کے منادی میں تین کتابوں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ ایک اسلامی تاریخ ہند، دوسری تاریخ الاولیاء ترجمہ اردو سیر الاولیاء، تیسری موت کا علاج۔ یہ تین کتابیں خواجہ حسن نظامی کی تازہ تصانیف ہیں۔ اور تینوں نہایت ضروری اور نہایت مفید ہیں۔ ناظرین کو چاہئے کہ جن پڑھیں ہیں یہ کتابیں شائع ہوں ان کو حفاظت سے رکھیں تاکہ ان کو باقیمت تین کتابیں ہر سال مل جائیں۔ جب منادی مفتے وارم جائے گا اس وقت

مُنَادِی مَآہِ دَارِ سَوْگِیَا

افندگی اور خیریاؤں کی زیادتی کے سبب اعلان
یا گیا تھا کہ جب تک کاغذ طے میں آسانی ہو اس
وقت تک منادی ماہوار شائع ہوا کرے گا۔ مگر خبر
فی ہے کہ کاغذ کی ایک بڑی مقدار کو گنیا لے کر ہندو
لے لئے روانہ ہو چکی ہے۔ وہ کاغذ آجیگا تو منادی
در اہفتہ وار کو دیا جائیگا۔

منادی کی قیمت بڑھانے کی تجویز

چونکہ منادی کی سالانہ قیمت دو روپے سال ہے جس میں ایک روپے کے قریب معمول کئے گئے ہیں بخریج ہو جاتا ہے اور صرف ایک ٹپے میں سال ہر مہرچہ دیا جاتا ہے۔ حالانکہ گرائی کا یہ حال ہے پہلے کا پی نوں کو جو اخبار لکھتا ہے چار آٹے صفحہ اجرت دی جاتی تھی اور اب ڈیڑھ روپیہ صفحہ اجرت دی جاتی ہے۔ اور پہلے چھپائی کی اجرت دو روپے ہزار فی کا پی تھی اور اب آٹھ روپے ہزار اجرت دی جاتی ہے۔ اور پہلے کاغذ دو روپے گرم آٹا اور اب آٹھ روپے گرم آٹا ہے ایسی طرح اخبار موٹے سے لے کر کٹنے والے کی اجرت بھی بہت بڑھ گئی ہے اس طرح تقریباً پانچ روپے سالانہ لاگت آتی ہے۔ دفتری خراج یعنی ایڈیٹروں کی تنخواہیں بھی وافر تھیں عملے کی تنخواہیں مذکورہ ضمیمہ کے علاوہ ہیں اس لئے تجویز ہے کہ آئندہ جب اخبار بنے گا کیا جائے تو اس کی قیمت پانچ روپے سالانہ کر دی جائے اور جب تک ماہ وار رہے تو دو روپے سالانہ قیمت لی جائے۔ ناظرین منادی اس جنوسی علاج کو اچھی طرح یاد رکھیں۔

رفضان شریف میں حضرت خواجہ حسن نظامی کی جامعہ تفسیر فرماتے تھے۔ آپ بھی عورتیں ہی! اور بچے بھی۔

انگریزی پڑھے مسلمانوں کے نام حسن نظامی کا خط

ڈھائی روپے سیکڑہ زکات دیا کیجئے۔

یہ زکات اپنے نادار قریب داروں کو دیجئے۔ بے خرچ مسکروں کو دیجئے۔ تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کو دیجئے۔ اور جو مسلمان ہندوں کے مقروض ہیں ان کا قرضہ اتانے میں دیجئے۔ بے کار اور بے روزگار مسلمانوں کو یا کار بنانے میں خرچ کیجئے۔

رمضان قریب آگیا ہے اس مہینے میں جو زکات دی جائے یا جو خیرات کی جائے اُس کا بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔

اگر آپ روزہ رکھ سکتے ہوں تو ایک روزے کے فدیے میں ایک غریب کو میٹ بھڑو کھانا کھلا دیجئے۔ یا آپ کسی مرنے والے کے ذمہ نمازوں یا روزوں کی قضا ہو تو اس کے فدیے میں بھی غریب کو کھانا کھلا دیجئے اور جب دُنیا میں کوئی بیماری پیش آئے تو علاج کے ساتھ ہی ہمدردی بھی دیا کیجئے کہ ہمدردیہ دیا رہا مشہور ہے۔ اور جب کوئی مصیبت پیش آئے تو خدا سے منت مانا کیجئے کہ جب وہ مصیبت دور ہو جائیگی تو آپ خدا کی راہ میں اتنی رقم خرچ کریں گے۔

میں یہ جو کچھ لکھتا ہوں آپ کے فائدے کے لئے اور آپ کی روحانی خوش فہمی کے لئے لکھتا ہوں اس آپ کے مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ اور آپ کی خوش فہمی بھی بڑھ جائیگی اور آپ کی خدا کے دہار میں اور خدا کے بندوں کی خدمت میں بڑھ جائیگی اگر آپ کسی کے مرید نہیں بنے ہیں تو فوراً کسی بزرگ سے بیعت کر لیجئے کیونکہ اس سے بھی دل کی راحت اور خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ آپ چاہیں رہتے ہوں وہاں کسی بزرگ کا حزر ہو تو فرصت کا دن مقرر کر کے آئیں گے دن اس مزار کی زیارت کے لئے جایا کیجئے کہ اس سے آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔

ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے اللہ کا نام لیا کیجئے اور اللہ کی مدد مانگنا کیجئے۔

سراقہ آپ کا بھائی حسن نظامی دھڑوی

سلامتی ہو ان کو جو اس خط کو پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔

مرد بھی عورتیں بھی۔ اور بچے بھی۔

آپ نے انگریزی تعلیم حاصل کی۔ اور خدا نے آپ کو آپ کی علمیت۔ اور محنت۔ اور عقل کی وجہ سے دولت بھی دی اور عزت بھی دی۔

آپ کے دل میں اسلام کی محبت ہے۔ اور اپنی مسلم قوم کی الفت ہے۔ اور آپ اُن مولویوں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو انگریزی تعلیم اور تہذیب و شائستگی کے مخالف ہیں اور اپنی قوم سے جدا ہو کر دوسری قوم کی سیاست میں شریک ہو گئے ہیں۔ اور اپنی روزی کے لئے مسلمانوں کو آپس میں لڑاتے ہیں اور فرقہ بندی بڑھاتے ہیں۔

میں بھی ان باتوں میں آپ کا ہم خیال ہوں لیکن ایک بات یہ کہ دنیا نہیں ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ انگریزی سرکار کو اپنی آمدنی کا انکم ٹیکس دیتے ہیں۔ اور اپنی جسمانی آسائش اور آرامش میں سب کچھ خرچ کرتے ہیں۔ مگر خدا کا انکم ٹیکس کات ادا نہیں کرتے اور اپنی روحانی آسائش اور آرامش کے لئے ایک پیسہ خرچ نہیں کرتے۔ حالانکہ جس طرح کلمہ پڑھنا فرض ہے۔ اور جس طرح پانچ وقت کی نماز فرض ہے۔ اور جس طرح رمضان کے روزے فرض ہیں اور جس طرح کعبہ کا حج فرض ہے اسی طرح کھاتے پیتے خوش حال مسلمان عورتوں اور مردوں پر زکات بھی فرض ہے۔ اور خیرات دینی بھی ضروری ہے۔ اور غریبوں کی مدد کرنی بھی لازمی ہے۔ اس کے بغیر وہ لوگ جو زکات نہ دیں اور خیرات نہ دیں اور ہمدردی مسلمان نہیں ہیں اور ان کی روح بے اطمینان رہتی ہے۔ اور زندگی روحانی لحاظ سے خوش فہم نہیں ہوتی۔

اس لئے میں یہ کھلا خط آپ کے نام لکھتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس نقدی یا زیور یا قیمتی سامان ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے تو

فاسفورس کے تیل کی قیمت ادھی کم ہو گئی

فاسفورس کا تیل طبی کمپنی دہلی نے بنالیا

فاسفورس کا تیل جرمنی سے آتا تھا۔ لڑائی شروع ہونے سے پہلے حضرت خواجہ حسن نظامی نے امریکی اور انگلستان اور جاپان اور ہندوستان کے مشہور دوا ساز کارخانوں سے خط و کتابت کی اور فاسفورس کا تیل بنانا چاہا مگر کسی رخا نے تیل بنانے کا اقرار نہ کیا تب مجبوراً خواجہ صاحب نے جرمنی کی مرگ کمپنی سے بہت بڑی مقدار اس تیل کی خرید لی۔ جو لڑائی کے چہ سال کی مدت میں خرچ ہوتا رہا۔ اور جب ختم ہونے کے قریب آیا تو مجبوراً اس کی قیمت بڑھائی گئی۔ مگر اس کے ساتھ ہی دہلی میں یہ تیل بنانے کی کوشش جاری رہی۔ آخر کار خدا کے فضل سے طبی کمپنی دہلی نے یہ تیل بنالیا۔ جو جرمنی ساخت کے تیل جیسا ہے۔ اور کسی خوبی میں جرمنی کے بنے ہوئے تیل سے کم نہیں ہے۔

اس لئے اب اس تیل کی قیمت ادھی کم کر دی گئی۔ یعنی جو تیل ڈھائی اونس کی شیشی میں پانچ روپے کو دیا جاتا تھا وہ اب پانچ روپے کو دیا جائیگا۔ اور جو ڈیڑھ اونس کی شیشی میں تین روپے کو دیا جاتا تھا وہ اب ڈیڑھ روپے کو دیا جائیگا۔ اور جو تیل پاؤ اونس کی شیشی میں ایک روپے کو دیا جاتا تھا۔ وہ اب آٹھ آنے میں پانچ روپے جرمنی سے تیل نہ آنے کے سبب طبی کمپنی کے ایجنٹوں کو یہ تیل بھیجا بند کر دیا گیا تھا۔ اب سب ایجنٹوں کو بھیجا شروع کر دیا ہے۔

فاسفورس کے تیل کے فائدے

یہ تیل کمزور بچوں کے جسم پر ملا جائے تو ان کی طاقت بڑھ جاتی ہے اور وہ بیماریوں سے بچے رہتے ہیں۔ اور کمزور عورتوں کے جسم پر ملا جائے تو ان کی کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ خاص کر بڑھاپے میں عورتوں اور مردوں کو اس تیل کی مالش بہت زیادہ فائدہ دیتی ہے۔ لقوے اور فالج اور عیشے کے بیماروں کو بھی یہ تیل بہت زیادہ فائدہ دیتا ہے۔ اور ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کر دیتا ہے۔ مردوں کی خفیہ کمزوریوں کے لئے یہ تیل بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ قیمت ڈھائی اونس کی شیشی ڈھائی روپے محصول ڈاک ڈاڑے۔ کل تین روپے ایک آنہ۔ پکنگ کا خرچہ بذمہ طبی کمپنی۔

ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ڈیڑھ روپیہ مگر محصول ڈاڑے ہی خرچ ہوگا۔ اور پاؤ اونس کی شیشی کی قیمت آٹھ آنے اور محصول ڈاک ڈاڑے کیونکہ ڈاک خانے نے پارسل کا جو وزن مقرر کیا ہے اس میں ان تینوں شیشیوں کا وزن یکساں مانا جاتا ہے اور ایک ہی محصول لیا جاتا ہے اس لئے خریداروں کا فائدہ بڑی شیشی خریدنے میں ہے۔

ایجنسی کمیشن

جو ایجنٹ پس پونے کا مال نقد قیمت پر خریدیگا اس کو پچیس روپے سیکڑ کمیشن دیا جائیگا مگر پونے

پارسل کا محصول ایجنٹ کے ذمے ہوگا۔ کسی ایجنٹ کو طبی کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت لینے کی اجازت نہیں ہے۔ سوائے ان ایجنٹوں کے جو ہندوستان کے باہر کے ملکوں میں ہیں کیونکہ ان کا خرچہ بہت بڑھ جاتا ہے۔

دکانوں پر لگانے کے بورڈ کمپنی بھیجتی ہے۔ ہندوستانی ایجنٹوں کے نام اور جیسے حکیم منزل شاہ نظامی شمس سجد قاضی فیض باغ لاہور دفتر اخبار دین احمد آباد

خوش قبول شاہ نظامی چل مرزہ حیدر آباد دکن۔

بیسٹے کی دوا شفا

حضرت خواجہ حسن نظامی کی بنائی ہوئی۔ پانچ بوندیں بیسٹے کے بیمار کی جان بچا لیتی ہیں قیمت ایک روپیہ شیشی

چارٹے بھاری دوا

نومین کا تیل

ہر قسم کا بخار اس تیل کی مالش سے دور جاتا ہے یہ تیل ملا ہی جاتا ہے اور پانچ بوندیں پانی میں مل کر پلائی جائیں تب بھی فائدہ ہوتا ہے۔

زکام کی دوا

کافور کا تیل

اس تیل کے سونچنے سے زکام دور ہو جاتا ہے وہابی بیماریاں باس نہیں آتیں۔ مجھ بھاگ جاتے ہیں۔ ٹھنڈی کی زہریلی مہ اور دور ہو جاتی ہے قیمت ایک روپیہ

ملنے کا پتہ

طبی کمپنی دہلی اور اس کے ایجنٹ

پرنٹرو پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپو کر دفتر اخبار نادہلی سے شائع کیا

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰

انگریزی حکومت - اور کانگریس - اور مسلم لیگ کو خود غرضی سے بچانے والا
 چشوقِ پارٹی کو دل کا بادشاہ بنائے والا
 خواجہ حسن نظامی کا لکھتے ہوئے اخبار

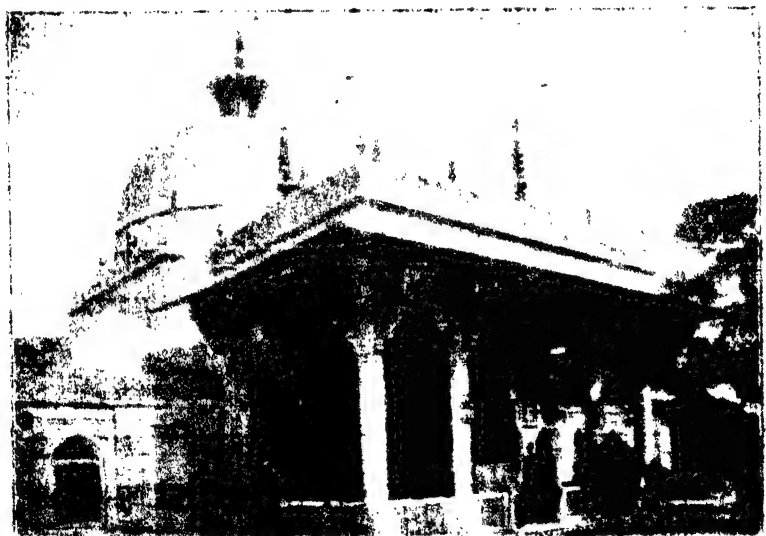
۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰

مٹا دی گئی

جولائی ۱۹۲۷ء سے جاری ہے

قلم کار: علی بن حسن و زید بن حسن
 ایکم اکتوبر ۱۹۲۵ء
 ہندوستان میں سالانہ قیمت دو روپے - ایک روپیہ پیش رو
 باہر کے ملکوں سے پانچ شلنگ

مزار مبارک سلطان الہند حضرت خواجہ سعید عین الدین حسن چشتی اجمیریؒ



آلِ اندیا چشتی پارٹی کا مرکز اجمیر شریف میں

(۱) دوسو برس کی عمر ہوگی
اُس عورت مرد کی جواپنے سلی ہوگا
کو ایک مہینے میں ایک بار سے
زیادہ خرچ نہ کرے۔

(۵) ہر وقت خوش ہیگا
جو خدایپر بھروسہ رکھے
کھلی ہو امیں پیدل پھرے
صبح جلدی بیدار ہو

(۹) ہمیشہ زندہ رہیگا
وہ جو خدایکے بندوں کی مدد
کے لئے اپنی جان قربان کرے
اور اپنی غرض چھوڑے

(۲) ہمیشہ جنت میں رہے
اگر حضرت آدم وحواء کے عمری میں
نسلی تعلق قائم نہ کرتے۔ شجر ممنوع
سے مراد نسلی تعلق تھا۔

(۶) دل کی بادشاہی
اُس کو حاصل ہوگی جو بغرض
بن جائے اور کسی نہ ڈرے اور کسی کو نہ سنا
اور اپنی عزت خود کرے

(۱۰) مفلس نہیں ہوگا
جس کی بیوی فضول خرچ نہ ہو
اور جو قرض دہ لے
اور خرچ آمدنی سے نہ بڑھنے دے

(۳) تقدیر بدل سکتی ہے
آبل کی جھڑکا میں خدا سے
دُعا مانگے
اور منت مانے اور پوری کرے

(۷) مسلمان کون ہے؟
جو اپنی عقل سے کام لے
لیڈر۔ پیر۔ مولوی کی
انکھ بند کر کے تقلید نہ کرے

(۱۱) عقل مند وہ ہے
جو بادشاہوں، امیروں
تاجروں کو خود غرض سمجھے
اور ان سے توقع قائم نہ کرے

(۴) قوم کا علاج
سادہ غذا، سادہ لباس
کھلی ہوا، جسم کی صفائی
ہر وقت کام میں لگا رہنا۔

(۸) چشتی بادشاہی
ہندوستان میں کوئی بادشاہی نہ ہوگی
صراط اُن کی بادشاہی رہیگی
جو چشتی خواجہ کی موخندگی اختیار کریں

(۱۲) کامیاب وہ ہے
جو میرا مرید ہو جائے
اور میری محنت اور خدامت غلط
کی تقلید نہ کرے۔

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

وقت ہوس میں نہ سونا چاہئے۔ گرم پانی سے روزانہ نہانا چاہئے۔ مٹو بننا چاہئے تو پہلے جلابے کر بیٹ صاف کرنا چاہئے۔ اور پھر کوئین یا حب کر دودھ کرنے والی اور کوئی کھانی چاہئیں۔

بہی کا فساد

پورن اور بہی میں کانگریس کے جلسے ختم ہوتے ہی بہی میں ہندو مسلمانوں کا فساد شروع ہو گیا ہے۔ ۸ ستمبر تک جو خبریں آئیں ان سے معلوم ہوا کہ انیس آدمی مر چکے ہیں۔ اور ستر کے قریب زخمی ہو چکے ہیں جنہیں حقیقت اس سے بہت زیادہ ہوگی کیونکہ زخمیوں کی تعداد ہمیشہ سرکار کے سامنے کم آیا کرتی ہے۔ مسلم لیگ بہی کے صدر نے مسلمانوں کے نام اعلان شائع کیا ہے کہ وہ اس فساد سے الگ رہیں۔ اور بہت اچھے الفاظ میں مسلمانوں کو فساد سے بچنے کی نصیحت کی گئی ہے۔ مگر کانگریس کی طرف سے ابھی کوئی اعلان شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ اعلان کی ابتدا ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکتوبر اور نومبر اور دسمبر کے جشن خیر نہیں ہندوستان میں کیسی ابتری پیدا کریں گے۔

چشتی پارٹی کے ممبروں کا فرض

وقت آگیا ہے کہ آل انڈیا چشتی پارٹی کے ہندو مسلمان اور سکھ ممبر اپنے اپنے مقام پر بھی سے اپنا کام شروع کر دیں۔ یعنی عوام کو فتنے فساد کے بے نتائج سمجھائیں اور فساد کی دنیا و جہنمی افواہوں کی تردید کرتے رہیں۔ کیونکہ ہر مقام پر چھوٹی اور غلط افواہوں سے فتنے ہوا کرتا ہے۔

رہنوں کا جابلہ

۸ ستمبر کو ہولی میں والیاں ریاست کی ایک جماعت نے ہندو مسلمانوں کے حقوق کے متعلق بات چیت کی۔ اور ان کے دلے الفتن کے متعلق بات چیت کی۔ ان کے حقوق پیش کئے۔ منادی کو امید نہیں ہے کہ دیاستوی میں امن قائم رہے۔ کیونکہ حامی طور سے زمینوں میں قومی اور مذہبی مصلحت پیدا ہو گیا ہے۔ اور والیاں ریاست پر کش ماجہ کے حوام سے زیادہ نصیب کا شکار ہو گئے ہیں۔ دیا مسیحیہ میں مسلمان دھاکوں کو لگاتے

عقل اور عمل

اسلام حضرت آدم کے وقت سے لے کر آج کے دن تک خدا کا پیغام دین ہے۔ اور اس کی تعلیم کا خلاصہ دو نقطوں میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اسلام عقل کا مذہب ہے اور اسلام عمل کا مذہب ہے۔

بڑی نقطہ کا منادی

آج اکتوبر کی پہلی تاریخ سے منادی کا سائز یعنی نقطہ فدا ہوا کر دی گئی ہے چند سال پہلے منادی کا سائز زیادہ بڑا تھا۔ لڑائی کے زمانے میں بہت چھوٹا کر دیا گیا تھا۔ جس کی بہت سی مصلحتیں تھیں۔ لیکن اب لڑائی ختم ہوتے ہی منادی کا سائز پیام جنگ کے سائز سے دوگنا کر دیا گیا ہے۔

جب آندھی چلتی ہے

نواہ پنے اونٹ پر درخت ہولکے زور سے گرجتے ہیں۔ مگر چھوٹے قدر کے درخت سلامت رہتے ہیں۔ اور آندھی ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”زین کے اوپر اترنا ہلکا نہیل۔ غور و گھنڈ سے اپنے سر کو اونچا اٹھا کر نہیل۔ اور تجربہ بھی یہی سکھاتا ہے کہ اس دنیا میں مصلحتی آدمی کو حامل ہوتی ہے جو عاجزی سے اپنے سر کو بچائے رکھتے ہیں۔

میں بھی خدا کا ایک عاجز بندہ ہوں۔ اور میرا اخبار بھی غور و گھنڈ سے دوڑ رہنا چاہتا ہے۔ اس واسطے وہ لڑائی کی آندھی کے وقت ہچیز اور کم حیثیت بن گیا تھا۔ اب خدا نے توفیق دی اور اس کا سائز بڑا کر دیا۔

بارش کا نقصان

ستمبر طے پانچویں کو سے ہم گرجا مانا تھا کہ اس مہینے کے وسط سے لے کر آخر تک بارش اور ہوا کے بے وقت طوفانوں سے کھیتوں کو اور کانوں کو کھیت نقصان پہونچا۔ اصاب بارش بھی ہے۔ تو اکتوبر کے مہینے میں طے پانچواں کا طوفان آئے گا۔ اور کوئی گھر اس سے محفوظ نہیں رہے گا کیونکہ ہر سات کی اپنی سیج کی دھوپ سے ابھر رہا ہے کہ کھیت کی اسی سے بننا پیدا ہوں گے۔ ہندوستان میں کھیت کے

پچھلے کی کوشش تو کریں گے لیکن کسی فریق کی طرفداری نہیں کریں گے۔
 شملہ کانفرنس کے وقت میں نے مسلمان پیشینوں کی طرف سے جو تار
 و پستلے کو بھیجا تھا وہ ایک وقتی چیز تھی۔ اور حکومت برطانویوں کی
 حامی رہنے کا ہر کرنے کے لئے تیار بھی کیا تھا۔ مگر انگلش کے رہنے میں
 چشتی پارٹی نے مسلم لیگ کا ساتھ دینے کا انہیں گناہوں کا ساتھ دینے کی نہ کسی اور
 سیاسی پارٹی کا ساتھ دے گی۔

گوشہ پرچوں میں جو مشورے مسلم لیگ والوں کو دیئے گئے تھے۔ وہ
 محض اختلافات دور کرنے کی نیت سے تھے۔ ورنہ چشتی پارٹی مسلم لیگ
 میں شامل نہیں ہے۔ اور نہ مسلم لیگ کے سیاسی مطالبات اور گناہوں کے
 سیاسی مطالبات اور ان دونوں کے باہمی اختلافات سے اس کو کوئی
 تعلق ہے۔

ریڈیو کی اصلاح

آج سے منادی میں آل انڈیا ریڈیو کی اچھی بڑی نشریات کی نسبت رائے
 کا کام شروع کیا گیا ہے۔ یہ رائے زنی درحقیقت چشتی پارٹی کے ممبروں کو
 تربیت دینے کی غرض سے ہے۔ تاکہ وہ آل انڈیا ریڈیو کی اچھی اور بڑی
 نشریات پر غور کر سکیں اور ان میں اظہار خیال اور اظہار رائے کی توفیق

فلم پر تلم

آج کے اخبار سے تمام ہندوستان کی سینما کمپنیوں اور ان کی تصویروں
 کی نسبت بھی تنقیدی تحریریں شروع کی گئی ہیں۔ اور ان کا مقصد بھی
 یہی ہے کہ آل انڈیا چشتی پارٹی کے عورت مرد و عیال غریبوں سے آگاہ ہوں
 جو ریڈیو اور سینما سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اور ان برائیوں سے بچی

آگاہ ہوں جو ریڈیو اور سینما سے ہندوستان میں پھیل رہی ہیں۔
 انگلش کا چھکرا اگرچہ سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ لیکن وہ تین گز
 میں ختم ہو جائیگا۔ مگر ریڈیو اور سینما کی خوابیاں دوا می مصیبت ہیں۔
 ان کی طرف توجہ نہ کی گئی تو ہمارے ہندوستان کی شرافت اور
 تہذیب تباہ و برباد ہو جائے گی۔

مسٹر خورشید احمد

لاٹری اخباروں سے مسٹر خورشید احمد کے خلاف ایسے مضامین شائع کئے گئے ہیں جن کا
 ہر نامہ لکھنے والی پس منظر کے مسلمانوں کے ساتھ بے انصافی کر رہے ہیں۔ انہیں
 ہم خیال نہیں۔ ہندوستان کی طرف سے ہندوستان کا کام کے لئے ہندی طور
 پر نہیں ہیں جو ان کے پہرہ کیا گیا ہے۔

جیسے سے روکا جاتا ہے اور ریاست دہلی میں سبکدوش اور اولیا مائند
 کے مزاروں کی مسلمانوں کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح شہر
 ہریاست میں پائی جاتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ریاست
 فروری پرستی کا شکار ہو گئے ہیں اور وہ پیش اندانی کے عیام سے زیادہ
 ناقابل اندیشی کے کام کر رہے ہیں۔ اس لئے حکومت ہند کا مقصد
 ہے کہ وہ ریسیوں کے مطالبات کے وقت اس بات کو فراموش نہ کر
 کہ ریسیوں کی یہ ذہنیت برٹش جمہوریت کے سراسر خلاف ہے۔

دوسری جنگ نہیں ہوگی

یورپ میں اتحادیوں کے باہمی اختلافات کی خبروں سے متاثر ہو کر بعض
 خیالوں نے اندیشہ ظاہر کیا ہے کہ یورپ میں دوسری جنگ شروع ہو
 جانے کے آثار نظر آتے ہیں۔ مگر مجھے پورا اطمینان ہے کہ دوسری جنگ
 نہیں ہوگی کیونکہ ہر فریق لڑائی کے ہاتھوں اتنا زیادہ نقصان اٹھا چکا
 ہے کہ اب وہ لڑائی کا نام نہیں لگا سوریہ جو کچھ اختلافی خبریں آ رہی
 ہیں یہ محض ہتھکیاں ہیں۔

دامغوں کی لڑائی

ہتھیاروں کی لڑائی ختم ہو گئی ہے مگر دامغوں کی لڑائی زور و شور سے
 رہ رہی ہے۔ اس لڑائی میں سب سے اچھا دامغ انگریزوں کا معلوم
 ہوتا ہے ماورائے کے بعد ریسیوں کا دامغ تھیک کام کر رہا ہے۔ امریکہ
 اور فرانس کے دامغ دور اندیشی سے بہت دور نظر آتے ہیں۔

دہلی کے مسلمانوں کی غلطی

جب مولانا ابوالکلام آزاد شملہ سے ٹکلتے جا رہے تھے اس وقت علی گڑھ
 اسٹیشن پر چند مسلمانوں نے مولانا کے خلاف مظاہرہ کر کے بے عقلی کا ثبوت
 دیا تھا۔ اور اب جب مولانا پونہ سے واپس آئے تو پھر چند مسلمانوں نے
 ان کو کالے جھنڈے دکھا کر مظاہرہ حرکت کا ارتکاب کیا۔ اسلام کی تعلیم
 ان حرکتوں سے بہت اٹھنے ہے۔ اور قرآن شریف کی تعلیم بھی ان حرکتوں
 کے خلاف ہے۔ یہ سب چیزیں یورپ سے آئی ہیں۔ ایشیا کی تہذیب
 کو ان چیزوں سے کچھ تعلق نہیں ہے۔

چشتی پارٹی کی غیر جانبداری

انگلش کے ساتھ چشتی پارٹی کے غیر جانبدارانہ رویے کا اظہار ہے۔

میزانِ قلمستان

کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ جس میں مصر کی طبعی حکومت کے ایک واقعے کو ناول کے انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ اور لکھنے والے نے اپنی سیاست کے بُرے جذبات سے جگہ جگہ کام لیا ہے۔

مولانا محمد حسین آزاد کا سفرنامہ ایران {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

سرخ چین کا رہنما {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

تاریخ جرم و ستم {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

تذکرۃ الواصفین {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

حسن م {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

سرخ چین کا رہنما {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

تاریخ جرم و ستم {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

تذکرۃ الواصفین {سفرنامہ اور چھٹا لکھائی چھپائی بہت عمدہ اور بہت صاف تصویحات ۱۹۲۔ قیمت ایک روپیہ ملنے کا پتہ۔ آزاد ایک ڈپو۔ کوچ چلیاں دہلی۔ مولانا کے پوتے آغا محمد طاہر صاحب کا تمام ہندوستان کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ انہوں نے یہ نہایت دلچسپ سفرنامہ ایران شائع کر دیا۔ ورنہ یہ بیش قیمت چیز ضائع ہو جاتی۔ یہ کتاب اردو زبان کا آبادار موندتی ہے۔ اور پڑھنے والوں کی بڑی بڑی تحریک

کہ اُنہیں نے یہ نہایت مفید کتاب دوبارہ شائع کر دی۔

کتاب المجرات ۱ سائز ۱۶x۲۳ رف کاقد لکھائی چھپائی اچھی۔
جلد بندی بہتر۔ صفحات ۷۳۲ قیمت تین روپے۔
طے کا پتہ۔ منیر شاہی مطبع و پرنٹنگ جارج مسجد دہلی
اس کتاب میں حکیم شفا الملک صاحب نے سہ سے باؤں ملک کی
تمام بیماریوں کے عجوبہ ادبیت انداز سے وصف دیے ہیں۔ جس سے
یقیناً ہلکے کو بہت فائدہ ہوگا۔

انگریزی عربی لغت ۱ سائز ۱۶x۲۳ کاقد نہایت نفیس
اور چمکنا۔ چھپائی بھی اچھی درجے کی
جناب صلاح الدین صاحب خورشید پور پرنٹنگ ہاؤس نے مرتب کیے
دن سے شائع کی ہے۔ قیمت کتاب پروج نہیں ہے۔ طے کا پتہ
مسٹر صلاح الدین خورشید پور پرنٹنگ ہاؤس۔ موری دروازہ دھولی
کتاب ان ہندوستانیوں کی تعلیم کے لئے مفید ثابت ہوگی جو
انگریزی کے ساتھ عربی زبان بھی سیکھنا چاہتے ہوں۔ مسٹر صلاح الدین
جتنی مشرت کے لئے لکھی گئی ہے وہی ہے۔ اودان کی اہلیت
قابلیت اس کتاب سے ہر شخص پر ظاہر ہو جائیگی۔ ضرورت ہے کہ ہندوستانی
باشندے اس کتاب کی قدر کریں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

حیدر آبادی دستکاری ۱ مولوی احمد عبداللیم صاحب صدیقی
آرٹسٹ حیدر آباد دکن نے اپنی دستکاری
کے چار نمونے بھیجے ہیں۔ یہ ڈیمو فٹ لمبے ایک فٹ چوڑے تخت
چونے کے بنے ہوئے آویزے ہیں۔ جن پر اچھے ہوئے حروف
میں "اللہ" لکھا ہوا ہے۔ اور ایک میں "محمد" لکھا ہوا ہے۔ اور
ایک میں علیؑ لکھا ہوا ہے۔ سیاہ و سبز تین ہے اور حروف پر
سنہری پوڑ لگایا ہے۔ یہ دستکاری بہت زیادہ قدر کے قابل
ہے۔ اپنے گھروں میں نامناسب تصویروں کی جگہ اگر یہ پلک نام
آویزاں کئے جائیں تو خوشنما بھی ہوگی اور برکت بھی ہوگی۔ لٹکانے
کے لئے مضبوط تاری بھی مائلے کے اندر چسپاں ہیں جو آویزے کا
وزن سنبھال سکتے ہیں۔ ایک آویزے کی قیمت پانچ روپے مقرر
کی گئی ہے۔ جو محنت و خرچ کے اعتبار سے کچھ زیادہ نہیں ہے۔
مادی کے ناظرین کو اس صناعت کی قدر کرنی چاہئے۔ طے کا پتہ
احمد عبداللیم صاحب مولوی آرٹسٹ عقب مکان مولوی علی محمد
صاحب انجمن دانش بلوہ۔ اعظم حاجی روڈ۔ کاجی گوٹہ حیدر آباد دکن

نئی زندگی ۱ آندو زبان کا سیاسی ماہنامہ رسالہ ہے۔ نوئے صفحات
کے ہیں۔ سان فرانسیسکو سے موری ورنی چھاپا گیا ہے
اس کے بانی ڈاکٹر سید محمد صاحب ہیں۔ اور سرپرست ڈاکٹر خواجہ محمد
صاحب ہیں۔ اور ایڈیٹر سید سید الرحمن ہیں۔ اور نائب ایڈیٹر طفیل احمد
خلل ایملے ہیں۔ اللہ آباد سے شائع ہوتا ہے۔ لکھائی چھپائی اچھی ہے۔
موری پر قیمت انگریزی زبان میں چھ روپے سال بھی ہے۔ عذرت
حسب ذیل ہیں۔ محو و نظر انڈیٹر۔ رفقا عالم از طفیل احمد خاں۔
بین الاقوامی تعلیم کی تاج از ادارہ۔ جمعیت الاقوام از اولہ جمعیت
کے زوال کی کہانی یا واقعات علم کی زبانی از شیڈ سنگھ۔ شروعات از
ادارہ۔ ڈبیرن لوکس کے منصوبے از ادارہ۔ ڈبیرن لوکس کی تجویز
کا کیا مطلب ہے۔ از اسٹیس۔ کیا مجوزہ بین الاقوامی تنظیم میں امن
عطا کر سکتی ہے؟ از ڈاکٹر راجند۔ بین الاقوامی مجلس امن از انسی
جوشی۔ سن فرانسیسکو کانفرنس اور اس کے فیصلے از ادارہ بنی نظام
عالم اور ہندوستان از ادارہ۔ اخبارات کی رائیں۔ کسی تصویر میں
ہیں۔ ایسے رسالوں کی اردو زبان کو بہت ضرورت ہے۔ لیکن نئی زندگی
جیسے باوقار رسالے میں فلمی اشتہار اور نامناسب دواؤں کے اشتہار
درج کرنے مناسب نہیں تھے جو بدعت کئے گئے ہیں۔

لہو ترنگ ۱ ایک سو ساٹھ صفحے کی جلد رنگین سرورق کی کتاب
نفس ہے۔ کاقد چمکنا ہے۔ سائز ۱۶x۲۳ ہے۔ لکھائی چھپائی
نفیس ہے۔ یہ سکندر علی صاحب وقار کے ایک ہزار اشعار اس کتاب میں
ہیں۔ قسم اول کی قیمت چھ روپے لکھی ہے۔ اور قسم دوم کی قیمت
تین روپے لکھی ہے۔ عہد الحق ایڈیٹر حیدر آباد دکن کے ہے۔ سے بیگی
دعوت صاحب کی تصویر فی شریع میں ہے۔ جس سے دیکھنے والے
کو شبہ ہوتا ہے کہ کسی یورپین نوجوان کی تصویر ہے۔ لہو ترنگ نام کی
جو مجھ میں نہیں آئی۔ دیباچے کے اشعار سے کلام کا اندازہ ہو سکتا
جہاں شوق سخن میں گور گئے دل سال
شعر فکر کی تدوین کا ہوا ہے خیال
سپہر شعر سے تھا کار انتخاب محال
تکثر نے جھانٹ لئے چند بد چند ہلال
کلام تختہ گلہائے رنگ رنگ بنا
ہزار سار سے ساز لہو ترنگ بنا
حیدر آباد دکن نے جو خدمات اردو ادب کی انجام دی ہیں
ان میں یہ کتاب بھی ایک نمونہ کی چیز ہے۔

اسرار اکم عظم

سائز ۳۰×۳۰ سینچ - ۳۰۰ صفحہ - کاغذ رنگ - صفحات ۳۰۰ - ۳۰۰
لکھائی چھپائی کسمپوری - قیمت ایک روپیہ خواجہ حسن نظامی کی
تالیف تھی۔ اس کتاب میں حروف مقطعات اور اسم اعظم کے وہ اسرار
میں جو آج تک کسی کو معلوم نہیں تھے، اس لئے اعلان کیا گیا ہے کہ
یہ کتاب لازماً داری کا تحریری اقرار کرنے والوں کو دی جائے گی۔ اور کسی کو نہیں
دی جائے گی۔ ملنے کا پتہ: - حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی ۱۰

نظامی بنسری

سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء
کی پاک زندگی کے مکمل حالات خواجہ حسن نظامی نے اس کتاب میں
لکھے ہیں۔ سائز ۳۰×۳۰ سینچ - ۴۹۶ - کاغذ رنگ - جلد بند
مہولی - قیمت تین روپے - ملنے کا پتہ:
حلقہ مشائخ بک ڈپو دہلی

ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی

آج سے دو سو برس پہلے پانی پت کے میدان میں ہندو مسلمانوں کی
آخری لڑائی کی مکمل تاریخ خواجہ حسن نظامی نے اس کتاب میں لکھی ہے
سائز ۳۰×۳۰ سینچ - ۸۰ - جلد بند مہولی - قیمت بارہ آنے -
ملنے کا پتہ: - دفتر اخبار مساد دی و جلی -
موجودہ ہندو مسلمانوں کی کشیدگی دور کرنے کے لئے اس کتاب
سے بڑھ کر کوئی کتاب اور کوئی تقریر سبق آموز نہ ہو سکیگی۔

تاریخ فرعون

سائز ۳۰×۳۰ سینچ - ۲۰۰ - جلد بند مہولی - خواجہ حسن نظامی
کی لکھی ہوئی - وہ تاریخی کتاب جو بلا قلعہ میں لکھنی شروع کی تھی اور
۱۹۳۲ء میں ختم ہوئی - جس میں لکھی تصویریں بھی ہیں - قیمت تین روپے
ملنے کا پتہ: - دفتر اخبار مساد دی و جلی

ایک سو انیس صفحے کا شاندار اردو ماہوار رسالہ ہے
جدید اردو سرورق نگین ہے۔ کلکتے سے شائع ہوتا ہے۔ نومق
ہیں۔ انیس غزلیں نکلیں ہیں۔ گیارہ افسانے دوڑائے ہیں۔ زیر نظر رسالہ
بنگال نمبر ہے۔ مضامین سے اندازہ ہوتا ہے کہ اہل بنگال اردو کی
خدمت سے غافل نہیں ہیں۔ سالانہ قیمت تین روپے چھ نمبر ۳۰ مارشل
اسٹریٹ کلکتہ۔

کلکتے کے مشہور روزانہ اخبار عصر جدید
عصر جدید کا سلور جوبلی نمبر ۱۷۶ صفحہ ۱۷۶
تصویروں کے علاوہ ۱۷۶ صفحہ ۱۷۶ سائز ہے۔ لکھائی چھپائی
عمر ہے۔ مضامین اور تصویریں بھی تعریف کے قابل ہیں۔ عصر جدید کو جو
مقبولیت بنگال کے اردو اہل باشندوں میں ہے اس خاص نمبر سے اچھی طرح
ظاہر ہوتی ہے۔ سب سے بڑی تعریف اس کی ہے کہ عصر جدید نے اس
خاص نمبر میں بھی کوئی غلطی اشتہار نہیں لیا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عصر جدید
ہندوستان کی شرم و حیا و شرافت کے تحفظ کے لئے محض زبانیاں نہیں
کہتا بلکہ آثار و قربانی کا ثبوت بھی دیتا ہے۔ ملنے کا پتہ دفتر روزانہ اخبار
عصر جدید کلکتہ۔

اس خاص نمبر کے سرورق پر گورنر بنگال کی تقریر کے پانچ فقرے درج کئے
گئے ہیں جو یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ گورنر بنگال نے کہا: "بنگال میں رسول
کے اندر عجیب کے پانچ کروڑ دس لاکھ ٹیکے لگائے گئے۔ بیسٹھ کروڑ کھن
کے لئے ۴۴ لاکھ آدمیوں کو انجمن دے گئے۔ موشی خریدنے کے لئے کسانوں
کو پچاس لاکھ روپے قرض دے گئے۔ کپڑوں کے لئے ایک کروڑ دس لاکھ
کارڈ تقسیم کئے گئے۔ ہمارا چاول کا ذخیرہ ۵۷ لاکھ ٹن ہے۔"

انہیں ہے کہ عصر جدید کے سرورق پر یہ پانچوں فقرے بن سولہ
میں درج کئے گئے ہیں۔ اگر غلطوں میں درج کئے جاتے تو پڑھنے والے پر
پچاس گنا زیادہ اثر ہوتا۔ مجھے تبصرہ لکھتے وقت عصر گفنے میں بہت
دشواری ہوئی۔ الفاظ ہوتے تو ایک نظر میں سمجھ لیتا۔

نوبل مشرق سائز ۳۰×۳۰ سینچ - ۲۰۰ - اس میں اردو صاحب کے لکھی
نوبل مشرق نے ستر چنانچہ کے جوہر پیغام نظم کے شعر میں قیمت
چار آنے ملنے کا پتہ ادارہ بارگاہ ادب آگرہ۔

اطلاعات آئندہ پرچے سے منادی میں تمام ہندوستان کے اردو
اخباروں اور سالوں کا تعارف شائع ہونا شروع ہو گا۔ اور اس
کی ایک مستقل کتاب بنائی جائیگی۔ لہذا ناظرین اپنے علاقے کے
اخباروں اور سالوں کے پتے دفتر منادی کو بھیج دیں۔ ایڈیٹر

تصوف کا نیا عملی فلسفہ

از مسٹر ایس اے خالق ایڈیٹر اخبار ریپورٹری بازار دہلی

ایک ہو۔ اور ایسا بھی اکثر ہوتا ہے کہ دونوں میں سے، ایک بھی نہ ہو۔ ہم کو آئے دن کم و بیش ایسے لوگوں سے بھی واسطہ پڑتا رہتا ہے جو بہت بڑے ”تعلیمیافتہ“ ہیں۔ مگر ”عقلندہ“ نہیں ہیں۔ اور ایسے بھی لوگ ملتے ہی رہتے ہیں۔ جو اپنا نام بھی لکھنا نہیں جانتے۔ مگر بڑے عقلندہ ہیں۔

سیدا جی۔ حیدر علی۔ رحمان الدین غلپی رنیت سنگھ، اکبر اعظم۔ شیر شاہ سوری۔ اپنا نام بھی لکھنا نہیں جانتے تھے مگر بڑے عقلندہ تھے۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ تعلیم اور عقل دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔

عقل ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ بانی کی طاقت سے آپ طاقت ہی ہیں۔ دس بیس مشک بانی انجن کے منہ میں بھر دیا جاتا ہے اور وہ بھاپ بن کر بجے دلی سے کان پور پہنچا دیتا ہے۔ پھر بھی دس بیس مشکیں اٹھتا ہوں اور دس بیس مشکیں مغسلائے، اور آخری دس بیس مشکیں گلتنے کی سیر کر ا دیتی ہیں۔

بجلی کی طاقت کا اندازہ بھی آپ روزانہ لگاتے ہی رہتے ہیں حال میں ذرہ بے مقدار کی طاقت کا حال آپ کو پوری شی ما اور نگا سا کی کے وقت سے معلوم ہو گیا ہوگا۔

جب بانی بجلی اور ذرہ میں اتنی بڑی طاقت ہے تو پھر ”عقل“ جو ان سب طاقتوں کی ماں ہے، کیسی طاقتور ہوگی! ہر کام اوپر بیٹھے جس عقل کے استعمال کی بہت بڑی گنجائش ہے۔ بڑا علم ہے۔ اور ایسی کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

جیسا کہ بھی عرض کر چکا ہوں، بجلی ایک طاقت ہے۔ آپ جس قسم کا آلہ بجلی سے جوڑ دیتے ہیں۔ بجلی ویسا ہی کام کرنے لگتی ہے مثلاً آپ بجلی سے ٹرام جوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ آپ کو چاندنی چوک سے صلح مسجد لے جاتی ہے۔ آپ بجلی سے ٹیلیفون کا آلہ جوڑ دیتے ہیں تو یہی بجلی آپ کی آواز گھر بار منادی کے دفتر میں پہنچا دیتی ہے۔ آپ بجلی سے پنکھا یا قہقہہ جوڑ دیتے ہیں تو آپ کو ہوا ملنے لگتی ہے۔ یا آپ لکھ رہے ہو تو رہا جاتا ہے۔ عرض جس قسم کا آلہ یا مشین آپ بجلی سے

ایک صاحب انگریزی زبان کے بہت بڑے عالم ہیں بشکیسپ کے مقولے اور ملٹن کے اشعار ان کی نوک زبان ہیں۔ مادری زبان کی طرح گھنٹوں انگریزی میں ”گریٹ پیٹ“ کر سکتے ہیں۔ مگر یہی صاحب فرانسیسی زبان کے جاہل ہیں۔ ایک اور صاحب بڑے مشہور ماہر فن ڈاکٹر ہیں۔ حرکت کرتے ہوئے دل پر آپریشن کر سکتے ہیں۔ مگر یہی ڈاکٹر صاحب، ڈاکٹری کے کام کے تو عالم ہیں، مغز و کالت کے کام کے جاہل ہیں۔ اسی طرح ایک بہت بڑے انجینئر، انجینیری کے کام کے تو عالم ہیں۔ مگر علم موسیقی کے جاہل ہیں۔ ایک نئی بات کا تو عالم ہے کہ گہریوں۔ وال۔ چاڈل کا ذخیرہ کب جمع کرنا چاہئے اور کیوں کر بڑا نفع کمانا چاہئے۔ مگر مسٹر چرچل کے کارناموں کا جاہل ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم کیسے ہی بڑے عالم بھی کیوں نہ ہو جائیں پھر بھی ہزاروں چیزوں کے جاہل کے جاہل ہی رہیں گے۔

غیر زبانیں سیکھنا غیر قدرتی ہے۔ قدرت کا یہ منشا بھی نہیں تھا کہ ہم میں سے ہر شخص غیر زبانیں سیکھنے میں اپنا وقت اور سہید ضائع کرے۔

ہم ہندوستانی۔ اس شخص کو تعلیم یافتہ اور عقلندہ کہتے ہیں، جس کو انگریزی زبان آتی ہے۔ حالانکہ یہ بڑی فاش غلطی ہے۔ جبکہ کوئی انگریزی زبان جاننے کا حق تو ”ابیت“ ”غہ“ ہے۔ مگر اس ”غہ“ کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی جانتا ہوں۔ کہ لندن کی سڑکوں پر انگریز جھاڑو چینیے والا اہل زبان ہونے کی وجہ سے مجھ سے اچھی انگریزی جانتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ دلی۔ لکھنؤ۔ اور حیدرآباد کی سڑکوں پر جھاڑو چینیے والا ایسی عمدہ اور دو ہوتا ہے کہ کوئی غیر ملکی سیکھ نہیں سکتا!۔

اگر انگریزی زبان جاننے کے معنی تعلیم اور عقل کے ہیں تو پھر وہ جھاڑو دینے والا انگریز مجھ سے زیادہ تعلیم یافتہ بھی ہوا اور عقل مند بھی ہوا۔ یہ بات نہیں ہے۔ کسی نے ”پانی“ کہا کسی نے ”آب“ کہا کسی نے ”جھانچا“ کہا کسی نے ”واٹر“ کہا۔ بات ایک ہی ہے۔ پانی تو پانی ہی رہے گا۔

تعلیم اور عقل دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ جیسے موٹر اور مکان۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ میں کے پاس موٹر ہو وہ ساتھ ساتھ صاحب جائیداد بھی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہوں، یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں میں سے

دو دنوں صوفیوں میں کھانے سے بہت بلند فراغت حاصل ہو جاتی ہے تجربہ کے طور پر اگر آپ بھی (یعنی نئے فی صدی ناظرین) ایک ہفتے تک عصر سے پہلے رات کا کھانا کھا لیا کریں، یا مغرب کی نماز کے فوراً ہی بعد اور کچھ گھنٹہ کھائیں۔ ملاحظہ فرمائیں تو یقیناً آپ کی آنکھیں بھی ۲ بجے خود بخود کھل جائیں گی۔ اور ۲ بجے اٹھنا ضروری ہے آسان ہو جائے گا۔

صوفیائے کرام سے سیکھ کر اگر ہم دنیا دار بھی، اپنے کام کی مناسبت سے کھانے کی قسم مقدار اور اوقات مقرر کر لیں، تو خواہ ہم کچھ بڑے ہوں۔ یا دنیہ اعظم موجودہ حالت سے ہماری بھی ترقی ہونی شروع ہو جائے گی۔

دماغ کی بے پناہ قوت

من خلیل ہے خیال حد درجے تیز رفتار ہے۔ ابھی منیر کے اس مگدن پڑھا۔ ابھی یہی خیال بہشت میں پہنچا۔ ابھی یہی خیال اس مضمون پڑھا۔ اسی آن "تین بڑوں" کے پاس چلا گیا کہ ان کی باتوں اور پس منظر میں کیسی مٹی ہوگی! کیا انھوں نے ۱۹۹۹ء تک کے لئے دنیا کے لئے بھرے کر لئے ہیں یا نہیں؟

بڑے بڑے امریکی ماہرین علم النفس Psychology یہ کہتے ہیں کہ ہماری نوے فی صدی دماغی طاقت راگناں جاتی ہے۔ یعنی ان معاملات اور ان چیزوں پر لگی رہتی ہے۔ جو ہمارے کام کی ترقی سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتیں۔ یہ دماغی طاقت جس سوراخوں میں سے ضائع ہوتی ہے۔ ان میں سے دو بہت بڑے ہیں۔

(الف) مردوں کا عورتوں کے متعلق اور عورتوں کا مردوں کے متعلق سوچتے رہنا۔

(ب) ہمارا منی۔ اور گزرے ہوئے واقعات۔

اب دیکھئے صوفیائے کرام نے۔ دماغی طاقت کو گھیر کر کس طرح اپنے مقصد پر لگایا۔ امریکہ والے تو جمعہ جمعہ آٹھ دن سے سیکھ رہے ہیں صوفیائے کرام نے صدیوں پہلے سے یہ دونوں سوراخ "بند کر دئے" تھے ملاحظہ فرمائیے صوفیائے کرام نے دماغی طاقت کو گھیر کر کس طرح اپنے مقصد پر لگایا۔ پہلے تو انھوں نے یہ دو بڑے سوراخ بند کئے۔

(الف) مردوں کا عورتوں کے متعلق اور عورتوں کا مردوں کے متعلق سوچتے رہنا ساس سے تو صوفیائے کرام کو واسطہ ہی نہیں

(ب) ہمارا منی۔ پیرم سلطان محمدؒ کا زبان سے کہا، حکم کرنا یا گھر سے نکلنے کی اجازت کا وصیاء بھی کسی صوفیائے کرام کے ہاں پڑا عجیب ہے۔

دیتے ہیں بجلی ویسا ہی کام کرنے لگتی ہے۔ یہی کیفیت عقل کی ہے۔ چاہے جس کام، تجارت، ملازمت یا پیشے میں اس کو لگا دیکئے۔ لازمی طور پر آپ کی حالت موجودہ حالت سے بہتر ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جس طرح دنیاوی کاموں میں عقل کا استعمال محدود رہے مفید ثابت ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح دینی کاموں اور خدا تک پہنچنے میں بھی بڑی مدد دیتا ہے۔

عربی زبان میں "عمل" کے معنی "کام" ٹکے ہیں۔ صوفیائے کرام کا "کام" یہ ہے کہ قرب خداوندی اور خوشنودی خداوندی حاصل کریں آئیے دیکھیں کہ یہ بزرگان اپنے "کام" میں کس طرح عقل کا استعمال کرتے ہیں۔

صوفیائے کرام کا "کام" مجبور کرنا ہے کہ رات کے ۲ بجے جاگ اٹھیں اور اپنا کام شروع کریں۔ آنڈی جائے۔ سینہ جائے۔ روزانہ ۲ بجے رات کو اٹھنا۔ خالہ جی کا گھر نہیں ہے۔ جو کرتا ہے وہی جان سکتا ہے۔ حد درجے مشکل کام ہے۔ آئیے دیکھیں کہ کہاں پیچ ڈھیلا تھا اور عقل کے زور سے کیوں کر کھل گیا؟

سیری اور آپ کی طوع ("آپ" سے میری ملاوٹ سے فی صدی ناظرین ہے) اگر صوفیائے کرام بھی رات کو ڈٹ کر ۹ بجے دس بجے گھبراہٹ کھا کھائیں۔ اور بارہ ایک بجے تک "گشت" لگاتے رہیں۔ تو ان سے ابھی بھی ۲ بجے رات کے نہ اٹھا جائے۔ یاد رہے کہ ان کا "کام" مجبور کرنا ہے کہ لازمی طور پر ۲ بجے رات کے انھیں۔ ورنہ اپنے "کام" یعنی مقصد میں فیصل ہو جائیں گے۔

دیکھئے وہ عقل لگائی۔ حدیث شریف پر عمل ہے عشا کی نماز کے بعد بات کرنی مکروہ ہے۔ جب بات ہی نہیں کر سکتے تو "آوارہ گردی اور گشت" لگایا؟ اب کیا کریں۔ سونا ہی پڑ گیا۔ اور خوردین لگا دیے اور غور سے دیکھئے ڈٹ کر کھانے سے نیند کا شمار زیادہ ہوتا ہے۔ اور صحت بھی خراب ہوتی ہے۔ اور عقل لگائی "آدابیت کھاؤ" چلے صحت بھی باجی ہے۔ اور نیند کا شمار بھی خراب۔

اس کھانے کے متعلق ایک اور عجیب عقل لگائی گئی ہے مگر رات کو دیر کر کے کھانا کھا لیا جائے۔ تو بھی روزانہ ۲ بجے رات کے اٹھنا حد درجے مشکل ہو جاتا ہے۔ جو کہ صحت پر ضرب کے درمیان کچھ نہ کھانے سے رات کا خواب حاصل ہوتا ہے۔ اس لئے صوفیائے کرام نے عقل کے زور سے شام کے کھانے کے دو اوقات مقرر کئے یا عصر سے پہلے اور یا مغرب کی نماز کے فوراً ہی بعد عقل و صحت کے لئے صحیح اور ایسا ساتھی کھانے کا

سفر حج کی مشکلات

میں نے ہوائی جہاز کے ذریعہ حج کا سفر کرنے کی تہوی کی تھی۔ مگر واپسی کے لئے ہوائی جہاز حاصل کرنے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ جدے تک جانے کے لئے تو ہوائی جہاز مل جانے کی امید تھی مگر سفر حج سے واپس لانے کے لئے ہوائی جہاز حاصل ہونے کی کوئی امید نہ تھی اس لئے میں اپنے دوستوں اور مریدوں کی اطلاع دیتا ہوں کہ ابھی میرا سفر حج یقینی نہیں ہے۔ کوئی صاحب مجھ سے ملنے کے لئے دہلی میں نہ آئیں۔

میں نے آئرلینڈ ڈاکٹر کھرے ممبر کونسل وائسرائے سے بھی ملاقات کر کے اپنے سفر حج کی آسانی کے لئے بات چیت کی تھی جس سے معلوم ہوا کہ موجودہ حالات میں جبکہ بے شمار فوجی کام ہوائی جہازوں کے ذریعے ہیں سفر حج کی آمد و رفت کے لئے ہوائی جہاز ملنا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

سلطان ابن سعود کی حکومت نے خاجوں سے مجازی ٹیکس ہندوستان میں پیشگی وصول کرنے کی درخواست کی ہے۔ وہ ہندوستانوں کو پسند نہیں ہے اور ڈاکٹر کھرے بھی اس کے خلاف ہیں۔ حسن نظامی

اس کے علاوہ مہربانے کرام نے اس بے لگام جبل میں کو عقل کے ذریعے اور شکنجے میں کس دیا۔ امریکی ماہرین علم النفس بھی اب اس مسئلے کو کچھ سمجھنے لگے ہیں۔

صوفیائے کرام نے سوچا کہ ہر دین لاکھوں غیر متعلق چیزوں پر سے خیال کو بچائے رکھنا ناممکن ہے۔ لہذا اس بے لگام گھوڑے کو کسی ایک جگہ باندھ دو۔ اس طرح یہ قابو میں رہیگا۔ چنانچہ انہیں نہایت عقلمند بزرگان نے تین ڈگریاں قائم کیں۔

پہلی ڈگری قناتی اشج - دوسری قناتی فی السوال - تیسری قناتی قناتی اشج سے مطلب یہ ہے کہ آپ کو گھر رہے ہیں۔ یا کسی سے بات کر رہے ہیں۔ یا کوئی کام کر رہے ہیں۔ جیسے ہی آپ کہہ چکے۔ یا بات کر چکے یا کام کر چکے فوراً اسی آن اپنے شیخ یعنی اپنے پیر کا تصور کرنا شروع کر دیجئے۔ دو چار سال میں جب اچھی طرح اس کی مشق ہو جائے تو پھر اپنے شیخ کی جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرنا شروع کر دیجئے۔ اسی طرح دو چار سال میں جب یہ مبارک تصور اچھی طرح قائم ہوئے لگے تو پھر ذات باری کا تصور کرنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور اس کو مستقیماً طور پر تمام عمر قائم رکھا جاتا ہے۔

آئے۔ ہم دیکھیں کہ امریکی ماہرین علم النفس اس کے متعلق کہتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ تفریح، آرام اور سکون کے اوقات کے علاوہ ہر وقت بات چیت یا کام سے خارج ہوئے ہی اپنے نصب العین کا تصور شروع کر دیا کرو۔ (خیال رہے کہ صوفیائے کرام کے ہاں بھی نصب العین ذات باری ہے) اس طرح تمہاری دماغی طاقت رانگاہ نہیں جائیگی بلکہ نصب العین پر مبنی رہے گی۔ تم کو اپنا مقصد حاصل کرنے کے عجیب پائنت ملنے رہیں گے۔ اور تم بڑی تیز رفتاری سے ترقی کرتے چلے جاؤ گے۔ اگر ہم بھی کسی اچھے اخلاقی اور مہربان شیخ سے سچ بول کر رہا ہوں تو اپنی دماغی طاقت کو بچا چاہتے ہیں۔ مہربانی فرما کر لیک تو ہم کو براہ قبہ کرنے کی توجہ سکھا دیجئے۔ اور دوسرے قناتی اشج - قناتی فی السوال اور قناتی اللہ کے درجوں کو اچھی طرح سمجھا دیجئے اور پھر اس دماغی طاقت کو اپنے نصب العین پر لگائیں۔ تو میرا خیال ہے کہ ہمارے بے پناہ دماغی طاقت کا بہت بڑا حصہ ضائع نہیں ہوگا بلکہ ہماری اپنی ترقی پر لگا رہیگا اور اگر ہم تیس چار سو برسوں یا قریباً اعلیٰ موجودہ حالات سے رخصت ہوتے کرتے باقی نوٹس نہ لیں اسے خالق و مبدی فلاسفر نے اس مختصر مشق میں تصنیف کے لئے قلم کو بہت جلدی سے سمجھا دیا۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

گیا تھا۔ دہلی کے اکثر شرفاء و عمائدات میں شریک تھے۔ عصر کے بعد نکاح ہوا اور میں مغرب کے وقت گھر میں واپس آگیا۔

عارفہ بشیری کی شادی ۱۳ ستمبر ۱۹۳۵ء کو بمبیا شیخ احسان الحق صاحب فقیر عشق کی بڑی بیٹی عارفہ بشیری کی شادی میں گیا تھا۔ خواجہ بانو گھر کی سب عورتوں کے ساتھ کئی دن اس شادی میں گئی ہوئیں تھیں۔ میں ۲۳ رکی صبح کو لوگوں کے ساتھ گیا تھا۔ یہ شادی جمنادریا کے پار شاہدرہ قصبہ کے قریب بہادر شاہ بادشاہ کے تاریخی مقام شاہ باغ میں ہوئی تھی۔ بہت ہی دہلی سے آئی تھی۔ کان پورا درمیرٹھ اور بیارور و رکنپور کے جہان بھی اس شادی میں آئے تھے۔ دہلی کے بھی بہت سے عمائد اور شرفاء شریک ہوئے تھے۔ نکاح کے بعد بمبیا فقیر عشق صاحب نے مسکن کھانا بھی کھلایا۔

حیرت انگیز بات؟ مجھے اور دوسرے سب دوستوں کو بھی عجیب سے کوبینا فقیر عشق کے دونوں شادیوں میں نہایت مطمئن نظر آتے تھے اور انتظام کرنے میں بھی بڑے سکون اور اطمینان سے انتظام کر رہے تھے۔ حالانکہ بمبیا معمولی سی تقریب کے وقت گھبرا جاتا کرتے ہیں۔ مگر اتنی بڑی شادی دو تقریبوں کا انتظام کیا۔ اور کسی قسم کی پریشانی ان کے اظہار سے ظاہر نہیں ہوئی۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ دونوں شادیاں بھیا اور ان کی بیوی اور ان کے بچوں کی وہ امی شادی کا باعث بنی۔

عرس کے جہان؟ اگرچہ میں نے حضرت امیر خسروؒ کے سالانہ عرس کے مقصد سے آنے والوں کو اخبار کے ذریعے اور خطوط کے ذریعے آنے سے روک دیا تھا۔ کیونکہ بارش کے طوفان کی وجہ سے جہازوں کے ٹھہرنے کے مکانات یا تو گر پڑے تھے یا رہنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ اندراشن جبر کی مشکلات بھی تھیں تاہم حسب ذیل جہان عرس کی شرکت کے لئے دہلی سے اور باہر سے آئے ہیں۔

صاحب چشتی سلیمانی۔ ساکن سلفور پٹیالہ۔ قلندر جنگ نظامی دہلی۔ والدہ راشد حسین اور ان کی خالہ صاحبہ۔ ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور ان کی خاتین۔ منشی قربان علی صاحب اور ان کے لڑکے کے اظہار اور

مبین نظامی اور ان دونوں کی بیویاں اور منشی صاحب کی اہلیہ۔ اور نظامی ایڈیٹر اخبار دین۔ اور خان بہادر فیض محمد خان نظامی بیرسٹر و ممبر ہائی کورٹ۔ اور صاحبزادے۔ سید بھیر میاں صاحب اجیری۔ اور محمد انصاری۔ اور مسلمان نظامی مسلمان۔ ۱۳ ستمبر اور ۱۴ ستمبر کو

۱۷ ایشوال ۱۳۵۵ ستمبر منگل دہلی کے بقیہ ذاتی حالات؟ چونکہ گذشتہ سادی میں ۱۳ ستمبر سے ۲۴ تک کاروننا چھوٹل از وقت لکھ دیا گیا تھا اس لئے اس میں ذاتی حالات نہ آسکے تھے۔ آج ۲۵ رات پنج کی کیفیت لکھنے سے پہلے گذشتہ دس دن کے خاص خاص ذاتی حالات درج کئے جاتے ہیں۔

مفتی صاحب کا سفر حج؟ ۱۳ ستمبر کو مولانا مفتی محمد منظر اللہ صاحب امام مسجد فتح پوری ملنے آئے تھے۔ وہ ۱۷ ستمبر کے دن سفر حج کے لئے دہلی سے روانہ ہوں گے۔ منتی و قاف کیٹی کے فردری معاملات کی نسبت بات چیت کی۔ کیونکہ وہ بھی اُس کے ممبر ہیں۔ خلیفہ غوث محمد کا سفر حج؟ سبزی منڈی کے خلیفہ غوث محمد صاحب ملنے آئے تھے۔ سفر حج کے لئے جارہے ہیں۔

بارش کے نقصانات؟ قوالی ہال کی غریبی دیوار راستے کی طرف گر پڑی تھی جس سے راستہ ٹک گیا تھا۔ بہت سے مزدور لگا کر صاف کر دیا۔ پڑوس کے ایک مکان کی مرغیوں کا ڈیرہ بھی دیوار کے ساتھ گرا اور ایک مرغی وہ گئی۔ میں جمعہ کی نماز کے وقت تک پندرہ مزدوروں سے راستہ صاف کرانا ہوا۔ اور مرغی کی میت بھی تلاش کرنا ہوا۔ مگر وہ دستیاب نہیں ہوئی۔

خاتون پڑوسی کا بیان درست نہیں ہے۔ مرغی دہلی نہ ہوگی۔

روح منزل کو لقمہ ان ہمیرے مکان روح منزل کی چھت پر ایک پڑوسی کے مکان کی دیوار گری جس سے نقصان ہو چکا۔ اس کو بھی درست کر دیا۔

عرب جہان؟ آج شام کو میرے چالیس سالہ دوست محمد علی ذیل رضا اور عبد الحلیل صاحب وغیرہ عرب اہل یافا تاجر ملنے آئے تھے۔ ایمان خان میں پوروشی ہوئی تھی۔ مولانا محمد علی ذیل رضا نے قرآن شریف سانسے رکھ کر حضرت موسیٰ اور حضرت خضرؑ کے واجبات پر ایک عارفانہ تقریر کی تھی۔ ان اصحاب نے درگاہ شریف کے کئی سیر فقر اور روپے تقسیم کئے۔ اور متوسلین درگاہ کو بھی کئی سو روپے دئے۔

بارش کا طوفان؟ ۱۳ ستمبر سے آج ۱۵ ستمبر تک بارش کا سلسلہ جاری رہا جس سے بہت زیادہ نقصانات ہوئے۔

شیخ عارف بشیری کی شادی؟ بمبیا شیخ احسان الحق فقیر عشق کے اکوڑے قریب شیخ عارف بشیری کی شادی ۱۳ ستمبر کی شام کو ہوئی تھی۔ میرے گھر کی سب عورتیں بھی گئیں تھیں۔ اور میں ہی اپنے سب لوگوں کے ساتھ

سیال کوٹ۔ اور عبد الغنی صاحب کتب فردیس انبالہ۔ اور حکیم حافظ خواجہ سید طلال صاحب میونسپل کسٹرنمر ولی۔ اور نواب نظامی لاہور اور حسین نظامی لاہور۔ اور درج صاحب خاں نظامی دہلی۔ اور مستری حبیب نظامی دہلی۔ اور محمد عمر نظامی دہلی۔ اور عبد الملک حاضی نظامی دہلی اور ان کے بھائی عبد المجید صاحب اور شاہ بدر الدین صاحب سجاولہ راول۔ اور بندو نظامی عمر وندہ کونال۔ اور امام الدین نظامی دہلی اور صاحب دوسرہ دونوں درجیم بخش نظامی دہلی۔ اور انہر علی نظامی راشننگ انسپکٹر دہلی۔ اور سید امین نظامی دہلی اور حکیم منسار نظامی دہلی۔ قوالوں کا امتحان آج میں نے دن بھر باہر سے آئے ہوئے قوالوں سے دو دو غیرین سنیں اور ان کی قابلیت پر ڈیٹ لکھے۔ کیونکہ میں نے سننے کی مدد وجہ قوالی اور قوالوں کی نسبت ایک مستقل کتاب لکھنی چاہتا ہوں۔ قادم حسین نظامی ساکن انبیہ۔ بندہ حسن اگر سے دئے۔ غلام صابر باغیت دئے۔ مکن ریڈیو اسٹار میرٹھ دئے۔ مہاراجہ مست راگی اشرفی نجیب آبادی۔ محمود علی حیدر آبادی۔ اختر افروز خوجے دئے۔ انعام محمد باپڑو دئے۔ نہایتا نجیب آبادی۔ صاحب حسین مظفر حسین رام پوری۔ اور فیاض خاں علی گڑھ دئے۔ افروز خاں حیدر آبادی۔ گنگوہ شریف کے قوال۔ مستحسن باپڑو دئے۔ امرات و لاسیت پٹا سڈو دئے۔ عنایت بڑا دئے۔ مصطفیٰ رحیم الدین میرٹھ دئے۔ اخلاق احمد علی گڑھ دئے۔ دیہ پیشہ و قوال نہیں ہیں شوقیہ گاتے ہیں۔ انگیزی کے طالب علم ہیں فارسی غولیں بہت اچھی طرح اوکرتے ہیں۔ حاضرین بہت زیادہ اثر ہوئے ہے۔ وغیرہ باہر کے ان قوالوں کے علاوہ عبد الکیم خاں میرٹھوی اور یعقوب خاں دہلوی اور امیر حسن خان دہلوی اور نواب خاں دہلوی اور والدہ دین دہلوی۔ اور ضیق احمد دہلوی اور چھوٹے قوال اور پیارے قوال اور بارو نظامی درگاہ میں رہتے تھے قوال بھی میری مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

بارش کا طوفان آج دن بھر بارش کا طوفان جاری رہا۔ خبریں آئیں ہیں کہ آج رات کو ۲ بجے ہوا کا طوفان آئے والا ہے۔ اور کل بھی دن بھر طوفانی بارش ہوئی۔ میلے کے بازار میں سیکڑوں دکان داروں کا بہت سخت نقصان ہوا ہے۔ اور وہ تقریباً تباہ ہو گئے ہیں۔ آج رات باغ ہے۔ آج کی رات پچاس ہزار زائرین جمع ہو گیا کرتے تھے۔ مگر بارش کے سبب پانچ سو آدمی بھی نظر نہیں آتے۔

رات کی مجلس میں آج بھی بے حد خلعت کو پیشہ نہانہ مکان میں قوالی کی مجلس کرانی تھی۔ کچھ قوالوں کو گناہ سے روکنا تو یہ میوں سے زیادہ نہ تھے۔

پانچ چکیوں کا گانا پڑا۔ قوالوں کو بھی سیر دے دیے۔ پانچ بجے کل دو بجے تک کل پہل میں خواجہ شہاب الدین صاحب سابق قوال پہل سے مجھے پانچ کے لئے بلایا تھا۔ اور میں کھانا کھانے گیا تھا۔ اور آج وہ ایک سکھ سردار صاحب کے ساتھ میرے ہاں قوالی کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔ اور قوالوں کو بہت دے دیے تھے۔ کل صبح کھانے وہ ابس چلے جائیں گے۔ یہ بڑے خوش عقیدہ ذی علم اور سچائی طوفان نہیں آیا آج میں نے رات کے تین بجے تک قوالی کی۔ بارش بند ہے۔ ہر اکا طوفان بھی ۲ بجے نہیں آیا۔ میں تین بجے سویا۔

۱۸ ارسوال ۲۶ ستمبر بدھ دہلی آج عرس کا بڑا دن ہے حضرت سلطان المشائخ اور ان کے محبوب مرید حضرت امیر خسرو کی وفات ۱۸ تاریخ کی صبح کو ہوئی تھی۔ اس لئے آج کی تاریخ صبح کے وقت قرآن فی کے بعد نیاز ہوتی ہے۔ میں یہ نیاز اپنے قدیمی حجرے میں درگاہ کے اندر کیا کرتا تھا۔ مگر آج قوالی ہال میں یہ نیاز ہوئی۔ کیونکہ حجرے میں برسات کی نمی بہت زیادہ تھی۔

حاجی میاں صاحب آج نہایت بارش نے تمام انتظامات کو برسرِ پا کر دیا ہے۔ اس واسطے نیاز میں درادیر ہو گئی۔ اور حضرت مولانا فخر علی کے ذات سے حاجی میاں صاحب حسب دستور قدیم مقدمہ وقت بریانی کی شرکت کے لئے شریف لائے تھے مگر نیاز میری سب سے چلے گئے۔ شاہ کراچی صاحب صابری کے فرزند شاہ صاحب حسین صاحب بھی شریف لائے تھے۔ مگر نیاز میں شریک نہیں ہو سکے۔ سنا گیا رہا۔ بجے ہوئی۔ پھر قوالی کی مجلس ہوئی۔ مولانا بخش مرحوم قوال کے لڑکے اور والدہ دین قلیل دہلوی اور اس کے شاگرد محمد شفیع کا گانا پڑا۔ والدین قوال اور اس کے شاگرد نے اقبال کا شکوہ بہت میسر انداز سے گایا اور بہت روپیہ ان کو ملا۔

مولانا عبد المجید صاحب نے نعمانہ مدرسہ عربی دہلی مہتمم مولانا عبد صاحب بھی شریک سماعت تھے۔ انھوں نے سب سے زیادہ دے دیے قوال کو دئے۔

بارش بند ہو گئی ہے۔ دھوپ نکل آئی ہے۔ موسمی پیشگوئیاں غلط ثابت ہو گئی ہیں۔ زائرین جو مسجدوں اور مکاؤں میں چھپے بیٹھے تھے جو جیتی آرہے ہیں۔ حیرت شاہ صاحب وارثی اور ان کے لڑکے اور میرٹھ والے صوفی عبد القادر صاحب نیاز نظامی اور شاہ بدر الدین صاحب سجاولہ راول اور صاحبزادے محمد یوسف صاحب امیری وغیرہ بھی بھی محفل میں شریک لائے ہیں۔

منسار نظامی آج میرے بزرگ حضرت خاکسار صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ساتھ خلوص و محبت و یگانگت کا برتاؤ کرتے رہتے ہیں۔ میرے اور اہل ایران کے دلوں میں خواجہ صاحب کی بڑی عزت ہے۔ خواجہ صاحب نے جو کچھ شریعت میں کہا تھا کہ ایران سے ہندوستان کے کچھ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ وہ حرفت بھرت صحیح ہے۔ ایران اور ہندوستان انیسویں بلحاظ کچھ ایک جان و دو قالب ہیں۔ اور ہم ایرانی اردو زبان کو اپنی فارسی زبان کی بیٹی سمجھتے ہیں۔ اس پر حاضرین نے نہایت جوش و خروش کا اظہار کیا۔ اور بہت زیادہ چیز دے گئے۔ پھر سفرِ صاحب نے فرمایا وقت آگیا ہے کہ ہندوستان اور ایران کے قدیمی تاریخی تعلقات کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔ آپ یہ سن کر خوش ہوں گے کہ ایران نے اس معاملے میں بقیت کی ہے۔ اور ایران کے بہت سے طلباء ہندوستانی یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آگئے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہندوستان کے طلباء بھی ایران میں جائیں اور تعلیم حاصل کریں تاکہ دونوں ملکوں کا باشندوں میں اتحاد پیدا ہو۔

ہزار کیلنسی نے حضرت امیر خسروؒ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہندوستان نے تین شاعر ایسے پیدا کئے جن کی ایران میں بھی عزت کی جاتی ہے۔ ان میں ایک حضرت امیر خسروؒ ہیں اور دوسرے خواجہ صاحب اور تیسرے ڈاکٹر سر محمد اقبال (اس پر بھی حاضرین نے بہت زیادہ چیز دے دی اور ہزار کیلنسی کی تقریر کا حاضرین پر بہت ہی زیادہ اثر ہوا) ایک لاکھ روپے کی پیشکش کی جس نے جلد ختم ہونے سے پہلے جناب صدر کا شکریہ ادا کرنے کی تقریر کی۔ اور اس میں یہ بھی کہا کہ شہنشاہوں کے لئے قوالی سب سے بڑی روحانی غذا ہے اور ہندوستان میں سات برس سے تمام خواجگانِ حشمت قوالی سنتے آئے ہیں۔ لہذا میں ان طلباء کی خدمت میں ایک ضروری گزارش کرنی چاہتا ہوں جو قوالی کو خلافتِ شریعت کہتے ہیں کہ وہ قرآن شریعت کی کوئی آیت قوالی کے خلاف پیش کریں کیونکہ شروع سے آج تک کسی دود میں کوئی عالم قوالی کے خلاف قرآن شریعت کی ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکا۔ سو اسے اس آیت کے جس میں ”لہو الحدیث“ (بیگاریات) کے الفاظ ہیں اور علماءِ علم و ادبوں کے ذریعے ”لہو الحدیث“ کو گناہی بنا کر قرار دیتے ہیں اور میں نے اپنی کتاب ”قوانین قرآن“ میں کچھ بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ لہو الحدیث سے مراد گناہی بنا کر نہیں ہے۔

لہذا آج میں اس مجلس میں کھلا اعلان کرتا ہوں جہاں بکثرت علماء و مشائخ جمع ہیں کہ اگر اس مجلس میں یا ہندوستان کے کسی اور مقام پر کوئی عالم قرآن شریعت کی کوئی آیت گانے بجانے کے خلاف پیش

ہم شہنشاہوں کی سلطنت ہے اور ہم نظامیوں کی سلطنت ہے۔ چنانچہ فرمایا: **يَا اَللّٰهُ!** میں تجھ سے اس درگاہ کے مدفن اولیاء اللہ کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ آصف جاہ اعظم کو صحت و سلامتی عطا فرما۔ اور ان کے اہل و عیال کو صحت و سلامتی عطا فرما۔ اور ان کے جاہ و اقبال کو عروج و مرجع کر۔ اور ان کی ہندو مسلمان سکھ پارسی عیسائی رعایا کو انیس کی محبت اور اپنے بادشاہ کی اطاعت کی توفیق عطا کر اور اس ملک پر اپنی برکتیں اور رحمتیں نازل فرما۔ تمام حاضرین نے آمین کے نعرے بلند کئے۔ جس سے تمام میدان گونج اٹھے۔

سارے تین لاکھ روپے کا عطیہ اس دُعا کے بعد میں نے اپنے سلسلے کے مخلص کمال الدین صاحب کو اسٹیج پر بلایا اور حاضرین سے کہا ابھی آپ نے ایک بڑے بادشاہ کے لئے دعا مانگی ہے۔ اب میں کیا غریب مسلمان کے لئے دعا کروں گا یہ کمال الدین ایک غریب مسلمان ہیں۔ افریقہ میں محنت اور تجارت کے ذریعے انھوں نے کچھ روپیہ کمایا تھا۔ اور چونکہ خدائے اس غریب بھائی کو بادشاہوں کا سادل دیا ہے۔ اس لئے اس غریب مسلمان نے اپنی پاک کمائی کے تین لاکھ پچاس ہزار روپے مسلمانوں کی تعلیم کے لئے دیدے ہیں۔ کہ تعلیم ہی مسلمانوں کو زندہ اور ترقی رکھنے والی نعمت ہے۔ اس کے بعد میں نے کمال الدین کو گلے لگایا۔ اور ان کے لئے اور سب شاہِ دل غریبوں کے لئے مؤثر الفاظ میں دعا مانگی جس سے حاضرین میں ایک عجیب جوش و خروش پیدا ہو گیا۔

غزل خوانی تمام سے پہلے کنور ہندرسنگہ صاحب سیدی مجبڑیٹ دہلی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدح میں قطع پڑھا۔ جس کو حاضرین نے اس قدر پسند کیا کہ مکرر پڑھوایا گیا۔ پھر انھوں نے اپنی غزل سنائی پھر فیض صاحب جیتپانوی نے اپنا کلام سنایا۔ اس کے بعد سید آفاق صاحب دہلوی نے اپنا کلام سنایا۔ پھر عبدالملک قاسمی نظامی نے اپنا کلام سنایا۔ پھر نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے اپنا کلام سنایا۔ سفیر صاحب ایران کی تقریر کے آخر میں ہر کسی کو اپنی معتمدی صاحب سفیر ایران صدر مجلس نے فارسی زبان میں نہایت فصیح و بلیغ تقریر کی۔ انھوں نے کہا میں خواجہ حسن نظامی کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس معجز مجلس کی شرکت کی سعادت حاصل کرنے کا موقع مجھے یا اور مجھے عذرت عطا کر کے میری عزت بڑھائی۔ وہ ہمیشہ میرے

گورنر جنرل کی نمائندہ نمائندہ خزانہ رات کے بارہ بجے تک قوالی میں شرکت کر رہے اور جب جانے لگے تو میرے پاس آئے اور ہنر اکیسلسی گورنر ہندوستانی کی طرف سے عرس کی نذر پیش کی۔

قوالی رات کے تین بجے تک ہوتی رہی۔ اور سب قوالوں کا گانا بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ بارش دن کو بھی نہیں ہوئی اور رات کو بھی نہیں ہوئی۔

سید احمد حسن صاحب، مولانا سید برکت علی صاحب مرحوم کے فرزند سید احمد حسن صاحب کشتراؤ انکمیکس بھی اپنی خاتین کے ساتھ قوالی میں آئے تھے۔ ان کی والدہ صاحبہ خواجہ بانو کے لئے تحائف بھی لے گئیں۔ دو انگریز افسر، مسٹر ڈی بیس اور مسٹر ایڈیٹر افضل سول انڈسٹری سلاٹ بھی شرکت قوالی ہوئے تھے۔ اور سٹریڈوں کی سیم صاحب بھی لائی تھیں۔ یہ دونوں انگریز اور دو بھی جانتے ہیں۔ اور قوالی کا ذوق بھی رکھتے ہیں۔ سراج میں انکسار ہے۔ میں نے انگریزوں کے لئے قوالوں کے قریب کرسیاں بچھادی تھیں کیونکہ ان کو زمین پر بیٹھنے کی عادت نہیں ہوتی۔ مگر یہ دونوں بے کلف زمین پر بیٹھ گئے۔ اور ہندوستانی حاضرین مجلس نے ان کی اس انکسار پسندی کو دیکھا تو تحسین آفرین کے نعرے لگائے۔ یہ قوالی کے محاسن بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں اور انھوں نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ اس مجلس کی نسبت اپنے خیالات لکھ کر بھیجیں گے۔

بیگم میاں سر محمد شفیع آج رات کی قوالی میں بیگم میاں سر محمد شفیع اور بیگم میاں شاہ دوزاری چیونٹی لڑکی نسیم بھی شرکت ہوئیں تھیں رات کی مجلس ہر لحاظ سے بیکار کامیاب تھی۔

کچھ شریف کا پردہ، قوال نزل کے اندر کچھ شریف کے غلام کا پردہ آویزاں کیا گیا تھا۔ جو بیت نٹ لبا ہے اور چوہہ فٹ چڑا ہے۔ اور سب پر سونے کے تاروں سے قرآن شریف کی آیات لکھی ہوئی ہیں۔ اس پردے کی زیارت کے لئے ایک رات ملن ہزار ہا ہندو مسلمان اور انگریز اور سکھ صاحبان آتے رہے۔ میں نے انتظام کے لئے چار آدمی مقرر کئے تھے۔ پھر بھی بڑی شگفتگی اس خلاف کی زیارت کے لئے تھی تھی۔ مسلمان دعائیں دیتے تھے کہ ہم نے گھر بیٹھے کبے کے خلاف کی زیارت کر لی جس کی زیارت سفر حج کے بغیر ممکن نہ تھی۔

قادری پیر کا تار، حضرت مولانا سید احمد میاں قادری صاحب شہین خانقاہ قادریہ احمدیاد برعس پر اردو زبان میں ایک تار بھیجا کرتے ہیں۔ تمام حاضرین کو اور مجھے اور میرے بھائی کو دعا سلام بھیجا ہے۔

مگر سکے تو میں ان کی خدمت میں ایک لاکھ روپے بطور نذر کے پیش کر دینگا۔ اس اعلان سے مجلس میں بہت سرگرمی پیدا ہوئی اور حاضرین نے سرت کے نعرے بلند کئے۔

قوالی کے مشاعرے کی مجلس مغرب کے وقت ختم ہو گئی اور عشا کے بعد دس بجے قوالی کی مجلس شروع ہوئی۔

قوالی کی مجلس میں اتنا زیادہ ہجوم تھا کہ یادگار میدان عرفات آدمیل سے بھر گیا تھا۔ رفا سنا دھیا قوالی ہلی کے اندر کثرت ہندو مسلمان اور انگریز عورتیں جمع تھیں۔ اور تختوں پر دیواروں پر درختوں پر اطراف کے میدانوں میں ہزار ہا آدمی کھڑے تھے مجلس میں دہلی کے ہندو مسلمان حکام بھی تھے اور انگریز افسران بھی تھے۔

جنرل ڈیگال کے نمائندے تین دن پہلے ہندوستانی کے گورنر جنرل مجھ سے ملے آئے تھے۔ اور قوالی کی مجلس میں بھی شرکت ہوئے تھے۔ دو تو اسی دن ہوائی جہاز میں سیگاؤں چلے گئے تھے۔ مگر آج جنرل ڈیگال

پریذیڈنٹ فرانس کے وہ نمائندے جو دہلی میں رہتے ہیں۔ فرانس کی نمائندگی کرنے قوالی میں آئے تھے۔ میں نے حاضرین سے ان کا تعارف کرتے ہوئے کہا کہ میں مجلس کے تمام حاضرین کی طرف سے جن میں ہندوستان کے سب صوبوں کے نمائندے موجود ہیں۔ فرانسیسی نمائندے کا خیر مقدم کرنا ہوں۔ میرے دل میں فرانسیسی تہذیب اور تمدن کی بہت بڑی عزت ہے۔ اگرچہ مجھے فرانس کے ان سیاسی مفاد سے اتفاق نہیں ہے جو اسلامی ملکوں کے مسلمانوں اور فرانس کے درمیان آجکل ذریعہ اختلاف بنے ہوئے ہیں۔ کیونکہ میں اپنی مسلمان قوم سے سیاسی معاملات میں متحد رہنا ضروری سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد میں نے کہا "میں حاضرین کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ پرسوں کی مجلس میں جب ہنر اکیسلسی گورنر جنرل ہندوستانی قوالی سننے آئے تو کچھ دیر کے بعد میں نے ان سے اور ان کے رفیق افسران سے کہا تھا کہ اب آپ کو کرسیوں سے نیچے اتر کر زمین پر بیٹھ جانا چاہیئے کیونکہ اب قوال ہمارے رسول کی نعت گاؤں گے۔ یہ سن کر ہنر اکیسلسی اور ان کے ساتھی کرسیوں سے اتر کر زمین پر بیٹھ گئے۔ اور نہایت عظمت کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انھوں نے کیا۔"

نمائندہ فرانس کی تقریر کے جب میں تقریر کر چکا تو فرانس کے نمائندے لاؤڈ اسپیکر کے پاس آئے اور انھوں نے انگریزی زبان میں اپنی طرف سے اور فرانس کی طرف سے میرا اور حاضرین پر کم کا شکریہ ادا کیا اور یہ بھی کہا کہ ہم قوالی کا بہت زیادہ شوق رکھتے ہیں۔

اور بامبند وضع ہیں۔

لینین نظامی لاہور والے اور حکیم منزل شاہ نظامی احمد سید کی حسن کاتب منادی اور سید محمد دیوس ملازم اور شرف الدین اور سید میراوی۔ سچ خاں اور علی اور سید ابن عربی نے اس سال بہت اچھا انتظام کیا۔ مولانا عشقی نظامی نے قوالی کی مجلس کا انتظام بھی کیا۔ اور لشکر الہاد کے لئے اپنی طرف سے اور اپنی بیوی کی طرف سے اور اپنے لوگوں کی طرف سے بہت سے روپے بھی دئے۔

کالا سانپ آج رات کو زید منزل کے صحن میں پری نظامی ایڈیٹر اخبار دین اور خان بہادر فیض محمد خاں نظامی اور حسین اور حکیم منزل شاہ نظامی بیٹھے تھے کہ ایک کالا سانپ نظر آیا جو بہت بڑا تھا۔ حکیم منزل شاہ نظامی کے ایک وار سے اوہ مڑا ہوا گیا۔ پھر حسین اور خان بہادر فیض محمد خاں نظامی نے سرکل کر کام تمام کر دیا۔ دین کے ایڈیٹر صاحب دہو ہیں۔ دور سے ارے رام ارے رام کیوں ہتھیا کرتے ہو۔ کھڑے کہتے رہتے۔ مزوی کو ایذا سے پہلے قتل کر دینا چاہئے۔ عربی زبان کا شہرہ موقوف میری صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

۲۰ رستوال ۲۸ ستمبر جمعہ دہلی آج بقیہ مہمان آج عرس کے بقیہ مہمان بھی رخصت ہو گئے۔ اخوانی نظامی کل شام کو میرے ساتھ جائیں گے۔ صفوی حبیب اللہ جی نظامی سنوڑ چلے گئے۔ بارش بند ہے۔ دہوپ نکل رہی ہے۔ بخار چمک رہے ہیں۔ جمعہ کی نماز دو گنا شریف کی مسجد میں پڑھی تھی۔ دن بھر کام کیا تھا حسین اور پری اور فاروقی صاحب اور خان بہادر فیض محمد خاں صاحب درگاہ حضرت خواجہ غلام صاحب میں گئے تھے۔

۲۱ رستوال ۲۹ ستمبر شنبہ دہلی آج لاہور کا سفر آج دن بھر قوالی ہال میں دفتری کام کیا۔ اور شام کو لاہور جانے کے لئے ریل پر گیا۔ میرے چرانے دوست مولوی میر محمد علی صاحب علوی منتظم نظام پولیس نئی دہلی کے لڑکے کی شادی ہے جو مولوی عبدالحی صاحب دہلی تعلیم صوبہ پنجاب کی لڑکی سے ہوگی۔ مولوی عبدالحی دو لہاکا مولوی دورہ دہلی میں سوار ہوتے ہی مجھے دورہ شروع ہوا۔ مگر سو ڈا پیٹے سے جانا رہا۔ ریاچی دورہ تھا جو سوڑے سے دب گیا۔

مولانا سید عبدالرؤف آج میر کو دست مولانا سید عبدالرؤف صاحب بھی میرے درجے میں ہیں۔ انھوں نے باوجود عمر میں مجھ سے بڑا ہونے کے میری بہت خدمت کی اور مجھ سے بہت آرام پہنچایا۔ وہ پچھلی رات بیدار ہوئے اور صبح تک تھکا اور عبادت میں مصروف

آج بھی حسب معمول قدیم وہ تار آیا ہے۔ حکیم شفا رالملک آج شام کو دہلی کے شہرہ طیب حکیم ولبر حسن خاں شفا رالملک بھی شریک مشاعرہ ہوئے تھے۔

شاہنواز آج احمد علی خاں آج غازی نادر شاہ شہید بادشاہ افغانستان کے بھائی شاہنواز آج احمد علی خاں صاحب بھی مشاعرے کی مجلس میں شریک ہوئے تھے۔

چیف پریس ایڈیٹور آج رات بہادر سادوئی پرشاد صاحب چیف پریس ایڈیٹور دہلی بھی مشاعرے میں شریک ہوئے تھے۔

شیخ محمد عثمان صاحب آزاد آج روزانہ اخبار انجم اور روزانہ اخبار قوی ٹوٹ کے ایڈیٹر اور مالک شیخ محمد عثمان صاحب آزاد بھی اور ان کے منجر صاحب بھی قوالی میں شریک ہوئے تھے۔ اور قوالوں کو بہت روپے دئے تھے۔

میجر باسٹی صاحب آج ہزاری ناس نواب صاحب بھادول پور کے وزیر حضور میجر باسٹی صاحب بھی مشاعرے میں شریک ہوئے تھے۔

چیف کشنر کے میر منشی آج محمد شریف صاحب میر منشی آج میل چیف کشنر صاحب دہلی بھی شریک مجلس ہوئے تھے۔

چودھری محمد امین صاحب آج انکوائری آفیس ریلوے اسٹیشن دہلی کے انسپکٹر چودھری محمد امین صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔

ڈپٹی صاحب آج میری لڑکی کو وہ کھنڈر ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب اور دو سرے عزیز سید احمد صاحب اور میرے داماد سید عبدالسلام بھی دونوں مجلسوں میں شریک ہوئے تھے۔

ڈاکٹر شفا رام آج آبادی جنگ پورہ سے ڈاکٹر کنور بہادر شفا رام صاحب اور سردار جرن سنگھ صاحب اور لالہ غیسر داس صاحب اور لاہور کے رام صاحب اور لالہ راج کشن صاحب بی آے اور مستر محی احمد صاحب اور ڈاکٹر لکھ راج صاحب اور لالہ رام چند صاحب بھی شریک ہونے لگے۔

آج قوالی صاحب آج مولانا دین دین صاحب بھی شریک ہوئے اور لکھ راج صاحب آج ۱۹ رستوال ۲۸ ستمبر جمعرات دہلی آج واپسی آج عرس کے مہمان رخصت ہوتے رہے جو مہمان جانے کے لئے آئے تھا میرے محل کو انیت ہوتی تھی کیونکہ میرا دل مہمانوں کی جذباتی سے ہمیشہ مغموم ہو جاتا ہے۔

آج شمس الدین آج جمعرات کی حاضری دینے کے لئے آج پھر استاد شمس الدین آج تھے میری مجلس کا انتظام بھی کرتے ہیں۔ بڑے مخلص

ہے مگر میں سو تادم۔ وہابی مولانا کی عبادت کے طفیل میری نجات
میں ہو جائیگی۔ راستہ مجمع احباب کے سبب بہت اچھا ہے۔ صبح منجلیج
دریا کی گھٹیاں کی بہار دیکھی۔

۱۴ ستمبر اتوار لاہور۔ سارے نو بجے دریل
میں سارے نو بجے لاہور پہنچ کر ٹرین میں چڑھ کر کے بنگلے پر برات نے قیام
لیا۔ میرے لئے بہت اچھا اور مخصوص کمرہ ہے۔ میں نے غسل کیا
پھر ناشتہ کر کے برات کے جلوس کے ساتھ مولوی عبدالحی صاحب
وہاب کے حکیم پنجاب کے مکان پر گیا۔ انگریزی باج بجاتا تھا۔ نکاح کا
بذال بہت شان دار تھا۔ پنجاب کے ہندو مسلمان سبکہ ورا اور
سرکاری افسران اور علماء بکثرت جمع تھے۔ مولانا غلام مرشد صاحب
امام مسجد شاہی نے نکاح پڑھایا۔ اور خطبہ کا ترجمہ بھی سنایا۔ مجھے
یہ طریقہ بہت پسند آیا۔ مولانا غلام مرشد پنجاب کے مشاہیر علما
میں ہیں۔ میں نے نکاح کے بعد دعا مانگی۔

ملاقاتی۔ تم پیارے بھائی رائے بہادر ڈاکٹر متھاداس صاحب سے
ملاقات ہوئی۔ غیاث الدین صاحب منٹول اسمبلی اور لائٹ ڈین
صاحب ایڈیٹر رسالہ صفی اور دین محمد صاحب سابق جج اور فاضل
حکیم احمد شجاع صاحب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ حکیم احمد شجاع صاحب
نے اپنے ترجمے قرآن شریف کے حقائق و معارف لکھے۔ مجھے
پران کی قرآن دانی کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ اگر مجھے ان کے ترجمے کی
اشاعت کا بڑا انتظار ہے۔ نکاح کے بعد مولوی عبدالحی صاحب
نے سب کو مکلف کھانا کھلایا۔

وزیر اعظم سے ملاقات۔ نواب خضر حیات خاں صاحب
وزیر اعظم پنجاب سے بھی ملاقات ہوئی اور پنجاب کے سیاسی مصلحت
پر گفتگو بھی ہوئی۔ یہ میرے سلسلے چٹھہ نظامیہ کے مرید ہیں۔
میرزا عبدالرب صاحب سابق سشن جج اور ان کے لڑکے بھی
ملے تھے۔

مسلمانوں کی کشمکش۔ آج بہت سے آدمیوں سے پنجاب
کے آنے والے کشن کی نسبت بات چیت ہوئی۔ اگر مسلم لیگ اور
فدائت پارٹی میں ایسی ہی کشمکش رہی تو پنجاب کے مسلمان سکھ
اور ہندوؤں کے غلام بن جائیں گے۔

ٹوکی شاہ نظامی۔ میرے خلیفہ ٹوکی شاہ نظامی ملے آئے تھے۔
وہ آج کل دہرہ دون سے لاہور میں آئے ہوئے ہیں۔ میرے ہاتھ کی انکی
میں سونے کی انگوٹھی پہنائی۔ اور زلفیت کے ڈوبے نذر کئے۔

پاک نل محمد حسین دینی نظامی اور دشمن دل اخوانی نظامی اور صوفی صاحب اور
سیال کوٹ کے بھائی بھی ساتھ تھے۔ سیدانی سعیدہ اختر نظامی بھی اپنے
بھائی کی لڑکیوں کے ساتھ ملنے آئیں تھیں۔ شام کو چوتھے نظامی اور
نظامی وغیرہ بھائی بھی ملے آئے تھے۔ مولانا سید عبدالرؤف صاحب نے
دہلی سے لاہور تک میری بہت مدد کی تھی۔ آج بھی مجھے معذوری و شکری
کرتے رہے۔ مگر حضرت دستگیر کے معتقد نہیں ہیں۔

دولہا سے بائیں۔ آج مولوی میر محمد علی صاحب علی کے فرزند میر محمد علی
سے جن کی شادی ہوئی ہے۔ باتیں کیں۔ اور ان کی حالات سنیں انہوں
نے کہا روم انلی میں ایک انٹلین کنکینا نام نے چار لاکھ کتا میں عربی فارسی
اردو کی جمع کی ہیں۔

مولانا عربی لباس۔ بکڑ ضلع سہیل پور کے مولانا امیر احمد صاحب
امیر الدینان سے ملاقات ہوئی تھی جو عربی لباس میں تھے۔ اور اہل جہا
کے لئے چندہ کرتے رہتے ہیں۔ حیدر آبادی انجمن کے سفیر ہیں۔ انہوں
نے میری بیماریوں کا حال سن کر بہت اچھے مشیرے دئے۔ اور
دوا دینے کا وعدہ بھی کیا۔

ڈنر۔ مولوی عبدالحی صاحب کے مکان پر آج رات برات کے ساتھ
مکلف ڈنر کھایا تھا۔

جی ایم جو دہری کے دو مہمان کے جی ایم جو دہری صاحب ملے
تھے۔ جو کھانے کا انتظام کرنے یہاں آئے ہوئے تھے۔ یہ فوجی
پیس کی دودھیوں کے ٹھیکہ دار ہیں۔ بہت بڑا کام ہے۔

ایک شخص نے کہا اس سال ستر ہزار روپے انکم ٹیکس کے لئے
ہیں۔ ان کو دعوؤں کے انتظام کا بہت اچھا سلیقہ ہے۔

لطیفہ۔ جی ایم جو دہری صاحب نے کہا۔ آپ نے مجھے بچانا؟
میں نے کہا نہیں۔ سنس کر کہا آج سے تیس برس پہلے آپ مجھے کواعیر
شریف میں ملے۔ اور میں نے آپ سے کہا مجھے یہاں ٹھہرنے کی جگہ نہیں
ملتی۔ آپ مجھے متلی صاحب کے ہاں لے گئے اور سب کے سامنے
ایک تقریر کی اور کہا خواجہ کے مہمان کو جگہ دیجئے اور مجھے منتر لی صاحب
نے ملکہ دی اور بہت آرام پہنچایا۔

جی ایم جو دہری صاحب کو میرے رسالہ نظام المساجد کے شہید
نیر کی عبارتیں حفظ یاد تھیں۔

وداع۔ رات کو انجے برات وداع ہوئی۔ مولوی میر محمد علی صاحب
دولہا کے ڈولے پر بہت سے روپے بھادو کر کے سینکے جن کو
دو گن ٹوٹا پھر مٹھیاں بھر کر دینے کی فکر کو تقسیم کر دیا۔

اور عرس متر ہو جس کی وجہ سے آئے تھے حسین کو ان کی وجہ سے بہت مدد ملتی ہے۔

۲۴ ستمبر ۲۵ رشتہ وال ۲ راکٹر منگل دہلی ۱۰ سید مفتی شاہ نظامی ۱۰ آج صبح سید مفتی شاہ نظامی اور خان بہادر بابا برائیم نظامی کے داماد ابو محمد حنیف صاحب اور محمد افضل صاحب ملنے آئے تھے شام کو واپس چلے گئے ڈاکٹر گھرے ۱۰ ڈاکٹر کے کونسل کے ممبرانہریل ڈاکٹر گھرے سے ملے گیا تھا۔ برما اور افریقہ جہانے والے ہندوستانوں کے حقوق کی نسبت بات چیت کی اور اپنے سفر حج کی بابت بھی گفتگو کی۔

وہ بہت گھرے اور بہت مخلص اور بہت مضبوط ہندوستانی ہیں۔ ڈاکٹر کے کونسل میں اس مضبوط ممبر میں نے نہیں دیکھا میرے سفر حج کے ہوائی جہاز کی نسبت انہوں نے کہا کہ موجودہ حالات میں مجھے امید نہیں ہے کہ آپ کو ہوائی جہاز مل سکے۔

مسٹر گرینفین ۱۰ ڈاکٹر کے ڈپٹی کل سکرٹری مسٹر گرینفین سے شام کو ساڑھے سات بجے ملے گیا تھا۔ جن ریاستوں میں مسلمانوں کے مذہبی حقوق تلف ہو رہے ہیں ان کی نسبت بات چیت کی۔ حسین بھی میرے ساتھ تھے۔

مسٹر گرینفین نے فلسطین کے موجودہ حالات کی نسبت میرے خیالات دریافت کئے۔

کپٹن پیٹن ۱۰ آج حسین کی فیکٹری کے ایک انگریز افسر کپٹن پیٹن ولایت چلے گئے۔ میں ہی حسین اور علی کے ساتھ ریل پر سوار کرائے گیا تھا۔ میں نے ان کو ملنے لگا کر رخصت کیا۔

بہت ملنسار اور خوش مزاج انگریز ہیں۔

۲۵ ستمبر ۲۵ رشتہ وال ۳ راکٹر بدھ دہلی ۱۰ آج حسین خان کے معین میں میری والدہ کا مزار ہے۔ اور ان کے مزار کے ایک طرف میرے لڑکے ابن حسن نظامی کی قبر ہے۔ اور دوسری طرف بڑے بھائی مرحوم کے لڑکے سید غالب کی قبر ہے۔ اور دو قطاروں میں میری اماں کے باپ دادا اور بھائی دفن ہیں۔ یہ سب قبریں کچی ہیں میں نے ان صوبہ کو بچا ہوا بتایا تھا۔ اور اماں کے مزار کے پائین تیس سال پہلے ایک کمرہ بنوایا تھا جس کو ستر برسوں منزل کہا جاتا تھا۔ مگر آج اس کا نام اماں قدم زال بکھریا کیونکہ اماں کے مزار کے قدموں میں بنایا گیا ہے۔

ملاقاتی ۱۰ ریاست بلجائیہ سے چند عورتیں تعویذ لینے آئیں تھیں۔ حیدر آباد سے حکیم خیر خواہ نظامی آئے تھے وہ اپنی والدہ کے ساتھ

ریل پر ۱۰ رات کو ۱۲ بجے پہل پر آئے اور ایک بجے فرانٹر سیل میں سوار ہوئے۔

اکٹر اپل صاحب ۱۰ میرے پشاور والے پیارے دوست ڈاکٹر اپل صاحب کے لڑکے ملے۔ جو لندن جا رہے ہیں۔ ڈاکٹر اپل آج کل پرہ اسمبلی خاں میں سول سرجن ہیں۔

محمد عبد اللہ صاحب چیمہ ۱۰ دہلی کے سب حج محمد عبد اللہ صاحب پرہ بھی ملے۔ جو ای ریل میں دہلی جا رہے ہیں۔ میں نے اخبارات بھی خریدے۔

مذہبی نظامی ۱۰ قریہ جالندھر والے روشن دل احمد علی نذری بھی اپنے والد کے ساتھ ملتان سے آئے ہیں۔ ناگہاں ملاقات ہو گئی۔ میں نے ہا آج میں نے لاہور کے مریدوں کے سامنے تم کو یاد کیا تھا غلطی نہ ہو ملاقات ریل میں بہت اچھی جگہ ملی ہے۔ مولوی عبد اللہ صاحب کا انتظام بہت چمکے۔ رات کو بہت آرام کی نیند آئی۔

سہرا ۱۰ آج صبح نکاح کے بعد مولوی سید بشارت علی بشارت نے جو سہرا پڑھا تھا۔ وہ بہت ہی اچھا تھا۔ اس انداز بیان کا سہرا میں نے آج تک نہیں سنا تھا۔ انھوں نے برات کا انتظام بھی خود کیا تھا۔ جی ایم خاں ۱۰ حیدر آبادی تعمیرات کے ناظم مولوی غلام محمد عرف جی ایم خاں بھی ساتھ ہیں بہت علم دوست معلوم ہوتے ہیں۔

۲۴ ستمبر ۲۵ رشتہ وال ۳ راکٹر بدھ دہلی ۱۰ ایک بجے ۱۰ لاہور سے دہلی فرانٹر سیل صبح آٹھ بجے آیا کرتا ہے۔ مگر آج ایک بجے پہنچا حسین صبح ۶ بجے سے ایک بجے تک اپنے باپ کے انتظار میں بیٹھیں پر رہے۔ میں نے ان کو اپنے دل کی آوازوں کے ساتھ دعائیں دیں۔

گھر میں آکر ڈاک دیکھی۔ سادی کی کاپیاں درست کیں۔ خطوط کے جواب لکھوائے۔ شام کو سستی اوقات مجلس کے جلسے میں گیا۔ اور دو گھنٹے شریک رہا۔

عرس ۱۰ مغرب پہلے حضرت شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کے مزار پر حاضر ہوا جہاں عرس تھا۔ فاروقی صاحب مالک انڈو جہاں دو افانہ نے یہ عرس کیا تھا۔ وہ اس درگاہ کے دونوں عرس بہت دیر سے کرتے ہیں۔ ایسا صاف شہر انتظام بہت کم درگاہوں میں ہوتا ہے۔ نیاز کے وقت لاڈا ڈاڈا سیکرٹری لگایا تھا جس سے لال قلعہ تک نیاز کی آواز جاری تھی۔ عشا کے وقت واپس گھر میں آیا۔ سید محمد الیاس سلم نظامی میرے ساتھ گئے تھے۔

سید ابن عربی ۱۰ آج سید ابن عربی انتہت پور چلے گئے۔ عید

عالم کو یہ معلوم ہے کہ میں - من کی والدہ ہجرت کو کے جلد ہی میں - سید یاسین نظامی
 بلوچی رہہ کی معافی کے لئے آئے تھے - جو دہریہ شہیدت علی نظامی بنے
 آئے تھے - لالہ تنہا ری لال اور لالہ پریم بنے آئے تھے - سید نیل الرحمن نظامی
 بنے آئے تھے -

ول آرا کا سفر؟ آج میری بہو ول آرا باخوسید لقمان اور سید سلمان اؤ
 ندسید کے ساتھ کاس کج کئی میں۔ ان کی والدہ اور بھائی ساتھ تھے ہیں۔ علی
 بل تک پہنچنے گئے تھے۔ خواہ بالوں کی بخار ہو گیا ہے۔ میرا بچہ۔

باکسٹن شریف کے علاقے سے چند سیاحاتیں آئیں تھیں۔ یہ میری ملی
موبیلس ان کا گھر لے گئی تھی آج بیعت کی تعمیر شریف جاری ہے۔

۲۶ سوال ۴۲: کنویر جبرائیلؑ نے فرمایا: تم کو اس سوال میں چھوڑ دو۔ اب عید کا مہینہ

محبی جہلنے والا ہے۔ رات دن میں اندھ میرا اجالے کی دو حکومتیں بدل جاتی ہیں پھر بھی ہم انسان اپنے انجام سے قائل ہیں۔ جو عروج میں ہیں ان کا محمدؐ بھی خلیفہ ہے۔ جو زوال میں ہیں ان کے زوال کے بھی خلیفہ ہے۔

میں صبر کا جہان ہوں، قادیان کے کاہن کا استیصال کرنے والے ڈاکٹر نے لکھا ہے کہ میرے مشائے میں درم ہے۔ اور گورنر نے اپنا کام ٹھیک نہیں کرتے۔ میں یہ سننے کے بعد ماعلیٰ قیسم (کچھ پروانہیں) کہتا ہوں اور یہ آیت پڑھتا ہوں اولا صبر کا جہان بن جاتا ہوں۔ وَاَسْتَغْفِرُوا لِيَاسَ الْعَبْدِ (دو مانگو صبر سے) میرا مینر بنان صبر خدا کا دوزیر ہے۔ اور مجھے اس کا جہان بن جانے کا حق ہے۔ آج دوزیر صاحب نے جہان بنایا ہے۔ کل بادشاہ سلامت جہان بنا چکے اور ہم پہلے قبر میں آرام کرنے جائیں گے شیخ علی کی ڈائری، ڈاکٹر مہوں کی رائے میں میرا یہ جینا مرنے کے وقت کا سنبھالا ہے۔ لیکن میری زندگی کے پورے گرام میں کوئی فرق نہیں آیا ہے سب کا متیری سے بیماری میں یہاں تک کہ شیخ علی کی ڈائری بھی لکھتا رہا ہوں۔ جو خوش دل تبدل دست آدمی کے سوا کوئی نہیں لکھ سکتا۔

حضرت جامی نے میرے دشمنوں کو میری طرف سے خذمدی
پہلے خطاب کیا تھا۔ اے اہل کافرا۔ جاناں چہ بہر قتل من آئی شتاب چیست
من خود شہر پاک تر از غللاب چیست۔ تو حجبہ۔ پیارے مجھ
بارے کی کیوں بددیانتی ہے۔ میں خود سوا کیں گا تجھے نافرمان کی کیا
میں نے خود کو تیرے لئے تیار کیا ہے۔

نیو یارک میں چار سو اڑتیس روپے میں خریدے گئے ہیں۔ نئی روشنی کے ڈاکو نے لڑنا اور میں نے کوشش کی کہ وہ مجھے لے لے۔

و فرما کر اس حسین اور برجد جی کے ساتھ دفتر کامرس ڈیپارٹمنٹ میں گیا۔ سب افسر نئی پالیسی کے مراقبوں میں تھے۔

قوالی انجمن ء مسٹر ڈی اے اور مسٹر لوبانڈ سے بننے کیا تھا جو میری قوالی کا شکار ہیں۔ ادیاء اللہ کی روحانیت کا انجمن قوالی کی سودی سے لگایا جاتا ہے۔

صدر اعظم حیدر آباد کو ہزار سالہ سلطنتی نواب صاحب چغتاری صاحبہ سلطنت حیدر آباد سے ملنے گیا تھا۔ حسین بی ساتھ تھے۔ ان کو نو کام تھا۔ میں نے گاؤں زبان اور اسلمی روس کا نسخہ تریا یا۔ وہ استعمال کریں یا نہ کریں میں نے ہڈا کٹری کی اگ پر پانی ڈالنے کا کتاب حاصل کر لیا۔ وہیں نواب تجشید علی خاں صاحب اور حکیم خسرو شاہ نظامی سے بھی ملا تھا۔ لودھیہا نے کے مہمان کو لودھیہا نے کے مہمان ملنے آئے ہیں۔ خواجہ بیرجورے میں ٹھہرے ہیں۔

خواجہ بانو کا بھرا کر لے گیا ہے۔ روحہ آئیں ہیں۔ علی بانو دہلی گئیں ہیں۔
درگاہ حضرت بی بی نورؓ کو بھی دن سے درگاہ حضرت بی بی نورؓ کی
تعمیر ہو رہی ہے۔ میں بھی آج دیکھنے گیا تھا۔ میں بیمار ہوں مگر خوش اور
طمین ہوں۔ نیند آج ہی نہیں آئی۔

۲۸ ر شوال ۶ راکتوبر شنبہ دہلی چوتھے دلو کا مزار میرے
پہلے دادا میر حسین علی تھے۔ دوسرے میر ہدایت علی تھے۔ تیسرے
میر فضل علی تھے۔ جن کی مہر کا صحیح تھا۔ برہمہ فضل علی سب پر علی کو
تفصیلت ہے۔ چوتھے دادا اسید عبا القادر تھے۔ جن کا مزار مجھے معلوم
نہ تھا۔ آج میرے برادر زادے سید ابن علی نے میرے تیسرے دادا
میر فضل علی کی ایک پرانی تحریر کے حوالے سے مجھے چوتھے دادا کا مزار
ساتھ لے جا کر دکھایا۔ جو مزار حضرت سلطان المشائخ کے سر ہانے
موجودہ مشرق و شمال میں شتر بنانا نے کی پشت پر جالی کے اندر پکا
بنا ہوا موجود ہے۔
میں نے فوراً کتبہ لگائے کا انتظام شروع کر دیا۔

سید ہادی حسن کہ فریق ہندوستانی کے ایک نوجوان سید ہادی حسن کی نسبت کہا جاتا تھا کہ وہ میرے جہت خلافت پر یکتا اور صحیح جہت میں ایک بڑے قبرستان کو دیکھنے گیا جس کی نسبت کئی جہت کے بعد یہ جگہ فراموش تھا کہ وہاں کچھ قبریں تو تھیں ہیں تو سید ہادی حسن نے کہا کہ ہندوستان میں تو کئی کئی قبرستان ہیں جن میں سے ایک

ان کو دھانیں دیں۔

حسین کی روانگی آج تین بجے میرا پیارا بیٹا حسین حیدر باوجود گھبراہٹ میں رات کو اس کی خواب گاہ میں سویا۔

منشی خاں کی بیعت کے لئے وہاں منشی خاں نے بیعت کی اور وہیں چلے گئے۔

آفتاب ہاشمی اخبار دین دنیا کے مالک محمد انوار صاحب ہاشمی کے چچا زاد بھائی آفتاب ہاشمی صاحب آج اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے تھے اور کہتے تھے کہ انھوں نے اور ان کی بیوی نے مسلسل چار دفعہ مجھے خواب میں دیکھا۔ اس لئے ان دونوں نے آج مجھ سے بیعت لی۔ ان کی بیماری میٹریٹریسی ساتھ تھی۔ میں نے اس کی پیشانی دیکھی اور اقبال مندی کے غیبی نوشتے پڑھے۔

دوسروں کے خواب میں جانا انسان اپنی مرضی سے کسی کو خواب میں نہیں دیکھ سکتا۔ اور اس سے بھی زیادہ مشکل یہ ہے کہ انسان خود اپنے ارادے سے کسی کے خواب میں چلا جائے۔ مگر خدا نے مجھے یہ نعمت دی ہے۔ میں جس کو چاہوں خواب میں دیکھ سکتا ہوں اور جس کے خواب میں جانا چاہوں وہاں جا سکتا ہوں۔ آفتاب نظامی کو میں ان کی خیر و برائی کے وقت سے جانتا ہوں۔ اور ان کے والد سے میرے بہت پرانے تعلقات ہیں اس لئے ان کی خوش حالی کا کبھی بھی خیال کیا کرتا ہوں۔ مگر ان کے خواب میں جانے کا میں نے کبھی ارادہ نہیں کیا تھا۔ انھوں نے جو کچھ دیکھا یہ محض غیبی بات تھی جس کو میں نہیں جانتا۔ چشتی دارالافتاء میری تحریک سے حضرت مولانا سید نسیم احمد صاحب چشتی امام شہری سجدہ دہلی نے چشتی دارالافتاء قائم کیا ہے۔ جن کی مدد مولوی شہزاد محمد نائب امام شہری سید کیا کریگے۔ میرے پاس جتنے فتوے جواب کے لئے آیا کرتے ہیں وہ میں چشتی دارالافتاء کو بھیج دیا کروں گا۔ نذر کا حکم آفتاب ہاشمی نظامی صاحب نے بیعت ہونے کے بعد نیک چلک نذر کرنا چاہا تو میں نے یہ کہہ کر واپس کیا کہ لو میرے پیر کو دھننے کے بہت مرتبے ملیں گے ابھی یہ نہیں لیتا۔

۲۴ شوال ۱۲۸۵ھ راکتہ براتوار دہلی آتا ہوں کتب آج میں نے اپنی کتابوں کو دیکھا اور بے ترتیبی سے پلنے کے لئے ان کو گتے کے صندوق میں رکھ دیا۔ گتے کے صندوق کی سورتی کے فریضے اس میں ان کو کتابوں کا تابوت کہتا ہوں۔ سید راشد حسین کی وفات آج سب عورتوں اور علی کے ساتھ سید راشد حسین کی وفات میں شریک ہونے کے لئے خان بہادر میرزا اب علی کے ہاں گیا تھا۔

لجے آمرنیہ ہٹل میں شادی کا بیچ کھایا تھا۔ ۲۵ ہندو مسلمان انگریز عورت مردی میں تھے۔

راٹے بہادر کھنہ اپنے دوست رائے بہادر کھنہ صاحب سے ملے لیکن انھوں نے عمدہ عمدہ چل کھلائے تھے۔

ایڈیٹر مسلم وائس کراچی کے ظہیر الاسلام صاحب ایڈیٹر انگریزی اخبار مسلم وائس ملے آئے تھے۔ اور ظفر واسطی صاحب ادیب بھی ان کا ساتھ تھا۔ محمد علی منیار بھٹی سے محمد علی منیار ملے آئے تھے۔ بھر مچ کے قلعہ صاحب اور بھٹی کے صاحبوں کے ساتھ ملے صاحبان بھی تھے۔ عشا کے وقت تک ایمان خانے میں مسلم لیگ کی نسبت بات چیت کی۔

خوراکی اسٹور غذاؤں اور دواؤں اور بیماریوں کی تحقیقات کا کام پروگرام کی بدولت جاری ہے آج پہلی رات خود الی اسٹور کا سیکم بنائی اور پہلے سے اور بغیر ناشتے بخیر گئے۔ اور ان کو خوراکی اسٹور میں رکھنے کے لئے قلم بند کیا۔

۲۹ شوال ۸ راکتہ برپہر دہلی کے کعبے کا پردہ عرس شریف کے زمانے میں کعبہ شریف کے پردے کی زیارت کرانی تھی۔ لیکن بارش کی وجہ سے بہت سے انگریز اور ہندو اور سکھ اصحاب اس مشرب یا دگار کی زیارت نہ کر سکے تھے۔ اس لئے انتظام کر رہا ہوں کہ ۱۰ راکتہ برپہر کی شام کو اس پرگتہ کی دوبارہ زیارت کرانی جائے۔

میری صحت عرس کے زمانے سے میری صحت بہت خراب ہو گئی ہے۔ موسمی تبدیلی بھی اس خرابی کی اتحادی بن گئی ہے۔

مچھلی کی وبا آج کل دہلی میں مچھلی کی بیماری دہلی کی طرح پھیل رہی ہے۔ دہلی کا کوئی محلہ اور کوئی گھر اس بیماری سے بچا ہوا نہیں ہے۔ میرے گھر میں بھی چند بچوں کو یہ مرض ہو گیا ہے۔

وہیمہ آج خواجہ باغ وغیرہ خاتین سید راشد حسین کے ہاں لمبے کی نعمت میں گئیں تھیں۔ آج ۲۹ شوال کی شام کو ذی قعد کا چاند نظر آیا۔

یکم ذی قعدہ راکتہ برپہر دہلی کے جسم پھیل رہا ہے۔ میرا جسم جن اسباب پھیل رہا ہے۔ یا پھل رہا ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں جن کو میں اپنی ذاتی یادداشت میں لکھتا رہتا ہوں۔

رومیہ آرہا ہے میرے مخالف کہتے ہیں مجھے میرے مرید سفر ج کے لئے بے شمار روپیہ بیچ رہے ہیں۔ یہ سنتا ہوں تو منشی کی گدگدیاں سننے لگتی ہیں کیونکہ کسی نے مجھے ایک پیسہ اس سفر کے لئے دیا۔ نہ میں کسی سے لینے کا محتاج ہوں۔ نہ اس سفر کے لئے اولیٰ جائز سمجھتا ہوں وہ اپنے جیب کے لئے لئے خدایا کہتے ہیں۔ اس میں خدایا کی جگہ دیکھتا رہتا ہوں۔

آل انڈیا ریڈیو کے کنٹرولر بخاری صاحب الخط

خواجہ حسن نظامی کی کتاب نظامی بنسری کی نسبت

سید زکریا علی شاہ صاحب کے تحت میں سر عبد القادر کے حوالے سے یہاں امیر کی جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے اس کا ترجمہ علم نہ تھا۔ البتہ اسی امیر کا ایک طویل مکتوب خط میں مذکور ہے کہ یہ جو دہ گاہ و بید شریف کے ایک خدمت گزار چند سال پہلے میرے پاس بغرض ترجمہ لائے تھے اور میں نے اس کا ترجمہ ان کو کر کے دیا تھا۔ وہ شاید یہی کتاب ہیں اسے شامل کرنا چاہتے تھے۔ نہ معلوم وہ کتاب بھی پانہیں لیکن بہر کیف وہ خط انہیں پہنچا تھا اس میں اس بہاؤی لیر نے حضرت علمی سید زکریا علی شاہ کے فیضان کمال اس عقیدت اور اس اذیت سے ان کے ساتھ بیان کیا تھا کہ متلاشیان حق کے لئے وہ گریہ ایک شوقیہ عمل تھا۔ انہوں نے اس کے ساتھ حالات کی وجہ سے "نظامی بنسری" کی چھاپی میں بہت کچھ لکھا۔ وہ کہیں جب ایک مصنف از حد محنت اور عقیدت کے ساتھ ایک کتاب لکھے اور محض طباعت کی مشکلات کی وجہ سے وہ بہتر سے بہتر شکل میں قارئین تک نہ پہنچ سکے۔ ترجمہ جو طبع ہوتا ہے اس میں کئی ایڈیشن میں یہ نقص دفع ہو جائے گا۔ اگر آپ اس سنجیدہ تو اگلی ایڈیشن میں بخاری بنسری کے ساتھ جا بجا ایسی ہی لکھتے نظر آئے۔ اس سے اکثر بڑھنے والوں کو سہولت ہوگی۔ علاوہ برآں اگر چند نکتے بھی شامل تھے تو ان سے بہت مدد ملتی۔ دل تو لگایا تھا کہ ایک بڑا نقشہ علیحدہ چھاپا جائے بلکہ ایک ایسا نظامی ایچ کے نام سے چھاپی جائے اس میں حضرت سلطان المشائخ رحمہ کی زندگی سے متعلق نقشے اور تصاویر ہوں۔ اور نقشوں اور تصویروں کے علاوہ ان کی فہم سے ان کی زندگی کی حالات مختصر بیان کر کے بھی نقشوں میں لکھا کہ ایک بڑا نقشہ ایسا ہے جس میں حضرت بخاری کا ایک اور چہرہ ہے۔ ایک ایک کی سر لکھتے ہیں۔ ایک ایک کے نقشے ہیں۔ ایک ایک کے چہرے ہیں۔ ایک ایک کے حالات دکھایا جائے۔ ایک دوسرے نقشے ہیں خانقاہ اور دہ گاہ اور ان کے قریب چار کی عمارات و وزارت کی نشاندہی کی جائے۔ علاوہ برآں وزارت اور دہ گاہوں کے فوٹو ہوں۔ ہر ایک تصویر اور نقشے کے نیچے چند نوٹ اس طرح لکھے جائیں ان کو سلسلہ وار پڑھنے سے حضرت سلطان المشائخ رحمہ کے کوائف زندگی کا جملہ تذکرہ سامنے آجائے۔ مجھے ایسے نقشوں کی ترتیب خاص پسند ہے اگر میری خدمت کی ضرورت ہوگی تو میں خوشی اس کے لئے تیار ہوں گا۔ اس خط کی طوالت کے لئے معافی مانگوں۔

لیکن کتاب بڑھ کر جو اشارات وارد ہوئے ان کا حال آپ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ "نظامی بنسری" آپ نے مجھے علیحدہ کے طور پر بھیجی تھی۔ پہلے بھی شکر ادا کر چکا ہوں اور اب تو سب ہی زیادہ ممنون ہوں۔ اس وقت تو خوش کہ وقت مانوش کوئی دیکھ کر بخاری حسن نظامی کا نوٹ اہل ہمارے بھائی سید محمد شاہ بخاری کو اب تک میں صاحب لکھ چکا تھا لیکن اس خط سے میں کی بھائی شخصیت کے متعلق بہت کچھ سامنے آئے۔

محترمی بکر ہی جناب خواجہ محمد سلام مسنون۔ میں بھی ابھی نظامی بنسری کو بختم کیا ہے۔ یہ خط دیکھ کر میں جیسا کہ اللہ ہمارے بھائی جابر ہوں۔ سفر میں پڑھنے کے لئے منجھ کر لے کر آؤں گے نظامی بنسری کو بھی ساتھ لے کر لیا تھا۔ اس کے شروع سے آخر تک بخاری دیکھنے کے اور نہایت یکسوئی کے ساتھ اسے پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ کا دوش اور محنت اور محنت کی داد دیتا ہوں۔ میں پچھلے روزہ کا اسی نسخہ بہت ہی کچھ لکھ کر آپ کی کتاب پر لکھنے سے پہلے بھی بڑی کثیف کا حکم بھی نہ تھا۔ میں نے یہ علم آپ کے منتخب کردہ حصوں کے علاوہ اس میں اور کیا کچھ ہے لیکن آپ نے جو اقتباسات لکھے ہیں۔ وہ بذات خود بہت ہی مزید اور مفید ہیں۔ تاہم اصل نسخے کے دیکھنے کی تمنا ہے۔ آپ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت نور علی شاہ کے فضل کو کراہی ہے۔ اگر وہ آپ کے پاس تھوڑا دیر تو کسی وقت حاضر خدمت ہو کر اس کو دیکھ لوں۔ سیر الالہ و الیاء کی اشعار کا بھی آپ نے ذکر کیا ہے۔ میں سیر الالہ و الیاء کے چند مقامات سے بزرگوں کے فضائل بچپن سے واقف ہوں۔ لیکن مکمل نسخے کا اب انتظار رہے گا۔ جب آپ کی مانی جتنی کی بدولت وہ چھپ جائے۔ تو مجھے اس کا حرم نہ رکھنے کا "نظامی بنسری" کے علاوہ حضرت سلطان المشائخ رحمہ کے حالات پر انوار سے دوبارہ فیض لیا کہنے کے غلیظوں اور غلیظوں کے لئے ان کو از سر نو زندہ کر دیا۔ اور میرے سرور کی زندگی اور شریعت کو ایک نسخے سے روشن کیا۔ اور اور الیاء اور الیاء کے علاوہ ان کے حالات پر انوار سے دوبارہ فیض لیا کہنے کے جو آپ میں تعلقات تھے۔ ان کو بھی خوب افصح کیا۔ خود بڑی ہی زندگی اس قدر ہے کہ اس کے حقوق اور مالک بنیں۔ کو بہت سا مفید سا دیکھ کر اس کی ایک تصویر کے حالات سے مسلمانوں کی دنیاوی اور دنیوی زندگی میں جو نقصان لگتا ہے اس کے سامنے کھینچ جاتا ہے۔ دیکھ کر ان کی زمین پر بھینکا دیکھ کر ایک چھوٹا جانی ہے۔

سلطان المشائخ رحمہ اور ان کے پیروں کے حکماء کے لئے کو کھو کر دیا۔ ایک جدا واقعہ ہے اور شریعت کی فحشائی سے بد جہانیاں دیکھ کر دلچسپی قابل غور ہے۔ حضرت شیخ العالم نے حضرت سلطان المشائخ رحمہ کو جو خلافت نامہ عطا فرمایا تھا اس کو بھی دوبارہ سہا ہوا تھا اور اس کے معنوں کا ان انسانوں کے معنوں اور طرز فکر سے مقابلہ کیا۔ جو اہل کمال کے سائزہ اور دینی و دنیویوں کی طرف سے طلبا کو تھی ہیں۔ اس زمانے میں تحصیل علم اور تربیت دینی کا آپس میں کتنا اہم تعلق تھا۔ اور اہل یہ دونوں کس قدر ایک دوسرے سے ملاخس اور بے تعلق ہیں۔ صوفی حنایت علی اور ان کے بھائی کا حال مجھے پہلی مرتبہ آپ کی کتاب سے معلوم ہوا۔ اگر پہلے مجھے اس کا علم ہوتا تو میں آپ کے حکایت کے سفر میں خود ان کے کوٹھ سے آگاہ ہونے کی کوشش کرتا۔ حضرت حاجی

ناظرین کے خطوط

حضرت امیر خسرو

خاص محبوب الہی کے پیارے خسرو
تیرے نقشے جو نگاہوں نے تیرے نقشے خسرو
بھرا فالت سے وہ پارا تر جاتے ہیں
دور ماضی کو ابھی یاد رہے گا وہ دن
اس قدر دل بہت میں ٹپکتا باہم
آخری وقت رفیقوں سے کہا خواہم
یہ وصیت ہے نہیں ملے سے غلاموں میں
تیرے پاس کبھی ان کو نہ آنے دینا
رہنے پر بھی اگر تیرے وہ آجائیں قریب
حسب تاکید ہوئی نہ یہ کاٹ جو صحیح
اندرونِ غم محمد ابراہیم فصیح نظامی دوسری مدد اس

وفات کی خبر کا خط لکھ کر
دعا کر شیری و رسالہ طریقت لاہور جنہیں آپ نے وحدتی کا خطاب لے لکھا تھا۔
تین ماہ بعد ارض بخارستان لارہ کریم شہر ۱۹۲۲ء کو جمعہ کے روز منجے بعد از دوپہر
اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ دعا فرمائیے کہ خداوند کریم انہیں عرش رحمت میں جگہ دے اور
ہمیں جو عطرِ طافرائے۔ آپ کی توجہ ہماری خاص تسکین کا باعث ہوگی۔ کیونکہ
آپ اپنے بچنے والے دوست ہیں۔ اور ان کی قدر و منزلت کو ہم سے زیادہ جانتے
ہیں۔ والسلام۔ ہم آئین ظفر الحق ازل لاہور۔

تقریریت لکھجے اس خبر سے بہت مدد ہو۔ خدا مغفرت کرے اور آپ
سب کو صبر دے۔ ان کی خدمات بے نظیر تھیں۔ حسن نظامی۔
جوہر آسمان کی فحاش کا خط لکھا صاحب۔ سلام علیکم۔

آج آپ کو بعد از فوس اطلاع دیتا ہوں کہ عزمِ حجاز ۱۱ سال کی
بطن میں عزمِ حجاز سے پہلے اندک پیاری ہوئی اور ہم سب کو تہنیت
میں ہوئی۔ اس کی اطلاع کی حالت غیر ہے۔ اور یہ لپیٹا ہم بھی نہیں جانتے
ہیں۔ یہ خبر سن کر ہم سب کو بے حد غم ہوا۔ اور اس کو اپنے جواہر

میں جگہ دے۔ والسلام۔ ملازم۔ حاجی رحمت اللہ تعالیٰ دوسری مدد
تقریریت لکھجے پیاری بیٹی کی وفات حسرت آیات کا مجھ پر اور خواہم جو کہ
بے حد مدد ہو۔ اللہ تعالیٰ اس ماندوں کو صبر دے مرحومہ نے شہادت کا
دور بہ حاصل کیا۔ حسن نظامی۔

آفاق حب و دہلوی کا خط
سید فاق صاحب دہلوی کا خط
افاضہ ہے۔ سنہی سنہی میں شیخ علی کی زبانی آپ ایسی باتیں کہنا دیتے ہیں جن کی
غریب کاوی بڑی ہے۔ دل کو فزائے رنگ جاتی ہے۔ انگریزوں کی دعوت میں جمہوری بریت
کا بارش اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ نواب میر کا قلم صبریں ہی میں بیٹھے بجائے واجد علی شاہ
کے لکھنؤ کی ہوا اٹھلائے لگتا ہے۔ سیریل اور لادو پیاز سے جب شروع اور سلوہ
اوردو زبان اپنے انداز میں بولتے نظر آتے ہیں۔ تو پتہ ہے والا کھل کھلا کر سنیں بڑتا
ہے۔ آپ کی ٹاؤن ہاں والی تقریر کے ایسی زبان چٹا لے ہی لے رہی تھی۔ کہ
مساوی آدھ کا لائبریری سے متعلق جو شکایت لکھی تھی اسے میں۔ اور جس انداز سے
اوردو ادب کی کم مائی کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ بالکل اچھوتا ہے۔ اتنے خشک معقول
کو اس طریقے سے ادا کرنا کہ پڑھنے والا نصیب کو قلم کے بغیر نہ دیکھے آپ ہی کا صبر
ہے۔ مجھے اور کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ جہاں لے ماؤں۔ لے ساسوں۔ آگے
سمد جنوں۔۔۔ کے انداز میں تقاضا کیا گیا ہے۔ وہاں کوئی بھی سنجیدہ سے
سنجیدہ شخص نہیں بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور یہی آپ کا مقصد ہے۔
منادی میں پڑھا کہ آپ تہرہ میں کے بعد حج کے لئے تشریف لجا رہے
ہیں۔ خدائے رب سب کو نصیب کرے۔ خداوند تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ آپ
حج کر کے بصحت و سلامتی ساتھ غیرت کے واپس آئیں۔
آپ کا حلقہ گوش آفاق دہلوی۔

شکر یہ کہ آپ کی قدردانی کا شکریہ ادا کرنا میں حسن نظامی۔
سردار صوبہ میناں نظامی کا خط
دام ظلکم العالی۔ بعد از آدابِ خلا ماناں و تسلیات قد ومانکہ از طرف
قدیمی خادم صوبہ میناں نظامی اور عقیدہ شاہ نظامی سلام مسنون کے
واقع ہو کہ ہم لعلیں آن جناب غیرت سے ہیں اور خدمتِ خلا کی کلی صحبت
میں ہی ہر روز لاش یک۔ گزشتہ شب کو لکھی گئی جمعہ کی شب کو پانچ
اور سات بجے کے درمیان ذیل کا خواب دیکھا میں نے اپنے مکان میں

حضور یعنی آپ صاحب ٹرین سے اتر کر فکسار کے مکان پر تشریف لائے۔
 میں نے آپ کی دست بوسی کی اور حضور نے اسی جگہ نشست اختیار کی۔
 آپ کے لئے مبارک پر میری کھلی گئی ہوئی ہے۔ اور حضور کے پُر نور
 ہرے کی جھلک کی وجہ سے مجھے حضور سے گویا فی کی تاب نہ ہوئی۔ اور
 حضور کے چہرے کی نقی سے میری نگاہیں بار بار بچی ہوئی جاتی ہیں۔ اس
 وقت حضور ایک خط تحریر فرمائیے تھے۔ وہ ختم کرنے کے بعد ایک سفید کارڈ
 بڑی طرف ڈال کر فرمایا انگریزی میں خط لکھو میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے
 لم ہاتھ میں لی اور دو اوت جو میرے سامنے تھے وہ سرخ سیاہی سے پُر تھی
 میں نے اسی سیاہی سے قلم چھو کر حضور سے التماس کی کیا لکھوں آپ
 نے انگریزی کے بی لفظ پر جو لفظ آپ نے کہا وہ میں نے لکھ دیا اور بعد
 میں حضور نے بہت آہستہ سے انگریزی کے دو لفظ فرمائے۔ لیکن میں سن
 نہ سکا اس وقت میرے والد ماجد سردار وحید کو میاں ولد ار شاہ نظامی بھی ہاتھ
 جوڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ ان سے آپ نے فرمایا ولد ار شاہ تم رنگون جاؤ۔

والد صاحب خوش ہوئے اور جانے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ میں نے والد صاحب
 سے عرض کی کہ وہاں انگریزی زیادہ چلتی ہے اس واسطے مجھے بھی آپ
 ساتھ لے جائیے والد صاحب اور ہم دونوں ٹرین میں روانہ ہوئے اور
 میری آنکھ کھل گئی۔ اس واسطے دست بستہ عرض ہے کہ اس خواب
 کی تعبیر مجھے تحریر فرمائیں۔ مدبر میاں نظامی بڑودہ۔

تعبیر: یہ خواب اشارہ کرتا ہے کہ مدبر میاں کے مقاصد جلد ہی پورے ہونے
 والے ہیں۔ رنگون ابھی فتح ہوا ہے۔ اور رنگون جانے کے اشارے کا بھی
 مطلب ہے کہ مدبر میاں کو فتح کا فی حاصل ہوگی۔ حسن نظامی۔

زبدیدہ صاحب کا خط: محترم خواجہ صاحب۔ سلام مسنون۔
 میں اس سے پہلے بھی ایک خط اسرار اسم عظمیٰ کی کتاب
 بھیجے کے لئے لکھ چکی ہوں۔ لیکن بہت افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ
 مجھے یہ کتاب دستیاب نہیں ہوئی۔ حالانکہ یہ آپ کی شان کے شایان نہیں
 کسی کی آرزو کو ٹھکرایا جائے اور اس کی امیدوں کے پودے کو کھل دیا جائے
 ہم قیام کی ہر بات مانتے ہیں اور آپ ہماری ایک درخواست بھی نہیں
 چوری کر سکتے ہیں مجھے معلوم نہ تھا۔ میں نے عیب سے ہوش سنبھالا ہے۔ شادی
 کو اپنے ٹھکانے دیکھا میری لاہور تعلیم حاصل کرنے کے لئے چلی گئی اور حبیب
 بی نے پاس کر کے چار سال بعد لاہور میں واپس آئی تو منادی کی خریداری
 بند ہو چکی تھی۔ میں نے ابائی کو کہہ کر پھر کھولائی اور اب تقریباً ایک سال سے
 اس کا مطالعہ کر رہی ہوں اور آپ کی ہر بات پر عمل کرنے کی کوشش کرتی ہوں
 میں شک نہیں کہ منادی میں آپ کا غرور پُر ہو گا۔ میں خط و کتابت اور

بول چال کرنی چاہئے اُس دن سے میں سختی کے ساتھ اس پر ہانپ رہی ہوں۔ البتہ
 کا کچھ کام تو ہر صورت میں انگریزی ہی میں کرنا پڑتا تھا۔ میں اپنی سہیلیوں
 کو بھی سختی کرتی ہوں کہ آپ لوگ منادی کا مطالعہ کیجئے۔ اور خواجہ صاحب
 کے حسب ارشاد اردو بولنے کی بھی حتی الامکان کوشش کیجئے۔ معاف کیجئے
 میرا یہ طلب نہیں کہ ہم انگریزی ترک کر کے اردو بول کر آپ پر احسان کرتے
 ہیں۔ نہیں۔ بلکہ ہماری اپنی زبان میں ترقی ہوگی۔ لیکن میری حکم تو آپ کا ہی تھا
 محترم خواجہ امیر بہت سی سہیلیاں کہتی ہیں کہ اسرار اسم عظمیٰ کا مطالعہ خواجہ صاحب
 کو کس طرح ہو سکتا ہے جبکہ بڑے بڑے پختہ اور جلیل القدر صحابہ کرام
 اس سے لاعلم تھے۔ تم نے بھی ایسے پاس کر کے خاک اُڑائی جو ایسی باتوں پر
 اعتبار کر لیتی ہو۔ کیا خواجہ محترم وہ سچ کہتی ہیں؟ ویسے تو میں نے ان کو جواب
 دیا کہ کتاب آنے پر آپ لوگوں کو معلوم ہو جائیگا کہ جیٹ ہے یا سچ۔ کہنے لگیں
 اگر سچ ہوا تو ہم بھی منگائیں گے۔ لیکن ہمیں یقین ہی نہیں آتا۔ کیونکہ اگر سچ تھا
 تو وہ اب تک ہمیں کتاب بھیج چکے ہوتے۔ کیونکہ تم خط و کتابت بھی ہو۔ میں کہا نہیں
 یہ بات نہیں۔ وہ مجھ کو رازداری کی صلاحیت رکھنے والوں میں سے نہ پاتے ہوئے
 محترم۔ میں کتاب پر کراہی معلومات میں اضافہ کرنا چاہتی ہوں۔ ساور و سکر
 بات اپنے باپ کی درازی عمر کے لئے چاہتا ہوں۔ امید ہے آپ میری
 التجا کو شرف پذیرائی بخشیں گے۔ والسلام۔ زبدیدہ۔

جواب: آپ نے دو بڑی خطوں میں پتہ نہیں لکھا کتاب کی تکمیل بھی جاتی
 میں نے گذشتہ خط بھی غور سے پڑھا کرنا تھا۔ اور اس خط کو بھی کئی بار پڑھ کر مشق
 اپنے تجزیوں کی بنیاد پر مجھے زبدیدہ صاحب کی شخصیت کے وجود میں شبہات ہیں۔
 لیکن چونکہ طرز تحریر کچھ زیادہ ناموزوں نہیں ہے اس واسطے میں یہ جواب لکھتا
 ہوں کہ کمال جن لوگوں نے لے لے اور ایمے پاس کیا ہے۔ اُن کے اندر نئی
 تہذیب کی خرابیاں بڑھ گئی ہیں۔ اور بڑی تہذیب کی خوبیاں کم ہو گئی ہیں۔ اُن کو
 اسرار اسم عظمیٰ کی تلاش سے بہت کم سروکار ہے۔ کیونکہ وہ نہ چہرے پر
 لگانے کے پورے ہونگے ہیں۔ ناخواندہ ہونٹ لال کھنے کے رونق تلاش کرتی ہیں اور
 روزانہ بیویوں میں منہا ہوں کہ عاشقانہ غلیظیت سننے کی فرمائش کرتی ہیں اُن کو اور
 اُن کے ماں باپ کو یاد ہی نہیں ہے کہ ہم مسلمان ایک ہزار برس تک نیکیاں ہی تہذیب
 ادنیٰ میں شہر و حال اپنی قلبیت اور اپنی خدمت خلق کے سیکے چلا چکے ہیں۔ اور جب
 سے ہمارا تخت و تاج غارت ہوا ہے۔ ہمارے مرد بھی اپنی اور اپنے بزرگوں کی
 شان کو بھول رہے ہیں۔ اور ہماری عورتیں بھی۔ تاہم مجھے میرے خدا
 سے اور جبر رسول نے بدگمانی سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ اس واسطے
 اگر زبدیدہ صاحبہ مجھ کو اپنا پتہ لکھیں گی تو میں ان کو کتاب اسرار
 اسم عظمیٰ بھیج دوں گا۔ حسن نظامی۔

خوش نویسی کالج کی تجویز

مدرسہ فتحپوری دہلی میں کھولا جائیگا

جب تک یہ شرط لگائی جائیگی کہ فارغ التحصیل طلباء خوش نویسی کالج میں لئے جائیں اس وقت تک اس کی اصلاح نہیں ہوگی۔ لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ ناظرین اپنی اپنے مقام کے عربی مدارس کی اطلاع مجھے بھیجیں تاکہ میں ان سے خط و کتابت کروں۔ اور جو مدرسہ مشہور میں اس سے پیشہ خلوت کتابت شروع کر دے گی ہے۔ احساس ضرورت کہ مجھے اس ضرورت کا احساس کئی وجوہات سے ہوا ہے۔ اور اسی لئے میں شروع سے اردو ٹائپ کا مخفی لکھوں۔

بیشک اردو ٹائپ اردو زبان کو ترقی و ترقوتیت ہو سکتی ہے۔ لیکن مسلمان قوم کا امتیازی حق (ڈارٹ) فنا ہو جائیگا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کی روزی جاتی رہے گی۔ ٹائپ بن جائیگا تب صرف ٹائپ بنانے والے روزی حامل کر سکیں گے۔ یہی خوش فہم ہے جس سے موجودہ ڈائجٹ کاپی نویسی میں جو فراہمیاں ہیں ان کو بھی تجربہ کار صاحب سے دریافت کیا جائیگا تاکہ خوش نویسی کالج صحیح اور مضبوط بنیادوں پر قائم کیا جائے۔

چندے کی ضرورت نہیں ہے کہ انگریزی کالج بننے میں تو لاکھوں روپے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ مگر میں نے جو اسکیم بنائی ہے اس میں خرچ بہت کم ہوگا جس کو اوقات کمی اپنے سرمایہ سے پورا کر سکے گی اور کسی سے چندہ لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مدرسہ فتحپوری کی کچھ کمیٹیت ممبروں نے اوقات کمی کی کمیٹیت رکن انتظامی تعلیمات پر مشتمل

مذکورہ علوم پر ایسے کچھ پوری کے عربی مدرسے پر ہزاروں روپے سال خرچ ہوتے ہیں مگر اس مدرسے میں دہلی کے طلباء داخل نہیں ہیں۔ سب طلباء باہر کے ہیں۔ میں باہر کے مسلمانوں کی دینی تعلیم اور دینی تعلیم پر اتنی ہی ضروری سمجھتا ہوں جتنی ضروری وہ ہے مگر جو کوئی چاہے وہ ایک مدرسے کے اوقات بچے دے۔ اس کے علاوہ اور قانوناً اور اخلاقاً میرا تمام ممبروں نے اوقات

مجلس کلمہ ہے کہ ہم سب اس بات کا خیال رکھیں کہ دینی کے مسلمان بھی اس وقت کی ادوار سے دینی اور ملی فائدہ حاصل کریں اس لئے میں نے اور ملا واعدی صاحب نے مجلس کے ایک جلسے میں تجویز پیش کی تھی کہ دینی کے باشندے اگر دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیں تو ان کو اوقات کی طرف سے وظائف بھی دئے جائیں۔ ذاتی تجربوں کی بنا پر میں اس تجویز کا حامی نہیں ہوں کیونکہ جب تک خود کسی کے لئے ہیں اس کی اور تعلیمات نہ ہو و غیظوں کی ترغیب سے اسے کچھ حاصل نہیں ہو سکیگا۔

بہر حال یہ چیزیں نے غصہ لکھ دی ہے ورنہ اصل چیز خوش نویسی کالج قائم کرنے کی تجویز پیش کرنی تھی۔ والسلام۔ حسن نظامی

میں ساہلہ سال سے اپنی تحریروں میں شائع کرتا رہتا ہوں کہ ہندوستان میں بے شمار عربی تعلیم کے مدرسے جاری ہیں۔ مگر عربی پڑھنے والوں کی معاش کا انتظام نہیں کیا جاتا۔ دیوبند۔ فرنگی محل۔ ندوۃ العلماء کے نامی مدرسے بھی اس سے خالی ہیں۔ اور اگر کچھ توجہ کرتے ہیں تو محض تجویز پیش کر کے خاموش ہو جاتے ہیں۔

اس لئے میں نے سنی اوقات مجلس دہلی میں تجویز پیش کی ہے کہ مسجد فتحپوری کے عربی مدرسے میں خوش نویسی کالج کھولا جائے جس میں عربی پڑھنے والے طلباء کاپی نویسی سیکھیں۔ اور یہ کچھ فتحپوری کے مدرسے کے لئے مخصوص نہ ہو بلکہ تمام ہندوستان کے عربی مدرسوں کے فارغ التحصیل طلباء کو داخل کیا جائے۔ اس کالج کے قواعد بنائے جا رہے ہیں۔ مگر میں تجویز عمل کرانے سے پہلے منادی کے ذریعے تمام ہندوستان کی عربی درسگاہوں کے متعلمین سے مشورے چاہتا ہوں۔ تاکہ یہ ضروری کام متفقہ اور متحدہ رائے سے ہو۔

جو عربی مدرسے اپنے ہاں خوش نویسی یعنی کاپی نویسی سکھانے کی مشاغل کھولنی چاہیں۔ اور ان کا مدرسہ قابل اعتماد ہوگی خوش کروں گا۔ کہ سنی اوقات کمیٹی دہلی ان کو کچھ مالی مدد بھی دے۔ خوش نویسی میں عربی خط اور دو خطوں کو نون سکھائے جائیں گے۔

لیکن جو طلباء عربی خط سیکھنا چاہے گا اس کو اردو خط نہیں سکھایا جائے گا۔ اور جو اردو خط سیکھے گا اس کو عربی خط نہیں سکھایا جائیگا کیونکہ تجربہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک آدمی ایک خط میں پوری یکسوئی اور توجہ سے کام کرے گا تو ماہر ہو جائے گا۔ دو خطوں کی تعلیم حاصل کرے گا تو دونوں میں نقصان رہے گا۔

ضروری شرط کہ مجھے اس شرط پر اصرار ہے کہ خوش نویسی کی تعلیم صرف ان ہی طلباء کو دی جائے جنہوں نے معقرہ نصاب تعلیم پورا کر لیا ہو۔ کیونکہ میرے پیش نظر یہ بات بھی ہے کہ اب تک کتابوں اور اخباروں کے کاپی نویس کاپی نویس کی وجہ سے خد نویسی کرتے ہیں۔ جس سے ہمارے دینی اور قومی کتابت کا غلط چھپ رہی ہے۔ اور

پانچ مہینوں کی رسیدیں

رگہ شریف حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور مسجد درگاہ کی روشنی ماحول نیاز اور
محکم امداد کے لئے جوین سے اکتوبر تک جو قسین وصول ہوئی میں ان کو ذیل میں
رج کیا جاتا ہے۔

دشمن آل قاضی میرن بخش صاحب نظامی نانہ جماعت نظامیہ صوبہ بہار۔ نیاز پیرانہ
پانچ روپے چار آنے۔ پاکل محمد حسین بنی نظامی لاہور روشنی۔ پانچ روپے۔ سید ابراہیم صاحب
یلو گلشن۔ حرمت مزارات۔ ایک روپہ۔ محمد صالح صاحب گلشن حرمت مزارات۔ ایک روپہ
سید باجھا نظامی اٹکانہ۔ لنگر دس روپے۔ نمبر محمد صالح صاحب درہ۔ لنگر سات روپے
عبد العزیز نظامی ندک۔ روشنی دس روپے۔ بابا جان نظامی و گلشن حرمت مزارات سو روپے
روشن آل خوافی نظامی و گلشن حرمت مزارات۔ پانچ آنے۔ پاکل محمد حسین بنی نظامی لاہور
نمبر سید اسم غلام۔ ایک سو روپے۔ میاں نصیر الدین نظامی۔ احمد آباد۔ روشنی پانچ روپے
علی محمد نظامی و گلشن۔ روشنی۔ نو روپے۔ روشن دل ماسٹر محمد الدین شمس الدین نظامی
احمد آباد۔ روشنی۔ دس روپے۔ مرزا عمر ملک نظامی پشاور۔ لنگر پانچ روپے۔ بابا جان
نظامی و گلشن۔ لنگر۔ بارو آنے۔ پاکل محمد حسین بنی نظامی لاہور۔ روشنی۔ پانچ روپے
ملی محمد عبد الکرم صاحب سکندر آباد۔ نیاز۔ سو روپہ۔ جمیل احمد نظامی اروہ
روشنی۔ ایک روپہ۔ جمیل احمد نظامی اروہ۔ حرمت مزارات شیخ صاحب احمد ایک روپہ
پاکل محمد حسین بنی نظامی لاہور۔ زکوٰۃ۔ ستائیس روپے۔ جمیل جان نظامی
و گلشن۔ لنگر۔ ایک روپہ۔ سید باجھا نظامی و گلشن۔ نذر شرف کاں محمد رگہ
عبد العزیز نظامی و گلشن۔ دس روپے۔ محمد الیاس صاحب و صاحبہ ایٹکانہ نذر
دشمن لنگر۔ آٹھ روپے۔ عبد الحمید صاحب و بیرو گلشن۔ حرمت مزارات۔ ایک روپہ۔ بارو آنے۔ بابا
صاحب بنی و گلشن حرمت مزارات۔ چار آنے۔ روشن آل خوافی نظامی و گلشن۔ حرمت مزارات
چار روپے۔ نمبر محمد صاحب و گلشن حرمت مزارات۔ بارو آنے۔ جمیل گلشن حرمت مزارات۔ ایک روپہ
محمد حسین صاحب و گلشن۔ حرمت مزارات۔ دو روپے۔ عبد الحمید صاحب و گلشن۔ حرمت مزارات۔ آٹھ آنے
قدو شریف صاحب۔ و گلشن حرمت مزارات۔ آٹھ آنے۔ پاکل محمد حسین بنی لاہور۔ روشنی پانچ روپے
عبد الحمید صاحب و گلشن۔ حرمت مزارات۔ دو روپے۔ علی محمد صاحب۔ نذر شرف کاں محمد رگہ
شیر گلشن۔ حرمت مزارات۔ دو روپے۔ نمبر محمد صاحب و گلشن۔ حرمت مزارات۔ ایک روپہ۔ لنگر
جی ایم زانی کلکتہ۔ ابراہیم جان صاحب روپے۔ سید عبد الغفار نظامی و گلشن۔ لنگر۔ پانچ روپے
ایک مائو کلکتہ۔ روشنی۔ سات روپے۔ جمیل احمد نظامی اروہ۔ حرمت مزارات۔ ایک روپہ۔ فضل
نظامی و گلشن۔ پانچ روپے۔ روشن دل سید الدین بنی نظامی کان پور۔ نذر شرف
میں لنگر۔ میں دو روپے۔ روشنی۔ دس روپے۔ زکوٰۃ سو روپے۔

محمد اشدر کھا صاحب مدراس۔ لنگر۔ گیارہ روپے۔ بابا جان۔ محمد صاحب ٹیلر
و گلشن۔ حرمت مزارات۔ دو روپے۔ ابراہیم صاحب ٹیلر و گلشن۔ حرمت مزارات

ایک روپہ۔ پاک دل محمد حسین نظامی لاہور۔ روشنی۔ پانچ روپے۔ این
ندیم اللہ بنی عبدالرزاق نظامی ادھونی۔ برائے سالین۔ پچھتر روپے۔
کرل شہبازت اللہ خاں صاحب۔ برائے ایصال ثواب والدہ مرحومہ۔ ایک روپہ
روپے۔ شیخ اللہ رکھا صاحب لاہور۔ روشنی۔ پانچ روپے۔ لغنت محمد اسحاق
صاحب۔ کار خیر دس روپے۔ عبد العزیز نظامی ندک۔ روشنی۔ دس روپے
عبد العزیز صاحب بنگلور۔ نیاز۔ سو روپہ۔ سید عبد القادر نظامی و گلشن
نیاز۔ پانچ روپے۔ روشن دل مولوی محمد اکھیل حضور نظامی سکندر آباد۔
نیاز گیارہ روپے۔ روشن دل محمد بزرگ نظامی وکیل ایٹکانہ۔ لنگر میں روپے
محمد عبد العزیز صاحب اشتر حد آباد۔ امداد کتب۔ پچیس روپے۔ روشن دل
فضل کریم نظامی گنجر۔ زکوٰۃ۔ دس روپے۔ سیدانا انصاری عسکری نظامی
لنگر پچیس روپے۔ محمد اسماعیل نظامی ملہ لنگر پانچ روپے۔ صوفی صاحب اللہ
صاحب۔ سنور۔ لنگر۔ پانچ روپے۔

حرمت مزارات

ناظرین اس اطلاع سے خوش ہو گئے کہ حضرت شیخ نجیب الدین متوکل
برادر حقیقی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت بابا صاحب رنہ
کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ رنہ کے مزارات کی تعمیر مکمل ہو گئی
ہے۔ دونوں مزارات کے اطراف میں سنٹ کی جالیوں کے خطرے بن
گئے ہیں۔ اور مزارات کے سرہانے زائرین کے قیام کے لئے ایک بڑا
سکان بھی بن گیا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے یہاں کوئی سائے دار
مکان نہیں تھی۔ اور مزارات کی بڑی تفصیل کی حرمت کچھ باقی رہ گئی
ہے۔ اور مجموعی تفصیل پوری تیار ہو گئی ہے۔ حضرت دیوان
صاحب پاک بن شریعت نے ایک ہزار روپے بھیجنے کا جو وعدہ
لکھا تھا وہ رقم اب تک نہیں آئی ہے۔ اور نواب علی محمد
بہادر امیر بانگاہ کی بقیہ موجودہ رقم بھی اب تک وصول نہیں
ہوئی ہے۔ آمدنی سے جتنا خرچ زیادہ ہو گیا ہے۔ وہ میں
نے اپنے پاس سے ادا کر دیا ہے۔ مسجد کی تعمیر سنٹ وغیرہ
ملائق تیار نہ ہونے کے سبب ابھی ملتوی ہے۔ کئی سو مزارات
جو میں نے بنے ہوئے تھے۔ طبعاً اگر ان کی حرمت کر دی گئی ہے۔ تعمیر کی گئی
افراط باقی ہے۔ سنٹ بننے ہی تعمیر کی تکمیل ہو گئی۔ حسن نظامی

<p>(۹)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>نظامی ہنسی اپنے بیمار کے</p> <p>سامنے پڑھے۔ ہر بیماری دور ہو جائیگی</p>	<p>(۵)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>تاریخی کتابیں</p> <p>دیکھا کیجئے۔ دکھایا کیجئے</p>	<p>(۱)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>دینی کتابیں پڑھئے</p> <p>اور اپنے گھر والوں کو پڑھائیے</p>
<p>(۱۰)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کے لکھے ہوئے</p> <p>قرآن شریف کے ترجمے</p> <p>پڑھئے اور پڑھائیے اور تقسیم کیجئے۔</p>	<p>(۶)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>تبلیغی کتابیں</p> <p>پڑھ کر تبلیغ اسلام کا ثواب حاصل کیجئے</p>	<p>(۲)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>تعلیمی کتابیں</p> <p>اپنی عورتوں و بچوں کو پڑھائیے اور پڑھئے</p>
<p>(۱۱)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>تالیف فرعون اور پانی پت</p> <p>کی آخری لڑائی پڑھئے۔</p>	<p>(۷)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا</p> <p>سفر نامہ سومنا۔ سفر نامہ</p> <p>مصر شام و حجاز۔ سفر نامہ افغانستان پڑھئے</p>	<p>(۳)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>ادبی کتابیں پڑھئے اپنی</p> <p>لائبریری میں رکھئے اور اپنے کتاب فروشوں سے مانگیئے</p>
<p>(۱۲)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>کتاب تحقیقات ادویات</p> <p>پڑھ کر حکیموں ڈاکٹروں سے انعام ہو جائیگا</p>	<p>(۸)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>اسرار اسم اعظم</p> <p>کتاب رازداری سے پڑھئے</p>	<p>(۴)</p> <p>خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی</p> <p>روحانی کتابیں</p> <p>پڑھئے۔ اور پڑھوائیے۔</p>

(۱) خواجہ حسن نظامی کی **طبی کمپنی**
خواجہ حسن نظامی ایک اند دواخانہ
تمام ہندوستان میں اپنی مرکز
اور مفر دوائیں فروخت کرتے ہیں

(۵) **دل کی قوت**
کے لئے طبی کمپنی دہلی
اور ایک اند دواخانہ دہلی
سے دوائیں منگائیے۔

(۹) **مفر دوائیں**
طبی کمپنی دہلی سے
تمام اشیاء کی اصلی صاف
مفر دوائیں مل سکیں گی۔

(۲) **دماغی قوت**
کی دوائیں طبی کمپنی دہلی
اور ایک اند دواخانہ دہلی سے منگایا کیجئے

(۶) **معدے کی طاقت**
کے لئے طبی کمپنی دہلی اور ایک اند
دواخانہ دہلی سے دوائیں منگائیے

(۱۰) **گہر کی عورتوں کو**
مفر دوائیں گہروں میں
استعمال کرنے کے طریقے سکھائیے

(۳) **آنکھوں کی بینائی کے لئے**
طبی کمپنی دہلی اور ایک اند
دواخانہ دہلی سے
دوائیں منگائیے۔

(۷) **پوشیدہ اعضاء**
کی بیماریوں کے لئے طبی کمپنی
دہلی اور ایک اند دواخانہ دہلی
سے دوائیں منگائیے۔

(۱۱) **انجکشن۔ اپریشن**
جہاں تک ممکن ہو
ڈاکٹری انجکشن اور اپریشن
سے بچئے۔

(۴) **دانتوں کے لئے**
طبی کمپنی دہلی
اور ایک اند دواخانہ دہلی
سے دوائیں منگائیے۔

(۸) **اپنے علاقے میں**
طبی کمپنی دہلی اور ایک اند
دواخانہ دہلی کی دوائیں
فروخت کرنے کی ایجنسی لے لیجئے

(۱۲) **ڈاکٹروں سے سکھئے**
مگر دوا دیسی استعمال
کیا کیجئے
جو آپ کے مزاج کے موافق اٹھ گئے

حَاصِلِ کَرِّ
کُلِّ عَالَمِ کِ عُلُومِ

اِقْرَأْ بِسْمِ رَبِّكَ
عُلُومَ کُلِّ عَالَمِ

حَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ

فَتْحِ الْكَوْزِ

کُلِّ اَوْلَادِ اَدَمَ کِ اَرَامِ کِ
عِلْمِ صَدَا

مُتَّحِدِی

دَارِ اَمْرُدِ بِلٰی

پروفیسر رشید علی محبوب بانو نظامی حیدر آبادی

اہل ثل سکتی ہے تقدیر بدل سکتی ہے

اللہ کے تین بول

اہل ثلنے اور تقدیر بدلنے کا دعویٰ بشری دعویٰ نہیں ہے۔ انسانی اشتہاد نہیں ہے۔ بلکہ قرآن اہمیت کے تین کلمے ہیں۔ جو مجہد کو مدینہ منورہ کے شیخ المشائخ حضرت سید حمزہ رفاہی نے ۹۹۱ھ میں تصنیف فرمائے تھے۔ جبکہ انھوں نے حرم پاک کے قدر رجبہ اپنے سلسلے کی خلافت عطا فرمائی تھی۔

پس اہل کافران پر ایمان ہے۔ اور جو قرآن کو اللہ کا کلام مانتا ہے۔ اُس کو ایمان لانا چاہئے کہ اللہ کے ان تین کلموں سے ہر انسان کی اہل ثل سکتی ہے۔ اور ہر عورت مرد کی تقدیر بدل سکتی ہے۔

اگرچہ تین بول کی وہ آیت قرآن میں موجود ہے اور کروڑوں مسلمان اُس کی روزانہ تلاوت کرتے ہیں لیکن اس آیت کی تاثیر کا علم عام نہیں ہے۔ اور اس آیت کے اسرار اور معجزوں سے وہی واقف ہیں جن کو اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم نے واقف کیا ہے۔ کیونکہ خود خدا نے قرآن شریف میں بتا دیا۔

اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ - کَاخْوَفَ عَلَیْہِمْ - وَلَا اَہْمُ یُحْزَنُوْنَ - آگاہ ہو جاؤ۔ یقیناً۔ اولیاء اللہ کو کسی بات کا خوف نہیں رہتا۔ اور نہ ان کو دنیا کے غم و الم ستا سکتے ہیں۔

اولیاء اللہ کو دنیا کی جھج ہے۔ اور کس سنی دوست کی ہر بات پر اللہ تعالیٰ کے دست میں قرآن شریف کی ہر آیت

اولیاء اللہ کی صف میں آسکتے ہیں

وہ لوگ جو اللہ پر اور اللہ کے کلام پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور اولیاء اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں سے اللہ کے کلموں پر عمل کرتے ہیں ان کو میں نے اولیاء اللہ کے حکم سے اہل ثلنے اور تقدیر بدلنے کے وہ تینوں پیر رکھا بتا کر اولیاء اللہ کی صف میں داخل ہونے کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اور حسب ذیل اصحاب کو اہل ثلنے اور تقدیر بدلنے کا عمل بتا دیا ہے۔ اول ان سب سے راز کی اس آیت پر عمل شروع کیا۔ (۱) مولانا قاضی حاجی میراں بخش نظامی صدر جماعت نظامیہ صوبہ سرحد مقام دہان پور ریاست قلات (۲) احمد ابدالی نظامی سربراہ میراں شاہ سرحد (۳) پاکٹل محمد حسین نظامی نمبر ۴۴ کشمیر بلڈنگ لاہور۔ (۴) حکیم محمد اسماعیل منزل شاہ نظامی فیض باغ لاہور (۵) مولوی عبدالحمید نظامی شاہ نظامی کھل گاؤں جھانگل پور بہار (۶) غلام نظام الدین پیر پٹی نظامی احمد آباد (۷) آبادی بیگم نظامی پانچ پٹی احمد آباد (۸) غلام رسول صبیحہ اللہ شاہ نظامی نکسال کی پول احمد آباد (۹) ماسٹر نجم الدین نظامی ٹکڑ پور دیر پور احمد آباد (۱۰) حافظ داد امیاں نظامی اوہی صوبہ مدراس (۱۱) حکیم خسرو نظامی حیدر آباد (۱۲) خواجہ راجہ پھار پٹی نظامی حیدر آباد (۱۳) مولانا محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی حیدر آباد (۱۴) مولوی محمد عبداللہ خٹک شاہ

نظامی دیر پور حیدر آباد (۱۵) سعید بانو نظامی کشل منڈی حیدر آباد (۱۶) حکومت نظامی راجا بانو حیدر آباد (۱۷) خیر نظامی نظامی پھل گوندہ حیدر آباد (۱۸) توکی شاہ نظامی پھول (۱۹) مولانا عبداللہ سیفی ہادی شاہ نظامی جھنگور (۲۰) محمد لکھنوی سہیت نظامی آدرہ (۲۱) مولوی حفیظ اللہ نظامی محفل منٹک پور (۲۲) مولانا نظامی سرگرم حیدر آباد

عمل پتانے کی اجازت

مذکورہ اصحاب کو فرما دیا کہ عمل کرنے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ اور ہر اجازت بھی دی گئی ہے۔ کہ اگر کوئی عیدت عرواقت یہ عمل حاصل کرنا چاہے تو پانچ روپے نیاز کے لئے کو اجازت دیدیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ حاصل چاندی گیارہ بارہ تیرہ تارکیوں میں ہمیشہ روزہ رکھا کرے گا۔ اور خاموشی کا روزہ بھی اچھا دین دنوں میں ہوگا۔

اگر کوئی شخص چھپکڑ نہ رکھ سکے تو تین سادہ روزہ رکھنے لازمی ہیں۔ اور یہ کوشش بھی کرنی ہوگی کہ جہاں تک ہو سکے حاصل با وضو ہے۔ نو بولود بچوں پر روزانہ چالیس دن تک ان کی تقدیر بدلنے کے لئے یہ عمل ایک سو اکتالیس بار پڑھ کر دم نہا کر اور ہر قسم کے میل جول سے بچ کر سلامتی کے لئے بھی ایک سو اکتالیس بار پڑھ کر دم نہا ہوگا۔ اور ہر روز حسب عیثیت نیاز کے لئے حاصل کر کے پڑھنا ہوگا۔ وہ حق حاصل کا ہوگا جس کی چوتھائی رقم حاصل کر کے تمام میں بچ کر لیا۔ اور تین چوتھائی رقم اپنے ذاتی اخراجات میں خرچ کر گیا جس کی چوتھائی رقم

مفتے وار اخبار منادی کی سالانہ قیمت چار روپے کر دئی گئی	ہفت روزہ اخبار منادی دہلی ۱۹۲۶ء سے جاری ہے	ماہ وار اخبار منادی پانچ روپے پیشگی وصول ہونے پر جساری ہوگا
قلم کار خواجہ حسن نظامی	مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۶ء	سالانہ قیمت چار روپے ایک پورٹریٹ آف

پاک بے باک نوٹ

شمال گورستان

ہندوؤں کے لاشیں جتا ہے۔ اور شمال گورستان ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے قبرستان اور گورستان ہے۔ کیونکہ ہندو مسلمان دونوں مردہ آدمیوں کی طرح زندہ آدمیوں کے محتاج ہیں کہ زندہ آدمی ان کو روٹی پٹرے کا راشن دیں جیسے ہندو اپنے مرے والوں کا شجرہ کرتے ہیں اور مسلمان فاتحہ درود کرتے ہیں۔ اسی طرح راشن بنڈی لاشوں کا شجرہ اور فاتحہ درود کر رہی ہے۔ اور کانگریس اور لیگ کے لیڈر لفظوں پر لڑ رہے ہیں۔ اور ہم مردہ لوگوں کو جمعی گناری سے لڑا رہے ہیں۔

راشن آفس ہندوؤں کے شمال گورستان ہیں۔ اور مسلمانوں کے شمال گورستان ہیں۔ جہاں بھت رہتے ہیں۔ اور بری رو میں آباد ہیں۔ راشن ٹوٹ جانے تو تم سب کو ان بھولوں اور بری روحوں سے نجات مل جائے۔

کیونکہ راشن کی تکلیف کفن اور مردہ جلانے کی لکڑیوں تک پہنچ گئی ہے۔

پاکستان

سفری اور صاف جگہ کو پاکستان کہنا چاہئے مگر یہ بعض الفاظ ہیں۔ دیوں کو خوش کرنے اور گولے کو بنے ہیں۔ ورنہ اصلی پاکستان تو آزاد روٹی اور آزاد کپڑہ ہے۔ اور یہ دونوں نہ کانگریس کو ملے ہیں نہ مسلم لیگ کو ملے ہیں حضرت حافظ شیرازی نے لفظوں کا سمر قند و بخارا اپنے معشوق کو دیدیا تھا۔ اگر انگریز لفظوں کا پاکستان مسلم لیگ کو دیدیں تو کیا روٹی پٹرے کو انگریزی قید سے رہائی مل جائیگی؟

لڑائی راتیں بھی دیکھیں بھڑائی راتیں بھی دیکھیں مگر روٹی پٹرے کی آزادی کی قزاق دیکھی تو دیکھا نہ صبح دیکھی نہ شام دیکھی۔ راشن والوں کے فرعون چہرے بھی دیکھے۔ غمزدی جو رہی ہے اب راشن کا خاتمہ دیکھنا ہے۔

کہتے ہیں راشن دو سال اور رہے گا۔ کہہ دو ۱۹۲۶ء عیسوی ختم ہونے تک سارے ہندوستان سے راشن کی وباد دو رہو جائے گی۔

ہندوستان

کانگریس کو کرسیاں ملی ہیں۔ مبارک باد کے تار ملے ہیں۔ اور ہر قسم کے خوش کرنے والے الفاظ ملے ہیں۔ مگر روٹی نہیں ملی۔ کپڑہ نہیں ملا۔ وہ دونوں راشن کے قیدی ہیں۔

لیڈروں کو ممبری ملی ہے۔ گورے گورے ہاتھوں کے شیک مہینڈ ملے ہیں۔ اور ایک وقت کا ناشتہ اور ایک وقت کا لچ۔ اور ایک وقت کی چادر اور ایک وقت کا ڈنچہ ان کو نیا جاسکتا ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ان کی قوم کو روٹی پٹرے کے راشن کی قید سے آزاد کیا جائے ان کو اپنی بھوک اور اپنے بچوں کی بھوک بڑھ اپنی برہمنی اور اپنے بیوی بچوں کی برہمنی کے لئے سرکاری راشن کے دروازے پر بھیک مانگنی ہوگی۔ اور جانوروں کی طرح قتل و زندہ کر دیا ہوگا یا کھڑا رہنا ہوگا یا رشوت دینی ہوگی یا کنینوں کی خوشامد کرنی ہوگی۔

اور آخر کار لیڈروں کو طلاق دینی ہوگی اور روٹی پٹرے کو قید سے بچانے کے لئے خود کا منہ کھانے ہوگا۔

ہندوستان پاکستان غیر ایک سفر نامہ معروضات و حجاز باصویر۔ از خواجہ حسن نظامی۔ قیمت تین روپے

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

ڈاکٹر سحرسان سہروردی کی وفات

۱۲ شوال ۱۳۸۵ھ بدھ کے دن کلکتے میں ڈاکٹر سحرسان سہروردی نے وفات پائی۔ قاعد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے مرحوم کی جنازہ کی بیگم اکرام اللہ کو تعزیت کا تار بھیجا ہے جس میں لکھا ہے کہ مرحوم مسلم لیگ اور پاکستان کی خدمت کو کر رہے تھے۔ اور ان کی وفات سے مسلمانوں کو بہت سخت نقصان پہنچا ہے۔ مرحوم نے اجمی حال میں اپنا خطاب دیا اور کیا تھا۔ یہ خطاب ان کو اس لئے ملا تھا کہ انھوں نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر گورنر بنگال کو بنگالیوں کی گولیوں سے بچایا تھا۔ اور جب ان سے اس جاں نثاری کا انعام دیا گیا تو انھوں نے کہا تھا کہ جو مسلمان رسول خدا کی توہین کرنے والے بنگالی کے قتل کے جرم میں ماخوذ ہیں ان کو رہا کر دیا جائے مگر سہم مہر نے اس کو منظور نہیں کیا۔ اور مرحوم کو سر کا خطاب دیدیا گیا۔

مرحوم تین بھائی تھے۔ ڈاکٹر محمد اللہ اللہ سہروردی۔ اور ڈاکٹر محمود سہروردی ان سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ اب یہ صرف ایک بھائی باقی تھے۔ مسٹر حسین شہید سہروردی سحرسان کے حقیقی بھائی تھے۔ جو آجکل بنگال میں وزیر اعظم ہیں۔ یہ خاندان ملتان سے بنگال میں گیا تھا۔ حضرت شیخ بہار الدین ذکر الہانیؒ کی اولاد میں تھے۔ ان کے ادا حضرت شیخ محمد الدین سہروردیؒ حضرت

خواجہ نظام الدین اولیاء کے ذاتی دوستوں میں تھے۔ وقت کی سلطنت نے جب سہروردیوں اور چشتیوں کو آپس میں لڑانا چاہا تو حضرت شیخ رکن الدینؒ اور حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء آپس میں دوست بن گئے۔ اور سلطنت کا منصوبہ درہم برہم ہو گیا۔ اس بات کو سناڑ ہے چہ سو برس گزر چکے ہیں۔ اُس وقت سے آج تک یہ خاندان چشتیہ خاندان کا دوست ہے۔ چنانچہ ۱۹۷۱ء سے میرے اس خاندان سے تعلقات ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں جب میں نے حلقہ نظام الملک شیخ قائم کر کے بنگال کا دورہ کیا اُس وقت یہ سب بھائی میرے حلقے میں شریک ہو گئے تھے۔ مسٹر شہید سہروردی اُس وقت طالب علم تھے۔ انھوں نے بھی حلقے میں شرکت کی تھی۔ اور ان کے والدین نے بھی۔

سحرسان سہروردی کی صرف ایک ہی بیٹی ہیں جو مسٹر اکرام اللہ آئی سی ایس سی آئی ای افسر سیلاب کی بیوی ہیں۔ اور عربی فارسی اُردو انگریزی فرانسیسی علم میں بہت بڑا درجہ رکھتی ہیں۔ اور ان کو اپنی بیٹی کی ڈگری مل چکی ہے۔ انھوں نے اپنے باپ کی بیماری کے زمانے میں سعادت مند اولاد کی طرح بہت زیادہ خدمات انجام دی ہیں اپنی طرف سے اور اپنے اہل خیال کی طرف سے اور اپنے مریدوں کی طرف سے اور شیخ باریؒ کی طرف سے بیگم اکرام اللہ

کو برسہ دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سحرسان سہروردی کو آغوش رحمت عطا فرمائے۔ اور ان کی بیٹی کو دُعا اور سچوں اور شہید سہروردی اور ان کے خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

گرائی کا انسداد

گورنمنٹ بدل گئی ہے۔ مگر حایا کی تکلیفوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ راشن بھی موجود ہے۔ اور کھانے پینے کی ہر چیز گرائی حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روپے کی قیمت ٹھٹھ جانے سے یہ گرائی پیدا ہوئی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ حکومت کس طرح کی دوا ہے؟ گرائی کے اسباب کچھ بھی ہوں حکومت کا فرض ہے کہ وہ غریبوں کی خوش اور لباس اور صحت اور تعلیم کا ٹھیک انتظام کرے۔ مگر حالت یہ ہے کہ انگریز بھی بے پروا ہیں۔ اور کانگرس بھی بے توجہ ہے۔ اور مسلم لیگ برتو کوئی الزام نہیں لگایا جاسکتا۔ کیونکہ اس کا دخل حکومت میں نہیں ہوا ہے۔

جن چیزوں کی راشن میں شریک کیا گیا ہے ان کے علاوہ بہت سی کھانے پینے کی چیزیں اتنی زیادہ مہنگی ہو گئی ہیں کہ اب حایا ان تکلیفوں کو برداشت نہیں کر سکتی۔

تجارتِ پیشہ لوگ

ہندو قوم میں تجارت پیشہ آدمی بہت کم ہیں۔

کچھ قہقہے سے مسلمان بھی تجارت کرتے ہیں۔ مگر ان دونوں کے دلوں سے رحم اور ہمدردی اٹھ اُٹتی ہے۔ ہر قوم کا دل کا دل لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہے۔ اور کھانسی لیڈر حکومت حاصل ہونے کے بعد ہر تقریباً کر رہے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سب انگریزوں کی خوشامد میں مصروف ہیں اول سے لے کر آخر تک ہر لیڈر وہی کہنا ہے اور وہی لکھتا ہے جو انگریزوں کو اچھا معلوم ہو۔ اور سب بھول گئے ہیں کہ ان کے ذمے رہایا کی فلاح و بہبود کی کتنی ذمے داریاں ہیں۔

دیادہرم کا مول ہے

ہندو مذہب کا اصولی فقرہ یہ ہے کہ جرم مذہب کا اصل اصول ہے۔ مگر ابھی حال میں جو فسادات مختلف شہروں میں ہوئے ہیں ان میں عورتوں اور بچوں کو زندہ آگ میں جلا دیا گیا۔ اور نہایت بے رحمی کے ساتھ عورتوں اور بچوں کو قتل کیا گیا۔ میں محض ہندوؤں پر یہ الزام نہیں لگاتا۔ بلکہ مسلمانوں پر بھی الزام لگاتا ہوں کہ انھوں نے بھی اسلامی تعلیم کو کسین شہت ڈال دیا۔ اور اپنے جرنل رحیم خدا کے حکم کو بھول گئے۔ ان کے رسول اور اصحاب رسول نے باوجود دشمنوں کی ایذا رسانی کے کبھی دشمنوں کی عورتوں اور بچوں پر ہاتھ نہیں اٹھایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہندو اور مسلمان دونوں اپنے اپنے دین دھرم کی تعلیم سے غافل ہو گئے۔ اور انھوں نے ساری دنیا کو یہ کہنے کا موقع دیا کہ ابھی ہندوستان میں انگریزوں کی ضرورت ہے انگریز چلے جائیں گے تو یہ دونوں قومیں

آپس میں لڑکر تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ میں جانتا ہوں کہ قرآن شریف نے عوام کی ذہنیت کا فلسفہ جو وہ سو برس پہلے بتا دیا تھا۔ اور فرما دیا تھا کہ عوام کو فتنے فساد کی طرف بلایا جائے تو وہ اس کو جلدی قبول کر لیتے ہیں۔ مگر میرا فرض ہے کہ اپنی طرف سے اور شجاعتی پارٹی کی طرف سے ان وحشیانہ اور ظالمانہ اور سفاکانہ خوں ریزیوں کی مخالفت کروں۔ اور کہوں کہ دونوں قوموں کو آخر کار اسی ملک میں رہنا ہے۔ اور یہ بات قطعی ناممکن ہے کہ دس کروڑ مسلمان ہندوستان سے چلے جائیں گے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے۔ کہ تیس کروڑ ہندو مسلمانوں کے دیمل بن کر رہیں گے۔ ایک نہ ایک دن دونوں کو مل کر رہنا پڑے گا۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ ہندو مسلمانوں کو اچھوتوں کی طرح اپنا غلام بنا لیں کیونکہ وقت ایسا آگیا ہے کہ اب چھوت بھی ان کی غلامی سے آزاد ہونے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ اور مسلمان قوم دس کروڑ ہی نہیں ہے بلکہ اس کی تعداد اتنی کر رہی ہے۔ سرحد کے آزاد قبائل چالیس لاکھ ہندو بھی ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اور افغانستان کے مسلمان بھی اور تاتار کے مسلمان بھی۔ اور ایران کے مسلمان بھی اور چین اور جاپان اور ملایا اور سماٹرا کے مسلمان بھی۔ اور عراق اور شام اور فلسطین اور مصر کے مسلمانوں نے بھی ابھی حال میں اعلان کیا ہے کہ وہ ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ اس لئے ہندوؤں کو اپنے بڑے مسلمانوں سے بگاڑ کر نا بہت نقصان رساں ثابت ہو گا۔

بنگلہ کے وزیر اعظم

مسٹر حسین شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال نے انتظامی قابلیت اور سیاسی قابلیت کا بہت اچھا ثبوت دیا ہے۔ بنگال کے جو ہندوؤں کی مخالفت کر رہے ہیں وہ خود اپنے پاؤں پر کھڑی مار رہے ہیں۔

سندھ کی وزارت ٹوٹی

چونکہ سندھ میں کانگریسی خیال کے مسلمانوں اور مسلم لیگی مسلمانوں میں کش مکش تھی اس لئے گورنر نے وزارت توڑ دی ہے۔ اور اب دسمبر ۱۹۲۷ء میں دوبارہ الیکشن ہو گا۔ اور ہر شخص کو یقین ہے کہ اس الیکشن میں مسلم لیگ کو پوری کامیابی حاصل ہوگی اس کے باوجود کہ مرکز میں کانگریسی حکومت قائم ہو گئی ہے۔ پھر بھی کانگریسی مسلمانوں کے لئے سندھ میں کامیاب ہونے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔

اگر سرحد کی کانگریسی وزارت کو بھی گورنر صاحب توڑ دیں اور دوبارہ الیکشن کرائیں تب بھی کانگریس کو پوری شکست ہوگی۔ پاکستان بنگال میں ہندو ہار گئے کئی دن سے بنگال کی پاکستانی وزارت کے حکام ہندو اخبار پرنٹ کر رہے تھے کہ وزارت بنگال کی نسبت بے اعتمادی کی تحریک پیش ہو گئی اور بنگال کی وزارت ٹوٹ جائے گی۔ مگر ۲ ستمبر کی شام کو خبر آئی کہ ہندو مبزوں کی تحریک بے اعتمادی تو بڑی اکثریت سے ناکام ہوئی حالانکہ یورپین نمبر اور کمیونسٹ ممبر غیر جانبدار رہے سرحد پر یورپین نمبر نے مسلمانوں کا ساتھ دیا۔ یہ سب بات کی کہ بنگال کی وزارت مضبوط ہے۔ اور بنگالی ہندو باوجود اپنے صوبے میں رہے بھی ہاری دینی جانتے ہیں۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۱۰ سوال ۹ ستمبر شنبہ دہلی
زکام اسمبلی میرے جسم کے ہندوستان میں
زکام کی جو عارضی اسمبلی آٹھ دن سے قائم ہوئی
ہے۔ اس کے ممبروں نے وفاداری کا حلف
اٹھائے بغیر میرے دماغ میں کرسیاں بچپالی
ہیں۔ اس لئے بجا ہے۔ میری درد ہے۔
آنکھوں میں درد ہے۔ چہرے میں درد ہے۔
ولی کا بخار دہلی سے سیلفیغون میں خیرائی
ہے کہ میرے پوتے۔ لی کو بھی اب تک بخار
ہے۔ بلکہ بڑھ گیا ہے۔

بگم نواب لی الدولہ بہادر دہلی سے
سیلفیغون آیا کہ دہرہ دون سے بگم نواب
دلی الدولہ بہادر آئی ہیں اور آج ۳ بجے حیدرآباد
جانے والی ہیں۔ ۲ بجے ان سے ملنے گیا تھا
وہاں بگم صاحب نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور
بگم صاحبہ نواب حسن یار جنگ بہادر اور
نواب لی الدولہ بہادر کے فرزند نواب
حبیب جنگ بہادر سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔
نواب منصب جنگ بہادر بھی وہاں ملے۔
گازی کی روانگی تک ان سے باتیں کیں پھر واپس چلا آیا۔
ہارڈنگ لائبریری کا جلسہ آج شام
کو ہارڈنگ لائبریری کی ادبی سوسائٹی کا
جلسہ تھا۔ میں بھی شریک ہوا تھا۔ لائف
ممبری میں بھی شریک ہوا جس کے ایک سو
روپے دئے جانے میں مسٹر لاسلی ڈپٹی سیکشنر
دہلی اس کے صدر ہیں۔ وہ بھی موجود تھے۔
پیلہ انتظامی کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ پھر عاقل جلسہ ہوا۔
نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے ایک بہت اچھی

تقریر پیشی۔ پھر شہر نے اپنا کلام سنایا۔ پھر
میں نے "خطابوں کی تاریخ" کے عنوان سے
ایک مضمون پڑھا۔ مسٹر لاسلی جلسے کے صدر
تھے۔ ایک ایک خبر آئی کہ لال مندو چاندنی چوک
کے پاس ہندوؤں کی پولس سے لڑائی ہو گئی
ہے۔ لاسلی صاحب فوراً وہاں چلے گئے۔
مگر جلسہ جاری رہا۔ تھوڑی دیر میں وہ واپس
آگئے۔ جلسہ بہت پر طعنت رہا۔
ڈنر آج رات کو خان بہادر راجہ اکبر علی خاں
صاحب کے ہاں ڈیزین گیا تھا۔ ڈو انگریز
بھی وہاں تھے۔ ایک ریڈیو کے چیف اناؤنسر
اور دوسرے مسٹر کو روشن۔ رائے بہادر تھوڑے
صاحب کے آرمیں یہ ڈنر تھا۔ خان بہادر
محمد سلیمان صاحب چیف انجینئر بھی شریک تھے
اور ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد صاحب بھی آئے
تھے۔ راجہ اکبر علی خاں صاحب کے پوتے
بھی ملے تھے۔ رات کو انجے گھر میں واپس آیا۔
گالیاں آج خان بہادر راجہ اکبر علی خاں صاحب
کو شروع سے حادث ہے کہ جب وہ باتیں
کرتے ہیں تو بے ساختہ ان کے منہ سے گالیاں
نکل جاتی ہیں۔ آج ایک ہندو افسر نے کہا
آپ خواجہ صاحب کے سامنے گالیاں
بکتے ہیں۔ یہ مناسبت نہیں ہے۔ میں نے
کہا سب باتوں کا فیصلہ نیت سے ہوتا ہے
راجہ صاحب کی نیت میری یا کسی کی نہیں
کی نہیں ہوتی۔ گالیاں تو ان کا نتیجہ کلام ہیں۔
۱۱ سوال ۱۰ ستمبر اتوار دہلی
علی بانو انیس آج علی بانو اور ان کے

بچے دہلی سے واپس آ گئے۔ ولی کا بخار اتنا
نہیں اترا سید ابن عربی ڈاکٹر جعفری شاہ صاحب
کے پاس لے گئے تھے۔ انھوں نے بھی کوئی
ٹھیک رائے نہیں دی کہ سیادی بخار ہے
یا طبعی ہے۔
دادا مولانا کے مزار کی درستی آج حضرت
مولانا ذوالحجہ سید محمد رام خان کے مزار کی صفائی اور
فرش کی اصلاح کو اتارا ہوا۔ کیونکہ آٹے والے
عوس کے دن یہاں بھی قوالی کی ایک مجلس
ہوتی ہے۔

سیّد ظہیر الدین احمد نظامی کی ترقی میرے لکھنؤ
میر سید اعظم الدین احمد نظامی لی لے دہلی
راشنگ میں اسٹیکر تھے۔ اب ان کو ترقی ملی
ہے۔ اس کی خوشی میں آج وہ میرا منہ میٹھا
کرنے کے لئے مٹھائی لائے تھے۔ لیکن میری
صحت ایسی خواب ہے کہ مٹھائی کھانے سے
منہ میٹھا نہیں ہوتا گڑوا ہوا جاتا ہے۔

۱۲ سوال ۹ ستمبر پیر دہلی
اخبار چھاپے خانے میں چلا گیا آج۔
تمہارا اخبار منادی چھاپے خانے میں چلا گیا
تعلیمی جلسہ آج سنی اوقاف کمیٹی کے
تعلیمی جلسے میں گیا تھا۔ مدرسہ فقہوری کے
طلباء اس سال زیادہ کامیاب ہوئے۔ جس
سے ظاہر ہوا کہ سنی اوقاف کمیٹی کا انتظام
اچھا ہے۔ یہ تحریک بھی ہوئی کہ عربی تعلیم
میں کچھ اصلاح و ترمیم کی جائے۔

لکھنؤ میں صاحب بن اپنی بیوی کے
ساتھ ملے آئے تھے۔ پیل بھی لائے تھے

یسین نظامی، لاہور سے محمد یسین نظامی آئے ہیں۔ یہ ہمیشہ عرس میں لنگر کھانے کا مقام لیا کرتے ہیں۔ اور بڑی محنت اور جفاکشی اور سلیقہ دہندی سے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔ میرے لئے لاہور کے بنے ہوئے میٹھے لکھٹ بھی لائے ہیں۔

۱۳ سوال ۱۰۔ ستمبر منگل دہلی خان بہادر آج جمع خان بہادر نظامی صاحب ایجنٹ کٹر انجمن سنٹرل دہلی ڈیپوڈی اپنی بیوی کے ساتھ ملے آئے تھے۔

بنگم میاں عبدالمجید، وال بنڈین بلوچستان سے میرے پرانے دوست میاں عبدالمجید صاحب بی اے کی بیوی اور بیٹے ملے آئے تھے۔ سر حسان کی حالات، کلکتے سے سر حسان سہروردی کی صاحبزادی نے اپنے والد کے حلیل ہونے کی خبر بھی ہے۔ اور دوا چاہی ہے۔ میں کئی دن سے ان کے لئے صحت کی دعائیں مانگ رہا ہوں۔

۱۴ سوال ۱۱۔ ستمبر بدھ دہلی پریمی نظامی، عرس کی شرکت کے لئے احمد آباد سے ہفتے وار دین اخبار اور ماہوار رسالے نظام کے ایڈیٹر پریمی نظامی آج دہلی پہنچ گئے۔ ایمان خانے میں ٹھہرے ہیں۔ بہار می محبت ٹھہرے، صوبہ بہار کے ایک محترم صاحب ملے آئے تھے۔ جن کی بیوی ناک پور

کی ہیں۔ مسوری جا رہے ہیں۔ دونوں میاں بیوی تعلیم یافتہ اور خوش عقیدہ ہیں۔ سید یاسین نظامی ابھی بدھ کی چاری لینے آئے تھے۔ ولی کے بخار کا وہی حال ہے۔ میرے بخار اور نظام میں بھی کمی نہیں ہوئی ہے۔

۱۵ سوال ۱۲۔ ستمبر جمعرات دہلی قہقہے کا قافلہ، قمریہ ضلع جالندھر سے

احمد علی نذر بگٹی نظامی اور ان کی بہن اور بیٹی اور فقیر محمد نظامی اور حبیب الرحمن نظامی آئے ہیں۔ ان میں سے ٹھہرے ہیں۔ پلنگ کی دریاں، عرس کے مہانوں کے لئے پلنگ کی دریاں خریدنے گیا تھا۔ ایک اٹھاون روپے کی چوبیس دریاں خریدیں۔ بینک میں بھی گیا تھا۔ لنگر کے لئے مرچیں، حنیہ وغیرہ سامان بھی لایا تھا۔

کمپنی والے، قولی ہال کے پاس مہانوں کے لئے دو کمرے بنوائے تھے۔ تین چھینے کی لگا تار کوشش کے بعد نقشے تیار ہوئے۔ وہ داخل کئے گئے۔ آج اس کی تحقیقات کے لئے مسٹر سیٹھی اور مسٹر ٹرمل اور شیخ محمد آئے تھے۔

آئی آئی چندری، بمبئی صوبہ مسلم لیگ کے صدر مسٹر تنخیل چندری گر کی نسبت ریڈیو میں خبریں سناتے ہیں تو کہتے ہیں مسٹر آئی آئی چندری گرنے یہ کہا۔ اور مجھے یہ الفاظ بہت بُرے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر پورا نام لیا جائے بی بی مسٹر انجیل چندری گر کہا جائے تو یہ بہت موزوں چیز ہو۔

آج میں پری کے ساتھ مسٹر انجیل چندری گر سے امپریل ہوٹل نئی دہلی میں ملے گیا تھا۔ وہاں ان کے بیٹے مسٹر عبداللہ بھی تھے۔ بہت دلچسپ باتیں ہوئیں۔

مسٹر یعقوب حسین بھائی، سید حسین بھائی عبداللہ لال جی کے فرزند سید یعقوب بھی امپریل ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں ان سے بھی ملاقات کی گئی۔

سفیر افغانستان، آج کل افغانستان سے نئے سفیروں میں آئے ہیں۔ پری کے ساتھ ان سے بھی ملے گیا تھا۔ جنہی سا بننے گیا

دوڑ لڑا گئے آئے۔ اور گلے ملے۔ مجھ پر ان کی اسلامی شان کا بہت اثر ہوا۔ مسٹر قلیع میں جب افغانستان گیا تھا تو ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور میں نے ان سے ایک سال بھی کیا تھا۔ اس وقت یہ کالج میں پڑھتے تھے۔ میں نے پوچھا تھا کہ اگر ایک اشرفی کنوین میں گر پڑے اور اس کے نکالنے میں دو اشرفیاں خرچ کرنی پڑیں تو آپ وہ اشرفی نکالیں گے یا نہیں؟ اور انہوں نے کہا تھا کہ دو بی بی اشرفی ایک اشرفی نکالنے کے لئے دو اشرفیاں نہیں دو سو اشرفیاں خرچ کرنی پڑیں تب بھی میں اس کو نکالوں گا۔ کیونکہ ایک اشرفی کو باکار بنانا بہت ضروری ہے۔

آج میں نے ان کو دیکھا تو آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے پہچان نہ سکا۔ مگر خدا انہوں نے مجھے وہ پُرانا قصہ یاد دلایا۔ میں نے ان کے حافظے کی بہت تعریف کی۔

ٹوہا نوی صاحب، میرے بڑے بزرگ حضرت خواجه غلام خان صاحب ٹوہا نوی کے فرزند نور الحسن خان صاحب عرس کی شرکت کے لئے آئے ہیں۔ زید نزل میں ٹھہرے ہیں۔

جعفری صاحب، شام کو شہر شاعر سید محمد صاحب جعفری سے اُس کے مکان پر ملے گیا تھا۔ بھرولی اور حسن کے لئے دو اشرفی خریدی تھیں۔ نعیم صاحب سے ملے تھے۔

موٹر گرگ، ایک ہندوستان نامی خا کے دفتر کے قریب موٹر گرگ، بہر چند کوشش کی گریک نہیں ہوئی۔ بھوڑا ڈرائیور کو موٹر کے پاس چھوڑ کر پیدل روانہ ہوا۔ راستہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ مشکل کچھ دو چلا۔ پھر نعیم صاحب ایک تانگہ لے آئے۔ اور ساتھ ہی آٹھ بجے رات کو گھر میں پہنچا۔ اندیشہ تھا کہ

کرفیو آرڈر کی وجہ سے ڈرائیور کو مشکلات پیش آئیں گی۔ اس واسطے نئی دہلی پولس کو اطلاع دی۔ انھوں نے کہانی دہلی میں کرفیو آرڈر نہیں ہے۔ ڈرائیور رات بھر موٹر کے پاس رہے۔ مجھے ان کی تکلیف اور بھوکے رہنے کے خیال سے ساری رات بیگی رہی۔ درد سر اور درد چہرہ اب تک موجود ہے۔ دہلی کا بھرا بھی نہیں اُترا۔ ایک سو تین سو جاتا ہے۔ صبح کے باؤ میں کئی دن سے درد ہے۔ اور بخار ہے۔ دوا میں مہربانی ہے۔ مگر ابھی کچھ فائدہ نہیں ہوا ہے۔ موسم بابرش نہیں ہے۔ دن کو گرمی مہرہ کی رات کو ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

نفلوں کا پانی، مسٹر محمد صنیف ایگزیکٹو انجنئر روزانہ آتے ہیں۔ اور عرس کے زائرین کے لئے پانی کا انتظام کرتے ہیں۔ سنے تل لگائے۔ لئے ہیں۔ کیونکہ پرائے نفلوں میں پانی بہت لم آتا تھا۔ اور ایک جینے سے تو بالکل نہیں آتا۔ آج انہوں نے کہا کہ جب تک طبی دیکر پانی کی نسبت سسٹم نے نفلوں میں پانی کی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ دوا میں ڈال کر جراثیم ہلاک کئے جا رہے ہیں۔ امید ہے۔ کل تک پانی پینے کے قابل ہو جائے گا۔ اور افراط سے نفلوں میں آنے لگے گا۔

کپڑا احمد علی نذری کی لپٹے ہاتھ کا بُنا ہوا کپڑا میرے لئے لائے ہیں۔ ان سے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ان کے ہم نام متولی احمد علی صاحب کا انتقال ہو چکا ہے۔ کاتب کو بہر ہائی نس ذاب۔ ان کا صاحب فرماں روا ریاست جاوہر نے لکھا ہے۔ کہ میں نے منادی میں پڑھا کہ آپ پان ترک کر کے اس کے بدلے حقہ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے بھی سگرٹ سے بہت

نقصان ہوا تھا۔ اندر میں نے سگرٹ چھوڑ کر حقہ پینا شروع کیا تو اس سے بہت فائدہ ہوا۔ اس واسطے میں آپ کے لئے جاوہر سے ریاست کا خاص تمباکو خرید کر بھجوں گا۔ نواب دل شاہ صاحب کو میری ذات کے ساتھ جو غلوں ہے وہ اس خط سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے۔ اور جاوہر سے سچے تمباکو آنے کا تو میں اس کو ضرور استعمال کروں گا۔ لیکن ابھی تو پان چھوڑنا مجھے اتنا ہی مشکل معلوم ہو رہا ہے۔ جتنا انگریزوں کو ہندوستان چھوڑنا مشکل معلوم ہو رہا ہے۔

۱۶ اشوال ۱۳ استمبر جمعہ دہلی عرس کا پہلا دن؟ درگاہ کے اطراف میں بازار لگ گئے ہیں۔ زائرین جو حق آ رہے ہیں۔ نئے نئے لگ گئے ہیں۔ پانی کی افراط ہو گئی ہے۔ دہلی میں پانی کی طرف سے بھی پانی کی تنکلیاں زائرین کو پانی بانٹ رہی ہیں۔ درگاہ شریف کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی گئی۔ نماز بہت زیادہ تھتے۔

قوالی کی پہلی مجلس؟ بعد مغرب حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام صاحب کی درگاہ قوالی کی مجلس گئی تھی۔ بہت سے عورت مرد شریک ہوئے تھے۔

۱۷ اشوال ۱۳ استمبر شنبہ دہلی عرس کا دوسرا دن؟ آج صبح حضرت وادا مولانا کے مزار پر قوالی کی دوسری مجلس گئی تھی۔

سیماب صاحب؟ آگرے سے سیماب صاحب ملے آئے تھے۔ انھوں نے قرآن شریف کے ترجمے کو منظوم کیا ہے۔ اُس پر پائے لکھوائی جاتے تھے۔ میں نے کہا میں قرآن شریف کے ترجمے کو منظوم کرنے کے خلاف ہوں۔ تاہم ایک مختصر لکھ کر دیتی

قوالی ہال کی پہلی مجلس؟ تین بجے قوالی ہال کے میدان میں پہلی مجلس شروع ہوئی۔ یکایک بارش کا طوفان آگیا۔ اور مجلس درہم برہم ہو گئی۔ مجبوراً

خاص خاص آدمی ملکوت منزل میں آئے۔ اور وہاں سفر کے وقت تک قوالی ہوئی۔ بارش کا سلسلہ جاری رہا۔

مہمان؟ پائل محمد حسین بی نقای اور حکیم نریش نقای لاہور سے آئے ہیں۔ علی غنی صاحب انیل سے آئے ہیں۔ اقبال احمد صاحب اور اطلاق احمد صاحب علی گڑھ سے آئے ہیں۔ ٹوبہ بنے سے دو مولوی صاحبان آئے ہیں۔ شعلہ قلع بلند شہر سے محمد شعیب نوسلم نقای اور ان کے داماد اور ملاجی بخش صاحب آئے ہیں۔ الہ آباد سے محمد اسلام نقای مرحوم کی بہن آئی ہیں۔ بھیا فقیر عشقی صاحب اہل وعیل کے ساتھ آئے ہیں۔ ان کے داماد قمر الاسلام صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی بھی آئے ہیں۔ دہلی اور اطراف دہلی کے مہمان بھی آئے ہیں۔

دوسری مجلس؟ رات کو بجے سے بار بجے تک زنانے مکان میں قوالی ہوئی۔ دن کی مجلس میں کیپٹن عطار الرحیم صاحب اور محمد واد صاحب اور عبداللطیف خاں صاحب نیازی وغیرہ اصحاب بھی شریک ہوئے تھے۔

دو تار؟ حضرت مولانا سید غیاث الدین احمد قادری کا احمد آباد سے اردو تار آیا ہے۔ نام ہا تمام زائرین اور احباب اور مردوں کو سلام دے دیا بھی ہے۔ وہ ہمیشہ ہر عرس میں تار بجا کرتے ہیں۔ قاضی میران بخش نقای کا تار بھی قلات بلوچستان سے آیا ہے۔ میری بیماری کی تکلیف آج رات کو بہت زیادہ ہو گئی زید منزل کے بالا خانے پر سویا تھا۔

۱۸ اشوال ۱۵ استمبر اتوار دہلی عرس کا آخری دن؟ صبح نو بجے حضرت ابو جعفر کے مزار کے پائین اپنے قدیم حجرے میں جا کر سیر کیا۔ قوالی ہوئی اور نیاز ہوئی۔ دہلی کے مشائخ

ماستان پاکستان نبرہ شہنشاہ جہانگیر کے ترک کا ترجمہ از خواجہ حسن نقای قیمت ڈیڑھ روپیہ

بھی اس نیاز میں شریک نہ تھے۔ کچھ دیر کے بعد سب لوگوں کو لے کر قوالی ہال کے میدان میں آگیا۔ اور یہاں ایک بچے کی قوالی کی۔ دوسری مجلس ۱۷ آج بچے بخار کی بہت زیادہ تکلیف ہے۔ اور چہرے اور داغ میں درد کی ایسی شدت کہ غازیں سیدہ بڑی مشکل سے کرتا ہوں۔ مگر اس کے باوجود قوالی ہال کے میدان میں دوسری مجلس کا انتظام کرنے گیا۔ مولانا شمس نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور بانٹل محمدین نظامی اور احمد علی نذیری نظامی اور فقیر محمد نظامی اور حبیب الرحمن نظامی اور ستری حبیب خاں نظامی وغیرہ نے انتظام میں بہت مدد دی۔ پہلے قوالی کی مجلس ہوئی۔ پھر مشاعرہ شروع ہوا۔ میر غیاث حسین صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سید من رسول نماز نے صدارت کی اور ان کے فرزند میر ولایت حسین صاحب خمار نے شعر کی فہرٹیں بنائیں۔ اور باہر سے آئی ہوئی نظمیں نہایت خوش بختی سے پڑھیں۔ سب سے پہلے سید من نظامی حیدر آبادی مینٹن دکن کی منقبت پڑھی گئی۔ اور بہت پسند کی گئی۔ منقبت کی نظمیں ختم ہو گئیں تو میر غیاث حسین صاحب نے کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی کو اپنی جگہ چھو دیا۔ اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے نہایت دلچسپ انداز سے شعرا کا تعارف کرایا۔ بہت اچھی اچھی خولیں پڑھا گئیں۔ استاد ہلال کی منقبت بھی بہت زیادہ دلچسپی سے سنی گئی۔ پانچ بچے کنور مہندر سنگھ صاحب بیدی نے اپنا کلام سنایا۔ اور واپس چلے گئے۔ اور ان کی جگہ شاہزادے احمد علی خان صاحب ڈرائی نے صدارت کے فرائض انجام دیے۔ عبداللہ حاجی نظامی نے بھی اپنی منقبت پڑھی جو بہت پسند کی گئی۔ سوا چھ بجے مسٹر لایلی ڈپٹی کمشنر دہلی انجینیم صاحب کے ساتھ مشاعرے

میں آئے۔ اور مشاعرہ میں کریمت خوش ہوئے اور ایک مختصر سی اردو زبان میں تقریر بھی کی۔ خان بہادر جو دہری شتاق احمد صاحب ناظمی اوقاف کمیٹی باوجود بیمار ہونے کے شروع سے آخر تک مجلس میں شریک رہے۔ صبح کی مجلس میں دہری غلام عباس صاحب ریڈیو ٹکٹ جھڑپہ کو بھی شریک بنائے تھے۔ اگرچہ وہ بھی بیمار تھے۔ میرا اعلان ۱۷ مشاعرے کے آخر میں میں نے اعلان کیا کہ حضرت امیر خسرو اور علیہ رحمہ اللہ اور غالب اور بہادر شاہ کے کلام کی ترتیب اور فارسی اور شاعری کے لئے میں جا رہا ہوں۔ سو روپے سالانہ دیار دوگنا جو ڈپٹی کمشنر صاحب دہلی کی نگرانی میں خرچ کئے جائیں گے۔ کیونکہ ڈپٹی کمشنر صاحب اے بی سو سائی دہلی کے مدد میں فساد کی خبر ۱۷ بعد مغرب خبر آئی کہ بہاولوں کے مقبرے میں ہندو جانوروں اور مسلمانوں کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ مگر پولس نے نہایت دانشمندی سے فساد کو روک لیا۔ اس وقت بہاولوں کے مقبرے میں ہزاروں مسلمان جمع تھے۔ اور ہندو جانور پچاس سالہ تھے۔ مسلمانوں کا اشتعال بہت بڑھ گیا تھا۔ مگر پولس نے اپنی حکمت استعمال کی اور ہزاروں مسلمان چپ چاپ بہاولوں کے مقبرے سے باہر آ گئے۔ آج کی مجلس میں نواب عزیز احمد خاں صاحب سب رجسٹرار دہلی اور دو خانہ مہمند رے کے مالکان اور مفتی شریک صاحب فیہی ایڈیٹر دینا اور ملا احمدی صاحب اور ان کے بچے اور نواب نور الدین صاحب اور حکیم طہسار نظامی اور حکیم امتیاز الحق صاحب اور سید ظہار الدین احمد نظامی وغیرہ بھی شریک ہوئے تھے۔ اور مولانا ابوالکمال ماسح صاحب اور حکیم احمد حسن خاں نظامی اور حکیم عبدالسلام نظامی بھی شریک ہوئے تھے۔

بیماری کی اذیت ۱۷ آج رات بھر بخار اور دوسری اذیت رہی۔ نیند نہیں آتی۔ پچھلی رات زید منزل کے بالا خانے پر اور اونچے رہا تھا کہ پڑوس کے مکان کی چھت پر سے ایک چور نے اندر آنا چاہا۔ اس نے پہلے بڑی کی روشنی کمرے کے اندر ڈالی۔ میں روشنی دیکھنے ہی اٹھ کر دوڑا چور بھاگا۔ میں نے اس کو ہاتھ سے پکڑ دیا اور چند پلٹ پلٹ پھرے بھی ہے۔ یعنی کہا جاتے کیوں ہو۔ بھاگنا بہادری کے خلاف ہے۔ آج او اندر آ جاؤ۔ میرے کمرے میں زید پاشا بھی سوتے تھے۔ اور کوئی نہیں تھا۔ استاد شمس الدین صاحب ۱۷ سالہا سال سے میرے ہاں عرس کی مجلسوں کا انتظام استاد شمس الدین صاحب اور ان کے ساتھی کیا کرتے ہیں۔ اس سال وہ کچھ بیمار تھے۔ پھر بھی کئی رات دن انتظام میں مصروف رہے اور بہت عمدگی سے مجلسوں کا انتظام قائم رکھا (۹) حاجی بشیر صاحب ۱۷ ہر عرس میں حاجی محمد بشیر صاحب میرے ہاں مجلس ہیں اور درگاہ شریفین فرش اور شامیالوں کا انتظام کرتے ہیں۔ اور گیس کے ہنڈے بھی لگاتے ہیں۔ اس سال بھی ان کا انتظام بہت اچھا رہا۔ اس سال وہ فرش بہت زیادہ لاشے تھے۔ اطراف کے ہنڈوں کی شرکت ۱۷ ہر عرس میں میں نے اپنی دگاہ کے اطراف کے ہنڈو دیہات کے نمبرداروں اور ذیل داروں اور لکھیا لوگوں کو بھی بلوائے بھیجے تھے۔ اور حسب ذیل بھائی شریک مجلس ہوئے تھے۔ جو دہری جہانگیر میر گڑھی جہر یا مریا۔ بی نارائن ذیل ۱۷ ارخان پور۔ جو دہری کام چند سرائے کالے خاں۔ جو دہری مہ بال سنگھ سرائے کا خاں تیج رام کٹرہ ارادت مند۔ جابر یازدار سرائے کا

چودھری ہستیو گرجر سرائے کالے خاں - لالہ جیسر داس صاحب نبردوار جنگ پورہ - ڈاکٹر کنور بہادر صاحب شفا رام جنگ پورہ - کلاو سرائے کے مسلمان دیہاتی بھی آئے تھے اور ایہہ جہی سے اجیری صاحب - اور کیلویکری سے چودھری عیدو اور نورو - اور دسال نبردوار بھی آئے تھے - ڈاکٹر شفا رام صاحب کی قوالوں کو داد و تحسین سے زیادہ رہی - نووا محمد صاحب کے پاک پن شریف سے بھاول پور والے زمیندار نزار احمد صاحب بھی آئے تھے - اور درگاہ کے حجرے کی اور قوالی ہالی کی مجلسوں شریک ہوئے تھے - اور حسدات بہت دھوپے قوالوں کو ملے تھے -

۱۹ شوال ۱۲۸۰ ستمبر پیر دہلی جہانوں کی روانگی آج میرے سب مہمان واپس چلے گئے - صرف پاک دل محمد حسین نظامی اور محمد حسین نظامی اور حکیم منزل شاہ نظامی اور الہ آبادی خاتون موجود ہیں - جن کو میں نے روک لیا ہے - صفائی صاحب اجیری کی معیت بہت اچھی تھی - اور انھوں نے میرے مہمانوں کو قورمہ بھی کھلایا تھا - قلندر جنگ نظامی بھی کل سے آئے ہوئے تھے - آج واپس چلے گئے - رحیم بخش نظامی بھی چلے گئے - آج میری تکلیف حد سے زیادہ بڑھ گئی - تو مجھ پر ڈاکٹر جتوئی شاہ صاحب کو بلایا - انھوں نے کہا کہ زکام کی وجہ سے آنکھوں کے اندر کے حصے میں سوزش ہو گئی ہے - اس کی تکلیف ہے سائن کی دوا سے تکلیف میں کمی ہو گئی - رات کو زنا نہ کھان میں سویا - مگر بے چینی رہا - نیند نہیں آئی - درگاہ میں رات بھر قوالی مونی رہی - موسم بدل گیا ہے رات کو کھیل اور شہت کی ضرورت ہوئی تھی - کل سے دوا سیر کا خون بھی آ رہا ہے -

۲۰ شوال ۱۲۸۰ ستمبر منگل دہلی عرس ختم ہو گیا - میرے ہاں ۱۸ اشوال کو عرس کی مجلسیں ختم ہوئی تھیں - لیکن درگاہ میں ۱۹ تاریخ کو بھی مجلسیں ہوئیں - تاج ۱۱ بجے درگاہ شریف میں آخری نیاز ہوئی - اور جینے زائرین باقی تھے وہ سب چلے گئے - سید عجاز علی صاحب کے اجیر شریف سے صاحبزادے سید عجاز علی صاحب ملے آئے تھے لکھنؤ جا رہے ہیں - یحیٰی باری کے ممبر ہیں اور درگاہ کے خدام سے تعلق رکھتے ہیں - تو کلی شاہ صاحب کے آج دہرہ دوں میرے خلیفہ تو کلی شاہ نظامی اپنے چند مریدوں کے ساتھ آئے ہیں - قوالی ہال میں ٹھہرے ہیں - میرے لئے پکانے کی سبیاں اور کھانے کے پھل بھی لائے ہیں - اور جیتل کی کھال کی ایک جاناڑ بھی لائے ہیں جب بہت ہی نرم اور بھور ڈاکٹر جتوئی شاہ صاحب کے آج مجھے اور میرے پوتے دلی کو اور میری بڑی لڑکی حور بانو کو دیکھنے کے لئے ڈاکٹر جتوئی شاہ صاحب دوبارہ آئے تھے - دلی کے بجا کو پندرہ دن ہو گئے ہیں - صبح ۹ بجے ہوجاتا ہے - کھانا بند کر رکھا تھا - کیونکہ مائیفائد کا شبہ تھا - آج ڈاکٹر صاحب نے راتے دی کہ مائیفائد نہیں ہے کھانا دینا چاہئے - مجھے آج بھی بہت تکلیف رہی - دوا استعمال کر رہا ہوں - مگر کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا - حور بانو کو بھی انفلوئنزا آ رہی ہے - گولی چلنے کی افواہ شہرت ہوئی تھی کہ نئی دہلی میں کسی کانگریسی لیڈر پر گولی چلائی گئی ہے - مگر رات کو ریڈیو خبروں سے اس کی تصدیق نہیں ہوئی - مجھے رات بھر دوسر کی تکلیف رہی - موسم اچھا ہے - بارش نہیں ہوئی - دھوپ نکلی رہی رات کو خشکی بڑھ گئی -

عبد الحمید نظامی کے اخوان نظامی کے بٹے بیٹے عبد الحمید نظامی آئے ہیں - قوالی ہال میں ٹھہرے ہیں - ۲۱ شوال ۱۲۸۰ ستمبر بدھ دہلی روانگی آج صبح تو کلی شاہ نظامی اپنے مریدوں کے ساتھ دہرہ دوں واپس چلے گئے - عبد الحمید نظامی ساکھ چلے گئے - حکیم منزل شاہ نظامی اور محمد حسین نظامی بھی لاہور چلے گئے - تکلیف کی زیادتی آج میری باتیں آنکھ کے اوپر اور اطراف میں درد کی شدت بہت زیادہ رہی - غلام محی الدین صاحب کے گورنٹ کالج لائل پور کے ایک پرنسپل غلام محی الدین صاحب خلوت ملے آئے تھے - سید محمد صاحب جعفری شاعر کے دوست ہیں - سنی اوقاف مجلس کا جلسہ باوجود آنکھ کے درد کی سخت تکلیف کے بغیر صاحب کے ساتھ ٹانگے میں دلی گیا تھا - بغیر صاحب میری اولی اور دوسری اور نوعم کی دوائیں لینے گئے - اور میں سنی اوقاف مجلس کے جلسے میں شریک ہوا خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب اور سید ارشد نامری صاحب بھی شریک تھے - مگر بے وقت تک پورا اجتماع ختم ہو گیا - واپس آیا تو بغیر صاحب کا ٹانگہ نہیں آیا تھا - اس لئے لالہ داتا رام صاحب کے ذریعے دوسرا ٹانگہ منگایا اور بعد مغرب گھر پہنچا - آنکھ کے درد کی تکلیف بہت بڑھ گئی - خواجہ بانو نے سید کا اور دو لگائی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا - رات بھر بے قراری رہی - حسین کا تار کے حیدر آباد سے حسین کا تار آیا ہے - میری تکلیف کا حال پوچھا ہے - نسب نامے کے پائل محمد حسین نظامی حسین خان کے ستونوں پر سے اور خواجہ بانو کے نسب کا کھدہ پیر

داستان پاکستان

آنٹھ کتابیں

<p>کتاب روحانی اسرار اسم اعظم ۳۰ صفحات مجلہ اسم اعظم کی تمام پوشیدہ تاثیرات کا بیان۔ یہ کتاب صرف ان لوگوں کو دینی جاتی ہے جو رازداری کا اثر لکھیں۔ قیمت ایک روپیہ</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۱ تمام سلاطین عباسیہ کی مکمل تاریخ دو حصوں میں پیش شدہ خواجہ حسن نظامی۔ قیمت تین روپے</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۲ معمر کی بات تصویر داستان۔ فلسطین کی بات تصویر داستان۔ بلک شام کی بات تصویر داستان۔ حجاز کی بات تصویر داستان۔ بلک تصویر داستان۔ خواجہ حسن نظامی کی لیبلی تحریریں۔ قیمت سابقہ ڈھائی روپے موجودہ تین روپے</p>
<p>حضرت بابا فرید کا روزنامہ نوشتہ سلطان الشیخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضہ۔ روحانی تعلیمات کا خزائن قیمت نو روپے</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۳ ترک بادشاہوں غلبی بادشاہوں تغلق بادشاہوں کی تاریخ۔ خواجگان چشت کی تاریخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی مکمل سوانح عمری۔ قیمت تین روپے</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۴ کابل کی آنکھوں دیکھی بات تصویر داستان سلطان محمود غزنوی کے پایہ تخت مغزنی کی آنکھوں دیکھی بات تصویر داستان۔ قندھار کی آنکھوں دیکھی بات تصویر داستان۔ ہرات کے حالات۔ چشت کی کیفیت۔ بلخ کے بیانات۔ حضرت علی کے اصلی مزار کی تصویر اور کیفیت۔ قیمت مجلد پانچ روپے غیر مجلد چار روپے</p>
<p>اردو دوحائیں دین اور دنیا کے سب مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ سے اردو زبان میں دھائیں مانگنے کے طریقے۔ نوشتہ خواجہ حسن نظامی قیمت آٹھ روپے</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۵ ترک جہانگیری کا ترجمہ از خواجہ حسن نظامی نہایت دلچسپ نوٹ۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۶ ملک معمر کے ۳۰ خاندانوں کے بادشاہوں کے بات تصویر حالات اور اس کا ثبوت کہ ہندو معمری فرعونوں کی اولاد ہیں نہایت اہم تصویریں۔ خواجہ حسن نظامی کی تیس سالہ تصانیف کا مجموعہ قیمت تین روپے</p>
<p>مغلی کا مجرب علاج خواجہ نظامی کی سب سے پہلی تصنیف مغلی دُور کرنے کے عجیب تعلیمات۔ قیمت چار روپے۔</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۷ تاریخ حکومت اورنگ زیب نوشتہ نواب میرزا یار جنگ بہادر قیمت بارہ روپے</p>	
<p>حدیث کی پیشین گوئیاں صحاح رشتہ سے چھائی ہوئی گذشتہ اور موجودہ اور آئندہ زمانے میں جو کچھ ہوا اور ہوگا۔ ان سب کی نسبت رسول خدا کی حدیثوں کا اردو ترجمہ قیمت آٹھ روپے۔ بہت جلد شائع ہوگی</p>	<p>داستان پاکستان نمبر ۸ پانی پت کی آخری لڑائی۔ دو سو برس پہلے ہندوؤں کی تیاریاں اور مسلمانوں کا کامیاب بچاؤ۔ از خواجہ حسن نظامی۔ قیمت بارہ روپے</p>	

طبی کمپنی کی نئی پرانی دوائیں

کرنے والی تیس برس سے تمام ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہیں۔ بیس گولیوں کی قیمت

ٹانک پوڈر

ہر قسم کی کمزوریوں کے لئے کھانے اور پینے کی چیزیں دوا۔ ہر وقت دل خوش رہتا ہے۔ اور آٹھ دن میں ہر قسم کی خفگی کمزوریاں جاتی رہتی ہیں۔ قیمت ایک ڈبہ ایک روپیہ۔

راز کی دوا

یہ دوا مردوں کے لئے مخصوص ہے قیمت دو روپے آٹھ آنے

شفائی

سپیشل کی بیماری کا دوا اثر علاج ہے۔ ایک شیشی قیمت ایک روپیہ۔

محل بکاؤلی

پسے ہونے پھول میں قیمت ایک ڈبہ چار آنے

پتہ

یہ سب دوائیں طبی کمپنی دہلی سے بھی مل سکتی ہیں اور طبی کمپنی کے ایجنٹوں سے بھی دستیاب ہو سکتی ہیں۔ اور بڑے شہروں دوا فروش بھی فروخت کرتے ہیں۔ حیدر آباد دکن میں خوش اقبال منزل خیل گورہ سے مل سکتی ہیں اور احمد آباد میں دفتر دین لکھی ٹی۔ اولہ ہوس میں نظامیہ افغانہ غیر ملکی سے مل سکتی ہیں۔

سوتے وقت ہاتھ پاؤں اور چہرے پر مل لیا جائے۔ تو بچہ باس نہیں آئیں گے پانی میں ملا کر کمرے کے اندر چھڑک دیا جائے تو دھیرے دھیرے دور ہو جائیں گے۔ کوئی زہا جافور کاٹ کھائے تو یہ تیل لگا دینے سے زہر دور ہو جائیگا کسی کو زکام ہو جائے تو کپڑے پر ڈال کر سونگھانے سے زکام دور ہو جائیگا یا اس کی تیزی کم ہو جائیگی۔ منو نیے کے بیمار کے سینے پر ملائے۔ تو فائدہ ہو گا۔ تلی بڑھ گئی ہو نو اور بھی ملا جائے اور پانچ قطرے پانی میں ڈال کر پلائے جائیں۔ تلی ٹھٹ جائیگی کہیں پیٹنے کی دبا جیلی ہو تو تندرست آدمی دو قطرے پانی میں ڈال کر پی لیں تو بیماری سے بچے رہیں گے۔ اور بیماریوں کو پانچ قطرے پانی میں ڈال کر دے جائیں۔ قیمت باؤ اوٹس کی شیشی پانچ آنے چار شیشیوں کا ڈبہ ایک روپیہ

پائیر نامجن

دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریاں دور کرتا ہے۔ حکیم نابینا صاحب مرحوم کے نسخے سے بنا ہے۔ قیمت نو آنے۔

ارسطو کا چورن

مگر اور معدے کی بیماریوں کا علاج ہے بھوک بڑھاتا ہے۔ ہاضمہ بڑھاتا ہے قبض کش ہے۔ قیمت نو آنے۔

خوش ایام گولیاں

حقوق کے نامیاری ایام کی خرابیاں دور

فاسفورس کاتیل

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد ہے پٹھوں کی کمزوری کا تیر ہفت علاج ہے۔ بیس برس ہندوستان میں اور ہندوستان کے باہر ہزاروں آدمی استعمال کر رہے ہیں قیمت تمام قسم کی شیشی کی شیشی ڈبائی روپے۔ دھیرے دھیرے شیشی ڈبہ روپیہ اور باؤ اوٹس کی شیشی آٹھ آنے

جرمنی تیل

یہ تیل مردوں کے خفگی پٹھوں کی خرابیوں کی اصلاح کے لئے اور ہر قسم کی کمزوریاں دور کرنے کے لئے اکیر ثابت ہوا ہے۔ باؤ اوٹس کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔

کونین کاتیل

ابھی حال میں خواجہ صاحب نے یوکلپٹس آئل میں کونین کو حل کیا ہے۔ میر یا بخار دور کرنے اور میر یا بخار سے بچانے اور بچروں کو بھگائے کا بہت ہی بکا اور یقینی علاج ہے۔ یہ تیل ملا بھی جاتا ہے۔ اور کھایا بھی جاتا ہے ایک اوٹس کی شیشی قیمت ایک روپیہ۔ باؤ اوٹس کی شیشی قیمت چھ آنے۔ لیکن چھوٹی شیشی ایک نہیں دی جائے گی۔ چار دی جائیں گی۔ جو ایک ڈبے میں ہوں گی۔

کافور کاتیل

یہ بھی خواجہ حسن نظامی صاحب کی ایجاد ہے

پرنٹو پبلشر خواجہ حسن نظامی نے دلی پرنٹنگ ورکس دہلی میں چھپوا کر فرخ آباد سے شائع کیا

سالانہ چار روپے
ایک پرچہ ایک آنہ
ہندوستان سے باہر
سالانہ ۹ شلنگ

منار دہلی

قلم کار شمس العلماء خواجہ حسن نظامی
تارکاتہ خواجگان نئی دہلی
ٹیلی فون نمبر ۸۶۷۷۵

ناموزوں اشتہار نامنتظور
موزوں اشتہار کی اُجرت
ایک آنہ فی سطر
ایجنٹ مکیش ۲۵ فی صدی

چشتی پارٹی کا اقرار نامہ

(۱) خدا کو ایک مانوں گا (۲) ہر نبی ہرم کی عزت کروں گا۔
(۳) اپنے نبی ہرم پر پکار رہوں گا (۴) ہر نبی ہرم کی یاد کروں
کی حفاظت کروں گا (۵) سلبہ میں کو برا بھلا بھی نہ کہوں گا۔
(۶) عورتوں اور بچوں اور معاندوں کی حفاظت کروں گا۔
(۷) حکومت کے قانون کا دفاع اور ہنگامہ چشتی اصول
کے لئے جان مال قربان کروں گا (۸) اپنے مذہب کی
بالمی تعلیم پر عمل کروں گا۔

چشتی پارٹی کے عمل کا بیان

جو عورت ہر چشتی پارٹی کے ان ۹ اصول کو قبول
کریں وہ چشتی پارٹی کے صدر خواجہ حسن نظامی ہی
کو خط لکھ دیں کہ میرا نام جس میں درج کر دیا جائے۔
چشتی پارٹی کے ۹ اصول و زمانہ آویسوں کو سنا
دیا کریں اور جان و مال کو قبول کریں ان کے نام اور
پتے خواجہ حسن نظامی صدر چشتی پارٹی دہلی کو بھیج دیا کریں۔
خود کو مذہبی یا سیاسی جھگڑے نہ کریں اور دوسروں
کو مذہبی اور سیاسی جھگڑوں سے بچائیں۔
بلور دیوں اور گھروں کے جھگڑے دور کرنے کی
کوشش کریں چشتی پارٹی کی ممبری کی سند جن کے
پاس ہوں کو اپنا بھائی سمجھیں۔ اولاد کو مکمل سکھ
میں بھائیوں کی طرح شریک ہیں چشتی بھائیوں کی

شادی غمی کی فضول خرچی سے بچائیں۔ اور مقبرہ پر
سے بچائیں اور شہ بازی اور چڑے بازی اور عیاشی
سے بچائیں۔ عورتوں اور بچوں اور جانوروں
ظلم نہ کرنا۔ تو اس کو زخمی کے ساتھ روکیں۔
دور در دینے والے جانوروں کی بالیں جو وہ ہی
چھانچھ کھائیں۔ ہندوستانی چیزیں استعمال کریں۔
نام نمود سے بچیں کسی کو دکھ نہ دیں کسی سے
خوف نہ کریں۔ اور چشتی برادری کے اُصولوں
کو بچنے کے لئے جان مال غمی قربانیاں دیں۔
شادی غمی میں نام کے لئے فضول خرچی نہ کریں۔
کوئی عورت مرد سے کار نہ لیہے۔ وقت کا ایک
منٹ فضول ضائع نہ کرے۔ ہر قدم کے مذہبی
اور سیاسی لیڈروں کی عزت کریں۔ رشتہ کو
بہادری سے روکیں۔ چند بازار اور بڑی تعلق باز
اور سٹے باندی سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں
کسی آدمی کو اچھوت نہ سمجھیں۔ ہندو مسلمان
امیر غریب ممبر آپس میں مل کر کھانا کھائیں اور
شادی غمی میں شریک ہیں۔ عورتوں اور بچوں
کو لکھنا پڑھنا اور صاف رہنا سکھائیں۔ ہندو
مسلمانوں کی کتابیں پڑھیں۔ مسلمان ہندوؤں کی
کتابیں پڑھیں۔ ان کتابوں میں کوئی بات بُری
معلوم ہو تو اس کو دل میں رکھیں۔ زبان
پر نہ لائیں۔ ممبر ہندوستان میں ہر نیک نیت

میں ہوں اپنی حکومت کے وفادار رہیں
ان کی حکومت کوئی غلطی کرے تو نرمی
اور وفاداری کے انداز سے ظاہر کریں۔
منذروں۔ شہالوں گرو دواروں کی مسلمان
ممبر حفاظت کریں۔ مسجدوں قبروں امام بارگاہ
کی ہندو ممبر حفاظت کریں۔ مسلمان ممبر گائے
کی قربانی نہ کریں۔ دوسرے جانوروں کی
قربانیاں کریں۔ اور قرآن شریف کے حکم
پر غور کریں جس میں لکھا ہے کہ خدا کو تمہاری
قربانیوں کے گوشت اور دھن کی ضرورت
نہیں ہے۔ خدا تو تمہاری پاک بازی کا
ہے۔ یعنی نفسانیت کی ضد کی قوت اور چاہت
ہندو مسلمان دونوں اپنی عورتوں
اور بچوں کو نئے پڑائے ہتھیار پہنانے
سکھائیں تاکہ وہ خود اپنی حفاظت فرم سکیں
سچ بولیں۔ کسی کو دھوکہ نہ دیں۔ اور
اپنی روزی خود اپنی محنت سے حاصل کریں کسی
دوسرے پر اپنی روزی کا بوجھ نہ ڈالیں۔
جو اس معنی کو پڑھے کہ ان کم پانچ مردوں یا
عورتوں یا بچوں کو سنا دے۔ اور ہندو
مسلمانوں کی موجودہ لڑائی کو بند کرنے
کی کوشش کرے۔ خدا اس کی سب
مرا دیں پوری کرے گا۔

اُردو وِجِہ

اُردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں
 ہندوستان کی سیاسی یا اختیاری تقسیم کا انجام کیا ہوگا؟ اس کا حال خدا کو معلوم ہے۔ لیکن جو ایک ہندوستان کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مقبول اور گھر گھر پہنچی ہوئی اُردو زبان کو مٹانے کے خواب بکھ رہے ہیں۔ وہ ملک کی تباہی کے بیج بول رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال کہ اُردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں غلط خیال ہے کیونکہ اُردو زبان فقط مسلمانوں کی زبان نہیں ہے۔ بلکہ کروڑوں ہندوؤں کی زبان بھی ہے۔ اُردو کو مٹانے کا خیال مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کے لئے تباہ کرنے والا خیال ہے۔ لیکن کانگریس نے سی پی اور یو پی اور بہار اور بیہار اور مداس میں اُردو زبان کو اسکولوں سے خارج کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ اور اگست ۱۹۴۷ء سے اختیارات ملتے ہی اُردو کو اسکولوں اور کچھریوں اور ہر قسم کے کاروبار سے نکال دینے کا کام شروع کر دیا جائیگا۔ اس لئے جو ہندو مسلمان اُردو زبان کا باقی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں اُن کو اردو بچاؤ کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

اسکولوں میں اُردو کو ممنوع کیا گیا تو اس کا تدارک کچھ مشکل نہیں ہے۔ مسلمانوں کے اسکولوں میں اُردو بڑھائی جاسکتی ہے۔ اور نئے مکتب کھولے جاسکتے ہیں۔ جہاں اُردو واحد فارسی بڑھائی جائے۔ کیونکہ اب مسلمانوں کو فارسی پر بھی غلطی ہو گئی ہے۔ تاکہ افغانستان اور ایران سے تعلقات قائم ہو سکیں۔

کچھریوں میں اُردو قائم رکھنا کچھ زیادہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اب بھی کچھریوں میں انگریزی زبان استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن چونکہ اُردو بچاؤ کے لئے جدوجہد کرنی ضروری ہے اس واسطے اُردو کے حامی اپنی درجہ استیض اُردو میں یا کریں۔ سنڈائی ہو یا نہ ہو۔ اس بات پر اڑے رہیں۔ اور خطوں کے پتے اُردو میں لکھا کریں۔ اور ایسے مقامات کے پتے جہاں اُردو کا رواج نہ ہو اُن پر پہلے اُردو میں پتہ لکھیں اور اس کے بعد نام اور مقام انگریزی میں لکھ دیا کریں۔

اپنے گھروں میں اُردو بولنی چاہئے۔ جو لوگ گھروں میں انگریزی یا پٹی بولتے ہیں۔ وہ اُردو کے راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں۔ اور جو لوگ بلا ضرورت انگریزی بولتے ہیں وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہندوستان کے دشمن ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ خطوں کے اُردو پتے لکھنے کی اور گھروں میں اور باہر کے کاروبار میں اُردو بولنے کی تحریک جاری کی جائے۔

لو لکھیں کی چیز میں اُردو کتابیں دینے کا رواج جاری کرنا چاہئے۔ لیٹر فارم اُردو میں چھپائے جائیں۔ اعلان پر یہ عبارت چھپوائی جائے "اُردو بولو۔ اُردو لکھو" اور ہر شخص اپنا خط تم کرنے کے بعد قلم سے بھی لکھ دیا کرے "اُردو بولو۔ اُردو لکھو" اس سے عوام میں اُردو کا چرچا بڑھ جائے گا۔

لیکن یہ سب کام عارضی نہ ہونے چاہئیں۔ مسلمانوں کی عادت چوتھی ہے کہ ان کا

جوش دودھ کا بابل ہوتا ہے۔ اُن کو سمجھ لینا چاہئے کہ اگر انہیں نے اُردو زبان کو بچانے اور ترقی دینے کا کام شروع نہ کیا تو اُن کو نہایت بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔

مشاعروں میں عشق بازی کی غزلیں بند کر دی جائیں۔ اُردو کی تعریف اور اُردو کی اصلاح اور اُردو کی ترقی کے اشعار مشاعروں میں جاری کئے جائیں۔

عسول اور مد ملیوں اور بازاروں اور عیدوں اور جلسوں کے موقع پر اُردو کے بچاؤ اور اُردو کی ترقی کی تقریریں کی جائیں۔

الغرض ہر مسلمان چاہے وہ ہندوستان میں ہو یا پاکستان میں ہو اُردو کے بچاؤ کا کام شروع کرے۔ محض انہیں ترقی اُردو یا دوسری جماعتوں یا اشخاص پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ کام محض طریقے سے ہو گا تو جلدی کامیابی نہیں ہوگی ہر شخص کے دل میں اُردو بچاؤ کا ایک جوش پیدا کر دینا چاہئے۔ البتہ یہ بات ضروری ہے کہ کانگریسی حکومت یا اُردو کے مخالفین کے خلاف کوئی بات زبان سے یا قلم سے نہ کہی جائے۔ بلکہ چپ چاپ اپنا عمل جاری رکھا جائے۔ پھر کوئی شخص اُردو کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ ہندوستان کی حکومت کتنی ہی کوشش کرے اس کو اُردو کو نقصان کے کام میں کامیابی نہ ہو سکے گی۔

یاد رکھئے بعضوں ایسا نہیں ہے کہ بڑا اور ڈال دیا بلکہ فردی عمل کا مستحق ہے۔

چشتی پارٹی کا ہفت روزہ اخبار

مُنَادِی دِہْلِی

پنجم اگست ۱۹۴۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

پیشگی اخبار

یہ اخبار جولائی میں شائع کیا جاتا ہے اور اگست کی پہلی کا ہے۔ ۸ ر ۱۶ ر ۲۴ ر کے پرچے بھی جلدی شائع ہو جائیں گے۔ اور اب ہر تاج کا پرچہ الگ الگ شائع ہوگا۔

پانچ تن بند من

پاکستان بن گیا۔ لیکن مسلمانوں کی تفریق کا وہی حال ہے۔ جو مسلمان جمعیت علماء اہل احوال اور فکسار کھلاتے ہیں انھوں نے اب ملک اپنے اسنام کو نہیں سوجھا ہے۔ اور وقت اتنا نازک آگیا ہے کہ اگر مسلمانوں کی پرانگی کا یہی حال رہا تو اسپین کی طرح چین کو ختم کرنے جائیں گے۔ یا تدر کرانے جائیں گے۔ یا جلا وطن ہو جائیں گے۔

مجھے سب سے زیادہ افسوس شیعہ جماعت کی حالت پر ہے۔ کہ وہ سب جانتے ہیں کہ مصر خارج شیعہ ہیں۔ اور کہ وہ دل سنیوں سے ان کو اپنا لہذا بنا لیتے۔ پھر بھی ان کی سے بہت سے افراسلامی مافوق سے باہر نظر آتے ہیں۔

یہ حال جس اس موقع پر شکوے شکایت کو سیکار دینے سے بچتا ہوں۔ اب تو ضرورت

عمل کی ہے۔ چشتی پارٹی کے ذریعے میں ایسا کوئی کام نہیں کر سکتا جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہو۔ کیونکہ چشتی پارٹی سب قوموں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے والی جماعت ہے۔ اور میں اگر مسلمانوں کے فائدے کے لئے کوئی بات کہہ سکتا ہوں تو ذاتی حیثیت سے کہہ سکتا ہوں۔ جماعتی حیثیت میری الگ ہے۔

اس وقت مسلمانوں کی سلامتی اس میں ہے کہ یہ اپنے فرتے دارانہ عقائد کچھ ہی رکھتے ہوں لیکن اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے اور اپنے آثار قدیم کی حفاظت کے لئے ان کو ایک دل اور ایک عمل ہو جانا چاہئے۔ میں اس معاملے میں صرف مشورہ دے سکتا ہوں۔ عملی کام نہیں کر سکتا کیونکہ ذمیری عمر اس قابل ہے نہ صحت اس قابل ہے۔ نہ حالات اس قابل ہیں۔ اس لئے میں منادی کے ناظرین کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ وہ پانچ تن بند من کی تحریک جاری کریں۔ جو بہت سادہ اور بہت آسان ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہر مقام کے پانچ پانچ آدمی مسلمان قوم کے مال اور جان اور برو اور آثار قدیم کے بچانے کے لئے ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں۔ اور

یہ پانچ آدمی ایسے ہونے چاہئیں جن کے ذمے ماں باپ یا عورتوں اور بچوں کی پرورش کا بوجھ نہ ہو۔ اور یہ پانچوں نام نمود کے خواہشمند بھی نہ ہوں محض اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اور خدمت خلق کے لئے یہ بند من بنائیں اور جب ان کے علاقے کو کوئی حملہ ہو تو سید سیر ہو کر اپنے علاقے کے رہ والوں کی جان و مال کی حفاظت کریں۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ خود کسی پر حملہ نہ کریں کیونکہ قرآن شریف نے صرف بچاؤ کا حکم دیا ہے اور خود پہل کرنے اور زیادتی کرنے سے منع کر دیا ہے۔

شرفاعت احمد خاں کی وفات

شیلے سے افسس ناک خبر آئی ہے کہ سر شرفاعت احمد خاں صاحب نے وفات پائی۔ وہ بہت لائق مسلمان تھے۔ اور انھوں نے بہت عرصے تک مسلمانوں کی خدمات انجام دیں تھیں۔ باجی حال میں کانگریسی عہدہ قبول کرنے کے سبب ان پر حملہ بھی کیا گیا تھا۔ وہ الہ آباد کے رہنے والے تھے۔ اور وہاں سر محمد شفیع جوم کے خاندان میں ان کی شادی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور ان کی نزل کو صبر فرمائے۔

(۳)

ہندوؤں کو عہدوں کا لالچ

۱۹ جولائی کی شام کو گاندھی جی نے ایک بیان شائع کیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ہندوؤں کو عہدوں کا لالچ بڑھ گیا ہے۔ یہ بات ان کے لئے بہت نقصان رساں ہے۔ گاندھی جی ملک خلا سفر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور وہ انسانوں کی عادت احمد فصلت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ ہر آدمی نام نواز اور دوسروں پر حکومت کرنے کا شوقین ہوتا ہے۔ مسلمانوں کا بھی یہی حال ہے۔ اور سمجھ بھی اسی میں مبتلا ہیں۔ اور ہندو بھی۔ اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ یورپ و امریکا و جو ہر قسم کی تعلیم اور قابلیت حاصل ہو جانے کے اس بیماری میں مبتلا ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے وحشیوں کی کا یا بدل دی۔ مگر قرآن شریف نے عربوں کی فصلت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ”الاعراب أشدّ كفراً و ذنبا“ عرب لیگ سرکشی اور منافقت میں بہت زیادہ سخت ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ان عربوں نے مسلمان بھگت کے بعد محض دنیاوی اقتدار اور حکومت کے لئے رسول خدا ص کے پیارے ذی اسے اور ان کے بچوں کو تین دن تک بھجوا دیا کہ مار ڈالا۔

درویش اس عیب سے پاک ہوتے ہیں

میرا تجربہ ہے اور میں نے پرانی تاریخوں پر غور کرنے کے بعد اذنانہ کیا ہے کہ درویش

کی فصلت اس عیب سے پاک ہوتی ہے۔ لیکن بہت تہذیبی مقدار میں۔ یعنی درویشوں کی بھی ایک بڑی تعداد اس عیب میں مبتلا ہوتی ہے۔ صرف تھوڑے آدمی اس سے محفوظ ہوتے ہیں۔ ہندوستانی درویشوں کا سب سے بڑا مرکز اجیر ہے۔ اور وہاں اختیار و اقتدار کی لڑائی دنیا داروں سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ حیدر آباد میں بھی درویشوں کی جماعتیں اس بیماری میں مبتلا دکھائی دیتی ہیں۔ صرف پنجاب اور سرحد کے کچھ درویش اس عیب سے پاک کھائی دیتے ہیں۔ ہندوؤں کے سادہ اور فہمت بہت زیادہ خرابیوں میں مبتلا ہیں۔ اومان میں مجھے دو چار آدمیوں کے سوا کوئی سادہ اور فہمت جو جاگہ دار بھی ہو یا رو بے والا بھی ہو اس عیب سے پاک دکھائی نہیں دیتا۔ دہلی میں یونی کے ایک مشہور مسلمان درویش آجکل آئے ہوئے ہیں۔ بیس آدمی ساتھ ہیں مدات بھر قوالی سنتے ہیں۔

زندگیوں کا نالج دیکھتے ہیں۔ امر دلو کوں کا نالج دیکھتے ہیں۔ اور تہجد کی عبادت کے وقت سو جاتے ہیں۔ اور دوپہر تک سوتے رہتے ہیں۔ اور اس خرافات کا انتظام ان کے مریدوں کی طرف سے ہوتا ہے۔ میں خود اپنی نیت پر غور کرتا ہوں تو

خدا کا شکر بجالاتا ہوں کہ میری نیت ہر قسم کے نام و نمود اور اختیار و اقتدار کی خواہش سے پاک ہے۔ اگرچہ میرے اندر عبادت کی بہت سی کوتاہیاں ہیں لیکن خدا نے مجھ کو نفسانیت کی جلدوں سے ہمیشہ بچایا ہے۔ اور ایسے زمانے میں تپ کہ سوال اللہ سے زیادہ میرے مرید ہر جگہ

موجود ہیں۔ میرے اندر بھی اقتدار و اختیار کی حرص و ہوس بیدار نہیں ہوئی۔ اور میں نے پیری مریدی کو محض اپنے بزرگوں کے ارشاد کی تبلیغ کے لئے اختیار کیا ہے مریدوں سے نذر و نیاز لینے اور ذاتی اخراجات میں خرچ کرنے کے لئے میری پیری مریدی میں ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے میں نے سادگی و عزم و محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالا ہے۔ اور اب بھی میں علانیہ کتار رہتا ہوں اور کھانا ہوتا ہوں۔ مکہ میں ایک دوکان دار ہوں۔ لیکن یہ دوکان داری روحانیت کی نہیں ہے۔ بلکہ کتابوں اور دعاؤں کی ہے۔ روحانی امور کے ذریعے میں ایک پیسہ کسی سے لینا ناجائز سمجھتا ہوں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ گاندھی جی جن ہندوؤں کی شکایت کرتے ہیں ان سے زیادہ جاہل ہندی مسلمانوں اور سکھوں میں باقی جاتی ہے۔ اس واسطے بجائے شکایت کرنے کے گاندھی جی کو قیدی ترک و تباہ کا پرچار کرنا چاہئے۔ اور مسلمان درویشوں کو بھی ترک دنیا اور ترک حب عاہ کی تلقین کرنی چاہئے۔

برما کا حادثہ

اس خبر سے بہت افسوس ہوا کہ ۱۹ جولائی کو برما میں پانچ وزیروں کو قتل کر دیا گیا۔ سیاست سے زمانے کی ہر بنا پر اسے زمانے کی ہو ہمیشہ اس کا نتیجہ خود غرضی اور سفاکی اور بے رحمی اور بے عقلی نکلتا ہے۔ ان بچی درویشوں اور بزرگوں کی جگہ ان کی جگہ پر

صوبہ دہلی کی توسیع

۲۰ جولائی ۱۹۴۷ء کو ہارڈنگ لائبریری دہلی میں لالہ دیش بندھو گیتا ممبر دستگیر گریجویٹ کے اہتمام سے صوبہ دہلی کی توسیع کے لئے ہندو مسلمانوں کا مشترکہ جلسہ ہوا تھا۔ مگر اس میں دہلی کے قدیمی باشندے بہت کم تھے۔ توسیع کے اصول سے سب کو اتفاق تھا۔ مگر یوپی اور پنجاب کے میسرٹھ ڈویژن اور اٹھالہ ڈویژن کے شریک کرنے سے اختلاف ہوا اور سرسٹر رام ناتھ کالیسیا کی اشتعال انگیز تقریر سے مسلمان برہمن ہر گرجے گئے۔ اور جلسہ کامیاب نہ ہو سکا۔

سری کرشن جی کے وقت کی دہلی

میراجیل یہ تجویز پیش کرنے کا تھا کہ دہلی کی توسیع سری کرشن جی کے زمانے کی حد پر ہوئی چاہئے۔ سری کرشن جی کے چیلے راج کے بڑے بھائی راجہ بدیشتر کی حکومت کے وقت دہلی کو ہٹنا پور کہتے تھے۔ اور اس کی حدود ضلع کرنال کے کرک چیترا اور ضلع میرٹھ کے قصبہ پرناوہ کے قلعہ لاکھا منڈپ تک تھیں۔ اور دلچ دہانی وہاں تھی جہاں آجکل دہلی کا پرانا قلعہ ہے۔ جس کو اندپت یا اندر پرستہ کہتے تھے۔

میری دوسری تجویز یہ ہوئی کہ دہلی میں راج چار شہر ملائے جائیں۔ ایک جمیر راجہ پرتی راج کی راج دہانی تھی۔ دوسرا متھرا جو سری کرشن جی کی پیدائش پرورش کا مقام اور راجہ جانی تھی۔ تیسرا انگرہ جو اکبر نے ہندو طرز تعمیر پر

بنایا تھا۔ اور چوتھا میرٹھ جو پانڈو کا تھا۔ مگر حالات سے اندازہ ہوتا ہے۔ کچھ ہندو حکومت انگریزوں کی بنائی ہوئی دہلی پر قناعت کر گئی اور صوبے دہلی کی توسیع نہیں ہو سکے گی۔

وغا خانہ

(۱) حضرت مولانا سید غلام حنین صاحب علوی کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔
(۲) محمد ابراہیم شاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔
(۳) محمد قاسم نظامی حیدر آباد دکن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔ جن کی نسبت ڈاکٹروں نے رلے دی ہے کہ ان کی آنکھوں میں کینسر ہے۔

(۴) محمد سید الحق نظامی بہاولپور کے حفظ الحق کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی۔ اب ان کی اہلیہ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔
(۵) سید محمد نظامی جوں کشمیر کی لڑکی کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔

(۶) عبدالعزیز نظامی راولپنڈی کی لڑکی کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔

(۷) رفیع الحق عباسی نظامی جونا گڑھ کامٹیا واٹر کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کی جائے۔

(۸) حاجی محمد اسماعیل نظامی ٹھیکہ اور راولپنڈی کے لکھا ہے کہ ان کی لڑکی کو دق ہے۔ یو ایل کے استعمال سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ دعا کی جائے کہ مریضہ کو صحت و سلامتی حاصل ہو۔

دوسرے مقاصد کی دعائیں
(۹) عبد المجید نظامی ٹھیکہ سسر وٹنٹن کو اللہ تعالیٰ روزگار عطا فرمائے۔

(۱۰) بلنگٹن نیلگیری کی سرفہمی جماعتوں میں اتفاق و اتحاد کی دعا مانگی جائے۔

(۱۱) ولنگٹن کے اہل بیت اسکول اور نائٹ اسکول کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

(۱۲) نظامیہ سسر وٹنٹن کو خدا ترقی و کامیابی مرحمت فرمائے۔

(۱۳) ولنگٹن نیلگیری کی محمد الدین پادشاہ اور محمد غوث بیکری والے نے مسلم لیگ کی الی امداد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کے کاربار کو ترقی عطا فرمائے۔

(۱۴) محمد صلیق اخوانی نظامی کی دلی مرادیں پوری ہوں۔

(۱۵) محمدی بخش نظامی آمدہ فی امین آر کی لڑکی صلیق النساء نے وفات پائی ان کی صفت اور پسندوں کے صبر کی دعا کی جائے۔

(۱۶) سید محمد کھاسا صاحب کن سدراس معین جنرل سٹور کی ترقی اور کامیابی کی دعا کی جائے انہوں نے دس پڑپوتے بھیجے ہیں۔

(۱۷) علی احمد نظامی کمالا مشرقی افریقہ کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روزی روزگار میں ترقی دے۔ انہوں نے ۳۴ شیشیا بھیجے ہیں۔

(۱۸) علی احمد نظامی کمالا مشرقی افریقہ کے لئے دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ان کے روزی روزگار میں ترقی دے۔ انہوں نے ۳۴ شیشیا بھیجے ہیں۔

بقیہ روزنامہ صفحہ ۱۸

پرانے قلعے کا جلسہ ۱۱ شام کو باغیچے پرانا قلعہ دہلی میں عبدالغنیہ خاں صاحب اور محمد نعیم نظامی کے ساتھ کھایا تھا۔ پنڈت جواہر لال نہرو اور سردار دلب بھائی

مہیل اور راج گوپال صاحب اپنیہ اور مسٹر رفیع احمد قدوائی اور مہاراجہ فرید کوٹ وغیرہ نے کینال کے درخت لگائے تھے

سردار بندھا صاحب ڈپٹی کمشنر دہلی نے بہت عمدہ تقریر کی تھی۔ جس کے جواب میں پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر بھی

بہت دلچسپ تھی۔ جلسہ بہت کامیاب تھا۔ مگر مذکورہ ایڈیٹورسوا ٹھنسنہ لیٹ آئے تھے۔

ہر ہاتھ کی پانچ انگلیاں پنج تن بندہ ہیں۔

سفیر امریکہ کی ڈنر پارٹی میں خواجہ حسن نظامی کی تقریر

بمقام ملکوت منزل خواجہ حسن نظامی بتالیچ ۱۲ جولائی ۱۹۷۷ء

پیارے بھائی مسٹر گریڈی اور خواتین شرفاء!

میں آل انڈیا چشتی پارٹی اور ہندوستان کے درویشوں اور سب مسلمانوں کی طرف سے پایہ تخت دہلی میں اس سات سو برس کے پرانے مذہبی بابرکت مقام پر آپ کا اور بیگم گریڈی کا اور سب امریکن مہمانوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ آج ہم سب ایک ایسے تاریخی مقام میں جمع ہوئے ہیں۔ جو سات سو برس سے دہلی کے مختلف خاندانوں کے مسلمان بادشاہوں کے لئے روحانی برکت کا مقام سمجھا جاتا رہا ہے۔

مسلمان درویشوں کی زندگی اسلام کی شروعات سے لے کر آج تک ہمیشہ ہم و عمل اور خلوص محبت کی اور دنیا داری کے گھجڑوں سے بے غفلت زندگی رہی ہے (چیرز) اس واسطے میں امید کرتا ہوں کہ آج کی شام ان ہی قدیمی درویشوں کے ایک تاریخی اور علمی مقام پر تشریف لانے سے آپ کو دلی مسرت حاصل ہوگی۔

اگرچہ چیری مسٹر گریڈی اور ان کے امریکن رفیقوں سے ملاقات بالکل نئی ہے۔ لیکن میں امریکہ سے بھی واقف ہوں اور امریکن قوم کے اعلیٰ کاموں سے بھی

آگاہ ہوں۔ اور امریکہ کے مرحوم صدر مسٹر روز ویلیٹ کی بے شمار خوبیاں بھی مجھے معلوم ہیں جو دنیا میں امن قائم رکھنے کے لئے تازہ جنگ یورپ میں امریکہ کے شریک ہونے کے وقت مسٹر روز ویلیٹ کے عمل سے ظاہر ہوئیں (چیرز)

میں اس سے بھی واقف ہوں کہ آج کی رات کے وہاں مسٹر گریڈی بڑے علم و وسعت اور پاک دل امریکن ہیں۔ اور ان کی ساری زندگی انسانوں کو علم کی دولت تقسیم کرنے میں خرچ ہوئی ہے۔ او ان کی عمر کا بڑا حصہ یونیورسٹیوں میں گزرا ہے۔ اور میں اس سے بھی واقف ہوں کہ مسٹر روز ویلیٹ اس جہانی مسٹر گریڈی کی علمی صفات اور انسانیت کی اعلیٰ شریفانہ خصلتوں کے بڑے قدر دان تھے اور ان دونوں کے آپس میں بڑی محبت تھی (چیرز)

مسٹر ٹروین

میں امریکہ کے موجودہ صدر مسٹر ٹروین کی اعلیٰ شخصیت اور استقلال اور خوبیوں کو بھی جانتا ہوں۔ ٹروین لفظ کا ترجمہ سچا آدمی ہے۔ ایسے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ

انسان کے نام کا اثر اس کے کاموں میں بھی ہوتا ہے۔ لہذا مجھے یقین ہے کہ مسٹر ٹروین کے کام بھی سچائی کے ہوں گے اور جہاں تک اخبارات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ مسٹر ٹروین کے کاموں میں خلوص بھی پایا جاتا ہے۔ اور سچائی بھی (چیرز) اور میں ان کے خلوص کی ایک علامت یہ بھی سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آپ جیسے نیک دل ذی علم اور ہندوستان کے مخلص امریکن کو امریکہ جیسے بڑے ملک کی سفارت پر مامور کر کے ہندوستان میں بھیجی ہے (بہت زوردار چیرز)

بیگم گریڈی

مجھ کو سب سے زیادہ خوشی اس بات کی ہے کہ بیگم گریڈی بھی آپ کے ساتھ ہندوستان میں آئیں ہیں۔ اور اس وقت میرے پاس بیٹھی ہیں۔ جب میں پہلی بار ان سے ملا تو ان کی غیر معمولی شخصیت کا مجھ پر بہت بڑا اثر ہوا اور اس کے باوجود کہ میں انگریزی نہیں جانتا اور وہ اردو اور دو نہیں جانتیں ان کے دل کی پاکیزگی اور محبت اور خلوص کو میں نے اچھی طرح سمجھ لیا۔ اور جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ یو۔ سی کے مشہور ملک

اسپین کی رہنے والی ہیں جہاں پہلی سویرا ملک عرب مسلمانوں کی حکومت رہ چکی ہے تو میرے دل پر ان کی محبت کا دوسرا نقش قائم ہوا۔ لیکن جب مجھے پہلی ملاقات کے وقت یہ بھی بتایا گیا کہ وہ اسپین کے حکمران عربوں کی اولاد ہیں تو میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ اور میں نے ان کو اپنی بہت ہی پیاری بہن تصور کیا۔ اور بعد کی بات چیت سے معلوم ہوا کہ ان کی تواضع اور ان کی ملنساری اور ان کی جہاں نمازی کی اعلیٰ اور برتر خوبیاں سچے مسلمان عربوں کی نشانیاں ہیں۔ (دیرنگ چیئر)

مسٹر آصف علی

جس طرح میں مسٹر ڈومین صدر امریکہ کی مدد شناسی کی داد دے چکا ہوں گا انھوں نے سنہ ۱۹۳۵ء کے لئے مسٹر گریدی کو سفیر منتخب کیا۔ اسی طرح میں پنڈت جواہر لال نہرو کی مردم شناسی کی داد بھی دیتا ہوں کہ انہوں نے سنہ ۱۹۳۵ء کی طرف سے امریکہ میں مسٹر آصف علی کو سفیر بنا کر بھیجا۔ جو پہلی ایسا اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کی برگزیدہ قابلیت اور مضبوط گیریز اور حب الوطنی اور ایثار و قربانی ایسی اچھی صفات ہیں جن کو امریکہ جیسی بڑی اور شریف قوم قدر کی نگاہ سے دیکھتی آئی ہے اور مجھے امید ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کا جتنا ہوا ہندوستانی سفیر امریکہ کی نظر میں بھی ایسا ہی پسندیدہ ہو گا جیسے کہ مسٹر ڈومین کا چنا ہوا امریکن سفیر مسٹر گریدی ہی ہم لچیں کہ در ہندوستانیوں کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ (چیئر)

انقلابی زمانہ

آپ ایک ایسے زمانے میں یہاں آئے ہیں جب کہ ہندوستان کے باشندوں میں اختیارات کے انقلاب کے سبب کچھ کچھ تبدیلی پائی جاتی ہے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ کشیدگی بہت جلدی دور ہو جائے گی۔ اور آپ اپنے قیام کے زمانے میں ہی وہ وقت بھی دیکھ لیں گے جب کہ پاکستان اور ہندوستان ایک دل اور ایک عمل ہو کر براعظم ہندوستان کو اس کی شان کی موافق اعلیٰ درجے کی ترقی تک پہنچا دیں (چیئر)

آخر

چونکہ میں ایک لٹری آدی بھی ہوں۔ اس واسطے جب آپ کے ملک امریکہ کے نام پر لٹری حیثیت سے غور کرتا ہوں۔ تو مجھے اس لفظ میں پہلے امر نظر آتا ہے سنسکرت زبان میں امر کے معنی حیر فانی اور ہمیشہ باقی رہنے والے کے ہیں۔ اس لحاظ سے میں امریکہ کو امر یعنی ہمیشہ باقی رہنے والا ملک کہہ سکتا ہوں۔

اور اگر لفظ امر کو عصر بی زبان کے لحاظ سے دیکھا جائے تو بھی یہ بہت بڑا لفظ ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں جہاں امر کا لفظ آیا ہے وہاں اس کے بہت بڑے بڑے معنی ہیں۔ جتنا خیال رکھ کر قرآن میں آیا ہے انسان کی روح اللہ کا امر ہے۔ دوسری جگہ آیا ہے اللہ کے امر کی طاقت ایسی ہوتی ہے کہ اللہ صرف اتنا کہتا ہے کہ ”ہو جا“ ”ذہر (دوسرا)

ہو جاتا ہے۔ جیسا اللہ حکم دیتا ہے۔ پس میں کہہ سکتا ہوں کہ اللہ کی دی ہوئی طاقت سے امر کہیں قوم کی موجودہ ترقیاں بھی ایسی ہیں کہ جب امر کہیں قوم کسی بڑے کام کا ارادہ کرتی ہے تو خدا اس کو ”کن فیکون“ کی برکت سے فوراً پورا کر دیتا ہے۔ (چیئر)

عرب کا پٹرول

میں اس بات کو بھی اللہ کی ایک نعمت سمجھتا ہوں کہ اس نے اپنی مقبول سر زمین عرب کا پٹرول امریکہ کو عطا فرمایا۔ یعنی نجد و حجاز کی عرب حکومت نے اپنے ملک کے پٹرول کا ٹھیکہ امریکہ کو دیا۔ بظاہر یہ بات ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ لیکن دنیا کے ایسی کردار مسلمانوں کو کتنے مدینے کی وجہ سے جو محبت عرب ملک کے ساتھ ہے وہ دنیا کی ہر بڑی محبت سے بڑی ہے۔ اور اس کو معمولی چیز نہیں کہا جا سکتا۔ گویا عرب کا پٹرول امریکہ کو ملنا مسلمانوں کے خدایات و عقائد کے لحاظ سے اللہ کی ایک نعمت ہے جو اس نے امریکہ کو دی ہے (چیئر)

شکرانے میں امریکن جہاز

قرآن میں خدا نے حکم دیا ہے کہ جب خدا کی انسان کو کوئی نعمت دے تو وہ انسان اس کو شکر یہ ادا کرے۔ لہذا میرے خیال میں امریکہ عرب کے پٹرول کی یہ نعمت ملنے کا شکر یہ اس طرح ادا کر سکتا ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کو بکے تنگ چھوٹنے کے لئے امریکن جہاز دے تاکہ وہ اپنے مقدس خزانوں کو ادا کرنے کے لئے امریکن جہازوں کے ذریعے سفر کر سکیں۔ (چیئر)

ہی کی کج کمپنی کے پاس ایسے تیس ہزار مسلمانوں کی خدمت استیں جمع ہیں جن کے لئے حج کمپنی مسفرج کے لئے جہازوں کا انتظام نہیں کر سکتی۔ کیونکہ ہندوستان کے پاس اتنے جہاز نہیں ہیں۔ لہذا مجھے امید ہے کہ مسٹر گرینڈی امریکن جہازوں کا ہندوستانی حاجیوں کے مسفرج کے لئے ہندوستان کو دس کروڑ مسلمانوں کو شکر گزاری کا موقع دیں گے۔

بگیم گریڈی اور امریکن اخبار نویس
میں بگیم گریڈی سے بھی یہی اپیل کرتا ہوں کیونکہ ان کا تعلق عرب نسل سے ہے۔ اور ان امریکن اخبار نویسوں سے بھی اپیل کرتا ہوں جو آج یہاں جمع ہیں کہ وہ امریکن قوم کو دس کروڑ مسلمانوں کی اس بڑی ضرورت سے آگاہ کریں۔ (۸)

میں ہندوستان اور امریکہ کے سیاسی تعلقات اور ہندوستان کی نئی حکومت کی سیاسی پالیسی کو مد نظر رکھ کر سیاسی اعتبار سے بھی یہ کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کی موجودہ حکومت ممتاز فردینڈت جو اسرائیل نہرو اپنے ہم وطن مسلمانوں کے مذہبی رکن حج کی بڑی ضرورت کو جانتے ہیں۔ اور ان کو اور ان کی حکومت کو مسلمانوں کے مسفرج کی آسانی سے پوری مہم دی، (چیز)

امریکہ و پاکستان

میں آپ کے خدیجہ دس کروڑ مسلمانوں کی طرف سے امریکن قوم کو یقین دلاتا ہوں کہ ہندوستان اور پاکستان کے

سب مسلمان امریکہ کے ساتھ ایک بڑے بپائے پر تھارتی تعلقات قائم کرنے اور ان کو بڑھاتے رہنے کے لئے آمادہ دستہ ہیں۔ (چیز)

مسلم لیگ کا جھنڈا

میں اپنے دوست لفٹنٹ کرنل پیٹر گرین کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ جو مجھ میں اور آپ سب میں بہت اچھی ترجمانی کے فرائض کئی دن سے انجام دے رہے ہیں۔ آپ سب اس بات کو جانتے ہیں کہ مسلم لیگ کا قومی جھنڈا سبز ہے۔ اور لفظ گرین کا ترجمہ بھی سبز ہے۔ میں میں کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر پیٹر گرین مسلم لیگ کا جھنڈا ہیں۔ (حقیقہ اور چیز)

مسٹر پیٹر گرین اُردو بولتے بھی خوب ہیں اور لکھتے بھی خوب ہیں۔ ان کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اُردو خطوط میں نے اُردو زبان کے ذخیرہ نادرات میں رکھے ہیں۔ وہ فارسی اور عربی زبانیں بھی جانتے ہیں۔

اگرچہ مسٹر پیٹر گرین ایک فوجی زندگی کے انگریز ہیں۔ لیکن ان کا دل درویش کا دل ہے۔ اور ان کا عمل بھی درویشانہ ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر پیٹر گرین رُخ انگلش دل تو گمانہ دارو؟

مسٹر پیٹر گرین جب مجھے اُردو زبان میں خط بھیجتے ہیں۔ تو اس کے آخر میں لکھتے ہیں "آپ کا مرید پیٹر گرین" میں اس بات کو ان کے خلوص اور صداقت اور محبت کی نشانی سمجھتا ہوں۔ لیکن مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اب زمانہ اتنا بدل گیا ہے کہ میری مریدی کے الفاظ محض کتابوں میں نظر آتے ہیں۔

کیونکہ سائنس کے کوششوں کی پیروی میری ہر جگہ پھیلی جاتی ہے (چیز)

مسٹر نیکل اسمتھ

میں امریکہ کے مشہور سیاح اور مشہور اور مشہور مقرر مسٹر نیکل اسمتھ کو یہاں دیکھ کر بہت زیادہ خوش ہوں۔ وہ امریکن قوم کی محنت اور جفاکشی اور طبی ذوق اور تحقیقات کے شوق کا ایک بہت اچھا نمونہ ہیں۔ میری ان کی ملاقات لفٹنٹ کرنل پیٹر گرین کے ذریعے ہوئی۔ اور میں دیکھا کہ وہ اپنے ملک امریکہ کی تاریخی حوالہ کے لئے مشرقی زندگی اور کلچر کی تحقیقات کے کاموں میں اتنی زیادہ محنت کرتے ہیں کہ کوئی شخص یہ خیال بھی نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے ملک کے رہنے والے ایسی تیز اور سخت گرمی کے موسم میں مسلمانوں کی بڑائی یادگاروں کی تصویریں حاصل کر سکیں گے۔ میں نے ان کو ان کے مددگاروں کے ساتھ بہت تیز و دوپ اور سخت گرم ہوا میں دہلی کی تاریخی یادگاروں کے فوٹو لیتے ہوئے دیکھا اور مجھ پر میری ان کے ساتھ رہا میں دوپ اور گرمی سے بھرا گیا۔ اور موسم کی سختی باوجود ہندوستانی ہونے کے برداشت نہ کر سکا۔ مگر وہ اور ان کے ساتھی برابر اسی تیز و دوپ میں اپنا فرض انجام دیتے رہے وہ ہندوستان کی اور مسلمانوں کی تاریخی یادگاروں کو فلم کے ذریعے اور کتاب کے ذریعے امریکہ تک پہنچا کر دنیا کی دو بڑی قوموں کے آپس میں محبت بڑھانے کا ایک بڑا کام انجام دینے والے ہیں (چیز) آج مسلمانوں کی طرف سے اور ہندوستانیوں کی طرف سے

ہندوستان کے ہر ایک مسلمانوں میں پانچ مسلمان بائبل تن بہن میں آج ہیں۔ یکم اگست ۱۹۵۷ء

مشرقاں اور ہندوستان مسلمان حاضرین بزم کا شکر
اور اگر تاہوں۔ کہ ان سب نے مسلمانوں کی
کی قدیمی اور تاریخی قہالی کو نہایت کجی
اور ذوق و توجہ کے ساتھ سنا۔ اور میں
دعا کرتا ہوں کہ جن اولیاء اللہ کا کلام
قوالوں کی زبان سے ان سب نے
سنا ہے۔ ان کی باطنی برکتیں
بھی ان سب کو حاصل ہوں۔ آمین۔
ان تقریروں کے وقت مذکورہ مہمانوں کے علاوہ قہالی اور
بستی اور سرنگم کے بہت سے ہندو مسلمان بھی تھے۔

اس کو ہندوستان کا بچہ بچہ شکر گزاری
کے ساتھ ملتا ہے۔ اس واسطے ہم سب
مسٹر باب ٹریبل کا دلی جوش کے ساتھ
دیکھ کر رہے ہیں۔ اور نیویارک ٹائمز کے بھی
شکر گزار ہیں۔ جو ہمیشہ ہم کو یاد رکھتا ہے
(چیزز)

قوالی

آخر میں میں ہنر ایسی لنسی مسٹر گریڈی اور
میک گریڈی اور امریکن خواتین اور امریکن

ان کا بھی ہندوستان کے پانہ تخت دہلی میں
خیر مقدم کرتا ہوں (چیزز)

نیویارک ٹائمز

مسٹر باب ٹریبل نامہ نگار نیویارک ٹائمز
اور ان کے ساتھی آج کی بات ہمارے
ساتھ ہیں۔ اور ان کے تشریف لائے سے
ہم سب کو بہت زیادہ خوشی ہے۔ نیویارک
ٹائمز ہندوستان میں ہر جگہ مشہور ہے
اور اس اخبار نے جتنی مدد ہندوستان کی کی۔

سفیر امریکہ کی جوانی تقریر

(۹) نے مشرقی ملکوں اور امریکہ کے درمیان دوست
تعلقات کو مستحکم و استوار کر دیا ہے (چیزز)
مجھے ہندوستان سے خاص تعلق ہے
میں ہندوستان میں امریکہ کا اہم بیسڈ
دسفیئر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور چونکہ مجھے
ہندوستان سے دلی تعلق تھا اس واسطے
جب اس سفارت سے پہلے مجھے نیر ایٹ
ایسوسی ایشن کی صدارت پیش کی گئی تو میں
نے اس سے اس بنا پر انکار کیا کہ میں ہندوستان
کی محبت کے سبب ہندوستان کی خدمت
کو مقدم سمجھتا تھا۔ (چیزز)
نیر ایٹ ایسوسی ایشن مشرقی ملکوں میں
بہت سے کام چلا رہی ہے۔ ایک نئی
اسکیم پر عمل کرنے کی کوشش کر رہی ہے
مجھے اس کا فخر بھی حاصل ہے کہ میں نے
طوائف کے زمانے میں یو ایس اے انٹرنیشنل

بنالیا ہے (چیزز) جس کا عمل یہ ہے کہ
ہماری یونیورسٹیوں میں عربی زبان کا
مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور اسلام کی تاریخ
کے سب زمانوں کی تعلیمات حاصل کرنے
کی کوشش کی جاتی ہے (چیزز) اس کے
ساتھ ہی ہم امریکن لوگ ملک عرب کی
جوانی یادگاروں اور نادر چیزوں کی تلاش
و تحقیقات میں بھی مصروف رہتے ہیں (چیزز)
اور اس تلاش و تحقیقات میں ہم نے ایک
حد تک کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس قسم
کے محققین کی ایک ہی جماعت نے اپنے
کام سے مشرق وسطیٰ اور مشرقی کالجوں کی
حمایت حاصل کر لی ہے۔ ان کا بھروسہ
بے شمار طلباء ایسے ہیں جنہوں نے امریکن
استادوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔ اور
اب وہ اپنی مشرقی قوم کے لیے امداد و نفع
ہم کرتے ہیں۔ یہی نیک نیتانہ لوگ ہیں جنہوں

خواجہ حسن نظامی صاحب اور خاتون و شرفاء
میں خواجہ حسن نظامی صاحب کا دلی شکریہ
اور اگر تاہوں کہ انہوں نے مجھ کو اور میری بیوی
کو اور میرے امریکن رفیقوں کو اس مقدس
مقام پر مدعو کیا۔ ان کے پاک بزرگوں کی
تاریخی نشانی ہے۔ میں خواجہ صاحب کو
یقین دلاتا ہوں کہ ہم سر باعنی میں اور
مسٹر گریڈی اور میرے امریکن نقادانوں کی خدمت میں
موجود ہیں ملن کی اس خاص عنایت و
محبت کا اپنے دلوں پر گہرا اثر رکھتے ہیں۔

اسلامی دنیا سے گہری دلچسپی

حضرات! امریکہ میں ہم امریکن لوگ اسلامی
دنیا سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور اس
دلچسپی نے اتنی ترقی کی ہے کہ ہماری پرنسپل
نے اسلامی دنیا کو اپنی تعلیمات کا ایک حصہ

علا ایک سوسائٹ کے منظر آج ہوں، دماغی پانچ تن بہن میں آج ہے۔

منادی دہلی رمضان کی شب قدر تک پورے ہندوستان میں پہنچن ہند بنده جو نیرنگا۔ یکم اگست ۱۹۴۷ء

رہیف آگنا زین کی صدارت کے فرائض بھی انجام دئے تھے (چیز) ادا یہ اعزاز مجھے کو امریکہ کے مرحوم صدر مسٹر روز ویٹ اعظم نے عطا کیا تھا بچے مسٹر روز ویٹ سے بہت زیادہ محبت تھی۔ اور میں اُن کی اعلیٰ عہدہ گزیدہ شخصیت کا بہت زیادہ گرویدہ تھا۔ اور وہ بھی مجھ پر بہت زیادہ نظر عنایت رکھتے تھے۔

مجھے سید مسرت ہوئی جب کہ آج کی رات خواجہ صاحب نے بھی مسٹر روز ویٹ کے اوصاف کا درمیرے اُن کے تعلقات کا ذکر کیا۔

خواجہ صاحب نے جن دلکش اور لٹری الفاظ میں امریکہ کے موجودہ صدر مسٹر ٹرومین کا ذکر کیا ہے مجھ پر اُن کا بہت بخر ہوا۔ کیونکہ وہ سب حرف بحرف فصیح و درست ہیں۔ مسٹر ٹرومین نے بڑی حرات اور استقلال کا ثبوت دیا ہے۔ اور مسٹر روز ویٹ کی ناگہانی وفات کے بعد انھوں نے امریکہ کی سب ذمے داریاں کو منظم کرنے کا بہت بڑا کام انجام دیا ہے (چیز) شمع سے مسٹر ٹرومین کے سامنے یہ اعلیٰ اور شرفی مقصد ہا ہے مگر امریکہ کی اور یورپ کی عظیم

ساری دنیائی خدمت دہا ہاں آپس میں مل جل کر دنیا کو جنگ کی تباہیوں سے بچانے کے واسطے معلوم کریں۔ اور لڑائی کے خون خرابے دنیا سے دو ہد ہائی (چیز) میں ملتی برکات کو مانگا ہوں

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں جن مذہبی برکات کا ذکر کیا ہے اُن کی نسبت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں مذہبی برکتیں کو مانگا

ہوں۔ اور مذہبی برکتوں کا پورا اعتقاد رکھتا ہوں (چیز) اور مجھے یقین ہے کہ دنیا کی مصلی نجات اور خوش دلی مذہب ہی کے ہاتھوں میں ہے۔ اور مذہب ہی کے ذریعے یہ آخری توقع قائم کی جا سکتی ہے کہ سب انسانوں میں حقیقی بھائی چارہ قائم ہو جائے (دیر تک چیز)

پاکستان اور ہندوستان
ہندوستان کی ہیرو دی اور ترقی کے سلسلے میں مجھے پاکستان اور ہندوستان کے حقیقی ربط و اتحاد کی تمنا ہے تاکہ ہندوستان بھی دنیا کی متحدہ قوموں میں شریک ہو کر دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے ایک زبردست قوت ثابت ہو (چیز)

سفر حج کے لئے جہاز

خواجہ صاحب نے سفر حج کے لئے جہازوں کی مشکلات کا جو ذکر کیا ہے۔ اور امریکہ کے جہازوں کی مدد چاہی ہے کہ وہ ہندوستان کے حاجیوں کو حج بیت اللہ تک لانے بچانے میں مدد دیں۔ اُس کی نسبت میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس خواہش کے اظہار سے پہلے ہی ہندوستانی مسلمانوں کی اس مذہبی ضرورت کا احساس تھا۔

چنانچہ چند ہفتے پہلے نے واشنگٹن (پا پی) تخت امریکہ کو جہازوں کے لئے لکھ بیا تھا۔ مگر یہ ظاہر کرتا بھی ضروری ہے کہ اس معاملے میں بہت سی دشواریاں بھی ہیں۔ کیونکہ حاجیوں کے لئے ایسے جہازوں کا بندوبست کرنا مشکل ہے جو اُن کے سفر حج کے لئے موزوں اور مناسب ہوں۔

تاہم مجھے امید ہے کہ دیوالیہ جٹ میرٹن حاجیوں کے لئے موزوں جہازوں کا انتظام کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ لیکن اگر دیوالیہ جٹ میرٹن سے انتظام نہ ہو سکا تو اس کے یہی ہرگز نہیں ہوں گے کہ امریکہ نے اس معاملے میں ہندوستانی مسلمانوں کی مدد کرنے میں پہلو ہی سے کام لیا۔ (چیز) بلکہ یہ سمجھنا چاہئے کہ موجودہ دنیا کی قدرتی دشواریوں کی وجہ سے امریکہ ہندوستانی مسلمانوں کی اس توقع کو عملی جامہ پہنانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

ملکوت منزل کا ذکر

حضرات! جب میں اس مکان کو غریبے دیکھتا ہوں جہاں ہم سب جمع ہوئے ہیں تو مجھے اپنی بیوی کا وہ آبائی مکان یاد آتا ہے جو کبھی فورینا میں ہے۔ گویا یہ مکان ایسا مکان ہے کہ میری بیوی اس کو خود اپنا مکان کہہ سکتی ہیں۔ اور اس سے میرے اور میری بیوی کے بچے اور خلعانہ جذبات کا اندازہ آپ لوگ کر سکتے ہیں (چیز) یہ ملکائی مشابہت و حقیقت ہم امریکنوں اور مسلمانوں کے دلوں کو آپس میں مربوط کرنے کی ایک بہت اچھی جگہ ثابت ہوئی ہے۔ (دیر تک چیز)

حج کا سفر نامہ

از الحاج حکیم خسرو شاہ نظامی ۳۰۰ صفحات ۵۰ تصاویر۔ از حد و کسب السبیل زبان۔ واردات قلبی کے دہا و فرس احوال قیمت دو روپے آٹھ آنے جہدینہ خدائے نے وقت طے کا تہہ:- انصاف و اخلاص و محبت کی لکھ بیا

ہر شہر کے محلوں میں اور قصبوں اور دیہات میں پہنچن ہند بنده

سندھ دہلی قرآن میں اللہ کہتا ہے ہر اسانہ ہو محبت نہ ہا روقم ہی غالب رہو گے۔ یکم اگست ۱۹۴۷ء

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۱۸ شعبان ۱۲۸۰ھ جولائی ۱۹۶۱ء منگل دہلی
بارش نہیں ہوئی کہ ابر بارش تیز ہوا چلتی
رہی۔ مگر بارش نہیں ہوئی۔ درگاہ میں مایانہ
نیا زمین بنی۔ سید سید الدین صاحب نے
تو شہہ بھیجا۔ والی بھی ہوئی اس کے بعد سب
لوگ درگاہ حضرت بی بی فاطمہ سام دہلی
آخری نماز کے لئے دنگا میں گئے۔ جو بودی
گاف کلب کے مشرق اور پڑانے قلعے کے
غرب میں ہے۔

خاکسار کہ جو ہال کے چند خاکسار ملنے آئے
تھے۔ اور تحریک ختم ہو جانے کی شکایت کرتے تھے
سو ہم کی نیا نہ کہ دن بعد دنگا کے حجرے میں
کام کے شام کو چہنچے سر عبد الرحیم صاحب
کی بیگم صاحبہ کے سوئم کی نماز میں گیا تھا۔ بویہ
دہلی سے آئی تھی۔ نیا زمین ڈاکٹر سیالام امام
صاحب اور سر شہید سہروردی وزیراعظم
بنگال اور سر اکرام اللہ سی آئی ای بھی
ڈریک تھے۔ سر عبد الرحیم صاحب سے بہت
دیر پہلے مستقبل کی نسبت بات چیت ہوئی
چند قسمی تناہیں لگیا تھا۔ وہ بھی سر عبد الرحیم
نے دیکھیں۔

والیسی کہ مغرب کے قریب سر شہید سہروردی
اور سر اکرام اللہ سی آئی ای اور سر نظامی
حسین ایڈیٹر ڈان ۹ بجے درگاہ تک پہنچ گئے
آئے۔ یونگ کی دال سے دو چپا تیاں کھان
صحت کی حالت آج ذرا ٹھیک رہی۔ رات
کو خبر سن کر سو گیا۔ اسپین کا سفیر بھی پڑا۔
سر شہید الرحمن آج ایک دلی سے

سر شہید الرحمن ملنے آئے تھے۔ میں نے ان کو
نہیں پہچانا۔ حالانکہ گذشتہ جنگ کے زمانے
میں روزانہ برلن سے ان کی زبانی جنگی خبریں
سنا کرتا تھا۔ یہ اور سر عبد الرؤف ملک
بہت بے باک اور آزاد انداز سے خبریں
سنایا کرتے تھے۔ کہتے تھے انگریزی تسلط
کے بعد مدتوں جیل میں رہے۔ پھانسی
ہونے والی تھی۔ مگر پنڈت جواہر لال نہرو
کی کوشش سے رہائی پائی۔ اور دلی میں آئے
یہ بات سن کر میرے دل میں پنڈت جواہر
لال نہرو کی عزت کئی ہزار درجے زیادہ بڑھ
گئی۔ سینتالیس برس کے فوجیان ہیں۔ گلی
قاسم جان میں رہتے ہیں۔ جہاں مرزا غالب
رہتے تھے۔

سبزیوں کی والی کہ سبزی منڈی والے
مہاراجہ صاحب بہت سی سبزیاں لگاتے تھے
لالہ پریم پرکاش چشتی بھی ملنے آئے تھے۔

۱۹ شعبان ۱۲۸۰ھ جولائی ۱۹۶۱ء دہلی
تین بدھ والے کہ مستری حبیب خاں
نظامی سید یحیٰ بن نظامی، نواب مرزا نظامی
ملنے آئے تھے۔ نواب مرزا نظامی جانیس
بھی لائے تھے۔ ان کے ہاں پوتا مہاراجہ
میں نے محمد شعیان یا محمد نعمان نام تجویز
کیا۔ علی میاں نظامی اور مولانا سید محمد
رضی صاحب لکھنؤی مصطفیٰ مرزا صاحب
دہلی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ دن بھر
دنگا کے حجرے میں کام کیا تھا۔ تیز آندھی
چلتی رہی تھی۔ بارش بالکل نہیں ہے۔

مسٹر شہید سہروردی کہ رات کو بچنے
آئے تھے۔ مسٹر شہید سہروردی وزیراعظم بنگال
سے ان کے خسر سر عبد الرحیم صاحب کے مکان
پر ملے گیا تھا۔ ان سے اور ڈاکٹر سیالام امام
صاحب سے بہت دیر تک بات چیت کی۔
پھر گھر میں واپس چلا آیا۔

ڈاکٹر عبد الحق صاحب کہ آج صبح نیر احمد
صاحب زمیندار بھادیل پور کے بھائی شہر
سوار صاحب کو دیکھا ان کے لئے شفا العظمیٰ
ڈاکٹر عبد الحق صاحب کے پاس گیا تھا۔ انہیں
نے خاص توجہ کے ساتھ معائنہ کر کے
مرض کی تشخیص کی اور دوا بتائی۔

(۱۱)

۲۰ شعبان ۱۲۸۰ھ جولائی ۱۹۶۱ء جمعرات دہلی
سفیر امریکہ سے ملاقات کہ آج شہر کی کسی
مسٹر گریڈی سفیر امریکہ سے ملے گیا تھا۔ لیگیم صاحب
بھی ساتھ تھے۔ اور غنڈت کرنل پیٹر گرین صاحب
بھی ساتھ تھے۔ سفیر صاحب بیگم صاحبہ
بہت ہی زیادہ جلیق ہیں۔ انہوں نے کھان
اسپین کی ہیں۔ اور عربی بل میں ہیں۔
تقریباً ایک گھنٹہ ان سے اور سفیر صاحب
سے بات چیت کی۔ سفیر صاحب نے اپنے
اسٹاف کے دس بارہ امریکنوں کو بھی لہوایا
۱۲ جولائی کی شام کو میں نے ان کی اپنے
ہاں کھانے اور گانے کی دعوت کی ہے۔
ملنسار نظامی کہ آج صبح حکیم محمد دین ملنسار
نظامی ملنے آئے تھے۔ ۱۲ جولائی کو ان کے
بڑے لڑکے کی شادی ہوئے والی ہے۔ گھر
بھر کے نام کے رقصے لائے تھے۔

قرآن میں اللہ کہتا ہے اللہ کی مدد اور فتح قریب ہے۔

امن کا جلسہ شام کو چاندنی محل میں شہزاد
میرزا فیروز خان غازی شاہ کی طرف سے ایک
بہت بڑا جلسہ ہوا تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب
دہلی نے صدارت کی تھی۔ تقریریں بھی نہیں
میں نے ہی تقریر کی تھی۔ ڈپٹی کمشنر
صاحب کی تقریر بہت زیادہ پسند کی گئی
کیونکہ انہوں نے ایک ایسی بات کا اعلان
کیا جو حکومت ہندوستان میں اہم صوبہ
دہلی میں رہنے والے مسلمانوں کو فخر میں
ڈالے ہوئے ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے
کہ مسلمانوں کو اطمینان رکھنا چاہئے۔ اتنے
والمے زمانے میں ان کی ہر طرح حفاظت
کی جائے گی اس اعلان پر مسلمانوں نے
بہت زیادہ چیر زنی۔

محمد نعیم نظامی بی اے کے آج رات کو
محمد نعیم نظامی بی اے مرزا پور سے ملنے آئے
تھے۔ اور میرے سر پر تیل بھی ملا تھا۔
(۱۲)

مولانا عشق نظامی کے آج ملنا عشق نظامی
دو روز کے لئے اپنے گھر گئے ہیں۔
گاندھی جی کا اعلان ہے آج رات کو ریڈیو
میں گاندھی جی کے ایک بیان کا اعلان ہوا
تھا کہ تاج محل اور دہلی کی جامع مسجد وغیرہ رات
قدیم میں مسلمانوں کو جانے کی پوری اجازت
رہے گی۔

مسٹر جناح گورنر جنرل کے آج ریڈیو نے
وزیر اعظم برطانیہ کا یہ اعلان بھی سنایا تھا کہ
مسٹر جناح پاکستان کے گورنر جنرل بنائے
جائیں گے۔ اور ہندوستان کے گورنر
جنرل موجودہ وائسرائے رہیں گے۔ مجھے
مسٹر جناح کے گورنر جنرل بننے جانے سے کوئی
خوشی نہیں ہوئی۔ وہ تو پاکستان کے
بادشاہ ہیں گورنر جنرل بادشاہ سے کہہ دیجئے

وائسرائے کا ٹکٹ خراب ہو جائیگا اور
گورنر جنرل جنرل جنرل کو چکے ہیں انہوں
نے ہندو اکثریت کے لئے ولایت واپس
جائے گا ٹکٹ خرید لیا ہے اس واسطے
مجھے یہ فکر ہے کہ وائسرائے کا ٹکٹ خراب
ہو جائے گا۔ معلوم نہیں سوائی جہاز میلے
رقم واپس دیں گے یا نہیں ماحد واپس
دیں گے تو کچھ کم دیں گے یا پوریس میں گے
ہندوستان کا گورنر جنرل نوپنڈت جواہر
لال نہرو کو بنانا چاہئے تھا۔ گاندھی جی بار
بار کہتے رہتے ہیں کہ وائسرائے جلدی یہاں
سے چلے جائیں۔ مگر وائسرائے کا دل یہاں
ایسا لگا ہے کہ باوجود گاندھی اور گورو غبانہ
اور مشن سالی کے وہ یہاں سے جانے کا
نام نہیں لیتے۔

مسلمان خفیہ کشنر تاج شام کو امن
کے جلسے میں معلوم ہوا تھا کہ علی گڑھ والے
شہور لیڈر صاحبزادے آفتاب احمد خاں
کے صاحبزادے خورشید احمد خاں دہلی کے
چیف کشنر مقرر ہوئے ہیں۔ اور ۸ رتالیج کو
انہیں لے جائیے لیا ہے۔ تاج کے
جلسے میں میں نے ان کے انصاف کلمہ کا
ذکر کیا تھا۔ اور یہ لطیف بھی لوگوں کو پسند آیا
تھا کہ وہ سوچ کے بیٹھے ہیں۔ اور غور و سوچ
ہیں۔ اور ایسی گرمی کے موسم میں یہاں
آئے ہیں۔ کیونکہ ان کے والد آفتاب اور
یہ خود خورشید (

روحہ انکس) آج میں روحہ کو لینے گیا
تھا۔ ڈپٹی صاحب بھی ملے تھے۔ روحہ اور
ان کے بچوں کو لے کر گھر میں واپس آگیا۔
دونوں طریقے تھوڑے دن میں ہونے
دہلی سے چوٹی نسل کے گھوٹے ملے تھے

دہ دیکھنے میں بہت خوبصورت ہیں سبز
سبز پروں کی بیاڑ ہے۔ مگر بوتلے نہیں مڑا
طیغاً خوب بدلتا ہے۔

۲۱ شعبان المرجلانی جمعہ دوپہر
آج کی سمرگشت بہ دن بھر درگاہ کے چہرے
میں کام کیا۔ جمعہ کی کارزار گاہ کی جامع مسجد
میں ٹہری۔ ملکیت منزل کی صفائی کرائی۔

وزیر اعظم بنگال کے شام کو ۱ بجے مسٹر
شہید سہروردی وزیر اعظم بنگال اور ڈاکٹر
غلام امام صاحب ملنے آئے۔ میں نے دہلی
کے قوالوں کو پہلے سے بلایا تھا۔ اور قوالی
کا یہ وقت مقرر ہوا تھا۔ سارے سات

بچے تک قوالی ہوئی۔ شہید سہروردی صاحب
اور ڈاکٹر غلام امام صاحب کی تحویلیت اکثرت
و ذوق کو دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا۔ کچھ
سارے چہرے سبز ہیں سے میرے بزرگوں اور
سہروردی شہید کا بابتی تعلق رہا ہے اور

حسین شہید سہروردی افتخار کے ماں باپ
ایدا انکسوم ماموں عید اللہ ماموں سہروردی
اور محمود سہروردی اور حسان سہروردی
شہید ۱۹۰۷ء میں میرے حلقہ نظام انشائیہ
کے ممبر ہوئے تھے۔ اس واسطے میرا ذاتی
تعلق بھی اس خاندان سے بہت پُرانا ہے

میں خیال کرتا تھا کہ دنیا داری کے ماحول
میں رہنے سے ان کا نسلی ذوق بدل گیا
ہو گا۔ مگر تاج دیکھا کہ ان کے اندران کے
بزرگوں کی سب خوبیاں موجود ہیں۔

مولوی عبدالرحیم صاحب کے آج حیدرآباد
کے مولوی عبدالرحیم صاحب صدر اللہ مہتمم
دفتوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ شہید صاحب
سے بھی ان کی حیدرآباد کے استقامات کی
نسبت باہر حیت ہوئی تھی۔

نارنجی غازی، آج مغرب کی غازی میں بنگال
۱۷ مستانوں کا شہ سوار صدر اعظم میرے
پھوں کے ساتھ شریک ہوا تو مجھے بہت
حلف آیا۔ اور میں نے اس نماز کو تاریکی
نار خیال کیا۔ یہ نگہ میرے خیال میں موجود
مسلمان لکڑوں میں ستر جناح کے بعد
سب سے زیادہ قابل مسلمان نہیں سہروردی
ہیں۔ جن میں خیال اور عمل کی مکمل صفات
پائی جاتی ہیں۔

عرس کی شرکت میں سہروردی صاحب
اور مولوی علی رحیم صاحب رات کے ساتھ
آٹھ بجے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد میں گاہ
حضرت خواجہ سید حسن رسول غازی میں حاضر
ہوا۔ رات کا وقت تھا عرس کے میلے کی
لش کش تھی۔ بڑی شکل سے بھڑکے دھکے
کھاتا ہوا اگر تار تار میر عنایت حسین صاحب
سجادہ نشین درگاہ کے مجلس خائے تنگ
سو بچا۔ ان کے صاحبزادے میر ولایت حسین
ختمار اور سید شجاعت علی صاحب وغیرہ بہت
سے اصحاب ملے۔ میر عنایت حسین صاحب
کچھ بیمار تھے۔ وہ بھی اندر سے باہر تشریف
لائے۔ نیاز کا تبرک عطا کیا۔ میں کچھ دیر
توقف کر کے واپس چلا آیا۔ قوالی میں دیر
تھی۔ اور میں چند رویوں کی وجہ سے زیادہ
دیر تک نہ ٹھہر سکتا تھا۔ غازی آباد والے آید
قرنی صاحب اور خمار صاحب کے موٹر تک
پہنچا گیا۔

۱۸ مارچ ۱۳۴۷ھ کو لاہور چلائی شنبہ دہلی
نئے چیف کسٹمر صاحب آج صبح ستر
خوشید احمد خاں چیف کسٹمر دہلی سے ملے
گیا تھا جو ابھی حال میں آئے ہیں۔ ملاقات
بہت زیادہ تھی۔ منگل کی ملاقات کا وقت

مقرر کیا گیا۔
ترتیلی ترجمے کی کتابت کی ترتیلی ترجمے کے
آخری ہندو بارے کتابت کے تیار کر کے
دیدے ہیں۔ اور چھپائی بھی شروع ہو چکی ہے
آج ان کی لکھائی کی اجرت کے پانچ سو روپے
ادا کئے گئے۔

صدر اسٹیشن مسلم لیگ آج رسول خاں
صاحب پٹھان پیر ستر یا است بڑودہ جٹ
مسلم لیگ کے صدر میں محمد احسن صاحب
صدر یعنی وغیرہ رفیقوں کے ساتھ ملے گئے
تھے۔ یہ بڑے مستعد اور کار گزار اور کار شائستہ
مسلمان ہیں۔ رہائشوں کے دورے کے
لئے جارہے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ ایک
صاحب نے جن کو میں خوب جانتا ہوں۔
ان کے خلاف دہلی کے اخباروں میں مضنون
شائع کر لیا ہے۔ جو شروع سے آخر تک بالکل
غلط ہے۔ اور بڑی بے اعتنائی کا مضنون
ہے۔ مگر نگہ اس وقت مسلم لیگ کا کام کرنے
والوں کو ان کی لڑائی بہت نقصان پہنچا دی
بادری انوک کی وفات کی کج یاد دہانی
آنرک صاحب کی میم صاحبہ سے مام پر سی
کرتے گیا تھا۔ بادری آنرک کا ابھی حال میں
انتقال ہوا ہے۔ ان کے سب لڑکے اور
لڑکیاں بڑے بڑے عہدہ دار ہیں مگر کی کم
صاحبہ مجھ سے بہت اعتقاد رکھتی ہیں
ہندو سال پہلے بادری آنرک کو فاج ہوا
تھا۔ اور زبان بند ہو گئی تھی۔ اور سیم صاحبہ
نے مجھ سے سلب مرض کا علاج کرایا تھا۔
جس سے وہ اچھے ہو گئے تھے۔ اس وقت
سے یہ لوگ مجھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور
میں بھی ان کے دل سے مل رہا ہوں۔
میں۔ یہ سب لوگ مجھ کو دلی محبت کرتے ہیں۔

شاہی ہاشم کو۔ ساتھ پانچ بجے دینے کی کشتی
ملک محمد دین ملتان نظامی کے مکان پر گیا تھا۔
جن کے بڑے لڑکے شمس الدین بنی اسے
لگا شاہی ہے۔ وہ دہلی کے بہت سے ممتاز
اصحاب شریک ہوئے تھے۔ برات کے ساتھ
چوڑی والوں کے محلے میں گیا۔ ٹھیک سات
بجے نکاح ہو گیا۔ وقت کی اتنی زیادہ پابند
ہوئی کہ ایک سکند کا بھی فرق نہ ہونے پایا۔
سید ابن عربی اور سید نثار علی کے ساتھ آٹھ
بجے گھر میں واپس آیا۔

فلم لئے گئے آج امریکن فلم ساز دوبارہ فلم
لینے آئے تھے۔ وہ شہ شریف کے اور غرار جہاں
بیم کے اور سید سمیع الدین صاحب اور لانا
عشقی نظامی کے اور میرے فلم تیار کئے۔

قتل گاہ کی جنوری شہ میں میرے موٹر
گیرن کے سامنے جبہ پر جو قاتلانہ حملہ ہوا تھا اس
کی پوری کیفیت میں نے ٹیبرن کے کوارڈر میں
لکھا دی ہے۔ جن میں ان جہاز گویوں کو ان جہاز
جہاز جو مجھ پر پستیل سے تھپائی گئیں تھیں ان
حصاروں کے خلاف ہوئے گئے۔

ڈنر پارٹی کی مہمانت نزل گئے صحن میں رات
کو سادہ شہ ایک بڑی ڈنر پارٹی ہوئی
تھی۔ جس میں دس امریکن دانشور نے مہمان اقدس
ہندوستانی شریک تھے۔ گانا بھی ہوا تھا تقریر
بھی ہوئی تھیں۔ ہذا کی طبیعت مسٹر گریڈی اور
ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے اسٹاٹ کے لئے
بڑے لیکن اپنی بیویوں کے ساتھ آئے تھے۔
فائنٹ کرنل میجر گریں بھی شریک تھے تھے بلکہ
مرشنگ لال اور ڈاکٹر دھرم چند جیٹل پرنسپل
جامعہ ملیہ اور مسٹر جیٹل جیٹل مسٹر لال
اور مسٹر فکیل جیٹل مسٹر لال اور
شاہنشاہ مسٹر لال مسٹر لال مسٹر لال

اجاب بھی شریک جلسہ تھے۔ چنانچہ اردو میں تقریر کی۔ مسٹر صاحب نے انگریزی میں جواب دیا۔ لغت گوئل پیر گرین نے میری تقریر کا انگریزی ترجمہ اور مسٹر صاحب کی تقریر کا اردو ترجمہ فوراً حاضرین کو سنا دیا۔ وہ عربی اور فارسی اور اردو و تینوں زبانیں بہت خوب جانتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی کسی کو اتنی جلدی برصہ اور صحیح ترجمہ کرتے نہ دیکھا تھا۔ نہ سنا تھا۔ جلسہ رات کے ایک بجے تک رہا۔ حسب عادت مجھے صبح تک نیند نہیں آتی۔ کیونکہ اگر اول شب جلدی نیند نہ آئے تو پھر ساری رات نیند نہیں آتی۔

ڈاکٹر جرجی آج کل صبح چہ بجے روزانہ ڈاکٹر جرجی مجھے دیکھتے آتے ہیں۔ بیٹی کی رفا اور وزن کو دیکھتے ہیں۔ اور صبح کا معائنہ کر کے صحت کی افکار کو فائدہ سدا کرتے ہیں۔ آج انہیں صاحب سب نے بھیجا۔ اس دیکھ بھال کی کیا وجہ ہے؟ میں نے کہا میرے رسول م نے فرمایا تھا کہ ہر بیماری کی دو تشخیص ہے اس واسطے میں ہر گناؤں کے استعمال کو ترک کر کے تشخیص کی تحقیقات کر رہا ہوں کہ امراض کی اصلیت اور حقیقت معلوم ہو سکے۔ پھر یہ مال تو کئی دن پہلے ایک مسلمان مال شہتہ حال لگی میں آواز لگاتا ہوا نکلا۔ امرتسر کا رہنے والا تھا۔ میں نے سمجھا ضرورت مند ہے۔ اپنے پاس بلا یا۔ اور اپنی قیمت کھال پوچھا۔ اُس نے کہا دشمن بہت ہیں۔ اقبال کا ستارہ بلند ہے۔ دریا کا سفر درمیش ہے عمر ۸۶ سال کی ہوگی۔ میں نے ایک رقم بطور امداد کے پیش کی۔ اور وہ دعائیں پڑھا۔ سہ جا گیا۔ آج رات میں نے بھیج دیا۔ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں جیسی برہمن ہوں۔

اور مالی کام جانتا ہوں۔ میں سوٹر کے اندر بٹھالیا۔ اور اسجان بن کر پوچھا مالی کیا ہوتی ہے؟ اُس نے خیال کیا انارٹھی کہی بھنسا ہے۔ مجھے مرعوب کرنے کی باتیں کرنے لگا۔ میں نے پوچھا میری بیویاں کتنی ہیں؟ اور بچے کتنے ہیں؟ جواب دیا تین بیویاں ہیں اور لایچے ہیں۔ میں نے پوچھا ان میں لڑکے کتنے ہیں؟ کہا پانچ لڑکے ہیں اور لڑکے لڑکے کا نصیب بہت اچھا ہے ۲۲ اگست ۱۹۳۷ء کو بہت بڑا فائدہ ہر لڑکے کو ہوگا۔ پھر کہا آپ کی عمر ۸۶ سال کی ہوگی۔ اور عنقریب دریا کا سفر درمیش آئے گا۔ اور آپ کے دشمن بہت ہیں۔ آخر کی تین باتیں سن کر مجھے مسلمان مال کی باتیں یاد آئیں۔ اور تعجب ہوا۔ میں نے اس کو دیکھا۔ دیا۔ اُس نے کہا دروچے میرے کھانے کے لئے بھی دیکھئے۔ میں نے کہا سند صاحب۔ میں اسجان نہیں ہوں۔ رمل بھی جانتا ہوں۔ نجوم بھی جانتا ہوں۔ جفر بھی جانتا ہوں۔ اور میرا بڑا بیٹا بھی جفر کا علم بہت زیادہ جانتا ہے۔ میں نے تو اس خیال سے تم کو میرا بٹھالیا تھا کہ تم نے کہا تھا کہ میں حسینی برہمن ہوں۔ جو کچھ میں نے دیا ہے وہ کافی ہے۔ جب وہ چلا گیا تو میں نے نعیم صاحب سے کہا مسلمان مال اور سند درمال کا فرق معلوم ہو گیا۔ جواب دونوں کا ایک تھا۔ لیکن ذاتی خلعت میں بہت فرق ہے۔ مسلمان نے صبر و شکر سے اُس رقم پر قناعت کی جو اُس کو دی گئی تھی اور نہ ہر ہو کر گیا۔ اور سند نے قناعت نہیں کی۔ اور خود دوسری کے خلاف کھانے کل امداد مانگی۔

۳۳ شعبان ۱۳۵۷ھ لائی اتوار دہلی شادی آج صبح سید علی اشرف صاحب کی لڑکی کی شادی میں گیا تھا۔ دہن کے ادا اور ان کے صاحبزادگان سید و صبی اشرف اور سید اشرف صبیوحی وغیرہ بھی ملے تھے۔ اشرف صبیوحی صاحب دہلی کے نامور لادین ہیں۔ ان کے والد ایک عالم درویش ہیں ان کے ہاں ہمیشہ اولیاء اللہ کے عرس سہنے رہتے ہیں۔ شادی میں بی بی کے بہت سے ممتاز اصحاب جمع ہوئے تھے۔ سید و میر علی سے باج ہزار روپے مہر پر نکاح ہوا۔ ولیمہ اس شادی سے خالص ہو کر حکیم محمد دین ملنسار نظامی کے مکان پر گیا۔ اور دیکھ کر دعوت میں شریک ہوا۔ ملنسار صاحب نے میرے بچوں کے لئے بھی کھانا ساتھ کیا جا گئے کی تکان تو کل چونکہ ساری رات نیند نہیں آئی تھی۔ اس واسطے آج جسم پر تکان کا بہت برا اثر ہے۔ کچھ دیر درگاہ کے حجرے میں سویا۔ پھر شام تک کام کیا۔ ملاقاتی تو حصار سے ذاب میرزا صاحب دور رفیق کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ کیونکہ صلہ کرناں میں راشننگ انسپکٹر ہیں۔ اور حیر مردم دوست مولوی محبوب خاں صاحب نظامی وکیل حصار کے داماد ہیں۔ انہوں نے میری کچھ کتابیں بھی خریدیں۔ سید صدر العالی اور بھٹی والے محسن علی صاحب ملنے آئے تھے۔ لاہور سے حکیم منزل شاہ نظامی اور حافظ محمد یاسین ملنے آئے ہیں۔ حکیم صاحب میرے لئے بہت سے پھل بھی لائے ہیں۔ وجہی صاحب آج بعد مغرب مسٹر شامی و جدی ایم لے ڈی سکریٹری فنانس بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو بھی نیند بے چین رہی۔

عام فہم تفسیر میں حضرت شاہ عبد الرحیم کا ترجمہ بھی ہے۔

آج بھی بہت سخت گرمی رہی۔ مگر ہوا چلتی رہی۔ تاریخی یادگار میں آج حکیم ضیاء اللہ صاحب نے اپنے تھے جو قلمی کتابوں کی تجارت کرتے ہیں۔ اور چند تاریخی یادگاریں لائے تھے ایک قلمی کتاب شاہ جہاں نامہ ہے۔ دوسری قلمی عالم گیر نامہ ہے۔ تیسری کتاب میں ہندوستان کے قدیمی راجاؤں اور بادشاہوں کے ذاتی حالات اور اخراجات کی یادداشتیں ہیں۔ اور اٹھارہ خطوط ہیں جو غدر شہسوار سے پہلے کے لکھے ہوئے ہیں۔ قیمتیں بہت زیادہ تھیں اس واسطے میں نے خریدنے کے لئے اُن کو رکھ لیا ہے۔ ہر خط کا لفظ فردا و پنج چڑا اور نو انج لیا ہے۔ اور لفظ نے کی پست پیچھے ڈالے کی مہر ہے۔

۲۴ ستمبر ۱۴ جولائی پیر دہلی کے پاس ہو گئے آج جامعہ ملیہ کی تعلیم کا آخری دن تھا جس سے دو مہینے کے لئے جامعہ ہند ہوا جائے گی۔ میرا تیسرا لڑکا زید پاشا جامعہ میں پڑھتا تھا۔ پاس ہوا اور ایک مہینے سے حیدر آباد میں ہے۔ اور آج حسن البوطاہ اور احمدی بھی پاس ہو گئے۔ سید ذکی حسن کے دونوں لڑکے بھی پاس ہو گئے۔ سید ابن عربی کے لڑکے عابد عربی اور لڑکی ساجدہ بھی پاس ہو گئے۔ اور سب سے بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ سفیر الدولہ عزیز الملک پیغام یار جنگ سیدنا و مولانا سید محمد صاحب میرہ ڈپٹی سید عزیز الدین صاحب و فرزند سید عبدالسلام رحمہ اللہ بھی پاس ہو گئے۔ حالانکہ بہت عرصے تک غصہ کی وجہ سے اسکول نافرما رہا تھا۔ لیکن خداداد طبیعت اور ذہانت کی وجہ سے سیاب ہوئے۔ مجھے کچھ حضرت کی سنت کی تعلیم میں

اپنے نواسوں کے ساتھ بہت زیادہ محبت ہے۔ روجم کے بڑے بھائی کا نام سالم تھا اور چھوٹے مرحوم بھائی کا نام شاہم تھا۔ اور دوسرے چھوٹے بھائی کا نام انیم ہے۔ اور خدا ان کو اور کوئی بھائی نہ تو اس کا نام ایما نام بھائی شادی کی آج میرے بڑے ملازم مرزا سہراب شاہ کے لڑکے مرزا سکندر شاہ کی شادی پیر دوسرے ملازم پوس کی بہن رشیدہ سے دو ہزار روپے مہر پر ہوئی تھی۔ میرے مکان ملکیت منزل میں ساری بستی کے چھوٹے بڑے جمع ہوئے تھے۔ اور وہیں نکاح ہوا تھا۔ دلہن کے بھائیوں نے بہت عمدہ شربت برائیتوں کو پلایا تھا۔

مسٹر شکوہ تنسکر کے بارہ بچے نعیم صاحب اور مسٹر محسن علی کے۔ ساتھ کامرس سکریٹری مسٹر شکوہ تنسکر نے لکھا تھا۔ وہاں مسٹر اکرام اللہ سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کیا تھا۔ بہت نوک لٹنے آئے رہے۔ گرمی آج بھی بہت زیادہ تھی۔ تشویش آج صبح حکیم منزل شاہ نظامی اور حافظ محمد حسین راہب نے لائے شاہ درہ پٹی میں اپنے ہندو کارخانے دار سے ملنے گئے تھے۔ اور دو بجے واپس آئے کہ لہر گئے تھے لیکن مغرب کے وقت تک واپس نہیں آئے۔ اس سے مجھے بہت تشویش ہوئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ مغرب کے بعد وہ دو ذوق نہیں لے کر واپس آئے۔ آج صبح سے شام تک پیر

کا خون آنا رہا۔ مگر ذی بہت بڑھ گئی۔ ملاقاتی تم شام کو کراچی والے سیٹھ محمد اسحق صاحب ملے آئے تھے۔ یہ سیٹھ عبدالرحیم عثمان کے بھائی سیٹھ ذکریا عثمان کے داماد ہیں۔ ایک مشتبہ آدمی کی رات کو مولانا عاشق عثمانی

نے اطلاع دی کہ ایک اجنبی آدمی ان کے پاس بالافانے پر رہا تھا۔ میں نے روکا تو کہا کچھ چیلان دہلی میں رہتا ہوں۔ مرید ہونے آیا ہوں۔ مولانا نے کہا یہ وقت مرید ہونے کا نہیں ہے۔ واپس جاؤ۔ میں نے مولانا سے کہا روکنا مناسب نہیں تھا۔ میرا توکل اللہ ہے۔ احمدی کا بھائی آج اسکول سے واپس آئے کے بعد محمدی کو عبدالغنی بنجرا ہو گیا۔ ڈاکٹر شفا رام صاحب اُس کو دیکھنے آئے تھے۔

۲۵ ستمبر ۱۵ جولائی منگل دہلی چیف کمنشنر صاحب آج صبح سید ابن عربی اور نعیم صاحب کے ساتھ دہلی کے منجیف کمنشنر صاحب سے ملے گیا تھا۔ جو میرے دوست صاحبزادے آفتاب احمد خاں مرحوم کے فرزند ہیں۔ اور خورشید احمد خاں نام ہے مجھ سے لڑکیوں نے کہا تھا اُن کی صحبت خراب ہوئی ہے۔ لیکن میں نے اُن کو عیسائی نہیں میں سرخ و سفید اور تندرست دیکھا تھا واپس آئی تھی چایا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ دہلی کا پہلا ہندو چیف کمنشنر ایک ایسا مسلمان مغزو ہو جس کے باپ نے بھی ملک کی تعلیمات کی بہت بڑی بڑی خدمات انجام دیں تھیں۔ اور ان کے دادا احمدی صاحب نے بھی اپنے اخلاقی مثلاً سے ملک کو بہت فائدہ پہنچایا تھا۔ شریعت میں میں نے احمدی صاحب کے اشعار اپنے مکان رین سیرے میں خوش خط لکھا کہ آویزاں کئے تھے۔

بارہ بجے گھر میں واپس آیا۔ شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کیا۔ حکیم زید شاہ نظامی اور سید مبارک علی شاہ نظامی اور حافظ محمد یاسین صاحب آج لاہور واپس چے گئے۔ مبارک علی شاہ نظامی کئی مہینے سے

عام فہم تفسیر عورتوں اور بچوں کو پڑھانی جاتی ہے۔

ہاں تھے۔ اور میری بہت خدمت کرتے تھے۔ آج حکیم منزل شیلہ نظامی نے جلی کتاب شرح اسباب کے اصول کی نسبت مجھ سے علمی باتیں کیں۔ وہ سالہا سال میرے پاس رہے۔ مگر مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ یونانی طب کے علمی حیثیت سے بھی ماہر ہیں۔ دو دن میں دو پونڈ آج صبح ڈاکٹر چترجی میا صاحب نے آئے تھے۔ اور میرا وزن بھی لیا تھا۔ چہ دن پہلے میرا وزن ایک من نو سیر تھا۔ چار دن پہلے تو لاوا ایک من دس سیر تھا۔ آج تو لاوا ایک من گیارہ سیر تھا۔ نو باجہ دن میں چہ پونڈ وزن بڑھا۔ علی میا نظامی حیدر آبادی میرے برقی پنکھوں کی مرمت کرا کے لائے تھے۔

تاریخی خطوط آج میں نے اٹھارہ تاریخی خطوط ایک بڑی قیمت پر خریدے۔ ان میں سکھوں کے خط بہت دلچسپ ہیں۔ وہ بھی غدر سے پہلے فارسی میں خط و کتابت کرتے تھے۔

ملاقاتی تہ سیدھے چھوڑے اقبالی ملنے آئے تھے۔ میرے لئے مٹھائی بھی لائے تھے۔ حکیم ضیاء اللہ صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ صدفی صاحب جمیری کا خط آیا تھا۔ وہ روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں۔ مگر یہ بھی ان کی ایک خاص شان ہے کہ انھوں نے ڈاک کے ذریعے ایک خط بھیجا جس میں میرے اُس جلسے کی تعریف لکھی جو امریکہ کے سفر کے لئے ہوا تھا۔

ملنے بکس آج میرے دوست لالہ شکر اللہ صاحب مالک کا قتل دہلی نے مٹھائی کے دو بکس بھیجے تھے۔ وہ مجھ سے بہت دیر پہلے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے والد لالہ مدنی لال

صاحب بھی مجھ سے بہت محبت رکھتے تھے اور ان کے بڑے بھائی لالہ سرسری رام بھی بہت تعلق رکھتے ہیں۔ عبدالرحمان خاں نظامی، ابو مغرب جوناگڑہ کا ٹھیکہ دار ریلوے کے اعلیٰ افسر خاں صاحب عبدالرحمن خاں نظامی آئے تھے۔ ان کے سب لڑکے اور لڑکیاں اور اور بیوی بھی میری مرید ہیں۔ ہربائی لکھنؤ صاحب جوناگڑہ کے اوصاف حمیدہ کی بہت تعریف کرتے تھے۔ میں نے کہا ذاب صاحب بابی پٹھان ہیں۔ اور ہربابی شیا بانہ دل رکھتا ہے۔ اور پیدا انسی فیاض ہونا ہے۔ ذاب صاحب مانا دو درجہ بابی ہیں۔

۲۶ شعبان ۱۶ رجوالائی بدھ دہلی گھٹا جھوم کے آئی تہ آج صبح اذان سے پہلے جاننا پڑ بیٹھا تھا۔ یکایک بارش ہونے لگی میں یہ کہتا ہوا کمرے میں گیا۔ گھٹا جھوم کے آئی مگر دروازہ میں آئی۔

مسٹر گریدی تہ آج صبح نعیم صاحب کے ساتھ ہزار کیسی لنسی مسٹر گریدی سفید امریکہ تھنے گیا تھا۔ اور ان کی بیوی کو ایک پرائیویٹ جیٹ پر یادگار کے دی تھی۔ وہاں کچھ دیر بیٹھا۔ اب نعیم صاحب کے ذریعے باتیں کیں۔ پھر دہلی گیا اور ترنیل ترجمے وغیرہ کی چھپائی کو دیکھا امید ہے رمضان شریف میں دو مہر احصہ شائع ہو جائے گا۔

پنکھے آگئے تہ آج غلام محمد آئے تھے اور مرمت شدہ پنکھوں کی ضمانت درست کی تھی۔ دن بھر بارش ہوتی رہی۔

مسٹر پیٹر گرین تہ دہلی سے واپسی کے وقت لفٹنگ کرتے میٹر گرین صاحب سے بھی ملے گیا تھا۔ امریکہ کے سفیر صاحب کی

انگریزی تقریر کی نقل لینی تھی۔ امید ہے۔ کل تک مل جائے گی۔

حیدر آباد کا سفر، خواجہ بانو حسن ابوطالب اور مہدی اور روحانہ کوثر بانو اور رحمہ اور نعم کے ساتھ حیدر آباد جانے والی ہیں۔ آج ان کے لئے سینیٹر رزرو کر لئے اور ٹکٹ خریدنے لگیا تھا۔ مسٹر عتیق درنا تہ آسری کی مہربانی سے پرسوں جمعہ کے لئے سینیٹر رزرو ہو گئیں۔ تین سو اسیادین روپے آٹھ آٹھ ٹکٹ آئے۔ نوکڑوں کے ٹکٹ اٹھاون روپے پانچ آنے کے آئے۔ اوقاف کمیٹی کا جلسہ شام کو دوبارہ ساڑھے پانچ بجے اوقاف کمیٹی کے جلسے کی شرکت کے لئے گیا تھا۔ خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ رمضان شریف کے انتظامات کر لئے گئے۔ جامع مسجد اور فقہ بری وغیرہ کے لئے۔ نیند کی کمی تہ نقیل قذاکھانے کی وجہ سے آج رات کو ۲ بجے تک نیند آئی۔

بدھ والے نظامی تہ مسٹر حبیبی طاں نظامی اور سید یامین نظامی اور ذاب مرزا نظامی، بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔ ذاب مرزا میرے لئے نہایت عمدہ آرڈر بھی لائے تھے۔

حاجی لطیف الرحمن صاحب، حاجی لطیف صاحب ملے آئے تھے۔ اور میرے لئے آم بھی لائے تھے۔ جو میں نے تہی کے وقت کھائے۔ آج رات کو بہت ٹھنڈی رہی۔ کبیل اور حنا پڑا۔

۲۶ شعبان ۱۶ رجوالائی جمعرات دہلی شادی تہ آج دس بجے سید محبت علی شاہ صاحب کے بڑے لڑکے سید عسکری شاہ کی شادی کی شرکت کے لئے گیا تھا۔ چوہدری

پہلی لڑکی حور بانو کے دیور سید رضا علی کی لڑکی غیر خاتون کے ساتھ دو ہزار روپے مہر پر ہوئی۔ چونکہ دو لکھا شاعر ہیں۔ اس کا پندرہ میں شاعروں نے سہرے پڑھے سب ہی سہرے بہت عمدہ تھے۔ سید قاسم علی صاحب فریادادی اہل سید کنوین لہری صاحب اور سید علی عباس صاحب اور سید علی اکبر صاحب اور شاہزادہ محمد رضا صاحب اور سید ارشد علی صاحب اور سید مسیح الدین صاحب اور قاضی سید تراب علی صاحب اور قاضی صفی صاحب اجیری کے سہرے بہت مقبول ہوئے۔ صفی صاحب اور سید مسیح الدین صاحب کے سہرے منادی میں بھی درج کئے جائیں گے۔

طریقہ آج صفی صاحب اجیری نے ایک گنوار کا لطیف سنایا کہ وہ ہاتھ میں پھولوں کا دینہ لئے ہوئے درگاہ کے دروازے پر کھڑا تھا۔ مجھ سے پوچھا کہ شاہ نظام الدین اولیاء اس وقت کہاں ہوں گے۔ ان کا نام بہت سننا ہے۔ ان کو بھول دینے آیا ہوں۔ صفی صاحب نے اس گنوار کو مؤانگ ہو سچا دیا اور کہا کہ اس وقت وہ مزار کے اندر ہیں۔ تو یہ بھول ادھر ڈال دے۔ ان کو بل جائیں گے۔ اور وہ بہت خوش ہوئے۔ چاہتی اماں کی میری والدہ کا نام چاہتی تھا۔ اور میری بڑی لڑکی کی صورت بالکل میری ماں کی سی ہو گئی ہے۔ اس نے میں حور بانو کو اماں چاہتی کہا کرتا ہوں۔ آج حور بانو نے اپنی بیٹی منیہ کی شادی کی خوشی میں کھانا کھلانے کے لئے مجھے اپنے گھر میں بلایا تھا۔ سدا گھر حور بانو سے بھر رہا تھا میں نے کہا اتنے تم بیٹی کی شادی کے کام

میں لگی ہوئی ہو میرے کھلانے کی کیا جلدی ہے۔ پہلے جہانوں کو کھانا کھاؤ۔ کھانا نے کہا آپ میرے باپ بھی ہیں۔ اور میرے پیر بھی ہیں۔ اور میری اماں بھی ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے آپ کھانا کھائیں گے تو میرا جی خوش ہوگا۔ اس لئے میں نے کھانا کھایا۔ اور حور بانو نے پاس بیٹھ کر کھانا کھلایا۔ کھانا کھانا گیا اور حور بانو نے سنسی کی باتیں کرتا گیا۔ حور بانو نے زیورات دکھائے۔ جوڑے دکھائے۔ پینٹ کھایا۔ تو میں نے کہا بوا بلاؤ کے جا دل نہیں گلے۔ جوڑوں کے تو فیٹھے میں بھی کچھ خرابیاں ہیں۔ حور بانو نے منہں کو جواب دیا آپ ہم عورتوں کی بری عادتوں کی اصلاح کے لئے ایسا کہتے ہیں کیونکہ ہم عورتیں شادیوں میں جا کر شادی کے گھر کے عیب نکالا کرتی ہیں۔ میں نے گھر کی مہمان حور بانو سے کہا دیکھو بیسیو! اماں چاہتی ہے تم سب کے کھانے کی بات نہ پوچھی۔ پہلے اپنے باوا کو کھلانے دیجئے۔ اگر تم سب خفا ہو کر چلی جاؤ تو بالکل حق بجانب ہوگا اور میری رائے تو یہی ہے کہ تم سب کو خفا ہونا چاہئے۔ میری بہن نظامی بانو نے کہا ہم سب تمہارے بہکانے میں نہیں آئیں گے۔ اور جب خوراک کھانے کو دے گی اسی وقت کھائیں گے۔

سفر کی تیاری کی آج دین بھر حور بانو حیدر آباد کے سفر کی تیاری کر رہی ہیں چند گھنٹے کے لئے شادی میں بھی نہیں تھیں۔ جمعرات کی دہوم کی چونکہ بارش ہو گئی ہے اس واسطے آج جمعرات کے آنے والے بہت زیادہ آئے۔

سید محسنی رفیع علی آج ریاست گویا کے ایک نوجوان سید محسنی رفیع علی تھے۔ جو وہاں تجارت کرتے تھے۔ اور بہت سمجھدار معلوم ہوتے ہیں۔

پچھلے اسٹاڈنٹ لدین اور امام الدین نظامی راولپنڈی والے بھی ملے آئے تھے۔ دہگاہ شریف میں قولی بھی ہوئی تھی۔ فہدی کی صحت کی میر جہان آباد کا کٹر کنڈر بہادر صاحب شغرام کے علاج سے اچھا ہو گیا۔

ڈاکٹر طرحی آج صبح ڈاکٹر طرحی معمول کی موافق چمچے دیکھنے آئے تھے۔ جہانی معائنے کے بعد یادداشت لکھی کہ صحت ترقی کر رہی ہے۔ مگر وزن میں اضافہ نہیں ہوا۔ آج بھی ایک من گیارہ سیر وزن تھا۔

پانچویں انیس الرحمن نظامی دہلی سے آئے تھے۔ اور میرے لئے پانچ بھی لائے تھے۔ وہ جب آئے ہیں پانچ لائے ہیں۔

مدحت نظامی آج میری بھانجی مدحت نظامی اہلیہ سٹر رحمن جیف کنڈر اور ایک بیوٹ خولہ باقیہ حصتی ملاقات کے لئے آئیں تھیں۔ نیز کہ خواجہ بانو لکھنؤ آباد جانے والی ہیں۔

۲۸ شعبان ۱۸ ہجری کو لاہور جمعہ دہلی کی شادی آج صبح نو بجے اپنے دوست لغشت کرل شیر گزین صاحب سے ملے گیا تھا۔ کتاب بیگمات کے آئینہ کے انگریزی ترجمے کی بات چیت کی۔ پھر سٹر رحسان گزین سے ملے گیا۔ پھر حکیم اعتقاد الحق صاحب کی لڑکی کی شادی میں شریک ہوا۔ جو میاں افضل خاں ساکن کھڑوہ ضلع گونڈاؤں کے ساتھ ہوئی۔ حکیم صاحب نے بھی بہت شاندار جہیز دیا۔ اور دو لکھا والوں کی طرف سے

بھی بہت ناچھے اچھے زیورات آئے جو مجھے دکھائے گئے۔

خواجہ بانو کی روانگی کی آج حور بانو اور فاندان کی سب چھوٹی بڑی عورتیں خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ وہ سیدہ بن عری کے ساتھ ایک بچے دہلی چلی گئیں۔ عربی سے معلوم ہوا کہ مسٹر جینڈرنا تھامسری نے بہت اچھا انتظام کر دیا تھا آج جمعہ کی نماز اول صفت میں امام کے پیچھے پڑھی تھی پھر پانچ بجے تک درگاہ کے حجرے میں کام کیا تھا۔

بارہ بی بی شام نور و روشن آرا باغ کلب میں چیف کشر صاحب دہلی کی پارٹی میں گیا تھا جو ڈیڑھ سو سترہ یوں کی طرف سے دی گئی تھی۔ چیف کشر صاحب کی بیگم صاحبہ اور اولکیاں بھی شریک ہوئیں تھیں۔ دہلی کے اکثر ہندو مسلمان اور سکھ بھائی شریک ہوئے تھے۔ پہلے خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب صدر میونسپل کمیٹی دہلی نے انگریزی زبان میں سپاس نامہ پڑھا پھر چیف کشر صاحب نے انگریزی میں جواب دیا مغرب سے پہلے گھر میں آگیا۔ آج نماز میں صرف ساڑھے

اور مولانا عشق نظامی میرے ساتھ تھے۔ بارش کا طوفان کے مفرکے بعد بہت تیز بارش کا طوفان آیا۔ درگاہ کی اور میرے گھر کی بجلی خراب ہو گئی اس لئے خبریں نہ سن سکا۔ رات کو سیدہ بن عری کی دہن شاہ بانو اور ان کی لڑکیوں نے میرے کھانے کا بہت اچھا انتظام کیا تھا سینہ آج بھی اچھی نہیں آئی۔

۹ شعبان ۱۲۹۷ جولائی شنبہ دہلی ملکوت منزل کی برسات کی وجہ سے درگاہ کے حجرے میں سیل بڑھ گئی ہے۔ یاسر اسے

آج میں ملکوت منزل میں آگیا ہوں۔ اور دن بھر وہیں تحریری کام کرتا رہا۔

ملاقاتی شام کو نواب شاہ عالم صاحب دو رفیقوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ سلیم خان صاحب کے داماد ہیں۔ جو گول کدہ سگڑٹ فیکٹری کی مالک ہیں۔ سلیم خان صاحب بھی آئیں ہیں۔ دہلی کے ایک ہوٹل میں ٹھہری ہیں چاند نظر آگیا۔ آج رمضان کا چاند باوجود گہرے امیر کے صاف نظر آگیا۔ ریڈیو سے اعلان ہوا کہ کلکتے بمبئی وغیرہ مقامات پر بھی چاند نظر آگیا۔ مگر لاہور اور لکھنؤ سے خبر آئی کہ وہاں امیر کے سبب چاند نظر نہیں آیا۔

غذا کی احتیاط کس سے بہت سادہ غذا استعمال کرتا ہوں پھر بھی جسم کی کوفت اور امراض کی شدت موجود ہے۔ کوڑا موٹے آج میں نے دہلی کے ماہور ریاضی دان آستانہ کے لئے کوڑا موٹے کے عنوان سے ایک درویش نہ مضمون سات صفحے کا لکھ دیا۔ اگرچہ میری ہر تحریر درویشی مشن کے ماتحت ہوتی ہے۔ لیکن یہ مضمون شروع سے آخر تک درویشانہ نکات کا خزانہ ہے۔

یکم رمضان ۲۰ جولائی اتوار دہلی درخت لگانے کا ہفتہ ہم سردار زندہاوا صاحب ڈپٹی کشر دہلی نے دہلی میں درخت لگانے کا ہفتہ مقرر کیا ہے۔ آج اس کی شروعات چیف کشر صاحب علی نے کی تھی جہاں آرا بیگم کے بھائی ہندو مسلمانوں اور سکھوں کا بہت اچھا مجمع ہوا تھا خان بہادر شیخ حبیب الرحمن صاحب صبح و بلیغ اردو میں سپاس نامہ پڑھا۔ اور چیف کشر صاحب نے ہندی آمیز اردو میں بہت اچھا جواب دیا۔ اس کے بعد چیف کشر صاحب اور میونسپل کمیٹی

کے جموں نے درخت لگائے۔

صوبہ دہلی کی توسیع کا جلسہ ۲۰ بجے ہارڈنگ لائبریری کے ہال میں صوبہ دہلی کی بڑا کرنے کے لئے ہندو مسلمانوں کا اعلیٰ اہمک بڑا جلسہ ہوا تھا۔ مسٹر ساسنی نے صدارت کی تھی لالہ دیش بندھو گیتا ممبر اسمبلی اس جلسے کے بانی تھے۔ لالہ شام ناتھ ایم کے ریسنل کشر نے زور و یوش پیش کیا۔ پھر خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب ایک بنایت پر محکم تقریر ساتھ زور و یوش کی تائید کی۔ پھر بیات کی طرف سے ایک چودہری صاحب نے تائید کی پھر ایک سکھ صاحب نے مخالفت کی۔ پھر مسٹر درگا داس جمانٹ ایڈیٹر ہندوستان ٹائمز نے ایک ترمیم پیش کی۔ پھر سوامی شردھانجی کے صاحبزادے پرو فیٹر اند صاحب نے درگا داس صاحب کی ترمیم کی تائید کی۔ اس کے بعد مسٹر رام ناتھ کا لیا کھڑے ہوئے۔ اور انھوں نے ایسی ہندی بولی شروع کی جو کسی کی سمجھ میں آئی ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا سمجھ میں نہیں آتا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کالی صاحب نے بہت اشتعال انگیز لہجے میں جج کر کہا چونکہ میں ہندی بول رہا ہوں اس واسطے آپ اعتراض کرتے ہیں۔ ہم یہاں ہندی زبان بول رہے ہیں۔ اس کے بعد میں نے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب نے رفع شر کی تقریر شروع کی۔ مگر میں نے وہاں بیٹھا سنا نہیں سمجھا اور فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ کچھ اور مسلمان بھی میرے ساتھ آگے چلے آئے۔

بمبئی کا سیلی فون آج صبح بمبئی سے ملی ہے۔ آیا تھا اور ہندو لکچ دہلی کے پروفیسر آئندہ صاحب و ماہم لے بھی ملے آئے تھے۔

کُل ایشیا میں چشتی قوالی کا غلغلہ بلند کرنے کے لئے
قدیم و جدید اولیاء اللہ کی فارسی اُردو

غزلیات قوالی

حصہ اول

خدا رِواخ

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی صد کا کُل ہند جمعیت چشتی دہلی
نے

نامی گرامی قدیم و جدید شعر ارکی وہ غزلیں بی بی ہدایات کے ساتھ جمع کیں جو ہندوستان کی مجالس
قوالی میں گائی جاتی ہیں۔ اور شعبان ۱۳۸۵ھ جولائی ۱۹۶۴ء میں
مُنَادِ حَقِّ دِہَلِی کے ساتھ شائع ہوئیں۔

تا کہ

کُل ایشیائی ملکوں اور ہندوستان کے سب موبوں میں فوراً
تبلیغ ہو جائے

دل شاہِ آنا کے دامن میں

یہ موتی - یہ ہیرے - یہ بیاقت - یہ زمرہ - اُس کے دامن میں ڈالے
 جلتے ہیں جو دیکھنے میں ریاست جاوہر کا نواب ہے - مگر مجلسِ عشاق میں بشکلِ بشر
 حقائقِ چنگ و رباب ہے - عارفِ کل کائنات و موجودات - علیٰ سرِ شہِ آب
 حیات کے اہم اسرار سے فخر کی دولت حاصل کرنے کے لئے افتخارِ علی نام پایا ہے
 علیٰ امامِ اہلِ المومنین نے اس کو امیر بنایا ہے - اور اپنی جنتی بستی میں اس
 چراغ کو روشن کیا ہے - اور اپنے فرزندِ حسینؑ شہیدِ کربلا کے نواب کو اس کی گودِ حسینؑ
 ٹیکری میں چمکایا ہے - چالیس کروڑ ہندوستانی جو حق و باطل جانتے ہیں - اور
 قندیلِ معرفت کی حسینیٰ روشنی حسینؑ ٹیکری میں روزانہ شام کو مشاہدہ کرتے ہیں
 اور دونوں جہان کی مرادیں پاتے ہیں -

(۲)

پس یہ جواہر بے بہا یعنی کلامِ اولیاءِ اللہ اس کے دامن میں ڈالتا ہوں - کہ
 وہ پستہ خاندان کا خزانچی ہے -

حسن نظامی

۱۰ رجب ۱۳۶۶ھ

قدیم و جدید اولیاء اللہ کی فارسی۔ اردو

غزلیات قوالی

حصہ اول - محمد آزد و اس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میں کہا ہے

میں دلی کا حسن نظامی۔ اگر توبرس کا

ایک صوتِ سرمدی ہے جس کا آنا جوش ہے

بڑھا۔ اندھا قبر کو جھانکنے والا۔ بھب

و نہ ہر ذرہ ازل سے تاباں جوش ہے

۱۳۶۶ھ جون ۱۹ء میں یہ کتاب لکھنے

صوتِ سرمدی آوازِ غیب ایک سُمر ہے۔

بیٹھا تو حضرت امیر خسروؒ کے فرار کے

اور اس سُمر میں ذاتِ واجب الوجود کی تجلی کا

سامنے اپنے چہ توبرس پُرانے حجرے میں

ایک سُمر ہے۔ سُمر کا سُمر نہ مجھے معلوم ہوا (۳)

قلم ہاتھ میں لے کر یوں لکھنا شروع کیا۔

نہ مجھ سے پہلے کوئی سمجھا۔ نہ آئندہ کوئی سمجھ

میں سازِ رگین (سارنگی) کا پستی تار۔

سکے گا۔ اور جو سمجھا وہ کچھ بتایا۔ اور جو سمجھا

سو کھی تانت کا تار۔ ڈھولک کی سوکھی لکڑی

چاہتا ہے کچھ بتایا ہے۔ اور جو سمجھا چاہے گا

کاغذ۔ اس پر مندرجہ ہوئی سوکھی کھال۔

پچھتا یا کرے گا۔

سب بے جان۔ سب بے روح۔

سمجھ سمجھ پچھتا یوری سمجھ سمجھ۔ جو نہ سمجھ

”خشک چوب خشک و دوشک پست“

وہی ناچے۔ وہی جھومے۔ وہی گریبان

”از کجای آید ایسا آوازِ درست“

چاک کرے۔ اور جو سمجھنے کی کوشش کرے

کہتا ہوا حال میں آیا۔ اور اپنی رواجی بولی اردو

وہ مولوی بن جائے۔ یا لیڈر ہو جائے۔ اور
جو مولوی اور لیڈر بن جاتا ہے۔ وہ
معنوی لذتوں سے محروم کر کے دنیا
داری کے جیل خانے میں بھیج دیا جاتا ہے۔
میں بھی مولوی تھا۔ میں بھی لیڈر تھا۔

میں بنی پیر تھا۔ اور برسوں ان دلدلوں میں
پھنسا۔ با جس رخ سے زور لگاتا تھا کہ دل
سے نکلے اسی رخ اور کھنچیں جاتا تھا معنوی
لذتوں کے دسترخوان دور چھپے ہوئے دیکھتا
تھا اور رستہ تھا کہ دلدل نے قیدی بنا
رکھا تھا۔

آخر ایک ڈوم آیا۔ اپنی ڈھولک سانگی
لایا۔ اور ان دونوں کو دلدل پر رکھ دیا ہوں
ہی مجھ ڈوم بنے والے نے ان دو تنکوں کا سہارا
پایا ڈھولک سانگی پر ہاتھ رکھ کر ہر حق
کا غرہ لگایا اور دلدل سے باہر آ گیا۔

(۴)

ڈوم پاس کھڑا مسکراتا تھا۔ اور یہی
سیادت اور مولویت اور لیڈریت
کے ہنسنے توڑنا جاتا تھا۔ اور جو بندھن وہ توڑتا
تھا میں شکر گزاری کے لئے ڈوم کے قدموں
پر جھک جاتا تھا۔ اور کہتا تھا۔

اے ڈوم۔ تو ڈوم۔ میں سید۔ میں
مولوی۔ میں پیر۔ میں محدث۔ میں مفتی۔
میں ادیب۔ میں مصنف۔ میں یہ ہیں
وہ۔ ڈوم میری بات کا جواب نہ دیتا تھا۔
برا برسکرائے جاتا تھا جب بہت دیر تک
میں اپنی ذات اور حسب نسب کے فنیہ

گیت گا چکا تو ڈوم نے کہا۔ اوپلوں
زبان کھولی یس بن!۔ سیلیت۔ مولویت
اور وہ سب کچھ جن پر تو فخر کرتا ہے تیری
زندگی کے طوق ہیں۔ بیڑیاں ہیں۔
ہتکڑیاں ہیں۔ حضرت بلے شاہ قصور

نے سیادت چھوڑی ایک باغبان کے
غلام ہوئے تو سب کچھ بن گئے۔ تو
بھی ڈوم کے سامنے جھک اور اپنی
بڑائی کے بُت توڑ۔ تو معنوی لذتوں
کا مزہ اچکھ لے گا۔

پھر تو مجھے چاروں طرف ڈوم ہی ڈوم
دکھائی دینے لگے۔ وہ ڈوم جو گانے
بجانے کا پیشہ کرنے کے سبب حقارت
سے دیکھے جاتے ہیں۔

مجھے دلائل سے نکالنے والا ڈوم
خود میرا ضمیر تھا۔ جو میرے نفس کا
شرشہ برحق تھا۔ اس ڈوم نے
جب مجھے غرور و تکبر و خود پسندی
کی دلدل سے نکالا تو میں نے اپنی صورت
شکل کے سبب انسانوں کو اپنے وجود کے
آئینے میں دیکھا تو ہر انسان کے ضمیر کا ڈوم

میرے سامنے آ گیا۔ اور سب کہا جس طرح تو نے
اپنے ضمیر کی ہدایت کو مانا اور خود پسندی کے
بُت توڑے ہم سب کے بُت بھی توڑنے کا انتظام
کر۔ مگر وہ جب ہی ہو سکے گا کہ صوتِ سرمدی کے
سُر کا سُر ہر انسانی ضمیر کے سامنے آئے اور
صوتِ سرمدی سب سوتے ضمیروں کو جگائے۔
میں نے پوچھا صوتِ سرمدی کے سُر کا سُر
کیونکر سب کے سامنے پیش کروں؟ جواب ملا۔
(۵) قایم و جدید عارفانِ وجود حقیقی کے گیت جمع
کر۔ کہ ان ہی میں اپنی شناخت کا بھید
مخفی ہے۔ اور ہی ہر وجودِ بشر کو بیداری
کا عرفان دے سکتے ہیں۔

پس میں نے پُرانے وقتوں کے اولیاءِ اللہ
اور نئے وقت کے اولیاءِ اللہ کا عرفانہ کلام
توالوں کے گانے اور ادوارِ کونجہ محمود اور سجدہ مسعود کا
راستہ تیانے کے لئے ان اوراق میں جمع کر دیا۔

تو الی جا سزا یا ناجائز؟

اسلام کا نور چمکا۔ آسمان سے قرآن اُترا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرض اعظم کی وحی نبی کو سنائی۔ اور مکے سے مدینے میں ہجرت کے لئے تشریف لائے تو مدینے کی عورتیں اور لڑکیاں بھی اپنے مردوں کے ساتھ استقبال کے لئے مدینے کی گلیوں اور راستوں میں جمع ہوئیں اور دف بجایا کہ یہ گیت گایا۔

أَشْرَقَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
وَإِخْتَفَتْ مِنْهُ الْبُؤُورُ

چمکا وہ بدر منور۔ چھپ گئے سب باہ و اختہ

(۲) پھر جب مدینے میں حضورؐ پہنچے لگے تو ایک عید کو مدینے کی لڑکیاں

دف لے لے کر حاضر ہوئیں اور عید کے عربی ترانے گانے لگیں۔ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے لڑکیوں کو گانے سے روکا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ابوبکر ان کو نہ روکو۔ آج عید ہے۔ ان کو گانے دو۔ (یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے)۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لڑکی کو پالا تھا۔ مدینے میں ہجرت کر کے آئیں تو لڑکی جو ان ہو گئی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس لڑکی کا نکاح مدینے کے ایک انصاری مسلمان سے کر دیا۔ آں حضرتؓ شام کو گھر میں آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ اے عائشہ! کیا تم نے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا؟ جواب دیا ہاں یا رسول اللہ! میں نے ایک انصاری

اُمّ کلثوم کو فرمایا اور رڑکی اپنے شوہر کے
ہاں چلی گئی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔
مدینے کے لوگ گانے بجانے کے شوقین
ہیں۔ تم نے اپنی رڑکی کے ساتھ گانے
والیاں بھی بھیجیں؟ حضرت عائشہؓ نے
جواب دیا۔ نہیں یا رسول اللہ! میں نے
گانے والیاں نہیں بھیجیں۔ آنحضرتؐ
نے فرمایا۔ تم کو گانے والیاں بھیجی جائیں
تھیں جو وہاں جا کر یہ گیت گائیں۔

أَتَيْنَاكُمْ أَتَيْنَاكُمْ
فَحَيَّانَا - وَحَيَّاكُمْ

(ترجمہ) ہم تمہارے ہاں آئے۔ ہم تمہارے
ہاں آئے پس ہم کو بھی مبارک ہو۔ اور
تم کو بھی مبارک ہو۔ (یہ حدیث صحاح
ستہ کی ایک کتاب ابن ماجہ میں ہے۔)
ان تین مستند حدیثوں سے صاف

ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ نے خود گانا سنا۔
باجہ سنا۔ اور حضرت عائشہؓ کو مشورہ
دیا کہ تم کو گانے والیوں کو بلانا لازم تھا۔
یہاں تک کہ نیت بھی ارشاد فرمایا۔

(۴) صحاح ستہ میں یہ حدیث بھی
ہے کہ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ مسجدوں
میں نکاح کیا کرو۔ اور نکاح کے بعد بچے
بچا کر نکاح کا اعلان کیا کرو۔

(۵) قرآن شریف میں گانے بجانے
کے خلاف کوئی حکم نہیں ہے۔ صنف ایک
آیت لَہُوَ الْخُدْرِیُّث کی نسبت
بعض لوگوں کی رائے ہے کہ لَہُوَ الْخُدْرِیُّث
سے گانا بجانا مراد ہے۔ مگر لَہُوَ الْخُدْرِیُّث
بے ہودہ فضول بات کو کہتے ہیں۔ گانے
بجانے کو نہیں کہتے۔ اور قرآن میں جہاں
جہاں لفظ لَہُوَ الْخُدْرِیُّث آیا ہے۔ کہیں

اس کے معنی گانے بجانے کے نہیں ہیں۔

لہذا قوالی یعنی گانا بجانا جائز ہے۔ البتہ

وہ گانا بجانا جائز نہیں ہے جس کا رواج

آں حضرت ؑ کے زمانے میں بت خانوں

میں تھا یعنی بتوں کے سامنے بوناچ گانے

ہوتے تھے۔ آں حضرت ؑ نے اس سے

منع کیا تھا۔

لطیفہ۔ انگریزی پڑھے ہوئے چند

لوگوں نے مجھ سے پوچھا۔ قوالی جائز ہے

یا ناجائز ہے؟ میں نے جواب دیا آپ

یہ کے سوال میں جائز دو ہیں اور نا ایک

ہے۔ اور آج کل سب فیصلے کثرت رائے

سے ہوتے ہیں۔ پس قوالی جائز ہے کہ

کثرت جائز کی ہے۔

یہ تو محض لطیفہ تھا ورنہ قرآن و حدیث

سے قوالی منع نہیں ہے۔ بلکہ حدیثوں

(۸)

سے تو گانا بجانا سننا سنت ثابت

ہوتا ہے۔

تاہم میں ان لوگوں سے درخواست

کرتا ہوں جو قوالی سنتے ہیں کہ وہ منکروں

سے بحث نہ کریں۔ اور اُن سے کہیں

کہ ایک دفعہ تخیلے میں قوالی سن لو اگر

اس میں کچھ تاثیر ہوگی تو تم خود ہی اس کے

قابل ہو جاؤ گے۔

قوالی اور قوالوں کی اصلاح

آج کل کی قوالی بھی قابل اصلاح

ہے۔ اور قوال بھی اس قابل ہیں کہ

اُن کی اصلاح کی جائے۔ میں پچاس

برس سے ہندوستان کی رواجی قوالی

اور قوالوں کی اصلاح میں مصروف ہوں۔

کیونکہ میں قوالی کو اس ملک میں جاری

رکھنا اور ترقی دینا ہندوستانیوں کے لئے
بہت ضروری خیال کرتا ہوں۔

مگر چونکہ ہندوستان میں فارسی زبان
کا رواج بہت کم ہو گیا ہے اس واسطے
قوال لوگ اردو کی ایسی غزلیں گانے لگے
ہیں جن میں فحش مضامین ہوتے ہیں۔ اور
جن سے نفسانی جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اس
کے علاوہ گانے کا طرز بھی تھوڑا دل اور
سیناؤں کے گانوں کا ہو گیا ہے۔ کیونکہ عوام
ان ہی نئی طرزوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس
لئے قوالی کی اصلی تاثیریں کم ہوتی جاتی
ہیں۔ کیونکہ قوالی لفظ قول سے بنا ہے
پس جب قول اچھا نہ ہو گا تو قوالی کا اچھا
اثر کیوں کر ہوگا؟۔

قوالی کی یہ غزلیں فارسی میں زیادہ
میں اور میں جانتا ہوں کہ فارسی کا اداج

کم ہو جانے سے ان غزلوں کو لوگ سمجھیں گے نہیں
لیکن ان غزلوں میں اولیاء اللہ کی کراستوں
کی غلیبی تاثیریں ہیں ان کا مطلب سمجھیں
آئے یا نہ آئے۔ ان کا اثر ضرور ہوگا۔ مثلاً
جن لوگوں کو عربی زبان نہیں مکتی وہ بھی جب
قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ تو ان پر اثر ہوتا
ہے۔ اسی طرح اللہ کے اولیاء کے کلام میں
بھی اللہ نے بڑا اثر رکھا ہے۔ پس ان فارسی
غزلوں کا اثر اتنا ہی ہوگا جتنا صدیوں پہلے
ہو کر رہا تھا۔ جب سب لوگ فارسی بولنے
تھے اور فارسی سمجھنے تھے۔

میں نے اس کتاب میں بڑے بڑے
نامی گرامی اولیاء اللہ کی غزلیں جمع کی ہیں
دوسرے حصے جب شائع کر دیں گے۔ تو
نئے زمانے کے بزرگوں کا کلام بھی جمع کر دیا
جائے گا۔

کہ رو روں ہندو، مسلمان، سکھ، عیسائی۔
پارسی قوالی کے دل دادہ ہو گئے ہیں۔ اور
آل انڈیا ریڈیو کو عوام مجبور کرتے ہیں کہ وہ
قوالی کا پروگرام روزانہ کیا کریں۔ چنانچہ
آل انڈیا ریڈیو پابندی سے قوالی کراتا
رہتا ہے۔

مگر مشکل یہ ہے کہ تمام ہندوستان کے
پیشہ ور قوال عموماً بے علم یا کم علم ہوتے
ہیں۔ اس واسطے وہ اولیاء اللہ کا فارسی
کلام یا تو یاد نہیں کرتے۔ اور یاد کرتے ہیں
تو غلط یاد کرتے ہیں اور غلط گاتے ہیں۔

کیونکہ وہ مطلب نہیں سمجھتے۔ لہذا فارسی
جاننے والوں کا خاص گرد گردا ہوں کہ پیرزادوں
اور سچاؤ شہنوں اور مشائخ کا فرض ہے
کہ وہ قوالوں کو یہ فارسی کلام صحت الفاظ
کے ساتھ یاد کرائیں۔ اور سب سے زیادہ

اُردو کلام صرف حضرت بیدم شاہ
صاحب وارثی کا اس حصے میں اس لئے
لیا گیا ہے کہ بیدم شاہ صاحب تارکِ دنیا
درویش تھے اور ان کا کلام درحقیقت
قدیمی بزرگوں کے کلام کی روح ہے۔
ہیں کہ اردو میں منتقل کیا گیا ہے۔ دوسرے
حصوں میں حضرت بیدم شاہ صاحب
کے علاوہ جی جی جی۔ درویش نشی شعرا کا
کلام شائع کیا جائے گا۔

(۱۰)

قوالوں کی بے علمی

میں بچانہ برس سے چارہ ہزار روپے
سالانہ قوالوں میں اور ان میں خرب کرتا
رہتا ہوں اس طرح چارہ ہزار روپے لاکھ بٹے
اس کا رخیہ ہیں خرچ کر چکے ہوں۔ اور میری
پچاس سالہ جدوجہد کا یہ اثر ہوا ہے کہ

ضرورت یہ ہے کہ گانے کے طریقوں کو بدلیں۔ اس طرح کہ قوال پہلے صحت تلفظ کے ساتھ ایک شعر بغیر باجوں کے پڑھیں۔ پھر وہی شعر موسیقی اور باجوں کے ساتھ گائیں یا اور ہو سکے تو اردو ہندی اشعار کی تفصیل کے ساتھ اُس فارسی شعر کا مطلب سننے والوں کو سمجھائیں۔ جیسا کہ اُردو کے صوفی محمد علی بخش صاحب کو میں نے واعظ قوال خطاب میں دیا تھا کہ وہ ذی علم مولوی ہیں اور عربی فارسی جاننے کے سبب تفصیل کے ذریعے فارسی عربی کلام کو سمجھا دیتے ہیں اس لئے وہ تمام ہندوستان میں مقبول خاص عام ہیں۔ اور انہوں نے اپنی تفصیل کا ایک مجموعہ بھی میرے ذریعے شائع کیا تھا۔

قوالی کے خرچ کا بجٹ
تمام ہندوستان کے مشائخ عظام

اور سجادہ نشین صاحبان اور پیر زادگان سے درخواست ہے کہ وہ اصلاح یافتہ قوالوں اور اصلاح یافتہ قوالی کے خرچ کا سالانہ بجٹ بنایا کریں کہ حسب حیثیت سال وہ اتنی رقم اس کا خیر میں خرچ کیا کریں گے۔ جیسا کہ میں نے چار ہزار روپے سالانہ خرچ کا بجٹ مقرر کر رکھا ہے۔

(۱۱) **قوالی کے عام رواج کی ضرورت**

مجھے یہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کی ضرورت مشائخ مجھ سے بہت زیادہ جانتے ہیں کہ ہندوستان کے چالیس کروڑ باشندوں کو حقانیت اور مغوی لذت اور اطمینان قلب کی نعمت جب ہی حاصل ہوگی کہ وہ اپنے بزرگوں کی قوالی کو گھر گھر جاری کر دیں گے۔ جو بزرگوں کی روحانی تعلیم کا بہت

کمل خزانہ ہے۔

غیر مسلم گانے

غیر مسلمہ بندگوں کے بھجن اور گانے
کو اپنی مجلسوں میں سنتے چاہئیں۔
کو کاس میں مسلم غیر مسلم درویش ہم خیال و
ہم عقیدہ ہیں۔

حدیثِ مُطَرَّب

حضرت حافظ شیرازیؒ کا مشہور شعر سب
نے پڑھا ہو گا۔

حدیثِ از مطربؒ مے گو در اند سکر تر جو
کہ کس نہ کشود و زکنا یہ حکمتِ این ستارا

یعنی حافظ صاحبِ عرفا تھے یہاں کہ اس کائنات
کے گورکھ دھندے کو سمجھنے کی کوششِ فصول
ہے تو ال اور شراب کی بات کرو۔

جب حضرت حافظ صاحبؒ نے یہ شعر کہا تھا
ایران کی حالت آج کل سے بہت اچھی تھی۔
مگر آج کل ایران و ہندوستان کی حالت یہی
انقلابات کے سبب بہت زیادہ خراب ہے۔
اور قوالی ہی ایسی چیز ہے جو دلوں کی اُلجھنوں کو
دور کر سکتی ہے۔

میرے ہاں ہر سال دو عرس ہوتے ہیں اور
ہر عرس میں ایک لاکھ نازین جمع ہوتے ہیں۔ اور
میرے مکان کی خاص مجالس قوالی میں ہزاروں
ہندو مسلمان سکھ عیسائی انگریز وغیرہ جمع ہوتے
ہیں۔ اور میں اچھے اچھے نامی قوالوں کو ان
مجلسوں کے لئے جمع کیا کرتا ہوں۔ اور ان دو عرسوں
کے علاوہ بھی ہر مہینے حکومت ہند کے انگریزوں
ہندوؤں مسلمانوں کو مختلف قسم کی تقریبات
مقرر کرتے تو الی میں مدعو کرتا رہتا ہوں۔ یہاں تک
کہ جب دہلی میں ایشیائی کانفرنس ہوئی تو میں نے

تمام ایشیائی ملکوں کے نمائندوں کو نوالی کی ایک بڑی مجلس میں جمع کیا تھا۔ اور عربی فارسی انگریزی اردو زبانوں میں سب کو اطمینان قلب اور خدا کی طرف متوجہ کرنے کی تبلیغ کی تھی۔ اور ان سب چھوٹی بڑی مجلسوں میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں کانگریس۔ لیگ۔ کمیونٹ۔ احرار و خاکسار و غیرہ پارٹیوں کے اختلافات اور جھگڑے پڑے ہوئے ہیں۔ مگر میرے ہاں اس مجلس میں ان سب پارٹیوں کے اصحاب جمع ہیں اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نوالی ہی ایسی چیز ہے جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑتی ہے اور دلوں کے جھگڑوں کو دور کرتی ہے۔

پس میں گاتی تجربوں کی بنیاد پر یقین رکھتا ہوں کہ پُرانے درویشوں کا کلام آج کل سمجھ میں آئے یا نہ آئے مگر اس میں اب بھی یہ اثر ہے۔ کہ اگر

نوالی کی مجلسوں میں وہ کلام گایا جائے۔ تو اس کی تاثیر سے دلوں کا وہ بوجھ دور ہو جائے گا جو سیاسی جھگڑوں سے اور دنیا کے انقلابات اسے یا معاش کی پریشانیوں سے پیدا ہو گیا ہے

ہندو درویشوں کے کلام کا نمونہ

ذیل میں کبیر داس جی کے دو بھجن مولانا علی بخش واعظ قوال کی تفسیم کے ساتھ بطور نمونے کے درج کئے جاتے ہیں۔ کبیر داس مسلمان جو لاہے تھے۔ اور ہندو درویشوں کی صحبت میں رہنے سے کبیر داس کہلاتے تھے۔ اُن کا کلام عارفانہ ہے۔ اور ہندو مسلم اختلاف کو دور کرنے والا ہے ہندو درویشوں کے بھجن آئندہ حصوں میں شائع کئے جائیں گے۔ یہاں تو محض نمونہ درج کیا گیا ہے۔ یہ لکھنا بھی ضروری ہے کہ ہندی زبان میں

بھجن اس کلام کو کہتے ہیں جس میں عرفان کا بیان
ہو بعض بھجنوں میں سری کرشن جی کی منقبت
بھی ہوتی ہے میں کیر داس اور میرا بانی وغیرہ
ہیں رودروشیوں کے کلام کا مجموعہ بہت جلدی
شائع کروں گا۔ نمونہ یہ ہے :-

بھجن ہم میں ہر کو دیکھا ہے سادھو
ہر میں ہر کو دیکھا
تضمین ہم نے جمال یا رنگل میں دیکھا
اور بادہ کشوں نے جام مل میں دیکھا
آنکھیں اپنی اپنی
طلب اپنی اپنی

ہم نے تو اسے ہر جزو و کل میں دیکھا
ہر میں ہر کو دیکھا ہے سادھو

تضمین صنعت تری ہر خار دکھا دیتا ہے
ہر غنچہ گل تیری صدا دیتا ہے
ہر اصل معرفت ہاں پتا پتا تیرا پتا دیتا ہے

ہر میں ہر کو دیکھا ہے سادھو
بھجن ہم میں ہر کو دیکھا ہے سادھو
تضمین ہم نے جمال یا رنگل میں دیکھا
اور بادہ کشوں نے جام مل میں دیکھا
آنکھیں اپنی اپنی
طلب اپنی اپنی

تضمین ہم نے جمال یا رنگل میں دیکھا
اور بادہ کشوں نے جام مل میں دیکھا
آنکھیں اپنی اپنی
طلب اپنی اپنی

ہر میں ہر کو دیکھا ہے سادھو
بھجن ہم میں ہر کو دیکھا ہے سادھو
تضمین ہم نے جمال یا رنگل میں دیکھا
اور بادہ کشوں نے جام مل میں دیکھا
آنکھیں اپنی اپنی
طلب اپنی اپنی

کبیر داس کا دوسرا بھجن

کبیر بھلا ہوا ہر بسر سے ٹلی بلا
تضمین نہ برے کام ہوں تو ہوں دوزخی
بھلے کام ہوں تو ہوں جنتی
میں جو ہوں نہیں تو بلا ٹلی
نہ اُدھر رہوں نہ اُدھر رہوں
سر سے ٹلی بلا

(۱۵)

بھجن نہ میں گئی تھی نہ پیمان کو دوڑ بھیت نہ ٹلی ٹلی
بھلا ہوا موری گاگر بھوٹی میں بل بھرن سے چھوٹی
تضمین نہ مشرب مامشر ب خاموشی است
در طریق مانگہ مہر خوشی است
دل نہ چڑگتن بہرہ و زہن
گرچہ گفتارش بود در عدن
بھلا ہوا موری گاگر بھوٹی میں بل بھرن سے چھوٹی
بھجن نہ مالا جہوں نہ کر جہوں کھسے کہوں رام

آپ ہی بھٹی آپ ہی مدگر
بہ میخانہ گذر کردم چو دیدم
آپ ہی بھٹی آپ ہی مدگر
بھجن نہ اپنی گودی آپ ہی کھیلے بن کر مہن لالہ
آپ ہی ہووے آپ ہی سینچے آپ پھرے کھوالا
بھجن نہ ٹھاکر دوائے باغن لچے مکے اندر شینا
کہت کبیر اسنو بھٹی ساد ہو ہر جیسے کو ویسا
تضمین نہ آزما دیکھا اسے سو بار نہ نہنے اے آئیر
آشنا سے آشنا بیگانے سے بیگانہ تھا
ہر جیسے کو ویسا
تضمین نہ از بہریت پرستاں بر اعتقاد ایشان
ندر حیم کعبہ امت و منات گشتہ
ہر جیسے کو ویسا
تضمین نہ خود حق تعالیٰ بزبان محمدی فرمود
اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بَنِي رَيْبَانٍ بَنِي رَيْبَانٍ
ہر جیسے کو ویسا

ہندو مسلم تصوف

فخرین غزواتِ قوالی کی آگاہی کے لئے یہ گفتگو ضروری ہے کہ ہندو مسلم قوموں کا تصوف تقریباً ایک ہی ہے۔ مرث زبان کا فرق ہے۔ ہندو تصوف کو ”ویدانت“ کہتے ہیں اور ”جوگ“ اور ”یوگ“ بھی کہتے ہیں۔ ہندو تصوف کی تعریف یہ بیان کی گئی ہے۔

”یوگ است چت برتی نرودھا“ یوگ پسہ کہ ذہن اور دماغ کے منتشر خیالات یکسو ہو جائیں۔ اور یہی اصل اسلامی تصوف کا ہے کہ ذات الہی کی یاد میں ان کو اور محویتِ کامل حاصل ہو جائے۔

اسلامی تصوف کے مقامات ناسوت، ملکوت، جبروت، لاموت، ہاموت، بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوؤں میں بھی سنسکرت زبان میں ہی مقامات ملنے جاتے ہیں۔ سلمان درویشوں میں پاس الفاس اسم ذات، پاس الفاس نفی اثبات، شغل نصیرہ، شغل محمودہ، شغل سلطان الاذکار نام ہیں۔ ہندوؤں میں بھی یہی اشغال سنسکرت زبان میں ہیں۔ چنانچہ شغل محمودہ کو سنسکرت میں ”ترکٹی“ کہتے ہیں۔ اور سلطان الاذکار کے وقت جو صفت سرمدی سنائی دیتی ہے۔ اس کو سنسکرت میں ان خد شبد کہتے ہیں۔

چنانچہ کبیر داس کے مذکورہ مجن میں کہا گیا ہے۔

حد حد کرتے سب گئے۔ بے حد گیا نہ کوئے
اُن خد کے لمیدان میں رہا کبیر اسوئے

ابو حضرت اکبر الہ آبادی نے بھی اسی چیز کو اردو زبان میں بیان کیا ہے

ایک صوبہ سرمدی ہے بس کا اتنا جوش ہے
ورنہ ہر ذرہ ازل سے تا اب خاموش ہے

حضرت لانا رومؒ اور اُن کے پیروں نے بھی حضرت شمس تبریزیؒ نے بیٹ غزوات کے ساتھ فلسفہ وحدت وجود کو اپنی غزلوں میں بیان کیا ہے۔ بقیہ اولیاء اللہ کا کلام بھی ایسا ہی منتخب کیا گیا ہے جس سے فلسفہ وحدت وجود انسانوں کے دل و دماغ پر طاری ہو جاتا ہے۔ حسن نظامی

رام ہمارا ہمیں چپے ہم پایو بسرام
تضمین! اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتُهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَیْکَ
واللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں)

رام ہمارا ہمیں چپے

تضمین! برہمن بت می پرستد کین اندر دین
بوالعجب کارے کہ خود بت می پرستد برہمن

رام ہمارا ہمیں چپے

بھجن! خد کے سب گئے۔ بے حد گیا نہ کوئے

اَنْ خد کے میدان میں رہا کبیر اسوئے
تضمین! واں نہ کھانا ہے نہ پیتا ہے کوئی
واں نہ مارتا ہے نہ جیتا ہے کوئی

اَنْ خد کے میدان میں

تضمین! وہاں نہ درونہ دکھ ہے علاج ہے نہ دوا

وہاں ضرورتِ لقاں نہ حاجتِ بقراط

اَنْ خد کے میدان میں

الواح اسرار

تبلیغ قرآن و اسرار حشریت

میں نے قرآن شریف کی تعلیم و تبلیغ کے لئے ایک نئی ایجاد کی ہے۔ یعنی مسلمان لوگوں اور لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے جو میں تیار کرانی ہیں۔ ہر لوح میں آیات ہوں گی۔ سادہ آسانی توجہ ہو گا۔ اور نیچے سائنس کی تفسیر ہوگی۔ ہر لوح اس طرح تیار کی جائے گی کہ وہ گھروں میں اور مسجدوں میں اور اسکولوں میں اور مکتبوں میں آویزاں کی جا سکے۔ کتابت بہت جلدی ہوگی یہ لوحیں ایک دبیر بننے پر ہوں گی۔ اور چھپائی ایک رُخ ہوگی۔ دبیر رُخ ہالی رنگ اور لاکٹ کے لاکٹ دی جائیں گی۔ تاکہ غریب مسلمان بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکیں۔

اور دوسری تجویز یہ ہے کہ لوحوں پر حشریتہ خاندان کے سینیہ سپینہ مخفی اعمال اجازت کے ساتھ چھاپے جائیں۔ یہ ایسے اعمال ہیں جن کا تعلق انسانوں کی دنیاوی ضروریات سے بھی ہے۔ اور باطنی ترقی سے بھی ہے۔ یہ کل چالیس لوحیں ہوں گی اور ان چالیس لوحوں میں تصوف اور حشریتوں کی باطنی تعلیم مکمل کر دی جائیگی اور جو شخص ان چالیس لوحوں کو حفظ کر لیا اور ان کی تعمیل اور تکمیل بھی کر لے گا اس کو سلسلہ حشریتہ میں مرید کرنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ قرآن شریف کی لوحوں اور حشریتہ تعلیم کی لوحوں کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ خدا نے چار مہمان کے چھینے

میں دونوں کے بنوئے تیار ہو جائیں گے۔ اور اُسی وقت قیمتوں کا اعلان بھی ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ دونوں چیزیں زرد چٹنے کاغذ پر چھپ کر دبیر گئے پر چھپاں ہوں گی۔ اور زرد چٹنا کاغذ بہت زیادہ گراں ہے۔ اور کم باب بھی ہے۔ اور چونکہ حشریتہ خاندان کا رنگ زرد مانا گیا ہے۔ لہذا محبت کی وجہ سے۔ اس واسطے قرآنی لوحیں اور حشریتی لوحیں سب زرد رنگ کے کاغذ پر چھپائی جائیں گی۔ کتنا ہی زیادہ خرچ ہو میں رنگ کی پابندی ضرور کروں گا۔

ناظرین منادی کو تبلیغ کرنی چاہئے

چونکہ تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسرار حشریت بہت بڑا اور عظیم الشان کام ہے اس واسطے میں اس کی تبلیغ کے لئے منادی کے سب ناظرین سے اور حشریتی پارٹی کے ممبروں سے اور اپنے عورت مرد مریدوں سے تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ سب اس اعلان کی تبلیغ شروع کر دیں۔ اور فوٹو انونے منگاتے کے لئے خط بھیجیں۔ اور محمول وغیرہ کے خرچ کے لئے بانچ لئے کے ٹکٹ بھی بھیجیں۔ الواح قرآن کی پہلی لوح سورہ فاتحہ کی ہوگی۔ جس کے ایک ناکہ نوے تقسیم کئے جائیں گے۔ اور ایک لوح حشریتوں کے باطنی اشتغال کی ہوگی اور ہر لوح چار آیتوں میں دی جائیگی محمول سمیت بانچ آیتوں میں ایک لوح مندی

اور آئندہ حسب گرانہ دور ہو جائے گی تو میں کوشش کروں گا کہ کم سے کم قیمت پر ان الواح کی اشاعت ہو۔ یعنی ہر لوح ایک پیسے قیمت تک ہی جا سکے۔ کیونکہ میں ان لوحوں کے دریغے ان دس کروڑ مسلمانوں کو قرآن شریف اور حشریتوں کے کمالات روحانی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو انگریزی تعلیم اور انگریزی تہذیب اور سیاسی انقلابات کی وجہ سے قرآن و تصوف سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ اور میرا اس کام کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری کام تصور کرتا ہوں

خلفاء کو اطلاع

دہلی اور پنجاب اور سرحد اور بلوچستان اور سندھ اور بمبئی اور مدیاس اور دیوبند اور لہی اور بہار اور بنگال اور برہما اور دیوبند ریاستوں کے خلفاء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ سب پوری توجہ اور پوری مستعدی کے ساتھ الواح اسرار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے کام میں میل ملاطہ بنائیں۔ اور ہر مسلمان سے ایک ایک روپیہ جمع کر کے اپنے پاس یہ الواح اسرار منگا کر رکھیں۔ اور ایک ایک روپیہ دینے والوں کو تقسیم کر دیں۔ تاکہ محمول کا خرچہ کم ہو جائے۔ جو لوگ میرے خلیفہ نہیں ہیں اور یہ کام کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی کام کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اس وقت پوری دنیا میں سے کام کیا جائے گا تو پورے ہندوستان میں قون اور اسرار حشریت کی تبلیغ ہو جائیگی جس کی پوری

خواجہ حسن نظامی کی کتابیں اور سوانح

اسرار اسم اعظم
خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی مشہور کتاب ہے۔ رازدار کی پابند لوگوں کو دی جاتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

سیدوں کے خفیہ کام
خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی "طاعی موت سلام" میں پڑھئے۔ قیمت تین روپے۔

سفر نامہ افغانستان
موجودہ سیاسی انقلابات کے وقت اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے، اصل قیمت پانچ روپے۔ رہائی ڈھائی روپے

سفر نامہ مصر و شام
مصر و فلسطین۔ شام۔ حجاز کے بالخصوص حالات۔ قیمت ڈھائی روپے۔

"نایب سلاطین عباسیہ"
دیکھنوں میں ہے، اور بہت سبق آموز ہے۔ قیمت ڈھائی روپے۔

بائیں خواجہ کی چوٹ کا زیارت نامہ
خواجہ حسن نظامی کی ناز تصنیف ہے، یہ کی حلاوت کا خزانہ۔ قیمت آٹھ آنے۔

بہادر شاہ کی اولاد کی قربانیاں
یہ بھی خواجہ حسن نظامی کی ہی تصنیف ہے۔ قیمت آٹھ آنے

قام فہم تفسیر
خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ ہندو بائبل کی ایک جلد، یہ یہ چھ روپے، نکل جلد بارہ روپے

حدیث کی پشین گوئیاں
آنحضرت نے قیامت تک کے واقعات بیان فرمائے تھے جو اس کتاب میں ہیں قیمت آٹھ آنے۔

حیث و قرآن کے قرآن
بچوں کو پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتاب قیمت آٹھ آنے

اردو سبق
خواجہ حسن نظامی کی مشہور بالخصوص کتاب بچوں کی تعلیم کے لئے۔ قیمت آٹھ آنے

شیخ چلی کی ڈائری
ہنس بی۔ اصلاح بی۔ اور علم مجلسی بی۔ قیمت آٹھ آنے

ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی
خواجہ حسن نظامی کی ہی تصنیف۔ موجودہ زمانہ کے لئے بہت ہی آموز۔ جلد قیمت بارہ آنے

جہانگیر کا روزنامہ
شہنشاہ جہانگیر کے روزنامہ کا ترجمہ از خواجہ حسن نظامی۔ قیمت آٹھ آنے

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
دقیق اور دل کی دوا

نوا ایل
قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ

فاسفورس کا شیشی
تمام دنیا میں مشہور ہے۔ قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ دوا آنے۔

ارسطو کا چورن
مگر اور معدے کی بیماریوں کے لئے تیر بہتف۔ قیمت نو آنے۔

پائیریا مینجن
دانتوں اور مسودوں کے لئے بہت مفید قیمت نو آنے

گل بکاؤلی
آنکھوں کی بیماریوں اور ذوق کی صفائی کے لئے بہت مفید قیمت ڈیڑھ اونس کی دوا

خوش ایام گولیاں
بیس دن میں تندرست کر دیتی ہیں قیمت ایک روپیہ

ٹانک پوڈر
جسمانی طاقت بڑھانے والا قیمت ایک روپیہ

سنا لانه و شلنگ

قلم کار شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

تارکاپتہ خواجگان نئی دہلی ٹیلی فون نمبر ۸۶۷۵

ایک نئی کیمیا ۲۵ فی صدی

(۱) خدا کو ایک تازی (۳۳) نہر پی ہرم کی عزت کرو۔
 (۳۴) پستان ہرم پر پکا رہن گار (۳۵) نہر پی ہرم کی یاد کرو
 کی حفاظت کرو (۳۶) سب میں کو پہلو باجائی سچہ
 (۳۷) عورتوں اور بچوں اور اندوس کی حفاظت کرو۔
 (۳۸) حکمت کے قانون کا وفادار رہیگا (۳۹) چستی و صل
 کے لئے جان مال قربان کرو (۴۰) اپنے مذہب کی
 باطنی تعمیر پر عمل کروں گا۔

چشتی یارنی کے عمل کا بیان

جو عورت مرد ختی پاری کے ان ۹ ہول کو قبول کر لیں وہ ختی پاری کے عدد خواجہ من نظامی ہلی کو خط لکھیں کہ میرا نام جبر میں بوج کہ لیا جائے۔ ختی پاری کے ۹ ہول وراثہ ۱۹ ہول کو سنا دیا کریں اور ۹ ہول کو قبول کریں ان کے نام اور پتے خواجہ من نظامی مرد ختی پاری ہلی کو بھیج دیا کریں۔ خود کو مذہبی سیاسی جھگڑے میں اور دوسروں کو مذہبی اور سیاسی جھگڑوں سے بچائیں۔ بلادیوں اور گھروں کے جھگڑے دور کرنے کی کوشش کریں ختی پاری کی مہربانی کی سزا کے پاس ہر دین کو اپنا گناہی سمجھیں۔ اور ان کو دیکھ سیکھیں۔ ہر سال کی طرح ہر سال ختی پاری کے

شادی غمی کی فضول خرچی سے بچائیں۔ اور عقیدہ بڑی
 سے بچائیں۔ اور شہزادی اور چھوٹے بانی اور عیاشی
 سے بچائیں۔ عورتوں اور بچوں اور جانوروں
 ظلم ہوتا ہو تو اس کو نرمی کے ساتھ روکیں۔
 درودہ دینے والے جانوروں کو پالیں بودہ غمی
 چھاپچھوٹے کھائیں۔ ہندوستانی چیزیں استعمال کیں۔
 نام نمود سے بچیں کسی کو دکھ نہ دیں کسی سے
 خیر نہ کریں۔ اور رشتہ برادر کے ہاتھوں
 کو بچانے کے لئے جان مال کی قربانیاں دیں۔
 شادی غمی میں نام کے لئے فضول خرچی نہ کریں۔
 کوئی عورت مرد سے کلمہ نہ کہے۔ سو وقت کا ایک
 منٹ فضول ضائع نہ کرے۔ ہر قوم کے مذہبی
 اور سیاسی لیڈروں کی عزت کریں۔ رشتہ کو
 بہادری سے روکیں۔ جہاد باطل اور پیری تقی باطل
 اور شے جانی سے بچیں اور دوسروں کو بچائیں
 کسی آدمی کو اچھوت نہ سمجھیں۔ ہندو مسلمان
 اور غیر غریب غمخوار میں مل کر کھانا کھائیں اور
 شادی غمی میں شریک رہیں۔ عورتوں اور بچوں
 کو کھانا پینا اور صاف پہنا سکھائیں۔ ہندو
 مسلمانوں کی کتابیں پڑھیں۔ مسلمان ہندوؤں کی
 کتابیں پڑھیں۔ ان کتابوں میں کوئی بات ہنری
 معلوم ہو تو اس کو دل میں روکیں۔ مذہبان
 پر ملازمین ہندوستان میں سونے پانے

میں نے اپنی حکومت کے وفاداروں میں ان کی حکومت کوئی غلطی کرے تو نرمی اور وفاداری کے انداز سے ظاہر کریں۔ مندروں، شوالوں گرد و داروں کی مسلمان ممبر حفاظت کریں۔ مسجدوں قبروں امام بارگاہ کی ہندو ممبر حفاظت کریں مسلمان ممبر گائے کی قربانیں نہ کریں۔ دوسرے جانوروں کی قربانیاں کریں۔ اور قرآن شریف کے حکم پر بغیر کریں جس میں لکھا ہے کہ خدا کو تمہاری قربانیوں کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ خدا کو تمہاری پاک باڑی جاتا ہے۔ یعنی نفسانیت کی زندگی قربانی ہے۔ ہندو مسلمان دونوں اپنی عورتوں اور بچوں کو نئے پرانے ہتھیار ہلانے سکھائیں تاکہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکیں سچ بولیں کسی کو دھوکہ نہ دیں۔ اور اپنی روزی خود اپنی محنت سے حاصل کریں دوسرے پر اپنی روزی کا بوجھ نہ ڈالیں۔ جو اس معین کو نہ پسند کہ ان کو پانچ مردوں یا عورتوں یا بچوں کو مٹا دے۔ اور ہندو مسلمانوں کی موجودہ لڑائی کہ ہند کرے گی کہ شش کرے۔ خدا اس کی سب مرادیں پوری کرے گا۔

اردو و کساو

اردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں

ہندوستان کی سیاسی یا اقتصادی تقسیم کا انجام کیا ہو گا؟ اس کا حال خدا کو معلوم ہے۔ لیکن جو لوگ ہندوستان کی سب سے بڑی اور سب سے زیادہ مقبول اور گھر گھر پھیلی ہوئی اردو زبان کو مٹانے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ وہ ملک کی تباہی کے بیج بول رہے ہیں۔ ان کا یہ خیال کہ اردو زبان نہیں تو مسلمان نہیں غلط خیال ہے کیونکہ اردو زبان فقط مسلمانوں کی زبان نہیں ہے۔ بلکہ کروڑوں ہندوؤں کی زبان بھی ہے۔

اردو کو مٹانے کا خیال مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں کے لئے تباہ کرنے والا خیال ہے۔

لیکن کانگریس نے سی پی اے یو پی اور بہار اور بیڑی اور مدراس میں اردو زبان کو اسکولوں سے خارج کرنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔

اور اگست ۱۹۴۷ء سے اختیارات ملتے ہی نواد کو اسکولوں اور کچہریوں اور ہر قسم کے کاروبار سے نکال دینے کا کام شروع کر دیا جائیگا۔

اس لئے جو ہندو مسلمان اردو زبان کا باقی رکھنا ضروری سمجھتے ہیں ان کو اردو بچاؤ کی طرف فوراً توجہ کرنی چاہئے۔

اسکولوں میں اگر اردو کو مٹا دیا گیا تو اس کا تدارک کچھ مشکل نہیں ہے۔ مسلمانوں کے اسکولوں میں اردو پڑھائی جاسکتی ہے۔ اور نئے کتب گھر لکھے جاسکتے ہیں۔ جہاں اردو واحد فارسی پڑھائی جائے۔ کیونکہ کتاب المانوں کو فارسی پڑھائی جاتی تھی ہے تاکہ اصفہان اور ایران سے تعلقات قائم ہو سکیں۔

کچہریوں میں اردو قائم رکھنا کچھ زیادہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ کتاب بھی کچہریوں میں لکھی جاتی ہے۔ استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن جو نکلے اور بچاؤ کے لئے جدوجہد کرنی ضروری ہے اس واسطے اردو کے حامی اپنی درجہ استیقامت میں پائ کریں۔ سنائی ہو یا نہ ہو وہ اس بات پر اڑے رہیں۔ اور خطوں کے پتے اردو میں لکھا کریں۔ اور ایسے مقامات کے پتے جہاں اردو کا رواج نہ ہو ان پر پہلے اردو میں پتہ لکھیں اور اس کے بعد نام اور مقام انگریزی میں لکھ دیا کریں۔

اپنے گھروں میں اردو بولنی چاہئے۔ جو لوگ گھروں میں گجراتی یا پنجابی بولتے ہیں۔ وہ اردو کے راستے میں کانٹے بچاتے ہیں۔

لوگ بلا ضرورت انگریزی بولتے ہیں وہ ہندو ہوں یا مسلمان ہندوستان کے دشمن ہیں۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ خطوں کے اردو پتے لکھنے کی اور گھروں میں اور باہر کے کاروبار میں اردو بولنے کی تحریک جاری کی جائے۔

لوگوں کو چہرے میں اردو کتابیں دینے کا رواج جاری کرنا چاہئے۔ لیٹریچر اردو میں چھپوانے چاہئیں۔ اردو زبان پر عبارت چھپوانی چاہئے۔

”اردو بولو۔ اردو لکھو“ اور ہر شخص اپنا خطم کرنے کے بعد قلم سے بھی لکھ دیا کرے ”اردو بولو۔ اردو لکھو“ اس سے عوام میں اردو کا چرچا بڑھ جائے گا۔

یہ سب کام عوامی نہ ہونے چاہئیں۔ مسلمانوں کی حالت چہرے ہے کہ ان کا

جوش دودھ کا پال ہوتا ہے۔ ان کو سمجھ لیتا چاہئے کہ اگر انھوں نے اردو زبان کو بچانے اور ترقی دینے کا کام شروع نہ کیا تو ان کو نہایت بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔

مشائعوں میں عشق بازی کی غلطیوں سے باز رہیں۔ اردو کی تعریف اور اردو کی اصلاح اور اردو کی ترقی کے اشعار شاعروں میں جاری کئے جائیں۔

عسکری اور میلوں اور ملازموں اور عیدوں اور جلسوں کے مقبول پر اردو کے بچاؤ اور اردو کی ترقی کی تقریریں کی جائیں۔

الغرض ہر مسلمان چاہے وہ ہندوستان میں ہو یا پاکستان میں ہو اردو کے بچاؤ کا کام شروع کرے۔ بعض انھیں ترقی اردو یاد دہری جماعتوں یا اشخاص پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔ کیونکہ یہ کام محدود طریقے سے ہو گا تو جلدی کامیابی نہیں ملے گی۔ ہر شخص کے دل میں اردو بچاؤ کا ایک جوش پیدا کر دینا چاہئے۔

البتہ یہ بات ضروری ہے کہ کانگریسی حکومت یا اردو کے مخالفین کے خلاف کوئی بات زبان سے یا قلم سے نہ کہی جائے۔

بلکہ چپ چاپ اپنا عمل جاری رکھا جائے۔ پھر کوئی شخص اردو کو نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ ہندوستان کی حکومت کتنی ہی کوشش کرے کس شخص کو اردو کے کام میں کامیابی نہ ہو سکے گی۔

یاد رکھئے ہندوستان میں ہے کہ بڑا ہاؤس ڈال دیا بلکہ فردی عمل کا مستحق ہے۔

پاکستان کے پایہ تخت کراچی کا نام ”مدینہ ہند“ رکھا جائے

پاکستان کے جھنڈے پر

رسول اللہ کے روضے کا نقشہ بنایا جائے

عام بارشوں میں آبیاری کرنے کے لئے
سجڑوں اور گھٹروں اور درگاہوں پر

پانچ روپے پندرہ میں خواجہ عبدالکبیر علی
سے منگائیے۔ ایک لوح دو آٹے کی

جو عورت مرد مسلمان اس اعلان کو پڑھے۔
وہ فوراً ایک خط یا ایک تار قائد اعظم کو بھیجے۔
جس میں درخواست کی جائے کہ کراچی کا نام ”مدینہ ہند“ رکھا جائے۔
اور مسلم لیگ کے جھنڈے پر رسول اللہ کے روضے کا نقشہ بنایا جائے۔

ہر مسلمان نماز میں التحیات پڑھتا ہے۔
اور التحیات میں السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ پڑھتا ہے
جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”سلام آپ پر اے اللہ کے نبی“۔
پس جب مسلم لیگ کے جھنڈے پر رسول اللہ کا سبز گنبد نظر آئے گا۔
تو مسلمان عورت مرد و دو و سلام کے نعرے بلند کریں گے۔
اور اس سے دس کروڑ مسلمان ایک دل اور ایک عمل ہو جائیں گے۔
اور جب پاکستان کے پایہ تخت کا نام ”مدینہ ہند“ لیا جائے گا۔
اسلامی جوش اور خست رسول کی سبلیاں چمکنے لگیں گی۔

اس لئے ہر مسلمان عورت و مرد قائد اعظم کو خط لکھنا یا تار بھیجنا فرض ہو گیا ہے۔

خواجہ حسن نظامی دہلی ۹ رمضان ۱۳۴۷ھ

قرآن کے فیضان کی چابیں جس میں قادیانی ہر مذہبی و ملی و نسوی و لسانی و تہذیبی و ملی و نسوی

جو عورتی اور مرد و زنان کی عبادت میں یا کسی اور مذہبی کی عبادت میں یا کسی

دنیا کے انہی کمرہ رہبر مسلمانوں کی قومی نعرہ
اللہ اکبر

نعرہ تکبیر

ایم ایم سے زیادہ طاقت دالے

وقت آگیا ہے کہ دنیا کی سب مسجدوں میں ہر نماز کے بعد رب غازی مل کر ایک نعرہ تکبیر کا نعرہ بلند کیا کریں
 اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ۔ واللہ اکبر۔ واللہ اکبر۔ واللہ اکبر۔
 اللہ سب بڑا ہے۔ اللہ سب بڑا ہے۔ وہی ایک اللہ ہے سب بڑا ہے۔ اسی کی حمد ہے۔
 مسجدوں میں گھروں میں جلسوں میں مکتبوں میں سکولوں میں کالجوں میں روزانہ تکبیر پڑھا کیجئے۔
 تکبیر پڑھنے سے دل مضبوط ہوتے ہیں۔ خوف اور پریشانی دور ہوتی ہے۔
 تکبیر پڑھنے سے بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ سب مرادیں پوری ہوتی ہیں۔
 جہاں تکبیر پڑھی جاتی ہے فرشتے آسمان سے وہاں آجاتے ہیں۔
 جہاں تکبیر پڑھی جاتی ہے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ
 اور حضرت ابو عبیدہؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ کی روحیں وہاں آجاتی ہیں۔
 جہاں تکبیر بلند ہوتی ہے۔ غازی محمد بن قاسم اور سلطان محمود غزنوی اور
 سلطان شہاب الدین محمد غوری کی روحیں وہاں آجاتی ہیں۔
 جہاں تکبیر پڑھی جاتی ہے۔ خود خدا نعرہ لگاتا ہے نصر تین اللہ فتح قریب
 ساری دنیا کی امت کی تکبیر کے نفوں کی آواز اللہ سنانے ہیں اور خود بھی تکبیر پڑھتے ہیں۔
 خواجہ حسن نظامی دہلی۔ ۹ رمضان ۱۳۶۶ھ

مسجدوں اور گھروں اور دارالاماموں میں اور گزروں میں آواز بلند کر کے کہئے

شری کے فیضان کی چائیں لیں جو چشمتی قادری سہروردی علی گڑھی و دیوانہ آباد کی ہوتی

پانچ روپے ہرے میں خواجہ اولاد کمپنی دہلی سے مل جائیے۔ ایک روپے دو آنے کی

جو عورتیں اور مرد و زنان کی چائیں میں باکالین ان کو دے دینے کی اجازت ملتی

پورے قرآن مجید کا ہندی ترجمہ اور تفسیر
تیس کروڑ روپے کی خوشخبری
 خواجہ حسن نظامی دہلوی کا بہت بڑا کارنامہ
ہندی ترجمہ قرآن کی تبلیغ

چھ برس کی لگاتار محنت اور پچیس ہزار روپے کے خرچ سے
 خواجہ حسن نظامی دہلوی نے پورے قرآن مجید کی ہندی تفسیر اور ترجمہ شائع کر دیا۔
 شہنشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کو ٹو کا متن اس میں ہے
 شمس العلماء مولانا ذہیر احمد مرحوم کا اردو ترجمہ ہندی حروف میں ہے۔
 شمس العلماء خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ہندی تفسیر اور ہندی ترجمہ اس میں ہے۔
 جلد بندے ہوئے پورے قرآن شریف کا ہدیہ پندرہ روپے ہے۔
 رمضان کی زکات اور خیرات اس ہندی ترجمے کی تبلیغ میں خرچ کیجئے
 پورا قرآن شریف لینے کی حیثیت نہ ہو تو صرف پارہ عم کا ہندی ترجمہ لگا کر تقسیم کیجئے
 پارہ عم کے ہندی ترجمے کا ہدیہ آٹھ آنے ہے۔

یہ دونوں چیزیں خواجہ اولاد کمپنی دہلی سے منگائیے۔

خواجہ حسن نظامی دہلی نے شائع کیا۔ ۹ رمضان ۱۳۷۱ھ

مسجدوں اور گھروں اور دکانوں میں درالعلم باڈی میں ویزاں لٹکے کے لئے۔

قرآن فیضانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فادری ہر روزی نفاذ کی جیسی ابلا زائد کی بتائی۔

پانچ روپے میں یہ قرآن خواجہ اولاد کمپنی دہلی سے منگائیے۔ ایک دو روپے کی

جو عورتیں اور عورتوں کی چاہیں یہیں یا دکانوں میں کر کے ان کے لئے قابلِ ستائش ہوگی

اور امام باڑوں میں آؤں یاں کرتے ہے
مسجدوں اور گھروں اور درگاہوں

ہمارا مہتمم
خدا بادشاہ
خدا کا بنایا
قرآن بادشاہ

پانچ روپے ہرے میں خواجہ جلال الدین دہلوی
سے منگالیجے۔ ایک لوحِ دِوِ آئے کی

قرآن اللہ کا سچا کلام ہے۔

قرآن دُنیا کی سب آسمانی کتابوں سے زیادہ آسان کتاب ہے۔
 خلفاء راشدین کے بعد کسی مسلمان بادشاہ نے قرآنی تعلیم کی موافق حکومت نہیں کی۔
 پاکستان کی بادشاہی و تہذیبی بادشاہی ہونی چاہیے۔

جس طرح معلقہ راہنہ دین نے قرآن پر عمل کیا تھا اسی طرح اب بھی ہونا چاہیے۔

پاکستان اور ہندوستان کے ہر عورت مرد مسلمان پر قرآن کا سمجھ کر کچھ حنا بے حد ضروری کیا ہے تاکہ پاکستان کی حکومت مسلمانوں کی عام رائے معلوم کر کے قرآنی حکومت جاری کرے۔ شمس العلماء خواجہ حسن نظامی جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء روزِ دہلی نے قرآن شریف کا ترکیبی ترجمہ ایسے انداز سے شائع کیا ہے۔

کہ جن کو عربی زبان نہیں آتی وہ چالیس دن میں عربی زبان سیکھ جاتے ہیں۔

ترتیبی ترجمے کا قرآن شریف بہت موٹے حرفوں میں شائع ہوا ہے۔

ترتیبی ترجمے کی اردو عبارت پر بھی اعراب لگائے گئے ہیں۔

پورے قرآن شریف کی خوبصورت جلد بندی ہوئی ہے۔

ہدیہ پنڈتہ روپے لکھنے کا پتہ خواجہ اولاد کی پنی دہلی

قرآن کے فیضان کی چھالی میں چھٹی قادی سہروردی نانی سنوئی اور امامت کی تہائی ہوئی

جو غریبوں و مسکینوں کی خدمت میں پہنچا کر ان کی حاجتیں میں سے پہنچا کر لیں۔ ان کو یہ کہنے کی اجازت مل جائیگی

ایستان اور دھندلے کے عورت اور مسلمانوں کی شایہ سوزی رات بیدار رہ کر غامض مانگیں۔

خداوند جانے اور ہندوؤں کا یہ کہنا کہ خطائیں کوئی صورت سے نہ خدا کی کوئی صورت ہے۔ اور پھر یہ بھی کہنا کہ خدا میں صفیں بھی ہیں اور خدا کی صورت بھی ہے اور مولانا رام دھاکا یہ لکھتا کہ خدا کی بے صورتی کی نشان دہی انسان کی صورت مندوار ہوئی اور پھر اسی بے صورتی میں جا کر سما گئی۔ ایک منہم ہے۔ ایک گور کہ وہ خدا ہے۔ اور شاعر کا یہ کہنا ٹھیک معلوم ہوتا ہے۔

ہم دہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی کچھ سہارا ہی خبر نہیں آتی آخر قرآن کی سورۃ رحمن کی اس آیت کے قدموں میں سر جھکا یا گلے پر جو ہم حق تعالیٰ کی نشان دہی ہر روز اندکی ایک نشان ہوتی ہے۔ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس دنیا میں ہر دن اللہ اپنی بے صورتی کی بے شمار شکلیں اور صورتیں اور نشانیں ظاہر کرتا رہتا رہتا ہے۔ اور ان نشانوں کی بھی جب ہی ہو سکتی ہے کہ خود انسان اپنی رنگارنگ نشانوں پر غور کرنا شروع کرے۔ اس لئے آج میں یہ کتاب لکھنی شروع کرتا ہوں اور آج تک دو سو سے زیادہ مکتبی کتابیں لکھی ہیں ان سب کو آج کی اس تمہید کے دامنوں میں کھینچتا ہوں۔ کیونکہ وہ سب کتابیں اگرچہ الگ الگ مضمونوں کی ہیں۔ لیکن ان سب میں میرے رحمان کی کوئی نہ کوئی نشان نظر آتی ہے۔ اس کے بعد کہتا ہوں کہ آج ہندوستان اور پاکستان کے حکمران ہندو مسلمان جن جن مصلحتوں میں مبتلا ہیں وہ سب بھی میرے مولائی کسی نہ کسی شان کے نشان ہیں۔

اس کے بعد میں فلسفہ تقویٰ کی صحبت سے ایک فراخ زبانی کے ذریعے نیچے اتر کر آتا ہوں۔ اور اپنی شکل کے انسانوں کو برابر پر تقویٰ کے سامنے بلاتا ہوں۔ پہلے میرا اردلی آواز دیتا ہے کوئی مسٹر ایٹلی وزیر اعظم حاضر ہے؟ اور فزائیک انگریز حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آ جاتا ہے۔ اور میں اس سے پوچھتا ہوں کیا تم نے اپنی انگریز قوم کی گرفت سے ہندوستان کو آزاد کیا ہے؟ جواب سنتا ہوں ہاں میں نے ہی یہ نیک کام کیا ہے۔

تب میں کہتا ہوں تمہارے جن بزرگوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا تھا۔ اور قبضہ کرنے کے وقت خوں ریزی کی تھی۔ مگر کیا تھا۔ جوٹ بولے تھے۔ دھوکہ بازی کی تھی۔ کیا یہ ٹھیک کام تھا؟ کیا تم اس کو نیک کام سمجھتے ہو؟ جواب دیا نہیں وہ بڑا کام تھا۔

تو کیا تم اپنے بزرگوں پر گنہگاری کا الزام لگاتے ہو؟ کیا اولاد کے لئے یہ زیبا ہے کہ اپنے باپوں کو گنہگار کہے؟ مسٹر ایٹلی جواب نہ دے سکے۔ اور کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنی نیک نامی اور اپنی شان اسی میں بڑھتی نظر آتی ہے کہ میں نئی تاریخ میں یہ لکھواؤں کہ مسٹر ایٹلی نے ہندوستان کو آزاد کر دیا۔

پھر میں نے اپنے اردلی سے کہا بھارو برطانوی شاہنشاہ کے چار زاد بھائی لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل ہندوستان کو۔ اردلی نے آواز دی کوئی لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن شاہنشاہ برطانیہ کا چچا لڑ بھائی جنگ

یورپ کی فوجوں کا سب سے بڑا سپہ سالار ہندوستان کا جاسٹر ہے اور اب ہندوستان کا گورنر جنرل حاضر ہے؟

ایک نہایت حسین و جمیل سر و قد و شانی و زیبائی میں سرشار سامنے آیا۔ اور دونوں ہاتھ سیدھے کر کے اپنا سر میرے آگے جھکایا۔ مجھ کو اس تصور نے بڑا مرادیا۔ اور

میں نے فوراً آواز سنی کہ یہ تصویر بھی تمہاری شان ہے۔ اور مجھ کو اس تصور کی طاقت

دینے والے بھی نہیں ہیں۔ اور جولیت مجھ کو گورنر جنرل ہندوستان کے شانستہ انداز کی حاضری سے ہوئی وہ بھی ہماری شان ہے۔ اب پوچھ۔ اس آدمی سے پوچھ کہ تو نے کیوں اس کو بلایا ہے؟

یہ صدائے غیب اور یہ صورت سرمدی حبیب مجھ کو دے دے وجود اور مجھ کی شکل ہونے کے تصور کے کان میں آئی تو میں نے کہنے کھڑے ہوئے انگریز لارڈ لوئی ماؤنٹ بیٹن سے کہا۔

اس وقت تم عالم اسرار میں ہو جہاں نہ میری کچھ حقیقت ہے۔ نہ تمہاری۔ تاہم تمہارے بنائے ہوئے انداز و حالت میں تم سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تم سے پوچھا جائے گا۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر ٹھیک ٹھیک بیان کرو گے۔

جواب دیا میں اقرار صلح کے ساتھ کہتا ہوں کہ مقام حکومت میں بھی اسی طرح ٹھیک ٹھیک کہوں گا جس طرح مقام ناسوت میں اپنی مقرر کی ہوئی عدالت میں بیج مکہ سامنے ٹھیک ٹھیک کہتا تھا۔ اس کے بعد ہم دونوں بیٹھ تھے۔ میرے کچھ پیروں پر نور ہے۔

رمضان کی شبِ قدر میں اپنی نفلت کے لئے اپنی قوم کے لئے اپنے ملک کی راحت و سکون

چرخہ چرخہ

سنادی میں اشتہار کا اثر
دوسرے اخباروں کے اشتہاروں سے اس لئے زیادہ ہوتا ہے کہ سنادی کو اکثر راجہ نواب اور کالگری لیگی لیڈر اور مولوی شائع سادہ ہر مہنت پڑھتے ہیں اور مسجدوں کے ہزاروں امام اس کو مسجدوں میں پڑھ کر سنا تے ہیں۔

سب سستی اجرت
سنادی اشتہاروں کی اجرت سب سے کم لیتا ہے۔ یعنی ایک آنہ سطر اجرت لیتا ہے اور دوسرے اخبار ایک روپیہ سطر تک جریدہ لیتے ہیں۔

سنادی میں اشتہاروں کی اجرت سب سے کم لیتا ہے۔ یعنی ایک آنہ سطر اجرت لیتا ہے اور دوسرے اخبار ایک روپیہ سطر تک جریدہ لیتے ہیں۔

سنادی میں اشتہاروں کی اجرت سب سے کم لیتا ہے۔ یعنی ایک آنہ سطر اجرت لیتا ہے اور دوسرے اخبار ایک روپیہ سطر تک جریدہ لیتے ہیں۔

کتاب صیث حصہ اول
تعلیم - طہارت - وضو - کے مسائل کی ایک سو اڑھائی صحنہ بخاری کی حدیثوں کا اردو ترجمہ از خواجہ حسن نظامی مجلد قیمت ایک روپیہ پتہ خواجہ اولاد کمپنی دہلی

شب قدر کی دعا
خواجہ حسن نظامی کے دھافانے میں رمضان کی شب قدر میں دعا کرانے کے لئے اپنا نام اور مقصد بھیجے اس کی دعا پڑھ کر نہیں لی جائیگی پتہ منظم دفتر دھافانہ خواجہ حسن نظامی دہلی - تارکارا پتہ خواجگان نئی دہلی - ٹیلی فون نمبر ۸۶۷۷

اجازت نہ ہو گی تداخار میں نام شائع نہیں ہوگا۔ مقصد دعا کی تبلیغ اور ذوق پیدا کرنا ہے۔

دواخانہ ہمدرد دہلی
کی بڑی فہرست منجانب سے اس دواخانے کی دوا میں بہت مفید اور بہت شہور ہیں۔

واحدی صاحب خان
دانتوں اور مسوڑوں کی سب بیماریاں دوا کر دیتا ہے تیس برس سے تمام ہندوستان میں استعمال کیا جاتا ہے پتہ دفتر طما محمد دہلی دریا منجھ فیض بازار دہلی

دواخانہ ہندستانی دہلی
مسح الملک حکیم محمد اعلیٰ خاں مرحوم نے جاری کیا تھا مسح الملک ثانی حکیم محمد جمیل خاں کی عمرانی میں چلتا ہے۔ اس کی آمدنی طبیبہ کالج دہلی کو دی جاتی ہے۔

بہت مفید طبی کتابیں
اسطوئے ہند خان صاحب حکیم محمود علی خاں ماہر دہلوی کی لکھی ہوئی مفید عام دھافانے میں گتایں پڑھنے والے کا پتہ منزل روٹن بازار دہلی سبزی منڈی دہلی

ایسر مسروق انڈیا لمیٹڈ
دہلی سے بھٹی براہ گوالبندہ کے ہوائی جہاز سے سفر کیے جاتے ہیں مرنبہ دوشنبہ - جہانگیرہ اور جمعہ وقت رونا لکی از دہلی

ایسر مسروق انڈیا لمیٹڈ
ہوٹل امپیریل نئی دہلی ایجنٹ انڈین نیشنل ایر لائنز ملہ پزیرہ بلڈنگ ٹوکس نئی دہلی

تارکارا پتہ "ایر ٹیکسٹ"
ٹیلی فون نمبر ۲۰۰

عید میلہ کی فیکٹری
مغفوک اور خوردہ لڑکیوں کی جینزیں دینے والے کلام مجید یہ اکتالیس روپے جنرل نیوز ایجنسی دہلی بازار بلیمارن دہلی

سفر نامہ حجاز
لقمان الملک حکیم نامینا مردم کے جانشین حکیم عبدالغنی انصاری عرف حکیم خسرو شاہ نظامی طبیب آصف جاہی حید آباد کن کالکھابو اسفر نامہ حجاز سفر حج کے وقت ساتھ رکھئے۔

آصف جاہی حلوانی
محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی منظم جاہی ماکبٹ حید آباد کی دکان کی کھانیاں اعلیٰ حضرت آصف جاہ ہفتہ پڑھانے

اخبار دین نیادہلی
بہت شان دار باتھویر منفی دار اخبار ہے اس کے دلچسپ اور مفید خاص عام مضامین کی ایک کالگری کے حلقوں میں ہر

اخبار عادل دہلی
سہ روزہ شائع ہوتا ہے اخبار دین نیادہلی کی سطح بیان پر اخبار میں ہی ہر روز شائع ہوتا ہے ہر چھ ہفتہ بدل ہے۔

ہر مومن عورت مرد و مسلمان کے ساتھ اللہ کی عظیم قوت کے فرشتے رہتے ہیں۔

رعیت کفائل کی ضرورت
خواجہ جن نظامی کے مشہور
روزانہ اخبار رعیت کا
فائل دیکھا رہے۔ اگر پورا
ہوا اور اچھی حالت میں ہو تو
چالیس روپے قیمت دی
جائے گی۔ دفتر منادی
دہلی کو بھیجے۔

سورہ کے باورچی کی ضرورت
سورت کے کھانے پکانے
والے باورچی کی ضرورت
ہے۔ تنخواہ ساڑھے پچھلے
ماہوار اور دینے کا مکان
دیا جائیگا سو فترا خبار
منادی دہلی کی معرفت
خط لکھے۔

دکان دار
جو دربار بازار کی دکان داری
کے طریقے جانتا ہو تنخواہ
دہ سو روپے ماہوار۔
دفتر منادی دہلی کی
معرفت خط و کتابت کیجئے۔

راشنگ تاجیوں کی ضرورت
ہندوستان کے ہر ایسے مقام
میں جہاں کالج راشننگ کی
خفیہ باقی کی خطا میں ہیں
مقررہ جاتی ہیں۔

مسیحی تاجی کی ضرورت
جو لوگ کسی ایسے مقام کی
جامع مسجد کے اماموں
کے تھے پیچھے جہاں
دس ہزار یا اس سے
زیادہ مسلمان تھے ہوں
ان کے نام ایک جہینے کے
لئے منادی مفت جاری
کر دیا جائے گا۔

اچھی دکان کے لئے
دیکھا رہیں
جو لوگ اور آواز می اچھی
جیسے قوالی کی خدمت
مکمل ہیں گانی پسند
کر رہے۔ ان کو چالیس
روپے ماہوار اور کھانا
اور مکان دیا جائے گا۔
خواجہ جن نظامی کے
پاس رہنا ہوگا۔

اپنی زبان میں غار
خواجہ حسن نظامی دہلی
کی تازہ تصنیف۔
عورتوں اور بچوں
اور نو مسلموں کو
یاد کرانے کی چیز ہے
قیمت اب آٹھ روپے
کتابوں سے کم قدر لو
بائس نہیں بھیجی جائیگی۔

منادی اپنے پیچھے
دفتر منادی دہلی میں
اخبار منادی کے پرانے
پرچے بھری کے لئے
موجود ہیں۔ پانچ پیسے
کو ایک پرچہ دیا جائیگا۔
بڑی مسلم ملک کے قائل
بہادر شاہ بادشاہ کی
اولاد کی قربانیاں

خواجہ جن نظامی کی بک
تازہ تصنیف۔ لب لب
کا گرس کے لئے سبق
آمنہ قیمت آٹھ روپے
لئے کا پتہ خواجہ حسن نظامی

سیر کا وہلی نامہ
خواجہ جن نظامی کے تہذیب
سیر کا وہلی نامہ
چھپنا شروع ہو گیا ہے۔
خواجہ جن نظامی کی تصنیف
حق حق تغلق می جہین
شروع ہوئی خواجہ حسن نظامی
کی کتابیں بک شاپ
غذا نامہ و واسا گری
جہین شروع ہوئی ہے۔
خواجہ جن نظامی کی تصنیف
حسن میں جہین شروع ہوئی
خواجہ جن نظامی کی تصنیف
ڈاکٹر کی تصنیف شروع ہوئی

اپنی کتابیں
یاد دہانی! اس کی وجہ
صرف آپ کی قیادت ہے۔
وس فلکیس سالم جہین
مالٹ شکر و ملک کی ہمیشہ
سے سائنس کا اصول ہے
کے ذریعہ تیار کئے جاتے ہیں
وس فلکیس کو تیار کرتے
وقت خاص نگرانی کی جاتی
ہے کہ گیو بک اجزا شکر جہین
ب وغیرہ برائیاں نہ ہوں
اور زندگی کے لئے بہت
ضروری ہر ضائع نہ ہوں
وس فلکیس نہ صرف
خوش ذائقہ ہیں بلکہ زود ہضم
اور طاقت بخش ہیں جو فیصل
سال بچوں اور ناواں لیسوں
کے لئے بھی بہت مفید ہیں۔
وس فلکیس زود ہضم
اور طاقت بخش غذا
شائع کردہ، ریشٹل فوڈ
پروڈکٹس کمپنی (انڈیا)
میرٹھ - (یو پی)

حاصل کتابیں
خواجہ جن نظامی کی تصنیف
کتابیں ختم ہو گئی ہیں
ہے عید کے بعد شکر ہفتی
تاریخ فرعون - عمر کا نامہ
سیرت نبوی - سیرت دہلی
نظامی قاعدہ -

حضرت امیر خسرو کا
سالانہ عرس
۱۸ ابرہ شوال ۱۴۳۵ھ بمطابق
۱۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء
حضرت امیر خسرو کا
سالانہ عرس شروع ہوگا
اور ۱۸ ابرہ شوال ۱۴۳۵ھ بمطابق
۱۷ اکتوبر ۱۹۱۴ء
ہاں کی مجلسیں ختم
ہو جائیں گی علامہ
بڑے عرس میں جو
لوگ نہ آ سکے تھے وہ
اگر آ سکتے ہوں تو ضرور
آئیں لیکن چار وقت
کے لئے آنا اپنے ساتھ
لائیں۔ مہمانوں کے
تیمار کا انتظام بھی
سے شروع کر دیا گیا ہے
میں عرس سے کئی دن
پہلے اپنے مندرجہ ذیل
یا سفر حیدر آباد سے
واپس آ جاؤں گا۔

لئے قوال
حضرت امیر خسرو کے عرس
میں نئے قوالوں کو
تیمار لیا جائے گا
کے لئے طریقے سکھائے
تیار کر دیں گے۔ عرس
لئے مشاہیر بھیجے
میں قوالی ہوگی۔

پشتون دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

مورخہ ۸ اگست ۱۹۴۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

لغات پاکستان

ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے ہندو مسلمانوں کو آپس میں اتحاد و مربوط کرنے کے لئے میں نے لغات پاکستان کتاب لکھتی شروع کی ہے۔ جو فائدے جابود چھینے میں تیار ہو جائے گی۔ اس میں ملی فلسفی اور الفاظ کو ہندی حرف میں ہندوؤں کے فائدے کے لئے لکھا جائیگا۔ یوں ہندی الفاظ کا ترجمہ مسلمانوں کی معلومات کے لئے لکھا جائیگا۔ اور ہندی الفاظ کے ترجمے کے ساتھ ان کی تاریخ بھی لکھی مثلاً جناب اور جن لفظ لکھا ہے۔ وہاں اور جن کی تاریخ بھی بیان کر دی جائیگی۔ اسی طرح اسلامی شخص کی تاریخ بھی لکھی جائیگی مثلاً امیر بکر لفظ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تاریخ بیان کی جائے گی۔

یہ کتاب بھی ساز پر تیار ہوگی تاکہ ہر ہندو مسلمان ہر وقت پاس رکھ سکے۔ اور لغات کو ہر وقت فراغت یاد کر لیا کرے۔ کہ ہم باہمی الفاظ پر رخصت یاد کرنے چاہیں۔ ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے ہندو مسلمان ہر ایک کی زبان اور لکھنے میں ہر ایک کی زبان

ہندوستان کا جھنڈا

۲۲ جولائی کو ایک ایسے جلسے میں جہاں ہندو مسلمان دونوں شریک تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے نئی حکومت ہند کا ایک جھنڈا تین رنگ پیش کا کیا تھا۔ پہلا رنگ زرد و زعفرانی ہے۔ جو ہندوؤں کا قدیم مقبول رنگ ہے۔ جو دوسرا سفید ہے۔ جو امن و عامہ کا نشان ہے اور اس پر بدھ مذہب کے راجہ اشوک کا پرانا چکر بنا یا گیا ہے۔ اور تیسرا رنگ سبز ہے۔ جو مسلمانوں کا نشان ہے۔ جب یہ جھنڈا جلسے میں پیش ہوا تو مسلمان ممبروں نے جھنڈے کی عزت اور وفاداری کا یقین دلانے کی تقریریں کیں۔

میں چودہری خلیق الزماں لکھنوی مسلم لیگ ممبر اور سر سعد خاں آسائی مسلم لیگ کی تقریروں کو امن و عامہ اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے نیک فال خیال کرتا ہوں۔

پاکستانی جھنڈا

۲۲ جولائی کو ایک خاص جلسے میں جس میں ہندو مسلمان دونوں شریک تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے نئی حکومت ہند کا ایک جھنڈا تین رنگ پیش کا کیا تھا۔ پہلا رنگ زرد و زعفرانی ہے۔ جو ہندوؤں کا قدیم مقبول رنگ ہے۔ جو دوسرا سفید ہے۔ جو امن و عامہ کا نشان ہے اور اس پر بدھ مذہب کے راجہ اشوک کا پرانا چکر بنا یا گیا ہے۔ اور تیسرا رنگ سبز ہے۔ جو مسلمانوں کا نشان ہے۔ جب یہ جھنڈا جلسے میں پیش ہوا تو مسلمان ممبروں نے جھنڈے کی عزت اور وفاداری کا یقین دلانے کی تقریریں کیں۔

کا نقشہ ہوا اور ہلال تارہ بھی سبز رنگ میں ہوا۔ چونکہ پاکستانی حکومت اسلامی حکومت ہے اس واسطے کہ بندہ ظفر کی تصویر تمام دنیا کے مسلمانوں کو ایک دل بنا دیگی اور ترکی حکومت کا جاند تارہ بھی قائم رہے۔ سرخ رنگ مسلمان قوم کے جذبہ جہاد و سرخ فردوسی کی علامت ہے۔

پانچ تن بندھن

یکم اگست کے منادی میں پانچ تن بندھن بنانے کی تجویز کو مسلمانوں نے پسند کیا ہے۔ چونکہ اس کا مقصد مسلمانوں کی تنظیم ہے اس لئے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس ترکیب میں اگر ہندو اور اجیت ہی شریک ہونا چاہیں تو ان کی بھی شریک کرنا چاہئے۔ مجھے اس نکتے سے اختلاف نہیں ہے۔ منادی کے ناظرین کو اور جتنی بات کے ممبروں کو اس کی نسبت اپنے خیالات آگاہ کرنا چاہئے۔

گراچی کانٹنمنٹ ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے لئے ایک خاص جلسے میں جس میں ہندو مسلمان دونوں شریک تھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے نئی حکومت ہند کا ایک جھنڈا تین رنگ پیش کا کیا تھا۔ پہلا رنگ زرد و زعفرانی ہے۔ جو ہندوؤں کا قدیم مقبول رنگ ہے۔ جو دوسرا سفید ہے۔ جو امن و عامہ کا نشان ہے اور اس پر بدھ مذہب کے راجہ اشوک کا پرانا چکر بنا یا گیا ہے۔ اور تیسرا رنگ سبز ہے۔ جو مسلمانوں کا نشان ہے۔ جب یہ جھنڈا جلسے میں پیش ہوا تو مسلمان ممبروں نے جھنڈے کی عزت اور وفاداری کا یقین دلانے کی تقریریں کیں۔

اعلان کرنے ہر مسلمان کہ خدا کی سرکار کے قرآن کا ترجمہ بھی ہندی زبان میں کرکھرا رہا ہے۔

غلط بول چال

جنگ بھدپ کے زمانے میں میرے معذی
اُستاد شمس الملک مولانا محمد حسین آزاد
مرحوم کے پوتے آغا محمد اسحاق صاحب
المدینہ طریقی اردو نشر کرتے تھے۔ اور
مستقبل کو حال کہتے تھے یعنی ایک جہاں
دو دن یا ایک ہفتہ دو ہفتے بعد کے ہونے
والے واقعات کو یہاں بیان کرتے تھے۔
یکم گشت کو فلاں جلسہ ہو رہا ہے، بد گشت
کو فلاں صاحب فلاں مقام پر جا رہے ہیں۔
مگر جس طرح آغا اشرف کے آدابِ حرف
نے ساری دنیا کا دل موہ لیا۔ اور ہر جگہ
اس کا رواج ہو گیا۔ اسی طرح اُن کی یہ غلط
بولی بھی غلطِ العام فصیح بن کر سر جابھیل
گئی۔ اہل ادب چونکہ ہندوستان میں ہندی
راج ہوتے والی ہے اس واسطے بڑی
ضرورت ہے کہ غلط بول چال کو درست
کیا جائے۔ اور چونکہ منادی کے ناظرین
ایک حد تک صحیح اردو بولنے اور لکھنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے میں پہلے
اپنے اخبار میں بول چال کی اصلاح کا
کام شروع کرتا ہوں جس کے عمل کا طریقہ
یہ ہے کہ یہ مضمون دیکھتے ہی ٹھیک اردو
بول چال کے خواہش مند جب کسی آئندہ
خبر کو بیان کریں تو یوں کہیں کہ فلاں تاریخ
فلاں جگہ یہ ہونے والا ہے۔ یہ نہ
کہیں کہ فلاں تاریخ اور فلاں جگہ یہ کام
ہو رہا ہے۔ اور جب کسی اور کو ایسی غلط
بولی پڑے یا لکھتے دیکھیں یا سنیں تو
نرمی اور خندہ پیشانی کے ساتھ اُس کو
روکیں۔ محبت باندی نہ کریں۔ کوئی مالا

بہت اچانک مانے تو خود صحیح ہو لیں۔
دوسروں سے جھگڑاتے کریں۔

لفظ "آپ" کا غلط استعمال

بہت عرصے سے شاعروں اور ادیبوں
میں ایک غلطی رائج ہو گئی ہے کہ جب کسی
شخص کی شخصیت کا ذکر کرتے ہیں تو لفظ "آپ"
استعمال کرتے ہیں یعنی فلاں بزرگ نے
یہ فرمایا۔ اور جب اُن کے مرید نے یہ بوجھا
تو آپ نے اُس کی یہ پشیمانی بیان کی۔
یہاں لفظ آپ سے مغالطہ ہوتا ہے
کیونکہ لفظ آپ موجود اور مدعا ظاہری
کے واسطے بولنا صحیح ہے۔ غیر متوجہ کے
واسطے بولنا ٹھیک نہیں ہے۔ میر غفر
سے اس غلطی کا مرثب تھا۔ دوسرے
زیادہ کہتا میں جو میری شائع ہو چکی ہیں
اُن میں جگہ جگہ یہ غلطی موجود ہے۔ لیکن
اب چند سال سے میں احتیاط کرتا ہوں
اور یہ غلطی نہیں کرتا۔ جب کسی عبارت
میں رسولِ خدا کا ذکر آتا ہے۔ تو آنحضرت
کا لفظ استعمال کرتا ہوں کہ آنحضرت
نے یہ فرمایا۔ لیکن پہلے ایک ہی عبارت
میں جب بار بار آنحضرت کا ذکر آتا تھا تو
لفظ "آپ" استعمال کرتا تھا۔

ہندی حروف سکھنے چاہئیں

ہندوستان اور پاکستان میں رہنے والے
مسلمانوں کو ہندی حروف خود بھی سکھنے
چاہئیں۔ اور بچوں کو بھی سکھانے چاہئیں
یکم گشت کے منادی میں بھی میں نے اس
ضرورت کو ظاہر کیا تھا۔ میں بہت جلد
ایک چھٹی کتاب شائع کروں گا۔ جس میں

عربی اور اردو اور ہندی اور انگریزی
الفاظ ہندو زبان کے رسم خط میں لکھے جائیں
تاکہ ہندو مسلمان دونوں اس سے فائدہ
اٹھا سکیں۔ کیونکہ ہندوں کو بھی ایک بولی
اور فارسی بولنے والے ملکوں سے سابقہ
پڑے گا اس لئے ان کو بھی عربی فارسی رسم
خط اور ہر سکے تو زبانیں سکھانی چاہئیں
وہ اپنے گھروں میں ہندی بول چال
اور ہندی رسم خط جتنا چاہئے نہایت
اُن کی کار و بھادی اور حاکمانہ زندگی بھی
کا مایاب نہ ہو سکے گی اگر وہ دوسری زبانوں
کے رسم خط سے فاضل رہیں گے۔ کیونکہ اردو
زبان وہ زبان ہے جس کو ہندوؤں اور
مسلمانوں کے بزرگوں نے مل جل کر بنایا
تھا۔ اب اگر ہندو اور دونوں زبان اور اردو
رسم خط کو مٹانے کی کوشش کریں گے
تو اس میں اُن کو ہرگز کامیابی نہ ہو سکی
البتہ خدا ن کو اور اُن کی اولاد کو مشکلات
پیش آجائیں گی۔

انگریزی سے نفرت نہ ہونی چاہئے
میں نے حیدر آباد میں دیکھا کہ وہاں کے
اخبار اہل ادب بلا ضرورت انگریزی
الفاظ کا عربی فارسی میں ترجمہ کرنے کی
کوشش کرتے ہیں۔ اس سے اُن ہندوؤں
کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ اردو
بہت سی زبانوں کے الفاظ کا مجموعہ ہے
اور وہ جب ہی ترقی کرے گی۔ یہ اس میں
دنیائی بڑی زبانوں کے ایسے الفاظ
لکھے اور بولے جائیں جن کو سب لوگ
سمجھتے ہوں۔ میری جوانی کے زمانے میں
کتاب کے بعض اخبار دیکھنے سے آئندہ

ہندوستان میں رہنے والے ہر مسلمان پر قرآن مجید کی تبلیغ فرض ہے۔ ہر اگست ۱۹۷۷ء

کو محکمہ "لکھنے" تھے۔ حالانکہ سب جوتے بڑے ہندوستانی دھرم سے استفادہ کر رہے تھے۔ یہ سائنس کی کتابوں اور دوسری تحریروں کو انہیں بیان کیے وقت اصطلاحی الفاظ کو عربی فارسی اور اردو میں ترجمہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میرے خیال میں یہ غلطی ہے مناسب یہ ہے کہ سائنس کے اصلی اصطلاحی الفاظ لکھے جائیں۔ اور بریلٹ میں ان کا مقصد اور مفہوم ظہور پائے جائے۔

اردو کا چرچا پڑھنے کی ضرورت

ہر اگست کے بعد اگر ہندوستان خاندانی میں مبتلا نہ ہوا تو ان سب لوگوں کو جو اردو پڑھتے اور لکھتے ہیں جاسے ہندو ہوں یا مسلمان کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اردو کا چرچا زیادہ پڑھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ قرآن مجید کو سمجھ سکیں اور فقہاء میں مبتلا ہو جائیں گی۔ چار دواخباروں اور کتابوں کو خریدنے اور پڑھنے کے لئے ہر شخص اپنے اخراجات کے بجٹ میں گنجائش نکالے۔ اگر امکان ہوگا تو خود دین لوگوں کو نقصان پہنچنے کا جواز دے دیتے ہیں۔ اور اردو لکھتے ہیں۔ اور دوسری زبانیں نہیں جانتے۔ اس لئے شروع سے بچوں کو اردو پڑھانی جائے۔ اور لڑکیوں کے جیس میں اردو کتابوں اور اردو اخباروں اور اردو رسالوں کو بھی شریک کیا جائے۔

گورکھشا

میرے دل میں ہر روز ایک دعا ہے کہ ہندوستان میں ہر مسلمان نے سب بڑے بڑے

کام کئے ہیں کہ جنگ یورپ کے وقت چار کروڑ روپے قرضہ جنگ میں لئے اور بہت سے انگریزی اخبار خرید لئے اب حال میں انھوں نے بہت زیادہ شد و مد کے ساتھ گائے کی جان بچانے کا کام شروع کیا ہے۔

میں اس کام میں ان کا اور ساری ہندو قوم کا ہم خیال ہوں اور تیس برس سے لگانا لگائے کی حفاظت اور پرورش کی حمایت میں لکھتا رہتا ہوں اور آج سے ہندو سال پہلے ترک کرنا گائے کے نام سے ایک پمفلٹ ہندو ہزار چھپو اگر مفت تقسیم کیا تھا جس میں قرآن و احادیث کی دلیلیں بھی لکھیں تھیں۔ اگرچہ مجھے لکھنا مشال بھی ایسی معلوم نہیں ہے کہ کسی مسلمان نے میری تحریروں پر توجہ کی ہو۔ اگر توجہ کی گئی تو حق تعالیٰ لغت کے لئے کی گئی۔ یعنی بہت سخت احتیاج الفاظ میں میری اس رائے سے اختلاف کیا گیا جس کی وجہ میں سمجھتا تھا کہ محض یہ ہے کہ مسلمان قوم اپنے قومی اقتدار کے بچاؤ اور اپنی خوراک کے بچاؤ کے لئے خدا کرتی تھی۔

ورنہ دل ان سب کے بھی قائل تھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں صاف فرما دیا تھا۔ کہ اللہ کو تمہاری قربانی کے گوشت اور خون کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تو تمہاری پرہیزگاری چاہتا ہے۔

اسی قسم کی بہت سی قرآنی آیات ہیں۔ نے اپنی کتاب میں لکھی تھیں۔ وہ وہ پمفلٹ اب بھی میرے پاس موجود ہے اور جاری ہے۔ قیامت ہو گا یا جاسکتا ہے۔ اب مجھے پہلے سے زیادہ اس کی ضرورت

معلوم ہوتی ہے کہ میں گائے کی قربانی کی نسبت دور اندیش مسلمانوں کو سیدھا راستہ بتاؤں پہلے میرے سامنے اس تحریک کے دو مقصد تھے۔ ایک تو یہ کہ قرآن شریف کی تعلیم کو صحیح طریقے سے بیان کیا جائے۔ اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ ہندوستان میں دودھ دہی کی کمی نہ ہو اور دودھ دینے والے جانور پالے جائیں۔ اور ذبح نہ کئے جائیں۔

اور اب ایک تیسری وجہ بھی پیدا ہو گئی ہے کہ چار یا پنج کروڑ مسلمان ہندو حکومت میں رہیں گے۔ اور ہندو حکومت اپنی قوم کے مجبور کرنے سے وہی بندش عائد کرے گی۔ جو ہندو ریاستوں میں عائد ہے یعنی گاؤں کی قانوناً بند کر دی جائے گی۔ اور اس وقت ہندوستان میں رہنے والے مسلمانوں کو مجبوراً گائے کی قربانی چھوڑنی پڑے گی۔ اس لئے دانش مندی اس میں ہے کہ مسلمان ایسا طرز عمل اختیار کریں کہ ہندو حکومت کو قانون بنانا بھی نہ پڑے یعنی مسلمان گائے کی قربانی ادا گائے کے گوشت نہ کھائیں دوسرے جانوروں کی قربانیاں نہ کھائیں گے۔ اور دوسرے جانوروں کا گوشت کھائے لگیں۔

ایک دفعہ میں نے ایک بڑے ہندو لیڈر کو دیکھا جس نے کہا کہ گائے کی قربانی کی حق لغت اس لئے کرتا ہوں کہ آپ کو نہتہ کردوں۔ اور آپ کے سبھی رکیب سے چین لوں۔ مالہ می جی نے مجھ سے کہا تھا کہ یقیناً اگر مسلمان گائے کشی بند کر دیں تو پھر اگر کوئی ہندو لیڈر ہندو عوام کو مسلمانوں کے خلاف بغاوت کا نعرہ لگائے گا۔

قرآن کے ہندی ترجمے اور فقیر سے ہندو کو قرآن کی تعلیم کا حکم دیا جائے گا۔

زور کا مایاب نہ ہو سکے گا۔

ہندو و چھت چھات چھوڑ دیں جس طرح میں مسلمانوں کو ہندی سیکھنے اور لکھنے کی ترقی کرنے کے لئے دیتا ہوں۔ اسی طرح میں ہندوؤں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ مسلمانوں سے چھت چھات نہ کریں۔ یعنی ان کے ساتھ کھانے پینے کی پور کاوٹ ہے وہ ترک کر دی جائے۔ اگر سب سے نہیں تو کم از کم اُن مسلمانوں سے تو چھت چھات ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ بنگالے کا گوشت نہیں کھاتے۔ ہندوؤں کو معلوم ہے کہ ہزاروں لاکھوں مسلمان رویش اور مسلمان عامل گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ اعداد میں تو سا لہا سال سے باقوروں کی قربانیاں بھی نہیں کرتا۔ اور قربانی کی رقم اہل ضرورت کو بانٹ دیتا ہوں۔ پھر بھی میں تیس برس سے لگاتار یکجہ رہا ہوں کہ ہندو عوام باوجود یہ جانتے کے میرے ہاتھ کی چیزیں نہیں کھاتے۔ چنانچہ میرے بہت پُرانے دوست محنت رام کشن داس صاحب نے اپنے والد سال میں کئی بار مجھ سے ملنے آئے ہیں۔ لیکن انہوں نے آج تک میرے ہاں پانی کا ایک گلیہ بٹ ہی نہیں پیا۔ حالانکہ میں نے کئی بار اُن کے بیٹے والے مکان میں جا کر اُن کا بکایا ہوا کھانا کھایا۔ اور بچے یہ سن کر افسوس ہوا کہ ہندو عوام سے محنت صاحب کی اس بنا پر بہت ہی نفرت کی کہ انہوں نے اپنے گھر میں ایک مسلمان کو بٹھا کر کھانا کھلایا۔ اور وہ گھر میں ہندو کی حیثیت رکھتا تھا۔

سر دار ٹیل کا دسترخوان

موجودہ ہندو حکومت کے ممتاز لیڈر دار ولپ بھائی ٹیل کو یاد ہو گا کہ جب میں حیدر آباد میں آدھ سماجی ایجنٹیشن کے ملازم تھا تو گاندھی سے ملنے راجکوٹ کا کھانا دلوں میں گیا تو گاندھی جی کے حکم سے سر دار ولپ بھائی ٹیل کی صاحبزادی نے مجھے اپنے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا کھلایا تھا۔ اور گاندھی جی نے مستیہ گوہا اثر ماہی پتا میں بھی مجھے اپنے دسترخوان پر میرے سر پر کے ساتھ کھانا کھلایا تھا۔ اس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ اُن بچے دوپے کے لیڈروں میں چھت چھات پہلے بھی نہیں تھی۔ اور اب بھی نہیں ہے۔ لیکن ضرورت عام ہندو کو سمجھانے کی ہے۔ اگرچہ میں محسوس کرتا ہوں کہ گاندھی جی اور مسٹر ٹیل ایک حد تک بے کس ہیں۔ لیکن اُن کو میری طرح آزادی اور دلیری کے ساتھ ہندوستان کے بچے فائدے کی چیزوں کو عوام تک پہنچانا چاہیے۔

بھرت پور کا ہندو جلسہ

میرے خفیہ نوٹیوں نے مجھے اطلاع دی بھیجی ہیں کہ ریاست بھرت پور میں ہندوؤں کا ایک بہت بڑا جلسہ ہونے والا ہے۔ جو غالباً اسی جلالی کے آخر میں ہو گا۔ جس میں ایک لاکھ سے زیادہ ہندو جمع ہونے اور وہاں کانگریس کے ترنگے جھنڈے اور گاندھی کے خلاف بحث ہوگی۔ میں اپنے خفیہ نوٹیوں کی کوئی اطلاع آجکل ہندی میں وضع نہیں کرتا۔ کیونکہ میرے سامنے امن عامہ کی ضرورت ہے۔

جس کو اس شاعت سے نقصان پہنچے گا تاہم بھرت پور کے جلسے کی نسبت میں اس واسطے لکھتا ہوں کہ اپنے دوست ہندوؤں کو بتاؤں کہ کانگریس کی مخالفت کرنے سے امن عامہ کو بھی نقصان پہنچے گا۔ اور خود ہندوؤں کو بھی نقصان پہنچے گا۔ کیونکہ ہندو مہاسیجا اگر وہ نائک رائیٹی (یعنی) اصول سے کانگریس کا اقتدار کم کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کا مایابی نہ ہوگی۔ اور اگر کامیابی ہو بھی جائے تو ہندو مہاسیجا حکومت کو وقت کی ضرورت کی موافق چلانے میں کامیاب نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ کانگریسی لوگ بچاس سالہ برس سے کام کر رہے ہیں اور اُن کو حکومت کرنے میں وہ شکلات پیش نہیں آئیں گی جو ہندو مہاسیجا کو پیش آسکتی ہیں۔ اور میرے خیال میں مسلم لیگ کو بھی پیش آئیں گی کیونکہ اس کا تجربہ بھی کانگریسیوں سے کم ہے۔ لہذا ہندو مہاسیجا اور اس کے طرف داروں کو نازک وقت کا خیال کر کے کچھ دن خاموش رہنا چاہئے تاکہ ہندو قوم کا ایک پر باد نہ ہو جائے۔ عقلی اعتبار سے یہ بات ہر عقل مند کا

کہ اگر ہندو کانگریس اور ہندو مہاسیجا میں وہ نائک دائی (یعنی) کش مکش ہوئی تو ہندو سنگٹن (ایک) پاش پاش ہو جائے گا اور اس لڑائی سے انگریز اور مسلمان فائدہ اٹھائیں گے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ مسلم لیگ میں بھی عہدوں کی تقسیم پر کش مکش ہوگی۔ لیکن جس طرح مسلمان قوم ایک آدمی مشر خراج جمع ہوگی اگر ایسے ہی ہندو قوم ایک آدمی یعنی مہاسیجا کے پر جمع نہ رہی تو اس کو سنا زیادہ نقصان پہنچے گا جس کا اندازہ آجکل نہیں ہو سکتا۔

قرآن کا ہندی ترجمہ پڑھنے سے ہندوؤں کو سچے مسلمان کی پہچان ہو جائے گی۔

سیٹھ وال میاں کی گھر کھسا

سیٹھ رام روشن وال میں ایک نہایت
وچسپ بزرگ ہیں۔ قدرت نے ان کو
کوڑو روپے کا مالک بنایا ہے۔ بزرگوں
انسان ان کے کارخانوں اور ان کی کمپنیوں
میں کام کو کے روٹی کھاتے ہیں۔ ان کی
دولت کا اندازہ اسی سے کر لیجئے کہ گزشتہ
جنگ کے دوران میں انہوں نے چہ
کوڑو روپیہ صرف قرضہ جنگ میں دے دیا
تھا۔ اور اس اعتبار سے ہندوستان بھر
میں حنفیہ نظام کے بعد سیٹھ صاحب
ہی کا نام آتا تھا۔

سیدھی اس بے اندازہ دولت کے
بلوچ و مذہبی آدمی میں اس ہین مت
سے تعلق رکھتے ہیں جس میں جیہ میٹھا
انکاہ علیہ ہے۔

پچھلے دنوں دہلی میں ایک پادری ہوئی جس میں سب سے صاحب کے علاوہ بیباک۔
 فرید کوٹ۔ بیکانیر۔ گوالیار وغیرہ کے
 مہاراجوں کے علاوہ آئین سائنس سبیل کے
 ممبر اور حکومت ہند کے بڑے بڑے افسر
 بھی موجود تھے۔ اس موقع پر سینیٹ جی نے
 ایک تقریر کی۔ اور کہا کہ ادا دہلی میں نے
 بعد پہلا کام یہ سنا چاہیے کہ گورنر ہند
 ہو جائے۔ اور اگر ہندوستان کی آزادی
 حکومت نے ایک سال کے اندر گورنر ہند
 ہند نہ دی۔ تو میں ڈال میاں میں رہتا
 کے تمام وسائل اس کام کے لئے وقف
 کر دوں گا۔ خود گاؤں گاؤں پھروں گا
 اور ہندوؤں کو حکام کے خلاف بغاوت
 کی راہ دیں گا۔ اس کے بعد مرزا میرت

رکھ کر جان دید وں گا۔ اور میرے بعد میرا
بھائی جے ویل۔ میرا مادہ شامی پر شاہ
اب میری بیویاں میرے نقش قدم پر چلنے
اس جد و جہد کو جاری رکھیں گی۔
آپ نے مسٹر جناح سے بھی اپیل کی
کہ وہ پاکستان میں گائے کا ذبح کرنا منع
قرار دیدیں۔ ہم اس کے بدلے میں ہندوستان
کے اندر سور کے گوشت کی قانونی ضمانت
کے دوس گئے۔

سبحان اللہ۔ واہ سیّدی جی تمہارا ج۔ دانا
کی دین ہے۔ اس کے کرتے نہا ہے
کیسے کیسے بھولے بھالے لوگوں کو اندھا و
دولت دے دیتا ہے۔ اور کیسے کیسے
عاقل و دانالاف کی روٹی کو ترس لے ہیں۔
سیال یہ ہے کہ انگریز کو خیر سندھ و
سے حارہا ہے۔ لیکن کروڑوں مسلمان
ایسے ہیں جن کی خوراک گائے کا گوشت
ہے مگر حکومت انہیں اس خودیاد سے
محروم کر دے گی۔ سنا کہ اس کا کوئی بدل
تجزیہ کر دے گی۔ اگر یہاں سے کہہ کر
کا گوشت کھاؤ۔ تو غریب مسلمان اتنے
پیسے کہاں سے لائیں گے۔ کہ منہ کا گوشت
خرید سکیں۔ سیّدی جی کو یہ اعلان کو چاہئے
تھا۔ کہ آئندہ جو مسلمان فاندن گائے کا
گوشت کھانا چہرہ دیکھا۔ میں اس کو یا
رقم یک مشت دیدوں گا۔ تاکہ وہ بکرے
کا گوشت باسانی خرید سکے۔ اگر سیّدی جی۔
کوئی ایسا طریقہ اختیار کر سکیں کہ ملک میں
جوابگوں کے بڑے بڑے بارے قائم
ہو جائیں۔ اور وہ بکرے تین تین چار
چار روپے میں مسلمانوں کے ہاتھ نہ گئے ہیں
چھتھان ہو۔ اس کو دال میں جسے گوشت

پورا کر دے اس کے بعد گائے کا گوشت
آہستہ آہستہ آپ ہی متروک ہر جانیک
لیکن اس بات کی ضمانت ہے کہ کل
کی سیٹھ جی "مگو ہتیا" کے بجائے "چوتیا"
کے روئے پر اصرار کریں۔ اور پھر مسلمان ایک
شرعی نہ نکھاسکے۔

اپنی دولت اپنی جان اپنے پیاروں کی جانیں سب کچھ غور رکھنا کے لئے قربان کر دینے پر آمادہ ہو جانا سیدھی جی کے خدو میں کامیابیت ہے لیکن یہ محض آپ کا تکلف ہے کہ آپ مسلمانوں کو ممنوع کرنے کے لئے سور کے گوشت کو ملک بھر میں ممنوع قرار دے دیں گے۔ حالانکہ ہم نے سیدھی جی سے کبھی ایسا مطالبہ نہیں کیا۔ بلکہ ہم تو مسند و عہد کے ہندوؤں اور سکھوں کو خلی اہانت دیتے ہیں کہ وہ سور - گنا - گدھا جو جہاں بنات مشرق سے کھائیں وہیں بھی اعتراض نہ ہو گا۔ اور جس طرح ہم انہیں کھانے پینے کے معاملے میں عام اہانت دیتے ہیں وہ بھی ہمیں اہانت دے دیں کہ جن چیزوں کو خدا نے ہم پر حلال کیا ہے ہم ہمارے کھاتے روہیں اور کسی کو ہمیں منع کرنے کا حق نہ ہو۔ ہمارا جو حضرت نے سیدھی جی کی ہاں میں ہاں جوڑا ہے۔ اور گوشتیا کے روکنے کے لئے ایک محاذ قائم ہو گیا۔ دیکھیں اب نتیجہ کیا نکلتا ہے۔

مغفل! ازا جائے انقلاب لا سونے سے مراد کمال
لوٹ: - منادی کسی کچے میں گونگ کشتا کی نسبت
خارجہ کا ٹوٹنے کے مقابل جس میں امن عام اور وہ
جی بھی کی افراط کے لئے گونگ کشتا کی حمایت
کی ہے جو گردال میاں کی تفریق سے منادی کو
مناقض نہیں کیونکہ اس تفریق کا مقصد صراحتاً یہ ہے

خطوط اور جوابات

جنوبی افریقہ کے یورپین نو مسلم کا خط
مائی ڈیر میرانا! سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ایک غویل عرصے تک ہینڈلڈم - میک -
میٹا فرکس - فزیالوجی، اور یوگ ازم وغیرہ
کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد آخر کار ۱۹۳۷ء میں
میں نے مذہب اسلام قبول کر لیا۔ اور
قرآن شریف اور اسلامی شریعت کے قوانین
کا مطالعہ کیا اور شریعت کے مطالعے کے
بعد طریقت کی طرف میرا دل مائل ہوا۔
اور میں نے مولانا احمد مختار صاحب دہلی
میرٹھی مرحوم سے نقشبندیہ اور قادریہ
سلسلہ کی کچھ تعلیم حاصل کی۔
میں نے اکثر سنا ہے کہ اگر کسی شخص کو
روحانیت کے حصول میں مشکلات پیش
آئیں تو اسے کسی روحانی رہبر کی تلاش
کرینی چاہیے جو اسے روحانیت کے بلند
درجوں تک پہنچا دے۔ پس میں آپ سے
روحانی فیضان حاصل کرنا چاہتا ہوں۔
اسلام قبول کرنے سے پہلے میں ہندوؤں
کے منتر وں مثلاً ہری اوم "ہیرہ کا وظیفہ"
کرتا تھا۔ اور ان وظیفوں کے ذریعے
ارائے کی قوت اور دل و دماغ کی تقویٰ
کی طاقت بڑھاتی تھی۔ میرے اندر سید
ہو گئی تھی۔ مگر اب اسلامی طریقت نے
اصول کے مطابق جب میرا اسم اللہ ہو
اور لا الہ الا اللہ کا شغل کرتا ہوں تو
مجھے اپنے دل پر ایک سخت جوڑ لگتی

ہوتی تھی۔ ہوتی ہے اور مجھ پر قوت
طاہری ہوتی ہے۔ اور مجھے اپنے اندر مذکورہ
طاقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور میں یہی
آج کل میں دعا سے "الحمد للہ" اور آیت الکرسی
شریف کا ورد کرتا ہوں۔ اور مجھے امید
ہے کہ اس عمل کی طاقت سے مجھے کئی عظیم
کی قوت حاصل ہو سکے گی۔ اور سب میں
یہ عمل پڑھنا ہوں۔ اس وقت میری حالت
بہتر ہو رہی ہے اور مجھے روشنیاں
نظر آتی ہیں۔ اور میرا دل اور جن بھی نظر آتے ہیں
لیکن میرا مقصد نذر حق کی دید ہے۔
میں نے سنا ہے کہ تبت کے یوگی جو
ہمالیہ کے داموں میں رہتے ہیں۔ ہرے
بھرے درختوں کو خشک کر سکتے ہیں۔ اور
نہا میں اڑ سکتے ہیں۔ کیا اس کا سبب
یہ ہے کہ وہ لوگ قوت ارادی کے کچھ
ایسے راز جانتے ہیں۔ جو اسلامی طریقوں
سے برتر ہیں؟ کیا اسلام میں ایسا کوئی ذکر
نہیں ہے جو ہندوؤں کے پراثر بیج منتر وں
سے زیادہ موثر ہو؟ کیا آپ براہ مہربانی
مجھے کوئی ایسا ذکر بتا سکتے ہیں جو بے حد
موثر ہو مثلاً سلطان الازکار۔ وہ ذکر
ایسا ہو کہ مجھ پر اس کا بڑا اثر ہو بلکہ اس
کے ذریعے مجھے اس سے زیادہ روحانی
طاقت حاصل ہو جتنی لوگ کے عمل
سے حاصل ہوتی تھی۔ اور مہربانی کر کے
مجھے مراقبہ کرنے کا طریقہ بھی بتائیے۔
میں ممنون ہوں گا اگر آپ مجھے کوئی

ایسا عمل بھی بتائیں گے جس کے ذریعے
میں اپنے دشمنوں کے شر سے محفوظ رہوں
جو کئی دفعہ مجھے قتل کرنے کی کوشش کر
چکے ہیں۔
قرآن شریف کی تلاوت کے وقت کبھی
کبھی مجھے جن تھوڑے ہیں۔ مگر وہ میرا حکم
نہیں مانتے اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ
مجھے ایک خود غرض شخص نہ سمجھیں۔ میری
نیت صاف ہے۔ میں اسلام کی تبلیغ کا
کام بھی کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے سنا
ہے کہ آپ نے ہندو قوم سے ایک بڑا نفع
کیا تھا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کامل
مرشد ہیں۔ اس لئے میں نے آپ کی
خدمت میں یہ درخواست کی ہے میرا
اسلامی نام جمال الدین ہے۔ لیکن یہاں
لوگ مجھے میرے یورپین نام ہی سے جانتے ہیں
آپ کا مخلص نا انبندار
جواب :- پیارے بھائی شاہ جمال کو
بعد دعا سلام کے معلوم ہو کہ تمہارا انگریزی
خط میں نے سنا اور اس کا ترجمہ اپنے
اخبار میں اس لئے درج کرتا ہوں کہ میرا
جواب دوسرے انسانوں کو بھی فائدہ پہنچا
سکے۔ میں نے تمہارا نام دیکھا اخبار میں اس
واسطے نہیں لکھا کہ تم کو تمہارے دشمنوں
سے تکلیف نہ پہنچے اور انگریزی زبان
میں تمہارے خط کا مختصر جواب دہانی داک
کے ذریعے میں نے بھیجا ہے۔ اور
افریقہ کے مرید محمد امجد الف خاں نے بھی

مسلمان مندیوں کی حفاظت کریں اور ہندو مسجدوں کی حفاظت کریں۔

لیکھ رہا ہے اور ان کو روحانی تعلیم کی وہ کتاب بھی بھجوری ہے جو تعلیم تصوف کے نام سے میں نے لکھی ہے۔ وہ تم کو انگریزی میں اس کتاب کا مطلب سمجھا دے گی کیونکہ اس میں سلطان اللہ کار کا طریقہ بھی ہے لکھ دیا ہے۔ اور مراقبہ کو بھی طریقہ میں لکھتے ہیں۔

یہ سب میں تمہارے سوالات کا جواب ہے اور اس کے حالات کی نسبت اپنی رائے بھی لکھتا ہوں۔ شغل باس الغاس اور شغل مٹی اثبات سے تم پر جو وقت طاری ہوتی ہے۔ اور اس کی وجہ سے تم وہ تجلیات نہیں دیکھ سکتے جو ہندو لوگ میں نظر آتی تھیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مولانا حررت صاحب صدیقی کا انتقال ہو گیا ہے اور تم کو کوئی مسلمان رہنما نہیں ملا۔ اور میں بہت دور ہوں۔ تاہم اتنا بتا سکتا ہوں کہ بعض لوگوں کو باس الغاس اور غنی اثبات اور نصیہ اور محمودہ کے اشتغال سے حرارت بڑھ جاتی ہے۔ اور حرارت سے ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جیسی تمہاری ہوئی ہے۔ اس واسطے تم چشتیہ خاندان کا درود شغل باس الغاس کے بعد دراصل اللہ علیک یا محمدؐ پالسنو بار پڑھا کرو۔ اور جو مجھے سمجھ کر پڑھا کرو۔ ترجمہ یہ ہے کہ درود مجھے قلب پر اللہ یا محمدؐ یعنی یہ درود پڑھتے وقت یہ یقین رکھو کہ محمد رسول اللہ تمہارے سامنے تشریف رکھتے ہیں۔ اور تم ان کو مخاطب کر کے درود پڑھا رہے ہو۔ اس طرح درود پڑھتے سے حجابات دور ہو جائیں گے۔ اور تجلیات نظر آنے لگیں گی۔

(۲) ہندو لوگ اور دیوانت اور اسلامی تصوف کی تعلیم میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے

ہندو لوگ پرانا ہے۔ اور اسلامی تصوف نیا ہے۔ اس واسطے اسلامی تصوف کی تعلیم میں آسانیاں زیادہ ہیں۔ اور سنجائی جلدی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اور محنت بھی کم کرنی پڑتی ہے۔ ہندو لوگ کی تعریف سنسکرت میں یہ ہے۔ "دیوگ است چیت پرتی مزدہا"۔ "دیوگ یہ ہے کہ جسے دل اور دماغ میں لکھوئی پیدا ہو جائے ہندو لوگ کی انتہا پر انسان پہنچتا ہے تو اس کو یہ خیال نہ آتا ہے کہ جو کچھ ہوں میں ہوں۔ اور اسلامی تصوف کی انتہا یہ ہے کہ جب درویش انتہائی مشق کر چکا ہے تو اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ میں نہیں ہوں۔ بس خدا ہی میرا وجود ہے۔

تم نے اسلام قبول کیا بہت خوشی ہوئی لیکن دنیا میں کچھ درویش مسلمان ہیں جو اس روحانی لذت سے بے خبر ہیں جو تم نے چند دن میں حاصل کر لی۔

(۳) تم نے ثابت کے جن لوگوں کا حال لکھا ہے کہ وہ ہرے درختوں کو خشک کر دیتے ہیں اور وہ اس اڑ سکتے ہیں مجھے اس کی بابت بہت کم معلوم ہے۔ لیکن میں ان چیزوں کو اگر یہ کسی میں ہوں تعریف کے قابل نہیں مانتا۔ کیونکہ تعریف کے قابل وہی بات ہے جس کو تم نے ہی لکھا ہے۔ اور جس کے پڑھنے سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ تمہارا بھی اصل مقصد عرفان ذات الہی ہے۔

دعا تم نے ہندو قوم سے میرے مقابلے کی نسبت جو کچھ سنا ہے اس انتہائی ٹھیک ہے کہ آریہ سماج ہندوؤں کا کلی فرقہ ہے۔ اس نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کا کام شروع کیا تھا۔

اور کچھ مسلمانوں کو اسلام پر قائم رکھنے کا کام کیا۔ اس وقت میں نے سنجائی اور ابراہیم کے روحانی اشارے سے آریہ سماجی لیڈر سوامی شری مہاتجی کے نام اعلان شائع کیا تھا کہ آریہ سماجی اندر مسلمان عوام آریہ سماج اور اسلام کی روحانی طاقت دکھانے کے لئے میرا آپ کا روحانی مقابلہ ہونا چاہئے۔ اس طرح کہ با آپ کسی سو کے درخت کو با باجی منٹ میں ہر کر دیں یا میں ہر کر دوں۔ یا آپ سیر کے کنوئیں میں باجی منٹ کے اندر پانی پیدا کر دیں یا میں پیدا کر دوں۔ یہ ہم دونوں ایک مکان میں ہندو سماج میں اندر چلیں ان ملک بغیر کھڑے پانی کے وہاں رہیں اور آریہ سماجی اور مسلمان اس مکان کی حفاظت کریں کہ کوئی شخص تمہارا کو کھانا با پانی نہ پہنچائے پائے۔ پھر شخص چلیں کے بعد بھی اس حالت میں زندہ رہے اسی کے مذہب کی روحانی طاقت تسلیم کر لی جائے۔

(۴) لیکن سوامی جی میں غافل کے لئے لکھی نہیں ہو۔ پس میں آج تم کو اور سب کو بتانا چاہتا ہوں کہ روحانی طاقت ہندو عورتوں میں بھی ہوتی ہے اور مسلمان عورتوں میں بھی ہوتی ہے بشرطیکہ وہ دل لکھنے والے بزرگوں کی تعلیم پر عمل کرتے ہوں۔

(۵) اگر کم کو بڑی فریقہ میں کچھ مسلمان ویش بھائی تو ان کو بانی بات حیت کرنا کیونکہ تحریر کے ذریعے یہ چیزیں سمجھ میں نہیں آ سکتیں۔ تاہم میں مٹی میں بلبل کر افریقہ تک اپنی روحانی توجہ تم کو کچھ کچھ فائدہ پہنچانے کی کوشش کروں گا اگرچہ مجھے اقرار ہے کہ میری روحانی طاقت کی جتنی شہرت وہ درست نہیں ہے۔ اور میں اب کہ مرنے کے قریب آ گیا ہوں اور میری عمر اکثر ۷۰ کا ہو چکی ہے۔ اپنے اندر اپنے بزرگوں کے کلمات کا اثر دل میں بھی نہیں پانا۔ حسن نظامی۔

(۹)

تبصرہ اور تعارف

میں کا سالانہ نمبر ۱۹۳۲ء
 مدرسہ عالمگیری لاہور میں ۱۳۵۱ھ صفحات
 پر شائع ہوا ہے۔ بہت اچھے اچھے نظم و نشر
 مضامین ہیں۔ مسروق پر کتابت کی حسب ذیل
 چیزیں اصلاح طلب ہیں -

رواج اور عادت کی وجہ سے دیک اس کو پڑھ لیتے ہیں۔ لیکن انجان آدمی نہ پڑھ سکے گا۔ کیونکہ نام سیم کے بغیر ایک لمبی نشی کش گیر تک ہے۔ وہ س معلوم نہ پاتا ہے۔ لہذا آئندہ عالم الگ لکھنا چاہئے اور ”گیر الگ“۔

(۷) مضامین کی فہرست کی تیسری سطر میں "ممر سٹوں" لفظ لکھا ہے۔ اور چوتھی سطر میں "کاعروج" لکھا گیا ہے۔ اور چوتھی سطر میں صرف ایک لفظ واسطہ لکھ کر باقی ساری سطر خالی چھوڑی ہے۔ یہ کتابت کی خامی، اگر تیسری سطر میں فطری کی شاعری اور غالب کے چند شعر اور نسیم کا نارسخی کلام لکھ کر چوتھی سطر دونوں پہلو خالی چھوڑ کر بیچ میں کچھ جاتی تو بہت خوب صورت معلوم ہوتی۔ اور اب مضمون کا عنوان بہت بھلے طریقے سے تقسیم ہو گیا ہے۔ یعنی ممر سٹوں الگ اور

کا عروج الگ۔ سالانہ قیمت چہرہ روپے
چار آنے۔ اس پرچے کی قیمت ایک روپیہ لکھی ہے۔

اب تک نیشنلسٹک سبب چکے ہیں، رمضان
وقت کی ضرورت کے موافق ہوتے ہیں۔
دوسرے طبقے کے ناظرین کی پسند کرا لیا رکھا
جاتا ہے۔ سالانہ حیدر آبادیوں سے چہرہ
روپے سکھ عثمانی۔ اصلاحات اکٹروپے
سکھ عثمانی فی چہرہ تین آئے پرانا چہرہ پانچ لے
سرواق پر جہاں قیمت کا اعلان کیا گیا ہے
وہاں آخر میں ایک لفظ قبل اصلاح ہے
فرمیں یہ لفظ فراموش کیا جائے لیکن کاتب
نے صحیح نہیں لکھا ایڈیٹر صاحب کو ایسی
ضروری اصلاحات کا خیال رکھنا چاہئے تاکہ
حیدر آباد کی اردو ہندوستان میں بھی
مستند مانی جائے سکے۔

سیران طریقت { سائنس ۳۳۰-۳۳۱ صفحہ ۱۹، الگہائی چھپائی
اور کاغذ عمدہ و رسم ورق پر لکھا ہے مصنف
ابو المعارف قاضی میر لطف علی عارف
ابو العلائی قاضی پرگنہ محبت پورہ سرکارمید
نشرع میں مصنف اور ان کے والد کی مجلس
تصویر میں بھی ہیں۔ اس کتاب میں حیدر آبادی
مشائخ قدیم و جدید کے حالات سائنس کے
گئے ہیں۔ معلومات مشائخ کے لئے یہ کتاب
بہت مفید ثابت ہوگی۔ قیمت دو روپے
ملنے کا پتہ مکتبہ عزیز نیہ جوبلی قدیم حیدر آباد

ہمارے بھولے صوفیائے ناغیل سیت
۶۴ سرور شہر دکن بھول کی تصویر - نوشتہ
محمد سعید الدین صاحب بی ایس سی ایم اے
ڈپٹی ایف - آر ایم - ایس - ایف - ایف

ایس۔ سی۔ الیف۔ ایل۔ ایس (لندن) صدر شعبہ نباتیات جامعہ عثمانیہ۔ ادارہ ادبیات اردو نے شائع کی ہے۔ اور ادارہ ادبیات اردو کے سلسلہ مطبوعات کا یہ ۳۴واں نمبر ہے یہ بہت ضروری اور بہت مفید کتاب ہے۔ پھلوں اور پھپھوئوں کے درختوں کی عالمانہ تحقیقات اور کیفیات درج کی گئیں ہیں۔ قیمت ایک روپیہ پتے کا پتہ ادارہ ادبیات اردو صدر آغا دکن۔

اسلامی عدل گستری { ۳۰۳ تا ۳۰۴ صفحہ }
 ۳۰۳ تا ۳۰۴ صفحہ

روزنامہ خواجہ حسن نظامی ہلوی

۲۱ رمضان ۱۳۵۷ھ بروز جمعہ ۱۹ اگست ۱۹۳۷ء
موسم آج بھی دن بھر بوجھا بار بار ملین
دن کو ہوا بند ہو جانے کی وجہ سے ذرا گرمی
معلوم ہوئی۔

یکم اگست کا منادی آج اگست کی سچی
تاریخ کا منادی تیار ہو کر چھاپے خانے میں چلا
گیا۔ غزلیات قوالی کے سٹولہ صفحے بھی اس
پرچے کے ساتھ شائع ہوں گے۔

ملاقاتی جناب میر عنایت حسین صاحب
سجادہ نشین درگاہ حضرت خواجہ سعید حسن صاحب
ملنے آئے تھے سیٹھ محمد اقبالی بیٹی بولے
بھی آئے تھے۔ آغا خان جماعت کے ڈاکٹر
سیٹھ چنارہ اور سیٹھ حمید بھی ملنے آئے تھے۔
چھبلی آج سید ابن عربی سنگھاڑہ چھبلی شکار
کر کے لائے تھے۔ اور اپنے ہاتھ سے بکائی
تھی۔ مدت کے بعد ایسی مڑے دار چھبلی کھائی
تر تیلی ترجمے کی صحت آج ترمیمی بیچے
کے دو باروں کی صحت کی تھی۔

بہت بڑی خوشخبری آج حسین کا خط
آیا تھا کہ انھوں نے میرے لئے یورپ کا
بتا ہوا نہایت عمدہ کاغذ ایک لاکھ پندرہ خرید
ہے میں نے ان کو لکھا کہ اگر وہ کاغذ جلدی
آجائے تو ترمیمی ترجمے کی چھپائی میرے حسب
ہو جائے گی۔ کئی مہینے سے کاغذ کی تلاش میں
ہوں اور وہ نہیں ملتا جس بارہ کتابوں کی
کاپیاں لکھی ہوئی رکھی ہیں۔ ان کے لئے بھی
کاغذ میسر نہیں ہے۔

دو مجھے مبصر میرے ہاں بجلی کے دو

مبصر ہیں۔ ایک درگاہ شریف کے لئے دوسرا
میرے مکانوں کے لئے اب دو نئے مبصر
کی درخواست دی تھی۔ دہلی میں آجکل ہزاروں
روپے کے خرچ پر بھی بنامیر میر نہیں آتے۔ مگر
نئی دہلی میں سبیل نمیشی نے آج مبصر مول چند
کو بوجھا خاکہ بن میناٹ کو دیکھیں، جہاں
خواجہ صاحب دو نئے بنائے ہوئے ہیں
کیونکہ کبھی نے دو نئے مبصروں کی منتظر رہی
دی رہی تھی۔ میں ایک مبصر خسرو منزل میں اور
دوسرا علی محل میں لگانا چاہتا ہوں۔

چھبلی کی بے قراری آج رات کو چھبلی
معدے میں جانے کے بعد اتنی زیادہ ترار
رہی کہ مجھے نیند نہیں آئی۔

تیل کو مالش کہ مرزا بولڈل محمد نعیم نظامی
ایم اے میرے سر پر تیل کی مالش کرتے آئے
تھے۔ وہ فانس ڈیپارٹمنٹ میں عہدے دار
ہیں۔ اور بہت منتظم آدمی ہیں۔ کراچی اور
مقامی مسلم لیگ کے دفاتر و کمپنیٹ
بیان کرتے تھے۔

میرے پاس روزانہ زبانی اور ٹیلی فون اور
خطوں کے ذریعے لیگ اور فافوس کے باہمی
تعلقات کی خبریں آتی رہتی ہیں لیکن ہیلن
گوہ اخبار میں لکھتا ہوں نہ روزنامے میں
لکھتا ہوں۔ تاکہ منادی کے ناظرین کے
خیالات مکرر نہ ہوں۔

آغا دواشی نے رسالہ آجکل وغیرہ کے
مدیر اعلیٰ آغا دواشی صاحب کل ملے آئے
تھے۔ وہ انگریزی فارسی پشتو کے علاوہ کئی

زبان بھی جانتے ہیں۔ میں ان کے رسالہ آجکل
کو نرم مندوستان کے اردو رسالوں پر
ذوقیت دیتے ہوں۔

خواجہ بانو کا مار لہ کل صبح خواجہ بانو میرے
سب بچوں کے ساتھ حیدر آباد سپریم کورٹ
مگر کل رات تک تار نہ آیا تو مجھے بہت زیادہ
نار ہو گیا کہ راستے آجکل خطرناک ہو گئے ہیں
سیکن آؤ کل صبح نو بجے کا دیا سوا۔ بہم بچی
لکھا تھا۔ میں سب بچوں کے ساتھ حیدر آباد
بغیریت پہنچ گئی۔

سرمکن کی نیاز کہ کل سارا رمضان کو میری
پہلی مرحومہ بیوی حبیب بانو بھی سالانہ میاں
ہو گئی۔ خواجہ بانو ہر سال بڑے اجتماع سے
یہ نیاز دلایا کرتی تھیں۔ اور میں ہنسنا کرتا تھا
کہ سرمکن جو قیاسی ہو کہ مرنے کے بعد بھی ہو کہ
کو یاد رکھتی ہیں۔ لیکن میری پہلی بیوی حبیب بانو
زندہ ہیں تو شاید خواجہ بانو ان کی اتنی زیادہ
قدر نہ کرتیں۔ تاہم میرا خیال ہے کہ میں نے

ہزاروں لاکھوں خورتوں میں خواجہ بانو کو
غیر معمولی عورت پایا ہے۔ کہ وہ اپنی سوتیلی
بیٹی خور بانو سے اتنی زیادہ محبت کرتی ہیں کہ
اپنی سگی اولاد سے بھی اتنی محبت نہیں کرتیں
جب خواجہ بانو حیدر آباد جانے لگیں تو خور بانو
ان سے ملنے آئیں۔ اور گنگوڑ میں کھڑے ہوئے
جس گہاری کیوں دیوانی ہوئی ہے۔ یہ تیری
سوتیلی اماں ہیں۔ مجھے دیکھتے بچہ سے مل
کہ میں تیری سگی اماں ہوں۔ اور میں نے
تجربہ کو پانچ برس کی عمر سے پالا ہے۔ خور بانو

پولیسے قرآن کا ہندی ترجمہ رفسیر پندرہ روپے میں منگائیے۔

روستے روستے جواب دیا نہ پہ پہ تو مجھے سگی
 اناں سے بھی نہ اچھ جانتی ہیں۔ میں
 نے کہا کیوں میری قدرت بختی ہے۔ یہ سب
 زمانہ سازی ہے۔ خراجہ بانو نے ہنس کر
 کہا خراجہ کرے سب میری تیلی میں میری طرح
 زمانہ ساز بن جائیں۔ اور سونے پیلے بچوں
 کی نصیبت و عدم ہے جس سے مسلمان
 گھروں میں ہر وقت و فسخ نظر آتی ہے۔
 ۲۲ رمضان ۱۳۵۸ھ جولائی ۱۹۳۹ء
 یاد کا دن ۶۷ برس اولیادوں کے
 وہ مقصد ہوتے ہیں ایک دینی اور دوسرا
 دنیاوی دینی مقصد تو یہ ہے کہ انسان اپنی
 عاقبت کی یاد رکھے۔ اور دنیاوی مقصد
 یہ ہے کہ اولیاد اٹھ کر اپنے قربت داروں
 سے تعلق زندہ رہے۔ جو لوگ نالہ و نایا
 فاتحہ درود کے قائل نہیں ہیں درحقیقت
 وہ روحانیت اور عاقبت اور قرابت کی
 محبت سے محروم ہوتے ہیں۔ حالانکہ قرآن
 وحدیث میں اہل قرابت کی محبت کے
 تاکید اور احکام موجود ہیں۔

آج میری مرحوم بیوی حبیب بانو کی وفات
 کا سالانہ دن ہے۔ ان بیوی کی وفات
 شوال ۱۳۵۸ھ میں ہوئی تھی۔ یہ میرے حقیقی
 چچا سید معشوق علی کی چھٹی بیوی تھیں۔ ان
 کی بڑی بہن وحیدہ بانو میری موجدہ بیوی
 خواجہ بانو کی والدہ تھیں۔ مرحوم حبیب بانو
 سے تقریباً دس سال میری رفاقت رہی
 وہ تعلیم یافتہ نہیں تھیں۔ لیکن بہت خوبصورت
 اور بہت شیردار اور بہت سنگھڑ تھیں۔
 اور میری عمرت اور نفاقوں کے زمانے
 میں انہوں نے صبر و شکر سے میری عاقبت
 کی تھی۔ ان سے میرے دو بیٹے اور دو

بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ اب جن نکاحی بڑا
 بیٹا تھا۔ اب جن بھری چہرہ بیٹا تھا۔ یہ بانو
 بڑی بیٹی جواب زندہ ہے اور نوبادینہ بیٹی
 بیٹی زندہ نہیں رہی۔ جن بھری کی پیدائش
 کے وقت دائی کی بے احتیاجی سے وہ
 اندرونی بیماری میں مبتلا ہوئیں۔ اور
 تین دن بیماریاں گزر کر وفات پائی۔ وہ پانچ
 بہت کھاتی تھیں۔ اور اس وقت میں پانچ
 نہیں کھاتا تھا۔ میں اس وقت کنوڑا
 کی بھری لگاتا تھا۔ یعنی تیس سیر کتا چل کی
 گھڑی گندہ سیر کہ کہہ دیتے تھے۔ بانو
 کتا میں فروخت کر لے جاتا تھا۔ اور غرض
 لینے کو گناہ سمجھتا تھا اس لئے کئی کئی
 وقت کے فاتے ہوتے تھے۔ اور مرحومہ
 حبیب بانو کی روٹی کے علاوہ پان کا فاقہ
 بھی ہوتا تھا مگر وہ بڑے صبر کے ساتھ
 وقت گزارتی تھیں میں نے ان کا خراجہ
 گلاب کے پھولوں کے ٹاکوں سے
 بٹوایا ہے کیونکہ ان کی صورت گلاب کے
 پھول سے بھی زیادہ اچھی تھی۔

میں نے ان کی قبر پر درونگ عبارت کی
 لوح لگا دی ہے۔ جن پر ان کے آخری الفاظ
 بھی لکھے ہیں۔ جو مرتے وقت انہوں نے
 کہے تھے۔ انہوں نے اپنی لڑکی حور بانو
 کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ خدائے وقت
 پانچ سال کی تھی افسوس تجھے کو اکیلا چھوڑ چلی۔
 میں نے مرحومہ کی زندگی میں اپنی نادانی
 اور ناتجربہ کاری کے سبب وہ سلوک
 ان کے ساتھ نہیں کیا جس کی وجہ سے تھیں
 اس لئے جب ان کی قبر کے پاس گورنار
 ہوں جو سہرا ہے تو مجھے بڑی شرم
 آتی ہے۔ اور میرا ضمیر مجھے ملامت کرتا ہے۔

میں نے وہ سب کہ میں نے ان کی لڑکی حور بانو
 کی ان کی وفات کے بعد انہیں دلدار کی
 کہ شاید کوئی باپ ایسی دلدار کی نہ پائے
 پانچ برس کی عمر سے بارہ سال کی عمر تک
 وہ میرے ساتھ تمام ہندوستان کے
 سفر و میں پھرتی رہی۔ اور میں نے اس
 کی وجہ سے دوسرا عقد نہیں کیا۔ اور عقد
 بھی کیا تو حور بانو کی خالہ ادھین سے کیا تاکہ
 حور بانو کو سوتیلی ماں کی تکلیف نہ پہنچے تاکہ
 وہ وہ جلیبیاں لے کر ان کی بدنامی نہ کرے
 کے سبب آج میں نے ان کی نیاز دودھ
 جلیبیاں پر دلوائی تھی۔ سید علی علی ہادر
 شاہ بانو اور صادقہ اور عارفہ نے انتظام
 کیا تھا حور بانو اور ان کے شوہر بھی شریک
 ہوئے تھے۔ حور بانو ایک دن پہلے اپنی
 اماں کی نیاز دلوائی تھیں۔ نیاز کے بعد شہر
 حور بانو کے انتہام سے ہوئی۔

نیاز میں پانچ بھی رکھوئے حور بانو نے
 شہر سے لے کر اپنا میری اماں کی نیاز میں
 پانچ بھی رکھوئے کیونکہ وہ پانچ بہت کھاتی تھیں
 جس نے کہا بیٹی قبر کے اندر لگا دے ان کہاں
 ہو گا۔ پانچ کی بیک سے ان کا کفن میلہ لایا تھا
 آج دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا تو تیلی
 ترچے کے دو پاروں کی محبت بھی کی چٹوڑ
 کے جواب بھی لکھوئے طاقا تھیں ملاقاتیں
 بھی کیں۔ تیلی خون شراب ہا اس کی وجہ سے
 بہت تکلیف رہی۔

تیلی جلیبیاں کی لڑائی کی نیاز کی عمل اور وہ
 جلیبیاں ان کی محبت میرے ساتھ لے کر اندرونی
 رہیں۔ اب میرا عمدہ زندہ آدمیوں
 کا عمدہ نہیں رہا۔ البتہ دل اور دماغ
 وہی طرح زندہ ہے۔

اردو زبان میں قرآن کے ترجمے کی ترجمہ سلا لیبیہ پارے چھپ رہی ہیں۔

سنا دیا دلی تر تیلی ترجمہ قرآن شریف کے پڑھنے سے غلامی میں عربی زبان آجاتی ہے۔ درگاہ مستور

۳۴ رمضان ۱۲۰۲ جولائی بدھ دلی شریک ڈپٹی کمشنر کی پھری ہاگل شام کو چودھری بی احمد صاحب شریک ڈپٹی کمشنر دلی کا خط آیا تھا کہ کل صبح میری پھری میں ان حامد کے مشورے کے لئے آئے۔ اس واسطے آج صبح کو ننگے وہاں گیا تھا۔ دلی کے اکثر ممتاز مسلمان لیڈر اور ایڈیٹر جمع تھے۔ خاکسار دل سے سب سے بخیر دی وغیرہ مسجدوں میں سکونت اختیار کر لی ہے۔ اور مسجدوں کے اندر پڑھ کر رہے ہیں اس کی اہمیت غور فرمائی جائے۔

نے کہا۔ مسجدوں میں سرائوں کی طرح رہنا اور پڑ کر ناچار نہیں ہے۔ ایک صاحب نے کہا تھا کہ سارے بیان کرتے ہیں کہ ہر مسجد میں محراب ہوتی ہے۔ اور محراب کا مادہ حری ہے۔ اس واسطے مسجدوں میں فوجی بریڈ کرنی جائز ہے۔ بحث مباحثہ کے بعد قرار پایا کہ سب لیڈروں اور ایڈیٹروں کی طرف سے ایک پوسٹر تیار کیا جائے جس میں خاکساروں کو مسجدوں کے اندر سرائوں کی طرح رہنے اور پڑ کر رہنے سے روکا جائے۔ اور اس محضر پر سب دستخط کر دئے۔ میں بارہ ننگے ٹھہرے واپس گیا۔ بدھ ۱۲۰۲ مئی شریک حبيب خاں نظامی۔ اور سید حامد نظامی ملنے آئے تھے۔

نواب مرزا نظامی ہاگل نواب مرزا نظامی بھی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے اور ان کے ساتھ دو عورتیں بھی مرید پورے آئیں عین جن میں ایک دلی میں دھڑکے کا کام کرتی ہیں میں نے دونوں کی بیعت قبول کر لی۔

نواب غوث یار جنگ بہادر ہاگل عید القیوم صاحب ناظم مسجد میں عید آیا

کا تار آیا تھا کہ غوث یار جنگ بہادر کو دلی پہنچیں گے اس واسطے نعیم صاحب کے ساتھ اسٹیشن پر گیا تھا معلوم ہوا گاڑی تین گھنٹے لیٹ ہے ہٹ کر میں واپس چلا آیا۔ اور نعیم صاحب ان کے استقبال کے لئے ٹھہر گئے۔ نواب غوث یار جنگ تین بجے نواب صاحب جتواری کے ساتھ دلی پہنچے۔ وہ حیدر آباد کے حاجیوں کے قافلہ سالار مقرر تھے یہاں اور اس کے انتظام کے لئے دلی ج کیٹی کے افسروں سے ملنے آئے ہیں۔ نعیم صاحب شام تک ان کے ساتھ رہے۔ وہ نظام پولیس کیسٹ ہاؤس میں ٹھہرے ہیں۔ میں نے ان کے ٹھہرے کا انتظام لالہ سر شکر لال صاحب کے ہاں کیا تھا۔

چودھری جن علی نظامی ہاگل چودھری شہید احمد جن علی نظامی بھی اکثر ملنے آتے ہیں۔ اور میں ان کو اتوار والے چودھری کہتا ہوں۔ کیونکہ وہ اتوار کے دن پانڈی سے آیا کرتے ہیں۔

سید وزیر کی آمد آج میرے پیارے دوست آرمیل ڈاکٹر سید محمود صاحب وزیر ترقیات عامہ صوبہ بہار اپنے داماد سید محمد نعیم صاحب بی اے اور ایک دوسرے رفیق کے ساتھ ملنے آئے تھے نذر بھی دی تھی۔ سید محمد نعیم سے ابھی ان کی لڑائی کی مشادی ہوئی ہے۔

بیماری کی کل رات کو دودھ چلیاں کھانے کی وجہ سے آج بچہ اسپتال کی تکلیف رہی۔

قاضی فیروز الدین صاحب ہاگل

درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب سے قاضی فیروز الدین صاحب ملنے آئے تھے اور مسٹر مین بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ ۵ رمضان ۱۲۰۲ جولائی جمعرات دلی نواب غوث یار جنگ بہادر ہاگل آج صبح نظام پولیس کیسٹ ہاؤس میں نواب غوث یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا۔ مولوی بدیع الدین صاحب بھی ان کے ساتھ آئے ہیں۔ جو حیدر آباد کی طرف سے حرمین میں معلم ہیں۔ نواب صاحب کے صاحبزادے بھی آئے ہیں۔ جو نواب صاحب جتواری کے پرسنل اسسٹنٹ ہیں۔ ڈاکٹر سید محمود ہاگل نواب صاحب سے مل کر سید سلطان احمد صاحب کی کوئی بر گیا تھا۔ اور ڈاکٹر سید محمود صاحب ملتا تھا دو نعیم ہاگل منادی کے ایڈیٹر عبد النعیم خاں صاحب اور ڈاکٹر صاحب کے داماد سید محمد نعیم صاحب کے ساتھ سفیر صاحب امریکہ سے ملنے گیا۔ اور کچھ دیر بات چیت کر کے واپس آ گیا۔

کاغذ خریدنے کا غرض دیا کہ قرآن شریف کے ترتیلی ترجمے کے بقیہ پاروں کی چھپائی کے لئے آج جے این سنگھ کمپنی لمیٹڈ دلی سے پندرہ چھپیس لپے چار آئے کا کاغذ خریدا۔ کاغذ بہت اچھا مل گیا ہے۔

درختوں کا ہفتہ ہاگل سر دار ندو احمد ڈپٹی کمشنر دلی کی درخت لگانے کی تحریک دلی میں بہت کامیاب ہو رہی ہے آج سارے پارے نئی دلی میں نیپل کمیٹی اور امپروومنٹ ٹرسٹ کے صدر سرورین نے درخت لگائے تھے۔ اور شام کو ساڑھے پانچ بجے جامعہ ملیہ اور کھلا میں

ترتیلی ترجمہ بہت ہوئے حروف میں عمدہ کاغذ پر شائع ہوا ہے۔

بھی درخت لگائے گئے تھے۔ مجھے اور نیرم صاحب کو قاضی فیروز الدین صاحب اپنی موٹر میں جامعہ ملیہ لے گئے تھے۔

مولانا ابوالکلام کی آمد میرے وہاں پہونچنے ہی مولانا ابوالکلام صاحب آزاد بھی تشریف لے آئے۔ جامعہ اسکالرشپ نے ان کا بہت موثر فیض مقدم کیا۔ ایک ہال میں بہت سے ہندو مسلمان دیہاتی جمع ہوئے تھے۔ اور ان کے سامنے شیخ الجامعہ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب نے ایک بہت اچھی تقریر کی تھی۔ اور اس کے بعد رندباوا صاحب کی بہت اچھی معلومات کی تقریر ہوئی تھی اور آخر میں مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے بھی جذبات اور شاد فرمائے تھے اس کے بعد مولانا ابوالکلام صاحب آزاد نے گل مہر کا درخت لگایا۔ پھر ڈاکٹر انصاری صاحب مرحوم کے داماد ڈاکٹر شوکت اللہ انصاری نے گل مہر کا درخت لگایا۔ پھر میں نے دو درخت لگائے۔ ایک گل مہر کا۔ اور دوسرا کھجور کا۔ کیونکہ مجھ سے جب پوچھا گیا تھا کہ آپ کون سا درخت لگانا چاہتے ہیں تو میں نے جواب دیا تھا کہ مسلمانوں کا قومی درخت کھجور ہے۔ اور شہتیوں کے سلسلے کا درخت کھرنی ہے۔ میں ان دو درختوں میں سے ایک درخت لگانا چاہتا ہوں۔

اس لئے رندباوا صاحب نے میرے لئے خاص اہتمام سے کھجور کا پودا لگایا تھا جس کو میں نے ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب کے مکان کے سامنے لگایا۔

ریڈیو تقریر کی رات کو رندباوا صاحب نے درخت لگائے کی نسبت ایک بہت اچھی ریڈیو تقریر بھی کی تھی۔ ان کی غیر معمولی فائیت

(۱۴)

اور نیک دلی اتنی زیادہ ہے۔ اور اتنی بے غرض ہے کہ میں آج کل کسی بڑے سے بڑے لیڈر اور وزیر میں یہ بات نہیں پاتا۔

نور خدی جعفرات آج درگاہ میں نندی جمجرات کی وجہ سے اتنے زیادہ زائرین آئے تھے کہ سالانہ عرس کی کیفیت معلوم ہوتی تھی سا نظار کے وقت دس بارہ ہزار آدمی درگاہ میں تھے۔

قرآن خوانی اور حسب دستور قدیم مولانا حافظ محمد ایوب صاحب پانی پتی درگاہ شریف میں قرآن شریف سنارہے ہیں۔ میں اپنی معذوریوں اور وجہ سے شریک نہیں ہو سکتا لیکن موتی محل میں بیٹھ کر شروع سے آخر تک ان کی تلاوت سنتا رہتا ہوں۔ استاد ذاکر حسین صاحب بھی آئے تھے اور کبھی لائے تھے۔

۴ رمضان ۲۵ جولائی جمعہ دہلی مسٹر رحمن کو آج صبح مسٹر احسان الرحمن چیف کنٹرولر ایکسپورٹ سے ملنے گیا تھا۔ میر عنایت حسین صاحب آج درگاہ حضرت خواجہ سید حسن غازی میں میر عنایت حسین صاحب سے ملنے گیا تھا ان کے صاحبزادے میر ولایت حسین صاحب نما بھی ملے تھے۔ ایدر سلطان احمد صاحب مدنی امر دہ سے دلے بھی ملے تھے۔

امریکی کے سفیر سے ملاقات کو ذاب غوث یار جنگ بہادر کے ساتھ امریکی کے سفیر صاحب سے ملنے گیا تھا۔ اور سفر ج کے لئے امریکہ کے جہازوں کی نسبت بات چیت کی تھی۔ سفیر صاحب نے کہا میں واشنگٹن کو جاؤں اور بیچ چکا ہوں۔ امریکہ نے اپنے فالتو جہاز ہالینڈ کی بیچ حکومت کے ہاتھ فروخت کر دئے تھے۔ اور ڈچ

حکومت نے سفر ج کے لئے یہ جہاز خریدے تھے۔ اس لئے اب امریکہ کے پاس فالتو جہاز نہیں ہیں۔ تاہم میری کوشش جاری ہے۔ مسٹر رحمن آج ہزارات قدیم کی چار دیواری بنانے کے فوجی اسی مقدمے کی نسبت مسٹر رحمن اہن سکریٹری نئی دہلی ریونیو پبلکٹی سے سمجھتے کی بات چیت کہنے لگا تھا۔ وہاں لالہ دیس راج صاحب اسسٹنٹ سکریٹری بھی آئے۔ دو چار دن کے اندر سمجھوتے کی تکمیل ہو جائے گی۔

ذاب شاہ عالم خاں آج شام کو ذاب شاہ عالم خاں صاحب حیدر آبادی اپنی اہلیہ اور خوشامین وغیرہ کے ساتھ درگاہ شریف کی زیارت کے لئے آئے تھے مولانا عبدالستار صاحب مرحوم مالک گول کنڈہ سگٹ فیکٹری کی اہلیہ ذاب شاہ عالم خاں صاحب کی ساس ہیں۔ اور بڑی نیک دل اور نیک عمل خاتون ہیں۔ یہ سب لوگ سفر ج کے لئے ٹکٹ حاصل کرنے کے واسطے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ میں نے خود ساتھ جاکر زیارت کرائی۔ اور اس کے بعد ان سب نے موتی محل میں مغرب کی نماز پڑھی۔ پھر واپس چلے گئے۔

بارش کا طوفان رات کو عشا کی غلڈ کے بعد سخت تیز ہوا کے ساتھ بارش ہوئی۔ میں نے موتی محل کے دروازے بند کر لئے تھے پھر بھی بعض کو اٹھ کھل گئے اور اسی طرح آئی کہ سب قالین تر ہو گئے۔ اور پھر بھی تر ہو گیا اور میں رات بھر گیلے بستر میں پاتا۔

سواران رحمت مجھ معذور کے لئے بارانی رحمت بن گیا۔

ہیر بادایا من بتر دآب آغا ختمیم

خواجہ حسن نظامی کی بھی ہوئی عام فہم نصیر رضا گار پڑھتے۔

نادی دہلی اس تفسیر میں شاہ فریح الدین صاحب کا ترجمہ بھی ہے اور خواجہ حسن نظامی کا ترجمہ بھی ہے۔ اگست ۱۹۰۷ء

۶ رمضان ۱۲۶۷ھ جولائی شعبہ دہلی
نواب غوث یار جنگ بہادر آج
جمع نواب غوث یار جنگ بہادر ملنے آئے
تھے۔ مولوی عبدالدین صاحب بھی ملے تھے۔
بازو دید نواب شاہ عالم خاں صاحب اور
خواتین سے ملنے کے لئے گراڈ ٹیبل میں
گیا تھا۔ وہ کل اجیر شریفہ جانے والے
ہیں۔ ان کو سفر حج کے ٹکٹ مل گئے تھے۔
نواب غوث یار جنگ بہادر بھی غلامی کے
ساتھ کام کرتے ہیں۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔
کہ ان کو ٹکٹ ملے وہ ٹکٹ ملنے کی امید
نہ رہی تھی۔
ملاقاتی محمد جانب میر عنایت حسین صاحب
ملنے آئے تھے۔ اور مولوی رحمت اللہ نظامی
کے ایک قراہت دار غلام محمد نظامی بھی ملنے
آئے تھے جو فوجی محکمے میں کلرک ہیں۔
صوفی صاحب اجیری اور مولانا حافظ محمد
ایوب صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ ملتان
کی درگاہ حضرت شاہ جمال کے متعلقین
بھی ملنے آئے تھے۔ میں نے مسافر خانے
میں پھیرایا۔
بارش آج بعد مغرب پہر کی سی بلدش
ہوئی۔ مہلک شقی نظامی روزانہ بعد مغرب
پاؤں دباوتے آتے ہیں۔
دھوپ دی آج فرش کے قالین اور
بستر وغیرہ جو کل کی بارش میں بھیگ گئے
تھے دھوپ میں ڈلوائے۔ دن بھر سہجے
۶ رمضان ۱۲۶۷ھ جولائی اتوار دہلی
پٹنگ کی جلدار پر یونیوں کی دو چارٹی
دو چ سے میرا بستر بھی ٹھیک گیا تھا۔ آج
دیکھا کہ سو گھنے کے بعد پٹنگ کی چادریاں
سب سے بد نما دھبے تھے۔ اس کو دھویا

کیونکہ میری طبیعت کسی بدبو اور کسی دھبے
کو برداشت نہیں کر سکتی۔
شیخ نصیر احمد صاحب، اخبار وکیل
امرتسر کے مالک شیخ غلام محمد صاحب
مرحوم کے بھتیجے شیخ نصیر الدین صاحب
اپنے لوگے اکثر نصیر کے ساتھ ملنے آئے
تھے۔ دہلی کے حکمہ خدک میں افسر ہیں اور
پاکستان جانے والے ہیں۔ ان کے والد
تھے جنگ میں ایک زمانہ مدد جاری کیا تھا
جواب بھی چل رہا ہے اس کے لئے اسٹاپ
کی تلاش ہے۔ میں نے کہا میرے مریدیاں
سلطان احمد و جدی نظامی بھی بٹالہ ضلع
گورداسپور میں ایک زمانہ اسکول جاری
لگایا ہے۔ میں ان کو لکھوں گا۔ اور اخبار میں
بھی اشتہار دوں گا۔
لنگر کا کھانا آج میں نے نواب غوث یا
جنگ بہادر اور نواب شاہ عالم خاں صاحب
کو لنگر کا کھانا بھجوا دیا تھا۔ چودھری چمن علی
نظامی ملنے آئے تھے۔
پارٹی شام کو پانچ بجے ڈاکٹر اور صاحب
نے ڈاکٹر سید محمود صاحب کو بی پارٹی ڈی
تمی۔ میں بھی نواب غوث یار جنگ بہادر
کے ساتھ اس پارٹی میں گیا تھا۔ نعیم صاحب
اور نواب غوث یار جنگ بہادر کے صاحبزادے
شوکت صاحب بھی اس پارٹی میں شریک
ہوئے تھے۔ وہاں مسٹر باسین امدان
کی انگریزی اور بہار کے وزیر اعظم مسٹر
سری کرشن سہنا اور کھٹے والے ڈاکٹر
سافٹ صاحب وغیرہ دوستوں سے بھی
ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے بہار کے وزیر اعظم
سے کہا میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ لیکن
ڈاکٹر سید محمود صاحب سے میری بہت پرانی

دوستی ہے۔ آپ کے خلاف بہت کچھ اخباروں
میں پڑھنا رہتا ہوں۔ لیکن مجھے آپ کے
نام کا پہلا حرف س بہت اچھا معلوم ہوتا
ہے۔ کیونکہ اس سے جتنے الفاظ شروع ہوتے
ہیں۔ اکثر خوشی کے ہوتے ہیں۔ مثلاً سائو
سلو، ناسا، سینا، سہرا، سا، سسر، سست
سیج، ساد، سو، البتہ سیدو، سنگھ اور سانپ
اور سوکن الفاظ بھی اس سے شروع ہوتے
ہیں جن کو لوگ پسند نہیں کرتے مگر میں
ان کو بھی پسند کرتا ہوں۔
حضرت شیخ کا عرس آج حضرت
شیخ نجیب الدین متوکل رحمہ اللہ کا سالانہ عرس تھا
میں بھی نعیم صاحب اور سید سمیع الدین صاحب
کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ میں نے شربت
کی دیگی نیاز میں شریک کی بھی بستی کے
اور میرے خاندان کے بہت لوگ گئے
تھے۔ عشا کے قریب مگر میں واپس آیا۔
سمروار پٹیل کی پارٹی آج ڈاکٹر
داور صاحب کی پارٹی کے قریب ہی سردار
دلپ بھائی پٹیل ہوم ممبر بورڈ ہند کی پارٹی
بھی تھی۔ جہاں والٹر نے بھی آئے تھے۔ اور
سب لیڈر بھی آئے تھے اور سب راجہ بھی
آئے تھے۔ ایک آدمی دروازے پر استقبال
کے لئے کھڑا تھا۔ جو آئے والوں کا استقبال
کر کے ہاتھ کے اشارے سے راستہ بتا دیتا
تھا۔ مجھ پر اس منظر کا بہت اثر ہوا۔ اور
میرے دل نے اپنے پاک پروردگار کے
آگے سر جھکا کر کہا آج میرا ایمان تازہ ہوا
کہ تو ہی ملک کا اصل مالک ہے۔ جس کو
چاہتا ہے ملک فتنے دیتا ہے۔ جس سے
چاہتا ہے ملک لے لیتا ہے۔ جس کو
چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے

(۱۵)

عام فہم تفسیر کے میں پارے الگ الگ بھی مل سکتے ہیں۔

ذلت دیتا ہے۔ کل سرور شیل اور بنڈت
جاہر لال نہرو وغیرہ جس وانسٹرائے کے
حکم سے جیلوں میں بند کئے جاتے تھے
آج وہ کھسکوں پر بیٹھے ہیں۔ اور وانسٹرائے
جب ان کے جلسے میں آیا تو ایک آدمی نے
مورٹ کے قریب اس سے مصافحہ کیا اور ہاتھ
کے اشارے سے بتایا کہ وہاں مائندہ چلے جائیے
ہوٹل کے معمولی خدمت کاروں نے بھی
وانسٹرائے کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا
کہ کون آیا اور کون چلا گیا۔ یہ وہی واقعہ ہے
کہ جب کسی ریاست میں جانا تھا۔ تو
ساری سیاست راجہ سے ہر جانگ متعلیم
کے لئے جھجک جاتی تھی۔

صور تریں اور لہا سبوں کا کٹن
راجاؤں میں سکھ بھی تھے۔ اور ہندو بھی تھے
مسلمان نواب غالب کو نیند نہ تھا۔ سکھ راجہ
فوج کی خانگی وردی میں تھے۔ جو اس پیشل
تقریب میں بالکل ناموزوں معلوم ہوتی تھی
ہندو عوام سب کے سب جیت پا جاہم اور
شیر و لمیان پہنے ہوئے تھے۔ جو تیاں اکثر
کی حیدر آبادی تھیں۔ ہمارا راجہ گوالیاران
بمب میں بہت خوب صورت معلوم ہوتے
تھے۔ اور رانا صاحب دہلی پور کے چہر
پردہ ویشا متناست اور شانکتی تھی۔
خوب صورت وانسٹرائے ہمیں نے
اپنی زندگی میں بہت سے وانسٹرائے دیکھے
لیکن شکل و صورت کے اعتبار سے موجودہ
وانسٹرائے بہت حسین و جمیل ہیں۔ لارڈ
کرزن کی صورت بھی اچھی تھی۔ لیکن اتنی
اچھی نہیں تھی جتنی لارڈ لوی ماؤنٹ بیٹن
کی ہے وجہ یہ ہے کہ یہ شاہی خاندان سے
تعلق رکھتے ہیں۔ اور موجودہ بادشاہ

(۱۶)

نے جیانا دھانی ہیں۔
وانسٹرائے کی بہن کا چک کہ آج باپ
میں ایک صاحب نے مجھ سے کہا وانسٹرائے
کی بہن امریکہ میں انسی ڈاکر کا ایک چک
کسی کو دیا تھا۔ وہ چک بنک میں گیا تو
بنک نے کہا ہمارے ہاں چک دینے
والے کاروبار میں باقی نہیں ہے۔ اس شخص
نے جس کو چک دیا گیا تھا پوس میں رپورٹ
کی۔ اور امریکہ کی عدالت میں مقدمہ چلا۔
لارڈ لوی ماؤنٹ بیٹن کی بہن نے کہا
انگھستان میں دستور ہے کہ اگر کسی کاروبار
ختم ہو جائے اور چک چلا جائے تو بنک
روپیہ ادا کر دیتا ہے چل چک دیتے تھے
کی اطلاع دیتا ہے کہ آپ کاروبار ختم ہو
گیا ہے۔ اور بنک نے اتنا روپیہ آپ کی
طرف سے دے دیا ہے۔ آپ اتنی رقم
بھیج دیجئے۔ چنانچہ وہ شخص روپیہ بھیج دیتا
ہے۔ تعجب ہے کہ امریکہ جیسی مہذب
قوم کے بنکیوں میں یہ رواج نہیں ہے۔
اور انھوں نے برطانیہ کے شہنشاہ کی بہن
کے ساتھ ایسی بے تہذیبی کاہنہ کر لیا کہ بھڑک
جواب سننے کے بعد ہی عدالت نے یہ فیصلہ
کیا کہ آئندہ بادشاہ کی بہن کو امریکہ میں رہنے
کی اجازت نہیں دی جائے گی۔
اگرچہ ہندوستان میں ہر ملک ایسے واقعات
ہوتے رہتے ہیں لیکن کبھی کسی شخص پر اگر
اس کی نیت دہوکہ دہی کی نہ ہو مقدمہ
نہیں چلا یا گیا۔ دو عین دفعہ مجھے بھی یہ
واقعہ پیش آیا کہ مجھے یاد تھا کہ روپیہ بنک
میں ہے یا نہیں اور میں نے کسی کو جان بیدیا
تو نیشنل بنک والوں نے چک کی رقم ادا
کر دی۔ اور مجھے شیل فون کی طرف سے چک

کا اتنی رقم دی گئی ہے۔ اور آپ کا
روپیہ ختم ہو گیا ہے۔ اور میں فوراً دہوکہ
بنک کو بھیج دیتا تھا۔ اور ایسے واقعات
تو کثرت میں آئے ہیں کہ لوگوں نے
مجھے دہوکہ دینے کی نیت سے چک بھیج
تھا کہ چک بنک سے واپس آئے چک
دیتے والے کاروبار میں جو نہیں ہے اور
مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ بعض لوگوں نے
ایسے ذمہ چک دوسروں کو دے دیے اور
انھوں نے دہوکہ دہی کے مقدمے بھی چلائے
لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ عدالتوں نے
ایسے دہوکہ بازوں کو سزا دی یا نہیں دی۔
۹ رمضان ۲۸ جولائی پیر درہلی
تین بجے سے دس بجے تک آج صبح
تین بجے سے کام شروع کیا تھا۔ دن بھر کام کیا
اور رات کو دس بجے سونے کے وقت تک
کام کرتا رہا۔

سید علی مقصدی یاد دہی ملنے آئے تھے۔ محرم نا
کی کیاں جن کا بی نوبس سے لکھنا میں نہیں
ان کا انتقال ہو گیا۔ آج کیاں دیکھیں تو
سب کے حروف اڑ گئے ہیں۔ ایسی خراب
روشنائی سے لکھیں کہ پوری کتاب بیکار
ہو گئی۔ محرم نامہ ختم ہو گیا ہے۔ اور روزانہ
قرائشیں دہی میں رہہ سگتا تو قبر میں کاتب
صاحب کے پاس بھیج دیتا کہ آجکل بہت
فرصت ہے۔ دوبارہ لکھ دیجئے۔ بلو سم بھی
اچھا ہے۔ صحت بھی اچھی ہے۔ اطراف
کی کو فٹ دینے والی فضا بھی بدل گئی ہے
دن بھر ملکوت منزل میں کام کیا دہلی میں
یکم گشت کا اخبار راجہ ۲۸ جولائی کو شائع
ہو گیا۔ اور ۲۸ گشت کا اخبار انشا اللہ
پہلی گشت کو شائع ہو جائے گا۔

بقیہ خطوط صفحہ ۹

ناظم جماعت نظامیہ دہلی کا خط

حضور خواجہ صاحب قبلہ - آداب غلامانہ -
 حقیقی بھسری کے لئے بذریعہ مہم ایک سو
 ساٹھ روپے اور ایک فہرست جن جن لوگوں
 سے رقم وصول ہوئی تھی روانہ کر رہا ہوں
 حضور کو معلوم ہو کہ یہ امدادی رقم چند لوگوں
 نے اس وقت دی تھی جبکہ ۶ روپے مستثنیہ
 روز مشتبہ شب میں خواجہ خواجگان سلطان الدین
 غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین حسن علی
 اعمری کے عرس شریف کی مبارک مجلس منعقد
 ہوئی تھی۔ اس مجلس میں ناچنے بٹنے ڈھائی گھنٹہ
 قرآن مجید کی آیت الہان اور ہمارا اللہ لا خوف
 علیہم ولا ہم یخزین کے تحت تقریر کی
 تھی۔ بعد ختم تقریر و نیاز کے پھر ۱۲ اور ۲۴
 مئی ۱۹۵۵ء کے منادی میں سے دو خط ابھر
 اجیر کی خطرہ "مضمون کا اقتباس آخر دور
 دلے برادر طریقت عبدالرحیم صاحب من ہر
 نظامی کا خط بڑھ کر سنا یا جس سے حاضرین
 مجلس پر بیت اچھا اثر مزید رقم فرما ہی چکی
 جاتی۔ لیکن چند لوگوں نے دینے کا وعدہ
 کیا تھا ان سے وصول یا بی میں ذرا دیر
 ہوئی۔ آپ کا خلیفہ برادر حافظ داد امیا
 نظامی ناظم جماعت نظامیہ دہلی (مدد اس)
 سید قادر شاہ صاحب چشتی نظامی باختر روپے
 حافظ داد امیاں نظامی چار روپے
 جے ایچ عبدالرسول نظامی دو روپے
 جمن والے عبدالقادر نظامی دو روپے
 مہا علی محمد حسین نظامی باختر روپے
 حیدر شاہ علی صاحب نظامی باختر روپے
 نعل بن عبدالرشید نظامی ایک روپے

میر باقت علی نظامی ایک روپے
 کھیر ساگرے نر شمس نظامی پانچ روپے
 صاحب سباز گل محمد نظامی دو روپے
 گوڑہ لکے عبداللطیف نظامی دو روپے
 نعل عبدالرحیم نظامی دو روپے
 منیا رشید چشتی نظامی متولی جامعہ دہلی گیارہ روپے
 معروف خاں نظامی ایک روپے
 راجندر محمد مستان چشتی ہائیکہ دو روپے
 بی محمد صاحب نظامی تین روپے
 مہا علی عبدالکریم نظامی عبدالرحیم نظامی باختر روپے
 منیا محبوب صاحب نظامی - دو روپے -
 منیا رسال گزہ عبدالوہاب نظامی دو روپے
 نارنگ والے محمد صاحب نظامی ایک روپے
 چکری عبدالرحیم نظامی - ایک روپے
 منیا خواجہ حسین نظامی - دو روپے
 بی عبدالرزاق نظامی - گیارہ روپے
 این - ندیم اللہ نظامی - گیارہ روپے
 داروغہ محمد ابراہیم فصیح نظامی پانچ روپے
 اکی عبدالرحیم نظامی این او کے احمد علی گیارہ روپے
 منیا رسد حسین نظامی - ایک روپے
 گوڑہ عبدالغفار نظامی - پندرہ روپے
 این عبدالعزیز نظامی - پانچ روپے
 این - عبدالشکور نظامی - پانچ روپے
 این - عبدالکریم نظامی پانچ روپے
 این محمد ابراہیم نظامی بن این ندیم اللہ نظامی دو روپے
 نظام الدین این ندیم اللہ نظامی ایک روپے چار روپے
 ثنا خواں قادر ولی نظامی - پانچ روپے -
 منیا رسال گزہ عبدالرشید نظامی دو روپے
 منیا عبدالکریم نظامی پنجاب سوڈہ میٹری باختر روپے
 چنے عبدالستار نظامی - دو روپے
 او کے محمد عثمان بن این محمد نظامی ایک روپے
 حمید حسن بن علی احمد نظامی ایک روپے

کے این محمد مستان چشتی - دو روپے
 منیا رشید احمد نظامی بن این رشید نظامی ایک روپے
 منیا نظام الدین بن این رشید نظامی ایک روپے
 عبدالنیران ایک سو ساٹھ روپے -
 جواب :- اجیر کے چشتی خواجہ رقم کے دربار
 ادبوں کے سب چشتیوں نظامیوں کی بڑی
 قبول ہوں۔ میں بھی ادبوں کے بھائیوں کے
 ساتھ میر کرنا چاہتا ہوں اس روپے اس رقم
 میں شریک کرتا ہوں۔ اس طرح یہ رقم ایک سو
 اکیاسی روپے کی ہو جائے گی۔ اور یہ رقم چشتی
 بھسری کے مدد رسی زبان کے ترجمے میں خرچ
 کی جائے گی کیونکہ چشتی بھسری اردو کے
 علاوہ ہندی گجراتی مدراسی مرہٹی انگریزی
 پنجابی زبانوں میں بھی شائع کی جائیگی چشتی

سابق صدر اسمبلی کے داماد

(۱۷)

ڈاکٹر سید نظام الامام صاحب کا خط

حضور نظام نے حیدر آباد کی مکمل آزادی کا
 جو اعلان صادر فرمایا ہے۔ اس کا اثر تمام
 ہندوستان کے مسلمانوں اور سہولت پر
 اچھا پڑنا چاہئے۔ جو لوگ حق شناس ہیں ان کے
 ہیں کہ اس اعلان سے حکومت حیدر آباد یا حیدر
 دکن نے کوئی کیا اقدام نہیں کیا ہے۔ حیدر آباد
 ایک آزاد سلطنت ہمیشہ سے علی آ رہی ہے
 پریس جو رنٹ سے ایک دوستانہ عہدہ شاہ
 پر حیدر آباد تو قائم رہا مگر انگریز نے اپنی قدیم
 عادت کے مطابق کبھی اس طرف کروٹ بدلی
 اور کبھی اس جانب۔ مگر وہ عہد اپنے مقام
 پر قائم تھا۔ یہ سوال کہ حیدر آباد ایک تحت
 حکومت تھی پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اب اگر
 ہندوستان کی حکومت اور پاکستان کی
 حکومت "نیا عہدہ دوستانہ" قائم کرنا چاہے

چین کے اولاد نہ ہوتی تو وہ خواجہ من نظامی سے گزرتا نہ ہوتا۔

واحد حضرت نے خود اس کی دعوت دیدی ہے ۔ اصل صورت تو یہ ہے کہ حیدر آباد نعلوں کی وارث حکومت ہے ۔ اور عطا اس کا مشاہدہ بھی ہے کہ وہی نظام سلطنت اب تک قائم ہے ۔ جو اگرچہ جاگیر شاہجیوں اور عالمگیر نے قائم کیا تھا جس میں ہندوؤں اور مسلمانوں میں ذرا کمی نہ کا قی نہیں ظاہر ہوتا ۔ سلطنت حیدر آباد میں بڑی بڑی جاگیریں ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں ۔ حیدر آباد نے محل تہذیب کو برقرار رکھا ہے ۔ جو تہذیب ہندوؤں اور مسلمانوں کے میل سے قائم ہوئی تھی ۔ جس تہذیب کے ذریعے ہندو اور مسلمان دونوں ایک شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اگر وقتاً ہندوستان کے کسی گوشے میں قوی زندگی منور قائم ہے تو وہ حیدر آباد میں ہے ۔ تھوڑے عرصے قبل تمام بڑی ریاستیں متحدہ قومیت کی تصویر بن گئیں ۔ مگر اب یہ سیاست نے ان اعلیٰ ترین اخلاقی عمارتوں کو تعصب کی نذر کر دیا اور ہندو اور مسلمان دونوں میں ۔ حیدر آباد میں بھی وہی شکوہ دکھانا چاہئے ہیں اس سیاسی تحریک میں ملک کا ذریعہ ہی تحریک ہے ۔ جب تک ہندوستان ایک متحدہ قومیت کو نہیں دے گا ۔ یہ جنگ و جہاد قائم رہیگی ۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس دور میں ہندو راج قائم کرنے کا خیال کس قدر بڑھتا ہے اب وہ ہر اسے خدا کا ہے ۔ اسی طور پر وہ مسلم راج قائم ہو سکتا ہے ۔ بشرطہ کہ حکومت ہی چلی سکتی ہے ۔ کاش کانگریس و ملکہ خدائے اعظم خداوندی سے کام لیتے تو آج ملک کا شیرازہ بکھیرتا ۔ حیدر آباد کے خلاف کوئی کاروائی

(۱۸)

ملک کے اصل مفاد کے خلاف ہے حضور خدا ہی کے ذریعے ہندوستان متحد ہو سکتا ہے اور متحد کیا جا سکتا ہے ۔ کاش عقل کی بارش ہو اور وہ پیمان تعمیری طاقتیں کام میں لائیں جائیں ۔ اور نئے ہندوستان کی تفصیل ہو جو مانند تاج محل ہندو اور مسلم دونوں تخیل اور تہذیب کا مشترکہ اظہار ہو تو شاید تمام دنیا میں تاج محل جیسا عظیم المثال بن جائے ۔ مجھے اس قدر بتا دینا ہے ۔ کہ ہندوستان کا ہر مسلمان حضور نظام کے ساتھ وفادارانہ عقیدت رکھتا ہے ہندو برادران اب مسلمانوں کی زیادہ آزمائش نہ کریں ۔ یہ ہندوستان کے لئے بدترین دور ثابت ہو گا کیونکہ یہ دیکھ رہا ہوں کہ تعصب نے اندھا کر چاہا ہے اور انگریز کے ذریعہ جو آزادی ملی ہے وہ اس آگ میں جو ملک میں جل رہی ہے ذلی جلائی اور پھر علامی ہی کا نقشہ آنگھوں جسے سامنے ہے جس لئے عقل سے کام لینا چاہئے ۔ ڈاکٹر سید غلام امام دیکھ کر مسلم تحریک اسیڈائنٹک ڈیولپمنٹ میوورنگ کے کہا لالہ فریقہ کے علی احمد غلامی کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہمارے خط پہنچے اور امدادی چوتھیں شلنگ بھی پہنچے ۔ تم نے میری صحت و سلامتی خدا سے چاہی ۔ میں تمہاری صحت و سلامتی خدا سے چاہتا ہوں ۔ کہا لالہ فریقہ کے ڈاکٹر فرید الدین رازی غلامی کو بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہمارے بچوں کی تصویریں پہنچیں ۔ اور چوتھی خبری کے لئے ایک سو چالیس روپے بھی پہنچے ۔ اللہ تعالیٰ تم کو اور تمہارے بچوں کو ہمیشہ شاد و آباد رکھے ۔

مولانا حاجی شاہ خاں موسیٰ صاحب سید علی محمد میں بعد سلام کے عرض ہے آپ کا تاجینا شکر ہے صفحہ کی طرف غور فرمائی ۔ بہت بہت شکر غزلیات کی کتاب میں درج کی جائے گی ۔ فرزند عارف محمد عبد اللہ شہودی نظامی سہارن پور ۔ تمہارا خداوند خط پہنچا میں نے جی بابر لکھا ۔ تم نے ناسوتی شاہ نظامی حیدر آبادی کے حسب ذیل اشعار کی تعریف لکھی ہے ۔

سکوں نہ مسرور ہو نہ نہال جن
آیا گلشن میں وہ شمع گلشن
جیت ہی لیں گے آپ کو آخر
ہار کر بازی تن و من و دہن

میں بھی تمہاری داد میں شریک ہوں یہ دونوں شعر ان کی محبت کا آئینہ ہیں ۔ انجانی نظامی و گلشن نیلگی بھی کو بعد سلام کے معلوم ہو تم سب بھائیوں کے بلا و غلہ کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں کیونکہ ہر بلا وہ خلوص و محبت میں سرشار ہوتا ہے و فیض حلیقی احمد نظامی میرٹھ کو بعد سلام کے معلوم ہو آپ کا حقانہ خط ملا ۔ امید ہے کہ آپ نے حضرت مولانا سید عبد الباقی صاحب معنی سے میرے لکھنے کے بعد خط و کتابت کی ہوگی ۔

حضرت مولانا سید عبد الباقی صاحب معنی کی کو بعد سلام مسنون کے معلوم ہو کہ ان کے حقانہ مضامین چشتی بنبری کے لئے پہنچا رہے ہیں ۔ اور احسنی رجسٹری خط بھی پہنچ گیا ہے ۔ اور میں کتاب کی تیاری میں رات دن مصروف رہتا ہوں ۔ لیکن اہل علم اور محققانہ امداد کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

الواح اسرار

تبلیغ قرآن و اسرار عشق

میں نے قرآن شریف کی تعلیم و تبلیغ کے لئے ایک نئی ایجاد کی ہے۔ یعنی مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھانے کے لئے لوحیں تیار کرائی ہیں۔ ہر لوح میں نو آیات ہوں گی۔ اور اس کا ترجمہ ہو گا۔ اور نیچے سائنس کی تفسیر ہوگی۔ ہر لوح اس طرح تیار کی جائے گی کہ وہ گھروں میں اور مسجدوں میں اور اسکولوں میں اور مکتبوں میں آویزاں کی جا سکے۔ کتابت بہت جلدی ہوگی۔ یہ لوحیں ایک دبیز پتے پر ہوں گی۔ اور چھپائی ایک رُخ ہوگی۔ دبیز رُخ خالی رہے گا۔ اور لاکٹ کے لاکٹ دی جائیں گی۔ تاکہ غریب مسلمان بھی اپنے بچوں کو پڑھا سکیں۔

اور دوسری تجویز یہ ہے کہ لوحوں پر چشتیہ خاندان کے سنیہ ہر سینہ مخفی اعمال اجازت کے ساتھ چھاپے جائیں۔ یہ ایسے اعمال ہیں جن کا تعلق انسانوں کی دنیاوی ضروریات سے بھی ہے۔ اور باطنی ترقی سے بھی ہے۔ یہ کل چالیس لوحیں ہوں گی اور ان چالیس لوحوں میں تصوف اور چشتیوں کی باطنی تعلیم مکمل کر دی جائیگی اور چار شخص ان چالیس لوحوں کو حفظ کر لیا اور ان کی تعمیل اور تکمیل بھی کر لے گا اس کو سلسلہ چشتیہ میں مرید کرنے کی اجازت دیدی جائے گی۔ قرآن شریف کی لوحوں اور چشتیہ تعلیم کی لوحوں کا کام شروع کر دیا گیا ہے۔ خدا نے جاہار و معانی کے مہینے

میں دونوں کے نمونے تیار ہو جائیں گے۔ اور اسی وقت قیمتوں کا اعلان بھی ہو جائے گا۔ چنانچہ یہ دونوں چیزیں زرد چٹنے کاغذ پر چھپ کر دبیز پتے پر چسپاں ہوں گی۔ اور زرد چٹنا کاغذ بہت زیادہ گراں ہے۔ اور کم یا ب بھی ہے۔ اور چونکہ چشتیہ خاندان کا رنگ زرد مانا گیا ہے۔ نشانِ محبت کی وجہ سے، اس واسطے قرآنی لوحیں اور چشتی لوحیں سب زرد رنگ کے کاغذ پر چھپائی جائیں گی۔ کتنا ہی زیادہ خرچ ہو میں رنگ کی پابندی ضرور کروں گا۔

ناظرین منادی کو تبلیغ کرنی چاہئے

چونکہ تبلیغ قرآن اور تبلیغ اسرارِ حقیقت بہت بڑا اور عظیم الشان کام ہے اس واسطے میں اس کی تبلیغ کے لئے منادی کے سب ناظرین سے اور چشتی بارٹی کے ممبروں سے اور اپنے عورت مرد مریدوں سے تاکید کے ساتھ کہتا ہوں کہ وہ سب اس اعلان کی تبلیغ شروع کر دیں۔ اور فوراً نمونے منگا گئے کے لئے خط بھیج دیں۔ اور محصول وغیرہ کے خرچ کے لئے پانچ آنے کے ٹکٹ بھی بھیج دیں۔ الواح قرآن کی پہلی لوح سورہ فاتحہ کی ہوگی۔ جس کے ایک یا کھ نمونے تقسیم کیے جائیں گے۔ اور ایک لوح چشتیوں کے باطنی اشغال کی ہوگی اور ہر لوح چار آنے میں دی جائیگی محصول سمیت یا پانچ آنے میں ایک لوح ملے گی

اور آئندہ جب کوئی دور ہو جائے گی تو میں کوشش کروں گا کہ کم سے کم قیمت پر این الواح کی اشاعت ہو۔ یعنی ہر لوح ایک پیسے قیمت تک ہی جا سکے۔ کیونکہ میں ان کو جوہر کے درجے ان دس کروڑ مسلمانوں کو قرآن شریف اور چشتیوں کے کمالات روحانی سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو انکو بڑی تعلیم اور انکو بڑی تہذیب اور سیاسی انقلابات کی وجہ سے قرآن و تصوف سے بہت دور چلے گئے ہیں، اور میرا اس کام کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا اور سب سے آخری کام تصور کرتا ہوں

خلفاء کو اطلاع

دہلی اور پنجاب اور سرحد اور بلوچستان اور سندھ اور بمبئی اور مدہاس اور سی پی اور یو پی اور بہار اور بنگال اور برما اور دکن ریاستوں کے خلفاء کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ سب پوری توجہ اور پوری مستعدی کے ساتھ الواح اسرار کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے کام میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اور ہر مسلمان جسے ایک ایک روپیہ جمع کر کے اپنے پاس یہ الواح اسرار شکار کر رکھیں۔ اور ایک ایک روپیہ دینے والوں کو تقسیم کر دیں۔ تاکہ محصول کا خرچہ کم ہو جائے۔ جو لوگ میرے خلیفہ نہیں ہیں اور یہ کام کرنا چاہتے ہیں ان کو بھی کام کرنے کی اجازت ہے کیونکہ اس وقت پوری ملک میں سے کام کیا جائے گا تو پورے ہندوستان میں قرآن اور اسرار حقیقت کی تبلیغ ہو جائیگی۔ جس کا بڑا

خواجہ حسن نظامی کی کتابیں اور روایں

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد
دقیق اور رسل کی دوا

نور ایل

قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپیہ

خواجہ حسن نظامی کی ایک

فاسفورس کا تیل

تمام دنیا میں مشہور ہے۔ قیمت ڈیڑھ اونس
کی شیشی ایک روپیہ دو آنے۔

خواجہ حسن نظامی کا بنایا ہوا

ارسطو کا چورن

مگر اور معدے کی بیماریوں کے لئے
تیر ہدف۔ قیمت نو آنے۔

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

پائیریا مینجن

دانتوں اور مسودوں کے لئے بہت
قیمت نو آنے

گل بکاؤلی

آنکھوں کی بیماریوں اور خون کی صفائی
کے لئے بہت مفید قیمت بڑا ڈبہ چھ ماٹروں

عورتوں کی ماہواری خرابیوں دوا

خوش ایام گولیاں

میں دن میں تندرست کر دیتی ہیں

قیمت ایک روپیہ

جسمانی طاقت بڑھانے والا

ٹانک پوڈر

قیمت ایک روپیہ

عام فہم تفسیر

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی۔ ہندو پالی کی
ایک جلد۔ ہدیہ چھ روپے مکمل جلد بارہ روپے

حدیث کی پیشین گوئیاں

آنحضرت نے قیامت تک کے واقعات بیان
فرمائے تھے جو اس کتاب میں ہیں قیمت آٹھ آنے۔

حدیث و قرآن کے قرآن

بچوں کو پڑھانے کے لئے نہایت مفید کتاب
قیمت آٹھ آنے

اردو سبق

خواجہ حسن نظامی کی مشہور بانقیر کتاب
بچوں کی تعلیم کے لئے۔ قیمت آٹھ آنے

شیخ حلی کی دائرہ

منہسی بھی۔ اصلاح بھی۔ اور علم مجلسی بھی۔
قیمت آٹھ آنے

ہندو مسلمانوں کی آخری لڑائی

خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف۔ موجودہ
زمانے کے لئے بے حد اہم آموز۔ جلد قیمت بارہ آنے

جہانگیر کا روزنامہ

شہنشاہ جہانگیر کے ترک کا ترجمہ از خواجہ
حسن نظامی دہلوی قیمت ڈیڑھ روپیہ

اسرار اسم اعظم

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی مشہور کتاب ہے۔ رازداری کے ہند
لوگوں کو دی جاتی ہے۔ قیمت ایک روپیہ

سیدوں کے خفیہ کام

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی "ناطیج دعوت اسلام"
میں پڑھئے۔ قیمت تین روپے۔

سفر نامہ افغانستان

موجودہ سیاسی انقلابات کے وقت اس کو پڑھنا بہت
ضروری ہے، اصل قیمت پانچ روپے۔ رعایتی ڈھائی روپے

سفر نامہ مصر و شام

مصر و فلسطین۔ شام۔ حجاز کے بانقیر
حالات۔ قیمت ڈھائی روپے۔

تاریخ سلاطین عباسیہ

بہت خوبصورت، اہم بہت سبق آموز ہے۔
قیمت ڈھائی روپے۔

بابین خواجہ کی چوٹ کا زیارت نامہ

خواجہ حسن نظامی کی تازہ تصنیف۔ دہلی کی معلومات
کا خزانہ۔ قیمت آٹھ آنے۔

بہار شاہ کی اولاد کی قربانیاں

یہ بھی خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیف ہے۔
قیمت آٹھ آنے

چشتی بادشاہی کا ہفت روزہ اخبار

مناوی

تمام دنیا میں چشتی روحانیت کی منادی کرنے والا

قلم کار خواجہ حسن نظامی جون ۱۹۴۷ء کے چار چوپایہ کا مجموعہ سالانہ قیمت چار روپے

نظام المشائخ کی نئی زندگی

۱۹۴۷ء میں خواجہ حسن نظامی اور ملا محمد واحدی صاحب نے شرکت میں ایک ماہ وار سالہ نظام المشائخ جاری کیا تھا جو اب بھی جاری ہے۔ مگر پہلی سی شان نہیں رہی ہے۔ ملا واحدی صاحب کے نژاد سید علی مقتدی واحدی بی اے نے مذہبی رسائل میں نئی زندگی پیدا کرنے کا انتظام کیا ہے اعلیٰ درجے کے علمی مضامین بن کا تعلق درویشوں سے ہو اس میں شیخ ہوں گے۔ عربی فارسی اور انگریزی کتابوں کے ترجمے بھی چھپا دیں گے۔ ۲۰۰۰ سائز کے ہمہ صفحات ہر جہنے اس میں ہوں گے۔ سالانہ قیمت تین روپے بیتہ دفتر نظام المشائخ قیص بازار۔ دہلی نئی دہلی۔

پہن خواجہ کی چمکٹ کا زیارت نامہ

خواجہ حسن نظامی دہلوی کی لکھی ہوئی بالکل تازہ کتاب ہے۔ جس میں درگاہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی اور درگاہ حضرت سرمد شہید اور درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ اور درگاہ حضرت شاہ ترکان اور درگاہ ملکہ سلطانہ رضیہ اور درگاہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور درگاہ حضرت خواجہ سید حسن رسول نما اور درگاہ حضرت خواجہ میر درد اور درگاہ حضرت بابا ابوبکر حیدری طوسی اور درگاہ حضرت بی بی فاطمہ سام اور درگاہ حضرت نیر الدین یار تپاس اور درگاہ حضرت شمس الدین اوتاد اللہ اور درگاہ حضرت سید محمود بجا اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور درگاہ

حضرت مولانا ذاجہ سید محمد امام بنہ اور درگاہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی اور درگاہ حضرت بی بی نور اور درگاہ حضرت شیخ نجیب الدین متیکل اور درگاہ حضرت ذاجہ قطب الدین بخت یار کاکڑ اور درگاہ حضرت مولانا فخر صاحب اور درگاہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور درگاہ حضرت مولانا جمالی کسالی اور دیگر متعلقہ مزارات و درگاہوں کے مفصل حالات درج کئے گئے ہیں اور آٹھ عکس تصویریں بھی ہیں۔

ملنے کا پتہ دفتر ملکہ مشائخ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی۔

جون کے چار کیسے پیشگی

جو کہ سندھوستان میں عام طور پر اور دہلی میں خاص طور سے سیاسی انتخابات کے سبب ہوتے ہیں

پھیل جاتی ہے۔ اور کاتبوں اور چھاپہ فروشوں کے کام قابو سے باہر ہو گئے ہیں۔ اور اس کی کاپی بہت اندیشہ ہے کہہ رکن کے برطانوی اعلان کے بعد تمام ہندوستان میں غرضی کی آگ بھڑک اٹھے گی اس لئے جو ان کے چار کپے پٹی شائع کئے جاتے ہیں جن نظامی۔

پُرانی مسلم لیگ کے قائد اعظم بہادر شاہ کی قربانیاں

موجودہ وقت کے ہندو مسلمان سیاسی لیڈروں کی آگاہی اور بہت بڑھانے کے لئے خواجہ حسن نظامی نے یہ کتاب ابھی مئی ۱۹۳۷ء میں شائع کی ہے۔ قیمت آٹھ آنے۔

دلی کے پانچ بڑے شاعر

تیر۔ غالب۔ مرتن۔ مصطفیٰ۔ ستودا کے نہایت دلچسپ حالات جو خواجہ صاحب نے نہایت اہتمام کے ساتھ خوبصورت جلد میں شائع کئے ہیں۔ قیمت ایک جلد ایک روپیہ۔

لکھنؤ اور لکھنؤ کو بڑھانے کے لئے

قرآن و حدیث کے فرمان

خواجہ حسن نظامی نے بچوں کی تعلیم کے لئے ایک سو بارہ صفحوں کی ایک کتاب شائع کی ہے۔ جس میں قرآن شریف کے اور حدیث شریف کے بہت ضروری ضروری فرمان اور حکم دیئے گئے ہیں۔ جن کو ذیل میں آگاہی عوام کے لئے درج کیا جا رہا ہے۔
تہذیب کا فرمان۔ لکھنؤ پرنٹنگ کے فرمان۔
خدا کو سجدہ کرنے کا فرمان۔ پاکی اور صفائی کا فرمان۔ شب بیداری کا فرمان۔ اللہ سے نونگہانے کا فرمان۔ اللہ کی نعمت کو بیان کرنے کا فرمان۔ یکسوئی سے عبادت

کرنے کا فرمان۔ منکرین سے رواداری کا فرمان۔ استغفار کا فرمان۔ حق امتین مقام حاصل کرنے کا فرمان۔ مکاروں سے بے پروا رہنے کا فرمان۔ باطنی ذکر شغل کرنے کا فرمان۔ کسر نفسی کا فرمان۔ ملنساری کا فرمان۔ ناامید نہ ہونے کا فرمان۔ ہر چیز کی تحقیقات کرنے کا فرمان۔ بے علمی سے بچنے کا فرمان۔ خود اپنا حساب لینے کا فرمان۔ درویشوں سے علم باطن حاصل کرنے کا فرمان۔ غلط داد طلبی سے بچنے کا فرمان۔ نیکی میں تعاون کرنے کا فرمان۔ بدی میں تعاون نہ کرنے کا فرمان۔ فضول خرچی نہ کرنے کا فرمان۔ بخیلی نہ کرنے کا فرمان۔ سائل پر غصہ نہ کرنے کا فرمان۔ تجارت میں دیانت داری کا فرمان۔ قرض میں متسک لینے کا فرمان۔ مقروض کو مہلت دینے کا فرمان۔ گواہی سے انکار نہ کرنے کا فرمان۔ یسین دین کے وقت گواہ بنالینے کا فرمان۔ سیر و سفر کرنے کا فرمان۔ سچ کو جوڑ میں نہ ملانے کا فرمان۔ ناموزوں سوالات نہ کرنے کا فرمان۔ سلام کرنے کے فرمان۔ نیکی میں سبقت کرنے کا فرمان۔ ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا فرمان۔ یتیموں کو مال ان کو دیدینے کا فرمان۔ یتیموں کو مال نہ کھانے کا فرمان۔ غیر وارث غریبوں کی امداد کا فرمان۔ یتیم پر غصہ نہ کرنے کا فرمان۔ عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا فرمان۔ حقوق ادا کرنے کا فرمان۔ شہیدوں کو مردہ نہ سمجھنے کا فرمان۔ دعا مانگنے کا فرمان۔ بدگمانی نہ کرنے کا فرمان۔ کسی کی ہنسی نہ اٹھانے کا فرمان۔ عورتوں کو عورتوں کی ہنسی

نہ اڑانے کا فرمان۔ پیٹ پیچھے نہ لپکنے کا فرمان۔ اپنے آپ پر عیب نہ لگانے کا فرمان۔ کسی کو بڑے القاب سے مخاطب نہ کرنے کا فرمان۔ اپنی پاک بازی کی شہی نہ بگاڑنے کا فرمان۔ ایک دوسرے کی برائیاں نہ لگانے کا فرمان۔ صبر کرنے کا فرمان۔ دنیا پر فریفتہ نہ ہونے کا فرمان۔ اپنی ہدایت کو مقدم رکھنے کا فرمان۔ وسیلہ تلاش کرنے کا فرمان۔ حج میں شکار نہ کرنے کا فرمان۔ شکار کے گوشت کا فرمان۔ توکل کرنے کا فرمان۔ منت اور نذر پوری کرنے کا فرمان۔ ناپ تول میں ایمان داری کا فرمان۔ منکروں سے دوستی نہ کرنے کا فرمان۔ غیروں کو اپنا زدار نہ بنانے کا فرمان۔ ظالموں کی طرف مائل نہ ہونے کا فرمان۔ حکمت کے ساتھ تبلیغ کرنے کا فرمان۔ عورتوں کی اصلاح و ترقی کے فرمان۔ عورتوں کی جمعیت کا فرمان۔ پردہ کرنے کا فرمان۔ میواؤں کی شادی کر دینے کا فرمان۔ انصاف و مساوی کے قوانین کی طرح کرنے کا فرمان۔ مشرکوں سے نکاح نہ کرنے کا فرمان۔ بدھ میں عورتوں کی سزا کا فرمان۔ دشمن ہو پوئی دشمن اولاد سے بچنے کا فرمان۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا فرمان۔ پیغمبروں۔ فرشتوں اور قیامت پر ایمان لانے کا فرمان۔ تقدیر پر ایمان لانے کا فرمان۔ شرک نہ کرنے کا فرمان۔ اللہ کی صفات کو ماننے کا فرمان۔ اللہ کی عبادت کا فرمان۔ اللہ رسول کی اطاعت کا فرمان۔ مسلمان حکام کی اطاعت کا فرمان۔ تلاوت قرآن کے وقت خاموش رہنے کا فرمان۔ نماز کی پابندی کا فرمان۔ جیچ کی نماز کا فرمان۔

کُلُّ جِهَانُ کَپَاکِیْسْتَانُ - ہَرِ اِنْسَانُ کَا اِیْمَانُ
ہَرِ مُسْلِمَانُ کِی جَانُ

یولستاق قرآن

اسْمَانُ کے قُرْمَانُ قُرْآنُ کَا بَیَّانُ
ہندوستان کی اُردو زبان ءِ اسلام کی اذان

خواجہ حسن نظامی صد جمعیتِ چشت کُل جہان نے جوُن ۱۹۴۷ء میں لکھا

ہفت رُوزہ اخبار منادی دہلی نے شائع کیا

اسلام کا پہلا رکن کلمہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ - مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ
 کوئی خدا نہیں ہے۔ مگر ایک اللہ ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں
 زبان سے کہو۔ دل سے یقین کرو۔ اللہ کو ہر وقت حاضر نظر رکھو
 دین اور دنیا کے ہر کام میں اللہ سے رسول کا
 دھیان رکھو۔

اسلام کا چوتھا رکن نکاحات

اپنی مالیت کا جائلیہاں حصہ خدا کی راہ میں دینا۔
 نادار مسلمانوں کی خوش حالی کے لئے خرچ کرنا۔
 پیشہ ور بھکاریوں کو بے کاہنے کے لئے نہ دینا۔
 مسلمانوں کی روزی بڑھانے کے کاموں کے لئے دینا۔
 مفلس خیریت داروں کو مسافروں کو دینا۔

اسلام کا دوسرا رکن نماز

سورج نکلنے سے پہلے فجر ۲ رکعت فرض۔
 سورج ڈھلنے کے بعد ظہر ۴ رکعت فرض۔
 سورج زیادہ ڈھلنے کے بعد عصر ۴ رکعت فرض۔
 سورج چھینکے کے بعد مغرب ۳ رکعت فرض۔
 رات کا: پیر پہلے ۲ بعد عشاء ۴ رکعت فرض۔

اسلام کا پانچواں رکن حج

کعبہ تک جانے کا خرچ پاس ہو۔ اور راستے میں امن ہو۔
 سفر حج کرنے کی جسمانی طاقت ہو۔ اور گھر میں اطمینان ہو۔
 کعبہ کا طواف کرنا۔ عرفات کے میدان میں کھڑا ہونا حج ہے۔
 مدینہ میں رسول اللہ کے مزار کی زیارت کرنی بھی ضروری ہے۔
 رسول اللہ کی بنائی ہوئی بیویوں پر لکھنا بھی ضروری ہے۔

اسلام کا چھٹا رکن زکوٰۃ

راہِ حق میں سے سب سے زیادہ مال دینا۔
 چھٹی رات سے صبح تک روزے رکھنا۔
 مہینہ بھر تک سب بڑی باتوں کی بندش۔
 سفر اور بیماری میں روزہ قضا کرنے کی اجازت
 نفس کی سب بڑی خواہشوں کی روک تھام

اسلام کا ہفتم رکن رومی

ہر برکت و مسلمان پر حلال روزہ چھل کرنی فرض ہے۔
 اپنے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں سے بدن سے محنت کرنی فرض ہے۔
 اپنا اور اپنے بھائی بچوں کا پالنا فرض ہے۔
 وقت کا ہر منٹ خدا کی امانت ہے۔
 اس منٹ کو بیکار رکھنا گناہ ہے۔

اسلامی ایکہ

مسلمان کھجے میں ایک نہیں۔
مسلمان نماز میں ایک ہیں۔
مسلمان رونے میں ایک ہیں۔
مسلمان زکات میں ایک ہیں۔
مسلمان حج میں ایک ہیں۔

اسلام کے سب اصولوں میں

مسلمانوں کے سب فرقے ایک ہیں۔
اسلام کے مذکورہ اصولوں میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔
اسلامی اخوت اسلام کی سب سے بڑی طاقت ہے۔
دنیا بھر میں کہیں ایسی اخوت نہیں ہے۔
اس لئے اسلام میں کوئی فرقہ نہیں ہے۔

پھر اسلامی ایکہ

مسلمانوں کا خدا ایک۔ رسول ایک۔
مسلمانوں کا کعبہ ایک۔ قرآن ایک۔
مسلمانوں کی رشتہ ایک۔ پانی ایک۔
مسلمانوں کا جینا ایک۔ مرنا ایک۔
مسلمانوں کا سوچنا ایک۔ کرنا ایک۔

شیعہ سنی کا اختلاف

سیاسی ہے۔ مذہبی نہیں ہے۔
مذکورہ سب اصولوں میں۔
شیعہ سنی ایک ہیں۔
اوپر سیاسی اختلاف دور کیا جا سکتا ہے۔
محمد علی براہِ تشبیہ نے وہ اختلاف بھی دور کر دیا۔

مسلمانوں کا ایمان

اللہ ایک ہے۔
محمد اللہ کے رسول ہیں۔
محمد سے پہلے آنے والے سب رسول بقی ہیں۔
قرآن سے پہلے اللہ کی سب کتابیں بقی ہیں۔
اس لئے اسلام ساری دنیا کا دین ہے۔

اسلامی تعریف و تکریم

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر
اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
کوئی خدا نہیں ہے سوا اللہ کے
وَاللَّهُ أَكْبَرُ۔ اللہ اکبر۔ ولایت علیہ
اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

اسلامی اذان

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ شہدان لا الہ الا اللہ (دو بار)

اشہدان محمد رسول اللہ (دو بار)

حی علی الصلاح (دو بار)

حی علی الفلاح (دو بار)

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ

مسلمان قوم کو ایک ہونا چاہیے

شیعہ سنی مل جائیں۔

مقلد غیر مقلد ایک ہو جائیں۔

دہابی صوفی ملاپ کر لیں۔

قادری آغا فانی ایک کر لیں۔

سب فرقہ بندیوں مٹا دی جائیں۔

اذان کا ترجمہ

اللہ سب سے بڑا۔ اللہ سب سے بڑا۔

میں گواہی دیتا ہوں اللہ ایک ہے۔

میں گواہی دیتا ہوں محمد اللہ کے رسول ہیں۔

نماز کے لئے آؤ۔ بھلائی کے کام کے لئے آؤ۔

اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے۔

کوئی خدا انہیں ہے۔ مگر ایک اللہ ہے۔

اقلیت کا اکثریت پر غلبہ

قرآن شریف فرماتا ہے

اللہ کے حکم سے اقلیت کا اکثریت پر غلبہ ہو گا۔

انگریزی جمہوریت اس کے برعکس کہتی ہے۔

دنیا کے اسی کردار مسلمان۔

قرآنی جمہوریت کے ساتھ ہیں۔

قرآن فرماتا ہے

ہر اسانہ ہو۔ پریشان نہ ہو۔

آخر کار

تم مسلمان ہی اونچے رہو گے۔

بشرطیکہ تم مسلمان رہو

پس تم سب بچے مسلمان ہو جاؤ۔

نماز کی تکبیر

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ شہدان لا الہ الا اللہ (دو بار)

اشہدان محمد رسول اللہ (دو بار) حی علی الصلوٰۃ (دو بار)

حی علی الفلاح (دو بار) تقامت الصلوٰۃ (دو بار)

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ لا الہ الا اللہ

تکبیر اور اذان ایک ہے یہ زیادہ ہے کہ نماز ٹھہری ہوگی صبح کی اذان میں صلوٰۃ خیر من الحمد دو بار پانچ زینہ سے بھی ہے

اللہ ایک ہی ہے

وہ اللہ بس ایک ہی ہے - (سورہ اخلاص)
تمہارا خدا بس ایک ہی اللہ ہے - (سورہ بقرہ)
خود اللہ کو ابی دیتا ہے
کہ یقیناً کوئی دوسرا معبود نہیں ہے سو اللہ کے (سورہ آل عمران)
یقیناً ہمیں ایک اللہ ہی پر ایمان دے کر کوئی نہیں (سورہ طہ)

اللہ کی صفات قرآنی

الْخَالِقُ ہر چیز کا پیدا کرنے والا
الْبَارِئُ ہر چیز کا موجد
الْمُصَوِّرُ طرح طرح کی صورتیں بنانے والا
الْعَلَّامُ بہت بخشنے والا
الْقَهَّارُ زبردست غلبہ رکھنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الرَّحْمَنُ بڑی رحمت والا
الرَّحِيمُ بہت بندہ نواز
الْمَلِكُ سب سے بڑا بادشاہ
الْقُدُّوسُ سب عیبوں سے پاک
السَّلَامُ سب نقصانوں سے محفوظ

اللہ کی صفات قرآنی

الْوَهَّابُ بخشش و عطا کرنے والا
الْزَّاقُ روزی دینے والا
الْفَتَّاحُ مشکل کشائی کرنے والا
الْعَلِيمُ بہت جانتے والا
الْقَابِضُ روزی بنی تلی کر دینے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الرَّؤُوفُ رؤف و مہربان
الْمُبْدِئُ وعدے میں تہجد اور امن دینے والا
الْمُهِمِّنُ سب کا نگہبان
الْعَزِيزُ سب پر غالب
الْجَبَّارُ بڑے و باؤ والا
الْمُتَكَبِّرُ بڑی عظمت والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْبَاسِطُ روزی فراخ کرنے والا
الْخَافِضُ پست کرنے والا
الرَّافِعُ بلند کرنے والا
الْمُعِزُّ عزت دینے والا
الْمُذِلُّ ذلیل کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

السَّمِيعُ بہت سُننے والا
الْبَصِيرُ بہت دیکھنے والا
الْحَكَمُ سب کے فیصلے کرنے والا
الْعَدْلُ سدا یا انصاف
اللطیف نرمی کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْحَلِيلُ برہمگی والا
الْكَرِيمُ درگزر کرنے والا
الْمُرْقِبُ نگہبانی کرنے والا
الْمُحِبُّ دعا قبول کرنے والا
الْوَاسِعُ بڑا مشکل کشا

اللہ کی صفات قرآنی

الْخَبِيرُ سب سے آگاہ سب کا عارف
الْحَلِيمُ برداشت کرنے والا
الْعَظِيمُ بہت بڑا اور برتر
الْعَفْوُ بہت بخشنے والا
الشَّكُورُ شکر قبول کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْحَكِيمُ بڑی حکمت والا
الْوَدُودُ بڑا دوست
الْمَجِيدُ بڑی شرافت والا
الْبَاقِیُ مُردوں کو زندہ کرنے والا
الشَّهِيدُ حاضر - موجود اور گواہ

اللہ کی صفات قرآنی

الْعَلِیُّ بہت اونچا
الْکَبِيرُ بہت بڑا
الْحَفِیْظُ نگہبان
الْمُقِیْتُ روزی پہنچانے والا
الْحَسِیْبُ کافی کارساز

اللہ کی صفات قرآنی

الْحَقُّ سدا یا سچائی
الْوَكِيلُ کارساز
الْقَوِیُّ پوری طاقت والا
الْمُتِنُ خود دار اور طاقت والا
الْوَلِیُّ دوست - اور مددگار اور وارث

اللہ کی صفات قرآنی

الْحَمِيدُ حمد کا مستحق
الْمُخْصِيٰ ہر چیز پر احاطہ رکھنے والا
الْمُبْدِيٰ ہر چیز کی شروعات کرنے والا
الْمُعِيدُ دوبارہ پیدا کرنے والا
الْمُحْيِيٰ زندہ رکھنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْمُؤَخِّرُ پیچھے ہٹانے والا
الْأَوَّلُ سب سے پہلا
الْآخِرُ سب سے پچھلا
الْظَّاهِرُ سب کو نظر آنے والا
الْبَاطِنُ سب سے چھپا ہوا

اللہ کی صفات قرآنی

الْمُهِيتُ مارنے والا
الْحَيُّ زندہ اور قائم
الْقَيُّوْمُ خود قائم اور دوسروں کا قائم رکھنے والا
الْوَّاحِدُ توکل اور توکلگری دینے والا
الْمَسْجِدُ بزرگ اور بزرگی دینے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْوَالِي سب کا سرپرست
الْمُتَعَالِي سب اونچوں سے اونچا
الْبَرُّ بھلائی چاہنے والا
الْبَتُّوَابُ بڑا توبہ قبول کرنے والا
الْمُنْتَقِمُ نافرمانوں کو سزا دینے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْوَّاحِدُ ایک - اکمیل
الصَّمَدُ بے نیاز اور جہ پرور
الْقَادِرُ قدرت والا
الْمُقْتَدِرُ اقتدار رکھنے والا
الْمُقَدِّمُ آگے بڑھانے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْعَفُو معاف کر دینے والا
الرَّءُوفُ بہت شفقت کرنے والا
مَالِكُ الْمَلَائِكَةِ سب ملکوں کا مالک
ذُو الْحَرَالِ وَالْاَکْرَامِ ہیبت والا - عزت والا
الْمُقْسِطُ انصاف کرنے والا

اللہ کی صفات قرآنی

الْجَامِعُ سب کو جمع کرنے والا
الْغَنِيُّ تو بھری دینے والا۔ بے پروا
الْمُعِیُّ تو نگرہانے والا
الْمُعْطِی عطا کرنے والا
الْمُنْجِی تکلیف سے بچانے والا

پانچ یقین

اللہ اور رسول کا یقین
سب رسولوں اور ان کی کتابوں کا یقین
اپنی قسمت اور تقدیر کا یقین
قیامت آنے کا یقین
دوزخ جنت اور فرشتوں کا یقین

اللہ کی صفات قرآنی

الْضَّارُّ ضرر کی چیز پیدا کرنے والا
النَّافِعُ نفع اور خیر پیدا کرنے والا
النُّورُ سراپا روشنی
الْبَدِیْعُ دوسری چیز دیکھ بھیر ایجاد کرنے والا
الْبَاقِیٰ ہمیشہ باقی رہنے والا

تقدیر کیا چیز ہے؟

ہم نے ہر چیز کو ایک قدر یعنی اندازے کے اندر پیدا کیا ہے سو وہ قدر
انسان کی زندگی کے دنوں کو ہم اوتے بدلتے رہتے ہیں (سورۃ النحل)
ہر نفس کو نیکی بدی کی سمجھ دی گئی ہے۔ (سورۃ شمس)
ہم نے انسان کو اس کی زندگی کے راستے بتا دیے ہیں (سورۃ قمر)
ہر ان کو اس کے نفس کی سمجھ دی گئی ہے (سورۃ قیامت)

اللہ کی صفات قرآنی

الْوَارِثُ سب کا سرپرست
الْمُشِیْدُ سب کو سیدھے راستے پر قائم رکھنے والا
الْمُصَبِّحُ سب میں صبح کی طاقت پیدا کرنے والا
یہ سب صفات عین ذات ہیں
ان صفات کے علاوہ اور بے شمار اس کی صفات ہیں۔

تقدیر بدل سکتی ہے

ایک تقدیر عام ہے وہ نہیں بدل سکتی۔
ایک تقدیر خاص ہے وہ بدل سکتی ہے۔
عام تقدیر اصول فطرت کو کہتے ہیں۔
خاص تقدیر انسان کے اختیاری کاموں کو کہتے ہیں۔
ہر انسان اپنی اختیاری تقدیر بدل سکتا ہے۔

دُعَا خانہ

گھر گھر دعا خانے

تمہارے بچوں اور بایسنوں کے نفسانک اصلاحی طریقے
کہ جس مقام پر ایک سے زیادہ نظامی
رہتے ہوں وہ روزانہ یا کم از کم آٹھویں
دن بدھ کو بعد نماز مغرب یا بعد نماز صبح
کسی مسجد میں دعا کے لئے جمع ہوا کریں
بدھ کا دن اس واسطے تجویز ہوا ہے کہ
نظامیہ سلسلے کے بانی سلطان الشیخ حضرت
خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی
بدھ کے دن پیدا ہوئے۔ بدھ کو کتب
میں بیٹھے۔ بدھ کو فارغ التحصیل ہوئے۔
بدھ کے دن بدایوں سے دہلی کی طرف
روانہ ہوئے۔ بدھ کو دہلی سے مرید
ہونے کے لئے پاک پٹن شریف گئے۔
بدھ کے دن بیعت ہوئے۔ اور خلافت
بھی بدھ کے دن ملی۔ اور وفات
بھی بدھ کے دن ہوئی۔ اس روز
نظامیہ سلسلے والے جو کام بھی کریں گے
خدا اس کو قبول کرے گا۔ اور اس
میں برکت دے گا۔

گھر گھر دعا خانے قائم کرنے کا یہ
مطلب ہے کہ سب نظامی عورت مرد
اس نامک اور سنتوں کے زمانے میں
خدا کی طرف رجوع ہوں۔ کیونکہ ان کے
دایا ہوں کامیاب ہندوستان کے
لئے معصیتوں اور آفتوں کا مہینہ ہوگا۔

دعا کا حلقہ اس طرح کیا جائے۔ کہ
سب رنگ تہذیب و روزانہ بیٹھ جائیں۔
اور پیسے نہ بار کھڑے رہیں۔ لا۔ الہ۔
اک۔ اللہ۔ محمد۔ رسول۔
اللہ۔ یعنی گھر پر سے جس الہ کو
لفظ اللہ سے نہ لائیں۔ الا الہ ہر
اللہ الہ ہر ہیں۔ اور لفظ محمد کو بھی
لفظ رسول سے نہ لائیں۔ محمد الہ ہر
رسول الہ ہر ہیں۔ اور لفظ رسول کو
بھی لفظ اللہ سے نہ لائیں۔ رسول الہ
ہر ہیں۔ اللہ الہ ہر ہیں۔ اس طرح
پڑھنے سے خاص تجلیات آتی پڑھنے
والوں پر نازل ہوں گی۔ اس کے بعد
نور بار درود شریف پڑھیں۔ جسکی
اللہ علیک یا محمد۔ اور
جب لفظ محمد پڑھیں دونوں ہاتھوں
کے دونوں انگلیں جو مکر اپنی آنکھوں
کو دکھائیں۔ اور اس کے بعد نور بار انا
انزلنا پڑھیں اور ہر بار آیت
"مِنْ كُلِّ آفٍ سَلَامٌ" کو نور بار
پڑھیں۔ اس کے بعد نور بار آیت الہی
پڑھیں۔ اور ہر بار انا انزلنا
نور بار پڑھیں۔ اس کے بعد نور بار
مسلمہ "قَوْلًا قَدْ كَفِیْ" پڑھیں۔ اس کے بعد نور بار یا کاف
یا سلام۔ یا سلامی۔ یا کاف
پڑھیں۔ اس کے بعد انا سلامی بار

سورہ فاتحہ پڑھیں۔ اس طرح کہ بسم اللہ
کا آخری بسم الحمد کے الفاظ سے
شروع کریں۔ اور الحمد کی آیت اَلْحَمْدُ
الْكَافِیْہ کو تین بار پڑھیں اور انا لک
نَعْبُدُ وَاَنَا لَكَ شَاكِرِیْنَ ہر
اپنے اپنے دل کی مرادوں کا تصور کریں۔
بس یہ چھ دقیقے ایک مجلس میں پڑھے جائیں
پس یہ کلمہ پھر درود۔ پھر انا انزلنا پھر
آیت الکرسی۔ پھر سلام قولاً قَدْ كَفِیْ
رَبِّ رَحِیْم۔ پھر سورہ فاتحہ۔
جو لوگ روزانہ یہ حلقہ کر سکیں تو بہت ہی
اچھا ہوگا۔ ورنہ آٹھویں دن یہ حلقہ ضرور
ہونا چاہئے۔ اور حلقے کے بعد اللہ تعالیٰ
سے ملک کے امن و امان کی دعا مانگنی
چاہئے۔

اور منادی کے دعا خانے میں جن لوگوں
کے لئے دعا کا اعلان مشایع ہوا ان وظیفوں
کے بعد ان کے لئے بھی دعا مانگنی چاہئے۔

حسن انصاری نظامی کے لئے دعا

صوبہ بہار سے میرے بہت پرانے مرید
خیر الدین حسن انصاری نظامی کے بیارچوں
کی خبر آئی ہے۔ اور میں ان کے لئے
روزانہ پچھلی رات کو دعا کرتا ہوں۔ گھر گھر
دعا خانوں کی مجلسوں میں بھی ان کی
صوت و سلامتی کی دعا ہونی چاہئے۔

بنت نظامی کے لئے دُعا

عبدالغزیز نظامی ساکن راولپنڈی کی رٹ کی بجا رہیں۔ میں اُن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ دُعا خاؤں کی مجلسوں میں بھی اُن کی صحت و سلامتی کے لئے دعا مانگنی چاہئے۔

اہلِ یحیٰ عبدالکریم نظامی کے لئے دُعا
جنت کشمیر والے بابو عبدالکریم نظامی کی

اہلِیہ اور رٹ کی کی صحت و سلامتی کے لئے میں بھی دعا کر رہا ہوں۔ دعا خاؤں کی مجلسوں میں بھی دُعا کرنی چاہئے۔

معفرت کی دُعا

سر سہارا جہاں رسول صاحب تواریس ریاست جہاں گیارہ بارہ ہیکلے دفات پائی۔ وہ بزرگوں کی اولاد تھے۔

سہت لاکھ روپے سالانہ کی ریاست کے رئیس تھے۔ اولیاء اللہ سے بہت اعتقاد رکھتے تھے۔ ابھی کتاب "عشتی بنسری" کی تیاری کے لئے ایک سو روپے بھیجے تھے۔ اُن کی معفرت کے لئے دعا کی جائے اور اُن کی دونوں بیگمات کے لئے بھی دعا کی جائے۔ اور اُن کے دونوں رٹوں کی صحت و سلامتی کے لئے بھی دعا کی جائے +

دَوَاخانہ

دُعا اور دوا کی تاثیریں

(۴) آج کل کے زمانے میں دُعا کی تاثیروں کا اتنا یقین نہیں ہے جتنا دواؤں کی تاثیروں کا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ دعاؤں کی تاثیروں کے قابل ہیں وہ دعا خانے کے ذریعے ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔ دواؤں کی تاثیرات کا معاملہ بھی اللہ تعالیٰ کی وحدت سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمادہ "ایک ایک دو میں ایک پکتا کر رکھی ہے۔ مگر ڈاکٹر اور حکیم اور وید پرانے رواجوں کی وجہ سے وحدت سے ہٹ کر کثرت میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یعنی مفرد دواؤں سے علاج کرنا چھوڑ دیا ہے۔ مرکب دواؤں سے علاج کرتے ہیں۔ بلحاظ اصول یہ چیز بھی بُری نہیں ہے۔ کیونکہ مرکب دوائیں بھی لکڑی وحدت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ لیکن

مرکب دواؤں کے رواج کے سبب مفرد دواؤں کی تاثیروں کا یقین لوگوں میں پیدا نہیں ہوتا۔ حکیم، ڈاکٹر، وید کا بس اتنا کام ہونا چاہئے کہ وہ اگر مفرد دوا سے علاج کرنا چاہے تو مرلہ کی عمر اور مرلہ کے مزاج اور موسم اور مرلہ کی جسمانی حالت کو دیکھ کر یہ طے کرے کہ سولف اس کے لئے مفید ہوگی تو وہ صرف اکیلی سولف ہی استعمال کرے۔ اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ سولف کا ذائقہ ٹھیک کرنے کے لئے ٹھیک کا میسرچ یا ٹھیک کراس میں ملا دے۔ لیکن کوئی دوسری دوا نہ ملائے۔

میرا یہ لکھنا سا اہم سال کے غور و خوض کے بعد ہے۔ میں تقریباً چالیس بیس برس سے بیمار بیمار ہوں۔ اور میں نے ہر قوم اور ہر ملک کے ڈاکٹروں کا علاج بھی کیا ہے۔ اور یونانی حکیموں اور ہندو ویدوں کا علاج بھی کیا ہے۔ میں نے سبھی کو مرکب دوائیں استعمال کرتے دیکھا۔ وہ مفرد

دواؤں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر عادت اور رسم و رواج کی وجہ سے ان سب کا ذہن اور عقل نہیں ہوتا۔ چونکہ دو تین سال سے میں ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوں جو ایک دوسرے کی منافی ہیں۔ اس واسطے میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے کہتا رہتا ہوں کہ وہ پہلے کسی مفرد دوا سے میرے مدد سے اور پھر کچھ علاج کریں۔ اور پھر میرے گرو سے اور پھر انہی کے علاج کی طرف متوجہ ہوں اور ان سب جدا جدا اعضاء کی بیماریوں کے لئے الگ الگ مفرد دوائیں استعمال کرانے

عربی تعلیم کی سہولت کا "کانہ" ہوں شروع ہوتی ہے۔ "الکلمۃ لفظ و معنی" کے معنی "مفرد"۔ کلمہ ایک لفظ ہے کہ مفرد معنی کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ میں کلمہ کے بعد اللہ کا لفظ بڑھا دوں تو مفرد دواؤں سے علاج کرنے کا دروازہ کھل جائے + حسن نظامی

متحدہ ہندوستان کے لئے جو کچھ ہوئے اور کھانے کے مضامین پڑھا۔ قیمت چھوٹے۔ جون ۱۹۴۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

پاکستان اور ہندوستان

۲۰ جون کو دہلی میں مسلمانوں کو پاکستان اور ہندوستان کے وقت سے الفاظ کا گرویدہ رہا ہے۔ اب بھی الفاظ کا گرویدہ ہے۔ اور آئندہ بھی کوئی امید نہیں ہے کہ الفاظ کی گرویدگی اپنی گرفت سے اس کو آزاد کرے۔

اگر پاکستان شائع قرآن مجید کے بتائے ہوئے اصول انسانیت کو سامنے رکھ کر پاکستان کی گاڑی چلائی جا رہی ہے۔ تو یہ لفظ بمعنی بہرہ جات کا۔ درہ گزروں مسلمانوں اس لفظ کو اسی طرح دیکھتے ہیں جس طرح کیک کا قوہ مصورت فریڈ آف نہیں کوا جھا معلوم ہو رہا ہے مگر کوئی اس فریڈ کو کاٹ کر کھا نہیں سکتا۔

پاکستان کے لیڈروں نے شروع سے انگریزی پڑھی۔ اور انگریزی ماحول میں رہے۔ اور ان میں سے اکثر بالکل نہیں جانتے کہ قرآن نے حکومت کے قوانین کو کیا بتائے ہیں۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ پاکستانی لیڈر ہی نہیں، محض مسلمان کے چاروں خلفائے مجدد سے آج تک کسی مسلمان بادشاہ نے بھی قرآن کے اصول حکومت کی طرح تو جہ نہیں کی۔ پس اگر پاکستانی لیڈر سوچتے تو انگریزوں ہی کو دیکھتے ہیں جس کو اسے انگریزی جمہوریت کے اصول ہی کو سمجھ کر دیا تو ان کو حکومت کا صراط مستقیم پیش کر دیا۔ کیونکہ انگریزوں کی جمہوریت کی بنیاد اس

اصول پر ہے کہ اکثریت کا اقلیت پر غلبہ رہے گا اور قرآن نے انسان کو یہ سیاست سکھائی ہے کہ اللہ کے حکم سے اقلیت اکثریت پر غالب آئے گی۔

یہ کام مولوی صاحبان کا تھا کہ وہ پاکستانی لیڈروں کو قرآنی اصول سکھانے لگے۔ مگر وہ پاکستانی لیڈروں سے زیادہ قرآن کا راستہ سمجھ کر انگریزی سرٹ پر تین بیٹیوں کی بائیسکل دوڑا رہے ہیں۔ یعنی وہ سب یا ان میں سے اکثر ہندو کا شکر کے ذریعے انگریزوں کی خلاف قرآن جمہوریت کو اپنی لپٹی بنائے بیٹھے ہیں۔ ان کی جمہوریت کی لپٹی میں ان نشین ہے۔ اونٹ پر سوئی تو شاید ان کو قرآن ہی یاد آتا۔ کیونکہ خدا نے فرمایا تھا "وَالْظُّلُمُ لَیْ اِلَّا بِیْ کَیْفَ خَلَقْتُ"

ہندوستان

خدا نے قرآن میں فرمایا ہے میں نے انسان کو صبر و استقامت اور زبانی اختلاف اپنی پیچا کے لئے نشانیاں بنائیں ہیں۔ کانگریسی لیڈر بھی کہتے ہیں کہ ہندوستانی لیڈروں کے فرق کی موافق معیروں کی تقسیم کی جائے اور اس بات کو بھولے ہوئے ہیں کہ ہندو قوم کی چاروں ذاتیں جب تک باہمی گافوں پر جمع نہیں ہوں گی۔ اس وقت تک وہ ایک قوم نہیں بن سکتے۔ پہلا گاف کائناتی (کلمہ توحید) دوسرا گاف گیتا۔ تیسرا گاف کلمے۔ چوتھا گاف۔ باجواں گا ندی۔

مقصد یہ ہے کہ برہمنوں اور چھتروں اور ویشیوں اور شندروں کو جب تک پہلے مانے ہوئے مذہبی اور قومی مرکزوں پر جمع نہیں کیا جائے گا۔ ہندو قوم ایک قوم نہیں بنے گی۔

پاکستان چلے یا نہ چلے ہندوستان پاکستان سے لڑے یا لڑے مجھے اس سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ مجھے تو صرف گاڑی

لیڈروں سے یہ پوچھنا ہے کہ ہندوستان کو ایک دل اور ایک عمل بنانے کے لئے

(۵)

آج نے وحدت کا نکتہ کون سا قرار دیا؟ انگریزوں کی لائی ہوئی جمہوریت آپ کے بزرگوں کے طرز حکومت سے کوسوں دور ہے۔ یہ جمہوریت ان ہی قوموں کو فائدہ

پہنچا سکتی ہے۔ جن کے گھر میں اور جن کی تاریخ میں مضبوطی کے سیاسی اصول نہ ہیں۔ لیکن ہندو قوم کے سری رام چندری

اور سری کرشن جی کی حکومتوں کے اصول اور راجا اسوکا کے اصول یوں مل کر یکے سے آئے ہوئے اصولوں سے لاکھ بڑھ کر ہیں۔ نئی دلی کی سڑکوں پر اسوکا

روڈ ٹپڑ لینا کافی نہیں ہے۔ یا نئی دلی کی سڑکوں پر سری رام روڈ اور سری کرشن روڈ موجود نہ ہونے کی شکایت کرنی بھی فائدہ

ہے۔ جب کہ آپ رام چندری اور کرشن جی سے زیادہ مسٹر ایشلی اور ان کے بزرگوں کی بنائی ہوئی جمہوریت کے دل دادہ نظر آتے ہیں۔

خواجہ حسن نظامی کا کھانا ہوا۔ کچھ اعلان جس کا میدان جنگ۔ پشیمے۔ قیمت چھوٹے آئے۔

منادی دہلی خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب "ترغیب حساب" پڑھئے قیمت چار آنے۔

چشتی پالیسی

۲ رجوں کو انگریز کچھ بھی فیصلہ کریں ہر حال میں چشتیوں کی پالیسی یہی ہونی چاہئے کہ ان کے مرکزی مقامات اجمیر شریف اور دہلی وغیرہ جس حکومت میں ہوں چشتیوں کو اسی حکومت کا وفادار رہنا ہوگا۔ کیونکہ چشتی بادشاہی دلوں کی بادشاہی ہے۔ اور دلوں کی بادشاہی انحلاف و بغاوت سے پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ وفادارانہ اطاعت سے پیدا ہوتی ہے۔ انگریزوں کے زمانے میں بھی چشتیوں کا یہی اصول تھا۔ اور ان سے پہلے کے مسلمان بادشاہوں کی حکومتوں میں بھی یہی اصول رہا تھا۔ لہذا آئندہ بھی یہی اصول رہنا چاہئے۔ اور اسی سے چشتیوں کو وہ بادشاہی حاصل ہو جائے گی۔ جس کا پورہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے کیا تھا۔ کہ تجھ کو آسمانی بادشاہی دی جائے گی۔ اور جس کا وعدہ قرآن شریف میں مسلمانوں سے کیا گیا تھا۔ کہ زمین کی حکومت صلاحیت رکھنے والے بندوں کی دی جاتی ہے۔ اور صلاحیت بہت بڑا اور گہرا لفظ ہے۔ خود حکومت کرنے کے لئے بھی صلاحیت درکار ہوتی ہے۔ اور دوسروں کی حکومت میں رہنے کے لئے بھی اسی صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے جو دلوں کی بادشاہی یعنی دلوں کے اطہان کی ایک صورت ہے۔ لہذا چشتیوں کو اگر کسی کو تو یہ چاہئے کہ وہ اپنی صلاحیت کو

(۶)

سرہماراجہ جہانگیر آباد کی وفات

منادی کے ناظرین کو اس خبر سے بہت حیرت ہو چکی کہ ریاست جہانگیر آباد اودھ کے رئیس سرہماراجہ اعجاز صاحب قضا نے ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۸۱ھ کے دن صبح تھوڑے وقت ہم نیچے دل کی حرکت بند ہو جانے سے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ اور ان کے دونوں خرد و سال لڑکیوں اور دونوں بیٹوں کو اور دوسرے لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔

قومی حیثیت سے سرہماراجہ کی وفات ایک قومی صدمہ ہے۔ کیونکہ ان سے اور ان کی ریاست سے قوم کو بہت سے فائدے پہنچتے تھے۔ اور انھوں نے اپنے دور حکومت میں ریاست جہانگیر آباد کو بہت ترقی دی تھی۔ اور نایاب کتابوں اور نایاب تصویروں کا ایک بہت اچھا ذخیرہ جمع کیا تھا۔

خوراک کے جبر الگ ہو جائیں

علیٰ حکومت کے قیام پر اور اجازت پر شاہ صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کے مشہور روایات کی طرح حداس میں وعظ کیا ہے کہ آئندہ دو چھینے ہندوستان میں خوراک کی مشکلات کے چھینے ہوں گے لہذا ہندوستان میں کو صبر اور سہار سے کام لینا چاہئے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ ہندوستانی یہ بھی کیا کیا

کر رہے ہیں جو صبر و سہار کی تکفین کی جاتی ہے؟ ہندوستان نے ابھی طرح سمجھ لیا ہے کہ باوجود چند پرستوں یقیناً نیک دل ہیں۔ مگر خود ممبری کی لیاقت رتی کی برابر بھی ان میں نہیں ہے۔ اور مبنی علیہی ممکن ہو وہ ہل چدے کو چھوڑ دیں اور اپنے اندر اس تباہی کی سہارا پیدا کریں۔

خونی قیامت آنے والی ہے

آج بھی ۲۶ تاریخ ہے۔ واسرائل کے دہلی آنے اور رجوں کو آزادی کا اعلان کرنے میں صرف سات دن باقی رہ گئے ہیں مگر ابھی سے آثار نظر آتے ہیں کہ ہندوستان میں خونی قیامت آنے والی ہے۔ بعض ریاستوں کے رئیسوں کی مشرتہ لڑائی کے آگ لگنے والے ہتھیار جمع کئے تھے وہ عوام کو تقسیم کرتے ہیں۔ اور ان لوگوں میں لڑائی کا جوش پیدا کیا ہے جو لڑائی کے مقصد اور پیسے سے واقف نہیں ہیں۔ گاندھی جی بولے مشر خارج نے امن کی جو اپیل کی تھی وہ رد شدہ ہو رہی ہے۔ اور لڑائیوں میں بھی شائع ہو رہی ہے۔ مگر سلطان کہتا ہے۔ کہ امن کے فرشتوں کی بات کا اثر نہیں ہوئے دوں گا۔ اس واسطے میں مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم سنانا ہو کہ وہ خود کسی پڑیادتی نہ کریں لیکن کوئی شخص ظلم و دنیا داری کرتی چلے تو عروانہ وارا پئے بچاؤ اور اپنے اہل عیال کے بچاؤ کی پوری ہمت سے کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ کی برہمروں سے لیکھیں جس وعدہ کیا ہے کہ جو کئے والے مسلمان اپنی لگتی سے دس گنی زیادہ گنتی ہو جائیں گے۔

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب "صلواتی کی تعلیم" پڑھئے۔ قیمت آٹھ آنے دہرا۔

نداء الى جميع المسلمين

یصادف یوم الجمعة اليوم الاول من شهر رجب سنة ۱۳۶۶ هـ۔
۲۲ من شهر مايس سنة ۱۹۴۶ م يوم ميامي صاحب السمو العالي امير
عثمان علي خان نظام الملك آصف جاہ السابج نظام حيدر آباد
لذا يرحي من جميع ائمة المساجد والمشائخ والعلماء واعضاء حزب
العصبة المسلمة ان يدعوا الى الله سبحانه عز وجل بعد صلوة الجمعة
لان يحفظ نظام حيدر آباد وينعم على امارته بالرفاه لا ت
امارة حيدر آباد مثل حسن لرابطة المسلمين التاريخية في الهند۔

طبع هذا النداء باللغات العربية والفارسية والانكليزية۔ و
ارسل بواسطة الجوالى الحجاز وفلسطين والعراق وسوريا ومصر وأفريقيا
وايران وافغانستان وتركيا والملايا والصين وجمهوريات
اواسط اسيا لكي يتسنى للمسلمين القاطنين في هذه الديار
والذين يبلغ عددهم ثمان مائة مليون ان يتقدموا الى الله
تعالى بدعائهم في آن واحد۔

۲۱ جادی الثانی ۱۳۶۶ھ

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

الموافق
۱۳ ماہ سنہ ۱۹۴۶ء

رئيس الحزب الجشتی الهندی العام۔ دہلی

دُعائے اعلیٰ حضرت حضور نظام

از آں جا کہ یکم رجب ۱۳۶۶ھ ہجری مطابق ۲۲ مہ ۱۹۴۷ء عریوم ولادت
اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خان نظام الملک آصف شاہ ہفتم شہر یار
کشور حیدر آباد است۔ و این کشور پہنادر یادگار نازنین پادشاہی باستانی
اسلامی درہند می باشد۔ لہذا مستدعم جملہ علماء و مشائخ و ائمہ مساجد
و اعضاء و وابستگان حزب اتحاد مسلمانان ہند (مسلم لیگ) بعد از نماز
جمعہ آں روز سلامت وجود اعلیٰ حضرت نظام وصیانت و بہبود
و پیش رفت کشور آصفیہ را از بارگاہ ایزد مسئمت نمایند۔ (۸)

این اعلامیہ در عربی و فارسی و انگریزی نشر و بواسطہ پست
ہوائی بہ حجاز و فلسطین و عراق و شام و مصر و آفریقہ و ایران و ترکیہ
و افغانستان و مالایا و چین و آسیائے مرکزی فرستادہ شدہ است۔
و منظور این کہ ادعیہ خالصانہ ہشت صد میلیون مسلمانان گیتی بہ یک وقت
بہ بارگاہ ایزد برسد۔

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی

۲۱ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ

صدر حزب حشمت کل ہند۔ دہلی

مطابق
۱۳ مہ ۱۹۴۷ء

اُردو کتابوں کا تعارف

محاوراتِ دلائل ۱۰۰ صفحات۔ مجلد
روپے۔ طے کا پتہ مکتبہ ادب اردو بازار دہلی
مؤلفہ جناب ولی احمد فاں صاحب ایم اے
وزیر اعظم ریاست دوجانہ نواب زادے
ولی احمد فاں صاحب ایم اے ایم ایف سابق
وزیر اعظم ریاست دوجانہ کی محنت اور تلاش
کی داد دی جائے۔ بہت کام چھڑے۔

بہادر شاہ کا خواب ۱۰۷ صفحہ ۱۰۷
سرورق رنگین باتصویری قیمت ڈھائی روپے
ملنے کا پتہ مذکورہ بالا۔ یہ کتاب نواب خواجہ
محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس دہلی کے چہم
انسانوں کا معجزہ ہے۔ پہلے اس کا نام اسٹرکٹ
تھا۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے دہلی
میں اردو مجلس قائم کر کے اردو لکھنے والوں
کی تعلیم کا بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور خود بھی
بہا نیت عمدہ لکھتے ہیں۔ یہ کتاب اس کا نمونہ ہے۔

ہم اور وہ [۸۸ صفحہ بڑا سا نر۔ مجلد ۱۰
۱۰۸ ورق ۲۰۰۰ غلین۔ قیمت ایک روپے
آٹھ آنے۔ طے کا پتہ مذکورہ بالا۔ مصنف نواب
خواجہ محمد شفیع صاحب بانی اردو مجلس دہلی۔
یہ وہی مشہور کتاب ہے جس کی تحریر کے
وقت اردو مجلس میں مجاہد سمیت کئی لکھنے والوں
نے اس کتاب کی نسبت مضامین پر شائع کیے تھے۔
قابل دید ہے۔

جام وینا { سرعشق و محبت و باتصویر

قیمت ڈالائی روپے۔ تہہ مذکورہ بالا۔ اس کتاب میں منشی پریم چند انجمنی، مہاشیر سدرشن، میاں ایم اسلم، مولانا سالک، سلطان حیدر جوش۔ اور خواجہ حسن نظامی وغیرہ کے افسانے حکیم یوسف حسن صاحب ایڈیٹر ننگ خیال لاہور نے جمع کئے ہیں۔ یہ کتاب بھی مکتبہ ادب اردو بازار دہلی نے بہت خوش نمائی سے شائع کی ہے۔ مکتبہ ادب کے مالک سید آصف علی صاحب

فیاضت اور طبعی کے لحاظ سے داد کے مستحق
ہیں۔ جنہوں نے ان کتابوں کے سہرہ ورق تیار
کرائے میں بہت بڑی شاعری کا ثبوت دیا ہے۔
سنہ ۱۳۰۳ھ ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۷ جلد
سہرہ ورق و زین و کتابت و تصویر۔

قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔ مٹنے کا پتہ نہ ہو گا
بالا بیضف قدوس صہبائی کی اسے آرزو۔
قدوس صاحب صہبائی کی خاص قابلیت
اس کتاب سے ظاہر ہوتی ہے۔ سہروردی کی
تصویر اندک کے مضامین کی خوبیوں کے مقابلے
میں کچھ نامور زوں ہے۔

آوارہ گروہ کے خطوط { ۲۲۲ صفحہ بیان
۲۰ x ۳۰ - ۱۴ جلد

سرور دق رئیس و بالغیر - قیمت ڈھائی روپے
پتہ مذکورہ بالا - سن مظفر پوری کے دس
افسانہ کی کا مجموعہ ہے - اس کتاب کے
سرور دق میں عی سید آصف علی مالک مکتبہ
ادب کی شاعرانہ لطائف اور بھی آیت کی
خوبیاں پائی جاتی ہیں -
باعی دوشیزہ کی ڈائری کے سائے

۳۳ ۲۴ ۶۸ اصغیہ مجلہ سہ ماہی و
۱۶ باصغیریہ قیمت دو روپے، تیرہ مذکورہ بالا -
بمنصفہ واقف صاحب صدیقی - ٹائٹل
پتھو پراثر کا ایک فاص نوٹ ہے لیکن پتھو
سی عریانیت بھی ہے۔ ڈائری میں جو کچھ ہے
و کتاب کے نام سے اچھی طرح ماہر ہے۔

بیگمات اور دھکھڑ کے خطوط ۱۶ صفحہ ۲۰

۱۴، مجلہ - سرورق زمین - ڈرائن نہایت نفیس اور دل فریب ہفتی انتظام اللہ صاحب شہابی الہ آبادی نے مرتب کی ہے۔ اس میں واجد علی شاہ جان عالم اور ان کی بیگمات کے خطوط جمع کر کے دیے ہیں۔ اور سید آصف علی صاحب دہلوی نے ان کی شائع کر کے لکھنؤ کے محفی جذبات قدیم کو نمایاں کیا ہے قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبہ ادب - اردو بازار دہلی۔

شرح میر درد { سائنز ۲۰۸ جلد - سورت
ہمایت دل کش - نریشہ نواب خواجہ محمد شفیع
بانی اردو مجلس دہلی قیمت دو روپے آٹھ
آنے۔ طے کا پتہ مکتبہ ادب - اردو بازار
حضرت خواجہ میر درد کے کلام پر نہایت
عزیزہ تبصرہ نواب صاحب نے لکھا ہے
اور سید آصف علی صاحب نے جس خوبی سے
اس کو شائع کیا ہے وہ خاص قدر کا عمل ہے
کنجوس کا جو تہ ملک سید آصف علی صاحب

منادی دہلی خواجہ حسن نظامی کے لکھے ہوئے قرآن و حدیث کے فرمان پڑھئے قیمت ۱۳ ر۔

جسٹس

چھوٹے بچوں کے لئے بھی ایک سلسلہ شائع کیا ہے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ہے سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۲۸۔ نوشتہ سیفی صاحب سیدو ہاروی اور بیگم صاحبہ سیفی۔ اس میں بچوں کا جوہ اور گیدڑ کی بھلی دونا مار سے نہایت دلچسپ اور بچوں کو پسند آنے والی کہانیاں لکھی ہیں۔ قیمت چھ آنے۔ پتہ مکتبہ ادب اردو بازار دہلی۔

طلسی گڑیاں سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۲۴۔ سرورق رنگین باتھویر اس میں طلسی گڑیوں کا بیان ہے اور کہانیاں بھی ہیں۔ رضیہ سلطانہ صاحبہ دہلوی نے لکھی ہے۔ قیمت سات آنے۔ پتہ مکتبہ ادب دہلی۔

آپتیاں یہ کتاب بھی ۳۲ صفحات پر بہت عمدہ شائع ہوئی ہے۔ اور بچوں کے لئے مفید معلوم ہوتی ہے۔ قیمت پانچ آنے۔ پتہ مکتبہ ادب دہلی۔

سید اصطف علی صاحب کے مکتبہ ادب دہلی نے اردو زبان کو گھر گھر پہنچانے کا جوا مقام کیا ہے۔ اس میں سلیقہ ہے۔ فاسٹ ہے۔ دل کشی ہے۔ اور ہر طبقہ اور ہر درجے کے مردوں اور عورتوں اور بچوں کی پسندیدگی کے سامان ہیں۔ اس وقت ان کتابوں کا صرف تعارف شائع کیا گیا ہے۔ آئندہ ہر کتاب پر وضاحت سے تبصرہ بھی لکھا جائے گا۔

علامہ اشدرنجیری سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۲۲۸۔ مجلد ٹائٹیل پر مولانا اشدر صاحب کی بہت عمدہ رنگین تصویر۔ اس میں مولانا اشدر صاحب کی نسبت گیارہ نامور محدث مرد

ادیبوں نے مضامین لکھے ہیں۔ اور ان کو نہایت سلیقے کے ساتھ اس کتاب میں جمع کیا گیا ہے۔ قیمت دو روپے آٹھ آنے۔

شیل نامہ سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۲۴۔ مجلد سرورق رنگین نوشتہ شیخ محمد اکرم صاحب آئی سی ایس۔ ناشر شیخ نذیر احمد صاحب مالک کتب خانہ تاج آفٹس۔ محمد علی روڈ بمبئی نمبر ۳۔

اس میں مولانا شیل کی علمی زندگی کو بہت عمدگی سے قلم بند کیا گیا ہے۔ قیمت تین روپے۔ ناشر سے ملے گی۔

چونوں کی دنیا سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۱۲۴۔ مجلد۔ نوشتہ شیخ عبدالملک صاحب کلکتہ شوکنی۔ ناشر اردو بک اسٹال لاہور اردو زبان میں بالکل نئی اور بہت ضروری اور بہت مفید کتاب ہے۔ جو قول کی تجارت کی نسبت بہت خوب چیز ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ ناشر سے ملے گی۔

ترقی کی برکتیں سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۱۰۸۔ ٹائٹیل رنگین اور آرٹ کا ایک خاص موثر نمونہ۔ نوشتہ جناب نجم آفندی الکر آبادی۔ اس کتاب میں چھوٹے چھوٹے دلچسپ علمی اور ادبی مضامین ہیں مثلاً۔ پانی۔ سوڈا واٹر۔ قاصص الکر آبادی۔ محی وغیرہ۔ بالکل نئے انداز کی نہایت دلچسپ کتاب ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے۔ پتہ کا پتہ سلطان حسین ملک سیر۔ بھنڈی بازار۔ بمبئی نمبر ۳۔

بھگوت گیتا اور اسلام سائز

سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۱۲۶۔ نوشتہ پڈت لکشی نرائن معلوم اہل اسے سنبل پور اڑیسہ اعزازی ناشر ہری کشن مہتا صاحب وزیر عظم اڑیسہ۔ قیمت ایک روپیہ بارہ آنے۔

پڈت جی کی تصویر بھی شائع میں ہے جس سے اُن کے دل کی صفائی اور بیک ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں حسب ذیل مضامین ہیں۔

عوض ناشر پیش لفظ۔ تعارف۔ مہتمم کی فوقیت پتھر بسلام کی غیر معمولی شخصیت عقل اور عمل۔ دہرم دیدہ یا جہاد اور شہید۔ استاد اک عمل۔ مصنف سے ملے گی۔

موجودہ زمانے میں جب کہ ہندو مسلمان آپس میں خوں ریزیاں کر رہے ہیں۔ ایسی کتاب کی بہت ضرورت تھی جو بے تعصبی اور پاک لئی کا راستہ دکھاتی ہے۔ اڑیسہ کے ہری کشن صاحب جہتا صاحب وزیر اعظم بہت زیادہ تعریف کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے اسی عمدہ کتاب شائع کرنے میں پڈت لکشی نرائن مصر کی مدد کی مسلمانوں کو یہ کتاب ضرور پڑھنی چاہئے۔ کتاب کے سرورق پر ہندو اور سجد کی تصویریں بھی دی گئیں ہیں۔ ڈیزائن بہت دلچسپ ہے۔

کلید اعمال سائز ۳۰×۳۰ صفحات ۱۶۰۔ مجلد۔ سرورق رنگین و خوش نما۔ نوشتہ پڈت رام ناتھ صاحب لکشی صوفی۔ گویا۔ ریاست گویا ر قیمت علاوہ محصول دو روپے آٹھ آنے۔

یہ کتاب پڈت جی نے چند مسلمان عالموں سے حاصل کر کے لکھی ہے۔ اور اس پر دہلی کے نامور شاعر بزرگ ملک الشعر ارجن حاجی وحید الدین احمد صاحب بیجو دے مقدمہ لکھا ہے۔ اور اس مقدمے میں پڈت جی

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی پارہ عم کی سیاسی تعمیر پڑھئے اور پڑھائیے۔ قیمت آٹھ آنے۔

منادی دہلی خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب ”ترکیب نماز“ پڑھئے اور پڑھائے قیمت ۲۔ جون ۱۳۷۷ء

ہیں۔ قیمت دو روپے۔ بیرسٹری کے لباس کی تصویر بہت دلچسپ ہے۔

اردو رسالوں کا تعارف

آفاق کہ یہ ماہوار رسالہ سید عبدالستار صاحب عرش آبادیپ فاضل فن خیال خلع کر نزل عاتہ مدراس سے جاری کیا ہے۔ منادی سائز کے چالیس صفحات ہیں، لکھائی چھپائی کا عمدہ ہے، مضامین بھی اچھے ہیں۔ سائنہ قیمت بائچ روپے۔

شباب اردو سیال کوٹ

صفحات ۴۲ لکھائی چھپائی عمدہ۔ شباب اردو نام کی ایک انجمن بنائی ہے۔ اس کے جلسوں اور شاعروں کی سرگزشت اس پرچے میں چھپائی جاتی ہے۔ عظیم عشقی صاحب الہانسی اس کے نگراں ہیں۔

(۱۱)

ایمر سروسن آف انڈیا لٹریٹ

دہلی سے بکلی

براہ گوالیار ہوائی جہاز سے سفر کیجئے جتنے میں تیرہ ڈوسنبہ، چار شنبہ اور جمعہ وقت روانگی اردہلی آئے دن دیگر تفصیلات

ایمر سروسن آف انڈیا لٹریٹ ہوائی جہاز سے سفر کیجئے

ایکٹنڈ ہوائی جہاز سے سفر کیجئے ہوائی جہاز سے سفر کیجئے

تار کا پتہ ”ایڈمیکسین“ ٹیلی فون نمبر ۱۵۸

بادباد لکھا ہے۔ لیکن یہ معاملہ بہت نازک لگتا ہے۔ اگر میں ذاتی تعلقات کی بنا پر اس کی تائید کروں گا تو عملیات کے بگڑیہ پن کی ہشک ہوگی۔

پانچواں معروضہ

سائز ۳۰×۲۰ صفحات ۱۶۔ نوشتہ مولانا حاجی الیاس برنی صاحب ہشتی قادری۔ بیت السلام۔ جہد آباد دکن۔ اس سے پہلے چار سالے ”معروضہ“ کے نام سے مولانا شائع ہو چکے ہیں۔ جن کا ذکر منادی میں کیا گیا تھا۔ یہ پانچواں ”معروضہ“ بھی بہت عمدہ ہے۔ جس میں حمد و لغت و منقبت کی بہت اچھی جمعیں لکھیں ہیں۔

خونی ترانے

سائز ۳۰×۲۰ صفحات ۲۴۔ نوشتہ عبدالوہاب صاحب غازی اصلا حی اعظمی۔ کلکتہ اور بہار کے قتل عام کی نسبت بہت مؤثر نظمیں اس رسالے میں ہیں۔ قیمت آٹھ آنے۔ ملنے کا تیرہ۔ اردو اشاعت گھر۔ ۳۴ فرس لین چونا لگی۔ کلکتہ۔

ملے جلے افسانے

سائز ۳۰×۲۰ صفحات ۱۰۰۔ مجلد۔ سرور زنگین۔ مرتبہ مقصد و پدیف صاحب عثمانی لی اے۔ شائع کردہ اردو اشاعت گھر۔ کلکتہ۔ اس میں آٹھ افسانے ہیں۔ بادیجی۔ بیڑی والی۔ باگل ڈاکٹر وغیرہ قیمت غیر۔

گاندھی جی کا سفر نامہ

سائز ۳۰×۲۰ صفحات ۱۵۸۔ مجلد۔ سرور زنگین۔ لکھی تھیں میری

گو تھ سیدی دھوکوئی سے یاد کیا ہے۔ نیک جی نے مقدمے کے بعد اپنا پیش لفظ بھی لکھا ہے۔ جس میں حمد تو ہے نفرت نہیں ہے۔ صرف اتنا لکھا ہے۔ ”اتحاد تعریف کے قابل وہ ہستی متبرک ہے جس کے ذریعے سے اس کا علم دنیا پر روشن ہوا۔“ اگر اس ایک سطر میں آنحضرت کا نام نامی بھی لکھ دیا جاتا تو پڑھنے والوں پر بہت اچھا اثر ہوتا۔ جن مسلمان مظلوموں سے یہ اعمال حاصل کرنے کا اظہار بیعت جی نے کیا ہے۔ ان کے نام بھی درج کئے ہیں۔ مگر ان میں سے ایک بھی اعمال کی دنیا میں شہور نہیں ہے۔ جو اعمال علوی اس کتاب میں لکھے گئے ہیں ان میں کتابت کی اور اٹا کی بے شمار غلطیاں ہیں۔ آیات کے اعراب غلط ہیں۔ اور لفظ زکوٰۃ کو بار بار ”ذو“ سے لکھا گیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔

حضرت محمد غوث گوالیار جی کی مشہور کتاب اعمال جو تجر میں جو عملیات درج ہیں۔ اس کتاب میں ان کو صورت بدل کر نقل کر دیا گیا ہے۔ فن اعمال کے اصول کی موافق بھی اس میں خامیاں ہیں۔ مگر جن اعمال میں اعراب نہیں لگائے ہیں بے علم اور کم علم عامل ان پر عمل نہیں کر سکیں گے۔ مجھے شک ہے کہ بیعت جی کے اس عمدہ کام کی میں داد نہیں دے سکتا۔ تاہم میں ان کی نیک نیتی کو ماننا چاہوں۔ انھوں نے یہ کتاب لکھ کر ثابت کیا ہے کہ ہندوؤں میں بھی مسلمانوں کے عملیات کا ذوق موجود ہے۔ میں جناب جے خود کی پاک لکھی اور عبارت اور اعمال خوانی کو سالہا سال سے جانتا ہوں اور میں نے ان کو ہزارا نسخہ پڑھتے ہوئے

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی ”عام فہم تفسیر“ پڑھئے۔ ہدیہ بارہ روپے (میں نے)

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۱۲ جمادی الثانی ۱۳۶۶ھ ۱۲ مئی ۱۹۴۶ء دہلی
بائیں خواجہ کی جو کھٹ کتاب چھپ گئی؟
آج دہلی کے چھاپے خانے سے خبرانی کہ میری
نئی کتاب بائیں خواجہ کی جو کھٹ کا زیارت
چھپ کر تیار ہو گیا میں نے آج اس کتاب
کے لئے تصویروں کے ہاک مرتب کر لئے یعنی
جو تصویروں اس کتاب میں شامل ہوں گی ان
کو ترتیب وار پریس میں بھیجنے کے لئے مرتب
کر لیا۔

محبوب کے مقبول کی ریاست بھاپو
کے سابق وزیر ذوالفقار علی خان بہادر نے مقبول
قربانی کو حضرت محبوب الہی رضی اللہ عنہ سے بہت
عجبت ہے۔ آج کل وہ بھاول پور سے
علی گڑھ میں آگئے ہیں۔ اور مسلم یونیورسٹی
کی خدمت کر رہے ہیں۔ چشتی منبری کا
ذکر آیا تو انھوں نے کہا میں بھی اس کتاب
کی اشاعت کے لئے کچھ پیش کرنا چاہتا ہوں
میں نے کہا ضرورت پوری ہو چکی ہے۔ ایک
ہزار روپے جمع ہو گئے ہیں۔

صحیح ہے آج بیماریوں کی اذیت میں
کسی سے۔ مگر کمزوری میں ترقی ہے۔

آغا سعدی خاں کا بلاوا کی ہزبان نش
ذباب صاحب چترال کے پرائیوٹ سکریٹری
آغا سعدی خاں صاحب نے فارسی زبان
میں خط لکھا ہے کہ سنادی سے معلوم ہوا
آپ کسی مقام پر آرام کرنا چاہتے ہیں اس
واسطے ہم سب کی تمنا ہے کہ آپ چترال
میں آجائیے۔ میں نے کہا۔

گرچہ میرے درد کو صندل لگانا ہے غید
اُس کا گھنسا اور لگانا درد دوسرے بھی تو ہے
چترال جیسے پہاڑی راستوں کو میرا ناتواں
جسم کیونکر عبور کر سکے گا۔

مردان کا بلاوا ام سید احمد حسن صاحب
اسسٹنٹ کمشنر انجم ٹیکس دہلی کی بہن کا
خط مردان سے آیا ہے۔ کہ ہم سب تنھیا
گلی جا رہے ہیں۔ آپ بھی آرام کرنے
کے لئے وہاں آجائیے۔ میں نے کہا سرحد
میں امن ہو جائے تو مجھے ایٹ آباد اور
تنھیا گلی میں رہنا بہت مفید ہو گا۔

الماس کا بلاوا کی ریاست جے پور
میں قائم خانی راجپوتوں کی مشہور بستیاں
ہیں۔ اور یہ مسلمان بڑے بہادر اور خوش
عقیدہ ہیں۔ الماس احیاء گڑھ سے صخر
علی خاں صاحب نے بلایا ہے۔ اور نہایت
دلچسپ نقشہ بنا کر بھیجا ہے جہاں وہ مجھ
کو رکھنا چاہتے ہیں میں نے لکھا آپ کی
محبت کا شکریہ۔ دینی حرارت کا شکریہ
اور ان تلواروں کا شکریہ جن کے زیر سایہ
آپ مجھے جنت کا سارا آرام دینا چاہتے ہیں
لیکن جے پور کی ریاست میں جاؤں گا
تو نہایتی سن مہاراجہ صاحب کو اور ان کی
حکومت کو طرح طرح کے شبہات پیدا ہوں گے
اجمیر شریف جانے والے کی آج پھر
تاریخ ہو گئی مگر جمیر شریف جانے والوں
کی آمد شروع نہیں ہوئی۔ بہر حال جن کو
خواجہ غریب ذوالفقار بلانا چاہیں گے وہ

کسی نہ کسی طرح پہنچ ہی جائیں گے۔
حضرت غوث الاعظم شہید تھے آپ کا
ضلع حصار سے ایک گیلانی سکید صاحب
آئے تھے۔ اور کہتے تھے کہہ دو اے میں کہہ
بخاری سید شیعہ بھی ہیں۔ انہوں نے لاہور
کے مجتہد مولانا سید علی عمری کی ایک کتاب
دکھائی جس میں میرے حوالے سے یہ لکھا ہے
کہ خواجہ حسن نظامی حضرت غوث الاعظم
کو سید نہیں مانتے۔

میں نے جواب دیا مجتہد صاحب کو غلط اطلاع
ملی ہے۔ میں نے اپنی کتاب گیارہ ہوس نائے
میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سیادت کو
دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔

بڑے بھائی کے تین پوتے میرے
بڑے بھائی سید حسن علی مرحوم کے فرزند سید
حسن ثانی کے تین بیٹے ہیں۔ اور میں نے ان
تینوں کے نام رکھے ہیں۔ بڑے کا نام علی موہن
مختار کا سید داؤد۔ چوتھے کا سید خواجہ۔

اور یہ تینوں نام میرے داداؤں کے ناموں
کی برکت حاصل کرنے کے لئے رکھے گئے
ہیں۔ یعنی میرے داداؤں میں ایک دادا
کا نام سید علی تھا۔ اور ایک دادا کا نام سید
داؤد تھا۔ اور ایک دادا کا نام سید خواجہ تھا
یہ بچے روزانہ میرے پاس آیا کرتے تھے۔
مگر کئی جہت سے نہیں آئے تھے۔ آج میں نے
سید حسن ثانی سے کہا میرے پوتے حیدر آباد
چلے گئے۔ بھائی کے پوتوں کو تھلے میرے
پاس آئے سنے روک دیا۔ میرے آنکھوں کو

نہنڈا رکھو۔ اوردوزانہ اپنے بچوں کو میرے پاس بھیجی کرو۔ تیسرے پہر وہ سب بچے بھیجے۔ سلام کرنے آئے تھے۔

ملاقاتی ۱۰ روز گاہ کے حجرے میں کام کرتا ہوں
 اعداد اتنے زیادہ طے ہوتے آتے ہیں کہ کام کرنا
 مشکل ہو جاتا ہے۔ صوفی صاحب اجیری
 اور سید سمیع الدین صاحب حسب معمول
 روزانہ شام کو طے آتے ہیں۔ آج بھی آئے
 تھے حسن ابوالطالب اسکول سے آنے کے بعد

میرے پاس حجرے میں آجاتے ہیں۔ اور
شام کو دیدیاتے ہیں۔

لاہور کے قحمان؟ چوٹے نظامی کے
بجھے جی۔ لاہور سے آئے ہیں۔ زید منزل
میں پھنسے ہیں۔

مدحت کی بیعت کالج میری بھانجی
مدحت جو مسٹر رحمان چیف کنوولر ایکسپرٹ
کی بیوی ہیں مرید ہوئے انہیں نہیں سنئے
اُن کو دو خداؤں میں مرید کیا جنتیں میں بھی
اور قادرِ مسمیٰ -

و جہدی صاحب کہ بومر متبتاق احمد
صاحب و جہدی پٹی سکر میڑی فانس لھے
آئے تھے۔

لالہ شہناز نا تھیں کہ دہلی سے لالہ شہناز نا تھ
صاحب ایم اے میں پیل کسٹری میں ملے آئے
تھے اور میں پیل کسٹری میں شعبہ تعلیم کے فسر
جعفری صاحب بھی ملے آئے تھے۔ دو تین
راتوں سے مرض میں افاقہ ہے۔ اور مزید
آئے گی ہے۔

مکتبے بلوچستان کا بلاوا (المکتبہ)
 میاں امام الدین صاحب (ای۔اے۔) نے
 دین میرے مکان پر کیا کرتے ہیں۔ میں ان کا
 شکر بجا دیتا ہوں۔ لیکن ابھی کہیں جانے کا
 فیصلہ نہیں کر سکتا۔

۱۳ حجابِ ثانی ۱۳۱۱ ہجری منکحل پہلی
 ثانی خلیفہ علی شاہؒ کی میرے سلسلہ
 چشتیہ نظامیہ کی بہت سی شاخیں حیدرآباد
 میں ہیں۔ نواب عالم الدولہ بہادر مرہوم کے
 خاندان میں الیٰ بن مرگ حضرت حبیب علی
 شاہ صاحب مرہوم تھے۔ جبہ حضرت حافظ
 محمد علی صاحب ذیابادی روضہ غلیفہ تھے۔

صاحب مہی اُن کے ساتھ تھے۔ جوجیہ آباد
میں درگاہ حضرت پیرسہ صاحب شریفین
صاحب رح میں رہتے ہیں۔

شادی کی مٹھائی تیار آج سرائے
 کالے خاں کے گرجہ دہری ہیتو اپنی بیٹی
 کی شادی کی مٹھائی کا ایک بڑا خال لیکر
 آئے تھے۔ میں مٹھاس نہیں کھاتا لیکن چہنچہ
 چودہری ہیتو کے بابا چودہری مہر و مجہ
 سے بہت محبت کرتے تھے۔ اور یہ سب
 بچے بھی اپنے بابا کے قدم بقدم ہیں اس
 واسطے میں نے اس مٹھائی میں سے تھوڑی
 سی مٹھائی لیتی۔

ابرو گرج نے آج تیسرے پہر ابر آیا تھا۔
اور خوب گرج ہوئی تھی۔ اور کچھ بندیاں
مٹی برسین تھیں۔

سید اقبال نظامی { سید غنی شاہ
نظامی کے لئے سید اقبال نظامی علی گڑھ
میں پڑھتے ہیں آج صبح سے ملنے آئے ہیں
رات کو زید منزل میں رہے۔ آج خدیج
کام بہا، تریلی جو مجھے قرآن شریف کی کاپیاں
بھی درست کیں۔ بہادر شاہ کے مقدر سے
کی کاپیاں بھی درست کیں اور سندھی ترجمہ
قرآن مجید کی طبع ثانی کا انتظام بھی کیا۔

رضعت کی آج سلیمان فلاں نمازم کو
 ابراس کے عزیز پوس کو گھر جانے کی
 رخصت دیدی۔ حافظ عید صاحب لار
 گو کہ پورے رتنے والے سارے تین مہینے
 سے سیرے مہمان تھے۔ آج ان کو مہی
 گھر جانے کی اجانت دیدی۔
 حبیبی قلم کو روشن دل حبیب المجید فلاں
 نظا ہی تاجر اڈوں جن بی افریضہ نے سیرے
 لئے بارہ کمنی امریکہ کا سنا ماراجتی قلم سنی

منادی دہلی خواجہ جن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب "ارود و عائب" پڑھئے۔ قیمت آٹھ آنے۔

ان کی یاد اس قلم کے بغیر بھی ہر وقت میرے دل میں رہتی ہے۔

وولھا ہے کہ آج سید شاہد علی خلف سید ابن عربی نے غسل صحت کیا تھا۔ اور ان کو دوا لھا جائیگا تھا۔ میرے پاس حجرے میں سلام کرنے آئے تھے۔ ان کے اہلی خاندان ہوئے تھے۔

۲۲ جمادی الثانی ۱۲۸۱ھ بمطابق ۱۲ مئی ۱۸۶۴ء
حاضر باشہ مستری حبیب خاں نظامی اور سید یامین نظامی بدھ کی حاضری دینے آئے تھے۔ نواب مرزا نظامی اپنے لڑکے سلطان مرزا کو مرید کرانے لائے تھے۔ خیر بڑے بھی لائے تھے۔

مولوی لائق علیؒ نے حیدر آباد کے مشہور مسلمان مولوی لائق علی صاحب مسٹر شریف عبد اللہ بارون سندھی لیڈر کے ساتھ درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ میں نے دن بھر درگاہ شریف کے حجرے میں کام کیا تھا۔

کھر و صاحب کو یارنیؒ سندھ کے مشہور لیڈر اور مسٹر کھر صاحب کو مرینا ہڈیل نئی دہلی میں مسٹر سعید نے بہت شاندار پارٹی دی تھی۔ میں بھی نعیم صاحب کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ سر سید سلطان احمد صاحب اور آرمیل سید حسین امام صاحب صدر۔

کونسل آف اسٹیٹ اور مولوی لائق علی صاحب حیدر آبادی اور مسٹر بلیک ماہر ارضیات اور ایک دوسرے انگریز اور مسٹر لال ڈپٹی سکریٹری کامرس ڈپارٹمنٹ اور سید احمد صاحب رضوی اور کامرس ڈپارٹمنٹ کے دوسرے افسران وغیرہ ممتاز ہندو مسلمان شریک ہوئے تھے۔ میں نے کھر و صاحب سے محمد بن قاسم کے تاریخی

حالات کی نسبت باتیں کیں تھیں۔ اور سر سید سلطان احمد صاحب سے حیدر آباد وغیرہ ریاستوں کے مستقبل کی نسبت گفتگو کی تھی۔

مسٹر لالؒ مسٹر ہارچ لال ڈپٹی سکریٹری کامرس دہلی کے رہنے والے ہیں۔ بہت خوبصورت اور خوش مزاج اور خوش ادا نوجوان ہیں۔ میں نے ان کی زندگی کی نسبت باتیں کیں۔ کہتے تھے کہ ابتدائی زندگی سی پی کے علاقوں میں گذری ہے۔ کامرس ڈپارٹمنٹ میں بھی آئے ہیں۔ انھوں نے مسٹر ترویدی سے بھی ملایا۔ وہ بھی کامرس ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔ احمد آباد والے مسٹر شیخ بھی ملے جو پری مرجم کو چاچا کہتے تھے۔ ان کے والد سے پری کی بہت دوستی تھی۔ مسٹر شیخ بھی کامرس ڈپارٹمنٹ میں ہیں۔

پیر سہیل توڑ دیاؒ پندرہ دن سے دہلی آئے۔ کھر و صاحب پر پیر سہیل کو کھر و صاحب کے چچا کے ہونے پر توجہ دے دیا۔ اور دہلی چھوڑ دی۔

چکن کا مٹھان اور سارٹھیؒ آج میری نئی مرید محنت نظامی میرے کپڑوں کے لئے بہت خوبصورت چکن کا مٹھان لائیں تھیں اپنی پیرانی اماں یا مانی اماں یعنی خواجہ بانو کے لئے سارٹھی لائیں تھیں مجھے یہ چکن بہت پسند آئی۔ میں نے خواجہ بانو سے کہا زندہ رہا تو اس کے کرتے پہنوں گا۔

اور مر گیا تو اس چکن کا کفن بناؤنا۔ خواجہ بانو نے سنیں کر کہا آج تک کہیں مناجاتی ہے کہ کوئی مرد چکن کے کفن میں دفن ہوا ہو۔ میں نے جواب دیا تم نے آج تک کسی اور آدمی کو بھی ایسا سنا ہے جو چیر کی اصلی حقیقت پر خود کوڑ کے فیصلے کو مانو۔ میں وہ ہوں۔

جس نے یہ تحقیقات کی کہ قرآن و حدیث میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے کہ مردے ایسی قبروں میں دفن کئے جائیں۔ جہاں آگ سے بنی ہوئی کوئی چیز نہ ہو۔ یعنی اینٹ چوڑ نہ ہو۔ میں نے اس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مردے کو گرم پانی سے کیوں نہلاتے ہیں۔ جب رسول اللہؐ نے ایسا حکم نہیں دیا۔ تو لوگوں نے یہ بات کہاں سے نکال لی۔ رسول خداؐ کے زمانے میں ہاتھ کے بٹے ہوئے کپڑے کا کفن دیا جاتا تھا۔ اب سب کفن آگ سے جلنے والی مشینوں میں ہونے جاتے ہیں۔ اور گندی چیزوں کی کلفت ان میں دی جاتی ہے۔ پس جب لٹکانا شروع کیا تو پچھلے کے انگریزوں اور سرسری رام کے دہلی کلا تھ مل کے بتائے ہوئے لٹکانے کا کفن مسلمان مردوں کو دیا جاتا ہے۔ تو میں چکن کا یا بنا رہی خوبصورت کپڑوں کا کفن کیڑا نہ نہیںوں۔ تم اس سے انکار کر دو گی تو میں حکم دوں گا۔ کہ بناؤ اس کے مسلمان جلاہوں کے ہاتھ کی بنی ہوئی کم خواب کا کفن مجھے دینا تا کہ کفن چور میرا کفن جائے تو اپنے غم میں کہو یہی سے کہے آج تک جتنے کفن چرائے وہ کوڑیوں کے مول باز رہیں گے۔ اب یہ کفن ایسا آیا ہے کہ ہتھاری بنی کپڑہ بھی پہن سکتا ہے۔ اور اس کی تم وہوم دھام سے شادی کر سکتی ہو۔ میں بول رہا تھا۔ اور خواجہ بانو اور گھر کی سب عورتیں چپ چاپ بیٹھیں میری باتیں سن رہی تھیں۔

پوٹی اور نواسیؒ آج سیدانی شہر بانو میرے بڑے بھائی کی پوٹی اور فیاض خان میرے بڑے بھائی کی نواسی مجھ سے ملنے آئیں تھیں۔ میں نے فیاض خان کو مینا کار کا

خواجہ جن نظامی کا کھانا آٹھ پاروں کا ترجمہ بخاری پڑھئے۔ قیمت چار روپے (۱۵۰)

عالمی نگاہ سے دیکھو۔ اور شہر باد کو دو ملائی بندے
دسے خواجہ بانو سے کہا تم ان دونوں کو یہ
زہر پناؤ۔

ولی کا سلام؟ دلی کی عورتوں کا سلام
مجھے پسند نہیں ہے۔ وہ چہرے پر بھلا ہاتھ
رکھ لیتی ہیں۔ اور گردن کو جھکاتی نہیں ہیں۔
لکھنؤ اور حیدرآباد کے سلام مجھے بہت پسند ہیں
فیاض بانو کی شادی ہو چکی ہے۔ اُس نے نکاح
پہانے کے بعد چہرے پر ہاتھ رکھا اور پہلے خواجہ بانو
کو مجھے اور پھر شاہ بانو کو سلام کیا۔ اسی طرح
شہر بانو نے سب کو سلام کیا۔

میر عنایت حسین صاحب کی درگاہ
حضرت خواجہ سید حسن رسول غار کے سجادہ نشین
میر عنایت حسین صاحب ملنے آئے تھے۔ اور
مئی مہینے میرے پاس حجرے میں رہے تھے۔
۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء کا منادی؟ آج ۱۶ مارچ ۱۹۲۷ء
کے منادی کے دو پرچے چھاپے خانے میں چلے
گئے۔ کل الشارۃ شائع ہو جائیں گے۔

رات کی خبریں؟ آج رات کو ساڑھے نو
بجے۔ یڈو فیروز سننے کے بعد بی بی سی لندن
کی خبر بھی سنیں تھیں۔ کیونکہ محمد نعیم نظامی
بی اے ملنے آئے تھے۔ اور انھوں نے انگریزی
خبروں کا ترجمہ سنا یا تھا۔

قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی؟ آج
انبار علیک علی گڑھ میں حضرت شاہ نعمت اللہ
ولیؒ کا قصیدہ شائع ہوا ہے۔ میں نے
اُس کو موجودہ حالات کے لحاظ سے غور کیا ہے
۲۳ جمادی الثانی ۱۳۴۷ھ میں جمعرات دہلی
نواب معشوق یار جنگل کے حیدرآباد والے
برائے دوست نواب معشوق یار جنگل ملنے آئے
تھے۔ چند رنیتی بھی ساتھ تھے۔

عالم النسا بیگم نظامی کی حیدرآباد سے

حسین بی چند عورتوں کے ساتھ آئی تھی اور
ہاں النسا بیگم نظامی کا الیک پیغام لائی تھی

شیخ حامد حسین عثمانی کی دو بندے
عثمانی سابق ریڈر ڈی ٹی کلکٹر ملنے آئے
تھے۔ حضرت شاہ نور محمد
صاحب بدایونی کے نقشبندی سلسلے میں
مرید ہیں۔ ان کے مزار پر بھی حاضری دی تھی
مجھے اُس وقت سے جانتے ہیں جب کہ
میں لکھنؤ میں پڑھتا تھا۔ ان کی عمر ۸۰ برس کی
ہے۔ لہذا قد ہے۔ گزری رنگ ہے۔ سفید
ڈاڑھی ہے۔ کہتے تھے کبھی حینک نہیں لگائی
اور اب تک آنکھیں ٹھیک کام کرتی ہیں۔

رات کے وقت بھی پڑھ لیتے ہیں۔ ان کے
۶ بیٹے ہیں۔ اور دو لڑکیاں ہیں۔ اور سب
خدا کے فضل سے صاحب اولاد ہیں۔ لڑکے
عینک لگاتے ہیں۔ ان میں سے بعض کی نقشبند
سہنگیں ہیں۔ بیٹوں کی اولاد پوتیاں
نواسے نواسیاں مگر ایک سو آدمیوں کا
گنہہ ہے۔ میں نے پوچھا آپ تمباکو کھاتے ہیں؟
انھوں نے کہا میں تمباکو نہیں کھاتا۔ اور پان
کے منے سے بھی واقف نہیں ہوں۔ شادی
ایک ہی کی جواب تک موجود ہیں۔ شروع میں
ان کی خوراک ایک سیرائے کی تھی۔ جب کہ
مٹی چار سیر ملتا تھا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے۔ کہ ان
کا حافظہ بہت ٹھیک کام کرتا ہے۔ وہ ہر
کی عمر میں ان کے بال سفید ہوئے
تھے۔ میرے خیال میں ان کی درازی عمر و
صحت کا راز ان کی سادہ زندگی ہے۔ اور
پان تمباکو نہ کھانا ہے۔ البتہ ان کے دانت
ٹوٹ گئے ہیں۔ اور ان کی دانش مندی اور
معاہدہ نہیں کی وجہ یہ ہے کہ وہ عثمانی شیخ ہیں

اور صلح سہارن پور وغیرہ مقامات میں کٹر
مخلص شیخ تھے۔ بہت ذہین و طبع ہوتے ہیں
اور بہت زیادہ سیاسی عقل رکھتے ہیں۔ مولانا
صاحب الرحمن صاحب دیوبندی اور مولانا
شبیر احمد صاحب عثمانی اور مولانا محمد قاسم
صاحب جنھوں نے ہندو سہ دیوبند کو روکنا
دی تھی۔ یہ سب بھی عثمانی شیخ تھے۔ اور
بدایوں والے مولانا عبدالقدیر صاحب مفتی حیدر
اور ان کا خاندان بھی عثمانی ہے۔

انبالے سے عبدالغنی کتاب فروش ملنے آئے
تھے۔ دہلی سے محمد غیل آئے تھے۔ اور ان
دونوں نے بدن دیا یا تھا۔ اجیر کے زائرین
آئے شروع ہو گئے ہیں۔ آج دن بھر حجرے
میں کام کیا۔

جلسہ شام کو پانچ بجے کولے کی موٹر
میں دہلی گیا تھا۔ اور اسی اوقات کبھی کے
دو جلسوں میں شریک ہوا تھا۔ ایک ساجد
کبھی کا تھا دوسرا جانا کبھی کا تھا۔ مغرب
وقت جلسے ختم ہوئے۔

محمد نعیم نظامی؟ بعد مغرب میرا ناغہ تھی
اور محمد نعیم بی اے نظامی ملنے آئے تھے۔ میرا
عشق نظامی خیر پور سے لائے تھے۔ نعیم صاحب
تے انگریزی سب سے ہاتھ کو بیان کیا تھا
خبریں سن کر سہ یا تھا۔

حسن ابوطالب اور زید پاشا سے رومن شیخ
کی باتیں کیں تھیں۔ پاشا کی معلومات کافی
بہت زیادہ ہے۔

مجھے رات کو ڈیڑھ بجے تک نیند آئی تھی دو
بجے اور ادست فارغ ہو کر غریبی کام کیا تھا۔
آسمانی ترجمہ آج میں نے رات کے دو
بجے قرآن شریف کا ایک نیا ترجمہ لکھنا شروع
کیا جس کا نام آسمانی ترجمہ رکھا ہے۔

کے صفحے میں دو کالم بنائے ہیں۔ اور ہر کالم کی دس سطریں لگی ہیں۔ ایک کالم میں آیات دوسرے کالم میں ہر آیت کے سامنے ترجمہ۔ ترجمہ نقلی نہیں ہے بلکہ قرآن کا مفہوم ادا کیا ہے۔ اس لئے اس کا نام آسمانی ترجمہ رکھا ہے۔ یعنی آسمان والے خدا کا جو منشا ہے اس کی یاد دلانے کی کوشش کی ہے۔

۲۵ جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ جمعہ دہلی تعلیمی کمیٹی کا جلسہ آج صبح کرائے کی موٹریں دہلی گیا تھا۔ اور سنی اوقات کیٹی کے تعلیمی جلسے میں شریک ہوا تھا۔ دس بجے واپس آیا تھا۔ جمعہ کی نماز درگاہ شریف کی مسجد کے منبر کے سامنے پہلی صف میں پڑھی تھی۔

عاشق قرآن آج رات کو یکایک ڈیونجے میں نے قرآن شریف کا آسمانی ترجمہ لکھنا شروع کیا۔ اور دن کو ایک تعلیم یافتہ شیعہ فوجی ملنے آئے جو جمعہ سے کہیں زیادہ عاشق قرآن ہیں سیہ انگریزی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ یورپ و امریکہ کا سفر بھی کیا ہے۔

اور اس شیعہ فرقتے میں ہیں جس کی قرآن سے بے خبر کہا جاتا ہے۔ مگر وہ سالہا سال قرآن کے نزول و تنزیل کی تحقیقات میں مصروف ہیں کہ کون سی سورۃ کب نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنی تحقیقات ایک ضخیم کتاب میں جمع کی ہے جو دکھانے لائے تھے۔ قرآن شریف کے نئے پرانے تمام ماہرین کی رائے کی مدد

بنائی ہے۔ اس جدول سے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو اس پر اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورۃ علق یعنی (اقم الاماڈل ہوئی تھی۔ انھوں نے اسی تحقیقات نظر کی موافق قرآنی سورتوں کو بھی ایک جلد میں مرتب کیا ہے اور اس میں سب سے پہلی سورۃ اتر ہے۔

اس معاملے میں میرا فتویٰ پوچھتے تھے۔ میں نے کہا میں شرعی لحاظ سے فتویٰ دینے کی قیادت نہیں رکھتا۔ البتہ اس بات کو ماننا ہوں کہ جس طرح قرآن شریف نازل ہوا ہے وہی ترتیب اس کی ہونی مناسب تھی۔ مگر اب جو نکتہ جوڈ سو برس سے ساری مسلمان قوم ایک ترتیب پر اجماع کر چکی ہے۔ اس واسطے آپ کی یہ ترتیب آپ کی ذات اور آپ کے ہم خیال احباب کی ذات تک محدود رہنی چاہئے۔ تاکہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا نہ ہو۔ انھوں نے کہا میرا بھی پہلے سے یہی خیال ہے۔ میں صرف یہ جانتا ہوں کہ یہ معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں میں کتنے آدمی میرے ہم خیال ہیں۔ اور یہ بھی معلوم کرنا ہے۔ کہ اصول تنزیل کی بموجب قرآن شریف کی نئی ترتیب پر انویسٹ حد تک جائز بھی ہے یا نہیں؟ میں اس کے لئے سمعی کفایت اللہ صاحب اور مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور مولانا ابوالکلام صاحب آزاد سے بھی باتیں کر دوں گا۔

نماز میرے ساتھ پڑھی کہ ان شیعہ فوجیوں نے جمعہ کی نماز ہم سب سنیوں کے ساتھ سنیوں کی مسجد میں جماعت سے پڑھی۔

کاتب کو بھیج دیا کہ آسمانی ترجمہ بتا رات کو لکھا تھا آج مولانا عبد اللہ صاحب کاتب کو امر دے بھیج دیا۔ اور لکھ دیا کہ میری جو کتاب وہ لکھ رہے ہیں وہ سب کام والین بھیج دیں اور صرف آسمانی ترجمہ لکھیں۔ تاکہ میں کاتب کے دباؤ کے سبب جلدی جلدی یہ ترجمہ لکھتا جاؤں۔ اور بھیجتا جاؤں۔ اور مرنے سے پہلے اس کی اشاعت دیکھ لوں۔

آج بھی صبح سے شام تک بہت بگڑنے آئے مولانا عشق نظامی جو روزے لائے تھے۔

میں نے کہا میں منادی بھیجوں گا۔ اور آپ عرس میں آنے والے مشائخ میں منادی کے اس مضمون کی تبلیغ کیجئے جس کا تعلق اجیر شریف کی درگاہ کے انتظام اور تحفظ سے ہے۔ انھوں نے وعدہ کر لیا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بہت عرصہ تک سے یہ کام کریں گے۔ اور بھی اجیر شریف میں جتنے سیرے بزرگ ہیں۔ اور دوست ہیں۔ اور وحشی پارتی کے ممبر ہیں۔ اور مرید ہیں۔ ان سب کو فرد افراد اسنادی کے پرچے بھیجوں گا۔ تاکہ نشر و اشاعت کا کام اچھی طرح ہو جائے کیونکہ خطرہ سر پر آگیا ہے۔ اور اب اسی عرس پر دار و مدار ہے۔ اگر اس عرس میں اجیر شریف والوں نے درگاہ کے انتظامات اور درگاہ کے تحفظ کا خیال نہ کیا۔ اور آپس کے جھگڑا ختم نہ کئے تو اندیشہ ہے کہ شاید اس کے عرس تک بہت ہولناک انقلابات پیش آجائیں گے۔

کتابوں کا کام آج تک چار سو

صوت بھی ہے۔ مگر گزری ہوا ہوائی جہاز میں بعد از گوری ہے۔ یعنی تیری سب سے پہلی ۲۵ جمادی الثانی ۱۲۸۷ھ ارسی شنبہ دہلی شاہ عیون احمد لکھنؤ آج بھلاری شریف سے حضرت مولانا شاہ محی الدین احمد مرحوم سجاد نشین خانقاہ بھلاری شریف کے برادر ہیں یعنی مولانا شاہ نظام الدین احمد صاحب کے فرزند مولانا شاہ عیون احمد صاحب چند ممتاز سن رسیدہ و فقیہوں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ بھی اپنے والد کی طرح بہت سنجیدہ اور کم سخن ہیں۔ گورا رنگ ہے ڈاڑھی اچھی لگی ہے۔ چہرے پر انوار سعاد مندی ہیں۔ اجیر شریف جارہے ہیں میں نے کہا میں منادی بھیجوں گا۔ اور آپ عرس میں آنے والے مشائخ میں منادی کے اس مضمون کی تبلیغ کیجئے جس کا تعلق اجیر شریف کی درگاہ کے انتظام اور تحفظ سے ہے۔ انھوں نے وعدہ کر لیا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ بہت عرصہ تک سے یہ کام کریں گے۔ اور بھی اجیر شریف میں جتنے سیرے بزرگ ہیں۔ اور دوست ہیں۔ اور وحشی پارتی کے ممبر ہیں۔ اور مرید ہیں۔ ان سب کو فرد افراد اسنادی کے پرچے بھیجوں گا۔ تاکہ نشر و اشاعت کا کام اچھی طرح ہو جائے کیونکہ خطرہ سر پر آگیا ہے۔ اور اب اسی عرس پر دار و مدار ہے۔ اگر اس عرس میں اجیر شریف والوں نے درگاہ کے انتظامات اور درگاہ کے تحفظ کا خیال نہ کیا۔ اور آپس کے جھگڑا ختم نہ کئے تو اندیشہ ہے کہ شاید اس کے عرس تک بہت ہولناک انقلابات پیش آجائیں گے۔

کتابوں کا کام آج تک چار سو

کتابوں کا کام آج تک چار سو

کتابوں کا کام آج تک چار سو

کتابوں کا کام آج تک چار سو

کتابوں کا کام آج تک چار سو

وغیرہ کتابوں کا کام کیا۔ اور کئی کتابوں کی کاپیاں درست کیں۔ ملنے والے دن بھر آتے رہے۔ رات کو نیند بھی آئی۔ ڈاکٹر تیموری صاحب بھی ملنے آئے تھے۔

سر میرزا کا استعفیٰ ہمیں نے حیدرآباد کے صدر اعظم نواب امین الملک سر میرزا اسماعیل کے استغنے کی خبر اخباروں سے معلوم کر کے بنگلہ کے پتے پر سر میرزا کو ایک ہوائی خط بھیجا تھا۔ آج اس کا بذریعہ تار جواب آیا ہے۔ میں نے اپنے خط میں سر میرزا کو لکھا تھا کہ آپ کی اطلاع حضور نظام کے سیاسی طرز عمل کی تائید و حمایت کرنی چاہئے۔ ایسے نازک وقت میں اسلامی سلطنت کی خدمت سے جدا نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ مجھے اور دس کروڑ ہندوستانی مسلمانوں کو حضور نظام کی سیاست پر اعتماد ہے۔ سر میرزا نے نا بھیجا ہے کہ مجھ میں اور اعلیٰ حضرت میں کوئی سیاسی اختلاف نہیں ہے۔ استغنے کی وجوہات دوسری ہیں۔ سید زکریا عثمان کی بیٹی کو آج کل تلے تلے سید زکریا عثمان صاحب مرحوم کی بیٹی خواجہ سے ملنے آتیں تھیں۔ ان کے والد سید زکریا عثمان کا خزانہ میرے باغ وادی امین میں حضرت خاکسار صاحب کے خزانے کے پائین ہے۔ ان کے شوہر سید یعقوب صاحب بھی آئے تھے۔ اجیر شریف ملے ہیں۔

۲۷ ربیع الثانی ۱۸۸۱ھ آؤ اور دہلی اوقاف کمیٹی کا بڑا جلسہ آج سنی اوقاف کمیٹی کا سہ ماہی بڑا جلسہ ہوا تھا۔ خان بہادر چودھری مشتاق احمد صاحب سابق ناظر کمیٹی کا استعفیٰ چیف کمنشنر صاحب دہلی نے منظور کر لیا ہے۔ آج ان کی جگہ دوسرا

ناظر مقرر کرنے کے لئے قرار پایا۔ کہ تین سو روپے سے چہرہ سیر روپے ماہوار تک تنخواہ دے کر ایک ناظر مقرر کیا جائے۔ اور اس کے لئے اشتہار دیا جائے۔ اوقات کمیٹی کے صدر ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب شیخ جامعہ ملیہ نے اپنی رپورٹ پیش کی جو انھوں نے گزشتہ استغنیٰ خرابیوں کے اسباب کی تحقیقات کر کے تیار کی تھی انھوں نے ایک سو سے زیادہ گواہیاں جمع کر کے ہر خرابی کی مدلل تحقیقات کی تھیں۔ اور اس کے ساتھ ہی اصلاحی تجویزیں بھی بتائی تھیں۔ وہ بیمار بھی تھے۔ اور ان کی معروفیت بھی حد سے زیادہ ہے۔ مگر انہوں نے ایسی مستعدی اور محنت اور رات دن کی دودھ پو سے یہ رپورٹ تیار کی تھی۔ کہ غالباً کسی اسلامی ادارے کا کوئی صدر اتنی محنت نہ کر تا ہوگا۔ ڈاکٹر صاحب نے شیخ رضی الدین صاحب لک شان دار سیری کمیٹی کی ہمدادی اس رپورٹ میں بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ حاضرین مجلس نے ڈاکٹر صاحب کا اور شیخ رضی الدین صاحب کا بہت زیادہ شکریہ ادا کیا۔ اب امید ہے کہ نظام کی سب خرابیاں یا اکثر خرابیاں دور ہو جائیں گی۔

جب سے صوبہ دہلی کی حکومت نے مجھے اس اوقاف کمیٹی کا سرکاری ممبر بنایا تھا میں ہمیشہ بے اطمینان رہتا تھا اور میں نے سابق چیف کمنشنر اسٹراٹھم سے کہا تھا کہ آپ نے مجھے اوقاف کمیٹی کا ممبر بنا کر تین مشکلات میں ڈال دیا ہے ایک اپنے ضمیر کی ملامت کی شکل میں جس کے خدا کے سامنے جواب ہی کے احساس کی شکل میں

اور تیسرے آپ کے سامنے ٹھیک طور پر اپنا فرض ادا نہ کر سکنے کی شکل۔ کیونکہ کمیٹی کے حالات ایسے ہیں کہ میں بے بس ہوں اس کے علاوہ میری فرصت بھی کم ہے۔ اور جگہ کی طاقت بھی کم ہے اس واسطے آپ میرا نام کاٹ دیجئے اور کسی اور کو ممبر بنا دیجئے چیف کمنشنر صاحب نے جواب دیا تھا ”مگر آپ عیسیٰ پورڈیشن کا کون آدمی دہلی میں لگا تجھے سب سے زیادہ تکلیف اس کی ہی کہ جو میرا مسجد دہلی کے اطراف میں بہت سی سی دیوگیا ہیں۔ اور دوکان دار سب مسلمان ہیں اور وہ گراہی بھی نہیں دیتے۔ اور چالیس ہزار روپے سے زیادہ کرایہ ان کے ذمے ہو گیا، یہ کیسے مسلمان ہیں کہ ان کو یہ احساس نہیں ہے کہ ان کے ذمے بھی جامع مسجد اتنے ہی حقوق ہیں جتنے ہم سب ممبروں کے ذمے ہیں۔ مگر آج جناب صدر نے اس غلیان کی دودھ کر دیا۔ اور بتایا کہ ان دوکان داروں نے مجھ سے رو کر کہا کہ ہم طاقت کے مواخذ سے ڈرتے ہیں۔ ہم سے کمیٹی کے طرز کرایہ لینے نہیں آتے۔ اور ہمارا حساب ہم کو نہیں بتاتے۔ جس سے ثابت ہوا کہ دوکان داروں کا تعہد اتنا نہیں تھا جتنا کمیٹی کے عملے کا تھا۔ اس کے علاوہ بھی ایسی چیزیں آج کے جلسے میں جن کو سن کر بے اختیار میرے دل کی زبان پر یہ آیت آئی ”یٰٰلَیْکُمُ النِّیْلُ قَبْلُ هٰذَا وَکُنْتُ تُسِیْئًا فٰتْسِیْئًا“ اسے کاش میں اس سے پہلے مر جاتا اور دنیا عہد کو بھول جاتی۔

آٹھ بجے سے گیارہ بجے تک تین گھنٹے بل ہوا۔ جناب صدر کے علاوہ حسب ذیل حضرات موجود تھے۔ خان بہادر حاجی رشید احمد صاحب

(۱۶)

خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب۔ مشروری
ایم ملک آنربل سید حسین امام صاحب صدر
کونسل آف اسٹڈیٹ۔ مشروری الدین ایڈو
اور حسن نظامی۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ اس
بڑے جلسے میں بھی ممبروں کی بوری تعداد
موجود نہیں تھی۔ دسرکاری ممبر تھے نہ انتخابی
ممبر تھے۔

مدرسہ صوفیہ کی امداد کے درگاہ حضرت
خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی میں
سید سلیم نظامی نے کچھ عرصے سے ایک مدرسہ
صوفیہ جاری کر رکھا ہے۔ آج سنی اور شیعہ
کمیٹی نے اس کی امداد منظور کر لی۔ اور فنانس
کمیٹی کو سفارش بھیج دی۔

ملنے آئے تھے۔ سید منظور حسین صاحب
غازی ایک دوست کے ساتھ ملنے آئے تھے۔
مشررحمان چیف کنٹرولر ایکسپورٹ کے
رٹ کے اور سید منظور حسین صاحب صاحب زاد
بھی ملنے آئے تھے۔ اور بیگم حسن بھی ملنے آئیں
تھیں۔ اور سید عبدالسلام بھی ملنے آئے
تھے۔ شتاق احمد صاحب و عبدی ڈپٹی
سکرٹری فنانس ڈپارٹمنٹ اور اختر حسین
صاحب بریلوی انٹر سپورٹ ڈپارٹمنٹ
بھی ملنے آئے تھے۔ لالہ یم برکاش چشتی
اور غلام فرید قمر بھی نظامی بھی ملنے آئے تھے
سید سمیع الدین صاحب اور صدیقی صاحب
اجیری بھی ملنے آئے تھے۔

ابو طالب پاس ہو گئے۔ آج مولانا
عشق نظامی کے چہرے رٹ کے ابو طالب نظامی
اپنے گاؤں سے آئے ہیں۔ اور میرے لئے
خزینہ دے لائے ہیں۔ مجھے اس خبر سے خوشی
ہوئی کہ وہ امتحان میں پاس ہو گئے ہیں۔
آج گرمی بہت زیادہ تھی میرے لئے صبح ابو طالب

کل رات کہ بجلی کا پنکھا میرے قریب لگا دیا
تھا۔ اور سید ابن عربی نے کوشش کر کے بجلی فون
میں میرے پاس لاکر رکھ دیا تھا۔ ٹیلی فون بلافا
برہیں ہے۔ لیکن انھوں نے لمبی دوری لگا کر
ٹیلی فون اور رکھ دیا تھا۔ کیونکہ میرے رٹ
اسٹیشن سے جنگ پور سے ٹیلی فون میں بات کرنے
کی بندر لچہ تار اطلاع پہنچی تھی۔ اور آج بھی جن
ابو طالب نے پنکھے کا انتظام کیا تھا۔ رات
کہ نیندا بھی آئی تھی۔

اخبار روانہ ہو گیا کہ پرسوں ۱۶ جون ۲۰۳۷ء
کا سنادی شائع ہو گیا تھا۔ آج میرے نام
بھی ایک پرچہ آیا۔ اور میں نے اس کو اس
طرح دیکھا کہ میں بھی اس کے خریداروں
میں ہوں۔

حضرت مولانا فخر صاحب کا عرس آج
چشتیہ نظامیہ سلسلے کے مجدد حضرت مولانا
فخر الدین فخر صاحب کا سالانہ عرس درگاہ
حضرت خواجہ قطب صاحب رحمہ میں ہوا تھا
مگر میں عوارض کی شدت کے سبب شرکت
کی سعادت سے محروم رہا۔

۲۷ جمادی الثانی ۱۹ مئی پیر دہلی
چہل قدمی کی قوت میں تھی کہ آٹھ دن
میں جسم کے وزن میں دو پونڈ کا اضافہ ہوا ہے
سات پونڈ وزن کم ہو گیا تھا۔ اب پانچ پونڈ
کی کمی باقی ہے۔ دو آٹھ چھوڑ دی ہیں۔

ٹکلیفوں میں بھی کمی ہو گئی ہے۔ لیکن چہل قدمی
کی طاقت بحال نہیں ہوئی۔ چلتا ہوں تو
جلدی تھک جاتا ہوں۔

طاو اہدی صاحب آج طاہرہ و اہدی
صاحبہ اپنی بڑی بیٹی زادہ فاطمہ سے ملنے
آئے تھے۔ جو میرے ایک مکان میں اپنے شوہر
اور بچوں کے ساتھ رہتی ہیں۔ کچھ دیر بات چیت

کر کے وادی صاحب چلے گئے تو زاہرہ فاطمہ
کلاسی خطایا لکھا تھا میرے آبا جی اپنی اولاد
سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ اور وہ میرے آبا جی
ہیں اور اماں بھی ہیں۔ آج ان کی کمزوری
دیکھ کر میل دل پریشان ہو گیا۔ آپ نے ڈاکٹر
عبدالغنی صاحب سے سیرا علاج کرایا اور میں
مرتے مرنے تک نچ گئی۔ میرے آبا کا علاج بھی
ان ہی سے کرنا چیکے۔ مجھے فاطمہ کے اس فقرے
سے بہت ہنسی آئی کہ میرے آبا جی اپنی اولاد
سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ
سب بیٹیاں اپنے ماں باپ سے بیٹوں کی
بہ نسبت زیادہ محبت کیا کرتی ہیں۔ لیکن آج بھی
صاحب کی بیٹی یقیناً اپنے باپ کی عاشق ہے
اور باپ نے بھی اس کو اسی طرح پالا ہے
کہ ماں کا فرض بھی ادا کیا۔ اور باپ کا فرض بھی
ادا کیا۔ کیونکہ فاطمہ کی ماں اس کو بہت
چھوٹا سا چھوڑ کر گئیں تھیں۔

سر آرتھر ڈین آج میں سید ابن عربی اور
حاجی پیر خاں نظامی صاحب اور سید
سمیع الدین صاحب کے ساتھ سر آرتھر
ڈین جیرین امپرومنٹ ٹرسٹ دہلی سے ملے
گیا تھا۔ اور درگاہ شریف کے اطراف کی زمینوں
کی نسبت بات چیت کی تھی۔ اور ایک میونسپل
بھی دیا تھا۔ اس کے بعد میں نے ان سے کہا
کہ مقبرہ ہمایوں سے پڑنے والے ٹکے تک چہ سو
برس کا پرانا قبرستان ہے۔ اور میں نے سنا
ہے کہ اس جگہ کی پھانٹ ہوئی ہے۔ اور وہاں
عمارتیں بننے والی ہیں۔ اور مجھے اور مسلمانوں
کو برا فکر ہے کہ یہ پڑنے والے مزارات مٹانے کا بیٹھ
سر آرتھر ڈین نے کہا آپ اطمینان رکھئے ایسا
نہیں ہوگا۔ آنربل چیف کنسٹرکشن باڈی کو کوئی
قبول کی حفاظت کا پورا خیال ہے۔ اور

مجھے بھی خیال ہے کہ جسے کہ خود ہی کی تعمیر کے وقت خیروں کی مخالفت کا خیال رکھنا تھا۔ تمام اچھی خیریں رکھنا ہونا چاہیے۔ میں نے کہا کہ اپنے خیال کے باوجود خود ہی کی تعمیر میں یہ شمار قبریں تو دینی نہیں۔ اور وہ قبریں پادرسو پانچ قبریں کی ہیں۔ اور یہ قبریں جو سوسات سو برس کی پڑی ہیں۔

وہی کشتی صاحب نے ذیلہ کے ڈیڑھ کشتیوں کی بنی کی کو بھی پر لے گیا تھا۔ سید ابن عربی اور سید سراج الدین صاحب بھی ساتھ گئے تھے ڈیڑھ کشتیوں صاحب کھانا کھا رہے تھے۔ انہوں نے اٹھ گھر میں بلایا۔ اور مجھے بھی ترنہ کھلایا اور پھر باتیں کیں۔

آنریمری مجسٹریٹوں کی تحفیف کی دیاں اٹھائیں۔ آنریمری مجسٹریٹ تھے۔ اور مسٹر مسٹر سابق چیف کسٹرنے مجھے بھی نئی دہلی کا آنریمری مجسٹریٹ بنانا چاہا تھا۔ اور میں نے اپنی ناشائستہ کاغذ پیش کیا تھا۔ اب سنہ ۱۹۷۷ء میں مجسٹریٹوں میں سے کلکتہ میں مجسٹریٹ تحفیف میں آگئے ہیں۔ اور سات باقی رہے ہیں۔ جن میں مسلمان صرف ایک ہیں۔ میں نے اس کی نسبت بھی آج ڈیڑھ کشتی صاحب سے باتیں کیں تھیں۔ انہوں نے کہا یہ تحفیف محض اس لئے ہوئی ہے کہ ہم قانون دان اور تعلیم یافتہ مجسٹریٹ چاہتے ہیں۔ اگر آپ بی اے پاس اور قانون جاننے والے مسلمانوں کا نام سنائیں تو سب پہلے آپ کی تحریر پر دھم کی جائے گی۔ آگ برس رہی تھی کہ دو تین ڈیڑھ کشتی صاحب کے پاس سے واپس آیا تو اتنی سخت دھمپ لڑ گئی تھی کہ چاروں طرف سے آگ لگی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے دھمپ لڑ گئی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے دھمپ لڑ گئی تھی۔ مسلمانوں کی طرف سے دھمپ لڑ گئی تھی۔

میری حق کو کسی قسم کی اذیت نہیں تھی۔ اور وہ خوش تھی کہ میں اپنے فرائض کو دینی پورس کھاتی تھی۔ میری تحریک طرح انجام دے رہا ہوں۔ اسٹو کھایا کہ تین تین گھر میں آیا۔ اور جسے جس کے پرہیز میں بچایا۔ بجلی کا پتھر اٹھایا۔ سینے دسترخوان بچایا۔ اور ماش کی وال اور اسٹو ہیفیڈ سفید پٹنی کی پٹنیوں میں بچایا۔ اور میں نے کہا شکر ہے اس خدا کا جس نے ماش کی وال کو میرے لئے پیدا کیا۔ اور کبھی کو میرے لئے اس قابل کر دیا کہ کئے اور مجھے اور میرے ساتھے آئے۔ اور دال ابلے اور گھرے اور میرے پیٹ میں جائے۔ بوئی کھانی معدے کی شریعت میں ناجائز تھی۔ اسٹو کا سالہ رد و تحفیف سے نکال نکال کر پیٹ میں ڈال دیا تھی۔

تھیں۔ اور میں فنا لوں کے ذریعے اس کو اپنے پیٹ میں ڈالتا تھا۔

کام کا مفید ان کی پیٹ میں پڑیں دو تھیں۔ ساری کلیں موٹیاں کتا ہوا درگاہ کے کچے میں آیا۔ قرآن شریف کے آسمانی ترجمے کے چھپنے لکھوائے اور چھپنے کتاب جہاد رسول کے لکھوائے۔ صوفی صاحب اجیری روضہ مجہد لکھوائے۔ وقت پاس بیٹھے تھے۔ اور مجھے ان کے قرب کی وجہ سے نئے نئے قافیے سوچ رہے تھے۔ کہو کہ میں شاعری کو آتش سوزاں سمجھتا ہوں۔ اور شیخ سعدی کہہ گئے ہیں مع قرب سلطان آتش سوزاں بوز۔ تو مجھے کہنا چاہئے مع قرب آتش سوزاں بوز۔ جن اب طالب پانی ملائے تھے۔ پانی کھالے تھے۔ اور میں لکھانا جاتا تھا۔ آج یہ باتیں جگہ سجائی ہیں۔ کل جب ہم دنیا میں نہ ہوں گے تو یہ لکھنا سجائی ہیں۔ گھر میں پیدا ہو کر حضرت حاجی ایک دن لکھنا لکھنا میں گئے۔

اسٹو شکر دوں کہ حضرت حاجی کی ایک کتاب پر بارہا تھے۔ میں حاجی کو ملتے سنتے۔ حاجی صاحب بیٹھے تھے۔ استاد کی تقریر سنتے تھے۔ اس کتاب نے اپنے ایسے نکات بیان کئے کہ حضرت حاجی صاحب ہر سے یاد رکھوں نے درس سمجھنے سے بعد استاد سے کہا کہ یہ نکتے تو حاجی کے کتاب لکھتے وقت خواب و خیال میں بھی نہ آئے ہوں گے۔

چندہ باورچی کی وفات کی دہلی سے خبر آئی کہ چندہ باورچی نے وفات پائی۔ اس کا باب سینی عرب حائے میں رہتا تھا۔ میں نے اس کا اپنے بچپن میں دیکھا تھا۔ چندہ ہمیشہ عرسوں میں لنگر کا کھانا پکاتا تھا۔ اب بوڑھا ہو گیا تھا تو کام ٹھیک نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے میں نے اس کی گذراوقات کے لئے مہینہ مقرر کر دیا تھا۔

اس کا باب سینی میرے والد کے وقت کا باورچی تھا اور چندہ نے ہی اپنی عمر کا بڑا حصہ میرے لنگر اور گھر کے کھانے پکانے میں بسر کیا تھا۔

مجھے اس کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ اس کا بیٹا یعقوب گھگھ حضرت شمس الدین اوتو (مرد و فتنے والی درگاہ) کی خدمت کرتا ہے اور فقیر ہو گیا ہے۔ چندہ کو پرانے زمانے کے لوگوں کی طرح دھماکے میں غیب آتی تھیں۔ اسی حال میں میل پوتا والی بیمار ہوا تو اس نے کہا تھا کہ چندہ کو کچھ بھیج دو مجھے قاف میں خوب تھکا ہے۔ اور میں فوراً اپنے لپٹے کی اس فرمائش کو پورا کر کے کہا تھا۔ میرے پوتا دعا کی قدر کرتا ہے۔ فوراً اس کی تعمیل کرنی چاہئے۔

مولوی منصور الحق صاحب کی بارہ صدمہ بہا سے مولوی صاحب حق صاحب اپنے بچے سمجھنے کے ساتھ لئے تھے۔ بہت صاف دل اور حکم عقیدے مسلمان ہیں۔ بیندہ خدا کے مہربان ہیں۔ قربت بھی آپس میں قربوں کی محبت کا ایک یا عقیدہ ان کی زندگی کی معاف میں دیدیا۔

(۱۹)

۲۸ جمادی الثانی ۱۲۰۰ھ میں شکل دہلی بھارتیہ
 صاحب السیور رحمہ ابن مولانا عبداللہ بن
 ڈیٹی سید عزیز الدین صاحب نے اپنے نانا
 کی تحریر کی تصحیح سے دو پہر تک لکھی اس کے
 بعد ان کے تینوں ماموں زید پارسا اور
 حسن ابوطالب اور جہاں اسکول سے آگئے
 اور انھوں نے مجھے کو ذکر سے آف کیا۔
 ملازم کے نام اس بجے تک موتی محل
 میں تحریری کام کرتے رہے۔ پھر لاخانے
 سے جبر سے آئے۔ راستے کا فرش دس
 بجے اتنا گرم ہو گیا تھا کہ پاؤں نہ رکھ جاتے
 تھے۔ آج بھی اجیر شریف جانے والے
 صدارت کرین درگاہ میں آئے۔ اور مجھ سے
 بھی ملنے کے لئے تاتہا بندھا رہا۔ شام کو
 صوفی صاحب اجیری اور سید مسیح الدین
 صاحب آئے تھے جسٹم کی بیماریوں کے
 سبب آج میں ذرا جلدی بالا خانے پر
 چلا گیا تھا۔
 ڈو علی نمازی نے عصر کے بعد خان بہادر
 حاجی رشید احمد صاحب اور ہارون خاں
 صاحب شہر دہلی پر سبیل عربک کالج دہلی
 کالج کی کمی تعمیر کی نسبت بات چیت کرنے
 آئے تھے۔ کالج کی تعمیر کے لئے پچیس لاکھ
 روپے کی ضرورت ہے۔ عیسائیوں کا شہر
 کالج اور ہندوؤں کے کئی کالج دہلی میں
 کے قریب بن گئے ہیں۔ مسلمانوں کا عربک
 کالج انہی عالم تصور میں ہے۔ زمین مل گئی
 ہے۔ مگر وہ خلیل میدان آسمان کو دیکھ
 رہا ہے۔ اور آسمان سے سلطان اہلوم
 کے ابرسخت کی بارش مانگ رہا ہے۔
 دونوں اصحاب نے مغرب کی نماز بھی میرے
 ساتھ پڑھی۔

حسین عرب احمد آباد سے ولی عہد
 کے ایک ممتاز حسین عرب صاحب ملنے آئے
 تھے۔ اجیر شریف جا رہے ہیں۔ آج رات
 کو بھراض کے حملے ہوئے تھے۔ اور
 میں نے صوفی صاحب اجیری کو عالم نقل
 میں یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا تھا۔
 کباب سبج ہیں ہم کو دین ہر پوچھتے ہیں
 جو مل اٹھا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو پچھتے ہیں
 تین بجے بیدار ہوا تھا۔ عبدالغنی فیض آبادی
 خواب گاہ کے دروازے پر پہرہ دیتے ہیں
 آج دیکھا تو موجود نہ تھے۔ اسی وقت تحقیقا
 کے لئے باغ میں گیا۔ سیڑھے سنسار
 جاگے باک پروردگار کا تماشا دیکھ کر واپس
 آگیا غسل کیا۔ معمولات پورے کئے پھر
 پہل قدمی کی۔
 ۲۹ جمادی الثانی ۱۲۰۰ھ میں دہلی شہر حال
 میرے استاد صاحبان یعنی علما دیوبند کا
 عقیدہ ہے کہ۔ اے کے مدینے کے شہر حال
 یعنی نیت کر کے کسی مقدس مقام کا سفر
 کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر میں نے اپنے بزرگوں
 سے تعلیم پائی ہے کہ انسان خدا کی پہچان
 کا طلب کار ہو تو پہلے اپنی پہچان کے لئے
 شہر حال پہچانی پہچان کے لئے آج میر
 پر رکتے ہوئے بڑے آئینے کے سامنے
 گیا۔ بینائی نے کہا میں دیوبندی ہوں
 بہت پرستی نہ کرنے دوں گی۔ اور صورت
 اس قابل بھی نہ تھی کہ میں اس کو دیکھ کر
 خوش ہوتا۔ بہت لمبی وحشا نہ ڈاڑھی کچھ
 گوری کچھ کالی۔ سر پر لمبے لمبے بال۔ دیکھا
 تو بس آئینے میں یہ دیکھا۔ پہچان نہ سکا
 کہ یہ صورت کس کی ہے۔ اور حدیث
 قدسی کی بموجب ان اللہ خلق آدم

علی صومرا بنی (اللہ نے آدم کو اپنی صورت
 پر پیدا کیا ہے)۔ میری صورت اور اس
 کی صورت میں کچھ مشابہت ہے یا نہیں؟
 آواز آئی۔
 صورت از بے صورتی آمد برون
 باز شد انا الیہ من اجون
 زید منزل سے پرچہ آیا محمد اسفیل صاحب
 بہم دیارنٹ سے ملنے آئے ہیں۔ میں
 بیچے ملنے گیا تو انھوں نے خواب بیان کیا کہ
 حضرت سلطان المشائخ مذکورہ خواب میں
 دیکھا۔ فرماتے ہیں اس مسی کی تعمیر میں
 سترہ روپے دے دو۔ یکایک وہ صورت
 بدل گئی۔ اور آپ کی صورت نظر آنے لگی
 یہ سترہ روپے لے کر آیا ہوں۔ قبول کیجئے
 میں نے کہا خواب کی تعبیر کا تعلق خود آپ
 کی ذات سے ہے۔ مجھ سے نہیں ہے۔ نہ
 کوئی مسجد یہاں بن رہی ہے۔ جس کے
 لئے یہ رقم قبول کر دوں۔ تعبیر یہ ہے کہ
 حضرت مذکورہ صاحب ۷۰ تاریخ کو مراد تھا۔
 خواب میں ارشاد ہوا ہے کہ تم مقام سیدہ
 اور مقام قرب (والتجلی والقدوس)
 چاہتے ہو تو حضرت کے یوم وصال کے
 عدد تک رسانی حاصل کرو۔ اور وہ ۱۷ ہے
 علم جفری کے بموجب سات کا عدد اور ایک
 کا عدد اس مقام پر کا صراط مستقیم ہے
 مگر انھوں نے اصرار کر کے سترہ روپے
 دیدے۔ اور سوار و سپہ نیاز کے لئے
 الگ دیا۔
 مستری حبیب خاں نظامی مجدد کی
 حاضری کے لئے مستری حبیب خاں نظامی
 آئے تھے۔ آج کل شاہ کرا حسین صاحب
 سجادہ بن خانقاہ صابریہ کے پاس رات کو

منادی دہلی خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب ”جہانگیر کا روزنامہ“ پر شے قیمت کیا روایت ہے۔ جون ۱۹۴۷ء

رہتے ہیں۔ اور عبادت کرتے ہیں۔ کہتے تھے شاہ صاحب باوجود سن رسیدہ ہونے کے دن پھر زندگان خدا کو اپنی خالناہ کا منہ نہ پانی پاتے رہتے ہیں۔ اور رات کو شہید باری کرتے ہیں۔ اور ہم جیسے لوگوں کی خبر گیری بھی کرتے رہتے ہیں۔ اور آجکل اجمبر شریف جانے والے نظامی اور صاحب بری مشائخ اور فقرا اس کثرت سے ان گمے ہاں مہمان آئے ہوتے ہیں۔ کہ کہیں گاہ باقی نہیں ہے۔ میں نے کہا لفظ مہمہ خاندان میں حاجی میاں صاحب اور صاحب بری خاندان میں شاہ کرار حسین صاحب دہلی میں ایوان شہیت کے مضبوط ستون ہیں۔ کاش اہم درگاہ والے بھی اپنے سلسلوں کے ان مشائخ کی ویسی ہی قدر کریں جس قدر کے سہتی ہیں۔

امراض: پانچ امانت سے ڈر کر عبد اللہ صاحب شہناہ انشاء اور ڈاکٹر کنویر ہاؤ صاحب شہناہ رام اور حکیم اجی علی خاں صاحب مالک دو خانہ نمبر دو کی دو آہیں استعماں کر رہے تھے۔ آج ضیال آیا کہ محبوب باک رکھ کا دن یعنی چہار شنبہ ہے۔ چلو اپنے خیمہ اور کسی کی بیماریوں کی پہچان کے لئے کسی نئے عارف سبحانیا کے پاس چلیں۔ دہلی میں مسیح الماک حکیم حافظ اجمل خاں صاحب مرحوم کے بھتیجے حکیم حاجی محمد ظفر خاں صاحب بہت تجربہ کار اور خاندانی طبیب ہیں۔ ان کو بغیر کھانی چاہئے۔ نعیم صاحب اور ستری حبیب خاں نظامی کے سبب ان کے پاس گیا۔ بغیر کھانی۔ بیماریوں کی تفصیلات سنائیں انھوں نے نسخہ لکھا۔

کئی دن مہمے خزانہ الادویہ کتاب میں

حجر الہود دو دو کے خواص پڑے تھے۔ اور خیال آیا تھا کہ گردے کی بیماریوں کے لئے یہ دوا بہت مفید ہے۔ مگر آج تک کسی طبیب نے اس کی طرف توجہ نہیں کی تھی اور میرے نسخے میں اس کو نہیں لکھا تھا۔ آج جب حکیم محمد ظفر خاں صاحب نے نسخہ مجھ کو دیا۔ تو اس میں پہلی دوا حجر الہود دیکھی۔ تو مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ آسمان سے ابھی یہ دوا میری بیماریاں دور کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے۔ ملاوتم ساتھ تھے۔ انھوں نے دو تروڑ اور تین خر بوزے خریدے۔ میں نے کہا سید صاحب! خر بوزے میں پہلا جزو کہنا ہے کہ میں لکھ رہا ہوں۔ اور تروڑ میں پہلا جزو کہنا ہے کہ میں تو تازہ ہوں۔

سید جعفری صاحب ایڈوکیٹ دہلی سے بھی ملے گیا تھا۔ یہ دہلی کے ممتاز وکیلوں میں ہیں۔ اور عربیات میں یار۔ عبدالحی نام ہے۔ فقیر ہاشم نظامی کہ محمد آباد سے پریمی مرحوم کے دونوں بچے فقیر ہاشم نظامی اور سعید الدین نظامی آئے ہیں۔ فاروقی صاحب کے ہاں دہلی میں پھیرے ہیں۔ میں نے شام تک درگاہ کے حجرے میں تحریری کام کیا۔ مولانا عشتی نظامی کے دوسرے بیٹے محمد نظامی بھی آج آئے ہیں۔ صوفی صاحب اجمبری اور سید سمیع الدین صاحب اور ملا حسن ماہند رانی بھی ملے آئے تھے۔

حکیم رجب ۲۲ مئی جمعرات دہلی مولوں ولیمکم تم جگلی ہندوستانیوں کو انگریزی بولنے انگریزی لکھنے اور انگریزی سے واقفیت نہ ہونے سنائے الفاظ بولنے اور لکھنے کا ضبط ہو گیا ہے۔ اور میں اس کا بہت متعلق ہوں۔ لیکن اردو زبان کو بڑا ملے اور وسیع کرنے کی نیت سے

بعض انگریزی الفاظ دسپہانہ از اسے اردو میں جڑ دیتے ہیں۔ مثلاً آج میں نے مؤام و یکم غنہ ان لکھی بنیں کہتے ہیں چاند کو۔ ولیمکم کہتے ہیں خیر مقدم کو۔ چونکہ نج اس چاند کی پہلی ہے۔ جو میرے آقا و مولیٰ حضرت خواجہ صاحب اجمبری دہلی کا چاند ہے۔ یعنی ان کے عرس کا زمانہ پہلی سے چہ تک رہتا ہے اس واسطے میں اس پر کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

کل دہلی میں چاند نظر نہیں آیا۔ ورنہ میرا باب سے چاند ہونے سے ہونے کا تارا یا، تاہم اجمبر شریف سے آنے والے زائرین نے بتایا جو اجمبر شریف ہو کر آئے ہوتے ہیں اور چاند جانے والے ہیں کہ وہاں چاند بھی گیا۔ اور خدا کا دل سے بھی چاند دیکھا۔

خاور سے کا مسفر میں کل خاور سے (۲۱) ہ نے والا تھا۔ سید میری رز و مرگیتھیں مگر محنت اس تک تو ہو گیا نہیں آئی ہے۔ حکیم حاجی محمد ظفر خاں صاحب۔ دہلی درایتی کر رہا ہوں اس لئے مسقط کو کر دیا۔ نعیم صاحب کی بیماری کی آہ نعیم جب اور ان کے دوست زبیر صاحب بہاؤ میں رات کو تہہ ہوئی تھی اور ان میں کہہ اس سال بھی نہ رہے تھے میں نے شہناہ مالک مالک زبیر صاحب کو دیکھنے کے لئے شہناہ مالک مالک دیکھ پورے سے آئے تھے۔ آج میں نے تحریری کام نہیں کیا۔ اپنی ان کتابوں کو پڑھتا رہا جن کو کئی ترتیب سے شائع کرنا پڑتا تھا زائرین عرس کے اتنیہ شریف جانے والے زائرین۔ حاجی میرے ہاں درگاہ میں کی تعداد میں آتے دانت رستہ۔ چوہہ میں درگاہ کے حجرے میں کام کرتا ہوں اس واسطے

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب ”یانی پت کی لڑائی پڑھئے۔ قیمت بارہ آنے۔

میرے پاس بھی ملے والوں کا مجھ سے شام تک
تانتا لگا رہتا ہے۔
مدحت نظامی آج میری نئی مریدہ مدحت
نظامی اہلیہ ستر جن جنیف کنٹرولر لکچرر
خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ اور میرے
لئے آم لائیں تھیں۔
سیٹھ روشن علی آج خطیب غلام اللہ
سیاح صاحب کے صاحبزادے کے ساتھ میرے
دوست حاجی داؤد حاجی ناصر کے فرزند سیٹھ
روشن علی اور حاجی داؤد کے چھوٹے داماد سیٹھ
دھرمی ملے آئے تھے۔ وہ کل ہوائی بہانہ
مبینی پلے جائیں گے۔

۲۲ رجب ۱۳۵۲ ہجری جمعہ دہلی آٹھ بیٹن
آج کی کیفیت یہ ہے کہ صحت کی خرابی میں
کوئی کمی نہیں ہوئی۔ دن بھر تکلیف رہی۔
نیم صاحب تندہ ست ہزار آٹھ اور میں
شام تک کام کرنا نہ لگتی تھی کہ میں جو ابھی
حال میں بھی ہیں آج مکمل کر لیں۔ کامیوں کی
صحت بھی دور اور غلط کے جواب بھی
لکھوا۔

دشمن کی لکھی ہوئی تاریخ اسلام کے سر
ایڈیٹر ڈیمن مسلمانوں کے اور اسلام کے
بہت مشہور دشمن تھے۔ انھوں نے ایک
کتاب زوال سلطنت روم انگریزی میں
لکھی تھی۔ اس کتاب میں اسلام کی نسبت
اور مسلمانوں کی فتوحات کی نسبت انھوں
نے بہت کچھ لکھا ہے۔ میں نے اُسے پڑھا
کا ترجمہ کر لیا تھا۔ اور اُس کو شائع کیا تھا۔ اب
از سر نو اُس پر تبصرہ لکھا ہے۔ اور میں نے جو
باتوں کا جواب دیا ہے اس تبصرے کو
شریک کرنے کے بعد میں نہایت خوبصورت
جلد بنوا کر اس کتاب کو ایسا بنا دوں گا کہ ہر جگہ

نسل کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اور سنا
کی لائبریریوں میں رکھی جاسکے۔
اول صفحہ کی نماز آج میں نے دیکھا
کی مسجد میں منبر کے سامنے اہل صف میں
جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔
منبر کی تعمیر کے دیکھا کی مسجد میں پہلے سنگ
سرخ کا منبر تھا۔ صرف تین سہریاں ہی تھیں
تھیں۔ میں نے اس کو توڑ کر نہایت خوبصورت
سنگ مرمر کا منبر بنوایا تھا۔ اور پشت پر تعمیر علی
مسجد اور تعمیر کا ستونہ لگا کر لایا تھا۔ آج خیال
آیا کہ اس منبر پر کبھی کام ہونا چاہیے۔ کیونکہ حدیث
شریف میں معبودوں کی زینت کا انحضرتؐ نے
حکم دیا ہے۔ سو نا اہل ہٹکا ہے۔ لیکن عمر
کے دن بھی جتنے ہیں۔ جو کام ہو سکے آج ہی
کر لینا چاہیے۔ اس واسطے آج میں نے نیت
کی کہ اپنی محنت کی پاک کمائی کے ایک ہزار
پے اس منبر کی آرائش اور زیبائش کے لئے خرچ کروں گا
اس سیر حضرت محبوب پاکؐ کی مرض خوش ہوگی۔
شاہ صاحب کے ہمنامہ سی پی کے ایک شاہ
صاحب اپنے مریدوں کے ساتھ ملے آئے
تھے۔ کانپور سے کم سنتے ہیں۔ چہرے پر
انذار و ہشی ہیں۔ ان کی اور ان کے مریدوں
کی درویشانہ فیروزاری کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔
دانتوں کی گرفتاری میں نے نیچے
کے باج دانت جا پانی ڈاکٹر سے رنگون میں
نکلوائے تھے۔ اور دہلی میں ڈاکٹر اودے سنگھ
صاحب نے اُن کا چوکھٹہ بنوایا تھا۔ جس کو
میں رات دن میں کئی بار ناجتہا ہوں اور
صاف کرتا ہوں۔ مگر آج صبح ہر چند کوشش
کی دانت نہیں نکلے اور میں اُن کو صاف
نہیں کر سکا۔ دن بھر دانتوں میں درد رہا۔
رات کو بھی تکلیف رہی۔

آج بھی۔ عت نظامی نے آئیں تھیں ابن
کے شہر سرکاری کام کے لئے لکھنے کے لئے
۳۲ رجب ۱۳۵۲ ہجری شنبہ دہلی
دانتوں کی آزادی ہمارے کو یہی دانتیں
کی تکلیف دہی کو توڑنے کی تکلیف ہے آج
صبح بھی چوکھٹہ نکالنے کی کوشش کی مگر وہ
نہیں نکلا۔ تب انجے خواجہ بانو اور طارق رحم
کے ساتھ ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب کے پاس
گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بیوی خواجہ بانو سے
اکثر ملتی رہتی ہیں۔ آج بھی ان سے ملاقات
ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے مشکل چوکھٹہ نکالا
معلوم ہوا اچھا لہ کے کٹے پھینکے تھے۔
ڈاکٹر صاحب نے چوکھٹے کو سونہ سے گھس
کر زرا ڈھیل کر دیا۔
ماہر خوراک کے ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب
نے سائنس کی وجہ سے انسانی خوراک کے
ماہر ہیں۔ اور ہمیشہ ایک خاص سبب سائنس میں
اس پر تقریریں کرتے رہتے ہیں۔ انھوں نے
کہا آپ نے منادی میں انسان کی پہچان
کی نسبت لکھا تھا کہ خدا کی پہچان اُس کو حاصل
ہوتی ہے۔ جو اپنی ذات کو پہچانے اور اپنی ذات
کو وہ پہچان سکتا ہے جو اپنی ذرا کو پہچانے
یہی قیمتی بات آپ نے لکھی ہے کہ ہندوستان
میں آج تک کسی نے لکھی ہوئی۔ اور میں اس
مضمون پر اپنی سبب سائنس میں ایک بڑی تقریر
کرتے والا ہوں۔
راون پارٹی کے ڈاکٹر اودے سنگھ صاحب سکھ میں
اور لٹکا کے راہ راون کو مانتے ہیں۔ اس خیال
کے ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں آدمی
پائے جاتے ہیں۔ جن کو راون کے حریف
رام چندر جی سے اختلاف ہے۔
دانتوں کی آزادی سے میری تکلیفیں خوراک

دور ہو گئیں۔ اور میں خواجہ بانو کے ساتھ
دلی گیا اور وہاں چھپائی کا کام دیکھ کر واپس آیا۔
فقیر پاشا نظامی کے آج پریمی نظامی مرحوم
کے دونوں بڑے فقیر پاشا نظامی اور حسین
ملنے آئے تھے۔ اب وہ واپس احمد آباد
جائے والے ہیں۔

کپٹن عباسی کے مسٹر رضا الحق عباسی مرحوم
کے صاحبزادے کپٹن عباسی بھی ملنے آئے تھے
سکھوں کا میلہ آج میرے علاقے کے
قریب سکھوں کا ایک بہت بڑا میلہ ہوا تھا
پولس بھی کافی تھا۔ اد میں غلہ بکھرج رہی تھی۔
اطراف کے مسلمانوں میں تشویش بھی کہ
سکھ حملہ کریں گے۔ اس واسطے میرے

چھوٹے بچے اسکول نہیں گئے تھے۔ بڑے
لڑتے گئے تھے۔ اور ان کی حفاظت کے
لئے سید ابن عربی بھی ساتھ آئے تھے۔ مگر جب
میں خواجہ بانو اور ملاروحم کے ساتھ دہلی گیا
تو راستے میں سکھوں نے روک کر شرمناک
چلانے کی خواہش کی۔ وہ سب ہنر مند
اور سکھوں کو کھانے کے رت کا شہر بنایا
رہے تھے۔ مجھے ان کے اس برتاؤ سے

بہت خفا ہوئی اور میں نے ان کو مار مار مار
دی۔ آج بھی مدحت نظامی آئیں بھتیجی۔
اور شام کو ڈاکٹر تموری صاحب بھی ملنے
آئے تھے۔ صدیقی صاحب اجیری اور
سید سمیع الدین صاحب اور مولانا عشق
نظامی روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں۔
آج بھی آئے تھے۔

میرے غم غم نظامی کے چھ بچے حضرت ان کے
کے اکثر بڑے بڑے خلفاء یوپی کے رہنے
والے تھے اس واسطے مجھے بھی یوپی
کے لوگوں سے بہت محبت ہے۔ محمد نعیم

نظامی بی اے یوپی کے رہنے والے ہیں
یہاں سرکاری ملازمت کرتے ہیں اور
میں میرے ایک مکان میں رہتے ہیں۔
ان کی سیاسی سمجھ بہت اچھی ہے۔ اکثر
رات کو ان کی سیاسی واقعات سمجھاتے ہیں۔
اور آئندہ کے نتائج نکالتے ہیں۔ آج بھی
آئے تھے اور میرے سر پر تیل لگی ماس
بھی لگی تھی۔ ان کی نہایت عمدہ مہارت
دیکھ کر میں نے پوچھا تیل ملنے کا طریقہ آپ
لے کہاں سکھا؟ جواب دیا کہ میں نے یہ سیکھا
اپنے سر پر تیل ملنے سے متعلق ہو گئی ہے
انھوں نے یہ بھی بتایا کہ دماغ کے خلاں طاس
حصوں پر پاش کرنے سے بہت فائدہ ہوتا
ہے۔ اور آج یہ بات تجربے سے بھی ثابت
ہوئی کہ جی انھوں نے ان مقامات پر پاش
کی تو مجھے بہت راست محسوس ہوئی۔ اور
نیز بہت اچھی آئی۔ کئی رات سے نیند
پوری نہیں ہوتی تھی۔ آج صبح کی اذان
بگڑ کر مسلسل سویا۔ نیند پاش اور حسن اور اسب
اور مہادی اور ملاروحم رات در میری خدمت
کرتے رہتے ہیں۔ جس سبب سے زیادہ اہم
خیال رکھتے ہیں۔

وفات کی خبر آج لکھنؤ کے روزانہ اخبار
مہام میں سر مہاراجہ صاحب نے لکھی اور
کے انتقال کی خبر بھی۔ بہت صدمہ ہوا
اور آج ہی ان کی ویسا سنت کے منیجر مولوی
محمد شہیر صاحب کا جنازہ بھی آیا۔ میں نے
فوراً تعزیت بھی بھیجی۔

۴۲ رجب ۱۳۵۵ھ کی اتوار دلی آج کے گاہ
صبح کی غنڈی ہوا میں موتی محل کے اندر گاہ
کیا۔ جب میری بیوی تو درگاہ کے حجرے
میں چلا گیا۔ اور وہاں ہم نے تکبیر کا کرتا

رہا۔ کتاب بہادر شاہ کا مقدمہ لکھنا ایڈیشن
چھپ رہا ہے۔ آج اس پر میں صفحہ کا تبصرہ
لکھا۔ پھر جارہے۔ بی گلیا۔ نعیم صاحب
ساتھ تھے۔ مسٹر رحمن سے ملا۔ پھر دہلی کے
کام کئے۔

قوال نایاب کے چھ بچے کل حضرت خواجہ
صاحب اجیری کے سالانہ عرس کی شب
اور میں شہ زوئے والوں میں عرس کی تبلیغ
کے لئے مجلس کیا کرتا ہوں اس واسطے
قوالوں کو تلاش کرنے گیا تھا۔ مگر سب
قوال اجیر شریف گئے ہوئے ہیں۔ کوئی
قوال نہیں ملا۔

اپنی دوا کے چھ بچوں کی دوائیں ملافتی
نہیں آئیں۔ اور ڈاکٹر دواؤں نے بھی
فائدہ نہیں کیا۔ اس واسطے آج میں نے
خود اپنی شخصیں کی دوا شروع کی۔ پانچ دن
بادام کی گرمی اور سولف اور نمک اور
کالی مرچیں نہیں کر سب کو پی لیں۔ اس سے
طبیعت بحال رہی۔ رات کو نیند بھی اچھی
آئی۔ ثابت ہوا کہ دماغی محنت کا دخل بھی
بیماریوں میں ہے۔ سولف اور کالی
مرچیں اور نمک معاصرے کے لئے اور بادام
دماغ کے لئے اس اصول سے یہ دوا تجزیہ
کی ہے۔

اب تک آرام کا فتنہ نہیں آیا۔
کے سبب سے دلالت کی وجہ سے اور نگار
بیماریوں کے سبب میں نے اب چھپتی بیماری
اور آج دن کا آرام نہیں کیا۔ اب ارادہ ہے
کہ جن کے پرے پیشگی شائع کر کے جن کے
چھپنے میں آرام کروں گا۔ اور کسی ایسے
مقام پر اجاڑوں گا جہاں نہ سردی زیادہ
ہو نہ گرمی زیادہ ہو۔

شاہر صاحب صاحب چھپرہ صلیع فرخ آباد سے
سیا شاہ صاحب ملنے آئے تھے۔ انھوں نے
حضرت فرید الدین عطارؒ کی شادی کا اُردو
میں منظم ترجمہ لکھا ہے جس کو میں شائع
کرنا چاہتا ہوں۔

۵۔ رجب ۲۶ مئی سپردہ دہلی
جہاں پناہ کا عرس گزرا آٹھ چشتیوں کے
جہاں پناہ امام برحق مجددی موعود حضرت
خواجہ سید معین الدین حسن چشتی جہیری
کے سالانہ عرس کی شب ہے۔ میں نے
حضرت کو جہاں پناہ اور امام برحق اور
مہارکی موعود اس واسطے لکھا کہ میرے
عقیدے میں ان کی روحانیت تمام جہاں
کی پناہ ثابت ہو رہی ہے۔ اور امام برحق
اس واسطے کہ دوبارہ اماموں کی اولاد تھے
ان کے داداؤں میں حضرت امام کاظمؑ تک
چہ امام تھے۔ اور حضرت امام کاظمؑ کے
بعد حضرت خواجہ تنک چہ خیر الانام تھے
اور جہادی موعود اس واسطے لکھا کہ حضرت
بارہویں امام تھے یعنی ائمہ اثنا عشر کے
چہ اور ان کے بعد کے چہ۔ اور چھٹے خود
حضرت تھے۔ اور جہادی بارہویں امام
ہو سکتے ہیں۔

آج کے کام کا صبح کافی مریح مائتہ لفظ
یاد ام کا شیرہ پی کر دوبارہ کہا یا معین ابنا
معین! اور یہ درود کے برسے میں بارگاہ
کام شروع کیا۔ پانچ بجے تک کام کر کے
محبی محل میں آیا۔ اور رات کی مجلس کا
انتظام درست کیا۔

چشتی ڈنڈے رات کو آدھے سب جمع ہوئے
اگرے مسٹر جہان چہیہ نے اکثر درویشوں کو
اور ان کی بیگم راجہ بدرتہ نظامی اور

خان بہادر حاجی وجیہ الدین صاحب
رفیق السکین مالک فرم بائیں آرمس کپنی
اور مسٹر کرین پولیٹیکل سکریٹری وائسرائے
اور مسٹر کریم کینین ڈپٹی پولیٹیکل سکریٹری
وائسرائے اور مسٹر مسن امریکن اخبار نویس
اور ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب پرنسپل
جامعہ ملیہ اور مسٹر مشتاق احمد وادی
ایم اے ڈپٹی سکریٹری فنانس ڈپارٹمنٹ
اور سید محمد رفیع صاحب لکھنؤی اور
سید عبدالسلام صاحب دہلوی شریک
طعام تھے۔

نقوش دیوار کو بستی محل کی دیوار پر ایشیا
کانفرنس کے موقوف پر بنائے حسب ذیل
عبارتیں لکھوائیں (۱) ساری ایشیا
کی بولی اردو ہو جائے گی۔ (۲) عربی آرم
اردو بنت (۳) فارسی مادر اردو و دختر
سنسکرت مانا اردو و پوتری (۴) حضرت
ابراہیمؑ کے نام تلفظ عبرانی میں ابراہام
عربی فارسی اردو میں ابراہیم، سنسکرت
میں برہما ہے۔ (۵) ساری ایشیا میں نسل
ابراہیم آباد ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کے
فرزند اعلیٰ اور اعلیٰ تھے۔ اسٹیٹس پیڈی
اور عیلامی نسل، انجیل سے مسلمان نسل
ہلی۔ (۶) ہندو مانتے ہیں، برہما کے سر
برہمن بنوئے چھتری۔ بیٹست ویش
باؤں سے شہر پیدا ہوئے۔ (۷) ایشیا
کی اکثر قومیں امی نسل میں، سب کو ایک
دل اور ایک عمل ہو جانا چاہئے۔

میر، بیگم بی بی عیالین منادی میں شائع
کر چکے ہیں۔ اور اس وقت سے آج تک
سینکڑوں ہندوستانی مجاہدین نے موتی
محل میں قتل کر دیے۔ مگر آج تک سی نے

ان گہری عبارتوں کی طرف توجہ نہیں کی
تھی۔ مگر آج مسٹر کرین اور مسٹر کریم کینین
اور مسٹر مسن نے خاص طور سے ان عبارتوں
کو پڑھا۔ اعلان کی نسبت مجھے بات چیت
کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ انگریزوں کی احساس
زہدہ احساس ہے۔ اور ہم ہندوستانیوں
کے احساس و ادراک مردہ ہو گئے ہیں میں
نے مسٹر کرین اور مسٹر کریم کینین ہندوستانی
ریاستوں کی عام پالیسی کی نسبت بھی بات
چیت کی۔ اور دہلی کے تیوریہ خاندان کے
مستقبل کے تحفظ کی نسبت ان پر زور دیا۔
کیونکہ یہ معاملہ ہمیشہ میری زندگی کے ساتھ
رہتا ہے۔ انیس ہے شہزادے میر خیر الدین
خورشید جاہ بخارا جانے کی وجہ سے اس
ڈنڈے میں نہیں آ سکے۔

قوالی کی اجازت کہیں نہ دیا، بہادر
حاجی وجیہ الدین احمد صاحب سے اجازت
مانگی کہ بغیر سازوں کے قوال کچھ ناچا ہے میں
حاجی صاحب نے کہا بغیر سازوں کے قوالی
میں بھی سن لوں گا۔ مگر مجھے جلدی سی جانے
کی عادت ہے اس واسطے مجھے اجازت
دیدہ مجھے اور اس کے بعد انھوں نے کہا کہ
میں آپ کا شکریہ گزاروں کہ آپ نے میرے
عذبات کا لحاظ کر کے مجھ سے اجازت مانگی
جب حاجی صاحب چلے گئے تو درگاہ کے
پیارے خاں قوال اور چوٹے قوال اور
ارشاد قوال نے مل کر اردو فارسی اور
ہندی کلام گایا۔

اجیمیر گھوڑا آگے مسٹر کرین اپنی ٹم میں آئے
تھے۔ میں نے کہا اس گھوڑے کا کیا نام
رکھا ہے؟ جواب دیا یہ گھوڑا اجیمیر میں لیا تھا
اس واسطے اس کا نام اجیمیر رکھا ہے میں

کہا یہ ہے میرے اجیری خواجہ کا تصرف کہ
ان کے عرس کی مجلس میں آپ آئے تو
اجیر گھوڑے کو بھی ساتھ لائے - ورنہ
موت میں آجاتے تو اجیر گھڑا کیونکر آتا -
انتظام کے وقت اور مجلس کا انتظام حسب
ذیل صحاب نے بہت عمدگی سے کیا سید اعظمی
سید زید پاشا - سید حسن ابوطالب - سید
محمد علی بن نعیم خاں صاحب - حافظ علی محمد
صاحب - شاہ حکیم محمد رمضان الرحمن صاحب - محمد
نعیم بی اسے نظامی سید ذکی سن مولانا
عشق نظامی - محمد یونس - شرف الدین -
اور عبد الباقی -

کھانا کہ چونکہ خواجہ کی سیاحت تھی اس واسطے
خواجہ باندے خود اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کھاتا
بینگن کی چاہری انقیمہ بھرے کر لیے - شامی
کباب بہت ہی اچھے تھے - اور سب سے
زیادہ مزے دار چیز گوشت کی گلاب
جانبین تھیں - کچھ حاجی اشیر صاحب نے
دہلی سے تیار کرائے کھجائے تھے - ان کھانوں
کی تیاری میں روح اور کوڑھنے بھی حصہ لیا
تھا - اور مرزا سہراب شاہ نے بھی - اور
بو اکرمین نے بھی اور والد محمد یونس نے بھی -
سید محمد رفیع کہ میری بڑی بہو دل آرا بانو
کے بھائی سید محمد رفیع علی گڑھ سے آئے تھے
کل واپس چلے جائیں گے - رات کو لالچے
سبیا تھا - اور اندیشہ تھا کہ تغیل غذا میں
جائیں ہوں نیند نہیں آئے گی - مگر نیند آگئی

اگرچہ ذرا چاٹ رہی تھی - منگل دہلی
۲۰ رجب ۱۲۸۷ ہجری منگل دہلی
خیر اور قہر کا میل کہ حساب بخیر آج
سنجی مریج کا دن ہے - اور مریج میرے
مولا کی شان قہر کا نمونہ ہے - مگر میں نصرت

خواجہ صاحب اجیری دن کے یوم وصال سے
مل گیا ہے - اس واسطے آج خیر اور قہر کا
ملاپ ہوا ہے - شاید خدا اس یوم خیر کی برکت
سے اس یوم قہر کی تاثیرات کو بدل دے -
دو شہزادے کہ صبح مرزا حیدر شاہ صاحب
اور مرزا نصیر الدین صاحب ملنے آئے تھے
اور مرزا خیر الدین خورشید جاہ کی بیماری
کی خبر سنائی تھی -

ابا علیم جنگ کے دور فقیوں کے
ساتھ ذاب علیم اللہ صاحب جنگ سے
آئے تھے - سید محمد رفیع دل آرا باندے کے بھائی
آج واپس چلے گئے -
نئی دہلی میں سہیل کمیٹی کی ایذا رسانی ہو رہی
پڑے والوں کو نئی دہلی میں سہیل کمیٹی کے نوکروں
کی ایذا رسانیوں کا دال اچھی طرح معلوم ہے
خاص کر میرے ساتھ اس کمیٹی کے بعض
عہدے داروں کو ایک ذاتی پرغاش ہو گئی ہے
اور وہ رات دن نئے نئے مقدمے چلائے
کی سازشیں کرتے رہتے ہیں - کمیٹی کے
علائے کے ہندو مسلمان سکھ عیسائی
باشندے ان لوگوں کی ناقضانہ ایذا
رسانیوں سے عاجز آگئے ہیں -

آج پھر مجھے دو بجے نئی دہلی میں سہیل
کمیٹی کے ایک فوجدار می مقدمہ
کی وجہ سے سخت گرمی اور لو کی
حالت میں سید ابن عربی کے ساتھ
ریڈنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کی کچہری
میں جانا پڑا تھا - حکمرانی والوں نے
مزارات کی حفاظت کی دیوار کے
نقشے کی منظوری و عدم منظوری سے لالچہ
کی اس واسطے ارجون کی تانچہ دیدی کی -
موتی رام صاحب کہ ہندوستان نامہ

کے مشہور نامہ نگار موتی رام صاحب کی کچہری
میں ملے تھے - اور کہتے تھے - انہوں نے بہادر
شاہ بادشاہ کا مقدر مراٹھی زبان میں نالغ
کیا ہے - پنڈت جواہر لال نہرو نے اس پر
بہت اچھا مقدمہ لکھا ہے - چودہ روپیے
قیمت رکھی تھی - چہ ہزار علی فرخ
ہوئیں - موتی رام صاحب نے انگریزی
زبان کا ایک ہفتے دار اخبار بھی جاری
کیا ہے - یہ بہت لائق اور ہونہار نوجوان ہیں
کھانا نہیں کھایا کہ آج صبح میں نے پاشا
کی سیاز کا بچا ہوا کھانا کھا لیا تھا - جب تغیل
تھا - اس واسطے آج میں نے دوبارہ کھانا
نہیں کھایا - شام کو بھی بہت ہی کم کھایا -
پھر بھی رات کو نیند نہیں آئی - ڈیرہ بچے ملک
نیند آئی - ڈیرہ بچے والے کے زہرا
خط لکھا - اور بزدلی راج کی جو بیعت
کی - چار بجے اوراد پورہ - کے آسمان پر
ابو غبار چھایا ہوا ہے - شام میں غبار
میں جنسین - ساحر - آج ہی کے پیرائے
تخصیص دار جنسین صاحب اپنے لڑکوں
کے ساتھ ملنے آئے تھے - اور ڈیر صاحب
کہکشاں اور ڈیر صاحب آریہ ورت
اور ڈیر صاحب ابال بھی ملے آئے تھے -
مغرب کی نماز بھی اڑ کے ساتھ پڑی تھی -
کہکشاں کے اڈیٹر حاجی سید کاہنہ علی صاحب
گذشتہ سال اپنی والدہ کے ساتھ نئی دہلی
آئے تھے - اور اس سال اپنی بیوی کے ساتھ
جی کو جانے والے ہیں -

چودہری جمن علی نظامی جو دہری
نسبت اللہ صاحب شاہ پوری جن کو میں
چودہری جمن علی نظامی کہتا ہوں - اکثر ملنے آتے
رہتے ہیں - انھوں نے حضرت قائد صاحب

پانی تھی کی مشہور نظم حیدریم قلندر مسموم مکمل
مجھے دی ہے۔ عنقریب شائع کر دوں گا۔
۶ رجب ۱۲۸۸ مری بدھ علی انجمنی کو مفت
نیز دے آنے کی وجہ سے آج جسم کی بے کلی بڑھی ہوئی
ہے پچھلی رات کو غسل کر کے چل قدمی کی تھی۔
اُس سے ذرا سکون ہوا۔ صبح سرف بادام
کا شیرہ پیا۔ پھر تحریری کام شروع کیا۔
مہمان سید احمد نظامی صاحب کو اپنے محلہ بزرگ
صاحب کے ساتھ احیاء شریف سے آئے ہیں۔
ملکوت منزل میں ٹھہرے ہیں۔ حکیم منزل شاہ
نظامی اور حافظ محمد باسین صاحب لاہور
سے آئے ہیں۔ میرے لئے چل بھی لائے ہیں۔
پاک ل محمد حسین دینی نظامی نے اور سید مبارک
شاہ نظامی نے چشتی بنسری کی امداد بھی بھیجی
ہے۔ پٹنہ کے ایک پسر شرمی احمد صاحب
اور قاضی منظر الرحمن صاحب اور محمد احمد
صاحب فرزند سید حسن آرزو صاحب اور
پھلواری شریف کے سید محبتی کریم صاحب
لئے آئے تھے۔ بہار شریف کی نسبت بہت
دیر تک باتیں ہوئیں۔ میں نے تفصیلی حالات
پوچھے۔ حریم واری ایک قانون دہلی سے
اپنے ڈاکٹر شمیم نسیم کو لے کر آئیں تھیں
دہلی کی محال خوریاں بچوں کے لئے تعیند لینے
آئیں تھیں۔ بستر ہی حبیب خاں نظامی اور
سید یامین نظامی باہ کی حاضری دینے
آئے تھے اور مجھ سے بھی ملے تھے۔ چودھری جنرل
نظامی اور صفی صاحب جبریں اور سید سعید الدین
صاحب اور ذاب مرزا نظامی بھی ملے آئے۔
تھے۔ مدراس سے اللہ رکھا صاحب بھی ملے آئے۔
بادل گرجے آج بادلوں کی گرج ہوئی تھی
اور مجھے بہت لطف آیا تھا۔ کچھ نندیاں بھی بڑھیں
جشن افغانستان کو مغرب کی نماز پڑھنے کے

(۲۳۱)

ساتھ جماعت سے پڑھی تھی۔ بیٹی والے احمد نظامی
مولانا مفتی نظامی اور روح اور صاحبہ اور
عابد بھی نماز میں شریک تھے۔ غازی پور کو کھانا کھا۔
پھر فرار کر آئے کی مورخین صبح الدین صاحب
کے ساتھ امیر پٹنہ ہوئے ہیں گیا جہاں افغانستان
کی آزادی کا جشن تھا۔ ہوٹل کے باغ کے
دوختوں میں لال سبز بجلی کی کپیاں لگی ہوئیں
تھیں۔ اور بہت اچھی کیفیت تھی۔ تمام دنیا کے
بڑے آدمی وہاں موجود تھے۔ والٹر رائے بھی
تھے۔ اُن کی لیڈی بھی تھیں۔ مسٹر جنرل بھی تھے
پنڈت جواہر لال نہرو بھی تھے۔ روس فرانس
امریکہ چین کے نمائندے بھی تھے۔
مسلمان پولس افسر کچھ مسلمان پولس افسر
سے موجودہ خدشات کی تیاریوں کی نسبت
کچھ باتیں دریافت کیں۔ بڑھا دا صاحب
ڈپٹی کمشنر سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے
اپنے انتظامات کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ میں
مسلمانوں کی حفاظت کا پورا انتظام کر رہا ہوں
مسٹر گرین پلٹیکل سکریٹری والٹر رائے سے
میں نے کہا کہ ضلع گوڈا گڑھ میں سین پکس گاؤں
جلاوے گئے ہیں۔ اور سنا ہے کہ ریاستوں
ضلعوں کو تہیادے ہیں۔ گرین صاحب نے کہا مجھے
یہ افواہیں معلوم ہوئی ہیں امید نہیں ہے کہ کسی یا
نے ایسا برا کام کیا ہے۔ یہ انگریزوں کا کیرئیر ہے کہ
وہ اپنے ماتحت لوگوں کی حمایت کیا کرتے ہیں۔ جہاں
یہ اندازہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی حفاظت خود ہی
کرنی ہوگی۔
پنڈت جواہر لال نہرو سے ملاقات کیج یاں بد
کے بعد میری نہرو سے ملاقات ہوئی اور مختصر
بات چیت بھی ہوئی۔ اور راج گوالا کا پیر صاحب
سے بھی باتیں ہوئیں۔ خان بہادر حاجی محمد الدین
صاحب اور ان کے صاحبزادے حافظ جمیل الدین صاحب سے بھی

باتیں ہوئیں۔ سفیر صاحب افغانستان کا بل
گئے ہوئے تھے عین جلسے کے وقت ہوا۔ انہوں نے
سہ پہر پہنچے۔ میں نے اُن سے اعلیٰ حضرت
بادشاہ افغانستان اور صدر اعظم بہادر کے
حالات دریافت کئے۔
ایڈورڈ ڈاکٹری کمرلین صاحب آجکل
میری کتاب ایڈورڈ ڈاکٹری پڑھ رہے ہیں۔
آج انہوں نے مجھ سے کہا کہ انہیں
والد کا ذکر بھی ہے۔ اور میں اس پر
بے چارے سے پڑھ رہا ہوں۔
پانڈ پجری کے گورنر آج مغرب پہلے
پانڈ پجری کے فرانسیسی گورنر اپنے سکریٹری
اور چند دوسرے فرانسیسیوں کے ساتھ
مجھ سے ملے آئے تھے۔ میں نے اُن کو صرف
مقطعات کی لوح قرآنی کپڑے پر چھپی ہوئی
دی تھی۔ انہوں نے اس کو اپنے سر پر لٹک
لیا۔ رات کو وہ سب بھی جشن افغانستان
میں ملے تھے۔ شفا ر الفقراء ڈاکٹر علی بنی صاحب
سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔
حاجی داؤد حاجی ناصر مات کو بجے
جشن افغانستان سے واپس آیا تو حاجی
داؤد حاجی ناصر صاحب بھی والے اور
رجب علی صاحب ملے آئے تھے۔ وہ
ہندوستان کی طرف سے تجارتی تعلقات
قائم کرنے کے لئے جنیوا جانے والے ہیں۔
گورنٹ کے بلائے ہوئے آئے ہیں جس
بجے واپس گئے۔ اور کل صبح چھ بجے ناشتے
کے لئے دوبارہ آئے کا وعدہ کیا۔ مجھ غیند
بہت اچھی آئی۔
ذوخی اذیت کو دہلی اور باہر سے بے امنی
کی تیاریوں کی خبریں سن سن کر میرے تو دل
ماتحت ہوئے ہیں لیکن نہیں اذیت بھی بہت زیادہ ہے

بقیہ اردو سالوں کا تعارف

الوارث کا ماہوار ادیشن مبینی سے نام کا کوئی ہفتے دار اخبار شائع ہوتا ہے اس کا ماہوار ایڈیشن تعارف کے لئے موصول ہوا ہے۔ یہ رسالہ پڑے سائز کے ۸ صفحات پر شائع ہوا ہے۔ مضامین بہت اچھے ہیں۔ نگیناں چھپائی کا عمدہ نمونہ ہے۔ ٹیکسٹ اسٹریٹ مینٹ نمبر ۸۔ نئے کاغذ پر سالانہ چندہ چہ روپے ہے منشی وارث علی صاحب داری کشوری اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سرورق رنگین ہے اور اس پر ہندوستان کا نقشہ ہے۔ عالمگیر لاہور کا افسانہ نمبر ۱ صفحات ۱۲۸ سرورق رنگین۔ بہت سچے اچھے افسانے اس نمبر میں شائع ہوئے ہیں۔

کھٹکشاں ہلی کا اپنی ایڈیشن صفحات ۱۴۸۔ اس میں اٹھارہ ادیبوں کی آپ بیتیاں شائع ہوئی ہیں جو بعض اعتباراً سے بہت دلچسپ ہیں قیمت بارہ آنے۔

بانو دہلی ۸۲ صفحے کا ماہوار رسالہ سرورق رنگین و بال تصویر ایڈیٹر زینب۔ اندر۔ ممتاز جہاں۔ مختار جہاں شریع میں ایک نہایت مہر اثر رنگین تصویر ہے کہ ادنیٰ مرئی ہے اور انوشالاش کے پاس کھڑا رہا ہے۔ اور بھی کئی عمدہ عکس تصویریں ہیں۔ مضامین بھی اچھے ہیں۔ سالانہ قیمت چار روپے۔

نئی کہانی دہلی ۵۴ صفحے کا ماہوار رسالہ۔ دفتر

رسالہ شمع دہلی سے جاری ہوا ہے۔ ایڈیٹر محمد امین صاحب شر قہری۔ سالانہ قیمت تین روپے آٹھ آنے۔ پہلے نمبر میں بہت اچھی کہانیاں شائع ہوئی ہیں۔

کھلونا دہلی ۵۸ صفحے کا بال تصویر ۸۲ سالہ ہے۔ بچوں کے لئے کتابی سلسلہ جاری کیا گیا ہے اس کا ایک حصہ ہے۔ سرورق رنگین اور بچوں کی پسند کے قابل ہے۔ یونین پری اور ادریس دہلوی اس کو ترتیب دینے والے ہیں۔ شمع بک ڈپو دہلی نے یہ سلسلہ جاری کیا ہے۔ قیمت فی پرچہ چار آنے بارہ بچوں کا مکمل سٹین تین روپے۔ نئے کاغذ پر۔ شمع بک ڈپو۔ پٹانک جیش خاں دہلی۔

ناظرین کے خط

نظامی نمبر پر تبصرہ مجھے کتاب کا اتنا شوق ہے کہ اسے جنوں سے تعبیر کیا جائے تو ہر ہے۔ لیکن بہت کم کتابیں ایسی ہوتی ہیں جو مجھے اس قدر پسند آئیں کہ میں انہیں چھانچوں۔ آج میں جس کتاب کا ذکر ان سطور میں آپ سے کرنا چاہتا ہوں وہ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب کی کتاب ”تاریخ اولیا“ نظامی نمبر ہے۔ خواجہ صاحب اردو کے مشہور مصنف اور مولف اور مترجم ہیں۔ اور آپ کی سب سے قیمتی کتاب بہت دلچسپ دل آویز اور معلومات سے لبریز ہوئی ہیں۔ لیکن آپ کی یہ کتاب خاص طور سے بہت پسند آئی۔ یوں تو

یہ سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء کی سوانح عمری ہے لیکن اسی سلسلے میں بہت سے بزرگوں کا تذکرہ کیا گیا ہے اور بہت سی کام کی کتابیں فراہم ہو گئی ہیں۔

”نظامی نمبر“ کی بنیاد خواجہ صاحب نے ایک قدیم تاریخی کتاب ”چہل روزہ“ پر رکھی ہے جو حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کے ایک ہندو مرید راہنما ہر دینے حضرت کی حیات ہی میں لکھی تھی۔ ہر ویسے بیان میں خلوص اور بیانیہ اور صداقت ہے۔ ان اوصاف نے اس کی کتاب کو بہت اہم بنادیا ہے۔ اور خواجہ صاحب نے اپنے مخصوص طرز بیان میں اس کا ترجمہ کر کے نہ صرف حضرت سلطان المشائخ رحمہ اللہ کے عقیدہ مندوں پر احسان کیا ہے بلکہ ہندوستان کے تاریخی مواد میں ایسا اضافہ کیا ہے کہ سرسچ کرنے والوں کو ان کا بہت شکر گزار ہونا چاہئے۔

خواجہ صاحب نے نظامی نمبر میں چہل روزہ کا صرف ترجمہ ہی شائع نہیں کیا ہے بلکہ مستند تاریخی تذکروں اور لطیفات سے اس کا مقابلہ بھی کیا ہے اور بہت ذوق نظر سے واقعات کی جانچ پڑتال کی ہے۔ اور حواشی ذیل کے ذریعہ مفید اور دلچسپ معلومات کا پیش ہوا خزانہ فراہم کر دیا ہے۔

خواجہ صاحب کی یہ کتاب پڑھ کر مجھے مولویوں کا مقولہ یاد آیا کہ اگر کتابیں موجود ہوں تو ماضی ماضی نہیں ہے۔ حقیقت میں ماضی کے متعلق ایک اچھی کتاب ماضی کو حال بنا دیتی ہے۔ نظامی نمبر کو گنتی

وقت یہ احساس نہیں ہوتا کہ ہم گزر رہے ہوئے زمانہ کا حال پڑھ رہے ہیں بلکہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ سارے واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے گزر رہے ہیں کسی نے سچ کہا ہے کہ کتابیں وقت کے سمندر میں روشنی کے مینار ہیں۔

خواجہ صاحب اردو کے صاحب طرز ہیں ان کو خدا نے واقعات بیان کرنے کا ایسا ملکہ عطا فرمایا ہے جو بہت کم لوگوں کو میسر ہوتا ہے۔ میں خواجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اسلام کی تاریخ لکھیں میرے نزدیک وہ اسلام کی تاریخ کو عوام میں مقبول بنانے کے لئے علامہ شبلی سے زیادہ کامیاب ہوں گے۔ خدا انھیں مدت دیدنک سلامت رکھے اور صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت رکھے کہ وہ یہ اہم خدمت انجام دے سکیں۔

مجھے خواجہ صاحب کی خدمت میں ایک مدت سے نیاز حاصل ہے۔ مجھے پہلی مرتبہ خواجہ صاحب سے اس وقت نیاز حاصل ہوا تھا جب یہ بے زنجیر تھیجید نکالتے تھے میں اسی وقت سے ان کا مداح ہوا انھیں مسلمانوں کو ترقی کے راستہ پر گامزن دیکھنے کی دھن ہے اور میں نے ہمیشہ ان کے اندر مسلمانوں کی بلکہ تمام انسانوں کی خدمت کا بڑا خلوص اور بے غرض جذبہ پایا۔ میں نے اکثر حدیث بتلیم یافتہ لوگوں کو ان پر یہ اعتراض کرتے ہوئے سنا ہے کہ خواجہ صاحب تو ایک تاجر ہیں انھیں دینی سے کیا واسطہ۔ لیکن میرے نزدیک یہی ان کی سب سے بڑی صفت ہے کہ وہ تاجر ہیں۔ انھوں نے دینی کو ذریعہ معاش

(۲۸)

نہیں بنایا۔ بلکہ اپنی محنت سے تجارت کی اور وہ سپہ کمایا۔ خدا کے سب سلمان اور خاص طور پر سب مسلمان درویش ایسے ہی ہو جائیں۔

پروفیسر حامد اللہ صاحب انگریزی اڈیٹنگ

نظامی نمبریں پر دو ستر تبصرہ

محترم و مخدوم جناب بھائی صاحب قبلہ فیہ العالی۔ سلام عرض ہے گزارش ہے کہ خدا کے فضل اور جناب کی مہربانی سے آج ہی وقت کتاب نظامی کو ذوق و شوق کے ساتھ نیاز مند نے ختم کیا اس کتاب میں راہکار ہر دہ کے وہ کلمات جو دربار نظام کی حاضری کے وقت نکلے ہیں اگرچہ ان کا ترجمہ پڑھا گیا ہے۔ عجیب کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ ان کی زبان میں توجہ جلاوت ہوگی اس سے تو آپ ہی محفل ہوئے ہوئے حقیقت ہے کہ جناب کی یہ خدمت حضور سلطان جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بہت بھائی ہوگی اور دین و دنیا میں اس کا صلہ بہت کافی عطا ہوگا۔ آمین۔

صاحبان غور کے لئے یہ کتاب مکمل تعریف کی تعلیم اور مبرزوں کے واسطے ہندوستان کی پوری تاریخ بلکہ اسلام کی تاریخ۔

اس میں منکوبین سماع کے واسطے تازیانہ عجز ہے۔ ایسا مسکت جہلب کسی مناظرہ میں کسی نے ندیا ہوگا۔ واقعی حدیث کے جواب میں حدیث کی ہی ضرورت ہے۔

آخر کتاب میں حضرت شاہ سلیمان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فلسفہ کی فہرست میں جناب حاجی احمدین حضرت نجم الملک والدین حاجی نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لکھنا رہ گیا ہے جن

کا مزار فتح پور شریف علاقہ شیواواٹی رستہ جے پور میں ہے۔ یہ حضرت خانی خواجہ بزرگ تھے۔ چنانچہ ان کے مزار شریف کے گنبد کا تاج و گلس بھی حضور غریب نواز دہلی کی نقل ہے۔ صدر دروازہ بھی درگاہ شریف کا زمین دار اور بہت بڑا ہے اندر کی مساجد بھی شاہجہانی و عالمگیری مساجد کے قریب ہیں۔ غرض حضور غریب نواز دہلی درگاہ کی قریب قریب ہم شکل درگاہ ہے اس درگاہ میں حضرت حاجی صاحب معرف کی خشک سواک سے ایک درخت بھی اگا ہوا موجود ہے۔ یہ سواک عربی آپ لئے تھے۔ آج کل وہاں کے سجادہ حضرت پیر غلام سرور صاحب مدظلہ ہیں۔ جو حاجی صاحب کے پوتے کے صاحبزادے ہیں۔ اسی درگاہ میں ایک دالان میرے حضرت والد صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کا تعمیر کردہ ہے۔ جو محفل خاں کے واسطے والد صاحب قبلہ نے اپنے پیر صحبت حضرت حاجی صاحب کو نذر کرنا تھا۔ حاجی صاحب کا خاندان شیخاواٹی میں بہت ہے اور میری مریدی بخوبی جاری ہے حضرت سجادہ صاحب صاحب ورد اور ذوق شوق والے ہیں۔ حاجی صاحب کا وصال ۱۹ رمضان کو ہوا تھا۔ لیکن عرس ۱۹ اشوال کو ہوتا ہے ۱۹ رمضان کو ہی حضرت والد صاحب کا اسرار و معارف کی گفتگو بھائی فضل احمد صاحب مرحوم اور حکیم اسرار الحق صاحب مرحوم سے کرتے کرتے دھال ہو گیا تھا۔ اسی دوران گفتگو میں ان دونوں حضرات سے فرمایا بھی دیا تھا کہ آج ہمارا آخری دن ہے۔ امید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اضافہ فرما دیا جائے گا۔ سب از بھیکیم محمد نظامی محلہ لانہ مو

جواب کہ بے شک نا اہلیت کی وجہ سے یہ ذکر غیر نظامی منبری میں درج نہ ہو سکا تھا۔ آئندہ ایڈیشن میں درج کر دیا جائے گا۔ اپنے والد حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ میں نے امر ہے میں ان کی کئی بار زیارت کی تھی وہ مجھ پر پدرانہ شفقت فرماتے تھے۔ اور میں نے ان کی تفسیر غایت البیان سے بہت فائدہ اٹھایا تھا۔ اور دور آخر کے مشائخ میں میں ان کا بہت بڑا اور جلیل القلم کرتا ہوں۔ کیونکہ وہ تبحر عالم تھے۔ اور عارف کامل درویش بھی تھے۔ حسن نظامی۔

جمیعت حشمت نام کی تجویز کا خط
حضرت خاجہ صاحب قبلہ مدظلہ العالی سلام علیکم قرطاس شرکت حشمتی پارٹی کی فائزہ پری کے پیش کرتا ہوں۔ ایک اچھا اور دوسرا حضرت صاحبزادہ عبدالقادر صاحب کی طرف سے صاحبزادہ صاحب قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد صاحب بہار دی کی اولاد ہیں اور بہت روشن دل اپنے بزرگوں کے قادم بقام جینے والے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب عرس کی شریعت کے لئے تشریف لائے تھے۔ جناب نے صرف فارم بھیجوا آئے ہیں درنہ عرس شریف کے موقع پر میں آٹھ نمبر ممبر ضرور بنا لیتا۔ کیا سادہ کاغذ پر یا جسٹر پر حشمتی پارٹی کے موزوں ممبر بھرتی کرنے کی اجازت ہے؟ میں یہ عرض کرنا گستاخی سمجھتا ہوں اگر بجائے حشمتی پارٹی کے جمیعت انجمن نام ہو۔ تو پارٹی کا لفظ نکل جائیگا۔ نیاز مند (مخدوم) غلام دستگیر

حشمتی نظامی سجادہ نشین کھر و ضلع ملتان۔
جواب کہ اس وقت مجھ بوڑھے نادان بیمار و معذور سے جتنا کام ہو سکتا ہے۔ کرتا ہوں۔ آپ رجسٹر پر جمعیت حشمت کے ممبروں کے نام لکھ لیجئے۔ کاغذ کی نایابی اور چھپائی کی مشکلات کی وجہ سے زیادہ فارم چھپوانے دشوار ہیں۔ اور مانگ بہت بڑھ گئی ہے۔ مگر میں نام کے ممبر نہیں چاہتا۔ کام کے ممبر چاہتا ہوں۔ جو حضرت خاجہ صاحب اجمیری رضی اللہ عنہ کے روحانی نامور کوسات سید برس کے بعد اس ملک میں قائم رکھنے اور آگے بڑھانے کی کوشش کریں جہاں حضرت خاجہ صاحب اجمیری رضی اللہ عنہ کے غیر سیاسی اور روحانی کام کو نسبت و نالہ ذکر دینے کی عہد و جد شروع ہو گئی ہے۔ جو کچھ ارہوتے ہیں۔ یا آپس میں دست و گریباں ہیں۔ میں چاروغ سحری ہوں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ آگاہ کردوں۔ اب یہ آپ سب کا کام ہے کہ اپنے بزرگوں کے نام اور کام کی سنبھالیں یا نہ سنبھالیں۔

میں نے جمیعت حشمت نام کی تجویز کیلینڈ کیا۔ لیکن ابھی تبدیلی مناسب نہیں ہے کیونکہ سیاسی لوگ پارٹی لفظ سے زیادہ مانوس ہیں۔ اور ان ہی کو حشمتی روحانیت کی رہنمائی دکھانی ہے۔ حسن نظامی۔

تعزیت کا خط کہ پری مرحوم کی تعزیت میں بہت دیر سے خط لکھ رہا ہوں۔ سب سے اول ناموزان انداز میں خبر پڑی تھی۔ دل کو بہت صدمہ ہوا مرحوم بہت خوبوں کے آدمی تھے۔ مرحوم سے میری پہلی ملاقات ۱۹۲۷ء میں ہوئی جبکہ وہ ممبئی میں گجراتی منہتر وار

خلافت کے ایڈیٹر تھے۔ پیر بھائی کے شتے کو اس خوبی سے بچھایا کہ اب تک میرا دل مرحوم کے اوصاف و اخلاق کا داح ہے۔ ایڈیٹری کی مصروفیت کے باوجود جب کبھی میں جانا مناسب کام چھوڑ کر نہایت تپاک سے ملتے۔ حد سے زیادہ تواضع فرماتے۔

منادی میں لانا حسین بایا چھپوا دی کی علت کی خبر پڑا کہ بہت صدمہ ہوا اور طبیعت غم سے بہت بے چین رہی۔ خدام مرحوم کو حبت نصیب کرے کہ وہ اس کے سستی تھے۔ حسین میاں خاں میر سے تعلقات ۲۲ سال سے ملتے۔ اور خط و کتابت بھی تھی۔ گزشتہ سال نماز الی کے آخر میں مجھے خط لکھ کر ذرا ہش خاطر کی تھی کہ میں اجمیر آؤں۔ اپنا ادا اپنے وکیل کا بتہ بھی موج فرمایا تھا اور تحریر فرمایا تھا یہ ان کا اجمیر کا آخری سفر ہوگا۔ بہت پُرورد خط تھا۔ مگر انیس کہ میں جانہ سکا اور بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ وہ بھی جانہ سکے کہ عین روانگی کے وقت بیمار ہو گئے۔

اب آخر میں بہار کے ہنگامے کے موقع پر میں نے خیریت طلبی کے دو تین خط لکھے جس سے جواب میں بہت پرورد مگر مختصر جواب تحریر فرمایا اور لکھا کہ اب وہ زیادہ دن زندہ نہیں رہیں گے۔

انتیں کہ آخر وہ خدا کی رحمت کو پہنچ گئے۔ حسین میاں مرحوم کے والد قبلہ حضرت شاہ محمد سلیمان حشمتی مرحوم سے بھی قدم بوسی شرف حاصل تھا۔ حزب انجری کی اجازت بعد مرحوم نے ملاقات میں مجھے خاص طور پر رعایت فرمائی تھی۔ تاہم آپ سے مزید اجازت لیکر میں دیر لکھا۔

عبدالقادر بلگرامی منیلک نظامی
مانڈیٹر (دکن)

دق اور سل کی دوا

یو ایل

پیلے۔ دوسرے۔ تیسرے درجے کی دق اور سل اور کنٹھ مالا یو ایل سے دور بہ جاتی ہے یہ دوا ملی جاتی ہے۔ اور سونگھی جاتی ہے سینے کی نہیں ہے

قیمت ایک روپہ

ملیریا کی دوا

یو ایل

ہر قسم کے ملیریا کو یو ایل سے فائدہ ہوتا ہے باری کا بخار جاتا رہتا ہے۔ ملیریا کے چھپر یو ایل کی خوشبو سے بھاگ جاتے ہیں۔ ملیریا کے بیمار کو یو ایل سونگھی جاتی ہے

قیمت ایک روپہ

بچوں کی جان بچائیے

جن عورتوں کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں وہ بچہ پیدا ہوتے ہی فاسفورس کا تیل بچے کے سینے اور پشت پر ملنا شروع کر دیں۔ خدا نے چاہا بچے موت کی مصیبت سے بچ جائیں گے

طاعون کی دوا

یو ایل

طاعون کی گٹھی پر یو ایل روئی کی بھر پری سے لگا دی جائے۔ اور کپڑے پر ڈال کر سونگھی جائے۔ مریض کے تیمار دار بھی سونگھیں تاکہ طاعون خیرائیم سے بچے رہیں۔

قیمت ایک روپہ

نمونہ کی دوا

یو ایل

یو ایل نذیرہ دور کرنے میں اکسیر ہے۔ پانچ قطرے مریض کے سینے پر ملے جائیں اور پانچ قطرے کپڑے پر ڈال کر مریض کو سونگھا جائے جائیں۔

طبی کمپنی دہلی سے منگائیے

بورہوں کی قوت

بچاس برس کی عمر ہو جانے پر انسانی جسم کے چھ کزور ہونے لگتے ہیں۔ اگر فاسفورس کا تیل جسم پر ملا جائے تو چھ کزور کی طرح مضبوط ہو جاتے ہیں

سیفے کی دوا

یو ایل

سیفے کے بیمار کو یو ایل سونگھی جائے! دہلی میں ملاکر بہتر مراد اور پلنگ کے چاروں طرف چھڑکی جائے اور تیمار دار بھی کپڑے پر ڈال کر سونگھیں۔

قیمت ایک روپہ

ہر درد دور

فاسفورس کے تیل کی مانی نہونی تیار

طبی کمپنی کا شہرہ فاسفورس کا تیل جسم کے سبب درد پارچہ ہونے میں دور کر دیتا ہے۔ ڈیڑھ اونس کی شیشی

قیمت ایک روپہ دکانے

مردوں کی خفیہ کمزوری

دور کرنے کے لئے فاسفورس کا تیل اکثریت ہوا ہے۔ تمام ہندوستان ایران افغانستان اور افغانستان میں آزمایا جاتا ہے قیمت ڈیڑھ اونس کی شیشی ایک روپہ دو آنے ملنے کا پتہ طبی کمپنی دہلی

قبلہ رخ نماز پڑھنے کا فرمان - وضو کرنے کا فرمان - غسل کرنے کا فرمان - تیمم کا فرمان - مسجدوں کی زینت کا فرمان - رمضان کے روزے رکھنے کا فرمان - روزے کا فدیہ دینے کا فرمان - حج کرنے کا فرمان - زکات دینے کا فرمان - اچھی چیز خیرات کرنے کا فرمان - بڑی چیز خیرات نہ کرنے کا فرمان - ہر کام میں اللہ را اللہ کہنے کا فرمان - ہر حال میں خوش رہنے کا فرمان - کسی سے نہ ڈرنے کا فرمان - سود و ر سود سے بچنے کا فرمان - مشورہ لے کر کام کرنے کا فرمان - حرام مال نہ کھانے کا فرمان - رشیت نہ دینے کا فرمان - کسی گھر میں جانے سے پہلے اجازت لینے کا فرمان - مجلسوں میں تیز داری کا فرمان - سرگوشی نہ کرنے کا فرمان - فرقہ بندی سے بچنے کا فرمان - اتر کر نہ چلنے کا فرمان - عہد پورا کرنے کا فرمان - امانت ادا کرنے کا فرمان - خیانت سے بچنے کا فرمان - درمیانی چال چلنے کا فرمان - نیکی آواز سے بولنے کا فرمان - انصاف کرنے کا فرمان - دشمن سے بھی انصاف کرنے کا فرمان - انصاف میں رعایت نہ کرنے کا فرمان - اولاد کو قتل نہ کرنے کا فرمان - کسی کا خون نہ کرنے کا فرمان - فضا ص لینے کا فرمان - حرام کاروں کو سزا دینے کا فرمان - بہتان لگانے والوں کو سزا دینے کا فرمان - چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا فرمان - شراب اور جوئے سے بچنے کا فرمان - خدا کی آیات کو کم قیمت پر نہ بیچنے کا فرمان - اللہ کی قسم کو اڑ نہ بنانے کا فرمان - اپنی قسموں کی پاسداری کا فرمان - میلث کی تقسیم کے فرمان - دشمنوں سے بچاؤ کے لئے تیاری کا فرمان - جوانی

قتال کا فرمان - قتال میں کسی نہ کرنے کا فرمان - اللہ کے لئے لڑنے کا فرمان - دشمنوں کو جلا وطن کرنے کا فرمان - کعبے کے قریب نہ لڑنے کا فرمان - جہاد کی ترغیب کا فرمان - مخدوم کو دشمنوں سے لڑنے کا فرمان - غیر مسلموں کو بُرا نہ کہنے کا فرمان - فضیلت والے کی فضیلت کو نہ بھیجے لے کا فرمان - دوسروں کی نعمتوں پر رشک حسد نہ کرنے کا فرمان - اللہ کا فضل مانگنے کا فرمان - فتنے فساد سے بچنے کے فرمان - غیر مسلموں کے ساتھ احسان کرنے کا فرمان - میاں بیوی میں صلح کرانے کے فرمان - صلح چاہنے والوں سے صلح کر لینے کا فرمان - جو فرقہ صلح کو نہ مانے اُس سے لڑنے کا فرمان - چوتھ صغیرات میں قرآن شریف کے مذکورہ فرمان جمع کئے گئے ہیں - کتاب میں ان فرمانوں کے علاوہ اور بھی قرآنی فرمان ہیں - جن کو یہاں چھپانے کی وجہ سے درج نہیں کیا گیا -

حدیث کے فرمان

کتاب کے صفحہ ۶۴ تک قرآن کے فرمان ہیں - اور صفحہ ۶۵ سے حدیث کے فرمان ہیں ہر حدیث کے آخر میں لکھ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث بخاری شریف میں ہے یا مسلم شریف میں ہے - یا حدیث کی کون سی کتاب میں ہے اسی طرح قرآن شریف کے فرمانوں کے آخر میں سورتوں اور پاروں کے چھالے دیئے گئے ہیں - تاکہ اگر کسی کو قرآن شریف میں نہ ملے تو یہ حدیثوں کی کتابوں میں نہ لکھا ہو تو وہ دیکھ سکے -

علم حاصل کرنا فرض ہے - تلاش علم کی تاکید - علم سیکھنے سکھانے کا حکم - وراثت کے

مسائل سیکھنے سکھانے کا حکم - پاک صاف رہنے کا حکم - اولاد کا سبب اچھا ورثہ - عورتوں کو نرمی سے تربیت دینے کا حکم - سب سے اچھا کون ہے؟ جنتی عورت کون ہے؟ میاں کو خوش رکھنے والی بیوی کو نسیان چار بڑی نعمتیں - پورا ایمان دار کون ہے؟ لاوارث عورتوں کی مدد کا ثواب - پہلا حق اپنا اور اپنے بچوں کا ہے - اطاعت اور معیت کا حکم - دیانت دار تاجر کی فضیلت تجارت کی بے گنتی کارائزہ خرید و فروخت میں نرمی کا حکم - اپنے ہاتھ سے روزی کما کا حکم - منساری کا حکم - خوش خلقی کا حکم - سب انسانوں کا درجہ برابر ہے - نرم مزاجی کا حکم - مسلمان بھائی سے محبت کا حکم - اچھی عادت اور کفایت شعار ہی کا حکم - چھوٹل پر رحم اور بڑوں کی تعظیم کا حکم - ہر مسلمان کے پانچ حق - ہدیے کا بدلہ اور شکر گزاری - ہبہ کر کے واپس لینے کی بُرائی - ہدیہ دینے کی قرابت داروں سے اچھا سلوک کرنے کا حکم - اصلاح کرنے کا حکم - قوم سے برگشتہ ہونے والے کی بُرائی - قبری عذار کے قتل کا حکم - بے رحمی کی سزا - دُعا سے تقدیر بدل سکتی ہے - قبروں کی زیارت کا حکم - نفع بازی گمے لئے غلہ روکنے کی بُرائی - دہانے کی امداد کا حکم - قرضہ ادا کرنے کی فضیلت - شہید کے سب گناہ معاف ہو کر قرضہ نہیں - سنگسار عورت کو دیکھ لینے کا حکم - کسی اسیلی عورت کے پاس نہ بیٹھنے کا حکم - اعلان نکاح کے لئے باجے بجانے کا حکم - شادی میں دُمنیوں سے گمان کرانے کا حکم - نکاح کی بیویوں کا ہر - دیکھنے کا کھانا - دق اچھا کی منت ہدی کرنے کی اجازت -

شکار اور حفاظت کے لئے کتاب لانا جائز ہے۔ رسول خدا کی قدم پوسی۔ ہمارے پوسی کا طریقہ بتایا۔ بچوں کو پیار کرنے کا حکم۔ اپنا خواب دوستوں سے بیان کرنے کا حکم۔ فال کیا چیز ہے؟۔ بد شگون کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اچھے نام رکھنے کا حکم۔ بچوں کو آزادی کی تعلیم دینے کا حکم۔ غریب کو اہم پر ترجیح دینے کا حکم۔ پیٹنے کا پانی میں پھینک دینا۔ کھانے کا کھم۔ تین سال میں پانی پینے کا حکم۔ رسول اللہ کی سات حکمتیں۔ رشک و حسد کن سے جائز ہے؟ دوسروں کی تکلیف دہ کرنے کا حکم۔ غریب کی مدد کا حکم۔ پردہ پوشی کا حکم۔ عمل کے سامنے نسب کوئی چیز نہیں۔ کجی کی برائی۔ سمجھا کر بات کہنے کا حکم۔ رسول اللہ کا دومی جہتہ۔ رسول اللہ کو کڑا پسند تھا۔ سفید لباس پہننے کا حکم۔ عمامے میں ٹوپی جوڑنے کا حکم۔ اچھا لباس پہننے کا حکم۔ رسول اللہ وفات کے وقت کس لباس میں آئے؟۔ رسول اللہ سر پر کڑا ڈالتے تھے۔ رسول اللہ کا بستر چمک کا تھا۔ تین بستر رکھنے کا حکم۔ کھانے کے آداب۔ تیکے سے لگ کر کھانا نہ کھانے کا حکم۔ بن چھنا آنا۔ کھانے کے عیب نہ نکالو۔ حلوہ اور شہد مرغوب تھا۔ سرکہ بہت اچھا سامان ہے۔ کھجور اور گڑھی ملا کر کھائی۔ لہن بیاز کی بدبو سے نفرت۔ ہاتھ دھوئے کا حکم۔ ہمارے غذا خور اور چقندر۔ زمیون کا تیل کھاؤ اور طوطی اور تر بوز۔ چھری سے کاٹ کر گوشت کھایا۔ جیتیاں اتار کر کھانا کھاؤ۔ اہل بیت کون ہیں؟۔ رسول کی چادر میں پنج تن۔ ایک نظرا مت پر۔ ایک نظر حسن پر۔ اچھی سواری اور اچھا سوار۔

قرآن اور اہل بیت کی پیروی کا حکم۔ حسن و برکت کے کدھرے۔ برحق کی محبوبیت کی دعا۔ حسن حسین کے لئے خلیفہ چھوڑ دیا۔ کھجور مارنے کا فتویٰ مائل بیت کا مرتبہ۔ حضرت ابو بکر کی محبت اہل بیت۔ اہل بیت مثل کشتی نوح۔ سونگتے تھے اور لپٹاتے تھے۔ کر بلا کے دن کا خواب شہادت حسین کی پیشین گوئی۔ حسین کا خون جمع کیا۔ حسین کی نسل پر مبنے کی پیشین گوئی۔ علی مثل ہارون ہیں۔ علی ہر مومن کے ولی ہیں۔ علی محبوب خدا۔ علی حکمت کے گھر کا دروازہ اللہ کی علی سے سرگوشی۔ جس نے علی کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔ علی سب کے مولا ہیں۔ فاطمہ کو خدا نے شہ رسول۔ رسول خدا فاطمہ کے ہاتھ چومتے تھے۔ دنیا کی سب سے اچھی عورت خدیجہ کو خدا نے سلام بھیجا۔ فاطمہ عائشہ سے محبت کر۔ معراج کا بیان۔ خدا کا دیدار۔ لنگر کا معجزہ۔ احباب رسول کی کرامت۔ لڑائی میں رازداری۔ رسول اللہ نے بوٹ پہنے تھے۔ رسول خدا کے لطیف کھجوریں کس نے زیادہ کھائیں؟۔ یہ غلام بکاؤ ہے۔ میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ برہمیا عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔

صفحہ ۶۵ سے صفحہ ۱۰۲ تک بخاری مسلم ابو داؤد۔ نسائی۔ ترمذی۔ ابن ماجہ بیہقی وغیرہ مشہور حدیث کی کتابوں کے حدیث جمع کی گئیں ہیں اور آخر میں ایسی حدیث جمع کی گئیں ہیں جن کو پڑھنے سے شیعہ سنی کے جھگڑے دور ہو جائیں۔ یہ کتاب مسلمان بچے پڑھیں اور یاد کر لیں۔ تو ان کو قرآن و حدیث پر پورا عبور ہو جائے گا۔ اور پھر جب وہ انگریزی یا دنیاوی اسکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں تب بھی کہ تو اپنے دین بے خبر

نہیں رہیں گے اور ان کے عقائد کی بنیاد پکی ہو جائے گی۔ اس واسطے ہر مسلمان عورت مرد کا فرض ہے کہ یہ کتاب اپنے بچوں کو پڑھو اور پڑھائے۔ اور اپنے رشتے داروں اور ملنے والوں کو اس کتاب سے آگاہ کرے کیونکہ خواجه صاحب نے آیتیں بھی لکھ دی ہیں اور حدیثیں بھی لکھ دی ہیں۔ اور ان کا ترجمہ ایسی آسان زبان میں لکھا ہے کہ سب بچے فوراً سمجھ لیں گے۔ یہ کتاب مجلد ہے۔ اور اس کی قیمت محض غریبوں کو دینی فائدہ پہنچانے کے لئے صرف آٹھ آنے رکھی گئی ہے۔ جو بگ ۱۶ کتابوں سے زیادہ خرید سکتے ان کو ایک کتاب چھ آنے میں دی جائیگی تاجروں کو بھی بچپس فی صدی کمیشن دیا جائے گا۔ اور کمپنیوں میں پڑھانے والوں کو بھی بچپس فی صدی کمیشن دیا جائے گا۔ یعنی ایک کتاب چھ آنے میں دی جائے گی۔ جس کے پاس یہ اشتہار پہنچے وہ اس کو پانچ مسلمانوں کو سنا دے۔ اس سے اس کو قرآن و حدیث کی تبلیغ کا ثواب حاصل ہوگا۔

ضروری اطلاع

آئندہ ہر صفحے خواجه صاحب کی تصنیفات کے مضامین کا خلاصہ ذرا وضاحت مائیل کے ان اوراق پر شائع ہوا کرے گا کیونکہ اب کتابوں کے نام اور صفحات شائع ہوتے تھے جن سے یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ کتاب میں کیسے کیسے بے بہا اور مفید خاص و عام مضامین درج ہیں۔

مینجر دفتر حلقہ مشائخ و خواجہ اولاد پنی ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی

کل عالم میں حیدرآبادی آزادی کی ندا دینے والا اخبار

مُنَکَرِی

رجسٹرڈ پریس کار نمبر ۳۱۴

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی نے حیدرآباد وکن سے شائع کیا

سالانہ قیمت پانچ روپے کلدار
ایک ہرچہ پانچ آنے کلدار
حالی چھ آنے

اکتوبر نمبر: دسمبر ۱۹۴۷ء اور
جنوری، فروری، مارچ، اپریل، مئی، جون، جولائی، اگست، ستمبر، اکتوبر، نومبر، دسمبر

مددگار:- پروردگار
قلم کار:- خواجہ حسن نظامی

خواجہ حسن نظامی کا روز نامہ

اکتوبر، نومبر، دسمبر، جنوری، فروری، مارچ

ایک سو باون دن کا روز نامہ

تین ہزار چھ سو اسی گھنٹے کا روز نامہ

دو لاکھ اٹھارہ ہزار آٹھ سو اسی منٹ کا روز نامہ

ایک کروڑ اکیس لاکھ تیس ہزار آٹھ سو سکند کا روز نامہ

خواجہ حسن نظامی کی حیدرآبادی آپ بیتی

مشائیر سہند کے خطوط

ذیل میں مساتما گاندھی اور صدارت بھائی پٹیل اور مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے وہ خطوط دست کئے جاتے ہیں جو دہلی کے قتل عام کے وقت اور اس کے بعد میسر نام آئے تھے۔

گاندھی جی کی بات کہنے میں کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ اور انہوں نے مسلمانوں کی اتنی زیادہ مدد اس نازک وقت میں کی ہے کہ مسلمان قوم اس کا جس قدر احسان مانے کم ہے۔

۳۱ جنوری کی شام کی تقریر

۳۱ جنوری ۱۹۴۷ء پیر کی صبح سے گاندھی جی نے برت شروع کیا۔ اور شام کی تقریر میں انہوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ مجھ پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے یہ برت مسلمانوں کے بچانے کے لئے رکھا ہے۔ گاندھی جی نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے کیونکہ ہندو اور سکھ مسلمانوں کو دہلی سے نکال دینا چاہتے ہیں۔ اور پانچ تخت دہلی کی عزت کو برباد کر دینا چاہتے ہیں۔

عیاتما گاندھی کا خط

میں نے گاندھی جی کو ۹ صفحات کا خط دہلی سے بھیجا تھا جس میں درگاہوں کی حفاظت کے لئے ان کو لکھا تھا۔ ۷ مارچ ۱۹۴۷ء کو یہ جواب آیا۔

برلا ہاؤس نئی دہلی ۲۶ ستمبر ۱۹۴۷ء
جناب خواجہ صاحب جے ہند
آپ کا خط ملا۔ گاندھی جی کو پڑھ کر سنا دیا گیا۔ گاندھی جی فرماتے ہیں کہ ان کی عینی طاقت ہے اس کے مطابق وہ پوری کوشش

کر رہے ہیں۔ وہ آپ کو یقین دلانا چاہتے ہیں۔ کہ جب تک دہلی کی آگ بجھ نہیں جائیگی وہ یہاں سے نہیں جائیں گے۔
نیا زمند برج کرشن

سردار پٹیل کا خط

میں نے حیدر آباد دکن سے ۱۳ اکتوبر کو سردار پٹیل کے نام اردو میں خط بھیجا تھا اس کا جواب ۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو حیدر آباد میں وصول ہوا۔ نئی دہلی مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۴۷ء
مکرمی بندہ خواجہ حسن نظامی صاحب تسلیم
آپ کا خط مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۷ء شری مزار دلہ بھائی پٹیل جی کو ملا۔ جو ابراہیم پورں کو دہلی اور درگاہ چوراء دہلی کے مسلمانوں کی حفاظت کو فٹ بہ ممکن طریقے سے کر رہی ہے اور ان کو ہر ممکن سہولت دی جا رہی ہے کہ وہ اپنے گھروں کو واپس چلے جائیں۔ ان میں سے بہت سے واپس ہی جا چکے ہیں۔ اور باقی ماندہ کے واسطے کوئی رکاوٹ نہیں۔
درگاہوں اور دیگر مذہبی مقامات کے متعلق میں صرف آٹھائی تحریر کر دینا چاہتا ہوں کہ ان کی حفاظت کرنا کو رنٹ اپنا پہلا فرض سمجھتی ہے مفصل و دیا شکر پرائیوٹ سکریٹری۔

سردار پٹیل کا دوسرا خط
۱۰ نومبر ۱۹۴۷ء کو میں نے حیدر آباد سے سردار پٹیل صاحب کے نام انگریزی زبان میں ایک خط بھیجا تھا۔ جس کا جواب ۱۳ اکتوبر کو انگریزی زبان میں وصول ہوا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ڈیر خواجہ صاحب۔ آپ کا ۱۰ نومبر کا خط موصولہ آنریبل سردار ظہیر بھائی پٹیل درگاہ

حضرت نظام الدین اولیاء کی نسبت پہنچا۔ شکر یہ۔ آپ کو یہ سن کر دلچسپی ہوگی کہ سردار پٹیل اور میں دونوں ۱۰ نومبر کو درگاہ کی زیارت کے لئے گئے تھے اور وہاں ہر چیز درست اور سب حالات ٹھیک پائے تھے۔ اس وقت تقریباً دو ہزار آدمی گاؤں میں مقیم ہیں جو لوگ گئے ہیں وہ سب چپراسی وغیرہ تھے

جنہوں نے پاکستان جانے کا فیصلہ کیا تھا پولیس کو خاص ہدایات دیدی گئیں ہیں کہ بستی میں کوئی نامناسب واقعہ نہ ہوئے پائے اور درگاہ کی پوری حفاظت کی جائے لہذا پریشانی اور بے چینی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ آپ کا مخلص
ودیا شکر پرائیوٹ سکریٹری آنریبل و بھائی پٹیل

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کا خط

میں نے مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کو کانگرس کی شرکت کی نسبت حیدر آباد سے ایک خط لکھا تھا اور شرکت کی تجویز شری لکھی تھیں اس کے جواب میں یہ خط آیا۔

۱۹ اکتوبر ڈی دہلی ۲۰ نومبر ۱۹۴۷ء
مکرمی تسلیم۔ آپ کا خط حضرت مولانا کو مل گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ موجودہ حالات میں یہ بالکل غلط ہو گا کہ کانگرس میں شرکت کے لئے کانگرس سے شرطیں منوائی جائیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ مذہب یونین کے مسلمانوں کے لئے کوئی دوسرا بہتر طریقہ موجود ہے تو اس کی تلقین کرنی چاہئے۔ راقم
محمد امل پرائیوٹ سکریٹری۔

خواجہ حسن نظامی دہلوی کے حیدر آبادی نوٹ

پانچ بیسے کا روزنامہ

اس پرچے میں ۳۰ اکتوبر سے آخر فروری تک پانچ بیسے کا روزنامہ چھپ رہا ہے اس کے بعد اخبار ہفت روزہ شائع ہوا کرے گا۔

خواجہ حسن نظامی میٹرک پاس نہیں ہیں

حیدر آبادی قانون مطالع کی دفعہ ۱۱ میں حکم ہے کہ اخبار جاری کرنے والا ملکی اور میٹرک پاس ہو اس لئے خواجہ حسن نظامی کو منادی جاری کرنے کی اجازت دیا دیر میں ملی۔

جن حیدر آبادی اخباروں نے حسن نظامی کو قانون کی دفعہ ۱۱ سے مستثنیٰ کر کے ان میں مدد دی تھی۔ ان کا شکریہ اظہار منادی اور حسن نظامی کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے۔

مگر یہ کھٹنا بھی ضروری ہے کہ ہر ملک کے اخبار نویس اپنی حکومت کے قوانین کی مضبوطی اور تعمیل کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ لہذا حسن نظامی کی حیثیت حیدر آبادی اخبار نویس کے قانون مطالع اور اس کی دفعہ ۱۱ کا حامی ہے۔

حیدر آبادی اخباروں کی برادری حسن نظامی دہلی میں پچاس برس سے

اخبار نویسی کرتا آیا ہے اور مظلوم مرے جب کہ موجودہ حضور نظام تحت نشین ہوئے تھے۔ اس نے مگنا ر دو دو تہا اور روزانہ اور ہفتہ وار اور پندرہ روزہ اور ماہوار اخبار اور رسالے جاری کر کے حیدر آباد کے بادشاہ اور حیدر آباد کے ملک اور حیدر آباد کی رعایا کی خدمات انجام دی تھیں اس لئے وہ حیدر آبادی اخبار دہلی برادری میں نہ اچھی ہے نہ غیر ملکی ہے نہ پڑوسی ہے۔ کیونکہ حیدر آباد کے بادشاہ کے مورث اعلیٰ دہلی کے رہنے والے تھے۔ جہاں اب ملک ان کی قیام گاہ پر سرکاری تختہ لکھو چوڑے آویزاں ہیں۔ جن پر کٹرہ نظام الملک لکھا ہوا ہے۔

پس حسن نظامی جب تک حیدر آباد میں رہے گا۔ حیدر آباد کے اخباروں کی رقابت سے بچے گا۔ اور ان سب کو باہمی رقابت سے بچانے کی کوشش بھی کریگا۔ اور حیدر آبادی اخباروں کی اصلاح اور ترقی کے لیے جو کچھ لکھیگا اس میں ہجو یا دل آزاری کا دخل نہیں ہوگا بلکہ سب کا آئینہ بن کر ان کے چہرے ان کو اس آئینہ میں دکھائیگا۔

حیدر آباد کے بادشاہ دہلی کے ہیں

دہلی جامع مسجد کے جنوب میں آٹھ ہزار ہے۔ اور دہلی آج تک حیدر آباد

بادشاہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کا مکان کٹرہ نظام الملک موجود ہے۔ ۱۰۔ میر کا۔ نا بود و پر کٹرہ نظام الملک لکھا ہوا ہے اب اس مقام پر ایک بڑا کوئچہ آباد ہے جس میں اعلیٰ خاندان کے مسلمان رہتے ہیں جامع مسجد کے امام صاحب کا مکان بھی اسی میں ہے۔

حیدر آباد کے بادشاہ کا دہلی پر احسان

حیدر آبادی بادشاہی کے بانی آصف جاہ اعظم نے دہلی کے ہندو مسلمان باشندوں کو نادر شاہ ایران کے قتل عام سے بچا لیا تھا۔ دہلی میں اور بنگ زبیر با کے پوتے محمد شاہ بادشاہ تھے اور تمام ہندوستان کے صوبوں کے بڑے بڑے مسلمان گورنر دہلی میں موجود تھے مگر کسی کی جرأت نہیں ہوئی کہ نادر شاہ ایران کو دہلی کے قتل عام سے روکنا مگر اعلیٰ حضرت آصف جاہ اول خود چاندنی چوک دہلی کی مشہور تہری مسجد میں گئے جہاں نادر شاہ بیٹھا تھا۔ اور آصف جاہ نے نادر شاہ سے کہہ کر قتل عام بند کر دیا۔ آج تک دہلی والے اس احسان کو یاد کرتے ہیں۔

لنگر کی روٹی کا تاج

دکن کے سپہ سالار بادشاہ حسن مہنی کو حضرت خواجہ نظام الدین ادیب دہلی میں اپنے لنگر کی روٹی کا ایک ٹکڑا دے کر

فرمایا تھا۔ لے یہ دکن کی بادشاہی کا تعلق ہے۔

حضرت بابا شرف الدین پہاڑی لے

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ایک خلیفہ حضرت بابا شرف الدین کا مزار چنگ آباد میں پہاڑی پر ہے۔ خواجہ حسن نظامی کی نگلی ہوئی کتاب کتاب نظامی ہندوی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے سب خلفاء کا تذکرہ ہے۔ اس میں حضرت کا نام قاضی شرف الدین لکھا ہے۔

حضرت مولانا برہان الدین غریب

خدا آباد اور گنگ آباد میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ایک خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین غریب کا مزار بھی ہے اور حضرت کے دوسرے مرید حضرت خواجہ حسن علا سنجوی کا مزار بھی ہے۔

حضرت یوسف صاحب شریف صاحب

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے سلسلہ میں ایک بڑے بزرگ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی گزرے ہیں جن کا مزار دہلی کے لال قلعہ کے غریب میں موجود ہے۔ حضرت یوسف صاحب شریف صاحب ان کے خلیفہ تھے۔

حضرت بندہ نواز گیسو دراز

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے بڑے خلیفہ اور جانشین حضرت مخدوم فیروز محمد چلچل دہلی تھے اور ان کے بڑے خلیفہ حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز گیارہ گریں

میں ہیں۔

حیدر آباد پر بیرول کا سایہ ہے

مذکورہ چیتہ نظامیہ خاندان کے بزرگوں کے علاوہ حیدر آباد میں قادریہ سلسلہ کی، درگاہیں بھی ہیں اور شطاریہ سلسلہ کی بھی اور رفاعیہ سلسلہ کی بھی اور نقشبندیہ سلسلہ کی بھی اور ان سب بزرگوں کی پاک ارواح کا سایہ حیدر آبادی سلطنت پر ہے اور ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس ملک کو ہمیشہ بچاتا رہے گا۔ اور بچاتا رہے اور بچاتا رہے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد

حضرت خواجہ سید نظام الدین اولیاء محبوب الہی کے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر تھے اور حضرت بابا جانا کے دوسرے خلیفہ حضرت مخدوم جلال الدین ہاشمی پنجاب میں تھے اور سیوے خلیفہ حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صاحب برکلیہ لڑائی میں تھے اور ان تینوں سے نظامیہ اور جمالیہ اور صابریہ سلسلے جاری ہوئے تھے

حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد حیدر آباد میں بھی ہے۔ اور پانچ گاہ کے امیروں کے نام سے مشہور ہے یعنی موجودہ امرا پانچ گاہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر اور سب حضرت بابا فرید گنج شکر کی اولاد ہیں۔ اس لئے حیدر آباد کے بادشاہ کے خاندان کی قربت داریاں بھی پانچ گاہ کے خاندان والوں سے ہوتی ہیں۔

حیدر آباد کی موجودہ وزارت

ابھی حال میں جو وزارت حیدر آباد

میں قائم ہوئی ہے اس کے اراکین کے نام یہ ہیں۔ مولوی میر لائق علی صاحب صدر اعظم، مولوی عبدالرحیم صاحب صدر المہام، ریلوے نواب مین نواز جنگ بہادر، صدر المہام سیاسیات، نواب مرزا یار جنگ بہادر شیر امور دستوری، مولوی محمد اکرام اللہ صاحب مذہبی، صدر المہام امور مولوی عبدالکرت صاحب صدر المہام تجارت، مسٹر نیگل وینکٹ را، ریڈی نائب صدر اعظم، مسٹر وینکٹ راؤ، صدر المہام اچھوت اقدام، مسٹر مکا جرن آ، صدر المہام قوم نگاریت اور راج موہن لال صاحب صدر المہام عدالت۔

مذہبی محکمہ

حیدر آباد میں ایک مذہبی محکمہ بھی قائم ہے جس کے ناظم مولوی عبدالقدوم صاحب ہیں یہ محکمہ ہندوؤں مسلمانوں عیسائیوں پارسیوں، سکھوں کے مذہبی مقامات اور مذہبی اشخاص کو معقول امداد دیتا ہے اور ان سب کے لئے جاگیریں بھی ہیں۔

مندرجہ

ملک حیدر آباد میں چھ بیس ہزار مند رہیں اور چھ ہزار مسجدیں ہیں۔ اور اعداد سب کو مساوی ملتی ہے۔

سکھوں کے دیوی گرو

سکھ قوم میں دس گرو ہرے ہیں آخری گرو صاحب کا نام گرو گوہند سنگھ صاحب تھا اور وہ دیوی کی صورت کے انقلاب کے وقت حیدر آباد کے بادشاہ

کی پناہ میں آگئے تھے۔ اور حیدر آباد کے ہاؤس
نمائے کو اپنے ملک کے شہر نانڈی میں جگہ دی
تھی اور جاگیر بھی دی تھی اور اب نانڈیٹر
میں گرو صاحب کا بہت بڑا گرو دارہ قائم
ہے جس کے خرچ کے لئے حیدر آباد کے
بادشاہ بہت بڑی امداد دیتے ہیں۔

گر جاؤں کی امداد

حیدر آباد کے ملک میں ہر مذہب
کو آزادی حاصل ہے۔ اور عیسائیوں کو
بھی آزادی حاصل ہے اور یہاں ان کے
بہت سے گرجا ہیں اور یہاں ان سب
گر جاؤں کو حیدر آبادی حکومت امداد
دی جاتی ہے۔

آتش کدے

حیدر آباد میں بہت سے پارسی بھی
آباد ہیں اور پارسیوں کو حکومت کے لئے
بڑے عہدے حاصل ہیں اور پارسیوں کے
کے مذہبی پیشوا کو معقول امدادی جاتی ہے،
اور ان کے آتش خانوں کے لئے بھی امداد
ہے۔

ارٹھالیس ہزار ٹیل اور پٹواری

حیدر آبادی حکومت میں آرٹھالیس
ہزار ٹیل اور پٹواری ہیں اور وہ سب
معدنی ہیں اور سب ہندو ہیں ان میں
صرف چار مسلمان ہیں۔

گوشت فروش بھی ہندو ہیں

حیدر آباد میں بکری کا گوشت
فروخت کرنے والے زیادہ ہندو ہیں۔
مسلمان بہت کم ہیں۔

غلے کپڑے کی تجارت

حیدر آباد شہر اور اضلاع میں غلے اور
کپڑے کی فنوک تجارت ہندوؤں کے
ہاتھ میں ہے۔

سب پیشہ ور ہندو ہیں

حیدر آباد میں دھوبی، حجام، سحر
مزدور اور سب پیشہ ور ہندو ہیں اور
ان کو بہت معقول مزدوری ملتی ہے اور
سب خوش حال ہیں۔

حیدر آباد میں مارواڑی

باہر کے علاقوں سے آئے ہوئے
مارواڑی بھی حیدر آباد میں بہت زیادہ
ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے کا بیوپار
کرتے ہیں۔

حیدر آباد کے اخبار

حیدر آباد میں بہت سے روزانہ
اخبار شائع ہوتے ہیں اور ہفتہ وار بھی ہیں
اور پندرہ روزہ بھی ہیں اور ماہوار بھی
ہیں۔ اور یہ سب اردو زبان میں شائع
ہوتے ہیں۔ تلنگی، اور مرٹھی اور انگریزی
زبان کے اخبار بھی ہیں، دکن نیوز اور،
اور نیٹ پریس ایجنسیاں بھی ہیں، اردو کے
روزانہ اخباروں میں رہبر اور صحیفہ اور
مشیر دکن اور مہار اور نظام گزٹ اور
میزان اور جناح اور اتحاد اور وقت اور
سلطنت اور معین اور نظام اور صبح دکن
زیادہ مشہور ہیں۔ اخبار میزان کے دفتر سے
تلنگی اور انگریزی زبانوں میں بھی میزان
کے ایڈیشن شائع ہوتے ہیں۔

حیدر آباد کی سولریاں

حیدر آباد میں ذاتی موٹر گاڑیاں بھی
ہیں اور پبلک موٹریں بھی ہیں جن میں
دو منزلہ بھی ہیں اور ٹانگے بھی ہیں اور سائیکل
کی رکشا گاڑیاں بھی ہیں اور سائیکل
جی کر با پر چلتی ہیں۔ اور تھریا ہر شخص کے
پاس ایک سائیکل ہے۔

حیدر آباد کے کارخانے

حیدر آباد میں مشین کے چھاپے خانے
بھی ہیں اور کاغذ بنانیکا کارخانہ بھی ہے
اور کپڑے کے بھی کئی بڑے بڑے کارخانے
ہیں اور شکر بنانے اور شیشے کے برتن بنانے
کے کارخانے بھی ہیں۔

حیدر آباد کے بادشاہ کی محنت

دنیا میں کوئی چھوٹا بڑا بادشاہ اتنی
محنت نہیں کرتا کہ جتنی محنت حیدر آباد کے
بادشاہ کرتے ہیں وہ وقت کے بڑے پابند
ہیں اور ان کی زندگی شروع سے آج تک
عملی زندگی ہی ہے۔ ان کے دفتری کام میں
دیر نہیں لگتی وہ آج کا کام آج ہی ختم کر دیتے
ہیں۔ ان کا حافظہ بھی بہت اچھا ہے۔ اور
ہمسوں پہلے کی باتیں ان کو بروقت یاد آ جاتی
ہیں وہ قدامت کی ہر چیز کی قدر کرتے ہیں
اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ یونانی،
طب کی علمیت ان میں دنیا کے سب سے بڑی
حکیموں سے زیادہ ہے اور یونانی طب کے
زندہ کرنے کے لئے انہوں نے کربوروں
روپے کے خرچ سے بڑے بڑے یونانی
شفا خانے بنائے ہیں ہمدادی ایشیا کے بادشاہوں
میں وہی ایک یونانی طب کے حامی ہیں۔

عثمانیہ یونیورسٹی

حیدرآباد کے بادشاہ نے اردو زبان کی ایک یونیورسٹی بنائی ہے جس سے لاکھوں ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں اور پارسیوں اور سکھوں نے فائدہ اٹایا ہے

دارالمرجعہ

حیدرآباد کے بادشاہ نے ایک محکمہ ترجمہ کا قیام کیا ہے جس میں تمام دنیا کی مفید اور عمدہ کتابوں کے ترجمے کئے جاتے ہیں یہ محکمہ اب تک ایک ہزار کے قریب کتابیں شائع کر چکا ہے۔

اصفیہ کتب خانہ

حیدرآباد میں بہت سے ذاتی کتب خانے بھی ہیں اور پبلک کتب خانے بھی ہیں جن میں آصفیہ کتب خانہ سب سے بڑا ہے جس میں نمایاں کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہے۔

مشائخ اور علماء

حیدرآباد میں ہر مسئلے کے متنازع مشائخ بھی ہیں اور نامور علماء بھی ہیں۔ اور ان کی خانقاہیں اور دکن ہیں اور درگاہیں بھی ہیں۔

انجمن پیشوایان مذاہب

حیدرآباد میں سب مذاہب کے پیشواؤں کی ایک انجمن بھی ہے جس کا ایک ہفت روزہ اخبار ان کے نام سے جاری ہے اس انجمن کے اراکین موجودہ شورش کے زمانے میں دورے کر کے لوگوں

کو امن کی تعلیم دیتے ہیں۔

حیدرآباد کے جاگیردار

حیدرآباد میں پھرتے بڑے ہزاروں جاگیردار ہیں جن میں بعض جاگیرداروں کی آمدنی تیس چالیس لاکھ روپے سالانہ تک ہے۔ اور ان کی حیثیت بہت اچھی ہے اور وہ ایک حد تک خود مختار ہیں۔

بادشاہ پرستی

حیدرآباد میں آجکل جو شورش ہو رہی ہے۔ اس سے حیدرآبادی رعایا کو کچھ تعلق نہیں ہے۔ یہ سب لوگ حیدرآباد سے باہر کے ہیں۔ حیدرآباد کے اندر ہندو مسلمان عیسائی پارسی سکھ چھوٹے بنگالی قومیں سب بادشاہ پرست ہیں اور انہی حال میں جب بادشاہ پر باہر کے ایک ہندو نے بم پھینکا تھا تو حیدرآبادی ہندوؤں نے بہت زیادہ جوش بہار کے خلاف ظاہر کیا تھا اور ہندوؤں کے سب گروہوں نے جمع ہو کر اعلیٰ حضرت کا صدقہ اتارا تھا اور بادشاہ پرستی اور وفاداری اور اُٹا کا اظہار کیا تھا اور شورش کرنے والوں سے نفرت اور سبزیاری ظاہر کی تھی۔

حیدرآباد کے پناہ گزین

حیدرآباد میں باہر سے لاکھوں آدمی پناہ لینے کے لئے آچکے ہیں اور دفعتاً آتے رہتے ہیں اور ان سب کی حفاظت اور رہائش اور خوراک کا تمام ہندوؤں سے زیادہ اچھا انتظام حیدرآبادیوں ہوتا ہے اور حیدرآباد کی حکومت اور حیدرآباد کی رعایا ان ہاجرین کے ساتھ

ایسا اچھا برتاؤ کرتی ہے کہ مسلمانوں کے قرن اول کے مہاجرین کا زمانہ یاد آ جاتا ہے

معلومات عامہ

میں نے یہ سب باتیں ہندوستان اور پاکستان کے باشندوں کی معلومات اور آگاہی عام کی غرض سے لکھی ہیں اور ضلع چانم آسندہ منادی میں اور بے شمار چیزیں لکھوں گا جن کے عنوانات ایک سو کے قریب ہیں تیار رکھے ہیں اور ان میں سے چند کا خلاصہ یہاں لکھا ہے۔

حیدرآباد کے کھانے

حیدرآباد میں قیامت کے کھانے بھی کھائے جاتے ہیں اور انگریزوں کے روکے پھینکے بھی کھائے جاتے ہیں۔ یہاں ترشی اور مچیں کھانیکا رواج زیادہ ہے۔

حیدرآباد کا لباس

حیدرآباد کے ہندو مسلمان عام طور سے لال رنگ کی ترکی ٹوپی اور شیر والی ہنٹے ہیں اور یہ ان کا ملکی لباس ہے۔

مسٹر مولوی

حیدرآباد کے باہر انگریزوں کا لایا ہوا لفظ مسٹر ہر شخص کے لئے بولا جاتا ہے۔ مگر حیدرآبادی کسی کو مسٹر نہیں کہتے ہیں اور مسٹر کی جگہ مولوی، لفظ استعمال ہوتا ہے اس لئے حیدرآبادی ہزاروں ڈاڑھی مندھے مولوی نظر آتے ہیں۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

ہاروی قعدہ ۱۳۶۶ھ کے ۱۹ شعبہ ۱۹۱۶ء ارڈی قعدہ کو حضرت
بندہ نواز احمد گیسو دراز کا سالانہ عرس گلبرگ شریف
میں ہوتا ہے۔ میرے ہندو مرید خواجہ راجہ بھوپا ریڈی
نظامی عرس میں گئے ہوئے تھے آج وہ اس سے
توجہ سے کہا درگاہ میں مولوی قطب الدین خاں
صاحب تعلقہ دارجن کو آپ نے حق باز خاں کا
خطاب دیا ہے وضو کر رہے تھے۔ انہوں نے
مجھ کو دیکھا تو کہا جانیے جانیے آپ کے حضرت
دہلی سے حیدرآباد میں آگئے ہیں۔ میں نے کہا دہلی
سے اُن کے آنے کی کوئی خبر نہیں آئی۔ میں تو آج
ہی حیدرآباد سے آیا ہوں، تو انہوں نے کہا اہی
جاؤ جاؤ یہ آپ کیا بولتے ہیں وہ تو حیدرآباد میں
آچکے ہیں۔

خواجہ راجہ کو حق باز خاں کی اس بات سے
بڑی خیرت ہوئی کیونکہ وہ جب حیدرآباد سے
گلبرگ شریف گئے تو ان کو میرے آنے کی کچھ خبریں
مٹی۔ وہ ارڈی قعدہ کو حیدرآباد سے گلبرگ گئے
تھے۔ اور ارڈی قعدہ کو میں حیدرآباد پہنچا۔ راجہ
صاحب کو تعجب اس پر تھا کہ جب حق باز خاں
مجھ سے بھی پہلے گلبرگ چلے گئے تھے پھر ان کو کیسے
معلوم ہو گیا کہ آپ حیدرآباد میں آ گئے ہیں۔

میں نے کہا وہ صاحب باطن اور صاحب کشف
امیر ہیں اور میں نے یہ بھی کہا دیکھو نظامی مہاندان
کے اکثر بڑے بڑے بزرگوں کا عرس، تاریخ کو ہوتا
ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا، تاریخ ثانی
کو اور حضرت کے خلیفہ و جانشین حضرت محمد
چراغ دہلی کا، اور رمضان کو اور حضرت کے مقبول مرید

حضرت امیر خسرو کا، ارشوال کو حضرت مخدوم چیلان
دہلی کے خلیفہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز کا، ارڈی قعدہ
یہ کہنے کے بعد میرے دل میں یہ خیال آیا کہ یہاں
مرید کا عرس ہوتا ہے اور وہاں دہلی میں پیر کا
مزار شیطاٹوں نے شہد کر دیا ہے۔

۱۹ ارڈی قعدہ راکتور اتوار حیدرآباد
کارو مارا حیدرآباد میں جمعہ کو تعطیل ہوتی ہے
اور اتوار کو سب کارو بار عادی رہتے ہیں۔ مجھے
چونکہ دہلی میں اتوار کی تعطیل کی عادت ہو گئی ہے
اس واسطے آج میں نے کئی دفعہ کہا آج تو بازار
بند ہو گا۔ لوگوں نے کہا، نہیں حضرت یہ حیدرآباد
ہے۔ اس سے میرے دل پر غیر معمولی خوشی کا
انتر ہوا۔

کامل یقین نظامی، افضل گنج بازار میں
لوہے کے ایک بہت بڑے سوداگر عبد اللطیف
صاحب تھے ان کے بڑے لڑکے غلام محی الدین
اور منجیل لڑکے عبدالغفور میرے بہت پُر اسنے
مریدوں میں ہیں۔ بڑے بھائی کو میں نے معاذ اللہ
خطاب دیا تھا اور منجیل بھائی کو کامل یقین خطاب
دیا تھا۔ پہلے صادق یقین نظامی کی دکان پر
میری کتابیں فروخت ہوتی تھیں اب ان کے
والد کا انتقال ہو گیا ہے اور سب بھائی الگ
الگ لوہے کی تجارت کرتے ہیں۔ کامل یقین
نظامی کو میرے ساتھ بہت ہی زیادہ خلوص ہے
اور وہ ہمیشہ مختلف ضرورتوں میں میری خدمت
کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں ان سے کس
ضرورت کو ظاہر کرتے ہوئے رُک جاتا ہوں کیونکہ
وہ ضرورتوں کا سامان لاتے ہیں تو قیمت نہیں لیتے۔

باشا سیکم نظامی، میرے بہت پُر اسنے مرحوم
خلیفہ ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی کے بھائی
کی بیٹی باشا بیگم نظامی ہادی منزل کے قریب
نام پٹی میں رہتی ہیں مرید ہونے کے وقت یہ بہت
کم عمر تھیں اور اب خدا کے فضل سے ان کی اولاد
جو ان ہے مگر ان کا اعتقاد بہت مضبوط اور بہت
صحیح ہے۔ ہمیشہ میرے لئے طرح طرح کے کھانے
پکانے اپنے بچوں کے ہاتھ پہنچتی رہتی ہیں۔ بڑے
لڑکے کا نام مظفر حسین ہے ان سے چوتھے لڑکے کا نام
برہان حسین ہے۔ ان سے چوتھے لڑکے کا نام اکبر حسین
ہے۔ ان سے چوتھے لڑکے کا نام عبد الق حسین ہے۔
برہان حسین اور ان کے چوتھے بھائی مغرب کی نماز
میں میرے پوتوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں
برہان حسین بہت ذہین بچہ ہے اور ادب و شائستگی
تو حیدرآباد والوں کا حصہ ہے یہ کم سن بچے دو زانو
بٹھتے ہیں۔ آتے ہیں تو جھک کر سلام کرتے ہیں۔
قدم چومتے ہیں۔ بات کرتے ہیں تو دست بستہ ہو
جاتے ہیں۔ میں نے برہان حسین سے پوچھا تمہارے
بڑے بھائی کا نام مظفر حسین ہے اس نام کا ترجمہ
کرو بیجا ختم کہا یا ب حسین۔ میں اس پر جستہ
جواب سے بہت ہی خوش ہوا اور میں نے برہان حسین
کو دعائیں دیں اور اس کی پیشانی کو غز سے دیکھا
اور اس کی آئندہ زندگی کے بڑے بڑے کامیابی
مجھے دکھائی دے۔

۲۰ ارڈی قعدہ راکتور پیر حیدرآباد
بہار اودکن، میں سب سے پہلے ۱۹۱۳ء میں
حیدرآباد آیا تھا اور سر اکبر حیدری مرحوم کے مکان
پر ٹھہرا تھا اس وقت میرے مرید ڈاکٹر قمر الدین

ہلالی شاہ نظامی نے اپنے قرابت داروں اور دوستوں کو میرا مدد کیا تھا۔ اور مولوی فیاض الدین نظامی آٹکی ٹیکٹ کے والدین میرے مرید ہوئے تھے۔ فیاض الدین اس وقت کم عمر تھے مگر انہوں نے بھی بیعت کی تھی۔ اس وقت سے آج تک فیاض الدین کے اعتقاد میں لگا تار ترقی ہو رہی ہے۔ انگریزی تعلیم اور یورپ کے سفر نے ان کے عقائد میں کسی قسم کا فرق نہیں آنے دیا۔ اب وہ حیدرآباد کے شہرہ آفاق اہل کار ہیں۔ تمام دنیا خاص کر اسلامی دنیا کے طرز تعمیر کی سمجھ اور واقفیت جتنی ان میں ہے شاید کسی میں نہ ہوگی۔ اور اگر ہوگی تو وہ اس سمجھ اور واقفیت سے ان کی برابر کام لینا نہ جانتا ہوگا۔ کیونکہ حیدرآباد میں جتنی خوب صورت اور نئے طرز کی عمارتیں ہیں وہ سب انہیں کے مجوزہ نقشوں سے بنی ہیں۔ ان کی تجویز کے نقشوں کے مکان نہ سے بولتی ہوئی غزل بن جاتے ہیں۔ دور سے دیکھ تو انکھیں کھتی ہیں ہم کو برابر دیکھنے دو۔ نظر یہاں سے نہ سناؤ۔ مکان کے اندر جائیں تو ہوا اور روشنی اور گائش اور زیبائش قدم قدم پر دکھائی دے گی۔

ان کی شہرت حیدرآباد سے بھی بال اور بھارہ اور اردو سے بڑھ چکی ہے اور مذکورہ ریاستوں نے حیدرآبادی حکومت سے درخواست کر کے اپنے ہاں ہلا کر اپنی ریاستوں کے شہروں اور عمارتوں کی تعمیرات کے نقشے ان سے بنوائے ہیں۔ میں نے ان کو بہزاد کن خطاب دیا ہے ان کی بیوی اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی سب مرید ہیں۔ اور سب اسلامی جذبات میں سرشار ہیں بہزاد کن عقل اور دماغ شناسی بہت زیادہ رکھتے ہیں۔ وضع کے پابند ہیں۔ بہرہ دی قدرت نے ان کو بہت زیادہ عطا فرمائی ہے۔ اگر یہ خود پرست نہ ہوتے اور میں ان کا مرید نہ ہوتا تو میں اپنی کمزوریوں

کی اصلاح ان کے عہدہ چال چلن کو دیکھ کر کہتا اب اگر ان کی تقلید کرنی چاہوں تو نفس کہتا ہے میرا اپنے مرید کی پیروی کیوں کر کر سکتا ہے۔

مرکان کی تلاش آج میں خواجہ بانو اور حسین کے ساتھ بنجارہ پہاڑ پر گیا تھا جس کو بنجارہ اور جوبلی ہل بھی کہتے ہیں اور جہاں بہت اچھے اچھے مکانات بن گئے ہیں۔ بہزاد کن میرے ساتھ تھے انہوں نے کئی مکان دکھائے اور ایک مکان میں لے پسند کیا۔ یہ مکان عبدالرؤف صاحب ایڈوکیٹ کا ہے اور بہزاد کن کے نقشے اور نقشہ کشی سے بنا ہے۔

ڈنر آج شام کو نواب صاحب چھتاری صدر حیدرآباد نے مجھے اور حسین کو طعام شب کے لئے مدعو کیا تھا۔ بہت سے امرا اور جاگیردار اور بڑے بڑے عہدے دار شریک طعام تھے۔ دہلی کے حالات کی نسبت تفصیلی بات چیت ہوئی۔ نواب صاحب کو دہلی کے واقعات سے خاص دل چسپی ہے۔ اور انہوں نے ہر چیز کی تفصیل دریافت کی۔ میں نے شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میرے بچوں کو دہلی سے میری کیفیت معلوم کرنے میں نیلی فون وغیرہ کی مدد کی کیونکہ صدر اعظم کے نیلی فون کے سوا اور کسی نیلی فون سے بات کرنے کی اجازت نہیں تھی۔

۲۲ رزی قعدہ راکتوبر منگل حیدرآباد **رؤف منزل** بنجارہ ہل پر جس کو جوبلی ہل بھی کہتے ہیں۔ تین سو روپے مامور کا ایک مکان کو زیہ پر لیا ہے۔ بجلی اور پانی اندھاغ کے مالی خیر کا خرچ شامل کرنے سے چار سو روپے مامور دینے ہوں گے حسین کا مکان ہادی منزل یہاں سے ۵ میل دور ہے مگر بہزاد کن فیاض الدین نظامی کا مکان بہت قریب ہے۔ میں خواجہ بانو اور چھوٹے بچوں اور سید ابن عربی کے بچوں اور

مسٹری احمد کے بچوں کے ساتھ اس مکان میں گیا ہوں۔ ہادی منزل کا کوئی بھی چار سو روپے مامور ہے۔ یہاں اچھل مکان بہت ہی مشکل سے ملے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بالکل نہیں ملے۔

نواب ظہیر یار جنگ بہادر آج نواب ظہیر یار جنگ بہادر بشیر باغ میں ملاقات ہوئی تھی ان کے موٹر نواب صاحب جنگ بہادر بھی وہاں تھے نواب ظہیر یار جنگ بہادر میرا نگاہ سر اسماں جاہ بہادر نے اندازہ ہمدردی مجھ سے کہا کہ آپ میرے مکان میں آجائے جو لالہ گڑھ میں ہے یا شہر کے اندر میرے مکان شادی خانے میں آجائے۔ میں نے ان کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ میں مذکورہ دونوں مکان جا کر دیکھوں گا۔

سلیمنہ خاتون کو ل کڈہ سگریٹ فیکٹری کی مالک محترمہ سلیمنہ خاتون صاحبہ سے ملے گیا تھا۔ ان کے داماد نواب شاہ عالم خاں صاحب ان کی بیٹی عابدہ خاتون صاحبہ اور ان کے والد علیہ خاں صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ یہ لوگ بڑے خوش اعتقاد اور بہرہ ور مسلمان ہیں۔ خدا نے ان کو دولت بھی دی ہے اور دولت کو صحیح خرچ کرنے کا دل بھی دیا ہے مجھ سے دہلی کے حالات دریافت کئے۔ خواجہ بانو اور حسین کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ یہ سب دہلی سے میری خبر نہ آنے کے سبب بہت زیادہ پریشان تھے۔

۲۲ رزی قعدہ راکتوبر بدھ حیدرآباد **آغا حیدر صاحب** بلوچی میرے وطن دہلی کے وطنی بہزاد استاق آغا حیدر صاحب دہلوی اپنے صاحبزادے کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ان کی ہمدردی ایسے الفاظ میں ظاہر ہوئی۔ گویا میری ہادی اماں مجھے تھی اور دلاسا دے رہی ہیں۔

نواب مہدی نواز جنگ بہادر میرے پرانے دوست نواب مہدی نواز جنگ بہادر بھی

ملنے آئے تھے۔ مہاراجہ سرکشن پرشاد کی وزارت کے زمانے میں ان کے سکریٹری تھے۔ یعنی وزارت کے محکمہ باب حکومت کے معتمد تھے۔

سید عظیم مراد صاحب، نواب حسن الملک بہادر مرحوم کے قربت دار سید عظیم مراد صاحب بھی ملنے آئے تھے یہ بھی میرے پرانے دوستوں میں ہیں۔ پہلے سر مہاراجہ بہادر کے پرائیویٹ سکریٹری تھے۔ اس کے بعد سر کبر جیدی صاحب اور سر سزاسمیل اور نواب صاحب چغتاری کی وزارتوں میں باب حکومت کے معتمد ہو گئے اور اب بھی اسی عہدے پر ہیں۔

مولوی محمد کرم اللہ صاحب، میرے پرانے دوست مولوی محمد کرم اللہ صاحب بلوچ بھی ملنے آئے تھے۔ اور ایک دن کے لئے اپنی موٹر بھی میرے کاموں کے لئے بھیجی تھی۔

مولوی غلام بخش صاحب، میرے بہت قریبی دوست مولوی سید غلام بخش صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ جو میری نئی قیام گاہ روف منزل کے قریب رہتے ہیں۔

سید عین الدین صاحب، ریاست جھکھاری اور ریاست دتیر کے سابق وزیر اعظم خان بہادر سید عین الدین صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ کئی بار آچکے ہیں۔ وہ اہل حیدرآباد میں ملازم ہو گئے ہیں۔ میرے بہت قریبی ملنے والے ہیں۔

مولوی ہاشم علی صاحب، آج سید الدین صاحب کے ساتھ مولوی ہاشم علی صاحب حج بھی ملنے آئے تھے۔

میر خورشید علی صاحب، نواب عابد یار جنگ مرحوم کے بڑے فرزند میر خورشید علی صاحب بھی کئی بار ملنے آئے تھے وہ صبح کے وقت گھوڑے کی سواری کرتے ہیں اور گھڑے پر بیٹھ کر میرے

پاس آتے ہیں۔ مولوی عبدالرؤف صاحب آج روف جنگ کے مالک مولوی عبدالرؤف صاحب ایڈوکیٹ ملنے آئے تھے۔

۲۴ رذی قعدہ، اکتوبر جمعرات حیدرآباد آنرہیل مولوی عبدالرحیم، حیدرآباد کے اعلیٰ حضرت حضور نظام کے وفادار و جان نثار آنرہیل مولوی عبدالرحیم صاحب صدر المہام امور مقامی ملنے آئے تھے اور ان کی بیگم صاحبہ بھی ملنے آئیں تھیں۔ یہ دونوں میاں بیوی رات دن اپنے ملک اور اپنے بادشاہ کی خدمات میں مصروف رہتے ہیں۔

میر محبوب علی صاحب، حیدرآباد کے نامور مسلمان مولوی میر چراغ علی اعظم یار جنگ مرحوم کے فرزند میر محبوب علی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔

نواب ماہ نور خاں، نواب بہادر یار جنگ مرحوم کے چھوٹے بھائی نواب مان نور خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ میں ان کو ان کے کچن سے ماہ نور خاں کہتا ہوں۔ ان کو میری سلامتی کا بہت فکر تھا اور انھوں نے میری خیریت طلبی کے تار اور خط دلی بھیجے تھے۔

مولوی سید تقی الدین صاحب، نواب صاحب چغتاری کے ذریعے مولوی سید تقی الدین صاحب سے بھی ملاقات ہوئی تھی۔ ایک بڑے عہدے پر مامور ہیں۔ صورت علماء کی ہے اور سیرت بھی علماء اور مشائخ کی رکھتے ہیں بہت ایمان داری اور دیانت سے خالص حکومت انجام دیتے ہیں۔

نواب دین یار جنگ بہادر، سلطنت آصفیہ کی پوس کے سب سے بڑے افسر نواب دین یار جنگ بہادر سے جمعے کے دن باغ عام

کی مسجد میں ملاقات ہوئی ہے۔ جب حیدرآباد میں آیا ہوں ہر چہ بڑے مسلمان سے تین آدمیوں کی تعریف سنتا ہوں سب زیادہ مولوی عبدالرحیم صدر المہام کی اور نواب دین یار جنگ بہادر کی۔ لوگ کہتے ہیں اگر یہ دونوں نہ سمجھتے تو بہار حال دہلی کے مسلمانوں سے بھی زیادہ خراب ہو جاتا۔ اس کے بعد انھیں اتحاد المسلمین کے صدر مولوی سید قاسم رضوی کی نسبت لوگ بہت اچھے خیالات ظاہر کرتے ہیں۔ میں اس سفر میں کئی دفعہ ان سے مل چکا ہوں۔ چہرہ قد ہے۔ لمبی ڈاڑھی ہے۔ دہلا بدن ہے علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ہیں۔

سعید القلے حمان صاحب، بنگلور مسیو کے تاجر سعید القلے حمان صاحب بھی ملنے آئے رستہ ہیں۔ جو حیدرآباد میں تجارت کرتے ہیں۔ مولانا حقی باز خاں، کہولانا قطب الدین خان صاحب تعلقہ دار حال نائب ناظم محکمہ کروڑ گیری روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں مولانا یہ دور ویشا نہ صورت ہے اور خیالات بھی اولیٰ عمل بھی مولویوں اور درویشوں کے ہیں۔

میں ان کو حق باز خاں کہتا ہوں۔ غولہ میاں نظامی، سیتا پھل منڈی سکندر آباد کے نوجوان تاجر غوث محمد نظامی بھی ملنے آئے تھے اور میں بھی ان کی دکان پر گیا تھا۔

صادق الیقین نظامی، بازار فضل گنج کے تاجر ابن صادق الیقین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

مولانا عینی شاہ، جب سے آیا ہوں مولانا عینی شاہ نظامی روزانہ ملنے آتے ہیں۔ ۲۴ رذی قعدہ، اکتوبر جمعہ حیدرآباد حضور شاہ نظامی، سکندر آباد دکن میں مولوی محمد اسماعیل میرے پرانے

مہربوں میں ہیں۔ اور چونکہ ان کو اطمینان و مباحثت
علیٰ کی حضوری کی سعادت حاصل ہے۔ اس واسطے
میں نے ان کو حضوری لقب دیا ہے۔ یہ پہلے یوں
کے محکمے میں تھے اب منشن ہو گئی ہے اور میں ان
کو خلافت دی ہے۔ حاجی ہیں۔ ان کے بیوی
بچے بھی میرے سلسلے میں داخل ہیں۔ ان کے
داماد مولوی محمد عبدالکریم صاحب شریک معتد
انجمن فیض عام سکندر آباد میرے پڑائے دوستوں
میں ہیں۔ یہ اپنی اہلیہ کے ساتھ کچھ دن دہلی
میں بھی میرے پاس جا کر رہے تھے اور غبار کو
بہت سے کپڑے تقسیم کئے تھے۔ لمبا قبہ ہے
سفید نورانی ڈاڑھی ہے۔ عالمانہ لباس پہنتے ہیں۔
جمعہ کے حاضرین آج جمعہ کی وجہ سے
بہت سے اہل سلسلہ نے آئے تھے حکیم خسرو
لظامی کی قسم کے کھانے لائے تھے۔ میں نے
باغ حام کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ جمعہ
کی نماز پڑھی تھی۔ اور آج بھی اعلیٰ حضرت نے
دہلی کے حالات دریافت فرمائے تھے۔
شام کو رُف منزل میں واپس چلا گیا تھا۔
۲۵ رذی قعدہ ۱۲۸۰ رکتوبر ۱۸۶۳ء
مولوی محمد حضرت ابراہم آبادی نے ایک شعر لکھا
بکالیں ہیں کو دور ویشیاں تھیلے سے جو لانا
ہمارا کیا ہے اے بھائی نہ مسٹر ہیں نہ مولانا
مگر خلافت کی تحریک نے بیشمار مسلمانوں کو مولانا
بنادیا تھا جو شخص جبل میں جاتا تھا۔ مولانا بن جاتا
تھا۔ مگر حیدرآباد میں ہر مسلمان کو مولوی کہتے ہیں
در اصل یہ انگریزی بول چال کے لفظ مسٹر کا بدل
ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں ہر شخص کو مسٹر کہتے ہیں
اسی طرح حیدرآباد کے ہر مسلمان کو مولوی کہتے
ہیں۔ اور جب مجھ سے کوئی ڈاڑھی منوجہ منڈھے
پتکون، کوٹ پہنے مسلمان صاحب ملنے آتے
ہیں اور مولویوں کے خلاف باتیں شروع کرتے ہیں

تو میں ازراہ خوش طبعی جواب دیتا جاتا ہوں۔
مولوی صاحب آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا یعنی
جو برائیاں وہ مولویوں کی کرتے ہیں۔ میں ان
کو مولوی کہہ کر سب برائیاں ان کے گلے میں
ڈال دیتا ہوں۔
آج دن بھر رُف منزل میں تحریری کام کرتا ہوں۔
۲۶ رذی قعدہ ۱۲۸۰ رکتوبر ۱۸۶۳ء
ریدہ کو محمد حضرت علی نے فرمایا تھا میں نے اپنے
خدا کو اپنے ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔ کہ
انسانی عقل و تدبیر سے ایک ارادہ کرتا ہوں اور
وہ پورا نہیں ہوتا تو ماننا پڑتا ہے کہ میرے ارادے
کا پورا کرنا کسی اور کے اختیار میں ہے۔ اور یہی
خدا ہے۔ اسی طرح سے میں نے اولیاء اللہ کے
روحانی تقرفات کو ریدہ کو کے ذریعہ پہچانا ہے
کہ جب ہندوستان میں بیٹھے ہوئے انگلستان
اور یورپ اور امریکا اور روس کی آوازیں ریدہ
کے ذریعہ سن لیتا ہوں تو یقین آ جاتا ہے کہ
اولیاء اللہ کی روحانی شعاعیں بھی۔ اسی
طرح آن کی آن میں دنیا کے ہر مقام پر جاکتی
ہیں جس طرح ریدہ کو کے ذریعے ہزاروں میل
کی آوازیں آ سکتی ہیں۔ اور جب نماز کی احتیاج
میں یہ پڑتا ہوں کہ ”سلام آپ پر اے نبی“
تو آنحضرتؐ کو چشم یقین سے دیکھ لیتا ہوں۔
پر دہلی ہوں مصیبت زدہ ہوں ایک قیامت
کے میدان سے نکل کر حنت کے میدان میں آ گیا ہوں
اس واسطے مجھے ریدہ کو کی آوازیں سننے کے
بعد ایسا لطف آتا ہے۔ جیسا شاہد حال
در ویش کو قوالی میں لطف آتا ہے۔ مگر یہاں
رُف منزل میں ریدہ کو نہیں تھا۔ آج حسین نے
اپنا ریدہ کو بادی منزل سے مجھے بھیجا۔ اور
میں نے آنکھیں بند کر کے سوچا کہ ریدہ کو سننے
کا حق ایک بوٹہ طے کو ہے یا بوٹہ ہے

طے کے پوتوں اور پوتیوں کو ہے جو ہندی
میں رہتے ہیں غیبی آواز آنی کہ اعلیٰ خدا پر
ریدہ کو سننے کا۔ بوڑھا طوطا ہے۔ کیونکہ وہ ریدہ
کے ذریعہ ان اسرار تک پہنچ جاتا ہے جہاں اس
کے پوتوں اور پوتیوں کی رسائی نہیں ہو سکتی۔
۲۷ رذی قعدہ ۱۲۸۰ رکتوبر ۱۸۶۳ء
عزم و محبت کہ جب سے ہندوستان میں
مسلمانوں کے خلاف یورش شروع ہوئی ہے۔
میں بہت گہری نظر سے حریف لیڈروں کی
چالوں کو دیکھ رہا ہوں۔ وہ ایسی تدبیروں سے
کام کرتے ہیں۔ جن کا اثر دماغی اور قلبی اضمحاض
پر پڑتا ہے۔ اور مسلمانوں کے عزم اور متین
نڈت جاتی ہیں۔ اس واسطے میں جب تک
دہلی کی مصیبتوں میں مبتلا تھا۔ تو رات دن
”آیاں کُشتِ عیون“ پڑھتا رہتا تھا اور من
کُل اھلِ اسلام۔ بھی پڑھتا رہتا تھا۔ اور
ان لوگوں کو بھی یہ پڑھنے کی تاکید کرتا تھا جو
میرے ساتھ تھے۔ اور اس سے ہمہ سب کی
ہمت قائم تھی۔ اور ہم کسی بڑی سے بڑی زمین
قوت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ
جب اکتوبر کو فوج اور پولیس نے میرے
مکان پر آکر مجھ سے کہا کہ آپ سب درگاہ
دستی خالی کر کے پاکستان چلے جائیے۔ سپر
ریل تیار ہے اگر آپ نہ جائیں گے تو آپ کی
بستی کو لوٹ لیا گیا اور جلایا گیا اور آپ
سب کو مار ڈالا گیا تو ہم دسمہ دار نہیں ہونے
تو میں نے نہایت ہمت اور جرأت سے
جواب دیا تھا۔

جاؤ۔ جاؤ ہم اپنے سات سو درہم ہمارے
کے قدیمی گھروں کو چھوڑ کر یہیں نہیں جائیں گے
جہاں ہمارے خاں خاں وہیں ہمارا پاکستان
اور یہ جواب محض ان دعاؤں کے پڑھنے

کی طاقت سے دیا تھا۔ اور مجھے یقین ہے کہ جو مسلمان عورت مردان آیات کو روزانہ پڑھنے لگائیں یہی ہی جرات اور بہت پیدا ہو جائیگی۔

۲۸ رذی قعدہ ۱۴۲۸ھ کو تبرک منگل حیدر آباد دودہ والے، حیدر آباد میں ہر قسم کے مسیو ہندو ہوتے ہیں۔ اور دودہ والے بھی سب کے سب ہندو ہیں۔ جب سے روف منزل میں آیا ہوں روزانہ صبح شام ہندو دودہ والے مکان پر دودہ پہنچا دیتے ہیں۔ یہاں کی بھینسیں بہت چھوٹی اور کم زور ہوتی ہیں۔ سینک دہلی کی بھینسیوں سے بڑے ہوتے ہیں۔ یہ دودہ والے بھینسیوں کو اچھی خوراک نہیں دیتے۔ آج میں نے بچوں سے کہا دودہ سب سے زیادہ ہلکی اور غیبی غذا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک انسان دنیا کی تدبیر اور محنت سے بے خبر ہوتا ہے۔ قدرت اُس کو ماں کا دودہ پلاتی ہے۔ اور جب اُس کو دنیا کی خبر چلتی ہے تو پھر اُس کا دودہ چوٹ جاتا ہے۔ اور وہ ایسی غذا نہیں کھاتی شرف کھاتا ہے جس سے اپنی تلاش اور محنت سے جھپکا کرتا ہے۔

پس ہم بڑی عمر والے جن میں تم بھی شامل ہو حالانکہ تمہاری عمر مجھ سے بہت کم ہے۔ دودہ کی طرف اس واسطے راغب ہو کہ تمہاری بنیاد اس غیبی غذا پر رکھی گئی تھی۔ اور وہ غیبی غذا اہل کے اندر یعنی ظلم سے محفوظ تھی۔ اور اب جو دودہ تم خرید کر پیتے ہو یہ ظلم کی غذا ہے کیونکہ قدرت نے گائے، بھینس، بکری، بھیڑ کے بچوں کے لئے جو غذا پیدا کی تھی وہ تم ظلم سے چھین لیتے ہو اور جانوروں کے بچوں کو اُن کی غذا سے محروم کر دیتے ہو۔

گاندھی جی ظلم کرتے ہیں، میرے ایک لڑکے نے کہا گاندھی جی خدمتِ دہلی

تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر وہ بکری کا دودہ پیتے ہیں تو کیا وہ بھی ظلم کرتے ہیں؟ میں نے کہا جو بھینس میں نے بیان کیا ہے۔ وہ بالکل سچا اصول ہے۔ گاندھی ہیں یا اُن سے بھی بڑا کوئی اور ہو اگر وہ جانوروں کا دودہ اپنا قدرتی حق سمجھتا ہے تو یہ سمجھنا غلط ہے اور جانوروں کا دودہ پینا اُن کے بچوں پر ظلم کرنا ہے۔

میں تو مسلمان ہوں۔ اور مسلمان قدرت کی پیرا کی ہوئی حلال غذاؤں کو کھا لیتے ہیں۔ مگر جو مسلمان نہیں ہیں۔ وہ گوشت اس واسطے نہیں کھاتے کہ اپنی غذا کے لئے دوسرے کی جان کیوں لی جائے۔ مگر یہ خیال ٹھیک نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ پھل کھاتے ہیں۔ ساگ کھاتے ہیں۔ اور نئی تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ درختوں میں بھی جان ہوتی ہے۔ اس لئے یہ سبزی خود بھی جیو ہتیا کرتے ہیں۔ مولوی مفتاح صاحب نے بالکل ٹھیک کہا کہ پانی پینے والے بھی جیو ہتیا کرتے ہیں۔ کیونکہ پانی کے ہر قطرے میں سنسکروں جاں ہیں ہوتی ہیں۔

۲۹ رذی قعدہ ۱۴۲۸ھ کو تبرک منگل حیدر آباد یہ بھی چلے، صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے عمر لیں ہی تمام ہوتی ہے۔ آج ماہ ذی قعدہ کی اسیس تاریخ ہے یہ مہینہ بھی موت کے کنارے پر آ گیا ہے۔ چند روز کی بات ہے۔ میں نے اس کی پہلی تاریخ یعنی پیدائش کا ذکر لکھا تھا اور آج دیکھا ہوں تو بچا راستی اور وجود کے بستر پر لیٹا ہوا آخری سانس لے رہا ہے۔ مجھپتا ہوں کیوں بھائی ذی قعدہ رہ گئے یا چلے جائے؟ کہتا ہے اگر میرا حریف چاند آج نمودار ہو گیا تو جانا ہی پڑے گا۔ ورنہ ایک رات دن اور میرے ماؤں گا۔ اگر نام شب، نام شب، دیگر نام یہ سننے کے بعد میں نے زبانِ تصویر سے کہنا

شرع کیا۔ میں ہندوستان کے نئے بادشاہ اور میں ہندوستان کے نئے بادشاہ اور ان دونوں کے سب امیر و وزیر یکے بعد دیگرے ہیں رہے گا اور ہزاروں جاؤں پر اپنی بولیاں سب بول کر آڑھیں گئے۔ اونچے اونچے مکاں تھے جن کے بڑے۔ آج وہ تنگ گوری میں پڑے۔ کل جہاں پر شگوفہ گل تھے۔ آج دیکھا تو خار بالکل تھے۔ جس جن میں تھا بیلوں کا جھوم آج اُس جا ہے آشیا نِ بوم۔ ذاتِ معبود جاودانی ہے۔ باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے۔ آج بھی سارا دن روف منزل میں تحریر کی گئی کہ تارہا۔ عورت مرد۔ مرید اور دوست دور دور محلوں سے ملنے آتے رہے۔

یکم ج ۱۴۲۸ھ کو تبرک جمعرات حیدر آباد آخری مہینہ، قمری حساب کے اسلامی سال کا آخری مہینہ شروع ہوا۔ جس کو عربی زبان میں ذی الحجہ کہتے ہیں۔ اور میں اس کو ماہ حج کہتا ہوں۔ تاکہ وہ لوگ جو عربی نہیں جانتے اس کو سمجھ سکیں۔

اس مہینے کو حج کا مہینہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس مہینے کی تاریخ کو ملکِ عرب کے شہر مکہ میں کعبہ شریف کا حج ہوتا ہے۔

روف منزل، میں آج کل حیدر آباد شہر سے کئی میل دور ایک پہاڑی پر رہتا ہوں جس کو پہلے بخارہ پہاڑ کہتے تھے۔ کیونکہ ان پہاڑوں میں ہونگر پرانے زمانے میں بخارے غلہ لایا کرتے تھے۔ پہلے یہاں مکان نہیں تھے ویران جنگل تھا۔ سب سے پہلے نواب مہدی نواز جنگ بہادر نے یہاں ایک چوٹا سا مکان بنایا اُس وقت ان کو مہدی نواز جنگ خطاب نہیں ملا تھا۔ سید محمد مہدی نام تھا اور مہاجر سرکشن پرشاد وزیر اعظم تھے۔ اور مہدی صاحب

ان کی پیشی کے سکریٹری تھے۔ اس لئے وہ مجھ کو اور جہاد راہ کو اپنے لئے مکان میں لائے تھے۔ اور میں نے یہاں مغرب کی نماز پڑھی تھی۔ اور جہاد راہ سے کہا تھا۔ سنیئے۔ سنیئے۔ میں یہاں بڑا خوب صورت تھم رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہاں بہت بڑے بڑے مکان بن جائیں گے۔

چنانچہ اُس وقت سے آج تک یہاں سینکڑوں محل اور کوٹھیاں اور ہنگل بن گئے ہیں۔ مولوی عبدالرؤف صاحب ایڈووکیٹ نے بھی بہزاد کن مولوی فیاض الدین نظامی کے بنائے ہوئے نقشے سے یہ عمارت تیار کرائی ہے۔ اس میں حوض بھی ہیں۔ نہریں بھی ہیں اور چمن بندیاں بھی ہیں۔ اور نئے زمانے کے خوب عمارت کمرے بھی ہیں

۳ رجب ۱۲۸۰ اکتوبر جمعہ حیدر آباد ہادی منزل کے دن صبح کو رؤف منزل سے ہادی منزل میں آجاتا ہوں اور جمعہ کی نماز بلوغ عام کی سجدہ اعلیٰ حضرت حضور نظام کے ساتھ پڑھتا ہوں اور جمعہ کے بعد کھانا حسین کے ہاں ان کے بچوں کے ساتھ کھاتا ہوں۔ پھر رؤف منزل میں لپس چلا جاتا ہوں۔ صبح سے جمعہ کے بعد تک مرید اور دوست ملنے آتے رہتے ہیں۔ اور حکیم خسرو شاہ نظامی کی قسم کے کھانے پکا کر لاتے ہیں۔ ہادی منزل زیادہ سرسبز و بارش کا مکان ہے۔ اور منہم مدد اعظم حیدر آباد کے صاحبزائے سید محمد ہادی صاحب ہادی کا مکان ہے۔ اور سرکاری گیٹ ہاؤس سے ملا ہوا ہے اور بلوغ عام سے شاہ منزل جانے والی سڑک کے شرق میں واقع ہے۔ اس میں کمرے کم ہیں۔ لیکن معنی بہت بڑا ہے۔ محل زمین چھ ہزار گز ہے۔ جمعہ کی نماز اعلیٰ حضرت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور

اعلیٰ حضرت نے وہی کے حالات کی نسبت مجھ سے گفتگو فرمائی تھی۔

۳ رجب ۱۲۸۰ اکتوبر جمعہ حیدر آباد چہل قدمی کے پہاڑی شیبہ و فراز کے سبب بن جا رہا ہے یا جو بی ہل کی سڑکوں پر چہل قدمی نہیں کر سکتے کیونکہ اس کا اثر میرے کمزور گردوں پر بہت بڑا ہوتا ہے۔ مکان کے اندر سنگین فرش پر جو بہت ہموار ہے۔ چہل قدمی کر لیتا ہوں۔ آج بھی چہل قدمی کے بعد ناشتہ کر کے تحریری کام شام تک کرتا رہا۔

فوجی اسپتال کے بہزاد کن مولوی فیاض الدین نظامی مجھے ڈاکٹر حسین حسین خاں صاحب کے مشورے سے فوجی اسپتال میں لے گئے تھے اور وہاں ڈاکٹر تارا پور والا صاحب نے اکثر سے میرے گردوں کی تصویر لی تھی۔ میں روپے فیس کے بھی دئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب پارسی ہیں۔ اور میں ان کے مکان پر جا چکا ہوں اور ان کے خاندان والوں کو جانتا ہوں۔ ان کی ایک بہن ایک مسلمان درویش کی بہت معتقد تھیں اور ان کے ساتھ کشمیر گینتیں واپسی میں بھوپال اسٹیشن پر کسی شخص نے ان کو ریل میں قتل کر دیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب بہت بوڑھے ہیں۔ مگر بہت تجربے کار اور ملتسار ہیں۔ ان سے گزشتہ زمانے کے فانی حالات کی نسبت بھی بتائی ہیں۔ ۴ رجب ۱۲۸۰ اکتوبر اتوار حیدر آباد احرام کے جب مسلمان کعبہ شریف میں حج کے لئے جاتے ہیں تو کئی کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے احرام باندھ لیتے ہیں۔ احرام بے سلاطینا ہوتا ہے۔ جس کا آداب حصہ باندھ لیتے ہیں۔ اور آداب اور لے لیتے ہیں۔

میرا خیال ہے یہ بہت پُرانا لباس ہے جب

رومیوں کی شہنشاہی یورپ اور ایشیا میں تھی اُس وقت کی تصویریں میں نے دیکھی ہیں۔ وہ بھی احرام سے مشابہ لباس استعمال کرتے تھے اور میرا خیال ہے کہ جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے کعبہ بنایا ہوگا اُس وقت ان کا ایسا ہی لباس ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت کے زمانے میں جو لوگ کعبے کا حج کرنے آتے تھے احرام باندھ کر آتے تھے۔ کیونکہ

کعبے کا حج اسلام کی شروعات سے پہلے ہی ہوا کرتا تھا۔ اور حج کے لئے یہ قدیمی لباس باقی رکھا گیا تھا۔ ورنہ آنحضرت کے زمانے میں عربوں کا لباس لمبا کرتا، اور نہ ہنڈی اور سر پر عمامہ باندھا جاتا تھا۔ اور جوتی، چپل کی عادت کی ہوتی تھی۔

حج کے دن تمام دنیا کے شاہ و گدا امیر غریب عورت مرد احرام باندھ کر جب میدان عرفات میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو مسادات کی عیب و غریب شان پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسی اچھی رسم دنیا کی اور کسی قوم کے ہاں نہیں ہے۔

آج میں دن بھر رؤف منزل میں کام کرتا رہا۔

۵ رجب ۱۲۸۰ اکتوبر پیر حیدر آباد بدایوں کی یاد کے آج مجھے اپنے باب اور

اپنے آقا اور اپنے مرشد اعظم حضرت سلطان گلشن خواجہ سید نظام الدین محبوب الہی دکنی والد ماجد حضرت میرانا خواجہ سید احمد فاکو ملن بدایوں یاد آ رہا ہے۔ جہاں چہرہ اور سات ماہ ذی حج کو حضرت کا سالانہ عرس ہوا کرتا ہے۔ یہ مزار بدایوں شہر کے شمال میں ایک بڑے تالاب کے کنارے پر واقع ہے۔ اس تالاب کو ساگر تالی کہتے ہیں۔ آج سے ۵۰ سال پہلے میں نے اس درگاہ کے ایک حجرے میں حیدر کیا تھا اس درگاہ میں حضرت خواجہ سلیم محمد کے والد ماجد

خواجہ سید علی کا مزار بھی ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا مزار بھی ہے۔ اور حضرت خواجہ سید عرب کا مزار اس درگاہ سے فدا فاصلے پر واقع ہے۔ یہاں ایک گاؤں بھی درگاہ کے خرب کے لئے وقف ہے جس کا نام نظام پور ہے۔

سیدانسی مکان بدایوں شہر کے اندر حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا پیدائشی مکان اب تک موجود ہے اور وہ مسجد بھی موجود ہے جہاں حضرت بچپن میں تعلیم پاتے تھے۔ یہ مکان آج کل ایک ہندو کے قبضے میں ہے اور میں سالہا سال سے کوشش کر رہا ہوں کہ یہ مکان خرید لیوں۔ مگر اس میں کامیابی نہیں ہوتی۔ دیکھئے خدا کو کیا منظور ہے میری یہ پرائی تنہا پوری ہوگی یا یہ صبرت قبر میں لے جاؤں گا۔

اب تو بظاہر مایوس ہو گیا ہوں کیونکہ مجھے مگر اور بے درہم ہر حیدر آباد میں آگیا ہوں۔

۶ رجب ۱۳۸۱ راکتوبر منگل حیدر آباد نیاز آباد میں نے حضرت سلطان المشائخ کے والد ماجد کی سالانہ نیاز اپنے گھر میں دلوائی تھی اور بعد ازیں کے غم کے کچھ آسوم بھی اس نیاز کے وقت نذر کئے تھے۔

سفر نامہ کے قلاباقت جنگ بہادر وزیر خزانہ حیدر آباد نے اپنے سفر یورپ و امریکہ کے حالات ایک کتاب میں لکھے ہیں اور وہ کتاب مجھے بھی ہے۔ کئی سو صفحے کی کتاب ہے اور اتنی دیکھ ہے کہ جی چاہتا ہے کہ ہر وقت اسی کو پڑھتا رہوں۔ چنانچہ آج کل جب تحریر کا کام سے فرصت ملتی ہے تو یہ سفر نامہ پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ خواجہ بانو اور دوم اور کوثر اور زید پاشا اور حسن ابوطالب بھی اس کو پڑھتے رہتے ہیں۔

آج بھی دن بھر تحریری کام کیا۔

۷ رجب ۱۳۸۱ راکتوبر بدھ حیدر آباد کعبہ کے آج کل تمام دنیا کے مسلمان عرب کے شہر مکہ میں جمع ہیں۔ مکہ شہر میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کا بنایا ہوا ایک چوکور اونچا پتھر کا مکان ہے جس کو کعبہ کہتے ہیں۔ اس مکان کے اوپر کالے رنگ کا ایک غلاف بڑا رہتا ہے جس میں سنہری حروف نہایت کاریگری سے کارچوبی کام کے مصرعیں بنائے جاتے ہیں اور ہر سال مصرعے یہ غلاف آتا ہے۔ اور اس کا بڑا جلوس نکلتا ہے جس کو محفل شریف کہتے ہیں کعبہ کی عمارت قدیمی بنیادوں پر کی بارہ بنی ہے چونکہ پیاروں کی وادی میں ہے اس واسطے سیلاب سے کئی بار یہ عمارت ٹوٹ چکی ہے۔ اس لئے کئی بار بنائی گئی ہے۔ اس میں ایک کالا پتھر لگا ہوا ہے جس کو حجر اسود کہتے ہیں۔ عربی زبان میں پتھر کو حجر اور سیاہ کو اسود کہا جاتا ہے اس واسطے اس کا نام حجر اسود بدھ گیا ہے۔ حاجی لوگ اس مکان کے چاروں طرف چکر لگاتے ہیں۔ اور اس کو طواف کہا جاتا ہے۔ طواف کے وقت حجر اسود کو چومنے کا رواج بھی ہے۔

کعبہ کے اندر چاروں طرف مسجد بنی ہوئی ہے یعنی شرق اور غرب، شمال، جنوب چاروں سمتوں میں نماز کے وقت لوگ کعبہ کے رخ نماز پڑھتے ہیں یہ نماز اور یہ سجدہ اس مکان کے لئے نہیں ہوتا بلکہ خدا کے لئے ہوتا ہے۔ اور خدا نے قرآن میں حکم دیا ہے کہ نماز کعبہ کی سمت رخ کر کے پڑھا کر اس لئے ساری دنیا میں جہاں جہاں مسلمان رہتے ہیں کعبہ کی سمت نماز پڑھتے ہیں۔ اگر وہ لوگ کعبہ کے شرق میں ہیں تو غرب کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور اگر غرب میں ہیں تو شرق کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور شمال میں ہیں تو جنوب کی طرف سجدہ کرتے ہیں اور اگر جنوب میں

ہیں تو شمال کی طرف سجدہ کرتے ہیں۔ لیکن جب کعبہ کے سامنے پہنچ جاتے ہیں تو چرخاویں طرف گھڑے ہو کر کعبہ کے رخ نماز پڑھتے ہیں۔ سمت سجد نہیں ہے۔ اگر کسی غیر مسلم کو یہ سجدہ کہ مسلمان کسی مکان یا کسی سمت کو سجدہ کرنے ہیں تو ان کو یہ بتادینا ضروری ہے کہ قرآن میں خدا نے فرمایا ہے کہ خدا ہر سمت میں موجود ہے انسان جس رخ اس کو دیکھنا چاہے اس کا چہرہ دیکھ سکتا ہے پس کعبہ کی سمت سجدوں میں ہے۔

۸ رجب ۱۳۸۱ راکتوبر جمعرات حیدر آباد صفامروہ کعبہ کے قریب دو پہاڑیاں ہیں ایک کا نام صفادوسری کا نام مروہ ہے۔ حج کے زمانے میں حاجیوں کے لئے ضروری ہے کہ ان پہاڑیوں کے درمیان ذرا تیز قدم سے چلیں اور دوڑیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ لیکن محبت اور عقیدت کی نظر سے دیکھا جائے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہر جگہ موجود ہیں کیونکہ ساری دنیا کے مسلمان عورت مرد جب نماز پڑھتے ہیں تو التحیات پڑھتے وقت التسلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سلام آپ پر ہے نبی۔ اور عربی زبان کا یہ لفظ حاضر اور موجود کے لئے بولا جاتا ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود نہ ہوتے۔ تو السلام علیک ایہا النبی پڑھنا کیونکر جائز ہوتا۔ بلکہ جب عینے شریف میں مسلمان جاتے جہاں آنحضرت کا مزار ہے تو وہاں السلام علیک ایہا النبی پڑھنا جائز سمجھا جاسکتا تھا۔ لیکن تیرہ سو برس سے ساری دنیا کے کوڑوں عورت مرد مسلمان رات دن میں پانچوں وقت کی نمازوں میں یہی پڑھتے آئے ہیں پھر بغیر کسی دلیل کے یہ بات ہمیشہ سے مانی جا رہی ہے اور مانی جاتی رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آج بھی میں دن بھر روف منزل میں رہا اور کچھ تھا۔
 ۹ رجب ۲۴ راکتوبر جمعہ حیدر آباد
 حج اکبر ۹ ر تاریخ کو تمام دنیا کے حاجی شہر
 سے کئی میل دیر ایک پہاڑی میدان میں دن بھر
 جمع رہتے ہیں اس میدان کو عرفات کا میدان
 کہتے ہیں۔ اور قرآن شریف میں بھی اس میدان
 کا نام عرفات ہی آیا ہے۔ اور اس میدان میں
 سب حاجیوں کا دن بھر جمع رہنا ہی حج کا فردی
 رکن ہے۔ اگر کبے کی زیارت ہو جائے اور بے
 طواف بھی ہو جائے اور میدان عرفات میں کھڑے
 نہ ہوں تو حج ادا نہیں ہوگا۔ اور اگر میدان عرفات
 میں دن بھر کھڑے رہیں۔ اور کبے میں کسی
 وجہ سے نہ جا سکیں تو حج ہو جائے گا۔ ہندوستان
 میں اس دن کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ اور جمعہ کے
 دن اگر یوم عرفہ آجائے تو اس حج کو حج اکبر
 کہا جاتا ہے۔ پس آج جمعہ کا عرفہ ہے۔ اگر حجاز
 میں چاند کا وہی حساب ہوگا جو ہندوستان
 میں ہے تو آج وہاں حج ہو جائے گا اور یہ حج
 اکبر ہوگا۔ لیکن مجھے امید نہیں ہے کہ وہاں آج
 حج ہو سکو۔ کیونکہ سلطان ابن سعود کی حکومت
 وہاں آجکل ہے اور وہ دہائی عقیدہ رکھتی ہے
 اور اس کو اس بات کی کچھ پرواہ نہیں ہے کہ
 دور دور کے حاجیوں کو حج اکبر کی سعادت میر
 آئے۔ اس واسطے وہ مطلع کے اختلاف سے
 قطع نظر کر کے جمعہ کے دن حج کرنے کا اہتمام
 نہیں کرے گی۔

آج میں نے جمعہ کی نماز اعلیٰ حضرت کے ساتھ
 پڑھی تھی۔

۱۰ رجب ۲۵ راکتوبر شنبہ حیدر آباد
 عید ۲ حج کی عید ہے۔ رمضان کی عید
 کے لئے دہلی سے انادہ کر کے آیا تھا اور یہ حج
 کی عید بلارا دے یہاں ہوئی ہے۔ رمضان

کی عید میں بھی دلی یاد آتی تھی اور دلی کے بھی
 یاد آئے تھے۔ مگر آج کی یادیں غم ہے۔ ایسا
 غم جو دل کو نڈھال کئے دیتا ہے۔ رمضان
 کی عید میں یہ خیال نہ آتا تھا کہ اب دلی کی صورت
 کبھی نصیب نہ ہوگی۔ مگر آج خیال آ رہا ہے
 کہ دلی مجھ سے چھین گئی۔ اب ہمیشہ کے لئے
 پردیس کی قبریں دفن ہو گیا۔ خاندان بکھر گیا
 بچھڑ گیا۔ دوست جدا ہو گئے۔ اب دلی میں
 کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس کو یاد کروں کیونکہ
 وہ سب پردیس میں حلا وطن ہو گئے۔
 بچوں نے کپڑے بدلے ہیں۔ خواجہ بانو
 نے میرے لئے بھی ایک نئی ڈبلی بنائی ہے
 مگر کیا کروں مجھے دنیا اندھیری رات معلوم
 ہو رہی ہے۔

نماز خیریت آباد کی مسجد میں پڑھی۔ پھر
 ہادی منزل میں آیا۔ مرید اور احباب نے
 آئے۔ نذر میں دیں۔ پھول پہنائے بھل
 لائے۔ مسٹائیاں لائے۔ تہنیت عید کے
 اشعار سنائے۔ قوال بھی آئے۔ میں نے
 کہا آج میرا دل مغموم ہے۔ قوالی نہیں سن
 سکتا۔ قوالوں کو انعام دیدیا۔

حور بانو آگئیں کئی دن ہوئے حور بانو
 اپنے شہر کے ساتھ میرے پاس ہو آتی جہاں
 میں آگئیں۔ ان کے مرحوم دیور کی سڑک لگائی
 بھی ساتھ آئیں ہیں۔ میرے پاس روف
 منزل میں ٹھہری ہیں۔ سب کے ساتھ ہادی
 منزل میں کھانا کھایا۔ موتی بیگم سرفند نظامی
 نے میری طرف سے قربانی کرنے کے لئے
 بکرا بھیجا ہے۔ میں نے کہا قربان کر دو۔ مگر
 میں تو جانور کی قربانی کا قائل نہیں ہوں
 نفس کی قربانی اور نفس کی بُری خواہشات
 کو خدا کی راہ میں قربان کرنا چاہتا ہوں۔

۱۱ رجب ۲۶ راکتوبر اتوار حیدر آباد
 چمن آرا بیگم حیدر آباد میں تعلیم عام ہے
 کئی کور روپے کے خرچ سے ایک اردو فیلو
 بھی جاری ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے
 منتخب دماغ اسلامی اور قدردان سلطنت
 کی وجہ سے یہاں جمع ہو گئے ہیں اس لئے
 بہت سے صاحب کمال عورت مرد حیدر آباد
 میں جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔
 ان میں بشیر النساء بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی
 صامن علی صاحب گتہ دار خاص اور ممتاز
 کمالات رکھتی ہیں۔ اور میرے ساتھ
 اور میری تحریروں کے ساتھ ان کو غیر معمولی
 تعلق ہے۔ اور میں نے ان کو چمن آرا بیگم
 خطاب دیا ہے۔ رمضان کی عید کے بعد
 میں ان کے مکان لالہ گڑھ میں ایک رات
 جا کر رہا تھا۔ اور اب جب سے یہاں آیا
 ہوں وہ دونوں میاں بیوی میری ہر قیام گاہ
 پر آتے ہیں۔ چمن آرا اپنا نازہ کلام بھی لیکر
 آتی ہیں جس سے میری روح زندہ ہو جاتی ہے
 اور میرے پلنگ کے لئے چھردانی بھی تیار
 کر کے لاتی تھیں۔ اور کل عید کی نذر لائی تھیں۔
 خواجہ راجہ بھاریدی نظامی نے لوہے کے
 پانچ پلنگ بیچ دئے اور خوش اقبال شاہ
 نظامی نے بھی دو بڑے پلنگ یعنی سہریاں
 بیچ دی ہیں۔ خواجہ راجہ روزانہ کچھ نہ کچھ لیکر
 آتے ہیں۔ حیدر آبادی مریدوں میں ان کی
 خدمت گزاریاں سب سے زیادہ بڑی ہوتی ہیں۔
 ۱۲ رجب ۲۷ راکتوبر پیر حیدر آباد
 ڈاکٹر زور ۲ ڈاکٹر سید محمدی الدین قادری
 زور حیدر آباد کے ادبی حلقوں میں بہت
 بلند پایہ نوجوان ہیں۔ ان کے خسر نواب
 رفعت یار جنگ بہادر مرحوم میرے

خاص کم فرماتے ڈاکٹر زور نے ادارہ ادبیت اُردو کے نام سے ایک بہت بڑا کام حیدرآباد میں جاری کر رکھا ہے۔ اس ادارے نے انہیں ترقی اُردو سے زیادہ سلطنت حضور نظام میں اُردو زبان کی خدمات انجام دی ہیں ڈاکٹر زور کے بزرگ درویش مشائخ تھے اور وہ ایک بڑی درگاہ کے متولی بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے صاحبزادے کو اس درگاہ کا سجادہ نشین بنایا ہے۔

نیرے ساتھ ڈاکٹر زور کو خاص تعلق ہے۔ جب سے ہجرت کر کے حیدرآباد میں آیا ہوں اُردو لکھنے کے لئے آئے رہتے ہیں اور پڑھنے کے لئے کتابیں بھی دے جاتے ہیں۔ مولوی نصیر الدین ہاشمی، حیدرآباد کے ایک بڑے مصنف اور مورخ مولوی نصیر الدین ہاشمی بھی اکثر ملنے آتے ہیں اور اپنی قدیم و جدید تصنیفات بھی لاتے رہتے ہیں۔

۱۳ رجب ۲۸ راکتوبر منگل حیدرآبادی نواب منصب جنگ، مولوی غلام احمد خاں میرے قدیمی دوستوں میں ہیں ان کا مکان بیگم میٹھا اسٹیشن کے پاس ہے جس کا نام وادی امین ہے۔ یہ فلسفیانہ خیالات کے ہیں منصب جنگ شاہی خطاب ہے۔ بھگل امیر ہنگامہ نواب ظہیر یار جنگ بہادر کی جاگیر کے میر مجلس ہیں۔ ان کے مکان میں دکن کے پُرانے بُت اور عجائبات کا بہت اچھا ذخیرہ ہے پچیس سال پہلے انہوں نے ایک علمی کتاب مجھے دی تھی جو مجھے بہت عزیز ہے۔ اس کا کاغذ اسپین کی عرب حکومت کے وقت کا ہے۔ اس میں عجائب الیشیا کا بیان اور تصویریں ہیں۔ یہ ہندوؤں میں مقبول تھیں دکن تھیانوی کے بڑے رکن ہیں۔

آج دن بھر روٹ منزل میں تحریری کام کیا اور گرم و سرد غذاؤں اور دواؤں کی تحقیقات طبی کتابوں سے کرتا رہا۔

۱۴ رجب ۲۹ راکتوبر بدھ حیدرآباد حکیم سید مصطفیٰ احسن نظامی، نواب خیر شاہ امیر الامرا بہادر مرحوم کے طبیب خاص کے فرزند حکیم سید مصطفیٰ احسن نظامی میرے مرید ہیں۔ ان کی دونوں بیویاں اور بہن رشید النساء ملکوت بیگم نظامی اور سب بچے بھی مرید ہیں۔ حکیم صاحب کی پہلی بیوی بیمار ہیں عثمانیہ اسپتال میں ان کو دیکھنے گیا تھا۔ یہ بڑی شریف خصلت اور صابرہ خاتون ہیں۔ بیویں دو اس درست نہ تھیں۔ میں دُعا دم کر کے واپس آگیا۔ رات کو خبر آئی کہ وفات پائی۔ بہت صدمہ ہوا۔

ڈاکٹر تحسین حسین خاں، بہادر دکن کے ذریعہ ڈاکٹر تحسین حسین خاں نے میرا معاملہ کیا تھا۔ اور فوجی اسپتال میں ڈاکٹر تارا پور والہ نے میرے گردوں کی تصویر لی تھی۔ اب ڈاکٹر تحسین حسین خاں صاحب کی رائے ہے کہ عثمانیہ اسپتال میں بھی تصویر لینی چاہئے تاکہ تشخیص ہو جائے۔ کیونکہ پہلی تصویر صاف نہیں آئی۔

۱۵ رجب ۳۰ راکتوبر جمعرات حیدرآباد سعید بانو نظامی، میں پہلی بار سلاطین میں حیدرآباد آیا تھا اور سر کمر خیر میری مجھے یہاں لائے تھے اور اپنے مکان دل کشا میں ٹھہرایا تھا۔ اس کے بعد آیا تو سید عبدالرحمن نظامی گتہ دلد کے ہاں ٹھہرا جو محلہ رسالہ عبداللہ میں رہتے تھے اور میں نے اس مکان کو مہینہ سیرا لقبے یا تھا۔ اور عبدالرحمن کو سعید بانو لقبے دیا تھا۔ اس بنا پر ان کی بیوی کو سعید بانو لکھا۔

سعید بانو کی پہلی مرحومہ بیوی سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں اور وہ سب میرے مرید تھے۔ سعید بانو ان بچوں سے سگی اولاد جیسا برتاؤ کرتی تھیں۔ ان کی والدہ رحمت النساء نظامی اور نانی جلیلا فی شاہ نظامی بہت عبادت گزار خواتین تھیں۔ ان کی بہن کو میں نے سالکہ خاتون لقب دیا تھا۔ جن کا انتقال ہو گیا۔ سالکہ خاتون نظامی کی لڑکیاں خواجہ بانو نظامی اور حیدر بانو نظامی موجود ہیں۔ سعید بانو کی لڑکی صیب بانو نظامی کا انتقال ہو گیا ہے۔ چھوٹی لڑکی لیلیٰ بانو نظامی کی شادی ہو گئی ہے سعید بانو کی تیسری بہن رقیہ نظامی ہیں اور آج کل سعید بانو ان کے پاس رہتی ہیں۔ ان کے چھ بھائی سید دین نظامی اور سید شیر نظامی اور سید نصیر نظامی ہیں۔

سعید بانو بڑی عابدہ اور نیک خصلت خاتون ہیں۔ ایک اسکول میں تعلیم دینے کا کام کرتی ہیں۔ میری بہت خدمت گذار ہیں۔ اور جو روحانی تعلیم ان کو دی ہے اس پر خوب عمل کرتی ہیں۔

میں آج بھی روٹ منزل میں رہا۔ ۱۶ رجب ۳۱ راکتوبر جمعہ حیدرآباد ہادی منزل، باغ عام کی شاہی مسجد میں نماز پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے حسبِ عادت آج بھی وہی کی نسبت مجھ سے گفتگو فرمائی تھی۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کئی قسم کے کھانے لائے تھے۔ خواجہ راجہ بھاریڈی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی وغیرہ میری جمعہ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔

قاضی بشیر الدین، میرے لائے قاضی بشیر الدین صاحب ملے آئے تھے۔ اور نواب صاحب مانا ودر کی گرفتاری اور مانا ودر پر ہندوؤں کے

قبضے کے حالات سنائے تھے۔
سی۔ پی کے مرید لسم اللہ خاں نظامی
بھی ملنے آئے تھے۔ بہن زاد کن نظامی نے ان
کی مدد کی تھی۔

قاضی بشیر الدین کی بہن کی میرٹھ والے
قاضی بشیر الدین صاحب کی بہن بھی ملنے ہیں
تھیں یہ ذیل ایم اے ہیں۔ اور بہت لائق
خاتون ہیں۔ قاضی صاحب کو میری سفارش
سے پانچ سو روپے ماہ وار کی نوکری مل گئی ہے
اب ان کی بہن کے لئے کسی اچھی جگہ کی تلاش ہے۔
نواب عبداللہ خاں کی سرنندیں لکھنؤ کے
نواب عبداللہ خاں صاحب بھی باغ عام کی
مسجد میں ملے تھے۔ سلاخہ میں ان ہی کے فرزند
سر مہاراج کشن پرشاد بہادر سے میری ملاقات
ہوئی تھی۔ دہلی دربار کے ایام میں یہ میرے
ہاں مہمان تھے۔ ان کی تنہد گزاری اور تلاوت
قرآن مجید کا مجھ پر بہت اثر ہوتا تھا۔ روزانہ
اخبار مہدم بھی لکھنؤ سے جاری کیا تھا۔ آج کل
حیدر آباد میں مقیم ہیں۔

۷۔ ارجح یکم نومبر شنبہ حیدر آباد
عثمانیہ دواخانہ بہن زاد کن کے ساتھ عثمانیہ
اسپتال میں گیا تھا۔ اور وہاں دوبارہ میرے
مردوں کی تصویریں لگی تھیں۔

عثمانیہ دواخانہ بہت بڑا اسپتال ہے
یہاں اسپتال کو دواخانہ کہتے ہیں۔ اسپتال
کے ڈاکٹر اپنے اپنے فن میں خاص قابلیت رکھتے ہیں۔
میری بیماریوں کی تکلیف بڑھتی جاتی ہے
اور اس کی وجہ میرے خیال میں ناموزوں
غذا اور بے شخص دوا ہے۔

ڈاکٹر شفا رام کی میری بستی اور درگاہ کے
قریب جنگ پورہ آبادی میں ایک شریف
کالستھ ہندو ڈاکٹر کنور بہادر صاحب رہتے ہیں

جن کو میں نے شفا رام لقب دیا ہے مصیبت
کے زمانے میں اکثر ہندو بے رنج ہو گئے جن
سے خاص تعلقات تھے مگر ڈاکٹر کنور بہادر
بڑے ثابت قدم رہے۔ میں نے ان کے
ذریعہ دہلی کے دفتر سے خط و کتابت کا سلسلہ
 جاری کیا ہے۔ وہ بہت کم فرصت آدمی ہیں
ان کا مطلب بہت بڑا ہے مگر میرے کام
کے لئے وقت نکالتے ہیں میرے خط و فحشا
پہنچاتے ہیں۔ اور دفتر کے خط مجھے روانہ کرتے
ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کی ڈاک اب دہلی میں
ردی سے زیادہ بے حقیقت ہو گئی ہے۔ مگر
یہ حالت عارضی ہے مسلمان قوم کی یہ حالت
ہمیشہ نہیں رہے گی۔

۸۔ ارجح ۲ نومبر اتوار حیدر آباد
نعیم صاحب زندہ ہیں کہ آج دہلی سے میرے
دفتر کے عبدالنعیم خاں صاحب کا خط آیا ہے
وہ زندہ ہیں۔ اور مصائب اٹھا کر پھر میرے
دفتر میں آ گئے ہیں۔ میں تو ان کی زندگی سے
ما بوس ہو گیا تھا۔ بارہ اگست ۱۹۰۷ء کو جب
میں حیدر آباد آیا تھا تو یہ رخصت لے کر اپنے
وطن فرخ آباد گئے تھے۔ اس کے بعد لاہور
ہو گئے۔ اور خیال کر لیا گیا کہ ان کو کسی نے مار ڈالا
مولانا عشقی نظامی بھی زندہ ہیں کہ مولانا
محمد اسماعیل عشقی نظامی کا ایک خط دہلی کے قتل
عام کے وقت ان کے وطن سمرائے حبیبیلہ
صلح بلند شہر سے آیا تھا۔ کہ ہمارے سترہ لکھے
شہید ہوئے۔ اس کے بعد سے کوئی خبر نہیں
آئی تھی اور میں بہت زیادہ بے قرار تھا۔

مسافر خانے میں رہتے تھے ان کا سامان لوٹ
لیا گیا تھا۔ مگر آج ان کا خط یہاں آیا تو بڑی
خوشی ہوئی۔ اور میں نے فوراً شکرا
کے دو نقل پڑھے۔

وہ ۳۲ برس سے میری خدمت کرتے ہیں
اور میرے قدیمی عابد زائد شب بیدار و نیند
میں ہیں۔ دن بھر حلال روزی کے لئے
محنت کرتے ہیں۔ اور رات بھر عبادت کرتے
ہیں۔ دست بکار دل بیاں ان پر صادق ہے۔
عید غدیرؑ آج شیعہ فرقت کی عید غدیر ہے
اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت بھی ہے۔
۱۹ رجب ۱۳ نومبر پیر حیدر آباد
درگاہ کی آمداد میں نے کوشش کر کے
چند دوا حیدر آباد کے ذریعہ پیر زادگان
درگاہ کو امداد بھیجی ہے۔ مختلف اوقات
میں چودہ سو روپے دواں تقسیم کر لئے ہیں۔
آج میری محنت زیادہ غروب لہجہ اورتیں
بہن زاد کن کے ساتھ دوبارہ عثمانیہ اسپتال
میں گیا۔ اور تیسری بار قارور سے وغیرہ کا
امتحان کیا گیا۔

راجہ رام کرن بہادرؑ راجہ دہم کرن بہادرؑ
کے فرزند راجہ رام کرن بہادر ملنے آئے تھے۔
نوجوان ہیں اور بادشاہ سے اپنے مورثوں کی
طرح بہت زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔

منشی محمود علی بدایونیؑ بدایوں کے منشی
محمود علی صاحب ملنے آئے تھے۔ چوہدری راجہ مہر
کشن پرشاد بہادر کے شیعہ فرزند نواب سلاخہ
خاں کے مکان میں رہتے ہیں۔ اور بچوں کو تعلیم
دینے کا کام کرتے ہیں۔ نواب اسد اللہ خاں
اور ان کے بھائی نواب حجت اللہ خاں کی تعریف
کرتے تھے کہ دونوں بھائی بہت نیک چلن
اور بہت محنتی ہیں۔

میں نے کہا۔ اسد اللہ خود سالی میں میرے
مرید ہوئے تھے۔ یہ اپنے بھائی نواب نصر اللہ
نصیر بار جنگ سے چھوٹے ہیں۔

مہاراج کی بیٹی کی کنوینس میں ہوئی میرا محمد علی کے ہاتھ

۲۰ رجب ۱۲۰۰ نمبر منگل حیدر آباد
 اخبار اتحاد کی نواب بہادر یار جنگ مرحوم
 کی بنائی ہوئی انجمن اتحاد المسلمین محل کفایت
 حیدر آباد میں مسلمانوں کی سب سے بڑی
 سیاسی انجمن ہے جس کے صدر سید قاسم
 رضوی صاحب ہی جو علی گڑھ کے تعلیم یافتہ میں
 بی اے پاس ہیں چھوٹا قد ہے لمبی ڈاڑھی ہے
 بہت سادہ لباس ہے۔ درویشانہ زندگی بسر
 کرتے ہیں بہت تیز اور بہت فصیح و بلیغ تقریر
 کرتے ہیں۔ حیدر آباد کے سب روزانہ اخبار
 ان کی انجمن کے حامی ہیں۔ پھر بھی ضرورت
 محسوس کی جا رہی تھی کہ انجمن کا ذاتی اخبار ہونا
 چاہیے اس لئے اتحاد کے نام سے انجمن نے
 ایک روزانہ اخبار جاری کیا ہے اس کا پہلا
 پرچہ بہت صاف اور عمدہ چھاپا ہے حالانکہ
 حیدر آباد میں کوئی روزانہ اور مفتہ وار اور
 ماہوار پرچہ صاف چھپائی کا نظر نہیں آتا۔ لیکن
 امید نہیں ہے کہ اتحاد کی چھپائی ہمیشہ ایسی
 ہی صاف رہے۔ کیونکہ بہت سی خامیاں ابھی
 ہیں جن کے نذرانہ کی طرف یہاں اخباروں
 کی توجہ نہیں ہے۔ بنیادی خرابی کا بیانیہ
 کی ہے جن کو ٹھیک لکھنے کا سلیقہ نہیں ہے
 اور وہ کاپی کی روشنائی بھی اچھی اور تازہ
 استعمال نہیں کرتے اور کاپی پتھر پر جملے کی
 خرابیاں بھی ہیں اور پروف کو دیکھتے اور سنگ سازی
 کرنے کا اچھا انتظام بھی نہیں ہے۔ اور بڑی
 خرابی یہ ہے کہ سب اخباروں کا کاغذ چکنا
 ہوتا ہے اور چھپائی کے وقت استر نہیں لگا
 جاتے اس واسطے رگڑ سے عبارت خراب
 ہو جاتی ہے۔
 مولانا حسین ثنیٰ بھلوانی شریف ضلع
 پٹنہ کے شہر بزرگ حضرت مولانا سید شاہ

محمد سلیمان چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے
 مولانا سید حسن ثنیٰ صاحب ندوی بھی اخبار
 اتحاد کے اسٹاف میں داخل ہو گئے ہیں
 امید ہے کہ ان کی تجربہ کاری سے اخبار کو
 فائدہ پہنچے گا۔
 ۲۱ رجب ۱۲۰۰ نمبر بدھ حیدر آباد
 عرس کی حضرت خواجہ حبیب علی شاہ
 صاحب حیدر آباد کے چشتی نظامی مشائخ
 میں ایک بڑا درجہ رکھتے تھے۔ میں نے اپنے
 بچپن میں ان کو دہلی میں دیکھا تھا۔ گورارنگ
 تھا۔ سفید نورانی ڈاڑھی تھی زرد لباس پہنتے
 تھے۔ حضرت شاہ سلیمان صاحب ندوی جیسے
 خلیفہ حضرت حافظ محمد علی صاحب خیر آبادی
 سے حضرت حبیب علی شاہ صاحب کو خلافت
 تھی۔ اب ان کے پوتے ثانی حبیب علی شاہ
 ان کی گدی پر ہیں اور کٹل منڈی حیدر آباد
 میں رہتے ہیں ان کی صورت دادا سے بہت
 سی ملتی جلتی ہے۔ ہر سال امیر شریف کے
 عرس میں دہلی آیا کرتے ہیں۔ اب میں حیدر آباد
 میں آیا تو انہوں نے اپنے ہاں عرس میں شرکت
 کا بلا دیا یہی مگر سواری نہ ہونے کے سبب
 جو دہلی میں سے حیدر آباد تک جانا دشوار تھا
 اس لئے عرس کی شرکت کی سعادت محروم ہوا
 روف منزل میں ہوں صحت ویسی ہی خراب
 ہے۔ تحریری کام جاری ہے دہلی سے خط
 آنے لگے ہیں۔
 ۲۲ رجب ۱۲۰۰ نمبر جمعرات حیدر آباد
 جنت پورن داس کی حیدر آباد میں بے شمار
 ہندو مسلمان فقرا رہتے ہیں ہندو درویشوں
 میں جنت پورن داس ایک بہت اچھے
 درویش ہیں۔ سفید لمبی ڈاڑھی ہے
 لمبا کرتا پہنتے ہیں بہت اچھی درویشانہ تقریر

کرتے ہیں۔ ہندوان کی بہت عزت کرتے ہیں۔
 شاہ نور اللہ حسینی کی حقیقتہ نظامیہ سلسلے
 کے نوجوان مشائخ میں ہیں۔ پہلے سیاسی کام
 بھی کرتے تھے اب تارک ہو گئے ہیں۔ بہت
 اچھی صورت اور سیرت کے درویش ہیں۔
 شاہ ولی اللہ حسینی کی حقیقتہ نظامیہ سلسلے کے
 مشائخ ہیں۔ میں ان کو ان کے بچپن سے
 جانتا ہوں چند سال سے سیاسی کام کرتے ہیں
 اور ہندو مسلمانوں میں بہت اچھا اثر پیدا کیا
 ہے۔ انجمن پیشوایان مذاہب قائم کی ہے
 جس کے ذریعے ہندو مسلم عیسائی سکھ پارسی
 اتحاد کی کوشش کرتے ہیں۔ اور سلطنت کا
 وفادار بناتے ہیں۔ بہت اچھی صورت اور
 درویشانہ لباس کے نوجوان ہیں۔ یہ معلوم
 نہیں کہ اپنے سلسلے کے درویشوں کا کام بھی
 کرتے ہیں یا نہیں۔
 اخبار امن نے انہوں نے اور صحت واسطے
 صاحب نے ایک مفتہ وار اخبار امن کے
 نام سے جاری کیا ہے۔ جس کو ہندو مسلمان
 اور سکھ مل کر مرتب کرتے ہیں یہ پرچہ راجا
 سے ترقی کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔ شاہ ولی اللہ
 حسینی صاحب اور صحت واسطے صاحب
 اس اخبار کے روح رواں ہیں۔
 ۲۳ رجب ۱۲۰۰ نمبر جمعہ حیدر آباد
 دُعا منزل کی بادی منزل کے دروازے کے
 پاس تین گروں کی ایک عمارت ہے۔ جس کے
 اطراف میں نشیب کی وجہ سے پانی بھر جاتا
 اور بہت سیل رہتی ہے۔ اس لئے میں نے
 اس مکان کے چاروں طرف ایک ہزار روپے
 کی لاگت سے سنگین چبوترہ بنوائے گا۔ ارادہ
 کیا ہے اور اس مکان کو دھما منزل کے نام
 سے اپنے قیام کی جگہ بنا چاہتا ہوں اور

اُن کو شائع کرنا مصلحت کے خلاف تھا۔ یہی طرح حیدر آبادی اشخاص کے کردار کو بھی لکھتا رہتا ہوں مگر معلومات کے لئے لکھتا ہوں۔ شائع کرنے کے لئے نہیں۔

مسٹر ٹیل کو خط لکھا کہ آج سردار بوجہ بھائی ٹیل کو انگریزی میں اپنی درگاہ کی حفاظت کی نسبت ایک خط بھجوا دیا ہے۔

۲۷ رجب ۱۲۸۰ نومبر ۱۸۷۱ء حیدر آباد نواب لیاقت جنگ ۱۲۸۰ء دن ہوئے نواب لیاقت جنگ بہادر وزیر قناس سے ملنے گیا تھا اور اُن کے سفر نامے یورپ و امریکہ کو پڑھنے کے بعد خود اُن کے پاس جا کر داد دی تھی۔ میرے خیال میں یورپ اور امریکہ کی مصلوٹا اس سفر نامے میں بہت زیادہ ہے اور لکھنے کا انداز بھی بہت اچھا ہے۔

نواب حسن یار جنگ بہادر ۱۲۸۰ء خاندان پٹھان کے مشہور امیر نواب حسن یار جنگ بہادر سے ملنے گیا تھا جو عوام و خواص دونوں میں مقبول ہیں اور خدمت خلق کے اچھے اچھے کارکن رہتے ہیں۔ بیگم ولی الدولہ ۱۲۸۰ء حیدر آباد کی عورتوں میں نواب ولی الدولہ بہادر مرحوم صدر اعظم حیدر آباد کی بیگم صاحبہ غیر معمولی عقل رکھتی ہیں۔ میں نے حیدر آباد کی عورتوں میں بلکہ کہنا چاہئے کہ ہندوستان کی مسلمان عورتوں میں ان سے زیادہ سیاسی اور مجلسی عقل و دانش کسی عورت میں نہیں پائی۔ میں جب حیدر آباد آتا ہوں اُن سے ملنے جاتا ہوں اب بھی ملنے گیا تھا اور انھوں نے ازراہ مسافر نوازی اپنے عالی شان مکان میں جگہ دینے کی خواہش کی تھی اور خواجہ بانو نے بھی میرے ساتھ جا کر یہ مکان دیکھا تھا مگر سیاسی مصلحت کے سبب میں نے وہاں جانا مناسب

نہیں سمجھا کیونکہ بیگم صاحبہ نواب قبال الدولہ مرحوم قادر الامر مرحوم کے چھوٹے بیٹے نواب ولی الدولہ کی بیوی ہیں اور اس پائیکہ کے سیاسی مقدمات چلتے رہتے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کسی ایسی عکبر رہوں جہاں شبہات پیدا ہوں۔ ورنہ یہ مکان اتنا اچھا ہے کہ میں اس کو جنت کا ایک باغ سمجھتا ہوں۔

۲۸ رجب ۱۲۸۰ نومبر بدھ حیدر آباد دو دن کی عمر ۱۲۸۰ء کی عمر کے صرف دو دن باقی رہ گئے ہیں۔ تیس یا انیس ماہ حج کو یہ سال دنیا سے رخصت ہو جائیگا اور کسٹلہ پیدا ہو جائے گا۔ میں ایک ایسا انسان ہوں جس کو خدا کے فضل سے کائنات کی ہر چیز میں خدا کا جلوہ نظر آتا ہے اور ہر چیز کی ابتدا اور انتہا کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن اپنی ابتدا کو تو جانتا ہوں اور انتہا کو نہیں جانتا کہ میری زندگی کی انتہا کب ہوگی اور کیسی ہوگی اور کہاں ہوگی جس انقلاب میں آجکل مبتلا ہوں وہ بھی چند روزہ ہے۔ بیماری کی شدت بڑھتی ہے تو اپنے پیارے مریدانہ ہم عمر مرید خواجہ راجہ پھمادینڈی نظامی سے کہتا ہوں کہ اگر میری حیات آباد میں مر جاؤں تو مجھے اپنی زمین میں دفن کرنا اور دلی میں اپنے دفتری محلے کو لکھتا ہوں کہ میں بہت جلد دہلی آ جاؤں گا۔ تاکہ وہیں مردوں اور وہیں قبر بنے۔

حضرت حاجی میاں صاحب ۱۲۸۰ء کو چنڈت دلی کے مشہور بزرگ حضرت حاجی میاں صاحب چشتی فخری اپنے بھائی مولانا احمد میاں کے ساتھ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ میں بھی ان کے پاس جاتا ہوں وہ بھی مجھ سے ملنے آتے رہتے ہیں۔ دہلی کے مشائخ میں ان کا وجود بہت

غنیّت ہے ان کے پاس روزانہ سیکڑوں عورت مرد ہندو مسلمان دعا تعویذ کے لئے آیا کرتے تھے اور سلطنت آسام میں بھی ان کے بہت مرید ہیں اور ان کا ایک بڑا مکان بھی وہاں ہے۔

شادی ۱۲۸۰ء دہلی کے ایک ممتاز شہزادے مرزا اکبر سلطان صاحب حیدر آباد میں ملازم ہیں ان کے لڑکے کی شادی میں بچوں کے ساتھ گیا تھا۔ بڑے بڑے نامور امرا بھی شریک ہوئے تھے جن سے اُن کی وقعت اور سوخ کا اندازہ ہوا۔ شادی کی مراسم میں دہلی کی شہر نظر آگئی۔

۲۹ رجب ۱۲۸۰ نومبر جمعرات حیدر آباد میں اب تو خط آنے لگے کہ خدا کا شکر ہے کہ ہندوستان کے اور پاکستان کے تقریباً تمام مریدوں کے خط آنے لگے ہیں۔ صرف احمد علی نندریلی نظامی اور اُن کے خاندان اور مولوی رحمت اللہ نظامی سراب ضلع لہیاناہ کی سلامتی ابھی تک معلوم نہیں ہوئی ہے۔ حکیم منظر شاہ نظامی لاہور میں اطلاعات کا بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور کراچی سندھ میں غلام احمد نظامی بھی اطلاعات کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ڈہاکہ اور کلکتہ اور برہما اور سیام اور جنوبی افریقہ اور مشرقی افریقہ کے مریدوں کے خط بھی آگئے ہیں اور مجھے ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا ہے اور ان سب کو مطمئن کرنے کے لئے خطوط لکھ رہے ہیں۔

۳۰ رجب ۱۲۸۰ نومبر جمعہ حیدر آباد فخر رازی کی وفات ۱۲۸۰ء کمپا لامشرقی افریقہ سے علی احمد نظامی نے خبر بھیجی ہے کہ مشرقی افریقہ کی نظامیہ جماعت کے صدر ڈاکٹر فخرالکنا رازی نظامی نے قلب کی حرکت بند ہو جانے سے وفات پائی میں نے فوراً تعزیت کا خط لکھا

کے ذریعے بھیج دیا۔ مرحوم پنجاب کے رہنے والے تھے۔ اور میرے پرانے مریدوں میں تھے اور بہت اچھی خدمت تبلیغ اور تنظیم کی انجام دیتے تھے ان کی ایک بیوی جالندھر پنجاب میں ہیں معلوم نہیں ان پرادران کی لڑکی حفیظہ نظامی پر کیا مصیبت پڑی ہوگی اور ایک بیوی اور بچے افریقہ میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور پس ماندوں کو مہر دے۔ روزنامہ چوں کی فہرستیں، ماسوائے شاہ نظامی میرے پرانے روزنامہ چوں کی فہرستیں مرتب کر رہے ہیں۔ ۱۹۲۷ء کے روزنامہ چوں کی فہرست تیار کر دی ہے۔ ان کو اس کام میں بہت اچھا سلیقہ ہے۔

ہادی منزل، آج حسب عادت رؤف منزل سے ہادی منزل میں جمعہ کی نماز کے لئے آیا تھا۔ بہت سے مرید اور احباب بھی ملنے آئے تھے۔ نماز اعلیٰ حضرت کے ساتھ بارگاہ کی مسجد میں پڑھی تھی آج بھی اعلیٰ حضرت نے مجھ سے کچھ دیر باتیں کیں تھیں۔ ختم سال کی دعائیں آج رات کو رؤف منزل میں ختم سال یعنی ۱۳۴۷ھ کے ختم ہونے کی دعائیں پڑھیں تھیں۔ اور سال بھر کے گناہوں سے توبہ کی تھی اور آئندہ سال کے عبادتوں خدا سے مانگی تھیں اور آئندہ سال کی برائیوں سے خدا کی پناہ بھی طلب کی تھی۔ یکم محرم ۱۳۴۷ھ ہجری ۱۵ نومبر ۱۹۲۷ء سنہ حیدر آباد نیا سال آج ہجرت کا نیا سال شروع ہوا پڑوس میں ہوں۔ مسافر ہوں۔ مہاجر ہوں۔ اچھا مکان ہے۔ اچھا مقام ہے۔ اچھا شہر ہے۔ اچھا ملک ہے۔ اچھی حکومت ہے۔ پھر بھی دل درد رہا ہے۔ خیال آبدیدہ ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے مکرور انسان۔ جن میں سے

مسلمان بھی ہیں پریشان ہیں اور حیران ہیں۔ آسمان کو دیکھتے ہیں اور چپ ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کو اس براعظم ہندوستان میں اپنی سلامتی کا یقین نہیں رہا ہے۔ ورنگل کے مرید، سلطنت حیدر آباد کے مشہور شہر ورنگل میں میرے بہت مرید ہیں آج ان میں سے تین مرید مجھ سے ملے اور سال گرہ کی مبارک باد دیتے آئے ہیں۔ ایک محمد افضل نظامی پیش امام ہیں۔ دوسرے محمد عبدالغفور نظامی۔ تیسرے محمد عبدالکریم نظامی۔

استحارہ، کل رات کو سالانہ عبادت کے لئے بہت دیر جاگ تھا۔ اور آئندہ سال کے لئے استحارہ بھی کیا تھا۔ سب کے لئے دعائیں بھی مانگیں تھیں۔ خواب بھی اچھے اچھے دیکھے تھے۔ اور آئندہ سال کی بہت اچھی باتیں بھی حاصل کیں تھیں۔ میرے استخارے شیعہ فرتے جیسے نہیں ہوتے بلکہ اولیاء اللہ کے فرمودہ طریقوں کی موافق ہوتے ہیں اور ان کا جواب بھی عموماً صاف اور ایسا صاف ہوتا ہے کہ تاویل کی گنجائش نہیں رہتی۔

آج دن بھر رؤف منزل میں رہا۔ بخیر کام بھی کیا۔ آرام بھی۔ طعام بھی۔ اور تصور بھی۔ ۲ محرم ۱۶ نومبر اتوار حیدر آباد ۶۷ ویں سال گرہ، آج میری سال گرہ ہے۔ ۱۷ برس سے ۶۷ برس کی عمر میں کم رکھا تہنیت گزارا، صبح رؤف منزل میں خواجہ راجہ بھاریدی نظامی اور ان کے لڑکے اور ناسوتی شاہ نظامی اور کریم اللہ نظامی مبارکباد دینے آئے تھے۔ راجہ صاحب اور ناسوتی شاہ بھل اور نذر بھی لائے تھے۔

ہادی منزل، دس بجے ہادی منزل میں گیا تھا۔ وہاں ورنگل کے مرید بھول لائے تھے اور نذر میں بھی دس تھیں۔ حسین اور علی کی بیویوں نے پھول پہنائے تھے۔ سید سعید نظامی کی انگریزی بیوی نفیس نظامی نے ایک عمدہ شال نذر کی تھی۔ گھر میں واپس آیا تو خوربانو اور روحہ اور کوثر اور امت المیتین نے پھول پہنائے تھے۔

بہزاد دکن، مولوی فیاض الدین نظامی اور ان کی اہلیہ اور بچے بھی تہنیت کے لئے آئے تھے۔ اور پھول پہنائے تھے۔ بہزاد دکن نے نفرتی بندھن کے ساتھ ۳ عمدہ تاریکی کتابیں نذر کیں تھیں۔ یہ بہت اچھا شگون تھا۔

حمن آرا، بشیر النساء حمن آرا بیگم اور ان کے شوہر میرزا مینس صفا من علی بھی آئے تھے۔ پھول پہنائے تھے۔ نذری تھی۔ خوش حال شاہ نظامی بھی آئے تھے اور نذر اور خوشبو کی بتیاں لائے تھے۔ حسین اور علی اور ان کی بیویاں اور سب بچے بھی ہادی منزل سے آئے تھے۔ ان سب کو اور خوربانو اور ان کے شوہر اور بچوں کو اپنے آس پاس دیکھ کر مجھے بے حد مسرت ہوئی تھی۔ اور خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کیا تھا۔ محمد ریاض الدین کا کی شاہ نظامی نے پیٹھے کا مرہ بھیجا تھا۔ سید ابن عربی اور ان کے بچوں نے بھی خوشی منائی تھی۔

۳ محرم ۱۷ نومبر پیر حیدر آباد ہادی منزل، آج بھی بہزاد دکن کی موٹر میں ہادی منزل گیا تھا۔ جہاں یاران ان چبوترہ ہوا رہا ہوں تاکہ اہل سلسلہ کے ساتھ وہاں بیٹھ کر کچھ دیر ذکر خیر کیا کروں۔ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے

پیر زادوں کی امداد کے لئے جو کوشش کر رہا ہوں آج اس کے لئے سید سید نظامی سے بھی بات کی تھی۔

مہر جہاں نظامی کی زوجہ کی محبوب بانو نظامی کی چہرہ نے بہن مہر جہاں نظامی کو خدا سے بیٹی عطا فرمائی ہے۔ اس خبر سے بہت خوش ہوئی۔ روزہ نمائے کی فہرست کی چونکہ سال ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۷ء تک روزنامہ چوں کی الگ الگ جلدیں شائع کرانی ہیں۔ اس لئے ان کی فہرست تیار کر رہا ہوں۔ زید اور حسن بھی کام کر رہے ہیں۔ مگر سب سے عمدہ کام ناسی قی شاہ نظامی کا ہے۔ جنہوں نے جنوری ۱۹۲۶ء کے روزنامہ چوں کی فہرست تیار کر کے مجھے دکھائی۔ بہت دل پسند ہے۔

کل ناسی قی شاہ سال گرہ کا منظوم قطعہ بھی لائے تھے۔ بہت خوب لکھا ہے۔

۴ محرم ۱۸ نومبر منگل حیدر آباد حضرت بابا صاحب کی نیاز ہے آج میرے گھر میں خواجہ بانو۔ اور جوہر بانو اور شاہ بانو اور مرزا سہراب شاہ نے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی سالانہ نیازیں دلوائیں تھیں۔ ورنجل کے مرید گلبرگہ شریف کی زیارت کر کے واپس آ گئے۔ آج وہ بھی مٹھائی لائے تھے۔ اور میں نے حضرت بابا صاحب رحمہ کی نیاز دی تھی۔

بہت روایا آج رات کو حضرت بابا صاحب کی اس نیاز کا خیال آیا جو دہلی میں ہوا کرتی تھی تو مجھے رونا آ گیا اور میں دیر تک روتا رہا۔ شاہ بانو نے دہلی کے رواج کی موافق مٹھی کھجڑی پکائی تھی۔ میں نے یہ لذیذ تبرک کھایا اور تصور کے ہوائی جہاز میں دہلی بھی گیا اور پاکپتن شریف میں بھی حاضر ہوا۔

حیدر آباد میں عرض کی حضرت شاہ صاحب حسینی صاحب سجادہ نشین حضرت شمس المصطفیٰ صاحبہ کے ہاں حضرت بابا صاحب رحمہ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ گزشتہ سال شریک ہوا تھا۔ اس سال بھی دعوت نامہ آیا تھا مگر سبب سے نہ ہونے کے سبب حاضری سے محروم رہا۔

۵ محرم ۱۹ نومبر بدھ حیدر آباد دوسری نیاز ہے آج حضرت بابا صاحب کی دوسری نیاز دلوائی تھی۔ اور دعائیں لکھیں تھیں۔ تحریری کام ہے آج بہت سے خطوط آئے تھے اور میں نے ان کے جواب لکھے تھے۔

دہلی کی خونی داستان کی گزشتہ اور موجودہ انقلاب ہند کی تاریخ لکھنے شروع کر دی ہے جس کا نام دہلی کی خونی داستان رکھا ہے۔

غدر ۱۹۲۷ء کی عام بول چال کے لئے غدر ۱۹۲۷ء کی طرح نئے برس کے بعد اس قبل عام کا نام غدر ۱۹۲۸ء رکھا ہے۔

کپڑوں کے پارسل آج دہلی سے مستعمل کپڑوں کے دو پارسل آئے ہیں۔ کیونکہ ہم سب کے کپڑے دہلی میں تھے جن کے نہ ہونے سے بہت تکلیف تھی۔

مکتوبات غدر ۱۹۲۷ء کی جو خطوط غدر ۱۹۲۷ء کی نسبت میرے پاس آتے رہتے ہیں۔ ان کو ایک کتاب کی صورت میں شائع کرنا چاہتا ہوں۔ جس کا نام مکتوبات غدر ۱۹۲۷ء رکھا ہے۔ اور ترتیب کا کام شروع کر دیا ہے تاکہ وہی حصہ شائع ہو جس میں کچھ کام کی بات ہو۔

دورہ آج رات کو دل کا دورہ ہوا تھا ساری رات بے چین رہا۔

۶ محرم ۲۰ نومبر جمعرات حیدر آباد نیم جان کی رات کے قبلی دورے کے سبب کمزوری بہت ہے اور جسم نیم جان ہو گیا ہے ہزاروں گنٹے آئے تھے۔ احیاء العلوم کی ایک جلد دے گئے تھے۔ میں نے تحریری کام بھی کیا تھا۔ حضرت اویس قرنی رحمہ اور حضرت خواجہ حسن بھری رحمہ کے تذکرے پڑھے تھے۔ چہل قدمی کی تھی۔

۷ محرم ۲۱ نومبر جمعہ حیدر آباد ہادی منزل کی صبح ہزاروں اپنی موٹر میں ہادی منزل لے گئے تھے۔ پٹرول بند ہو گیا ہے۔ سارے شہر کے موٹر والے پریشان ہیں۔ ہادی منزل میں بکثرت اہل سلسلہ جمع ہوئے تھے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی ہر جمعہ کی محفل کھانے پکوانے آتے ہیں۔ آج بھی لائے تھے۔ اور دو ایس بھی لائے تھے اور چاندی کا ایک بڑا اور قدیمی چراغ بھی لکھا لائے تھے جس پر امرا کندہ ہیں۔ جمعہ کی نماز فتح میدان کی مسجد میں پڑھی تھی۔ اس مسجد کے امام بڑی عمر کے ہیں۔ مجھ سے ملے تو میں نے کہا یہ نجد پڑھتے ہیں۔

خواجہ بانو کے ساتھ بیگم ولی الدولہ بہادر سے ملے گیا تھا۔ ان کا مکان نہایت خوبصورت ہے۔ خاص کر اس کا باغ بے مثل ہے۔

مجلس کی شام کو سید ناصر شاہ یار جنگ کے مکان پر مجلس میں گیا تھا۔ مدللانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی کا بہت اچھا بیان سنا تھا۔

نیاز ہے آج میرے ہاں حضرت قاسم کی نیاز ہوئی تھی حکیم خسرو شاہ نظامی نے نیاز کا حکیم بھیجا تھا۔ آج میرا دل دہلی کی یاد میں بہت بے قرار ہے۔

۸ محرم ۲۲ نومبر مشہور حیدر آباد سرکاری اجازت، حیدر آباد سے منادی جاری کرنے کی نسبت ایک خط ہوم سکریٹری حکومت حیدر آباد کا آیا ہے۔ اس لئے آج دن بھر منادی کی ترتیب میں مصروف رہا۔ مگر ابھی کاغذ اور کتابوں اور چھاپائی کا بندوبست نہیں ہوا ہے۔ بعین الفلم نفیم صاحب کو دہلی کے دفتر میں لکھا ہے کہ وہ دہلی میں کتابت و طباعت کا انتظام کریں اور اخبار تیار کر کے دہلی سے شائع کر دیں۔ اور زائد نقد دھچانی جائے تاکہ حیدر آباد کے لئے خریداروں کے لئے ہوائی جہازیں اجا ہر ہفتے آتا رہے۔

حکیم سراج الدین خاں صاحب آج شام کو دہلی کے مشہور حکیم خان صاحب حکیم سراج الدین خاں صاحب مجھڑیٹ، مولوی محمد کرم اللہ صاحب کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ یہ بھادشاہ بادل شاہ کے نامور مہما حکیم احسن اللہ خاں کے پوتے ہیں۔ اور دہلی کی حکومت میں بڑی عزت رکھتے تھے بہت پریشان ہو کر عورتوں کے ساتھ ہوائی جہاز میں یہاں آئے ہیں۔

وہ گئے تو میں نے مغرب کی نماز پڑھی تاکہ بعد دہلی کی یاد نہ سنا یا۔ دیر تک روتا رہا۔

۹ محرم ۲۳ نومبر آوار حیدر آباد بہزاد دکن کا ایثار، بہزاد دکن کو سات دن کے لئے ۳ گیلن پٹرول ملا ہے۔ انہوں نے دو گیلن مجھے دے دیا۔ اور خود سائیکل پر سفر کیا۔ یہ بہت بڑا ایثار ہے۔

ہادی منزل، آج بہزاد دکن کے ساتھ ہادی منزل میں گیا تھا۔ راستے میں محنت منزل

میں حکیم سراج الدین خان صاحب سے ملے گئے۔ اور اپنی بیماری کی نسبت لمبی مشورہ بھی کیا تھا۔ علاج کے میں نے ڈاکٹری دوا بہزاد دکن کی لائی ہوئی استعمال کی تھی۔ مگر باز میں آج کل ڈاکٹری دوا میں کیا ہوا نہیں ہیں۔ اس لئے ڈاکٹری دوا ترک کر کے حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا استعمال کر رہا ہوں۔

حضر شہ کی نیاز، دہلی میں آج کی شام درگاہ کے سب گھروں میں پراگھوں اور شکر پر نیازیں ہوتی ہیں۔ اس لئے خواجہ بانو نے بھی آج دہلی کی طرح پراگھے پکائے تھے۔ حسین اور علی اور ان کی بیوی بچے بھی ہادی منزل سے روف منزل میں آئے ہیں۔ حضرت شاہ کی نیاز میں سب چوڑے بڑے شریک ہوئے ہیں۔ نیاز دی۔

نیاز کا گھانا، آج ہادی منزل میں بادشاہ نظامی کا بیہوشانہ نیاز کا گھانا کھایا تھا۔ بہت لذیذ تھا۔

میرزا اسرار شاہ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ محرم دیکھنے حیدر آباد گئے ہیں۔ اس لئے آج شام کو نیاز کا گھانا خواجہ بانو نے خود پکایا۔ میں ریڈیو میں ہر شہر کی مجالس محرم کا پڑھا سنتا رہتا ہوں۔

حد بانو اپنے شہر اور دیور کی لڑکیوں کے ساتھ محرم کوئے میر محبوب علی صاحب دہلوی کے ہاں گئیں ہوئیں ہیں میر محبوب علی ان کے شوہر کے خالو ہیں۔

میں آج شب محرم کے سبب رات بھر بیدار رہا اور مسلمانوں کی مصیبت دور ہونے کی دعائیں مانگیں۔

۱۰ محرم ۲۴ نومبر سپر حیدر آباد عشرہ، آج محرم کا جلوس دیکھنے کے

لئے میرے سب بچے حیدر آباد چلے گئے۔ پھر میں فقط میں اور خواجہ بانو اور نوکر شکیانی ہیں۔ میں دن بھر اسلامی تاریخ اور واقعات کو نظر مٹا رہا۔ اور منادی کے مضامین بھی لکھے۔ اور الواح اسرار ذکر الہی بھی لکھیں۔ عمر کے کی تکلیف زیادہ رہی۔ شام کو نوکر اور بچے جلوس دیکھ کر واپس آئے۔ میں نے دہلی۔ لکھنؤ۔ لاہور حیدر آباد کے ریڈیو سے محرم کے پروگرام سنے۔ اور رات کے گیارہ بجے تک تحریری کام کیا۔ پھر عشرہ محرم کی دعائیں صبح تک پڑھیں۔ اور آج بھی شب بیداری کی سعادت حاصل کی۔

۱۱ محرم ۲۵ نومبر منگل حیدر آباد صدر کی والپی، آج مولانا سید قاسم رضوی صاحب صدر اتحاد المسلمین دہلی سے حیدر آباد میں واپس آئے۔ اور بعد مغرب انجن کے مکان دارالسلام میں تقریر کی۔ سید ابن عربی نے واپس آکر مجھے کاکا سنایا۔ اور تقریر کا خلاصہ بھی بیان کیا۔

تحریری کام، آج میں دن بھر تحریری کام میں مشغول رہا۔ خطوط بھی لکھے۔ اور روزنامہ بھی لکھا جو دو جہینے سے نہیں لکھا تھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی ملے آئے تھے۔ ان کے لڑکے حسن اقبال نظامی روزانہ آتے ہیں۔ آج ہی آئے تھے خوش اقبال نے پاؤں دبائے اور میں خوب سو یا۔ رات کو سب کے ساتھ ریڈیو پر سنیں۔ اور ۱۱ بجے رات تک تاسخ بنی امتیہ پڑھی پھر سو گیا۔ ۱۲ بجے بیدار ہوا۔

۱۲ محرم ۲۶ نومبر بدھ حیدر آباد سوئم، آج محرم کی بارہ ہے اور شہید

سوم ہے جس کو حیدر آباد میں زیارت کہتے ہیں۔
نعمت علیؒ آج میرے بہت پرانے دوست
نعمت علیؒ ملے آئے تھے۔ یہ جھانسی کے رہنے
والے ہیں۔ ۱۹۱۷ء میں حضرت نظام الدین
ریلوے اسٹیشن پر اسٹین ماسٹر تھے۔ اور
روزانہ مجھ سے ملا کرتے تھے۔ آج کل گوالیار
کی جیل میں لڑکے ہیں۔ انھوں نے لڈیو
زندگی کے وہ حالات سنائے جن کو بھول
گیا تھا۔ اُن سے مل کر ایسی خوشی ہوئی گویا
دیکھ لی۔

قاضی بشیر الدینؒ آج میرے والے قاضی
بشیر الدین صاحب ملے آئے تھے۔ ۱۹۱۷ء
میں جب میرا قیام میرٹھ میں تھا اور اخبار
توحید کی ایڈیٹری کرتا تھا تو یہ ترکی کے
طبی مشن سے واپس آئے تھے۔ اور میں
نے ان کے استقبال کا بہت بڑا کام کیا تھا
آج انھوں نے بتایا کہ وہ ریاست مانا دور
کا ٹھیکوڑا میں ملازم ہو گئے تھے۔ اس کے
بعد انہوں نے وہ حالات سنائے جو کسی سے
معلوم نہ ہو سکتے تھے۔ نواب صاحب
کی گرفتاری کے وقت یہ ان کے پاس موجود
تھے۔ اور پھر اُن کے ساتھ راج کوٹ گئے
تھے۔ اور جب نواب صاحب کو جام نگر میں
لے جا کر نظر بند کر دیا گیا تو یہ بمبئی گئے اور
بمبئی سے حیدر آباد آ گئے۔ بالوے کے کرد
پتی مینوں کا ذکر کرتے تھے کہ دس بارہ کروڑ
روپے ان مینوں کے لٹ گئے۔

نعمت علی صاحب کے بعد قاضی صاحب
سے بھی آج مل کر مجھ کو قدیمی زندگی یاد آئی
اور پیاری ریاست مانا و دوسرے پیارے
نواب صاحب کے حالات معلوم ہوئے جن
کے معلوم کرنے کے لئے بہت بے قرار تھا

میں نے مانا و دوسرے ایک ایک آدمی کا نام لے کر
حال پوچھا اور دل کی حالت رنج و غم سے
دگرگوں ہو گئی۔

خواجہ راجہؒ آج خواجہ راجہ ریڈی نظامی
اور بدر الدین نظامی بھی ملے آئے تھے۔ میں
آج کل خواجہ راجہ کی لائی ہوئی مسہری اور سمن آرائیم
کی دی ہوئی چھروائی میں چھروں اور بیداریوں
سے پناہ حاصل کرتا ہوں۔

نیاز کی بیٹی روٹیاںؒ کل محرم کی نیاز
کی بیٹی روٹیاں ہزار دکن اور خوش اقبال
نظامی کے ہاں سے آئیں تھیں۔ آج میں نے
کھائیں۔ ہزار دکن نظامی کی بیوی نے اسی
لذیذ روٹیاں پکائی ہیں کہ میں نے ساری عمر
ایسی مزے دار بیٹی روٹی نہیں کھائی تھی۔

یہ دونوں میاں بیوی نئی معاشرت کے
صاحب لوگ اور میم صاحب ہیں۔ اور قدیمی
معاشرت کے شاہ صاحب اور پیرانی ماں
بھی ہیں۔ صوم و صلوة کے پابند اولیاء اللہ
کی تلقین کے حامل اور قومی جذبات سے
بھرپور ہیں۔ مجھے ایسے مریدوں پر فخر ہے
خدا کے سامنے جاؤں گا تو تحت رب العزیز
کے آگے سر جھکا کر کہوں گا۔ انہم عبادک
الصابحین یہ ہیں تیرے نیک بندے
ان کی شفاعت سے میرے گناہ بخش دے
کہ میں پہنچتا تھا اور کچھ نہ تھا۔ اور یہ مرید
کہے جاتے تھے۔ مگر عمل میں مجھ سے اچھے تھے۔
صلح کی خبرؒ شام کو حسین اور علی ملے آئے
اور خبر سنائی کہ حیدر آباد اور دہلی کی حکومت
میں صلح ہو گئی ہے۔ اور حیدر آباد کی آزادی
اور عزت کی مواقع صلح ہوئی ہے۔ اور حیدر آباد
کے فساد کے اندیشے دور ہو گئے ہیں۔

۱۳ محرم ۲۷ نومبر جمعرات حیدر آباد
ہادی منزلؒ آج صبح روف منزل سے
ہادی منزل میں آ گیا۔ ہزار دکن نظامی نے
اپنی موٹر میں پہنچایا۔ اور میں نے دُعا منزل
کا اقتلح کیا۔ دُعا منزل ہادی منزل کے
دروازے کے غروب میں ۳۴ مکروں کا ایک
مکان ہے جس کے دو طرف میں نے ایک
چوترا بندہ پایا ہے جس کا نام یاران چوترا
رکھا ہے کیونکہ حضرت خواجہ نظام الدینؒ دلیا
نے ہی ۹ چوتراے یاران چوترا کے نام سے
بندائے تھے۔ میں اس تاریخی نام کو زندہ
کرنے کے لئے یہاں حیدر آبادی مریدوں
کے ساتھ بعد مغرب یاد دہا کیا کروں گا۔ اور
اس مکان کا نام دُعا منزل بھی اسی سوغ
سے رکھا ہے کہ یہاں دُعا کی مجلسیں ہوا کرتی
آج میں نے کچھ دیر تحریری کام کیا۔ پھر
خوش اقبال شاہ نظامی نے بدن دیا اور
میں خوب سو یا۔ یہاں نئی اور سیل زیادہ ہے۔
منشی عبدالقدیر صاحبؒ دہلی کے
ایک جہاز شنسی عبدالقدیر صاحب ساکن سنبھل
کوکل سے لوکر رکھا ہے۔ تحریری کام ان کے
سپر دیا ہے۔

ریڈیوؒ شام کو حسین روف منزل سے
ریڈیو لائے اور میں نے خبریں سنیں کہ کشمیر کی
کوئی خبر نہیں آئی۔ رات کو ہادی منزل
کے نیچے کے کمرے میں سو یا تھا۔ سیل اد
نئی بہت تہی سردی لگی۔ اور اعصاب پر لڑ
ہوا۔ کیونکہ یہاں دھوپ نہیں آتی۔ اور کمرہ
پھاڑے ملا ہوا ہے۔ اس لئے خشکی اور
نمی زیادہ ہے۔

۱۴ محرم ۲۸ نومبر جمعہ حیدر آباد
نئیؒ کل رات کو نمی اور خشکی کی وجہ سے جسم

اگر گلیا۔ نیند کم آئی۔ ۴ بجے سے پانچ تک چہل قدمی کرتا رہا۔ پھر دعا منزل میں کام شروع کیا جو تیرہ باران کا کام دو دن سے بند ہے۔ حکیم خسرو شاہ نظامیؒ حسب معمول حکیم خسرو شاہ نظامی مجھے کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ مرغ کا قورمہ۔ کدو اور گاجر کی اہلی ہوئی لائے تھے۔ نبض بھی دیکھی تھی۔ سلیم صدیقی صاحب آیت نصرت من اللہ وفتح قریب جو نے کتنی پر بہت نفیس لکھ لائے تھے۔ ناسو بی شاہ نظامی پیلے لائے تھے خواجہ راجہ بھاریدیؒ وغیرہ بھی آئے تھے مولوی مرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست مہاراجہ بہادر بھی ملے آئے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی آئے تھے۔

جمعہ کی نماز کے بارغ عام کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی تھی۔ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دہلی کی درگاہوں اور درگاہ احمدیہ شریف کے حالات دریافت کئے تھے اور میں نے تازہ معلومات کی بموجب کیفیت بیان کی تھی۔ بعد نماز سب بچوں کے ساتھ کھانا کھایا تھا۔ شام تک جمعہ کے ملاقاتی جوق جوق آتے رہے تھے۔ رات کو نیند اچھی آئی تھی۔ بالافانہ آج بڑی بہودل آرا بازا اور منجھلی بہو علی بانو نے مل کر میری خواب گاہ کا انتظام بالافانہ پر کیا تھا۔ اور ریڈیو بھی وہاں لگایا تھا جس کی وجہ سے مجھے بہت آرام ملا تھا۔

آج میں نے بہت سے خطوط کے جوابات لکھے تھے۔

۱۵ مارچ ۲۹ روزمہ شنبہ حیدر آباد بارغ عام کی صبح کی نماز کے بعد بارغ عام کے اندر چہل قدمی کے لئے گیا تھا۔ شیر سب سوئے تھے

ایک اندھا شیر تسبیح ہاتھ میں لئے جاگتا ہوا وہاں گیا اور کچھ دیر کے بعد ہادی منزل میں آگیا شیر مال اور پیسے کا ناشتہ کر کے دعا منزل میں تحریری کام شروع کیا۔ بہت سے خطوط آئے۔ فوراً جوابات لکھے۔ معائنہ بھی لکھے۔ کتاب بھی پڑھی۔ بہزاد دکن فیاض الدین نظامی بھی ملے آئے تھے۔ روف منزل سے زید پاشا ملے آئے تھے۔ رات کو کھانا نہیں کھایا تھا۔ کیونکہ بخار ہو گیا تھا۔ رات کو نیند صاف رہی چار بجے بیدار ہوا۔

آسمان کا خفیہ ہتھیار آج آسمان کا خفیہ ہتھیار اعلان تیار کیا تھا۔ خوش اقبال نظامی بعد مغرب ملے آئے تھے۔ سید ذہین نظامی بھی آئے تھے۔ صدر اتحاد المسلمین مولانا سید قاسم رضوی نے بعد مغرب تقریر کی تھی۔ لاکھوں آدمیوں نے سنی تھی۔ ہادی منزل کے سامنے گھرے لگاتے ہوئے مسلمان گزرے تھے۔

سیٹھ محمد ابراہیمؒ آج مدراس سے سیٹھ محمد ابراہیم صاحب ہوائی جہاز سے آئے ہیں سکندر آباد میں ٹھہرے ہیں۔ میرے پاس دو گھنٹے ٹھہرے بہت دیر بات چیت ہوئی میرے قریبی مخلصین خاص میں ہیں۔

۶ مارچ ۳۰ روزمہ اتوار حیدر آباد نئی تسبیح آج تہی کے وقت خیال آیا کہ سودا نے کی تسبیح قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ قرآن میں چالیس کے عدد کا ذکر ہے۔ اور حدیث میں ستر کے عدد کا ذکر ہے۔ صدیقیوں نے لفظ چلہ اربعین سے لیا ہے۔ اور دس کے عدد کی نسبت یہی قرآن نے عشرہ کاملہ لفظ استعمال کیا ہے۔ لہذا تسبیح

چالیس دانے کی ہونی چاہئے۔ سرگزشت ہمدان منزل میں دن بھر کام کیا ڈاکٹر براک کے عبدالرشید نظامی سے کتابیں خریدیں مال الملک ائی۔ بازار کی فہرست کو چک کیا۔ بہزاد دکن اور طبیبہ کالج کے پروفیسر حکیم عبد علی صاحب ملے آئے۔ خوش اقبال دکن بادام لائے۔ کلونجی کا تیل نہیں نکلا۔

نہاری ہمدان شاہ بیگم نظامی نے نہاری گھر میں تیار کر کے بھیجی تھی۔ میں نے رات کو کھائی کچھ نقصان نہیں پایا۔ بلکہ فائدہ معلوم ہوا۔ ریڈیو میں میرا لائق علی حیدر صدر اعظم کی تقریر سنی۔ بہزاد دکن کا دفتر نئے مکان میں آگیا۔ سردی بڑھ گئی ہے۔

۷ مارچ ۱ یکم دسمبر سپر حیدر آباد دہلی سے واپسی آج حیدر آبادی وزیر ہند حکومت دہلی سے سمجھوتہ کر کے واپس آئے چشتی دعا خانہ میں نے حسب معمول ہجرت کے بعد ہادی منزل کے بارغ میں چہل قدمی کی۔ پھر چشتی دعا خانے میں بیٹھ کر تحریری کام کیا۔

چار رفیق کار کے آجکل چار رفیق میرے ساتھ کام کرتے ہیں۔ ایک حسن اقبال نظامی خلف خوش اقبال شاہ نظامی جو شہر کے بازاروں کے دکان داروں کی فہرستیں میری ہدایت کی بموجب تیار کر رہے ہیں دوسرے عبد المجید خاں جو دو ایس تیار کرتے ہیں۔ تیسرے ناشی عبدالقدیر سنہیل دالے جو دفتر سے لکھتے ہیں۔ چوتھے خواجہ معین الدین جو منادی کی کافی لکھتے ہیں۔ پانچواں میں جو رپڑ کی ندی پر گاؤں کیئے کے سہارے بیٹھ کر لکھتا ہوں۔ سلسلے زرد رنگ کی جازم اور زرد رنگ کی ساتونگیں

اور ایک بڑا قلین بچھا رہتا ہے۔ ایک طرف اگر متباد دہواں اڑاتی ہیں۔ دوسری طرف بانی کی صراحی رچی رہتی ہے۔ ملنے والے جوق جوق آتے ہیں۔ میں ان سے بھی باتیں کرتا ہوں اور منشی کو اٹھا بھی لکھواتا جاتا ہوں مظفر حسین نظامیؒ کے ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی مرحوم کے بھائی مولوی عبد الغزیز صاحب کی لڑکی بادشاہ بیگم نظامی بہت خوش عقیدہ ہیں۔ ان کے چھوٹے بڑے بچے فطرت گزاری کرتے ہیں آج سے ان کے بڑے لڑکے مظفر حسین نظامی میری املا لکھنے آئے لگے۔ کیونکہ ان کا کالج بند ہے۔ میری محنت ٹھیک ہے۔ بیماری کی شدت میں کمی ہے۔

۱۸ محرم ۲ دسمبر منگل حیدر آباد سیاسی اختلاف کے آج مقامی حکومت کے سیاسی اختلاف کا ذکر سنا تھا۔ یہ وہ باتوں ساری دنیا میں ہے۔

مولوی قطب الدین عاصی پروفیسر کیرو کی دوا انگریزی کتابیں لائے تھے۔ ان کی صورت و سیرت میں مجھے اپنا ذوق عباد نظر آتا ہے۔

چشتی دغا خانہ آج دن ہر چشتی دغا خانے میں تحریری کام کرتا رہا۔ چوتراہ یا ان بھی بتا رہا۔ خط بھی لکھے۔ مضامین بھی لکھے باتیں بھی کیں۔ خبریں بھی سنیں۔ بچوں کے ساتھ نماز بھی پڑھی۔ چھوٹے بچوں کی دلچسپ ادائیں بھی دیکھیں۔ کچھ دیر سوچا بھی۔

سید محمد بشیر نظامی اپنے دادا حضرت کملی شاہ صاحب کے سالانہ عرس کا بلاوا دینے آئے تھے۔ جو ۲۱ محرم کو ہوگا

مجھے دریا گنج دہلی کی صابریہ خانقاہ کا توس یاد آیا جو ان ہی تارکین میں ہوتا ہے اور دل پر الپ اثر ہوا کہ روتے روتے چنگی بندہ گئی۔ خبر نہیں زندگی میں پیاری دلی کی صورت دیکھنی نصیب ہوگی یا یوں ہی یاد کرتے کرتے ختم ہو جائیں گے۔ کیا خبر تھی کہ آخر عمر میں دلی سے یوں جدا ہو جائے گی۔ اوریوں رات کی آہ وزاری رہا کرے گی۔

۹ محرم ۳ دسمبر بدھ حیدر آباد چشتی دغا خانے کا فرش آج خوش اقبال شاہ نظامی الیک گتہ دار (ٹھیکہ دار) کو لائے تھے۔ اور میں نے چشتی دغا خانے کے سنگین فرش بنانے کا ٹھیکہ دیا تھا۔

بازار آج حسن ابوالہب اور زید پاشا اور اندر خوش اقبال کے ساتھ بازار گیا تھا۔ سر پور مانر کے دفتر حیدر آباد کے افسر مولوی تاج الدین صاحب سے ملا تھا۔ آٹھ سو پچاس روپے کا کاغذ منادی کے لئے خریدا تھا۔ ستنے دیکھنے بھی گیا تھا۔ یہاں دہلی جیسی آسانی کسی چیز میں نہیں ہے۔ ہر چیز نایاب ہے یا خراب ہے۔

دواؤں کے لئے الیومینیم کے برتن خریدیے پھر دن بھر تحریری کام کیا۔ شام کو محی الدین خلف کینیل ٹمپس الدین ریاست ریاں وائے ملنے آئے تھے۔

مظفر حسین نظامی املا لکھنے آئے تھے۔ ہزار دکن نے بھی خواجہ جالند حسین صاحب کو املا لکھنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہی سے کوئی خط نہیں آیا۔ میں روزانہ خط لکھتا ہوں۔ وہاں سے روزانہ خط نہیں آتا۔ خاص کر جو سامان منگاتا ہوں وہ تو آتا ہی

نہیں۔ اب تک صرف دو تارکین میں پارسل آئے ہیں۔ حالانکہ مجھ کو یہاں آئے ہوئے پورے دو مہینے ہو چکے ہیں۔ خبریں سن کر سوچا تھا۔ نیند بہت اچھی آتی تھی۔

۲۰ محرم ۴ دسمبر جمعرات حیدر آباد تحریری کام کے آج مظفر حسین نظامی مضامین لکھواتے تھے۔ خواجہ سید حامد سین صاحب بھی املا کے لئے آئے تھے۔

آصفیہ کتب خانہ تین بجے ہزار دکن نظامی کے ساتھ آصفیہ کتب خانہ دیکھنے گیا تھا۔ محمد عبدالقادر صاحب نے یا قوت کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک بیش قیمت قرآن شریف دکھایا تھا۔ میں نے آج تک ایسا عمدہ طوائی کام کا کوئی قلمی قرآن نہیں دیکھا تھا۔ اس کے اوپر بہت سے شاہان مغلیہ کی جہرں بھی ہیں۔ وہیں کشمیری خط اور کشمیری جلد کا ایک اور قلمی قرآن شریف بھی دیکھا۔ میں نے ہزار دکن سے کہا یہ کشمیر کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں کشمیری نسبت فال دیکھتا ہوں۔ دغا بڑھ کر قرآن شریف کھولا تو سورہ فرقان کی یہ آیت نکلی۔

بشارت ہو سانسے والوں کو اللہ کی رحمت کی آسانی بارش سے مراد شہر زندہ ہو جائے گا۔ اس جواب سے میرے دل پر بہت ہی زیادہ اثر ہوا۔ واپسی کے ہم بچے عثمان گنج بازار میں آیا تو اعلیٰ حضرت کی آمد کی سیٹیاں ہو رہی تھیں موٹر روک لی گرا اعلیٰ حضرت کے آگے میں دیر ہوئی تو میں ہادی منزل میں چلا آیا۔ تھوڑی دیر بعد خبر آئی کہ اعلیٰ حضرت کی موٹر پکڑی۔ غیر کہ شہر کے ہم پھینکا مگر اعلیٰ حضرت

محفوظ ہے۔ البتہ دفعہ گہر زخمی ہوئے حملہ آور
پکڑ لیا۔ رات بھر امر اور جاگیر دار اور لیڈر
اور عہدہ دار اور دہاکا کے ہندو مسلمان
صدمت کے خوان لے کر گنگ کوٹھی جاتے تھے۔
صندل؟ آج شام کو بعد مغرب حضرت
کلی شاہ صاحب کے صندل میں گیا تھا۔
غوثی شاہ صاحب کی کہی ہوئی نعتیں طاعن
قرال صاحب سے سُنی تھیں۔ خوش اقبال شاہ
نظامی اور علی نظامی ساتھ گئے تھے۔ یہ غُرس
حضرت کلی شاہ صاحب کے پوتے سید
محمد بشیر نظامی کو تھے۔ ان کے والد سید
محمد نذیر بلالی شاہ نظامی میرے خلیفہ تھے
جن کا مزار حضرت کلی شاہ صاحب کے
گنبد میں ہے۔

سلامتی کا نقش؟ آج پچھلی رات اعلیٰ حضرت
کے لئے سلامتی کا نقش تیار کیا تھا۔
۱۳ محرم ۵۷۰ ستمبر جمعہ حیدر آباد
گنگ کوٹھی مبارک؟ آج صبح کی نماز
کے بعد گنگ کوٹھی مبارک میں گیا تھا۔ اور
اعلیٰ حضرت کو سلامتی کا نقش دیا تھا۔ اور
کل کے حادثے میں اللہ کے فضل سے سلامت
رہنے کی مبارک ہادی دی تھی۔

نیاز کا طعام؟ علی اور چھوٹے بچوں کے
ساتھ بلالی شاہ صاحب نظامی کے مکان
پر نیاز کا کھانا کھانے گیا تھا۔ اور انبجے
واپس آیا تھا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی حسب
معمول طرح طرح کے عمدہ کھانے پکارتے
تھے۔ خواجہ راجہ پھاریدی نظامی اور
ذہین نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

جمعہ کی نماز؟ بارغ عالم کی مسجد میں جمعہ
کی نماز کے لئے گیا تھا۔ میرٹھ والے قاضی
بشیر الدین صاحب بھی ساتھ گئے تھے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے نئے صدر اعظم مولوی
میر لائق علی سے جہد گویہ کہہ کر طایا۔ یہ نماز
روزے کے ہلے پابند ہیں۔ میں نے کہا
میشک اور یہ خوبی بھی ان میں ہے کہ اولیاء
سے بھی عقیدت رکھتے ہیں۔

صدمت کے خوان؟ کل رات بھر اور آج
دن بھر حیدر آباد کے عہدہ دار اور امر اور جاگیر
اور مذہبی پیشوا اور ہندو مسلمان رعایا کے
افراد صدمت کے خوان گنگ کوٹھی مبارک
پر لیکر جاتے رہے۔ اس صدمت میں سات قسم
کا اناج ہوتا ہے۔ اور تیل ہوتا ہے اور انیسے
ہوتے ہیں اور بھلا نوے ہوتے ہیں اور
بکرا بھی ہوتا ہے۔

روٹ منرل؟ آج شام کو بعد مغرب روٹ
منرل میں گیا تھا۔ اور رات کو وہی رہا تھا۔
حیدر آباد ریڈیو میں مختلف لیڈروں اور
جماعتوں کے بیانات اور تقریریں سنیں
تھیں۔ جن میں اعلیٰ حضرت کی سلامتی پر
خوشی ظاہر کی گئی تھی۔

خطیب اور قاری؟ آج بارغ عالم کی
مسجد کے خطیب صاحب نے بہت بر محل
خطبہ پڑھا تھا۔ اعلیٰ حضرت کی سلامتی کا ذکر

احادیث کے حوالوں سے کیا تھا۔ اور
قاری فخر الدین صاحب نے بھی ایسی آیات
تلاوت کیں تھیں جو بالکل کل کے سبب اُن تھیں
مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی
اپنے وطن جاتے والے ہیں۔ اعلیٰ حضرت
نے اُن کے راستے کی حفاظت کے انتظامات
فرمائے ہیں۔

میں آج رات کو بھی روٹ منرل میں رہا تھا۔
۱۴ محرم ۵۷۰ ستمبر شنبہ حیدر آباد
ہادی منرل؟ صبح ایک بجائی جو کے دلیکا

بجی کر روٹ منرل سے ہادی منرل میں گیا۔
اور دن بھر تحریری کام میں مشغول رہا۔ اور
منظر حسین نظامی سے فلکیپ کے چار صفحے
لکھوائے۔ خواجہ حامد حسین صاحب سے خط
لکھوائے۔ اور روزنامہ لکھوایا۔ مولانا سید
حسن ثنی صاحب ندوی پھلواروی آج کل
روزانہ اخبار اتحاد حیدر آباد میں ایڈیٹری
کرتے ہیں۔ ملنے آئے تھے اور اپنے اخبار
کے لئے میرا بیان چاہتے تھے میں نے بیان
لکھوایا۔ خوش اقبال شاہ نظامی روزانہ
ملنے آتے ہیں آج بھی دواخانے کا سامان
لے کر آئے تھے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے
ترتیر پرائٹس پیسے تھے۔ مگر قدرت نے باوجود
غیر قدرتی چورن کھانے کے بھوک نہیں سہی
اس کے دوپہر کو نہ کھانا کھایا نہ پرائٹس کھائے
جو کے دیئے کی پیالی اب تک پیٹ کے
اند میں مشغول عبادت ہے۔ وہ عبادت
سے فارغ ہو تو بھوک اندر آئے۔ مولانا
خواجہ بدر الدین صاحب بابی انجمن نیس الغریبا
ہمیشہ ملنے آتے رہتے ہیں۔ آج بھی اپنے
یتیم خانے کے دولہوں کے ساتھ ملنے
آئے تھے۔ کاکا شاہ نظامی سے اُن کی
دکان پر ملے گیا تھا۔ جہدی اور سلمان اور
ولی سے اٹلا لکھوائی تھی۔ میں نے کہا اپنا
اور اپنے باپ کا اور اپنے بہن بھائیوں کا
نام لکھو۔ تینوں لکھ کر لائے۔ سلمان کا خط
سب سے بہتر تھا۔

۱۴ محرم ۵۷۰ ستمبر شنبہ حیدر آباد
آنریبل مسٹر معصوم؟ آج میں نے آنریبل
مسٹر معصوم کے نام سے ایک مضمون لکھا ہے
حیدر آباد کے باشندوں کو معصوم کی عظمت
رہتی ہے اس کی نسبت یہ مفید مضمون تیار کیا

محمد حیدر آباد کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ تمام ہندوستان کے انسانوں بلکہ تمام دنیا کے آدمیوں کے لئے اصلاحیہ چیز ہے۔

من سلواۃ محمدی علیہ السلام محمد یحییٰ الدین کا کی شدہ نظامی سے پیٹھے کی سویاں بنوا کر منٹھائی تیار کرائی ہے۔ اور اس کا نام من رکھا ہے۔

دعا منزل کا جہیزہ بن رہا ہے جس کا نام جہیزہ باران رکھا ہے تاکہ حضرت سلطان شاہ کی سنت پر عمل ہو جائے کیونکہ حضرت نے ایسے نو جہیزے بوائے تھے۔

صبح سے شام تک تحریری کام کرتا رہتا ہوں خطوں کے جواب بھی لکھتا ہوں اور تصنیف و تالیف کا کام بھی کرتا ہوں صحت خراب ہے۔ یعنی پرانی بیماریاں جوں کی توں باقی ہیں۔

عرس کی شرکت آج حضرت شاہ خاموش صاحب کی درگاہ میں گیا تھا سالانہ عرس کی قوالی میں شریک ہوا تھا۔ سید شاعری اور حسن ابوطالب اور محمدی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی ساتھ گئے تھے۔ حضرت شاہ صاحب حسینی صاحب یہ عرس کرتے ہیں اور وہی مجلس تھے۔ مجلس کے بعد کھانا بھی وہیں کھایا تھا۔

دوسرے مشائخوں سے بھی ملاقاتیں ہوئیں تھیں۔

۲۴ محرم ۸ دسمبر دو شنبہ حیدر آباد پٹرول کی کمی آج کل حیدر آباد میں پٹرول کی بہت زیادہ کمی ہو گئی ہے۔ کوئٹہ والوں کو پٹرول کی جہدہ داروں کو ایک ہفتے میں ۳۵۰ گیلن سے زیادہ نہیں ملتا۔ اس کی وجہ سے میں بھی ماہ میرے بچے بھی باہر جانے آئے سے مجبور ہیں۔

تجارتی دھماکہ حیدر آباد میں میرے ایک

بڑے مرید روشن دل محمد نواز الدین خان نظامی رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک ماہوار رسالہ تجارتی دنیا جاری کیا ہے۔ یہ رسالہ منادی سار پر ہے اس واسطے تلخ ہیں نے ان سے کہا کہ دہلی سے روزنامے کی پرانی کمی ہوئی کاپیاں آگئی ہیں حیدر آباد سے منادی جاری کرنے کی اجازت معلوم نہیں کیا جاسکتی ہے کہ اجازت نہ ملے اس واسطے میں چاہتا ہوں کہ روزنامے آپ کے رسالے میں شائع کر دیا جائے۔ جس میں آگست اور ستمبر کے سب روزنامے چھپ جائیں اور تمام ناظرین منادی کو آپ کا رسالہ روزنامہ بڑھنے کے لئے تقسیم کر دیا جائے۔ انہوں نے اس تجویز کو پسند کیا اور میں نے کاپیاں ان کو دے دیں۔

۲۵ محرم ۹ دسمبر شنبہ حیدر آباد فہرست مضامین کو مولانا محمد یعقوب قریشی ناسوتی شاہ نظامی نے ۱۲۷۷ھ کے روزناموں کی فہرست مضامین تیار کر دی ہے یہ بہت مشکل کام تھا۔ کیونکہ ابتدائی زمانے میں روزناموں میں مضامین کے عنوان نہیں ہوتے تھے۔ ہر تاریخ کا مضمون مسلسل ہوتا تھا اور اس میں مختلف مضامین اور واقعات لکھے جاتے تھے۔ میں نے ناسوتی شاہ سے کہا کہ پہلے ہر تاریخ کو پڑھو اور جب ایک مضمون یا ایک واقعہ ختم ہو جائے تو اس کا عنوان لیک پرچے پر لکھ لو اسی طرح دوسرے تیسرے مضامین کی سرخیاں لکھتے جاؤ تاکہ پڑھنے والے فہرست کو دیکھ کر جو مضمون پڑھنا چاہیں فوراً نکال سکیں۔ اب یہ حالت ہے کہ کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں واقعہ کس تاریخ اور کس سنہ میں پیش آیا تھا۔ اس طرح مضامین کے عنوانوں کا لکھنا آسان کام نہیں بلکہ بہت

مشکل کام ہے۔ مگر ناسوتی شاہ نظامی نے اپنی قابلیت اور دانش مندی کا ثبوت دیا اور بہت صحیح اور بہت اچھے عنوان قائم کر دیے۔ اور دسمبر ۱۹۲۷ء سے لیکر دسمبر ۱۹۲۷ء کے آخر تک فہرست تیار کر کے مجھے دے دی ۲۶ محرم ۱۰ دسمبر چار شنبہ حیدر آباد دہلی کی خبریں آ اب دہلی کے خط اور کتابوں اور دواؤں کے پارسل روزانہ آ جاتے ہیں ہوائی خط بعض اوقات دوسرے دن پہنچ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات تیسرے چوتھے دن آتا ہے۔ اور پارسل بعض اوقات چوتھے دن اور بعض اوقات پانچویں چھٹے دن پہنچ جاتا ہے۔ دواؤں پر چٹنی لی جاتی ہے۔ چٹنی دالے کے سامنے پارسل کھولا جاتا ہے۔

موتی سنگم کے گھر میں آج بچوں کے ساتھ مولوی میر فرحت علی نظامی کے مکان پر گیا تھا جو موتی سنگم سرفرد نظامی کے شوہر ہیں۔ آج وہاں میلاد شریف کی مجلس تھی۔

نام ملی سے پاشاہ سنگم نظامی بھی ملنے آئیں تھے ۲۷ محرم ۱۱ دسمبر پنجشنبہ حیدر آباد منت کی نیاز حسین اور علی کی بیویوں نے میری سلامتی کی منتیں مانگی تھیں جبکہ میں دہلی میں تھا۔ آج وہ سب بچوں کے ساتھ بخارہ ہل گئیں تھیں۔ میں بھی گیا تھا۔ حسین اور علی بھی گئے تھے۔ پہلے حضرت بیوی کی نیاز ہوئی پھر انھیں کی نیاز ہوئی پھر خواجگان حشمت کی نیاز ہوئی۔ سب جھوٹے بڑے عورت مرد نیاز میں شریک تھے۔ کمرہ بھر گیا تھا۔

ساس کی نیاز آج خواجہ بالو کی والدہ یعنی میری ساس کا ۴۴ محرم کو انتقال ہوا تھا۔ لیکن اس دن چونکہ میری سال گرہ ہوتی ہے۔ اس واسطے یہ نیاز بعد کی کسی تاریخ میں ہوا کرتی ہے

چنانچہ آج میدان عربی اور شاہ بانو نے شہنشاہ
پر نیاز دلوای تھی۔ جب میں نے نیاز دی تو
انہوں میں آنسو آگئے۔ کیونکہ آج کل ہم سب
بریلیں میں ہیں۔ اور ہم سب کی زندگی
بھڑکی ہے اور پرانہ ہو گئی ہے۔ خواجہ بانو
نے خانہ ساز ہلہو سوہن کے لڈو بنائے
تھے۔ اور منت کی نیازیں ان پر نہیں تھیں۔
ٹوپی کا کپڑا، موتی بیک سرفدا نظامی میرے
لئے سبز نشی کپڑا لائیں تھیں۔ میں اس کی ٹوپی
بزاؤں گا۔ دو جلیں بھی لائیں تھیں۔

۲۸ محرم ۱۲ اردو سمبر مجھ جیدر آباد
لذیذ کھانے، گردش دل حکیم خسرو شاہ نظامی
ہر جمعہ کو میرے لئے بہت عمدہ عمدہ کھانے
پکا کر لایا کرتے ہیں آج بھی لائے تھے۔ جب
سے آیا ہوں۔ وہ عمدہ سے عمدہ دو اینٹیں
میرے لئے لاتے رہتے ہیں۔ اور نہایت
مزیدار کھانے بھی کھاتے رہتے ہیں۔

خواجہ راج لچھار ریڈی نظامی اور دوسرے
بہت سے اہل سلسلہ جے کی ملاقات کے لئے
آئے تھے۔ میں نظامی اور سید بشیر نظامی بھی
آئے تھے۔

مجھے کی نماز، باغ عام کی مسجد میں جے کی نماز
پڑھی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے پندرہ منٹ تک
مجھ سے دہلی کی درگاہوں کے موجودہ حالات
دریافت کئے تھے۔

مولوی معصوم علی صاحب وارثی، میرے
بہت پرانے دوست مولوی معصوم علی صاحب
وارثی نے آئے تھے۔ اور بہت دیر تک باتیں
کیں تھیں۔ نماز کے بعد فیشن اہل حجام کی کڑیاں
پر حجامت بھی بنوائی تھی اس کے بعد کھانا کھایا۔
بشیر علی خاں نظامی، سی۔ پی۔ سے میرے
پرانے مرید بشیر علی خاں نظامی نے آئے تھے۔

وہ لالہ سر شکر لال دہلی کے کاٹھانے
کھانہ مل کی سٹرخ لائل پور میں نوکر رہے
ہیں۔ ممبئی کے راستے کراچی ہو کر لائل پور
جائیں گے۔ ان کی بہن اور بہن کے بچے
حیدر آباد کے پناہ خانے میں داخل ہوئے
ہیں۔ کیونکہ ان کی بہن کے شوہر کو سی۔ پی
میں زندہ جلا کر مار ڈالا گیا۔

۲۹ محرم ۱۳ اردو سمبر شنبہ حیدر آباد
سبز پوش باورچی کے میرے ہاں سرزاسہرا
بچپن سے بڑھاپے تک باورچی کا کام کرتے
آئے ہیں۔ یہ بہادر شاہ بادشاہ کے پہلے دلی
مرزا دارا بخت کے پڑوتے ہیں۔ محی عرف ہو
گیا ہے کیونکہ لوگ ان کو مرزا جی کہتے تھے۔
اور کہتے کہتے محی کہنے لگے۔ وہ خواجہ بانو کے
ساتھ ۴ جہینے سے حیدر آباد میں آئے ہوئے
ہیں مگر آج کل حسین کے مکان پر کوئی باورچی
نہ تھا۔ اس واسطے محی روٹ منزل سے پہنچا
آگئے ہیں۔ چند روز کا ذکر ہے۔ پتلون کوٹ
پہننے ہوئے ایک نوجوان آئے اور نوکری کی
درخواست کی۔ حسین نے کہا ہم کو تو باورچی
درکار ہے۔ انہوں نے کہا میں بہ کام جانتا
ہوں چنانچہ دو ہفتے تک کھانا پکانے کا کام
کرتے رہے۔ آج انہوں نے نوکری چھوڑ دی
جانے لگے تو میں نے ان کے حالات دریافت
کئے۔ ہنس کر کہا میں کسمندوی ریاست یو۔ پی
کا نائب دوں کیڑنڈی۔ لکھنؤ کے قریب ایک
چھوٹی سی ریاست ہے۔ میں نے کہا وہاں
کے رئیس تو نواب عبداللہ خاں صاحب ہیں
جو لکھنؤ سے روزانہ اخبار مردم نکالتے تھے
تب انھوں نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے
ظاہر ہوتا تھا کہ ان میں اور نواب عبداللہ خاں
صاحب میں کچھ اختلاف ہے۔ انھوں نے

کہا صحیح اولاد میں ہوں۔ اور سلم لیگ نیشنل
گارڈ کی خدمت کے لئے سب جگہ پھرتا رہتا
ہوں۔ نواب محمد شفیع سبز پوش میرا نام ہے۔
خاسفورس کے تیل کی مالش، کم تین دن
سے اپنے سر پر اور ریشٹ پر خاسفورس کے تیل
کی مالش کرتا ہوں اس سے نیند اچھی ہو گئی
ہے۔ اور جسم میں مستحی بھی بڑھ گئی ہے۔
حضرت حاجی میاں صاحب فخری دہلوی
نے آئے تھے۔ رات کو کچھ بادش بھی ہوئی تھی
علی میاں نظامی بھی لائے آئے تھے۔ میر علی
علی صاحب نظامی مرحوم کے صاحبزادے
میر اقبال علی بھی لائے آئے تھے۔ علی میاں
دہلی واپس جانے والے ہیں۔ ہوائی جہاز
میں جائیں گے ان کے لڑکے سید علی اختر
نظامی بھی لائے آئے تھے۔

۳۰ محرم ۱۴ اردو سمبر شنبہ حیدر آباد
بہول کی یاد میں ۱۲ ذیقعدہ کو حیدر آباد
آیا تھا اور ۲۰ ذیقعدہ کو روشن دل خوش
اقبال شاہ نظامی کی والدہ کے چہلم میں اپنے
سب بچوں کے ساتھ شریک ہوا تھا اور اپنی
شام کو مولوی حکیم میرا نور علی صاحب دہلوی کے
ہاں پارٹی میں بھی شریک ہوا تھا۔ مگر غول
چیزیں روزنامہ میں لکھنا بھول گیا تھا خوش
اقبال شاہ نظامی نے اپنی والدہ کے چہلم میں
ہم سب کھیلے کھانے کا بھی بہت بڑا انتظام
کیا تھا۔

عقیدہ ۱۴، ۲۴ ذیقعدہ خوش اقبال شاہ نظامی
کے بیٹے محمد محمود نظامی کے نومولود فرزند کا جے
ہوا تھا اور بہت بڑی دعوت ہوئی تھی۔ میر
روف منزل سے اپنی سب حوریں انہوں
کے ساتھ ایک موٹر لاری میں خوش اقبال
میں گیا تھا اور بہت تکلف کھا کھا کھائے۔

گرمی کی کیفیت بھی روزنامہ میں لکھی ہو گی تھا اور وہ مجلس کے موبوئی غلام بزرگانی صاحب لڑکا و طیفیاب خان کو آمار قدیم سرکار عالی کے مکان پر ایک شاندار اور مجلس ہوئی تھی جس میں سب بچوں اور مریدوں کے ساتھ شریک ہوا تھا اور ڈاکٹر جعفر حسن صاحب کا ایک نہایت عمدہ مضمون تھا اور دوسرے شعراء کا کلام بھی سننا تھا گرمی کی کیفیت بھی روزنامہ میں لکھی یا نہیں دہی تھی آج اس جہول کو یاد کر کے اپنے روزنامہ کی دنیا میں نمودار کرتا ہوں۔

آج بھی تحریری کام کرتا رہا اور کتب میں بھی پڑھیں بچاری ایک آنکھ پر ساری دنیا کا بوجھ ان پڑا ہے۔

شیخ شہید

یکم صفر ۱۲۵۸ ہجری و شنبہ حیدر آباد حور بانو نے آج میری بڑی لڑکی حور بانو کو منزل بخارہ ہل سے ہادی منزل میں آئی ہیں سید سعید نظامی کی والدہ صاحبہ نے ان کو لیڈی ڈاکٹر سے ملایا اور لیڈی ڈاکٹر نے ان کے پرانے امراض کی نسبت ایک رپورٹ لکھ کر دی۔

منادی کا کاغذ کے سر پر سپر پرنٹ سے منادی کے لئے زرد چمکا کاغذ خریدنا ہے سولہ روپے کو ایک رقم آیا ہے ۲۰-۳۰ ساڑھے۔ حیدر آباد کے سب اخبار سفید کاغذ پر چھپتے ہیں۔ مگر میں منادی کو زرد کاغذ پر چھاپنا چاہتا ہوں کیونکہ حیدر آباد کا دوا کی رنگ نہ دے جو اس جاد کی یادگار ہے جو

میری درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے آصف جاہ اول کو بطور تحفہ کے عطا ہوئی تھی۔ اس واسطے میں اسی رنگ کو اپنا نظامی رنگ سمجھ کر اپنا اخبار بھی زرد کاغذ پر چھپانا چاہتا ہوں۔ ایک ہزار روپے قیمت میں ۶۴۴ رقم آئے ہیں۔

دن بھر تحریری کام کرتا رہا۔ ملنے والے بہت آتے رہے۔ بارش کا سلسلہ دن بھر جاری رہا۔ آج رات کو بھی بارش جاری رہی دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ زید باشا اور حسن ابوطالب میرے دونوں لڑکے روٹ منزل سے آئے تھے اور میرے خطوط کو تاریخ وار مرتب کیا تھا مظفر حسین نظامی بھی تحریری رفاقت کے لئے آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے کام کیا تھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی ملنے آئے تھے۔

۲ صفر ۱۲۵۸ ہجری و شنبہ حیدر آباد بارش آج بھی دن بھر بوند باندی ہوتی رہی۔ شام کو دھوپ نکل آئی۔ بہزاد دکن فیاض الدین نظامی اور کبریا احمد خاں صاحب ملنے آئے تھے۔ دہلی سے ۶ پارسل کتابوں کے آئے تھے۔ روشن دل محمد فخر الدین خاں فخر نظامی ایڈیٹر رسالہ تجارتی دنیا حیدر آباد ملنے آئے تھے تجارتی دنیا میں میرا روزنامہ شائع کرنے کا آج کام پورا ہو گیا۔

نواب صاحب کلیانی نے آج شام کو نواب عابد یار جنگ بہادر مرحوم کے بچے صاحبزادے میر خورشید علی خاں صاحب کے ساتھ نواب صاحب کلیانی ملنے آئے تھے۔ کلیانی ۴۵ لاکھ روپے سالانہ آمدنی کی یہاں ایک جاگیر ہے۔

تیل کی مالش، ایک ہندو حجام سے روزانہ سر پر اور حیم پر فاسفورس کے تیل کی مالش کرتا ہوں۔ آج شام کو بھی مالش کرائی تھی اس سے نیند اچھی آئی ہے۔ اور اعضا ہلکی بھی جاتی رہتی ہے۔ ۳ صفر ۱۲۵۸ ہجری و شنبہ حیدر آباد دعا منزل نے آج ہادی منزل سے دعا منزل میں آگیا۔ ہادی منزل کا معن بہت بڑا ہے ۱۴ ہزار گز کا معن ہے ہادی منزل کی عمارت بلوغ عام کی سڑک سے شمال میں ہے اور ہادی منزل کی پشت پر بونٹ پہاڑ ہے اور بارغ عام کی سڑک سے جب ہادی منزل کے پھاٹک میں داخل ہوتے ہیں تو نین میں اس کی ایک عمارت بائیں طرف ملتی ہے اس کا نام میں نے دعا منزل رکھا ہے۔ اور اس کے اطراف میں ایک ہزار روپے کے خرچ سے سنگین فرش کرایا ہے۔ میرے لکھنے پڑھنے کا سامان دعا منزل میں ہے اور میں اسی کے برآمدے میں بیٹھ کر تحریری کام کرتا ہوں۔

نواب کلرک نواز جنگ بہادر نے آج بھی میرے دونوں لڑکے زید باشا نظامی اور حسن ابوطالب نظامی روٹ منزل سے دعا منزل میں آئے تھے۔ روٹ منزل یہاں سے ۵ میل دور ہے ان دونوں نے میرے نام آئے ہوئے خطوط کو تاریخ وار مرتب کیا تھا۔ اور میں نے بطور انعام ان دونوں کو نواب کلرک نواز جنگ بہادر کہا تھا۔ سادہ ناشترہ رات کو مرغن گوشت کھانے کے سبب تکلیف رہی تھی اس لئے آج صبح ہرے دھنیک کی جینی سے دو خمیری کپے کھائے تھے۔ آٹے میں کرکر اسٹ بھی

گہروں پیسے والی جلیبیاں گہروں صاف کر کے
نہیں پیسے۔ اس واسطے روٹی کو کوری
ہو جاتی ہے۔ دہلی کے جیل خانوں میں
قیدیوں کو کرکرا آنا کھلایا جاتا ہے۔ میں بھی
یہاں بڑا پے کا قیدی ہوں۔ اور انقلاب
کا قیدی ہوں اور گھر سے بے گھر ہو کر یہاں
آ گیا ہوں۔ اس لئے مجھ کو کوری روٹی کھانے
میں لطف آتا ہے۔

خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے
تھے۔ انہوں نے اورسن ابوطالب نے بدن
دبایا تھا۔ اور میں کچھ دیر سویا تھا۔ خطوط
کے جوابات لکھے تھے۔ مظفر حسین نظامی
سے گھر گھر اُردو مجلس ایک مضمون لکھوا کر
سید ذکی حسن کا تب کو امروہے بھیجا تھا۔
بہزاد دکن نظامی نے اپنی بیوی کے ہاتھ
کی پکائی ہوئی لذیذ نہاری بھیجی تھی۔

نیاز کی مٹھائی؟ دہلی سے نواب مرزا
نظامی نے نیاز کی مٹھائی اور علویہ سوسپن
بھیجا تھا۔ جس کے کھانے سے آج رات
کو ذرا نیند بے چین رہی۔ لیکن مٹھائی اور
حلوہ سوسپن کی لذت اب تک زبان پر ہے
بارش آج بھی تمام رات ہلکی ہلکی ہوتی رہی۔
اُردو مجلس نے آج فضا منزل کے ایک
کمرے میں کچھ کتابیں اور اخبار اس نیت
سے رکھے کہ آج بدھ کے دن میں نے بھی
اُردو مجلس غازی کر دی۔ کیونکہ میں اُردو
مجلس کی تحریک تمام ہندوستان کے
صوبوں اور شہروں اور قصبوں اور
وہاٹ میں جاری کرنا چاہتا ہوں۔

۴۸ رمضان اور دسمبر ٹیٹھ جیہ آباد
تیر تیزی ۱۶ صفر کا مہینہ بیت مخوس سجھا
جاتا ہے۔ خاص کر اس کے شروع کے ۳۱

بہت زیادہ بوجھ خیال کئے جاتے ہیں
عورتیں اس جہینے کو تیرہ تیزی اسی وقت
کہتی ہیں۔ مگر میں نے قرآن شریف کے
عمل کے ہتھیاروں کی طاقت سے اس
جہینے کی نحوست کو بدل دیا ہے۔

آج بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا اور
میں دُعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔
دونوں بڑے آج بھی رُوف منزل سے کام لے
آئے تھے۔ اور مظفر حسین نظامی بھی آئے تھے۔

بیمک نواب اسد اللہ صاحب کے آج
 چہاراجہ سرکشن پرشادینین السلطنت بہار
 مرحوم کی صاحبزادی وزارت النساء بیکم نظامی
 ملتے آئیں تھیں جو نواب اسد اللہ خان صاحب
 جاگیر دار کی بیوی ہیں۔ ان کی بول چال اور
 آواز اور لہجہ چہاراجہ سے اتنا زیادہ مشابہہ
 کہ کئی بار ایسا محسوس ہوا کہ چہاراج بول رہے
 ہیں۔ چہاراج کے لڑکے اور لڑکیوں میں
 اتنی مشابہہ آواز اور کرسی کی نہیں دیکھی۔

۵ رمضان ۱۹ اردو ممبر جمعہ حیدر آباد
مسٹر کو لاس کے آج ذاب حسن یا جنگ
بہادر کے پرائیویٹ سکریٹری مسٹر کو لاس
بہنی کے ایک مسلمان سوداگر کے ساتھ
ملنے آئے تھے۔ روشن دلی روشن تشخیص

روشن علاج روشن عمل حکیم خسرو شاہ نظامی
 بھی حسب معمول جبر کی ملاقات کے لئے آئے
 تھے۔ گھر کی پکی ہوئی نہاری اور شکوہ قند کے
 پرائے اور فیروزی بھی ملائے تھے۔ مولوی

علامہ بزدانی صاحبِ وِلیفہ یابِ ناطقہ آثار
قدیمہ سرکارِ عالی کے مکان سے بادام کا قورسہ
اور قیر روتی اور فیرنی آئی تھی۔ اور میں
نے بڑھیسہ کی آٹھ سو روپے پر اور
معدے کی فقہ کا گنہگار بن کر یہ سب کھانے

کھائے تھے۔ مولانا حفیظ شاہ نظامی اور خواجہ ماجد کچھاریلوی نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی وغیرہ بھائی بھی سمجھ کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔

جمعہ کی نماز سب چھوٹے بڑے بچوں
 کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں جمعے کی نماز
 پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے پندرہ منٹ
 تک دہلی کی درگاہوں اور مسجدوں کے حالات
 پوچھے تھے۔ اور جو سماریاں دہلی کی درگاہوں
 اور مسجدوں کی ہوتی ہیں۔ ان کی مرمت کا
 تخمینہ بھی دریافت فرمایا تھا۔ ان کو قیدی
 درگاہوں اور مسجدوں سے اتنا ہی زیادہ
 لگاؤ ہے جتنا ایک ہمدرد مسلمان بادشاہ
 کو ہونا چاہئے۔ نئے صدر اعظم اور اعلیٰ حضرت
 کے سب شہزادے اور زیاب قدرت نواز
 جنگ بہادر اور نواب دین یار جنگ
 بہادر اور مولوی عبدالقدیم صاحب نام
 امور مذہبی بھی ہمیشہ جمعے کی نماز میں شریک
 ہوتے ہیں۔ آج بھی خطیب صاحب نے
 اور قاری فخر الدین صاحب نے درگاہوں
 اور مسجدوں کا ذکر نماز سے پہلے سن کر
 حال خطبہ پڑھا تھا اور سب حالی آیات تلاوت
 کیں تھیں۔

مدرسین کے نماز کے بعد مولوی عبد الرحمن
نظامی صدر مدرس دو صد مدرسوں کے
ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور ایک مسلمان دندل
ساز بھی آئے تھے۔

خواجہ بانو نے آج شام کو حور بانو اور دیگر بچوں کے ساتھ رؤف منزل میں خواجہ بانو سے ملنے گیا تھا۔

۵۰ روپے کا بیل کہ آج نعیم صاحب
کاروباری سے خط آیا تھا لکھا ہے درگاہ کی اجازت

اور پانی کا کابل پانچ سو روپے کا آیا ہے چونکہ دہلی میں بارش بہت تھی۔ اور درگاہ اور مکانوں میں ہزاروں پناہ گزین ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس واسطے کبلی اور پانی بہت زیادہ خرچ ہوا ہمیشہ سو روپے ماہوار کابل آتا تھا یہ پانچ سو روپے کابل حاصل ہے امید ہے کہ آئندہ اتنا زیادہ بل نہیں آئے گا۔ لیکن موجودہ حالات اور ناداری کے زمانے میں اتنی زیادہ رقم کا خرچ ذرا دشوار معلوم ہوتا ہے۔

پنڈت سندر لال جی کا مضمون کہ آج مدینہ اخبار میں پنڈت سندر لال جی کا مضمون پڑھا تھا۔ اور اس پر دو صفحے کا ایک نوٹ لکھا تھا۔

۶ صفر ۲۰ دسمبر شنبہ حیدر آباد درویش کی بلی تم کل شام کو میرے بری خلیفہ بابا بکلی شاہ نظامی کا لاہور سے خط آیا تھا۔ میں اس خط کو پڑھ کر رونے لگا کیونکہ اس خط میں ان کی بڑی مصیبت کا ذکر تھا۔ ان کی عمر اسی برس سے زیادہ ہے۔ اور وہ میرے ساتھ بہت ہی زیادہ عقیدت رکھتے ہیں۔ برما میں تجارت بھی کرتے تھے۔ یہ بڑے عابد اور شب بیدار اور عامل بھی ہیں گورارنگ ہے دہلا بدن ہے۔ میانہ قد ہے۔ سہارن پور کے کہنے والے ہیں پہلے خالصاں میں تھے پھر تارک ہو گئے اور میں نے ان کو برما میں خلافت دی اور حکیم دیا کہ تجارت کر کے معاش حاصل کریں۔ ایک نو مسلم مرید غلام رسول نظامی کے ساتھ جاپان کی لڑائی کے وقت پیدل برما سے ہندوستان میں آئے تھے جب دہلی میں میرے پاس پہنچے تو ہم جانی ہوئے

تھے میں نے ایک برس تک اپنے پاس رکھا اور کوشش کر کے دونوں کے نام انگریزی حکومت سے ۳۰، ۳۰ روپے ماہوار مقرر کر دئے پھر ان کو دہرہ دون میں بھیجا جہاں ان کے مریدوں کی ایک معقول جماعت تھی غلام رسول مقبول شاہ نظامی کا انتقال ہوا تو وہ دہرہ دون سے ان کی میت لے کر میرے پاس آئے اور میں نے مقابلہ سکوت منزل میں ان کو دفن کیا۔ نئے انقلاب کے وقت وہ دہرہ دون سے نکلے اور بڑی مصیبت سے ایک جہینے میں لاہور پہنچے میں ان کی زندگی سے مایوس ہو گیا تھا کیونکہ باوجود تحقیقات کے کہیں سے ان کا پتہ نہ ملتا تھا کل ان کا خط آیا تو مجھے خوشی بھی ہوئی اور ان کی تکلیف کے حالات پڑھ کر رونا بھی آیا۔ اس خط میں دو باتیں بہت دلچسپ ہیں۔ ایک یہ کہ لکھا ہے مجھے ان مصیبتوں کا اور اسباب کے لئے کچھ غم نہیں ہے۔ غم اس کا ہے کہ آپ کے لئے عید کے کپڑے تیار کرائے تھے۔ اور بڑی خوشی تھی کہ عید کے دن آپ میرے پیش کئے ہوئے کپڑے استعمال کریں گے مگر دشمنوں نے سب کچھ لوٹا تو وہ کپڑے بھی لوٹ لئے اور جب گھر سے نکلا تو ایک پیسہ پاس نہ تھا۔ روشن خیال نظامی بھی میرے ساتھ آئے ان کا بھی ہزاروں روپے کا نقصان ہوا مگر میں نے آپ کی جیتی بلی کو ساتھ رکھا۔ دہرہ دون سے لاہور تک مصیبت کے سفر میں وہ بلی میرے ساتھ رہی اور یہاں بھی ساتھ ہے اور آپ کی خدمت میں قدم بوسی پیش کرتی ہے۔ جیسے یہ فقرہ پڑھ کر بہت ہنسے تو میں نے کہا وہ بلی مجھے تم سب بچوں سے زیادہ پیاری ہے۔ اور

اس کے اندر میرے پیارے مرحوم مرید مقبول شاہ نظامی کی روح آگئی ہے۔ مقبول شاہ فرید آباد کے ہندو تھے اور تناسخ کو مانتے تھے اس واسطے میں نے بھی ان کی محبت میں ان کی روح کابلی میں آجانا مان لیا ہے۔

دانت صاف کر کے آج خورشید علی صاحب کے پاس عثمان شاہی بازار میں دانت صاف کرائے گیا تھا۔

۷ صفر ۲۰ دسمبر شنبہ حیدر آباد وفات کی خبر آج نہایت اندوہناک خبر انگریزی اخبار ہندو مدراس میں دیکھی کہ ہر لکھنؤ میں نواب صاحب جادوہ نے وفات پائی۔ مرحوم کا ابھی حال میں خط آیا تھا کہ انھوں نے کئی تار اور کئی خط میری خیریت معلوم کرنے کے لئے دہلی میں بھیجے تھے۔ اب یہ بھی لکھا تھا کہ میں آجکل بیمار ہوں سجا رازم ہے۔ اس لئے پہلے دہلی میں خط آیا تھا کہ نواب صاحب نے اپنے فرزند نواب زاد پیارے میان کو اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے مگر میں نے حیدر آباد آئے کے بعد مبارکباد بھیجی تھی اور نواب صاحب نے اس کے شکریہ کا خط بھی بھیجا تھا۔ جس کو میں ان کی آخری یادگار کے طور پر منادی میں شائع کرونگا۔ نواب صاحب کو میں نے دل شاہ خطاب دیا تھا اور اپنے نظامیہ سلسلہ کی خلافت بھی دی تھی ان کو مبارک سلسلہ کی خلافت جہانگیر شاہ صاحب اجمیری سے حاصل ہوئی تھی۔ جن کے وہ مرید تھے۔ میں نے مرحوم کے نام پر وادی الامین باغ دہلی میں ایک مکان دل شاہ منزل کے نام سے بنایا ہے جس میں کل پناہ گزین ٹھہرے ہوئے ہیں۔

ناز کی مجلس آج میں نے حیدر آباد کے اخباروں اور مشائخ کو اطلاع دی ہے کہ اگر مفرجرات کے دن شام کو نہ چھ درگاہ حضرت پست صاحب شریف صاحب میں مرحوم ذاب صاحب جاوہر کی نیاز ہوگی اور نظامیہ براعت کے ناظم صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب و صوبہ سندھ وغیرہ صوبوں کو بھی اطلاعیں بھیجی ہیں کہ وہ سب بھی ذاب صاحب کی نیاز کے جلسے کریں۔

صدر اعظم بہادر آج صبح شاہ منزل میں صدر اعظم بہادر سے ملنے گیا تھا۔ اور شاہ منزل کے قریب دل کش منزل میں دوسری عبد الوہیم صاحب صدر الہام ریلوے سے بھی ملاقات کی تھی۔

پولس کی اطلاع آج ذاب دین یازنگ بہادر پریس کلب کے دفتر سے اطلاع آئی ہے کہ اخبار شاہی حیدر آباد سے جاری کرنے کی نسبت کو توال صاحب کے دفتر میں آکر اقرار نامے کی تکمیل کر دیجئے۔

آگست اور ستمبر کا روزنامہ اور نوٹ رسالہ تجارتی دنیا حیدر آباد میں درج ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ کاپیاں بارش کے زمانے میں دہلی میں لکھی گئیں تھیں اس واسطے ہر دن صاف نہیں آیا تھا اس لئے مجھے کو اور روشن دل محمد فخر الدین نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا کو بہت دشواری پیش آرہی ہے آخر میں نے

کہا مصنف موجود ہے وہ ماضی کو حال میں لانے کے لئے قلم کی مجلس میں توالی شروع کر دیگا یعنی نوٹ اور روزنامہ دو بار لکھ دیگا۔ ۸ دسمبر ۲۲ دسمبر و شبہ حیدر آباد نئی صاحب کی تحریک بہت

زیادہ چرچہ تھا اور مولانا محمد علی مہاتما گاندھی کے ساتھ کام کرتے تھے تو کسی شخص نے مہاتما گاندھی سے پوچھا کہ سوزج مل جائے تو ہندوستان کا بادشاہ کون بنایا جائے گا گاندھی جی نے جواب دیا تھا میں مولانا جی کی بیٹی گل نار کو دوٹ دوٹ دوں گا۔

اس طرح آج میں نے ایک صاحب کو جواب دیا حیدر آباد کے نئے وزیروں کی نسبت میری رائے دریافت کرنے آئے تھے۔ میں نے کہا میں تو سب سے زیادہ لائق اور زیادہ اپنے منجیلے پوتے سید نعمان عرف نئی صاحب کو سمجھتا ہوں جو مجھوں سے لڑتا ہے تو ملکی غلاب کر لیتا ہے۔ ضلع کی روٹی کھاتا ہے تو دوپہر کا فک نہیں رکھتا ہے۔ دوپہر کو کھاتا، تو رات کا فک نہیں کرتا۔ اور رات کو بغیر کسی فکر اور غلجہاں کے بے خبر ہو کر سو جاتا ہے۔ معصوم عربی لفظ ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ گناہ سے بچا گیا۔ پس میں حیدر آباد کے لئے ایسے معصوم وزیر چاہتا ہوں جن کو خدا ہر گناہ سے بچائے رکھے۔

آج بھی دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ دو دنوں لڑکے رؤف منزل سے کام کرتے آئے تھے۔ مظفر حسین نظامی نے بھی کام کیا تھا۔

۹ دسمبر ۲۲ دسمبر شبہ حیدر آباد ڈاکس برار حیدر آباد میں لاکھوں پناہ گزین آئے ہوئے ہیں ان میں سی، پی اور برار کے بھی ہیں۔ میرے پرانے مرید عبدالرشید نظامی ڈاکس برار سے آئے ہیں اور میرے ابتدائی زمانہ کی طرح بازاروں میں پھیری لگا کر کتابیں فروخت کرتے ہیں۔ آج میری مجلس میں بہت سے اُمرا جمع تھے کہ عبدالرشید نظامی

ملنے آئے۔ بڑا ہوا ہے۔ اور ہجرت کی وجہ سے لباس بھی بدیدہ اور غریبانہ ہے۔ میں نے مجلس کے امراء سے کہا کھڑے ہو جاؤ اور اس شاہ دل مسلمان سے ملو۔ جواب دادا کی جاگیر پر بھر دسہ نہیں کرتا۔ اپنی محنت سے روٹی کھا کر کھاتا ہے۔ میں اس میں ہوں اور یہ مجھ میں ہے۔ میں اس کا ہوں اور یہ میرا ہے۔

آج بھی دو دنوں لڑکے رؤف منزل سے آئے تھے۔ اور دن بھر میرا کام کے شام کو واپس گئے تھے۔ میرے داماد سید نثار علی خواجہ بالو کے بھائی سید ابن عربی بھی رؤف منزل سے روزانہ یہاں آتے جاتے رہتے ہیں دہلی کا تارم آج نعیم صاحب اور محمد یونس کا دہلی سے تار آیا تھا کہ یہاں کی حالت بہت نازک ہے۔ اور درگاہ اور مکانات کی حفاظت دشوار معلوم ہوتی ہے۔

میں نے فوراً ایک طویل تار از سبیل سردار دلجو بھائی شیل کو بھیجا اور دوسرے چند ہندو دوستوں کو بھی تار بھیجے اور نعیم صاحب کو بھی ضروری ہدایات کا تار بھیجا۔

۱۰ دسمبر ۲۲ دسمبر چار شبہ حیدر آباد چینی مرغیاں میرے پوتوں اور پوتیوں نے چینی مرغیاں پال رکھی ہیں جو مو کی طرح ناجاتی ہیں۔ آج ان کو ناچا دیکھا تو میں نے کہا تمہارے ملک کے انسانوں کو یورپ اور امریکہ بخار دے۔ اور تم کو قدرت بخاری ہے اور مجھ کو ہندوستان کی آزادی بخاری ہے۔ لڑکے نہیں آئے آج رؤف منزل سے میرے دو دنوں لڑکے نہیں آئے۔ حضرت حاجی میاں صاحب کے چھوٹے بھائی احمد میاں صاحب بلاوا دینے آئے تھے۔ گندہ

کی بات کو ان کے ہاں دہلی کے سالانہ عرس کی نیاز ہے۔ میں نے بیماری کے سبب رات کی شرکت سے معذوری ظاہر کی تھی۔

رات کو حضرت حاجی میاں صاحب نے نیاز کا کھانا بھیجا تھا۔

منادی کے مضامین ہر کل سے منادی کے مضامین لکھوار ہوں۔ آج مظفر حسین نظامی نے اور خواجہ محمد حسین صاحب نے مضامین لکھے تھے۔

دہوبی دہوبن ہادی منزل کی دہوبن کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ آج شام کو میں نے دو امرود و دو کام کر کے ان دونوں کو دئے اور کھان کو کھارہ۔ خدام کو بیادے گا پرال نام رکھنا۔

حسین کے پاس نئی روشنی کے کچھ ذروان میٹھے تھے۔ جن کو میرے اس عمل سے ہنسی آئی۔ میں نے کہا دہوبن اور دہوبی سے دونا چاہے۔ ہندوؤں کے مشہور داتا سرسری رام چندر جی کی بیوی سیتا جی دہوبن دہوبی کی باتوں کے سبب دنیا سے رخصت ہو گئیں تھیں یعنی ایک رات رام چندر جی نے ایک دہوبی کے گھر کے اندر میاں بیوی کی لڑائی کی آواز سنی۔ دہوبی نے دہوبن سے کہا میں رام چندر نہیں ہوں کہ ستیا راؤن کے پاس رہا اور پھر رام چند نے سیتا کو گھر سے نہ نکالا۔ میں تجھ کو گھر میں نہیں رکھوں گا۔ یہ بات سن کر رام چند جی نے سیتا جی کو گھر سے نکال دیا اور وہ اس غم کے سبب زمین کے اندر سما گئیں۔

پس میں اس دہوبی اور دہوبن کو ان کے گھر میں خوش حال رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور ان دونوں کو خدا سے بیادنا چاہتا ہوں

تا کہ یہ دونوں آپس میں لڑکر کسی دوسرے کے گھر کو برباد نہ کر دیں۔

خواجہ لکھنوی نظامی میرے لئے دو جڑے گرم جرابوں کے لائے ہیں وہ روزانہ کچھ نہ کچھ لائے ہی رہتے ہیں۔

دہلی سے روزانہ کتابوں اور دواؤں کے پارسل میرے لئے راجہ صاحب کے نام آتے رہتے ہیں۔ آج بھی چار بڑے پارسل آئے ہیں کرسمس آج عیسائیوں کا کرسمس تہوار ہے جس کو بڑا دن کہتے ہیں۔

۱۱ صفر ۲۰۲۵ بمبر خجستہ حیدر آباد ناشترہ صبح ایک انداز ایک روٹی کا ناشترہ کیا تھا انداز مجھے نقصان دیتا ہے۔ مگر مجبوری ہے کیونکہ کوئی غذائی سمجھیں نہیں آتی جو مفید ثابت ہو۔

کام لمع ۷ بجے دھانزل میں آکر چل قدمی کرتا ہوں۔ پھر تھری کام کرتا ہوں۔ بچہ پہلے کی نسبت بہت کم ہو گئی ہے۔ خواجہ محمد حسین املا لکھنے آئے تھے۔ دو گھنٹے صبح دو گھنٹے شام کام کرنے کا معاملہ طے کیا ہے مظفر حسین نظامی بھی آئے تھے۔ ان سے خلوں کے جواب لکھوائے تھے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد بیٹے بیٹے لکھواتے ملاقاتی خواجہ لکھنوی نظامی ملے آئے تھے مخلص شاہ نظامی بہال الدین نظامی کے ساتھ آئے تھے۔ میرے لئے پھل بھی لائے تھے نیاز کی مجلس آج شام کو منجے درگاہ حضرت یوسف صاحب ہشتی نظامی میں گیا تھا۔ جہاں نواب صاحب جادوہ کی نیاز ہوئی تھی۔ پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر نیاز ہوئی۔

نیاز کے بعد میں نے نواب صاحب مرحوم کی نسبت اور موجودہ حالات کی بابت تقریر کی تھی بہت لوگ حیرت ہوئے تھے۔ مگر مشعل نے

صرف درگاہ کے سجادہ نشین صاحب شریک تھے۔ نواب صاحب مرحوم کے ایک عزیز بیٹے جو ۲۵ سال سے حیدر آباد میں رہتے ہیں سکندر آباد سے حضوری نظامی بھی آئے تھے۔ خواجہ راجہ لکھنوی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ناسوتی شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی وغیرہ اہل سلسلہ بھی شریک ہوئے تھے۔ حکیم شفا صاحب اور مولوی معصوم علی صاحب دارائی اور مولانا بدر الدین صاحب انیس الغزب وغیرہ احباب بھی شریک ہوئے تھے بادشاہ بیگم نظامی آج درگاہ میں جانے سے پہلے بادشاہ بیگم نظامی کے ہاں گیا تھا پتلی بیگم نظامی بھی وہاں آئیں تھیں۔ اور ان کے لڑکے بھی۔

بادشاہ بیگم کے والد مولوی عبدالعزیز صاحب اور بادشاہ بیگم کے شوہر مولوی غفور حسین صاحب وغیرہ اصحاب بھی تھے بادشاہ بیگم نے بہت مشکف ناشترے کا انتظام کیا تھا۔ میں نے بھی پھل کھائے تھے۔

سیلمہ خاتون صاحبہ ہرمز کی نماز ہادی منزل میں جماعت سے پڑھ کر سیلمہ خاتون صاحبہ مالک گول کندہ سگریٹ نیکری سے ملے گیا تھا۔ مگر وہ مکان پر موجود نہیں ہیں۔ نواب صاحب رام پورہ دہلی اور درگاہ کے سلسلے میں آج نواب صاحب رام پورہ کو ایک خط بھیجا تھا۔ نثار علی اور زید اور حسن رؤف منزل سے آئے تھے شام کو چلے گئے عہد قیوم ہاشمی نے ناسوتی شاہ نظامی کو نواسہ عطا فرمایا ہے۔ جس نے استوار کر کے عہد قیوم نام رکھا۔

محمد قاسم نظامی میرے پرنے مرید

محمد قاسم نظامی نے آئے تھے۔ بہت عرصے سے بیمار میں سب ڈاکٹروں نے کنسر یعنی سرطان کی بیماری تجویز کی تھی۔ میں نے تقدیر بدلنے کا عمل نہایت اس کا عمل کرنے کے بعد ڈاکٹری معائنہ کرایا۔ سب نے کہا سرطان نہیں ہے۔ میں نے کہا یہ برکت اس قرآنی عمل کی ہے۔

دیدار علی نظامی ہم میرے پڑنے مرید لڑکا نظامی لے آئے تھے۔

۱۲ صفر ۱۲۶۷ رد سمبر جمعہ حیدر آباد سردی ہم آج سردی بہت زیادہ ہے بی اول وقت یعنی طلوع آفتاب سے پہلے دعا منزل میں چل قدمی کے لئے آگیا۔ سردی کے سبب جسم کو تکلیف محسوس ہوئی۔

پہنچے ہم ناسوتی شاہ نظامی ہر جمعہ کو پہنچتے لایا کرتے ہیں۔ آج بھی لائے تھے۔

حکیم خسر و شاہ نظامی حسب معمول بہت سے میٹھے سلونے کھائے لائے تھے۔ خواجہ حامد حسین کے والد بھی لائے آئے تھے۔ خواجہ راجہ کچھار بیڈی نظامی بھی آئے تھے۔ دہلی سے کتنے ہل کے پارسل آئے تھے۔

کامل البیقین نظامی ہم عبدالغفور کامل البیقین نظامی تاجر آہن لائے آئے تھے۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ زید اور جہدی اور دروہم رؤف منزل سے آئے ہیں۔

جمعہ کی نماز ہم آج بھی جمعہ کی نماز بارگاہی مسجد میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ پڑھی تھی۔

حضرت عیسیٰ کا ذکر ہم آج قاری محمد الدین صاحب نے حضرت عیسیٰ کے ذکر کی آیات تلاوت کیں تھیں کیونکہ آج حضرت کی ولادت کا دن ہے۔ یعنی کرسس ہے۔ خطیب نے بھی اسی قسم کا خطبہ پڑھا تھا۔ خطیب اور قاری کی یہ جرت

ہر جمعہ کہ اس دن کے واقعات کو مد نظر رکھ کر ظاہر ہوتی ہے۔

اور اعلیٰ حضرت بھی چلتے وقت قاری صاحب کو مخاطب کر کے ایک لفظ ان آیات کی نسبت فرماتے ہیں۔

رؤف منزل سے زید اور ابن عربی اور جہدی آئے تھے۔ میں نے دن بھر دعا منزل میں کام کیا تھا۔

چشتی پارنی ہم آج جناب سید عبدالواحد صاحب چشتی پیر زادے درگاہ الحیر شریف و ناظم محکمہ جنگلات حیدر آباد کے مکان پران کی سیگھ صاحبہ نے ایک پارنی دی تھی جس میں حیدر آباد کے امرا و زراشریک ہوئے تھے۔ میں بھی گیا تھا۔ اور وہاں بہت سے احباب ملے تھے۔

لنواب خسر و جنگ بہادر ہم نواب سر افسر الملک بہادر دروہم کی نذر انجیف کے فرزند نواب خسر و جنگ بہادر بھی ملے تھے جو سالہا سال کشمیر میں رہے ہیں۔ ان سے کشمیر کی نسبت بہت باتیں ہوئیں۔ پروفیسر عبدالحکیم صاحب اور نواب مقصود جنگ بہادر اور لنواب دین یار جنگ بہادر بھی وہاں ملے تھے۔ محمد شریف نظامی ہم قدری داسے محمد شریف نظامی اپنے ایک عزیز عبدالغفور صاحب بی اے ایل ایل بی کے ساتھ ملے آئے تھے پھل اور پھول بھی لائے تھے۔

۱۳ صفر ۱۲۶۷ رد سمبر شنبہ حیدر آباد تیرہ تیزی ختم ہم آج صفر کے ۱۳ محسن ن ختم ہو گئے۔ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ وقت اللہ کی ذات کا ایک نمونہ اور شان ہے اور خیر و شر چونکہ سب اللہ کی طرف سے ہے اس واسطے اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہر سال اور ہر

چھینے اور ہر دن اور ہر گھنٹے اور ہر منٹ اور ہر سکنڈ میں اچھائی بھی ہے اور بُرائی بھی ہے۔ یہ خیال محض روحانی ہے۔ کہ فلاں سال فلاں چھینے یا فلاں دن یا فلاں ساعت اچھی ہے یا بُری ہے۔ میں ہر وقت راضی ہر ضالہ ہی رہتا ہوں۔ نہ کسی بُرے وقت سے ڈتا ہوں نہ کسی اچھے وقت کی تمنا کرتا ہوں۔ تاہم دنیا کی ہر قوم میں زیادہ گنتی اُن لوگوں کی ہے جو ان توہمات میں مبتلا ہیں۔ بیماری ہم رات سے سردی بڑھ گئی اور میرا جسم کچھ بیمار ہے۔ آج صبح سید ابن عربی ایک مقام پر گئے ہیں۔ جہاں جنگل کا ٹھیکہ ہوا ہے کل صبح علی بھی وہاں چلے جائیں گے۔

آج دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ البتہ کتبہ اور بلاکوں کے پارسل آئے ہیں۔ اور خواجہ فضل احمد فاضل صاحب شیدا دہلوی کا ایک دردناک خط آیا ہے جو اردو زبان کی ایک خاص تاثیر کا خط ہے۔

اور بھی بہت سے لوگ عودت مردہ بنے آئے تھے۔ شام کو نظامیہ سلسلے کی ایک ممتاز خاتون بھی آئیں تھیں۔ رات کو ہلکا سا قلبی دورہ ہوا تھا۔

۱۴ صفر ۱۲۶۷ رد سمبر یکشنبہ حیدر آباد بادام کا حلوہ ہم آج صبح خواجہ احمد حسین صاحب میرے لئے بستے بادام کا نہایت عمدہ خانہ ساز حلوہ لائے تھے۔ بہت لذیذ تھا۔

آج علی جنگل چلے گئے۔ اور سید ابن عربی ایک رات کے لئے واپس آئے ہیں۔ حضرت حاجی میاں خشتی فخری دہلوی ملے آئے تھے۔ میرے دروہم دست نواب عثمان فاضل صاحب کے پوتے بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ خوش اقبال شاہ نظامی

جی آئے تھے۔ علاوہ اسی صاحب کی حیدر آباد
تختہ عیب بینک کراچی کے ذریعہ بھجوانیکا
انہوں نے بڑی جدوجہد سے انتظام کرایا ہے۔
میری صحت؟ کل سے میری صحت بہت
خراب ہے۔ آج بھی بہت تکلیف رہی
تاہم تحریری کام دن بھر کرتا رہا۔

مولوی الغام الحق صاحب؟ اخبار
پیغام صلح لاہور کے ایڈیٹر مولوی الغام الحق
صاحب ملے آئے تھے۔ یہ میرے بہت
قدیمی ملے والوں میں ہیں۔ ان کے اُستاد
مولانا عصمت اللہ صاحب مرحوم نے مجھے
قرآن شریف کے ہندی ترجمہ میں علمی امداد
دی تھی۔ یہ قادیان کی لاہوری جماعت
سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کئی سال سے
حیدر آباد میں رہتے ہیں۔

مولانا حق باز خاں؟ آج مولوی قطب الدین
خاں صاحب افسر کروڑ گیری ایک دوست
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ان کو میں حق باز خاں
کہتا ہوں، بڑے مخلص اور موصوفہ
کے پابند ہیں۔

اماں جان کی الف بے تے؟ آج پچھلی
رات کو میں نے بچوں کی تعلیم کے لئے
اماں جان کی الف بے۔ تے کتاب
لکھنی شریعہ کی۔

۱۶ صفر ۲۹ دسمبر و شنبہ حیدر آباد
صحت کی خرابی؟ کئی دن سے میری صحت
خراب ہے۔ کل رات کو تکلیف زیادہ تھی
آج دن کو بھی اُس کا اثر رہا۔ صبح سے دوپہر
تک تحریری کام کرتا رہا۔ ڈھائی بجے کھانا
کھایا۔ کئی دن سے نعیم صاحب کا خط نہیں
آیا ہے۔ اس لئے دوا فکر مند ہوں۔

دہلی جانے کا ارادہ؟ آج میں حسین

سے کہا دہلی جانے کے لئے سوانی جہاز کا
انتظام کرو۔ انہوں نے کہا ابھی حالات
ٹھیک نہیں ہیں۔ میں نے کہا اسی واسطے
جانا چاہتا ہوں کہ حالات ٹھیک ہو جائیں۔
ملاقاتی؟ مرزا خاں علی صاحب غازی
جن آرا بیک صاحبہ کے شوہر اور پروفیسر
سید الزماں صاحب اور خوش اقبال شاہ
نظامی ملے آئے تھے۔ برہان حسین بھی آئے تھے۔
الماریاں بن گئیں؟ وہ انارمل میں کتابیں
اور دوا میں رکھنے کے لئے خاجہ راجہ بھیم
ریڈی نظامی نے کل تین الماریاں درست
کرائیں تھیں۔ آج ان میں کتابیں اور دوا
منشی عبدالقدیر صاحب اور حسن اقبال نظامی
نے لگا دیں۔

تارکامنی آرڈر گم ہو گیا؟ میں نے نومبر
کے آخر میں دہلی کے دفتر کو سوروپے بذریعہ
تارکامنی آرڈر بھیجے تھے اور سوروپے بذریعہ
رجسٹری لغافہ کے بھیجے تھے وہ آج تک
دونوں نہیں پہنچے۔

شملی رہا ہوئے؟ میرے دوست بھیا
فقیر عشقی صاحب کے فرزند شیخ محمد خان الحق
شملی دہلی میں مسلم لیگ کی حمایت کے جرم
میں گرفتار ہوئے تھے۔ آج ان کی بہن بشرہ
کا کراچی سے خط آیا ہے کہ وہ رہا ہوئے ہیں
اور لاہور چلے گئے ہیں۔ مگر بہت بیمار ہیں
لاہور کی سردی کا خیال کر کے میں بے قرار
ہو گیا کہ شملی کمزور ہیں۔ لاہور کی سردی
کیونکر برداشت کر سکیں گے۔

سیدانی سعیدہ کی وفات؟ میری چچا
بہن سعیدہ بانو اپنے نواسہ محمد نظامی
کے ساتھ درگاہ سے لاہور چلی گئیں تھیں
ابن آباد گوجران والا میں جاکر ان کا انتقال ہو گیا۔

باکستان بیت المال کی طرف سے دفن
کونفرنس کا بہت اچھا انتظام کیا گیا۔ ان کے
باپ سید نادر علی مرحوم درگاہ میں بڑے
دب بے اور شان و شوکت کے آدمی تھے۔
افسوس اُن کی بیٹی نے پردیس کی سبکی میں
دُنیا سے جدائی اختیار کی۔ مسلمانوں پر اور
میرے خاندان پر جو مصیبت آئی ہے اُس
کے خیال سے ہر وقت غموم رہتا ہوں۔

ایرانی بیعت؟ آج محمد علی ایرانی بیعت
ہوئے آئے تھے۔ پونہ کے ضلع میں ان کا ہول
تھا۔ حیدر آباد میں دارالافتوح ہومل میں کام
کرتے ہیں۔ ملکوت نظامی کے ہاں پناہ
لی ہے۔ وہ بھی ساتھ آئیں ہیں۔

۱۶ صفر ۲۹ دسمبر و شنبہ حیدر آباد
رات کا بخار؟ کل رات کو مجھے بہت بخار
رہا۔ کل شام کو خواجہ بانو بھی آئیں تھیں۔
آج صبح میں نے سیلف اور نوٹیں ڈال
کہ دودھ جوش کرایا۔ اور ناشتے میں وہ
دودھ پی لیا۔

نیک قوال کے لیک؟ آج مولانا صوفی
محمد علی بخش صاحب واعظ قوال ملے آئے
تھے اور میرے لئے لیک لائے تھے۔ اور
حسن ابوطالب اور زید پاشا بھی آئے تھے
غلام سید دہلی خاں صاحب بھی خیر نظامی کے
ساتھ آئے تھے۔ منادی کے بُرائے خریداروں
میں ہیں۔ دن بھر تحریری کام کیا۔

کرنل رحمن؟ اپنے پرانے دوست ڈاکٹر
کرنل رحمن سے اُن کی قیام گاہ پر ملے گیا تھا
جو یہاں پبلک سروس کمیشن کے افسر ہیں۔
والپسی؟ آج مدراس والے عبدالغفور بی
اسے ایل ایل بی مدراس واپس چلے گئے
یہ قدری کے رہنے والے ہیں اور محمد شریف

نظامی کے ساتھ مدد اس سے میرے پاس آئے تھے۔

گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری کے آج تیسرے ہر گول کنڈہ سگرٹ فیکٹری میں گیا تھا۔ اس کے منتظم حیدر خان صاحب اور ان کے صاحبزادے غلام غوث خاں صاحب سے ملاقات ہوئی تھی مجاہد کی اطلاع کے آج لاہور سے حکیم منزل شاہ نظامی نے اطلاع بھیجی تھی کہ کشمیر کا ایک حجام میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ ہم لوگوں کو دہلی کی درگاہوں کی تبدیلی کا بہت صدمہ ہے اور ہم سب کشمیر میں اپنا کام ختم کر کے ان درگاہوں کی حفاظت کے لئے دہلی جا رہے ہیں اور دھوم دھام سے عرس کریں گے۔

تین خبریں کے آج رات کو ریڈیو میں تین بہت بڑی خبریں سنیں تھیں ایک یہ کہ ایران کے وزیراعظم سے وزارت کے ممبروں نے کہا کہ ہندوستان میں سکھوں نے اور ہندوؤں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا ہے۔ خاص کر سکھوں نے بہت زیادہ ظلم کیا ہے اور سکھ ہرگز آزادی کے قابل نہیں ہیں۔ ایرانی حکومت کو مسلمانوں کی اور پاکستان کی پوری مدد کرنی چاہئے۔

اور دوسری بڑی خبر یہ تھی کہ گاندھی جی نے اپنی پراپٹھنا کی تقریر میں کہا کہ کشمیر میں ہندوؤں کی حکومت کو کامیابی نہیں ہوگی۔

اور تیسری بڑی خبر یہ تھی کہ اردو کانفرنس لکھنؤ کو نڈت جو اہر لال نہرو نے بھی بہت حوصلہ افزاء پیغام بھیجا ہے۔

آج رات کو میں نے ریڈیو میں لکھنؤ کا مشاعرہ بھی سنا تھا۔ اگرچہ میں مشاعروں کو کچھ مفید نہیں سمجھتا بلکہ وقت کا اور قوت عمل کا ضائع کرنے والا سمجھتا ہوں۔ تاہم

مشاعرہ بہت اچھا تھا۔

دو خط درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب اور درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سے دو ضروری خط آئے تھے۔

۱۷ اگست ۱۳۳۵ء کو میر حیا رشتہ حیدر آباد خونی سال کی وفات کے مسئلہ سے سلیمانی خون تھوکنے کی بیماری میں مبتلا تھا۔ آج رات کو ٹھیک بارہ بجے اس جہاں فانی سے رحلت ہوا۔ اور اسی وقت نیا سال ۱۳۳۶ء پیدا ہوا۔ ایک آنکھ روئی دوسری آنکھ نہیں تھی دنیا کا ہمیشہ سے دستور ہے۔

صحت کے آج بھی میری صحت خراب رہی۔ رات کو بخار رہا تھا۔ صبح ناشتہ نہیں کیا۔

دوہر کو پانی میں شہم اُبالے۔ قیلے کھائے شورہ بیا۔ نہ مٹی والا تھانہ مرچیں ڈالی تھیں خیال تھا۔ آج صحت بہت اچھی رہے گی۔ مگر آج شام کو بھی بخار رہا تو میں نے رات کو پریز توڑ ڈالا اور جو سامنے آیا بیٹ بھر کر کھا۔ آج کا کام کے آج صبح سے شام تک غریبی کام کرتا رہا۔ خوش اقبال شاہ نظامی دسمبر کی تنخواہ لے کر آئے تھے۔ میری بھی اور درگاہ کی بوجہ عورتوں کی بھی۔ یہ حیدر آباد کی ربا کا عمدہ انتظام ہے کہ وقت سے پہلے ہی اہل ضرورت کو تنخواہ دیدی جاتی ہے۔

اسلامی سال سب سے آگے کے آج کل اسلامی سال ۱۳۳۵ء ہے حیدر آباد کا فصلی سال ۱۳۳۵ء ہے انگریزی کا سال ۱۹۱۷ء ہے۔ گویا عیسائی سال اسلامی سال سے ۱۱۱۱ سال قبل ہے اور حیدر آباد کا فصلی سال ۱۱۱۱ سال قبل ہے۔

باقی ہندوستان کے آج اخبار مدنیہ بکچر سے باقی ہندوستان کتاب آئی تھی پہنچ چکا ہے

دس سالے قیمت دی تھی۔ اس میں حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی کے ان مصائب کا تاریخی بیان ہے جو مشاعرہ کے انقلاب میں ان کو پیش آئی تھیں۔ آج آدھی رات تک میں نے یہ کتاب پڑھی۔

واری شحام کے ہادی منزل کے قریب ایک ہندو حجام کی دکان ہے اور میں ہمیشہ وہاں حجامت بنوایا کرتا ہوں اور دو روپے اجرت دیتا ہوں۔ آج حسین کے ساتھ عابدرو دھڑلیک واری شحام کی دکان پر گیا تھا۔ اس کی دکان تیس برس سے ہے اور ہندو دکان سے بہت زیادہ اعلیٰ اور شاندار ہے میں نے اس کو بھی دو روپے دے لیے سے انکار کرتا تھا۔ میں نے کہا مجھے تو اجرت دینی ہے۔ ہندو میرا مسلمان حجام کے آگے تو بس کمر جکا ہاڑتا ہے۔ دکان دودھتی۔ اس واسطے یہاں نہ آسکتا تھا۔

دہلی سے خط نہیں آیا کہ آج باخواریں ہیں۔ دہلی سے میرے دفتر والوں کا خط آیا۔ لالہ ہنسی لال جین میرے بہت پرانے دوستوں میں ہیں۔ ان کو میں نے خط لکھا تھا۔ آج جواب آیا میں خود آپ کے مکان پر گیا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں تھا۔ آپ کے بغیر ساری بستی سنسان اور ویران معلوم ہوتی ہے۔ میں نے خیال کیا غلغلے کے بعد میری زندگی میں دکھا دیا کہ میرے مرنے کے بعد میری بستی کی کیا حالت ہو جائے گی۔ لیکن میری کیا حقیقت ہے خدا درگاہ کو سلا رکھے تو میں کہوں گا

یہ چین یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑھائیں گے

۱۹ صفر یکم جنوری جمعہ صبح حیدر آباد
بجاری کی وجہ سے آج کل جو جمعہ و نماز شام کو
بجایا جاتا ہے۔ اُس کی ایک وجہ تو مکان
کی کمی اور سہل ہے اور دوسری وجہ خراب
آنا اور خراب بھی ہے۔ اور تیسری وجہ بلن
میں زیادہ تنہا کو کھانا ہے۔ اور چوتھی وجہ گردہ
اور جگر اور انتوں کی خرابیاں ہیں۔ پانچویں
وجہ یہ ہے کہ مجھے دواؤں کے استعمال کرنے
کی طرف رغبت نہیں ہے اور ہر دوا کی نسبت
شک و شبہ رہتا ہے۔

بہنو دوکن؟ آج مولوی فیاض الدین بہنو
دکن نظامی دودھ کر کے واپس آئے اور بہت
دیر میسرے پاس رہے۔

نیا سال! کل رات کو آج رات کو پڑوس
کے سرکاری گیسٹ ہاؤس میں امریکن اور
انگریز اور یعنی لوگوں نے نئے سال کی بہت
خوشی منائی تھی۔ ہندوستان کے بازاری
لوگوں کی طرح اُن کے فل و شیر کی آوازیں
آتی رہیں۔ یہ سب اخبار نویس ہیں۔ اور
حیدر آباد کی معلومات کے لئے یہاں آئے
ہوئے ہیں۔

تجارتی تھون آج صبح کی غمان کے بعد فوراً دھا
منزل میں آگیا۔ اور اسی وقت ایک صاحب
فاسفورس کا تیل خرید لے آئے۔ میں نے
کہانے سال کا تجارتی شگون بہت اچھا ہے۔
ماہر دکن کی مجلس کہ کل شام کو ماہر دہر
گرن بہادر مرحوم کے فرزند غلام رام کرن بہادر
نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی والدہ ماجدہ
کے ایصال ثواب کے لئے مجلس کی کمی۔ مجھے
بھی ملا دیا تھا۔ اعلیٰ حضرت بھی تشریف
لے گئے تھے۔ جمعہ شام کے وقت مجھے بخار
ہوتا ہے۔ اس واسطے میں نہ جاسکا۔ آج

تمام اخباروں میں اس مجلس کی خبر شائع
ہوئی ہے۔

ماہر رام کرن بہادر اپنے باپ دادا کی طرح
اصف حاجی بادشاہوں کے بڑے خیر خواہ
اور وفادار ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت بھی ان کی
خیر خواہی کی بہت قدر فرماتے ہیں۔ یہی وجہ
تھی کہ ان کی مجلس میں خود تشریف لے گئے۔
دہلی کے جہا جہا آج کٹرہ مہر روپ دہلی
کے ایک مسلمان ٹھیکہ دار صاحب اپنے
اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے حیدر آباد
میں آئے ہیں۔ مجھ سے بھی ملنے آئے تھے
اور کوچہ چلیاں کے درناک حالات سناتے تھے
تھے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ملا واحدی صاحب
مکان پر غیر مسلم قابض ہو گئے ہیں۔ اور سید
راشد حسین کے مکان پر بھی سکھوں کا قبضہ
ہو گیا ہے۔

۱۹ صفر ۲ جنوری جمعہ حیدر آباد
یوم طعام! آج حسب معمول روشن دل
حکیم خیر و شاہ نظامی بہت سے کھانے پکرا کر
لائے تھے۔ میری بنس بھی دیکھی تھی۔ خواجہ
راہہ کچھا بیڈی نظامی اور ناسوتی شاہ
نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی لائے تھے
جمعہ کی نماز کہ زید پاشا اور حسن ابوطالب
اور مہدی اور سید سلمان کے ساتھ باغ حمام
کی مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھنے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت
نے حسب معمول دہلی اور ہندوستان کے
حالات دریافت فرمائے تھے۔ اعلیٰ حضرت
کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ایک
دفعہ جو بات مقرر ہو جاتی ہے ہمیشہ اُس
کی پابندی فرماتے ہیں۔ چنانچہ نماز کے
بعد جب قاری محمد الدین صاحب قرآن شریف
کی آیات تلاوت کر چکے ہیں تو ایک لفظ

ارشاد ہوتا ہے۔ مختلف مقامات سے اول
یہ بات میں عرصہ دراز سے سنتا رہتا ہوں
در حقیقت قاری صاحب کی قابلیت کی قدر
افزائی کے لئے یہ الفاظ ہوتے ہیں۔ کیونکہ قاری
صاحب ہر جمعہ کے حالات کے موافق آیات
پڑھتے ہیں۔ اور یہی قابلیت خطیب صاحب
میں ہے۔ اور اُن کا خطبہ بھی اُس جمعہ کے
واقعات کے مناسب حال ہوتا ہے۔

مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی؟ پندرہ دن
کے بعد حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب
بدایونی بدایوں شریف کے سفر سے واپس
آئے۔ اعلیٰ حضرت اُن سے بھی ہر جمعہ کو ملنا
ہو کر چند کلمات فرمایا کرتے ہیں۔ کئی جمعہ سے
اعلیٰ حضرت کے بھائی ثواب بسالت جاہ بہادر
نماز میں نہیں آتے۔ معلوم نہیں اُن کی محبت
کیسی ہے۔ ورنہ وہ جمعہ کی نماز کے بہت بااثر
ولی عہد بہادر کے ماموں! ثواب قدرت
نواز جب بہادر بھی بہت پابندی سے نماز
میں آتے ہیں۔ اور اپنی مقررہ جگہ پر کھڑے
ہوتے ہیں۔

مخفی فظ لوگ؟ پولیس کے بعض مسلمان افسر
اعلیٰ حضرت کی صف کے قریب کھڑے رہتے
ہیں۔ اور یہ بہت ضروری چیز ہے۔ کیونکہ
بادشاہ کی حفاظت لازمی ہے۔ میں نے
جب کابل میں نادر شاہ شہید مرحوم کے ماما
جمعہ کی نماز پڑھی تو وہاں بھی چند مسلح آدمی
حفاظت کے لئے موجود تھے جو نماز میں شریک
نہیں ہوئے تھے۔

صدر اعظم بہادر سے ملاقات! آج شام
کو سچے ہزار کئی لائی ہوئی میرا لائق علی صدر
اعظم حیدر آباد سے ملنے گیا تھا۔ زید پاشا
حسن ابوطالب بھی ساتھ گئے تھے۔ جمعہ کے بعد

گلبرگ شریف کی درگاہ حضرت عیندی صاحب
نے سجاوہ بخشین اور مدراس کے ایک پروفیسر
صاحب ملے آئے تھے۔ کئی گھنٹے بات چیت
کرتے رہے۔

۲۰ صفر ۱۳۲۹ رجبہ حیدر آباد
میلاد محبوب الہی رضی اللہ عنہ حضرت خواجہ سید
نظام الدین اویسیا محبوب الہی کی ولادت
صفر کے آخری چار شنبے کو ہوئی تھی۔ اور
ولادت کا وقت ہیچ کا تھا۔ اس لئے حضرت
کی درگاہ میں آخری چار شنبے کو تہجد کے وقت
مراثر شریف کو گلاب سے غسل دیا جاتا ہے اس
سال یہ بندہ ۳۴ صفر کو آئے گا۔

چہلم آج حیدر آباد میں یوم اربعین یعنی حضرت
امام حسین کے چہلم کا دن ہے۔ اور عہد قلیل
ہے۔ آج اعلیٰ حضرت حضور نظام اپنے تہجدی
محل کے تبرکات اور آثار قدیم کی زیارت کرتے
ہیں۔ اور شام کو عرفان خانہ زہرا کی مجلس میں
جاتے ہیں۔

سالانہ نیاز آج حیدر آباد کے نامور عالم
اور واعظ حضرت مولانا سید محمد بادشاہ حسین
کے والد ماجد کی سالانہ نیاز قادری حین فکر خانہ
میں تھی۔ مجھے بھی بلایا تھا مگر بخار کے سبب
نہ جاسکا۔

حسن ابوطالب اور زید بادشاہ کام کرنے
آئے تھے۔ فخر نظامی ایڈیٹر بخاری دنیا بھی
آئے تھے۔ ان کے لڑکے نے وہ منزل کی
سر راہ دیوار پر دفتر سنادی جلی قلم لکھا تھا۔
بازار افضل گنج میں کامل الیقین نظامی سے
ملنے گیا تھا۔ سید محمد موسیٰ مرحوم کی سخی لڑکی
کے انتقال کی خبر سنی تھی۔ وہ حاجی کے
مرض میں مبتلا تھیں۔ اسپتال میں کل جمعہ
کو انتقال ہوا۔ اپنے شوہر مولوی کریم علی

مرحوم کے قریب دفن ہوئیں۔
مولوی میر محبوب علی آج ذاب علم یار جنگ
بہادر مرحوم یعنی مولوی چراغ علی صاحب مرحوم
کے فرزند مولوی میر محبوب علی صاحب ملے
آئے تھے۔ اور کئی گھنٹے سائنس و فلسفے کی باتیں
کیں تھیں۔

۵ دسمبر ۱۳۲۹ دو ٹکڑے ہو گیا کہتے تھے
کچھ دن سے آسمان پر دم دار ستارہ نظر آ رہا تھا۔
وہ سورج کے قریب گیا۔ تو سورج نے اس کے
ڈو ٹکڑے کر دیے۔

مجھے یہ سن کر خیال آیا کہ زمین پر ہندوستان
کے ڈو ٹکڑے ہو گئے اور فلسطین کے ڈو ٹکڑے
ہونے والے ہیں۔ یہ شاید اسی دم دار ستارہ
کی تاثیر ہو۔

پھر دل نے کہا امریکہ کے ڈو ٹکڑے روس کے
ڈو ٹکڑے۔ اور ہر بڑی طاقت کے ڈو ٹکڑے
ہو جائیں گے۔ رہے انگریز تو ان کے تو بے شمار
ٹکڑے ہو چکے ہیں۔

بادشاہ بیگم نے کھانا بھیجا کہ شام کو بادشاہ بیگم
نظامی نے نہایت عمدہ شاہی کباب اور چائیا
اور امرود کی جلی اپنے ہاتھ سے تیار کر کے اپنے
بچوں برہان حسین اور صدیق حسین کے ہاتھ
پہنچی تھی۔

بخار کی شدت آج پچھلی رات بخار بہت
بڑھ گیا تھا۔ کل سے حکیم خسرو شاہ نظامی کی
دوا شروع کی ہے۔ صبح پینہ بھی آیا تھا۔
بخار اتر گیا۔ ابانی گاجریں اور جو کا پانی صبح
پیا تھا۔

۱۲ صفر ۱۳۲۹ رجبہ حیدر آباد
اخباری مشکلات حیدر آباد میں دلی اور
لاہور سے بھی زیادہ اردو اخبار شائع ہوتے ہیں
لیکن مجھے ایک ہفتے ہزار اخبار سنادی جاری

کونے میں اتنی زیادہ مشکلات پیش آ رہی ہیں
جو بہان سے باہر ہیں۔ کاغذ خرید لیا ہے لیکن
حسب منشا کاتب نہیں ملتے مرضی کے موافق
چھپائی کا انتظام نہیں ہوتا۔ یہاں کے اخبارات
کی نگہانی ایک ایسے طریقے کی ہوتی ہے جو
دلی، لاہور، لکھنؤ کے اخبار والوں کو پسند
نہیں آتی۔

شادی خانہ سر سماں جاہ بہادر کی رنج
خوش اقبال شاہ نظامی اور حسن ابوطالب
اور زید پاشا اور سید سلمان کے ساتھ سر سماں
جاہ بہادر کامکان شادی خانہ دیجئے گیا تھا
جوان کے پوتے نواب نھیر یار جنگ بہادر
امیر بانگاہ نے میری رہائش کے لئے مجھے
دیا ہے۔ پہلے بھی خواجہ بانو کے ساتھ دیجئے
گیا تھا۔ مگر اس وقت صفائی نہیں ہوئی تھی
اور اب صفائی ہو گئی ہے۔ اور میں جلدی
اس مکان میں رہنے کے لئے آ جاؤں گا۔

آج دن بھر دھامنزل میں کام کیا صحت
خواب رہی۔ رات کو بخار خدا بڑھ گیا۔
زیارت حیدر آباد میں سوئم کی نیاز کو
زیارت کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہان پس
میں ملاقات اور بات چیت کے وقت یہ کہنا
معیوب سمجھا جاتا ہے کہ مجھے آپ کی زیارت
کی تمنا تھی۔

آج سخی بیگم نظامی مرحومہ کے سوئم کی نیاز
میں شریک ہونے کے لئے مسجد فضل گنج میں گیا تھا۔
مرحومہ کے بہت سے قرابت دار جمع تھے۔
پہلے قرآن خوانی ہوئی پھر سنا ہوئی اور میں نے
مرحومہ کے لئے دعا پڑھی۔ اس کے بعد پھل
تقسیم ہوئے اور ٹھکانی تقسیم ہوئی۔

دو روزہ آج رات کو ۱۲ بجے کے بعد بہانیت
شدیدہ قسم کا دورہ ہوا تھا۔ میں نے کسی لڑکے

انگریزوں کو نہیں چھوڑا۔ خود ہی دھماکے بڑھ کر دم کو تار پار کر کے قریب سگرات کی سی حالت ہو گئی۔ میں نے اُن کے کمرے کی کھڑکیاں کھول دیں کہ موت کا فرشتہ آسانی سے اندر آجائے اور مجھے آسانی کے ساتھ باہر لے جائے۔ سردی زیادہ تھی۔ کھڑکیاں کھولنے سے ٹھنڈی ہوا آئی اور اندیشہ ہوا کہ سردی لگ جائے گی۔ مگر کوڑ بند نہیں کئے۔ لحاف میں چھپ کر لیٹ گیا۔ نیند آئی۔ صبح ۷ بجے تک سو تار پار۔

۲۲ صفر ۱۲۹۵ جنوری ۱۹۱۵ء وشنہ حیدر آباد شاہ چڑھائے۔ رات کی بیماری کی شدت کا اثر آج دن بھر دل و دماغ پر رہا۔ دواؤں کی سی بات پر غصہ آتا تھا جس میں کو دفتر سے ہلا کر تلخ لہجہ میں کہا میں یہاں نہیں رہوں گا میں بی بی جاتا ہوں۔ شام تک دھماکے میں کام کو تار پار اور مرض کی تکلیف کا سلسلہ بھی ستا تار پار۔

بعد مغرب دوا سکون ہوا۔ گیارہ بجے اخبار پڑھ کر اور ریڈیو سن کر سو گیا۔ نیند بہت اچھی آئی۔

۲۳ صفر ۱۲۹۵ جنوری ۱۹۱۵ء وشنہ حیدر آباد دلی کی یاد آج مجھے اتنی زیادہ دلی یاد آ رہی ہے کہ میں اپنے صبر و ضبط کے دامن کو سنبھال نہیں سکتا۔ آج وہ دن ہے کہ میرے حضرت خواجہ نظام الدین اولیا سلطان المشائخ کے

مزار کے غسل کے لئے دلی سے اور دور دور سے آدمی جمع ہوتے تھے پہلی رات مزار کو گلاب سے دھویا جاتا تھا۔ اور ہر دھوا قبل

ہو تی تھی۔ جس کا ساری عمر تجربہ ہوتا آیا تھا اب یہ کہاں؟ درگاہ کہاں؟ دلی کہاں؟

آخری چہار شنبہ ۲۵ صفر ۱۲۹۵ء آخری بدھ وہ دن ہے جس کی پہلی رات حضرت خواجہ نظام الدین

اولیاء بدایوں میں پیدا ہوئے تھے۔ سنائی

اسلامی دنیا میں یہ دن منایا جاتا ہے۔ سنائی کا ہر بادشاہ یہ دن مناتا تھا۔ سب عوام و خواص

بھی مناتے تھے۔ مگر جلتے نہ تھے کہ ایسا کیا کرتے ہیں۔ کیونکہ مسلمان تو نجوم پر نہیں چلتے

دنوں کی نحوست کو نہیں مانتے۔ پھر بھی حدیث سے صفر کے چھینے کی نحوست کو مانتے آئے

ہیں۔ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سنائی صمدی ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے

صفر کے آخری بدھ کو پیدا ہو کر ظاہر کر دیا صفر کی نحوست آخری بدھ تک ختم ہو جاتی ہے۔

ملا یا کہ جلد اس کا اثر میرے چہرے کے قریب ہیں۔ وہاں اور چین میں حضرت خواجہ نظام الدین

اولیاء کے خلیفہ مولانا حسن بن عرف خواجہ سالار نے نظام میر سلسلہ جاری کیا تھا۔ مگر

اب چین اور ملائکہ کے لوگ اپنے سلسلے کو چاہتے بھی نہیں کیونکہ ہندوستان کے مشائخ وہاں

نہیں جاتے۔ آج پاکستان ریڈیو نے پھر سنائی ہے کہ آخری بدھ صوب سے زیادہ ملائیں منایا جاتا

ہے۔ مگر وہ مسلمان اس دن کندہ میں نہاتے ہیں۔ اور غسل کا تہوار کھجا جاتا ہے۔ ریڈیو

نے کہا ملائکہ کے مسلمان عید رمضان اور عید حج بھی مناتے ہیں۔ مگر اس سے کہیں زیادہ

آخری بدھ کا نہان مانتے ہیں۔ مجھے یسن کر بڑی خوشی ہوئی اور میں نے کہا دیکھ میرے

سلسلے نظام میر کے بزرگوں کی رسم وہاں کتنی مضبوط ہے۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین

اولیاء کے غسل و طاعت کی یاد کتنی دہم و دہم سے منائی جاتی ہے۔

صحت ۲۴ آج بھی میری صحت بہت خراب ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخری وقت قریب آگیا ہے۔ دن بھر دھماکے میں کام کو تار پار۔

مگر بہت دشواری اور مشکل سے کام کیا۔ ۲۴ صفر ۱۲۹۵ جنوری ۱۹۱۵ء وشنہ حیدر آباد

آخری بدھ ۲۵ صفر ۱۲۹۵ء آخری چہار شنبہ

منایا جاتا ہے۔ سرکاری تعطیل ہوتی ہے۔ لوگ باغوں میں جاتے ہیں۔ مگر کوئی نہیں جانتا کہ ایسا

کیوں کرتے ہیں۔ ایوان سر آسماں جاہ ۲۴ آج روف منزل سے میرے اہل و عیال ایوان سر آسماں جاہ

اندون شہر میں آگئے۔ یہ حالی شان محل نواب بشیر اللہ سر آسماں جاہ بندہ کے پوتے نواب

نہیر بلوچنگ بہادر امیر بانیگاہ نے اور ان کی بیگم صاحبہ نے مجھے رہائش کے لئے دیا ہے۔

شہر کے اندر ہے۔ ہر قسم کی آرائش اور آرائش اس محل میں ہے۔ کامل یقین نظامی اور خوش

اقبال شاہ نظامی اور حسن اقبال نظامی نے بار بار داری کے انتظامات کئے تھے۔ میں بھی سب

عورتوں اور بچوں کے ساتھ اس محل میں آگیا۔ اور شام تک بیماری کے اثر کے سبب دہرپ

میں لیٹا رہا۔ خوش اقبال دہن دہاتے رہے۔ علی اور سید ابن عربی حیدر آباد سے باہر گئے

ہوئے ہیں۔ جہاں انہوں نے ٹھیکہ لیا ہے۔ زید اور حسن بھی تقریر کی کاموں میں بچے مدد

دیتے ہیں۔ باہر کے خطوط بہت زیادہ آتے ہیں میں جواب فر دیتا ہوں۔

یہاں بھی آجکل سردی بہت بڑھ گئی ہے۔ حیدر آباد میں دہلی کی نسبت سردی کم ہوتی تھی

مگر اس سال بہت زیادہ ہے۔ شرف الدین صاحب دار و غرہ مکان نے بہت عمدہ انتظام کیا

۲۵ صفر ۱۲۹۵ جنوری ۱۹۱۵ء حیدر آباد ہادی منزل ۲۴ آج صبح ناشتہ کر کے صحن اور زید کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ ہادی منزل یہاں سے ۳ ریل دور ہے۔ گلزار حوض سے ایک

لانگہ لیا اور ہادی منزل میں جا کر پہنچے تک
سادی روانہ کرنے کے لئے پہنچے دوست کرانے
منشی عبدالقدیر صاحب اور زیادہ جس نے ملکہ
حسین بیٹی گئے ہیں آج ہوائی جہاز سے
حسین بیٹی گئے ہیں۔ جلدی واپس آجائیں گے۔
شادی خانہ جس مکان میں منتقل ہو کر آیا ہوا
اس کو شادی خانہ کہتے ہیں۔ یہ بہت بڑا محل ہے
اتنے بڑے بڑے کمرے ہیں کہ رؤف منزل کی
وسعت اس کے سامنے بہت ہی کم ہے۔
دونے شادی خانے میں سب بچوں کے
ساتھ واپس آیا۔ اور شام تک کام کرتا رہا۔
کل بھی نعیم صاحب کا ایک خط بارہ صفحے کا
آیا تھا۔ اور آج بھی ۲۲ صفحات کا خط آیا ہے۔
مسٹر شیل کی تقریر آج رات کو پونے آٹھ
بجے سے پونے نو بجے تک ریڈیو میں مسٹر شیل
کی وہ تقریر سنائی گئی جو انہوں نے کلکتہ میں کی
تھی۔ یہ تقریر سب عورتوں اور بچوں نے بھی سنی تھی
صحت آج بھی خراب رہی۔

سالا نہ عرس آج نواب شیر الدولہ سر
آسمان جاہ بہادر کے سالانہ عرس کا مندل ہے
باجا کا فوجی رسالہ جلیس کے ساتھ آیا تھا۔
مندل کا جلوس سچے شاہ سے روانہ ہوا تھا۔
اور خزانہ لگ گیا تھا۔ امیر ہاسنگھ مندل کی
کشتیاں خود اپنے سر پر اٹھاتے ہیں۔
مولوی افتخار الدین صاحب صدیقی بہرے
مردوم دوست جناب مولانا شمس الدین صاحب
صدیقی کے برادرزائے مولوی افتخار الدین صاحب
صدیقی دفتر باغات و بازاریات کے مہتمم ہیں۔
میری رہائش کے انتظامات ان کے ذریعہ ہوتے ہیں۔
۲۴ صفر و جنوری جمعہ حیدر آباد
صبح کی دعا آج صبح میں نے اپنے بچوں
کے ساتھ نواب ظہیر بادشاہ بہادر امیر ہاسنگھ

اور ان کی بیگم صاحبہ کے لئے دعا مانگی کہ ان دونوں
نے ہم مسافروں و مہاجرین کو ایسا اچھا محل پہنچایا
بادی منزل آج صبح و نہجے خوش اقبال شاہ
نظامی آئے اور ہادی منزل سے سڑ بھی آئی۔
زید حسن۔ جہدی اور روحم کے ساتھ ہادی منزل
گیا۔ اور سادی کے پتے درست کئے۔ اور رات
کو آئی ہوئی ڈاک پڑی۔

سی پی کے جاگیر دار آج سی پی برادر وغیرہ
مقامات سے لاکھوں مہاجرین اچھل حیدر آباد
میں آئے ہوئے ہیں اور میرے پاس بھی ملنے
آتے رہتے ہیں۔ آج سی پی کے چند ممتاز جاگیر دار
ملنے آئے تھے۔

ناسوتی شاہ نظامی کی میرے پرانے روزنامے
کی فہرست تیار کر کے لائے تھے۔ اور ایک
خربوزہ نمائراپتیا بھی لائے تھے۔ خواجہ راجہ
کچھ ریڈیو نظامی بھی آئے تھے۔
عبدالغفور کامل الیقین نظامی اور حکیم خسرو
نظامی بھی آئے تھے حکیم صاحب کی والدہ صاحبہ
مدنیہ منورہ سے کسی خانگی کام کے لئے حیدر آباد
میں آئیں ہیں۔

نماز جمعہ آج سارے انبجے جمعہ کی نماز کے لئے
بچوں کے ساتھ باغ حرام کی مسجد میں گیا تھا۔
اگلے حضرت پورے بارہ بجے تشریف لائے۔
اور سب حالات مسجد کے اندر داخل ہوتے ہی
میرا نام لے کر مخاطب فرمایا اور منبر پر منٹ
حالات حاضرہ کی نسبت سوالات فرماتے رہے
دوران گفتگو میں ولی عہد کے ماموں نواب
قدرت نواز جنگ بہادر اور اپنے بھائی نواب
بالت جاہ بہادر سے اور مولانا مفتی عبدالقدیر
صاحب بدایونی سے بھی مخاطب ہوتے رہے
نواب صدر اعظم بہادی شریک نماز تھے۔
خلیب نے ایام حاضر کے فتویٰ کی نسبت

خلیب میں احادیث پڑھیں تھیں۔ اور نماز کے
بعد قاری فخر الدین صاحب نے آیات بھی
حالات تلاوت کی تھیں۔

آرڈو مجلس کے مولوی غلام یزدانی صاحب کا
خط آیا تھا کہ آئندہ جلسہ آرڈو مجلس کا جناب
ڈاکٹر جعفر حسین صاحب کے ہاں ہوگا۔

ڈاکٹر زور صاحب کی ادارہ ادبیات آرڈو
کے بانی ڈاکٹر زور صاحب اپنے فرزند کے ساتھ
آئے تھے۔ ان کے فرزند نے اپنے دادا کے
عوس کا دعوت نامہ بھی دیا تھا۔

حکیم خسرو شاہ نظامی کے مکان پر ہادی
منزل سے اپنے بچوں اور خوش اقبال شاہ
نظامی کے ساتھ حکیم خسرو شاہ نظامی کے مکان
رحمت باغ کاچی گڑھ میں گیا تھا۔ ان کی بیگم
صاحبہ نے مرغ کی شب دیکھ و غیرہ عمدہ کھانے
پیشے تھے حکیم صاحب کے ایک محراب لڑکے
کو بھی دیکھنا تھا۔ حکیم صاحب کا مسطب
حیدر آباد میں بہت زیادہ مقبول ہے۔

جلسہ گھر میں اگر کھانا کھایا پھر چوک کی مسجد
میں گیا جہاں حکیم شفا صاحب مجددی نے
حضرت مجدد کا ۲۷ واں جلسہ کیا تھا۔ مولوی
عبدالرؤف صاحب مددالمہام تعمیرات کے
صدر تھے۔ میں نے بھی سیرت پر تقریر کی تھی
جمعہ اچھا تھا۔ حکیم شفا صاحب میرے قریبی
ملنے والے ہیں۔ اور ہمیشہ رفادہام اور
خدمت خلق کے کام کرتے رہتے ہیں میرے
پڑوسی غلام دستگیر خاں صاحب ناگ پور کی
ملنے آئے تھے۔ ولی آرا با نواز و علی با نوزی
خاں با نوز سے ملنے آئیں تھیں۔ سید ابن عربی
بھی آج جنگل سے آئے ہیں۔

ڈاکٹر سید حسین کے معکے سفیر ڈاکٹر سید
صاحب کی تقریر پڑھیں تھی وہی بہت ہی

۲۷ صفر ۱۲۹۰ جو رسی شنبہ حیدر آباد
بے نقط حروف میں حروف میں نقطے
نہیں ہوتے وہ اسرار الہی کے زیادہ قریب ہوتے
ہیں۔ آج مجھے یہ القاب ہوا۔

باہر نہیں گیا، آج صحت کی خرابی کے
سبب باہر نہیں گیا۔ دن بھر گھر میں رہا۔ مگر
بے کار نہیں رہا۔ کچھ لکھا۔ کچھ لکھوایا۔ کچھ پڑھا۔
کچھ پڑھا کر سنا۔

ملاقاتی ہمدانی افکار الدین صاحب
مدنی ہندو باغات ملنے آئے تھے۔ ایک
فوجی صوبے دار جہلم کے رہنے والے ملنے آئے
تھے۔ بھرتی کی سفارش چاہتے تھے۔ میں نے
سفارش لکھ دی۔

نام دار النسا بیگم صاحبہ، ایک جاگیر دار
خاتون نام دار النسا بیگم صاحبہ نواب غنیمت علی
بہادر کی طرف سے ان کے مکانات کے پناہ
گزیں کو دیکھنے آئیں تھیں۔ یہ منادی کی
خبردار ہیں۔ عمر رسیدہ ہیں اور سیاسی اور
انتظامی سمجھ بہت بھی رکھتی ہیں۔

میں نے آج حرات کو کھانا نہیں کھایا۔ رات
کو نیند اچھی آئی۔ مگر بھوک صبح تک بند رہی۔
دھوپ کھائی، آج میں دن بھر دھوپ
میں لیٹا رہا۔ اور دھوپ کی غذا کھاتا رہا۔

۲۸ صفر ۱۲۹۰ جو رسی اتوار حیدر آباد
خواجہ سید علی، آج صبح میرے منجھڑے
خواجہ سید علی ملے آئے وہ کل رات کو جنگل
سے آئے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ کرلوں
کا سالن کھایا جو بہت مرغوب ہوا۔

حسین کا استقبال، ہادی منزل گیا۔
اور وہاں سے بچوں کے ساتھ علیک میں ہوائی
اڈے پر گیا۔ سیلاب جو بھی ساتھ تھے اڈے
کے قریب جا کر موٹر غراب ہو گئی، میں سلمان قد

ولی کے ساتھ سیدل اڈے تک گیا۔ میرے
بٹے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی سید سعید
نظامی کے ساتھ ڈھائی بجے ہوائی جہاز سے
اترے وہ پہلی سے آئے ہیں۔ موٹر کو درست
کرنے میں ایک گھنٹہ صرف ہوا۔ ۴ بجے چلے

تو موٹر کی میل تک رکتی رہی۔ آخر سید ابوبکر
کی بتائی ہوئی حکمت سے موٹر ٹھیک ہو گئی۔
مغرب کے قریب شادی خانے میں واپس آیا۔

خطوط کے جوابات، کل شام سے آج
دوہر تک بہت سے خطوط کے جوابات
لکھے تھے۔ اتنے زیادہ خطوط آتے ہیں کہ
روز کے روز سب کا جواب نہیں دے سکتا۔

صحت کی خرابی، ہادی و اعتیاد اور
پرہیز اور علاج کے صحت کی خرابی قابل میں
نہیں، حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا
استعمال کرتا ہوں جس سے ابتداء میں فائدہ
معلوم ہوا تھا۔ مگر بیماریاں ایسی متغیر ہیں
کہ ایک کو فائدہ ہوتا ہے۔ تو دوسری کو نقصان
دے جاتا ہے۔ امراض کے اسباب یہ ہیں۔

بڑا ہایا۔ پان میں تمباکو کا استعمال۔ دانتوں
اور مسوٹوں کی بیماریاں معدہ۔ جگر۔ آنتوں
مثانے اور گردے کی خرابیاں۔ اور سب
سے بڑا سبب دماغی محنت جو ہر وقت جاری
رہتی ہے۔

۲۹ صفر ۱۲۹۰ جو رسی اتوار حیدر آباد
انیس الغریبا کا جلسہ، اتنا بی بی بی
ایشین حیدر آباد کے قریب خواجہ سید
صاحب کا قلم تھا جو اسلحا سال سے ایک
یہ خیمہ خانہ انیس الغریبا نام کا جاری ہے

آج شام کو وہاں میری صدارت میں جلسہ
ہوا تھا اور میں من ابوبکر و زین العابدین
اقبال شاہ نظامی کے ساتھ وہاں گیا تھا

مولانا سید قاسم رضوی صاحب بی اے
علیگ محمد الرحمن احمد المسلمین بھی شریف
لائے تھے اور پرچم کشائی کی رسم ادا کی
تھی اور ایک موٹر تقریر بھی کی تھی اس کے
بعد چھوٹے چھوٹے یتیم لڑکوں اور لڑکیوں
نے تواروں اور لڑکیوں کے کرتب دکھائے
تھے پھر میں نے تقریر کی تھی نیند باہمی بچے
رہا تھا بھانے والے سب یتیم خانے کے بانیان
لڑکے تھے

کام، آج صبح سے ایک بجے تک من
ابوبکر اور زید پاشا کی امداد سے شادی
خانے کے مکان میں کام کیا تھا پھر من کے
ساتھ تنگے میں ہادی منزل گیا تھا اور رات
کو گھر میں واپس آ گیا تھا اور ریڈیو میں پیل
صاحب کی تقریر سنی تھی رات کو تین بجے
تک نیند آئی تھی میں بچے سے صبح تک غریب

کام کیا تھا
یکم ربیع اول ۱۳۰۰ جو رسی اتوار حیدر آباد
پیارا اہمیت، آج عید میلاد کا پیارا دن ہے

شروع ہوا میں نے ہندوستان میں اور
ساری دنیا میں عید میلاد کی شروعات کی تھی
اور تمام اسلامی دنیا میں یہ فوجی ہتھیار
گیا تھا مگر آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی امت ہندوستان میں ایسی مفیبت میں
ہے کہ عید میلاد کی مجلسیں شایہ نہ ہو سکیں
تجارتی دنیا آج فرزند روحانی
محمد خدایں محمد نظامی ایڈیٹر رسالہ تجارتی

دنیا حیدر آباد ملے آئے تھے اور رسالہ
میں لائے تھے تجارتی دنیا میں ہر گز
نہیں آئے ۳ رات کو پرتک کار و زنا بھی
شائع ہوا ہے اور میرے نوٹ بھی شائع
ہوئے ہیں کتابت کی غلطیاں اور طباعت

کی آغوشوں میں لپکتے ہوئے بہت صدمہ ہوا۔
لو اب صاحب کی گنج گور کی آج گنج گور کے
نواب غلام محی الدین خان صاحب نے آئے تھے جو میر
پرویس میں میری طرح نواب ٹھہر چکے تھے اور
امیر بنگالہ کے مکان میں مقیم ہو کر یہاں بھی رہا کرتے
اور وہ بھی رہا کرتے تھے۔

غلام شکر خان صاحب اور ان کے بھائی
بھی ساتھ آئے تھے نواب صاحب کی ریاست
میں تین لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہے
بجائے کہ خواجہ بانو کو بجا رہو گئے ہیں میری
صحت بھی خراب ہے گھبراہٹ کا آنا نہیں ملتا
سب جوار کا آنا اور چاول کھاتے ہیں مگر میرے
پیشے مزید بازاری غیر الیس پہنچتے ہیں سرحدی
بہت زیادہ ہے یا مجھ کو روز زیادہ معلوم
ہو رہی ہے میں دہلی جانے کی تیاریاں کر رہا ہوں
دو چھاپے خانے کا میں نے حیدر آباد کے
دو چھاپے خانوں کی بہت تعریف سنی تھی ایک
انشائی پریس دوسرا اعظم سٹیم پریس ان
دونوں کی چھاپائی بہت اچھی ہوتی ہے ایک
دن خود انشائی پریس میں گیا تھا جھڑ تو
بہت زیادہ دیکھے مگر منظم صاحب موجود نہیں
تھے اعظم سٹیم پریس میں ایک کامیابی ہوئی
سائز کی طباعت کے لیے بھی تھی دو ہزار
انچ کی چھاپائی ۸۴ روپیہ کیے گئے ہیں
تبہل کر یہ ضرورت دہلی میں آٹھ روپیہ
ہزار طباعت دی جاتی ہے اس حساب
سے دو ہزار کے ۱۶ روپیہ ہوتے تھے چھاپائی
کے لحاظ سے حیدر آباد اچھی ترقی سے بہت
دور ہے۔

اخبار جناح اب اچھی حال میں ایک
دو ہزار اخبار جناح جاری ہوا ہے اس
کی چھاپائی بہت صاف ہو رہی ہے غور کرنے

پر معلوم ہوا کہ راج کاغذ پر طبع ہوتا ہے گویا
اخبار روز کی چھاپائی اس لیے خراب ہو رہی ہے
کہ وہ سب چکنے کاغذ پر شائع ہوتے ہیں
چکنے کاغذ سیارہ دیر میں جوتا ہے اس لیے
جلدی کے سبب رگڑے چھپائی کے حرفت
اڑ جاتے ہیں مگر ہفتہ وار اخبار اس چکنے
کاغذ پر طبع ہوتا ہے اور چھپائی صاف
ہوتی ہے۔

آج دن بھر شادی خانے میں رہا
حسن اور زید سے تحریر کا کام کرتا رہا
ایک گھنٹہ تک گئی ہے حسن اور زید کو
پڑھاؤنگا تاکہ فارسی زبان آجائے ہوئی گئی
نظای اور ان کی دلی خواہش ہے کہ وہ
۲۰ پریس اول کمپنی اور چھاپائی چھاپائی
خواجہ راجہ نامہ آج صبح خواجہ راجہ راجہ
نظای نے آئے تھے اور علی بابا نے آئے تھے
حسن البوطالب کی خدمت آج میر
ڈکے حسن البوطالب نے میرے بولے ہوئے میں
لکھے تھے ۱۰ صفحات دہلی چھاپائی کیونکہ
منادی دہلی سے جاری کرنا ہے
حسین کا سفر نامہ آج صبح حسن کی صحت
مقام میں تجارتی غرض سے گئے ہیں جو بہت
سے ۶۰ میل دور ہے۔

اردو مجلس شریعتی آج شام ڈاکٹر
جبر حسن صاحب کے مکان دھوپ چھاؤں
بخارہ ہل میں اردو مجلس کا جلسہ ہے مولانا
غلام یزدانی صاحب مرزا فرحت اللہ صاحب
مروم کی شاعری کی نسبت مضمون پڑھیں
میرے پاس کچھ دن پہلے دعوت نامے
آگئے تھے مگر میں موٹرنے گئے ہیں اور
یہاں سے جو بی بی بل دس میل دور ہے
اس لیے نہ جاسکا لیکن دل تڑپتا رہا کیونکہ

مولانا غلام یزدانی اور ڈاکٹر جبر حسن
میرے عقیدہ میں اردو زبان کے
چاند سورج ہیں۔

دہلی کی تیاریاں ہو چکی ہیں اس جنوری
کے آخر میں دہلی جاسکا فیصلہ کر لیا ہے
اس لیے ابھی سے تیاری شروع کر دی
ہے میں اکبر جادوں گے جو کچھ کو جادوں
بلاؤں گا کیونکہ اگر میں دہلی جا کر رہا ہوں
تو کچھ نہیں ہے جو کچھ کو محفوظ رہنا چاہیے
خدا نے جاباب دہلی کی فضا درست

ہو جائیگی اور اس کا مجھے یقین ہے
۱۰ پریس اول کمپنی اور چھاپائی چھاپائی
اخبار کی روانگی آج صبح حسن اور
زید کے ساتھ ہادی منزل میں گیا تھا تاکہ
اخبار لینے رسالہ تجارتی دنیا روانہ کیا
جائے اور تین بجے تک کام کیا مگر
قرار پایا کہ اخبار کھل جود کو روانہ کیا
گاندھی جی کا سیرت آج انگریزی
اخبار اسٹیشن دہلی میں شائع ہوا ہے
کہ پانچ ہزار ہندو اور سکھ گاندھی جی کی
تیار کیا ہوا ہوا میں آگئے اور گاندھی
مردہ باد کے نعروں لگائے اور یہ بھی
کہا کہ گاندھی کو پھانسی دے دو کہ مسلمانوں کی
حایت کرتا ہے ہندو نہرو نے بہت خفا
ہو کر اس مجموعہ کو مٹایا۔

جس قوم کے عوام ایسے قابو اور
بے دردی ہو جائیں اس کی حکومت کا
خاتمہ رہنا امر محال ہے۔

دہلی کا سفر آج میں نے حسین
سے ملنا میں جنوری کے آخر یا جنوری
کے شروع میں دہلی جانا چاہتا ہوں
حسین نے تازہ اخبارات کا خلاصہ

ناکر اختلاف کیا میں نے کہا یہ دو دوزخی
رہ رہ رہنے والوں کے لئے ہے میں تو
رہنے کے لئے دہلی جاؤنگا نا کر باپ دادا
کے قبرستان میں دفن کیا جاؤں۔
اللہ کا اہنہ آدمی ہم میں گاندھی بھی کہو
خدا کا نام دی کہتا ہوں کہونکہ وہ خدا کے
سکروں یا خدا سے غفلوں کو خدا یا دلا
ہیں آج ان کے برت کا تمیز دن تھا آج
بھی انہوں نے تقریر کی کزوری کے سبب
آواز بھاری ہو گئی تھی اور بہت ناخوانی
آواز میں تھی اگر گاندھی بھی مسلمان تھے تو
خدا نخواستہ صدمہ نہ بچا تو ہندوستان
خدا کے قبر میں مبتلا ہو جائیگا اور قہر الہی
میں تو اب بھی مبتلا ہے مطلب یہ ہے کہ
نہ ملک مائل تھا ہو جائے گا۔

صحت آج بھی خراب رہی مگر نیند اچھی آگئی آج حسین بھی اپنی والدہ سے ملنے آئے تھے۔
سہریچ اول ۶ جنوری ۱۹۵۷ء - آج منج ۶ بجے باہری
 حاکم سے موٹر آئی اور میں زید حسن مہدی
 کے ساتھ باہری منزل میں گیا اور تجارتی پینا
 روانہ کرنے کا کام کیا۔

میرزا نواز احمد صاحب دہلوی، بادی منزل
 میں میرزا نواز احمد صاحب اشترنی اور لکے
 دادا دانا علی صاحب اور بھوپال داسے حکیم
 ضار الحسن صاحب نے آئے تھے۔

اس وقت کے پیغمبر آ مر ہے دے
 سید عالمین صاحب نے آئے تھے جو
 پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اور ابھی حال
 میں اپنی عورتوں کے ساتھ حمید آباد
 میں آئے ہیں یوں ہی محبوب علی صاحب
 حمید آبادی نے آئے تھے اور قاری

محمد و محمدؑ الدین صاحب خلف مولانا محمد
محمد عبدالحمید صاحب امام جامع مسجد کھنڈہ
۱۱ ربیع الاول کے جلسہ کی دعوت دینے
آئے تھے سکندراباؤ سے مولوی محمد الکریم
صاحب شتریک معتمد انجمن فیض عام عبد
میلاد کے جلسہ کا بلاوا دینے آئے تھے
حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی ملنے
آئے تھے خواجہ راجہ لچھار ریڈی نظاؤ
اور ناسوتی شاہ نظای بھی ملنے آئے
تھے حکم فرماہ نظای کہا نالاک تھے
اور ایک یعنی دو اور ایک براہیسا
لائے تھے ۔

جمعہ کی نماز تاجوں کے ساتھ اعلیٰ
 حضرت کے ساتھ جمعیٰ نماز پڑھی تھی
 اعلیٰ حضرت نے ایک متاعی جلیہ کی نسبت
 گفتگو فرمائی تھی جو مہند و سلمان ملکر لکھ کر
 وائے میں خورشید علی صاحب دندان
 ساز آئے تھے اور دروہا ہوں کی املا
 کے لئے چنہ کرنے کا ذکر کرتے تھے
 جمعیٰ نماز کے بعد صدر اعظم بہادر نے
 کہا تھا کہ آپ کی تحریک پر اعلیٰ درگاہ
 کی انداز سے نظر ہو گئی ہے
 شام کو حسین کے ساتھ قیامگاہ پر
 واپس آیا تھا رات کو بیماری کی
 تکلیف زیادہ رہی تھی ۔

۵۔ سوچ اول : اس جنوری شنبہ محمد ربلاو
مسلم لیگ ٹیم بھم { دنیا میں امریکن
ایم ٹیم کی کھلاست ویت ہے مگر مسلم ایم
بھم کو امریکن ایم ٹیم بھم سے زیادہ موثر
خیال کرتا ہوں اور وہ اسلامی اخوت
ہے اگر مہندوستان کے مسلمان تمام
دنیا کے مسلمانوں کی اخوت کو زندہ

کرنے میں مشغول ہو جائیں تو مسلم اعلیٰ تعلیم کے بغیر کسی مہذب اور بغیر کسی بڑی دانشور کے بچے تیار ہو سکتا ہے۔

بھار آج رات کو بھار اور بھار
گیا تھا صبح میرے روزِ عسلی نظامی
داروغہ باغات سر مبار اہم ہمار
اچھے داماد کے ساتھ بیٹے آئے تھے
کو لاس صاحب بھی آج کے حلقہ کا بلاوا
دیئے آئے تھے مجھ پر دو مصلانوں کی طرف
سے ذکرِ شہادت کے لئے ہونی والا ہے
عثمانیہ اسپتال کمزید کی ماہِ باکریا
کی آنکھوں میں پانی اتر آیا ہے پُرسین
کرانے کے لئے آنکھ عثمانیہ اسپتال لے
گئی تھا ڈاکٹر خالق شریف صاحب نے
بہت مدد کی وہ دوشنبہ کو داخل
چونگی

تقریریں سنا کر مجھے بار بار ذکر
شہادت کی مجلس میں تقریر کرنے
گیا تھا نواب رشید نواز جنگ بہادر
صدر تھے نواب حسن یار جنگ بہادر
اور راجہ پر تاب گیر وغیرہ بھی وہاں
تھے ایک مختصر تقریر کی پھر ہادی منزل
میں واپس آ گیا ۔

بخار بڑھا، مغرب کے وقت بخار
بڑھا اور حسین مجھے قیام گاہ میں
لے گئے۔ یعنی ایوانِ نواب سترسان جا
میں گیا۔ دونوں لڑکوں کی ہویاں اور
پستے پوتیاں بھی ساتھ گئیں تھیں ساڑھے
رات بخار رہا۔ ہذیان بھی تھا اور
بے حسینی تھی حسین رات کے دس بجے
تک میرے پاس رہے پھر اس
چلے گئے، دہلی ریڈیو میں افغانہ صبیحی

ہریت کے حالات سنئے
 رجب اول ۱۸ جنوری کو حیدر آباد
 ڈیٹر کامران با مولوی مرزا غلام
 مظنی بیگ صاحب جی ایڈیٹر بہت
 وزہ کامران حیدر آباد ملے آئے تھے
 رگاندھی جی کی فاقہ شکنی کی نسبت
 بر بیان لیا تھا وہ اپنے اخبار میں
 میرے مضامین شایع کرتے رہتے ہیں
 و میری تحریروں کی بہت قدر کرتے
 ہیں ان کے خسر مولوی اکبر علی صاحب
 رجم بانی واڈیٹر اخبار روزنامہ
 محیف میرے بہت زیادہ مخلص ہوتے
 تھے اور میں مرحوم کے اخبار صحیفہ
 لواوران کے داماد کے اخبار
 کامران کو خاص محبت سے پڑھتا ہوں
 روزنامہ جہاں مرزا غلام مصطفیٰ بیگ
 صاحب نے درخواست کی کہ میل روز
 نامہ بھی ان کے اخبار کامران میں
 چھپا کرے میں نے اس کا وعدہ
 کر لیا

میر حسن علی خاں نور آباد آج شاہی
 خاندان کے ایک نوجوان صاحبزادے
 میر حسن علی خاں نور بھی ملے آئے تھے
 یہ شاہی خاندان کے ہو بہا نوجوان
 ہیں اور جماعت صاحبزادگان کی
 ترقی و خوش حالی دزمانہ شناسی کی
 غرض سے ایک روزانہ اخبار نظام
 کے نام سے جاری کرنا چاہتے ہیں
 مجھ سے بھی ایک بیان حاصل کیا
 اور میں نے اپنے اخباری تجربے
 بھی ان کو سنائے اور اخبار جاری

کرنے کی وہ مشکلات بھی
 سنائیں جو مجھے ساری عمر
 پیش آتی رہی ہیں
 چونکہ اخبار کا کام مجھے بہت پسند
 اس لئے آئندہ بھی اس اخبار کو
 مفہوم دینے کا وعدہ کیا ہے
 عرس کی شرکت آج بعد مغرب
 اپنے تمام اہل و عیال کے ساتھ واکٹر
 زور بانی ادارہ ادبیات اردو کے
 والد ماجد کے سالانہ عرس میں گیا تھا
 واکٹر زور کے کم عمر فرزند سید شاہ
 تقی الدین اس درگاہ کے سجادہ نشین
 ہیں عربی لباس میں مسند نشین تھے اور
 باپ خدام درگاہ کی طرح عرس کے
 مہمانوں کی عادات میں معروف تھے
 شہر کے جلوس یا شہر سے کئی جلوس
 پنکھے اور پھولوں کی چھتریاں باجوں کے
 ساتھ لائے تھے حیدر آباد میں ان بزرگ
 کو بہت لوگ مانتے ہیں زعم مخلص کرتے
 تھے دہلی میں میرے مہمان بھی رہے تھے
 لائق بیٹے نے عمدہ گنبد بنوایا ہے اور
 بہت سی عمارت بھی مسافروں کے لئے
 اطراف میں تیار کی ہیں۔ عرس میں نامور
 شایع بھی شریک تھے قوالی بہت اچھی
 ہوئی تھی مولوی شام علی صاحب غازی
 اور ان کے بھائی مولوی مرزا فاروق علی صاحب
 اس درگاہ کی تعمیرات اور عرس کے انتظام
 کے روع روہ ہیں ہم نے کئی نامی
 فنکار کا کیا اور گانا بھی سنایا زیادہ
 خوشی اس سے ہوئی کہ واکٹر زور راویب
 میں ادب نواز ہیں۔ انگریزی تعلیم
 یافتہ ہیں مگر قدامت کے رسم و رواج

تجدیدی مشائخ سے زیادہ خوبی کے ساتھ
 انجام دیتے ہیں
 ۱۷ رجب اول ۱۹ جنوری کو شہید حیدر آباد
 سامان لٹ گیا یاد دہلی سے خبر آئی کہ میرزا
 لڑکی روحہ اور میری بیوی علی بانو کے قیمتی
 سامان کے چار صندوق ریل میں بھیجے
 بھیجے گئے تھے تاکہ وہاں سے حیدر آباد
 میں سامان آجائے کہ نہ کو دہلی سے
 حیدر آباد کی ریلوے کنگ بندھے
 صندوق بھیجے میں پہنچے مگر خالی تھے سب
 سامان راستے میں لٹ گیا کسٹ لوٹا
 اس کی خبر کس کو ہے؟ میں نے روحہ
 اور علی بانو سے کہا ہم سب خدا کی آزمائش
 میں ہیں جس نے قرآن شریف میں کہا تھا
 کہ ہم جان و مال کے نقصان سے تمھاری
 آزمائش کریں گے۔
 پس جو صبر کرنا وہ دنیا ہٹا خیرت میں بڑا
 اجر پائے گا مجھے دیکھو لاکھوں روپے
 کے مفانات اور لاکھوں روپے کی
 کنہیں اور لاکھوں کا سامان دہلی
 میں چھوڑ کر آ گیا ہوں اور مطلق ہوں
 کیونکہ جانتا ہوں کہ جس خدا نے یہ دیا
 تھا وہی حفاظت کرنے والا ہے میری
 ساری قوم محبت اور امتحان میں
 مبتلا ہے روحہ نے جس کو کہا خدا
 دہلی والوں کی اور بہاری جانوں کا
 خیر رکھے پس یہی کافی ہے جو کمال
 کے نقصان کا کچھ خیال نہیں ہے
 روحہ کی گود میں اس کی لڑکی کل
 مسکرائی میں نے کہا ہاں ٹھیک
 ہم کو بھی مسکرانا چاہیے۔

۱۰ ربیع اول ۲۰ جنوری مکمل حیدر آباد
نواب قنوت یار جنگ بہادر ہمایوں
کے قلعے کے لار نواب غوث یار جنگ بہادر
ملنے آئے تھے ابھی حج کر کے واپس آئے ہیں
گوکندہ سگریٹ فیکٹری وائے نواب
شاہ عالم خاں صاحب بھی ساتھ آئے
عابدہ خاتون امیرہ مرحوم دوست
مولوی عبدالستار صاحب بانی گوکندہ
سگریٹ فیکٹری کی لڑکی عابدہ خاتون
اپنی خالہ اور بچوں کے ساتھ ملنے آئی
تھیں اس خاندان نے میری اس سفر
ہجرت میں بہت مدد کی ہے
اخبار کی روانگی آج بھی دن
بہر اخبار کی روانگی کا کام جاری رہا
ملنے والے بھی جو حق آتے رہے
مکمل رعنائی کے لیے آج میری
نواسی پاکستان بانو گل رعنائی کیلئے بادشاہ
بگ ٹائی بیٹ سے عمدہ کپڑے لائیں
تھیں گل چنار وادہ کی لڑکی ہے میں
اس کو مسکراتا دیکھتا ہوں تو مردہ
جسم میں تازہ جان پڑ جاتی ہے صبح کے
وقت طوطے کو بھی پاس رکھ لیتا ہوں
اور اس کی بولیوں سے ہی بہلاتا ہوں
شادی خانہ نواب سر اسحاق جاد
میں آجانیے کا حال بہت کم لوگوں کو
معلوم ہے تاہم یہاں بھی لوگوں کی آمد
شروع ہو گئی ہے پوتے پوتیاں بھی
صبح ملنے آتے ہیں اگرچہ سڑے
تین میل دور رہتے ہیں
۱۰ ربیع اول ۲۰ جنوری بدھ حیدر آباد
محمد شاہی راحت جان امین
شہنشاہ رنجیت کے طبیب خاص

اعتقاد اللہ علیہ حکم علی خان کی ایجاد
ایک خدا کا حال آج کتاب
غزائن الاولیہ میں دیکھا خاص
کا نام راحت جان تھا اور محمد شاہ
اس خدا کو بہت رغبت سے کھاتا تھا
میں بھی اس کا تجربہ کروں گا کیونکہ اس
غذا کے فائدے کتاب میں جو لکھے گئے ہیں
وہ میری عمر اور میرے مزاج کے حسب
حالی ہیں اگر مجھے فائدہ ہو تو یہ نسخہ شائع
کرد ونگا۔
یاد شاہ سلیم کا کھانا۔ ۱۰ روزانہ پادشاہ
بیگم نغی اپنے ہاتھ سے میرے لیے نرم
روٹی اور مونگ کی دال پکا کر بھتی ہیں
آج شام کو بھی ان کے لڑکے یہاں
حسین ایک لذیذ سالن لائے تھے
اخبار کی روانگی آمدی میں منادی
ایک دن میں روانہ ہو جاتا تھا مگر
یہاں آٹھ دن سے روانگی ہو رہی ہے
اور اب تک پورا روانہ نہیں ہو سکا
زید حسن۔ مہدی سلمان۔
ولی اور منشی عبدالقدیر اور حسن
اقبال اور خوش اقبال ملکر کام
کرتے ہیں اور میں بھی مدد دیتا ہوں
مگر مہروز روز اول ہے دیر کی وجہ
محض یہ ہے کہ ہم سب دھنڑی اٹھ
نہیں جانتے۔ آج بھی میری صحت
خواب راجی خواجہ راہہ بھجوا رہی
نغی گاجریں لائے تھے
۱۰ ربیع اول ۲۰ جنوری جمعہ حیدر آباد
بڈھا جوان ہو گیا ۲۲ برس کی عمر
ہو جانے کے بعد مجھے یہ محسوس ہونے
لگا تھا کہ اب میں بڈھا ہو گیا اب

میرے لیے جوانی کی طرح تبدیل چلا
اور تیز کام کرنا مشکل ہے کیونکہ گردے
کی خرابی جگر معدے اور آنتوں کی
خراشوں کے سبب اور سب سے زیادہ
انکلی کی بینائی کم ہو جانے کے باعث
وہ مستعدی و ہمت جسم میں آتی ناممکن
ہے جو ہمیشہ سے تھی مگر آج جمعات
پیروں کی کرامات سے بڈھا جوان
ہو گیا اور میں ڈھائی میل پیدل
چلا نواب شیرالدولہ سر اسحاق بہادر کے
شادی خانے سے بازار افضل گنج تک
تیز دھوپ اور موٹروں رکشوں
سانکھلوں بندیوں اور پیدلوں کے
ہجوم کے بیتے دریا میں بغیر کسی تکلیف
کے تیرا چلا گیا۔
مولوی انعام الحق صاحب لکھنؤ اخبار
پرینٹنگ مل لاہور کے ایڈیٹر مولوی
انعام الحق صاحب آج کل حیدر آباد
میں رہتے ہیں اور ہمیشہ ملنے آتے
رہتے ہیں آج شادی خانے میں وجے
آئے تھے اور ۱۲ بجے تک باتیں کیں
پھر میں ان کے اور زید اور حسن اور
مہدی کے ساتھ پیدل روانہ ہوا
محمود یہ پریس کے پہلے چار مینار کے
پاس محمود یہ پریس دیکھنے گیا جو مولوی
کریم خان اور ان کے چھوٹے بھائی
مولوی محمود خان کا ہے۔
جامع مسجد کے قریب یہ مکان ہے
اس پر میں کچھ ہوا اخبار امین مجھے
بہت پسند آیا تھا اس لیے ان سے
اپنی کتابوں کی چھپائی کی بات چیت
اکی مولوی محمود خان نے مجھے بازار

میں اپنی کتابوں کی دکان بھی دکھائی
دین چھکے کاغذ لایا ہاں سے چل کر
حاجی دین محمد کاغذ سے ملے گیا جو
لاہور کے رہنے والے ہیں ایک چھٹی کا
تنگ و تار یک اور نہایت مسی کوٹھری
میں بیٹھے تھے چہرہ پھمدت کا نور تھا
گھٹیا کی بیماری میں مبتلا ہیں جی ملن
کے ماہر ہیں میں نے باہر اگر بچوں سے
کہا میں سکنہ راعظم ہوں اور حاجی
دین محمد پوجا سنبھلی ہیں۔

ٹی سٹنڈ بیکٹ با بازار لاہور
میں ٹی سٹنڈ بیکٹ دکان پر گیا
میرے فاسفوس کے تیل کی فروخت کے
ایجنٹ ہیں اور بہت مخلص ملن

ہیں کامل الیقین نظامی آیا ہاں سے
جلا تو موسیٰ ندی کا نیپل عبور کر کے
اپنے قدیمی مدید عبدالغفور کامل الیقین
نظامی کی دکان پر افضل گلی بازار
میں جا کر بیٹھا سوڈا پیا۔ کیونکہ چلنے
کی لکان سے پیاس لگ رہی تھی
من مولوی انعام الحق صاحب کے ساتھ
شام سندھ پرپس میں گئے جہاں
بلاک چھاپے جاتے ہیں اور طباعت
کے نمونے لائے۔

میکسی آیا ہاں سے کامل الیقین
نظامی نے مجھے لکسی موٹر میں ہادی
منزل تک پہنچایا۔

حسین کی بیمار پتی ام ہادی منزل
میں جا کر معلوم ہوا کہ موٹر اس لیے
نہیں آئی تھی کہ میرے بڑے لڑکے

خواجہ حسن نظامی سخت بیمار ہو گئے ہیں
موٹر ڈاکٹر کے کام میں رہا ان کی
پسلی میں ہوا لگ گئی ہے اور دردمند
شدید ہے مگر نمونہ نہیں ہے کیونکہ بخار
نہیں ہے ڈاکٹر اس کو چک لگتی ہے

کہتے ہیں
ڈاکٹر کامران ابقت روزہ اخبار
کامران کے ڈاکٹر میری تقویٰ فریخ
کرنی جانتے ہیں ہلاک دیکھنے لگتے
مولوی عبدالقہوم صاحب
محکمہ امور مذہبی کے ناظم مولوی عبدالقہوم
صاحب ملے آئے تھے
مولوی ہمایون علی بیگ ایوان
شاہی کے انجینئر مولوی ہمایوں علی بیگ
صاحب بھی ملے آئے تھے۔

کر نل ایم اے رحمن لوبیک
سرور میں لکھن کے جبرین کر نل ایم اے
رحمن ملے آئے تھے دس روپیے
منادی کا امداد میں دیئے تھے
سید عین الدین آخان بہادر
سید عین الدین صاحب سابق وزیر
اعظم ریاست دیتا ملے آئے تھے
منادی کے پرانے خریدار ہیں دس
روپیے امداد کے دیئے تھے

خواجہ بانو اور سب لڑکیاں حسین
کی بیمار پر سہی کیلئے آئیں تھیں خوش
اقبال شاہ نظامی بھی آئے تھے حاج
بھی اخبار رواتہ ہوتا رہا۔

بقیہ روزنامہ تاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۰
حیدر آباد کے روزانہ اخبار کے حیدر آباد میں
اچھے شلڈار روزانہ اخبار شائع ہوتے ہیں ہفت روزانہ
ماہوار پوچی بکثرت لکھتے ہیں اگر کتابت طلبا

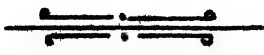
خبریاں ہیں پائی جاتی ہیں جسکی ضرورت ہے
ایسی وجوہات ہیں جن کی اصلاح اور ترمیم
خفاؤں کے نظم اصحاب کی اولیٰ توجہ سے ہو سکتی
ہیں اور کاتب حاجت کے اخباروں اور سالوں
کے کاتب علمی صلی اور چہار ملی میں جملہ ہیں۔
ہر کاتب کی کئی اخباروں میں کام کرتا ہے۔ اگر
اخبارات کا تبوں کا پورا وقت مخصوص کریں اسکا
آسانی سے ہو سکتی ہے۔

احول کتابت کا کاتب صاحب سرخان لکھنے کا
نہیں جانتے سب اخباروں اور سالوں کا سرخان
اہل طریقے سے لکھتے ہیں جو دیدہ زیب نہیں ہوتی
اور جلی بے زیادہ موندے حروف لکھنے کا طریقہ ہی
کم ہے۔ اگر سب اخبارات کے مدیر ایک جگہ بیٹھ کر
اپنے اخباروں کی کتابت کی خرابیوں کے اسباب
پر غور کریں تو فوراً اصلاح ہو جائیگی۔

سیاہی کی خرابی کی چھانی کی سیاہی اچھی نہیں
جانی ارزاں بعلت کاغذ مد نظر رکھا جائے
تو اخباروں کی خراب طبعیت سست ہو سکتی ہے۔

چکنا کاغذ کے چونکہ حیدر آبادی اخباروں میں کاغذ چکنا
لگا جاتا ہے جس پر سیاہی جلدی جذب نہیں ہوتی وہ
لت کو چھپتے ہیں اسلئے روٹ لگتے ہیں چھاپی خراب جاتی ہے
اگر چھاپتے وقت ہر کاغذ پر اسٹر لکھا جائے تو خرابی ہی
درست ہو سکتی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ خود ہر اخبار
کے دفتر میں جا کر کتابت اور طباعت کی بہت
بات سمجھ کر دیں تاکہ حیدر آبادی
پریس کی سیقت مضبوط ہو۔

اور ناظرین ان کی محنت اور اہل
کے کیش خسر سے پورا
خاندہ اٹھا سکیں۔



روزنامہ خواجہ حسن نظامی ہلوی

۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۷ جنوری ۱۹۰۷ء
بلغ عام کی مسجد میں نماز آج صبح
ایوان سر آسمان جاہ بہادر سے ادا دی منزل
میں آیا اور کچھ دیر تحریری کام کیا۔ اس
کے بعد بچوں کے ساتھ بلغ مالکی مسجد میں
جمعہ پڑھنے گیا۔ آج بھی اعلیٰ حضرت نے
دہلی کی نسبت چند باتیں مجھ سے مخاطب
ہو کر ارشاد فرمائیں تھیں۔

سکندر آباد کا جلسہ (شام کو چار بجے)
نواب اکبر یار جنگ بہادر مولانا علی قاسمی
صاحب اٹھمی ایڈیٹر ابلان، کے ساتھ
سکندر آباد کے جلسے میں گیا تھا جو مولوی
محمد عبدالحمید صاحب شریک مندر انجمن
میں عام سکندر آباد اور مولوی محمد
اسماعیل حضوری نظامی کے اہتمام سے
ایک اسکول میں ہوا تھا۔ ہم نینوں ج
بنائے گئے تھے اور کالجوں کے طلبہ نے
اس مضمون پر تقریریں کیں تھیں کہ
اسلام ب دیوں کا مسلح ہے مزید
کی نماز کے بعد واپس آیا تھا۔

حکیم خسرو شاہ نظامی آج رات
حکیم خسرو شاہ نظامی خلف رشید
نقوان الملک حکیم نابینا صاحب مرحوم
کے مکان پر ایک بہت بڑا جلسہ میلاد
شریف کا ہوا تھا۔ انار شریف کی
نیابت بھی کرائی گئی تھی اور اہل مجلس

کو مکلف کھانے بھی کھلائے گئے تھے۔
نعت خوانی بھی ہوئی تھی اور بہت اچھے
اچھے قوالین کا گانا بھی ہوا تھا۔ آج کی
جلس میں ابا ذوق اور کیفہ میں
نے پایا جو اس سے پہلے کبھی حیدر آباد
جلسوں میں کہیں نہ پایا تھا۔

دوبارہ سکندر آباد میں ایک مجلس
کی مجلس سے اٹھ کر دوبارہ سکندر آباد
گیا۔ جہاں کی جامع مسجد میں ایک بہت
بڑا جلسہ عید میلاد کا ہوا تھا۔ ہزار ہا
مسلمان جمع تھے۔ جامع مسجد کے امام
صاحب کے انتظام سے یہ جلسہ ہوا تھا

نقطہ میری ایک تقریر ہوئی تھی۔ حیدر آبادی
رواج کے موافق بہت سی تقریریں
ہیں تھیں۔ میں نے ایک گھنٹہ تک
تقریر کی۔ رات کے بارہ بجے گھر واپس
آیا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کی والدہ
ماجدہ بھی مدینہ منورہ سے آجیل حیدر آباد
آئیں جو یہیں ہیں۔ میں نے ان کو حکیم خسرو
شاہ نظامی کی کامیاب مجلس کی مبارکباد
دی۔ میرے بھائی بھی اس
جلس میں شریک ہوئے تھے اور
بہت سے مرید بھی تھے۔

۱۲ ربیع الاول ۱۳۲۷ جنوری ۱۹۰۷ء
مدنی مجمع (آج شام کو) خواجہ ہانو اور
ب بچوں کے ساتھ مدنی بیگم سرفرازا

کے مکان پر مدنی شمع روشن کرنے گیا تھا
یہ شمع ۱۹۱۱ء میں مدینہ منورہ سے لایا
تھا جو روشنی شریف کے اندر روشن
ہوئی تھی۔ اس کا بیجا جو ایک حصہ مجھے
دہاں ملا تھا اور وہ میں نے اپنے غلیفہ
ڈاکٹر قمر الدین ہلالی شاہ نظامی مرحوم
کو دیا تھا۔ اور انہوں نے وہ شمع اپنی
بیوی کی بہن موتی بیگم کو دیدی تھی اور
موتی بیگم ہر سال ربیع الاول میں بخوڑی
حیر کے لئے اپنے گھر میں یہ شمع
روشن کرتی ہیں۔ آج میرے ہاتھ سے
روشن کرائی تھی۔ اور ہم سب کو کھانا
بھی کھلایا تھا۔

شاہ مندر (رات کو) آٹھ بجے شاہ
مندر میں صدر اعظم بہادر سے ملنے
گیا تھا۔ وہاں نائب صدر اعظم مندر
پنگل ونگٹ راماریڈی بھی ملے تھے۔
انیس انصاریاؤں نے مجھے انیس انصاریاؤں
تیم خانے میں گیا تھا اور آنحضرت
صلعم کی پیش گوئیوں کے عنوان پر
پچپن منٹ کی ایک تقریر کی
تھی۔ نواب حسن یار جنگ بہادر اس
جلسے کے صدر تھے۔ کیا رہے جس کے بعد
گھر میں واپس گیا تھا۔

ایوان اردو کی تعمیر آج حیدر آباد
کے اردو سائے ایوان کے ایڈیٹر

صاحب نے آئے تھے۔ اور میں نے ان کے رسالے کے سانسے کے لئے ایک مضمون "ایمان اردو کا تعمیر" لکھوا کر دیا تھا۔

۱۳ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ جنوری یکشنبہ چاند آباد چودھویں رات کا چاند آج دن بھر ادی منزل میں تھری کام کیا تھا اور شام کو جب قیلا گاہ پر واپس گیا تو چودھویں رات کا چاند دیکھا تھا اور درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے سالانہ عرس کی یادیں آنسو بہائے تھے۔ چاند کی کرنیں اتنی روشن تھیں جتنی میرے آنسوؤں کی کرنیں روشن اور جگہ اترتیں۔

۱۴ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ جنوری دو شنبہ چاند آباد تسمیہ خوانی آج شام کو کپرا بچے اپنے ہم وطن دوست مولوی سید میرا نوار احمد صاحب اشرفی منظم دواخانہ مخزن الادویہ کی لابیوں کو بسم اللہ پڑھانے گیا تھا۔ خواجہ بانو اور دوم بھی شریک ہوئیں تھیں۔ ان لڑکیوں کے والد مولوی سید ناصر علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ کھنڈہ بھی اس تعویذ میں شریک تھے۔ میں نے بسم اللہ پڑھانے کے بعد ایک مختصر تقریر بھی کی تھی اور ذکر میلاد بھی کیا تھا۔ شریک کی نماز وہیں پڑھائی۔ شہر کے بڑے بڑے امرا اور عہدے دار تشریف لائے تھے اور بعد شام عربی طرز کی فرخی میزوں پر سب نے سلف کھائے کھائے تھے۔

خواجہ قطب الدین صاحب آج نواب کاظم یار جنگ بہادر مدد الہا چشتی

الطحضت حضور نظام کے داماد خواجہ قطب الدین صاحب بھی دعوت میں لے گئے۔ میں نے ان کے نام کی دیہی چشتی تو معلوم تھا کہ ان کے والد کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے بہت عقیدت ہے اس واسطے ان کا یہ نام رکھا گیا ہے۔ خواجہ قطب الدین کی بات سچیت سے ظاہر ہو کہ وہ بہت مذہبی آدمی ہیں اور اولیاء اللہ سے بید اعتقاد رکھتے ہیں۔ نواب کاظم یار جنگ بہادر کے دوسرے داماد ڈاکٹر شعیب صاحب ہیں جن کو قبل پرانے ملا تھا کیونکہ وہ علم ہیئت کے بہت بڑے عالم ہیں میں نے کہا کہ نواب کاظم یار جنگ بہادر بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کو ایسے ماچھے داماد ملے۔

آج کا کام آج بھی صبح سے سپر تک ادی منزل میں تھری کام کیا تھا ملنے والے بھی بہت آئے تھے۔ ۱۵ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ جنوری شنبہ چاند آباد الفیل العقیل آج رات کو مید آباد کے شہر مقام نیل خانے میں میدان کا جلد تھا۔ مجھے کئی دن پہلے یہ کئی قافلوں نے مکان پر آکر دعوت دی تھی۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ لوہجے سے ساڑھے نو بجے تک تقریر کرنے آ جاؤں گا۔ مگر اہل جلسہ نے وعدے کی پابندی نہیں کی۔ سو اوس بجے موڑ لکھی اور میں جلسے میں گیا۔ انتظار اجلہ اب تک جید آباد میں نہیں دیکھا تھا۔ میں نے ایک گھنٹہ تک تقریر کی اور رات کو بارہ بجے گھر میں واپس آیا۔

ادی منزل آج صبح سے شام تک ادی منزل میں تھری کام کیا تھا۔ ایک سہنہ پہلے تین سینے کے روتاجے دیہی بچے تھے امدان کا مصلیٰ بھی خبر نہ آنے سے بہت زیادہ فکر تھا۔ مگر آج خبر آگئی کہ روتاجے پہنچ گئے اور ان کی کتابت کام بھی شروع ہو گیا۔

سیلحہ محمد مولانا آج مدراس کے سینٹہ اللہ لکھا صاحب نے آئے تھے اور ان کے ساتھ ان کے والد بھی ملا صاحب کو دیکھنے سکند آباد گیا تھا۔ وہ بہت بوڑھے ہیں اور آج کل بہت بیمار ہیں۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی ساتھ گئے تھے۔

۱۶ ربیع الاول ۱۲۵۰ھ جنوری یکشنبہ چاند آباد ماورون کی برسی آج صبح کد سیدیں ماورون یعنی الطحضت حضور نظام کی والدہ مرحومہ کی ساتویں برسی ہوئی تھی جید آباد کے مشائخ اور علماء اور اراک جمع ہوئے تھے۔ شام کو بعد شام میں بھی ماورون کے مزار پر گیا تھا جہاں الطحضت نے طعام شب کے لئے مدعو زایا تھا تقریباً ڈھائی سو ہمان جمع تھے۔ جن میں سب سلسلوں کے مشائخ اور بڑے بڑے امرا اور عہدے دار اور شاہی خاندان کے افراد شریک تھے۔ پانچ و ستروان بچھائے گئے تھے۔ مجھے اور مشائخ نے یکجا کوا الطحضت نے اپنے و ستروان پر جگہ دی تھی۔ کھانا نہایت ہی نفیس تھا فضول خرچی کے ملکات نہیں تھے۔ مگر صفا اور فضا ست بہت زیادہ تھی میں نے سب کھانوں کو نہایت رشتہ

سے کھلایا کیونکہ ہر چیز بہت لذیذ بھی تھی اور آنکھوں کو مرفوب بھی تھی۔ میں کھانوں کی غیبی یہ نہیں مانتا کہ کھانوں کی تعداد زیادہ ہو یا جہانوں کے معدوں کا خیال کئے بغیر بہت لقیل کھانے دسترخوان پر صبح کر دیئے جائیں بلکہ اس چیز کو مانتا ہوں کہ دسترخوان صاف ہو۔ برقع صاف ہوں۔ کھانا لطیف اور لذیذ اور نفیس اور اصول صحت کے موافق ہو۔ میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ ہندوؤں کا باور چم خانہ بہت صاف ہوتا ہے اور انگریزوں کا دسترخوان اور کھانے کی جگہ بہت اچلی اور مرفوب ہوتی ہے مگر کھانا مسلمانوں کا دونوں قوموں سے زیادہ مزیدار ہوتا ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ آج رات کے شاہی دسترخوان پر ایسا کھانا آیا تھا جو ہندوؤں کے باورچی خانے سے زیادہ صاف باورچی خانے میں پکا تھا اور انگریزوں کے ابلے دسترخوان سے زیادہ شاندار دسترخوان پر چنا گیا تھا۔ اور مسلمانوں کے منکلف کھانوں سے زیادہ اچھے کھانے وہاں تھے۔ شاہانہ مدارات آج کھانا شروع ہوا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا ”اچھی طرح کھائیے۔ اپنا گھر سمجھ کر کھائیے“ اور اس کے بعد طعام شب کا ایک لطیف بھی ارشاد فرمایا کہ پرانے زمانے کے ایک جاگیردار مجھ سے کہتے تھے کہ ان کو کبھی کسی انگریزی میز پر کھانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ ایک دفعہ وہ کسی انگریزی ڈنر میں شریک ہوئے

جہاں رواج کے موافق پہلے شور با ملا پھر پھل کی ایک قتلہ اور اس کے بعد مرغی کے گوشت کا ایک قتلہ اور اس کے بعد پڈنگ۔ چار کھانوں میں ڈنر ختم ہو گیا اور سرکار! میں تو وہاں سے بھوکا اٹھ کر اپنے گھر میں آیا اور بیوی بچوں سے پوچھا تم نے جو اپنے واسطے کھانا پکایا تھا اس میں سے کچھ باقی بچا جو تو مجھے دو اور خدا کی قدرت کہ گھر میں بچا ہوا کھانا موجود تھا جو بن نے کھا یا وہ ساری رات بھوکا رہتا۔ اعلیٰ حضرت کے اس لطیفہ سے تمام حاضرین محفوظ ہوئے مگر ادب شاہی سے سب سر جھکا گئے بیٹھے رہے۔

دارالطعام! یہ بھی ارشاد ہوا کہ منقرب یہاں دارالطعام کی عمارت بن جائے گی۔ جس میں اتنی گنجائش ہوگی کہ ساٹھ دسترخوان سمجھ سکیں اور تین سو آدمی بیک وقت شریک طعام ہو سکیں۔

کھانے کے بعد کچھ دیر باور دکن کے مزار کے پاس اعلیٰ حضرت اور سب مہمان بیٹھے رہے۔ مولانا حکیم مقصود علی خاں مقصود جنگ بہادر اور مولانا مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی اور سید شاہ صدیقی صاحب سے اعلیٰ حضرت زیادہ مخاطب رہے۔ جس سے ان سب کی وقعت حاضرین کے دلوں میں قائم ہوئی۔

رات کے نو بجے اپنے منجھلے راکے علی کے ساتھ قیام گاہ پر واپس گیا اور

خبریں سن کر سوچا۔ آج رات کو بہت آرام کی نیند آئی اور ظاہر ہوا کہ ثقیل اور نامناسب غذاؤں کی وجہ سے رات کو نیند بے چین رہتی تھی۔ آج چونکہ لطیف اور نفیس ہلکی غذا ابیں کھائیں تھیں اس لئے نیند اچھی آئی اور بخیر سا دورہ بھی نہیں ہوا۔

ملاقاتی! حکیم خسرو شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور خواجہ احمد پلجماریڈی نظامی اور ماسونی شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ ماسونی شاہ ایک پستیا بھی لائے تھے۔

انجیل کی اجازت! آج ہزار دکن موری فیاض الدین نظامی نے اطلاع دی تھی کہ مجدد آباد سے ”شادی“ جاری کرنے کی اجازت مل گئی ہے۔ منقرب! مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

مسجد جو دی! اعلیٰ حضرت حضور نظام جس محل میں رہتے ہیں اس کا نام سنگ کوٹھی ہے۔ سنگ کوٹھی کے قریب اعلیٰ حضرت نے ایک مسجد بنوائی ہے جس کو مسجد جو دی کہتے ہیں۔ اس مسجد کے صحن میں مادر دکن یعنی اعلیٰ حضرت کی والدہ ماجدہ کا مزار ہے اور اعلیٰ حضرت کے ایک فرزند شہزادہ سجاد جاہ کا مزار بھی ہے۔

مشکلت! آج دسترخوان پر سلطنت کے نامی گرامی شاہجہاں جمع ہوئے تھے تمام متاز اور نامور سلسلوں کے بزرگ موجود تھے جن کے چہروں سے اور بارہا سے تداومت کی ہیبت اور شان ظاہر

ہوتی تھی۔

جب اٹل بھٹ بڑے بڑے امرا اور شاہی خاندان کے افراد کے ساتھ اندر داخل ہوئے تو مشائخ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور اٹل بھٹ نے خود کو مخاطب کر کے فرمایا السلام علیکم اور سب مشائخ نے جواب میں وعلیکم اسلام کہا۔ مشائخ امرا کی طرح بادشاہ کے سامنے جھک کر سلام نہیں کرتے۔

۶ ارب بیچ اول ۲۹ جنوری ۱۹۴۹ء
مضامین اقبال [آج صبح صحن ابطلاب کے ساتھ ایوان سرآستانہ] سے پیدل روانہ ہوا تو چار بیار بازار احمد حسین جعفر علی تاجر کتب کی دکان پر کچھ دیر بیٹھا رہا۔ دکان کے مالک مولوی تصدیق حسین صاحب نے اپنی مزب کردہ کتاب ”مضامین اقبال“ مجھے دی۔ ان کا ایک چھوٹا سا چھاپے خانہ احمدیہ پریس ”بھی ہے۔ میں نے ان سے حیدرآبادی کتاب فروشوں کی تنظیم اور حیدرآباد سے شائع شدہ اردو کتابوں کی تنظیم کی نسبت جانیں بھی کیں وہ بہت سمجھدار اور خوش عقیدہ مسلمان ہیں علی لیاقت زیادہ ہے۔

و یکمب صفحہ [آج نواب نذیر نواز جنگ بہادر نے مجھے کئی قسم کی سبزی اور زرد اور لال بتاشے بھیجے تھے۔ اور چاندی کا ایک چاند تارا بھی بھیجا تھا ان کو خدا نے نواسانیت فرمایا ہے جس کا شاہی تعظیمین امین عطا ہوا ہے۔ مجھے اس دلچسپ رسم کا

پہلے سے علم نہیں تھا۔

ملاقاتی [خواجہ راجہ لچھا ریڈی نظامی اور روشن دل علامہ خیر الدین خان فخر نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا] ملنے آئے تھے۔ ہدایت ملی خاں صاحب بھی ملے آئے تھے۔ گلاب جانیس اور پھولوں کا مگدستہ بھی لائے تھے۔ مولوی محمد انام الحق ایڈیٹر اخبار پیغام صلح بھی ملے آئے تھے۔ حب سیٹھ اللہ رکھا صاحب [سکند آباد کے مشہور ناچر محمد مولانا صاحب کے راکے سیٹھ اللہ رکھا صاحب ملے آئے تھے۔

وعوت [آمد مزب بیگم کرنل رحمن صاحب چیرمین پبلک سروس کیشن حیدرآباد کے ڈنر میں گیا تھا۔ نواب علی باور جنگ [جب میں کرنل رحمن صاحب کے ہاں گیا تو نواب علی باور جنگ بہادر ملاقات کر کے واپس جا رہے تھے۔ نواب علی باور جنگ حیدرآباد کے سیاسی امور کے بڑے ماہر ہیں۔ سر اکبر حیدری موم اور سر مرزا اسماعیل اور نواب چستاری کی وزارتوں کے زمانے میں ان کو بڑا اقتدار حاصل تھا۔

میز کے مہمان [دعوت میں صاب ذیل مہمان شریک تھے۔ جنرل عیدروس صاحب سپہ سالار اعظم سلطنت آصفیہ اور نواب بخش یار جنگ بہادر اور خان بہادر مولوی سید عین الدین صاحب ساج وزیر اعظم دہلی اور آٹھ ستم جنگ بہادر اور ڈاکٹر ظفر علی

اور چند نامور عوامین درکن تھیں۔

بیگم کرنل رحمان [تقدیم وجدید تہذیبوں کی تمام خوبیاں بیگم کرنل رحمان میں ہیں۔ انگریزی اور ضلعی کھانوں کو ایسی مددگی سے متحد کرتی ہیں کہ دونوں کھانوں کا فرق دور ہو جاتا ہے۔

و ملی کی تاریخی وعوت [چند سال پہلے بیگم کرنل رحمان نے قائد اعظم مشر جناح کو ایک بڑا ڈنر دیا تھا۔ جس میں چالیس مہمان تھے۔ میں بھی اس دعوت میں شریک تھوں میں نے کبھی مشرقی و مغربی کھانوں کی ایسی لذیذ و دلچسپ آمیزش اس سے پہلے نہیں دیکھی تھی۔

آج بھی کھانوں کی خوبیاں قابل ذکر تھیں لیکن دہلی کی تاریخی رات کی بات کہاں ہو سکتی تھی۔

جنرل عیدروس [سلطنت حیدرآباد میں آج کل جن عہدیداروں کو رعایا بہت زیادہ چاہتی ہے ان میں نواب دین یار جنگ اور جنرل عیدروس اور مولوی عبدالرحیم صاحب صدر المہام ریلوے کے نام نمایاں سمجھے جاتے ہیں۔ جنرل عیدروس عرب ہیں۔ کم سخن ہیں اور عمدہ محی مسلمانوں کی سب صفات ان میں ہیں وہ جاہلیت ہی رکھتے ہیں۔

قوالی [بیگم کرنل رحمان نے دہلی کے قوالوں کو بھی بلایا تھا۔ قوالی بہت ہی پر اثر تھی۔ قندیل کھانوں سے بہت زیادہ لذت اس روغانی غذا میں

تھی۔ یہی گیم منجھ نے قواؤں کو اتنا تعجب دیا کہ نواب صاحب رام پور یاد آ گئے جو قواؤں کی جھوپیاں روپوں سے بھر دیتے ہیں۔

سرفیدوں ملک مرحوم کے فرزند نواب ستم جنگ بہادر اب بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔

۱۰ ارب سچ اول ۳ جنوری جمعہ حیدر آباد میرے قتل کی تاریخ [آج سے بیس سال پہلے یعنی ۳۳ فروری ۱۹۲۲ء] کا شام کو دہلی میں مجھے پڑا تھا نہ نیت سے گویاں چلائی گئیں تھیں۔ اور میرے خسر سید محمد صادق شہید ہو گئے تھے۔ میں ۱۰ رنجبان کو یہ دن شایا کرتا ہوں اور صادق شہید کی نیاز دلوایا کرتا ہوں مگر ۳۰ جنوری کو صرف اس تاریخی دن کو یاد کر لیا کرتا ہوں۔ چنانچہ آج میں نے اس تاریخی دن کو یاد کیا۔

کلام [دن بھرادی منزل میں خوشی دعا منزل مقام پر تحریری کام کرتا رہا۔ شام کو پانچ بجے مجھے پر قتل کی یاد آگیا کہ اجنبی طاری ہوا اور میں ملحق مجلس کے پاس سے اٹھ کر محض میں چلا گیا اور قتل کی یاد میں تصور چاکر چل رہی تھی کہ تارک میرے قلب پر ایک فیر سمو لی غم کا رجوم تھا۔ فوراً امیٹر شکائی اور ہادی منزل سے ایوان سرا ساراں جاہ بہادر میں چلا آیا۔ یہاں آکر مغرب کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد بیٹھ کھولا۔

گاندھی جی کا قتل [ایک ایک دہلی سے آواز آئی کہ جہانگاندھی کی وفات

کا نسبت ساڑھے آٹھ بجے پڑت ہوا ہر لال ہندو اور سردار دلچھ بھی پیشیل تقریریں کر رہے تھے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ ۶ بجے کی خبریں نہیں سنی تھیں۔ آخر ہندو جی کی تقریر سے معلوم ہوا کہ گاندھی جی کو کسی ہندو نے تین گویاں چلا کر مار ڈالا۔ سب غور میں اور بچے جمع ہو گئے تھے اتنا زیادہ مدد نہ ہوا کہ مجھے دل کا دورہ ہو گیا۔ اور ایسا محسوس ہوا کہ مسلمانوں کا ایک بڑا کار باقی نہ رہا۔ اور ایک بڑا قلعہ ٹوٹ گیا۔

خواجہ بانو نے کہا۔ ہائے افسوس ہندو قوم نے اس شخص کو ہلاک کیا جو ہندو قوم کو ہلاکت سے بچانے کا کام کر رہا تھا۔ ہندو صرف ہندوستان میں تھے۔ اب یہ آپس میں لڑ کر فنا ہو جائیں گے۔

میں نے کہا امن کا اذکار دنیا سے چلا گیا۔ یہودی قوم نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ کو سولی دی تھی تو ہمیشہ کے لئے خیر خدا میں مبتلا ہو گئی۔ ہندو قوم نے امن کے اذکار کو مار کر خود کشی کر لی۔ اب یہ بھی یہودی کی طرح دائمی غلامی میں مبتلا ہو جائے گی۔ رات کے بارہ بجے تک ہم سب بیدار رہے اور گاندھی جی کا سوگ مناتے رہے۔

۱۹ ارب سچ اول ۳ جنوری شنبہ حیدر آباد جہانگاندھی کا سوگ [رات کا اظہار کا زمانہ شائع ہوا تھا کہ گاندھی جی کے سوگ میں تمام دفاتر بند رہیں اور بازار بھی بند رہیں۔ پاکستان بیڈیو نے خبر

سنائی تھی کہ وہاں بھی سب مسلمان سوگ منائیں گے اور پاکستان میں عام ہڑتال ہوگی۔ اس نے آج میں نے بھی اپنا دفتر بند رکھا اور میں نے بھی اپنا دفتر بند رکھا۔

نظام کالج کی تقریر [آج میں نئی پرائی تعلیم کے ذوق پر نظام کالج میں تقریر کرنے والا تھا اور اخبارات میں اس تقریر کا بہت چرچا تھا کہ آج وہ بھی ملٹری کر دی۔ اور مہاتما جی کے لڑکے ویلڈ اس گاندھی کو تعزیت کا تار بھی بھیجا۔ اور کن نیوز اور انڈینٹ پریس کو۔ بیانات بھی دیئے۔

جلوس [آج حیدر آباد میں ہندوؤں کا ایک جلوس نکلا جس میں مسلمانوں نے بھی شرکت کی۔ پچاس ہزار آدمی تھے یہ جلوس حیدر آباد سے سحر آباد گیا تھا۔ بہت مؤثر جلوس تھا۔

قطب میاں [آج مفتاح الدین خاں صاحب نائب ناظم کروڑگیری اپنی موٹر میں ہادی منزل لے گئے تھے اور مولوی انعام الحق صاحب بھی ملے آئے تھے دن بھر مریدا اور احباب جوق جوق آتے رہے اور میں جہانگاندھی کے اوصاف حسنہ بیان کرتا رہا۔

بسم اللہ پڑھائی [شام کو رقیہ نظامی کی لڑکی ریحانہ کو بسم اللہ پڑھائی یہی سب غور میں اور بچے بھی اس تقریب میں تھے۔

ایک روپیہ کاپی [میرے لڑکے زید اور جن ابوطالب میری کتابوں کی کاپیاں پڑھتے ہیں اور غلطیاں درست کرتے ہیں

میں ان کی ایک روپیہ کا پی اجرت دینا ہوں
کل میری کتاب بہادر شاہ کے زمان
کی پانچ کاپیاں درست کیں تھیں اور
پانچ روپے دیئے تھے۔ آج دہلی کی
آخری ضمیمہ کتاب کی سات کاپیاں
درست کیں اور سات روپے حاصل کئے
میرے پوتے اور نواسے داؤد
پرہیز لگاتے ہیں اور وہ آنے کی کس
انعام حاصل کرتے ہیں۔

آج بسم اللہ کی تقریبیں ہونے
نظامی بی لے بھی میں تھیں۔ اور میں نے
جہاں ہاں صاحبہ کے مکان میں منہ
کی نماز پڑھائی تھی۔

۲۰ ربیع الاول کو فروری کے مہینہ حیدر آباد
دس ہزار روپے آ کر مکان دروازے
دہلی سے محمد ایسا صاحب کا خط آیا ہے کہ
جب ہما تم گاندھی دگاہ حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی کے سالانہ درس
میں گئے تو ہزاروں ہندو مسلمان اور
کچھ بھوان کے ساتھ گئے اور سب
نے دگاہ شریف میں ندریں پیش کیں۔
اور تقریباً دس ہزار روپے نذر کے
جمع ہو گئے۔

ہما تم گاندھی نے فاتحہ پڑھی ایک
دوسرے خط میں یہ اطلاع آئی ہے کہ
ہما تم جی کرس میں فاتحہ بھی پڑھی اور
قرآن شریف کی دوسری آیات بھی پڑھیں
مجھے ان دونوں اطلاعوں سے بہت
زیادہ خوشی ہوئی اور مجھے یاد آ کر ۱۹۲۱ء
میں میں نے ہما تم گاندھی کے نام ایک مطبوعہ
پیغام قبول اسلام لکھا تھا۔ اور
۲۰ اگست ۱۹۲۱ء کی رات کو مولانا محمد علی

صاحب کے مکان پر ہما تم گاندھی نے ۳ گھنٹے
محمد سے تبلیغ اسلام کی نسبت باتیں کیں
تھیں اور یہ کہا تھا مجھے اس بات سے
بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے مجھے اسلام
کی تبلیغ کی کیونکہ میں آپ کی تبلیغ کو
بوجھ سکتا ہوں۔ خدا کو ایکسا مانتا ہوں
رسول کو سچا رسول مانتا ہوں۔ قرآن کو
برحق مانتا ہوں۔ یہی اگر آپ میرے
بچوں کو تبلیغ کریں تو مجھے اس سے اتنا
بوجھ کیونکہ وہ آپ کی تبلیغ کو بوجھ نہیں سکتے
کام آج مجھ کو دی منزل میں آیا۔ دن بھر
کام کر کے شام کو روانہ ہو کر آج صبح
میں واپس گیا۔

۲۱ ربیع الاول ۲ فروری دو شنبہ حیدر آباد
بھار آج مجھے روزانہ رات کو لکھا بھار جانا
ہے۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ پان
میں تنہا کو کھانا ہوں جس کی کثرت کے سبب
اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور بڑھاپے
کی دق ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ دماغی اور فزنی اذیت
بھی اس بھار کا باعث ہے جو مجھے احساس
کی ذاکت اور جمالی کمزوری کے سبب
آج کل بہت محسوس ہوتی ہے گھر کے
اور باہر کے لوگوں کی غلطیاں مجھ کو ہر وقت
تکلیف دیتی ہیں جن کو جملانی مانو اتنی کے
سبب برداشت نہیں کر سکتا۔ اور ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ سب لوگ میری راحت و
آسائش سے غافل اور بے توجہ ہیں۔ اور
مجھے ان پر غصہ آتا ہے۔

آج میں نے غور کیا کہ بھار ان حالات
کے سبب نہایت بگڑا ہوا خواب غذا کے سبب
ہے اور دماغی سکون نہ ملنے کے سبب

ہے۔ اور دہلی سے جہاں
کاظم اور ساری زندگی کی محنت کے
بہرہ ہونے کے احساس کے سبب
ہے کیونکہ میری غیر مطبوعہ کتابیں
دہلی میں ہیں۔ فلمی کتابیں دہلی میں ہیں
خزاردوں اخبار اور رسالے اور خطوط
دہلی میں ہی ہیں جن میں میرے بے شمار
مضامین ہیں۔

اس کے علاوہ میری روزی
کی آمد بند ہو گئی ہے۔ دہلی کا علم
موجود ہے جس کو تنخواہ دیتا ہوں مگر
آمدنی ہر چیز کی بند ہے جس سے آمدنی
ہوتی تھی۔ اور پیدیں کا خرچ اتنا زیادہ
ہے کہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ دس
بارہ روپے روزانہ کا خرچ ہے۔
۲۲ ربیع الاول ۲ فروری شنبہ حیدر آباد
ہادی منزل میں آیا (آج میں ایمان
نواب سر آسان جاہ سے پیدل روانہ
ہوا اور ہادی منزل میں آ گیا۔ اور
ملے کر لیا کہ میں اکیلا ہادی منزل میں
رہوں گا۔ عورتیں بچے ہاں رہیں گے
وٹ کے کام کرنے آیا کیا کریں گے۔ میں
نہیں جاؤں گا تاکہ ذہنی اور دماغی
سکون میسر آئے۔

دماغی کمزوری (دماغ بہت کمزور
ہو گیا ہے۔ ویلفیڈ پڑھنے سے بھی پکڑ
آنے لگے ہیں۔ دن بھر ملاقاتیوں کا
ہجوم رہتا ہے۔ ان سے باتیں کرنے
میں بھی دماغ تنگ جاتا ہے۔

دہلی کے دفتر کو جو خطوط روزانہ
لکھت ہوں ان کی تعمیل حسب مشاء
نہیں ہوتی۔

یہ بیاباں اُرات دن بار بار پیشاب
آتا ہے اور پیشاب میں گر دے کی
چوٹی یا ایسویں آتی ہے جس سے تمام
جسم کی فوت ختم ہوتی رہتی ہے جو
خواب ہے صدمہ خواب ہے رات کو
ہلکا بخار ہو جاتا ہے۔

بادشاہ جانی کی وفات آج دو
بچے حکیم سید مصلیٰ حسین نظامی
یہم ہاک خبر لائے کہ ان کی بین رشید
انسا ملکوت بیگم نظامی کے اکوٹے روٹے
بادشاہ جانی نظامی نے رات کو وفات
پائی۔ ۲۸ برس کی عمر تھی۔ خون کی تھ
ہوئی۔ اور دوش میں ختم ہو گئے۔
ایسا صدمہ ہوا جو برداشت سے
زیادہ تھا۔ قذائف کے ساتھ گیا۔ ماں کی
بے قرار ی سنی۔ مرنے والے کو کفن
کا دو پرانا چادریا دیکھا۔ جازے کی نماز
پڑھائی اور اپنے پیارے مرید کو
فاک کے سپرد کیا۔

اے فاک تیبہ عزت جہاں بھاد وار
کیں نور چشمہ است کہ در بر گرفتہ
بوڑھے باپ حکیم اکبر علی نظامی کو
دیکھتا تھا تو کلمہ منہ کو آتا تھا۔ ملکوت
بیگم نظامی اپنے اکوٹے لال کی مناسبت
کا ایسے انداز سے ذکر کیا کہ دل کے
ٹکڑے ہو گئے حوڑتوں سے سارا
گھر بھرا ہوا تھا اور غمزدہ ماں
اپنی خداداد فصاحت اور قوت
تقریر سے اپنے دل کی آگ برسا رہی
تین باتوں میں مہر و مست کی شان تھی
لیکن یہاں تک کہ باقی باقی رہا جاتا تھا۔
میں نے بادشاہ باغ کا چہرہ

دیکھا تو کہا چلو بیٹا آگے چلو ہم بھی تھکے
تھکے آتے ہیں۔

ابھی چند روز کی بات ہے حکیم مصلیٰ
حسین نظامی کی پہلی بیوی نے دنیا کو طیر
باد کہا تھا اور میں نے صدمہ اٹھایا تھا
آج یہ نیا داغ دل پر لگا۔

ساری رات بادشاہ جانی کی صورت
آنکھوں میں رہی۔ بخار بھی زیادہ ہو گیا
۲۳ ربیع الاول ۵ فروری کو چار شنبہ خیر
نظامی کالج کا جلسہ آکٹو دن سے
رشاد صاحب اور نواب ذوالقدر
جنگ بہادر کے پوتے والا قدر بیگم
میرے پاس آ رہے تھے اور نظام
کالج میں تقریر کے لئے کہہ رہے
تھے۔ آج تین بجے میں نے وہاں جا کر
مہاتما گاندھی کی اتھنی تقریر کی تھی۔

ہندو مسلمانوں کا بہت بڑا جملہ تھا۔
والا قدر صاحب صدر تھے۔ آغا جید
جن صاحب دہلوی نے میرا قارف
کرایا تھا۔ میں نے پہلے نہائی تقریر
کی پھر کبھی ہوئی تقریر پڑھی۔ اتنی
زیادہ تالیاں بجنیں کہ کالج کا ال قوالی
کی مجلس معلوم ہونے لگا۔ حیدر آباد کی
سخن نہی اور سخن سنجی سے مجھے بھی بہت
خوشی ہوئی تاہم دو گھنٹے بولنے کے
سبب اس قدر تھکا کہ رات بھر بخار
میں بے چوش پڑا رہا۔ کل اسی کالج میں
گاندھی جی کی نسبت مولانا سید قاسم
رضوی صاحب صدر مجلس اتحاد اہلین
کی تقریر ہوئی تھی جس سے ناراض ہو کر
ہندو چلے گئے تھے اور مولوی سی زو کو ب
بھی جوئی تھی مگر آج ہندو مسلمان بہت

مطمئن رہے۔ خاص کر ہندوؤں نے
کہا خواجہ صاحب نے کل کے واقفے کی
تکالی کر دی۔

میں نے کہا جہاں تک مجھے معلوم ہے
رضوی صاحب نے کوئی بات ہندوؤں
کے خلاف نہیں کہی تھی۔ ہندوؤں
نے جلدی کی اور تقریر پر پوری نہ سنی ورنہ
یہ ہد مگر نہ ہوتی۔

انسان اپنے اندر کے جذبات و خیالات
کی ٹینگ سے باہر کی چیزیں دیکھتا ہے۔
۲۴ ربیع الاول ۵ فروری شنبہ خیر
خلق آج شام کو ڈاکٹر رضی الدین
صاحب کی صدارت میں ایک علمی جلسہ
ہوئی۔ اہل میں ہونے والا تھا اور حیدر آباد
کے بہت سے ادیب اور شاعر اور صنف
مجھے بلاوا دینے کے تھے مگر میں مرتضیٰ
احمد صاحب ایڈوکیٹ کی صاحبزادی
کی شادی میں رہ گیا ہر وگرام یہ تھا کہ
پانچ بجے شادی میں شریک ہو کر مجلس میں
چلا جاؤں گا مگر شادی میں بہت دیر
ہو گئی اور سارا وقت وہیں ختم ہو گیا۔
اس کا مجھے بہت صدمہ ہوا اور قحط ہوا
مشاوی اموی مرتضیٰ احمد صاحب
ایڈوکیٹ کی صاحبزادی کی شادی
بہت دھوم سے ہوئی تھی۔ دندراو بھ
شریک ہوئے تھے۔ مولانا مفتی عبدالقدیر
صاحب بدایونی نے کالج کا خط پڑھا تھا
نئے اور پرانے زمانے کی بہت سی خوبیاں
اس شادی میں نظر آئیں۔ بہت سے
تہذیب و جدیدہ احباب بھی یہاں ملے۔

بسم اللہ پڑھائی اُرات کو خواجہ
باز اور بچھونے بڑے بچوں کے

ساتھ مولوی محمد عبداللہ مخلص شاہ نظامی کے پوتے دلی اللہ کو بسم اللہ پڑھانے گیا تھا۔ بچے کے باپ مولوی حبیب اللہ نظامی عرف سرد صاحب نے بہت فائدہ آرائش اپنے مکان کی کاشی - کف کے نامور عہدے دار بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے بسم اللہ پڑھائی۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خود بسم اللہ پڑھی کیونکہ بچہ جمع سے سربوب ہو گیا تھا۔ اس کے بعد رب نے مکلف کھاتا کھلایا۔ انتظام بہت صاف اور سلیقہ مندی کا تھا۔ میرے دسترخوان پر مولوی سید احمد صاحب قادری اور مولوی رکن الدین صاحب اور مولوی محمد رحیم الدین صاحب اور حسین شریک تھے۔ جفا اور نجوم اور دل کی بحث سنی پرفیسر کسیر کی ایک نایاب کتاب دکھانے کا مولوی محمد رحیم الدین صاحب نے وعدہ کیا اور یونان کے ایک عجیب مصنف کی کتاب کا ذکر بھی کیا۔ جو کسیر کی کتاب سے زیادہ دلچسپ ہے۔

حبیب اللہ نظامی نے مکان بہت خوبصورت بنایا ہے ان کے والد مخلص شاہ نظامی بیٹے اور پوتے کی اس خوشی سے بہت مسرور معلوم ہوتے تھے اور مجھے بھی بہت زیادہ مسرت تھی کہ اپنے مخلص کے بیٹے کیہ ترقی اور یہ خوشی خدانے مجھے دکھائی۔

۲۵ ربیع الاول ۱۴۰۰ ہجری جمعہ حیدرآباد حکیم خسرو شاہ نظامی [حبیب اللہ صاحب حکیم خسرو شاہ نظامی کھانے کر گئے تھے وہ ہر جمعہ کو نہایت مکلف اور لذت کھانے لائے

ہیں حالات شاہی کطیب خاص ہیں خدا نے دست خفا مرحمت فرمایا ہے اور اس کے ساتھ ہی دعائی نعمتیں بھی غیب سے مرحمت ہوئی ہیں۔

ناسوتی شاہ نظامی [حبیب اللہ صاحب] ناسوتی شاہ نظامی بھی جسم کی ملاقات کے لئے آئے تھے۔ ان کی لڑکی میاں میں۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کا علاج ہے۔ جہنہ کہا ملاقات سے ظاہر ہوئے کہ کچھ کویں رہا ہے۔

خواجہ راجہ لچھاری ریڈی نظامی [جمعہ کے سلام کے لئے خواجہ راجہ لچھاری ریڈی نظامی بھی آئے تھے۔ وہ تیسرے دن سلام کر جاتے ہیں۔

کامل الیقین نظامی [محمد عبدالغفور کامل الیقین نظامی اپنے بچوں کے ساتھ ملنے آئے تھے اور باغ عام کی مسجدیں جمعہ پڑھا تھا۔

اعلمحضرت کی وضع داری [اعلمحضرت حضور نظام میں پرانے بادشاہوں کی بے شمار تاریخی خطرات پائی جاتی ہیں۔ جن میں ایک صفت وضع داری کی ہے۔ یعنی جو بات ایک دفعہ شروع کرتے ہیں ہمیشہ اس کی پابندی کرتے ہیں۔

خلا جب سے باغ عام کی مسجد میں آنا شروع کیا ہے کبھی کوئی جمعہ ناغہ نہیں ہوا۔ بارش میں چھتری نہیں لگاتے بیٹھتے جوئے مسجد میں آ جاتے ہیں۔

میں جب سے حیدرآباد میں آیا چلا جمعہ اعلمحضرت کے ساتھ پڑھتا ہوں اور اعلمحضرت جب مسجد کے صحن میں داخل ہوتے ہیں تو فرماتے ہیں۔ کیا ہے

خواجہ صاحب میں فوراً اعلمحضرت کے ساتھ مسجد کے اندر چلا جاتا ہوں جہاں علما مفتی عبد القدیر صاحب بدایونی اور اعلمحضرت کے بھائی نواب سات جہاں بہادر اور اعلمحضرت کی دہن بیگم کے بھائی نواب قدرت نواز جنگ بہادر بھی جوتے ہیں۔ مجھ سے اور مذکورہ اصحاب سے چند منٹ حالات ملاحظہ کی نسبت گفتگو فرماتے ہیں اس کے بعد اذان ہوتی ہے اور گفتگو ختم ہو جاتی ہے آج بھی دہلی کے نئے انقلابات کی تحریکوں کی نسبت دریافت کرتے رہے رسالہ آستانہ دہلی [آج دہلی کا مشہور رسالہ آستانہ آیا تھا اور میں نے حاضرین بزم کو دکھایا تھا۔ مولوی قطب الدین خاں صاحب نائب ظلم کرڈر گیری نے خریداری کی تھی رقم ۶۰۰ روپے اول ۷۰۰ روپے شنبہ حیدرآباد ہدایت علی خاں [آج ہدایت علی خاں صاحب منہ و دہن لائے آئے تھے اور میرے لئے پھل بھی لائے تھے۔

بہزاد وکن [مولوی فیاض الدین نظامی بہزاد وکن لائے آئے تھے۔ اور منادی جاری کرنے کی اجازت کی نسبت بہت زیادہ مدد کی تھی۔

حبیب صاحب [آج ساڑھے چار بجے حبیب صاحب کے ساتھ چادر گھاٹ ہائی اسکول کے جلسے میں گیا تھا جہاں فارسی اور عربی تہذیبوں میں طلبہ نے تقریریں کیں تھیں۔ اور میں نے بھی ایک مختصر تقریر کی تھی۔ طارق الدین صاحب دہلی اس اسکول کے ریسل ہیں انہوں نے صدارت کی تھی اور مختصر تقریر کی تھی۔

دنیا کے سب سے بڑے عالمی بول چال مولانا شیخ علی کی ڈائری

بچوں کو ہنساتی ہے۔ بڑوں کو خوش کرتی ہے۔ فکر و غم دور کرتی ہے۔ دنیا کے سب بادشاہ
شیخ علی سے مشورہ کر کے حکومت کرتے ہیں۔ گاندھی اور جناح اور نہرو سے شیخ علی پتنگ لٹاتے ہیں۔ بہرن کی
کہانی ہنسائے ہنسائے پیٹ میں بل ڈال دیتی ہے۔ نہ دیکھی ہو تو فوراً ایک پوسٹ کارڈ بھیج کر منگالیجے۔

قیمت مجلد آٹھ آنے

ملنے کا پتہ

حسین جعفر علی تاج کر تہ چار مینار حیدر آباد دکن

۳ لاکھ ہندو ۶۵ ہزار مسلمان
 دوستوں پہلے پانی پت کا میدان
 احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی گھمسان لڑائی
 آنکھوں دیکھتے تاریخی حالات
 پانی پت کی آخری لڑائی
 کتاب میں دیکھئے

جس کو ابھی حال میں فارسی تاریخ عماد السعادت سے
 خواجہ حسن نظامی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے
 قیمت مجلد ایک روپیہ چالی

اسدین جعفر علی تاج کرتب چارمینار چورس آباد کن

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

فاسفورس کا تیل

مسان کی بیماری

جن عورتوں کے بچے زندہ نہیں رہتے ان عورتوں کے پیٹ پر چل کے وقت فاسفورس کے تیل کی مالش کی جائے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی روزانہ بچے کی پشت پر اس تیل کی مالش ہو تو خدا سے بچا ہونے کی سلامت رہیں گے۔ کیونکہ یہ بیماری ماں کی اعصابی کمزوری سے ہوتی ہے۔ میڈیٹن سے پہلے اور میڈیٹن کے گیس تیل کی مالش سے اعصابی کمزوری دور ہو جاتی ہے صدمہ عورتوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور ہزاروں بچوں کی جانیں اس تیل کی مالش سے بچ گئیں ہیں۔

پانچ منٹ میں درد دور ہو جاتا ہے

جسم کے کسی حصے میں درد ہو تو اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں درد جاتا رہتا ہے۔

فلج اور لقوہ اور عرش

فاسفورس کے تیل کی مالش فالج اور لقوہ کے بیماروں کے لئے بھی بہت زیادہ مفید ثابت ہوئی ہے۔ ہزاروں آدمیوں کو اس مالش سے فائدہ ہوا ہے۔ رشتے کی بیماری بھی اس تیل کی مالش سے جاتی رہتی ہے۔

عورتوں کی کمزوریاں

جو عورتیں کسی نسوانی بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہوں ان کو اس تیل کی مالش ہرگزوری سے بچا لیتی ہے۔ اس تیل کی مالش پشت پر ریڑھ کی ہڈی پر کر لی جائے۔

بڑھاپے کی کمزوریاں

جو عورت مرد عمر کی زیادتی کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہوں وہ بھی اس تیل کی مالش سے طاقت ور ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ بڑھاپے میں جسم کے بچے اور لگن کمزور ہو جاتی ہیں اور ان کے اندر قدرتی فاسفورس کم ہو جاتا ہے اور اس تیل کی مالش سے فاسفورس بچوں کے اندر جذب ہو کر کمزوریاں دور کرتا ہے۔

ترکیب استعمال

فاسفورس کا تیل رات کو سوتے وقت پشت کی ریڑھ کی ہڈی پر چند قطرے چسکا کر مل دیا جائے۔ زیادہ مالش کی ضرورت نہیں ہے۔ تیل خود ہی جذب ہو جاتا ہے اور چونکہ ریڑھ کی ہڈی سے تمام جسم کے پٹوں کا تعلق ہے۔ اس لئے ریڑھ کی ہڈی پر تیل ملنے سے سارے جسم کے

پٹوں میں اس تیل کی تاثیر پہنچ جاتی ہے۔ قیمت قسم خاص ان خاص ڈپڑہ اولس کی شیشی تین روپے حالی۔ ڈپڑہ اولس کی شیشی پانچ روپے۔

خواجہ حسن نظامی کی ایجاد

دق اور رسل کی دوا

یو ایل

یو ایل کھانے اور پینے کی دوا نہیں ہے بلکہ کھانے اور سونے کے دوا ہے۔ دق اور رسل کے بیمار روزانہ سوتے وقت پانچ قطرے سینے پر چسکا کر مل لیں اور دن کے وقت پانچ قطرے پیڑھ پر چسکا کر سونگھتے رہیں۔ نمونیہ اور ہیضہ اور طبعیاتی بیماریاں بھی اس تیل کے سونگھنے اور تلنے سے جاتی رہتی ہیں۔

دیرہ اولس کی کشتی قیمت دو روپے حالی ملنے کا پتہ ٹی سٹڈیکٹ عید اللہ کی چٹائی

خواجہ حسن نظامی کی نئی تصنیفات

بائیس خواجہ کی چوکت کا زیارت نامہ
یہ کتاب ابھی حال میں تیار ہوئی ہے اور اس میں دہلی کے بائیس نامور اولیاء اللہ کے حالات نہایت تحقیق اور تلاش سے جمع کر کے شائع کئے گئے ہیں۔ عکس تصویریں بھی ہیں۔ اور قیمت صرف آٹھ آنے کی مقرر کی گئی ہے جو لاگت کے لحاظ سے بہت کم ہے ہندوستان کے سب صوبوں اور ریاستوں کے ہندو مسلمان مریدوں کو جابائے کہ وہ اس کتاب کی ایک ایک جلد منگوا کر اپنے پاس رکھیں۔ اور دہلی کے بائیس خواجہ کے بابرکت حالات سے فائدہ اٹھائیں۔

اسرار اہم عظم

یہ کتاب تمام ہندوستان میں مشہور ہے مگر صرف ان ہی لوگوں کو دی جاتی ہے۔ جو اندازہ کی کافر اکر رہیں۔ اس میں قرآن شریف کے بہت سے رموز حروف کی روحانی تحقیقات کا بیان بھی ہے۔ یہ کتاب بھی سب صوبوں اور سب ریاستوں کے مریدوں کے پاس رہنی چاہئے۔

ترتیبی ترجمہ

قرآن مجید کا یہ ترجمہ تمام ہندوستان میں گھر گھر پڑھا جاتا ہے۔ اور بعض اسلامی کتبوں میں بچوں کو بھی پڑھایا جاتا ہے۔ اس کے آخری پندرہ پارے ختم ہوئے تھے۔ اب

تیار ہو گئے ہیں۔ اور دہلی میں جلد ہندی ہندی ہے۔ بہت جلد حیدرآباد میں آجائیں گے۔ اور ہندیہ دو زول حصوں کا مکمل پندرہ ایچے ہوگا۔

منفسی کا مجرب علاج

یہ وہ مشہور کتاب ہے جو ذوالعہ صاحب نے سب سے پہلے عربی سے ترجمہ کر کے شائع کی تھی۔ اس میں حضرت امام جلال الدین سیوطی کی لکھی ہوئی عربی کتاب کا ترجمہ ہے امام سیوطی نے منفسی دور کرنے کے لئے قرآن و احادیث سے جو دعائیں اور علامات جمع کئے تھے یہ اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ قیمت چار آنے۔

اردو سبق تصویر

یہ کتاب لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے۔ اس میں تصویریں بھی ہیں۔ اور خواجہ صاحب کی لکھی ہوئی نہایت دلچسپ تحریریں بھی ہیں۔ جن سے بچوں کی مذہبی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور وہ اس کو بہت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں قیمت آٹھ آنے

شیخ علی کی الف بے تے

یہ بچوں کا قاعدہ ہے۔ آسان قاعدہ و بیرونا میں سے کچھ بار چھپ چکے۔ اب حیدرآباد میں آنے کے بعد اس کو نئے نام سے

شائع کیا گیا ہے۔ یہ قاعدہ پہلے سرکار عالی کے حکمران تعلیمات میں شاہی خزانہ کے موجب داخل نصاب تھا۔ مگر بعد میں خارج ہو گیا تھا۔ خارج ہو چکی تھی۔ یہ بھی کہ میں نے باقی رکھنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ اس لئے اب حیدرآباد میں آنے کے بعد اس کو محض اس غرض سے چھپوایا گیا۔ ہے کہ حیدرآبادی باشندے اس کو ناگہانی طور پر خریدیں اور بچوں کو پڑھائیں۔ قابل نصاب بننے کے پابند رہیں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ جن لوگوں کے قاعدے قابل نصاب ہیں۔ ان کو کسی قسم کا نقصان پہنچائیں اور ان کی جگہ اپنے قاعدے کو داخل نصاب کرادیں۔ حیدرآبادی اصحاب احمدین حبشہ علی تاجر کتب چارمینار کے ذریعہ جاکر دیکھ لیں اگر وہ بچوں کے لئے مفید معلوم ہوتا خرید لیں۔ پہلے کی قیمت دو آنے تھی۔ مگر اب چھپائی اور کاغذ کی گھڑائی کے سبب زیادہ خرچ ہو گیا ہے۔ اس واسطے چار آنے کی قیمت رکھی گئی ہے۔ اور بچوں کے لئے ہمارے خرچ کرنے کی کونائیدار نہیں ہوں گے۔

تاریخ رسول

یہ کتاب سیرت نبوی کے نام سے عورتوں اور بچوں اور غیر مسلم قومیوں کے لئے لکھی گئی تھی اور اورنگزیب شاہی تھی۔ اور کاغذ ملنے کے سبب کئی سال سے نایاب تھی اب حیدرآباد میں لکھنے والے اس کو تاریخ رسول کے نام سے چھپوایا ہے اور باوجود کثیر انراجات کے قیمت دہائی رکھی ہے جو پہلے تھی یعنی دو روپے۔

نوائے برس پہلے دہلی کی خونی داستان

۱۸۵۷ء میں بہادر شاہ بادشاہ اور ہندو مسلمانوں نے مل کر ہندوستان کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لئے جو لڑائی لڑی اس کے تاریخی حالات بارہ حصوں میں خواجہ حسن نظامی دہلوی نے لکھے ہیں۔ جو پندرہ روپے کا دار قیمت میں دفتر اخبار منادی حیدر آباد ہادی منزل، 'باغ عام روڈ سے مل سکتے ہیں۔

راج کمار ہردیو کار ورنہ نامچہ

سات سو برس پہلے دولت آباد اورنگ آباد میں ہندو راج کے راجہ رام دیو کے خاندان کا ایک راجکار دہلی گیا اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کامریہ ہو گیا۔ اور اس نے فارسی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام چہل روزہ رکھا۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ اور حضرت خواجہ نظام الدین اولیا نے اس کا نام احمد ایاز رکھا اس کے بعد سلطان محمد تعلق نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کی۔ اور اس کو ہندوستان کا وزیر اعظم بنا دیا۔

اب خواجہ حسن نظامی دہلوی نے راج کمار ہردیو عرف خواجہ جہاں احمد ایاز تلنگی کی فارسی کتاب چہل روزہ کا اردو میں ترجمہ شائع کیا ہے جو دفتر اخبار منادی ہادی منزل، باغ عام روڈ حیدر آباد سے دو روپے قیمت پر مل سکتا ہے۔ اور یہ کتاب اردو خواجہ صاحب کی سب کتابیں۔ احمد حسین جعفر علی تاجر کتب چارسینار حیدر آباد سے بھی مل سکتی ہیں۔

یہ حیدر آباد ہے

ہفت روزہ اخبار منادی میں حیدر آباد کے تعارف پہچان کیلئے حسب ذیل معلومات شائع ہوا

حیدر آباد کی زمین	حیدر آباد کے موسم	حیدر آباد کا پانی	حیدر آباد کے مکانے
حیدر آباد کا لباس	حیدر آباد کی بولیاں	حیدر آباد کی صبح	حیدر آباد کی دھیر
حیدر آباد کی شام	حیدر آباد کی رات	حیدر آباد کی سولیاں	حیدر آباد کی سینڈی
حیدر آباد کے بازار	حیدر آباد کے ہندو	حیدر آباد کے مسلمان	حیدر آباد کے سکھ
حیدر آباد کے عیسائی	حیدر آباد کے پارسی	حیدر آباد کے اچھوت	حیدر آباد کے بچے
حیدر آباد کے جوان	حیدر آباد کے بڑے	حیدر آباد کی عورتیں	حیدر آباد کے بچے
حیدر آباد کی سوغاتیں	حیدر آباد کے دھرت	حیدر آباد کے پرند	حیدر آباد کے چرند
حیدر آباد کے امرا	حیدر آباد کے قہدار	حیدر آباد کے تاجر	حیدر آباد کے گداگر
حیدر آباد کے شاعر	حیدر آباد کے اخبار	حیدر آباد کے علما	حیدر آباد کے شائع
حیدر آباد کی دکانیں	حیدر آباد کے قریبان	حیدر آباد کی دکانیں	حیدر آباد کے بارغ
حیدر آباد کے تالاب	حیدر آباد کے گھر	حیدر آباد کی تشکیں	حیدر آباد کی مسجدیں
حیدر آباد کے مندر	حیدر آباد کے گرجا	حیدر آباد کے تشکد	حیدر آباد کے گروہار
حیدر آباد کے حکیم	حیدر آباد کے ڈاکٹر	حیدر آباد کے وید	حیدر آباد کے سینما
حیدر آباد کا ریڈیو	حیدر آباد کے ٹیگھانے	حیدر آباد کے سبتال	حیدر آباد کے سکے
حیدر آباد کے قوال	حیدر آباد کی رنڈیاں	حیدر آباد کے کارخانے	حیدر آباد کی پولیس
حیدر آباد کے دکاندار	حیدر آباد کے مزدور	حیدر آباد کی فوج	حیدر آباد کے ہتھیار
حیدر آباد کی اردو	حیدر آباد کا جغرافیہ	حیدر آباد کی تاریخ	حیدر آباد کے اہل کمال
حیدر آباد کے آثار قدیم	حیدر آباد کے آثار جدید	حیدر آباد کے ملکی	حیدر آباد کے غیر ملکی

اسی طرح ہندوستان و پاکستان کی معلومات بھی حیدر آباد کی آگاہی کے لئے منادی میں شائع ہو کرے گی لہذا اہل حیدر آباد سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علم کی بوجہ مذکورہ عنوانات کی معلومات دفتر منادی کے لئے عنایت فرمائیں۔ اور اپنے حالات بھی مرحمت کریں تاکہ ان کو شائع کیا جائے۔

منظم دفتر حیدر آبادی منادی ہادی منزل باغ عامر و حیدر آباد کین

چشتیوں کا پہلا وطن
چشت افغانستان
میں ہے۔ بلخ
اور ہرات کے
بیچ میں

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منارِ دلی

سب چشتی سلطان
افغانستان متوکل علی اللہ
محمد ظاہر شاہ
بادشاہ کے نواسہ
اور وفادار ہیں

قلم کار خواجہ حسن نظامی مورخہ ۱۶ و ۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء سالانہ قیمت چار روپے

شبِ برات کی دعا

مقبولیت کی بشارت

۱۴ شعبان ۱۳۶۶ ہجری ۲۴ جولائی ۱۹۴۷ء
جمیعہ کا دن ختم ہونے کے بعد جو رات آئی
وہ ہندوستان کے مسلمانوں کی انقلابی
تاریخ میں سب سے بڑی رات تھی۔ کیونکہ
اس رات اللہ کے بندے حسن نظامی نے
فلکِ اول کی تجلیاتِ نحتِ رتِ العالمین
کی بشارتیں سنیں کہ اسلام کا مسلمانوں
کا بول بالا ہو گا۔ اور حضرت امام مہدیؑ کی
معنوی قیوتوں کا دنیا کے ہر حصے میں ظہور
ہو جائے گا۔

آج کی رات درگاہ شریف حضرت
سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین
اویسیا محبوب الہیؒ میں نہایت شاندار
روشنی ہوئی۔ گنبد شریف کے کلس کی
نوک پر برقی روشنی تھی۔ اور مزار کے
چاروں طرف بے شمار روشنیاں تھیں۔

تمام رات درگاہ کے متعلقین اور مسافر
اور رویش اور زائرین سیکڑوں کی تعداد
میں معروف عبادت رہے۔ اور شبِ بیداری
کی۔ میں نے پانچ ہزار بزرگوں اور دستوں
اور مریدوں کے لئے نام لے لے کر دعا مانگی
جن لوگوں نے طلبِ دعا کے لئے تارا اور
خط بھیجے تھے۔ ان کے لئے بھی۔ اور جو
دیگ میرے تبلیغی کاموں کی اور درگاہ
کی روشنی اور نگر کی امداد کرتے رہتے ہیں
ان کے لئے بھی دعا مانگی۔ اور تقدیر بدلنے
کے عمل کو نہ ہر ذریعہ پار پڑا۔

مخصوص دعا طلبی کے چند نام

(۱) محمد علی جناح اور ان کے ساتھی (۲) مولانا
ابوالکلام آزاد اور ان کے ساتھی (۳)
سلطان افغانستان متوکل علی اللہ محمد
ظاہر شاہ بادشاہ اور ان کے ساتھی (۴)
سلطان دکن میر عثمان علی خاں آصف چغتای

اور ان کے ساتھی (۵) تاجدار عابدہ نواب
افتخار علی خاں دل شاہ چشتی صابری نظامی
اور ان کے ساتھی (۶) نواب سر محمد اللہ خاں
فرمان رواجہ پال اور ان کے ساتھی (۷)
نواب سر سید رضا علی تاجدار رام پور اور ان
کے ساتھی (۸) نواب طالع محمد خاں خٹک
یا ن پور اور ان کے ساتھی (۹) نواب غلام
معین الدین خاں فرمانروا مانا و درگاہ نیا وارا
اور ان کے ساتھی (۱۰) خواجہ راجہ بھپارڈی
نظامی حیدر آباد اور ان کے بچے (۱۱) نواب
غلامیار جنگ امیر بائیکاہ حیدر آباد اور ان کے
بیوی بچے (۱۲) نواب حسن یار جنگ حیدر آباد
اور ان کے بیوی بچے (۱۳) بگم نواب لی اللہ
حیدر آباد اور ان کے بچے (۱۴) نواب غلامیار
حیدر آباد اور ان کے بچے (۱۵) ہزار دکن
مولوی قیاض الدین نظامی حیدر آباد اور ان
کے بیوی بچے (۱۶) مولوی قطب الدین
حیدر آباد اور ان کے اہل و عیال (۱۷)

خواجہ حسین نظامی اور ان کے بیوی بچے (۱۶)
 خواجہ علی نظامی اور ان کے بیوی بچے (۱۹)
 زید پاشا نظامی (۲۰) محمّد یوسف خوش اقبال
 شاہ نظامی اور ان کے متعلقین (۳۱) محمد
 ریاض الدین کاکی شاہ نظامی اور ان کے
 بیوی بچے (۲۲) محمد عبداللہ مخلص شاہ
 نظامی اور ان کے بچے (۲۳) ناسی قی شاہ
 نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۴) علی عطوفہ
 عرب اور ان کے بیوی بچے (۲۵) سید سعید
 نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۶) بدر الدین
 نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۷) فخر الدین
 خاں نظامی اور ان کے بیوی بچے (۲۸)
 کامل التعلیقہ نظامی اور ان کے بیوی بچے
 (۲۹) صادق الیقین نظامی اور ان کے
 بیوی بچے (۳۰) پاشا بیگم نظامی اور
 ان کے شوہر ونچے (۳۱) محبوب بانو نظامی
 اور ان کے شوہر ونچے (۳۲) موتی بیگم
 سرفدا نظامی اور ان کی لڑکی (۳۳) غوث محمد
 نظامی اور ان کے بیوی بچے (۳۴) بیگم صاحبہ
 نواب سر بلند جنگ مرجوم اور ان کے بچے -
 (۳۵) راجہ دہرم کرن بہادر اور ان کے
 بیوی بچے (۳۶) اچھوت لیڈر ونیکٹ
 راؤ اور ان کے ساتھی - (۳۷) مولوی عبدالقیوم
 اور ان کے بیوی بچے (۳۸) سلیم القلوب
 رحمن اور ان کے بیوی بچے (۳۹) نواب
 دین یار جنگ اور ان کے بیوی بچے (۴۰)
 نواب غازی یار جنگ اور ان کے متعلقین
 (۴۱) مولوی رکن الدین اور ان کے متعلقین
 (۴۲) نواب سالار جنگ اور ان کے متعلقین
 (۴۳) دائود نظامی اور ان کے بیوی بچے
 (۴۴) غلام حیدر خاں گول گنڈہ سگریٹ
 فیکٹری (۴۵) غلام غوث خاں (۴۶) شاد

عالم خاں (۴۷) سلیم خاتون اور ان کی بیٹی
 اور بہن اور بیٹی کے بچے (۴۸) حکومت بیگم
 نظامی اور ان کے شوہر ونچے (۴۹) حکیم
 مصطفیٰ احسین نظامی اور ان کے متعلقین
 (۵۰) مولانا علی بخش واعظ قوال اور ان کے
 متعلقین (۵۱) سید ذہین نظامی اور ان
 کے متعلقین (۵۲) سعید بانو نظامی اور
 رقیہ نظامی اور محمد بشیر نظامی اور محمد نصیر
 نظامی (۵۳) حسن احمد نظامی (۵۴) غلام
 حسین نظامی (۵۵) مولوی رکن الدین
 دانا نظامی (۵۶) امام غوری (۵۷) علی القادر
 سبیب (۵۸) پروفیسر سعید الزماں اور
 ان کے متعلقین (۵۹) مولوی غلام نوازانی
 اور ان کے متعلقین (۶۰) رنگ بازار خاں
 اور ان کے بیوی بچے (۶۱) میر محبوب علی
 اور ان کے بیوی بچے (۶۲) مہر جہاں نظامی
 اور ان کے شوہر ونچے (۶۳) مولوی
 محمد اسماعیل حضوری نظامی اور ان کے
 متعلقین (۶۴) مولوی عبدالکریم (۶۵)
 نواب سردار یلغان نظامی اور ان کے
 بیوی بچے (۶۶) مولوی خواجہ عبداللہ
 انیس الغریبا (۶۷) مولوی مرزا محمد بیگ
 (۶۸) میر فیروز علی نظامی (۶۹) نواب نصیر
 یار جنگ نظامی (۷۰) نواب اقبال جنگ
 (۷۱) وزارت النساء بیگم نظامی اور ان
 کے شوہر اور سب نہیں (۷۲) آصف النساء
 بیگم نظامی اور ان کے شوہر (۷۳) مولوی
 میر حسین علی (۷۴) سید مبارز الدین فہمت
 اور ان کے بیوی بچے (۷۵) مولوی میونس
 خاں اور ان کے بیوی بچے (۷۶) مرزا
 ضامن علی اور ان کے متعلقین (۷۷)
 حسن آرا بیگم اور ان کے متعلقین (۷۸)

نواب لیاقت جنگ اور ان کے متعلقین (۷۹)
 ڈاکٹر سید محی الدین زور اور ان کے متعلقین
 (۸۰) مولوی خلیل الزماں اور ان کے متعلقین
 (۸۱) نواب معشوق یار جنگ اور ان کے
 متعلقین (۸۲) نواب میر زلیخا جنگ اور
 ان کے متعلقین (۸۳) خواجہ محمد الدین شاہ
 (۸۴) محمد مظہر اللہ ظہوری شاہ نظامی اور
 ان کے بیوی بچے (۸۵) عبدالقادر نظامی
 اور ان کے بیوی بچے -

دہلی

عشوق (۱) ملا واحدی اور ان کے بچے (۲) بھیا نصیر
 اور ان کے بچے (۳) حسن نظامی اور ان
 کے متعلقین (۴) مولانا عشق نظامی اور ان
 کے متعلقین (۵) سید محمد حسن اور ان کے
 متعلقین (۶) عبداللطیف خاں نیازی اور
 ان کے متعلقین (۷) شیخ فیروز الدین جاپان
 والے اور ان کے متعلقین (۸) شیخ سلطان احمد
 جاپان والے اور ان کے متعلقین (۹) سید یامین
 نظامی اور ان کے بیوی بچے (۱۰) مستری حبیب
 خاں نظامی اور ان کے بیوی بچے (۱۱) استاد
 شمس الدین اور ان کے متعلقین (۱۲) حکیم
 احمد حسن خاں نظامی اور ان کے بیوی بچے
 (۱۳) حکیم طہسار نظامی اور ان کے متعلقین
 (۱۴) حکیم عبدالسلام نظامی اور ان کے
 متعلقین (۱۵) نواب مرزا نظامی اور ان کے
 بیوی بچے (۱۶) امان بہادر حاجی رشید احمد او
 ان کے متعلقین (۱۷) خان بہادر حاجی مجید الدین
 اور ان کے متعلقین (۱۸) سید صدر العالی اور
 ان کے متعلقین (۱۹) سید کھٹ اور ان کے
 ان کے متعلقین (۲۰) حکیم محمود علی خاں ناصر
 اور ان کے متعلقین (۲۱) خلیفہ حاجی بخیت
 اور ان کے متعلقین (۲۲) مفتی شریک نبوی

چشتی دل شاہی کا ہفت روزہ اخبار

منادی دہلی

۶ اردو ۲۴ جولائی ۱۹۳۷ء

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

عربی فارسی سیکھنے کی ضرورت

اب تک ہندوستان کے عربی مدرسوں میں جن لاکھوں آدمیوں نے عربی فارسی پڑھی ہے۔ اور ان مدرسوں پر لاکھوں سے زیادہ روپیہ خرچ ہوا ہے اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا یعنی ان مدرسوں کے پڑھے ہوئے لوگ نہ عربی بول سکتے ہیں۔ اور نہ لکھ سکتے ہیں نہ فارسی بول سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں صرف ندوۃ العلماء کا مدرسہ لکھنؤ میں ایسا مدرسہ ہے۔ جہاں عربی اور فارسی پڑھنے اور لکھنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ ذرا ہندوستان کے عربی مدرسوں میں عربی فارسی زبانیں لکھنے اور پڑھنے کی تعلیم شروع کر دی جائے۔ کیونکہ پاکستان کی حکومت کو ایسے بے شمار آدمیوں کی ضرورت ہوگی جو عربی فارسی بولنے والے ملکوں میں تجارت اور سیاسی کاموں کے لئے بھیجے جائیں گے۔ اور اس سے ان کو معقول آمدنی ہوگی۔

سفر ناموں کا مطالعہ

پاکستان کے لوگوں کو فارسی ملکوں اور عربی ملکوں کے سفر نامے بھی اردو اور ہندی میں پڑھنے چاہئیں۔ کیونکہ اب قرآن شریف

کے اس حکم پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے کہ خدایک زمین میں سیر و سیاحت کرو۔ اور اس کی تعمیل کے لئے اور تجارتی اور سیاسی دنیا کے لئے پاکستانی باشندے فارسی اور عربی ملکوں میں جانے شروع ہو جائیں گے۔ اور ان سفر ناموں سے ان کو بہت سے فائدے حاصل ہوں گے۔

کتابوں کی تجارت

ہندوستان میں پرانی فارسی اور پرانی عربی کی بے شمار کتابیں ایسی موجود ہیں۔ جو فارسی اور عربی ملکوں میں بک سکتی ہیں۔ اور عربی اور فارسی ملکوں میں بھی پورے بین زبانوں سے ترجمہ کیا ہو اور علوم و فنون کا بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ جو ہندوستان میں خرید لیا جاسکتا ہے۔ لہذا فوراً ہندوستان میں ایسی تجارتی کمپنیاں قائم ہونی چاہئیں جو ہندوستان کی کتابیں عربی فارسی ملکوں میں پہنچائیں۔ اور وہاں کی کتابیں ہندوستان میں فروخت کریں۔

تجارتی ریڈیو کی ضرورت

ریاست خیرال میں ایک بڑی طاقت کا تجارتی ریڈیو قائم کرنا چاہئے۔ کیونکہ خیرال ایک ایسا مقام ہے جہاں روس

اور افغانستان اور چین کی سرحدیں ملتی ہیں۔ اس ریڈیو میں چینی اور عربی اور فارسی اور روسی اور انگریزی زبانوں میں صرف تجارتی نشریات ہونی چاہئیں۔ لگانا بجانا اور سیاسی تقریریں بالکل نہ ہوں۔ ہندوستان میں یا پاکستان میں جو چیزیں باہر کی درکار ہوں۔ ان کا بیان کیا جائے اور جو چیزیں پاکستان اور ہندوستان سے باہر پہنچنے کے قابل ہوں ان کا تعارف کر دیا جائے۔ اور تاجروں سے معقول اجرت لے کر ان کے اشتہارات بھی نشر کئے جائیں۔ مگر کسی ایسی قوم کا اشتہار نہ لیا جائے جس کی تجارتی حیثیت مضبوط نہ ہو۔ تاکہ پاکستان اور ہندوستان میں جو اشتہار بازوں کی بدنامی سے بچا رہے جو ریڈیو ہندوستان میں ہوں۔ اور جو ریڈیو پاکستان میں ہوں ان دونوں کو سیاسی اختلافات سے بچنا چاہئے کیونکہ سیاسی اختلافات ہمارے فائدے میں ہیں۔ باہر کے ملکوں پر آمندہ باہمی اتحاد کا اثر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

شعر بازی ممنوع کر دی جائے

پاکستان اور ہندوستان کی حکومتوں کو چاہئے کہ وہ فوراً ایسا قانون بنائیں۔

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی عام فہم تفسیر رمضان میں پڑھئے۔

جس میں عشق بازی کی شاعری اور عشق بازی کی نثر بازی ممنوع قرار دی جائے۔ کیونکہ اس سے ہندوستان کی عملی قوتیں کمزور ہوتی ہیں۔

سینما پر سنسر

دونوں حکومتیں سینما کمپنیوں پر بھی سنسر مقرر کر دیں تاکہ عشق بازی پیدا کرنے والے تمام فلم ممنوع کر دئے جائیں۔ صرف سٹیل اصلاح کے فلم دکھائے جائیں۔ جن میں گانا بجا نہایت کم ہو۔

ریڈیو کی اصلاح

میں نے پاکستان ریڈیو کے لئے جب تجویزیں لکھی ہیں ان پر اگر ہندوستان ریڈیو بھی عمل کرے۔ اور گانا بجانا یا ٹو بالکل بند کر دیا جائے یا کم کر دیا جائے تو بہت مفید بات ہوگی۔ (۴)

بازاری عورتیں ممنوع

دونوں حکومتوں کو چاہئے کہ شراب اور عجبے کی بندش کے ساتھ ہی بازاری عورتوں کی پیشہ وری بھی قانوناً ممنوع کر دیں۔

اور گھوڑ دوڑ

پاکستان اور ہندوستان نے انگریزوں سے آزادی حاصل کی ہے۔ اور سٹہ اور گھوڑ دوڑ اور کلب کا جو انگریزی تہذیب کی یادگار ہیں۔ ان کو فوراً دور کر دینا چاہئے۔

مذہبی گائے

ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں میں

جو مذہبی شان کے یا روحانی اور اخلاقی کاٹو کارواج ہے۔ ان کو فروغ دینا چاہئے۔

ریاستوں کی آزادی

آج کل پاکستان اور ہندوستان کے لیڈروں میں ریاستوں کی آزادی کا مسئلہ بہت زیادہ الجھا ہوا نظر آتا ہے مسلم لیگ کے لیڈر ریاستوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ اور کانگریسی لیڈر ریاستوں کو اپنی یونین میں شریک کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ مگر اب تک ان کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی۔ صرف دس بارہ ریاستیں ان کے ساتھ ملی ہیں۔ باقی

سب الگ ہیں۔ البتہ ریاست ٹراونکور اور ریاست حیدرآباد اکثریت نے اپنی آزادی کا اعلان کیا ہے۔ جس سے کانگریسی لیڈر ناراض ہیں۔ اور معلوم ہوا ہے کہ ریاست بھوپال بھی چند ریاستوں کو شریک حال بنا کر اپنی آزادی کی کوشش میں مصروف ہے۔ اور اُس نے لندن میں چودھری سر ظفر اللہ خاں صاحب کو وزیر اعظم سے اور پارلیمنٹ سے بات کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

مجھے سمجھا کہ کانگریس مسلم لیگ سے ریاستوں کے مسئلے میں ایک حد تک اختلاف ہے۔ یعنی مسلم لیگ سے اس حد تک اختلاف ہے کہ وہ ریاستوں کے قطعی آزاد ہوجانے کی حامی ہے۔ میں اس آزادی کو خود ریاستوں کے لئے مفید نہیں سمجھتا۔ ان کی خود مختاری امر میں ریاستوں کے اصول پر ہونی چاہئے۔ کہ وہ اندرونی طور سے خود مختار ہوں۔ اور بیرونی طور پر ایک مرکز سے متحد ہوں۔ اور کانگریس سے اس حد تک اختلاف ہے

کہ وہ ریاستوں کو بالکل اپنے اندر لے لینا چاہتی ہے۔ میرے خیال میں یہ بات اس لئے ٹھیک نہیں ہے کہ ریاستیں ہندوستان کے پرانے رواج کی نشانیاں ہیں۔ اور کانگریس اور لیگ کا موجودہ طرز حکومتی انگریزی ہے۔ اور میں اس انگریزی جمہوریت یا روسی جمہوریت (کمپوززم) کو ہندوستان کے لئے بہت برا سمجھتا ہوں۔ کیونکہ سینیٹ کی عادت اور خیالات اور حالات سے بہت دور ہے۔ اور کانگریس نے اور لیگ نے یہ غلط خیال قائم کر لیا ہے کہ سارے ملک کے مزدور اور عوام اور کسان انگریزی اصول جمہوریت کے موافق کام کر سکیں گے۔ کیونکہ وہ ہزاروں برس سے ہندو راجاؤں اور مسلمان بادشاہوں کے طرز حکومت کے عادی تھے۔ اور سودو سید برسر کی انگریزی حکومت نے ان کے جذبات اور خیالات کو بدلنے کی کوشش کی۔ مگر اس میں اس کو کامیابی نہیں ہوئی۔ ایسی حالت میں میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ کانگریس اور لیگ ہندوستان میں ہمیشہ انگریزی اور روسی طرز حکومت کو کامیابی سے چلا سکیں گے اور مجھے یقین ہے کہ انگریزی اور روسی طرز حکومت سے ہندوستان کے عوام بے کراں اور مزدور اور پیشہ ور اکتا جائیں گے۔ اور روزانہ جھگڑے مٹا دیتے رہیں گے۔ اور کانگریس نے زمینداری سسٹم کو ختم کرنے کا جو ارادہ کیا ہے۔ وہ بھی آخر کار بہت بڑی فتنہ خیزی اور خون ریزی کا اگلاڑہ بن جائے گا۔

پس ان حالات کا خیال کرتے سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر پرانی حکومت کی نشانیاں

ترتیلے ترجمے کے آخری پندرہ پارے جن کے پاس نہ ہوں فوراً منگا لیں۔

یعنی ریاستوں کو بھی انگریزی اور روسی طرز حکومت میں بدلنے کی کوشش کی گئی تو اس پر یہ کہاوت صادق آئے گی جسے ہم تو ڈوبے ہیں صنم کو بھی لے ڈوبیں گے۔ یکم اور ۲ جولائی کے منادی میں جیٹا بانی کی طرف سے یہ نوٹ شائع کیا گیا تھا۔ ہم سب آجیور دہلی اور آگرے وغیرہ علاقہ جات ہندوستان میں رہتے ہیں ہم پوری طرح کانگریسی حکومت کے وفادار رہیں گے۔ اور اب جو یہ لکھ رہا ہوں کہ انگریزی اور روسی طرز حکومت ہندوستان کو اس نہیں آئے گا۔ یہ ایک دوراندیشی کی رائے ہے۔ اس کو فاداری یا غیر وفاداری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ ریاستوں کی خود مختاری کے مسئلے سے مجھے اور میری جھٹی پانی کو بہت زیادہ تعلق ہے۔ کیونکہ ہم سب قدامت کے حامی ہیں اور قدامت کی ہر شان کو باقی رکھنا ہمارے اصولی مقاصد میں شامل ہے اور اس کے لئے ہم کانگریس کی وفاداری کے باوجود آزادانہ جدوجہد جاری رکھیں گے۔ کہ ریاستوں کو خود مختار رکھا جائے۔ اور ان کو ہندوستان کی یونین میں بھی درج دیا جائے جو امریکہ کی یونین میں ہے یعنی امریکہ کی ہر ریاست آزاد و خود مختار ہے لیکن دنیا کے سامنے امریکہ کے ایک پریڈیٹ کے ساتھ ہے۔

البتہ ریاستوں کے راجاؤں اور نوابوں کے حلقوں کا انتظام بہت فوری ہے کیونکہ برٹانی تھنی حکومت میں جو کامیاب ہیں ان کا تعلق والیان ریاست کے حلقوں سے ہے۔ اور تھنی حکومتوں میں جو

بھی حکمرانوں کے اچھے حلقوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا ہندوستان کی یونین کو صرف اتنا کام کرنا ہوگا۔ کہ ہر ریاست کا اس اپنے اچھے برے حلقوں کا جواب دہ یونین کے صدر کے سامنے ہو۔ تاکہ وہ اپنی رعایا کے عروج و ترقی یا اس کے خلاف کاموں کا جواب یونین کو دے سکے۔

انگریزی زمانے میں پولیسکل ڈپارٹمنٹ کا دباؤ ریاستوں میں بہت نامناسب تھا۔ اور ہنگ آمیز تھا۔ ایسا برتاؤ ہندوستان کی یونین کو زیبا نہیں ہوگا۔

آج جو ہندو ریاستیں کانگریس کے ساتھ ہوئی ہیں ان میں مسلمانوں کی صرف ایک ریاست رام پور کا نام نظر آتا ہے۔ باقی کوئی مسلمان ریاست شامل نہیں ہوئی اور ہندو ریاستیں بھی بہت تھوڑی سی شریک ہوئی ہیں۔ کیونکہ ہندو ریاستوں کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔ اور شریک ہونے والی ریاستیں دس ہندو جہجس ہندو مسلم بگاڑ کے جذبات سے متاثر ہو کر ہندو حکومت میں شریک ہوئی ہیں۔ لیکن جب وہ ہرمنوں اور بنیوں کا غلبہ مرکزی حکومت میں دیکھیں گی۔ تو فوراً یونین سے الگ ہو جائیں گی۔ کیونکہ منوجی کی قانون سازی اور تقسیم عمل منومرتی میں موجود ہے کہ حکومت کا اختیار صرف جھٹی پانی اور راجپوتوں کو دیا گیا ہے۔ اور رقیہ دانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اگر وہ سیاسی کاموں میں دخل دیں گی تب باپ کر سکیں گی۔ آج گاندھی جی اور ہندو نہرو دیکھ رہے ہیں اور کچھ ہی کہیں اور کیا ہی انتظام کریں وہ ہزار برس کی برائی باتیں بدلنے میں کامیاب نہ

ہو سکیں گے۔ اور ہندوستان کی ذاتوں میں فرقہ پرستی کا ہند میں یا منومرتی کا ہزاروں برس پرانا قانون دوبارہ جنم لے گا۔ اور موجودہ جمہوریت زبردست ہو جائے گی۔ میں اس بات سے بھی اختلاف کرتا ہوں کہ جھٹی پانی ریاستیں بڑی ریاستوں سے ملا دی جائیں۔ اس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا کیونکہ جھٹی پانی بڑی ریاستوں میں صدیوں سے اختلافات ہیں۔ عظیم صلیبے صلح کل بادشاہ کو بھی اس میں کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ اور عین لڑائی کے وقت کہ ہندو راجاؤں کے فائدہ کی جھٹی پانی کی وجہ سے مشکلات پیش آتی تھیں۔ چنانچہ جب البرٹون میں گرے سے یلغار کرتا ہوا احمد آباد دہلی احمد آباد کے میدان جنگ میں ہندو راجاؤں کے باہمی جھگڑوں سے مشکلات پیش آئیں تھیں۔ اگر راجہ مان سنگ کا فائدہ دوراندیشی اور عقلمندی سے کام نہ لیت تو دشمن سے لڑنا کیسا آسان میں فائدہ جی شروع ہو جاتی۔ چنانچہ عین میدان جنگ میں ایک راجہ نے اکبر سے کہا کہ آپ نے فلاں بکتر جو میرا فائدہ بانی بکتر کا میرے فلاں دشمن کو دے دیا۔ اس لئے مجھے جی بکتر دیا ہے وہ میں استعمال نہیں کر دوں گا۔ اکبر نے یہ سن کر اس بکتر اتار کر رکھ دیا۔ اور کہا جب تم بغیر بکتر کے جنگ کر دو گے تو میں بھی بکتر نہیں پہنتا۔ یہ رنگ دیکھ کر راجہ مان سنگ کا باپ راجہ بھگوان اس ٹھڈاؤڈر اسٹراس ناراض راجہ کے پاس گیا۔ اور کہا ہوا نہ ہوسے ایسے نازک موقع پر مجھے بکتروں کو بھول چانا چاہئے۔ اور اس طرح اس راجہ کو راضی کر کے اکبر کے پاس آیا اور کہا اس راجہ نے بھنگ پانی پھیلائی تھی۔ اور بھنگ کے نشے میں بے ہوش ہو

(۵)

یہ زیارت نامہ ابھی حال میں خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے۔

باتیں حضور سے کہہ دیں تھیں۔ اب حضور اپنا کمر پہن لیں۔ وہ راجہ حضور کا دیا ہوا بکتر پہنے گا۔

کانگریس کے سب لیڈر گاندھی جی و نہرو جی سمیت اور مسلم لیگ کے سب لیڈر مرانی روایات اور برائی تانچے سے بالکل بے خبر ہیں۔ انہوں نے جو کچھ سیکھا ہے وہ انگریزوں سے سیکھا ہے۔ اور ان سب نے انگریزوں کی لکھی ہوئی وندنا رخصتیں پڑھی ہیں جو مرزا علیٹ نے مسلمانوں پر اپنی غرض سے آٹھ برس پہلے ہندو مسلمانوں میں بکھار ڈالنے کے لئے لکھی تھیں۔ اس لئے وہ اپنے چاچوں اور مسلمان بادشاہوں کی خوبیوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ ان کی نظر صرف ان خرابیوں پر ہے۔ جو یقیناً راجاؤں اور بادشاہوں میں تھیں لیکن خوبیوں سے کم تھیں۔

لہذا میں اپنے مریدوں اور حشمتی پارٹی کے ممبروں اور دوسرے ہم خیال ہندو مسلمانوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ کانگریس اور لیگ کی ان غلطیوں سے ہوشیار رہیں جو وہ انگریزی اور روسی جمہوریت کی تقلید کی وجہ سے کر رہے ہیں یا آئندہ کریں گے۔ اور جہاں تک ہو سکے نری کے ساتھ لیکن آزاد اور بے باکی کے ساتھ کانگریس اور لیگ کو ان غلطیوں سے آگاہ کرتے رہیں۔

افغانستان کی ایک بڑی خبر

۳۰ جولائی کو لندن سے افغانستان کی نسبت ایک بڑی خبر آئی ہے کہ افغانستان نے برطانیہ سے صوبہ سرحد کا مطالبہ کیا ہے۔ اور وزیر اعظم پارلیمنٹ کے ساتھ اس پر غور کر رہے ہیں۔ ۳۰ جولائی کو سنڈے

ہاں لال نہرو نے اس مطالبے کی نسبت ایک مخالفانہ بیان شائع کیا جس میں کہا کہ یہ مطالبہ روس کے اشارے سے کیا گیا ہے لیکن مسلم لیگ کے سیاسی اشخاص کا خیال ہے کہ خود کانگریس کا اس مطالبے میں ہاتھ ہے۔ کیونکہ افغانستان ابھی حال میں افغان کرچکا ہے کہ اس کو اپنے ملک کی موجودہ حدود سے آگے بڑھنے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔

میں اس اہم اور بڑی خبر کی نسبت ابھی کوئی دائے ظاہر کرنی مناسب نہیں سمجھتا جب تک کہ لیگ اور کانگریس کی روشیں صاف طور سے سب کے سامنے نہ آجائیں۔ یا کم از کم، اگر جولائی تک انتظار کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ، اگر جولائی کو سرحد کا الٹن ختم ہو گا۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مقصود ہے کہ سرحدی باشندے پاکستان میں رہنا چاہتے ہیں۔ یا ہندوستان کی کانگریسی حکومت کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ پس اگر سرحدی باشندوں نے پاکستان کا ساتھ دینا منظور کیا تو پھر یہ معاملہ مسلم لیگ اور افغانستان کا ایک باہمی معاملہ بن جائیگا ہو سکتا ہے کہ مسلم لیگ افغانستان کے رہائے اور واجبی مطالبے کو قبول کر لے۔ اور سرحدی صوبے کے باشندوں کی آزادی اور خوش حالی کی شرائط کے ساتھ کوئی سمجھوتہ ہو جائے۔ کیونکہ مسلم لیگ کی باہمی گماندہ سمجھوتی ہے کہ پاکستان کا اصلی مقصد تمام مسلمان حکومتوں میں رابطہ و اتحاد پیدا کرنا ہے۔

نہرو جی کا یہ بیان کہ روس کے اشارے سے افغانستان نے یہ مطالبہ کیا ہے بہت زیادہ اہم جان ہے۔ اور نہرو جی ہم سب

سے زیادہ بیرونی اور اندہنی سیاستوں کو سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ کہنا کہ کانگریس افغانستان کے مطالبے کی مخالفت کرتی ہے جب ہی قابل توجہ ہو گا کہ، اگر جولائی تک کانگریس کے حق میں سرحدی باشندوں کی رائے ظاہر ہو جائے۔ ورنہ سرحدی صوبے اور افغانستان کے ملک کا معاملہ کانگریس بائی کمانڈ کے لئے ایک فائن معاملہ ہو جائیگا

فاکساروں کا معاملہ

دہلی میں جون کے آخر سے جولائی کے پہلے پہلے تک فاکساروں کی بہت ہل چل رہی تھی اور مختلف خیالات ان کی روش کی نسبت عوام و خواص نے ظاہر کئے مسلم لیگ کہتے تھے۔ فاکسار کانگریس کے اشارے سے یہاں آئے ہیں۔ لیکن دہلی کی حکومت نے جو کانگریس کے زیر اثر ہے کوئی طرف داری اور جانبداری فاکساروں کی نہیں کی فاکساروں کے باہمی مشرقی صاحب نے اعلان کیا تھا کہ اگر ۳۰ جولائی تک ۳ لاکھ فاکسار دہلی میں جمع نہیں ہوں گے تو وہ یہ تحریک ختم کر دیں گے صوبہ دہلی کی سرکاری اطلاعات سے ثابت ہوا ہے کہ دہلی میں چار ہزار فاکسار جمع ہوئے تھے۔ اگرچہ فاکساروں کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ دہلی میں آگئی تھی۔ لیکن سرکاری اطلاع زیادہ قابل اعتبار ہے کیونکہ اس کے پاس ہر صوبہ سے آئے والے فاکساروں کی تعداد لکھی ہوئی موجود ہے فاکساروں کے مخالف کہتے ہیں۔ مشرقی صاحب اس تحریک کو ختم نہیں کریں گے۔ اور ان کا دعویٰ اعلان محض اس لئے تھا کہ فاکسار زیادہ سے

زیادہ تعداد میں جمع ہو جائیں۔ اس کا فاسکسٹا
کے طرف دار اخبار یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ
فاسکسٹاؤں کے لیڈر نشین یا فتنہ فوجی مسلمانوں
کو پانچ سو روپے ماہوار تنخواہ دے کر
ایک بڑی فوج تیار کریں گے۔ اور ہر
صوبے میں دو دو کروڑ روپے سرمائے
کے فاسکسٹاؤں کو بھی کھولے جائیں گے۔
مگر ان کے مخالف کہتے ہیں کہ یہ چیزیں محض
پروپیگنڈے کے لئے اور فاسکسٹاؤں
کی ساتھ قائم رکھنے یا برباد کرنے کے لئے
ہیں۔ حالانکہ مسلم لیگ کی بڑی جماعت
سے ٹکرائے اور کوئی قابل عمل پروگرام
پیش نہ کرنے کی وجہ سے فاسکسٹاؤں کی
جماعت اپنے لیڈر سے مایوس ہو گئی ہے
اور رفتہ رفتہ ان کی جماعت میں طرح
طرح کی کمزوریاں پیدا ہو رہی ہیں۔

میری ذاتی رائے

میری ذاتی رائے فاسکسٹاؤں کی تحریک
کی مشروعات سے لے کر اب تک فاسکسٹاؤں
کی حامی رہی ہے۔ لیکن اس حمایت کی
وجہ محض یہ ہے کہ میں ہستی مشائخ کے
ارشاد کی بموجب فوجی زندگی کو شہری
زندگی پر فوقیت دیتا ہوں۔ کیونکہ فوجی
زندگی سے ڈسپلن اور اطاعت بڑھتی ہے۔
اور سرفروشی اور انیاد کا جذبہ ترقی کرتا
ہے۔ لیکن مجھے ان تمام کاموں سے
اختلاف ہے جو اب تک فاسکسٹاؤں نے
کئے ہیں۔ یعنی میں فاسکسٹاؤں کے وجود
کا حامی ہوں۔ لیکن ان کے گزشتہ عمل
کا حامی نہیں ہوں۔ اور جناب علامہ شرقی
صاحب سے غلوں کے ساتھ عرض کرتا

ہوں کہ وہ ایک ایسا عمل اختیار کریں جو
نہ ہندؤں کے خلاف ہو نہ مسلمانوں کے
خلاف ہو۔ بلکہ دونوں قوموں کی خدمت
کا عمل ہو۔ اور فاسکسٹاؤں کو اچھی طرح ملحوظ
رکھا جائے۔ ورنہ کوئی اچھا نتیجہ ظاہر نہیں
ہوگا۔ میرے بہت سے مرید فاسکسٹاؤں
کی تحریک میں شامل ہیں۔ اور فاسکسٹاؤں
کی تحریک کی مشروعات کے وقت مجھے اور
ملاو احمدی صاحب کو دہلی کے ایک ہوٹل
میں بیٹھ کر علامہ شرقی صاحب نے اپنے
مقاصد سمجھائے تھے۔

مجھے بار بار انگریزوں سے بھی فاسکسٹاؤں
کی تحریک کی نسبت بات کرنے کا موقع ملا ہے
اور وہ سب اس خیال پر قائم تھے کہ
یہ تحریک فاشسٹ تحریک ہے۔ اور یہ
وہ زمانہ تھا کہ گزشتہ دو سو سالوں سے
بھی شروع نہیں ہوئی تھی۔ اور حیدر آباد
کے نواب بہادر یار جنگ جیسے مخلص لیڈر
بھی اس تحریک میں شامل ہو گئے تھے۔
علامہ شرقی کے ہاتھ میں یہ ایک بڑی
طاقت ہے۔ مگر اس طاقت کو بعد میں انہوں نے
پرچارنا مانا سب سے۔ علامہ شرقی کے سامنے
رسول اللہ کی سنت اور ان کے صحابہ
کی سیرت موجود ہے۔ اور ان دونوں سے
یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فاسکسٹاؤں کا گزشتہ عمل
دسنت کے موافق تھا۔ نہ سیرت صحابہ کے
مذاہب تھا۔

فاسکسٹاؤں کی تحریک ختم کر دی گئی

ایک کانٹ لکھنے کے بعد دہلی سے خبر آئی کہ
علامہ شرقی نے فاسکسٹاؤں کی تحریک ختم
کر دی۔ اور اس وقت انہوں نے یہ اعلان

کیا فاسکسٹاؤں کی جمیعت کے دو حصے ہو گئے
ایک حصے نے علامہ شرقی کے اعلان
کی تائید کی۔ اور ایک حصے نے ناراضی
ظاہر کی۔ اور کہا کہ اس تحریک کو ختم نہ کرنا
چاہئے اور اس کے بعد یہ آخری گروہ علامہ
شرقی کی قیام گاہ پر گیا۔ اور اس نے
ان سے درخواست کی کہ اس تحریک کی
از سر نو تنظیم کرنی چاہئے۔ اس طرح توڑنا
نہیں چاہئے۔ مگر ابھی تک خبر نہیں آئی ہے کہ
علامہ مددوچ نے اس جماعت کی درخواست
کا کیا جواب دیا۔

فاسکسٹاؤں کی جو جماعتیں دہلی کی مسجدوں
میں ٹھہری ہوئی ہیں ان میں علامہ شرقی
کے اس فیصلے سے بہت جوش اور مایوسی
پھیل گئی ہے۔ اور وہ کہتے پھرتے ہیں کہ
ہم تین دن دہلی میں اور ٹھہریں گے۔ اور
علامہ شرقی کو راضی کر لیں گے۔

نئی تحریک کا مشورہ

میں نے ۶ جولائی کو ایک خط علامہ شرقی کی
خدمت میں بھیجا ہے۔ اور اس میں ان سے
حسب ذیل درخواست کی ہے۔ یہ کہ اس
درخواست کو ایک مشورہ خیال کرنا ہوں۔
کیونکہ میرے دل میں علامہ شرقی کی عزت
بھی ہے۔ اور ان کی تحریک کے اصول کو بھی
امن عامہ کے لئے مفید سمجھتا ہوں۔

میں نے جو مشورہ بھیجا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے
کہ فاسکسٹاؤں کی تحریک کے تبلیغی اصول پر عمل
رہیں لیکن طریق کار میں تبدیلی کر دی جائے
اور وہ تبدیلی میرے خیال میں یہ ہے کہ ہندوؤں
کے سیاسی معاملات میں دخل نہ دیا جائے
کانگرس اور ہندو مہا سبھا اور مسلم لیگ

اس کتاب میں بہادر شاہ بادشاہ کی اولاد کی قربانیاں کا حال ہے۔

اور مسلم لیگ وغیرہ پارٹیاں جس کش مکش میں مبتلا
ہیں خاکساروں کو اس سے کوئی تعلق نہ ہونا
چاہئے۔ اُن کا اصول محض یہ ہو کہ جن آبادیوں
میں فساد ہو رہے ہیں۔ وہاں وہ بغیر کسی غرتی
کی جانب جاری کے امن قائم کرنے کی کوشش
کریں۔ اس سے ہندو اور مسلمان اور سکھ
سب اُن کے حامی ہو جائیں گے۔

دوسری درخواست یہ ہے کہ ایک نیک
فکسکاروں میں فقط مسلمان لئے جاتے تھے۔
آئندہ اجمعتوں اور ہندوں اور سکھوں
اور عیسائیوں کو بھی اس میں شریک کیا جائے
اگر وہ میری اس درخواست کو قبول کر لیں گے
تو میں اپنی جتنی باری کے ممبروں سے درخواست
کروں گا کہ وہ بھی اس تحریک میں شامل ہو
جائیں۔ اور میں خود بھی اپنی عمر اور صحت
اور طاقت کی بموجب معمولی سپاہیوں کی
طرح اُن کے ساتھ کام کروں گا۔

کانگریسی مسلمان

جن کو نیشنلسٹ مسلمان بھی کہا جاتا ہے۔ اور جو احرار اور جمعیت علماء وغیرہ ناموں سے مشروب ہیں۔ میرے دل میں ان مسلمانوں کی عزت ہے۔ کیونکہ وہ شرف سے آج تک استقامت کا ثبوت دے چکے ہیں۔ اور اُن کے ساتھ کانگریس اور مسلم لیگ کا آجکل جو برتاؤ ہے وہ اُن کے لئے دل شکن نہ ہونا چاہیے۔ بلکہ یہ خیال ہونا چاہیے کہ اُن کی نیت انگریزی تسلط کو ہندوستان سے ہٹانے کی تھی۔ اور جب وہ سہٹ گیا تو اُن کو اب اس سے بے نیاز رہنا چاہیے کہ کانگریس نے اُن کی قدر کی یا نہیں کی۔ اور مسلم لیگ نے قدر کی یا نہیں کی۔ کیونکہ

سیاستِ ذہنی پھرتی: ہو بہو چھاؤں مٹی
ہے نہ انگور یہاں رہتے نہ کانگوس اور
لیک ہمیشہ رہے گی۔ نام تو ہمیشہ بس اللہ
کا رہے گا۔ اور جب وہ اللہ کے نام پر میرا
عمل میں آئے تھے تو اب مجی اُن کو اللہ ہی
کی طرف لوٹ جانا چاہئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے مسلمانوں کا شیوہ قرآن شریف میں فرمایا ہے
”إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي
لِللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ“ میری نماز اور
میری قربانی اور میرا عینا ہر نامسب اللہ کے
لئے ہے۔ لہذا اُن سب کو کہہ دینا چاہئے
”إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ“
ہم سب اللہ کے لئے تھے اور ہیں اور اب
ہم سب کو آخر کار اللہ ہی کی طرف رجوع
کرنا چاہئے۔ اور اسی کی طرف ہم کو رجوع
کرنا ہو گا۔

اُن کو یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ مولانا حسرت موہانی مسلم لیگ کے ایسے رکن ہیں جن کی قربانیاں ہر کانگریسی اور سرکاری سے بڑھی ہوئی ہیں۔ مگر اُن کو مسلم لیگ ہائی کمانڈ میں وہ درجہ حاصل نہیں ہے جو دوسرے ایسے لوگوں نے حاصل کر لیا ہے جن کی نہ کوئی قربانیاں ہیں نہ قابلیت ہے۔ پس نیشنلسٹ مسلمانوں کو اب اپنی لائڈز کی مذہبی طاقتوں کو مضبوط کرنا چاہئے۔ جو سیاسی مشغولیوں کی وجہ سے بکھر گئیں ہیں۔ اور کم طاقت ہو گئیں ہیں۔

حج کا مکین

بند گاہ جدہ کے وائس کنسل میہ لانا
شاہ جہاں کی ڈیوٹی کو پہل نئی دہلی میں
حوار رنی ڈی گئی تھی وہاں میں نے اور

نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے اور مولانا عبدالحامد صاحب قادیوری بدایونی نے اس ٹیکس کے خلاف تقریریں کیں تبھی سلطان ابن سعود کی حکومت نے حاجیوں پر لگا رکھا ہے۔ اور مولانا عبدالحامد صاحب نے کہا تھا کہ میں مسلم لیگ کی طرف سے ایک ڈیپوٹیشن سلطان ابن سعود کے پاس لے گیا تھا۔ ۱۰۰۰ حاجیوں کا ٹیکس کم کرنے کی درخواست کی تھی۔ اور سلطان نے خدائی تین فیمن حکمہ کہا تھا۔ کہ میں ٹیکس اور حج کو حرام سمجھتا ہوں پھر بھی حجاز کی حکومت نے حج کا ٹیکس جس کا توں باقی رکھا۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ نجد میں پٹرول نکلا ہے اور اس سے چودہ کروڑ روپے سالانہ کی آمدنی سعودی حکومت کو ہو گئی ہے۔ لہذا حج ٹیکس لٹا لینا حکومت کے لئے کچھ زیادہ نقصان رساں نہیں ہوگا۔ اخبار دین دنیا دہلی نے اس جلسے کی نسبت بہت گرم نوٹ شائع کیا ہے اور تجویز پیش کی ہے کہ حجاز میں بین الاقوامی حکومت قائم کر دی جائے۔ خیال تو بہت اچھا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی بین الاقوامی طاقت جب تک پاکستانی تحریک کے ذریعے مضبوط نہ ہو جائے یہ اخباری تجویز بے نتیجہ رہی گی۔ تاہم سلطان ابن سعود اور ان کے وزیر مال مولانا عبد اللہ سلیمان مجھ سے زیادہ اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ اسلامی ملکوں کی رائے عامہ حج ٹیکس کے خلاف ہے۔ اور یہ چیز رفتہ رفتہ اتنی بڑھ سکتی ہے کہ بین الاقوامی مسئلہ بننے سے پہلے ہی حجاز میں ایک انقلاب اور خون ریزی کا دروازہ کھل جائے۔

اُن کے گلے چوٹے مراد شاہ کے سامنے پیش کئے گئے۔

میں سلطان ابن سعود کی حکومت کے موافق ہی ہوں۔ اور مخالف بھی ہوں۔ موافق اس لئے ہوں کہ اُن کا انتظام بہت اچھا ہے۔ اور مخالف اس لئے ہوں کہ انھوں نے حجاز کے قبوں کو اور مزاروں کو اور متبرک آثار قدیم کو نقصان پہونچایا۔ لیکن حج ٹیکس کے مسئلے میں میری مخالفت جذباتی نہیں ہے میں حکومتوں کے ٹیکسوں کو اُن کے مصارف کے نکتہ نظر سے دیکھنے کا عادی ہوں۔ یعنی اگر کوئی حکومت مفاد عامہ کے خرچ کے لئے ٹیکس لیتی ہے تو میں ایسے ٹیکس کا حامی ہوں۔ لیکن مجھے معلوم نہیں ہے کہ حجاز کی حکومت پارچہ چہ نمور روپے ٹیکس کے لئے کوحاجیوں کو کیا فائدہ پہونچاتی ہے۔ اور مجھے سعودی حکومت کا ایسا کوئی کام معلوم نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ اس نے ٹیکس کی رقم ظاں ظاں امور عوام میں خرچ کی۔ اگر میں اس سال ہوائی جہاز کے ذریعے حج کو جا سکتا تو انشاء اللہ سلطان ابن سعود اور میرا لانا عبداللہ سلیمان آزادانہ اور بیابانہ بات چیت کروں گا۔ اور چونکہ منادی حکومت حجاز اور باشندگان حجاز کے پاس جاتا ہے۔ اس واسطے سچے امید ہے کہ وہ دونوں یعنی اہل حکومت اور باشندے میرے مخلصانہ مشورے پر توجہ کریں گے۔ اور اس مجنون انقلابی دور کی چنگاریوں سے ارض مقدس حجاز کو بچانے کا خیال رکھیں گے۔

کعبے میں یورپین تمدن

مجھے ابن خیر ولاح کو سن کر بہت ہدمہ ہوتا ہے

کہ میت اللہ کعبے کے شہر کے میں مسلمان عورتیں پوڈر لگاتی ہیں۔ ہونٹ رنگ بھی ناخن رنگتی ہیں۔ اور اہل یورپ کی عورتوں کی وہ باتیں اختیار کرتی جاتی ہیں۔ جو اسلامی روایات اور مسلم کلچر کے سراسر منافی ہیں۔ اور میں اس موقع پر یہ صریح بڑبڑاتا ہوں۔

چونکہ کعبہ برغیر وکجا ماند مسلمانوں میں ارکان حکومت کے خانگی مشاغل کی نسبت اتنا ہی جاتا ہوں۔ جتنا وہ خود جانتے ہیں۔ لیکن مجھے کوئی حق نہیں ہے کہ کسی بادشاہ یا امیر یا غریب کے خانگی امور کی نسبت اخبار میں کچھ لکھوں اس لئے میں صرف حج ٹیکس اور یورپین تمدن کے خلاف لکھنا کافی سمجھتا ہوں۔

نئی کانگریس بنانی چاہئے

چونکہ پاکستان اور ہندوستان نام کی دو حکومتیں قائم ہو گئیں ہیں۔ اور اس سے ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان بھی تقسیم ہو گئے ہیں۔ یعنی پارچہ کر دیا پاکستان میں چلے گئے ہیں۔ اور پارچہ کر دیا ہندوستان میں رہ گئے ہیں۔ اور جو پارچہ کر دیا مسلمان ہندوستان میں رہ گئے ہیں وہ اب تک مسلم لیگ کے ہم خیال ہیں۔ یا مسلم لیگ کے ممبر ہیں۔ لیکن یہ بات سیاسی اعتبار سے ان پارچہ کر دہ مسلمانوں کے لئے مفید نہیں ہے جو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اُن کا فائدہ اسی میں ہے کہ وہ کانگریس کے ساتھ ہو جائیں۔ مگر مجھے امید نہیں ہے کہ جذباتی مسلمان میرے اس مشورے پر توجہ کریں گے۔ اس لئے میں یہ رائے

دیتا ہوں کہ وہ ایک نئی کانگریس بنالیں اور اس میں اُن مسلمانوں کو اور اُن ہندوؤں کو اور اُن اچھوتوں کو اور اُن سکھوں کو شریک کر لیں۔ جو کانگریس اور لیگ اور سکھ لیگ میں شریک نہ ہوں۔ کانگریسی خیال کی مسلمان جماعتیں جمعیت علمائے اسلام مجلس اور احرار اور فاکس اور مومن وغیرہ بھی نئی کانگریس میں جائیں اس طرح پارچہ کر دہ مسلمان اور نوکر اور اچھوت اور لاکھوں ہندو اور سکھ بھی منظم ہو جائیں گے۔

اس مشورے کا ضروری حصہ واضح طور سے یہ ہے کہ نئی کانگریس برائی کانگریس کی جریع نہ بنے۔ بُرائی کانگریس نے ایک حکومت قائم کر لی ہے یہ نئی کانگریس بُرائی کانگریس کی مددگار ہونی چاہئے۔ تاکہ ہندوستان میں رہنے والی سب قومیں منتشر اور براگڑہ نہ رہیں۔ اور وہ بھی سب منظم ہو کر بُرائی کانگریس کی حکومت کو مدد پہونچائیں۔

اور یہ امر بھی زیادہ کھول کر بیان کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان میں رہنے والے پارچہ کر دہ مسلمانوں میں جتنے مسلم ہیں خیال کے مسلمان ہوں وہ اپنے ملکی خیالات دلوں کے اندر رکھیں۔ اُن کا عمل ہندوستانی کانگریس کے مفکر کردہ آئین کی موافق ہونا چاہئے۔ اور وہ آئین وحدت اور ایک کا پناہ چاہئے۔ کیونکہ مذہبی اعتبار سے مسلمانوں کی ایک مذہبی حکومت یا قومی حکومت الگ قائم ہو گئی ہے۔ لیکن پارچہ کر دہ مسلمانوں کو جن علاقوں میں وہ رہا ہوں وہاں اُن کی سلامتی اعدائے کی بیہوشی

بہادر شاہ کی قربانیاں بہت بڑا دھبہ بنتی ہیں۔

اسی میں ہے کہ وہ ہندوستان کی حکومت کے وفادار اور مددگار بن کر رہیں۔

میں نے ابھی خاکساروں کے لیڈر علامہ مشرقی کو جو مشورہ دیا ہے۔ وہی اصول نئی کانگریس بنانے کا بھی ہے۔ لیکن اگر جمعیت علماء اور احرار اور خاکسار اور مومنین وغیرہ مسلمان جماعتیں کانگریس نام کو پسند نہ کریں تو وہ کم از کم اپنے اپنے ناموں کو ترک کر دیں۔ اور کوئی ایک ایسا نام تجویز کر لیں جو پانچ کروڑ مسلمانوں اور اچھوتوں اور غیر کانگریسی ہندوؤں اور سکھوں کو ان سے مربوط کر سکے۔ اور ملا سکے۔

نام کا مسئلہ بہت اہم اور بہت ضروری ہے۔ اور مجھے نئی کانگریس سے زیادہ اچھا نام اور کوئی نام معلوم نہیں ہوتا۔ لہذا جب تک کہ کوئی اس سے بہتر نام پیش نہ کرے گا۔ میں اسی خیال پر قائم رہوں گا۔ کہ نئی کانگریس بنانی چاہئے۔ اور پرانی کانگریس کو دو دینے کی نیت سے بنانی چاہئے۔

اسی سلسلے میں میں مسلمانوں کی فرقہ بندی بھی دور کر دینی ضروری سمجھتا ہوں یعنی شیعہ سنی مقلد غیر مقلد قادیانی۔ دہرے لگانا وغیرہ فتنے جو پاکستان میں نہ ہوں ان سب کو نئی کانگریس میں شریک کر کے متحد کرو دینا چاہئے تاکہ اس اتحاد سے ذریعے وہ اپنے مذہبی مقامات اور مذہبی عقائد کو محفوظ رکھیں۔ اور اب تک جب ایک دوسرے کے خلاف کش مکش رہتی تھی وہ ختم ہو جائے۔

ہندو جمہا سبھا کو مشورہ

کہا جاتا ہے کہ ہندو جمہا سبھا نے موجودہ برسر اقتدار کانگریس کے خلاف ایک محاذ قائم

کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ وہ برسر اقتدار اراکین حکومت کو ہٹا کر آئندہ انکشن میں ہندو جمہا سبھا کی حکومت قائم کرنی چاہتے ہیں۔ یہ بات اگر سچی ہے تو ہندو قوم کے لئے بڑی خطرناک ثابت ہوگی۔ کانگریس کے برسر اقتدار لیڈروں نے پچاس سالہ برس تک جو کام کیا ہے۔ اور جو قربانیاں دی ہیں۔ اس سے ہندو قوم کے حرام میں ایک بڑی محبت اور عقیدت پیدا ہو گئی ہے۔ ہندو جمہا سبھا کو اس عقیدت اور محبت کے ایک بڑے مدافعی دیا کہ عبور کرنا آسان نہ ہوگا۔ اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہندو قوم کی طاقت تقسیم ہو جائے گی۔ اور اسی فائدہ جنگی کی وجہ سے پھر باہر کی قیومن کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب پیدا ہوگی۔

مجھے یہ اظہار بھی محسوس ہے کہ ہندو جمہا سبھا نے ان پانچ کروڑ مسلمانوں کو ہندوستان سے نکال دینے یا ختم کر دینے کی اسکیم بنائی ہے۔ جو ہندوستان کے ان صوبوں میں رہتے ہیں جو کانگریس کی حکومت کے ماتحت ہیں۔ اور اس کو اسپین کی تالیخ سے مواظف ہو رہے ہیں۔ کہ عیسائیوں نے اسپین کی اسلامی حکومت کو ختم کرنے کے بعد مسلمانوں کو اسپین سے ہرا کر یہیں نکال دیا تھا۔ اور جو باقی رہ گئے تھے۔ ان کو چن چن کر مار ڈالا تھا۔

ہندوستان میں ایسا نہ ہو سکے گا۔ اور ہندو جمہا سبھا کو اگر سچ یہ خیال ہے تو اس کو بصورتِ کار دوسرا رُخ بھی دیکھ لینا چاہئے کہ اسپین کے عیسائیوں کو کس طرح سے کامیابی ہوئی تھی۔ وہ وجہ یہ تھی کہ یورپ کی عیسائی حکومتیں ان کی مددگار تھیں اور

اسپین کی سرحدیں یورپ کی حکومتوں کی علی ہونے لگی تھیں۔ جہاں سے ان کا ہتھیار اور آدمی اور دوسرے ہوتا تھا۔ مگر ہندو جمہا سبھا کے باہر سے کوئی امداد نہ مل سکے گی۔ یہی وجہ کہ چین اور برما اور جاپان اپنے اپنے حالات میں مصروف اندر پریشان ہیں۔ اور خود دیوار کی قوموں کے دستِ نغمہ ہیں۔ اور ہندو جمہا سبھا کو پہلے برسر اقتدار لوگ اگر کسی ہندو سے مقابلہ پیش آئے گا۔ اور اس کے بعد پاکستانی مسلمانوں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ اور پاکستانی مسلمانوں کا سلسلہ اخلاقی اور ہندوستان اور ایران اور عراق اور مصر اور فلسطین اور شام اور الجزائر اور مشرقی افریقہ اور جنوبی افریقہ اور دوسری طرف جافا۔

اور طایا کے ملکوں تک پھیلا ہوا ہوگا۔ اور وہاں سے لاکھوں جاں باز مسلمان ہندوستان میں رہنے والے پانچ کروڑ مسلمانوں کی امداد کے لئے آمند کر رہا ہیں گے۔ اور اس سے ہندوستانی حکومت کو اور ہندو جمہا سبھا کو بہت نقصان پہنچ جائے گا۔

مجھے یہ اطلاع بھی دی گئی ہے کہ ہندو جمہا سبھا کے بعض ناہنجہ لیڈروں نے یہ بھی کہا کہ بہادر اور گڑھ مکتیسر وغیرہ مقامات کے ہندو احمق تھے کہ انہوں نے اس طرح مسلمانوں کو مارا جو ساری دنیا کو نظر آگیا

چشتی پارٹی کے ممبر بہادر شاہ کی قربانیوں کو نہ بھولیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے خلاف جو جاسوس
مجھے ان اطلاعاتوں کا یقین نہیں ہے اور
میں ان اطلاعاتوں کو اجماعاً نہ جذبات کی پیدا
سمجھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے اچھی طرح معلوم
ہے کہ ہندو جاسوسوں کے لئے تعلیم یافتہ
اور سیاسی اور بیخ کو سمجھتے ہیں۔ اور
مسلمانوں کی بیرونی طاقتوں سے بے خبر
نہیں ہیں۔ اس لئے وہ کبھی ایسا خیال نہیں
کریں گے۔ اور اگر واقعی ان میں کچھ ایسے
نادان پیدا ہوئے ہوں تو وہ مسلمانوں کے
ساتھ بدسلوکی کر کے ہندوستان کو ایک
بڑی تباہی اور بربادی میں مبتلا کر لیں گے

کیونٹوں کی مشورہ

اب آخر میں مجھے ہندوستانی کیونٹوں
کو مخاطب کرنا ہے۔ اور چونکہ وہ سب مجھ
سے بہت زیادہ دوستانہ پیش اور دانش مند
ہیں۔ اس واسطے مجھے کچھ زیادہ لکھنا نہیں
ہے۔ فقط اتنا کہتا ہے کہ روسی تحریک اور
روسی ترقی کا پروگرام کتنا ہی اچھا ہو مگر
کوئی ہندوستانی کیونٹ اس بات پر ہندو
کرے گا کہ اس کے ملک پر روس کا قبضہ
سہ جائے۔ اور ہندوستانی کیونٹ روس
کو ہندوستان پر قابض کرانے کے گنہگار
نائب ہوں۔ اور تاریکیوں میں لکھا جائے
کہ جس طرح سمرقند و بخارا کے نادان مسلمانوں
نے روسی قبضہ اپنے ملکوں پر کر لیا۔ اسی طرح
ہندوستان کے ہندو مسلمانوں نے بھی
ہندوستان پر روس کا قبضہ کر دیا۔
میں تو اس خیال کا مسلمان ہوں کہ اگر
ہندوستانی پاکستان اور ہندوستان
پر باہمی کوئی مسلمان حکومت عمل کرے

تو میں اس سے لڑنے کے لئے بھی میدان
جنگ میں آؤں گا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ
میرا وہ وطن جہاں سات سو برس سے
میرے بزرگ رہتے آئے ہیں۔ کسی باہر
کی مسلمان طاقت کے قبضے میں جائے۔

بقیہ روزنامہ

ذاب عزیز احمد خان صاحب کے مکان پر چلا آیا۔
شادی کی ذاب صاحب کے مکان پر ایک دوست حکیم میرا
صاحب شرفی تقیم حیدر آباد کے نزدیکی رات آنے والی تھی
اور میرے دوست میرا صاحب صاحب ہوس کی لڑکی
سے نکاح کرنے والا تھا۔ نیچے نکاح کرنے کا اعلان ہوا تھا
اس واسطے میں سائے آٹھ بجے وہاں پہنچ گیا۔ اور
سب انبیج مکانات باہر رات ہفت بجے تک نہیں تھی۔
اس فیصلہ کی جلسے میں چلا گیا وہاں بہت بڑا مجمع
تھا۔ ذاب صاحب شرفی صاحب اور میرے دوست
ڈاکٹر فاکر حیدر خان صاحب تقریریں کیں۔ آٹھ بجے
کی دستار بندی ہوئی میں ریاست صوات اور بل
اور ہریک طالب علم بھی تھے۔ سب سے زیادہ
مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب امام مجتہد خیر
جھوٹے صاحبزادے نے حاصل کئے۔

گذشتہ منادی کی غلطی کو یکم جولائی کے
منادی میں مورا منادی مذکور کے کا جو اعلان شائع
ہوا ہے اس میں مورا منادی کے بدلے "ماہواری"
منادی لکھ دیا گیا ہے جو بالکل غلط ہے۔
بیماری کی ایذا آج مجھے میری شانے کی بیماری
نے بہت زیادہ۔

لالہ دبی پر شادی دوکان پر کچھ راتوں پر چند
صاحب منصبان رضو نظام کے داماد لالہ دبی
پر شادی کی دوکان پر گیا تھا اور کچھ پرچیاں تیار
تھا مولانا مفتی نظامی نے میں بولنے کے منادی
کچھ خریدنے کے مکان کے لئے کی شادی ہونے والی ہے
طافاتی سید محمد علی اور سید کبیر الودیدی اور

پوسف مورا صاحب مالک ہندو وزیر کے کسٹ
ملنے آئے تھے۔ یہ ہندو میری خواہ منہادی
کے شریک ہیں۔ آج میری بارش نہیں ہوئی۔ اور پچھلی
کی وجہ سے رات کو تکلیف رہی۔

منادی وقت سے پہلے ۱۱ بجے
ہر پرچے ایک جگہ شائع کئے گئے تھے۔ اور پچھلی
کے پرچے دو دو ہفتے کے مالک شائع کئے
جاتے ہیں۔ مگر تیار ہی یہ ہے کہ اگست کے
ہر پرچے الگ الگ جولائی میں شائع کر کے
جائیں گے۔ کیونکہ رمضان کا مہینہ میں
افغانستان یا کسی اور دور دراز علاقے
میں بسر کروں گا۔ حیدر آباد جانے کا ارادہ
ملتی کر دیا ہے۔ کیونکہ وہاں ملنے والے
بہت زیادہ جمع ہو جاتے ہیں لیکن افغانستان
کا سفر سیاسی مشکلات کی وجہ سے غالباً نہ
کر سکوں گا۔

(۱۱) پیشگی بیرونی کے منہادی تیار کرنے میں صرف
روزنامہ کی نئی دقت رہے گی۔ اس لئے
اگست کا روزنامہ وراثیات سے خالی ہوگا
سیاسی اور سوشل اصلاحات کا تذکرہ اگست
کے روزنامہ میں ہوگا

موس آج شام کو درگاہ حضرت بی بی فاطمہ
سام خیس سالانہ عرس سہا تھا۔ یہ حضرت بابا
فرید الدین سودا گنج شکر کے مریض تھے۔ اور حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاء ان سے دعا کرتے
جایا کرتے تھے اب ان کے مزار پر بھی ہزاروں لوگوں
دعا کرتے جاتے ہیں ان کی حاضر قبول ہوتی ہیں۔
نور احمد صاحب کپاکی شرفی ریاست
بعاول پور کے درویش صفت زمیندار نور احمد صاحب
آجکل درگاہ میں ہونے میں۔ آج بہت دو ٹوک درگاہ
کے حجرے میں مجھ سے بھی باتیں کیں۔ چیتہ نامہ
کے بے فیاض زمیندار ہیں۔

بہادر شاہ سے محبت ہے تو ہندو مسلمانوں میں محبت پیدا کرو۔

قرآن کی دلیل

قرآن میں خدا نے فرمایا
اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا
جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت نہ بدے
ثابت ہوا کہ قومیں اور افراد اپنی قسمت بدل سکتے ہیں۔
اور ہر انسان بھی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جبر اور قدر

قرآن نے جبر اور قدر کی حقیقت سمجھا دی ہے۔
بعض باتوں میں انسان مجبور ہے۔
اور بعض باتوں کی انسان قدرت رکھتا ہے۔
پس وہ جبر کو بھی مانتا ہے۔
اور قدر یعنی اپنے اختیار کو بھی جانتا ہے۔

تقدیر بدلنے کی مثال

آگ میں خدا نے جلانے کی طاقت رکھی ہے۔
انسان اپنی عقل سے جلنے سے بچ سکتا ہے۔
پتھر خدا کی تقدیر سے ڈنک اڑتا ہے۔
انسان اپنی عقل سے اس سے بچ جاتا ہے۔
اور اسی کا اشارہ ادھر کی آیات قرآنی میں ہے

آخرت کا یقین ضروری ہے

قرآن نے قیامت پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے۔
کیونکہ اس کے بغیر دنیا کی زندگی بے جان ہو جاتی ہے۔
مرنے کے بعد زندہ ہونے کے یقین میں بڑی طاقت ہے۔
یقین زندگی کی محنت میں جان پیدا کر دیتا ہے۔
لہذا آخرت کی زندگی کا یقین بہت ضروری ہے

چراغ کی مثال

چراغ کی بجی تیل کے ذریعے روشن ہوتی ہے۔
تیل اور بجی چراغ کی تقدیر ہے
تیل ختم ہو جائے تو چراغ روشن نہیں رہ سکتا۔
مگر انسان اور تیل ڈال کر چراغ روشن رکھ سکتا ہے
یعنی غرض قسمتی کا چراغ ہمیشہ روشن رکھا جاسکتا ہے

ہر عمل کا حساب دینا پڑتا ہے

دنیا میں بھی ہر عمل کا حساب دینا پڑتا ہے
مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی حساب دینا ضروری ہے
حساب کے احساس سے اعمال کا توازن قائم رہتا ہے
ورنہ انسان خود سر اور بے احتیاط ہو جاتا ہے
پس مرنے کے بعد حساب کا یقین ایک مفید یقین ہے

بہشت و دوزخ کا حقیقین

جنت اور بہشت نیک اعمال کے انعام کا نام ہے۔
دوزخ بُرے اعمال کی سزا کا نام ہے۔
امید و خوف کا احساس توازن عمل قائم کرتا ہے۔
عمل کے توازن سے دُنیا کی زندگی خوشحال بن جاتی ہے
پس قرآن فُوش حال زندگی کا راستہ بتاتا ہے۔

مسلمان کی پہچان

مسلمان حق بات میں لامت سے نہیں ڈرتا (سورہ مائدہ)
مسلمان گناہوں سے جلدی توبہ کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان عبادت کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان خدا کی حمد کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان سیر و سیاحت کرتا ہے (سورہ توبہ)

مسلمان کی پہچان

مسلمان اللہ رسول پر ایمان لاتا ہے۔ (سورہ توبہ)
بُری جگہ ادب سے لوگوں سے جدا ہو کر ہجرت کرتا ہے (سورہ توبہ)
اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔ (سورہ توبہ)
دُکھ اور مصیبت میں صبر کرتا ہے (آل عمران)
مہینہ سچ بولتا ہے (آل عمران)

مسلمان کی پہچان

مسلمان خدا کے سامنے رکوع کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان خدا کے سامنے سجدے کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان دوسروں کو اچھی نصیحت کرتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان دوسروں کو بُرائیوں سے بچاتا ہے (سورہ توبہ)
مسلمان اللہ کی حمد و ثناء کی حفاظت کرتا ہے (سورہ توبہ)

(۱۳۵)

مسلمان کی پہچان

مسلمان اللہ رسول کی اطاعت کرتا ہے (آل عمران)
مسلمان اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے (آل عمران)
مسلمان بھلی رات توبہ کرتا ہے (آل عمران)
مسلمان اپنے غصے کو پی جاتا ہے۔ (آل عمران)
مسلمان لوگوں کو معاف کر دیتا ہے۔ (آل عمران)

مسلمان کی پہچان

مسلمان اللہ سے کیا ہوا عہد پورا کرتا ہے (سورہ نعد)
مسلمان اپنے عہد کو نہیں توڑتا (سورہ نعد)
مسلمان بُرائی کے بدلے میں بھلائی کرتا ہے (سورہ نعد)
مسلمان اپنے دل کو اللہ کے ذکر سے مطمئن کرتا ہے (سورہ نعد)
مسلمان اپنی نفاذی خواہشوں کو تاباں رکھتا ہے (سورہ نعد)

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۱۳۶۶ھ ۲۷ جون ۱۹۴۷ء جمعہ
ترتیبی ترجمے کی چھپائی کم چند رمضان
قریب ہے اس واسطے ترتیبی ترجمہ قرآن
مشریف کے آخری پندرہ پاروں کی چھپائی
خاروقی پریس میں میراجی عبدالحق صاحب
خاروقی کے انتہام سے بہت
سرعت کے ساتھ ہو رہی ہے۔ روزانہ
پروف آتے ہیں۔ اور میں نعیم صاحب
اور حافظ عبدالعزیز صاحب کی امداد سے
اُن کو درست کرتا ہوں۔ چونکہ یہ ترجمہ
اُس زمانے میں لکھا گیا تھا جب میری
آنکھیں بنی نہیں تھیں۔ اور کتاب دہلی کے
نہ تھے۔ اس واسطے انھوں نے ترجمے کی
عبارت پر جو احوال لگائے وہ دہلی کی بول
چال کے خلاف ہیں۔ اور میں اُن کو مبنائی
خراب ہونے کی وجہ سے اُس وقت نہ
دیکھ سکا تھا۔ اب دیکھتا ہوں تو سراسر
پر لکھتا ہوں۔ اور اپنی آنکھوں کی بیماری
کو کوستا ہوں۔ پڑھنے والے تو یہ کہیں گے
کہ حسن نظامی بہت ہی غلط اردو بولتا تھا۔
اُن کو کیا خبر کہ کتاب ایک بہت صحیح اردو
نہیں جانتے تھے۔

بیٹے بیٹے سو گیا جمعہ کی اذان سے پہلے
کھانا کھا یا تھا۔ سب دفتر والے کھائے اور
نماز کے لئے گئے ہوئے تھے۔ میں بیٹے بیٹے
سو گیا۔ بیکار لاہور کے ایک مرید دگایا
اور کہا خطے کی اذان ہو گئی ہے۔ عہدی
عہدی تیار ہو کہ نماز کے لئے گیا۔ لیکن خوش

نصیبی دیکھے کہ اول صبح کے قریب تک
ہوئے گئے۔ نہ کسی کے کپڑے ماری۔ نہ کسی کے
ستایا۔ لوگوں نے خود بخود دیکھ دیدی یہ
گرامت لمبے بالوں اور سفید ڈاڑھی اور
لمبے کرتے کی تھی۔ در نہ خدا کے دربار میں
کون کسی کو بوجھتا ہے۔ سب نفسی نفسی
میں مبتلا رہتے ہیں۔

سید احمد مجتبیٰ واحدی آج ملا واحدی
صاحب کے بڑے لڑکے سید محمد مجتبیٰ واحدی
ملنے آئے تھے۔ اور پوچھتے تھے۔ کہ پاکستان
میں جاؤں یا ہندوستان میں رہوں؟
میں نے کہا حضرت سرمد رونے لگا تھا،
جنہیں اگر خدا دست خودی آید، بیٹھا
اگر وہ خدا ہے تو خود آجائے گا۔ تم سید میر
پاکستان تو خود تمہارے پاس آئے گا۔
تم پاکستان کے پاس کیوں جاتے ہو۔

انیس الرحمن نظامی بھی یہی دریافت کرنے
دہلی سے آئے تھے۔ اور بیان بھی لائے
تھے۔ اُن سے بھی میں نے یہی کہا "قلب
از جانی حیدر" جہاں ہو وہ ہیں رہو۔
ایک درگاہ محکم گیر میں جو کچھ دیکھتا ہوں
تم نہیں دیکھ سکتے میں جو کچھ سمجھتا ہوں
تم نہیں سمجھ سکتے۔

واحدی صاحب کے خط کے آج ملا واحدی
صاحب کے دو خط آئے تھے۔ لکھا تھا
کہ زید پاشا امتحان میں پاس ہوئے اس کی
خبر ہندوستان میں نہیں دیکھی۔ مبارکباد
دیتا ہوں۔۔۔ وہ یہ بھی لکھا تھا کہ میری

دو لڑکیاں شاکرہ اور حامدہ بھی میٹرک میں
پاس ہوئیں۔ شاکرہ اپنے اسکول میں تیسرے
درجے پر پاس ہوئیں۔ مجھے اس خبر سے خوشی
ہوئی۔ اور میں نے مبارکباد کا خط بھی لکھا
لیکن زیادہ خوشی جب ہوئی کہ شاکرہ اور
حامدہ اور زید پاشا علوم قرآن کی کوئی بھی
ڈگری حاصل کرتے۔ میں نے واحدی صاحب
کو حضرت اکبر الدہلوی کا یہ شعر بھی لکھا
مفر نہیں ہے ہمیں خالقہ انگلش سے
فقس میں ہیں تو اس فے کی چوڑیاں کہا
صادق شہید کی نیاز آج شام نہ دیکھ
دخری کام بختم کیا۔ اور دادی امین باغ
میں صادق شہید کے مزار پر آیا۔ معافی
کرائی۔ چھڑکا دیا۔ حاجی بشیر صاحب کی
بھی ہوئی دریاں بچھوئیں۔ خواجہ بانو نے
دودھ جلیبوں کی جو دیگ تیار کی تھی اس
کو مٹی گئے پیالوں میں جاندی کے ورق لگا کر
نوکشتیاں نیاز کے لئے بھیجیں۔ صادق شہید
کے لڑکے سید ابن عربی نے دو دو خان بیٹے چلو
یعنی زعفرانی توشے کے پکائے تھے بستی حضرت
نظام الدین رونے کے اور بستی جنگ پورہ کے
بہت سے ہندو مسلمان جمع ہوئے تھے۔ حضرت
اکبر الدہلوی کے بھائی سید حمیت حسین
صاحب بھی اس نیاز میں شریک ہوئے
تھے۔ قوالی بھی ہوئی تھی۔

قوال زادہ کو ایک توان نے شکایت کی
کہ چھوٹا قوال کھائے بجائے کہ فقس سے غافل
ہے۔ حالانکہ یہی وقت اُس کے سیکھنے کا ہے۔

مسلمان عورتیں ہندوؤں کی بہنیں ہیں۔

میں نے کہا وہ جانتا ہے۔ کچھ ہر چیز بدل رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بچے بھی بدل رہے ہیں۔ اس لئے اس کو یہ توقع ہے کہ اب مجھ کو قوال بننے کی ضرورت نہیں رہی۔ شاید مجھے والٹر کے کی جگہ مل جائے جو اب یہاں سے چارہ ہے ہیں۔ ایک شخص نے پوچھا نیلا کا سامان جو کیوں پر کیوں لگایا گیا ہے؟ درگاہ میں جب نیا زبوتی ہے تو توشے اور مٹھائی کے خزان فرش زمین پر بڑھ گھڑتے ہیں آپ نے جو کیاں بچھائیں۔ ان پر سفید چادریں بچھائیں۔ اور ان پر خلائ آراستہ کئے۔ میں نے کہا جو چیز پاک اروح کی نذر کے لئے فاقہ خوانی کے وقت سامنے آتی ہے۔ اس کو تبرک کہا جاتا ہے۔ اور تبرک اس واسطے کہا جاتا ہے کہ اس میں برکت غیب پیدا ہو جاتی ہے۔ لہذا اس تبرک کی عظمت کا تقاضا ہے کہ وہ صاف ستھری اور اونچی جگہ میں رکھا جائے۔ درگاہ میں جمہوریت ہے اور میرے ہاں خود مختاری ہے۔ تو میں اپنے عقیدے پر کیوں عمل نہ کروں۔

مغرب کے بعد سید حمایت حسین صاحب الہ آبادی اور مولانا عشق نظامی وغیرہ سے باتیں کیں۔ پھر نیا زاکھانا کھایا۔ آج بھی خبریں نہ سن سکا کہ جب تک انگریزی خبریں ہوئیں میں ٹھکتا رہا جب اردو خبریں شروع ہوئیں تو مکان کے سبب ذرا لیٹ گیا۔ اور اسے بے خبری کی نیند آئی کہ مجھے معلوم نہیں کس نے ریڈیو کو بند کیا۔ اور کیا خبریں ہوئیں۔ گھڑی دیکھی تو ساڑھے تین بجے تھے۔ یہ علامت تندرستی کی ہے۔ اور اس کی

ہے کہ جو وہ اس استعمال کو رہا ہوں وہ اثر کر رہی ہیں۔ میں آجکل یہ دو اس استعمال کرتا ہوں۔ زرشک کا آب زلال۔ گل بکاوٹی اور عذاب کا آب زلال یادام کا شہرہ کالی مرچ اور نلک پڑا ہوا اور سونف کا شہرہ۔ اس میں ملک دوا زرشک حکیم حسنہ شاہ نظامی کی بتائی ہوئی ہے۔ ماورباقی سب دوا میں ملاؤ۔ اعظم اربطوئے زمان جالینوس دوران حاذق الکبر حضرت مولانا حکیم قاضی حسن نظامی صاحب کی ہیں۔ قاضی اس واسطے کہ وہ آجکل نکاح بھی پڑھانے لگے ہیں۔ اور آج صدفی صاحب انجیری سے کہہ رہے تھے کہ آپ نے نکاح نہیں کیا۔ دیکھئے ہمارے کاتب شاہ عثمان الرحمن صاحب کو ان کی دو بیویاں ہیں اور دیکھئے ہم کہ ایک بیوی شہ ۱۹ میں مر گئیں۔ نوسات برس تک یہ سہ جتے رہے کہ دوسری بیوی کریں یا نہ کریں۔ آخر شہ ۱۹ء میں دوسری بیوی کر لیں۔ آپ نے اپنی قادرالکلامی کے بے شمار شعر تصنیف کئے۔ اور ہم نے پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں تصنیف کیں۔

برقی صاحب و پلہمی جس مجھے میں بیٹھ کر کام کرتا ہوں۔ اس کے دروازے کے سامنے دائیں طرف حضرت شمس الحج عقیق مولیٰ رخ کا مزار ہے۔ اور بائیں طرف حضرت مولانا عتیاء الدین برقی مولیٰ رخ کا مزار ہے۔ یکایک سامنے سے ایک منٹلین آئے دکھائی دئے۔ نعیم صاحب نے کہا برقی صاحب آئے ہیں۔ میں نے خیر مقدم کیا۔ اور نعیم صاحب سے پوچھا کتاب یہ بھی جانتے ہیں کہ ان کے نام کے

مسلمانوں کے بچے بے گناہ ہیں۔

ساتھ برقی کیوں ہے؟ یہ میرے ابتدائی دور کے ساتھی ہیں۔ جب میں پہلی بیوی کے مرنے کے بعد گھر سے ہجرت کر کے دہلی میں جا رہا تھا اس وقت یہ اور طاوادی صاحب وغیرہ بہت سے نوجوان میرے پاس آتے تھے۔ اور میں نے تقریروں کی ایک مجلس قائم کی تھی۔ جہاں یہ سب دوئی تقریریں سیکھتے تھے۔ اس وقت میں نے سید محمد رافعی صاحب کو چھادی لقب اس لئے دیا تھا کہ حضرت خواجہ حسن بھری بھگ کے جانشین و خلیفہ کا نام حضرت عبدالواحد بن زید رہا تھا۔ اور ان عتیاء الدین صاحب کو برقی خطاب اس لئے دیا تھا کہ ان میں نارنجی ذوق نظر آتا تھا۔ اور یہ جو سامنے مولانا صیاد اللہ برقی رخ کا مزار ہے ان کے نام پر ان سٹر صیاد اللہ برقی لقب پایا تھا۔ پہلے بلند شہر کہ "برن شہر" کہتے تھے۔ اور مولانا صیاد اللہ برقی شہر کے رہنے والے تھے اس لئے برقی کہلاتے تھے۔ قلمی کتابیں خریدیں؟ کچھ حکیم صیاد اللہ صاحب سے چند قلمی کتابیں خریدیں۔ بہت خوشخط تذکرہ الاولیاء ہے۔ دوسری حضرت سلطان المشائخ رخ کی لکھی ہوئی کتاب راحت القلوب ہے۔ تیسری شہنوی مولانا روم رخ کی لغات ہے۔ اور چوتھی تذکرہ مساوات امر وہ ہے۔ میں نے حکیم صیاد اللہ صاحب سے پوچھا اس تذکرے میں شیعہ کتنے ہیں اور کتنی کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا سب ہی شیعہ ہیں۔ میں نے کہا میرے دادا اور میرے بھی ایک دادا سید سر۔

(دھال)

مسلمان محمد تقی کی جہانجی سے ہوئی تھی۔ اور ان کو نوکانوں جاگیر میں ملے تھے۔ جو اصل نوکانوں اسطاعت کہلاتا ہے۔ اور وہاں میرے جتنے ہم عصر رہتے ہیں۔ وہ سب شیعہ ہو گئے ہیں۔ حکیم ضیاء اللہ صاحب نے کہا کہ ایک نوجوان سید کو نوکانوں کا ملک مرحوم نے اپنی تربیت میں رکھا تھا۔ وہ گھر سنی ہو گیا ہے۔

۸ شعبان ۲۸ رجون شنبہ دہلی طباعت کا گشت آج تریلی راجہ نرائن شریف کی چھپائی اور دوسری کتابوں کی چھپائی کے انتظامات دیکھنے کے لئے نعیم صاحب کے ساتھ دہلی گیا تھا۔ بارہ بجے واپس آیا شام تک درگاہ کے حجرے میں کام کیا۔ مولانا سید عبدالرؤف صاحب اور مولانا عبدالشکور صاحب وغیرہ اصحاب ملے آئے تھے۔ یہ دونوں اہل حدیث جماعت میں ہیں مولانا عبدالشکور صاحب میوات میں رہتے ہیں اور بہت اچھے مورخ ہیں۔ میواتیوں پر جو مظالم ہو چکے ہیں اور پورے ہیں ان کے تفصیلی حالات سنائے۔ سب سے زیادہ مصیبت ہجرت پور کے میواتیوں کو پیش آرہی ہے۔ جہاں سیکڑوں گاؤں میواتیوں کے ہیں۔ اور ریاست کی فوج ان کے دیہات کو صارتہ ہی ہے۔ اور قتل عام کر رہی ہے۔ آج بھی صبح شام بچے غار میں شریک ہوئے تھے۔

موسم بدل گیا آج یکایک موسم میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ شندھی ہوا چلنے لگی۔ اور رات کو اتنی خشکی پڑی کہ کھل اور با۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہیں بارش ہوئی ہے۔

لالہ بیٹن لال جین آج پانچ بجے دہلی

میں لالہ رتن لال جین بھٹی کے سامان کے ایک سپت بڑے تاجر ہیں۔ گزشتہ عرس کے موقع پر میرے مکان خانوں میں لالہ بیٹن نے فٹنگ کرائی تھی۔ اور اس کا بل ایک نہیں لیا تھا۔ آج میں خود ان کے پاس گیا اور کہا کہ اپنے خرچے کی رقم لے لیجئے انہوں نے جواب دیا درگاہ شریف کی خدمت جیسی آپ پر فرض ہے۔ مجھے پریمی ہے کہ میں بھی عرب سرائے کا رتنے والا ہوں جو درگاہ کے قریب ایک تاریخی آبادی تھی اس واسطے میں اس فٹنگ کا کچھ نہیں لگا۔ یہ سب میری طرف سے بطور نذر کے قبول کیجئے۔

سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ دوکان کی مصروفیت چھڑ کر خود میری موٹرنگ آئے اس کے مقابلے میں ایک مسلمان دوکان دار صاحب کا قصہ بھی لکھنے کے قابل ہے جن کی دوکان نئی سڑک پر ہے۔ کہ میں نے دوکان کے قریب نوڑو کی رفیم صاحب کو بھیجا کہ فلاں چیز دوکار ہے اس کی نسبت یہاں آکر بات کر لیں۔ جواب دیا۔ خواجہ صاحب کو ضرورت ہے۔ تو خود دوکان پر آئیں۔ ہم مٹھ پر نہیں جائیں گے۔ نعیم صاحب نے میری معذوری کا ذکر کیا کہ وہ سڑک کو چھوڑ نہیں کر سکتے کیونکہ آٹلیوں سے معذور ہیں تب بھی انہوں نے کوئی پروا نہیں کی۔

۹ شعبان ۲۹ رجون اتوار دہلی پڑوا ہوا رات بھر پڑوا ہوا علی غمی۔ یعنی مشرق کی طرف سے آنے والی ہوا۔ اس کی وجہ سے نمی اور خشکی پیدا ہو گئی ہے۔ آج بھی دن بھر پڑوا ہوا چلتی رہی۔

گرائے خطیط واحدی منزل میں پڑے

زمانے کے جتنے منتشر خطوط رکھے تھے آج پرنس اور حافظہ عبدالعزیز صاحب نے ان کو مرتب کر کے توجید منزل کی الماری میں لکھنا قلمی کتابوں کا انتظام کر چکے دہلی میں آگ لگنے کی وبا پھیلی ہوئی ہے۔ اس لئے کئی دن سے اپنی قلمی کتابوں کی نامعلوم حفاظت کا انتظام کر رہا تھا۔ آج اس کی تکمیل ہو گئی۔

حیدر آباد کا تارہ آج ناظم صاحب ابو سعید جید آباد کا تارہ آیا تھا کہ نواب غوث یار جنگ بہادر ہوائی جہاز سے دہلی آ رہے ہیں۔ اس لئے مولوی میر محمد علی صاحب علوی منتظم نظام سپیس دہلی کے ساتھ ہوائی اڈے پر گیا تھا۔ سارا ہے تین بجے جہاز اڑے پڑا۔ نواب صاحب اور ان کی صاحبزادی صاحبہ اور مولوی بدر الدین صاحب معلم حج علاقہ حیدر آباد جہاز سے اترے۔ ان کے ساتھ نظام سپیس میں گیا۔ معلوم ہوا۔ جہاز آبادی مسلمانوں کے سفر حج کے انتظامات کے لئے نواب صاحب آئے ہیں۔ اُمی وقت خان بہاؤ حاجی جہیم الدین صاحب کے پاس نواب صاحب کو لے گیا۔ انہوں نے نہایت مخلصانہ اور بہادرانہ بات چیت کی۔ اور ہمارے ساتھ سید لال شاہ صاحب بخاری کے پاس نئی دہلی میں آئے بخاری صاحب کچھ بیمار تھے۔ مگر اُمی حالت میں انہوں نے حیدر آبادی حاجی کے سفر حج کی نسبت بات چیت کی۔ ان کا برتاؤ نہایت بہادرانہ اور دانش مندانہ اور فطانت تھا۔

وعدہ خلائی آج دوپہر کو آغا غلام

ترباش سے وعدہ کیا تھا کہ اُن کے یہاں لکھنوی پیرسٹر صاحب شام کو چائے پیتے آسکتے ہیں مگر کتاب غوث یار جنگ بہاول کے یکایک اعلان کی وجہ سے اس وقت تک گھر سے باہر نہ آئے۔ آغا آفتاب صاحب اور پیرسٹر صاحب مقررہ وقت پر تشریف لائے۔ مگر میں موجود نہیں تھا جس کا بچہ بہت افسوس ہے۔ آج بچوں کو نماز بھی سکھانا عسقی نظامی نے پڑھائی تھی۔

ایم ایم کیمپنی کے رات کو مسٹر ممتاز سکریٹری فاب نادے لیاقت علی خاں صاحب اور مسٹر مشتاق احمد ودیدی ایم اے ڈی سکریٹری فنانس ملے آئے تھے۔ میں نے کہا آپ دونوں کے نام ”م“ سے شروع ہوتے ہیں اس واسطے کہنا چاہئے کہ آپ ایم ایم کیمپنی ہیں۔ ان دونوں نے ساتھ تعلیم پائی ہے۔ اور ایک ہی جگہ نوکری پائی ہے۔ دل بھی دونوں کے ایک ہیں۔ خیال بھی ایک ہیں۔ آج رات کو چاندنی کی بہار تھی۔ ٹھنڈی مینا تھی۔ صبح تک غفلت کی نیند آئی۔ آج صبح شاہزادے نے زور زور سے خورشید جاہ بہادر بھی ملنے آئے تھے۔ وہ درگاہ شریف میں آتے ہیں تو گلیوں میں بھی ننگے پاؤں پھرتے ہیں سچ کہا تھا۔ بزرگوں نے ”با اوب بال نصیب“ بے ادب بے نصیب“

۱۰ اشرفیہ میں جرجون پیرسٹر دہلی میں پاکستان گم ہو گیا تھا کہ وہ علاقہ کی کبھی ہوئی ایک تاریخی اور قدیم ڈھری میں نے بڑی قیمت پر خریدی تھی جو دہلی کے رزیدنٹ کارڈ ناچ ہے جس کا ایک حصہ ایک برس سے گم تھا۔ بعد میں باقاعدگی مل کر پھر پھر ہندوستان کے بے شمار

واقعات اُن اوراق میں ہیں۔ آج میرے کاغذات کی ترتیب کے وقت حافظہ میرے صاحب کو وہ اوراق مل گئے۔ اور مجھے اس سے اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی کل رات گوہرستان کے دس کروڑ مسلمانوں کو اس ٹبر سے خوشی ہوئی تھی کہ بلوچستان پاکستان سے مل گیا ہے۔

مسٹر رزولہ کیمپن میں ملاوادی صاحب کو اُن کے گھر والے رسالہ دار کہا کرتے تھے اور حبیبوں نے شہر میں یہی شرکت میں رسالہ نظام المشائخ جاری کیا تو میں نے کہا آگاہ آپ سچ سچ کے رسالہ دار بن گئے ہیں۔ اور اُس زمانے میں میں اُن کو مسٹر رزولہ کہا کرتا تھا۔ آج صبح وہ مجھ سے ملے آئے تو میں نے کہا مسٹر رزولہ ڈاکٹر مفتی صاحب قائم مقام سہیلہ آفیسر میڈیکل کیمپنی دہلی بھی اُن کے ساتھ ملے آئے تھے۔ میں نے حسب عادت اُن سے بھی اپنے امراض کی کہانی کہی۔ اور انہوں نے فارورے کا کاغذ دیکھ کر ڈاکٹر کی رائے بھی دی۔

رزیدنٹ کی ڈائری میں چونکہ رزیدنٹ کی ڈائری کا گم شدہ حصہ آج مل گیا تھا۔ اس لئے مفتی یسین کاتب کہتا بہت کے لئے دے دیا۔ اور کئی گھنٹے تک نعیم صاحب نے اُس کی عبارت اور عنوانات کو درست کیا۔ اس کتاب کے ۱۲۸ صفحے چھپ چکے ہیں۔

طاہرانی نے مفتی محمد رفیع صاحب کو ایک دس سوہمہ منسلح ہوشیار پور ملنے آئے تھے جن کے فرزند فاکٹر اور اقبال قریشی ڈپٹی مالک ایڈ جانرل گورنمنٹ ہند

شہرہ آفاق مسلمان ہیں مفتی پوسٹ کے چہرے پر بھی آثار فہم و ذکا و دلہی میں و تقویٰ پائے جاتے ہیں۔

سید حمایت حسین صاحب الہ آبادی اور سید میر احمد صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ بھی ملے آئے تھے۔

ایک عورت نے درگاہ کے حجرے میں کام کر رہا تھا بہت سے ملاقاتی جمع تھے۔ ایک عورت آئی۔ اور اُس نے کہا تھکے تھکے بات کر کے بی جاہتی ہوں۔ میں نے کہا میں اُن بیروں میں نہیں ہوں جو عورتوں سے تھکے میں باتیں کیا کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد کہا کہ تم جلی جاؤ۔ میں تم سے بات نہیں کر سکتا۔ یہ کہنے کے بعد صبر کرنے

وامست کی کہ ایسا برتاؤ بزرگوں کی تعلیم کے خلاف ہے۔ آخر اُس سے پوچھا تو معلوم ہوا تعویذ کی طلب گار ہے۔ میں نے تعویذ دے دیا۔ اُس نے فوراً اپنے سر سے تعویذ کی درخواست کی۔ میں نے کہا بس اس سے زیادہ تعویذ نہیں لکھ سکتا۔

شادی کی پہلی بجے متری محمد احمد ساکن جنگ پورہ کے لڑکے کی شادی ہو گیا تھا پورے چھ بجے والپس آگیا تھا۔ نواب غوث یار جنگ بہادر اپنی صاحبزادی اور مولوی بدر الدین صاحب معلم حجاز کے ساتھ ملے آئے تھے۔ اور رات کے نو بجے تک نہایت بُرائی باتیں کر رہی تھیں۔ مجھ نے نعیم نظامی ایم اے کے پرسوں را کہ میں ریڈیو سننے سے منع ہو گیا تھا۔ اور یہ تلاش کر رہا تھا کہ ریڈیو کس نے بند کیا آج معلوم ہوا کہ محمد نعیم نظامی نے ریڈیو بند کیا تھا۔ اور وہ ایم اے کے امتحان میں

(۱۶)

آج وہ تنگ گورنمنٹ میں پڑھے۔

میں ہو گئے ہیں۔ اور اپنے وطن مرزا پور گئے ہیں۔ یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔ ورسہاست کی بہت اچھی سمجھ رکھتے ہیں۔ اور روزانہ میرے سر پر تیل ملنے دیر سیاسی واقعات پر تبصرہ سناتے یا کرتے ہیں۔

حسین کا تعلق آج حیدرآباد سے حسین کا بھائی خط آیا تھا کہ میں نے آپ کے لئے اور خواجہ بانو اور بچوں کے لئے ساڑھے تین سو روپے کا مہوار کرانے کا ایک بہت اچھا مکان لے لیا ہے۔ آپ سب کو لے کر فوراً آجائیے۔ میں نے جواب لکھا کہ بالفعل بچوں کا دہلی سے باہر جانا مشکل ہے۔ اور میں افغانستان جانے والا ہوں۔

اسٹریٹ لیفٹننٹ آج بھرت پور کے مسلمانوں کے مسٹر لیفٹننٹ پولیسکل سیکریٹری (۱۲) والیسر نے سے سیلی فون میں بات کی تھی۔ انہوں نے کہا میں ابھی ریڈیو بھرت پور کو تار پہنچ رہا ہوں۔

قلبی دورہ آج صبح سبھی روٹی کھائی تھی۔ اور میں ہمیشہ مجھے نقصان دیتا ہے چنانچہ رات کو دوسرے بجے قلبی دورہ ہوا۔ خواجہ بانو فوراً موتی محل کے بالا خانے پر آئیں جس میں اب طالب بھی آئے۔ اور بوا کہہ گئیں بھی آئیں۔ سوڈا پانی کا رب اور کالا نمک کھایا۔ چہل قدمی کی۔ گیارہ بجے دورہ ختم ہوا۔ تین بجے تک سویا۔ پھر سیدار سو کر گریٹے دہوئے۔ جن میں پیسے کی بو آ رہی تھی۔

پاکستانی تعلیم کے چار بچے پاکستانی تعلیم کا خاکہ تیار کیا۔ اس کے تین حصے ہیں اگھے (۱) پاکستانی قرآن (۲)

پاکستان حدیث (۳) پاکستان فقہ اور ہر حصہ تین جماعتوں کے لئے تیار ہو گا۔ بچوں کے لئے جو بچوں کے لئے۔ ڈراموں کے لئے۔ ہر حصے میں ۶۴ دبیر گتے کی دوسری ہوں گی اور ۶۴ الواح کی قیمت ایک روپیہ ہو گی۔ یعنی فی لوح ایک پیسہ۔ بچوں۔ جو انڈیا اور بولہ ہوں کے تینوں حصے تین روپے میں فروخت ہوں گے۔ ہر حصے میں قرآن اور حدیث اور فقہ کی روح ایسے عام فہم اور آسان الفاظ میں لکھی جائے گی کہ ہر مسلمان عورت مرد اسلام کی پوری تعلیم سے واقف ہو جائے۔ اور مولوی بن جائے۔ یہ کتاب جیسی سائنز کی ہو گی۔ تاکہ ہر وقت جیب میں رہ سکے۔ اس میں دینی ترقی اور دنیاوی ترقی کی سب چیزیں جمع کر دی جائیں گی۔ تاکہ تیسویں صدی کے شام کو ڈاکٹر عبدالستار صاحب تیموری بھی ملنے آئے تھے۔

۱۱ شعبان یکم جو لالی منگل دہلی دورے کا اثر آج صبح بھی رات کے دورے کا اثر باقی ہے۔ ذبح تک موتی محل میں کام کیا۔ پھر شام کے ۶ بجے تک درگاہ کے حجرے میں کام کیا۔ سہ پہر کو کھانا نہیں کھایا۔ کیونکہ شام کو شاہزادے میر ظفر الدین خورشید جاہ کے ہاں دعوت میں جانا تھا۔ ملاقاتی تو اب محوٹ یار جنگ بہادر کی صاحبزادی خواجہ بانو سے ملنے آئیں تھیں۔ اور شغاف الفقراء خان صاحب ڈاکٹر عبدالحق خاں صاحب بھی اپنی خانم صاحبہ کے ساتھ ملے آئے تھے۔ خانم صاحبہ خواجہ بانو سے بھی ملنے گئیں تھیں۔

دس رات کو آٹھ بجے شاہزادے میرزا خیر الدین خورشید جاہ کے مکان پر دعوت

آج دیکھا تو غار بالکل سجتے۔

میں گیا تھا۔ کنور مہندر سنگھ صاحب بھی بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ آئے تھے مگر کھانا کھا کر جلدی چلے گئے۔ کیونکہ انہیں فریئر میل سے پنجاب جانا تھا۔ مسٹر رندھاوا ڈپٹی کمشنر اور مسٹر لال سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس اور میاں اچھے سنگھ صاحب اور بخٹی شیدہ جرن سنگھ صاحب اور مسٹر سندھ لال اور ملاوادی صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب غیر بہت سے اصحاب شریک طعام تھے۔ کھانا عریزوں پر کھلایا گیا تھا۔ اور میرا نعل بادشاہی کے مکلف کھانوں کے بہت سے نمونے میں برائے تھے۔ مگر میں نے بہت احتیاط سے کھانا کھایا۔ کیونکہ میرا معدہ مغلی کھانا کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

بارش ہونے والی ہے کہ رات کی دعوت میں یہ بھی سنا کہ دہلی میں بھی بہت جلد بارش ہونے والی ہے۔ رات کو صرف چار گھنٹے نیند آئی۔ آسمان پر بادل لائے جاتے رہے۔

بابو کیش چندر کو صدمہ آج ڈنر میں بابو کیش چندر صاحب کے ایک قرابت دار نے کہا آپ کے دوست بابو کیش چندر صاحب ایڈوکیٹ دہلی کی بیوی کا انتقال ہو گیا ہے۔ چچے اس خبر سے اتنا صدمہ ہوا کہ دب رنگ ہو کر بدور ہوا۔ بابو صاحب کچھ دنوں سے معذور رہ گئے ہیں۔ حدادت نکھو اسنے کی وجہ سے بیانی گئی تھی۔ چند روز کے بعد ان کی والدہ نے وفات پائی۔ مصیبت کے ان ایام میں عفا دار بیوی خدمت کرتی تھیں۔ لوگوں کی خدمت میں ہو گئیں ہیں۔ لیکن کی زندگی کیونکر بسر ہو گی۔ اس خیالی نے

مجھے بہت زیادہ متاثر کیا۔ میں فن کے پاس باہر برس کے لئے جاؤں گا۔
۱۲ شعبان ۲۰ جولائی ۱۹۰۶ء
دوبدھ والے آج ستری حبیب اللہ
نظامی اور سید یامین علی مدظلہ کی حاضری
دینے آئے تھے۔ نواب مرزا نظامی نہیں
آئے۔

نواب غوث یار جنگ بہادر نے آج
نواب غوث یار جنگ بہادر اپنی صاحبزادی
کے ساتھ خصوصی ملاقات کے لئے آئے تھے۔
نیو لے نے طے کر چکا کہ آج میرے
پیارے طے پر نہیں آئے۔ حملہ کیا تھا۔
مگر علی دہشت کو بھگا دیا گیا۔ اور میں نے
طے کی حفاظت کے انتظامات
کئے۔ آج پنڈت جواہر لال نہرو کو ایک
خط بھیجا تھا۔

تنخواہ میں تقسیم کروں کہ کل پہلی تاریخ
کو تنخواہیں ہی تقسیم کر دیں۔ اور سب
کے حسابات ہی ادا کر دے۔ درگاہ کی کچی
اور پانی کا بل بھی بہت زیادہ آیا تھا۔ وہ
بھی بھیج دیا۔ ہاؤس ٹیکس کے بھی ایک سو
تیس روپے پانچ آئے بھیج دے۔

محاسب کی علیحدگی محمد اقبال صاحب
محاسب کا حساب ادا کر کے علیحدہ کر دیا
کیونکہ وٹری خرچ بہت بڑھ گیا تھا۔ ستمبر ۱۹۰۶ء
میں بھی کئی ہزار روپے کا نقصان رہا تھا
اور اب جنوری ۱۹۰۷ء سے جون تک کا
حساب لکھا تو نقصان سے بھی زیادہ نقصان
معلوم ہوا۔ اس واسطے خرچ میں تخفیف
ضروری معلوم ہوئی۔

میں نے طلبہ کی ترقی کی وجہ سے قرآن شریف
کی چھپائی کے لئے میں طلبہ دو سو روپے

میں خریدیں۔

دہلی گیا تھا آج نعیم صاحب اور مہدی
اور دو دم کے ساتھ دہلی گیا تھا۔
فورس خریدے کہ چند اگل کو قتل
خدا موافق نہیں آتی۔ اس واسطے فورس
لایا تھا جن کو دودھ میں ڈال کر کھایا جاتا
ہے۔ یہ خدا مقوی بھی ہے۔ اور علی بھی ہے
ملاقاتیں کہ مسٹر رحمان چیف کلرک اور
میسری سے آئے ہیں۔ ان سے ملنے گیا تھا۔
اور نواب غوث یار جنگ بہادر سے بھی
خصوصی ملاقات کرنے گیا تھا۔ وہ کل صبح
ہوائی جہاز میں حیدر آباد چلے جائیں گے۔
مسٹر بیٹر گرین آج بعد مغرب لفٹ
کرل مسٹر بیٹر گرین دو امریکن جہازوں کے
ساتھ ملے آئے تھے۔ مسٹر بیٹر گرین میرے
بہت بڑے دوست ہیں۔ اور نمبر ۱۲
اور رنگ زیب روڈ میں رہتے ہیں۔ یعنی
مسٹر حیدر کی کوٹھی کے قریب۔ اردو
بہت اچھی بولتے ہیں۔ اور خاص کر
فوری انگریزی ترجمہ کرنے کی بے مثل
قابلیت ہے۔ اپنے امریکن ہمالوں
کو میری باتوں کا فوری ترجمہ سناتے تھے۔
اور ترجمے میں کوئی بات باقی نہ چھوڑتے
تھے۔ ان کے امریکن مہمان فلم کا کام کرتے
ہیں۔ ایک کانام مسٹر اسمتھ تھا۔ اور دوسرے
کانام مسٹر ٹریٹل تھا۔ یہ دونوں سان
فرانسسکو میں رہتے ہیں۔ میں نے جمعہ
کے دن ان کو چار کی دعوت دی ہے۔
اور آج انگریزی ایڈورڈ ڈائری اور
انگریزی لیکن آف پس، بھی ان کو بطور
تحفے کے دیں۔ اور دو دیکڑوں پر مجھے
ہوئے حروف مقطعات بھی دے۔

میں ڈالر کی اشرفی کمسٹر اسمتھ نے مجھے
امریکی کی ایک یادگار چیز تحفے میں دی۔

یہ خالص سونے کی اشرفی ہے۔ اور میں
ڈالر کی ہے۔ وزن غالباً دو تولے ہے۔

اس اشرفی کا ڈرائن بہت خوب صورت
ہے۔ میں نے آج تک یہ اشرفی نہیں دیکھی
تھی۔ رات کے ساڑھے نو بجے تک باتیں
کرتے رہے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے
چند چمچے دودھ اور فورس کے کھائے
پھر چل قدمی کی۔ چاندنی کی بہار تھی عشا
کی نماز سے فارغ ہو کر اچھے سو یا۔ چار
بجے بیدار ہوا۔

بناہ گزب آج کل میری بستی میں اطراف
کے پانچ سو عورت مرد اور بچے مہندو حملوں
سے بناہ لینے آئے ہوئے ہیں۔

کانا کا چرچا ہے اگل بستی کی سب نئی پرائی
مسجدیں آباد ہو گئیں ہیں۔ مغرب کی اذانوں
کی بڑی بہار سمیٹتی ہے۔ ایک ہی وقت میں
بسیوں مسجدوں کی اذانیں ہوتی ہیں تو
بستی گونج جاتی ہے۔

جنات کی مسجد میرے گھر کے پاس
مسجد نواب خان دوراں خاں جس کو جنات
کی مسجد بھی کہتے ہیں میرے مرید سید علی
شاہ نظامی نے آباد کی ہے۔ وہ جہاں پانچویں
وقت کی نماز پڑھتے ہیں۔ اور اذان پڑھتے ہیں۔

۱۲ شعبان ۲۰ جولائی جمعرات دہلی
آج کیا ہوا؟ چل قدمی کے بعد دودھ
میں فورس کھائے۔ دن بھر درگاہ کے
حجے میں کام کیا۔

ملاقاتیں کہ مسٹر کوہنگ کریم ڈیٹی
پرائیٹ سکریٹری والٹر لے ایک نامور انگریز
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ریاست بھرت پور

آج اس جگہ آشیانہ ہوم۔

کی خوش بختی کی نسبت بات چیت ہوئی
حصہ نظام کی طرف سے درگاہ شریف
کے مجلس خانے کی مرمت کی نسبت جو
حکم ہوا تھا اس کا ذکر کرتے تھے کہ ذاب
نہیں یا در جنگ سے آج ملتا تھا۔ انہوں
نے اس مرمت کے تفصیل حالات سنائے
میں نے ہلکی کپڑے بھی ایسی باقی رہے گی
جس سے آپ آگاہ نہ ہوں بہت دیر
خوش طبعی کی باتیں ہوتی رہیں۔ چلتے وقت
کہا میں نے بھی پاکستان کی ذکری کے
لئے نام لکھوا دیا ہے۔ میں نے کہا بہت
اجھا کیا۔ تب تو ہم بھی وہاں آپ سے
ملنے آئیں گے۔

مسٹر حاتم علوی کے کراچی والے بڑے
دوست مسٹر حاتم علوی چند برسہ بھائیوں
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ کاٹھیاواڑ والے
سلیم عبدالستار صاحب بھی آئے تھے۔
مشتاق احمد صاحب و جدی ایم اے ڈیٹی
سکرٹری فنانس بھی ملے آئے تھے۔ اید
اُستاد دین صاحب بھی آئے تھے
اور کھیری لائے تھے۔ آج رات کو حکیم
عاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ
بہرہ داپنے چار رفیقوں کے ساتھ آئے
تھے۔ اور گل ریاض احمد صاحب بھی آئے تھے
۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جلالی صاحب نے
شب برات کے آج سہ ماہی کا مشہور
تہوار شب برات ہے اور فائدہ ہے اس
واسطے خواجہ باجوے صاحب نے دواخانہ
میں سب کو شام کو جمع کیا تھا جو
کی نماز درگاہ شریف کی مسجد میں پڑھی تھی
سید محمد علیام دہلی سے ملے آئے تھے۔
اور روحم کو ساتھ لے گئے تھے۔

(۲۷)

امریکہ میں حشری تبلیغ کے بعد
ڈبائی کے فٹنٹ لرنل پیٹر گرین چار امریکن
دوستوں کے ساتھ ملے آئے تھے۔ اور
فلم لینے کے ذریعہ بھی لائے تھے۔
۲۰ بجے تک درگاہ شریف اور دواخانہ
کے مختلف قلم تیار رکھے میں بھی ساتھ رہا۔
مولانا عشق اور مبارک علی نظامی اور نعیم
صاحب بھی ساتھ رہے۔ یہ فلم امریکہ
میں دکھائے جائیں گے اور اس سے
میرے حشری خواجہ رض کے آستانے کی تبلیغ ہوگی
قوالی کے پانچ بچے ملکوت منزل میں قوالی
کی مجلس ہوئی۔ مذکورہ امریکن اصحاب
کے علاوہ بھیا فقیر عشق صاحب اور حکیم
حافظ محمد سعید صاحب مالک دواخانہ بہرہ
اور ڈاکٹر تیردی صاحب اور سردار احمد
صاحب اسسٹنٹ کمشنر انکم ٹیکس اور
مشتاق احمد صاحب و جدی ایم اے
ڈیٹی سکرٹری فنانس اور ڈاکٹر زید احمد
صاحب اور خلیفہ تھے صاحب اور
مسٹر حاتم علوی اور سلیم ابراہیم صاحب
اور سید شجاعت علی صاحب اور مسٹر
احسان الرحمن چیف کنٹرولر ایکسپورٹ اور
سید سمیع الدین صاحب اور مولیٰ صاحب
اجیری وغیرہ اصحاب بھی شریک ہوئے
تھے۔ چھ بجے تک مجلس ہوئی
سید احمد حسن صاحب والیہ اور
اہل و عیال بھی آئے تھے۔ مجلس ختم
نادر شاہ پرگزنا نے کیا جس میں ان صاحب نے
گیا۔ چونکہ فلم کی تیاری میں شہزادہ
میں رہا تھا۔ اس واسطے کہ اس میں
گیا۔ اور بات کو بخاری میں
انجیل صاحب بٹ کے لاہور سے انجیل

صاحب بٹ بھی ملے آئے تھے۔ اور درگاہ
کی روشنی کے لئے امداد بھی دی تھی۔
سہرولی ام کی دین سے سہرولی آموں کی
تلاش تھی۔ آج شام کو بھی تلاش کر آئے اور
نہ ملے۔ یکایک بعد مغرب حاجی لطیف الرحمن
صاحب خلیفہ خان بہادر کینٹن حیدر علی
صاحب سی آئی اے مرحوم تھے آئے تو قریب
۴ بجے میرے لئے لائے۔ عجیب بڑی حیرت
ہوئی۔ انہوں نے کہا میرے بیٹے درگاہ حضرت
خواجہ قطب صاحب نے نہیں حاضر ہوا تھا۔
جہاں ماہانہ نیاز تھی۔ جمعہ کی نماز بھی ہیں
پڑھیں۔ چار بجے واپس آیا بہت تھک گیا
تھا۔ یکایک خیال آیا کہ آپ کے ہاں درگاہ
شریف میں آؤں۔ اور آپ سے بھی ملوں
راستے میں سہرولی ام نظر آئے ان کو بھی
لیتا آیا۔

آج شب برات کی وجہ سے درگاہ شریف
میں بہت انجمی برقی روشنی ہوئی اور کئی
آدمیوں نے شب بیداری کی۔ میں بخار
کی وجہ سے اول شب تھوڑی دیر سو گیا
تھا۔ پھر ساری رات بیدار رہا۔ ساڑھے
تین بجے بارش آئی۔ اور میں نے شکر
لیا کہ میری دعائیں قبول ہوئیں۔ خشکی اتنی
بڑی کہ گھٹل اور ٹھنڈا ہوا۔

ولادت کے بعد سید صاحب نے
کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے جس کا
سب کے ساتھ شریک ہو گیا
شہباز خان نے جو لائی جھٹکی
لیڈی رحیم کی وفات کے آج ڈاکٹر سید
بجئے شاہ صاحب نے غلطی فون میں
دی کہ مولانا سر عبد الرحیم سابق صدر اسمبلی

نہ کبھی دہوپ میں نکلتے تھے۔

یہ صاحب نے تیوٹ میں وفات پائی۔ عہدِ رحمہ اللہ
کراچی گئے ہوئے تھے۔ بیماری کی خبر سن کر
ہوائی جہاز کے ذریعے کل دہلی میں آ گئے تھے۔
میں یہ خبر سنتے ہی سر عبد الرحیم کے پاس گیا۔
وہ بہت غمگین تھے۔ تاہم انھوں نے
مردانہ وار ہمت سے بات چیت کی۔ چونکہ
اُن کی صاحبزادی عائشہ بیگم مرحومہ نے
مدراں میں وفات پائی تھی، اور وفات کے
وقت وصیت کی تھی کہ اُن کو خواجہ حسن نظامی
کے خاندانی قبرستان میں دفن کیا جائے۔
اس واسطے اُن کی میت مدراں سے سیشل
ٹرین کے ذریعے یہاں لاکر دفن کی گئی تھی
اس لئے میں نے بیگم رحیم کے لئے بھی اپنے
خاندانی قبرستان میں قبر کا انتظام کرایا۔ میت
کل شام کو دفن ہو گئی۔ جب کہ مرحومہ کے
لڑکے ہوائی جہاز میں ٹکلتے سے دہلی میں
آ جا میں گئے۔
مولانا روحم لہ روہ آجکل اپنی سسرال
میں ہیں۔ اور کل شب برات کی وجہ سے
روحم اپنے والد کے ساتھ دہلی چلے گئے
تھے۔ اس لئے آج اُن کو لانے کے لئے روجہ
کے پاس گیا تھا۔ اُن کے سر ڈپٹی صاحب
اور مولوی فضل الرحمن بی اے اور سید
عبدالسلام بھی ملے۔ اور میں روحم کو دلپس
لے آیا۔ میں نے روحم کی سچہ کا اندازہ
کولنے کے لئے پوچھا کہ کل رات کو تمہارے
باپ تم کو سا نکھیل کر دہلی لائے تھے۔ ہم
کو بہت دکھ ہوا، تم کو بھی اس کا فکر تھا یا
نہیں؟ روحم نے کہا ابافوجی لاریوں کے
پاس سے جب گزرتے تھے تو ہم کو فکرمیہوتا
تھا، مگر خدا ہماری مدد کرتا تھا اور ہم آرام
سے گھر پہنچ گئے۔ میں نے کہا کیا خدا کو

تہنے دیکھا تھا؟ ہم کو تو وہ دکھائی نہیں دیتا۔
روحم بہت ہنسنا۔ اور اُس نے کہا آپ
کے پاس خدا کے دیکھنے کی عینک نہیں ہے
مجھے اس جواب سے روننا گیا۔ سچ کہا اس
بچے نے کہ میرے پاس خدا کے دیکھنے
کی عینک نہیں ہے۔
دُور نہ آج رات کو عبد الرشید خاں صاحب
غزالی نے ایک ڈنر پارٹی دی تھی۔ بھیا
فقیر عشقی اور طاوادی صاحب اور
مفتی شوکت صاحب فہمی اور شاہ رحمان
الفاری اور سید رضا مزائی وکیٹ اور
مولانا احمد سعید صاحب اور خلیفہ شیعہ
صاحب اور سید راشد حسین اور چند
پس افسران شریک طعام تھے۔ کھانے
سے زیادہ برتن چمک دار اور خوب صورت
تھے۔ اُن کی نئی بیوی کا سلیقہ نظر آتا تھا۔
کھانے کے بعد اُن کی بیوی نے کہا جو
برتنے میں غنیمت کہ میں آپ کے لئے اپنے
ہاتھ سے بان بنا کر دینا چاہتی ہوں۔
میر نے کہا اھان اور بان دونوں سترخان
پر موجود تھے۔ اب نئے پان کی ضرورت
نہیں ہے۔
بارش کے آثار لہ آج ابر آیا ہے بارش
کے آثار پیدا ہوئے ہیں۔
جائز دید تہ آج لفٹ کزن پیر گرن صاحب
اور ان کے امریکین دوستوں سے قیامگاہ
پر ملے گیا تھا۔ امریکہ کے نئے سفیر بھی وہی
میں آئے ہوئے ہیں۔ دو چار دن کے
بعد اُن کو بھی اپنے ہاں کھانے کے لئے
بلاؤں گا۔
۱۶ ارب شعبان ۱۴۰۷ جولائی اتوار دہلی
دعوت لہ آج خلیفہ شیعہ صاحب ہاں طعام

کی دعوت تھی۔ دہلی کے حکام و عوام جمع ہوئے
تھے۔ خلیفہ شیعہ صاحب نے تقریر بھی کی تھی
کھانے بہت لذیذ تھے۔ مدانات بہت
پر خلوص تھی۔ دہلی بھی ہوئی تھی۔
تدفین ک شام کو ۶ بجے سر عبد الرحیم صاحب
سابق صدر اسمبلی کی بیگم صاحبہ کی میت مدراں
میں آئی تھی۔ سید سمیع الدین صاحب نام مسجد
نے نماز پڑھائی تھی۔ بہت سے نامور مسلمان
شریک ہوئے تھے۔
رات کا کھانا آج بعد مغرب موتی محل
کے صحن میں اپنے دوست مسٹر قاتم علوی
سابق میئر کراچی اور مسٹر احسان الرحمان
چیف کنٹرولر انجینئر رٹ کے ساتھ کھانا
کھایا تھا۔ سید ابن عربی اور صحن ابوطالب
بھی شریک طعام تھے۔
بیمار رہ سہی آج مسٹر اکرام اللہ آئی سی
ایس کی بیماری لڑکی کو دیکھنے اُن کے مکان
پر گیا تھا۔ اور بڑے خادم کی بیوی۔
بارش کے آثار لہ دن کو گوری بڑھ جاتی ہے
مگر تیز پڑا ہوا اچلتی رہتی ہے۔ آسمان ابر لہ
رہتا ہے۔ مگر بارش اس لئے نہیں ہوتی
کہ اچھی ذریعہ اعظم برطانیہ اور بار لیمینٹ نے
دہلی کی بارش کے آسمانی سینکے کو ملے
نہیں کیا ہے۔
۱۶ ارب شعبان ۱۴۰۷ جولائی دوشنبہ دہلی
نقشبہ اسناد کا جلسہ آج صبح سات
بجے مولانا عشقی نظامی اور سید سمیع الدین صاحب
اور واحدی صاحب کے ساتھ سید سجاد علی
عربی مدرسے کی نقشبہ اسناد کے جلسے میں گیا
تھا۔ وہاں بے شمار فاکساروں کو سنا ہوا دیکھا
ایک کمر فاکسار نے نبھانے کے تھے پر سوتا
تھا معلوم ہوا جلسے میں بھی دیر ہے۔ اس لئے

(۲۱)

استخوان تک بھی اُن کے خاک ہوئے۔ (بقیہ روزنامہ صلا پر دیکھیے)

کتابوں اور اخباروں پر تبصرہ

خان صاحب ۲۳۵ صفحے کی مجلد کتاب

صاحب ملوی نے شائع کی ہے۔ اس میں ہندو افسانے ہنسی مذاق کے شائع کئے ہیں۔ سرورق پر خان صاحب کی بگین تصویر بھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خان صاحب نہیں ہیں بلکہ نئی روشنی کے قاصد صاحب ہیں۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب بہت زیادہ جلتے ہیں۔ البتہ سرورق میں چھاپی ہوئی ہے۔ ظریف الملک ظریف صاحب دہلوی کی پہلی کتاب ”تفہیم“ تبسم“ بھی بہت مقبول ہوئی تھی۔ اور یہ کتاب بھی اس قابل ہے کہ ہر جگہ پسند کی جائے۔ کیونکہ تفریح اور نیکو سنجی ہر افسانے میں موجود ہے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ موجودہ مشکلات کے زمانے میں ظریف صاحب نے بہت ہی اچھا استعمال کیا ہے اس لئے کتاب ہر لحاظ سے عمدہ ہو گئی ہے۔ قیمت تین روپے۔ ملنے کا پتہ ساقی بک ڈپو دہلی۔

عرفان عزیز ۱۰۴۲ صفحے کی مجلد کتاب

نظامی بدایونی نے شائع کی ہے۔ اور محمد خدایت حسین صاحب صابر ہی نے مرتب کی ہے۔ اس کتاب میں منشی ولایت علی خان صاحب عارف یا اللہ معروف بہ شاہ عزیز اللہ صاحب عزیز کے اردو کلام کا انتخاب ہے۔ اور ان کی مختصر سوانح عمری بھی ہے۔ کلام زیادہ تر نعتیہ ہے۔ لکھائی

چھپائی کاغذ بہت اچھا ہے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے۔ ملنے کا پتہ نظامی بک ڈپو

شہدائے اسلام ۱۴۲۲ صفحے کی مجلد کتاب ہے سرورق رنگین ہے۔ جس پر کر بلائے معلیٰ کی تصویر ہے۔ مولانا حافظ اعلاق حسین صاحب دہلوی ناظم جمعیت علماء دہلی نے تالیف کی ہے۔ اور حافظ محمد نعیمی صاحب مالک سنٹرل بک ڈپو اردو بازار جامع مسجد دہلی نے شائع کی ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ اس کتاب میں اسلامی شہیدوں کے مستند تاریخی حالات موثر زبان میں لکھے گئے ہیں قیمت مجلد دو روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبہ رحمنیہ دہلی۔

واقعہ تحقیق بسم اللہ ۱۲۲۲ صفحے کی

ہے۔ سرورق پر ”واقعات تحقیق بسم اللہ“ لکھا ہے۔ مرزا محمد شاہ عالم صاحب خلع پرنس مرزا والا قدر نے ۱۳۶۷ھ میں لکھی ہے کتاب میں حسب ذیل عکسی تصویریں بھی ہیں (۱) نواب محمد سلطان زمان مرزا (۲) پرنس مرزا والا قدر بہادر خلع مرزا کبیر اس جاہ ولی عبدالغفور الدین حیدر بادشاہ عمر ۳۴ سال (۳) پرنس مرزا والا قدر عمر ۲۲ سال (۴) پرنس مرزا والا قدر عمر ۳۳ سال (۵) پرنس مرزا والا قدر عمر ۳۴ سال (۶) مرزا محمد شاہ عالم خلع پرنس مرزا والا قدر۔ اس کتاب میں بسم اللہ کے رسم خط پر علمی بحث ہے

اور اس کی تاثیرات کا بیان ہے۔ اور بسم اللہ کے اعداد کی بحث بھی ہے اور زور اس پر دیا گیا ہے کہ بسم اللہ کہنا ٹھیک نہیں ہے۔ یا بسم اللہ کہنا ٹھیک ہے۔ چنانچہ صفحہ ۸ پر لکھا ہے ”کاتبان مصحف فزونِ نذشت سے کامل ماہر و آگاہ نہ تھے۔ اس سبب سے تحریری نقائص ہو گئے ہیں“

بہر حال تحقیقات اور علمی بحث بہت اچھی ہے۔ لیکن تصویروں کا اس علمی کتاب میں دلچ کرنا سمجھ میں نہیں آیا۔ مصنف مرزا محمد شاہ عالم کی تصویر بہت زیادہ بڑھاپے کی ہے۔ ان کے والد صاحب کی تصویر کیا مختلف زمانوں اور مختلف لباسوں کا نمونہ دکھاتی ہیں۔ تین بار چھپی ہے۔ قیمت دو روپے۔ ملنے کا پتہ مرزا محمد شاہ عالم گبول دروازہ لکھنؤ۔

نشاط خاطر ۵۷۲ صفحے کی غیر مجلد کتاب

لکھائی چھپائی اچھی ہے۔ مولانا ابوداؤد صاحب لکھنوی نے مقدمہ لکھا ہے۔ اور خواجہ حمید الدین احمد صاحب نے کتاب مرتب کی ہے۔ اس میں جناب مرزا ذاکر حسین صاحب ثاقب قریشی لکھنوی مرحوم کے کلام کا انتخاب جمع کیا گیا ہے۔ اور مرزا صاحب کو میر و غالب کا جانشین بھی لکھا گیا ہے۔ ثاقب صاحب کا ایک شعر بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے کہ گنجمناسے محبت میں فنا ہو جانا دل کی قیمت میں کیا جائے کیا مر جانا

اور گھر گھر سننا کہ انجام ہے ڈرانا چاہئے۔

قیمت آٹھ آنے۔ طبع کا بہتہ حمید یہ دو خانہ
کڑھ ابو قریب خاں لکھنؤ۔
افکار شاعر کا کتاب ہے۔ مکالم میں
چھپی ہے۔ نائب باریک ہے۔ کاغذ
بہت اچھا ہے۔ جناب صلاح الدین
صاحب سلجوقی سابق سفیر افغانستان
ہندوستان نے مرتب کی ہے۔ جب
یہ دہلی میں تھے تو اس کی یادداشت
سے حیران رہ جاتا تھا۔ فارسی کے لاکھوں
اشعار یاد تھے۔ یہ کتاب بھی انہیں کمال
کا نمونہ ہے۔ جن لوگوں کو فارسی زبان کا
شوق ہو وہ یہ کتاب مطبع عمومی کابل افغانستان
سے منگا کر پڑھیں۔ قیمت دس روپے ہیں۔
ماہ نامہ آستانہ کا خوب صورت ماہوار
رسالہ ہے جو دہلی سے جاری ہوا ہے۔ سر
وردق پرورد خان مبارک حضرت خواجہ صاحب
احمدی کی تصویر ہے۔ ایڈیٹر محمد تقی
صاحب فاروقی ہیں۔ اس میں ہر سلسلے
کے بزرگوں کے فیضان کی جھلک نظر آتی
ہے۔ اور مختلف پیرزادوں اور نامور ادیبوں
کے نظم و نثر مضامین جمع کئے گئے ہیں۔ پہلا
پرچہ میں ہزار شائع ہوا ہے۔ اور دوسرے
پرچہ چالیس ہزار شائع ہو گا۔ سالانہ قیمت
دو روپے ہیں۔ بعض اصلاح طلب
باتوں کی نسبت فاروقی صاحب کو اطلاع
دی ہے۔ اور انھوں نے وعدہ کر لیا ہے۔
کہ اشتمالات میں آئندہ نامناسب
الفاظ نہیں ہوں گے۔ اور مضامین بھی
سب اہل تصوف کے ادب و احترام کے
مباح ہوں گے۔

کھشاش دہلی کا سلسلہ نامہ لکھا یا تصویر
پرچہ ہے۔ سروردق رنگین ہے۔ سب تصویروں
فنی ہیں۔ نظم و نثر مضامین بہت عمدہ ہیں
عاجی سید کاظم علی صاحب ایڈیٹر کی گونا گوں
لیاقتیں ہر چیز سے ظاہر ہوتی ہیں۔ قیمت
کتاب میں لکھتہ ادب اردو بازار جامع
کتاب میں مسجد دہلی نے یہ کتابوں کی
فہرست شائع کی ہے۔ ۲۰ صفحات ہیں
سروردق رنگین ہے۔ اور بہت دلچسپ ہے
پہلے زمانے کا ایک چراغ دکھایا گیا ہے
اور ایک آدمی نما پہلا ہاتھوں میں بہت
سی کتابیں اٹھائے ہوئے ہے۔ اور
مذہب۔ سیاست۔ تاریخ۔ ادب۔
معیشت۔ صنعت وغیرہ عنوان
لکھے گئے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے
کہ اس فہرست میں ان علوم و فنون کی
کتابوں کا بیان ہے۔ اور سروردق کا آخری
صفحہ بھی رنگین ہے۔ اور اس میں ۵۲ کتابوں
کا اشتہار ہے۔ کتابوں کی فہرست کا
یہ طریقہ جدولوں سے نکالنا بھرا ہوا ہے۔
اخبار قومی حکومت کا اخبار اجمالی حال
میں دلچسپ سے جاری ہوا ہے۔ مشہور ادیب
مولانا امداد صابری صاحب اس کے ایڈیٹر
ہیں۔ جنہوں نے اپنی حاضرت گوئی اور آزاد
ذہنی کی وجہ سے بہت سی تکلیفیں کھائی
ہیں۔ اس اخبار میں بھی کانگرس وغیرہ سیاسی
جماعتوں اور دہلی کے استقامت کی نسبت
بہت بیباکانہ اور دلیرانہ مضامین ہیں۔
سالانہ قیمت پانچ روپے۔ ایک پرچہ
ایک آنہ۔

طاب حیدر آباد دکن کا یہ سہ روزہ
اخبار مولانا
حیدر احمد عارف صاحب نے جاری کیا
ہے۔ اس کے ایڈیٹر محمد وحید انجم صاحب
صوفی ہیں۔ سالانہ قیمت چھ روپے
ششماہی تین روپے۔ سہ ماہی ایک
روپیہ آٹھ آنے۔ اس اخبار کا مقصد
حیدر آباد کی اقوام میں طاب پیدا کرنا ہے
سروردق پروردی رباعی لکھی ہے
دیدار منت کی تصویر لڑے جاتی ہے
اسلام کی شمشیر لڑے جاتی ہے
نادان غلاموں کی سیاست تو ہے
زنجیر سے زنجیر لڑے جاتی ہے
سید احمد صاحب عارف بہت تجربے کا
اخبار نویس ہیں۔ ان کا یہ مقصد بہت مبارک
ہے۔ حیدر آباد کے سب باشندوں کو اس
کی قدر کرنی چاہئے۔
اخبار تبلیغ دہلی کا بھی حال میں دہلی
سے خواجہ حسن زیدی اور راشد نظامی
صاحبان نے جاری کیا ہے۔ اس کے
نگراں نائب صاحب نقشبندی ہیں۔
سالانہ قیمت آٹھ روپے لکھی ہے۔ چھ
پرچے ہیں ان کا بہت حقیقت پاکستان
جنت نشان، قومی امانت کا حساب،
ناظر سنی اوقات دہلی، نعرہ حق، علم و
عمل، غازی عبدالکریم، غزوہ اہد، اسلام
کی بیٹیاں، جماعت خاک، رعناؤں کے
مضامین ہیں۔ شاید آئندہ پرچوں میں
تبلیغی مضامین بھی ہوں۔
ہفت روزہ اخبار نگار دہلی کا بھی
نئے نئے

(۲۳)

دفتر میں آیا ہے جس پر لکھا ہے کہ یہ اس کی نویں جلد ہے۔ اور نقاب نمبر ہے سینکسٹ اسلامیوں کا پرچہ معلوم ہوتا ہے صفحہ ۴ پر دتیرنگہ نمبر کے نام سے ایک مضمون ہے۔ اور لکھا ہے۔ از ہاجی میاں طول عمرہ معلوم نہیں لفظ حاجی کی اٹا کاتب کی غلطی ہے یا ایڈیٹر صاحب نے لفظ حاجی کی جگہ کے لئے ہاجی لکھا ہے۔ ایڈیٹر تسکین صاحب علیگ ہیں۔ سالانہ چندہ پانچ روپے۔

روزانہ اخبار نظام گڑھ دہلی کے سائز کے دو صفحے کا اخبار ہے۔ ۱۹۳۷ء میں جاری ہوا تھا۔ گل زباغ احمد صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔ ۳۰۰ روپیے کے پرچے میں منادی کے چند نوٹوں پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے۔

(۲۴) ہفتے وار اخبار مبصر حیدر آباد یہ پرچہ سے جاری ہوا ہے۔ سترہ نمبر شائع ہو چکے ہیں صفحات بارہ ہیں۔ کاغذ لکھا کی چھپائی عمدہ ہے۔ زیر نظر پرچے میں نواب صاحب چٹاردی کی عکسی تصویر بھی ہے۔ اور ان کی حمایت کے مضامین بھی ہیں۔ اور حسن نظامی کی تصویر اور نواب میر خورشید حسن خاں صاحب جاگیر دار غفلت نواب شیر جنگ مرحوم کی عکسی تصویر بھی ہے۔ اور سر میراٹھیل کے خلاف ایک کارٹون بھی ہے۔ جس سے مجھے اختلاف ہے۔ اخبار مبصر کے مالک سید ابوسعید خاں صاحب رفاہی ہیں۔ سرورق پر چار مینار کی دو تصویریں ہیں قیمت فی پرچہ تین آنے۔

اخبار ہیر بارہ بنگی یہ ہفتے وار اخبار اخبار ہیر بارہ بنگی

جاری ہوا ہے۔ آٹھ نمبر ہیں۔ زیر نظر سیرا نمبر ہے۔ وسیم الفی صاحب اور چوہدری سرخ احمد صاحب اور سید دلدار صاحب اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سالانہ چندہ چھ روپے ملے کا پتہ دفتر اخبار ہیر بارہ بنگی لاہور۔

رسالہ منزل کرچی کے مالک لائی ۱۹۳۷ء

میں پہلا پرچہ شائع ہوا ہے۔ خالد عرفانی اور نعمان تاثیر اس کے ایڈیٹر ہیں۔ سالانہ چندہ پانچ روپے۔ مضامین علمی اور ادبی ہیں۔ ملے کا پتہ دفتر رسالہ منزل حیدر آباد لاہور۔ یہ ماہوار رسالہ دہلی آفتاب نبوت کے سے جاری ہوا ہے مولانا محمد ادریس انصاری اور مولانا مفتی محمد الیاس حسینی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ مضامین مذہبی اور علمی ہیں۔ سرورق رنگین اور بہت خوبصورت ہے۔ سالانہ چندہ چار روپے ملے کا پتہ دفتر رسالہ آفتاب نبوت ادارہ تبلیغ اسلام حیدر آباد دہلی۔

ہفتے وار کبکشاں دہلی کے

کبکشاں کے مالک حاجی سید کاظم علی صاحب نے جون سے کبکشاں کا ایک ہفتے وار ایڈیشن بھی جاری کیا ہے۔ جو ہر لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ سالانہ قیمت بارہ روپے۔

اخبار انصاف اجیر شیریں

ابھی حال میں جاری ہوا ہے۔ آٹھ صفحے ہیں۔ سجان علی آتش بدایونی اس کے ایڈیٹر ہیں۔ قیمت سالانہ چھ روپے ملے کا پتہ۔ دفتر اخبار انصاف درگاہ بازار اجیر شیریں۔

اردو اخباروں اور رسالوں کی کثرت

سیاسی انقلاب تلخ ہی ہندوستان کے مختلف شہروں سے بے شمار اردو اخبار اور رسالے جاری ہوئے ہیں۔ بظاہر یہ بات اردو زبان کی ترقی کے لئے اچھی معلوم ہوتی ہے مگر میرا خیال ہے کہ اخبار اور رسالے جاری کرنے والے دورانہ نشیں اور تجربے کا شریک ہیں اور اخبار نویسی کو نفع کا کام سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کام سب تجارتوں سے زیادہ گھٹلے کا ہے۔ اگر اخبار رسالے کے ذریعہ اپنے کسی تجارتی کام کو فروغ دینا ہو یا کسی خاص قومی مقصد کی تبلیغ کرنی ہو تب تو یہ نقصان کا کام کرنا ٹھیک ہے۔ ورنہ غلطی ہے کیونکہ کاغذ کی نایابی اور لکھائی چھپائی کی گرانی کے زمانے میں اخبار اور رسالے جاری کرنے کا خطرناک کام ہے۔ چند روز کے بعد پرے درپے نقصانوں سے گھبراتے ہیں۔ اور اخبار اور رسالے بند کر دیں گے۔ اور اس اردو زبان کی سادہ کو نقصان پہنچے گا۔ پہلے فلمی اشتہار کے لئے دس لاکھ جاری کئے جاتے تھے۔ اب فلم والے خود پریشان ہیں۔ اور تب ہی کٹھن لائے آگئے ہیں۔ ان سے اشتہارات ملنے کی توقع نہیں ہے۔ اس لئے میری دورانہ نشی کی رائے یہ ہے کہ اس خطرناک میدان میں سوچ سمجھ کر قدم رکھنا چاہئے۔ میرا اخبار منادی باوجود مقبولیت خاصہ عام کے اور اس کے باوجود کہ ایڈیٹر کا خرچہ میرے ذمے نہیں ہے۔ کیونکہ میں خود لکھتا ہوں پھر بھی ہر سال اخبار میں ہزاروں روپے کا نقصان ہوتا ہے۔

اور ہندوستانیوں کو بھی خیال ہے کہ وہ ہمیشہ بادشاہی کو پرہیز گے۔

دنیا کے سر سے ہٹے غلاموں کا غلام مولانا شیخ خلی کی ڈائری

(۲۵)

بچوں کو مسئلہ ہے۔ بڑوں کو مسئلہ ہے۔ فکر و غم دوہر کرتی ہے۔ دُنیا کے سب
ہاں شاہ شیخ خلی سے مشورہ کرنے کی عہدیت کرتے ہیں۔ گاندھی اور جناح اور نہرو سے
شیخ خلی پتنگ لڑاتے ہیں۔ بڑوں کی کہانی ہنساتے ہنساتے پیٹ میں بل ال دیتے ہیں
نہرو کی ہنسنے والی ایک سٹ کلاں بیچ کر منگالیتے۔

نیم شاہ خلید احمد نے

مسلحہ کا پتہ، خواجہ اولاد کمپنی ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی

یعنی اپنی بولساں سب بول کر اڑ جائیں گے۔

۳ لاکھ ہندو ۶۵ ہزار مسلمان
 دو سو برس پہلے پانی پت کلیدان
 احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی گھسان لڑائی
 آنکھوں دیکھتے تاریخی حالات

پانی پت کی آخری لڑائی

(۲۶)

کتاب میں دیکھئے

جس کو ابھی حال میں فارسی تالیف عماد السعادت سے
 خواجہ حسین نظامی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے
 قیمت مجلد بارہ آنے

ملنے کا پتہ: خواجہ اولاد کمپنی، ڈاک خانہ حضرت نظام الدین دہلی

باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے۔

اور ان کے متعلقین (۲۳) پیر علی بن عبد الرحمن
اور ان کے متعلقین (۲۴) حاجی بشیر اور ان
کے متعلقین (۲۵) حاجی حکیم عبد الحمید اور ان
کے متعلقین (۲۶) حکیم حافظ محمد سعید
اور ان کے متعلقین -

پنجاب

(۱) عبد الرحمن محمد شاہ نظامی اور ان کے متعلقین
(۲) حکیم منزل شاہ نظامی اور ان کے
متعلقین (۳) احمد علی نذر بیگ نظامی اور
ان کے متعلقین (۴) مبارک علی شاہ نظامی
اور ان کے متعلقین (۵) بال ل محمد حسین
نظامی اور ان کے متعلقین (۶) سید مراد
نظامی اور ان کے متعلقین (۷) عزیز محمد نظامی
اور ان کے متعلقین (۸) عبد العزیز نظامی
اور ان کے متعلقین (۹) فضل الدین نظامی
اور ان کے متعلقین (۱۰) محمد اسماعیل بٹ
اور ان کے متعلقین (۱۱) بیگم میاں سر
محمد شفیع اور ان کے متعلقین (۱۲) واقظ
محمد حسین اور ان کے متعلقین (۱۳) بیگم
محمد اسد نظامی اور ان کے متعلقین -

سرحد

(۱) بدش نظر نظامی اور ان کے متعلقین -
(۲) احمد ابدالی نظامی اور ان کے متعلقین -
(۳) سلامی نظامی اور ان کے متعلقین -
(۴) حمزہ خاں نظامی اور ان کے متعلقین
(۵) خان بہادر محمد قلی خاں اور ان کے
متعلقین (۶) نواب صاحب چترال اور
ان کے متعلقین (۷) نواب صاحب مایب
اور ان کے متعلقین (۸) قاضی بیران بخش
نظامی اور ان کے متعلقین -

سندھ

کرچی ہمام احمد نظامی اور ان کے متعلقین -

(۷) قائم علوی اور ان کے متعلقین (۸) بیگم
سر عبد القادر اور ان کے متعلقین -

پنجاب

جہانگیر آباد ہر دو خانین سر ہمارا مرحوم
ہر دو قزندین سر ہمارا مرحوم - شیخ محمد شہیر
اور ان کے متعلقین -
علی گڑھ اقبال احمد و اخلاق احمد اور ان
کے متعلقین -

سہارن پور عبدالجبار نظامی اور ان کے
متعلقین - محمد صادق نظامی اور ان کے
متعلقین - محمد عبداللہ شہودی نظامی اور
ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت -
دہرہ دون توکلی شاہ نظامی اور ان
کے متعلقین (۲) عین الیقین نظامی اور ان
کے متعلقین - اور سب نظامیہ جماعت -
لکھنؤ مولانا قلب الدین عبدالوالی
اور ان کے متعلقین (۲) مولانا جمال میاں
اور ان کے متعلقین (۳) مولانا صہبغت اللہ
شہید اور ان کے متعلقین (۴) مولانا

الطاف الرحمن قزندی اور ان کے متعلقین -
الہ آباد اکرام علی اور ان کے متعلقین اور سب
نظامیہ جماعت سید محمد مسلم اور ان کے متعلقین
سیتا پور بیہ سید احمد علی نظامی مرحوم
بہار

(۱) حضرت شادمان اللہ پور اور ان کے متعلقین (۲)
حضرت شاہ جفر میاں اور ان کے متعلقین (۳)
بیگم سر علی ایام (۴) سر سید سلطان احمد اور ان کے
متعلقین (۵) اللہ بخش نظامی اور ان کے متعلقین
(۶) محمد اسد خاں جوت نظامی اور ان کے متعلقین (۷)
نیکی شاہ نظامی اور ان کے متعلقین (۸) حبشت
یام کشناس اور ان کے متعلقین (۹) عبدالستار
مراد محمد اور ان کے متعلقین (۱۰) فہر الدین حسن

انصاری نظامی اور ان کے متعلقین (۱۱) سر محمد اور ان کے
متعلقین (۱۲) سید علی محمد عثمان علی نظامی اور
ان کے متعلقین (۱۳) علی دود اور ان کے متعلقین عبد الملک
نظامی اور ان کے متعلقین -

سر عالم سیکشتی شاہ نظامی اور ان کے متعلقین -
محمد جان نظامی اور ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت -

سی بی بی خان بیاد خان ولایت شاہ اور ان کے متعلقین
بہشتی (۱) احمد نظامی اور ان کے متعلقین
(۲) علی محمد نظامی اور ان کے متعلقین (۳) محمد
اور ان کے متعلقین (۴) حسین بھائی محمد بھائی
نظامی اور ان کے متعلقین (۵) حاجی آؤد
حاجی ناصر اور ان کے اہل و عیال (۶) مولانا
محمد علی زریں علی رضا اور ان کے متعلقین - (۷)
رئیس احمد جعفری اور ان کے متعلقین -

احمد آباد (۱) دافتر یا شاہ نظامی اور ان کے
والدہ اور بہن بھائی (۲) صہبغت اللہ شاہ نظامی
اور ان کے متعلقین (۳) سر محمد الدین نظامی اور
ان کے متعلقین (۴) خواجہ لال نظامی اور ان کے
متعلقین - اور سب نظامیہ جماعت -

مدرا اس (۱) سید محمد ابراہیم اور ان کے متعلقین سید
محمد موسیٰ اور ان کے متعلقین محمد اسد کھا و ساد
نظامی - سر محمد عثمان اور ان کے متعلقین -
لکھنؤ نیگروی (۱) محمد صدیق اخوانی نظامی اور ان کے
بیوی بچے - اور تمام جماعت نظامیہ -

اوہوٹی (۱) حافظ داد امیاں نظامی اور ان کے متعلقین
ایک احمد حسین نظامی اور ان کے متعلقین (۲) سید اللہ نظامی اور ان
کے متعلقین (۳) عبد القادر نظامی اور ان کے متعلقین اور
سب نظامیہ جماعت

کرچی (۱) حضرت اللہ شاہ اور ان کے متعلقین
(۲) سید عبداللہ نظامی اور ان کے متعلقین (۳) سید محمد
نظامی اور ان کے متعلقین (۴) سید محمد
مشرقی اور ان کے متعلقین (۵) سید محمد
راوی نظامی اور ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت -
جنوبی (۱) سید محمد اور ان کے متعلقین اور سب نظامیہ جماعت

ملیر کے مجھروں کو دور کرتی ہے، ملیر کے بھار
دور کرتی ہے، نندرسدوں کو ملیر یا سے جاتی ہے
ڈیڑہ ادنس کی شیشی قیمت ایک روپیہ
ملتی کمپنی دہلی

سو نگہنے سے ہنسی کے بیمار کو فائدہ ہوتا ہے۔ اور
سو نگہنے سے تندرست ہنسی کی زہریلی ہوا سے محفوظ رہ جاتے ہیں۔

بیماروں کی گھٹی پر لگائی جاتی ہے۔ اور بیمار کو سنبھالتی جاتی ہے۔ تندرست بھی سنبھالتے سے بانی تر ہے چ جائے یہ ڈیڑھ اوٹس کی شیشی قیمت ایک روپہ طبعی کمپنی دہلی

بیمار کے سینے پر لی جاتی ہے۔ اور بیمار کو سہانگی جاتی ہے
تندرست بھی اس کے سو گئے سے فائدہ اٹھائے ہیں
ڈیڑھ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ
طبعی کمپنی دہلی

ایر سروسز آف انڈیا لمیٹڈ
دہلی سے ممبئی

براه گوالیار
ہوائی جہاز سے سفر کیجئے

وقت روانگی از دہلی ۱۴ بجے دن
دیگر تفصیلات

ایکھٹ

امروز منشی بر خطیہ لکھنے و ترمیم و تصحیح و کتب و خطیہ
تا کا ترمیم و تصحیح و کتب و خطیہ ۳۰۰

منفعتی میں نین مزنیہ ووشنبہ چہار شنبہ اور جمعہ

۱۴۵۸ء بمطابق دہلی میں چھوٹا بھائی نے دلی پرنسنگ وکس دہلی میں چھوٹا بھائی نے دلی سے شادی کی۔

چشتی پادری کو دل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

مسارک

جوسہ ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ

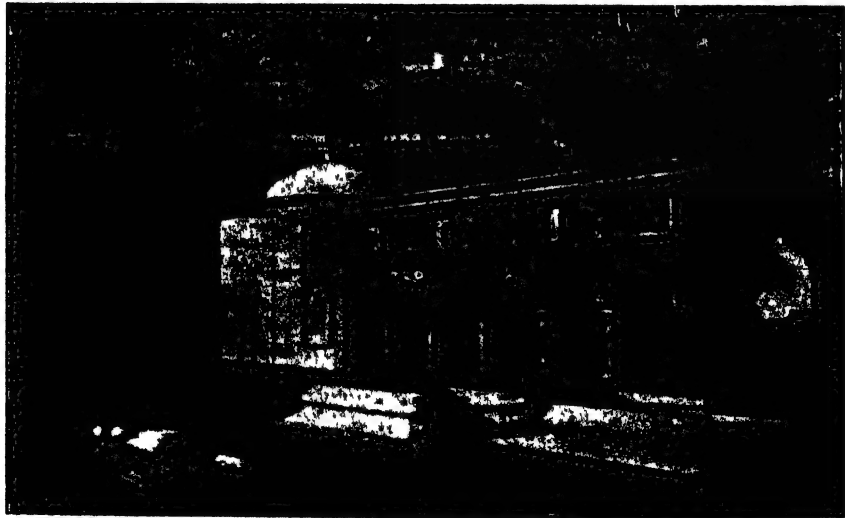
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ
مہرم اللہ

ہندوستان میں سالانہ قیمت دس روپے ایک سو روپے
ماہر کے ملکوں سے ہر ایک مٹ لنگی

۲۲ اکتوبر ۱۹۲۵ء

قلم کار { علی بن حسن
وزیر بن حسن

روضہ حضرت شیخ العالم بابا فرید الدین مسعود گنج شکر چشتی پاکستان میں



سلطان غیاث الدین بلبن حضرت کامرید متا۔ اور اس نے اپنی بیٹی بھی حضرت کو دی تھی

رات کی مجلسیں

غیب کا علم صرف خدا کو ہے

میں رسولِ خدا کی اور اولیاءِ اللہ کی تعلیم کے بموجب اپنے حال میں اور ہر کام میں خدا پر بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور میرا ایمان ہے کہ کوئی شخص غیب کا علم نہیں جانتا۔ البتہ خدا کی طرف سے انسان کو ایسے علم سکھائے گئے ہیں جن کے ذریعے وہ آنے والی باتوں کو جان سکتا ہے۔ اور ان علوم میں نجوم کا علم بھی ہے اور جفر کا علم بھی ہے اور زلزل کا علم بھی ہے اور اسی قسم کے اور بہت سے علم بھی ہیں۔ حضراتِ امام جعفر صادقؑ جفر کا علم جانتے تھے۔ اور میرے حضرت سلطان المشائخ رحمہم جفر کا علم جانتے تھے۔ اور انھوں نے اپنے فرزند معنوی اور اپنے پیر کے نواسے اور میرے دادا حضرت مولانا خواجہ محمد کلام رحمہم جفر کا علم سکھایا تھا۔ اور خود میں نے بھی یہ علم سیکھا تھا۔ اور میرا شمار ان کا حسین بن علیؑ سے ہے۔ ہر سچے عالم میں ان لوگوں کے بیان پر بھروسہ نہیں کرتا جو مجھے نجوم اور جفر اور زلزل کا حساب کر کے مبری آجہ زندی کا دل تار تارتے ہیں۔ چنانچہ چند سال ہوئے کہ میرے دوست و سہیل سنگھ صاحب مہر نے نجوم کا حساب کر کے بتایا تھا کہ ابھی آپ کی زندگی بیس سال تک اور قائم رہے گی اور میرے لڑکے سین نے جفر کا حساب کر کے کہا تھا کہ آپ کی عمر اسی برس کی معلوم ہوتی ہے۔

آج کل دہلی کے مشہور روزانہ اخبار انجام میں کی گئی منجم صاحبانِ انجم کے سوالوں کا جواب دیا کرتے ہیں۔ جو بیفتے وارانجام میں چھپا کر کھتے ہیں۔ جن کو میں غور سے دیکھتا ہوں اور بعض جوابات مجھے فن کے موافق معلوم ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ الکتوبر ۱۹۳۵ء کو میں نے بھی اپنی زندگی کے انجام کی نسبت گزشتہ منجم صاحب کو خط بھیجا تھا کہ وہ اپنے نجوم کا حساب کر کے مجھے بتائیں۔ مگر مجھے شمسِ تاریخ پشاور معلوم نہ تھی قمری تاریخ بھردی تھی۔ ان کے کو اُن کا جواب آیا نہ ٹٹ گئی کہ حساب سے آپ کی عمر اسی سال ہونی چاہئے۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۵ء کے درمیان میں

میرے سب مریدوں کا فرض ہے کہ وہ روزانہ رات کے وقت اپنے گھر میں عورتوں اور بچوں کو نظامی منبری پڑھنا یا کریں۔ اور جس مقام پر نظامیوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں مردانہ مجلسیں بھی ہونی چاہئیں کیونکہ موجودہ زمانہ بلاؤں کا اور فتنوں کا زمانہ ہے۔ اور اس کے بعد اس سے زیادہ تکلیفیں آنے والی ہیں۔ اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے بموجب ہر شخص جھگڑے میں خدادی باتوں سے الگ رہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "قیامت کے قریب فتنے ظاہر ہوں گے۔ اُس وقت تم اپنے گھر کے ٹاٹ بن جانا، گھر کا ٹاٹ بن جانے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح گھروں میں بچا ہوا ٹاٹ باہر کی دُنيا سے بے تعلق ہوتا ہے اسی طرح تم بھی سب جھگڑوں سے بے تعلق اور بے غرض ہو جانا۔

لہذا مجھ پر فرض ہے اور میری ذمہ داری ہے کہ میں اپنے امیر و غریب مریدوں کو آنے والی بلاؤں اور فتنوں سے بچانے کا فکر کروں اور منظم بھی کروں۔ میں سلم لیگ کا کامی فرزند ہوں لیکن الیکشن کے جھگڑوں سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میرے مریدوں کو بھی آنے والے انتخابات میں داخل نہ دینا چاہئے۔ سولنے ان مریدوں کے غم کو دھڑ دھڑایا۔ یہاں ہر بار وہ خود کی حالت سے امید نہ ہوں، مگر اُن پر بھی بلاؤں سے کہ وہ کوئی کام نہ کر سکیں جس سے فتنہ فساد نہ ہوئے گا نہ شیعہ ہو۔ جن کو دھڑ دھڑایا۔ وہ سلم لیگ کے ممدار کو دھڑ دھڑایا۔ مگر سولنے دھڑ دھڑایا۔ اور کوئی کام الیکشن کا نہ کریں نہ کانگریس والوں سے اور دوسری سیاسی پارٹیوں سے الیکشن کی نسبت بحث نہ کرتے۔ اور روزانہ نماز کے بعد خدا سے دعا مانگیں کہ وہ ہم سب غلامیوں کو آنے والی غم بریزوں اور فتنوں اور سازشوں سے بچاتے رہیں۔

میرے سب مریدوں کے گھر کی بلائیں دور ہو جائیں گی۔ میرا یہ ارادہ ہے کہ میں گھر میں غیبی برکتیں نازل ہونگی اگر وہ مابندی کے ساتھ رات کے وقت ایک گنہگار نظامی جبریں پڑا رہیں گے۔ اور پڑا ہو کر سنا کر نہ ہوں گے۔

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

ابن سعود نے پناہ دیدی

عراق کے سابق وزیراعظم سید رشید علی جیلانی پر عسکرانہ قریبی بغاوت کرنے کا الزام تھا وہ عراق سے بھاگ کر جرمنی چلے گئے تھے۔ جرمنی سے فرانس گئے۔ اور فرانس سے دمشق میں آئے تھے۔ اور اب ان کو سلطان ابن سعود نے اپنے ملک نجد میں پناہ دیدی ہے۔

مسلمانوں کا خاص کر عربوں کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ رہا ہے کہ پناہ چاہنے والے کو پناہ دینے میں اس معاملے میں ابن سعود پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

جاوا کے مجاہدین

جاوا اسمائٹل سے خبریں آئیں ہیں کہ وہاں کے باشندے ڈچ قوم کی حکومت نہیں چاہتے اور آزاد مینا چاہتے ہیں۔ اور انھوں نے باقاعدہ جہاد شروع کر دیا ہے۔ اور برطانوی وزیراعظم مسٹر ایچی نے پارلیمنٹ میں بیان دیا ہے کہ برطانیہ ڈچ حکومت کی مدد کرے گا۔ کیونکہ ڈچ قوم برطانیہ کی اتحادی ہے۔ مگر یہ بہت بے عقلی اور بے انصافی کا بیان ہے کیونکہ امریکہ و برطانیہ نے لڑائی کے زمانے میں بار بار اعلان کیا تھا کہ وہ چھوٹی قوموں کو آزاد کرانے کے لئے یہ لڑائی لڑ رہے ہیں۔ مگر موجودہ حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لڑائی چھوٹی قوموں کو غلام بنانے کے لئے تھی۔ اور برطانیہ کو افرانس کو اور بالینڈ کو بہت جلد معلوم ہو چکا تھا کہ ان کی بے انصافیوں کے

ختم کا زمانہ آگیا ہے۔ وہ کتنی بھی کوشش کریں ان کے پنجے میں پھنسی ہوئی قومیں آزاد ہو چکی ہیں اور اب وہ کسی غیر قوم کی غلامی کو برداشت نہ کر سکیں گی۔

جاوا کی آبادی تقریباً سب مسلمان ہے اور جاوی لوگ مذہب کے بہت زیادہ پابند ہوتے ہیں۔ کسی جاوی کی شادی نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ کچھ کا حج نہ کرے۔ اس لئے ہر سال جاوے کے بے شمار مسلمان حج کرنے جایا کرتے ہیں۔ اور اہل حجاز کو ان سے بہت زیادہ مالی منفعت ہوتی ہے۔ جاوی لیڈر ان کے جہاد اخباروں میں چھپے ہیں وہ اسلامی نام معلوم نہیں ہوتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جاوا اور سماٹرا اور چین کے مسلمانوں کے دو نام ہوتے ہیں۔ ایک اسلامی اور ایک ملکی اس واسطے جہاد اخباروں میں چھپ رہے ہیں وہ ملکی نام ہیں۔ ورنہ جاوے کے سب لیڈر مسلمان ہیں۔ اور ان میں اکثر عرب نسل کے ہیں۔ اس لئے جاوا تحریک ایک اسلامی تحریک ہے۔ اور اگر برطانیہ نے ڈچ حکومت کی مدد کا ارادہ کیا تو وہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں بدنام ہو جائے گی۔ اور اس کو انہی مسلمانوں آبادیوں میں مشکلات پیش آنے لگیں گی۔

مصر میں انقلاب کا احساس

مصر کے نوجوانوں میں برطانیہ سے آزاد ہونے کا جذبہ بڑھ رہا ہے۔ اور اگر برطانیہ نے جاوی مسلمانوں کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو مصر کے مسلمان بھی برطانیہ کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔

اور اس سے فلسطین کا مسئلہ زیادہ پیچیدہ ہو جائیگا کیونکہ فلسطین کے معاملے میں برطانیہ عربوں کا حامی ہے۔ اگرچہ اس کی حمايت کے اعراض مسلمانوں کی اعراض سے الگ ہیں۔ لیکن برطانیہ کی اعراض فلسطین میں جیب ہی پوری ہو سکتی ہیں کہ عرب قومیں برطانیہ پر کھوسہ کر سکیں۔ یہ خیال کرنا غلط ہے کہ مسلمان قومیں نئے ہتھیار سے مسلح نہیں ہیں۔ اس واسطے وہ ان قوموں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں جن کے پاس نئے ہتھیار ہیں۔ کیونکہ نئے ہتھیار رکھنے والی حکومتیں کیلاوا کا مقابلہ نہ کر سکیں گی۔ خاص کر ایسے زمانے میں جب کہ گذشتہ لڑائی نے ان حکمران قوموں کو بہت بے ہوش و سامان کر دیا ہے۔ لہذا البصر گورنمنٹ کی عقل مندی اس میں ہے کہ وہ چھوٹی قوموں کی حمایت کرے۔ اور سب چھوٹی قوموں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کرے۔ اور امریکہ کا سیاسی وزن زیادہ بڑھ جائے۔

امریکہ کی بے عقلی

امریکن قوم تجارت پیشہ قوم ہے۔ لڑائی کے زمانے میں امریکن قوم نے اپنے سپاہیانہ جہروں کا ثبوت بھی دیا ہے۔ لہذا اس کو ایسا کوئی کام نہ کرنا چاہئے جو اس کی تجارت کے لئے نقصان رساں ہو۔ اور فلسطین میں جو پالیسی امریکہ نے اختیار کی ہے وہ امریکہ کے تجارتی رسوخ کے لئے خطرناک ہوتی جا رہی ہے۔ امریکہ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس نے حجاز کے بڑے دل کاٹھیکہ لیا ہے۔ اور یہودیوں کی حمایت کی وجہ سے عرب قومیں

اس کیلئے۔ یہ بدگمان ہوئیں تو مجازی بٹروں کی درآمد پر بہت بڑا اثر پڑے گا۔

ہندوستانی الیکشن

ہندوستان کے ہر صوبے میں الیکشن کی سرکاری پیدائش ہے۔ یہی ہے جو بعد کھلتے سے بھی خفا کی خبر آتی ہے اور تب سے زیادہ اندیشہ سرحدی صوبے کا ہے۔ کہ اگر وہاں کش مکش بڑی توخوں ریزی نہ ہونے لگے۔ خان عبدالغفار خان اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان بے شک بہت اچھا رسوخ سرحد میں رکھتے ہیں۔ لیکن مسلم لیگ کا احساس سختی کھرائی تاکہ ہم سچے گیارہ، کہ خان عبدالغفار خان کی باری اس کو دیا نہیں سکتی۔ اگرچہ اپنی کئی فیصد صاحب کی طرف سے۔ مسلم لیگ کے خلاف اعلان شائع کر دیا گیا ہے۔ لیکن یاد ہے جسے نہ۔ یہ احساس پردے میں نہیں رہ سکتا۔ پنجاب کے سب علماء و درویش مسلم لیگ کے ساتھ ہو گئے ہیں۔ اس کا اثر آزاد قبائل پر بھی پڑے گا۔ اور اسی لئے جسے سرحد میں ایک بڑی خانہ جنگی کا اندیشہ

قابل توجہ پوائنٹس سر صاحب دہلی

نئی دہلی میں نیپل کمیٹی کی پبلک حیثیت بالکل نہیں ہے۔ کیونکہ اس کمیٹی میں پنجاب شدہ ممبر نہیں ہیں۔ اور کہا جاتا ہے کہ کچھ نامزد سرکاری ممبر ہیں۔ مگر یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ ممبر کون ہیں اور کس کس ممبر کا کس کس علاقے سے تعلق ہے۔ بستی حضرت نظام الدین اور آبادی جنگ پورہ بھی نئی دہلی میں نیپل کمیٹی کے حلقے میں ہیں۔ مگر میں نے آج تک یہاں سے ممبر کو آنے نہیں دیکھا۔ اگر یہ حیرت ہوئی کہ نئی دہلی میں نیپل کمیٹی میں سرکاری نامزد

ممبر بھی ہیں تو مذکورہ رستوں میں کبھی نہ کبھی تو کوئی ممبر سامنے آتا۔ اس لئے میں آنریبل چیف کسٹرن صاحب دہلی کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ نئی دہلی میں نیپل کمیٹی کے علاقوں میں رہنے والی پبلک کے حقوق کی حفاظت کے لئے اس طرف توجہ فرمائیں کہ اگر نامزد ممبر ہیں تو ان کے کیا فرائض ہیں۔ اور وہ کون کون لوگ ہیں۔ اور کس کس علاقے سے ان کا تعلق ہے۔

چونکہ مجھے نئی دہلی میں نیپل کمیٹی کے انتظام کی نسبت پبلک حقوق کی حفاظت کے منظر بہت کچھ نگہبست ہے۔ اس واسطے میں پہلے اس مبنیادی چیز کی طرف آنریبل چیف کسٹرن صاحب دہلی کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ انتظامات کی شکایت کا تعلق میں نیپل کمیٹی کے تنخواہ دار نوکروں سے ہے۔ اور نامزد ممبروں کی حیثیت نوکروں سے جدا گانہ ہوتی ہے۔ اور جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ نئی دہلی میں نیپل کمیٹی میں کوئی ممبر ہے یا نہیں ہے۔ اور ہے تو اس کے کیا کیا فرائض ہیں۔ اور نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے۔ اور اگر ہے اور اس کے کچھ فرائض ہی ہیں تو مجھے بتایا جائے کہ ان فرائض کے انجام دینے یا نہ دینے کی نگرانی کون کرتا ہے۔ اور اگر کوئی نگران نہیں ہے۔ تو نئی دہلی میں نیپل کمیٹی کے نوکروں کے ہاتھوں علاقے کی پبلک کو جو تکلیفیں ہو رہی ہیں ان کا جواب کس کو سمجھا جائے؟

سر سید سلطان احمد

آنریبل سر سید سلطان احمد وائسرائے کی کونسل کی ممبری چھوڑ کر ریاستوں کے قانونی صلاح کا دفتر رہتے ہیں۔ اور ان کی جگہ

نواب سر حیدر نواز جنگ حیدری مرحوم کے بڑے لڑکے مسٹر صالح حیدری (سر اکبر حیدری) عارضی ممبر مقرر ہوئے ہیں۔

سر سلطان احمد اور سر اکبر حیدری دونوں شیعہ ہیں۔ اور شیعہ عموماً مابہت ذہین اور دانش مند ہوتے ہیں۔ سر سید سلطان احمد پٹنہ بہار کے نامی سرسٹر ہیں اور قدیم فیض دار کی خوبیاں ان میں میان کے کام کی نسبت بس اتنا جانتا ہوں کہ وہ وائسرائے کی کونسل کے ممبروں میں بہت نمایاں نظر آتے تھے حالانکہ قریب چھٹا ہے۔

سر اکبر حیدری نامی باپ کے بیٹے ہیں اور سرکاری نوکری میں بہت نام پایا ہے لوگ کہتے تھے کہیں کے گورنر ہونے والے ہیں۔ خلا کو اسے اپنی قوم اور اپنے ملک کے حقوق اور ضروریات کا احساس ان میں ترقی کرے۔ اور پھر کہیں کے گورنر بھی ہو جائیں۔

سر جنگنس

مجھے اس خبر سے خوشی ہوئی کہ وائسرائے کے پرائیویٹ سکرٹری سر جنگنس پنجاب کے گورنر مقرر ہوئے ہیں چہ چینی کے بعد پنجاب جائیں گے۔ میں نے دہلی کی چیف کسٹرن کے زمانے میں ان کی کاروائی اور محنت اور کارگزاری کا اچھی طرح تجربہ کیا ہے۔ اور میں پنجاب کی خوش نصیبی خیال کرتا ہوں جو ایسا اچھا گورنر اس کی ملا۔ ان کی ابتدائی حکومت پنجاب سے شروع ہوئی تھی۔ وہ اردو بولتے وقت پنجابی بولتے اور محاورے استعمال کرتے ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پنجابی بن چکے ہیں۔

سر کیرو

اس خبر سے بھی مجھے بہت خوشی ہوئی کہ

سرکیر و خزان سرکاری گورنمنٹ ہند سرحد کے گورنر بنائے گئے ہیں۔

وہ اس کام کے سہولت سے مستحق ہیں اور سرحدی اقوام کا بہت زیادہ تجربہ رکھتے ہیں یقیناً ان کی گورنری کے زمانے میں سرحد کو بہت فائدہ ہوگا۔

امریکہ پر تبصرہ

امریکن ہندوستان میں برطانیہ کے اتحادی بن کر آئے تھے۔ اور کانگرس کا خیال تھا۔ کہ امریکن ہندوستانی آزادی کے طرف دار ہیں۔ اور ہر رگست سلسلہء کوجب دہلی میں اہل کانگرس کے ہنگامے ہوئے تو کانگرس والوں نے دہلی میں امریکنوں کو پکڑ پکڑ کر گاندھی ٹوپیاں اڑا دیں اور امریکنوں نے خوشی خوشی وہ ٹوپیاں اڑھ لیں۔ جس سے کانگرس بھی بہت خوش ہوئے اور انھوں نے بوجھا تھا کہ امریکنوں کی توفیقی وردی میں بھی گاندھی کیسپ موجود ہے۔ مگر اس میں امریکنوں کی تجارتی حکمت پوشیدہ تھی اور وہ ہندو کو اپنے مال کا لگاؤ بنانا چاہتے تھے۔

امریکنوں کی آمد کو ابتدا میں ہر جگہ عوام میں امریکنوں کی فیاضی کی دہرم ہی کہ وہ چہرہ کو پیندہ روپے ماسوار کی جگہ ۲۵ روپے ماسوار دیتے ہیں اور کلرک کو ۲۵ روپے ماسوار کے بدلے ایک سو روپے ماسوار دیتے ہیں۔ اور تانگے والے گھر سے تانگہ لے کر نکلتے تھے تو یہ دعا مانگتے ہوئے نکلتے تھے کہ بلا اللہ کسی امریکن کو ملا دے۔ کیونکہ امریکن لوگ تانگے والوں کو آٹھ آنے کرایے کے بدلے پانچ روپے کرایے کے دیدیتے تھے۔ مگر رفتہ رفتہ امریکن بھی ہوشیار ہو گئے اور

نیکھ کر یہ دیکھا کہ روڈیا۔ اس کی وجہ یہ ہے

یعنی ان کو انگریزوں نے منع کیا ہوگا وہ خود ہوشیار ہو گئے ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ امریکنوں کی فیاضی آخر میں ختم ہو گئی تھی اب لڑائی ختم ہو گئی ہے اور امریکن اپنے ملک کو واپس جارہے ہیں۔ اور ان کی فیاضی کی داستانیں لوگ بھولتے جاتے ہیں۔ اور ہندوستانیوں کو امریکنوں کے جانے کا کچھ غم نہیں ہے۔

ہندوستانیوں کو تو اسی وقت امریکہ کی بہت کا اندازہ ہو گیا تھا۔ جب مسٹر چپل اور مسٹر روز ویٹ نے سمندر میں جمع ہو کر چھوٹی قوموں کی آزادی کا سمجھوتہ کیا تھا۔ اور اس سمجھوتے میں ہندوستان کا نام نہ تھا۔ کیونکہ ہندوستانی بڑی بڑی قوم ہیں۔ یہوٹی قوم ہیں۔ بلکہ وہ تو یورپین اور امریکن ہونڈو کی کاٹھنوں کے محض گائیک ہیں۔ اور امریکن اور یورپین نہیں چاہتے کہ یہ ہندوستانی گائیک کی حیثیت سے کسی اور اچھی حیثیت کا خیال بھی کر سکیں۔

فلسطین کے عربوں کے خلاف جبرورہ امریکہ نے اختیار کیا ہے۔ اس سے نوادر بھی زیادہ برا اثر ہندوستانیوں خاص کر مسلمانوں کے دلوں پر امریکنوں کے خلاف ہو گیا ہے اور اب ہندوستانی اہل امریکہ کے ہندوستان سے جاتے وقت ان کو خدا حافظ کہنے کے بھی روادار معلوم نہیں ہوتے۔

عرفان قلمستان

عرفان حافظ کسفیدہ علینا لکھائی چھپائی نفیس جلد بندی ہوئی یعنی ۵، قیمت ایک روپیہ۔ لٹنے کا پتہ جناب شیاماچرن داس صاحب نمبر ۲۴، دہلی

اسٹریٹ دہلی حضرت حافظ شیرازی کے مخصوص اشعار کا اقتباس ہے۔ اور اس کے عنوان مقرر کئے ہیں۔ اور اشعار اردو تہجی کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ عنوانات حسب ذیل ہیں۔

”عشق حقیقی کی ضرورت“ ”بندگی“ ”نیابت“ ”گارساز پر اعتماد“ ”لطیف دائم“ ”عرض حاجت“ ”بے سامانی میں سامانی“ ”دعا“ ”تبدیل و ترقی“ ”صبر و صفا“ ”وہ مائی نسبت“ ”انداز“ ”ضمیمہ انفس“ ”حیثیت خوش رکھو“ ”کھانا“ ”اور سیدنا“ ”ذوق“ ”ناپائیدار دنیا“ ”عجز“ ”فناعت“ ”اخلاق“ ”بے تعلقی“ ”ناپس“ ”کی صحبت“ ”رہبر کی ضرورت“۔

غالباً شیاماچرن داس صاحب سے پہلے اور کسی نے حضرت حافظ کے کلام کے عنوانات قائم نہیں کئے تھے۔ اس کتاب پر اسٹ آرمیل سرتیج بہادر سپر و نے دیباچہ بھی لکھا ہے۔ کتاب اس قابل ہے کہ ہر جگہ اس کی قدر کی جائے۔

میلادِ شامی ۲۴ صنفی کتب خانہ۔ ساریالہ ہے۔ جو حرم الماشی نظامی خلف چودہری رحم علیہ صاحب ہاشمی نے لکھا ہے۔ جن کی عمر نو سال کی ہے۔ باوجود کم سنی کے بہت اچھا لکھا ہے۔ قیمت بارہ روپے کے بہت بڑے کے لئے خریدنا چاہئے۔ خاص کر نظامی برادری کے اپنے بھائی کی کتاب ضروری یعنی چاہئے۔ لٹنے کا پتہ سحر محمد الماشی۔ دارالامن نشاط۔ بنیالہ روڈ۔ علی گڑھ۔

معارف عظیم گدہ کی خدمات تقسیم عظیم کے مشہور علمی رسالے معارف میں آج کل لکھنا اور اہل لکھنؤ کی نسبت جو عہدہ مضامین شائع ہو رہے ہیں ان کا تفصیلی بیان آئندہ شمارے ہوگا۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

اس روزی قعدہ اکتوبر بدھ دھسلی گل بکاؤلی کا انکشاف ہوا اردو کے مشہور قصبے گل بکاؤلی کی تحقیقات و تلاش مدت سے کرتا رہا تھا۔ آج تہجد کے وقت ملی کتابوں کے پڑھنے سے یکایک انکشاف ہوا کہ بکاؤلی کا بھول گل مذہبی ہے۔

حدیث کے طلبہ ہم پانچ طلبہ ملے آئے تھے۔ جو مولوی فاضل کلاس کے لئے حدیث کی تحصیل کر رہے ہیں۔ مجھ سے ملے پوچھی اور میں نے جواب دیا کہ جو حدیثیں قرآن کی تفسیر کرتی ہیں وہ ساری دنیا کے مسلمانوں کے لئے واجب عمل ہیں اور ان کے سوا یا مہذہب یا یا عربوں کے لئے یا رسول خدام کے وقت کے لئے مخصوص ہیں۔ غیر عرب مسلمانوں کے لئے نہیں ہیں۔

سید سجاد اور ان کے لڑکے اور ان کے معالی سید شکیک نظامی ملے آئے تھے۔ سید سجاد کی بیوی جبرین ہیں۔

سید اظہار الدین احمد نظامی، ابھی حال میں سید اظہار الدین احمد نظامی نے مجھ سے بیعت کی تھی۔ ان کے والد حیدر آباد میں سشن جج تھے اور یہ آجکل دہلی راشننگ آفس میں انسپکٹر ہیں۔ آج مجھ سے ملے آئے تھے۔ سید یامین نظامی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے۔

گننام نجومی، دہلی کے روزانہ اخبار انجام کے ہفتہ وار ایڈیشن میں ایک گننام نجومی کے جوابات چھپا کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا

ہے۔ کہ گننام نجومی اپنے فن میں بہت ماہر ہیں اس لئے میں نے بھی ان کو اپنی پیدائش کی تاریخ بھیجی تھی کہ وہ میری عمر اور صحت کا انجام اپنے حساب سے بتائیں۔

آج جواب آیا کہ قمری حساب کی بوجب آپ کی عمر انٹی برس کی ہوئی چاہئے ہنسی حساب جب ہر کہ کسی تاریخ اور وقت ولادت بتایا جائے۔

چیف کنٹرولر اکسپورٹ، تیسرے پہر مسٹر امین الدین چیف کنٹرولر اکسپورٹ سے ملنے گیا تھا۔ اپنی کتابوں اور دواؤں کے اکسپورٹ کی بات کی تھی۔

سید عشرت حسین کی علالت، والد آباد سے مشتاق احمد و عبدی ایم لے داماد سید عشرت حسین صاحب خلیفہ حضرت اکبر الدہلوی دہلی میں آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ عشرت میاں بہت بیمار ہیں۔ میں نے ان کی صحت و سلامتی کے لئے دعا مانگی۔

حور بانو، میری بڑی لڑکی حور بانو اپنے شوکر کے ساتھ آئیں تھیں وہ دونوں میں میری بیماری بھی بہتر ہو رہی ہے۔ ہم ہندو پر دم کرنا اور اپنا علاج کراؤ۔ یہ کہہ کر رونا خضر فرمایا۔ میں ہنسا اور کہا۔ ہم اپنا علاج خود جانتے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ مگر ہمارا دل اس دنیا سے بھر گیا ہے۔ اب ہم آتے ہوا بدلنے کے لئے آسمان پر جانے کا خیال کر رہے ہیں۔ روح ادھر کو اور خواجہ بانو فرمے لگیں میں خوب ہنسا اور یہ کہتا ہوں خواجہ میں چلا آیا کہ خدا مجھے تم سب سے زیادہ مطلوب ہے اور سفر آخرت بھی۔

میں آج بھی بہت بیمار رہا۔ گردے کی تکلیف ۱۱ روزی قعدہ ۸ اکتوبر جمعرات دہلی مرض کی تشخیص، چونکہ میں پڑا ہوا جن ہوں اس واسطے ڈاکٹروں اور حکیموں کی اس تشخیص کا مجھے یقین نہیں آتا جو وہ کرتے رہتے ہیں اس لئے میں نے تہجد کے وقت کے کاموں میں ایک کام یہ بھی مقرر کیا ہے کہ طبی کتابوں کو غور سے پڑھتا ہوں۔ اور امراض کے اسباب اور کیفیات پر غور کر کے اپنی بیماریوں کی تشخیص کا قتل کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور یہ تو مجھے اچھی طرح معلوم ہو گیا ہے۔ کہ میری بیماریاں دماغی محنت کی کثرت اور ناموزوں غذا اور بے وقت غذا کی وجہ سے ہیں۔ اور ایک وجہ پڑا ہوا ہے اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مجھے دماغی راحت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ صبح سے رات تک مختلف قسم کے ایسے آدمیوں سے سابقہ پڑتا ہے جن کی باتیں میرے احساس لطیف کو زخمی کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے صبح علاج کی منزل تک انشاء اللہ بہت جلد پہنچ جاؤں گا یعنی مذکورہ اسباب کو دور کرنے کا انتظام کر لوں گا۔

کام کے صبح سے شام کے سارے چار بجے تک قوالی ہال میں کام کرتا رہا۔ پھر سکریٹریٹ میں گیا۔ اور مسٹر امین لے سکریٹری کامرس ڈپارٹمنٹ سے مل کر واپس آگیا۔ جعرات کے زائرین استاد الدین غیر۔ مئے تھے۔

حکیم مہر و صاحب، بعد مغرب حکیم علی عبدالمکید صاحب ملے آئے تھے۔ اور میں نے ان سے سلاجیت کے خواص پر گفتگو کی تھی۔

اور یونانی دوا سازی اور ڈاکٹری دوا ساز کی نقصان پر بھی ایک تقریر کی تھی۔

تیل کی مالش مولانا عشق نظامی نے سیرے جسم پر تیل کی مالش کی تھی۔ آج ہی غیند نہیں آئی۔ زکام کی تکلیف اب تک موجود ہے۔ گرتے کی تکلیف میں بھی کمی نہیں ہوئی ہے۔ آج سلاخ غذا کھانے اور تیل کی مالش کرنے کے باوجود دلت کے ایک بچے تک نیند آئی پھر ایک بچے سے صبح تک نہیں آئی۔

سات سو صفحے کی کتاب پڑھی؟ ایسے ساڑھے ۴ بجے نونہ جنگ صفین کتاب پڑھی۔ جس میں سیری اور مولانا محمد علی مرحوم کی غلی جنگ کے مفصل حالات ہیں۔

یہ واقعہ ۱۹۲۶ء کا ہے۔ گویا انیس برس کے بعد میں نے اپنی زندگی کے اس بچپن قصے کو یاد کیا۔ مولانا محمد علی نے ۱۹ نومبر ۱۹۲۶ء کو مجھ پر حملہ کیا تھا۔ اور ان کی پارٹی کے سب اخباروں نے فدی اور بھڑا اور مبینی اور ٹپہ وغیرہ مقامات سے اسی ایک مقررہ دن سے مجھ پر مشترکہ حملہ کیا تھا۔ اور میں نے دس دن کے صبر کے بعد ۲۴ نومبر سے جواب دینا شروع کیا تھا۔ اور ایک مہینے کے بعد ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء کو فتح حاصل کر لی تھی۔ اور مولانا محمد علی اور ان کے اتحادیوں کے سب مورچے چھین لئے تھے۔ آج جب میں یہ کتاب شروع سے لیکر آخر تک تمام و کمال پڑھ چکا تو گھڑی دیکھی۔

ساڑھے ۴ بجے تھے۔ رات ۱۰ بجے کو کھڑا ہو گیا کہ میں نے یہ کیا لغو حرکت کی۔ اور کیوں اتنا وقت اس فضولی چیز میں برباد کیا۔ تاہم حیرت اس پر ہے کہ باوجود آنکھوں کی کمزوری کے سات سو صفحے پڑھے کیونکر۔ اور یہ خیال بھی آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سیری بے گناہی کا ثبوت میری زندگی میں دکھایا۔

کہ مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی اور ان کے وہ سب ساتھی اب دنیائیں موجود نہیں ہیں جنہوں نے میری عزت اور میری ہستی مٹا ڈالنے اور میرے تبلیغی کام کو فنا کر دینے کی سر توڑ کوششیں کی تھیں۔ وہ دونوں بھائی اور ان کے سب اتحادی جن میں ضیاء الحق باپوڑ والے اور مزاحیرت اور مولانا مظہر الدین اور مولانا محمد عرفان اور مولانا ظفر تاناں بی لے وغیرہ اوصیاء تھے ان میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے

میری مدد کی تھی ان میں مولانا سید ظہور احمد وحشی کے سوا سب زندہ سلامت موجود ہیں ۱۲ رومی قعدہ ۱۹ اکتوبر جمعہ دہلی آج کی غذا آ۔ آ۔ نمائندہ میزگ کی دال کھائی تھی۔ دن بھر طبیعت ہلکی رہی۔

آج کے ملاقاتی بچوں کے گھر کے بچے اپنے استادوں کے ساتھ آئے تھے۔ ۲۰ بچے تھے میں نے ہر ایک کی کتاب نمازی ترکیب اور اسلام کے ضروری عقائد اپنے ہنڈلے کے ساتھ اور استاد کو سیریز لکھائی کہ بچوں کو دہلی کے حالات سمجھائیں۔

بچوں کا گھر نیام ہے۔ پہلے اس کا نام یتیم خانہ مولانا اسلام تھا۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خاں صاحب جامعہ ملیہ نے بحیثیت ممبر خزانہ وقت کمیٹی اس کا نام بدلنے کی تحریک کی اور سب نے اس کو منظور کیا۔ میں بھی اس کا ممبر ہوں اب کوئی یتیم یہ محسوس نہیں کرتا کہ وہ یتیم ہے ایسا اچھا انتظام یہاں کا ہو گیا ہے۔ تمام ہندوستان کے یتیم خانوں کو ایسا ہی چاہیے کہ وہ بچوں کو یہ محسوس نہ ہوئے دیں کہ وہ لاوارث اور بے کس ہیں۔ اس سے ان کی خود داری اور نامتگ زندہ ہو جائیگی۔

غزالی خاں ایک اور سیر صاحب کے

ساتھ آئے تھے۔ لالہ دانا رام اپنے بھائی کے ساتھ آئے تھے مٹھانی پی لائے تھے حکیم امتیاز الحق صاحب بھی آئے تھے میرا سید عبدالرؤف صاحب بھی آئے تھے۔ محمد صدیق نظامی بھی میرا دلے محمد صدیق نظامی برما سے ہوائی جہاز میں آئے ہیں۔ کل صبح میرے ہاں آنے کا نانا یا ہے۔ جمعہ کی نماز درگاہ میں پڑھی تھی۔ مولانا عشق نظامی روزانہ جسم پر تیل ملنے اور پاؤں دبانے آتے ہیں۔ آج رات کو مجھے نیند آئی۔ مگر زکام کا اثر موجود ہے۔

ایڈیشنل سٹرکٹ مجسٹریٹ گورگانوہ آج میرے محب الفقرا دوست مبارک علی شاہ صاحب قرشی ایڈیشنل سٹرکٹ مجسٹریٹ گورگانوہ ملنے آئے تھے۔ میں وعدہ کیا کہ ان کے پاس گورگانوہ جاؤں گا اور پھر سہنے کے چشمے میں غسل کرنے جاؤں گا۔

۱۳ رومی قعدہ ۲۰ اکتوبر شنبہ دہلی ہر دم اللہ ہمنادی کے سرورق پر ہر دم اللہ چھایا جاتا ہے اور میں روز راہ دیکھا کرتا ہوں کہ ناظرین میں کوئی ایک آدمی ہی ایسا ہے جسے لفظ کی خوبی پر غور کر کے مجھے خط لکھے مگر آج تک کسی نے کچھ نہیں لکھا تو میرے اپنے دل سے کہہ کر حضرت اکبر الہ آبادی کا شعر یاد کر رہا ہوں۔ دل فرماتے ہیں۔ دل مرا جس سے بہلنا کوئی ایسا نہ ملا۔ بُت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا۔

زیارات آج سید عبدالرحیم عثمان پتی نظامی غلیلی ملنے آئے تھے۔ اور میں ان کے ساتھ پہلے درگاہ حضرت مخدوم الفیر الدین چیراغ دہلی میں گیا تھا۔ پھر درگاہ حضرت بی بی ذیر صاحبہ میں گیا تھا۔ پھر درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رفیع میں گیا تھا۔ پھر محمد صدیق نظامی میرا دلے خان بہا

بابو ولی محمد نظامی مرحوم کے چھوٹے بیٹے محمد صدیق نظامی ہوائی جہاز میں بروما سے آئے ہیں۔ پنجاب میں چند اشخاص نے ان کے نام سے سرکار کو دھوکہ دے کر دہلیہ وصول کر لیا تھا۔ اس کا مقدمہ چل رہا ہے اس سلسلے میں صدیق یہاں آئے ہیں۔ کل میرے پاس تار آیا تھا۔ آج صبح علی گڑھ لے کر گئے تھے۔ مگر وہ نہیں آئے۔

سید آفاق حسینؒ نے دہلی سے جنتی پارٹی کے سید مہر سید آفاق حسین صاحب آفاق آئے تھے ان کی بہت رام پور جانے والی ہے بلاولہ بنے آئے تھے۔ میں نے صحت کی خرابی کا غدار کیا۔ اگرچہ میرا دل ہی چاہتا ہے کہ جس طرح ہی ممکن ہو میں اس شادی میں جاؤں کیونکہ ان کے والد سے میرے دیرینہ تعلقات ہیں۔ اور آفاق صاحب میرے ساتھ دہلی تعلق رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر سید سجادؒ نے دہلی سے پروفیسر ڈاکٹر سید سجاد صاحب اور ان کے لڑکے اور میری جنتی پارٹی کے ممبر نبوری صاحب دہلی ملے آئے تھے۔ ڈاکٹر سید سجاد پروفیسر مقرر ہو کر افغانستان جا رہے ہیں۔ جس کی میں نے خوشی کی تھی۔ مجھے امید ہے ان کی علی ایقت سے افغانستان کو بہت فائدہ ہوگا۔

مسٹر نرمیاں ٹیلرؒ کی بیٹی کے باری دوست مسٹر نرمیاں ٹیلر سید صدر العالی اور مسٹر ابراہیمؒ ملے آئے تھے۔ مسٹر نرمیاں میرزا غالب کا مزار سنبھالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خود سنا فاکر موقع دکھایا۔

ابراہیمؒ کی مدرسی عیسائی تعلیم دیتے ہیں اردو نہیں جانتے پہلے اخبار دان میں ایڈیٹر تھے۔ اب اپنا اخبار نکالنا چاہتے ہیں۔

میں نے کہا ابراہیمؒ اور ابراہیمؒ۔ اور یہاں ایک ہی چیز ہے۔ سنسکرت میں الف ہندی کا جانا اس لئے ابراہیمؒ کو برہما پڑھنے لگے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے برہما سے برہمانڈ (کائنات) پیدا ہوئی ہے۔ برہما جی کے سر سے برہمن۔ بازو سے جیوتی۔ پیٹ سے دلش۔ اور پاؤں سے خود پیدا ہوئے ہیں۔ مسلمان کہتے ہیں۔ یہودی۔ اور عیسائی اور مسلمان تینوں تو میں حضرت ابراہیمؒ سے نکلی ہیں۔ حاضرین نے اس لطیفے سے بہت لطف اٹھایا۔

غذا کا تجربہ آج میں نے بکری کی سری میں تریاں اور پانی اور نمک ڈال کر ابالا تھا اور دو بوتلیاں اور دو چھچھ شہر بکھایا تھا خیال تھا سری گئی مسالے کے سبب تفتیل ہو جاتی ہے۔ توتلیوں سے سری کی گرمی دور ہو جاتی مگر تجربے سے معلوم ہوا کہ یہ خیال غلط تھا۔

سری نے اور شور بے سے بہت گرمی کی اور شام کو مجھے دل کا دورہ ہو گیا۔ اور رات بھر نیند نہیں آئی۔

تفتیل ہوئی نہ میرے جگر میں حرارت ہے اور کوئی گرم اور دیرینہ غدا اس وقت نہیں آئی۔ مسافر خانے میں گیا تھا۔ مسافروں نے مسافر خانے کو بہت گندہ کر رکھا ہے۔

حکیم منزل شاہؒ کی آنکھیں دکھ رہی ہیں آج ان کو جنگ پورہ اسپتال میں بھیجا تھا بہت اچھا رتا دوا ہوا۔

طبی تحقیقات آج منادی کے لئے بنوہ اور شمش کی تحقیقات کے دو مضمون لکھوئے تھے جن کی کیفیت کل رات کو طبی کتابوں میں تلاش کی تھی۔

منادی کی غلطیاں آج ۸-۱۶ کا منادی شائع ہو گیا۔ رات کو پڑھا۔ لکھائی کی

اور چھپائی کی اور گرائی کی بہت زیادہ غلطیاں ہیں۔

اتنا زیادہ روپیہ اور وقت خرچ کرنے پر یہی غلطیاں ہوں اور مجھے غصہ نہ آئے۔

اور میں اپنی قوم کی بے حی کا حد مر محسوس نہ کروں تو مجھ پر انصاف ہے۔ مرغی اپنی حسان سے گئی۔ کھانے والے کو مزا نہ آیا۔

سر اکبر حیدریؒ آج اخباروں میں چھپا ہے کہ سر سید سلطان احمد صاحب کی جگہ

سر اکبر حیدری عارفی طور سے میرے مقرر تھے۔

پاکپٹن شریف کے دیوان صاحبؒ سید عبد الرحیم عثمان صاحب کہتے تھے۔ ابھی

حال میں پاکپٹن شریف میں حاضر ہوا تھا۔ نو رات قیام کیا وہاں کے استقامات کی نسبت

دیوان صاحب سے شکایت کی مگر انہوں نے ایک بات کا جواب ہی نہ دیا۔ میں نے کہا

وہ ابھی کم عمر ہیں۔ ذمہ داری سرکاری نہیں آج سری رات بیٹھا رہا۔ نیند بالکل نہیں آئی۔

ردمی بزنس یونینؒ آج دہلی کے ۲۵ مسلمان کماڑی آئے تھے۔ اور میں نے ان کی انجمن بنائی تھی۔ اور ردمی بزنس یونین نام

رکھا تھا۔ اور اس کے قواعد قلم بند کر کے دئے تھے میں بھی چند اب بے کار اور ردی ہو گیا

ہوں اس لئے مجھے ان سوداگروں سے کچھ ہے۔ اور ان میں بعض سے مجھے تعلق بھی ہے

کیونکہ وہ میرے سر پر تیل ملنے دلی۔ آیا کرتے ہیں۔ پس جو مجھ سے محبت کریں میں ان کا بھلا کیوں نہ چاہوں؟ ان کو دلس بہت

سستی ہے۔ میں نے کہا تم سب منظم ہو جاؤ اور اپنے اند کی خرابیاں دور کرو۔

پھر دیکھوں گا کہ دوسرے تم کو کیونکر سستی سے شجہ سعدی کہہ گئے ہیں۔ تو پاک باں

برادر مارا از کس پاک۔ بھائی پہلے تو خود پاک ہو جا کر کسی سے نہ ٹد۔ جاڑے کی چاندنی کی مثل مشہور ہے غریب کا حسن اور جاڑے کی چاندنی کوئی نہیں دیکھتا۔ مگر میں نے آج رات عیدین میں جا کر چودھویں رات کے چاند کی چاندنی دیکھی۔ بہت چپ چاپ تھی۔ میں نے اس کی خاموشی کا راز سمجھ لیا۔

۴۴ ارفی قعدہ ۲ رکتہ براتوار دہلی عاشق علی منزل کے لنگر خانہ قدیم کے گوشہ شرق و شمال میں سر راہ میرا ایک بڑا مکان عاشق منزل ہے۔ اس مکان کے گوشہ شرق و جنوب میں حضرت سلطان مشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کے جانشین حضرت مولانا خواجہ سید محمد امام دم کا مزار ہے۔ یہ مکان پرانا ہونے کے سبب بہت بوسیدہ ہو گیا تھا۔ آج میں نے اس کی دیواروں پر پلستر کر لیا۔ یہ مکان میرے والدہ حافظہ سید عاشق علی صاحب مرحوم کے نام نامی پر عاشق علی منزل کہلاتا ہے اور دروازے پر سنگ مرمر پر کندہ شدہ کتبہ بھی لگا ہوا ہے۔

مسٹر نرمیان ٹیلر کے مزار کی مرمت کا ارادہ رکھنے والے مسٹر نرمیان ٹیلر پاریسی طے آئے تھے۔ میں عاشق علی منزل میں تھا اسی جگہ ملاقات ہوئی۔ کچھ دیر بات چیت کے آئیں میں سر محمد عثمان صاحب سے ملے گیا۔

سر محمد عثمان کے کو دیکھا مدرسی درویشوں کے لباس میں تھے۔ یاد حق سے فارغ ہوئے تھے۔ اسی حالت کے لباس میں باہر آئے بہت اچھے معلوم ہوئے۔

راختہ صلیب خیر آبادی کے خیر آباد صنعت

سینا پور کے پیر زادے راحت حسین صاحب ملے آئے تھے۔

عقدۃ صبح عاشق علی منزل میں مستری محمد احمد کی لائی ہوئی چھٹی کھائی تھی۔ دوپہر کو کھانا نہیں کھایا۔ شام کو عصر کے بعد تپتی مونگ کی دال کھائی تھی۔ رات کو خوب نیند آئی۔

ملنسار نظامی کے حکیم محمد دین ملنسار نظامی ملے آئے تھے۔ مولانا عشتی نظامی اور صفر نے میرے سر پر اور جسم پر فاسفورس کا تیل ملا تھا۔

سید محمد عبد الرحیم عثمان کے کلکتہ والے سید محمد عبد الرحیم عثمان نظامی خلیلی مغرب کے بعد ایمان خانے میں ملے آئے تھے۔ ان کی صورت ان کے پیر حضرت مولانا شاہ خلیل احمد صاحب معنی پوری دہلی کی صورت سے بہت زیادہ مشابہ ہو گئی ہے۔ قناتی شیخ اسی کہتے ہیں۔

گھر ملیو وادارو کے گزشتہ سادی میں گل بکاؤلی کا جویران شائع ہوا ہے وہ ایک کتاب کا حصہ ہے جو گھر ملیو وادارو کے نام سے لکھ رہا ہوں جس کا نام پہلے دو نامہ تجویز کیا تھا۔ مگر زیادہ عام فہم بنانے کے لئے اس کا نام گھر ملیو وادارو رکھا گیا ہے دوادارو لفظ کے سب حروف بے نقط اور مفروض ہیں۔ اور اس نام میں ایک خاص بھید ہی ہے۔

عرفان حافظ کے دہلی سے ایک ہندو عارف ملے آئے تھے جنہوں نے حضرت حافظ شیرازی کے کلام پر ایک کتاب عرفان حافظ لکھی ہے۔

صحیح درست رہی ہے آج میری صحت درست رہی۔ دن کو پی بشارت

رہا اور رات کو ہی خوب نیند آئی۔ نظامی منبری کی تبلیغ کی حضرت سلطان مشائخ کے حالات کی کتاب نظامی منبری اس قابل ہے کہ نظامیہ سلسلے کے سب متوسلین خواہ وہ میرے بعد ہوں یا دوسرے نظامی مشائخ سے تعلق رکھتے ہوں وہ سب اس کتاب کی تبلیغ میں سرگرم کوشش کریں۔ اور نظامی ہی نہیں بلکہ جہتیہ سلسلے کے سب مشائخ کو اور پیر زادوں کو اور ان کے ماننے والوں کو یہ کتاب ہمیشہ خود بھی پڑھنی چاہئے اور دوسروں کو بھی بڑھ کر سنائی چاہئے۔ آئندہ پیرے میں ان لوگوں کے نام شائع کئے جائیں گے جو نظامی منبری کی تبلیغ و اشاعت کا کوئی کام کرے اس کی اطلاع مجھے بھیجیں گے۔

انگوروں کا ٹوکرا کے کوئے بلوچستان عبد اللطیف نظامی نے نہایت عمدہ انگوروں کا ایک ٹوکرا بچھوایا تھا۔ وہ پہلے بھی کئی بار انگوروں کے ٹوکرے بیچ چکے ہیں مگر انگوروں کی بیوتی بیوتی خراب ہو جاتے تھے۔ اس قدر ہوں میں کہ کر بیچے تھے ہیں اس سلسلے کیلئے ہی خراب نہیں ہوا۔ میرے بچوں نے کھائے اور خواجہ بانو نے یہ ستر اقبال اور دوستوں میں ٹکوروں کا لنگر جاری کیا۔

عبد اللطیف نظامی جھیلہ ضلع امرتسر کے رہنے والے ہیں ان کا ایک بھائی محمد الرحیم منہری بھی میرے مخلصین میں ہیں۔

صوفی تھا۔ اجیر علی کا قادیان کلام صوفی صاحب اجیری اجیر علی تھے۔ وہاں سے پور میں آئے ہیں۔ حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب جہتی نظامی فخری کی درگاہ میں قیام کیا ہے جب سے وہ گئے ہیں کہتا ہوں صوفی بن مجلس صوفی ہے۔ کیونکہ وہ رونما شام کو میری مجلس میں آکر بیٹھا کرتے تھے۔

تَحْقِیقاتِ اَدْوِیَاتِ گھریلو دوا دارو

مولانا حکیم نجم الغنی خاں صاحب رام پوری محکم کی مشہور طبی کتاب "خزان الاودیہ" چوتھے ضخیم جلدوں میں شائع ہوئی تھی۔ اس کی دوسری جلد کے صفحہ ۴۳ پر حسب ذیل بیان درج ہے۔

"انسانی خوراکوں میں سب سے اچھی اور سب سے زیادہ طاقت دینے والی خوراک روٹی کے بیج کی گری ہے۔ جس کو اردو میں روٹی کا بیج اور ہندی میں بنولہ اور عربی میں حَبُّ الْقَطْنِ اور فارسی میں "بنہ انداؤ" عربی میں "کان کرے" کہتے ہیں۔ روٹی کے بیج کی گری نئے سامن کی تحقیقات کے بعد جب گہیوں کے آٹے سے پانچ گنی زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔ اور گوشت کی طاقت سے ڈھائی گنی زیادہ ہوتی ہے۔ جو گائے بھینس بنولہ کھاتی ہیں۔ ان کے دودھ میں بھی کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ اور بنولے کا تیل سببوں میں نکالا جاتا ہے تو وہ بھی بہت مقوی ہوتا ہے۔ اس کی طبیعت دوسرے درجے میں گرم و تر ہے۔

فائدے: لکھا ہے بنولہ مردانہ قوت اور اس کی تاثیرات ان معجزوں اور یا قوتوں اور کشتوں سے بھی زیادہ ہوتی ہیں جن کا بیان یہاں مناسب نہیں ہے۔ اس کے استعمال سے قبض کی بیماری جاتی رہتی ہے بنولہ سینے اور پیٹ کو ملائم کرتا ہے۔ سرخی کی کھانسی کو دفع کرتا ہے۔ حکیم عابد سرہندی نے مشہور طبی کتاب "شرح اسباب کے

حاشیہ پر ذیابیطس بیماری کی بحث میں لکھا ہے کہ بنولوں کو پانی میں بھگو کر لیں۔ اور اس کی فی مہری یا کھانا نکال کر آگ پر جوش دیں لعوق سا ہو جائے تو اس میں سے ہر روز صبح کو نہار منہ چائ لیا کریں اور تین گھنٹہ کے بعد کھانا کھائیں۔ ذیابیطس کی بیماری بالکل جاتی رہے گی۔ اس کو بار بار استعمال کیا ہے کبھی خطا نہیں کی۔

اس کے بعد "خزان الاودیہ" میں بنولوں کی گری اور گندہ بروزہ کا ایک طریق استعمال لکھا ہے جس کو میں یہاں نقل کرتا شرم و حیا کے خلاف سمجھتا ہوں اور دوسرا نسخہ عافوڑ کا کے ساتھ بھی ایسا ہی ہے جس کا حال نقل نہیں کیا جاسکتا۔

بنولہ دودھ میں بھی بڑھتا ہے۔ اور عورت اور جانور کا دودھ بھی بڑھتا ہے۔ دے کی بیماری کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اس کا حیرہ جانوروں کے موسم میں سینے کی سب بیماریاں دور کر دیتا ہے۔

پھر بنولے کے روغن کا ایک نسخہ لکھا ہے جس کو میں نقل نہیں کر سکتا۔

بنولے کی گری نکال کر تیل کھینچیں پھر کف دریا یعنی سمندر جھاگ دوا بارہ رتی کوٹ چھان کر پٹے دو تو لے روغن بنولہ میں ملا لیں۔ اور سلائی سے آنکھ میں لگایا کریں۔ مدت تک لگاتے رہنے سے آنکھ کا بالاکتہ ہی مٹا کیوں نہ ہو کٹ جاتا ہے۔ مصنف "خزان الاودیہ" نے لکھا ہے کہ یہ ترکیب مجرب ہے۔

بنولے کا تیل چہرے کی جھانپوں اور سیاہ داغوں اور چن چنوں اور زخموں کو دور کرتا ہے۔

دیدوں کا بیان ہے کہ بنولہ مزاج میں تر اور گرم ہیں۔ صغیر و بالغ کو نفع دیتا ہے حرارت اور پیاس اور اعصاب کی مشکل دور کرتا ہے۔ اور مرگی کے لئے بھی مفید ہے۔ عورتوں اور جانوروں کی ماداؤں کا دودھ

زیادہ کرتا ہے۔ اس کی گری پٹھوں کو طاقت دیتی ہے۔ اس کی گری کی کھیر کھانے سے مردانہ قوت بڑھ جاتی ہے۔ چہرے پر رونق آ جاتی ہے۔ دماغ کی کمزوری اور سر کا درد دفع کرنے کے لئے بنولے کی گری اور افیم کی اماں یعنی نشانش کا حیرہ پلانے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ جسم کا جو حصہ آگ سے جل گیا ہو یا جلنے سے آبلہ ہو گیا ہو تو بنولے کی گری کا لیسپ کر دینے سے سوزش اور صحن جاتی رتخا ہے۔ بنولے کے تیل کی مالش سے گھٹیا کا درد دور ہو جاتا ہے۔ بنولے کی گری کو پانی

میں پیس کر چھان کر جانوروں کے ساتھ کھیر بچا کر کھلانے سے عورتوں کا دودھ بڑھ جاتا ہے۔ ڈھائی پاؤ بنولوں کو سوسیر پانی میں اونٹنائیں اور جب پانی ڈھائی پاؤ رہ جائے تو اس کو چھان لیں۔ اور یہ جو شانہ سا دوا ۱۲ تو لے جاڑا بخار چڑھنے سے ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے پہلے پی لیں۔ تو بخار کی باری ل مل جائے گی۔ بنولے کی گری کا دودھ یا پانی پیا جائے تو آؤں کے دست رگ جاتے ہیں بنولے کی گری اور سونچ کو پانی میں پیس کر

لیپ کرنے سے فوطوں کا درم دور ہو جاتا ہے۔ بنولے کی گری پیس کر پینے سے سسکی کھانسی جاتی رہتی ہے۔ بنولے کی گری کا حلو کھانے سے طاقت آتی ہے۔ بنولوں کو جوش دیکر کلیاں کرنے سے دانتوں کا درد جانا رہتا ہے۔ تیس تو لے بنولوں کی گری بانی میں پیس کر پلانے سے دہتر دے کا زہر اتر جاتا ہے۔ بنولے کی گری گائے کے دودھ میں اوٹا کر پلانے سے ہر زہر اتر جاتا ہے۔ سات ماٹھے بنولے رات کو بانی میں جھگو کر صبح میں کو حجان کو تھوڑا سا نمک ملا کر پینے سے یرقان کی بیماری جاتی رہتی ہے۔ بنولے کی گری باریک پیس کر شہد میں لاکر آنکھ میں لگائیں تو فوراً نیند آنے لگتی ہے بنولے گردے کے لئے مضر ہے۔ اس کا مصالحہ خیرہ بغيضہ اور قند سفید ہے۔ ”خزان الادویہ“ کا بیان ختم ہوا۔

اسبیس اپنا ذاتی تجربہ لکھتا ہوں۔ بنولے کا جھلکا بہت سخت ہوتا ہے۔ اور جھلکوں پر جود و نیچی ہوئی ہوتی ہے۔ اس کا صاف کرنا بھی آسان نہیں ہے۔ مجھ مرحوم حکیم امجد علی صاحب دہلوی نے دماغ کی قوت کے لئے بنولے کی چار ہتائی تھی۔ میں اس کو باؤن دستے میں کوٹ کر جھلکوں سمیت پانی میں جوش دیتا تھا۔ اور حجام لیتا تھا۔ سنہری رنگ کا خوش بودا ر عرق نکلتا تھا۔ اس کو دو ڈال کر پیتا تھا۔ اس سے دماغ میں فوری قوت پیدا ہوتی تھی اور نیکان دور ہو جاتی تھی اور فرحت اور لباشخی پیدا ہوتی تھی۔ لیکن جب جھلکوں کی کثافت اور سیلے پن سے بچنا چاہا تو بہت مشکل پیش آئی۔ کیونکہ اس کا جھلکا بہت سخت ہوتا ہے۔ ہاؤن دستے میں کوٹنے سے جھلکے گرمی میں مل جاتے تھے۔ اور اس

کے چنے میں بہت دیر لگتی تھی۔ تاہم میں نے
چھلکے جنو اگرچہ شاندار بنوایا تو لذت اور خوشبو
میں کمی ہوگئی۔ مگر فائدہ وسیع ہی دیا۔ اب میں
نے ایک آنہ دو اناٹے کے لئے بنوایا کہ چھلکا
اتارے اور گری نکالنے کے لئے مستندیں لگائی
ہیں اور ان سے چھلکے الگ ہو جاتا ہے اور
گری الگ ہو جاتی ہے۔ مگر اس میں یہ عیب
ہے کہ چھلکے سے گری نکلتی ہے۔ تو ایک
پیمینے کے بعد خراب ہو جاتا ہے۔ یہ اس
لئے میں فرمائش آئے کہ بعد گری نکھوایا
تاکہ خریدار فوراً استعمال کر لے۔ اور گری خراب
نہ ہونے پائے۔

چونکہ بنولہ ہندوستان کے ہر حصہ ہے
میں مل جاتا ہے اس واسطے میں سالم
بنولہ بھیجئے مناسب نہیں سمجھتا کیونکہ اس
سے خریداروں کا خرچ زیادہ ہوگا۔ لیکن اگر
کوئی خریدار ایسے مقام پر ہے جہاں بنولہ دستیاب
نہو تاہم وہ دو اٹانے سے سالم بنولہ بھیج سکتا
سکتا ہے۔ میں نے بنولہ کی کھیر اور بنولہ
کے حریرے کا تجربہ کیا ہے۔ یہ دونوں بھی
بہت لذیذ اور بہت مفید ثابت ہوئے۔ بنولہ
کی گرمی جھلکے کے بغیر کاؤتہ آٹھ آنے میں دیا جاتا
ہے۔ اور بھلکا اور گرمی علی ہوتی ٹنگائی جائے
تیار کرتے میں ڈبہ دیا جائیگا۔ شرد ڈاکٹر کھیل
اصل قیمت سے بھی بڑھ جائیگا۔ اس لئے
خریداروں کو اپنی اپنے مقام پر بنولہ خرید کر
خود دباؤں دستے میں کوٹ لینا چاہئے۔
میں چونکہ جاو کا علاقہ نہیں ہوں۔ بلکہ جا
مجھے بہت نقصان پہنچا ہے۔ اس لئے
میں جوئے کی گرمی اور بڑی الائچی اور
چھوٹی الائچی اور بابا بیان خطائی کوٹ کر چا۔
کی طرح جو ش دے کر چھان کو پیتا ہوں اور
بعض دھوکوں میں مہا ناز کو بھی ملاتا ہوں

بہت لذت مند اور خوشبودار چار بھائی تھے
اور میرا خیال ہے کہ مذکورہ چیزیں جو
دینے کے بعد چار بھائی اس پانی میں دم
کر لی جاتے تو جو لوگ چار کے ہماری پیراں
کو بھی یہ چار بہت لذیذ معالجہ سمجھیں گے۔ اور
ان کی عادت ہی پوری ہو جائے گی۔ بلکہ
میرا خیال ہے کہ چار کی گرمی اور خوشکھی۔ چار
پینے والوں کے اس سے اور بھرپور دل پر
جو اثر ہوتا ہے۔ وہ بھی اپنے کی گرمی سے
دور ہو جائے گا۔ ورنہ اگر کوئی دلوں کے
دلوں کی حرکتیں بند ہو جائے۔ تب اس لئے
بہتیں زیادہ ہوتی ہیں کہ ان کے دل خراب
ہیں یا چار پینے سے بہت خراب ہو جاتے
ہیں۔

بادیان خطائی آجکل بازار میں نہیں ملتی۔
 البتہ میں نے بہت سی اور جگہ فی الحال کچھ دیکھ کر
 بنوں کی گڑی کے ساتھ ملاتی ہوں۔ پھر یہ
 یہ مکمل سالہنگا بنایا ہے اُن کو یہ بنایا
 چھوٹے آٹے میں عدد کی عمارت کی پونڈی
 لاجپتی آجکل سارے چار شہر میں ہر سہ ماہی
 یہ وہ بنایا ہے جو بازار میں نہیں ملتا
 مشکل ہے۔

[illegible]

ڈھائی گنی زیادہ طاقت ہے۔ اور جو آجکل بہت لوگ اس کے بہت جلد اڑناں ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ گوشت اور آٹے کے مقابلے میں اب بھی بڑا زیادہ گراں نہیں ہے۔

افیم کی ماں

حکیم اور ہندوستان کے امی اصحاب اس عنوان کو پڑھ کر اچھل پڑیں گے۔ اور ناگ میں خنکا کر کہیں گے۔ ”ارے بھئی داد۔ آج تو ہماری جینا بیگم کی اماں کا ذکر منادی میں چھپا ہے یعنی ہماری ساس کا ذکر خیر ہے۔ ملاو منادی اٹھا کر پڑھ لیں کیا لکھا ہے؟“ اُن کی خوشنودی اور دوسرے ہندوستانیوں کی فائدہ رسانی کی نیت سے میں لکھتا ہوں۔ اور ”خزانہ اللہ“ کی جو حق جلد کے صفحہ ۴۷ کی عبارت نقل کرتا ہوں۔

”خوشخام سفید کو عام لوگ خوشخام بولتے ہیں یہ افیم کے پوست کے اندر رہتی ہے۔ افیم کے پودے میں پوست لگتا ہے۔ تو پوست کو کسی نوکدار آٹے سے گود دیتے ہیں۔ اور پھر سواخوں سے افیم بہہ کر باہر جاتی ہے۔ اور اُس کو کھرچ کر جمع کر لیتے ہیں۔ اور پوست سبک جاتا ہے۔ تو اُس کے اندر سے ہزاروں چھوٹے چھوٹے سفید دانے نکلتے ہیں۔ انہیں خوشخام کہا جاتا ہے۔ ماہرین اطباء اس کی طبیعت معلوم کی تو ظاہر ہوا کہ خوشخام دوسرے درجے میں سرد ہے۔ اور پہلے درجے میں تر ہے۔ افیم پوست کا رس ہے۔ اور وہ بڑا گرم بیماریوں کی دوا ہے۔ اگر وہ اکی طرح کھائی جائے اور جو لوگ نشے کے لئے کھاتے ہیں اُن کو بہت نقصان دیتی ہے۔ افیم کا پوست بھی بہت سی دواؤں میں کام آتا ہے۔ مگر افیم کی اماں یعنی افیم کا بیج دماغ کے لئے اور بدن

کے لئے بہت مفید ہے۔

فائدے خوشخام کے استعمال سے نیند

دستوں کو بند کرتی ہے۔ اس کا جوشاندہ مرض کشا ہے۔ اور جرم قاضی ہے۔ شکم کے ساتھ استعمال کرنے سے سینے اور حلق اور پیٹ پر کو فائدہ کرتی ہے۔ گرم اور خشک کھانسی کو دور کرتی ہے۔ خون صونکے کی بیماری یعنی سیل کی بیماری شروع ہونے سے خوشخام استعمال کی جائے تو بیماری کا زور دور ہو جاتا ہے۔

تب دق کی ابتدا میں خوشخام کا حیرہ پیا جائے تو بیماری بھی دور ہو جاتی ہے۔ جگر اور کھانسی کی کمزوریاں بھی خوشخام سے جاتی رہتی ہیں۔ خاص کر مٹانے کی سوزش اور مٹانے کی سب

بیماریوں کے لئے بہت زیادہ مفید ہے۔ اس کے استعمال سے دہلے آدمی موٹے ہو جاتے ہیں۔ بادام کی گرمی خوشخام کے ساتھ استعمال کی جائے تو بدن میں عمدہ خون پیدا ہونے لگتا ہے خوشخام کو ذرا بھون کر سوکھا جائے تو بخوابی دور ہو جاتی ہے۔ حضرت شیخ بوعلی سینا لکھتے ہیں کہ خوشخام میں کافی غذائیت نہیں ہوتی۔

جن لوگوں کو نیند نہ آتی ہو وہ اکیلا شہ کم تین تو لے خوشخام شکر ملا کر پی لیں اور کھالیں نیند آجائے گی۔ حکیم محمد حسین خاں مرحوم رام پوری طبر نجا کا دورہ روکنے کے لئے خوشخام پوکر اُس کا شیرہ پلایا کرتے تھے شہد کے پانی کے ساتھ خوشخام استعمال کی جائے تو اجابت محل کو جو جاتی ہے۔ شہد میں اگر استعمال کرے سے مردانہ قوت بڑھ جاتی ہے ساتھ ساتھ خوشخام سفید اور دو تو بے مغز بادام مقشر اور دو تو لے کھاندے سے حریرہ بنا کر پیتے رہتے سے گردوں کا تھلا پن جاتا رہتا ہے

خوشخام کا بہت زیادہ استعمال بعض لوگوں کے پیٹ پر سے کو نقصان بھی ہو چکا ہے اس نقصان کی اصلاح مصطفیٰ باسلینہ ایما۔ کرفس یا کھانڈ یا شہد سے ہو جاتی ہے۔ دید کہتے ہیں کہ خوشخام دودھ کے ساتھ پی کر بالوں میں لٹائی جائے تو بالوں کا رنگ تازہ کر جاتا ہے۔ جہاں جو بھی لٹی ہوئی وہ جگہ ایک گرمی ہو خوشخام میں کر لگائی جائے ایک تولہ خوشخام برابر کی حصری ملا کر پی کر بچا بننے سے کم کار در جاتا رہتا ہے۔ اور دید یہ بھی کہتے ہیں کہ خوشخام ریح کو دور کرتی ہے۔

ذاتی تجربہ روٹیوں پر خوشخام لٹائی

جاتی تھی۔ اور تیل بھی لٹکائے ملتے تھے اور اب بھی عرب ملکوں میں روٹیوں پر خوشخام اور تیل کا زلیج ہے۔ مصنفین کی روایات میں ایک مشہور روایت یہ ہے کہ مغل شہنشاہ محمد رکنی نے نظر بندی کرنے میں بہت کام کرنا چاہا کہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ ایک مجلس میں بیٹھے ہیں اور وہاں بہت لوگ جمع ہیں اور سامنے بہت سی روٹیاں کے خاں رکھے ہیں۔ اور روٹیوں پر تیل لٹکے ہوئے ہیں۔ اور خوشخام لٹی ہوئی ہے حضرت نے اُن روٹیوں پر نیاز دی۔ اور ہانٹنے والا روٹیاں تقسیم کرنے لگا۔ محمد شاہ کا نام اُس وقت روشن اختر تھا۔ جب روٹی ہانٹنے والا روشن اختر کے پاس آیا۔ اور روشن اختر نے روٹی لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اُس نے روشن اختر کو روٹی نہیں دی۔ اور حضرت سے دریافت کیا کہ روشن اختر روٹی مانگتا ہے اس کو دوں یا نہ دوں حضرت نے فرمایا ”محمد شاہ کو ایک تیل دے دو روٹی ہانٹنے والے نے روٹی کے اوپر سے ایک تیل

لکھاؤ کو روشن اختر کو دیدیا۔ آئینہ کھل گئی۔
روشن اختر میران ہو گیا کہ اُس کے ہاتھ میں تین
موجود تھا۔ اُس نے اُن کو اپنی ماں کو جگایا
اور خواب کا قصہ بیان کیا۔ ماں نے کہا بیشا
تیل کھاؤ تم کو حضرت نے محمد شاہ کہا ہے
خدا تم کو بادشاہی دیگا۔ پہلی رات تھی، ابھی
یہ دونوں ماں بیٹے باتیں کر رہے تھے کہ ایک
قید خانے کے دروازے پر کبھی نے دستک
دی۔ ماں نے پوچھا کون ہے؟ جواب ملا
عبداللہ خاں اور عین علی خاں باہر کے
سید اور ہندوستان کے وزیر اعظم اور
سید سالار ہیں۔ اور شاہزادے روشن اختر
کو تخت نشین کرنے آئے ہیں۔ ماں نے جواب
دیا میں اپنے بیٹے کو ہلاک کرنا نہیں چاہتی
تم روز ایک سنے بادشاہ کو تخت پر بٹھاتے
ہو اور پھر تارے ہو اور اس کی جان لیتے
ہو۔ دونوں سیدوں نے قسمیں کھائیں
اور اُسی وقت شاہزادے کو حمام میں لے گئے
شاہی جڑا پہنایا اور صبح صادق کے وقت
تخت پر بٹھا دیا۔ اور روشن اختر کا ناصر الدین
محمد شاہ نام قرار پایا۔ اور محمد شاہ نے پہلا حکم
یہ دیا کہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اویسیا
میں نذر بھیج جائے اور پانچ ہزار روپے بھرا
لٹکر کے خرچ کے لئے مقرر کئے جائیں جب
نیک محمد شاہ اگر سے میں رہا۔ جہاں وہ
تخت نشین ہوا تھا۔ اُس وقت نیک پانچ
ہزار روپے ہیندہ دلی میں آتا رہا اللہ جب
اگر سے میں سیدوں کے خلاف بغاوت ہوئی
اور نیک بھائی یعنی عین علی خاں قتل ہوئے
اور عبداللہ خاں نے بادشاہ سے دہلی
کے باہر جنگ کی اور قید ہوئے۔ اور
بادشاہ دہلی کے لال قلعے میں آکر رہے۔
اُس وقت توان کا اعتقاد بہت ہی بڑھا

یہاں تک کہ محمد شاہ مرنے کے بعد بھی
حضرت خواجہ نظام الدین اویسیا کے
پائین دفن ہوئے۔
یہ قصہ اس واسطے لکھا گیا ہے تاکہ حکماء
ہوجائے کہ دوسو برس پہلے ہی دلی میں
رہنے والوں پر شخص اور نسل لگانے جاتے تھے
ضرورت ہے کہ ہندوستانی انیم کی اماں
سے فائدہ لکھائیں اور شخص کا حیرہ پی کر
اپنی اُس دماغی قوت کو بڑھا دیں جو آئین
مسلم لیگ اور کانگریس کے ایکشنوں میں
بہت زیادہ درکار ہے۔

گھوڑا کان

یہ ایک مشہور دردوا ہے جس کو ہندوستان میں
اسپنول بھی کہا جاتا ہے اور اسپنول بھی کہا جاتا
ہے۔ اور ہندوستان سے باہر کی قومیں بدھ
اور سپوگی سیٹھ بھی ہیں۔ اور "اسپا گولا"
لاٹینی میں نام ہے۔ فارسی میں اسپنول کہتے
ہیں جو رب ہے دو گولوں سے۔ ایک اسپ
دوسرا غول۔ اسپ کے معنی گھوڑا اور غول
کے معنی کان۔ چونکہ اسپنول کی شکل گھوڑے
کے کان کی سی ہوتی ہے اس واسطے اس کو
اسپ غول کہتے گئے۔ اس کا پورا دوا بالشت
سے لیکر ایک ہاتھ تک ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ
نہیں بڑھتا۔ اس کے پتے چھوٹے چھوٹے چڑیا
کی زبان کی طرح ہوتے ہیں۔ جن میں مہینہ
روٹے کھڑے رہتے ہیں۔ جڑ سے ایک پتلی
ٹہنی نکلتی ہے۔ اور اس ٹہنی کے سر پر گہیوں
کی بال کی طرح ایک بال پیدا ہوتا ہے۔
اور اس بال کے خلاف میں اسپنول کے
بیج بھرے رہتے ہیں۔ یہ بیج گرمی کے موسم
میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان بیجوں کی تین قسمیں
ہوتی ہیں۔ سفید، سرخ اور سیاہ۔ پھول

بھی سر ایک قسم کا بیجوں کے رنگ کے موافق ہوتا
ہے۔ سفید قسم کے بیج اچھے ہوتے ہیں اور
لال بیج بھی اچھے ہوتے ہیں۔ مگر کالا اسپنول
استعمال کے قابل نہیں ہوتا۔ ہندوستان میں
بھی بنگال میں برہمنوں کا دوا منڈل کے کنارے
اور پنجاب میں بوا بکے۔ حضرت شیخ بوعلی سینا
کی تحقیق یہ ہے کہ اسپنول دوسرے دیے
میں سرد تر ہے۔ بعض نے تیسرے دیے میں
سرد اور غول اساتر بنایا ہے۔ بعض نے کہا ہے
کہ دوسرے دیے میں سر ہے اور تری خشکی میں
مقتل ہے۔

فائدے اسپنول گرمی اور پیاس کو
اور گرمی کے بخار کو اور غول کے جوش کو کم
دیتا ہے۔ قبض دفع کرتا ہے۔ آنسو میں پھیلنے
پیدا کرتا ہے۔ حلق اور سینہ اور زبان کی خشونت
دور کرتا ہے۔ آنسو کے زخم اور درد کو فائدہ
دیتا ہے۔ جینا ہوا اسپنول قابض ہے۔
دے کا علاج اسپنول تسہیل بھر مع کے
وقت پانی کے ساتھ چھایا
لیا کر جس تو فالسین میں دے کی بیماری کو ہونی
شرع ہو جائیگی اور پانچ چلے لگاتا رہا استعمال
کرنے سے مرض جاتا رہیگا۔ عیوبات الکبریٰ میں
لکھا ہے کہ میں میں برس کا دوا اسپنول کے
استعمال سے جاتا رہتا ہے۔

اسپنول سر کے میں پیس کر لپ کر کے
گرمی کا ورم دور ہوجاتا ہے۔ اسپنول کوٹ
کر پانی میں بھگو کر بدن پر ملا جائے تو جسم کی کھال
نرم ہوجاتی ہے۔ اس کو کوٹ کر کچے پھوڑے
کی سو جن پر لپ کیا جائے تو پھوڑا ایک کر پھوٹ
جاتا ہے۔

دماع اور پھولوں میں خشکی ہو گئی ہو تو اسپنول
کے استعمال سے ماتی رہتی ہے۔ اگر اسپنول
کے ساتھ پانی چائے یا لکڑی کے پھوڑے مل کر چھایا جائے

ذاتی خطوط

سید محرز الدین نظامی کا خط قبلہ چچا صاحب - ۱۰ - اکرم -

جہرات یا جمعہ کی رات ایک عجیب خواب دیکھا۔ کچھ کہیں نہیں آیا۔ دیکھ کہ میں امام الدین گیا ہوں۔ گنگا میں فاتحہ پڑھنے گیا۔ پہلے شاید حضرت امیر خسرو کے مزار پر فاتحہ پڑھی (اچھی طرح یاد نہیں) اس کے بعد حضرت محبوب الہی رحمہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گیا۔ فاتحہ کے دوران میں دیکھا کہ مزار شریف پر گیا ایسا معلوم ہوا کہ زلزلہ آیا۔ مزار میں حضرت کی شاگئیں اور مدح نظر آیا۔ چہرہ نظر نہیں آیا مجھے بڑا ڈر لگا۔ فریاد دعا مانگنے لگا۔ مگر دعا میں اپنے لئے کچھ نہیں کہا بلکہ دوا دے اور صاحب کی بے پروائی کے لئے دعا کی۔ دُر کے مارے میری آنکھ کھل گئی۔ تعبیر کیجئے۔ آپ محرز الدین کی تعبیر کے خواب بہت اچھا ہے۔ تم کو دنیا کا کوئی فائدہ ہونے والا ہے۔ اگر حضرت تیرے کے سر کی زیارت بھی ہو جاتی تو کوئی دین کا فائدہ بھی حاصل ہوتا۔ حسن نظامی۔

شہودی نظامی کا خط شمع طاہریت آگاہ شریعت و حقیقت حضرت قبلہ مدظلہ العالی سلام خادمانہ کے بعد شمس خدمت اقدس و اطہر ہوں۔ مگر بفضل خدا یہاں پر ہر طرح پرست ہے اور صحبت وری مزاج اقدس اطہر کی اور جملہ عزیز خداوند کریم سے شب و روز نیک مطلوب۔ صبر کا جہان کے تحت۔ ڈاکٹر کی تحقیق حضور مجھ پر کی تکلیف تھے حلقہ تشریف اور خدمت پر ہم سب فخر و شہرت ہاں

کی جناب میں جذب دل کے ساتھ دعا کرتے ہیں اللہ پاک حضور کو صحت و سلامتی نصیب کرے اور سب خلائقوں کے سروں پر حضور پر نور کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے آمین۔ اور حضور پر نور کے مخالفوں کو مباحث کر دے۔ اور دشمنوں کو دوست بنا دے تاکہ حضور کے فیض و برکت سے سب فہمیدار ہوں اور حضور پر نور کے جذب مدد کی برکت سے مسلمانوں کی آپس کی کدورتیں مٹ جائیں۔ اور سب اتفاق کی برکتوں سے مالا مال بن کر ساری دنیا کی پریشانی دور کر سکیں اور ساری دنیا کے جملے غلام واحد اللہ کے دربار میں اٹھائے ہو صدق تعین کا جام پیکر سرشار و آزاد ہو جائیں۔ غلاف کعبہ کی زیارت کی تحت توحید کی تبلیغ کا لطیف رشتی دنیا تک یا دگار ہو گا غلاف پیکر دعا میں رقت مرد خدا کی توجہ کا شرف ہے۔ اللہ ہر جگہ ہے۔ میاں کی سوج آجائے تو وسیلہ ہے جہاں بھی ہو حضور کی نصیب ہو جائے۔ اہل اللہ کی صحبت بارس ہے۔ برہم جو جائے کندن ہو جائے۔ عشق تلاش سے کس ملتا ہے ہاں کوشش سنت ہے مرد خدا رہے ہر جو تو آمینہ رو برو کرے چھاپا ہوا ہے۔ خدا اللہ جواب ہے۔ محمد بن اللہ شہودی نظامی کو اللہ تعالیٰ نے دل کی تائید دی ہے۔ اور حقیقت اور حقائق کی محبت بھی دی ہے یہی وجہ ہے کہ اُن کی نظر صحیح مشاہدہ کرتی ہے۔ حسن نظامی۔

ریحیت نیوز ایجنسی کی طرف سے خط لکھا گیا ہے کہ

ایک تکلیف دی کہ مرثب ہوا ہوں اور یہ ہے کہ یہاں چند آدمیوں میں اس مسئلے پر اختلاف ہے کہ حیدر آباد کن میں حق تعالیٰ کا تو کیا صورت ہے۔ آیا پابندی یا عام اجازت ہے اس مسئلے میں آپ سے زیادہ معتبر و زبرد کوئی نہیں سمجھا گیا چونکہ آپ کو جو نظام حیدر آباد سے تعلق ہے۔ وہ شاید کسی اور کو نہیں بڑی جہر بانی ہوگی اگرچہ سطور تحریر پر اگر کسی نے کیا "مناوی" کے دس پرچے میری انجمنی کے نام پر اسے فروخت پیچھے جاسکتے ہیں ۹ چند آدمی طلب کرتے رہتے ہیں نیاز مند نمبر جواب اسجے حیدر آباد کی قربانی کی نسبت کچھ واقفیت نہیں ہے۔ منادی کے دس پرچے منشی قربان علی صاحب جن اردو دیکھتے اردو باز ادب جامع مسجد نبی سے لے لیا کیجئے میں اُن کو اطلاع دیدیں گا۔ حسن نظامی رانا سکھ لٹو سنگھ صاحب کا خط شریعت کے مقتدا فقر کے رہنا دام اقبالہ۔ آداب سلیمات بجا لا کر عرض برقرار ہوں۔ آنجناب کی عنایت کی ہوتی نعمت کا فقیر حقیر ناقابل نے مطالعہ کیا خوش ہو۔ امید قوی ہے کہ خاکسار مصیبت زدہ کے حق میں آپ عارفانہ دیکھتے اور اچھے سمجھتے گوارا و دعا خیر سے فرمائیں اور عمل و عمل پر اسم اعظم کا بہت شوق قابل بیان نہیں فدوی حضور راہ سے اجازت کے لئے قدم چھوٹا کرنا چاہتا ہے کہیہ نگہ عمل کی امداد و توفیق رہنا سے نہ کامیابی مشکل ہے۔ عزیز دیا ز مند (رانا) سکھ پو سنگھ۔ لدھیانہ

دہلی کے شیخ شمس الدین صاحب کا خط کا کتبہ
جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی علیہ السلام عرض
ہے کہ میں نے جناب کا وہ خط جو مسٹر حسین علی
وال جی کو بھیجا تھا سنا دی مرخصہ ۱۲/۱۱ کو آپ کے
پرچہ صفحہ ۱۳ میں دیکھا۔ آپ کی عزت میرے
دل میں ہمیشہ سے بہت زیادہ ہے۔ لیکن اُن
کو جو کہ اس میں بہت اضافہ ہو گیا۔ خدا و رسول
و ائمہ دین کے بعد کسی سے نہ دے دے والے رہنمایا
دین کی وہی شان ہے جو آپ کے اس خط سے
نمایاں ہوتی ہے۔ آپ نے حق بات کہی ہے۔ نہ
مشیعوں سے ڈرے اور نہ شیعوں سے میں
اُس کے ایک ایک حرف سے متفق ہوں۔
اگر ہم جناب امیر علیہ السلام کی طرز عملی کی پیروی
نہ کریں گے۔ تو پھر شیعہ علی جوئے کے کیا سنی
شیعوں کا فرض ہے کہ مسلم لیگ میں شامل ہوں
وہ کہتے ہیں کہ ہم مسلم لیگ میں شامل اور
نہ کانگریس میں۔ لیکن یہ غلط منطق ہے مسلم
لیگ کا دعویٰ ہے کہ میں تمام مسلمانوں کی
نمائندہ جماعت ہوں۔ کانگریس کا دعویٰ
ہے کہ مسلم لیگ تمام مسلمانوں کی نمائندہ
جماعت نہیں ہے۔ اب اگر شیعہ یہ کہتے ہیں
کہ مسلم لیگ ہماری نمائندگی نہیں کرتی تو دراصل
وہ کانگریس کی حمایت کر رہے ہیں کیونکہ کانگریس
کا یہی دعویٰ ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کسی جماعت سے
علیحدہ نہیں ہوتے۔ دراصل وہ لوگ جو کہتے ہیں
کہ حضرت علی جماعت سے الگ ہو گئے وہ
دراصل جماعت کے معنی نہیں سمجھتے۔ اصلی
جماعت وہ تھی جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آہ وسلم کے جملہ چہرے تھے خواہ وہ تعداد میں
کم ہو۔ جو جماعت اپنے باقی جماعت سے
علیحدہ ہوئی۔ دراصل وہ علیحدہ ہونے والی

نہیں ہے۔ جناب رسول خدا و اُن کی ہر
ہم خیال جماعت سے وہ جماعت علی ہوئی
تھی جس کو آنحضرت نے اپنے بستر مرگ پر ظم
و قسط خضیعہ پر کھاتا کہ تو تو اُن (اللہ باذیہ پاس)
در اصل تو وہ لوگ جو قوموا غنی میں آئے ہیں
جماعت سے علیحدہ ہوئے۔ حضرت علیؓ
تو اصل جماعت میں تھے جو آنحضرت کے
ساتھ تھے۔ یہ بات دوسری ہے کہ بعد
میں اپنی تداہیر و ذرائع سے اس قوموا غنی
والی جماعت نے اپنی تعداد میں اضافہ کر لیا
حقانیت و اصلیت کبھی تعداد کے تابع
نہیں ہوتی۔ والسلام علی من التبع الحدی
نبی زید محمد سلطان مرزا۔

نوٹ:- جناب آغا سلطان مرزا صاحب
پشتر مشن حج و حال مجسٹریٹ دہلی بیت بڑے
ادیب اور عالم اور مصنف شیعہ ہیں۔ انھوں
نے اس مکتوب میں جس دوراندیشی اور
معاملہ فہمی اور مودت اور حریت کا ثبوت
دیا ہے۔ یقیناً شیعہ جماعت کے لئے راہ نما
نماست ہوگا۔ آغا صاحب نے شیعہ تاریخ اور شیعہ
عقائد کی نسبت ابھی حالی میں ایک ضخیم علمی
کتاب شائع کی ہے۔ جس کا مختصر تذکرہ منادی
میں ہو چکا ہے۔ اور مفصل تبصرہ آئندہ شمارے
نواب احسان علی خاں صاحب کا مکتوب
رباہت ہائے کونکہ کے نواب صاحب کے قریب
قرابت دار نواب احسان علی خاں صاحب جناب
کے شیعوں میں ایک بڑی شخصیت رکھتے ہیں
اور شیعہ تحریکات میں اُن کا بہت بڑا ہند ہے۔ انھوں
نے بھی مکتوب کے اختتام شیعہ میں مکتوب کی شیعہ
کاغذات سے اختلاف ظاہر کرنے کا ایک مکتوب
شائع کرایا تھا۔ جس سے ظاہر ہو سکتا ہے کہ
اگر شیعہ کا بر مسلم لیگ سے الگ رہنے کے
خلافت میں کیا کم از کم سیاسی معاملات میں

سنیوں سے الگ رہنا نہیں چاہتے۔ اور
اس صفت ظاہر ہے کہ میں نے شیعوں کو
مکتوب کے صدر صاحب کی خدمت میں جو خط
بھیجا تھا شیعوں کی جھڑپوں کے موافق تھا
مگر کیا حال ہے حالی جناب مرزا ناصر الملک
صاحب چار یاری کا۔ مکتوب کی کندی گلیوں
میں موریوں اور بریلی کے نیچے کھڑے
ہو کر مدح صحابہؓ کے تحت اس لئے گئے ہیں
کہ اُن کو مسجدوں کے باگ مردوں پر چار یاری
مدح گوارا نہیں ہے کیونکہ مشنوں کا مجمعہ اور
جماعت سنیوں کو اسلامی اخوت کا سبق
دیتی ہے۔ اور چار یاری و غیر الملک صاحب
کی مدح صحابہؓ و مسلمانوں میں تفریق پیدا کرنے
کے لئے رائج کی گئی ہے۔ سارا ہندوستان
جانتا ہے کہ غفر الملک صاحب چار یاری نہیں
مشتی ہیں اب یہ کج سبک معلوم ہے کہ جب
سے بریلی میں کانگریسی حکومت قائم ہوئی تھی
اُس وقت سے مولانا غفر الملک۔ چار یاری
مدح صحابہؓ کا جھنڈا لگھو کی گلیوں میں لٹے
پھرتے ہیں۔ بے عقل شیعوں کی بھی بھی
پہچان بازی کا علم لے کر گلیوں میں پھرنے لگے
اور یہ نہ سمجھ کر کوئی معشوق ہے اس
پر دور نگاہی۔ ورنہ چار یاری کا صاحب کوئی
سے تعلق ہے نہ اہلیت سے کوئی سروکار ہے
اگر کوئی یہ کہے کہ وہ اپنے آپ کو ملی کہتے
ہیں تو یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ اُن کے
باب کے ہاں بچے زندہ نہ رہتے ہونگے اور ان
نے اس بچے کی سلامتی کے لئے علوی خط
نام کے ساتھ بڑا دیا ہوگا۔ یا ممکن نہ ہو
علی علیہ السلام ہیں یا اسی قسم کی کوئی اور جملہ
لکھنے کی ہوگی یا امر طبعی ہے کہ لفظ اللہ کا چار یاری
بھہ بھہ چار یاری شیعہ میں سب سے زیادہ
مشتی ہے۔ حضرت علیؓ کی شیعہ میں سب سے زیادہ
حاجت ہے۔

اردو پریس کی تاریخ

نمبر ۲ نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

تحقیقات لاہور کے مفتی محمد دین صاحب فوق عہدہ مفتی مرحوم پیر اخبار کشمیری نے اپنے وقت کے اخبار نویسوں کے حالات ایک کتاب میں لکھے تھے۔ ان کا اجمالی حال میں انتقال ہوا ہے۔ میں نے ان کے صاحبزادے کو خط لکھا ہے۔ اگر وہ کتاب ان سے مل گئی تو بہت مدد ملیگی اسی طرح ڈاکٹر عبدالحق صاحب سکریٹری انجمن ترقی اردو اور ان کے مددگار سید ذہت برہمچند صاحب داتا ترقی کو بھی خطوط لکھے ہیں اور خان بہادر مولوی بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار "البشیر" آبادہ اور مولوی نظام الدین صاحب مالک اخبار "ذوالقرنین" بدایوں کو بھی خطوط لکھے ہیں۔ یہ دونوں مجھ سے بہت زیادہ واقفیت اردو اخباروں کی رکھتے ہیں اب میں اپنی ذات سے اس کتاب کو شروع کرتا ہوں۔

حسن نظامی کا نشری کلم

میر انشری کلام انیسویں صدی کے انجمنیں شروع ہوا تھا۔ یعنی ۱۸۳۷ء سے میں نے اخباروں میں مضامین لکھنے شروع کر دیے تھے پھر رابع برس کے بعد شائع سے میں نے طا محمد واحدی صاحب کی شرکت میں ایک ماہر اندسٹریٹس نظام الملشایخ جاری کیا۔ اس رسالے کے شروع کرنے سے پہلے میں نے ایک انجمن بنائی تھی جس کا نام حالتہ نظام الملشایخ رکھا تھا۔ اس انجمن کا نام

بطا ہر شاخ صوفیہ کی تنظیم کو خطا ہر کرتا ہے لیکن درحقیقت یہ نام حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء سلطان الملشایخ فرم کے نام اور لقب سے اخذ کیا گیا تھا۔ اس انجمن کے چار مقصد مقرر کئے گئے تھے۔ پہلا مقصد علم تصوف کی حاصلت اور اشاعت۔ دوسرا مقصد مشایخ صوفیہ کے آپس میں اتحاد و قائم کرنا تیسرا مقصد مشایخ کی اور دہگاہوں کی اور خانقاہوں کی اور عرسوں کی مراسم قدیم کو قائم رکھنا اور بڑا مانا اور جو چیزیں بعد کے لوگوں نے ایسی شامل کر دی ہیں جو مندر لیت اور طریقت کے خلاف ہیں ان کی اصلاح کرنا۔ چوتھا مقصد مشایخ صوفیہ اور درگاہوں اور خانقاہوں اور ان کے اوقات اور ان کے سیاسی حقوق کا تحفظ۔

رسالہ نظام الملشایخ ان چار مقاصد کی تعمیل و تکمیل کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ پانچ روپے آٹھ آنے میں سے اور باسٹھ روپے آٹھ آنے کا واحدی صاحب نے شریک کئے تھے گو یا ایک سو پچیس روپے کے سرمائے سے یہ رسالہ جاری ہوا تھا۔ اس کا سالانہ ۱۲ روپے تھا۔ اور اس کے پہلے نمبر میں چونتہ صفحے تھے اور یہ ایک ہزار چھپا تھا۔ اور اس کے سرورق پر ایک شیعہ بنائی گئی تھی جس کے اندر نظام الملشایخ نام لکھا گیا تھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب امیر رومی "ارطوفات کی برکت حاصل ہوا کرتے کے لئے ہر چاند کی چوٹی تاریخ کو شائع ہوتا پہلا نمبر چوبیس روپے تھا اور دوسرے نمبر پانچ روپے

دو نمبروں کے چوتھے نمبر کے ایک ایک ہجری طبعی نمونے کے بھیجے۔ مگر خبر یہ تھا تعلقات پر پھر وسوسہ کر کے یہ نمونہ دی بی کو دیا تھا۔ اور ہر وی بی کے ساتھ ایک ایک پوسٹ کارڈ بھی بھیجا تھا کہ اس میں خلائ رسالہ سے میں اس قسم کے مضامین ہیں اور جو اس مقصد سے جاری کیا گیا ہے۔ لیکن یہ پانچ سو دی بی واپس آئے۔ ایک پرچہ ہی کسی نے وصول نہیں کیا۔ اور میرا خیال ہے کہ اب بھی اگر اس ایسے ہی لوگوں کو دی بی بھیجوں جیسے لوگوں کا میں نے شائع میں انتخاب کیا تھا تو وہ اب بھی دی بی واپس کر دیں گے۔ کیونکہ ان میں زیادہ تر مشایخ اور پیرائے اور مولوی صاحبان تھے۔ اس وقت تو مجھے صدمہ بھی ہوا تھا جھٹھ بھی آیا تھا۔ اور مایوسی بھی ہوئی تھی۔ اور شرمندگی بھی ہوئی تھی کہ واحدی صاحب دہلی میں کہیں گے کہ انہوں نے مجھے شریک کئے باسٹھ روپے آٹھ آنے کا نقصان کر دیا۔ مگر تاریخ میں جو سکتا ہوں غلطی میری تھی کہ دی بی ایسے لوگوں کا نام مجھے جو ستر ستر لیتے ہیں۔ دوسری بات یہ تھی کہ دو سو روپے ایسی ہوتی تھیں سیکڑے جیتے ہیں کہ کو اپنی جیت خرچ کرنے کی عادت ہی نہیں ہے۔

بہر حال میں ہر محنت کی کربندی۔ اور پانچ سو دی بی دوبارہ ٹکٹ ٹکٹ لکھ کر دی بی کے صفحے پر پانچ سو روپے اور دہلی سڑکی پر پہنچنے والی دی بی پانچ سو روپے بہت قریب تھے۔ مگر زیادہ تر مشایخ سے تھا جو مجھے تھے۔ انہیں مشایخ کے لیے تو خود کیا جاسکتا تھا۔ مگر شیعہ خبر ایک سال کا نظام الملشایخ کے لیے نہ ہو سکتا

جنگل کی میری اور واحدی تھا کہ بہت بڑی اور پختہ ہے
پچھلے نظام کے شاہنشاہ نے کیا۔ شہنشاہ جس جگہ غرض
زیادہ ہوا تھا۔ اور اس وقت اخباروں اور
رسالوں میں مخصوص نمبر نکالنے کا رواج بھی تھا
اس واسطے میں نے زائد لاگت کا خرچ خریدا
تھے وصول کرنے کے لئے لاگت کے موافق
نمبر کی قیمت مقرر کی تھی۔ مگر اس کے خلاف
غلاب حبیب الرحمن خاں محدیا جنگ بہادر
رئیس حبیب گنج ضلع علی گڑھ نے اعتراضی خط لکھا
تھا تو میں نے خاص نمبر کی قیمت وصول کرنی
نہیں کر دی تھی اور نقصان خود برداشت کر لیا تھا۔
آجکل جو خاص نمبر شائع کئے جاتے ہیں ان
میں اُردو کی اشتہار بہت زیادہ آجاتے ہیں جن
سے لاگت کا خرچ ہی پورا نہیں ہو جاتا بلکہ اخراجات
والوں کو دو گنا گنتا بلکہ دس گنا نفع بھی ہو جاتا
ہے۔ مگر میں اس زمانے میں بھی رسالوں اور
اخباروں میں اشتہار چھاپنے کا مخالف تھا۔
اس لئے کوئی اشتہار رواج نہیں کرتا تھا۔

ہمارا اسٹاف کا ایڈیٹر میری ہم دونوں
کے۔ منیر بھی ہم دونوں تھے اور ملک بھی
ہم دونوں تھے۔ اور ہم دو کے سوا تیسرا
آدمی کوئی نہیں تھا۔ ایک دفعہ رسالہ ڈاک کا
ٹکٹ لے جانے کے لئے کوئی مزدور نہ ملا تو
میں خود بوری میں بھر کر رسالہ ڈاک خانے
میں لے آیا۔ اس وقت میں دریا گنج کے ایک
بالا خانے پر رہتا تھا جس کا گاہیہ مین روپے
ماہوار تھا۔ اور ڈاک خانہ یہاں سے سو
قدم کے فاصلے پر تھا۔ واحدی صاحب
کو اس سے اختلاف تھا۔ وہ کہتے تھے جب
ایک مزدور ملے انتظار کرتا چاہئے۔ میں کہتا
تھا کہ کام اب کرنا ہے اس میں دیر ہوگی۔ یہی
چاہئے۔ یہی وجہ تھی کہ ہمارا رسالہ نظام المشائخ

برسوں تک ٹھیک چھ تاریخ کو شائع ہوتا
تھا۔ اور ڈاک خانے میں ایسے وقت پہنچ
جاتا تھا کہ ڈاک خانے والے کبھی یہ اعتراض
نہیں کرتے تھے۔ کہ اخبار ایسے وقت کا ہے
ہو کہ ڈاک خانے والی ہے اور ہم کو ٹکٹوں
پر نہیں بٹھائے گا وقت بھی نہیں ہے۔

نمبر کا رواج میرا خیال ہے جو
میرا یہ نمبر رسالوں اور اخباروں کے وہاں
نمبر نکالنے کی ابتدا میں نے کی تھی۔ اور سب
سے پہلے نظام المشائخ کا شہنشاہ نمبر نکالا تھا
اس کے بعد ربیع اول میں رسول نمبر شائع
کیا تھا۔ اور میرے بعد اخبار زمیں دار نے
سینئر نمبر شائع کیا تھا۔ اور حضرت اکبر الہ آبادی
نے شعر لکھا تھا۔

عبدالمکشن میں ہے ہر چیز کے اندر نمبر
کیا تعجب ہے جو نکلا ہے۔ ہیر نمبر۔
صوفیوں کا پچھلا رسالہ ہجیر سے بہت
پہلے مولوی جمال احمد صاحب نے لکھا
تھا۔ ایک صوفیانہ رسالہ الاحسان جاری
کیا تھا۔ علی گڑھ میں یہ نام بہت اچھا اور
تصوف کے معانی کو ظاہر کرنے والا تھا۔
مگر کم علمی کے زمانے میں جاری ہوا تھا اس
لئے کوش الاحسان نام سے تصوف کا مطلب
نہ لے سکتے تھے۔ اس لئے رسالہ زیادہ مقبول
نہیں ہوا۔ اور جلدی بند ہو گیا۔ احسان
لفظ کی نسبت صحیح حدیث میں وارد ہے
کہ حضرت جبریل رسول خدا کے پاس ایک
عرب کی صورت میں آئے۔ اور انہوں
نے رسول خدا سے سوال کیا۔ ایمان کی چیز
ہے یا رسول خدا نے جواب دیا کہ تو خدا
کو ایک مانے اور محمد کو رسول تسلیم کرے
یہ ایمان ہے۔ جبریل نے کہا ٹھیک جواب ہے

پھر جبریل نے بوجھا۔ احسان کیا چیز ہے
رسول خدا نے جواب دیا تو ایسی عبادت
کرے کہ تو خدا کو دیکھ دیا ہے۔ یا خدا تجھ
کو دیکھ رہا ہے۔ جبریل نے کہا یہ جواب
بھی ٹھیک ہے۔ گویا احسان مشاہدہ ذات
الہی یا قرب ذات خداوندی کو کہتے ہیں اور
قرآن میں جہاں جہاں محسن کا ذکر آیا ہے
وہاں ہی لوگ مراد ہیں۔ مگر ہندوستان
میں احسان کسی کے ساتھ نیکی کرنے کو کہتے
ہیں۔ یہاں تک کہ جب قرآن کی آیت
پڑھتے ہیں۔ نل جزا الا احسان والا احسان
تو کہتے ہیں کہ احسان کا بدلہ احسان ہے
یعنی جو تمہارے ساتھ نیکی کرے تم اس کے
ساتھ نیکی کرو۔ حالانکہ آیت میں ہی اشارہ
اہل تصوف کا ہے۔ کہ وہ ذات کا مشاہدہ
کرتے ہیں اور اس کی جزا میں ذات الہی
ان کا مشاہدہ کرتی ہے۔

نظام المشائخ کا الاحسان بند ہو جانے
کے بعد میں نے نظام المشائخ جاری کیا تھا
گویا صوفیوں کا پچھلا رسالہ الاحسان تھا
اور دوسرا نظام المشائخ تھا۔

رسالہ صوفی کہیں کے بعد تیسرا صوفیانہ
رسالہ پنڈی بہار الدین نیچاب سے ملک
محمد دین صاحب نے صوفی نام کا جاری کیا تھا
جس میں میرے مضامین بھی چھپتے تھے۔ یہ
رسالہ بہت زیادہ مقبول ہوا اور اس کی
اشاعت نظام المشائخ سے بہت زیادہ
بڑھ گئی۔ اور اس دفتر سے تصوف و اخلاق
کی کتابیں بھی شائع ہوئیں اور ایک لٹریٹ
کمیٹی بھی کتابوں کے لئے جاری ہوئی۔
رسالہ صوفی بند ہو گیا۔ مگر نظام المشائخ جاری ہے
اگرچہ کاغذ کی نایابی اور مالی کی وجہ سے نظام المشائخ کی اشاعت
پہلی کی شان باقی ہے۔ اور واحدی صاحب اس کو پوری
توجہ دے کر چل رہے ہیں۔

میں زندگی ختم ہوگی۔

گویا گناہم نجوی صاحب نے بھی لاہری صاحب اور حسین کے حسابات کی تائید کی ہے۔

تین حسابوں کی تائید ہر جگہ کے باوجود میرا ایمان قرآن کے اس ارشاد پر ہے کہ کوئی انسان اپنی موت کے وقت کو نہیں جانتا۔ اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ اُس کو موت کس مقام پر آئے گی۔ میں اگر دس بار برس زندہ رہوں، تو مجھے کچھ خوشی نہ ہوگی اور میرا وقت آخر اگر جلری آجائے تو کچھ افسوس بھی ہوگا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس سے دُنیا کے تمام نہ کرو۔ دُنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے۔ جس سے دُنیا کے کاموں کو پورا کر لیا ہو۔ جو پیدا ہوا ہے اُس کو مگر ناصروری ہے جیسا کہ قرآن مجید نے ارشاد کیا ہے۔ لَنْ نَفْسٍ ذَا الْقَلْبِ الْمَوْتِ ہر نفس کو موت کا مزا اچھکنا پڑے گا۔

میں دہلی کے گناہم منجم صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے میرا مستقبل معلوم کرنے کے لئے حساب لگایا۔ اور میں چونکہ تھوڑا بہت نجوم سے واقف ہوں اس واسطے میں گناہم نجوی صاحب کے جوابوں کو دیکھ کر اُن کے کمالات کو بھی مانتا ہوں۔ اس کے بعد میں اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ہر انسان اپنی جسمانی حالت کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ سمجھتا ہے۔ اور میں نے اپنی جسمانی حالت کو سمجھنے کے بعد اندازہ کیا ہے کہ میرا سنی برس نہیں بلکہ نوے برس کی عمر تک یا شاید اس سے بھی کچھ زیادہ زمانے تک زندہ رہ سکوں گا۔ اور جو عمر میرے حقیقتِ خواجہ سید نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کی ہوئی تھی۔ وہی عمر میری بھی ہوگی یعنی وہ

نوسے سال تک عالم ناسوت میں رہے تھے۔ اس لئے میں نوے سال تک عالم ناسوت میں رہوں گا۔

جس طرح نجومیوں کا حساب ہے اسی طرح میں بھی اپنے کے بموجب یہ خیال ظاہر کرتا ہوں کہ درجہ بظاہر میری بیماریاں زیادہ پیچیدہ ہیں کہ معلوم نہیں کہ موجودہ دُنیا میں کوئی شخص ان ہوئی بیماریوں کو کچھ بھی سمجھتا ہے یا نہیں اور اب تو مجھے یقین ہے۔ کہ میرا علاج نہ کوئی ڈاکٹر کر سکتا ہے نہ کوئی حکیم کر سکتا ہے کوئی دیکر کر سکتا ہے۔ میں خود اپنا علاج کروں گا اور وہ علامت یہ ہے کہ سادہ غذا۔ وقت کی پابندی کے ساتھ اور رفہ رتہ دُنیا جھگڑوں سے بے تعلقی اور گوشے میں بیٹھ کر یاد حق کی مشغولیت جو دلائل اور غذائیں ذات حق کی طرف سے تلقین ہوں اُنکی اور ذات حق کی تلقین و سیلوں اور درجوں سے ہوئی ہے۔

مجھے آجکل سہرہ ہی ہے۔ اگر اکثر میری رات کو میری لڑکیاں اور زور و کوشش تھیں کہ آپ اپنا علاج کیوں نہیں کرتے؟ اور میں سنس کر جواب دیتا تھا کہ کچھ میں جانتا ہوں وہ نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ کوئی حکیم جانتا ہے اس واسطے میں کسی کام کا اندازہ کرنا نہ جانتا مابقیہ ہر روز تھجید کے وقت تھوڑا سا وقت ہوتا ہے۔

پڑھنے اور اُن پر غور کرنے میں خرچ کرتا ہوں بڑی بڑی اور اُستریہ بند پر عمل کرتا ہوں کہ خدا پرستوں کی بھی کڑیاں ہوں۔

پڑوں بھی باندھ دیتا ہوں کیونکہ ایسا بالکل جائز ہے۔

ابھی جھگڑا نہیں اور میرا خدا پرستوں کی بھینچا۔

کو بھانسنے نہ دیکھ۔ حسن نظامی

محرم آنے والا ہے

خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا

محرم تمامہ اور کربلا کا تاریخی بیان
باتصویر اور سیرت امام حسینؑ اور
تبلیغی مرتبے اور پزیرد نامہ اور
طمانچہ بر خسارِ یزید منگا کر پڑھئے۔

بقر عید قریب آگئی

خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا

عید نامہ پڑھئے اور عید کا رٹوں
کی بجائے ہی عید نامہ دوستوں
کو بھیجئے تاکہ قرآن و حدیث کی
سجدہ یوں کی تفہیم کا ثواب حاصل ہو

بچوں کو نصیحتیں

خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی
ترکیب نماز اور اسلام
ضروری عقائد
تفسیر و پارہ عمہ نامہ
مہینا و مہینہ

ایک آنہ دوا خانہ دہلی کی دوائیں

ہر مرض کی دوا

کایا پلٹ

برسات گرنے کے بعد پڑائی کا یا پلٹ ضائع کر دی گئی۔
سب بالکل نئی اور تازہ کایا پلٹ تیار ہوتی ہے
قیمت ایک ڈبہ آٹھ آنے

جگر اور معدے کی دوا

حکیم ارسطو کا چرن

قبض کشا ہے۔ معدے اور جگر کی سب بیماریوں کو دور کرتا
ہے۔ بھوک بڑھاتا ہے ہاضمہ بڑھاتا ہے۔ نیا خون پیدا کرتا ہے
طبیعت بشاش رکھتا ہے۔ قیمت ایک ڈبہ بارہ آنے

پائیریا مینجن

دانتوں اور مسوڑوں کی بیماریوں کو دور کرتا ہے
پائیریا کا اثر اس مینجن سے زائل ہو جاتا ہے
قیمت بڑا ڈبہ ایک روپیہ

گل کھاولی

جسٹ ل کا حال گذشتہ اخبار میں شائع ہوا تھا یہ ہی بچوں ہے ہر
مرض کے لئے مفید تازہ اور چھٹے ٹیبل بہت صفائی سے ڈبوں میں
بھری جاتے ہیں۔ ترکیب استعمال سب کے ساتھ ہوتی ہے قیمت آٹھ آنے ڈبہ

خوش ایام گولیاں

عورتوں کے ماہواری ایام کی خرابیاں میں نیک اندر ان گولیاں
سے جو دوا ہوتی ہیں یہ گولیاں چالیس برس کی آزمائی جا رہی ہیں
ہر ازما عورتوں کو ان سے فائدہ ہوا ہے قیمت بیس گولیاں ایک ڈبہ

مقوی غذا

گنہ چوں کے لئے۔ کمزور عورتوں کے لئے اور بچوں کے کمزور جانوں کے لئے
یہ غذا بے حد مفید ہے نہایت لذیذ ہے۔ حریر بن کر پی جاتی ہے چار کی طرح
خوش کردہ شکر ملا کر پی جاتی ہے آج کے اخبار میں اس کا فصل بیان ہے جس سے قیمت ایک ڈبہ

فاسفورس کائیل

جسم کے جس حصے میں اعصابی درد ہو اس تیل کی ماش پانچ منٹ میں اس درد
کو دور کر دیتی ہے۔ فاسفورس۔ رشتے کا تکلیف اس تیل کی ماش سے جاتی
رہتی ہے۔ جن عورتوں کے بچوں کو نستان کی بیماری ہو اور وہ سوکھ سبکہ کو مر جا
ہوں ان کے جسم پر اندر کی ہڈی پر تیل ملا کر تو بہت فائدہ ہوگا۔ عمر کی بڑائی سے کاسی
بے ہمتی سے جسم کے پچھلے کونے کو تیل کی ماش سے لگایا اور وہ جلد میں قیمت

افیم کی اماں

اس مفرد دوا کا قدیمی نام شمشاش ہے۔ اور چونکہ افیم کا تخم ہے اس کو
افیم کی اماں کہنا پڑے۔ اس کے فائدے اور اس کے استعمال کے طریقے ہم آج کے اخبار
میں درج کئے گئے ہیں۔ اور ترکیب استعمال کا پرچہ دے کے ساتھ ہی روانہ کیا جاتا
ہے۔ دل کے سکون اور دماغ کے سکون اور نیند لانے کے لئے اور
دماغ کی قوت کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت ایک ڈبہ آٹھ آنے

پرنٹر و پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پریس آف انڈیا دہلی میں چھپوا کر دسترخوار مستادی دہلی سے روانہ کیا

سید مولانا محمد رفیع الرحمن مدظلہ العالی

چشتی باری کورل کا بادشاہ بنانے والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

مکارتی

جوس ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ

ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ

قلم کار { علی بن حسن / وزید بن حسن } مورخہ ۸ نومبر ۱۹۲۵ء ہندوستان میں سالانہ قیمت دو روپے اور بیرونی ملکوں سے پانچ شلنگ

اسلام مجھ کے پانچ فرض

دن کے یقین کے ساتھ

- | | | |
|---|------------|---|
| ۱ | کلمہ پڑھنا | ۱ |
| ۲ | نماز پڑھنا | ۲ |
| ۳ | روزہ رکھنا | ۳ |
| ۴ | زکوٰۃ دینا | ۴ |
| ۵ | حج کرنا | ۵ |

۱۹۲۵ء
۱۹۲۶ء
۱۹۲۷ء
۱۹۲۸ء
۱۹۲۹ء
۱۹۳۰ء

مُسْلِمَانِ کون ہے؟

۱۔ غصے کو قابو میں رکھے

۲۔ خطا کاروں کی خطا معاف کرے

۳۔ دشمن کے ساتھ بھی انصاف کرے

۴۔ غیر مسلم کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے

۵۔ پرہیزی کو آرام پہنچائے

۶۔ گالیاں نہ دے

۷۔ کسی کو بُرا نہ کہے

۸۔ کسی کے عیب تلاش نہ کرے

۹۔ اگر شکرت نہ چلے

۱۰۔ بے کسوں کی مدد کرے

۱۱۔ مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہو

۱۲۔ نفسانی خواہشات پر غالب رہے

یا اللہ! میں مسلمان ہوں مجھے یہ بار نیکیاں عطا کر مینی

حسین نقوی

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

خواجہ حسن نظامی کے نوٹ

چشتی اوقاف کی حفاظت

اجیر شریف کی درگاہ میں ”درگاہ بل“ کا نفاذ ہو چکا ہے۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں نکلا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب تک اصلاح چاہئے والے ذاتی اعتراض اور ذاتی تعلقات اور ذاتی نفع نقصان کے خیال سے دست بردار نہیں ہوں گے اس وقت تک سرکاری قوانین بھی بے بس رہیں گے اور اسے عامہ کا سہارا بھی مفید ثابت نہیں ہوگا۔

الیکشن کی آمدی ختم ہو جائے تو چشتی باری کے ممبروں کے ذریعے چشتی درگاہوں اور چشتی مشائخ کے اوقاف کی اصلاح و حفاظت کا کام شروع کر دوں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جاگیردار مشائخ

آج سے چونتیس سال پہلے میں نے رسالہ نظام المشائخ میں جاگیردار مشائخ کے عنوان سے مضامین کا ایک سلسلہ شائع کیا تھا اور جو کچھ اس وقت لکھا تھا آج بھی وہی میرا خیال ہے اور وہی میری رائے ہے کہ جن درگاہوں اور خانقاہوں میں جاگیریں ہیں یا جن مشائخ کے پاس جاگیریں ہیں وہاں حقانیت کو سوں تک نظر نہیں آتی۔ اجیر شریف میں جو کچھ ہونا آیا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ سب جاگیر کی بدولت ہے۔ پاکستان شریف کی درگاہ کے مقدمات دو دفعہ پریوی کونسل تک گئے اور انھوں نے سپریم ان میں ختم ہوا۔ پہلی دفعہ اس مقدمے میں جو دیوان صاحب جیسے قاضی کی زندگی اہل حق

کے خلاف تو نہیں تھی۔ لیکن حضرت بابا صاحب کی اولاد اور ان کے جانشین کے لئے جن صفات کی ضرورت تھی وہ مرحوم میں نہ تھیں۔ دوسرا مقدمہ پریوی کونسل سے مرحوم دیوان صاحب کے صاحبزادے کے حق میں فیصل ہوا ان میں بھی وہ صفات نہیں ہیں جو بابا صاحب کے جانشین میں ہونی چاہئیں۔ اور جب پندرہ بیس لاکھ روپے ان کے ہاتھ میں آئیں گے اور ان کو اعتبارات مل جائیں گے اس وقت تو خبر نہیں اور کیا کیا باتیں ظاہر ہوں گی! اس لئے چشتی باری کے مخلصین کو ابھی سے سوچنا چاہئے کہ یہ رقم دیوان صاحب کی ذاتی ملکیت نہیں ہے۔ بلکہ چشتیہ خاندان کی ایک امانت ہے۔ اور درگاہ حضرت بابا صاحب کے مصارف خیر کے لئے مختص ہے دیوان صاحب کے ذاتی مصارف کی ایک مقدار مقرر ہونی چاہئے۔ اس طرح خود مختار ذمہ مصارف آئین اوقاف کے خلاف نہیں گئے۔

اطلاعیں آئیں ہیں کہ مرحوم دیوان صاحب کی لاہور والی بیوی منگر کا استخام کتنی ہیں۔ لیکن منگر کی تقسیم کے وقت بیس آدمیوں کا کھانا وہ غیر مستحق لوگ لے جاتے ہیں جو نہ عمر دیوان صاحب کے ہم نشین

میں نے موجودہ دیوان صاحب کے بچپن کے وقت جب کہ مقدمات کی آندھی چل رہی تھی پوری قانونی مدد دیوان صاحب کو دی تھی۔ اور جب وہ مقدمہ جیت گئے اور ان کی تعلیم کا مسئلہ درپیش ہوا تو میں نے پنجاب کے مرحوم وزیر اعظم سر سگندر حیات خاں کو لکھا تھا کہ حضرت بابا صاحب کے جانشین کے لئے چشتی کالج لاہور میں تعلیم پانا قطعی نامزد

ہے۔ ان کی تعلیم و تربیت ذی علم مشائخ کے ذریعے ہونی چاہئے۔ اس وقت سر سگندر نے کچھ ایسی افسوس ناک باتیں جھپکے لکھی تھیں جن کا اظہار چشتیہ خاندان کے متوسلین کے لئے رنج دینے والا ہوگا۔ اس لئے میں ان کو لکھنا نہیں چاہتا۔ اس کے بعد میں نے چشتی باری قائم کی تو نہایت ادب اور احترام کے الفاظ میں چار صفحے کا ایک خط موجودہ دیوان صاحب کو بھیجا جس کا جواب مجھے نہیں ملا۔ پھر میں نے حضرت بابا صاحب کے بھائی حضرت شیخ نجیب الدین متوکل اور صاحبزادی حضرت بیوی فاطمہ رحمہ کے مزارات کی تعمیر و حفاظت کے لئے ان کو خط لکھا کیونکہ یہ دیوان صاحب کے بزرگوں کا کام تھا۔ اور اس کا جواب انھوں نے دیا کہ انھوں نے اس کار خیر میں ایک ہزار روپے دینے کے لئے لکھ دیا ہے لیکن جن کو یہ حکم لکھا گیا تھا۔ انھوں نے ایک پیسہ بھی اس کار خیر میں نہیں دیا اور اپنی گاڑی اور دکان کے لئے منگر کی جاگیرت کی آمدنی جمع کرنے میں مشغول رہے۔

میں نے اس برتاؤ سے متاثر ہو کر یہ نوٹ نہیں لکھا ہے کیونکہ جو زیادہ رقم تعمیرات میں خرچ ہوئی وہ میں نے اپنے پاس سے ادا کر دی اور خدا کے فضل سے کام مکمل ہو گیا۔ اور چونکہ اب مجھے کچھ لینے کی ضرورت نہیں رہی ہے اس واسطے میں اپنی چشتی باری کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

چاچا اٹال ریاست بہاول پور میں چشتیہ نظام خاندان کی ایک بڑی خانقاہ ہے۔ جہاں ریاست کی طرف سے ایک بڑی جاگیر ہے۔ اور جاگیر

گلبرگ شریف میں حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کا مزار ہے جو حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے جانشین و خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین تیمور چراغ دہلی کے خلیفہ تھے۔ یہاں بھی دکن کے قدیمی بادشاہوں کی طرف سے ایک بڑی جاگیر ہے جس کی آمدنی ایک لاکھ روپے سال سے زیادہ ہے۔ اور یہاں کے سجادہ نشین صاحب کے اطوار بھی بہت نامزد ہیں۔ مگر خدا سلا رکے اعلیٰ حضرت حضور نظام کو بندوں سے نہ کاری نگرانی کے ذریعے استقامت درست کرادے۔

سیلڈن ضلع رائے بریلی یو پی میں بھی چشتیہ نظامیہ سلسلے کی ایک بڑی درگاہ ہے۔ جہاں ایک لاکھ روپے سالانہ کی جاگیر ہے جس کا انتظام ایک ہندو کے سپرد ہے اور سجادہ نشین صاحب گائے دالی خوب صورت عورتوں کی ہنم نشینی کو اپنے بزرگوں کا مسلک سمجھتے ہیں۔ القعدہ یہ محض ایک اطلاع ہے کہ اگر میری زندگی الیکشن کے بعد تک قائم رہی تو میری جتنی اوقات کی حفاظت اور اصلاح کے لئے قدم اٹھاؤں گا۔ ورنہ لوگ آئندہ چستی پاری تو چلائیں گے۔ وہ اس بڑی ضرورت کو مد نظر نہیں مگر ابھی سے کھول کر کہہ دینا ضروری ہے کہ یہ اصلاح اور یہ حفاظت رواجی جھگڑوں کے ذریعے نہیں ہوگی اور جو لوگ اصلاح و حفاظت کا کام کر رہے ہیں ان کو اوقات سے کسی قسم کا فائدہ حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

میرے سامنے یہ موصول ہے کہ جاگیروں کے متعلق اندازہ بانیں۔ آمد و خرچ کا تعلق ان سے نہ ہو اور جو لوگ موجودہ نظم و نسق میں انقلاب پیدا کریں ان کا تعلق بھی آمد و خرچ سے نہ ہو بلکہ ایک تیسری جماعت دہانت دار و مخلصین کی بنائی جائے۔ اور وہ آمد و خرچ کا انتظام کرے

اور یہ جماعت بھی تین سال کے بعد بدل جایا کرے۔ تاکہ ضروری اختیار قائم نہ ہو جائے اور اوقات کا رویہ ان کاموں میں خرچ کیا جائے جن سے خالق ہوں اور دروگاہوں کی تعمیری حالت درست ہو اور بزرگوں کی تعلیمات کے عملی نمونے درگاہوں میں نظر آئے لگیں۔

احمد آباد میں چشتیہ نظامیہ سلسلے کے تین چار بزرگوں کے مزارات ہیں۔ وہاں کے سجادہ نشین بچپن میں مادر زاد ولی معلوم ہوتے تھے۔ اور میں جب ان سے ملتا تھا تو امید میرے کان میں کہتی تھی یہ بچہ ہم چشتیوں کو برہان چڑھائے گا مگر بدقسمتی نے معاملہ برعکس دکھایا کیونکہ وہاں بھی کچھ تھوڑی بہت جاگیر ہے۔

حریت کی تحریریں

اخبار حریت میں جو کچھ اور جس انداز سے میرے خلاف لکھا جا رہا ہے۔ اس سے متاثر ہو کر باہر سے خطوط اور دہلی سے ٹیلیفون آتے رہتے ہیں ان کو منادی کے ذریعے مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ حریت ہو یا کوئی اور اخبار جو کچھ میری ذات کی نسبت لکھے گا۔ میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔ البتہ جس طرح حریت نے حضرت دیوان صاحب اجمیر تشریف اور حضرت صاحبزاد صاحب گورادہ شریف اور حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب وغیرہ بزرگوں کی یہ لکھ کر ہنک کی تھی کہ ان سب نے مسٹر جناح سے بیعت کر لی ہے۔ اگر اس قسم کا اور کوئی مضمون شائع ہوگا تو یقیناً میں اس کا جواب لکھوں گا۔ کیونکہ صد فیاض کرام اور شاخ عظام کی عزت کی حفاظت میرے فرائض میں داخل ہے۔

حریت نے میرے نوٹ کے جواب میں بہت سے کالم اپنے اخبار کے خرچ کے مگر اس کا جواب نہ دیا کہ حضرت پیر جماعت شاہ صاحب

رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حریت نے لکھا تھا کہ وہ حریت و منشیرا کے مضامین پڑھتے تھے۔ اور ان کے کو دعائیں تحقیر کے خط بھیجتے تھے۔ میرا اعتراض تھا کہ ایڈیٹر کا یہ لکھنا قطعی غلط ہے کیونکہ حضرت پیر صاحب کی وفات کو بہت عرصہ گزر گیا ہے اور ان کو اخبار پڑھنے کی عادت نہیں تھی۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ رسالہ منشیرا بہت مدت سے جاری ہے اور وہ حضرت پیر صاحب کی زندگی میں جاری تھا۔ تب بھی یہ سوال باقی رہتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب حریت کو حضرت پیر صاحب نے دھاوا کشین کے خط بھیجے یا نہیں میں اب بھی لکھتا ہوں کہ نہیں بھیجے۔ ایڈیٹر کا یہ لکھنا کہ خط بھیجے قطعی جھوٹ اور غلط ہے۔

اخباروں کا عطر

میں نے ارادہ کیا کہ سنادی میں "اخباروں کا عطر" عنوان جاری کر جائے جس میں کانگریسی اور مسلم لیگی اخباروں اور سکھ اخباروں اور ہندو بھاسا کے اخباروں کے ان خیالات کا خلاصہ درج ہو کر یہ جو وہ اپنی بالیسی کے اظہار کے لئے یا اپنے مخالفوں کی تردید کے لئے شائع کرتے رہتے ہیں۔

مسٹر فورسٹر

انگلستان کے مشہور ناول نویس مسٹر فارسٹر دہلی میں آئے ہیں۔ میرے پاس بھی تشریف لائے تھے اور میں ان کو چشتیوں کے آثار قدیمہ اور درگاہیں دکھانے لگا تھا۔ ان کی تحریروں کی دہاک تمام یورپ میں ہے۔ انھوں نے ہندوستان کی نسبت ایک ناول لکھا ہے۔ اور مصر کی نسبت دو ناول لکھے ہیں۔ وہ قوموں کے لکچر کی نسبت بہت اعلیٰ فلسفیانہ خیالات ظاہر کرنے کی مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی عمر چھیتر سال کی ہے۔ وہ بہت ہنس مکھ اور مجلس انگیز ہیں۔ اردو نہیں جانتے انھوں نے اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہ بتایا کہ

دوست کی دوستی پر قائم رہنا اصلی انسانیت ہے

مسٹر ایٹس براؤن کی وفات

جب مسٹر فورسٹر دوستوں کی دوستی کی اہمیت بیان کر رہے تھے تو بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ انگلستان کے مصنفوں میں ایک بڑے مصنف مسٹر ایٹس براؤن کی دوستی پر مجھے بھی ناز ہے اور وہ بھی سچے خلوص کے ساتھ مجھے اپنا دوست مانتے ہیں۔

یہ سن کر مسٹر فورسٹر نے کہا مجھے افسوس ہے کہ میں یہ خبر سنا کر آپ کے دل کو صدمہ پہنچاؤں گا۔ آپ کے دوست مسٹر ایٹس براؤن نے مجھ سے چھینے ہوئے دفات پائی۔

مجھے یہ سن کر بہت زیادہ صدمہ ہوا۔ اودھ میں مجبور ہو گیا کیونکہ مسٹر ایٹس براؤن نہ صرف میرے دوست تھے۔ اور میری انشاپردازی کے قدر دان تھے۔ اور مجھے انھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے انگلستان اور یورپ میں مشہور کیا تھا بلکہ مجھے صدمہ اس بات کا زیادہ ہے کہ تصوف کا ایک دلدادہ انگریز دنیا سے چلا گیا۔ کیونکہ اہل تصوف کے بڑے حامی تھے۔ اور ہندو دیانت (تصوف) کے اشغال پر عمل بھی کرتے تھے۔

وہ گذشتہ لڑائی کے زمانے میں ترکوں کے قیدی ہو گئے تھے۔ اور وہاں انھوں نے بہت تکلیفیں اٹھائی تھیں۔ ایک سال پہلے وہ دہلی میں آئے اور دو دفعہ مجھ سے ملنے میرے مکان پر تشریف لائے اور ایک دفعہ سیٹھ دال میاں کی باری میں مجھ سے ملے۔ انھوں نے ہندوستان کی نسبت دیونا میں شائع کی تھیں۔ ایک کتاب کا نام بنگال لانسرز "تحاحیں کا فلم بنایا گیا تھا اور اس فلم سے ہندوستان میں ناراضی پیدا ہوئی تھی۔ اس کے بعد انھوں نے ہندوستان کی نسبت دوسری کتاب لکھی جس میں میری نسبت

بھی کچھ تذکرہ ہے۔ اور نیشنل بینک دہلی کے دفتر کی ایسی تصویر انھوں نے اپنی کتاب میں دیکھائی ہے جو انگریزی زبان کی انشاپردازی کا اعلیٰ نمونہ ہے۔

ایک دفعہ میں ان کو منگلوں والی درگاہ پر لے گیا جو بڑے قلعہ کے سامنے سڑک کے کنارے واقع ہے۔ اور جہاں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے وقت کے ایک بزرگ حضرت بابا ابوبکر حیدری طوسی کا مزار ہے۔ چونکہ اس مزار کو اور اس کے اطراف کو آرائش دہلی کی طرف سے کچھ اندیشہ تھا اس واسطے میں نے درگاہ کے فیر کو رائے دی کہ وہ مزار کے چاروں طرف بالنسوں اور لمبوں پر مٹکے لٹکائے اور جب ہزاروں مٹکے لٹکائے گئے۔ تو میں لڑی دنگلڈن کو یہ درگاہ دکھانے لے گیا۔ اور ان کے حکم سے یہ درگاہ خطرات سے محفوظ ہو گئی۔

ایک دفعہ مسٹر ایٹس براؤن کو بھی میں اس درگاہ میں لے گیا تھا۔ مزار کے قریب بیوس کی بنی ہوئی ایک چھوٹی سی گھاٹی ہے جس میں درگاہ کا فیر رہتا ہے۔ اس گھاٹی کا دروازہ دو درختوں کے درمیان ہے۔ اس درختوں کے درمیان سے گھبراہٹ میں مسٹر ایٹس براؤن سے کہا کہ اگر تم سچے درویشی کو اور درویشوں کو مانتے ہو تو اس گھاٹی کے اندر جاؤ۔ مسٹر ایٹس براؤن نے پہلے کچھ دیر تامل کیا اور پھر ٹوپی اتار کر کھدی اور دو دو بڑے فٹ کے دروازے میں سر ڈال کر گھٹنوں کے بل اندر چلے گئے۔ اور وہاں بیٹھ کر مجھ سے کہا۔

"اس وقت ہم رافٹے میں ہیں تم پھر کبھی آنا۔ یہ وقت کسی سے ملنے کا نہیں ہے۔" میں نے کہا جناب پیر صاحب ایسا نہ کہ سیدی مولائی کی طرح اندر آجائے اور آپ کو وہاں سے بھی گناہوں سے کیونکہ سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے حضرت بابا ابوبکر حیدری طوسی رحمہ سے فتویٰ لیکر سیدی مولانا کے ایک شہرہ آفاق اور بڑے

رسوخ والے درویش کو مار ڈالا تھا۔ اور سیدی مولائی روح نے جلال الدین خلجی کو ایک برس تک بنگلہ پر سونے نہیں دیا تھا۔

یہ سن کر مسٹر ایٹس براؤن ہنستے ہوئے باہر آئے اور انھوں نے میری کتاب نظامی منبری سے سیدی مولانا قصہ اپنی نوٹ باب میں درج کر لیا۔

ایک دن مسٹر ایٹس براؤن نے مجھ سے پوچھا کہ آپ نے کتاب "بگمات کے آئینہ" کی تصنیف سے کتنی دولت کمائی؟

میں نے جواب دیا یہ پوچھتے کتنی دولت کمائی ہوگی؟ اس کے دس بارہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ جو قیمت اتنی کم ہے اور لاگت اتنی زیادہ ہے۔ کہ کبھی آمد و خرچ برابر ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کچھ نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

یہ سن کر انھوں نے کہا مجھے صرف ایک کتاب بنگال لانسرز سے ایک لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی تھی۔ پھر کہا کہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایک منشی کو کر لے کر آپ کی کتاب بگمات کے آئینہ کا انگریزی ترجمہ انگلستان میں شائع کروں گا۔ میں نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر یہ کتاب انگریزی میں ہوگی تو کوئی نا بجا انگریز اس کی مضبوطی کا حکم نہ دے اس واسطے بس یہ کافی ہے کہ یہ کتاب اردو اور ہندی اور گجراتی میں چھپتی رہے جیسے آج کل چھپتی رہتی ہے۔

وفات حسرت ابیات

لیڈی اسٹیمپنزی افریقہ سے سیٹھ آمودہ صاحب نے اندوہناک خبر کا نام بھیجا ہے کہ حضرت مولانا صوفی عابد میاں صاحب وفات پائی جنہوں نے اپنی زندگی میں دنیا کا بیل لکھوں کی تعداد میں لکھیں اور چھپو ہیں اور مقیم کیں ہیں اس خبر کو لکھنے کی وجہ سے مجھ میں بہت ہی غم ہے۔ اسے تو زندگی کا بڑا حصہ افریقہ میں بسر کیا تھا۔ وہاں کی تجارت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کے طفیل ہم سب کو صبر دے۔

ذاتی خطوط

ڈاکٹر امداد اللہ ایم اے پی ایچ ڈی کا خط
حضرت المحترم - آداب عرض:

پروردگار عالم آپ کو صحت، عافیت اور تندرستی عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ ہمارے سر پر قائم رہے۔ میں نے ۲۵ اکتوبر ۱۹۳۵ء جمعہ کی رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ ازراہ ذرہ پروردی اس رویہ کے غریب خانہ پر تشریف لائے اور عشا کے بعد دینک میرے گھر کے مرد و زن کے مجمع کو اپنے وعظ سے مستفید فرما رہے۔ (ولطف یہ ہے کہ میں ہوں یا میرے مولا کی ذات۔ اللہ بس باقی ہوں) اور رات کو بھی غریب خانہ پر شب باشی فرمائی۔

میری زندگی میں یہ دوسرا واقعہ ہے کہ میں نے کسی بزرگ کو خواب میں دیکھا ہو اور انھوں نے ازراہ شفقت میرے ہاں شب باشی فرمائی ہو۔ پہلی دفعہ خواب میں دیکھا کہ میں کوہاٹ میں مقیم ہوں (حالانکہ میں نے آج تک کوہاٹ نہیں دیکھا) اور سرکارِ دو عالم حضور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام جمعرات کے دن تشریف لائے اور اپنی ذات بابرکات سے غریب خانہ کو متور کیا۔ رات کو وہیں قیام فرمایا۔ دوسرے دن جمعہ کی نماز کے بعد حضور واپس تشریف لائے رخصتی کا نظارہ قابل دید تھا۔ قریباً ایک دو لاکھ آدمیوں کا مجمع تھا اور لوگ مختلف قسم کے بلند عہد ہاتھوں میں غاسے ہوئے تھے۔

اب غالباً ۴۰ برس کے بعد آپ کو خواب میں دیکھا کہ غریب خانے پر تشریف لاکر رات کو بھی وہیں قیام فرمایا۔ خبر نہیں۔ آپ کے بتلائے

ہوئے اور ادھر پڑھنے کا نتیجہ ہے یا کیا؟ واللہ اعلم بالصواب، زیادہ حدادب۔

طالب دعا کے اقبال۔ ڈاکٹر امداد اللہ علیہ السلام جواب: پیارے بھائی یوسف امداد اللہ علیہ السلام بعد دعا کے معلوم ہو کہ پہلے بھی ذرا خط آپ کے آئے تھے۔ مگر میں اپنی سلسل بیا ربوں کی وجہ سے جواب نہیں لکھ سکا تھا۔ آپ میرے دل کو آنکھوں سے دور نہیں ہیں جس ضلع میں آپ رہتے ہیں اس کا نام ہوشیار پور ہے۔ وہ عالم روحانیت میں منزل اسی کو ملتی۔ جس کی پیش اس کے یار مددگار ہوں۔

آپ نے مجھے خواب میں دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ میں نے آپ کے بیوہ بچوں کے سامنے وعظ کیا۔ حالانکہ آپ کے بیوی بچے نہیں ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی لکھا کہ میں ایک رات دن آپ کے ہاں بھاگتا ہوں۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ جو باطنی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کے پیکرِ ناسوتی پر ہے وہ ہم سب غلامانِ محمد کو مجبور کرتی ہے کہ آپ کی طرف ظاہر اور باطن متوجہ رہیں۔ عورتوں اور بچوں کے سامنے وعظ کا مطلب یہ ہے کہ بیوی سے مراد رنج ہے۔ اور بچوں سے مراد نفسانی جذبات ہیں جن کو عالم باطن میں خدا کی طرف سے تلقین ہوتی رہتی ہے۔ ماورایک رات دن کے قیام کی تعبیر یہ ہے کہ نور و ظلمت کے دونوں دور میں آپ کی رفاقت رہی۔ اہل تصوف نور و ظلمت کی نسبت شہرت عوام سے الگ عقیدہ رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک ظلمت ذات الہی کا نور حقیقی ہے۔ اور جس روشنی کو

نور کہا جاتا ہے وہ تجلی مجازی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کبے پر کلا خلاف ڈالا جاتا ہے۔

میں نے آپ کو یوسف لکھا۔ حالانکہ آپ ہندو ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں حضرت یوسفؑ کا شہنشاہ اور ہندوؤں میں مادہ پرورش کا حصن بہت زیادہ مشہور ہے اس لئے میں نے ان دونوں اسمائے صفائی کو جمع کر کے آخری لفظ لال کو مخفی رکھا۔ تاکہ کوئی غیبی جان لے اور آپ بھی سمجھ لیں کہ لال کو جس پہلو سے لٹولا لال ہے۔ اب خدا نے جا باطاب کی ساعتیں بہت جلدی میرے دروازے پر آئیں گی اور میں اُن کو ساتھ لے کر اپنے چارے بھائی یوسفؑ کو ساتھ لے کر روانہ ہو کر جاؤں گا۔ پھر ہم دونوں مل کر کہیں گے جو خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

مسلم لیگ پیچ رہی ہے "پاکستان" کانگرس پیچ رہی ہے "ہندوستان" مہا سہا پیچ رہی ہے۔ جو کچھ آئے ہمارے گھر میں آئے اور سب خالی ہاتھ رہ جائیں۔ مگر ہم دونوں کہیں کہ یہ سب مورکھ ہیں نادان ہیں اور اپنے مولا کی شان سے انجان ہیں۔ سو اسی شکر اچار یہ نے کہا تھا۔ "جنگلو منڈیت تخت کیشا کا شایام برہو کزٹ ویشا نشین بچ پشین مورہا اڈر برتہ ہو کزٹ ویشا"۔ کوئی اپنے سر کے بالوں کو بڑھاتا ہے۔ اور کوئی منڈواتا ہے۔ اور دونوں یہ چاہتے ہیں کہ بال بڑھائے اور منڈوئے سے سادہ پردہ پوش سمجھے جائیں اور دنیا اُن کی گردید ہو۔ دونوں نادان ہیں۔ خدا کے لئے بال بڑھائیں اور منڈائیں تو اس سے زیادہ مل جائیگا جس کو دنیا والوں سے چاہتے ہیں۔

ہیں ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے یوسف
مادہ نے ساری دنیا دیکھی اور نئی دنیا کی بڑی
بڑی ڈگریاں حاصل کیں ادب نے ہندوستان
کے مزے دار دل سے بھی اس کی آنکھیں دیکھ
رہی ہیں کہ کوئی جانیں بڑا رہا ہے اور کوئی
جانیں منڈا رہا ہے۔ مگر وہ ٹھیکاً ہم دونوں ہی
جنہوں نے دنیا والوں کے لئے نہیں بلکہ خود
اُس کے لئے جانیں بڑھائی ہیں اور منڈائی ہیں۔
مسلمان کبے کا حج کرتے جا رہے ہیں۔ وہ
ایک ذات کا گھر دیکھنا چاہتے ہیں۔ مگر میں خود
اُس گھر والوں کی ذات ہی کو دیکھنا چاہتا ہوں
سچ کہا تھا فارسی شاعر نے صغ او خانہ ہی جوید
ومن صاحب خانہ۔ اچھا بھائی رخصت
اللہ اللہ رام رام۔ حسن نظامی
برما کا خط مگر میری محترمی جناب خواجہ صاحب
بعدہ گزارش ہے کہ بغضہ تعالیٰ میں یہاں
نیر و عافیت ہوں۔ امید ہے کہ عالی جناب
بھی مع متعلقین کے نیریت ہوں گے۔ براہ
کرم اپنی خیریت سے جلد از جلد مطلع فرمائے گا۔
تاکہ دل کو کلی اطمینان و تسلی حاصل ہو۔ مرحوم
محمد جان صاحب کے لڑکے بھی سب خیریت سے
ہیں۔ اطلاع عرض کر دیا۔ میری طرف سے دعا
شریف میں سلام عرض کیجے گا۔ اور دعا کیجیے گا
کہ بقیہ زندگانی بھی بخوبی و با اطمینان گزر جائے
کیونکہ آپ واقف ہیں کہ میں یہاں تنہا ہوں
کوئی ایسا سبب خداوند کریم پیدا کرنے کہ جس
سے تنہائی ہی دور ہو جائے اور سکون کی زندگی
بسر ہو۔ کسی کا محتاج نہ ہوں۔ اور آخری وقت
دنیا سے رخصتی ہو۔ میری طرف سے سبوں کو
سلام دینا کہیے گا۔ فقط خدا حافظ۔ والسلام
الراحم العاصی۔ اسماعیل حاجی محمد عباس۔
جواب کا خدا کا شکر ہے کہ آپ کی سلامتی کی خبر

آپ کے خط سے ملی۔ اور سب سے زیادہ شفی
اس کی ہے کہ توحیدی شاہ نظامی مرحوم کے
بچوں کی خیریت بھی آپ نے بھیجی جس کے لئے
میں رات دن بیقرار رہتا تھا۔ آپ اُن سے
ملنے اور نام بنام سب کو دعا کیجئے اور اُن سے
خیریت نامہ بھجوائیے۔ میں آپ کی صحبت
و سلامتی کے لئے یہی کروں گا کہ عا کو حسن نظامی
نواب غازی یا جنگ بہادر کا خط لکھ کر حیدر آباد
مشہور دین دار عہدے دار نواب غازی یا جنگ
بہادر سالہا سال سے مدینہ منورہ کے فقراء و
غزبا کے لئے اہل خیر سے چندہ جمع کر کے مدینہ
منورہ بھجوا دیا کرتے ہیں۔ اُن کی کمی میں میں آتی ہوں۔
ہیں۔ ایک جناب مولانا سید محمد بادشاہ حسینی
صاحب دوسرے خان بہادر احمد علی الدین
صاحب یعنی نواب احمد از جنگ بہادر تیسرے
مولوی محمد فیض الدین صاحب ایڈوکیٹ۔
اس کمیٹی کے ذریعے جو قسین فقرائے مدینہ
کی امداد کے لئے نواب صاحب کو وصول ہوتی
ہیں۔ وہ سرکار عالی یعنی حکومت حضور نظام
کے تحکیم امور مذہبی میں جمع کرادی جاتی ہیں
اور یہ محکمہ مدینہ منورہ میں حسب ذیل طریقوں
سے غزبا میں تقسیم کر دیتا ہے۔
(۱) روزانہ روٹی تقسیم کی جاتی ہے۔ خرچہ
ماہانہ چہ ہزار روپے سالانہ بہتر ہزار روپے کلدار
(۲) مدینہ منورہ کی بیوہ عورتوں میں نقد تقسیم
کے لئے چودہ ہزار روپے کلدار۔
(۳) خدام حرم مہاراج کی تقسیم کے لئے نقد
تقسیم نو ہزار روپے کلدار۔
(۴) یتیموں اور علمی اداروں میں تقسیم کے
لئے گیارہ ہزار روپے کلدار۔
(۵) علماء و دستختم محتاجوں کی تقسیم کے
لئے تیرہ ہزار روپے کلدار

نواب غازی یا جنگ بہادر نے گزشتہ سال
جو مراسلہ بھیجا تھا اُس کا خلاصہ ہی درج کر دیا
گیا تھا۔ اور اب جو مکتوب آیا ہے اُس کا خلاصہ
بھی منادی کے ناظرین کی سمجھ کے موافق درج
کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ نواب صاحب جن الفاظ
میں یہ مطبوعہ خط تیار کیا ہے وہ اُن کے ذوق
قلبی کا دلکش نمونہ ہے۔ اور میں کم علم لوگوں
کی سمجھ کے لئے اپنے الفاظ میں خلاصہ لکھ دیا
ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کا خیر میں اس سال
بھی ناظرین منادی حصہ لیں گے۔
مشہورہ اسی سلسلے میں میں ذاتی رائے
بھی پیش کرتی جا رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ گذشتہ
زمانے میں کتنی رقم تقسیم کی گئی اور مدینہ منورہ
میں جو لوگ تقسیم کرتے ہیں وہ کون ہیں تاکہ
نذریں دینے والوں کو اچھی طرح اعتماد ہو جائے
نیز یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جو قسین اب تک
تقسیم ہوئی ہیں یا روٹی میں خرچ ہوئی ہیں۔
اور ان کی رسیدیں محکمہ امور مذہبی میں تھیں
وہ رسیدیں بھی مسلمانوں کی آگاہی کے لئے
شائع کرنی مفید ہوگی۔ کیونکہ میرا تجربہ یہ ہے
کہ میرے پاس جو کچھ تہوڑی سی نہیں اس مد
کے لئے آئیں قسین اور وہ میں نے اپنی دست
میں معتبر لوگوں کو بھیجی تھیں اُن کی رسیدیں اب
تک میرے پاس نہیں آئیں۔ اس لئے میں نے
اب ان رقموں کی وصولی کی ذمہ داری سے
کنارا کشی کر لی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اگر نقد
مشوے پر توجہ کر لی جائے تو یہ سب سے زیادہ
معتبر ذریعہ امداد بھیجے گا ہوگا۔ حسن نظامی۔
بھائی فلک پیم کا خط مگر میرے دوست
میاں عبدالعزیز صاحب فلک پیم سابق وزیر
ریاست پور قلعہ نے ایک ایسی خوش خبری مجھے
بھیجی ہے۔ جس کو پڑھ کر میرے اندر ہزار آدمیوں

کی نہیں بلکہ ایک لاکھ آدمیوں کی۔ اس سے بھی زیادہ دس کروڑ مسلمانوں کی خوشی پیدا ہوگی اور وہ خوش خبری یہ ہے کہ میاں عبدالعزیز کے حقیقی بھائی حافظ غلام سرور صاحب لڑائی سے پیسہ سنگاپور کے علاقے میں تھے۔ اور ان کی سلامتی کی کوئی خبر نہ ملتی تھی جس سے اُن کے بھائی کورات دن فکر رہتا تھا۔ اور میں بھی حافظ غلام سرور کی سلامتی کا اتنا ہی مشتاق تھا جتنی میں خود اپنی سلامتی کا مشتاق رہتا ہوں کیونکہ حافظ غلام سرور نے انگریزی زبان میں قرآن شریف کا ایسا اجماع کیا تھا کہ جتنے ترجمے دوستوں اور دشمنوں کے کئے ہوئے تھے سب اُسے گئے اُن میں سے کسی ترجمے نے میرے شکی دل پر اتنا تفسہ نہیں کیا تھا جتنا تفسہ حافظ غلام سرور صاحب کے ترجمے نے کیا تھا۔

اور میں نے حافظ صاحب سے اُن کے انگریزی ترجمے کو دوبارہ چھاپنے کی تحریری اجازت بھی لے لی تھی۔ مگر یکایک لڑائی شروع ہو گئی اور میری امیدوں پر اور رشتوں پر ساری دنیا کی توپوں نے اور ہوائی جہازوں نے اتنی زیادہ گولہ باریاں اور بم باریاں کیں کہ میں مالوسی کی انسی میں ڈوبتا ہوا گیا۔ کیونکہ انسی ایک ایسا جگہا تھا کہ اُس کے انبار پر کھڑا ہونا موت کے منہ میں چلا جانا ہے۔

کیونکہ میں نے اس میں جانتا ہوں۔ کیونکہ میں اُن شاعروں میں نہیں ہوں۔ جو کہتے ہیں۔
شکرت غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری
اس لئے میری خوشی اس میں ہے کہ میرے
بڑے پیارے حافظ غلام سرور کے
چاہنے والے جس کروڑ ہو جائیں۔
وہ صبح کب ہوگی جب میں حافظ غلام
سرور کا آخانی چہرہ دیکھوں گا؟ اور
وہ شام کب آئے گی جب اپنے سرور
کائنات کے غلام کی صورت کا جاندی
آنکھوں کے سامنے چمکتا پاؤں گا؟
لکھنے والے زیادہ یتیم نہ ہو وہ صبح
شام جلدی تیرا جذب الفت سامنے
لے آئے گا۔ حسن نظامی۔

یہ اللہ میاں کے بیٹے ہیں

سید عسکرت حسین مرحوم سینا پور میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ اُن کے والد حضرت اکبر اُن سے ملنے سینا پور گئے۔ بسٹین پر عشرت میاں شہر کے رئیسوں کے ساتھ استقبال کے لئے آئے۔ وہاں کوئی تعلقہ دار صاحب کھڑے تھے۔ اُن سے حضرت اکبر کا تعارف کرایا گیا تو ذرا لکھے ہی سے تب کسی نے کہا یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں۔ اُس وقت تعلقہ دار صاحب بہت ہی عاجزانہ انداز سے جھک کر ملے۔ حضرت اکبر نے اُن کے ہاتھ پکڑ لئے اور کہا آپ نے سنا اللہ میاں یورپ گئے تھے سارا یورپ استقبال کے لئے بندرگاہ پر آیا اور تعارف کرانے والے نے کہا یہ خداوند ہیں جنہوں نے سب کو پیدا کیا ہے۔

یورپ پر اس تعارف کا کچھ اثر نہیں ہوا اور وہ خاموش کھڑا رہا۔ تب تعارف کرانے والے نے کہا یہ عیسیٰ مسیح کے والد ماجد ہیں۔ تب سارا یورپ اُن کے قدموں پر میں گر پڑا یہ سُن کر تعلقہ دار صاحب بہت شرمندہ ہو

حسن نظامی

گھر لیو دوا دارو کی اطلاع

چونکہ میں حیدرآباد جا رہا ہوں اور گھر لیو دوا دارو کا مضمون اس پرچے کے لئے اور آئندہ پرچے کے لئے نہیں لکھ سکا۔ اس واسطے اطلاع دی جاتی ہے کہ کل بکاؤلی سالم اور سپاہو دفتر گھر لیو دوا دارو دلی سے روانہ کیا جا رہا ہے مگر ابھی اُس کی دوسری دوئیا تیار نہیں ہوئی ہیں اور میری دلچسپی تک کے تیار ہونے کی امید بھی نہیں ہے، لہذا اہل ضرورت کو نومبر کے آخر تک دوئیاں تیار نہیں کی جائیں گی۔
حسن نظامی

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۵ اسی روزی ۲۲ اکتوبر سپر دہلی مرد خدا کی ہمت پر آج جیب میں ایک پیسہ نہ رہا تو بنک جانا پڑا۔ ڈرائیو جی پی پر تھے تانگے والے نے چہرہ پلے کر لئے کے مانگے۔ میں نے اپنی پیاری "داشتہ" ہمت سے پوچھا کہ دہلی تک پیدل جانے میں میرا ساتھ دینی یا نہیں فرمیں برادر نو نڈی کی طرح بولی بسر و چشم دن کے گیارہ بجے تھے۔ تیز دھوپ نہ تھی، میں نے دھوپ کی حدینک لگا لی اور دہلی جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔ میرے بٹکے علی بنے کہا عبد النعیم خاں صاحب کو ساتھ لے جائیے و فتری کام میں سنبھال لوں گا۔ میں نے کہا۔ نہیں بیٹا تیرا باپ اکیلا دنیا میں آیا تھا۔ اکیلا رہا تھا۔ اکیلا قبر میں جائیگا۔ اس دنیا میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دے سکتا یہ کہتا ہوا سڑک پر گیا۔ تانگے والے دوڑے اور کہا دہلی رو پے لے لینگے۔ میں نے انکار کیا اور دس موٹر میں جانے کے لئے پوچھ کر میں جا کر بیٹھا تھوڑی دیر میں بس آئی تو کچھانچ بھری ہوئی تھی۔ پولس چوکی کے منشی صاحب نے ملہ دی اور سوار کرا دیا۔ لالہ سرور سنگھ مہاجن نے اپنے پاس بٹھا لیا حالانکہ کھڑے ہونے کی جگہ بھی کم تھی۔

بس دے دے کو بار بار دیکھا کہ بھائی ٹکٹ دے۔ کرایہ لے گھر وہ دکھائی نہ دیا چاندنی پور میں جا کر بس بخیر مسافر ترے تو میں بس کے اندر ٹھہرا رہا کہ کوئی آدمی کمرے لے لے۔ مگر کوئی آدمی پکارنے پر بھی نہ بولا۔ میں نے پچھلے آئے جیب میں ڈال لئے اور کہا بس

مالکوں کی اردراج کی نیاز دیدوں گا۔ امر ناتھ یا ترائو کیشنل بینک سے پانچ سو روپے نکالے۔ یہاں ایک ہینڈ جی لے جو ابھی امر ناتھ کی زیارت کر کے آئے ہیں بڑی دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔

والپسی کے بینک سے نکل کر ٹرام میں سوار ہوا حضرت مولانا نسیم احمد صاحب چشتی امام سنہری مسجد دہلی بھی اسی ٹرام میں مسجد جا رہے تھے انہوں نے مجھ بڑے اندھے کو کھلے دی۔ فوار کے قریب اترا۔ مولانا نے ہاتھ پکڑ کر ایک مسلمان درزی کی دکان پر بٹھا دیا۔ کہ بس آئے تو سوار کرا دینا۔

مولانا شعیب احمد صاحب مسجد میں جا کر مولانا نے اپنے داماد مولانا شہزاد صاحب کو بھیجا وہ دکان پر آئے۔ اور مجھ میں سے سوار کرایا۔ درزی نے فوراً پانچ منٹ کا کھلا دیا۔ بس آئی تو پھر مسافروں کی پورش ہوئی۔ مولانا شہزاد صاحب نے ہزارہ وقت سوار کرایا۔

مولانا عبدالغفار صاحب نے ناندی ٹوکن کے رہنے والے مولانا عبدالغفار صاحب جامعہ ملیہ اور کھلا میں استاد ہیں وہ بس میں تھے اپنے پاس جگہ دی۔ اور میرا کرایہ بھی ادا کیا۔ اور علی باتیں بھی سنائیں۔

گھر میں آکر اپنی داشتہ ہمت کا شکر یہ ادا کیا اور ڈاک ڈیکھی ملاقاتیوں کا ہجوم جمع تھا۔ باتیں کرتا گیا۔ اور خطوں کے جواب لکھ دیا گیا۔ رات کو معارف رسالہ پڑھا۔

حاجی امی دو مسافر پھر مغرب ستر حاجی اسماعیل ڈوسا صاحب دو اداسیوں کے ساتھ

ملنے آئے۔ میرے دوست حاجی داؤد حاجی ناصر کا تعارفی خط لائے ہیں۔ اون کا ممبر کرنے میں۔ فاضل کا چاب کی شاخ کے ہندو بیچر بھی ساتھ تھے۔ اپنے میں سالہ فوٹو کے کاحال کہا کہ اس کے پیٹ کی آنتیں آدھ پیٹ میں سٹی ہوئی ہیں علاج کے لئے امریکہ جانا ہے۔ عینک فروش کے آگے کے ایک عینک فروشن صاحب ملے آئے تھے۔ دہلی میں کاروبار شروع کیا ہے۔

تعلق روٹھانے کے افسر ہشیخ منظویہ صاحب الیکٹرک پولس ملے آئے تھے۔ یہ بہت دیانت دار ہیں۔ رشوت نہیں لیتے اور رشوت کے دروازے بن کرتے پھرتے ہیں۔ میں ان کو دہانی خیال کرنا تھا۔ کیونکہ مجھ سے اکثر اسی قسم کے مباحثے کیا کرتے تھے۔ مگر پرسوں ایک رشوت دینے والے نے کہا کہ یہ تھا نہ دارعبید مزاج آدمی ہے ہر چند کوشش کی ایک پیسہ رسمت کا نہیں لیتا۔ اور بہت سخی کرتا ہے۔ بہ بات سن کر میرے دل میں تھا نہ دار کی عزت بڑی اور آج جب وہ ملنے آئے تو میں نے پولس کی خاکی دردی میں ایک مرد خدا کا تصور کر کے ان کو دیکھا۔

حضرت نوح ناروی کے نامور استاد شاعر حضرت نوح ناروی شعلہ صاحب دہلی کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ۲۶ اکتوبر کو حضرت سائل کی جانشینی کا شاعر ہے اس کی شرکت کی دعوت دینے آئے تھے میں نے بیماری کا خدرا بھی کیا اور شرکت کا وعدہ بھی کیا۔

دوا کی گولیاں؟ آج حکیم حاجی عبدالحمید صاحب مالک دواخانہ ہمدرد دہلی نے خاص گولیاں میرے لئے بھیجی ہیں۔ ایک گولی رات کو سوتے وقت پانی سے کھال۔ نیند اچھی آئی اور پیشاب نے بھی زیادہ نہ ستایا۔ پہلی رات تیزیری کام بھی خوب کیا۔ برساتی کپڑوں نے بھی بہت ستایا۔

۱۷ رزوی قعد ۲۲ راکتوبر منگل دہلی مریخ کی قربانی؟ آج منگل یعنی یوم مریخ ہے۔ میرے خوں خوار مریخ کے سامنے دس سرکٹ کر قربان کئے یعنی ہاتھوں کی دس انگلیوں کے ناخن کٹوائے اور حجامت بخوائی۔ عبد الرحمن عبدالعزیز باسم؟ شام کو مشہد عرب تاجر عبد الرحمن عبدالعزیز باسم ملے آئے تھے۔ کلکتے میں ان کی فرم ساٹھ برس سے قائم ہے۔ بصرے کے بڑے آدمیوں میں ہیں۔ بصرے میں ان کی بہت بڑی ہری باؤں ہیں۔ میں نے کہا میرا نام حسن ہے۔ اور میں حضرت علیؑ کے خلیفہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے سلسلے کا مرید ہوں اس واسطے بصری لوگوں سے مجھے بہت محبت ہے۔ دونوں بھائی آئے تھے۔ نو عمر ہیں۔ پتلون کوٹ پہنتے ہیں۔ اردو صاف بولتے ہیں۔ انگریزی بھی بہت اچھی ہے۔ میرے چالیس سال عرب دوست مولانا محمد علی زینل رضا کا تعارف نامہ لیکر آئے تھے۔

دورہ؟ آج رات کو بعد مغرب سفر حیدرآباد کی اطلاعیں لکھ رہا تھا جہاں پرسوں جانا ہے بلکہ دل کا دورہ شروع ہوا۔ دواؤں استعمال کیں مگر دورے کی تیزی بڑھتی چلی گئی۔ خیال آیا کہ شاید وقت آخر آگیا ہو اس واسطے ایمان منانے سے زمانہ مکان میں چلا گیا۔ خواجہ بانو خیرا دور سے کی دوا میں لے کر آئیں۔ روضہ اور کوثر اور امت المتین اور حسن ابوطالب نے

ہاتھوں اور پیروں کے تلوے رگڑے مگر دوسرے کا طوفان بڑھتا ہی چلا گیا بغض کی حرکت میں بھی فرق آنے لگا۔ میں خود غصے کی رفتار کو دیکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے دیکھا کہ نص نے میں نے لڑکھڑادی۔ ہے۔ اور کہہ رہی ہے جع ساغر کو میرے ہاتھ سے لینا کہ چلی میں۔ تب میں نے کلمہ پڑھا۔ خواجہ بانو نے یہ لکڑا ہوا رنگ دیکھا تو ڈاکٹر عبدالحق صاحب کو ٹیلیفون کیا۔ انھوں نے رلے دی کہ خیرا دودھ پلایا جائے۔ خواجہ بانو نے دو چھچھے دودھ کے صلیق میں ڈالے اور میں حق جتن کہتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ مگر کزوری اتنی بڑھ گئی تھی کہ خواجہ بانو نے سب بچوں کی مدد سے زمین سے اٹھا کر پلنگ پر لٹایا۔ میں نے کہا "ہم ہندوستان میں ہیں جہاں لوگ پلنگ سے اتر کر زمین پر لٹ کر کمر اکٹے ہیں۔ تم ہم کو پلنگ پر نہ لٹاؤ۔ میری بیٹی روضہ نے کہا: "چہ بر سخت مرن دن چہ مرو سے خاک" مرنا ہر حال میں حق ہے اور موت آکے رہے گی چاہے انسان خاک پر ہو یا شاہی تخت پر۔ میں نے کہا "اس وقت تیری آواز شیخ سعدی کی آواز معلوم ہوتی ہے۔" اتنا کہہ کر انھیں بند کر لیں اور صبح تک غفلت میں رہا۔ مؤذن نے اذان دی تو میں اس طرح پلنگ سے اٹھا گیا رات کو کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ یہ زندگی ہے۔ اور یہ اس زندگی کے مناشے ہیں۔ مگر انسان اپنی کسے ڈراموں سے بے خبر ہو کر بناوٹی ڈرامے دیکھنے جاتا ہے اور ٹکٹ لینے کے لئے قطاروں میں کھڑے ہو کر دھکے کھاتا ہے۔

نئی دہلی کی کچھری؟ آج تانگے میں ریڈیو مجسٹریٹ نئی دہلی کی کچھری میں گیا تھا۔ گزشتہ عرس شریف کے مہانوں کے لئے چو عارضی مکان بنائے تھے۔ اس کے مقدمے کی تازہ کاری۔ قرار پایا کہ دونوں مکان ۳۰ راکتوبر سے

پہلے پہلے سہارا کرنے جائیں۔ تین ہزار کا نقصان؟ یادگار میدان عرفا میں گزشتہ عرس کے موقع پر مہانوں کے لئے دو ہزار روپے کی لاگت سے دو مکان بنوائے تھے وہ بھی کمپنی نے توڑوا دئے تھے۔ اب یہ دونوں مکان بھی توڑے جائیں گے تین ہزار روپے کا اور نقصان ہوگا۔

این ہم اندر عاشقی بالائے غمبائے دگر ۱۷ رزوی قعد ۲۲ راکتوبر بدھ دہلی دوسرا دورہ؟ آج حیدرآباد جانے کے لئے تھی خرید لئے۔ سیٹیں ہوئیں اور حیدرآباد کی جہا کو تارا درخت بھی بچائے۔ دفتر کے انتظامات بھی کرنے کے گمراہ کو دوبارہ دورہ ہوا۔ اور میں نے سفر طوی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ سید یاقین نظامی بدھ کی حاضری کے لئے آئے تھے کامرس ڈپارٹمنٹ اور رسول اندھڑی سلائی ڈپارٹمنٹ کے چند افسروں سے ملنے گیا تھا جو دہری شیت علی نظامی نے پھول بھیجے تھے اور میں نے اپنے سامنے گل دانوں میں سجائے تھے ۱۸ رزوی قعد ۲۲ راکتوبر جمعرات دہلی ماہانہ نیاز کی کل رات کو اور آج صبح حضرت سلطان الشیخؒ کی ماہانہ نیاز ہوئی تھی۔

بیگم سر عبد القادر؟ نواب سرفراز خاں صاحب ذون کی بھائی اکبر حیات خاں صاحب ذون کی بیٹی تھیں۔ انھوں نے میرے لئے اور علی کے لئے بہت مکلف ناشتے کا انتظام کیا تھا۔

سید صاحب میرٹھی؟ بعد مغرب مسجد صاحب خلف خان بہادر رشید احمد صاحب آرمی کنٹرولر میرٹھی اور ان کے بھائی صاحب

اودبارہ کے ایک سید صاحب ملے آئے تھے سید صاحب بہت روشن خیال اور خوش اعتقاد و خوش رو اور خوب سیرت و خیران ہیں۔ مغلوں کی خدمت کرتے رہے ہیں۔ سناؤندز میں بھی حصہ لیتے ہیں۔

پھر ماحلی قوال کے شام کو درگاہ شریف میں محمدیم پیر کی رگی قوال کا گانا بوا تھا۔ وہ مجھ سے ملنے آئے تھے۔ استاد شمس الدین صاحب بھی ملے آئے تھے

اسپینول کا استعمال کے متروک و دور سے بہنے کی وجہ سے میں نے اسپینول کا استعمال شروع کیا ہے۔ تہجد کے وقت پانچ ماشے اسپینول پانی میں ملا کر پی لیتا ہوں۔ اس سے معده صاف ہو جاتا ہے۔ اور معده کی خرابی اور تہجد سے دور سے ہوتے ہیں۔ خدا نے چاہا یہ علاج مولفوں آئے گا۔

سفر ملتوی کے آج صبح میں نے علی کو حیدر آباد بھیجے گا انتظام کیا تھا کیونکہ ٹکٹ خرید لئے گئے تھے۔ مگر حسین حیدر آباد سے اننت پور چلے گئے ہیں۔ اس لئے علی کا سفر بھی ملتوی ہو گیا اور ٹکٹ واپس کرنے گئے۔ اور ان کی قیمت وصول کر لی گئی۔ آج رات کو مجھے بہت راحت کی نیند آئی۔

۱۹ روزی قعدہ ۲ راکتوبر جمعہ دہلی پٹرول کو پین کے آج پٹرول راشن کے دفتر میں دو بون نمبروں کی سماہی فیس داخل کرنے گیا تھا۔ پینتالیس روپے داخل کئے۔ اور سماہی بیسک کو پین چالیس گیلن کے حامل ہو۔ شہنشاہ ایران کی سالگرہ کے بعد مغرب ہزار کیسلسی معتدی صاحب کونسل جنرل ایران کے مکان پر شہنشاہ ایران کی تقریب سالگرہ میں گیا تھا۔ سفیر صاحب نے بہت سے ایرانی عمائد سے ملاقات کرائی اور کہاؤامہ صاحب مجھ پر دربارہ شفقت کرتے ہیں۔

ہر ملک کے عمائد تھے کہ اس پادشاهی میں ساری دنیا

کی نامی حکومتوں کے عمائد شریک تھے۔ چین کے کشر بھی تھے۔ امریکن فائمنڈے بھی تھے۔ مغربی فائمنڈے بھی تھے۔ عرب بھی تھے۔ انگریز بھی تھے۔ ہندو بھی تھے۔ مسلمان بھی تھے۔ سکھ بھی تھے۔

چین و فرانس اور امریکہ کے فائمنڈوں سکیری ملاقاتیں بھی ہوئیں۔ آنریبل سکریٹری و فارن سکریٹری اور آنریبل سسٹر ریفین پولیٹیکل سکریٹری۔ انسٹرا

سے بھی ملاقات اور بات چیت ہوئی۔ ایرانی علماء بھی ملے۔ آنریبل سر عبدالرحیم صدر اسمبلی اور ہزار کیسلسی کونسل جنرل صاحب افغانستان

سے بھی ملاقات ہوئی۔ سفیر صاحب افغانستان نے کہا میں نے آپ کی کتاب ”نظامی مہسری“ پڑھی۔ بہت ہی اچھی کتاب ہے۔ سر عبدالحمید صاحب اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب اور

شاہزادے احمد علی خاں صاحب و زانی اور علامہ عبدالنعم صاحب العدوی ایڈیٹر العرب اور اشتیاق حسین صاحب قریشی ایم اے

اور مسٹر شاہ بان میر سنٹرل اسمبلی وغیرہ بہت سے احباب بھی ملے۔

بخاری صاحب کے آل انڈیا ریڈیو کے کنزولر جنرل سید احمد شاہ صاحب بخاری بھی ملے۔ اور ان سے چشتی الہم تیار کرنے کی تجویز پر بات چیت ہوئی۔

۲۰ روزی قعدہ ۲ راکتوبر شنبہ دہلی حمان کے جالندھر سے ایک مرید خاتون آئی ہیں میرے لئے پھل بھی لائی ہیں۔

فارن آفس کے آج اپنے دوست عبدالرحمن عبدالعزیز باسمرعوب کے ساتھ آنریبل سرکریر و فارن سکریٹری سے ملے گیا تھا۔ ڈپٹی فارن سکریٹری صاحب نے بہت اخلاق سے ان معاملات کو طے کر دیا جن کے لئے جانا ہوا تھا۔

ہوم و پارٹمنٹ کے اس کے بعد ہوم ڈپارٹمنٹ میں گیا اور ڈپٹی ہوم ممبر شکر داس صاحب سے

ملاقات کی۔ وہ یونی کے رہنے والے ہیں۔ جعفر البرک آبادی کے پوتے سید عتیق کھکھاس خیلو ہیں۔ میری کتاب نظامی مہسری پڑھ چکے ہیں۔ بہت مٹھی اور دل موہنے والی اودھو بوتے ہیں میں نے عبدالرحمن عبدالعزیز باسمرعوب صاحب کا تعارف کرایا اور شکر صاحب نے بہت ہمدردی کا برتاؤ کیا۔

ہندوستان ٹائمس کے نمائندے کے جارجی قوالی ہال میں انگریزی اخبار ہندوستان ٹائمس کے نمائندے موئی رام صاحب اور محمد سبحان صاحب

ملنے آئے تھے۔ اور لال قلعہ دہلی کے تاریخی حالات پوچھتے تھے۔ میں نے ایک گھنٹے تک حالات بتائے اور انھوں نے ان کو نوٹ کر لیا۔

سر عبدالغفار صاحب کے بعد مغرب اپنے دوست سر عبدالغفار صاحب جیف جسٹ ریاست بھاول پور سے ملے گیا تھا۔ وہ بھی

اکبر حیات خاں صاحب نون کے مکان پر ٹھہرے ہیں۔

چشتی عارفہ کے سر عبدالغفار صاحب کی خوش آمد صاحب بھی ملیں۔ اسی پریش کی عمر ہے۔ ہاتھ میں ہزار دانے کی بیج بھی کہتی تھیں چشتی خاندان میں مرید ہوں۔ میں نے ہی اپنے سلسلے کی چند خاص چیزیں ان کو بتائیں۔

بیگم حفیظہ جالندھری کے ہندوستان کے بلبل ہزار داستان حفیظہ جالندھری بھی وہاں ملے۔ اور ان کی انگریز بیوی بھی ملیں۔ رشلوار پہنے ہوئے پنجابی لباس میں دیکھا۔ اس لئے بچان نہ سکا۔ جب بچا ناٹو کہا کیا تم مجھے بھول گئیں؟

نہایت مہربانی اور دین صاحب دیا ”آپ سچی صاحب سے باتوں میں مصروف تھے اس میں نے دخل نہیں دیا۔ ان کو یہ لباس بہت ہی اچھا معلوم ہوتا ہے۔ خان بہادر ڈاکٹر

رحمان صاحب سکریٹری میڈیکل کونسل بھی

بھی دہلی سے۔

نواب سائل کے مکان پر کئی مہینے کو نہ
نہجے سائل صاحب مرحوم کے مکان پر نہایت تھا۔
جہاں بہت سے شعراء جمع ہوتے تھے۔ نور
صاحب ناروی نے اس جلسے کا انتظام کیا تھا
اور وہی مجھے دعوت دینے میرے مکان پر آئے
تھے۔ صدیقی صاحب درویش شاعر نے مجھے
ایک عمامہ دیا اور میں نے سائل صاحب کے
فرزند محمد میاں صاحب کے سر پر باندھا اور
اس کے بعد ایک تقریر کی جس میں محمد میاں کو
سائل صاحب کا جانشین تسلیم کرنے کی تحریک
تھی۔ دہلی کے لائق و فائق ذیل شیخ عطاء الرحمن
صاحب نے نہایت فصیح و بلیغ تقریر کر کے میری
تحریک کی تائید کی اور محمد میاں صاحب
فصیح کو منہری ہار پہنا یا گیا۔ پھر تین شعروں
کی مائے نظمیں سنیں۔ سائل صاحب کے داماد
مرزا عبدالرب صاحب ابن سشن جج محموج
تھے۔ میں علالت کی وجہ سے جلدی چلا آیا معلوم
ہوا اہل جمعہ صبح پانچ بجے تک رہا۔ میں اسے گھر
میں واپس آیا تھا۔ جلدی نیند آگئی۔ اور پانچ
بجے تک بہت سکھ نہ سوا۔ اسے سونے
کے اثر سے مودہ صاف بہ جاتا ہے اور طبیعت
خوش رہتی ہے۔

فکر کی خبر آج ہیڈت زار صاحب سے
ان کے فرزند ہیڈت گلزار کی بیماری کا حال سنا
تو دل فکرمند ہو گیا۔ خدا اس ہر بہار نو جوان
کو صحت و سلامتی عطا فرمائے۔

۳۲ رومی تعداد ۳۲ رکتوبر اور دہلی
جانشین حکیم نابینا آج صبح حکیم عبدالحی
صاحب انصاری فرزند اکبر وجانشین نعمان الملک
حکیم نابینا صاحب مرحوم میری بیوی کو دیکھنے اور
میرے بھروسے کی تحفے کرنے آئے تھے۔
مفسر نظامی حکیم محمد دین ملہار نظامی

خلف حضرت خاکسار صاحب میری خیریت دریا
کرتے آئے تھے۔

مولانا عبدالغفار صاحب ہر حوض فانی
دہلی کے سامنے مولانا محمد یعقوب صاحب مرحوم
کی ایک شاندار مسجد ہے جس کو مجتہد ہزار روپے
کے خرچ سے مولانا محمد یعقوب صاحب کے فرزند
مولانا عبدالغفار صاحب نے تعمیر کرایا ہے۔ آج
صبح مولانا عبدالغفار صاحب اپنے صاحبزادے
کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور مولانا علی شمسین
صاحب زیدی الواسطی بھی ان کے ساتھ تھے
دہلی کے حامی تصوف علما میں ہیں۔

انگریزی باورچی دہلی کے ایک انگریزی
باورچی آئے ہیں کل ٹی انھوں نے نونے کا کھانا
پکایا تھا اور تاج پکایا تھا۔ ابھی تک میں نے
ان کے منہ کی نسبت رائے قائم نہیں کی۔
عاصی نظامی عبدالملک عاصی نظامی
اپنے بھائی کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ میں نے
فلسفہ حیات پر تقریر کی نورونے لگے سنان کا
دل روحانیت کے پھول بوٹنے کے لئے بہت
موزوں ہے۔

قاضی فیروز الدین صاحب درگاہ
حضرت خواجہ قطب صاحب کے پیر زادے قاضی
فیروز الدین صاحب ملنے آئے تھے۔ وہ بھی میری
تقریر حیات کو توجہ سے سنتے رہے۔

سیّد ظہار الدین احمد نظامی بی لے دہلی
راشننگ کے انسپکٹر سیّد ظہار الدین احمد نظامی
بی لے بھی اس تقریر کی سماعت میں شریک تھے
جانشین خاتون لائل مالہدھری ایک مہتر
خاتون آئیں تھیں آج صبح چلی گئیں حکیم محل خا
کے خاندانی حکما سے علاج کراتے آئیں ہیں اور
وہیں ٹھہری ہیں۔ جن کے جانے کے بعد ان
کی لڑکی ان کی تلاش میں آئیں اور والدہ کے
پاس چلی گئیں۔ شام کو میں خود ان کی خیریت

معلوم کرنے حکیم صاحب کے ہاں گیا مگر مجھے
ان کی قیام گاہ کا پتہ معلوم نہ ہوا۔

دہلی فلاسفر کے مسٹر ایس لے خاتون
فلاسفر ملے تھے۔ جنہوں نے ذاتی خرچ سے ایک
مقدمہ وقف کی پیروی کی تھی۔ اور لاہور ہائی
کورٹ سے تقریباً ایک لاکھ روپے کی رقم وقف
کو محفوظ کرایا تھا۔

بارش آج شام کو گرج اور جھک سے بارش
ہوئی تھی۔ رات بھر تیز ہوا چلتی رہی۔ سردی
بڑھ گئی ہے۔

میری صحت اچھی ہے۔ رات کو بہت اچھی
نیند آئی۔

۳۲ رومی تعداد ۳۲ رکتوبر اور دہلی
مسٹر اکرام اللہ سپلائی ڈپارٹمنٹ کے
سکرٹری مسٹر اکرام اللہ پرسون لندن جانے
والے ہیں۔ آج میں علی کے ساتھ ان سے خصوصی
ملاقات کرنے گیا تھا۔

ملک غلام محمد صاحب حیدر آباد سے
سابق وزیر فنانس ملک غلام محمد صاحب سے
ملنے گیا تھا۔ وہ انریبل مسٹر ملال کے مکان
پر ٹھہرے ہیں۔ بات چیت کر کے واپس چلا آیا۔
سٹی اوقاف مجلس کا دفتر سٹی اوقاف
مجلس کے دفتر میں گیا تھا۔ خان بہادروچوہدری
مشتاق احمد صاحب ناظر سے ملاقات کی تھی
بچوں کے گھر کے منتظم صاحب بھی ملے تھے اور
بچوں کے گھر کی دوڑاکیوں کو بھی دیکھا تھا۔ ایک
ان میں نابینا ہے۔ جو دھیری صاحب کے انتظار
کی خوبی دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔

سرمد الیاری آرنیبل سرمد الیاری
رخصتی ملاقات کے لئے گیا تھا۔ وہ بھی کل لندن
جانے والے ہیں۔

مولانا انور سرحدی کے لئے تین مسلمان
ملنے آئے تھے۔ دو دہلی میں پڑتے ہیں اور

ساتھ تین بچے مسٹر فورسٹر اور سید احمد علی صاحب کے ساتھ درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب رہیں گی۔ اور قطب مینار کی عمارتیں دکھائیں۔ سلطان ٹکس الدین آتش کی قبر سے ان کو بہت دلچسپی تھی۔ سلطان علاء الدین خلجی اور سلطان قطب الدین خلجی کے مزارات بھی دیکھے پھر تعلق آباد بھی گئے۔ قلعہ بھی دیکھا اور سلطان غیاث الدین تغلق اور سلطان محمد تغلق کے مزارات بھی دیکھے۔

ہلاکت کے کوئٹے؟ مقبرہ تغلق کے گوشہ شرق وجنوب میں دو کوئٹے دیکھے جن کے اندر قیدیوں کو ڈال کر ہلاک کیا جاتا تھا۔ ایک کوئٹہ ۲۱ فٹ گہرا ہے۔ دوسرا ۱۸ فٹ گہرا ہے۔ ان کا منہ بڑے فٹ دروازے سے۔ اس کے اوپر سے قیدی اندر ڈال دے جاتے تھے۔

مزار غالب؟ بعد مغرب غالب کے مزار پر آئے۔ مسٹر فورسٹر نے شیلے کا ایک فقرہ پڑھا۔ جس میں عبرت کا ذکر تھا۔

لال محل؟ سلطان جلال الدین خلجی کا لال محل بھی دیکھا۔ میں نے حالات سنائے۔

قتل گاہ؟ میں نے وہ مقام بھی دکھایا جہاں مجھ پر گویاں چلائی گئیں تھیں۔ اور میرے سر پر شہید ہوئے تھے۔

یادگار میدان عرفات؟ میں یادگار میدان عرفات میں اپنی قبر بھی دکھائی اور قوالی ہال بھی دکھایا۔

درگاہ شریف؟ اس کے بعد جیتیاں انارک درگاہ کے اندر گئے۔ پہلے مولانا ضیاء الدین برنی اور مولانا تیس سراج عقیقہ مرصعین کی قبریں دکھائیں۔ پھر اسباقہ قادی مجرہ دکھایا پھر حضرت امیر خسروؒ کے مزار کی زیارت کرائی۔ پھر حضرت شاہ بادشاہ کی قبر بھی دیکھی۔ پھر روضہ شریف کے سامنے گئے۔ پھر سید بھی سادہ جہاں تاراجم کا مقبرہ دیکھا۔ مزار کے قریب کاؤوق؟ جب واپس

آئے گئے تو مسٹر فورسٹر نے شوق ظاہر کیا کہ میں روضہ شریف کے اندر جا کر مزار کے قریب بیٹھنا چاہتا ہوں۔ میں نے ان کی انگریزی ڈپٹی جڈا کرانی اور اپنی ڈپٹی اڑھائی۔ اور خود اپنے سر پر رد مال لپیٹا اور اندر لے گیا۔ اور ان کو مزار کے قریب بٹھا کر مراقبہ کرایا۔ اور توجہ دی۔ اس کے بعد مزار کے بائیں لاکر مزار کے خلاف کوئٹے گئے مسٹر فورسٹر کے سینے اور دل اور پیشانی پر ہاتھ پیرا۔ ان پر ایک خاص کیفیت طاری تھا۔ ایمان میں آکر انھوں نے میری جیڑی کتاب میں کچھ لکھا اور لفظی منبری۔ ایڈورڈ ڈاؤمری۔ تالیف فرعون سیر دہلی کتابیں لیں۔ اور میں دہلی تک پہنچے گیا۔ مدانا عشقی نظامی۔ اخانی نظامی اور حکیم منترل شاہ نظامی سے ملاقات بھی کرائی۔

لالہ پریم اور بدوہ لے سید یامین نظامی ملنے آئے تھے۔ لالہ پریم کے بہنوئی بہت بیمار ہیں۔ ان کے لئے تعویذ بھیجے تھے۔ اور رات کو ان کو دیکھنے باقی رام کے کوئٹے میں گیا تھا۔

مقدمے کی پیشی؟ کل ۳۰ رکنوں کو ریڈیٹنٹ مجسٹریٹ نئی دہلی کی کچہری میں گیا تھا۔ دنگاہ کے دروازے پر جن دو مکانوں کے توڑنے کا حکم ملا تھا۔ پرسیوں تمام وکمال ٹوٹ گئے تھے اور کچی کے آدمیوں نے ان کو دیکھ لیا تھا۔ تاہم کل کی پیشی میں کمیٹی کی طرف سے اصرار ہوا کہ خواجہ صاحب پر جواب بھی کرنا چاہیے۔ مجسٹریٹ صاحب نے دوسری تاریخ مقرر کر دی۔ میں نے نہایت صبر اور خندہ پیشانی سے اس پیشی کے حالات کو بھی برداشت کیا۔ اور جو جرمانہ کیا جائیگا وہ بھی بخشی ادا کروں گا۔ کیونکہ اس سے میرے اس عزم کو مدد ملے گی۔ چونکہ دہلی میں سبیل کمیٹی کی اطلاع کے لئے میں نے کر لیا ہے۔ اور اب میں وہ سب واقعات جمع کر رہا ہوں جن سے کمیٹی کے نوکروں کی پر اسرار باتیں دنیا کو معلوم ہو جائیں گی۔ پیش

کاٹنگا ملک کے سامنے درپیش ہے وہ قسم ہو جائے تب کمیٹی کی اصلاح کا کام شروع کروں گا تاکہ تمام ہندوستان غور کوڑے کے لائی باز تخت کی میں سبیل کمیٹی کتنے زیادہ کام قافلہ کے خلاف کر رہی ہے۔ اور کتنی تکلیف سبیل کو اس کے اہلکاروں کے ہاتھوں ہو رہی ہے۔

۲۵ رومی قدیم نومبر جمعرات دہلی خارش کی دوا میرے بچوں کو انتہا بود سے کھلی کی بیماری لگی تھی۔ دہلی میں آئے تو زیادہ پھیل گئی۔ انتہا پور میں اور دہلی میں ڈاکٹر کی دوا میں بہت کیں کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ آخر حکیم عبدالرحی صاحب انصاری کی دوا لگائی فوراً اثر ہوا۔ حکیم صاحب لتمان الملک علی گڑھ صاحب کے جانشین ہیں۔ کناٹ پلس مدنیہ بلڈ میں مطلب کرتے ہیں۔

چیف کمنر صاحب؟ آج صبح چیف کمنر صاحب علی سے ملے گیا تھا۔ مگر انھوں نے آج آسٹریلیا کرکٹ میچ میں جانے کے سبب ملایا بند کھی تھی۔ اس میچ کی ساری دہلی میں دھوم ہے۔ رکھیل اپنی چیز ہے۔ مگر ایک حد تک اور ہم ہندوستانی ہر بات میں حد سے بڑھ جاتے ہیں۔

روضہ سسرال گئیں؟ روضہ کے شوہر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں تعلیم دینے کے کام پر ڈکڑ ہو گئے ہیں۔ ان کی بیوی روضہ اور بچے میرے ہاں تھے۔ آج صبح وہ سب دہلی چلے گئے۔

ٹائر پر مٹ؟ پرائی موٹر کے لئے ٹائر دل کا پروٹ لینے گیا تھا۔ بڑے صاحب سٹریٹس سبیل کے بڑے سہرہ داد بے حد شریفیت خصلت انگریز ہیں۔ مگر چھوٹے صاحب مسٹر پیرا ان کے برعکس ہیں۔ مسٹر ڈینٹس ہر وقت خوش نظر آتے ہیں۔ لیکن مسٹر پیرا کو دہلی والوں نے کبھی نہیں

نہیں دیکھا۔

آج سسر ڈنٹیس نے باجی منٹ کے اندر منظور دیدی سکر سسر پر رانے ڈیڑھ گھنٹے بٹھائے لکھنے کے بعد دو ناؤ منظور کئے اور دو کاٹ دیئے۔

لالہ کشن کے درگاہ حضرت خواجہ بھگت صاحب کے لالہ کشن ملنے آئے تھے ان کے چچا صاحب جی ساتھ تھے جوئی دہلی میں سبیل کمیٹی میں مشیر قانون ہیں۔ حیدر آباد سہرے سکر گور بختانی بھی ان کے ساتھ آئے تھے جو کمیٹ ہیں یعنی انگریزی دو ہیں فروخت کرتے ہیں۔ ان کی بیوی بھی ساتھ تھیں جو لہاے پاس ہیں۔

واعظ قوال کے علی بخش قوال حیدر آبادی جن کو میں نے واعظ قوال کا لقب دیا تھا۔ آج دہلی ریڈیو میں گئے تھے صحت الفاظ بہت خوب

مندی۔ مگر حروفِ معلیٰ کو قرأت و تجوید کی موافق گانے میں ادا کرتے تھے۔ جو محل اہم موقع کے کانا سے نامریزوں چیز ہے لٹ کی شہرت نصیبن کی دوسرے ہوئی تھی۔ مگر وقت کم ہو تو قوال نصیبن کیونکر کر سکتا ہے۔ ریڈیو والے قوالی کی تاثیرات کا فلسفہ نہیں جانتے۔

علی بخش صاحب نے حیدر آباد سے دہلی آنے کی اطلاع بذریعہ خط بھیجی تھی۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ ان کے پیر بھی ساتھ آئیں گے۔ ان کے ایک پیر حضرت نظام الدین صاحب چشتی حیدر آبادی تھے۔ ان سے منحرف ہوئے تو حیدر آباد کے ایک پیر صاحب

کو پیر بنایا۔ ان سے برگشتہ مجھے نو کسی اور کو پیر بنایا۔ معلوم نہیں آج کل وہ کون خیر نصیب پیر ہیں۔ جو ان کی ہم رکابی میں دہلی آئے ہیں۔ کراہنس کی چال چلتا ہے تو اپنی چال بھی بھول جاتا۔ جمعیت اصفیاء ہاکی ٹیٹ صاحبہ سرمد مولانا شاکستہ گل صاحب آئے تھے حضرت مولانا محمد امین احسان صاحب سجادین کا خطا لے تھے کہ جمعیت اصفیاء قائم ہو گئی اور

جلبہ بہت کامیابی سے سہا میں نے فوراً جو ایک کپڑا سجادہ نشین صاحب گولڑہ شریف کے حضرت مراد سیدی الدین صاحب سجادہ نشین کے گولڑہ شریف بھی تشریف لائے تھے۔ کل پھر تشریف لائیں گے۔ معمول کے چودہری شیت علی نظامی نے جو لو کے گلہ تھے بھیجے تھے۔ ایمان خانے میں ان کو سجا یا تھا۔

دہلی کے سب جمع کے رات کو چودہری محمد عبداللہ صاحب چیمہ سب جمع دہلی ملے آئے تھے ان کی اہلیہ کے بھائی چودہری محمد صادق صاحب ڈپٹی انسپکٹر تعلیمات امبالہ بھی ساتھ آئے تھے۔ جو بہت ہر نہا پر معلوم ہوتے ہیں۔

چودہری محمد شفیع مرحوم کے ۱۹۳۵ء کی پیر کو سب جمع صاحب کے والد چودہری محمد شفیع صاحب تیس سال کی عمر میں میرے مکان کے قریب ریل سے گر کر وفات پا گئے تھے میں نے ان کو اپنے گھر حسین خانے کے صحن میں دفن کرایا تھا۔ اور ان کا زار سچہ بنوا دیا ہے۔ چودہری محمد عبداللہ چیمہ بڑے سعادت مند ہیں کہ ہمیشہ اپنے والد کے مزار پر فاتحہ پڑھتے آتے ہیں۔

ملائی کھائی کے آج صبح ناشتے میں ملائی کھائی تھی۔ بھوک بند ہو گئی۔ اور رات کو کھانا نہ کھا سکا۔ فاسفورس کا تیل ملوایا ہے۔ مرادنا عشق نظامی سے اپنی ریٹھ کی ہڈی پر فاسفورس کا تیل ملوایا تھا جو کادرو فوراً جاتا رہا۔ اور سات گھنٹے مسلسل نیند آئی۔

جمعرات کے زائرین کے آج جمعرات کے سبب درگاہ میں بہت زیادہ فائزین آئے تھے۔ کل کا لبقہ لاکھوں کے روز نامے میں یہ حالات درج نہ ہو سکے تھے۔

منادی شائع ہو گیا کہ ہر اکابر اور کیم فوسر کا مشرکہ منادی آج شائع ہو گیا۔ سر درق کی چھاپا بہت خراب ہوئی ہے۔

لالہ رگھو دیال کاغذی کے فرزند کے آج لالہ رگھو دیال کاغذی کے فرزند سے ملا تھا۔ اور تریپلی ترجمے قرآن شریف کی چھاپی کے لئے کاغذ کی معلو حاصل کی تھی۔

سیرالاولیا کی طباعت کے اپنے حضرت کے قدیمی تذکرے سیرالاولیا کی طباعت و صحت کا انتظام کیا تھا۔

بابا صاحب کاروز ناچ کے اپنے حضرت کے پیر و مرشد حضرت بابا فرید گنج شکرہ کاروز ناچ بصورت تب لکھا یا ہے۔ آج چھپنے کا استلزام دار المصنفین عظم گڑھ کے کے وقت تصنیف صاحب کا خط آیا ہے۔ اولیاء اللہ کے حالات کی تبلیغ کی نسبت۔

۲۶ ذی قعدہ ۱۲۹۵ ہجری جمعہ دہلی سرسبز باغیچے کے آج صبح سرسبز باغیچے صاحب سے ملے تھا تھا۔ اولیاء اللہ کے تاریخی مسائل کی تحقیقات پر گفتگو کی تھی۔

ملکوت بگم نظامی کے آج داپس حیدر آباد چلی گئیں۔ میں نے ان کیوں کی تعلیم کے لئے جو مکان ملکوت منزل بنایا تھا اس میں ان کی امداد و سب سے زیادہ تھی مگر انہوں نے آج تک یہ مکان نکھا نہ تھا۔ آج خواجہ بانو نے ساتھ جا کر یہ مکان دکھایا۔

سید کشفی شاہ کے اور محمد افضل صاحب ملنے آئے تھے۔ اور میرے پیارے مرید عبد اللہ الرحمن نظامی ٹھیکیدار برما کی تکلیفوں کا ذکر کرتے تھے۔

کہ جاپانیوں نے ان پر بہت ظلم کئے تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ خان بہادر بابو محمد ابراہیم نظامی مرحوم نے میرے نام پر پیگور میں خواجہ باغ کے نام سے جو عظیم الشان عمارت بنائی تھی اس میں چلانی رہتے تھے۔ اور جب بھائے کے تو اس محل کو سماد کر کے بھاگ گئے۔

میرے برادر زادے سید حیات علی کے ہاں لڑکا ہوا ہے میں ہی حصہ چاہنے گیا تھا۔

پرسوں مسٹر فلام علی مزین بی لے جیفٹ
سکرٹری نواب صاحب مانا و دراپنے رفیق
کے ساتھ ملنے آئے تھے۔

دہلی میں جو آسٹریلیا سے بیچ ہو رہا ہے اس
میں نواب صاحب مانا و در کی ٹیم بھی کھیل رہی
ہے۔ مگر کانگریسی اخباران کا ذکر شائع نہیں
کرتے کیونکہ وہ مسلمان ہیں۔

عبدالرحیم سکاروٹو سیکشنی شاہ نے بیان
کیا۔ جانے کے انقلابی لیڈر ڈاکٹر سکاروٹو کا نام
عبدالرحیم ہے اور وہ مسلمان ہیں۔

بعد مغرب دوبارہ سرور پراگتی صاحب نے گیتا
مغرب کے پہلے خان بہادری فیض محمد خاں نظامی
ملنے آئے تھے۔ وہ آج جو انڈیا واپس جا رہے۔

مولانا عشق نظامی نے جسم پر فاسفورس کا تیل
ملا تھا۔ رات کو دو بجے تک نیند آئی تھی۔ میں
نے صبح تک طبی کمپنی دہلی کی دیر سری شاخ کھڑی
دوا دار کی خبر ست اودیات لکھی تھی۔

۶ نومبر ۱۹۴۵ء کو میر صاحب نے ریاست بجا پور
روہی والے پیر صاحب کی ریاست بجا پور
میں "روہی" جنگل کو کہتے ہیں۔ بجا پور کو کھرا

عرب کے صحرا سے بہت زیادہ مشابہ ہے۔ ہا
جنگل میں ایک پیر صاحب رہتے ہیں جن کا نام
سید محمد حسین ہے۔ مگر وہ روہی خلع پیر پٹی شیخ

صحرا کے نام سے مشہور ہیں۔ اعتقاد مند لوگ
جنگل میں ان کے لئے مکانات بنا دیتے ہیں۔

اور وہ کچھ دن ان صحرا میں رہ کر دور سے
جنگل میں چلے جاتے ہیں۔ وہ میر قشتی بادی کے
ممبر ہیں اور میری تحریکوں کے بڑے مددگار ہیں۔

اسرار اسم اعظم کے اعمال کرتے ہیں۔ اور جو نذر
نیا نیا مل رہی ہے وہ نذر علیہ مٹی آرڈر مجھے
بیچ دیتے ہیں بعض اوقات ایک آٹے کا مٹی آرڈر
بیچتے ہیں۔ آج انھوں نے سید فیض علی شاہ

صاحب ویشی کو میر سے پاس بھیجا ہے جو

سات مراد مندوں کی غدیں لائے ہیں۔

مولوی میر محبوب علی صاحب کے سر سید
کے رفیق کار مولوی چراغ علی صاحب مرحوم کے
فرزند مولوی میر محبوب علی صاحب اور ان کے

صاحبزادے اور نواب سر باین خاں صاحب کے
برادرزادے ملنے آئے تھے۔ یہ پہلے حیدر آباد
ریڈیو کے ناظم تھے۔ ان کے صاحبزادے سے میری

رومانی بیٹی مہر جہاں نظامی کی شادی ہوئی ہے
مہر جہاں بھی مجھ سے ملنے آئیں تھیں۔
نظام راگی قوال کے خادم حسین نظام راگی قوال

ملنے آئے تھے۔

سید محمد عبدالقادر کے شام کو بیگم سر عبدالقادر
اور ان کی والدہ خواجہ بانو سے ملنے آئیں ہیں۔

سید ظہیر الدین احمد نظامی بی اسے بھی ملنے
آئے تھے اور میر سے ملنے بھی ملے تھے۔
نخواہیں تقسیم کر دیں کہ آج انھوں کی نواہیں

تقسیم کر دیں۔
مفتوی جاہل ہیں ورنہ نکلے کی گری اور خوش خوش
کر کے پکارا تھا آج اس میں نفی بھی ملا دیتی ہے کہ بہت

اچھا اثر ہو گیا نہ نکلے کی گری اور خوش کے جوشاندے
سے تقویت معلوم ہوئی تھی مگر جو کچھ بند ہو چکی تھی۔ آج
مجھے جو کچھ معلوم ہوئی اور میر غیب کی روشنی کھائی۔

مسٹر فورسٹر جی کے انگلستان کے مشہور مصنف مسٹر فارسٹر کو جب میں اپنی ٹوپی اٹھا کر حضرت
سلطان المشائخ کے مزار کے قریب لے گیا تھا اور ان پر ایک خاص کیف طاری ہوا تھا اس کو

انھوں نے انگریزی زبان میں میری ڈیٹ بک میں لکھا تھا۔ جس کا عکس لفظنا ہے میں اس غرض سے
درج کرتا ہوں کہ روزنامے کے ناظرین اور میر سے مرید اس بات کو سمجھ لیں کہ اولیاء اللہ کا

فیضان مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگوں کو حاصل
ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ قلب سلیم رکھتے ہوں۔ میں نے مسٹر فورسٹر کو "جشتی" لقب
بھی دیا۔ ان کے ہاتھ کی عبارت کا عکس یہ ہے۔

I came to you as a guest and
a friend. I depart from you
as a brother. It was in the
Shrine that the miracle

occurred, and though I depart
I shall always be here.

E. M. Fox, Esq.
Oct. 31, 1945

ترجمہ عبارت مسٹر فورسٹر کے پاس ایک جہاں اور ایک دوست کی حیثیت سے
آیا تھا۔ لیکن میں ایک بھائی کی حیثیت میں آپ سے جدا ہوتا ہوں۔ یہ قدر مبارک کا معجزہ تھا
جس سے یہ روحانی تعلق پیدا ہوا۔ اور گواہ میں آپ سے خدا ہر ماہوں لیکن میری روح ہمیشہ
جہاں رہے گی۔ ای ایم فورسٹر۔ ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۵ء

جھجھکے والے پیر صاحبؒ جو مصلح و بزرگ
 میں جتنی نظامیہ تسلسلے کے ایک بزرگ حضرت
 پیر فضل علی شاہ صاحب تھے۔ اُن کے صاحبزادے
 حضرت پیر حیات علی شاہ صاحب اُن کے
 سجادہ نشین تھے۔ جن کو حضرت خواجہ احمد بخش صاحب
 سے خلافت بھی تھی۔ میں بچپن میں ایک دفعہ اس
 عرس میں گیا تھا۔ اُس وقت پیر حیات علی شاہ
 صاحب کے چھوٹے بھائی میر غلام مصطفیٰ صاحب
 کم عمر تھے۔ آج غلام مصطفیٰ صاحب مجھ سے
 ملنے آئے تھے۔ ڈاڑھی بالکل سفید ہو چکی ہے
 اور ہاتھوں میں ریشہ بھی ہے۔ جب میں بھر گیا
 تھا تو ان کے ڈاڑھی منہ پر بھی نہیں نکلی تھی۔ ان
 کے لڑکے میر خورشید علی بھی ساتھ تھے چھ ماہہ سال سے
 دہلی پولیس میں سبڈ کانسٹیبل ہیں۔

دنیا میری آنکھوں کے سامنے سے رات دن
 گزرتی رہتی ہے۔ جو بچے تھے۔ وہ بوڑھے ہو گئے
 ہیں۔ تبدیلی میرے جسم میں بھی ہوئی ہے۔ لیکن میں
 وہی رہا ہوں جیسا پہلے تھا۔ اور آخر تک ایسا ہی رہوں گا
 کیونکہ میرا جیہ "گوشت" کہا جاتا ہے اُس میں تبدیلی
 نہیں ہوتی۔

سیرالاولیا کی کتابت میرے پاس قلمی اور
 مطبوعہ دو جلدیں سیرالاولیا کی تھیں۔ ایک صاحب
 کو صحت کے لئے دی تھیں۔ اُن کا انتقال ہو گیا
 اور دونوں کتابیں گم ہو گئیں۔ اس لئے مجھ کو
 کتب خانہ رام پور سے نقل منگانی تھی۔ مگر آج
 یہ ایک سیرذکی جن کا تہ منادی جاتی صاحب
 کے والدہ الکثرہ فرور الدین صاحب سے ایک
 مطبوعہ جلد ملے آئے۔ جس کو میں نے فوراً کتاب
 کو بیچ دیا۔ میں بہت اچھے کاغذ پر پہلے فارسی
 زبان میں شائع کروا دیا گا۔ اُس کے بعد ترجمہ شائع
 کروا دیا گا۔ میرا ارادہ ہے کہ دو جلدوں میں شائع کی
 جائے۔ ایک حصے میں انحضرت سے لے کر حضرت
 بابا صاحبؒ تک کے حالات درج کئے جائیں۔ اور

دوسرے حصے میں حضرت سلطان الشیخؒ
 اور اُن کے خلفاء و مریدین کے حالات درج کئے
 جائیں۔ چھوٹے سائز کی ایک جلد بہت بھاری
 ہو جائے گی۔

ہزار روپے والیس کر دئے؟ میرے ایک
 دوست نے ایک نیک کام کے لئے ایک ہزار
 روپے کا ڈرافٹ بھیجا تھا وہ میں نے فوراً بذریعہ
 رجسٹری واپس بھیج دیا۔ جس کی وجہ بعد میں بھی
 شائع کر دی جائے گی۔ اگر اس کی ضرورت پیش آئی
 پچاس ہزار روپے کا چیک کر دیا تھا؟ میرے
 مرحوم دوست سوامی انند سوبھ صاحبؒ
 ہمارے بانی دیال بارغ آگرہ کے ایک مرید نے
 پچاس ہزار روپے کا ایک چیک اُن کی خدمت
 میں منڈ کیا۔ اُنھوں نے مرید سے پوچھا تیرے
 دل پر یہ چیک پیش کرتے وقت کچھ بار معلوم ہوتا
 ہے۔ مرید نے کہا جی ہاں کچھ ہے تو سہی۔
 سر صاحبؒ جی ہمارے راج نے فوراً پچاس ہزار روپے
 کا چیک چاک کر کے اُس کے سامنے ڈال دیا اور
 کہا ہم بے نوٹ نذر لیتے ہیں۔

سفیر صاحب ایرانؒ شام کو سفیر صاحب
 ایران ملنے آئے تھے۔ پانچ ایوانی ساتھ تھے ایک
 ایرانی افغانستان میں ایلان کے سفیر ہیں۔ وہ
 بھی ساتھ تھے۔

ڈپٹی کلکٹر میر پورؒ میرزا نعیم بیگ صاحب
 دہلوی ڈپٹی کلکٹر میر پور ملے آئے تھے۔ یہ میرے
 بہت قدیمی دوست ہیں۔ جب میں دہلی میں تھا
 صاحب کے ہاں رہتا تھا۔ روزانہ ملنے آتے تھے۔
 ۲۸ روزی قریب ۳۰ نومبر ۱۹۴۵ء کو ان کی
 اعلیٰ حضرت کا بلالوا آج صبح اعلیٰ حضرت
 حضور نظام کے چیف سکریٹری صاحب کا تار آیا
 ہے کہ اعلیٰ حضرت آپ کو حیدرآباد میں یاد دلاتے
 ہیں۔ ۶۰ سالہ تاریخ تک آج بھی۔ ایک ہفتہ یا
 دس دن تک ٹھہرنے کے لئے۔ میں نے اس کا

جواب اردو زبان میں بھیج دیا کہ میں ۸ تاریخ کی
 صبح کو حیدرآباد پہنچ جاؤں گا۔ اس کے بعد علی
 کو دہلی پہنچ کر ٹکٹ بھی منگا لیا اور حیدرآباد کی
 سیٹ بھی ریزرو کر لی۔ جب یہ سب کچھ ہو گیا
 تو خیال آیا کہ تار میں مبینہ کی تشریح نہیں ہے
 غالباً اعلیٰ حضرت نے ذی حج کی سات تاریخ
 تک پہنچ جانے کا چیف سکریٹری صاحب کو
 حکم دیا ہو گا اور چونکہ ابھی ذی قعد کا مہینہ ختم نہیں
 ہوا ہے اس واسطے میں نے نمبر کی سات تاریخ
 بھیجی۔ اگر پہلے سے ذہن اور ہمت متعلق ہو جاتا تو مجھے
 تین چار دن کی مہلت مل جاتی۔ اور میں اپنے
 دفتر کے انتظامات مکمل کر لیتا۔ مگر پھر خیال
 آیا کہ میں دہلی سے یا پہلی ذی حج کو چلوں گا یا
 ۳۰ ذی قعد کو چلوں گا اور حیدرآباد پہنچنے کے
 بعد دس دن قیام کیا تو عید کی نماز اعلیٰ حضرت
 کے ساتھ پڑھ سکوں گا۔ اور یہی میرا مقصود ہے
 کہ عید کی نماز ایک مسلمان بادشاہ کے ساتھ
 ادا کروں۔

شیخ کرامتیؒ آج صبح شیخ فیروز الدین صاحبؒ
 جاپان واپس ملے آئے تھے۔ اور اپنے دہلی
 ذوق کا کلام سنایا تھا۔ اور یہ بھی کہا تھا
 کہ میں آپ کے نیک کاموں کے لئے ایسا
 روپے ماہوار مقرر کرتا ہوں۔ وہ پہلے حضرت
 مولانا شاہ کرامت اللہ صاحب مرحوم دہلوی
 کے چشمہ صابریہ خاندان میں مرید تھے۔ اس
 میں نے ان کو شیخ کرامتیؒ لقب دیا۔ شیخ کرامتی نے نو گویہ
 جاپان کی سید کی تعمیر میں اپنی ہزار روپے دیے تھے۔
 درگاہ کے مجلس خانے میں بجلی کی فٹنگ
 آج صبح جن جنی کام کرنے والوں کو نکال کر دئے
 شریف کے سر ہارنے اور ننگ زیب کے مجلس خانہ
 میں برقی روشنی کی فٹنگ کرانے کا انتظام کیا۔
 پروفیسر عبد القیوم صاحب نعمانیؒ کو فٹنگ
 یونیورسٹی میں انصافیات پڑھانے والے پروفیسر

عبد القیوم صاحب نعمانی ملنے آئے تھے۔ ماہر نفسیات معلوم ہوتے ہیں۔ میری اردو نویسی کی نسبت کہا کہ میں مولانا آزاد مرحوم کے طرزِ خاص سے آپ کے طرزِ خاص کو فوقیت دیتا ہوں کہ ان میں سادگی زیادہ ہے۔ میں نے کہا میں تو مولانا آزاد کو اپنا معنوی استاد مانتا ہوں۔

عامی نظامی محمد عبدالملک عامی نظامی اور ان کے عزیز شیخ عطاء الرحمن صاحب ایڈوکیٹ اور حاجی محمد فضل الرحمن صاحب کے پوتے اور محمد صدیق صاحب وکیل کے بیٹے محمد عثمان صاحب ایم اے ملنے آئے تھے۔ شیخ عطاء الرحمن صاحب نے ہندو فلسفہ پر اور اسلامی فلسفہ پر ایسی لا جواب تقریر کی کہ میں بہرہ کیا۔ ان کے الفاظ بھی بہت برجستہ اور وسیع الکھال تھے اور طرزِ استدلال بھی بے نظیر تھا۔

شیخ منظور حسین صاحب آپ کے تعلق لوڈ کے سب انسپکٹر شیخ منظور حسین صاحب

ایک موقع کی تحقیقات کے لئے آئے تھے۔ مجھے بھی ملے تھے۔ دہلی سے علی میاں نظامی آئے تھے تعویذ لے کر چلے گئے۔ سید فضل شاہ کو معاویہ والوں کے لئے آج تعویذ اور گندے تیار کر کے دیئے وہ کل واپس جائیں گے۔

سفر حیدر آباد میں انشاء اللہ پرسوں محل کی شام کو ۳ بجے دہلی سے روانہ ہو کر جمعرات کی صبح کو حیدر آباد پہنچوں گا۔ اور سید سعید نظامی کے ہاں ملنے چراغ ملی میں ٹھیروں کا ایک دن کے لئے ادھون اور امنت پور بھی جاؤں۔ پھر عید کی نماز اعلیٰ حضرت حضور نظام کے ساتھ حیدر آباد میں پڑھ کر دہلی واپس جاؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

ملنسار نظامی محمد حکیم محمد دین ملنسار نظامی خلف حضرت فائسار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملنے آئے تھے۔ اور عبدالغنی صاحب بھی آئے تھے۔

سورہ فاتحہ کے شیعہ جہاں سید محمد صاحب عمل کا معجزہ مراد آباد سے آئے تھے۔ اور کہتے تھے تیس ہزار روپے کا قرضہ میرے دے تھا۔ جائداد کے نظام کی تالیف میں تین دن باقی رہ گئے تھے میری مایوسی کی کوئی حد میں نے آپ کا بتایا ہوا سورہ فاتحہ کا عمل پڑھا۔ تین دن پڑھا تھا۔ جائداد کے ایک چھوٹے سے ٹکڑے کا خریدار پیدا ہوا۔ اور سارا قرضہ ادا ہو گیا بقیہ جائداد بیچ گئی۔

یہ عمل حضرت خواجہ صاحب جمیری سے لیکر تک کے تمام چشتیہ مشائخ اور ان کے مریدوں میں رائج اور جاری ہے اور خود مجھے بھی بے شمار تجربے اس کے ہوئے ہیں۔ سورہ فاتحہ بسم اللہ کا آخری ایم احمد کے الف لام سے ملا کر اکتالیس دفعہ پڑھی جاتی ہے اور الرحمن الرحیم کو تین دفعہ پڑھا جاتا ہے۔ میں ہر شخص کو اس کی اجازت دیتا ہوں۔ حسن نظامی دہلی

کی انتہائی محبت کو ظاہر کرتی ہے۔ درناپ مجھے زیادہ سمجھ سکتے ہیں کہ اپنے عشرت میاں کی شادی سی لے کر تھی کو عشرت میاں بنی بیوی کے ساتھ رہیں حضرت اکبر اس جواب سے بے حد گئے۔ اور خوش ہو کر فرمایا۔ آپ نے بڑی ملاحظت سے مجھے سمجھایا۔

عشرت میاں باجوہ یورپ کا قلعہ یا تھوٹے کے نہایت بڑے اور نہایت پائل پرائی تھذیب کو پسند کرنے والے مسلمان تھے۔ یورپ سے آئے تو انگریزی معاشرت تھی مگر پھر وہ بھی معاشرت اختیار کر لی تھی۔

آج وہ اپنے نامور باپ کی قبر کے پہلو میں دفن ہو گئے ہیں۔ ان کی حیدر آباد کا مکمل عرصہ دیکھا جاتا تو فوراً الہ آباد جاتا۔

دیوالی کی شامیاں ہوا لکھنؤ بہادر مستشار نام نے دیوالی کی شامیاں مکمل رہے پھر عید کا سب کچھ دیکھا اور الہ آباد سے مکمل ہو کر پھر لکھنؤ کی شامیاں مکمل والے شامیہ لکھائے۔ پھر الہ آباد نام دہلی سے شامیہ احمد

بڑے لڑکے عیسیٰ میں ان سے چوتھے سیکر میں۔ اور ان سے چھوٹے سید ابوبکر۔ اگر چہ عشرت حسین م کی والدہ بھی شیعہ تھیں اور بیوی بھی شیعہ ہیں مگر وہ بھی سنی رہے اور ان کے سب بچے بھی سنی ہیں حضرت اکبر کو اپنی آخری عمر میں بات کا بڑا فکر رہتا تھا کہ عشرت میاں شیعہ نہ ہو جائیں۔ ایک دن مجھ سے کہتے تھے کہ میں نے عشرت کے دل کا اندازہ کرنے کے لئے کہا شریقی بنیا تمہاری ماں بھی شیعہ تھیں پھر تمہاری بیوی بھی شیعہ ہیں تم بھی شیعہ ہو جاؤ عشرت نے نہیں کر کہا اب آپ جو توں کی دلیل میں کہ شیعہ تھیں کو کہتے ہیں تو کیا میں زمانہ مذہب قبول کر لوں؟

ایک دفعہ حضرت اکبر برتاب گدہ میں تھے جہاں عشرت ڈپٹی ملکر تھے۔ میں بھی وہاں تھا۔ رات کو عشرت میاں زلزلے میں چلے گئے تو حضرت اکبر نے فرمایا دیکھا آپ نے میں تو الہ آباد سے اس کے پاس آیا ہوں اور یہ مجھے لکھا۔ چوڑا کر بیوی کے پاس چلا گیا۔ میں نے کہا یہ بات آپ

۲۹ ذی قعدہ ۱۰۲۵ھ نومبر ۱۹۰۵ء دہلی افسوس سنگ قبر میں آج لکھی شیعہ بنوئی اور تھے سے سید احمد صاحب کے تارکے ذریعہ خبر کافی کہ حضرت عینی قادیان صاحب وفات پائی بہت صدمہ ہوا۔ بعد مرنے شائق احمد صاحب جدی ایم آ حضرت اکبر الہ آبادی کے نواسے اور پوتہ داماد تھے ٹیلیفون کے ذریعہ خبر بھی کہ ان کے حشر سید عشرت حسین صاحب خلف حضرت میلانا سید اکبر حسین الہ آبادی نے آج صبح الہ آباد میں خاتمی۔ ان خبر سے مجھے دم بخود کر دیا اور اتنا زیادہ صدمہ ہوا جس کا اخبار ممکن نہیں ہے۔

سید عشرت حسین صاحب حضرت اکبر کو بہت ہی پیارے تھے۔ لندن میں تعلیم پائی تھی۔ وفات بہادر شیخ احمد حسین صاحب رئیس پربانوں ضلع برتاب گدہ کی صاحبزادی سے ان کی شادی ہوئی تھی۔ جن سے تین لڑکیاں اور تین لڑکے پیدا ہوئے۔ سر سید

عرش اعظم کا تصور

میرے انسان بھائیوں کو دنیا کی حکومت کے تخت کا تصور
افسرانہ کرسی حاصل ہونے کا تصور ہے
کسی کے رُخِ زیبا کا تصور ہے
دولت کا تصور ہے

دُنیا کے ساز و سامان کا تصور ہے
میں بھی انسان ہوں اور ان تصورات میں گرفتار ہوتا رہتا ہوں
مگر ایسی انسانیت سے انتقال کرنا چاہتا ہوں۔ اور تیرے
عرشِ اعظم کا تصور تجھ سے مانگتا ہوں

خدا کی بڑائی - تیری چیز ہے

رہی - عاجزی - وہ مری چیز ہے

وہ تری چیز ہے - یہ مری چیز ہے

خدا کا گھر نہ رکھا دل کو - بنگلوں میں ٹھیکس ہو کر

بھٹلایا عرش کو اس قوم نے - کرسی نشیں ہو کر

میں تیرے عرش کو اپنا عرش سمجھتا ہوں میں تری کرسی کو اپنی کرسی سمجھتا ہوں
کیونکہ تو میرا ہے - میں تیرا ہوں - تو مولے ہے - میں بندہ ہوں

اور یہ بندہ بھی آخر کوئی چیز ہے

اللہ حق

محمد حق

قرآن حق

کعبہ حق

اسلام حق

اللہ حق

محمد حق

قرآن حق

کعبہ حق

اسلام حق

اللہ حق

محمد حق

قرآن حق

کعبہ حق

اسلام حق

اللہ حق

محمد حق

قرآن حق

کعبہ حق

اسلام حق

اللہ حق

محمد حق

قرآن حق

کعبہ حق

اسلام حق

اللہ حق

محمد حق

قرآن حق

کعبہ حق

اسلام حق

السلام علیک یا ایہا النبی
سلام تجھ پر اے نبی محمد
صلی اللہ علیک یا محمد
اے محمد تجھ پر اللہ درود پڑھتا ہے

تو عرب میں ہے۔ عجم میں ہے۔ دنیا کے ہر مقام پر ہے جب کوئی مسلمان عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بڑا تیرے خالق خدا کی نماز پڑھتا ہے تو التحیات کے وقت عربی زبان میں کہتا ہے السلام علیک یا ایہا النبی سلام تجھ پر اے نبی محمد میں نماز کی التحیات میں بھی۔ اور دنیا داری کی مشغولی میں بھی سوتے میں بھی جاگتے میں بھی۔ تجھ پر درود پڑھتا ہوں سلام پڑھتا ہوں۔ اور تجھ کو اپنا وسیلہ قرار دے کر اپنے اور تیرے خدا سے سجدے میں جھکت کر عاجزی سے گڑگڑا کر دعا مانگتا ہوں۔

یا اللہ! ان ہندوستانیوں کو قید سے رہائی دلوا۔ جنہوں نے اپنے ملک ہندوستان اور اپنی ہندوستانی قوم کی آزادی کے لئے براہ میں فوج بنائی تھی۔ قانون کو قانونی جانیں۔ میں عاجز نہ قانون ہوں نہ قانون پرست ہوں نہ قانون شکن ہوں مجھے تو بس تو ہی اے خدا دنیا کے ہر کام میں کار ساز معلوم ہوتا ہے حسن نظامی

پرنٹرو پبلشر خواجہ حسن نظامی نے اہل بیت پر درود بازار دہلی میں چھپوا کر دفتر منادی سے شائع کیا۔

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا امیر سلام علیک
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا امیر سلام علیک
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا امیر سلام علیک

یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا امیر سلام علیک
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا امیر سلام علیک
یا نبی سلام علیک
یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک
یا رفیق سلام علیک
یا امیر سلام علیک

ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ

جیشی پازنی کو دل کا بیا دشا کہ بکارتی والا خواجہ حسن نظامی کا ہفت روزہ اخبار

ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ
ہرم اللہ

مکاشفہ

جوس ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

قلم کار { علی بن حسن
وزید بن حسن

مورخہ ۶ نومبر ۱۹۲۵ء

ہندستان میں سلاۃ قیمت دیکھو ایک نسخہ ایک آنہ
بآھر کے ملکوں سے یا بچ مشلت عرف

کلمہ پیر کا مضمون

لَا إِلَهَ - إِلَّا - اللَّهُ
سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی خدا نہیں ہے
لَا إِلَهَ کہا تو بالکل خداؤں کا انکار ہوا
إِلَّا اللَّهُ کہا تو سچے خدا کا اقرار ہوا
اور انکار و اقرار یا نفی اثبات آپس میں ملے

محمد رسول اللہ

نے ظاہر ہو کر دنیا کو نور نبوت سے روشن کر دیا
ادبی وہ کلمہ ہے جس کے پڑھنے اور یقین کرنے والا مسلمان کہلاتا ہے

حج کی عید مبارک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

اللہ ایک

رسول ایک

قرآن ایک

قبلہ ایک

مسلمان ایک

۱۳۶۲ھ ہجری کے حج کا مہینہ ۷ نومبر بدھ کے دن شروع ہوا۔ اس حساب سے حج ۹ تاریخ جمعرات کے دن ہوگا۔ اور حج کی عید ۱۰ نومبر جمعہ کے دن ہوگی۔ اور قربانیاں دس اور گیارہ اور بارہ۔ مطابق ۱۶-۱۷-۱۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو ہوں گی

فساد سے بچنے اور بچانے

چونکہ اس سال الکشن کے سبب ہندوستان کی قوموں میں آپس کے اختلافات بڑے ہوئے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ قربانی کی آڑ لے کر ہندو مسلم فساد کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لہذا چشتی پارٹی کے ممبروں اور میرے دوستوں اور مریدوں کا فرض ہے کہ وہ قربانی کے معاملے میں ہندو مسلمانوں کو آپس کی لڑائی سے بچنے اور بچانے کی کوشش کریں

ہندوؤں سے کہا جائے کہ اگر وہ لڑیں گے تو مسلمانوں میں ضد پیدا ہوگی اور قربانی کے جانوروں کی جانیں زیادہ ضائع ہوں گی۔ اور مسلمانوں سے کہا جائے کہ قربانی وہ مقبول ہوتی ہے جس سے کسی پڑوسی کا دل نہ دکھے۔ اس واسطے اپنے ہندو پڑوسیوں کی دل آزاری سے احتیاط کرنی چاہئے۔

حسن نظائی

یہ آل انڈیا گز بشن ہے

یہ کمیٹی سارے ہندوستان کی نمائندگی ہے۔ یہاں پورے براعظم ہندوستان کے صوبوں کے آدمی آتے ہیں اور اس کے جمال جہاں آرا کو دیکھ دیکھ کر چلے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے زلف ہے یا عبد اللہ کی کالی رات۔ کوئی کہتا ہے آنکھ ہے یا بے لیسنس کی شرب کی دکان۔ چہرہ ہے۔ یا پانچو تہی کی طاقت کا منظر۔ گردن صراحی دار۔ دانت اپریشن کے نشتر۔ سہونٹ روسیوں کا لالہ جھنڈا۔ ماہ بارہا ہے موتی چور کالٹو ہے۔ یہ کمیٹی نہیں لیتے ہے۔ شیریں ہے۔ ہیر ہے۔ رانجھے کی مطلوبہ۔

یہ شاعری ہے

یہ دلی سلیک کے حقوق کا شاعری کی زبان میں تعارف تھا۔ شاعری دہلی کی جان ہے۔ شاعری دلی کا ایمان ہے۔ اور شاعری ہی دلی کے لئے وبال جان ہے۔

اب شاعری اپنا چلا لایا۔ نئی جون اختیار کر لی۔ اور دلی کے تقاضائے میں طوطی بن کر ہونا ترک کر لی۔ اور کمیٹی کا بھونہ بن کر گونجنا شروع کرے گی۔

پرانی دلی کمیٹی کی غفلت

پرانی ختم ہو گئی۔ مگر پرانی کی جہنگلی ختم نہیں ہوئی کھانے کی چیزیں۔ پینے کی چیزیں۔ برتنے کی چیزیں اب تک ہنگی بک رہی ہیں۔ اور پرانے شہر کی بڑھاپا اماں اور نئے شہر کی جوان اماں کو بچوں کی تکلیف کا کچھ خیال ہی نہیں آتا۔

لوپے کی بے عزتی

جس روپے پر تاجدار برطانیہ کی صورت ہو اس

تو اماں پھر نئے بیٹے جاتی ہیں۔ داناں جانتے جانتے تھکی جاتی ہیں۔ اور یہ بیٹے مرے مرے اولد پیدا ہوتے ہوتے نہیں تھکتے۔

یہ بیٹے اماں کے کماؤ بیٹے ہیں۔ مگر کماٹے میں چلاک۔ اور خرچ کرنے میں سست اور خود غرض جس شہر میں بسنے والوں کے باپ کہلاتے ہیں اُس کی تعلیم اُس کی صحت اُس کے کھانے پانی اور اس کے کپڑے کے کاموں میں خرچ کرتے وقت کجوس بن جاتے ہیں۔ سازشیں کرتے ہیں کانا پھوسی کرتے ہیں۔ اور نہیں جانتے کہ ان کی کمانی ٹیک لگے۔ اور شہر کی تعلیم پڑھے۔ صحت پڑھے۔ روزی پڑھے۔ اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ان کی اولاد کیا کھاتی ہے۔ کیا پہنتی ہے۔ اور کیا پڑھتی ہے۔ اور اس کے رہنے کے مکان کیسے گندے اور میلے ہیں۔ اور اس کی صحت کتنی خراب ہے اور اس پر ان پکڑ لوگ کیا کیا ستم کرتے رہتے ہیں

یہ نئی دلی کی کمیٹی ہے

چشم بد دور۔ برس چندہ یا کسولہ کاسن۔ جولائی کی راتیں مرادوں کے دن۔ چشم مستے عجیبے۔ زلف درازے عجیبے۔ جولائی کی جمائیاں لیتی ہے اور انگریزائیاں ہی لیتی ہے۔ اور عاشقوں کے صبر پر بھجلیں گرتی ہے۔

کم عمر ہے۔ شاردار الیکٹ کی پابند ہے۔ شادی کہاں ہوتی ہے؟ جو اولاد ہوتی۔ اس کے نہ کوئی میٹا ہے۔ نہ بیٹی ہے۔ ابھی سہرے کے پھول کہاں کھلے ہیں۔ اپنی نیند سوتی ہے اور ساری رات اور سارا دن نشہ شباب میں مست پڑی رہتی ہے۔

اس کے گھر میں دن کو بھی اندھیرا رہتا ہے اس لئے رات دن چراغ روشن رہتے ہیں۔ مگر چراغ بھی ایسے کہ کوئی دوسرا چراغ ان روشن نہیں اور پرانے بھی عشق کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔

کی یہ بے عزتی کہ ساگ پات اور لکڑی کو تملہ جیسی خیر چیزیں چہرہ شاہی کے سامنے ورنی اور فیتی ہونے کا دعویٰ کریں؟ ملے سیر کینے دلی ناچیز چیزوں کا غرور اتنا بڑھا ہے۔ کہ آنے دو آنے چار آنے آتہ آتے بارہ آنے سے بڑھ کر روپے سیر اور دو روپے سیر کینے کی آرزو کرتی ہیں۔ اور کمیٹی لڑائی بند ہو جانے کے بعد بھی روپے کی عزت کو بچانے کا خیال نہیں کرتی۔

دہلی ہاؤس ٹیکس کی تحقیقات

پرانی دہلی کی سبیل کمیٹی پر نئی دہلی کی سبیل کمیٹی نے ہاؤس ٹیکس کی معذرت دلی کوڑی ہے لیکن دینے والوں کو جیسا جاتا ہے کیا ان کے غیر معیاری ہیں یا اور کوئی اس کی تحقیقات نہیں کرنا کہ سبیل کے ساتھ بھیجے گئے ہیں؟ ان مکانوں کے درجہ بھی نہیں تاکہ ٹیکس لگانے والا صحیح کیسے کہ جس نمبر کے مکان کا ٹیکس ہے اُس کی تخفیف ٹیکس دہلی ہے یا غلط دہلی نئی دہلی میں سبیل کمیٹی کے علاقے میں پیشا مکان ایسے ہیں جن پر درجہ نہیں ملتا لیکن دینے والے جب سبیل کی جاکو دیتے ہیں کہ مکانوں کے فزوں کی جانے اور بتایا جائے کہ جس نمبر کے مکان پر ٹیکس لگایا گیا ہے اُس کی آمدنی اتنی ہی ہے یا کچھ کم ہے یا کچھ زیادہ ہے۔ تو سبیل کے صاحب غبنوں کے جانتے نہیں منادی کی رائے ہے کہ ٹیکس لڑائی سے پہلے کی آمدنی پر لگایا گیا ہے اور اب مکانوں کی آمدنی بڑھ گئی ہے تو اس سے کمیٹی کا نقصان ہو گا کیونکہ ٹیکس کم ہو گیا ہوگا۔ اور اگر تخفیف زیادہ کی گئی ہے اور مکان کی آمدنی اس شخص سے کم ہے تو ٹیکس دینے والے کا نقصان ہوگا۔

میں جانتا ہوں کہ اس مطالبے میں مکانوں کے مالکوں کا نقصان ہے۔ کیونکہ اب مکانوں کے کوڑے بڑھ گئے ہیں تاہم معاملہ اصول کا ہے جس میں گورنمنٹ کو بھی فائدہ ہے۔ اور پبلک کو بھی فائدہ ہے لہذا منادی چاہتا ہے کہ چیف کسٹمر صاحب اس معاملے پر فوراً توجہ فرمائیں۔

یہ خطوط ایک مستقل
کتاب کی صورت میں شائع ہو گئے

ذاتی خطوط

تاکہ اردو زبان میں
ہمیشہ یادگار رہیں

لندن کا خط

مکرم بندہ جناب خواجہ صاحب
اسلام علیہ
برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔
اس زبانی کی وجہ بہت سی ہیں۔ پہلے تو حکومت
برطانیہ کی کوشش ہے کہ ترکی، عربستان، مصر
وغیرہ ممالک سے مسلمان طلباء برطانیہ میں آکر
تعلیم حاصل کریں۔ چنانچہ برٹش کونسل ہر سال
بغداد، قاہرہ، انگورہ سے مسلمان طلباء کو
وظیفہ دیتی ہے۔ تاکہ وہ مختلف شعبہ جات
میں تعلیم یہاں حاصل کریں۔ دوسری وجہ بانی
کی ہے کہ اسلامی مملکت سے عمائد اور بن
سنائی افریقہ اور بنگال و پنجاب سے خصوصاً
مسلمان لوگ بحری ملازمت کر کے یہاں آجاتے
ہیں۔ اور یہاں کی رہائش نفع بخش ثابت ہوتی
ہے۔ چنانچہ یہاں کافی شادیاں ہو چکی ہیں۔

تیسری وجہ اس زیادتی کی یہ ہے کہ ان مسلمانوں
کی جو یہاں شادیاں کر چکے ہیں۔ اولاد ہو رہی
ہے۔ اس وقت یہاں بچوں کی تعداد چار سو
سے کم نہ ہوگی۔ دس سال پیشتر یہاں بچوں
کی تعداد صرف تیس یا چالیس تھی۔ یہ زیادتی
مسلمان بیویوں کے واسطے بہت سے ایسے اہل

پیش کر رہی ہے۔ جن کو اہل ضروری ہو گیا ہے
اس وقت ان بچوں کی تعلیم کا کوئی خاص انتظام
نہیں ہے۔ جمعیت المسلمین ہر چند کوشش
کرتی ہے لیکن اس سعی میں کامیابی کی صورت
نظر نہیں آتی۔ جس کی کمی وجوہات ہیں ان کی
تشریح کسی آئندہ غلیفہ میں کرونگا۔ ان بچوں
میں بعض نوجوان بھی ہیں۔ لڑکوں کی تربیت
میں تکلیف ہو رہی تو وہ خود کسی دیکھی طرح

اس کی کو پورا کر سکتا ہے۔ اور ہر شادی لگے
کئی نئی میں ایک فرد ہو جاتا ہے۔ لیکن مسلمان
لڑکیاں بن کی عمر اتھارہ سے بائیس برس ہوگی
ہے ایک شکل معہ پیش کر رہی ہیں۔ ان کی اسلامی
تعلیم صفر ہے۔ یہاں اسلامی برادری کا شائع
ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ لہذا ان لڑکیوں
کو مسلمان شوہر ملنے کی توقع نہیں ہے۔ یہاں
ایک اخبار ”مسلم نیوز“ جمعیت المسلمین کی
تنگ و دو سے ڈپٹی کیٹ ہوتا ہے۔ اس میں
بندہ نے اس اور چند دوسری مشکلات کا ذکر
کیا ہے۔ لیکن حل دشوار ہے۔ میں اس لیے
مضمون انگریزی کو آپ کی خدمت میں اس
واسطے پہنچ رہا ہوں کہ شاید آپ کی وساطت
سے راہبران ملت اسلامی اس کا کوئی حل
سورج سکیں۔ یہاں بچوں کی تعلیم کے واسطے
تو کچھ مل سکتی ہیں اور نہ تنگائی کا سکتی یہ
شاید آپ ضرورت کی۔ منادی کر کے ہماری
امداد کر سکیں۔ تبلیغ سب سے پہلے خیرات
کی طرف گھر سے شروع ہونی چاہئے۔ یہاں
دو لنگ والے حضرات تبلیغ کی آڑ میں ہزاروں
روپے مسلمانوں کی حیب سے نکال کر غیر

مسلمین کو چار پلانے پر ضائع کر رہے ہیں۔
ان مسلمان بچوں اور عورتوں کی تبلیغ کی
طرف کسی کی توجہ نہیں پڑتی۔ میں نے مولوی
عبدالحمید صاحب سے کئی دفعہ اس امر کی
انجائی ہے کہ یہ انگریز عورتیں مسلمانوں سے
شادی کر لیتی ہیں۔ اگرچہ اس مسلمان خود ہی بے علم
ہے۔ تو وہ کیسے اپنی بیوی کو اسلام سے آگاہ
کر سکتا ہے۔ کیوں نہیں دو لنگ والے ان

عورتوں کے واسطے نہایت آسان فہم انگریزی
میں ”اسلام کی حقیقت“ پر چھوٹی چھوٹی کتابیں
لکھ دیتے۔ تاکہ یہ عورتیں اپنے شوہر کے مذہب
کو سمجھ کر اولاد کو فائدہ پہنچا سکیں۔

مولوی عبدالحمید جو کہ دو لنگ کے امام بنے بیٹے
ہیں۔ ان غریبوں کو اسلام سے واقفیت دینے
کے خواہش مند نہیں ہیں وہ تو کسی لارڈ یا کسی
اور متمول اور بارہو غریب کو مسلمان بنا کر
ہندوستانی اور دیگر مسلمان کی حیب سے پیہ

لینا چاہتے ہیں۔
انہر و نارو کو میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ
کے ہاں کوئی ایسی کتاب اسلامی ہوں کہ ہل
انگریزی میں ہوں۔ یا اگر اردو میں ہوں
تو ان کا ترجمہ، حجاب کے ہوں
نورمان کے خریدار ہیں۔ جہرانی کر کے فہرست
روانہ کریں۔ اور پیہ روانہ کیا جائیگا۔ میری نیت
آپ صاحب سروردی صاحب معیم ملکیت دریافت
کر سکتے ہیں۔ میں یہاں جمعیت المسلمین کا خادم
ہوں۔ زیادہ کیا لکھوں۔ امداد کا اہل لب
صاحب داد خان لندن

جواب :- پیارے جانی صاحب داد خان
صاحب جس ورد دل کا اظہار اس خط میں کیا ہے
اس کا مجھ پر بہت زیادہ اثر ہوا۔ اور مجھے امید
ہے کہ منادی کے ناظرین پر بھی ایسا ہی اثر
ہوگا۔ میرے پاس انگریزی میں مطلوبہ لٹریچر
نہیں ہے۔ البتہ میں نے ”ریجن آف جس“
نام کی ایک انگریزی کتاب پر فیصلہ اشتیاق میں
صاحب قمر شہی ایم اے سے مقبول مواد ضہ
دے کر لکھوائی تھی۔ جس میں قرآن شریف کی

تعلیم بہت عمدہ طریقے سے مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب خاصی ضخیم ہے اور میں نے بہت اچھے کاغذ پر بہت زیادہ روایتیں کر کے محض تبلیغ کی نیت سے یہ کتاب چھپوائی تھی۔ مگر مجھے اس کی تقسیم کے ذرائع میسر نہیں آئے اور یہ کتاب کئی ہزار کی تعداد میں سبرے پاس رکھی ہے۔ اور میں اس کی ایک کاپی صاحب داد خاں صاحب کو بھیجتا ہوں اگر وہ بالفعل اس کو میزوں خیال کریں گے تو میں کتاب مذکور کی سب جلدیں بلا قیمت ان کو بھیج دوں گا۔ البتہ راستے کا محصول ان کو ادا کرنا ہوگا۔

اس خط میں صاحب داد خاں صاحب نے ایک ضروری بات لکھ کر توجہ دے کر دیکھ کر دیکھ کر مولوی صاحب پر تنقیدیں مصروف ہو جانے کے سبب وہ اس کا علاج بتانا بھول گئے۔ اور میرا دل سب سے زیادہ اسی چیز سے متاثر ہوا تھا۔ یعنی لندن کے مسلمانوں کی جان لوگوں کو مسلمان تہہ نہیں ملے۔ کیونکہ جو مسلمان ہندوستان سے وہاں جاتے ہیں وہ انگریزوں سے شادیاں کر لیتے ہیں۔ اپنی قوم کی لوگوں کی طرف ان کی توجہ نہیں ہوتی۔ یہ بات نئی روشنی کے مسلمانوں کے لئے افسوس کی بات ہے۔ مگر مجھ پرانی روشنی والے مسلمان کے لئے تو رونے اور ڈوب مرنے کی بات ہے۔ کیونکہ میری تربیت ان نصاب میں ہوئی ہے جہاں مسلمان عورت کا غیر مسلم کی بیوی بننا اتنی زیادہ بے غیرتی کی بات ہے۔ کہ یا تو میں اپنی جان کھودوں یا وہ میرے کی جان لے لوں۔ مگر میرا دل یہہ گوارا نہیں کرے گا کہ میری مسلمان قوم کی لڑکی کسی غیر مسلم کی بیوی بنے۔ اگرچہ محکومی نے بہت کچھ ہندو کی بے غیرتوں کا ذکر کرنا دیا ہے

لیکن لندن جیسے مرکزی مقام پر یہ چیز بہت زیادہ غور طلب ہے کہ مسلمان لوگوں کو غیر مسلم شہر میں سے بچا جائے۔ اور اس کا کوئی قرار واقعی تدارک کیا جائے۔ تاہم میں آپ کے خط کا جو موافقہ جواز دے رہا ہوں مجھے ملا ہے دوبارہ شکریہ ادا کرتا ہوں جس نظامی

دہلوی فلاسفر کے خط کا ایک حصہ

مخدوم محمد کرمی و محترمی حضرت خواجہ صاحب قبلہ۔ آداب عرض۔ جس وقت درجہ بنی جناب والا کی عمر کے متعلق حکم لگاتے رہتے ہیں۔ مجھے غصہ آتا رہتا ہے۔

جی میں بھی مصطفیٰ بنجی ہوں۔

منطق کی ایک شد INDUCTION

(اس کا اردو ترجمہ علوم نہیں) بھی ہے بہت زیادہ مثالیں دیکھ کر آئندہ کے متعلق اندکشن سے نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ میرے بچپن میں بہت زیادہ طاقت دار اور موٹے تانے پہلوان یہ تھے۔ غلام پہلوان، بھد پہلوان، لیکو سنگ پہلوان، آغا پہلوان، کالے میاں چھٹن میاں۔ استناد اللہ دیا۔ خیر اللہ پہلوان وغیرہ وغیرہ ان پہلوانوں میں سے ایک بھی ساتھ سے آگے نہ بڑھ سکا۔ ایک گا ما پہلوان اب بڑی شکل سے ساتھ سال کے ہوئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ بھی ہے۔ میرے لوگوں کے جگر دل اور پیچھے ہٹنے کے گرد جو سیکار چربی جمع ہو جاتی ہے وہ ان اعضا پر تھک کر اچھی طرح کام نہیں کرنے دیتی۔

حضرت مولانا شوکت علی حضرت مولانا محمد علی حکیم بھروسے میاں اور مسیروں کے آدمیوں کو میں جانتا تھا وہ ساتھ سے

آگے نہ بڑھ سکے۔

ڈبلے۔ جسے اور کمزور آدمیوں کی بڑی طویل نہ ہوتی ہے۔

برائے بہرہ بانی جناب والا خود اندکشن سے نتیجہ اخذ فرمائیں۔ خود جناب والا کو جسے ۹۵-۹۹-۱۰۰ سال کی عمر کے لوگ ملے

ہوں گے۔ وہ کمزور ڈبلے اور غائبانہ بے ضرور ہوں گے۔ اس لحاظ سے میں نے منطقی نتیجہ سے نتیجہ نکال رکھا ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سب نام نہاد ستارہ شناس "بنجی" اور "چوشتی" جھوٹے ثابت ہوں گے۔ اور جناب والا کی عمر سو سال سے زائد ہوگی اور ملک اور قوم کو زمانہ گرامی سے بڑے ٹرے سے فائدے ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

زیادہ آداب۔ بخش بردار ایسے نالائق دہلی

انسان صاحب

پیاری نواسی کا غم ناک خط { محترم۔

نکیم۔ آپ کرسن کرافٹس ہو گا کہ بتا دیجئے

۱۲ نومبر وقت سر سے ۱۲ بجے امی کا انتقال ہو گیا۔ تار کے ذریعے اطلاع دے چکی ہوں

نانا صاحب کیا خدا ہی بے نصیبوں کا نہیں تاجا

افسوس مجھے استناد بھاری بالکل رائیگاں گئیں۔ خیر

اس کی مرضی۔ اور کیا لکوں سب کی خدمت

میں سلام عرض کر دیکھئے گا۔ امی کے لئے

معفرت کی دعا فرمائیے۔ اس کے سوا اب

ان کے واسطے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ والسلام

زمین جی دہلی بابت مریم احمد عارف بیام

حضرت صفوی عابد میاں بعد سلام عرض گزار

مے ماموں کا خط { خدمت اقدس میں یہ ہے

کہ ہمارے بھائی صفوی عابد میاں جو افریقہ

میں مقیم تھے گذشتہ کل ان کے اس دار

فانی سے دار بقا کی جانب ملت فرماتے کی

غنائین اور دلخراش خبر آئی (خانہ لائند وانا

الہیہ راجعون) مرحوم ہندوستان آئے
کی پوری تیاری کر چکے تھے۔ اور آئندہ جینے
میں وطن آنے کے لئے پیرا روادہ کر چکے تھے۔
اور ہم بھی ان کے آنے کی خیرین کو مسند د
شادمانی منار سے تھے کہ یکایک اس منار
خبر کے ہمارے دلوں کی مسرتوں کو غم و اندوہ
میں تبدیل کر دیا۔ آپ سے بھی ملنے کی انہیں
بڑی خوشی تھی گذشتہ چند سال پہلے جب صرف
چند مہینوں کے لئے وطن آئے تھے تو فریاد
جینے رہ کر پھر فریقہ چلے گئے تھے اس وقت
آپ سے ملنے کی بڑی اتھا اور امید بھلائی تھی
کس کو خبر تھی کہ وہ اس وطن سے آنے کی نہیں
بلکہ اصلی وطن جانے کی تیاری میں مصروف تھے۔
اب ان کے ایک چوتھے بھائی ملوئی محمد حید
جو اس وقت جرج بہت اشد کو گئے ہیں ان
کو اور یہاں ان کی ہمشیرہ ہیں اور افریقہ میں
ان کے فرزند عبدالحق کو اور ہم سب کو سبر
حبیل عطا فرمائے اور مرحوم کو محنت فرما کر
باری تعالیٰ اپنی رحمت کے دریائے سیراب
فرما کر اعلیٰ علیین میں اعلیٰ درجات نصیب
فرمائے آمین۔ فقط والسلام۔ ناچیر بند
پیرزادہ محی الدین عثمانی۔

امریکہ کا خط میرے بہر جناب
بجائے عرض پر دراز ہوں جیسی بارٹی کے عیث
نامے کی خانہ پری کر کے روانہ کرتا ہوں۔ ان
سب لوگوں کی اجازت سے نام لکھے ہیں
اگر تھوڑے دن اور بھی ہوتے تو وہ بھی نہ
کہہ کر روانہ کر دیتا۔

یہاں ۲۲ ہزار مسلمان آباد ہیں مگر ان
کا اندازہ ہونے کی وجہ سے ان کی حالت
بہت ہی خراب ہے۔ زمانہ جاہلیت سے
یہاں کی حالت ذرا ہی اچھی ہے۔ یہاں

تین چار انجینئرز بھی ہیں مگر صرف نام کی۔
یہاں امام ہیں مگر کسی کام کے نہیں۔ ہر سہ کوئی
نہیں ہے۔ لوگ تھوڑی بہت اردو جانتے
ہیں۔ غرض کہ یہاں کی حالت بہت ہی خراب
ہے۔ اسلام دن بدن گرتا جا رہا ہے۔
دوسرے خط میں حضور کو یہاں کی پوری
کیفیت لکھوں گا۔ حضور رحمہ کو دعائے خیر
سے نہ بھولیں۔ میرا لڑکا محمد انور علی بی پیر
امتحان میں کامیاب ہو گیا ہے۔

زیادہ قدم بوسی۔ گوہر علی نقوی ازبکستان
ویجا پور کا خط میرے بہر جناب
ویجا پور سے خادم زاد خان اسد فاضل لطف
کا ادب و سلام قبول ہو۔ آپ کی دعا کی برکت
سے حیر و عافیت ہے۔ دیگر عرصہ ہے۔ کہ
ہمارے نقوی یہ بھائی سید عباس علی صاحب
کا انتقال بتا رہا ہے کہ اکتوبر بروز یکشنبہ یعنی اتوار
کے روز ہوا۔

سید عباس علی صاحب کا ویجا پور میں منار
اور رئیس گھرانہ ہے۔ وہ کچھ ہی جس اور گاؤں
میں ممبر تھے۔ سب سے خوش اخلاقی سے پیش
آتے تھے۔ چھوٹی عمر میں منار کے اور ایک
لڑکی چھوڑ کر رحلت فرمائی ہے۔ ان کے
تیجے والوں کو صبر جمیل الشدایک عطا فرما
اور مرحوم کو غزین رحمت فرما دے۔ آپ بھی
دعا و خیر فرمادیں۔
نوافل اشرف فاضل نقوی حاکم دار۔

مولانا مہر نی کا شاندار کام جناب
محمد الیاس صاحب برنی ایم اے نے مترجم
بالاعنوان سے ایک مطبوعہ خط الغرض اشاعت
جیسا ہے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے
جو یہ ہے کہ انھوں نے اردو شاعری کا ایک

جامع انتخاب سلسلہ منتخبات نظم اردو کے
عنوان سے ۱۹۱۹ء سے شائع کرنا شروع
کیا تھا اور اس انتخاب کے لئے نو بیست و تین
(۱) سو آرون۔ ملت (۲) جذبات فطرت اور
(۳) مناسطرق رت کے نام سے قرعے
کئے۔ ہر عنوان کے تحت چار چار جلدیں شائع
تاک شائع ہوئیں۔ اور اب تک یہ سیر
سے زیادہ تعداد میں شائع ہو چکی ہیں۔ اب
بیکہ اردو شاعری ایک نئے دور سے گذر رہی
ہے اور پچھلے جس سال میں بہت کہہ قابل
قدر کلام شائع ہو چکا ہے ضروری معلوم
ہوتا ہے کہ منتخبات نظم اردو کی کو۔ اور
جلدیں شائع کی جائیں۔ جو انجمن مستقل
عناصرت کے تحت مرتب کی جائیں گی جو ایک
کے لئے ہیں۔ اس غرض کے لئے برنی صاحب
حضرات شعر اکا نواں چاہتے ہیں جس کی صورت
ہے۔ کہ اول تو شعر اپنے کلام کے طبقہ
محبوبے برنی صاحب کو بھیجیں جو بعد ازاں
واپس کر دئے جائیں گے۔ دوسرے تمام
رسالوں میں شائع ہو جائیں گے۔ ان کی تشکیل
جائیں۔ یہ نقلیں واپس نہ کی جائیں گی۔ جو
شعر اپنا کلام ارسال فرمائیں وہ اس کے
ساتھ ہی اپنے نام، یہاں اجازت طبع اور
اپنے تعلق صوری معلومات بھی تحریر
فرمائیں۔ یعنی اپنا پورا نام، تخلص، وطن
یا پتہ، بن ولادت اور شائع شدہ مجموعوں
کے نام وغیرہ جن شعر اکا کلام کسی جلد میں شائع
ہو گا ان کی خدمت میں وہ جلد بدیتہ پیش
کی جائے گی شعر اپنے حلقہ واقفیت کے
دیگر شاعر حضرات کے بنوں سے بھی برنی صاحب
کو مطلع فرمائیں تاکہ زیادہ سے زیادہ شعر اکا
منتخب کلام شائع کیا جاسکے۔ خط کتابت کا پتہ
جناب فقید غفر اللہ صاحب بی بیت اسلام حید آباد دکن

جمعیت اصفیاء کا جلسہ

۳۱ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو حضرت مولانا محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مائے شریعت ضلع پشاور صوبہ سرحد نے تمام ہندوستان کے عموماً اور پنجاب اور سندھ اور صوبہ سرحد اور بلوچستان کے خدیوہ صائیں ہزار ملاؤں کو جمع کر کے ایک جلسہ کیا جس کی صدارت سجادہ نشین صاحب چوہدرہ شریعت نے فرمائی۔ اور تین ریزولوشن علماء و مشائخ و حاضرین کے اتفاق سے منظور کئے گئے جو یہ ہیں۔ (ریزولوشن طویل ہیں ان کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے)

ریزولوشن نمبر ایک: تمام علماء و مشائخ و سجادہ نشین اصحاب متفق ہو کر ایک جماعت قائم کرتے ہیں اور اس جماعت کا نام جمعیت اصفیاء رکھا جاتا ہے۔

۲۔ اور یہ جمعیت اصفیاء بالاتفاق قرار دیتی ہے کہ آئندہ انتخابات سیاسی میں حصہ لینے والے امیدواروں کو اس شرط پر امداد دی جائے گی۔ کہ وہ طلب امداد سے پہلے شرعی حلف کریں۔ کہ وہ ممبر ہوجانے کے بعد کسی ایسے قانون کی حمایت و تائید نہیں کریں گے جو شرع اسلام کے خلاف ہو بلکہ غیر شرعی قانون کی مخالفت کریں گے۔ اور اس کو نہ بننے دیں گے۔

۳۔ جمعیت اصفیاء مسلم لیگ کو تمام مسلمانوں کی نمائندہ اور طاقت ور جماعت تسلیم کرتی ہے۔ مگر مسلم لیگ کے قائم کردہ امیدواروں کی تائید بھی اسی شرط کے ساتھ کرے گی کہ کوئی مسلم لیگی امیدوار شرع اسلام کے خلاف کسی قانون کی حمایت نہ کرے۔

۴۔ جمعیت اصفیاء مسلم لیگ کی بجلی ای

شرط پر حمایت کرے گی۔ کہ اس کی ورکنگ کمیٹی اور صدر اور سرکاری جمعیت اصفیاء کے مذکورہ اصول اور شرط کو تسلیم کر لیں۔

۵۔ شرط مذکور کی تشریح یہ ہے۔ دین اسلام میں مذہب سیاست الیہ کی چیز ہے اس لئے مسلم لیگ اپنے سیاسی امور کو مذہب سے الگ نہ ہونے دے۔ اور مذہب کو سیاست سے جدا نہ ہونے دے۔

۶۔ مسلم لیگ اسمبلیوں میں کسی ایسے قانون کو پیش کرے گی جس کی تائید کرے گی جو شرع اسلام کے خلاف ہو۔

۷۔ اگر کوئی ایسا قانون پیش کرنا ہو۔ جس کا اثر شریعت اسلام پر ہوتا ہو۔ تو اگر کسی مسلم لیگ کا فرض ہوگا۔ کہ وہ ایک مہینہ پہلے جمعیت اصفیاء کے صدر کو اس قانون کا مسودہ شرعی غور و خوض کے لئے بھیج دیں۔

۸۔ اگر اسمبلی کے کسی مخالف ممبر کی طرف سے کوئی ایسا قانون یا تجویز پیش ہو جس کا اثر شریعت کے خلاف ہو تو یہ مسلم لیگ کا فرض ہوگا کہ اس قانون یا تجویز کا مسودہ بھی انجمن اصفیاء کے صدر کو بھیج دے تاکہ اس پر غور کیا جاسکے۔

۹۔ چونکہ مسلم لیگ کا نصب العین پاکستان ہے۔ اور جمعیت اصفیاء بھی اپنا نصب العین پاکستان کو سمجھتی ہے۔ اس لئے جمعیت اصفیاء مسلم لیگ کے نصب العین کو اپنا نصب العین مان کر اعلان کرتی ہے کہ یہ جمعیت ہر قسم کی قربانیاں پاکستان کی حمایت و حفاظت کے لئے پیش کرے گی۔

ریزولوشن نمبر ۲: بالاتفاق منظور ہوا کہ

مسلم لیگ کے ہر امیدوار کو پہلے ایک غلط نامہ لکھنا ہوگا اور جمعیت اصفیاء کو دینا ہوگا اس کے بعد جمعیت اصفیاء مسلم لیگ کے اس امیدوار کی مدد کرے گی۔

مضمون حلف نامہ: میں فلاں اس فلاں مقام فلاں اللہ تبارک و تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ اقرار کرتا ہوں کہ کامیاب ہوجانے کے بعد اسمبلی میں ہر ایسے قانون کی حمایت کروں گا جو مسلمان قوم کے لئے مفید اور شرع اسلام کی موافق ہو۔ اور ہر ایسے قانون کی مخالفت کروں گا جو اس کے خلاف ہو۔

۲۔ میں جمعیت اصفیاء کے ان تمام مذہبی مطالبات کو مد نظر رکھوں گا۔ جو اسمبلی میں پیش ہونے والے کسی قانون یا تجویز کے شرعی پہلو کے لئے ہوں۔ اور اگر کسی قانون یا تجویز کا اثر شریعت اسلام کے خلاف ہو تو انظر اس کی مخالفت کرنے سے مجھے ممبری سے دست بردار ہوجانا ضروری معلوم ہو تو میں خوشی ممبری چھوڑ دوں گا مگر شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں سمجھوں گا۔

۳۔ اسمبلی کے بھت بکشن سے ایک مہینہ پہلے اپنے معلقہ نیابت کے ہر گاؤں اور قریہ میں جا کر باشندوں کی ضرورتوں اور شکایتوں اور تکلیفوں کو معلوم کروں گا۔ اور اسمبلی میں ان کے تذراک کا استقام کروں گا۔

۴۔ اسمبلی میں شریعت ہونے سے پہلے جمعیت اصفیاء کے صدر صاحب سے ان تجاویز کی نسبت مشورہ کروں گا جو سشن مذکور میں

۱۶ دسمبر ۱۹۳۵ء

پیش ہونے والی ہوں۔
۵۔ میں اپنے حلقہ نیابت کے دو ٹروں میں پسند کیا جاؤں اور اسٹی فنی مدی و ترجمہ پر بے اعتمادی ظاہر کریں تو میں فوراً ممبری سے دست بردار ہو جاؤں گا۔
۶۔ میں مذہب اسلام اور مسلمان قوم اور اپنے وطن کا پورا وفادار رہوں گا۔
۷۔ مجھے اس عہد نامے کے چھپوانے شائع کرنے اور تقسیم کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ریزولوشن نمبر تین کے جو جیسے کے بانی حضرت مولانا محمد امین اعجاز آبادی شین مانگی شریف نے پیش کیا اور سب حاضرین نے بالاتفاق منظور کیا۔ حضرت نے فرمایا "میں نے یہ اجتماع صرف مذہبی امور کی حفاظت کے خیال سے کیا ہے۔ اور یہ جمعیت بھی اسی غرض سے قائم کی ہے۔
۱۔ اس لئے میں جمعیت اصفیاء کو کوئی عہدہ لین نہیں چاہتا۔ نہ صدارت نہ نظامت نہ خزانچی۔ البتہ مجلس عاملہ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں اگر آپ سب لوگ مجھے اس خدمت کے لئے سوزوں خیال کریں۔
۲۔ میری تجویز ہے کہ اس جمعیت کے ایک

صدر ہوں جو ایک سال تک کام کریں تاکہ سب کام کرنے والوں کو کام موقع مل سکے۔ ایک سال چشتیہ طریقے کے کوئی بزرگ صدارت کریں۔ اور ایک سال تشبندیہ طریقے کے کوئی بزرگ صدارت کریں اور ایک سال قادریہ سلسلے کے کوئی بزرگ صدارت کریں۔ ان کا انتخاب ملکہ کی کثرت رائے سے ہوگا۔
۳۔ صدر کے علاوہ ایک عہدہ نائب صدر کا ہوگا اور ایک عہدہ ناظم کا ہوگا۔ اور ہر عہدے میں ایک ایک نائب ناظم بھی مقرر ہونگے۔ اور خزانچی کا عہدہ بھی صدر جمعیت اور مجلس عاملہ کی کثرت رائے سے ملے ہوگا۔
ان تینوں تجویزوں کو حاضرین جلسہ نے بالاتفاق منظور کیا۔ اور جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔
حسن نظامی کا حاشیہ کہ اس جلسے سے بہت پہلے حضرت مولانا محمد امین الحسنات صاحب سجادہ نشین مانگی شریف نے اپنے ایک معتمد مولانا شاکت نگل صاحب کو میرے پاس بھیج کر جلسے میں بلایا تھا مگر میں اپنی عالت کی وجہ سے جلسے میں حاضر نہ ہو سکا تھا۔ اور اب خبر پری جان رہی یا تھا۔ بس کو جلسے میں پڑھ کر سن گیا تھا اور حاضرین نے

اس کو پسند کیا تھا اور میری صحت کے لئے دعائیں مانگی تھیں۔
اب یکم نومبر ۱۹۵۳ء کو مولانا شاکت نگل صاحب پھر میرے پاس تشریف لائے اور انھوں نے جب کے تمام حالات سنائے جس سے مجھے بھی خوشی ہوئی۔ خاص کر اس خبر سے میرا سر فہرست اپنی ہو گیا کہ سجادہ نشین صاحب مانگی شریف نے پورا باج ہزار ہاؤں کی مہماں نوازی اپنے لشکر کی اور ہندوستان کے ان رواجی جلسوں سے اس مقدس جلسے کو ممتاز کر دیا جو اپنے جلسوں میں مہماؤں کو بلا کر ان کے کھانے کی فیس جہانوں وصول کر لیتے ہیں اور یہ بات اس لئے میرے فخر کو بڑھانے والی بات ہے کہ یہ جلسہ اہل مذہب کا تھا اور درویشوں کا تھا۔ اور کو خدا نے نکھلنے کے لئے پیدا کیا ہے۔ دوسروں سے اپنا کھانا مانگنے کے لئے پیدا نہیں کیا۔ اور یہی بنیاد ہے اس جمعیت اصفیاء جس کا مستقبل نے اللہ ہندوستان میں مجھے بہت دشمن نظر آتا ہے میں نے اس جمعیت اصفیاء کی ممبری قبول کر لی ہے اور میں ہر صوفی کے مسلمان مریدوں اور خلفاء کو تائید کرنا ہوں وہی جمعیت اصفیاء کے ممبر بن جائیں۔ حسن نظامی

حاشیہ طوطا طوطا کہ میرے صافی سٹر ایں اسے دلچ کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ قیاس میرے سفر حیدرآباد کے زمانے میں کیا گیا تھا اس لئے اقتباس میں غامی رہی اس خط کے پہلے حصے میں تصوف کی نسبت ایسے خیالات تھے جن کا اندازہ ضروری تھا۔ لیکن اقتباس کرنے والوں اس کی اہمیت کو نہیں سمجھا اور ایک ایسی چیز کے لیا جس کا تعلق محض میری عمر سے تھا انسان کم زندہ رہے یا زیادہ دن تک جیتا ہے آخر کار اس کو مرنا ہی پڑتا ہے۔ لہذا میں اس بحث کو موجودہ زمانے کا دوزد ہو جائے کہ اہمیت نہیں تیا البتہ تصوف کی

بحث ایک ایسی بحث ہے جسے سنائوں کی نعمانی رہ نہ کی کو فراموش نہ کیا اور یہ فراموشی سنائوں کو عمر بزرگ نہ دے دینے میں مدد ملے گی۔ لیکن یہ تصوف ہی القیوم خدا کی حیات بانی کی بنا دی کہ کو تو مانتا ہے۔
۱۔ تصوف کا معنی ہے غامی میں ہم مدوسے کے انتقال کی خبر سے کھٹا مہر ہوا تھا اس کو دور مانے میں غامی ہو کر کا سوا اپنی بانی کی ذی زینب اور ان کے والد علی دو دو صاحب اور دوسرے سید سید بانیوں کے ممبر کی دعا کا نام ہے۔ یہی دعا کہ انہوں نے کہ ان کے انتقال کی خبر کی ذی کو حیات کی آج میں نصیر م کو حیات صوفی کا یہاں بلایا کی وفات صحت بانیات کی نسبت کی گذشتہ نادانی میں بانیوں کی ظاہر حکما میں اور ظاہر میں کہ ان کی اولاد اور ان کے مددگاروں کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کا ذکر کو تو مانتا ہے۔
۲۔ تصوف کا معنی ہے غامی میں ہم مدوسے کے انتقال کی خبر سے کھٹا مہر ہوا تھا اس کو دور مانے میں غامی ہو کر کا سوا اپنی بانی کی ذی زینب اور ان کے والد علی دو دو صاحب اور دوسرے سید سید بانیوں کے ممبر کی دعا کا نام ہے۔ یہی دعا کہ انہوں نے کہ ان کے انتقال کی خبر کی ذی کو حیات کی آج میں نصیر م کو حیات صوفی کا یہاں بلایا کی وفات صحت بانیات کی نسبت کی گذشتہ نادانی میں بانیوں کی ظاہر حکما میں اور ظاہر میں کہ ان کی اولاد اور ان کے مددگاروں کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کا ذکر کو تو مانتا ہے۔
۳۔ تصوف کا معنی ہے غامی میں ہم مدوسے کے انتقال کی خبر سے کھٹا مہر ہوا تھا اس کو دور مانے میں غامی ہو کر کا سوا اپنی بانی کی ذی زینب اور ان کے والد علی دو دو صاحب اور دوسرے سید سید بانیوں کے ممبر کی دعا کا نام ہے۔ یہی دعا کہ انہوں نے کہ ان کے انتقال کی خبر کی ذی کو حیات کی آج میں نصیر م کو حیات صوفی کا یہاں بلایا کی وفات صحت بانیات کی نسبت کی گذشتہ نادانی میں بانیوں کی ظاہر حکما میں اور ظاہر میں کہ ان کی اولاد اور ان کے مددگاروں کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کا ذکر کو تو مانتا ہے۔

ہے اور اس کا علاج نہیں ہے کہ انہیں کسے نکال دے مگر اس کے لئے کہنے کے بدلہ تو اسلام کا علی نو نہ بن جانا چاہئے تاکہ ان کو نہ تو یہ دیکھ کر دوسروں کی اصلاح ہو جائے۔ تاکہ بزرگوں نے بھی ایسا ہی کیا تھا اور یہی ایسا ہی رہا ہے۔ سان وانشک و انہیں سلسلہ الہیہ کی ایک خانقاہ ہے جس میں سلسلہ کے ایک نائب خانقاہوں وہاں نام کوئی نہیں ان کو کو تو مانتا ہے کہ وہ کو تو مانتا ہے کہ ان کے حلال میں مدد کرے۔
۴۔ تصوف کا معنی ہے غامی میں ہم مدوسے کے انتقال کی خبر سے کھٹا مہر ہوا تھا اس کو دور مانے میں غامی ہو کر کا سوا اپنی بانی کی ذی زینب اور ان کے والد علی دو دو صاحب اور دوسرے سید سید بانیوں کے ممبر کی دعا کا نام ہے۔ یہی دعا کہ انہوں نے کہ ان کے انتقال کی خبر کی ذی کو حیات کی آج میں نصیر م کو حیات صوفی کا یہاں بلایا کی وفات صحت بانیات کی نسبت کی گذشتہ نادانی میں بانیوں کی ظاہر حکما میں اور ظاہر میں کہ ان کی اولاد اور ان کے مددگاروں کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کا ذکر کو تو مانتا ہے۔
۵۔ تصوف کا معنی ہے غامی میں ہم مدوسے کے انتقال کی خبر سے کھٹا مہر ہوا تھا اس کو دور مانے میں غامی ہو کر کا سوا اپنی بانی کی ذی زینب اور ان کے والد علی دو دو صاحب اور دوسرے سید سید بانیوں کے ممبر کی دعا کا نام ہے۔ یہی دعا کہ انہوں نے کہ ان کے انتقال کی خبر کی ذی کو حیات کی آج میں نصیر م کو حیات صوفی کا یہاں بلایا کی وفات صحت بانیات کی نسبت کی گذشتہ نادانی میں بانیوں کی ظاہر حکما میں اور ظاہر میں کہ ان کی اولاد اور ان کے مددگاروں کی زندگی سے سبق حاصل کریں اور ان کا ذکر کو تو مانتا ہے۔

حسن نظامی

کربلا کا تاریخی حال

نہ سُنی نوجوان جانتے ہیں نہ شیعہ نوجوان واقف ہیں
خواجہ حسن نظامی دہلوی نے گزشتہ سال اس نام کی باتصویر کتاب شائع کی تھی
اور سیکڑوں سنیوں نے ہزاروں کتابیں خرید کر تقسیم کی تھیں
اس سال محرم میں شیعوں کو بھی کربلا کا تاریخی حال تقسیم کرنا چاہئے
بڑا سائز۔ اہم تصویریں۔ معتبر تاریخوں کا اقتباس
ایک کتاب اٹھ آنے کی بارہ کتابیں تقسیم کے لئے خریدی جائیں تو آدھی قیمت
یہ کتاب شیعہ سُنی اختلاف دور کر دیتی ہے
دفتر سنادی بک ڈپو دہلی سے تلکیگی

طمانچہ بر خسار یزید

خواجہ حسن نظامی دہلوی کا لکھا ہوا مشہور تاریخی ڈرامہ
قیمت سواروپہ تقسیم کرنے والوں سے آدھی قیمت

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلی

۳۰ روزی قعد ۱۳۶۲ھ ۶ نومبر ۱۹۴۲ء
عم کا تار کھلتے سے غناک خبر کا تار آیا ہے کہ میری روحانی بیٹی میرم احمد خاتون بھام نے گذشتہ جمعہ کو وفات پائی سب سے اس خبر سے بہت یادہ صدمہ ہوا۔ مرحومہ کھلتے کے ایک بڑے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ برہمیں بھی ان کی بڑی جگہ تھی۔ مرحومہ کو اپنی بہن ہار جواں لڑکی کی وفات کا صدمہ ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو آغوش رحمت عطا فرمائے۔ اور ان کے شوہر علی دودا صاحب کو اور ان کے بچوں کو صبر عطا کرے۔

چاند نہیں ہوا۔ ناظم صاحب امور مذہبی حیدر آباد کا تار آیا ہے کہ ۹ کو چاند نظر نہیں آیا۔ اس صفا سے عید جمعہ کے دن ہوئی۔

چیف کشنر صاحب، سوادس نیچے آنرہبل چیف کشنر صاحب دہلی سے ملے گیا تھا۔ آج ان کے ہاں دینی راشننگ کے تمام عہدے دار جمع ہوئے تھے۔ سب چھوٹے بڑے انصر تقریباً سچاس ساٹھ آدمی تھے۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد چھ سے ملاقات کی۔

رائے بہادر کھنہ گمیدہ نیچے نئی دہلی سکریٹریٹ میں آیا اور رائے بہادر کھنہ صاحب اور مسٹر پوری سے ملاقات کی۔ رائے بہادر کھنہ صاحب میرے قلمی دوستوں میں ہیں جب میری آنکھوں کا پریشاں ہوا تھا اس وقت شملہ پہاڑ پر ہیں ان کے قریب ٹھہرا ہوا تھا۔ اس وقت سے آج تک ان کے مخلصانہ ہمتاؤ کا سلسلہ جاری ہے۔ سفر کی تیاری کے بارہ بجے گھر میں واپس آیا اور حیدر آباد جاتے کے لئے بستر تیار کیا۔ حور بانو بھی ملے آتی ہیں۔

دیوانی کی مٹھائی سیٹھ پدم چند صاحب کے صاحبزادے مٹھائی لیکر آئے تھے۔ غزالی خاں بھی آئے تھے۔ ریلوے اسٹیشن کے علی دروازے کے باہر غزالی صاحب آئے تھے۔ اسٹیشن پر ملازمہ آثار اور ان کے بھائی اور لالہ دی پرشاد اور لالہ پرم بھی ملے آئے تھے۔ لالہ کنور سین بھی پٹی دہلی کے ایک عزیز و جان اور ان کی بہن بھی میرے درجے میں ہیں۔ حیدر آباد جا رہے ہیں ان کی شادی حیدر آباد میں ہوئی ہے۔ درجے میں چھ پلنگ ہیں۔ اور سب مسافروں سے برتر ہیں۔

غسل خانے کا اندھیرا کجنگ کے زلزلے میں ریلوں میں اندھیرا رہتا تھا۔ رات دن باؤں میں چھپتا ہے کہ لڑائی بند ہو گئی ہے۔ مگر ہندوستان کے ریل والوں کو اب تک ان خبروں کا یقین نہیں آیا ہے۔ اس واسطے انہوں نے سب ریلوں کے غسل خانوں کی روشنی جاری نہیں کی ہے۔ کیونکہ ان کو اندیشہ ہے کہ غسل خانوں کی روشنی دیکھ کر دشمن ہم باری کرنے نہ آجائے۔ انگریزوں کی حاکمانہ مشینیں بہت تیز چلتی ہے مگر ریلوے انتظام کی مشینیں سب سے زیادہ سست رفتار ہے۔ مجھے بار بار غسل خانے میں جانے کی بیماری ہے۔ دورات تاریک غسل خانے کی تکلیف اٹھائی۔

رہل کا کھانا کھانا کھاؤں میں ہندو کا ٹھیکہ ہے۔ وہ بغیر گوشت کا کھانا تھا۔ میں دیتے ہیں۔ ہر تھاں میں سات ہیالیاں پتی ہیں۔ اور مجھے یہ کھانا بہت مرغوب ہے۔ دلی سے حیدر آباد تک تمام اوقات کے کھانوں کا رہل پانچ روپے ہوا۔ گھاس کھانے کے انتظام میں صفائی بالکل نہیں ہے۔

یکم ذی الحج ۱۳۶۲ھ ۶ نومبر ۱۹۴۲ء
چپ کا روزہ کچھ اس سفر کی اطلاع دہلی سے حیدر آباد تک کے راستے میں آئے والے مقامات پر نہیں تھی اور دل میں بھی سب لوگ ایسے ہیں جن سے بات کرنے کی ضرورت نہ تھی اس لئے دورات اور ایک دن چپ چاپ رہا۔ گویا چپ کا روزہ رکھا۔ لالہ کنور سین جستی کے بچوں نے میری بہت خدمت کی۔ ہر کھانے کے وقت اپنے ساتھ کلائی ہوئی مٹھائی کھلاتے تھے۔ اور جب میں منادی کے لئے مضامین لکھ لیتا تھا تو لٹافہ اسٹیشن کے لکھنویس بھی جا کر ڈال دیتے تھے۔ سردی کجنگ پر زکیمہ سردی کا اثر رہا۔ پھر موسم گرم ہو گیا۔ ریل میں رات کو بھی سویا اور دن کو بھی تھوڑا سا پھل پڑی اور مضامین لکھے۔ اس طرح یہ دو رات دن بسر ہوئے۔ اگرچہ کوئی رفیق ساتھ نہیں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی رفاقت کے کرشمے دیکھ رہا ہوں۔ خواجہ بانو اور علی کا اصرار تھا کہ کوئی آجی ساتھ لے جاؤ۔ میں ہنسنا تھا اور کہتا تھا "آدمیوں کو فرشتوں کا مسجد بنانے والا رفیق اٹلی میرے ساتھ ہے۔ کمزوریاں بھی تھیں۔ بیادیاں بھی تھیں۔ سفر بھی تھا۔ بھیر بھی حد سے زیادہ تھی۔ پھر بھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے گھر میں ہوں اور چاروں طرف راحت اور آسائش کے سامان جمع ہیں۔ یہ ہے میرا توکل۔ اور یہ ہے خدا کی نعمت جو مجھے عرشِ عظم سے عطا ہوتی رہتی ہے۔

۲ روزی حج ۱۳۶۲ھ ۸ نومبر ۱۹۴۲ء
پندرہ چاند کے بعد حیدر آباد سے پندرہ چاند طلوع اور غروب ہوئے دیکھتے ہی پندرہ بجے گزرتے تب آج صبح سات بجے دلی کا مسافر سکندر آباد کے

لڑکے نے اپنے والد کی نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ جب یہ تمی سہ

بحمد اللہ مرے سرکار آئے
نہ کیوں سرور ہوں سائے نظامی
مجدد ہیں جو درس معرفت کے
مبارک اسے دل بیتاب مژدہ
جو آیا پیر میخانہ تو میکش
تلاطم میں جھکولے کھا رہی تھی
گداؤں کو عطا ہوتی ہے شاہی
شعاع حسن ازلی جذب کر لوں
مجھے ہر دم خیال یار آئے
لگائی تھی پیاسے من کی بازی
تنا میکشوں کی ہے الہی
مُراد دل ہونا تسوتی کی پوری

آنے شروع ہو گئے تھے معلوم ہوا حسین کل شام کو آئیں گے۔

طعام خاصہ، ایک نیچے اعلیٰ حضرت
حضور نظام نے اپنے دسترخوان کے طعام خاصہ
کا خوان بیجا۔ اہلکار موٹوں میں یہ خوان لے کر آئے
کشتی پر زور خوان پوش لپٹا ہوا تھا۔ اور اس پر
مہر لگی ہوئی تھی۔ یہ قدیمی بادشاہوں کا قدیمی
رواج ہے۔ جب حیدر آباد میں آتا ہوں تو
ایک بار اعلیٰ حضرت طعام خاصہ عنایت فرماتا
ہیں۔ اور جب وہ دہلی میں تشریف لاتے ہیں
تب بھی ایک بار خاصہ مرحمت ہوتا ہے۔ چنانچہ
اعلیٰ حضرت بہت سادہ غذا استعمال کرتے ہیں
اس واسطے کہ یہ کھانا میرے لئے بہت مرغوب
ہو۔ کئی قسم کے کھاتے تھے اور سب میری

قیام گاہ، حیدر گڑھ میں مہاراجہ جی پور کے
مکان میں ٹھہرنے کا انتظام ہوا ہے۔ یہ مکان جرن
ڈیرائن کا نہایت خوبصورت اور شان دار
مکان ہے۔ اور سید سعید اور رحمن صاحب
نے قدیم و جدید رواجوں کا دوہرا انتظام کیا ہے
یعنی ایک کمرے میں ملاقاتیوں کے لئے صوفے
کرسیاں بھی ہیں اور ایک کمرے میں سند اور
گھاؤٹیکے اور چاندنی کافرش ہے۔ اور ایک
کمرے میں عورتوں کے لئے انتظام کیا گیا ہے
اور ایک کمرہ نماز کے لئے مخصوص کیا گیا ہے
اور ایک کمرہ کھانے کے لئے۔ اور ایک کمرہ خواب
کے لئے۔ جہاں غسل خانہ قریب ہے۔ میں نے
غسل کیا۔ ناشتے سے قانع ہو کر ان صحاب
سے ملاقاتیں کیں۔ جو میری خبر سن کر جوق جوق

مطلع پر نمودار ہوا۔ خیال کر رہا تھا سب پہلے میرا
چاند سا بیٹا حسین مجھے دکھائی دے گا۔ مگر جہاں بیٹا
نظر نہ آیا۔ البتہ روحانی اولاد موجود تھی۔ سید سعید
نظامی۔ نواب سردار یار خاں نظامی اور ان کے
لڑکے اور مولوی محمد یعقوب ناسی شہ نظامی
اور ان کے لڑکے اور خواجہ راجہ بھار دہی نظامی۔
اور مولوی محمد انور کرم صاحب شریک معتمد انجمن خیر
سکندر آباد اور مولوی عبدالرحمن صاحب صدیقی
ناجر سنگھ وغیرہ بھی استقبال کے لئے آئے
تھے۔ نواب سردار یار خاں نظامی نے دہلی میں
تار کے ذریعے درخواست بھیجی تھی کہ اس سفر
میں میرے مکان پر قیام کیجئے۔ اس لئے وہ بھی
مجھے اپنے گھر لجانے کے لئے آئے تھے۔ مگر
میں نے پیارے فرزند سعید کو اطلاع دی تھی
کہ میں ان کے پاس ٹھہروں گا۔ کیونکہ ان کی کھانا
بیوی کے انتظام سے اپنی زندگی کو مدد دینی چاہتا
تھا۔ سید سعید نے کہا میرے دوست عبدالرحمن
صاحب ناجر سنگھ نے نہایت خلوص و محبت کے
ساتھ اصرار کیا ہے اور اپنے مکان پر آپ کے ٹھہرنے
کے انتظامات کئے ہیں۔ میں نے سید سعید کے
فیصلے کو خوشی خوشی قبول کیا۔

نام پٹی، حیدر آباد اسٹیشن کو نام پٹی کہتے ہیں
سکندر آباد سے ریل علی تہ جوڑے جوڑے اسٹیشنوں
پر ٹھہرنے کے بعد نام پٹی حیدر آباد اسٹیشن پر پہنچا دیا۔
وہاں بھی برادرانِ طریقت اور احباب کا ہجوم جمع
تھا۔ مولانا عینی شاہ نظامی۔ اور صادق البقین
نظامی اور کامل البقین نظامی اور حکیم مصطفیٰ حسین
نظامی اور غلص شاہ نظامی اور کاکا شاہ نظامی
اور سید نصیر نظامی اور عبدالظہور صاحب گھٹے دا۔
اور سید بشیر نظامی خلیفہ حضرت بلالی شاہ نظامی
مرحوم اور خوش اقبال شاہ نظامی اور محمود نظامی
وغیرہ بکثرت اصحاب حج تھے جنہوں نے بیرونوں
کے گھٹھے پہنائے۔ اور ناسی شہ نظامی کے

صحت کے لحاظ سے میرے لئے موزوں تھے۔
رحمن صاحب میزبان نے کھانے میں بہت زیادہ
تکلفات کئے تھے۔ انگریزی کھانے بھی تھے۔
ایسی کھانے بھی تھے۔ مرغ بھی تھے۔ پھلیاں
بھی تھیں۔ مگر مجھے ان سب کھانوں پر شاہی
طعام خاصہ بڑے معلوم ہوا۔ اس لئے نہیں کہ وہ
بادشاہ کا بھیجا ہوا تھا بلکہ اس لئے کہ وہ میری
جسمانی حالت اور اصول صحت کے موافق تھا۔
دن کو صوبہ یا کھانے کے بعد کچھ دیر سو یا دہلی
کو تار بھجایا۔ شام تک بکثرت ہندو مسلمان عورت
مرد ملنے آتے رہے۔ بچاب کے ایک ہندو صاحب
جن کو دیوان صاحب کہتے تھے اور دوسرے ہندو
صاحب جن کا نام اندھا صاحب تھا ملنے آئے تھے
یہ سکندر آباد میں ایسوسی ایٹ پریس کے نامہ نگار
ہیں اور ان کا چھاپے خانہ بھی ہے۔
رات کو بھی خاصہ آیا آج رات کو بھی اعلیٰ حضرت
حضور نظام نے خاص اہتمام کے ساتھ طعام خاصہ
کا خانہ مرحمت فرمایا تھا۔
موسم جو نہ کہ جیلا آباد میں سردی نہیں ہے اس
واسطے موسم میری صحت کے موافق ہے۔ رات
کو میں ذرا جلدی سو گیا۔ دس بجے رات تک ملنے
والوں کے قافلے آتے رہے۔ سید سعید نظامی کی
والدہ اور انگریز بیوی نفیس نظامی اور سید سعید
کی بہن محبوبہ بانو نظامی بچوں کے ساتھ ملنے
آئیں تھیں۔ سعید بانو نظامی بیوہ سید علی الرحمن
سید زلی نظامی بھی ملنے آئیں تھیں۔
۳۰ دسمبر ۱۹۳۵ء کو جمعہ جیلا آباد
صبح کی سوا گھنٹہ جیلا آباد میں سردی نہیں ہے۔
اس لئے صبح کی نماز کے بعد خوش اقبال شاہ نظامی
کے ساتھ پیدل ہوا غری کے لئے گیا تھا جیوں گھر
تالاب کے کنارے چل قدمی کی تھی۔ آمد و رفت
میں تین سیل کی مسافت طے ہوئی۔
واپس آکر ناشتہ کیا۔ چل قدمی کی وجہ سے تھکتے

رغبت سے کھایا۔
پیشی کے اہلکار نے اعلیٰ حضرت حضور نظامی
کی پیشی کے ایک خاص محرم افسر ملنے آئے تھے
میں نے اعلیٰ حضرت کی صحت کا حال پوچھا۔ کہا
خدا کے فضل سے بہت اچھی صحت ہے۔ اور چونکہ
وہ نہایت سادہ غذا کھاتے ہیں اور ہر غذا وقت
کی پابندی سے استعمال ہوتی ہے۔ اور رات
دن کام میں مصروف رہتے ہیں اس واسطے ان
کی صحت ہمیشہ اچھی رہتی ہے۔ میں نے کہا اس
طرز زندگی سے شخص کو سن لینا چاہئے۔
جمعہ کی نماز کو پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت کی صحت کا حال
پوچھا۔ اعلیٰ حضرت جو کہ نماز پڑھتے ہیں۔ ہر گز کئی عید گاہ بہادر اور
دوبین تارنگ بدو کو توڑا ملو اور بنگالہ فرما لیا۔ بہادر اور
رحمت یا جنگ بنگالہ کو توڑا ملو اور بنگالہ فرما لیا۔ بہادر اور
عبادہ جیلا آباد میں اعلیٰ حضرت کی آمد کا انتظام بھی ملے تھے
میں سب فرماؤں کو سنیے گا۔ گیارہ بجے اعلیٰ حضرت
تشریف لائے۔ دلی عید بہادر بھی ملے تھے۔ اور اعلیٰ حضرت کے دیگر
آٹھ شاہزادے بھی ساتھ تھے جن میں اعلیٰ حضرت بہت ہی کیا
مشاہیر ہیں۔ اور اعلیٰ حضرت کے بھائی نواب بھالت جا
بہادر بھی تشریف لائے اور دلی عید بہادر کے ماموں
نواب قدرت نواز جنگ بہادر
بھی تشریف لائے۔ اعلیٰ حضرت کے آتے ہی
اذان ہوئی۔ اور ۱۳ بجکر پانچ منٹ ہوئے تھے
کہ خطیب صاحب خطبے کے لئے ممبر ہو گئے
اور جب خطیب نے اعلیٰ حضرت کے لئے خطبے
میں دعائی اور کہا سلطان ابن سلطان خاقان
ابن خاقان میر عثمان علی خاں آصف جاہ مہتمم
تو اعلیٰ حضرت نے خدا کے سامنے سر جھکا دیا۔
اور میں نے بلند آواز سے آمین کہی۔ نماز کے
بعد اعلیٰ حضرت نے معمول کی موافق قاری
فخر الدین صاحب سے قرآن شریف سننا فارسی
صاحب برجیہ کو موقع اور محل کی موافق آیت
تلاوت کرتے ہیں۔ ان کی آواز میں عجیب نرمی اور

اور چونکہ درویش صفت معلوم ہوتے ہیں اس
واسطے ان کی تلاوت کا اثر بہت زیادہ ہوتا ہے
اس کے بعد اعلیٰ حضرت سجدے سے روانہ ہو گئے
لگے تو میرے قریب تشریف لائے اور کچھ دیر
میری صحت کا حال دریافت فرماتے رہے۔
اعلیٰ حضرت کے بھائی نواب بھالت جاہ بہادر
اور دوسرے شاہزادوں نے بھی میری خیریت
دریافت کی۔
خاصہ آیا مکان پر واپس آکر اپنے میزبان کو
دوسرے مریدوں کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا۔
کچا کھانا ملا۔ آئی۔ لنگ کو سنی مبارک سے شاہی
موٹرائی ہے۔ اور شاہی دسترخوان کا خاصہ آیا
ہے۔ کھانے کے بعد کچھ دیر سو یا۔
ملاقاتی آج دن بھر اور آدھی رات تک کثرت
ملاقاتی آتے رہے۔ حکیم سید مصطفیٰ حسین نظامی
خیر شیدہ بھائی اور ان کی دونوں بیویاں اور
ان کی بہن ملنے آئیں تھیں۔ سید ذہین نظامی اور
ان کی بہن رقیہ نظامی اور سید بانو نظامی بھی آئیں
باغ عام کی سب سے ناسوتی شاہ نظامی کے داماد
علی عطف صاحب عرب ملے تھے۔ خواجہ راجہ بھٹیا
ربڑی نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ صادق بھٹین
نظامی اور کامل یعقین نظامی اور ان کے لڑکے
رشد نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ مخلفہ شاہ نظامی
اور کاکی شاہ نظامی بھی آئے تھے۔ میں عصر کے
بعد نواب حسن یار جنگ بہادر اور دلی غلام محمد
صاحب سے ملنے گیا تھا۔ رات کو میلو میروا
فرحت اللہ بگ صاحب فرحت دہلوی ملنے
آئے تھے۔ امت پور سے سید ابن عربی کل ملے
تھے۔ اور حسین اور تاج پیراں نظامی بی اے
آج آئے ہیں۔
خاصہ آیا آج رات کو بھی کھانا کھانے بیٹھا تو
لنگ کو بھی مبارک سے اعلیٰ حضرت نے
شاہی دسترخوان کا خاصہ بھجوا یا۔

نہیں نہیں آئی؟ آج رات کو میں نے انگریزی طریقے سے کچھ بھی کھا کر کیم کھا لی تھی اور شاہی کباب بھی کھائے تھے۔ اس لئے رات کو نیند نہیں آئی اور بڑے خواب بھی دیکھے۔ تو کئی علامہ احمد خاں صاحب کے مکان پر مولوی سید نواب علی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جو نواب بہمدی نواز جنگ بہادر ناظم صنعت و حرفت کے بھائی ہیں۔

عارف صاحب؟ اصغہا بیچارے کے اچھٹ عارف صاحب ملنے آئے تھے۔ میں نے بہت دیر تک باتیں کیں۔ نواب سردار بابا نے نظامی اور ان کے لڑکے بھی ملنے آئے تھے۔ ۴ مہرزی حج ۱۳۴۷ھ اس روز میرا ۱۲۷۷ھ شنبہ کا غل سجانی کی خدمت میں تھا آج صبح ناشتے سے فارغ ہو کر سیدین نظامی اور سید نظامی کے ساتھ گنگ کوٹھی پر گیا تھا۔ کیونکہ کل محرم خاص انیس کے ذریعے آج صبح دینی ملاقات مقرر ہوئی تھی۔ شاہی موٹر؟ اعلیٰ حضرت نے دہلی کے مسافر کی عزت بڑھانے کے لئے اپنی سواری کی خاص موٹر میرے لانے کے لئے بھیجی تھی۔ مسٹر ایچ رایتو مجھے گنگ کوٹھی تک لائے تھے۔ مسٹر این آفٹن شاہی کی بہت تعریف کرتے تھے جو فلسطین کی نسبت اعلیٰ حضرت نے ابھی حال میں جاری فرما رہے۔

بار بابائی؟ تھیک نو بجے گنگ کوٹھی کے اندر سے شاہی چوہدری دوڑے ہوئے آئے اور خبر دی "یا دھرمی! میں فوراً موٹر سے انرا گمبانی کی کمزوری اور بھائی نالائی کے سبب چوہدریوں نے دونوں بازو سنبھال لئے سلال برص کے سامنے عرب سپاہی ہنگامی تلواریں لئے کھڑے تھے مجھ پر اس منظر کا بہت اثر ہوا کہ صبح حدیث میں آیا ہے۔ جنت تلواروں کے سامنے میں ہوتی ہے۔ لال برص کے اندر گیا تو کچھ نفل سجانی کر رہی

تشریف فرما ہیں۔ قریب گیا تو اعلیٰ حضرت نے سامنے کی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ اس کے بعد ڈوڑھ گھٹنے تک سوشل اصلاحات کی نسبت اسی حکیمانہ گفتگو فرمائی کہ میں ہر بات کے آخر میں خیال کرتا تھا کہ اب اس سے بڑھ کر دنیا کا کوئی فلاسفر سوشل اصلاحات کی نسبت کوئی بات نہ کہہ سکیگا۔ مگر اعلیٰ حضرت فوراً ہی پہلی بات سے اور زیادہ بہتر اور بزرگ حکیمانہ بات فرما دیتے تھے کبھی کبھی مجھے ہی موقع حمایت ہوتا تھا اور میں بھی ان فلسفوں کی نسبت اپنی رائے عرض کرتا جاتا تھا۔ ڈوڑھ گھٹنے کے بعد میں نے ذکر کیا کہ میرا بڑا لڑکا باہر حاضر ہے اور سلام کا آرزو مند ہے اعلیٰ حضرت نے چوہدری کو حکم دیا حسین کو اندر لے آؤ۔ جب میں اندر آئے تو ذات شاہانہ نے اپنے بچوں کی طرح نہایت شفقت و التفات خاص سے ان کے حالات دریافت فرمائے۔ اور میرے سنبھلے لڑکے زید بابا کا نام لے کر حال پوچھا۔

اس کے بعد میں باہر آ گیا۔ ڈاکٹر سعید یار جنگ بہادر؟ میرے دوست ڈاکٹر سعید یار جنگ بہادر یعنی ڈاکٹر لطیف سعید صاحب بھی گنگ کوٹھی کے زیر سایہ رہتے ہیں۔ اور غالب نے غالباً انہیں کی نسبت کہا ہوگا ع مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہئے۔ ڈاکٹر صاحب کچھ عرصے سے بیمار ہیں۔ اگرچہ بہت آزاد خیال اور پرجوش مسلمان ہیں۔ لیکن قدیمی و معتداریا ہر وقت ان کے ساتھ رہتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت بھی ان پر بہت نوازش فرماتے رہتے ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ کو بھی دیکھا۔ کیونکہ خواجہ با فونے ڈاکٹر صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ اور ان کے بچوں کے حالات معلوم کرنے کی تاکید کر دی تھی نواب دوست محمد خاں صاحب؟ ڈاکٹر صاحب سے رخصت ہو کر پڑوس کے مکان مسلم لاج میں گیا۔ اور اپنے قدیمی دوست نواب

دوست محمد خاں صاحب سے ملا۔ ان کے ہاں اعلیٰ صاحب شہد رادیب سے بھی ملاقات ہوئی قیام گاہ پر واپس آیا اور کھانے کے لئے بیٹھا یکایک خبر آئی حضرت نفل سجانی نے خاصہ پہچانے میں نے وہی کھانا کھا یا کیونکہ کل رات کو نفل سجانی سے تکلیف اٹھا چکا تھا۔

ولی عہد بہادر؟ دو بجے ہر بانی نس پرس آف برابر شاہزائے اعظم جاہ بہادر ولی عہد و سپہ سالار افواج آصفیہ نے اپنے محرم حسین عرب کے ذریعے اپنی موٹر بھیجی اور میں اس میں سواری ہو کر ولی عہد بہادر سے ملنے گیا۔ انھوں نے اس حجرے میں ملاقات کی جہاں وہ عبادت کرتے ہیں۔ کمرہ خوشبو سے مہک رہا تھا۔

بیگم نواب لی الدولہ بہادر؟ ولی عہد بہادر نے ہاتھ بات چیت کر کے بیگم بیٹھ میں بنے محترم دوست نواب ولی الدولہ بہادر کی بیگم صاحبہ سے ملنے گیا۔ وہاں نواب حسن یار جنگ بہادر بھی تھے۔ نواب جن یار جنگ بہادر بیگم صاحبہ کے داماد ہیں۔ اور نواب ظہیر یار جنگ بہادر بیگم بیگم صاحبہ کے داماد ہیں۔ اور نواب حمات نواز جنگ بہادر صلف نواب لطف الدولہ بہادر بھی بیگم ولی الدولہ کے داماد ہیں۔ ان کے لڑکے دہلی میں پڑھتے ہیں۔

نواب غازی یار جنگ بہادر ملنے آئے تھے۔ اور شیخ داؤد نظامی بھی ملنے آئے تھے۔ سید بشیر نظامی کی خاتین بھی ملنے آئیں تھیں۔ سید یوسف صاحب لغت خواں بھی ملنے آئے تھے۔

نواب عزیز نواز جنگ بہادر؟ میں نے سنا کہ اعلیٰ حضرت کی جاگیر ذاتی یعنی صرف خاص مبارک کے صدر الہام نواب عزیز نواز جنگ میری قیام گاہ کے قریب رہتے ہیں۔ اور ان کے صاحبزادے کچھ بیمار ہیں۔ اس لئے میں بیمار پرسی کے لئے ان کے مکان پر گیا تھا۔ یہی ملے حاجی داؤد

حاجی ناصر ماحوجی اور مائی لارڈ سید نثار حسین صاحب مرحوم کے فرزند وغیرہ اصحاب بھی ملے آئے تھے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب فرحت دہلوی بھی مکرر اپنے احباب کے ساتھ آئے تھے۔

کوٹوال صاحب کے مکان پر ۲ بعد مغرب دو مریدوں کی باہمی نزاع دور کرنے کے لئے نواب دین یار جنگ بہادر کوٹوال ملیدہ کے مکان پر گیا تھا انھوں نے ایک گھنٹہ عساف فرمایا۔ اور خدا کے فضل سے ایسے اسباب نظر آئے کہ یہ نزاع زور ہو جائے گی۔ آج رات کو حسین سے اور سید ابن علی سے بھی باتیں کیں۔ کیونکہ اب تک ان دونوں سے بات کرنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ میرے پراسنے مرید فرخ الدین نظامی روزانہ شام کو ملنے آتے ہیں۔ اور بھی سب مریدوں بھرتے بستے ہیں۔

اوہوئی کا قافلہ ۲ اوہوئی سے میرے حلیفہ قافدا امیاں نظامی بہت سے مریدوں کے ساتھ ملے آئے ہیں۔ اوکے احمد حسین نظامی اور بی عبدالرزاق نظامی وغیرہ بھی آئے ہیں۔ ایک بھائی کے قلب پر ذکر و شغل کی زیادتی سے کچھ اثر ہو گیا ہے۔ ان کو بھی لائے ہیں۔

ماٹم پرسی ۲ آج میں بخیر سیکم نظامی کے مکان پر ان کے داماد رشید نظامی کے ساتھ گیا تھا۔ ان کی اکھوتی لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے۔ ماتم پرسی کے کہ اس کو گیا تھا۔ رات کو نیند اچھی نہ تھی۔ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء بروز جمعہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۵ء مولانا عینی شاہ ۲ مولانا عبدلہ سلام عینی شاہ نظامی میرے حلیفہ دونوں وقت ملنے آئے ہیں نواب غازی یار جنگ بہادر دوبارہ تشریف لائے تھے۔

ناظم بلدیہ ۲ میونسپل کمیٹی کے صدر کو حیدر آباد میں ناظم ملیدہ کیا جاتا ہے۔ مولوی حمید الدین محمود اور ان کے بھائی سید و صاحب ملے آئے تھے محمود صاحب حیدر آبادی بلدیہ کے ناظم ہیں۔ یہ دونوں حضرت بابا فرید الدین سعید گنج شکر کی

اولاد ہیں۔ میں نے کہا آپ ہمارے ماموں ہیں کیونکہ میں بابا صاحب کی بیٹی کی اولاد ہوں اور آپ بیٹے کی اولاد ہیں۔ پانگاہ کے سب امراء بھی میرے ماموں ہیں کیونکہ وہ بھی حضرت بابا صاحب رحمہ کی اولاد ہیں۔

چمن آرا بیگم ۲ مولوی ضامن علی صاحب گتے وال اور ان کی اہلیہ صاحبہ بشیر النساء بیگم بشیر چمن آرا دونوں وقت ملے آتے ہیں۔ ضامن علی صاحب کے بھائی اور بیٹی بھی ملے آئے تھے۔ بشیر النساء بشیر کو میں نے چمن آرا خطاب کیا ہے۔ اور وہ حیدر آباد کی عورتوں میں شاعری اور ادبی لیاقت کے سبب ایک امتیازی درجہ رکھتی ہیں۔ دونوں میاں میری میسرے مرید نہیں ہیں۔ مگر وہ دونوں کو اتنا زیادہ تعلق میری ادبی زندگی سے ہے کہ میں ان کو اپنا ادبی مرید سمجھوں تو بجا نہ ہوگا۔

کیونٹ خیاالات ۲ میں پندرہ مہینے کے بعد حیدر آباد میں آیا ہوں اور مجھوس کر کے مجھے بہت حیرت ہوئی کہ حیدر آباد کے باشندوں میں کیونٹ خیاالات بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ خصہ صاحبوں اور لڑکیوں میں یہ چیز بہت ترقی کر رہی ہے۔ میری ایک پرائی لائف وفاق تعلیم یافتہ مریدنی ملے آئیں تو ان کی لڑکی بھی ساتھ ہی۔ اس لڑکی نے کیونٹ کی نسبت مجھ سے سبالات کئے۔ میں نے دونوں ماں بھٹیوں کے دل اور دماغ کے چھپے ہوئے خیاالات کو باوجود جھانی آنکھوں کی کمزوری کے بہت آسانی سے پڑھ لیا۔

اس کی وجہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تمام دنیا میں یہ خیاالات مختلف اسباب سے پھیلے ہیں کہیں بادشاہوں کی خود مختارانہ اور جاہلانہ حکومت کی وجہ سے اور کہیں مذہبی پیشواؤں کی خود غرضی اور ناقابلیت کی وجہ سے۔ اور کہیں لیڈروں کی خود غرضی اور غلط کاموں کی وجہ سے کیونٹ خیاالات کی بنیاد دولت کی تقسیم ہے۔ اور

رویس کے یہودیوں نے ان عقائد کی بنیاد رکھی تھی۔ لیکن مسلمان خاص کر وہ مسلمان جو حضرت علیؑ سے محبت رکھتے ہیں اگر حضرت علیؑ کی طرف ایک نظر پڑھ لیں جو ”نہج البلاغت“ میں ہے اور جس میں حضرت علیؑ نے دولت کی تقسیم کا فلسفہ بیان کیا ہے اور پھر اس خطبے یعنی تقریر کی وہ شرح بھی پڑھ لیں جو ابن عبد بن کلبی ہے تو ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ وہ دہلی کے قلعہ مینا کے اوپر چڑے ہوئے ہیں۔ اور نیچے زمین پر رومی یہودی بائیسٹیوں کی طرح پھر سے یہ مطلب یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے تقسیم دولت کا فلسفہ ایسی ہی عملی گئی سے بیان کیا ہے کہ بالمشیک اور کیونٹ مزم کا نئی ٹیوشن اس کے سامنے ہیج معلوم ہوتا ہے۔

مکان چہروں کو پڑے کون ۲ اور پڑا سے کون ۲ پڑے والوں کو رومی اور عزت بر تعلیم سے ملتی ہے اس تعلیم میں یہ باتیں نہیں ہیں۔ اور پڑا سے والوں اور روحانی مرشدوں کی حالت یہ ہے کہ ان کو پڑا ہانے کی اور روحانی تعلیم کرنے کی محنت کے بغیر ہی نذر نیا زاتی مل جاتی ہے کہ وہ امیروں سے زیادہ عبادتیں اور بدکاریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔

ملاقاتی ۲ شیخ داؤد نظامی ۲ ریاض الدبہ کا کی شاہ نظامی مخلص شاہ نظامی اور ان کے لڑکے حبیب اللہ نظامی اور بہایت اللہ نظامی اور خواجہ راجہ پھار مائی نظامی اور سید ذہین نظامی اور سید بانو نظامی اور حکیم مصطفیٰ حسین نظامی اور ملکوت بیگم نظامی اور ان کی دونوں لڑکیاں اور مولوی بیگم سر خدا نظامی اور ان کی لڑکی نظامی پاشا نظامی اور سکندر آبادی مخلصی بیگم نظامی اور رشید نظامی اور کامل البقین نظامی اور البقین نظامی اور مقدر نظامی اور علی نظامی اور علی نظامی اور عزیز نظامی اور عزیز بکرت ملاقاتی آئے تھے۔

خاصہ آیا ایک بچہ خاصہ آیا اور میں نے دھن صا
سلیم القلب میزبان کی میز پر کھانا کھایا تاہی پہل
نظامی بی لے اور مولانا سید حسن ثنی صاحب نمبر
حضرت مولانا سید شاہ محمد سلیمان صاحب بھلواروی
بھی میز کے رفیق تھے۔

راجہ و بہرام کرن بہادر نے دو بچے راجہ و بہرام
کرن بہادر کی میز پر آئی اور میں اس میں سوار ہو کر
ان کے مکان پر جو جلی پہاڑ پر ہے ملے گیا۔
ان کے صاحبزائے اور چوتھے بیٹے۔

صدر اعظم بہادر تم یہاں سے رخصت ہو کر
ہزار کیلنسٹی نواب صدر اعظم بہادر کے مکان پر
ملے گیا جس میں میرے ساتھ تھے۔ صدر اعظم
صاحب نے حسین سے ان کے کار بار کے
حالات پوچھے۔

وزیر خزانہ کی یہاں سے رخصت ہو کر مولوی
زاہد حسین صاحب صدر الہام خزانہ کے مکان
پر گیا۔ مگر وہ موجود نہ تھے یہی کہتے ہوئے تھے۔
گھر میں واپس آکر کچھ دیر سویا۔ دہلی سے خیریت
کا تارا رہا ہے۔

دہلی کے ٹکٹ اگے عبدالرحمن صاحب
سلیم القلب تاجر جنگلور میزبان کی کوشش سے
دہلی کے ٹکٹ بھی اگے اور سستیں ہی ریزرو ہو گئیں
بیشکل فرسٹ کلاس میں مل گیا ہے۔

ڈاکٹری معائنہ آج حیدر آباد کے مشہور ڈاکٹر
میل کوٹ نے میری صحت کا معائنہ کیا غضا
حسین اور سید سعید نظامی ان کو لائے تھے۔

معائنہ میں کوئی نئی بات نہیں تھی۔ البتہ
تخصیص میں یہ نئی بات انھوں نے بتائی کہ
خون کا باؤ بہت کم ہو گیا ہے۔ اور خون کو کم
دباؤ کی کمی کی وجہ سے اعصاب کے ریسے ٹپک نہیں
جائیں اس لیے قاب رستہ دیکھو اور آنتوں اور گردوں میں
رہتی ہے توجہ دات کو بھی خاصہ دیا تھا۔

قوالی آج عبدالرحمن صاحب سلیم القلب نے

قوالی کا انتظام کیا تھا مان کے عزیز معین قریشی
صاحب نے اردو فارسی غزلیں بہت اچھے
طریقے سے سنائیں تھیں۔ میں نے دس روپے
کا نوٹ تذکرہ کیا۔ کہا گیا کہ یہ قوال نہیں ہیں۔
شرقیہ گاتے ہیں۔ میں نے کہا میں اس اچھے
شوق کو نذر کے قابل سمجھتا ہوں۔ سلیم القلب
صاحب اور معین قریشی صاحب نے نوٹ
کے دو ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹ لئے۔ اور
مجھ سے بطور یادگار کے ان ٹکڑوں پر کچھ لکھوالی
مثنوی شریف قوالی کے بعد میں نے اور
تمام حاضرین نے مولانا سید حسن ثنی صاحب
کو عجب دیکھا کہ وہ اپنے دادا صاحب کے طرز فکر
میں مثنوی شریف سنا دیں۔ مولانا نے مثنوی
سنائی اور سب کو سحر کر دیا۔

سعید بانو کے کھانے کے سعید رازی مرحوم
کی بیوہ سیدانی سعید بانو نظامی میرے لئے دوڑا
اپنے ہاتھ سے پکا کچرہ کھانے لائی ہیں۔
آج بھی مائیں نہیں۔ اور عمدہ بیگم نظامی بھی ان
کے ساتھ آئیں تھیں۔ اور ان کی بہن رقیہ بیگم نظامی
بھی آئیں تھیں اور رقیہ بیگم کے شوہر بھی آئے تھے
فخر جیل بیگم نظامی اور ان کی لڑکی حسن بانو بھی
آئیں تھیں حسن بانو اب بی اسے میں بڑھ رہی
ہیں۔ میں فن کو بچپن سے خشن بناؤ کہتا ہوں بہت
ہو نہاد اور لائق لڑکی ہے۔ آثار اقبال مندی پشانی
سے ہو رہا ہیں۔

شلوار کا رواج آج کل حیدر آباد کی لڑکیوں میں
شلوار کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ موتی بیگم
سرخ نظامی کی لڑکی نظام بانو نظامی بھی شلوار
پہنے ہوئے تھیں۔ اور حق بانو بی شلوار
پہنے ہوئے تھیں۔ مجھ سے کہا گیا یہ وہاں سینما
کے دروازے پر چلی ہے۔ میں نے کہا اس کو وہاں نہ
ہماری تالیخ داپس آ رہی ہے کیونکہ تیرہ صدیر
سے ہماری قوم کے عرب بادشاہ اور ترک بادشاہ

اور افغان بادشاہ اور مغل بادشاہ اور ان کے
امرا اور علمائے مشائخ اور عام و خاص عورت مرد شلو
پہنتے تھے۔ ساڑی جو حیدر آباد میں مروج تھی۔ یہ
ہندوستانی لباس ہے اسلامی لباس نہیں ہے
آج رات کو ۱۲ بجے تک بیدار رہا۔ نیند بہت اچھی
آئی۔ کل شام کو حیدر آباد سے روانہ ہوئی جس
۶ بجے ۱۲ بجے ۱۲ نومبر ۱۹۲۵ء حیدر آباد میں
روانہ کی کادان آج شام کو چوکنہ روانہ کی مقرر
ہو گئی ہے اس واسطے بہت زیادہ مصروفیت
ہے۔ ملنے والے جوق جوق آ رہے ہیں۔ مولوی
خواجہ بدرالدین صاحب منظم انیس الغر باہمی تشریف
لائے تھے۔ اور دہلی کو خاصہ بھی آیا تھا۔

بیت السعید کے ناشتے سے فارغ ہو کر سعید
نظامی کے گھر پر گیا تھا سعید کا انگریز بیوی غنیہ
نظامی نے اور محبوب بانو نظامی نے امام خزانہ
بازو پر باندھے۔ اور میں مولوی میر محبوب علی صاحب
سابق ناظم حیدر آباد ریڈیو کے مکان برائے کی بیگم
صاحبہ وغیرہ سے ملے گیا۔ صادق القین نظامی
اور کامل القین نظامی تاجران آہن کی دوکان
پر بھی گیا تھا۔

نواب صدر اعظم کا رخصتانہ ہزار کیلنسٹی
نواب صدر اعظم بہادر کی طرف سے ان کے اہلکار
میرے رخصتانے کی رقم لے کر آئے تھے۔

ولی عہد بہادر کا رخصتانہ ہزار ہائی کس پرس
آف برلن شاہزائے اعظم جاہ بہادر ولی عہد و سپر
افواج اصغیہ کے محرم حسین عرب رخصتانے کی
رقم لے کر آئے تھے۔

اسے حضرت کا رخصتانہ تھوڑی دیر کے
بعد اعلیٰ حضرت آصف جاہ اعظم کے اہلکار نظامی
کی طرف سے رخصتانے کی رقم لائے تھے۔

مرزا احمد بیگ صاحب سر مہاراجا السلطنت
بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی مرزا محمد بیگ صاحب
ملنے آئے تھے۔

نواب سردار یار خاں نظامی اپنے فدی
میر نواب سردار یار خاں نظامی کے مکان پر گیا تھا
اور ان کے اہل و عیال سے ملا تھا۔ اُن کے کٹے
کی حال میں شادی ہوئی ہے۔ دو لکھ بھی سلام
کے لئے تھے۔

نواب سالار جنگ بہادر کے عصر کے وقت
نواب سالار جنگ بہادر کے مکان پر گئے گئے
زرین ہار میر سے نیز بان عبدالرحمن سلیم
بنگھوری نے زرین ہار پہنا یا تھا۔ بڑا پے کی
گردن میں یہ ہار دیکھ کر میں نے کہا دو شکر مارا
سہیں گھر ایک دفعہ بھی کسی نے ایسا جگ۔
کرنا ہار نہ پہنا۔

ریل خان میر سے کہیں میں کرچ کے ہینڈ
کتے تھے جن کو ریل بیگ کہا جاتا تھا۔ اب سہری
کھانے کے لئے جو برتن بکتے ہیں اُن کو سن کیریر
کہتے ہیں سلیم الغلب صاحب نے بہت سا
ناشتہ ساتھ کیا ہے۔ اور ایک نیا نون کیریر
کیا ہے میں نے کہا وہ ریل بیگ تھا۔ یہ ریل خان
ہے نعل چٹان دونوں ساہر میں آجوا ہے۔
نھر سے چلا تو کئی موڑیں ساتھ تھیں۔ میں نواب
بشارت علی خاں صاحب کی معر میں ریل تک
گیا۔ محو یوسف خوش اقبال شاہ نظامی رات
دن میری خدمت کے لئے حاضر ہے۔

حضور میری اور ظہوری میری مولوی محمد اسماعیل
صاحب حضور میری نظامی سکندر آباد میں میرے
خلیفہ ہیں وہ بھی ملے آئے تھے اور عثمان خاں
نظامی بھی آئے تھے۔ اور مولوی محمد ظہور نظامی
مدھو گڑ برار عثمانیہ دینی مدرسہ میں آئے تھے۔

بعد مغرب ریل پر پہنچ گیا۔ وہاں بہت
بڑا جرم رخصت کرنے والوں کا مجمع تھا میر
ریل تک پہنچائے آئیں بھیتیں انھوں نے بازو
پر ہاتھ مضامین بھی باندھا۔ جن صاحب
سلیم الغلب نے کار چوٹی خدا حافظ کرنا ہے۔

امام خان باڈی مولوی محمد علی باڈی اور مولوی زامہ بیگ
اور عبدالغفور صاحب گئے دار اور سید عبدالستار صاحب
اور ان کے بھائی وغیرہ صاحب میں ریل تک آئے تھے
اور سلسلے کے بھائی قناشر جو تھے عبدالرحمن صاحب
سلیم الغلب اور مولانا سید حسن شہی صاحب وغیرہ
سکندر آباد تک پہنچائے گئے تھے۔

ناسوتی شاہ کی رخصتی نظم کے حیدر آباد انیشن
پر مولوی محمد یعقوب قمری ناسوتی شاہ نظامی نے مول
کے موافق رخصتی نظم پڑھی تھی جو یہ تھی۔

خدا کی مدد سے ہمیشہ میں حضرت میں
خدا ہی نگہاں ہو خوف و خطر میں
تمہاری محبت ہو دل میں تمہارے
تمہاری ہی الفت کا سودا ہو میری

یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا
رہیں ہم ہمیشہ تمہاری نظر میں
خدا پھر بہت جلد تم سے ملے
تمنا ہے دیکھیں تمہیں اپنے گھر میں
یہ ناسوتی امیدوار کر رہا ہے
نظر آپ آئیں ہمیشہ نظر میں

سید بن عربی میر سے ساتھ دہلی جا رہے ہیں حسین
میں بھر گئے۔ اور میں نے ان سے بھی اسی طرح مصافحہ
کیا جس طرح اور سب حیدر آبادیوں سے مصافحہ
کیا تھا۔ مگر یہ یوحنا یا تو دہلی ہو گیا ہے۔ باختری
ہو گیا ہے۔ کہ نہ اس نے تیر کاٹھ جھٹے نہ پاؤں
پر سر رکھا۔ نہ پیٹ میں منڈی دہلی۔

سکندر آباد کے عبدالرحمن صاحب سلیم الغلب کے
بعض احباب جو وہاں فوجی ٹھیکیدار ہیں۔ ملنے آئے
تھے۔ ان میں ایک صاحب نے کئی کئی بے مولوی
محمد میں صاحب۔ صدر میری نظامی اور عثمان خاں
خامی اور مولوی صاحب۔ صاحب شہباز محمد انجم
نیف عام سکندر آبادی ملے آئے تھے۔ میں ورنہ
میں ایسا مولوی اور پکے ٹیک پر ایک ٹریز
سہ جو ناگ بوتک جائیگا۔ ریل سکندر آباد سے

جلی تو میں نے کہا۔ خدا حافظ حیدر آباد۔ انتشار
بہت جلد واپس آؤں گا۔

۷ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۲ نومبر ۱۹۳۵ء منگل رات
ناگ پور کے رات گھر آرام سے سویا۔ صبح ناگ پور میں
انگریز فوجی انگریزاں مارکر نکل پھر سوار ہوئے جو دہلی جا
رہے ہیں کسی کے اسپتالوں کے فصر مقرر ہوئے

ہیں رہے حیدر آباد میں تھے۔ عراق اور ایران میں
بھی رہ چکے ہیں اردو بول لیتے ہیں۔
نواب میر نواز جنگ بہادر کے فنانس حیدر آباد کے
نائب صدر الہام نواب میر نواز جنگ بہادر کی فوج
سفر میں۔ دہلی جا رہے ہیں۔

دن پھر تاریخ ہند اور کلام کبر پر ہوتا رہا۔ سید ابن
کی رفاقت سے بہت آرام ملا۔ وہ سکندر کلاس
میں ہیں۔ اگرچہ کھانا بہت ساسا تو ہے لیکن
میں نے ریل کا کھانا کھا کر کھایا۔

۸ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۳ نومبر ۱۹۳۵ء بدھ دہلی
اپنا شہر آ گیا کہ دن کے ۱۲ بجے ریل دہلی سٹیشن
پر پہنچی۔ علی لوروی اور فادور ساہو ساجدہ منتہال
کے ملے موجود تھے۔ سب کے ساتھ ٹھہرایا۔ کھانا کھا
کو دہلی گیا۔ اور ریل کوین لایا۔ پھر آرمیل ڈاکٹر کھر
اور انہوں نے میر سے ملاقات کی۔ ملے گئے۔ اس کے بعد
نظام میں گیسٹ

انڈیا ہائی راجک بہادر۔ جنگ باور
ملے گیا۔ بدھ ملے سب باہر بھی ملے آئے تھے
ملاہتی نظامی بھی ملے تھے۔ عبد بکر نے گھر جا رہے
ہیں۔ حیدر آباد بھی اپنے شوہر کے ساتھ ملے آئیں
بھیتیں۔ چیت کشمر صاحب دہلی کے ہاں بھی گیا
تھا۔ یہاں سردی زیادہ ہے۔

۹ رجب ۱۳۵۵ھ ۱۵ نومبر ۱۹۳۵ء جمعرات دہلی
یوم حج کے لیے ہر سال ۹ تاریخ کو یوم حج منایا کرتا
ہوں۔ اور حیدر آباد سے جلدی جانے کی وجہ ایک
یہی مئی کو یوم حج کو نافذ کرنا چاہتا تھا اس لئے
آج شام کو یوم حج منایا تھا۔

سر سید سلطان احمدؒ اپنے دوست سر سید سلطان احمد صاحب سے ملنے گیا تھا۔ وہ آجکل ہندوستانی ریاستوں کے مشیر قانونی و معتمد ہیں۔ مجلس شام کو پانچ بجے حسین خانے کے بالائے پرہیزجی قوالی ہوئی تھی۔ خادم حسین نظام راگی لگانا ہوا تھا۔ نواب محمود نواز جنگ بہادر اور نواب محمدی نواز جنگ بہادر اور نواب میر نواز جنگ بہادر اور مولوی میر محمد علی صاحب علوی اور آنریبل سر عزیز الحق بھی شریک ہوئے تھے۔ مغرب کے بعد بھی قوالی ہوئی تھی۔ آنریبل ڈاکٹر گھرے بھی تشریف لائے تھے۔ محمد اسرار کے ہاں ایک خودی ٹنک کی شرکت کے لئے عہدی وہیں چلے گئے۔

۱۰۔ جمعہ ۱۶ نومبر ۱۹۴۵ء جمعہ دہلی بقرعید کے صبح حسب معمول تحریری کام سے فارغ ہو کر بچوں کے ساتھ خورباوے گھر میں اور دوسرے قربت داروں کے گھروں میں عید ملنے گیا تھا۔ اپنے خاندانی بزرگوں کی تبرکوں پر بھی گیا تھا۔ بچے بھی ساتھ تھے۔ قلندر جنگ نظامی حسب معمول آئے تھے۔ پانچ تھکے تھے۔ ماوریں نے ان کو گھیرا جو اپنا ہاتھ ملتا تھا۔ ملتا تھا نظامی کے ہاں سے عید کی مبارک آئی تھی۔ عبدالرزاق مالی بھول لایا تھا۔ چودہری شیت علی نظامی نے بھی بھول بھیجے تھے۔ درگاہ میں عید کی نماز پڑھی تھی۔ آنریبل سر عبدالرحیم صدر اسمبلی اور آنریبل سر عزیز الحق اور ڈاکٹر غنیم صاحب اور ڈاکٹر منیر صاحب اور سر محمد اکرام اللہ اور میاں نسیم حسین صاحب اور نواب زارے بیگم علی خاں صاحب جنرل سکریٹری مسلم لیگ اور شاہزادے میرزا عبدالین خورشید شاہ صاحب اور خان بہادر لطیف قریشی صاحب اور سر میرزا انیسعل صاحب امین الملک وزیراعظم جے پور کے صاحبزادے ہمایوں میرزا صاحب اور سر امین الدین جعفر کٹر ڈرائیو پورٹ وغیرہ نامی گرامی مسلمان میرے ساتھ نماز میں شریک

ہوئے تھے۔ میں نے غار کے بعد مسلم لیگ کی کمیائی کے لئے دعائیں پڑھی اور سب نمازیں نے آمین کے نعرے لگائے تھے۔ پہلی جاگروادی صاحب اور ان کے دامادوں اور بچوں کے ساتھ کھانا کھا یا تھا۔ جمعہ کی نماز صابریہ خانقاہ میں پڑھی تھی۔ سید نیل الرحمن نظامی اور سر شرف علی اور نسیم احمد حسن خان نظامی اور سید راشد حسین اور مولانا احمد سعید صاحب اور غزالی خاں کے ہاں اور ملتان نظامی کے ہاں عید ملنے گیا تھا۔ سید صدرا علی صاحب بھی ملنے آئے تھے۔ منشی قربان علی صاحب اور بقائی صاحب اور منشی شریک فہمی صاحب سے بھی عید ملنے گیا تھا۔ اور نظام پولیس گیٹ ہاؤس میں نواب مہدی نواز جنگ اور نواب محمود نواز جنگ اور نواب میر نواز جنگ سے بھی عید ملنے گیا تھا۔ اور شام کو قریب باغ کے جلسہ عید میں شریک ہوا تھا۔ مسلم لیگ کے سب لیڈر جمع تھے۔ قاضی علی صاحب سرحدی کی تقریر بھی سنائی۔ رات کو دلی ریڈیو سے سچی قربانی ڈرامہ پروین صاحب کا لکھا ہوا سنا تھا۔ بہت پسند آیا۔ حسب ذیل اصحاب نے عید کی مبارک باد کے تار اور عید گارڈ بھیجے ہیں:-

۱۔ پروسی بیٹے کا تار:- آپ سب کی یادیں ہوں عید مبارک ہو حسین ازمنت پور۔
جواب:- ہاں باپ یہ تار پڑھ کر رونے لگے۔
۲۔ پوتا پوتی کا تار:- دادا بابا کو اور آپ سب کو عید مبارک ہو۔ سلمان اور فدیہ سید از کا سنگھ۔
جواب:- آنکھیں نمند ہوئیں۔
۳۔ سلیم القلب کا تار:- عید کی مبارک باد اور قدم پوسی عرض کرتا ہوں۔ رحمن ازبگلور۔
جواب:- دلی شکریہ۔
۴۔ چمن آرا کا تار:- عید مبارک ہو۔ خواجہ بانو کو اور سب بہنوں اور بھائیوں کو۔ خدا آپ کو عمر و راز عطا فرمائے۔ بشیر النساء اور فاضل علی از حیات آباد

جواب:- دونوں میاں بیوی کا شکریہ۔
۵۔ حسین بھائی عبداللہ لال جی کا تار:- عید مبارک ہو حسین بھائی عبداللہ لال جی از ممبئی۔
جواب:- آپ کو بھی عید مبارک ہو۔
۶۔ وٹا لکڑ کا تار:- آپ کو عید مبارک ہو۔ وٹا لکڑ کے اراکین اسٹون ہاؤس اور میلر شاپ کی طرف سے۔
جواب:- آپ سب کو بھی عید مبارک ہو۔
۷۔ نظامیہ جماعت ونگٹن کا تار:- عید مبارک ہو۔ ونگٹن کی تمام نظامیہ جماعت کی طرف سے۔
جواب:- میں بھی تم سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔
۸۔ احمد آباد کا تار:- دل کی یاد اور مخلصانہ جذبات کے ساتھ عید الفصحی کی مبارک باد قبول کیجئے۔
محمد شریف حبیبہ سکرپٹی احمد آباد چھینٹ پرنٹنگ ایسوسی ایشن کی طرف سے
جواب:- بہتاری سچی اور بے غرض مبارک باد میرے سادہ دل پر اس طرح نقش ہو گئی جس طرح تم سادہ کپڑے کو چھاپ کر نقشیں بناتے ہو۔
۹۔ بنگلور کا تار:- غلام دستگیر نظامی کی طرف سے عید مبارک ہو۔
جواب:- ہم سب بھی عید کی مبارک باد دیتے ہیں۔ حسن نظامی اپنے سب گھروالوں سمیت شکر گزار ہے اور عید کی مبارک باد دیتا ہے۔ اے اے دوستوں اور مریدوں اور بزرگوں کو جن کے نام دل میں درج ہیں اور جنہوں نے نہایت عمدہ عمدہ خوبصورت عید گارڈ بھیجے ہیں۔
۱۰۔ فیروز الدین محمد شفیع صاحب کلکتہ (۲) کی طرف سے ڈی جہان صاحب ریاست بڑودہ (۵) سید کشتی نظامی ایک قاضیان پنجاب (۴) عبدالرحمان خاں نظامی خواجہ زاوہ ہرنائی نس نواب صاحب مالہ کونلہ اور ان کی بیگم صاحبہ اور ان کی وٹکیاں اشرف جہاں حبیب، عزیز اور شفیق (۵) مرزا عمر بیگ نظامی داروہ سنٹرل جیل ہری پور (۶) خواجہ لال نظامی احمد آباد (۷) سید غلام دستگیر

صاحب چشتی سجاد نشین درگاہ خواجہ خداجش
صاحب شریک پور ڈیرہ اجیر شریف (۸) سندھی
زبان کا جوشیلا عید کارڈ آغا ممتاز حسن خاں صاحب
زمیندار گھریسیا سمن کی طرف سے (۹) کرپارام
صاحب رحمت راہکوت کا ٹھکانا وارڈ (۱۰) غلام محمد
نظامی کراچی (۱۱) مولانا نجیب انصاف صاحب
ندوی مبنی عید کی مبارک باد کے ساتھ لکھتے ہیں
انتخابات کے شکام میں اُردو کو نہ بھولئے۔ اس
کے بجائے اُردو بڑھانے کے لئے ہر قسم کی قربانی کے
لئے تیار ہو جائیے۔ (۱۲) حکیم طاہر الدین صاحب
انڈسٹر لاپور (۱۳) کاظم صاحب ایڈیٹر رسالہ لکھنؤ
دہلی (۱۴) محمد عثمان صاحب محمدی لکھنؤ (۱۵)
ہربالی نس نواب غلام معین الدین خاں بہادر
فرمان رواریا ست مانا و در کا ٹھکانا وارڈ (۱۶)
شفیق احمد صاحب ہد کلکتہ (۱۷) محمود بخاری
صاحب ساکن کڈیہ مقیم حیدر آباد دکن (۱۸) کوٹ علی
نظامی اور گیتا نظامی پورہ (۱۹) مولوی محمد طلحہ صاحب
ایڈیٹر لکھنؤ اور ان کی چھوٹی لڑکی طیبہ کی طرف سے
(۲۰) حسن محمد نظامی صدر تحصیل مسلم لیگ خان خاناں
جالنہ پور۔ اللہ زندہ باد۔ رسول اللہ زندہ باد۔
اُردو زندہ باد (۲۱) ہربالی نس نواب طلحہ محمد خاں
صاحب فرمان رواریا ست مانا و در پور۔ (۲۲) نواب
حسن یار جنگ بہادر نیوہ سرو قالا لالہ نواب
اقبال الدولہ بہادر حیدر آباد (۲۳) صدیق حسین
نظامی خلع روشن دل اخوانی نظامی سیال کوٹ
(۲۴) ابوطالب نظامی خلع اخوانی نظامی سیال کوٹ
(۲۵) شاہ محمد رحمن صاحب لھاری ایڈیٹر کوٹ
وہد النجمن اتحاد ملت دہلی (۲۶) سید عتیق حسین
صاحب رسول نانی سجاد نشین درگاہ حضرت
خواجہ سید رسول نماز دہلی (۲۷) پرنس محمد صادق
صاحب ریاست مانگرہ دل کا ٹھکانا وارڈ (۲۸) مسٹر
ایس اے خاں فلاسفر دہلی (۲۹) خان بہادر
سیہ محمد موسیٰ صاحب سابق شریف مدراس

(۳۰) اویس احمد حسین نظامی اور ان کی فیملی ادھوتی
(۳۱) قادیان بادشاہ چشتی نظامی اور ان کی فیملی بہرہ
(۳۲) ابن ندیم اللہ نظامی اور فیملی ادھوتی (۳۳)
بی عبدالرزاق نظامی اور ان کی فیملی ادھوتی (۳۴)
راجندر علی بی نظامی اور فیملی ادھوتی (۳۵) راجندر
عبدالرحیم نظامی اور فیملی ادھوتی (۳۶) بی ایچ علی بی
نظامی اور فیملی ادھوتی (۳۷) مہاشی عبدالکریم علی رحیم
نظامی اور فیملی ادھوتی (۳۸) جلال عبدالرحیم نظامی
اور فیملی ادھوتی (۳۹) سید محمد اقبال نظامی مسلم
یونیورسٹی علی گڑھ۔ قلمی شعر بھی لکھا ہے۔
جان تجھ پر نہا کر تاروں میں نہیں جانتا دعا کیا،
(۴۰) علی احمد نظامی ازلیقہ شالہ سیال کوٹ (۴۱)
سارہ نظامی از مدراس (۴۲) محمد طلحہ صاحب ایڈ
وکیٹ لکھنؤ (۴۳) والدہ صاحبہ نسیم الطفر دہلی (۴۴)
سلطان علی سلائی نظامی بنوں سرحد (۴۵) منیا
شاہ حسین غوث محی الدین نظامی ادھوتی (۴۶)
عبدصاحب چشتی اجیر شریف (۴۷) عبدالقادر
صاحب نیلم نظامی ناندی پور دکن (۴۸) محمد اشفاق
صاحب خلع مسٹر ایس اے خاں فلاسفر دہلی (۴۹)
شیخ اللہ رکھا صاحب سیال کوٹ (۵۰) بیگم صاحبہ
انصر اشعر آغا شاعر صاحب دہلی (۵۱) سحاب
صاحب بنت آغا شاعر صاحب دہلی (۵۲) آغا سرخوش
صاحب قزل باش ایڈیٹر رسالہ چمنستان دہلی (۵۳)
آغا آفتاب صاحب قزل باش دہلی (۵۴) بابو
غلام نبی نظامی ایبٹ آباد سرحد (۵۵) شیخ
ایمان علی نظامی سجادہ بھائی پنجاب (۵۶) شیخ
شان علی نظامی سجادہ بھائی پنجاب (۵۷) شیخ
جان محمد نظامی کلاتھہ ڈیرہ سجادہ بھائی ضلع فیروز پور
(۵۸) صاحبہ خاتون نظامی سجادہ بھائی (۵۹) روضہ خاتون
نظامی سجادہ بھائی (۶۰) نعمت بی بی نظامی اہلیہ
جان محمد نظامی سجادہ بھائی (۶۱) علی محمد نظامی
حام پورہ ڈیرہ غازی خاں (۶۲) بی عبدالرزاق نظامی
ادھوتی (۶۳) بی احمد بشیر نظامی بی اے بی ایل ادھوتی

(۶۴) ابن محمد ابراہیم نظامی پورہ ڈیرہ ایم عبداللہ نظامی
ادھوتی (۶۵) ابن عبدالعزیز نظامی ادھوتی (۶۶)
ابن عبدالکریم نظامی ادھوتی (۶۷) ابن عبدالشکور نظامی
ادھوتی (۶۸) داروغہ محمد عباس نظامی ادھوتی
(۶۹) سی عبدالقادر نظامی عن جیلانی ادھوتی (۷۰)
محمد صدیق صاحب کیمبل پور (۷۱) نواب غلام یار جنگ
بہادر امیر پاکہ حیدر آباد (۷۲) بیگم صاحبہ نواب
غلام یار جنگ بہادر پاکہ گاہ ہاؤس سکندر آباد (۷۳)
محمد ضمیر الدین احمد نظامی کھنوی رانچی (۷۴) عبدالستار
نظامی کوٹلی (۷۵) محمد ابراہیم نظامی بین تجارت دہلی
اسٹوڈنٹس بیگم نظامی اہلیہ محمد ابراہیم نظامی بین۔
(۷۶) محمد صبر الدین نظامی بین (۷۷) محمد عبداللہ
نظامی بین (۷۸) روح بانو نظامی بین (۷۹) ندیم بی
نظامی بین (۸۰) حبیبہ نظامی بین (۸۱) ابوطالب
نظامی بین (۸۲) قطب الدین نظامی بین (۸۳)
شافعی نظامی بین (۸۴) احمد علی نظامی بین (۸۵)
حمیدہ بی بی نظامی بین (۸۶) نظام الدین نظامی بین (۸۷)
خدا دوست نظامی بین (۸۸) شریفہ نظامی بین (۸۹)
حمیدہ نظامی بین (۹۰) عبدالغنی نظامی بین (۹۱)
مولانا حاجی قاضی میر بخش صاحب صدر جماعت
نظامیہ صوبہ سرحد ریاست قلات (۹۲) روضہ دل
سردار اندرسنگہ نظامی منہا و سرسبز چوگہ والا فرید
کوٹ (۹۳) سردار بلونت سنگہ صاحب فرید کوٹ
(۹۴) سردار اویس سنگہ صاحب فرید کوٹ (۹۵)
محمد یحییٰ صاحب قادیان فرید کوٹ (۹۶) محمد شفیع
صاحب قادیان فرید کوٹ (۹۷) محمد خواجہ خاں
صاحب فرید کوٹ (۹۸) لالہ مہربین لالہ نظامی فرید
کوٹ (۹۹) لالہ جلدیش پرشا و نظامی فرید کوٹ (۱۰۰)
لالہ رکھارام نظامی فرید کوٹ (۱۰۱) محمد سیدی صاحب
فرید کوٹ (۱۰۲) منسا نظامی دہلی (۱۰۳) لالہ
چرخیت لال صاحب ایڈیٹر گوہر ازالہ انہولہ
لئے انگریزی زبان میں افلاقی باتیں بھی لکھی ہیں (۱۰۴)
روشن دل محمد صدیق اخوانی نظامی سیال کوٹ

(۱۰) شیخ فریدی غازی سیالکوٹ (۱۱) خوش قلم شاعر شاہ ولی اللہ
الرحیم ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء شنبہ دہلی
رام پور کا ارادہ ہنرمائی نس نواب صاحب رام پور
کی سالگرہ، روزمرہ کو ہوتی ہے۔ آٹھ دن پہلے بلاوا
آیا تھا اور میں نے آج کی روانگی کا تدارک دیا تھا صبح
سائے ۴ بجے ریل پر گیا۔ ٹکٹ بن بٹھا۔ تاہم گزشتہ
کر کے فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خریدا۔ مگر گزشتہ سال
کے ہزاروں دیہاتی پلیٹ فارم اور ریل کے اندر
بھروسے ہوئے تھے۔ کھڑے بہت کچھ بھی حکم نہیں
ملی۔ ریل کے کسی ملازم نے انتظام میں مدد نہیں
دی۔ رائے بہادر صاحب سپرنٹنڈنٹ انجنیئر
سنٹرل ڈیپو ڈی جی مراد آباد جا رہے تھے ان
کو بھی حکم نہیں ملی۔ مجبوراً ٹکٹ واپس کیا اور
موٹر کے ذریعے جانے کی تیاری کی۔ معلوم ہوا
ہزاروں چمکڑوں سے سڑک زلی ہوئی ہے۔ جو
گٹکا اٹھان کے لئے جا رہے ہیں۔

واپس آکر قوالی ہال میں کام کرنا رہا۔ پھر نواب
مہدی نواز جنگ سے ملے غیا۔ وہاں حیدر آبادی
اصحاب ہاشم علی صاحب جج وغیرہ سے ملاقات ہوئی
ریاضین الرحمن نظامی اور صاحب خاں نظامی ملے
آئے تھے۔ پھل اور گوشت لائے تھے۔ آرتھل
سر، نیرا لٹی اور ان کی بیگم صاحبہ نے قربانی کا گوشت
بھیجا تھا۔ ہندت شہر ناتھ صاحب تنصیل وارد دہلی
ملے آئے تھے۔ باطنی اشغال دریافت کئے تھے۔

علمان والے محمد نواز صاحب اور رب نواز صاحب
اور ان کی والدہ صاحبہ اور بہن اقبال سلطانہ صاحبہ
ملے آئیں تھیں اور پھل بھی لائیں تھیں۔ بہتیا اسٹا
یعنی بھیا فقیر عشق صاحب عید ملے آئے تھے۔

حضرت امیر خسرو کا پروگرام ہفت روزہ العلماء بروی
نذیر صاحب مرحوم کے پوتے شاہ صاحب کا مرتب
کیا ہوا ایک پروگرام حضرت امیر خسرو کی نسبت دئی پور
نے نشر کیا تھا میں نے اور خواجہ بانو نے بہت غور اور
عقیدت کے ساتھ سنا تھا۔ ایسا اچھا پروگرام تھا کہ

میں نے جن جن کرکٹ لیس وعائیں شاہ صاحب اور
بھاری صاحب اور دہلی ریڈیو کے ایکٹن کے لئے
خدا سے مانگیں۔ میں یہ سب چیزیں ریڈیو والوں سے
مالگوں کا اگروہ دیدیں گے تو سنا دی میں شائع کروں گا
لیکن جلی کیفیت سننے میں تھی۔ پڑھنے سے وہ
کیفیت حاصل نہیں ہوگی۔

۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء اتوار دہلی
ملاقاتی حکیم عبدالسلام صاحب لک دریش کے
ساتھ ملے آئے تھے۔ سید انور صاحب اپنے عزیزوں
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ حاجی بشیر صاحب نے قرظی
کا گوشت بھیجا تھا۔ منومان پر شاہ صاحب باجی
پھل لائے تھے۔ مونا شہزادہ صاحب نائب امام
سنہری مسجد کھانائے تھے۔ درگاہ کی بڑی کچھ دوڑوں
شمالی اور جنوبی گینڈوں میں جلی کی نمی فٹنگ کرائی
تھی۔ اور شہنشاہ اورنگ زیب کے بنائے ہوئے
محس خانے میں بھی جلی گوائی تھی۔ اپنے بنائے ہوئے
مساخانے میں بھی جلی کی فٹنگ کوائی تھی۔ لاہور سے
محمد اسماعیل صاحب سٹاپسٹ ایک احمدی قراقرظ
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ میری کتابیں خریدی تھیں

اور درگاہ کی روشنی کے لئے قدم دئی تھی۔ علی اور
علی بانو سیہ منیر علی صاحب کی لڑکی کی شادی کی
شرکت کے لئے دہلی گئے تھے ہیں۔ روضہ کے بیمار
ہو جانے کی خبر آئی تھی۔ خواجہ بانو کو دیکھنے دہلی
گئیں تھیں۔ چوہدری شفیق علی نظامی ملے آئے
تھے۔ شیخ فیروز الدین صاحب دہلی نے کلکتے

سے محمد وسعت صاحب دہلی کی معرفت نیک
کاموں کے لئے ایک رقم بھیجی تھی۔

زکام ہمسری کی زیادتی کی وجہ سے مجھے بہت
سخت زکام ہو گیا ہے۔

۱۳ دسمبر ۱۹۳۵ء پیر دہلی
کاف کی جہان کی زکام اور بخار کی وجہ سے آج
محذو تک کاف میں لپٹا لیٹا رہا۔

جہان کی ریاست ریلوں سے ایک عورت مرد مرید

ہوئے آئے ہیں۔ میں نے ان کو مرید کر لیا اور سنا
خانے میں ٹھہرایا۔ کل واپس جائیں گے۔

عبدالنعم خاں صاحب اپنے گھر گئے تھے۔ عید کیلئے
واپس آگئے ہیں۔ سید راشد حسین اور ان کی دو بہن
اور ان کی والدہ اور خالہ عید کے سلام کے لئے آئیں
تھیں۔

۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء ۲۰ دسمبر ۱۹۳۵ء منگل دہلی
پریس کانفرنس صبح چھ بجے صاحب دہلی
کی قیام گاہ پر پریس کانفرنس ہوئی تھی۔ میں بھی شریک
ہوا تھا۔ بہت سے ہندو مسلمان ایڈیٹر جمع ہوئے تھے
نانک ڈکے شام کو جلی کے ساتھ دوبارہ
دہلی گیا تھا۔ مگر نانک صاحب کی سپرائش کی خوشی
میں مسلمانوں نے اور ہندوؤں نے سکھوں کو کھپنی
باغ میں بار دئی دی تھی جیف کشر صاحب بھی تشریف
لائے تھے۔ میں اور نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے
مسلمانوں کی طرف سے اور ایک ہندو صاحب نے
اور ایک سکھ صاحب نے ہندوؤں اور سکھوں کی طرف
سے تقریریں کیں تھیں۔ زکام کی وجہ سے رات بھر
بخار رہا۔

عشقی بانو کی ہمیشہ احسان الحق صاحب فقیر عشق
کی اہلیہ اور بچے آئے تھے۔ ہمیشہ کی ہفت روزہ دہلی
کی دو بہن اور ہمیشہ کی لڑکی عمارہ مشرقی اور ان
کے دو لڑکے آئے تھے۔ دن بھر قیام کو کے شام
کو واپس چلے گئے۔

۱۵ دسمبر ۱۹۳۵ء بدھ دہلی
برج حسن کے بیچ حسن کے کرایے دار چلے گئے ہیں
آج اُس کی صفائی اور سفیدی کے لئے وہاں گیا تھا۔
فرانسیسی جہان کی جنرل ڈیگال کے دو نمائندے
برج حسن میں ملے آئے تھے۔ انھوں نے ایک قلمی لالہ لڑکی

اور ایک قلمی شادی ریلاناروم چار سو روپے میں خریدی
تھی۔ وہ دکھانے لائے تھے۔ شادی سو برس پہلے
کی لکھی ہوئی ہے۔ محمد الدین مرزا کاظم ابراہی کا قلم
ہے۔ بہت ہی خوبصورت تصویریں ہیں۔ میں نے کہا

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کی کثیر و

فطرۂ نور

خواجہ اکبر کی کسی بیماری سے مینائی جاتی رہی۔ سوائے مار لانا دنیا کے تمام امراض کو کچھ کے لئے فطرۂ نور کو اگر کچھ نہ کہہ جائے تو جانا ہوگا جسے دوا روشنی آنے سے جو ہمیشہ زائد رہتی ہے۔ آنکھ کے جملہ امراض شکیب ری مہربان۔ حق چشم عیاض چشم چشم جلالہ ناز۔ پھول لاس زش چشم۔ غار ش چشم جند نزول المار ضعف نگاہ۔ گروں کے لئے یہ دوا یقینی مفید اور کامیاب ہے اگر ہر ایک شخص کے استعمال کی جائے تو دنیا میں بڑا پاپے تک قائم رہتی ہے۔ عیب کی عادت چھوٹ جاتی ہے تجربہ خود اس کی تصدیق کر لگا قیمت چوبیس شیشی ایک روپیہ آٹھ آنے (عمر) بڑی شیشی تین روپے (ستر) بیٹہ میجر مدنی دوا خانہ بخیرہ۔ یو۔ پی۔

الواعظ ماہانہ مدرسۃ الواعظین کا بلند پایہ

سید الشہداء مرثیہ

مثل سابق سال بھی مکمل ہو۔ جلد کتاب نکال رہا ہے اس محترم مرثیہ میں سید عالم حضرت کبھی مضافین انویس عبدودرینہ غایت پر شائع ہوگی۔ بنفس خیرداروں کی خدمت میں یہ خدمت رہا۔ سال ہوگا غیر فریاد نہ ہو سیکر یہ مرثیہ طلب فرما سکتے ہیں۔

آرت سپر خوشنما بلس حجم سعادت سے زائد۔ نامہ ۲۶۸۰۔ ارباب قدم۔ نازین مجلس۔ دفتر ابراہیم سنگ اشرفیہ لکھنؤ۔ جلد رسالہ نہیں تیار نہ سب قبیح درج ہوگی۔

نوٹ۔ جدیدہ جو مدنی کی کتب تک پناہ بخیرہ پکی بدلیوینی اردو جیڈس اوں کو یہ مرثیہ دیا جائے گا۔ مشہرین حضرات سے اجرت اپنے تہنات ارسال فرما۔ اشاعت فرما دیں کہ ان کی استقامت نہ ہو سکے گا۔ فارم ۱۔ حسین التلخیص کمال منیر الواعظ لکھنؤ۔

نمائندے ہی تصویر کے گروپ میں شامل ہوئے قلمی کتاب میں آج فرانسیسی نمائندوں نے میر قلمی کتابیں دیکھی تھیں۔ ذہیرہ اسکندری اور عجائب المخلوقات ہاں تصویر کتابیں انھوں نے بہت زیادہ پسند کیں۔

نظام کی تکلیف آج بھی مجھے نظام کی وجہ سے بخار رہا۔ اور رات کو بھی بخیر رہی۔ الیکشن ڈیوٹیشن آج مسٹر آصف علی کی طرف سے ایک ہندو روکر میرا ووٹ مانگتا ہے تھے لوہ ان کے بعد محمد عثمان صاحب آزاد مالک روزانہ اخبار انجام کے مسلمان وکروں کی ایک جماعت آزاد صاحب کے لئے ووٹ مانگنے آئی تھی استاد شمس الدین صاحب جماعت کے حاضر باش بھی آئے تھے۔ بعد مغرب محمد نواز خان صاحب اور رب نواز خان صاحب ملتان سے آئے تھے دیرگاہ میں تشریف لے گئے ناہو تھا۔

واپسی ڈیوٹیشن کی نظامیہ جماعت رات کو اجیر شریف روانہ ہو گئی۔

قیمت میں کمی کا اعلان

مصنف بل کتابیں مصنفہ مولوی محمد زاہد کریم نظامی بی اے ایل ٹی تمام علمی اداروں کتب فروشوں طلباء اور عشق برادری کے عیسویوں اور نظامی بھائیوں کو صرف ایک پیسہ بدرجہی آرڈر بھیجیے پوری جاسکی (را) پاکیزہ قولی یا تحفہ شاعری۔ بزرگوں کا اردو فارسی کا نام منظم (م) حقیقت ترجمہ (۲) سیاحت یعنی سندھ کے راز منظم (۳) حقیقت مسئلہ حد ابجد کوئے میں توحید افاضی ایمان کا دیباچہ ہے۔ چو محمد زاہد کریم زاہد نظامی بی اے ایل ٹی کریم آباد منزل۔ قاضی محلہ بدایون۔ یو۔ پی۔

دہلی کا بے لاگ روزانہ اخبار

وطن

بہترین اردو اخبار ہے اس میں تمام دنیا کی خبریں شائع ہوتی ہیں دن بھرے اولوں میں ہوتا ہے تفصیلات کے لئے دیکھئے منیر روزانہ اخبار وطن دہلی

چھ سو روپے نفع کے اور ایک ہزار روپے میں ہمیں شنبی بچے دیدو۔ میں نہیں چاہتا کہ ایسی چیزیں ہند سے باہر جائے۔ فرانسیسی صاحب نے لب۔ میں اس کو فرانس نے عازوں کا اور پھر واپس دہلی میں لے آؤں گا۔ بچنا نہیں چاہتا۔

بخار کی تکلیف رات بخیر بخار رہا تھا۔ آج صبح ہلکا سا دورہ بھی ہوا۔ روپ بہاں بخار ہاںسی اوقات مجلس کے جلسے میں جانا ہوا بری غصا مگر تکلیف کی وجہ سے نہ جاسکا۔ روہ ایک تنگ بیماری میں دہلی میں ہلکے ہلکے ہیں۔ بیڑ میں نظامی بدیہ کی حاضری کے لئے آئے تھے حکیم منزل شاہ نظامی آج حکیم منزل شاہ نظامی لاہور چلے گئے۔ دیاب لاہور میں قیام کریں گے۔ بہاری دولش آج شام کو حضرت مولانا شاہ محمد عطاء الحق صاحب شاعری فریدی نظامی چوٹا تکیہ بہار شریف سے ملے آئے تھے۔ ان کے صاحبزادے بھی ساتھ تھے۔ پہلے اخبار اشرف شائع کرتے تھے انھوں نے بچے کو عادی خدا کرے آپ اپنے آپ کو بھول جائیں۔ میں نے کہا یہ سب سے اچھی دوا ہے بہت دے دیے ہیں۔ سفید ڈاڑھی ہے۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے۔ مگر باتیں بہت قوت اور مضبوطی کی کرتے ہیں۔

۱۶ ستمبر ۱۹۳۵ء ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء جمعہ جماعت دہلی ونگٹن کی جماعت آج صبح ونگٹن نیلگرانی لیسور کی نظامیہ جماعت کے پانچ آدمی آئے ہیں یہی جماعت میں پھرتے ہیں میرے لئے شہدائے ہیں۔ یوگیش آئل لائے ہیں ریفٹان لئے ہیں۔ اور چار لائے ہیں۔ اس جماعت میں اس عیال القاد صاحب اور امیر جان نظامی اور سید باجھا نظامی ابو ابن شیخ داؤد نظامی اور اس کے محمد علی نظامی ہیں یہ لوگ پہلے درگاہ حضرت جبراع دہلی صاحب ہر خاطر ہوئے۔ پھر درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب دہلی میں حاضر ہوئے۔ اور واپس آکر میری اور میرے بھائی کی تصویر کھینچی۔ میرے دوست فرانسیسی

فکر نہ کیجئے۔ میری حالت
زیادہ خطرناک نہیں ہے

معلومات

سفر کے قابل ہو گیا تو
محمّد آباد میں کر دیں گا۔

سفر ملتوی

حیدرآباد سے واپس آنے کے بعد زکام اور
بخسار اور درگودہ کی بیماریوں کے سبب
سب سفر ملتوی کر دیئے۔

افسوس ناک غلطی

آج کے پرچے کی لوح کے پہلے صفحے پر لفظ ”باطل“
کی جگہ ”بالکل“ لفظ چسپا ہے جو غلط ہے بشرخی
سے ”باطل“ کا لفظ بنوایا گیا ہے تاکہ کتاب اور
دفتر کی غلطی میرے نامہ اعمال میں نہ لکھی جائے
مجھے صدر اس بات کا زیادہ ہے کہ میرے
اخبار کے کتاب اور دفتر والے بھی اسلام کی
بنیاد لکھنے کا تجربہ نہیں جانتے ورنہ ایسی غلطی نہ ہوتی

اچھی خبر

فاسفورس کاتیل سوائے جرمنی کے دنیا میں کہیں
نہ ملتا تھا اور مجھے پُرانا ذخیرہ ختم ہو جانے کی وجہ
سے بڑا فکر تھا۔ مگر اب میں خود فاسفورس کا
تیل بنانے کے تجربے کر رہا ہوں اور ایک حد
تک مجھے کامیابی ہو گئی ہے۔

محل بکاؤلی

چھوٹے اور بڑے محل بکاؤلی
جتنے ہمالیہ پہاڑ سے دہلی کے بازار میں آئے
تھے میں نے سب خرید لئے تھے اور وہ تقریباً
باب چکے ہیں۔ نئے موسم کے مقبول پندرہ دن کے
بعد بازار میں آپس گھاس واسطے جن لوگوں کے
آؤروں کی تعمیل میں یہ وہ انتظار کریں۔

مٹھے کے تجربے مشہور ترکاری پیٹھا جس
چنگہ مشہور ہے آج کل میں اس کی تحقیقات کر رہا
ہوں۔ سفر اور بیماری کی وجہ سے دو پرچے گھر ملیے
دوا داروں کی تحقیقات سے خالی ہے۔ آئندہ غلطی

جایا ناظرین کو پیٹھے کی نسبت بہت زیادہ
مفید باتیں معلیم ہو جائیں گی۔ چونکہ راج محض
مٹھائی اور مرتے کا ہے۔ اس واسطے میں
نمکین کپوانے کے تجربے کر رہا ہوں۔ گوشت
میں بھی اور سادہ بھی۔ یہ چیز دل اور دماغ
کی قوت کے لئے بہت ہی زیادہ مفید ہے۔

نقشہ و نقش
بھروسہ کر کے محرم شہادت

اور جنوری ۱۹۳۵ء کے شروع سے میں ایک بہت
بڑا کام شروع کرنے والا ہوں جس کی تیاریاں
کر رہا ہوں۔ ابتدائی اخراجات کے لئے پانچ ہزار
روپے میں نے اور پانچ ہزار روپے میرے
لڑکے حسین نے بینک میں جمع کرائے ہیں یہ
کتاب دو ہزار ملین میں ہوگی۔ اور

ہر جلد پانچ سو صفحے کی محکمہ ہوگی۔ اور اس
میں تمام دنیا کی قوموں کے درویشوں کے
باتصویر حالات درج کئے جائیں گے۔ اب
میں اس فکر میں ہوں کہ اگر موجودہ ہمارا
میرا خاتمہ کریں اور ۲۰ محرم ۱۳۶۷ھ کی
صبح کو مجھے دنیا سے اٹھالیا جائے تب
بھی میں اس کتاب کی ایسی داغ بیل ڈال
جاؤں کہ میرے ذی علم رفیق اور دوست
اور مرید اور اولاد اس کام کو پورا
کر دیں۔

مقوی حلوہ کی گری اور شفا قتل
سے ایک حلوہ تیار کرنے کے تجربے کر رہا ہوں
اگر یہ حلوہ حسب منشاء تیار ہو جائے تو لذیذ بھی ہوگا
اور مقوی بھی ہوگا اور سب مروجہ حلووں سے
زیادہ مستسا بھی ہوگا۔ کیونکہ میں نے جتنی چیزیں
ابھی حال کی تحقیقات سے تیار کیں ہیں۔ ان میں
کسی چیز سے بھی رھیں گے نہ گھبراؤں نہ گھبراؤں
کہ علاج کئے والوں اور علاج کرنے والوں کو خدمت خلق
کا ثواب اور دنیا کی کارستہ معلوم ہو جائے۔

کر بلا کا تاریخی حال کے اخبار میں کر بلا
اور ”لما پچہ برضارید“ کتاب کے اشتہار چھپے ہیں اور یہ
اشتہار تقسیم کرنے کے لئے الگ بھی چھپوائے گئے ہیں
سنادی جو ناظرین محرم کی مجلسوں میں پڑھ کر سنا ناچاں
وہ یہ اشتہار لکھ لیں۔ دو اشتہاروں کا زیادہ نہیں ہے یہ سنا
کینکہ کاغذ کی بہت دشواری ہے۔

بیان شہادت کو دہلی میں آئے تھے
اور مجھے سن کے لئے امر لے جانا چاہتے تھے تاکہ محرم
کی دس مجلسوں میں شہادت کا بیان پڑھوں۔ مگر یہ صحت
اس قابل نہیں ہے اور کفروری اتنی بڑی تھی ہے کہ میں اس
پانچ منٹ تک بھی بات چیت نہیں کر سکتا۔

جونا گڑھ کا سفر
سید علی محمد صاحب کاشانی کی جانے کا وعدہ کر لیا تھا اور
ہزاروں نصاب صاحب ناگڑھ کے علی محمد صاحب کی شادی شریک
ہوئے گا وہ بھی کر لیا تھا لیکن آج ۲۳ جنوری تک صحت اس قابل
نہیں کہ میں سفر کر سکوں۔ آج ڈاکٹر نے جی صاحب شفا خانہ
لے میرا معائنہ کرنے کے بعد سفر سے منع کر دیا ہے۔ تاہم

بکاؤلی کا پھول
 موت کے دروازے بند کر دیتا ہے
 دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ
 ہمالیہ میں پیدا ہوتا ہے
 ہمالیہ ہندوستان کا پہاڑ ہے
 ہندوستان ہر ملک سے اونچا ملک
 ہمالیہ سب پہاڑوں سے اونچا پہاڑ
 گل بکاؤلی سب پھولوں سے اچھا پھول
 کئی سو گل بکاؤلی آہٹ آنے میں
 ایک آنہ دواخانہ دہلی سے منگائیے

گیہوں سے پانچ گنی زیادہ طاقت
گوشت سے ڈہائی گنی زیادہ طاقت
بَل دہارا

دودھ میں گھی بنولے سے پیدا ہوتا ہے
بنولے کی گرمی میں اصلی خالص اور
بے میل گھی کی غیبی دہار پوشیدہ ہوتی ہے
ہندوستان میں اصلی گھی نہیں ملتا
بناسپتی گھی ایسے تیز ابون سے بنایا جاتا ہے
جو معدے اور آنتوں کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں

ایک آنہ دواخانہ دھلی
بَل دہارا مشینوں کے ذریعہ تیار کرتا ہے
آٹھ آنے کو ایک ڈبہ منگا کر آزمائیے

كُلُّ لَحْمٍ مِثْلُ حَيْدَرٍ اَبَادُ كِي اَسْرَادُ كِي يَدُ كِي سِيْنِهٖ وَالَا اَخْبَرُ

منشائی

رجسٹرڈ سپر سکرپٹنگ اور پبلشنگ کمپنی

شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی حیدر آباد دکن شائع کیا

سالانہ قیمت پانچ روپے (۵ روپے) کلدار
ایک پرچہ پانچ روپے کلدار

بابت جاوڈانی ۱۳۶۷ھ ہجری
اپریل ۱۹۴۸ء انگریزی

مسکد حیدر گار۔ پروردگار
قلم کار۔ خواجہ حسن نظامی

ہفت روزہ منادی

انقلابی مصائب کے سبب اگست اور ستمبر ۱۹۴۷ء کا روزنامہ چھپنا روکا گیا تھا۔ اس سال ۱۹۴۷ء میں شائع کیا گیا تھا۔ پھر اکتوبر ۱۹۴۷ء میں دوبارہ شائع کیا گیا۔ فروری ۱۹۴۸ء کے روزنامے ماہوار منادی میں شائع کئے گئے تھے اور آج مارچ اور اپریل کا روزنامہ اس ماہوار منادی بابت ماہ اپریل میں شائع کیا جاتا ہے۔

انتظام کیا جا رہا ہے کہ اگر دہلی میں لکھائی، چھپائی اور اشاعت کل بند ہو جائے تو مئی ۱۹۴۸ء سے ہفت روزہ منادی دہلی سے جاری ہو جائے گا۔

انشاء اللہ تعالیٰ

رسالہ آستانہ دہلی

دہلی سے دوریوں اور صرفیوں کا ایک بہت مستند اور اہم رسالہ آستانہ جاری ہو رہا ہے جس کی اشاعت تیس ہزار سے زیادہ ہے۔ بعض دوستوں کی رائے تھی کہ منادی اخبار بند کر دیا جائے اور ہر روزنامہ رسالہ آستانہ دہلی میں شائع ہو جائے۔ میں نے اس کی نسبت سب صوبوں اور ہندوستان کے باہر کے خبریہ لوگوں سے مشورہ لیا تھا ان سب کی رائے ہے کہ منادی کو بند نہ کیا جائے اور اس کا مقام اشاعت بھی تبدیل نہ کیا جائے۔ اگرچہ حیدر آباد کی اسلامی حکومت نے ہفتہ کی آسانیاں منادی کو حیدر آباد سے شائع کرنے کیلئے دے دی ہیں تاہم دہلی بائیں صوبہ

کی چمکت ہے اس لئے چھپتیوں اور دوریوں کا یہ ہفت روزہ اخبار آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی دہلی سے جاری رہنا چاہیے کیونکہ انقلاب سیاست میں ہوا کرتا ہے روحانیت میں سب سے مقدم چیز استقامت اس لئے میں نے محبت الغفہ سرار مقبول بارگاہ اولیاء اللہ مستحق صحت فائز و فی مالک رسالہ آستانہ دہلی کو لکھا ہے کہ اگر وہ ہفت روزہ منادی کی لکھائی چھپائی کا انتظام کر سکیں تو منادی کے دفتر کا عملہ دہلی میں موجود ہے منادی کو حسب عمل کویم و گاہ شریف سے جاری کر دے گا

میری کتابیں

حیدر آباد میں آنے کے بعد میں نے اپنی

اُن کتابوں کی چھپائی کا انتظام کیا جن کی کاپیاں دہلی میں لکھوائی گئیں تھیں اور دہلی کے دفتر نے مجھے یہاں بھیجی تھیں وہ کتابیں کچھ چھپ گئی ہیں کچھ چھپ رہی ہیں اُن کے نام یہ ہیں:-

۱) تاریخ رسول (۲) دوسرے مادی (۳) راجا کپا ہنویوکا روزنامہ (۴) سرسید کا دہلی نامہ (۵) داستانِ پاکستان (۶) مہاتما گاندھی کا فیصلہ (۷) غلام (۸) دوا سنا گرا (۹) حسن چیمون۔

میری پُرانی کتابیں

مذکورہ نو کتابوں میں بھی بعض پُرانی ہیں اور اُن کے نام بدلے گئے ہیں اور اکثر نئی ہیں لیکن پُرانی کتابوں کی چھپائی بھی حیدرآباد میں کرائی گئی تھی جو ختم ہو گئیں تھیں مثلاً بہادر شاہ کا مقبرہ اور بہادر شاہ کا روزنامہ اور بہادر شاہ کے فرمان اور بہادر شاہ کی قربانیاں اور دہلی کی شاعری کی آخری قطع اور بزمِ دنیا ملے اور محمد نامہ حیدرآباد میں چھپ رہا ہے۔

ترتیبی ترجمے کا دوسرا حصہ

قرآن شریف کے ترتیبی ترجمے کا دوسرا حصہ یعنی آخری پندرہ پارے کئی سال سے نایاب ہیں اُن کو بھی باوجود روپے کی نایابی اور کاغذ کی نایابی اور کاغذ کی مشکلات کے جزمیہ روپے کے خرچ سے دہلی میں چھپوایا گیا ہے اور اب جلد بندی ہو رہی ہے۔ انشاء اللہ مئی کے مہینے میں تقسیم شروع ہو جائے گی۔

میری نئی کتابیں

مذکورہ نئی اور پُرانی کتابوں کے علاوہ

"تاریخ انقلابِ دہلی" کے تین حصے اوتیار کئے ہیں۔ ایک بہادر شاہ کی محنتِ نشینی جس میں ۱۸۵۷ء کا روزنامہ ہے۔ جب کہ بہادر شاہ تخت نشین ہوتے تھے۔ میری دوسری کتاب "ریڈنٹ کی ڈائری" ہے جس میں ۱۸۵۹ء کے تاریخی حالات ہیں جو دہلی کے ریڈنٹ نے بطور روزنامہ کے لکھوائے تھے تیسری کتاب "اکبر شاہ کا روزنامہ" ہے جو بہادر شاہ بادشاہ کے والد تھے چوتھی کتاب انگریزوں کی عرضیاں "یہ بہت اہم کتاب ہے جس میں سرطاس مشکاف کی وہ عرضیاں جمع کی گئیں ہیں جو انہوں نے بہادر شاہ بادشاہ کو لکھی تھیں۔ ان میں ایک عرضی سر سید احمد خاں کی بھی ہے جو کتاب آثارِ الصنادید کے سلسلے میں سرسید نے اردو زبان میں سرطاس مشکاف کے ذریعے بہادر شاہ کو بھیجی تھی اور اس سے بھی زیادہ اہم چیز شاہِ جرنی کی ایک عرضی ہے جو سرطاس مشکاف کے ذریعے بہادر شاہ کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔

میرا قیام حیدرآباد

چونکہ چار پانچ برس سے میں مونی بھاروا میں مبتلا ہوں یعنی گردے اور مثانے اور آنتوں کی بیماریاں مجھے ہیں اس واسطے میں اپنے بیوی بچوں کے پاس حیدرآباد میں ٹھہر ہوا ہوں۔ میرا حیدرآباد کے اور ہندوؤں کے اور پاکستان کے سیاسی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور میں نے اپنے روزنامے کو بھی پوری احتیاط کے ساتھ سچ سچ سیاست لکھایا ہے اور آئندہ بھی اگر دہلی سے منادی

جاری ہو سکا تو اس میں سیاسیات کا دخل نہیں ہوگا۔ محض روحانی اور مذہبی اور معاشی مضامین ہونگے۔ اس لئے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ آئندہ میرا قیام کہاں ہوگا۔ حیدرآباد میں رہوں یا دہلی میں رہوں یا کراچی میں رہوں ہر جگہ میری روش اور پالیسی یہی رہے گی کہ سیاسیات سے علیحدہ رہوں۔ جہاں رہوں گا وہاں سے منادی کے لئے مضامین اور روزنامہ دہلی بھیجتا رہوں گا۔

حیدرآباد کی معلومات

میرا قیام حیدرآباد میں دسہ تب بھی گذشتہ منادی کی پشت پر حیدرآباد کی جو معلومات شائع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا وہ انشاء اللہ سلسلہ شائع ہوتی رہے گی۔ خاص کر حیدرآباد کے محکمہ امور ریاست کی معلومات کی اشاعت ہندوستان اور پاکستان اور بیرون ہندوستان کے لئے میں بہت مشغول رہتا ہوں اور اس کا میں نے خاص اہتمام کیا ہے۔

افغانستان کی معلومات

ہندوستان اور پاکستان کی معلومات کے لئے بے شمار اخبار اور رسالے کام کر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ناظرین منادی کو حیدرآباد کی معلومات کے ساتھ ہی افغانستان کی معلومات سے بھی آگاہ کیا جائے گا کیونکہ وہ پاکستان کا پرہوئی اسلامی ملک ہے۔



حیدرآباد کے حکمران

حیدرآباد کے بادشاہ

حیدرآباد دکن میں پورے سات سو برس سے اسلامی حکومت ہے۔ سب سے پہلے سلطان علاء الدین خلجی نے یہاں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی تھی۔ خلجی اور تغلق حکومت کے بعد ایرانی شہزادے حسن بہمنی نے یہاں بہمنی خاندان کی بادشاہی قائم کی اس کے بعد مختلف خاندانوں کی بادشاہی ہوئی رہی۔

ہندوستان کے شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب کے پوتے جب عیش و عشرت میں مبتلا ہوئے تو آصف جاہ اول نے سلطنت دہلی کو سنبھالنے اور مضبوط کرنے کی بہت کوشش کی لیکن دہلی کے دربار میں خود غرض لوگوں کا جھوم تھا اس لئے آصف جاہ مجبور ہو کر دہلی سے دکن میں آئے اور یہاں کی اسلامی حکومت میں جان ڈالی اور اپنی خود مختاری کا اس لئے اعلان کر دیا کہ دہلی کے مرکزی زوال کے سبب ملک دکن بھی زوال میں مبتلا نہ ہو جائے۔

اس وقت سے لیکر آج تک حیدرآباد آزاد و خود مختار ہے۔

حیدرآباد کے موجودہ بادشاہ ستائیس آصف جاہ ہیں۔ ان کا نام میر عثمان علی ہے اور ان میں دہلی بادشاہوں اور نئے زمانوں کی حکومتوں

کی مجموعی قابلیت پائی جاتی ہے۔ عمر محاس سے زیادہ ہے۔ قدمیانہ ہے۔ مگور رنگ ہے۔ درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں یعنی باوجود بہت بڑا بادشاہ ہونے کے ان کا لباس بھی بہت سادہ ہے اور ان کی خوراک بھی بہت سادہ ہے وہ اللہ میں تخت نشین ہوئے تھے یعنی اٹھیس برس سے بادشاہی کر رہے ہیں اور ان کے دور حکومت میں حیدرآباد نے اتنی ترقی کی ہے جس کی مثال ایشیا کے بادشاہوں ہی میں نہیں بلکہ یورپ اور امریکہ کی حکومتوں میں بھی نہیں ملتی۔ سب سے بڑی خوبی ان کی بادشاہی کی یہ ہے کہ ترقی و خوشحالی کے ساتھ ان کے ملک میں امن بھی ہے۔

یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں ترقی اور خوشحالی تو بہت زیادہ ہے مگر وہاں کے باشندوں کو امن اور اطمینان حاصل نہیں ہے۔ اعلیٰ حضرت کی تخت نشینی کے بعد سے آج تک یورپ اور امریکہ میں دہ ہوناک لڑائیاں ہو چکی ہیں جن سے کروڑوں آدمی مر گئے اور آریوں روپے کا نقصان ہوا اور ہر گھر کے عورت مرد کے دل کی راحت اور ملانیت جاتی رہی اور زندگی بکھر گئی۔ حضور نظام کی حکومت نے

ان ہوناک لڑائیوں کے وقت اپنے ملک میں بھی امن قائم رکھا اور یورپ اور امریکہ کی خونریزیوں کو روکنے اور وہاں کے باشندوں کو امن سے رہنے کے کام میں مدد بھی دی۔ تقریباً ایک آرب روپے حضور نظام نے یورپ اور امریکہ کو لڑائی سے بچانے اور وہاں امن قائم کرنے میں عطا فرمائے۔

حضور نظام سے زیادہ دنیا میں کوئی چھوٹی بڑی حکومت ایسی نہیں ہے جہاں کے حکمران حضور نظام کی طرح رات دن اپنے ملک اور اس کے باشندوں کے امن اور آسائش کے لئے جفاکشی سے محنت کرتے ہوں۔ پس آجکل اگر کوئی حکومت ایسے مضبوط اور ایسے پر امن ملک پر حرص کی نظر ڈالے تو یہ اس کی بے عقلی ہوگی پہلے اس کو گزشتہ تاریخ پر نظر ڈالنی چاہیے کہ اورنگ زیب کے پوتوں کی سلطنت کیوں برباد ہوئی اور آصف جاہ اول نے کیوں حیدرآباد میں خود مختار سلطنت قائم کی۔ اگر وہ اس پر غور کریں تو ان کو معلوم ہو جائیگا کہ دہلی کے بادشاہ اور درباری ذاتی اغراض میں مبتلا تھے اور آصف جاہ اول ملک کی اغراض کو ذاتی اغراض پر مقدم رکھتے تھے موجودہ حضور نظام ستائیس آصف جاہ ہیں۔ اور ان میں آصف جاہ اول کے اوصاف مذکور کے

علاوہ نئے زمانے کی حکومتوں کی سبب خوبیاں بھی موجود ہیں۔ وہ دنیا کے سب سے بڑے سیاست داں ہیں، اور فوجی قابلیت ان کو درٹے میں ملی ہے کیونکہ آصف جاہ اول اپنے وقت کے سب سے بڑے سپہ سالار تھے، اور ان کی عملی قوت تو دنیا کے ہر حکمران سے بڑھی ہوئی ہے جو ان کی حکومت کی مشین میں اسیم کا کام دیتی ہے۔ ان کی زندگی بہت سادہ ہے۔ اور باوجود بادشاہ ہونے کے درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ان کے ملکی مضبوطی و کمزوری کی وقت سے تیار دیکھی ہے

۶ حیدر آباد کے وزیر اعظم

جب تو کوئٹہ شخصی حکومت قائم تھی تو وہاں کے محکمہ وزارت کو باب عالی اور وزیر اعظم کو صدر اعظم کہا جاتا تھا۔ حیدر آباد نے بھی جب کونسل بنائی تو محکمہ وزارت کو باب حکومت کا لقب دیا اور بڑے وزیر کا نام صدر اعظم رکھا۔ موجودہ بادشاہ کے ایام حکومت میں بہت سے وزیر ہو چکے ہیں۔ پہلے یمن السلطنت ہمارا جہ سرکش پر شاہ بہادر صدر اعظم تھے ان کے بعد نواب سالار جنگ صدر اعظم ہوئے پھر سر علی امام صدر اعظم ہوئے پھر نواب دلی ولد بہادر اور ایک یا اسی سر فرید ملک صدر اعظم ہوئے پھر سر اکبر حیدری صدر اعظم ہوئے اس کے بعد نواب صاحب چٹاری اور سر مرزا اسماعیل

صدر اعظم ہوئے اور آج کل میر لائق علی صدر اعظم ہیں۔

میر لائق علی سید ہیں اور حیدر آباد باشندے ہیں۔ عمر پچاس سے زیادہ ہے۔ میانہ قد ہے گندی رنگ ہے۔ عمر کا ابتدائی تھک سہ سرکاری نوکری میں بھی گذرا ہے اور تجارت میں بھی یہ حیدر آباد کے سب سے بڑے کامیاب تاجر ہیں۔ انہوں نے کئی مفید کارخانے جاری کئے ہیں جن سے ان کی سوجھ بوجھ ظاہر ہوتی ہے۔ سرپور میں کاغذ بنانے کا ایک بہت اچھا کارخانہ جاری کیا ہے جس نے کاغذ کے کال کے زمانے میں باشندگان حیدر آباد کو کاغذ کی تکلیف سے محفوظ رکھا تھا دوسرا کارخانہ شکر بنانے کا جاری کیا اور وہ بھی بہت کامیاب ہے۔

میر لائق علی کا انتخاب ایسے نازک وقت میں ہوا جبکہ انگریز ۱۹ اگست ۱۹۴۷ء کو ہندوستانی حکومت سے دست بردار ہو گئے تھے اور انہوں نے ہندوستان کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا۔ ایک حصہ پاکستان کے نام سے مسلمانوں کو دیا تھا اور ایک حصہ ہندوستان کے نام سے ہندوؤں کو دیا تھا۔ آزادی کا اعلان ہوتے ہی تمام ہندوستان میں ہندوؤں مسلمانوں کی خانہ جنگی شروع ہو گئی تھی جس سے کروڑوں ہندو مسلمانوں اور سکھوں کی جانیں بھی گئیں، مال بھی گیا اور آبرو بھی

گئی اور اس خانہ جنگی میں ہندوستان کی ریاستیں بھی شریک ہوئیں لیکن حیدر آباد اپنی قدیمی تاریخ کی بموجب خانہ جنگی سے بچا ہوا اس نے اپنی صلاحیت اور قابلیت سے اپنے ملک کو ہر فساد سے بچائے رکھا۔ اور اعلان کر دیا کہ وہ دوسو برس سے آزاد ہے اور آئندہ بھی آزاد رہنا چاہتا ہے نہ وہ پاکستان میں ملے گا نہ وہ ہندوستان میں جائے گا۔ گروہی کی ہندو حکومت نے حیدر آباد کو مجبور کرنا شروع کیا کہ حیدر آباد بھی ہندوستان میں شریک ہو جائے۔ اس وقت صدر اعظم نواب صاحب چٹاری تھے اور سیاسی وزیر نواب معین نواز جنگ بہادر تھے اور اعظم کے ذاتی صلاح کار ایک انگریز سر ڈالٹر موٹکین تھے۔

حیدر آباد کی رعایا نے جس کی نمائندہ مجلس اتحاد المسلمین ہے ہندو نہیں شریک سے انکار کیا۔ اس واسطے حضور نظام نے ایک عارضی وزارت قائم کی اور سابقہ وزارت کو بدل دیا۔ اس عارضی وزارت کے صدر اعظم میر لائق علی چنے گئے۔ میر لائق علی کو پاکستان کے گورنر جنرل قائد اعظم مسٹر جناح اپنی حکومت میں بلانا چاہتے تھے لیکن میر لائق علی نے اپنے وطن کی خدمت کو مقدم رکھا اور شاہی فرمان کی اطاعت کی۔ اور صدارت کا عہدہ قبول کر لیا۔ دودراندیش اور تجربہ کار مدبر

نواب مرزا یار جنگ بہادر

لکھنؤ کے رہنے والے ہیں۔ مرزا مسیح اللہ بیگ نام ہے پہلے حیدر آباد میں جج تھے پھر چیف جج مقرر ہوئے پھر عدالت اور امور مذہبی کے وزیر ہوئے۔ پھر ہرار کے ایجنٹ مقرر ہوئے آجکل مشیر امور دستور ہیں۔ عمر ساٹھ سے زیادہ ہے۔ لمبا قد ہے مضبوط جسم ہے۔ متانت اور دور اندیشی ان کے ہر کام میں پائی جاتی ہے۔

مولوی اکرام اللہ صاحب

نیر عمر ہیں، گورارنگ ہے۔ پہلے دکانت کرتے تھے۔ اب ملکی مجلس کی طرف سے عہدہ وزارت میں وزیر ہوئے ہیں۔ اور ابھی مشہور ہوا ہے کہ مصر میں حیدر آباد کی طرف سے ایجنٹ جنرل مقرر کئے گئے ہیں۔ جب سے وزیر ہوئے ہیں اپنے فرائض کو نہایت محنت اور دیانت والی سے انجام دیتے ہیں۔

مولوی عبدالرؤف صاحب

یہ بھی نیر عمر ہیں۔ گورارنگ ہے۔ مضبوط جسم ہے۔ حیدر آباد کے نامورکیل تھے ملکی مجلس کی طرف سے صدر الہام تئیرات مقرر ہوئے ہیں اور باوجود نئے وزیر ہونے کے اپنے فرائض کو تجربہ کار لوگوں کی طرح نہایت محنت اور توجہ سے انجام دیتے ہیں۔

پہلے دکانت کرتے تھے اور ایک بینک بھی جاری کیا تھا۔ اور یہ دونوں کام بہت صلاحیت اور قابلیت سے انجام دیتے تھے۔ جب سے وزیر ہوئے ہیں اپنے فرض کو نہایت محنت اور دیانتداری سے انجام دیتے ہیں اور ان کے کام سے حضور نظام بھی خوش ہیں اور رعایا کی نمائندگی ملکی مجلس بھی خوش ہے۔

نواب معین نواز جنگ بہادر

صدر الہام سیاسیات نواب معین نواز جنگ بہادر نے ہندوستانی انقلاب حکومت کے وقت سے آج تک جیسا تدبیر اور استقلال اپنے عمل سے ظاہر کیا ہے وہ حیدر آباد کی تاریخ میں تذکرہ روشن رہے گا۔ بڑے بڑے نازک زمانوں میں انہوں نے اپنے ملک اور اپنے بادشاہ کے حقوق اور اختیار کی حفاظت نہایت دانشمندی اور صبر و ہمت سے انجام دی ہے۔ عمر پچاس سے زیادہ ہے۔ میانہ قد ہے گندمی رنگ ہے اور ملکی ہیں۔

نواب فضل نواز جنگ بہادر،

یہ صدر الہام مالگنداری ہیں علمی حیثیت سے فلاسفر ہیں۔ اپنے فرائض نہایت محنت سے انجام دیتے ہیں۔ عمر پچاس سے زیادہ ہے۔ رنگ سانولا ہے قد بڑا ہے۔ اور اپنے فرائض نہایت نجبی اور ہمدردی سے انجام دیتے ہیں۔

شک میں تھے کہ میر لائق علی ایک تاجر ہیں سیاست کو نہیں جانتے اسے نازک اور مشکل زمانے میں کیونکر اتمانڈا عہدہ سنبھال سکیں گے۔ مگر میر لائق علی نے حیدر آباد کو بھی اور ہندوستان کو بھی اور پاکستان کو بھی اور انگلستان اور امریکہ کو بھی یہاں تک کہ روس کو بھی اپنی بے مثل قابلیت کا ثبوت دیدیا اور اپنے بادشاہ کی بے مثال سیاست دانی پر اس طرح عمل کیا کہ ساری دنیا ششدر رہ گئی یہ ہیں مولوی میر لائق علی جن کو فضیلت مآب صدر اعظم بہادر کہا جاتا ہے اور انگریزی میں ہیرائیسیائی ان کے نام سے پہلے لکھا جاتا ہے۔

مولوی عبدالرحیم صاحب

مولوی عبدالرحیم صدر الہام ریلوے اس قابل ہیں کہ حیدر آباد ان پر فخر کرے۔ وہ بھی میر لائق علی کی طرح ایک تاجر تھے اور ایک وکیل تھے اور کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ سیاست اور ملک داری کے مشکل کام میں کامیاب ہو سکیں گے۔ وہ سر مرزا اسماعیل کی صدارت کے زمانے میں صدر الہام یعنی وزیر ہو گئے تھے۔ نواب چتاری کے دوسرے دور میں بھی وزیر رہے اور میر لائق علی کی عارضی وزارت میں بھی وزارت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ وہ حیدر آبادی ہیں۔ عمر چالیس سے زیادہ ہے۔ قد بڑا ہے۔ جسم مضبوط ہے۔ رنگ سانولا ہے۔

اچھوت کو وزارت کی کرسی پر بٹھادیا

مولوی عبدالحمید نصائب

پولس کے وزیر مولوی عبدالحمید خاں صاحب مقرر ہوئے ہیں جو بہت انصاف پسند اور حق گو ہیں۔ وہ اپنے غمگین کی اصلاح و ترقی کے لئے بے لاگ باتیں کرتے ہیں۔ اور غمگین کی جو بات قابل اصلاح معلوم ہوتی ہے صاف صاف اہل کاران محکمہ کے سامنے کہہ دیتے ہیں اور یہ بات دنیا کے کسی ملک سے غمگین پولس میں آج تک نہیں سنی گئی

نواب دین یا جنگ بھادور

نواب عزیز جنگ مرحوم ایک نامور عالم اور دین دار مصلحت جید آباد میں تھے یہ ان کے فرزند ہیں۔ لمبا قد گورا رنگ۔ عمر چالیس سے زیادہ۔ نہایت دیانتدار اور سنجیدہ مزاج متانت اور علم و برداشت کا جسم ہیں۔ بادشاہ کی فرما برداری اور رعایا کی ہمدردی اور ملک کی فلاح و بہبود کے کاموں میں رات دن مشغول رہتے ہیں پہلے ناظم امور مذہبی تھے پھر کوتوال ہوئے۔ اب صدر ناظم کوتوالی یعنی انسپٹر جنرل پولس ہیں۔ ان کے ایک بھائی نواب غازی یا جنگ بھادور ہیں جو اہل مدینہ کی امداد کے کام میں رات دن مشغول رہتے ہیں۔ اور ایک بھائی مولوی رکن الدین صاحب

ہیں۔ ان کا لمبا قد ہے۔ سانولا رنگ ہے۔ عمر چالیس کے قریب ہے۔ اپنی ملکی زبان بھی خوب بولتے ہیں اور اردو زبان میں بھی بہت صاف تقریر کرتے ہیں۔ ان کے بولنے کا انداز بڑا پُر لطف مودہ ہے۔ اپنے فرائض کو حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔

قابل تعریف وہ ہندو مسلمان ہیں جن کا تعلق محکمہ تعلیم سے ہے وہ ایک اچھوت وزیر کی اطاعت بڑی خندہ پیشانی سے کرتے ہیں۔

جب یہ وزیر نہ تھے اور دہلی میں محمد سے ملنے گئے تھے تو میں ان سے گلے ملا تھا اور کہا تھا کہ اب کے حیدرآباد آؤنگا تو تمہارے پاس بھڑونگا اور تمہارا کھانا کھاؤنگا، لیکن حیدرآباد میں آیا تو ایسی حالت میں آیا کہ اپنے وعدے کے موافق ان کے ہاں نہ تھے جاسکا۔ لیکن جب یہ سنا کہ اعظم نے ان کو درے سے آفتاب بنایا ہے یعنی تعلیمات کا وزیر مقرر کیا ہے تو میری خوشی کی حد نہ رہی۔ کیونکہ ونکٹ راؤ صاحب کی ملاقات اور پھر تقریریں سننے کے بعد مجھ پر یہ اثر ہوا تھا کہ یہ حیدرآبادی اچھوتوں کا روشن ستارہ ہے۔ جس طرح قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے مسلمانوں کا پانچواں حصہ ایک اچھوت کو وزیر بنا کر دیا تھا اسی طرح حیدرآباد کے بادشاہ نے بھی اسلامی رواداری کی شان دکھائی اور ایک

مولوی یامین زبیری صائب

عمر چالیس سے زیادہ ہے۔ دہلا بد ہے گندری رنگ ہے۔ ملکی مجلس کی طرف سے آئے ہیں اور اتنی محنت اپنے کام میں کرتے ہیں کہ ہر خاص و عام ان کا مداح بھی ہے اور ان کے کام سے مطمئن بھی ہے۔

مسٹر پنگل راماریڈی

صدر اعظم کے نائب ہیں ہندو قوم کے نمائندے ہیں۔ لمبا قد بھاری بدن ہے۔ سانولا رنگ ہے۔ اپنا فرض اپنی جماعت اور اپنی قوم کے حقوق کو ملحوظ رکھ کر نہایت عمدگی سے انجام دیتے ہیں۔ بادشاہ کے پورے وفادار ہیں اور ملک کے بھی وفادار ہیں۔ ہندو بھی ان سے خوش ہیں۔

ونکٹ راؤ صاحب

تعلیمات کے وزیر ہیں۔ اچھوت یعنی ہترجن قوموں کے لیڈر ہیں۔ سلطنت آصف جاہی میں لاکھوں اچھوت رہتے ہیں جن کو پس کردہ اقوام کہا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت غازی کمزور رعایا کی دلجوئی اور سلاطین حقوق کے لئے ان کے لیڈر کو وزارت کا درجہ دیا ہے۔ اتنا بڑا کام محنت فرمایا ہے جس پر بڑے بڑے اونچے نامدان کے ہندو مسلمان رشک کرتے

بم ایک بڑے سرکاری عہدے دار ہیں۔ اور ان کے فرزند مولوی حسن الدین صاحب ناظم امور مذہبی ہیں۔ اس خاندان کی ایک خصوصیت بہت نمایاں ہے کہ ہر فرد بادشاہ اور ملک کی خدمت نہایت یاندری سے کرتا ہے اور ان کے گھر کی باہمی محبت بھی قابل تقلید ہے نواب دین یار جنگ اپنے بادشاہ کی آنکھوں کے اشاروں پر چلتے ہیں۔ اور رعایا کے ہندو مسلمان بھی ان کو پناہمرد اور غم گسار خیال کرتے ہیں۔

راجہ رام موہن لال صاحب

یہ بھی حال میں وزیر مقرر ہوئے ہیں اور آج کل بڑی محنت اور بڑی وفاداری سے بادشاہ اور ملک کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ ان کی تقریریں بھی اور ان کا عمل بھی دانشمندانہ ہے۔ اور وفادارانہ ہے۔ اپنی ہندو قوم کے اصلی خیر خواہ ہیں

ظل سحان کی اعلیٰ شان

دلی کی مغل سلطنت کا جب آخر وقت آیا تو لال قلعے کے شاہی محل میں تو ہما ت کا بڑا زور تھا بادشاہ کے سامنے کسی کے مرنے کا ذکر نہیں ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ سورہ یا مین کا نام بھی نہیں لیتے تھے اور سورہ یاسین کو ”سناوی“ کہتے تھے اور

جب کوئی مرجاتا تھا تو میت دروازے سے نہیں لیجاتے تھے دیوار توڑ کر لیجاتے تھے اور غسل کفن و دفن میں شاہی خاندان کا کوئی آدمی شریک نہیں ہوتا تھا اس کام کے لئے خاص آدمی مقرر تھے میت ان کے حوالے کر دی جاتی تھی۔

منا ہے دہلی کا اثر حیدر آباد تک آیا تھا اور یہاں بے گزشتہ بادشاہ بھی اسی قسم کے توہمات میں مبتلا تھے جب کسی کے مرنے کی خبر بادشاہ کے سامنے بیان کی جاتی تھی تو عرض بیگی کہتا تھا۔ فلاں شخص۔

تصدق ہو گیا۔ اکبر اعظم کے دربار کا بھی یہ رواج تھا کہ جب کوئی بڑا امیر مرجاتا تو اس کا وکیل کالا کپڑا ہاتھوں پر لپیٹ کر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہو جاتا تھا اور بادشاہ سمجھ لیتے تھے کہ اس کا آقا مر گیا ہے چنانچہ تاریخوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب اکبر کے وزیر اعظم ابوالفضل دکن سے آکرے جاتے وقت اکبر کے ولیعہد جاگیر کے اشارے سے ریاست دتیا میں راجہ کے ہاتھوں قتل ہوئے تو ابوالفضل کے وکیل نے رواج کے موافق کالا کپڑا ہاتھوں پر باندھا اور دربار میں کھڑا ہوا تو بادشاہ نے گہرا سوچا کہ کپڑا ہاتھوں پر وکیل نے گزارش کی میرے آقا حضور کے قدموں پر تصدق ہوئے۔ اکبر نے اپنی دستار اتار کر پیش کردی اور غم کے لہجہ میں کہا ہائے شیخوئی تم نے یہ

کیا غضب کیا۔ سخت و تاج کے لئے مجھے مارنا تھا میرے بے گناہ وزیر کو کیوں مارا (اکبر اپنے ولی عہد جہانگیر کو پیار سے شیخوئی کہا کرتا تھا)

مگر حیدر آباد کے موجودہ بادشاہ ظل سحان میر عثمان علی خاں کی شان کا یہ عالم ہے کہ وہ اپنے ہر امیر کی بیماری کی خبر سنتے ہیں تو بیمار پر کسی کرتے ہیں وہ مرجاتا ہے تو خود اس کے مکان پر تشریف لے جاتے ہیں اور یہ بات مسلمان امیروں کے ساتھ مخصوص نہیں ہے ہندو امیروں کے ساتھ بھی یہ شاہانہ ہمدردی ہوتی ہے۔ یحییٰ علی گٹا ہمارا جہ سرکشن پرست و بیمار ہوئے تو بار بار ان کو دیکھنے گئے اور ان کی وفات کے بعد بھی تشریف لے گئے اور ان کے بچوں کو صبر کی تلقین کی اور ان کے گھر کا بہت اچھا انتظام کرایا اور اُس وقت سے آج تک جب کبھی ضرورت ہوتی ہے تو ہمارا ان کے مکان پر جاتے ہیں اور ان کے گھر کے انتظامات کو دیکھتے ہیں اسی طرح میں نے بہت سے ہندو گھرانوں کی نسبت بھی اعلیٰ کی ہمدردیوں کے واقعات سنے ہیں۔

جب ان کے بھائی صلابت جاہ بہادر نے وفات پائی تو ان کی میت کے ساتھ چھ میل پیدل چلے اور بھائی کی میت کو خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا اور اُس وقت اپنے ولی عہد کو بلا کر فرمایا وہ دیکھو بادشاہ دگ تمام عمر نئے ملک اور نئی زمین حاصل

کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کا انجام یہ ہوتا ہے کہ دیگر گزین سے زیادہ ان کے پاس کچھ باقی نہیں رہتا۔ فلاسفر مورخوں نے کہا ہے جو قوم اور جو شخص موت سے نہ ڈرتے اُس سے سب کو ڈرنا چاہیے۔ پس جس یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب ہوں کہ ہر دین کو حیدر آباد کے بادشاہ سے ڈرنا چاہیے۔ اُس کو ڈرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔

چار پائے کا تخت

ہر حکومت کا ایک تخت ہوتا ہے۔ اور اس تخت کے چار پائے ہوتے ہیں ایک پایہ انصاف۔ دوسرا پایہ ہمدردی۔ تیسرا پایہ بے تعصبی۔ چوتھا پایہ انتظام۔ حیدر آباد کے رویے اور لوٹ پر بھی چار پائے کی تعمیر اسی غرض سے ہے کہ حیدر آباد کا تخت انصاف۔ ہمدردی۔ بے تعصبی اور انتظام کے چار پایوں پر قائم رہے۔ حیدر آباد میں چار قومیں رہتی ہیں ایک ہندو جن میں سکھ اور پست کہ وہ اقوام اور لنگاہ برہمن۔ بدھ شامل ہیں۔ دوسرے مسلمان۔ تیسرے عیسائی۔ چوتھے پارسی اور چاروں ملک کے چار سفار ہیں۔ اور اس سب کے ساتھ مسعودی (نہادنا)۔ مسعودی ہمدردی ہے۔ مسعودی بے تعصبی ہے۔ اور سب کا انتظام بھی مسعودی کی پالیسی سے ہوتا ہے۔

عوام کی حقیقی حکومت

درحقیقت عوام کی اصلی حکومت حیدر آباد میں ہے۔ نہ یورپ میں ہے۔ نہ امریکہ میں ہے۔ نہ روس میں ہے۔ وہاں جمہوری اور عوام کی حکومت کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ عمل خاک نہیں ہے۔ مگر حیدر آباد میں عمل ہے۔ اور آج سے نہیں دسویں برس سے یہ عمل ہوتا آیا ہے۔ اور اگر کسی محکمے میں کوئی خرابی ہے تو وہ افراد کی ہے حکومت کی پالیسی اس خرابی سے بری ہے۔

دکن سلطان ظل سجان

دکن کے سلطان آصف جاہ ہفتم اعلیٰ حضرت میر عثمان علی خاں ظل سجان ہیں۔ یعنی ذات سبجانی کا سایہ ان پر ہے۔ جو آدمی ظل سجان کے فرمان پر اپنی جان قربان کرتا ہے اس کو حضرت احمد جام کہ بشارت قدیم کی جو غیب سے ہر وقت پائی جان ملتی ہے حضرت احمد جام نے فرمایا ہے۔ کشتگان خیر نسیم را ہر ماں از غیب جانگیر است

دکنی وزیر رحمت نظیر

آصف جاہی سلطنت کے وزیر اللہ کی رحمت کی نشانیاں ہیں۔ جو ظل سجان سلطان کے فرمان پر عمل

کرتے ہیں۔ حیدر آبادی حکومت و عدت خاص و عام کی برکت ہے۔ یہاں عامیاء خیالات کی پراگندہ کثرت نہیں ہے جس نے یورپ و امریکہ اور روس اور ہندوستان کو پریشان کر رکھا ہے کیونکہ خدا ایک ہے اور اس کی رحمت و عدت پر نازل ہوتی ہے۔ اور یہ وعدت آجکل صرف حیدر آباد میں نظر آتی ہے۔

چار میناری سکا

دکنی سلطان کا سکا چار میناری ہے۔ ایک مینار ہندو ہیں۔ برہمن۔ چھتری سکھ۔ ویش۔ شہود۔ دوسرا مینار مسلمان ہیں۔ سب سے پہلے مغل پٹمان، تیسرا مینار عیسائی ہیں جو تھا مینار پارسی ہیں۔ اور ان چاروں کا سکا چار میناری سکا ہے۔ جس پر ظل سجان سلطان کا پانچواں نشان ہے۔ ایسی وعدت دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہے۔ پس حیدر آبادی حکومت خاص و عام کے ایک دل اور ایک عمل کی حکومت ہے۔

حرکت میں برکت

جو پیدل پھرتا ہے عزت والا اور برکت والا ہے کیونکہ پیدل چلنے سے جسم میں حرکت کی برکت پیدا ہوتی ہے۔ سواری میں پھرنے والے حرکت کی برکت سے محروم رہتے ہیں۔

دل اور دماغ اور عقل کی طاقت تھکوں
کی طاقت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور
پیدل پھرنے سے اعصاب یعنی پٹے
مضبوط ہوتے ہیں

دانت اور آنت ثبات حیات

جس کے دانت صاف اور مضبوط ہوں
اس کی آنت اور معدہ بھی مضبوط
رہے گا۔ اور جس کا معدہ اچھا ہے اس
کی حیات مدت دراز تک قائم رہے گی۔
پر کھانے سے پہلے دانت صاف کیا
جیسے تاکہ دانتوں اور مسوڑھوں کا
زہر پیٹ میں نہ جائے اور آنت اور معدہ
کو خراب نہ کرے

ارجن اپا صاحب

حیدرآباد کے ہندوؤں میں لنگایت
قوم لاکھوں کی تعداد میں آباد ہے جن
کو اپنی ذات کے ہندو حقیر سمجھتے ہیں
مگر اعلیٰ حضرت حضور نظام نے لنگایت
قوم کے ایک لیڈر کو بھی وزارت کا
عہدہ مرحمت فرمایا ہے جن کا نام
”ارجن آپا“ ہے۔ یہ اردو زبان میں
بہت اچھی تقریر کرتے ہیں اور ونکٹ
راؤ صاحب کی طرح جب بولتے
ہیں تو کھری کھری باتیں کہتے ہیں۔ یہ
اور ان کی قوم لنگایت پادشاہ تھے بغداد
ہیں اور کانگریسی انقلابی تحریکوں کے
خلاف ہیں اور اپنا فرض بہت اچھی طرح
ادا کرتے ہیں۔

مستر جوشی

یہ اپنی ذات کے ہندوؤں میں
ہیں اور اعلیٰ حضرت نے ان کو بھی وزیر
بجارت کا عہدہ مرحمت فرمایا ہے۔
یہ اپنی قوم کے بھی طرفدار ہیں اور
بادشاہ اور ان کی حکومت کے بھی
وقادار ہیں۔ میرے حیدرآباد آئے
کے بعد وزارت میں آئے ہیں اور
میں ان کی ہر شخص سے تعریف سنتا
ہوں۔

جسٹس خلیل الزماں صاحب

ہائی کورٹ حیدرآباد کے چیف جج
مولوی خلیل الزماں صاحب ہیں جو
بہت تجربہ کار اور انصاف پسند
جج ہیں۔ عربی، فارسی، علوم کے
بھی ماہر ہیں اور رسانی تہذیبوں
کی خوبیاں اپنے اندر رکھتے ہیں۔ چونکہ
انصاف حکومت کے تخت کا ایک
پایہ ہوتا ہے اس واسطے میں کہتا ہوں
کہ یہ تخت دکن کا بہت اچھا اور بہت
مضبوط پایہ ہیں

آنربل مولوی عبدالحکیم کی اہلیہ کی وفات

۳ ہمدانی یوم شنبہ رات کو آٹھ بجے
آنربل مولوی عبدالحکیم صاحب وزیر
مواعلات کی والدہ ماجدہ نے وفات
پائی۔ اور ۴ ہمدانی یوم چار شنبہ
صبح دس بجے چادر گھاٹ پل کے قریب

تدفین عمل میں آئی۔ مسلمان وزیر اعلیٰ
علاوہ مسٹر رامچاری سابق وزیر اور
مستر جوشی موجودہ وزیر اور مسٹر
پنگل ونکٹ رام ریڈی نائب صدر اعظم
بھی رسم تدفین میں شریک ہوئے۔ جس
جس سے مولوی عبدالحکیم صاحب کے
تعلقات کا اظہار بھی ہوا اور ہندوؤں
کی سوشل خوبی بھی ظاہر ہوئی چنانچہ
مولوی سید قاسم رضوی صاحب
صدر ملکی مجلس اتحاد المسلمین بھی شریک
تدفین تھے۔

اللہ تعالیٰ مرحومہ کو آغوش رحمت
عطا فرمائے اور پسماندوں کو ہرجین
حاصل ہو۔ ملک کو اپنے لائق خورمت
گزارہ وزیر کے غم کے ساتھ ہمدردی ہے
اور جو اس خبر کو سنتا ہے افسوس کرتا
ہے۔ ہر انسان کی ماں اُس کے گھر
کی برکت ہوتی ہے اور یہ ماں بھی بڑی
برکت والی خاتون تھیں۔

تصاویر کی نمائش

نواب حسن یار جنگ بہادر کی قدیمی
نامور نزم اقبال کے اہتمام سے راجہ پتیا
نگر صاحب کے مکان میں مسٹر پنگل
ونکٹ رام ریڈی نائب صدر اعظم کی
صدارت میں ایک بڑا جلسہ منعقد ہوا
جس میں خاں بہادر چغتائی کی تصاویر
کی نمائش کی گئی جو انہوں نے ڈاکٹر
سر محمد اقبال مرحوم کے اشعار کی
توضیح کے لیے بنائی ہیں۔ ہر قوم کے اہل
علم اس جلسے میں تھے۔

دعا کی مجلس

ہمایوں نگر حیدر آباد میں مسجد ہمایوں مرزا صاحب مرحوم بیرسٹر کی بیگم صاحبہ صفحہ ہمایوں ہرزائے اپنے مکان پر خواتین دکن کی مجلس دعا منعقد کی تھی جس میں مرد بھی پردے کے باہر جمع ہوئے تھے۔ مولانا سید ولی اللہ صاحب حسینی نے انجمن شریکین مذاہب حیدر آباد کی طرف سے ایک عمدہ تقریر کی تھی اور دعا بھی مانگی تھی۔ خواجہ حسن نظامی دہلوی نے بھی دعا یہ تقریر کی تھی اور ملک کے امن اور ذات شانہ کی سلامتی کے لئے سب عورتوں اور مردوں نے مل کر دعا مانگی تھی۔ بیگم ہمایوں مرزا صاحب نے بھی ایک تقریر کی تھی۔

ہر ضلع کے تار

آج کل حیدر آباد ریڈیو میں اور حیدر آباد کے اخباروں میں ملک کے ہر ضلع کے ہندوؤں کے تار شاخ ہو رہے ہیں جو انہوں نے اعلیٰ حضرت حضور نظام اور گورنر جنرل ہندوستان کو بھیجے ہیں۔ جن میں لکھا ہے کہ ملک کے تمام غیر مسلم ملکی رضا کاروں کو برقرار رکھنے کی درخواست کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ رضا کار ہم سب کے جان و مال کی حفاظت کرتے ہیں۔

حیدر آباد ریڈیو پاکستان ریڈیو کی طاقت کم ہے اس

لئے وہ دن کے وقت حیدر آباد میں سنائی نہیں دیتا۔ اور آل انڈیا ریڈیو کی زبان ایسی ہوتی ہے جس کو حیدر آباد کے ہندو مسلمان سمجھ نہیں سکتے۔ اس لئے ہر شخص حیدر آباد ریڈیو کو رات دن سننے کی کوشش کرتا ہے۔

حیدر آباد ریڈیو کی طاقت بہت بڑی ہے اور وہ تمام دنیا میں ہر وقت سنا جاسکتا ہے۔ آج کل حیدر آباد ریڈیو اردو انگریزی ملکی مرہٹی زبانوں کے علاوہ فارسی عربی اور پشتو زبانوں میں بھی خبریں نشر کرتا ہے۔ اور حیدر آباد ریڈیو کے پروگرام معلومات عامہ کے لحاظ سے بہت مکمل ہوتے ہیں۔

حیدر آباد ریڈیو کے گانے۔ تقریریں ڈرامے۔ ترانے اس طرح مرتب کئے جاتے ہیں کہ ملک کے اندر کی سب قومیں بھی فائدہ اٹھائیں اور ملک کے باہر کے لوگ بھی حیدر آباد کی حکومت اور موجودہ حالات سے باخبر ہوتے رہیں۔

یہ دعویٰ درست معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان اور پاکستان ریڈیو سے کہیں زیادہ تمام ہندوستان و پاکستان میں حیدر آباد ریڈیو سنا جاتا ہے۔

پست کردہ اقوام

شودر یعنی اچھوت قوموں کو ہاتھ

گاندھی نے ہری جن یعنی اللہ والے خطاب دیا تھا اور وہ اچھوتوں کو ہر جن کہا کرتے تھے اور ہر جن نام کا ایک اخبار بھی انہوں نے جاری کیا تھا۔ مگر حیدر آباد میں اچھوتوں کو پست کردہ اقوام کہا جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قومیں جن کو ادنیٰ ذات والوں نے پست اور نیچا کر دیا ہے۔ پست کردہ اقوام ایسا لفظ ہے جو زبان سے اور ہوتے ہی ایک بڑی تاسف بخود اور ایک بڑی حقیقت کو ظاہر کر دیتا ہے اور حیدر آباد کے مسلمان تعریف کے قابل ہیں کہ انہوں نے پست کردہ اقوام کے لئے ایک ایسا اچھا لفظ ایجاد کیا، مسلمان قوم نے گندگی صاف کرنے والی قوموں کو بہتر (سردار) کا لقب دیا تھا اور پانی پلانے والوں کو بدھشتی خطاب دیا تھا۔ اسی طرح حیدر آباد کے مسلمانوں نے یہ لفظ ایجاد کر کے اپنی اسلامی رواداری کو ظاہر کیا ہے۔ محض لفظ ہی نہیں حیدر آباد کی مسلمان حکومت پست کردہ اقوام کو اپنی حکومت کی دو ذراتیں بھی دی ہیں۔ اور پست کردہ اقوام کے دونوں ذریعہ نہایت عمدہ کام انجام دے رہے ہیں۔

دلوں کا اطمینان

آج کل دنیا کے ہر ملک میں بے اطمینانی کا دورہ ہے۔ مگر حیدر آباد ایسا ملک ہے جہاں ہر ہندو مسلمان عورت مرد اور بچہ مطمئن نظر آتا ہے۔ اور یہ خدا کی دین ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی ہلوی

۱۲ مئی ۱۹۰۹ء فروری ۱۹۰۹ء بمطابق ۱۲ مئی ۱۹۰۹ء
میلاد اومی جلسے؟ آج حیدر آباد میں بکثرت
میلادی جلسے ہوتے رہتے ہیں۔ ہر محلے کے
مسلمان چندہ کر کے بہت بڑا انتظام شامیانوں
اور روشنی لگا کرتے ہیں۔ جہاں عثمان کے بعد سے
اومی رت تک تقریریں ہوتی ہیں۔ یہ تقریریں
اور جلسے میلادی مجلسوں سے بہت کم تعلق
رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان میں آنحضرت م کی سیرت
کے ان پہلوؤں کو بیان نہیں کیا جاتا جن سے
سننے والے کوئی عملی سبق لے سکیں بعض
نام نمود کے لئے جلسے کر لیتے ہیں۔ مجھے ہر
مجلس میں بلایا جاتا ہے، مگر اپنی معذوریوں
اندیکماریوں کی وجہ سے میں رات کے وقت
بہت کم جاسکتا ہوں، اور جب کہیں جلا جاتا
ہوں تو زیادہ دیر تک جاگنے اور تقریر کرنے
سے میری بیماریاں بڑھ جاتی ہیں۔ آج ہاجری
۷ کیپ سے مجلس کا بلاوا آیا ہے۔ مگر بخار بڑھ
گیا تھا اس لئے نہ جاسکا۔ مگر دعوت دینے والے
ناراض ہو کر گئے، اند میری معذوری کی کچھ
پروا نہ کی۔

روپے میں تین پانچ سوں کم بچپن میں سنا
تھا کہ وہی میں آٹھ سو سال پڑا تھا اور سب
لوگ حیران ہوتے تھے کہ ایک روپے کے آٹھ سو
گیوں خرید کر کس طرح گزارہ ہوتا ہو گا۔ مگر
آج کل حیدر آباد میں ایک روپے کے تین پانچ
سوں اور ڈوبائی پانچ سوں بکتے ہیں اور
وہ بھی بڑی کوشش سے حاصل ہوتے ہیں۔
مجھے جہاں اور چاول اور مٹی کھانے کی حاجت

نہیں ہے اور میری بیماریاں اس لئے بڑھ
رہی ہیں کہ چاول اور جوار میری بیماریوں
کے لئے نقصان رساں ہیں۔ حکیم خسرو شاہ
نظامی دوسیر گہلوں دے گئے تھے وہ مجھے
ہندوینین اور پاکستان کے سونے چاندی سے
زیادہ قیمتی معلوم ہوئے۔ اگر حیدر آبادی حکام
خود اک ایسے ہی بے انتظام رہیں گے تو مجھے
جیسے گندم خوردوگوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔
شادی میں گلے ملنا کئی دن ہوئے میرے
دوست مولوی محمد بیگ صاحب نانہار ریاست
سر جہاڑ جہاڑ کے صاحبزادے کی شادی
میں گیا تھا۔ جہاں حیدر آباد کے بکثرت امرا
اور عہدے دار جمع ہوئے تھے۔ وہاں میں
نے دیکھا کہ نکاح کے بعد سب لوگ محمد بیگ
صاحب سے گلے ملے اور ٹوٹھا نے بھی سب
سے الگ الگ مصافحہ کیا۔ مجھے یہ طنز ساری
بہت پسند آئی۔

۲۸ مئی ۱۹۰۹ء فروری ۱۹۰۹ء بمطابق ۲۸ مئی ۱۹۰۹ء
بیماری کی ترقی؟ اب میری تکلیفیں اتنی
بڑھ گئی ہیں کہ ہر روز موت کا چہرہ دیکھ لیتا
ہوں۔ گھر سے اور مٹانے سے ایسی چیزیں آتی
ہیں جو دل اور دماغ اور جسم اور معدے
اور ہڈی کی صحت و قوت کے لئے ضروری ہیں
حکیم ضیاء الرحمن صاحب کم آج بمبوال
والے حکیم ضیاء الرحمن صاحب مجھے دیکھتے آئے
تھے یہ حکیم علوی خاں صاحب طبیب خاص
مغل شہنشاہ محمد شاہ کی اطاعت ہیں۔ انہوں
نے منہ بھی دیکھی فارورہ بھی دیکھا اور کہا

کہ بخار ہر وقت رہتا ہے اور قارور سے میں
گروے اور مٹانے کے مادے بہت زیادہ
ہیں۔ اس کے بعد حکیم صاحب نے ایک عرق
کا نسخہ لکھا جس میں تقریباً ایک سو دو اینٹیں
جن کو بصورت عرق کشید کیا جائے گا۔ ان
دواؤں میں بکری کا دودھ اور زعفران احد
مشک اور غیر بھی ہے۔ میں نے حکیم صاحب سے
بطور تحقیقات سوالات کئے کہ میرا مزاج گرم ہے
اور یہ گرم دوا میں مجھے نقصان دیں گی۔ مجھے
برا سیر بھی ہے جو زعفران سے بڑھ جاتی ہے حکیم
صاحب نے اپنی طبی معلومات کی دسیلوں سے
اپنے نسخے کا جائز ثابت کیا۔

غذا؟ میری بیماریوں میں گوشت اور مرغی
اور ترشی اور چٹائی اور سٹاس بہت مضر ہے
لیکن ان کے بغیر کوئی غذا کچھ نہیں آتی نہ گھر
والے سمجھ سکتے ہیں نہ دعوتیں کرنے والے اس کا
خیال کر سکتے ہیں۔ اور یہ بات کچھ میرے لئے
مخصوص نہیں ہے بلکہ ہندوستان کے چالیس
کروڑ آدمی جب مرتے ہیں تو غذا کی خرابی کا
ان کی موت میں محور ثابت دخل ضرور ہوتا ہے
تقریر لکھ لی؟ کم مولوی انعام الحق صاحب
ایڈیٹر پیغام صلح میرے ساتھ نظام کالج کے جلسے
میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے میری تقریر
قد بند کی تھی۔ آج انہوں نے مجھے لا کر سٹائی تو
میں حیران رہ گیا کہ انہوں نے نہایت عمدگی سے
پوری تقریر کو قلم بند کر لیا تھا۔ یہ تنویری بات
نہیں ہے بلکہ بیٹ بڑی قابلیت اور مہارت
کی بات ہے۔

نواب فرید نواز جنگ بہادر نے نواب اقبال الدولہ سر قارا لاکھ را بہادر مرحوم سابق وزیر اعظم حیدرآباد کے ہوتے نواب فرید نواز جنگ لٹے آئے تھے، انھوں نے اسٹیٹیم بم پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

صبح سے شام تک اس کثرت سے ملنے والے آتے ہیں کہ میں بولتے بولتے تنک جاتا ہوں اور تحریریت کا فرضی کام چھوڑنا ہی کر سکتا۔ ۲۵ بیچ اولیٰ - ارفروری شنبہ حیدرآباد دہلی کا سفر ملتوی کر آج کے لئے ہوائی جہاز میں دہلی جانے کی عہد حاصل کی تھی مگر ڈاکٹر لویا نے سفر سے روک دیا۔

دل آبا بانو کی میری بڑی بھوہنیکہ دل آرا بانو کچھ بجا رہیں۔ ادنیٰ ساس خواجہ بانو دیوانہ سر آسمان جاہ بہادر سے آج ان کی تیمارداری کے لئے آئیں ہیں۔

علی بانو کی میری بھیلی بھوہنیکہ علی بانو میری سائنس کلمات دن انتظام کرتی رہتی ہیں۔ اخباری چرچہ حیدرآباد سے سنادی مجاری کرنے کی درخواست کا جواب ملا تھا کہ نیا قانون اخباروں کا بنا ہے جس میں دفعہ ۱۱ ہے کہ اخبار جاری کرنے والا میٹرک پاس ہوا ہو اور ملکی ہو۔

نہرا جی حکام کی مہربانی سے مجھے اس پابندی سے مستثنیٰ کر دیا گیا اور اجازت مل گئی۔ اس کی خبر اخباروں کو نہ ملتی اس لئے آجکل حیدرآباد کے روزانہ اخبارات حکومت پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔ نظام گزٹ اور مسر اور عین نے نوٹ شائع کئے ہیں کہ خواجہ صاحب پر یہ پابندی بہت نامناسب ہے۔ میں نے آج فرزند روہانی روشن دلی غلام دستگیر خاں دہسیر نظامی کو بیکار سب اخباروں کو اطلاع دی کہ اجازت مل گئی ہے۔ لہذا یہ نکتہ چینی مناسب نہیں ہے۔

تمام اخباروں کا بہت ممنون ہوں۔ آثار شریف آج بعد مغرب ہری باؤلی محلے میں گیا تھا۔ جہاں مولوی وجہ اللہ خاں صاحب اور تہور اللہ خاں صاحب کے مکان پر آثار شریف کی زیارت ہوئی تھی۔ شطاری مشلیخ بھی تھے اور حکیم خسرو شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی تھے۔ حضرت سید عبدالوہاب صاحب شطاری کے پندرہ سالہ فرزند مولوی سید محمد علی شاہ شطاری نے وعظ کیا تھا۔ جو عالمانہ تھا۔ مفسرانہ تھا۔ اور محدثانہ اور فقہانہ تھا میں نے کہا یہ باپ کی اچھی تربیت کی نشانی ہے۔

وجہ اللہ خاں صاحب کے فرزند نے بھی بہت عمدہ تقریر کی تھی۔ آثار شریف طلانی صندوچی میں تھے۔ زیارت کے بعد قوالوں کی دو چوکیوں کا بہت اچھا گانا بھی ہوا۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے قوالوں کو بہت روپے دیئے۔ رات کو دس بجے گھر میں واپس آیا۔ ۳۰ بیچ اولیٰ - ارفروری چہارشنبہ حیدرآباد مرض کی شدت آج دن بھر تیزی کی شدت رہی۔ میں دعا منزل میں تحریری کام کرنا رہا۔ ملنے والے آتے رہے۔

بولارم کا جلسہ شام کو سہ بجے بلارم کے جلسے میں گیا تھا۔ خواجہ راج بھارڈی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور علی اور زید اور حسن اور کاکی شاہ نظامی اور ہدایت علی خاں صاحب مندوڑی، مولوی لغام الحق صاحب بھی ساتھ گئے تھے۔

یہ جلسہ گاندھی جی کے ماتم میں تھا۔ اور بلارم کے ہندوؤں نے کیا تھا۔ بلارم کا گھر جس کے صدر صاحب دعوت دینے آئے تھے۔ ہندو اور سکھ اور عیسائی عورت مرد اور بچے ہزاروں

کی تعداد میں جمع ہوئے تھے۔ میں نے مغرب کی نماز بلارم کی مسجد میں پڑھی تھی۔ بعد مغرب ایک گھنٹے تقریر کی تھی۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں اور سکھوں نے بہت پسند کی تھی۔ دوسری تقریر کم ساڑھے آٹھ بجے دن کو واپس آکر شکل باٹ کے جلسہ میلاد میں تقریر کرنے گیا تھا۔ جہاں پچیس ہزار مسلمان جمع ہوئے تھے۔ یہاں بھی ایک گھنٹے تقریر کی۔ دس بجے گھر میں واپس آیا۔

دو تقریروں کی تکان بہت زیادہ مہیئی بننا مات بھرستا مارا۔

بلارم حیدرآباد سے پندرہ میل دور ہے پہلے یہاں ریڈیو ٹرست تھے۔ اور چھانڈی بھی تھی۔ اب مسٹر شی پیاں رہتے ہیں۔ مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے۔

یکم ربیع ثانی ۱۲ ارفروری شنبہ حیدرآباد۔ میرا نانا راج احمد صاحب کی دہلی والے میرا نانا راج احمد صاحب اشرفی ہندوستان کے مشہور و سادہ سادہ ہیں۔ حیدرآباد میں مخزن نام کے نام سے دوا سازی کا ایک بڑا کام جاری کیا ہے۔ میرا نسخہ جو حکیم ضیاء الحسن صاحب بھوپالی نے تیار کیا تھا، آج انہوں نے تیار کر کے بھیج دیا بہت قیمتی نسخہ تھا۔ اور بہت عمدگی سے تیار ہوا ہے۔

بہنارو دکن نظامی کی آج مولوی فیاض الدین بہنارو دکن نظامی اور خواجہ حسین نظامی مجھ کو حیدرآباد کے مشہور ڈاکٹر منگٹ چندر صاحب کے پاس لے گئے تھے انہوں نے نہایت توجہ سے معائنہ کر کے دوا تجویز کی۔

دن بھر تحریری کام کیا ملاقاتی آج بھی بہت زیادہ آئے۔ شام کو گھر کے ایک ملین صاحب سے گھنٹے بایں کیں۔ سادہ پاکستان کے

مستقبل کی نسبت ایسی مدلل باتیں انھیں
نے کہیں کہ دل باخ باخ ہو گیا۔ ان کی باتیں خوش
اعتقادوں کی نہیں تھیں کیونکہ ان کے ہر بیان پر حجب
گونا گونا تھا۔ اور وہ مجھے دلیلوں سے قائل
کرتے جاتے تھے۔ رات کو سونے سے پہلے
میں نے ان کی باتوں کا خلاصہ قلم بند کر لیا۔ کچھ
میں حافظہ کی خرابی کے سبب جلدی صبحوں کا بانی
استاد کے مرید تھے آج مولوی حافظ محمد محمود
صاحب صدیقی مددگار محمد فیاض اپنے بھائی
کے ساتھ ملے آئے تھے۔ ان کے والد حضرت
مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی کے مرید
ہیں جب یہ دوریں کے تھے تو ان کو بھی حضرت
نے گنگوہی میں اپنا پیش کھلا کر فرمایا تھا کہ یہ سچ
بھی ہمارا مرید ہے۔

مجھے ان سے باتیں کر کے گنگوہی یاد آئی اور
گنگوہی میں تعلیم پانے کا زمانہ یاد آیا۔ اور اپنے
ہمارے ہم سبق حافظ محمد یعقوب صاحب یاد
آئے جو حضرت کے نواسے ہیں اور صدیقی صاحب
نے ان کی والدہ ماجدہ کی مدارات اور مسافر
نوازی کا ذکر بھی کیا تھا۔

۴ ربیع ثانی ۱۳۱۲ فروردی جمعہ حیدر آباد
سیاح الدولہ آج صبح محول حکیم خواجہ
نظامی کھانے کے لئے تو میں نے کہا حکیم صاحب
نبض دیکھیے۔ مجھے ہر وقت کے بھانرے عاجز
کردیا ہے۔ سو کھی کھانسی ہے اور بخار کسی وقت
نہیں آتا۔ حکیم صاحب نے کہا کشمیر کی گرمی
اور سولف کی گرمی ابھی پانی میں بھگو دیجئے
اور شام کو میں کہہ پی پیجئے۔ میں نے کہا یہ دونوں
ہر کچھ یعنی غریبا دوا میں میرے دل کو مطمئن
نہیں کرتیں، لیکن اگر ان سے فائدہ ہوا تو میں آپ
کو سیاح الدولہ لکھ لکھا کروں گا۔

وہاں ہوائی قورمہ لائے تھے بہت لذیذ تھا

بھار کے خوف سے بہت احتیاط سے کھایا۔
جمعہ کی نماز بارغ عام کی مسجد میں پڑھی۔
اعلیٰ حضرت نے آج بھی پندرہ منٹ دہلی اور
اجیر شریف کی نسبت گفتگو فرمائی تھی۔ مولانا
مفتی عبدالقدیر صاحب ہدایونی اور صدر اعظم
بہادر اور کو قوال صاحب اور نوابات جا
بہادر اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر کو بھی
مفتی طلب فرمایا تھا۔ زیادہ توجہ مفتی عبدالقدیر
صاحب ہدایونی کی طرف رہی۔

نواب خیر نواز جنگ بہادر آج نواب
اقبال الدولہ سر قدار الامار بہادر مرحوم کے
پوتے اور نواب سلطان الملک بہادر کے
فرزند نواب خیر نواز جنگ بہادر ملنے آئے تھے
پندرہ منٹ میں بخارا آئے گئے شام کو حکیم
خسر و شاہ نظامی کا بتایا ہوا نسخہ جو صبح پانی میں
بھگو یا تھا میں کو پیا۔ پندرہ منٹ کے اندر
بخارا آئے گئے۔ میں نے خوش اقبال شاہ نظامی
سے کہا۔ جاؤ حکیم صاحب سے کہو میں آپ
کے کمال کا قائل ہو گیا اور سیاح الدولہ کہنے کا
دھڑ پودا کرتا ہوں۔ میں نے حکیم اجل خاں

مرحوم کو سیاح الملک لقب دیا تھا جو محمد ام
ملک میں مقبول ہو گیا تھا اب تم کو سیاح الدولہ
دنیا کی شہرت کے لئے نہیں عاقبت کی نجات
کے لئے کہتا ہوں اور تمہارے لئے کہ عام
کردیتا ہوں۔ پانچ ماٹھے سولف کی گرمی پانچ
ماٹھے کشمیر کی گرمی صبح در آب ترداشتہ
شام سانیہ میز شند۔ شربت بھی بتایا تھا
وہ مجھے یاد نہیں رہا۔ شربت دیدار مل جائے
تو اچھا کیونکہ شربت دینا سرد کو پسند نہ تھا۔
میں بیماری کے سبب ذرا محظوب ہو گیا ہوں
۴ ربیع ثانی ۱۳۱۲ فروردی شنبہ حیدر آباد
نرگسی کو فتنے کی لعل بخانداد ہوا تو نرگسی کو فتنے

کھائے۔ اور خوب میزند آئی۔ آج صبح بھی حکیم
سیاح الدولہ کا نسخہ پیا تھا۔
حسن کو کھونیرہ کے میرے چوتھے لڑکے حسن
لیکونیہ ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر خاق شریف صاحب
دیکھنے آئے تھے ان ہی کا علاج ہے۔ دن
بھر دفتر میں کام کیا۔

شاپنگ کی انگریزی میں بازار ہاگر خریداری
کرنے کو شاپنگ کہتے ہیں۔ آج خواجہ راجہ
کچھار دیڑی نظامی اور بھند خاں انخان
تیغ بازار غلام دستگیر خاں رہبر نظامی دو معصوب
کے ساتھ بازار گیا تھا۔ اور ضرورت کا سامان
خرید کر لایا تھا۔ خواجہ بانو سے بھی ملنے گیا تھا۔
قصص ہند آج بازار چوک کے ایک تاجر
کتابا صاحب نے قصص ہند کتاب دی تھی۔ ان
کے پاس ہر نایاب کتاب مل جاتی ہے یہ اردو
مصنفین کی تصنیفات کی بڑی فہرست میں
نام یاد نہیں رہا۔ حضرت امجد کے دوستوں میں
رات کو دہلی کے کئی خط آئے تھے اور حالات
بڑھ کر اطمینان ہوا تھا کیونکہ بعض خبروں سے
بہت فکر ہو گیا تھا۔

صدیق قوال ہمدانی سے صحتی قوال آئے ہیں
کہتے تھے اب دہلی میں کوئی قوال باقی نہیں رہا
سب حیدر آباد آئے۔

صابرہ خاتون کا عرس ہمدانی نے بیان
کیا کہ محرم کے آخر میں صابرہ خاتون کا عرس ہوا
قوال ۲۵ تھے۔ سننے والے فقط ایک صابرہ میں
سجاد نشین تھے۔ مجھے اس خبر سے بہت
زیادہ قلق ہوا۔

۴ ربیع ثانی ۱۳۱۲ فروردی اتوار حیدر آباد
ظہوری نظامی آج صبح مولوی محمد مظہر اللہ
نہدی نظامی نائب ریسٹر اٹھنا بیرون قادی
کی اہلیہ قمر بانو نظامی کو دیکھنے گیا تھا۔ جو سکندر

کے قریب ایک پہاڑی مقام پر زیر علاج ہیں۔
ظہوری نظامی کے داماد صاحب اور فرزند
اسد اللہ نظامی بھی آئے تھے۔ مریضہ کو دیکھا
دھائیس دم کیں۔ ان کے معالج ایک ہندو حکیم
ہیں۔ جو گائیدار بھی ہیں بہت شائستہ اور
نیک دل پابند مذہب ہندو ہیں۔ ان کی بات
چیت میں قدامت کی خبریاں ہیں۔ ظہوری
صاحب کے گھر میں جا کر ان کے بیمار لڑکے کو بھی
دیکھا۔ ان کے داماد بہت لائق نوجوان ہیں
بی ایس سی ہیں۔ فنِ باغ کے ماہر ہیں۔ ادنیٰ
دل کی خوبیاں چہرے پر نظر آتی ہیں۔

حبیب کے دو گنبد آج میرے دوست حبیب
برنائیوں نے اپنے گھر کے ایک درخت کے
دو پھل چھبے تھے۔ اتنے بڑے بڑے پیپتے
میں سے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے شکریہ
لکھا تو ان پھلوں کو ہمایوں کے اور صفدر جنگ
کے مقبروں کے گنبدوں سے تشبیہ دی۔ درخت
یہ حیدرآباد ہے جہاں اتنے بڑے بڑے پیپتے
ہوتے ہیں۔

شادی پارٹی آج شام کو ایوانِ نواب
بشیر الدولہ مسر آسماں جاہ بہادر میں سب
بچوں کے ساتھ شادی پارٹی میں گیا تھا۔ جہاں
سید نظام الدین صاحب نائب ناظم طباعت
مرگناغی نے اپنے بھائی کی لڑکی کی شادی
کی خوشی میں ایک بڑی پارٹی دی تھی۔ حیدرآباد
کے تمام بڑے چہرے امر اور عہدے دار شریک
تھے۔ برات بہت دہوم سے آتی تھی۔

درویش زادے کی شادی آج اس پارٹی سے
فایز ہو کر حضرت حبیب علی شاہ ثانی چشتی
نظامی کے بھائی کی برات میں شریک ہوا تھا۔
اُردو دھاک کے ساتھ دوپہن کے گھر تک گیتا تھا
دو پھانچہ بادشاہ صاحب سو نہار نوجوان

ان کے ماموں حضرت سید شاہ غلام جیلانی
قادری تخت نشین گائیدار کی طرف سے رقم
شائع ہوا تھا۔ برات مولوی احمد علی خاں صاحب
پرنسپل ٹریننگ کالج کے مکان پر گئی تھی۔ مغرب
کے قریب نکاح ہوا۔

جلسہ رات کو آٹھ بجے سکندر آباد کے جلسہ
عزیمہ میں گیا تھا۔ پچاس ہزار مسلمان جمع تھے
انجمن اتحاد المسلمین کے صدر مولوی سید قاسم
صاحب رضوی نے صدارت کی تھی۔ مولانا حکیم
مقبوہ دلی خاں صاحب نواب مقصود جنگ
بہادر کی تقریر سنی تھی۔ میں نے بھی ایک کھنٹے
کی تقریر کی تھی۔ رضوی صاحب کی صدارتی تقریر
بھی سنی تھی۔

۵ ربیع ثانی ۱۶ فروردی دو شنبہ حیدرآباد
مسٹر شفیع میکر کی آج جنوبی ہندوستان کے
سب سے بڑے آئی ڈاکٹر مسٹر محمد شفیع میکر کی
میری آنکھ کا معائنہ کرنے آئے تھے۔ بنگلہ
ریاست سید میں ان کا بہت بڑا اسپتال
ہے۔ اور آٹھ ہلنے کے فن میں ان کی بہت
بڑی شہرت ہے۔ دھانمزل کے ایک کمرے
میں اندھیرا کہے انہوں نے نارچ کے ذریعہ
میری آنکھوں کو دیکھا۔ بنی ہوئی دایں آنکھ
کے نسبت کہا کہ تین مقام پر آپریشن ہوا ہے
اس واسطے مینائی کم ہو گئی ہے۔ بائیں آنکھ
کا آپریشن ہو جائے تو دایں آنکھ کو بھی سہارا
مل جائے گا۔ پھر کہا آپ بنگلور میں میرے
باس آجائیں تو خدا نے جاہا سات دن کے اند
آنکھ بن جائیگی اور نپھی کھل جائیگی اور آنکھ
بن جائے گی آپ کی موجودہ کمزوریوں اور
بیماریوں میں بھی بہت کمی ہو جائے گی۔

مسٹر میکر کی قادمیاد ہے۔ مگر چالیس سے
زیادہ ہے۔ ہم ڈبلا ہے۔ اپنے فن میں ماہر معلوم

مہتے ہیں۔ چند منٹ میں انہوں نے بنی ہوئی
آنکھ کی پوری حقیقت سمجھ لی۔
آج صبح سے شام تک دھانمزل میں تحریری
کام کرتا رہا۔ نواب نذیر نواز جنگ بہادر اولاد
خیر نواز جنگ بہادر نے آئے تھے۔

حبیبی قلم آج بہادر دکن نے ایک نہایت
خوب صورت حبیبی قلم مجھے دیا تھا۔
شادی کے نواب نذیر نواز جنگ بہادر ابھی بنگلہ
کے عقد کا ملاد اپنے آئے تھے۔ ان کی بیگم صاحبہ
اعلیٰ حضرت کی بہن ہیں۔ ان کے لڑکے نواب
رشید نواز جنگ سے اعلیٰ حضرت نے اپنی
صاحبزادی کا عقد کیا ہے۔ نواب نذیر نواز
جنگ بہادر نواب سلطان الملک بہادر کے
فرزند ہیں۔ اور نواب سلطان الملک بہادر نواب
اقبال اللہ ملہ سرو قار الامرا بہادر مرحوم کے
فرزند ہیں۔ نواب خیر نواز جنگ ان کے بھائی ہیں
نواب صفدر نواز جنگ نواب نذیر نواز جنگ
نواب فرید نواز جنگ نواب حن یار جنگ
نواب خیر نواز جنگ بہادر آپس میں بھائی ہیں
ایک بھائی نواب ابو الفتح خاں ہیں۔ محروہ
مولویہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ بقیہ سب بھائی محض نظر
ہیں۔ کیونکہ حضرت بابا فرید الدین مسعودی نے کوفہ
کی اولاد ہیں۔

نواب نذیر نواز جنگ بہادر کی لیک لڑکی کی
شادی نواب سیف نواز جنگ بہادر عرب
سلطان ملکہ کے لڑکے سے ہوئی ہے جن کے
ہاں بھی بیٹا ہوا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت نے
بیمین حسین غالب نام عطا فرمایا ہے۔ دوسری
لڑکی کا عقد ہار راج ثانی حجرات کی شام کو
ہونے والا ہے۔ میرے ان سے بہت دوپہن
تعلقات ہیں۔ اور چونکہ میں حضرت بابا صاحب
کی آل ہوں اور یہ سب اولاد ہیں۔ اس لئے

میری ان کی قزاقیت بھی ہے۔ لہذا شادی میں حضور شریعت کو روک دیا۔

۶ ربیع ثانی ۱۲۸۰ فروری سنہ ۱۲۸۰ عیس کی تیاری بیماری کی وجہ سے دہلی کا سفر ملتوی کر دیا ہے۔ اس لئے آج مولوی غلام دستگیر خاں دبیر نظامی اور بہزاد دکن مولوی فیاض الدین نظامی سے حیدر آباد میں حضرت محبوب پاکؒ کا سالانہ عرس کرنے کی نسبت مشورہ کیا۔ اور قرار پایا کہ ہادی منزل کے صحن میں شامیائے کھڑے کر کے عرس کیا جائے۔

درگاہ والوں کی امداد آج درگاہ حضرت خواجہ غلام الدین اولیاء کے پیرزادوں اور محد گذاروں اور درویشوں اور مسافروں کے نام بانچو کچن روپے کے منی آرڈر روانہ کئے گئے۔

اردو مجلس دکن بھر دعائزل میں تحریری کام کیا۔ مولوی حفیظ اللہ خاں صاحب کان جھانسی مہاجر حیدر آباد نے آج میری رفاقت کا کام شروع کیا۔ خوش اقبال شاہ نظامی اور مولوی انعام الحق صاحب بھی آئے تھے۔ مولوی غلام دستگیر خاں دبیر نظامی عرس کی مجلس کی اطلاعات اخباروں میں شائع کرانے کے لئے آئے تھے۔ عصر کے بعد حسین اور علی اور سید محمد رفیع کے ساتھ مولوی جمیل حسین صاحب

کے مکان پر گیا تھا جو بن جاہ ہل میں ہے جہاں آج اردو مجلس کا جلسہ تھا۔ اور چائے کی دعوت بھی تھی۔ حیدر آباد کے بہت سے اہل علم اور ہندو مسلمان شاعر جمع ہوئے تھے چنے مولوی غلام بزدا فی صاحب و بلوی نے پچھلے جلسے کی رپورٹ سنائی اور یہ بھی اعلان کیا کہ قرب جہدی نواز جنگ بہادر

بانچو روپے گذار اردو مجلس کو دئے ہیں اور یہی تین چار عطیات کا اعلان کیا تھا اس کے بعد میں نے مغرب کی نماز پڑھائی اور نماز کے بعد پروفیسر عبد الباقی صاحب نے ایک نہایت مفید اور دلچسپ مضمون پڑھا جس میں مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب مرحوم دہلوی کے مزاجیہ مضامین پر تبصرہ تھا۔ اس کے بعد شعرانے اپنا کلام سنایا۔ سب سے زیادہ داد و تحمیل بشیر النساء صاحبہ کی نظم مہاتما گاندھی کی نسبت بہت ہی زیادہ پسند کی گئی اور ہر شخص نے داد دی۔ سکول صاحب نے یہ نظم سنائی تھی ڈاکٹر یوسف حسین خاں صاحب کی تقریر بھی بہت اچھی ہوئی۔ میں نے بھی ایک مختصر تقریر کی۔ رات کو آٹھ بجے ہادی منزل میں واپس آیا۔

اعلیٰ حضرت کے قاصد ہم یہاں آکر معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے ایک قاصد مغرب سے پہلے آئے تھے۔ اس کے بعد دوسرے قاصد آئے جواب تک انتظار کر رہے تھے۔ میں نے ان سے بات کی اور وہ واپس چلے گئے۔

خود بانو اپنی بھانجی دل آرا بانو کی بیماری پر سی کے لئے آئی تھیں۔ رات کو ہادی منزل میں رہیں۔

نئی صاحب زخمی ہو گئے آج حسین کا بچھلاوا کا سید نعمان حوض میں گر پڑا۔ سر کی پشت میں زخم آیا خون بہت نکلا۔ خوری علاج کرنے سے خون رک گیا۔ رات کو آرام سے رہا۔ اس کوئی صاحب کہتے ہیں۔ یہ بہت پیارا بچہ ہے۔ اس سے چھوٹا سید امان بھی خوب بولتا ہے۔ میں پوچھتا ہوں تم کد ہے ہو

یا اللہ ہو۔ جواب دیتا ہے کد ہوں۔ بچپن میں سب ہی ایسے ہوتے ہیں حدیث میں آیا ہے جنت والے بھولے ہوتے ہیں۔

۷ ربیع ثانی ۱۲۸۰ فروری چہار شنبہ حیدر آباد اعلیٰ حضرت کے قاصد آج صبح سارے سات بجے اعلیٰ حضرت کے ایک قاصد ملے آئے تھے دن بھر دعائزل میں تحریری کام کیا تھا۔

جلسوں کے بلاؤں کے منظر الحق صاحب ہائی اسکول دارالشفاء کے مسیحا دی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔ اور مولوی حسام الدین صاحب غوری حیدر فیقوت کے ساتھ ۲۹ ربیع ثانی کو بعد نماز مغرب شیر آباد میں میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔

اور محمد عبد اللہ صاحب تارمند سکند آباد کے میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔

جو ۲۶ فروری کو مغرب کے بعد ہوگا۔ اور مولانا شاہ محمد حفیظ الدین صاحب قادری خطیب مسجد خیریت آباد ۷ ربیع ثانی رات کو بعد نماز عشاء میلادی جلسے کی دعوت دینے آئے تھے۔ میں نے سب سے اپنی بیماری کا غدار کیا مگر کسی نے غدر کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ ہر ایک کو اپنی جھل کی آرائش کی طلب تھی میری آسائش پر کون توجہ کر سکتا تھا۔

طافاتی کہ مولانا عینی شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ اور عرس کی دعوت کے لئے شائع کے چنے لکھوائے تھے۔ مولوی غلام دستگیر خاں دبیر نظامی اور نہایت علی خاں صاحب مندو زئی بھی شنے آئے تھے۔ حفیظ اللہ خاں صاحب نے میرے بچوں کو بہت بایا بھی تھا اور تحریری کام بھی کیا تھا۔ رہبر جہاں

سلسلہ نظامیہ حیدر آباد کی تنظیم کی نسبت
باتیں کی تھیں جن احمد زید اور جہدی اور
روح می ملنے آئے تھے۔ شام کو واپس
چلے گئے میری صحت پہلے کی نسبت اچھی
ہے۔ میرا اوزار احمد صاحب مالک دو خانہ
خزینہ الادویہ اور ان کے داماد ڈپٹی سید
ناصر حسین صاحب ملے آئے تھے۔
محمد قاسم نظامی میرے قریبی مہر و مرید ہیں
محمد قاسم نظامی حیدر آباد کے حکمران و مدیر ہیں
ملازم ہیں۔ میرے مرحوم خلیفہ ڈاکٹر قمر الدین
بلالی شاہ نظامی کے رفیقوں میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب
کے درجہ کے رفیق خوش اقبال شاہ نظامی اور محمد قاسم
نظامی خاص علوی درجہ بہ خدمت گذاری و شجاعت
کے ہیں۔ محمد قاسم بلوچ حیدر آباد کے اکثر مجھے ملے آتے
رہتے ہیں حالانکہ ان کا دفتر بادی منزل سے باہر چڑھ چکا
میں آباد ہیں۔ محمد یاسین صاحب قادری کٹر لکڑ
سکندر آباد مار ڈپٹی ملے آئے تھے اور ولنگٹن
سے میرے پورے دوست حکیم محمد نور الدین صاحب
مدنی بھی ملے آئے تھے۔ دو تین روز سے
حیدر آباد میں آئے ہوئے ہیں۔
مولانا نذیر احمد کے پوتے کہ آج شمس العلماء
مولانا حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کے
پوتے مبشر احمد صاحب پولیس آفیسر حیدر آباد
ملے آئے تھے۔ کہتے تھے میں نے دہلی میں
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے مزار
کا خلاف پکڑ کر حضرت سے بیعت کی تھی
میں نے کہا یہ محبت کا انتہائی مقام ہے اور
اس کو ایسی طریقہ کہہ سکتے ہیں۔
عوس کی تیاری کہ آج حضرت کے ساتھ
عوس کی تیاری کا کام شروع کیا گیا۔
نیازی کا لفظ خیال میں آتا ہے تو کلچر پاش
پاش ہوتا ہے یہاں کیا خاک تیاری کو دیکھا

کھانے کو گہیوں میسر نہیں ہیں۔ جو ارکھی کھاتے
کھاتے دھقانی بن گیا ہوں۔ دلی والوں
کی کون سی بات مجھ میں باقی رہی ہے جو
دلی کے عوس کی تیاری کروں گا۔ دل کے
خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے۔
مشورہ کہ آج بعد مغرب خوش اقبال شاہ
اور خواجہ راجہ اور کاکی شاہ اور مخلص شاہ
جمع ہوئے تھے اور بادی منزل میں عوس
کے انتظامات کی نسبت مشورہ ہوا تھا۔
۸ ربیع ثانی ۱۹ فروری پختہ حیدر آباد
آغا حیدر دہلوی کی آج صبح آغا حیدر حسن
صاحب دہلوی ملے آئے تھے۔ وہ یہاں نظام
کالج میں اردو پروفیسر ہیں۔ دہلی جانے کی
نسبت انہوں نے بہانہ اہم مشورے دئے۔
شام تک دعا منزل کے کمرے کے اندر
کام کرتا رہا۔ ملاقاتی بھی آئے رہے۔ فیاض الدین
نظامی بھی آئے تھے۔ اور دیدار علی نظامی
بھی آئے تھے۔
یونیورسٹی کا جلسہ کہ آج رات کو ساڑھے
آٹھ بجے حسین اور سلمان اور ہزار دکن اور
مولوی الغام الحق صاحب کے ساتھ عثمانیہ
یونیورسٹی میں گیا تھا۔ جہاں مولوی لکڑا
صاحب صدر المہام کی صدارت میں میلادی
جلسہ ہوا تھا۔ مولانا سید قاسم صاحب رضوی
بھی شریک ہوئے تھے۔ میں نے اس حضرت
کے احکام تعلیم پر تقریر کی تھی۔ ایک گھنٹہ تقریر
ہوئی۔ اور مولوی الغام الحق صاحب نے
اس کو قلم بند کر لیا۔
اخبارات کے نوٹ کہ مجھے حیدر آباد
سے اخبار جاری کرنے کی اجازت مل گئی ہے
لیکن چند روز پہلے کو توانی سے اطلاع ملی
تھی کہ چونکہ آپ ملکی نہیں ہیں اور چونکہ آپ

میٹرک پاس نہیں ہیں۔ اس لئے اجازت
نہیں مل سکتی۔ یہ خبر معلوم نہیں تھی۔
اخباروں کو مل گئی اور میزان اور نظام کو
اور معین وغیرہ اخباروں نے اس کی
نسبت میری حمایت میں بہت بڑے بڑے
نوٹ شائع کئے تھے۔ میں نے فوراً سب
اخباروں کو اطلاع بھیجی کہ اجازت مل گئی ہے۔
گہیوں کہ آج ایک مرید خاتون نے ایک
بڑا معتدل گہیوں کا بھر کر نذر بھیجا ہے۔ میں
نے فوراً گھر میں بھیج دیا کہ بچے جو ارکھی کھاتے
کھاتے پریشان ہو گئے ہیں۔ اور بعض اوقات
روئے لگتے ہیں۔
آج علی اکبر پٹیل ملے آئے ہیں جہاں سید ابوبکر
بھی ہیں اور خلیفہ کی لکڑی کا کام ہو رہا ہے۔
عوس کے رتے آگئے کہ مولوی الغام الحق
صاحب آج عوس کے رتے طبع کر لکھے آئے
ایک دو تین کام ہو گیا۔ حیدر آباد میں جہاں
یہ کام آئندہ دن میں بھی نہ ہو سکتا۔
حاجی میاں صاحب کہ آج حضرت
حاجی میاں صاحب ملے آئے تھے وہ ہرچ
کہ ہوائی جہاز میں سلیٹ آسام جانے والے
ہیں۔ میں نے کہا میں بھی چلوں گا۔ کیونکہ
شعبہ میں گیا تھا اور آخر عمر میں ایک بار
بھروسہ ملک دیکھنا چاہتا ہوں۔
۹ ربیع ثانی ۲۰ فروری جمعہ حیدر آباد
رات کی تقریر کے کل رات کو یونیورسٹی
میں جو تقریر کی تھی آج اس کی نسبت صبح کئی
آوی باتیں کرنے آئے وہ کہتے تھے یونیورسٹی
میں ایسی عجیب تقریر پہلے کہی نہیں ہوئی تھی
ملاقاتی حکیم خسرو شاہ نظامی آئے تھے
کھانا بھی لائے تھے۔ عجیب اللہ نظامی آئے تھے
خوش اقبال شاہ نظامی آئے تھے دن بھر کام

کیا تھا۔ مولوی میرزا محمد بیگ صاحب ناظم ریاست سرسہارا جہاں بادر نے آئے تھے۔ جس کی نماز پڑھنے کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں پڑھی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے پوچھا آپ کو بھی پھولوں کا شوق ہے۔ میں نے کہا جی ہاں میرے باغ میں گلاب موتیا جینی کے درخت ہیں۔ اور میں زرد چنبیلی کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت زرد چنبیلی کی نسبت دریافت کرتے رہے۔

دل نے کہا۔

محمد گل است و علی بوئے گل
بود فاطمہ و ندر ادا برگ گل
چو عطرش برآمد حین و حسن
معطر شد از دئے زمین و زمون

صحت اچھی ہے۔ دن بھر تحریری کام کرتا رہا۔ کابل یقین نظامی ملے آئے تھے۔ ۱۰ ربیع ثانی ۱۲۲۱ فروری سنہ ۱۳۱۰ھ کو میرا چھوٹا پوتا سید لہان ہر چیز کو میراث بولتا ہے۔ میرے پاس آتا ہے تو کہتا ہے دادا آبا کھانا آگئی پھر کہتا ہے لوبان آگئی۔ میں نے کہا ہاں جھوٹ کا مٹھا واڑ میں ایک بڑی عمر کے دودیش بھی ایسی ہی بولی بولا کرتے تھے۔ میرے رسوخ کو دیکھ کر غصہ آیا تو ایک جلسہ میں کہا میں تجھے اپنی کرامت سے جلا کر خاک کر ڈالوں گی۔ میں نے ہنس کر جواب دیا۔ پیاری بہن ہم تو شروع سے جل کر خاک ہو چکے ہیں۔

عرس کے دعوت نامے آج خوش اقبال نظامی اور شیخ حفیظ اللہ خاں اور مولوی غلام الحق صاحب عرس کے دعوت ناموں کی تنظیم اور تقیم میں مصروف رہے۔ بچوں کا شفا خانہ آج چار مینار کے

یونانی شفا خانے میں ایک نئی عمارت کا افتتاح نے افتتاح فرمایا تھا۔ جو ان کے مرحوم شہزادے جواد جاہ کی یادگار میں تیار ہوا ہے۔ مجھ کو بھی اعلیٰ حضرت کے حکم سے مدعو کیا گیا تھا۔ اس شفا خانے میں قد آدم پتھروں پر اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے طبی جواہر بارے کندہ کر لئے گئے ہیں۔ ارسطو اور جالینوس کے بعد آج ان تحریروں کو پڑھ کر اندازہ ہوا کہ مسلمان قوم میں اب بھی ایسے بادشاہ موجود ہیں جو اردو زبان میں ارسطو اور جالینوس جیسی طبی علمیت رکھتے ہیں۔ طبے میں بڑے بڑے امرا و وزراء اور انگریز بھی موجود تھے۔ ترکی خلیفہ کی صاحبزادی دیکھ کر صاحب بھی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ شریک ہوئی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کے بڑے پوتے مکرم جاہ اور چھوٹے پوتے منجم جاہ بھی اپنی نالہ دے کے ساتھ آئے تھے۔ اعلیٰ حضرت کی عالمانہ طبی تقریریں بھی میں نواب مقصود جنگ بہادر اور نواب بہادر بہادر کو مخاطب فرمانے کا شرف عطا ہوا۔

مجھ سے اور مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب سے بھی کچھ گفتگو فرمائی۔ مشرقی انداز کا ایک شاہانہ ددبار تھا۔ کل اعلیٰ حضرت نے پھولوں کی نسبت مسجد میں اپنی معلومات خاص فرمائی تھی۔ اور آج طب یونانی اہل موسیقی کی نسبت حیرت انگیز معلومات کا اظہار کیا۔ عجب مذمت ہوئی کہ میرے عہد اچھی حضرت مولانا خواجه سید محمد امام مدظلہ کو حضرت خواجه نظام الدین اولیاء کے پیر کے نواسے تھے اور جن کو حضرت خواجه نظام الدین اولیاء نے بیٹا بنا کر پالا تھا تو ان کو بلائی حکم کرتے تھے

ایک علم قرآن دوسرا علم تصوف میرا علم جبر جو تھا علم موسیقی اور پانچواں علم طب۔ مگر میں ایسا نالائق ثابت ہوا کہ ان پانچوں علموں میں کوئی کمال حاصل نہ کر سکا اور سادہ دلی میں الجھا رہ گیا۔

سید فتح علیؒ مغرب کے وقت جلسہ برپا ہوا اور میں نے سید فتح علی صاحب کے مکان پر مغرب کی نماز پڑھی اور جیلپوری مولانا صاحب اور ان کے صاحبزادوں سے طلاق ہوئی۔ پھر حضرت غوث الاعظمؒ کی نیاز میں شریک ہوا۔

بچوں کے پاس گیا کہ یہاں سے فارغ ہو کر پڑھ لکھ کر دہلی میں گیا۔ اور بیوی بچوں سے ملا۔ اس کے بعد بادی منزل میں دایس آگیا اور اسی وقت آجہ بہائی خط دہلی اور کراچی کو بھیجے۔

حیدر آباد میں گرمی کا موسم شروع ہو گیا ہے دہلی سے خبریں آئی ہیں۔ کہ وہاں بھی سڑی چمک دمک دکھائی دیتی ہے۔ آج بھی بہت زیادہ ملنے والے آئے اور میں نے بشکل اپنا تحریری کام پورا کیا۔

۱۱ ربیع ثانی ۱۲۲۱ فروری سنہ ۱۳۱۰ھ کو سلامتی کی دعوت کے کل امیر باگاہ نواب ظہیر مار جنگ بہادر کی سالگرہ کی خوشی میں سلامتی کی دعوت ہوئی تھی اور ہم سب کو بلایا گیا تھا۔ اور آج صبح بشیر باغ میں حضرت غوث الاعظمؒ کی نیاز کی دعوت ہوئی تھی۔

ایک دلچسپ بات آج کی دعوت میں جبار عام خاص شریک ہوئے تھے۔ مگر دلچسپ بات یہ تھی کہ جن برتنوں میں کھانا کھلایا جا رہا تھا وہ برتن بھی کھائے والوں کو دیدے جاتے تھے۔ کیوں نہ ہو نواب صاحب

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر دہلی
اولاد ہیں جن کے حلیفہ اور جانشین حضرت
خواجہ نظام الدین اولیاء دہلی میں زری کے
دسترفران پر مسافروں کو کھانا کھلاتے
تھے۔ اور کھانے کے بعد برتن اور دسترفران
مسافروں کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خدمت
کے وقت اشرفیاں بھی مسافروں کو دیتے
تھے۔ اس واسطے حضرت کا لقب زری
زربخش مشہور ہو گیا تھا۔

تقسیم ختم ہو گئی تھی آج عس کے دعوت
ناموں کی تقسیم ختم ہو گئی میں دن بھر دعا
منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔
گیارہویں کی نیارے بعد مغرب حضرت
مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی کے
مکان پر گیارہویں کی نیارے میں شریک ہوا۔
چنچل گڑے والے ذاب بشارت علی خاں
صاحب مجھے اپنی موٹر میں مولانا کے مکان پر
لے گئے تھے۔ جو باوی منزل سے بہت قریب
مولانا کا روحانی کلام بھی سنا تھا اور لذیذ طعام
بھی کھایا تھا۔

تقریباً نو بجے ذاب حسن یار جنگ بہادر کی
موٹر میں لالہ گورہ کی مجلس سیلا میں گیا تھا۔ یہ
طلبہ نواب حسن یار جنگ بہادر کی صدارت
میں ہوا تھا۔ میں نے وہاں تقریر بھی کی تھی۔
ایک ہندو کا وعوے مسیح اے کل سکندر آباد
سے ایک ہندو سوداگر ملے آئے تھے۔ اور
کہتے تھے مجھے دس بارہ سال سے یقین ہے
کہ میں مسیح موعود ہوں۔ پہلے مجھے خیال تھا
کہ میں وصال ہوں مگر اب یہ یقین ہے کہ میں
عیسیٰ مسیح ہوں میں ہمیشہ اور وارہا میں ہلنا
گناہی کے پاس گیا تھا اور ان سے بھی یہ بات
کہی تھی مگر وہ سب مجھے دیوانہ سمجھتے تھے میں

کہا آپ دیوانے تو نہیں ہیں مگر میں نہیں جانتا
کہ آپ مسیح موعود ہیں یا نہیں۔ کونکہ حضرت
عیسیٰ کی قوم ہندوستان سے چلی گئی ہے۔
اب حضرت عیسیٰ کی ضرورت اس ملک میں
باقی نہیں رہی۔ بلکہ اس کے برعکس قادیان
میں ایک صاحب نے مسیح موعود ہونے کا
دعویٰ کیا تھا۔ اور ان کے ایک مرید جو میری
سرفراہی تھا صاحب نے حضرت عیسیٰ
کی امت کے ملکوں میں جا کر آپ کی ہندو
قوم اور یوہپ اور لہریہ کی عیسائی قوم
کو اپنی سچی طاقت سے حیرت میں ڈال دیا
ہے۔ آپ اگر مسیح موعود ہیں تو اپنی ہندو
قوم کو ہدایت کیجیے کہ وہ آپس میں نہ لڑے
میں نے ان کو اپنے ہاں عس کی مجلس میں
آنے کی دعوت بھی دی۔ انھوں نے کہا
میں اپنا آسمانی لباس پہن کر آؤں چپس نے
کہا جی نہیں زمین کے لباس میں آئیے۔
کہنے لگے مجھے دیوانہ سمجھ کر لوگ روک دیں گے
میں نے کہا آسمانی لباس و کچھ کر لوگوں کو
دہم ہوگا اس واسطے زمین کا لباس پہن کر
آئیے پھر کوئی نہیں روکیگا۔

اگر چہ مجھے شبہ نہیں تھا کہ وہ نیکی ہو کر
میری مجلس میں آئیں گے کیونکہ ہر انسانی سما
سے ننگا پیدا ہوتا ہے انہوں نے
زرد رنگ کا آسمانی لباس مجھے دکھا دیا تھا
جو ان کے نوکر کے ساتھ تھا۔ تاہم مجھے
اپنی مجلس میں ان کی شرکت پر کوئی اعتراض
نہیں ہے۔

ہادی صاحب حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر
صاحب کے ہاں مولانا ہادی صاحب کا کلام
بھی سنا تھا۔ اور حضرت مفتی صاحب
کی تقریر اگرچہ مختصر تھی۔ لیکن بہت بر محل

اور بہت مؤثر تھی۔ بہت سے مشائخ اور
وزرا اور اراکین شریک ہوئے تھے عظیم
خسرو شاہ نظامی اور حضرت حاجی میاں عطاء
بھی شریک ہوئے تھے۔ کھانا بھی کئی
قسم کا تھا اور نہایت عمدہ تھا۔

وزارتی صاحب نے دعوت میں حیدر آباد
پبلیٹی کے افسر زانی صاحب سے بھی ملاقات
ہوئی تھی جو میرے بہت پُرانے ملنے والے
ہیں۔ اور شروا شاعت کے ماہر ہیں۔

بیداری نے دلیپ کے بعد سوانہ بے نواب
مقصود جنگ بہادر کے گھر میں جا کر پاکستان
ریڈیو کی اردو خبریں سنیں۔ پھر ان کے
ساتھ لالہ گورہ کی مسجد کے جلسے میں گیا تھا
جلسہ نواب حسن یار جنگ بہادر کی صدارت
میں ہوا تھا ایک دلیل صاحب کی اور نواب
مقصود جنگ بہادر کی تقریریں بہت ہی مؤثر
تھیں۔ رات کے ۱۲ بجے کے بعد میں نے بھی
آدھ گھنٹہ کی تقریر کی تھی۔ دیر تک بیداری
کے سبب بہت دیر میں نیند آئی۔

آئین اسلام نے ایران کا مشہور فادائی سلاہ
آئین اسلام جلسے سے واپس آکر رات کے
تین بجے تک بڑا ہوا تھا جس میں ایران کے
نامور علماء اور لیڈروں کی وہ تقریریں شائع
ہوئی ہیں جو انہوں نے علی ظہیر صاحب
ہندوستانی سفیر ایران سے دہلی اور اجیر
شریف وغیرہ مقامات کے مسلمانوں کے قتل
عام کی نسبت کی تھیں۔ اس کے بعد مقررہ
وظائف سے فایز ہو کر سویا گھر نیند بہت
بچھین آئی۔

بسم اللہ بیگم صاحبہ نے ترکی شاہ صاحب
میرے ایک پُرانے دوست کی صاحبزادی
بسم اللہ بیگم صاحبہ ملے آئیں تھیں۔ وہ

بڑی لائن خاتون ہیں اور علمی و عملی لیاقتوں کا مجموعہ ہیں۔

۳۱ مارچ کو ۳۳ فروری کو جب حیدر آباد جاگنے کا اثر ایک ساری رات تیز ہوا تھا اس لئے آج دن بھر ہم بے گل رہا۔ تاہم تقریبی کام بہت زیادہ ہوا۔

عزس کے انتظامات میں تیغ باز خاں رہبر نظامی دن بھر مشغول رہے۔ دعوت نامے دوبارہ طبع کرائے گئے ہیں۔ کچھ نگر ضرورت باقی رہ گئی تھی۔

طافاتی حضرت حاجی میاں صاحب اور میرا ذرا احمد صاحب اور سید ناصر علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ اور حبیب اللہ نظامی اور مخلص شاہ نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی لئے آئے تھے۔ ہدایت علی خاں صاحب سندھ لڑی بھی ایک سے کرائے تھے۔ نواب فرید نوذ جنگ بہادر اور مولوی خاتم الحق صاحب بھی آئے تھے۔

ایسٹ ہوم کھشام کو سین گلشن نواب سید نواز جنگ بہادر سلطان مملکت کے ہاں ایسٹ ہوم میں گیا تھا۔ ان کو فرائض کو باعظما فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے یمن میں غالب غلب علی فرمایا ہے اس کی خوشی میں یہ پارٹی ڈنسی یہاں بہت سے امر اور علماء سے ملاقات ہوئی تھی۔ نوابی کس سلطان مملکت نواب سید نواز جنگ بہادر کے فرزند مروتوں اور جواہرات کا ہر بیٹہ ہم سے بہت خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔ ان کے تھری روشنی قابل دید تھی عیرا پتا سید سلمان بھی ساتھ گیا تھا۔ حکیم علی الرحمن صاحب جو نازک والہ قاضی حکیم عبدالرحمن صاحب لئے آئے تھے اور میرے عزیز احمد نظامی چھل والے کے لئے

دعا کرتی تھی۔ بادشاہ بکیم نظامی اور ان کی لڑکی کھانا لائیں تھیں۔ سید بانو نظامی بھی ملے تھیں تھیں۔ سب بچے بھی دفتر کا کام کرنے آئے تھے۔

علی گوہر خاں صاحب اس سرحد کی مشہور ریاست امب درہ کے نواب ہر ہائی نس نواب سرفریڈ خاں صاحب کا خط بھی آیا تھا۔ اور آج ان کے شیر مال علی گوہر خاں صاحب تانا کا خط آیا ہے مجھے سچ میں آئے اور مستقل سکونت اختیار کرنے کی دعوت دی ہے۔ میں نے جواب دیا کہ سرحد کی آب و ہوا اقلیمائیں میری صحت کے لئے مفید ہوگی مگر حیدر آباد کی خدمت کے وقت اس سے جدا ہونا اسامی روایات کے خلاف ہے اگرچہ میں حیدر آباد کی کسی خدمت کے قابل نہیں ہوں۔ تاہم آج کل کے حالات ایسے ہیں کہ مجھے دعا کے لئے یہاں رہنا ضروری ہے۔ ۳۱ مارچ کو ۳۳ فروری کو جب حیدر آباد دل آرا کی بیماری کی سیر سے بڑے لڑکے خاتم سید حسین نظامی کی بیوی دل آرا بانو آٹھ دس دن سے بیمار ہیں۔ تکلیف بہت بڑھ گئی ہے کوئی دوا لگ کر نہیں ہوتی۔ علاج یونانی بھی ہوا۔ ڈاکٹری بھی یہاں گھر پہنچاؤں اول ہے۔

اجازت نامہ نہیں آیا۔ حیدر آباد سے منادی جاری کرنے کی نسبت اجازت ہو گئی ہے قانونی نکات میں کمی ختم ہو گئی ہیں۔ مگر اب تک اجازت نامہ نہیں آیا ہے۔ جب وہ آجائے گا تو دوسری مشعل شروع ہوگی کہ ملک حیدر آباد کے ڈاک خاؤں کی ایک پیسہ کے ٹکٹ کی منظوری حاصل کرنی ہوگی۔ اس کے بعد تیسری شکل پیش آئے گی کہ انگریزی علاقوں

لئے مدراس سے منظوری حاصل کرنی ہوگی یہ سب جھوٹے ایسے ہیں کہ مجھے آج یہ دفتر پر ہونا پڑا۔

میں جاپوں تمنا ہے چاہئے والیہ کی پھر میرا دل غیر دو مجھے یہ جھوٹا ایسٹ ہوم نظامی دی سے جاری ہو گا۔ آج میں نے اجمعی طرح غور کرنے کے بعد آخری فیصلہ کر لیا کہ منادی ملی سے شائع کیا جائے چنانچہ آج دلی کو اطلاعیں بھیج دیں۔

کراچی کا انتظام پہلے یہ پروگرام بنایا کہ منادی کی اشاعت تہی شہر میں کیا ہو۔ سلطنت حیدر آباد کے لئے حیدر آباد میں اور سلطنت رامتان کے لئے دہلی میں اور سلطنت پاکستان کے لئے کوئٹہ میں لیکن اب یہ لئے کیا ہے کہ حیدر آباد میں ختم قائم نہ کیا جائے۔ دہلی کراچی اور دہلی دو جگہ دفتر ہو۔

دعوت نامے دوبارہ چھپنے کی ضرورت ہے لئے چھپنے دعوت نامے چھپا دیئے وہ سب تقسیم ہو گئے اور بہت لوگ باقی رہ گئے نواب دوبارہ چھپوائے ہیں۔ مولانا فتح خاں ریسر نظامی نے فرزا چھپوا کر دے دیئے وہ بڑے مستطیر اور ہر ضرورت واقعہ اور نہایت سمجھ والا اور بہت کم کی معلومات کہنے والے ہیں۔

عطر کا تحفہ کہ آج مولانا قاضی عبدالرحمن صاحب جو نازک والہ دوبارہ ملے آئے تھے اور میرے لئے عطر کا تحفہ بھی لائے تھے سید قادر بادشاہ نظامی کی بہاری حلقہ مدراس سے سید قادر بادشاہ نظامی ایک قوال کے ساتھ آج صبح آئے ہیں۔ ان کے دادا مولانا سید قائم حسینی بھی میرے خلیفہ تھے

آج ضلع بہاری کے لئے میں نے سید قادر بادشاہ حسینی کو خلافت نامہ لکھ کر دیا۔ اور شام کوئن کے قوال سے گانا بھی سنا۔ کل صبح بہاری واپس چلے جائیں گے۔

آنرہیل مولوی عبد الرحیمؒ آج صبح آنرہیل مولوی عبدالرحیم صدر المہارم ریلوے کے مکان پر ملے۔ کیا تھا اور شام کو وہ خود بھی ہادی منزل میں ملے آئے تھے۔

قوالی کا میدان آج مولوی مرزا خاں علی صاحب غازی عہدہ سوسن سے چند مزدو بیٹے تھے۔ جنہوں نے دن بھر قوالی کا میدان صاف اور ہموار کیا تھا نامہ صاحب ہدیہ کو بھی لکھا تھا ان کا مرسلہ بھی آیا ہے کہ کل اپنے حکم کے آدمی قوالی کا میدان درست کرنے کے لئے بھیجے۔

دہلی کی یاد آج میں نے اخبار تیج دہلی کے جوئی نمبر کے لئے ایک تاریخی مضمون دہلی کا یاد کے عنوان سے لکھ کر بھیجا ہے، آج بھی مینوں لڑکے ایوان نواب بشیر الدولہ بہادری سے میرے پاس تحریری کام کرنے آئے تھے۔

نامی کوہ سوار نظامیؒ میرے لئے مرید سلطانہ نامی کوہ سوار نظامی کے لڑکے خلیل الرحمن ملے آئے تھے۔ جو حیدر آباد میں تعلیم پاتے ہیں ان کے والد شاہ پور میں رہتے ہیں۔ جو بہت محبت دیتے ہیں۔ خلیل الرحمن بہت تیز اور ذہین لکھ ہے نہایت حرارت سے بات کرتا ہے۔ سو بہار نظر آتا ہے۔

صحبت کی خرابی آج رات کو حسین کی بیوی کو بھی بہت مصیبت دی اور مجھے بھی میری بیماری نے زیادہ مستایا۔ مولوی حبیب برف والے اور مولانا سید عبد المجید

دہلوی مدرسہ نعمانیہ والے اور حاجی سیر فیروز علی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی بھی ملے آئے تھے۔

۱۴ اپریل ۱۵۶۲ فروری چارہ حیدر آباد میرا پیارا جولاہا شہیدؒ جب سے حیدر آباد میں آیا ہوں پہلی رات اپنے پیارے بھائی مرید احمد علی نذر بیگی نظامی ساکن قریہ جالہم کے شہید ہو جانے کی خبر کو یاد کر کے دو آنسو ضرور بہا لیتا ہوں۔ میں اس کے ہاتھ کے بنے ہوئے کپڑے پہنا کرتا تھا۔ اب اس کی روح کے ساتھ قاتلوں کو تلاش کرتا پھرنا ہوں۔ شہید زندہ رہتے ہیں۔ پیدا جولاہا بھی زندہ ہے۔ وہ کہاں ہے؟ خواب میں آکر بتائے۔ اس کے لئے روتے والے بھی جن جن کو مار ڈالے گئے۔ پھر میں اس کے لئے کہوں نہ روزانہ روتارہوں۔ میں دلی سے جدا ہو گیا۔ ادد دل سے بھی مجبور ہو گیا۔ وہ جولاہا تو میرا دل تھا۔ بیٹا احمد علی نذر بیگی پیارا نظریاتی۔ آنکھوں کا تارا نذر بیگی۔ میں تیرے گاؤں میں آؤں گا۔ جہاں تیرا خون خاک نے پیچھا گاؤں کو چوموں گا۔

تو اب جب کہ رہتے تھے بالافانے سے اترنا دھانے کے صحن میں چیل قدمی کی۔ ڈگریس بلڈ کے بورڈ پر مرید عبدالرشید نظامی ملے آئے۔ لکھنا شروع کیا۔ شام تک لکھنا نہا لکھواتا رہا۔ ملے جالے کا قاتل آئے رہے۔

حبیب اللہ نظامی اپنے نور چشم ولی اللہ کو لے کر آئے تھے۔ میرا جڑ بنو لیا ہے۔ مجھے نذر بیگی پھر یاد آ گیا۔

شادی کی دعوتؒ مرحوم مرید ڈاکٹر سید عابد حسین کی بیوی اپنے نور چشم کی شادی کا بلاوا دینے آئیں نہیں میں نے کہا بس نور چشم

آؤں گا اور پیارے ڈاکٹر کی یادگار کے چہرے پر سہرا دیکھوں گا۔

مید سجاد صاحب دہلوی ملے آئے تھے عوس کی قوالی کا میدان آج دن بھر ہمارا ہوتا رہا۔

دعویٰ خالچ ہو گیا۔ دہلی سے خبرائی کہ میرے خلاف جو دعویٰ ملکوت منزل کے ایک حصے کی نسبت کیا گیا تھا وہ خالی ہو گیا۔ آج حسین کی بیوی دل آزابانو کو حکیم محمد علی صاحب حیدر آبادی کی دوا سے فائدہ بہا شیخ چلی کی الف بے تھے۔ آج میری نئی کتاب اشج چلی کی الف بے نے تیلہ ہو کر آئی۔

عرفانی کبیرؒ اخبار الحکم قادیان کے ایڈیٹر مولانا یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر ملے آئے تھے۔ انہوں نے حیدر آباد سے ایک اخبار فادار جاری کیا ہے۔ ان کے لڑکے کراچی سے چار اخباروں سے ملاتے ہیں۔

دوسری شادی کا بلاوا میرے مرحوم مسرید نواب صفدر یار خاں نظامی کے بھائی کے احمدا خاں کی شادی کا بلاوا آیا ہے۔ جو کل نواب نذیر نواز جنگ

بہادری کا جائز آدمی سے ہونے والی ہے۔ ۱۵ اپریل ۱۵۶۲ فروری چارہ حیدر آباد اجازت نامہ آج ہزاروں کن نظامی ملے آئے

سے منادی جاری کرنے کا اجازت نامہ ہرکاری ہر شدہ لائے تھے۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی۔ احمد یار خاں نظامی کی شادی کے نواب صفدر یار خاں نظامی مرحوم کے سب لڑکے

اورد بیسیاں میری مرید نہیں ان کے احوال بعد ان کے سب بچے تقسیم میں مصروف رہے اور میرا ان کا ملنا جلتا نہ ہو سکتا تھا۔ آج

نواب میر دار یار خاں نظامی میرے پاس آئے تھے اور کہا تھا اُن کے بڑے بھائی مرحوم کے بڑے لڑکے احمد یار خاں کی شادی میں آپ چلے۔ مرثیہ نواب نذیر نواز جنگ بہادر کے مکان پر چائی میں نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں تھا کہ نواب نذیر نواز جنگ بہادر کی صاحبزادی کی شادی کس سے ہونے والی ہے۔ نواب صاحب جب خود دعوت دیتے آئے تو میں نے وعدہ کر لیا۔ اس واسطے میں اپنے پیلے دھڑے کے موافق نذیر نواز جنگ کے مکان پر جانے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ تاہم جب آپ آئے ہیں تو میں آپ کے بھائی کے مکان پر بھی چلوں گا چنانچہ میں وہاں گیا۔ مہدی اور دروچ میرے ساتھ گئے اور دو گھانٹے ساتھ دہن کے مکان تک گیا۔ دو گھانٹے کے بعد نواب قادر یار جنگ بہادر بھی دو گھانٹے میں گئے۔ موٹروں کا جلسہ بہت بڑا تھا۔

دھنگانہ حیدر آباد میں ایک رسم ہے کہ جب دو گھانٹے کے دروازے پر پہنچتا ہے تو دو گھنٹے کے بھائی دھنگانہ کی رقم مانگتے ہیں چنانچہ یہاں بھی تین ہزار روپے دھنگانے کے طلب گئے گئے اور کچھ دیر محبت کے بعد ایک رقم پر موافق ہو گیا۔ اور ہم سب اندر گئے۔ وہاں کچھ جرم مہمان بھی تھے جنہوں نے دھنگانے کی رسم کو بہت بخوشی سے دیکھا۔ سپاس ہزار روپے ہر پر نکاح ہوا۔

نواب نذیر نواز جنگ بہادر۔ نواب شرف اللہ لاٹو اقبال اللہ ولد بہادر کے پوتے ہیں اور حضرت کی ایک بہن صاحبہ سے منسوب ہیں۔ اہل ان کے صاحبزادے نواب شہ نواز جنگ بہادر اعلیٰ حضرت کے لہاد ہیں۔ نواب شہ نواز جنگ بہادر

نے مجھے اپنے دادا کا بنایا ہوا مکان بھی دکھایا اور ان کے بنائے ہوئے فلک نما وغیرہ کے حالات بھی سنائے۔

بسم اللہ آج بادی منزل میں ایک بہت شاندار تقریب ہوئی تھی۔ سید سعید نظامی کے لڑکے سید اکبر کی بسم اللہ ہوئی تھی سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفیس بیگم نظامی نے حیدر آباد کے قدیمی رواج اور اپنے انگریزی رواج کے موافق بہت شاندار آرائش کی تھی شہر کے بڑے بڑے آدمی اور خواتین جمع ہوئی تھیں لڑو گھالہ حیدر آباد میں رواج ہے کہ رسم پڑھنے کے وقت بچے کے سامنے ایک فیل لے جو رے دو لڑو چاندی کے ورق لگا کر رکھے جاتے ہیں اور رسم اللہ پڑھنے والا بچہ ان لڑوؤں پر ہاتھ رکھے رہتا ہے۔ جب میں نے بچے کو بسم اللہ پڑھائی اور مآلہ لعل لعل کہو یا تو بچے نے مآلہ لعل لعل کہتے ہی کہا دو لڑو لڑو گھالہ اس پر خوب تہنیت ہوئی۔

اکبر شاہ اللہ ماں باپ کی طرح بہت ذہین اور بہت تیز سمجھ ہے بچے کی داوی اور بہن ہر جہاں نظامی اس تقریب سے بہت خوش نظر آتی ہیں۔ مجھے بسم اللہ پڑھانے کی نذر چاندی کی پٹری میں دو حیدر آبادی اشرفیاں دی گئیں۔

مولوی محبوب علی صاحب کی تقریب میں مولوی میر محبوب علی صاحب بھی آئے تھے اور ان سے نہایت عجیب غریب سائنس اور فلسفے کی باتیں ہوئیں تھیں۔ میری سبھو رتیں اور بچے بھی اس تقریب کے لئے ہادی منزل میں آئے تھے۔

دل آرا کی صحت کی حکیم محمد علی صاحب حیدر آبادی کی دوا سے حسین کی بیوی لالہ بانو

کو آج بہت سکون رہا۔ صلیبہ رات کو ۹ بجے فرسٹ کلاس ریلوے سٹیشن پہنچا۔ جہاں فوجی لوگ جمع ہوئے تھے۔ اور ایک گھنٹے تک تقریب کی تھی۔ امام صاحب نے میری نسبت ایک نظم بھی پڑھی تھی جو یہ ہے حق میں سے جو کہیا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی محبوب گریا ہیں خواجہ حسن نظامی دل آئینہ ہے ان کا وہ آئینہ خدا کے واللہ با صفا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی رستہ دکھا رہے ہیں۔ حلقہ بنا رہے ہیں بیشک خدا مانا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی ہر بیرو طریقہ سے روشناس قدرت رہ رہے ہیں مقتدا ہیں خواجہ حسن نظامی حسین کے دھارے شیر خدا کے پوتے اور آل مصطفیٰ ہیں خواجہ حسن نظامی خواجہ کے شمع رخ پر ساری فدا کی صنعت اللہ پر فدا ہیں۔ خواجہ حسن نظامی حاصل ہر ایک لمحہ اللہ کا تقرب سر دار حق نما ہیں خواجہ حسن نظامی عقدہ کشائیاں ہیں ہر ایک کی یہ ہرزم فرزند مرتضیٰ ہیں خواجہ حسن نظامی ہے جلوہ حقیقت حضرت سے آشکارا قدرت کا آئینہ ہیں خواجہ حسن نظامی نواز دل کی تیرے چہرے سے کیا ہویدا محبوب حق ہیں ہاں خواجہ حسن نظامی قاضی نگاہ دل سے دیکھو تو کہہ آئیں گے

اک نور گریا ہیں خواجہ حسن نظامی ۱۶ بجے ثانی ۲۴ فروری جمعہ حیدر آباد غلط قسم کی تردید آمیزوں پچھلے اجازوں میں مچھا تھا کہ گاندھی جی کی راکہ دیکھنا شریف میں مزار مبارک کے پاس دفن کی جائے گی اس سے یہاں مختلف قسم کی غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں

مگر کئی حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی کا خط امیر شریفین سے آیا تھا جس میں تحریر کے جواب میں لکھا تھا کہ گاندھی جی کی دکان کا بھٹا امیر شریفین میں نکالا گیا تھا۔ اور وہ راکہ ہندوں کے مشہور مقدس تالاب پٹنہ میں ڈالی گئی تھی۔ مدگاہ میں دفن کر کے لاکھوں خیال ہی نہیں تھا اور نہ ہم نے یہ خواہش کی تھی نہ ہم سے ایسی خواہش کی گئی تھی۔ اس لئے آج میں نے اس فکر کی حقیقت مختلف جگہ بیان کی۔ شادی کی محفل کو پہنچے مرحوم بیڈا کٹر سید صاحبین کے لئے سید حامد حسین کی شادی میں شریک ہوا تھا۔ اور سارے دس بجے دایک آگیا تھا۔ نکاح میرے سامنے نہیں ہوا کیونکہ میری نسبت کچھ اختلاف تھا۔

حجمہ کی نماز آج ہی جمعہ کی نماز باغ حام کی مسجد میں اعلیٰ حضرت کے ساتھ پڑھی تھی۔ اور میں نے امیر شریفین کی مذکورہ غلط فہمی کی نسبت بھی اصل حقیقت بیان کی تھی۔

بچے لگائے گئے تھے پہلی میں ۱۶ تاریخ کو روگاہ خریفین میں بچے لگائے جاتے ہیں اس لئے آج میں نے بھی ہادی منزل کے صحن میں بڑے بچے بچے لگائے ہیں۔ جو غائب نمبر بار جنگ بہادر سے بچوئے ہیں۔

۱۷ تاریخ ثانی بہادروری شنبہ حید آباد عروس کی تیاری آج کل شام تک ہادی منزل کا صحن ہوا اور صاف ہو گیا تھا۔ پچاس آدمی تین چار دن سے زمین کی ہوا دی اور صفائی کا کام کر رہے تھے۔ سات ہزار گز زمین موٹوں کے پھیرنے کے لئے ہوا ہو گئی ہے۔ اور سات گز زمین میں بڑے بڑے خامیائے کھڑے ہیں۔ دودر باری شامیانے نواب نمبر بار جنگ بہادر میرا نگاہ سرا سناں جاد بہادر

نے بھولنے ہیں۔ ایک شامیانہ سر بہادر بہادر مرحوم کی ریاست سے آیا ہے۔ دو روزی کا کھانا سے شامیانوں کے اندر کے فرش بھی آئے ہیں بقیہ جگہ کے لئے خواجہ راجہ بھماریدی نظامی اور سید سعید نظامی اور آنریبل مولوی محمد نعیم صدرالہمام ریلوے نے دروہوں اور قالیوں کا انتظام کیا ہے۔ بہزاد کن فیاض الدین نظامی نے بھی بہت سے آدمی اپنی طرف سے انتظامات کے لئے بھیجے ہیں مولوی مرزا صحن علی خاڑی نے بھی ایک عملہ بھیجا ہے جو کئی دن سے زمین کی ہوا دی اور صفائی کا انتظام کر رہا ہے۔ سید نسل کبھی (صفائی کے محکمے کی طرف سے بھی سرکاری مزدور صفائی کا کام کر رہے ہیں۔ تعمیرات صفائی کے محکمے سے بھی بہت سے مزدور آئے ہیں۔

آج فرش مکمل ہو گیا ہے۔ باغ حام سے بہت سے گھلے خوب صورت درختوں کے لائے گئے ہیں۔ اور مجلس کو آراستہ کیا گیا ہے نواب نمبر بار جنگ بہادر امیر بانگاہ کی طرف سے دو زمین شامیانے بھی آئے ہیں۔ جن میں زرین سندس اور تکیے ہیں۔ اور چاندی کی چوبیس ہیں۔

شیخ باز خاں رہبر نظامی کی کئی روز سے میرے مرید غلام دستگیر شیخ باز خاں رہبر نظامی دعوت ناموں کی چھاپائی اور تقسیم کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ ہدایت علی خاں صاحب مزدوری بڑے غلوں و محبت اور عقیدت سے دن بھر عروس کے کاموں میں میری مدد کرتے ہیں۔ روشن ل محمد ریاض الدین کاکا شاہ نفسا می اور عبدالمزاق نظامی نیاز کے توشہ کی دیگیں بجا رہے ہیں۔ خواجہ راجہ بھماریدی نظامی اور غلام محمد صاحب دی

لاؤنگ سپیکر اور کچل کی کوشش کے انتظامات میں مصروف ہیں۔ روشن ل محمد نور سیف خوش اقبال شاہ نظامی اور ان کے لڑکے من اقبال نظامی ہی رات دن کام کرتے رہتے ہیں۔ اور خوش اقبال شاہ تو ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں۔ عبدالغفور کمال العیقین نظامی نے پینے کے پانی کے لئے بہت سی مراحیاں اور کوزے بجاوائے ہیں۔ صحن کی بیوی دلی آرا بانو بہت بیمار ہیں۔ مگر صبحہ ودان کی بیوی کے بھائی سید فیض اور میر سے دہلوی مرید ندیم احمد نظامی اور فیض آبادی مرید من احمد نظامی احمد موٹر ڈرائیور غلام محمد بی بی اور میرے بیٹے زید پاشا اور من ابو طالب اور مہدی اور پوتے سید سلمان ایزدی اور سید ولی اور میرے دفتر کے محمد حفیظ اللہ خاں صاحب جھانسی والے بھی عروس کے انتظامات میں مدد کر رہے ہیں۔ بہزاد کن فیاض الدین نظامی اور مولوی مرزا محمد صاحب ناظم ریاست سر بہادر بہادر اور مولوی حاجی میر فیروز علی نظامی منتظم ایوانات و محلات سر بہادر بہادر بھی بچے ہیں انتظامات میں مشغول ہیں اور میں گاؤں کے سے لگا ہوا بیٹھا اونگھ رہا ہوں۔ اور خدا کا شکر کہ رہا ہوں کہ دلی میں جو انتظام کمی گئی تھیں پہلے سے کیا کرتا تھا وہ یہاں چار باج دن کے اندر ہو گیا ہے۔ قوالوں کی فہرستیں تیار ہو گئیں ہیں۔ دس چوکیاں حید آباد کی ہیں۔ اور سات چوکیاں دلی کی ہیں گویا عروس کی ستر ہوئی کے لئے سترہ چوکیاں قوالوں کی نامزد ہوئیں ہیں۔

ادھوئی کے مرید تم ادھوئی ضلع بلہاری علاقہ مدراس سے عروس کی شریک کے لئے حسب ذیل مرید آئے ہیں۔ چوکی عبدالمجیم نظامی۔ داروغہ محمد براہیم فصیح نفسا می۔

نور الدین عبد اللطیف نظامی، جی من احمد نظامی،
بابی اللہ نواز نظامی، منیار الدین بخش نظامی،
جی عبد الغفار نظامی، چرنے شیخ احمد نظامی
جی امام صاحب نظامی، امین عبد العزیز نظامی۔
سید صیاح صاحب، کئی دن کا ذکر ہے مسکن آباد
دکن کے ملک کوئی ہندو سید صیاح صاحب نے
آئے تھے تھے کچھ تھے کہ دس بارہ سال سے
ان کو خدا نے مسیح موعود بنایا ہے۔ آج وہ بھی
آئے ہیں۔ شام کو مغرب کی نماز نئے شامیوں
کے پیچے ہوئی تھی۔ سید صیاح صاحب بھی جماعت
کی نماز میں شریک ہوئے تھے اس لئے لوگوں
کو بہت حیرت ہوئی۔

حاضرین عرس، مغرب سے پہلے عرس کے
دھڑن آئے شریعت کے تھے۔ پولیس بھی مدعو
اور مجلس کے انتظامات کی دیکھ بھال کے لئے
بڑی تعداد میں آگئی ہے۔ سب سے پہلے محل
کوڑے والے ذاب بشارت علی خاں صاحب
اپنے قرابت داروں کے ساتھ آئے ہیں۔ اور
میرے لئے بچل بھی لائے ہیں۔ وہ چونکہ محل
پھر نہیں سکتے اس واسطے میں نے ان کی کوئی
کو مجلس کے قریب کھڑا کر دیا ہے۔ تاکہ مرن
تقریر ہی سن سکیں اور قوالی بھی سن سکیں۔
نواب من یار جنگ بہادر سپرہ نواب سرفراز اللہ
اقبال اللہ ولہ بہادر نواب تدر فاذ جنگ بہادر
اور نواب غیر فاذ جنگ بہادر اور نواب غوث یار جنگ
بہادر اور حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی۔

اور ان کے بھائی سید میاں صاحب اور شفاق حسین
صاحب ناک پوری اور بہادر دکن مولوی فیاض الدین
نظامی اور مولوی غلام یزدانی صاحب دہلوی
سابق ناظم آثار قدیمہ حیدر آباد اور مولوی حبیب الدین
صاحب حیدرآباد میڈک اور مولوی خروا محمد مرگ
صاحب ناظم ریاست سرسہا راجہ بہادر اور نواب

لطیف جنگ بہادر اور مولوی زین العابدین
صاحب اور حضرت مولانا سید شاہ صاحب
صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ فانی
صاحب اور ان کے صاحبزائے سید شاہ
فرید الدین صاحب اور نواب ماند در خاں صاحب
برادر نواب بہادر یار جنگ بہادر مرحوم اور
نواب اسد اللہ خاں صاحب داماد سرسہا راجہ
بہادر اور ان کے بھائی صاحبان اور مبارک
بہادر کی صاحبزادیاں وزارت النساء بیگم نظامی
وغیرہ اور سید باؤ نظامی اور قیہ نظامی اور
ملکوت بیگم نظامی اور اہلیہ حکیم سید مصطفیٰ حسین
نظامی اور والدہ سید سعید نظامی اور سید سعید
نظامی کی انگریز میڈیسیٹس بیگم نظامی زہر چا
نظامی اور با شام بیگم نظامی اور ان کی لڑکی۔

اور نشتر النساء من اور بیگم صاحبہ اور ان کے
شوہر مرزا منان علی خاں اور بہنوں باؤ
صاحبہ اور بیگم صاحبہ نواب سرسہ جنگ بہادر
اور بیگم صاحبہ مولوی فیاض الدین نظامی اور
خواتین مولوی قلب الدین خاں صاحب
حق باز خاں اور مولانا سید بلالی شاہ نظامی
مرحوم کی اہلیہ و دیگر خواتین اور موتی بیگم سہ
نظامی، اور نظام پاشا نظامی اور نواب
غوث یار جنگ بہادر کی صاحبزادی صاحبہ
وغیرہ بہت سی خواتین بھی آئیں ہیں۔ جن
کے لئے پرٹے کا بہت معقول انتظام کیا گیا ہے
ایوان سر نشتر اللہ ولہ بہادر سے خواہ بانو اور
حور بانو اور درسا بانو اور کوثر بانو اور شاہ بانو
اور صادقہ بانو اور عارفہ بانو اور کاظمہ بانو اور سید
وغیرہ بھی اپنے نوکروں کے ساتھ آئیں ہیں۔
اور خواجہ بانو کی بہن امت المیتن بھی آئیں ہیں
اور ان سب نے عرس کی چھان عمرتوں کے
استقبال اور مدارات کا انتظام کیا ہے۔

بقیہ نام حاضرین عرس، نواب دوست
مظفر خان، اور نواب اکبر علی خاں صاحب سرسہ
اور مولوی محموم علی صاحب واری اور ان
کی خواتین اور مولانا امجد صاحب اور مولوی
نصیر الدین پاشا صاحب مولوی اور سید ذہین
نظامی اور ان کی خواتین اور فاطمہ سید غلام علی
صاحب اور ان کی لڑکیاں اور ان کے صاحبزادے
سید شاہ نقی الدین سجادہ نشین درگاہ حضرت
زین الدین اور مولوی محمد کرم اللہ صاحب اور حکیم
سراج الدین خاں صاحب دہلوی اور حضرت
عین علی شاہ صاحب زرین کلاہ اور مولانا
خواجہ بدر الدین صاحب باقی انیس الغر باہ
سلطان غلام نعمی الدین نظامی خلیفہ مولانا غلام
دستگیر تیغ باز خاں سرسہ نظامی اور نواب خاں
خلع صاحب نواب حامد علی خاں صاحب اور
مولانا سید منشی صاحب ندوی محلہ اردوی
اور ایڈیٹر صاحب روزانہ اخبار سلطنت حیدرآباد
اور شاہ وجہ اللہ صاحب اسرہلی۔ اور
صاحبزادگان نواب ناصر نواز الدولہ بہادر وغیرہ
میری تقریر کو سنا ہے سات بجے میں نے
تقریر شروع کی جو بجے ختم ہوئی۔ ڈیڑھ گھنٹے میں
حضرت خواجہ سید عین الدین حسن العجیری اور
حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی اور
اور حضرت بابا فرید الدین مسعود بختیار کاکی
حضرت سلطان المشعل خواجہ سید نظام الدین
اور ایوب صاحب الہی دہ اور حضرت کے حیدر آبادی
غفار حضرت بابا شرف الدین پہاڑی والے
اور حضرت مولانا مبرک الدین عزیز خلیفہ آباد
والے اور حضرت مولانا خواجہ حسن علی اسحٰی خلیفہ آباد
والے اور حضرت خواجہ سید احمد صاحب حضرت
خواجہ سید عرب صاحب اور حضرت خواجہ سید
علی صاحب نانانا اور دادا اور والد حضرت خواجہ

نظام الدین ابولہاء اور حضرت بی بی زلیخا صاحبہ
اور حضرت شیخ نجیب الدین متوکل کے تاریخی
حالات بیان کئے اور ثابت کیا کہ حضرت خواجہ
صاحب اجیری سلطان شہاب الدین محمد غوری
کو ہندوستان پر چڑھا کر نہیں لائے تھے بلکہ غوری
حملے کے بہت بعد ہندوستان میں آئے تھے
اور جہاں حضرت کا مزار ہے وہاں کوئی مندر نہیں
تھا۔ اور سربراہ سپا ساز دہانے اپنی انگریزی
کتاب میں جو لکھا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب
اجیری شہاب الدین غوری کو ہندوستان
پر چڑھا کر لائے تھے اور ہندوؤں کو مسلمانوں کا
غلام بنایا تھا یہ بالکل غلط ہے۔ اور یہ بھی
غلط ہے کہ حضرت خواجہ صاحب اجیری روکا
جہاں مزار ہے وہاں پہلے شیوجی کا مندر
تھا میں نے تاریخی دلیلوں سے یہ بات ثابت
کی کہ حضرت خواجہ صاحب غوری حملے کے
بہت بعد تشریف لائے تھے اور جہاں حضرت
کا مزار ہے وہاں پہلے کوئی مندر نہیں تھا۔
میں نے یہ بھی تاریخی حوالوں سے ثابت کیا کہ
حضرت خواجہ صاحب اجیری روکا اور حضرت
خواجہ قطب صاحب اور حضرت بابا فرید الدین
گنج شکر کے دادا شاہ بخارا اور حضرت خواجہ نظام الدین
ابولہاء کے دادا اور دادا کو خان غل کے قتل
عام اور اسلامی ملکوں کی غارتگری کے زمانے
میں بطور مہاجر کے ہندوستان میں آئے تھے۔ اور
الاسب نے ہندوستان میں آکر ہمیشہ ہندو ملکوں
کی باجی محبت کے کام کئے تھے اور کبھی کسی سیاسی
کام میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اور میں نے تاریخی حوالوں
سے یہ بھی ثابت کیا کہ حضرت نظام الدین ابولہاء
کی نسبت انگریزوں نے چندوں کا یہ کہنا بالکل غلط
ہے کہ حضرت نے سلطان قطب الدین ایبک کو سازش
کر کے قتل کرایا تھا۔ اور یہی غلط ہے کہ سلطان

غیاث الدین خلجی پر جو کانگڑا تھا اور اس کے
مدد سے وہ بادشاہ ہوا تھا۔ اُس میں بھی
حضرت خواجہ نظام الدین ابولہاء کا ہاتھ تھا۔ میں
نے کہہ دیا کہ اس وقت یہاں حیدر آباد کے بڑے بڑے
اور بزرگ اور مصنف موجود ہیں۔ اور میں ان کے
سامنے جو تاریخی دلیلیں پیش کر رہا ہوں۔ اگر
ان میں میری کوئی غلطی ہو تو وہ مجھے اس وقت
ٹوک سکتے ہیں۔
قوالی: نونہی تقریر ختم ہوئی اور اس کے بعد
قوالی شروع ہوئی۔ مجمع آواز زیادہ تھا کہ ناسیانوں
کا وسیع میدان جیوم سے بھر گیا تھا۔ اور یہ شمار
آدمی سماع خانہ کے سامنے میدان میں صف بندی
کئے کھڑے تھے اور ملاؤ اسپیکر کے ذریعے
نہایت صبر و سکون سے قوالی سن رہے تھے۔
دہلی کی مجلسوں میں دہلی کے عوام جیسی گڑ بڑ کیا
کرتے تھے جس سے مجھے اور مجلس کا انتظام
کرنے والوں کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ اور وہاں
کی پولس بھی عوام کو قابو میں نہ رکھ سکتی تھی وہ
بات حیدر آباد کی مجلس میں بھی۔ ایسا سکون
اور ایسا ضبط و نظم میں نے ساری عمر دی اور
ہندوستان یہاں تک کہ اخیر تشریف کی مجلسوں
میں بھی نہیں دیکھا تھا تھا۔ سب لوگ نہایت
خاموشی کے ساتھ پردی قوجہ اور یکوئی سے
قوالی سن رہے تھے۔ رات کے ایک بجے تک
قوالیوں کی سترہ چوکیوں کا گانا ناچا۔ ہر چوکی صرف
ایک غزل گاتی تھی۔ اور ایک غزل گانے میں
اتنا دیر اس کو دل جاتا تھا کہ اس کی جہولی بھر
جاتی تھی۔ حاضرین مجلس پانچ پانچ روپے اور دس
دس روپے بھی ایک وقت میں قوالوں کو دیتے
تھے۔ ساہو سال کے بعد جس سے ایسی بڑی کیفیت
اور بڑا ذوق مجلس دیکھی میں کا مجھ پر اتنا زیادہ
اثر ہوا کہ میں یہ محسوس کرتا تھا کہ مجلس حضرت

سلطان اشفاق نے قبول فرمائی ہے اور وہ
خو مجلس میں تشریف لائے ہیں۔ میرے سامنے
اور پشت پر جو لوگ بیٹھے تھے ان سب پر ایک
کیف طاری تھا۔ بعض خیمہ پر آ بیٹھے۔ بعض کمر
لگاتے تھے۔ اور بعض مرغ کس کی طرح گونجتے
ایکس کے مجلس ختم ہوئی اور میں نے بالا خانے پر
جا کر ان کو گانا گایا بہت سے حاضرین اور خواتین
اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور یہ مرد اور عورتیں
مجلس خانے میں اور قریب کے مکان میں رہ گئے
جہر پر مجلس کا اثر اتنا غالب تھا۔ کہ میں صبح تک
سو با نہیں اور اُسی ذوق میں سرشار رہا۔
حاضرین کے لقمہ نام: میرے دادا مسید
شار علی نظامی اور خواجہ راجہ پھاریدی نظامی
اور ناسوتی شاہ نظامی اور روشن لال محمد علی شاہ
نصیر شاہ نظامی اور راجہ دہرم کون بہادر کے
بہنیں اور فرزند راجہ رام کون بہادر اور مولانا
قاری فخر الدین صاحب اور سید شیر نظامی اور
سید نصیر نظامی اور نواب صاحب جنگ بہادر
اور مظہر حسین نظامی اور ان کے بھائی بریلین
اور مدتی حسین وغیرہ اور مولوی میر محبوب علی
صاحب دہلوی کے فرزند سید فقار علی بی اسے
اور مولانا حیرت صاحب بدایونی اور حضرت
مولانا نائیڈی صاحب درویش اور امام صاحب
مسجد خیریت آباد اور امام صاحب مسجد
افضل گنج اور عبد القادر کالائین نظامی اور
غلام محی الدین صادق الطہین نظامی اور
روشن دل مولوی محمد اسماعیل حسنوری نظامی
اور ان کی خواتین اور نواب مسد اور راجہ علی
اور ان کی خواتین اور روشن دل حکیم خواجہ
نظامی اور قاری وحید الدین صاحب فرنگی نظام
صاحب جامع مسجد سکندر آباد اور مولوی مسید
رحیم الدین صہب صاحب اپنے رشتہ کے ساتھ

آئے تھے۔ اور مولانا حسین شاہ نظامی اور مولوی
 امام غزنی صاحب تاجر جمالہ اور مولوی صاحب
 صاحب برف لیونید والے اور خواجه شمس الدین صاحب
 برف اب کی تقسیم کے چونکہ حیدر آباد میں
 کاموسم آگیا ہے اس واسطے میرے خلیفہ دوست
 مولوی عیسیٰ برف لیونید والے نے جانبریں
 عرس کے لئے برف پانی کا انتظام کیا تھا۔ جو
 عورتوں اور مردوں میں تقسیم ہوتا رہا۔
 نیا چراگہ مجلس شاہ نظامی کے بڑے لڑکے
 مولوی عیسیٰ اللہ نظامی میرے لئے نہایت
 نفیس نیا چراگہ لکھائے تھے۔ جو میں نے اس
 کی شام کو پہنا تھا۔ ٹوپی سے جو تکیہ سارا
 لباس بہت قیمتی اور بہت دل پسند تھا اور
 میں نے وہی لباس عرس میں پہنا تھا۔ رسالہ
 سجادتی دنیا حیدر آباد کے ایڈیٹر مولوی خیر الدین
 خیر نظامی اور ان کے بچے بھی مجلس میں شریک
 ہوئے تھے۔

عرس کی نیاز کے حصے دار کچھ جن لوگوں
 نے عرس کی نیاز اور دشمنی بعد معارف کے فرمایا
 میں حصہ لیا تھا۔ ان کے نام یہ ہیں:-
 مولوی نصیر الدین سرست نظامی گوگی اور نواب
 خیر نواز جنگ بہادر اور نواب من بادر جنگ
 بہادر اور سیک صاحبہ نواب ولی الدولہ بہادر
 نواب خیر نواز جنگ بہادر اور بہنہو کن مولوی
 غیاث الدین نظامی، اور خواجہ واجد کھارڈی
 نظامی اور سید بشیر نظامی اور عرش اقبال شاہ
 نظامی اور تاسوئی شاہ نظامی اور سعیدہ بانو
 نظامی اور پاشا بیگم نظامی اور محمد خیر الدین
 نظامی ایڈیٹر سجادتی دنیا اور کامل العین نظامی
 اور حسن احمد نظامی اور مولوی غلب الدین
 صاحب حق بالغاں اور سیک صاحبہ نواب
 سر بلند جنگ بہادر اور صدیقی العین نظامی

اور شفاق حسین خاں صاحب ناگ پوری۔
 اور خیر الدین نظامی یا قوت پورہ اور ایک
 ممتاز خاتون صاحبہ اور سرسری محمد احمد دہلوی
 اور ان کے لڑکے محمد یاسین دہلوی۔ اور بہت
 علی خاں صاحب منہ زور۔ اور سلیمہ خاتون
 بیگم صاحبہ اللہ گول کڑہ سگریٹ فیکٹری اور
 روشن دل محمد ریاض الدین کاکی شاہ نظامی نے
 سب سے زیادہ حصہ اخراجات پیاز میں لیا تھا۔
 اور نیاز کا کھانا بھی انہیں کے انتظام سے کھاتا۔
 مساوی کی امداد کچھ آج اخبار سنہادی کی
 امداد آتی تھی جس پر نواب حسن یار جنگ بہادر
 اور نواب تھلک یار جنگ بہادر اور نواب میر
 اکبر علی خاں بہادر پیر اور نواب ماندڑ خاں بہادر
 نے مساوی حصہ لیا تھا۔

۱۸ ارب سچ تہائی ۲۹ فروری شنبہ حیدر آباد
 قرآن خوانی کے صبح خواجہ واجد پھاری نظامی
 اپنے گھر سے ترتیل ترجمہ قرآن شریف کے تیس پارے
 لائے تھے اور ہم سب نے مل کر قرآن شریف
 ختم کیا تھا۔ اور اس کے بعد نیاز ہوئی تھی اور
 قوالی ہوئی تھی بیچ پی سب براہ وران سلسلہ
 اور احباب شریک ہوئے تھے۔ بعد از نذر کی
 وجہ سے رات کی طرح زیادہ وافرینہ تھے۔
 مولانا محسن نظامی کا خواب کہ مولانا علی
 نظامی نے حاضرین کو اپنا ایک خواب سنا تھا کہ
 آج رات کو ۳ بجے مجھے حضرت سلطان المشائخ
 خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کی
 زیارت ہوئی اور حضور نے فرمایا کہ آج رات
 کو ہم یہی ہادی منزل کی مجلس میں گئے تھے۔
 اور اسی وقت میرے کالج میں ایک اور
 خیر الدین نظامی کے خواب کا ذکر سنا گیا کہ
 انہوں نے بھی حاجت واد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضور نے

فرمایا کہ ہم بھی رات کی مجلس میں آئے تھے
 جب قوالی شریف ہوئی تو آنحضرت کی زیارت
 کرنے والے نظامی بھائی پر وہ بھاری ہو گیا۔
 حالانکہ وہ یورپ کے تعلیم یافتہ اور ایک بے
 سرکاری عہدہ دار ہیں اور نہایت سخی و اور
 مصروفیت کے نوجوان ہیں مگر ان پر رات کے
 خواب کا ذوق اتنا غالب تھا کہ وہ بار بار مجلس
 میں اللہ کے نام کے لئے نعرے لگاتے تھے اور
 عالم وجدان پر طاری تھا۔ اس حالت میں
 انہوں نے قوالوں کو بہت زیادہ روپیہ دیا۔
 آج کی مجلس بھی ایسی کچھ تھک رہی حضرت
 حاجی میاں صاحب دہلوی کی شریک ہوئے تھے
 مولوی زین العابدین صاحب عیسیٰ
 شریک مجلس مولوی زین العابدین صاحب سے
 کہا کہ مجھے اپنے مکان پر بارہ رپیج نانی کو حضرت
 کی نیاز کے کھانے کی دعوت دی تھی اور میں نے
 وعدہ کر لیا تھا اور اس وعدہ کو ظم مذہبی کر لیا
 اور سب سے کہہ دیا تھا کہ مجھے ہر رات کو نیاز
 کی دعوت میں جانا ہے۔ یاد دلادینا۔ مگر میں
 عرس کے انتظامات کے سبب بھول گیا اور کسی
 نے مجھے یہ دعوت یاد نہ دلائی۔ اس لئے میں
 بہت شرمندہ ہوں اور تلافی کے لئے آپ کے
 مکان پر آنا چاہتا ہوں۔

صاحب برکٹش نے آج اپنی مجلس ختم کچھ کے
 بعد میں بچوں کے ساتھ صاحب برکٹش میں آیا تھا
 جہاں حضرت سید شاہ صاحب جیسی صاحب
 سجاد نشین درگاہ حضرت شاہ خاموش صاحب
 اور ان کے فرزند سید فرید الدین جیسی نے حضرت
 سلطان المشائخ کی سالانہ نیاز کی تھی جیسا
 وہاں قوالی کی مجلس میں بھی شریک ہوا اور
 کھانا بھی وہیں کھایا۔ حاجی میاں صاحب
 دہلوی بھی شریک ہوئے تھے۔ میرے محل میں

حضرت شاہ صاحب سنی صاحب اور ان کی اولاد کی بہت عزت پیدا ہوئی کہ وہ اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلتے ہیں۔ اور انہوں نے ہر ان نظامی مشائخ پر جو جہر آباد میں بڑی بڑی خانقاہیں رکھتے ہیں۔ اور ان سب کو میں نے حضرت عرس کے عرس کے دعوت نامے بھیجے تھے۔ مگر ان میں سے ایک بھی میری مجلس میں نہیں آیا۔ اور اب میں تحقیقات کر ڈنگا اگر ان کے نہ آئیں معقول وجوہات معلوم نہ ہوں تو میں سب کے نام سنا دیں شایع کرونگا تاکہ تمام ہندوستان کے نظامیہ مشائخ کو جہر آباد کے نظامیہ مشائخ کی غفلت معلوم ہو جائے۔

میں یہ واضح کر دیا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت حبیب علی شاہ صاحب ثانی حقیقی نظامی کا خطا یہی ہے کہ ان کو دعوت نامہ جہر آباد سے بھیجی میں پہنچ گیا تھا جہاں وہ آجکل مقیم ہیں اس واسطے وہ عرس شریف میں شریک نہ ہو سکیں گے۔ اور میں اس کو معقول عندیہ تھا کہ واپسی کا انتظام آج شام تک عرس کے سامان کی واپسی کا انتظام نہ تاروا۔ اور اخراجات کے حسابات کی ادائیگی بھی ہوتی رہی مغرب کے وقت مولوی مرزا محمد علی صاحب نانم اسٹیشن سرکار جہر آباد ملے آئے تھے اور رات کے پونے دس بجے تک ان سے باتیں کی تھیں۔ سید حیا صاحب سکندر آباد کی بھی آئے تھے اور وہ بھی مغرب کی نماز میں میرے ساتھ ہوئے تھے۔ اور ہرنی کے مہمان دعائے منزل میں رات کو رہے۔ تم۔ دل آرا بانو کی صحت آج اچھی رہی خواجہ بانو آدمی منزل میں ہیں باقی اور سب لوگ قیام گاہ پر چلے گئے ہیں۔

نیا زکا توشہ کا کی شاہ نظامی نے میٹھی کے پیالوں میں بہت خوش نمائی کے ساتھ تقسیم کیا تھا

۱۹ ربیع ثانی یکم راج و شنبہ جہر آباد تیسرا خواب لنگان ملک غلام حسین صاحب کے فرزند و ہاشم رشید لکیم خضر شاہ نظامی کے گھر کی ایک نیک اور عابدہ خاتون نے خواب دیکھا کہ حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیاء صاحب الہی رحمہ ہادی منزل کی مجلس عرس میں شریک لائے ہیں۔ یہ خاتون ہادی منزل کی مجلس میں نہیں آئی تھیں۔ انہوں نے اپنے گھر میں یہ خواب دیکھا تھا۔ جس کی اطلاع آج مجھے ملی ہے۔

دہلی کے عرس کی اطلاع کے بعد انصاری صاحب یمن القلم ایڈیٹر اخبار سنا دی نے دہلی سے اطلاع لی کہ وہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء میں حاجی محمد شہیر صاحب سب معمول شامیانے لائے ہیں اور گیس کے بندوں کی روشنی بھی لگائے ہیں۔ بی کے اطراف سے قوالوں کی دھڑکیاں بھی آئی ہیں۔ مگر زائرین بہت کم ہیں۔ مقبرہ سبائیوں میں جو پناہ گزین ٹھہرے ہوئے ہیں ان میں سے کچھ آدمی رات کو مبارکے وقت آگئے تھے۔ مگر ان کی تعداد پندرہ سے زیادہ نہیں تھی۔

جس عرس میں ڈیڑھ لاکھ آدمی جمع ہوتے تھے وہاں چہرہ جینے پہلے حضرت امیر خسرو کے سالانہ عرس میں جو قتل عام کی شروعات کے وقت ہوا تھا۔ ڈیڑھ سو آدمی تھے۔ اور اب چہرہ جینے کے بعد حالت اتنی خراب ہوئی ہے کہ بڑے عرس میں صرف ۵ آدمی باہر کے تھے۔ مگر نعیم صاحب کے خط میں یہ الفاظ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ درگاہ کے باہر سنا ہے صرف دو دوکانیں آئیں ہیں۔ مگر درگاہ کے اندر باوجود آدمیوں کی کمی کے روحانی زندگی ہو رہی ہے

میں ہمیشہ ہر اگر تھی۔ استاد شمس الدین صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ جہر آباد کے حاضرین استاد شمس الدین صاحب برابر ہر عورت کو حاضری دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ جب میں دہلی میں تھا اور قتل عام ہو رہا تھا اس وقت بھی استاد شمس الدین نے کوئی عورت ناغہ نہیں کی تھی اور سترہ صیب خاں نظامی اور نواب مرزا نظامی اور سید علی نظامی بھی بدھ کی حاضری دینے کے لئے آتے رہتے تھے۔

نیا زکا آج ڈیڑھ لاکھ نواب دولہا خاں صاحب میں نواب بشارت علی خاں بہادر کی طرف سے حضرت غوث الاعظمی کی سالانہ مبارک عورت ہوئی تھی۔ میں بھی اپنے پوتلے کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ حضرت مولانا عبد القادر صاحب مدنی اور حضرت مولانا سنی عبدالقدیر صاحب مدنی اور نواب ماہ نور خاں صاحب اور نواب اکبر علی خاں صاحب سرسرا اور نواب دوست محمد خاں صاحب اور مولانا خواجہ بدر الدین صاحب بابائی انیس الغزالی اور مولانا ابوالحسن سید علی صاحب سابق صدر انجمن اتحاد المسلمین اور عبد قادی علی اور مشائخ جو جہر آباد میں سے آئے ہیں شریک طعام تھے۔ کھانے بہت مکلف اور کھلانے کی جگہ بہت خوب صورت تھی۔ حسن دولہا کے بیٹے نواب بشارت علی خاں صاحب نے بھائی کے بیٹے حامد علی خاں صاحب کھانے کے بعد میرے ہاتھ دھلائے شروع کئے تو میں نے کہا۔ اسی مقام پر ہمارا کچہر کٹن پر شاہ بہادر مہم کی دعوت آپ کے دادا نواب غیاث علی خاں صاحب نے کی تھی۔ اور آپ والدین کھڑے ہو کر میرے اور ہمارا درگاہ کے ہاتھ دھلائے تھے

اور میں نے جہاد جہاد سے کہا تھا دیکھو جہاد
یہ لوگ احسن دو کہا ہے۔

عادل خان نے منہ نہ کھلا۔ ہاں میں نے
یہ حکایت اپنے گھر میں بار بار سنی ہے کہ آپ
نے میرے مرحوم والد کو حسن دو لٹا کہا تھا۔

اس خاندان کے مورث اعلیٰ کا نام نواب
دولٹا تھا۔ جن کی تصویر مکان میں بھی ہوئی
شیر کی سی تھا بہت نواب دولٹا خان میں بھی
ملنے کو دس بچے گھر میں واپس آیا۔ ادھوئی کے
تین آدمی واپس چلے گئے ہیں۔ اور نصیر الدین
سرست نظامی لکھا تھا واپس چلے گئے ہیں۔

۲۰ مارچ ۱۹۳۷ء میں حیدر آباد
بیدارمی کا اثر نے عرس شریف کی وجہ سے
دو دن کی محنت اور بیداری کا اثر جسم پر ہوا
بہاریوں میں بھی ترقی ہوئی۔ تاہم بفضل خدا
کام جاری رہا۔ عرس کی کیفیت قلم بند کر کے
دہلی بھیج دی ہے۔

انعام کی تقسیم کے جن لوگوں نے عرس
کے زمانے میں فرس کی ہزاری اور صفائی اور
انتظام کا کام کیا تھا اگرچہ وہ سب سرکاری آدمی
تھے۔ لیکن رواج کے موافق میں نے سب کو
فرواد خانات تقسیم کئے۔ جیسا کہ دہلی
میں کیا کرتا تھا۔ لیکن یہاں کے کام کرنے والے
ناواقف لوگوں سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی
کوشش کرتے ہیں۔ میں نے فی کس دو دو روپے
تقسیم کرنے شروع کئے تو ایسے بے شمار آدمی
آئے جنہوں نے کوئی کام نہیں کیا تھا اور
جس سے میں واقف بھی نہ تھا۔ اور ان کے
غل شور سے میں پریشان ہو گیا۔

دہلی کا خط کہ آج دہلی سے خط آیا ہے جس
میں سید محمد علی تالپہ کی کیفیت درج تھی۔
لکھا تھا قبائل کی دو چوکیاں آئی ہیں۔ دو

دوکانیں آئی ہیں۔ رات کی مجلس میں بندہ
میں آدمی سے زیادہ نہیں تھے۔ مجھے یہ خط
پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔

ساتواں عرس آج حضرت میاں عبدالعزیز
صاحب چشتی فخری دہلوی کا ساتواں عرس
حیدر آباد میں ہوا ان کے جانشین اور خلیفہ
اور فرزند حضرت حاجی میاں صاحب اپنے
بھائیوں اور خواتین کے ساتھ دہلی سے حیدر آباد
میں آئے ہیں دہلی میں روزانہ سیکڑوں ہندو
مسلمان عورت مرد لڑکے پاس ڈھانچے
کے لئے بیچ ہو کر تھے تھے۔ ان کے والدین
اور دادا میاں عبدالعزیز صاحب اور میاں
عبدالسلام صاحب کے مزارات لیسڑی
بارڈنگ اسپتال نئی دہلی کے قریب ان کے
والد کی بنائی ہوئی ایک بڑی درگاہ میں ہیں۔
جہاں خان بہادر شمس العلماء شیشی ذکر اللہ صاحب
دہلوی کا مزار بھی ہے اور ایک بڑی مسجد بھی
ہے۔ یہاں سالانہ دو عرس ہوتے ہیں ایک
میاں عبدالسلام صاحب کا اور دوسرا میاں عبدالعزیز
صاحب کا۔ یہ خاندان بہادر شاہ کے زمانے
میں شائع کا بہت بڑا خاندان مانا جاتا تھا اور
شہر کے انقلاب کے بعد بھی دہلی کے شائع
میں ان کا درجہ بہت بڑا تھا۔

حاجی میاں صاحب کا نام شام الدین ہے۔
میرزا حاجی میاں ہے۔ یہ میاں عبدالعزیز صاحب

کے بڑے لڑکے ہیں۔ میاں عبدالعزیز صاحب
حضرت خواجہ ابوالحسن صاحب تونسوی کے
خلیفہ تھے اور حاجی میاں اپنے والد کے
خلیفہ ہیں۔ ان کی بہت بڑی جائداد دہلی میں
تھی۔ جو آج کل کے انقلاب کی نذر ہو گئی۔ گھر
بھی لٹ گیا اور درگاہ بھی لٹ گئی۔ سلطنت
آسام میں ان کے مریدوں نے بہت بڑا سکھان

ان کے واسطے بنوایا ہے۔ اور حاجی میاں
صاحب اپنے خاندان کو لے کر سوانی جہاز میں
سلطنت جاتے والے ہیں۔ جہر سے ان کے
والد بہت محبت کرتے تھے۔ اور یہ بھی جب
سے حیدر آباد میں آئے ہیں میرے پاس تھے
آتے رہتے ہیں۔ آج ان کے ہاں ان کے والد
میاں عبدالعزیز صاحب کا ساتواں سالانہ
عرس ہے۔ آٹھ دن پہلے انہوں نے عرس کا
بلا دیا تھا۔ اور یہ بھی کہہ دیا تھا کہ عرس غلامی
مکان میں ہو گا۔ مگر میں اس تشبیح کو قبول
اور آج رات کو خوش اقبال شاہ نظامی کے
ساتھ ان کی قیام گاہ پر گیا تھا۔ وہاں فضل
لگا ہوا تھا۔ قریب کے دوکان دار نے غلط
تپے بتا دیے اور میں سارے ماگ بچہ کے
گھروں کو دھونڈتا پھرا اور مایوس واپس چلا گیا
اور بڑا صدمہ ہوا کہ میں دہلی کے اس عرس میں
شریک نہ ہو سکا۔

سنا والدین نام آج نے حاجی میاں
صاحب سے پوچھا۔ اس والدین نام کا مسئلہ
میری سمجھ میں نہیں آیا۔ جواب دیا یہ نام میرے
دادا نے رکھا تھا۔ سنا کے معنی بھی جگہ کے
ہیں۔ منیا تیر جگہ کو کہتے ہیں۔ درستی
جگہ کو کہتے ہیں۔

میرزا حامد حسین آج ڈاکٹر سید حامد حسین
مرحوم کی بیوی اور ساس بیٹے سید حامد حسین
نظامی لئے آئے تھے۔ حامد حسین کی دلہن بھی
آئی تھیں۔ مجھے ان سب سے ملکر اور دولٹا
دلہن کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی تھی۔ میں نے
ان سب کو خوشی دینی کے انداز سے خوش
دل رہنے کی نصیحت کی۔

پھلوراری شریف کا خط آج حضرت
مولانا سید غلام حسین صاحب کا ایک خوشخط

جلواری شریف سے آیا تھا۔ اور میں نے اس کا جواب لکھا تھا وہ دونوں اس قابل ہیں کہ ہمیشہ کے لئے میرے روزنامے میں یادگار رہیں۔ اس لئے اگلے دن کو یہاں بھیج کر تا ہوں خاتون سلیمانہ علیہا السلام شریف، اور بیچ ٹانہ شریف، مخدوم و محترم۔ سلام و قدم بوسی

آج سترہویں شریف ہے۔ دل دی کی طرف متوجہ ہے۔ لیکن کچھ نہیں معلوم آستانہ پاک پر اس وقت کیا صورہ ہوگا یہ شمسہ کی سترہویں ہے اور ایک شمسہ کی، اربعہ کی بھی جیکے قبر مطہر کے سامنے سلطان محمد خلیفہ اور کن الدین زکریا خان زہرہ سرچھا کھڑے تھے۔ گاش میں شمسہ میں موجود ہوتا اور شمسہ سے بہت پہلے مرچکا ہوتا۔ دہلی۔ نظام الدین اولیاء کی دہلی۔ نظام الدین کی روح تیری خاک کے سر در سے ولہتی رہے گی۔ اور نظامیت کبھی دنیا سے ختم نہ ہوگی۔

سائے کد کا ہلکا مرے منہ پر چلے جائے والسلام مع الاکرام ناچر غلام حسین۔

میرزا اب پیارے بھائی حضرت مولانا سید غلام حسین صاحب اسلام علیکم سترہویں شمسہ کی کا مکتوب ملا سی اور کو بیچا۔ جو آگ میرے دل میں لہرائی رہی ہے اور چہ چہ سے روشن ہے اس کو آپ کے خط نے بہت زیادہ تیز کر دیا۔ خدا آپ کو زندہ سلامت رکھے۔ اور ہم دونوں وہ وقت بھی دیکھیں کہ جس طرح شمسہ میں سلطان محمد خلیفہ اور حضرت مولانا کن الدین خٹائی مزار مبارک کے سامنے پہلے عرس کی خاطر بیچ رہے تھے۔ اسی طرح شمسہ میں چھٹے عرس کے طوائف اور ہم دونوں عزائے کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں اور گہمے پہنیں۔

عید گاہ ماغریباں کوئے تو انسا طہ عید دیدن روئے تو اور مجھے یقین ہے کہ خدا مجھ کو اور آپ کو اس دن تک زندہ رکھے گا جس دن میرا یہ لکھا ہوا ہم دونوں کے سامنے آئے گا۔

آپ کے خاکے ساتھ دہلی سے بھی خط آئے تھے۔ لکھا تھا اطراف دہلی کے دو قابل آئے تھے۔ حاجی بشیر نے جو ہمیشہ میرے ہاں شامیانے لگاتے ہیں۔ اور روشنی کرتے ہیں۔ شامیانے لگائے تھے۔ اور روشنی کی تھی۔ اور قوالی بھی ہوئی تھی۔ اور نیاز بھی ہوئی تھی۔ مگر حاضرین بندہ میں سے زیادہ نہ تھے۔ ان خطوں کو پڑھا اور آپ کے خط کو پڑھا۔ تو دل کی عجب حالت ہو گئی۔

میں نے یہاں ہادی منزل کے معن میں جرسات ہزار گز کا میدان ہے بڑے بڑے شاہی اور درباری خیمے لگائے تھے۔ برقی روشنی کی تھی۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی اولاد لڑکے ہانگاہ بھی شریک ہوئے تھے۔ ہزاروں عورت مرو جمع تھیں۔ سترہ چوکیاں قوالوں کی تھیں۔ بنکرین تک توڑے اور لوٹے۔ عجب رنگ مجلس کا تھا۔

صبح مولانا عینی شاہ نظامی نے خواب بیان کیا کہ رات کو تین بچے حضرت سلطان المشائخ کی کن کو زیارت ہوئی۔ فرمایا۔ ہادی منزل کی مجلس میں ہم بھی آئے تھے۔ اس کے بعد ایک بڑے نامور عہدیدار مونی فاضل الدین نظامی نے جو امریکہ اور یورپ کے تعلیم یافتہ ہیں اپنا خواب بیان کیا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج خواب میں دیکھا فرماتے تھے کہ ہم بھی ہادی منزل کی مجلس میں آئے تھے۔ یہ کہہ کر وہ چھٹی مار کر روئے۔

اور کئی شخصوں پر وہو کا عالم طاری رہا۔ اور انہوں نے اپنا سب کچھ قوالوں کو دیدیا۔ تاہم اب بھی میرے دل کی آگ بجھ کر رہی ہے۔ میں درود پوار سے اور چھوٹے بڑے جانوروں سے اور اچھے بُرے آدمیوں سے آسمان سے جاندے تاروں سے سورج سے ہوا سے۔ یہی پوچھا رہتا ہوں کہ دلی کہاں ہے وہ مجھ نہیں مٹتی اور مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ یاد کر رہی ہوگی۔ میں وہاں جاؤں گا میں اس کو پاؤں گا۔ میرا اس سے ملوں گا وہ مجھ سے ملیگی۔ میں اس کو دیکھوں گا وہ مجھ کو دیکھے گی۔ سنگ مرمر کی ایک چوکنٹ ہوگی وہاں میں اپنا سر رکھ دوں گا۔ اور کہوں گا خواجہ نظام است و نظامی ستم۔ مغفرت از دے بغلامی ستم۔ خواجہ نظام است و نظامی ستم۔ آپ سے دور گر آجے دل کے اندر موجود نظامی امیر بیچ ثانی ہندو راج چار شنبہ حیدر آباد دلی ریڈیو پر آج صبح دلی رنڈیو پر یہ خبر سنی کہ حیدر آباد کے وزیراعظم مولوی میر لائق علی صاحب اپنے کسی خانگی کام کے لئے پاکستان روانہ ہوئے ہیں۔ میں یہ خبر سن کر اچھل پڑا۔ اور مجھے اتنی بڑی خوشی اس خبر سے ہوئی کہ بیان سے باہر ہے کیونکہ میں اُن تمام پوشیدہ باتوں سے واقف ہوں جو اس وقت دہلی اور لندن اور نیویارک اور لاکھ آباد حیدر آباد می دہلی میں ہیں۔ اور میرا بفضل خدا حیدر آباد کے انجام کی بہتری کو بھی سب زیادہ جانتا ہوں اور میں نے شمسہ شروع ہو چکی حیدر آبادیوں سے کہہ دیا تھا۔ بے غور ہو حیدر آباد پر مصیبت سے محفوظ رہے اور آج میرے یوٹرین کر بچے اس لئے خوشی ہوئی کہ آج حیدر آباد کا درجہ برطانیہ اور امریکہ سے بڑھ گیا۔ اور جب میرا لائق علی کے سفر پر لکھا

سے اچھا نتیجہ دنیا کے سامنے آئے گا۔ تو ساری دنیا میری آج کی خوشی کو تسلیم کر لیتی۔

حضرت علیؓ کی سہولت راج شام کو بعد مغرب ہادی منزل میں حضرت علیؓ کی مایہ ناز بیوی ہجلی میرے خاص خاص ہندو مسلمان مرید مرد و ما اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ حضرت مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی اور نواب دوست محمد خاں صاحب اور نواب بشارت علی خاں صاحب اور نواب حامد علی خاں صاحب اور نواب اکبر علی خاں صاحب پیر پٹر اور نواب ماہ نور خاں صاحب احمد علی صاحب مہر علی صاحب ناظم ریاست سر جہا راجہ بادشاہی شریک ہوئے تھے۔ محمد غوث حیدر آبادی قوال کا گھانا ہوا تھا۔ ہزاروں مولوی فیاض الدین علی اور ان کی خواتین اور بچے اور سید سعید نظامی اور ان کے بیوی بچے اور خواجہ ابراہیم پورانی نظامی اور ناسوقی شاہ نظامی اور ان کے لڑکے اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ان کے لڑکے اور عبدالرزاق نظامی اور کاکی شاہ نظامی اور سید بشیر نظامی اور مولانا غلام شکیب خان سید نظامی اور مولانا غلام علی صاحب دینی وغیرہ شریک مجلس تھے کائنات اچھا ہوا قوال کے بعد لڑکھوئی۔ بڑی دعوت آج بادشاہ بیگم نظامی نے اپنے مکان پر میری دعوت کی تھی۔ سب جھپٹے بڑے بچے اور عورتیں اس دعوت میں آئے تھے سکر کی صفائی اور سلیقہ اور دسترخوان کی فوئیاں دیکھ کر میں نے اپنی لڑکیوں اور عورتوں سے کہا۔ سیکھو میری روحانی بیٹی بادشاہ بیگم کی تیز داروں سے سبق لیں سب سے زیادہ خوشی اس سے ملتی ہے کہ بادشاہ بیگم کے سب جھپٹے بڑے بچے نہایت سنجیدہ اور نہایت تیز دار بچے ہیں۔ عرس کی مجلس

میں رات کے ایک بجے تک مدین حسین نظامی باوجود کم عمری کے بیدار رہے اور قوالوں کو میری ہندوؤں کے لڑکے پہناتے رہے۔ اور آج یہاں بھی رات کے گیارہ بجے تک سب جاگتے رہے اور میری خدمت کرتے رہے۔ اس گھر میں میری سب پرانی تصویریں موجود ہیں۔ ایک تصویر لڑکھائیوں میں برسی پرانی بھی وہاں دیکھی جو اس زمانے کی ہے جب میں نے ستھرا کوکل ہندو این ہر دوار رشی کشی اجدھیا بنارس جگن ناتھ پوری دوار کا پوری گیارہ اور پودھ گئی کا ہندو نہ لباس میں سفر کیا تھا۔ اور ہندو درویشوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ یہ تصویر اسی زمانے کے ہندو مراثیہ کی ہے۔ میرے گھر میں یہ تصویر موجود نہیں ہے۔ حسین نے کہا میں اس کی نقل لے لیتا۔

باشا بیگم نے مجھے اور خواجہ بانو کو بچوں بھی پہنائے اور کھڑے بھی دئے اور کھانا بھی ساتھ دیا۔ باشا بیگم کے والد ہی لے اور سید محمد غوث نے قرون شریف ہی کھانا دیا۔ قوالی کی مجلس آج رات کو انجے کے بعد مولوی محمد عبداللہ مجلس شاہ نظامی کی اکیس تاریخ کی مجلس قوالی میں گیا تھا اور دو بجے رات تک وہاں رہا تھا۔ قوالوں کی دو چوکیوں کا گھانا سنا۔ یہ مجلس کاکی شاہ نظامی کے گھر میں ہوئی تھی۔ مدشن دل محمد فخر الدین خاں، فخر نظامی ایڈیٹر تھانوی دنیا بی یہاں تھے۔ جن کا مکان اسی مقام پر ہے۔ رات کو دو بجے گھر میں واپس آیا۔ بے وقت سرنے کی وجہ سے نیند بہت بے چین رہی۔

دوسری خوش خبری آج صبح ریڈیو کی خوش خبری کے بعد شام کو دہلی سے دوسری خوش خبری آئی کہ عرس دہلی میں بہت کامیاب

رہا۔ عرس صاحب نے جو کچھ کیفیت لکھی ہے وہ انہی کے الفاظ میں نقل کرتا ہوں۔

۲۸ فروری { حضرت قبلہ۔ آداب آج سترہویں شریف شریف ہے شہر سکھان آ رہے ہیں رستی میں مسلم پولس کا پہرہ ہے پولس بہت زیادہ تعداد میں لگا لی گئی ہے اور بڑے بچوں پر چلانے والی رافیل پولس کو دی گئیں ہیں۔ دو سپاہی نظامی ہوشل پر تعینات ہیں۔ دو خاں کے مزار کے سامنے کھڑے ہیں۔ دو ہمارے موٹو گرج پر تعین ہیں۔ دو دادا صاحب کے مزار کے سامنے مامور ہیں۔ دو رنج منزل کے سامنے پہرہ لگے رہے ہیں۔ دو سپاہی درگاہ شریف کے اندر بھی گشت کر رہے ہیں اسی طرح باؤلی پر بھی ہیں۔

آج دو پہر سے درگاہ شریف میں قوالی ہی شروع ہوئی ہے۔ کچھ قوال دہلی کے ہیں۔ اور ایک دو چمکیاں سکندر آباد دہلی شہر سے آئی ہیں۔ خوبے والے اختر اور اودھ علی والے اخلاق احمد اور مولانا بخش اشرفی مست لڑکی اور خادم حسین غلام رانی وغیرہ کوئی اچھا قوال نہیں آیا۔

آج شام کو حافظ فیاض احمد صاحب بھاری اور جامعہ کے دوسرے اساتذہ آپ نے آئے تھے۔ میں شام کو قتل میں ہی شریک تھا۔ ۸ اپریل شامی { کل رات پہرہ درگاہ شریف میں قوالی ہوئی رہی۔ رات کو انجے کے قریب زامہ حسین صاحب ہائی کٹرنگ کسان اور ان کی اہلیہ بیوی دو گاہ میں آئیں تھیں۔ اور سترہویں احمد قدوائی کی دستور اب بھی ان کے پرائیویٹ سکریٹری سترہویں سنگھ کے ساتھ آئیں تھیں اور سترہویں جن اور ان کی

میکر صاحب کے ساتھ بہت دیر پر بیٹھ کر رات کے ایک بجے تک قوالی سنائی۔ اعلان لوگوں نے قوالوں کو بہت پیچھے بھی ڈالے تھے۔ دہلی کے ایک قوال نے گاندھی جی کی یاد میں ایک فلمی طرز کا مثنوی بھی گایا تھا جس کو حاضرین کی اکثریت نے بہت مناسب خیال کیا۔ اور بہت لوگ اس گانے پر ہنستے رہے۔

کل شام کو بہت اچھا مجمع ہو گیا تھا۔ رات کو درگاہ شریف کا صحن تشریف آ رہا گیا تھا۔ بازار میں بھی بروقت ہو گئی تھی۔ ایک درجن دوکانیں جلوسے پر بسے کباب ادا جا رہا اور پان سگڑٹ کی دکانیں ہر دکان پر۔ درگاہ شریف کے اندر بجلی کی روشنی بھی بہت اچھی تھی۔

آج مجمع بھی خاصہ مجمع ہے۔ اس بچہ درگاہ شریف میں دو سرائیل ہوا۔ دہلی سے ڈپٹی صاحب اور سید عبداللہ صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ اور مستری حبیب اللہ صاحب اور ذاب مرزا نظامی بھی آئے ہیں۔ اور سلام عرض کرتے ہیں۔

ڈپٹی صاحب اور سلام صاحب قریب قریب شریک ہو کر وہاں تشریف لے گئے۔ پھر اسٹاٹسٹکس آئے اور ہمارے ہاں کی مجلسوں کی باتیں کرتے رہے۔ گزشتہ دو تین ماہ ان کی حاضری نامہ لکھتے تھے۔ اب اسٹاٹسٹکس کوئی جمعرات نامہ نہ لکھتی تھی کی کو دھاکتے تھے اور کہا کہ بچے بی بی اور اپنے بچوں کی خیریت سے سے مطلع کر رہی ہیں میرتبہ کو چھ چھاپاں بارہ وری شیرازگن ناں ہے۔

منشی ذوالکھن اور وحسی نر بھی آئے ہیں۔ منشی جی نے ٹائپل کا آخری صفحہ تیار کر لیا ہے میں نے بھی اس کو دیکھ لیا۔ مضمون کچھ زیادہ تھا۔ اور پھر جی کے دو دنوں طرف غانے بنانے نام پورے کر دے ہیں۔

عصر کے وقت مولانا عشقی نظامی اور محمد خلیل

نور محمد نظامی بھی آئے۔ مولانا عشقی ایک جہینے سے بھاڑتے۔ اب بھی کمزور ہیں۔ فیروز آباد میں اپنے بیٹے کے پاس گئے تھے۔ وہاں بھاڑتے ایک جہینے کے بعد کل اپنے گھر واپس آئے تھے اور آج دہلی چلے آئے۔ اب دیدہ ہو کر لگے۔

مجھے ان کے آنے کی بہت خوشی ہوئی۔ محمد خلیل نور محمد نظامی اور مولانا عشقی رات کو ہمارے پاس اندر صحن خانے میں سوئے۔

۹ ابریل شام کو ہمیں صبح مولانا عشقی نے وادی امین چوڑے پر حضرت کا قتل کیا تھا۔ اور قوالی بی کرانی تھی لیکن بڑوں پر نیازی تھی۔ ضامن صاحب بھی آئے تھے۔ اور چوڑے امام جی وغیرہ بھی تھے۔ مولانا عشقی نے مدد و تاج پڑھا اور لغت اپنے مخصوص پُرسوزمکن کے ساتھ گائی۔

خود بھی روئے اور دوسروں کو بھی کر لایا۔ آپ کی عدم موجودگی یوں تو پُرسوں سے ہی محسوس ہو رہی تھی لیکن بیانیہ کے دقت تو اس حد تک کی شدت بہت ہی بڑھ گئی۔

یہاں بہت لوگوں نے حیدر آباد ریڈیو میں امیدیں لگائیں کہ شاید آپ کے ہاں کی قوالی شریک آباد کی مولانا حسرت موہانی بھی درگاہ شریف میں حاضر ہوئے تھے۔ اور مولانا احمد سعید بھی آئے تھے۔ ضامن صاحب نے ان سے مزار شریف کے اندر چلنے کو کہا تو مولانا احمد سعید نے کہا۔ ابھی مجھ وہاں کی گماندہ کیوں لے چلتے ہو۔ ضامن صاحب نے کچھ جواب دیا لیکن میں سن نہ سکا۔

میں بھی اُس وقت بہت دیر پر بیٹھا تھا۔ اچانک اندر گیا تاکہ وہ دیکھوں کہ ایک وہابی مولوی درشت شاہ وہاں کے حصار میں کس طرح حاضر کیا دیتا ہے۔ دیکھا کہ مولوی صاحب مزار شریف کے بائیں جانب یعنی قبلہ کی سمت گئے اور صندوق کے برابر چاندی کے سہارے کھڑے ہوئے

انہوں نے ہاتھ باندھ لئے اور انہیں منکر لیں اور فاتحہ پڑھنے لگے۔ کافی دیر کے بعد ہاتھ اٹھائے اور گنگے کے رومل کے کونے سے منہ دھو کر روئے لگے۔ مجھ سے یہ منظر نہ دیکھا گیا اور میں ان کو ردنا چوڑا کر فاتحہ پڑھ کر باہر چلا آیا۔

مولانا عشقی اور نور محمد نظامی ابھی بیٹھ رہے۔ اور دست بہتہ سلام عرض کرتے ہیں۔ مولانا عشقی کہتے ہیں کہ میں نے کئی خط بھیجے۔ رجسٹری بھیجی۔ لیکن رجسٹری واپس آئی۔ اور خطوں کا جواب نہیں آیا۔

حاجی شیرازے تھے۔ روح منزل میں ٹھہرے تھے۔ روشنی کی تھی۔ آج واپس چلے گئے۔ منشی ذوالکھن بھی شہر واپس چلے گئے۔ خادم بغیم۔ اس خوش خبری میں ایک خوشخبری یہ بھی ہے کہ مولانا عشقی نظامی اور محمد اسماعیل نور محمد نظامی نے پاؤں گارمیدان وفات میں بھی مجلس کی تھی جہاں ہمیشہ میری مجلس ہوا کرتی تھی۔ میں مولانا عشقی کو اپنی مجلسوں میں اپنا قائم مقام بنایا کرتا تھا آج معلوم ہوا کہ وہ میری غیر موجودگی میں میرے کاموں کو زندہ رکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

مناوی کی روانگی ہم اخبار منادی حیدر آباد میں چھپا ہوا تیار رکھا ہے مگر ایک پیسے کے ٹکٹ کی اجازت مدراس سے نہیں آتی ہے۔ اس مسئلے اخبار روانہ نہیں ہو سکا۔ اب ارادہ کیا ہے کہ چھپا ہوا اخبار دہلی میں پھیلے اور وہاں سے اخبار تقسیم ہو جائے۔ اس میں خرچہ تو بہت ہو گا لیکن خریداروں کا انتظار سب سے زیادہ قیمتی ہے اس کے سامنے غریب کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ادھو بی کے سب مرید واپس چلے گئے اور میں بھی حیدر آباد سے کراچی جانے والا ہوں۔ اور کراچی سے کوئٹہ بھٹیاں جاکر گاؤں گاؤں

سرحد کا دورہ کر دیا گا۔ اور پنجاب کا دورہ کر دیا گا اور پھر دہلی پہنچ جائے گا۔ ایک شخص نے یہ بھی کہا کہ پہلے شکر جاکر ڈاکٹر شفیع میکر کی سے دیکھ لیں کہ ان کا پریشانی کراؤں۔ پھر اس کے بعد پاکستان کا دورہ شروع کروں۔

پھر اسی طرح ثانی ہمارے چھپنے جیو آباد تسمیہ خوانی آج شام کو ساڑھے پانچ بجے نواب حمایت نواز جنگ بہادر کے فرزند نواب محمد غوث محی الدین خاں کی تسمیہ خوانی کی تقریب میں حشرانہ تھا میں بھی حشرانہ اور من کے ساتھ شریک ہوا تھا۔

نواب حمایت نواز جنگ بہادر نواب لطف الدولہ بہادر مرحوم کے صاحبزادے ہیں۔ جو نواب خورشید جاہ بہادر مرحوم کے جانشین تھے۔ نواب خورشید جاہ بہادر شمس الامراء امیر کبیر خانات رہتے تھے اور دہلی کی سب سے بڑی میونسپلٹی کے ہوتے ہیں جن میں سے مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاوی کا کنبہ آج کل کے حق عام کے وقت سماد کر دیا گیا تھا۔ اور مزار مبارک بھی کھود ڈالا گیا تھا۔

دیکھتے ہیں کہ خط لفظا پلین دہلی سے نواب یوسف یار جنگ بہادر کا ایک دیکھتے خط آیا ہے جس میں ایک انگریزی خط بھی لیا گیا ہے جو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ایک صاحب نے نواب صاحب کو عرض کی کہ اس کے لئے بھیجا تھا۔ چونکہ انگریزی زبان میں تھا۔ اور انگریزی طرز دعوت بھی تھی اور عجیب دے لے صاحب نے اپنے آپ کو سید پرست بھی لکھا تھا۔ اس لئے نواب صاحب نے مجھ کو حسب ذیل پر لطف خط بھیجا ہے جس کو اردو زبان کی کیفیت کی مضمون سے درج

کیا جاتا ہے۔ کہ نواب صاحب نے کسی پیاری اور دلچسپی سے رد خط ہے۔
میرزا بیگ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط لکھا ہے کہ
مخدوم و مقرر سلام علیکم دین من لدنکم درگاہ شریف سے انگریزی نواب کیا ہو ایک دعوت نامہ موصول ہوا ہے جو اس سیار نامہ کے ساتھ بھیجا جا رہا ہے۔ کس کا عرض شریف؟ کس کی محفل؟ کس کی طرف سے دعوت نامہ جاری ہوا ہے؟ کس کے نام جاری ہوئے؟ اور کس طرح جاری ہوا ہے؟ درودن سے اس اور میرزا میں کیا جو آپس میں کس طرح جابجی اور کس کو درود؟ آج یہ سوچتی کہ معاملہ تو آپ سے رجوع کر دیا اور خاموش ہو جاؤ اسی پر عمل کر دیا ہوں۔ زیادہ حد ادب۔

گنہگار یوسف علی۔
میں نے جواب لکھا۔ مجھے تو آپ کے خط سے لطف آیا۔ میرزا غالب کی سی اُردو لکھی ہے۔ ملاقاتی کہ سید جعفر علی لنگائی اور حضرت حاجی میاں صاحب دہلوی اور خواجہ یاقین علی شاہ صاحب نیازی لئے آئے تھے۔ جو حضرت نیچے میاں صاحب بریائی کے مرید ہیں۔ اور حضرت خواجہ جید دم علی صاحب حیدر آبادی سے ان کو خلافت حاصل ہوئی ہے۔ میرے ہاں عرض شریف کی مجلسوں میں بھی شریک رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں تلوار دیکھتا ہوں تو حضرت مولائی ذوالفقار یاد دلاتی ہے۔ کل رات کو میرے ہاں حضرت علی کی مائیت نیازیں محمد غوث قوال نے حضرت قلندر صاحب کی عزت لگائی تھی۔ حیدری ہم۔ قلندر دم مستم۔ بنا۔ دہ لنگائی علی مستم۔

اور اعلیٰ حضرت حضور نظام کی ایک فرسی لغت بھی لکھی تھی جس پر حاضرین کو بہت

ذوق پیدا ہوا تھا۔ اور روشن دل مولانا غلام دستگیر شفیع باز خاں رہبر نظامی کو تو بہت زیادہ دھبہ ہوا تھا۔ حدیث میں آیا ہے جنت تلواروں کے سائے کے نیچے ہوتی ہے پس تیغ باز خاں کی تلوار اور خواجہ یاقین علی شاہ صاحب جنتی نظامی نیازی کی تلواروں کے نیچے جہنم نظر آتی ہے۔

سہارن پور میں عرض کر فرزند دہلوی رکھا محمد صادق نظامی نے سہارن پور سے اطلاع دی ہے کہ یہاں شہر وکالچ کو گلزار شاہ نظامی کے مکان پر حضرت کاغز ہوا اور اٹھارہ مارچ کو بھائی عبداللہ نظامی کے مکان پر بغیر ہوا۔ رات کو نظام رانی قوال کی قوالی ہوئی تھی۔ محمد عبداللہ نظامی قاجی امام الدین نظامی برض علی پور سے آئے تھے۔ اور بھی سہارن پور سے صوفیائے کرام اور بزرگوں کے ماننے والے شریک ہوئے تھے مجھے اس خبر سے بہت خوشی ہوئی۔

رکام آیات کو محض شاہ نظامی کے ہاں سے وہ سب واپس آتا تھا۔ گرمی کے ٹھنڈے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ سردی لگ گئی رکام ہو گیا۔ آج کوں پھر رکام اور اعجاز شکی کی تکلیف نہی۔

تسمیہ خوانی آج شام کو حسین کے ساتھ ذاب حمایت نواز جنگ بہادر لطف نواب لطف الدولہ بہادر کے فرزند کو تسمیہ خوانی میں حشرانہ جو تہہ ہی قدیمی دیودھی میں ہوئی تھی۔ پرلے زمانے کی تھا۔ خوب صورت عمارت ہے۔ سیر پیاں اتنی اچھی ہیں کہ بچے بھی آسانی سے چڑھ سکیں۔ غالباً تین چار لڑکے آؤں گی ہیں۔ سیر میوں کے کنبہ میں بچل کے قہقہے لگتے ہوئے ہیں۔ یہ چیزیں یہاں تھی ہے۔ نواب سالار جنگ بہادر اور نواب رشید نواز جنگ بہادر اور نواب بن بارجنگ بہادر وغیرہ احباب سے ملاقات ہوئی۔ مگر یہ

نظر نہیں آئے۔ لیکن ہے کہ میں اس طرح نہ کر چکا
تہہ جو میرے پاس بلکہ صاحب زب دین الدولہ
بہادر کے بھائی مولوی نور الدین صاحب
تھے۔ اُن سے بہت دیر تک ٹکی لنگوڑی
بجائے بڑھ گیا، مگر میں واپس آیا تو بخاریہ عجمی
اور صبح تک بہت سیاد رنگ کے اسہال پکے گئے
پچھلی رات کو شبہ ہوا کہ کپڑے غس ہو گئے ہیں۔
اس واسطے غسل کرنے میں جا کر دونوں کپڑے
اپنے ہاتھ سے دھوئے۔

۳۴ ربیع ثانی ۵ راجح جمعہ جدر آباد
عروج حالات کا اچھل بعض چیزیں زوال میں
ہیں بعض چیزیں عروج میں ہیں۔ میری عمر زوال
میں ہے مگر میری بیماری عروج میں ہے۔ کل سے
جو بیماری شروع ہوئی ہے۔ آج صبح بہت بڑھ
گئی ہے۔ مگر میں حسب عادت دعا منزل میں کر
لیٹ گیا۔ کھانا رات کو کھی نہیں کھایا تھا اور
آج دن کو کھی نہیں کھایا گاؤ زبان اور اسلو
خود کھا جو شانہ بہا۔

جمعہ کی نماز کے لئے نہ جاسکا آج حسب
عادت بخدی شدت کے سبب باغ عالمہ مسجد
میں نماز کے لئے نہیں گیا۔ لیکن بخاریہ عجمی
اسہال بھی جاری تھے۔ نماز کے بعد ہدایت
صاحب مندوڑی اور خورشید علی صاحب
دنیا ساز وغیرہ احباب مسجد سے آئے۔ اور
انہوں نے کہا۔ نماز سے پہلے اعلیٰ حضرت نے
تشریف لائے تھے آپ کو دریافت کیا۔ اور یہ
بھی فرمایا کہ عظیم الشان میں یہ مسجد میں نے بنوائی تھی
تو خواجہ صاحب دہلی سے اس میں پہلی نماز
پڑھتے آئے تھے۔ اور اب جب سے وہ حیدر آباد
میں آئے ہیں اسی مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ اس
کے بعد سادی کا بھی ذکر فرمایا۔ اور کوڑاں
صاحب کو حکم دیا کہ خواجہ صاحب کی کیفیت

معلوم کرے کہ وہ کیسے ہیں اور کپڑے نہیں لئے
میں نے خود احسین سے اپنی ساری کیفیت
لکھ کر خوشاقبال شاہ نقاشی کے ہاتھ لکھ
کرائی میں بھیج دی۔ دن بھر زمین پر لیٹا رہا تھا۔
سُام کو تعلیم پڑھی تو دعا منزل میں پلنگ
منگو الیا حلقہ علی صاحب اور خوشاقبال
نقاشی نے بدن علیہ عرض میں شدت ہوئی
تو بالافتہ پڑھا گیا۔ بڑی بیوقوف لکھنا لڑائی
بیاد کی بستر سے اٹھ کر دیکھے آئیں۔ چوٹی
بہو علی بالو نے سر میں تیل ملا۔ اور بہت خدمت
کی حسین نے کہا ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔ میں نے کہا
مجھے یونانی علاج کافی ہے۔

حکیم خسرو شاہ نقاشی نے آج صبح معمول
روشن دل حکیم خسرو شاہ نقاشی آئے تھے بغیر
دیکھی تھی۔ لور گاؤ زبان اور اسلو خود دوس کے
استعمال کی تائید کی تھی۔ اور قوت کے لئے جو آب
مہرہ لگا دیا تھا۔

بخار زادہ بڑا اور میں ہوش ہو گیا تو صبح
ایسی والدہ یعنی خواجہ بالو کو ڈیوڑھی سر آستانہ
بہادر سے موڑ میں سے لے کر آئے دوسری رات
میرے پلنگ کے پاس بھیج دیں سبجے ہوش
آنا تھا تو دلی کو یاد کرتا تھا۔ اور اپنی اماں کو
یاد کرتا تھا۔ جن کی قبر میری خواجگاہ کے سامنے
ہے۔ اور میں روزانہ اس کی زیارت کیا کرتا تھا۔
جمعہ کا کھانا آج بھی حسب معمول حکیم خسرو
نقاشی بہت سے مکلف کھانے لائے تھے۔ میں
نے کل سے کچھ نہیں کھایا ہے۔ مگر ان کے کھانوں
کی تفصیل پوچھی تاکہ محبت اور تعلق کی یادگار
میرے ذمہ نہ رہے۔

مہا گاندھی کا فیصلہ آج سے ۸ سال
پہلے ۱۹۲۱ء میں ہوئے ایک پمفلٹ شائع کیا تھا
میں کلام صدارت کا ترجمہ تھا جس میں جہاننا

گاندھی کا ایک تاثر شائع کیا تھا کہ جو جدر آباد
میں خلافت انجلی شیعہ شروع ہوا تو جس نے ہاتھ
گاندھی سے تارے کر پوچھا تھا۔ کہ حیدر آباد
اور دہلی ریاستوں میں۔ خلافت انجلی شیعہ
جائز ہے یا نہیں، اور مہا گاندھی نے جوابی
بند لکھ تارے کے جواب بھیجا تھا۔ کہ میری ریاستوں
میں نان کو اپریشن ناممکن العمل ہے۔ جب
تک دہلی ریاستوں کے باشندے ہی خود
اُس کی رہنمائی نہ کریں اور جو جدر آباد میں
باہر کے آدمی انجلی شیعہ کر رہے تھے۔ اس
واسطے میں سے لپٹ کر کئی رات اور حضرت مولانا
عبدلہادی صاحب کا ایک خط مہاتما جی کے
ٹھوکے ساتھ پمفلٹ خود میں شائع کیا تھا۔
اب اچھل حیدر آبادی دوستوں مجھ سے کہہ
کہ مہاتما گاندھی کا یہ تاثر۔ جمل شائع ہونے
کے قابل ہے کیونکہ اب بھی باہر سے آئے ہوئے
آدمی انجلی شیعہ کر رہے ہیں۔ ہندو مسلمان یکساں
پاؤں صیقلی رکھایا دغاوار ہے۔ اس لئے میں
لئے وہ پمفلٹ دو ہندو بھیجا دیا تھا۔ اور دوائے
قیمت فاکت کے مطابق کئی مٹی۔ آج خبر آئی کہ
وہ پمفلٹ آٹھ دن کے اندر تمام دکانوں فروخت
ہو گیا۔ اور ابھی باقی ہے۔ بچے اس خبر سے
بہت خوشی ہوئی۔

۳۵ ربیع ثانی ۵ راجح شنبہ حیدر آباد
لیجسلیٹو کالج میری بیماری بہت بڑھ چکی اور
بچڑوئی کی زبان میں اس چیز کو کہتے ہیں جو چٹ
ہائے تو پھیل چھوڑے۔ اور برسات کے
موسم میں کچھ بھی بہت۔ ستا پگرتی ہے۔ یہی
میری بیماری بچڑوئی کی ہے۔ مگر میں
بغیر خدا اس پر ہمتہ غالب رستا آیا ہوں
آج بھی جب کہ شاعر یہ شعر پڑھ رہے تھے
وہ صبح کو کرم پکھلیاں دھواں لکھنا بہت بڑھ چکی تھیں

میں بالافانے سے ڈگمگا تا ہوا۔ قدم قدم پر ٹھوکر
کھاتا اور سبھل سبھل کو پھٹا ہوا۔ سات ہزار
لوگوں کا منظر تھکتا۔ مہنڈیوں میں آکر ٹھہر گیا۔
اور تقریری کا کام لے دیا۔ ہدایت علی حاکم
مندرانی اور غرض اقبال شاہ نظامی اور
خواجہ راجہ کچھار پوری نظامی اور سید تیر نظامی
بیمار پرسی کے لئے آئے تھے۔

صرف دس منٹ کے لئے کم دن بھر دھا
منزل پر انیڈا رہا۔ پانچ وقت کے بعد۔ مونگ
کی دال کا چٹا پانی پیا۔ پان کھایا۔ بہت سے
خط لکھ لئے۔ قریب مغرب بالافانے پر جانے لگا
تو جگہ کے سبب چکر رہے تھے۔ دو قدم چلے
وہ بھر تھا کہ سکندر آباد کے سلطان آئے اور
انہوں نے کہا کہ آج رات کے جلسے میں آپ کا
بیان سب سے اول رکھا ہے۔ میرے لئے کہا ہے
تو یہ بھی امید نہیں ہے کہ میں یہ معین طے کر کے
بالافانے تک جا سکوں گا۔ سکندر آباد تک جانا
اور تقریر کرنا امر محال ہے۔ کہنے لگے صرف
دس منٹ کے لئے چھ چیلے۔ ورنہ لوگوں کو
بہت مایوسی ہوگی۔ سچے ان کے طرف درشت
کے نقطے بہت لطیف آیا۔ اور جی چاہا کہ انگریز
بن کر کہوں آئی کہین فوٹو۔ عاجز از معارف
کی مگر ان کا امر اسل سلسل جاری رہا۔

سید صیحا صاحب نے آج سکندر آباد طے نہ
سوا صیحا صاحب نے آئے تھے۔ جو اپنے
آپ کو سب موعود سمجھتے ہیں۔ بو حکیم علی حسین
صاحب بھی لئے آئے تھے۔ آج رات کو بھی
بجاریا۔ مگر صیحا صاحب کی شرابی کوٹھ اترنے
کے وقت۔ انگریزوں کی آکر تکی ہیں۔ رات بھر
بڑے خوب دیکھتا رہا جس سے اندازہ ہوا کہ
ابھی صاف نہیں ہوا ہے۔

دل و دھڑلے کے ساتھ شاہ رخ میں جہاں

میرے بچے رہتے ہیں۔ طاعون پھیل جانے کی
خبر سننے ہوئی ہے۔ اس واسطے آج غرض نہ لگائی
فاب سردار میروں نظامی کے ساتھ ان کا مکان
دیکھنے گیا۔ چار سو باجی گورے میں ہے خواجہ باز
محمدی ساتھ کی تھیں۔ ان کو اور مجھے مکان بہت
پسند آیا۔ نواب صاحب نے مکان اچھوٹا
میرے لئے خالی کر دیا ہے۔ بہت ہوارار
اور روشن مکان ہے۔ اور باغیچہ بہت اچھا
میں نے کہا میں اس مکان کو دس وار منزل کہتا
ہوں۔ راجہ بہادر کی لڑکیاں آج بد مغرب
مہاراجہ کرشن پرشاد کی لڑکیاں آچکی تھیں۔
۲۵ ربیع ثانی ۱۲۷۰ راجہ کیشنہ حیدر آباد
پہنچاں پتیاں چلوں گا۔ گھروں میں جب جاؤر
جزبانی جاتی ہے تو قوال آگے آگے کھاتے جاتے ہیں۔

پہنچاں پتیاں چلوں گی۔
مجھے آج رات کو بیماری کے سبب نیند نہیں
آئی تھی۔ اس لئے تین بجے اٹھ کے بیٹھ گیا۔
دو پانچ دن سے جو اور دانا غور رہے تھے
ان سب کو پورا کیا۔ اور پھر اندھیرے میں بالافانے
سے اتر آؤر ڈھانڈل بیٹھ گیا۔ مرض کا اثر بہت
لگا ہو گیا ہے۔ تھوڑی دیر چل قدمی کی اور عا
منزل میں صفائی کرائی۔

دیکھ لے حیدر آباد میں دیکھ بہت زیادہ
ہوئی ہے۔ کہ میں انھوں میں دیکھتا ہوں کہ
دیکھ ان کو ساگون کی الماری کے اندر بھی کھا
جاتی ہے۔ کل دیکھا تو اخباروں کے آٹھ فائل
کھائی۔ آج اس کی صفائی کرائی۔ ابراہیم
بولنگر رہے ہیں۔

میر غور شید علی میرے والد کے دوست
نواب حاجد یار جنگ بہادر مرحوم کے بڑے
فرزند میر غور شید علی صاحب اپنے گھوڑے
ظلم و جانح پر سوار ہو کر گئے آئے تھے۔

صدر اعظم کا خواب آج حیدر آباد
کے اخبار طبعی اکبر سنسی مولوی میر لائق علی
صاحب صدر اعظم کا ایک خواب طبع ہوا ہے جس
کی تحریر ہوم جی ہوئی ہے۔ شام کو صدر اعظم بہانہ
سے ریلوے میں اعلان کر لیا کہ جس طریقے سے یہ خواب طبع
کیا جائے وہ بہت نامناسب ہے۔ باوجود ضرورت کے اس بات
کی بجائے ادبی جی ہے۔

کچھ دن ہونے بلغ عام کی جامع مسجد میں اعظم
نے غم لائق علی کی نسبت مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ
ناراضی کے بہت پابند ہیں اور میں نے عرض کی تھی
بجا ارشاد ہوا۔ یہ اولیاء اللہ سے بھی بہت اعتقاد
رکھتے ہیں۔

ابھرا میں خواجہ چرچے کی نسبت یہ کہہ سکتا
ہوں کہ اخبار بعد کی اشاعت کا طریقہ درست
ہو یا نہ ہو مگر میر لائق علی کا مقبول بارگاہ رسالت
اس خواب سے ضرور ظاہر ہو گیا
اور یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ سلطنت
حیدر آباد پر دونوں جہاں کے
آقا حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی
خاص نظر شفقت ہے۔ کیونکہ
اس ملک کے بادشاہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے صہ اور عاشق دیرینہ
ہیں۔

زید کی بیماری نے ڈاکٹر ہی سے جڑائی کر
میرے تیسرے لڑکے زید پاشا کو بخار ہے اس
کو کئی دن سے بخار آ رہا ہے۔ طبیہ یا معلوم ہوتا
طا قاتی ہے۔ یہ صان علی صاحب عیسیٰ لکھنوی
اور مولوی بشیر محمد صاحب غیر خوانی اور مظہر
قلامی اور دوش دل غلام دستگیر تیغ بانغاں
دستورطامی باوجود ہدایت علی صاحب مندرانی۔

اور علی میاں نظامی ملے آئے تھے۔ پاشا قیام نظامی نے خط لکھ کر بہادر پوری کی سٹی میں توفانی کے سبب زیادہ کام نہ کر سکا کچھ تھوڑا سا تحریری کام کیا۔ مولوی تصدق حسین صاحب مالک دوکان احمد حسین جعفر علی تاجر کتب ملے آئے تھے جو میری کتابوں کی چھپائی کا انتظام کرتے ہیں۔

کالا بھٹرا اے حسین اور علی کے بچوں کا کالا ہوا کالا بھٹرا میرے بچوں کے گئے گوا دیتا ہے۔ آج صبح میں نے لہنا دیکھو میاں کالے بھڑے ہم بھی کالے تم بھی کالے پھر بشرات کیوں کرتے ہو۔

شیر محمد خاں نظامی آج شیر محمد خاں ذوق نظامی ملے آئے تھے۔ منادی کا چنڈہ دیا تھا اور کہتے تھے کہ آپ کے انگریزی اخبار بیگ مسلم کا ہڈا مکمل میرے پاس موجود ہے۔ میں نے کہا جیسے اُس کی بڑی ضرورت ہے۔

ادھر کی وال سے دو چپا تیاں صبح تھوڑا سلگو ملا پیا تھا۔ تین بجے ادھر کی وال سے در چپا تیاں کھائیں تھیں۔ بیماری ابھی دور نہیں ہوئی ہے۔ زکام کا اثر ابھی موجود ہے۔

۲۶ ربیع ثانی ۸ راج دو شنبہ حیدرآباد آرام محل محل میں ملے کھایا تھا۔ نواب سردار یار خاں نظامی کے مکان میں جانے والا ہوں اور اُس کا نام دلدار منزل تجویز کیا تھا۔ آج سب عورتیں اور بچے و بال میرے ساتھ بیچ گئے اور میں نے کہا دلدار تو بے نقط ہے مگر منزل میں دو نقطے ہیں۔ اس واسطے میں اس کا نام ”آرام محل“ تجویز کرتا ہوں۔

کل رات کو آرام کی نیند آتی تھی۔ اور اد بھی پڑھے تھے صبح جلدی دعا منزل میں گیا تھا۔ چل تدمی کی جی۔ ساڑھے ۱۲ بجے

تحریری کام کیا تھا۔ پھر منادی کی چھپائی دیکھ گیا تھا۔ اس کے بعد کچھ کو شاہ بیچ سے آرام محل میں لایا تھا۔

زید پاشا کو بخارا کی دُن سے زید پاشا کو بخارا ہے۔ آج زیادہ بڑھ گیا ہے جس میں بھی دیکھ گئے تھے۔ دو اٹس بھی ملے گئے تھے۔ میں شام تک دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ بعد میں

سر مباراج بہادر مہم کی صاحبزادی دُرائی نظامی کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں اُن کے شوہر نواب اسد اللہ خاں صاحب ملے دیکھ گیا تھا۔

اُن کے بھائی کے بچے کی بسم اللہ تھی۔ میرے پوتے بھی ساتھ گئے تھے۔ کھانا بھی دہریا کھایا ملاقاتی صبح روشن دل فیاض الدین نظامی بہزاد دکن اور منشی عبد القدیر صاحب ملے آئے

تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہ وجہ اللہ صاحب اسراوی اپنے صاحبزادے کو لے کر آئے اور کہا کہ مولوی فیاض الدین نظامی کے نام تعارف آ

اچھد کیجئے۔ میں نے کہا اب میں حیدرآباد میں کسی کو تعارف نامہ یا سفارش نامہ نہیں دیتا البتہ یہ صاحب جو میرے پاس بیٹھے ہیں ان سے کہا ہوں کہ تم کوئی بھی ہو مگر اس وقت

مولوی فیاض الدین بن جاؤ۔ اور شاہ صاحب کے بیٹے کا کام کر دو۔ بہزاد دکن خوب پہنچے اور انہوں نے دست بستہ ہو کر کہا ”مکرم کی تعمیل کی جائے گی۔ اور میں شاہ صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں فیاض الدین بن گیا۔

عازق نظامی شیر محمد خاں عازق نظامی میرے انگریزی اخبار بیگ مسلم کا قائل لائے تھے جو میرے ہاں آجکل باقی نہیں رہا ہے جیسے بہت خوشی ہوئی۔ دین و دنیا اسوہ حسنہ اور نظام المشائخ کے پرچے بھی لائے تھے۔

حیدر حسین صاحب نجی ساکن بنگلہ ملے آئے تھے۔ صاحب نندے کے ماہر ہیں۔ مجھ صاحب کے خیال سے اپنے حضرت پادائے شاعرانہ کیا تھا بیچ ٹنگ کے لال میری سیل لکڑیا دہریے۔ جن ٹن بنگلور کے امیر احمد صاحب بھی آئے تھے۔ جو اکثر آتے رہتے ہیں اور رسائل و دعوت وجود کی باتوں کا ذوق رکھتے ہیں۔ خوش اقبال نظامی بھی آئے تھے جنہوں نے آج سارا دن میرے بچوں کی تبدیلی مکان کے انتظام میں بیچ کیا تھا۔ پھر حسین نظامی بھی آئے تھے۔ جو روشن دل پاشا سلیم نظامی کے بڑے لڑکے ہیں کل میں نے پوچھا تھا۔ اماں سے زیادہ محبت ہے یا باپ سے۔ اور انہوں نے ہنس کر جواب دیا تھا۔ اماں سے۔ خواجہ راجہ کچھار بیڈی نظامی بھی آئے تھے۔ مولانا عرفانی کبیر بھی ملے آئے تھے۔ اور انہوں نے میری ابتدائی زندگی کے تذکرے سناے تھے۔ یہ قادیانی جماعت ہیں ہیں۔ مولوی محمد یعقوب علی نام ہے۔ الحکم کے ایڈیٹر تھے۔ اب حیدرآباد سے ایک اخبار وفادار جاری کیا ہے۔ انہوں نے ایسی بہت سی باتیں دلائی ہیں۔ جن کو میں بھول گیا تھا یہ مجھ کو چالیس برس سے زیادہ عرصے سے جانتے ہیں۔ ۲۷ ربیع ثانی ۹ راج دو شنبہ حیدرآباد کل رات کی دعوت محل رات کو خوش اقبال نظامی اور خواجہ راجہ کچھار بیڈی نظامی کے ساتھ نواب اسد اللہ خاں صاحب کے مکان پر دعوت میں گیا تھا۔ اُن کی بھوی فدا رت النساء سلیم نظامی سر مباراج بہادر کی بیٹی ہیں۔ اُن کے بھائی کے لڑکے کی سال گرہ تھی۔ ظہور علی قوال کا گانا بہت اچھا ہوا۔ اس کے بعد کھانا کھایا۔ بہت سے احباب کے علاوہ سید ابوسعید خاں صاحب نظامی ایڈیٹر دُرائی حیدرآباد دکن

وہاں ملے تھے وہ تجربہ کار اخبار نویس ہیں۔ بہت سنجیدہ اور ذی فہم معلوم ہوتے ہیں۔ پھر سالگرہ کی رسم میں شرکت کی۔ نواب اسد اللہ صاحب کے مرشد زادے جناب غلام خواجہ میر خٹیا رعلی خاں صاحب ابو العالی سجاد حسین درگاہ حضرت بندہ شاہ صاحب نے رسم ادا کی نواب اسد اللہ خاں صاحب نواب قوت جنگ بہادر خاں کے پوتے ہیں۔ اور درگاہ مددوح کے مٹوئی بھی ہیں۔ جن کا سرس بہت دھوم دہاں سے ہوتا ہے۔

زید پاشا کی بیماری نے کل سیری سب عورتیں اور بچے نواب سردار خاں نظامی کے آرام گل میں چلے گئے تھے۔ زید پاشا کو باغ دن سے بخار ہے وہ بھی اسی حالت میں گئے تھے۔ آج خیرائی کہ زید پاشا کی حالت بہت خراب ہے اس لئے شام کو کام سے فارغ ہو کر روشن دل ہزار دکن نظامی کے ساتھ پاشا کو دیکھنے گیا تھا حسین ڈاکٹر خاق شریف صاحب کو لیکر گئے تھے تکلیف بہت زیادہ تھی۔ جسم پر کچھ دانے بھی نظر آتے ہیں جو ممکن ہے چوپک کے اثر سے ہو۔ آج کا کام ہے چونکہ منادی کی روانگی قریب ہے اس واسطے آج منشی حفیظ اللہ خاں صاحب اور ہدایت علی خاں صاحب ہندوئی اور شیر محمد خاں صادق نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی نے مل جل کر پتوں کا انتظام کیا اور پیادوں پھیلا کر سویا۔

ناسوتی شاہ کی بیٹی نے آج صبح خواجہ راجہ طہصار پڑی نظامی کی موڑ میں ناموتی شاہ نظامی کی بیٹی کو دیکھنے گیا تھا وہ بہت بھاری ہیں۔ ان کو مرید بھی کیا اور دھائیں بھی دم نہیں۔ مولوی حبیب الدین صاحب نے برتی ٹکے کے افسر مولوی حبیب الدین صاحب کو دیکھنے گیا تھا

ہزار دکن ساتھ لے گئے تھے۔ ان کو قلبی حاضر ہے۔ میں نے دھائیں دم بھی لیں اور بڑھنے کو بھی بتائیں اور سلب مرض کا عمل بھی کیا۔ شفقت حسین خاں نے وہاں مجھ کو مولوی حبیب الدین صاحب کے ایک قرابت دار شفقت حسین خاں صاحب ملے جو کھنڈے میں رہتے ہیں۔ ان کی صورت دیکھتے ہی محسوس ہوا کہ ذاکر و شاعلی ہیں اور صاحب باطن ہیں۔ اشفاق حسین خاں نے شفقت حسین خاں صاحب کے فرزند اشفاق حسین خاں صاحب بھی ملے جو بمبئی اور پاکستان میں ہلاک سازی کا کام کرتے ہیں اور اس فن میں بڑے ماہر ہیں ان کا بہت کامیاب کارخانہ ہے۔ میں نے کہا حیدر آباد کو آپ کی بہت ضرورت ہے یہاں کوئی کارخانہ ہلاک سازی کا نہیں ہے۔ ماہی کباب نے آج سید سعید نظامی کی انگریز بیوی نفس بیگم نظامی نے انگریزی کھانے کی ایک ڈیش بھیجی ہے۔ سبز یوں کے علاوہ ماہی کباب بھی تھے۔ میں نے دیکھا کھانا نہیں کھایا یہی انگریزی کھانا کھایا اور بہت رغبت سے کھایا۔ مگر عجیبی چونکہ بہت خشک ہے اس واسطے رات کو نیند بہت کم آئی اور میں نے سمجھ لیا کہ گرم و خشک غذا اور زیادہ چکنی غذا سے خشکی بڑھتی ہے اور خشکی سے نیند اڑتی ہے بگھائے بیگن نے کل موتی بیگم مرزا نظامی نے مجھارے بیگن کا سالن بھیجا تھا۔ اور طہیدہ بھی بھیجا تھا۔ میں نے بیگن کے سالن کو حجب کر سات سلام کے کہو نہ بیگن بہت گرم ہیں اور بواسیر کے لئے مضر ہیں مگر طہیدہ خوب لگایا پیروں کو طہیدہ اور ریوڑیان لگائی ہیں اس واسطے درگاہوں میں یہ چیزیں بہت آتی ہیں مگر اب زمانہ بدل رہا ہے اب پیروں کے لئے

لمیر غریب بھیجے ہوئے تھے جس نے ان کے آگے سر چکایا اور کہا بیگم نام شکلات کے نہیں چھینیت صاحبزادہ جلا کے آگے چکھتا ہوں۔

پوریان آئیں گی دہی بڑے آئیں گے سوکھے پانی آئے گا۔ دل پیچھے گیا ہے آج رات کو میں نے دہلی کے روزانہ اخبار وطن میں یہ خبر پڑی کہ دہلی میں چار جگہ چار شہر آباد کئے جائیں گے ایک شیخ سرائے میں دوسرا مہرولی میں تیسرا کالکاجی میں چوتھا تعلق آباد میں۔

سچے یہ خبر پڑ کر ایسا صدمہ ہوا گویا مجھ پر آسمان ٹوٹ پڑا اور میں نے فوراً پینٹ جواہر لال نہرو کو خط لکھا کہ چونکہ آپ کی حکومت نے شتر مارچ تک ان شہروں کی تعمیر کی نسبت پہلے رائے معلوم کرنے کا اعلان کیا ہے اس واسطے لکھتا ہوں کہ چار شہر نہ بنائے جائیں۔ ایک شہر بنایا جائے جو تعلق آباد سے شروع ہو اور تعلق آباد کے جنوب تک ایک بڑا علاقہ اس میں شامل کر دیا جائے۔ کیونکہ مہرولی اور شیخ سرائے اور کالکاجی کے مندر کے احراف میں قدیمی بادشاہوں کے آثار قدیمہ ہیں لکھو گا ہیں۔ اور مسجدیں ہیں اور ان کو شہروں کی تعمیر سے نقصان پہنچاؤ آپ کی حکومت تمام دنیا میں بدنام ہو جائیگی اور آپ کی مسلمان رعایا کو بھی رنج ہوگا اور پاکستان کے مسلمان بھی ہمیشہ ناراض رہیں گے۔ حضرت خواجہ قطب صاحب کا عرس آج اجیر شریف سے حضرت مولانا سید عبدالباری صاحب معنی کا طویل خط آیا تھا جس میں انہوں نے حضرت خواجہ قطب صاحب کے سالانہ عرس کا حال تفصیل سے لکھا تھا۔ جس میں صاحب کا مذہبی بھی شریک ہوئے تھے۔ سید عبدالواحد صاحب نے درگاہ حضرت اجیر شریف کے صاحبزادے سید عبدالواحد صاحب حیدر آباد میں ناظم شکلات تھے برسوں شام کو پاکستان چائے میں بھی دہلی پر بھیجے گئے تھا۔ حیدر آباد سے ہزار

حیدر آبادی تجارتی خبریں

حدیث کی پیشگوئیاں
اس کتاب میں صحاح ستہ کی ان
کتاؤں کا ترجمہ درج کیا گیا ہے جس میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر زمانے کے آنے والے
اقتضیات کی خبریں دی ہیں۔ آج کل کے زمانے
میں اس کتاب کا پڑھنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے
قیمت آٹھ آنے

ظہور امام مہدی
اس کتاب میں تورات، انجیل اور پاپیلا
مذہب کی کتاب اور ہندوؤں کی مذہبی کتاب سے
حضرت امام مہدی کے ظاہر ہونے کی پیشگوئیاں
درج کی گئی ہیں اور حضرت شافعیہ بنت اسماعیل
کے سب معتبر اور مستند قدیمی قصیدے بھی درج
کئے گئے ہیں اور حیدر آباد کی ایک ہمسالہ قدیمی نظم
بھی درج کی گئی ہے قیمت دو آنے یہ پرائی
چھپی ہوئی کتاب ہے

پانی پت کی آخری لڑائی
دوسو برس پہلے ہندوستان کی کدھی لٹ
تھی جو آج کل ہے اور پانی پت کے میدان میں
احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کی پانی پت کے
میدان میں ایک خونریز جنگ ہوئی تھی جس میں
تین لاکھ ہندو فوج تھی اور ایک بڑا توپ خانہ
تھا اور مسلمان صرف پچیس ہزار تھے۔ اس لڑائی
کا چشم دید تاریخی بیان کتاب عمار السعادت سے
خواجہ حسن نظامی نے ترجمہ کر کے شائع کیا ہے
تاریخ رسول

یہ کتاب پہلے سیرت نبوی کے نام سے
شائع ہوئی تھی۔ کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اب
پانچواں ایڈیشن حیدر آباد سے شائع ہوا ہے اور
تاریخ رسول نام رکھا گیا ہے۔ قیمت دو روپے

درس مادری
یہ بچوں کا قاعدہ ہے جو پہلے کئی بار چھپ
چھپ چکا ہے اب حیدر آباد میں چھپوایا گیا ہے
قیمت چار آنے
راجگمار ہر دیو کار و زنا مچے
یہ مہذنا مچے خواجہ صاحب کی مشہور و
مقبول کتاب نظامی بنسری میں بھی شائع ہوا
تھا اب الگ کتاب کی صورت میں شائع کیا گیا
ہے۔ قیمت دو روپے

استان پاکستان
اس کتاب میں غازی محمد بن قاسم فاتح سندھ
و پنجاب و کشمیر کے باقیہ حالات میں قیمت چار آنے
تاریخ انقلاب دہلی کے بارہ حصے
قیمت پندرہ روپے
فاسفورس کاتیل

یہ مشہور کاتیل جو تھنی کا بنا جواب نایاب ہوتا
ہے کہ چونکہ سولے ترک کمپنی جو تھنی کے دیکھ کے
لک میں نہیں ہی سکتا تھا اسباب ترک کمپنی نے
بھی بنا چھوڑ دیا ہے۔ گوشت تر جنگ یوہپ سے
پہلے خواجہ حسن نظامی نے ایک بڑا ذخیرہ منگایا
تھا اب اسی کا بقیہ فروخت ہوتا رہا ہے اور ذخیرہ
ختم ہو جانے کے بعد دنیا میں نایاب ہو جائیگا۔
بیت دھانی اونس کی تیری شیئی قسم خاص الخاص
پانچ روپے۔ ڈیڑھ اونس کی شیئی تیری روپے خاص الخاص
ایک اونس کی شیئی قسم خاص الخاص ایک روپیہ یا دو آنے
لئے کا پتہ۔ سید عبدالزاق کیسٹ پتھر گڑھی باغ پڑا
اور ٹی سند کیٹ بازار الار جنگ اور دفتر انجیل
صنادی ہادی منزل باغ عام روڈ
ضروری اطلاع

چونکہ حیدر آباد میں کتاؤں اور دو آؤں کا بہت

مقررہ اشک ہے اس واسطے حیدر آباد کے باہر والے
خریدار دفتر انجیل ارماندی ٹاکنانہ جنگ پورہ دہلی کے
پتے پر درخواست بھیجیں۔ حیدر آباد سے منگائیں۔
ماڈرن میچ ورکس
حیدر آباد ٹریڈ کرا ایک مشہور و مقبول
کارخانہ جہاں پورہ دہلی منگاسے زیادہ اچھی قسم
کی "دیاسلاتیاں" تیار ہوتی ہیں۔ یہ کارخانہ لالہ گوڑا
سکندر آباد میں ہے

جیسی حلوائی
منظم چابی مالکیت میں روشنی محمد یحیٰ علی
کاکی شاہ نظامی ایک ایسے حلوائی ہیں جن کو سلطان کن
نے "جیسی حلوائی" کا لقب عطا فرمایا ہے۔ اس کان
کی مٹائیں تمام حیدر آباد میں مشہور و مقبول ہیں۔

دکن سیکری
منظم چابی مالکیت میں دکن سیکری ہر قسم کی ڈبیاں
اور بسکٹ تیار کرتی ہے۔

حبیب برف لیونیڈ
بازار افضل گنج میں حبیب برف لیونیڈ
کی دکان پر ہر قسم کے مشروبات ملتے ہیں

آہن فروکش
محمد حبیب الغفری کامل الیقین نظامی بازار
افضل گنج میں ہر قسم کا آہنی سامان فروخت کتے ہیں
چھالیہ فروکش
بازار افضل گنج میں محمد امجد غوری صاحب کی
دکان پر ہر قسم کی چھالیہ فروخت ہوتی ہے۔

فی سند کیٹ
بازار الار جنگ میں ہر قسم کی فی سند کیٹ سے ملتی ہے
سید عبدالزاق محمدی
حیدر آباد کے سب سے بڑے مٹھے خانہ سید
محمد عبدالزاق محمدی بازار پتھر گڑھی باغ میں ہیں۔

۱۳۴۱/۱۹/۱۳

رجسٹرڈ نمبر آئینیہ ۳۱۷

کل اقوام اسلام عرب ترک افغانستان ایران چین جاپان برما - انڈونیشیہ

ہندوستان - پاکستان - بنگلہ دیش - ملائیشیا

ہفت روزہ اخبار

رسائل
نمبر ۳

مَنَادِی

یہ اخبار ستمبر ۱۹۲۶ء سے جاری ہے

سالانہ پانچ روپے شمس محل، خراج حسن نظامی دہلوی کی اُردو مجلس حیدر آباد دکن سے شائع کرتی ہے

قلم کار - خراج حسن نظامی | ۲۲ مئی ۱۹۲۶ء تک | ۳۵۷ نمبر | ۱۹۲۶ء | مالک بیرون لالہ دس سنگھ

اللہ مالک الملک سے دعا

یا اللہ تو ہی ملک کا اصلی مالک ہے، تجھ ہی سے یہ عاجزانہ دعا ہے کہ
دنیا کے ہر ملک کے بندوں کو خزانہ غیب سے امن اور صلح کی دولت عطا فرما
اور فلسطین اور ہندوستان اور پاکستان اور حیدر آباد کے باشندوں کو بھی
شیطانی اور فساد سے محفوظ رکھ۔

آمین اے قبول کر نیوالے ہر دعا کو قبولیت کا شرف عطا کر

محسن نظامی دہلوی

منادی کی اشاعت میں مشکلات



ناظرین منادی کو معلوم ہے کہ آج کل انقلاب کے سبب اخباروں کی اشاعت میں بہت دشواریاں پیدا ہو گئی ہیں خالص کر مجھے بہت مشکلات کا سامنا ہے کہ پریس میں ہوں اور آنکھوں سے معدوموں اور منادی کا عمل یہاں موجود نہیں ہے اور لکھنے والے کاتب بھی نہیں ملتے اس لئے اگست اور ستمبر کا روزنامہ حیدرآباد کے رسالے تجارتی دنیا میں شائع ہوا تھا اور اکتوبر نومبر دسمبر جنوری۔ فروری کا روزنامہ مارچ میں شائع ہوا۔ اور بقیہ روزنامہ اپریل میں شائع ہوا اب اپریل کا روزنامہ جون میں شائع کیا جاتا ہے۔ خدا نے چاہا بقیہ روزنامہ بھی جلد شائع ہو جائیگا۔

حسنِ ظہا می دہلوی

خواجہ حسن نظامی کو بھپائی دی جاے

۱۱۔ مئی ۱۹۴۷ء کو مولانا احمد سعید صاحب رکن جمعیت علماء دہلی نے مسلمانوں کے ایک بڑے جلسے میں تقریر کی اور کہا کہ خواجہ حسن نظامی دہلی سے بہاگ کر حیدر آباد میں جا کر روپوش ہو گئے ہیں اور حیدر آباد کو ہند یونین سے لڑانا چاہتے ہیں جس طرح ۱۸۵۷ء میں پیر زادے سید حسن عسکری نے بہادر شاہ کو انگریزوں سے لڑا کر مسلمانوں کو تباہ و برباد کیا تھا اسی طرح حسن نظامی حیدر آباد سے جنگ کر کر ساڑھے چار کروڑ مسلمانان ہند یونین کو برباد کرنا چاہتے ہیں لہذا ہند یونین کو حسن نظامی کو گرفتار کر کے پہانسی دینی چاہئے جس طرح انگریزوں نے سید حسن عسکری کو گنگوہ سے گرفتار کر کے پہانسی دی تھی۔

اس تقریر کے بعد دہلی کے اخبار بندے ماترم، دیوبھارت، ملاپ، پرتاب اور تیج وغیرہ اخباروں نے میرے خلاف مضامین شائع کئے جن میں لکھا کہ خواجہ حسن نظامی نے ہند یونین کے ساڑھے چار کروڑ مسلمانوں کو حکم دیدیا ہے کہ وہ حیدر آباد کی حمایت میں ہند یونین کے خلاف بغاوت کر دیں اور خواجہ حسن نظامی کے مرید مجذوبوں کی شکل میں تمام ملک میں پھیل گئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی ان اخباروں نے لکھا کہ خواجہ حسن نظامی سید قاسم رضا کے رضا کاروں کے مددگار ہیں اور ان کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور ہند یونین کے خلاف تقریریں کرتے ہیں جب اخباروں کے کمنٹس میرے پاس آئے تو میں نے مذکورہ اخباروں کو لکھا کہ میں ہند یونین کا رد فادار ہوں اور حیدر آباد کے سیاسی معاملات میں میرا دخل نہیں ہے نہ میں سید قاسم رضوی صاحب کے رضا کاروں میں شریک ہوں۔

اس پر اخبار تیج دہلی نے لکھا کہ اخبار منادی کے مورورق پر لکھا ہے کہ کل عالم میں حیدر آبادی آزادی کی نوا دینے والا منادی ہے۔ اور تیج نے یہ بھی لکھا کہ منادی میں کئی جگہ نظام کو حیدر آباد کا خود مختار بادشاہ اور مجلس اتحاد المسلمین کو حیدر آباد کے باشندوں کی نمائندہ جماعت قرار دیکر ان کی تعریف کی ہے۔ اور خواجہ صاحب حیدر آبادی غنڈوں کے سرغنہ رضوی کو مجاہد اعظم قرار دے رہے ہیں۔ وہ رضا کاروں کے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں اور انکی سرگرمیوں کی تعریف کرتے ہیں لہذا ہم چاہتے ہیں کہ دہلی میں انکی جائیداد سرکاری انسر کے قبضہ لے لی جائے۔ اور انکی سرگرمیوں کی کوڑی لگائی کی جائے۔ چنانچہ اسمیں کو دہلی کی پولس نے خواجہ حسن نظامی کے مکانات کی تلاشی لی۔ اور کہا کہ یہاں ہتیار ہیں اور ناجائز پروگنڈے کے کاغذات ہیں۔ مگر تلاش میں کوئی چیز نہیں ملی۔

چونکہ میں حیدر آباد لگاسی سیاسی پارٹی میں شریک نہیں ہوں نہ میں نے کبھی اعلیٰ حضرت حضور نظام یا انکی حکومت کے کسی افسر سے ہند یونین کے کسی معاملے کی نسبت کوئی بات کی اور مجھے درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی سلامتی اور حفاظت کے لئے ضرورت معلوم ہوئی کہ میں مولانا احمد سعید صاحب اور اخباروں کی غلط بیانیوں کی حقیقت ظاہر کروں اس لئے میں نے اخباروں کو اور حکومت کو اصل کیفیت لکھ کر بھیجی۔ اب ناظرین منادوں کی اطلاع کے لئے اس بڑی خبر کا خلاصہ درج کرتا ہوں تاکہ میرے وہ مرید جو تمام

ہندوین کے شہروں اور قصبوں اور دیہات میں ہیں ان غلط بیانیوں سے کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ میری پوری زندگی سیاست سے الگ رہی ہے البتہ بحیثیت مسلمان کے میں نے مسلم لیگ اور حیدرآباد کی حمایت میں ہمیشہ منادی اور دوسرے اخباروں میں لکھا ہے۔ لیکن اسکے ساتھ ہی جو بات مسلم لیگ کی اصلاح کی معلوم ہوئی اس کی نسبت بھی میں نے آزادی سے لکھا۔

منادی کے جو پرچے حیدرآباد سے شائع ہوئے ہیں ان میں کوئی بات ہندوین کے خلاف نہیں ہے۔ یہ اعتراض بھی دہلی میں کیا گیا ہے کہ خواجہ حسن نظامی نے اپنے لڑکوں کو رضا کاروں میں شریک کیا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے روزنامے میں لکھا تھا کہ میں اپنے لڑکوں کو رضا کاروں میں شریک کرنا چاہتا ہوں مگر لڑکوں کے بیمار ہو جانے کے سبب میں ایسا نہ کر سکا۔

بہر حال ہندوین اور وہاں کے اخبار جانتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں اور مجھے بحیثیت مسلمان کے پاکستان اور حیدرآباد سے ہمدردی ہے لیکن حدیث شریف کے حکم کی بموجب میں دہلی کی حکومت سے بغاوت نہیں کر سکتا جس میں ارشاد ہے کہ اپنے ہر حاکم کی اطاعت کرو۔ اور مجھے دہلی کی درگا ہوں اور مسجدوں کی مخالفت کے لئے ہندوین سے وفاداری کا اعلان ضروری معلوم ہوا۔ خاص کر ایسی حالت میں کہ مولانا احمد سعید صاحب نے مجھ پر ہندوین سے بغاوت کا الزام لگایا تھا۔

پس منادی کے ناظرین اور میرے مرید مخالف اخباروں اور مخالف مسلمانوں کی تحریروں اور تقریروں سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔ اور خدا سے امن کی دعا مانگیں۔

حسن نظامی دہلوی

اپنا پتہ لکھئے

چونکہ اخبار منادی کا عملہ دہلی میں ہے اور رجسٹر بھی دہلی میں ہیں اس لئے جو اخبار یہاں سے شائع ہوتے ہیں اکثر واپس آجاتے ہیں۔ لہذا خریدار صاحبان اپنا موجودہ پتہ صاف لکھیں اور منادی کا چندہ بھی حیدرآباد میں بھیج دیں ورنہ آئندہ پرچہ ان کے نام نہیں آئیگا۔

حسن نظامی دہلوی۔ معیم حیدرآباد دکن

مجیدی حلوائی

معظم جاہی مارکٹ کے قریب مجیدی حلوائی حیدرآباد کے بہت مشہور حلوائی ہیں

۲۰ ریز شانی مارچ چہا شہزیدہ زاد

والہ آرمی تکلیف

میں نے بیوی دل آرا بانو کو نکیم محمود علی صاحب نائب ناظم محکمہ طبابت لیونانی کی دوا سے بالکل آرام ہو گیا تھا۔ مگر کل سے پھر تکلیف شروع ہوئی اور کل دن بھر اور رات بھر تکلیف رہی۔

گکاؤ زبان

میں نے آٹھ صبح ناشتہ نہیں کیا۔ گکاؤ زبان کا جوش نہ پایا۔

تیغ باز خان

روشن دل غلام دستگیر تیغ باز خان رہبر ہندو میسوریت لے آئے تھے اور بہت دیر تک باتیں کی تھیں۔ ان کی ذہانت اور ان کا دینی جوش اور ان کی سمجھ اور ملکی حالات پر گہری نظر ایسی چیزیں ہیں کہ میں ان کو غیر معمولی اہمیت دیتا ہوں۔ ہدایت ملی خان صاحب مندوڑی بھی لے تھے اور ایک صاحب کی کچھ کتابیں بھی لائے تھے۔ میں نے ان کتابوں کا بڑا احسن خرید لیا۔

سیار اہل

خوبہ بانو کے بھائی سید ابن عربی آئی بنگلہ سے آئے ہیں۔ جہاں وہ آئے ہیں وہاں سید شریف اور میر نرگس صاحب کی قیادت میں

کرتے ہیں۔

خطک چوٹ خشک دوشک پورستہ از بجای آید این آواز دوست

زید پاشا کی بیمار پرسی

شاہ کو فیاض الدین نظامی کی موٹر میں ان کے ساتھ آرام محل میں اپنے لڑکے زید پاشا کو دیکھنے گیا تھا اب اس کے بخار میں کمی ہے۔

دوکان کا افتتاح

آج علی میاں نظامی کی دوکان پر گیا تھا جو میر جہاگیر علی نظامی کے صاحبزادے نے ابھی بنوائی ہے اور اس میں علی میاں نظامی اور غلام محمد نے ریڈیو اور بجلی وغیرہ کا سامان بھی سجایا ہے۔ میں نے دوکان کا افتتاح کیا۔ مغرب کی نماز وہیں پڑھی اور کھیر مٹھائی پر نیاز دی اور دوکان کی ترقی کے لئے دعا مانگی۔ مسٹر گوپال اور ایک مسلمان بھی والے اور دوسرے چند اصحاب بھی وہاں جمع تھے۔ نماز کے بعد زمانے میں باکر غلام محمد کی بیوی کو مرید کیا۔

پولس کشنر بمبئی کی اطلاع

میں نے پچھلے روز پچھلے جیدر آباد پولس کے ایک سپاہی نے انگریزی میں لکھا ہوا ایک پرچہ دیا کہ بمبئی کے پولس کشنر وہاں سے نہ دیاتے اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ چونکہ انگریزی جڑیخہ والا کوئی نہ جانتا

اور واسطے مجھ بہت جبرت ہوئی کہ پولس کشنر بمبئی مجھ سے کیوں ملے آئے ہیں۔ دو بجے حین باہر سے آئے

تو میں نے وہ پرچہ دکھا با معلوم ہوا کہ "مسٹر دیوندر" سابق ڈپٹی کمشنر دہلی و کلکتہ اگر ہکا پرچہ نکھا اور چونکہ وہ "مسٹر والش" انسپکٹر جنرل پولس جیدر آباد کے ہاں مہمان ہیں اس واسطے رچا ہی لے ان کو بمبئی لپٹا کر کشنر سمجھ لیا تھا اور میں نے اس سے کہہ دیا تھا کہ اپنے صاحب سے کہہ دینا کہ مجھے تین بجے فرصت ہوئی وہ تین بجے آئے ہیں۔ تھیں تین بجے مسٹر دیوندر میرے پاس آئے اور انھوں نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا چونکہ وہ عربی فارسی کے بڑے ماہر ہیں۔ فارسی زبان میں تقریریں کرتے ہیں اور فارسی اشعار پڑھتے ہیں ایران میں رہ رہ چکے ہیں اس لئے میں نے کہا۔ "نمی شود" مصافحہ نہیں ہو سکتا میں تو تم کو نکلے لگاؤں گا دن بھر اور مجھ سے گلے لے۔ کئی سال کے بعد ملے تھے مجھے ان کی محبتیں اور علم دوستیاں یاد آئیں اور ابھی یاد آیا کہ انھوں نے ہڈی گالیہ پر دہلی میں ایک اردو سومانٹی جاتی تھی جہاں ہندوؤں دن دہلی کے سب ہندوؤں کے اہل علم جمع ہو کر مٹھائے پڑتے تھے اور میں بلاناخہ ہر جیسے میں جا کر ایک نیا سمانٹی لٹھا کرتا تھا۔ اس نیا سمانٹی سے میرا دل بہتا

اور میں نے دلی کی یاد سے متیاب ہو کر کہا ”مسٹر ایونز تمہاری انگریز قوم نے ہم بے گناہوں پر بڑا ظلم کیا۔“ وہ میری صورت دیکھنے لگے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں نے کہا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ میری ساری زندگی علمی اور درویشانہ زندگی رہی ہے پھر بھی میں اور میرے سب علمی ساتھی دہلی سے جلا وطن ہونے پر مجبور ہوئے اور ہم سب کی علمی زندگی کے سرمائے برباد ہو گئے۔ اگر آپ کی قوم ہندوستان چھوڑنے میں اتنی جلدی نہ کرتی تو اس مصیبت میں ہم کیوں مبتلا ہوتے۔

مسٹر ایونز آج کل بمبئی کے انگریزی سفارت خانے میں افسر ہیں۔ اور اپریل کے پہلے ہفتہ میں اپنے ہاتھ کا اپریشن کرانے کے لئے لندن جانے والے ہیں۔ میں نے کہا میں اپنے پیارے علمی بھائی کو وطن جانے سے پہلے بمبئی میں دیکھنے آؤں گا۔ پرانی اردو بولوں تو یوں کہوں کہ آپ کی مشالعت کرنے آؤں گا۔ مگر میں انگریزی اردو بولتا ہوں۔ انگریزی میں مشالعت کو ”سی آف“ کہنا کہتے ہیں اور سمندر کو انگریزی میں ”سی“ کہتے ہیں اور آپ دریائی جہاز میں جائیں گے اس واسطے میں انگریزی محاورے کے موافق کہتا ہوں کہ میں آپ کو دیکھنے آؤں گا۔

اس کے بعد ان سے ایک گھنٹہ تک موجودہ اور آئندہ حالات کی نسبت باتیں ہوئیں۔ میں نے ان کو بتایا کہ آئندہ ہندوستان میں کیا ہوگا۔ اور انگلستان میں کیا ہوگا اور دنیا میں کیا ہوگا۔ ملاقات کے وقت یہ سے لڑکے حسین بھی موجود تھے۔

۲۹ ربیع الثانی ۱۱۰۱ ھ تاریخ پختہ حیدر آباد

دہلی سے خط نہیں آیا
آج آٹھ دن ہو گئے دہلی سے کوئی خط نہیں آیا۔ البتہ روزنامے کی کاپیاں آئیں جن کی آج میں نے صحت کی۔ اکیس صفحات درست تھے۔

نیٹاز

آج عبدالرزاق نظامی کے مکان پر حسن البوطالب اور مہدی اور سلمان اور ولی کے ساتھ گیا تھا جہاں حضرت محبوب سبحانی اور حضرت محبوب الہی کی نیاز تھی۔ اور کھانا بھی وہیں کھایا تھا۔ محمد غوث قوال کا کھانا بھی سنا تھا۔ فخر شاہ نظامی اور کاکی شاہ نظامی بھی ملے تھے۔ کھانے کئی قسم کے تھے اور بہت لذیذ تھے۔ کاکی شاہ کی دوکان کی خواجہ پسند کباب جانیں بھی تھیں۔

ملاقاتی

حضرت نیازی شاہ صاحب اور ہدایت علی خان صاحب مندوڑی

اور نوش اقبال شاہ نظامی ملے گئے تھے۔ اور ناسوتی شاہ نظامی اور جنار دھن صاحب بھی ملے آئے تھے صبح خواجہ راجہ لچھاری نظامی کے ساتھ ناسوتی شاہ نظامی کی بیمار لڑکی کو دیکھنے گیا تھا۔ اور دعا لیں دم کی تحفہ خدا کے فضل سے بخار نارمل ہو گیا ہے۔

محمد حنیف صاحب انجینئر

کل کی تاریخ میں لکھنا بھول گیا کہ میرے مختص دوست محمد حنیف صاحب انجینئر دوست نظامی دہلی بھی ملے آئے تھے وہ آج کل مدراس میں سپرنٹنڈنٹ انجینئر ہیں۔ اور حیدر آباد بھی ان کے حلقہ اثر میں ہے۔ ان کے بیوی بچے مدراس میں ہیں۔

اٹھارہ سالہ جوان شہید ہو گیا
میں نے پوچھا تمہاری بیوی کے بھائی امیر علی نظامی انجینئر کلکتہ کا سہارن پور سے قتل عام کے وقت دہلی میں ٹیلیفون آیا تھا۔ اور میں نے ان سے کہا تھا کہ تم میرے پاس آ جاؤ۔ مگر وہ آئے نہ ان کی کوئی اطلاع آئی حنیف صاحب نے بتایا وہ سہارن پور سے لاہور چلے گئے تھے۔ امرتسر پر ان کی ریل پر حملہ ہوا جس میں ان کا اٹھارہ سالہ جوان لڑکا شہید ہو گیا اور بھی بہت سے

مسلمان زخمی اور شہید ہوئے۔ مجھے
یہ سنکر بہت صدمہ ہوا۔ امیر علی نظامی
کے والد مرحوم میرے دوست تھے۔
اور یہ سب کچھ مجھے اپنی اولاد کا طبع
عزیز ہیں۔

دلی کا تار

آج رات کو نعیم صاحب کا تار
آیا تھا میری خیریت دریافت کی تھی
لیکن آج آٹھ دن سے دہلی کا کوئی
خط نہیں آیا۔

بیگم صاحبہ

آجے نواب نامہ دار النبی بیگم صاحبہ
ایوان امیر پانچ گاہ نواب ظفر جنگ
بہادر سے ملنے آئیں تھیں۔ وہ بڑی
دانشمند اور پرانے زمانے کی کارفرما
خواتین کی اعلیٰ شان رکھتی ہیں۔

۱۳ ربیع ثانی ۱۲ مارچ جمود حیدر آباد

زید پاشا کی بیماری

میرے بیوی بچے نواب سردار یار
خان نظامی کے آرام محل میں ہیں جو
ہادی منزل سے ڈھائی میل دور ہے
آج بھی خواجہ بانو کا خط آیا تھا کہ
زید پاشا کا بخار کم ہو گیا ہے مگر
گمزدگی اور غفلت زیادہ ہے۔

بنت ناسوتی شاہ

میرے خواجہ راجہ پھاریڈی نظامی
کے ساتھ ناسوتی شاہ نظامی کی

لڑکی کو دیکھنے گیا تھا اور سلبہ مرض
کیا تھا اور دعائیں دم کیں تھیں۔

حکیم خسرو شاہ نظامی

آج پنج جمود کا سلام کرنے کے لئے
حسب معمول حکیم خسرو شاہ نظامی
ملنے آئے تھے اور اپنے والد القمان ملک
حکیم نابینا صاحب کی سالانہ نیاز کا
بلاوا دیا تھا۔ جو آج شام کو ان کے
مکان پر ہوگی۔

بیگم رحمان

چونکہ آج ڈرمیور کو علیحدہ کر دیا تھا
اس واسطے اپنے گھر کے خواجہ حسین
نظامی کی ڈرمیوری میں بیگم صاحبہ کیل
رحمان صاحبہ سے ان کے مکان پر
ملنے گیا تھا وہاں کرنل صاحب بھی
ملے تھے بیگم صاحبہ بھی ملیں تھیں اور
کرنل صاحب کے چھوٹے صاحبزادے
غداوار رحمان صاحب بھی ملے تھے جو
دہلی کے فارن آفس میں ایک آفیسر ہیں۔
میں نے کہا تمہارے نام کا ترجمہ خدا
کی دین ہے۔ مسطور اللہ ان کے
چہرے سے آثار جہاں بانی و اقبال
مندی ہو رہا ہے۔ اس واسطے میں
نے ان کے نام کا ترجمہ سنایا تھا تاکہ
جب وہ چیزیں ظاہر ہوں جو آج
میں نے ان کی پیشانی پر دیکھیں تو
ان کو یاد آجائے کہ یہ سب خدا کی
دین ہے۔

پھل اور مٹھائی

ہدایت علی خان صاحب مندوڑی
گلاب جامین اور سنترے (کنوے)
اور موسمی اور کیلے لائے تھے۔ غلام
دستگیر تیغ باز خان نظامی ایک قلمی
نا تمام کتاب اور ایک مطبوعہ کتاب
اخلاق ناصری نذر لائے تھے۔
شیر محمد خان حاذق نظامی اپنے کلام
کا مجموعہ گلدستہ حاذق بھی لائے
تھے۔

مولانا ہادی شاہ نظامی

آج صبح بنگلور سے مولانا عبد اللہ
سیفی ہادی شاہ نظامی اور قمبر احمد
نظامی آئے ہیں۔ ان کے ساتھ باغ
عام کی مسجد میں جنو کی نماز پڑھنے
گیا تھا۔ حرمہ ول نماز سے بیس
منٹ پہلے علیحضرت تشریف لے گئے۔
اور گدشدہ جمود کی غیر حاضری کی
وجہ دریافت کر کے بیماری کی تفصیل
پوچھی۔ اس کے بعد ان غور توں کا
ذکر فرمایا جو آج کل کے ہنگاموں
میں لوگوں نے بھگائی ہیں۔ ارشد
ہو کہ جن لوگوں نے یہ بھی ایسا برا
کام کیا خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان
ہوں یا سکھ ہوں سب قابلِ ملامت
ہیں۔ کمزور اور بے زبان غورتوں پر
یہ زیادتی بڑی افسوسناک ہے۔
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ علیحضرت کا
دل ان کی ہمدردی اور رحمتی کا
ایک سمندر ہے۔ صدر اعظم بہادر
اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر
اور نواب دین یا جنگ بہادر
اور نواب رحمت یار جنگ بہادر

کو بھی ہنگامی کاشف عطا ہوا لیکن سب سے زیادہ مولانا مفتی عبدالغفور صاحب بدایونی سے مخاطب ہے۔

خطوط کے جواب

بیماری کے زمانے میں جن ضروری خطوط کا جواب نہ لکھ سکا تھا آج ان کے بڑے حق سے اس کا جواب لکھوا کر بھیج دیا۔

چاند دیکھا

آج شام کو دما منزل میں جاداول کا چاند دیکھا۔ خوش اقبال شاہ نظامی اور ہادی شاہ نظامی اور فیض محمد خان نے چاند کی مبارک باد دی۔ اور میں نے بھی ان سب کو دعائیں دیں۔

مولانا سید عبد المجید صاحب

بند مغرب مولانا سید عبد المجید صاحب شتتم مدرسہ نعمانیہ دہلی ملنے آئے تھے جو آج کل حیدر آباد میں بحیثیت مہاجر کے مقیم ہیں۔

حکیم علی حسین صاحب

آج حیدر آباد کے نامور طبیب حکیم علی حسین صاحب ملنے آئے تھے اور میرے لئے اپنے باغ کا ایک بڑا پیتھ بھی لائے تھے اور بچھے پیٹھ کے طبعی اوصاف بھی سنائے تھے۔ اور اپنی بنائی ہوئی گزرتیاں بھی لائے تھے۔

مولانا حق باز خان

آج مغرب کی نماز مولانا ہادی شاہ نظامی نے پڑھائی تھی مولانا قطب الدین حق باز خان نائب ناظم کمرڈیری بھی نماز میں شریک ہوئے تھے۔ اور اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے پان بھی کہلائے تھے۔

منیخاد

رات کو خواجہ حسین نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی اور ہادی شاہ نظامی اور فیض احمد نظامی کے ساتھ حکیم خسرو شاہ نظامی کے مکان پر گیا تھا اور ان کے والد کی نیاز کا کھانا کھایا تھا۔ نواب قصود جنگ پور بھی وہاں آئے تھے مگر میرے پہنچنے سے پہلے واپس چلے گئے تھے۔ حکیم انیس صاحب کی نہایت عمدہ قد آدم تصویر بھی وہاں دیکھی۔ اور حکیم صاحب مرحوم کی ضخیم کتاب کی بہت سی جلدیں بھی دیکھیں جو ابھی غیر مطبوعہ ہیں اس کا نام قرابادین نعمانی ہے حضرت مولانا امجد صاحب اور دہلی کے جج صاحب اور شاہزادے مرزا اکبر سلطان صاحب اور چند علماء اور مشائخ بھی وہاں ملے تھے حکیم صاحب کے بڑے لڑکے عبد الغنی بہت ذہین اور بہت جبری اور بہت ہونہار ہیں۔ میں نے نام پوچھا۔ جواب دیا عبد الغنی انصاری۔ میں نے کہا انصاری کا کیا مطلب ہے نہایت جرأت سے جواب دیا اور لفظ انصار ناما تاریخ بیان کی۔

رات کو دس بجے گھر میں واپس آیا۔ حکیم صاحب کے دسترخوان کے لذیذ کھانوں کا ذکر گھر کی واپسی تک ہوتا رہا۔

منظر حسین نظامی

پاشا بیگ نظامی کے بڑے لڑکے منظر حسین نظامی آج شام کو ملے آئے تھے اور کہتے تھے کہ ان کی والدہ کا مزاج ابھی درست نہیں ہوا ہے بیماری کا سلسلہ جاری ہے۔

انگریزی کھانا

سید سعید نظامی کی انگریزی بیوی نفیس بیگم نظامی روزانہ اپنے ہاتھ سے انگریزی کھانا پکا کر ایک قاب بھیجتی ہیں۔ آج بھی آئی تھی۔

حکیم جاداول ۳ مارچ شبہ حیدر آباد آج خان بہادر مولوی مہمان بشیر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار البشیر آبادہ کے پوتے مقبول الزما صاحب آئے ہیں۔ میرے پاس دعا منزل میں ٹھہرے ہیں۔

فرنگی محل

آج حضرت مولانا قطب الدین عبدالوالی صاحب کے فرزند چند ممتاز اصحاب کے ساتھ ملے آئے تھے۔

بہنراد دکن

کئی روز سے بہنراد دکن مولوی فیاض الدین

نظامی میرے علمی کاموں کی امداد میں سرگرم عمل ہیں۔ روزانہ صبح و شام آتے ہیں اور مدد دیتے ہیں۔

دہلی کا خط

آج نعیم صاحب کا دہلی سے خط آیا تھا۔ اور ان نوگوں کی بقیہ رسید بھی نفیس جن کو اعلیٰ حضرت حضور نظام کی طرف سے میں نے امداد بھجوائی تھی۔

سیکنڈ علی گئی

علی بانو کے بچوں کی ماما سیکنڈ نظامی پیار لگی رہنے والی تھی۔ کئی سال سے میرے پوتوں اور پوتیوں کی خدمت کرتی تھی۔ آج نوکری چھوڑ کر چلی گئی۔ میں نے اور حسین نے سمجھا یا کہ پنجاب کے راستے بند ہیں تو نہ جا۔ جب راستے کھل جائیں گے تو ہم تجھ کو تیرے گھر پہنچا دیں گے مگر چونکہ نوٹرڈ ریور کو الگ کر دیا تھا۔ غالباً اس کی ترغیب سے یہ بھی چلی گئی۔

انگریزوں کو اپنے نوکروں سے کام لینا خوب آتا ہے۔ پھر بھی وہ ہندوستانی نوکروں کی شکایت کرتے رہتے تھے۔ اس واسطے اگر ہم ہندوستانی نوکروں کی شکایت انگریزوں سے زیادہ کریں تو حق بجانب ہوں گے کیونکہ ہمارے نوکریہ سمجھتے ہیں کہ میان کو کام لینا نہیں آتا ہے۔

دلی کے پان
آج ہدایت علی خان صاحب دلی کہیں سے دلی کے پان لائے تھے میں نے حسرت سے ان کو دیکھا پھر گھر میں بھیج دیئے

نزدیکی صحت
آج صبح حسین زید پاشا کو دیکھنے گئے تھے حالت پہلے سے بہتر ہے۔

قیصر احمد نظامی کے والد

آج بنگلور والے ہلالی مہین قیصر احمد نظامی اور ان کے والد علیہ عبدالشکور صاحب ملے آئے تھے۔ شام کو دوبارہ عبدالشکور آئے اور انہوں نے صحت بھی کی۔

آمنہ نظامی

آج صبح آمنہ بیگم نظامی کاچی گورڈ سے ملے آئیں نفیس۔

نام بدل دیا

آج میں نے عبدالشکور نظامی کے لڑکے قیصر احمد نظامی کا نام بدل کر خورشید احمد رکھ دیا۔ یہ مولانا ہادی شاہ کے مرید ہیں۔ میں نے ان کو خورشید احمد کے نام کا شجرہ دیا ہے۔

سرمرزا کا تار

میں نے مسٹر نفع میکری سے وعدہ کیا تھا کہ بنگلور میں ان کے اپنا اپنا داخل ہو کر بائیں آنکھ کا آپریشن کراؤں گا اور سرمرزا اسماعیل کو

کو بھی خط لکھا تھا کہ وہ بنگلور کے حالات سے مطلع کریں کہ آج کل وہاں آکر آنکھ بنوانی مناسب ہے یا نہیں۔ ان کا فوراً جواب آیا کہ موسم بھی اچھا ہے اور نصاب بھی ٹھیک ہے آپ آنکھ بنوانے آجائے۔ آج ان کا تار بھی آیا ہے کہ آپ کب تک آئیں گے۔ مجھے خیال آیا کہ حیدر آباد کے کمانڈر انچیف کرنل عیدروس صاحب لندن آنکھوں کا علاج کرائے گئے تھے ان کی نسبت حیدر آباد کے منافقین نے مشہور کر دیا کہ آنکھوں کا بہانہ ہے مقصد تو انگلستان سے حیدر آباد کے لئے ہتھیاروں کا لانا ہے اس واسطے میں نے کہا کہ آج کل کے بدگمان زمانے میں بنگلور جاؤں گا تو خبر نہیں کیا کیا شبہات پیدا ہوں گے اس واسطے سرمرزا صاحب کو لکھ دیا کہ زندگی باقی رہی تو پھر بھی آنکھ بنوانے آ جاؤں گا ابھی تو پاکستان جانا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ گھر چھوڑا کہا جا رہا ہے کہ یہ حیدر آباد سے کسی سیاسی کام کے لئے پاکستان جا رہے ہیں۔ اس لئے اب تو ایک دم اڑوں گا اور اپنی درگاہ کی کھرنی کی شاخوں میں جا بیٹھوں گا۔

انگریزی کھانا

آج بھی نفیس بیگم نظامی نے لطیف و لذیذ انگریزی کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کر کے بیچا تھا۔

خیال کی طاقت

بارہ بجے سے بعد نئی حیفظہ احمد خان کو کھانا کھانے گئے تو میں نے ارادہ کیا کہ پاشا بیگم نظامی کا گھر قریب ہے ان کی بیماری کی خبر سنی تھی چہل قدمی کرتا ہوا جاؤ ان کو پوچھوں اور کہوں کہ لاؤ ایک گلاس موسیٰ کا عرق پلاؤ مگر ڈاک آگئی اور اخبار پڑھنے میں مہروف ہو گیا۔ چار بجے کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ پاشا بیگم کے لڑکے برہان حسین شیشے کی صراحی میں موسیٰ کا عرق لئے چلے آئے ہیں۔ میں حیران رہ گیا اور ان سے کہا کہ تمہاری والدہ کو کیا کشہی ہوتا ہے؟

کریم بابا

آج ناگپور والے حضرت بابا تاج الدین صاحب کی درگاہ سے ان کے خادم خاص بابا فرید الدین عرف کریم بابا ملے آئے تھے۔ حضرت بی بی نظامی بھی ساتھ آئے تھے۔ ایک ہندو انجنئر کے ہاں ٹھہرے ہیں۔ بہت دشمنند اور صاحب دل آدمی ہیں۔ زنجبیر اور فریقہ میں پیدا ہوئے تھے۔ دس برس کی عمر سے حضرت بابا کی خدمت میں آئے۔ ان سے تفصیلی حالات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔

مجھے دیکھ کر اتنی خوش ہوئی کہ میری ساری ذہنی اور دماغی کلفتیں دو ہو گئیں۔ میں نے اس کا نام پاکستان بانو رکھا تھا۔ اب سب اس کو گناہ دینا کہتے ہیں۔ چپک کے ٹیکے لگے ہیں اور وہ پھول رہی ہیں۔ مگر میرا یہ پھول ہر تکلیف سے بے نیاز ہے۔ ان کی گود میں اچھلنا اور مسکرانا۔ ہفت اقلیم کی سلطنت سے زیادہ خوش کرنے والا ہے۔

بیگم صاحبہ

آج نواب سر بلند جنگ بہادر محرم آبادی بیگم صاحبہ ملے آئیں۔ اور مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی اور نواب قطب الدین خاں باز خان بھی ملے آئے تھے۔

خوبانی کا مربہ

رات کو حسین کالا ہوا خوبانی کا مربہ کھایا تھا۔ بہت ہی لذیذ معلوم ہوا۔ مگر مٹھاس بہت زیادہ تھی۔ دوپھر کو نفیس بیگم نظامی نے انگریزی کھانا بھیجا تھا۔

۳ جماد اول ۱۳۵۵ ہجری قمریہ حیدرآباد

ناشتہ نہیں کیا

آج صبح ناشتہ نہیں کیا۔ کل بکاؤلی کا عرق پی لیا۔ اور خوب جی لگا کر تحریری کام کیا۔

۳ جماد اول ۱۳۵۵ ہجری قمریہ حیدرآباد میں گرمی کا پہلا موسم آگیا ہے۔ اور سب لوگ باہر صحن میں سونے لگے ہیں اور میں جسم کی کمزوری کے سبب گھر کے اندر سوتا ہوں اس واسطے آج گرمی کے سبب جلدی آنکھ کھل گئی۔ سمجھا کہ ہجرت کا وقت ہو گیا ہے۔ اٹھ کر وضو کیا اور گھڑی دیکھی تو دو بجے تھے۔ فوراً لیٹ گیا۔ اور بیٹے پر بیٹے لئے عالم تصویریں تہجد کی نماز پڑھی۔ یہ نماز قیام قدر کمر اور سجود اور تہجد سے اٹھ گئی۔ کیونکہ سورہ فاتحہ پڑھی تو ایک ہزار بار ادا کی تھیں پڑھا ہوا۔

چہل قدمی

صبح پانچ بجے اذان سے پہلے نماز پڑھ لی۔ اور پھر دعا منزل میں آگیا اور چہل قدمی کرتا رہا۔ میرے آنے کے بعد باغ عام کی مسجد میں صبح کی روان ہوئی۔

بنگلہ و چلے گئے

آج مولانا ہادی شاہ نظامی اور خورشید احمد نظامی بنگلہ واپس چلے گئے۔ دن بھر بیٹے والے آئے رہے اور تحریری کام بہت کم ہوا۔ شام کو حسین کے ساتھ زید پاشا کو دیکھے

گل و رعنا

میری نو اسی روہ کی بیٹی گل رعنا

ناگپور کا بل وا

کل ناگپور سے خان بہادر حافظ ولایت اللہ صاحب کا دعوت نامہ آیا تھا کہ ان کے نواسے کی لڑکی کا عقیقہ ہے۔ میں نے مبارکباد بھیج دی۔ شرکت کو جی چاہتا تھا مگر جسمانی صحت اس قابل نہ تھی کہ ناگپور جاتا۔ مولانا سید عبد المجید صاحب دہلوی اور اسراوی شاہ صاحب وغیرہ بہت سے اصحاب ملے آئے تھے خواجہ راجہ لپہاروی نظمی اور ناسوتی شاہ نظمی بھی ملے آئے تھے۔

طعام ظہر کو نفیس نیگم نظمی کے انگریزی کھانے نے لیچ کا لباس عطا کیا تھا۔

ہرمجاہ اول ۶ اپریل شنبہ حیدر آباد

دل آرا کی تکلیف

میری بڑی بہو دل آرا بانو کی بیماریوں نے دو روز سے پھر زور پکڑا ہے۔ رات بھر تڑپتی رہتی ہیں بالآخر نے ہر تھا۔ حسین اور دل آرا باہر صحن میں تھے۔ دل آرا کی تکلیف کے احساس نے مجھے رات بھر بے چین رکھا۔ دوسری تکلیف اس احساس کی تھی کہ حسین دن بھر اپنے دفتری کام میں مصروف رہتے ہیں اور رات بھر بیوی کی تیمارداری کے لئے جلتے ہیں۔ ایسا نہ ہو وہ

بھی بیمار ہو جائیں مگر اس خیال سے خوشی ہوتی تھی کہ دونوں میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اور شریک زندگی کے لفظ کا مطلب سمجھتے ہیں۔ دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کرتا رہا۔ منادی کا حیدر آبادی ٹائل اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ دو ہفتے سے روزنامہ تیار رکھا ہے ٹائل اور نوٹ چھپ جائیں تو اخبار شائع کر دیا جائے۔

مولوی معراج احمد

آج سلطنت آصفیہ کے ڈاکٹروں کے ناظم مولوی معراج احمد صاحب ملے آئے تھے۔ حیدر آباد میں منادی شائع کرنے کے لئے رجسٹرڈ نمبر لائے تھے۔ تین روز میں نمبر دینے کی تانولی کارروائی ختم ہو گئی۔ دوسری طرف ہندو نہیں کے صوبہ مدراس کا یہ حال ہے کہ دو ہفتے سے خط و کتابت ہو رہی ہے۔ اور میں نے قانونی شرائط کو پورا کر دیا ہے۔ یاد دہانی کے لئے بھیج چکا ہوں مگر ہنوز روز اول ہے۔ کوئی جواب نہیں آیا ہے۔ اس لئے آج میں نے مدراس آفس کو خط لکھا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں دہلی میں انگریزی حکومت تھی میں نے اس سال منادی جاری کیا۔ اور لاہور کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے تین دن کے اندر رجسٹرڈ نمبر لاہور سے دہلی بھیج دیا۔ پاکستان کی حکومت بھی ایک دن میں اخبار کا ڈکریشن منظور کرتی ہے اور دوسرے دن رجسٹرڈ نمبر

دیدیتی ہے۔ حیدر آباد نے بھی تین دن میں نمبر دیدیا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ مدراس کو رجسٹرڈ کتنی تیز رفتار ہے اور کتنی سست رفتار ہے۔ ایک صاحب نے کہا ہندو نہیں حیدر آباد کو اپنے ساتھ لانا چاہتی ہے تو کیا ہم کو بھی ایسا ہی سست اور کاہل بنانا مقصود ہے جیسا کہ وہ خود ہے۔

دوسرے صاحب نے دہلی کے شہر روزنامہ کانگریسی اخبار وطن کا ایکارڈر پڑھا۔ کتابت باجس میں لکھا تھا کہ دہلی پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے یہ کہا کہ پاکستان کی حکومت نے اپنے نوکروں کے لئے سات ہزار مکان کراچی میں بنائے اور پچیس ہزار پاکستانی نوکر گھر والے بن گئے۔ اور دہلی کی حکومت کا یہ حال ہے کہ یہاں ابھی ایک نئی مہوڑی بھی نہیں بنی۔ مکانوں کی قلت کی فریادوں کا حل ہوتا ہے تو جواب دیدیا جاتا ہے ”مکان کیونکر بنائیں لوہا نہیں ملتا اور سمٹ نہیں ملتی“

ریڈیو سنسناچہ پور دیا

کئی انگریزی اخبار انٹیمٹین نے یہ خبر شائع کی تھی کہ ہندو نہیں کے آدھے ہندو باشندوں نے آل انڈیا ریڈیو کی خبریں سننی چھوڑ دی ہیں کیونکہ خبریں ایسی شکل ہندی میں سنائی جاتی ہیں جو ہندوؤں کی سمجھ میں بھی نہیں ہیں ہندو رعایا کہتی ہے ریڈیو میں جولاہوں روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے وہ بالکل بیکار

جا رہا ہے۔ جب جنہوں نے سمجھ میں نہیں آتیں تو ان کے نشر کرنے سے قائلہ کیا ہے۔

کپڑے کی تذکرہ

آج ہزاروں دکن میرے کرتوں کے لئے ملل کا ایک تھانہ بن گئے تھے۔ اور بڑے کرتوں کے لئے بھی کپڑا لائے تھے۔

کریم بابا

آج سکندر آباد سے کریم بابا واپس لے آئے تھے۔ مقررہ صاحب انجینئر اور گنیش راؤ صاحب وکیل بھی ان کے ساتھ آئے تھے۔ میں نے لفظ گنیش کی نسبت ہندو عقائد کی تفصیل بیان کی کہ گنیش جی علم، دیوتا مانے جاتے ہیں۔ ہندوؤں کے کتابوں کے شروع میں مسلمانوں کی بسم اللہ کی طرح ”سری گنیش آنمنہ“ لکھا جاتا ہے۔ میں نے دہلی میں لڑکیوں کے لئے ایک اسکول بنایا تھا اس کے دروازے پر رسول خدا کی یہ حدیث لکھی تھی۔ ”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں“

دوا

کریم بابا میرے لئے کشتہ دروازہ اور لمبا خیر لائے تھے۔ کہتے تھے آپ کے مریبے میں یہ دوا لے کر کھایا کیجئے۔ گردے اور شانے کا یک طرفہ چند روز میں دور ہو جائے گی۔

آج حسن اور سہیل بھی نہ آئے تھے اب زید پاشا اپنے ہوتے ہیں۔

خواجہ راجہ پھاری نڈی نڈی آئندہ جمعہ کی شام کو اپنے ہاں نیاز کرنی چاہتے ہیں بل وادینے آئے تھے۔

ڈاکٹر سید عابد حسین نڈی مرحوم کے لڑکے سید حامد حسین نڈی اپنے نانا کی طرف سے اپنی شادی کے ویسٹکا دوت کا رقعہ لیکر آئے تھے۔ نواب سردار یار خان نڈی بھی ملنے آئے تھے۔

آرام محل

مغرب کے بعد حسین کے ساتھ نواب سردار یار خان نڈی کے آرام محل میں گیا تھا۔ جہاں میرے سب بچے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور رات کو وہیں رہا تھا۔

موسم کا عجیب اختلاف

بادی منزل سے آرام محل ڈھالی میل دوڑے۔ بادی منزل میں رات کو کپڑا اوڑھنے کی ضرورت نہیں پڑتی پچھلی رات ہلکی سی ٹنگی ہو جاتی ہے مگر آرام محل میں اتنی سردی تھی کہ میں نے اول شب سے لحاف اوڑھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مکان بلند پہاڑی پر ہے۔ اور میں اس مکان کی دوسری منزل میں سویا تھا۔

آرام محل کے پھل

اس مکان میں بہت اچھے اچھے پھل ملے۔ درخت ہیں۔ آم ہیں۔ چیکو ہیں۔ شہتوت ہیں۔ بلبلو ہیں۔ سوہی ہیں۔ سنترے ہیں۔ میں نے سردار یار خان سے کہا میرے بچے ان پھلوں کا پوری

حفاظت کرتے ہیں۔ جواب دیا میں بھی آپ کا ہوں، مکان بھی آپ کا ہے اور یہ باغ بھی آپ کا ہے اور اس کے پھل بھی آپ کے ہیں۔ میں نے کہا جتنا دن تجھری میں تھکنا اگلا نہاں باغ میں جن کے بچے نہر میں بہتی ہیں۔

سردار یار خان کے لڑکے پر حملہ

آج نواب سردار یار خان نڈی کہتے تھے گذشتہ جمعے کو میرے بچے جمعہ کی نماز پڑھ کر آرہے تھے کہ کچھ نے سرک پر ایک بڑی لکڑی ڈال دی گریہ اپنی موٹر سائیکل کو بچا کر نکال لائے۔ پیچھے سے ایک سکھ نے ان بچوں پر گولی چلائی جو موٹر کی نمبر پلیٹ پر لگی اور خدا نے بچوں کو بچالیا۔ ان واقعات کی خبریں مقامی اخباروں میں شائع نہیں ہوئیں تاکہ امن عامہ قائم رہے میں اس اصول کا حامی ہوں۔ لیکن میرا اخبار روزہ نہیں ہے۔ بہت دیر میں شائع ہوگا۔ اور چونکہ روزہ نامچہ میری ذات سے تعلق رکھتا ہے اور میں اپنے مریدوں اور ان کے بچوں کو اپنی ذات میں شریک سمجھتا ہوں اس واسطے میں نے یہ واقعہ لکھ دیا۔

فائن فوڈ

آج بھی دو پھر کے کھانے میں انگریزی طعام کی قاربت شریک تھی۔ میں نے کہا۔ فائن فوڈ۔ (بہت عمدہ کھانا)

حیدر آباد اور حیدر آباد چہل شہزادہ آباد

فورس کا ناشتہ

آج صبح آرام محل میں دودھ کی ایک پیالی میں فورس ڈال کر ناشتہ کیا۔ ریڈیو خبریں سنیں اور حسن الہکا کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ پچھلے گزشتہ ایک مرکزی مقام ہے وہاں آفریس کا انتظار کیا۔ بہت سے عورت مرد جمع تھے۔ بس کے آنے میں دیر ہوئی تو آٹھ گھنٹے میں ایک رکشائی حسن سے کہا وہ بس میں آجائیں اور یہ بھی کہا کہ دیکھو یہ مرکزی جگہ ہے جو بلی ہل اور بیگم بیٹھ کی سڑکیں یہاں ملتی ہیں یہاں ٹیکسی موٹروں اور رکشاؤں اور ٹانگوں کا مرکز بھی ہونا چاہیے تھا۔

لمبے قد کی دشواری

حیدر آبادی باشندوں کے قد لمبے بھی ہوتے ہیں اور میانہ بھی مگر یہاں تانگے اور رکشائیں ایسی بنائی جاتی ہیں کہ مسافروں کو سر جھکا کر بیٹھنا پڑتا ہے گویا کہ وہ جاپانیوں کے لئے بنائی گئی ہیں۔ میں نے ڈھائی میل کا راستہ بڑی دشواری سے طے کیا۔ سر جھکا کر بیٹھا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ”اب گرا اور اب گرا“ سڑک میں چڑھائی آتی تھی تو رکشہ ڈال دیا اپنی سائیکل پر کھڑا ہو جاتا تھا اور اتار آتا تھا تو سائیکل پر بیٹھ جاتا تھا اور رکشہ اس طرح چلتی تھی کہ گر جانے کا اندیشہ ہوتا تھا۔ یعنی ڈھال کی

وجہ سے رکشہ والے کم پاؤں والے بغیر دوڑتی تھی۔ اور میں ڈرتا تھا کہ کسی موٹر یا لاری سے ٹکرا نہ جائے۔

پرانے خطوط

دعا منزل میں آکر پرانے خطوط کو جھانکا۔ تاکہ جن کے جواب نہیں دیئے گئے ہیں کل سے ان کے جوابوں کی تکمیل ہو جائے۔

قسم قسم کے کھانے

آج خواجہ بانو نے بھی کئی قسم کے کھانے کھائے تھے اور نفیس بیگم نظامی نے بھی انگریزی طریق کی چھٹی اور سبزی بھی کھائی تھی اور پاشا بیگم نظامی نے بھی نہاری وغیرہ کئی قسم کے کھانے کھائے تھے۔ میں نے سب چیزیں غربت سے کھائیں۔

افتخانی بینڈ ماسٹر

سکندر آباد کے افتخانی بینڈ ماسٹر عبدالغفور خان صاحب کئی دن پہلے مجھے بدھ کے دن اپنے مکان پر آنے کی دعوت دی گئے تھے اور میں نے کہا تھا میں تین بجے آؤں گا کھانا کھا کر آؤں گا۔ چائے وغیرہ کا بھی انتظام کرنا کہ میں چائے نہیں پیتا۔ تین بجے تک میری موٹر کو فرصت نہ ہوتی چار بجے عبدالغفور کے صاحبزادے موٹر لیکر گئے ہیں ہدایت علی خان صاحب مندوڑی کے ساتھ ان کے مکان پر گیا۔ یہ لوگ بہت محب الفقراء ہیں۔

یکمیل پور کے رہنے والے ہیں سولہ برس سے حیدر آباد میں رہتے ہیں۔ عثمانی دوا خانے کی جدید عمارت کے افتتاح کے وقت اعلیٰ حضرت نے بہت دیر تک ان کا بینڈ سنا تھا اور ان کے کمالات کی واہ دی تھی۔ ان کو شاہی خزانے سے بھی تنخواہ ملتی ہے جب ان کے مکان پر گیا تو معلوم ہوا بہت مکلف کھانے پکاتے ہیں اور بہت سے لوگوں کو مدعو کیا ہے مجھے بہت خدمات ہوئی کہ میں دیر میں آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی فکر ہوا کہ ابھی کھانا کھا کر آیا ہوں پیٹ بھرا ہوا ہے دوبارہ کھانا ہوں تو تداضل ہوتا ہے۔ نہیں کھانا ہوں تو دل شکنی ہوتی ہے۔ آخر بسم اللہ پڑھ کر بیٹھا اور سب کھانے کھائے۔ اور یقین کر لیا کہ عقیدت اور محبت کے کھانے نقصان نہیں دیں گے۔ کھانے کے بعد اس گھر کی خواتین نے بھی ملاقات کی اور مذہب دیں۔ شام کو واپس آکر بقیہ تحریری کام پورا کیا۔ خوش اقبال شاہ نظامی حسن ابو طالب کے ساتھ بازار گئے تھے اور گھر کی ضرورت کا سامان لئے تھے۔

مرزا موسیٰ

چمن آرا بیگم صاحبہ کے شوہر مرزا خاں علی خاں مرزا موسیٰ طے آئے تھے اور شام کو عظیم سید علی حسین صاحب بھی ملے گئے تھے اور میرے لئے دوا بھی لائے تھے۔

حکیم صاحب سرکاری محکمہ طبابت میں مددگار ناظم طبابت ہیں۔ ان کے اجداد دلی سے یہاں آئے تھے بہت ذہین اور اپنے فن میں ماہر ہیں۔ گزشتہ سفر میں بھی انہوں نے نیچے دعائیں دی تھیں۔ جب کہ میں ساکی شاہ نظامی کے ہاں ٹھہرا تھا۔ آج سید ابن عربی اکتھ بیٹھ چکے دلی آ رہا تو کئی تکلف ابھی باقی ہے آج رات کو بھی آرام محل میں سویا تھا۔

۱۸ جمادی اول ۱۲۸۰ ہجری بخجندہ حیدر آباد

مصور دکن

کل سہارا احمد بہادر کی صاحبزادی وزارت النساء و عظیم نظامی اور ان کی دیورانی ملے آگئے تھیں۔ ان کے دیور نواب میر افتخار علی خان صاحب بھی ملے آئے تھے۔ یہ مصوری کی قلم کاری کے بہت اچھے ماہر ہیں۔ اپنی بنائی ہوئی تصویر فل کی نمائش کرنے والے ہیں۔

خسکی

دودن سے حیدر آباد میں سردی بڑھ گئی ہے آج رات کو بھی لاف کی سردی تھی۔ میں نے صبح فورس اور دودھ کا ناشتہ کیا۔ پھر چیل قدی کی۔ طوطے کا پنجرہ سامنے لٹکایا طوطے کی باتیں سنیں۔ پاکستانیانو گل معنا تو اسی کو گود میں لیا اور اس کے تبسم سے اپنی افردہ روح

کو تروتازہ کیا۔ ہزار دکن موٹر لیکر آئے اور ان کے ساتھ ہادی منزل میں آیا۔

منادی کا مائٹل تیار ہوا

آٹھ دن ہو گئے منادی کا مائٹل تیار نہیں ہوا۔ باشندگان حیدر آباد بھی روز آند دریافت کرنے آتے ہیں اور ہندوستان اور پاکستان سے بھی منادی کی مانگ آرہی ہے منادی پڑھنے والے کیا سمجھ سکتے ہیں کہ میری کوشش میں کمی نہیں ہے مگر دوسروں کے ہاتھ کا کام کیونکر پورا کر سکتا ہوں۔

زیریدی صاحب

آج مولوی محمد حسین صاحب زیریدی ایڈوکیٹ حیدر آباد اور سید ناصر علی صاحب مجسٹریٹ ملے آئے تھے۔ ناصر علی صاحب سخی ہیں اور زیریدی صاحب شیعہ ہیں مگر دونوں ایک دلمہ اور دوست ہیں۔

مشاہدات رویا

آج غلام کوٹلیگر تیغ باز خان ہبر نظامی نے اپنے بہت سے عجیب و غریب خواب سنائے تھے۔

دعائیں کا صحن

آج مغرب کی نماز دعا منزل کے صحن یعنی چبوترہ یاران پر جماعت سے پڑھی تھی۔ خوش اقبال

شاہ نظامی اور دونوں پوتے جماعت میں شریک ہوئے تھے۔ نماز کے بعد خواجہ راجہ لچھار پڈی نظامی۔ اور نہازی صاحب اور خوش اقبال شاہ نظامی سے باتیں کی تھیں۔

مولوی سید عبدالحق صاحب رات کو آٹھ بجے کے بعد مولوی سید عبدالحق صاحب ٹیمہ پوری کے مکان پر ان سے ملے گیا تھا۔

دعوت ولیمہ

حسین اور سید محمد رفیع اور سلمان اور دلی اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ مولوی سید مقبول حسین صاحب دکن کے مکان پر ان کے نواسے سید حامد حسین نظامی کی شادی کے ولیمہ کی دعوت میں گیا تھا۔ دو لہا کی والدہ اور بہن بھی ملی تھیں دو لہا موتو تک استقبال کرنے آئے تھے ان کے نانا کا مکان بہت شاندار ہے۔ یہاں بہت زیادہ تھے۔ کھانا بھی بہت مکلف تھا۔ دو لہا کے ہزار گولہ پاس بیٹھ کر مجھے خوب کھانا کھلایا۔ اور ملی باتیں بھی کیں رات کو دوسرے بجے واپس آیا۔

۱۸ جمادی اول ۱۲۸۰ ہجری جمہ حیدر آباد

ہادی منزل

کل رات کو آرام محل میں نہیں گیا تھا ہادی منزل میں سویا تھا۔

نواب میر دار یا رخاں مظلمی

آرام محل کے مالک نواب سردار یا رخاں مظلمی اور ان کے پڑوسی نواب بشوات علی خان صاحب ملے آئے تھے جیسے بچوں کو ان کے مکان میں جو آرام ملتا ہے وہ اتنا زیادہ ہے کہ میں اس کو آرام محل کہہ کر اپنی دلی ممنونیت کو ظاہر کرتا ہوں تاکہ دربار الہی میں قیامت کے دن عرض کر سکوں کہ تیرے حکم کے بموجب تیرے جس بندے نے میرے ساتھ احسان کیا اس کو میں نے شکر گزار سے یاد رکھا۔

ملاقاتی

آج جمعہ ماہ رمضان فیصل عبدالواحد صاحب لکھنؤی ملے آئے تھے اور حکیم خسرو شاہ مظلمی بھی جمعہ کے سلام کے لئے آئے تھے اور خواجہ راجہ لچہا ریڈی مظلمی بھی آئے تھے۔ اور مولوی سید اسد اللہ صاحب اور مولوی مسعود علی صاحب بھی ملے آئے تھے۔ اور مولوی بشیر الدین صاحب بھی آئے تھے جو گزشتہ زمانے میں میری تحریر پر رفاقت کرتے تھے۔

جمعہ کی نماز

آج بھی جمعہ کی نماز باخمام کی مسجد میں پڑھی گئی اور اعلیٰ حضرت نے میری نیت اور منادی کی نیت اور دہلی کی نیت گفتگو فرمائی تھی۔

بیمار پرسی

شام کو مولوی معصوم علی صاحب وارثی کے ساتھ نواب غوث علی جنگ بہادر کے صاحبزادے شوکت صاحب کی بیمار پرسی کے لئے گیا تھا جو کچھ بیان ہوا۔

میاں

رات کو حسین اور دلی اور سلمان کے ساتھ خواجہ راجہ لچہا ریڈی مظلمی کے مکان پر نیاز میں گیا تھا۔ ناگپور والے کریم بابا صاحب اور سکندر آباد والے حضوری شاہ مظلمی بھی ساتھ گئے تھے۔ بہت سے مظلمی جمع ہوئے تھے۔ توالی بہت اچھی ہوئی تھی توالی کے بعد سب نے ملکر کانا کھایا تھا۔

راجہ صاحب کے پوتوں کی عقیدت مندی کا میرے دل پر بہت اثر ہوا اور میں نے کہا کہ ”راجہ صاحب کی یہ نیاز مقبول ہوئی“ کیوں کہ مجلس میں ایک خاص کیف اور ذوق پایا جاتا تھا۔ رات کو دس بجے واپس آیا تھا۔

زرین کلاہ

میرٹھ والے عوض علی شاہ صاحب زرین کلاہ پچیس برس سے حیدر آباد میں رہتے ہیں۔ گودا رنگ سرخ و سفید چہرہ۔ سفید نورانی گھان داڑھی سفید لباس۔ سر پر نہایت شاندار زرین ٹوپی۔ درگاہ حضرت یوسف صفا شریف صاحب میں رہتے ہیں تین سال روپے ماہوار اعلیٰ حضرت کی سکالر سے ملے ہیں۔ مستانہ اور ظنمدانہ باتیں کرتے ہیں۔ اور جب جوش میں

آتے ہیں تو ان کے فقرے حدتانت سے بڑھ جاتے ہیں۔ محرم میں تحتفظ مناقب بھی پڑھتے ہیں۔ میرے پاس بھی آئے تھے اور اپنا کلام ایک خاص شان سے سنایا تھا میں نہیں کہہ سکتا کلام ان کا تھا یا کسی اور کا مگر ان کا پڑھنا بڑے ٹھانڈے تھا۔ اس طرح پڑھتے ہیں کہ خود عالم تصویر بن جاتے ہیں۔ آج راجہ صاحب کی مجلس میں بھی آئے تھے اور جب محمد غوث قوال نے حضور غوث الاعظم کی منقبت پڑھائی تو قوالوں کو بہت روپے دیئے۔

حکیم نرائن داس

آج رات کی مجلس میں حیدر آباد کے شہور ہندو حکیم نرائن داس صاحب بھی شریک ہوئے تھے۔ آج کل ناسوتی شاہ کی لڑکی کا علاج کر رہے ہیں۔ دق کی بیماری کا نبت بہت اچھی علمی گفتگو کی تھی۔ میں نے اپنی بیماریاں کے نبت بھی کچھ سوالات کئے انہوں نے خوب جوابات دیئے۔

درمجاد اول۔ مارچ شبہ حیدر آباد

سفر کی تیاری

چونکہ اب میں اپنے سب اہل و عیال کو دہلی لیجانا چاہتا ہوں۔ اس واسطے ارادہ کیا ہے کہ حیدر آباد سے بمبئی جاؤں اور بمبئی سے کراچی۔ تاکہ ان لوگوں سے مل لوں جو دہلی سے جلا وطن ہو کر کراچی میں آباد ہو گئے ہیں

ارادہ یہ بھی ہے کہ کراچی سے پاک
پٹن شریف کی زیارت کو بھی جاؤں
اور وہاں سے لاہور بھی جاؤں پھر
واپس حیدرآباد آکر اہل و عیال کو
دہلی لیجاؤں۔ اس نے آج بھی کے
ہوائی جہاز میں جگہ حاصل کرنے کی
کوشش شروع کی۔

ناکام واپسی

خان بہادر مولوی بشیر الدین احمد صاحب
ایڈیٹر اخبار البشیر آبادہ کے ہوتے
مقبول الزماں صاحب آج کل میرے
ہاں مہمان ہیں میں نے حیدرآباد
شوگر فیکٹری میں ایک جگہ کے لئے
سفارش نامہ دیکر ان کو شکر نگر
ضلع نظام آباد میں بھیجا تھا مگر ناکام
واپس آئے جگہ نہیں ملی۔ اب وہ
پاکستان چلے جائیں گے۔

دل رآ بانو کی صحت

خدا کے فضل سے حسین کی بیوی دل
آرآ بانو کو صحت ہو گئی ہے ان کی
بیماری کا سارے گھر کو نگر تھا۔
ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی پریشانی
سے میرا دل پاش پاش ہوتا تھا۔

موسم بدل گیا

حیدرآباد میں گرمی بہت بڑھ گئی
ہے۔ دن کو پسینہ بھی آتا ہے رات
کو کمرے کے اندر سوتا ہوں تو جی
گھبراتا ہے۔ سب بچے باہر گھر میں
سوتے ہیں۔ مجھے صحن میں مونے کی

مادت نہیں ہے۔

صدر اعظم بہادر سے ملاقات

آج شام کو ساڑھے پانچ بجے عین
کے ساتھ شاہ منزل میں صدر اعظم بہادر
سے ملے گیا تھا۔ وہاں راجہ صاحب
دن پرتی کو بھی دیکھا تھا جن کی
نسبت روزانہ مجھ سے کہا جاتا تھا
کہ وہ حیدرآباد کی حکومت کے بڑے
جاگیردار ہیں گران کی ریاست میں
بہت بے امنی ہے اور بعض لوگ
یہ بھی کہتے تھے کہ وہ سلطنت آصفیہ
کے وفادار نہیں ہیں لیکن اگر یہ بات
ٹھیک ہوتی تو وہ صدر اعظم صاحب
کے ہاں کیوں آتے۔

عزیز مرزا صاحب

صدر اعظم بہادر کے پرنسپل اسٹنڈنٹ
عزیز مرزا صاحب بھی ملے تھے۔ جو
دہلی کے رہنے والے ہیں اور ان
کے بزرگوں کا مکان میرے گھر کا ملے
مکان کے پڑوس میں ہے۔ سید علی ہزار
صاحب بھی ملے تھے اور مولوی جمیل
حسین صاحب جو بہادر مہیدک سے
بھی ملاقات ہوئی تھی۔

صدر اعظم بہادر سے مذہبی باتیں
ہوئیں۔ ان کے ایک خواب کے نسبت
حیدرآبادی اخباروں میں بہت بے
سرور باتیں شائع ہوئی تھیں جس
کی انہوں نے تردید شائع کرائی تھی۔
آج میں ان صاحب کے نسبت بھی
ان سے بات حجت کی تھی۔

مجھے سیاسی معاملات سے کوئی
تعلق نہیں ہے لیکن مذہبی عقائد
کی بناء پر میں صدر اعظم بہادر کو
ایک بہت اچھا مسلمان خیال کرتا ہوں
جو اسلامی حکم کی بموجب اپنے بادشاہ
کے بھی وفادار ہیں اور اپنے ملک
کے بھی وفادار ہیں اور بادشاہ کی
رعایاؤں کے بھی بغیر کسی تفریق کے
خدمت گزار ہیں۔ چونکہ سب کا
بھلا چاہتے ہیں اس لئے خدا بھی
ان کا بھلا کرے گا۔ اور ان کے
سب کام خدا کی مدد سے ٹھیک
ہو جائیں گے اور ٹھیک ہوتے رہیں گے۔

۱۲ جولائی ۱۹۴۸ء

خود روز

آج نجوم کے حساب کا "نوروز"
ہے۔ صدیوں سے ایران اور ہندوستان
وغیرہ ملکوں کے مسلمان بادشاہ بھی
نوروز کے جشن کیا کرتے تھے۔ ماہر
نجوموں کا بیان ہے کہ یہ نوروز
بہت منحوس ہے۔ ساری دنیا میں
خون ریزی ہوگی۔ زلزلے آئیں گے۔
ہر قسم کی پریشانیاں لوگوں کو پیش
آئیں گی۔ اس کے ساتھ ہی نجومی
یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان قوم اور
پاکستان اور حیدرآباد کے لئے یہ
نوروز مبارک ثابت ہوگا۔

میں نجوم کو ایک حساب مانتا ہوں
مگر اس کے پچھلے میرے اعتقاد سے
دور بہتے ہیں۔ کیونکہ میرا عقیدہ

اور ایمان اللہ تعالیٰ کی کار سازی پر ہے۔ جس نے سیاروں کو پیدا کیا ہے۔ اور ان کی گردش میں تاثیرات رکھی ہیں۔ لیکن یہ نہیں مانتا کہ ان لوگوں کے حسابات سیاروں کی گردش کی تاثیرات کو ٹھیک سمجھ سکتے ہیں کیونکہ ہر ان خطا اور نسیان کا پیکر ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ میرا اعتقاد اللہ کے فضل پر بھی ہے اور دعا پر بھی ہے اس واسطے میں ہر آنے والی راحت اور صحت سے بے پروا رہتا ہوں۔ جو کچھ بچے سال ہوا وہ بھی میں نے دیکھا اور برداشت کیا اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس کو بھی دیکھوں گا اور برداشت کروں گا۔ قرآن شریف میں ہر مسلمان عورت، مرد کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ دنیا کی زندگی میں اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔ نہ دکھ میں گھبرائیں، نہ سکھ میں اترائیں۔

سکھ سے بھرپور دنیا

مجھے تو ساری دنیا آنے والے زمانے میں سکھ اور راحت سے بھرپور نظر آتی ہے اور مجرم مسلمان کی پہلی رات مجھے سالانہ امتحان سے جو کچھ جواب ملا تھا وہ ہمت جھٹکا والا اور مطمئن کرنے والا تھا۔ جو قتل عام گذشتہ سال دہلی میں اور ہندوستان کے دوسرے شہروں میں ہوا وہ گذر گیا۔ اور جو کچھ غیر میں ہو رہا ہے وہ بھی گذر جائے گا۔

اور آئندہ زمانہ خوشی اور امن اور راحت کا آئے گا۔ البتہ غافل اور خدا سے بے خبر انسانوں کو ہوشیار کرنے کے لئے کچھ سزا میں ضرور دی جائیں گی۔

باغ کی دعوت

آج شام کو صدر اعظم بہادر کے سرکاری مکان شاہ منزل میں ایک بڑی گلستاں پارٹی ہوئی تھی۔ یعنی شاہ منزل کے باغ میں بہانوں نے بیٹھ کر کچھ کھایا تھا اور کچھ پیاتھا اور کچھ کہا تھا اور کچھ سنا تھا چارو بہان تھے جن میں انگریز بھی تھے جن بھی تھے پارسی بھی تھے ہندو بھی تھے مسلمان بھی تھے۔ مولوی بھی تھے پیر بھی تھے امیر بھی تھے مرد بھی تھے اور اماں حوا کی بیٹیاں بھی تھیں یعنی جو میں بھی تھیں جس کو دیکھتا تھا باش پاتا تھا۔ سب ہنس رہے تھے آپس میں مل رہے تھے اور خوش ولی کی باتیں کر رہے تھے۔ میں باوجود دنیا کی ناتوانی کے سب کے چہروں کو اور سب کی شادمانیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور حیران ہو رہا تھا کہ حیدر آباد سے باہر کے اخبار نگہ رہے ہیں کہ حیدر آباد کے ملک میں لڑائیاں ہیں۔ آتش فشاں ہے۔ لوٹ مار ہے۔ گھبراہٹ ہے پریشانی ہے۔ گریباں تو میں نے ایک آدمی بھی ایسا نہیں دیکھا جس کے چہرے سے کوئی پریشانی ظاہر ہوتی ہو بہان ٹوٹو نے اترتے تھے صدر اعظم کے

اے۔ ڈی۔ سی استقبال کے صدر اعظم تک لیجاتے تھے۔ صدر اعظم نہایت خندہ پیشانی سے ہر بہان کو لبیک کہتے تھے یعنی خوش آمدید کہتے تھے۔ اس کے بعد بہان نہایت شاندار صوفوں اور کرسیوں پر جا کر بیٹھ جاتے تھے جن کے سامنے میوؤں اور مٹھائیوں سے آراستہ میز بنائی ہوئی تھیں۔ اس باغ کی ایک شان ملاقاتیں ایسی دیکھی کہ بے اختیار قرآن شریف کی یہ آیت زبان پر آئی۔ ”حنات تجھری من تحتہا الانہار“ کیونکہ اس باغ کے برابر دس، پندرہ نواری پانی اچھال رہے تھے میں نے آج تک ایسا کوئی ٹوارہ نہیں دیکھا تھا جس میں دو آدمیوں کے لڑکے برابر پانی اچھالتا ہو۔

پس زمین کی اس صفت میں جن لوگوں سے ملا۔ وہ زیادہ ڈاڑھی والے تھے اور بے ڈاڑھی کے جتنے تھے وہ سب اتنی بڑی عمر کے تھے کہ میں ان کو غلمان نہیں کہہ سکتا۔ حیدر متنی تھیں یعنی خواتین جتنی تھیں ان میں زیادہ غیر مسلم تھیں۔ اس کے علاوہ ان میں ایسے بھی تھے جو جنت اور حورو غلمان کے قائل نہ تھے۔ ہر حال میں سینکڑوں دوستوں سے ملاقاتیں ہوئیں۔

سید حیدر رضا دہلوی

دہلی کے مشہور سیاست دان سید حیدر رضا صاحب پریسٹر بھی یہاں ملے۔ جنہوں نے سب سے پہلے دہلی

میں سیاسی بیداری پیدا کی تھی۔ میں اور ملاوادی صاحب اور مسٹر آصف علی اور مسٹر دوف علی پیرسٹر مرحوم اور لالہ شکر لال پیرسٹر آنجنائی سید حیدر رضا کی سیاسی تقریروں کے کالج کے طالب علم تھے۔ انگریزوں کی قوت اور عیت سے ہرجہو مٹا ہوا مرعوب تھا مگر حیدر رضا پچاس پچاس ہزار ہندو مسلمانوں کے ہجوم کے سامنے کہتے تھے "ارے اگر تم لوگ انگریزوں پر تھوکنہ شروع کرو تو وہ اسے کم ہیں کہ وہ تمہارے تھوک میں ڈوب جائیں گے" اور اگر تم خاک کی ایک ایک چٹکی ان پر ڈالنی شروع کرو تو وہ خاک میں دب جائیں گے۔

الغرض سید حیدر رضا اس وقت دلی کے سیاسی بادشاہ تھے اور ان کا روزانہ اخبار آفتاب آسمان سیاست کا درخشان ستارہ تھا۔ جس کی اردو بے مثال تھی اور لاہور تھی مگر یکایک ایسا انقلاب ہوا کہ حیدر رضا دلی سے غائب ہو گئے۔ سنا تو یہ سن کر لندن کے مشہور انگریز شاعر ٹینیسن کے خاندان میں شادی ہو گئی ہے۔

آج ان کو دیکھا تو پہچانا نہیں وہ خود میرے پاس آکر بیٹھے اور باتیں شروع کیں جب معلوم ہوا کہ حیدر رضا ہیں۔ اور دس بارہ سال سے حیدر آباد میں پیرسٹری کرتے ہیں۔ میں نے اپنے داموں کو سمیٹ کر پوچھا کیا لندن کی بیوی کو ساتھ

لائے جو۔ ہنس کر جواب دیا مدت ہوئی وہ تعلق قطع ہو گیا۔ اب حیدر آباد میں شادی کر لی ہے۔ میں نے کہا آپ نے حضرت اکبر الہ آبادی کے ارشاد پر عمل کیا جنہوں نے کہا تھا آپ کا نام نہ کرنا اکبر گورے کو نہ بنانا سالا تاکہ کہہ سکو ہم بھی کالے یا رنجی کالے مغرب کے وقت گھر میں واپس آیا۔

۱۰ جمادی اول ۱۴۲۲ ہجری قمریہ حیدر آباد

مسٹر ٹکٹ

حیدر آبادی ڈاکٹریٹ کو "ٹیکٹ" کہتے ہیں اور اس ٹکٹ نو اب ٹکٹ یا مولوی ٹکٹ کہنے کے قابل ہوتے ہیں کیونکہ بہت شاندار ہوتے ہیں جن پر مریض کا فطر بنا ہوا ہوتا ہے اور یہ ٹکٹ آسانی سے مل جاتے ہیں مگر انگریزی ٹکٹ آسانی سے نہیں ملتے۔ اس نے آج ہزار دکن مولوی فیاض الدین نظامی کے ساتھ انگریزی ڈاکٹریٹ میں گیا تھا اور وہاں سے اخبار سنائی کے لئے پچاس روپے کے انگریزی ٹکٹ خریدے تھے۔

سر پور کا دفتر

آج حیدر آباد کے مشہور کارخانے کاغذ سازی کے دفتر میں گیا تھا جہاں میں نے سنائی کے لئے زورنگ کا کاغذ خاص آرڈر دیکر نہوایا تھا اور ایک ہزار روپے کا خریدنا تھا اب وہ کاغذ ختم ہو گیا ہے اس لئے آج

نیا کاغذ خریدنے دفتر میں گیا تھا۔ مقبول الزام صاحب بھی پہلے گئے ہیں میں نے دن بھر دعا منزل میں تحریری کام کیا۔ جب معمول طاقاتی آتے رہے۔ نظامیہ سلسلے کے مشہور بزرگ حضرت مرزا مسرور بیگ صاحب کے سجادہ نشین صاحب کے بھائی صاحب بھی عرس کا بلاوا دینے آئے تھے۔

مہدوی مشائخ زاد

سید ابوالقاسم صاحب مہدوی اور سید نصرت صاحب مجتہدی ملتے آئے تھے۔ دونوں نو عمر ہیں۔ اہل علم اور درویشوں کے لباس میں تھے۔ بہت سے علمی سوالات کئے مہدوی جماعت میں سادات اور مشائخ کی بڑی عزت کی جاتی ہے۔

شہری پارٹی

آج شام کو سکند آباد کے شہر لوہے نے صدر اعظم بہادر کو ایک بڑی پارٹی دی تھی۔ میں بھی حسین کے ساتھ شریک ہوا تھا۔ نادانستہ ایسی میزک تہنہ بیٹھا جہاں تین اجنبی آدمی بیٹھے تھے۔ بات چیت سے معلوم ہوا۔ ایک اور سینئر بریس کے نمائندے عبدالقادر صاحب ہیں دوسرے مدراس کے مشہور نوناڈ انگریزی اخبار ہندو کے نمائندے ہیں اور تیسرے حیدر آباد کے نامور اور ممتاز اخبار رہبر دکن کے نمائندے

ہیں۔ آج کی پارٹی کے میزبان نور احمد نواز جنگ بہادر ملک التجار سکندر تھے۔ وہاں بہت سے ہندو مسلمان علماء سے ملاقاتیں ہوئیں۔

صدر اعظم سے خطاب

جب صدر اعظم بہادر سب بہانوں سے ملتے ہوئے میرے قریب آئے تو میں نے کہا کل آپ کے ہاں بھی دیکھا اور آج یہاں بھی دیکھا۔ ہندو بھی مسلمان ہیں، اگر نہ اور پارسی بھی مسلمان ہیں اور مسلمان بھی مسلمان ہیں مگر باہر کے اخبار نقل وچارے ہیں کہ حیدر آباد کا ملک بہت بڑا ملک بنانے ہو گیا ہے مجھے تو کہیں بے الطینانی نظر نہیں آئی۔ صدر اعظم بہادر نے ہنس کر جواب دیا یہ اللہ کا احسان ہے۔

ڈاکٹر یوسف حسین خان

جامعہ ملیہ ملی کے پرنسپل ڈاکٹر ڈاکٹر حسین خان صاحب کے بھائی ڈاکٹر یوسف حسین خان صاحب سے آج خوب باتیں ہوئیں۔ وہ میری کتاب آزادی کی خونی داستان کی نسبت دریافت کرتے تھے۔ میں نکاحات دن کام ہو رہا ہے اس کی کئی جلدیں ہوں گی۔

آئرلینڈ کے وزیر اعظم

حیدر آبادی ریکوں کے وزیر اعظم مولوی عبد الرحیم بھی وہاں تھے۔ میں نے کہا ریل کے وزیر صاحب یہ تو بتائیے کہ حیدر آباد سے دہلی جانے

والی ریل کا کیا حال ہے۔ ہنس کر فرمایا دیا آپ کا یہ کیوں سوال ہے۔ میں نے کہا اپنے گھر کو جانا چاہتا ہوں کہنے لگے ہم آپ کو ہرگز نہ جانے دیں گے پٹے لگاؤ ایک صاحب نے کہا کیا حیدر آباد میں آپ کو کچھ تکلیف ہے میں نے کہا نہیں یہاں تو گھر سے زیادہ آرام ہے لیکن دل یہ چاہتا ہے کہ اپنے سرکار حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین ادلیا محبوب الہی کے مزار کے سامنے جاؤں اور حضرت امیر خسرو کا یہ شعر پڑھوں۔

خسرو غریب است تو گنا افتادہ در شہر شاہ
باشد کہ از بہر خدا سوسے غریباں بگوری
خسرو غریب ہے اور آپ کے شہر میں
پڑا ہوا ہے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ آپ
خدا را غریبوں کی طرف التفات فرمائیں
اُن صاحب نے کہا حیدر آباد میں
بیٹھے بیٹھے اپنے حضرت کا تصور کر کے
یہ شعر پڑھ لیجئے یہاں سے نہ جائیے
اور ہمارے ساتھ ہمارے شہر کے
شہری بن جائیے۔

۱۱ جمادی اول ۱۳۵۷ ہجری شہینہ حیدر آباد

خونی دن

آج منگل یعنی مرتخ ستارہ کا دن ہے اور مرتخ خونی ستارہ کہا جاتا ہے میں دہلی میں منگل کے دن حجامت بنوانا تھا اور جیل میں سر کاٹا تھا یعنی دس ناخن ہاتھ کی انگلیوں کے اور دس ناخن پاؤں کی انگلیوں کے ترشہ ہاتھ

تاکہ مرتخ ستارہ کے شان باقی رہے مگر حیدر آباد میں منگل کے دن کی پابندی چھوڑ دی ہے۔ کیونکہ میں نجوم کے صاحب کو محض خیالی چیز سمجھتا ہوں۔ اور طاق خیال میں بھی ہوتی ہے اور نجوم میں بھی ہوتی ہے۔ مگر میرا عقیدہ اس بڑی ذات پر ہے جو خیال اور نجوم کی طاقتوں کی خالق ہے۔

سید ظہیر الدین نظامی

آج سید ظہیر الدین نظامی خواجہ راجہ لچھار بڈی نظامی کے ساتھ ملے آئے تھے۔ یہ حضرت میران حسین خٹک سوار کی اولاد ہیں جن کا مزار تارا گڑھ امیر شریف میں ہے اور الاس ریاست کروندہ دار علاقہ پونا ستارہ کے بیٹے والے ہیں۔ اور حیدر آباد کے حضرت حافظ عبد العلی صاحب حشتی نظامی کے خلیفہ اور جانشین ہیں۔ حضرت حافظ عبد العلی صاحب حضرت مرزا سردار بیگ صاحب حشتی نظامی کے خلیفہ تھے۔ وہ گذشتہ سفر حیدر آباد میں بارہا آئے تھے مگر اتنا بڑے عابد اور ذاکر شافل متوکل درویش تھے میری مرحومہ مریدی مالکہ خاتون نظامی کے شوہر عبدالمنان صاحب بھی ان کے مرید تھے۔

سید ظہیر الدین صاحب آج کل حیدر آباد میں اپنے پیر کا عرس کرنے آئے ہیں۔ بہت سے مرید بھی ان کے ساتھ آئے ہیں۔ چالیس سال کی عمر میں گذری رنگ ہے۔ درویشوں کا قدیمی لباس پہنتے ہیں۔ انہوں میں یا خدا

کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ میں نے اس میں شرکت کا وعدہ کیا ہے۔

آج دن بھر مائل میں تقریبی کام کرتا رہا۔ صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے البتہ پرانی بیماریاں جسم کی زحافت سے جدا نہیں ہوئی ہیں۔

۱۲ جمادی اول ۱۳۸۲ ہجری چار شنبہ حیدر آباد

روانگی منسوخ

کل جمعرات کی صبح کے لئے ہوئی جہاں کی دو سٹیم لٹے کی امید تھی آٹھ دن سے کوشش ہو رہی تھی حسین بھی ہرے ساتھ بیٹھی جانے والے تھے اور میں بیٹھی سے کراچی جانے والا تھا مگر آج خبر کی کہ دونوں سٹیشن سرکاری افسروں کو دیدی گئی ہیں اس لئے ہم دونوں نے اپنا سفر منسوخ کر دیا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا تھا ”میں نے اپنے ارادوں کے ٹکٹے سے خدا کو پہچانا“ یہ سچی بھال نہیں ہے کہ حضرت علیؑ کے ارشاد کی ہمسری کو مل اس واسطے میں لکھتا ہوں کہ میں نے اپنے ارادوں کے ٹکٹے سے اپنی قسمت پہچانا۔

سیّد کبیر الدین

آج برہان پور سے سیّد کبیر الدینؒ آیا۔ اے (علیؑ) ملنے آئے تھے یہ بہت ست بیٹھی ہندوؤں کے گرو ہیں۔ ان کے بھائی گدگدائیں ہیں اور میرا اور ان کا بہت پرانا تعلق ہے وہ ہمیشہ میرے لئے برہان پور سے پہلے بھیجا

کرتے ہیں۔ آج کبیر الدین صاحب بھی سنتروں کا ایک ٹوکرا لائے تھے۔

اخبار کی روانگی

حیدر آباد کا اخبار کل روانہ ہو گیا تھا آج ہندوستان و پاکستان کے خریداروں کو پرچہ بھیجا گیا مگر خریدار اتنے زیادہ ہیں کہ دن بھر ۵-۶ آدمیوں نے کام کیا پھر بھی بہت سا اخبار باقی رہ گیا۔ غالباً دو تین اور خرچ ہونگے۔ بیڈت جواہر لال نہرو نے ہولی مہاتما گاندھی کے غم میں ہولی کا تہوار اس سال ملتوی رکھنا ظن جاری کیا ہے۔ مگر حیدر آباد کا ہندوؤں نے اس خزان کی تعمیل نہیں کی یہاں ہولی منائی جائے گی۔

اردو مجلس

آج شام کو خوش اقبال شاہ نظامی اور سید کبیر الدین صاحب اور صلاح الدین صاحب ایم۔ اے کے ساتھ تھوڑی سی مجلس پر گیا تھا۔ اور اردو مجلس میں شریک ہوا تھا۔ مورخ دکن مولانا فیض الدین صاحب نے نواب شمس الامیر بہادر مرحوم کا بہت ایک بہت اچھا تاریخی مضمون پڑھا تھا جس سے معلوم ہوا کہ ایک صدی پہلے نواب شمس الامیر نے علم ہیئت اور سائنس کی کتابوں کے اردو ترجمے کا محکمہ قائم کیا تھا چونکہ مجھے ملک کی حد تک دی گئی تھی اس واسطے میں نے اس مضمون پر ایک تاریخی تبصرہ بھی کیا تھا میرزا صاحب نے حاضرین کو بہت

مکلف چیزیں کھائیں پائیں تھیں میں نے مغرب کی نماز بھی پڑھائی تھی اور مغرب کے بعد اپنی تقریر کو پورا کیا تھا۔ پھر بہت سے شاعروں نے اپنا کلام سنایا تھا۔ جن میں طالب صاحب حیدر آبادی کا غزل سب سے اعلیٰ رہی تھی۔ ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب پوسٹل جاسوسیہ دہلی کے بھائی ڈاکٹر ذاکر حسین خان صاحب کی آخری تقریر بھی بہت عمدہ تھی۔

آج بھی بغیر سیم نظامی کھانا نے کھانا بھیجا تھا اور پانچ گیم نے بھی کئی قسم کے کھانے بھیجے تھے ام کا مرتبہ بھی بھیجا تھا۔ آج رات کو میں ہادی منزل میں رہا قصائد کو سرودی معلوم ہوئی تھی۔ کئی دن سے گرمی بڑھ گئی تھی آج ایک سرودی پڑھا گئی۔

برہان حسین

آج شام کو پاشا ہاشم نظامی نے اپنے بچے برہان حسین کے ساتھ موسمی کاغذ بھیجا تھا میں نے کریم بابا صاحب ناچو کو کولایا تھا جو آج چند ہندوؤں کے ساتھ ملے گئے تھے۔

آج اردو مجلس میں مولیٰ نظامی کیاری کیزہ دلتی صاحب بانی اردو مجلس شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ ان کا جھگڑا کچھ جاری ہوئے ہیں۔ ان کی جگہ حیدر آباد کے مشہور ظریف شاعر صحت اللہ بیگ صاحب نے مجلس کے پردگرم کا خطاب کیا تھا۔ آخر میں ان کی طرف سے غزل نے بھی سب کو بخاشا کام کیا تھا۔

سید محمد امجد علیؒ اور سید محمد سعیدؒ

مناوی کی خبریں

آج صبح سے شام تک حیدرآباد کے مختلف محلوں سے خبریں آتی رہیں کہ مادی گھر گھر پھرتا جا رہا ہے مولانا نصیر الدین صاحب ہاشمیؒ اور نواب نثار علی خان صاحب نے خریداری کے روپے بھی بھیجے ہیں۔

عمر حسن

آج خواجہ راجہ لچھا رڈی نظامی اور حسن ابوالکلام اور سہادی کے ساتھ حضرت مرزا سردار بیگ صاحب جیشی نظامی غازی کے سالانہ عرس میں شریک ہوا تھا۔ میں نے اب تک حیدرآباد کا کسی مجلس میں اتنے زیادہ صاحب باطن، اہل کمال نہیں دیکھے تھے۔ حضرت مرزا صاحب حضرت مافتا محمد علی صاحب خیر آبادی کے خلیفہ تھے اور وہ حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلیفہ تھے۔ اس سلسلے کے لوگ نیلی گڑھی باندھتے ہیں اور بعض نیلے تہبند بھی باندھتے ہیں۔ حضرت مولانا میر محبوب علی صاحب جواد نشین درگاہ بھی نیلی دستار باندھے ہوئے تھے جب میں پہنچا تو قوالی ہو رہی تھی درگاہ خیر آبادی نے ایک پیر زادے صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ اور مولانا شہین صاحب کے بھائی صاحب بھی تھے۔ اور ایک درویش نواب صاحب بھی تھے۔ حضرت مولانا حسن النہال خان صاحب کے غریب

حضرت پاشا میاں صاحب مرحوم کے خلیفہ ہیں۔ اور جامعہ شریف کی درگاہ ہے ان کو شاہ نواب کا لقب ملا ہے۔ تین چار چکیوں کا گماننا۔ ہر چکی کو بہت زیادہ روپے نیلی دستار کے دس بارہ درویشوں کو وجہ ہوا۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ سب درویش وجہ کے وقت "شغل محمود" میں مشغول تھے۔ اس نے میں نے یہ سمجھا کہ حضرت مرزا سردار بیگ صاحب نے بے شمار حیدرآبادیوں کو کمالات روحانی کی انتہا تک پہنچا دیا ہے اور میں نے حیدرآباد کے کسی بزرگ کے اتنے زیادہ مریدوں کو صاحب کمال نہیں پایا تھا۔ آج میری وہ مایوسی دور ہو گئی جو نظامی شاخ کن کن نہت مجھے تھی اور بہت زیادہ خوشی اور فخر میں نے اپنے اندر محسوس کیا۔

قدامت کا دوسرا منظر

گھانے کے بعد لنگر کھا کھا یا گیا اور میں نے قدامت کا ایک دوسرا منظر دیکھا۔ حضرت میر محبوب علی صاحب پورے ہیں اور بیمار ہیں مگر قوالی ختم ہوتے ہی انہوں نے نیلے دستار اپنی کمر باندھی۔ اور اپنے سب قرابت داروں اور بھائی صاحب کے ساتھ عرس کے مہمانوں کو کھانا کھلانے لگے انہوں نے پہلے درویشوں اور غریبوں کو کھانا کھلایا۔ امیروں اور ممتاز آدمیوں کا منہ بوقت بعد میں آیا۔ مجھ کو بھی چونکہ امتیاز کی صف میں تھا

گیا تھا۔ اس واسطے میں نے بھی آخر میں کھانا کھا یا کھا۔ اور اس سے مجھے بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی کہ قدیمی درویشوں کی اصلی شان یہی ہے کہ پہلے مساکین کو کھلایا جائے، اس کے بعد اہل دنیا کو کھلایا جائے۔ پلاؤٹھی کے کوندوں میں تھا اور ہر مہمان کے سامنے کوری مٹی کی ایک رکالی تھی لکڑی کے پچھوں سے جس کو چھوٹی ڈوٹی کہنا چاہیئے پلاؤٹھی لگا لگا گیا اور شور بہ بھی آئی ڈوٹی سے پلاؤ پر ڈال گیا پٹھاس کے لئے ایک ایک جلیبی سب کو تقسیم ہوتی میں نے دعا منزل میں واپس آکر سب لوگوں سے کہا "میں نے قدامت کی ایک بہت بڑی اور صحیح تصویر مرزا صاحب کی درگاہ میں دیکھی مگر سلسلہ نظامیہ کے بانی حضرت سلطان المشائخ خواجہ سید نظام الدین اولیا محبوب الہی کے دسترخوان کی شان شاہانہ ہوتی تھی۔ زری کے دسترخوان بچائے جاتے تھے اور بہت اعلیٰ قسم کے برتنوں میں اعلیٰ قسم کے کھانے کھلائے جاتے تھے۔

مغرب کی نماز

آج مغرب کی نماز نواب قصود جنگ بہادر نے پڑھائی تھی اور نماز کے بعد پڑانے مسلمانوں کی بہت سوتر کھائیں سنائی تھیں۔ سرسہا راجہ بہادر کی ریاست کے ناظم مولوی مرزا محمد بیگ صاحب بھی تھے اور حکیم علی حسین صاحب بھی تھے۔ اور سید کبیر الدین صاحب بھی تھے۔

چمن آراؤ بیگم صاحبہ
رات کو آٹھ بجے چمن آراؤ بیگم صاحبہ
نے آلی تھیں۔ یہاں سے وہ آرام
محل میں خواجہ بانو سے بھی ملے گئی
تھیں۔

نواب دین یار جنگ بہادر
چونکہ میرا معمول ہے کہ میں ہمیشہ
نواب دین یار جنگ بہادر کے مکان
پر ایک دفعہ جایا کرتا ہوں ان کے
مرحوم والد نواب عزیز جنگ بہادر کی
زندگی میں بھی جاتا تھا اس واسطے
آج رات کو یہ معمول پورا کرتے گیا
تھا۔ وہاں نواب دین یار جنگ بہادر
کے فرزند مولوی حسن الدین صاحب
بھی ملے تھے جو آج کل ناظم امور مذہبی
ہیں۔

نازک اندام پان

رات کو ساڑھے نو بجے نواب
دوست محمد خان صاحب کے صاحبزادے
اشرف خان صاحب میرے لئے نازک
اندام پان کے بیٹے لائے تھے۔
شامروں کو اپنے محبوب کی کمر نظر
نہیں آتی اور مجھے یہ نازک اندام
میرا نظر نہیں آتا۔ آدھا پنچے کا پیرا
ہے اور تمام لوازمات سے بھرپور
ہے آج رات کو بھی ذرا خشکی رہی
تھی۔

۱۴ مارچ ۱۳۱۷
ست آج صبح اپنے قربت دار
غیاث مولوی غلام نیر دانی صاحب

دہلوی سابق ناظم آثار قدیمہ کے کباب
کے مکان پر ان کے چھوٹے لڑکے کی
بیمار پر سوسائے لے گیا تھا۔ خواجہ بانو
اور حسین اور علی بانو بھی ساتھ گئی
تھیں۔ غلام نیر دانی صاحب کو فکر مند
مگر مستعد اور ثابت قدم پایا۔ میں
نے ایک خاص دعا بھی بتائی کہ مریض
پر دم کی جائے۔

جمہ کی نماز

پونے بارو بجے باغ عام کی مسجد میں
واپس آیا۔ آج اعلیٰ حضرت مجھ سے پہلے
آگئے تھے اور مجھے دریافت فرما رہے تھے
کہ میں کون سا سفر کے التواؤ کی
نسبت اور دہلی کی درگاہوں کے حالات
کی نسبت پسند رہ منٹ گفتگو فرماتے ہے
میں نے یہ بھی کہا کہ آج کل مجھے سلطنت
حیدر آباد کے سوا ہندوستان میں کوئی
مقام دارالاسن نظر نہیں آتا۔ اگرچہ
باہر کے اخبارات ایسی ہی سر و پا خبریں
شائع کرتے رہتے ہیں جن سے یہ خیال
ہوتا ہو گا کہ حیدر آباد کی حالت دہلی
کے قتل عام کے ایام سے بھی زیادہ خوب
ہو گئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ حیدر آباد
کے ہندو مسلمان امیر غریب، محتسب و
جانتے بھی نہیں کہ بے امنی اور بے امنی
کس بانو کا نام ہے۔

نیاز کی شرکت

آج جمعہ کی نماز میں میرے ساتھ سید
کیر الدین صاحب برہان پوری اور مولوی
کامل الدین صاحب وغیرہ بھی گئے تھے۔ نماز

سے واپس آیا تو نواب بشارت علی خاں
صاحب کے ہاں "پنج" کی دعوت یاد رکھائی
گئی۔ لیکن میں نے کہا میں تو ایک درویش سے
وعدہ کر چکا ہوں۔ امیر کا دعوت سے بغیر
کی دعوت مقدم ہے۔ اس لئے خوشحال
شاہ نظامی سے کہا کہ وہ نواب صاحب کو
تیلیفوں کر دیں کہ میں آج رات کو آپ
کے ہاں آ جاؤں گا اس وقت نہیں سکتا
اور اس کے بعد درگاہ حضرت میرزا سوار
بیگ صاحب میں حاضر ہوا جہاں سید الدین
صاحب ہشتی نظامی نے اپنے مرشد حضرت
حافظ شاہ عبد اعلیٰ صاحب کی سالنہ نیاز
کی شرکت کے لئے بلایا تھا۔ وہاں جا کر کمال
ہم نیاز دی اور سید ظہیر الدین صاحب کے
مریدوں اور پیر بھائیوں کے ساتھ جھکر
نیاز سامیتہا سلونا کھا کھا یا۔ دونوں
کھانے لذت تھے۔ سید ظہیر الدین صاحب
بار بار قافیں بھر بھر کر بوٹیاں لاتے
تھے اور مجھے حیدر آباد کے ایک درویش
یا آتے تھے جو دسترخوان پر ہمیشہ پنچ
کر فرمایا کرتے تھے "بوٹیاں لاؤ" تنہ
دینے لاکو۔

بزرگوں نے کہا ہے۔ بن مانگے موقی
ملیں اور مانگے نہ بھیک۔ آج میں نے
کہا "بن مانگے لوٹی ملے اور مانگے ملے
نہ ایکہ" یعنی گنوں کے کھیت پر کوئی
مسافر جاتا ہے تو کھیت والا گنا نہیں
دیتا البتہ گڑھ دیتا ہے۔ سید ظہیر الدین
صاحب کے بعد مجھ کی نسبت تاریکوں
میں پڑھا تھا کہ جب ان کو رات کے
وقت ہندو دھرم نے قطعہ میں گھسی کر
شہید کر ڈالا تو حضرت خواجہ صاحب بھی

صبح خود سید صاحب کو دفن کرنے کے لئے اپنے گھر گئے تھے اور میں چونکہ چشتی ہوں اس واسطے حضرت سید حسین خجک سوار کی اولاد آج میری ہمانداری میں اظہار محبت کر رہا ہے۔

کھانے کے بعد حضرت حافظ شاہ علی صاحب چشتی نظامی کے مزار پر بھی گیا اور وہاں کچھ دیر بیٹھا اور مالک خاتون نظامی اور ان کے شوہر کی قبروں پر بھی فاتحہ پڑھنے گیا۔ مالک خاتون کو قبر کے اندر بہت خوش دیکھ کر دل کو اطمینان ہوا۔

خواجہ اچھرچا ریڈ کی بھائی کی قبر

یہاں میرے پیارے مرید خواجہ راجہ پھار ریڈی نظامی کے خلیفے بھائی کی قبر بھی ہے۔ وہاں بھی فاتحہ پڑھے گیا تھا۔ سونے لوح لگی ہوئی ہے اور اس پر پرانا ہندو نام بھی ہے اور بعد کا اسوی نام بھی ہے اسی کے قریب دیکھ کر قوالوں کی قبریں بھی ہیں وہاں بھی میں نے فاتحہ پڑھا۔

واپس میں ماسوٹی شاہ نظامی کی جائزہ رکھ کر دیکھنے گیا اور وہاں منزل میں تاکو کام شروع کیا۔

مولوی زین العابدین رضا

آج حیدر آباد کے کنگ جمنی شاہ زائے مولوی زین العابدین صاحب نے آئے تھے۔

کنگ جمنی اس واسطے کہہ کر ان کے بزرگوں میں شریعت کا ذکر سے ہیں اور امیر اور جاگیردار بھی گذرے ہیں۔ اور یہ ہیں دونوں کے شاہین علیہ السلام کی بیٹیوں کی رہا ہو اور ان کی کو بھی باقی رکھا ہے۔

طے بعد مغرب حسین کے ساتھ نواب وکرہ بشارت علی خان صاحب کے ہاں ڈزینیا طعام شب کے لئے گیا تھا وہاں میرے دوست نواب دوست محمد خان صاحب جاگیردار بھی تھے۔

قوربے کا پیالہ

نواب صاحب نے مرغ کے قوربے کا پیالہ میری طرف بڑھایا۔ اتنا بڑا پیالہ میں نے کج تک نہیں دیکھا تھا۔ دل میں لطیفہ پیدا ہوا کہ اس پیالے کے شوربے میں جگہ جہاز چل سکے ہیں کیونکہ میرزاں کے اجداد سب کے سب تیغ زن اور جنگ باز تھے اور نواب دوست محمد خان بھی جنگ باز اجداد کی اولاد ہیں۔ ایک فقط میں ایسا دسترخوان پر تھا جو مقتول ہونے کے بعد پیدا ہوا ہے قتل کرنے کے بعد پیدا نہیں ہوا ہے اور جو قوال کی زبان سے جب یہ شعر سنایا تو جھومتا ہے۔ تو تیرہ دن کہ افساریم

نواب بشارت علی خان صاحب اور نواب دوست محمد خان صاحب بہت روشن خیال اور دور اندیش جاگیردار ہیں۔ نواب بشارت علی خان کے مرحوم بھائی نواب حسن دوٹھا کے بیٹے حامد علی خان صاحب بھی وہاں لے گئے اور محل پوری مولانا صاحب کے ایک صاحبزادے بھی شریک طعام تھے۔

علی واپس آگئے

آج شیخ محمد حضرت مولانا خواجہ سید علی نظامی جنگل سے واپس آئے ہیں ان کے بچے بھی باپ کے آئے سے خوش ہیں اور مالک کے باپ کی آنکھیں بھی بیٹے کے دیدار سے ٹھنڈی ہیں۔

۵ اجماد اولیٰ ۱۲۱۷ شنبہ حیدر آباد

مولانا ہادی شاہ نظامی

آج صبح حسب عادت کچھ خلوت میں تھا یعنی سرکاری گیسٹ ہاؤس کی دیوار اور حوا منزل کی دیوار کے بیچ میں ایک چھوٹی سی جگہ بیٹھا تھا کہ مولانا عبد اللہ صاحب سلمی ہادی شاہ نظامی ناگپور کے سفر سے واپس آئے۔ نواب محمد الدین خان صاحب رئیس بہلا کھٹی سہیلی سے ملے گئے تھے۔ ان کی مہمان نوازی کی بہت تعریف کرتے تھے اور سخاوت اور فیاضی کے قصے بھی سناتے تھے۔

اخبار کی روانگی

کل ہولی کی قلیل کے سبب اخبار کی روانگی ملتوی رہی تھی آج ڈاکخانہ کھلا اور میں نے کئی بوریاں بھر کر ڈاکخانے میں بھجوائیں۔ ہندوستان سے باہر کے لکھلکے اخبار بھی لوازم نہیں ہوئے ہیں کیونکہ دہلی سے پتے نہیں آئے تھے آج پتے آئے ہیں۔ کل دعا بھی ہو گئی۔ حسن ابوطالب اور مہدی بھی آرام محل سے مہم کرنے آئے تھے محمد الدین خان فخر نظامی ایڈیٹر تجارتی دنیا لے آئے تھے۔ خیر قادر نواز جنگ بہادر اور وحید شتی کتب خانہ کے مالک نے سنادی کی قیمت بھجوائی تھی۔

حضرت حاجی میا صاحب

سہلہ آسام سے حضرت حاجی میا صاحب سجادہ نشین خانقاہ فخریہ واپس آئے ہیں۔ بھر کے فیضی ملاقات سے۔ حضرت مولانا ابی شاہ علی صاحب قاسمی بھی آئے۔

ایک عرب تیغ باز

ہادی خنل میں رات کو عرب پہرہ دیتے ہیں۔ آٹھ ایک بوڑھے عرب تلوار اٹھائیں نے ہونے آئے اور کہا کہ مقررہ عرب کی جگہ میں آیا ہوں۔ ان کے چہرے پر لمبی داڑھی دیکھی تو تعجب ہوا کہ یہ حیدر آباد میں رہنے عرب دیکھے تھے ان کی داڑھی اچھا چھوٹی ہوتی ہیں۔

۱۶ جماد اول ۱۲۸۸ ہجری کیشنبہ حیدر آباد

اشفاق حسین صاحب

آج صبح ناگپ رو الے اشفاق حسین صاحب مرید ہونے آئے تھے میٹھا اور پھول بھی لائے تھے اور ایک پتیلی باریک چلوں کی بھی لائے تھے۔ پرانے تاریخی خطوط بھی دکھائے تھے جس میں ناگپور کے ایک راجہ کا فارسی خط تھا اور اس میں حیدر آباد کے سابق بادشاہ اسطوہ جاد اور سکھ جاد کا ذکر بھی تھا۔ ان سے یہ دلچسپ بات بھی معلوم ہوئی کہ راون کی حکومت سی پی سے ٹیکر لگا تک تھی اور رام چند جی کی راون سے لڑائی سی پی میں ہوئی تھی اور ہنومان سی پی اور دکن کی پہلی تمام سے تعلق رکھتے تھے۔

سید المرین احمد شیعہ تھی نہ ہی ختمی تھا کہنے آئے تھے حضرت مولانا مفتی بلاک صاحب بھی نے آئے تھے۔ ان سے معلوم ہوا کہ مرید علی الدین حضرت مولانا نقیب میان صاحب حیدر آباد میں آئے ہونے لگے اور ان کے دیوانے آئے تھے اور میں سے

ان کے رسالہ کے لئے تجارتنی نوٹ کہلائے تھے۔ مقلد بیگم نہ تھی اور منجلی بیگم نہ تھی نے آئیں تھیں۔

تصاویر کی نمائش

شام کو ۱۰ بجے حسین اور خوش اقبال کے ساتھ لاہور پر تاب گیر صاحب کے مکان پر گیا تھا۔ جہاں خواب افتتاحی ریلی خان صاحب کی نمائی ہوئی قلمی تصویروں کی نمائش ہوئی تھی۔ مسٹر گپتا مسکرتری غینا انس ڈیپارٹمنٹ حیدر آباد کی میوزی بھی آئیں تھیں۔ جنہوں نے نمائش کا افتتاح کیا تھا۔ نواب سہدی فاؤنڈنگ بہادر جلسہ کے صدر تھے۔ بکثرت اہل علم اور اہل فن جمع ہونے لگے۔ ایک ہندو صاحب نے اگر نیکوئی حیدر آباد آرٹ سوسائٹی کا تعارف کرایا تھا اور نواب بہمدی نواز جگہ بہادر نے اردو زبان میں بہت اچھی تقریر کی تھی۔

مسٹر گپتا نے بھی انگریزی میں چند الفاظ کہے تھے۔ بالاخانہ پر تصویریں آراستہ کی گئیں تھیں۔ ایک سو سے زیادہ تصویریں تھیں۔ جن میں ہر قسم کی تاریخی اور تمدنی زندگی کو دکھایا گیا تھا۔ مجھ پر جس تصویر کا بہت زیادہ اثر ہوا وہ ہاتھ کا گڑھی کی تصویر تھی کہ تمام دنیا کے امن پسند لوگ ان کے چاروں طرف جمع ہیں اور سامنے دم نہرو کی تختی دکھائی ہے۔ اور ہاتھ کا بہت نفوس نظر آتے ہیں۔ میں نے کہا یہ تصویر دو ہزار برس کے بعد آئے عالمی تسلیوں کو یاد دہانے کی کہ ہاتھ کا گڑھی سا رہا دنیا کو مدد دینے والا ہے اور ہاتھ کا گڑھی اور ہاتھ کا گڑھی کو اس کی قوم سے تشدد سے اور ڈالا۔

مہاتما گوتم بدھ کا اخذ وقت آیا تو منظر ٹاٹا گیا۔ ایک صفت کے نیچے لپٹے تھے اور دنیا کے نمائندے ان کے اطراف میں جمع تھے مگر ان کے شاگرد بائیس کے لئے آپس میں لڑ رہے تھے۔ آج اس تصویر سے معلوم ہوا کہ دو ہزار برس میں کے بعد تاریخ مہاتما گاما گڑھی کی صورت میں نظر آ رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ "ہندو تھا جیسی دو ہزار برس پہلے تھی ویسی ہی اب بھی ہے۔"

میں نے جلسہ کی طرف سے نقاب اختیار ریلی خان صاحب کو سنہری پارچی پہنایا تھا۔

دوسری پارٹی

میں اس سے رخصت ہوا کہ حیدر آباد میں کینچ یعنی بلدیہ کی طرف سے صدر عظم بہادر کو جو پارٹی دی گئی تھی اس میں شریک ہوا۔ آرائش بہت اچھی تھی۔

بلدیہ کی طرف سے صدر عظم سپاسنامہ کی خدمت میں دیکھا ہوا "سپاسنامہ" پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں صدر عظم بہادر نے "بے گہی" ربانی تقریر کی اور ایسی اچھی تقریر کی کہ تمام حاضرین ادنیٰ اعلیٰ موافق مخالف پر اثر ہوا۔ آج خانہ کو معلوم ہو گیا ہوا کہ ایک ایسا صدر عظم جس کی سالانہ زندگی تجارت میں گزری تھی سپاسنامہ میں بالکل باخبر ہو کر "آؤد" ہے۔ وہ شہر کی سپاسنامہ کا جواب کسی سے کہہ کر لگا لگا تھا کہ ہندوستان میں اور حیدر آباد میں عظم خود سے ہوا کہ تاہم ہر صدر عظم سپاسنامہ

سہا جواب نہ پائی دیا۔ اور ایسا جواب دیکھ کر شہر کی مقامات اور حالات پر تبصروں کی کر دیا اور سیاسی الجھنوں کو ایسی محفوظ اور ایسے بے باک اور ایسے جج سے اضافہ میں ادا کیا جو کسی بڑے سے بڑے تجربہ کار صدر اعظم سے بھی ممکن نہ تھا۔

نشانِ اقبال

جب حاضرین مجلس نے مجھ سے صدر عظمیٰ کی اعلیٰ تقریر کی نسبت پوچھا تو میں نے کہا یہ صدر عظمیٰ اور ان کی تقریر حیدر آباد کی اقبال مندی کا نشان ہے۔

مجھے یاد ہے کہ جب اعلیٰ حضرت حضور لارڈ ونگٹن وائسرائے کے زمانے میں علی گڑھ یونیورسٹی کے جلسے میں تشریف لے گئے اور وہاں ان کے سامنے اور وائسرائے کے سامنے سنا سنا سے پیش ہوئے تو لارڈ ونگٹن نے کہا کہ تو بڑی اور بڑے ہوئے تھے اور یونیورسٹی کا چھ پرچہ آج سے تھے گرا ہونے لگا ہوا جواب پڑھا تھا اعلیٰ حضرت حضور نظام نے "بے گناہ" جواب دیا تھا۔ اور ایسا جواب دیا تھا کہ لارڈ ونگٹن کی تقریر شرم کے مارے سننے والوں کے دلوں میں ہنہ ڈھک کر بیٹھ گئی تھی اور اعلیٰ حضرت کے پر شوکت الفاظ اور گرجا دار آواز اور غفران مفران نے تمام حاضرین کو بہت کر دیا تھا اور اس وقت بھی میں نے بحیثیت کلاٹ کے ممبر کے حاضر رہنے سے کہا تھا "یہ عظمت میرا ہمارا اقبال کا نشان ہے"۔

آج اگرچہ میں حیدر آباد میں ہوں ہندوستان کے حیدر آباد کے

شکست شروع ہوئی تو کراچی سے تشریف لے کر تمام اعلیٰ صاحبزادے شہر کراچی نے اعلیٰ زبان میں مجھے تار بھیجا تھا جس میں اعلیٰ حضرت حضور نظام کی شخصیت کی نسبت اعلیٰ حضرت صدر بھی بھیجا تھا۔

پہلو کوئی یہ چراغ بجھایا د جائے گا پس آج صدر عظمیٰ کی برجستہ پڑھنی ہو گئی اور ہر دانشمند حیدر آباد کے دل کے جذبات کو ظاہر کرنے والی تقریر تھی جس سے ظاہر ہوا کہ حکومت حیدر آباد کا اقبال قائم ہے۔ زندہ ہے۔ اور قائم رہے گا۔ زندہ۔ ہینگا۔ اور پائیدہ رہے گا۔ اور اگر کسی کو اس اقبال مندی کی مادی دلیل درکار ہو تو صدر عظمیٰ کی آج کی تقریر اور باشندگان حیدر آباد کا اطمینان اور حیدر آباد کے بادشاہ کا اطمینان ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

اقبال کیا چیز ہے۔ یہ دل کی آگھ رکھنے والوں کو ہندوستان میں بھی نظر آتا ہے۔ پاکستان میں بھی نظر آتا ہے اور حیدر آباد میں بھی نظر آتا ہے اور یہ نظارہ اہل علم بھی کر سکتے ہیں اور اہل فہم بھی کر سکتے ہیں اور وہ بھی کر سکتے ہیں جو علم اور فہم سے محروم ہوں۔

مولانا الیاس برنی

بعد مغرب مولانا ایس برنی صاحبزادے تمام حکمرانوں اور حیدر آباد کے مکان دار السلام میں گیا تھا اور کچھ دیر ملی باتیں کی تھیں انہوں نے ہندی رسم الخط کی نسبت دہلی میں لکھا جواب تو میری تھی اور اب اس مضمون پر ایک کتاب بھی لکھی ہے اعلیٰ زبان کے خاتم میں جب تک الیاس برنی چھپے ہوئے موجود ہیں اس وقت تک کلمہ کی

ادب زبان کے روشن چراغ کو ہندوستان میں بجا نہیں سکتا۔

بیگم نواب سر بلنگ بہار

رات کو بیگم صاحبہ نواب سر بلنگ بہار ملنے آئیں تھیں اور بہت دیر تک علمی باتیں کیں تھیں۔ آج رات کو میں نے کہا نا انہیں کھانا۔ چند قلمی فراموشی کے کھائے تھے۔ نیند بہت اچھی آئی تھی۔ کل شام کو کچھ سی بارش ہوئی تھی۔ آج بھی بادلوں کی آمد وقت جاری رہی۔

خواجہ صلیب احمد میری کار و روز نامہ

آج لوگوں نے مجھ سے کہا حیدر آباد کے بازاروں میں اخبار فروش لڑکے آپ کے سداوی فروخت کر رہے ہیں اور یہ آوازیں لگا رہے ہیں کہ "خواجہ صاحب میری کار و روز نامہ" مجھے یہ بات سن کر بہت لطف آیا کہ ہم سب کے بڑے خواجہ کے نام نامی نے عوام کے دلوں پر ایسا قبضہ کر رکھا ہے کہ وہ شخص نام کے خواجہ کے روز نامہ کو امیر کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

۲۹ مارچ دو شنبہ حیدر آباد

خان قلات کی شرکت پاکستان

آج خبر آئی کہ ہر بائیس خان قلات پاکستان میں شریک ہونگے ہیں سرحد کے تقریباً سب حکمران میرے دوست ہیں حقیر ان کے سابق مرحوم سر شجاع الگ نے مجھ سے بیعت بھی کی تھی۔ انہوں نے کلمہ کی نوبت نامور ملک ہی۔ اے ملک بھی میری دوست

تھے اور موجودہ فرمانروا نواب غفر الملک بھی میرے دوست ہیں۔ اور ان کے سوا بھائی اور تمام چھوٹے بڑے اہل خانہ کے خیرہ اور ہیں۔

ہر پانچیس نواب غلام خیر خان فرمانروا ریاست "اصب در بند" سے بھی میرے بہت گہرے تعلقات ہیں۔ اور وہ میری موجودہ پیشیوں سے خاص لگاؤ رکھتے ہیں اور حیدر آباد میں ان کے خط میرے پاس آتے دہتے ہیں۔

ہر پانچیس خان قلات میرے بہت پرانے ملنے والوں ہیں میں میرے ان مجلسوں میں بھی شریک ہو چکے ہیں اور ان کی تصویر بھی میرے مجلسوں کے گرد دیں ہے۔ وہ مجھے باوجود چستان کی کھجوریں ہمیشہ بیسیا کرتے تھے۔ انکی ریاست میں بھی سب اہل رمنادی کے خیرہ اور ہیں۔ اور جب اخباروں میں یہ خبریں آئیں کہ ان میں اور پاکستان میں کچھ اختلاف پیدا ہو گیا ہے تو مجھے بڑی حیرت ہوئی کیونکہ میں نے خان قلات میں چند روزہ ملاقاتوں کے بعد ایسے اسلامی جذبات پائے تھے اور ایسی دانشمندی جو جوانی کے عالم میں ان کے اندر دیکھی تھی کہ اس اختلاف کی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ آج خبر آئی کہ وہ پاکستان میں شریک ہو گئے اور میں نے کہا حزبوں نے جو کچھ شہور کیا تھا وہ درست نہیں تھا۔ جام نبیلہ اور رمنان اور غفران کے لوگوں کو بھی میں اچھی طرح جانتا ہوں اور ان کی حیثیت اسلست بھی واقف ہوں۔ خدا نے پاکستان ان سب مسلمان ریاستوں کی سنا متی دو، جن طاقت اور ترقی اور استحکام کے لیے فیض سے عطا فرمایا ہے۔ اور وہ سب اس بات کو سمجھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہوں تو ان کو سمجھنا ہلایہ کہ آئندہ وہ اپنے زمانے میں بڑے

اقلیات پیش آئیں گے اور اس وقت اگر کوئی چیز ان سب کو محفوظ رکھ سکتی ہے تو وہ پاکستان کی مرکزیت ہی ہو سکتی ہے۔

کامل مسلمان کا بیان

آج اگر ترقی ایجادوں میں ہر پانچیس خان قلات کا بیان شائع ہولے جو موجودہ زمانے میں ایک کامل مسلمان کا بیان کہا جاسکتا ہے۔ انہوں نے ایسی جرأت اور سچائی سے اپنی رائے ظاہر کی اس بیان میں ظاہر کی ہے کہ اس کی معنی توحید کی جائے کم ہے۔ انہوں نے اس بیان میں پاکستان کی خدمت بھی کی ہے اور جو ناگذاہ اور کشمیر کی خدمت بھی کی ہے اور حیدر آباد کی خدمت بھی کی ہے۔ مثلاً انہوں نے کہا ہے کہ آل انڈیا ریڈیو نے نشر کیا ہے کہ میں نے ہندوین سے درخواست کی تھی کہ قلات کو ہندوین میں شریک کر لیا جائے لیکن ہندوین نے قلات کو شریک کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ہر پانچیس خان قلات نے گورنر جنرل ہندوین کو الٹی میٹم دیا ہے کہ اگر میری کوئی تحریک ان کے پاس نہیں ہو جس میں میں نے آج کل یا اس سے پہلے کبھی ہندوین میں قلات کو شریک کرنے کی درخواست کی ہو تو وہ اس کو شائع کر دیں۔ ورنہ سمجھا جائے گا کہ ہندوین نے مجھ میں اور پاکستان میں اختلاف پیدا کرنے کے لیے جھوٹا بیان شائع کیا ہے اور دنیا کو دھوکہ دینا چاہا ہے اور اس سے دنیا پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ کشمیر اور جوناگڑھ اور حیدر آباد کی نسبت بھی جو کچھ اب تک شائع کیا گیا ہے اور شائع کیا جا رہا ہے وہ بھی ایسا ہی جھوٹ اور غلا ہے چس کو یہ بیان غلط ہے کہ قلات نے

ہندوین میں شال ہونے کی درخواست کی تھی۔

طعام ظہر

آج ایک بچے حسین اور علی اور حسن اور ہادی شاہ اور خوش اقبال شاہ کے ساتھ شاہ زین العابدین صاحب عرف چنو نواب صاحب کے مکان پر ستر دیں کی پانہ نیاز کی دعوت میں گیا تھا۔ نیاز رات کو ہو گئی اور تو اسی بھی ہو گئی کہا کہ دو بھر کو کھلایا گیا تھا۔ نواب بہادر یا باجگ مرحوم کے قریب دار امیر علی خان صاحب اور نواب صاحب کے بھائی نواب ہ نور خان صاحب وغیرہ اصحاب بھی کھانے میں شریک ہوئے تھے۔ چنو نواب صاحب نواب بھی ہیں اور شائع کی اولاد بھی ہیں۔ اور قدامت کی سب خوبیاں ان میں پائی جاتی ہیں۔ کھانا عربی میز پر تھا۔ شمشت فرش پر تھی۔ ایسے کھانے بجا تھے جن کو میں نے کبھی پہلے دیکھا بھی نہ تھا۔ خاص کر غیر کی کچھ ایسے تھے جن کو میں نے نہ کبھی دیکھی میں دیکھا تھا نہ کبھی حیدر آباد میں دیکھا تھا۔ کھانوں میں سب سے زیادہ لذیذ عظیم تھا جس کو دہلی والے اتنا پسند کرتے ہیں کہ جامع مسجد کی سیڑھیوں کا عظیم دہلی کے دیہات میں عظیم شریف کہلاتا ہے۔ جتنے اہل ان ہم طعام تھے ان میں سے ہر ایک کسی نہ کسی خاص قدامت کی شان کا جوہر رکھتا تھا۔

تیل ملا

آج میرے سر پر حاذق لٹھی نے بادام کے تیل کی مالش کی تھی اور اس سے مجھے بہت راحت ملی تھی۔

پٹرول بند ہو گیا

رات کو ایک خبر آئی کہ سارے شہر میں پٹرول کی فروخت بند کر دی گئی ہے اور سرکاری مہر میں لگا دی گئی ہیں۔ حسین خور آبادار گئے اور یہ خبر لائے کہ اطلاع درست تھی۔ میں نے کہا۔ اگر میں پرسوں بسبھی چلا گیا اور بعد میں ہوئی جہاز کی سروس پٹرول کی بندش کے سبب رک گئی تو حیدر آباد میں واپس آنا مشکل ہو جائیگا۔

مہاراجہ پٹیل کا بیان

آج حسین نے انگریزی اخبار اسٹینڈین کے نام لگا رکھا ایک مراسلہ ترجمہ کر کے سنایا جس میں مہاراجہ پٹیل کا بیان شائع ہوا ہے اور انہوں نے بیان دیا ہے کہ ہم ہند یونین میں اس واسطے شریک نہیں ہو سکتے کہ سرحد کے افغان سکھوں پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہے ہیں اور ہم ہند یونین میں اتنی طاقت نہیں دیکھتے کہ وہ ہم کو پٹھانوں کے حلوں سے بچا سکے گی اس واسطے ہمیں اپنی حفاظت کا خود ہی انتظام کرنا ہے۔

ماسٹر تارا سنگھ کا بیان

روزانہ اخبار آفتاب بمبئی میں جو کانگریس اخبار ہے ماسٹر تارا سنگھ لکھا کہ بیان شائع ہوا ہے۔ جس میں ماسٹر جی کہتے ہیں کہ سکھ کانگریس میں شریک ہو رہے ہیں اگر انہوں نے سکھ بیٹھ کی شخصیت کو کم کر دیا تو میں دنیا ترک کر سکے گا جہاں دل میں چلا جائیگا کیونکہ ہند یونین بہت کمزور ہے اور زیادہ سے زیادہ چہہ پیٹنے کی مہمان

ہے۔ اور وہ سکھوں کی حفاظت کے قابل نہیں ہے۔

یہ دونوں بیانات پڑھ کر میں سکھوں اور ہندوؤں کی موجودہ ذہنیت سے جو کچھ نتیجہ نکالادہ فوراً اپنی فیملی یادداشت میں لکھ لیا۔

بارش

آج پچھلی رات کو ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔

مولانا ہادی شاہ لطیفی

آج شام کو مولانا ہادی شاہ لطیفی بنگلور چلے گئے۔ ان کے مرید جو گوندیا سہا پی سے حیدر آباد میں آئے ہیں اور کتاب فروشی کرتے ہیں ان کو ریل پر پہنچانے گئے تھے۔ مولانا نے میرے دونوں پوتوں کو روپے دیئے تو میں نے کہا اب تو آپ شادی بیا کر لیجئے اور دوپہر ضائع نہ کیجئے خدا آپ کو بیٹے بھرتے دے گا۔ ان کے لئے یہ روپیہ محفوظ رکھئے۔

حضرت حبیب علی شاہ ثانی

آج حضرت حبیب علی شاہ ثانی پیشانی چند رقیقوں کے ساتھ ملے آئے تھے۔ وہ بمبئی میں ایک صاحب کو اپنے سلسلہ کا خلیفہ بنانا چاہتے ہیں ان کی دستار بندی کا بلاوا دینے آئے تھے۔ ایک آغا فانی فوجوان بھی ان کے ساتھ تھے۔

عقیقہ کے دعوت نامے

آج رات کو مرزا فاروق علی بیگ صفوی کی طرف سے ان کے بھائی کے لڑکے کے عقیقہ کی تقریب کے دعوت نامے آئے تھے۔ میں نے پہلی بار تقریبات کے دعوت ناموں کی

یہ جدت دیکھی کہ بڑی عمر کے مردوں کی فاروق علی صاحب صفوی نے اپنے نام سے دعوت دی ہے اور عورتوں کو ان کی والدہ صاحبہ کی طرف سے دعوت دی گئی ہے اور چھوٹے بچوں کو نوموود راشد میاں کی طرف سے دعوت دی گئی ہے۔ مردوں کے دعوت ناموں کا سائز بڑا ہے۔ عورتوں کے دعوت ناموں کا سائز درمیانی ہے اور بچوں کے دعوت نامے چھوٹے ہیں یہ سارا خاندان طلحی ہے اور ادبی ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ جدت مرزا فاروق علی صفوی کے چھوٹے بھائی مرزا خاص علی صفوی کی بیوی بشیر لہنا چمن آرا بیگم کی ہے کیونکہ ان دنوں میں ایک خاص شاعری پائی جاتی ہے۔

جب میں نے یہ کہا تو حسین ہنسکر بولے آپ کے سوا ان جدتوں کو فوراً سمجھ جائے والا یہاں کوئی نہیں ہے۔ میں نے کہا میں نے بہت سے کام انیسے کئے ہیں جن کا مجھ سے پہلے کسی کو احساس بھی نہ تھا شاید میں نے ۱۸۵۷ء کے انقلاب سے پہلے کی شادیوں کے رقعے بڑی بڑی رقعیں خرچ کر کے جمع کئے ہیں اور اپنی زندگی کی شروعات سے لیکر اب تک ہزاروں عید کارڈ اور دعوتوں اور تقریروں کے رقعے جمع کرنا رہتا ہوں تاکہ اردو زبان کی تبدیلیاں آئندہ نسلوں کو معلوم ہو جائیں۔

میں نے یہ بھی کہا کہ حیدر آباد کے سوار ہندوستان میں اور کہیں بھی نہایت مختصر اور نہایت سونوں دعوت نامے نہیں ہوتے۔ میری پہلی شادی کا واقعہ چہہ آنے اجرت لیکر دہلی کے شہر و شاہرہ مولانا راسخ نے لکھا تھا اور وہ چالیس سطر سے زیادہ

طویل تھا۔ نیت نہیں آئی

رات کو دس بجے اخبارات پڑھ کر سویا تھا۔ تین بجے تک نیند آئی یعنی کل پانچ گھنٹے سوایا۔ گھڑی دیکھی تو اس میں ساڑھے چھ بجے تھے۔ میں نے کہا کیوں وہی شریہ تو بھی آل انڈیا ریڈیو کا ساتھ دیتی ہے اور غلط وقت بتاتی ہے۔ چاند کو دیکھا تو اندازہ ہوا کہ تین بجے ہوں گے۔ تھوڑی دیر میں پولس کے گھنٹے نے تین بجائے۔

۱۸ جماد اول، ۱۳۷۷ھ شنبہ جبہ رآباد

دہی کا ناشتہ

آج صبح علی بانو نے نماز کے بعد ناشتے میں ٹائمر کا سان بھیجا تھا میں نے کہا اگر پیٹ گئے اب میں ان کی غذا کیا کھاؤں گا۔ سان کی مصرت سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس میں مزین زیادہ ہیں اس لئے ٹائمر کا ناشتہ نہیں کیا اور نوکر کو آرام محل میں بھیج کر دہی منگایا گا نہ ہی جی کے نام میں گلے تھی۔ ان تھا دہی تھا۔ اور گھی تھا۔ اور مجھے گرمی کے موسم میں دہی بہت فائدہ دیتا ہے۔

نیاز کی دعوت

ساکا شاہ نظامی اور عبد الرزاق نظامی فرمے کہ میں نے نیاز کی دعوت دینے آئے تھے۔ سید کبیر الدین صاحب برہان پور سے منشی آغا کے حسابات درست کرنے میں مدد دی تھی۔ منذر زنی صاحب اور رابہر صاحب درخواست اقبال نے آئے تھے۔ مولوی سید محمد منیر صاحب زیدی ایڈووکیٹ بھی آئے تھے۔ اور

صبح ظہر دو الجناح گھوڑے پر نواب عابد یار جنگ بہادر رحمہ کے بڑے لڑکے میر خورشید علی صاحب بھی آئے تھے۔ اور انہوں نے حضرت مرزا سردار بیگ صاحب چشتی نظامی کے بہت سے کمالات روحانی کے قصے سنائے تھے۔ شمس الامراء میر کبیر نواب خورشید جاہ بہادر بھی ان کے مرید تھے اور بھی بہت سے دولہ اور جنگ جواہر حضرت کے ملحقہ گوش تھے۔ نیاز کا کھانا تقسیم ہوتا تھا تو یہ سب امرا اپنے اپنے برتن لیکر عوام کے ہجوم میں شریک ہو کر تبرک حاصل کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت کے خاص خلیفہ منشی امداد علی صاحب علوی جلد سازی کے اپنی روزی حاصل کرتے تھے۔ یہ سن کر مجھے اپنے والد یاد آئے جنہوں نے ساری عمر جلد سازی کے کسب و کسب میں مصروف رہے تھے اور جب مجھے میرے مخالف طعنہ دیتے تھے کہ وہ جلد ساز کا لڑکا ہے تو بچاؤ رنج کے مجھے خوشی اور فخر حاصل ہوتا تھا۔ بہادر دکن مولوی فیاض الدین نظامی بھی آئے تھے اور میں ان کے ساتھ ہوا خواہ کئے گئے تھے۔ صبح ہلکی سی بارش ہوئی تھی۔ آج دن کو بھی آسمان پر ابر چھایا رہا۔

نہرو جی کی تقریر

آج صبح پنڈت جہاں لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان نے ریڈیو میں تقریر کی تھی اور آل انڈیا ریڈیو کے غلط بیان پر انہوں نے ظاہر کیا تھا کہ اس نے خان قلات کی نسبت ایک بالکل بے اصل بات نشر کر دی۔ میں نے کہا میرے دل میں پنڈت نہرو کی ہمیشہ سے نفرت ہے آج انہوں نے اس حق پرانی سے

اس عزت کو چار چاند لگا دیے۔

نصیر الدین سمرت نظامی

آج گوگلی دے نصیر الدین سمرت نظامی دوبارہ آئے ہیں اور اپنی ایلہ کی طرف سے نذر بھی لائے ہیں۔

جوتی ٹوٹ گئی

جبہ رآباد کی جوتیاں بہت جلدی ٹوٹ جاتی ہیں۔ نیچے کے پاس سے ٹکے نکل جاتے ہیں جبیل جڑ نظامی کی لائی ہوئی جوتی ٹوٹ گئی تھی۔ آج میں نے اس کی مرمت کرائی اور چہل قدمی کے لئے باٹا کمپی کی دس روپے قیمت پر ایک نئی جوتی بھی لایا تھا مجھے مٹھائی اور چکنائی لقمہ دیئے تھے اور کھانے کے بعد مٹھاس نہ کھا دیئے جاتے تو ہاتھ میں منور واقع ہوتا ہے اس واسطے میں نے ڈبوں میں محفوظ رکھ کر آدھو، غوبانی وغیرہ لایا تھا اور تازے انجیر بھی لایا تھا مگر ان کے کھانے سے بوا سیر کا تکلیف پیدا ہوئی اور خون آیا۔ غائبانہ ڈبوں کے پھلوں میں یہ بات نہیں ہوگی۔

عابد حسین نظامی

میرے ایک پرانے مرید عابد حسین نظامی جبہ رآبادی پولس میں نوکر ہیں اور بہت خدمت گزار ہیں۔ چہنہ پہنے سے لگانا خدمت کر رہے ہیں۔ آج میں نے محسوس کیا کہ روزِ تلخے میں ان کا بہت کم ذکر آیا ہے حالانکہ ان کی خدمتیں بہت زیادہ ہیں۔

فاسفورس کا تیل



خواجہ حسن نظامی دہلوی کی ایجاد فاسفورس

کا تیل سالہا سال تمام ہندوستان و بیرون ہندوستان میں مشہور ہے جو ہر درد کو پانچ منٹ میں دور کر دیتا ہے۔ اور بچوں عورتوں جو انوں بڑھوں کی کمزوری اعصاب کے لئے اکسیر ثابت ہو چکا ہے۔

حیدرآباد میں سید عبدالرزاق صاحب کیمسٹ کی دکان اور ٹی سٹریٹ کی دکان اور دوسرے دوا فروشوں سے مل سکتا ہے۔

بڑی شیشی قیمت پانچ روپے۔ درمیانہ شیشی تین روپے چھوٹی شیشی ڈیڑھ روپیہ قسیم خاص الخاص کی قیمت ہے۔

منیجر دفتر خواجہ حسن نظامی حیدرآباد

تاریخ انقلاب دہلی ۱۸۵۷ء

نوشتہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

بارہ حصے تیار ہیں

قیمت بارہ حصوں کی پندرہ روپے

دکن یونین

حیدرآباد میں آکر خواجہ حسن نظامی نے یہ کتاب لکھی ہے
حصہ اول قیمت آٹھ آنے حصہ دوم قیمت ڈیڑھ روپیہ کتابیں
حیدرآباد کے تاجران کتب سے مل سکتی ہیں۔

منیجر دفتر خواجہ حسن نظامی حیدرآباد

شمس الملوخواجه حسن نظامی دہلوی کا ہفت روزہ اخبار

مَنَکِبِی

حو دکن یونین کی تخت گاہ حیدرآباد سے شائع ہونا ہے۔

ایڈیٹر (۲۳۔ شعبان سنہ ۱۳۶۷ اسلامی یوم پنجمشعبہ) سالانہ قیمت پانچ روپہہ
زید ابو طالب دہلوی (یکم شہر یور ۱۳۵۷ ف یکم جولائی ۱۹۴۸ ع) ایک برجہ دو آنے

ہندوستان کے ہمدو مسلمانوں کو ایک دل اور ایک عمل بنانے والے
شہنشاہ اکبر اعظم



دکن یونین حیدرآباد میں اکبر اعظم کی صالح کل حکومت قائم ہے۔

صمصام اسلام ظل اللہ آصف جاہ ہفتم سلطان العلوم اعلیٰ حضرت حضور نظام کی نہاڑ جمعہ

۱۷ - شعبان سنہ ۱۳۶۷ھ

یوم جمعہ حیدرآباد

صمصام اسلام اعلم حضرت حضور نظام نہایت پابندی کے ساتھ باغ عام میں اپنی بنائی ہوئی عربی طرز کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز ادا فرماتے ہیں اور ٹھیک وقت پر ایک سکند کی دیر کے بغیر مسجد میں تشریف لے آتے ہیں۔ کنگ کوٹھی میارک سے جب شاہی سواری روانہ ہوتی ہے تو شاہی سپہاں بچائی شروع کرتے ہیں پولس کے یا شاہی کنگ کوٹھی سے مسجد تک دو میل کے فاصلے میں جبکہ جبکہ کھڑے رہتے ہیں سواری روانہ ہوتے ہی مسجد کے اشریں کو خبر ہوا جاتی ہے کہ صمصام اسلام اعلم حضرت حضور نظام کی سواری روانہ ہو گئی۔ مسجد کے باہر صدر اعظم مادر اور کونوال صاحب اور دوسرے بڑے بڑے امراء اور عہدہ دار اور علماء استقبال کے

لئے تیار کھڑے رہتے ہیں۔ جونہی سواری مسجد کے سامنے آتی ہے صدر اعظم بہادر موٹر کا دروازہ کھولتے ہیں اور اعلم حضرت مسجد میں تشریف لاتے ہیں۔ کچھ دیر حاضرین مسجد کے چند اشخاص سے مختلف امور پر گفتگو فرماتے ہیں اس کے بعد اذان ہوتی ہے اور اذان کے بعد سنتیں ادا فرماتے ہیں اس کے بعد خطبے کی اذان ہوتی ہے اور خطیب عبدالرحمن صاحب عربی زبان میں تازہ حالات کی نسبت نیا خطبہ پڑھتے ہیں جن میں آیات و احادیث سے بادشاہ کو اور نمازوں کو حالات حاضرہ کے نسبت نصیحت ہوتی ہے۔ اور حب خطیب اعلم حضرت کا نام لیکر یہ بادشاہ کہتے ہیں اور صمصام اسلام کیلئے دعا کرتے ہیں تو ساری مسجد آمین کے نعروں سے گونج جاتی ہے۔ نماز کے بعد سنتیں ادا کی جاتی ہیں اور پھر

قاری نحرالدین صاحب حالات حاضرہ کے مناسب نہایت خوش الحانی سے آیات قرآن الہی تلاوت کرتے ہیں اسکے بعد اعلم حضرت فکر کا مجیدہ ادا فرماتے ہیں اور قاضی صاحب سے ارشاد ہوتا ہے کہ مختلف مقامات کی آیات پڑھیں قاضی صاحب عرض کرتے ہیں جی ہاں وقت کی مناسبت کی بموجب اسکے بعد شاہی سواری واپس روانہ ہو جاتی ہے۔

نماز میں اعلم حضرت کے چھوٹے بھائی نواب بدالت جاہ بہادر اور ولہم بہادر کے ماموں نواب قدرت نواز جنگ بہادر اور اعلم حضرت کے آٹھ شہزادے اور نواب دین یار جنگ بہادر صدر ناظم محکمہ پولیس بلدہ و مالک محروسہ سرکار عالی اور نواب رحمت یار جنگ بہادر اور عرب امراء اور پائنگاہ کے امراء وغیرہ بھی شریک ہوتے ہیں ہر خاص و عام کو مسجد میں

آنے کی اجازت ہوتی ہے اور مسجد نمازیوں سے بھر جاتی ہے جناب مفتی عبدالقدیر صاحب بدایونی بھی بابندی سے شریک ہوتے ہیں۔

چونکہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی میں بھی جمعہ کی نماز ۱۲ بجے کے بعد زوال شروع ہونے ہی جماعت اکھڑی ہو جاتی ہے اس واسطے اعلیٰ حضرت بھی حو عاشق رسول ہیں مسجد نبوی کی تفاید میں ۱۲ بجے کے بعد زوال کے چند منٹ گذرتے ہی نماز شروع کرا دیتے ہیں وہ ہر موسم اور ہر حال میں جمعہ کی نماز کے لئے بابندی سے شریف لاتے ہیں باغ عام کی مسجد انہوں نے مصری طرز تعمیر پر نہایت شوق سے بنوائی ہے جس کے اندر نہایت عمدہ قطعات آیات کلام الہی آویزاں ہیں اور مسجد کی صفائی ستھرائی اعلیٰ درجہ کی ہے خطیب عبدالرحمن صاحب اور قادی نگر الدین صاحب غالباً تمام ہندوستان و پاکستان کے قاریوں اور خطیبوں سے یہ امتیاز رکھتے ہیں کہ وقت کی ضرورت

کے موافق برجستہ نیا خطبہ حسب حال پڑھتے ہیں اور قاضی صاحب ایسی آیات انتخاب کر کے تلاوت کرتے ہیں کہ لوگ حیران رہ جاتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات کو یا آج ہی کے لئے نازل ہوئیں تھیں قرآن شریف پر اتنا زیادہ عبور اور اتنی بڑی حاضر دماغی ہندوستان میں اور کہیں نہیں پائی جاتی۔

دکن یونین کا مذہبی محکمہ

ترکی حکومت اور ایرانی حکومت اور مصری حکومت اور افغانستان وغیرہ اسلامی ممالکوں میں بھی مذہبی محکمے اور اسلامی اوقات کا محکمہ بھی ہے لیکن حیدرآباد کے مذہبی محکمہ کی خصوصیت سب سے زوالی ہے۔ کیونکہ یہاں کا مذہبی محکمہ مسلمانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہندو اور عیسائیوں اور پارسیوں اور سکھوں اور اچھوتوں یعنی پست کردہ قوموں کے مذہبی امور اور مذہبی مقامات اور

مذہبی اوقاف کی پوری حفاظت کا انتظام ہے اس محکمہ کے ناظم موای حسن الدین صاحب ہیں جنہوں نے تمام اسلامی ممالکوں کی سواحت کر کے ہر ملک کے اوقاف اور مذہبی امور کے انتظامات کا کھرا مطالعہ کیا ہے اور اپنے وسیع تجربوں سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اس ملک میں ۲۶ ہزار مندر ہیں اور ۶ ہزار مسجدیں ہیں اور امداد سب کو مساوی ملتی ہے اور مندروں کی مرمت اور حفاظت کا ویسا ہی انتظام ہے جیسا مسجدوں اور درگاہوں کی مرمت کا انتظام ہے مسجدوں کے اماموں کو ماہوار امداد دی جاتی ہے وعظ اور نصیحت کے لئے سرکاری واعظ مقرر ہیں اور مندروں کے پجاریوں کو بھی امداد دی جاتی ہے۔ اور عیسائیوں کے گرجاؤں کو بھی امداد دی جاتی ہے اور سکھوں کے گردواروں کو بھی امداد دی جاتی ہے اور سکھ قوم کا سب سے بڑا گردوارہ ناندیڑ میں ہے اس کے لئے بہت بڑی جاگیر مقرر ہے۔ پارسیوں

چار مینار سرکار کے دوکاندار

درد رکھتے ہیں۔ اور ادبی (۱) مولوی نصیر الدین ہاشمی
ذوق بھی زیادہ ہے۔
کورارنگ ہے دبلا بدن ہے

عمر پچاس کے قریب ہے۔ اچھی
اچھی کتابیں اکھی ہیں۔ خاص
کر خوانین دکن کے لئے تذکرے
اکھتے ہیں۔ سرکاری نوکر ہیں
یعنی رجسٹرار ہیں پھر بھی
تصنیف تالیف کے لئے وقت نکاتے ہیں

(۲) آغا حیدر حسن دہلوی

بہت کورے بہت دباے۔
بہت ذہین۔ بہت ہنس مکھ۔
عمر پچاس کے قریب۔ دہلی کی
عورتوں کی زبان پر اکھنٹے
اور بولتے پر بڑا عبور ہے اور
بہت مہکے ہیں۔ ایک کالج میں
اردو کے روفیسر ہیں۔ ان کی
تحریر اور تقریر میں ایک حادو
ہوتی ہے۔ ریڈیو میں تقریر
کرتے ہیں تو سیمان باندھ دیتے
ہیں۔ دلی کی پرانی بیوی کی
بوائی تاریخ ہیں میں ان کو
شروع سے آپا جان کہتا ہوں
کتنی چہرہ۔ بڑی بڑی گٹھورہ
می آنکھیں۔ قد میانہ۔ باب
بال سفید ہو گئے ہیں۔

(۲) امام غوری صاحب

حبیب برف ایمن کے برابر امام
غوری صاحب کی دکان ہے۔ یہ
پان کا سامان فروخت کرتے
ہیں یعنی چھالہ وغیرہ کی بڑی
دکان ہے۔ چھالہ کو یہاں چوب
کر دیکھتے ہیں۔ اس لئے اس
نسم کی دکانوں کو چوب کر د
کی دکانیں کہا جاتا ہے۔ امام
غوری صاحب بھی ادبی ذوق
رکھتے ہیں۔ اور قومی ماسکی
مجاس میں شریک ہوتے ہیں۔

چار مینار کے قلم کار

حیدر آباد میں قلم کار یعنی
ادیب اور مصنف اور شاعر
اور اڈیٹر اتنے زیادہ ہیں کہ
دہلی اور لکھنؤ اور لاہور
کے سب قلم کاروں سے ان کی
تعداد زیادہ نظر آتی ہے۔

منادی میں مسلسل بہ تذکرے
مختصر الفاظ میں شائع ہو چکے
اور مدتوں یہ سلسلہ جاری
رہے گا۔

بازار افضل گنج

یہ بازار اعلیٰ حضرت کے دادا
واب افضل الدولہ بہادر مرحوم
کے نام پر افضل گنج مشہور ہے
یہاں ایک بڑی مسجد بھی ہے۔
اس مسجد کے زیر سایہ دکانیں
ہیں۔ اور مسجد کے شمال اور
مشرق میں بھی دکانیں ہیں
یہاں دکان کو ماسکی کہتے ہیں۔

(۱) حبیب برف لیمو نیڈ

یہ دکان مسجد افضل گنج۔
کے زیر سایہ ہے۔ تذکرے
میں یہ نام اول اس لئے رکھا
گیا ہے کہ مسجد کے زیر سایہ
ہے۔ اور امور خیر میں بلا قیمت
برف تقسیم کرتا ہے۔ اسلامی
جلسوں عرسوں اور مذہبی
تقریبات اور شفا خانوں میں
نادار بیماروں کو برف بلا
قیمت دی جاتی ہے۔ دکان کے
مالک حاجی ہیں۔ ان کے فرزند
حبیب صاحب بہت پر حوش
نوجوان ہیں۔ قومی اور ماسکی

روزنامہ خواجہ حسن نظامی

اس اخبار میں خواجہ حسن نظامی کا روزنامہ نہیں ہے۔ جماد اول اور جماد ثانی کا روزنامہ رسالہ نظام المشائخ کراچی میں ۶ جولائی کو شائع ہوگا۔ اور حیدرآباد میں ناظرین منادی کو ۱۰ جولائی تک بذریعہ ڈاک (لٹہ) وصول ہو جائیگا۔ رسالہ نظام المشائخ جالیس برس سے جاری ہے۔ اور خواجہ حسن نظامی نے سب سے پہلے سنہ ۱۹۸۰ ع میں دہلی سے جاری کیا تھا۔

منادی کی سالانہ قیمت	کاغذ کی کمی	ٹائپ کا منادی
جن خریداروں نے منادی کی قیمت نہیں بھیجی ہے یا اپنا موحودہ پتہ نہیں بھیجا ہے ان کو یکم جولائی کا پرچہ نہیں بھیجا گیا جس کا اعلان پہلے کر دیا گیا تھا۔	ناکہ بندی کی مشکلات کے سبب حیدرآباد میں کاغذ کی کمی اور گرائی ہو گئی ہے۔ اس لئے اخبار کے صفحات کم کر دیئے گئے ہیں۔	اخبار منادی ٹائپ بطور تجربہ کے شائع کیا گیا ہے اگر ناظرین نے پسند نہ کیا تو پھر ایتھو میں جاری ہو جائیگا۔ ٹائپ کی لوگوں کو عادت بھی نہیں ہے۔ اور مضمون بھی کم آتا ہے اور خرچہ بھی لیتھو سے دوگنا ہوتا ہے۔

دکن یونین حصہ ۲

خواجہ حسن نظامی کی کتاب دکن یونین کا پہلا حصہ تیار ہے جو آٹھ آنے قیمت پر دفتر منادی حیدرآباد سے مل جاتا ہے۔ اس کے بعد خواجہ حسن نظامی نے دکن یونین کتاب کا دوسرا حصہ تیار کیا ہے۔ جس کا نام اللہ کی خلافت رکھا ہے جس میں ثبت کیا گیا ہے کہ اللہ کی خلافت کا اصول صرف حیدرآباد کی حکومت میں پایا جاتا ہے۔

اس کتاب کی قیمت پچھڑ پچھڑ ہے۔ اور یہ کتاب ۱۰ جولائی تک شائع ہو جائیگی۔

<p>راجہ کمار ہردیو کا روزنامہ دولت آباد (اورنگ آباد) کے ہندو شہزادے نے سات سو برس پہلے یہ روزنامہ اکھاتا ہوا خواجہ حسن نظامی نے حیدرآباد میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے قیمت تین روپے۔</p>	<p>تاریخ رسول یہ کتاب بھی خواجہ حسن نظامی نے حیدرآباد میں آکر شائع کی ہے قیمت تین روپے</p> <hr/> <p>درس مادری بچوں کی تعلیم کے لئے خواجہ حسن نظامی نے حیدرآباد میں شائع کیا ہے قیمت آٹھ آنے</p>	<p>داستان پاکستان پاکتصویر خواجہ حسن نظامی نے حیدرآباد میں آکر شائع کی ہے۔ قیمت آٹھ آنے</p>
<p>حدیث کی پیشین گوئیاں صحاح ستہ کی حدیثوں کا ترجمہ آئندہ کے انقلابات کی نسبت خواجہ حسن نظامی نے شائع کیا ہے۔ قیمت ایک روپہ</p>	<p>ظہور امام مہدی اس کتاب میں خواجہ حسن نظامی نے ظہور امام مہدی کے آثار جمع کئے ہیں قیمت چار آنے</p>	<p>پانی پت کی لڑائی دوسو برس پہلے ۶۵ ہزار مساہون اور ۳ لاکھ ہندوؤں کی بڑی لڑائی کے تاریخی حالات خواجہ حسن نظامی نے شائع کئے ہیں قیمت دو روپے۔</p>
<p>فاسفورس کا تیل ہر درد پانچ منٹ میں دور کر دیتا ہے۔ بچوں۔ حوانوں بوڑھوں۔ عورتوں کے اعصاب کو مضبوط کرتا ہے۔ سید عبدالرزاق کیمسٹ اور ٹی سینڈی بکسٹ، حیدرآباد سے ملتا ہے۔</p>	<p>شیخ چلی کی ڈانڈی خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی کتاب خوش طبعی تمام ہندوستان میں مقبول ہے قیمت آٹھ آنے۔</p>	<p>اردو دعائیں خواجہ حسن نظامی نے دین دنیا کی مرادوں کے لئے اردو دعائیں لکھی ہیں بہت مقبول اور مشہور کتاب ہے قیمت آٹھ آنے۔</p>

ارسطو کا چورن حکمران معدنے کی بیماریوں کا علاج قیمت ایک روپہ۔

جو بادی منزل بلخ قاضی محمد و سعید آباد کن سے شائع ہوتا ہے۔

روزنامہ خواجہ حسن نظامی دہلوی

۳۳ روپے سالانہ سبسکریپشن

مئی کا آخری دن

آج مئی کا آخری دن ہے۔ کل سے جون شروع ہو جانے لگا۔ میں نے مئی کی رخصت کے ساتھ منادی کی مشکل ذمہ داریوں کو بھی رخصت کر دیا۔

میں نے سوا دو مہینے کا روزنامہ کراچی میں واحدی صاحب کو بھیج دیا تاکہ وہ انعام المذاہب میں شاخ کے منگوا کے خیر امداد کو کراچی سے روانہ کریں کیونکہ حیدر آباد میں کاپی نویسی اور چھاپے خانوں کی بہت زیادہ دشواری ہے۔ جس سے مہیا اخبار بھی ایسا چھپتا ہے کہ چند سطریں بھی صاف نہیں پڑھیں جاسکتیں۔ کراچی میں اخبار انجام کی گہرائی چھپائی ایسی ہے کہ مونی جرنل سے ہونے معلوم ہوتے ہیں، مہیا میرا روزنامہ بھی چھپائی کر چکا ہے۔

۳۳ روپے سالانہ سبسکریپشن

مئی کے منادی میں ۳۲ روپے سبسکریپشن کا اندازہ لگایا ہے۔ پھر مئی کے منادی میں ۳۲ روپے سبسکریپشن کا اندازہ لگایا ہے۔

دیکھ کر آنا تھا۔ آج دو روپے ہزار چھپائی دی ہائی تھی۔ حیدر آباد میں دس روپے ہزار چھپائی ہوئی ہے اور دس روپے ایک کپڑے کی گہرائی جاتی ہے۔

مخالفت کا طوفان

دہلی اور کلکتہ وغیرہ مقامات سے ان اخبارات کے قرائن آئے ہیں جن میں میرے خلاف طوفانی مضامین ہیں۔ اور ملازم لگایا گیا ہے کہ میں ہندوؤں کے خلاف حیدر آباد کو بھڑکانا چاہتا ہوں اور میں نے ہندوؤں کے ساتھ چار کروڑ روپوں میں حیدر آباد کی حمایت کا پروگرام شروع کر دیا ہے۔ میرے مزید مجاہدوں کی صورت میں چھ روپوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور حیدر آباد زندہ باد۔ نظام زندہ باد کے نعروں سے لگاتار ہیں۔

ان چھپائیوں کی سرکاری شکایت کے بعد ہندوؤں کی تحریکوں میں بدنامی کا مقصد ہے تاکہ میں دہلی میں نہ سکوں اور حادوں تو مجھے کشش کر دیا جائے اور یہ بھی مقصد ہے کہ دہلی کی حکومت میری طرف سے اور دہلی کے لوگوں کے اور میری طرف سے

میں ان خبروں کو دیکھ کر حسنا کرتا ہوں۔ دفعہ اولیٰ پڑھ کر آسمان کو دیکھ لیتا ہوں۔

تاہم میں نے غلطی سے دور کرنے کے لئے بعض اخباروں کو خط بھیج دیا۔ ان خبروں کی تردید کی ہے کیونکہ رسول خدا کا حکم ہے کہ بہت کی جگہ سے بچو۔

۳۳ روپے سبسکریپشن

حسن پور ضلع مراد آباد سے مہیا عزیز محمد خان نے ایک قلمی کتاب بھیجی ہے جس میں یکم جون ۱۸۵۷ء سے ۱۲ ستمبر ۱۸۵۷ء تک ہندوؤں کے بادشاہ کا روزنامہ چھپتا رہا تھا۔ اس نام سے کسی حالت میں اس کو لکھا ہے۔ زبان اردو ہے۔ خط شکستہ ہے۔ ادویات الگ تہہ کر کے چھاپا گیا ہے۔ چھپائی میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ اس روزنامہ کے چھپنے میں ۱۲ روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس کا آخری دن کی ڈائیگریفٹ منسلک ہے۔

بجلی کا بل

میں دہلی سے حیدر آباد میں آیا تو
نئی دہلی میں سب سے پہلی نے پہلے تین سو
ایک روپیہ کا بل دیکھا کی روشنی کا بجلی
تھا۔ اس کے بعد دوسرا بل پانچ سو
کا آیا۔ مگر اس کے بعد جب میں نے
فلنگ کی قیمت کرا دی تو بل کم گئے
لگا۔ تاہم موجودہ لے سرو سامانی میں
یہ خرچہ بھی دشوار ہے۔ آج آرام
محل کی بجلی کا بل (۳) ماہ کا ایک سو
ایک روپیہ و آٹھ آنے کا آیا تھا جو
میں نے ادا کر دیا۔ مکان بڑا ہے۔
اس لئے یہ بل کم معلوم ہوتا ہے۔

میں روشنی میں کفایت بھی مد نظر رکھتا
ہوں۔ مگر روشنی کم نہیں کرتا ہوں۔
آج آرام محل کے مالک ڈاب سردار یار
خان نظامی ملے آئے تھے۔ یہ سنے
پھر اصرار کیا کہ وہ اس مکان کی کرایہ
لیں مگر وہ راضی نہیں ہوئے۔ سچے
علوم و عقیدت کے مرید ہیں۔ یہ
مکان پہلے دو سو روپے ماہ وار کر کے
پہ ایک ہندو کے پاس تھا۔ نواب
صاحب نے میرے لئے خالی کر لیا
آج کل یہاں کر کے بہت زیادہ
ہو گئے ہیں۔ حسین نے اپنے بچوں
کے لئے تین سو روپے ماہ وار کر کے
کا مکان لیا ہے۔ یہ مکان وہ منزل
ہے۔ باغ بہت عمدہ ہے۔ آرام
محل نام میں سے رکھا ہے۔ پہلے اس
کا نام منام تھا۔ یعنی نون کی جگہ
نوم عربی زبان میں منید کو کہتے ہیں۔

نگویا دین بس یہ نام تھا۔ آرام
بھی منید کو کہتے ہیں۔ اس لئے میں
نے منام کا ترجمہ آرام کر دیا۔
آرام محل نام میں کوئی نقطہ نہیں
ہے اور میں آج کل ایسے الفاظ
تلاش کرتا رہتا ہوں جن میں نقطہ
نہ ہو۔

محمد حنیف صاحب انجینئر

دہلی والے محمد حنیف صاحب
انجینئر انجینئر آئے تھے یہ آج
کل مدرسہ میں ملازم ہیں، ویرہاں
انکو پرنسٹن انجینئر کا عہدہ ملا۔

۲۳ رجب ۲ جون چہار شنبہ حیدر آباد

آزاد حیدر آباد کا منادی

چونکہ تازہ منادی کے سبب حیدر آباد
آزاد حیدر آباد کا منادی لفظ لہذا
اس لئے دہلی کے نیم سکاوی انجینئر
یہیج نے نوٹ لکھ لیا ہے کہ یہ
لفظ ہی ثابت کرتا ہے کہ خواجہ
صاحب ہندو تین کے وفادار نہیں
ہیں بلکہ وہ سید قاسم دہلوی کے
طرفدار ہیں لہذا دہلی میں ان کی
جائیداد پر سکاوی قبضہ ہونا چاہیے
اور ان کی کڑی نگرانی کرنی چاہیے۔

نیا منادی تیار کرو

خوش اقبال شاہ نظامی بڑے
ہیں۔ یہ سکاوی تیار کر رہے
دن بھر منادی کا کھانہ چھپاتی کے

کام میں مصروف رہتے ہیں۔ آج خبر
لائے کہ منادی تیار ہے کل تک
آج بلے گا۔ میں نے کچھ اس اخبار
کی نوج پڑکھا ہے کل اقوام اسلام
عرب، ترک، افغان، پاکستان
چین، برما، ہندوستان، پاکستان
لزام ارستان کا منادی۔ اب دیکھئے
نیا ریلوے، عبادت کی نسبت کیا
حکم صادر کرنا ہے۔ ہندو تین کی
وفاداری یا بے وفائی کو ان الفاظ
سے کیا تعلق ہے؟ یہ تو میرا پسند
عقیدہ ہے کہ میں خوب اسلام کا
داعی ہوں۔

رات کا لطیفہ

آج رات کو ایک بہتر مکان
میں کوئی کیڑا چلا رہا۔ آٹھ کھلی۔
بہت تکلیف ہوئی۔ آٹھ کو روٹی
اور تینکے سے نکالا۔ پھر صبح تک
نہ سویا۔ پھر پیری کام کیا رہا۔
دہلی سے آج بھی ایسے خط لکے
تھے جن میں میرے خلاف اخباری
شورش کا ذکر تھا۔ میں نے کہا
سچ کو آج نہیں ہے۔

۲۳ رجب ۲ جون چہار شنبہ حیدر آباد

سکاکی شاہ نظامی

آج صبح روشن دلی محمد ریاض اللہ
سکاکی شاہ نظامی لکھ دکن تیکری والے
عبدالغفار نظامی اور عابد حسین نظامی
ملے آئے تھے۔ سکاکی شاہ کی لڑائی
کھائی دی ہے۔ بلوا دینے لگے تھے۔

اتوار اور چون کو جانا ہے مگر
سوارنگ کی بڑی دقت ہے۔

نواب و جنگ بہادر

میرٹھ مہم دوست نواب افشار
بہادر سپہ سالار افواج اصفیہ کے فرزند
نواب خسرو جنگ بہادر نے اپنے مرحوم
بھائی نواب حامد یار جنگ بہادر کے
فرزند کی شادی کا رقعہ بھیجا ہے۔
شادی آج شام کو ہے مگر ٹیڑھ
بند ہے۔ ٹیکسی بھی پر مشعل ملتی ہے۔
تاچے اور رکٹ بھی اس علاقے
میں نہیں ہیں۔ بہت کوشش کی مگر
شرعی میں جانا نہ ہو سکا۔

آج درگاہ کی روشنی قابل نئی ٹی
کیٹی کو روانہ کر دیا۔ موسم اچھا
ہو جائے تو خود بھی دہلی جاؤں گا
اور جو سزا حیدر آباد کو آزاد کینے
کی دی جائے گی اس کو برداشت
کروں گا۔ آخری سانس تک بھی
کہتے رہوں گا کہ حیدر آباد آزاد
ہے۔ اور آزاد رہے گا۔

مولوی عبدالقیوم صاحب

حکمران ہی کے باقی نام مولوی عبدالقیوم
صاحب نے آئے تھے وہ کل صبح کراچی
جائیں گے۔ ایجنٹ جنرل پاکستان کے
سکریٹری مقرر ہوئے ہیں۔ ایجنٹ جنرل
مشتاق احمد صاحب ہیں۔

میرٹھ گھر کی تلاشی

آج دہلی سے اطلاع آئی ہے کہ

۳۱ مئی کی شام کو مسلح پولس افران
مٹکشن چندر جھٹیل دہلی کا حکم
لے کر آئے تھے کہ خواجہ صاحب کے
مکان میں ہتھیار اور قابل اعتراض
سامان ہے۔ چنانچہ کئی ہندو مسلمانوں
کی موجودگی میں تلاشی لی گئی۔ کوئی
چیز برآمد نہ ہوئی تو رپورٹ بھیجی
کہ نہ کوئی ہتھیار برآمد ہوا نہ کوئی قابل
اعتراض چیز برآمد ہوئی۔

دہلی کے ہندو مسلمان اخبار اور
ہندو مسلمان مخالفوں مسلسل میٹھ خلاف
غلط باتیں مشہور کر رہے ہیں۔ اور
حکومت کو اشتعال دلا رہے ہیں کہ
حیدر آباد سے سمجھوتہ اس نے نہیں
ہوتا کہ حسن نظامی حضور نظام اور
ان کی حکومت کو بہکاتا ہے۔

یہ تلاشی ایک بڑی مصیبت کا پیش
خیمہ ہے۔ اس تلاشی کی غرض یہہ
تھی کہ میرٹھ دفتر کے ملازم ڈر کر
بھاگ جائیں اور اس کے بعد میرا
سامان لوٹ لیا جائے۔

مجھے نہ لاکھوں روپے کی جائیداد
کا فکر ہے۔ نہ سن بول کا فکر ہے۔
البتہ درگاہ شریف کی سلامتی کا
فکر ہے کہ اس پرانے درگاہ کو کوئی
نقصان نہ پہنچ جائے۔

اس بڑے ہاپے میں قدرت نے
یہ مصیبت ڈالی ہے مگر شک ہے کہ
قدرت نے میرے صبر و برداشت
کی طاقت کو برقرار رکھا ہے۔
وہاں کہ میری یہ طاقت بے حد قائم
رہے گی۔

۲۵ رجب ۱۳۶۵ جمادی الاول ۱۳۶۵

خلوت منزل

آرام محل کے بالا خانے کے نیچے ایک
چھوٹا سا ہوا دار حجرہ ہے۔ محل کے
دہان نشست کا انتظام کیا ہے۔
آج صبح سے شام تک اسی میں رہا۔
اور تحریری کام کیا۔

جمعہ کی نماز

ساڑے گیارہ بجے بہزاد دکن سے
موٹر بھیجی تھی اور میں اپنے نولہ
روحم کے ساتھ باغ عام کی مسجد میں
نماز کے لئے گیا تھا۔ اعلیٰ حضرت
حسب معمول بیس منٹ پہلے تشریف
لائے۔ نواب بسانت جاہ بہادر
اور نواب قدرت نواز جنگ بہادر
اور نواب دین یار جنگ بہادر
بھی تھے۔ اور آج عراق کے سفر
سے مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب
بھی آگئے ہیں۔ امیر شریف احمد دہلی
کی درگاہوں کا ذکر ہوتا رہا۔
اعلیٰ حضرت مطمئن تھے۔

حکیم خسرو نظامی

حکیم خسرو نظامی
صاحب نے دیکھے آئے تھے۔ ان
کی اہل بیمار ہیں۔ مگر اسی حالت
میں خود کھانا پکا کر بھیجا تھا۔
کلیجی کے کہا ب بہت عمدہ
تھا۔ وہ بے تکلف بھی بہت
لطف تھے۔

پانچ سو کوکھیاں نایاب ہو گئے
پانچ سو ہیں۔ اس کے پرسوں
بیگم بیگم سے ایک خاتون صاحبہ
نے پانچ سو پانچ بھیجے تھے۔ اور
کل شام کو سپید شاد علی نظامی نے
ان بیگم کے پانچ اور آسم بھیجے
تھے۔ اور علی نے ناریل بھیجے تھے۔

نواب سردار یار خان نظامی

آج شام کو آرام محل کے مالک
نواب سردار یار خان نظامی اپنی
بیگم صاحبہ کے ساتھ ملے آئے تھے۔
آج ہادی مندر میں بھی گیا تھا۔
حسین موجود نہیں تھے۔

چمکلی سٹیج احمد نظامی نے بیٹی
چمکلی سے چمکلی کا پائل بھیجے
کی تاریخ اطلاع دی ہے

حیدر آباد کی ناکہ بندی
ناکہ بندی سے یہاں ہر چیز گراں
ہو گئی ہے۔ پردیس ہے اور سفری
ہے اور اتنے بڑے کپے کا ساتھ ہم
اندھ تو نے کی مدد ہے جو کام چل رہا
نہے ورنہ آدمی کے سب راستے بند
ہیں۔ بچے اور عورتیں جو اس کی روٹی
کھاتی ہیں۔ میرے لئے ایک روپے کے
تین پاؤں پیسوں آتے ہیں۔ پانچ دو گنے
کا ایک ملتا ہے۔ سہنریاں بھی بہت
زیادہ گراں ہیں۔ دودھ بھی بہت
مہنگا ہے۔

مگر خدا کا حکم ہے کہ دہلی کے تمام
نرات تو یہ مجھ میں رہے تھے یہاں یہ
اطمینان تو ہے کہ جانوں کو خطرہ نہیں

ہے۔ دہلی میں تو ہر وقت شہرے
رہتی تھی۔

جمہ کی نماز کے بعد آرام محل میں آیا۔
اور خلوت کے گھر میں پھر سے کام
کرتا رہا۔ آگھول سے نظر نہیں آتا۔
منشی پٹے گئے بچوں کا خطا صاف نہیں
ہے۔ خود ہی دن بھر مزدوری کرتا
ہوں۔ لکھتے لکھتے تھک جاتا ہوں دوتا
ہوں اور خدا سے غیبی مدد مانگتا رہتا
کہ وہ مرتے دم تک حلال روزی کی
ہمت دے۔ اور کسی کا محتاج اور
دست نگر نہ بنائے۔ حضرت علی نے فرمایا
تو اپنی مالی مشکلات کسی سے بیان
نہ کرے کیونکہ دست مدد نہ سیکھیں گے مگر
دشمن خوش ہوں گے۔

۲۶ رجب ۵ رجب شہزادہ حیدر آباد
آج حیدر آباد میں
شب سراج شب سراج کی دھوم
ہے۔ ہر گھر میں شب بیداری اور عبادت
کی تیاری ہو رہی ہے۔ میں خدا کا
شکر کرتا ہوں کہ اس شہر میں سائن
لے رہا ہوں جہاں اسلام کی قدامت
کا چرچہ ہے۔

مولوی عبد القیوم صاحب

آج مولوی عبد القیوم صاحب اپنی
انگریز بیوی کے ساتھ دوبارہ ملے
آئے تھے۔ وہ آج ہوائی جہاز سے
کراچی چائیں گے۔ ان کی انگریز بیوی
بڑی پکی مسلمان ہیں۔ ان دونوں کی
مسافر زندگی کا ہر روز دلی پر بہت

اتر ہوا۔ مصیبت کے وقت تو دنیا والے
ہر تعلق کو بھول جاتے ہیں۔ یہ بے غرض
محبت ہے۔ اور بے غرض محبت سب سے
بڑی دولت ہے۔ جس کو خدا نے مجھے
بہت نیا دیا، مرحمت فرمایا ہے۔

خواجہ راجہ راجہ لکھنوی
شب سراج کی عبادت کے طریقے دریافت
کرنے کے لئے تھے۔ مجھے ان کی شب بیداری
اور تہجد کی پابندی سے بڑی خوشی ہوتی

چمکلی عبد الرحیم نظامی

ادھونی در اس سے چمکلی عبد الرحیم
نظامی ملے آئے تھے۔ یہی جہان ملے
ہیں جہاں چمکلی کا لین دین ہے۔ آج
شب سراج کی عبادت کے لئے کل بھی گیا
میں روشن دل بیٹھ احمد نظامی نے
چمکلی بیٹی سے چمکلی کا ایک بڑا پائل
بھیجا ہے۔ وہ دہلی میں بھی بیٹی سے
چمکلی بھیجا کرتے تھے۔

آج زید احسن اور بیٹی
مناوی کے آج اور رحم نے ملکر اخبار
مناوی کی دعا کی کہ تیرے تیار رکھے
ان کو طہلیت پر چسپاں کیا شام تک کام
کرتے رہے۔

عبادت

آج آرام محل میں میری طرف
اور خواجہ بانو نے عبادت
کا رت جگا گیا تھا۔ آسمان
کی برکتیں نازل ہو گئیں تھیں۔

شب سراج

ہر کھانے سے پہلے ایک بڑا
چمچہ بھر کر پی جاتی ہے۔ بچوں کو
چاؤ کا ایک چمچہ پلایا جاتا ہے۔
قیمت ایک بوتل دو روپے
طبی کفنی دہلی جہار آباد میں بناتی ہے۔
سید عبدالرزاق دوا فروش چارکنان
اور عام روڈ اورٹی سٹریٹ بازار لاہور

۲۸ رجب ۱ جون دوشنبہ جید آباد

مرگ کا دن

ہندو نجوم کے حساب سے کہا جاتا ہے کہ ۷ جون کو ان کے بارہ بجے مرگ ستارہ طلوع ہونے ہے اور گرمی کا موسم بدل جاتا ہے اور برسات شروع ہو جاتی ہے مجھے بھی اس کا تجربہ نئی سال رہتا تھا، ہو چکا ہے مگر اس سال دورات بدلے سے لینے ۵ جون سے آدھی رات کو برساتا ہے اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ اور آج رات کو بارش شروع ہو رہی ہے بلکہ دن کو ہوا گرم رہی۔

ڈاکٹر بیرم ڈاکہ

کئی دن سے دہلی کی ڈاک نہیں آئی اور ۱۰ دن سے واحدی صاحب خط بھی نہیں آیا۔ حالانکہ روزانہ ایک کارڈ آتا تھا۔

بہن اور دکن

ماہو دیہات کے سال کے نچھوڑی میاں الدین نظامی ملنے آئے تھے میں نے دراز بھرچہ خلوت میں تحریری کام کیا تھا۔ ایک ممتاز خان ان کی خانواری سے ایک چھٹی بیکار بھیجی تھی وہ کوئی نہ بڑے بھائی کے بھتیجے ہیں ان کے پاس دو بیویاں ہیں۔ ان کے پاس ایک بیوی ہے۔ ان کے پاس ایک بیوی ہے۔

یوم خود مختاری

کل جید آباد میں یوم خود مختاری منایا جائے گا۔ آج دن بھر اس کے اعلانات ہوتے رہے شہر میں بڑا جوش ہے۔

بہت کردہ اقوام کا جلسہ

آج جید آباد میں اچھوتوں یعنی پست کردہ اقوام کا بڑا جلسہ نکلا تھا اور شام کو جلسہ ہوا تھا اچھوتوں کے لیے ریسٹورنٹ شام سندر کی صدارت میں منسلک ہوا تھا۔ سید فاضل رضوی صاحب نے بھی اس جلسے میں تقریر کی تھی۔ اچھوتوں اور سکھوں اور پارسیوں نے جدا جدا انتخاب کی تجویزیں منظور کیں میں اس جلسے میں نہیں گیا تھا مگر جو لوگ شریک ہوئے تھے انہوں نے کہا کہ بہت بڑا اجتماع مسلم قوم کا جمع ہوا تھا۔ اچھوتوں کے لیے ایک بارچہ برابر بسکے سے ہم کو جندوں نے غلام بنا رکھا تھا۔ اب مسلمانوں نے ہم کو آزادی دلوائی ہے

یوم خود مختاری

آج جید آباد میں گھر گھر آزادی اور خود مختاری کے جشن منائے جا رہے ہیں ۱۱ میل گاڑیاں جید آبادی جمنا دل سے آست کی گئی ہیں مگر ہمارے اور دکانوں پر بھی مہنگا ہوا ہے۔

روشنی بھی برقرار ہوئی۔ اور بچوں کو مٹھائی بھی تقسیم ہوئی اور جلسے بھی ہوئے۔ راجہ رام کرن بہادر آصفی ہی دسکر کی طرف سے مال دال محل میں ایک بڑا ڈنر اس خوشی میں ہوا تھا۔ بچے میر خیرات علی صاحب منڈا بھن منیب داران دس دن پہلے دعوت خود دے گئے تھے مگر آج سواری نہ ملنے کے سبب میں نہ جاسکا۔ گذشتہ سال سہریک ہوا تھا اور تقریر بھی کی تھی

امیر علی چھٹے کا جلسہ

بعد خرب نواب صفور یا رخاں نظامی کے داماد میر یوسف علی اور نواب سردار یا رخاں نظامی کے لڑکے قادر یا رخاں نظامی سوڑے لڑکے تھے اور سکندر آباد کے متہوڑا بھر سیٹھ علا الدین صاحب اور ان کے لڑکے محمد علی صاحب بھی آئے تھے۔ ان میں ان سب کے ساتھ امیر علی کے جلسے میں شریک ہوا تھا۔ پہلے بہت اچھی توالی سنی۔ اس کے بعد میری صدارت میں جلسہ ہوا میر رحمانی انس لیبر ڈپارٹمنٹ نے حضرت علامہ دم کی شہزادی چھٹے کی سے سنائی تھی اور تقریر بھی کی تھی۔ میں نے بھی بحیثیت صدر جلسہ تقریر کی تھی۔ اور انعامات بھی تقسیم کئے تھے جو۔ اچھوتوں کی ریڈی صاحب کی طرف سے تھے۔ نواب بشیر علی خان اور نواب سردار یا رخاں نظامی بھی جلسے میں تھے۔ بہت کامیاب اور خوش

۲۹ رجب ۸ جون شنبہ جید آباد

جلد تھا۔ سیٹھ ملار الدین صاحب سے بہت عرصے کے بعد ملاقات ہوئی تھی ان کے ایک بھائی نواب احمد نواز جنگ ہیں۔ آج گرمی کی شدت مجدد بارش نہیں ہوئی۔

یکم شبان ۹ جون چار شنبہ حیدر آباد

آسمانی کاغذ

دہلی کی عورتوں میں مشہور رہے کہ شب برات کو آسمان سے ان کے کاغذ پھینک دیئے جاتے ہیں جو اس سال مرے والے ہوتے ہیں۔ گذشتہ شب برات میں اس لحاظ سے لاکھوں کاغذ نانگہانی مقوتوں کے بھی ہو گئے۔ اور مجھ جیسے جلا وطن مسلمانوں کے بھی کروڑوں کاغذ پھینک گئے ہونگے۔ آج ماہ شبان کی پہلی ہے۔ کل شام کو چاند نظر آگیا۔ اور ۱۴ شبان کو شب برات ہوئی۔ اور خبر نہیں کس کس کے کاغذ پھینکے جائیں گے۔ مگر میرا دل خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ شب برات امن عامہ اور رعایت لائے گی اور ان لوں کی مصیبتیں دور ہو جائیں گی۔

دہلی کی خبریں آج لفاغی صاحب کا کو آپ کی جائیداد پر کلگری ضلع کے آخر مرتفع دیکھنے جائیں گے میری لڑکیاں اس خبر سے رونے لگیں کیونکہ ان کا سب کچھ وہاں ہے۔

خواجہ بانو نے سب کو جبر کی تلقین کی اور کہا خدا موجود ہے وہ کار سازی کرے گا اور تنہا ہی چیزیں محفوظ رہیں گی اور اگر ضبط بھی ہو جائیں تو خدا کے خزانے میں کیا کمی ہے وہ اور دیدیگا۔ ہم سب کو اس کے فضل پر بھروسہ رکھتے چلیے۔ میں نے کہا مجھے تو درگاہ کا فکر ہے خدا کرے وہ محفوظ رہے۔

۲ شبان ۱۰ جون پنجشنبہ حیدر آباد

دہلی سے خط نہیں آیا

آج بھی دہلی سے کوئی خط نہیں آیا میرے سارے گھر والوں کو درگاہ کے مکاتوں اور سامان کا فکر ہے۔ میں نے کہا فکر کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جو خدا کی مرضی ہوگی وہی ہوگا۔ اور خدا کی مرضی ان پر ظلم کرنے کی نہیں ہوتی۔ انسان خود اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔ خدا نے سب کچھ دیا تھا۔ اب اگر اس کی مرضی ہے کہ وہ سب کچھ واپس لے لے اور ہم بددیس میں اپنی زندگی کے ضروری سامان سے محروم ہو جائیں اور میری ساری عمر کی محنت سے لکھی ہوئی کتابیں برباد ہو جائیں تو مجھے اور تم سب کو اس کی مرضی پر صابر اور شاکر رہنا چاہیے۔

تم سے زیادہ کروڑوں آدمی تباہ ہوئے ہیں مگر تم تو ایک اس بے گنبد میں ہو۔ اور ایک ہمدرد بادشاہ کے

زیر سایہ ہو جس کو اپنی پناہ میں لے لوئے ہر شخص کا خیال رہتا ہے یہ بھی اللہ کا بڑا انصاف ہے کہ تم سب دوسروں کی طرح بے کس و بے بس نہیں ہو۔

روز آدھی رات کو لکھی بارش بارش ہوتی ہے آج کبھی ہوئی تھی۔

۳ شبان ۱۱ جون جمعہ حیدر آباد

صحت کی خرابی

کل رات سے میری صحت خراب ہے اس لئے آج میں باغ عام کی سبزیں جمعہ کی نماز کے لئے نہ جاسکا۔ اس کے علاوہ مسجد ڈھالی میل دور ہے اور سواری موجود نہیں ہے۔

حکیم شاہ نظامی

حب ہموال بسع حکیم شاہ نظامی نبض دیکھنے آئے تھے اور دوا بھی لائے تھے۔ اور بارہ بجے ان کی اہلیہ نے عمدہ کہا نا بھی جیسا تھا۔

فلسطین اور حیدر آباد

آج مجلس اقوام نے عربوں یہودیوں کی لڑائی بند کرادی مگر حیدر آباد میں آج جنگ شروع ہونے کی افواہ ہے۔ بعد میں سنا کہ حیدر آباد کی فوجیں ۳ میل اندر ہٹ آئیں ہیں تاکہ لڑائی روک دی جائے اور حریف نے جو موہ پے بنائے ہیں وہ بیکار

ہو جائیں۔ حیدر آباد کی یہ فوجی چال عجیب و غریب ہے۔ دشمن حیرت میں رہ گیا کہ جو مورچے کئی ماہ کی محنت سے بنائے تھے بے کار ہو گئے۔ آج شاہی حکم ہوا ہے کوئی اخبار اور کوئی لیڈر اسن مامہ کے خلاف اور اشتعال انگیز بات شائع نہ کرے یہ بھی اسن پسندی کی اور سیاست دانی کی اعلیٰ مثال ہے۔ دہلی سے آج بھی خط نہیں آیا۔ ۱۷ جون کو میرے مسکانوں کی ضلعی اور سامان کی ضلعی کی خبر آئی تھی۔ مگر اس خبر کی حقیقت اب تک معلوم نہیں ہوئی کہ خبر سچی تھی یا جھوٹی تھی۔

منادی چھپ کر گیا اور آج حسن اور ایڈیٹر تجارتی دنیا اور ان کے لڑکے نے رونا لگی کا کام کیا۔ میں بھی کئی دن سے بیٹوں کی اصلاح کر رہا تھا۔ آج بھی پچھلی رات بوندیاں آئیں نہیں مگر بارش نہیں ہوئی۔

۴ شعبان ۱۲ جون شنبہ حیدر آباد
نغمین بام آج صبح حکیم خسرو شاہ نظامی
لڑکوں کو داما کا بنایا ہوا وطن بادام
وردہ میں ڈال کر پیا تھا۔ اس سے بعض
دور ہو گئی۔ مگر بھوک بند ہے۔ کل رات کو
بھی کہا نہ کیا تھا آج باہر سے خبر ہو کہ
کے دو چپا تیاں کہائیں۔ کمزوری بہت ہے۔

نواب حسن یا رجنک بہادر
میرے مسکان کے قریب نواب حسن یا رجنک
کا مکان ہے۔ آج صبح دس بجے پیدل

ان سے ملے گیا تھا۔ راستہ بھول گیا۔
تاہم مکان مل گیا۔ دو گھنٹے وہاں رہا۔
نواب صاحب کراچی میں جا کر میرا ہونگے
تھے۔ کہتے تھے وہاں بھار چیش، اور
میرا دی بھار عام ہے۔ ہونگوں میں پرلی
کا کھانا ہوتا ہے۔

راستہ بھول گیا

بارہ بجے واپس آیا تو پھر راستہ
بھول گیا۔ آرام محل کے سامنے سے
تین چار چکر کئے مگر آرام محل کو نگاہ
کی خرابی کے سبب پہچان نہ سکا۔ حسن
ابو طالب نے جھک جاتا آتا دیکھا تو وہ
دوڑے ہوئے آئے اور مجھے اندر لے
میں نے کہا اگر تم نہ آتے تو یوں ہی
شام تک مارا مارا پھرتا۔ اب میری
زندگی بے کار ہے۔ اور جھک کر جانا
چاہیے۔ دہلی سے کچھ خبر نہیں آئی کہ
وہاں کیا گزر رہی ہے اور کیا گزر رہی
اور حیدر آباد میں یہ مشکلات جہاں صحت
کی پیش آہر ہی ہیں اسی زندگی سے تو
موت لاکھ درجہ اچھی ہے۔

۱۵ آج نواب نادر الحسن بیک صاحب
لمحہ اپنے کارخانہ کا بنا ہوا لکھ
لائیں تھیں۔ مہاجرین نے اپنے ہاتھ
سے بنایا ہے۔ بہت عمدہ ہے بیکم صاحب
عمر رسیدہ ہیں مگر رات دن مہاجرین
کی فہمت کے کاموں میں لگی رہتی ہیں
بڑی جائزہ دیتے ہیں۔ اور عقل بہت شفاف
رکھتی ہیں۔

شہر میں ہر طرح اسن ہے۔ لڑائی
کی کوئی خبر نہیں آئی۔

۵ شعبان ۱۳ جون التوا حیدر آباد

خواجہ حسن نظامی کی وفات

آج میں نے محسوس کیا کہ میں زندہ نہیں
رہا۔ مر گیا۔ دنیا سے گذر گیا۔ کیوں کہ
۱۳ دن سے دہلی سے درگاہ کی خبر نہیں
آئی۔ مسکانوں کی خبر نہیں آئی۔ ۵ رجن
کا کھانا ہوا بلقانی صاحب گما ایک کارڈ
اور جون کو آیا تھا کہ کل ۱۷ جون کو آپ
کے مسکانوں پر سرکاری ضلعی کرنے والے
جائیں گے۔ اس کے بعد کوئی خبر نہیں
آئی۔ اس لئے بظاہر معلوم ہوتا ہے
کہ مسکانوں پر سرکاری قبضہ ہو گیا اور
اب درگاہ کی حفاظت خطرے میں ہے
لہذا میری زندگی ختم ہوئی اور تمام
عمر کی محنت کا جو ٹھکانہ میرا یہ دہلی
میں تھا وہ بھی ختم ہوا۔ پس میں مر گیا۔
اگرچہ چلتا پھرتا ہوں۔ سانس لیتا
ہوں۔ کھانا پیتا ہوں مگر یہ زندگی
نہیں ہے۔ اس سے تو ان پرندوں کی
زندگی اچھی ہے جو روز صبح کے وقت
آرام محل کے باغ میں بولنے ہیں
آزادی سے بے فکری سے ایک دھرت
سے دوسرے درخت پر اڑ کر چلے
جاتے ہیں۔

نواب دین یا رجنک بہادر
آج ایک مرید کی سفارش کے لئے
نواب دین یا رجنک بہادر سے
ملنے گیا تھا۔ اور واپسی میں کنگ
کو ٹھنی مبارک پر بھی کچھ دیر
تھرا تھا۔

بہنچتے ہیں۔ کیونکہ حیدر آبادی خطوط
سنسکر کی نذر ہو جاتے ہیں۔

ناسوتی شاہ نظامی

میرے پرانے روزناموں کے مضامین
کی فہرست ناسوتی شاہ نظامی بنا رہے
ہیں۔ ۱۹۲۵ء تا ۱۹۳۶ء کی آخری حصہ
لائے تھے۔ اور اس خوشی میں نذر
بھی پیش کی تھی۔ یہ ان کے خلوص
و عقیدت کی انتہا ہے کہ اتنی بڑی
محنت کا مواضع نہیں کیا۔ بلکہ نذر
پیش کی۔

چمن آرا بیگم صاحبہ اور نواب
سردار یار خان نظامی کی اہلیہ
اور بچے ملنے آئے تھے۔ بارش
نہیں ہے۔ مگر ہوا ٹھنڈی ہے۔
منادی تمام و کمال روانہ ہو گیا
حسن ابوطالب نے بہت کام کیا۔
زید پاشا اور روحم اور مہدی
بھی کام میں شریک رہے۔

نیند نہیں آئی

آج رات کو دیر تک نیند
آئی۔ اس کے بعد نہیں آئی۔ اس
لئے میں صبح تک تلاوت و عبادت
میں مشغول رہا۔ بیماری اور کم لوگوں
کی شدت بڑھ گئی ہے۔ گمراہ
تسلے کو چونکہ نیند نہیں آتی اس
لئے میں اپنا جی خوش کر لیتا ہوں
کہ سنت الہی پر عمل ہے۔

بڑے اہتمام سے ہوتا تھا۔ مگر یہاں
جلا وطنی اور مسافری میں کیا کر سکتے
ہوں۔ معمولی نیاز ہو جائے گی۔

آج بھی دہلی سے
دہلی کا خط کوئی خط نہیں آیا۔

میں درگاہ کے فکر اور اپنی قلمی تلوں
اور تصنیفات کے مسودات کے لئے
تڑپ رہا ہوں۔ خدا کی ذات پاک
پر بھروسہ ہے۔ وہ مرتے وقت
مجھے اس صدمے سے بچالے گا۔

دکن یونین میں نے ۲۲ اپریل ۱۹۳۷ء
تک جو کتاب دکن یونین کے نام سے
لکھی تھی وہ کتابوں کی دشواری کے
سبب اب تک نہیں چھپی۔ ۸ صفحہ
تک لکھی گئی ہے۔ اور آدھی سے زیادہ
لکھوانی باقی ہے۔ میرا دل تصنیفات
سے بے زار ہو گیا ہے۔ اب تو
قبر کا گوشہ عافیت اور سکون کا مل
چاہتا ہوں۔

حبیب صاحب برف لیمن والے
سید کاظم حسین صاحب کے ساتھ
ملنے آئے تھے۔ بڑی محبت کے ہیں۔

۱۷ شہبان ۱۳۵۷ھ حیدر آباد
آج صادق شہید کی نیاز
میاں رہی تھی۔ سب بچے شریک
ہوئے تھے۔ اور میں نے چند آنسو
ان کی یاد میں بہائے تھے۔ وہ آج
کی تاریخ ۳ بجے دفن ہوئے تھے۔
دہلی کا خط آج بھی نہیں آیا۔ یہاں
سے بھی جو خط جلتے ہیں وہ بہت کم

مباریاں بڑھ گئی ہیں۔ طاقت بہت
کم ہو گئی ہے۔ چلنا پھرنا بھی دشوار
ہے۔ اس خاک کی تصویر کی یہ بابرکت
حرکت بھی اب بند ہونے والی ہے
خوش اقبال شاہ نظامی بیمار ہیں۔
کل نہیں آئے تھے۔ آج آئے تھے۔
میں نے کہا اب روز آنے کی ضرورت
نہیں ہے۔ گھر میں رہو اور آرام
کرو۔ آج ہادی منزل میں حسین اور
سید سعید نظامی بھی ملے تھے۔ حسن
اور زید اور مہدی اور روحم نے
منادی کی روانگی میں مدد دی تھی۔
آج ریڈیو نے دہلی اور حیدر آباد
کی نسبت لڑائی قریب ہونے کی
خبریں سنائیں تھیں۔

۱۷ شہبان ۱۳۵۷ھ حیدر آباد

صادق شہید کا عرس

آج خواجہ بانو کے والد صادق شہید
کا بیسواں عرس ہے۔ ان کے لڑکے
سید ابن عربی نے رام لکھنوی ضلع
مبارک میں آج نیاز کی ہوگی۔ میں
کل نیاز کروں گا۔ ۱۷ شہبان مطابق
۳۰ جنوری ۱۹۳۷ء کی شام کو دہلی
میں میرے نوٹریج کے سامنے
مجھے پوچھا کہ حملہ ہوا تھا۔ مجھے پر
چار فیور پستول کے ہوئے مگر خدا
نے بچا لیا۔ صادق شہید پر مجھے
سے پہلے حملہ ہوا اور وہ پہلے نشانے
میں شہید ہوئے۔
درگاہ میں صادق شہید کا عرس

۸ شعبان ۱۲۸۰ھ چہارشنبہ حیدر آباد

سکرات کا مزہ

تہج کی نماز کے بعد چہل قدمی کر رہا تھا۔ ایک ایک دل کا دورہ ہوا۔ عذری پانی پیا اور پلنگ پر لیٹ کر چیختا کرتا تھا۔ اس کا دل بڑھتا ہوا تھا۔ اس کے سہمے سہمے سکرات اور نیا نیا غشی طاری رہی۔ تلخ پڑھتا تو یہ کہ۔ چہل قدمی کے بعد ضرور لگی آگئی ایک گھنٹہ کے بعد اٹھا۔ اور تاریخ سنہ طین نما۔ یہ پڑھنے لگا۔ پھر تحریری کام شروع کیا۔ قلبی کمزوری کے سبب کسی کام میں جی نہ لگا۔

حسن کا منت

ایسے لوگ حسن ابوطالب کو رکھتے ہیں، جب رانا بھیجنا تاکہ دکن یونین کی چھائی اور دوسری کتابوں کی تصانیف کے نام کو دیکھیں۔ اور بازار میں تانہ بیکر کی باتیں کریں۔

ٹائپنگ کی چھائی

کتابوں کی مشکلات سے عاجز ہو کر اب منادی کو ٹائپ میں طبع کرانے کا ارادہ کیا ہے۔ آج اختطی می پڑھیں حیدر آباد سے کمپوزنگ اور مباحث کا مقبضہ آیا ہے۔

آغا حیدر حسن کی تقریر

علی آغا حیدر حسن صاحب دہلوی کی ریڈیو میں تقریر سنی تھی۔ دہلی کی محبتوں کا ایسا سماں باندھا کہ میں رونے لگا۔

کیونکہ میں نے تو اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھا تھا۔ آغا صاحب حیدر آباد میں تھے۔ تکر دہلی کے حالات اس طرح بیان کئے گویا وہ خود وہاں موجود تھے۔ بڑے جادو بیان ہیں۔ عورتوں کے انداز بیان پر بڑا قابو رکھتے ہیں۔ حیدر آباد میں ان کی قدر دانی بھی بہت ہے۔ دہلی سے بھائی صاحب کا خط آیا تھا۔ ان کی خط نہیں آیا۔ کراچی سے بھی خط آیا۔ صاحب کا خط آیا تھا۔ شاہنشاہ غریبی کام کرتا رہا۔ آج نکال کر رشک کے مرید مولوی حفیظ الدین نظامی کا پاکستان سے خط آیا ہے۔

۸ شعبان ۱۲۸۰ھ چہارشنبہ حیدر آباد

صحت کی خرابی

آج بھی دن بھر صحت خراب رہی تاہم کام جاری رہا۔ جسمانی کوفت بہت ہے۔

سامان آسائش

آج روشن دل نواب سردار یار خان نظامی نے اپنے گھر سے کتابوں کے لئے ایک بڑی الماری اور دو بڑی میزیں اور دو چھوٹی میزیں اور چار نواری پلنگ بھیجے تھے۔ اور ایک سو فٹ سٹ بھیجا تھا۔ میں نے سو فٹ سٹ لے لیا۔ الماری لے لی۔ دو میزیں لے لیں۔ چار پلنگ اور دو بڑی میزیں واپس کر دیں کیونکہ

خواجہ راجہ لمہاریڈی نظامی کے بھیجے ہوئے پانچ پلنگ موجود ہیں۔ اور کامل یقین نظامی نے بھی چار پلنگ بان کی نئی تیار کر کے بھیجی تھیں۔ اس سے زیادہ کی ضرورت نہ تھی۔

نواب صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ کو جتنا خیال میری آسائش کا ہے وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

خوش اقبال شاہ نظامی بیمار ہیں۔ اسی حالت میں ملے آئے تھے۔ میری تکلیفوں کا حال دیکھ کر رونے لگے۔

حرف آخر

آج رات کو دہلی ریڈیو میں نہر جی اور حکومت ہند کا آخری بیان جس کو حرف آخر کہا جاتا ہے سنا تھا۔ سب عورتیں اور بچے بہت غور سے سنتے رہے۔ آخر میں میں نے کہا اس بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہندو یونین حیدر آباد پر حملہ کرے گی۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرجی حملہ نہیں ہوگا۔ البتہ دوسری قسم کی ایذا میں دی جائے گی۔ حیدر آباد ریڈیو میں عزم دہمت کے بیانات سنئے تھے۔

۱۰ شعبان ۱۲۸۰ھ جمعہ حیدر آباد

صبح الزماں حکیم خسرو نظامی

آج صبح حکیم خسرو شاہ نظامی بعض دیکھنے آئے تھے۔ میں نے دو دن کی تکلیف کی تفصیل بیان کی۔ کہا اب بھی

نہض میں بیماری کا اثر ہے۔

عبدالمغنی انصاری

حکیم خسرو شاہ کا نام عبدالمغنی انصاری ہے۔ ان کے بڑے لڑکے کا نام ایک میم کے اضافے سے عبدالمغنی انصاری رکھا گیا ہے۔ آج وہ جمعہ کا کھانا لے کر آئے تھے۔ مکان کی تلاش میں بہت سرگرداں رہے۔ خواجہ بانو نے دیکھا دھوپ کی تہازت سے چہرہ لال ہو گیا تھا۔ میں نے سنا تو کہا یہ خدمت اس بچے کو دنیا میں بہت زیادہ آسائش دیگی۔

جمعہ کی نماز

جسمانی تکلیف اور سواری کی دقت کے سبب آج بھی جمعہ کی نماز کے لئے باغ عام کی مسجد میں نہ جاسکا۔ سرکاری آدمی ہادی منزل اور آرام محل میں میری کیفیت معلوم کرنے آئے تھے۔

صدر اہم کی تقریر

آج رات کو آٹھ بجے میرا لائق علی صدر اعظم کی تقریر ریڈیو میں نشر ہوئی تھی۔ عورتوں اور بچوں نے بہت توجہ سے سنی۔ امتیاز آباد پر اور عزم ہر لفظ میں تھا۔ تقریر نے بعد میں نے سب عورتوں اور بچوں کو اس کا مطلب سمجھایا۔ اور کہا۔ سچائی اور اسلامی تہا اس تقریر میں ہے۔

دہلی ریڈیو دہلی ریڈیو میں سنایا گیا کہ (میری سنی) درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین انصاری دہلی سے کچھ سو مکانات تعمیر کرائے گی۔ اس سے مجھے بہت فکر ہو گیا کیونکہ وہاں مکان بنانے کی زمین نہیں ہے۔ پیاروں طرف سات سو برس کے پرانے قبرستان ہیں۔ اس تعمیر سے ادب اور اللہ کے مرادات (ابودکر دیئے جائیں گے۔ کل نہر دجی کو تار دو لگا کر توجہ کی امید نہیں ہے۔

خط نہیں آئے

آج کہیں سے کوئی خط نہیں آیا۔ دہلی کے خط تو بیس دن سے آئے بند ہو گئے ہیں۔ میرے مکانوں کی ضلع کی تفصیل نہیں آئی۔ جس کا مجھے فکر ہے۔

بارش نہیں ہوئی

مارچون سے آج تک بارش نہیں ہوئی جس کی بہت ضرورت ہے۔

دیہت تک نہیں رہے گی۔ حکومت بہت جلد اس میں دخل دیگی۔ اور جو چیزیں ملکی پیداوار کی ہیں ان کی گرانٹی کو رد کر دیگی۔

نواب سردار یار خان نظامی اپنے چند قرابت داروں کے ساتھ ملنے آئے تھے۔ اور دہلی سے منشی صاحب بھی آئے تھے۔ جو بہت دل سے دہلی میں میرے دفتر میں ملازم تھے۔ نیم صاحب نے دوستوں میں ہیں۔ مارچون کو دہلی سے چلے گئے۔ منہاڑ کے رستے حیدر آباد میں آئے۔ اور یہاں آتے ہی نوکری مل گئی۔ ایک سو روپے ماہ واراہ کھانا کپڑا اور مکان دیا جاتا ہے۔ میرے ہاں چالیس روپے ماہ وار کھانا اور مکان دیا جاتا تھا۔ انہوں نے میرے گھر کی تلاشی اور بعد کی ضلع کی خبروں کا حال بھی بیان کیا۔ سلام میاں کا کراچی سے تار آیا ہے۔ وہاں مکان مل گیا ہے۔ وہ کراچی میں مکان خریدنا چاہتے ہیں۔ روحہ نے کہا ہم اپنا زموں فروخت کر کے مکان خریدیں گے۔

۱۲ شہبان ۱۴۰۰ مارچون یکشنبہ حیدر آباد

مہمانوں کی آمد

آج صبح میرے بڑے لڑکے خواجہ سید حسین نظامی کے چوہی بچے اور بچلے لڑکے خواجہ سید علی نظامی کے چوہی بچے میرے ہاں نہان آئے ہیں۔ مجھے ان سب کے دیکھنے سے بہت خوشی ہے۔

۱۱ شہبان ۱۴۰۰ مارچون شنبہ حیدر آباد
گرانٹی کی خبر سے حیدر آبادی دکان داروں نے ضرورت کے سامان کو دو گن تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ جو چیزیں وہ آنے کی تھی آج اس کی قیمت چار آنے چھ آنے کر دی گئی ہے۔ مگر یہ حالت زیادہ

یہ مجھ سے دو میل دور ایک کرائے کے مکان میں رہتے ہیں۔

عبدالرحمن برکت نظامی

مولانا ہادی شاہ نظامی کے مرید عبدالرحمن برکت نظامی ملے آئے تھے۔ یہ ادھونی کے رہنے والے ہیں نام ملی حیدر آباد میں ٹھہرے ہیں۔ منشی فاضل ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میرے پاس میرے مضامین لکھنے کے لئے آجا یا کر دو۔ کہتے تھے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہے۔ خط بھی اچھا دہلی کا خط اور میاں عزیز حسن پوری کا خط سورخہ ۷۱ جون ۱۹۳۸ء آیا تھا۔ اور اس میں میرے مکانوں کی خطی کچھ ذکر نہیں تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ جو خبریں خطی کی آئیں تھیں وہ غلط تھیں۔ خوش اقبال شاہ نظامی بھی کتابوں کی چھاپا کی انتظام کر کے ملے آئے تھے۔ نواب میرزا نظامی کا خط آیا تھا کہ انہوں نے میرے والد کے مزار کو صاف کیا اور دھویا۔ میں ابا کی یاد میں خوب رویا۔

نواب صاحب کلیانی

میرے پڑوس میں کلیانی کے نواب صاحب بھی رہتے ہیں۔ آج وہ بھی ملے آئے تھے۔ ان کی پہلی شادی نواب ولی الدود بہادر کی بہن سے ہوئی تھی۔ جس کا انتقال ہونے کے بعد دوسری شادی کی ہے۔

سردار جگ موہن سنگھ

اخبار اسن حیدر آباد کے مدیر ایڈیٹر سردار جگ موہن سنگھ صاحب بھی ملے آئے تھے۔ اور اپنے نئے اخبار پر جا کے لئے میرا پیغام لیا تھا۔ شام کو خواجہ سید حسین نظامی ڈھائی میل پیدل چل کر آئے تھے۔ کیونکہ پٹرول نہ ملنے کے سبب موٹریں آج کل بند ہیں۔ آج رات کو سب بچوں کے ساتھ ملی کر کھانا کھایا تھا چونکہ گوشت کھایا تھا نیند بہت کم آئی۔

۱۳ شعبان ۲۱ جون دوشنبہ حیدر آباد ادھونی والے برکت نظامی نظامی نام ملی سے آئے تھے۔ اور میرے خطوں کی تہنیت کا شام تک کام کیا تھا۔ آج میرے بیٹا لڑکے خواجہ سید علی نظامی جنگل سے آئے ہیں اور میرے بڑے دادا سید شاعر علی نظامی بھی آئے ہیں۔ کل شب رات ہے اس لئے آئے ہیں۔ کہتے تھے جنگل کے دیہات میں ہندو سلمان مل جل کر رہتے ہیں۔

حضرت مفتی صاحب

بدایوں شریف کے حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر صاحب قادری میری بیمار پرسی کے لئے رکش میں آئے تھے۔ وہ ابھی عراق کا سفر کر کے آئے ہیں۔

لارڈ مونٹ بیٹن

کل ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ مونٹ بیٹن نے ریڈیو میں تقریر کی تھی۔ آج اپنی بیوی کے ساتھ انگلستان چلے گئے۔ ہندو اخباروں میں ان کی نسبت شائع ہوا ہے کہ دہلی اور مغربی پنجاب کے قتل عام کو اگر وہ چاہتے تو رد کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے دانستہ قتل عام ہونے دیا۔ اور اس کے روکنے کا انتظام نہیں کیا۔ میں یہ تو نہیں سمجھتا کہ وہ قتل عام سے خوش تھے لیکن یہ خیال میرا بھی ہے کہ جون ۱۹۴۷ء میں آزادی دینے کا فیصلہ ہوا تھا مگر لارڈ مونٹ بیٹن نے جلدی کر کے اگست ۱۹۴۷ء میں اس لئے آزادی دلوائی کہ اس نے اپنی حفاظت کا بندوبست نہ کر سکیں اور پنجاب کی تقسیم میں شہر کارستہ اور گرداس پور کا ضلع ان کے اشارے سے ہندوئین کو دیا گیا تھا۔ اور شہر کے مسئلے کو مجلس اقوام میں شریک کرانے والے بھی یہی تھے۔ اور حیدر آباد کی مشکلات بھی ان کے گہرے منصوبے کی وجہ سے پیدا ہوئیں۔

سید کبیر الدین صاحب

برہان پور کے سید کبیر الدین صاحب بی۔ اے ملے آئے تھے۔ ان کے بھائی کی مرید حیدر آبادی بھی آئیں تھیں جو حیدر آباد میں گھر اور خوراک کی فروخت کرنے کا کام کرتے ہیں۔

کرتی ہیں۔ اور مسلمان ہونگے ہیں
مہرا نس نام رکھا گیا ہے۔ میں
نے بھی ان سے غلہ اور کھجور خریدا
ہے۔ ان کا کھی اسٹور خیتل گورے
خیریت آباد میں ہے۔ ان کے
شوہر کا نام محبوب خان ہے۔
مہر کھی اسٹور دکان کا نام ہے
بارش بند ہے۔ دن کو گرمی بڑھ
جاتی ہے۔ میری صحت بہت خراب
ہے۔ نواب سردار یار خان لڑائی
اور خواجہ راجہ لچھا ریڈی لڑائی
اور دو درویش ملے آئے تھے۔

چکرورتی راج گویال آجاری

مدرس کے چکرورتی راج گویال
صاحب آپاری ہندوستان کے
گورنر جنرل مقرر ہوئے ہیں۔ یہ
مہاتما گاندھی کے سہری ہیں اور
مدرس میں وزیر اعظم رہ چکے ہیں
بیرا ان سے بہت قریبی ملنا جلتا
ہے۔ میرے مکان پر تعوی کی
مجلس میں شریک ہو چکے ہیں اور
باہمی محبت کے مضمون پر تقریر
بھی میرے ایک جلسے میں کی تھی۔
اور ابھی کلکتے سے دہلی آتے وقت
کلاکتہ کی جمعیت ملما کے پاس ناے
کے جواب میں ایسی تقریر کی تھی
جس سے ان کے دل کی نیکی اور
دماغ کی روشنی ظاہر ہوئی تھی
اور آج جب انہوں نے ہندوستان
کے گورنر جنرل کا عہدہ سنبھالا
اور حلف اٹھایا تو پھر ایسی بھی

تقریر کی جس میں سیاسی بناوٹ
نہیں تھی۔ اور سچی محبت جھلک ہی
تھی۔ مجھے یقین ہے کہ حیدر آباد
اور دہلی کی حکومت میں ملاپ کا
خیال کریں گے۔ اگرچہ کلکتے میں انہوں
نے چلے وقت کہا تھا کہ گورنر جنرل
کا اختیار کم ہوتا ہے۔ تاہم وہ
امن عامہ کی کوشش کریں گے۔
انہوں نے مسلم لیگ اور کانگرس
کے ملاپ کا بھی بہت کوشش کی تھی۔
اور بیلے پر کانگرس سے کہا تھا کہ
مسلم لیگ کے مطالبات مان لو
ورنہ پاکستان دینا پڑے گا۔
داس وقت مسلم لیگ کے مطالبات
بہت کم تھے)

اگر یہ حالات بہت خراب ہیں
ساری ہندو قوم مہاسبھا اور سیوا
سنگھ اور سوشلسٹ اور کمیونسٹ
اور کبھ انڈراض میں تقسیم ہو چکی ہے
اور نارورڈ بلاک کی تحریک بھی
ابھر رہی ہے تاہم ان کا نیک
نیتی ان کی مدد کرے گی۔ اور یہ
ہندوستان کو تباہی سے بچا لینگے۔
شرطیکہ انگریزوں اور امریکنوں
کے سبتر باغ ان کی امیدوں سے
دور رہیں۔

وہ سمجھتے ہیں کہ حیدر آباد
ایک بڑی طاقت ہے اس
سے ٹھکانا ہندوستان کو تباہ
کر دے گا۔ اور اس کو
دست بنانا ہندوستان کو مغرب
کر دے گا۔

۱۴ ارجیان ۲۲ جون شنبہ حیدر آباد
شب ۱۲ پر دس میں جلا وطنی
شب ۱۲ کے دن گزارا ہوا
اور یہ شب برات آئی ہے۔ دہلی
یاد آرہی ہے۔ اور حسرت سے
ٹھنڈے سانس لے رہا ہوں۔
آٹے کا علو بنایا ہے۔ اور وہ
بھی اتنا کہ نیاز ہو جائے۔ اور
بطور تبرک سب چکھ لیں۔ کیونکہ
خرچ کی تنگی ہے۔ آمدنی کے
سب راستے بند ہیں۔ اور خرچ
کے نئے راستے بھی کھلے ہوئے ہیں۔
اور پرانے راستے بھی کھلے ہوئے
ہیں۔ قناعت کی دولت کا خزانہ
پاس ہے۔ کسی پر اپنی تنگی ظاہر نہ کرے
نہیں دیتا۔ اور حضرت علیؑ کے اس
حکم پر عمل کرتا ہوں کہ اپنی مفلسی
کسی پر ظاہر نہ کرو۔ خواجہ راجہ لچھا
ریڈی لڑائی دوسرے دن ملے آئے
تھے۔ آج بھی آئے تھے۔ اور حضرت
مسعودؓ کے شہید کا تعلیمی دیوان بھی نذر
لائے تھے۔ حضرت مسعودؓ کے حضرت
محمد و مکن الدین سہروردی ملنا فی
کے مرید تھے۔ اور حضرت سلطان رشید
سے فیض پایا تھا۔ یہ ہندوستان کے
منصور تھے۔ موچی کی دکان پر جا کر
اپنا پاؤں دکھایا اور کہا خدا کی
جوتی بنا دے یہ خبر علماء کو ہوئی۔
قدمہ چلا اور سنگ مار کئے گئے۔
درگاہ حضرت چیراغ دہلی کے پاس
قلعہ علیؑ میں تھرا رہے۔ ان کے
کلام میں وحدت وجود کا مستحانہ

خزانہ بھرا ہوا ہے۔

مصنف خم خانہ

سید عبدالرزاق صاحب بھی نے آئے تھے جنہوں نے ڈہائی سو جز کی ایک کتاب لکھی ہے اور ایک ہزار سے زیا دہ ہندو شاعروں کا فارسی اور اردو کلام جمع کیا ہے۔ اور سب کا ذکر بھی لکھا ہے۔

نیاز کا کھانا

شب برات کی نیاز کا کھانا بیگم صاحبہ نواب مظفر نواز جنگ بہادر نے بھیجا تھا۔ اور پادشاہ بیگم نے بھی اپنے بڑے لڑکے مظفر حسین نظامی کے ہاتھ نیاز کا کھانا بھیجا تھا۔ اپنے گھر میں نیاز جو پیکر حور بانو کے بال بھی نیاز میں منہ یک ہوا تھا۔ دل آرا بانو اور علی بانو نے بھی نیاز کا حلو بھیجا تھا آج میں نے اور خواجہ بانو نے شیب میداری کی تھی۔

رات کو ساڑے نو بجے دھماکا کا ایک بڑا دھماکا ہوا تھا۔ آرام محل ہل گیا۔ آواز بھی بہت زیادہ تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بم گرے۔

آخر آئی کہ میرے مکان کے قریب کسی شیطان نے ڈائنامیٹ بجلی کے کہنبوں میں لٹکایا تھا۔ مگر بجلی کو کچھ نقصان نہیں پہنچا۔

آج شام کو بارش ہوئی تھی بارش خوب ٹھنڈی ہو گئی ہے۔

میں نے خواب محاکہ کا مقام بدل دیا ہے حسب معمول قدیم آج رات دعائیں کو کڑی شب برات تھی اپنے لئے اور اپنے بچوں کے لئے اور اپنے سب مریدوں کے لئے اور اپنے سب دوستوں کے لئے اور دنیا میں امن عامہ کے لئے اور سلمان بادشاہوں کی فتح یابی کے لئے اور پاکستان کی سلامتی کے لئے اور ہندوئین میں امن عامہ کے لئے اور حیدر آباد کے امن عامہ کے لئے اور یہاں کے بادشاہ اور ان کے خاندان کی سلامتی کے لئے اور حیدر آباد کی حکومت کے سب اراکین کے لئے اور حیدر آباد کی سب رعایا کے لئے دعائیں مانگی تھیں۔ اور توکل شاہ کی بلی کے لئے اور اپنے طوطے کی سلامتی کے لئے بھی دعا مانگی تھی۔

۱۷ شعبان ۱۲۳۳ جون چار شنبہ حیدر آباد

محمد یونس کا خط

دہلی سے میرے لازم محمد یونس کا خط آیا تھا۔ مصائب کے حالات لکھے تھے۔ لکھا تھا نفیم صاحب بھی خوف کے سبب اسے گھر چلے گئے۔ میں نے جواب لکھا کہ گھبراؤ نہیں میں ریل کا راستہ کہلتے ہی سب بچوں کے ساتھ دہلی آ جاؤں گا۔ تم نے جیسی وفاداری اس نازک موقع پر ظاہر کی ہے اس کا میرے دل پر بہت اثر ہے۔ میں نے تمہاری تنخواہ میں پچیس روپے کا اضافہ کیا ہے۔

اب ۷۵ روپے مہینہ بھی کروں گا اور ایک مکان بھی تمہارے نام دید کروں گا۔

مولانا صاحب

کڑپہ مدراس کے مولانا مفتی اللہ صاحب غنیاری نے آئے تھے یہ پٹنوں میں رہتے ہیں۔ مودودی صاحب دہلی کی اسلامی جماعت کی طرف سے ایک تربیت گاہ میرے پڑوس میں قائم کی ہے۔ بہت دیر تک باتیں کیں۔

صحت کی خرابی

ثقیل غذا کھانے اور کل رات بھر جاگنے کے سبب آج میری صحت خراب ہے۔ بوا سیر کا خول بکرا ہے۔ مگر میں نے آج بھی صبح سے شام تک کام کیا، شام کو حکیم صاحب نے آئے تھے۔ یہ درد پیشانی ہیں۔ مہرے دار بھی ہیں۔ حکیم بھی ہیں۔ خلوص و محبت کا پیکر بھی ہیں۔

۱۷ شعبان ۱۲۳۳ جون پنجشنبہ حیدر آباد بارش آج صبح سے بارش کا سلسلہ بارش جاری ہے۔ میں زید احمد حسن اور حامد حسین صاحب کے ساتھ کراچی روانہ کرنے کے لئے منادی کے ناظرین کے پتے تیار کرتا رہا کیونکہ سو اود ماہ کا روزنامہ رسالہ نظام المشاخہ کراچی میں شائع ہو گا۔ میں نے بیماری کے سبب کام کم کیا۔ صحت اور زید نے بہت زیادہ کام کیا۔ انہیں سے بہت خوشی ہوئی۔

۲۵ شعبان ۱۳۶۵ء جمہوریہ خیدر آباد

دل کا جین حسین

آج صبح خواجہ بانو کے ساتھ حسین کے پاس جانے کی تیاری کی۔ بنا گئے مکان کا۔ عورتیں سوار ہو گئیں۔ یلیک حسین موٹر لے کر آگئے۔ اور میں ان کے ساتھ ان کے مکان پر گیا جواہلوں نے ابھی یکم جون کو کرائے پر لیا ہے ماں صاحبہ کے تالاب پر ہے۔ بہت اچھا اور ہوا دار مکان ہے۔ تین سو روپے ماہ وار کرایہ ہے۔ حسین نے اپنے ماں باپ کو وہ کمرے دکھائے جو اس نئے مکان میں انہوں نے ہمارے لئے مخصوص کئے ہیں۔ اور کہا آپ سب یہاں آجائیے۔ میں نے کہا جس مکان میں تمہارے ماں باپ رہتے ہیں وہ بھی تمہارے روحانی بھائی کا ہے۔ جس طرح مجھ کو تم عزیز ہو کہ بڑے بیٹے ہو اسی طرح نواب سردار پارخان عزیز ہیں کہ وہ روحانی اولاد ہیں۔ اس لئے میں ان کی اجازت لئے بغیر ان کے مکان سے جدا ہونا نہیں چاہتا۔ یہ انقلابی مصیبت اور بلا وطنی کے ایام ایسے وقت سنئے آئے کہ میں قبر کا سفر کرنے کی تیاری میں تھا۔ کیا خبر تھی کہ دلی چھٹ چلے گی اور میں پردیس میں گھر گھر مارا مارا پھردوں گا۔

جمہور کی نماز کے بعد آدم میں باغ عام کی مسجد میں نماز پڑھنے

گیا تھا۔ ایسا محسوس ہوا مدت کے بعد آیا ہوں۔

اٹھے حضرت ٹھیک پونے باہر بچے تشریف لائے۔ اور الطاف شاہانہ سے میرا حال دریافت فرمایا۔ میری قلمی کتابوں کی کیفیت بھی دریافت فرمائی۔ میں نے تفصیلی کیفیت عرض کی پندرہ منٹ تک میری قلمی کتابوں کا ذکر رہا۔ آج خطیب عبدالرحمن صاحب نے بہت ہی بر محل غلط پڑھا تھا اور قاری محمد الرین صاحب نے تو کمال کر دیا۔ ایسی آیات تلاوت کیں گویا حیدر آباد ہی کے موجودہ حالات کے لئے نازا، ہوئیں تھیں۔

گنگا جی شاہ

نماز کے بعد کچھ دیر حسین کے دفتر میں بیٹھا جو ہادی منزل کے پاس ہے میں ہے جہاں میں نے جیوترہ یاران بنایا تھا اور جس کو دعا منزل نام دیا تھا۔ سید سعید نظامی بھی ملے تھے جو حسین کے شریک کار بار ہیں۔ دیر بھجے حسین اور حسن ابوطالب اور خوش اقبال شاہ نظامی کے ساتھ چو نواب صاحب کے مکان پر گیا۔ جہاں آج ان کے والد ماجد کا سالانہ عرس تھا۔

پہلے طعام ظہر کے لئے عربی طعام ظہر میزوں پر جمع ہوئے۔ میری میز پر شہر حیدر آباد کے پارسی کو تو ال رستم جی صاحب اور ان کے نائب صاحب اور نواب ماہ نور خان صاحب تھے۔ ماہ نور خان نے صبح

کھانے کال نکال کر میری قلاب میں ڈالے اور اپنی محبت کا دسترخوان میرے دل کے اندر بچھا یا۔ حیدر آباد کے بہت سے نامی گرامی عہدے دار اور مشائخ بھی وہاں ملے۔ نواب اکبر یار جنگ بہادر بھی تشریف لائے تھے پان کہلے تھے اور علمی تقریر کی غذا کھائی تھی۔

مجلس سماج

پانچ بجے تک یہاں رہا اور ملی مجلس کا لطف اٹھاتا رہا۔ اس کے بعد صاحب عرس کے شرار پر گیا اور توانی کی مجلس میں شریک ہوا۔ چو نواب صاحب نے اپنے والد ماجد کا شرار بھی بہت اچھا بنایا ہے اور مراسم قدیم کو بھی خوب قائم رکھا ہے۔

یہاں سے فرزند روحانی مولیٰ جہاں محمد مظہر اشد ظہوری نظامی نائب رجسٹرار عثمانیہ یونیورسٹی کے مکان پر گیا جہاں آج ان کی اہلیہ روشن دل تبر بانو نظامی کا چہلم تھا۔ کچھ دیر قرآن خوانی کی مجلس میں شریک رہا۔ ظہوری نظامی نے اپنی شریک زندگی کے ایصال ثواب کے لئے تین دن کا پروگرام بنایا تھا۔ آج آخری دن تھا۔ بہت زیادہ آدمی تلاوت میں مشغول تھے۔ یہاں سے حسین کے مکان میں آیا۔ دل آرا بانو اہد علی بانو نے کہا کتنا کھا کر جانیے گا۔ میں نے دعائیں دیں اور کہا بجا کہ ثواب آرام کی فردت ہے۔ خوشی سے جانے کی اجازت دو۔

۸ رجب ۱۲۷۰ھ شنبہ حیدر آباد

نواب صاحب کلیانی

آج جمع نواب صاحب کلیانی نے آئے تھے۔ اور میر خورشید علی صاحب ہتھم کہ مسجد بھی اپنے غلام ذوالجناح گھوڑے پہنے آئے تھے۔

آج مجھے بو اسیر کا خون بو اسیر کا خون بہت آیا۔ کمزوری بہت بڑھ گئی۔ دن بھر لیٹا رہا بائیں کا سلسلہ جاری ہے۔ خوب ٹھنڈک ہو گئی ہے۔

منادی ٹائپ میں

میں مسلمان کاپی نویسوں کی مدد کے سبب ہمیشہ ٹائپ کے خلاف رہا۔ مگر حیدر آباد میں آکر کاپی نویسوں کی ایسی دشواریاں پیش آئیں کہ مجبوراً منادی کو ٹائپ میں چھپوانے کا فیصلہ کر لیا اور آج انٹھائی پرنس کو سفایں بھیج دیئے تاکہ یکم جولائی کو پرنس شائع ہو جائے۔

واحدی صاحب کا خط آیا ہے کہ سو ادماہ کا روزنامہ ان کو کراچی میں وصول ہو گیا ہے اور نظام الشیخ کے لئے کاپی نویس نے لکھ لیا۔ اس لئے آج میں نے منادی کے خریداروں کے پتے تین رجسٹری لفافوں میں بھیج دیئے۔ بو اسیر کے سبب آج میں نے کریم کو بیٹے بہن کو کھائے تھے۔ ان سے فائدہ ہوا اور ٹینڈا گئی۔ تاہم کمزوری کا اثر غالب ہے۔

۹ رجب ۱۲۷۰ھ جمعہ حیدر آباد

بہزاد دکن نظامی

آج جمع مولوی فیاض الدین نظامی بہزاد دکن نے آئے تھے۔ اب وہ بھی سائیکل پر سفر کرتے ہیں۔ کیونکہ پیرل نایاب ہو گیا ہے۔

گل رعنا کو تحفہ

آج نواب صاحب کلیانی نے میری نواسی گل رعنا کے لئے پھل اور بسکٹ بھیجے تھے۔ آج گل رعنا دلوار کے سہارا کھڑی ہوئی۔ میں نے سب کو مبارکباد دی وہ سلام کرنا سیکھ گئی ہے۔ اس تکلیف کے زمانے میں گل رعنا اور طرہا میری دل جوئی کرتے ہیں۔ یا تو علی شاہ کی بلی کو یاد کر لیتا ہوں جو لاہور میں ہے۔

آج پھر بو اسیر کا پھر خون آیا خون آیا۔ تین بار اپنے ہاتھ سے کپڑے دھوئے۔ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ تاہم ٹائپ کے منادی کے لئے ۹ صفحات لکھے۔ اور کچھ دیر سویا بھی۔

آج مدرس کے مولانا محمد اسماعیل مولانا محمد اسماعیل صاحب نے آئے تھے۔ اہل حدیث کے عقائد رکھتے ہیں۔ مسئلہ وحدت وجود سے بھی ذوق ہے چشتیہ خاندان میں مرید بھی ہیں۔ اسلامی جماعت کے ممبر بھی ہیں۔ متفاد چیزیں ان میں جمع ہیں۔ مگر پچاس سے زیادہ

بھاری جسم ہے۔ بڑی اور گنجان داڑھی ہے۔ متانت زیادہ ہے۔ بولتے کم ہیں اور سننے زیادہ ہیں۔ مولانا صبیحہ اللہ صاحب بھی ساتھ آئے تھے۔

۲۰ رجب ۱۲۷۰ھ دوشنبہ حیدر آباد

حضرت بابا شرف الدین

حیدر آباد کے حضرت بابا شرف الدین صاحب پہاڑی والے بزرگ کی نسبت میں نے اپنی کتاب نظامی ہنری میں لکھا تھا کہ وہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے خلیفہ تھے۔ مگر آج حیدر آباد ریڈیو میں ایک صاحب نے تقریر کی اور کہا کہ وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مگر مجھے اس سے اختلاف ہے کیونکہ اگر اس کو تسلیم کیا جائے تو یہ مشکل پیش آئے گی کہ اس وقت حیدر آباد میں اسلامی حکومت نہیں تھی۔ کیونکہ اسلامی حکومت پہلے دولت آباد اورنگ آباد میں قائم ہوئی تھی اور اس کے بعد حسن بہمنی نے کل برگر شریف میں پانچ تخت بنایا تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے دو خلیفہ حضرت مولانا برہان الدین غریب اور حضرت خواجہ حسن عاسجری دولت آباد میں دفون ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ سہروردیہ سلسلے میں مرید ہوں اور اس وقت آئے ہوں جب حیدر آباد دہود کے بادشاہوں کا پانچ تخت بن گیا تھا۔

میری صحت آج بھی دن بھر رہی۔ تاہم کام جاری رہا۔ خوش اقبال شاہ نظامی آئے تھے۔ بنگلور میسور کی خواتین پٹوس میں رہتی ہیں۔ وہ بھی خواجہ بانوسے ملنے آئیں تھیں۔

بادشاہ بیگم نظامی

ڈاکٹر ہلالی شاہ نظامی مرحوم کی برادرزادی روشن دل بادشاہ بیگم نظامی میرے لئے گہنوں لائیں تھیں۔ ان کو میری غذا کا بہت فکر رہتا ہے۔ آج بارش نہیں ہوئی مگر ابر رہا۔ ہوا بھی ٹھنڈی رہی۔

سنی اوقاف کمیٹی

چیف کسٹرن دہلی نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ دہلی سے چلے گئے ہیں۔ اس لئے سنی اوقاف کمیٹی سے آپ کا نام خارج کر دیا جائے گا۔

۲۱ شہان ۲۹ جون شنبہ حیدرآباد

دکن یونین کا دوسرا حصہ

میری کتاب کا پہلا حصہ دکن یونین کے نام سے تیار ہو گیا اب دوسرا حصہ تیار کیا ہے۔ ۱۵ ارجولائی تک انشاء اللہ شائع ہو جائے گا۔ یہ حصہ مئی ۱۹۷۱ء میں تیار ہو گیا تھا۔ اور کاپیاں بھی تیار ہو چکی تھیں مگر مسٹر کاغذ دہلی سے آیا تھا جو

خراب ہو گیا تھا۔ اس لئے پتھر پر چھپائی نہ ہو سکی۔ مجبوراً کئی سو روپے کے خرچے کا نقصان برداشت کر کے نیا مسطر تیار کرایا۔ اور دوبارہ لکھوانے کا انتظام کیا۔

میری صحت آج بھی خراب رہی۔ بواسیر کا خون آ رہا ہے۔ حکیم خسرو شاہ نظامی نے دوا بھیجی ہے۔

میرا تحریری کام جاری رہا۔ زید اور ابو طاب اور ماحد حسین صاحب اور برکت نظامی نے کام میں مدد دی۔ خواجہ راجہ لچھیا ریڈی نظامی اور سردار یار خان نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی ملنے آئے تھے۔ موسم اچھا ہے مگر بارش نہیں ہوئی۔

۲۳ شہان ۳۰ جون چہار شنبہ حیدرآباد

قطب عالم

میں نے اپنی کتاب دکن یونین کے دوسرے حصے میں حضرت قطب عالم کے حالات بھی لکھے ہیں۔

آج ٹائپ کے ٹائپ کمانڈی منادی کا پروف آیا تھا۔ گرجے پسند نہیں آیا۔ ۸ ارجولائی سے گیتھو کا انتظام کروں گا۔

ٹائپ میں خرچہ زیادہ ہے۔ مضمون کم آتا ہے۔ اور آنکھوں کو اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اور مضمون کا

اثر بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نظریں ٹائپ کی مادی نہیں ہیں اور خوش نویسی جو مسلمان قوم کے آرٹ کی محفوس چیز ہے ٹائپ میں نہیں ہوتی۔

میری صحت خدا کے فضل سے آج ذرا اچھی رہی۔ حکیم خسرو شاہ نظامی کی دوا نے فائدہ کیا۔

۳۳ شہان یکم جولائی پنجشنبہ حیدرآباد

مہاراجہ پٹیل کا تار

ریاست پٹیل پنجاب کے سکبر راجہ نے اعلیٰ حضرت حضور نظام کی بارگاہ اقدس میں ایک تار بھیجا ہے کہ دکن کے شہر نانڈیڑ میں سکھوں کے آخری گرو گویند سنگھ صاحب کے گرو دوار سے کی نسبت ان کو تشویش ہے۔

صدر اعظم بہادر حیدر آباد نے اس تار کا جواب بھیجا ہے کہ گرو دوارہ ہر طرح محفوظ ہے۔ اور تشویش کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

مہاراجہ پٹیل نے سکھوں کو حیدرآباد سے بدگماں کرنے کے لئے مترارت اور بدتمی سے یہ تار بھیجا ہے۔

ورنہ وہ خود جانتے ہیں کہ حیدرآباد نے گرو صاحب کو اپنے ملک میں اس وقت پناہ دی تھی کہ جب دہلی کی مغل حکومت ان کا خاتمہ کر دینا چاہتی تھی۔ اور اس وقت سے آج تک اس گرو دوار سے کے خرچے سکھنے ہائیس ہزار روپے سالانہ کی جاگیر

مغفرت ہے۔ اور اس کے علاوہ ہزاروں سکھوں کو سرکار حیدر آباد نے نوکریاں دے رکھی ہیں۔ اور ان کے مذہبی پیشواؤں کو تنخواہیں ملتی ہیں۔

مگر مہاراجہ پٹیل نے اپنی رمایا کے دو لاکھ مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ اور مسجدوں کو توڑا۔ اور درگاہ حضرت مجدد صابؒ سرہند کو سہارا کیا۔ اور وہاں کی مسجد بن گئی۔ باندھے۔ اب جو نکران کو سرحدی قبائل کے انتقام کا خون ہے اس نے وہ سکھوں کو اسلامی حکمت حیدر آباد کے خلاف بدگمان کر دیا۔ انہوں نے لڑنے کے لئے تیار کرنا پہنچتے ہیں۔

نواب صاحب کیلانی نے اپنی پان جاگیر کے پان بھیجے تھے اور خود بھی ملے آئے تھے۔ میں نے آج تحریری کام زیادہ کیا تھا۔ دیدار علی نظامی اور خوش اقبال شاہ نظامی ملے آئے تھے۔

۲۲ شہان ۲ جولائی جمعہ حیدر آباد

ہوائی جہاز کی بندش

آج خبر آئی ہے کہ کل سے ہوائی جہاز بند ہو جائیں گے یعنی حیدر آباد سے بمبئی اور دہلی ہوائی جہاز نہیں جائیں گے اس خبر سے بہت فکر ہو گیا کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ خطوط جلد ہی پہنچ جایا کرتے تھے اب کراچی و دہلی کے خط بہت دیر میں آئینگے

اور بہت دیر میں جائیں گے۔ اور محسن ہے کہ ریلوں کی خرابیوں کے سبب غطوں کا آنا جانا بالکل ہی بند ہو جائے۔

آج صبح میرے پیارے مہمان سید علی نظامی کی بیوی اور بچے اور بڑے لڑکے کے بچے میرے ہاں مہمان آئے ہیں۔ مجھے ان کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

حسین نے مجھے باغ عام نکار جمیعہ کی مسجد تک پہنچایا۔ اور میں نے ایک روشن دل روشن داغ مسلمان بادشاہ کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کی۔ اعلیٰ حضرت نے میری درگاہ کی نسبت دریافت فرمایا تو میں نے کہا کل دہلی ریڈیو سے یہ خبر سنی تھی کہ میری درگاہ کے قریب تین سو مکانات دہلی کے غیر مسلم پناہ گزینوں کے لئے بنائے جائیں گے۔ مگر وہاں سو اسی قدیمی قبرستان کے اوہ کوئی جگہ مکانات بنانے کی نہیں ہے۔ اور یہ نو قبرستان حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے چوتروہ یاران کے نام سے بنوائے تھے۔ اور ان میں حضرت کے وقت کے اور بعد کے بڑے بڑے علماء اور مشائخ اور مورخ اور اہل کمال دفن ہیں۔

حکیم خسرو شاہ نظامی نے جمعہ کا کھانا بھیجا تھا۔ اور میں نے گھر میں دوپٹے آکر سب بچوں کے ساتھ کھانا کھایا۔

بہنو دو کون نظامی بھی شریک طعام ہوئے تھے۔ شام تک نہت سے خطوط ہندوستان اور پاکستان کو بھیجے تھے۔ لیکن خطوط لکھتے وقت یہ خیال رہا کہ ہوائی جہاز کل سے بند ہو جائیں گے خبر نہیں یہ خطوط کب تک پہنچیں۔

آج رات کو کھانا نہیں کھایا۔ اور بارہ بجے تک بیدار رہا۔ اس کے بعد سوپا اور تین گھنٹے کے بعد پھر بیدار ہو کر معمولات پورے کئے آج شام کو نواب صاحب کیلانی کی چھٹی بچیاں خواجہ بانو کے پاس آئیں تھیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد نواب ناصر نواز الدولہ بہادر سے ملنے گیا تھا وہ مدت سے بیمار ہیں مگر اب چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔

کامل الیقین نظامی

میرے قدیمی مرید روشن دل عبد الغفور کامل الیقین نظامی آج جمع ملے آئے تھے۔ جب سے یہاں آیا ہوں وہ میری بہت زیادہ محبت انجام دے رہے ہیں۔ بازار افضل گنج میں لوہے کی دکان کرتے ہیں۔

مولوی انعام الحق صاحب

آج صبح مولوی انعام الحق صاحب ملے آئے تھے۔ ان کے ساتھ شام سندھ پریس کے مالک پنڈت کشمی ناراین بھی آئے تھے۔ ان کا پریس بازار افضل گنج میں ہے۔ یہ راجہ

خواجہ پرشاد خلف بہادر امیر سرگندھ پشاد بہادر کے استاد بھی رہ چکے ہیں۔ شام سندھ پریس ٹائپ کاسہ۔ اور بیتھو کا ایک ہینڈ پریس بھی ہے۔ جس کا نام اردو پریس ہے۔ مجھے یہ نام اس قدر پسند آیا کہ میں نے منادی اردو پریس میں طبع کرانے کا ان سے معاملہ کیا۔

دیوان حافظ کی فال

آج جمعہ کی نماز کے بعد ہادی نزل میں آیا تو حسین کے پاس جرمی کا چھپا ہوا ایک نہایت عمدہ دیوان حافظ دیکھا۔ میں نے کہا۔ دیکھو فال دیکھو۔ میں حیدرآباد کے موجودہ حالات کی نسبت حضرت حافظ سے سوال کرتا ہوں۔ حسین نے میری ہدایت خاص کی ترکیب سے دیوان کہولا۔ صفحہ ۱۸۴ پر بشورنگلا۔ تو فاداری و حق گوئی نہ کار ہر کسے باشد غلام آصف ثانی جلال الحق والدیم فاداری اور حق گوئی ہر ایک کا کام نہیں ہے۔ میں تو جلال الحق والدین آصف ثانی کا غلام ہوں۔ اس فال سے مجھے بڑی خوشی ہوئی۔

۵ شرباز ۳ جولائی شنبہ حیدرآباد

ہوائی جہاز بند ہو گئے

کل کی خبر سچی تھی۔ آج ہوائی جہاز کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ لڑائی شروع ہونے کی خبریں بھی مشہور

ہوئیں۔ مگر میرے خیال میں یہ خبریں درست نہیں ہیں۔

زیتون کی تیل ججے فاسفورس کا زیتون کی تیل تیار کرنے کے لئے زیتون کے تیل کی بہت ضرورت تھی۔ مگر بازار میں تیل نہ ملتا تھا۔ آج نواب سید جمال الدین صاحب حسینی رئیس سکھائی نے چھ بوتلیں زیتون کے تیل کی بھیجی تھیں اور ایک بہت دلچسپ خط بھیجا تھا

۲۶ شرباز ۴ جولائی شنبہ حیدرآباد کچا پانی کی دو کلورین ناکہ بندی کے سبب حیدرآباد نہیں آسکتی ہیں نے تالاب کا کچا پانی پیا جا رہا ہے اور اس سے بیماریاں بڑھ گئیں ہیں میرے گھر میں سب عورتوں، مردوں اور بچوں کو زکام ہو گیا ہے۔ آج مجھے بھی زکام کی آمد محسوس ہوتی ہے۔ میں نے پانی خوش کر کے اور کوئلے پانی میں ڈالنے کا انتظام کیا ہے۔ کیونکہ کوئلے پانی کے جراثیم جذب کر لیتے ہیں۔

پیتوں کی چار جسطریاں

چونکہ کراچی سے نظام الثنائی اساتذہ میں سیلاب دنا چھ شائع ہو گا۔ اس لئے میں نے واحدی صاحب کو چار جسطریوں میں منگا کے پتے بھیجے تھے۔ آج خبر آئی ہے کہ پتے بہت کم پہنچے ہیں ۳ جسطریاں

تو پہنچیں مگر ان کے اندر سے کچھ پتے نکال لئے گئے۔ میرا خیال ہے حیدرآباد کے پتے چرا لئے گئے ہوں گے۔

۷ شرباز ۵ جولائی دوشنبہ حیدرآباد زکام کا حملہ حملہ ہو گیا۔ اتنی میں خراش بہت زیادہ ہے۔

زکام کے قصائد اردو ناچو میں زکام کی بیماری کی شان میں اتنے زیادہ قصیدے شائع ہوئے ہیں کہ اردو زبان میں زکام کا ایک بڑا درجہ قائم ہو گیا۔ ہے۔ آج تمام رات زکام کی شدت کے سبب تڑپا رہا۔ نیند نہیں آتی۔

۸ شرباز ۶ جولائی شنبہ حیدرآباد نیم جان کھایا۔ پان بھی نہیں کھایا۔ نمک پانی کے خراسے کئے۔ ناک نمک پانی سے صاف کی۔ تاہم بخار بھی رہا۔ اور درد سر بھی رہا۔ اور اعضا شکنی بھی رہی۔ روحہ علی بانو۔ کوثر۔ حسن ابوطالب اور مہدی نے بدن دیا۔ خدمت کی۔ علی گڑھ آج جنگل سے میرے علی گڑھ کے میچے لڑے خواجہ سید علی نظامی آئے ہیں۔ چونکہ ان کے یو کا بچے میرے مکان میں ہیں۔ اس لئے یہاں آئے ہیں۔

کئی دن پہلے نواب سن یا جنگ
غسائیہ بہادر نے مجھے آج رات
کے کھانے کی دعوت دی تھی۔ میں
نے آج ان کو اپنی بیماری کا عذر
لکھ کر بھیجا۔ جواب آیا چند منٹ
کے لئے آجائے۔ میں نے یہ دعوت
اس لئے کی ہے کہ آپ میرے محلے
میں آکر رہے ہیں۔

نواب لیاقت جنگ

عصر کے بعد نواب لیاقت جنگ بہادر
ملنے آئے تھے۔ جو میری قیام گاہ
کے قریب بستے ہیں۔ ان کی علمی
گفتگو سے بہت لطف آیا۔

رات کو ساڑھے آٹھ
طعام شب بجے نواب سن یا جنگ
بہادر کی موٹر آئی اور میں حسین اور
ہزار دکن نظمی کے ساتھ ان کے
مکان پر گیا جو یہاں سے بہت قریب
ہے۔ نواب حسین نواز جنگ بہادر
فقیر امور خارجہ اور نواب لیاقت
جنگ بہادر اور مولوی اکرام الدین صاحب
وزیر امور مذہبی اور نواب دلی اللہ
بہادر کے صاحبزادگان بھی ترکی
طعام تھے۔ کھانا بھی عمدہ تھا۔
اور طعام کا کلام لینے کھانے سے
پہلے اور کھانے کے وقت اور کھانے
کے بعد کباتیں بھی بے حد لذیذ مضمون
ذاب و ماحرہ: سبچہ اور حبیب کو
نہایت نفیس پہنوں کے کپتے بھی
پہنائے۔ رات کو بخار رہا۔ مگر
زیادہ نہیں ہوا۔

۲۹ شعبان ۱۴۰۰ ہجری
چہار شنبہ حیدرآباد

زکام کا تیسرا دن

آج بھی دن بھر بخار رہا۔ میں نے
سورنگ کی دال کا پانی پیا۔ بھوک
بند ہے۔

تارگھر اور ڈاکنی نے بند ہووا

آج ریڈیو میں سنایا گیا کہ حیدرآباد
کے تارگھر اور ڈاکنی نے بھی بند ہونے
والے ہیں۔ اس لئے آج کراچی لاہور
دہلی وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے
خطوط کے جوابات لکھوائے اور سب کو
لکھا کہ یہ خط شائد آخری خط ہے اس
لئے دکن ریڈیو اور پاکستان ریڈیو
کے ذریعہ آپس کی خبریں معلوم ہو گئی۔
بیم باری سے بچنے کی تدبیریں ہو رہی
ہیں۔ مگر لوگ سب مطمئن ہیں، پایاں
کی بیم باوی کے نطے میں دہلی شہر میں
جو گھبراہٹ عوام کو تھی وہ یہاں نام
کو نہیں ہے۔

ساجد عربی کی بیماری

سید ابن عربی اپنے لڑکے سید
ساجد عربی کو لائے ہیں۔ وہ کچھ
بیمار ہے۔ خواجہ بانو اپنی بہن کے
ساتھ ان کو دیکھنے حسین کے مکان
پر گئیں ہیں۔

عراق بلڈنگ

آج شام کو اعلیٰ اخوت حضور نظام نے
چار مینار روڈ پر عراق بلڈنگ کی کاسنگ
بنیاد رکھا تھا۔ یہ عمارت نواب

احمد نواز جنگ بہادر تعمیر کرائیں گے
جس کی آمدنی عراق کے مقامات
مقدسہ اور ان کے متوسلین کو دی
جائے گی۔ میرا بلاوا بھی آیا تھا مگر
بخار کے سبب نہ جاسکا۔

وقت آخر قریب ہے

چار پانچ سال سے مجھے گردے اور
مٹانے اور جگر اور معدے کی بیماریاں
ہیں۔ ان پر اب ایک نئی انقلابی
بیماری کا اضافہ ہوا ہے۔ اس لئے
تازہ زکام اور بخار نے مجھ کو اس
قدر نڈھال کر دیا ہے کہ وقت آخر
نزدیک آتا، دکھائی دیتا ہے۔
آج میں نے دوستوں اور میریوں کو
خطوط لکھ کر تو ایسی باتیں بھی لکھیں جن
کو وصیت کہا جاسکتا ہے۔ ایک صحت
کو لکھا کہ جن دماغی اور ذہنی تکیفوں
میں مبتلا ہوں ان سے نجات حاصل
کرنے کے لئے مجھے موت بہت پرسکون
نعمت محسوس ہوتی ہے۔

غلط اردو کی اصلاح

آج میں نے مہلی ریڈیو اور پاکستان
ریڈیو کو خط لکھے ہیں کہ وہ دو نو اور
حیدرآباد ریڈیو بھی غلط اردو استعمال
کرتے ہیں۔ یعنی زمانہ آئندہ کی خبر کو
زمانہ حال کے الفاظ میں نشر کرتے ہیں
مثلاً کہتے ہیں۔ پندرہ دن کے بعد غلام نظام
پر علیہ ہو رہا ہے یا میں دن کے بعد غلام
تاریخ غلام لیڈر غلام نظام پر جارہے
ہیں۔ یہ غلط اردو ہے۔

اس مقدمہ میں پرامد شاہ بادشاہ کو بغاوت کرانے والا ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور چند مسلمانوں کی گواہیاں ہونگیاں تھیں اور بادشاہ نے خود گواہوں پر جرح کی تھی سبق حاصل کر سکتے ہیں یہ کتاب بھی حیدر آباد آئیچے بعد خواجہ صاحب نے فتح کی ہے۔ اور حیدر آباد کے چیف جسٹس مولوی فیصل الزماں صاحب کے نام پر اسلئے منسوب کیا ہے۔ تاکہ ایک قانونی مقدمہ کی کیفیت ایک قانون دان کی زبان کے سامنے آجاسے۔ قیمت تین روپے

دکن پوٹین حصہ اول

حیدر آباد میں آئیچے بعد خواجہ صاحب نے چند دستان اور حیدر آباد میں دکنی قانم کرنے اور خط فیما بین اور ملک و شہادت نمونہ کی عرض ہے یہ کتاب فلاح کی ہے۔ قیمت آٹھ آنے

دکن پوٹین حصہ دوم

یہ کتاب پچھلے حصے سے بہت بڑی ہے اور اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حیدر آباد کی حکومت ہے چند اور ملک اور ریاست اور عیسائی کنٹریز اور بادشاہات میں اور مسلمان برائے نام حکمران ہیں بدستور فائدہ غیر مسلم قوموں کو پہنچ رہا ہے اور اگر ہندوستان کی حکومت کے یہاں کر لی جبرہ انقلاب پیدا کیا تو زیادہ نقصان ہندو قوم کا ہو گا اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا گیا ہے کہ شخص حکومت ہندوستان کے موزوں ہے اور وہ جمہوری حکومت جو ہندوستان اور پاکستان میں قائم ہوئی ہے وہ حکومت

انگریزوں اور یورپ والوں اور دیگر کیوں اور ملکوں کی غلامی کی حکومت ہے اور اب دنیا میں صرف حیدر آباد ہی کی حکومت ایسی حکومت ہے جہاں اللہ کی خلافت کی شان نظر آتی ہے اور جہاں سب ہندو مسلم قومیں اور امیر و غریب لوگ ملی جل کر باہمی محبت سے رہتے ہیں اور وہ سب خبریں چھوٹی ہیں جو حیدر آباد کے لیے حیدر آباد کی بے انتہی کی ساری دنیا میں فلاح ہو رہی ہیں۔ یہ کتاب نہایت اہم کتاب ہے اور اگر ہندوستان اور پاکستان کی حکومتیں کھڑے دل سے اس پر غور کرتی تکی تو وہ فائدہ جکی سے بچ جائیگی اور ہر ایک حکومت ہندوستان اور پاکستان کے قوام کی خوشحالی اور سلامتی اور مرد ج کا ذریعہ بن جائیگا قیمت --- تین روپے

تاریخ رسول

یہ کتاب مورخین اور محققین اور کلم لوگوں کو آنحضرت کی پوری زندگی کی تاریخ بتاتی ہے چلے میرت نبوی کے نام سے شائع ہوئی تھی اب حیدر آباد میں تاریخ رسول کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ قیمت تین روپے

شیخ علی کی ڈائری

یہ کتاب اصلاح اور تفریح کی غرض سے خواجہ حسن نظامی نے شائع کی ہے اسکو جو پڑھنا ہے اسکو تفریح جوتی ہے اور ہمیں آجاتی ہے۔ قیمت (آٹھ آنے)

فاسفورس کا تیل

یہ تیل تمام دنیا میں مشہور ہے فلاح کے بیاروں اور قوے کے بیاروں اور رخصت کے بیاروں کو فائدہ دیتا ہے جو بچے پڑیوں کی دق یعنی سان کی بیماری سے ہلاک ہو جاتے ہیں ان کی پشت پر اس تیل کے پانچ قطرے لی دئے جائیں تو بچے پاکت سے بچ جاتے ہیں ہر قسم کے اعصابی درد اس تیل کی مالش سے پانچ منٹ میں دور ہو جاتے ہیں ڈھائی اونس کی شیشی پانچ روپے سودیاتی ہے اور ڈیڑھ اونس کی شیشی تین روپے سودیاتی ہے یہ سب یقینی قسم خاص انعام کی ہیں۔

دفتر طبی کینی ہادی منسٹر
بارخ عام روڈ حیدر آباد دکن

اور
سید عبد الرزاق کینی دافوش
حیدر آباد دکن

اور
ٹی سنڈی کیٹڈ یازار اسلام آباد
حیدر آباد سے لی سکتا ہے



حیدرآباد اور ہندوستان اور پاکستان میں
محبت - وحدت - امن کی بنیاد دینا والا

مَنَادِی

جو شمس العلماء خواجہ حسن نظامی دہلوی حیدرآباد سے شائع کرتے ہیں

۵ سالانہ پانچ روپے
ایک پرچہ دو آنے

۲۲ صفر ۱۳۶۸ ۲۴ بہمن ۱۳۵۸
۲۴ دسمبر ۱۹۴۸

ما لَمْ يَعْلَمْ - جو کچھ نہیں جانتا

سندردل - سندرسمل - سندریال
پینڈت سندللال کا بیان
ابھی حال میں پینڈت سندللال جی
حیدرآباد میں آئے تھے اور اپنی
نیک نیتی اور امن پسندی کا
سکہ چلایا تھا۔ آج ان کے ایک سال کے
پرلنے بیان کو شائع کیا جاتا ہے جو
انہوں نے ہندوستانیوں کو
امن کا راستہ بتانے کے لئے
شائع کیا تھا۔

حسن نظامی دہلوی

آج کے اخبار میں
منادی کے مقدرہ مضامین نہیں ہیں
وہ سب چھوٹے قد کے منادی میں ہیں۔
جو آج ہی الگ شائع ہوا ہے۔
یہ پرچہ تو ہندوستان کے چاند - سورج
اور شائستگی کے اوتار اور ایشیا کے
ڈوبتے جہاز کے کپتان پینڈت
جواہر لال نہرو
کی آمد کی خوشی میں شائع
کیا گیا ہے۔

حسن نظامی دہلوی

شانتی اوتار
پینڈت جواہر لال کا استقبال
آج حیدرآباد میں ہندوستان کے
سب سے بڑے آدمی پینڈت جواہر لال نہرو
آئے والے ہیں۔ حیدرآباد کے ہر ہندو مسلمان
کافر سے ہے کہ سیاسی اور راجنیتی اختلاف
کو دل سے دور کر کے پینڈت جی کا بچے دل سے
استقبال کرے۔ اور ان کی بات کو حیدرآباد
کی جنتا خلق خدا کے فائدے کی نیت سے
کان لگا کر اور دل لگا کر غور سے سنے
اور اس پر عمل کرے۔

حسن نظامی دہلوی

ہما تما گاندھی کی بڑی یادگار

ترلوک سرکار

پنڈت جواہر لال - پنڈت سندر لال - سردار ولجہ بھائی پیشیل

کج ۲۴ دسمبر ۱۹۴۷ء کو ہندوستان کے وزیر اعظم - ہندوستان کو ایشیا کا سوچ بنانے والے یورپ اور امریکا اور روس کو ہما تما گاندھی کے امن عام کا پیش سننے والے پنڈت جواہر لال نہرو حیدر آباد میں آئے والے ہیں۔
 دو کشمیری برہمن ہیں۔ الہ آباد میں پیدا ہوئے تھے۔ ان کے مورث دہلی کے محلے نہر سادات خاں میں رہتے تھے اس لئے نہر کہلاتے تھے۔ اور یہ بھی اسی لئے نہر کہہ جاتے ہیں۔ انہوں نے زندگی کا بڑا حصہ ہندوستان کی آزادی کے لئے انگریزوں کے جیل خانوں میں بسر کیا تھا۔ وہ ہما تما گاندھی کی بچی اور بڑی یادگار ہیں۔ اور ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کے سچے غم خواہ ہیں۔ اور اسی یورپ میں جا کر انہوں نے یورپ اور امریکا اور روس کے لوگوں کو ہندوستان کی عقل اور ہندوستان کی نیک نیتی کا سبق دیا تھا۔
 ان کے نائب اور مددگار سردار ولجہ بھائی پیشیل کی پوری زندگی ہما تما گاندھی کے ساتھ گزری ہے۔ اور ان کی ذاتی عقل اتنی بڑی ہے کہ انہوں نے ایک سال کے اندر سب ریاستوں اور سب قوموں کو ایک کر کے دکھا دیا۔ اور ان کی صاف بیانی اور دور اندیشی ہما تما گاندھی کے قدم بہ قدم ہے۔ پنڈت سندر لال جی الہ آبادی مولوی ہیں حافظ قرآن ہیں مگر کچھ ہندو ہیں۔ انہوں نے اسلام کو آج کل کے مسلمانوں سے زیادہ سمجھا ہے اور وہ ہندو مذہب کو بھی آج کل کے ہندوؤں سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ ہندو دھرم پر چلتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسلمان بھی اپنے دین پر چلیں۔ یہ تینوں ترلوک سرکار کے ستون ہیں۔ یہ تینوں ترلوک جھنڈے کے رنگ ہیں۔

ان کی بات سنو۔ ان کی بات مانو کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں اور جو کچھ کرتے ہیں وہ

ہمارے فائدے کیلئے ہے

لہذا حیدر آبادی ہندو مسلمان کو قومی اور مذہبی اختلاف کے بغیر نہرو جی کا خیر مقدم کرنا چاہیے اور ثابت کر دینا چاہیے کہ اس ملک کے باشندے مل جل کر رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

ہندوستان و پاکستان کی خونی داستان

پنڈت سندر لال جی کا آنکھوں دیکھا بیان

حیدر آباد اور ہندوستان و پاکستان کے باشندگان کو اس کی قدر سکھانے کے لئے شمس العلماء خواجہ حسن نظامی بلوچی شائع کیا

پنڈت سندر لال جی کون ہیں؟

یوپی الد آباد کے ایک نامور برہمن ہیں۔ غازی
خدی - انگریزی - ہندی زبانیں خوب جانتے
ہیں۔ اہل حیدر آباد بھی ان سے واقف ہیں۔
کیونکہ وہ یہاں آکر اس کام کے کام کر چکے ہیں۔
میری پنڈت جی سے بہت قدیمی دوستی ہے
اور میں نے دور انہوں نے دہلی میں ہندو مسلم
اتحاد کام سے مل کر کام کیا تھا۔ اگرچہ برہمن
ہیں۔ اور اب ہندو ہیں لیکن ان کو اسلامی
تعلیم کا بہت اچھا علم ہے۔ اور قرآنی شریف
کو اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں۔ اور ان کے دل
میں قرآن مجید کی بڑی عزت ہے۔

ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ کبھی
بات بڑی حرارت اور بے باکی سے مجمع عام
میں نہ کہتے ہیں اور نہ کہہ دیتے ہیں۔ سچا سچ
یہ کہ ہندو ہمت کو گھٹا کر ہندو ہمت
دلی میں ہندو مسلم اتحاد کا ایک بڑا اہم
ناتوانی والہ ہیں۔ کیا تھا۔ ہندوستان
میں ہندو مسلم اتحاد کی بنیاد پڑی

حکومت قائم تھی اور سر سلطان احمد دہسرا
کی کونسل کے جس وقت تو پنڈت سندر لال جی
نے نہایت دلیری اور آزادی سے جلسے میں
سر سلطان احمد صاحب اور انگریز حکومت
کے خلاف نکتہ چینی کی تھی۔

وہ اسلام اور مسلمانوں کی حمایت اس
جوش کے ساتھ کرتے ہیں کہ بعض مقامات پر
ہندوؤں سے بگڑ جاتے ہیں۔

الد آباد سے اردو اور ہندی زبانوں میں
ان کا ایک بہت اچھا اخبار نیا ہند بھی شائع
ہوتا ہے اور اس کے مضامین بھی ان کی خوش
ملکی اور وطن دوستی کا بہتہ دیتے ہیں۔

سب سے بڑی خوبی ان کے اخبار میں ہندوؤں
ان کا ایک انگریز شائع ہوا ہے جس میں
انہوں نے ہندوستان کی خونی داستان
کے چشم دید حالات لکھے ہیں۔ ان کا انداز بیان
اس انگریز میں بہت اچھا ہے۔ اور
انہوں نے حقیقت کے بیان کرتے ہیں ہندو
مسلمانوں کے درمیان ہندوؤں کی کٹھن

رکھا ہے۔ اور اس میں ایسے سچے واقعات
بھی لکھے ہیں جن کے پڑھنے سے ہندو مسلمانوں
کے اشتعال میں کمی ہو سکتی امید ہے۔ اس
لئے میں اپنے دوست اور رفیق کار کا یہ
بیان شائع کرنا خلق خدا کے لئے مفید خیال
کرتا ہوں۔

دہلی کے مسلمانوں کے ہتھیار

اس مضمون میں بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کی
تشریح مجھے ضروری معلوم ہوتی ہے۔ مثلاً
انہوں نے ایک جگہ دہلی کے مسلمانوں کی
لکھا ہے کہ ان کا انگریزوں نے ہتھیار تقسیم
کئے تھے۔ مگر حقیقت یہ نہیں ہے۔ دہلی کے
مسلمانوں کو نہ انگریزوں نے ہتھیار تقسیم کئے
مسلمانوں یا مسلمانوں نے ان کو ہتھیار تقسیم
اور اس کی نسبت ہندوؤں نے جو کچھ لکھا اور
شائع کیا تھا وہ بالکل غلط تھا اور ایک
خاص جماعت کے خاص شاعر کا پروپیگنڈا تھا۔
میں نے اس کی اچھی طرح تصدیقات کی تھی

کے یقین ہے کہ وہ بی کے قادی باشندہ یعنی
ہندو ملانوں کے پاس بے لائسنس کا کوئی
پتھار نہیں تھا۔ اور باہر سے آئے ہوئے
ہندو اور سکھ پناہ گزین پتھار لائے تھے
ایک کوہلی کی ایک خاص جماعت نے پتھار
تقسیم کئے تھے۔ جو اس کام کے لئے بنائی گئی
تھی۔ یہ پتھار چھتیس تیس ایک ہندو پتھار
کی سپلاشنگ اور دوسری الکالی جماعت
بے شک مہتری منڈی اور پٹنچ۔ اور
قرول ہارن۔ اور تکرانہ در پٹانے کے مسلمان
اور ہروہی کے مسلمان سپلاشنگ اور کالیوں
سے لڑے تھے۔ اور مذکورہ مقامات کے مسلمانوں
کے پاس آتشیں ہتھیار ہائے گئے تھے۔ مگر
ان ہتھیاروں میں بھی زیادہ لائسنس کے تھے
اور کچھ ناجائز ہتھیار بھی تھے جو ہرات اور
وہلی کے اطراف کے دیہات کے مسلمان ساتھ
لائے تھے۔ اور وہ سب ویسی ساخت کے تھے
اس میں ہونا گزری سی ساخت کا کوئی ہتھیار
نہی مسلمان کے پاس نہیں پایا گیا تھا۔ یعنی
خون ریزی کے بعد جب سب مسلمان مذکورہ
مقامات سے نکال دئے گئے اور وہاں پر
قلعے اور مقبرہ و عمارتوں کے پناہ خانوں میں گئے
اور پھر میں ان کے گھر کو کی تلاشیاں ہوئیں
تو سب مقامات سے ویسی ساخت کے ہتھیار
نکلے یا لائسنس کے ہتھیار ہائے ہوئے مگر
یا گزری سی ساخت کا کوئی ناجائز ہتھیار
نہیں ہوا۔

چوتھے مقام پر گروں کے پاس پہلے پتھار
اور پتھار مہتری اور گزری سی ساخت
کے تھے۔ جن کو میں نے بعض مقامات پر
اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

پتھاروں کی غلط نشانیاں

پچھ پتھارت سنگر لال جی کے سامنے دہلی
کے اخباروں کی ایک فسطیہ پٹنچ کا
غیر مل معلوم ہوا ہے جن میں شان لکھا
گیا تھا کہ خواجہ حسن نظام الدین کے پاس حیدر آباد
اور رام پور اور بمبائل پٹنچ سے چند تین تین
میں اور ان غلط بیانیوں کی بنیاد پر
پٹنچ گھر کی اور میری درگاہ کی اور میری سی
کی فوجی سکھوں اور ہندوؤں نے تلاشی لی تھی
اس تلاشی میں جو برتاؤ میرے ساتھ ہوا وہ
پسندیدہ نہیں تھا۔ بلکہ بہت سختی کا تھا۔
میرے گھر کے اندر دراستوں پر اور چھو
نکاح بکثرت ہندو فوجی کھڑے کئے گئے تھے۔
اور خود میرے سامنے دو ہندو وائسے
نشانہ تاک کو کھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ میر
گھر کے اندر کوئی فوجی نہ زیادہ آدھی تھے
صرف چند عورتیں تھیں یا چند بچے تھے یا چار
پانچ بھائی اور نوکرتے۔ اور ان میں کوئی بھی
ہتھیار نہ تھا پھر جو یہ اتنے زیادہ فوجی
اندرا آئے تھے اس کا مقصد محض مرعوب
کرنا اور ہتک کرنا تھا۔

ان فوجیوں نے میرے گھر کا اسباب نکال
نکال پیٹنگ دیا۔ لاکھوں روپے کی نلیاب
قلی کتابیں بے توقیری و بے تیزی سے غفلت
کردیں۔ اور درگاہ کے اندر ہزاروں
کے گروں کی ہزاروں کی تلاشی لی۔
اور سب سے بڑی تکلیف یہی کہ میرے
گھر کے گروں کو کچھ دریا کیوں نہ لکھتا
کہ میرے گھر میں ہتھیار پوشیدہ ہیں۔
یہ تلاشی سب گروں کی تھی۔ اور سب
پناہ گزینوں کے گھر کی تلاشی کی گئی تھی۔

مسلمان تھے۔ جو میرے ماں اور گھر میں
پتھارت ہوئے تھے۔ غرض اسے لائسنس
کے ہتھیاروں کے اور کوئی ناجائز ہتھیار
کسی کے پاس سے نہ ہوا۔ پھر کبھی
دوسرے دن کے اخباروں نے چلیا اور گاہ
حضرت خواجہ نظام الدین او میارہ کی سی
بہت سے ہتھیار برآمد ہوئے حالانکہ
یہ بالکل جوت تھا اور سوئے لائسنس کے
ہتھیاروں کے کوئی ناجائز ہتھیار نہ تھا
پھر میں اور سے یقین کے ساتھ کہ نہ تھا
ہوں کہ وہ بی کے مسلمانوں پر یہ الزام بہتان
سے زیادہ بہتان ہے کہ مسلمانوں کے پاس
ناجائز ہتھیار تھے۔

گاندھی جی اور نہرو جی

میں نے کسی خوشامد یا زمانہ سازی کے بہانے
گاندھی جی اور پتھارت خواجہ لال نہرو اور
مولانا ابوالکلام آزاد اور مسٹر فتح احمد قدروانی
اور مسٹر خورشید احمد خاں چین کشنر کا شکوہ
ہوں جنہوں نے اپنے اختیار اور اختیار کو اس
قائم رکھنے میں استعمال کیا۔ اور مخصوص طور سے
مہا گاندھی کا شکوہ گزروں جو آج کل دنیا
ہندوؤں اور سکھوں کو تر لفظ میں نصیحت
کرتے رہتے ہیں اور مسلمانوں اور ہندوؤں
کی حفاظت کی تاکید کرتے رہتے ہیں۔

سرو اور لکھنوی پتھار

میں نے جو سرو اور لکھنوی پتھار
جو لکھنوی کے باوجود کہ میں نہیں جانتا
میں نے ان کے خلاف اپنے روزنامے میں لکھا تھا
میں نے ان کے خلاف اپنے روزنامے میں لکھا تھا
میں نے ان کے خلاف اپنے روزنامے میں لکھا تھا

عبارتنامه اندی کا خط

جب میں وہاں میں تھا تو وہ صفحے کا خدو تھا
گاندھ کو بھیجا تھا جس میں دو لگا کہ اس کا
کی در خواست تھی۔ اس کا بھی بہت اچھا
تھری جو اب گاندھی نے میرے پاس
بھیجا تھا۔

اور ہندو جو اہل لال نہرو کی طرف سے
بھی ایک ہندو اور ایک مسلمان میری مدد
کے لئے یکجہتی کرتے تھے۔ اور حافظ سیاح
صاحب بھائی اور مولانا حفظ الرحمن صاحب
ناظم جمعیت علماء ہندی میری اور گاہ کی حفاظت
کا اہتمام دیکھتے آئے تھے۔

اور میں ان عرب کا شکر یہ ادا کرنا اسلامی تعلیم کی بوجب ضروری خیال کرتا ہوں۔
 ہم اپنی ذاتِ سند لال جی سے درخواست کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے یہ بیان خود دورہ کر کے قلم بند کیا ہے دونوں فرقوں جگہ تینوں فرقوں کی اخصیبتوں کے واقعات بھی قلم بند کر دیں کیونکہ ان واقعات کی اشد سے حقیقی اثر پیدا ہوگا اور جو لوگ امن کے مقامات میں بے امنی کی کوشش کر رہے ہیں ان کو یہ واقعات ہلکا کر محبت ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچ جائیں گے۔

مخلص حسن نظامی دہلوی ۲۵۰ دسمبر ۱۹۳۵ء

پنٹت منڈال جی کا بیان

تعمید: پنجاب کے فرقہ وارانہ مفادات و
مصلحت کے حالات جن کی بدولت لاکھوں
انسانوں کی آبادیاں اپنے جڑی سکاؤں
پر کھڑے ہو کر رہ رہ کر اپنے اور برصغیر کے
انسانوں کو اپنے گناہوں کی آگ میں جلا رہے ہیں۔

درمختار کے لئے ایک نام کو چھوٹے کے سرکار کا
کے مکان پر لکھا دیا تھا۔ گاہ کی حفاظت
کے لئے لکھنؤ انہوں نے نہایت اچھا بر تانہ
بھی کیا اور دو گھنٹے کے اندر نوچ کیا۔ لا
اور ہوئی جہاز درگاہ اور بسکی کی حفاظت
کے لئے بھیجے گئے۔ اور اس کے بعد ہر طرح
کی مدد و مجہد کو اور میر کی درگاہ والوں کو دیتے
رہے۔ اور ان کی بھیجی ہوئی فوج بے ضمانت
دن میری درگاہ اور بسکی کی حفاظت کی۔
اور جب ۱۴ اکتوبر کو بیمار ہو جانے کے سبب
میں حیدر آباد چلا آیا۔ اور پہلے آکر مجھ کو
درگاہ حضرت خواجہ قطب صاحب اور درگاہ
حضرت چراغ دہلی گھاٹ کی نسبت بری
خبریں ملیں تو ۱۴ اکتوبر کو میں نے پھر سردار
صاحب کو خط لکھا جس کا جواب حیدر آباد
میں ۱۶ اکتوبر کو ملا جس میں بہت اچھے
دوسے تھے۔ اور مجھے میرے دہلی کے
دوقولہ اطلاع دی کہ یہ دوسلے پورے
گئے تھے۔ اس کے بعد میں نے ان کو نومبر
میں دوسرا خط لکھا جس کو پڑھا کر سردار صاحب
۱۰ نومبر کو خود میرے مکان پر اور میری درگاہ
میں گئے۔ اور پوس کے درمیں اسی بندوچی
حفاظت کے لئے مقرر کر دئے، پھر میں نے
امیر فرید کی نسبت تیسرا خط لکھا اور اس
کے بعد پاکستان کی طرف سے ان کو لکھا گیا۔
تو انہوں نے ۱۰ نومبر کو بہت اچھا بیان لکھ دیا
اور اخباروں میں شائع کیا۔ اور معلوم ہوا کہ
امیر شریف نے درگاہ کی حفاظت کے لئے
فوج مقرر ہو گئی ہے۔ جو درگاہ کے چاروں
طرف متعین ہے اور حفاظت کرتی ہے۔

تمام ملک میں پھیل چکے ہیں۔ فرشتوں کے احبار ان کو بڑے عیسائیوں کے ساتھ کہتے رہے ہیں۔

ان قصوں کے فطری اثرات اچھے اور بُرے
ملک پر پڑ چکے ہیں، لیکن زیادہ اثرات خراب ہی
پڑے ہیں بعض اوقات یہ قصے نہایت مصلحہ
کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ بالعموم یہ قصے غیر
پہلوئے ہوئے ہیں۔ تاہم بتسلیم کرنا پڑے گا
کہ جو کچھ قصے بیان کئے گئے ہیں۔ اصلی اوقات
اُن سے بھی زیادہ تارک ہیں۔ تمام مصلحہ اس
درجے غیر معمولی ہے کہ فی الواقع کوئی شخص
ہی اللہ سے دیکھے بغیر ان چیزوں کا تصور نہیں کر سکتا
نقصانات کا تجزیہ مشرقی اور مغربی

پنجاب میں نے دو ہزار میل سے زیادہ کا سفر کیا۔ میں حدود صوبہ سرحد و کشمیر اور بہت سی ریاستوں کی سرحد تک گیا کچھ سفر ریل سے کچھ ہوائی جہاز سے کچھ موٹے اور کچھ پٹری گاڑیوں سے کیا تجھے تیس تیس اور چالیس چالیس ہزار قافلوں میں سے گزرنے کا اتفاق ہوا کچھ اُن میں مسلمانوں کے قافلے تھے جو جانب غرب جارہے تھے۔ اولاد و سرے ہند و اردو سکھوں کے تھے جو مشرق کی جانب جا رہے تھے۔ اپنی پناہ گزینوں میں سے میں نے بہت سے لوگوں سے بات چیت کی۔ میں نے پناہ گزینوں کے کیمپوں میں قیام کر کے بہرہ دیکھا۔ مجھے ان لوگوں کو تسخیر کرنے اور ان سے تبادلہ خیالات کرنے کا بھی اتفاق ہوا جو ابھی تک اپنے تمام اضعافات میں اُس کے ہوسے تھے اس میں میرے پاس انگریزوں کی قسوں کا بیان کرنا بیکار ہو گا کہ جن سے تم میں میری جا سکتی ہے۔ یہاں پر صرف یہ کہ نہ ناکافی ہو گا کہ سب چیزیں کاپی آئیں۔ آخر سے دیکھتے ہو کہ تمام سرحد و سرحدین کے افسران و اہل

دوسری ڈومنین میں کچھ اور بھی ہیں۔ مشرقی اور غریبی پنجاب اور مندرل پاکستان کے رزما سے کشمیر کے لئے بعد میں ایک اندازہ ہے۔ ہر دو جانب مقتولوں کی تعداد پانچ لاکھ ہوگی۔ مال و متاع کا نقصان چندار پ روپوں کا ہوگا۔ اغوا شدہ عورتوں کی تعداد ۷۵ ہزار کے قریب ہوگی اور جن لوگوں کو زبردستی تبدیلی مذہب پر مجبور کیا گیا ان کی تعداد اس سے کچھ زیادہ ہوگی۔

اقتصادی تباہی اور نقصانات عظیم کا اندازہ کرنے کے لئے میں لاہور کے پرانے شہر میں گیا۔ جس کے چاروں طرف فیصل ہے اور جو کچھ دن پہلے نہایت خوشحال خطہ تھا۔ اور وہاں کی آبادی بہت گھنی تھی۔ اس خطہ میں مسلمانوں اور ہندوؤں کی آبادی قریب قریب متوازی تھی۔ مسلمانوں کی اکثریت بقدر ایک فی صدی کے ہوگی۔ شہر کا کاروبار زیادہ تر ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ آج کم از کم دو تہائی لاہور محض کھنڈر ہے۔ جب میں لاہور کے اس تباہ شدہ علاقے سے گذرا تو میری آنکھوں کے سامنے منظر پورا اور مونگیر کا وہ منظر آگیا جو ۱۹۴۷ء کے زمانہ کے بعد ہوا تھا۔ لاہور میں ہندوؤں نے مسلمانوں اور مسلمانوں نے ہندوؤں کے مکانوں کو آگ لگائی اور گرایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج پنجاب کا صدیوں کا دارا اٹھانہ تباہ و برباد ہے۔

میں امرتسر کی گلیوں اور بازاروں میں بھی گھوما۔ امرتسر کی حالت لاہور سے بھی زیادہ خراب ہے۔ لاہور میں تو ان ہندوؤں کے علاوہ جو پنہا گزینیوں کے گریپ میں تھے۔ چند سو ہندو اپنے مکانوں میں بھی دکھائی دیتے تھے اگرچہ وہ زیادہ تر وہلی بھی مثل

قیدی کے تھے۔ وہاں کے لئے گلیوں میں نکلتا خطے سے خالی نہ تھا۔ کسی کسی ہندو کی دکان بھی کھلی دکھائی دیتی تھی۔ اور کچھ مغربی پنجاب کے حکام کھنڈر سے تھے۔ لیکن امرتسر میں تو کوئی مسلمان نام کو بھی نہ تھا۔ باستثناء مغربی پنجاب کے افسر کے جو وہاں تعینات تھا۔ اور اس کے چند ملازم جو قریب قریب اپنے مکان کے احاطہ میں مثل قیدی کے تھے۔ امرتسر میں سیالپٹی کے ایک بڑے افسر نے مجھے بتلایا کہ جنگی کی آمدنی قریب ساڑھے چار لاکھ کے ہوتی تھی اور اس سال کل آمدنی کا تخمینہ کمپس میں ہزار کا ہے۔ امرتسر کو قریب قریب تمام کاروباری ٹوگ ہی چھوڑ چکے ہیں اور جو ہیں وہ چھوڑ رہے ہیں اور بڑی اور بھٹی جا کر آباد ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ہرگز کو کچھ تو اس وجہ سے غیر محفوظ سمجھتے ہیں کہ وہ سرحد پر ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ بدتمتی سے ہندوؤں اور سکھوں میں بھی کشمکش بڑھ رہی ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ ایکنسل کے زمانے تک تو لاہور اور امرتسر کا پرانی خوشحالی ملک پہنچا مشکل ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ لاہور تو پھر بھی کاروباری اور تعلیمی مرکز بن جائے گا۔ لیکن اگر صورت حال بالکل نہ بدل جائے امرتسر تو ہمیشہ کے لئے ایک سرحدی سکھوں کی جماعتی بن کر رہ جائے گا۔ مغربی اور مشرقی پنجاب کے بہت سے دیگر مقامات اور موصحات کی کہ وہ بیش ہی حالت ہے جہاں دیکھ گاؤں کے گاؤں غیر آباد پڑے ہیں۔ مکانات جلے پڑے ہیں۔ موتیوں کے کچے جنگلوں میں مارے پھرتے ہیں اور کوئی دیکھنے والا نہیں۔ فصلیں تیار کھڑی ہیں اور کوئی کاٹنے والا نہیں۔ تمام کاروبار تمام

حکومت قریب قریب تباہ ہو چکی ہے۔ اس کی اگر تحریکات کا ایک شعبہ ایک قوم کے ماتہ میں تباہ و سراسیمہ دوسرے کے ہاتھ میں زندگی اس طرح پر عمل پیرا تھی کہ ایک کی تباہی کے بعد دوسرے کا تباہی سے بچنا مشکل تھا۔ لاہور کے بازار میں مسلمان ہندوؤں نے مجھ سے کہا کہ ان کے بچے بچو کے مر رہے ہیں اس لئے کہ ہندو بڑا اور ہند۔ خریدار و دلال تمام بچے جو لوگ ان کے پنہا گزینیوں کے قافلے اور عورتیں ایسی قطاروں میں قافلوں کی شکل میں سفر کرتے ہیں ان کے مصائب کا بیان کرنا ناممکن ہے۔ قتل آبادی اور اٹھانے کا روبرو بار کی جینہ ہی صورت ہے کہ بڑے بڑے درختوں کو اس زمین سے جہاں انہیں نے پرورش پائی ہے بڑے اکھاڑ کر سیکڑ مل کے خالص پورے جا کر دوبارہ لگایا جائے اور وہ بھی نہایت جلد سے قسم کے طریقے سے۔ یہ ہی نہیں کہ اس سفر میں بہت سے درخت مرجائیں گے بلکہ وہ بھی جوائی جائے مقصود پر پہنچ جائیں گے۔ ان میں سے بھی بہت سے نئی آب و ہوا میں زندہ نہ رہ سکیں گے۔ پھر یہی نہیں کہ بد درخت اکھاڑے جانے میں وہ ہی خراب ہوتے ہیں بلکہ جو درخت باقی رہ جاتے ہیں ان کی جڑیں بھی ہل جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہر دو جانب مکمل تباہی اور بربادی ہی نظر آئے گی۔ آج کل مشرقی اور مغربی پنجاب کی یہ کیفیت ہے۔ امرتسر اور لاہور کے درمیان ہزاروں می کے ڈیمبر سڑک کے ہر دو جانب دیکھتے ہیں آئے۔ دریافت۔ کہنے پر معلوم ہوا کہ معائنہ پنہا گزینیوں کی کی تقریب میں جو سفر میں تھا کہ گئے۔ خانہ کی کئی کئی ایک شخص کی قبر کے نہ تھے

لیکھ کر ایک خط میں ان کے لئے ایک دوسرے کی طرف
قہری ایک جہاد کا قافلہ جو مغرب کی جانب
سے دس گیارہ سوڑھیلوں میں آتا ہوا لاہور
پہنچا تو ہم لوگوں کو معلوم ہوا کہ ان موٹروں
میں جن میں ان گنت آدمی بھرے ہوئے
تھے۔ پانچ عورتوں کے پرستے میں بچے پیدا
ہوئے ان میں چارواؤں نے تولیے چوٹے
بچوں کو کسی طرح بچایا۔ لیکن پانچویں کے
خعلق پر بھی پتہ نہ چل سکا کہ وہ لایستے میں گر
گیا یا تحلیل ہی میں کچل گیا خوش قسمتی سے گنگا
دام ہسپتال لاہور میں ابھی تھوڑا بہت
مختصر سیانہ پر کام کر رہا ہے۔ یہ باتیں اور ان
کے بچے فوراً اسپتال ہی بھیجے گئے۔

جبکہ ہم لوگ امرتسر اور جالندھر کے
درمیان دریائے بیاس کے بائیں کنارے
موٹر سے سفر کر رہے تھے تو ہم کو راستے میں
ایک بڑا قطعہ آراضی کا ایسا سلاخ جس پر بہترے
ٹرک اور دیگر قسم کا سامان بہ کثرت بکھرا ہوا
پڑا تھا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ قیس
چالیس ہزار آدمیوں کا ایک قافلہ مشرق کی جانب
سے آ رہا تھا اور اس نے اس جگہ پر قیام کیا۔
ان بد نصیبوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس رقبہ
میں بیاس اور ٹیک جیٹی ندی کا پانی آجاتا
ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ طوفان کے پانی نے ہر فرد
بشر کو ختم کر دیا۔

اشغال آبادی کا فیصلہ ایک ٹکڑا ہے

اشغال آبادی کی کارروائی انسانیت کے
ساتھ ایک گنہ عظیم ہے۔ شاید اس سے
تاریک تر گنہ انسانیت کی تاریخ میں نہ ہو گا۔
یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کا فائدہ کون کون
کچھ کون کون لے گا۔ لیکن یہ کہہ سکتے ہیں

ایک درجن چوٹی کے سیاسی لیڈروں میں سب
پارٹیوں کے لیڈر شامل ہوئے تھے۔ ان میں
نیز برطانوی قوم کے سیاسی لیڈروں پر اس جرم
کا مقدمہ انہیں پناہ گزینوں کے سید ہے
اور غیر جانبدار نمائندوں کی عدالت میں چلایا
جانا چاہئے جن پر ان مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹا ہے۔

فسادات کی ابتدا

کیسے شروع ہوا۔ ہر غیر جانب دار شخص تسلیم
کرے گا کہ موجودہ مصائب کی ابتدا مسلم لیگ
کے ڈاکٹر اکبر الہی کے دن یعنی ۶ اگست
۱۹۴۷ء سے شروع ہوئی۔ معاملات میں
انہیں ڈالنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ واقعات
کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ہر شخص کو اپنے
گناہ کا اقبال کرنا چاہئے۔ عام خیال یہ ہے
کہ کلکتے میں جاتی نقصان مسلمانوں کا زیادہ
ہوا اور فطر ناما لی نقصان ہندوؤں کا زیادہ
ہوا۔ مسلمانوں کو محسوس ہوا کہ کھانا کھا گئے
اور شروع اکثر برہمنوں کا کھالی کے واقعات
شروع ہو گئے۔ تو انکسالی کے واقعات
کی سند پر سب نے بہت مبالغہ
کے ساتھ اسباب جست کیا۔

ان واقعات کا نظریہ ہندوؤں پر بہت اثر
ہوا۔ نتیجہ میں بہار کے واقعات اور گڈوہا مکتیسر
کے واقعات نمودار ہوئے۔

خضریات کی وزارت اور اس کی

لیکن ان سب چیزوں کا اثر پنجاب پر زیادہ نہ پڑا
یہ نیست گزشتہ اس کے تقدیر خوار
کچھ ہی گزشتہ اس نے لاہور میں سید کے
اور مسلم لیگ نیشنل گزشتہ اس نے لاہور میں
خانہ کو کچھ ہی گزشتہ اس نے لاہور میں

صوبہ کو فرقہ وارانہ فسادات سے بچانے کا
شریعہ پانچ مسئلہ میں خضریات کو وزارت
سے مستعفی ہونا پڑا۔ برطانوی سلطنت کے
لوگوں کو اپنے مقاصد کے حصول میں پنجاب
کی پارٹی پالیٹکس سے بہت مدد ملی۔ خضر
حیات کے استغنی سے اگلے ہی دن ماسٹر
تارا سنگھ نے وہ مشہور تقریر لاہور میں کی جس
میں انہوں نے عہد کیا کہ مسلم لیگ کو وزارت
نہ بنائے دیں گے۔ اسی دن لاہور میں ہندو
طالب علموں نے ایک بڑا جلوس نکالا جس میں
لیگ کے اور پاکستان کے خلاف نعرے بلند
کئے گئے۔ ۴ راج کی شام کو لاہور میں کچھ فساد
ہوا اور چند مسلمان مقتول ہوئے یہ جھگڑا تین
چار دن تک چلتا رہا۔ اس کے بعد ایسا ہی
فساد امرتسر میں ہوا۔ اس کے بعد لاہور میں
میاں ذوالی۔ ملتان وغیرہ غازی خاں اور سرحد
کے دوسرے اضلاع میں سخت فسادات
ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ صوبہ سرحد کے کچھ مسلم
رضا کار بہار گئے تھے اور وہاں سے کچھ مسلم
مقتولین کی ہڈیاں لائے تھے جن کے جلوس
انہوں نے صوبہ سرحد کے قصبوں اور ریاضات
میں نکالے اگرچہ لاہور میں اور صوبہ سرحد کے
اضلاع میں سخت فسادات ہوئے۔ تاہم یہ
ماننا پڑے گا کہ لاہور میں نسبتاً سکون رہا۔
وہاں پر نہ ہلاک اور نہ راہ لپٹدی کا کچھ زیادہ
اثر پڑا۔ نصف مئی کے قریب تقسیم پنجاب کے
مباحث نے انتہائی زور پکڑا۔ اور امرتسر اور
لاہور کے حالات دیگر گزشتہ ہو گئے۔ وجہ یہ
تھی کہ ان دونوں شہروں میں ہر فرقہ ان
شہروں کے حصول کا مدد خواہشمند تھا
اس بات کی حقیقت اس قدر غریب کا جو زیادہ
سنگین ہے۔ بلکہ یہ ہے کہ یہاں جاتا ہے کہ

اور جو ایک فرقہ کے لوگ بہت زیادہ
پریشان ہوئے تو انہوں نے لاہور میں اپنے
ہم مذہبوں کے پاس چڑیاں اور مہندی
آجی اس کے معنی اصف تھے۔ فسادات بچتے
گئے۔ تیسری جن کے اعلان نے اہل عربین
کا اضافہ کر دیا۔ سور میں فسادات ۱۲ جون
کو درجہ انتہائی پر پہنچ گئے جبکہ شاہ عالمی
دروازے کے اندر کی محل نما تعمیرات سپرد
آتش ہو گئیں اور مقامی حکام حکم کھلا کر
دارائے فسادات میں حصہ لینے لگے۔ لاہور
اور امرتسر میں فسادات قریب قریب بیک
وقت ہوئے۔ ۱۲ جون کو شاہ عالمی دروازہ
کی آگ کے بعد سے ہندو لاہور سے بھاگنے
شروع ہو گئے۔ لیکن عام منتقلی ۱۵ اگست
کے بعد سے شروع ہوا۔ ۱۵ اگست کے باؤڈری
لکیشن کے فیصلے کے بعد سے لاہور تیزی کے
ساتھ مسلمانوں کا اور امرتسر سکھوں اور
ہندوؤں کا شہر بننا شروع ہوئے۔ ہر دو شہروں
میں اقلیت ہر درجہ خوفزدہ ہو گئی۔

جرائم کی نوعیت آدینے والے
مظالم کی داستانیں جن کے مرتکب ہر فرقہ
کے افراد دوسرے فرقے کے افراد پر ہوئے
ہزار ہا سننے میں آتی ہیں۔ ان کے دہرائے
سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ پہر چلی لائن سب کا
ایک نتیجہ بالکل صریح ہے۔ کوئی جرم ایسا نہ
ہو گا جس کا مسلمان مرتکب نہ ہو اور کوئی
جہاں ایسا نہ ہو گا جس کا مرتکب ہندو نہ ہو
ہو گا کوئی جرم ایسا نہ ہو گا جس کا مسلمان مرتکب
نہ ہو۔ جب تک کہ کوئی جرم نہ ہو گا جس کا
کسی ایک فرقہ کے لوگ مرتکب نہ ہو سکیں
تو یہی بات ہے کہ کوئی جرم نہ ہو گا جس کا

لاہور دوسرے فرقے کے افراد سے اپنے
علاقے میں یہ طریقہ اپنا شروع کیا اور یہ
چکر نہایت زور سے چلنا شروع ہوا کہ یہ
ظاہر ہوئے لگا کر حضرت انسانی کس حد تک
گوسکتی ہے اور یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ
اصل حضرت انسانی پر ظاہری مذہب کے
لیبل (Labels) سے کوئی فرق نہیں پڑتا
تصویر کا دوسرا رخ لیکن اس
دوسرا رخ بھی ہے جب ہم لاہور کی گلیوں
میں سے گزر رہے تھے قریب قریب ہر گلی
میں بسیلوں آدمی ہمارے ارد گرد جمع ہو
جاتے تھے۔ بظاہر وہ سب مسلمان ہوتے
تھے۔ ان میں مرد و عورتیں۔ بچے۔ بوڑھے
ہر طبقے کے لوگ شامل ہوتے تھے۔ وہ ہم
سے دل کھول کر لاہور میں جو کچھ ہوا۔ اس
کے متعلق بات چیت کرتے تھے۔ کچھ دن
پچھلے ہم سے لاہور کوئی دوری کے ایک نیک
نہاد پروفیسر نے کہا تھا کہ شہر کے قریب چالیس
فی صدی اشخاص واقعات گزشتہ پرتما سمن
ہیں اور وہ ایک دفعہ پھر اپنے ہندو بھائیوں
کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ ہم نے جو شہر میں
چکر لگایا تو ہمیں اندازہ ہوا کہ اس قسم کے
خیال کے لوگوں کی نسبت بہت زیادہ غمی
یہی حالت ہم کو شرقی اور غریبی پنجاب کے
دوسرے حصوں میں بھی معلوم ہوئی۔ اس
میں ذرا کچھ شبہ نہیں ہے کہ کچھ دنوں میں
مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد اور ہندوستان
میں ہندوؤں کی ایک بڑی تعداد
اس فرقے والا نہ ہو گئے کہ اپنے بھائیوں
سے اور دوسرے فرقے کے اپنے بھائیوں
اور بیٹوں کے ساتھ امن کی باتیں کریں

چاہتی ہے۔ چھوٹا سا ہندوستان کے
جن لوگوں نے اس مسئلہ و فسادات اور
آتشزدگی میں حصہ لیا ہے۔ کسی طرح
کے ایک فی صدی سے زیادہ نہ ہوں گے۔
یعنی ایک لاکھ میں ایک ہزار سے زیادہ نہ ہوں گے
لیکن یہ تعداد تمام لوگوں کے امن کو ختم کرنے
اور پوری آبادی کو لاشوں اور کھنڈروں
میں تبدیل کرنے کے لئے بالکل کافی ہے۔ یہی
حالات مواصلات کی تہی لاہور شہر میں غیر
زنی کے واقعات کرنے والوں کی تعداد میرے
اندازے میں زیادہ سے زیادہ سو اور دوسو
کے درمیان ہو گی۔ یہی بات امرتسر کے بارے
میں بھی کہی جا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ
میں فی صدی آبادی کے وہ لوگ بھی تھے جو
دوسرے فرقے کے اپنے فرقے کے افراد
پر مظالم کی داستانیں سننے سننے اپنے فرقے
کے جموں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ لیکن
جیسا کہ ایسے مواقع پر عام طور پر ہوتا ہے
زیادہ تعداد ان لوگوں کی بھی جو نہ منظم تھے
اور نہ ان چیزوں میں حصہ لیتے تھے۔ اور
بچے بھڑکاتے تھے۔

بہادری کے کارنامے ایک دوسری
ہے کہ جیسا کہ چند ہزار اشخاص ان بحرمانہ
افعال میں مصروف تھے تو اس وقت
بھی شرقی اور غریبی پنجاب میں قریب قریب
ہر مقام پر اشخاص ساتھ ساتھ
بھلائی اور بہادری کے کام میں لگی تھے
ہوئے تھے۔
ایسے واقعات کہ مسلمانوں نے ہندو
اور سکھ بھائیوں اور بیٹوں کی جان بچائی
اور آہود کو بچا کر لایا اور اس کی دستبرد سے

بجای تہہ سیکڑوں نہیں بلکہ غروں کی
 تعداد میں شمار کرتے جاسکتے ہیں۔ یہ تھکے
 بہتے خداوند لوگوں کی زبان سے سننے جو
 فوراً اس طرح پڑنے لگے تھے۔ شہا جی کی میں
 بہت سے پناہ گزین تھے اس پر اس کو کھرا
 سے ہمارے گرد جمع ہو گئے۔ انہیں سننے
 اصول کیا کہ ان کے سوا خداوند میں جو کچھ ہوا
 اس کو ضبط تحریر میں لایا جائے۔ میں نے
 اس کی تعمیل کی۔ غلامہ ہر ایک کے بیان
 کا میں تھا۔ کہ کچھ آدمی قتل کئے گئے۔ کچھ
 ملکات جلائے گئے۔ سامان لوٹا گیا۔ کچھ
 عورتیں بھگائی گئیں اور باقی ماندہ اقلیت
 کے افراد گھاؤں سے بھاگ گئے۔ لیکن قریب
 قریب ہر گھاؤں کے لوگوں سے یہی سننے میں
 آیا کہ وہاں سے کسی نہ کسی نیک دل مسلمان
 نے اپنے سر ہر وہاں کے ہمسایہ کی جان بچال
 عزت اور آبرو کو خود مسلمان حوام کا مقابلہ
 کر کے ان کی دست برد سے بچلایا۔ یہ قصہ ہر ایک
 سوالات کا جواب دینے والا تھا۔ یہ لوگوں نے
 خود بخوبی بیان کیے ماسی ختم کے نیک کاموں
 کی داستانیں مسلم پناہ گزینوں نے ہندوؤں
 اور سکھوں کے ہاتھ میں شری پنجاب میں
 ہم سے بیان کیں۔

اعوانہ عورتوں کی اس بھلا
 ایک نہایت خوبصورت دل و دھڑا لڑکی تھی
 رائے ہندو بھگائی ہوئی عورتوں کو شہر
 اندر اور انصاف میں مسلمانوں کے گھر
 سے نکالنے کا حکم تھا۔ انہوں نے
 ہمیں بتایا کہ وہاں سے خود بھی ایک لڑکی بھگائی
 ہوئی تھی۔ وہاں کا پڑاؤ ہندوستان میں ہوا
 جو وہاں کے ہندوؤں کے ہاتھ سے تھا۔

ایک دو ہفتے بعد میں نکالی گئی تھی
 گھر میں مقیم رہیں۔ یہ اطلاع محض ہمسائی
 بہرہ ریزی کی بنا پر لوگ ان کو کچھ سننے بعض
 دفعہ تو اطلاع دیتے دیتے کچھ مسلمانوں نے
 کر کے اطلاع دیتے تھے۔ انہوں نے اس پر ہندی
 تھی کہ وہ بالیقین عورتوں کے مصائب
 خود اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ان سے متاثر
 ہوتے تھے اور ان کا چہرہ چھوٹنے لگا ان کو
 فکر نہ تھا۔ یہی نہیں بلکہ عورت ایسے مقامات
 سے زیادہ تر کسی مسلم مرد یا عورت ہی کی امداد
 سے نکالی جاتی تھی۔ بھگائی ہوئی عورتوں کو
 گھروں سے نکالنے میں ہم کو ایسی عورتیں بھی
 ملیں جو اس سے مسلم گھرانے کو جوڑنے کو
 تیار نہ تھیں۔ اس قسم کی دو عورتیں لاہور پنا
 گزینوں کے گھروں میں لائی گئیں۔ لیکن انہوں
 نے واپس ہونے پر انکار کیا۔ جب ان سے
 دریافت کیا گیا کہ وہ ایسا کیوں کر کرنا چاہتی
 ہیں تو انہوں نے بتلایا کہ ان کو اندیشہ ہے
 کہ ان کے سابق حریز قریب ان کو واپس نہ
 لیں گے اور اگر وہ واپس ہیں تو پریشان ہو
 جائیں گے۔ ان کو قتل کر دینے کے عزم تھا
 لہذا میں انہیں اپنے ہمارے بہت سے ہندو
 دوستوں کی آنکھیں کھول دیں۔

ڈاکٹر گورنمنٹ سنگھ اپنی حالت سے فوقہ دلا
 طبابت سے بالاتر ہیں۔ جب اس کو ایک مضر
 سے ایک بڑی نہر سے اغوا کر کے مسلم عورتوں
 لکھی۔ جن کو ہندو اور سکھ امیر اور منافق
 جی بھگائے گئے تھے۔ تو وہ خود ادا ہو جانے
 چاہا۔ عورتوں کو لکھتے تھے ان کے حریزوں
 کو واپس نہ لے کر دے دیں گے۔
 یہاں تک کہ ان کو اس مقام کا بہت فکر
 تھا۔ ان کے ہاتھوں میں ہندوستان میں اس

وقت میں ان کی زبان سے نکلتے تھے۔ وہ کہنے
 لگا کہ ہندو عورتوں کو مسلمانوں کی بھلائی
 کے واقعات سن کر مجھے سخت تکلیف ہوتی
 ہے۔ لیکن مسلم عورتوں کے ہندوؤں اور سکھوں
 کے بھگائے گئے واقعات سن کر مجھے سخت
 تکلیف کے علاوہ مدد و رحم کی ضرورت محسوس
 ہوتی ہے۔ اچھے اچھے بہت سے بعض اور
 بہادر مردوں اور بعض عورتوں کے ہاتھ
 کا انتہائی سواجہی بی بی نہایت عمدہ کام
 کر رہے ہیں۔

برطانیہ کفسادات میں حصہ لے گا اس کا
 اور سپلو میں قابل تو ہے۔ ان فسادات میں
 برطانیہ کا حصہ بھی کچھ کم نہیں ہے۔ برطانوی
 ہے کہ کسی غیر جانب دار عدالت کے سامنے
 یہ ثابت کر لے میں کوئی وقت نہ ہوگا کہ اس
 اور گولی بارود کا زیادہ تر ذخیرہ جو دہلی میں
 مسلمانوں نے استعمال کیا جو شری پنجاب
 میں اور دہلی استوں میں ہندوؤں اور سکھوں
 نے استعمال کیا یا جو شری پنجاب اور سرحد
 مسلمانوں نے استعمال کیا یا جو ذخیرہ ان
 اغراض میں استعمال کیا جائے والا تھا۔ وہ
 ذمہ دار برطانوی حضرات کی معرفت آیا۔
 لائن ہند کے مسل ڈپٹی کمشنر نے وہاں کے
 ہندو حریزوں کو دیکھ کر پل بولڈ سے کہا کہ اگر
 اس ضلع سے کوئی فوج ہٹا دیا جائے تو
 تو ہر ایک ہندو یا سکھ بھی نہ بچے گا۔ انہوں
 کے ہاتھوں میں ہندو اور سکھ ان کی قریب
 کی سیدائے تھی کہ وہاں کے حاجی کے خدشات
 کے مسٹر سی رائل کو کس نے ڈپٹی کمشنر اور
 ہندو حریزوں کے ہاتھوں میں اس کا کام
 نہ تھا۔ ان کے ہاتھوں میں ہندوستان میں اس

جب ہندوؤں نے پہلی بار پاکستان کی آزادی کے
انکاد کو مستحکم پایا تو ایک بڑا بڑا
فوجی افسر نے آگ کو دہا دہا سلگاتے کی طرح
سے طویل سفر کا ریس کیا اور راستے میں گولیاں
پر گولیاں چلائیں اور ان کو ہلاک کیا۔ ایک
دوسرے ضلع میں جب ایک فرقے کے لوگ
پاس کی چھاؤنی میں فوجی امداد حاصل کرنے کے
لئے گماندہ کے پاس گئے تو اس برطانوی کمانڈر
نے ان لوگوں سے کہا کہ ان کو برطانوی گورنمنٹ
سے درخواست کرنا چاہئے کہ وہ ملک کے انتظامات
کا بھرپور خارج لے لے اور اس درخواست پر زیادہ
سے زیادہ تعداد میں ہندوستانوں کے دستخط
کرائے جائیں چنانچہ اس فرقے کے لئے ایک
فہرست کھول دی گئی۔ لیکن بعد میں اس خیال
کو ترک کر دیا گیا۔ خود لاہور میں جلالی شہزادہ
کے آخروں ایک برطانوی فوجی افسر نے ایک
مسلم پولیس افسر کے کہا کہ کیا تمہارا خیال ہے
کہ ہم ہندوستان سے جا رہے ہیں؟ نہیں ہم
ٹالیاں میں چھپ جائیں گے۔ اور جب یہاں کے
حالات خراب ہو جائیں گے تو وہاں ہمارے
اس قسم کی مثالیں بکثرت دی جاسکتی ہیں اور
اس سے بھی خراب قسم کی مثالیں موجود ہیں۔
باقی برطانوی افسران نے اپنے مواقع اور
سامان کو فسادات کی آگ لگاتے اور اس کو
جگہ جگہ بھرنے میں ہی نہیں بلکہ اس کو مسلسل
چلتا دھکتے میں استعمال کیا۔ ہم کو شرم کے
ساتھ اس امر کا اقبال کو ناگزیر تھا کہ ہم تو
ہیں ہی لیکن یقیناً ہندو مسلمان اور سکھ کے
اتحاد نہیں ہے جتنا کہ وہ اپنے فوجی مخالف
کو کھلائی دیتا ہے۔

میو اور جٹوں کی لڑائی اور کھٹیاں

ضلع کرناٹک میں اس اور جٹوں کی لڑائی
ایک انکا واقعہ ہے جو لوگ ہندو اور جٹ
سے مسلمان بچے ہیں۔ ان کے زعم و دل
ہندو اور جٹوں سے بہت ہٹے چلتے ہیں۔
سکھانسل سے مسلم میرا دہندو جٹ بطور
اپنے پڑوسیوں کے رہتے آئے ہیں جو وہ
فسادات کے دوران میں ہندو فرقہ دارانہ
ذہنیت رکھنے والے جٹوں کے پاس اور اسی
قسم کے میوؤں کے پاس بچے۔ ان دونوں
کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہونا شروع ہوئی۔
بالآخر لڑائی شروع ہوئی میوؤں کے مراضعات
اگرچہ بکجا واقع ہیں۔ لیکن قریب قریب میوؤں
کے ہر گاؤں میں اگرچہ میو کھلی اکثریت میں ہوتے
ہیں لیکن بالعموم کچھ ہندوؤں کے مکانات بھی
موجود ہوتے۔ اسی طرح برجائوں کے ہر ایک
موضع میں مسلمانوں کی اقلیت ہوتی ہے جو
نسل سے جا ہی جوتے میں میوؤں اور
جٹوں کی لڑائی کی دن تک پٹی رہی میوؤں
کے مراضعات کے ہندو مسلم میو کی شکست میں
ہندو جٹوں کے ساتھ اور مسلم جٹ ہندو جٹوں
کی شرکت میں میو سے لڑتے رہے۔ بیشتر اپنے
گاؤں کو خدا اور باغریقین کی تعداد پر جوتا
دسوں ہزار تھی۔ یہ لوگ دن بھر لڑتے تھے
اور پھر شام کو وہ سب چوہال میں جمع ہو جاتے
تھے۔ یہی میو اسی جٹ سب اکٹھا جمع ہو جاتے
تھے۔ اسی ایک دھڑے کو الزام دیتے تھے کہ
باہر کے آدمیوں کے ہاتھ میں گیل کر دہ اپنے
پیشوں کے امن و امان کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہ
تصہ بہت دور تک پہنچا۔ لیکن اس تمام
لڑائی کے دوران میں کسی نے کسی کو
پیشوں کے امن و امان کو تباہ کر رہے ہیں۔ یہ
تصہ بہت دور تک پہنچا۔ لیکن اس تمام
لڑائی کے دوران میں کسی نے کسی کو

کو محض یہ کہ ان کے پاس کی لڑائی
ہوتے۔ اس کی وجہ سے ہندو جٹوں کی لڑائی
محض ہندو جٹوں اور فرقہ داروں کی وجہ سے
ہندو جٹوں کے ہندو جٹوں کی لڑائی
نہیں تھے۔ ہندو فرقے نے باہر کے لوگوں
پر جنہوں نے ان کو ایک دوسرے سے لڑایا
تھا۔ رعیت بھی اس بات کا ارادہ کر لیا
کہ آئندہ لڑائیں گے ہر فرقے کے قدامت
وامان سے رہتے رہیں گے۔ جب پہلی لڑائی
کو میں گڑ گاؤں کے ان مراضعات میں گیا
تو میرا دہ جٹوں کو پہلے جٹوں کی طرح ہندو
بھا پایا۔ فرقہ صرف اس قدر ہے کہ اب وہ
کسی باہر کے فرقہ دارانہ فساد پر لانے والے
کو جواہر ایک فرقے کا میرا دہ سے کا اپنے
مراضعات میں نہیں آنے دیتے۔

علاج تو اب ملان کیا ہے۔ اس وقت
ایہ سمجھ لینا چاہیے کہ استقلال کو
کا تصفیہ نہایت زبردست غلطی تھی۔ خوش
قسمتی سے پاکستان گورنمنٹ اور ہندو مت
کی گورنمنٹ دونوں اس امر کو محسوس کرنے
لگی ہیں۔ نواب زادہ علیاقت علی ذریعہ
پاکستان اور ایم خٹک علی خاں ذریعہ
گورنمنٹ دونوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ
ان کی گورنمنٹ کی جانب سے شدہ پالیسی
ہے کہ وہ ان تمام ہندوؤں کی جو پاکستان
میں اپنے گھروں میں رہنے کے لئے تیار
ہوں گے۔ ان کو ان کے گھروں میں
رکھیں گے اور اس بات کی ضمانت کریں
کہ ان کی ہندی حفاظت کی جائے گی اور
ان کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ
برتاؤ کرنا ہوگا۔ اس سے پہلے
ہندوؤں کی حفاظت اور ان کے

<p>جس نظامی کی رائے</p> <p>یہہ بیان ایک سال کا پرانا بیان ہے اور آج اس کو اس لئے شائع کیا گیا ہے کہ پنڈت سند لال جی ابھی یہاں حیدر آباد میں آئے تھے اور ہر ہندو مسلمان نے ان کی نیک نیتی اور سچائی اور جرأت و بہادری کے بیانات سنے تھے۔</p>	<p>ہندو میں بھی کسی مذہب کے خلاف نہیں ہے اور ہر مذہب کی قوموں کی حفاظت مساوات کے ساتھ کرنا چاہتی ہے اور پاکستان کی طرح وہ بھی ہندوستان کے مسلمانوں کی ویسی ہی مددگار ہے جیسی غیر مسلم قوموں کی ہے۔ پنڈت سند لال کا بیان ختم ہوا۔</p>	<p>تیار ہیں جو پاکستان سے چلے گئے ہیں اور پھر پاکستان میں آنا چاہتے ہیں یہہ وعدہ جو لیاقت علی خاں نے کیا تھا اور جس پر عمل کا ثبوت بھی مل چکا ہے۔ ایسا ہے کہ ہندوستان کے ہندو اور سکھ بھی اپنے پڑوسی مسلمانوں کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کریں</p>
--	--	---

اس بیان سے سبق

پنڈت سند لال جی کے اس پرانے بیان سے حیدر آباد کے ہندو مسلمانوں کو یہ سبق لینا چاہیے کہ ہندوستان اور پاکستان اور حیدر آباد کے ہندو مسلمان اگر یوں ہی آپس میں لڑتے رہیں گے تو یہہ آزادی ختم ہو جائیگی اور پھر باہر کی کوئی قوم یہاں آجائے گی اور ہندوستان کو غلام بنالے گی۔

راشٹریہ سیواسنگھ

آج کل ہندوستان میں راشٹریہ سیواسنگھ کا گھر گھر چرچا ہے اور ان کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ اس لئے میں ان لوگوں سے درخواست کرتا ہوں جو اپنے دلوں میں راشٹریہ سیواسنگھ سے ہمدردی رکھتے ہیں کہ وہ راشٹریہ سیواسنگھ کے مقصد پر ٹھنڈے دل سے گھر میں بیٹھ کر غور کریں کہ اگر انھوں نے نہرو حکومت توڑ دی اور اپنی حکومت بنالی تو کیا وہ پاکستان کے مسلمانوں کی یلغار کو روک سکیں گے؟ اور کیا باہر کی کسی قوم کے ناگہانی حملے سے ہندوستان اور ہندو قوم کو بچا سکیں گے؟ یقیناً ان میں کوئی آدمی جو اہلال اور سند لال اور سر وائیہ نیل کی سی عقل اور تجربے کا نہیں ہے۔ اس لئے خود ان کا فائدہ نہرو حکومت کی سلامتی میں ہے۔ یا نہرو حکومت کی مخالفت میں ہے؟

حیدرآباد ڈائری میں اپنا حال شائع کرانے

دکن پبلک کمپنی حیدرآباد نے ایک بڑی کتاب حیدرآباد ڈائری تیار کی ہے۔ جس میں ملک دکن کی وہ معلومات درج کی گئیں ہیں جن کا علم باہر کے لوگوں کو نہیں ہے اور جن کی اشاعت سے حیدرآباد اور ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں میں اتحاد پیدا ہو جائے گا۔

اس کتاب میں حیدرآبادی ملک کے سب عام و خاص رہنے والے

خرچ کے چار آنے سطر۔

دے کر اپنا ذاتی تذکرہ شائع کرا سکتے ہیں۔ تجارت پیشہ لوگوں کے یہ بڑا اچھا موقع ہے کہ وہ اپنا اور اپنے کاروبار کا ذکر اس کتاب میں شائع کرائیں۔ اس سے حیدرآباد کی اور خود ان کی تجارت میں بہت ترقی ہوگی پانچ روپے چار آنے اس کتاب کے ایک صفحے کی تیاری میں خرچ ہوں گے اور یہی پانچ روپے چار آنے کے دکن پبلک کمپنی ہر ایک کا بھیجا ہوا تذکرہ کتاب حیدرآباد ڈائری میں شائع کر دے گی۔

خرچ پیشگی نہیں لیا جائے گا بلکہ کتاب کی اشاعت کے بعد لیا جائے گا۔ البتہ ایک چوتھائی خرچ درخواست کے ساتھ دینا ضروری ہوگا۔

پتہ دکن پبلک کمپنی گلی چراغ علی حیدرآباد

